00051221

BOMBAY BRANCH
OF THE
ROYAL ASIATIC SOCIETY.
TOWN HALL, BOMBAY.

Digitized with financial assistance from
NSDL
Technology, Trust & Reach
on 07 January, 2017

00051221

بعون خلاق کون و مکان و فضل خالق زمین و زمان جل شانہ

مرآۃ الطالبین

ترجمہ

درۃ الناصحین

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں بطبع مطبوع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر ہی ایسے پاک پروردگار کا جسنے مجھسے ذرۂ بیمقدار کو یہ عزت عطا فرمائی کہ باوجود ہیمدانی کے مورد عنایات صاحب فضل وکرم سرچشمۂ لطف ونعم جناب فیضمآب خداوند نعمت ابر نیسان مکرمت خورشید اشتہار فلک اقتدار حاتم سخاوت رستم شجاعت ملجاء ہنرمندان روزگار مرجع دانشمندان ہر دیار خدیو دل آگاہ نزدیک و دور جناب منشی نولکشور صاحب کی ثریا جاہ مالک مطبع اودہ اخبار نور اللہ شموس اقبالہ کا ہوا تفصیل اسکی یون ہی کہ سنہ ۱۸۷۱ عیسوی کو یہ عاصی گوکل پرشاد ولد گوردیال قوم سہری باستب لہرہ بتلاش معاش دلخستہ شہر فیض بہر لکھنؤ مین وارد ہوا اول جناب بعلی خطاب قدردان نوع بشر مروج علم وہنر پنڈت شیو نراین صاحب ڈپٹی انسپکٹر سررشتہ تعلیم مدارس ضلع لکھنؤ کے دامن دولت مین الجھا چندے آسایش کی صورت ہوئی ناگاہ گردون دون نے رشک کھایا تفرقہ ڈالا جناب ممدوح بتقریب سیر وطن کشمیر کو نہضت فرما ہوئے راقم بھی طالع برگشتہ کی ناسازگاری سے وطن لوٹ جانے کو طیار ہوا کہ جناب منشی صاحب مقدوم الذکر نے مسافر پروری فرمائی سیر المتاخرین کے ترجمے کا ارشاد صادر ہوا قید تردد آزاد کیا ترجمے کا نام لینا چھوٹا مونہہ بڑی بات ہی حق تو یون ہی کہ مسافر نوازی منظور ہوئی ورنہ اپنی لیاقت جسقدر ہی ظاہر بہر حال الامر فوق الادب کہکر قلم اوٹھایا سرسری جو معلوم ہوا نامۂ اعمال کے مانند کاغذ سیاہ کیا یارب اپنے فضل وکرم سے اس تحفۂ محقر کو منظور خداوند نعمت فرما تاکہ مترجم کو سرخروئی ملے قطعۂ تاریخ آغاز ترجمے مین یہ دلکو ہوا خیال تاریخ ایسی

کہ جسے اختصاص ہو؛ فوراً مسیح بولے کہ لکھہ بیدھڑک رسالہ منشی نولکشور کے مطبوع خاص ہو

تعریف کشور ہندوستان

یہ ولایت نہایت فراخ اور وسیع ہی جدھر نظر کیجیے آبادی بدیع ہی شہر — قصبہ — موضع — قلعہ — مسجد — عبادتگاہ — مندر — خانقاہ — عمدہ عمدہ اپنی اپنی محل اور موقع پر معمور ہین باغہای گلگشا اور سبزہ زار طراوت افزا کا ہر جانب جلوہ ہی درخت پھول پھل سے لدے ڈالین کثرت برگ و بار سے سر ڈالے پتی پتی سرسبزی سے نہال ہی شاہراہون مین نہرین ندیان جاری آبشارون کی آبداری جسمین کشتیان آتی جاتی ہین راستے مین مسافرون کے آرامگاہ سرائین تعمیر خورد و نوش کے سامان ہر جگہ موجود غم و تردد دل سے مفقود ہی یہ ملک پورب دکھن نہٹہ کی طرف سے دریای شور مین ملتا اور اوتر کو ایک بڑے پہاڑ سے ملحق ہی جسکا آغاز و انجام ظاہر نہین یہان تین فصلین گرمی سردی برسات ہوتی ہین آغاز برسکال ابتدای جوزا میزان سے ہوتا ہی یہ فصل نہایت عمدہ اسکی کثرت حاصلات زمین کے افزایش کرتی ہی اگرچہ اکثر مقامات میر چاہی کھیتی ہوتی اور اکثر بد ہوائی سے بھی کارروائی ہو جاتی ہی مگر بارش کی خواہش زیادہ مدار کشتکاری کا برسات پر ہی اکثر عمدہ زمین پر ہر سال مین دو تین مرتبہ تخم ریزی ہوتی ہی دھاتی اشیا مین — الماس — طلا — نقرہ — جست — لوہا — نمک وغیرہ ہوتا ہی اور انکا حاصلات حاکم وقت کے خزانے مین جاتا ہی مگر زمین کے حاصلات بیشمار زیادہ ہی ہزارہا قسم کی جنس ہوتی ہی جسکا بیان کرنا فضول پچھم کے بہ نسبت بنگالہ اور اوڈیسہ کا غلہ زیادہ لذیذ بخصوص چاولون مین سکھداس

سوی مخصوص ہندوستانی بلکہ بنگالہ کے کٹھل — انناس — کیلہ — شریفہ — کولا ہی کولا لیمو کی قسم بنگالہ کے شمالی پہاڑون مین نہایت پر حلاوت خودرو ہوتا ہی مخصوص جہانگیر ڈھاکہ کے برابر دوسری جگہ لذیذ نہین ہوتا علی ہذا القیاس انناس کا بھی یہی حال ہی

شاہجہان آبادی اور لاہوری کنار خوش مزہ کی برابر شاید دوسری ولایت مین نہو آنب تو اس ملک کے مخصوص میوجات مین مشہور اور مرغوب عام ہی دکھن مین بنگالہ سے عظیم آباد تک نہایت تحفہ اور شاہجہان آباد مین مخصوص قصبۂ کیرانہ اور جہانجہان کا آنب مشہور و معروف ہی تخم اسکا دکن سے لاتے ہین — نیشکر یعنی اوکھہ اسم بامسمی مولد قند و نبات ہی بلکہ ہمشیرۂ آبحیات ہی دوسری ولایتون مین تحفہ جاتی ہی —

ہند کی نباتات بیشمار ہی — یہان کی زبان مین اسے ساگ کہتے ہین مصالح اور روغن سے بھونکر کھاتے ہین اسکی خورش بھی اپنی کیفیت سے خالی نہین عمدہ نباتات مین برگ پان ہی جو سینہ کھجلی کا دبا دیتا سرخروی دارین بناتا ہی ہندوستانی پھولون مین چنپا چنبیلی مولسری ہارسنگار جوہی سورج مکھی کیول ہین کیوڑہ اور کیتکی نہایت خوشبودار جسکے ایک پھول سے سارے محلے مین لخلخۂ روح افزا ساری ہو گیا عجب کہ دوسرے

حصے مین اسکی خوشبو تک نہو — اس ملک کے جانورون مین فیل عجیب کوہ پیکر بے مثال ہے تیس برس کے بعد جوان ایکسو بیس برس کی عمر طبعی پاتا ہی اسکی مادہ اٹھارہ مہینے کے بعد جنتی ہے یہ جانور جنگل کے سوا شہر و بستی مین جفتی نہین کھاتا مگر شاذ و نادر — اگر ایسا ہو تو منحوس جانتے ہین — اگر جنگل ہی سے حاملہ آئے تو البتہ بستی مین وضع حمل کرتی ہے — گرگدن بھی عجب قوی تن جانور ہی آسکے چاون پیر ہاتھی کیطرح اور گردن شیر کی سی اور آنکھہ مونہہ کان بیل کے رنگ پر ہوتے ہین بہ نسبت دوسرے جانورون کے اسکا بدن نہایت سخت اور درشت ہوتا ہی اس جانور کو ہاتھی کے ساتھہ سخت عداوت ہی ایک سینگ پیشانی پر بطور آلہ جنگ کے رکھتا ہی جسکے وسیلے سے ہاتھی کا پیٹ چاک کر ڈالتا ہی اکثر دوسرے جنگلی جانورون پر غالب ہے — اسکا بھی تولد و تناسل جنگل ہی مین ہوا کرتا ہے گرفتاری دقت سے ہوتی ہے شاذ و نادر پادشاہ اور امرا کے قید مین پھنستا ہی — گاومیش صحرائی نہایت جراتی اور تنومند ہوتا ہے اگر شیر سے بھڑ جائے جان سے سیر کرے کبھی کبھی امرا لوگ اس جانور کی لڑائی کا تماشا کرتے ہین خواہ ہم جنس یا شیر سے لڑاتے ہین — گجراتی بیل نہایت جلد رفتار و صبا تگ ہوتا ہے کہتے ہین کہ گجرات احمد آباد کی ولایت مین اکثر راہزن لوگ انہین بیلون کو ارابہ مین جوت کر مسافرون کی لوٹ مار کیا کرتے ہین یہ جانور اوس ڈپٹ سے تیز رو ہوتا ہے کہ گھوڑے کا سوار پاس نہین جا سکتا — ارابہ جسے بہل اور رتھہ کہتے ہین مخصوص اسے ہندوستان کے عقلا نے ایجاد کیا ہی بڑی عیش و آرام کی سواری ہے سایہ دار نشیمن کے ڈول کا بناتے ہین دو تین آدمی سوار ہو کر قطع منزل کر سکتے ہین دو تین آدمی باہم سوار ہو سکتے ہین

ذکر بعض مقالات و علوم مردم ہند

شیخ ابو الفضل محرر اکبر نامہ نے تیسرے دفتر مین جسکا نام آئین اکبری ہے یہان کے باشندون کے علم اور رسوم کا ذکر کمال تحقیقات سے تحریر کیا ہی جسکی منشا اوسکی دریافت کی ہو اوس کتاب کو ملاحظہ کرے — اس مقام پر کسیقدر مشتاقون کے واسطے خلاصہ اظہار ہوتا ہی حقیقت آفرینش کی اٹھارہ ہزار قسم اور اس سے بھی زیادہ شمار کیا ہی اور تعجب انگیز حکایتین مرقوم ہوتی ہین اور ہر بار ایک نئے رنگ سے ہستی کے غنچے کھلے ہین یہان پر وہ ایک قسم بیان ہوتی ہی جسپر اعاظم ہنود قائل ہین — وہو ہذا — اول جب تعین پر کہ حضرت وجود نے تعلق پکڑا اور خاص جلوہ دکھلایا — اوسکا نام برہما ہے شاید کہ عقل اول سے مراد ہو — القصہ اوس سے چار شخص نے وجود قبول کیا — سنک — سنندن — سناتن — سنکمار — ہر ایک کو پیدایش خلقت کا اشارا ہوا — مگر چونکہ ہر ایک کو ذات قدسی سے بکثرت توجہ تھی اوس کام کی طرف توجہ نکی — اوسوقت دوبارہ اپنی پیشانی سے مہادیو کو ظاہر کیا ازبسکہ اسکے وجود مین جلال کی کثرت دیکھی پیدایش کی صورت اسمین بنائی پس دس نفر دیگر ظاہر کیے غالب کہ عشور عشرہ سے مدعا ہو پس ازین اپنے پیکر سے ایک جوڑا عورت و مرد کا پیدا کیا — من و ست روکا نام — من نام مرد اور ست روکا عورت

بجای آدم اور حوا کی نام مقرر کیے پس پیدایش کی آغاز ہونی شروع ہوئی — بعض اسپر قائل ہین کہ اول تعین عورت کی ہیکل پر ہوا جسکا نام تہا لیمی ہی ظاہرا قوت اور مشیت سے مراد رکھی ہو — بعضون نے آفتاب کو وسیلۂ آفرینش سمجھا ہی — اسکا سبب یہی ہی کہ ایسے بڑے ستارے کو موالید ثلاثہ مین قوی التاثیر جانتے ہین — کم عقلون نے سمجھا ہی کہ عالم علوی مین بھی اسکی رسائی ہوگی اور ایک عالم اوسکا آثار ہی — حکمای ہند کے نزدیک پانچ عنصر ہین چار عنصر مشہورہ پر ایک عنصر — آکاس — نامے کو بدھامے اور اس عنصر کو ہر جگہ اور ہر شخص پر محیط سمجھتے ہین — آسمان کے قائل نہین دایرون پر شمار ہی — منطقہ کو بارہ حصہ کرکے ہر حصہ کا نام بطور معتقدان عربی کے علاحدہ علاحدہ مقرر کیا ہی اور حصہ کو راس کہتے ہین — ستارون کو اجسام سفلی اور آفتاب سے نور پانے والے جانتے ہین — ہر ہفت ستارون کے نام مقرر کردیے ایام ہفتہ سے نسبت دیتے ہین اور سورج کو نور بخت اور پیوند نفس قدسی کو ہر ایک کے ساتھہ سمجھتے ہین — بعضے ستارون کو نفوس بشری سمجھتے اور کہتے ہین — کہ عنصری حال کے تین گلانی اور ہوای نفسانی کے فرو کرنے سے اس مرتبۂ عالی کو پہونچے — زمین کو گول تصور کرتے ہین لیکن یہ بھی اعتقاد ہی کہ کرۂ زمین مین سات بڑے جزیرے ہین اور ہر جزیرے کا محیط ایک ایک دریا ہی ان سبھون کے نام بھی مقرر ہین — اون تین جزیرون مین سے یہ ایک جزیرہ ہی جسمین ہند اور چین — عرب — عجم — فرنگ ترکستان آباد ہی یہ قول متقدمینون کا ہی — تمام عالم کے تین حصہ کیے ہین حصۂ بالا سرگ لوگ نام کو نیکنامون کا محل پاداشن سمجھتے ہین اور حصہ درمیانہ اکثر انکے مقالات یونانیون کے طور پر ہین — اور کیا عجب کہ زمانۂ آخرین کے نے عقل لوگ اپنی تفکری یا برہمنان نے عقل کی پیروی سے اسطرح پر تعبیر کرتے ہین اور عالم کو سہ گونہ حصہ کا ہو بہولوک نام کو اور نیز دیگر جانداران بنی آدم کا جای قیام اور حصۂ پائین کو پاتال ایسے بدکارون کی سزا کا محل جانتے ہین — درصورت تسلیم ممکن ہی کہ مبدع حقیقی نے ہر بار نئے طور پر آفرینش کائنات کی فرمائی ہو اسی سے جگو نگی احوال حقیقت مین مختلف قول بیان کیا ہی — خلاصہ یہ ہی کہ سلسلۂ پیدایش مین ایک مرد ایک عورت سے قائل ہین — بعد پیدا ہونے آدمی زادے کے جسوقت کسیقدر کثرت انمین ظاہر ہوئی برہمانے انکو چار قسم کرکے ہر چہار طرف نامزد کیا — ان سب کے سردار کو جو صاحب علم و فضل اور زاہد اور باطاعت تھے برہمن نام رکھا اور صاحبان تہور اور شجاعت کو چھتری — اور صاحبان تجارت اور زراعت اور صناعت شریفہ کو بیس — اور اہل حرفہ رذیلہ کو شودر کا لقب دیا برہمنون کا نام تحصیل علم اور عبادت اور علم سے فیض پہوچانا اور تپشیا کرنا اور دوسرون کو خدا کی راہ دکھلانا اور چھتری کا مشغلہ خراج ستانی اور سروری اور رعیت پروری اور ملک داری اور برہمنون کی حفاظت اور خدمت کرنا اور بیس کا پیشہ کشتکاری اور سوداگری اور دیگر صنائع شریفہ مین مشغول ہونا اور شودر کا کاروبار کمینہ صنعتین اور ہر سہ فرقۂ بالا کی خدمتگذاری مین مشغول ہونا مقرر ہوا

اوتار

جو فرقۂ ہنود مین خدا کر کے مشہور ہی فی الحقیقت ہندؤون کا اعتقاد یہی ہی شاذ و نادر کوئی بد اعتقاد ہو در حقیقت نہ اصل فقط ایک شبہہ ہی جو کلام قدما کی باریکیون کے دریافت کرنے مین متاخرین کو عائد ہوا حقیقت حال اسکا یہ ہی کہ ہر دور مین جسے یہ لوگ ست جگ — تریتا — دواپر — کلجگ کہتے ہین دس گیارہ وجود مختلف صورتون پر خاص اپنی اپنی قدرت دکھلانے کو ظاہر ہوئے اور کارہاے دشوار کو انجام دیا — ہر ایک اونمین سے اپنے عہد مین ایک نام سے موسوم ہوکر فرمان روا ہوا اور دیگر خلائق فرمان پذیر رہے ہین — محققان ہند کا یہ قول ہی کہ خداوند بیچون اوس امر کے واسطے جسکا فائدہ آفریدہ کو ملے پیکر عنصری کو اپنے نور سے شرف بخشنا اور اوسکے حال پر توجہات کما ینبغی روا رکھتا ہی اوسکے وسیلے سے ایسے امور کو ظہور دیتا ہی جو انسان کی آنکھون مین ایک عجائبات سا معلوم ہوتا ہی — کسیطرح کا غبار اوسکے دامن حال پر نہین بیٹھتا اگرنہ عقلای ہند اوسکی طرف رجوع لاتے ہین — اور جو کہ کسیقدر موجودات مین اپنی فروغ قدرت سے کچھ جھلک چھوڑتا ہی اور اوس جھلک سے شگفتکاری کی قدرت اونمین آجاتی ہی اوسے آنش اوتار کہتے ہین — اور کسی موجود کو نور فروغ الٰہی سے محروم نہین سمجھتے انس اوتار شمار مین — اور پورن اوتار ہر چار جگ مین ذی مرتبہ ہوا ہی اور آج تک اسی دور مین نو اوتار ہوئے ہین — اول **مچھ اوتار** جو پیکر ماہی مین عجائبات آثار اور انوار کردگار کا مظہر ہوا کہتے ہین کہ پایان دکن ملک دراوڑ مین واقع شہر بہدروا تی زمانۂ ست جگ مین پھاگن شوکل پچھ اکادشی کو واقع ہوا راجہ من جسنے دو لاکھ برس دنیا سے ہاتھ جھاڑ کر ریاضت گیری کی تھی ایک مرتبہ دریای کرت مالا مین اشنان کرتا تھا ناگاہ ایک مچھلی اوسکے ہاتھ لگی اوسنے کہا کہ مجھے نگاہ رکھہ ایک رات دن ہاتھہ مین تھی آخر رونا شروع کیا تب راجہ نے گھڑے مین چھوڑا جب وہان بھی سمائی نہوئی کنوئین کی چاہ ہوئی جب کنوے مین بھی کوئی صورت آسایش کی نہوئی تالاب بزرگ مین پہونچایا وہان بھی وہی شور کھایا تب بحر گنگ مین پہونچائی جسوقت وہان بھی نہ رائی دریاے شور مین لا ڈالا یہان بھی اوسنے بڑے زور و شور سے ہاتھہ پیر نکالا تمام دریا پر محیط ہوئی تب تو راجا کے دل مین یہ لہر اوٹھی کہ یہ موج کسی دوسرے ہی قلزم سے ہی پس ثنا و صفت مین تر زبان ہوکر جویاے اسرار ہوا — جواب پایا کہ دریاے خدائی کا ناخدا ہون اس جانور کو اپنے بعض آثار کا مظہر بنایا تاکہ تیری اور چند دیگر برگزیدگان درگاہ کی رستگاری ہو — آگاہ ہو کہ بعد ایک ہفتہ کے دریاے جلال موج زن ہو تمام جہان عالم آب ہو جائیگا پس تو فلانی کشتی پر مع دیگر دیوتاؤن اور اودیہ کے بیٹھنا اور اوس کشتی کو اس شاخ سے جو کہ مجھہ سے نمودار ہی متعلق کر — سترہ لاکھہ ۲۸ ہزار برس پانی کا طوفان تھا بعدہ پوشیدہ ہوگیا — **گورم اوتار** یہ اوتار دور ست جگ مین واقع ماہ کاتک سکل پچھہ دوادشی کو کچھوے کے قالب مین ہوا — سبب اس اوتار کا یہ ہی کہ دیوتاؤن

نے یہ ارادہ کیا کہ دریاے شیر سے روغن کے مانند آبحیات نکالین متھانی کے جگہ مین منہ کو جو کل پہاڑون
سے بزرگ ہی دیوتا لوگ مستعمل کرتے تھے لیکن یہ پہاڑ بسبب گرانی کے دریا مین جھک جاتا اسی سبب سے کج
ہوجاتا تھا — پس ایزد بیچون نے اوس صورت کو جلوہ گر فرمایا اوسنے اوس پہاڑ کو اپنے کندھے پر اوٹھالیا
دیوتاؤن نے اپنا کام دل حاصل کیا — اس کار شگرف سے چودہ رتن برآمد ہوئے — لچھمین — یہ عروس
کی شکل سے ظاہر ہوئی — کوستبہ من — گوہر روشن بے بہا — پارجاتک برچھہ — عجب طرح کا درخت
جسکے پھول کبھی پژمردہ نہون اوسکی بو نے تمام دنیا کو معطر کیا بعض کا یہ عقیدہ ہی کہ جو خواہش ہو اس سے
برآمد ہو اوسیکا نام کلپ برچھہ بھی ہی — سرا یا دہ دہنتر — حکیم جسکے داہنے ہاتھہ مین جونک اور بائین
مین پرتھی اور بیمار کو تندرست اور مردہ کو زندہ کرتا تھا — چندرمان — جو تمام عالم کو روشن کرتا —
کام دھین — مائدہ گاو جو تمنا ہو اوسکی پستان سے برآمد ہو — ایراپت ہاتھی جسکے چار دانت تھے —
سنکھہ — سفید مہرہ خاصیت اسکی یہ کہ جسکے پاس ہو وہ ہمیشہ فتحمند رہے — بکھہ — یعنی زہر جانگزا
امرت — یعنی آبحیات — رنبھا — یعنی زن خوشخو — اس — گھوڑا ہفت سرکا — سارنگ دھنک
یعنی کمان جسکا تیر بعید و قریب پر جاوے اور ہرگز خطا نکرے — جسوقت اسقدر گرانمایہ اشیا ظاہر ہوگئی
وہ صورت زیر زمین ناپدید ہوئی مگر ابھی تک زندہ سمجھتے ہین **باراہ اوتار** ست جگ مین کاتک
مہینے کی پورنماشی کو مہاورت شہر مین اودھ اور مصر کھہ کے نزدیک ظاہر ہوا — کیفیت یہ ہی کہ کسی ڈھب سے
دیتون کے گروہ مین سے بڑی مدت تک حق تعالی کی عبادت اور بدن کے گلانے مین بسر کی ایکروز ذات
مقدس نے کسی طرز پر اوسپر جلوہ گر ہوکر فرمایا کہ تیری خواہش کیا ہی — وہ دیت اس گفتار دل آویز سے
پگھل گیا — لکو کہا جانوران جانستان کا نام لیکر کہا کہ انکے گزند سے رہائی پاؤن اور تمام آفاق کی سرداری
میرے ہاتھہ ہو — خواستہ خدا تھوڑے ہی زمانہ مین کامرانی حاصل ہوئی حکومت عالم علوی کی
کسی اپنے خویش کو دی — دیوتا برہما کے ساتھہ بشن کے حضور مین دوڑے اور چارہ کار کے ملتجی ہوئے
چونکہ بروقت خواہش حفاظت گزند جانداران سے نام باراہ کا اس بیراہ دیت نے نہ لیا تھا — جواب ہوا
کہ عنقریب ہم بصورت باراہ ظاہر ہوکر اوسکے بیخ ہستی کو جڑ سے اوکھاڑ دینگے پس ازان تھوڑی مدت کے
بعد اوس صورت نے جلوہ فرمایا اور پاتال مین اوسکے تخت پر جا دوڑا اور اوسے نہانخانہ عدم کو روانہ کیا —
اسکے ظہور کی مدت ایک ہزار سال کی کہتے ہین — **نرسنگھہ اوتار** یہ ایک ایسا پیکر تھا جسکا آدھا دھڑ
کمر سے اوپر شیر کے ہمسر تھا اور نیچے کے طرف انسانی تھا ست جگ مہینے بیساکھہ شکل پچھہ چودسی کو ہرن پور
مین جسکا نام سندن مشہور ہی نزدیک آگرہ کے ظاہر ہوا وجہ اسکی یہ ہوئی کہ ایک شخص ہرن کشب نام دیت نے

مدت تک نفس وتن کی گذارش کی تا آنکہ ایزد بیہمال نے اوسپر جلوہ فرما کر تمنائے دلی دریافت کی اسنے اول
عرض کیا کہ آرزو یہ ہی کہ میری موت نہ دن مین ہو نہ رات مین اور ہر ایک جانستان سے محفوظ رہون بعد ازان عالم بالا
اور پائین کا مستدعی ہوا ـــ بارے عرض قبول ہوئی اب کیا پوچھنا تھا دیوتاؤن کو اطاعت کرنی پڑی ـــ
بد نہادون سے زمین پر بار ہوا ـــ اوسوقت بزرگ لوگون نے برہمھا کے وسیلہ سے بشن کے حضور مین چارہ جوئی
کی ـــ خواہش مستغیثون کی برلانے کا وعدہ ہوا لکھا ہی کہ اوس دیت کے ایک لڑکا تھا پرلادہ نام مانند
خداشناسون کے حق پسند کیا اور باپ کے برخلاف باپ پن کی تمیز کرکے راہ تنک مین قدم رکھتا اوسکا باپ
ہر چند ہر طرح کے آزار پہونچاتا اور اوسے اس چال چلن سے تخویف کرتا مگر ثابت قدمون کا پیر ہٹانا ہر نے سرد بالا
کام نہین ہر گز اوس نیک روش نے اپنے گمراہ پدر کے طریقے مین قدم نہ مارا تب اوس راہ فراموش نے کہا
کہ اپنے پروردگار کا پتا دے اوسنے کہا ہر مقام پر جلوہ گر ہی زمین و آسمان اوسکے جلوۂ تجلی سے پُر ہی ـــ
اور مزید سمجھانے کے لیے کہہ اوٹھا کہ اس ستون مین بھی اوسکا ظہور ہی ـــ اس پتے کے سنتے ہی اوس
گردن زدنی نے ایک ہاتھہ شمشیر کا اوس ستون پر مارا سر دست قدرت آلہی سے صورت مذکورۂ بالا پیدا
ہوئی اور اوس بیدین کا سینہ وجگر پھاڑ ڈالا ـــ اوسوقت نہ دن تھا نہ رات دونو وقت ملتے تھے
ـــ پس اوس دستگیر بیچارگان نے پرلادسے خواہش دلی استفسار فرمائی اوس سربلند عالی فطرت نے
کسی فراز ونشیب کی طرف سر نکیا اپنی زندہ دلی سے حیون مکت کی خواہش ظاہر کی ظہور اس صورت کا سو سال تک رہا

باون اوتار تریتا کے زمانہ مین واقع ماہ بہادون سکل پچھہ دوادشی شہر ہون بعد زا مین ساحل نربدا پر
کشب بن مریچ بن برمھا کے مکان مین ادت کے پیٹ سے پیدا ہوا اس اوتار نے ایکہزار برس فرمان روائی
کی ـــ کیفیت اسکی یہ ہوئی کہ ایک شخص بل نام قوم دیت نے تینون لوک کی سلطنت حاصل کرنیکے واسطے
ریاضت کی خداوند تعالی نے اونکی آرزو پوری کی بڑی عظمت کی خلافت حاصل ہوئی۔ دیوتاؤن کو صاف کرکے
اوسیطرح فرمان روائی پر معاف کیا اور ہر قسم کی جگ کین ـــ لیکن جو کچھہ اس طریقہ مین دیوتاؤن کو صدقہ
دینے مین اوسے نہ بجالایا ـــ دیوتاؤن نے اوسکے انہدام بنیان خلافت کے لیے حضرت بشن جی سے
التماس کیا اونہون نے انجام کام سے آگہی دیکر بولا کے تسکین دلی عطا فرمائی ـــ اور اوسی سال اور مہینے مین
چہرہ ہستی روشن فرمایا جسوقت وہ نور حقیقت حسب رسم بشریت کے تابع ہوا حکیم بردواج کی خدمت مین
استفادہ لینے لگا اور اپنے استاد کے ہمراہ راجہ کے جگ مین جو بمقام کرکمت مقرر ہوئی تھی گیا راجہ نے
بموجب شان شہریاری کے اسکی خواہش دریافت کی اسنے کہا کہ اے راجہ اپنے تین پیر کی چوڑائی کے برابر زمین کا
طلبگار ہون اسپر راجہ سراپا غضبناک ہوکر بولا کہ مجھہ ایسے سرفراز سزاوار راجگان والا اعتبار سے تنے سر پیر کی ایسی

حقیر خواہش چاہنا ناسزاوار ہے خیر چار و ناچار راجہ نے قبول کیا اوس شخص نے اول مرتبہ اپنا قدم بڑھایا کہ طبقۂ زمین
اور پاتال پامال ہوا دوسرے پیر نے ایسی فراخی دکھلائی کہ طبقۂ بالا مین تنگی نظر آئی اب تیسرے قدم رکھنے کو راجہ نے
اپنے تئین دست بستہ حوالہ کیا از بسکہ راجہ نکوکاری مین برگزیدہ تھا اوسنے سرکوبی سے معاف کرکے حکومت
پاتال کی نامزد کردی پرسرام اوتار یہ اوتار ہیکل انسانی مین ہوا جمدگن برہمن کے گھر مین اور رینکا عورت کے
شکم سے تریتا جگ جینے جیسا کہ سکل پچھہ ترودسی موضع رنگتا متصل آگرہ کے ظہور ہوا — کارت وبرج نام ایک لنگڑا
بولادیت فرمانروائی مین بیٹھا اور اپنے ہاتھہ نہونے سے بیدست و پا ہوکر دست بستہ کوہ کیلاش پر پہونچا عبادت
کرنے لگا — مہادیو نے دست شفقت سے اوسے سرفراز فرمایا اور ہاتھون ہاتھہ اوسے ہزار ہاتھہ عطا فرمائے اوس وقت
تینون لوک کی راجگی پر اسکی دسترس ہوئی اب دیوتاؤن پر دراز دستی کرنے لگا جور و بدعت کیطرف ہاتھہ پانون پھیلانے لگا
آخر اوسکے ہاتھہ سے تنگ ہوکر ہر ایک دست بدعا ہوا کہ الٰہی اس شریر موذی کے سرپنجہ سے بچا لو خدا کی درگاہ مین یہ ملتمس
مقرون باجابت ہوئی — کہتے ہین کہ جمدگن سری مہادیو کا مظہر اور رینکا اوت سے جو تمام دیوتاؤن کی مان ہے
اس سے پانچ لڑکے پیدا ہوئے — پانچوان پرسرام کیلاس پہاڑ پر مہادیو جی کی خدمت مین ادب آموزی کرتا تھا
اور باپ اوسکا جمدگن جنگل مین عبادت سے دلشاد تھا ایکروز کارت وبرج سرکار کے عیش مین پھنسا تھا قضارا
راجہ اوسکے گوشۂ عبادت کے جانب جا گذرا اور بھوکھہ اور پیاس کے بجھانے کے واسطے لڑکھڑانے لگا اوسنے جیسی
خورش بادشاہون کی ہوتی ہے خوردنی اور نوشیدنی اور گوناگون جواہرات وغیرہ حضور مین حاضر کیے راجہ کو تعجب ہوا
فرمایا جبتک حقیقت حال سے آگاہ نہونگا واللہ اس سامان مین ہاتھہ نڈالونگا اوسوقت اوسنے کہا کہ اندر راجہ نے
جو عالم علوی کا فرمانروا ہے مجھکو گاؤ کامدھین عطا فرمائی ہے — اس شگفت ماجرا سے راجہ کے دلمین حرص
پیدا ہوئی اسکی خواہش مین جیسے کلپلایا آخر کہہ بیٹھا — اوسنے جواب دیا کہ بے اجازت اندر کے میری
خواہش عدیم الحصول ہے دنیا کے شکوہ و دبدبہ سے ایسی چیز نہین حاصل ہوسکتی راجہ کو اس کلام سے بیکار غصہ آیا
آمادہ پیکار ہوا یہانتک کہ لڑائی مین پیش قدمی کی فیمابین سے جنگ درپیش ہوئی مگر کچھہ پیش نگئی — آخر رات کو
چھپکر آیا اور جمدگن کا کام تمام کیا مگر گاؤ سے کہین نشان نملا — رینکا نے پرسرام اپنے لڑکے کو بلاکر رسم کریا کرم
بجالائی اور خود حسب آئین مروجہ آتش محبت مین جلکر خاک ہوگئی اور پرسرام کو گوشمالی پر آمادہ کرگئی یہ شخص اپنی قدرت
ابداعی سے راجہ کی لڑائی کو گیا اکیس مرتبہ چڑھائی ہوئی آخرکار راجہ کے دلمین ایسا رعب ہوا کہ اپنا قالب عنصر
روح سے خالی کیا دیوتاؤن کو فرمان روائی حاصل ہوئی — دنیا کے خزانہ جو اکٹھے ہوئے تھے کار نیک جگون مین
صرف کیے بعدہ ہر طرف سے اپنا ہاتھہ ہٹاکر تنہائی اختیار کی معتقدان ہند کے نزدیک ابھی تک سری پرسرام
مندرا پہاڑ پر زمین کوکن مین زندہ ہین رام اوتار کیفیت اسکی یونہہ ہے کہ ایک شخص راون نام راکس جسکا سلسلہ

دولپشت سے برہما تک پہونچتا ہی تھا اسکے دس سر اور بیس ہاتھ تھے جسوقت اوسکی فرمان بری سے دیوتا عاجز ہوئے حسب رسم ماضی اوسکی سرزنش کے مستدعی ہوئے انجام کار ترتیا جگ مین جبکہ چیت سو کل نچھمی نومی کو اودہ مین راجہ جسرت کی کوسلیا رانی سے رام نام آثار مقدس کا ظہور ہوا۔ اور مدت تک دشت نوردی اور پاکیزہ مقامات کی زیارت مین بسر کیا آخر کار راون کو روانۂ عدم کرکے گیارہ ہزار برس حکمران رہے اور اچھے اچھے آئین جاری فرمائے **کشن اوتار**۔ چارہزار کسیقدر زیادہ گذرا ہوگا کہ اوگرسین نامے جادون مرزبانی کرتا تھا اوسکا تختگاہ متھرا تھا اوسکا لڑکا کنس بڑا چیرہ دست ہوا اپنے باپ کو حکومت سے برطرف کرکے خود خلافت کرنے اور ظلم وجفا کی راہ مین قدم دہرنے لگا اور نیز جراسندہ اور سسپال دیتون نے ظلم رانی اختیار کی زمین گناہون اور جفایون کے بارسے گھبرا گئی گاؤ کے قالب مین جاکر بشن کے حضور مین فریادخواہ ہوئی وہان سے کشن کے حوالہ ہوا۔ ادہر نجومیون نے کنس کو خبردی کہ اسی نزدیکی مین ایک شخص پیدا ہوا اور تیرا جان ومال نابود کرے اوس پیر نابالغ نے اس صدا کے سنتے ہی نئی بدعت پیدا کی کہ جو نیا لڑکا پیدا ہوتا اوسے مروا ڈالتا ہر سال صدہا خون کر ڈالے تاآنکہ اوسکی بہن دیوکی کا عقد بسدیو جادون کے ساتھ ہوا اس درمیان مین آواز ہوئی کہ اسکا آٹھوان لڑکا تیرے جام حیات کو چھلکا دیگا۔ کنس نے اس راز کے کھلنے سے اون دونون عورت ومرد کو بندیخانہ مین قید کیا جو لڑکا اونسے پیدا ہوتا اوسے نہانخانۂ عدم کو بھیجتا تاآنکہ نوبت ظہور ایزدی نور سری کشن کی ہوئی اوسوقت بیدار بختی نے چوکیدارون کو خواب غفلت مین بے خبر کیا اور محبس کی زنجیرین اور دروازے کھل گئے وہ نور خدا سخن سرا ہوا کہ جمن پار اسیوقت نند اہیر کے مکان مین لڑکی ہوئی ہے اور اہل خانہ خواب مین سرشار ہین مجھے وہان پر پہونچا دو اور لڑکی کو لے آؤ جسوقت بسدیو اوس کام مین متوجہ ہوا دریائے جمن پایاب ہوگیا آخر بموجب فرمانے کے تعمیل ہوئی۔ نوین برس مین کنس کی گردن توڑی اوگرسین کو قید سے رہائی دی خود تخت حکومت پر بیٹھا ایکسو پانچ برس عالم افروز رہا سولہ ہزار ایکسو آٹھ رانیان اسکے تھین اور ہر ایک سے دس لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی اور باوجود کثرت زنان کے ہر ایک عورت یہ جانتی تھی کہ آج کی رات سری کشن مجھی سے ہم بستر رہا **بودھ اوتار**۔ دور کلجگ مین واقع جیسے بیساکھ سکل نچھمی ستمین کو شہر گیا مین راجہ سدہودہن کے گھر مین مایا کے برج حمل سے طلوع ہوا چونکہ لڑائیان بہت ہوئین سری بشن نے چاہا کہ انسانی ہیکل ہوکر بیدا اور جگ کی نکوہش کرے اس سبب سے یہ ظہور ہوا اور سو سال تک دنیا مین جلوہ افروز رہا **کلنکی اوتار**۔ آخر زمانہ کلجگ جیسے ماگہ سکل نچھمی دسمی کو شہر سنبھل مین بشن جن برہمن کے جورو جسوتی سے برآمد ہوگی اور سو سال پایدار رہے ــــ کہتے ہین ایسا زمانہ آویگا کہ صاحب انصاف راجہ نہوگا اور بدکاری کثرت سے شروع ہوگی غلہ کی گرانی ہو عمر کوتاہ در بیس ہو تیس برس سے زیادہ زندگانی وفا نکرے موت کی گرم بازاری رہے

اوسوقت ایزد بیمال چارہ کار کیواسطے پیکر انسانی مین متوجہ ہوکر جہان کو انصاف سے آباد کرے — بعضون نے
اس دس اوتار پر چودہ اور بڑھاکر چوبیس لکھے ہین اور ہر ایک کا کارنامہ تحریر کیا ہی اور قسم قسم کی صورتین چاندی
اور سونے سے بناکر پرستش کرتے ہین — مگر جین — بودہ — پوران اوتار مین نہین — المختصر اس ملک کے
رہنے والون کا اعتقاد یہ ہی کہ ایجاد خلقت کا وسیلہ برہما ہی اور بوسیلۂ الہام کے ایک کتاب جسکا نام بید شریف ہی
زبان برہما سے مرتب ہوئی بعدازان پیروان برہما نے اوسکی تفسیرین لکھین اور چھہ کتابین بنائین اونکو کھٹ درسن
یعنی چھہ قسم کا علم کہتے ہین انکو شاستر اور کتاب کو بید کہتے ہین بعض کا کلام ہی کہ حکیم بیاس نے چار جنڈ کرکے
ہر ایک کا ایک خاص نام تعین کیا یعنی رک بید — ججر بید — شام بید — اتھربن بید — بعض کا یہ مقال ہی
کہ برہما کے چار جینے تھے یہ کتابین مذکورۂ بالا ترتیب ہوئین — جز اول تفسیر — نیائے شاستر ہی مؤلف
اسکا گوتم رکھہ — دوسرا پتنکہک شاستر اسکا مؤلف کن نامے دانشمند ہی — تیسرا سانکہ شاستر
موجد اسکا کپل ہی — چوتھا پاتنجال شاستر موجد اسکا پتنجال ہی — پانچوان بیدانت شاستر جسکو بیاس جی
نے تالیف کیا چھٹا میمان شاستر جسکی ایجاد حکیم چھمن نے فرمائی — علاوہ ان شاسترون کے اور بھی شاستر
ہین مثلاً دھرم شاستر جوکہ اہل ہنود مین بمرتبۂ علم فقہ کے ہی اسکے ذریعہ سے اعمال اور افعال اور عبادت اور ریاضت
اور برت اور خیرات اور گناہون کی چارہ سوزی اور توبہ مع دیگر معاملات چارون برن کے دریافت ہوتے ہین
— کرم بپاک شاستر اسمین وہ علم ہی جسکے دریافت ہونے سے انسان آلام بدنی اور عارضون کی کیفیت معلوم
کرسکتا ہی کہ یہ مرض فلانی گناہ کے مکافات مین ہوا جو اگلے جنم مین سرزد ہوا تھا اور اگر یہ عمل کرے تو شفا پاوے
اور اٹھارہ پران یعنی تواریخ مشتمل ہی بیان حال نفوس قدسیہ اور عالم ملکوت اور شرح پیدایش جہان اور وقوع قیامت
اور نیز دیگر زنگارنگ کردار نیک اور سخاوت اور عدالت اور عابدون کی حکایات اور فرمانروایان والاشکوہ کی روایاتسے
— بیاکرن وہ علم ہی کہ کلمہ اور کلام اور ترکیب حروف اور حسن بیان اور ترکیب نظم و نثر اور عبارت کی استخوان بندی
وغیرہ کو درست کرے — بیدک بدیا یعنی طبابت جس سے بدن کی صحت اور مرض کا حال دریافت ہو اور تدبیر
ازالۂ مرض کی اوسکے ذریعہ سے کیجاوے — جوتک بدیا یعنی علم نجوم استخراج ہونا اس علم کا آفتاب سے
جانتے ہین — سامدرک بدیا یعنی علم قیافہ کہ نفس بشر کا حال خال اور خطوط پیشانی اور کف دست
کی لکیرون سے واضح ہو — لیلاوتی ایک کتاب ہی علم حساب کی تشریح مین اسے بیاکرن جوتک کہتے ہین —
شگن بدیا وحش و طیور کی آوازون سے فال لینا — اس علم کا رواج اکثر میوات اور پانی پت کے اطراف مین ہی
— سر بدیا اس علم کے عالم بذریعہ تنفس احوال خیر و شر کا دریافت کرسکتے ہین — اگم بدیا ہزارون قسم کے
جادوگرون کے بیان مین مثلاً جن و آسیب زدون کا معالجہ کرنا — اندرجال بدیا یعنی طلسمات اور کیمیا

اور سیمیا اور خلع بدن کا علم دس بدیا یعنی دھاتون کا مارنا اور نیز کیمیا گری وغیرہ — کامرو بدیا اس علم سے سانپ اور بچھو وغیرہ بیشترین جانورونکا زہر دور کرنا بوسیلۂ افسون ہوتا ہی اور نیز جاننا اصل ہر سانپ کی — سربدیا انواع تیراندازی کا دریافت کرنا — ترین پرچھا لعل مروارید وغیرہ جواہرات کا شناخت کرنا اس سے متعلق ہی — مانک بدیا کارخانۂ عمارات کی شناخت اور خاصیت تعمیرات کا واقف ہونا — گج شاستر ہاتھیون کی عمر طبعی اور اوسکی بیماری کا علاج کرنا اور حفظ صحت وغیرہ کا جاننا — کج ساسان موتر یعنی گھوڑے کے عیب و ہنر اور معالجات اور امراض اور عمر اور رنگ وغیرہ مین بلکہ بہم پہونچانا — گاندھرپ بدیا جو کہ تیسرے بید سے ظاہر ہوئی یعنی موسیقی اس علم مین سازون کا بجانا اور تال سم سے واقف ہونا اور روش رقص سے آگاہی پانا جسے سنگیت کہتے ہین نٹ بدیا یعنی بازیگری جو کہ ایک تعجبات کے تماشے دکھلائے مانند رسی پر چڑھنا اور علطک کھانا معلق لٹکنا — رسک بدیا جس سے زن و مرد کے اقسام کی کیفیت روشن ہو — کام شاستر یعنی کوک عورت و مرد کی نزدیکی کے چوراسی قاعدون کو جاننا اور اوسکے سود اور نفع کو پانا اور عورت کو عاشق اور فریفتہ اپنا کرنا

ذکر احوال درویشان ہند اور اونکے اقسام کا

اول قسم سناسیون کی ہی اس گروہ مین بعض حالت خاموشی مین ہین بعض دونو ہاتھ آسمان کیطرف اوٹھائے ہین کوئی درخت سے معکوس لٹک کے عشق حقیقی کی آنچ سے بدن کو دہکاتے ہین کوئی آسمان کی جانب سورج سے آنکھ ملاتے ہین کوئی رات دن پیرون سے کھڑے جی بہلاتے ہین اس قسم مین بہت طرح کے ہین مگر طول داستان سے قلم کا جی چھوٹا ہوا جاتا ہی — دوم قسم جوگیان اہل ہند کا اعتقاد ہی کہ بعض ان ریاضت کیشون سے بزور ریاضت ہوا پر اوڑتے ہین — خشک دامن دریا کے پاٹ سے گذرتے ہین حبس نفس کے سبب سے عمر دراز پاتے ہین خلع روح کرکے دوسرے بدن مین اپنی روح کو پہوچاتے ہین علم کیمیا اور سیمیا سے واقف کار ہین اور تسخیر قلوب مین نادرۂ روزگار — سوم مین بیراگیان انکی بہت قسمین ہین ہر ایک اپنے پیشواؤن کے نام سے معروف ہی اکثر راگ وغیرہ زبان ہند مین خدا اور اپنے مرشد کی تعریف و ثنا مین گانے کو عبادت جانتے ہین بعض کو وجد آنا اور بعض چلہ نشینی اور بعض کتب بینی مین بسر کرتے ہین — چوتھے او داسی بابا نانک کے معتقدین سے ہین اوسیکے رسم کے بموجب آفریدگار تعالی کی ستایش کرتے ہین اپنے مرشد کے اشعار کو پڑھنا اور گانا خلاصۂ عبادت ہی — پانچوین جتی اور سرلیورہ — یہ سخت ریاضت کرتے ہین — جتی کہ چالیس روز تک روزہ رکھنے اور کھانے پینے سے جو موجب قوام بدن ہی کلی احتراز رکھتے ہین — برسات کے چار مہینے ایک جگہ پر مقیم رہتے ہین اور کہین حرکت نہین کرتے ہین کہ ایسا نہو کسی جاندار کو ایذا پہوچے خلاصہ انکی عبادت کا ہر ایک جاندار کے جان کی حفاظت ہی جوتا بھی اس ڈر سے نہین پہنتے اور اس خوف سے کنوان تالاب کا

تعمیر کرانا بھی نے محل جانتے ہین — اور چراغ بھی رات کو نہین روشن کرتے اور آگ بھی نہین جلاتے اور کھانا بھی اپنے لیے نہین پکاتے اور کنوئین سے پانی نہین نکالتے اور آب و نان مریدون کے مکان سے لاکر خورش کرتے ہین — رات کے وقت ہرگز نہین کھاتے اور قسم شیرینی سے کچھہ بھی نہین تناول فرماتے کیونکہ انکے اعتقاد مین یہ بھی جانداروں مین داخل ہے اور سوای پارچۂ ضروری زیادہ ملبوسات کو بار عظیم سمجھتے ہین — اہل برہمن مع اپنے مریدون کے اس فرقہ کو دہریے اور ملحد سمجھتے ہین — اور کہتے ہین کہ صانع کے قایل نہین — مگر یہ کلام محض بے اصل ہے اگر ایسا ہوتا تو ریاضت شاقہ کی سختیان کیون جھیلتے چونکہ برہمنون کے معتقد نہین شاید کہ یہ اقرار مخالفانہ مقام تعصب سے ہو برہمنون کو اسقدر اس فرقہ سے نفرت ہے کہ کہتے ہین اگر کسی طرف سے کوئی متوالا ہاتھی مردم کش آتا ہو اور دوسری جانب سرپورہ آئے اوسوقت ہاتھی کے روبرو رخ کرنا بہتر ہے نہ سرپورہ کے جانب — اور نیز برہمن ہر ایک دوسرے فرقہ والے کو جسنے اپنی راے سے کوئی مذہب اختراع کیا ہو قبول نہین کرتے صرف اوسی قدیمی مذہبون پر جو ازروی بید کے مخترع ہوئے ہین معتقد ہین — اگر کوئی دوسرا مخالف مذہب چاہے کہ اس مذہب سے مشرف ہو ہرگز قبول نہین کرتے — اس مذہب مین چار آسرم ہین — اول برہم چرج یعنی کتخدا ہو اور علوم صوری اور معنوی کی تکمیل کرے — دوم گرہست یعنی کتخدا ہو کر متعلقات دنیوی مین مصروف ہو — سوم بان پرست یعنی جب شب شباب گذرے اور بڑھاپے کا تڑکا نمودار ہو اور کوئی گل امید چمنستان مراد مین نہ کھلا ہو یعنی اولاد نہو — ترک تعلقات فرماکر مع اپنے سوے کے گوشۂ صحرا مین خدا کی یاد کرے اور میوہای صحرائی کے سوا دوسری غذا نہ کھائے — چہارم سنیاسی یعنی اپنے تئین کل امور سے معذور کرکے حق تعالی کے دھیان مین دل لگائے — رہنے والے اس ولایت کے وہی چار برن ہین جنکا ذکر مفصل پیشتر ہوچکا یعنی برہمن بیش چھتری سود — الغرض یہان کے آدمی سپہ گری مین بڑی جہالت رکھتے ہین جانبازی کا موقع نہین پہچانتے اور دشمنون کے مغلوب کرنیکا قاعدہ بھی نہین جانتے — لیکن قوم چھتری جو کہ اسوقت مین راجپوت کے نام سے معروف ہین اور اکثر کھتری یہ البتہ نہایت بیخوف اور جان سپاری مین چست و چالاک ہین — اہل ہنود کی عورتین اوسے بھی زیادہ سرگرم وفاداری ہین جو کہ اپنے شوہر کے مرتے ہی اپنے تئین جیتے جی اوسکے لاش کے ہمراہ جلا دیتی ہین اور تمام عمر غم کے جلنے بھنے سے باز رہکر ٹھنڈے راہ رفاقت مین قدم بقدم چل دیتے ہین — دوسری ولایت والی مردون کے داغ لگاتی ہین — کاشکے اگر بعد مرجانے شوہر کے کوئی عورات محبت کی آگ سے سلامت زمین تو تابہ حیات کھانے پینے پہننے اوڑھنے عیش و عشرت اوڑانے سے محروم رہتے ہین کسی سنگار سے غرض نہین گویا جیتے جی مرجاتی

دوبارہ شادی کا نام نہین لیتین گو کیسی ہی جوان ہون حتی کہ اگر شب عروسی مین کسیکا شوہر آغوش قضا سے ہمکنار ہو تمام عمر بیاہ کر شادی سے برکنار رہین — اس امر کا مرتکب ہونا برخلاف رسم و آئین کے گویا عقبے کی روسیاہی خریدنا ہی — تمام ہندوستان مع صوبۂ تلنگانہ دکھن کے جسکی تفصیل اس کتاب مین نہین لکھی مشتمل ہی بائیس صوبون اور بانوے سرکار اور چار ہزار ایکسو باون محال پر اور آمدنی اسکی آٹھہ ارب ارسٹھہ کرور چھبیس لاکھہ اسی ہزار پانسو بہتر دام ہین — بموجب آئین اکبری کے پندرہ صوبہ ہین جنکا حال بھی از روی کتاب مذکور کے مسطور ہوا — بعد اکبر کے بعض صوبون سے کسیقدر محالات علحدہ ہو کر بنا ہر دو صوبہ مقرر ہوئے مانند ٹھٹہ اور کشمیر اور اوڑیسہ کے اور عالمگیر اورنگ زیب کے عہد سے جسنے اکثر دکن کو فتح کیا چار صوبہ حیدرآباد — بیجاپور — اورنگ آباد — ارکاٹ — زیادہ ہوئے اسطرح پر بائیس صوبہ کا شمار ہی — صوبجات دکن کا حال جیسا ہی معلوم — لہذا تحریر ہوا اور احمد نگر کا حال آئین اکبری مین نہین یہ بھی اس کتاب سے مرفوع القلم ہوا — جسے ان صوبجات کی کیفیت سے اطلاع ہو وہ حال مذکور درج صحیفۂ ہذا فرما کر راقم کو مشکور کرے

ممالک محروسۂ ہندوستان کا بیان بموجب تحریر شیخ ابوالفضل کے آئین اکبری سے

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے چالیسوین جلوس تک دو ہزار سات سو سینتیس قصبات ایکسو پانچ سرکار زیر نگین تھے بادشاہ نے ان سبکو بارہ حصہ کرکے ہر حصہ کا نام صوبہ مقرر کیا اور ہر صوبہ کہ آباد اور خوش مقام یا اپنے آباد کیے ہوئے کو صوبہ مقرر فرمایا جب برار — خاندیس — احمد نگر فتح ہوا پندرہ صوبہ ہو گئے — کسیقدر ہر ایک کی کیفیت لکھنا ہی اسامی صوبجات یہ ہی — بنگالہ — بہار — اودہ — الہ آباد — مالوہ — احمد آباد — برار — خاندیس — احمد نگر — اکبر آباد — شاہجہان آباد — دہلی — اجمیر — لاہور — ملتان — کابل — صوبۂ بنگالہ — اقلیم دوم سے ہی طول مین بندر چاٹ گانون سے تلیاگڈھی تک — اور عرض مین چار سو کوس شمالی پہاڑ سے سرکار مدارن کے آخر تک اسکے پورب طرف سو کوس پر دریاے شور اور اوتر دکھن مین باختر پہاڑ ہی — صوبۂ بہار ایک ولایت بہاٹی نام ہی اسی سے ملک کا شمار کیا جاتا ہی یہان پر آنب کا درخت کسیقدر آدمی کے قد سے چھوٹا یا برابر ہوتا اور عمدہ طرح سے پھیلتا ہی اسی سے ملا ہوا ہی ایک وسیع ملک آدھ کوس تیرہ ہی یہان کے راجہ کا رای نایک خطاب ہوتا ہی اور ارکین دولت کے نام پر لفظ نراین کا ضرور اضافہ ہو دو لاکھہ پیادے اور ہزار ہاتھی اسکے یہان ہین گھوڑا یہان کمیاب ہی اسکے اوتر طرف کوچ ہی اسکا سردار لاکھہ پیادہ ہزار سوار رکھتا ہی کامروپ کا جسکو کامرو بھی کہتے ہین حسن اور جادو مشہور ہی وہان کی جادوگریان ایک تعجب انگیز حکایات ہین — لیکن تحقیقات کرنے سے وہان کے حکام کے زبانی معلوم ہوا کہ اسکی کچھہ اصل نہین اگلے زمانہ مین

شاید کسیقدر کچھہ ہو اسکے ہم پہلو آشام کی ولایت ہی وہان کا راجہ بڑا پرشکوہ لکھتے ہین جسوقت راجہ عازم ملک بقا ہو ضرور ہی کہ اوسکے غواص اور رانیان زندہ درگور اوسکے ساتھہ ہون — اسی سے ملا ہوا تبت اور بائین طرف ختا جو عوام مین ماچین کے نام سے معروف ہی — خان بالغ سے جو ایک مقام دار الملک ہی دریاے شور تک چالیس منزل برابر ایک نہر تراشی ہی اور اوسکے دونو کنارون کو پتھر اور چونہ سے مستحکم کیا ہی کہتے ہین کہ سکندر رومی انہین حدود سے اوس ملک کو گیا اور یہ بھی مشہور کرتے ہین کہ ایک راہ ہی جو چار راتدن مین طی ہو اس صوبہ کے پورب اور دکھن کے درمیان مین ایک وسیع ملک ہی بندر چاٹ گانون جو اسلام آباد مشہور ہی اوسکی سرحد پر ہاتھی بہت ہوتے ہین اور گھوڑے — اونٹ کم اور گران قیمت — گاے اور بھینس بھی نہین ہوتی — یہان ایک جانور ہوتا ہی ابلق چہرہ اوسکا گاے اور بھینس سے مشابہ اوسکا دودھ مصرف مین آتا ہی — مذہب یہان کا برخلاف ہندو اور مسلمان بلکہ تمام مذہبون کے ہی لکھا ہی کہ جوڑا یا بہن تک بھائی کے عقد مین آتی ہی صرف حقیقی مان سے پرہیز ہی — دانش اندوز اور ریاضت کیش کو ولی کہتے ہین اور اونکے احکام کی تعمیل کرتے ہین — رسم یہ ہی کہ کچہری مین سیاہ عورتین حاضر ہوتی ہین مرد ادای کورنش کو نہین آتے بیشتر سیاہ رنگ ہوتا ہی — اس گروہ سے نزدیک پیگو ہی جسے چین کہتے ہین اور اکثر گذشتہ تواریخ مین دار الملک چین لکھا ہی اور فیل اور پیادہ اور فیل سفید یہان ہوتا ہی اس ولایت کے ایک طرف خنگ سی ہی انمین یاقوت اور الماس اور طلا اور نقرہ اور تانبا اور بارود اور گوگرد کی کانین ہین — خنگ کو قوم مگھہ سے کانون پر لڑائی ہوتی ہی اور اوس پتھر سے بھی ادرس ہو جاتی ہی — بنگالہ کا اصلی نام بنگ ہی گذشتہ فرمانروایون نے بیس گز چوڑا اور دس گز لنبا ایک خیابان بنایا تھا جسے آل کہتے ہین پس آل کے ملنے سے بنگال ہوا اور آخر مین ہا ملا کر بنگالہ کر دیا گرمی یہان کی معتدل اور جاڑا کم ہی — برکھہ یعنی ثور کے درمیان مین بارش شروع اور آخر تلا یعنی میزان تک ہوتی ہی — اکثر مقامات پر پانی سے زمین ڈوب جاتی ہی — نادر آمد درخت ہونے لگتی ہی بیشتر آخر بارش مین خرابی ہوا سے خلق اللہ کو عظیم ضرر پہونچتا تھا — بنگالی اسطرف کے آمد و رفت سے ڈرتے تھے — اب پچاس ساٹھہ برس سے وہ شورش موقوف ہی ندی نالے اس ملک مین شمار سے افزون لکھے رہے ہین — اسوقت کہ سرکار انگلشیہ نے ہندوستان کے شہرونکا نقشہ دکھن اور دہلی وغیرہ کل معمورہ کا لکھا دریافت ہوا کہ اس سرزمین مین سب چھوٹی بڑی ندیان ساڑھے چار سو اور دو بڑے چشمے ہین — سب سے افضل دریا اس ملک مین گنگا جی ہی جسکا منبع ناپیدا ہی ہندؤن کا اعتقاد ہی کہ مہادیو جی کے جٹا سے جاری ہی اور شمالی پہاڑون سے گرتی صوبۂ دہلی — آگرہ — الہ آباد — بہار مین گذر کر اس صوبہ مین آتی ہی — کہتے ہین کہ ایک شخص بھاگیرتھہ نام نے سری مہادیو کو اپنی عبادت سے خوشنود کرکے بزرگون کی رستگاری کے واسطے

گنگا جی کی درخواست کی اور کیلاش سے جو سری مہادیو جی کا استھان ہے گنگا کو اپنے ساتھ لیا لیکن مراد ملی
کیونکہ اونکے بزرگون کے ہڈیون تک گنگا جل کا پہونچا سو برس سے کسیقدر زیادہ مدت پر معین ہے — سوا اسکے
بہت سی عجائبات روایتین سری گنگا کے اوصاف مین منقول ہین جو کہ پرانون سے ظاہر ہے — گو کسی مخالف
مذہب کو فسانہ معلوم ہو القصہ یہ دریا قصبہ سوتی کے نیچے جہان پر شاہ مرتضی انندی کی مزار ہے دو حصے ہو کر
ایک جنوب کے جانب بہ نکلا ہے جسکا نام بھاگیرتھی ہوا اور دوسرا بڑا شعبہ مشرق کو چلکر تیس چالیس کوس کے
بعد اوسمین سے ایک شاخ جنوب کی طرف کلبکلی نام ہو کر بہی اور وہان سے چلکر پورب رخ بندر چاٹگانون کے
قریب دو شعبہ ہو کر دریاے شور مین ملتا ہے اور وہ دو نو شعبہ دکھن رخ موضع ندیا کے قریب باہم گر ملکر ہو کلی
کلکتہ سے ہو کر دریاے شور مین جاگرتا ہے — دوسرے دریاے برہم پتر جو خطا سر کوچ سے نکلکر سرکار بازوہا مین
ہو چلکر وہان کل زمین اور کھیتون کو سیراب کرتا ہوا دریاے شور مین ملجاتا ہے — اکثر وہان کی کشتکاری ہوتی
ہے اسقدر اقسام شالی ہوتا ہے کہ اگر ہر قسم سے ایک ایک دانہ لیوین ایک گھڑا بھر جاوے — سال مین تین
مرتبہ تک تخم ریزی ہوتی ہے — یہان کی کھیتون کو کمتر نقصان پہونچتا ہے — جسقدر بارش کی کثرت ہو جڑ پھیلتی
ہے کہ خوشہ پانی سے اوپر ہی رہتا ہے — اکثر تجربہ والون نے تیس گز تک نشو و نما پایا ہے — رعیت وہان کی
فرمان پذیر ہے اور مالگذار یہان کے لوگون کی خورش چاول اور مچھلی اور ترکاریان اور گیہون اور جو ہین اسکے سوا
اور کوئی غلہ گوارا نہین — عورت و مرد برہنہ رہتے ہین سواے لنگ کے نہین چھپاتے — عمارت کا دستور یہ ہے
کہ نرکل اور بانس سے بناتے ہین اور اکثر پانچہزار روپیہ سے زیادہ خرچ مین طیار کرتے ہین اس خرچ کی عمارت
مدت تک پایدار رہتی ہے اور بوسیلہ کسبی کے مخصوص ایام برسات مین ہوتی ہے لڑائی اور باربرداری اور سواری
اور تیز روی کیواسطے رنگارنگ کی کشتیان بناتے ہین خشکی کے واسطے سنگھاسن جسے پالکی کہتے ہین رکھتے ہین
اس سواری مین لیٹنے بیٹھنے سونے کی آرام ہے بعض فیل سوار بھی ہین — پیشتر گھوڑے کا رواج نتھا جہانبان جنت
مغفور کے عہد مین اس سواری کی کثرت ہو گئی — چٹائی یہان کی نے نظیر خصوص سیتل پاٹی ابریشمی بافتہ کو
پامال کرتی ہے — دریا کی مجاورت سے نمک حاصل ہوتا ہے — دوسرے ملکون کی اشیا اس صوبہ کے بندرون مین
بکثرت آتی ہین مرچ اکثر پیدا ہوتی ہے لاہور تک آتی ہے **سرکار جنت آباد** پرانا شہر ہے اس صوبہ کے
بادشاہون کا دار الملک لکھنوتی و گورہ کے نام سے مشہور تھا جب ہمایون بادشاہ نے اسکو فتح کیا اسی نام سے
نامزد کیا — گرن قلعہ نہایت طویل اور عریض جسکی ایک دیوار کے نیون کی اینٹون سے شہر مرشد آباد اور مالدہ
اور پورنیا کی عمارات طیار ہوئین — ابتک اکثر عمارتین مانند مسجد اور مقبرون کے گذشتہ زمانہ سے یادگار ہین
سرکار محمود آباد جب کہ شیرشاہ نے یہان کے مرزبان پر چیرہ دستی کی تھی اوسنے اکثر اپنے ہاتھیون کو

اسی جنگل مین چھوڑ دیا تھا تب سے ہاتھیون کی کثرت ہوگئی اور سرکار شریف آباد مین بھی ہاتھی کی کثرت اور
جنگل کا ہجوم ہی **سرکار رہوگلا** ہوگلا ایک قسم کی گھاس ہی عرض مین دو تین انگل اور طول مین دو گز قطعی
سے زیادہ ہے — اس سے چھتری بناتے ہین برسات مین اوسکے نیچے بڑی آسایش سے گذرانتے ہین —
یہ سرکار اوسی کے نام ہے مشہور دریاے بھاگیرتھی کے کنارے پر ہی شہر کے گرداگرد درختون کی قطار ہی
— اس دریا مین دو تین مرتبہ بھاٹا رات دن مین آتا ہی اور مہینے کے دو تین روز کے اطراف مین بڑی
شدت سے بھاٹا آتا ہی جسکی تموج کا شور چند گھڑی تک نادیدہ کانون مین سماتا ہی اور ایک سلسلہ وار
موج اسطرح پر لہراتی ہی کہ تمام دریا کی چوڑائی مین ایک گز کی بلند معلوم ہوتی ہی اوسوقت کنارے ناوون کو
کھول کر دریا کے درمیان مین رکھتے ہین تاکہ کہین تموج کی لہر سے کنارے کی زمین بہوچکر نہ ٹوٹ جاوین —
اکبر بادشاہ کے عہد سے شجاع الدولہ مغفور کی صوبہ داری تک سلطنت محمد شاہ بابری کے اوسط مین ایک بڑا
بڈھوا آیا اکثر اراضی کو جو ہوگلی اور ہجلی کے گرد نواح مین نمکسار ہین خراب کر ڈالا — ابوالفضل لکھتا ہی کہ اکبر کے
اٹھائیسوین سال جلوس مین عجیب سیلاب کا جوش ہوا تمام سرکار مین پانی دوڑ گیا وہان کا مرزبان کشتی پر سوار ہوا
اور اوسکا لڑکا پرمانند راے چند متنفسون کے ہمراہ بتخانہ پر چلا گیا اور ایک سوداگر تالارے پر گیا ڈیڑھ پہر تک وہ
زور شور رہا کہ ہوا اور ابر کی ہواداری سے مکانات اور کشتیان ڈانوان ڈول کرنے اور بہرنے لگین مگر بتخانہ اور تالارا
موجۂ قیامت سے کنار عافیت مین رہا دو لاکھہ جاندارون کا حرف زندگانی اس صحیفۂ طوفانی مین نقش بر آب ہوا
اور سوا اسکے اور بھی ایک مرتبہ محمد شاہ بابری کے عہد مین اس طغیانی سے ابر و باران کی شدت ہوئی کہ ایک جہاز مرمت
کے واسطے خشکی مین تھا وہ بہ کر کوسون پر جا لگا اور وہ بھی بہتے بہتے ایک پیپل کے درخت مین تین کوس پر اٹکا تھا
اب خیال کرنا چاہیے کہ کسقدر اس بارش سے حضرت ارواح کے لیے ابروئی ہوئی ہوگی **سرکار گھوڑا گھاٹ**
اس سرکار مین ٹانگن گھوڑا اور ابریشمی کپڑا کثرت سے ہوتا ہی ہندی میوہ بہت خصوص لٹکو جا اخروٹ کے
برابر انار کے مزے کا ہوتا ہی کسیقدر چاشنی لیے ہوے اور تین دانہ تخم کے اوسمین ہوتے ہین — **سرکار
باربک آباد** گنگا جل کپڑا وہان پر اچھا بنا جاتا ہی اور میوہ کولا بکثرت **سرکار بازوہا** یہان درخت
سطر بہت ہوتے ہین جنکی کشتیان اور جہاز بناتے ہین لوہے کی کھان بھی ہی — **سرکار سنارگانون**
خاصہ کپڑا اور پگڑیان معروف ہین — **سرکار سلہٹ** میوہ کولا — دہلی کے سنگترون کی صورت اور
نارنگی سے ہمرنگ مگر اوس سے بڑا نہایت لذیذ اور خوش مزہ ہوتا ہی اسکے روز بہی توت کے روبرو انگور بر
تاک نہین شمالی پہاڑون کے نیچے سلہٹ سے ترہٹ تک جسکے اوس پار گنگا کے آٹھہ سرکارین ہین اس
میوۂ خودرو کے ہزارہا درخت ہین **چاٹگانون** دریاے شور کے کنارے ایک بڑا شہر ہی درخت بہت

عمدہ عمدہ ہوتے ہین وہان کے بنگالی اکثر حج کو جاتے ہین — شریف آباد یہ بھی سرکار ہی یہان ایک قسم کا
بیل سفید رنگ اونٹ کے قرینے کا ہوتا ہی جسپر پندرہ من بوجھا بار کرتے ہین — سرکار ساٹ گانون
یہ بندرون مین سے ہی انار یہان کا عمدہ ہوتا ہی — سرکار مداران اس سرکار مین ایک موضع ہریہ ہی بیشتر
الماس کی کھان اسمین تھی مگر اب نہین سنتے ہین صوبۂ اوڑیسہ ایک جدا ملک آب و ہوا اچھا نکی ساز گار اور اسمین
پانچ سرکار ہی — سرکار جالیسر — سرکار بھدرک — سرکار کٹک — سرکار کلنگ
ومدمات — سرکار راج مہندرا — بعد ازان صوبہ بنگالہ کے تابع ہوا لیکن ناظم حضور سے مقرر
ہوتا تھا ظاہرا ایکسو تیئیس [۲۲۳] قلعہ پختہ وہان ہین اوسکے مرزبان کو گج پتی کہتے تھے برسات کا موسم جاڑے
سے زیادہ اور گرمی جاڑے سے کم ہوتی ہی — اکثر زراعت شالی کی ہی باشندون کی خوراک چاول اور مچھلی
اور بینگن ہین بعضے کہتے ہین کہ چاول پکا کر ٹھنڈے پانی مین رکھتے اور دوسرے روز کھاتے ہین مرد ہانجے
عورتون کے مانند بدن مین صندل لگاتے اور زیور پہنتے ہین اور عورتین بجز پردہ پوشی مقام مخصوص کے کچھ نہین
پہنتین اکثر درختون کے پتے سے پوشش بناتے ہین — دیوار اور احاطہ اکثر بانس کے ہوتے ہین بعض مکانات
سنگین اور بلند بھی ہین بنگالی لوگ بھی اس سرزمین کی زبان نہین سمجھتے ایک عورت تھوڑے دنون مین کئی
شوہر کرتی ہی اور تاڑ کے پتے پر فولادی قلم سے تحریر کی کارروائی ہوتی ہی اور قلم کی گرفت مٹھی سے ہی — کاغذ
اور سیاہی شاذ و نادر صرف کرین باہمی لین دین کوڑی پیسے سے ہوتا ہی دریاے شور سے گڑھے کھود کر نکالتے ہین
— چار کوڑی کو گنڈہ کہتے ہین اور پانچ گنڈے کو بوڑی اور چار بوڑی کو پن اور سولہ پن کھاون اور دس کھاون
کا ایک روپیہ ہوتا ہی کٹک ایک سنگین قلعہ ہی درمیان دو ندیون جھاندا کے جسکی پرستش ہندو لوگ کرتے ہین
بعد گنگا جوڑی کی نام سے مشہور ہی اور قلعہ بارہ بھاٹے مین دار الحکومت ہی اوس قلعہ مین جب بارش ہو ہر طرف
پانچ پانچ چھ چھ کوس تک پانی ہو جاتا ہی راجہ مکند دیو نے ایک عمارت نو منزلہ بنائی ہی اول فیلخانہ اور اصطبل دوم
توپخانہ اور شاگرد پیشہ کے رہنے کو تیسرا پتاقدار اور دربانون کے لیے چوتھا کارخانہ کو پانچوان مطبخ چھٹا دولتخانہ
بزرگ ساتوان خلوتخانہ آٹھوین حرم سرا نوین آرامگاہ — اوسکے دکھن طرف بتخانہ ہی باستان سے پوربرکھ
شہر پرسوتم مین دریاے شور کے کنارے ہی جگن ناتھ جیکا مندر جہان سری کشن اور بلبھدر اور اوسکی بہن کی
تصویرین صندل سے بنائی ہین — علماے ہند کہتے ہین کہ اس سے پیشتر چار ہزار برس کچھ زیادہ ہوتا ہی
کہ نیلگر پربت کے اندر من راجہ نے کسی دانا برہمن کو اس مراد سے بھیجا کہ کوئی عمدہ سرزمین شہر آباد کرنے کو
پسند کرائے اوسنے تلاش اور تردد کی راہ لی سمندر کے کنارے عمدہ زمین پائی اوسے اور زمینون سے
تولنے لگا ناگاہ کیا دیکھتا ہی کہ ایک کوا دریا سے اشنان کرکے خدا کی تعریف مین مصروف ہوا برہمن اوسکی

سامنے

کارسازی سے متعجب ہوا چونکہ جانورون کی زبان جانتا تھا فوراً اوسمین سائل ہوا اوسنے جوابدیا کہ مین دیوتاون
مین سے ہون ایک عابد کی بد دعانے مجھے اس قالب مین پھنسایا اور ایک رہنمانے ایسی ہدایت کی کہ خداوند عالم اس
جگہ پر اپنی نظر خاص رکھتا ہی جو کوئی کسیقدر عرصہ اس سرزمین مین بسر کرے اور پرستش ایزدی پہ کمر باندھے جلد مرادون کو
فایز ہوا اوسوقت سے کتنے برس گذرے کہ اسیطور سے رہائی کا جویان ہون کبھی تو گوہر آرزو ہاتھہ لگے گا چونکہ بیراگوہر
عقل تمیز کی روشنی سے منور ہی چندے نظر غور فرما اور اس عرصہ پر قضا کا انوکھا پن دریافت کر۔ پس برہمن کو بھی تھوڑے
زمانہ مین جو کانون سے سُنا تھا آنکھون مین نظر آیا راجہ کو آگاہ کیا ایک بڑا شہر عظیم الشان آباد ہوا اور خاص عبادت کی جگہہ
مقرر ہوئی ایک رات کو راجہ عدل وانصاف کرکے خواب راحت مین مصروف تھا کہ بشارت ہوئی کہ فلانے روز دریا کنارے
جاکر انتظار کر ایک لکڑی لنبائی مین ۵۲ انگشت اور چوڑائی مین دیڑہ ہاتھہ کی تھرائے آوے گی اوسے اوٹھا کر کسی
کوٹھری مین دروازہ بند کرکے سات روز تک محفوظ رکھہ آٹھوین روز نکال کر معبد مین رکھہ اور محراب عبادت بنا۔
راجہ نے بیداری مین وہی تماشا دیکھا اوسکا نام جگناتھہ رکھا اور اوس صورت کو زر وجواہر سے مرصع کرایا خاص وعام
کی پرستش گاہ ہوئی کثرت سے اوسکی کرامات بیان کرتے ہین ۔ سلیمان کردانی کے نوکر کالا پہار نام نے جب اس ملک پر
فتح پائی اس لکڑی کو آگ مین جلا کر دریاے شور مین ڈالدیا ۔ عہد اکبری مین معاش طلبون نے شہرت دی کہ دوبارہ
اوس لکڑی کو نکالا ہی اسطرح سے بہت سے فسانے بیان کیے المختصر ان تینون مورتون کو دنمین چھہ ۶ مرتبہ
اشنان کراتے اور ہر مرتبہ نئی پوشاک پہناتے ہین پچاس ساٹھہ برہمن کھڑے ہوکر خدمتگذاری کرتے ہین اور ہر مرتبہ
بڑی شان وشوکت سے نوبید لگاتے ہین جسکے اولش مین بیس ہزار آدمی کا مطلب ہوجاوے اور سولہ پہیہ کا
رتھہ بناتے اور اوسپر سوار کرتے ہین جو کوئی اوسکو کھینچے گناہ سے پاک ہو سختی روزگار سے محفوظ رہے اور جگناتھہ جی
کے نزدیک ایک اور مندر آفتاب سے منسوب ہی اس ملک کے بارہ برس کا خراج اوسکی تعمیر مین خرچ ہوا بلندی
دیوار کی دیڑھ سو ہاتھہ اور چوڑائی ۱۹ ہاتھہ ہی تین دروازہ ہین پورب کی طرف دو ہاتھیون کی صورت دلپذیر اسطور سے
بنائی ہے کہ گویا ہر ایک اپنے خرطوم مین ایک ایک آدمی پھانسے ہی اور پچھم رخ دو سوارون کی تصویر ہی مع ساز و
سامان اور اوتر طرف دو شیر جنکی ہیئت سے یہ ظاہر ہی کہ ہر ایک نے ایک ایک ہاتھی شکار کیا اور اوپر چڈھے بیٹھے
ہین ۔ اور روبرو ایک ستون سیاہ پتھر کا آٹھہ پہلو پچاس گز کا لنبا ہی جب اوسکے زینون سے چڑھکر ادھر ہوتے ہین
ایک عمدہ صحن ملتا ہی اور ایک طاق سنگین معمور ہی اوسی مین خورشید کو مع دیگر ستارون کے نقش کیا ہی اور اوسکے
گرد ہر قسم کے پرستار عجیب قسم سے زیر زمین استادہ و نشستہ ہین خندان اور گریان اور حیران نظر آتے ہین بعدہ خنیاگر
اور عمدہ نادر جانور جنکی ہستی بجز خواب کے خیال مین نہین آتی بنائے ہین ۔ کہتے ہین کہ ایکہزار ایکسو کئی برس گذرے
کہ راجہ بیر سنگہ دیونے اس بنیاد کو سرانجام کیا اور ایک طرفہ اپنی یادگاری چھوڑی اسکے گرد وپیش اٹھائیس اور بھی

بتخانے ہین اوسکے قریب دروازے کے اوپر چھپہ اور گرد و نواح مین ۲۲ ہین انکی بھی اکثر روایتین ہین چند لوگون کا
یہ قول ہی کہ کبیر موحد کا اسی جگہ پر دیانت ہوا اوسنے بہت سے خداشناسی کے حقائق فرمائے ابھی تک اوسکا نتیجہ
دنیا مین جاری ہی بلند نظری اسقدر تھی کہ ہندو و مسلمان اپنا دوست جانتے تھے جسوقت روح مبارک نے عالم قدس کا
عزم کیا برہمنون کو کریا کرم کی دُھن ہوئی اور مسلمان دفن کرنے کو آمادہ ہوے — القصہ صوبہ بنگالہ مع اوڈیسہ کے
۲۴ سرکار اور سات سو ستاسی محال اور مالگذاری ۵۹ کرور ۸۴ لاکھہ ۵۹ ہزار ۱۹ دام رکھتا ہی یہ سب نقدی ہی
بیشتر قوم کایتھہ کی زمینداری ہی سلاطین بابری کے عہد مین تا انجام سلطنت ہر صوبہ مین فوج مقرر تھی اور عملہ
سلطانی خبرگیری اور انتظام پر مامور تھا اور ۲۳ ہزار ۳ سو ۲۰ سوار اور ۸ لاکھہ ایک ہزار ڈیڑھ سو پیادہ اور ا سو ۷ ہاتھی اور ۴ ہزار
۲ سو ۶ توپ اور ۴ ہزار چار سو کشتی رہتی تھی — حالا نام ہر ایک فرمان روا کا مع عمر شمار اور تعداد سلطنت کے جدول مین لکھی جاتی ہین تا کہ کسی طور کی غلطی نہ ہو

جدول راجگان قوم کہتری

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱ راجہ سکھدت	۲۱۸	۷ ر برودہ سنگہ	۹۷	۱۳ ر شدھرکہ	۹۱	۱۹ ر رگھوملیہ	۷۹
۲ انتک بھیم	۱۷۵	۸ ر موہن دت	۱۰۲	۱۴ اجیدھرکہ	۲۱۰	۲۰ ر جگ جیون	۱۰۸
۳ رن بھیم	۱۰۸	۹ ر بنود سنگہ	۹۷	۱۵ ر اودے سنگھ	۸۵	۲۱ ر کالودبد	۸۵
۴ کیچ بھیم	۸۲	۱۰ ر شنکر سین	۹۶	۱۶ ر بشو سنگھ	۸۸	۲۲ کالودیو	۹۰
۵ دیودت	۹۵	۱۱ ر متر جیت	۱۰۱	۱۷ ر نیہ ناتھہ	۷۱	۲۳ ر بجی کرن	۷۱
۶ جگ سنگہ	۱۰۶	۱۲ ر بھوپت	۶۰	۱۸ ر رکھدیو	۸۳	۲۴ ر شب سنگہ	۸۹

چوبیس تن قوم کہتری نسلا بعد نسل یعنی بیٹے اور پوتے دو ہزار چار سو برس شمع فرمانروائی سے تخت و تاج کو روشن رکھا

جدول فرمانروایان قوم کایتھہ

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱ راجہ بھوج کوریا	۷۱	۴ سمند بھوج	۸۴	۷ ر راجہ کرر	۴۹		
۲ ر لال سین	۷۰	۵ ر راجہ جی پت	۵۴	۸ ر راجہ لکھن	۴۳		
۳ ر راجہ بادھو	۶۷	۶ ر راجہ پربھو	۴۶	۹ ر راجہ بھوج	۴۹		

انھون نے نپشت در پشت ۴۰۰ برس کار فرمائی کی بعدہ دوسری قسم کے کایتھون کا تسلط ہوا

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱ ر راجہ آدسور	۹۸	۲ ر جامنی بھان	۶۶	۳ ر راجہ انرودھ	۷۱	۴ ر پرتاب رور	۵۸

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۵- راجه بهودت	۶۱	۶- راجه رکهدیو	۵۲	۷- راجه گردهر	۷۱	۸- راجه پرتهی دهر	۶۰
۹- راجه ششٹ دهر	۵۱	۱۰- راجه پربهاکر	۵۸	۱۱- راجه جیدهر	۲۰		

یہ گیارہ نفر نے ۶۲۷ برس بطناً بعد بطن تخت آرا رہے بعد کالنابوس کے خاندان مین اقبال نے پیش قدمی فرمائی

۱- راجه بهوپال	۵۵	۲- راجه وترپال	۹۵	۳- راجه دیوپال	۸۳	۴- راجه بهونپال	۷۰
۵- راجه دهنپت پال	۴۵	۶- راجه نگس پال	۷۵	۷- راجه جی پال	۹۸	۸- راجه راجپال	۹۸
۹- راجه بهوگپال برادر راجپال	۵	۱۰- راجه جگپال فرزند بهوگپال	۷۴ بر				

اس خاندان مین ۶۹۸ برس دس نفر کی کارپردازی رہی پهر دوسری قوم کا قبضہ نے دسترس پیدا کیا

۱- راجه سکهه سین	۳	۲- راجه بلال سین	۵۰	۳- راجه لکهمن	۷	۴- راجه مادهو سین	۵۶
۵- راجه کیشو سین	۱۵	۶- راجه سدا سین	۱۸	۷- راجه نوجهه	۳ بر		

۱۰۶ برس تک سات راجاؤن نے شش جہت دنیا مین عروس سلطنت کو ہر ہفت بنایا

اکسٹهه نفر ابتدای جلوس سکهدت کهتری اول راجه سے ظہور اسلام تک بنگالہ مین اور ہنوز بادشاہان دہلی کے زیر حکومت مین ۴۲۴۳ برس فرمان روائی رہی اور ۵۹۸ سنہ ہجری سلطان قطب الدین کے عہد سے ابتک بنگالہ مین اسلام کا ظہور ہوا اوسوقت سے تغلق شاہ تک ۱۷ نفر ایکسو ۵۶ برس سلاطین دہلی کے زیر حکومت فرمان روا رہے بعد ازان ابتدای ۷۴۱ سنہ ہجری سے ملک فخر الدین سلاحدار کے تسلط سے داؤد خان تک ۲۲۴ حاکم خود سر ہو کر بادشاہ رہے اور پهر ابتدائے ۹۹۵ سنہ ہجری مین امرای اکبری نے داود خان کو موم کے مانند آتش نیستی پر نابود کر دیا اور ابتدائے ۹۹۵ سنہ ایکسو ۷۹ برس دہلی کے فرمان دار رہے پهر ابتدائے ۱۱۷۴ سنہ ہجری سے آج تک کہ ۱۱۹۷ سنہ ہجری اور ۲۳ برس گذرے ہین ملک مذکور کمپنی انگلسیہ کے قبضے مین ہے

جدول فرمان روای اہل اسلام

نام	سال و ماه	نام	سال و ماه	نام	سال و ماه
۱- ملک فخر الدین سلاحدار	۲ برس چند ماه	۲- سلطان علاء الدین	ایک برس چند مہینے	۳- شمس الدین بنگره	۱۶ برس چند مہینے
۴- سکندر ولد شمس الدین	۹ برس چند ماه	۵- غیاث الدین ولد سکندر	۷ برس چند مہینے	۶- سلطان السلاطین ولد غیاث الدین	۱۰ برس
۷- شمس الدین ولد سلطان السلاطین	۳ برس چند ماه	۸- کانسی لومی	۷ برس	۹- سلطان جلال الدین	۱۷ برس
۱۰- سلطان احمد ولد جلال الدین	۱۶ برس	۱۱- ناصر غلام	۷ روز اور بقول بعض نیم روز	۱۲- ناصر جو کہ شمس الدین بنگره کے احفاد مین تها	دو برس
۱۳- باربک شاه	۱۷ برس	۱۴- سلطان یوسف	۷ برس چهه مہینے	۱۵- سکندر شاه	نیم روز
۱۶- فتح شاه	۷ برس ۵ مہینے	۱۷- باربک شاه	۲ روز	۱۸- فیروز شاه	۳ برس

نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ
۱۹ محمود شاہ ولد فیروز شاہ	ایک برس	۲۰ مظفر حبشی	۳ برس ۵ ماہ	۲۱ سلطان علاء الدین	۲۴ برس چند ماہ
۲۲ نصیب شاہ ولد علاء الدین	۱۱ برس	۲۳ شیر شاہ		۲۴ ہمایون بادشاہ	
۲۵ شیر شاہ دوسری مرتبہ		۲۶ محمد خان		۲۷ بہادر شاہ ولد محمد خان	
۲۸ جلال الدین خان لڑکا محمد خان کا		۲۹ غیاث الدین		۳۰ تاج شاہ	
۳۱ سلیمان		۳۲ بایزید		۳۳ داؤد	

سلطان قطب الدین ایبک سے لیکر داؤد شاہ تک پچاس نفر نے ۴۶۹ برس ساڑھے تین سو اسی برس بنگالہ کی فرمان روائی کی اوسمین سے سلطان قطب الدین ایبک کے زمانے سے محمد تغلق شاہ تک ۷ انفر نے ایکسو ۵۶ برس دہلی کی اطاعت مین بسر کی اور ۳۳ نفر نے فخر الدین سلاحدار کے وقت سے داؤد افغان تک ۲۲۴ برس خود سری کی اور بعد داؤد کے عالمگیر ثانی تک ۱۷۹ برس حکام بنگالہ نے سلاطین دہلی کی اطاعت کی آج کہ ۱۱۹۷ سنہ ہجری ہین ابتدای سلطنت شاہ عالم بابری ولد عالمگیر ثانی سے ۲۴ سال گذرتے ہین کہ بنگالہ سلطان دہلی کی حکومت سے باہر ہو قبضۂ انگریزی مین آگیا پہلا راجہ جراجودھن دہلی مین آیا اور چار ہزار نوسو چھتیس برس گذرے کہ مہابھارت کی لڑائی مین فوت ہوا — اور آخرین راجہ توجہ کا جسوقت پیمانۂ زیست لبریز ہوا رای لکھمی کے لڑکے کو بادشاہی ہوئی اوسوقت مین بنگالہ کا دار الملک شہر ندیا تھا نہایت عقل خیز سرزمین تھی ابھی تک اوس خرابہ مین دانش اور تمیز کے آثار پائے جاتے ہین نجومیون نے اوسی زمانہ مین ادبار کی آمد سے اطلاع دی تھی اور محمد بختار خلجی سے اس امر کا ظہور بیان کیا راجہ نے اونکے باتون کو خواب خیال سمجھا یہ دور بین لوگ اپنی راہ لگے دور دراز نکل گئے اوسوقت قطب الدین ایبک ہندوستان مین شہاب الدین غوری کے طرف سے مامور تھا اوسنے اپنے بیرو ی خلجی سے ملک بہار کو فتح کیا جب بنگالہ مین آیا راجہ کشتی پر سوار ہوکر بھاگ گیا اسنے شہر مین قبضہ پاکر خوب لوٹ کی اور اوس شہر کو ویران کرکے لکھنوتی آباد کی جوکہ اب قلعہ گوڑہ کے نام سے مشہور ہے اور اوسوقت سے بادشاہان دہلی کے زیر حکومت ہوا راجہ توجہ کے مرنے کو اسوقت مین کہ آخر شوال اور ۱۱۹۷ سنہ ہجری مین چار سو ستتر برس گذرتے ہین سلطان تغلق کے عہد مین قدر خان حاکم بنگالہ تھا ملک فخر الدین سلاحدار نے دنیوی لالچ سے اپنے ولی نعمت کو مار ڈالا اور اپنے نام بزرگی حاصل کی دہلی کی اطاعت سے روگردان ہو گیا ملک علی مبارک جو قدر خان کے منظور نظر تھا سلطان علاء الدین کے اتفاق سے فخر الدین کی لڑائی کو اوٹھ کھڑا ہوا اور اوس نعمت فراموش کو عین کارزار مین زندہ گرفتار کرکے نیست کر دیا حاجی الیاس علائی بنگالہ کے امرا سے تھا اسنے چند آدمیون کو متفق کرکے علاء الدین کو ہلاک کیا اور اپنا لقب شمس الدین مقرر کیا اسکو بھنگرہ بھی کہتے ہین سلطان فیروز اسکی گوشمالی کو عازم ہوا اور سخت آویزش درپیش ہوئی چونکہ برسات کی فصل نزدیک تھی صلح کرکے معاودت کی جب شمس الدین کا زمانہ آخر ہوا لشکر کے سرداروں نے اوسکے بڑے بیٹے کو اسکندر شاہ کا خطاب دیکر

جانشین کیا سلطان فیروز مکرر بنگالہ جاکر صلح ہو جانے سے واپس آیا جب سلطان غیاث الدین بنگالہ کا تخت دہلی پر بیٹھا خواجہ حافظ شیرازی نے ایک غزل حضور مین بھیجی جسکا ایک شعر یہ ہی ؎ شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود ۔ شمس الدین کے زمانہ مین اوسکے پوتہ کانسی نام نے چیرہ دستی کی دولت و اقبال اوسکی طرف ہو گیا جب اوسکی عمر کا دن شام ہوا اوسکے لڑکے نے مسلمان ہوکر سلطان جلال نام پایا ۔ اس ملک کی یہ رسم تھی کہ کئی ہزار پیادہ پایک دولتخانہ کے گرد پہرہ دیتا تھا ایک رات کو کسی خواجہ سرا نے پیادون کی شہ سے بادشاہ کی بساط زندگانی پلٹ دی اپنا خطاب باربک شاہ مقرر کیا اور فرمان دہی پر اپنا رخ کیا ایک سال کے بعد مظفر نام حبشی غلام نے پایکون کی مدد سے اسکی جان لی اور خود سریر آرا ہوا ۔ علاء الدین مظفر کے نوکرون مین تھا اسنے بھی پیادون سے ملکر اوسکو ہلاک کرکے تخت آرا ہو بیٹھا زمانہ کی کجبازی سے چند روز تک اس سرزمین مین سرہنگون کی بن آئی تھی اسنے تخت پر بیٹھتے ہی عدل و معدلت کی راہ پکڑی سرہنگون کے سزا کی بعدہ نصیب شاہ اوسکا لڑکا باپ کے مانند داد و دہش مین مصروف ہوا بھائیون کی پرورش زیادہ تر ملحوظ تھی جب بابر بادشاہ کی آویزش مین ابراہیم لودی کا زمانہ آخر ہوا اوسکے لشکر کے سردار نصیب شاہ کے پاس پناہ جو ہوئے ۔ ہمایون بادشاہ نے شیر شاہ جہانگیر کے ہاتھہ سے حکومت بنگالہ کی چھینکر قلی بیک کی حوالہ کی جب شیر شاہ نے دوبارہ حکومت ہمایون سے لیلی قلی بیگ کو قول دیکر بلایا اور عہد شکنی کرکے اوسکی جان لیلی سلیم شاہ کے عہد مین محمد خان اوسکا خویش پرستاری کو دادگری ہمدوش رکھتا تھا جب محمد خان کشمکش مین مرگیا خضر خان باپ کی جگہ پر کارپرداز ہوا اور بہادر شاہ خطاب مقرر کیا آلو جنگ بچنگل اجل مین محمد خان نے جان دی ۔ بہادر شاہ کے بعد اوسکا بھائی جلال الدین ریاست کا مالک ہوا تاج خان سلیم شاہ کے امیر نے اسکی جان ماری اور سلیم شاہ کے بعد خود تخت نشین ہوا بعدہ اوسکا چھوٹا بھائی سلیمان کرزانی اگرچہ خیال بادشاہی کا رکھتا تھا مگر مصلحتاً اکبر بادشاہ کے نام کا خطبہ سکہ جاری کیا بعدہ اوسکے لڑکون بایزید اور داود نے اپنے نام کا سکہ و خطبہ مروج کیا آخر امرای اکبری نے اونکو مغلوب اور مقتول کرکے بنگالہ کو فتح کر لیا یہ حال اکبرنامہ وغیرہ کتب سیر مین مفصل مندرج ہے

صوبہ بہار

دوم اقلیم سے دراز ہی ملیا گڈھی سے لیکر دریاچہ کرم ناسہ تک جو سرکار رہتاس کے تابع ہی ایکسو بیس کوس اور چوڑائی مین ترہت سے اوتر کے پہاڑون تک ایکسو دس کوس تک ہی اسکے پورب بنگالہ اور پچھم الہ آباد اور شمالا اودہ اور جنوبا کوہ بزرگ واقع ہی اس صوبہ کے عمدہ دریاؤن مین گنگا اور سون اور گنڈک ہی کہتے ہین گرگڈھ کے نزدیک ایکھی پوتہ نی سے دریاے سون اور نربدا اور جھلا جوش مارتے ہین گنگا اور سون کا پانی نہایت فرح دار اور گوارا ہی ۔ گنگا تو اوتر کے پہاڑون سے اور سون جنوبی پہاڑون سے نکلکر منیر کے پاس گنگا مین ملتا ہی اور گنڈک

اوتر سے نکلکر حاجی پور کے قریب گنگا سے ملحق ہوتا ہی — حاجی پور کی آب ہوا مین ایک خاصیت ہی کہ وہان کے باشندے
اکثر آماس گلو مین گرفتار رہتے ہین اور بعض کثر اس علت سے انسان کی صورت بگڑ جاتی ہی ایسا ہی کوئی محفوظ
رہجاتا ہی سالگرام سیاہ رنگ پتھر ہوتا ہی جسے فارسی مین کسوٹی کہتے ہین ہندو لوگ اوسکو آثار ایزدی جانتے
اور اوسکی پرستش کرتے ہین اگر مدور اور خرد اور روغنی ہو بہت مقبول سمجھتے ہین اور مختلف رنگون مین ہر قسم کے نام
اور خاصیت علحدہ علحدہ بیان کرتے ہین چونکہ سونے کا الحاق اوسپر ہوتا ہی اس لالچ سے اوسکو نکالتے ہین اکثر
ایک سوراخ رکھتے ہین اور بعض زیادہ اور چونکہ طلا سے خالی اور نئے سوراخ ہو برہمنون کا مذہب ہی کہ جو بت ٹوٹا ہو
اوسے پھر نہین پوجتے مگر اس پتھر کو باوجود کہ شکستہ ہو پوجتے ہین ان دونو دریا کے درمیان مین شمالاً اور جنوباً چالیس
کوس تک یہ پتھر پیدا ہوتے ہین — کرمناسا جنوبی پہاڑون سے نکلکر گذر چوسا کے مقام پر دریاے گنگ مین گرتا ہی
اوسکا پانی نہایت پاک سمجھتے ہین — پن پن بھی دکھن سے کوہستان پلاؤن کے دہانے مین جوش کرتا ہی اور عظیم آباد
پٹنہ کی آبادی سے گذر کر دریاے گنگ مین ملحق ہوتا ہی اوسی جگہ ایک پل ہی اکبر کے عہد کا بنا ہوا اور آج تک سنہ ۹۷ انیس سو اسی
گذرتے ہین برپا اور قائم ہی — چھوٹی ندیان اس صوبہ مین بیشمار ہین — تابستان مین گرمی ہوتی اور زمستان معتدل
کبھی کبھی دو مہینے پشمی کپڑون کی ضرورت ہوتی ہی برسات چار مہینے ہوتی تھی مگر اب دو سال سے بمشکل ڈیڑھ مہینے
برسنے کے بھی لالے ہین پس شدت قحط سے نوع بشر کی خواری اور جانفشانی صاف ظاہر ہی اللہ تعالی اپنے
بندون پر رحم فرماوے کشتکاری خوب ہوتی ہی خاصکر شالی کہ مانند و مثل اوسکے کہین نہین کساری نام غلہ بنارس سے
مرشد آباد تک پیدا ہوتا ہی پان کے لیے مخصوص مگھی ہی یہان کا پان بہت نازک اور خوشرنگ اور رسیلا اور خوشبو
اور مزہ دار ہی دہلی اور لاہور اور جہانگیر نگر اور مرشد آباد تک بطور تحفہ کے لیجاتے ہین اکثر اسقدر مسافت طی کرنے مین
سالم رہتے اور کسیقدر ضائع ہوجاتے ہین — امرت بھیلا اور کجلا نام طوطی نہایت عمدہ اور کثرت سے ملتی ہین اگر
پالین اور کوشش کرین جلد شیرین آواز گویا ہوجاتا ہی شیشے کے برتن اور حقہ جو کہ فرنگ سے آتا ہی طیار کرتے ہین
کہ تمام ہندوستان مین اوسکے برابر نہین ہوسکتے — بہار کی سرکار مین موضع راج گرگان کے پاس ایک پتھر مانند
بلور کے ہی چھوٹے ٹکڑے اسقدر ہین کہ دانہ تسبیح اور حقہ اوس سے بناتے ہین اور موضع ارول اور بہار مین کاغذ بہت
عمدہ ملتا ہی اگر کوئی روپیہ خرچ کرے شاید کہ اوس سے بھی افضل بہم پہونچے — یہان پر ایک معبد گیا نام ہی
برہمن لوگ اوسکو برم گیا کہتے ہین اسقدر معظم سمجھتے ہین کہ اپنے گذشتہ بزرگون کی رستگاری اوس مقام پر پرستش
کرنے سے سمجھتے ہین اور اس بہانہ سے وہان کے برہمنون کو جو مجاور ہین نقد و جنس ملتا ہی اس صوبہ اور نیز صوبہ
بنگالہ مین ایک میوہ کٹھل نام نہایت کلان اور مزہ دار پیدا ہوتا ہی — بعض اسقدر گران اور بڑے ہوتے ہین
کہ ایک آدمی سے نہین اوٹھہ سکتے ترہت بہت دنون سے جاے دانش خیزی ہی ہنوز باوجود ہزارون خرابی کے

اکثر علوم وہان پر شائع ہین — رہتاس ایک درہ ہی پہاڑ کی بلندی پر بہت اونچا جہان پر نہایت سختی سے
گذارہ ہوا اوسکا گھیر دس بارہ کوس کا ہی بعض جگہ اس پہاڑ پر کھیتی ہی بیشتر یہان پر ایک باغ تھا انگور انار سردہ
شریفہ نیشکر عمدہ عمدہ قسم کا پیدا ہوتا تھا مگر اب خراب ہوگیا ہی جابجا ندیان جاری ہین پانی اسقدر نزدیک ہی جس مقام
تین چار گز کھودین پانی نکل آئے بہت سے پرگنہ اس سرکار سے متعلق ہین جمع اس صوبہ کی جوکہ عہد اکبری مین
تجویز ہوئی اور ہنوز دفترون مین لکھی جاتی ہی ۲۳ کرور ۹۲ لاکھ ۱۹ ہزار ۴ سو ساڑھے چار دام اسمین سے ضبطی
ایکسو ۸۳ بیگہ زمین پیمایش ہوئی اور چار لاکھ چالیس ہزار اور ایکسو بیس بیگہ اوسکا روپیہ ۱ کرور ۲۶ لاکھ
۸۱ ہزار ۷ سو چہتر دام نقدی اور ایک کرور ۹۲ لاکھ ۳ ہزار ۶ سو ساڑھے بیس دام اونمین سے ۴۲ لاکھ
۲ ہزار ایکسو سینتالیس دام سیورغال کے یومیہ ا ہزار چار سو پندرہ ہزار ۴ لاکھ ۴۹ ہزار ساڑھے تین سو پیادہ
اور سو کشتی — اس کلام مین کہ جمع صوبون کی تنقیح کی ہی بڑی شک ہی اور عبارت مین عجب طرح کا خبط ہی

صوبہ الہ آباد

دوم اقلیم سے لنبا ہی جونپور کی سرحد سے جنوبی پہاڑ تک ایکسو ساٹھہ کوس اور چوڑا ہی چونسا کے گھاٹ سے
گھاٹم پور تک ایکسو بائیس کوس اسکے چودہ ہین شرق رویہ بہار اور شمالی اودہ اور جنوبی باندہو
اور غربی آگرہ ہی — اس صوبہ کے بڑے دریاؤن مین گنگا اور جمنا اور نیز دیگر دریا مانند رند — گین —
سرجو — برنہ وغیرہ کے ہین اور ہوا سازگار اور رنگارنگ کے گل وغنچہ اور میوہ نے شمار اکبر کے وقت سے خربزہ
اور انگور کثرت سے ہونے لگا سابق مین اسکا نام پیاگ تھا اکبر نے الہ اباس رکھا آخر کو الہ آباد معروف ہوا یہان کا
قلعہ سنگین مع محل اور مکانات وغیرہ کے اکبر کی تعمیر ہی اس جگہ کو تمام عبادتگاہون کا بادشاہ سمجھتے ہین قلعہ
اوس جگہ پر ہی جہان گنگا اور جمنا باہم ملحق ہوئے ہین اور اہل ہند کے اعتقاد مین تین دریا کا مجموعہ ہی اور وہ
تیسرا سرستی ہی لیکن ظاہر نہین — بنارس بڑا شہر ہی دو ندیون برنہ اور اسّی کے درمیان مین گذشتہ زمانے
مین اسکا نام کاشی تھا کہتے ہین کہ اگلے وقت یہان پر ایک مندر تھا جسکا طواف کعبہ کیطرح پر کرتے تھے اور مانند
حج کے وہان پر تعمیل ہوتی یہ بہت دنون سے ہندوستان کا دار العلم ہی گروہ گروہ ہر نوع دور دراز ملکون سے
آکر یہان پر علم حاصل کرتے ہین اور جان وتن کو گداز کرتے ہین — ۴۱۰ھ ہجری مین سلطان محمود غزنوی کے
آنے سے کسیقدر مذہب مین مخالفت ہوئی جب ۴۱۳ھ مین دوبارہ بادشاہ آیا اول گوالیار کا قلعہ فتح کیا اور صلح
کرلی پھر قلعۂ کالنجر کا عزم کیا وہان کے حاکم نندا نے وہ تین سو ہاتھی بھیجکر عجز ونیاز ظاہر کیا بلکہ ایک شعر بھی ہندی مین
کہکر ارسال کی جب اوسکا مضمون ترجمہ ہوا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور اوس قلعہ کی حکومت مع دیگر چودہ مقامون
کے اوسکو مرحمت کی — جونپور عظیم الشان شہر ہی اس شہر کو سلطان فیروز مرزبان دہلی نے اپنے چچا کے بیٹے فخر الدین کے

نام جونہ آباد کیا طول مین ایکسو ۹ درجہ اور ۶ دقیقہ اور عرض مین ۲۶ درجہ ۱۱ دقیقہ ہی چنارہ قلعہ سنگین ہی پہاڑ پر نہایت بلند اور مضبوط دریاے گنگ اوسکے نیچے سے جاری ہی — کالنجر یہ بھی قلعہ سنگین پہاڑ کی بلندی پر تعمیر ہی اسکے آغاز کو کوئی نہین جانتا اسکے اندر بہت سے مندر ہین ایک مندر مین کال بھیرون کی مورت ہی اٹھارہ ہاتھ کی لانبی — اس قلعہ مین جابجا چشمے جوش مارتے ہین اور اکثر تالاب ہین درختان آبنوس اور خودرو میوہ بہت ہین اور لوہے کی کان بھی ہی وہان سے بیس[۲۰] کوس پر الماس کی کھان ہی — راجہ گنپت سنگہ وہان کا حاکم وہانکے چند قطعہ زمین مین جواہرات رکھتا تھا — دو برہمن دانا نیک خصلت خوش خلق اور طوطے ایسے کہ جو کچھہ سوال کرین فوراً جواب دین — و جنیاگری مین بخشو نام نہایت بے مثل اور دو پرستار حسن افروز نغمہ سرا — سلطان بہادر گجراتی نے دوستی کرکے ان دونون سے ایک درخواست راجہ کے پاس بھیجی راجہ نے اپنی مردمی سے بخشو کو روانہ دربار کیا اور شیر شاہ نے اوس جادو نفس کو طلب کیا جب قاصد محروم لوٹا قلعہ کو جاکر گھیر لیا اور محصورین پر زندگی وبال کی راجہ نے بپاس ناموس جو بید و شاستروں مین مروج ہی شعلہ رویان کو آتش غیرت سے جلاکر خاک کا ڈھیر کردیا اور خفتہ عقلی سے ناپایدار زندگی پر دل باندھکر غبار آلود نیستی ہوا — شیر شاہ کو تو یہ جلدی تھی کہ قلعہ مفتوح ہو آتشباری کے وقت ایک چنگاری باروت مین پڑ گئی وہ بلی اوڑی اور شیر شاہ کے خرمن ہستی کو جلادیا — کہتے ہین قصبۂ مودھا مین ہر ایک چھوٹا بڑا نہایت حسین ہی — دس سرکار اور ایکسو ستتر پرگنہ اور ۲۱ کرور ۴ لاکھہ ۲۷ ہزار آٹھہ سو ۱۹ دام اور ۱۲ لاکھہ پان — اونمین سے ایکسو اکتیس زمین کی ضبطی نپی ۳۹ لاکھہ ۶۸ ہزار ۱۸ بیگہ ۳ بسوہ اسکا روپیہ بیس کرور ۲۹ لاکھہ ۱۷ ہزار ۲ سو ۴۲ دام اور ۴۶ پرگنہ نقدی محصول اوسکا ۴۹ لاکھہ اور مبلغ ۶ ہزار ۴ سو ۸۱ دام سیورغال موجی ۱۱ ہزار ۳ سو ۷۵ سوار دو لاکھہ ۳۷ ہزار ۸ سو ستر پیادہ اور ۲۲۳ ہاتھی — سرکار الہ آباد پندرہ محال — سرکار غازیپور شرقی اونیس محال — سرکار بنارس شرقی — آٹھہ محال — سرکار جونپور شمالی اکتالیس محال — سرکار مانکپور چودہ محال سرکار چنارہ جنوبی ۱۳ محال — سرکار تھٹہ کور جنوبی — سرکار کالنجر جنوبی سرکار کوڑہ غربی — سرکار کڑہ غربی ——— جونپور کے فرمانرواؤن کی تفصیل اس جدول سے ظاہر ہی لقب اسکا سلطان الشرق مشہور ہی

۱ سلطان الشرق	۱۶ برس	۲ مبارک شاہ	۴ برس کچھہ زیادہ	۳ سلطان ابراہیم	۵ مہینے
۴ سلطان محمود	ایک برس کچھہ زیادہ	۵ محمود شاہ	۲۱ برس چند مہینے	۶ حسین شاہ	۱۹ برس

ان چھہ آدمیون نے ۹۷ برس چند مہینے فرمان روائی کی بیشتر یہ ملک بادشاہان دہلی کے تصرف مین آیا جب سلطان محمود بن سلطان محمد بن فیروز شاہ کے تاج و تخت زیر حکومت ہوا ملک سرور خواجہ سرا کو جسے اسکے بزرگون نے خانجہانی کا خطاب دیا تھا سلطان الشرق کا لقب مرحمت فرماکر جونپور کا حاکم بنایا یہ شخص جونپور مین

جاکر بردباری اور پردلی اور انصاف مین روزگار بسر کرتا رہا اور اسی مشغلہ مین سفر اخیر پیش آیا اوسکا لڑکا متبنّی مبارک نام بزرگان زمانہ کی اعانت سے وارث حکومت ہوا اور سکہ خطبہ مین تجدید کی بہلول خان سلطان محمود کے امراے عظام مین تھا خبر پاتے ہی اوٹھ دوڑا دریاے گنگا کے کنارے دو لشکرون سے آویزش ہوئی انجام کو دونو نامراد اپنی اپنی طرف کو واپس ہو گئے جب سلطان مبارک شاہ گذر گیا اوسکا چھوٹا بھائی ابراہیم گدی پر بیٹھا اسنے داد و دہش اختیار کی اور زمانے کے سرکشون کی پایمالی کر کے آبادانی کی آتش کا جویان ہوا ہر پیشہ کا رواج دیا اسکے عہد مین قاضی شہاب الدین ملک العلما بڑا نامور ہوا اوسکا زادبوم دہلی ہی وہان پر صاحبان علوم نقلی و عقلی کو جمع کیا اور بروقت پہونچنے صاحبقران امیر تیمور گورکان کے اپنے اوستاد مولانا خواجگی کے ہمراہ جو کہ خلیفہ نصیر الدین چراغ دہلی کا ہی جونپور آیا اور وہان پر نشو و نما پا کر محسود زمانہ ہوا شاہ مدار جو کہ اولیاے ہند کا سردار ہی اوسکا ہمعصر تھا جیسا کہ رسم ہی کہ ظاہری عقلا کو صاف باطنون سے سرگرانی ہوا کرتی ہی قاضی کو بھی مشرب خیر اندیشی تیرہ تھا جب ابراہیم کا عہد منقضی ہوا بھیکھن خان اوسکا بڑا لڑکا سلطان محمود کے نام سے تخت نشین ہوا چونکہ بدکار تھا سلطنت سے خارج کیا گیا اوسکے بعد حسین خان اوسکا بھائی تاج و تخت کا مالک ہوا اسنے اپنے سلوک سے زمانہ کو سازگار کیا زمانہ اوسکی ثنا و صفت مین مصروف ہوا اس دولت دنیا کا نشا چڑھ گیا سلطان بہلول سے مقابلہ کیا آخر کو شکست کھا کر پریشان ہوا سلطان بہلول کا لڑکا باربک جونپور مین قایم مقام ہوا جب بہلول نے جام فنا کھینچا سلطان سکندر لودی نے تخت خلافت کی زینت بڑھائی سلطان حسین باربک سے متفق ہو کر چند بار لشکر فراہم کر کے دہلی کو آیا اور اسیکے ذات سے شرقیون کی حکومت کا خاتمہ ہوا

صوبہ اودہ

دوسری اقلیم سے ہی سرکار گورکھپور سے قنوج تک ایکسو پینتیس (۱۳۵) کوس لنبا اور شمالی کوہ سے سدہ پور صوبہ الہ آباد تک ایکسو پندرہ کوس چوڑا ہی اسکے پورب طرف پہاڑ اور اوتر پہاڑ اور دکھن مانکپور اور پچھم قنوج ہی — آب و ہوا عمدہ جاڑا اور گرمی معتدل — دریاے کلان — سرجو گھاگھرا — گومتی — رودی — ہی گوناگون آبی جانور ہوتے ہین — کشتکاری بھی اچھی ہوتی ہی خاص کر سکھداس چاول کہتے ہین کہ تمام ہندوستان مین عمدہ بیشتر اس صوبہ مین تخم ریزی ہوتی ہی قدیم نام اسکا اجودھیا ہی شہرہاے ہندوستان سے عظیم الشان طولاً ۱۱۸ درجہ اور ۶ دقیقہ اور عرضاً ۲۷ درجہ ۲۲ دقیقہ کہتے ہین کہ زمانہ گذشتہ مین ۱۴۸ کوس لنبا اور ۳۶ کوس چوڑا آباد تھا اور اسکو ایک پاک مقام سمجھتے ہین — اکثر شہر کی خاک بیزی کر کے سونا نکالتے ہین راجہ رام چند خلف راجہ جسرتھ کا زادبوم ہی جسے ہندو مظہر آثار خدا جانتے ہین اور مانند داستان حمزہ کے بلکہ اوس سے بھی زیادہ عجایب بیان اوسکے نسبت بیان کرتے ہین ترینا کے زمانہ مین جسے ہندو لوگ بعد ست جگ کے جانتے ہین اور اوس ایام کی تعداد ۱۲ لاکھ ۹۶ ہزار برس ہی کیا عجب کہ راجہ موصوف ظاہر و باطن کی ریاست رکھتا ہو جسقدر اوسکی کیفیت ہندوان کی کتابون سے دریافت ہوئی کیفیت سے خالی نہین خداجوئی اور اخلاق شایستہ اور حق طلبی کا بمرتبہ اتم خوگر تھا

شہر ایک کوس پر دریاے گھاگھر اقلعہ کے نزدیک سرجو سے ملتا ہی اس شہر مین دو قبر چھہ یا سات گز کی لنبی ہین عوام لوگ شیث اور ایوب پیغمبر کی مزار جانتے ہین بعض کا قول ہی کہ کبیر موحد کی تربت سکندر لودی کے زمانہ مین واقع رتن پور بنی تھی یہ شخص اکثر خداشناسی اور تصوف کی حقیقت اشعار ہندی مین نظم کرتا رہا بہرایچ دریاے سرجو کے کنارے معمور ہی نہایت عمدہ سبزہ زار سالار مسعود غازی اور رجب سالار اس جگہ مدفون ہین — اکبر بادشاہ کے وقت مین محمد حسین خان نے جو کہ بادشاہ کا روشناس تھا مخدوم الہدیہ خیرابادی سے سوال کیا کہ سالار مسعود غازی کیسا آدمی تھا اوسنے جواب دیا کہ ایک پٹھان تھا جسنے شہادت پائی باقی اور ہندوستانی مسلمان اوسکے بڑے معتقد ہین اور دور دراز سے اوسکے مزار کی زیارت کو آتے اور محفلین کرتے ہین قول معتبر یہ ہی کہ محمود غزنوی کے اقربا مین سے زندگانی کو مردانگی سے تمام کیا اور ہمیشہ کیواسطے نام نیک حاصل کیا — دوسرے سلطان فیروز حاکم دہلی کے باپ نے ظاہر و باطن کی آراستگی حاصل کی اس شہر کے نزدیک ڈنوکن نام موضع مدت سے پیسون کی ٹکسال ہی — اور ترکے پہاڑون سے اکثر چیزین مانند کونٹ گھوڑون اور سونا اور تانبا اور سُرب اور مشک اور چونرا اور شہد اور چوک وغیرہ کے آدمیون کی پیٹھہ یا گھوڑے اور بکرون پر لاد کر لاتے ہین — اور خشک سونٹھہ اور سرخ مرچ اور مجیٹھہ اور سہاگا اور زنکھورا اور موم اور پشمینہ اور باز اور جرہ وغیرہ بہت آتے ہین — نیم کھار مصر کھہ ایک نامور مقام ہی بزرگ تیرتھہ دریاے گومتی وہان سے نکلی ہی اور اکثر عبادت خانہ معمور ہین برہما ورت کنڈ نام حوض ہی اوسکے درمیان سے پانی جوش کھاتا ہی اور ایسا زور شور ہی کہ آدمی نہین ٹھہر سکتا جو کچھہ اوسمین چھوڑو باہر اوبل آتا ہی کہتے ہین کہ اوسی قرب مین ایک نہایت تنگ دہانہ کا چشمہ ہی ایک گز چوڑا اور چار انگل گہرا برہمن لوگ وہان پر منتر پڑھہ کر پوجا کرتے ہین ہر چند چاول وغیرہ اوسمین چھوڑین مگر نشان نہین رہتا — لکھنو بڑا ابجاری شہر ہی دریاے گومتی کے کنارے پر نہایت خوش سواد شیخ مینا جسکی ولایت کا گمان اکثرون کو ہی اسی سرزمین مین مدفون ہی — بلگرام قصبہ خوش ہوا ہی یہان کے باشندے خوش فہم اور علم موسیقی کے شایق اور نیک مظہر ہین — پانچ سرکار ۱۳۷ پرگنہ اس صوبہ مین ہین زمین پیمائشی ایک کروڑ ایک لاکھہ اکہتر ہزار ایکصد اسی بیگہ جسکی جمع ۲۰ کرور ۱۷ لاکھہ ۵۸ ہزار ۱۷۲ دام ہین اسمین سے ۵۵ لاکھہ ۱۲ ہزار ۶۵۸ دام سیورغال یومی ۷ ہزار ۶۴ سوار اور ۶۸۲۵ پیادہ اور ۵۹ ہاتھی ہین

صوبۂ اکبراباد

دوم اقلیم سے ہی گھاٹم پور الہ اباد سے پلول دہلی تک ۱۷۵ کوس لنبا اور قنوج سے چندیری مالوا تک شرقی گھاٹم پور شمالی دریاے گنگ جنوبی چندیری غربی پلول ہی بہت سے دریا ہین اور سب مین عمدہ دریا جمنا اور چنبل ہی جمنا شمالی پہاڑ اور چنبل حاصل پور مالوہ سے نکلتے ہین اور کالپی مین آکر جمنا سے ملجاتی ہین جابجا جنوبی پہاڑ آب ہوا کی خوبی مین بےمثل ہین کھیتی اچھی میوہ اور گلاب

کے پھول اور خوشبو کے روغن اور برگ پان عمدہ میسر آتے ہین خربزہ اور انگور اور جگہہ کی نسبت یہان اچھا ہوتا ہی
آگرہ خوش ہوا شہر جمنا کے کنارے معمور ہی دریاے جمنا شہر کے درمیان سے پانچ کوس روان ہی دونو طرف عمدہ عمدہ
عمارتین اور رنگ برنگ کے باغ آباد ہین اکبر بادشاہ نے سنگ سرخ سے ایک قلعہ بنایا ہی اوسمین عمدہ مکانات
نقش و نگار سے بنے ہوئے ہین اول مین یہ ایک گانون تھا بیانہ سکندر لودی نے اوسکو پاے تخت مقرر کیا اور اکبر نے
تمام و کمال آرایش کی شیخ ابو الفضل اکبر نامہ کے مصنف کا زاد بوم ہی اوسکے بڑے بھائی فیضی اور ابو الفیض
وغیرہ بزرگون کا مانند شیخ علاء الدین مجذوب اور میر رفیع الدین صفوی اور سید اجل علامہ قاضی وغیرہ کا مرقد ہی
کے شہر سے نزدیک جمنا کنارے رنگتا نام موضع ہی ہنود کی پرستش گاہ — فتح پور ایک گانون تھا بیانہ سکری
نام سے ۱۲ کوس دار الخلافۃ سے دور سا اکبر بادشاہ نے اسے شہر بنا کر ایک قلعہ بھی پتھر کا تعمیر کرایا اگرچہ دولتخانۂ
شاہی اور نیز مکانات اکثر امرا کے پہاڑ پر تعمیر ہین مگر جنگل اور صحرا مین بھی اکثر مکانات کے آثار ہین بموجب حکم بادشاہی
مسجد اور مدرسہ اور خانقاہ بھی بنائے گئے تھے — آبادی سے ملا ہوا ایک تالاب بارہ کوس کا ہی اوسکے کنارے پر
اکبر بادشاہ نے صفہ اور منارہ بنوا کر چوگان بازی کا میدان مقرر کیا تھا ہاتھیون کی لڑائی بھی وہین پر دیکھا کرتا تھا
اوسکے قریب لال پتھر کی کھان ہی جسقدر چاہیے ستون اور تختہ جدا کر کے نکال لیوین — اگلے زمانہ مین بیانہ ایک
عظیم الشان شہر تھا اسمین قلعہ بھی بنا ہوا تھا اکثر آثار تہ خانہ اور محلات کے پائے جاتے ہین اکثر لوگ وہان پر لڑائی
کے ہتھیار اور تانبے کے برتن پاتے ہین اور منارہ بھی نہایت اونچا ہے آب یہان عمدہ ہوتا ہی جسکا وزن ایک سیر
سے زیادہ ہو اور شکر نہایت سفید نیل عمدہ یہان پر بھی عمدہ عمدہ لوگ مدفون ہین — تین کوس پر بھیم نام غار ہی
پانی سے بھرا ہوا اوسکی گہرائی کوئی نہین جانتا ہی فیروزہ اور تانبے کے کان وہان پر بتلاتے ہین ظاہرا اوسکے
نکلنے مین دخل سے زیادہ خرچ ہو اس سبب سے آج تک کسی نے ہاتھہ نہین ڈالا — متھرا جمنا کنارے معمور ہی
سری کشن کا جنم بھوم اسے بھی راجہ رامچند کے مانند ہندو لوگ مظہر اتم جانتے ہین بلکہ رام سے بھی زیادہ اور اوسکے
بھائی بلبھدر کو رام کا قایم مقام سمجھتے ہین — کالپی جمنا کنارے معمور یہانکی مصری مشہور — شرقیون کے عہد مین
دہلی کی خراج گذاری تھی جب قادر خان کے دلمین ولولہ اوٹھا بادشاہ سے منحرف ہو گیا سلطان ہوشنگ نے
مالوہ سے آکر گوشمالی دی اور سلطان محمود شرقی نے قادر خان کے لڑکے نصیر خان سے لے لیا قنوج گذشتہ
زمانے مین ہندوستان کا دار الملک تھا — گوالیار نامور قلعون مین ہی اسکے دروازے پر ایک پتھر کا ہاتھی
اور اندر عمدہ عمدہ عمارتین ہین آب و ہوا یہان کی موافق اکثر کلاونت خوش گلو اپنے کمال کے کامل یہان پیدا
ہوئے اونمین سے تانسین مشہور ہی لوہے کی کھان بھی ہی بیراٹھہ مین تانبے کی کھان نہایت سودمند ہی
ایکمن مٹی سے ۳۵ سیر حاصل ہوتا ہی چاندی کی بھی کھان بتلاتے ہین مگر کسیکو فائدہ نہین ملا — نارنول کے

مقام پر ایک کنوان ہی اکثر لوگ پرستش کرتے ہین جب جمعہ کے روز اماوس ہوتی ہی آفتاب نکلتے ہی وہ کنوان اسقدر
لبریز ہوتا ہی کہ بدون رسی کے سلسلہ کے پانی پانا آسان ہی — سنگھانہ اور اودیپور اور کوٹ پوتلی مین تانبے کی کھان
اور قصبہ کانوری مین ندیان سرد اور گرم اکثر ہین ۱۳ سرکار اور ۲۰۳ پرگنہ زمین پیمودہ دوکرور اٹھتر لاکھ ۶۲ ہزار
۹۱۰ بیگہ ۸ بسوہ جمعی ۵۴ کرور ۶۲ لاکھ پچاس ہزار تین سو چار دام اسمین سے ایک کرور بیس لاکھ پانچ ہزار سات سو
ساڑھے تین دام سیورغال یومی پچاس ہزار چھہ سو اکاسی سوار اور پانچ لاکھ چھتتر ہزار پانسو ستتر پیادہ اور دو سو ہاتھی

صوبۂ مالوہ

دوم اقلیم سے ہی گڑہ سے بانسوارہ تک دراز دو سو پینتالیس کوس اور چوڑا چندیری سے ندربار تک دو سو تیس کوس شرق باندھون شمالی ارور
جنوبی بگلانہ غربی گجرات اور اجمیر جنوبی پہاڑ — دریاے نربدا سپرا — کالی سندہ بیتمیہ گودی ان دونو مین تین کوس نہر ہی صاف دسبک اوسکے
کنارون پر خود روبید اور رنگین پھول اور خوشبو اور بسیاو شان اور سایہ دار درخت اور گلاب اور سبزہ زار اور عمارتین بلند — آب و ہوا
معتدل جاڑے مین لباس پنبہ اور گرمی مین آب شورہ کی کم ضرورت ہوتی ہی چار مہینے برسات مین گلابی جاڑے
کی کیفیت ہوتی ہی کہ رات کو بالاپوش کی حاجت ہو اس صوبہ کی زمین بہ نسبت اور سرزمین کے کسیقدر اونچی
اور سب مین کھیتی ہوتی دونو فصل عمدہ ہوتی ہین خاصکر گیہون اور پوستا اور اونکھ اور آنب اور خربزہ اور انگور
مقام حاصل پور مین ایک سال مین دو مرتبہ انگور ہوتا ہی — پان عمدہ کپڑے اچھی بناوٹ کے موجود ہین —
یہان کے کسان اور بنیے بھی ہتیار باندھتے ہین اس ملک کا دار الملک اوجین ہی سپرا کے کنارے پر معمور اسکے
عجائبات مین کہتے ہین کہ کبھی کبھی دودھ جوش کرتا ہی لوگ لیجاتے ہین اور اپنے مصرف مین لاتے جب کبھی ایسا
اتفاق ہو راجہ کے حق مین عمدہ شگون ہوتا ہی اسکے نزدیک برہمنون کے تین سو ساٹھہ مندر عباد تگاہ ہین شیخ ابو الفضل
نے اکبرنامہ مین ایسا لکھا ہی کہ پینتالیسوین سال الٰہی کو بموجب حکم مجھے دکھن کے سفر کا اتفاق ہوا جب وہان پہونچا
ماقبل اوسکے ۱۶ فروردین کے ہفتہ کو چار گھڑی رات گذرنے پر دودھ کا جوش ہوا ہندو مسلمان چھوٹے بڑے
گھڑون مین بھر لائے اوسی قرب مین ۳۶۰ عبادتگاہ برہمنون کے ہین اور اوسی شہر کے نزدیک کالئادہ نام ایک
مقام ہی اوسکا احاطہ نہایت دلکشا حوض لبریز گرد مکانات گذشتہ زمانے کا یادگار ہی — گڈہ ایک علحدہ ملک ہی
درخت زار جنگلی ہاتھی بہت — وہان کے کاشتکار محصول جگہہ پر ہاتھی دانت دیتے ہین اور وہین کے زراعت سے
دکن اور گجرات کو آسودگی ہی — چندیری گذشتہ بڑے شہرون مین سے ہی یہان پر قلعہ سنگین اور چودہ ہزار
پتھر کے محل کلان اور ایکسو چوراسی بازار اور ایکسو ساٹھہ سرای اور بارہ ہزار مسجد ہین — نومین نام قصبہ ہی
دریاے پتھہ کے کنارے جل مانس اوسمین سے ظاہر ہوتے ہین اور ایک ایسا بڑا مندر ہی کہ اگر اوسمین نقارہ
بجاوین آواز باہر نجائے — سرکار بیجاگڈہ کے جنگل مین جنگلی ہاتھی کثرت سے ہین — منڈو ایک شہر بارہ کوس کی

گہرائی کا ہی اوسکے قلعہ مین ایک منارہ ہی ہشت منظری جیند گاہ حاکم کی نشستگاہ رہا پرانی عمارتین ہین سلاطین خلج کی قبرین اکثر بنی ہین ـــ ایک تعجب کی یہ بات ہی کہ موسم گرما مین سلطان محمود ولد ہوشنگ کی قبر کی گنبد کی سے عرق نکلتا ہی سادہ لوح فریفتہ ہوتے ہین ـــ تمر ہندی مانند ناریل کے اور اوسکا مغز سفید ہوتا ہی ہندی نژادون کا قول ہی کہ پارس پتھر یہان پر پیدا ہوتا ہی جسکے چھونے سے لوہا سونا ہو جاتا ہی کہتے ہین کہ قبل راجہ بکرماجیت کے راجہ جگدیو نہایت نیکوکار تھا اسکی تلاش مین بہت سی پونجی صرف ہوئی ایک کھرپہ سونے کا ہو گیا مگر پتھر نملا آخر ماندن آہنگر سے چارہ جوئی کی اوسنے پتھر کو حاصل کیا اور اوسکے ذریعہ سے بیشمار سونا طیار کر کے بادشاہ کے حضور مین نذر کیا اوسی سونے سے بارہ برس مین قلعہ طیار ہوا اور حسب تمنائے آہنگر کی قلعہ کی دیوار مین اکثر سندان کی تصویر بنائی گئین ایکروز نربدا کنارے راجہ نے جشن کیا اور برہمنون کے دان مین اوس پتھر کو دیدیا برہمن نے حقیر سمجھکر نہایت رنج سے دریا مین پھینکدیا اور جب اوسکی خاصیت معلوم ہوئی حسرت اور افسوس کرنے لگا ـ اوس مقام پر اس قدر عمیق ہی کہ ہنوز اوسکا اندازہ کوئی نہین پاتا ہی ـــ قصبہ دہار راجہ بھوج کا دار الحکومتہ تھا ـ یہان پر تاک دو مرتبہ پھیلتا ہی اول مرتبہ شیرین تر ـــ سرکار منڈیہ مین جنگلی ہاتھی بکثرت اور بہار مین خربزہ اور انگور نہایت عمدہ ہوتا ہی ـــ ۱۲ سرکارین اور تین سو ایک پرگنہ مین پیمودہ زمین ۴۲ لاکھہ ۶۶ ہزار دوسو اکیس ہزار بیگہ اور ۶ بسوہ جمع ۲۴ کرور ۶ لاکھہ ۹۵ ہزار [illegible] دام اوسمین سے ۱۱ لاکھہ پچاس ہزار ۴ سو تین دام سیورغال یومی ۲۹ ہزار ۶ سو ارسٹھہ سوار اور چار لاکھہ ستر ہزار تین سو اکسٹھہ پیادہ اور نوے ہاتھی ہین

جدول فرمانروایان

نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ
۱ دھٹن جی	سو برس	۲ چندرجیت	۸ برس ۷ ماہ ۳ روز	۳ سالباہن	۷۹ برس
۴ نرباہن	سو برس	۵ ست راج	سو برس		

فرمانروایان قوم پنوار

۱ ـ اودت پنوار	۸۶ برس	۲ ـ بہمراج	۳۰ برس ۷ مہینے	۳ ـ ات برمھہ	۹۰ برس
۴ ـ دشنگ سیدھر	۸۰ برس	۵ ـ جی چند	۱۰ برس	۶ ـ بھیرسنھہ	سو برس
۷ ـ گندھرپ	۳۵ برس	۸ ـ بکرماجیت	۱۰۲ برس	۹ ـ چندرسین	۸۶ برس
۱۰ ـ کھرگ سین	۵ برس	۱۱ ـ چترکوت	۱ برس	۱۲ ـ کرم چند	ایک برس
۱۳ ـ کناک سین	۳۰ برس	۱۴ ـ چندرپال	سو برس	۱۵ ـ مہندرپال	۷ برس
۱۶ ـ بیجے نند	۶۰ برس	۱۷ ـ بھوج	برس	جملہ ستر آدمی قوم پنوار کے ایک ہزار ستاون برس حاکم رہے	

قوم الوس نور

نام	سال وماہ	نام	سال وماہ	نام	سال وماہ
۱- جیت پال	۵ برس	۲- راناراجو	۵ برس	۳ راناباجو	ایک سال ۳ روز
۴- رانارجاجو	۲۰ برس	۵- راناجیدھر	۳۰ برس	۶- رانابہادر	۵ برس
۷- رای کنجل	۵ برس	۸- رای سکن پال	۵ برس	۹ رای کرت پال	۵ برس
۱۰- رای نیک پال	۶۰ برس	۱۱- کنورپال	ایک سال	جملہ گیارہ نفر ایکسو ۴۴ برس ۳ روز حکومت کی	

الوس چوہان

۱- راجہ جگدیو	۱۰ برس	۲- جگناتھہ برادر جگدیو	۱۰ برس	۳ ہردیو	۱۵ برس
۴- باسدیو	۱۶ برس	۵- سری دیو	۱۵ برس	۶- دھرم دیو	۱۴ برس
۷- پہل دیو	۱۰ برس	۸- مانک دیو	۹ برس	۹- اکرت دیو	۱۱ برس
۱۰- پھتور	۱۲ برس	۱۱ باسدیو	۹ برس	گیارہ نفر چوہان کے ایکسو چالیس برس شمع افروز حکومت رہے	

مسلمان وہنود کی حکومت

۱- شیخ شاہ	۷ برس	۲- دھرم راج	۲۰ برس	۳- علاء الدین ولد شیخ شاہ	۲۰ برس
۴- کمال الدین	۳ برس	۵- چیت پال	۲۰ برس	۶- بیمر چند	۲۰ برس
۷- ہرچند	۲۰ برس	۸- کیرت چند	۲۰ برس	۹- اودگرسین	۱۳ برس
۱۰ سورج چند	۱۲ برس	۱۱ ہیرسین	ایک برس	گیارہ آدمی ایکسو اونیس برس گلستان سلطنت کی باغبانی کرتے رہے	

۱- جلال الدین	۲۲ برس	۲- عالم شاہ	۴۲ برس	۳- سکٹ سنگھ	۶ برس
۴- بہادر شاہ	چند مہینے	۵- دلاور خان غوری	۲۰ برس	۶- ہوشنگ شاہ	۳۰ برس
۷- محمد شاہ	ایک برس	۸- سلطان محمود	۴۳ برس	۹- قادر شاہ	۶ برس
۱۰- شجاع دل خان	۱۲ برس	۱۱- باز بہادر	غیر معلوم	جلال الدین سے لیکر شجاع دل خان تک دس نفر نے ۱۵۶ برس سلطنت کی	

کہتے ہین کہ اسوقت سے کہ آدھا ذی قعدہ گذرا اور سنہ ۱۱۹۷ ہجری مین ۲۵۵۴ برس اور پانچ مہینے ۲۷ روز بیشتر ایک شخص مہاباہ نام آگ جلا کر اپنے مذہب کے موافق معبود کی عبادت کرتا پڑہ دہندہ لوگون کو اعتقاد آتا اوسکے گرد جمع ہو کر پروانہ کے مانند جان کی پروا نکرکے نور حقیقی کی لو مین جل جاتے تھے اسی عرصہ مین گروہ لودہ جیسے سیوڑ کہتے ہین جل اوٹھی دلمین بامتا کی آگ بھڑک اوٹھی حاکم کے پاس جاکر فریاد کی کہ اس آتش مزاج نے لاکھون جاندارون کو مانند سپند کے جلا ڈالا بہتر ہی کہ اس آتشکدہ جانسوز کی چنگاریان بجھائی جاوین اور یہ رسم موقوف ہو

وہان سے خاطر خواہ حکم ہوا لوگون کو اس سوختن سے ممانعت ہوئی بیچارے دل جلے آتش حسرت پر سوزان دست بدعا ہوئے کہ کوئی ایسا زبردست آتش مزاج ظاہر ہو کہ بودھیون کے فساد کی آگ بجھائے آخرکار جلال ایزدی نے اپنا جلوہ دکھلایا اوسی آتشکدہ سے ایک نورانی طلعت نمود ہوئی جسکی پیشانی رخشانی سے لمعۂ حقیقی پیدا تھی ہاتھہ مین تلوار لیے ہوئے تھوڑے دنون مین فرمان روا ہوا اوس مذہب کی اشتعالک کی اسکا پٹن جی نام ہوا دکھن سے آکر مالوہ مین تخت آرا ہوا اور عمر دراز نصیب ہوئی جب اوسکے پانچون لڑکے ستراج کی کوئی اولاد نرہی بزرگون نے اودت نام پنوار کی کو جانشین کیا اور سردار اور مرزبان اوس کا ہوا جب ہیم تھہ نے کسی لڑائی مین جان نثار کی گندھرپ نام کے حصہ مین تاج و تخت آیا اسکی نسبت ایسا اعتقاد ہی کہ یہ وہی ہیم تھہ ہی جو کہ گندھرپ کے پیکر مین آیا تھا اسنے اپنی داد و دہش سے خلائق کو آباد کیا اوسکے لڑکے بکرماجیت نے تمامی اطراف ہندوستان کے زیر حکومت کیے ہندی دفترون مین اسکے سال جلوس ابتک لکھے جاتے ہین اس راجہ کے واقعات عمری مین عجب عجب نادر حکایات ہین جسکے مضامین پر سحر کا خیال ہوتا ہی چندرپال نے کل ہندوستان کیے راج حاصل کیا یہ نند شکار دوست تھا ایکروز شکار کھیلنے مین بوتہ کھنہ نزدیک ایک طفل نوزادہ پایا اوسکو فرزندی مین قبول کیا اور بیج نام رکھا جب وہ مرگیا حقیقی لڑکا بھوج نام خردسال تھا تخت نشین ہوا آخر دکھن کی لڑائی مین مارا گیا اور ۵۴۱ سنہ بکرمی مین بھوج نے اورنگ اقبال پر قدم رنجہ فرمایا اکثر اطراف فتح کر لیے داد و دہش مین روزگار بسر کیا اسکے عہد مین والا فطرتون اور دانشمندون کی گرم بازاری تھی پانسو آدمی منتخب ہر علم و فن مین لاجواب حاضر درگاہ رہتے تھے اس جماعہ کی سرداری بررج اور دھن پال پر تھی جسوقت بھوج کے مشکوے دولت مین لڑکا پیدا ہوا ایک بڑی خطا ہوئی کہ نجومیون نے اوسکا زایچہ دیکھکر تاثیر نحس بیان کی اور اس نحوست کے اندیشہ سے وہ زندہ درگور کیا گیا اوسوقت حکیم بررج نے جو اوسوقت گمنام تھا اوسکا زایچہ بناکر ژرف نگاہی سے یہ امر معلوم کیا کہ یہ شخص عمر دراز اور فرمان روائے عالم صاحب جاہ و حشم ہوگا پس اوس زایچہ کو راجہ کے رہگذر مین چھوڑ دیا راجہ کی نظر پڑتے ہی جوش پدری نے سر اوٹھایا اور حق اور باطل کو دریافت کرکے اوس گنج نہفتہ کو مرقد سے نکالا بعض کہتے ہین کہ آٹھہ برس کی عمر مین بھوج نے اوسکا قتل کرنا چاہا رازدارون کو سپرد کیا کہ درپردہ اس کے پردۂ حیات کو پارہ پارہ کرڈالو جلادون نے رحم کھایا درپردہ سازگاری کی رخصت کے وقت اوسنے ایک خط راجہ کے نام لکھدیا کہ راجہ کو دیدینا اوسکا خلاصہ مضمون یون تھا کہ کیونکر آدمی کی طبیعت یہ قبول کرتی ہی کہ اپنے شبستان امید کے نور چراغ کو کشتہ کرے اور خونریزی بیگناہان مین ساعی ہو تونے ہمارے قتل کا ارادہ اس سبب سے کیا کہ تیرا تاج و تخت سلامت رہے خیال کر کہ تجھسے بیشتر بڑے بڑے صاحب سلطنت ہوئے مگر جب چل بسے خالی ہاتھہ حسرت و حرمان کے سوا کیا لیگئے فقط جب راجہ نے یہ مضمون عبرت خیز مطالعہ کیا نہایت رنج و افسوس پیدا ہوا جب معلوم ہوا کہ راجہ راہ راست مین آیا جان بخشی کا ماجرا کہہ سنایا راجہ نے

شکر ادا کیا اوسے اپنا جانشین بنایا جب اوسکے لڑکے جی چند کی زندگی آخر ہوئی اسکی قوم مین کوئی صاحب لیاقت
نرہا تب جیت پال قوم تونورسنے قدم بڑھایا جب کنور پال کی نوبت مین اخیر وقت آیا فرقۂ چوہان کے نصیب جگے
بالدیو چوہان کی حکومت مین غزنی سے شیخ شاہ نے آکر مالوہ فتح کیا جب اسکی شیخی کرکری ہوئی اوسوقت علاء الدین
بچہ تھا آخر وہیر مراج سود جو اسکا وزیر تھا بادشاہ بنا جب علاء الدین نے بلوغ کی حد پر قدم رکھا میراث پر جھگڑے
ہوئے دہیر مراج مارا گیا جیت پال خاندان بالدیو چوہان مین کمال الدین کا نوکر تھا اسنے آقاکشی کی بیرسین کے عہد مین
کسی بدنژاد شیبان نے چند بد اصلون سے محبت کرکے شکار گاہ مین گھات لگا کر جان کا شکار کھیلا اور اپنا نام جلال الدین
رکھا راجہ بیرسین نے اپنے لڑکے کو راجہ کامرو کے یہان بیاہا تھا راجہ نے اوسے اپنا ولیعہد بنایا اوسکے مرنے کے بعد
کھرگ سین جانشین ہوا اور مالوہ پر چڑھا عالمشاہ کا سر اوتارا سکت سنگہ کے وقت مین دکھن سے بہادر شاہ
نامی ذی انکو پایان عدم کی راہ بتلائی اور دہلی پر چڑھائی کی وہان پر سلطان شہاب الدین نے گرفتار کیا سلطان
غیاث الدین بلبن کے وقت سے سلطان محمد ولد فیروز شاہ تک کچھہ فتور نہوا جب یہ بھی ملک بقا کو متوجہ ہوا
دہلی کی بادشاہی مین بڑا فتور صادر ہوا دلاور خان غوری کہ حاکم مالوہ کا تہا خود سر ہوگیا بادشاہ نے
اس سبب سے کہ عین ناکامی مین وفاداری کی تھی چار آدمیون کو چار ملک عطا فرمائے ظفر خان کو گجرات اور
خضر خان کو ملتان اور خواجہ سرور کو جونپور اور دلاور خان کو مالوہ اوسکے بعد ہر ایک نے سروری اختیار کی
بعدہ اوسکے لڑکے الپ خان کو ہوشنگ کے خطاب سے تخت نشین کیا کہتے ہین کہ اسکے فرمانے سے باپ کی
زہر سے زندگانی تلخ ہوئی اور لڑکے کی حق مین نفرین ابد رہی سلطان مظفر گجراتی اوسکی آویزش کو اوٹھہ کھڑا ہوا
اور اسے قید کرکے اپنے بھائی نصیر خان کو سرداری عطا کی اس شخص نے رعیت کی رعایت کچھہ نہ کی رعایا پروری
کر سکا نی لہذا اوسی کو جو ہوشنگ کا چچازاد بھائی تھا افسر بنایا سلطان مظفر نے ہوشنگ کو قید سے نکالکر اپنے لڑکے کے ہمراہ
اوس ملک کو روانہ کیا تہوڑے زمانہ مین چیرہ دست ہوگیا جب مظفر نے اس دنیائے دون سے کوچ کیا ناشکری
سے گجرات پر چڑھائی کی اور جیسا کا تیسا واپس آیا چند مرتبہ سلطان احمد گجراتی سے لڑا اور شرمندہ شکست
کھاتا رہا فریب کی جو سوجھی کاروانیون کے لباس مین حاجنگر کو روانہ ہوا وہانکے کارفرمانے چند کارپردازون
کے ساتھہ آکر اس ناکارہ کو قید کرکے پیادہ پائی شروع کی اثنائے راہ مین کہا کہ ہاتھیون کے شکار نے مجھے اس
کام پر آمادہ کیا اگر لوگ آویزش پر آتے ہین اول تیرا کام تمام ہوتا ہی پس شایستہ ہاتھیون کو منگوا کر اسکے روبرو
چھوڑ دیئے اوسنے رہائی پائی اور مبارک شاہ ولد خضر خان حاکم دہلی اور سلطان ابراہیم شرقی اور سلطان احمد دکھنی
سے اکثر جنگ آزمائیان رہین جب ملک ہستی سے قدم اوٹھایا امرانے بموجب وصیت کے اوسکے لڑکے نصیر خان کو
محمد شاہ کے لقب سے جانشین کیا محمود خان ولد ہوشنگ نے ساقی کو بلایا اور اوس زرطلبگار نے روپیہ کے لالچ سے

بادشاہ کو شراب مین زہر پلایا امرانے یہ صلاح کی کہ مسعود خان اوسکے بیٹے کو وارث کرین کسیکو محمود خان کے بلانے کے واسطے بھیجا اسنے جواب دیا کہ دنیا سے میرا دل سرد ہوگیا اگر مصلحت ہو میرے پاس اسی جگہہ پر چلے آؤ یہ لوگ خام طبعی سے اوسکے گھر چلے گئے اوسنے قید کرلیا اور اپنے دوستون کی مصالحت سے مالوہ پر قابض ہوگیا اور سلطان محمود لقب مشہور ہوا سلطان محمد ولد مبارک شاہ فرمانروائے دہلی اور سلطان احمد مرزبان گجرات اور سلطان حسین شرقی اور رانا کونبہا سے لڑائیان کین خواجہ جمال الدین استرآبادی سلطان ابوسعید مرزا کیطرف سے مع عمدہ تحفجات کے اوسکے روبرو اور اوسکے افزایش مراتب ہوئی سلطان محمود دوسری مرتبہ اپنے قریبون سے ناکام ہوا مگر سلطان مظفر کی دستگیری سے کل آئی آخر بے پروائی اور خودرائی سے رانا کے پنجہ مین گرفتار ہوا اوسنے مردمی کے راہ سے مالوہ کو رخصت دی آخر سلطان بہادر گجراتی کے قید مین جانپانیر جاتے ہوئے فوت ہوا اور مالوہ مین گجراتیون کا دخل ہوا شیرشاہ کے وقت مین اگر بادشاہ کو دیکھا اور اوس ملک کی حفاظت شجاعت خان کے نام مقرر ہوئی — آخر سلیم شاہ کے عہد مین شجاعت خان کی شجاعت پلنے پر نکالے اور مبارز خان کے وقت مین منتقل ہوگیا اوسکے بعد باز بہادر خطاب سے جانشین ہوا تا آنکہ تیغ اکبری نے مالوہ بھی سر کیا

صوبۂ خاندیس کے

یہ نام پرانا ہی جب کہ اکبر بادشاہ کے عہد مین شیخ ابوالفضل ولد مبارک کی کوشش سے قلعہ اسیر فتح ہوا اور بادشاہ نے اس ملک کو دانیال شاہزادہ حکومت مین عطا فرمایا اسکا نام دواندیس ہوا دوم اقلیم سے ہی درازی اسکی پورگانو سے جو کہ ہنڈیہ مین ملا ہی ملک تک ہی جو احمد نگر سے ملحق ہی اور چوڑائی جامود سے کہ برار سے ملا ہوا ہی تال تک ہی جو مالوہ سے متعلق ہی پچاس کوس اور بعض جگہہ پچیس ہی پورب برار اوتر مالوہ دکھن جانپا پچھم مالوہ کے جنوبی کوہستان دریا بکثرت — تالے برار اور گوندوانہ سے نکلتا ہی اور دریاے تپنی بھی اوسی طرف بہا ہی اسی پورنے بھی کہتے ہین اور چوپرہ کے پاس گرنے روان ہی ہواے معتدل ہی — زمستان کی فصل متوسط ہی اکثر جوار کے کھیتیان ہوتی ہین بعض مقامات پر سالی تین مرتبہ کاٹا جاتا ہی چاول عمدہ میسر آتا ہی میوہ ہندی اور پان کی بہت افراط ہی — ایرج نام ایک قلعہ دار الحکومۃ کا ہی ایک بڑے اونچے پہاڑ پر اوسکے گرد مین قلعہ مضبوط معمور ہین اوسی کے نیچے برہان پور ایک عظیم شہر آباد ہی اس سے تین کوس دریاے تپنی کے کنارے پر چوڑائی مین ۲۱ درجہ اور چالیس دقیقہ بہت سے باغ ہین وہان صندل بھی ہوتا ہی ہر قسم کے آدمی آباد ہین پیشہ کا گرم بازار ہی موسم گرما مین گرد و غبار اور برسات مین کیچڑ دلدل کا انبار ہوتا ہی عادل آباد ایک عمدہ قصبہ ہی اوسکے قریب تالاب ہی پرستش گاہ ہنود کہتے ہین راجہ جسرت پدر راجہ رامچندر جی والی اجودھیا نے اسی مقام پر عالم آخرت کو کوچ فرمایا تمام سال لبالب رہتا ہی سیکڑون بگیہ زمین اوس سے سیراب ہو جس جگہہ کہ دریاے تپنی سے پورنا ملتی ہی اوسکو متبرک معبد جانتے ہین اور جگل تیرتھہ اوسکا نام رکھا ہی وہین پر ایک تصویر مہادیو جی کی ہی کہتے ہین کہ ایک اندھا مہادیو کی صورت اپنے پاس رکھتا تھا اور ہر روز اوسکو پوجتا اس مقام پر وہ مورت گم ہوئی

سراسیمگی مین ڈھونڈھنے لگا آخر کار مایوس ہوکر اوس مورت کی صورت بالو سے بنائی اور بلند جگہہ پر رکھکر نیازمندی کرنے لگا
تقدیر سے وہ پتھر ہوگئی اور ہنوز موجود ہی اوسکے پاس ایک چشمہ جوش کھاتا ہی اوسے گنگا جانتے ہین کہتے ہین کہ ایک
مرتاض قوم ہنود قدرت خدا سے ہر روز دریاے گنگ جو مشہور ہی اوسکے اشنان کو جاتا اور پھر لوٹ آتا ایک رات کو
اوس دریا نے خواب مین بشارت دی کہ عبث قطع مسافت کی محنت نکرنا چاہیے اب مین خود تیرے ویرانہ مین
آتی ہون الغرض جب کہ چشمۂ خورشید لہرایا دریاے گنگ کو موج مین پایا کہ ہنوز وہی جوش وخروش ہی
جامود پرگنہ پلپل ڈول کے نزدیک پہاڑ پر ایک قلعہ ہی نہایت بلند آمرنی قصبہ بہت آباد اوسکے قریب ایک حوض ہی
اوسمین سے گرم پانی نکلتا اور لوگ پرستش کرتے ہین — چوپڑہ قصبۂ کلان ہی اوسکے اطراف مین رامیسر نام
معبد ہی دریاے کرنی اور تپتی اوسی مقام پر باہم گرتی ہین لوگ دور دراز سے اوسکی پرستش کو آتے ہین اور تھانیسر کے
قریب قلعہ ملکاند کبھی فاروقیون کا بنگاہ تھا ہر چند یہ قلعہ زمین پر ہی مگر نہایت مضبوط بتیس[۳۲] پرگنہ متعلق مین
تمام زمین کشتکاری سے بھری ہی — اکثر دیہات اوسکے مانند شہر کے ہین کسان لوگ مطیع اور کارگزار اودم گولی
اور بھیل اور گوند جمع اوسکی ایک کرور چھبیس[۲۶] لاکھ سیتالیس[۴۷] ہزار ۲ ٹنگہ ہی جب اسیر فتح ہوا اودسیر دس ہندرہ
زیادہ ہوئے پر ٹنگہ کے چوبیس دام مقرر ہوئے اب اس حساب سے ۵۴ کرور ۲۵ لاکھ ۴ ۹ ہزار دو دام اکبری ہوئے
پچھلے وقتون مین یہ سرزمین اکثر خراب تھی اکثر باشندے قلعہ اسیر مین رہتے اور اس جگہہ کو استھامان کہتے
اور نیایش گری کرتے کہتے ہین کہ ملک راجی تہمتن بیباک بہادر ناکامی کی گردش سے بندر چھوڑکر یہان آیا اور موضع
کرونداءی تھانیسر مین چھاونی بنائی اور لوہیون سے آزردہ ہوکر دہلی چلا گیا اور فیروز شاہ کی خدمت مین مشرف ہوا
شکار افگنی مین بڑا قدر انداز تھا بادشاہ نے پسند فرمایا جب اوسکی خواہش پر انعام کا وعدہ ہوا اوسنے اوسی
گانون کو طلب کیا اور اپنی تدبیر سے اور بھی دیہات حاصل کیے اور اکثر خرابہ اور ویرانون کو آباد کیا [۸۴]شتہ ہجری کو
تھانیسر کے مقام مین سرکشی کی عادل شاہ خطاب کرکے خود سر حکم رانی کرنے لگا سترہ برس اسی بر خلافی مین بسر کی
بعدہ اوسکا لڑکا غزنی خان نے وارث ہوکر نصیر شاہ لقب مقرر کیا اوسوقت سے اس سرزمین کا نام خاندیس
مقرر ہوا چالیس برس چھہ[۶] مہینے چھبیس[۲۶] روز فرمانروی کرتا رہا بعد ازان اوسکا بیٹا میران شاہ کارپرداز ہوا اکثر
اسکا نام عادل شاہ کہتے ہین تین سال آٹھہ مہینے ۲۳ روز زندگی کی بعدہ اسکا بیٹا مبارک شاہ چرکھندی سلطان نے
سترہ برس چھہ مہینے اونیس روز حکمرانی کی اوسکے بعد عادل شاہ عیسی نام حسن خان نے باپ کی ریاست مین
چھیالس برس آٹھہ مہینے دو روز کارپردازی کی اور برہانپور آیا قلعہ اسیر کو فتح کیا اور سلطان احمد گجراتی کا
جسکا تعمیر کیا ہوا احمدآباد ہی داماد بنا جب اسنے دنیاے دون سے مفارقت کی اوسکا بھائی داؤد شاہ سات برس
ایک مہینے سترہ روز کار فرما رہا عادل شاہ بن حسن خان گجرات مین پناہ لیگیا سلطان محمود نے مسماۃ بنبکرہ

راجی رقیہ دختر سلطان مظفر کے لڑکے کو اسنے پناہ دی اور مدد کر کے ملک بھی واپس دلایا ۱۳ سال دادگری کی میران محمد
شاہ جسکی دو لڑکے تھے اوسکو مبارکشاہ سلطان بہادر سے دوستی ہوئی اپنا ولیعہد کرلیا محمود نے اپنے بھتیجے اور
لڑکے کو اوسکے سپرد کیا اوسنے مرتبہ کا پاس کر کے بلا تکلیف رسانی حکومت خاندیس کی اوسکے سپرد کی محمود کو گیلی
تاگہ گجرات کی سلطنت حاصل ہوئی سولہ برس دو مہینے تین روز سربراہی کرتا رہا جب اوسکی حیات کا جام لبریز ہوا
ملک کے سردارون نے اوسکے لڑکے ملک راجی احمد کو سردار بنایا میران شاہ نے اوس سے چھینکر خود سروری
اختیار کی ۱۳ برس ۶ مہینے ۵ روز ملکداری کی بعد ان اوسکے لڑکے میران محمد نے سر اوٹھایا نو برس نو مہینے پندرہ روز بسر کیے جب اسکا عہد
پورا ہوا اوسکا چھوٹا بھائی راجی علیخان سلطنت کے بڑے مرتبے پر پہونچا اور عادل شاہ خطاب ہوا دکھن کی لڑائی مین شہنشاہ اکبر کی
فوج کے ہاتھون مارا گیا اور برہان پور مین دفن ہوا اکیس برس تین مہینے بیس روز کی حکومت کا مزہ چکھ لیا پھر اوسکا لڑکا خضرخان
بہادر شاہ کے لقب سے جانشین ہوا ادبار کے دن نزدیک آگئے تھے پنتالیسوین سن جلوس اکبر مین ملک چھین گیا جسکا حال مفصل اکبر نامہ مین تحریر ہی

صوبہ برار

اصلی نام اسکا دردانٹ ہی دردا ندی ہی اور دانٹ کنارے کو کہتے ہین دوم اقلیم سے ہی درازی مین
ساسہ سے بیراگڈھ تک دو سو کوس اور چوڑائی مین مدرسے ہنڈیہ تک ایکسو اسّی کوس تک ہی پچھم بیراگڈھ ملا ہوا
شہر سے شمالی ہنڈیہ جنوبی تلنگانہ پچھم منگرآباد ہی دو جنوبی پہاڑون کے درمیان مین واقع ہی ایک کا نام بندہ
اور کا دیل اور نرنالہ اور میل گڈھ برار کہتے ہین دوسرے کو بھیا ماہور اور رام گڈھ اوسکی بلندی پر آب و ہوا اور کھیتی
عمدہ اور اکثر ندیان ہین عمدہ دریاؤن مین گنگا۔ گوتمی جسے گودا وری بھی کہتے ہین ہندوستانی گنگا کو مہادیو سے
منسوب کرتے اور اوسکے عجائبات بیان کرتے ہین سیہا پہاڑ کے نزدیک سے جوش کھا کر احمدآباد سے ہوتے
ہوئے برار مین پہونچتی ہی یہان سے تلنگانہ کو رجوع ہوتی جب برسپت برج سنگھہ مین آتی ہی دور دراز سے آدمی عبادت
کو آتے ہین دیگر دریا تاپے اور مہنی مین اسکی بھی پرستش کرتے ہین دیگر دیول گانون سے پورنا ندی اور اوس سے
دس کوس پر دریاے تاپی اور اوسی گانون مین ایک ندی میانام جوش مارتی ہی اس ملک مین چودھری کو دیس مکھہ
اور قانونگو کو دیس پاندیہ اور مقدم کو پٹیل اور پٹواری کو کلکرنی کہتے ہین یہان کا پایۂ تخت املچ پور نام ایک شہر
ہی یہان ایک قسم کا بنفش گل خوشبودار ایک طرحکا پھول ہی جسکا نام بھوٹین چینیہ ہی بنگالہ مین بھی ہوتا ہی
ہند کی فصل تابستان مین جوایران کا شروع بہار ہی اول زمین سے پھول اوگتا ہی اور ایک جگہہ سے چند مرتبہ
نکلتا ہی جب پھول تمام ہوچکے نکلین سونٹھہ کی پتیون کے طور پر شروع برسات تک سرسبز رہے اور جاڑے مین
خشک ہو بلکہ نشان تک روی زمین پر ناپدید ہو۔ پھر وہی بہار کے موسم مین یعنی شروع بیساکھہ سے اوگنا شروع ہو
اوسکے سات کوس پر ایک بڑا عظیم قلعہ کا دیل نام ہی اوسمین ایک چشمہ ہی جسمین ہتھیار کو بار ڈھر دیتے ہین بندہ بھی

سنگین قلعہ ہی اوسکے پشت پر تین طرف سے دو ندیون نے گھیرا ہی — کھیرلہ پتھر کا حصار ہی زمین پر یہ ایک چھوٹی پہاڑی ہی
اسکی بھی پرستش ہوتی ہی اوسکے چار کوس پر کوان ہی جس جاندار کی ہڈی اوسمین چھوڑو پتھر ہو جاوے اور وہ مانند کوڑی
کے ہی اور اوسکے پورب طرف زمیندار ہی دو ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ اور ایکسو سے زیادہ ہاتھی کا مالک ہی اور اوسکے
ایسان کے کونے مین ایک زمیندار ہی دو سو سوار پانچہزار پیادہ کا مالک ہی اور شمال مین ایک زمیندار دو سو سوار اور
پانچہزار پیادہ رکھتا ہی اکثر اسمین کونڈلی قوم ہی انکی زمین مین جنگلی ہاتھی کثرت سے ہین ہمیشہ مالوہ کے حاکم کے فرمان بردار
رہتے ہین — نرنالہ ایک بڑا قلعہ ہی پہاڑ پر بنا ہوا بہت سے عمارتین اوسمین معمور ہین اوسمین ایک زمیندار ہی دو سو سوار
اور پانچہزار پیادہ اور دوسرا زمیندار پچاس سوار اور تین ہزار پیادہ رکھتا ہی دونو اولوس گونڈ سے بالا نور کے نزدیک ہی
اوسکے گرد اگرد قسم قسم کے خوشرنگ پتھر نکلتے ہین اوس سے چھہ کوس پر اکبر کے لڑکے سلطان مراد نے بنگاہ
تعلیم کیا شاہپور نام — سیل گڈھ کے قریب ایک چشمہ ہی لکڑی وغیرہ جو کچھہ اوسمین گرے پتھر ہو جاتا ہی کام نام پرانا پتھر ہی
اوسکے قریب مین ایک زمیندار ہی الوس گونڈی ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ اوسکی خدمت مین ہین — بیراگڈھ
مین الماس کی کان ہی عمدہ پارچہ وہان پر مصور بنتے ہین اور جنگلی ہاتھی بہت ہین ایک اور زمیندار ہی جسے
بنجارہ کہتے ہین ایکسو سوار اور ہزار پیادہ اوسکے پاس ہین — ماہور نام قلعہ پہاڑ پر ہی اوسکے نزدیک درگا کا مندر ہی
اور اوس ملک مین بچکند ھیا کہتے ہین وہان بھینس بہت عمدہ ہوتی ہی بعض بعض ایک من دودھ سے بھی زیادہ دیتی ہین
ایک زمیندار جسکو رانا کہتے ہین سو سوار اور ہزار پیادہ پر حکمران ہی — مانک درگ نام پہاڑ پر قلعہ ہی اوسکے گرد جنگل ہی تلنگانہ کے
نزدیک آگے قطب الملک کے قبضے مین تھا کچھہ دنون سے برار کی زیر حکومت ہو گیا اوسکے گرد فولاد کی کھان ہی اور
نیز ایک کھان عمدہ پتھر کی ہی اوسکے برتن بناتے ہین — رام گر قلعہ ہی پہاڑ پر جسکے گرد جنگل اور ہاتھی بہت ہین
لنار اپنے مہکر یہ بڑا ہی جسے برہمن گیا کہتے ہین تین جگہہ مین کہ جہان پیروان پن کرنا ہندو لوگ اپنے بزرگون کی رستگاری کا
سبب سمجھتے ہین — بہار کی گیا برہما سے تعلق ہی اور ہندو جس گیا کو زمانہ حال سے متعلق کرتے ہین وہ بیجاپور مین ہی
وہان پر ایک حوض چشمہ کے طور پر ہی نہایت گہرا چوڑائی اور لنبائی مین ایک کوس اوسکے گرد اونچا پہاڑ آبشور رکھتا ہی
— کہتے ہین کہ اگر اوسکے درمیان اور کنارون سے لیوین تو آب شیرین میسر آتا ہی اور آبگینہ اور صابون اور شورہ
اوس سے ظاہر ہو بہت کچھہ اوس سے حاصلات ہوتا ہی اور پہاڑ پر ایک چشمہ ہی اوسکا دہانہ گاو کے موہنہ
کے مانند ہی اوسمین سے پانی اسمین نہین پہونچتا جب دو شنبہ کے دن اماوس ہوتی ہی اس بڑے حوض مین پانی
جمع ہوتا ہی بندر اوس زمین مین نہایت ہین اوسی نزدیکی مین ایک ایسی زمین ہی جسے دایلہ کہتے ہین گروہ
راجپوت سے ایکسو سوار اور ہزار پیادہ اوسکے ساتھہ ہی اور سر گتھہ بومی اوسکا صاحب سو سوار اور ہزار پیادہ رکھتا ہی —
پنالہ ایک مضبوط قلعہ ہی پہاڑ پر ٹیال نگری اوسکے مضافات سے ہی جو بیس تنجانے پہاڑ کی گھاٹی مین بنائے ہین

دوسرے اور بہت سے زمیندار ہین — تیرہ سرکار ایکسو بیالیس پرگنہ ہین چونکہ اس ملک کا بیگھہ دہلی کے
آٹھہ بیگھہ کے برابر تھا دراصل جمع ساڑھے تین کرور بیگھہ تھے جسکے پچاس اور چھہ کرور دام ہوتے ہین بعض دکھنیون
نے اضافہ کرکے ۳ کرور ۵ ۷ لاکھہ ۲۵ ہزار ۳ سو پچاس بیگھہ کیے سلطان مراد کے زمانے مین ۲۶ لاکھہ
۳۷ ہزار چار سو چون بیگھہ تھے کل ۶۴ کرور ۲۶ لاکھہ ۳ ہزار دو سو ۷۲ دام دہلی کے تھے —

سرکار کاویل — سرکار نیاز — سرکار گھولہ — سرکار پنالہ — سرکار کلم — سرکار باسم — سرکار باہور —

سرکار مانک درک — سرکار ماتھری — سرکار تلنگانہ — سرکار رام کر — سرکار مھگز — سرکار پٹیالہ

یہ ولایت دکھن کے مرزبان کی تھی سلطان محمود کے زمانے مین پانچ سردارون نے سرکشی کرکے اوسکو
قید نکیا فتح اللہ خان عماد الملک کا ڈنکا بجا زمانے نے چار ہی برس کی مہلت دی آخر کار جب کوچ کی نوبت آئی
اوسکا لڑکا علاء الدین کارفرما ہوا چالیس برس تک کاربار کرتا رہا بعد ازان اوسکا بیٹا دریا خان تخت آرا ہوا
پندرہ برس کے بعد وفات پائی برہان نام اوسکے لڑکے نے خردسالی مین یہ عظمت حاصل کی اکثرون نے
بداندیشی اختیار کی آخر کار مرتضیٰ نظام الملک نے چیرہ دستی کی اور احمد نگر پر افزایش ہوئی —

صوبۂ گجرات

اقلیم دوم سے دراز ہی برہان پور سے جگت تک تین سو دو کوس اور چوڑا جالور سے دمن بندرگاہ تک دو سو ساٹھہ کوس اور ایدر سے
دمن و کھنبائت تک ستر کوس — اسکے پورب خاندیس اوتر جالور اور ایدر دکھن بندرگاہ دمن اور کھنبائت پچھم جگت جو کہ
دریاے شور پر واقع ہی اسکا جنوبی پہاڑ عمدہ دریا یون ہین دریاے شور یا سابرمتی — پاتک — مہندری — نربدا — تپتی —
سرستی — ذو چشمے ہین کہ اونکے تئین گنگا جمنا کہتے ہین ہوا معتدل ریگستان کے سبب سے برسات مین کیچڑ نہین ہوتی اکثر جوار
اور باجرے کی ہوتی ہی اور خورش کا مدار اسی پر ہی ربیع کی فصل شاذ و نادر گندم اور کسیقدر جو مالوہ اور اجمیر سے آتا ہی
اور دکھن سے چاول کھیت اور باغ کی چاروں طرف تھوہڑ لگاتے ہین جسکا عمدہ حصار ہو جاتا ہی اور اسی سبب سے یہ سرزمین
سخت گداز ہی آنب وغیرہ کے درخت اس کثرت سے ہین کہ کل سرزمین گویا ایک باغ ہی — پٹن سے بڑودہ تک
سو کوس سے زیادہ کی درخت لگے ہوتے ہین اکثر اونمین سے کچی بھی شیرین ہوتے ہین انجیر اور خربزہ شیرین بہت لذیذ ہوتا ہی —
ان دونون موسم مین دو مہینے میوہ اور پھولون کی کثرت ہوتی ہی درختون کے گنجان ہونے سے جانورون کا
شکار کھیلنا دشوار ہی جنگلی چیتے بکثرت ہین اکثر کھپریل اور دیوارین چونہ کی پختہ اور بعض نادر دیوارین ایسی کہ
درمیان سے خالی پوشیدہ راہ بنا رکھتے ہین اکثر بہل کی سواری ہی — نقاش اور خاتم بند وغیرہ اہل پیشہ

کثرت سے ہین صدف مین ایسا نقش بناتے ہین کہ عمدہ عمدہ خطوط ظاہر ہون اور قلمدان اور صندوقچہ وغیرہ
بنتے ہین — چیرہ — فوطہ — جامہ وار مخمل — زربفت — خارا وغیرہ اور رومی فرنگی اور ایرانی وغیرہ کپڑون
کی تقلید کرتے ہین ہر طرحکے ہتھیار خصوص تیر و کمان عمدہ بنتے ہین جواہرات کی خرید و فروخت بکثرت ہی
ولایت روم اور عراق اور فرنگ سے نقرہ آتا ہی اول دار الخلافت مقام پٹن تھا اور چند جا نپانیر اور
آجکل احمد آباد ہی عمدہ طرح کی آبادی سابرمتی کے کنارے پر آباد ہی جسکی چوڑائی ۲۳ درجہ ہی آب و ہوا بہت اچھی
اکثر ملکون کا اسباب یہان پر بہم پہونچتا ہی جو کہ دوسرے ملکون مین شاید کہ نہ میسر ہو — قلعہ یہانکا عمدہ
اوسکے گرد ۳۶۰ معمورہ ہین جسے پورہ کہتے ہین اور ہر ایک بجاے خود ایک شہر کا نمونہ ہی ہنوز چوراسی
پورہ آباد ہین اوسمین ایک ہزار سنگین مسجد اور ہر ایک مین عمدہ منارے اور کتابہ ہین پورۂ رسول آباد مین
شاہ عالم بخاری کا مزار ہی بٹوہ نام قصبہ احمد آباد سے تین کوس پر ہی قطب عالم پدر شاہ عالم کا مقبرہ ہی
اور نیز دیگر بزرگ بھی وہان پر مدفون ہین باغون کی کثرت ہے قطب عالم کی درگاہ پر تخمیناً ایک ہاتھ ٹکڑا
پڑا ہوا ہی کوئی لکڑی کوئی پتھر لوہا کہتا ہی اور تین کوس پر موضع سرکھیج مین شیخ احمد کھتو اور سلطان احمد
مدفون ہین — نیل ایسا عمدہ ہوتا ہی کہ اکثر جگہ جاتا ہی اوس سے بارہ کوس پر محمود آباد سلطان محمود کا تعمیر
کرایا ہوا عمدہ عمدہ عمارتون سے معمور ہی اوسکے پاس دیوار بنائی گئی ہی آدہ آدہ کوس پر باغ اور تیرا ہین
ہین اوسی مین آہو وغیرہ عمدہ عمدہ شکار رکھے گئے ہین مرزبان اندلوہی کا نرابلیح اسن نام عہد اکبری مین تھا
بسبب ریاضت گر اول غلہ گو کو دیتا تھا اور اونکے سرگین سے دانہ چنتا تب اپنی غذا کرتا برہمنون کے ملت مین
یہ عمل نہایت عمدہ اور برگذیدہ ہی اور اوسکو اوس راٹھور مین بہت بڑا شخص جانتے تھے — پانسو سوار
اور دس ہزار پیادہ اوسکی خدمت مین تھے — کھوکہ کا بندرگاہ اور کھنبایت اسی سرکار مین ہی ہر قسم کے
سوداگر کا فرودگاہ عمدہ عمارتین کھوکہ سے جہاز لاتا ہی اور وہین لنگر ہوتا کشتیان جنکو ناوری کہتے ہین
کھنبایت کو جاتی ہین گرمی مین اچھے نرگاو ہوتے ہین تین سو روپیہ سے زیادہ کو جوڑی ملتی ہی اسکی نیک رفتاری
اور تنومندی بارکشی عمدہ قسم کی ہوتی ہی — خانوادہ اگلے وقت مین علیحدہ ملک تھا اوسمین ایک ہزار
دو سو موضع متعلق تھے لنبائی ستر کوس چوڑائی مین چالیس کوس دس ہزار سوار اور اسیقدر پیادہ تھے آج بھی
دو ہزار سوار اور تین ہزار پیادہ اوسکے زیر حکومت اور وہ حاکم گجرات کا نیاز مند ہی قبل اسکے اوس جہالہ
اور اب سرکار احمد آباد کا ایک پرگنہ ہی پٹن مین دو قلعہ ہین اینٹ اور پتھر کے طولاً اکیس سترہ درجہ اور دس دقیقہ
اور عرضاً ۲۳ درجہ اور ۴۳ دقیقہ وہان بیل عمدہ ہوتا ہی کہتے ہین کہ دو پہر مین پچاس کوس طے کر جاتا ہی —
یہان کے فطنی مشہور ہی — سدہ پور دریاے سرستی کے کنارے پر قصبہ ہی اوسے معبد سمجھتے ہین

برگر گذشتہ شہرون سے ہی تین سو مندر اور ہر ایک بتکدہ کے پاس ایک تالاب اور برہمنون کی آبادی ہی — چانپانیر پہاڑی
قلعہ ہی بہت اونچا ڈھائی کوس تو نہایت دشواری سے طی ہوتا ہی چند جگہ پر دروازہ اور ایک جگہ ساٹھہ گز کے قریب
کاٹ کر تختہ بند کیا ہی بروقت ضرورت کھول لیتے ہین یہان میوہ عمدہ ہوتا ہی — سورت مشہور بندرگاہ جسکے
پاس سے دریاے تپتی نکلتا ہی اور سات کوس پر دریاے شور سے ملحق ہوتا — رامیسر اوس کنارے پر بندرگاہ ہی
اگلے وقت بڑا شہر تھا جسکے تابع کھمبایت اور بیسار تھی میوہ بہت مخصوص انناس بکثرت اور روغن خوشبو ہر قسم کا
پیدا ہوتا زردشتی مذہب والے فارس سے آکر یہان آباد ہوئے انکی کتاب ژند پاژند ہی اور دفن ہوتے ہین —
بھروچ مین ایک عمدہ قلعہ ہی دریاے نربدا اسی مقام پر ہوتے ہوئے دریاے شور مین جا گرتا ہی یہ مقام عمدہ بندرگاہ
مین ہی اسکے توابع مین گاوی اور گندھار اور بھابھوت اور بھکور بندرگاہ ہین — قصبۂ ہانسوت کے نزدیک
ایک شکارگاہ بیس کوس کی لانبی اور چودہ کوس کی چوڑی آہو وغیرہ جانورون سے بھری ہی نہایت سبز و شاداب
دریاے نربدا کا کنارہ ہموار زمین — سورٹھہ جدا ملک اور اوسکی حکومت کہلوت مین پچاس ہزار سوار اور ایک
لاکھہ پیادہ کی سرداری تھی کھوکھہ سے آرام رائی تک سوا سو کوس لنبا اور سردار سے دیوتک تہتر کوس چوڑا ہی اسکے
شرق رویہ احمدآباد اور شمالی ولایت کچھہ اور جنوب و غروب مین دریاے شور واقع ہی دریاے ہوا عمدہ میوہ فراوان
انگور اور خربزہ کی پیداوار ہی اس سرزمین کے نو ٹکڑے ہین اول جسکا نام سورٹھہ ہی جسکی راہ بسبب کثرت درختان
اور کوہسار کے کسیکو نہ معلوم ہوئی ناگاہ کسی مرد مجرد کا گذر ہوا اور اوسی سے راز کھلا — سنگین ایک قلعہ ہی
جونہ گڈہ کے نام سے مشہور سلطان محمود نے اپنے زور بازو سے دسترسی پیدا کی اور اوسکے پایان مین ایک
پتھر کا قلعہ بنایا وہ بھی آٹھہ کوس کا گھیرا ہی آج کل خراب ہوا مگر آبادی کے لایق ہی اور اوسی قرب ہموار مین
قلعہ کرنال ہی اوسمین مذہب جین کا عبادتگاہ اور اکثر چشمہای روان ہین اور بندر کوندی گوکلیات بھی ہی
اوسی نواح مین دو موضع ہین اوسیکے نام سے یہ بندرگاہ مشہور ہین اور جونہ گڈہ کے عرض مین ایک جزیرہ ہی سیال کوٹ
نام چار کوس کا لنبا چوڑا اوسی سے ملا ہوا ایک جنگل ہی تیس کوس اکثر میوجات خودرو اور ندیان جاری کسیدر
گوبی لوگ رہتے ہین اس سرزمین کو اگر کہتے ہین — موضع لونگا گوشا کے پاس بہنا ور ندی دریاے شور مین ملتی ہی
یہان مچھلی ایسی نازک ہوتی ہی کہ اگر تھوڑی دیر دھوپ مین رکھین گل جاے — عمدہ اونٹ کوٹ سے زیادہ اور
اونچے راس کا گھوڑا یہان ہوتا ہی اور دوسرے مین بھی اسیطور پر — دریاے شور کے کنارے پرپٹن شہر مین
قلعہ سنگین ہی جسے پٹن سومنات کہتے ہین یہ بھی ایک بندرگاہ ہی — اوسکے قصبہ مین ۹ قلعہ سنگین زمین پر
معمور ہین دریاے شور کے تین کوس مین تلوار عمدہ بنتی ہی اوسی قرب مین ایک کنوان ہی جسکے پانی سے
تلوار کی آبداری بڑھتی ہی — منگلور اور دیوپور اور گوری نار اور احمدپور اور مظفرآباد مین دریاے سرستی سومنات

نکلکر آئی اور معبود ہوئی انمین ہی سومنات اور براسچی اور گوری کو نہایت متبرک سمجھتے ہین ــ چار ہزار برس سے
کسیقدر زیادہ عرصہ ہوتا ہی کہ چھپن کرور جادوان نے ہنستے ہنستے دریاے ہرن اور سرستی مین اپنے گوہر حیات کو
رایگان کیا **واقعہ** لاچار سری کشن پٹن سومنات سے آدہ کوس پر بہالگا تیر تھہ آیا اور پیپل کے درخت کے
نیچے دریاے سرستی کے کنارے ڈوب گیا برہمن لوگ دونو جگہون کو پاک عبادتگاہ فرض کرتے ہین ــ اس سرزمین
مین چار تین مرتبہ ہوتی ہی اسی کے پاس دو حوض مین ایک کو گنگا اور دوسرے کو جمنا کہتے ہین اندر ہی سے پانی
جوش کہہ کر ندی سا بہ نکلتا ہی ان دونو چشمون کی مچھلیان تین آنکھہ کی ہوتی ہین تیسری آنکھہ پیشانی مین منگلور
کے درمیان مین ہوتی ہی ــ جوار اوس زمین کو کہتے ہین جسے سمندر کی لہر گھیر لیتی ہو ــ کہتے ہین کہ سال مین ایکبار
روز معین مین آب شیرین آتا ہی ایسا کہتے ہین کہ گذشتہ زمانے مین کسیکو گنگا جل کی احتیاج ہوئی کسی مرتاض نے زمین کیطرف
اشارہ کیا اشارے کے ہوتے آب شیرین بلبلا تا نظر آیا تب سے اوسے روز میٹھے پانی کا جوش ہوتا ہی ــ دونو ان
مین راجپوت ہین انہین کی حکومت ہی ایک جماعہ امیر ہی جسکو بابریہ کہتے ہین ــ تیسرے مین اونچہ قلعہ پہاڑ کے نزدیک
واقع ہی اور اوسی پہاڑ پر دوسرا قلعہ اگرچہ آباد نہین لیکن لائق آبادی کے ہی اس زمین پر جین والون کا معبد اور کوکھنڈ
واقع ہی جزیرہ مبرم کسی زمانہ مین بیت الحکومۃ تھا اسکے درمیان مین ایک پہاڑ ہی جسکی لنبان اور چوڑائی نو کوس کی ہی
دریاے سیدار کے درمیان قوم کول اس جگہ رہتے ہین چوتھے بندر مہوہ اور طلاجا مین والی لوگ رہتے ہین ــ پانچوین
جگت مین جسے دوارکا کہتے ہین کرشن نے متھرا سے آکر دار السلطنۃ بنایا اور اوسی جگہ دنیا سے چل بسا برہمنون کی
بزرگ عبادتگاہ ہی ــ جزیرہ سنکو دھار چار کوس کا عرض و طول ہی ــ آرام را نا کے نزدیک ایک جزیرہ ہی
ستر کوس لنبا چوڑا آدھ کوس تخمیناً ایسی سنگین زمین ہی کہ اگر اوسکو کھودین اوسکے چار و طرف دریاے شور کا شور ہو
ملک ایاز سردار محمود گجراتی نے چوتھائی حصہ اوسکا کھودا تھا کہ بندر آرام راے نے اکثر بنادر کی سرکوبی کی ــ بادل قوم وہان
مقیم ہین ــ چھٹوین مین راستہ پر بڑا پہاڑ ہی اور درختون کا انبوہ اور درہ شمار ساتوین مین بابکھلہ رہتے ہین
اس ولایت مین کاٹھی بکثرت ذات کے اہیر سائیسی کا پیشہ کرتے ہین مہمان دوست اور عیار ہوتے ہین ہر مذہب کا
پکا یا کھانا کھاتے ہین اور کثرت سے حسین ہوتے ہین جاگیر دار سے اول روز اسطرح سے پیمان لیتے ہین کہ عورت
و مرد کی بدکاری سے خبر نہو ــ کاٹھی مین دوندھی کنارے ایک فرقہ ہی اہیر جسکو بورنجہ کہتے ہین ــ آٹھوان
جہانجمیر بندرگاہ ہی دریاے شور کے ساحل پر وہان قوم واجی کی سکونت ہی ــ نوین مین جاران اور بھاٹ کی
اقامت ہی قوم جارن کی موجودگی ہندو لوگ یون بیان کرتے ہین کہ مہادیو نے اپنے عرق پیشانی سے ایک شخص
جارن نام پیدا کیا اور اوسکو اپنی سواری کے نرگاو کی تیمارداری پر مقرر کیا کہتے ہین کہ یہ شخص شعر کہتا اور تعریف کرتا
اور ماضی اور استقبال کے حال سے امر و نہی کرتا تھا پس اوسکی نسل کو اوسیکے نام پر کہتے ہین اور بریلیس کرن

وقت جنگ و جدل کے دلاوری کے قصے بیان کرتے ہین کسیقدر غیب گوئی سے نصیب ہی۔ ہندوستان مین کوئی
ایساہی بزرگ شخص ہوگا جسکے ہمراہ اس فرقہ کے دو چار شخص نہون اور بھاٹ بھی آفرین خوانی اور معرکہ آرائی وغیرہ
مین نے مثل اگرچہ بہ نسبت جاران کے بھاٹ لوگ زیادہ معتبر ہین لیکن معرکہ شمشیر مین جارن کی تیزدستی مشہور ہی
بعض ایسا کہتے ہین کہ جارن نے بموجب خواہش خداوند تعالے کے فوراً وجود پکڑا اور بھاٹ مہادیو کی پیشانی سے
ظاہر ہوا سرکار احمد اباد اور پٹن اور سورٹھہ کے درمیان جار نوارہ ہین ایک نشستگاہ ہی نوے کوس لنبی اور ساٹھ
تیس کوس چوڑی اوسے رن کہتے ہین۔ اکثر بارش باران سے دریا کا جوش ہوکر اس زمین کو گھیرلے اور بعد برسات کے
پانی بھی کم ہوا اکثر جگہ خشک ہوکر نمک نکلتا ہی۔ اور پرگنہ جہالاوارہ مین اسکا محصول جمع ہو۔ اسکے پورب رخ
احمد آباد اور پچھم کی طرف ولایت کچھہ ہی ڈھائی سو کوس لمبا اور سو کوس چوڑا اور پچھم ہی مین سندہی جہان
اکثر جنگل اور ریگستان گھوڑا عمدہ ہوتا ہی تازی جانتے ہین اور اونٹ بھی اچھا میسر آتا ہی اوس سرزمین کا سردار
جادوان کے خاندان سے ہی۔ اس الوس کی سپاہ دس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ ہی مردم نیک رو بلند قد
دراز ریش شہر بھیج دار الحکومۃ ہی یہان دو مضبوط قلعہ ہین اوسکے جنوب کے طرف ایک بڑا زمیندار جام نام ہی
اوسکی زمینداری ہین اوسکے خویش بکثرت ہین عہد اکبر سے بیشتر دو مہینے کی لڑائی کے بعد ولایت سے جام کو نکالا
اور وہ درمیان ولایت جنیتوہ اور بادھل اور جارن اور تونبیل کے سورٹھہ مین اقامت گزین ہوا اسکے علاوہ اور بھی
عمدہ زمین حاصل کی شہر نوانگر آباد کیا جسے چھوٹا کچھہ کہتے ہین قابل زراعت بہت سی زمین رکھتا ہی نوانگر مین
حاکم رہتا اور سات ہزار سوار آٹھہ ہزار پیادہ کا سردار ہی اونٹ اور بکری بہتر ہوتی ہی۔ میکرنج جسے پاک
کہتے ہین اسکے درمیان ہوکر دریاے مہندری نکلتا ہی یہان کا جدا حاکم ہی دونگرپور اور مالوہ اور سوبانسوالہ بھی
علیحدہ حکومت مین ہی سرکار پٹن بھی جدا ملک دار الحکومۃ قصبہ سروہی ہی ایک قلعہ ہی الوگڈہ نام بارہ گانون
اوسمین آباد اور چراگاہ عمدہ اور نیز ایک ولایت ہی جسکی ترقی دریا اور شمالی سندو اور جنوبی ذوب تک اور غربی
چانپانیر ساٹھہ کوس لنبا اور چالیس کوس چوڑا وہان چوہان کی زمینداری ہی اور جاے حکومت قصبہ موہان۔
فیل صحرائی بکثرت ہی۔ سرکار سورت اور ندربار کے درمیان کوہسار ہی آباد بگلانہ نام راٹھور کی زمینداری
شفتالو سیب انگور اناس انار لیمو کی پیداواری ہی اور سات مشہور قلعہ ہین اونمین سے مولیر اور سالیر
بہت خوش قطع۔ ندرا اور نادوت کے درمیان کوہستان ہی ساٹھہ کوس لنبا اور چالیس کوس چوڑا قوم راجپوت
اوس کو ہل رہتے ہین۔ اس سرزمین کا پانی نہایت ناقص چاول اور شہد عمدہ ہوتا ہی تو سرکار اور انکیسو
اٹھانوے پرگنہ اس صوبہ مین ہین انمین سے تیرہ بندرگاہ جمع تینتالیس کرور اٹھہ لاکھہ دو ہزار تین
انکیدام اور ایک لاکھہ باسٹھہ ہزار چھہ سو اٹھائیس محمودی اور سہ ربع بندرگاہون کے حاصلات پیمایش ہوے

سوائے سورت کے جسمین نقد اکیس کرور او نہتر لاکھہ چھبیس ہزار تین سو ستر بیگھہ تین بسوہ اونمین سے چار لاکھہ بیس ہزار دو سو چوہتر دام سیورغال اور زمیندار کے سرسٹھہ ہزار تین سو چھہتر سوار اٹھاسی ہزار نوسو پیادہ ہین

جدول فرمانروایان قوم سلنکھی

نام	سال و مہ	نام	سال و مہ	نام	سال و مہ
۱۔ بنسراج	۶۰ برس	۲۔ جوگراج	۳۵	۳۔ بھیم راج	۲۵
۴۔ بھوردیو	۲۹	۵۔ بجی سنگہ	۲۵	۶۔ رتنادت	۱۵
۷۔ سامنت	۴	کل سات نفر نے ایکسو ترانوے برس گلزار حکومت کی باغبانی کی			

جدول دیگر

۱۔ مولراج	۵۶	۲۔ چاینند	۱۳	۳۔ درلبھ	۱۱-۶
۴۔ بھیم	۴۲	۵۔ سدھراج	۵۰	۶۔ کمارپال	۲۹۔
۷۔ بال مول	۲۰	انھون نے دوسو اکیس برس جہانداری کی مزے لوٹے			

جدول دیگر

۱۔ بیسیا	۶	۲۔ کرن	۳۱	۳۔ جی پال	۳۰
۴۔ ہردمول	۳۲	۵۔ راج دیو	۱۰	۶۔ مکند دیو	۱۹
ایکسو اٹھائیس سال دولت و اقبال نے یاوری دی اور قوم بھگیلہ کی کامرانی رہی					

جدول دیگر

۱۔ سارنگدیو	۲۱	۲۔ بلدیو	۳۴	۳۔ سلطان مظفر نایک	۴
۴۔ سلطان احمد	۳۲	۵۔ محمد شاہ	۲۰	۶۔ قطب الدین	۷-۶
۷۔ داود شاہ	۔ ۶ ماہ	۸۔ محمد	۵۵	۹ سلطان مظفر	۱۵
۱۰۔ محمد شاہ	۱-۶	۱۱ سلطان محمود	۱۸	۱۲ نصیر خان	۔ ۴ ماہ
۱۳ سلطان بہادر	۱۱۔	۱۴ سلطان احمد		۱۵ ارسلطان مظفر	۱۲
پندرہ نفر نے دو سو ستائیس برس گیارہ مہینے تخت آرائی کی					

ہندی کتابون مین ایسا لکھا ہی کہ ۸۰۲ سنہ بکرمی مطابق ۱۵۴ سنہ ہجری کو اول اول بنسراج نے شمع حکومت روشن کی گجرات بطور خود جدا سلطنت ہوگئی راجہ سری تھوردیو قنوج والے نے سامنت سنگہ ماتحت کو اوسکے اعمال کے یاداش مین مارڈالا اور گھر بار تاراج کردیا اسکی بی بی حاملہ تھی جار ناچار جسطرح ہوسکا

یہانسے پیر اوٹھائے گجرات جا پہونچے یہ مصیبت کے مارے بیابان بیکسی اور خواری مین بحالت بیقراری حیرن ناگاہ تقدیر کے راستے سے ایک راستباز سیل دیو نام وہان پر آگذرا اوسکی تنہائی پر دلکو درد آیا کسی ہمراہی اوسکے ساتھہ دینے کو فرمایا اوسنے رادہن پور لیجا کر پرورش کی جب وہ بیابان زاد بڑا ہوا کمینون کی ہم نشینی سے رہزنی اور دل آزاری اختیار کی بدمعاشون کا ہجوم ہوا گجرات کا خزانہ قنوج جاتا تھا انکے ہاتھہ لگا — تقدیر مین کچھہ نیکی بدی تھی جانیا بقال موافق ہوا تلوار پر رجوع ہوا پچاس برس کی عمر مین فرماندہی ملی پٹن اوسکا بسایا ہوا ہی — کہتے ہین کہ راجہ کو دار السلطنت کے لیے بڑا تردد اور جستجو تھی انہل نام چرواہے نے کہا کہ مینے بہت عمدہ زمین پائی ہی اگر میرے نام سے معمور ہو تو نشان ملا دون اقرار ایفای عہد ہوا اوسنے ایک ایسا درخت زار بتلایا جس مقام پر ایک خرگوش کتے سے لڑکر جیتا تھا راجہ نے اوس سرزمین کو آباد کرکے انہل پور نام رکھا نجومیون نے التماس کیا کہ دو ہزار پانسو برس اور سات مہینے نو روز کے بعد یہ آبادی ویران ہووے — خراب ہونے پر نہروالہ نام ہوا چونکہ اوس ملک کی زبان مین عمدہ کو پٹن کہتے ہین لہذا اسی نام سے مشہور ہوا — راجہ سولنگی کی لڑکی دہلی کے راجہ دنگ کے لڑکے سے منعقد ہوئی حاملہ ہوتے ہی وضع حمل کے نزدیک بیمار ہو کر مر گئی پیٹ پھاڑکر بچا نکالا گیا اوس وقت چندرمان سولوین منزل مین تھا جسے اہل ہند مول کہتے ہین پس اوسکا نام مولراج رکھا گیا سامت سنگہ نے اپنی فرزندی مین قبول کیا اور پرورش پر نظر کی جب بزرگ ہوا بیراہون کی سازش سے قدم قدم پر ناہنجاری کرنے لگا راجہ کی لغزشین دیکھیے مستی مین سلطنت اسکے نام کرتا جب ہوش آتا واپس کر لیتا اس اولٹ پھیر نے اس شوریدہ سر کو عاجز کر دیا بد سرشتی سے ولینعمت کی بدخواہی مین سر اوٹھایا آخر کو مار ڈالا خود سریر آرا ہوا — جامند کے عہد مین واقعہ سنہ ۴۱۶ ہجری مطابق سمت ۱۰۸۲ بکرمی کو سلطان محمود غزنوی نے یہان چڑھائی کی لیکن اپنی طرف سے حاکم مقرر کرنے مین اچھا نہ سمجھا کسی راجہ کی اولاد مین تصرف کرا دیا سالانہ پیشکش مقرر ہو گیا سندھ کی راہ سے واپسی کی سبیل ہوئی تعجب کی بات سنیے بادشاہ نے اپنی بیاہی ہوئی راجہ کی چاہ مین اوسکی نسل سے کسیکو قید کرلایا جب کسیقدر عرصہ گذرا راجہ نے اوس قیدی کو کسی دوراندیشی سے طلب کیا جب وہ نزدیک پہونچا راجہ خود پیشتر روانہ ہوا تا کہ بدسرشتون کی پہونچ نہونے پاوے جس روز کہ ملاقی ہون گے راجہ تھوڑی دیر کسی درخت کے نیچے سو گیا بخت خفتہ نے ایسا چشم زخم پہونچایا کہ نظر نہ لا سکا یعنی کسی شکاری مرغ نے راجہ کی آنکھین شکار کین اندھا ہو گیا اوسوقت روشندلون کے یہ مد نظر تھا کہ اندھے کو حاکم نہین بناتے تھے فوج نے اوسی قیدی کو آزاد کرکے جویبار سلطنت کا سرو آزاد بنایا اور اوس فاختائی اندھے کو طوق پہنا کر قید کیا کمارپال سولنکھی نے جان کے خوف سے جی چرا بجرا کی راہ پکڑی جب جی سنگھہ نے قالب عنصری سے انتقال کیا کمارپال نے صحرا نوردی سے آکر گلزار حکومت کی گلگشت کی

راجہ جی پال نے محسن کشی کرکے دنیا اور عقبی کی نفرین پائی — لکتمول لاولد تھا لاجرم قوم باگھلہ سے کسکو تبنی کیا
جسوقت کرن نے عروس سلطنت کو ہم آغوش کیا کہ سلطان علاء الدین کی فوج گجرات مین فتحمند آ پہونچی کرن شکست
پاکر دکھن کو بھاگا — اگرچہ قبل ازین معز الدین سام اور قطب الدین ایبک بھی اس طرف آئے تھے لیکن سلطان
علاء الدین کے زمانے مین سلطنت دہلی سے شامل ہوا اور محمد بن فیروزشاہ کے عہد مین نظام مستخرج جسے راستی خوان
کہتے تھے نیابت کرتا تھا جب اوسکے ظلم و جفا دلنشین ہوئے اوسکی برخاستگی عمل مین آئی وجیہ الملک نانک کا بیٹا
ظفرخان مقرر ہوا وہ اول ہی کسی لڑائی مین جان بحق ہوا یہان تک دہلی کی ماتحتی خیال کرنا چاہیے ظفرخان کا لڑکا
تاتارخان نام نہایت بدبخت اور تباہ سرشت تھا جسوقت کہ سلطان محمد مرا اور سلطان محمود نے تخت دہلی پر
قدم رکھا روزگار نے نیا رنگ دکھلایا ظفرخان کنارے بیٹھا تاتارخان نے ساز و سامان جمع کرکے دہلی کی راہ لی اور
تحقیقا باپ کے اشارے سے مسموم ہوکر مرا — اوسوقت ظفرخان نے گوشۂ امن سے نکلکر پایۂ تخت پر پانون رکھا
اور سلطان مظفر کے خطاب سے مشہور ہوا حکومت اوس ملک کی نوس نایک کو ملی — وجیہ الملک کے باپ کو قوم برہمن سے
نکالا تھا تاتارخان کے لڑکے احمد نام نے دادا کا نام مٹاکر حکومت حاصل کی اسیکا بسایا ہوا احمدآباد ہے دوستون کی
ابلہ فریبی سے آزادانہ زندگی کرتا تھا جشن کے روز اپنے بارہ نفر چچاؤن کو ہلاک کیا بعدہ دادا کو جان سے آزادی بخشی
اور ہمیشگی کی پشیمانی ہاتھ لگی آخری وقت تک نیک کرداری اور معدلت پروری مین گذرانی جب داؤد کو اوسکی
نالائقی کے سبب سے کنج خمول دکھلایا گیا فتح خان کی سرداری ہوئی سلطان محمود کا لقب مقرر ہوا یہ شخص سخاوت
اور دادگری مین نامور ہوا ملک شعبان عماد الملک نے نادر مددگاریان کین آغاز دولت مین حاسدون نے
خداوند نعمت اور اس خیرخواہ دولت کو مارنا خیال کیا اول نسبت ایسے خیراندیش کے حضور مین بدبینین ظاہر کین
دنیادارون کو تو اتنا خیال برا ہوتا تھا اوس یکتائے عصر کو زندانی کیا نزدیک تھا کہ اوسکا کام تمام ہو جائے عبداللہ خان
داروغہ فیلخانہ نے جسکی رسائی بادشاہ تک تھی عرض کیا کہ وہ شخص بالکل عیوب سے پاک ہے بلکہ بداندیشون کے
بسبب جھگڑے اوٹھائے ہوئے ہین آخر سلطان نے اوسکو رہائی دی اسکے چھوٹتے کمینون کے دلمین یہ ارادہ
بندھا کھلے بندون پر لڑنے کو آمادہ ہوئے آخر داروغۂ فیلخانہ نے چند خواص اور فیلان پرشکوہ کی جماعت سے
بدسرون کے خرمن حیات کو پایمال کیا اور کج اندیشی کا نتیجہ ہاتھون ہاتھ ملگیا بعد ازین امرا کی دستگیری سے مظفرخان
متوفی کا بیٹا جانشین ہوا سلطان مظفر خطاب ملا بادشاہ سلیمان جاہ شاہ اسمعیل جعفری نے عراقی تحفہ بھیجے اسنے بھی نیازمندی
ظاہر کی جب فوت ہوگیا اوسکا بیٹا سلطان سکندر مسند آرا ہوا عماد الملک نافرجام نے اوسکا کام تمام کیا
اور اوسکے بھائی نصیر الدین خان کو تخت نشین کیا امرا گھات مین لگے اوسنے بادشاہ کو لکھا کہ اگر فوج سرکار مددگار ہو
رونپ کا بندرگاہ مع اوسکے مضافات اور چند کرور تنکہ کے نذر ہوجون کہ ناشکرا تھا عرض قبول ہوئی اسوقت مین

سلطان مظفر کا لڑکا بہادر بابریون کے استدعا سے وہان پہونچا امرا اس سے متفق ہوگئے باپ کے وقت مین بھائی کے رشک سے نرہ سکا سلطان لودی ابراہیم کے پاس دہلی آیا یہان صحبت ناچاق ہوئی جونپور کے امرا نے اپنا سردار بنایا اسوقت مین گجرات سے ہوا خواہون نے عرضداشت ارسال کی وہ بھی ولی خواہش سے آنکر کامیاب ہوا اور آبیاری جود وعطا سے گلزار جہانداری کی رونق بڑھائی — ہمایون بادشاہ بعض سبب سے لڑکھڑا ہوا مگر شکست کھاکر دبک بیٹھا جب اوسکی ہستی تمام ہوئی خاندیس کا حاکم میران محمد جسے اپنی زندگی مین بادشاہ نے جانشین کیا تھا امرا نے اوسکے نام کا خطبہ غیبت مین پڑھا لیکن وہ گجرات بھی نہ پہونچا کہ پیغام اجل آپہنچا سلطان مظفر کا نبیرہ محمود جو نیاول مین قید تھا دادا کے جگہہ پر مسند آرا ہوا برہان نام نے اوسکے نزدیکیون سے متفق ہوکر مار ڈالا اور بادشاہی طلب کے حیلہ سے بارہ [۱۲] امیرون کی جان لی اعتماد خان نے پیش بینی کی حاضر ہوا صبح رشتہ دارون کو جمع کرکے چڑھا اور اوس کشتنی کو بداندیشی کا ثمرہ چکھایا رضی الملک نام سلطان احمد کے نسل سے تھا سلطان احمد خطاب دیکر سروری دی جب سلطان کلان ہوا اعتماد کو دوسرا اندیشہ ہوا کبھی اپنے ہمدم کے خانہ قریب مین لیجاکر مار ڈالا دوسرے کسی [illegible] کو لیکر قسمیہ ظاہر کیا کہ سلطان احمد کا لڑکا ہے اور اوسے بادشاہ بنایا سلطان مظفر خطاب دیا تا آنکہ قبضہ اکبری مین آکر یہ ملک بھی دہلی کے زیر حکومت آیا

صوبہ اجمیر

۱۶۸

دوم اقلیم سے ہے موضع بھکرا اور مضافات انبیر سے بیکانیر جیسلمیر تک لنبائی مین ایکسو اڑسٹھہ کوس اور سرکار اجمیر کی آخری سے بانسوارہ تک ڈیڑھ سو کوس چوڑائی پورب اکبراباد اوتر دہلی کے قصبات جنوبی گجرات پچھم دنیال پور ملتان ہے ریگستان کے سبب سے پانی دور ہے کھیتی کا مدار بارش پر ہے جاڑے کی فصل معتدل اور گرمی کثرت سے ربیع کم ہوا اور جوار — لہذرہ — موٹھہ کثرت سے ساتوان یا آٹھوان حصہ غلہ کا دیوان کو دیتے ہین اور نقد کم عام لوگ جھوپڑون مین گذرا وقات کرتے ہین دکھنی پہاڑ اور دیگر مقام دشوار گذارون مین کل سرکارون مین سرکار چیتور رانا بیس کوس چوڑا اور چالیس لانبا ہے تین قلعہ ارتش نامور ہین — کونبھہ ماندل دار الحکومت ہے مضافات کوکنڈہ سے موضع چادر مین جسد کے کھدان اور ماندل کے توابع ہین دافعہ جبتن پور تانبہ کے کھدان ہین اگلے وقت مین سردار یوجی کو راول کہتے تھے اب کچھہ دنون سے رانا کہتے ہین کھلوب کے قوم سے اپنے تئین نوشیروان عادل کی نسل مین جانتے ہین انکے بزرگون کا بزرگ نیرنگی روزگار سے ولایت برار کو گیا برنالہ کی مرزبانی پائی چھہ سو برس پیشتر برنالہ کو غنیم نے گھیر لیا اکثر جان سے گئے بانا نام ایک خردسال کو اوسکی مان اس آشوب سے بچاکر مندلیک بھل راجہ کے پاس پناہ لی یہ لڑکا جب جوان ہوا بیل چرانا اور شکار کھیلنا پیشہ کیا آخر کو جوانمردی کے نام سے مشہور ہوا راجہ کے معتمدون مین ہوا جب راجہ نے سفر آخرت طی کیا اوسکے چار بھتیجے جانشینی کے واسطے گفتگو کرنے لگے آخر یہ مصلحت ہوئی کہ باناہ سے کلان ہے اوسکی صلاح پر پابند ہونا چاہیے اور بانا اسی مصلحت کو

قبول کرتا تھا ایکروز اون چارون مین سے ایک کی انگلی سے خون نکلا اوسنے باناکی پیشانی پر قشقہ کھینچا باقیماندہ
تینون بھائیون نے بھی تلک کردیا باناکے حصہ مین سلطنت آئی وہی رسم ابتک ہی جو راجہ ہوتا ہی خون کا قشقہ
اوسکے کھینچتے ہین الغرض بانانے ان چاروبیچارون کو اس ششدرگاہ کے چھکے پنجے سے رہائی دی ایکروز صحرانوردی
مین برہنج نام ریاضت گر کو جانور جھکر جانا کہ گوشۂ کمان سے تیر چلاوے مرتاض نے صفاے دل سے اوسے منع کیا
تب توشرمندہ ہوکر خدمت مین دوڑا اور کبھی کبھی اوسکی پرستاری کو جاتا اوس مرتاض نے کسی اندر تویند جہانبانی
سے مسرور کیا اسی بارہ مین تعجب انگیز داستان بیان کرتے ہین جب موضع سیسودا مین جارہا اس سبب سے
سیسودہ نام مشہور ہوا چونکہ شروع مین کوئی برہمن انکا تیمار کرتا تھا بعضے لوگ اسکو اوسی گردہ سے سمجھتے ہین
جب رتن سین کا زمانہ آخر ہوا ارسین مسند حکومت پر زینت افزا ہوکر رانا کے خطاب سے مشہور ہوا اسے دسوین
پشت رانائی حاصل ہوئی اکبر بادشاہ کا ہمعصر ہی گذشتہ حالات جاننے والے یون بیان کرتے ہین کہ سلطان
علاءالدین بادشاہ دہلی نے سنا کہ راول رتن سین حاکم موار کے پاس پدمنی تھی اسے خواہش ہوئی اوسنے انکار کیا
رتن سین چتور مین محصور ہوا سلطان نے مدت تک رنج اوٹھایا مگر اس سودائے خام مین کچھہ سود ہاتھہ نہ لگا۔
آخر راجہ سے صلح کی اور مہمانی مین جاکر سلطان نے یہ حق ادا کیا کہ راجہ کو قید کرکے روانہ ہوا کہتے ہین کہ اوسوقت
سوسوار ہمرکاب تھے اور تین سو خدمتگار وغیرہ جب تک راجہ کے خدم حشم جمع ہون حضرت راجہ کو اوڑالاے اور ایک تنگ
جگہ پر قید کرکے طلب مقصود مین کوشش کی راجہ کے کارپردازون نے عرض کیا کہ سلطان ہمارے راجہ کو تکلیف نہ دے
ہم لوگ عروس مدعا کو مع دیگر اہل حرم کے حاضر کرتے ہین اور نیز قطعۂ عرضی پدمنی کیطرف سے مشعر نیازمندی و اظہار
اشتیاق تحریر کی بادشاہ تو اسکے منتظر تھا دل پگھل گیا کہتے ہین کہ سات سو جرار زنانہ کے طور سے ڈولون مین
سوار ہوکر راہی درگاہ ہوئے ظاہر کیا کہ رانی مع چند پرستار کے آتی ہی جب نزدیک گئے عرض کیا کہ خواہش رانی کی
یہ ہی کہ اب اخیر ملاقات راجہ سے کرلے سلطان نے بدمستی سے اجازت دیدی اوسیوقت لباس زنانہ سے نکل کر راجہ کو
سوار کرایا اور چل دیے چند راجپوت لوگون نے خوب جانفشانیان کین اس مرتبہ گورا اور بادل نے نقد روح نثار کیا
راجہ سلامت چتور مین آیا سلطان لاچار ہوکر دہلی واپس گیا اور از سر نو اوسی اندیشہ مین آکر چتور کو گھیرا اور
عدم حصول مدعا سے اوکتا کر چلا گیا راجہ بار بار کے رگڑے جھگڑے سے دق ہو گیا تھا خیال کیا کہ اس مرتبہ
سلطان سے ملاقات کرے یقین ہی کہ بر سر رحم ہو آخر ایک مرتبہ کسی کمینے کے ساتھہ سات کوس پر جاکر سلطان سے
ملاقی ہوا اوس نامرد نے کام تمام کرایا اور اوسکی جگہ ہزار سین کو حکومت ملی اور سلطان نے پہوچکر قلعہ کو گھیرا
جنکے لیے یہ فساد اوٹھا تھا اونھون نے پروانہ وار شمع حیات کو حیا کی تجلی سے جلاکر خاکستر کردیا رتن سین کا
لڑکا جسمیر اوس کوہستان مین رہتا تھا جالور کے حاکم سلطان مالدیو چوہان کو چتور کی ایالت عطا ہوئی اوس سے

ملک کی آبادی ہوسکی لیکن جیسمیل کو بلاکر اپنا داماد بنایا اور اسکے وسیلے وہ ولایت معمور ہوئی جب وہ مرا اوسکے لڑکے رانا ہوئے اس سرزمین کی جمعیت
سولہ ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ ہین لیکن اکثرون نے اور زمین لے لی ہے جیسا کہ کسی وقت مین ایک لاکھ اسی ہزار سوار ملازم تھے

مارواڑ

سو کوس لنبا اور ساٹھہ کوس چوڑا ہی ۔ سرکار اجمیر اور جودھپور اور سروہی اور ناگور بیکا اسی مین داخل ہی کسیقدر
مدت سے یہ الوس راٹھور کا بنگاہ ہی جسوقت معز الدین سام نے راے پتھورا کی لڑائی سے فراغت پاکر راجہ جی چند
والی قنوج پر چڑھائی کی راجہ بھاگ گئے تو قت پامال فنا ہوا اور اوسکی نسل بھی لگد کوب پریشانی ہوئی
اوسکا بھتیجا سیہا شمس آباد مین رہتا تھا وہ بھی مع اکثر متعلقون کے ملک جاودانی کو سدھارا
اور اسکے تینون لڑکے سوتیک ۔ اسو تھاما ۔ آج گجرات کو لپیے ہوے سوجت کے نزدیک دریا کنارے مقیم ہوئے
یہان برہمن کی بستی تھی قوم بیبہ سے آزردہ اسوقت مین بھی غارت کو آئے ان مسافرون نے باہر نکلکر مردانگی
کی داد دی غنیم نے شکست پائی اوسوقت برہمنون نے انکو بزرگ سمجھا اور خاطر داری کی بارے کسیقدر ناکامی
کی گرد انکے دامان حال سے دور ہوئی جب دنیاوی اسباب قبضے مین آیا تیز دستی کرکے ولایت کھیر کو قوم گوہل سے
لے لی اوسوقت سے انکی نسل اس مقام پر پایدار ہوئی سوتیک نے جدا ہوکر بھیلون سے ایدر پر قبضہ کرلیا اور آج
سکلانہ کو قطرہ زن ہوکر گولیون سے ملک حاصل کرلیا ۔ اسو تھاما مارواڑ چلا گیا اسکا کام روز بروز ترقی ہوا
اسکی سولوین پشت مین مالدیو بھی نزدیک تھا کہ شیر خان اسکی لڑائی مین جان سے سیر ہوا اس ولایت مین
آگر قلعہ بٹن اجمیر اور جودھپور اور بیکانیر اور جیسلمیر اور امرکوٹ اور ابوگڈھ اور جالور ہیں ناڈولی سرکار ناگور کو
کہتے جہان قوم ہاڈہ ہونگے ۔ سات سرکارین اور ایکسو ستانوے پرگنہ اس صوبہ مین ہین زمین دو کرور جودہ
لاکھ پینتیس ہزار اکتالیس بیگہ ساڑھے ہی جمع ۲۸ کرور ۴۸ لاکھ ۷۵ ۵ ادام ہین جس مین سے ۲۳ لاکھ
۲۶ ہزار بیا سو ۹۴۳ دام سیورغال یومی ۸۹ ہزار پانسو سوار اور تین لاکھ سینتالیس ہزار پیادہ راجپوت

صوبہ دہلی

تیسرے اقلیم سے ہی پلول سے لودیانہ تک دریاے ستلج کے ساحل پر ہی ایکسو پینسٹھہ کوس لنبا اور سرکار رزیواری سے
کمان پہاڑ تک اور ایکسو چالیس کوس چوڑا اور نیز حصار خضر آباد تک ایکسو تیس کوس تک ہی پورب رخ اسکے دارالخلافہ آگرہ مشرق
اور شمال سے ملا ہوا خیر آباد مین صوبہ اودہ شمالی کوہستان جنوبی صوبہ آگرہ اور اجمیر غربی یہان کے عمدہ دریا گنگ اور جمن ہی ان دونون
دریا کا نشان نہین اور دریا بہت کثرت سے ہین ۔ شمالی پہاڑون سے نکلے آب و ہوا معتدل زمین ار بعض جگہ مین تین فصل کھیتون کی
ہوتی ہین میوجات اور رنگا رنگ کے پھول اور بلند عمارت سنگین اور چونہ اینٹ کی بنی ہوئی ہین جنکے دیکھنے سے قصور آرام کے آثار
نمودار ہین دہلی بہت پرانے شہرون مین ہی اول اسکا نام اندرپت تھا طول مین ایکسو چودہ درجہ اور

اٹھتیس ۳۸ دقیقہ اور عرض مین اٹھائیس درجہ پندرہ دقیقہ بعض نے اقلیم دوم سے خیال کیا ہی مگر لغزش کھائی ہی اسکا
سر آغاز جنوبی پہاڑ ہی سلطان شمس الدین اور قطب الدین قلعہ پتھورا مین بسر کرتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن نے
دوسرا قلعہ بنایا اور عمارات دلکشا اچھے محل پر تعمیر کرائی معز الدین کیقباد نے دریاے جمن کے کنارے پر کیلوکھری
نام شہر آباد کیا امیر خسرو نے اپنی مثنوی قران السعدین مین بہت کچھ اسکی تعریف کی ہی الحال اوسی مقام پر ہمایون کا
مقبرہ ہی اوسی جگہ پر سلطان علاء الدین نے سری نام شہر مع قلعہ کے آباد کیا تغلق شاہ کا یادگار تغلق آباد ہی
جیسے اوسکے لڑکے سلطان محمد نے ایک شہر بنا دیا اور ایک بڑی عالیشان عمارت تعمیر کی جسمین ہزار ستون
سنگ رخام سے بنا کر لگائے گئے اور سلطان فیروز نے ایک شہر اپنے نام کا آباد کیا اور دریاے جمن سے نہر کاٹ کر اسکے
قرب مین لایا فیروز آباد سے اور تین کوس پر دو منزلہ مکان جہان نما نام آباد کیا تین چوڑی تہ خانہ بنائے تھے کہ بیٹھے
ساتھ سوار ہوکر گشت کرتا دریا کی طرف پانچ جریب اور جہان نما سے دو کوس اور پرانی دہلی سے پانچ کوس
ہمایون نے اندرپت قلعہ بنایا جسکا نام دین پناہ ہوا شیر خان نے علاے دہلی کو اوجاڑ کر جداگانہ دوسرا شہر بسایا
اور سلیم شاہ اوسکے بیٹے نے سنہ ۹۵۳ ہجری مین سلیم گڈھ کی بنا ڈالی جو کہ ہنوز دریاے جمنا کے درمیان قلعہ شاہجہان
کے مقابل کھڑا ہی اگرچہ اکثر بادشاہون نے اپنی اپنی یادگار کے لیے نئی نئی صورتون پر شہر آباد کیے مگر ہندوستان کا
تختگاہ دہلی ہی مشہور ہوا تا آنکہ سنہ ۱۰۴۷ ہجری مین صاحب قران ثانی شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے اپنے
سنہ ۱۲ جلوس مین شیر شاہ کی آبادی کے نزدیک شاہجہان آباد معمور فرمایا اوس وقت سے کل پرانے نامون کا نشان مٹا
ایک قلعہ ہی سنگ سرخ سے تعمیر ہوا ہی اقسام عمارت زرنگار رنگ اور مکانات خانہ نیرنگ سے غیرت نگارخانہ چین و فرنگ
دریاے جمنا دکھن طرف قلعہ کے نیچے سے جاری ہی اسکے لہرانے مین دونی آبداری ہی اور شاہ نہر جو علیمردانخان کو ہ سے مور
لایا تھا ہر گلی کوچہ مین روان ہی رونق شہر کی جسکی سیراب کاری سے دو چندان ہی اور غسلخانہ شاہی کی نہر اور حوض کو
پانی پہونچاتا ہی باغ کی سرسبزی کا جوبن چمک جاتا ہی شہر پناہ سنگ و سارو ج سے بنی ہوئی ہی روم و شام و زنگ و فرنگ
و پارس و عراق و عرب و عجم وغیرہ ولایات کے آدمی اس شہر مین موجود اور اپنے پیشہ و فن مین مصروف ہین ہر قسم کا
اسباب ایکدن مین یہان مل سکتا ہی اگرچہ ہر کوچہ و بازار مین مسجد و معبد و خانقاہ و مدارس ہزار در ہزار ہین لیکن وسط
شہر مین جامع مسجد جو کہ سنہ ۱۰۶۰ ہجری مین ۲۴ سال جلوس کو شاہجہان نے سنگ سرخ سے بنوائی اوسکے برج سیاہ اور سفید
پتھر سے لیل و نہار کو اپنے رشک مین سربسنگ خجالت کرتے ہین رفعت اور استحکام اسقدر ہی کہ روے زمین پر جسکا
جواب محال ہی مسجد اقصے کہنا روا ہی اور ندرت اور زیبائی مین بی ہمتا ہی القصہ یہ شہر نہایت وسعت اور فسحت مین
معمور ہی رشک معمورہ چرخ پرنور ہی بادشاہان گذشتہ اور اولیاء اللہ کے مقابر بکثرت ہین لیکن زیادہ مشہور نصیر الدین
ہمایون بادشاہ کا مقبرہ ہی جو کیلوکھری مین واقع ہوا اور امرا و وزرا اور علما و فضلا کے مزارات کا بیان بیپایان ہی

درویشان حقیقت رس کی خوابگاہوں مین شاہجہان آباد سے سات کوس پر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بن خواجہ کمال الدین احمد اوشیکی قبر ہی — آج کل پرانی دہلی بالکل خراب اور مقابر آباد ہین خواجہ قطب الدین اوشی اور شیخ نظام الدین معروف اولیا اور شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی اور ملک یار پران اور شیخ صلاح اور ملک کبیر اولیا اور مولانا محمد حاجی عبد الوہاب و شیخ عبد اللہ قریشی و شیخ شمس ترک بیابانی اور شیخ شمس اوتاد اور امیر خسرو وغیرہ اسی سرزمین مین مدفون ہین سلطان شہاب الدین غوری اور سلطان شمس الدین اور سلطان تغلق اور سلطان محمد عادل اور سلطان محمد فیروز اور سلطان بہلول اور سلطان سکندر لودی کے مقبرہ اسی مقام مین ہین اکثر زندہ دلون نے اپنی زندگی مین خواتین السلاطین کے لیے عمدہ مقبرے اور باغات تعمیر کرائے اسلام آباد پہاڑ پر ایک چشمہ ہی نہایت ژرف ہمیشہ گرم پانی جوش کھاتا ہی اوسے پربھاس کنڈ کہتے ہین اور عمدہ عبادتگاہ جانتے تبسوامتر رکھیشر نے تین بیگہ زمین پہاڑی گہری کھود کر عبادتگاہ بنائی تھی آج اوسکی کہنگی کی شہادت دے رہی ہی — بداون گذشتہ عمدہ شہرون مین ہی اکثر اولیاے اللہ وہان دفن ہین کسیقدر اس صوبہ کے شمالی پہاڑ کو کماون کہتے ہین سونے اور چاندی اور جسد اور لوہا اور تانبے اور ہرتال اور تنکار کی کان ہے آہوے مشکین اور سراگاو اور ریشم کا کیڑا اور باز اور شاہین وغیرہ دیگر جانور شکاری اور شہد اور کوت گھوڑا وغیرہ بکثرت ہین سرکار سنبل مین شکار کی کثرت اور گرگدن یعنی گینڈا بھی ہوتا ہی یہ جانور پست قد ہاتھی کی صورت بے خرطوم پیشانی پر ایک شاخ ہوتی ہی اوسی سے دوسرے مخالف کو پھاڑ ڈالتا ہی اوسکی شاخ کازہ گیر اور پوست کا دستہ واسطے تلوار اور پیش قبض وغیرہ کے بناتے ہین شہر سنبھل مین ہر مندل نام برہمن کی جگہ پرستش کی ہی کہتے ہین کہ کلنکی اوتار یہین پر ہوگا — ہانسی گذشتہ شہر و نمین ہی شیخ جمال خلیفہ شیخ فرید شکر گنج کی مزار ہی قصبہ بہنہ کے نزدیک تالاب ہی پہاڑ کی بلندی پر ہمیشہ گرم پانی نکلتا ہی اکثرون کو خیال ہوتا ہی کہ کان گوگرد کی نیرنگی ہی — حصار فیروزآباد مین دریاے جمن کی نہر کاٹ کر لائی گئی ہی ایک مرتاض کی استدعا سے یہ حرکت دریائی ہوئی ہی زیادہ تعجب یہ ہی کہ قصبہ سرسا کے نزدیک ایک تالاب مین گم ہوجاتی ہی اوس حوض کا نام بندرا کہتے ہین اس دیار مین رودبار کم اور کنوئین مین پانی بہت دور — سرہند نامور شہرونمین ہی اور باغ حافظ رخنہ کی سیر سے فرح تازہ حاصل ہوتی ہی — تھانیسر کو بزرگ مقام عبادتگاہ کا شمار کرتے ہین دریاے سرستی اوسکے قرب مین گذرتا ہی اوسکے پاس کرکھیت نام تالاب ہی جسکے غسل کے واسطے دور دراز سے آتے اور وہان پر خیرات اور پرستش کرتے ہین مہابھارت کی لڑائی اسی جگہ ہوئی ہی دواپر کے نصف آخری حصہ مین واقع قصبہ ستناپور راجہ دسرت سریرآرا تھا نہایت دادگستر معدلت کیش تھا اوسکی خیرسگالی نے دیرتک اوسکے خاندان مین شکوہ جہانداری قایم رکھا اسکی آٹھوین پشت مین راجہ کر ظاہر ہوا اوسکی یادگاری مین کرکھیت ہی اور بعد چودہ پشتون کے چتر برج نام لڑکا ہوا اور اوسکے دو لڑکے اول دہرتراشٹ جسکے ایکسو ایک لڑکے ہوئے جسمین بڑا جرجودھن گورو اتھا

دوسرا بیٹا اگرچہ دھرتراشٹ بڑا تھا مگر اندھے پنے سے پنڈ کو سلطنت ملی اسکے لڑکون کو پانڈوان کہتے ہین
پانچ فرزند تھے جدھشٹر۱ بھیم سین۲ ارجن۳ نکل۴ سہدیو۵ جب راجہ پانڈ دنیاے دون سے سدھارا
دھرتراشٹ کو وراثت ملی مگر یہ نام کو راجہ تھا باقی کل کام حکومت کے جرجودھن کرتا تھا ازانجا کہ دشمن
گذاری آئین سلطنت ہے جرجودھن ہمیشہ پانڈوان سے مخوف تھا اور انکی جانستانی کی تدبیر کیا کرتا جب دھرتراشٹ
کے فیما بین مین لڑائی اور پیچ و کدورت بڑھی دیکھی شہر برناوہ مین بھتیجون کا رہنا قرین مصلحت سمجھکر لوگون کو حکم دیا کہ اونکے
لیے مکان سکونت طیار کردین کارپردازون نے بموجب تلقین اور تعلیم جرجودھن کے مکان مذکور لاکھ اور رال سے
دربردہ بنا کر طیار کیا جب پانڈو وہان پہونچے مکر و فریب سے آگاہی پائی قضارا کوئی عورت مع پانچ لڑکون کے
ہمسایہ مین رہتی تھی پانڈوون نے اوسی مکان مین آگ لگا کر مع مادر عزیز کے راہ جنگل کی لی ہمسایون کے
سر پر آگ بجھی جرجودھن نے پانڈون کا جلنا سمجھکر ٹھنڈک پائی خوشی کا جشن کیا اور یہ لوگ بعد کتنی سرگذشتون کے
خرابہ سے آبادی مین آئے اور شہر کمپلا مین سکونت گزین ہوئے تھوڑے عرصہ مین انکی مردانگی اور بخشش و کار آگہی کا
آوازۂ عالم مین پھیلا مگر کوئی انکی نسل اور خاندان سے ماہر نتہا تا آنکہ جرجودھن خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اونکے نہ جلنے
سے اوسکا دل آتش حسرت پر جل اوٹھا آخر فنون فریب سے نئے رنگ کی چال سوجھی دوستی کے منصوبہ سے روبرو بلا کر
دہلی مع نصف دیگر ولایت کے اونکو عطا کی اور ہستناپور مع نیم دیگر حصہ کے خود لیا — نیک سگالی اور خیر اندیشی سے
جدھشٹر کی مدد پر فضل باری ہوا اقبال و دولت سرگرم خدمتگذاری ہوا تھوڑے عرصے مین ہفت اقلیم مطیع ہو گیا
دوسرے بھائیون اور حاکمان زمانہ کو خدمت مین لایا جرجودھن انکا اقبال اور فر و شکوہ دیکھکر بیتاب ہوا حسد کی
بیماری سے ہاتھ ململ پچھتاتا تھا آخر کو حیلہ سے محفل آراستہ کی اور پانڈون کو اپنا مہمان بنایا اور اوس پختہ کار خام طمع
نے چوپڑ کی بازی بچھائی اور فریب کے پانسے پھینکنے لگا ایسی گھات کی کہ چند داؤن مین جسقدر پانڈون کے پاس
مال و اسباب تھا جیت لیا آخر کو اس شرط پر بازی ہوئی کہ اگر پانڈون کی جیت ہو جسقدر ہارے ہون واپس لین
وگرنہ بارہ برس جنگل مین گام فرسائی کرین بعدہ تیرھوین برس آبادی مین آوین مگر ایک سال تک اس صورت سے
رہین کہ کوئی نہ پہچانے اگر کوئی شناسا ہو تو نئے سر سے بارہ برس صحرانورد ہون — یہ بیچارے قسمت کا اولٹ پھیر
ذرا نہ سمجھے اور یہ قول بھی ہار بیٹھے آخر کو جرجودھن نے بازی پا کر دنیاے مفسد کے چھکے پنجے سے نے ہوش خواب غرور
مین سر جوش ہوا اور فضل خداوند مطلق سے پانڈوان نے ایفاے عہد کیا تب جرجودھن نے بے حیائی شروع کی
فراوان گفت شنود رہی پانڈوان پانچ موضع پر خوشی تھے کہ اس خرخشہ سے دور رہین جرجودھن پانچ موضع
کے دینے مین بھی لاچار ہوا آخر کو کرکھیت کے مقام پر لڑائی شروع ہوئی جرجودھن مع اپنے یارون کے رہگرای
جادۂ ہستی ہوا اور جدھشٹر اٹھارہ روز کی لڑائی کے بعد فتح یاب ہوا — دواپر کے اخیر ہونے مین اکتیس سو پینتیس برس

جبکہ

باقی رہے تھے کہ یہ جنگ عظیم درپیش ہوئی اسوقت کہ سنہ ۹۱ ہجری مین پانچہزار اونتیس برسین ہوتی ہین کہتے ہین کہ
اس لڑائی مین گیارہ کوہنی لشکر کوروان کا تھا اور پانڈوان کی طرف سات کوہنی ــ ہر ایک کوہنی کی تعداد اکیس ہزار
آٹھ سو ستر ہاتھی تھے اور اسی رنگ پر گردون سوار اور ساٹھہ ہزار تین سو دس سوار ایک لاکھہ نو ہزار ساڑھے تین سو
پیادہ اسی لڑائی مین طرفین سے گیارہ آدمی زندہ رہے جرجودھن کیطرف سے چار آدمی جان سے سلامت جودشٹر
کی پناہ مین آئے کرپا چارج برہمن جو دونو طرف کا اوستاد تھا دانش اور یکتائی مین منتخب تھا اسوتھامان ہمہ صفت
موصوف کیرت برمان جادو مرد نامور اور دھرتراشت کی بیلبانی مین تھا اور پانڈوان کے آٹھہ آدمی اور پانچو
بھائی سانک جادو اور جنجشن سوتیلا بھائی اور کشن غرض بعد ازین ۳۶ برس جدشٹر نے دادگری کی آخر کو عقل
دوربین دنیاے دون کے محبت سے آشفتہ ہوکر خواہان حقیقت ہوئے ترک تعلق پیش نہاد ہوا پس اس عجوزہ
عروس ہزار داماد کو چھوڑ کر اپنے بھائیون کے ہمراہ تجرد کی راہ طی کرنا شروع کی ــ یہ کارنامہ مردی آزما مہابھارت
مین تحریر ہو جسکا ترجمہ رام باجہ کے نام سے زبان فارسی مین بموجب حکم اکبر بادشاہ کے ہوا اور فصل و باب کی جگہ پربھ کا لفظ ہی ــ

اول کوروان اور پانڈوان کے احوال مین

دوم جدھشٹر کے حکم سے بھائیون کا ملک گیری پر جانا اور راجسیر جگ کا اہتمام اور کورون کا قمار

سوم پانڈون کی بیابان پیمائی حوادثات غربت کی مردی آزمائی

چہارم جنگل سے پنڈون کا شہر براتھہ مین آنا اور ظاہر مین چھپا رہنا

پنجم ظاہر ہونا پانڈون کا اور باوجود کسیکے توسل کے اصلاح نہونا اور مقام کورکھیت مین لشکر کا جماؤ

ششم شروع جنگ زخمی ہونا بھیکھم کا اور مارا جانا اگر دھرتراشت کے لڑکون کا اسمین دس روز کی جنگ و جدال کا قصہ ہی

ہفتم مشورت ہونا اور درونا چارج کو سرداری ملنا اور اوسکا روز سیاہ دیکھنا اور عشرہ کی جنگ

ہشتم دوسرے روز کی کیفیت اور جرجودھن کا کرن کو سرداری بخشنا اور جدشٹر کا فرار ہونا اور دوسرے روز ارجن کے ہاتھہ سے مارا جانا

نہم سیل پھلتوانی کا سردار ہوکر دار البقا کو جانا اور جرجودھن کا حوض مین چھپانا اور دریاے فنا کا سر سے گذرنا

دہم کارزار کا خاتمہ بالخیر کرت برمان کرپا چارج اسوتھاما کا جرجودھن کے پاس میدان رزم مین آنا اور اوسکی نیم جانی مین شبخون کی صلاح

۱۱ ـ طرفین کی عورتون کا واویلا کرنا اور جرجودھن کی مال گندھاری کا نفرین بھیجنا سری کشن پر

۱۲ ـ بعد فتح جدشٹر کے کیفیت اور ترک دنیا کرنا اور بھیکھم اور بیاس اور کشن کی نصیحت گوئی سے تسلی ہونا

۱۳ ـ بھیکھم کا صبر کرنا ــ دلمین آتا ہی کہ ۱۲ ـ اور ۱۳ ـ ایکہی پرب ہونا چاہیے کیونکہ دونو مین نصائح مندرج ہین اور
نوین پرب کے دو حصے ہونا چاہیے ایک سیل کی کیفیت مین دوسرا جرجودھن کی وفات مین ــ

۱۴ ـ جگ اسمید مین

۱۵۔ دھرتراشترا اور گندھاری اور کنتا والدہ جدشٹر کی وارستگی اور پانڈون کا جانا اونکے دیکھنے کو
شانزدہم جادوان اور کشن کی پریشانی اور واقعات وفات کے اظہار مین
ہفدہم راجہ جدشٹر کا مع بھائیون کے ترک سلطنت کرکے پہاڑون کو چلے جانا
ہیجدہم کوہ ہمچل مین جان نثار ہونا پانڈون کا اور راجہ جدشٹر کا مع قالب عنصری کے عالم بالا کو جانا
خاتمہ جادوان کے حالات مین

جدول

اسامی	سال وماه	آسامی	سال وماه	آسامی	سال وماه
۱۔ انگلپال	۱۸	۲۔ باسدیو	۱۹ - ۱	۳۔ گمن سنگه	۲۱ - ۳
۴۔ پرتھی پال	۱۹ - ۶	۵۔ جی دیو	۱۸ - ۱	۶۔ نرپال سنگه	۱۴ - ۴
۷۔ اوره	۲۶ - ۷	۸۔ بچھراج	۲۱ - ۲	۹۔ انگ پال	۲۲ - ۳
۱۰۔ رگھ پال	۲۱ - ۶	۱۱۔ بنک پال	۲۴ -	۱۲۔ گوپال	۱۸ - ۳
۱۳۔ سنگھن	۲۵ - ۲	۱۴۔ اجی پال	۱۶ - ۴	۱۵۔ گھوس پال	۲۹ -
۱۶۔ انگ پال	۲۹ - ۶	۱۷۔ تیج پال	۲۴ - ۱	۱۸۔ جیس پال	۲۵ - ۲
۱۹۔ اکرس پال	۲۱ - ۲	۲۰ پرتھی راج	۲۲ - ۳	ان مین آدمیون نے ۴۳۶ برس آٹھ مہینے کسیقدر زیادہ جہانبانی	

جدول دیگر

۱۔ بل دیو چوہان	۶ - ۱	۲۔ امرکه	۵ - ۲	۳۔ کھرگ پال	۲۰ - ۱
۴۔ سومیسر	۷ - ۴	۵ جی ہر	۴ - ۴	۶۔ ناگدیو	۳ - ۱
۷۔ پتھورا	۴۹ - ۵	سات نفر نے پچانوے برس چھ مہینے مزارع حکومت کی سرسبزی مین عمر قریزی کرتے رہے			

جدول دیگر

۱۔ معزالدین سام	۱۴ -	۲۔ قطب الدین ایبک	۴ -	۳۔ آرام شاه	ایک برس
۴۔ شمس الدین	۲۶	۵۔ رکن الدین فیروزشاه	۲۰ - ۶	۶۔ رضیه	۳ - ۶
۷۔ معزالدین بہرام شاه	۲ - ۱	۸۔ سلطان الدین مسعود شاه	۴ - ۱	۹۔ ناصرالدین	۱۹ -
۱۰۔ غیاث الدین بلبن	۲۰ - چند مہینے	۱۱۔ معزالدین کیقباد	۳ - چند مہینے	گیاره نفر قوم غوری سے اکیسوستره برس چند مہینے حکمرانی کی	

جدول

۱۔ جلال الدین خلجی	۷ - چند مہینے	۲ غیاث الدین تغلق شاه	۴ - چند مہینے	۳۔ شہاب الدین	۳ مہینے چند روز

سلطان

اسامی	سال و ماہ	اسامی	سال و ماہ	اسامی	سال و ماہ
۴۔ سلطان قطب الدین	۱۴۔۱	۵۔ ناصر الدین	۶ مہینے	۶۔ محمد تغلق شاہ	۲۸۔
۷۔ فیروز شاہ	۳۸ پانچ مہینے	۸۔ تغلق شاہ	۵ مہینے۔ ۲ روز	۹۔ ابوبکر شاہ	ایک برس چھ مہینے
۱۰۔ محمود شاہ	۶۔۷	۱۱۔ نصرت شاہ	ایک مہینے پندرہ روز	۱۲۔ سلطان محمود بار دوم	۶ برس دو مہینے
۱۳۔ سلطان محمود دفعہ سوم	۱۵۔۷	خاندان خلجی مین ۲۶ ابرس عنان حکومت قبضۂ اختیار مین رہی			

جدول دیگر

۱۔ رایات اعلی خضر خان	۷۔۳	۲۔ مبارک شاہ	۱۳۔۳۔۱۶	۳۔ محمد شاہ	۱۰۔
۴۔ علاء الدین	۷۔	۵۔ بہلول لودی	۳۸۔	۶۔ سکندر لودی	۲۸۔
۷۔ ابراہیم لودی	۷۔	۸۔ بابر	۵۔	۹۔ ہمایون	۹۔۳
۱۰۔ شیر شاہ	۵۔	۱۱۔ اسلام شاہ	۸۔	۱۲۔ فیروز شاہ ولد اسلام شاہ	تین روز
۱۳۔ عدلی	۶ مہینے	۱۴۔ ابراہیم	۵ مہینے	۱۵۔ سکندر	۴ مہینے
۱۶۔ ہمایون دوسری مرتبہ	۴۔۳				

واقعہ سمت ۴۲۹ بکرمی قوم تونور سے اننگ پال نامے نے راج پاے دہلی کو آباد کیا ۸۴۹ بکرمی مین اوسی شہر کے قریب درمیان پرتھی راج تونور اور بلدیو چوہان کے جنگ ہوئی اور سلسلۂ سلطنت اس گروہ کے ہاتھ لگا۔ راجہ پتھورا کے عہد مین چند مرتبہ معز الدین سام غزنین سے ہندوستان مین آیا اور نے حصول مدعا واپس گیا ہندی کتابون مین لکھا ہے کہ سات مرتبہ سلطان نے چڑھائی کی اور ہر مرتبہ اپنے موہنہ کی کھائی آٹھوین مرتبہ ۵۸۸ ہجری مین تھانیسر کے قریب سخت محاربہ ہوکر قید ہوگیا راجہ راچند نامور ملازم تھا ہر ایک کو سامنت کہتا تھا اس لڑائی مین ایسے شخص کوئی نتھے۔ راجہ دولت کے غرور مین مست سپاہ کے کاروبار سے غافل ملک سے بے خبر تھا لکھا ہے کہ راجہ جی چندر ٹھور ہندوستان کا فرمان روا قنوج مین رہتا تھا دوسرے راجہ لوگ اسکی نیایش کرتے اسنے جگ راجسو شروع کی چونکہ اس جگ مین جمیع راجاؤن کا حاضر ہونا اور دیگ شوئی آتش افروزی وغیرہ خدمت کرنا فرض ہے اور اس مجلس مین لڑکی بھی کسی عمدہ راجہ کو بیاہ دیتے ہین ہر ایک شمول مین راجہ پتھورا کو بھی طلب کیا اور یہ آمادہ تھا مگر کسی ارکین دولت حمیت دلانے سے نہ گیا راجہ جی چند نے چڑھائی کرنا چاہی مگر کارپردازون نے بعد فراغ جشن ملتوی کر کے جگ مین لائے راے پتھورا کی تصویر طلائی بنا کر دربان کی جگہ پر نصب کی اس خبر سے راے جی پانسو سوار لیکر چڑھے اور ناگہان پہونچکر اپنی تصویر اوٹھوالی اور اکثرون کو رہگراے عدم کر کے کام دل حاصل کیا راجہ جی چند کی کنیان راے پتھورا کی جرأت اور شجاعت پر فریفتہ ہوگئی راجہ نے اس خبر سے آشفتہ ہوکر اوسے نکال دیا پتھورا یہ حال سنکر اوسکا مشتاق ہوا اور چانڈا باد فروش کو راجہ کے پاس بھیجا کہ کسی تقریب سے لڑکی کو لا دے اوسنے اپنی چالاکی سے مراد حاصل کر کے

مراجعت کی اور اون ایکسو سامنت کو بوقلمون ملبوسات مین ہمراہ رکھتا تھا ایک نے دورے کے بعد یعنی لڑائی کی
جسکے مشاہدہ مین نگاہ پلٹے کھاتی تھی اول رای کھلوت نے میدان جنگ مین جوہر رزم دکھلایا سات ہزار آدمی
کو اپنے زور سرپنجہ سے دوچار عدم کیا بعد ازان نرسنگھہ دیو اور چانڈو اور شدیر اور سارد ھول سو لنکھی اور
بالھن دیو کچھواہہ مع دونو بھائیون کے اول روز ایک نے دوری کی بعد تعجب انگیز کارنامہ دکھلا کر جانبازی
کی راجہ مع چانڈا باد فروش اور دو بھائیون محبوبہ خوش ادا کے دہلی آیا نصیبہ نے بشدت فریفتہ کردیا بجز نوش کنار
کے کسی امر کی خبر نرہی جب ایکسال اسی حال مین منقضی ہوا سلطان نے راجہ جی چند سے دوستی کی بعد لشکر
فراہم کرکے آمادۂ پیکار ہوا اکثر مقامات فتح کرلیے یہان کسی کو یہ مجال نتھی کہ راجہ سے یہ خبر کہی آخر چانڈا کو
سات ڈیوڑھی سے پار کیا وہ حرم سرا مین پہونچا اور راجہ کو خواب غفلت سے بیدار کیا ہر مرتبہ کی فتح و نصرت سے
مغرور تو تھا ہی کسیقدر لشکر جمع کرکے سہل انگاری سے نکل آیا چون اس مرتبہ کہ دلاوران جانفشان ہمراہ تھے
اور راجہ جی چند جو ہمیشہ مددگار تھا مخالف بنا راجہ گرفتار ہوگیا بادشاہ نے قید کرکے غزنین کی راہ لی چانڈا باد فروش
وفاداری نے تعاقب مین روانہ کیا دربار سلطانی مین حاضر ہوکر مورد عنایت ہوا اور کسی طریقہ پر راجہ سے ملاقات
کرکے یہ راے دی کہ مین تیری تیر اندازی کی تعریف دربار مین کرونگا جسوقت وہ تجھے بلا کر تیر و کمان حوالہ کرے اوسیکا نشانہ کیجیو
آخر اسی عہد کے بموجب سلطان کو نشانہ کیا سلطانی نمکخوارون نے راجہ اور چانڈا کو بھی مار ڈالا —— فارسی کتب مین
٦ اسکے برخلاف راجہ کا مرنا موقع رزم مین تحریر ہے —— جب چوہان کی حکومت تمام ہوئی ہندوستان کا خلاصہ
سلطان معز الدین غوری کے قبضے مین آیا ملک قطب الدین غلام کو موضع کہرام مین مقرر کیا اور خود بدولت شمالی
پہاڑ غزنین چلا گیا اوسنے اسی سال مین دہلی وغیرہ اکثر محال فتح کرلیے جب سلطان مرا غیاث الدین محمود
ولد غیاث الدین سلطان محمد نے فیروزہ کوہ سے واسطے ملک قطب الدین کے چتر وغیرہ سامان بادشاہی بھیجا وہ
لاہور مین اورنگ آرا ہوا اور داد دہش مین ناموری پیدا کی آخر کو چوگان بازی مین جانبازی ہوئی امرانے اوسکے
بیٹے آرام شاہ کو تخت نشین کیا بعضے ملک قطب کے داماد اور پسر خواندہ ملک التمش کو چاہتی تھی آخر بخت آزمائی
ہوئی آرام شاہ نے آرام تلخ کو تلخ کام بھاگا اسنے سلطان شمس الدین نام رکھا اسکا باپ بعض ترکستان کے
قبیلہ مین ممتاز تھا بھائی او بھتیجون کو ناتوانی سے ستایا جب کچھ نہ بھائی اوس کا زمانہ آگہی کو یوسف کیطرح
فروخت کیا نیرنگی روزگار دیکھیے کسی کاروان کے ہاتھ لگا اوسنے غزنین کا بازار دکھلایا سلطان معز الدین سام
خریدنے مین رجوع ہوا سوداگر نے اس عزیز کی قیمت بڑھائی مشتاقون کی ہوس طبیعت گھٹائی سلطان نے حکم دیا
کہ کوئی نخریدے قطب الدین جب گجرات فتح کرکے غزنین گیا اجازت لیکر گران قیمت سے خریدا اور بار لا ولدی سے
ہلکا ہوکر اسے اپنی فرزندی مین لیا جب خواجہ قطب الدین بہشت نصیب ہوا اوسکا لڑکا جانشینی مین وارث ہوا

دولتمندی کو طبیعت پرستی اور تالیف قلوب آسان سمجھے شاہ ترکان جو اسکی ماتھی امور ریاست کی منتظم ہوئی دنیادار تو
نے اس سرگذشت سے ناموافق ہوکر سلطان شمس الدین کی لڑکی رضیہ کو بادشاہ بنایا سلطان نے بھی اسکو ولیعہد
کیا تھا یہ بھی روایت ہی کہ لوگون نے سلطان سے سوال کیا تھا کہ لڑکے کے ہوتے ہوئے لڑکی ولیعہدی پر شایان نہین
جواب دیا کہ لڑکے میخواری مین ایسے سرشار ہین کہ اس مرتبہ کی لیاقت نہین رکھتے — معز الدین بہرام شاہ کے
عہد مین چنگیز خانی سپاہ نے لاہور کو خراب کیا بداندیشون نے معز الدین مذکور کو قید کرکے جان سے مارا اور سلطان
علاء الدین مسعود شاہ کے زمانے مین مغلون کا لشکر بنگالہ مین آیا شاید کہ ولایت ختا یا تبت سے آیا ہوگا اوسنے فوج
بھیجکر شکست دی ترکستان سے بھی لشکر آیا سلطان نے اوس طرف نہضت کی بیاہ کے کنارے مخالفون کے لوٹ
جانے کی خبر ملی یہ بھی دہلی کو معاودہوا آخر کمینون کی خوشامد مین ایسا پھنسا کہ قید ہوکر محبس عنصری سے آزادی حاصل کی
ناصر الدین محمود آگاہ دل دادودہش کرتا تھا اسکے عہد مین بھی پنجاب مین مغل آئے جب اسکے کوچ کا آوازہ آویزۂ گوش ہوا
آویزش کی تاب نہ آئی اولٹے پیرون واپس گئے طبقات ناصری اسکے نام پر لکھی گئی غیاث الدین بلبن کو وزارت کا مرتبہ
عطا فرمایا جو کہ باپ کا غلام تھا اور الف خانی خطاب ملا اوسنے بھی اچھے طریقہ سے اس منصب کے اہتمام مین سعی کی
جب ناصر الدین کا وعدہ برابر آیا کوئی وارث نتھا اس وزیر نیک تدبیر کو شاہی ملی اسے قدردانی اور رعایا پروری اور آدم شناسی
کے وسیلے سے چارچمن گیتی کو سرسبز و شاداب فرمایا بدگوہرون کی بے آبروئی ہوئی نالایق دربار مین بار نہ پاتے تھے نیک خصلتون
کی گرم بازاری تھی — پنجاب اپنے بڑے لڑکے محمد کو تفویض کیا اسکو خان شہید کہتے ہین اسکی مردانگی اور بیدار مغزی سے
پنجاب مین امن و امان ہوا امیر خسرو اور امیر حسن اسکی ہمرکابی مین تھے — بے ساز و سامان جنگ کے چلا جاتا تھا ناگاہ
مغلون کا لشکر آپہونچا دیبالپور اور لاہور کے درمیان مین لڑائی کی سبیل ہوئی اسی راہ مین جان نثار ہوئے امیر خسرو قید ہوئے
آخر مکر و فریب کی بندش سے رہائی ملی چھوٹے لڑکے بغرا خان کو بنگالہ کی حکومت دی تھی جب آسمان نے نیرنگ دکھایا امیر خسرو
ولد خان شہید کو جسے ولیعہد کیا تھا ملتان روانہ کیا اور بغرا خان کے فرزند کو معز الدین کیقباد کا خطاب ملا سلطنت
دہلی کی اسکے قبضے مین آئی اوسکے باپ نے ناصر الدین اپنا لقب مقرر کرکے دہلی کی راہ لی اسطرف سے کیقباد نے بھی
چڑھائی کی دونو لشکر اودہ کے قریب دریاے سرجو کے کنارے جا اوترے آخر کو فیمابین سے ملاقات ہوئی لڑکے کو بادشاہی
پر رکھکر باپ بنگالہ کو چلا گیا تعجب ہی کہ امیر خسرو نے اپنی کتاب قران السعدین مین اس ملاقات کی تعریف لکھی ہی
آخر کار اوس پدر آزار کا حال میخواری سے تباہ ہوا چند آدمیون نے اوسکے لڑکے کو شمس الدین کے خطاب سے سریر حکومت پر
جانشین کیا اور اوس مخمور غرور کو دریاے جمن مین ڈبویا اور شمس الدین کو بھی گوشۂ خمول مین جگہ دی گروہ خلج مین
حکمرانی پہونچی جلال الدین حکمران ہوا اپنی سادہ دلی سے نیرنگ سازون کا رنگ نہ پہچانا ملک علاء الدین جو اوسکا بھتیجا
اور پرورش کردہ تھا مقام کڑہ سے دکھن جاکر خوب دولت حاصل کی روپیہ کے پاتے ہی سرکشی کی سوجھی اور منافقانہ

درانداز ی سے سلطان کڑہ کو روانہ ہوا اوسنے اسکا کام تمام کیا اور اپنا لقب سلطان علاء الدین مقرر فرمایا تقدیر کی
یاوری سے ایسی بڑی سلطنت حاصل کی عمدہ عمدہ رسم ورواج آغاز کیے چند بار مغل سے آکر فتحیاب ہوا امیر خسرو نے
اپنے خمسہ کو اسی کے نام سے منتظم کیا اور اوسکے لڑکے خضر خان کے نامزد دیول رانی ہوئی بخت ناسازگار کی یاری سے
کسی خواجہ سرا پر عاشق ہوا اوسیکی رائے پر کاروبار کا مدار ہوا اور اوسیکے سلسلہ سے خضر خان اور شادی خان
اور مبارک صاحبزادگان قید ہوگئے جب بادشاہ مرا اسیکی سعی سے چھوٹے لڑکے کا سلطان شہاب الدین خطاب ہوا
سلطنت ملی اوسنے اور بھائیون کے آنکھونمین سلائی پھروادی خدا کی حمایت سے مبارک خان اس چشم زخم سے بچ گیا
چند روز نگذرے تھے کہ اوس کور باطن کو نہانخانۂ عدم کی راہ دکھلائی مبارک خان کو تخت وتاج نصیب ہوا سلطان قطب الدین
اپنا خطاب کیا گجرات اور دکھن فتح کیا حسن پرستی کا حسن دیکھیے حسن نام کمین ذاتی کو معشوق بنایا خرد خانی خطاب
عطا ہوا ہرچند خیراندیشون نے اوسکی بدکاریان ذہن نشین کین مگر اوسنے اپنا برا بھلا نسوچا وہ تو اپنی گھات
مین لگا تھا جب داؤن پایا اوج زندگانی سے غار نیستی مین گرادیا اور ناصر الدین کے خطاب سے خود تخت آرا ہوا غازی الملک
نے جو امراے خلاے کے بھائیون مین تھا اسکے حرف حیات کو صفحۂ وجود سے حک کیا اور بزرگان وقت کی مدد سے بادشاہی
حاصل کی سلطان غیاث الدین تغلق لقب ہوا بنگالہ کی مہم کا انتظام کرکے دہلی آتا تھا محمد خان اوسکے لڑکے نے
دہلی سے تین کوس پر ایک عمارت بنوائی اور پدر بزرگوار کو کمال اشتیاق سے اوس مکان مین لیگیا ناگاہ چھت گرنے
سے پیمانہ حیات چھلک پڑا اگرچہ اسکی بیگناہی صاف معلوم ہوتی ہے مگر اسقدر خلجان ہے کہ ایسی عجلت مین اسطرح کا
مکان بنوانا اور بڑے تپاک سے بادشاہ کو وہین پر لیجانا خالی علت سے نہو۔ جب سلطان محمد نے عقبیٰ کی راہ لی فیروز
ولد رجب اسکا چچازاد بھائی بموجب وصیت کے مسند نشین ہوا عمدہ شایستگی سے کارپردازی کی اسکے مرنے سے
ولایت ہند مین آشفتگی ظاہر ہوئی تھوڑے دنون تک تغلق شاہ اوسکا فرزند زادہ جاگزین رہا تھا کہ نالایقون
کے ہاتھ سے سرگرم خواب آخرت ہوا دوسرے نبیرہ ابوبکر کو سلطنت ملی سلطان محمود کے عہد مین ملوخان پر
مدار کار تھا اقبال خان کے نام سے یہ شخص ملقب تھا آخر بخت خفتہ کی مدد سے کچھ انتظام نکرسکا شورش
اوٹھہ کھڑی ہوئی بعضون نے سلطان فیروز کو نصرت شاہی کے خطاب سے بادشاہ بناکر فتنہ کو جگایا ہموارہ دہلی
کے قرب وجوار ہنگامۂ کارزار گرم رہا تا آنکہ سنہ ۸۰۱ھ مین امیر تیمور صاحبقران کا ورود ہوا سلطان محمود گجرات کو
سدھارا اور ہر ایک جسکے جہان سینگ سماے دبک بیٹھا جب صاحبقران لوٹا خضر خان جس سے بروقت آنے کے
سلطان صاحبقران نے ملاقات کی تھی ملتان اور دیبالپور مین مقرر کیا دو مہینے تک دہلی ویران رہی نصرت شاہ
جو دوآنہ مین بھاگ گیا تھا دہلی مین حاکم ہوا اوسکے بعد اقبال خان کا اقبال چمکا نصرت شاہ میوات کو گیا بعد ازین
سلطان محمود گجرات سے آیا اقبال خان نے خدمتگذاری مین کوتاہی کی سلطان ایکرات کو تنہا سلطان ابراہیم شرقی

کے پاس گیا اوسسے بھی مددگاری کی توفیق نہوئی ناچار وہان سے بھی محروم چلا اقبال خان لڑنے کو اوٹھ کھڑا ہوا
مگر کچھہ نکرسکا خضر خان کی لڑائی مین گرفتار ہوگیا سزا کو پہوچا سلطان محمود نے دہلی فتح کی چند دنون تک دفع شورش مین
مصروف رہا تا آنکہ حالت بیماری مین درگذرا غلجیون کی حکومت اسیکے ساتھہ نابود ہوئی چند روز تک عوام لوگ دولتخان کے
گرد جمع رہے آخر خضر خان نے ملتان سے آکر دہلی فتح کی یہ خضر خان بیٹا ملک سلیمان کا ہی اور ملک سلیمان کو ملک مردان
دولت نے جو سلطان فیروز کے امرا مین ہی متبنے کیا تھا اوسوقت سے عروج پاتے پاتے سلطنت کو پہوچا اس شخص نے اپنا نام
رایات اعلے مقرر کیا تھا اور خطبہ صاحب قران کے نام پر جاری رکھا تھا بعد ازان میرزا شاہرخ کے نام پڑھا جاتا اور آخر وقت
مین اسکے نام پر پڑھا جاتا تھا اور بموجب وصیت کے اسکا لڑکا مبارک شاہ تخت آرا ہوا۔ جسوقت سلطان ابراہیم
شرقی اور ہوشنگ کے باہم گرا آویزش ہو رہی تھی کالپی کیطرف عزیمت کی دہلی کے قریب چند فریبیون نے نیمہ راہ سے
عقبے کی راہ دکھلائی محمد شاہ کو جسے بعضے ولد فرید بن خضر خان کہتے ہین یا کہ مبارک شاہ کے لڑکے کو سرداری نصیب ہوئی
سلطان علاء الدین صاحب رشد تھا مگر ناشایستگی اختیار کی آخر سلطان بہلول لودی نے سراوٹھایا سلطان شہ لودی
کا برادرزادہ ہی شاہو خیل کے فرقہ مین اسکا باپ بہرام مع پانچ لڑکون کے سلطان محمود کے عہد مین بلوت سے ملتان
آیا تھا اور سوداگری کرتا اونمین سے سلطان شہ نے خضر خان کی نوکری اختیار کی اور اسلام خان کے نام سے ملقب ہوا
سہرند اسکی تنخواہ مین مقرر ہوا بہلول اوسکے بھتیجے کا لڑکا سہرند مین آیا اوسکی فرزندی مین اعتبار پایا اسکا مولد ملتان ہی
جن مہینے کہ وضع حمل کے دن نزدیک تھے چھت کی کڑی اسکی مان کے سر پر آن گری زندگی سے گذر گئی شکم چیرکے بچہ نکالا
گیا قدرت خدا نے مرنے سے بچایا تھا جب جوان ہوا بزرگون کی جگہ پر مسند آرا ہوا ہان اسقدر شایستگی کی کہ وہ غنیمت
کی جان شماری اسی برس کی عمر مین بیماری سے مرگیا کہتے ہین کہ ایک خدا رسیدہ ولی اللہ کی نظر اسپر پڑی کہا کہ
کوئی شخص اس کم قدر روپیہ سے سلطنت دہلی کی مول لیویگا ہمراہیون نے طنز وطعنہ کی راہ سے استہزا کیا اور اسنے
بکشادہ پیشانی مبلغ موجودہ اوس درویش کے حوالہ کیے آخر کو کامیاب ہوا شرقیون کے ساتھہ چند مرتبہ لڑائیان ہوئین
اکثر تجربے گذرے چندان کہ جونپور بھی زیر حکومت ہوا اور شرقیون کی سلطنت آخر ہوئی اسنے اپنے لڑکے باربک کو جونپور
مین مقرر کرکے دہلی کی راہ لی جسوقت کہ گوالیار کی لڑائی سے دہلی کو جاتا تھا قصبۂ سکیٹ کے نزدیک بیماری مین مبتلا
ہوکر گذر گیا اوسکے لڑکے نظام خان کے نام سکہ وخطبہ کا رواج ہوا سلطان سکندر لقب کیا شہر آگرہ دار الحکومۃ کو
تجویز ہوا سنہ ۹۱۱ مین عجب طرح کا نمونۂ محشر آگرہ پر زلزلہ آیا بڑی بڑی عمارتین منہدم ہوگئین یہ شخص صورت وسیرت سے
آراستہ تھا اور عیش مین مصروف رہتا جب آفتاب حیات متوجہ مغرب ہوا اوسکے بیٹے سلطان ابراہیم نے
اریکہ آرائی کی جونپور تک اسکے تصرف مین آیا جلال خان دوسرے لڑکے کو جونپور کی خلافت ملی آخر کو برخلافی
ہوئی لڑائی مین جلال خان آوارہ ہوا گوالیار کے قلعہ دار کی پناہ مین گیا وہان سے بسبب نااتفاقی کے مالوہ

ہوتے گونڈوانہ آیا ہوا خواہان درگاہ نے گرفتار کرکے سردربار اوسکا کام تمام کیا اسکے زمانہ مین اکثر امرا منحرف ہوگئے جیسا کہ حاکم بہار دریاخان لوحانی اور اوسکے لڑکے بہادر خان نے اپنا سکہ خطبہ جاری کیا دولت خان لودی کابل مین جاکر بابر بادشاہ کے پناہ مین گیا اور اوسنے ہندوستان مین لاکر حسب دلخواہ مدعا حاصل کیا

صوبۂ لاہور

سوم اقلیم سے ہی دریاے ستلج سے سندہ تک ایکسو اسی کوس لنبا اور بہتیر سے چوکھنڈی تک چوڑا ۸۶ کوس ہی پورب رخ سہرند اور شمالی کشمیر ہی جنوبی بیکانیر اجمیر باختر پچہم ملتان — چھہ دریا کوہ شمالی سے نکلتے ہین — ستلج کا سرچشمہ کوہ کہلور ہی اور اسکے کنارے پر باچھوارہ اور لودھیانہ اور اسی مقام پر شاہ راہ اور چند کوس اس سے پیشتر چلا گیا ہی اور بیاہ سے ملتا ہی پیشتر اسکا نام بیاسا ہی اوسکے سرآغاز کو بیاہ کنڈ کہتے ہین کوہ کلور کے پاس سلطانپور اسی دریا کے پاس ہی پھر اسکا نام راوی اور پھر ایراوتی ہوکر بھدرال سے جوش کھاتا ہی لاہور کا دارالملک اسیکے کنارے پر چناب نام ہی چندر بھاگا — کوہ کھٹوار کی بلندی سے دو چشمہ کوار اوبلتے ہین ایک کو چندر دوسرے کو بھاگا کہتے ہین کھٹوار کے قریب ملکر چندر بھاگا نام ہو جاتا ہی — پھول پور اور سودہرہ اور ہزارہ سے گذرتی ہی بہٹ سے یہ حوض نکلا ہی پرگنہ سے اور کشمیر مین سری نگر دارالملک کے درمیان سے گذر کر ہندوستان مین آتی ہی بھیرہ اوسیکے ساحل پر ہی سندہ سے نکلا ہی اسکا منبع کاشغر اور کشمیر بتلاتے ہین کسیقدر اٹک بنارس اور چوپارہ اور بلوچستان سکے اطراف سے گذرتا ہی ساگر اور ستلج اور بیاہ کے درمیان مین سدنیارے جسکا نام جالندھر ہی اور بیاہ اور راوی کے مابین کو باری اور راوی اور چناب کے واسطہ کو رچنا او چناب اور بہٹ کو راچھت اور بہٹ اور سندہ کے درمیان کو سندہ ساگر — ستلج سے بیاہ تک پچاس اور بیاہ سے راوی تک سترہ اور راوی سے خاب تک تیس او چناب سے بہٹ تک بیس اور بہٹ سے سندہ تک اڑسٹھہ آباد ملک ہی ہوا سازگار کہتے ہین زمین لاجواب — اکثر جا ہی موسم سرما مین برف اگرچہ ایران اور توران کے برابر نہین لیکن ہندوستان کے دوسری جگہون کے بہ نسبت افزون — تورانی اور ایرانی اور ہندوستانی تحفجات فراہم خربزہ تمام سال ہوتا ہی اول ثور و جوزا ثانیاً سرطان مین خوش مزہ ہو جب بیان کم ہو کشمیر سے آتا ہی بعدہ کابل اور بدخشان اور توران زمین سے اور کوہ شمالی سے تمام سال برف لاتے ہین اور گھوڑا عراقی کی صورت کا پیدا ہوتا ہی فی الحال سکھون کے تسلط کی وجہ سے ایسے نفایس کمتر رہگئے ہین بعض جگہ ریگ شوئی کرنے سے سونا چاندی تانبا جست پیتل سیسہ نکلتا ہی ہر قسم کے ہنرمند رہتے ہین لاہور عمدہ شہر ہی راوی اور بیاہ کے دوآبہ مین معمور آدمیون کی کثرت نہایت گذشتہ وقت مین لہاور کہتے تھے طول مین ایکسو نو درجہ بائیس دقیقہ اور عرض مین ۳۱ درجہ پچاس دقیقہ سلاطین بابریہ کے عہد مین وارک قلعہ خشت پختہ سے تعمیر کیا چونکہ چند روز دارالحکومتہ رہا عمدہ عمدہ باغ و عمارات سے پر بہار ہی ہر قسم کے آدمی ہر شہر کے رہتے ہین پہاڑ پر ایک قلعہ کوٹ کانگڑہ نام ہی بلندی کوہ پر شہر کے نزدیک

ایک بھوانی کا مندر ہی دور دراز سے زیارت کو آتے ہین کہتے ہین کہ روائی کی آرزو مین اس جگہ زبان کاٹ کر چڑھاتے ہین کسیکو تھوڑے وقت مین اور کسیکو ایک یا دو روز کے عرصہ مین زبان درست ہو جاتی ہی اگرچہ حکیم لوگ زبان کو زود روئیدہ جانتے ہین لیکن یہ حکمت تعجب انگیز ہی اس بھوانی کو مہادیو جی کی جورو کہتے ہین اور فرقهٔ ہنود حق تعالی کی قدرت کو اسی نام سے نامزد کرتے ہین کہتے ہین کہ اس بھوانی نے نادیدنی کے دیکھنے سے اپنے تئین ہلاک کیا اوسکا پیکر چار جگہ گرا سر اور بعض اعضا کشمیر کے شمالی پہاڑ مین کامراج کی طرف جسکا نام سارد ہا ہوا اور کسیقدر بیجا پور دکھن مین اونکا نام تلجا بھوانی ہوا اور جسقدر پورب کیطرف نزدیک کانورو کے گیا کامچھا نام پایا اور جسقدر اپنی جگہ پر رہا اوسکا نام جالندھری ہوا اور وہ سرزمین اسی مقام کو سمجھتے ہین نزدیک چند جگہ سے مشعل کی طرح پر شعلهٔ نور نکلتے ہین بعض چراغ کیطرح جلتے ہین لوگ اوسکی زیارت کو جاتے ہین اور ہر قسم کی جنس اوس شعلہ مین چھوڑتے ہین — اوسکی بلندی پر ایک بڑا اونچا گنبد بنایا ہی — شاید کہ گوگرد کی کان ہین جسے لوگ کرامات خیال کرتے ہین شمس آباد کے نزدیک سندساگر کے درمیان مین بالناتھ جوگی کا عبادتکدہ ہی جسے بالناتھ کہتے ہین ہندو بیشتر اس مقام کو متبرک جانتے ہین جا بجا صاحب جوگی نمک سنگ یہان ہوتا ہی بیس کوس لنبا ایک پہاڑ ہی جس سے نمک کا ٹکڑ نکالتے ہین جسقدر حاصل ہو اوس مین سے تین حصہ نکلوانے والون کا ہوا اور ایک حصہ مزدورون کا — آدھے دام سے دو دام تک فی من خرید کرکے دور دراز روانہ کرتے ہین حق زمینداری فی مرد دس دام لیتا ہی اور راہ رو سوداگر لوگ سترہ من پر ایک دیبہ داخل کچہری کرتے ہین اکثر ہنرمند طبق اور سرپوش اور رکابی اور چراغدان بناتے ہین پانچ دوآبہ اور دو سو چھبیس پرگنہ اس صوبہ مین ہین پیمائی ہوئی زمین ایک کرور اور اکسٹھ لاکھ اور پچپن ہزار تین سو تینتالیس بیگہ اور تین بسوہ جمع پچپن کرور چورانوے لاکھ پچپن ہزار چار سو تین دام ہی جسمین سے اٹھانوے لاکھ پانچہزار پانسو چورانوے دام سیورغال یومی [illegible] ہزار چار سو اسی سوار اور چار لاکھ چھبیس ہزار چھ پیادہ ہین

صوبۂ ملتان

اول و دوم و سوم اقلیم سے فراخ بلکہ زیادہ کیونکہ ٹھٹھہ اس صوبہ پر زیادہ ہوا ہی — فیروزپور سے سیوستان تک چار سو تین کوس اور چتوڑ سے جیسلمیر تک ایکسو آٹھ کوس چوڑا ہی — دوسری طرف سے طول کیچ اور مکران تک چھ سو ساٹھ کوس ہی اسکے خاور رویہ سرکار سہرند سے ملا ہوا اور شمالی دریائے شور مین اور جنوبی صوبهٔ اجمیر مین اور باختر اور کیچ اور مکران ہی لیکن آسانی کیواسطے دونو علحدہ لکھتے ہین گزین دریا وہی چھ ہین دریائے بہٹ پرگنہ شور مین چناب سے ملتا ہی دو سو سات کوس نکلکر ظفرپور کے قریب راوی مین تینون ایک ہو جاتے ہین اور ساٹھ کوس چلکر اوچ کے قریب جو ہر مین سندہ سے ملحق ہون اور بارہ کوس پر فیروزپور کے پاس بیاہ اور ستلج سے متفق ہون وہانسے نئے نام ہوئے ہین ہرہاری اور ندپور دی یہ ملتان کے پاس اون چارو سے ملجاتین ہین جو دریا سندہ مین گرے سندہ نام ہو جاتا ہی اور ٹھٹھہ مین مہران کو شمالی آب و ہوا صوبهٔ لاہور کے مانند مع دیگر اکثر چیزون کے متفق مگر ملتان مین بارش کم

ہوتی ہی اور گرمی بہت یہ ہندوستان کے پرانے شہرون مین ہی طول انکسو سات درجہ پانچ دقیقہ اور عرض تیس درجہ باون دقیقہ ہی خشتین قلعہ اور بلند منارنے حسن لطافت زیادہ کردیا ۔ شیخ بہاء الدین زکریا وغیرہ اولیا یہان مدفون ہین ۔ بھکر عمدہ قلعہ ہی پرانی کتابون مین اسکا نام منصورہ لکھاہی یہ سب چھہ دریا اسکے نیچے سے ایک ہوکر نکلتے ہین دو حصہ تو قلعہ کے دکھن طرف اور ایک حصہ ادھر برج سے نکلتا ہی میوے اچھے ہوتے ہین سیوی اور بھکر کے درمیان مین بڑا جنگل ہی تین مہینے موسم گرما مین لوہ چلتی ہی دریاے سندہ چند سال کے بعد دکھن سے اوتر کو بہنے لگتی ہی آبادی بھی اوسکی تعاقب کرتی ہی اسی سبب سے وہان پر مکان لکڑی اور پھوس سے بناتے ہین ۔ اس صوبہ مین تین سرکار اور اٹھاسی پرگنہ ہین زمین پیمودہ بتیس ۳۲ لاکھ تہتر ۷۳ ہزار نوسو بتیس ۹۳۲ بیگہ ۴ بسوہ جمع پندرہ کرور چودہ لاکھ تین ہزار چھہ سو اونیس ۱۹ دام اوسمین سے ایک لاکھ اونسٹھہ ہزار نوسو اڑتالیس دام سیورغال یعنی اٹھارہ ہزار سات سو پچاسی سوار اور ایک لاکھ پینسٹھہ ہزار ساڑھے چھہ سو پیادہ

جدول

اسامی	سال	اسامی	سال
۱۔ شیخ یوسف	۲	۲۔ سلطان محمود	معہ
۳۔ سلطان قطب الدین پور سلطان محمود	عـ	۴۔ سلطان حسین ولد سلطان قطب الدین	ے
۵۔ سلطان فیروز	ایک سال	۶۔ سلطان محمود ولد فیروز	موعہ
۷۔ سلطان حسین ولد محمود	ایک سال	۸۔ شاہ حق	نامعلوم
۹۔ کامران مرزا	نامعلوم	۱۰۔ شیر شاہ	〃
۱۱۔ سلیم شاہ	〃	۱۲۔ سکندر	〃

کسیقدر فرمانروایان دہلی کی زیر حکومت اور کسیقدر بزرگان سندہ کی زبردستی اور کچھہ غزنویون کے قبضے مین تھا جسوقت سلطان معز الدین سام کے قبضے مین ہوا ہمیشہ دہلی کی خراج گزاری مین رہا ۸۴۷ ہجری مین جبکہ سلطان علاء الدین کی نوبت ہوئی بادشاہی کی شان وشوکت گھٹ گئی ہر طرف لوگ اپنی اپنی آرزو کے حصول مین ساعی ہوئے چند مفسدون نے شیخ یوسف قریشی کو جو شیخ بہاء الدین زکریا کا مجاور تھا سردار بنایا کہ بعد ازان اوسکا عزل ہوا اوسنے سخت دوڑ دھوپ کرکے حضور سلطان بہلول مین راہ پائی بہائی مرزبانی قوم لنگاہان مین قائم ہوئی اوسنے اپنا لقب سلطان محمود شاہ رکھا کہتے ہین کہ اس بومی نے اول اپنی لڑکی اوسکو عطا کی اور کبھی کبھی تنہا دیکھنے کو جایا کرتا تاآنکہ قابو پاکر کام تمام کیا سلطان قطب الدین کے عہد مین سلطان محمود خلیجی مالوہ سے ملتان فتح کرنے آیا اور بے حصول مراد واپس گیا بعض کہتے ہین کہ قطب الدین نے اول اول قوم لنگاہان

سے تخت و تاج حاصل کیا۔ سلطان حسین کے عہد مین سلطان بہلول نے باربک شاہ کو شیخ یوسف کی مدد مین بھیجا مگر نامراد واپس ہوا جب ضعیفی نے زور دکھلایا بڑے لڑکے فیروز خان کو سلطان فیروز کے لقب سے جانشین فرمایا اعتماد الملک وزیر نے اپنے لخت جگر کی عداوت سے بوسیلہ زہر اوسکا کلیجہ پھاڑا سلطان حسین نے دوبارہ حکومت چمکائی اور محمود خان بن سلطان فیروز کو ولیعہد کیا جب سلطان حسین چونتیس ۳۴ برس کے بعد تختۂ گور کا محتاج ہوا سلطان نے کلانی پائی اسکے عہد مین چند مرتبہ مغلون نے سر اوٹھایا اور جیسے کے تیسے واپس ہوئے دراندازون نے بادشاہ اور جام بایزید وزیر کے درمیان مین غبار اوٹھایا اور ایسی خاک اوڑائی کہ گرز و شمشیر کی نوبت آئی وزیر نے ملتان سے نکل کر دریاے شور کا راستہ پکڑا اور سلطان سکندر لودی کا خطبہ پڑھا جب وہ مرا اوسکے چھوٹے بیٹے کو سلطان حسین کے لقب سے تخت نشین کیا اور مرزا شاہ حسین نے ٹھٹھہ سے نکل کر ملتان لے لیا اور لشکر خان کو دیا مرزا کامران نے اس سے چھین کر تصرف کیا بعدہ شیر خان اور سلیم خان اور سکندر نے باری باری چیرہ دستی کی آخر نور عدالت ہمایون شاہ سے ہندوستان کی تاریکی دور ہوئی اوسوقت سے خراج گذاری کرنے لگے تا آنکہ نادر شاہ نے ہندوستان سے نکال کر ایران مین شامل کیا بعد ازان ابدالی نے لوٹ مار مچائی آج کل کبھی سکھون کے ہاتھہ مین اور کبھی احمد شاہ ابدالی کے بیٹے تیمور شاہ کے قبضے مین آتا ہی اسکا دار الملک کابل ہی

سرکار ٹھٹھہ

بہت دنون سے علیحدہ صوبہ ہوگیا ہی بھکر سے کچھ اور مکران تک دو سو ستاون کوس لنبا اور مدینے سے لاہری بندر گاہ تک ایکسو کوس چوڑا اور دیگر قصبۂ چاندہ توابع بھکر سے بیکانیر تک ساٹھہ کوس ہی اسکے پورب رخ گجرات اور بھکر دکھن دریاے شور پچھم مکران اقلیم دوم سے ہی طول مین ایکسو دو درجہ اور تیس دقیقہ اور عرض چوبیس درجہ دس دقیقہ ہی اول برہمن آباد شہر پایہ تخت تھا جسکے قلعہ مین ایکہزار چارسو برج ہین جنکے درمیان ایک ایک جریب ہنوز اوسکے برج و بارہ کے اکثر نشانات پدیدار ہین آج کل اوسکو ٹھٹھہ اور دیبل کہتے ہین۔ شمالی پہاڑ چند شاخ ہوکر ایک قندھار تک چلے گئے اور دوسرے دریاے شور سے قصبۂ کوہبار تک اور اسے رام گڈہ کہتے ہین آخر کو سیوستان مین ملحق ہوتا ہی اوسے لکھی کہتے ہین اوسکا بڑا الوس بلوچ ہی انکا نام کلمانی ہی کوئی بیس ہزار گھر ہون اونمین ہزار سوار جرار ہین اونٹ وہان پیدا ہوتا ہی دوسرا سہسوان سے سنوئی گڑہ تک نوے کوس نوشخص کے مسکن تین سو سوار اور سات ہزار پیادہ اور اسی پہاڑ کے نیچے ایک گروہ بلوچون کا ہی طہری کے نام سے مشہور ہین ہزار مرد سواری مین فردیمان مل سکتا ہی اور ایک پہاڑ ہی جسکا ایک سرا کچھ اور مکران سے ملا ہی کلماتی لوگ اوسکو گارہ کہتے ہین چار ہزار بلوچ کا سکونت گاہ ہی جاڑے کی پوشاک پوستین ہی اور گرمی سیستان کے رنگ پر معتدل میوہ ہر قسم کا عمدہ خصوص آنب اور جنگلی خربزہ خودرو ہوتا ہی پھول بکثرت اونٹ عمدہ کشتی پر کار و بار کا مدار ہی چھوٹے بڑے چالیس ہزار ہونگے شکاری جانور و نیز گورخر۔ خرگوش

کوتھہ پاچہ۔ خوک۔ ماہی وغیرہ بکثرت یہ ولایت غلہ ہی کسان سے سوم حصہ محصول کا لیتے ہین نمک اور لوہے کی کھان ہی۔ شالی عمدہ اور بہت ہی ٹھٹھہ سے چھہ کوس پر سنگ زرد کی کھان ہی بس دراز اور کوتاہ اور مدور عمارتین بناتے ہین۔ خورش کا مدار چاول مچھلی پر ہی کشتیان لیکر دوسرے شہرون مین جاکر فایدہ اوٹھاتے ہین اور اوس سے روغن نکالتے ہین وہ کشتی کے کام مین آتا ہی بلوہ مچھلی خوش گواری مین لاجواب دریاے شور سے سندہ مین آتی ہی وہی بہت عمدہ ہوتا ہی چار مہینے تک بدمزہ نہین ہوتا۔ اوس شہر کے نزدیک بزرگ تالاب ہی بارہ راہین ہین اوسے منچور کہتے ہین اور پانی پر مکان بناکر اکثر ماہی گر رہتے ہین نادر واقعات سے جگر خوار کا احوال ہی اور یہ آدمی زاد ہوتے ہین کہ جادو اور نظر سے جگر نکال لیتے ہین بعضے کہتے ہین کہ کبھی ایسی حالت ہوتی ہی کہ جسپر نظر ڈالے طرفۃ العین مین اوسے چشم زخم ہوجائے اوسوقت انار دانہ کی طور پر آدمی زاد سے نکالتا ہی کسیقدر اپنی پنڈلیون مین چھپا رکھتا ہی اسوقت مین جگر ربودہ بیہوش رہتا ہی جب چارۂ کار سے ناامید ہوں آگ پر چھوڑتا ہی مانند طبق کے چوڑا ہوتا ہی اسوقت باہم ہم جنسون مین تقسیم کرکے کھاتے ہین اور اوس بیخود کی زندگانی کا پیالہ لبریز ہو جب جانین کہ دوسرے کو یہ سحر بتلادین اوسی گوشت کا ٹکڑا کھلادین پس جادو سکھلادین اگر کہین یہ شخص گرفتار ہو اسکی پنڈلیان چیر کر وہ انار دانہ نکالکر بیمار کو کھلاوین فوراً شفا پاوے اکثر عورتین ہوتی ہین ذریسی دیر مین دور دراز کی خبر لادین پتھر دریا مین تیراتی ہین جو شخص یہ چاہے کہ اس فرقہ کو ایسی روش سے محروم کرے اوسکی دونون کنپٹی و بندون پر داغ دیتے ہین اور آنکھون مین نمک چھڑک کر تہ خانہ مین چالیس روز تک لٹکا رکھتے اور بے نمک کا کھانا دیتے اور کچھہ افسون پڑھتے ہین اس زمانہ مین اوسکا نام ڈھیچرہ ہوتا ہی اگرچہ اگلی قوت نہین رہتی لیکن جگر خوار کی پہچان رہجاتی ہی اوسکی دیدہ وری سے وہ بد نظر نگاہ پڑتی اور گرفتار ہوتی ہی اور جھاڑ پھونک یا کسی دوا کے استعمال سے صحت کرتی ہی۔ بیشتر یہ ملک سرکار صوبہ ملتان کا چہارم حصہ تھا حدود ملتان اور اوچ سے ٹھٹھہ تک شمال رویہ بڑے بڑے خارا کے پہاڑ اور اوسکے اندر بلوچ کے گروہ رہتے ہین اور جنوب کی جانب اوچ سے گجرات تک بالون کے پہاڑ بہتی کے مسکن ہین بھکر سے نصیرپور اور امرت کوٹ تک فرقہ سودہ اور جارنجہ وغیرہ کی بود و باش ہی اس صوبہ مین پانچ سرکار تین پرگنہ ہین جمع چھہ کرور آٹھ لاکھہ باون ہزار تین سو نوے دام

جدول فرمانروایان

اسامی	سال وماہ	اسامی	سال وماہ	اسامی	سال وماہ
۱ سے ۶ ۶ نفر سومکان یعنی اولین سومرہ	پانسو برس	۲۔ جام ازار	۳-۶	۳۔ جام خرما	۴۴
۴ جام ماہنہ	۵ع	۵۔ جام سماجی	۷ چندماہ	۶ جام صلاح الدین	۵ چندماہ
۷۔ جام نظام الدین ولد صلاح الدین	دو سال سے کسیقدر زیادہ	۸۔ جام علی شیر سماجی	۶۔ چندماہ	۹۔ جام کران بن کاجی	۱۰ دن

اسامی	سال وماه	اسامی	سال وماه
۱۰ فتح خان اسکندر	لہ ع چند ماه	۱۱ تغلق برادر فتح خان	مدت
۱۲ مبارک پرده دار	۳ یوم		

اگلے زمانہ مین سہیرس نام راجہ تھا دار الخلافہ مقام اَدیور ـ پورب رخ کشمیر تک رکھتا تھا اور پچھم مکران تک اور جنوب دریای شور اور شمال پہاڑ تک ـ فارس سے بیوزنا ولی مین جب لشکر آیا اوسی جھگڑے مین اس راجہ کو دغا کی جھگڑے سے خلاصی ہوئی کسیقدر عرصہ تک فارسیون نے لوٹ کرکے واپس اپنی راہ لی راجہ کا کنور گدی نشین بیٹھا اور دل رام نام وزیر کی روشنی عقل سے شبستان جہانداری کا اندھیارا دور ہوا ایک برہمن چچ نام جمرستان کا رہنے والا اس وزیر سے متفق ہوا اور اپنی چرب زبانی اور حرف سرائی سے قلیل عرصے مین بلندی پائی جب وزیر نے ملک بقا کی راہ لی چچ نے اسکی جگہ پر قیام کیا اس رہزن عقل نے راجہ کی بی بی سے طریقہ موافقت پیدا کیا شبستان عفت کی رہزنی کی ہر چند اولیاے دولت نے حقیقت حال عرض کیا مگر راجہ کو کچھ بھی مظنہ نہوا آخر کار جب راجہ بیمار ہوا اس تبہ کار عفت شکن نے رانی سے متفق ہو کر لشکر کے سردارون کو واسطے صلاح ومشورت کے ایک ایک کر بلایا اور ہر ایک کے دشمنون کو وعدۂ انعام سے رضامند فرما کر اونکی جان لی جب سارے سردار سرای فنا سے سرابستان بقا کو سدھارے اور راجہ نے بھی اپنے ہمجولیان قدیم کی رفاقت کی چچ نے تخت حکومت پر قدم رکھا اور رانی کے ساتھہ کامرانی کرنے لگا آبادی ملک اور افزائش وغیرہ مین کوشش کامل کی کیچ اور مکران پر چیرہ دستی کی عمر رضہ کے زمانے مین مغیرہ ابو العاص نے بحرین کی راہ سے ہندوستان پر چڑھائی کی دیبل مین لڑائی ہوئی آخر کو مغیرہ مارا گیا ـ عثمان رضہ کے عہد خلافت مین کسی عقلمند کو ہند کے دریافت حقیقت کے واسطے بھیجا اور لشکر کا جماو ہوا فرستادہ نے اسطرح آگہی دی اگر لشکر گران روان ہو قوت کے کم بہم پہونچنے سے کچھہ بر آمد مدعا نہوگا حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے لشکر روانہ فرمایا کسیقدر سرحد بیل کی تصرف مین آئی تھی کہ حضرت کی شہادت کی خبر سنکر لشکر مکران کو چلا گیا معاویہ نے دو مرتبہ سندہ تک چڑھائی کی اور ہر مرتبہ اکثر دلیے آب شمشیر پیکر ٹھنڈھے ٹھنڈھے مرکز اصلی کی راہ پکڑی چچ نے چالیس برس حکمرانی کرکے عدم کی راہ لی اور اسکا چھوٹا لڑکا سپس داہر وارث ہوا ـ ولید بن عبد الملک کے عہد مین حجاج امارت عراق کا حاکم تھا اسنے محمد قاسم کو جو چچازاد بھائی اور نیز داماد تھا سندہ کو بھیجا چند مرتبہ داہر سے آویزشین ہوئین آخر کو سنہ ۹۹ ہجری ماہ رمضان روز پنجشنبہ کو عین لڑائی مین دنیا کے چشم زخم سے آنکھہ بند کرلی اور ٹھٹھہ طرفشانی کے قبضہ مین گیا اور راے داہر کی لڑکی کو جو قید مین تھی مع دیگر تحفجات کے خلیفہ کے پاس روانہ کیا ـ انھون نے حیلہ اندوزی سے عرض کیا کہ محمد قاسم نے اول غنچۂ عفت کی بو لے لی ہی خلیفہ نے اس بے ادبی سے غصہ ہوکر حکم فرمایا کہ چمڑے مین بھر کر درگاہ مین

درگاہ مین روانہ کرین — جسوقت قاسم نے چاہا تھا کہ راے ہر چند والی قنوج پر چڑھائی کرے یہ فرمان قضا عنوان پہونچا
اور اوسی ہیئت سے حضوری خلیفہ مین آیا خلیفہ نے اوسی حالت مین اون لڑکیون کو دکھلایا انھون نے کہا شکر ہی اپنے باپ کے
قاتل کو اس حال مین دیکھا خلیفہ کی راے پر تعجب آتا ہی کہ خفیف سی بات مین بمجرد گوشزد ہونے کے ایسے معزز کی قدر
ومنزلت خاک مین ملائی — بادشاہ عادل کی یہ صفت نہین کہ دور بینی نکرین اور دشمنون کے اغوا سے دوستون کی
جان ومال کی نقصانی کرین القصہ محمد قاسم کے بعد چند دنون بنی تمیم انصاری کی اولاد اور بعد ازان الوس سومرہ
کی فرمان روائی رہی بعدہ قوم سیمہ کی حکومت ہوئی جو اپنے تئین نسل جمشید سے جانتے اور اپنے نام پر جام کا اضافہ کرتے
ہین — جام بانبیہ کے عہد مین سلطان فیروز شاہ نے تین مرتبہ دہلی سے چڑھائی کی تیسری مرتبہ اوسے گرفتار کر لایا
دہلی مین لاکر ملازمون کے تفویض کیا چونکہ اوسکی پیشانی سے خطوط کاردانی پڑھے اوس دیار کی ایالت پر از سر نو
نامزد کیا گیا جب جام تغلق نے اس دہر فنا سے کوچ کیا مبارک نام پردہ دار نے شور اوٹھا کر تخت آرائی کی اوسکے بعد
سکندر ولد فتح خان مسند آرا ہوا اور سندا شاہ کے وقت مین شاہ بیک ارغون نے قندھار سے آکر سیوی لی فتح کی اور
سلطان محمد اپنے بھائی کو وہان پر چھوڑ کر قندھار کو مراجعت کی جام مذکور نے اسکے سر پر لشکر کشی کی وہ اس لڑائی
مین مارا گیا شاہ بیگ دوسری مرتبہ اس ولایت مین آیا سہسوان مع سندھ کے فتح کر کے اپنے آدمیون کو سپرد کیا جام فیروز
کے عہد مین صلاح الدین نام آویزش مین اوٹھہ کھڑا ہوا جب کچھہ نہ بن سکا سلطان محمود گجراتی کی پناہ لی سلطان معصوف
نے مہربانی کر کے کمک ساتھہ کر دی ادھر دریا خان جو جام فیروز کا وزیر تھا اوس سے ملگیا پس ملک سندھ بے جھگڑے
جام صلاح الدین کے ہاتھہ آیا تھوڑے عرصے کے بعد دریا خان مذکور نے جام فیروز کی مدد سے ہمت مضبوط کی اور پھر
حکومت اوسکی حاصل کی صلاح الدین نے دوبارہ گجرات پہوچ کر بادشاہ سے مدد حاصل کی اور ملک کا استرداد کیا
فیروز قندھار کیطرف لتبا ہوا شاہ بیگ کے ہمراہ کمک دی سہسوان مین جنگ درپیش ہوئی صلاح الدین مع فرزند کے
فداے موت ہوا ریاست جام فیروز کو ملی سنہ ۹۲۹ ہجری مین شاہ بیگ نے تمام سندھ پر قبضہ کر لیا جام فیروز نے گجرات
پہونچکر اپنے لڑکے سلطان بہادر کو دی اور اوسکے امرا مین داخل ہوا شاہ بیگ کو سندھ کی سند ملی یہ شخص امیر ذوالنون بیگ
سلطان حسین کے سپہ سالار کا بیٹا ہی قندھار اوسکی ماتحتی مین تھا جب شیبک خان اوزبک نے سلطان حسین مرزا کے
بیٹون سے لڑائی کی یہ شخص عین معرکہ مین مردانہ جان فشان ہوا قندھار کی حکومت اسکے فرزند رشید کو ملی اسکے بعد
سلطان شاہ حسن باپ کی جگہ قائم مقام ہوا اور سلطان محمد سے ملتان کو چھین لیا اسکے بعد عبد العلی ترخان کا
بیٹا میرزا عیسی لیکن چونکہ اسکے مزاج مین رعونت تھی امور ملکی مین نہ خیال کرتا مرزا جانی بیگ اسکا بیٹا
منتظم تھا تا آنکہ تیغ اکبری نے وہان پر جلوہ دکھلایا اور مرزا جانی زمرۂ ملازمان دربار مین آیا

صوبۂ کابل

سوم اور چہارم اقلیم سے ہی نکلی ہیں سواد بجنور قندھار زابلستان وغیرہ سے ملک ہی پیشتر زابلستان غزنویان کا پایہ تخت
تھا بالفعل کابل ہی اس صوبہ سے کشمیر سوم و چہارم اقلیم سے ہی درازی اسکی فرویر سے دریاے کشن گنگ تک ایکسو بیس
کوس اور چوڑائی دس کوس سے پچیس کوس تک ہی پورب رویہ پرستان اور دریاے چناب شرقی اور جنوبی بالہال اور
کوہ جمو شرقی شمالی تبت کلان مغربی پکلی اور دریاے کشن گنگ مغربی اور جنوبی ولایت گکھر مغربی شمالی تبت خرد
چاروطرف سے شمالی پہاڑ ہندوستان سے ۲۶ راستہ ہوکر گذر ہوتا ہی لیکن پکلی اور بنبر کی عمدہ راہ ہی بنبر کی راہ
نزدیک تر اور چند شاخین رکھتی ہی تین عمدہ اکثر لشکر کی آمد و رفت مین پیشتی اور بنبر — اکبر بادشاہ کشمیر کی سیر کو اسی
راہ بنبر پنچال سے آیا اگر اس پہاڑ پر گھوڑا یا بیل ذبح کرین فوراً پانی اور بادل امڈ آئے اور برف باران ہو ایسا دلکشا ملک ہی
کہ اگر ایک باغ دلکشا یا کہ ایک قلعہ گردون سا کہین سزاوار ہی سبزہ وحون کی کثرت گاہ ہی اور گوشہ گزینون کی آرامگاہ
پانی خوشگوار ہوا سازگار آبشارون کی لطافت برف و باران کی کثرت دیکھنے کے قابل ہی زمین آبی اور للمی صحرا بیابان روح افزا
بنفشہ گلاب نرگس خودرو سے تختہ سا خزان مین بہار آشکار کثرت مین وحدت کا گرم بازار مکانات چوبی کی تعمیر چار چار
منزل سے زیادہ حیرت کے محل دیوار کی جگہ پر چھت پر نہین لالہ بوتے ہین نظارگیون کے ہوش کھوتے ہین زلزلے کی وہ
کثرت کہ کاخ عنصری مین سہ منزلہ دماغ ہل اوٹھے اسی لغزش سے مکانات چوبی بناتے ہین خشت و سنگ پر خاک ڈالتے ہین
البتہ پرانے وقتون کے مکانات سنگین خراب پڑے ہین ہر قسم کے پشمینے بنتے ہین خاصکر شال کہ ہفت اقلیم مین تحفہ
جاتی ہی اس مرز بوم مین شومی کے آثار یہان کے باشندے تبہ کار ہین تعجب یہ کہ باوجود انبوہ مردم اور قلت سرمایہ کے
چوری اور گداگری کم ہی شاہ آلو اور شاہتوت کثرت سے ہوتا ہی خربزہ — سیب شفتالو زردآلو بہت عمدہ انگور اگرچہ بکثرت
مگر ہمیرہ درختان توت پر پھیلتے ہین توت کا خرچ خورش کم کرم پیلہ کے واسطے رکھتے ہین اور تخم کلکٹ اور چھوٹی تبت
سے لاتے ہین — اکثر برنج اور شراب اور مچھلی کی خورش ہی ترکاریان خشک کرکے رکھ چھوڑتے رات کے پکائے چاول
صبح کو تناول کرتے ہین — باوجود کثرت کے عمدہ شالی نہین میسر آتا گندم سیاہ رنگ اور چھوٹا کم ہوتا ہی مونگ
نہین کھاتے چنا اور جو بالکل ناپدید پہاڑی بکری گوسفند کے مانند نہایت خوش مزہ اور ملائم ہوتی ہین اوسکا نام
ہندو ہی پشمینہ پوشش ایک سال کے بنی ہوئی چند برس تک استعمال رکھتے ہین ٹانگن زور اور پہاڑ کے چلنے والے
کثرت سے ہین ہاتھی اور اونٹ کا نشان نہین — گاو سیاہ رنگ پدنجی کا شیر و روغن عمدہ ہوتا ہی ہر قسم کے
پیشہ در موجود بازار نشینی کی رسم نہین اکثر مکانو نمین خرید و فروخت رہتا ہی سانپ بچھو وغیرہ پہاڑ کے سوا بستی
مین نہین ایک پہاڑ مہادیو نام ہی جہانتک اوسکی نظر آئے سانپ ظاہر نہین ہوتا — کھٹمل مچھر مکھی پسو کے
جھنڈ جھنڈ نمودار مین غلیل کی کثرت سے کنجشک معدوم ہی اس کمان کو ایکزہ بناتے ہین اور بنسولی مین سوار
ہوکر تالابونمین شکاری جانورون کو مانند مرغابی وغیرہ کے ہوا سے کشتی مین لاتے ہین اور کبھی اپنے سرون کے

نیچے رکھ لیتے ہین کبک و گوزن کا بھی شکار ہوتا ہی اور چیتے کو بھی صید کرتے ہین باربرداری کشتی یا آدمیون کے
پیٹھ پر ہوتی ہی ملاح بڈھی نہایت گرم مزاج ہین برہمنون کی کثرت اگرچہ خاص زبان اس ملک کی دوسری طرز پر ہی
لیکن علم و عقل کی کتابین سنسکرت زبان مین دوسرے خط سے لکھی اور پڑھی جاتی ہین اکثر توز یر جو کسی
درخت کا پوست ہی لکھتے ہین اور نہایت پایدار ہوتا ہی سیاہی ایسی بناتے ہین کہ دھونے سے بھی نہ مٹے اگرچہ اگلے
زمانہ مین ہندی دانشمندی کا رواج تھا لیکن آج کل تمام زمانہ کی عقلین وہان پر مجموع ہین مانند حکمت اور نجوم وغیرہ
کے ہندیون کے مانند تقلید کرتے ہین اکثر سنی اور کسیقدر امامی اور نوربخشی — ایمان کے جھگڑے اکثر ہوتے ہین
تورانی اور ایرانی گانے والیان بکثرت لیکن ایک ہی آہنگ سے گاتے ہین ہر ایک کا ایسا نالہ ہی کہ جگر مین نشتر مارتا ہی
شایستہ کار اس سرزمین کا ایزدی نیایش ہی اور مخالف مذہب پر طعنہ نہین کرتے میوہ دار درخت لگاتے ہین
جس سے سرمایہ حاصل ہو گوشت نہین کھاتے نکاح نہین کرتے اسطرح کے لوگ قریب دو ہزار کے ہون گے —
اس ملک مین تولہ کے سولہ ماشہ اور ہر ماشہ کے چھ سرخ جانتے سونے کی مہر سولہ دانق کی اور ہر دانق چھ سرخ کا ہوتا ہی
دہلی کی مروج مہر سے چار سرخ زیادہ وزنی ہین رب ساسنو چاندی کی قسم ہی نو ماشہ اور پنجہزار تانبہ چار حصہ دام کے
اوسکو کسیرہ کہتے ہین بارہ کالی اس سکری کا آدھا چار حصہ اوسکے چار کسیرہ کو ساسنو اور ڈیڑھ ساسنو کو تنکہ
اور سو ساسنو کو ایک لاکھ فرض کرتے ہین اور اکبری حساب سے ہزار دام ہوتے ہین — کل اس ولایت کو ہندی
حکیم معبد سمجھا ہی منجملہ اسکے پینتالیس مقام کو مہادیو سے اور چونسٹھ کو بشن سے اور اونتیس ۲۹ کو برہما سے اور دوسو کو
درگا سے اور سات سو کو دیگر معبد سے منسوب کرتے ہین

سری نگر

دار الملک ہی چار کوس لمبا دریاے بہت اور ماز اور نیچہ کل اسکے درمیان سے روان ہی اخیر کی ندی خشک
ہو جاتی ہی اور دوسری کسیقدر کم کہ ناو نہین چل سکتی مدت سے یہ شہر آباد اور ہزارون قسم کے صناعون کا
جاے قیام عمدہ شال بنی جاتی اور سقلابی پشم سے بناتے ہین نہایت ملائم ٹپو وغیرہ طیار ہوتا ہی عمدہ تبت سے
اون آتی ہی میر سید علی ہمدانی چند روز اس شہر مین رہا ہی انکی خانقاہ یادگار ہی پورب رویہ ایک اونچا پہاڑ
کوہ سلیمان کے نام سے مشہور اور شہر سے لے ہوے دو بڑے ڈبرے تمام سال پانی سے لبریز ہین تعجب یہ ہی کہ اوسکا
پانی مدتون تک گندہ نہو — قصبہ بریک کے پاس ایک لمبا درہ ہی اور اسمین حوض جسکا عرض اور طول سات گز کا
ہوگا قد آدم کے برابر گہرا اسے پرستشگاہ جانتے ہین — تماشا یہ کہ گیارہ مہینے نیلے حیاون کے چشم کیطرح پانی ڈہلا
رہتا ہی اردے بہشت ماہ الہی مین دو جگہ سے جوش کرتا ہی اول اوسکے ایک گوشہ مین مادن کی صورت پر
پہاڑ سندبراری نام ہی جب یہ لبریز ہو دوسرے گوشہ سے ریزش ہو اوسکا نام سنمہر بستی ہی — کہتے ہین کہ

حوض انہین دونون دو چشمون سے لبریز ہو کبھی ایک پہر کبھی لحظہ بھر جوش رہتا ہی پس کمی شروع ہوتی ہی جسے کہ ایک قطرہ تک نرہے دن مین تین مرتبہ یہ آب رنگی دکھلاتا ہی صبح دو پہر شام کو لہراتا ہی لوگ دونو چشمون کے نام پر طرح طرح کے پھول چھوڑتے ہین جب پانی فرو ہو پھول ہر ایک کے وہین قایم ہوا وسکے قریب ایک دوسرا چشمہ ہی چھہ مہینے بند رہے روز مقررہ کاشتکار لوگ وہان ہو جاکر پرستش کرتے اور گوسفند کو ذبح کرتے ہین تب پانی کا جوش ہوا ور کھیتیان سیراب ہوئے وہین پر چشمہ گوگرناک ہی جسکا پانی نہایت سرد اور سبک اور ہاضم اگر گرسنہ استعمال کرے فوراً سیر ہوا ور سیری مین اشتہا ہوا اور کچھہ دور پر سات چشمہ راحت افزا ہین درمیان مین ایک بتخانہ سنگین وہان پر شہری لوگ گرمی کے موسم مین اپنے چارو طرف آگ جلا کر بیٹھتے ہین اور اوسمین جل جانا دنیا و عقبی کی آبرو جانتے ہین اور ایک چشمہ سے پتھر نکلتے ہین اسکے اوتر طرف ایک پہاڑ مین لوہے کی کھان ہی اوسمین پانچ موضع برارہ اسکے مضافات مین ہین اگلے زمانہ مین یہ بڑا شہر تھا اور بہت سے مندر معمور تھے زمین نہایت ہموار سبزہ دریا مین سے دونی بہار آب و ہوا کی جانفزائی فصل بہاری کی لطافت بیان کیا کیا لکھے موضع بن پور دہی کے مضافات مین دس بارہ بیگہ زمین زعفران زار ہی اخیر ماہ فروردی اور کل اردے بہشت مین کاشتکار لوگ بذریعہ ہل کے زمین نرم کرتے اور بذریعہ پھاوڑہ کے علحدہ علحدہ چمن بناکر تخم زعفران چھڑکاتے ہین ایک مہینے مین نسو ہوتا ہی آخر ماہ آلبی مین کامل ہوا ایک بالشت سے زیادہ دراز نہین ہوتا جڑ سفید رنگ ایک انگل کی ہوتی ہی پھول ظاہر ہو آٹھہ پھول تک ہوتے ہین اور ہر ایک پھول مین چھہ پتیان بسوسنی ہوتی ہین اور اکثرون کے درمیان چہ بار تین نودہ تین سرخ نکلتے ہین زعفران اسی سرخ بار سے مراد ہی جب تک آخر ہون جڑ پر سیدھی آتی ہی اور ایک مرتبہ بو نے سے چھہ سال تک تخم ریزی کی حاجت نہین ہوتی پھول کھلا کرتے ہین اول سال مین کم دوم مین دہ سے اور سوم مین کامل ہوتا ہی اور درخت بودھے ہوتے ہین بیرہ کے طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ اوکھیڑ اوکھیڑ کر لگایا کرتے ہین تاکہ کمی نہو اور موضع زیون مین ایک چشمہ اور حوض ہی اوسے معبد خیال کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ تخم زعفران اسی چشمہ سے نکلتا ہی تخم ریزی کے شروع مین اوس چشمہ کی پرستش کرتے ہین مادہ گاو کا دودھ اوسمین چھوڑتے ہین اگر یہ اوس حوض مین تہ نشین ہوا اچھا شگون سمجھتے ہین ورنہ بالعکس موضع کھیر پور مین تین سو ساٹھہ چشمہ راحت افزا ہین جنھین پرستش گاہ جانتے ہین اور اوسکے قرب مین لوگی کی ملازمت ہی

مرداودن

تبت کلان سے ملوق اس جگہ پر پسند و عمدہ بارکش ہوتا ہی اسکی قربت جسر کوٹ نامے پہاڑ ہی وہان سانپ کی کثرت ہی اوسکی بلندی پر کوئی نہین پہونچا ایک دوسرا پہاڑ ویسا ہی بلند اور سیر ایک حوض ہی کوئی اوسکی راہ نہین پاتا بلکہ بعض اوقات نظر نہین آتا اور کبھی کبھی اوسکے رستہ اور بھاری گلہا یو دلن مین بلور کی طرح جھاد لیو ملتے ہین اور رکھٹار کی مضافات اچدل کے قریب ایک چشمہ ایک ہاتھہ اونچا جوش مارتا اوسکے گرد پتھر کے سندر ہین جب پانی کم ہو جھادیو کی صورت پیدا ہوتی ہی اور اسیکے پاس ایک بڑا پہاڑ ہی اکثر بار اسنگھار رہتے ہین اور ایک چشمہ کھاری پانی کا ہی

منتھون

پرٹلی اباد ایک بُت خانہ تھا اوسپر ایک چھوٹا حوض جسکو اکثر لوگ چاہ بابل خیال کرتے ہین آج کل بجز پہاڑ کے کوئی علامت نہین اوسکے آگے ایک چشمہ اور اوسپر حوض ہی مچھلیان بہت کوئی شخص بزرگ سمجھکر تکلیف نہین دیتا اسکے پہلو مین ایک غار ہی جسکا عمق نامعلوم

کھاورمارہ

اس جگہ ایک چشمہ ہی حیرت افزا اسکے کسی موضع مین واقع کمرکوہ بابا زین العابدین لیشی کا خوابگاہ ہی کہتے ہین کہ اگلے زمانہ مین اس پہاڑ پر پانی نتھا جب بابا کا مقام ہوا پانی کی تراوش ہوئی بارہ برس اس خلوتکدہ مین رہے آخر کو پتھر سے دہانہ غار کا بند کرلیا پھر کسیکو خبر نھی

قصبۂ دچھن مارہ

دامن کوہ مین تبت کلان سے ملا ہوا ہی وہی اگلا چشمہ متر شح ہی تبت کلان اور پرگنہ مذکور کے درمیان ایک غار ہی اسمین برف کی مورت امرناتھ جی کی ہی جسکو بزرگ معبد جانتے ہین — جب چاند تحت الشعاع سے طلوع ہوا اوس غار مین حباب کے مانند بلبلا اوٹھتا ہی اور تاریخوار پندرہ روز تک چاند کبصورت پر ٹھہرتا بڑھتا اوسی گز تک اوچھلتا ہی بعدہ کاہش ہوتی ہی جب چاند کی بالکل صورت ناپدید ہوا اسکا بھی اثر نہین رہتا اسی غار کے نزدیک امراوتی نام ندی ہی جسکی مٹی نہایت سفید بدن مین لگاتے ہین اس کوہستان کی برف کبھی کم نہین ہوتی اس سبب سے جاڑے کی کثرت اور راہ روی کی دقت ہوتی ہی

واکھناموں کے دیہات مین ایک چشمہ ہی جوش کھاتے تیرہ ہوجاتا اور خس و خاشاک نکالتا ہی اوسوقت اوس ملک مین برخلافی ہو — سنگ سلیمانی کے دو کھان ہین جسکے برتن بناتے ہین

پرگنہ پھاگ مین قسم قسم کی روئید گی ہی اس سے ملا ہوا ایک تالاب ہی جسکا ایک کنارہ شہر سے ملا ہوا اور اوس طرف مین بکثرت کشتکاری ہوتی ہی اکثر لوگ اوسے کاٹکر اور طرف لیجاتے ہین — سلطان زین العابدین نے شہر سے پرگنہ تک اس تال کے سد پتھر سے بنوائی تھی تخمیناً ایک کوس طول — اسی کے قریب ایک چشمہ ہی مریضون کا جاے غسل صحت **موضع ٹھنڈ** سات چشمہ ملکر عمدہ طرب افزائی دکھلاتے ہین سنگین مکانات گذشتہ لوگون کے یادگار ہین

ایک ایسا چشمہ ہی کہ جاڑے مین گرم اور گرمی مین سرد رہتا ہی — موضع بازدال پور مین ایک جھیل ہی کوتل شاہ کوٹ سے نکلی ہوئی اسکا نام شالہ مار ہی مچھلی کا شکار بکثرت اسمین موجود — دونو کنارون پر پنجرہ رکھدیتے ہین جب پانی نہین رہتا مچھلی صید ہوجاتی ہی

رالیشہ بلار ہی جسکا نام سوزیسر ہی اہل ہند کی عبادتگاہ کا چشمہ ہی اسکے اطراف مین پتھر کے معابد ہین —

سکر پال نام چشمہ تمام سال خشک رہتا ہی جب کہ آذر مہینے کی نوین تاریخ جمعہ کے روز ہو جوش کرتا اور صبح سے

شام تک لہراتا ہی تبرکاً اکثر عوام کا جماوہوتا ہی — موضع دتیل مین ایک چشمہ مع حوض کے ہی حاجتمند لوگ اسمین اخروٹ چھوڑتے
مین اگر تیر تا رہی فال حسب مدعا ہو ورنہ مایوس بیان ہو درگا کا بتخانہ ہی جو شخص اپنے حال اور دشمن کی کیفیت سے
اطلاع کا خواستگار ہو وہ چاول پکاکر دو رکونڈے بھرے اور مُنہہ بند کرکے وہان رکھدے — دوسرے روز عجز
اور انکسار کرتے ہوئے اونھین کھولے جسکی طرف عمدگی ہوتی ہی اوسکے نام کا کونڈا گل و زعفران سے بسا ہوا ہوگا اور سرزنش کے لیے دوسرا
کونڈہ خس و خاشاک سے لبریز ہو — دوسرا عجب حال یہ ہی کہ جس مقدمہ مین راستی کی تحقیقات دشوار ہو دونو فریق دو مرغ اس معبد مین
بھیجتے ہین اور اونھین زہر کھلا کر رڈالتے ہین وہ دونو فریق انکو نوش کرین جو زندہ بچے وہ سچا ہو دروغگو جہنم کی راہ سے

	دیرزہ	

سرچشمہ دریاے بھٹ کی سرزمین پر ایک جریب کا حوض ہی تعجب انگیز آواز سے شور کرتا ہی اسکی
گہرائی معلوم نہین نام اسکا ویرناک ہی پتھر کی چاروطرف دیوارین ہین اور پورب رویہ بتخانے —
موضع قلیسر اس مقام مین نون سندہ نام چشمہ ہی موسم بہار چاندنی مین جوش کرتا گھڑی گھڑی مین بھرآتا
بالو مین بہلو نام حوض ہی بیس گز کا ایک شگاف ہی جسکے اندر سے پانی امڈآتا ہی گرد سبزہ زار درختان سایہ دار —
جو کوئی اپنے حال کی نیکی اور بدی یا سال کی مآل کی کیفیت دریافت کرنا چاہے ایک رکابی چاولون سے بھر کر اور اوسکے
کنارے پر اپنا نام لکھکر چشمہ کے اندر ڈالے تھوڑے دنون کے بعد خود بخود وہ نکلتی ہی اوسوقت اوسے کھولے اگر چاولون مین
خوشبو ہو خجستگی ہوگی اگر کیچڑ مٹی ہی وہ سال منحوس ہو —
پہاڑ کے دہانہ سے ایک ندی بکردمتی نام نکلتی ہی وہین پر ایک دوسو گز کی بلندی سے پانی گرتا ہی ہندی تپیشری لوگ
اوس ٹیلے سے اپنے تئین گرا کر بلند نامی حاصل کرتے ہین کہتے ہین کہ اسطرح کی جانفشانی سے مدعاے دلی حاصل ہو —
کوٹھار مین ایک ایسا چشمہ ہی کہ گیارہ برس خشک رہتا ہی جب برسیت سنگھہ مین آئے پنجشنبہ کے روز جوش کرے
باقی سات روز خشک رہکر دوسرے پنجشنبہ کو پھر لبالب ہو سال بھر تک ایسی ہی حرکت رہتی ہی —
موضع مہلہامہ مین درختون کا ہجوم ہی عقار کی نشستگاہ کلگی بیان ملتی ہی — انہین جانورون کی خورش ہی —
موضع شکورہ کے قریب پہاڑ پر چشمہ سار خدارسیدون کا زیارت گاہ ہی اس کوہ پر برف کبھی نہین رہتی —
واقع ناکامر ایک چشمہ ہی نیلہ ناگ نام جسکا حوض چالیس بیگہ کا ہی پانی نہایت صاف کبود رنگ اسے معبد سمجھے ہین
گرد اسکے ہمیشہ کے درخت جلانے اور اسے شگون سمجھے ہین — اخروٹ کے چار ٹکڑے کرکے چھوڑتے ہین اگر
طاق اوپر رہے نیک ہی ورنہ بد اسطرح دودہ اگر نیچے بیٹھ جاوے برا ہی — اگلے زمانہ مین اسی حوض سے ایک کتاب
برامد ہوئی جسکا نام نیل مت ہی کشمیر اور معابد کے خواص اور کیفیت ہر ایک کی اوسمین مندرج ہی — کہتے ہین کہ اس
دریا کے نیچے شہر معمور ہی — بدوشاہ کے عہد مین کوئی برہمن وہان جاتا اور دو تین روز کے بعد واپس آتا اور

تحفجات لاتا اور عوام کو دیتا تھا ـــ
موضع یاروا مین ایسا چشمہ ہی کہ اگر اتوار کے دن اشنان کرین کوڑھی تندرست ہوجاوے ـــ اسی کے قریب چراگاہ ہی جسکی گھاس جانور کو فربہ کرتی ہی انچھہ کے پرگنہ مین واقع موضع ہل تھل ایکدرخت لرزان ہی جسکی اگر ایک ڈالی بھی ہلادیو سارا درخت ہلنے لگے لار تبت کلان سے ملحق پہاڑ ہی نہایت اونچا جسپر چڑھنا آسان نہین اسکے دامن مین دو چشمے ہین ایک بجدے سرد اور دوسرا گرم انہین پرستش کدہ جانتے اور استخوانی کالبد کو یہان جلاتے ہین ـــ پہاڑ کر درمیان مین ایک تالاب ہی بڑی بڑی ہڈیان اور مردون کی راکھہ وہان پر چھوڑتے ہین اگر اس چشمہ مین کسی جانور کا گوشت گرے فوراً برف و باران شروع ہو اور نیز ایک ندی ہی نہایت خوشگوار جسکا نام سندہ ہی تبت سے نکلی ہوئی پانی اسقدر صاف کہ مچھلی دکھلائی دے اور لوہے کی سیخون سے شکار کرلین ـــ
دریاے بہت کے کنارے موضع شہاب الدین پورہ ہی نہایت عمدہ مقام چنار کے درخت عمدہ لگے ہین وہ دریا اسجگہ دریاے بہت مین ملتا ہی ٹپلہ مولہ مین ایک قطعۂ زمین ہی قریب سو بیگہ کے برشکال مین کسیقدر سیلانی ہوتی اور خشکی مین کسیقدر تری رہجاتی ہی اکثر لوگ تخمیناً گز گز بھر کی لکڑیان اوسی تری مین گاڑتے ہین جب سوراخ ہوجائے ہاتھہ ڈالکر مچھلیان نکالتے ہین اکثر تو چھوٹی مچھلیان نکلتی ہین اور بعض بعض دو دو سیر کی بھی ـــ
موضع شیب تو زمین ایسا عمیق حوض ہی جسکی گہرائی کا پتا نہین اسکی پرستش ہوتی ہی قریب اسکے بھومیسر نام مہادیو سے منسوب ہی جو شخص پرستش کو جاتا ہی اوسکے کان مین آلات پرستش کی آواز آتی ہی مگر نہ معلوم کہان سے سرزد ہوتی ہی اور کموسہ ہالو مین جو تبت خرد سے ملا ہی بڑا تالاب اویسر نام ہی ۲۸ کوس کا گھیرا ہوا دریاے بہت اوسمین گرتا ہی اوسکے درمیان مین سلطان زین العابدین کا نشیمن ہی جسکا نام زین گنگ مشہور ہی ـــ کہتے ہین کہ پتھر اور درختون کے ڈالون سے ناوین بھر کر اوسی پانی مین ڈبوتے ہین اور تین چار مہینے کے بعد جب رسی کھینچکر نکالین مچھلیان کثرت سے شکار ہون مرغابیون کا بھی عمدہ شکار ہوتا ہی ـــ موضع اجسن مین گوزن کی کثرت ہی اور تالاب کے قریب خربزہ درخت پر ہو اور درختون کے ساتھہ خربزہ بھی ہوا کے زور سے ہلتے ہین ـــ موضع برنیپور مین بھی زعفران ہوتا ہی یہان پر ایک بڑا بتخانہ تھا سلطان زین العابدین کے باپ سکندر نے ویران کیا اوسمین ایک تانبے کی تختی برآمد ہوئی تھی ہندی مین لکھا ہی کہ گیارہ سو برس کے بعد سکندر نامے اسکو گرا کر وبال حاصل کرے ـــ پرگنہ کمراج مین قوم چکان کی بستی راہ کالو نامے ہی وہان ایک چشمہ خرباک نام نہایت گوارا جسکے درمیان مین ایک سنگین مکان ہی یہان پر بھاری مچھلیان ہوتی ہین جو کوئی تکلیف دے وہ بقصد بعہ سے تنبنہ ہوتا ہی گر گالوہ کے قریب سوم نام درہ ہی وہان پر دس جریب ایسی زمین ہی کہ جب مشتری برج اسد مین آئے ایک مہینہ تک وہ گرمی ہو کہ درخت تک سوخت ہو دیگ مین غلہ رکھکر زمین پر رکھتے اور پک جاتے ہین وہین پر ایک چھوٹا سا قصبہ آباد ہی جسکا

الکیدرہ کا شعر مین پیوستہ ہوتا اور پورب رخ بکلی سے ملحق ہوتا ہی وہان پر سونا ملے اس طریق سے کہ بکرے کا پوستین پشم دار گذر آب مین پتھر وسنے دبا کر بچھا دیتے ہین اور دو تین روز کے بعد دھوپ مین سکھلاتے اوسوقت سونا پاتے ہین اور جدودرہ راہ کہ ولایت واردی سے براہ دریا آئی ہی وہان بھی کسیقدر سونا حاصل ہوا اوسکے کنارے ایک سنگین مندر ہی جسکو سارد اکہتے ہین درگا سے منسوب بڑا اتبرک جانتے ہین اشٹمین سوکل کچھ کی ہنر نہ کو جنبش ہوتی ہی کل سرزمین پر غلہ کا حصہ اور زمین کی ضبطی اور داد ستد کی راہ رسم نہین کل اطراف سے قاضی علی نے چند برس وہان کا نرخ دریافت کرکے فراہم کیا بعد ازان اوسیکے موافق عہد اکبر مین درستی ہوئی اسطرح پر جمع سات کروڑ چھیالیس لاکھہ ستر ہزار چار سو گیارہ دام اوا و کھد سے لیکر ابھمن تک پندرہ سولہ نفر ایکہزار دو سو چھیاسٹھہ برس ۱۲۶۶ راجہ رہے بعد ازان مرابتدا راج گھنند بغایت جد شتر بائیس نفر پندرہ سو اونتیس برس ۱۵۲۹ فرمان روا رہے اسکے بعد پرماوت سے اودیراج تک چھہ آدمی ایکسو بانوے برس حکومت کرتے رہے پھر پیکر سے بالاوت تک دس راجہ پانسو بانوے برس دس مہینے حکمران رہے پھر پرتادت سے انبلانند تک بارہ نفر دو سو ستاون برس پانچ مہینے بلیس روز اور اونت سے ادنت تک سترہ ذیحیات نے نواسی برس ایک مہینے سات روز اور جس کر دیو سے دیورانی تک نو نفر نے چونسٹھہ برس تین مہینے چودہ روز اور سنکرام سے کوتارانی تک ستائیس نفر نے نو سے اکاون برس چھہ مہینے سترہ دن حکومت کی اس رانی کی حکمرانی سے سلطنت ہنود کی نشانی کشمیر سے فانی ہوئی مسلمانی شکوہ جہانبانی کی نون بانی ہوئی — سلطان شمس الدین سلطان جمشید سلطان علاء الدین سلطان شہاب الدین سلطان قطب الدین سلطان سکندر علیشاہ اوسکا لڑکا سلطان زین العابدین سلطان حیدر شاہ سلطان حسن خان سلطان محمد شاہ اوسکا لڑکا فتح شاہ سلطان محمد شاہ دوسرے مرتبہ سلطان فتح شاہ سلطان ابرا سلطان بازبک شاہ اسمعیل شاہ میرزا حیدر غازیخان حسن چک علی چک یوسف شاہ سید مبارک لومہ چک بازلو یعقوب شاہ پچیس نفر دو سو بیاسی برس پانچ مہینے ایکدن کامران رہے جب اول مرتبہ رایات اکبری نے اس سرزمین پر گردن کشی کی راج ترنگنی نام ایک کتاب ہندی حضور مین لائے جسمین چار ہزار برس سے کسیقدر زیادہ کا حال مسند نشینی کا لکھا ہی — اس ملک مین رسم تھی کہ ملکران لوگ چند کمینون کو تاریخ نویسی پر مقرر کرتے تھے اس بادشاہ آگاہ دل نے زباندان ہشیار مغز اوسکے ترجمہ کو مقرر فرمائے کہ تھوڑے عرصہ مین شاہد مقصود نے منصۂ شہود پر جلوہ افروزی کی — کہتے ہین کہ اس پہاڑ کے چار و طرف پانی نے گھیر لیا تھا اور اسے ستی سر کہتے تھے ستی مہادیو کی بی بی کا نام ہی اور سر حوض کو کہتے ہین — معتقد ہین کہ ہر روز برہما چودہ منونتر کا بانی حکومت اکبری کے چالیسوین برس ساتوین منونتر سے جو آغاز کشمیر کا عہد ہی ستائیس مرتبہ چار دورہ مذکور ہوئے تیسرے دور سے ۲۸ اور چوتھے سے چار ہزار سات سو ایک برس منتہی ہوئے خیر جسطرح سے کہ لکھا ہی اس کتاب کے لکھنے تک دورۂ چہارم سے چار ہزار آٹھہ سو پینسٹھہ برس گذرے جسوقت کتیقدر

پانی سے برآمد ہوا اول کشب چھتری نے یہان پر برہمنون کو بسایا جب کثرت سے آبادی کی صورت ہوئی اکثر
فرمان روایون کو لالچ نے گھیرا اوسوقت کار آگاہون نے ایک شخص کو مشورہ کرکے سردار بنایا اوسوقت سے راج کا سلسلہ
قائم ہوا ہوتے ہوتے راجہ اوکھد کی نوبت ہوئی جوکہ جراسندھ راجہ بہادر کی لڑائی مین جو مقام متھرا کشن سے
ہوئی تھی بلبھدر کے ہاتھہ سے مارا گیا تھوڑے خویش کشن کے بزم عروسی کی ہوس مین قندھار کو سدھارے
اوسوقت دامودر نے باپ کے انتقام پر لشکر کھینچا اور دریاے سندھ کے کنارے خوب زور شور دکھلا کر دریاے ۱
عدم کے کنارے لگا اوسکی عورت حاملہ تھی نجومیون نے تولد فرزند کی بشارت دی کشن نے اوس سرزمین کی
مرزبانی اوسیکے نام عطا فرمائی بعدہ پینتیس ۳۵ آدمی فرمان روا رہے کہتے ہین کامراج اسقدر آباد تھا کہ جسمین
چار کرور مکان معمور تھے ابتک علامات پدیدار ہین راست دروغ برگردن راوی — جب سررشتۂ فرماندہی
راجہ جنک کے چچازاد اسوک کے ہاتھہ لگا اسنے برہمنون کا مذہب مختل کرکے آئین جین کی اختیار کیے اسکا بیٹا راجہ
جلوک نہایت عادل ہوا دریاے شور کے کنارے تک اسکا ڈنکا بجا اوٹھتے وقت فتوح سے دانشمندون کو لاتا
اور سات نفر کو منتخب کرکے ایک ایک رتبہ بخشا ایک کو دادگری دوسرے کو دیوان تیسرے کو خزانچی چوتھے کو
افسر فوج پانچوین کو منشی چھٹے کو میر سامان ساتوین کو ملکی حال کی اطلاع دہی پر مقرر فرمایا — کہتے ہین کیمیاگری
جانتا ایک بڑا سانپ اسکا تابع تھا جب چاہتا اوسپر سوار ہوکر دریا کے اندر جاتا کبھی جوان کبھی بڈھا بنکر نکلتا
اسطرح اکثر مستبعد اسکے منقول ہین — اسکے وقت مین بودہ مذہب کو رواج ہوا اس شخص کو بعض لوگ
اسوگ کی نسل مین جانتے ہین اور اکثر برخلاف ہین — یہ شخص کسی چھتری کے سراپ سے سانپ کے
قالب مین آیا راجہ کے وقت مین بھی برہمن لوگ قوم بودہ پر چیرہ دستی کرتے تھے انکے پرستش کدے تودۂ
خاک ہوگئے راجہ مہر کل نہایت بیدرد ظالم تھا نیرنگی تقدیر سے اکثر اطراف عالم فتح کیے جسوقت ہستی ذفر کو
لوٹا ایک ہاتھی پھسلکر لوٹ گیا راجہ کو یہ ادا ایسی بھائی فوراً ایکسو ہاتھی ڈھکلوا کر نیست نابود کر دیے اوسوقت سے
اس مقام کا نام ہستی دھر ہوا — اسکے عہد مین گذر آب پر ایک پتھر سدراہ تھا جسقدر سنگ تراش دن مین
تراشتے رات کو برابر ہوجاتا کارپرداز تھک گئے اوسوقت آواز آئی کہ اگر کوئی پارسا عورت اس پتھر پر ہاتھہ
ہوجائے فوراً ہٹ جاے پس اوس سنگدل راجہ نے اکثر عورات کو بلایا ہر ایک نے سر دست ہاتھہ بڑھایا
موت تو پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑی تھی کسیکی تقدیر نے دستگیری نکی کہ وہ لخت کوہ سرکائے راجہ اس واقعہ سے
سخت برہم ہوا عقل پر پتھر پڑے کہ عورتون کو زنا کی تہمت اور بچون کو حرامکاری کے حیلہ اور مردون کو روا داری
کے بہانہ سے قتل کیا کہتے ہین کہ تین کرور ذیحیات جان سے مارے گئے ایک کمھار کی عورت نے اوس سل کو ہٹایا
آخر الامر راجہ ایک ایسے مرض جانکاہ مین گھلنے لگا کہ صورت افسانہ کی نظر نہ آئی لاچار اپنے تئین زندہ آگ مین جلا دیا

راجہ گوپادت نہایت آگاہ دل اور دادگر تھا اسکے قلمرو مین ذبح ذیحیات نہین ہوتا تھا کوہ سلیمان کا مندر جو آج تک پیدا رہی اوسکے وزیر کا معمور کرایا ہی راجہ جدہشٹر چندروز تک فرماندہی کے اوائل مین دادگری کرتا رہا تھوڑے دنون مین طبیعت کا رنگ بدلا ہندوستان اور تبت کے راجون نے اسکے ملک کا عزم کیا آخر سرداران کشمیر نے اوسکو محبس دکھلایا راجہ کے عہد مین پانچ روز تک نہایت سختی سے برف گری کشتکاری ڈوب گئی قحط نے پیر نکالے راجہ کا ایک وزیر تھا چندر نام دانشمند اخلاص نہاد — بد سرشتون نے رشک کھایا بد اندیشی سے سر اوٹھایا سخن چینی کرنے لگے ادھر اودھر کی باتین بنانے لگے راجہ کو بھی اگلا عہد و قرار بھولا اوسنے نیکمرد کو مرتبہ سے گرایا چون کہ یہ شخص تقدیر کا پابند تھا نہ اندیشۂ غم رہنے لگا اسپر بھی حاسدون کو چین نہ آئی دونی آگ بھڑکائی راجہ سے کہا کہ اسے کوئی اور خیال ہی راجہ اس خبر سے سراپا نادان ہوا ایسے سردار کو سردار کھینچا مدت کے بعد اوسطرف گذر ہوا اوسکی استخوان پیشانی پر لکھا پایا کہ اول قید ہو بعدہ جان سے جاے پھر قالب پاکے سلطنت ہاتھ آے راجہ اس سرنوشت سے متعجب ہوا اوسے اوٹھا کر کسی گوشہ مین رکھا آخر کسی رات کو روحانی پیکرون نے آکر اوسی قالب مین جان ڈالی اور تخت خلافت پر رونق بخش ہوا کار آگہی سے اپنے تئین کشیدہ رکھتا تھا سنگروردھن نے بلند نامی حاصل کی ہندوستان کو دریاے شور کے کنارے تک خس و خاشاک فتنہ و فساد سے پاک کیا جب راجہ ہرن کا پیمانۂ زیست لبریز ہوا کوئی لڑکا نہتھا اس سبب سے کشمیری سردارون نے راجہ بکرماجیت کی طرف رجوع کیا — راجہ ماترگپت کشمیری برہمن تھا راجہ بکرماجیت نے اوسے مول لیا تھا اور وہ کار دنیوی مین مصروف رہتا بوقت رخصت کسیقدر خرچ دیکر مع فرمان سربمہر روانۂ کشمیر کیا وہ دل شکستہ روانہ ہوکر جب کشمیر آیا لوگون نے خط پڑھا لکھا تھا کہ نامہ بر نے بڑی خدمتگذاری کی اور فراخور عزت سے محروم رہا لہذا بمجرد ورود فرمان ہذا وہان کی فرمانروائی اسکے حوالہ کرو بموجب حکم بیان تعمیل کی گئی راجہ پرورسین نے پنڈوت کی طرف غربت اختیار کی گوشہ گزینی کرتا تھا کسی خدارس نے مژدۂ سلطنت سنایا اس خوشخبری سے نگرکوٹ آکر فتح کیا چون کہ راجہ بکرماجیت نے نقد جان متقاضی اجل کو واپس دیا تھا ماترگپت نے بھی ترک سلطنت کرکے بنارس مین گوشۂ قناعت اختیار کیا سری نگر جو آج وہان کا دار الملک ہی اسی کا نشانہ ہوا ہی اوسوقت مین چھتیس لاکھ مکانات اوسمین آباد تھے راجہ پرورسین بلند ہمتی سے گیارہ برس کا محصول سری نگر کے بابت ماترگپت کی پاس بنارس بھیجتا رہا اور اوسنے اپنی استغناے ذاتی سے اوس روپیہ کو لٹا دیا — راجہ رامادت نے اپنی عدل کیشی سے اکثر اطراف عالم مین سکہ چلایا اور کشوار کی نواح دریاے چناب مین کسی غار کے اندر جاکر ناپدید ہوا — راجہ بالادت ہندوستان پر چیرہ دست ہوکر دریاے شور تک حکمران ہوا راجہ چندراپنڈ کے عہد مین ایک برہمنی دادخواہ ہوئی کہ میرے شوہر کو مار ڈالا اور قاتل کا پتا نہین راجہ نے حکم دیا کہ کسی پر دعوی ہی عورت نے جواب دیا کہ میرا شوہر

نیک خو فرخندہ اطوار تھا کسی سے عداوت نتھی جسکی طرف گمان ہو لیکن ایک پر اشارہ ہوا جب وہ حاضر آیا اوسنے
اپنی بیگناہی کے واسطے آگ اور پانی کی سوگند کرنے کو طیار ہوا مگر مدعی نے بدین تصور نہ قبول کیا کہ ایسا نہو جادو کے
زور سے فریب کرے راجہ نے اس تفتیش اور تفحص مین کھانا پینا چھوڑا کسی دانشمند نے یہ افسون بنایا کہ خورِ بیٹھ
مین دم کرکے پھیلاوے جسکا گمان ہوا وسے اوسپر چلاوین بروقت گذرنے کے جسکے دو کف پا کے نقش نمودار ہون
وہی مجرم ہی الغرض اس نقشے سے نقش عمل درست ہوا چون کہ برہمن کا نقش حیات لوحۂ ہستی سے مٹانا جایز
نہین لاجرم پیکرنے سر لوہے کا بناکر قاتل کی پیشانی کو اوس سے نشانہ کیا — راجہ للتادنت نے نیروے
ایزدی سے اچھا شکوہ حاصل کیا ایران و توران و ہندوستان و خطا وغیرہ فتح کرلیا داد گری مین یکتا تھا شمالی
کوہ سے گذرا — کہتے ہین کسیکے سراپ سے پتھر ہوگیا اور بعض کچھہ اور — راجہ جیا نند نے بزرگی حاصل کی
۹۹ ۹۹۹
اکثر اقلیم فتح کیئے واقع بنارس ننانوے ہزار نوسو ننانوے گھوڑے خیرات کیے اسی طرح اور بھی خواہشین
اہل سوال کی عطا فرمائین سالخوردون سے دریافت کیا کہ آیا راجہ للتادنت کا لشکر مرا تھا یا مرا — جواب دیا کہ میرے
لشکر مین اسّی ہزار سکھپال ہے اور اوس معرکہ مین ایک لاکھہ پچیس ہزار تھا — پس اس حساب سے اندازۂ جاہ و
حشم تصور کرنا چاہیے — جب راجہ دور نکل گیا اسکے سالے جیج نامے نے کشمیر مین خودسری شروع کی امرا ے
راجہ نے بھی عیال و اطفال کے پیوند سے بیوفائی کی راجہ تنہا بنگالہ کو سدھارا اور وہان کے شاہ سے اپنی بنگاہ فتح کی
جیج نے عین معرکہ مین جان دی راجہ للتانند نے کمینون کی پرورش شروع کی مسخرون کی قدر و منزلت شروع ہوئی
عقلمندون نے کنارہ پکڑا وزیر جب کوئی تدبیر نکر سکا اپنا ساتھہ لیکر گوشہ گیر ہو راجہ سنکرور نے گجرات اور سند تک قبضہ
کرلیا دکھن پر مصروف ہوکر اوسیکے مرزبان کو برقرار رکھا اگرچہ ابتداے سلطنت مین نیکراہی مین قدم زن رہا لیکن
نشۂ دولت نے بیہوش کردیا آخر کو مخمور غرور ہوکر شیفتہ ہوگیا عہد راجہ مین جبس گردیو برہمن کی سو اشرفی گم ہوگئی
برہمن نے غصہ مین آکر خودکشی کا عزم کیا چور نے اس راز سے باہر ہوکر ظاہر کیا کہ اگر تیرا مال پیدا کرون کسقدر
تو لیگا برہمن نے جواب دیا جسقدر تیری مرضی ہو چور نے اشرفیان لا دکھلائین برہمن نے دربار مین آکر داد خواہی
کی حقیقت حال عرض کیا راجہ نے اوس چور کو طلب کر حکم دیا کہ نوے اشرفی دیوے مقصود اس کلام سے یہ تھی
کہ جسقدر تیری خواہش ہو حصہ اوسکا ہی سہدیو شاہ کے عہد مین میر نامے احمدی مذہب جو اپنے تئین
ارجن پانڈو کے نژاد مین کہتا تھا نوکر ہوا اسیوقت مین مرزبانی قندھار کی بخشی دولچو نام نے دستبردی کی غارتگری
کرنے لگا راجہ پہاڑون کی کھوہ مین پناہ لیگیا اور رعایا سے بزور زر حاصل کیا اور اوس روپیہ کو اوسے دیکر حیلہ و فریب
کیجا جاڑے کے ڈر سے مراجعت کی اکثر برف کے تلے دبکر ٹھنڈے ٹھنڈے عدم کو سدھارے — اوسی زمانے
مین رنچن دیو مرزبان تبت کے صاحبزادے نے لوٹ شروع کی جب راجہ کے ایام حیات پورے ہوئے رنچن ولد

سرزمین پر اپنا سکہ بٹھایا داد و دہش سے ناموری حاصل کی شاہ میر مذکور کو اپنا وزیر بنایا اوسکی ہمنشینی سے بیمذہب ہوگیا جب راجہ تختۂ تابوت پر رونق بخش ہوا شاہمیر نے پانون نکالے راجہ کی بی بی کو مکر و فریب سے اپنے نکاح مین لایا۔ سنہ ٧٤٢ ہجری مین اپنے نام کا خطبہ و سکہ مروج کیا اور شمس الدین لقب مقرر کیا کشمیر کے آنے سے پیشتر یہ بات عالم مین علم تھی کہ کشمیر کی سلطنت اسکے نام ہوگی جب اس عالم سے رحلت ہوئی۔ سلطان علاء الدین نے حکم دیا کہ ناپارسا عورت شوہر کی میراث نہین پا سکتی۔ سلطان شہاب الدین نے چیرہ دستی کرکے تبت اور نگرکوٹ وغیرہ شہر فتح کیے سلطان قطب الدین کے عہد مین میر سید علی ہمدانی کشمیر کو آیا سلطان نے باعزت ملاقات کی۔ سلطان سکندر متعصب تقلید دوست تھا اکثر عمدہ عمدہ بتخانے گرا دیے اور مخالفون کو نہایت پریشانی ہوجائی صاحبقران کے عہد مین جب ہندوستان کی کشایش ہوئی تھی دو زنجیر فیل اوسکو بھیجے اوسنے ملازمت کا حوصلہ کیا شاہراہ آگہی مین قدم رکھا محفل ہمایون مین ذکر ہوا کہ مرزبان کشمیر تیس ہزار گھوڑے پیشکش کو لاویگا آخر کو یورش خواہ ہوا علی شاہ نے زین العابدین کو اپنی جگہ پر بٹھلا کر حجاز کی راہ لی ہرزہ گویون کی ہمزبانی سے پھر کشمیر کو متوجہ ہوا اور مرزبان جمو کی مدد سے اوس ملک پر دسترسی پائی زین العابدین پنجاب آیا اور جسرت کھوکھر سے موافقت پیدا کی علیشاہ نے لشکر بیشمار فراہم کرکے پنجاب کی راہ لی سخت معرکہ ہوا آخر کو غبار ہزیمت آیینۂ حال پر چھا گیا زین العابدین نے کشمیر کی حکومت پائی جسرتھ کشمیر سے مرخص ہوکر دہلی کو عازم ہوا یہان بہلول لودی سے شکست پاکر کشمیر آیا اور زین العابدین کی مدد سے پنجاب پر دست بردی کی سلطان تبت اور سندھ پر متصرف ہوا یہ شخص دانشمند آگاہ دل تھا اسکے مزاج مین صلح کل بکثرت تھی اکثر اوسکو بندگان خدا شناس سے جانتے اور اوسکے خلع بدن وغیرہ خوارق کے قائل تھے اکثر کہا کرتا تھا کہ قوم چکان کے عہد مین کشمیر حکومت ہندوستان کی بادشاہ کے قبضہ مین چلی جاویگی آخر چند سال کے بعد ایسا ہی ہوا افزونی رحم اور رعایا پروری کی رعایت سے گاوکشی موقوف کی جرمانہ اور ٹکس وغیرہ کی رسم موقوف فرمائی طول جریب کسیقدر زیادہ کیا خرچ خود بدولت کا تانبے کی کھان سے تھا اکثر انصاف اپنے ہاتھ سے کرتا مشکلات کو حل فرماتا چورون کو پابزنجیر کار عمارت مین بھیجتا اور مہربانی دلی سے مردم کو بازرکھتا گوشت نکھاتا عربی فارسی کشمیری ہندی کے کتب کو ترجمہ کیا اسکے عہد مین ایران و توران کے سازندے کشمیر مین آئے منجملہ اونکے میان ملا مودی شاگرد خواجہ عبد الغفار خراسان سے آیا اور ملا جمیل کو جو اس فن مین نے ہمتا تھا سلطان ابو سعید مرزا نے مع تازی گھوڑون اور بختی اونٹون کے خراسان سے بطور تحفہ کے بھیجا تھا۔ سلطان بہلول لودی حاکم دہلی اور سلطان محمود گجراتی نے اوس سے اتحاد پیدا کیا اور سلطان حسن لشکر کا جماو کرکے پنجاب آیا تاتار خان سے آویزش ہوئی لوٹ مار سے اوس ملک کی خرابی ہوئی۔ فتح شاہ کے

عہد مین میر شمس الدین جو شاہ قاسم انوار کے مریدون مین تھا عراق سے وارد ہوا نور بخشی نے تجلی پائی اوسکے بعد سنی شیعہ کی کھی سنی شروع ہوئی — محمد شاہ کے ایام مین تیسری مرتبہ کمک سے سلطان سکندر کے فیروزی ہوئی بابر بادشاہ نے ہندوستان فتح کیا — سلطان ابراہیم ابدال ماکری کے عہد مین بابر بادشاہ نے سنا کہ خفیف سے تردد مین کشمیر ہاتھہ آجایگا — شیخ محمد علی بیگ و محمد خان و محمود خان کو اوس ملک کیطرف روانہ کیا اونھون نے چیرہ دستی کی لیکن وہان کے حاکم نے فریب دیا عمل نکر سکے پیشکش لیکر واپس آئے سلطنت تارک شاہ کے نام مقرر ہوئی — چوتھی مرتبہ محمد شاہ جنت آرامگاہ سریر آرا تھا جسوقت کامران مرزا لاہور مین تھا پیشتر جو لوگ گئے تھے اونھون نے دلنشین کیا کہ کشمیر تھوڑی سی محنت مین ہاتھہ آیگا اوسنے میرزا محرم کوکہ کو اوس گروہ کے ہمرکاب کردیا انھون نے کشمیر فتح کیا خوب پیشکش حاصل کی کثرت ستم سے رعایا نے تاؤ کھایا چغتائیون نے جان بچاکر معاودت کی — ۹۳۰ سنہ ہجری مین بموجب حکم سلطان سعید خان کاشغری کے اوسکا لڑکا سکندر خان اور مرزا حیدر دس ہزار جوانان جرار لیکر تبت ہوتے ہوئے کشمیر مین آئے اور بیشمار لوٹ پاکر بعد صلح واپس ہوئے ۹۴۸ سنہ ہجری مین مرزا حیدر حسب الایماء ہمایون بادشاہ کے چند زمیندار کی رہنمائی سے کشمیر آیا کسیقدر تبت کلان کو فتح کیا — کاجی چک ہندوستان آیا اور شیر خان سے کمک پائی مرزا حیدر سے آویزش کی مگر حصہ مین شکست آئی — مرزا نے کشمیریون کو سختی اور ملایمی سے جیسے موقع ملا موافق کرلیا جیناکہ کشمیری اوس روز تارک شاہ کا خطبہ پڑھتے ہین — مرزا حیدر نے ہمایون بادشاہ کے نام پر سکہ اور مہر کو زینت بخشی اوسوقت سے یہ ملک بابری قبضے مین رہا تا آنکہ احمد شاہ ابدالی نے لیا اور اب اوسکے قبضے سے نکلکر کشمیریون کے زیر اطاعت ہی کشمیری بطور خود حاکم ہین احوال اونکا مفصل معلوم نہین —

سرکار پکلی

۳۵ کوس لنبا ۲۵ کوس چوڑا ہی خاور رویہ کشمیر شمالی کتور جنوبی بنگا ولوس لکر پچھم اٹک بنارس امیر تیمور صاحبقران نے چند شخص وہان پر محافظ مقرر کیے تھے برف کثرت سے برستی ہی کبھی بہ نسبت موسم گرمی کے جاڑا زیادہ ہوتا ہی زمین اکثر ہندوستانی طور کی ہین دریا سے سیرابی ہوتی ہی کشن گنگ — سندہ کھٹ زمین اور دریا کشمیر اور ہندوستان اور زابلستان مین نونو ہین اکثر چنا اور جو ہوتا ہی — زردآلو — اور چار مغز خودرو ہی اور میوہ کشمش اور ریشم نہین ہوتا جانور شکاری اور اونٹ اور بیل اور بھینس اور میانہ بزاور ریچھ وغیرہ بکثرت یہان کے مرزبان کشمیر کے نیازمند تھے اوسمین تین ولایت ہین بنیر سواد — بجور اول سولہ کوس لنبا اور بارہ کوس چوڑا ہی اسکے پورب پکلی اوتر کتور اور کاشغر دکھن اٹک بنارس پچھم سواد ہندوستان ہی دو راہ ہین کریوہ سرخابی — کوتل ہندو — اگرچہ دونو سخت گذار ہین لیکن پہلی راہ نہایت

دشوار — دوسرا ولایت چالیس کوس دراز اور پانچ سے پندرہ تک چوڑا پورب رویہ پنیرا اور ترکنور اور کاشغر — دکھن بکرام پچھم بجور درہ بہت ہین اور انکے نزدیک کاشغر سے ملتا ہی قصبہ منگلور مین حاکم کی نشستگاہ ہی ہندوستان سے یہان کے جانے کی دو راہ ہین گریوہ ملکند پنج اکثر جگہ موسم گرمی کم اور جاڑا اکثرت سے ہوتا ہی برف جنگل مین زیادہ برستی ہی مگر فقط دو ہی تین روز اور باقی تمام سال پہاڑون پر تخ برستی ہی موسم زمستان اور بہار اور بارش بموجب فصل ہند کے ہو بہار نہایت طرح دار ایرانی تورانی ہندوستانی پھول موجود بنفشہ نرگس خودرو جنگلون مین بھرا ہوا میوہای خود رستہ مین شفتالو ناشپاتی بہت عمدہ ہوتی ہی باز اور جرہ اور شاہین عمدہ لوہے کی کھان ۲۵ کوس لنبی اور پانچ سے دس کوس تک چوڑی اسکے چارون طرف سواد اور شمال کو کنور اور کاشغر جنوب مین بکرام — باختر مین کرزونور بہ نسبت کابل کے یہان گل زیادہ ہی زرد آلو ناشپاتی نہایت لذیذ قلعۂ استوار جای نشستگاہ حاکم ہی امیر سید علی ہمدانی اسی مقام پر فوت ہوا اور بموجب وصیت کے جنازہ بختلان کو بھیجا گیا اسکی ہوا سواد کی رنگ پر ہی لیکن گرمی سردی کسیقدر کثرت رکھتی ہی تین راہ سے زیادہ راہ نہین ایک ہندوستان سے نکلی ہی جسے دالبش کول کہتے ہین اور دو شہر کابل سے ایک بسیج دوسرے کرزونور کل سب سے آسان اور سہل گذار دالبش کول ہی اسی سے یہ ملحق جنگل ہی دریاے کابل اور سندہ اور بہار سے ملا ہوا تیس گز لنبا اور بیس سے پچیس تک چوڑا — تمام یہ سرکار کھوہ اور جنگلون مین ہی کوہ یوسف زئی کے درمیان مین بنگاہ میرزا الغ بیگ کابلی کے عہد مین کابل سے یہان آیا داؤد سلطان سے جوکہ اپنے تئین سلطان سکندر ذوالقرنین کا دخترزادہ کہتا تھا حاصل کیا کہتے ہین کہ بادشاہ نے کسیقدر اپنے خویشاوندون کو اسی سرزمین مین چھوڑا تھا — ابتک کسیقدر وہی لوگ باقی ہین اور نسب نامۂ سکندری ہاتھہ مین رکھتے ہین عہد اکبری مین اکثر بدنہادون کو نیستی کی راہ نمائی ہوئی بعضون کو محبس دکھلایا گیا چندے شرف ملازمت سے کامیاب ہوے

سرکار قندھار

تیسری اقلیم سے ہی قلات بنجارا سے غور اور غرجستان تک تین سو کوس لنبا اور سندہ سے قرہ تک دو سو ساٹھہ کوس چوڑا ہی پورب کو سندہ شمال کو غور و غرجستان اور جنوب کو سوی اور پچھم قرہ اور شرق و شمال کے درمیان مین کابل اور غزنین ہی اگرچہ شہر مین برف کم برستی ہی لیکن کوہسار مین تیل و نہار — اٹھارہ دینار کو تومان کہتے ہین اور فی تومان آٹھہ سو دام اور تومان خراسان کے تیس ۳۰ روپیہ اور تومان عراق کے چالیس — اکثر غلہ کی تول خروار سے ہو اور وہ قندہار کا چالیس من اور ہندوستان کا دس من ہی قندھار دار الملک جسکا طول ایک سو ساٹھہ درجہ چالیس دقیقہ اور عرض تینتیس ۳۳ درجہ دو قلعہ مین گرما بکثرت اور سرما

کی قلت ہی دی اور بہمن مین یخ دانے بھرجاتے ہین تین چار برس کے بعد برف گرنے سے خوشیان ہوتی ہین ست
گل اور میوہ بکثرت گندم اور جو سفید رنگ بطور تحفہ کے اکثر دور دور دراز ملکون کو جاتا ہی پانچ کوس پر ایک پہاڑ ہی
جسکا نام ازدرکوہ ہی اور ایک حیرت افزا غار مسمی بہ غار جمشید اسی پہاڑ پر ہی اوسمین چراغ جلا کرتے ہین مگر گرفتگی ہوا کے
باعث سے اندازہ نہین ملتا اس سے آٹھ کوس پر فلات پہاڑ اور اوسکی گھاٹی مین غار ساہ نامی ایک غار ہی
اوسمین دو ستون خدا آفرین ہین ایک غار کے چھت سے ملا ہوا تینتیس گز اونچا پانی اوسپر سے گرتا ہی اور اوس حوض
مین کہ اوسکے نزدیک واقع ہی تراوش کرتا ہی دوسرا غار گیارہ گز اگلے زمانے مین کاریز کی کثرت تھی خربزہ بہت لذیذ
چشمہ شاداب لوہے کی کھان ہی اسی پہاڑ کے دامنہ مین ایک لوہے کا تنور اگلے لوگون کا بنایا ہوا ہنوز موجود ہی
غزنین اور قندہار گرمسیر ملک ہی دریاے ہند کی طولانی درمیان سے گذرتی ہی ایک طرف زمین داور سے ملا ہوا
اور دوسری طرف سیستان سے ملحق ہی دونو طرف پانی کثرت سے بھرا ہی کشتکاری ہر قسم کی فراوان پیشتر یہان
ایک شہر تھا سلاطین غور کا آرامگاہ عمارات سابقہ سے اکثر آثار پدیدار ہین ہیرمند اور قندہار کے درمیان مین
سیمند پرانے مشہور شہرون سے یادگار گندم اور جو کو سفید پری کہتے ہین داور کی زمین اقلیم سوم اور چہارم سے
اکٹھی ہی اٹک بنارس سے ہندوکوہ تک ڈیڑھ سو کوس دراز اور قندہار کے قراباغ سے چغان سرا تک سو کوس
چوڑا ہی اسکے پورب ہند اور پچھم اور اوتر ہندوکوہ اور غور درمیان شمالی پانی کے اندر بدخشان اور ہندوکوہ
اور جنوبی کے درمیانہ فرمل ہی۔ یہان کی آب و ہوا کی تعریف بیان قلم سے اشکال ہی باوجودیکہ زمستان اعتدال
سے زیادہ مگر کچھہ نقصان نہین پہونچاتا گرمسیر اور سردسیر اسطور پر کہ ایکدن مین ایک عالم سے دوسرے عالم
مین گذر ہو اسکے قریب ایلاق و قشلاق دو شہر واقع ہین جنگل اور پہاڑ مین برف کی بارش ہوتی ہی
اول مین دھنک سے اور آخر مین تلا سے زراعت عمدہ اوگتی ہی چارو طرف بڑے بڑے پہاڑ ہین غنیم کا
گذر مشکل ہی کابل و بدخشان و ہندو بلخ و کوہ واسطہ کے درمیان مین سات راہون سے تورانی آمد و رفت
رکھتے ہین لیکن سب سخت گذار ہین قندہار اور زمین داور اغلب ہی کہ سلاطین صفوی کے اختیار مین تھی
گاہ گاہ بسبب حادثات کے بابری قبضہ مین بھی آیا بعدہ سلاطین ایرانی کا غلبہ ہوا جو راہ کہ خراسان سے ہوتی
ہوئی قندہار مین پہونچتی ہی نہایت درست ہی ہندوستان مین پانچ راہین دو کوتل کے بعد آباد پہاڑون مین
گذر ہوتا ہی بابر بادشاہ نے اس راہ کو نہین لکھا شاید اوس ایام مین یہ راستہ کھلا نہو گا راہ خیبر کی سابق مین نہایت
دشوار تھی آخر جلال الدین اکبر کے حکم سے ایسی آراستہ ہوئی کہ گاڑی بخوبی نکلجاے آجکے دن ایران و توران کی
شاہراہ ہی نادر شاہ کے بموجب حکم کابل وغیرہ کی فتحیابی کے بعد پٹھانون نے راہ خیبر کو اسقدر وا اشگاف کیا کہ
چالیس سوار پہلو بہ پہلو برابر چلے جاوین اسکے عہد مین اس راستہ کو جاروب سے اسقدر صاف رکھتے تھے کہ کنکری تک

مسافر کے بیر مین نہ گڑے اس اطراف مین گیارہ زبان کا رواج ہی ہر فرقہ اپنی زبان بولتا ہی ترکی مغلی فارسی
ہندی – افغانی – بیراجی – گبری – ترسائی – لمغانی – عربی – ایماقی – بڑا اوس یہان کا ہزارہ
اور افغان ہی چراگاہ یہانکی انہین دونون گروہ کے تصرف مین ہی – ہزارہ چغتائی لشکر ہی – منکوقانے ہلاکو خان
کی مدد پر بھیجا تھا اوسنے اس گروہ کو اپنے لڑکے نکو کردار کے ہمراہ اوغلان سے اسطرف نامزد کیا غزنین سے
قندھار اور ہمدان سے بلخ تک انکا بود باش ہی سو ہزار سے زیادہ مکان انکا تیسرا حصہ گھوڑے اور بکرے رکھتے
ہین اور ہر ایک مغرور ہو کر گروہ گروہ ہو گئے ہین باہم ترک آشتی ہی – پٹھانون نے اپنے تئین بنی اسرائیل
سمجھکر افغان نام نیاک کو بزرگ جانتے ہین کہتے ہین اوسکے تین لڑکے تھے ایک سربن الوس سربنی اوس سے
منسوب دوم غرغشت جسکی نسل مین غرغشتی ہین سوم بیٹی گروہ بیٹی اسی کی تسلسل مین ہی انہین تین
شاخون سے فرقہ ظاہر ہوئے سب سے بزرگ فرقہ بٹریچ اور متوسط خرشبین شیرانے اور مرکا سے محمد خویشگی
کلانی خلیل مہمند زئی داؤد زئی یوسف زئی کلیانی ترکلیانی یہ سب سربن سے ملحق ہین سورانی جلیم
ورگ زئی آفریدی حکیانی چٹگی گرانی اور مر منسوب کاگر ناغر متوالی بمعنی بابرن یہ سلسلہ غرغشتی ہی غلزی لودی
نیازی لوحانی سور بروانی کلیو دریہ بیٹی منسوب ہین – مست علی غوری افغانان منی سے ہی کہتے ہین کہ نسل
بیٹی کوئی شخص آلودہ عصیان ہوا جسوقت یہ نوبت پہونچی کہ راز سربستہ کا افشا ہوا اوسکا پیوند دیگر در پردۂ
پردہ ناموس کی پردہ داری کی اوس سے تین لڑکے پیدا ہوئے غلزئی – لودی – سروانی بعض افغان کو
قبطی کہتے ہین – جسوقت بنی اسرائیل بیت المقدس سے مصر مین آیا اس گروہ کا ہند مین گذر ہوا یہ داستان
تحریر سے افزون ہی لیکن شادابی گلزار سخن کے لیے کسیقدر سحاب قلم کی بارش کی گئی – خواجہ خضری –
قاقشال میدالی اورنگ کلتکی الیسرایچی بل بورچی نگدری بہبودی سیدی بامی لقک انداز عرب
کلہ بان فوق بامی وغیرہ جنگلی بہت ہین لیکن نہ اوس انبوہ سے عہد اکبری مین اکثر ملازمی مین مشرف ہوئے

شہر کابل

چوتھے اقلیم سے ہی طول مین ایکسو چار درجہ چالیس دقیقہ اور عرض مین ۳۴ درجہ ۳۰ دقیقہ اگلے عمدہ شہرون
مین ہی کہتے ہین کہ لشنگ کے عہد مین بنیاد پڑی دوہری قلعہ – رکھتا ہی مغرب طرف اسکے قلعہ کوہچہ ہی
فیض بخش شاید کسی اگلے زمانے والے نے تعمیر کیا ہو اسی نسبت سے اوس کوہچہ کو شاہ کابل کہتے ہین –
ارک اس بستی کا اسی پر معمور ہی اور بیٹی کبھی اونسے جدا ہو کر اوسکا نام عقابین رکھتے ہین – کسیقدر قلعہ مین
مشرف ہوئے اور جزوی فرمایش کرتے ہین اسکے دامن مین مکانات دلفریب اور چمنہای نازک روش
اور باغات دل آویز ہین – دو ندیان اس شہر مین ہین ایک لنندر سے شہر مین ہوتے ہوئے گذرتی ہی

دریاے خطیان نام ہی دوسری موضع یعقوب دہلی دروازہ سے نکلکر معمورہ مین پہونچتی ہی — اسے پل مستان کہتے ہین بہ نسبت اول کے یہ ندی زیادہ صاف اور گوارا ہی اور اوسی قرب مین ماہم الکاندی نکلی ہی یہ محلہ ہی کلکتہ نام پہاڑ سے ایک جھیل شہر کے رخ لہراتی ہی عقلاے سابق نے کابل اور قندہار کو ہند کے دو دروازے مقرر کیے ہین ایک سے توران کی راہ ہی اور دوسری ایران کو اسکی حفاظت موجب امن ہند ہی اور انھین دو نو راہ سے سفر بہتر اس اطراف مین بھی مانند سمرقند اور بخارا کے پرگنہ کو لومان کہتے ہین اور اسکے ماسوا کو تر سا در انکی بہار طرب افزائی مین نادر ہی یہان پر ایک معبد ہی کوراکھری نام جوگی لوگ مخصوص دور دراز سے زیارت کو آتے ہین لومان نیک نہال لمغانات داروغہ نشین سے اگلے زمانے مین ادینہ پور تھا آج جلال آباد ہی برف نہین برستی اور نہ اوس شدت سے جاڑا ہوتا کھیتی سرسبز ہو انار نے دانہ ہوتا ہی جلال آباد کے پاس بابر بادشاہ سے یادگار باغ صفا ہی اور آدینہ پور کے قرب مین بھی اسی بادشاہ کا بنایا ہوا باغ وفا ہی دکھن طرف کوہ سفید عجب نزہت افزا ہی برف کبھی کم نہین ہوتی اس حدود مین کوہچہ ہی جب کابل مین برف برسے اسپر بھی ضرور تراوش ہو لومان مندر مین بندر بکثرت دریاے علی سنگ اور النکار یکجا ہو کر آب باران سے ملتا ہی اور دریاے چغان سراے پورب او تر ہو کر کنور مین آتا ہی بڑے پہاڑون مین برف بھری رہتی ہی اور دریاے علی سنگ مین لومی اوسکو کافر کہتے ہین — اوسی مقام پر قبر ہی اعتقاد لوگون کا یہ ہی کہ نوح کے باپ لام کی ہی جسکو اولمک بھی کہتے ہین اکثر یہان کے لوگ کاف کی جگہ پر غین کا خرچ کرتے ہین وجہ تسمیہ لمغان کی یہی ہی — کوہستان بھی کافرون سے معمور ہی یہان کے لوگ بجاے چراغ کے چلغوزہ جلاتے ہین اوسی کی روشنی ہوتی ہی — ایک جانور روبہ پران نام ہوتا ہی زمین سے ایک گز اونچی پرواز کرتی ہی اور نیز ایک قسم کا چوہا ہوتا ہی جسمین مشک کی خوشبو نکلتی ہی — لومان لوکھر سے ایک موضع چرخ نام ہی مولانا یعقوب چرخی وہین سے منسوب ہی اوسکے مواضع مشہورہ مین سجاوند کافرون کی نشستگاہ ہی لومان بنگش سات ہزار سوار ستر ہزار پیادہ مہمند ہزار نفر اونمین سے پانسو سوار جلیل اور پانسو سوار اور چھہ ہزار پانسو پیادہ داودزی تین ہزار سوار سینتیس ہزار پیادہ کلیانی پانسو سوار اور چار ہزار پانسو پیادہ محمدزئی چار سو سوار اور چار ہزار پیادہ مہمندی تیس سوار ساڑھے نوسو پیادہ صافی ایکسو سوار اور ایکہزار چار سو پیادہ خیل پچاس سوار ساڑھے آٹھہ سو پیادہ غلزئی ایکسو سوار دو ہزار نو سو پیادہ — خضر خیل تیس سوار ساڑھے نو سو پیادہ شیرزاد بیس سوار چودہ سو پیادہ خوستینی دس سوار دو سو پیادہ ختکی دو سو سوار چار ہزار پیادہ عبدالرحمانی سو سوار دس ہزار پانسو پیادہ — آفریدی پانسو سوار ڈھائی ہزار پیادہ — درک زئی پانسو سوار ساڑھے پانسو پیادہ — لومان کروز مین قلعہ مضبوط اور اکثر عمارات چو منزلہ —

غزنین

تیسری اقلیم سے ہی سلطان محمود اور سلطان شہاب الدین کا پایۂ تخت رہا ہی اکثرون نے اسے زابلستان کہا اور
بعض قندہار کو اسی مین داخل کرتے ہین حکیم سنائی وغیرہ اولیا کا خوابگاہ ہی سمرقند اور تبریز کے مانند یہان بھی
جاڑا ہوتا ہی ایک دریا شمال سے جنوب کو روان ہی جسکی آبپاشی سے کشتکاری سرسبز و شاداب کاشتکاران کو بڑا
تردد کرنا ہوتا ہی ہر سال نئی مٹی لاتے اور کھیتون مین ڈالتے ہین بیشتر کابل سے اراضی پھیلتی ہی روئین کثرت
سے ہوتا ہی یہین سے ہندوستان کو آتا ہی عہد بابری مین ایک قبر تھی کہ جسوقت درود پڑھتے اوسکو جنبش ہوتی
عقل دور اندیش سے دریافت ہوا کہ دکاندارون کی فسون سازی ہی اور ایک چشمہ ہی کہ اگر اوسمین قسم قاذورات سے
چھوڑین فوراً برف و باران پدید ہو بہار و خزان یہان کی عمدہ ریاحین کی رنگ آمیزی نہایت مصفا تینتیس قسم کا
لالہ ہوتا ہی انمین سے ایک قسم ایسی ہی جسمین گلاب کی بو آتی ہی اوسکا نام بھی لالہ گلبو ہی اور سونے چاندی لاجورد
کی کھانین ہین اور پہاڑ کے نزدیک ریگستان ہی اوسکو خواجہ ریگ روان کہتے ہین موسم تابستان مین یہان نقارہ و ڈھول کی آواز معلوم ہوتی ہی

لومان ضحاک و بامیان

قلعۂ ضحاک پرانے وقتون کی یادگاری ہی اور حصار بامیان خراب یہان پہ بارہ ہزار سمچ جنگل کے درمیان مین کھودی
ہین جنکا نام ہزرہ کج اور نقاشی ہی اگلے وقت یہان پر موسم زمستان آخر لیجاتے تھے — یہان پر تین بت
ہین ایک مرد کی تصویر اسی گز دراز قد دوسرے عورت کی تصویر پچاس گز لانبی اور ایک بچہ کی تصویر پندرہ گز کی طول
مین ہی تعجب یہ کہ سبھی مین ایک قبر ہی اوسکے درمیان مین تابوت رکھا ہی اوسکی ابتدا کا حال معلوم نہین لیکن بزرگ
خیال کرتے ہین — گذشتہ زمانے مین کوئی دوا ملکر سخت زمین مین دفن کر دیتے تھے سادہ لوح فریفتہ ہو جاتے
اور اعتقاد ظاہر کرتے — بنیل[۲] لومان اس سے متعلق ہین اسکی جمع بابر بادشاہ نے اپنے واقعات مین باوجود تمغا کے
آٹھ لاکھ شہرخی لکھے جسکے تین لاکھ بیس ہزار روپیہ اکبرشاہی ہوتے ہین روپیہ کا نرخ چالیس دام — ایک کرور
۲۸ لاکھ دام ہوئے عہد اکبری مین جمع چھ کرور تہتر لاکھ چھ ہزار نو سو تراسی دام مقرر ہوئے شاید یہ اولٹ پھیر
قلت آبادی سے ہوئے اور نیز پشاور وغیرہ کو چھوڑ دیا ہی — اور نیز منتظمون کی ناکردہ کاری باعث ہوئی ہو

تذکرہ

۷۸ھ ہجری مین عبدالملک بن مروان نے امیہ بن عبداللہ کو حکومت خراسان سے خارج رکھکر حجاج بن یوسف
ثقفی کو حوالہ کی اور عبداللہ بن ابی بکرہ کو سیستان روانہ کردیا وہان سے لشکر جمع کرکے رتبیل مرزبان کابل کے
لڑنے کو چلا چونکہ بھڑنے کی طاقت نتھی پہاڑون کی اوٹ سے راہ بند کی لشکر عرب پر سختی نازل ہوئی خورش کے نملنے
سے عاجز ہوئے لاچار سات سو ہزار دام یعنی تین لاکھ روپیہ دیکر عبداللہ چل نکلا اور شریح بن ہانی آشفتہ ہوکر

باوجود کمسن سالگی کے اوٹھہ دوڑا حجاج نے اس خبر سے سرزنش کی اور سزا ہی سے معزول کیا سنہ ۸۱ ہجری مین عبد الرحمن
بن محمد اشعث کو رن بھیل سے آویزش کو روانہ کیا اور سیستان مع اوسکے اطراف کے اوسکو عطا کیا۔ عبد الرحمن
جب حدود کابل مین پہونچا بطرز اول اثنائے مین کسیقدر آدمی چھوڑکر بڑی دستبردی کی اور اچھی لوٹ ہاتھہ لگی۔
دشواری کے سبب سے وہ ملک نگاہ نرکھہ سکا حجاج نے عدم معاودت کو سرزنش تحریر کی کہ ہرچند امسال تردد
قرار واقعی ہوا لیکن اس معاودت کا جرمانہ یہ ہی کہ بمجرد پہونچنے تحریر ہذا معاودت کرے اور اوس ملک کو تصرف
مین لائے اگر اوسی سہل انکاری سے دوسرے سال کی لڑائی کا خیال ہو تو اپنے تئین معزول سمجھے لشکر اپنا سردار
اسحق بن محمد کو سمجھکر اوسکے فرمان بردار ہون۔ عبد الرحمن دولت کے غرور مین آکر ایرانی لشکر سے ملگیا
اور حاکم کابل سے متفق ہوکر حجاج ہی سے سامنا کیا اور یہ بات قرار پائی کہ اگر فتح پائے کابل پر ہاتھہ نہ بڑھائے اگر ناکام ہو تو پناہ پائے
حجاج اس شورش سے سخت برہم ہوا ظاہر و پوشیدہ مقام جنگ آراستہ ہوا عبد الرحمن نے فتح پائی حجاج بصرہ کو آیا
دوبارہ لڑائی ہوئی اوس ناسپاس کی آبروریزی ہوئی قلعۂ بست مین جہان اوسکا گماشتہ تھا پناہ گیر ہوا اوسکے
حجاج کے خیال سے عبد الرحمان کو قید کیا چاہا کہ حجاج کے پاس روانہ کرے مرزبان کابل اس خبر سے مطلع ہوا اور چالاکی کرکے
عبد الرحمن کو چھڑاکر اپنے ملک مین لایا چند مرتبہ اسکی مدد سے آویزش کی مگر کچھہ حاصل نہوا سنہ ۸۴ ہلالی مین رن بھیل
نے چکنی چکنی باتون مین اسے قید کرکے اوسکے حضور مین بھیجدیا اس بیچارے غیرت کے مارے نے اثنائے راہ مین بلندی
سے کودکر عدم کی راہ لی سنہ [illegible] ہجری مین ہشام بن عبد الملک کی حکومت مین امیہ عبد اللہ قشیری حاکم خراسان
اور غور اور غرجستان اور ملک نیمروز نے کابل فتح کیا اور اپنا دار الحکومتہ مقرر کیا اوسوقت سے ہمیشہ بنی امیہ
اور بنی عباس حاکم خراسان کے عہد مین رہا تاآنکہ سامانیون کے عہد مین الپتگین غلام اس خاندان کا جدا ہوکر
غزنین اور کابل کو قبضہ مین لایا جب وہ فوت ہوا سبکتگین والد سلطان محمود کو سرداری ملی اسیطرح غزنویون
کے تصرف مین آیا بعدہ غوریون کے ہاتھہ لگا اسکے بعد انکے غلامون اور اونسی خوارزمیون کو بعد چنگیز خانی
رہی وہان سے امیر تیمور صاحبقران اور اوسکے آل و اولاد مین حکومت آئی کچھہ دنون نادری حکم بھی رہا
اب تیمور شاہ بن ابدالی احمد شاہ کا دار الملک ہی چون کہ کسیقدر ہندوستان کے صوبجات کی کیفیت
تحریر ہو چکی ہی اب کسیقدر فرمان روایون کا حال ابتدائے پانڈوان سے تحریر ہوتا ہی

ذکر احوال فرمان روایان ہندوستان کا ابتدائی راجہ جدشٹر پانڈوان سے

کتب تواریخ خصوص مہابھارتھہ سے جو جملہ کتابون سے معتبر ہی ایسا واضح ہوا کہ آخر زمانہ دواپر سے ہندوستان
کی سلطنت پانڈون اور کورون کے خاندان مین تھی جب راج کی نوبت راجہ بچتر بیرج پانڈون کے دادا کے ہاتھہ آئی
حسب قاعدہ اپنے گذشتہ بزرگون کے عدل و انصاف کرکے عالم عقبےٰ کی راہ لی اسکے کوئی وارث نتھا کار پردازون نے

باہم مشورہ کیا اور سری بیاس جی سے جسکے طول بقا اور نشو نما مین قدرت الٰہی پائی جاتی ہی رجوع کرکے اوسکے ذریعہ سے مرحوم راجہ کی رانیون سے تین لڑکے پیدا کرائے روایت ہی کہ پہلی رانی نے اوس سراپا جلال کی تاب مشاہدہ نلاکر اپنی آنکھہ بند کر لی تھی اس سبب سے اوسکے نابینا لڑکا جسکا نام دھرتراشٹ رکھا گیا پیدا ہوا دوسری رانی اوس خورشید طلعت کی شعاع سے زرد ہوئی اوسکا لڑکا زرد رنگ پانڈ نام ہوا تیسرا بیدر بعد مین لونڈی سے بدر بلم کا ظہور ہوا چونکہ بڑے لڑکے دھرتراشٹ نے نور نظر سے چشم پوشی کی تھی اور بدر لونڈی کے پیٹ سے نکلا لہذا پانڈ نے فرمانروائی مین سرخروئی حاصل کی اپنے خاندان کے بجھے چراغ کو از سر نو روشن کیا پسر راجہ نے زور سرپنجہ سے سرکشان اطراف کا پنجہ پھیر از بردستی سے سارا ملک زیر کیا۔ طبیعت اسکی شکار دوست تھی اکثر اوقات صید افگنی مین مصروف رہتا تھا ایکروز حسب معمود برسم شکار سوار ہوا ناگاہ دو آہو نر و مادہ باہم قربت کرتے نظر آئے راجہ نے تیر دلدوز کو بقصد نشانہ روانہ کیا کمان چلائی کہ وہ مارا عین وصل مین جدائی ہوئی نر و مادہ سے مفارقت نے تفرقہ ڈالا۔ درحقیقت یہ آہو نہ تھے کوئی تپیشری آہو کے قالب مین اپنی عورت سے خوش فعلیان کرتا تھا۔ نزع کی حالت مین اوس حسرت زدہ کے زبان پر یہ چند الفاظ روان ہوئے کہ اے خداوند جس رنگ سے اس نیرنگ ساز نے ہماری صحبت کے رنگ مین تفرقہ کی خاک اوڑائی اسی حالت مین یہ بھی زمانہ کی دورنگی دیکھے اس بد دعا کے سنتے ہی بیدرنگ راجہ کے چہرے کا رنگ اوڑ گیا بدحواسی کا دھوان نظرون مین چھا گیا۔ مگر کیا ہوتا تھا تیر از شست جستہ و کار از دست رفتہ کا معاملہ تھا۔ لاچار اپنی موت عورت کی نزدیکی سے سمجھکر تخت خلافت سے دوری اختیار کی جنگل مین جاکر عبادت کرنے لگا ایکروز اپنی عورت گنتی نام سے کہا کہ جو شخص بے اولاد مرتا ہی وہی دوزخ جاتا ہی۔ اور ہمارے مذہب مین جائز ہی کہ اگر بے اولاد یا خود در تولیت پر قادر ہو برہمن کے وسیلہ سے کشت مراد مین تخم ریزی کرائے جسطرح کہ بسبب لاولدی کے ہم تینون بھائیون کی ولادت بیاس جی کی بدولت ہوئی۔ اوس عورت نے جواب دیا کہ آب شمشیر کا حلق سے اوترنا مجھے گوارا ہی مگر غیر مرد کے زلال وصال سے سیراب ہونا ممکن نہین مگر چونکہ میرے تئین ایک ایسا افسون یاد ہی کہ جسے چاہون عالم ملکوت سے بلالون اور اوسکی مصاحبت سے اولاد حاصل کرون اگر تیری رضا ہو اس ڈھب سے البتہ ممکن ہی۔ راجہ نے اس نوید سے دلشاد ہوکر اجازت دی۔ وہ خلوت مین گئی یہ جلوت مین پاسبانی کو بیٹھا۔ قدرت الٰہی سے وہ عورت بارور ہوکر باہر آئی راجہ کو خوشخبری سنائی۔ نو مہینے کے بعد لڑکا جنی جسکا نام جدشٹر ہوا۔ اور دوسری بار بھی پہلی ترکیب سے باردار ہو گئی۔ بھیم سین نام قوی ہیکل لڑکا پیدا کیا۔ منقول ہی کہ ایک مرتبہ اوس جنگل مین ایک شیر دلیر نمودار ہوا اوسکا خوف سارے بنی نوع کے دلون مین ساری ہوا ہر ایک کے لبون پر فریاد آئی۔ کنتی بھی گھبرا کر بھاگی اس سراسیمگی مین یہ بچہ اوسکی بغل سے جدا ہوکر بڑے بھاری پتھر پر جا

اسکے صدمہ سے پتھر پر پتھر پڑے ٹکرے ہو گیا۔ دیکھنے والون کی آنکھین پتھرا گئین۔ راجہ پانڈ نے سمجھا کہ یہ لڑکا بڑا کوہ وقار زبردست شیر شکار ہوگا۔ تیسری مرتبہ ارجن کی ولادت بھی گذشتہ طریقہ سے ہوئی آسمان سے آواز آئی کہ فرمانرواے عالم علوی کی طرح اسکا علم فرمانروی عالم سفلی مین علم ہوگا۔ اسکے ہاتھون سے یکقلم دشمنون کا سر قلم ہوگا۔ راجہ پانڈ کے دوسری زوجہ سے دو لڑکے نکل اور سہدیو توام پیدا ہوئے یہ پانچون بھائی حسن سیرت اور صورت اور شجاعت اور دلیری مین یکتاے روزگار تھے راجہ کے خمسۂ حواس ان پنج برادر کے ساتھ نہایت درستی سے جنگل مین منگن تھے۔ ہستناپور مین جہانداری کا کاروبار دھرتراشٹ جو نے بصری کے میدان کا سور تھا کرتا تھا۔ جسوقت دھرتراشت کی بی بی حاملہ ہوئی وضع حمل کے وقت ایک لتھڑا گوشت کا پیٹ سے باہر نکلا۔ لوہے سے زیادہ سخت تھا۔ دھرتراشت کی بی بی سخت حیران ہوئی۔ چاہتی تھی کہ اوس پارۂ گوشت کو دور پھینکواوے اوسوقت بیاسدیو نے آکر فرمایا کہ ہرگز اس پارچہ گوشت کو نظر سے دور نکر اس سے لخت جگر پیدا ہونگے بعد ازان بیاسدیو کے کہنے کے بموجب ٹھنڈھا پانی اوسپر چھڑکا فوراً سو ٹکرے ہو گیا۔ پس ہر ایک ٹکرے کو روغن کی ٹھلیا مین چھوڑکر علیحدہ علیحدہ بحفاظت تمام نگاہ رکھا۔ بعد دو سال کے جب اون کو کھولا ہر ایک سے ایک لڑکا برآمد ہوا سب سے بڑا درجودھن تھا کہتے ہین درجودھن نے نکلتے ہی زمین کو پھاڑ کر گدھے کی طرح رینکنا شروع کیا اوس آواز سے شغال اور گرگس اور خر اور زاغ [illegible] زمین و آسمان مین فریاد زنان ہوئے اور ہوا مین غبار اوٹھا اس حالت سے تماشائیون کو حیرت ہوئی۔ ان سو لڑکون کے سوا دوسری بی بی سے ایک لڑکا ججھہ نامے پیدا ہوا جملہ اولاد ایک سو ایک ہوئی ان سب مین بڑا راجہ جودھن روئین تن تھا کوئی حربہ اوسپر کارگر نتھا اوسکی شجاعت اور تہوری کا حساب ممکن نہین درحقیقت فرد تھا۔ جسوقت یہ بموجب دعاے بد کے راجہ پانڈ عورت کی نزدیکی کرنے سے عروس زیست کی ہمکناری سے دور ہوا چھوٹی بی بی اوسکے نعشہ کے ہمراہ سوختہ ہوئی تپشری اور عبادتگار لوگ جو اوس جنگل مین تھے انہون نے پانچون لڑکون کو مع کنتی کے ہستناپور پہونچا دیا۔ اکثرون نے اون لڑکون کو قبول کیا اور بعضون کو انکار رہا خصوص راجہ دھرتراشت کا بڑا لڑکا درجودھن دون کی لیتا تھا کہ جب راجہ پانڈ بسبب عابد کی بد دعا کی عورت کی نزدیکی سے دور رہا کیونکر ان کو اوسکا نتیجہ سمجھنا چاہیے۔ اوسی وقت آکاس بانی ہوئی کہ یہ نور دیدہ نہال پانڈ کے ثمر ہین فرشتون کے ذریعہ سے عالم وجود مین آئے ہین۔ اس آواز کے ساتھی آسمان سے انکے سر پر پھولون کی بارش ہوئی اور عالم بالا سے نوبت اور نقارہ کے آواز بڑے غوغا سے عالمگیر ہوئے۔ تمامی سکان ہستناپور کے اس آواز سے حیران ہو کر ایمان لائے کہ بیشک یہ لوگ پانڈوان ہین بھیکم پتامہ نے جو انکے باپ کا چچا تھا تعلیم اور ترتیب کرنا شروع کی اچھے اچھے اوستاد تربیت کو مقرر کیے۔ انھون نے بمقتضاے استعداد خدادا کے تھوڑی سی فرصت مین ہر طرح کے علم و فن حاصل کیئے اور فن سپہ گری کے کل جوڑ توڑ تیر تلوار کے داؤ گھات

حاصل کی خلاصہ یہ کہ ہرایت مین اپنی ناموری کمال کو پہونچائی — جدشٹر نے محاسن اخلاق کی خوبیان حاصل کین — خوشخولی
نیکو وہی کی عادتین کامل کین اشعار تھی عقل محتاج تدبیر عنبر + بھرے دلمین تھے اوسکے افعال خیر + کسیکو نہ رنج اوس سے
پہونچا کبھی نہ تھا اوسکو مطلق غم و رنج و کین + بھیم بہ نسبت جدشٹر کے خوبرو اور تنومند تھا جس درخت پر ہاتھہ لگایا
اوسکی جڑ کھود ڈالی — زور سر پنجہ سے ہاتھی کا مونہہ پھیر دیا۔ گرزافگنی اور کشتی گیری مین نے نظیر تھا عجب بیچ کا
انسان تھا اشعار عجب شان و شوکت کا تھا یہ جوان + جسے دیکھہ جگ مین تھا آسمان + نہ تھا آدمی بلکہ
تھا شیر نر + تھے تیغ و گرز اوسپہ کچھہ کارگر + ارجن کی کمانداری اور تیراندازی سے تیر و کمان تک تعجب سے انگشت
بدندان تھے — اسکی شست دیکھکر قضا و قدر کا دل چٹکیون مین پیسا جاتا تھا — کئی فن سے تیراندازی کرتا
جسوقت ایک تیر گوشۂ کمان سے کڑکڑا اتا — وہ ہزار تیر ہوکر دشمن کی جانستانی کرتا — کبھی تیرون سے باد و باران کا
سدراہ ہوتا — کبھی باد و خاک و آتش و ہوا تیر سے پیدا کرتا — قوت سحر اسقدر تھی کہ کبھی بلندی کبھی پستی کبھی لاغری
اور فربہی دکھلاتا — کبھی ظاہر کبھی نظر سے پوشیدہ ہوجاتا — نکل اور سہدیو بھی جو دوسری مان سے تھے نیزہ بازی
اور تیغ زنی وغیرہ فنون سپہ گری مین یکتا تھے — آپس مین ایکا ایسا تھا کہ پانچون بھائی اربعہ عناصر کی طرح ایک جگہ
اوٹھتے بیٹھے — بڑے بھائی جدشٹر کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے — اور اپنا خداوند مجازی سمجھکر اوسکے حکم سے
سرمو انحراف نکرتے تھے — دنیا مین مشہور ہی کہ یوسف سا عزیز بڑے بھائیون کے ہاتھہ سے کنوئین جھانکا —
حسد کا مرتبہ ایسا ہی ہی کہ برادران توام کو دوسریکا شکوہ و جلال نہین بھاتا — مطابق اسکے یہ حال ہی کہ جرجودھن
انکی شان و شوکت پر حسد کھانے لگا — بھیم سین کی قوت و طاقت سے خوفناک ہوا — کانون سینہ مین خشم و
عناد کی آگ بھڑک اوٹھی — بمقتضائے آئین بادشاہی کے پانڈون کی گرمی بازار اوسرد کرنا چاہا — بارہا خیال کیا
کہ بھیم سین کی شمع حیات کو گل کرے — اکثر سیر و شکار مین زہر دیا — چند مرتبہ سوتا پاکر ہاتھہ پیر باندہ گنگا مین
ڈالدیا + لیکن چونکہ ناخدائے حقیقی کی حفاظت کا بادبان کھچا تھا — اوسکی باد مخالف کا کچھہ صدمہ نہ پہونچا —
اور ہر مرتبہ بھیم سین ساحل عافیت پر جالگا — چونکہ دھرتراشٹ نے جدشٹر کی حسن لیاقت دیکھکر ولیعہدی کی
سرفراز فرمایا — اور سررشتۂ کار ریاست اسکے دست مین دیا — جرجودھن کی نایرۂ حسد اور بھی دہک اوٹھی —
باپکے پاس پیغام بھیجا کہ آپنے مجھے سلطنت سے محروم کیا — مگر مجھسے جدشٹر کی فرمان برداری ہوتی نہین —
خیر اپنی جان سے درگذر کرتا ہون — دھرتراشٹ نے اس کلام سے پاسخاطر فرماکر نصف ملک کی حکومت جرجودھن کو
دی — اور جدشٹر کو حکم دیا کہ مع اپنے بھائیون کے شہر برناوہ مین جاکر مقیم ہو — اب یہان پر یہ بیان کرنا ضرور ہوا
کہ جرجودھن نے قبل پہونچنے پانڈون کے بلدۂ ماموره مین اپنے ہوا خواہون کو حکم دیا تھا کہ گوند اور رال سے مکانات
تعمیر کرین جب پانڈو وہان مقیم ہون بروقت موقع آگ تبلانا تاکہ جل کر راکھہ کے ڈھیر ہوجاوین — القصہ جب پانڈو

وہان پہونچے اعدا کی عداوت اور فریب سازی سے ماہر ہوکر پوشیدہ نقب طیار کی اور خود اپنے ہاتھہ سے اوس مکان مین آگ لگا کر نقب کی راہ سے نکل گئے - ایک بھیل نام عورت مع اپنے پانچ لڑکون کے قضا کار آکر جل گئی - جاسوسون نے اون پانچون لاشون کو پانڈون کے قالب سمجھکر درجودھن کو نوید سنایا - وہ حاسد جامہ مین پھولا نہ سمایا - پانڈون نے اوس مکان سے نکلتے ہی جنگل مین رکھون کے مانند تیرتھون اور ملک ملک کی سیر اختیار کی دیو بھوت کو مار ڈالتے تھے - کرگدن اور شیر کا شکار کھیلتے ہوئے کمپلہ شہر مین پہونچے وہان کا راجہ دروپد تھا اوسکی لڑکی نہایت حسین صاحب جمال تھی - اوس زمانہ مین اوس لڑکی کا سومبر تھا تمام زمانہ کے راجہ بابو بتقریب اس جشن شادی کے تشریف لائے تھے - راجہ دروپد نے ایک شہتیر میدان مین کھڑا کرکے ایک طلائی مچھلی اوسیر آویزان کی تھی اور شہتیر کے نیچے ایک دیگ کلان مین روغن بھر کر تابدان پر رکھا تھا اور ایک کمان نہایت بزرگی اور سختی مین رکھی تھی - شرط یہ تھی کہ جو شخص اس کمان کا چلا چڑھا کر اس ماہی کو بالائے چوب سے دیگ مین گرائے اوسکا خدنگ مراد نشانۂ تمنا مین پہونچیگا یعنی عقد دختر عمل مین آئیگا - دوسرے روز ہر شخص جمع ہوکر وفای عہد مین زور آزما ہوا مگر طالع ضعیف کی ناتوانی سے کچھہ زور نچلا - پانڈو بھی کسی گوشہ مین تماشا کنان تھے - پس ارجن نے کمان کو اوٹھا کر شست مشت کی صفائی دکھلائی تیر کے چھوٹتے ہی مچھلی تڑپ کر دیگدان مین آئی اور دروپدی کو جو راجہ دروپد کی کنیان تھی اپنے عقد مین لایا - دیکھنے والون کے آنکھہ مین سرسون پھولی مگر کسیکی یہ جرات نہوئی کہ ارجن سے آنکھہ ملائے - عین معرکہ مین پلک جھپک گئی اوس لڑکی کے تقدیر مین یہ لکھا تھا کہ پانچ شوہرون سے دوچار ہو الغرض بموجب ارشاد اپنی مان کے پانچو بھائی نے اوسے اپنی زوجیت مین قبول کیا اور ہر ایک نے ستر ستر روز کی نوبت مصاحبت کی مقرر کی - رفتہ رفتہ یہ خبر ہستناپور مین پہونچی کہ ہنوز پانڈوان زندہ ہین اور دروپدی سے شادی کی ہی راجہ دھرتراشٹ نے انہین بلاکر مشمول عاطفت فرمایا اور دوبارہ سلطنت کے دو حصہ کرکے آدھون آدہ کورون اور پانڈون کو عطا فرمائی اور باہم محبت واخلاص رکھنے کا عہد لیکر پانڈون کو اجازت دی کہ دریاے جمن کے کنارے شہر اندرپت مین مقیم ہون جسے اب دہلی کے نام سے مشہور کرتے ہین - راجہ جدشٹر اوس شہر مین پہونچتے ہی احکام حکومت مین مصروف ہوا تیغ کشورکشا سے اکثر نئی ولایات تسخیر فرمائین جنھین فرمان روائی کی بو سمائی تھی اونسے فرمان پذیری کرائی جسوقت دولت وحشمت گران حاصل ہوئی راجسو جگ کا انصرام کیا - راجسو جگ کے یہ قاعدے ہین کہ قسم قسم کے کھانے ہزارہا برہمنون کو کھلائے اور سونے چاندی کے برتن خیرات دیتے ہین - اور اقسام اغذیہ اور عطریات وغیرہ سے ہوم کرتے ہین - عمدہ جگ یہ ہوتی ہی کہ روے زمین کے راجہ لوگ شریک ہوکر آبکشی اور طعام پزی وغیرہ اسطرح کی خدمتون مین مصروف ہوین - یہ عبادت اوسے نصیب ہوتی ہی جسکے زیر حکومت سارے

ملک

جہان کے حاکم ہون جسوقت راجہ جدھشٹر نے جگ کا انصرام کیا راجہ درجودھن بھی شریک ہوا اور اوسکی
دولت خداداد کو دیکھکر ناسور کین پھر بہ نکلا- تیغ عداوت نے پرانے زخمون کو اور بھی چرکا دیا- جسوقت رخصت
ہوکر اپنی دار الخلافت ہستناپور مین پہونچا ہم نشینون مین بیٹھکر اور سارے قصہ کو سناکر یون بولا او ٹھایا
کہ راجہ جدھشٹر کے زوال کی کوئی کامل تدبیر کرنا چاہیے- اون کجبازون نے کہا کہ جوئے کا نقشہ جماؤ- اور اونکو
دغا اور فریب سے ایسی بازی دو کہ سارا کھیل بگڑ جائے- جب اسکے دل مین یہ چھکے پنجے کی ٹھہری- راجہ
جدھشٹر کو ہستناپور مین بلاکر لطف و مدارا سے پیش آیا رفتہ رفتہ مجلس قمار آراستہ ہوئی- دغا کے پانسے
اپنا اولٹ پھیر دکھلانے کو کجی پر رجوع ہوئے- تقدیر مین تو یہ تھا کہ ملک و مال ہار کر دشت ادبار کو سدھارے
لاجرم باوجود عقل و تمیز کے آسمان کی پلٹی ایسے نسوجھی سارے خزاین اور دفاین ملک و دولت ہار بیٹھا- کوئی چیز
پاس نرہی- اس گھبراہٹ مین اسطرح عقل نے کجی کھائی کہ چارو بھائیون اور درو پدی کو اور پھر خود بدولت
بھی اپنے تئین ہار بیٹھے- اوسوقت دوساسن جو درجودھن کا بھائی تھا دروپدی کو موکشان محفل مین لایا
اور چاہا کہ حسب الحکم درجودھن کے ننے نام و ننگ ہوکر دروپدی کو ننگا کرے اوسوقت یہ بیچاری ایام حیض مین تھی
دروپدی نے اس ہفت نیرنگ کی پردہ دری دیکھکر در پردہ پردہ پوش خلق اللہ کے حضور مین اپنی عزت و ناموس
کی پردہ سازی کو دعا کی- پردہ دار جہان نے اپنے فضل و کرم سے اسکا پردہ رکھا- جسوقت دوساسن ایک لباس
اوتارتا- جامہ خانہ غیب سے دوسرا تن زیب ہو جاتا- یہ ہاتھہ ململ سمجھتا تھا اسکی پارسائی بڑی گاڑھی کی تھی
آخر وہ پردہ در مُنہ گریبان مین ڈال کر رہگیا- نامحرم کو تن بدن کا راز نملا- حاضرین محفل نے اس نادیدنی کے
دیکھتے ہی آنکھہ بند کرلی- درجودھن اور دوساسن پر طعنہ کی زبان کھولی- مگر درجودھن کا دل تو کسی اور ہی
طرف بڑھا تھا کسیکے کہنے سننے سے حوصلہ نہ گھٹا- دوبارہ اس شرط سے بازی لگائی کہ اگر جدھشٹر کی جیت ہو
جسقدر مال و اسباب ہارا ہی واپس لیوی- درصورت ہار کے بارہ برس جنگل مین مع اپنے بھائیون کے
پوشیدہ رہے- اگر آخر اس معہودہ مین کہین سراغ کھلے- دوبارہ اوسقدر مدت تک پریشان ہو یہان تو
عقل و قسمت نے پیشتر ہی ہار مانی تھی- زمانہ گھات مین تھا- آخر بازی نپائی- مع چارو بھائی اور دروپدی کے
جنگل کی راہ لی- اوسوقت کرن نے اسطرح ٹھٹھا مارا کہ اے دروپدی پانڈون کی ہمراہی مین عبث جاتی ہی درجودھن
کے حضور مین کیون نہین مقیم ہوتی- یہ راجہ تجھکو ایسے مرد کے حوالہ کرے- جو تیرے ساتھہ ہار جیت کا حیلہ نکرے گا
پانڈو خواجہ سرا ہین انکی مصاحبت مین کیا ہاتھہ آتا ہی- عبث انکے ساتھہ خاک اوڑاؤگی بہت سا پچھتاؤگی
پانڈو انکے استہزا سے شرمندہ تھے- بھیم سین نے چاہا کہ زبان درازون کی گوشمالی کرے مگر راجہ جدھشٹر نے
اجازت ندی- لاچار ایفاے شرط کو شہر سے جنگل سدھارے- کہتے ہین کہ اونکے قدم اوٹھاتے ہی زمین

کنپ اوٹھی برق چمکی - جنگلی جانور آبادی مین آئے - سر بازار شغالون نے فریاد مچائی - گدہ دروازون پر نعرہ زن ہوئے - جنگلی درختون مین گل شگوفے پھولے - دریانے جوش کھایا - بے موسم درختون پر پھل نمود ہوئے - غرض کہ جتنے شگون بد تھے نظر آئے - المختصر پانڈو جنگل مین جا کر رہنے لگے - تھوڑے دنون بعد ارجن نے بزور عبادت عالم ملکوت مین جا کر سیر کی - اور پانچ برس تک اوس مقام پر تیراندازی کی ہنر سیکھتا رہا - ادھر پانڈون نے ہندوستان کی تیرتھ جاترا کی - بعدہ ارجن بھی آ کر متفق ہوا - اس بیابان گردی مین عجیب عجیب طرح کی ایذا اور مشقتین پائین - تیرھوین سال شہر بیراٹھہ مین پھونچے - اور تبدیل نام کر کے راجہ بیراٹھہ کے ملازم ہوئے - جرجودھن کے آدمی ہر چند تلاش مین سرگرم رہے مگر انکا پتا نہ پایا - جب تیرہ سال گذر گئے - کھلے خزانے جرجودھن کو پیغام دیا کہ ہمارا نصف حصہ ملک واپس کرے - جرجودھن نے رعونت کی راہ سے قبول نہ کیا - انہون نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ اگر حصہ نہ دیوے تو رفع ضروریات کی مدد فرماوے پانچ موضع یعنی کیتھل - کرنال - اندری - بناوہ - اندرپت عنایت ہو - ورنہ لڑائی موجود ہے - درجودھن نے جان کی موت تو پیچھے پڑی تھی کچھ نہ سنا - لڑنے پر کمر باندھی - اپنے دوستون کو جمع کیا - اسقدر لشکر فراہم ہوا کہ اوسکے برابر کسی معرکہ مین نہین لکھتے - مقام کورکھیت مین معرکۂ رزم ٹھہرا - اڑتالیس کوس تک صف کارزار آراستہ ہوئی - کورکھیت اب تھانیسر کے نام سے مشہور ہے - کہتے ہین کہ اس مقام پر فانی ہونے سے انسان آواگون سے رہائی پاتا ہے سیدھا بہشت کو چلا جاتا ہے برہمانے اسی مقام پر ظہور پایا - اور خلقت کو پیدا کیا - غرضکہ طرفین سے مار دھاڑ کا ہنگامہ گرم ہوا زمین و آسمان مین ایک تہلکہ سا پڑا تھا

ذکر آغاز جنگ پانڈوان

پانڈون نے اپنے لشکر کے سات حصے کیے - اول بھیم سین نے میدان مین جلوہ دکھلایا - صدائے مہیب سے میدان جنگ مین طرفہ خوف سما یا - ہاتھی گھوڑے ایک دوسرے پر گرنے لگے - دشمنون کا کلیجہ کانپنے لگا - ہفتیر کے گرز اوٹھایا - سوارون کو مع ارابہ خاک مین ملایا - ہاتھیون کو ٹیکا اسکے روبرو کوئی نہ اٹکا - کسیکو شست سے زیر کیا - کسیکو جان سے سیر کیا - ارجن شیر ژیان کے مانند میدان مین پھرتا تھا - دشمنون کی جمعیت مین پریشانی لاتا تھا - جدھر تیر خاراشگاف برسایا خون کا طوفان اوٹھایا - اسطرح جرجودھن نے بھی فوج آراستہ کی - ہاتھیون کے حلقہ برگستوان سے آراستہ اونکے پیچھے پچاس سوار خود و بکتر سے پیراستہ اونکے عقب سات پیادہ لڑائی کے آمادہ مقرر فرمائے - تاکہ جب ہاتھی مخالفون کے روبرو جنگ آور ہون پیچھے سے یہ لوگ پیشدستی دکھلاوین - اپنے لشکر مین بھیکھم پتامہ - درونہ اچارج - کرن - دوساسن شکن کو سردار بنایا - انہون نے میدان وغا مین آ کر پانڈون کی صف برہم کی بھیکھم پتامہ نے وہ لڑائی زور آمائی کی کہ

کسیکے پیر نہ جمے - لکھا ہی کہ اسکے ہاتھون سے روزمرہ دس ہزار جاندار مارے جاتے تھے دس روز مین ایک
لاکھ سے زیادہ آدمی اسکے ہاتھ سے مارے گیے - ایسے معرکہ مین آشنا و بیگانہ کا کب خیال تھا - جو تھا خون سے
لال تھا - آسمان یہ گردش دیکھکر لرزان ہوا ماہ و خورشید بچشم عبرت نگران ہوا - ازانجا کہ فتح و نصرت راجہ جدشٹر
کے قسمت مین تھی درجودھن مغلوب ہوا - اٹھارھوین روز بھیم سین کے گرز نے سرکوبی کی اسنے قالب تہی کرکے
نقد جان نذر کیا اپنے خرابی اعمال کو پہونچا اور پھر اوسکے مددگار بھائیون نے بھی اس اخیر وقت مین اوسکا ساتھ
دیا ہر ایک نے ملک بقا کی راہ لی - کہتے ہین کہ اس کشت و خون مین اٹھارہ چھونی لشکر اٹھارہ روز کے عرصہ مین
کام آیا - چھونی اکیس ہزار تین سو ستر فیل سوار اور اسیقدر ارابہ سوار اور ایک لاکھ چھانوے ہزار تین سو تیس سوار
اور تین لاکھ اٹھ ہزار پچاس پیادہ اور ایک چھونی کے عدد پانچ لاکھ سینتالیس ہزار اکیسو بیس نفر ہوتے ہین -
اس حساب سے لشکر طرفین اکانوے لاکھ اٹھائیس ہزار اکیسو ساٹھ نفر سوائے فیل اور اسپ وغیرہ حیوانات کے
فانی ہوئے - سوائے گیارہ نفر کے کوئی نہ بچا - انمین ایک کشن - اور پانچو بھائی پانڈوان اور ساتک جادو
اور سات آدمی پانڈوان کے - کرور اوستاد کرپا چارج برہمن اور درونہ چارج کا لڑکا اسوتھاما اور کیرت برما
جادو اور جھش اور چار آدمی کوروان کے بچے - غرضکہ اوس وقت سے ابتک کہ ۴ ہزار ۹ سو ۵ برس گذرتے
ہین - کوئی دوسرا ایسا معرکہ نہین ہوا - ہر چند راجہ جدشٹر نے فتح پائی مگر اسقدر ذی حیات کے خون ہونے
سے متاسف اور بے ثباتی دنیا سے مغموم ہوکر عروس جہانبانی کی دلفریبی سے کنارے ہوا چاہا کہ ترک تعلق
کرے لیکن بھیکھم پتامہ نے جو ہنوز مجروح نیم جان میدان رزم مین پڑا تھا سمجھا کر اس ارادہ سے باز رکھا -
آخر خیرات و صدقہ بیشمار کرکے جہانداری مین مصروف ہوا اور ہستناپور سے اپنے چچا دھرتراشٹر کی خدمت
مین اس لڑائی کی عذرخواہی کو حاضر ہوا اور بعد اجازت دار الخلافت کو معاودت کرکے امور سلطنت مین
مصروف ہوا - کسیوقت بیاس دیو نے راجہ جدشٹر سے فرمایا تھا کہ اگر اسومیدہ جگ کیجاوے تیری تشویش
جو خویش و اقارب کے قتل و خون سے ہوئی ہی دور ہوگی - ہندوستانی کے اعتقاد مین یہ جگ اسطرح پر
ہوتی ہی کہ ایک راس گھوڑا بہمہ صفت موصوف جسطرح لکھتے ہین مطلق العنان رہا کرین اور اوسکے عقب سے
بہادران تیغ زن روان ہون چار سوے عالم مین گھوڑے کو پھراوین - جس سرزمین پر وہ گھوڑا پہونچے
وہانکا حاکم اوسکے استقبال کو نکلے - اگر کوئی منحرف ہوکر گھوڑے کو باندھے اوس سے لڑائی کرین جب تمام
دنیا مین کوئی روکنے والا نظر نہ آئے تب جگ کا سرانجام ہوتا ہی - خیر راجہ جدشٹر نے گھوڑا چھوڑا تمام
ممالک مین اوسکے قدم پہونچے کسی نے سرکشی کے راہ سے سر نہ اوٹھایا جہان پہونچا عزت و وقار پایا آخر کار
جگ کا سرانجام ہوا - راجہ نے بیشمار نقد و جنس خیرات کیا - اسکے وقت مین ہر وقت ہر بات ہوتی جب چاہ ہوتی

پانی برسا۔ قحط و وبا عنقا تھے۔ زمین سرسبز خزانہ معمور۔ ہر طرف جنگل اور آبادی باغ باغ تھا۔
چوری کے نام سے دزد حنا کا چور بھی پتھر سے پیسا جاتا ہر طرح عدل و داد تھا۔ اسّی ہزار برہمن روزمرہ اوسکی
سرکار سے فیض یاب تھے یہ راجہ نہایت راست گفتار تھا تمام عمر جھوٹھون دروغ نہین بولا۔ اپنے چچا
دھرتراشٹ کی خدمتگذاری اور رضاجوئی کو سعادت عظیم جانتا اوسکے لڑکون سے زیادہ آرام دیتا تھا جب
اسطرح پر سولہ برس گذرے ایکروز بھیم نے جو دھرتراشٹ کو ہرگز پیار نکرتا تھا بڑے زور سے تال مار کر کہا کہ
انھین بازو کا دسترس تھا کہ دھرتراشٹ کے سو لڑکے مارے گئے۔ دھرتراشٹ اس کلمہ سے غمگین ہوا۔
اور انکے ساتھ رہنا ناپسند کیا۔ فوراً مع اپنی بی بی گندھاری اور پدر و مادر کے جنگل مین جاکر عبادت خدا مین
مصروف ہوا۔ تین برس کے بعد تھانیسر کے تالاب پر اس شور زار نیستی سے پار لگا۔ بعض کہتے ہین کہ ہر دوار
مین عالم بقا کو کوچ کر گیا۔ بیاسدیو نے کورون اور پانڈون کا مفصل حال تحریر فرمایا جسکا نام مہابھارت ہی
ایک لاکھ اشلوک لکھا ہی اوسمین سے ۷۶ ہزار اشلوک آئین خداطلبی اور پرستش اور نصائح وغیرہ مین اور ۲۴ ہزار
لڑائی کے بیان مین ہین۔ بیاس دیو نے اس کتاب مین اپنے اور اپنے والدہ کی ولادت کا حال عجیب طرز سے
بیان کیا ہی مختصر سا ہم بھی لکھتے ہین وہ یہ ہی کہ چندیری مین ایک راجہ تھا ایکروز بعزم شکار جنگل مین سیر کرتا تھا
یکایک جس رانی سے بمرتبہ کمال اخلاص تھا اوسکی یاد آئی شہوت کے غالب ہوتے ہی انزال ہوگیا راجہ نے اوس
منی کو کسی درخت کے پتے مین رکھکر شاہین کے حوالہ کیا کہ حرم سرا مین جاکر میری محبوبہ کے حوالہ کر۔ شاہین
وہ پتا اوٹھاکر محل کے پتے پر روانہ ہوا۔ راستے مین کسی شاہین کی نظر اسپر پڑی سمجھا کہ قسم اغذیہ سے لیئے
اوڑا جاتا ہی وہ بھی جھپٹا باہم آویزش ہوئی نیچے دریاے جمن جاری تھا ہمدیگر کے زد و چپقلش ہونے سے وہ قطرات
منی مچھلی کے مُنہ مین ٹپکے وہ مچھلی حاملہ ہوئی دو مہینے کے بعد کسی صیاد کے دام مین پھنسی جب شکاری نے پاک صاف
کیا اوسکے اندر سے ایک نر ایک مادہ دو لڑکے توام نکلے۔ ماہی گیر نے انکو راجہ کے حضور مین پہونچایا راجہ نے
لڑکے کو اپنے پاس رکھا۔ اور مین نام زد کیا جب جوان ہوا دریاے ستلج کے کنارے کی جاگیر اوسکو عطا فرمائی اسکے
نام کی مناسبت مین اوس ولایت کا نام ماچھی وار مشہور ہوا۔ رہگئی لڑکی اوس ماہی گیر نے پرورش کی
اوسکے بدن سے مچھلی کی بو آتی تھی لہذا نام اوسکا مچھودری مشہور کیا۔ بعض دوجن گندھا بھی کہتے ہین
یہ ایک چھوٹی سی ڈونگی لیکر ہر ایک صادر و وارد کا بیڑا پار لگاتی اور کچھ مزد کی خواہشمند نہوتی جب وہ لڑکی بالغ
ہوئی ایک روز پاراسر بن سیکیت بن بشست بن برمھا جو کہ منجملہ خدارسیدگان مین سے تھا دریا کنارے آگذرا
لڑکی کو دیکھکر اوسکے دلمین مباشرت کی لہر آئی۔ لڑکی نے عرض کیا کہ تیرے ارشاد سے مجھے انکار نہین مگر ان لوگون
سے جو یہان کھڑے ہین حجاب آتا ہی۔ پاراسر نے اپنی قوت باطنی سے ایسا ابر سیاہ ظاہر کیا کہ مردم چشم کو نظر کا

دیکھنا دشوار ہوا اور اوس عورت سے صحبت کی جب فارغ ہوا۔ اوسیوقت لڑکا پیدا ہوا۔ اور فوراً چودہ برس والون
کے مانند ہوکر بعد تعظیم والدین کے رخصت ہوا۔ بیابان مین بیاد خداوند حقیقی مصروف ہوا۔ باپ نے اوسکا
نام بیاسدیو رکھا۔ تصرفات باطنی کے وسیلہ سے کسیکو اس واقعہ کی خبر نہوئی۔ اور مچھودری کا غنچۂ بکارت
بھی ناشگفتہ رہا۔ بوے بد کا فور ہوگئی۔ یہ جملہ باتین ایک پہر مین ہوگئین۔ ثانی الحال مچھودری راجہ
سنتن کے عقد مین آئی۔ علماے ہند کا قول ہے کہ بیاسدیو جنگل مین عبادت کرکے متوسلان درگاہ ایزدی
سے ہوا۔ اور نور حقیقی کے پرتو سے انکا شبستان دماغ ایسا روشن ہوا کہ کل علوم ظاہری اور باطنی مانند طبعی
ریاضی۔ منطق۔ مناظرہ وغیرہ حاصل ہوگئے اور بید کو جو برہما نے بموجب الہام کے کہا تھا اسنے چار حصے
کیے۔ رگ بید۔ سیام بید۔ ججر بید۔ اتھربن بید۔ اور جسقدر کتابین کہ برہما کے لڑکون نے بنائی اور دور
زمانہ کی گردشون سے ابتر ہوگئین تھین۔ اس شخص نے ازسرنو ترتیب کین کتاب مہابھارتہ اور بیدانت شاستر
جسمین علم الٰہی۔ مناظرہ۔ منطق۔ ریاضی۔ کا بیان نہایت شرح کے ساتھہ ہے اسیکے تصنیف ہین۔
وحدانیت کی بہت عمدہ دلیلین اسنے بیان کین۔ فقہ اور حکمت اور نجوم وغیرہ اور تواریخ کی کتابین اسی نے ایجاد
کین خلاصہ جسقدر اس شخص نے رسالہ اور مسئلہ لکھے قابل اعتبار ہین۔ بیاسدیو خلعت حیات جاودانی سے
مشرف ہوکر ہنوز عالم علوی اور سفلی مین سیر کنان ہے اور ماضی حال اور استقبال سے آگاہ۔ علماے ہند کا قول ہے
کہ زمانہ کی گردش کا مدار چار دور پر ہے۔ اول ست جگ ۱۷ لاکھہ ۲۸ ہزار برس اسکی گردش مین امیر و فقیر چھوٹے
بڑے راست باز اور نیک خصلت پرہیزگار پر زور ہوتے ہین۔ اور اونکی زندگانی کی تعداد ایک لاکھہ برس ہے
دوم تریتا ۱۲ لاکھہ ۹۶ ہزار برس۔ اس عہد مین بہ نسبت اول کے ہر امر کا دسوان حصہ رہتا ہے جیسے کہ عمر کل
دس ہزار برس رہجاتی ہے۔ سوم دواپر ۸ لاکھہ ۶۴ ہزار برس بہ نسبت تریتا کے نو حصہ زائل ہوتے ہین عمر
ہزار برس کی ہوتی ہے۔ چہارم کلجگ ۴ لاکھہ ۳۲ ہزار برس اس عہد مین عمر و قوت اور نکوکاری سے دسوان حصہ
رہجاتا ہے۔ عمر طبعی سو برس کی ہوتی ہے۔ یہ زمانہ گذشتہ تینون دور سے نہایت زبون ہے اس زمانہ کے لوگ
نیک خصلتون سے دور ہوتے ہین۔ اور برائیون کو بھلا جانتے ہین۔ پس معلوم کرنا چاہیے کہ ہر دور کے لوگ اپنے
عہد کے مزاج سے کارفرما ہوتے ہین۔ پانڈو اخیر زمانۂ دواپر مین تھے۔ جب کسیقدر شروع کلجگ ہوا اہل عالم
کی وضع اور طور مین خلل ہونے لگا۔ فساد کے علامات نمودار ہوئے دیکھیے اوسی زمانہ کا قصہ بیان ہے۔ شروع
کلجگ مین کسی شخص نے ہستناپور مین ایک پتھر کا مکان کسی دوسرے شخص سے خریدا۔ جب اوسکی تعمیر ازسرنو
کرانے لگا بیشمار نقد دفینہ برآمد ہوا۔ مشتری نے اپنی حسن نیت سے فروشندہ کو اطلاع دے کر کہا کہ مینے صرف
مکان مول لیا ہے تیرے نقد سے مجھے کیا غرض چل اپنا روپیہ اوٹھا لا۔ اوسنے کہا کہ مینے مکان کو مع حق مرافق فروخت

کیا تھا جو کچھہ اوسمین نکلا ہی تو اپنے تصرف مین لا - میری کیا نیت ڈانوان ڈول ہی جو دوسرے کے مال مین دست درازی کرون - آخر اسی جھگڑے مین راجہ جدہشٹر کے پاس آئے - راجہ نے دانائی سے دریافت کیا کہ عنقریب کلجگ آنے والا ہی تو کسیکی نیت درست نرہیگی - اون لوگون کو حکم دیا کہ ابھی یہ روپیہ صیغہ امانت مین جمع ہو آئیندہ اسکا فیصلہ کیا جائیگا - جسوقت حضرت کلجگ کی گرم بازاری اور نیکی اور خوش خوئی نے بھاگنا شروع کیا وہ دونو متخاصمین برخلاف اول لڑتے بھڑتے آئے - فروشندہ کی یہ باد فروشی تھی کہ مینے مکان بیچا ہی نہ دفینہ تو عجب کھوٹے چلن کا انسان ہی کہ ٹکسال باہر گفتگو کرتا ہی - مشتری ڈینگ مارتا تھا کہ اے قلب ساز تیرے ہونہ زوری کا سکہ بیٹھنے والا نہین جب مینے مکان خریدا تیرا اوسمین کیا دخل یہ تیرا کلام سارا نے محل ہی - آخر راجہ نے زمانہ کے پلٹے کھانے کا ماجرا دریافت کرلیا - اوسی زمانہ مین تمام جادوان اور سری کشن وبلبھدر کے ارتحال کی خبر گوش زد ہوئی پس زندگانی ناگوار معلوم ہوئی اقرار کیا کہ اب فکر زاد راہ عقبی کیا چاہیے

ذکر سلطنت پریچھت بن ابھمن بن ارجن

پس پریچھت بن ابھمن بن ارجن کو راج گدی عطا کرکے جچھہ بن دہرتراشٹ کو وزیر مقرر کیا اور خود ترک سلطنت کرکے مع اپنے بھائیون کے درختون کی چھال بدن پر اوڑھکر جنگل کو سدھارے - شہر کے عورت مرد گریان اور پریشان ہمراہ چلے راجہ نے ہر ایک کا دلاسا کرکے رخصت کیا اور مع دروپدی اور پانچون بھائیون کے مشرق رخ سیر بنگالہ کرتے ہوئے دکھن مین آیا وہانسے گجرات اور بیان سے دوارکا مین آکر سری کشن اور بلبھدر کی یاد مین بہت رویا بعد ازان ٹھٹھہ اور ملتان اور پنجاب کی سیر کرتے ہوئے بدری پہاڑ پر جا عبادت کرنے لگا آخر کو ہمانچل پہاڑ مین سما گیا - ہر ایک نے اپنے بدن کو برف مین گلا دیا مگر راجہ جدہشٹر برف مین نہ گلا اور عنصری قالب مین بہشت جا پہونچا - نیکنامی جاوید اپنے حصہ مین لیگیا - کوروان اور پانڈوان کے ہمدگر ایام سلطنت ۷۶ برس رہی - اور متفرق کرکے درجودھن نے ۱۳ برس اور راجہ جدہشٹر نے بعد مہابھارت کے ۳۶ برس حکمرانی کی جملہ ۱۲۵ برس ہوئے - جسوقت پانڈون اور کورون کے باہمدگر رزم گاہ آراستہ تھی پانچون بھائی کی اولاد کام آچکی تھی پانڈون کو لاوارثی سے نہایت رنج وغم تھا - مگر خدا کے فضل سے مایوس نتھے - چونکہ مشیت ایزدی تھی کہ تھوڑے زمانہ تک اس خاندان مین بادشاہی رہے - ابھمن کی بعض عورتین حاملہ تھین - بعد انقضاے ایام معہود کے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام پریچھت رکھا گیا القصہ پریچھت نے تخت پر بیٹھکر داد ودہش مین مصروف ہوکر اپنے خاندان کا نام روشن کیا یہ بھی اپنے بزرگون کی طرح شکار دوست تھا - اکثر سیر وشکار مین بسر کرتا تھا - ایک مرتبہ عین شکار مین کسی آہو پر تیر مارا - اوس مجروح نے جراحت اوٹھا کر بیراد اوٹھائے چوکڑی بھری - ادھر راجہ بھی بھلا اس دوڑ دھوپ مین لشکر سے دور ہوگیا

راہ کی گرمی سے پیاسا ہر طرف پانی کی تلاش مین دوڑا قضارا ایک فقیر عبادت کیش سے دوچار ہوا وہ اپنے بوریاے بیلہ ریا پر بیٹھا خدا کی یاد مین تھا پیشانی نورانی سے فر خدادانی چمکتا تھا راجہ اوسکو دیکھتے ہی گھوڑے سے اوترا پانی کا خواستگار ہوا وہ خضر خصلت اپنے سرچشمۂ مقصود کے غوطہ مین ایسا تہ نشین تھا کہ اسکی آشنائی سے مطلق خبر نہوا راجہ نے اس بے اعتنائی سے تاو کھایا غصہ کی آگ بھڑکی کسی گوشہ مین ایک مردہ سانپ پڑا تھا گوشۂ کمان سے اوٹھا کر اوسکی گردن مین ڈال دیا اور اپنے گھر کی راہ لی۔ فقیر کو اس واردات سے کچھ آگاہی نہوئی اوسی حالت وجد مین بیٹھا رہا اس فقیر کا لڑکا سرنگی کسی اپنی عبادتگاہ کے دوسرے مقام سے باپ کے دیدار کو آتا تھا راستہ مین کسینے گوش زد کردیا کہ پریچھت راجہ نے تمھارے باپ کی گردن مین موا سانپ پنھایا اسنے سنتے ہی پیچتاب کھایا دریا کنارے جاکر غسل کیا اور درگاہ باریتعالی مین مناجات کی کہ جسنے میرے والد کے گردنمین سانپ ڈالا ہو وہ ایک ہفتہ مین تچھک کے کال سے نیست و نابود ہو۔ ادھر یہ دعا قبول ہوئی اودھر وہ باپ کی خدمت مین سدھارا جاتے ہی جو دیکھا فی الواقع مخبر کا کلام تصدیق پایا دیکھتے ہی نہایت زار زار رویا۔ سرنگی نے اس شور سے آنکھہ کھولی۔ اسنے عرض کی کہ اے پدر جسنے تیری گردن مین سانپ کو اولجھایا اوسے مینے بد دعا دی ہی کہ تچھک مار اسکا بدلا لیوے۔ سرنگی اس حال سے آزردہ ہوکر بولا کہ تونے برا کیا ایسے نیک راجہ رعیت پرور کو سراپ دیا۔ کسی حیلہ کو بھیجکر راجہ کو خبر کردے۔ راجہ نے اس کیفیت سے گھبرا کر ارکان دولت سے صلاح لی کہ عابد کی دعا ضرور اثر کریگی سات روز زندگانی ہی آخر دریاے گنگ مین ایک ستون بنواکر اوسپر عمارت بنائی۔ اور مع مصاحبون کے وہان جا ٹھہرا کہ تچھک سانپ سے پناہ ملے۔ اور گردا گرد افسون گر اور جادو سازون کو مقرر کیا کہ بدون اجازت کے کوئی شخص نہ آنے پائے۔ اور دافع زہر مار جسقدر دوا تھین اپنے پاس موجود رکھین۔ اور یاد خدا مین مصروف ہوا۔ جب چھہ روز گذرے۔ تچھک مار انسان کی صورت نمودار ہوکر چلا۔ اثناے راہ مین دہنتر نام حکیم سے جسکے معجزۂ عیسوی کے اہل ہنود قائل ہین ملاقی ہوا سانپ نے اوس سے پوچھا کہ کون ہی کہان جاتا ہی حکیم نے جوابدیا مینے سنا ہی کہ کسی مرتاض نے راجہ پریچھت کو یہ بد دعا دی ہی کہ تچھک مار ساتوین روز اوسکو ڈسے گا لہذا جاتا ہون کہ چارہ کار کردون۔ اور ایسے راجہ رعایا پرور کو بچا لون۔ تچھک نے جوابدیا کہ وہ سانپ مین ہون اگر تجھہ مین حفاظت کی قدرت ہی تو اس درخت کو مین اپنے زہر سے خشک کرتا ہون تو سرسبز کر۔ یہ کہکر ایک عظیم الشان درخت کو ایکدم مین خشک کردیا۔ حکیم دہنتر نے فی الفور اپنی داروے اوسے سرسبز کردیا بلکہ اسطرح کہ جسقدر جو لوگ اوسپر لکڑی کاٹتے تھے وہ بھی اوسی کام مین مصروف نظر آئے۔ تچھک کو اس جادو سے حیرت ہوئی من مین سوچا کہ یہ بڑی بلا درپیش ہوئی اگر یہ گیا راجہ بچ جایگا اور بد دعا کا اثر ہونے نہ پائیگا پس بہتر ہی کہ اسے کسی حیلہ سے وہان تک نہ پہونچنے دیجیے یہ خیال کرتے ہی دہنتر کی تعریف کی اور کہا کہ تو اسواسطے جاتا ہی کہ اپنی خدمت کے

عوض مین دولت حاصل کرے بس جسقدر تمنا ہو مجھہ سے لے اور اپنے گھر کی راہ پکڑ حکیم نے دلمین دہیان کیا
کہ کیا معلوم میرا جادو وہان برکار کر ہو کہ نہو۔ اور اگر اثر کر جاوے کیا جانیے جسقدر تمنا ہی راجہ دیوے یا نہین دوسرے
نقد حاضر کو امید پر چھوڑنا حمقا کا کام ہی پس تچھک سے کہا کہ تو کسقدر دیتا ہی۔ تچھک نے خوش ہو کر ایک عدد
جواہر دیکر کہا کہ جو اس جوہر سے جو بائی کریگا وہ پاویگا علاوہ اسکے جسوقت میری یاد ہو فوراً حاضر ہون اور مہم کو
انجام کردون۔ حکیم اوس جوہر کو لیکر اپنے گھر سدہارا تچھک ہستناپور آیا۔ اور سب سامان حفاظت دیکھا کہ کوئی
سواے برہمنون کے نہین جانے پاتا۔ تچھک نے اپنی اولاد کو برہمنون کی صورت بناکر ہر ایک کے ہاتھہ مین ایک ایک
پھل رکھدیا اور خود ایک چھوٹا سا کیڑا بنکر ایک میوہ کے اندر جا چھپا۔ یہ لوگ دربانون سے اجازت لیکر راجہ کی
سبھا مین داخل ہوے اور اونھین پھلون کو نذر گذرانا۔ راجہ نے سب میوہ امرا و مصاحبون کو تقسیم کیا اور
جسمین تچھک پوشیدہ تھا وہ اپنے واسطے رکھا تچھک اوس میوے سے چھوٹے کیڑے کی ہیئت مین نکلا راجہ نے اوسکو دیکھکر
کہا کہ جس سات روز کا وعدہ تھا وہ گذر گئے اب شام قریب ہی یقین کہ عابد کا کہنا غلط ہو۔ کیا عجب ہی کہ یہ کیڑا
تچھک ہی ہو۔ پس اوسکو اوٹھاکر اپنی گردن پر رکھا اوسوقت تچھک نے نہایت عظمت اور مہابت ظاہر کی
اور راجہ کی گردن مین لپٹ کر اپنے تئین سربلند کیا اور گردنمین کاٹکر اوڑ گیا۔ اور زہر کی تاثیر سے وہ مکان جل
اوٹھا سب برہمن بھاگ نکلے۔ آخر مکان مع مکین کے جلکر خاک ہو گیا۔ اوس رات کو ہستناپور مین عجب
کھلبھلی مچی رہی صبح کو راجہ کی چتا دریاے گنگ مین ڈالدی چند روز اس ہنگامہ مین راجہ بھاگوت کی پوتھی
جو ہنود کے نزدیک نجات اور رستگاری کا وسیلہ ہی سنتا رہا تھا اس پوتھی کا جامع سکھدیو بن باسدیو ہی
اس راجہ نے ساٹھہ برس حکومت کی

ذکر سلطنت راجہ جنمی ولد راجہ پریچھت

بعد وفات راجہ پریچھت کے راجہ جنمی سریر آرا ہوا اس راجہ نے چھوٹے سن مین ایسا ضبط و ربط فرمایا
کہ کسیکو طاقت انحراف کی نہ تھی۔ کہتے ہین کہ تھوڑے دنون بعد اوتر کو چڑھائی کی اور بعد فتح و نصرت کے
اپنی دار الخلافت ہستناپور کو لوٹ گیا۔ انھین دنون مین ایک عابد جنکا نام راجہ کے دربار مین آکر کہنے لگا
کہ جن راجاؤن نے تیرے ساتھہ کسیطرح کی بدی نہین کی اونھین رنج پہونچانا اور اونکی املاک چھین لینا اور اس
رکڑ جھکڑ مین بندہاے خدا کا مفت مین خون کرنا اور سردارون کو پامال کرنا بجز مظلمہ روز جزا کے اور کیا فائدہ
دیویگا۔ جس امر کی تجھے ضرورت اور فرض ہی اوسکی کچھہ فکر نہین کہ دنیا و آخرت مین موجب سعادت ہو۔ راجہ نے
کہا کہ اوس مہم ضروری سے آگاہ کر عابد بولا تچھک نے تیرے باپ کو جو نہایت نیک اور بندہ نواز دستگیر فیض رسان
تھا مارا تجھے اوسکی پاداش مین پیروی کرنا چاہیے۔ اگر خون پدر کا انتقام لیا تا قیامت نام نیک کا سرانجام کیا

راجہ کا اس کلام کے سنتے ہی خون غیرت نے جوش کھایا عزم مصمم ہوا کہ سانپون کو روز سیاہ دکھلاوے پس برہمنان
بید خوان اور افسون گران نے نظیر کو اکٹھا کیا مراد دلی کا جویان ہوا۔ اونکی جادوگریون سے عجب تہلکہ پڑگیا جیدھر
دیکھو سانپ چلے آتے ہین نے مارے موئے جاتے ہین۔ آتش سوزان پر پروانہ کی طرح کود کود کر جلتے ہین اول مرتبہ
۲۰ ہزار آکر جلے۔ پھر ایک لاکھ۔ اسکے بعد ۱۱ لاکھ بعد ازین ایک کرور۔ پھر نوبت بنوبت دس کرور آ آکر جل گئے۔
ان سانپون مین اکثر گھوڑے کے ہم چہرہ۔ بعض ہاتھی کی سے سونڈ رکھتے۔ بعض مانند آدمیون کے ناک کان منہ
رکھتے۔ بعض کے دو دو تین تین مونہہ تھے۔ بعض ایک سے لیکر تین تین کوس تک کے طویل تھے۔ خلاصہ یہ ہی کہ اسقدر
سانپون کی مری پڑی کہ اونکی چربی سے ندیان بہ گئین۔ آگ کے شعلہ سے آسمان دہک اوٹھا۔ انجام کو یہ حال ہوا کہ
کہ سیکہ ناگ جسپر دنیا کا بار ہی کنپ اوٹھا۔ اوسنے چاہا کہ دنیا کا بوجھ اپنے دوش سے اوتار کر اوس آگ مین جا جلے۔
لیکن چونکہ خواہش ایزدی نہ تھی کہ یکبارگی تختۂ زمین اولٹ جائے اور سانپون کا تخم نیست و نابود ہو جائے۔ استیک
نام برہمن صاحب کمال راجہ کی محفل مین صادر ہوکر شفاعت خواہ ہوا۔ راجہ نے بموجب اوسکے التماس کے خون معاف
کیا۔ بقیہ موذیون نے جان گزائی سے نجات پائی۔ بعض کا کلام ہی کہ تچھک نے بھی اس گلزار خلیل کے گل کھائے
۔ اس ہم کے بعد جشن عظیم برپا کیا ہزارون برہمنون کو دان پن سے امیر بنا دیا۔ اَلْقصہ بعد فراغت امور جہانبانی مین
مصروف ہوا کچھ زمانہ گذرتے ہی بیاسدیو آئے راجہ نے سوال کیا کہ اے حقیقت پژوہ ہمارے بزرگون نے باوجود
دریافت ہونے بے ثباتی دہر کے کسلیے اپنے اقارب اور بھائیون سے لڑائی کی۔ بیاسدیو نے جواب دیا کہ شدنی
نہین ٹلتی۔ راجہ نے کہا افسوس باوجود حاصل ہونے اسقدر مقدرت اور اختیار کے چارۂ تدبیر نکرسکے بیاسدیو نے
کہا کہ خدا سے زیادہ کون ہی کہ کاتب تقدیر کے لکھے کو مٹائے بالفعل ایک ایسا امر تیرے ہاتھ سے سرزد ہونے والا ہی کہ
تیرے کلنک کا ٹیکا لگائے اگر تجھسے ممکن ہو اوسکی مدافعت کی تدبیر کر۔ راجہ متحیر ہوکر بولا کہ وہ کون امر ہی خدا کے واسطے
جلد آگاہ کر بیاسدیو نے کہا فلانی تاریخ کوئی سوداگر ایک خوش وضع گھوڑا درگاہ شاہی مین لائیگا تجھے لازم ہی کہ اوس
گھوڑے پر نگاہ نکر بر تقدیر دیکھنے کے خرید نکر۔ اگر مول بھی لے سواری سے دور رہنا۔ ورنہ وہ گھوڑا تجھے ایسے جنگل مین
لیجائیگا جہان ایک صاحب حسن عورت کا نظارہ ہو۔ تجھے لازم ہی کہ اوسکا فریفتہ نہو اگر اوسکے ساتھ عقد بھی کرے اور
گھر لائے اوسکے حکم کا محکوم نہو۔ اگر حکم پذیر ہوا ایک بڑا گناہ تجھسے سرزد ہوگا۔ یہ کہکر بیاسدیو تو نظر سے غائب ہوگئے
اور روز معہود کو سوداگر مع اسپ پری پیکر جسکے قدم قدم پر مردم دیدہ لوٹ پوٹ ہوا جاتا تھا حاضر ہوا۔ خلق اللہ تماشائی
ہجوم ہوا شدہ شدہ راجہ کو خبر ہوئی بے اختیار گھوڑے کے دیکھنے کو سوار ہوا۔ قضا تو اپنا چھلاوا دکھلا رہی تھی۔
راجہ نے دیکھتے ہی پسند کیا۔ جھٹ روے زمین سے اوچک کر خانۂ زین مین آیا۔ وہ عین جادو پلک مارنے مین
نظرون سے غایب ہوا۔ جنگل سنسان مین جا پہونچا۔ راجہ متحیر لرزان تھا۔ ہر سو بدیدۂ تعجب نگران تھا۔ ناگاہ

ایک لعبت چاردہ سالہ سے دوچار ہوا۔ بجز نگاہ شرمگین آنکھون کا بیمار ہوا۔ اوسکی زلف مسلسل مین ایسا پھنسا کہ پھر نہ سلجھا وہین پرعقد کیا۔ اور اپنے مکان پر لاکر ساری رانیون پر سردار کیا۔ حضرت عشق نے ایسا مغلوب کیا کہ اوسکی اطاعت سے باہر دم نہ مارتا۔ اتفاقاً ایک روز راجہ برہمنون کو طعام لذیذ پرحلاوت کھلا رہا تھا۔ ناگاہ وہی پردہ در زہد واپمان شلے پردہ سراپردہ سے باہر آئی۔ برہمنون کی جونگاہ جا پڑی اوسکے عشق سے پیٹ پھر گیا۔ کھانے پینے سے آسودہ ہوگئے۔ راجہ کو غیرت نے آگھیرا نے اختیار ہوگیا۔ طرفۃ العین مین اوس گروہ کو آب شمشیر سے نہلاکر ٹھنڈے ٹھنڈے عقبے کو روانہ کیا۔ تقدیر کی کارسازی دیکھیے کیا اپنے مُنہہ کی کھائی۔ دیدہ و دانستہ عقل جلی سی شکست فاش اوٹھائی۔ اب راجہ نہایت متاسف ہوا۔ چشم غمناک نے چشمہ چشمہ دریاے ندامت جاری کیئے بیاسدیو بھی آن پہونچے فرمایا حضور کو تو بندہ نے اطلاع بھی دے دی تھی۔ کیون ایسے فعل کے آپ مرتکب ہوئے راجہ نہایت نادم تھا کیا کہتا۔ بکمال عجز وانکسار یہ چند کلمہ عرض کیے کہ اب بخشش کا امیدوار ہون۔ بیاسدیو نے فرمایا کہ کتاب مہابھارتہ سنا چاہیے اور خیرات کرنا۔ آخر راجہ نے کتاب مذکور ساتن سے جو باسدیو کا شاگرد رشید تھا سنی اور دفینے کے دفینے خیرات اور تصدق فرمائے۔ اوسوقت سے مہابھارت دنیا مین مشہور ہوئی راجہ نے بعد چند روز کے دہر ناپایدار سے عالم باقی کو رحلت فرمائی سلطنت اسکی ۴۰ برس رہی

ذکر سلطنت راجہ اسمند وغیرہ اولاد پانڈوان

چونکہ راجہ اسمند بن راجہ جنمی جیند کے وقت سے احوال نسل پانڈوان کا بذریعہ کتب ہنود کے مفصل معلوم نہین ہوتا لہذا نام ہر ایک کا مع تعداد ایام سلطنت کے جو بعض کتابون سے معلوم ہوا درج ہوتا ہی۔ القصہ بعد رحلت کرنے راجہ جنمی جیند کے راجہ اسمند جانشین ہوکر عدل و داد مین مصروف ہوا ۲۰ برس اور دو مہینے بادشاہی کی۔ اسکا لڑکا راجہ آدھن ۸۸ برس دو مہینے حکمران رہا۔ اسکا بیٹا مہاجی ۱۰ برس گیارہ مہینے فرمانروائی کرتا رہا۔ اسکا لڑکا جسرتہ ۵۷ برس دو مہینے عروس حکومت سے ہمکنار رہا۔ بعد ازان راجہ ڈشتت ۱۶ برس تین مہینے۔ اور راجہ اوگرسین ۸۷ برس آٹھہ مہینے۔ اور راجہ سورسین ۸۰ برس۔ اور راجہ ششدشت سین ۶۵ برس دو مہینے۔ اور راجہ برسمی ۶۹ برس پانچ مہینے۔ اور راجہ پرچھل ۴۶ برس سات مہینے اور راجہ سونبھہ پال ۴۲ برس ایک مہینے۔ اور راجہ نرہردیو ۱۵ برس گیارہ مہینے۔ اور راجہ سوجرتھہ ۴۲ برس گیارہ مہینے۔ اور راجہ بھوپ ۵۸ برس تین مہینے۔ اور راجہ سوہن ۵۵ برس آٹھہ مہینے۔ اور راجہ میدھاوی ۲۵ برس۔ اور راجہ سرون ۵۰ برس آٹھہ مہینے۔ اور راجہ تکیکھم ۴۷ برس نو مہینے اور راجہ بدارتھہ ۵۴ برس گیارہ مہینے اور راجہ دسوان ۲۴ برس نو مہینے۔ اور راجہ آوتی ۴۲ برس دو مہینے۔ اور راجہ امنی برن ۱۵ برس اور راجہ دندپال ۳۶ برس نو مہینے۔ اور راجہ دریال ۴۲ برس تین مہینے۔ اور راجہ شباک ۳۶ برس۔ اور راجہ کھیم

۸۵ برس پانچ مہینے حکومت کرتے رہے — جب راجہ کھیمن کی خلافت ہوئی امور سلطنت مین سستی کرنے لگا —
ایک قسم کا لاابالی پنا اختیار کیا یہ نہ سمجھا کہ غفلت ایک بڑی دشمن بادشاہی کی ہی — بادشاہ کو انصرام جہانبانی
سے غافل ہونا اپنی کامرانی کی جڑ کھودنا ہی — الغرض اسکی غفلت اور کاہلی دیکھ دیکھکر ارکین دولت بجا آوری
احکام سے روگردان ہوئے اور اوسکے وزیر سے ملگئے — وزیر چند روزہ دولت دنیا کی حرص مین بیوفا نمکحرام بنا
راجہ کو ٹھکانے لگا کر خود سریر آرا ہوا — اس اخیر نسل پانڈون کے راجہ کی سلطنت ۴۸ برس گیارہ مہینے رہی —
من ابتدای راجہ جدشسٹر لغایت راجہ کھیمن ایکہزار ۸ سو ۶۴ برس مین ۳۰ آدمیون نے بطناً بعد بطن فرمان روائی کی

ایام سلطنت بسروا وزیر اور اوسکے خاندان کا

اس بسروا وزیر کے بھی وارثون کا حال بجز نام اور تعداد ایام حکمرانی کی معلوم نہین لہذا اوسی قدر لکھا جاتا ہی
بعد مار ڈالنے اپنے ولی نعمت راجا کھیمن کے بسروا وزیر فرمان روائی کرنے لگا ۱۷ برس چار مہینے حاکم رہا اسکے بعد
راجہ سورسین ۴۲ برس آٹھہ مہینے — اور راجہ بیرساہ ۵۲ برس دو مہینے — اور راجہ اننگ ساہ ۴۷ برس نو مہینے
— اور راجہ برجیت نن ۳۵ برس گیارہ مہینے — اور راجہ درپچھہ ۴۴ برس تین مہینے اور راجہ مودہ پال ۵۰ برس
نو مہینے — اور راجہ پورہت ۴۲ برس دو مہینے — اور راجہ سنجی ۳۲ برس تین مہینے — اور راجہ امرجودہ —
۲۷ برس چار مہینے — اور راجہ نین پال ۲۲ برس گیارہ مہینے — اور راجہ سروسی ۴۷ برس سات مہینے —
اور راجہ پدارتھہ ۲۵ برس پانچ مہینے رہے — آخر جب راجہ بدہمال نے تخت حکومت پر جلوس کیا عیش و
عشرت مین مصروف ہوگیا — بنگ کے نشہ مین مقدمات راج کی سرسبزی کا کچھہ دھیان نرہا — اپنی نکوہیدہ کاری
سے وزیرون اور امیرون کو ناراض کردیا — انجام کار برپاہ نامے اوسکے وزیر نے وہی کام کیا جو اسکے اول بزرگ
بسروا نے اپنے آقاے نامدار سے کیا تھا — اور خود فرمان دہی پر مشغول ہوا — بدہمل کی حکومت ایک برس آٹھہ مہینے
رہی — ابتدائے راجہ بسروا سے بدہمل تک چودہ راجہ پانسو ایک برس تک حاکم رہے یہان سے دوسری
قوم کی قسمت جگی شعر ولے نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا + خواب تھا جو کچھہ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

ذکر سلسلۂ برپاہ وزیر

راجہ برپاہ نے وزارت سے تخت پاکر ۳۵ برس — اور راجہ جنجاب نے ۲۷ برس ۷ مہینے — اور راجہ برکھن نے ۱۲ برس
اور راجہ جیپت نے ۲۵ برس چار مہینے — اور راجہ بہارمل نے ۳۴ برس آٹھہ مہینے — اور راجہ سروپ دت نے
۲۸ برس تین مہینے — اور راجہ مترسین نے ۳۴ برس تین مہینے — اور راجہ سکھدان نے ۲۷ برس دو مہینے — اور
راجہ جیپال نے ۲۸ برس دو مہینے — اور راجہ کلنک نے ۳۹ سال چار مہینے — اور راجہ کلمن نے ۴۶ برس —
اور راجہ شرسرون نے ۸ برس گیارہ مہینے — اور راجہ جیون نے ۲۶ برس نو مہینے — اور راجہ مری چکیا نے ۱۳ برس دو مہینے

اور راجہ بیرسین نے ۲۹ برس دو مہینے راج کیا۔ جب راجہ اودھت کی نوبت آئی زمانہ نے ناسازگاری پر کمر باندھی۔ جوانی کا غرور فسق و فجور کا زور ہوا۔ عیش و عشرت مین حکمرانی بھول گئی۔ رات دن پری رخون مین بسر کرتا تھا جب اسکی بے پروائی اور سست رائی کا شہرہ ہوا۔ وزیر پُر تدبیر نے راجہ کو تخت سے اوتار کر تختہ تابوت پر بٹھایا اور خود سریر جہانداری پر اجلاس فرمایا۔ اس راجہ نے ۲۹ برس گیارہ مہینے راج کیا۔ پرباہ کے وقت سے راجہ اودھت تک ۱۶ راجاؤن نے ۴ سو ۴۴ برس حکومت کے مزے لوٹے بعد ازان آخرکار اس سلسلہ کا بالکل رشتہ ٹوٹا حیف ہے کہ ہمیں ودود دیگر ہے

ذکر خاندان دھند وزیر کی راجگی کا

راجہ دھندھر بعد قتل راجہ کے تخت آرا ہوا۔ ۴۱ برس چھ مہینے کے بعد عالم باقی کو راہی ہوا۔ اسکے بعد راجہ سین دھوج ۴۴ برس تین مہینے اور راجہ مگینگ ۴۱ برس ۲ مہینے۔ اور راجہ مہاجودہ ۳۳ برس۔ اور راجہ ناتھ ۲۸ برس۔ اور راجہ جیون ناتھ ۴۵ برس ۷ مہینے۔ اور راجہ اودے سین ۲۷ برس ۵ مہینے۔ اور راجہ انندجل ۱۵ برس حکمران رہے۔ بعد ازان راجہ راجپال نے تخت پر بیٹھتے ہی ملک ستانی پر کمر باندھی۔ بزور سرپنجہ اکثر ولایت پر دسترس ہوا۔ اب تو حضرت غرور نے کاخ دماغ مین قدم رنجہ فرمایا۔ لشکر کی کثرت اور حکمرانی کی حشمت سے مست ہوا مستی شروع کی فرعونی سوار ہوئی۔ ارکان دولت کو بیقدری سے رنجیدہ کیا۔ آخرکار سکونت نامے نے جو کوہ کمایون کے قلیل حصہ پر حکمران تھا اسکے وزیر اور مشیرون کے ملنے سے سر اوٹھایا باہم گر لڑائی ہوئی۔ راجہ راجپال نے عین لڑائی مین معرکہ عقبےٰ کی راہ لی۔ اس راجہ کی حکومت ۲۶ برس رہی اور اسکے خاندان مین راجہ دھندھر سے راجپال تک نو آدمیون نے ۳۴۴ برس راج کیے

ذکر عہد راجہ سکونت

اس راجہ نے جو تھوڑی سے سرزنش مین ایسی بڑی حکومت پائی۔ نشاء نخوت سے مخمور ہوا۔ اپنے اگلے زمانے یاد نہ رہے۔ پچھلے کارخانے بھول گئے۔ اسکی ظلم رانی اور بدمزاجی سے امراے سلطنت بگڑ گئے۔ حکام بیرونجات کے یہ اخبار گوش زد ہوا۔ راجہ بکرماجیت والی اوجین مع لشکر ظفر پیکر اندرپت کو روانہ ہوا راجہ سکونت نے جب یہ خبر پائی سکونت کی تاب نہ آئی فورًا سوار و پیادہ لیکر لڑائی کو آمادہ ہوا آخر کو جان دی چودہ برس کی بادشاہی مین ہمیشہ کی بدنامی اوٹھائی راجہ بکرماجیت نے فتح پائی

کیفیت ولادت بکرماجیت

اسکے حالات مین بہت سے اختلاف سنے گئے ہین۔ اکبرنامہ اور نیز دیگر تواریخ مین لکھا ہے کہ اسکا باپ دادا اوجین کا فرمان روا تھا اسکے باپ کا نام اوگرسین تھا۔ اور سنگھاسن بتیسی کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ کسیوقت راجہ اندر نے عیش و عشرت کی محفل ترتیب دی تھی قضارا اوسی محفل مین اوسکا لڑکا گندھرب سین

ایاب حور پرشیدا ہوگیا + جوکہ اوس محفل مین شعلۂ جوالہ کیطرح ناچ رہی تھی - چون کہ وہ پری رو خود راجہ اندر کے منظور نظر تھی لڑکے کی نئے ادبی نبھائی + نہایت غصہ سے بددعا دی کہ اوسکے اثر نے عالم علوی سے سفلی کا نشیب دکھلایا - یہان آکر دن کو گدھے کی شکل اور رات کو آدمی ہوجاتا تھا - آخر دھارانگری کے نزدیک کسی تالاب مین رہنے لگا - دلمین کہا کہ اس شہر کے راجہ کی لڑکی کو عقد مین لایا چاہیے تاکہ اس بلا سے نجات پاؤن - یہ اسی فکر مین تھا کہ کوئی برہمن اشنان کے واسطے تالاب پر آیا - گندھرپ سین نے آواز دی کہ اے برہمن مین راجہ اندر کا لڑکا اس تالاب مین ہون یہ میرا پیغام اپنے راجہ سے کہو کہ اپنی لڑکی مجھے بیاہ دے - اوسکے عوض مین جو مدعا ہوا اوسکا انصرام کرون گا - اگر برخلاف سوال کے کچھہ انکار کیا - اس شہر کو تہ و بالا کردونگا - اوسدن برہمن نے اوس آواز پر کچھہ اعتماد نکیا - سنی انسنی کرگیا - جب دو تین روز اسیطرح آوازین سنائی پڑین - ناچار راجہ کو خبر کی - راجہ متحیر ہوکر تالاب پر آیا - اور اپنے کانون سے بیواسطۂ غیر سنا - راجہ نے کہا کہ اگر فی الحقیقت تو گندھرپ راجہ اندر کا لڑکا ہے - تو بہت جلد شہر کے گرد حصار آہنی طیار کر تاکہ تیری دست قدرت دریافت ہو - اور اپنی دختر نیک اختر کا عقد تیرے ساتھہ کردون - گندھرپ سین نے فوراً بے وساطت فرد و اور معمار کے شہر کے گرداگرد آہنی حصار طیار کردیا - تمام خلق اللہ کو تعجب ہوا - راجہ ایفاے وعدہ کو تالاب کے کنارے جاکر پکارا کہ اے گندھرپ سین ہمنے تجھے مانا اب اس تالاب سے باہر نکل تاکہ شرط پوری کیجاوے - گندھرپ سین اس صداے پرنوید سے گدھے کی شکل باہر نکلا - راجہ اس ہیئت مین دیکھکر نہایت شرمندہ ہوا - دلمین خیال کیا اگر لڑکی بیاہتا ہون شہر والے مجھے گدھا بناوینگے - اگر انکار کرتا ہون یہ اپنی قدرت سے مجھے نابود کریگا - دوگونہ رنج و عذاب مین گرفتار ہوا - اقرار مین ذلت اور رسوائی کا خیال - انکار مین اپنی خواری اور نئے آبروئی سے ملال - گندھرپ سین نے کہا کہ اے راجہ کچھہ خیال نکر یہ بھی مشیت ایزدی ہے دن کو گدھا رات کو آدمی ہوجاتا ہون - غرض کہ راجہ نے طوعاً کرہاً لڑکی سے شادی کردی - اب یہ معمول ہوا کہ تمام دن گندھرپ سین طویلہ مین گھاس کھایا کرتا رات کو آدمی بنکر اپنی پری پیکر کو عیش و عشرت کے سبز باغ دکھلاتا - راجہ دھارا دشمنون کی طعنہ سے ہمیشہ اسی فکر مین رہتا تھا کہ کسیطرح میرا گدہ پن دور ہو - ایکروز حسب معمول گندھرپ سین رات کے وقت محل مین گیا تھا - راجہ نے قابو پاکر اوسکے خلعت خری کو جلادیا - گندھرپ سین نے فی الفور مکان سے نکلکر راجہ سے کہا مصرع لے وقت تو خوش کہ وقت ناخوش کردی - راجہ اندر نے مجھے جب بددعا دی تھی یہ بھی کہا تھا کہ جب تیرا جامہ خری کوئی نابود کریگا تب اس جگہ آنے کی راہ پاویگا - قبل اسکے میرا ایک لڑکا بھرتری نام لونڈی سے ہوا تھا اب بھی تیری لڑکی حاملہ ہے - اس مرتبہ وہ نرہ شیر پیدا ہو جسے ہزار ہاتھی کی قوت حاصل ہو - قیامت تک ان دونون لڑکون کا نام یاد رہیگا - یہ کہکر بموجب وعدہ آسمان کو اوڑگیا - راجہ کو یہ خوف ہوا کہ اگر ایسا

DV-I-33

لڑکا پیدا ہوا تو ہماری راج کا ہیکو رہنی ہی بس نگاہبان مقرر کیے کہ جسوقت وضع حمل ہو فوراً حاضر کرین تاکہ اوسکا کام تمام کیا جاوے - بیچاری لڑکی نے جب اس مرگ مفاجات کی خبر سنی دو طرح کی آگ بھڑک اوٹھی اول تو شوہر کی مفارقت دوسرے نابود ہونے کی خبر لڑکے کے پیدا ہونے سے برشتہ جگر ہوئی تھی سنکر سراپا جل اوٹھی - کلیجے مین چھوری مار لی - ٹھنڈھے ٹھنڈھے عدم کی راہ لی - یہان خدا کو تو ایسا منظور تھا کہ راجہ بکرماجیت بڑا زبردست کشورکشا فرمان روا ہو - وضع حمل کے دن قریب تھے کچھہ آسیب نہ پہونچا زندہ نکل آیا - محافظون نے رونے کی آواز سنکر اوس لڑکے کو راجہ کے حضور مین پہونچایا - اور اوسکی ولادت اور مان کی ہلاکت کا قصہ مفصل بیان کیا راجہ کو اوسکی بے مادری پر رحم آیا - تربیت کی توجہ فرمائی دایہ کے سپرد کر کے بکرماجیت نام رکھا - اور بھرتری کی بھی پرورش کرنا شروع کی - جسوقت یہ دونون جوان ہوئے بکرماجیت کے ناصیۂ حال سے فیروزبختی کا ستارۂ روشن نظر آیا اور راجہ کا نواسہ بھی تھا لہذا راجہ نے ولایت مالوہ اوسکو عطا فرمائی بکرماجیت نے عرض کیا کہ مجھسے بڑا میرا بھائی بھرتری ہی اوسکے ہوتے میرے تئین فرمان روائی منظور کرنا شایان نہین امیدوار ہون کہ ایالت اوس جگہ کی اوسکے نام ہو - بندہ اوسکی وزارت مین سرفراز فرمایا جاوے - راجہ نے اوسکا التماس قبول کیا - اور دونو کو رخصت کیا - بھرتری نے وہان پہونچکر اوجین کو دارالامارۃ مقرر فرمایا - بکرماجیت وزارت کے کاروبار کرنے لگا - دونون بھائیون نے اپنی زور جوانمردی سے اچھی حکومت چمکائی - اسکے عہد مین شہر اوجین تیرہ کوس طویل اور نو کوس عریض آباد ہوا راجہ بھرتری اپنی بی بی اننگ سیتا سے جسے پنگلا بھی کہتے تھے نہایت محبت رکھتا تھا - اکثر محل ہی مین رہا کرتا اور رانی کے ساتھہ عشرتین کیا کرتا - ملکرانی کے کامون مین کم خیال دوڑاتا کل کامون کا بوجھہ بکرماجیت کے سر تھا یہ شخص خیرخواہی کی راہ سے ہمیشہ مشفقانہ نصیحتین کیا کرتا کہ بالکل امور جہانداری سے غافل ہونا اچھا نہین رانی نے بکرماجیت کی خلل اندازی سے متنبہ ہوکر بکرماجیت کو نکلوا دیا - حقوق جانفشانی کی کچھہ یاد نہ آئی عورت کے حکم سے ایسے مرد بھائی کو اخراج کا حکم سنایا ؎ عزیزان را کند کید زنان خوار ٭ بکید زن شود دانا گرفتار ٭ بکرماجیت کے نکلجانے کے بڑی مدت کے بعد ایک برہمن نے بزور عبادت کہین سے امرت پھل حاصل کیا - اور راجہ کی نذر کو لایا - راجہ نے اوسے انعام سے سرفراز کرکے اوس پھل کو لے لیا - چونکہ رانی پر فریفتہ بشدت تھا وہ پھل اوسکو دیا - وہ خانے کی آخور میر آخور سے پھنسی تھی - اوسنے وہ پھل اوسے عطا فرمایا - وہ نمکحرام ایک لاکھا بیسوا بازاری قحبہ پر دلدادہ تھا اوسنے اوس ثمرۂ حیات بخش کو اوسکی خدمت مین پہونچایا - اوس رنڈی نے دلمین خیال کیا کہ حیات ابدی مجھسی بدکار کو موجب وبال ہی اس تھوڑی سی عمر مین کیا تھوڑے گناہ کیے ہین کہ اور طول حیات کی آرزو ہو پس بہتر یہی ہی کہ اس پھل کو راجہ کے حضور مین پہونچاؤن تاکہ دونو مطلب ہون - اول انعام کثیر سے نہال ہون دوسرے اسکا نتیجہ نہایت نیک ہوگا کہ ایسے راجہ نیک مزاج کی طول زندگانی سے جمع کثیر خلق اللہ کو

منفعت پہونچیگی۔ پس اوس بسیوا نے اوسی پھل کو دربار شاہی مین حاضر کیا راجہ نے دیکھتے ہی اول نظر مین پہچان
لیا کہ یہ وہی پھل ہی۔ جسوقت اوسکی تحقیقات کی رانی خوف جان سے تھرتھرائی کوٹھے سے کودکر جہنم واصل ہوئی۔
راجہ کو اوسکی بدکاری پر کمال تاسف ہوا۔ اور بکرماجیت کے خارج کرنے سے نہایت متردد رہا۔ بعض کتابون مین اسکے
برخلاف لکھا ہی۔ اور رانی کو صاحب عصمت تحریر کیا ہی ذکر ہی کہ ایکروز راجہ بھرتری نے شکار کو جاتے ہوئے کسی عورت کو
اپنے شوہر کے ساتھہ ستی ہوتے دیکھا مراجعت کرکے رانی سے اوسکا جلنا بیان کیا۔ رانی نے جوابدیا کہ محبت کے وہ معنی ہین
کہ شوہر کے مرتے ہی بلا کسی وسیلہ کے روح قالب سے پرواز کرے۔ راجہ نے اس کلام کو سنا آزمایش کا موقع ڈھونڈھتا
رہا ایکروز شکارگاہ سے چند آدمیون کو بھیجا انھون نے رونی شکل بنائے ہوئے شہر مین آکر رانی کو خبر بد سنائی اور
تصدیق کے لیے جامہ خاصہ راجہ کا خون آلود دکھلا کر عرض کیا کہ ایک دیو نے راجہ کو مار ڈالا ازبسکہ رانی عشق و محبت مین
ثابت قدم تھی بمجرد سننے کے قالب خالی کر گئی اور اپنے دعوے کو نباہ لیگئی بعض نے لکھا ہی کہ راجہ بھرتری کی دو رانیان
تھین یہ شخص دونو کی محبت مین گرفتار تھا۔ جو رانی کہ میر آخور کی محبت سے کوٹھے سے کودکر مر گئی اوسکا نام اننگ سینا
تھا یہ نہایت بدکار تھی اور جسنے کہ راجہ کی خبر مرگ سنتے ہی جان سے نے اعتنائی کی اوسکا نام پنگلا تھا۔ خیر جسطرح
ہو راجہ بھرتری نے اس واردات سے ترک سلطنت کیا اور منزل تجرد کی راہ لی۔ اور اوس امرت پھل سے زندگانی
جاودانی حاصل ہوئی۔ ابتک زندہ عرصہ جہان مین ستیار ہی۔ الغرض جب راجہ بھرتری نے راج چھوڑا۔ اطراف
عالم مین جن وعفریت کی کارروائی ہونے لگی اوجین مین سرنپال نامے دیو تخت نشین ہوا اکثر باشندون کو خورد برد
کرگیا جو بچے اونھون نے شہر سے بھاگ کر جان بچائی جسقدر یہ شہر آباد تھا اوتنا ہی ویران ہوا۔ سچ ہی بے بادشاہ کے
ملک بے سر ہوجاتا ہی۔ جسوقت اکثر اوجین کی رعایا اس دیو مردم خوار کی خورش ہوئی چند دانشمندون نے یون
عرض کیا کہ روزانہ ایک نفر حضرت کے پیٹ بھرنے کو حاضر ہوا کریگا۔ اس اقرار کو اوس عفریت نے بھی قبول کیا
حکم دیا کہ اپنی باری پر ایک شخص اوس روز تمام دن دربارداری کرے شب کو میری خوراک ہو۔ خیر اب یہ معمول بندھا
جسکی باری آتی وہ باریتعالی سے آہ وزاری کرتا کہ جلد اس بارگران سے خلق اللہ کو ہلکا کر دن تو درباری احکامات مین
برابر ہوتا رات کو تختہ گور مین جا بیٹھتے لقمہ دیو ہوتے۔ جب ایک مدت اسی خرابی مین گذری ایک روز گجرات سے
کسی بنجارے کا گذر ہوا اوجین کے قریب تالاب تھا وہان فروکش ہوئے بکرماجیت بھی انکے ہمراہ تھا۔ جسوقت
عروس شب نے غالیہ سائی شروع کی حسب معمول شغالون نے ہاے ہاے اوٹھائی۔ اسمین ایک شغال نے کہا دو گھڑی
بعد اس دریا مین ایک لاش آوے گی اوسکے پاس چار لعل گران قیمت اور ایک قیمتی فیروزہ ہی جو کوئی اوس لاش کو
میری خورش کیواسطے باہر نکالے وہ سلطنت پائے راجہ بکرماجیت جانورون کی زبان سمجھتا تھا فوراً لب دریا
آبیٹھا جیونہین وہ لاش روبرو آئی تیر کر باہر لایا لال وفیروزہ کے پانے سے تصدیق تو یہ ہوئی لاش وہین چھوڑکر

اپنے بستر پر آ پڑا۔ دوسرے روز دم سحر اوجین کی سیر کو سدھارا۔ گلی کوچہ کی سیر کرتے ہوئے ایک کمہار کے دروازے پر
پہونچا کیا دیکھتا ہی کہ اوسکے ایکطرف دروازے پر تجملات شاہی موجود ہین۔ ارکان دولت حاضر خاص و عام کا ہجوم ہی
چاہتے ہین کہ کمہار کے لڑکے کو حسب دستور تخت خلافت پر بٹھائین۔ اور ایک طرف اوسکے والدین خاک اڑا رہے ہین
یہ نیا رنگ دیکھکر بکرماجیت چکر مین ہوا کہ لڑکے کے راج ہونے سے مان باپ کیون گریبان چاک کرتے ہین جب
حال مفصل معلوم ہوا اسکے دلمین رحم آیا۔ کمہار سے کہا کہ تسکین رکھہ تیرے لڑکے کی جگہ مین جاتا ہون دیکھیے
چرخ کسطرح گھومتا ہی اگر اسی مٹی کا خمیر ہونا لکھا ہی تو مجبور ہین ورنہ اوسکے جام حیات کو چھلکاتا ہون ہر چند لوگون نے
مسافر کشی سے انکار کیا مگر آخر کار اسکی ہٹ سے لاچار ہو کر سوار کرا لیا اور تخت پر بٹھلا کر حسب معمول فرمانروائی
شروع ہوئی اسنے حکم دیا کہ ہر قسم کے کھانے شیرین و لذیذ طیار کرا کر قلعہ کے دروازون پر رکھوا دو اعیان سلطنت
اسکی پیشانی لمعانی سے سرنوشت جہانبانی پڑھکر دعاے درازی دولت مین مصروف تھے ناگاہ شام نے اپنا
کالا منہ دکھلایا۔ عفریت جو اپنے وقت پر آیا عمدہ عمدہ خورش کھائی نئے ذایقہ کی چاٹ پائی جب اندرون
قدم رکھا بکرماجیت کو دیکھا اسنے اوٹھکر لڑائی زور آزمائی شروع کی کشتی کے فن مین مغلوب کرکے چاہا کہ اوس
کشتنی کا بار سر اوتارے دیو نے عاجزی سے کہا جان کی امان دیجیے مہمان کشی نکیجیے تمہاری ضیافت سے طبیعت
شاد ہوئی اسکے عوض مین تمام شہر کو آزار رسانی سے آزاد کیا مجھے تجھسے اقرار اتحاد ہی یہان کی سلطنت تجھے
مبارک ہو بندہ دوسری طرف جاتا ہی۔ جسوقت کوئی مہم در پیش ہو مجھے یاد کیجیو خیال کے ساتھہ پہونچا جانیوالا
بکرماجیت نے جوابدیا کہ اس شہر کے خون کے عوض تیرا کام تمام کرنا چاہا تھا مگر تو نے اول ہی سے محبت کے کلام آغاز کیے
خیر ہمنے معاف کیا۔ اس ولایت سے تشریف لیجائیے بروقت ضرورت طلب کیا جاویگا۔ عفریت اس تقریب سے
جان بچا گیا صبح کو ارکان دولت جو قلعہ مین گئے بکرماجیت کو زندہ پا کر مسرور ہوئے سمجھہ گئے کہ اس شان و شوکت سے
معلوم ہوتا ہی بکرماجیت راجہ بھرتری کا بھائی ہی جب یہ کیفیت تحقیق ہوئی تو بار خوشنود ہوے مبارک سلامت کی دھوم مچی
ہر طرف راگ رنگ ہونے لگا۔ ہر شخص غم دیرینہ کھونے لگا۔ اس زمانے مین آغاز عشرت ہوئی نئے سر سے موجود بہجت ہوئی
القصہ بکرماجیت نے تخت پر بیٹھتے ہی ہر ایک کی آرزو پوری کی۔ محتاجون کا دامان حال گوہر خواہش سے لبریز فرمایا
اسکی حسن نیت دیکھیے بیوقت پانی نہ برسا قحط کی مجال نہوئی کہ اپنا منہہ دکھلاوے ہر طرح سے عیش و آرام تھا۔ فکر و تردد سے آزاد ہر خاص و عام
یہ راجہ بہت سے علم و فن اور اکثر زبانون مین دخل معقول اور مہارت کامل رکھتا تھا۔ مردانگی اور شجاعت مین
یکتاے روزگار تھا اپنی فرزانگی اور دلیری سے تمامی ملک دکھن۔ اوڑیسہ۔ بنگ۔ بہار۔ گجرات۔ سومنات
فتح کر لیا۔ آخر مین ولایت اندرپت یعنی دہلی فتح کی۔ اور عین معرکہ کارزار مین راجہ سکونت کو مارا۔ اور کابل تک
اپنے زیر حکومت کیا۔ تائیدات آسمانی اسکی مددگار تھین ہمت خیر و سعادت کی طرف رجوع تھی کسی حاجتمند کو

محروم نہین کیا۔ ایسی ایسی مشکلات کو حل فرمایا کہ موجب حیرت بلکہ اوسکی کرامات کے قائل ہین۔ اکثر داستین جو افزا
بیان کرتے ہین خصوص نسخہ سنگھاسن بتیسی مین خاص اسی راجہ کی نیک خوئی اور فیاضی اور رحیمی اور بلند ہمتی وغیرہ
ستودہ خصلتون کا ذکر ہی۔ ہندوؤن نے اس نسخہ کی تالیف کا سبب یون لکھا ہی کہ جب راجہ بکرماجیت نے
اس جہان گذران سے کوچ فرمایا۔ کتنی مدت گذرنے پر واقعہ سمت ۵۴۲ بکرمی مین راجہ بھوج مالوہ کا فرمان روا ہوا
اسکا وزیر نہایت ذکی اور خردمند دانش شعار برنچ پنڈت نام تھا۔ ایک مرتبہ راجہ بھوج شکار کو چلا۔ شہر کے باہر
دیکھا کہ چند لڑکے باہم ایک قسم کا کھیل کھیل رہے ہین۔ ایک بادشاہ ایک کوتوال اور بعض بعض عملہ بنائے ہین
بادشاہانہ شوکت سے جو لڑکا ٹیلہ پر تخت نشین ہی احکام جاری کرتا ہی۔ قبل اسکے بھی ایک مرتبہ ایسا ہی ایک مقدمہ
راجہ بھوج کے دربار مین رجوع ہوا جو فیصلہ نہوا تھا اور اس ٹیلہ کے لڑکون نے انفصال اوسکا نہایت عمدہ طور سے
کیا تھا۔ اب جو راجہ نے انکا تماشا دیکھا گذشتہ سانحہ بھی یاد آیا۔ جب تک وہ جعلی بادشاہ اپنے ٹیلے پر بیٹھا رہا
مطلق راجہ بھوج کا خوف نکھایا جیونہین راجہ نے اپنے پاس بلایا اور وہ ٹیکرے سے اوترا خوف کے مارے بیراو ٹھنا
بھاری ہوا رونے لگا تب بموجب حکم اوسی ٹیکرے پر پہونچا دیا۔ وہان جاتے ہی بادشاہ بن بیٹھا تب تو
راجہ نے خیال کیا کہ کچھہ اس ٹیلہ مین تاثیر ہی پس اوسکو کھدوایا ایک تخت مرصع نہایت عمدگی مین نکلا یقین ہوا
کہ اسیکی نشست سے یہ پایہ اطفال کم مایہ کو ہوجاتا تھا پس در دولت پر لاکر چاہا کہ خود اجلاس کرے کہتے ہین کہ
اوس تخت مین بتیس پتلیان طلسم کی نصب تھین۔ خیر ایک پتلی نے کہا کہ اے راجہ جو بکرماجیت کے برابر ہو وہ
اس تخت پر قدم رکھے راجہ بھوج نے اوسکا ماجرا پوچھا۔ اوس پتلی نے بیان کیا اسیطرح سے ہر ایک پتلی نے
ایک ایک داستان راجہ بکرماجیت کے اوصاف کی بیان کی۔ اونھین کہانیون کو برنچ پنڈت وزیر نے زبان
سنسکرت مین تحریر کیا۔ بہرحال راجہ بکرماجیت ایک بڑا عظیم الشان راجہ گذرا ہی کہ جسکا ثانی آج تک کوئی نہوا۔
اسکے سمت بھی تقویم یعنی پترہ مین درج کرتے ہین۔ اسکی آغاز تاریخ مین اختلاف ہی۔ کوئی کہتا ہی کہ آغاز تخت نشینی
سے مقرر ہین کوئی کہتا ہی کہ جس دن سے دہلی فتح کی سنہ شروع ہوئے اوسوقت مین راجہ جدشٹر کے
سنہ جلوس ۳۰۴۴ تھے۔ اس کتاب کے لکھنے کے وقت مین سمت ۱۸۴۰ گذرے ہین۔

راجہ بکرماجیت کے انتقال فرمانے کا حال

اکبرنامہ مین لکھا ہی کہ آخر عمر مین سالباہن نامی سے واقعہ ملک دکھن محاربہ ہوا گرفتار ہوگیا سالباہن نے کہا
کہ اس انجام زندگانی مین جو آرزو ہو بخشون راجہ نے کہا کہ میرے سال جلوس کا رواج رہے سالباہن نے ویسا ہی کیا
ابتک اوسکے سمت جاری ہین۔ اور سالباہن کے بھی سنہ ہندی دفتر مین لکھے جاتے ہین۔ راجاولی اور
راج ترنگنی مین یون لکھا ہی کہ جب نحافت بدنی سے راجہ بکرماجیت کا قد و قامت کمان کی صورت سر بگریبان ہوا

سمندرپال جوگی نے جو نہایت جادوگر اور علم خلع روح جانتا تھا راجہ کی مصاحبت کی۔ اور ایسی دلفریبی دکھلائی کہ اپنا مفتون اور فریفتہ کرلیا۔ راجہ اوسکے حلقۂ اطاعت سے باہر نہوتا تھا۔ اوسوقت اوس جوگی نے راجہ سے کہا کہ اس پیکر ضعیف کو دور کرنا اور نئے شباب کا جامہ پہننا چاہیئے مجھے علم خلع معلوم ہی سیکھ لیجیے۔ پھر جس قالب مین دل چاہے رخ کیجیے۔ راجہ نے باوجود عقل و خرد کے اوسکے فرمانے سے تجاوز نکیا۔ اور اس ترکیب مین مہارت کرکے ایک جوان قالب مین درآیا۔ جوگی نے بلاتوقف اپنی روح راجہ کے قالب مین دوڑائی اور راجہ کی روح کو جو قالب جوان مین گئی تھی قتل کرڈالا خود سریرآرای خلافت ہوا۔ بہرحال چونکہ سمندرپال جوگی نہایت درجہ کا قرب واقتدار رکھتا تھا۔ جب راجہ مرگ طبیعی سے گذرا۔ یا کہ سالباہن کے ہاتھ سے مارا گیا یہ شخص تخت آرا ہوا راجہ کی عمر ایکہزار ایکسو برس کی لکھی ہی۔ اور دہلی مین ترانوے برس حکمران رہا۔ سمندرپال جب بادشاہ ہوا۔ اول اول نہایت عبادت اور ریاضت کرتا تھا۔ مگر یہ سب ظاہرہی کا ڈھکوسلا تھا باطن مین تو کچھ بھی صفائی نہ تھی۔ غبار نفسانی سے آینۂ خاطر بھرا تھا آخرکار اقلیم عدم کو راہی ہوا۔ ۴۲ برس دو مہینے کے راج مین ہوس مٹائی بعدازان اسکا بیٹا چندرپال چالیس برس پانچ مہینے اور راجہ نین پال ۵۱ برس پانچ مہینے۔ اور راجہ دیسپال ۴۷ برس دو مہینے۔ اور راجہ نرسنگھ پال ۴۸ برس تین مہینے۔ اور راجہ سوبہ پال ۳۷ برس گیارہ مہینے۔ اور راجہ سکھہ پال ۴۸ برس ۳ مہینے اور راجہ انبرت پال ۲۷ برس چھہ مہینے۔ اور راجہ جمی پال ۵ ۵ برس پانچ مہینے اور راجہ بھیم پال ۴۸ برس آٹھہ مہینے۔ اور راجہ گوبند پال ۳۷ برس ۹ مہینے۔ اور راجہ بنی پال ۳۹ برس دو مہینے اور راجہ ہرپال ۴۱ برس ۹ مہینے۔ اور راجہ مدن پال ۳۱ برس دو مہینے۔ اور راجہ کرم پال ۴۵ برس ۵ مہینے اور راجہ بکرم پال ۴۴ برس ۳ مہینے حکمران رہے۔ جب اس آخیر راجہ بکرم پال کی نوبت آئی۔ اوائل مین ملک ستانی پر ہمت چست کی اکثرون کو مغلوب کیا۔ تھوڑے دنون کے بعد غرور نے گردن اوٹھائی دعوی یکتائی مدنظر ہوا رعونت مین یہ نشہ آیا کہ راجہ تلوک چند پر لشکرکشی کی مگر سب اسکا خمار زیادہ ہوا معرکۂ رزم مین جان سے گیا۔ جوگی کے خاندان مین سمندرپال سے بکرم پال تک ١٦ آدمیون نے ۴۴۳ برس حکومت کی۔

راجہ تلوک چند والی بہرایچ کے زمانہ کے حال

یہ راجہ ایک چھوٹی سی ولایت بہرایچ کا فرمان روا تھا نصیبہ کی یاوری سے بکرم پال کو مارکر بڑی سلطنت کا مالک ہوا لیکن اجل نے خاطرخواہ مہلت نہ دی تھوڑے ہی عرصہ مین پیغام قضا آیا۔ دوسال کے بعد ملک عدم کو سدھارا اسکے بعد راجہ کرم چند ۲۲ برس ۷ مہینے اور راجہ کان چند ۴ برس ۳ مہینے۔ اور راجہ رامچند ۱۴ برس ۱۱ مہینے اور راجہ بکلیان چند ۱۸ برس دو مہینے۔ اور راجہ گیانچند ۱۵ برس ۷ مہینے اور راجہ بھیم چند ۱۸ برس ۳ مہینے۔ اور راجہ گوبند چند ۲۲ برس دو مہینے فرمان روا رہے۔ اسکے بعد بسبب لاوارثی کے اسکی بی بی مسماۃ بھیم رانی

تخت حکومت پر بیٹھی وزیرون نے بھی حق نمک حلال کیا فرمان بردار رہے ایک سال کے بعد یہ بھی حجرہ عدم کو سدھاری - اس خاندان مین راجہ تلوکچند سے پیم دیوی رانی تک دس نفر نے ۱۴۵ برس حکومت کی

ذکر راجہ ہر پریم جو درویشی سے حکمرانی پر فایز ہوا

چون کہ رانی پیم دیوی کے کوئی اولاد نہ تھی ارکان دولت نے مشورہ کرکے ہر پریم نامے فقیر کو بادشاہی کی تکلیف دی اس شخص کے کمالات صوری اکثر خلائق مین مشہور تھے سچ ہے — دم مین چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین کچھ اچنبھا نہین اسکا کہ خدا قادر ہے ✽ اسنے سات برس پانچ مہینے تخت آرائی کی - بعدہ گوبند پریم ۲۰ برس تین مہینے اور راجہ گوپال پریم ۱۵ برس تین مہینے زینت بخش تاج و تخت رہے جب راجہ مہا پریم مسند حکومت پر بیٹھا اسکی طبیعت دولت دنیا مین نہ جمتی تھی ہمیشہ درویشون اور گوشہ نشینون سے مصاحبت رکھتا تھا آخر کار عروس سلطنت کے غنج و دلال خواب و خیال سمجھکر شاہد حقیقی کے عشق مین ایسا پھنسا کہ ترک جہانداری کرکے گوشہ قناعت مین جا بیٹھا اسنے ۱۰ برس دو مہینے بادشاہی کی - ابتدائے راجہ ہر پریم سے مہا پریم تک چار آدمیون نے ۵۳ برس حکومت کی

ذکر راجہ دیبی سین جو بنگالہ سے آیا تھا

جسوقت اطراف عالم مین یہ خبر پہونچی کہ اندرپت کے راجہ نے ترک تعلقات کرکے فقیری اختیار کی ہر ایک راجہ نے اسکی فتح کی نیت کرکے لشکر جمع کرنا شروع کیا سب سے بیشتر راجہ دیبی سین والی بنگالہ نے پیشقدمی کی اور ایلغار کرکے آپہونچا اور بے درد سر سریر سروری پر زینت افزا ہوا امرائے سلطنت نے اطاعت کی اسکے بعد راجہ بلاول سین ۱۲ برس چار مہینے - اور راجہ کیشو سین ۱۵ برس دو مہینے اور راجہ مادہو سین ۱۱ برس ۴ مہینے اور راجہ سور سین ۱۲ برس دو مہینے - اور راجہ بھیم سین ۵ برس دو مہینے اور راجہ کانگ سین ۴ برس نو مہینے - اور راجہ ہری سین ۱۲ برس دو مہینے - اور راجہ لکھمین سین ۲۰ برس ۱۱ مہینے اور راجہ نراین سین دو برس ۳ مہینے اور راجہ لکھمین سین ۲۶ برس گیارہ مہینے تخت نشین رہے راجہ دھور سین گدی نشین ہوا - شراب خواری سے بدمست ہوکر شاہراہ خرد سے گم ہوا - عدل و انصاف کے طریقے سے پھر کر ظلم و جفا کی راہ مین قدم رکھا - اسکی محفل مین نالایقون نے راہ پائی خانہ براندازون کا دربار ہونے لگا دولت خواہون کو قید بند کرنے لگا - زیردستون کو ستانے اور ضعیفون پر زبردستی کرنے لگا - ملک کی ویرانی رعایا کی پریشانی ہوئی حاصلات مین کمی ظاہر ہوئی - آخر کوہستان سوالک کے راجہ نے ظلم رانی کی مکافات مین جان سے مارا - اسنے ۱ برس تین مہینے راج کیا ابتدائے راجہ دیبی سین سے راجہ دھور سین تک ۱۲ راجہ ڈیڑھ سو برس تک گدی پر رہے

راجہ دیب سنگھ کوہی کا بیان

یہ شخص کوہستان سوالک کا راجہ نہایت عادل تھا - راجہ دھور سین کے ظلم و ستم سے فرمان بردار لوگ اس شخص کو یہان لائے اور اسنے ساعت سعید مین تخت خلافت پر جلوس کیا - کشت زار جہان کو اپنی بارش

سحاب کرم سے سرسبز و شاداب فرمایا۔ ۲۷ برس دو مہینے کی نیکنامی کیساتھ ملک بقا کو سدھارا بعدہ راجہ رن سنگھ ۲۲ برس دو مہینے۔ اور راجہ راج سنگھ ۹ برس آٹھہ مہینے۔ اور راجہ نر سنگھ ۴۶ برس ایک مہینے اور راجہ نر سنگھ ۵۲ برس تین مہینے حکومت کرتے رہے۔ اور راجہ جیون سنگھ نے تخت نشین ہوکر خود پرستی اختیار کی برخلاف باپ دادے کے۔ جوانی کی بدمستیان دکھلانے لگا۔ انجام کار غفلت کی کثرت سے آوارۂ دشت ادبار ہوا۔ آٹھہ برس ۵ مہینے کی سلطنت مین بزرگون کے نام کو مٹا گیا۔ ابتدا راجہ دیپ سنگھ سے جیون سنگھ تک چھہ راجہ ۲۹ ۱ برس مین گذرے

پرتھی راج کا بیان جو رائے پتھورا کے نام سے مشہور ہی

چونکہ مشیت الٰہی یہ چاہتی تھی کہ رائے پتھورا راجہ جیون سنگھ کی ریاست کا مالک ہو۔ راجہ جیون سنگھ نے اپنی بے عقلی یا کسی ضرورت سے کل ارکان دولت کو مع لشکر جرار کوہستان کو روانہ کیا جو اوسکے بزرگون کا مسکن تھا اور خود بدولت تھوڑے سے ارکینون کے ساتھہ دار الخلافت مین غافل بیٹھا رہا۔ رائے پتھورا نے راجہ کی تنہائی سنکر فوج کشی کی اس خبر سے راجہ جیون سنگھ بیدست و پا ہوکر بھاگ نکلا۔ اور اوسی طرف پہاڑون مین جان بحق تسلیم ہوا۔ رائے پتھورا نے فتحیاب ہوکر راج کرنا شروع کیا۔ جب پندرہ برس گذرے سلطان شہاب الدین غوری نے غزنین سے کئی مرتبہ چڑھائی کی۔ آخر کار بضیبہ نے پیٹھہ دکھلائی۔ موضع نراین عرف تلاوری مین راجہ نے ملک بقا کو نہضت فرمائی اور ہندوستان مین مسلمانی چمکی یہ احوال بموجب تحریر راجاولی اور راج ترنگینی کے لکھا گیا لیکن دفتر سوم اکبر نامہ مین یون بیان کیا ہی کہ سمت ۴۲۹ بکرمی مین راجہ انینگ پال قوم تونور نے رایت خلافت بلند کیا اور اندرپت کے نزدیک دہلی نام شہر آباد کیا وہ اور اوسکی ۱۱۹ اولاد نے ۹ ۴۱ برس اور ایک مہینے ۱۷ روز راج کیا آخر کار اوسکی اخیر اولاد راجہ پرتھی رام کو بلدیو چوہان سے لڑنے کا اتفاق ہوا۔ اور اوس لڑائی مین مارا گیا ۸۴۸ بکرمی مین سررشتۂ ریاست قوم تونور سے قوم چوہان کے ہاتھہ لگا۔ اس قوم مین سات راجہ نے ۸۵ ۳ برس سات مہینے حکومت کی جب رائے پتھورا کو جو رائے بلدیو چوہان کی ساتوین اولاد مین ہی سلطنت ملی سلطان شہاب الدین غوری نے سات مرتبہ یورش کیا۔ ہر مرتبہ شکست کھا کر باہر نکل جاتا رہا لیکن ہندوستان کی فتح کو دل سے چاہتا تھا۔ اسی عرصہ مین راجہ جے چند راٹھور والی قنوج نے راجسو جگ کرنا چاہا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ اوسی جگ مین اپنی لڑکی کا سوئمبر کرے۔ اس تقریب سے بشمول دیگر راجاؤن کے رائے پتھورا کو بھی نوید دیا۔ پتھورا نے شریک ہونا چاہا تھا کہ اوسکے کسی نوکر کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ آپکے ہوتے ہوئے راجہ جے چند کا کیا رتبہ کہ جگ کرے اور آپکو بلانے - اس غیرت انگیز کلمہ کے سننے سے رائے پتھورا کا دل پھر گیا۔ اور فسخ عزیمت فرمائی۔ راجہ جے چند اس خبر سننے سے آشفتہ ہوا چاہتا تھا کہ صف آرائی پر متوجہ ہو مگر حاضرین نے روکا۔ آخر رائے پتھورا کی تصویر سونے سے بنوا کر دربان کی جگہ پر رکھوائی اور خود بندوبست جگ مین مصروف ہوا۔ لڑانے والے تو بڑی بلا کے ہوتے ہین کسینے اس خبر کو

راے پتھورا کے کان مین پھونکا - سنتے ہی آگ لگ اوٹھی فوراً پانسو سوار جرار ہمراہ لیکر برسم یلغار جا پہونچا اپنی تصویر کو اوٹھوا کر آتش کارزار گرم کی - کتنون کو شعلۂ تیغ شرر فشان سے جلا کر کلیجہ ٹھنڈا کر واپس چلا آیا - بہر صورت راجہ جی چند نے جگ انجام کو پہونچائی اتفاقاً اوسکی لڑکی راے پتھورا کی جگرداری پر ہزار دل سے عاشق ہوئی - کسی دوسرے راجہ حاضرین جلسہ کو نہ پسند کیا جی چند نے نہایت خفا ہو کر اپنے گھر سے نکال دیا - راے پتھورا نے جب یہ خبر سنی نادیدہ فریفتہ ہوا چاندا بھاٹ کو روانہ کیا کہ اپنی باد فروشی سے اوس گلدستۂ خوبی کو ہاتھہ مین لاوے اور خود مع چند آدمیون کے نوکرون کیطرح ہمراہ چلا جب قنوج مین آیا اوسکے لڑکی کو نہایت چالاکی سے اپنے زیر تصرف مین لایا اور فوراً دہلی چلا گیا - جی چند نے اس واردات سے فوج کشی کی بڑی لڑائی ہوئی سات ہزار آدمی کام آئے مگر کچھہ کام نہ نکلا - راے پتھورا نے اوس غیرت حور کے پاتے ہی خوشیان منانا شروع کین - اسکا عشق ایسا غالب ہوا کہ اکثر اوقات حرم سرا سے باہر نہ نکلتا زندگانی کو اوس یار جانی کی جان نثاری مین بسر کرتا تھا ملک کے انتظام فوج کے اہتمام کی طرف رغبت کم ہوئی ساری عقل و دانش عشق کی بدولت گم ہوئی - جب ایک برس اسی حال مین گذرا - اور یہ حال شہاب الدین غوری کو معلوم ہوا - راجہ جی چند سے محبت بڑھائی - اور آٹھوین مرتبہ سنہ ۱۲۳۳ بکرمی مطابق سنہ ۵۸۸ ہجری مین جسوقت کہ پتھورا کی حکمرانی کو ۴۹ برس گذر چکے تھے ہندوستان مین آیا اکثر اطراف کو تسخیر کیا - یہان راے پتھورا کا یہ حکم تھا کہ جسوقت رانی صاحبہ پاس ہون بندہ بھی ہمارے کسی متنفس کی یہ دم نہ تھی کہ وہان پر دم مارتا - اسوقت مین مسلمانون کی سرکشی کا اخبار سنکر وزراے ریاست گھبرائے مگر حیرت مین تھے کہ کیونکر راجہ کے کان تک اسکی بھنک پہونچ جاوے آخر کار ہر ایک نے متفق الراے ہو کر چاندا کو بھیجا کہ محل مین جا کر راجہ کو خواب غفلت سے بیدار کرے - راجہ اس غرور مین تھا کہ بارہا شکست دی ہی کچھہ متردد نہوا - اور تھوڑی سی فوج لیکر صف آرا ہوا - اس مرتبہ راجہ جی چند نے بسبب عناد سابقہ کے برخلاف عادت سلطان شہاب الدین کی مدد دی آخر راے پتھورا قید ہوا - بادشاہ غزنین کو لیگیا - اس حال کے سننے سے چاندا باد فروش نے وفاداری پر کمر باندھی - فوراً غزنین کو روانہ ہوا - اور بادشاہ سے ملاقات کر کے سرفراز ہوا - اور محبس مین راے پتھورا سے ملاقی ہوا اور بموجب تعلیم کے اوسکے تیراندازی کی تعریف بادشاہ کے روبرو کی - بادشاہ کو تماشا دیکھنے کا شوق ہوا فوراً قیدخانہ سے طلب کر کے تیر و کمان حوالہ کی راے پتھورا نے بادشاہ ہی کو نشانہ کیا - ایک ہی تیر سے گوشۂ بقا کو روانہ کیا مگر اوسکے خادمان درگاہ نے انہین بھی نچھوڑا دونو کو ملک عدم کی راہ دکھلائی تو تاریخ فارسی مین تو راے پتھورا کا مرنا تلاوڑی کے مقام مین لکھا ہی اور سلطان شہاب الدین کا شربت ممات چکھنا بعد مدت فدائی کھوکھر کے ہاتھہ سے تحریر ہی واللہ عالم بحقیقۃ الحال القصہ بعد راے پتھورا کے مسلمانون کی حکومت ہندوستان مین ظاہر ہوئی - ابتداے راجہ جدشٹر پانڈو سے راے پتھورا تک بموجب تحریر راج ترنگینی کے ۴۴۰۰ برس ہندؤن کا راج رہا -

شاہان اہل اسلام کا بیان

جسوقت گردش ایام اس امر کی مقتضی ہوئی کہ ہندوستانیونکا راج جائے اور انکے ملک آبائی مین بیگانہ کا قدم آئے اول سلاطین غور و غزنی نے حملے برپا کیئے۔ اور رفتہ رفتہ یہانکے سررشتہ حکومت کو اپنے دست قدرت مین کرلیا اگرچہ سلطان شہاب الدین نے رائے پتھورا کو مارا اور اوسکی بادشاہی پر قابض ہوا مگر اسلام کا ظہور ناصر الدین سے ہوا ہی لہذا اوسکا بیان کیا جاتا ہی سلطان ناصر الدین سبکتگین حاکم خراسان نصیر دقیقی کے غلامون سے ہی۔ نصیر کے بعد منصور بن نوح سامانی کے حضور سے امیر الامرائی اور سپہ سالاری کا مرتبہ پایا اپنی کاردانی سے بڑے بڑے کام انجام دیئے۔ آخر زمانہ مین ابو اسحق والی بخارا کیطرف سے غزنین کی حکومت پائی جب کہ ابو اسحق کی زندگانی فانی ہوئی ناصر الدین کا نصیبہ چمکا۔ اسکی تفصیل یون ہی۔ ابو اسحق اسکے سوا کوئی وارث نرکھتا تھا اور اوسکے امرا مین بجز اسکے کوئی صاحب شکوہ نظر نہ آیا لاچار اسے تخت حکومت پر بٹھایا اسکی تخت نشینی ۳۶۶ھ ہجری مین ہوئی۔ اس شخص نے اپنی دانش و عقل سے اچھا انتظام کیا۔ اور عدل و داد مین متوجہ رہا اکثر زور بازو سے ملک بھی تسخیر کیے۔ چونکہ اس کتاب سے فقط سوانحات ہندوستان کا دریافت ہونا اصلی غرض ہی لہذا اس شخص کی دوسری مہمون کے قصہ مثل توران اور ایران کے کیفیت کو نہین لکھتے۔ غرض یہ شخص مکرر ہندوستان مین آیا۔ ۳۷۶ھ ہجری مین اکثر شہرون کو فتح کرلیا۔ اسینے اول اول ہند مین مسجد بنوائی۔ چونکہ یہ شخص ترک کے نسل مین تھا اس سبب سے ہندو لوگ سارے مسلمانون کو ترک کہتے ہین۔ اس ترک کی ترکتازی سے ہندوون کے دم ناک مین آگئے۔ جب حملہ کیا بیچارون کے مال و اسباب عزت و آبرو پر حرف آیا۔ اوسوقت مین راجہ جی پال ہندوستانکا حاکم تھا۔ ہرچند مورخان ہندی نے اس راجہ کو فرمانروایان دہلی مین نہین لکھا مگر چونکہ اوسکا دار الایالت قلعۂ بلدہ فارسی مین تحریر کیا ہی کیا تعجب کہ سوائے دہلی کے پنجاب اور سامانہ کے گردنواح مین متسلط ہو ظاہرا اوسوقت ہندوستان میں طوائف الملوکی تھی۔ القصہ راجہ جی پال مخالف کے دفعہ کرنیکو غزنین پر چڑھ گیا اودھر سے سلطان بھی مع لشکر باہر نکلا۔ دلیران کینہ جو نے مردانگی کی داد دی۔ تیر و شمشیر کی نوک چھاتی پر لی ہندوستانیون کی چیرہ دستی آشکار ہوئی۔ بادشاہ نے تازہ حیلہ کیا اوس اطراف مین بعض ایسے چشمہ تھے کہ اگر اتفاقاً قاذورات مین سے کسیقدر اونمین گر جاے فوراً برف برسنا شروع ہو پس بموجب ایماے سلطان لوگون نے اون چشمون کو لہرایا سخت برف برسنا شروع ہوگئی راجہ کے صدہا سپاہی اس بلاے ناگہانی سے ٹھنڈھے ٹھنڈھے ملک جاودانی کو سدھارے جو زندہ رہے وہ اپنی جان بچاکر واپس ہوئے بادشاہ نے اس فریب سے ہندوون کی گرم بازاری سرد کی راجہ نے اپنے لشکریون کو مضطرب پاکر اس عہد سے مصالحت کی کہ پچاس زنجیر فیل پیشکش کرے اور چند معتبرون کو بطور اول بادشاہ کے حضور مین بھیجدیئے اور معتبران سلطان کو واسطے دینے ہاتھیون کے اپنے ساتھ ہندوستان مین لایا مکان مین

پہونچتے ہی سارا قول و قرار بھول گیا۔ نخوت کی ہوا دماغ مین سما گئی اور بادشاہی معتبرون کو بعوض اپنے نوکرون کے قید لیا
بادشاہ نے اس خبر سے کینہ خواہی پر لشکر کھینچا جیپال لاکھ سوار اور پیادہ بیشمار لیکر لڑائی کو آیا مگر شکست کھا کر
اولٹے پیرون بھاگا بادشاہ کا لمغانات تک خطبہ سکہ جاری ہوا

ذکر سلطان محمود ناصر الدین سبکتگین

جب سلطان ناصر الدین سبکتگین اجل کے پنجے مین گرفتار ہوا۔ امیر اسمعیل بڑا لڑکا تخت پر بیٹھا دوسرا لڑکا سلطان محمود
اس ناکامی و محرومی کا متحمل ہوا۔ آخر تائید غیبی نے یاوری کی بڑے بھائی سے مقابلہ کرکے فتحیاب ہوا تخت کامرانی
میسر آیا۔ نام مبارک کا سکہ خطبہ جاری ہوا۔ تیغ عالمگیری اپنے نور جلال سے بلخ و بخارا و دوارو گیج و خوارزم و ترکستان
و عراق و خراسان کو تحت تصرف مین لائی جب اسکی جہانگیری کا طنطنہ بغداد مین پہونچا۔ خلیفہ نے خلعت فاخرہ مع خطاب
امین الملۃ و یمین الدولہ کے عنایت فرمایا۔ اسنے بپاس رضامندی اور نیز اپنی ناموری کے جہاد پر کمر باندھی ہندوستان
کی طرف رجوع ہوا اول مرتبہ ۳۹۱ سنہ ہجری مین بمقام پشاور راجہ جیپال سے لڑائی ہوئی۔ دونو طرف سے بیشمار جاندارون
کی صفائی ہوئی۔ انجام کار مسلمانون کے ہاتھ کھیت رہا بخیر از ہندو غریق لجۂ فنا ہوئے۔ اور راجہ نے بھی مع پندرہ نفر
خویش و برادر کے قید ہوکر بند عنصری سے آزادی پائی۔ لکھتے ہین کہ راجہ کے گلے مین ایک مالا تھا جسکی قیمت جواہر شناسون نے
۱۰۰۰۰۰ دینار تجویز کیے تھے۔ اور اسی بموجب ہر ایک راجہ کے یگانون کے گردن مین ایک ایک مالا تھا یہ سب خزانہ شاہی مین
جمع ہوا یہان سے فتح پاکر بادشاہ نے آگے بڑھکر راجہ جیپال کا دار الحکومۃ فتح کیا اور اکثر مسجدین بنائین مذہب اسلام کا
رواج دیا۔ اور اوائل بہار مین قلعہ بھنڈ سے غزنین کو چلا گیا جب موسم خزان نے ترکتاز شروع کی دوبارہ بادشاہ نے
بعزم ہند ملتان کی راہ سے بھٹنیر پر توجہ کی راجہ بجے رائے باوجود کثرت فیل و سپاہ کے اپنی نے ہمتی اور نے تدبیری سے
لشکر کو بادشاہ کے مقابلہ مین چھوڑ کر خود سندھ کو چلدیا۔ بادشاہی فوج نے خبر پاتے ہی تعاقب کیا اور قید کرتے ہی خنجر آبدار
سے دوپارہ کیا اور سر لے بھا بادشاہ کے روبرو لائے یہ خوش ہوا اکثرون پر تیغ رانی ہوئی بہت سی لوٹ کرکے غزنین کو چلدیا
جملہ تحفون سے دوسو اسی ۲۸۰ فیل مست تھے۔ چون کہ ملتان مین داؤد بن نضیر فرمان روا تھا۔ بادشاہ کو دین کی حمیت
ہوئی پس بہ نیت اخراج بھٹنیر سے سیدھی راہ چھوڑ کر سوار ہوا۔ راجہ اندپال جو راہ مین سد راہ ہوا طرفین سے معرکہ
پڑا آخر راجہ کے پیر نہ جمے کوہستان کشمیر مین جا چھپا۔ اور بادشاہ نے ملتان پہونچکر وہان کے حاکم کو اپنا محکوم کیا اور
بطور خراج تیئیس ۲ ہزار درم سالیانہ قبول کرا کر اور رواج مذہب کرکے عین شدت آفتاب مین بموجب عرض ہمراہیان کے
غزنین کو لوٹ گیا۔ تیسری مرتبہ ۳۹۰ سنہ ہجری موسم زمستان مین ہندوستان کو آیا۔ اور راجہ انندپال سے لڑ بھڑ کر
تیئیس ۳ زنجیر فیل لوٹ پاکر قلعہ بھیم نگر کو چلا اور اوس قلعہ کو فتح کرکے چند تخت طلا و نقرہ اور دیگر نفائس عمدہ لوٹ لیا
اور اپنے لشکریون کو ایسے گرانمایہ جنس کی سیر کرائی اور اوسی قلعہ مین بتقریب جشن بڑی روشنی کی آتشبازی بھی چھوڑائی

اورغزنین کو واپس گیا۔ چوتھی مرتبہ سنہ ۳۹۶ہجری مین ملتان کا قاصد ہوا۔ اس مرتبہ اکثر مخالفین مذہب جو اس ولایت
مین تھے قید ہوئے اور بعض دست بستہ ہاتھیون کے پایمال ہوئے بعض کے ناک کان کاٹ ڈالے۔ اور وہان کے
حاکم داؤد بن نصیر کو قلعۂ غورک مین محبوس کیا کہ وہ اوسی قید مین مرگیا۔ پانچوین مرتبہ سنہ ۳۹۸ہجری مین بادشاہ کو یہ خبر
ملی کہ ہندوستان مین ایک مقام تھانیسر ہی اوسکے قریب تالاب ہی ہندو اوسے آغاز آفرینش جانتے ہین اور اوس
جگہ پر جان چھوڑنا رستگاری کا نتیجہ سمجھتے ہین۔ اور اوسی مقام پر جکرسوم کا بتکدہ ہی۔ یہ سنتے ہی جہاد کے ارادہ پر
تھانیسر کو روانہ ہوا۔ راجہ نروجس وہانکے حاکم نے اس راز سے آگاہی پاکر پیغام دیا کہ اگر اس ارادہ سے باز رہے پچاس
ہاتھی نذر کرون۔ بادشاہ کچھہ بھی ملتفت نہوا۔ اور وہان پہونچکر بتخانہ کو اپنے تیشۂ بیداد سے گرادیا۔ اور سوم جکر کی
مورت اپنے ہمراہ غزنین کو لیگیا۔ چھٹی مرتبہ قلعہ تندنہ پر جو بالناتھہ پہاڑ پر ہی لشکرکشی کی۔ راجہ نروجس پال مردان
کارآزمودہ کو اوس قلعہ مین محافظ چھوڑکر خود کشمیر کے پہاڑون کو چلا گیا۔ بادشاہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا آخر اہل قلعہ نے
مجبور ہوکر قلعہ خالی کردیا بعدہ بادشاہ نے راجہ کا تعاقب کیا مگر بسبب دشوار گذار گھاٹیون کے گھات نہ لگی ہان لوٹ
مین بہت کچھہ ہاتھہ لگا اور اکثر ہنود کو اپنے مذہب مین لایا۔ ساتوین مرتبہ سنہ ۴۰۹ہجری مین قنوج آیا وہان کا حاکم
مع پیشکش حاضر ہوا تب وہانسے برن پہونچا وہان کے حاکم ہردت نے قلعہ کو عزیزون کے سپرد کرکے اپنی راہ لی اہل قلعہ
مقابلہ مین نہ ٹھہر سکے ہزار درم جسکا ڈیڑھ لاکھہ روپیہ ہوا مع چند زنجیر فیل دیکر جان بچائی بادشاہ قلعۂ مہابن کو روانہ ہوا
وہان کا حکمران گلچند چاہتا تھا کہ ہاتھی پر سوار ہوکر دریاے جمن کے پار چلا جاوے مگر قید ہوگیا اوسوقت اپنی تلوار سے پیٹ
چاک کرڈالا بعدازین بادشاہ متھرا پہونچا وہان کے اکثر بتخانون کو خاک مین ملایا لوٹ مچادی کہتے ہین ایک طلائی مورت
جسکا وزن ۹۸۳۰۰ مثقال تھا توڑ ڈالی اوسکے اندر یاقوت کا ٹکڑا ملا جسکا وزن ساڑھے چار سو مثقال تھا لکھے ہین
کہ راجہ چندرراے کے پاس ایک ایسا قوی الاعضا عربدہ جو تندخو ہاتھی تھا کہ جسکا جواب فیل گردون بھی نہوسکتا تھا۔
بادشاہ بڑی قیمت سے اوسکا خریدار ہوا مگر راجہ نے ندیا آخر ایک رات کو وہ ہاتھی فیلخانہ سے چھٹ کر سراپردۂ سلطانی کے
قریب آیا بادشاہ اسکی سیر آنے سے بہت خوش ہوا۔ آٹھوین مرتبہ سنہ ۴۱۲ہجری مین بادشاہ کو خبر ملی کہ راجہ نندا حاکم کالنجر
نے حاکم قنوج کو میری اطاعت کرنے کی وجہ سے مار ڈالا۔ بادشاہ کو یہ امر ناگوار ہوا فوراً بعزم تنبیہ سوار ہوا جب دریاے
جمن کے کنارے پہونچا راجہ نروجس پال جسنے کئی مرتبہ شکست پائی تھی راجہ نندا کی اعانت پر آکر سد راہ ہوا چون کہ
دریاے جمن درمیان مین حایل تھا بے اجازت بادشاہ کے کوئی عبور نکرسکا اتفاقاً بیس نفر غلامون نے دریا سے گذرکر
راجہ کے لشکر کو درہم برہم کردیا راجہ فراری ہوا۔ جس شہر مین غلامان شاہی پہونچتے اوسے لوٹ لیتے اور بتخانون کا انہدام
تو انکے سنت ہی تھی۔ آخر بادشاہ نندا کی ولایت مین آیا اوسوقت نندا کے پاس ۳۶ ہزار سوار ایک سو پینتالیس ہزار پیادے
اور تین سو چالیس فیل مست تھا۔ بادشاہ نے اوسکو پیغام صلح دیا کہ اطاعت مین بہتری ہی مگر راجہ نے نمانا توپ گرز

وشمشیر پہونچی بادشاہ کثرت غنیم کی دیکھکر نہایت ہراسان ہوا درگاہ الٰہی سے فتح ونصرت کا خواہان ہوا خدا کی مرضی تو اور ہی تھی اتفاقاً اوسی شب راجہ کو خود بخود خوف آیا تمام ساز وسامان چھوڑکر کسیطرف کو چلا گیا صبح جب بادشاہ کو یہ خبر ملی دلجمعی سے شہر لوٹنا شروع کیا۔ ایک رقم ۵۸۰ ہاتھیون کی ہاتھ مین آئی۔ دسوین مرتبہ دوبارا راجہ بندا پر چڑھائی کی جب گوالیار پہونچا یہان کے قلعہ کو تسخیر کرنا چاہا۔ یہ قلعہ متانت اور استواری اور بلندی مین عدیم المثال ہے ضرورتاً اوسکے حاکم سے صلاح کرنا پڑی وہان سے کالنجر کو چلا۔ جو راجہ بندا کا مسکن تھا وہان پہونچتے ہی قلعہ کو گھیر لیا اس قلعہ کے استحکام کو کوئی دوسرا قلعہ ہندوستان کا نہین پہونچتا۔ جب زمانۂ محاصرہ بہت گذرا۔ راجہ بندا نے عاجز ہوکر ۳۰۰ سو فیل پیشکش دینا قبول کیا۔ اور اندرون قلعہ سے بنے فیلبانون کے روانہ کردئے۔ بموجب ارشاد بادشاہ کے ترکان شہامت نشان نے ہر ایک پر سواری کی۔ راجہ بندا شعرگوئی مین نہایت ملکہ رکھتا تھا۔ آخر چند اشعار مدح سلطان مین تصنیف کرکے بھیجے اوسکا مضمون ہندی والون نے عرض کیا۔ بادشاہ بہت خوشنود ہوا۔ اوسکے عوض مین فرمان حکومت پندرہ قلعہ کا مع دیگر تحفجات کے عطا فرمایا۔ الغرض باہم صلح ہوگئی۔ گیارھوین مرتبہ سومنات کے فتح کرنے کو آیا یہ شہر دریاے شور پر ہندؤن کا معبد ہی یہان پر ایک بت سومنات نام ہی کتب ہنود مین لکھا ہی کہ چار ہزار برس سے یہ مورت برہمنون کی مقبول ہی غرض غزنین سے روانہ ہوکر شہر دہلہ ہوتے ہوئے سومنات مین خیمہ زن ہوئے اہل شہر نے اس خبر کے سنتے ہی دروازہ بند کرلیا اور آمادۂ جنگ ہوئے۔ آخر کو لڑتے لڑتے بادشاہ نے فتح کی۔ کثیر خلائق کو قتل اور بتخانہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اور سومنات کو غزنین لیگیا۔ اور تعصب کی راہ سے اوسے مسجد ومدرسہ کے زینون مین نصب کرایا۔ معاودت کے وقت اثناے راہ مین راجہ برج دیو سدراہ ہوا اور عمدہ دستبردی دکھلائی۔ اکثرون کو خاک مین ملایا۔ اور جو مال واسباب سومنات سے لوٹ لائے تھے چھین لیا۔ چونکہ کثرت تردد سے جی بیٹھا ہوا تھا بادشاہ نے دم نمارا۔ براہ ریگستان ملتان کو متوجہ ہوا۔ راہ جو کھوئی ہوئی تھی ایسے جنگل مین قدم جا پڑے جہان آبدانہ کی شکل نظر آنا دشوار ہوئی۔ بہت اذیت پہونچی۔ اکثرون نے بھوک پیاس سے بے بس ہوکر عدم کی راہ لی۔ اس مرتبہ نہایت تکلیف سے غزنین پہونچے۔ بارہوین مرتبہ ۴۱۸ھ ہجری مین ملتان وسندکی راہ سے دوبارہ روانہ ہوا اور ہزار کشتیان اس رنگ کی بنائی گئین کہ ہر کشتی مین تین تین سیخ آہنی نصب کین ایک روبرو اور دو دو تو بازؤن پر بیس بیس ہر ایک کشتی مین سپاہیون کو مع آلات حرب بٹھلاکر روان کیا تاکہ دریا کے راستہ سے دشمنون کی انہدام بنیاد ہستی کرین۔ دشمنون نے یہ خبر پاکر اپنے عیال واطفال کو جزیرون مین بھیجدیا اور خود مقابلہ مین آئے جنھون نے سر اوٹھایا اونھون نے مُنہہ کی کھائی۔ بعد گوشمال واجبی کے غزنین کو معاودت کرگیا۔ القصّہ یہ بادشاہ نہایت خلیق اور انصاف دوست شجاع اور دلیر تھا اسکے مزاج مین تعصب اور دنیوی لالچ بھی تھا۔ شعر فہمی اور سخن مین بے نظیر تھا۔ شاعرون کی قدردانی کرتا تھا۔ اسکے وقت مین مولانا حسن غزنوی متخلص تھا

اس تخلص کی وجہ یہ ہی کہ حاکم طوس نے ایک باغ فردوس نام تعمیر کیا تھا - اور انکا باپ وہان پر باغبانی کرتا تھا اسی سبب مولانا نے فردوسی تخلص کیا - جسوقت یہ شخص غزنین گیا - اور بادشاہ نے اسکی قدر کی - اس شخص نے بموجب حکم شاہنامہ تصنیف کیا بیس برس مین ساٹھہ ہزار بیت لکھین - بادشاہ آیاز نامے غلام پر فریفتہ تھا - یہ غلام والی کشمیر کا لڑکا ہی - عہد طفلی مین اپنے باپ کے ساتھہ شکار کو گیا تھا - عیارون نے فرصت پاکر ایاز کو اپنے قابو مین لا فرار ہوئے - اور بدخشان مین پہونچکر اس لعل گران بہا کو کسی سوداگر کے ہاتھہ فروخت کیا - اوس سوداگر نے اسکے حال پر نہایت توجہ فرماکر تعلیم و تربیت کی - حسب اتفاق غزنین مین گیا - بادشاہ نے آوازۂ حسن و جمال سنکر خرید کیا - اور اسکے حسن خوبی کا دلدادہ ہوگیا - بعض نے لکھا ہی کہ جمال صورت سے زیادہ نیکو سیرتی مین بے مثل تھا **القصہ** سلطان علت دق اور ضیق النفس مین گرفتار ہوکر سنہ ۴۲۱ ہجری مین جار ناچار ہوکر ملک عدم کو سدھارا کہتے ہین کہ از بسکہ اس بادشاہ کو تعلقات دنیا سے دلبستگی تھی نہایت تکلیف سے جانکنی ہوئی ۳۵ برس حکمران رہا -

ذکر امیر مسعود

امیر مسعود اپنے چھہ بھائیون مین بڑا تھا بعد محمود کے تخت نشین ہوا دو مرتبہ ہندوستان مین بھی آیا مگر دل کا حوصلہ دل ہی مین رہا جہان سینگ سمائے وہان کے بتخانہ ڈھاکر دار الحکومت کو لوٹ آیا پھر بہرام شاہ تخت آرا ہوا انھین بھی ہندوستان کی رغبت ہوئی - اکثر شہر جو انکے باپ اور بھائی نے فتح نکر پائے تھے تسخیر کرلیے اور مروج دین اسلام کر اپنے امرا کو وہان پر چھوڑا اگرچہ ان حکومت ہند نے قیام نپایا - ایران و توران ہی کے ضبط و ربط مین اوقات بسری ہوئی اسکے عہد مین مولانا نظام الدین گنجوی نے کتاب مخزن اسرار اور ملا نصیر اے ستوفی نے کتاب کلیلہ دمنہ تصنیف کی **القصہ** سنہ ۵۴۷ ہجری مین اس جہان گذران سے اقلیم جاودان کو راہی ہوا - اسکا لڑکا خسرو شاہ جب تخت پر بیٹھا سلطان علاء الدین حسین غوری نے مغلوب کرکے غزنین کو اپنے تحت مین لایا - اور اس بیچارے نے ہندوستان مین آکر لاہور کو فتح کرکے تمام عمر حکومت پنجاب مین بسر کی - اور سنہ ۵۵۵ ہجری مین بمقام لاہور اسکی زندگانی کا چراغ ٹھنڈا ہوا اسنے اٹھارہ ۸ برس حکومت کی بعد ازین اسکا بیٹا سلطان خسرو پنجاب کی حکومت کرنے لگا - چونکہ سلطان شہاب الدین برادر غیاث الدین بن سلطان علاء الدین حسین غوری اپنے بڑے بھائی کیطرف سے نیابتاً غزنین مین امور سلطنت کرتا تھا بمقتضائے شجاعت تسخیر ہندوستان پر متوجہ ہوا اور پے ہم لاہور پر حملہ کیے - آخر الامر خسرو شاہ ٹھہرنے کی تاب نہ لایا سنہ ۵۸۲ ہجری مین سلطان شہاب الدین کے پاس غزنین کو چلا گیا - اور وہین پر ودیعت حیات متقاضی اجل کے سپرد کی - ۲۸ برس اسنے پنجاب کی حکومت کی سلطان ناصر الدین سے خسرو ملک تک ۱۷ بادشاہ ۲۱۷ برس غزنین و اکثر بلاد ہند پر حکومت کرتے رہے

سلطان

ذکر سلطان شہاب الدین غوری

سلطان شہاب الدین عرف معز الدین محمد سام نے اپنے بھائی سلطان شمس الدین ولد سلطان علاء الدین حسین کی طرف سے جو غور کا حاکم تھا غزنین پر فوج چڑھا لایا اور ۵۶۹ھ ہجری مین فتح کی اور خود بطور نائب مقیم رہا چونکہ یہ شخص شجاع اور جنگ جو تھا اور تقدیر بھی یاری پر تھی قصد جہانگیری دلمین پیدا ہوا۔ اول مرتبہ ملتان کو قرامطہ اور اوچھہ کو قوم بھاٹ سے لیکر اپنے قبضہ مین لایا اور اپنا نائب چھوڑکر لوٹ گیا۔ دوسری مرتبہ ۵۷۴ھ ہجری مین دوبارہ ملتان اور اوچھہ مین آیا۔ اور ریگستان کی راہ سے گجرات کا راستہ لیا وہان کے راجہ بھیم دیو نے مقابلہ کیا چونکہ بادشاہ کا لشکر تھکا درماندہ اور ریگستان کی تکلیف کشیدہ تھا مغلوب ہوا۔ راجہ کی فوج نے اکثر غازیان لشکر کو آب شمشیر پلاکر بوسیلۂ تیر خارا شگاف ملک عدم کی سیدھی راہ دکھلائی۔ اس مرتبہ بادشاہ نے بڑی تکلیف سے غزنین کی صورت دیکھی۔ تیسری مرتبہ ۵۷۵ھ ہجری مین لاہور آیا۔ سلطان خسرو ملک جسکا حال لکھہ آئے ہین یہان کی حکومت رکھتا تھا شہاب الدین نے آتے ہی محاصرہ کیا خسرو ملک نے عاجز ہوکر اپنے لڑکے کو مع ایک زنجیر فیل کے نذر بھیجکر صلح کرلی۔ چوتھی مرتبہ ۵۷۸ھ ہجری مین دیول یعنی ٹھٹھہ پر لشکر چڑھا لایا اور تمامی اوس ولایت کو دریائے سند تک فتح کرکے واپس چلا گیا۔ پانچوین مرتبہ ۵۸۰ھ ہجری مین لاہور کو آکے خسرو ملک کو خوب گھیرا اور اوسکے اطراف ونواحی کو من مانا لوٹا درمیان دریائے راوی اور چناب کے سیالکوٹ کے قلعہ کی مرمت کرائی۔ اور اپنا نائب چھوڑکر واپس چلا گیا خسرو ملک نے کھوکھروں سے متفق ہوکر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ مگر نیل مرام لاہور کو واپس ہوا۔ چھٹی مرتبہ ۵۸۳ھ مین پھر لاہور آیا اس مرتبہ خسرو ملک کو ایسا عاجز کیا کہ اوسے دربار شاہی مین حاضر ہونا پڑا۔ بادشاہ نے ہمراہی مین رکھا اور وہان پر دوسرا نائب مقرر کرکے غزنین کو آیا۔ خسرو ملک نے اسی جگہ پر رحلت کی۔ ساتوین مرتبہ ہندوستان مین آکر قلعہ سہرند کو جو دارالایالت راجہائے ہند تھا فتح کیا اور دو سو سوار وہان چھوڑکر موضع نراین پور یعنی تلاوری مین آیا وہان پر راے پتھورا سے لڑائی ہوئی۔ اگرچہ ہمراہیان شاہی نے بہت سا ہاتھہ پیر مارا۔ مگر فتح راے پتھورا کے ہاتھہ لگی انھون نے شکست کھائی کھانڈے راے جو راے پتھورا کا بھائی تھا ہاتھی پر سوار ہوکر بادشاہ پر حملہ آور ہوا اور بازوے سلطانی کو نیزہ کی ضرب سے زخمی کیا۔ قریب تھا کہ اسکے صدمہ سے بادشاہ کا ہوش جاتا رہے مگر جلد غزنین کو لوٹ پڑا۔ راے پتھورا نے فتح پاکر قلعہ سہرند کے محافظان شاہی کو مغلوب کرکے اپنے آدمیون کو وہان پر مقرر کیا۔ آٹھوین مرتبہ ۵۸۸ھ ہجری مین بادشاہ ہند مین آیا۔ اور اوسی موضع نراین مین صفوف جنگ آراستہ ہوئین بڑی مدت تک یہ حال رہا کہ کبھی ہندوستانی پریشانی اوٹھاتے کبھی مسلمان تیغ ہندی کا لوہا مان جاتے تھے۔

ذکر فتحیابی سلطان شہاب الدین

چونکہ حکم خدا یہ تھا کہ ہندؤن کی عملداری تمام ہو اور مسلمان اپنا دخل کرین نصیبہ نے بھی پیٹھہ دکھلائی راے پتھورا قید ہوکر زیر شمشیر ہوا اکثر فوج بھی نے سر سراسیمہ ہوکر ماری گئی کھانڈے راے نے بڑی بے چینی سے بھاگنے کی راہ پائی

قلعہ سرستی یعنی تلاوری اور ہانسی اور اجمیر جو رائے پتھورا کا دار الملک تھا بادشاہ کے قبضہ مین آیا بعد فتح بادشاہ نے رعایا کے تالیف قلوب کے لیے چندے قیام کیا جب سب طرف سے اطمینان حاصل ہو گیا ملک قطب الدین ایبک غلام کو قصبہ کھرام مین جو دہلی سے ستر کوس ہے نیابت پر چھوڑ کر خود بدولت سوالک کے راہ سے روان ہوا اثنائے راہ مین محال کوہستانی لوٹتے ہوئے غزنین کو چلا گیا یہان ملک قطب الدین نائب کو داعیۂ کشورستانی پیدا ہوا تھوڑی فرصت مین دہلی اور میرٹھ کے قلعہ تسخیر کر کے اپنے نزدیکون کو حاکم کیا دوسرے سال قلعہ کول اور گوالیار اور بدایون وغیرہ فتح کرتے ہوئے گجرات مین آیا اور بھیم دیو گجراتی سے اگلی شکست کا بدلا لیا اور اوسی ولایت کو لوٹ کھسوٹ کر دہلی مین آیا اور بادشاہ کے نام سے خطبہ و سکہ جاری کیا تب سے دہلی اسلام کی دار الخلافت ہوئی نوین مرتبہ بادشاہ نے غزنین سے ہندوستان مین آ کر قنوج فتح کیا اور تین سو زنجیر فیل مع دیگر اسباب کے لوٹ کر لوٹ گیا جسوقت سلطان غیاث الدین برادر کلان نے انتقال کیا اس جم ابمر بادشاہ نے ولایت غور و ترکستان و خوارزم وغیرہ دیگر وارثان کو دیکر آپ فقط غزنین پر قانع رہا

معز الدین سام کا رحلت کرنا

دسوین مرتبہ جب بادشاہ نے سنا کہ لاہور کے گرد نواح مین کھوکھر لوگون نے بغاوت کا چراغ روشن کیا ہی فوراً اطفائے نائرۂ فساد کے واسطے قطرہ زن ہوا اور ملک قطب الدین نے بھی دہلی سے آ کر شرف حضوری دریافت کی بس باتفاق ہمدیگر باغیان کی گوشمالی دیکر غزنین کو چلا نزدیک شہر کے کسی گانون مین فدائے کھوکھر کے ہاتھ سے جو ہمراہ رکاب تھا زخم کھا کر عالم باقی کو روانہ ہوا اسکے خزانون مین روپیہ اشرفی وغیرہ کے علاوہ ایک رقم پانسو من ہیرے کی برآمد ہوئی اس بادشاہ نے ۳۲ برس بادشاہی کی اور خاص ہندوستان مین ۱۵ برس حکمران رہا

ذکر سلطان قطب الدین

یہ شخص غلام زرخریدہ سلطان شہاب الدین کا تھا جب کہ بادشاہ نے زخم کھائے اس شخص نے لاہور مین آ کر گیارھوین ربیع الاول سنہ ٦٠٣ ہجری مین اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا چونکہ اسکی چھنگلیا ٹوٹی تھی اسے ایبک کہتے تھے سلطان غیاث الدین محمود نے چتر وغیرہ تجملات بادشاہی قطب الدین کے حضور مین بھیجکر خطاب سلطانی سے سرفرازی بخشی یہ بادشاہ سخاوت اور شجاعت مین بے نظیر تھا مغرورون کی گردن کشی ناپسند کرتا تھا انعام و بخشش کا یہ حال تھا کہ لکھوکھا روپیہ دے ڈالتا تھا۔ اسی سبب سے اسکو لکھ بخش کہتے تھے ایک مرتبہ سلطان اور تاج الدین سے ناموافقت ہوئی اور انجام کار تاج الدین تاب مقابلہ نہ لا کر کرمان کو بھاگ گیا یہ شخص خاص سلطان شہاب الدین کا بندہ اور بعد سلطان کے غزنین کا بادشاہ بن بیٹھا الغرض سلطان قطب الدین ایک نیکنامی فتح و فیروزی سے حکمرانی کی سنہ ٦ ہجری مین چوگان بازی مین مصروف تھا ناگاہ قضا نے اپنی بازی کھیلی گھوڑے سے گرا گوئے زندگانی کو چوگان فنا نے اپنی طرف کھینچ لیا

ذکر آرام شاہ

چونکہ قطب الدین ایبک کی خاص اولاد مین کوئی سزاوار شاہی نتھا لاچار امراے سلطنت نے سنہ ۶۰۷ ہجری مین آرام شاہ کو جسے بادشاہ نے متبنی کیا تھا تخت پر بٹھایا اسنے اپنا خطاب سلطان شاہ مقرر کیا- اور ہر طرف خلق اللہ کی امن و امان کے واسطے فرامین تسلی آمیز جاری فرمائے- اسی وقت مین امیر علی اسمعیل حاکم دہلی نے بعض بعض امرا کے اتفاق سے ملک التمش کو بداؤن سے طلب کیا اوسنے دہلی مین آتے ہی قلعہ کو اپنے قبضہ مین کرلیا سلطان آرام شاہ اس خبر سے صف آرا ہوئے مگر بخت ناسازگار کے ہاتھون سے بھاگنا پڑا کل ایک برس سلطنت کے مزے اوڑائے

ذکر سلطان شمس الدین التمش

اسے بادشاہ قطب الدین ایبک نے مول لیکر اپنی فرزندی مین قبول اور اپنی لڑکی سے منعقد فرماکر بعد فتح گوالیار وہان کی امارت پر مقرر فرمایا تھا- اور رفتہ رفتہ بداؤن کی حکومت بھی اوسے عطا ہوئی یہ شخص اپنی فراست اور فرزانگی سے بارہا حضور مین ترددات مردانہ بجالاکر مورد تحسین ہوا- اور خط آزادی حاصل کیا- چونکہ سلطان آرام شاہ سے بندوبست سلطنت نہوسکا باتفاق امیر علی اسمعیل اور نیز دیگر اراکین دولت کے بداؤن سے آکر سنہ ۶۰۷ ہجری مین تخت نشین ہوا- اور بزور شمشیر دیگر ولایات بھی فتح کین- شمس الدین اپنا خطاب کیا- التمش اوسے کہتے ہین جو چندر گرہنون مین پیدا ہوا ہو- غرض اوسی زمانہ مین سلطان جلال الدین خلف محمد خوارزم شاہ نے چنگیز خان سے شکست پاکر ملتان مین قیام کیا اور چند روز کے بعد قلعہ لاہور کا محاصرہ کیا بادشاہ لشکر جرار لیکر مقابلہ مین پہونچ گیا- جلال الدین کے پیر اوکھڑ گئے سندھ اور سیستان کیطرف نکل گیا- سنہ ۶۱۶ ہجری مین بغداد کے خلیفہ عباسیہ کے حضور سے ایلچی مع خلعت کے سلطان شمس الدین کے پاس آیا بادشاہ نے قواعد اطاعت ظاہر فرمائے اور عیش و عشرت منائے چند روز تک شہر کی آرائش رہی سنہ ۶۳۰ ہجری مین مالوہ کو مسخر فرمایا- اور مہاکال کے مندر کو جو چھ سو برس کا بنا ہوا نہایت مستحکم اور پایدار تھا کھودوایا- اور راجہ بکرماجیت کی مورت اور نیز دیگر بتون کو دہلی کی جامع مسجد کے زمین مین نصب کرایا تاکہ بندگان خدا کے پامال ہون القصہ یہ شخص بڑا عابد تھا ہر جمعہ کو جامع مسجد مین جاکر فرائض ادا کرتا اور وہان پر قیام کرکے وعظ سنا کرتا ایکروز ملحدان دہلی کے باتفاق یکدیگر جمعہ کے روز شمشیر برہنہ مسجد مین چڑھ آئے اور بادشاہ پر ہاتھ صاف کرنا چاہا مگر سلطان صاف بچ کر نکل گیا فتنہ پردازون کی یہ جرات نہوئی کہ تعاقب کرین لوگون نے دروازون اور کوٹھون سے اون بدمعاشون کو تیغ و تفنگ کی بارش سے سرد کردیا اور بادشاہ نے بھی دولتخانہ پہونچکر اکثرون کو گوشمالی دی اُس بادشاہ نے ۲۸ برس سلطنت کرکے نیکنامی کے ساتھ آخرت کی راہ لی

ذکر سلطنت سلطان رکن الدین فیروز

بعد انتقال پدر سلطان رکن الدین فیروز نے شبستان حکومت کو اپنے نور جلوس سے منور فرمایا اس نفس پرست بادشاہ مین کچھہ عقل نتھی ہر وقت جسمانی لذتون مین دلدادہ تھا مسخرون کی صحبت تھی انہین کو انعام ہوتا تھا۔ سپاہ و رعیت کی کبھی رعایت نہوئی۔ رات دن شراب کا دور چلتا تھا اپنی خبر نتھی نام کو بادشاہ بنا تھا اوسکی ماں بی بی شاہ ترکان جو کنیز ترکہ تھی انتظام مالی ملکی کرتی تھی مگر اصل حقیقت سے وہ بھی مجبور تھی حسد نے پر نکالے سلطان شمس الدین کی دوسری حرم والیون کو آزار رسانی شروع کی اور قطب الدین کے عیال و اطفال کو بیقصور قتل کیا بعض اور بھی ایسی ہی حرکتین جو برخلاف خاندان شاہی تھین اس بیگم سے سرزد ہوئین۔ آخر امراے دولت نے بادشاہ کو بے عقل اور اوسکی والدہ کی خود فروشی دیکھکر برخلافی شروع کی ملک اعزالدین ایاز حاکم ملتان کو تکلیف دی کہ دہلی کا تخت حاضر ہے رونق بخش ہوجیے یہ سنتے ہی مع لشکر گران روانہ ہوا۔ اس خبر سے سلطان رکن الدین نے بھی لشکر لیکر عزم پیکار کیا۔ لیکن قبل اسکے کہ اعزالدین ایاز آئے۔ ارکین سلطنت رو گردان ہوگئے اور دہلی مین جا بی بی رضیہ سلطان شمس الدین کی بیٹی کو تخت پر بٹھادیا اور بی بی شاہ ترکان کو محبس مین تکلیف دی۔ بادشاہ رکن الدین اس خبر سے کیلوکھری مین آکر آمادۂ رزم ہوا بی بی رضیہ کی جوانمرد فوج نے تھوڑی دیر مین بادشاہ کو قید کر لیا کہ چند عرصہ کے بعد مان بیٹے دونو ایک ہی حالت قید مین نہانخانۂ عدم کو روانہ ہوئے اس خود فراموش کی حکومت صرف ڈیڑہ برس آٹھہ روز رہی

بی بی رضیہ کی حکمرانی کا حال

سنہ ۶۳۴ ہجری مین باتفاق امراے سلطنت کے تخت پر بیٹھی اور عقل و کیاست اور فہم و فراست کے زور سے انتظام ملکداری بخوبی کیا۔ مردانہ لباس پہنکر دربار کرتی اور لشکر و رعایا کی خاطرداری مین مشغول رہتی بہر حال یہ ملکہ حسن اخلاق مین بڑا ملکہ رکھتی تھی۔ بادشاہ نے عین حیات مین جب اسے ولیعہد کیا تھا وزیرون نے التماس کیا کہ لڑکے کے ہوتے لڑکی کو ولیعہدی زیبا نہین حضرت نے فرمایا کہ پسر ناخلف سے لڑکی بہتر ہوتی ہے۔ اگرچہ بظاہر عورت ہے مگر باطن اسکا مردانہ ہے۔ غرض جون کہ حاکم ملتان اعزالدین ایاز نے حلقۂ فرمان بری سے گردن باہر نکالی اور لاہور کو ملکہ کی ملکیت سے باہر کرکے اپنی املاک مین شامل کیا ملکہ نے مردانہ لڑائی شروع کی دہلی سے نکلکر سہرند پر پرے جانے لیکن امراے ہمراہی نے نمک حرامی کا پیشہ اختیار کیا ملکہ کو قید کرکے دہلی بھیجدیا اور معزالدین بہرام شاہ کو قید سے نکال کر بادشاہ بنایا۔ رضیہ بی بی نے قابو پاکر ملک اختیار الدین سے نکاح کیا اور جاٹ اور کھوکھرونکا لشکر جمع کرکے دو مرتبہ بہرام شاہ پر چڑہ گئی مگر آخرکار شکست پاکر مع شوہر گرفتار ہوگئی اور دوسرے روز قتل ہوئی اسکی سلطنت ۳ برس ۶ مہینے ۶ روز رہی

ذکر مقتول ہونا سلطان رضیہ کا اور معزالدین بہرام شاہ کی سلطنت

سلطان معز الدین بہرام شاہ بن سلطان شمس الدین التمش نے حسب اتفاق کارپردازان سلطنت کے تخت حاصل کرکے اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا نظام الملک مہذب الدین جسکی بہن بادشاہ کے عقد مین تھی کل امور ملکی اور مالی کا مدار المہام ہوا اور اپنے لیے اپنا اختیار حاصل کیا۔ اکثر کام بدون اجازت شاہی کے کر ڈالتا تھا

اوس زمانے مین رسم تھی کہ بادشاہ کے سوا کسیکے دروازے پر ہاتھی نہ رکھا جاوے لیکن انکے دروازے پر ایک زنجیر فیل رہا کرتا تھا۔ جب کہ فوج مغلیۂ چنگیز خانی نے آنکر لاہور کا محاصرہ کیا اور خلق خدا کی آزار رسانی مین کچھہ اوٹھا نرکھا جیونین بادشاہ کو یہ ماجرا ظاہر ہوا نظام الملک کو مع دیگر بڑے بڑے سرداروں کے واسطے دفع لشکر چنگیز خانی کے روانہ کیا۔ اب مہذب الدین کو کیا پوچھنا تھا مفت خورون کی خوشامد ین سنکر مغرور ہوگیا سب تہذیب جاتی رہی حقوق نمک فراموش ہوئے خرابی کی فکر دلمین سمائی۔ دریاے بیاہ پر پہونچکر یہ فریب کیا کہ بادشاہ کے حضور مین اس مضمون سے ایک عرضداشت لکھی کہ جسقدر میری ہمراہی مین امیر وامرا آئے تھے مخالف ہوگئے ہین کوئی یکدل نہین لہذا انکے اعتبار پر اعداسے کارزار کرنا عقل کے برخلاف ہی اگر حضور بنجابہ کے طرف متوجہ ہون نہایت آسانی سے فتنہ و فساد کے دفع ہونے کی صورت ہوجاگی بادشاہ تو اسکی مکاری اور روباہ بازی سے غافل تھا عرضداشت کے جواب مین لکھہ بھیجا کہ بالفعل تالیف قلوب کرکے کارروائی کرو آیندہ اس فرقہ برگشتہ گردن زدنی کی پاداش ضرور ہوگی۔ نظام الملک نے اس فرمان کو ساری فوج مین دکھلایا اور اونکے دلمین بادشاہ کی طرف سے مخالفت پیدا کرا دی۔ جب دیکھا کہ ساری سپاہ مجھسے موافق ہی کھل کھیلا صاف باغی ہوگیا بادشاہ نے اس معرکہ سے آگاہ ہوکر خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کو دفع فساد کے واسطے روانہ کیا جب اسکے سمجھانے سے کچھہ نہوا واپس آکر حضور مین مفصل حال عرض کردیا ادہر نظام الملک نے امرا کے ساتھہ دہلی مین آکر محاصرہ کیا۔ شہر والے تو پہلے ہی سے متفق تھے نے لڑے بھڑے شہر مین دخل ہوگیا اور بادشاہ نے مقید ہوکر زندان زندگانی سے خلاصی پائی اسکی سلطنت صرف دو سال ایک مہینے رہی۔ جسوقت بہرام شاہ کو نظام الملک نے مارڈالا ملک معز الدین اسمعیل امیر الامرا بزور اپنے تسلط کے تخت پر بیٹھہ گیا مگر ارکان دولت نے ناراض ہوکر سلطان علاء الدین کو جو قید مین تھا سنہ ۶۴۳ ہجری مین بادشاہ بنایا اور سلطان شمس الدین کے دونو لڑکون ناصر الدین اور جلال الدین کو قید سے نکال کر ناصر الدین کو بہرایچ اور جلال الدین کو قنوج کا حاکم بنایا اور نظام الملک کو قتل کرکے جزاے اعمال سے متنبہ کیا۔

ذکر رجوع سلطنت بسلطان ناصر الدین کی طرف

چند دنون بعد بادشاہ نے آئین عدالت سے انحراف کیا ظلم و بدعت آغاز ہوئی زوال کے دن نزدیک آنے لگے امرا دولت نے اسکی بے انصافی سے صاف بگاڑ کرنا شروع کی ناصر الدین کو بہرایچ سے بلاکر تخت حوالہ کیا اور ظالم کو قید ہی مین ملک بقا کی راہ دکھلائی چار برس ایک مہینے بیکردار اسکی بدمزاجی اور بے اختری کی گرم بازاری رہی

سلطان ناصر الدین

سلطان ناصر الدین بن سلطان شمس الدین التمش نے سنہ ۶۴۴ ہجری مین اپنا خطبہ اور سکہ جاری فرمایا ملک غیاث الدین بلبن کو جو غلام اور داماد شمس الدین کا تھا منصب وزارت پر سرفراز کیا اور الغ خانی کا خطاب اور چتر دور باش عطا فرمایا انتظام جہانداری اوسکی راے پر ہونے لگا اور بطور نصائح مشفقانہ فرمایا کہ ملک رانی کی عنان تیرے ہاتھہ مین دیگئی ہی خبردار ایسا

کام نکرنا کہ روز قیامت مین مجھے اور تجھے خدا کے روبرو شرما کر سر جھکانا پڑے — ملک بلبن نے عقل خداداد اور فراست خلقی سے اسطرح انتظام کیا کہ رعایا آسودہ حال ہوکر اوسکی دعاے دولت مین مصروف ہوئی ازبسکہ بادشاہ کے مزاج مین حق شناسی اور خداترسی کثرت سے تھی حاصلات ملک کا درویشون اور فاضلون اور ارباب استحقاق کی پرورش مین خرچ کرتا تھا۔ اور عمارات مین چاہ۔ مسجد۔ خانقاہ — سرائین — نہرین وغیرہ طیار کرائین خلاصہ یہ ہی کہ کل روپیہ آمدنی ملک کا کار خیر مین صرف کرتا تھا اپنی ذات خاص کے مصارف کو سال مین دو مصحف لکھکر فروخت کرتا اور اوسکی وجہ سے گذارہ ہوتا ایک مرتبہ کسی نوکر نے بادشاہ کے ہاتھہ کا لکھا ہوا قرآن خوشامد کی راہ سے گران قیمت کو مول لیا جب حضرت نے سنا ممانعت کردی کہ آیندہ کسی کو افشا نہو کہ میرے خط سے یہ صحیفہ لکھا گیا ہی تاکہ میری وجہ حلال مین فرق نہ آئے سواے بی بی کے کسی لونڈی وغیرہ نہ تھی اوسی سے نان پزی کی خدمت لیا کرتا ایکمرتبہ ملکہ نے کہا کہ اگر نان پزی کو ایک لونڈی خرید کردیجیے مجھے آرام ہوگی بادشاہ نے فرمایا کہ خزانے محتاجون کے لیے ہین اپنی آسائش کو نہین صبر کرو کہ آخرت مین اسکا نتیجہ نیک حاصل ہوگا الغرض ۱۹ برس تین مہینے ۲ روز بڑی نیکنامی سے بادشاہی کرکے بہشت برین کی گلگشت کو متوجہ ہوا

ذکر غیاث الدین بلبن

چونکہ سلطان ناصر الدین کے کوئی اولاد نہ تھی وزراے خیر اندیش نے سنہ ۶۶۶ ہجری مین غیاث الدین بلبن کو تخت پر رونق بخش کیا یہ شخص اول ہی سے پختہ کار ہورہا تھا جو کام کرتا عقل و دور اندیشی سے مصلحت کرلیتا جب تک تقوی اور پرہیزگاری اور حسن سیرت کی تحقیقات نکرتا کسی کو کسی عہدہ پہ مامور نفرماتا اوسکا یہ قول تھا کہ ہر شخص کو ایک نظر سے نہ دیکھنا چاہیئے بلکہ فرق پیدا کرنا مناسب ہی — کمینون کو کارفرما کرنا اسطرح ہی جیسے جوتے کو سر پر چڑھانا۔ آخر وقت زندگانی تک کبھی رذیلون سے بات نکی اور نہ خوشامدیون کو اپنے دربار مین بار دیا۔ کہتے ہین کہ فخر نامی رئیس بازار نے مقربان حضور سے التماس کیا کہ اگر ایکبار حضور والا مجھسے ہمکلام ہون نقد و جنس گران بار پیشکش کرون جب باریافتگان بارگاہ نے حضور والا تبار مین اوس مدعا کا ادعا کیا قبول نہوا اور فرمایا کہ میر بازار کی ہمزبانی سے رعب سلطانی زائل ہوگا القصہ بہمہ صفت موصوف تھا امرا کی تقصیرات کے عوض مین تازیانہ کی سزا تجویز کی تھی ارکان دولت اور ادنی رعیت اوسکے محکمۂ عدالت مین برابر تھی — ہر کام مین عدل تھا کسیکی یہ جرأت نہ تھی کہ اوسکے امر و نہی سے باہر ہو اکثر وعظ کی مجلس مین حاضر ہوتا اور ہر وقت حکم الہی مین پابند ہوتا جسوقت کبھی کسی دریا پر پہونچتا اول ضعیفون اور عورتون اور بچون اور چارپایون کو پار بھجواتا اور وہان چند سے توقف کرتا کہ ہر ایک کا آسایش کے ساتھہ بیڑا پار ہو — اگرچہ ایام شباب مین شراب اور اہل طرب کی صحبت مین رہتا تھا مگر جب سے سر آراے سروری ہوا ہر ایک مناہی اور ملاہی سے تائب ہوگیا ہر وقت نماز و روزہ اور وضو مین رہتا اور جمعہ کی نماز پڑھکر اہل قبور کی زیارت کرتا اور اہل مصیبت کی تعزیت مین شریک ہوتا تھا باوجود اسقدر رحیمی اور کریم خصلتی کی گردنکش اور نمک حرامون کی قہاری اور جباری کرتا ایک آدمی کے لئے ملک کو

خراب کر دیتا تھا بادشاہی انتظام کو ہر امر پر مقدم سمجھتا تھا۔ اگرچہ رنگین جانور نغمہ سرا اور شکاری اور چیتا اور سیاہ گوش
وغیرہ سے رغبت تھی بلکہ اس قسم کے جانور بہت سے فراہم کیے تھے قوشچی اور بازدار اور قراول اور میر شکار معزز تھے چونکہ شکار دوست
تھا اس وجہ سے اس فرقہ کو حضرت کی نظر میں عزت تھی۔ بیس کوس دہلی کے اطراف میں شکار کی محافظت کرتے تھے
اور اوس جنگل میں بجز بھی جمع کرتے ہزار سوار تیرانداز شکار کھیلنے کو ہمرکاب رہتا تھا جاڑے کے موسم میں صبح کے وقت
بادشاہ سوار ہوتا۔ اور قصبہ ریواری تک شکار کھیلکر شام کو دارالخلافت لوٹ آتا تھا جس وقت آپ کے شکار کھیلنے کی
خبر ہلاکو خان کو پہونچی کہنے لگا کہ سلطان بلبن بڑا تجربہ کار ہے اور بظاہر میں شکار کا بہانہ ہے مگر باطن میں سواری
اور رعایا کے احوال کی جاسوسی ہے۔ بادشاہ نے یہ سوال جواب ہلاکو خان کی دقیقہ رسی پر آفرین فرمائی اور کہا ملک گیری
کے قواعد وہی خوب جانتا ہے جسنے کشورستانی اور جہانبانی کی ہو۔ جس بادشاہ کو ہمارا سا یارانِ ملک گیری کا مہیا ہوا
امرا نے عرض کی کہ اس قدرت و اقتدار میں ولایت گجرات اور مالوہ تسخیر کرنا ضروری ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ مغول
ہمیشہ ولایت پنجاب پر چڑھائی کیا کرتے ہیں پس ملک سے دور دراز ملکوں کو جانا چاہیئے۔ قبل اسکے شمس الدین کی
اولاد کی غفلت اور کاہلی سے امور سلطنت میں نہایت بے ترتیبی ہوگئی تھی۔ یہانتک کہ میواتی لوگ شہر کے
اطراف میں جنگلوں میں رہکر رہزنی کرتے تھے سو اگر دن کی مجال نہ تھی کہ راہ کاٹ سکیں بلکہ شام کو [illegible] وقت سے
دروازے بند ہوجاتے تھے کسیکی تاب نہ تھی کہ باہر نکلے۔ چار [illegible] انہوں نے شاہی حوض پر بہشتیوں کو پانی کھینچنے
سے ممانعت کی تھی۔ اب اس بادشاہ نے خوب انتظام کیا گئے یہاں تک کھیتوں میں جنگل صاف کرایا شہر میں جابجا
تھانہ مقرر کیے۔ خاص [illegible] تاکید ہوئی کہ قوم [illegible] اور [illegible] کی طرف سے اوٹھایا تھا۔ خود بدولت
جاگیر کو بحالی زمین حکم دیا کہ جسمیں جسکی [illegible] کے نام جاری ہو جاوے بجز عورتوں اور ننھے بچوں کے
کوئی نہ بچا۔ ایک مرتبہ دفترخانہ کے کاربردازوں نے عرض کیا کہ جاگیر سپاہ کے مواضع میں بڑا اختلاف ہے حکم ہوا
کہ جو لوگ ضعیف اور کار خدمت سے معذور ہیں اونکی جاگیر ضبط ہو کر انکے معاوضہ میں مدد معاش مقرر کیجاوے
اس خبر سے یہ بیچارے امیر الامرا فخر الدین سے رجوع ہوئے اور کچھ تحفجات نذر گذرانکر امیدوار ہوئے کہ جاگیر بحال
رہے امیر الامرا نے تحفہ قبول نکیا اور کہا کہ اگر رشوت لونگا میرے التماس میں برکت نرہیگی پس متالم ہوکر بیان حضور میں
حاضر ہوا۔ بادشاہ نے ملال کا باعث دریافت فرمایا اسنے عرض کی کہ حضور نے پیران سالخوردہ کو جاگیر سے محروم
فرمایا مجھے یہ فکر ہوئی کہ اگر روز قیامت میں بھی بوڑھوں کو نامنظور کریں ہمارا حال کیا ہوگا بادشاہ نے اس کلام سے
رحم کیا فرمایا کہ بموجب استدعا کے جاگیر بحال ہو۔ شاہزادہ محمد سلطان کو جو کہ ولیعہد تھا۔ سندھ کی مملکت
مع اوسکے ملحقات کے جاگیر میں ملی اور واسطے انتظام ملتان کے معین ہوا۔ یہ شاہزادہ بہ نسبت دوسرے شاہزادوں
کے بسبب عقل و خرد کے بادشاہ کو بہت پیارا تھا۔ امیر خسرو دہلوی اور امیر حسن اس شاہزادہ کے رفاقت میں

بروقت قیام ملتان کے تھے جسوقت آوازۂ فضیلت حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی کا شاہزادہ کے کان
مین پہونچا۔ ملتان سے دو مرتبہ اپنے آدمیون کے ہاتھہ زادراہ معقول اوسکے پاس بھیجی اور اوسکے آنے کا ملتجی ہوا
اور یہ بھی چاہا کہ شیخ موصوف کے خانقاہ بنوا کر چند موضع اوسکی جاگیر مین حوالہ ہون۔ شیخ نے عذر پیری پیش کیا
اور ایک مرتبہ ایک بیاض اپنے کلام دلپذیر کی اور دوسری مرتبہ گلستان اور بوستان اپنے ہاتھہ سے لکھکر
شاہزادہ کو بھیجین۔ اور اوس ضمیمہ مین امیر خسرو کی سفارش بھی کی۔ اوسی وقت سے ہندوستان مین یہ دو کتابین
معروف ہوئین۔ کہتے ہین کہ سلطان شمس الدین کی ایک لڑکی اس شاہزادہ کے نکاح مین تھی۔ اتفاقاً مستی کے
وقت مین شاہزادہ کی زبان سے لفظ طلاق نکل گیا۔ اب بپاس حکم شرع ضرور ہوا کہ اوس سے احتراز کیا جاوے
پس اوس عفیفہ کو شیخ صدر الدین بن شیخ بہاء الدین زکریا قدس اللہ روحہما سے منعقد کیا اس شرط پر کہ بعد چندے
شیخ موصوف اوسکو طلاق دی تا کہ شاہزادہ دوبارہ اپنے مناکحت مین لائے۔ غرضکہ شیخ اوس ملکہ کو اپنے گھر
مین لے گیا چند روز گذرنے شہزادہ متقاضی ہوا کہ بموجب اقرار طلاق دیجیے خاتون عفت سرشت نے کہا کہ اے خداوند تعالے
اوس نالے حمیت بیوفا کے پہلو سے نکلکر ایسے مرد با خدا سے ہم آغوش ہوئی ہون اب دوبارہ اوسکے ہاتھہ گرفتار نکرنا
شیخ نے یہ کلمہ شاد دلمین خیال کیا اور کہا۔ افسوس کہ مرد عورت سے وفا مین کمتر ہو۔ پس ہر چند شاہزادہ نے تقاضا کیا
مگر شیخ نے کچھہ سنا نا۔ اس خلاف عہدی سے شہزادہ درہم برہم ہوا۔ انتقام کا جویان تھا مگر شیخ کی عداوت
شاہزادہ کو نہ پھلی۔ اونھین دنونمین لشکر مغل ملتان پر چڑہ آیا۔ لوٹ مار شروع کی۔ شاہزادہ چار ناچار
اونکی مدافعت کو سوار ہوا۔ اور عین جنگ مین اجل کے شہباز نے چنگ مارا۔ مرغ روح پھڑپھڑاتا ہوا
آشیانۂ طوبی مین جا بیٹھا۔ اور امیر خسرو کو مغلون نے قید کر لیا۔ آخر بخارا سے ہندوستان مین پہونچا۔ جب
شاہزادہ کی شہادت کا حال بادشاہ کے گوش گذار ہوا الفت پدری نے جوش کھایا رنج وغم نے چارو طرف سے زور
آزمایا۔ ایک تو یونہین اسی برس کی عمر مین ضعف پیری نے ضعف دکھلایا تھا دوسرے لخت جگر کی
وفات نے اور کمر توڑی۔ اگرچہ مہمات خسروی کے انصرام مین زور و قوت ظاہر کرتا مگر رنج وغم کے آثار چہرے سے
ہویدا تھے۔ الغرض روز بروز حال ردی ہونے لگا۔ شاہزادہ کے سالے کو چتر اور دور باش مرحمت فرما کر ملتان کے
انتظام کو رخصت کیا۔ اور ناصر الدین بغراخان چھوٹے لڑکے کو لکھنوتی عرف بنگالہ سے بلا کر کہا کہ تیرے بڑے بھائی
کی جدائی نے مجھے جان بلب کر دیا رحلت کا وقت نزدیک آیا ہی پس ایسے وقت مین تیری جدائی بہتر نہین۔ تیرا
لڑکا کیقباد اور شاہزادۂ مرحوم کا بیٹا کیخسرو دونو خردسال ہین اونسے سرانجام سلطنت کا ناممکن ہی۔ دنیا کے
تجربون سے ابھی آگاہ نہین دوسرے اگر کسینے تخت آرائی کی تو تجھے اوسکی فرمانبرداری کرنا ہوگی۔
اور جو تو تخت پر بیٹھا تو سب تیرے محکوم رہینگے۔ اس عرصہ مین بادشاہ کی کچھہ صورت افاقہ کی ظاہر ہوئی تھی

کہ ناصر الدین بغرا خان نے نادانی سے باپ کی نصیحت سنائی ن اور شکار کے بہانہ سے لکھنوتی کو روانہ ہوا آیا ہنوز لکھنوتی نہ پہونچا ہوگا کہ بادشاہ نے فردوس برین کو کوچ کیا مرتے وقت کیخسرو کی سرآرائی کو وصیت کر گیا۔ اس نیکنام عادل بادشاہ نے بیس برس نو مہینے گلستان جہان کو اپنے رشحات فضل و کرم سے شگفتہ و خندان رکھا

ذکر معز الدین کیقباد

امراے دربار نے بموجب وصیت بادشاہ کے کیخسرو ولد شاہزادہ محمدؒ کو جو ملتان مین تھا تخت نشین کیا چونکہ امیر الامرا فخر الدین کسیقدر اس شاہزادہ سے سوء المزاجی رکھتا تھا کسی حیلہ سے اوس کو پھر ملتان واپس کر دیا اور ناصر الدین بغرا خان لکھنوتی مین اپنی عیش و عشرت مین پھنسا ہوا بیٹھا تھا ادھر امیر الامرا نے دوسرے کار پردازون کی صلاح لیکر معز الدین کیقباد ولد ناصر الدین بغرا خان کو ۶۸۶؁ھ ہجری مین جب کہ اوسکی عمر ۱۸ برس کی تھی تخت پر بیٹھا دیا۔ اور کل انتظام سلطنت کا سر رشتہ اپنے اختیار مین لیا حتی کہ عزل و نصب اور تقسیم تنخواہ سپاہیان وغیرہ اوسیکے ہاتھ مین تھا۔ بادشاہ بھی کل امور سلطنت اوسکے اختیار مین چھوڑ کر عیش مرانی مین مصروف ہوا دہلی سے نکلکر مقام کیلوکھری مین دریاے جمن کے کنارے دلکشا عمارتین تعمیر کرائین باغ آراستہ ہوئے اوسیکو دار الخلافہ مقرر کیا جوانی دیوانی مشہور ہی خصوص جب نے فکری ہو وزیر کے اعتماد پر ملک کی خبرداری چھوڑ کر حضرت ایسے بیخبر ہوئے کہ رات دن بجز عیاشی کے کوئی کام نہ تھا۔ کھیل کود مین اوقات بسر ہوتی تھی۔ کوئی ایسا کھیل نہ تھا جو حضور مین اپنا رنگ نہ دکھلاتا۔ اسطرح خرافات مین اپنی عزیز اوقات کو بسر کرتا تھوڑے دنون مین تمام خزانہ نالایقون کو انعام دے ڈالا امیر الامرا کے اغوا سے کیخسرو اپنے چچازاد بھائی کو ملتان سے بلایا وہ بیچارہ فرمان برداری کے راہ سے عازم درگاہ ہوا اس ظالم نے مقام قصبہ رہتک مین اوس بیقصور کو ناحق قتل کر ڈالا کسیقدر مدت گذرنے پر مغلون کی ایک فوج کثیر لاہور پر چڑھ آئی اور لوٹ کرنا شروع کی جب بادشاہ نے اس شورش کی خبر پائی باربک خان کو اس فساد کے دفعیہ کے واسطے روانہ کیا لشکر منصور نے لاہور پہونچکر مغلون سے لڑائی برپا کی اور مغلون کو شکست دی بعض قید مین آئے فوج ظفر موج نے دہلی کو مراجعت کی امیر الامرا کی اشتعال سے فرقہ مغول کو جو قید ہوئے تھے سزا دی گئی۔ بعد ازین امیر الامرا نے التماس کیا کہ اکثر امراے سرکاری قوم مغل ہین ظاہرا مغلون کا آنا انہین کے اغوا سے معلوم ہوتا ہی پس احتیاط شرط ہی ایسا نہو کہ نصیب دشمنان کوئی بداندیشی ظاہر کرین جسکا تدارک مشکل ہو جائے۔ بادشاہ اس گیدڑ بھبکی سے ڈر گیا فوراً امیر الامرا کو اجازت دی کہ اوس فرقہ کو قتل کرے۔ امیر الامرا نے اوسی روز چند مغلون کو آب شمشیر سے نہلایا اور بعض ملوک ملین کو جو مغل سے رشتہ قرابت رکھتے تھے قلعہ بند کیا۔ اور خواجہ خطر کو جو وزیرون مین سے تھا جھوٹھی تہمت لگا کر گدھے پر سوار تشہیر کیا اب امیر الامرا کا اور بھی زیادہ تسلط ہوا جسوقت سلطان ناصر الدین بغرا خان نے مقام لکھنوتی مین یہ

خبر پائی کہ سلطان معز الدین کیقباد ہوا پرستی مین مصروف اور امیر الامرا کا تسلط ہے۔ ایک شوقیہ خط حسرت
ملاقات کے مضمون مین اپنے بیٹے کے نام روانہ کیا جب یہ خط بادشاہ کو کیلوکھری مین پہونچا اسے بھی آرزوے
ملاقات ہوئی جواب مین وعدۂ دیدار تحریر کر کے روانہ کیا جب وہ وقت قریب آیا کیلوکھری سے کیقباد اور لکھنوتی
سے سلطان ناصر الدین روانہ ہوئے دریاے سرجو کے کنارے پر دونو طرف لشکر اوترے تین روز تک قاعدۂ ملاقات
کی تجویز مین بسر ہوئے آخر الامر یہ امر قرار پائی کہ لڑکا تخت پر بیٹھے اور باپ تعظیماً ملاقات کرے۔ چنانچہ
سلطان ناصر الدین بغرا خان دریا سے پار اوتر جلوہ گاہ سے پیادہ ہوا اور بموجب قواعد شہریاری کے آداب
تسلیمات بجا لایا۔ سلطان معز الدین کیقباد باپ کے آداب بجا لانے سے شرمایا جو نہین اور بھی قریب آیا کیقباد
بیتاب ہو کر تعظیم کو اوٹھ کھڑا ہوا اور استقبال کر کے قدمون سے جا لگا۔ باپ نے جلد سر اوٹھا کر آغوش عطوفت
مین کھینچ لیا۔ اور دونون ہم آغوش ہو کر بے اختیار زار زار ابر نوبہار کی طرح اشکبار ہوئے۔ حاضرین دربار نے بھی
آنسو بہائے۔ القصہ باپ نے لڑکے کو تخت پر بٹھا کر چاہا کہ خود دست بستہ روبرو ایستادہ ہو مگر لڑکے نے
بمقتضاے سعادت نہادی کے باپ کو تخت پر بٹھا لیا اور خود بھی مؤدب بیٹھا۔ تکلفات رسمی کی گفتگو ہونے لگی
ناز و نیاز کا گرم بازار ہوا۔ چند دنون دونو باپ بیٹے کی صحبتین عیش و عشرت مین گذرا اوقات تھی دن عید
رات شب برات تھی۔ جب مفارقت کا دن نزدیک آیا۔ پدر مہربان یہ چند کلمہ زبان پر لایا کہ اے فرزند دلبند
جس بادشاہ کو یوم مصیبت کی یاد نہے یا کہ اعانت غربا اور دشمن کے مقابلہ کو روزینہ رکھتا ہو وہ نادان ہے
شہریارون کو چاہیے کہ آشنا بیگانہ کا لحاظ کرین نیک و بد کی شناخت رکھین خیرخواہ اور نمک حرام کی قدر جانین
ہر ایک کے حال سے خبردار رہین مخلصان وفادار کی قدردانی کرین خردمندون کی مصاحبت مین میل رکھین
اور وقت رخصت کے آہستہ سے امیر الامرا کی مدافعت کو کہکر رخصت ہوا۔ اور کتاب قران السعدین مین
امیر خسرو دہلوی نے لکھا ہے کہ باپ بقصد تسخیر دہلی لکھنوتی سے چلا تھا اور لڑکا اوسکے دفعیہ کو دہلی سے عازم ہوا
جب دریا کنارے پہونچے باہم صلح ہوئی اپنے اپنے مرکز کو واپس ہوگئے۔ الغرض بموجب سمجھانے باپ کے جو اوپر لکھا گیا
چند روز تک لہو و لعب سے باز رہا۔ ایک روز بعزم شکار سوار ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک گویا صاحب جمال شیرین مقال
ملاقی ہوا اور بعد دعا و سلام کے اس بیت کو گایا ؎ سیمینا بصبر میروی سخت بیمہری کہ بے ما میروی۔
بادشاہ اوسکے لہجۂ دلکش اور صورت خوش پر فریفتہ ہوا باپ کی نصیحتین بھول گئین صبر و شکیب جاتا رہا
فوراً اوسے ہمراہ لیا صحراے طرب افزا مین خیمہ ایستادہ کیے۔ اور شرب شراب اور گانے بجانے مین ایسا
مصروف ہوا کہ امور سلطنت کی کچھ یاد نہ آئی ہر وقت رقص و سرود کا خیال رہا۔ اب بادشاہ کی عمر کا
ستارہ قریب زوال آنے لگا ساری وضع بدل گئی امرا کی ہتک اور مردم آزاری مین کوشش کرنے لگا۔

القصہ فخر الدین امیر الامرا کو زہر پلا کر مار ڈالا۔ اور ملک جلال الدین فیروز کو سامانہ سے بلا کر مدار علیہ سلطنت بنایا اسی عرصہ مین بادشاہ کو کثرت شراب سے لقوہ اور فالج عارض ہوا اور اسکی کثرت سے بیکار ہو گیا لاجرم امرا نے متفق ہو کر کیومرث کو جو خرد سال تھا محل سے لا کر تخت نشین کیا اور سلطان شمس الدین خطاب مقرر کیا۔ ملک جلال الدین نے بمقتضاے وقت چند روز تک اوس خرد سال کی اطاعت کی آخر کار ارکان دولت سے ملکر اوسے قید کر لیا اور جس شخص کے باپ کو بادشاہ نے سابق قتل کیا تھا اوسکے لڑکے کو یہ اغوا کیا کہ کیلوکھری مین جا کر اپنا انتقام لیوے ہنوز چند رمق بادشاہ کے مرنے مین باقی تھے کہ اوسنے جا کر لات مار دریاے جمن مین ڈھکیل دیا تین برس تین مہینے اسکی بادشاہت رہی ابتداے سلطان شہاب الدین غوری سے سلطان فخر الدین کیقباد تک گیارہ بادشاہون نے ایکسو ایک برس گیارہ مہینے سات روز سریر آرائی کی

سلطان جلال الدین فیروز خلجی کا حال

لکھا ہے کہ سلطان جلال الدین خلجی قالج خان چنگیز خان کے داماد کی نسل سے ہے لیکن عقل اس حکایت کو قبول نہین کرتی کیونکہ اوسوقت مین چنگیز خان کے گھرانے مین ایسی شوکت نہ تھی کہ اولاد اوسکی بادشاہان ہند کی نوکری کرتے بہرحال بخشی تھا اور شایستہ خانی کے خطاب سے سرفراز تھا ازبسکہ اوسکی پیشانی مین خط کامرانی تحریر تھا روز بروز مرتبہ اوسکا ترقی پر تھا۔ آخر کار تمام کارپردازون کے اتفاق سے معز الدین کیقباد کو تخت سے اوٹھا کر ۶۹۰ ہجری مین رتبۂ سلطنت پر فائز ہوا آخر کار ہر ایک مخالف اور موافق نے طوعاً کرہاً اطاعت قبول کی لیکن یہ شخص اوس تخت پر جو پیشتر کے بادشاہ اوسپر رونق افروز ہوئے تھے نہ بیٹھا اور کیلوکھری مین رہنا اختیار کیا ایک شہر اور قلعۂ سنگین بنا تعمیر کرایا۔ جسوقت اسکی نیک ذاتی اور خدا شناسی کا آوازہ تمام جہان مین فایز ہوا شہر کے چھوٹے بڑے متفق اللفظ عرض کنان ہوئے کہ حضور شہر دہلی مین رونق بخش ہون پس عازم ہوا کارپردازون نے تمام شہر مین آئینہ بندی کی نگار خانہ چین کی صورت بنا دی سلطان بڑے جاہ و حشم سے ہاتھی پر سوار ہمراہی مین امراے نامدار جلو مین لشکر جرار زرپاشے کرتے روپیا لٹاتے کوچہ و بازار سے ہوتے ہوئے دولتخانہ مین داخل ہوا اور دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کرکے تخت پر بیٹھا۔ اور فرمایا کہ ایک روز وہ تھا کہ مدتون اس تخت کے روبرو دست بستہ کھڑا رہتا تھا آج فضل خدا سے اوسی پر جلوس فرما ہون اسکا شکر ادا نہین ہو سکتا ؎
کیا کیا کرون مین شکر خداے قدیر کا ٭ بخشا ہے مجھ فقیر کو رتبہ امیر کا ٭ تمام برنا و پیر حاضرین درگاہ نے نذرین گذرانین مبارک سلامت کی دھوم مچی شادیانے بجنے لگے تمام دن یہ جلسہ ہوا رات کو آتشبازی اور چراغون کی روشنی وغیرہ بڑے تکلف سے کی گئی بالجملہ بعد فراغت جشن اور مبارکبادی کے انتظام ملکداری مین متوجہ ہوا اور عدالت گستری اور رعایا پروری سے جملہ خلق اللہ کو خوشنود و راضی کیا چھوٹے بڑے اوسکے انصاف مین لت

سے راضی وشاکر تھے جنکی جاگیر مقرر کی باوجود ہو جانے کسی قصور کے اوسکی جاگیر ضبط نہ کی امیر خسرو دہلوی
اسکی مصحف داری کی خدمت مین تھا ہر روز پارۂ قران ملاحظہ کراکر انعام پاتا جو کہ ملک چھجو کو ولایت کڑہ کی
بدستور سابق ملی تھی اور وہ اوسی ولایت مین مقیم تھا دوسرے سال باغی ہوکر اپنے نام کا سکہ وخطبہ رائج کیا
اور گران فوج سے دہلی پر چڑھائی کی پادشاہ نے جب اس مخالف کی ناسازی کی سن گن پائی اپنے لڑکے خانخانان کو
مع لشکر بیشمار اور امراے نامدار کے روانہ کیا - مقابلہ ہوتے ہی چھجو نے شکست پائی مع امراے ہمراہی کے گرفتار
ہوا جسوقت اسیرون کو حضور مین حاضر کیا بموجب حکم حمام مین لیجاکر سر وریش کی شست وشوکی - اور
خلعت خاص پہناکر دربار مین لائے پادشاہ نے چھجو کو ملتان روانہ کیا اور فرمایا کہ مکان صاف مین باعزت نظربند کیا جاوے
اور عیش وعشرت کا سامان مہیا رہے وزیرون نے اس گردن زدنی کے حق مین برخلاف توقع نوازش سلطانی
دیکھکر سبب استفسار کیا حکم ہوا کہ ستر برس گذرتے ہین کسی مسلمان کا خون نہین ہوا اب بڑھاپے کے وقت
مین کیون خون لگاکر شہیدون مین داخل ہون خصوص اس حالت مین کہ دست بستہ روبرو کھڑا ہی - غرضکہ
یہ شخص نہایت خداترس اور نرم دل اور مہربان تھا - مور کو بھی نہین مارتا تھا - اس کا قول تھا کہ صف رزم مین
سپاہیون کے قتل سے دل نہ ہٹیگا مگر قیدی پر کبھی ہاتھہ نہ چلیگا - اس شخص نے اپنے تمام ایام شاہی مین ایک خون
کیا تھا اوسکی روایت یہ ہی کہ دہلی مین ایک فقیر مولا نام رہتا تھا اوسنے ایک عظیم الشان خانقاہ زر کثیر صرف
کرکے طیار کرایا تھا ہر روز ہزار من میدہ اور پانسو من لحم اور تین سو من شکر اور دو سو من روغن اور اسی حساب
سے مصالح وغیرہ خرچ ہوتا تھا وہین دو مرتبہ دسترخوان چنا جاتا اور خاص وعام کو کھلایا جاتا تھا اور آپ بجز نان خشک
کے کچھہ نکھاتا - اور نہ کسی سے کچھہ سوال کرتا - لوگ اوسکے اسقدر خرچ کو دیکھکر اور آمد کی صورت کچھہ نپاکر کیمیاگری
کا خیال کرتے اکثر مرید ہوگیے یہان تک کہ شاہزادہ خانخانان بھی مرید ہوگیا - پادشاہ نے جو دیکھا کہ اس شخص کے
درگاہ مین عام وخاص کا گذر ہی دلمین خیال کیا کہ ایسا نہو یہ شخص بیٹھے بیٹھے کوئی فساد اوٹھائے اول اوسکے مریدون
کو کسی حیلہ سے دور دراز روانہ کیا بعدہ شاہ جی کو ہاتھی کے پیر سے کچلوا ڈالا - اوس روز بحکم جہان افروز برپا
زور وشور کی آندھی آئی گرد وغبار کا طوفان اوٹھا تمام عالم تیرہ وتار ہوگیا - اور اوس سال مین برسکال بھی بڑی
بے آبروئی سے گذری دو آنسو بھی چشم گردون سے نہ ٹپکے - تمام دنیا کا معاملا ابتر ہوگیا - دہلی مین بڑا قحط ہوا
غلہ نے عنقا سے آشنائی کی - بھونکھہ کے مارے خالی پیٹ زندگی کے دن بھرتے تھے - اکثرون نے دریاے
جمن مین ڈوب ڈوب کر پیٹ کی آگ بجھائی - بعض فلک ستایون نے کتا بلی کا گوشت حلال سمجھا - حرام
کھانے کو طیار ہوئے مگر قسم کھانے تک کو نملی دوسریکا گوشت درکنار - دانتون کا اونٹھہ جانا جانے پر دانت
تھا جدھر دیکھیئے فاقہ زدون کی لاشین کوچہ گلی مین پٹی پڑی تھین - سنہ ۶۹۳ ہجری مین خاندان چنگیزی کے

مغل مع لشکر گران کے عازم پنجاب ہوئے بادشاہ اس ماجرا کے آگاہ ہونے سے اوسکے دفعیہ کو متوجہ ہوا جب دونوں
لشکر مقابل ہوئے قوم مغل نے بادشاہی لشکر کا غلبہ دیکھکر صلح اختیار کی ۔ انکا سردار جو ہلاکو خان کا قرابتدار تھا
بادشاہ کی ملاقات کو آیا ۔ اور مع چند دیگر امرا کے مسلمان ہوا بادشاہ نے اوسکو فرزندی مین قبول کرکے داماد بنایا
اور غیاث پور مین اوسکو مقیم کیا تب سے اوس بستی کا نام مغلپورہ اور مغلون کا لقب نو مسلم مشہور ہوا تھوڑے
عرصہ کے بعد اپنے بھتیجے ملک علاء الدین کو کڑہ کی طرف روانہ کیا اسنے یہان آکر اطراف مین تاخت تاراج کرتے ہوئے
دیوگڈھ کو فتح کیا اور اوس فتح سے چالیس ہاتھی اور ہزار گھوڑے اور بہت سا سونا چاندی موتی وغیرہ بیش قیمتی
اسباب ہاتھ لگا جسکا اندازہ ناممکن ہے آخرکار زور و قوت کے بڑھتے ہی شقاوت پر کمر باندھی وزراے دولتخواہ نے
بادشاہ کے حضور مین عرض حال کرکے التماس کیا کہ اسکا علاج کرنا ضرور ہے ۔ بادشاہ ازبسکہ علاء الدین کو پیار کرتا تھا
اوسکے حق مین ویزیرون کی گفتگو نامنظور فرمائی ۔ یہی کہتا رہا کہ علاء الدین میرا لڑکا اور مجھسے پرورش پایا ہوا ہے ہرگز اوس سے
امید انحراف اور بدخواہی کی نہین جب بادشاہ کی موت نزدیک آگئی چند خاص خاص لوگون اور ایکہزار سوار کے ہمراہ
بسواری کشتی کڑہ کیطرف عازم ہوا ملک علاء الدین نے جب یہ خبر سنی مابین کڑہ اور مانکپور کے آٹھہرا اور اپنے بھائی کو
استقبال کے واسطے روانہ کیا اوسنے سعادت حضوری سے مشرف ہوکر عرض کیا کہ علاء الدین خوف شاہی سے ایسا
سراسیمہ ہوا تھا کہ کسیطرف کو فرار کرے مگر فدوی نے اوسے اس ارادہ سے باز رکھا الحال کہ حضور نے اس سرزمین پر
سایۂ عاطفت ڈالا اگر مردان ہمراہی مسلح اوسکی نظر مین آینگے یقین ہے کہ خوف کھاکر کہین چلدے ۔ بادشاہ نے ہمراہیون
کے ہتیار علحدہ رکھوادیے اور کشتی مین سوار ہوکر تلاوت قران مین مصروف ہوا جب کنارے پہونچکر اوترا ملک علاء الدین
آکر قدمبوس ہوا بادشاہ نے پیار سے طمانچہ مارکر کہا کہ اے فرزند مینے اسیدن کو تیری تعلیم و تربیت کی تھی کہ تو میری
طرف سے اندیشۂ باطل اپنے دلمین پیدا کرے ۔ یہ کہکر علاء الدین کا ہاتھہ پکڑ کشتی کی طرف کھینچا اسیوقت محمود سالم
نے علاء الدین کے اشارہ سے بادشاہ کو زخمی کیا یہ زخم کھاکر کشتی کی طرف چلا ۔ اختیار الدین نے جو کہ نمک پروردۂ
شاہی تھا عقب سے آکر بادشاہ کو زمین پر دے پٹکا اور سر کاٹ کر علاء الدین کے حضور مین پہونچایا اوسنے اوس
سر کو نیزہ پر رکھوا تمام مانکپور مین گھومایا ۔ اور جو لوگ بادشاہ کے ہمراہ کشتی مین تھے اونھین بھی دریاے فنا مین
غوطہ کھلائے ۔ چونکہ حق تعالی کے حضور مین حق و ناحق کا انصاف ضرور ہے قاتلون نے بہت جلد اپنا بدلا پایا ۔
محمود سالم تھوڑے دنون مین جذام کے عارضہ مین گلنے لگا جامۂ ہستی کی دھجیان اوڑ گئین ۔ اختیار الدین
دیوانہ ہوا ۔ علاء الدین محسن کش نے اگرچہ تخت پر بیٹھکر دل کا ولولہ نکالا لیکن ایسا مٹا کہ اوسکی نسل اور اولاد کا
نام و نشان باقی نہ رہا صرف سات برس ایک مہینے بیس روز بادشاہ مرحوم نے بادشاہی کی تھی ۔

ذکر سلطان علاء الدین

جب سلطان جلال الدین قتل ہوا سلطان علاء الدین ساٹھہ ہزار سوار کے ہمراہ دہلی مین آیا ہر ایک خرد و کلان نے
اطاعت پر کمر باندھی ۶۹۵ ہجری مین کوشک لال کو اپنا دار السلطنۃ مقرر کیا۔ اپنی سخاوت اور مکرمت سے امرا لوگون
کو نہال کردیا۔ اسکے عہد مین شراب کشی کی بڑی کثرت تھی تھوڑے دنون کے بعد الف خان اور ظفر خان کو چالیس ہزار
سوار جرار دیکر حکم فرمایا کہ رکن الدین اور ابراہیم سلطان جلال الدین کے دونون لڑکون کو جو دہلی سے بھاگ کر ملتان گئے ہین
دفع کرین۔ آخر کار دونو سردارون نے پہونچکر ملتان کا محاصرہ کیا بیچارے یتیمون کو مقابلہ کی کہان تاب تھی شیخ
رکن الدین درویش کے وسیلہ سے ملاقات کی الف خان نے آدمیت کی راہ سے تعظیم و تکریم کی اور انکو اپنے ہمراہ
دہلی لایا اس بادشاہ حق فراموش کور نمک نے ذرا بھی چشم مروت نہ دکھلائی۔ دونو اپنے مرشدزادون کی آنکھہ نکلوالی
اور اونکے ہمراہیون کے بھی دیدے نکالکر قید کیا۔ بعد ازان گجرات پر چڑھ کر بڑے جد و جہد سے فتح کرلیا اور سومنات
کی مورت کو دہلی مین لاکر زمین مین دفن کیا تاکہ خلق اللہ کی پایمالی مین آئے۔ دوسرے برس مغلون کا لشکر ماوراء النہر سے
دہلی کے اطراف مین آیا شہر کو محاصرہ کیا تمام قصبہ اور دیہات کی رعایا شہر مین بھاگ آئی۔ کثرت خلق خدا سے دوکان
اور مسجد اور محلہ و کوچہ مین کہین جگہ خالی نرہی ہر چیز کی گرانی ہوئی۔ بادشاہ مغلون پر اوٹھہ دوڑا اور انکے فساد کی
آگ کو بجھایا جب بادشاہ کو کسی مخالف کا خوف نرہا۔ اور اکثر ملک بھی فتح کیے۔ دماغ مین اوسکے ہوا سمائی دلمین یہ
منصوبہ کیا کہ تازہ دین اور نئی شریعت اختراع کرے۔ اور بعض امرا کو منتخب کرکے چار یار بنادے۔ کبھی چاہتا تھا
کہ کسی معتمد اور معتبر شخص کو تختگاہ سپرد کرکے خود مانند سکندر ہفت اقلیم کی سیر کو روانہ ہووے تاکہ اوسے سکندر ثانی
کہین پس خطبہ مین بھی لفظ داخل کی کسی مصاحب کو یہ مجال نہ تھی کہ اوسکے برخلاف دم مار سکے ہر ایک ہوا موافق
مرضی کے بلند ہمتی اور عالی دماغی کی تعریف کرتا تھا آخر ملک علاء الدین نے جو کہ امراے عظام مین تھا۔ اور اسکی
راست گفتاری اور درست کرداری کا بادشاہ کو اعتبار تھا حکمت آمیز گفتگو سے بادشاہ کو سمجھایا کہ اس حرکت سے
دنیا اور آخرت مین رسوائی ہوگی خلق خدا برا بھلا کہیگی۔ بادشاہ کے دلمین یہ راے پسند ہوئی سمجھا کہ یہ قدر و منزلت
بے حکم خدا نہین حاصل ہوسکتی پس اس فاسد ارادہ سے باز آیا اور نیز علاء الدین نے دربارِ سیر دنیا کے گذارش کی
کہ اگر بادشاہ دہلی چھوڑکر غیر ولایتون کو عازم ہوا اور خدا نخواستہ نامراد واپس آئے واللہ عالم نایبون کے مزاج مین
اطاعت اور فرمان برداری باقی رہے یا سرکشی اختیار کرین سکندر کا زمانہ جاتا رہا اوسکی وزارت مین ارسطاطالیس
تھا اول ویسا ہی وزیر تلاش ہونا ضرور ہی تب دوسرے کام مین توجہ کرنا چاہیے اے بادشاہ بالفعل خاص ہندوستان
ہی کو صاف کر رتھنبور۔ چتور۔ چندیری اور پورب رخ دریاے سرجو کناری تک اور سوالک سے لمغان تک گردن کشون
اور راہزنون کا اقامت گاہ ہو رہا ہی اسے تسخیر کرنا لازم ہی سامانہ۔ دیپالپور۔ ملتان مین بندوبست ضرور ہی تاکہ
فرقۂ مغل کی آمد و رفت مسدود ہو۔ شراب و شکار سے پرہیز رکھنا مناسب ہی۔ بادشاہ نے اس روشنفہ پیکدل کی

نصیحت ہائی خاص ہندوستان کے خس و خاشاک صاف کرنے مین توجہ کی — اسوقت مین ہمبر دیو کو رنتن پور مین
غرور کی سوجھی تھی یہ شخص راے پتھورا کے خاندان مین تھا۔ سلطان نے اوس متمرد کی گوشمالی کا عزم کیا ایکروز
اثناے راہ مین بادشاہ شکار کھیلتا تھا کہ اکتائی خان برادرزادہ سلطان نے یہ دست درازی کی کہ بادشاہ کو تیر سے
مجروح کیا سلطان گھوڑے سے گر پڑا اسنے سمجھا کہ زاغ حیات نے گوشہ کالبد سے پرواز کیا فوراً لشکر مین آکر
تخت نشین ہوا اور سلطان کا قتل کرنا اظہار کیا بادشاہ کثرت زخم سے بیہوش ہوگیا تھا جب کچھہ حواس درست
ہوئے اوٹھکر خیمہ مین آیا امرا کو اشارہ کیا اونہون نے اکتائی خان کا سر کاٹ ڈالا اسی درمیان مین دو بھتیجے
جو بدایون مین تھے اور نیز حاجی مولا امی تینون آدمیون نے دہلی مین بغاوت کی بادشاہ نے کچھہ فوج اونکی سرکوبی کو
روانہ کی آخر بے لڑے بھڑے دستگیر ہوئے دونو بھتیجون کی آنکھہ مین سلائی پھروائی — اور حاجی مولا کو قربان
کیا القصہ سلطان نے کوچ بکوچ رنتھنبور پہونچکر بہت دنون بعد قلعہ فتح کیا اور ہمبر دیو کو مع اوسکے قبائل کے
قتل فرمایا — بعد ازان قلعہ چتور کا عازم ہوا کسینے حضور مین عرض کیا کہ راے رتن سین والی چتور کے محل مین
ایک عورت پدماوت نام پدمنی کرکے مشہور ہے نہایت حسین غیرت حور ہے بادشاہ سنتے ہی نادیدہ عاشق ہوگیا
چند آدمیون کو پدماوت کی خواستگاری مین رتن سین کے پاس بھیجا راجہ مذکور اوسپر بشدت فریفتہ تھا جسکے
ناز و نیاز کا افسانہ ابتک مشہور و معروف ہے — راجہ اس پیغام کے سنتے ہی افروختہ ہوا پیغامبرون کو سخت و سست
کہا جب یہ بیچارے حسرت کے مارے دربار شاہی مین حاضر ہوئے سلطان نے رتن سین کی عدول حکمی کرنے سے
لشکر کشی کی قلعہ چتور کا مضبوطی اور استحکام مین نادرہ روزگار تھا رتن سین اوسکے اندر جا بیٹھا سلطان نے
محاصرہ کیا قلعہ کشائی کی تدبیرین کین مگر کوئی کارگر نہوئی — بہت سی لڑائی طرفین سے زور آزمائی رہی مگر کوئی
مغلوب نہوا آخر لاچار ہوکر صلح کی ٹھہری بیکدیگر کی ملاقات کی تمنا ہوئی اول سلطان قلعہ مین مہمان ہوا اور اپنی جرات
اور چالاکی سے راجہ کو اپنے لشکر مین لایا جسطرح کہ پیشتر ذکر ہوچکا ہے اور دوسری طور پر یہ ہے کہ بعد رخصت سلطان
خود راے رتن سین شاہی لشکر مین آیا مجلس مین تنہا تھا کہ سلطان اپنے قول و قرار سے برخلاف ہوگیا اور راے
رتن سین کو تا آنے پدماوت کے قید کیا — پدماوت رتن سین سے زیادہ عقیل اور دور اندیش تھی شوہر کی
گرفتاری سنکر رہائی کی فکر مین اسیر ہوئی بادشاہ کو اپنے وصال کا نوید کہلا بھیجا اور ایکہزار ڈولہ مین دوہزار
مرد جرار ہتھیار بند سوار کراکر روانہ کیے اور دو دو خدمتگار فی ڈولہ جلو مین اور دو ہزار سوار اردلی مین تعین کیے
اور ایک ڈولہ نہایت پرتکلف روانہ کیا جسکی شان و شوکت سے پدماوت کی سواری معلوم ہوتی تھی یہ سب سرانجام
روانہ کرکے پدماوت اپنے مکان مین تائید غیبی کی منتظر بیٹھی — جب بادشاہ کو معشوق کی آمد معلوم ہوئی گھڑیان
گننے لگا ہر منزل و مقام سے خبرین منگواتا تھا آخر وہ فتنہ و فساد کا مجموعہ منزلین طی کرتا ہوا لشکر کے قریب پہونچا —

سرداران ہمراہی نے پدماوت کے طرف سے حضور مین عرض کیا کہ چونکہ زمانہ دراز تک رتن سین کے عقد مین زندگانی
بسر ہوئی ہے اور اب بادشاہ اپنی نزدیکی سے عزت بخشنا چاہتا ہے امیدوار ہون کہ آخری وقت مین دو گھڑی کے واسطے
راے ذلیلہ اوس سے مل لون بادشاہ نے فوراً رتن سین کو قید سے رہا کر کے بھجوا دیا۔ عشق کی نیرنگیان دیکھیے ایسا
عقیل دھوکھا کھا گیا جب رتن سین اپنے لشکر مین پہونچا ہمراہیون نے محافظون کے سر پر تیر و تلوار برسانا شروع
کی کسیقدر مارے گئے کچھہ زخمی ہوئے بادشاہ کو خبر ملی خود چڑھ دوڑا طرفین سے تیغ رانی ہوئی رتن سین میدان جنگ
سے نکلکر قلعۂ چتور مین داخل ہوا **القصہ** سلطان نے اس واقعہ کے بعد یہ قدرت نپائی کہ چتور پر چڑھائی کرے یا
کسی مصلحت سے دم بخود ہو رہا تھوڑے عرصے کے بعد پھر اوٹھہ دوڑا مگر ویسا ہی لوٹ آیا جب مکرر عازم ہوا رتن سین
برابر لڑائیان ہونے سے عاجز ہو رہا تھا صلح کے ارادے پر قلعہ سے سات کوس باہر بادشاہ کو دیکھنے آیا یہان بادشاہ
نے اوسکا کام تمام کیا۔ اول ارسین جو رتن سین کے رشتہ دارون مین تھا تخت پر بیٹھا مگر بادشاہ نے قلعہ کا
محاصرہ کر کے اسی جنگ مین اوسکو مار ڈالا۔ اور قلعہ فتح ہوا۔ پدماوت مع دوسری عورتون کے حسب قاعدہ محبت
کی آتش مین جلکر اپنی آبرو صاف بچا لیگئی۔ سلطان نے ایکروز فارغ البالی مین ہمنشینون سے پوچھا کہ ملک مین
وقوع حادثات کا کیا سبب ہوتا ہے انھون نے عرض کیا کہ چار چیز اول بادشاہ وقت کی نیک و بد سے بیخبری دوم
ہر وقت نشاء شراب کے بیہوشی تیسرے امرا کا یکدل ہو جانا چوتھے کمینون کا دربار مین بار پانا۔ بادشاہ کے
دلمین اس نصیحت کا اثر پیدا ہوا شرب شراب سے توبہ کی ممالک محروسہ مین ممانعت کی بلکہ اکثر عدول کرنے والونکو
بادۂ فنا سے سرشار کیا امراکو باہمی اختلاط سے ممانعت فرمائی آپ بذات خود امور جہانبانی مین مصروف ہوا ہر کام کی
خبرداری کرنے لگا چند قاعدے حاصلات کے وصول کرنے کی تجویز کیے اور کاغذات پٹواری اور اہل قلم کی چوریان
وغیرہ مسدود کین چودھری اور مقدمون کو ایسا ضبط کیا کہ رعایا کو نقصان نہ پہونچا سکین یہ لوگ ایسے مفلس ہوگئے
کہ انکی عورتین مزدوری کرنے لگین غلہ کا نرخ پیش خود ایسا تجویز کیا کہ اوسکے عہد مین ایک ہی نرخ بنا رہا کبھی کم و بیش ہوا
کپڑے اور گھوڑے کا نرخنامہ طیار کیا تاکہ مشتری اور بایع کسیکا خسارہ نہو۔ گھوڑے کا داغ اور ڈاک چوکی اور اخبار نویسی
اسی کی ایجاد ہے۔ دو چار مرتبہ جب لشکر چنگیز خانی ماوراء النہر سے دہلی مین آکر شکست پاکر لوٹ جاتا تھا اکثر رعایا کے
نقصان ہوتے تھے اسکے عہد مین بھی دو ایک مرتبہ ایسا ہی واقعہ گذرا آخر سلطان نے فوج مغل کی گذرگاہون پر
اس استحکام سے تھانجات مقرر کیے کہ پھر اہل مغل کے دغل کا ہاتھہ ہندوستان پر نہ پہونچا شیخ نظام الدین اولیا
اسیکے زمانہ مین تھا۔ اگرچہ بادشاہ نے ظاہری ملاقات نکی مگر خط کتابت تحفہ تحائف ہمیشہ آتے رہے اس بادشاہ نے
جسقدر اطراف دکھن کو فتح کیا اور عمارات بنوائی خزانے جمع کیے کسی دوسرے ہندی بادشاہ کو میسر نہین ہوا اسکے
دربار مین وزیر روشن ضمیر امراے عقلمند مصاحب ذی شعور شاعر ماہر موسیقی دان باکمال غرضکہ ہر فن کے اوستاد تھے

رہتے تھے شیخ قطب الدین اور شیخ نظام الدین اولیا اور شیخ صدر الدین عارف اور شیخ رکن الدین ملتانی اسکے عہد مین تھے امیر خسرو ہزار تنگہ تنخواہ پاتا اور ملک الشعرا لکھا جاتا تھا اس نے پادشاہ کے نام سے خمسہ نظم کیا تھا القصہ ملک نائب وزیر وکیل سلطنت اور منظور نظر پادشاہی تھا کہتے ہین اسی نے پادشاہ کو زہر دیا اور بعض کا کلام ہے استسقا کے مرض مین چشمۂ کوثر کی سیر کو روح نے موج کھائی غرضکہ ۲۰ برس ۳ مہینے حکمران رہا

ذکر سلطنت شہاب الدین

جسوقت ملک نائب مسلط ہوا شہاب الدین کو ۷۱۶ سنہ ہجری مین تخت نشین کیا یہ بہت چھوٹا سلطان مرحوم کا لڑکا تھا ملک نائب نے اس نابالغ کو بزور حرم سرا سے باہر لاکر ہزار ستون پر جلوس کرایا تھا اور انتظام خاص و عام خود اپنے ہاتھہ سے انجام دیتا تھا جب دربارداری سے فراغت ہوتی لڑکے کو مان کے پاس بھیجدیتا ملک نائب نے اپنی بدسرشتی سے چاہا کہ خاندان پادشاہی کو نیست و نابود کرے ہمرازون سے مصلحت کرنے لگا خضر خان اور شادی خان کی آنکھون مین سلائی پھروادی اور خضر خان کی والدہ کو قید کرکے اوسکا نقد و جنس اپنے تصرف مین لایا اور مبارک خان پادشاہ کے حقیقی بھائی کو قید کیا چاہتا تھا تاکہ قتل کرے یا اوسکے دیدے نکلوائے مگر حکم خدا تو یہ تھا کہ تھوڑے دنونمین تخت نشین ہو کچھہ اوسکی تدبیر کارگر نہوئی۔ ازبسکہ ہر کار و بار مین محیط تھا نخوت نے کان بھر دیے تھے کہتا کوئی نہین سنتا بیہودے بدکاری مین مصروف ہوا شراب کے نشا مین ساری عقل و تمیز رم کرگئی۔ اگرچہ میخواران ہواپرست نے اپنی دستاویزنجات کو اسکے اکثر فوائد بیان کیے ہین لیکن حقیقت مین یہ مایۂ شر و فساد ہے پانی مین آگ لگانا ادنی بیداوہی بدگوئی اور ہرزہ چاوی ادنی بات ہے بےشرمی بیحیائی کا ساتھہ ہے اسکے زخم کو بھی انگور نہین جان کے ہمراہ ہے دین و دنیا مین روسیاہ ہے اگر نیک ہے تو کیون دربردہ پیالہ اوڑاتے ہین اگر بد سمجھے ہین تو ابر حرام مین اپنی حلت گنواتے ہین۔ اسیطرح شطرنج مین مصروف رہتا تھا جسوقت کھیلنے بیٹھتا اپنے زعم مین پادشاہ بنجاتا خصوص سولہی جو نہایت رزیل کھیلونمین ہے خواجہ سراؤن کے ساتھہ ہزار ستون پر اوڑا کرتی چونکہ امراے شاہی ملک نائب کے کھوٹے چلن سے کچی کھائے ہوئے تھے باہم متفق ہوکر داؤن پاتے ہی قتل کرڈالا اور چھہ برس سال سلطان کو گوالیار مین محبوس کیا نام کیواسطے تین مہینے چند روز انکی بھی باجوری ہی

ذکر سلطان قطب الدین مبارک شاہ

یہ شخص حقیقی بھائی شہاب الدین کا ہے ملک نائب نے اسے قید کیا تھا اب امرائے دربار نے بعد قتل ملک نائب کے اسے بادشاہ بنایا اسنے قید سے رہائی پاتے ہی دہلی وغیرہ دور و نزدیک کے قیدیون کو اپنے آزادی کے شکرانہ پر رہا فرمانے کا حکم روانہ کیا ازبسکہ نوجوان اور ناتجربہ کار تھا سلطنت کے پاتے ہی آنکھین کھل گئین دولت کی مستی اور خوشامد پسندی کی ہوا نے عقل و تمیز کے چراغ کو ٹھنڈا کیا۔ آنکھون کے روبرو اندھیرا چھا گیا حسن نامے

خدمتگار پر جو حسن و جمال مین نے مثال تھا بشدت شیفتہ ہوا۔ ایکدم کی مفارقت گوارا نہ تھی ہر دم ہمدمی مین رکھتا
خردخان کا لقب اور وزارت کا منصب عطا ہوا مصرع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ یہ بڑا مرتبہ ایسے
پست فطرتون کو حاصل ہوا۔ ناسزاوار کو امور خلافت مین سازگاری ملی۔ اس نابکار کے اقتدار نے سلطنت
کی بنیاد گرانا آغاز کیا بلکہ جڑ سے کھود زمین دوز کر دیا۔ بادشاہ نے اس غلام کے کہنے سے خضر خان اور شادی خان
اپنے علاتی بھائیون کو جو گوالیار مین قید تھے قتل کروایا۔ اور اس نظر سے کہ خضر خان شیخ نظام الدین اولیا کا
مرید تھا شیخ سے بھی کسیقدر نظر بدلی۔ لوگون کو شیخ کی خدمت مین جانے سے ممانعت کی۔ جام کے شیخ زادہ کو
جو شیخ موصوف سے مخالفت رکھتا تھا اپنی مصاحبت مین مقرر کیا۔ اور شیخ رکن الدین ملتانی کو اپنے پاس
طلب کیا۔ جوانی کے غرور سے کسیکی بات نہ سنتا تھا۔ جو شخص خیر خواہی کی راہ سے نصیحت کرتا اوسے بدزبانی
سے متنبہ کرتا۔ خفیف قصور سے امرا کو قتل کرواتا۔ زنانہ لباس سے رغبت تھی اکثر پہنکر مجلس مین رونق افروز
ہوتا۔ اور کمینون مسخرون کو بلاکر بڑے بڑے عمدہ امیرون سے مضحکہ مسخراپن کراتا۔ نشہ کا ایسا غلبہ تھا
کہ کچھہ آگے پیچھے کی خبر نہ تھی۔ ظفر خان گجراتی حاکم کو طلب کر کے خردخان کے اشارہ سے قتل کر ڈالا اوسکی جگہ پر
خردخان کو رخصت ہوئی اسنے وہان پہونچتے ہی استقلال بہم پہونچایا۔ اور بموجب اپنی نسل کے بغاوت کا
خیال کیا۔ سچ ہی مصرع ہوتی وفا نہین ہی سرشت غلام مین۔ امیرون نے اس مصلحت مین اتفاق کیا
تب تو بجا ڈرے کہ ایسا نہو راز فاش ہو جائے فوراً گجرات سے سوار ہو کر دہلی آیا۔ اور امرا کی شکایت پیش کی
اس احمق نے اوسکی رضامندی کے لیے اکثر امرا کو برخاست کر دیا۔ بادشاہ اسقدر اوسکی محبت مین خود رفتہ تھا
کہ اگر کوئی شخص اوسکی شکایت کرتا اولٹے جھڑک دیتا۔ بلکہ اوس کیفیت کو خردخان سے کہکر باہمدگر عداوت
بڑھاتا۔ اسوجہ سے خردخان ہر ایک امیر وزیر پر غالب تھا ایکروز فریب کی راہ سے عرض کیا کہ چونکہ یہ فدوی
ہر وقت حضور مین رہتا اور رات کو آتشخانہ مین بسر کرتا ہی۔ بعض میرے قرابتی جو گجرات سے ہمراہ آئے ہین رات
کے وقت اگر میرے پاس آنا چاہتے ہین تو دربانون سے نجات نہین ملتی کہ میری ملاقات کرین بادشاہ نے فوراً
حکم دیا کہ دولتخانہ کی کنجیان خردخان کے حوالہ ہون۔ اور فرمایا کہ تجھسے اور تیرے بھائیون سے زیادہ معتمد کوئی نہین
بہتر ہی کہ دولتخانہ کا اہتمام تیرے ہاتھہ مین رہے۔ اب وہ دن آئے کہ اس پرورش کا نتیجہ بادشاہ کو ملے۔
القصہ جب خردخان کو اندر باہر کا اقتدار حاصل ہوا اوسکے بھائی کھلے خزانے ہتیار باندھے راتدن دولتخانہ مین
گھومنے اور قابو ڈھونڈھنے لگے۔ اکثر لوگون کو انکا فاسد ارادہ معلوم ہوگیا۔ مگر بجز سکوت کے کیا مجال تھی کہ زبان
ہلاسکین۔ بڑا خوف تو یہ تھا کہ اگر بادشاہ سے اطلاع کرین تو اولٹی سزا پائین۔ آخر ایک روز قاضی خان نے
جو فن خط مین بادشاہ کا اوستاد تھا اپنی جان سے ہاتھہ دھوکر سارا حال بادشاہ سے بیان کیا لیکن کچھہ نہ ہوا

نہوا بلکہ نادان بادشاہ نے یہ حال خرد خان سے کہدیا۔ یہ مکار اس ماجرے کو سنکر زار زار رونے لگا اور عرض کی کہ حضور کی پرورش غلام کے حال پر کوئی نہین دیکھ سکتا یقین ہی کہ آج ہی کل مین کسی تہمت سے مجھے مروا ڈالیں بادشاہ کے دلمین اوسکے رونے نے اثر کیا نے اختیار فرمایا کہ اگر سارا زمانہ تیری غیبت کرے ہرگز مجھے یقین نہین آتا سچ ہی مصرع پیش آتی ہی وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہی ؛ چند روز کے بعد ایکدن جب پہر رات گذری قاضی خان جو کہ درگاہ کا محافظ تھا ہزار ستون سے نیچے آکر دروازون کی بند و کشاد دیکھنے لگا۔ خرد خان بادشاہ کے پاس سے اوٹھکر قاضی خان سے باتین کرنے لگا یہ تو باتون کے بھلاوے مین تھا ایک طرف سے جاہر نام خرد خان کے بھائی نے پہونچکر قاضی خان کو بضرب شمشیر قضا کا مُنہ دکھلایا۔ اس واردات سے لوگون نے شور و غوغا مچایا۔ بادشاہ کے کان مین بھنک گئی ماجرا دریافت کیا خرد خان نے عرض کیا کہ اصطبل مین گھوڑے چھوٹ کر باہم گر لڑتے ہین۔ اس حالت مین جاہر خان مع جمعیت کثیر کے ہزار ستون پر متوجہ ہوا۔ اور دربانون کو خانہ عدم مین روانہ کر دیا۔ بادشاہ نے اس معرکہ سے واقف ہوکر حرم سرا کو قدم اوٹھایا خرد خان نے پیچھے سے دوڑ کر بال پکڑلیے باہم آویزش ہوتی تھی کہ جاہر خان نے پہونچکر خنجر سے بادشاہ کا پہلو چاک کیا اور سر کاٹ کر ہزار ستون پر آویزان کر دیا۔ پھر محل سرا مین در آے شاہزادگان فرید خان اور منگو خان کو جو ہنوز ننھے ننھے تھے زبردستی اونکی والداؤن سے چھین چھین کر قتل کیا اور لوٹ مچادی اکثر اپنے مخالف امرا کو اوسیوقت مار ڈالا اور بعضون کو طلب کرکے ہزار ستون پر نظر بند رکھا۔ اوسوقت کسی عالم نے کہا کہ سلطان علاء الدین نے اپنے چچا جلال الدین کا خاندان برباد کیا تھا اوسکے مکافات مین اسکا بھی نیست و نابود ہونا تعجب نہین مصرع

از مکافات عمل غافل مشو ؛ گندم از گندم بروید جو ز جو ؛ اس بادشاہ نے چوبیس برس چار مہینے کی بادشاہی کی ابتداے سلطان جلال الدین سے سلطان قطب الدین تک چار شخصون نے ۳۴ برس ۱ مہینے جہانبانی کی

خرد خان نمکحرام کا ذکر

اس شخص نے بعد قتل کرنے سلطان قطب الدین کے اپنا لقب سلطان ناصر الدین مقرر اور سکہ و خطبہ رایج کیا اور حرم سراے شاہی کو ہر ایک اپنے بھائیون مین تقسیم کر دیا اور خاص منکوحہ سلطان کو اپنے نکاح مین لایا چونکہ اکثر اوسکے بھائی قوم ہنود سے تھے مذہب ہنود نے رونق پکڑی اور شرقستان اسلام مین اندھیرا چھا گیا

غازی الملک جو سلطان علاء الدین کے عہد سے صاحب ثروت تھا دیالپور مین حکومت کرتا تھا۔ اور اسکا لڑکا فخر الدین حضور مین رہتا تھا۔ اسوقت اس نمکحرام کے پنجہ سے نکلکر باپ پاس گیا اور اس محسن کش کور نمک کے غدر کا حال سنایا۔ غازی الملک نے یہ خبر پاتے ہی مع ملک بہرام ملتان کے حاکم کے عزم جنگ کیا القصہ آتش فساد شعلہ زن ہوئی۔ اور بعد فتح ہزار ستون مین قطب الدین اور اوسکے بھائیون کی تعزیت کو گیا

اور بعد فاتحہ ماتم کی مجلس انجام کو پہونچائی - امیر خسرو نے پنجابی زبان مین ملک غازی الملک اور ناصر الدین کی لڑائی کا فسانہ بیان کیا ہے اوسے ہندی زبان مین دار کہتے ہین ناصر الدین خسرو خان نے ۴ مہینے اور چند روز حکومت کے واسطے کلنک کا ٹیکا اپنے ماتھے پر لگایا

ذکر سلطان غیاث الدین غازی الملک

یہ شخص سلطان ترک نژاد نامزد ملک تغلق سلطان غیاث الدین کا غلام ہے ماں اسکی قوم پنجابی سے ہے - جسوقت اسکے نصیبے نے یاری کی امراؤن مین بھرتی ہوگیا - اسوقت مین کہ اس بہادر جان نثار نے اپنے ولی نعمت کے خون کا انتقام اس غلام نافرجام سے حاصل کیا کل ارکین خلافت سے کہا کہ یہ عاجز سلطان علاء الدین اور قطب الملک کے نمک سے پلا تھا اور اوسی نمک کے ادا کرنے کو اس نمک فراموش کا خون کیا - اب جو کوئی اولاد پادشاہان موصوف کی ہو اوسے تخت نشین کرنا مناسب ہے - ورنہ جس شخص مین لیاقت پائی جاوے اوسکی فرمان برداری مین کچھ عذر نہین حضار دربار نے عرض کیا کہ خاندان شاہی بالکل تیرہ و تار پڑا ہے سوائے حضور کے کوئی نظر نہین آتا کہ اس شمع مردہ کو اپنے نور جمال سے روشن فرماوے الغرض اسے تخت پر بٹھا کر نذرین گذرانین سکہ و خطبہ نے نام نامی سے عزت پائی زمانہ کا طالع خفتہ بیدار ہوا - عدل و انصاف کا گرم بازار ہوا - پادشاہی اقربا مین جسکی خبر پایا اوسکا وظیفہ مقرر کرتا - امراکو ہر ایک کے موافق گرد و نواح کی حکومت عطا فرمائی بعضون کو حضور مین رکھا خسرو خان نے جسقدر روپیہ بیہوشی کے عالم مین انعام مین لوٹا یا تھا ہر ایک سے واپس لیکر داخل خزانہ کیا اور جسقدر خسرو خان نے سپاہ مین تقسیم کیا تھا یکسالہ تنخواہ وضع کرکے جو باقی بچا وہ اونکے نام دفترخانہ مین بمد فاضلات درج کرایا اور جسکی تنخواہ عہد سلطان قطب الدین مین کم و بیش ہوگئی تھی معدلت کی راہ سے برابر کردی اسیطرح داغ اور جاگیر حملہ کار مین اعتدال ملحوظ رہا - انتظام ملک ایسا سخت کیا کہ اسکے عہد مین مغل کا پیر ہندوستان مین نہ آسکا عمارت کا شوق بہت تھا دہلی کے نزدیک قلعۂ تغلق آباد تعمیر کرایا یہ شخص پلے سر کا نیک اور پرہیزگار تھا ہر وقت رعایا کی رفاہ اور ملک کی آبادی اور شاہراہون کی صفائی اور غلات کی ارزانی بیوپاریون کی آمد و رفت مین کوشش کرتا چورون سینہ زورون اور متمردون اور راہزنون کی بخوبی گوشمالی کرتا تھا - تھوڑے عرصہ مین بنگالہ کا عازم ہوا وہان پر ناصر الدین ولد سلطان غیاث الدین بلبن جو معز الدین کیقباد کا باپ تھا حکومت کرتا تھا اسنے حقوق نمک کا پاس ملحوظ رکھا اوسکی ولایت مین کچھ دخل نہ دیا وہان سے بہادر شاہ حاکم سنارگام کے مقابلہ کو گیا اور اوسے گرفتار کرکے تر ہٹ آیا اسے بھی تسخیر کر لیا یہان سے دہلی کو معاودت فرمائی - شاہزادہ الغ خان عرف فخر الدین جونا بادشاہ کی مہمانی کیواسطے تغلق آباد سے تین کوس پر نیا مکان بنوایا اور بادشاہ کو وہان لیجا کر دسترخوان بچھایا رنگا رنگ کے کھانے طرح طرح کی خورش چنے گئے جب کھانے سے فراغت ہوئی ہر شخص جلدی سے جلدی ہاتھ دھونے کے واسطے باہر نکل آیا بادشاہ اوس مکان مین بیٹھا ہاتھ دھوتا تھا کہ چھت

پھٹ پڑی اور بادشاہ نے اوسکے صدمہ سے مع اور پانچ آدمیون کے زندگانی سے ہاتھہ دھویا۔ بعضی ارباب سیر نے لکھا ہی کہ الغ خان نے عمداً بادشاہ کی ہلاکت کو اس طرح کی بنیاد ڈالی تھی اور صدر جہان گجراتی لکھتا ہی کہ الغ خان نے یہ عمارت طلسم سے بنائی تھی جسوقت بادشاہ آیا وہ طلسم لوٹا چھت نے آدبایا حاجی قندھاری کا قول ہی کہ ہاتھہ دھوتے وقت بجلی کی تڑپ سے مکان گرا بعض کہتے ہین کہ بادشاہ دکھن سے جو ہاتھی لایا تھا اوسکو شاہزادے کے دکھلانے کیواسطے دوڑایا اوسکے صدمہ سے مکان گر پڑا بعض کا مذہب ہی کہ زلزلہ کے صدمہ سے یہ افتاد پڑی بہرحال شیخ رکن الدین ملتانی بادشاہ کی ملاقات کو اوس مکان مین گیا تھا اور بادشاہ کو اشارہ سے باہر نکلجانیکی ہدایت کی مگر ہونہار ہوا چاہیے بادشاہ کی سمجھہ مین کچھہ نہ آیا لیکن شیخ کا اوٹھنا تھا کہ مکان بیٹھہ گیا اور یہ بھی کہتے ہین کہ ازبسکہ بادشاہ شیخ نظام الدین اولیا سے آزردہ تھا جب وہان پہونچا شیخ کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ جسوقت ما بدولت دہلی مین پہونچین آپ اس شہر سے نکل جائیگا شیخ نے درجواب کہا کہ ہنوز دہلی دور است۔ یہ مثل ہندوستان مین ابھی تک مشہور ہی الغرض اسی حالت مین شیخ نظام الدین اولیا اور امیر خسرو دہلوی نے اس عالم فانی سے رحلت فرمائی قصہ مختصر اسکی حکومت چار برس دو مہینے رہی۔

ذکر سلطان محمود شاہ الغ خان عرف فخر الدین جونا کا

بعد رحلت پدر سنہ ۷۲۹ ہجری مین افسر سروری زیب سر کیا یہ شخص جامع اضداد تھا کبھی سکندر رومی کیطرح ہفت اقلیم کی سیر کا طبیعت مین سناٹا آتا۔ کبھی حضرت سلیمان کے مانند جن و انس پر حکومت کرنا چاہتا کبھی بادشاہی نبوت کی آرزو کرتا تھا شرع کے احکام کا اختراع کرنا چاہتا کبھی نماز و روزہ مین قیام پذیر ہوتا۔ ملاہی اور مسکرات اور مناہی کے پرہیز مین اسقدر کوشش کرتا کہ انجام کار تعصب آجاتا۔ اکثر علوم خصوص تاریخ اور معقولات اور نظم و نثر مین استعداد رکھتا تھا تسخیر ملک مین نہایت ساعی تھا حتی کہ ولایت گجرات مالوہ۔ دیوگیر۔ کنپلا دھور سمندر۔ ترہت۔ لکھنوتی سنارگام کو تھوڑے عرصہ مین فتح کر لیا۔ حکم کا ایسا تیز تھا کہ کسیکو مجال دخل نتھا۔ داد و دہش مین بھی عدیم المثال تھا جسکو چاہتا خزانے کے خزانے انعام کرتا۔ حاتم طائی کی سخاوت اسکی گھر پاشی کے روبرو فقط ایک کہانی تھی۔ سنارگام کے حاکم کو بہرام خان کا خطاب فرمایا یہ ادنی بخشش تھی کہ ایکروز مین سو ہاتھی اور ہزار گھوڑے اور کرور تنگہ زر سرخ ایثار کر دیا اور ملک سنجر بدخشی کو اسی لاکھہ تنگہ اور ملک الملوک کو ستر لاکھہ تنگہ اور ملک عز صدر الدین کو چالیس لاکھہ تنگہ اور ملک غزنوی کو ہر سال کرور تنگہ دیتا تھا ایکروز کسی امیر کو کسی طرف بھیجتا تھا فرمایا جو کچھہ خزانہ مین ہو واسطے زادراہ کے دیا جاوے آخر ایسا ہی تعمیل کیا گیا ایکروز مولانا جلال الدین جام نے بادشاہ کی مدح مین قصیدہ تصنیف کیا۔ جسوقت اوسکا مطلع پڑھا کئی ہزار توڑے عطا فرما کر حکم دیا کہ بس اب نہ پڑھے۔ کیونکہ اوسکے صلہ دینے مین میری عہدہ برائی نہین ہو سکتی

القصہ جسطرح یہ بادشاہ عدل وسخاوت مین بے نظیر تھا ویسا ہی ظلم وستم مین ثانی نرکھتا تھا ایسے ایسے
جور وبیداد کرتا جو کبھی کسینے کانون سے بھی نہ سنے تھے جسوقت نائرۂ غضب افروختہ ہوتا بدن مین چنگاریان
اڑنے لگتین بجز قتل وسوخت کے کوئی کام نرہتا جسوقت دربار عام مین بیٹھتا ہزارون قسم کے جور وتعدی برپا کرتا
مانند ہاتھہ ناک کان کٹانا آنکھون مین سلائی پھرانا استخوان کو میخ سے آزار پہونچانا ذی حیات کا زندہ جلا دینا۔
پوست کھچانا انسان کو دو پارہ کرنا ہاتھی کے پیر سے کچلوانا دار پر کھینچنا ہر قسم کے آدمی ہوفی۔ قلندر۔
لشکری۔ نویسندہ۔ رعایا سوداگر۔ وغیرہ تھوڑے قصور سے بڑی سیاست پاتے تھے۔ شیخ زادۂ جام
نے صرف ایک کلمہ اوسکی ظلم رانی کے مقدمہ مین کہا تھا جسکی گردن کٹوا ڈالی۔ علاوہ برین صدہا متنفس کو
بلا قصور جان سے آزاد کیا ہمیشہ چاہتا تھا کہ قانون گذشتہ پادشاہون کے رد کر کے نئے ضابطہ جاری کرے
اور اسی منشا سے ہر روز نئے حکم جاری کرتا اور وہ احکام آئین عدل سے مبرا تھے رعایا کو نفرت ہوتی اور عاملون
کے سر پر عدم اجرا سے عقوبت آتی۔ ایک جور یہ تھا کہ تمام ولایت کا خراج دوابہ مین ایک کا دس مقرر کیا اور اس
اضافہ سے رعایا اودھل گئی زراعت مین نقصان آیا ایک روز اپنے وزیرون سے دریافت کیا کہ دار الخلافت
ممالک محروسہ کے درمیان مین ہونا چاہیے پس کوئی جگہ تجویز کر کے عرض کرو انھون نے التماس کیا کہ بکرماجیت
تمام ہندوستان کا مالک تھا اوسنے شہر اوجین مین دار الحکومۃ مقرر کیا تھا بعض عرض پیرا ہوئے کہ دیوگیر
مین بہتر ہی چونکہ بادشاہ کے مزاج مین دکھن کی آب وہوا خوشگوار تھی دیوگیر کا دولت آباد نام رکھکر اپنا دار السلطنۃ
کیا اور اس شہر کا نام راجہ بھوج کے عہد مین دھارانگری تھا۔ العرض دہلی سے دولت آباد تک مسافرون کے
آرام کو سرا اور قیام گاہ تعمیر کرائے اور ہندو مسافرون کو خام غلہ اور مسلمانون کو پکا پکایا اپنی سرکار سے مقرر کیا
اور دونو طرف راستہ مین سایہ دار درخت لگائے تاکہ مسافر ٹھنڈھے ٹھنڈھے قطع مسافت کرے اور حکم دیا
کہ دہلی کے رہنے والے مع اپنے عیال واطفال کے دولت آباد کو چلے آوین آخر کو دہلی اوجڑ کے دولت آباد مین
جا بسے خرچ راہ سرکار سے مرحمت ہوا اس آمد ورفت مین حضرت انسان کے احوال مین بڑا تفرقہ پیدا ہوا۔
حکم دیا کہ مانند سونے چاندی کے تانبہ کو مسلوک کرین اور پیسے کو تنگۂ زر کی جگہ پر رائج کرین سوداگرون نے
تانبے کے پیسے بنوا کر ہتیار وغیرہ ہر طرح کا اسباب خرید کرنا شروع کیا اور دوسری ولایت مین جا کر روپیہ اور
اشرفی سے بیچا نفع کثیر حاصل کیے البتہ دار الخلافتہ والے خاک سیاہ ہو گئے۔ ایک اندیشۂ باطل یہ ہوا
کہ خراسان عراق۔ ترکستان۔ خوارزم بلکہ تمام ربع مسکون کو فتح کرے اس تقریب سے تین لاکھ ستر ہزار
نوکر رکھے اول سال تو ہر ایک کی تنخواہ تقسیم ہوئی دوسرے برس خزانہ نے جواب دیا وہ ساری تمنا دل ہی مین
رہگئی دیگر یہ ارادہ ہوا کہ ہماچل پہاڑ سے چین تک اپنی ضبط مین لائے امرا کو حکم ہوا کہ مع فوج جا کر کوشش

کما ینبغی کرین یہ بیچارہ بموجب حکم کے رزم آور ہوئے مگر ایک توراہ کی سختیان دوسرے مخالف کی کثرت قلعہ کی متانت سے
کچھ پیش نہ گئی پہاڑی لوگون نے انہین عاجز کردیا آخر کار لاچار ہوکر باقی ماندہ بھاگ آئے بادشاہ نے اونہین اونکے
بیرون عدم کو روانہ کیا۔ ایسے ایسے خوارق اور عادات سے انتظام سلطنت مین فتور پیدا ہونے لگا اکثر مضبوط
ولایتین قبضے سے نکل گئین بلکہ عین دہلی مین جو تختگاہ تھا سرکشی شروع ہوئی محاصلات کا وصول ہونا مسدود
ہوگیا۔ ملتان مین بہرام نام تغلق شاہ کا برادر خواندہ تھا اوسنے بغاوت پر کمر باندھی بادشاہ نے خبر پائی بعزم رزم
سوار ہوئے طرفین سے لڑائی ہوئی آخرکو بہرام قید ہوا بادشاہ دہلی کو واپس آیا اسی عرصہ مین تمام دوابہ کی رعایا سخت طلبی خراج سے
جو دس حصہ بڑھا دیا تھا خستہ و خراب ہوگئی غلہ کے انبارونمین آگ لگا دی مال مویشی جو کچھ لے سکے لیکر
چل بسے بادشاہ نے حکم دیا جسکو جہان پاؤ سر کاٹ لاؤ فرمان بردارون نے تعمیل حکم کی مگر بادشاہ اسقدر عقوبت پر
بھی راضی نہوکر شکار کے بہانے سے نکلا۔ اور تمام گردونواح کو لوٹ مار کر ویران کردیا ہزارون سر قلعہ برن کے کنگورونپر
لٹکا دیئے وہانسے قنوج آیا اسے بھی غارت کردیا وہان سے ترہت کو پامال کرتے ہوئے دہلی مین آیا اثناے راہ مین
بسبب قحط سالی اور عمال کی ظلمرانی کے بنی نوع کا حال پریشان پایا بلکہ ڈاک چوکی تک کا نشان نپایا آثار آبادی
کہین نظر نہ آیا جب دہلی کے قریب پہونچا یہان والون کا حال سب سے زیادہ بدتر پایا سلطان کو کچھ شرم سی آئی
افزونی زراعت اور رعایا کی رعایت فرمائی خزانے سے کسیقدر تقاوی عطا فرمائی لیکن اسکی نیت نے اپنا اثر دکھلایا
پانی کی جگہ پر خاک تک نہ برسی کسانون کی محنت اور تردد نقش برآب ہوئی کوئی فائدہ ظاہر نہوا جنہون نے خزانہ سے
تقاوی لی تھی اوسکے ادا کرنے مین ہر ایک نے جان دی اس بدسرشت کی نیت زشت سے حضرت قحط نے جلوہ دکھلایا
بڑا مہنگا پڑا گندم نے حضرت آدم کی قیمت پیدا کی نخود خود بھن گیا تھا دوسرون کی کیا بھونکھ سمجھاتا غلہ کیمیا سے
زیادہ نایاب ہوگیا تہیدست لوگون نے پیٹ کے آزار سے جان دی بھوکھون سے حضرت روح کا بار نہ اوٹھ سکا
اسوقت مین بھی اس ظالم سیہ دل نے پیچھا نچھوڑا شہر کے دروازے بند کرائے تاکہ کوئی باہر نجانے پائے اس سبب سے
اور بھی مری آئی بیشمار خلق اللہ نے جان گنوائی جب تھوڑی جان تلب باقی رہی دروازے کھلا دیئے کہ جسکا جدھر
جی چاہے چلا جاوے جن لوگون مین کسیقدر جان تھی وہ بنگالہ اور ارزان مقامات کو روان ہوگئے اور اس مردم آزار
کے جور وستم کا قصہ دور دور تک پہونچا پادشاہ کی حماقت دیکھیئے باوجود اسقدر کم بختی اور اپنی شامت اعمال کے
یہ سوچا کہ بدون اجازت آل عباس کے بادشاہی کرنا اچھا نہین اوسوقت مصر مین ہلاکو خان کا فتنہ و فساد نہ پہونچا
تھا الغرض بادشاہ نے خلیفۂ مصر کے حضور مین چند مرتبہ عرائض مشعر اطاعت ارسال کین آخر ۷۴۲ھ ہجری مین
پیشگاہ حاکم مصر سے فرمان حکومت اس احمق کے نام صادر ہوا یہ بے خرد مع جمیع امرا کے استقبال کو برہنہ پا برآمد ہوا
اور منشور مصری کو سر پر رکھکر حاجی حرمزی قاصد کے پیرون کو چوما اور نہایت تواضع کے ساتھہ پیادہ رسول کے ہمراہ

شہر کو روانہ ہوا۔ یہان آنکر منشور پر بہت سا زر نقد نچھاور کیا اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھکر فرمایا کہ زرباف کپڑون اور عمدہ عمارتون مین خلیفہ کا نام تحریر کرین۔ دو سال کے بعد پھر فرمان خلیفہ کا مشتمل خلعت نیابت اور خاص نیزہ کے صادر ہوا بادشاہ پیادہ پا استقبال کو چلا اور فرمان کو سر پر اور علم زیب دوش کر کے شہر مین آیا ہمیشہ مصحف اور کتاب حدیث اور خلیفہ کا منشور پیش نظر رکھتا۔ اور جو حکم صادر کرتا خلیفہ سے منسوب کرتا کہتا کہ امیر المومنین ایسا حکم دیتا ہی۔ چند مرتبہ جواہر گران بہا مع دیگر اسباب نفیسہ کے بطور پیشکش خلیفہ کی درگاہ کو روانہ فرمایا تیسری مرتبہ بھی خلیفہ کا فرمان صادر ہوا۔ اور بادشاہ نے بدستور تعظیم و تکریم کی۔ ایک مرتبہ بغداد کے پیرزادون مین سے ایک شخص ہندوستان مین آیا بادشاہ اوسکی پیشوائی کو قصبۂ بالم تک گیا جو دہلی سے پانچ کوس پر تھا اور شہر مین لاکر دو لاکھہ تنکہ اور ایک پرگنہ اور ایک مکان سبزہ زار انعام دیا۔ اور یہ معمول تھا کہ جب پیرزادہ دربار مین آتا بادشاہ چند قدم تخت سے اوتر لیجاتا اور اپنے برابر تخت پر بٹھالیتا۔ غرضکہ جب سے فرمان سلطنت کا خلیفہ کے حضور سے حاصل کیا اپنی خلافت کو حلال سمجھکر دفع فساد کو ضروری سمجھا۔ ولایت گجرات اور دیوگیر اور بھروچ اور سنبال مین جاکر دو سال تک وہان بسر کی اور وہان کی شورش و فساد کو دفع کیا۔ ایک روز اس بادشاہ نے وزرا سے دریافت کیا کہ جس بادشاہ کے عہد مین اسقدر فتنہ و فساد ہوا ہوا اوسکا تدارک کرنا کیونکر کتب سیر مین لکھا ہی انھون نے عرض کیا کہ تدارک ایسے امور کا دو صورتون پر ہو سکتا ہی یا کہ بادشاہ خود سلطنت سے دست بردار ہو کر کسی اپنے عزیز اقارب وارث سلطنت کو تاج و تخت حوالہ کرے یا کہ اطوار ناپسندیدہ سے پرہیز کرے بادشاہ نے کہا کہ اول میرے کوئی وارث نہین دوسرے ترک عادت بھی نہین کر سکتا ہون الغرض بعد فتح گجرات کے ٹھٹھہ کو روانہ ہوا چار کوس ٹھٹھہ باقی رہا تھا کہ کثرت بیماری سے جان بحق تسلیم ہوا اور ۲۶ برس آزار رسانی مین مصروف رہکر عقبیٰ کو سدھارا

ذکر سلطان فیروز شاہ

سلطان فیروز شاہ عرف ملک فیروز باربک محمد شاہ تغلق کے چچازادون مین ہی۔ جب محمد شاہ نے انتقال کیا اس سبب سے کہ کوئی وارث نہ رکھتا تھا ارکان دولت نے سلطان فیروز شاہ کو پچاس برس کی عمر مین ۷۵۵ھ ہجری مین تخت نشین کیا اس بادشاہ کا باپ رجب سالار بڑا کامل درویش گذرا ہی جسکا نام ابتک ہندوستان مین مشہور اور اکثر اوسکے معتقد ہین۔ الغرض سلطان فیروز شاہ نے دریاے سندھ کے کنارے جلوس فرمایا اور وہان کے گردن کشون سے مصالحہ کر کے دہلی کو عازم ہوا اثناے راہ مین لوگون نے عرض کیا کہ احمد ایاز عرف خواجہ جہان نے جو محمد شاہ کے مقربین مین تھا بادشاہ کے مرنے کی خبر سنکر سلطان غیاث الدین محمود اپنا خطاب مقرر کیا ہی۔ فیروز شاہ نے اوسکی حماقت پر خیال کر کے عفو تقصیر کا فرمان اوسکے نام لکھکر روانہ کیا اول تو اوسنے سرکشی کی جب کسی نے ساتھہ نہ دیا شرمندہ ہو کر عذر اور عاجزی کی عرضی روانہ کی جب بادشاہ ہانسی کے قریب پہونچا احمد ایاز

مع اپنے توابع کے سر برہنہ اور ہاتھ گردن مین باندھے ہوئے درگاہ شاہی مین حاضر ہوا بادشاہ نے بمقتضاے رحمی
اوسکے گناہ معاف فرماکر جاگیر مقرر کی اور خود فیروزی اور فتحمندی کے ساتھ دہلی مین داخل ہوا ہر ایک امیرا امرا کو خطاب
اور منصب سے سرفراز فرمایا شیخ صدر الدین اولاد بہاء الدین ذکریا کو خطاب شیخ الاسلامی کا عطا ہوا اور قربت
پادشاہی حاصل ہوئی اسی عرصہ مین خلیفہ مصر کا فرمان صادر ہوا بادشاہ نے موجب فخر سمجھا خوشی منائی اب
انتظام ملک کیطرف رجوع ہوا سہرند کو سامانہ سے علحدہ کرکے جدا پرگنہ مقرر کیا - اور جہان بیاہ اور ستلج
ایک ہوکر بہی ہے فیروز آباد آباد کیا اور بالبنی کے اطراف مین ایک قلعہ حصار فیروز نام بنوایا اور ایک نہر واقع
سرمور دریاے جمنا سے نکالکر اوس حصار مین پہونچائی اور بہت سی نہرین دوسرے دریاؤن سے جاری کین
تاکہ موجب منافع اہل رعایا ہو جسوقت نہر سلمہ جاری ہوئی پادشاہ اوسکے دیکھنے کو سوار ہوا پچاس ہزار
بیلدار اوسکے کھودنے مین مصروف تھے ناگاہ ایک ٹیلہ آدمی اور ہاتھی کی ہڈیون کا برآمد ہوا اگرچہ فرسودہ
ہوگئین تھین مگر نہایت سطبر بیس گز لمبی - اور آدمی کے ہاتھ کی ہڈی تین گز لمبی تھی - ظاہر ایسا شبہہ
ہوتا ہے کہ کوروان اور پانڈوان کی لڑائی مین جو ہاتھی اور آدمی کام آئے تھے اونھین کی ہڈیان ہون گی -
بالجملہ بادشاہ کو کشورستانی کا دعوی تھا اکثر ملک فتح کیے اور نگرکوٹ کو عازم ہوا راہ دشوار گذار طی کرتے
ہوئے قلعۂ کانگڑہ کے نیچے پہونچا وہان کا راجہ قلعہ بند ہوکر لڑنے لگا مدت تک یہ معرکہ رہا مگر فتح کی صورت نہوئی
تب مصالحہ ہوا راجہ نے حضور مین آکر نذر گذرانی یہان سے بھی مورد عنایت ہوا نگرکوٹ کا نام محمد آباد رکھا گیا
کہتے ہین کانگڑہ کی سرزمین بہت خوش ہوا اور نشاط بخش طرب افزا ہے اوسکے پہاڑ اور جنگل مین ہر قسم کے
پھول رنگین خوش وضع شگفتہ ہوتے ہین - اور اوسی قلعہ کے مابین مین ایک مکان بھوانی کا استھان کرکے
مشہور ہے اہل ہنود سال مین دو مرتبہ وہان پر جاتے اور زیارت کرتے ہین - بعد صلح پادشاہ نے معاودت
کے وقت لوگون کی زبانی سنا کہ جب اسکندر رومی اس مقام پر آیا نوشابہ کی تصویر یہان رکھہ گیا تھا
اوسی تصویر کو ہنود لوگ دیبی کے نام سے پوجتے ہین - پادشاہ نے اس امر کو برہمنون سے دریافت کیا انہون
نے کہا یہ گفتگو مقام صداقت سے دور ہے ہماری گذشتہ کتب سے جنکی تصنیف کا سن و سال معلوم نہین
صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آغاز آفرینش سے یہ مکان ہندوون کا معبد اور زیارت گاہ ہے بس پادشاہ نے
کانگڑہ سے بارہ کوس پر جوالامکھی مین پہونچکر دیکھا کہ ایک پتھر کا حجرہ وہان پر بنا ہے اور ہر در و دیوار سے شعلۂ نور
خیزان ہے علاوہ اسکے بہت سی پرانی کتابین اوس بتخانہ مین پائین جسکا مضمون برہمنون سے پڑھواکر
پسند کیا - بلکہ بعض کتب کا زبان فارسی مین ترجمہ کرایا چنانچہ مولانا عزالدین نے چند کتابون کو منتخب کرکے
علم طبیعی کا بیان نظم کیا اور اوسکا نام فیروز شاہی رکھا پادشاہ نے نہایت پسند کیا اور اوسکے صلہ مین جاگیر

اور نقد و جنس عطا فرمایا القصہ بادشاہ بعد فتح کرنے نگرکوٹ کے ٹھٹھہ کو عازم ہوا وہان کے حاکم جام نام نے دریاے سندہ کی پناہ اختیار کرکے لڑائی شروع کی مدت تک آتش کارزار شعلہ خیز ہوئی۔ چونکہ فتح ہونے مین توقف ہوا بادشاہ نے اس مہم کو ملتوی کرکے گجرات کا قصد کیا اور بارش کے ایام اسی سرزمین مین گذارے بعدہ ٹھٹھہ کو آیا اس مرتبہ جام کو نہایت تنگ گیا آخر اوسنے پناہ چاہی اور سالیانہ پیشکش دینا قبول کیا تب بادشاہ نے وہان کا نظم و نسق کرکے دہلی کی راہ لی اور یہان پہونچکر نیکذاتی اور حسن فطرت سے ایسے قانون اور ضابطے جاری کیے جسکے طفیل سے خلق اللہ کو امن و امان ملی خراج اسقدر مقرر کیا جسکے ادا مین رعایا کو دقت نہو کسیکی بات رعایا کے حق مین نہ سنتا تھا معموری ملک اور شادابی زمین مین کوشش کرتا تھا کسیکو آسیب نہ دیتا اور ادنی پیشہ والون سے مانند گلفروش اور ماہی گیر اور نداف اور قصاب وغیرہ کے محصول نہ لیتا تھا امور حکومت مین کمینون کو دخل نہ دیتا متدین خداترس آدمی کو نوکر رکھتا تھا چونکہ خود نیک نیت تھا اوسکے اہلکار بھی عدل و انصاف کرتے تھے سیاست مطلقاً نکرتا تھا کسی مسلمان کو آزار نہ پہونچاتا اوسکے فیض تربیت اور تعلیم سے خود کوئی شخص امور قبیح کا مرتکب نہوتا جسے سیاست کیجاتی۔ جن شخصون نے کہ سلطان محمد شاہ تغلق کو بیگناہ مارا تھا اونکے وارثون اور اولاد کے قطع اعضا کروائے مگر اونکے کھانے پینے کی فکر کردی اور اونکی طرف سے خط برات اپنے واسطے علما اور اکابر کی شہادت سے حاصل کیا تاکہ عاقبت کے مواخذہ سے رستگاری رہے دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کرنے کے واسطے پل اور مسجد اور مہمان سرا اور دارالشفا وغیرہ اسقدر عمارتین طیار کرائین کہ سلطان بلبن نے بھی نکرائین تھین۔ تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ فیروزآباد وغیرہ تیس[۳۰] شہر اور چالیس جامع مسجد اور تیس مدرسہ اور بیس خانقاہ اور دو سو سرائین اور ایکسو نہر اور ایک سو کوشک اور ایکسو باون حمام اور پانچ دارالشفا اور ایکسو مقبرہ اور دس منارۂ کلان اور دیگر بیشمار باغات اس بادشاہ نے تعمیر کرائے انمین سے ایک جونپور ہے جو اپنے ابن عم سلطان محمد شاہ الغ خان معروف محی الدین جونا کے نام سے آباد کیا باوجودیکہ تین سو برس سے زیادہ گذرتے ہین ابھی تک کسیقدر آثار اوسکے اپنے محل پر موجود ہین۔ اور دہلی سے متصل ایک پہاڑی پر جہان نما عمود کا نشان ظاہر ہے جسے عوام الناس لاٹھہ فیروز شاہ کہتے ہین اسکا ارتفاع قریب ساٹھہ گز اور قطر تین گز کی ہے گویا ایک پتھر سے بنا ہے استحکام اوسکا اسقدر کہ ابتک قائم اور آیندہ مدت مدید تک قائم رہنے کی امید ہے۔ جسوقت بادشاہ ضعف پیری سے مغلوب اور عاجز ہوا ۷۸۹ھ ہجری مین شاہزادہ محمد خان کو سلطان ناصرالدین والدنیا محمد شاہ خطاب دیکر وکیل سلطنت اور موتمن الخلافت کیا اور خزانے اور فیل اور حشم وغیرہ بادشاہی توزک کا سامان اسکے حوالہ کرکے خود یاد خدا مین مشغول ہوا۔ جمعہ کے دن دونو بادشاہ کے نام سے خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ تھوڑے دنون بعد ملک مفرح نے جسکا خطاب راستی خان اور گجرات کا

حاکم تھا اوس ملک کی فوج اور عملہ سے سازش کرکے سکندر خان کو قتل کرڈالا یہ شخص نیا بتاً وہان مقرر ہوکر گیا تھا۔ ادھر محمد شاہ نے اوسکی سزادہی کا کچھہ خیال نہ کیا اس سبب سے سلطنت کے کاروبار مین بڑا خلل پڑگیا لشکریون نے آزردہ ہوکر بادشاہ کی بزدلی پر خیال کیا جھٹ مخالف ہوگئے سلطان محمد شاہ اونسے لڑنے کو طیار ہوا اب دہلی مین لڑائی درپیش ہوئی جونہین سلطان فیروز شاہ میدان جنگ مین تشریف لایا سلطان محمد شاہ کے پیر نہ جمے بھاگ نکلا کوہ سرمور کو چلا گیا القصہ فیروز شاہ اپنے لڑکے محمد شاہ سے رنجیدہ ہوا اوسے اپنی ولایت محروسہ سے نکال دیا۔ اور شاہزادہ تغلق شاہ بن شاہزادہ فتح خان کو جسکا باپ مرچکا تھا ولیعہدی پر سرفراز کیا اور خود بعد تھوڑی مدت کے نوے برس کا ہوکر مرگ طبیعی مین عازم بہشت برین ہوا۔ وفات فیروز شاہ سے تاریخ انتقال نکلتی ہے۔ امیر تیمور گورکان کا معصر تھا اس بادشاہ نے اڑتیس برس عدل وداد مین بسر کی

۱۱۹۶

ذکر غیاث الدین تغلق

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ ۷۹۳ سنہ ہجری کو فیروز آباد مین تخت پر بیٹھا۔ شاہزادہ محمد شاہ کے پیچھے لشکر کوہ سرمور کو روانہ کیا اوسنے ٹھہرنے کی تاب نپائی سرمور سے نگرکوٹ کو چلا گیا لشکر بادشاہی نے پیچھا کرنے سے باز رہکر مراجعت کی بادشاہ ازبسکہ نوجوان اور ناآزمودہ کار تھا بعض امرا کے بھڑکانے سے اپنے حقیقی بھائی شاہزادہ ابوبکر کو محبوس کیا۔ اور خود عیش وعشرت مین پھنسا سلطنت کے کاروبار سے غرض نہ تھی۔ ملک رکن الدین اور دیگر امرا نے ابوبکر شاہزادہ کے ورغلانے سے بدخلافی کی۔ ملک مبارک نائب السلطنت وزیر اور دیگر امرا کو دولتخانہ کے دروازے پر ٹھکانے لگایا۔ بادشاہ اس سانحہ سے خبر پاکر دوسرے دروازے سے باہر نکلا امرا نے پیچھا کیا اور بادشاہ کو مع خانجہان مصاحب کے گرفتار کرکے قتل کیا اور سکا سر کاٹ کر اوسی دروازے پر آویزان کیا اور ابوبکر کو قید خانہ سے نکالکر تاج وتخت کا مالک بنایا۔ اس فتنہ وفساد کو جو دہلی مین سرزد ہوا ایک ہی روز مین بجھا دیا اور امن امان ہوگیا اسکی سلطنت پانچ مہینے اور تین روز رہی۔

ذکر ابوبکر سلطان

سلطان ابوبکر وزیرون کی رائے کے بموجب ۷۹۳ سنہ ہجری کو تخت سلطنت پر بیٹھا چند روز کے بعد بادشاہ کو ظاہر ہوا کہ رکن الدین وزیر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے قتل کرنے سے اپنے جامہ مین پھولا نہین سماتا ہے بادشاہی کا خیال رکھتا ہے فوراً گرفتار کرکے دار پر کھینچا اور اوسکے رفیقون پر تلوار کے ہاتھہ صاف ہوئے اسی عرصہ مین سامانے میر صدہا سے باغی ہوگئے ملک شہ خوشدل کو جو وہان کا حاکم تھا حوض سنام کے کنارے مارڈالا اور اوسکے سر کو شاہزادہ محمد شاہ عم سلطان ابوبکر کے حضور مین نگرکوٹ کو بھیجا اور اوسے ادھر آنے کی تحریص کی شاہزادہ بھی انکے دم مین آگیا جلندھر کی راہ ہوکر سامانہ پہونچا اور سکہ وخطبہ اپنے نام کا رایج کیا میر صدہا اور اوس طرف کے

زمیندار اوسکی اطاعت مین حاضر ہوئے بیس ہزار سوار جمع کر کے دہلی کو چلا ہوتے ہوتے پچاس ہزار کی جمعیت فراہم ہوگئی۔ لیکن شاہزادہ کا لشکر اور زمینداروں کی سپاہ ناآزمودہ کار تھی تلوار کی چمک دیکھتے ہی آنکھہ بند ہونے لگی شکست کھا کر دو ہزار سوار کے ہمراہ دوابہ کو چلا گیا وہان سے دوبارہ پچاس ہزار سوار فراہم کر کے قنوج اور کمپلہ کے حاکم کی مدد لیکر آن لڑا اور ملتان اور لاہور کے حکام کو لکھہ بھیجا کہ جس جگہ فیروز شاہی نوکر جاکر ملین اونھین جان کی امان نہ دو فوراً سر کاٹ لو اکثر جگہ قتل عام اور لوٹ کھسوٹ مچگئی راہ بند ہوگئی۔ رعایا نے یہ خرابی دیکھکر خراج کے دینے سے انکار کیا فتنہ وفساد نے خوب رونق پکڑی بالضرور بادشاہ نے دفع شاہزادہ کے لیے جالندھر کا عزم کیا اور شاہزادہ وہان سے دوسری راہ ہوکر دہلی مین آیا۔ اور شاہزادہ ہمایون خان بن شاہزادہ محمد شاہ بھی سامانہ اور شام سے لشکر اکٹھا کر کے دہلی کے ارادہ سے عازم ہوا۔ اسیوقت مین بادشاہ جالندھر سے دہلی آیا شاہزادہ محمد شاہ کے چھکے چھوٹ گئے دہلی سے نکلکر جالندھر جا رہا تھوڑے دنون کے بعد فیروز شاہی غلامون کی تحریک سے شاہزادہ نے جالندھر سے دہلی کا عزم کیا اس مرتبہ بادشاہ کا جی ہار گیا بے دست و پا ہوکر دہلی سے کوٹلہ میوات کو چلا گیا اور ایک برس چھہ مہینے کے بعد اسکی فرمان روائی کا سلسلہ منقطع ہوگیا

ذکر سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ

سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ جسوقت فیروز شاہی غلامون کی طلب کے بموجب جالندھر سے روانہ ہوا ہنوز یہ شخص دہلی تک نہ پہونچا تھا کہ ایک روز امراے دولت نے شاہزادہ خانجہان فیروز شاہ کے منجھلے لڑکے کو فیل سوار کر کے اوسکے سر پر چتر رکھا چند روز کے بعد جب وہ دہلی پہونچا ۷۹۵ھ سنہ ہجری مین تخت پر بیٹھکر اپنا سکہ وخطبہ نیئے سر سے جاری کیا۔ تھوڑے دنون مین اس بادشاہ سے بھی غلامان فیروز شاہی منحرف ہوکر سلطان ابوبکر کے پاس کوٹلہ میوات کو چلے گئے بادشاہ انکی بیوفائی سے چڑہ گیا حکم دیا کہ فیروز شاہی غلام جو دہلی مین ہین پہرون مین نکل جاوین ورنہ قتل ہونگے جو نکل گئے جان بچا گئے جنکے پیر نہ اوٹھے اونکا خاتمہ بالخیر ہوا کہتے ہین کہ بعض نے عرض کیا ہم اصیل غلام ہین بادشاہ نے کہا جو شخص کوکھری بول سکے وہ اصیل ہے جو کہ یہ زبان نہ بول سکے جان سے مارے گئے اور اس شرط کے سبب اکثر ناحق بھی مارے گئے۔ شاہزادہ ہمایون خان سامانہ سے مع لشکر جرار ابوبکر سلطان کے سر پر چڑہ گیا کوٹلہ میوات کے قرب مین لڑائی ہوئی اور سلطان ابوبکر شاہ قید ہوکر میرٹھ کے قلعہ مین محبوس ہوا اور اوسی قید مین مرگیا کسیقدر عرصہ گذرنے پر بادشاہ نے دہلی سے قنوج اور دلمئو کا ارادہ کیا اور وہان کے سرکشون کی سرکوبی کرتے ہوئے جالنہ پہونچا اور وہان پر ایک قلعہ محمد آباد کے نام سے تعمیر کرا کے دہلی کو لوٹ آیا ۷۹۹ھ سنہ ہجری مین شاہزادہ ہمایون خان کو شیخا کھوکھر پر چڑھائی کا حکم دیا کیونکہ اس شخص نے لاہور کو اپنے قبضہ مین کر لیا تھا مگر راستے ہی مین خبر ملی کہ بادشاہ نے اس جہان سے کوچ کیا سلطنت اسکی ۶ برس ۷ مہینے رہی

ذکر سلطان علاء الدین سکندر شاہ عرف ہمایون خان

جسوقت بادشاہ کے انتقال کی خبر پائی سلطان علاء الدین سکندر شاہ عرف ہمایون خان بن محمد شاہ لاہور کی عزیمت سے باز رہکر دہلی کو لوٹ آیا اور تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوکر ایک مہینے سولہ روز کے بعد مرگ طبیعی مین اس جہان بے بقا سے چل بسا

ذکر سلطان ناصر الدین محمود شاہ برادر سلطان علاء الدین سکندر

بعد انتقال سلطان علاء الدین سکندر شاہ کے اسکا چھوٹا بھائی سلطان ناصر الدین محمود شاہ تخت آرا ہوا اور ۸ ہجری مین اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری فرمایا سپاہ کی تنخواہ اور جاگیر بدستور قایم رکھی اور خواجہ سرور مخاطب خواجہ جہان کو سلطان الشرق کا خطاب دیکر جونپور کی ولایت اوسکے جاگیر مین دی اور قنوج سے بہار تک اوسکی جاگیر کا ضمیمہ کر دیا۔ اوسنے اوسطرف کے زمینداروں کو اپنا مطیع کیا اور بردباری اور انصاف اور بیدلی سے روزگار کو چمکایا جسوقت سلطان ناصر الدین کی سلطنت مین خلل ہوا اور امراے حضوری چیرہ دستی کرنے لگے اسنے خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا پورب کے فرمان روا خود اسکے مطیع تھے اسی سال مین بڑا بھاری لشکر شیخا کھوکھر کے مدافعت کو لاہور کو روانہ کیا بارہ کوس لاہور سے رہکر بڑی لڑائی ہوئی آخر کو شکست کھاکر جمون کے پہاڑ کو چلا گیا نواحی لاہور سے فساد دور ہوگیا اندنون مین بادشاہ نے گوالیار کا عزم کیا مقرب خان اور ملو خان امرانے دہلی مین مخالفت شروع کی بادشاہ نے اس غدر کے سننے سے مراجعت کی اور شہر مین پہونچکر محاصرہ کیا تین مہینے تک تلوار چمکتی رہی آخر کو حصار دہلی بادشاہ نے تسخیر کیا باغیون نے نصرت شاہ بن فتح خان بن فیروز شاہ کو میوات سے بلاکر فیروز آباد مین تخت پر بٹھا دیا فضل اللہ بلخی عرف ملو خان نے جو باغیون کا سردار تھا اقبال خان کا خطاب پایا۔ اکثر دہلی اور فیروز آباد مین لڑائی ہوتی رہی دوابہ پرگنہ اور پانی پت اور جھجھر اور رہتک بیس کوس تک نصرت خان کے قبضے مین آگئے بجز خزانہ اور حصار دہلی کے کوئی چیز بادشاہ کے پاس نرہی۔ دونو بادشاہون کے امرا لوگ بطور خود ایک ایک ولایت پر متصرف ہوکر دم داعیہ کرنے لگے ملک کی پراگندگی اور ابتری ہوتی جاتی تھی اقبال خان نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر نصرت شاہ کے حضور مین قرآن اوٹھایا کہ مجھے حضور سے اخلاص دلی ہے اور تیسرے روز اقبال خان نے چاہا کہ نصرت شاہ کو بداقبالی کے دن دکھاکر قید کرے نصرت شاہ چارنا چار حصار سے نکلکر تاتار خان وزیر کے پاس پانی پت مین چلا آیا فیروز آباد اقبال خان کے قبضے مین آگیا مقرب خان اسکا ہم چشم بادشاہ کے پاس پانی پت مین آیا اور بادشاہ کا حیلہ کرکے خود سلطنت کرنے لگا اقبال خان نے تاتار خان پر چڑھکر اسکو شکست دی وہ اپنے باپ اعظم ہمایون ظفر خان کے پاس گجرات چلا گیا۔ اسکا بھی جاہ و حشم اسباب ریاست اقبال خان کے ہاتھ لگا وہان سے دہلی مین بھی آکر تسلط کر لیا جب ہندوستان مین اوسکی بدطینتی سے امور سلطنت مین ہرج مرج قرار واقعی جلوہ گر ہوا۔ مرزا پیر محمد نبیرۂ صاحبقران امیر تیمور گورکان خراسان سے سندھ کے پار ہوکر اوچ اور ملتان کے حصار کو اپنے تصرف مین لایا اور چندے ملتان مین

متوقف رہا تا آنکہ امیر تیمور نے بھی کابل سے ہندوستان کو نہضت کی سنہ ۸۰۱ ہجری مین ٹھٹھہ پر دوڑ کر کے ملتان مین
آیا اور مرزا امیر محمد کے قیدیون کو قتل کر ڈالا - جب یہ خبر دہلی پہونچی اقبال خان خوفناک ہوکر سامان اور سپاہ کے
جمع کرنے مین مصروف ہوا ادھر صاحبقران نے ملتان سے نہضت کی ریگستان کی راہ ٹھٹھہ پہونچا قلعہ کو لڑکر فتح کیا
وہان کے حاکم کو مع اوسکے ہمراہیان کے اسیر کرکے سزا کو پہونچایا بعد ازان ٹھٹھہ سے قصبۂ سامانہ مین پہونچا اوسوقت
سپاہ کا جائزہ لیا - نوکرون کی ٹھہرنے کی جگہ اٹھارہ کوس تھی اور تجربہ سے یہ ظاہر ہوا ہی کہ ایک کوس مین بارہ ہزار
سوار ٹھہر سکتے ہین اس حساب سے نوکرون کی تعداد ۲۱۶ ہزار ہوئی اسی حساب سے افزونی لشکر کا خیال کرلینا چاہیے
القصہ دہلی کو روانہ ہوا راستے مین جو ملا اوسے عدم کی راہ دکھلائی یا قید مین اولجھایا - دہلی پہونچتے پہونچتے
پچاس ہزار آدمی گرفتار ہوئے - جسوقت اقبال خان شہر سے نکلکر مقابلہ کو آمادہ ہوا جو لوگ قید مین تھے مونچھون پر
تاو دینے لگے چہرے پر بشاشت سی چھاگئی لوگون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اقبال خان کی چڑھائی سنکر محصورین
نہایت بشاش نظر آتے ہین - عین لڑائی مین حفاظت پچاس ہزار کی کیونکر ہوسکتی ہی یہ خبر سنکر بادشاہ لال
ہوگیا قتل کا حکم دیا - ایکدم مین ہر ایک متنفس نے شربت مرگ نوش کیا کوئی زندہ نرہا القصہ اقبال خان نے
رزمگاہ کیطرف حرکت مذبوحی کی مگر ایک ہی ہلہ مین جی ہار گیا پیر نہ جمے - شہر مین بھاگ کر دروازے بند کرلیے
بہادران شہامت کیش نے پیچھا کرنے سے رخ نہ پھیرا کثیر خلق اللہ کی جانین پامال ہوگئین بہت سا اسباب
اوس بد اقبال کا انکے ہاتھہ لگا - اقبال خان نے اقبال کی کج ادائی دیکھکر رات کے وقت عیال و اطفال کو چھوڑکر
اپنا منہ کالا کیا صبح ہوتے بادشاہ داخل شہر ہوا - شہر والون کو امان دی - اور کسیقدر فوج کو واسطے لینے چندہ کے
اوس شہر کے روسا سے مقرر کیا تحصیلدارون کے سخت تقاضا سے باشندے لوگ انکار کرنے لگے بلکہ بعض ہندوستانی
نے چند مغلون کو رہگرائے عدم کیا اس خبر سے بادشاہ نے نہایت برہم ہوکر حکم قتل عام صادر فرمایا اس حکم کے ہوتے
تلوارون نے خوب خون چاٹا تمام دہلی کی آبادی خراب ہوگئی - اور قیدیون کا حال خدا جانے کہ کسقدر عورت مرد گرفتار
ہوگئے بعد اس قتل عام کے بادشاہ نے شاہی عمارتون مین آکر بار عام فرمایا اور بموجب حکم خطیب نے انکے نام سے
خطبہ پڑھا اور سونے چاندی پر صاحبقرانی سکہ نے زینت بخشی - اسکے بعد میرٹھہ مین اور وہان سے دواب مین
قتل عام کرتا ہوا ہردوار مین آیا ہردوار اوس مقام کا نام ہی جہان دریاے گنگ کوہ سوالک سے گرتا ہی اور اہل ہند کا
معبد ہی - ایام مقررین اشنان اور زیارت کی تقریب سے اس مقام پر اہل ہنود کا بڑا ہجوم ہوتا ہی - اتفاقاً
جب دائرۂ دولت وہان پر رونق بخش ہوا کسی پربھہ کی تقریب سے معتقدون کا ہجوم تھا حضور سے قتل عام کا
حکم نافذ ہوا سیکڑون نے شربت شہادت نوش کیا - باقیماندہ پہاڑ مین بھاگ چھپے - وہان سے جب لشکر کا کوچ ہوا
کوہ سوالک کی ترائی سے جمون آکر یہان کے راجہ کو مسلمان کیا ہردوار سے جمون تک دو جگہ پر لڑائیان ہوئین اور ہر ایک

لڑائی مین حضرت کی جیت رہی - اسی اطراف مین خضر خان اور نیز دیگر امرا نے شرف ملازمت حاصل کی مگر خضر خان سیادت کے سبب سے بچ گیا باقی قید ہوئے اور خضر خان کو لاہور اور ملتان اور دیبالپور کی ایالت بخشی اور فرمایا کہ حضور نے اس شخص کو پادشاہی مرحمت فرمائی - اب موسم تابستان نے اپنی گرمی دکھلائی آفتاب ہند کی حرارت خصوص ملتان کی حدت بہ نسبت اور مقامون کے زیادہ تر سخت ہی فوج شاہی کے مخالف ہوئی یہ لوگ تو ولایت کی سردی کے خوگر تھے انھین گرمی نہ بھائی بالضرور امیر تیمور صاحبقران کو کوچ کرنا پڑا آخر ملتان کی راہ سے اپنی دار السلطنت سمرقند کو چلا گیا بعد چلے جانے صاحبقران کے دو مہینے تک دہلی اوسیطرح خراب ویران رہی بعدہ رفتہ رفتہ آبادی کی صورت ہونے لگی - جسوقت ہندوستان کے حدود سے پادشاہ باہر نکلا سلطان نصرت شاہ جو میوات بھاگ گیا تھا فوج فراہم کرکے دہلی مین آیا اور امور سلطنت انجام دینے لگا - اور ایک فوج اقبال خان پر برن کو روانہ کی - اقبال خان نے چھپ کر رات کو چھاپہ مارا فوج کو شکست دیکر دلیرانہ دہلی کو آیا پادشاہ اوسکی دلیری سے بیتاب ہوکر فیروزآباد کو بھی نگیا میوات کا راستہ پکڑا جب دہلی سے فیروزآباد تک اقبال خان کے قبضے مین آیا - ملک دواب اور دیگر اطراف کے شہر تلوارون کے زور سے اپنے تابع کرلیے باقی کل ہندوستان دیگر امرا کے متعلق رہا چنانچہ گجرات کی ولایت اعظم ہمایون خان اور تاتار خان دو نو باپ بیٹون کی قبضے مین تھی اور لاہور اور ملتان اور دیبالپور سے سند کے اطراف تک خضر خان کی حکومت تھی - اور صوبہ و کالپی مین محمود خان ولد ملکزادہ فیروز کی سبز بختی لہرا رہی تھی - اور قنوج و اودہ اور دلمؤ و سندیلہ و بہرایچ و بہار و جونپور مین سلطان الشرق عرف خواجہ جہان کا آفتاب اقبال روشن تھا اور مالوہ مین دلاور خان اور سامانہ مین علیخان اور بیانہ مین شمس الدین اوحدی متصرف تھے ہر ایک اپنا ڈنکا بجاتا دوسرے کی نہین سنتا تھا ۸۰۳ھ ہجری مین سلطان ناصر الدین محمود شاہ جو صاحبقران کے خوف سے گجرات چلا گیا تھا دلجمعی اور اطمینان سے دہلی کو آیا اقبال خان نے استقبال کرکے ہمایون جہان شاہ کے محل مین لا اوتارا - چون کہ حکومت کی باگ اقبال خان کے ہاتھہ مین تھی جسوقت سلطان ابراہیم کے واسطے جو سلطان الشرق کا متبنی تھا اودہ پر چڑھائی کی سلطان ناصر الدین محمود شاہ کو بھی ہمراہ لیا جب یہان تسلط نکر سکا اوسوقت سلطان ناصر الدین جو گویا اقبال خان کے قید مین تھا شکار کے بہانہ سے ابراہیم کے پاس اس مراد سے گیا کہ شاید کچھہ دستگیری کرے طرفۃ نی سے مہمانداری کے مراسم بھی نہ ادا ہوئے مدد دہی کا کون ذکر تھا آخر سلطان ناصر الدین وہان سے مایوس ہوکر قنوج آیا یہان سلطان ابراہیم کے نائب کو شکست دیکر قلعہ مین متصرف ہوا اقبال خان کو جب یہ راز معلوم ہوا فوراً سلطان پر چڑھائی کی چونکہ قلعہ نہایت مضبوط تھا کچھہ تدبیر نکر سکا وہان سے لوٹ کر بہرام خان حاکم سامانہ سے سازش کی یہ شخص فیروز شاہی غلامون مین تھا اسکے پاس بیس ہزار سوار کی جمعیت تھی - آخر باہم متفق ہوکر خضر خان حاکم دیبالپور اور ملتان پر چڑھ گیا جب تلاوندی مین پہونچا وہان کے زمیندار کو جو ملاقات کو آئے قید کرلیے اور لطائف الحیل سے

بہرام خان کو بھی محبوس کیا خضر خان کے مقابلہ پر گیا وہ بھی روبرو آیا لڑائی ہونا شروع ہوئی اقبال خان سے بخت و اقبال نے تورخ پھیر ہی لیا تھا سامنا ہوتے ہی قید ہو کر قتل ہوا۔ اور حرام نمکی اور عہد شکنی کا نتیجہ پایا جسوقت اس عہد فراموش کے قتل کی خبر دہلی آئی دولت خان اور اختیار خان وغیرہ امرا نے جو کہ دہلی مین تھے سلطان ناصر الدین محمود شاہ کو قنوج سے بلا کر ماہ جمادی الاولے ۸۰۹ھ ہجری مین نئے سر سے تخت نشین کیا۔ دولت خان لشکر فراوان ہمراہ لیکر بہرام خان کی سرزنش کو روانہ ہوا جو کہ بہرام خان کے بعد مقام سامانہ مین غرور کی سانسین بھر رہا تھا اور اسیوقت مین خضر خان ملتان سے مع لشکر بیکران سامانہ اور سرہند مین وارد ہوا دولت خان انکے مقابلہ سے کچی کھا کر حضور مین چلا آیا پادشاہ نے خضر خان کی کچھ فکر نہ کی سنبھل کو عازم ہوا تاتار خان نے لڑنا شروع کیا اور اسد خان لودی کو وہان پر چھوڑ کر حصار فیروز مین داخل ہوا۔ اور ظفر خان کا گماشتہ قوام خان پر فتحیاب ہو کر دہلی آیا خضر خان نے تین مرتبہ دہلی پر چڑھائی کی۔ اور لڑ بھڑ کر واپس چلا گیا چونکہ اسوقت طوائف الملوکی تھی ہر طرف امیر لوگ اپنی اپنی خودپسندی مین تھے۔ بجز رہتک اور دوابہ بعض محالون کے پادشاہ کے تصرف مین کچھ نہتھا۔ ایک روز کیتھل کی طرف شکار کو گیا تھا وہان سے لوٹتے وقت اثنائے راہ مین ایسی بیماری دوڑی کہ اوسکے جھگڑے مین دنیا کے بکھیڑے سے خلاصی ملی اس شخص کے نام کی پادشاہی ۲۰ برس دو مہینے رہی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کی ابتدا سے سلطان ناصر الدین محمود تک آٹھ پادشاہ ۹۶ برس دو مہینے اور دو حکمران رہے انکے بعد سلطان شہاب الدین غوری کے لڑکے اور غلام ۲۴ نفر نے دوسو تین برس تک جہانداری کی

ذکر سلطنت رایات اعلیٰ خضر خان بن ملک سلیمان

جسوقت سلطان ناصر الدین محمود شاہ نے دار ناپایدار سے ملک بقا کی راہ لی امرائے وقت نے باوجود رایات اعلیٰ خضر خان بن ملک سلیمان کے جو ملک مروان کا متبنی تھا دولت خان کو پادشاہ بنایا خضر خان اسکی خبر پاتے ہی اپنی دار الخلافہ فتح پور ملتان سے روانہ ہو کر دہلی آپہونچا چار مہینے تک طرفین سے جنگ و جدل برپا رہی۔ دولت خان نے بضرورت قلعہ سے نکلکر خضر خان کی بازدید کی مگر خضر خان نے فوراً قید کر کے فیروز آباد کے حصار مین بھیجدیا اور اوسی قید مین اوسکے مرغ روح نے حصار بدن سے پرواز کیا۔ المختصر خضر خان فتح پاکر دہلی مین داخل ہوا ۸۲۱ھ ہجری مین انتظام جہانداری اپنے ہاتھ مین کیا چونکہ بوقت آنے ہندوستان کے صاحبقران نے پادشاہی کی خوشخبری خضر خان کو سنائی تھی خضر خان نے اس دولت غیر مترقبہ کا حاصل ہونا اوسکی توجہات کی برکت سے سمجھا اول خطبہ اور سکہ صاحبقران کے نام سے اور بعدہ اوسکے لڑکے شاہرخ مرزا اور آخر کو اپنے نام سے رایج فرمایا اور نہایت استقلال سے ہر ایک کو اپنا مطیع کرلیا جو لوگ صاحبقران کے آنے سے دہلی خالی کر گئے تھے اس کے عہد مین آکر نئے سر سے آباد ہوئے اور مرفہ الحال رہکر دعای دولت مین مصروف اور اپنے پیشہ اور کسب مین مشغول تھے یہ شخص راست قرار پاکیزہ طینت عالی ہمت فراخ حوصلہ شجاع اور سخی تھا

ایک دلیل اوسکی اصالت اور پاکی نسب کی یہہ ہی کہ باوجود حاصل ہونے رتبۂ جہانداری کے بادشاہ کا لفظ اپنے خطاب مین
نہ لایا رایات اعلی کا خطاب پسند فرمایا الغرض ۷ برس ۳ مہینے عدل و معدلت مین بسر کرکے ملک جنان کو روانہ ہوا
بعد ازین اسکا لڑکا سلطان مبارک ۸۲۴ سنہ ہجری مین وارث تخت ہوا خطبہ اور سکہ نے نئے سر سے زینت پکڑی امراے
سلطنت نے رسم مبارکبادی ادا کی ۔ ہر ایک کی جاگیر اور منصب قدیمی بحال رہا جسکی لیاقت بڑھی پائی اوسکا اضافہ
بھی کیا ۔ چونکہ شیخا کھوکھر نے سلطان شاہ علی مردان مرزبان کشمیر کا مال و اسباب لوٹا تھا جوکہ اس شخص نے بہٹ مین فتح
پاکر حاصل کیا تھا روپیہ پیسا کے ہاتھہ آتے ہی غرور نے آگھیرا دہلی کا ارادہ ہوا پس دریاے ستلج سے گذر کر روپڑ فتح کیا ۔
اور وہان سے سرہند آکر سلطان شہ لودی وہان کے حاکم سے لڑ پڑا ۔ سلطان مبارک اس نواے مخالف کے سنتے ہی
مقام لوانہ مین پہونچا شیخا کھوکھر کو شیخی کی سوجھی بادشاہ کے مقابلہ مین دریا کنارے خیمہ گاہ کیا چالیس روز تک
ہنگامہ رزم گرم رہا آخر کو شیخا کھوکھر کی شیخی کرکری ہوئی بیدم فرار ہوا بادشاہ نے دریاے چناب تک تعاقب کیا ۔ اکثرون کو
دریاے عدم کے کنارے لگایا وہین پر راجہ بھیم جمون کا زمیندار حاضر دردولت ہوکر مشرف قدمبوس ہوا اور شیخا کے مکان کو
لشکر لیجاکر منہدم کردیا اور بادشاہ نے وہان سے لوٹ کر لاہور مین قیام کیا اور وہان کے اوارہ دون کی تسلی کرکے آباد
کرایا شہر کی تعمیر اور قلعہ کی مرمت کرائی وہان سے دہلی کو عازم ہوا ۔ شیخا نے جو فرصت پائی پھر لاہور کو آگھیرا جب
کچھہ کیا نہوا کلانور مین جاکر قبضہ کرلیا اور وہان سے جمون پہونچکر راجہ بھیم وہان کے زمیندار سے جا بھڑا اس عداوت
سے کہ پیشتر حاکم لاہور کی مدد کی تھی **القصہ** اس مرتبہ غالب ہوا راجہ بھیم مارا گیا اس دست برد سے شیخا کے ہاتھہ
بہت سا مال و اسباب لگا اور لاہور اور دیبالپور سر کرتے ہوئے میوات اور بیانہ وغیرہ پر لشکر کشی کی اور بعد فتح دہلی کو
چلا اور ایک عظیم لشکر جسرتھہ کے مقابلہ کو مقرر کیا جالندھر کے اطراف مین لڑائی ہوئی جسرتھہ کے حصہ مین ہار آئی
بھاگ کے اپنے وطن کو چلا گیا ۔ چونکہ بادشاہ برخلاف خضر خان اپنے والد کے شاہرخ مرزا خلف امیر تیمور سے منحرف تھا
اس سبب سے شیخ علی بموجب حکم کے ہندوستان مین تاخت تاراج کرتا تھا یہ شخص شاہرخ مرزا کیطرف سے کابل کا
حاکم تھا ۔ ۸۳۴ سنہ ہجری مین شیخ علی نے بموجب طلب کرنے فولاد کے جو بادشاہ کے امیر دشمنین تھا اور بادشاہ سے
منحرف ہوا تھا ہندوستان مین آکر لوٹ گھسوٹ شروع کی اور جالندھر کے اطراف مین پہونچکر قتل اور غارت اور
قید و بند کرنے لگا ۔ اکثرون کو قید کرلایا بعدہ جتور مین جاکر دریاے راوی سے پار ہوا اور دریاے جہلم کے پرگنات کو
خراب کرکے ملتان کو چلا ملک شاہ لودی سلطان بہلول لودی کا چچا جو دیبالپور کا حاکم تھا شیخ علی سے لڑ پڑا مگر مارا گیا
سلطان مبارک کے کان مین جب یہ بھنک پہونچی لشکر سنگین سرتابی کو روانہ کیا باہمدگر لڑائی ہوئی شیخ علی نے
پیٹھہ دکھلائی دوبارہ لڑائی مین بھی شکست ہی حاصل ہوئی اسباب و مال خوب لوٹا گیا آخر کو چند آدمیون سے
کابل کو متوجہ ہوا ۔ اور سلطان مبارک کو سلطان ہوشنگ مالوہ والے سے کئی لڑائیان لڑنا پڑین مگر ہربار مظفر

اور منصور ہوا۔ اسی حیص بیص مین جسرتھہ کھوکھر نے قوت حاصل کی دریاے چناب اور راوی اور جھیلم سے
پار اوترکر جالندھر پہونچا پادشاہ کی طرف سے ملک سکندر کو حکم ہوا کہ اوسکا انسداد کرے مگر خفیف سی لڑائی مین
قید ہوگیا۔ اور جسرتھہ کھوکھر نے فتح پائی پھر لاہور مین آکر محاصرہ کیا اسی اثنا مین شیخ علی نے پھر کابل سے پیر
نکالے لاہور اور ملتان سے سرہند تک تاخت تاراج مچادی باشندون کی اچھی طرح سے بُری حالت بناکر لوٹ گیا۔
ایسے حادثون کو سنکر پادشاہ نے لاہور وملتان کا عزم کیا اور اپنے وزیر ملک سرور کو لشکر کا مقدم بنایا جسوقت
ملک سرور سامانہ مین پہونچا جسرتھہ کھوکھر نے لاہور کا محاصرہ چھوڑکر گھر کی راہ لی اور ملک سکندر کو جو جالندھر کی
لڑائی مین قید ہوا تھا ہمراہ لیتا گیا اور پھر پہاڑ سے نکلکر جالندھر اور بجوارہ مین فتنہ وفساد برپا کیا اب روز بروز
قوت زیادہ ہوتی گئی اس وقت مین پھر شیخ علی نے کابل سے نہضت کی کنار دریاہ کے حدود تک کو لوٹ لیا اور بہت
سے خلایق کو اسیر کرکے لاہور کے قلعہ مین قابض ہوگیا اور دس بارہ ہزار ایلچانے سوار میں فطت کو چھوڑکر خود دیپالپور
کی تسخیر کو چلا اور جاتے ہی فتح حاصل کی پادشاہ اس حال سے واقف ہوکر جلدی سے پہونچ گیا شیخ علی گھبراکر کابل۔
سدھارا پادشاہ نے تین جگہ راوی سے پار ہوکر قلعہ پشاور کو گھیر لیا یہان پر شیخ علی کا بھتیجا مالک تھا مقابلہ کی
طاقت اپنے مین نپائی شاہزادہ کو اپنی لڑکی دیکر صلح کرلی پادشاہ نے لاہور اور پشاور کے گرد ونواح سے خاطر جمع کرکے
دار الحکومت کی راہ لی۔ چونکہ ملک سرور وزیر سے شیخ علی کی لڑائی مین کچھہ اخلاص اور جانفشانی مشاہدہ نہوئی تھی
پادشاہ نے کمال الدین کو بھی امور وزارت مین ملک سرور کا شریک کیا اب روز بروز ملک کمال الدین کا مرتبہ بڑھتا تھا
اور ملک سرور کی منزلت گھٹتی جاتی تھی یہ اوتار چڑھاو دیکھکر ملک سرور کا حوصلہ گھٹ گیا جب آزردگی درجۂ کمال کو
بڑھی بعض امرا سے متفق ہوگیا جو کہ پادشاہ سے خلاف اور اسکی طرف رجوع تھی آخر اپنی گھات مین لگا ایکوقت
پادشاہ جامع مسجد واقع مبارکباد مین نماز کیواسطے آیا تھا قابو جو ملگیا شہید کیا اس پادشاہ کی حکمرانی ۱۳ برس
۳ مہینے ۱۶ روز رہی۔ جب یہ حادثہ گذرا سلطان محمد شاہ بن سلطان مبارک شاہ بن رایات اعلی خضر خان ۸۳۷ سنہ ہجری مین
تخت نشین ہوا در اصل یہ شخص شاہزادہ فرید الدین بن رایات اعلی خضر خان کا لڑکا ہے چونکہ مبارک شاہ کی اولاد
نتھی بھتیجے کو گود لیا تھا۔ خیر اب گو سکہ انکے نام سے جاری ہوا ملک سرور اگرچہ ظاہر مین مطیع رہا مگر خزانہ اور سلاح خانہ
اور توپخانہ وفیلخانہ وغیرہ اسباب شاہی مین اپنا ہی تصرف رکھا اور خطاب خانجہانی مقرر کیا سخت تسلط پیدا کرکے بعض مبارک شاہی
امیرون کو قتل اور بعض کو قید کیا۔ اکثر پرگنون کو اپنے تصرف مین لاکر اپنے آدمی واجبی جمع تحصیلنے کو تعینات کیے
رعایا اسکے ظلمون سے عاجز ہوکر کمال الدین کمال الملک کے پاس جو وزارت مین شریک تھا فریاد کی اوسنے امرا سے
متفق ہوکر ملک سرور سے آویزش کی ملک سرور دہلی کے قلعہ مین محصور ہوا تین مہینے تک لڑتا بھڑتا محفوظ رہا۔ اکثر
تلوار مین علم کرکے پادشاہی سراپردہ پر جاکر اور جی کھول کر لڑا دقت تو آخر ہوچکا تھا اس معرکہ سے رہائی نہوئی قتل ہوا

اور رفیق بھی قید اور قتل ہوئے۔ بادشاہ اپنے والد کا انتقام لیکر ۸۴۵ھ ہجری مین ملتان گیا بزرگون کے مزارون کی
زیارت کی اور کچھ فوج جسرتھ کھوکھر کے سزا کو روانہ کرکے خود دہلی کو واپس آیا۔ اس وقت مین گروہ لنگاہ نے واقع ملتان
غدر بر پا کیا اور نیز مالوہ کا حاکم سلطان محمود میواتیون کے بھڑکانے سے دہلی کو چلا بادشاہ نے اپنے لڑکے کو مع بہلول لودی
کے لڑائی پر روانہ کیا اور بموجب بادشاہی حکم کے شاہزادہ نے سلطان محمود سے صلح کرلی اور محمود نے اپنی ریاست کو معاودت
کی یہ امر بادشاہ کی زبونی کا باعث ہوا ملک بہلول کی شجاعت ذاتی نے نہ پسند کیا تعاقب مین اوٹھہ دوڑا اور اوسکے
مال و اسباب کو غارت کردیا۔ بادشاہ ملک بہلول کی یہ جرأت اور تہوری دیکھکر بہت خوش ہوا اور اپنا لڑکا بناکر خانخانان کا
خطاب دیا اور لاہور اور دیالپور کی ولایت عطا فرمائی۔ بعد ازین جسرتھ کھوکھر کے رفع فساد کے واسطے حکم دیا۔ جسرتھ
نے ملک بہلول سے صلح کرلی اور سلطنت کی خوشخبری سنائی اوسی دن سے ملک بہلول بادشاہ کا برا چیتنے لگا دماغ مین
بادشاہی کا خیال بھر گیا پٹھانون کو گرد و نواح سے بلا کر نوکر کیا جب کہ فوج جمع ہوگئی سوائے اپنی جاگیر کے اور بھی چند پرگنون پر
متصرف ہوا۔ بادشاہ نے کسیقدر اوسکے نام تخویف کا فرمان جاری کیا۔ اوس تحریر سے یہ شخص کھلے خزانے باغی ہوگیا۔
اور بڑی شان و شوکت سے آکر دہلی دبالی مدتون لڑا کیا مگر انجام کار نے حصول مقصد واپس ہوا مگر بادشاہ کے کاروبار
روز بروز ایسے سست اور بُرے ہوتے جاتے تھے کہ دار الخلافت سے جو لوگ بیس بیس کوس کے بھی فاصلہ پر تھے خود فروشی
کرتے تھے تمام ملک مین ایک غدر برپا تھا آخرش گیارہ برس ایک مہینے چند روز کی سلطنت کے بعد ملک بقا کو روانہ ہوگیا۔

ذکر سلطان علاء الدین بن سلطان محمد شاہ بن سلطان مبارک بن رایات اعلی خضر خان

یہ شخص ۸۴۹ھ ہجری مین تخت آرا ہوا کچھہ دنون ملک بہلول خانخانان اور نیز دیگر امراے دولت کی اطاعت کی آخر کو جب یہ
دریافت کرلیا کہ باپ سے بھی زیادہ یہ شخص سست عقل ہے تمام نزدیک و دور کے گردنکش منحرف ہوکر واجبی مال کے ادا کرنے
مین ہان ہون کرنے لگے اور ہر صوبہ کے امرا اور فوجدار بدل گئے طوائف ملوکی شروع ہوئی دکھن اور مالوہ اور گجرات اور جونپور
اور بنگالہ کے بادشاہ دہلی فتح کرنے کو مستعد ہوئے اور لاہور اور دیپالپور اور سرہند سے پانی پت تک ملک بہلول اپنا ڈھنگ
جمائے تھا اور سرائے لاڈو تک احمد خان میواتی کی دُھائی دیتے تھے اور سنبل مع توابع گذر خواجہ خضر کے جو دہلی سے نزدیک ہے
بہادر خان لودی کے قبضے مین تھا اور کول اور جالیسر اور دیگر قصبات مین علی خان کا حکم بیٹھا ہوا تھا اور قطب خان لودی
چندوار مین اور رہبوین گانون اور کنپلہ مین راے پرتاب اور بیانہ مین داؤد خان قابض تھے اسطرح جو جہان تھا وہان کا
بادشاہ تھا بادشاہ کے قبضے مین صرف دہلی اور بدایون تھی۔ چند عرصہ کے بعد بادشاہ بیانہ کیطرف سوار ہوا راستہ مین
خبر ملی کہ جونپور کا حاکم دہلی کو آتا ہے بادشاہ اس امر کے سنتے ہی بلے دریافت راست و کذب کے دہلی کو لوٹ پڑا حسام خان عرف
حاجی شرقی وزیر نے عرض کیا کہ جھوٹھی خبر سنکر واپس آنا مناسب نتھا بادشاہ کو یہ کلام ناگوار ہوا بعد ازان بدایون کا عزم فرمایا
آخر بدایون مین جاکر عرصہ تک مقیم رہا اور بدایون کی آب و ہوا پسند ہوئی دہلی کو لوٹ کر ارادہ کیا کہ بدایون کو دار السلطنت مقرر کرے

حسام خان نے دولت خواہی سے التماس کیا کہ دہلی خالی کر دینا اور بداؤن مین دارالسلطنت مقرر کرنا صلاح دولت سے بعید ہی
اس فعل معقول سے پادشاہ منغض ہوا ایک تو اول سے آزردہ تھا اب اور زیادہ آزردگی ہوئی اوسکو حضور سے جدا کر دیا دہلی مین
چھوڑا اور اپنے دونو بھائیون مین سے ایک کو شحنہ اور دوسرے کو امیر محلہ مقرر کر کے دہلی مین تعینات کیا اور خود ۸۵۳ھ ہجری
مین بداؤن جا پہونچا اور اوسی چھوٹی ولایت مین بڑی عیش و عشرت سے زندگانی کاٹنے لگا - یہان چند عرصہ مین دونو بھائی
کے باہم لڑائی ہوئی ایک نے راہ عدم لی دوسرے روز شہر کے باشندون نے جام خان کے بھڑکانے سے دوسرے کو قصاص کے
حیلہ مین وہی شربت ناگوار چکھایا اسوقت مین بداندیش فسادیون نے کسیطرح کی تہمت حمید خان کے ذمہ جو وزیر الممالک تھا
لگا دی پادشاہ نے اسکے ساتھ بدی کا خیال کیا یہ بداؤن سے بھاگ کر دہلی مین آیا اور حسام خان سے متفق ہوکر شہر پر
متصرف ہوگیا اور حرم سرائے سلطانی مین جاکر پادشاہ کی عورتون اور لڑکیون کو بڑی بیحرمتی کے ساتھ برہنہ ہو کشتان
شہر بدر کیا خزانے اور دفینے اپنے قبضے مین کر لئے باوجودیکہ پادشاہ نے یہ سب ماجرا سنا مگر نے غیرتی تو عجب چیز ہی کرنی ہین اڑی
آتی ہی اس نامرد پادشاہ نے برسات کا حیلہ کر کے انتقام کشی سے چشم پوشی کی حمید خان نے پادشاہ کا توقف غنیمت سمجھا
بہلول خان کو سلطنت کے واسطے بلایا یہ فوراً دیپالپور سے آکر دہلی پر قابض ہوگیا اور کچھ فوج یہان چھوڑ کر دیپالپور کو چلا گیا
اور فوج جمع کرنے لگا اور پادشاہ کو عرضی لکھی کہ پیر و مرشد چونکہ حمید خان نے بے اعتدالی کی لہذا اوسکی سرکوبی کو جاتا ہون
تاکہ دولتخواہی ظاہر ہو پادشاہ نے جواب لکھا کہ ہمارے باپ نے تمھین لڑکا بنایا تھا پس تم بجائے میرے بھائی کے ہو مجھے
تردد اور کوشش کا یارا نہین فقط بداؤن پر قناعت ہی سلطنت تمھین مبارک رہے آخر ملک بہلول نے قوت پکڑی اور
کسوت شہریاری اپنے قامت پر آراستہ کیا دیپالپور سے آکر دہلی مین تخت پر بیٹھا تھوڑی مدت مین پادشاہ نے بمقام بداؤن
اس دنیا سے کوچ کیا کل فرمانروائی اسکی ۹ برس ۳ مہینے نام کو رہی رایات اعلے خضر خان سے علاء الدین تک
چار بادشاہون نے اونتالیس برس سات مہینے سولہ روز سلطنت کی

ذکر سلطان بہلول افغان لودی

اس کا دادا ملک بہرام ثقات مین سے تھا زمانہ فیروز شاہی مین اپنے بھائیون سے ناراض ہوکر آیا تھا اور ملتان مین
ملک مردان کی خدمت مین نوکر ہوا اوسکے پانچ لڑکے تھے ملک شہ و ملک کالا و ملک محمد و ملک خواجہ و ملک فیروز
بعد مرنے باپ کے یہ پانچو بھائی ملتان مین رہے اور بڑا بھائی ملک شہ خضر خان کے پاس نوکر ہوا اور اون دو لڑائیون
مین جو خضر خان و اقبال خان کے باہم ہوئین نہایت تردد اور جانفشانیان کین جسکے عوض مین اسلام خانی کا خطاب پایا
روز بروز ترقیان ہوتے ہوتے بڑے رتبہ کو پہونچا آخر کو سرہند کی حکومت ملی اور بھائی ہمراہ تھے ملک کالا اسی
سلطان بہلول کا والد اسلام خان چھوٹے بھائی کی طرف سے حاکم دوراکہ تابع سرہند کا تھا کہ افغان نیازی کی
لڑائی مین کسی تقریب سے مارا گیا اوسوقت سلطان بہلول ماں کے پیٹ مین تھا مشیت تقدیر دیکھیے جب زمان

مین کہ وضع حمل کے دن نزدیک آگئے تھے اسکی ماں پر چھت پھٹ پڑی اور وہ بیچاری فوراً جان بحق تسلیم ہوئی چونکہ
آٹھ مہینے سے زیادہ دنون کا حمل تھا پیٹ پھاڑ کر سلطان بہلول کو جو کسیقدر سانس رکھتا تھا نکالا جب یکایک یہ ہوا
سرہند مین اسلام خان کے پاس پہونچایا ۔ ہندوستان کی بادشاہی تو روز ازل سے اسکے نام لکھی تھی قضا و قدر
خود اسکی تعلیم و تربیت مین مصروف رہی اسلام خان نے بہلول نام رکھا اور کمال عنایت سے پرورش کی پٹھان
لوگ حقارت کی راہ سے اسے بلو کہتے تھے ؎ خاکساران جہان را بحقارت منگر ؛ تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد
جب بالغ ہوا عقل و کاردانی کا ستارہ اسکی پیشانی سے چمکتا تھا اسلام خان نے اپنا داماد بنایا روز بروز مرتبہ زیادہ
کرتا تھا ۔ کہتے ہین کہ ایک روز ملک بہلول رفیقون کے ہمراہ سامانہ کو گیا وہان ایک فقیر صاحب کمال سید نام رہتا
تھا اوس فقیر نے بہلول کیطرف دیکھکر مبارکباد دی اور کہا کہ مجھسے کسیکو توفیق ہے کہ دو ہزار تنگہ کو دہلی کی بادشاہی
مول لیوے ۔ بہلول نے فوراً زر نذر کو پیشکش کیا فقیر نے کہا سلطنت ہندوستان کی مبارک ہو ۔ ہمراہی مسخراپن اور
ٹھٹھہ کرنے لگے بہلول نے جواب دیا اگر یہ امر وقوعی ہے مفت مین مول لیا ورنہ فقیر کی خدمت کرنی بھی کچھ بری نہ تھی ۔
القصہ بہلول کو ایک تو اوس فقیر کی بشارت پر نظر تھی دوسرے جسرتھ گکھر کے اشارہ سے اور بھی بادشاہی
کا خیال جی مین سما گیا جب کہ مبارک شاہ کے وقت مین اسلام خان عرف ملک شہ شیخ علی کی لڑائی مین کام آیا
ملک بہلول اپنے چچا کی جگہ پر مقرر ہوا اور بڑھتے بڑھتے امیر الامرا کا مرتبہ حاصل ہوا جب محمد شاہ تخت پر بیٹھا
اسنے اپنی شجاعت سے خانخانان کا خطاب حاصل کیا اور رتبہ فرزندی پایا تھوڑے دنون مین کسی وجہ سے
آزردہ ہوکر منحرف ہوا قطب خان ولد اسلام خان جو اپنے تئین بہلول کا ہمچشم جانتا اور چچازاد بھائی تھا ملک بہلول
کی اطاعت سے برخلاف ہوکر سلطان محمد شاہ کے پاس گیا اور حسام خان عرف حاجی شرفی کی سرداری مین لشکر
گران بہلول پر چڑھا لایا کسی گانون مین جو بوڑیہ اور شادھوڑہ کے متعلقات مین تھا باہم جنگ واقع ہوئی ۔
خدا کی مدد سے ملک بہلول فتح مند ہوا حسام خان اپنا سا منہ لیکر دہلی چلا آیا اب ملک بہلول کا ستارہ چمکا محمد شاہ
کی خدمت مین لکھا کہ اگر حسام خان قتل کیا جاوے اور حمید خان وزارت کا منصب پاوے فرمان برداری مین
حاضر ہون بادشاہ نے کچھ تامل نکیا فوراً حسام خان کو برطرف کرکے حمید خان کو وزارت پر سرفراز فرمایا اس امر کے
ہونے سے اور بھی ملک بہلول کو دون کی سوجھی طاقت پکڑتے پکڑتے سہرند اور سنام اور لاہور اور دیپالپور اور حصار
فیروز آباد وغیرہ پر متصرف ہوگیا اور اپنے تئین پرزور دیکھکر تسخیر دہلی کو عازم ہوا جب ہاتھ نہ لگا سہرند کو واپس آکر
اپنا خطاب سلطان بہلول مقرر کیا لیکن خطبہ و سکہ دہلی کی فتحیابی پر موقوف رکھا فقیر کی خوشخبری کی یاد مین مصروف
رہتا تھا جب سلطان محمد شاہ نے ملک بقا کی عزیمت کی اور سلطان علاء الدین تخت پر بیٹھا اسکی نارسائی اور
سست کاری سے طوائف الملوکی ہوگئی خود بدولت صرف بداؤن پر قانع ہوکر بیٹھ رہے اور جیسا کہ اوپر لکھ چکے ہین

جب حمید خان وزیر کو بداندیشون کے اغوا سے رنجیدہ کرکے اوسکی فکر مین ہوا وزیر مذکور بدایون سے نکلکر دہلی آیا اور عیال
واطفال پادشاہی کو سر برہنہ بڑی بے حرمتی سے حصار دہلی کے باہر نکالا اور خزانے وغیرہ اسباب شاہی پر متصرف ہوا۔
اور پادشاہ بے حمیتی سے دم بخود رہگیا حمید خان نے دہلی پہونچکر سلطان بہلول کو پادشاہی کے واسطے سہرند سے طلب کیا
اور جب دہلی مین آیا عہد وپیمان کے بعد قلعہ کی کُنجیان اوسکے حوالہ کردین چونکہ حمید خان بھی شان وشوکت رکھتا تھا
سلطان بہلول نے تقاضاے وقت سے اوسکے رفق ومدارا مین کوتاہی نکی ہر روز سلام کو جاتا تھا اکثر حمید خان پادشاہ
کے گھر مین مہمان ہوا۔ پٹھانون نے بموجب پادشاہی اشارے کے بعض ایسی حرکتین کین جو کہ عقل سے دور اور دیوانگی
سے نزدیک تھین اور یہ حرکات اس ارادہ سے کی گئین تاکہ لوگ اونکو محض بے عقل سمجھکر اونکے کید وفراست سے مطمئن ہون
ع دیوانہ بکار خویش عاقل ہے چنانچہ بعضون نے جوتیان اوٹھاکر کمر مین رکھہ لین اور بعضون نے سر پر۔ حمید خان
نے کہا یہ کیا حرکت ہے۔ جواب دیا کہ چور کے ڈر سے اپنے مال کی حفاظت کرتے ہین اور کہا کہ آپکا فرش بہت عمدہ رنگین ہے
اگر ایک گلیم عنایت ہو اپنی اولاد کے واسطے ٹوپیان بناکر تحفہ کیطور سے مکان کو بھیجین حمید خان کھلکھلا کر بول اوٹھا
کہ عمدہ عمدہ کپڑے تمھارے بال بچون کو عنایت ہونگے جسوقت خوشبو کے خوان محفل مین آئے بعضے افغان نے ارگجہ
اور چووہ کو لیکر چاٹ لیا اور پھول کھائے بعضون نے بدون دور کرنے برگ موز کے بیڑۂ پان کھالیا بعضون نے بیڑہ
کھول کر تنہا اوسکا چونہ زبان پر رکھہ لیا جب مُنہ جلنے لگا پان کو ہاتھہ سے پھینک دیا۔ حمید خان نے اس حرکت کا
موجب استفسار کیا سلطان بہلول نے کہا کہ یہ لوگ جنگلی وحشی آدمیت سے دور سواے کھانے پینے کے کوئی کام نہین جانتے
خیر دوسرے روز پادشاہ بہلول حمید خان کا مہمان ہوا اقرار ایسا ہو گیا تھا کہ جب پادشاہ حمید خان کے مکان مین جاوے
چند آدمیون کے سوا کوئی ہمراہ نہو اور چند رفیق دروازے پر رہین۔ اس مرتبہ بموجب اشارۂ ملک بہلول کے پٹھانون
نے دربانون سے سختی کرنا شروع کی زور وغلبہ سے اندر جا گھسے اور کہا کہ ہم بھی بہلول کے مانند خانصاحب کے نوکر ہین
سلام سے کیون محروم رہین۔ جب شور وغوغا بلند ہوا حمید خان نے سبب پوچھا لوگون نے عرض کی کہ پٹھان لوگ
پادشاہ کو گالی دیتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم بھی خانصاحب کے نوکر ہین ضرور سلام کو اندر جاوینگے حمید خان نے اجازت
دی کہ آنے دو اجازت پاتے ہی گروہ کا گروہ اندر دھس گیا اور حمید خان کے ایک ایک خدمتگار کے برابر دو دو پٹھان کھڑے
ہو گئے جب پادشاہ نے دیکھا کہ اب عہدہ برائی ہو جاویگی فوراً اشارہ کیا اوسی وقت قطب الدین سلطان کے چچازاد
بھائی نے زنجیر بغل سے نکالکر حمید خان کو قید کیا اور اپنے آدمیون کے سپردگی مین دیا اوسوقت سلطان بہلول
خزانے اور دفینے اور کل کارخانے پادشاہی مین بدون شور وفساد کے متصرف ہو گیا اور سنہ ۸۵۶ ہجری مین اپنے نام کا
سکہ وخطبہ جاری فرمایا اور سلطان علاء الدین کے نام جو بدایون مین تھا اس مضمون سے عرضی لکھی کہ فدوی نے اپنا
سکہ بٹھا لیا ہے مگر نام حضور خطبہ سے دور نکریگا پادشاہ نے جواب مین لکھا کہ ہمارے والد نے تمکو فرزندی مین لیا تھا

تم میرے بھائی ہو سلطنت تمہین مبارک ہو ہم فقط بداون مین قانع ہین غرض سلطان بہلول ہر طرف سے دلجمعی کر کے
انتظام ریاست مین مصروف ہوا چونکہ بعض امرا اسکی جہانداری سے راضی نہ تھے سلطان محمود والی جونپور کو دہلی کے تسخیر
کرنیکو تحریص دی وہ سنتے ہی مع لشکر آ پہونچا اوسوقت سلطان بہلول ملتان کو جاتا تھا خبر پاتے ہی دیبالپور
واپس آیا اور لڑ بھڑ کر محمود کو شکست دی یہ اولٹے پانون جونپور بھاگ آیا۔ اور دوسری بار پھر دہلی پر چڑھائی
کی اور جنگ و جدل ہو کر یہ بات قرار پائی کہ جسقدر محالات سلطان مبارک شاہ پادشاہ دہلی کے قبضہ مین تھے
سلطان بہلول کے زیر حکومت رہین اور اوسکے سوا جمع ریاست سلطان ابراہیم جونپور والے کے محمود شاہ کے
قبضے مین ہون۔ اس قرارداد سے دونو پادشاہ اپنی اپنی ولایت مین فرمان روائی کرنے لگے۔ اور کچھہ دنون کو
تیغ خون فشان نے کنج غلاف مین خواب استراحت فرمایا جب سلطان محمود نے اس جہان فانی سے کوچ کیا
اور اوسکا لڑکا سلطان حسین تخت پر بیٹھا۔ سلطان بہلول سے پھر لڑائیان ہونے لگین مگر کسیکی پیش نجاتی تھی
برابر ہو کر رہجاتے تھے ایک مرتبہ ملکۂ جہان سلطان علاء الدین کی لڑکی نے جو سلطان حسین کے عقد مین تھی۔
سلطان حسین کو ورغلایا جسکے بموجب ایک لاکھہ سوار اور چالیس ہزار پیادہ اور چار سو ہاتھی اور توپخانہ لے کر
دہلی پر چڑھائی کی۔ سلطان بہلول نے حق نمک کا لحاظ کرکے ملکہ جہان سے براہ عجز و انکسار اظہار کیا کہ تمہارے
والد کیطرف سے مجھے نیابت ملی ہی اور فدوی بندگی سے باہر نہین مجھپر چڑھائی کرنا مناسب نہین۔ ملکہ جہان نے
ایک نمانی آخر سلطان حسین طوعاً و کرہاً لڑائی کو آمادہ ہوا سلطان بہلول بھی پندرہ ہزار سوار لیکر صف آرا ہوا اقبال تو
مددگاری مین دست بستہ حاضر تھا باوجود قلت فوج کے بہلول کی فتح ہوئی اور سلطان حسین شکست کھا کر بھاگا
ملکہ جہان قید مین آئی پادشاہ بہلول نے مروّمی اور مروّت سے باعزاز تمام سلطان حسین کے پاس روانہ کر دیا اسکے
بعد سات مرتبہ تک سلطان حسین سے لڑائیان رہین چند مرتبہ صلح بھی ہوئی اکثر سلطان حسین شکست ہی
پاتا رہا آخرکار شکست فاش ملی کہ دور دراز ملکون مین چلا گیا اور سلطان بہلول نے جونپور مین بھی اپنا سکہ رائج
فرمایا اور اوس ولایت کو مبارک خان لوہانی کے سپرد کر کے دہلی چلا آیا اس وقت بداون مین سلطان علاء الدین
نے بیس برس تک بداون مین رہ کر رحلت کی سلطان بہلول بمقام اٹاوہ مین سلطان حسین سے لڑ رہا تھا۔
وہان سے برسم تعزیت بداون گیا اور بعد ماتم پرسی کے بداون پادشاہ کے لڑکون کے قبضے سے نکال کر اپنے آدمیون کے
سپرد کیا یہ بیمروتی گوارا کی وہان سے دہلی چلا آیا روز بروز قوت اور حشمت حاصل کی اور خاطر خواہ پادشاہی کی اس
شخص کا ظاہر و باطن آراستہ اور شرع کا پابند اور عدل و داد مین مبالغہ کرتا تھا اکثر اوقات عالم اور فقیرون کی صحبت
مین بیٹھتا اور انکے حالات کی جستجو کرتا تھا آخرکار ۳۸ برس ۸ مہینے ۷ روز پادشاہی کر کے موضع ملاوری مین
اس جہان سے کوچ کر گیا سنہ آٹھہ سو اٹھانوے ہجری مین آہ ۸۹۸ جانب عقبے گیا بہلول شاہ ۸۹۸

ذکر سلطان سکندر لودی پسر سلطان بہلول

بعض امرا چاہتے تھے کہ شاہزادہ باربک بڑے لڑکے کو تخت نشین کرین اور کچھہ لوگ نبیرہ سلطان اعظم ہمایون کی پادشاہی
سے راضی تھے۔ سلطان سکندر کی والدہ جو سنار کی لڑکی تھی پادشاہ مغفور کے حضور مین نسبت دیگر محلات کے
بہت معزز تھی۔ اکثر امرا اسکی حکم و اطاعت مین تھے اسنے اپنے لڑکے کے واسطے پیغام دیا عیسے خان لودی
سلطان بہلول کا چچازاد بھائی جو برخلاف ظاہر کے باطن مین مخالف تھا۔ اس پیام سے گالیان دیکر بولا کہ سنار کے
بیٹے کو جہانداری نہین مل سکتی۔ کیونکہ باربک شاہ کو جو اصیل و نجیب ہی محروم کرون۔ خانخانان فرملی جو ایک مدار
امیرون مین تھا بولا کہ ابھی دو روز پادشاہ کو موئی ہوئے ہین اوسکی بیگم سے سخت زبانی نکرنا چاہیے۔ عیسے خان
نے گھوڑک کر کہا نوکر کو رشتہ دارون کی ہمسری زیبا نہین تجھسے کیا مدعا جو دخل نا معقول کرتا ہی۔ خانخانان کو یہ بات
زہر معلوم ہوئی۔ اور یہ کہکر اوٹھہ کھڑا ہوا کہ مین سلطان نظام خان کا نوکر ہون اور کل امرا کو متفق کر کے شاہزادہ
نظام خان کو سلطان سکندر کے خطاب سے سنہ ۸۹۴ ہجری مین واقع قصبہ جلالی مسند نشین کیا۔ پادشاہ وہان سے
باربک شاہ والی جونپور اپنے بھائی کے مطیع کرنے کو روانہ ہوا اور بعد فتح ملک پھر بدستور بھائی کو حوالہ کر دیا فقط
خطبہ اور سکہ اپنے نام سے مروج فرمایا اور سلطان حسین والی جونپور سے بھی متواتر لڑ بھڑ کر فتح پائی یہ سلطان حسین
جو سلطان بہلول لودی سے شکست کھا کر دور دراز نکل گیا تھا اور اکثر اوقات باربک شاہ سے مقابلہ کیا کرتا تھا۔ لکھا ہی کہ جب دہلی کی پادشاہی سلطان محمد شاہ
بن سلطان فیروز شاہ کے حصہ مین آئی ملک سرور خواجہ سرا کو جو خواجہ جہان کا خطاب رکھتا تھا نئے سرے سے سلطان الشرق کا لقب عنایت فرما کر جونپور اور اوسکے گرد نواح کی جاگیر اوسکو عنایت کی

ذکر سلاطین شرقیہ

جب سلطان محمد شاہ کی شوکت و صلابت مین ضعف آیا اور مقدمہ ابتر ہوا سلطان الشرق نے استقلال
کر کے پرگنہ کول اور اٹاوا اور کنپلہ اور بہرایچ اور ساڑھی اور بہار اور ترہٹ وغیرہ دہلی کیطرف سے لیکے تصرف مین
کھینچ لیا اور بالاستقلال حکومت کرنے لگا اور سنہ ۷۹۶ ہجری مین خطبہ و سکہ اپنے نام کا پڑھایا اور ملک کی رونق بڑھائی ۱۶ برس تک حکمرانی کی

ذکر سلطان مبارک سلطان الشرق کے بیٹے کا

سلطان مبارک منہ بولا لڑکا سلطان الشرق کا تھا سلطان کے بعد وفات ایک برس چند مہینے فرمان روا ہوا

ذکر سلطان ابراہیم شرقی بن مبارک شاہ

سلطان ابراہیم نے چالیس برس چند مہینے اور سلطان محمود نے ایک برس اور اسکے آگے سلطان محمد شاہ نے تین برس
پانچ مہینے اور اسکے بیٹے سلطان حسین خان نے گیارہ برس حکومت کی اور اس پادشاہ سے انکے خاندان مین سلسلہ
حکومت منقطع ہوا اگرچہ اس سے پیشتر سلطان بہلول نے شرقیون کو زیر کر کے ولایت جونپور اپنے آدمیون کے
سپرد کی تھی مگر قرار واقعی ضبط ربط نہوا تھا۔ اس وقت مین سلطان سکندر نے بخوبی بند و بست کر لیا

اور شرقی ولایت کو جو دہلی کے پادشاہون کے قبضے سے نکل گئی تھی ایکسو دو برس کے بعد نئے سر سے شامل کر لیا۔
القصہ سلطان سکندر نے بڑی مضبوطی سے پادشاہی کی اور عدل و انصاف کے ساتھہ انتظام رہا اسکے عہد مین
غلہ ارزان رہا اور رعایا دلجمعی سے اپنے کاروبار مین مصروف رہی۔ شرع محمدی کا بڑا پابند تھا۔ مذہبی تعصب بھی
رکھتا تھا اکثر بتکدے کھودوا ڈالے مسجدین اور مدرسے بنوائے۔ متھرا وغیرہ تیرتھون مین نہانے اور کریا کرم کرنے
سے اہل ہنود کو ممانعت کی۔ تھانیسر کے مندر کو بھی نابود کرنا چاہتا تھا۔ مگر بعض لالچی عالمون نے کہا کہ پرانے
مندرون کو کھودنا جائز نہین اگر ایسا ہی تو پوجا پاٹ وغیرہ کی ممانعت کیجاوے پادشاہ اس طرفداری کے
جواب سے نہایت بیزار ہوا۔ الغرض یہ پادشاہ متعصب مزاج اہل ہنود کی ذلت و رسوائی مین مصروف
رہتا تھا ہندؤن کو حکم تھا کہ نیلگون کپڑے کی چٹ انگرکھے کے مونڈھے پر سلایا کرین تاکہ ہندو سے مسلمانی
کی اطاعت ظاہر ہو ہندؤن کی کتابین جہان پائین جلا وین۔ پگڑی کے باندھنے کی نہایت ممانعت تھی اگر کوئی باندھتا
اوس سے قرار واقعی جرمانہ لیا جاتا۔ اکثر ہندو لوگ انگوچھہ سر پر باندھتے تھے اور نہایت خفت اور خواری
مین گذر اوقات کرتے۔ ایک مرتبہ ایک برہمن کو اس قصور سے کہ اسکی زبان سے کلمۂ اسلام نکلا تھا قید کر لائے
پادشاہ نے ممالک محروسہ کے تمام فاضل اور عالم جمع کرکے اپنا دعوی اوسپر ثابت کیا جب اوسنے مسلمان
ہونا قبول نکیا اور تو بس چلا قتل کروا ڈالا۔ اول اول اسی متعصب نے ہندؤن کی بے حرمتی کی اور ایک برہمن کو
مارا اسکے مزاج مین مسلمانون کی بڑی رعایت تھی عاشورہ کے روز بہت سے خیرات اور تصدق کرتا
مسجد اور مدارس مین امام۔ موذن۔ خطیب مدرس مقرر کیے اونکی معاش سرکار سے مقرر کی رعایا
اور سپاہ کی اسقدر خبر گیری کرتا کہ لوگون کے گھرون کا خاص خاص حال تک دریافت ہوجاتا۔ بعض اوقات
رات کو تبدیل ہیئت سے کوچہ و بازار مین گشت کرتا اور خلق اللہ اور اپنے امرا کے حال سے بخوبی آگاہی پاتا
لوگون کو خیال ہوتا تھا کہ کوئی جن پادشاہ کو سارا حال سناجاتا ہی۔ بعض کا اعتقاد تھا کہ ایک طلسم کا چراغ
پادشاہ کے ہاتھہ لگا ہی جسوقت اوسے روشن کرتا ہی جنات حاضر ہوکر تمام روے زمین اور دوسرے
ملکون کے فرمان روا اونکا حال اور نیز پوشیدہ امور بیان کرتے ہین۔ اور خزانے اور دفینے دور و نزدیک سے لاکر
پادشاہ کو دیتے ہین بالجملہ یہ پادشاہ بڑا عقیل و ہوشیار تھا جسطرف لشکر بھیجتا روزمرہ لڑنے اور دشمنون
کے محاصرہ کرنے کی تدابیر اور جنگ کے قواعد اور مورچون کی طیاری وغیرہ کے اہتمام کے بارہ مین لکھکر سردار فوج کے
نام بھیجا کرتا نوکرون کی کیا مجال تھی کہ اوسکے حکم کے برخلاف قدم رکھین ڈاک چوکی کا اسباب ہر وقت
طیار رہتا تھا جس امیر کو فرمان بھیجتا وہ شخص دو تین کوس فرمان کی پیشوائی کرتا اور نامہ بر اوسے موقع پر یا شہ چبوترہ
وغیرہ کے کھڑا ہوکر مکتوب علیہ کو حوالہ کرتا اور مکتوب الیہ دونو ہاتھہ سے لیکر سر پر رکھتا بعد ازان اوسی جگہ یا مسجد

پا منبر پر جہان کا حکم ہوتا پڑھا جاتا تھا ہر ملک کی اخبار روزمرہ گوش گذار ہوا کرتی تھی آخر کار مرض خناق بڑی شدت سے عارض ہوا کہ پانی تک حلق میں نہیں اوترتا تھا اسی بیہوشی میں سانس نکل گئی چھبیس برس پانچ مہینے کی حکومت میں بہت کچھہ لطف خلق اللہ کے ساتھہ فرمایا گیا

ذکر سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی

سلطان ابراہیم ۹۲۵ ہجری میں تخت نشین ہوا اسکے جلوس کا تخت قسم قسم کے جواہرات سے مرصع بنایا گیا تھا باپ سے زیادہ اپنے امرا کے دلمین اپنا سکہ بیٹھایا ارکان دولت کی جرأت نہ تھی کہ بال برابر بھی اسکے حکم میں دخل دین چونکہ بد باطن لوگ اپنی گرم بازاری کے واسطے نہیں چاہتے کہ ایک بادشاہ رہے لہذا سلطان ابراہیم کا جی اسطرح پھیرا کہ اوسنے اپنے چھوٹے بھائی جلال الدین کو جونپور کی حکومت پر رخصت کیا جب وہ روانہ ہوگیا وزیرون کی راے میں یہ امر خلاف مصلحت ہوا تب بادشاہ نے اوسے پیغام دیا کہ چند امور مشورہ طلب ہین لہذا ایک ہی روز کے واسطے لوٹ کر شریک مصلحت ہوجیے شاہزادہ نے درجواب کہلا بھیجا کہ چونکہ اچھی ساعت مین گھر سے نکلا ہون بالفعل منزل مقصود کو سدھارتا ہون بعد چندے حاضر ہونگا اور راہی ہوکر جونپور جا مسند آرا ہوا۔ بادشاہ نے وہان کے امرا کو امیدوار لطف و کرم فرماکر شاہزادہ سے ناموافق کردیا۔ شاہزادہ جلال الدین کو جو یہ حال ظاہر ہوا علانیہ مخالف ہوکر اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا اور اعظم ہمایون سروانی سے متفق ہوکر آمادہ پیکار ہوا جب بادشاہ نے چڑھائی کی اعظم ہمایون نے بے طاقت ہوکر خدمت بادشاہی قبول کی شاہزادہ نے بھی شرمندہ ہوکر قدمبوس ہونا چاہا مگر قبول نہوا آخر شاہزادہ راجہ بکرماجیت ولد راجہ مان حاکم گوالیار کی پناہ مین گیا اعظم ہمایون ۳۰ ہزار سوار اور ۳۰۰ سو ہاتھی اور بہت توپخانہ ہمراہ لیکر گوالیار پر چڑھا شاہزادہ بیتاب ہوکر مالوہ اور وہانسے گوندوانہ مین آیا حاکم گوندوانہ نے بے رحمی سے شہزادہ کو مقتول کیا چونکہ بادشاہ شراب شباب سے چکنا چور تھا بادشاہی کے شان کے برخلاف اسکے کام ہوتے وزیرون سے کبھی صلاح نہین لیتا تھا اعیان دولت کی تھوڑی سی تقصیر کی عوض مین بڑی سزا فرماتا اس سبب سے اکثر لوگ جان سے عاجز ہوکر بادشاہ کی بدخواہی کرنے لگے اور امور شاہی مین بڑا خلل واقع ہوا میان بھوا کو جو سید اور وزیر اعظم تھا بلا تقصیر قید کیا اور بدانہ نشینون کے بھڑکانے سے قتل کروا ڈالا ایکروز سلطان سکندر نے ایکدانہ موٹھہ کا جامع مسجد مین دیکھا اوسے اوٹھا کر میان بھوا کو عنایت کیا اوسنے آداب عرض کیا دلمین جو دھیان کیا سمجھا کہ اس دانہ سعادت نشانہ کو ایسی دانائی سے رکھیے تاکہ حیات ابدی حاصل کرے بس اوس مرد دانا نے اپنے باغچہ مین بویا اور نہایت ہوشیاری سے حافظ رہا جب بالیان برآمد ہوئین دو سو دانہ سے زیادہ پیدا ہوئے اسیطرح سے کئی برس تک بویا کاٹا کیا اوسکے حاصلات سے اسقدر روپیہ پیدا کیا کہ واقع دہلی مین کمال استواری سے ایک مسجد تعمیر کراکر حضور مین اطلاع دی

بادشاہ نے اوسکی عقل و دانش پر آفرین فرماکر مرتبہ کی افزائش کی اور اوسکا نام موٹھہ مسجد رکھا چنانچہ ہنوز دہلی مین قایم اور اوسی نام سے مشہور ہے۔ بالجملہ بادشاہ نے وزیر کو ناحق قتل کیا اور اعظم ہمایون کو بھی گوالیار کے محاصرہ سے طلب کرکے آگرہ مین قید کیا۔ اوسوقت اسکا لڑکا اسلام خان مانکپور کے حاکم نے بغاوت اختیار کی چالیس ہزار سوار اور پانسو ہاتھی لے کرکے لڑائی کو مستعد ہوا۔ اول یہ پیغام دیا کہ اگر اعظم ہمایون کو خلاص کیا جاوے آتش فساد بجھتی ہی بادشاہ نے اپنی گرم مزاجی سے کچھہ نہ سُنا اور اوسکی سرکوبی مین فوج مقرر کی مقابلہ ہوا ادھر لڑائی مین اسلام خان کی جان رہینی ادھر محبس مین اعظم ہمایون نے بھی اپنے وجود سے قید خانۂ دنیا کو خالی کیا۔ بہار خان ولد دریا خان نے بہار مین سرکشی کی۔ ایک لاکھہ سوار فراہم کرکے ولایت سنبھل تک فتح کر لی اور اپنے خطاب سلطان محمد کے نام سے سکہ و خطبہ کو رواج دیا اسطرح پٹھانون نے ہر طرف شورش برپا کی۔ دولت خان لودی باغی ہوکر لاہور سے بھاگا۔ اور ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کے حضور مین واقع کابل پناہ لیگیا اور عزیمت ہند کی درخواست کی۔ بابر بادشاہ ہندوستان کو چلا پانی پت مین دریاے خشک نے لہرانا شروع کیا اور اسی ورطۂ سلامت خیز مین سلطان ابراہیم زندگانی سے ہاتھہ دھوکر دریاے فنا کے پار جا اوترا اسکی حکمرانی سات برس رہی۔ ابتداے بہلول سے ابراہیم تک تین بادشاہ ۷۵ برس پانچ مہینے آٹھہ روز حکومت کرتے رہے

آخر کو ابراہیم سے سلطنت کا سلسلہ ٹوٹ گیا

ذکر سلطنت ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ سر چشمۂ سلاطین چغتائی ہندوستان و مجملی از آبای او

ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ بن عمر شیخ مرزا بن سلطان ابوسعید مرزا بن سلطان محمد مرزا بن جلال الدین میران شاہ مرزا بن صاحبقران امیر تیمور گورکان ہی پوشیدہ نرہے کہ چونکہ کارپردازان قضا و قدر نے اکثر ملکون کی فرمان روائی کا فرمان صاحبقران امیر تیمور گورکان کے نام پر تحریر فرمایا تھا شیر خواری مین سروری اور سرداری کے آثار اسکے کاسہ سے سر بسر واضح تھے اور چھوٹے سن مین بزرگی اور بلند ہمتی اور عالی دماغی کے سامان وجود سراپا جود سے لائح تھے جب سن تمیز کو پہونچا اسکی ہر حرکت اور چال ڈھلن سے بادشاہی کی شان برستی تھی اور گفتار و کردار و دستار و رفتار سے شکوہ کیانی جلوہ گر تھا کھیل و کود مین جانبازی ملک تازی کے تذکرے ہوتے تھے لشکر کشی گردنی نی کے کھیل جمتے تھے مثل مشہور ہے ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات القصہ شیرین خان والی توران کے خدمت مین رہتا تھا یہ شخص چنگیز خان کے نسل سے تھا۔ آخر شجاعت ذاتی اور دلیری فطرتی سے روز بروز ترقیان پاتا ہوا کل امراے بلند تر ہوا جب اوسکا باپ امیر محراب خان دولت دنیوی سے ہاتھہ اوٹھا کر یاد خدا مین مصروف ہوا اور بعد چندے متوجہ بہشت ہوا صاحبقران پچیس برس کا تھا باپ کے مرنے پر گیارہ سال گذرے تھے کہ ۷۶۲ ہجری مین شیرین خان گور فوت ہوا اور طالع بیدار کی یاوری سے صاحبقران بلخ کے مقام مین تخت شاہی پر رونق افروز ہوا سکہ و خطبہ کو اپنے نام نامی سے نامور کیا۔ سمرقند مین دار الخلافہ مقرر ہوا عالمگیری کا ارادہ ہوا۔ تھوڑی مدت مین ماوراء النہر و خوارزم

و ترکستان و خراسان و عراقین و آذربائیجان و فارس و مازندران و گیلان و دیار بکر و خوزستان و مصر و شام و روم و کابلستان و زابلستان و گرجستان و ہندوستان وغیرہ ولایتین فتح کرلین ہر مقام پر انکے نام پر سکہ بکتا تھا ہر طرف رعب ملک گیری چمکتا تھا۔ قاف سے قاف تک زیر حکومت ہوا ہر ایک گرم اطاعت ہوا۔ تاجداروں نے قدمبوسی مین شرف پایا سرکشوں نے راہ ادب مین سر جھکایا آخر ۳۵ برس پادشاہی کرکے سنہ ہجری مین ہشت بہین کو سدھارا جب کہ تسخیر خطا کے ارادہ مین عازم تھا۔ سمرقند سے ستر کوس مقام اترار مین زندگی نے خطا کی اکہتر برس کی عمر پائی *نظم* سلطان تیمر کہ مثل او شاہ نبود در ہفتصد و سی و شش آمد بوجود ٭ در ہفتصد و ہفتاد و دوم کرد جلوس ٭ در ہشتصد و ہفت کرد عالم پدرود ٭ جلال الدین میران شاہ میرزا جو تیسرا لڑکا صاحبقران کا تھا عراق اور آذربائیجان اور دیاربکر کی حکومت کرتا تھا سنہ ہجری مین قرا یوسف ترکمان سے تبریز کے اطراف مین لڑائی ہوئی اور اوسی میدان مین کام آیا سلطان محمد مرزا ابن جلال الدین میران شاہ مرزا اپنے بڑے بھائی سلطان مرزا کی خدمت مین سرداری کے مرتبہ پر مقرر تھا۔ اجل طبیعی مین گذر گیا۔ سلطان ابوسعید مرزا ولد سلطان محمد مرزا پچیس برس کی عمر مین تخت آرا ہوا اور ۱۸ برس تک ترکستان اور ماوراء النہر اور بدخشان اور کابل اور غزنین اور قندھار اور بعض حدود ہندوستان پر فرمان روا رہا اور اخیر عمر مین عراق فتح کیا سنہ ہجری مین جس طور سے اتفاق ہوا ہو آزون حسن ولد قرا یوسف خان آذربائیجان کے حاکم کے قید مین تھا۔ یادگار میرزا شاہرخ مرزا کے پوتے نے جو اوسکا نوکر تھا پادشاہ کو قتل کیا۔ عمر شیخ مرزا جو تھا لڑکا ابوسعید مرزا کا فرغانہ اور ولایت کند و نخشب کے حکومت کرتا تھا تخت گاہ فرغانہ مین خطہ اندجان ہی او وہان ایک پل پر عمارات شاہی تھی ۸۹۹ سنہ ہجری مین جب کہ اوسکی عمر ۳۹ برس کی تھی پل ٹوٹنے کے باعث سے دبکر مرگیا۔ الغ بیگ مرزا برادر عمر شیخ مرزا جو ابوسعید مرزا کا لڑکا ہی علم نجوم مین مہارت کامل رکھتا تھا رصد بنانے پر ہمت باندھی اور آخرکار انجام کو پہونچایا چنانچہ آج تک اہل تقویم اوسی کے رو سے پترہ بناتے ہین مگر بعضی شخص جنون نے راجہ جی سنگہ سوائی کے رصد سے واقفیت حاصل کی ہی جو میرزا خیر اللہ بیگ نے بنایا تھا اور محمد شاہی کے نام سے مشہور ہی اوسکو الغ بیگ کی رصد سے کچھہ غرض نہین ہی۔ بعد انتقال عمر شیخ مرزا کے سلطان احمد مرزا اوسکا بڑا بھائی جو سمرقند کا حاکم تھا اندجان کی فتح کو عازم ہوا۔ مدت تک گھیرے پڑا رہا۔ مرضی خدا دیکھیے جاڑے کی ایسی شدت ہوئی کہ اسکے لشکر کے اکثر انسان اور چارپایون کی زندگانی کا بازار ٹھنڈا ہوگیا۔ اس سبب سے واپس چلا آیا۔ ظہیر الدین محمد بابر پادشاہ بن عمر شیخ مرزا نے ۱۲ برس کی عمر مین ۸۹۹ سنہ ہجری کو دار القضا اندجان مسند خلافت پر جلوس فرمایا گیارہ برس ماوراء النہر مین اوزبک اور چغتا پادشاہون سے گرم جنگ رہا اور تین مرتبہ اپنے چچا احمد مرزا پر غالب آکر سمرقند فتح کیا چونکہ مشیت الہی یون تھی کہ اس بلند ہمت کے پیر ہندوستان مین بھی رونق افروز ہون ملک توران مین اسکا بندوبست بخوبی نہو سکا۔ لاچار سمرقند سے بدخشان آیا اور خسرو شاہ سے لڑکر فتح پائی وہان سے کابل آکر محمد مقیم ولد ذوالنون ارغون سے لڑا اس شخص نے عبد الرزاق مرزا ابن الغ مرزا

ابن سلطان ابو سعید مرزا کو جو کہ بابر بادشاہ کے چچازادون اولاد مین تھے مغلوب کرکے کابل اپنے قبضے مین کر لیا تھا
خیر اس رگڑ جھگڑ مین محمد مقیم شکست کھاکر کابل سے قندھار کو بھاگا جہان اوسکا بھائی شاہ بیگ حاکم تھا۔
بابر نے کابل اور بدخشان کی حکومت قرار واقعی اپنے قبضے مین کی۔ صاحبقران امیر تیمور گورگان کے اولاد کو سابق مین مرزا
کہتے تھے اور بابر کیوقت سے بادشاہی کا لقب حاصل ہوا الغرض بابر نے ایام بہار کابل مین گذارے یہان کی آب و ہوا حضور
کے مزاج مین سازگار ہو رہی۔ کابل ایک بڑا شہر ہی ایران کے طریق پہ یہان کی بازار ہی باوجودیکہ جاڑے کی شدت ہوتی ہی
مگر برف سے کچھ نقصان نہین پہونچتا۔ یہان میوہ بہت۔ بہار نہایت پسندیدہ ہی۔ جن دنون مین بابر بادشاہ
کابل مین مقیم تھا سنہ ۹۱۱ ہجری مین ایسا عظیم زلزلہ آیا کہ قلعہ کی فصیل اور اکثر شاہی عمارت اور باشندون کے مکانات
اوسکی شدت سے گر گئے۔ اور تمام دن مین ۳۹ مرتبہ زمین نے جنبش کھائی۔ اکثر انسان و حیوان کے نہال حیات جڑ سے
اوکھڑ گئے۔ اور ایک مہینے تک برابر ہر دن مین ایک مرتبہ ضرور زلزلہ آتا تھا بعض جگہ زمین ساٹھہ گز لمبی اور گز بھر چوڑی
پھٹ گئی تھی۔ اور ایک تیر کے انداز سے نیچے کو دھس گئی اور وہان سے پانی روان ہوا ایک مقام پر چھہ کوس تک
ایسا شگاف ہو گیا تھا جسمین بڑا اونچا ہاتھی آرام سے کھڑا رہے۔ زلزلہ سے پہلے پہاڑون سے ہوا کا طوفان بڑی شدت
سے اوٹھا۔ گویا کہ آثار قیامت پیدا ہوئے۔ اور اس سال ہندوستان مین بھی زلزلہ عظیم آیا تھا۔ بالجملہ ہنوز بابر کابل
مین تھا کہ خاقان سلیمان شان شاہ اسمعیل صفوی خراسان مین محمد خان شیبانی کی گوشمالی کے واسطے آیا جو کہ شاہی خان
کے نام سے مشہور تھا اور اوسکی ساری بلند پروازیان خاک مین ملادین بخت بد کی شومی سے مع فوج مارا گیا۔ اور خراسان
اوسکے ملک محروسہ مین شامل ہوا۔ بابر مرزا نے بادشاہ موصوف سے توسل پیدا کرکے کچھہ مدد فوج کی بھی حاصل کرلی
اور بلخ و بخارا کو جاکر فتح کر لیا اور سلطان مرتضوی کے رعب سے بخارا مین خطبۂ امامیہ پڑھا گیا۔ لیکن بسبب نااتفاقی
کے کہ فوج قزلباش کے سردار نجم نامے اور شاہ بابر سے اتفاقی ہو گئی جب کہ تورانیون سے لڑائی آن پڑی امیر نجم نے کسیقدر
عین لڑائی مین پیدلی کی بابر نے شکست کھائی اور امیر نجم میدان رزم مین مارا گیا۔ اب بابر کے پیر نہ جم سکے۔
لاچار بدخشان اور کابل اور کسیقدر متعلقات بلخ پر راضی ہوکر فوج جمع کرنے لگا جسوقت لشکر کی جمعیت سے
دلجمعی ہوئی اور ہندوستان کے ادھا دھند سے اسطرف کو روانہ ہوا پس بادشاہ مرتضوی نسب سے رخصت لیکر
ہندوستان پر چڑھا۔ اول مرتبہ سنہ ۹۱۲ ہجری مین نزبلہ مضافات ملتان تک اور دوسری دفعہ سنہ ۹۱۳ ہجری مین بھی
کابل کی راہ سے اطراف اول عرف لمغان تک اور تیسری بار سنہ ۹۲۵ مین بھیرہ پنجاب تک اور چوتھی دفعہ سنہ ۹۳۰ ہجری مین
لاہور اور دیبالپور تک اور پانچوین مرتبہ سنہ ۹۳۳ مین جب کہ سلطان ابراہیم سے کہ بیدادی سے اکثر امرا نے باغی ہوکر غدر مچادیا
اور دولت خان لودی نے کابل مین جاکر ہندوستان آنے کی استدعا کی بابر بادشاہ نے ہندوستان کو غنیمت فرمائی
اور بیشتر سے بعض امرا کو لاہور وغیرہ کیطرف رخصت دی اور خود بدولت اقبال حضرت کی رہنمائی سے دریاے سندھ کے

کنارے آ پہونچا اور بروقت جایزہ کے سوار و پیادہ کیا سپاہی کیا سوداگر اور کار آور سپاہ فرسب ملا کر دس ہزار شمار مین آئے
اس وقت مین خبر لگی کہ دولت خان اور غازی خان نے عہد توڑ کر چالیس ہزار سوار و پیادہ سے قلعہ کلانور کو فتح کر لیا
اور لاہور اور سیالکوٹ کے مردمان متعینہ شاہی سے ارادہ جنگ کا رکھتے ہین پس بادشاہ فوراً لوٹ گیا دریاے چناب
سے عبور کر کے قصبۂ بہلول پور مین ٹھہرا حکم دیا کہ سیالکوٹ اوجاڑ کر وہان کے باشندون کو بہلول پور مین آباد
کرین اسقدر حکم دے کر پیشتر کو عازم ہوا۔ محض تائید آسمانی سے چندروز پیشتر عالم خان وغیرہ امرا نے بادشاہ
سے مخالفت کی اور چالیس ہزار سوار بعزم پیکار اکٹھے کر کے دہلی کو چلے جسوقت بادشاہ ابراہیم نے مقابلہ مین پیرا
جمایا۔ انھون کی ہمت نہ پڑی کہ مبارز طلب کرین لاچار رات کو چھاپہ مارا اور دوسرے روز سخت لڑائی
ہوئی آخر کو پھر اوکھڑے بھاگ کر سرہند پہونچے۔ بابر شاہی لشکر کے پہونچنے کی خبر پائی نہایت خوش ہو کر اوسکے
حضور مین حاضر ہوئے اور شامل لشکر ظفر اثر ہو گئے۔ بابر بادشاہ نے سیالکوٹ سے پرسرور کی راہ سے کلانور
اور وہانسے چلکر قلعہ ملوت کو فتح کیا۔ دولت خان جسنے اپنا عہد توڑ ڈالا اور اوس شرم سے حضور مین نہین
آتا تھا حاضر ہوا۔ خیرخواہون کے صلاح سے بادشاہ کو قلعہ ملوت مین محصور کیا کہ اوسی قید مین وہ مر گیا
اور بابر بادشاہ انبالہ پہونچا۔ شاہزادہ ہمایون مرزا کو حصار فیروزہ کے تسخیر کرنے کو حکم دیا شاہزادہ اوس اطراف
کو زیر کر کے واپس حضوری مین آیا اسکے عوض مین حصار فیروزہ اور ایک کرور نقد تنگہ مرحمت ہوا انبالہ مین خبر آئی
کہ سلطان ابراہیم ایک لاکھ سوار اور ہزار ہاتھی اور توپخانہ بیشمار ہمراہ لیے ہوئے لڑائی کے ارادہ سے منزل بمنزل
چلا آتا ہی اس خبر سے بابر نے انبالہ مین رہنا قبول کیا اور پانی پت مین آپڑا۔ سلطان ابراہیم بھی وہان
پہونچکر معرکہ آرائی مین مصروف ہوا۔ ہر روز جنگ قراولی شروع ہوئی فوج بابری توفیقات الہی سے غالب آئی
ہر طرف سے تحسین و آفرین پائی۔ سلطان ابراہیم بڑی شان و شوکت سے ہاتھی پر سوار ہو کر معرکہ مین آیا
اور پٹھانون نے اوس لڑائی مین ہاتھیون کو بابری لشکر پر ڈھیلا یا۔ ان کالے دیوون نے فوج بابری کو روز سیاہ
دکھلایا جدھر رخ کیا بساط کی بساط اولٹ دی ولایتی فوج ششدر مین پڑی تھی۔ مغلون کے گھوڑون نے
کبھی فیلان کوہ تمثال کی صورت نہ دیکھی تھی سامنے آنے سے منہ پھیرتے تھے اگر کسی سوار نے دلیری کی ترنگ
مین آکر ہاتھ [illegible] لگائی ہاتھیون کی خرطوم سے سر بہیبت عدم کی راہ پائی فوج بابری مین ایسی بد انتظامی ہوئی
کہ ہر ایک سوار و پیادہ بیدلی سے جی ہار گیا چھکے چھوٹ گئے بادشاہ بابر نے جب دیکھا کہ بری چال ہوئی
ننگ و ناموس کے واسطے کوئی منصوبہ کرنا چاہیے۔ آخر تھوڑی اور شیر مردی کی باتون سے فوج کو
لڑنے پر شہ دی کہ اسی دن کی آرزو مین جوانمرد لوگ مرتے ہین نامرد البتہ جی چراتے ہین فوج نے ایسے کلمات سے
پھر ہاتھ پیر نکالے چونکہ حکم خدا تو یہ تھا کہ ہندوستان کی بادشاہی قبضۂ بابری مین آئے سلطان ابراہیم معرکہ

کارزار مین مقتول ہوا فوج مخالف مین بھگدڑ پڑی۔ پانچ چھہ ہزار سوار نعش سلطانی کے برابر فانی پڑے تھے
بالجملہ اس فتح عظیم سے تمام ہندوستان مین رعب بابری چھا گیا۔ بعد فتح سلطان بابر نے سجدۂ شکر خداوند حقیقی
ادا کیا۔ اور دہلی مین آکر اپنے نام کا خطبہ وسکہ مروج کیا۔ خزانہ لودی کہ ستر لاکھ تنگہ سکندری اور ایک ہیرا جس کا
بہا ایسے کہ اوسکے کمین کا نشان پاوین شاہزادہ ہمایون مرزا کو حوالہ فرمایا۔ اور دس لاکھ تنگہ امرا کو مرحمت
ہوا۔ اور ہر شخص جو لشکر مین تھا انعام سے سرفراز ہوا۔ اور جو شاہزادے کابل مین تھے اونھین اور محلات
کو ہر ایک کے مناسب حال نقد وجنس روانہ فرمایا القصہ دہلی کے انتظام سے فرصت پاکر آگرہ کو متوجہ ہوا
یہان تک دار السلطنۃ تھا۔ پس انتظام ملکی اور مالی کیواسطے چندے یہان پر متوقف ہوا۔ دہلی اور آگرہ کے
سوا اور ملک قبضۂ بابری سے باہر پٹھانون کی کشاکشی مین تھے القصہ تھوڑی مدت مین بادشاہ نے
اپنی تدبیرون سے اکثر سرکشون کو مطیع کرلیا۔ اور ہر شخص اپنی لیاقت کے موافق مشمول عنایت ہوا۔
اور نئے پرانے امرا کو بھی حسب لیاقت جاگیرات مقرر ہوئی۔ سلطان ابراہیم کی اولاد اور متعلقون سے
براہ عنایت پیش آیا اونکا خزانہ اونھین پر حلال کیا۔ بلکہ سات لاکھ تنگہ والدہ سلطان کے واسطے
مقرر کیا وہ نہایت خوش ہوئی۔ اور ایک قطعۂ الماس گران بہا جو آٹھہ مثقال وزن مین تھا اور راجہ
بکرماجیت کی اولاد سے ہاتھہ لگا تھا علاء الدین کے خزانے سے نکالکر بابر بادشاہ کے نذر گذرانا القصہ بابر
بادشاہ نے انتظام جہانداری کے واسطے تمام موسم برسات آگرہ مین بسر کیا اور بعد انقضاے برسات
اور دسہرہ کے جو اہل ہنود کے کسی عید کا دن ہے مخالفون کی سرکوبی کو عازم ہوا۔ اسی عرصہ مین رانا سانکا
عظیم راجہ ہندوستانکا حسن خان میواتی کے بھڑکانے سے نہایت جرأت اور بیخوفی سے مع لشکر مقام بیانہ
مین آگرہ کے متصل آپہونچا اور نیز ایک گروہ پٹھانون کا جو سلطان ابراہیم سے مخالف تھے پچاس ہزار
سوار اور ہاتھی جمع کرکے اطراف قنوج مین خروج شروع کیا۔ اور بہار خان ولد دریا خان کو بادشاہ بناکر
سلطان محمد لقب دیا ہر طرف سے عجب طرح کی شورش اوٹھہ کھڑی ہوئی۔ کابلی امرا جو کہ سردی کے
خوگر تھے عاجز آئے بعض گرما کی لڑائیون اور بعض رانا سانکا کے خوف سے بادشاہ کے حضور مین مراجعت کے
مستدعی ہوئے کہ ہنوز یہ ملک بخوبی ضبط نہین ہوا۔ اور باغیون نے ہر طرف غدر مچا رکھا ہی مناسب ہی
کہ یہان پر چند قلعہ تعمیر ہون اور خود بدولت پنجاب مین مقیم ہون۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ایسے وسیع ملک کو
جو بڑی مشقت سے ہاتھہ مین آیا۔ اور ایک خلق کثیر کا خون بہایا گیا چھوڑنا اور بایک ہندو کے روبرو
اپنی ترکی تمام کرنا بہتر نہین۔ زمانے مین نام بد ہوگا نظر خلائق مین میرا رتبہ رد ہوگا ہیہات ہیہات
یہ وہ وقت ہی کہ لوٹ جانا چاہیے بلکہ مردانہ جانین لڑاکر ہمیشہ کو نام نیک حاصل کرنا چاہیے

مردی آزمانے کا یہی ہنگام ہی ؎ جوانمردان نہ پیچند از کسے رو ؛ ہمین چوگان ہمین میدان ہمین گو ہم
اسطرح فوج کی دلجمعی کر کے آگرہ سے برآمد ہوا۔ باہمدگر صف آرائی ہوئی طرفین سے بخت آزمائی ہوئی۔
بہادران قوی دل شیر کے مانند میدان مین آئے جنکے تہور سے چرخ پیر تھرایا مریخ سا خنجر گذار الامان پکارا
رستم و افراسیاب کی روح گور مین تھرائی۔ زمین کی حرب و ضرب نے آسمان کی پیٹھ جھکائی۔ تائید غیبی
باری کے پشت پناہی مین تھی۔ راناسانگا نہایت مضطرب ہوکر بھاگ نکلا۔ اور بڑی خرابی سے اپنے
گھر تک پہونچا۔ فوج ہمراہی نے نیزون کے پھل سے پیٹ بھرا۔ بابر شاہ نے جو ایسی فتح پائی خدا کی درگاہ
مین شکر بجالا کر آگرہ کو مراجعت فرمائی۔ تدبیرات مناسب سے بانیان شر و فساد کے خار وجود منحوس سے
گلستان جہان کو صاف کیا۔ تمام دہلی اور آگرہ کے اطراف مین بندوبست بخوبی ہوگیا۔ قنوج کے
پٹھانون کی بھی سرکوبی ہوئی امرائے کابلی کا فتح یابی سے دلشاد ہوا۔ کابل کے جانے سے باز رہکر ہندوستان
مین رہنا قبول کیا۔ جتنی بر ہمی امور جہانداری مین تھی سبکا انتظام ہوگیا۔ شاہزادہ ہمایون فرزا واسطے
انتظام ملتان کے جو بادشاہ دہلی کے تصرف سے نکل گیا تھا رخصت ہوا اور اپنی حسن تدبیر اور اقبال باری سے
جاتے جاتے تسخیر کر لیا۔ پوشیدہ نرہے کہ بعض تاریخون مین یون لکھا ہی کہ ملتان مین اسلام کا ظہور سنہ
ہجری مین محمد قاسم کی سعی سے حجاج یوسف کے وقت مین ہوا۔ بعد ازان سلطان محمود غزنوی نے اوس
ولایت کو ملاحدہ قرامطہ کے تصرف سے نکالکر اسلام کو رائج کیا اوسکے بعد سلطان شہاب الدین غوری
ہندوستان مین فتحیاب ہوکر ولایت ملتان پر بھی متصرف ہوگیا۔ اور ابتدائے سنہ [illegible] ہجری سے لغایت
سنہ [illegible] ہجری تک وہ ولایت بادشاہان دہلی کے زیر حکومت رہی۔ بعدہ سلطان محمد شاہ کی سست
انتظامی سے ہندوستان مین طوائف الملوکی کا گرم بازار ہوا۔ اکثر امرا نے اطاعت سے روگردانی کی۔
اسطور پر حاکم ملتان بھی منحرف ہوگیا۔ جب اوسکا لڑکا سلطان علاء الدین تخت نشین ہوا یہ باپ سے
زیادہ سست تدبیر اور کاہل تھا۔ ملک مین زیادہ خلل ہوگیا اور جو امیر کہ محمد شاہ اور اوسکے لڑکے
علاء الدین کی طرف سے وہان پر حاکم تھا بطور خود مستحکم اور مستقل ہوکر مخذول اور منکوب ہوا۔

ذکر سلاطین ملتان و شیخ یوسف کہ اپنی خوبی قسمت سے سلطنت کو پہونچے

اعیان ملتان نے باہم مشورہ کیا کہ واسطے انتظام جہانداری کے کوئی قاہر حاکم ضرور ہی ورنہ اس ملک کا
ننگ و ناموس ثابت رہنا نہایت مشکل ہی۔ آخر ہر ایک نے اسپر اتفاق کیا کہ شیخ یوسف قریشی اس قوالات
مین مخدوم اور ظاہر و باطن کی ریاست رکھتا ہی اسکو تخت دینا چاہیے پس شیخ جی کے نام سکہ
و خطبہ رائج کیا۔ امور فرمانروائی کو نئی رونق حاصل ہوئی۔ تھوڑے دنون بعد رائے سنتھرہ نے

جو کہ گروہ لنکاہان کا سردار تھا اور قصبہ سیوی پر متصرف تھا شیخ یوسف کو یہ پیغام دیا کہ سلطان بہلول لودی نے دہلی اور دیگر اطراف مین تسلط پیدا کر لیا ہی مبادا ولایت ملتان کا بھی قصد کرے پس اسوقت مین ہوشیاری اور ملک کی حفاظت ضرور ہی اگر بندے کو اپنے دولتخواہون مین تصور کیجیے اور گروہ لنکاہان کو جو کہ سپاہی اور خدمت طلب ہین نوکر رکھیے انشا اللہ جان نثاری مین دریغ نہوگا شیخ نے یہ التماس قبول کیا۔ اور اوسکو امور جہانبانی مین رفیق بنایا۔ رائے سنتھرہ نے بھی کمر خدمت چست کی اور واسطے مزید استحکام نیک اندیشی کے اپنی لڑکی شیخ کے ساتھہ منعقد کی اور ہمیشہ عمدہ عمدہ تحفے لڑکی کو بھیجتا اور کبھی کبھی خود بھی لڑکی کے دیکھنے کو شیخ کے محل مین جاتا ایک مرتبہ کل آدمیون کو ہمراہ لیکر ملتان مین آیا اور شیخ سے عرض کی کہ فدوی کی جماعت ملاحظہ فرماکر ہر ایک کے رتبہ کے لائق رعایت فرماوین شیخ نے اوسکے مکر و فریب سے غافل ہوکر بہت سی رعایت اور نوازش فرمائی۔ جب رائے سنتھرہ نے اپنی جماعت کا ملاحظہ کرا دیا اوٹھکر مع ایک خدمتگار کے لڑکی کے پاس جا پہونچا خدمتگار نے اوسکی تعلیم کے بموجب ایک بکری کو گوشہ مین ذبح کیا اور اوسکا خون گرم پیالہ مین پوشیدہ لاکر دیا۔ اوس مکار نے اوس خون کو زہر مار کیا تھوڑی دیر کے بعد از روے فریب چلا چلا کر درد شکم کا بہانہ لایا اور گھڑی بہ گھڑی مین رونا اور تلملانا شروع کیا آدھی رات کو بارادۂ وصیت شیخ یوسف کو حاضر لائے انکے روبرو خون کی قے کی اور اس فریب سے خویش اور بھائی کو واسطے آخری ملاقات کے بیرون شہر سے قلعہ مین بولایا شیخ نے بھی ظاہری حالت ردی دیکھکر کچھہ ممانعت نہ کی القصہ اس تقریب سے اکثر ہوا خواہ اوسکے قلعہ مین آگئے اوسوقت اون لوگون کو ہر چہار دروازہ پر معین کیا تاکہ شیخ کے ملازم شہر کے قلعہ سے ارگ مین نہ آسکین اوسوقت شیخ کے خلوتکدہ مین گیا اور شیخ کو قید کرکے خود تخت نشین ہوا سلطان قطب الدین خطاب کرکے اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا شیخ یوسف نے کل دو سال حکومت کی

ذکر سلطان قطب الدین لنکاہ کا

سلطان قطب الدین سنہ ۸۵۹ ہجری مین فرمان روا ہوا اور شیخ یوسف قابو پاکر سلطان بہلول کے پاس دہلی بھاگ گیا بہلول انکے پہونچنے سے بہت خوش ہوا بڑے احترام سے پیش آیا اور اپنی لڑکی کے ساتھہ شیخ عبداللہ شیخ مذکور کے لڑکے کو بیاہا القصہ سلطان قطب الدین حسب مدعا سولہ برس حکمران رہکر اجل طبیعی مین مر گیا

ذکر سلطان حسین بن سلطان قطب الدین لنکاہ

سنہ ۸۷۴ ہجری مین سلطان حسین باپ کی جگہ پر قائم مقام ہوا چونکہ یہ شخص بڑا دلیر تھا قلعہ شورکو

غازی خان سے اور چھوٹے کو ملک ماچھی کھوکھر سند خان کے گماشتہ سے چھین کر اپنے تصرف مین لایا۔ اور قلیل فرصت مین ماکروکوٹ اور دھنکوٹ پر متصرف ہو گیا۔ سلطان لودی نے شیخ یوسف کی تحریک سے سر دو تھایا۔ شاہزادہ باربک کو مع تاتار خان حاکم پنجاب کے سلطان حسین کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ اسی عرصہ مین سلطان حسین کا حقیقی بھائی باغی ہو گیا۔ سلطان شہاب الدین اپنا خطاب مقرر کرکے شورش اوٹھائی سلطان حسین اوسکی سزا کو گیا اور اوسے قید کرکے لایا تھا کہ باربک شاہ اور تاتار خان ملتان کے نزدیک پہونچکر صف آرا ہوئے سلطان حسین بھی دس ہزار سوار و پیادہ لڑائی کا آمادہ ہمراہ لیکر نکل آیا۔ اسکے لشکریون کے ہر ایک جوان نے تین تین تیر مارے یکبارگی تیس ہزار تیر نے جو گوشہ کمان سے سرگوشی کرکے فتح کا وعدہ سنادیا لشکر باربک نے لڑنے سے اپنے کان پکڑے چلا کر بھاگ اوٹھا قصبہ جیوت تک باگ کا ہوش نہ تھا۔ سلطان حسین پیچھا کیے چلا گیا۔ اور جیوک کے حاکم کو جو سلطان حسین کا گماشتہ تھا لڑ بھڑ کر مار ڈالا اسی وقت مین ملک سہراب داؤدزئی مع اسمعیل خان اور فتح خان والد مع اپنے قوم و قبیلہ کے افواج کیچ مکران سے سلطان حسین کی خدمت مین آئے سلطان نے اوسکا آنا مغتنم سمجھا کروڑکوٹ سے ہنکوٹ تک ملک سہراب کی جاگیر مین عطا کر دیا اس خبر سے اکثر بلوچ کیچ مکران سے اس درگاہ مین آئے اور دریائے سندہ کی باقی ولایت بلوچون کے نام مقرر ہوئی رفتہ رفتہ سیت پور سے ہنکوٹ تک بلوچون کے تصرف مین آیا چنانچہ اوسیوقت سے وہ ولایت سہراب کی اولاد مین ہے جسوقت سلطان حسین کی نیکنامی اور حقوق ذاتی تمام دنیا مین مشہور ہوئے جام بایزید اور جام ابراہیم حاکم ٹھٹھہ جام نندا سے ناراض ہو کر سلطان حسین کی خدمت مین حاضر ہوئے سلطان نے اونکے ساتھہ رعایت اور تفضلات کی اور ہر ایک کے موافق جاگیر مقرر کی تاکہ باہم مخالفت نکرین۔ ازبسکہ ضعف پیری نے غلبہ دکھلایا اپنے شاہزادے کو فیروز شاہ کا خطاب دیکر اوسکے نام کا خطبہ پڑھایا چونکہ یہ شخص دل آزار و ستمگار تھا عماد الملک وزیر نے زہر دے کر مار ڈالا اس صورت مین دوبارہ اپنے نام کا خطبہ پڑھایا اور سلطان فیروز شاہ کے لڑکے سلطان محمود کو ولیعہدی سے سرفراز کیا۔ اور جام بایزید کے اتفاق سے عماد الملک کو شاہزادہ کے عوض مین وہی شربت ناگوار پلایا۔ بعد چند روز کے بائیس برس پادشاہی کرکے سلطان حسین اجل طبعی مین عالم باقی کو چل بسا۔

ذکر سلطان محمود

سلطان محمود بن فیروز شاہ بن سلطان حسین ۹۹ سنہ ہجری مین دادا کی جگہ تخت نشین ہوا ازبسکہ خردسال تھا کمسنون کا ہجوم ہوا اکثر اوقات کھیل کود مین مصروف رہتا اس سبب سے اشرافون نے اوسکی مصاحبت سے دوری پکڑی جسوقت ظہیر الدین محمد بابر پادشاہ ہندوستان کے ارادہ مین کابل سے

پنجاب مین پہونچکر میرزا شاہ حسین ارغون حاکم ٹھٹھہ کے نام فرمان صادر کیا کہ ملتان جاگیر مین عنایت ہوا ہی چاہیے کہ رفاہ خلائق مین ساعی ہو میرزا شاہ حسین ارغون ٹھٹھہ سے نکلکر سلطان محمود سے لڑا اور طرفین مین جنگ و جدل ہوتی رہی اسی وقت مین ۲ برس کے بعد سلطان محمود دنیا سے چل بسا

ذکر سلطان حسین بن سلطان محمود

باپ کے مرنے پر یہ شخص تین برس کا تھا۔ امراے دولتخواہ نے سنہ ۹۲۵ ہجری مین مسند آرا کیا اور فرمان برداری مین مستعد ہوئے چند دنون کے بعد قوام خان اور لشکر خان لنگاہ جو کہ سردار قوم اور صاحب جمعیت تھے بدل گئے اکثر ملتان کے محال پر قبضہ کر لیا۔ اور مرزا شاہ حسین ارغون سے متفق ہو کر سلطان حسین کے مقابلہ مین آئے اور فتح حاصل کی ملتان کو تسخیر کر کے غارت کر دیا اور شہر کے باشندے ۷ برس سے ستر برس والے تک قید ہوئے اور سلطان حسین کی قدمبوسی کو بھی زنجیر نے پیشقدمی کی اور تھوڑی مدت مین نہ انتخابۂ عدم کو سدھارا۔ ملتان اسقدر خراب ہوا کہ آبادی کی امید نہ رہی سلطان حسین کی پادشاہی نام کیواسطے آٹھہ برس ہو گئی۔ میرزا شاہ حسین ارغون نے سنہ ۹۳۲ ہجری مین فتح کر کے شمس الدین نام اپنے نوکر کو ملتان کی حفاظت پر مقرر کیا اور لشکر خان کو اوسکی پیشدستی مین معین کیا لشکر خان ملکی اور مالی کامون مین شمس الدین سے بڑھ گیا اور تھوڑے عرصہ مین شمس الدین کو درمیان سے دفع کر کے بجاے خود حاکم بن بیٹھا اسوقت مین کہ لاہور و ملتان شاہزادہ کامران مرزا کے جاگیر مین مقرر ہوا شاہزادہ نے لاہور پہونچکر لشکر خان کو ملتان سے طلب کیا اور جاگیر عنایت فرمائی۔ اور ملتان کو اپنے آدمیون کے سپرد کر دیا۔ چار سال میرزا شاہ حسین ارغون کی حکومت رہی۔ بالجملہ ابتداے سنہ ۸۴۷ ہجری لغایت سنہ ۹۳۲ ہجری تک جملہ اسی برس ملتان تحت تصرف دہلی سے باہر تھا جو اسوقت مین شامل ہو گیا اور شاہزادہ کامران مرزا نے بخوبی تسلط پایا اسوقت مین بابر کے حضور مین عرض کیا گیا کہ شاہزادہ ہمایون مرزا ناظم سنبھل کو سخت بیماری لاحق ہوئی ہی حکم ہوا کہ دریا کی راہ سے حاضر حضور ہو۔ شاہزادہ حسب الحکم آگرہ آیا ایسے مرض لاحق تھے کہ ایک دوا سے دوسرا زیادہ ہوتا تھا ہرچند حکیمان حاذق چارہ گر ہوتے کوئی سود نہوتا دوا سے کام گذر گیا مرض نے طول پکڑا جب ناامیدی چھا گئی خیر اندیشون نے عرض کیا کہ ایسے موقع پر جہان دوا کارگر نہو صدقہ اور دعا سے چارہ جوئی کرنا چاہیے ایسے شہزادہ کے تصدق مین وہ چیز خیرات کرنا ضرور ہی جو خزانہ شاہی مین عدیم الجواب ہی بالفعل وہ ہیرا جو کہ والدہ سلطان ابراہیم نے نذر کیا تھا تصدق کرنا چاہیے تاکہ خداوند تعالی شفا کرامت کرے بابر نے جواب دیا کہ جان ہمایون کی اسقدر عزیز ہو کہ کوئی چیز دنیا کی اوسکے مساوی نہین ہو سکتی بیشک مین اپنی جان کو فدا کرتا ہون الغرض سب بچھا کر نماز پڑھی

اور دعا مانگی کہ اے حکیم مطلق ہمایون کی جان کے واسطے مین اپنی جان کا فدیہ کرتا ہون امیدوار ہون کہ قبول ہوے اور وہ جان عزیز شفا پائے اوسی وقت شاہزادہ ہمایون کے مرض مین خفت اور اوسکی اور بابر کے وجود مین گرانی اور بیماری ظاہر ہونی شروع ہوئی تماشائیون کو حیرت نے آدبایا آخر پانچ چھہ روز کے عرصہ مین ہمایون نے شفا پائی اور بابر اونچاس برس کا ہوکر عالم آخرت کو تشریف لیگیا اوسکی لاش کابل پہونچا کر کسی ندی کے کنارے مدفون کی ـ اس پادشاہ نے ۳۸ برس سلطنت کی اوسمین سے پانچ برس پانچ روز ہندوستان پر حاکم رہا

ذکر احوال نصیر الدین محمد ہمایون پادشاہ بن بابر

میر نظام الدین میر خلیفہ ناظم اور مدار علیہ پادشاہزادہ محمد ہمایون مرزا سے منحرف تھا نہین چاہتا تھا کہ یہ شخص تخت نشین ہو بلکہ یہ مدعا تھا کہ خواجہ مہدی بابر پادشاہ کا داماد جو کہ دریا دل اور ہمت بلند اور اکثر امرا سے متفق تھا تاجور ہو ـ اور خواجہ مہدی نے سلطنت کی امید مین بڑا طمطراق ظاہر کیا ـ حکم تقدیر سے ہر شخص لاچار ہی جسکو لائق دیکھتے ہین اوسکے حصہ مین عنان حکومت دیتے ہین پس امیر خلیفہ کی رفاقت اور تدبیر نے خواجہ مہدی کا کچھہ بھلا نکیا ـ امراے عظام نے متفق ہوکر سنہ ۹۳۷ ہجری مین ہمایون پادشاہ کو جو بیس برس کی عمر مین حکمران بنایا اس پادشاہ نے سپاہ کی تنخواہ بدستور سابق بحال رکھی بلکہ اکثرون کا اضافہ کیا اور ولایت کابل اور بدخشان اور ملتان بھائیون کو بخشی اس انتظام کے بعد کالنجر کو عازم ہوا وہان کی راجہ نے اطاعت کی راہ سے دس من سونا نذر کیا چونکہ سلطان محمود بن سلطان سکندر لودی جونپور مین خودسری کر رہا تھا اوسکی سرکوبی کو لشکر مقرر کرکے خود بدولت آگرہ تشریف لائے سلطان محمود لشکر ظفر پیکر کے پہونچتے ایسا بیتاب ہوا کہ پٹنہ اور بنگالہ کیطرف چلا گیا اور وہین پر جان بحق ہوا چونکہ محمد زمان مرزا پادشاہ بابر کا داماد بغاوت کا ارادہ رکھتا تھا اوسے قید کرکے قلعۂ بیانہ مین محبوس کیا اور حکم دیا کہ اسکی آنکھون مین سلائی پھرے ـ چونکہ تقدیر مین اندھا ہونا نہ تھا فرمان کی جعلی تحریر ثابت ہوئی اور یہ اوس بلا سے صاف بچ گیا اور قابو پاکر قید سے نکل سلطان بہادر گجرات والے کے پاس چلا گیا ہمایون نے اس ماجرے کے سنتے حاکم مذکور کے نام محبت آمیز فرمان روانہ کیا اور لکھا کہ محمد زمان کو حضور مین روانہ کرے یا اپنے ملک کے حدود سے نکال دے سلطان بہادر گجراتی نے بیوقوفی سے نالائم جواب لکھہ بھیجا اور خود سلطان علاء الدین ولد سلطان بہلول لودی اور اوسکے لڑکے تاتار خان کے بھڑکانے سے قلعہ چتور پر چڑھہ دوڑا اور ملک پادشاہی پر تاتار خان کو روانہ فرمایا اسنے قلعہ بیانہ فتح کرکے آگرہ پر چڑھائی کی ہمایون نے اس آگ بجھانے کو اپنے چھوٹے بھائی ہندال مرزا کو مع جانبازان تیغزن کے روانہ فرمایا طرفین سے زد و کشت ہوئی اقبال ہمایونی مددگار تھا تاتار خان مع اکثر رفیقون کے قتل ہوا چونکہ سلطان بہادر نے فرمان کے جواب مین بے ادبی کی تھی ہمایون کو پادشاہی غیرت نے

گوشمالی پر آمادہ کیا۔ آگرہ سے کوچ ہوا ادھر سے سلطان بہادر بھی قلعہ چتور کے محاصرہ سے اوٹھکر بقصد پیکار عازم ہوا
مندسور کے میدان میں دونون لشکر سے تواتر لڑائیان واقع ہوئین آخر سلطان بہادر کے بیرنہ جمے اور اوس روز اکثر
گجراتی خستہ اور کشتہ ہوئے ہمایون نے اوسکے نابود کرنے کا مضبوط ارادہ دلمین کر لیا تھا پیچھا نچھوڑا کسی جگہ سلطان کو
دم لینے کی مہلت نملی آخر دریاے شور کے کسی جزیرہ مین پوشیدہ ہوا اور ہمایون نے کھمباٹ تک ساری ولایتون
کو فتح کر کے ہر جگہ اپنے معتمدون کے سپرد کی اسکے بعد قلعہ چانپانیر کو جا گھیرا اس جگہ سلطان بہادر کے سپاہی رہتے
تھے اور یہ قلعہ متانت اور استحکام مین مشہور ہے پس ایک مدت تک محاصرہ کیا آخر وہ ہمایون شکار کے حیلے سے چند آدمیون کے
ہمراہ برآمد ہوا اور اوس قلعہ کو خوب ملاحظہ فرمایا یکایک کسیطرف سے قلعہ کے نزدیک پہونچکر فولادی میخین دیوار پر جڑین
اور خود بدولت مع چند دیگر سپاہیون کے چڑھکر اندر کود پڑے اور دروازہ کو کھول دیا کہ اوسی راہ سے لشکر
ظفر پیکر نے اندر گھسکر اہل قلعہ کو خاک مین ملا دیا اس قلعہ سے اسقدر نقد و جنس لوٹ مین ہاتھ لگا کہ ایک
سال تک حاصلات جاگیر کے محتاج نہ تھے القصہ اس فتح کے بعد مندسور گیا اور ولایت گجرات کو عسکری مرزا برادر
حقیقی کے جاگیر مین عطا فرمایا عسکری مرزا وہان پہونچکر عیش و عشرت مین ایسا پھنسا کہ مہمات ملکی کے رتق و
فتق کی کچھہ خبر نرہی۔ سلطان بہادر نے اس غفلت کو اپنے بخت خفتہ کا جاگنا سمجھا۔ اور دوبارہ گجرات مین
آپہونچا مرزا عسکری باوجود ہونے لشکر اور سامان کے ایسی بڑی سلطنت کو جو کہ بڑے تردد سے ہاتھہ لگی تھی
مفت مین ہاتھہ سے کھو کر بے لڑے بھڑے آگرہ کو روانہ ہوا سخن سازون نے حضور مین عرض کیا کہ مرزا
بادشاہی کا خیال کرتا ہے اسواسطے ہمایون نے مندسور سے آگرہ کو کوچ کیا مرزا عسکری جو کہ گجرات سے آتا تھا
قبل پہونچنے خبر کے دفعتاً راستے مین بادشاہی ملازمت سے سرفراز ہوا۔ ہمایون نے بمقتضاے اہلیت کے
شنیدہ خبر اوس سے کچھہ بیان نکی محمد مرزا نے سلطان بہادر کے اغوا سے براہ ریگستان لاہور آکر شور اوٹھایا
لہذا فوج ظفر موج اوسکے انہدام ہستی کو مقرر ہوئی مرزا نے ٹھہرنے کی مجال نپائی گجرات کو واپس گیا ہمایون نے
دوبارہ سلطان بہادر کے نابود کرنے کا عزم جزم فرمایا لشکر ظفر پیکر پیشتر روانہ ہوا مگر لڑائیان ہوئین۔
سلطان بہادر فاش شکست پاکر فرنگیون کے ٹاپو مین گیا جسوقت اون لوگون کے ناصیۂ احوال سے بیوفائی
اور مکاری کا مضمون پڑھا چاہتا تھا کہ مفرور ہو بروقت چڑھنے کے جہاز سے دریاے شور مین گرا اور سیدھا
دریاے فنا مین جا لگا ولایت گجرات ہمایون کے قبضے مین آئی اوس ولایت سے دلجمعی کر کے عملۂ معتبر مقرر
فرما کر آگرہ کو نہضت کی۔ اسوقت مین شیر خان نے فرصت پائی کیونکہ رایات ہمایون گجرات مین تھے
فوراً ملک جونپور اور بہار اور رہتاس اور چنارہ کو اپنے قبضہ مین دبا بیٹھا اور کسیقدر قوت پاکر ملک بادشاہی پر دوڑنے
لگا روز بروز لشکر جمع ہوتا تھا۔ بادشاہ نے یہ خبر پاکر اسکے رفع فساد کا عزم کیا۔ اور قلعۂ چنارہ کو خفیف سے

خفیف سے محاصرہ مین شیر خان کے محافظون سے تسخیر کرکے آگے کو چلا شیر خان نے قبل نہضت پادشاہی
کے بنگالہ جاکر وہان کے حاکم کو شکست دی تھی اور وہان مقیم رہا نصیب شاہ وہانکا حاکم زخمی ہوکر درگاہ شاہی
مین حاضر آیا اور مستغیث ہوا ہمایون پادشاہ بنگالہ بہار کی فتح کا مصمم ارادہ کرکے کوچ بکوچ بنگالہ مین وارد ہوئے
شیر خان نے لشکر شاہی کے مقابلہ کی تاب نپائی اپنے لڑکے جلال خان کو بنگالہ مین چھوڑکر خود جھارکھنڈ چلا گیا
لڑکا بھی رعب شاہی سے گھبراکر جھارکھنڈ کو روانہ ہوا ہمایون نے بنگالہ مین تصرف پاکر اوسکی آب و ہوا سے
سرور حاصل کیا لاجرم متوقف ہوا اور عیش و نشاط مین ایسا دل بندھا کہ کچھہ کسیطرح کی پروانہ تھی بلکہ
حکم دیا کہ کوئی شخص ناخوش خبر حضور مین نہ سناوے اسکی کم بختی کے عمدہ اسباب یہی ہوئے شیر خان کو
جب اس قیل و قال کی خبر ملی فرصت غنیمت جانکر اکثر ملک گرد نواح کے اپنے قبضہ مین لایا اور عجب طرحکا
فساد برپا کیا پادشاہ کی غفلت سے بعض امرا آزردہ دل ہوکر آگرہ چلے آئے اور اونکے بھڑکانے سے ہندال مرزا
نے باغی ہوکر اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کردیا جسوقت کہ یہ خبرین لشکر مین پہونچین کسیکی طاقت نہ تھی کہ
پادشاہ کے گوش گزار کرے آخر خیر خواہون سے دم بخود نرہا گیا شیر خان اور مرزا ہندال کی بغاوت اور خرابی
مملکت اور نہ پہونچنے غلات کا حال حضور مین عرض کیا۔ اس خبر سے پادشاہ نے عین برسات مین بنگالہ سے
نہضت کی دریاؤن کی طغیانی اور پانی کی کثرت اور کیچڑ کی شدت سے فوج اور چارپایون کو بڑی تکلیف عائد حال
ہوئی۔ بلکہ اکثر حیوانات تلف ہوگئی جسوقت واقع بھوجپور مقام پٹنہ مین پہونچا شیر خان مع لشکر اور سامان
شایستہ کے پادشاہی لشکر کے پاس پہونچا اور از روے فریب کے پیغام اطاعت اور فدویت کا دیا چند روز اسی
قیل و قال مین گذرے چونکہ بسبب نہ پہونچنے سامان غلہ اور نیز ضائع ہونے چارپایون کے پادشاہی سپاہی بے
سامان ہوکر قابل جنگ آزمائی کے نرہے تھے اور باوجود اس واقعہ کے بدستور غفلت مین بسر ہوتی تھی شیر خان نے
یہ بات دریافت کرلی کہ ہمارا رعب پادشاہی لشکر کے دلمین سما گیا ہی نیز ایک روز صبح کے وقت ہمایون کے
لشکر پر دوڑ پڑا۔ پادشاہی فوج کو اسقدر فرصت نہ ملی کہ گھوڑون پر زین رکھین اور لڑائی کرنا تلوار کھینچنا
تو ایک امر دشوار تھا اکثرون کی جانین پھڑپھڑاکر قفص تن سے نکل گئین کتنے آبرو کے واسطے دریا مین ڈوب مرے
باقیماندہ جسطرح بنا دریا سے گذر کر جنگل کو سدھارے اور جان بچاگئے ہمایون نے یہ ناگہانی طوفان دیکھکر
گھوڑے کو دریاے گنگ مین ڈالدیا چونکہ دریا بڑے زور و شور پر چڑھا ہوا تھا کنارے ہی پر گھوڑے کی پیٹھہ سے
گرا کنارے کی اونچائی اور دریا کی گہرائی سے ساحل سے ہمکنار ہونا دشوار ہوا کبھی غوطہ کھاتا کبھی ادبھر آتا تھا
ہر طرح سے اوس بحر زخار مین بلبلاتا تھا اوسیوقت ایک سقانے پہونچکر دستگیری کی باہر نکال لایا بادشاہ
نے کہا تو کون ہی اور کیا نام ہی بہشتی نے عرض کیا کہ نظام نام سرکار کا نوکر ہون بادشاہ نے اس جواب سے شگون لیا

کہ بفضل ناخداے حقیقی جلد فتنہ و فساد کے دریاے پر شور سے نکلکر ساحل مراد کو پہونچا ہون القصہ دریا سے
سلامت نکلا اوس سقا سے دریافت کیا کہ تیری کیا آرزو ہی اوسنے التماس کیا کہ جب بدولت و اقبال آگرہ مین
نزول ہو دو پہر کے واسطے تخت شاہی کا جلوس چاہتا ہون بادشاہ نے قبول کیا بہزار رنج و غم آگرہ پہونچا اتفاقاً
حاجی بیگم ہمایون کی خاص حرم شیرخان کے قید مین پھنس گئی شیرخان نے اہلیت اور مردی کا کام کیا بعد اسکے قدر زمانے
کے جب عراق سے کابل کو لوٹا بیگم صاحبہ کو ہمایون کے حضور مین پہونچا دیا یہ واقعہ ۹۴۶ ہجری مین گنگا کنارے
بھوجپور کے متصل مقام بیتہ مین واقع ہوا۔ دیکھنا چاہیے کہ اوس ذرا سی غفلت کا نتیجہ جو بنگالے کے مقام مین
ہمایون بادشاہ نے اختیار کیا تھا کہان سے کہان تک حاصل ہوا المختصر ہمایون آگرہ پہونچکر لشکر جمع کرنے اور
دل آزردون کے تالیف قلوب مین مصروف ہوا اوسی زمانے مین وہ بہشتی وفا سرشت جسنے دریا مین جان بچائی تھی
حاضر حضور ہوا اور بادشاہ نے دو پہر کیواسطے تخت پر جلوس کرایا اور بموجب حکم ہمایون کے کل امرانے حاضر ہوکر فرمان بری
کی اور بروقت جلوس خاطر خواہ احکام جاری کیے کہتے ہین کہ اپنے مشک کے چمڑے سے روپیہ اور اشرفی کٹواکر سونے
چاندی کے پانی سے اپنا نام اوسپر لکھکر رائج کیا۔ اور یہ بات ہنوز عوام مین زبان زد ہے ہندال مرزا جو بعض امرا کے
ورغلانے سے باغی ہوا تھا خود سر جھکاکے حضور مین حاضر ہوا اور عسکری مرزا بھی بیانہ سے در دولت پر پہونچا اور کامران مرزا
بھی لاہور سے آیا جسوقت صلاح لینے کو مجلس درست ہوئی کامران مرزا جو کہ پیدایشی حسد اور عداوت رکھتا تھا سقا کے
اجلاس کرنے کی شکایت کرنے لگا۔ اور آخر کار بیس ہزار سوار ہمراہی سے تین ہزار بادشاہ کے حضور مین چھوڑکر لاہور چلا گیا
ایسے وقت مین کہ شیرخان ایسا دشمن چیرہ دستی کر رہا تھا لازم تھا کہ باہم متفق ہوتے مگر کامران کو توفیق نہوئی
آخر ہمایون ۹۴۷ ہجری مین لشکر ظفر پیکر بڑے حشم و خدم سے آراستہ کرکے آگرہ سے شیرشاہی فساد دفع کرنے کو عازم ہوا
یہ بھی پچاس ہزار سوار اور دیگر سامان پیکار ہمراہ لیکر جا پہونچا قنوج کے گردنواح مین دونون لشکر کا مقابلہ ہوا درمیان
مین دریاے گنگ حایل تھا ایک دوسرے کی مجال نتھی کہ باہم بھڑجاوین آخر شیرشاہ نے ہمایون کو یہ پیغام دیا
کہ طرفین کی فوجین کنارون پر بیٹھی ہوئی فیصلہ کے انتظار مین دلتنگ ہین بس یا حضرت راہ دیوین میرا لشکر
عبور کرے یا اگر حکم ہو میری فوج کنارے سے ہٹ جاے اور آپکا لشکر پار اوترآئے جو کچھہ تقدیر مین ہونا ہو ہو جاے
ہمایون نے اس پیغام سے متنبہ ہوکر اپنا ہٹنا بادشاہی کی عزت سے ناپسند کیا شیرخان کو کہلا بھیجا کہ گھاٹ
چھوڑ دیوے اسنے قبول کیا کنارے سے بہت دور جاکر ٹھہرا۔ ہمایون کی فوج نے عبور کیا۔ سخت لڑائی در پیش ہوئی
ہر ایک نے خوب جی کھول کھول کر تلوار کی تقدیر مین تو کچھہ اور ہی لکھا تھا ہمایون کے لشکر نے شکست کھائی
سارا انتظام اولٹ گیا ہمایون بذات خود چند مرتبہ نیزہ لیکر دشمن کی صف پر دوڑا مگر نصیبے یاری نکی ناچار
فیل سوار دریاے گنگ سے عبور کیا کنارے پہونچکر میر شمس الدین محمد غزنوی کے سہارنے سے پار لگا یہ شخص کامرا

کی ہمراہیون مین تھا اسی خدمت کے عوض مین میر مذکور کو شاہزادہ محمد اکبر کی اتالیقی ملی اور شاہزادۂ موصوف کے عہد مین مع اپنے
تمام قبیلہ کے دولت عظمی پر فائز ہوا انشاء اللہ ذکر اسکا اپنے موقع پر آویگا - بالجملہ ہمایون بادشاہ نہایت
مشقت سے آگرہ پہونچا اور وہان پر توقف مناسب نجانکر راہی ہوا بعد طی کرنے مسافت کے لاہور مین پہونچکر
بھائیون سے شورہ کرنے لگا ہر ایک نے برخلاف مرضی ہمایون کے اپنی اپنی راے ظاہر کی ہمایون نے کہا
سمجھنا چاہیے کہ فردوس مکانی بابر بادشاہ نے کس کس مشقت سے ہندوستان فتح کیا تھا اگر ہماری بے اتفاقی
باہمدگر سے ایسا ملک نکل جاوے گا تو دوسرے زمین کے بادشاہ ہمکو تحسین کیا کہینگے اگر ہم اکیلے غنیم پر جاکر فتح و نصرت
حاصل کرینگے تم لوگ مجھے کیونکر دیکھوگے اور اگر خدانخواستہ معاملہ دگرگون ہوا پھر تو تم لوگون کو ہندوستان مین رہنا
مشکل ہوجاویگا - چونکہ کامران مرزا کو شیر خان نے فریب کی راہ سے ولایت لاہور کی حکومت کا امیدوار
کیا تھا - اس بے وقوف نے ہمایون کی مددہی سے پرہیز کیا اور جنگ کرنے کا شورہ ندیا بلکہ مرزا عسکری کے
اتفاق سے کابل چلا گیا کابل پہونچنے پر غزنین اور قندھار اور بدخشان کو قبضہ مین لاکر اپنے نام کا خطبہ و سکہ
جاری کیا عیش و کامرانی کی مجلس آراستہ کرنے لگے اور مرزا حیدر کاشغری ہمایون کا خالہ زادہ جو کہ عہد بابری
مین کاشغر سے آیا تھا اور بمقام آگرہ مستفیض ملازمت ہوا تھا رخصت ہوکر کشمیر کو روانہ ہوا اور اوس ولایت کو
تلوار کے زور سے مسخر کیا اول کشمیریون کی صلاح سے چیغاز کی شاہ وہان کے والی کی نام سکہ و خطبہ جاری رکھا
اور چند سال کے بعد جب کہ ہمایون نے عراق سے معاودت کی تب سکہ ہمایون نے ہر جگہ اپنا ظہور دکھلایا الغرض
جب ہمایون نے دیکھا کہ بھائیون کو میری ہمراہی نہ بھائی اور نوکرون نے بیوفائی سے پیٹھ دکھلائی لاہور مین
توقف کرنا نامناسب سمجھا دریاے چناب کے کنارے پہونچا وہان پر ہندال مرزا مع ناصر مرزا چچازاد بھائی کے
حاضر ہوکر مشرف قدمبوس ہوا - ہمایون انکی اتفاق سے براہ ملتان مقام بھکر مین آیا خواص خان شیر خان کا
غلام مع لشکر ملتان اور اوچ تک ہمایون کا پیچھا کرکے لوٹ پڑا - جب ہمایون بھکر مین ٹھہرا ہندال مرزا بدون
رخصت پانے کے چلا گیا ہمایون ایک مدت تک بھکر مین ٹھہرا رہا اور وہان کے حاکم سلطان محمود کے نام فرمان
عنایت صادر فرمایا مگر تقدیر نے اوسکو رفاقت کی فرصت ندی حیلہ حوالہ مین رکھا لاچار ٹھٹھہ کو متوجہ ہوا
جب ٹھٹھہ کے نزدیک پہونچا بادشاہ حسین مرزا ارغون وہان کے حاکم سے ایک مدت تک لڑائی رہی
ارغونیون نے غلہ پہونچنے کی راہ لشکر بادشاہی مین بند کردی مردم شاہی پر ایسا کام تنگ کیا کہ اکثر حیوانات کے
گوشت پر گذران ہوتی تھی اسوقت ٹھٹھہ کے حاکم نے ازروی فریب کے ناصر مرزا کو لکھا کہ چونکہ ضعف پیری اپنا
زور دکھلا رہا ہے اور قیام بنیان ہستی کی امید مبدل بیاس ہوئی ہے اور بجز ایک لڑکی کے کوئی
وارث نہین کیا عمدہ بات ہو کہ میری دختر تیری مناکحت مین آوے اور تو اسوقت

مین عصا سے پیری ہو مرزا نے اس پیام کو پانی ہی خیالی بلاؤ سے خوش ہوکر ہمایون سے جدائی
اختیار کی - ہمایون نے یہان بھی کوئی صورت مراد حاصل ہونے کی نپائی لاچار ٹھٹھہ سے یہ ارادہ کیا کہ
راے مالدیو کے پاس جو ہندوستان کے راجاؤن مین ممتاز اور صاحب جمعیت ہی چلا جا ہیے الغرض اوچ اور بیکانیر
کی راہ سے جودہ پور کو چلا جب وس کروہ جودھپور باقی رہا خبر پائی کہ راے مالدیو شیر خان کے خوف سے بدنیتی کا
خیال رکھتا ہی لہذا برابر چلے جانا مناسب نہ جانا چند معتبرون کو درپردہ دریافت کیفیت کو بھیجا اونھون نے
لوٹ کر عرض کیا کہ درحقیقت راجہ مذکور بدخواہی پر کمر باندھے ہی لاجرم معاودت فرمائی چونکہ ریگستان واقع تھا
اونٹ کی سواری مین جلبیسر کی راہ سے روانہ ہوا راستہ مین تین راتدن پانی نملا اکثر آدمی اس صدمہ سے
جان بحق تسلیم ہوئے ہزارون تعب اور تکلیف سے امرکوٹ کے حصار مین پہونچا اوس جگہ کے حاکم رانا پرشاد
نے بادشاہ کا پہونچنا یاوری بخت سمجھا خدمتگاری مین حاضر ہوا بعد پہونچنے اوس حصار کے پانچوین رجب
سنہ ٩٤٩ ہجری مین شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر حمیدہ بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا نسب اس بیگم کا حضرت
ژندہ فیل احمد جام سے ملتا ہی اور ہمایون بادشاہ نے ٹھٹھہ پہونچکر اپنے نکاح مین مشرف کیا تھا الغرض ستارہ
شناسون نے زائچہ مولود ملاحظہ کرکے کہا کہ بخت بلندی اور بیداری طالع اور فیروزمندی اور عالی رتبگی وغیرہ
مین لاجواب عمر و دولت سے کامیاب ہوگا ہمایون بادشاہ نے اس دولت غیر مترقبہ کے حاصل ہونے سے
سجدہ شکر خداوند حقیقی ادا کیا اور چندے وہان پر مقیم رہا بعد ازان وہان سے دل اوچاٹ ہوکر یہ منصوبہ کیا
کہ بیگمات کو قندھار مین چھوڑ کر مکہ معظمہ کو روانہ ہو لہذا ٹھٹھہ کے حاکم سے صلاح کرکے روانہ ہوا جب قندھار
کے اطراف مین پہونچا میرزا عسکری جو کامران مرزا کیطرف سے وہان پر تھا بادشاہ کے پہونچنے سے قلعہ داری
دکھلائی آمادہ جنگ ہوا چاہا کہ اوسے قید کرلے ہمایون نے وقت کو برخلاف پاکر پیشتر کو عزم کیا جب قندھار
سے ایک منزل نکل گیا مرزا عسکری نے قلعہ سے نکل کر ہمایون کا قصد کیا ہمایون اس خبر سے بہت جلد
مع چند متعلقان حرم سرا کے نکل گیا مرزا عسکری نے خود خیمہ گاہ شاہی مین پہونچکر اردوے معلے کو غارت کیا
شاہزادہ محمد اکبر اس بدسرشت کے ہاتھہ لگا قندھار مین لیگیا اور تھوڑے زمانہ کے بعد کامران مرزا کے پاس
کابل مین بھیجدیا - چونکہ پردۂ تقدیر مین رنگارنگ کی بازیان ہین صانع حقیقی کی عجب عجب کارسازیان
ہین اس انقلاب مین ہر ایک قرابتی اور ہم نشین اور دوست اور بھائی وغیرہ کا امتحان ہوگیا آخر ہمایون نے
دلتنگ ہوکر ارادہ کیا کہ بیابان تجرد مین قدم زن ہو اور مقصد حقیقی کے دامن تلک ہاتھہ پہونچانے یا گوشہ
قناعت مین ابناے جنس کی نظرون سے پوشیدہ ہوجائے لیکن ہمراہیون نے نہایت آرزو منت سے
اس ارادہ کو فسخ کرایا خراسان اور عراق کی طرف متوجہ ہوا جب خراسان کی حد پر پہونچا ہرات کے امیر الامرا کو

اپنے آنے سے اطلاع دی اوسنے درجواب لکھا کہ اسی اطراف مین چندے آرام فرمایئے اور بنام پادشاہ سلیمان جاہ
شاہ طہماسپ صفوی کے خط روانہ کیجیے بروقت ورود جواب اوسکے مرضی کے بموجب تعمیل کیجاوے گی پس ہمایون
نے اپنے خاص قلم سے اوس پادشاہ سلاطین پناہ کے نام سارا گذشتہ حال لکھکر یہ بیت بھی درج کی ؎
بگذشت از سرما آنچہ گذشت ؛ چہ بکوہ و چہ بصحرا چہ بدشت ؛ اور بموجب شعر محتشم اکبرنامہ سے لیے پھرے میری تقدیر جا بجا مجکو ؛ چمن مین یا
کوہ مین صحرا مین دشت و دریا مین ؛ جسوقت یہ خط اوسکے ملاحظہ مین گذرا اپنی جوانمردی جبلی کے بموجب امیر الامرا اور حکام اوس اطراف کے نام فرمان
جاری کیا کہ پادشاہ ہمایون کی ضیافت اور مہمانداری کمال عزت اور احترام سے کی جاوے اور اپنی خدمتگذاری
سے راضی اور خوشنود کرکے حضور مین پہونچاوین اور ایسی کوئی حرکت نہو کہ اوسکے دل مین غبار کدورت آوے
اور ہمایون بادشاہ کے نام لکھا کہ تمنای ملاقات حیطۂ تحریر سے افزون ہی نامہ کے عنوان پر یہ شعر حافظ
شیرازی کا تحریر کیا ؎ ہمای اوج سعادت بدام ما افتد ؛ اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد ؛ شاہزادے
کے اتالیق کو جو حاکم اور جانشین خراسان کا تھا تحریر کیا کہ جسوقت ہمایون دار السلطنۃ ہرات مین پہونچے
شاہزادے کو واسطے استقبال کے لیجانا — اور جسطرح باپ بیٹون مین ادب ہوتا ہی اوسی ادب سے
شاہزادہ ہمایون کی ملاقات کرے اور جب شہر مین داخل ہو شاہزادہ لڑکون کیطرح ہمرکاب رہے اگر پادشاہ
نظر بحال وقت کرکے راہ روی مین تواضع کرے تو بخوبی عرض کرکے اوس قسم سلوک سے باز رکھے الغرض جب
ہمایون کو جواب باصواب حاصل ہوا — غرہ ذیقعدہ ۹۵۰ ہجری کو ہرات مین پہونچا — محمد خان حاکم ہرات
بموجب حکم بادشاہ ایران کی مہمانداری کی خدمت مین مصروف ہوا اور شاہزادہ مراد میرزا کو استقبال مین
لے گیا اور نہایت ادب شناسی سے ملاقات کی اور اسباب وغیرہ جو سامان سفر اور شان جہانداری کے
لیے ضرور تھا طیار کیا — تا کہ پادشاہ والاجاہ کے ملاقات کیوقت کسی امر کی احتیاج نہو ہمایون چند روز ہرات
مین رہکر اور خواجہ عبد اللہ انصاری کے مرقد کی زیارت کرکے کوچ کیا جام مین پہونچکر حضرت زندہ فیل احمد جام کی
زیارت حاصل کی وہان سے طوس کے مشہد مقدس مین روضہ رضویہ علی مشرفہا السلام والتحیۃ کے
قدمبوس سے مشرف ہوا وہان کے حاکم شاہ قلی خان نے بھی مہمانداری اور خدمتگذاری مین کچھہ کوتاہی
نکی اسیطرح جدہر سے گذر ہوتا وہان کا حاکم خدمت اور بندگی مین حاضر ہوتا — نیشاپور مین کان فیروزہ
کی سیر فرمائی وہان ایک عجیب چشمہ ہی — اگر کوئی پلید چیز اوسمین چھوڑین ہوا مین طوفان پیدا ہو — اور باد
وخاک کی شورش سے ہوا تاریک ہوجائے — اس تماشے کو بھی ہمایون نے اپنی آنکھہ سے ملاحظہ کیا
جب رفتہ رفتہ دار السلطنۃ کے نزدیک پہونچا لشکری اور ارکین دولت اور امرائے نامدار اور وزیران صاحب اقتدار
وغیرہ حسب الحکم شاہی استقبال کو آئے جب ہمایون اور بھی نزدیک پہونچا خود بادشاہ سلیمان جاہ نے شہر سے برآمد ہوکر [illegible]

درمیان میں ملاقات کی اور اپنی مردمی سے کوئی دقیقہ تعظیم اور تکریم کا اوٹھا نرکھا جشن شادی ترتیب دیا اور جیسا
قاعدہ شاہ وشہریار کا ہوتا ہے مہمانداری کی ہر روز نئے رنگ سے مجلس آراستہ ہوئی عیش وعشرت مین بسر ہوتا تہی
مہمان کی خاطرداری مین رات دن گذرتی تھی ہزارون قسم کے تحفجات مانند عراقی گھوڑے جنکے سونہلے زین اور زین کمین
مرصع اور دیگر کی فاخرہ اور استر طیار اور سانڈنیان صبا رفتار بدیع پیکر بادہ و نر اور بہت سے تیغ وخنجر اور نقد کے
توڑے اور قاقم وسنجاب اور سمور وغیرہ اور زربفت اور مخمل اور اطلس اور مشجر فرنگی و یزدی وکاشی ہزارون طشت
وآفتابہ وشمع اور ہزارون طبق وغیرہ نقرہ اور طلائی اور فرش وغیرہ نہایت عریض اور طویل نادرہ روزگار ہر ایک کو
جدا جدا عنایت کیا — ہمایون نے بھی اسی جشن مین ڈھائی سو لال گران بہاے بدخشانی تحفہ کے طریق بادشاہ
میزبان کو اسطور پر نذر دکھلائی کہ اوسکی خوشی کا موجب ہوا اثناے کلام مین بادشاہ نے ہندوستان سے نکلنے
اور شکست پانے کا سبب دریافت کیا ہمایون نے ہمراہیون کی بیوفائی اور بھائیون کی کج ادائی بیان کی بہرام مرزا
حقیقی بھائی بادشاہ طہماسپ کا اس کلام سے دل آزردہ ہوا چاہا کہ ہمایون کے مقدمہ مین برہم زن ہو مگر شاہ عالیشان نے
اپنے خلق ومروت سے بعید سمجھکر اسکے کہنے کا کچھ اعتبار نکیا اور چند مرتبہ عیش ونشاط کے جشن برابر ہوتے رہے تین برس
تک ہمایون نے اس بادشاہ کی مہمانی مین ہر طرح کی عیش وعشرت مین بسر اوقات کی جب ایک مدت منقضی ہوئی
شاہ والاجاہ نے بعد اداے رسم مہمانداری کے کہا کہ مجھے اپنا چھوٹا بھائی تصور فرماکر اپنی مدد اور اعانت مین مشغول
فرمائے جسقدر کمک درکار ہو ارشاد کیجیے اگر میری بھی ہمراہی کی ضرورت ہو حاضر ہون ہمایون بادشاہ اس عطوفت کا
شکر بجالایا اور کمک کی خواہش ظاہر کی بادشاہ نے فوراً جملہ اسباب سلطنت مہیا کیا اور شاہزادہ مراد مرزا کو بارہ ہزار
سوار جرار کے ساتھ ہمرکابی مین ارشاد کیا اور باہم رخصت و وداع ہوئے ہمایون وہان سے کوچ کرکے اردبیل کی سیر اور زیارت
مزارات بزرگان اوسطرف کی کرکے بعد قطع منازل مع لشکر کمک کے قندھار
کے اطراف مین پہونچا مرزا عسکری نے قلعہ داری کے قاعدے خرچ کیے تین مہینے کے بعد عاجز ہوکر خانزادہ بیگم
بابر بادشاہ کی بہن کے توسل سے حاضر حضور ہوکر قلعہ حوالہ کیا اس بیگم کو کامران مرزا اسی دن کے لیے کابل سے
قندھار مین لایا تھا — الغرض ہمایون نے قلعہ پر متصرف ہوکر مرزا عسکری کو محبوس فرمایا چونکہ شاہ طہماسپ سے
قرار تھا کہ قندھار فتح کرکے شاہ موصوف کی نذر کریگا لہذا ایفاے عہد کرکے قلعہ کو داغ خان کے حوالہ کیا جو کہ فوج امداد
کا بڑا سردار تھا — حسب تقدیر سلطان مراد مرزا خلف بادشاہ اس جہان سے گذر گیا ہمایون نے داغ خان کو ستمگاری
اور مردم آزاری کی تہمت لگا کر کسی فریب سے قلعہ قندھار اوس سے چھین کر اپنے آدمیون کو حوالہ کیا اور شاہ طہماسپ کو
معذرت لکھ بھیجی اور اوس والا ہمت نے یہ بھی قبول کرلیا ہمایون نے جب قندھار کے مہمات سے فراغت پائی کابل کو
آیا مرزا کامران میدان جنگ مین برآمد ہوا مگر عدم کامرانی سے بھاگ نکلا غزنین کو چلا اور وہان سے حاکم ٹھٹھہ

شاہ حسین مرزا کے پاس گیا۔ ہمایون نے فتح پاکر قلعۂ کابل مین شاہزادہ محمد اکبر کا دیدار حاصل کیا مرزا نے بھاگتے
وقت اکبر کو قلعہ مین چھوڑ دیا تھا بادشاہ نے اوسکے سلامت حال سے جشن کیا اور اوسکے امتحان شعور کے واسطے
اوسکی مان کو دوسری بیگمات کے درمیان مین کھڑا کرکہا کہ اپنی مان کی شناخت کرے باوجودیکہ اوسوقت اکبر کی
عمر سے چار برس گذری تھی اور اوس مدت مین اپنی مان سے جدا رہا تھا مگر شعور خداداد سے جو خلقی اوسکو حاصل تھا
اپنی مان کی آغوش مین جا پہونچا اس عجائب تماشا سے ہر ایک محلات کو حیرت ہوئی اور ہمایون نے الطاف ایزدی
اوسکے شامل حال پاکر اقبال کا درخت تصور کیا بالجملہ چند روز عیش و عشرت مین کاٹے بعد ازان شاہزادہ کو وہین چھوڑکر
خود بدولت بدخشان کو متوجہ ہوا اور مرزا سلیمان وہان کے حاکم سے لڑکر فتحیاب ہوا اتفاقاً اوسی اطراف مین ہمایون کی
طبیعت بدمزہ ہوگئی چند روز تک غشی کی حالت رہی لوگون نے متوحش خبرین اوڑانے شروع کین بعد چند روز کے
افاقہ ہوا اور برہمیون کا انتظام کیا کامران مرزا جو ہمایون کا بھائی تھا عالم بیماری کی خبرین سنکر حاکم ٹھٹھہ سے
کمک لیکر بے خبر کابل مین جا پہونچا اور قلعہ کو مسخر کرکے ہر قسم کا ظلم و جفا کیا اکثرون کو ناحق مار ڈالا ہمایون یہ حال
دریافت کرکے بدخشان سے کابل کو روانہ ہوا اور قلعہ کو گھیر کر محصورین کو تنگ کردیا کامران مرزا نے امرائے
بادشاہی کے عیال و اطفال کے ساتھہ نہایت ظلم و ستم کیا عورتون کی چھاتیان باندھکر قلعہ سے لٹکا دیا اور
چھوٹے چھوٹے بچون کا سر تن سے علحدہ کرکر بادشاہی مورچون مین پھینکے اور یہہ حرکت اپنی زعم غلط سے
کی تھی کہ شاید سبب امرا اس حال کی واردات سے ہمایون کی رفاقت ترک کرینگے مگر وفادارون نے اوسکی بیجیائی
کا کچھہ خیال نکیا اور قلعہ کے محاصرہ سے منہ نہ پھیرا جب کامران مرزا نے دیکھا کہ اس فریب سے بھی کامرانی نہوئی شاہزادہ
محمد اکبر کو بادشاہی توپخانہ کے نشانہ پر لٹکا دیا ازانجا کہ کارساز حقیقی کی سپر عنایت آڑھے تھی اوسکی حفاظت مین تھی بال بیکا
بھی نہوا۔ آخر کامران مرزا اپنی بداعمالی کے وبال سے لاچار ہوکر بیقرار قلعہ سے بھاگا ہمایون فتح و فیروزی پاکر داخل قلعہ
ہوا اور شاہزادہ محمد اکبر کے سلامت حال پر شکر ادا فرمایا کامران مرزا یہان سے بھاگ کر بلخ مین گیا اور پیر محمد خان والی
توران سے مددخواہ ہوا پیر محمد خان نے بدخشان کو مرزا سلیمان سے نکالکر اسکے حوالہ کردیا بعض امرا جو وقت کے منتظر
تھے کامران کا تسلط بدخشان مین سنکر ہمایون کی خدمت سے دور ہوئے قریب تین ہزار سوار کے کابل سے بدخشان
بھاگ گیا۔ ہمایون اس واقعہ کے بعد کامران مرزا کی گوشمالی کو کابل سے روانہ ہوا اور بروقت روانگی کے یادگار
ناصر مرزا کو جو سرکشون کا سردار تھا قتل کرایا آخر منزلین طی کرتا طالقان مین پہونچکر کامران مرزا پر فتحیاب ہوا مرزا
فرار ہوکر قلعہ طالقان مین اسیر ہوا ہمایون نے محاصرہ کیا مرزا نے عاجز ہوکر اطاعت قبول کی اور مکہ کی رخصت چاہی
اور قلعہ سے نکل کر حج کو راہی ہوا اور جو امرا کابل سے بھاگ آئے تھے اونھین قید کرکے ہر ایک کے گردن مین شمشیر اور
ترکش ڈالکر حضور مین لائے بادشاہ نے حقوق خدمت یاد کرکے ہر ایک کو انعام و خلعت سے سرفراز فرمایا اور کامران مرزا

جو نکہ کو چلا تھا پانچ دن کے بعد راستہ سے لوٹکر حضور مین پہونچا اور مورد تفضلات ہوا ہمایون اول قاعدہ بادشاہی
سے پیش آیا بعدہ برادرانہ ملاقات کے آغوش مین کھینچکر باہم گریان ہوئے چونکہ اوسوقت سے کہ لاہور کے نواح مین
جدائی ہوئی تھی نو برس مفارقت رہی مجلس عیش منتظم کی جب مجلس آخر ہوئی گولاب اور نیز بعض ولایتین متعلقہ
بدخشان کی کامران مرزا کو مرحمت ہوئین اور عسکری مرزا کو جو آجتک قندھار مین قید تھا مرزا کامران کے حوالہ کیا
اور اوسکو بھی اوسطرف جاگیر دیکر فتحمندی سے کابل کو لوٹا اور بعد انتظام کرنے کابل کے ۹۵۶ھ مین بلخ پر یورش کیا
اور بروقت اوسطرف چڑھنے کے فرمان طلب کامران مرزا وغیرہ کا جو اوس نواح مین تھے صادر فرمایا بموجب اوسکے
مرزا لوگ مع امرا کے حاضر خدمت ہوئے الا مرزا کامران نے حیلہ وحوالہ مین رکھا ہمایون کوچ بکوچ روانہ ہوا اور اوس
ملک مین پہونچکر خفیف سی لڑائی مین قلعہ تسخیر کرلیا بعد ازان بلخ مین گیا پیر محمد خان وہان کا والی نے صفوف
آراستہ کرکے آمادہ لڑائی ہوا سخت معرکہ درپیش آیا آخر کو پیر محمد خان نے شکست پائی ہمایون کی خواہش
تھی کہ دشمن کا پیچھا کرے اور بلخ کو تسخیر — مگر امرا کی نا اتفاقی اور کامران مرزا کی بغاوت کے اشتہار سے
یہ ارادہ دل ہی دل مین رہا اور کاردلی نے انجام نپایا اور اس ضرورت سے لاچار ہوکر کابل کو چلا اور قلعہ کابل مین
پہونچکر عیش وکامرانی مین مصروف ہوا — کامران مرزا گولاب سے بدخشان آکر مرزا سلیمان اور مرزا ہندال سے
لڑکر نامراد کابل کو آیا ہمایون اس حقیقت سے خبردار ہوکر رفع فساد کو برآمد ہوا — غوربند کے نزدیک مقام قبچاق
مین دونون لشکر صف آرا ہوئے آتش کارزار نے بھڑکنا شروع کیا ہمایون قول کے ہمراہ پشتہ مین کھڑا اپنے
لشکریون کا حال دیکھ رہا تھا کہ اکثر امرا کامران مرزا کے حضور مین چلے گئے اور اکثر ارادہ سی خاک اوڑانے کا رکھتے ہین
اس حال کے دیکھنے سے ہمایون جل اوٹھا اور خود بدولت نیزہ ہاتھ مین لیکر دشمن کی فوج مین جا پڑا ناگہان کہین سے
گھوڑے کے تیر لگا لشکر غنیم غالب ہوا ہمایون مغلوب ہوکر بھاگا بالضرور عنان تاب ہوکر ضحاک کیطرف فراری ہوا
چونکہ کثرت تردد سے ضعف آگیا تھا جبہ مبارک سر سے اوتارکر کسی خدمتگار کے سپرد فرمایا اوس بیہودہ دل نے راہ مین
ڈال دیا جب کہمرد کے قریب پہونچا وہان پر مقیم تھا کسی شخص نے آواز دی کہ اے قافلہ والو کچھ بادشاہ کی خبر
جانتے ہو ہمایون نے جواب دیا کہ کیا بکتا ہے اوسنے کہا کہ بادشاہ زخمی معرکہ سے بھاگا ہے — ہمایون نے اپنا دیدار
دکھلایا جب اوسکی تسلی ہوئی — ادھر کامران مرزا کے آدمیون نے جبہ پایا مرزا کے حضور مین پہونچایا اوسنے ہمایون
کا مرنا خیال کرکے خوشیان منائین اور کابل مین آکر قلعہ فتح کرلیا اور شاہزادہ محمد اکبر کو محبوس کیا — تین مہینے کے
بعد ہمایون ساز وسامان درست کرکے کابل کو آیا کامران مرزا اس خبر سے اپنے آدمیون کو قلعہ مین چھوڑ کر اور شاہزادہ
اکبر کو مقید ہمراہی مین لیکر لڑائی کے واسطے باہر نکلا ہمایون نے اول فرمان نصیحت روانہ کیا مرزا نے درجواب لکھا کہ اگر
کابل میرے تعلق رہے تو البتہ صلاح ممکن ہے دوبارہ ہمایون نے لکھا کہ اگر اپنی لڑکی کو شاہزادہ محمد اکبر کے ازدواج مین

منعقد کرے تو البتہ کابل سے درگذر ہو مرزا نے قبول کرنا چاہا مگر ناموافق امرا نے نہ کرنے دیا لاچار لڑائی چار یکاران کے
قریب مین واقع ہوئی اور مرزا کامران ناکام ہوکر بھاگا اور ملک افغان کو چلا گیا اور دوبارہ مرزا عسکری ہمایون کے
ملازمت مین مستفیض ہوا ہزارون خوشی ہوئین جشن مقرر ہوا کہ اب شاہزادہ اکبر کا ختنہ ہونے دو برس سے بعدہ کابل کو
روانہ ہوئے اور مرزا عسکری کو سلاسل مرزا سلیمان کے پاس بدخشان کو روانہ کیا کہ بلخ کی راہ سے مکہ کو روانہ کرے مرزا
عسکری نہایت خجالت مین روانہ مکہ ہوا اور سنہ ۹۶۱ ہجری کو مکہ اور شام کے درمیان مین صبح زندگانی شام ہوئی —
کامران مرزا ہزیمت پاکر تجردانہ قلندری لباس کرکے فرہ سیر سے جلال آباد کو چلا اور خلیل اور مہمند کی مدد سے چند مرتبہ
فوج جمع کرکے شاہی لشکر سے جو اوسکے تعاقب مین تھا لڑائی کی مگر شکست کھائی — ہمایون نے بھی اوسکی شورش
دفع کرنے کو عزم کیا سبب مقام گندمک مین پہونچا کامران مرزا نے افاغنہ حشمت کی مدد سے چھاپہ مارا لیکن ناکام
واپس گیا البتہ مرزا ہندال اوس چھاپہ مین کسی پٹھان کے ہاتھ سے نادانستہ مارا گیا ہمایون کو نہایت رنج ہوا
آخر کو بابر بادشاہ کے مزار کے نزدیک گذرگاہ کابل مین دفن کیا — بالجملہ ہمایون موضع بھسود مین جو ملک ننگنہار کے توابع
مین ہے جاڑے کی فصل تک ٹھرا رہا جب کسیقدر جاڑے کی کمی ہوئی پٹھانون پر یورش کی جنھون نے مرزا کامران کو
پناہ دی تھی بہ رات گذرنے پر طلوع کے بعد بڑی لڑائی ہوئی اکثر پٹھان عدم کو سدھارے اور کامران مرزا وہان سے
مفرور ہوا ہمایون نے مرزا کامران کے فتنہ و فساد سے دلجمعی کرکے کابل کو عزیمت کی اور کامران عاجز ہوکر ہندوستان
کو چلا اور سلیم شاہ ولد شیر شاہ کے پاس جو باپ کے بعد ہندوستان پر تخت آرا ہوا تھا اور اوس زمانے مین واقعہ
پنجاب جمون کی مہم مین مقیم تھا گیا جب قصبہ بن مین پہونچا سلیم شاہ نے اپنے لڑکے آواز خان اور مولانا عبد اللہ
سلطان پوری کو مع دیگر امرا کے استقبال کو بھیجکر شاہزادہ کامران کو اپنے پاس بلا لیا اور جمون کی مہم سے
فراغت کرکے مرزا کامران کو ہمراہ لیکر دہلی کا عازم ہوا چاہتا تھا کہ اوسکو قید کرے جب مرزا کو یہ بد اندیشی معلوم
ہوئی ماچھی واڑہ کے منزل مین یوسف آفتابچی کو اپنے خوابگاہ مین چھوڑکر خود فراری ہوا اور راجہ بگھاٹ کے پناہ
مین گیا جو سرہند سے بیس کوس پر ہے — اور وہان سے راجہ کھلور کے خدمت مین گیا جو کوہستانی راجاؤن مین بزرگ
اور معزز تھا جب اسے بھی موت نے ستایا مرزا کامران وہانسے نگرکوٹ ہوتے ہوئے جمون آیا وہان بھی نہ ٹھہر سکا —
مشقت کرکے سلطان آدم گکھڑ کے پاس جا پہونچا جو کہ بطور خود حکومت کرتا تھا کسی بادشاہ سے کچھہ غرض نرکھتا تھا
سلطان آدم نے مرزا کامران کو ٹھرایا اور بادشاہ کو آرزوی تشریف آوری مین عرضداشت کی ہمایون مع شاہزادہ
محمد اکبر کے بنگشات کی راہ سے دریاے سندھ عبور کرکے آپہونچا سلطان آدم نے دولتخواہی کے آداب بجالاکر کامران مرزا کو
ہمراہ لیا — اور مقام پرہالہ مین شرفیاب حضوری ہوا چونکہ مرزا کی تقصیرات عظیمہ اور بے اعتدالی سے لشکری تنگ جان سے
تنگ تھے اور نیز محمد بابر بادشاہ نے نزع کے وقت ہمایون سے وصیت کی تھی کہ ہرچند تیرے بھائی تجھسے بدسلوکی

کرین توبہر کیف روز کی جان کا قصد نکرنا۔ ہمایون نے حکم پدر کا بجالانا سعادت دارین سمجھا جان سے قصد سے درگذرا اگرچشم نمائی کے واسطے دونون آنکھہ مین سلائی پھروادی اور نور بینش سے معذور کرکے مکہ معظمہ کو روانہ کیا۔ مرزانے وہان پہونچکر تین مرتبہ حج کی اور آخر کار سنہ ۹۶۴ ہجری مین فوت ہوا۔ ہمایون بعد روانہ کرنے مرزا کامران کے خود کابل مین آکر عیش وسرور مین مصروف ہوا۔ اور غبار کلفت عنایت وافضال آلہی سے صاف ہوا اب تھوڑا سا حال شیر شاہ کا لکھنا ضرور ہوا تاکہ مشتاقون کو انتظار باقی نرہے

ذکر شیر شاہ جسکا نام فرید خان سور تھا

جسوقت سلطان بہلول لودہی کے زیر فرمان ہندوستان کا ملک تھا شیر شاہ کا دادا ابراہیم خان جو گھوڑون کی سوداگری کرتا تھا ولایت روہ سے آکر موضع نمانہ توابع نارنول مین مقیم ہوا اور سلطان سکندر لودہی کے عہد مین جمال خان حاکم جونپور کے حضور مین نوکر ہوا اور اوسکے مرنے کے بعد اوسکا لڑکا فرید خان خدمت مین جمال خان کے سرفراز ہوا اور ایسی کاردانی ظاہر کی کہ ترقی پاکر پرگنہ سہسرام اور ٹانڈہ کا جو رہتاس کے مقامات مین تھا مع پانسو سوار کے جاگیر مین ملا حسن خان کسی لونڈی پر عاشق ہوکر اوسکی اولاد کو پیار کرتا تھا اور فرید خان اور اوسکے بھائی کو نظر سے گرادیا فرید خان شروع جوانی مین غیرت کھاکر ترک مصاحبت پدر کرکے جونپور گیا اور جمال خان کے حضور مین بسر کرتا تھا علم عربی کی طرف رغبت کرکے صرف ونحو حاصل کی باپ نے ہرچند طلب کیا مگر یہ شخص پرگنہ سہسرام کو نگیا اور باپ کی نے اتفاقی اور لونڈی پر عاشق ہوکر اوسکی اولاد کا پیار کرنا اپنا جمال خان سے ظاہر کیا تاآنکہ باپ اندیشہ مند ہوکر جونپور گیا اور بعد قیل وقال اور نصیحت اور موعظت کے فرید خان کو اپنی جاگیر کا مدار علیہ مقرر کرکے سہسرام کو رخصت کیا فرید خان اصابت فکر اور تدبیر سے بہرہ ور تھا ولی کا بندوبست قرار واقعی کیا۔ اور گردن کشون کے نابود کرنے اور متمردون کی سرکوبی مین اچھی کوشش کی رعایا کو اپنی طرف سے راضی رکھا اور ایسے تردد نمایان کئے کہ تھوڑی مدت مین جاگیر کی آبادی اور محصول کی زیادتی ہوئی سرکشون نے کبھی کبھا کر مالگذاری مین کمی نہی جب حسن خان جونپور سے واپس گیا لونڈی نے ایسا فریب دیا کہ پھر فرید خان سے جاگیر کا کام نکل گیا اور اوس لونڈی کے بڑے لڑکے کو یہ خدمت ملی فرید خان آزردہ ہوکر جونپور گیا جب حسن خان مرگیا باوجودیکہ لونڈی بچون کا تسلط تھا مگر ریاست فرید خان کے ہاتھہ لگی لیکن اسکے علاتی بھائی منافق ہوکر قابو ڈھونڈھتے تھے اوسوقت مین بھی فرید خان سے ایسی دلیریان ظاہر ہوئین کہ آشنا وبیگانہ مین آفرین ہونے لگی تاآنکہ محمد ظہیر الدین بابر ہندوستان کا فرمان روا ہوا اور سلطان ابراہیم لودہی معرکہ مین کام آیا فرید خان وہان سے سلطان محمد کے پاس نوکر ہوا یہ شخص قوم لودہی سے بہار کا حاکم تھا اور اوسوقت مین بطور خود بادشاہ بن بیٹھا تھا الغرض فرید خان نے اسکے حضور مین عمدہ عمدہ خدمتین کین ایک مرتبہ

سلطان محمد کے روبرو شکارگاہ مین نہایت دلیری سے ایک شیر کو تہ شمشیر کیا اوسنے شیرخان کا خطاب دیا
اور روز بروز اسکے مرتبہ کی ترقی مین رہا چند دنون بعد اپنے لڑکے کی وکالت پر مقرر کیا بعد چندروز کے چند سببسے
شیرخان کو اوسکی طرف سے بدظنی ہوئی آخرش سلطان جنید برلاس کے حضور مین مانک پور چلا گیا یہ شخص امرای
بابری مین معزز تہا اور بادشاہ کی خالہ اسکی منکوحہ تھی۔ اتفاقاً سلطان جنید برلاس مانکپور سے بادشاہ کی ملازمت
کو آیا شیرخان بھی ہمراہ تھا مغلون کی وضع اور طور دیکھکر اپنے یارون سے کہتا تھا کہ ہندوستان سے انکو
نکال دینا کچھہ بات نہین ہے۔ کیونکہ مغل کو بجز عیش و عشرت کے کسی کام مین رسائی نہین ہے اور ہر کام کا مدار
وزیرون پر چھوڑتا ہے اور عیب اسقدر ہے کہ باہم متفق نہین اگر مجھے اپنی قوم سے اتفاق ہوجاے بات
کہتے مین مغل کو ہندوستان سے نکال دون اسکے یار لوگ ایسے کلمات سُن کر اوسکو خوف دلاتے تھے۔ اُون
دنون مین بابر بادشاہ نوکرون کے طعام اور انعام مین لحاظ کرتا تھا باری باری ہر امیر کو مع اوسکے رفیقون کے
دسترخوان خاص پر بولاتا تھا آخر اپنی باری پر سلطان جنید بھی مائدۂ شاہی پر حاضر ہوا شیرخان ہمراہی مین تھا
لوگون نے شیرخان کے روبرو آش ماہچہ کا پیالہ رکھدیا۔ چونکہ اس شخص نے کبھی نہ دیکھا اور نہ کھایا تھا۔
اوسکے کھانے سے عاجز ہوکر چھوری نکالی اور کاٹ کاٹ کر کھانا شروع کیا جب بادشاہ کی نظر پڑی اس حرکت
سے متعجب ہوکر دریافت کیا کہ کسکے ہمراہ ہے سلطان جنید نے عرض کیا کہ فدوی کے ساتھہ ہے۔ بادشاہ نے
فرمایا کہ اسکی آنکھہ سے فتنہ برستا ہے ضرور ہے کہ قید کرو۔ جنید برلاس نے عرض کی کہ پھر پٹھان لوگ در دولت پر
نہ آوینگے اس سبب سے یہ حکم موقوف ہوا اور شیرخان قیافہ سے صدور حکم کا اشارہ سمجھکر باہر نکل گیا۔
اور بہر عالم بہار کی ملازمت مین جاکر صاحب اعتبار ہوا۔ جب کہ وہ مرا اور اوسکا لڑکا مسندنشین ہوا اسکی
کم لیاقتی کے سبب سے شیرخان مدار علیہ ہوا اور کمال استقلال بہم پہونچا کر تسخیر اطراف کو عازم ہوا۔
اوسی زمانہ مین تاج خان افغان جسکے تصرف مین چنار گڈہ کا قلعہ تھا مرگیا اور سواے عورت کے دوسرا
وارث نرکھتا تھا پانچ بھائی پٹھان اوسکے کارپرداز تھے۔ منجملہ اونکے ایک شیرخان کا دوست تھا۔ شیرخان
نے بمقدمہ قلعہ اوسکے نام تحریر کیا اوسنے جواب بھیجا کہ ابھی اختیار میرے ہاتھہ ہے یقین کہ بشرط پہونچنے
کے مدعا حاصل ہو پس شیرخان نے پہونچکر قلعہ مین قبضہ کرلیا اور اوس عورت سے نکاح پڑھایا اور اسی
قرب مین محمد بابر بادشاہ نے گلگشت بہشت کا عزم کیا اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ ہوا اور سلطان محمد
بن سلطان سکندر لودہی پٹنہ مین پہونچکر مسند حکومت پر رونق افزا ہوا شیرخان اسکی اطاعت کرکے
باتفاق ہمدیگر جونپور کو گیا۔ اور اوسکے گردنواح کو ملازمان شاہی سے چھڑا لیا۔ چند مدت کے بعد بادشاہی
لشکر نے پٹھانون سے جونپور لے لیا جب سلطان محمود سنہ ۹۴۵ ہجری مین مرگیا شیرخان نے

بلا شرکت غیرے پٹنہ اور بنگالہ مین تسلط کرلیا اور طاقت پیدا کرکے ہمایون کے ملک پر دوڑنا شروع کیا۔
جسوقت ہمایون گجرات تسخیر کرنے کو چلا شیر شاہ کا لڑکا وہان سے بھاگ کر باپ کے پاس آیا ہمایون کو گجرات
کی مہم مین کچھہ دیر لگی۔ شیر خان نے فرصت جو پائی سرکشی شروع کی۔ جب گجرات سے معاودت ہوئی اول
شاہی فوج شیر خان کی سرکوبی پر مقرر ہوئی آور عقب سے خود بدولت بھی متوجہ ہوئے اوسوقت مین شیر شاہ
قلعہ رہتاس کی تسخیر مین کوشش کر رہا تھا۔ اور کبھی کبھی اوسکی گردنواح مین لوٹ مار بھی کرتا تھا القصہ شیر خان
نے راجہ چنتامن قلعدار رہتاس کو کسی برہمن کی معرفت یہ پیام دیا کہ مغل میرے پیچھے پڑے ہین خدا کیواسطے
مردمی کرکے میرے عیال واطفال کو اپنے قلعہ مین جگہ دیجیے اسکا احسان تا قیامت میرے سر پر رہیگا۔ اور
برہمن کو روپیہ دیکر اپنا فریفتہ کرلیا۔ برہمن نے راجہ کے پاس جاکر نہایت سماجت کی اور آخر کو کہا کہ اگر میرا کہنا
نمانیگا تو تیری گردن پر میرا خون ہوگا راجہ مذہب کے پاس سے لاچار ہوا باوجودیکہ راضی نہ تھا قہر درویش بجان درویش سمجھکر قبول کیا
کہ اچھا لڑکے بالے چلے آوین اوسوقت شیر خان نے کئی سو ڈولیان طیار کین اور ہر ڈولی کے ہمراہ دو دو پٹھان
کردئے راجہ کا تو ستارۂ اقبال عنقریب ڈوبنے والا تھا ہرگز مزاحمت نہ کی جب ڈولیان قلعہ مین آگئین
راجہ چند آدمیون کے ساتھہ براہ مہمان نوازی جس دروازے پر مقرر تھا آکر حرم سرائے شیر شاہی مین مبارکباد کہلا بھیجی
اور پٹھانون نے دفعتاً تلوارین کھینچکر راجہ کو مع ہمراہیون کے زیر تیغ کیا قلعہ مین بڑا غلغلہ پڑگیا شیر خان بھی
مسلح دروازہ پر پہونچا پٹھانون نے اندر سے کھول دیا پھر کیا پوچھنا تھا راجہ کا تمام ساز سامان غارت ہوا۔
اور ایسا مضبوط قلعہ نہایت آسانی سے شیر خان کے ہاتھہ لگا اسی عرصہ مین خبر لگی کہ قلعہ چنارہ کو ہمایون نے فتح کرلیا
شیر خان اگرچہ ملول ہوا مگر کہنے لگا الحمد للہ خدا نے رہتاس کا ایسا قلعہ میرے تئین لطف فرمایا جب ہمایون اور
آگے کو آنکلا شیر شاہ بنگالہ کو سدھارا جب بادشاہی مقابلہ کی تاب نہ آلی جھارکھنڈ کو بھاگا اور کوہستان جھارکھنڈ
سے نکلنے اور ہمایون پر غالب آنے کا حال واقعات ہمایونی مین تحریر ہوچکا ہی مکرر حاجت نہین۔ القصہ شیر شاہ
نے دوبارہ ہمایون پر فتح پاکر لاہور تک تعاقب کیا اور وہان سے خواص خان اپنے غلام کو مع لشکر گران کے
بادشاہ کے پیچھے روانہ کیا اوسنے اوچ اور ملتان تک پاشنہ کوبی کرکے معاودت کی اور شیر شاہ خود بھی اوسکے
تعاقب مین تعلقۂ گکھران تک گیا۔ اور بال پہاڑ کے متصل ایک قلعہ بنواکر رہتاس نام رکھا اور دس ہزار سوار
ہمایون کے راہ روکنے اور گکھرون کی گوشمالی کو وہان پر چھوڑا وہین قلعہ کی عمارت اسلام شاہ نے تمام کی القصہ
شیر شاہ نے اوس ملک کا بندوبست کرکے آگرہ کو نہضت کی سنہ ۹۴۷ ہجری مین اپنے نام کا سکہ و خطبہ مروج کیا
اور شیر شاہ اپنا لقب مقرر کیا بعد ازان راجہ پورن مل کے سر پر چڑھائی کی اس راجہ نے سرکشی کی تھی اور دو ہزار
مسلمانیان اور ہندنیان عورتین ناچنے والیون کے فرقہ مین تھین انکو اپنے حرم مین رکھتا تھا اسنے قلعہ کا محاصرہ کیا

پورن مل عاجز ہوکر صلاح کا مستدعی ہوا اور بعد ہو جانے اقرار اور پیمان کے قلعہ سے برآمد ہوا اوسوقت علما
افغانی غول بیابانی نے بے ایمانی کا فتوی اسطور دیا کہ ہر چند طرفین سے عہد و پیمان ہو چکا ہی مگر چونکہ اسنے
مسلمانیون کو اپنے مکان مین رکھا اسکا مار ڈالنا جہاد کی برابر ہی لاچار شیر شاہ نے ان بد عہدون کے اغوا سے
لڑنا اختیار کیا راجہ کے ہمراہیون نے بھی دل کھول کر مردانگی کی داد دی اور اپنی عورتون اور لڑکون کو جوہر تیغ
خون فشان کرکے خود بھی اونکی رفاقت مین روانۂ عدم ہوئے اور ہمیشہ کی بلند نامی اپنے حصہ مین لیکر دنیا مین
یادگاری چھوڑ گئے بعد اس ماجرے کے شیر شاہ آگرہ مین پہونچکر بیمار ہوا اور سخت عارضہ عارض ہوا بعد افاقہ
میرٹھا اور جودھپور اور اجمیر کے راجہ رائے مالدیو پر جو پچاس ہزار فوج رکھتا تھا چڑھ گیا اور بکرر لڑائیان ہوئین
جب دیکھا کہ تلوار سے کام نہین نکلتا فریب کی سوجھی رائے مالدیو کے راجپوتون کے نام چند خط جوابی اس مضمون
سے لکھے کہ ہزار آفرین تم پر جو تمنے اطاعت پادشاہی کا حوصلہ کیا اور رائے مالدیو سے منحرف ہو گئے زیادہ تر
عنایت اوسوقت ہوگی جب رائے مالدیو کو مقید کرلوگے فقط اس جعلی مضمون کو لکھکر خطوط مذکور اسطرح سے
روانہ کیے کہ مالدیو کے ہاتھ پڑ گئے اور وہ اس مضمون کے دریافت کرنے سے بد دل ہو گیا امرا اور اراکین کیطرف
سے بدگمانی آگئی لشکر مین تخلل پڑ گیا ادھر اسنے علی التواتر لڑائی کرکے فتح حاصل کی اور اجمیر کو فتح کرکے
دہلی آیا چونکہ ہمایون کی خاص محل حاجی بیگم جوچ پور پٹنہ کی لڑائی مین شیر شاہ کے ہاتھ لگی تھی اور شیر شاہ نے
نیکذاتی سے اوس عفت سرشت کی عصمت قایم رکھی تھی اب کہ خبر لوٹنے ہمایون کی عراق سے کابل کیطرف
سنی اوس عفیفہ کو بڑے احترام سے ہمایون کے پاس بھیجدیا حق تو یہ ہی کہ یہ شخص نیکذاتی اور عقل اور تدبیر
جہانداری مین بے نظیر تھا خصوص اپنی قوم مین اپنا ہمسر دوسرا نرکھتا تھا رعایا کی رفاہ اور خلایق کی آسودگی مین فکر
کرتا اور محکمۂ عدالت مین خویش بیگانہ کو بنظر واحد دیکھتا کہتے ہین کہ ایکروز شاہزادہ عاقل خان فیل سوار آگرہ
مین کسی کوچہ سے گذرا قضا کار ایک بقال کی عورت اپنے مکان مین برہنہ نہاتی تھی دیوارین مکان کی ایسی
چھوٹی تھین کہ شاہزادہ کی نظر اوسپر جا پڑی اور شاہزادہ نے نگاہ کرکے اوسپر ایک گلوری پھینکدی اور چلا گیا
اوس صاحب عصمت نے غیر مرد کے برہنہ دیکھنے کی ننگ سے چاہا کہ پیراہن زیست اپنے قامت وجود سے دور
کرے مگر شوہر نے گریبان ہستی کے چاک کرنے سے باز رکھا اور اوس بیڑۂ پان کو اوٹھاکر فریادیون کے گروہ مین جا بیٹھا
اور پادشاہ کے حضور مین احوال بیان کرکے داد خواہ ہوا شیر شاہ نے شاہزادہ کے حال پر تاسف کیا اور بموجب عدالت
کے حکم دیا کہ اس بقال کو فیل سوار کرین اور عادل خان کی منکوحہ کو اوسکے روبرو حاضر کرین تاکہ یہ بھی اوسی بیڑۂ پان کو
اوسکے روبرو ڈالے وزراے درگاہ نے ہر چند رعایت چاہی مگر قبول نکی فرمایا میری نگاہ مین لڑکا اور رعایا دونو
برابر ہین آخر الامر بقال نے راضی ہوکر عرض کیا کہ فدوی اپنے حق کو پہونچا اور تظلم سے دست بردار ہوا —

اس پادشاہ نے اپنے عہد مین اکثر عمدہ اختراعات فرمائے اور کچھہ کچھہ علاء الدین خلجی کے قانون پر جسکا نام
فیروز شاہی ہی کارروائی کرتا تھا داغ اسپ جسکو سلطان علاء الدین نے مقرر کیا مگر رایج نہوا تھا اسنے رواج
دیا اور ایک ہزار پانسو کوس بنگالہ سے پنجاب کی رہتاس تک دو دو کوس پر مہمان سرا آباد فرمائی اور ہر
سراے مین دو گھوڑے اور ایک نقارہ مقرر کرکے اوسکا نام ڈاک چوکی رکھا تین روز مین بنگالہ کی خبر
رہتاس پہونچتی تھی اور مقرر کیا کہ جس وقت اوسکے واسطے دسترخوان آراستہ کرین نقارہ بجا دین اور اوسکی
آواز سنکر جو ڈاک چوکی قریب تھین وہان نقارہ بجایا جاتا اور اسیطرح ایک دوسرے کی آواز سنتے سناتے
بجاتے تھے کہ کل عملہ کو خبر ہوجاتی اور دفعہ واحد مین تمام ممالک مین خبر پہونچتی اور اوسیوقت سرکار پادشاہی
سے مسلمانون کو طعام پختہ اور ہندوون کو آٹا گھی وغیرہ ملتا ہر ایک مسافر اوسکے خوان سخا سے آسودہ تھا
اور تہیدست لوگ منزل کو پہونچتے تھے۔ امنیت اسقدر تھی کہ سوتے جاگتے سونا اوچھالتے چلے جاتے چور لوگ پاسبانی
کو طیار تھے کہتے ہین کہ جسوقت یہ پادشاہ آئینہ دیکھتا تاسف کرتا جسوقت اسکی موت نزدیک آئی
کالنجر فتح کرنے کو ولولہ اوٹھا تیس چڑھ دوڑا قلعہ گھیر لیا اور قلعہ کی گرد حقہ شاک سے ٹیلے اونچے اونچے بنا
اور باروت کے حقون مین آگ لگا لگاکر قلعہ مین پھینکنے لگا اتفاقاً ایک حقہ قلعہ کی دیوار سے ٹکر کھاکر اوٹھا
دوسرے حقون پر آگرا آگ لگ گئی اکثر لشکر جلکر نابود ہوگیا چونکہ شیر شاہ بھی اوسی قرب مین تھا اوسی آگ
مین جلا جب تک کہ سانس جاری رہی قلعہ کی فتح کو کہتا رہا آخر اوسی روز قلعہ فتح ہوا اور شیر شاہ کی روح
نے بھی حصار تن سے عالم بالا کو پرواز کیا تاریخ اس قطعہ سے ظاہر ہوتی ہے ؎ شیر شاہ آنکہ از صلابت او
شیر و بز آب را بہم میخوردند چونکہ رفت از جہان بدار بقا یافت تاریخ او ز آتش مرد بیس برس اور کسیقدر
زیادہ حکومت کی منجملہ اسکے پندرہ برس پادشاہون کی ایالت اور ملازمت مین اور پانچ برس خاص اپنی پادشاہی مین

ذکر اسلام شاہ پسر شیر شاہ معروف سلیم شاہ

قبل سلطنت اسکا نام جلال خان تھا جب شیر شاہ نے کوچ کیا ارکان دولت نے شورہ کیا کہ شاہزادہ کلان عادل خان
بہت دور رنتھنبور مین ہی اور کاروبار ملک کا بدون پادشاہ کے انجام نہین ہوسکتا لہذا بہر تقدیر شاہزادہ جلال خان
چھوٹے بیٹے کو پٹنہ سے طلب کیا اور وہ فوراً قلعہ کالنجر مین پہونچکر واقعہ ۹۵۲ ہجری کو تخت آرا ہوا اسکے خطبہ
جاری ہوا اسلام شاہ خطاب ہوا اور بڑے بھائی کو لکھا کہ فتنہ و فساد کے دور کرنے اور سپاہ کی محافظت کو
بندہ نے یہ جرأت کی ہی حقیقت مین بجز اطاعت کے دوسری بات منظور نہین شاہزادہ عادل خان نے جواب
مین تحریر کیا کہ اگر یہ کلام فروغ راستی سے مجلی ہی تو خواص خان وغیرہ چار امیر کبیر کو روانہ حضور کرو تاکہ اطمینان خاطر ہو
اسلام شاہ نے فوراً چار امرا کو روانہ کیا تاکہ دلجمعی کرکے شاہزادہ کو لاوین بعد ازان جب کالنجر سے آگرہ پہونچا

شاہزادہ عادل خان بھی رنتھنبور سے آیا اور ملاقات کا طرفین سے قرار ہوا اب اسلام شاہ کے دل مین فی پیدا ہوئی
مقرر کیا کہ دو تین آدمی سے زیادہ شاہزادہ کے ہمراہ قلعہ مین نہ آوین لیکن تقدیر مین اسکا ظہور اس جلدی سے
لکھا تھا بروقت آنے شاہزادہ کے قلعہ مین ایک گروہ کثیر گھس گیا اسلام شاہ نے بالضرور ایفاے عہد کرنے کو کہا کہ اب تک
تخت و تاج کو پٹھانون کے ہاتھ سے بچائے رہا حالا امانت تفویض کرتا ہون بڑے بھائی نے انکار کرکے اسلام شاہ
کا ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھالیا اور اول خود مبارکباد کا سلام بجالایا بعد ازان اور لوگ کورنش اور مبارکباد بجالائے اور
شاہزادہ عادلخان اوسیوقت رخصت ہوکر بیانہ چلا گیا اسلام شاہ باوجود اس قدر اطاعت کے مطمئن نہوا بعض امرای کی
بے اتفاقی سے اندیشہ مند رہتا تھا لہذا غازی خان محلی کے ہاتھ زنجیر طلائی بھیجی کہ شاہزادہ عادل خان کو مقید کرلائے
شاہزادہ اس راز سے ماہر ہوکر میوات مین خواص خان کے پاس گیا اور اسلام شاہ کی بدعہدی بیان کی خواص خان اس
بات سے منغص ہوا اور شاہزادہ کی رفاقت مین کمر باندہ کر مع لشکر آگرہ کو چلا اور قطب الدین وغیرہ امرا نے جو کہ عہد مین
رفیق تھے اسلام شاہ سے رنجیدہ ہوکر عادل خان کو سلطنت کی ترغیب دی اسلام شاہ اس شورش کے تدارک مین
مصروف ہوا قطب الدین وغیرہ کو اپنا رفیق کرلیا شاہزادہ عادل خان مع خواص خان وغیرہ امرا کے آگرہ کے
گرد نواح مین آکر صف آرا ہوا مشیت ایزدی سے شاہزادہ عادل خان شکست کھاکر کسی طرف چلا گیا اسکے بعد پھر
کسیکو اوسکا حال نہین معلوم ہوا اور خواص خان اور عیسی خان ہزیمت کھاکر کوہ کماؤن کو چلے گئے اکثر اوقات
پہاڑ سے نکلکر ترائی کو لوٹ لیا کرتے تھے چند دنون بعد قطب خان کو مع لشکر اونکے گوشمالی کو حکم ہوا چونکہ پیشتر
قطب خان بھی شاہزادہ عادل خان کے اغوا مین شریک ہوا تھا اسی سبب سے ہمیشہ اسلام خان کا خوف کھاتا تھا
خیر وہان سے لاہور کی راہ پکڑی اور اعظم ہمایون کے پاس پہونچا اوسنے بموجب حکم بھائی کے قطب خان کو
قید کرکے حضور مین بھیجدیا اسلام شاہ نے اوسکو مع چار اور بداندیشون کے گوالیار کے قلعہ مین قید کیا اگرچہ یہ شخص
رعیت پروری اور عدالت گستری کرتا اور نیز دیگر صفات مین بھی باپ کی راہ پر چلتا تھا لیکن سپاہی پیشہ امیرون
کو نہایت دلتنگ اور آزردہ رکھتا تھا ایک ظلم اوسکا یہ تھا کہ جس سے آزردہ ہوتا اوسکا وظیفہ بند کردیتا اور جاگیر
بدل کر حکم دیتا کہ مع اپنی جمعیت کے حاضر حضور رہکر بدستور اپنی خدمت مین مصروف رہے درصورت بیجا خلافی بلکہ غیر حاضری سے
چند مہینون مین نئے حساب عتاب کرتا مع بال بچون کے سزا دیتا ایسی حرکتون سے بعض امرا منحرف ہوگئے
اور لاہور مین اعظم ہمایون عرف ہیبت خان بھی سرکش ہو بیٹھا اور خواص خان اور عیسی خان نے کماؤن سے
نکلکر انبالہ مین سرہند کے متصل مشورہ کیا کہ شاہزادہ عادل خان کو بلاکر بادشاہ بنانا چاہیے اعظم ہمایون خود سلطنت کا
ارادہ رکھتا تھا یہ بات پسند نکی خواص خان رنجیدہ ہوکر بے لڑے چلدیا اور عیسے خان اسلام شاہ کے حضور مین
حاضر ہوا اعظم ہمایون نے مع اور نیازیون کے متصل انبالہ صف آرائی کی اور تھوڑی سی لڑائی مین [illegible]

آوارۂ دشت ادبار ہوا سعید خان برادر اعظم ہمایون نے چاہا کہ جو اشخاص فتح کی مبارکباد عرض کر رہے ہین —
اونکے گروہ مین گھسکر اسلام شاہ پر قصد کرے مگر فیلبان واقف ہو گیا اور سعید خان سے کچھہ بنائے نہ بنی
القصہ بھاگ کر دہنکوٹ مین روہ کے قریب جا ٹھہرے اسلام شاہ رہتاس تک تعاقب کر کے واپس
آکر گوالیار مین پہونچا ایکدن کسی شخص نے یکایک شجاعت خان کو زخمی کیا تھا وہ واقعہ ہونا اس امر کا اسلام شاہ
کے اشارہ سے سمجھکر مالوہ چلا گیا عیسی خان بیس ہزار سوار سے اوسکی سرکوبی کو تعینات ہوا اور متواتر حملہ کرکے
شجاعت خان کو عاجز کیا بالضرور شجاعت خان نے اطاعت قبول کی حاضر حضور ہوا چند روز کے بعد مورد
عنایت ہو کر مالوے کی حکومت پر سرفراز ہوا جب ظاہر ہوا کہ اعظم ہمایون دہنکوٹ مین فساد برپا کر رہا ہے
خواجہ ویس کو مع بیس ہزار سوار کے اجازت ہوئی کہ اسکی سزا کرے مگر خواجہ نے شکست کھائی اور اعظم ہمایون
نے فتح پاکر سرہند تک تعاقب کیا اور اوسکے لشکریون نے پنجاب کے قصبات اور دیہات پر لوٹ مار شروع کر دی
وہانکے باشندون پر عجیب طرح کی حالت گذری لہذا اسلام شاہ لشکر بیکران اور توپخانہ فراوان ہمراہ لیکر عازم ہوا
اعظم ہمایون نے مقابلہ کی تاب نہ پائی دہنکوٹ مین قید ہوا اسلام شاہی لشکر نے قلعہ کو گھیر لیا آخر کو نیازیون نے
شکست کھائی اعظم ہمایون بھاگ کر کوہستان گہکران مین جا چھپا اور سلطان آدم والی گکھر کی پناہ لی اوسکی
والدہ اور عیال اطفال بادشاہی قید مین آگئے بعد ازان اسلام شاہ نے گہکرون پر لشکر کھینچا سلطان آدم لڑنے کو
مستعد ہوا بارہا تیغ آزمائی رہی آخر کار سلطان آدم تنکا دانت مین دیکر عذر خواہ ہوا اور اعظم ہمایون کو اپنے یہان سے
نکال دیا وہ کشمیر کو چلا گیا اسلام شاہ تھوڑی دور پیچھا کر کے واپس ہوا اوسی سفر مین ایسی ایک تنگ راہ سے
عبور ہوا کہ کسی نے اسلام شاہ پر تلوار چلائی مگر وار خالی گیا بادشاہ نے چستی سے اپنے تئین بچا کر اوسکو اپنے ہاتھہ
سے قتل کر ڈالا — بالجملہ اسلام شاہ اوس طرف سے دلجمعی کر کے پہاڑ کی ترائی سے دہلی کو روانہ ہوا جب جمون کے
نزدیک قصبہ بن مین پہونچا خبر لگی کہ ہمایون بادشاہ کا چھوٹا بھائی میرزا کامران کابل مین اپنے بھائی سے
شکست کھا کر کمک کی آرزو مین خیمہ گاہ بادشاہی کے نزدیک آیا ہی اسلام شاہ نے اپنے لڑکے شاہ آواز خان کو
مع مولانا عبد اللہ سلطانپوری کے استقبال کو بھیجا وہ جاکر مرزا کو لے آئے جسوقت مرزا حضور مین پہونچا کھڑا ہوا
اسلام شاہ کو رعونت سے اوسکا خفیف کرنا منظور ہوا عمداً تغافل کر گیا تب بموجب اشارہ کے میر توزک نے
آواز بلند سے کہا کہ قبلۂ عالم کابل کا رشید زادہ مجرا مین حاضر ہی اور یہی لفظ تین مرتبہ کہکر مرزا کی آبروریزی کی —
اوسوقت اسلام شاہ نیم قد اوٹھکر مرزا سے ملاقی ہوا اس حرکت سے مرزا کی اور بھی خفت ہوئی جب وہان سے
نہضت کی مرزا کو نظربند ہمراہ لیا وہ قابو پا کر راستہ سے کوہ تنوالک کی راہ سے سلطان آدم گکھر کے پاس گیا
اور اوسنے گرفتار کر کے ہمایون بادشاہ کے پاس روانہ کر دیا القصہ جسوقت اسلام شاہ دہلی مین آیا شہرت ہوئی کہ ہمایون

پادشاہ کامران مرزا کے قید کرنے کو دریاے سند سے پار اوتر آیا ہی اس خبر سے اسلام شاہ لاہور کو عازم ہوا توپخانے
کے بیل دور دراز چرائی پر گئے تھے جلدی کے سبب سے اونٹون کو حکم ہوا ایک ایک توپ ایسی بڑی تھی کہ دو دو ہزار
آدمی کھینچتے تھے لاہور مین پہونچکر خبر ملی کہ پادشاہ کامران مرزا کو قید کرکے دریاے سند سے پھر کابل چلا گیا۔
اسلام شاہ نے وہان سے لوٹ کر یہ چاہا کہ لاہور بڑا شہر اور اسی راہ کابل سے مغل کے آنے کا وسوسہ رہتا ہی
اور نیز تھوڑی فرصت مین سارا سامان پادشاہی کا یہان پر ملنا ممکن ہی لہذا مصلحت ہی کہ اسے خراب اور
ویران کرکے مانکوٹ بسایا جاوے جوکہ عین راہ مین واقع اور قلعہ استوار رکھتا ہی اور اوسی جگہ دار السلطنہ مقرر ہو
یہ قلعہ چار قلعہ مستحکم ایسے محل اور موقع سے پہاڑ پر رکھتا ہی کہ دیکھنے والون کو ایکہی معلوم ہوتا ہی سیکڑون فوجون
کو وہان پہونچنا مشکل ہی اور بر طبق پہونچنے کے اوسکے باشندون پر ہاتھ پہونچنا دشوار چشمہ خوشگوار بہتے ہین
اور معاش جسقدر درکار ہو میسر فقط لیکن یہ ارادہ انجام کو نہ پونہچا جب گوالیار پونہچا چند مقام کرنا پڑے
تاریخ شیرشاہی کا مولف جوکہ قوم افاغنہ سے ہی لکھتا ہی کہ اسلام شاہ کے زمانہ مین ایک فقیر ظاہر ہوا لا ویالانہ زندگی
کرتا تھا اور منکرات سے چندان پرہیز نکرتا تھا اسلام شاہ نے جوکہ شرع کا پابند تھا بارے اوسکو ممانعت کی کہ
اسطرح کی مجلس اور اژدحام مین نہ بیٹھا کرے جب اوسنے نہ سُنا اپنے روبرو بلا کر گھرک کر کہا کہ اگر پھر ایسی حرکت کی
تجھے جلواونگا فقیر نے جلکر جواب دیا کہ اول تو اپنے تئین جلنے سے بچا بعد ازان مجھکو جلانا یہ کہکر چلا گیا قضارا
اوسی روز یا دوسرے روز اسلام شاہ کے مبرز پر دانہ نمود ہوا اور ایسا گرم تھا کہ اسلام شاہ کہتا تھا جلا جلا اسی حالت مین
دو تین روز کے بعد گذر گیا یہ شخص بھی باپ کے مانند جہانداری مین پابند تھا اوسکے عہد مین کوئی کسی پر زبردستی
نہین کرسکتا تھا نیلاب سے بنگالہ تک جو شیرشاہ نے سرائین تعمیر کردی تھین اس شخص نے اونکے درمیان مین ایک
ایک سراے اپنی طرف سے اور اضافہ کی اور بدستور باپ کے مسافرون کو اپنے سرکار سے کھانا مقرر کیا قانونگو کا
تقرر پرگنہ دار واسطے طیاری کاغذات اور دریافت حال رعایا اور تدبیر آبادی اور افزونی زراعت اور تحصیل
محصول اور گذارش نیک و بد کیواسطے اسیکے عہد مین ہوا جسقدر ملک گیری اور جہانداری اور عدل و انصاف
کی رواج اور انتظام جہانداری ان باپ بیٹے کے عہد مین ہوے دوسرے فرمانروایان ہند مین کمتر
دیکھنے مین آئی مدت جہانداری کی آٹھ برس دس مہینے آٹھ روز ہی

ذکر فیروز شاہ بن اسلام شاہ

اسلام شاہ کی رحلت کے بعد ارکان دولت نے فیروز خان کو دس برس کی عمر مین تخت نشین کیا اسلام شاہ
اپنی عین حیات مین اپنی بی بی بائی سے کہا کرتا تھا کہ تیرے اس لڑکے کی موت تیری بھائی مبارز خان کے
ہاتھ سے ہوگی اگر لڑکے کی سلامتی درکار ہی بھائی سے ہاتھ اوٹھا اور مجھے اپنی مرضی پر چھوڑ کہ مین اوسکو

درمیان سے دفع کردن وہ جواب دیتی کہ میرا بھائی تیری بدولت عیش و عشرت کرتا ہی اوسکو بادشاہی سے کیا غرض میرے ایک ہی بھائی ہی اگر وہ بھی نرہے تیری بادشاہی سے مجھے کیا مزہ ملیگا آخر جو کچھہ اسلام شاہ نے دور اندیشی کی تھی اوسکی عورت نے بلاخطہ کیا فیروزخان کے جلوس سے دو تین روز گذرے تھے کہ مبارزخان کو بادشاہی کا خیال ہوا بھانجے کی فکر مین گھر آ آخر حسب دستور محل سرا مین گیا بی بی بائی نے اسکے تیور سے شرارت پائی بکمال عجز وزاری سے کہنے لگی کہ میرے لڑکے کے خون سے درگذر اور اگلے احسان کو کہ مکرر تجھکو اسلام شاہ کے قتل کرنے سے بچایا یاد کر بہرحال میرے بیٹے کو بخش دے اور جدھر حکم کرین اوسکو لیکر چلی جاؤن ہرچند بہت سا عجز والحاح کیا مگر اس بیحیا کو کچھہ خیال نہ آیا فیروزشاہ کو بُری طرح سے ذبح کر ڈالا اور دنیا و آخرت کی بدنامی حاصل کی اس اس طفل مظلوم کی بادشاہی اس سہ پنجی سرا مین تین روز رہی

ذکر سلطان محمد عادل شاہ معروف مبارزخان

سلطان محمد عادل شاہ عرف مبارزخان عدلی بن نظام خان برادر شیر شاہ سنہ ۹۶۰ ہجری مین تخت آرا ہوا اسکے خطبہ و سکہ مین نام نامی نے رواج پکڑا سلطان محمد عادل لقب ہوا مگر پٹھان لوگ صرف عدلی کا لفظ کہتے تھے۔ الغرض سلطان تغلق کے مانند خزانے کھولکر جود و سخا مین مصروف ہوا اور خواص خانکے چھوٹے بھائی شمشیر خان کو جو شیر شاہ کے غلام کا بچہ تھا وزیر اعظم اور ملک کا مدار علیہ بنایا اسکے روبرو ہیمون بقال ریواڑی دلہلے نے اعتبار حاصل کیا۔ یہ ہیمون پیشتر بڑی نے سمکی سے گلی گلی نمک بیچتا تھا جبوقت شور بختی دور ہوئی اور نصیبہ خواب شیرین سے بیدار ہوا معتبر ہوگیا اور اکثر ملکی اور مالی مقدمات مین دخیل ہوا جب محمد عادل کو بادشاہی ہوئی معتمد علیہ ہو کر سرفراز ہوا اور رفتہ رفتہ کل مہمات ملکی اور مالی اوسکے پاس رجوع ہونے لگے چند روز تک بسنت رای اور بعد ازان راجہ بکرماجیت کا خطاب ملا۔ کل امور مین پیش دست ہوا ایک نام کے واسطے تو عدلی بادشاہ تھا باقی کل کاروبار بادشاہی کا ہیمون کے متعلق تھا حکام کی موقوفی بحالی اور جاگیر کی تجویز اور لشکر کا انتظام اور ملک کا بندوبست سب اسکے اختیار مین تھا اور شیر شاہ اور اسلام شاہ کے خزانے و فیلخانے اسکے قبضے مین تھے۔ کہتے ہین کہ یہ شخص بدصورت اور کوتاہ قد اور زرد اندیش تھا گھوڑے کی سواری نہین جانتا تھا تلوار کمر مین نہین رکھتا تھا ہمیشہ ہاتھی پر سوار ہوتا لیکن شجاع اسقدر تھا کہ سلطان عدلی کیطرف سے جو پٹھان سلطنت کے مدعی تھے اونسے بائیس لڑائیان لڑکر مظفر و منصور ہوا اور عقل و تمیز سے بھی ایسا بہرہ رکھتا تھا کہ جو کچھہ فرمان روائی اور کشور کشائی کی تدبیر اوس سے نکلین افاغنہ کے رؤسا مین کسی سے نہوئی تمام پٹھانون کو اپنا مطیع کرلیا تھا کسیکو انحراف کی مجال نہ تھی القصہ چند دنون کے گذرنے پر سلطان عدلی سے پٹھان لوگ برخلاف ہوگئے اور ہرطرف بغاوت شروع ہوگئی بیٹھے بٹھائے فتنہ اوٹھہ کھڑا ہوا شاہ محمد قرملی اور سکندرخان اوسکے لڑکے نے بادشاہ کے روبرو سخت گفتگو کی اور اکثرون پر ہاتھہ صاف کرکے خود بھی

تمام ہوگئے تاج خان سلیمان کلانی کا بھائی دیوانخانہ مین اطاعت سے منحرف ہوا گوالیار سے گنگا کنارے جاکر
لشکر جمع کیا۔ آخر ہیمون نے جاکر اوسکا حوصلہ پست کر دیا ابراہیم خان سور جسکی بہن بادشاہ کے عقد مین تھی۔
اور شیر شاہ کے چچازادون مین تھا مخالف ہوگیا اکثر امرا کو متفق کرکے چند پرگنہ دہلی کے اطراف مین زیر تصرف لایا
عدلی بیتاب ہوکر قلعہ چنارہ کو چلا گیا۔ احمد خان سور جو کہ شیر شاہ کا بھتیجا اور داماد تھا اور عدلی کی دوسری
بہن بھی اسکے عقد مین تھی بگڑ گیا اپنا خطاب سلطان سکندر مقرر کرکے ابراہیم خان پر چڑھا ابراہیم خان کا لشکر
ستر ہزار تھا اور سکندر خان کے پاس دو ہزار سوار تھے مگر تائیدات غیبی سے سکندر خان نے فتح پائی دہلی اور آگرہ
پر متصرف ہوا اور سندھ سے دریائے گنگ تک قبضے مین آیا چاہتا تھا کہ پورب رخ جاکر سلطنت چاہنے والون کو
سزا دے مگر بادشاہ کی کابل سے ہندوستان کو عزیمت کی خبر سنکر آگرہ مین متوقف رہا ہیمون اپنے بادشاہ عدلی
کے جانب سے لشکر بیشمار اور فیلان نامدار اور توپخانۂ آتشبار لیکر ابراہیم خان سے لڑا اور فتح حاصل کی اور اسکی
طرف سے مطمئن ہوکر چنارہ مین اپنے ولی نعمت عدلی شاہ سے جاملا اور وہان سے محمد خان سور حاکم بنگالہ کے
مقابلہ کو گیا جو کہ باغی ہوکر جونپور اور کالپی اور آگرہ کو عازم ہوا تھا الغرض ہیمون جب موضع چھپرگھٹہ مین کالپی سے بارہ
کوس پر پہونچا باہم لڑائی کی ٹھہری آخر مخالف کو شکست ہوئی اور محمد خان مارا گیا ہیمون کی بلندنامی ہوئی چونکہ آگرہ
وغیرہ پر سلطان سکندر کا تسلط تھا ارادہ اسطرف کا مصلحت نہ دیکھکر بہار اور بنگالہ کو چلا گیا۔ باقی حال ہیمون کا
اکبر بادشاہ کے ضمن مین بیان ہوگا اب ہمایون بادشاہ کے ہندوستان مین آنیکا حال اور اوسکی فتح یابی کی کیفیت
اور خاتمہ ہونا خاندان افاغنہ کا ہندوستان مین بیان ہوتا ہی عدلی نے قریب دو سال کے
بادشاہی کی اور ابتدائے شیر شاہ سے عدلی تک سولہ برس حکومت کے گذرے

آنا ہمایون بادشاہ کا ہندوستان مین اور فتح پانی پٹھانون پر

جب ہمایون نے کابل کے مقام مین یہ خبر پائی کہ ہندوستان مین ہر طرف پٹھانون نے تیغ چمکا رکھی ہی جسکے قبضہ
مین جو شہر یا ولایت ہی وہ اوسکا بادشاہ بنا بیٹھا ہی ہندوستان کے تسخیر کی نیت ہوئی اور سنہ ٩٦٢ ہجری مین منعم خان
کو کابل کی حراست مین چھوڑکر خود بدولت نے ہندوستان کی نہضت فرمائی جس روز روانہ ہونا چاہتا تھا خواجہ
حافظ شیرازی کے دیوان مین فال دیکھی اور اسی شعر سے مژدہ پایا ؎ دولت از مرغ ہمایون طلب و سایۂ او +
زانکہ با زاغ و زغن شہپر همت نبود ✱ شاہزادہ محمد اکبر کو ہمراہ لیکر مع تین ہزار سوار کے براہ کھوبہ روانہ ہوا اور منزل بمنزل
کوچ کرتے لاہور پہونچا وہان کے پٹھانون نے ہمایون کے دبدبۂ آمد آمد سے پراگندگی اختیار کی لاہور نے لڑے بھڑے
ملازمان ہمایون کے قبضے مین آگیا۔ لاہور پہونچکر ہمایون نے افواج قاہرہ کو بیرام خان خانخانان کی سرداری مین
جالندھر وغیرہ پر روانہ کیا اور خانخانان نے دریائے ستلج سے اوترکر ماچھی وارہ کے اطراف مین پٹھانون پر

چھاپہ مارا بڑی جنگ ہوئی آخر پٹھانون کو شکست دی ہاتھی گھوڑے بہت سا اسباب لوٹ مین ہاتھ لگا بعد ازان
سہرند مین پہونچا اسوقت سلطان سکندر نے جب یہ خبر پائی کہ ہمایون بادشاہ کے لشکر نے میرے نوکرون کو شکست دی
فوراً اسّی ہزار سوار اور فیل اور توپخانہ ہمراہ لیکر آگرہ سے نکلا اور جب سہرند کے قریب پہونچا لشکر کے گرد خندق کھود واکر
منتظر لڑائی کا ٹھہرا خانخانان نے شہر کا استحکام کرکے بادشاہ کی خدمت مین عرضیان روانہ کین اور سارا حال
لکھکر درخواست عزیمت تحریر کی بادشاہ نے باوجود عارضہ قولنج کے لاہور سے نہضت فرمائی اور قطع مسافت
کرکے سہرند مین آپہونچا اور صف آرائی کرکے غنیم کے مقابلہ مین ٹھہرا ہر روز بندوق اور توپ کی لڑائی رہتی تھی
چالیس دن کے بعد یورش کا ارادہ مصمم کرکے مخالف کی فوج پر کود پڑا اور فضل الٰہی سے ہمایون کے لشکر نے
فتح و نصرت پائی پٹھانون کے دل شکستہ ہوگئے سکندر معرکہ سے نکلکر کوہ سوالک کی طرف بھاگا اور وہان سے
قلعۂ مانکوٹ مین جا ٹھہرا ہمایون بادشاہ نے شاہ ابو المعالی کو مع لشکر گران کے لاہور کیطرف مقرر فرمایا اور ارشاد
کیا کہ سکندر کو پہاڑون سے نکال کر دفع اور ولایت پنجاب کی مہم سر کرے اور خود بدولت نے سہرند سے روانہ ہوکر
دہلی مین جلوس فرمایا اور اکثر ہندوستان کے اطراف کو قبضۂ تصرف مین لایا جن جن امیرون نے اس معرکہ مین تردد
کیے تھے اونکو جاگیرین لایق ملین اب ہمایون کے نام سے سکہ و خطبہ مروج ہوا بخت خفتہ بیدار ہوا اختر فیروز
مددگار رہوا باقی یہ سال مقام دہلی مین بڑے عیش و آرام سے بسر ہوا اسوقت مین بحضور شاہی یہ عرض کیا گیا کہ سلطان
سکندر نے کوہستان سے نکلکر اکثر پرگنات پنجاب پر دست درازی کی ہے اور پرگنہ چہاری اور پٹیالہ تک مال تحصیل
کرلیا اور شاہ ابو المعالی ہمراہیون کی بدسلوکی سے غنیم کا مدافعہ نکرسکا اور نہ اوس سے یہ مہم سر انجام ہوسکتی ہے
ہمایون نے اس خبر کو فراست سے دریافت کرکے شاہزادۂ محمد اکبر کو مع بیرام خان خانخان کے روانہ کیا اور بروقت
رخصت کے شاہزادے سے نہایت محبت پدری کی اور یہ قطعہ زبان پر لایا ؎ چراغی چو تو اندر دودمانم ؛ چرا
روشن نباشد چشم جانم ؛ بہر کاری ز یزدان یاریت باد ؛ ز عمر و ملک برخورداریت باد ؛ القصہ شاہزادۂ بلند اقبال
رخصت ہوکر قصبہ کلانور مین آیا سکندر لشکر منصور کی عزیمت سنکر قلعہ مانکوٹ مین جا بیٹھا یہ قلعہ اوسکا مامن تھا

ذکر رحلت ہمایون بادشاہ

یہ امر ظاہر ہی کہ ہمیشگی سوائے ذات خدا کے کسیکو نہین ممکنات کو چند روز کے لیئے بھیجتے ہین جب اوسکا وعدہ پورا
ہوا طلب کرلیتے ہین اسیکے بموجب ہمایون بادشاہ کا بھی وعدہ برابر آیا یہ بادشاہ علوم نجوم اور معرفت کواکب سے
شوق رکھتا تھا جس روز کہ زہرہ کے طلوع کا شبہہ تھا شام کیوقت اوس ستارہ کے دیکھنے کو کتب خانہ کی
چھت پر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد اوترنا چاہتا تھا کہ موذن نے نماز کی بانگ دی اوسنے نماز کی تعظیم کو دوسرے
زینہ پر بیٹھنا چاہا چونکہ زینہ کے درجون کی صفائی سے نظر پھسلتی تھی بادشاہ کی چوبدستی نے لغزش کھائی

ہمایون سڑے کے سہل لڑھکتے ہوئے زمین پر گرا سارے اعضا اور جوڑ پسگئے اور داہنی طرف سر مین نہایت صدمہ
پہونچا کہ بیہوش ہوگیا ہر چند طبیب اور حکیمون نے معالجہ کیا مگر کچھہ سود نہوا بالآخر بہشت برین کو روانہ ہوا
نعش اوسکی معز الدین کیقباد کے کیلوکھری مین مدفون ہوئی اور اوسپر بڑی شان و شوکت کی عمارت تعمیر ہوئی
ابتک موجود ہی دیکھنے والون کو عبرت ہوتی ہی ہر چند شعراے عصر نے وفات کی تاریخین بہت سی کہین مگر اوسمین
یہ قطعہ بہت عمدہ تصنیف ہوا **قطعہ** ہمایون پادشاہ آن شاہ عادل * کہ فیض خاص او بر عام افتاد * بناے
دولتش چون یافت رفعت * اساس عمرش از انجام افتاد * چو خورشید جہانتاب از بلندی * بپایان در کنار شام افتاد *
جہان تاریک شد در چشم مردم * خلل در کار خاص و عام افتاد * قضا از بہر تاریخش رقم کرد * ہمایون پادشاہ از بام افتاد *
اس شخص نے پہلے مرتبہ دس برس اور دوسری بار دس مہینے حکمرانی کی

ذکر ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر پادشاہ بن ہمایون پادشاہ

اگرچہ اس پادشاہ کے احوال اکثر مورخون نے مانند خواجہ عطاے فرشتی نے تاریخ اکبر شاہی مین اور خواجہ
نظام الدین احمد نے طبقات اکبری مین اور شیخ عبد القادر بدایونی اور شیخ الہداد اور شیخ فرید مخاطب
بمرتضی خان اور شیخ ابو الفضل بن مبارک اور محمد شریف معتمد خان نے اقبال نامہ جہانگیری مین لکھا ہی خصوص مجموعہ
فضایل صوری و معنوی شیخ ابو الفضل بن شیخ مبارک یمنی الاصل ہندی نژاد نے اس پادشاہ کا واقعات عمری
کمال تفصیل اور شرح سے تحریر کیا اور اوسی کا نام اکبر نامہ رکھا اس کتاب مین تین دفتر ہین جسکے تیسرے دفتر کا نام
آئین اکبری ہی اول دفتر کا نصف حصہ اکبر کے بزرگون کے بیان مین ہی اور نصف حصہ دیگر مین جلوس اکبری اور سترہ
برس کے واقعات مندرج ہین دوسرے دفتر مین ولایت مالوہ اور گجرات و پٹنہ و بنگالہ اور اوڑیسہ و کشمیر و
سکر و تھٹہ اور قندھار اور برہان پور و خاندیس وغیرہ کی فتح کا حال ہی گیارہوین سال سے بیالیسوین [۴۲] برس
تک کا حال درج ہی تیسرے دفتر آئین اکبری مین مخصوص پادشاہ کے اوضاع اور اطوار کا بیان ہی لیکن چند سطرین
یہان بھی واسطے پیرایۂ بیان کے تحریر ہوتی ہین **القصہ** جسوقت ہمایون پادشاہ نے اس دار ناپایدار سے
رحلت فرمائی شاہزادہ محمد اکبر سکندر کی مدافعت کے واسطے جسنے قلعہ مانکوٹ سے نکلکر لاہور مین غدر برپا کر رکھا تھا
نواح پنجاب قصبۂ کلانور مین رونق افروز تھا جب اس واقعۂ ناگزیر کی خبر پائی بعد رسم تعزیت کے جمعہ کے روز
دوپہر کے وقت تاریخ سوم ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ ہجری کو اورنگ نشین خلافت ہوا اسوقت مین اکبر کی عمر تیرہ [۱۳] برس
آٹھہ مہینے اٹھائیس روز کی تھی بیرام خان خانخانان نے عمدہ مدار الملکی اور وکالت پر سرفرازی پائی اور مہمات کا
عقد و حل اور مقدمات کا قبض و بسط اسکے اختیار مین ہوا جب جشن جلوس سے فرصت ملی سکندر کی سرکوبی کو
عازم ہوا اور نیچے قلعہ مانکوٹ کے پہونچا مگر برسات کے سبب سے سپاہ کے حال پر رعایت کر کے اس مہم کو چند روز

ہوا اسیطے موقوف کیا اور وہان سے مراجعت کر کی جالندھر مین مقام کیا ؎

آنا ہیمون بقال کا اکبر کے مقابلہ مین اور قید ہوکر جان دینا

چونکہ ہیمون جو کہ سپہ سالار اور سلطان محمد عدلی کا مدار علیہ تھا اور ابراہیم خان سوز اور سلطان محمد حاکم بنگالہ اور نیز دیگر پٹھانون سے جنکو اپنی شکوہ و شوکت پر غرا تھا لڑکر فتحیاب ہوا۔ اب کیا پوچھنا تھا شیطان نے کان مین پھونک دیا کوئی شے بہتر نہین ہیمون کو نخوت اور خود فروشی نے گھیر لیا جب ہمایون بادشاہ کی وفات کی خبر سنی شاہزادہ اکبر سے ملک چھین لینا نہایت سہل سمجھا عدلی کو پٹنہ مین چھوڑکر آگرہ اور دہلی کا عازم ہوا اور پہونچتے پہونچتے امراے پادشاہی کو سہل سی لڑائی مین خارج کر کے آگرہ کو دبا بیٹھا اور وہان سے دلیرانہ دہلی کو آیا اور یزدی بیگخان کو مع دیگر امراے پادشاہی کے خفیف سی لڑائی مین بھگا کر دہلی مین متصرف ہو گیا پچاس ہزار سوار اور ڈیڑھ ہزار فیل کوہ رفتار اور اکاون بڑی توپ اور پانسو ضرب زن وغیرہ توپین ہمراہی مین رکھیں۔ یہ خبر جالندھر مین اکبر کو ملی چونکہ اس چھوٹے سے سن مین بڑی عقل تھی سکندر کی مہم ملتوی کر کے ہمایون کی گوشمالی کو عازم ہوا اطراف وجوانب کے امرا بموجب حکم حاضر ہوئے یزدی بیگخان جسنے ہیمون سے شکست پائی تھی سہرند کے مقام پر مستفیض ملازمت ہوا بیرام خان خانخانان بسبب ہم چشمی کے یزدی بیگخان کو نہین دیکھہ سکتا تھا اس سانحہ سے اوسکو اپنے خیمہ گاہ مین لیجا کر اس قصور سے کہ ایک بقال نے شکست فاش دی بھاگ آیا کو مار ڈالا اور اکبر کے حضور مین عرض کیا کہ ہیمون کی فتح اور منتسبان دولت کی شکست فقط یزدی بیگخان کی کم توجہی سے ظاہر ہوئی لہذا اوسکا قتل کرنا دوسرے کی عبرت کو کافی ہوا اکبر نے وقت پر نظر کر کے طرح دی کچھہ برا بھلا زبان پر نہ لایا وہان سے پیشتر روانہ ہوا بعض لشکر کی سرداری سکندر خان اوزبک کو ملی اور حکم ہوا کہ بطور منقلا چند کوس آگے آگے روان ہو۔ ہیمون امرا کے شکست دینے اور دہلی آگرہ کے تسخیر کرنے سے زیادہ تر دلیر ہو گیا تھا عزیمت کی خبر سنکر خود بھی دہلی سے روانہ ہوا اور غرور مین آکر توپخانہ کو پانی پت بھیجا تاکہ وہان مورچہ درست ہو رہے فوج اکبری جو کہ پیشتر پیشتر روان چلی جاتی تھی جسارت کر کے توپخانہ کو اپنے قبضے مین لائی اور اس دستبرد سے دلاوران شاہی کی طبیعت بڑہ گئی اور اوس بقال کی ہمت گھٹی اسیوقت مین ہیمون دل مضبوط کر کے پانی پت آیا اور فوج منقلا سے گرم جنگ ہوا اقبال پادشاہی نے اپنا کام کیا فوج منقلا نے میدان رزم مین لنگر جما کر خوب تلوار کی مگر فوج ہیمون کا غلبہ اور پادشاہی لشکر کی شکست ہوئی اکثرون کے پیر اوکھڑ گئے اوسوقت ہیمون نے اپنا سر ہودج سے نکالا تا کہ لشکر کو جمع کر کے تعاقب کرے قسمت مین تو یہ لکھا تھا کہ اقبال اکبری چمکے ناگاہ کسی مغل کے تیر نے گوشۂ کمان سے نکلکر ہیمون کی آنکھہ مین جگہ لی اور فورًا کاسۂ سر سے نکل گیا درد سر کی سرزنش سے اوس بدسر نے اپنا سر ہودج کے اندر تکیہ پر رکھا فوج کو گمان ہوا کہ لڑنے والی وا فسر ہو گئی سراسیمہ ہو کر سر بسر فراری ہوئی کیا خوب

کیسی فتح مین شکست نصیب ہوئی بادشاہی لشکر نے جو غنیم کی بدحواسی دیکھی مخالف کے اسباب اسلحہ وغیرہ لوٹ شروع کردی ناگاہ شاہ قلیخان اوس ہاتھی کے نزدیک جا پہونچا جسمین ہیمون مخفی تھا چاہا کہ فیلبان کو قتل کرکے فیل کو مع ساز نقرہ کے اپنے قبضے مین لاوے فیلبان نے اپنی جان بخشی چاہی ہیمون کو بتلا دیا۔ شاہ قلی اس مژدہ سے مسرور ہوا فیلبان سے لطف و مدارا کرکے مع دیگر فیل کے ہمراہ لیا ہنوز محمد اکبر سواے گردونده سے کوچ کرکے لشکر منصور منقلا تک نہ پہونچا تھا کہ فتح و نصرت کی خبر پہونچی اور تھوڑے عرصہ مین شاہ قلیخان نے ہیمون کو دست بستہ حاضر کیا ہیمون اکثر پٹھانون پر فتح پاکر اسقدر مغرور ہوا تھا کہ اکبر کو خوردسال سمجھکر کہا کرتا تھا کہ اس شیرخوارہ کی مجال نہین کہ روبرو آئے اوس غرور نے آخر گردن جھکائی ؎ تکبر مکن بر نہال اے پسر ؛ کہ روزے ز دستش درآئی بسر ؛ جسوقت یہ مغرور حضور مین آیا ہرچند بعضون نے اوس مقہور سے گفتگو کی مگر کسیکو جواب نہ دے سکا بعض امرا نے عرض کیا کہ اس بداندیش کو ملازمان شاہی خاص دست مبارک سے ہلاک کرین اکبر نے جواب دیا کہ قیدی کے مارنے مین تلوار خون آلود کرنا آئین مردمی سے دور ہے بیرام خان نے مرضی پاکر اپنی تلوار سے اوسکا سر کاٹ ڈالا اور سر اوسکا کابل اور باقی دھڑ دہلی کو بھیجا بعد قتل کرنے ہیمون کے بادشاہ نہایت جلدی سے دہلی مین تشریف لایا اور نئے سر سے جلوس کیا جو جو بدانتظامیان بادشاہی مین واقع تھین اونھین دور کیا ہندوستان کی وسیع خلافت نے رونق تازہ حاصل کی امراے دولت کو خطاب اور جاگیر مناسب حال عطا فرمائی اور ہر ایک طرف انتظام کے واسطے رخصت دی مولانا ناصر الملک عرف پیر خان نے تسخیر میوات کو اجازت پائی ہیمون کے باپ کو جسکی عمر اسّی برس کی تھی ربواڑی سے حاضر لاکر کہا کہ مسلمان ہو اوس نے کہا کہ اسی برس تک اپنے مذہب مین گنوایا اب اخیر وقت مین کیونکر قدیمی دین کی رفاقت ترک کرکے نئے دین سے موافقت کرون ناصر الملک نے اسکا جواب زبان شمشیر سے ایسا دلدوز دیا کہ کلیجا دو ٹکڑے ہو گیا

مانکوٹ پر فتح پانا اور سلطان سکندر کا اخراج

جسوقت اکبر نے یہ خبر پائی کہ سلطان سکندر نے پہاڑون سے نکلکر پنجاب مین غدر برپا کیا ہے فوراً حضور والا پنجاب کے عزیمت کی منزلین طی کرکے قصبۂ دھمیٹری مین جسے اب موزپور کہتے ہین رونق افروز ہوئے اوسوقت راجہ رامچند نگرکوٹ کا حاکم اور دیگر کوہستانی راجہ حاضر ہوکر شرفیاب ہوئے اوسوقت سلطان اکبر نے دیوان حافظ سے فال نکالی یہ شعر برآمد ہوا ؎ سکندر را نمی بخشند آبے ؛ بزور و زر میسر نیست این کار ؛ اس مضمون سے خوشوقت ہوکر پیشتر کو روانہ ہوا اور قلعۂ مانکوٹ کے نیچے جہان سکندر محصور تھا ٹھہرا لڑائی شروع ہوئی بندوق نے دل و دماغ خالی کرنا شروع کیا۔ سلطان سکندر کو یہ خبرین گذر گئین تھین کہ ہیمون بقال کی پاسبانی اقبال شاہی نے فرمائی اور خضر خان ولد سلطان محمد خان سور نے نواحی جنار گڈھ مین اپنا سکہ و خطبہ جاری اور اپنا لقب سلطان بہادر مقرر کیا اور اپنے

باپ کے انتقام کو جو ہیمون کی لڑائی مین مارا گیا تھا عدلی سے لڑا اور عین جنگ مین عدلی مارا گیا ایسی ایسی خبرون
سے سکندر کے کان کھڑے ہوئے سمجھا کہ اقبال کسکی یاری پر ہے پس عجز و نیاز سے استدعا کی کہ حضور والا کی درگاہ مین
کوئی ملازم شاہی آکر مجھے لیجاوے اسکے بموجب میر شمس الدین محمد اتکہ خان اور مولانا ناصر الملک نے اوسکے لانے کو
رخصت پائی سکندر نے ان لوگون کی حرمت اور عزت کرکے عرض کیا کہ مجھسے بڑی بڑی خطائین واقع ہوئی ہین
منہہ دکھلانے کی کوئی صورت نہین کیتا بالفعل میرے لڑکے کو دربار مین لیجائے بعد ازان فدوی بھی حاضر ہوگا
یہ التماس درگاہ پادشاہی مین منظور ہوا فرمایا کہ سکندر طرف پٹنہ جاکر اوس ولایت کو پٹھانون سے چھڑا کر اپنے
قبضے مین لائے اور اپنے لڑکے کو حضور مین خدمتگذاری کے لیے روانہ کرے آخر سلطان سکندر نے لڑکے کو دربار
شاہی مین روانہ کیا اور خود پٹنہ گیا اور دو برس کے بعد اوسی طرف سے ملک عدم کو چلا گیا جلوس کے دوسرے
سال مین یہ سب امور واقع ہوئے

بہرام خان کی نے اعتدالی اور اقبال کی بدسرانجامی کا بیان

ازانجاکہ دنون کے تقاضا سے اکبر پادشاہ امور خلافت مین بہت کم متوجہ ہوتا ملکی اور مالی کار خانے عہد ہمایون سے
بیرام خان خانخانان کے سپرد تھے اس شخص کا اقتدار نوکری اور وکالت اور امیر الامرائی کے مرتبہ سے زیادہ ہوا اور
اسقدر کل پادشاہی معاملات مین اوسکا تسلط ہوگیا کہ اوس سے زیادہ خواب و خیال ہر دولت و اقتدار کا جو نشا چاہا
بیرام خان ایسے آدمی کو مسلوب العقل کردیا اسی مستی مین بعض بعض نالایق حرکتین سرزد ہوئین اونمین سے
ایک یہ کہ عمدہ عمدہ جاگیر اور منصب اپنے رفیقون کو دیتا اور دیگر بندہاے پادشاہی سے بدسلوکی کرتا تھا
اکبر کو بچہ سمجھہ لیا تھا اپنی دانست مین کل انتظام اور مخالفون پر فتح پانا دشمنون کو زیر کرنا اپنی عقل و دانائی
سے جانتا تھا ایک بڑی گستاخی یہ کی کہ بردی بیگ خان امیر کبیر کو اکبر کی بے اجازت مار ڈالا اور مصاحب
خاص پادشاہی ملازم پر بھی ہاتھہ صاف کیا مولانا ناصر الملک اپنی خدمات سے پادشاہی عنایات سے سرفراز
ہوا تھا اوسے درگاہ سے دور کراکے کعبہ کو روانہ کیا اسیطرح اکثر اوقات اکبری ہوا خواہون سے برا پیش آتا تھا
ایکروز فیل پادشاہی فیلبان سے سرکشی کرکے بیرام خان کے ہاتھی پر ڈپٹا اور اوسکے فیلبان کو مار ڈالا بیرام خان
نے کچھہ رعایت پادشاہی آداب کی نہ کی فورًا اوس فیلبان کو مروا ڈالا اور ایکروز بیرام خان کشتی پر سوار دریاے جمن
کی سیر کرتا تھا ایک پادشاہی ہاتھی مستی سے جوش خروش کرتا ہوا جمنا مین آکر سرکشی کرنے لگا اور جب بیرام خان
کی کشتی نزدیک پہونچی یہ بدمست ہاتھی اوسکی طرف جھکا ہرچند فیلبان نے بہت سا روکا مگر نہ رکا آخر
بیرام خان اس عربدہ خیزی سے اکبر پادشاہ کی جانب بدظن ہوکر آزردہ ہوا پادشاہ نے جب یہ حال سنا فیلبان
کو دست بستہ خانخانان کے پاس بھیجدیا چونکہ اوسکے ادبار کے دن قریب آگئے تھے مطلقًا پاس ادب نہ کیا

سر دست فیلبان کی گردن علحدہ کی اسیطور سے اکثر نے ادبیان کین اوران حرکات غیر مستحسن کو سنکر بادشاہ کا مزاج برہم ہوا آخر مدارات سے درگذر کر دفعیۂ فساد کی فکر ہوئی بادشاہ تھوڑے دنون کے بعد مع چند امرا کے شکار کے بہانہ سے نکلکر دہلی چلا گیا اور شہاب الدین احمد صوبہ دار دہلی کو اپنے ارادہ سے متنبہ کر کے اطراف دہلی کے امرا کے نام اس مضمون سے فرمان جاری فرمائے کہ خاطر اقدس بیرام خان سے متغیر ہے امور سلطنت خاص اپنے ذمہ لیئے گئے جسے ہماری اطاعت منظور ہو درگاہ والا مین حاضر آئے جسقدر امرا کہ بیرام خان کے پاس تھے وہ بھی آزردہ ہوکر حضور مین چلے آئے میر شمس الدین محمد خان تکہ حسب الطلب سہرند سے حاضر حضور ہوا اور علم و نقارہ اور تمن اور منصب بیرامی سے سرفرازی پائی اور اکثر اطراف و نواح کے امرا حاضر حضور ہوئے بیرام خان نے جب یہ خبر پائی عجز و انکسار سے عرضداشت کی اکبر نے در جواب تحریر فرمایا کہ اوسکا حضور مین آنا مناسب نہین بہتر ہے کہ مکہ کو جاوے وہان سے جب لوٹے گا مورد عنایت ہوگا جب بیرام خان نے حجاز کی رخصت پائی اگرہ سے نکلکر میوات مین سلطان سکندر افغان اور تماجی خان سور کو مرخص کیا کہتے ہین کہ بیرام خان نے رخصت کیوقت مشار الیہم سے اشارہ کر دیا تھا کہ ممالک محروسہ مین خلل انداز ہون اور خود پنجاب کو چلا اکبر نے اس خبر سے باخبر ہوکر بیرام خان کے نام فرمان نصیحت عنوان صادر کیا مگر اسنے فتنہ پردازون کے اغوا اور بادشاہی شان و شوکت کے لالچ سے کچھ نہ سنا اقتدار کے غرور مین بیکانیر چلا اور چند روز راے کلیان مل زمیندار بیکانیر کے پاس آرام سے رہکر پنجاب کو عازم ہوا اور کھلے بندون باغی ہوکر ہندا و تھارہ کے راستی سے پنجاب پہونچا اکبر نے میر شمس الدین محمد خان تکہ کو مع دیگر امرا کے اوسکے مدافعہ کو مقرر فرمایا اور خود بدولت بھی عقب سے عازم ہوا اتکہ خان نہایت چالاکی کر کے جلد پہونچ گیا اور ستلج اور بیاہ کے درمیان مین موضع کو نجور متعلقہ پرگنہ دارو ک مین دونون لشکر کا مقابلہ ہوا بڑا معرکہ درپیش آیا بیرام خان غالب ہوکر فوج بادشاہی پر حملہ آور ہوا چون کہ زمین اکثر دھانون کے کھیت کی اور دلدلی تھی بیرام خان کے لشکریون کا پیر نہ اوٹھ سکا جسقدر یورش کرتے زمین پاؤن پکڑتی تھی اتکہ خان کی فوج نے جو یہ حال دیکھا اکثرون کو تیر سے دلفگار کیا بعضون کو تلوار کے گھاٹ اوتارا کتنے قید ہوئے بیرام خان اس آفت ارضی سے گھبرا کر بھاگا اور راجہ گنیش داماپور کے زمیندار کے پاس جو کوہ سوالک پر واقع ہے تلوارہ مین مقیم ہوا اس فتح کی خوشخبری سہرند کے مقام پر پادشاہ کے گوش گذار ہوئی اس نوید کو سنکر لاہور مین تشریف ارزانی ہوئی وہان پر چند روز مقیم رہکر تلوارہ کے اطراف مین شرف نزول ہوا یہان پر پہاڑیون نے پر نکالے اور آخر کار لڑائی سے بھاگ نکلے بیرام خان نے جب نصیبے کی بدسازی سے کہین بچاو نہ دیکھا درگاہ والا مین عذر خواہی کی اور اس امر کا مستدعی ہوا کہ کوئی معتمد آکر میرا ہاتھ پکڑ کر حضور مین پہونچا وے لہذا اول مولانا عبد اللہ سلطانپوری معروف

مخدوم

مخدوم الملک اور بعد ازان منعم خان نے رخصت پائی ان لوگون نے دم دلاسا دیکر بیرام خان کو امن ہئیت سے دربار مین حاضر کیا کہ رومال گردن مین بندھا تھا بیرام خان حضور مین پہونچتے رونے لگا اکبر نے عنایت کرکے رومال گردن سے دور فرمایا اور حسب دستور بیٹھنے کو حکم دیا اور اخیر مجلس مین بخوشی تمام سفر حجاز کی رخصت دی اس مہم کے بعد بیرام خان مکہ کو گیا اور پادشاہ دہلی آیا یہ معرکہ جلوس کے چھٹوین سال مین گذرا القصہ بیرام خان قطع مسافت کرتے ہوئے مضافات احمد آباد گجرات سے شہر پٹن مین پہونچا چند روز ماندگی سفر کے دور کرنیکو مقیم ہوا مبارک خان نامے ایک پٹھان لوحانی جسکا باپ ماچھی وارہ کی اوس لڑائی مین مارا گیا تھا جو کہ پٹھانون کو بیرام خان سے ہمایون پادشاہ کی رفاقت مین واقع ہی اوس جگہ موسی خان حاکم کے پاس قیام رکھتا تھا اسنے باپکے بدلے مین بیرام خان کی ہلاکت کا قصد کیا اتفاقاً ایکروز بیرام خان کسی تالاب عظیم الشان کے سیر کو کشتی پر سوار جاتا تھا بروقت مراجعت کے جب کشتی سے باہر آیا مبارک مذکور مع چالیس نفر پٹھانون کے اس ڈھب سے ظاہر ہوا کہ گویا ملاقات کو آتا ہی اور اوسنے نزدیک پہونچتے ایسا ایک جمدھر بیرام خان کی پیٹھ پر مارا کہ چھاتی سے پار ہوا دوسرے نے تلوار ماری کام تمام ہوگیا چند فقرا نے اوسکے قالب غنی کو جسنے درجۂ شہادت پایا تھا اوٹھا کر مقبرۂ شیخ نظام الدین مین مدفون کیا بعد ازان اوسکی ہڈیان مشہد مقدس مین پہونچین کسی شاعر نے اوسکی شہادت مین یہ رباعی لکھی ہی **رباعی** بیرام بطوف کعبہ چون بست احرام ❊ در رسید بکعبہ کار اوگشت تمام ❊ تاریخ وفات او بجستم از عقل ❊ گفتا کہ شہید شد محمد بیرام ❊ میرزا عبدالرحیم ولد بیرام خان جو تین برس کا تھا حضور اقدس مین حاضر ہوکر مورد الطاف ہوا اکبر نے شفقت کا ہاتھ پھیرا مرزا خانی کا خطاب عطا فرمایا جب سن تمیز کو پہونچا اور اچھی اچھی خدمات بجالایا فرزند برخوردار خانخانان سپہ سالار کا خطاب اور پنجہزاری منصب عطا ہوا اس شخص نے اچھی اچھی خدمت اور تدبیرین کین گجرات اور ٹھٹھہ اور دکن اسنے فتح کیے اور راجہ ٹوڈرمل کی وفات کی بعد وزارت کا نظم ونسق اسیکے سپرد ہوا جو خانخانان کہ موزونی طبیعت اور بلند ہمتی اور شجاعت فطری اور بذل وسخا مین مشہور ہی وہ یہی خانخانان ہی **القصہ** جب بیرام خان دنیا سے اوٹھہ گیا اکبر بادشاہ بذات خود امور جہانداری کے انصرام مین مصروف ہوا —

تسخیر مالوہ کی کیفیت

چونکہ باز بہادر ولد شجاعت خان مشہور شجاع دل خان جو کہ امراے شیر شاہی سے تھا مالوہ کا حاکم تھا شراب جوانی سے مست اور لذات نفسانی کا اسقدر پابند تھا کہ ہمیشہ عورات کی مصاحبت اور نازنینون کی معاشقت مین رہتا اکثر عورتین صاحب جمال کاہش بدر غیرت ہلال جمع کی تھین اکثر اوقات اونکے بوس وکنار مین لیل ونہار بسر کرتا منجملہ انکے روپ متی معشوقہ ایسی حسین مہ جبین تھی کہ سے سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے

ایسا بے مثل طرحدار نہ دیکھا نہ سُنا ﴿ بازبہادر اسکے دام عشق مین ایسا گرفتار تھا کہ لیلی مجنون کی کہانی فقط قصہ کہانی
تھی یہ عورت سرود سرائی مین بے نظیر تھی اکثر ہندی زبان مین مضمون باندھتی اور اپنا نام روپ متی اس خوبی سے
تضمین کرتی کہ بے اختیار دل لوٹ پوٹ ہوجاتا بازبہادر رات دن اوسکی صحبت مین اپنا عزیز وقت رائگان کرتا اور مدام
شراب کشی کے نشہ مین دن اور رات کی تمیز نہین کرسکتا تھا - جسوقت اسکی بیہوشی اور بدانتظامی کی سُن گُن اکبر نے
پائی ادھم خان کو اسکی گوشمالی اور تسخیر مالوہ کو مقرر فرمایا - ادھم خان راہ طی کرکے سارنگپور مین جو اوسکا دارالامارت
تھا پہونچا بازبہادر اپنے نشہ مین ایسا مخمور تھا کہ جب لشکر شاہی نے شہر گھیر لیا تب خبر ہوئی چار ناچار لڑنیکو آمادہ ہوا
اور تھوڑی دیر مین لڑنے سے سیر ہوکر بھاگا ادھم خان فتح پاکر شہر مین آیا اور خزانے وغیرہ اکٹھے کرنے مین مصروف ہوا
خصوص معشوقان زہرہ نوا کے فراہم کرنے مین مستعد ہوا جب نقد اور جنس اور اکثر گانے والیون کو قبضہ مین لایا -
معشوقہ روپ متی کی تلاش کرائی - بازبہادر نے بروقت اپنے شکست پانے کے نوکرون کو حکم دیا تھا کہ موجب رسم ہندوستان
کے معشوقان بیرنگ کو قتل کرین اور اونہون نے اکثر پری جمالون کو حناے خون سے لال کردیا تھا اور روپ متی ایسی
معشوقہ نازک اندام پر بھی دو چار ہاتھ صاف کیئے تھے ہنوز کام تمام نہوا تھا کہ لشکر منصور آپہونچا اور اونھین فرصت
نملی کہ اوس ناکام کا کام انجام کرین آخرکار روپ متی کو بھی ادھم خان کے حضور مین حاضر کیا اوس بخت کار بیدار مغز نے
عرض کی کہ زخم کاری سے حالت غیر ہی بالفعل مجھکو کسیکے مکان مین رکھیئے بعد صحت صحبت شریف مین حاضر ہونگی
ادھم خان نے اوسکو شیخ عمر نام فقیر کے مکان مین رکھا روپ متی اوس فقیر کے مکان مین رہکر اور اوسکے عیال و اطفال
مین بسر کر اپنا معالجہ کرنی لگی تا آنکہ زخم بیرونی تو بہتر ہوگیا مگر اندرونی جراحت جو بازبہادر کے فراق سے تھے کب اچھے
ہوتے تھے ﴿ مسیحا کیا کرے تدبیر بیمار محبت کی ﴿ کہ دارو ہی نہین جز وصل آزار محبت کی ﴿ ادھم خان کثرت اشتیاق
سے ہر وقت خبرگیران ہوتا تا آنکہ غسل صحت کا دن آیا اب کچھہ عذر باقی نرہا اوسوقت روپ متی نے عرض کیا
کہ مشک و عنبر اور کافور وغیرہ خوشبو عنایت ہو تاکہ اپنا سنگار کرکے حاضر ہون ادھم خان بشدت فریفتہ تو
تھا ہی فوراً جملہ فرمایشات مع کافور کے بھیجدین روپ متی نے بازبہادر کی وفاداری مین کافور پھانک لیا
اور چادر اوڑھکر ایسا سوئی کہ پھر نہ جاگی وفادارون مین اپنا نام کرگئی -

ذکر احوال سلاطین مالوہ

پوشیدہ نرہے کہ مالوہ نہایت وسیع ولایت ہی فراخ اور آباد ہمیشہ اوس ملک مین ذی شان حاکم ہوتے رہے ہین
اور مانند راجہ بکرماجیت اور راجہ بھوج وغیرہ نے اسی ولایت کی حکومت مین نام و نشان پیدا کیا ہی جنکے عجائب
حکایات آج تک زبان زد خلایق ہین سلطان محمود غزنوی کے زمانہ مین ظہور اسلام ہوا اور سلطان غیاث الدین
بلبن کے عہد سے یہ ولایت بادشاہان دہلی کے ماتحت ہوئی سلطان محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ نے اوس گروہ کو

جسنے اوسکے زمانۂ ادبار مین رفاقت کی تھی بعد تسلط ہونے کے رعایت کرکے چار آدمیون کو چار ولایتین مرحمت کین
اعظم ہمایون ظفر خان کو گجرات اور خضر خان کو ملتان اور دیبالپور اور خواجہ سرور خواجہ جہان سلطان الشرق کو
جونپور اور دلاور خان کو مالوہ ملا یہ انتظام ۷۹۶ سنہ ہجری مین ہوا تھا جب محمد شاہ نے رحلت کی اور ہندوستان
مین ہرج مرج واقع ہوا ہر ایک امرا نے بغاوت کی دلاور خان بھی والی دہلی سے منحرف ہوکر بطور خود حاکم ہوا اسکی
حکومت ۲۵ برس رہی بعد ازان سلطان ہوشنگ ۳۰ برس اور سلطان محمود ایک برس چند ماہ سلطان محمود خلجی
سلطان ہوشنگ کا امیر الامرا تھا اور سلطان ہوشنگ کی بہن اسے بیاہی گئی تھی اس شخص نے بادشاہ کو ساقی
سے زہر پلواکر مروا ڈالا اور خود تخت نشین ہوا اور تمام ولایت بوندی اور باڑواڑ فتح کرکے ۳۴ برس کے بعد
فوت ہوا بعد ازان سلطان غیاث الدین ۳۲ برس اور سلطان ناصر الدین ۱۱ برس ۴ مہینے ۳ روز اور سلطان محمود
۲۴ برس دو مہینے حکمران رہے سلطان بہادر شاہ والی گجرات نے سلطان محمود کو عین معرکہ مین قتل کیا اور اسکی
ولایت مالوہ اپنے تصرف مین لایا چند برس حکومت کی بعد ملو قادر شاہ امیر کہلائے اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا
جب کہ نصیر الدین ہمایون بادشاہ نے مالوہ کا عزم کیا شیر شاہ نے اوسوقت مین کہ اوسکے خروج کے ایام تھے ملو قادر شاہ
کو لکھا کہ آگرہ مین خلل انداز ہو اور سرنامہ پر مہر کردی اسنے بھی جواب لکھکر مہر لگادی شیر شاہ اس حرکت سے آشفتہ ہوا
اور غلبہ کرکے اوس سے لڑنے کو اوٹھ کھڑا ہوا قادر شاہ نے گھبراکر ملاقات کی مالوہ کے عوض مین لکھنوتی مقرر ہوئی
ایکروز بعزم ملاقات اپنے مکان سے چلا تھا راستہ مین مغلون کے گروہ کو دیکھا جو کہ اکثر معرکون مین قید ہوگئے
تھے اور آپ گوالیار کی تعمیر مین بیلداری کا کام کرتے تھے قادر شاہ ڈرا کہ مبادا شیر شاہ مجھسے بھی یہی سلوک کرے
اس خیال سے بھاگ نکلا کل چھہ برس پانچ مہینے حکومت کی شجاعت خان عرف شجاول خان افغان شیر شاہ
کے نائب نے ۱۲ برس ایک مہینے حکمرانی کی باز بہادر عرف بایزید خان کی حکومت دو برس دو مہینے ۲۳ روز رہی
ابتدائے ۷۹۶ سنہ ہجری سے لغایت ۹۶۷ سنہ ہجری تک ایکسو اکہتر برس مالوہ کی ولایت دہلی کی اطاعت سے
باہر رہی لیکن اس عرصہ مین اکثر لوگ اصالۃً اور کتنے بعض وقت مین وکالۃً حکومت کرتے رہے جب ادہم خان
نے فتح پائی اور ہزارون خزانے مع اس ولایت کے اوسکے ہاتھہ لگے مغرور ہوکر منحرف ہوگیا اور جسقدر اسباب
فیل خانہ اور توپخانہ اور عورتین وغیرہ باز بہادر کی ملکیت کی تصرف مین آئین اونمین سے کچھہ بھی درگاہ شاہی کو
نہ بھیجا اور کور نمکی سے بغاوت پر آمادہ ہوا لاجرم بادشاہ خود مالوہ کو عازم ہوا اور کاگرون کے قلعہ کے نزدیک
جو ہنوز تسخیر نہوا تھا پہونچکر طرفۃ العین مین قلعۂ مذکور کو تسخیر کیا اور پیشتر کو متوجہ ہوا ادہم خان کو آمد
بادشاہی سے آگاہی نہ تھی کاگرون فتح کرنیکو سارنگ پور سے بیخبر نکلا تھا کہ رایات بادشاہی کی پرچم لہلہاتے
نظر آئے جلدی سے پیادہ دوڑکر پابوس شہریاری سے معزز ہوا بادشاہ سارنگ پور مین جا ٹھہرا ادہم خان نے

پیشکش گذرانی چندروز تک بادشاہ اوسی مقام پر مقیم رہا اور وہان کے انتظام سے دلجمعی کرکے اور ادہم خان کو بدستور مامور فرماکر دار الخلافہ آگرہ کو واپس آیا چندروز کے بعد عبد اللہ خان وہان کی حکومت پر بھیجا گیا اور ادہم خان حضوری مین آیا خفتہ جہالت اور غرور جوانی اوسکے دماغ مین بدستور چڑھا ہوا تھا اسی بدمستی مین ایکروز دیوان عام مین شمس الدین محمد خان اتکہ سے گفتگو کی اور اوسکو قتل کرڈالا اور بادشاہ کے قصد مین حرم سرا کو چلا بادشاہ خواب استراحت مین تھا شور وغوغا سنکر باہر کو چلا راہ مین ادہم خان سے دوچار ہوگیا تیغ برہنہ خون آلودہ دیکھکر دانائی سے دریافت کرگیا آواز دی کہ اے نلے حیا میرے اتکہ کو کیون ذبح کیا یہ کہکر ایسا ایک گھونسا سر پر مارا کہ ادہم خان بیہوش ہوکر گر پڑا اور حاضرین نے بموجب حکم اوسکو باندہ کر قلعہ کے کنگورہ سے نیچے گرادیا کہ ایک گھڑی مین اوسکا دم نکل گیا

ولایت کہکران کی فتحیابی کا بیان

یہ ولایت سند اور بہٹ کے درمیان مین واقع ہے وہان کے حاکم ہمیشہ اوسی قوم کے رہے اور بادشاہ کی اطاعت نہین کرتے رہے ہین بعضون نے لکھا ہی کہ قدیم سے یہ ولایت کشمیر مین داخل تھی سلطان محمود غزنوی نے فتح کرکے کہکر نام اپنے ایک امیر کو سپرد کیا اوسوقت سے اوسکی نسل کہکر کے نام سے مشہور ہوئی اور وہی قوم باستقلال وہانکے حاکم رہے شیر شاہ اور اسلام شاہ مدت دراز تک اوسکے تسخیر کرنے مین ساعی رہے اور ایک قلعہ رہتاس نام اوسکے سرحد پر بنایا تاکہ کہکر لوگ عاجز ہوکر مطیع ہون لیکن کچھہ حاصل ہوا اور صلح ہوگئی سلطان باربک وہانکا حاکم مع اپنے لڑکے کمال خان کے اسلام شاہ کی ملاقات کے ارادہ سے حاضر ہوا اوسنے اوسے قید کرکے گوالیار کے قلعہ کو بھیجدیا مگر اوسکا بھائی سلطان آدم تخت پر بیٹھکر ایسا منتظم ہوا کہ اپنی ہمت مردانہ سے مخالف کو دخل ندیا اور اسلام شاہ نامراد واپس ہوا ایک مرتبہ اسلام شاہ نے حکم دیا کہ گوالیار کے قیدخانہ مین سرنگ لگاکر اوڑادین لوگون نے ویسا ہی کیا سلطان سارنگ وغیرہ جملہ قیدی باروت کے اثر سے اوڑکر عالم نیستی کو چلے گئے حفظ الٰہی دیکھیے کمال خان ایسی آفت جانسوز سے بچکر قیدخانہ کے کسی گوشہ مین سلامت رہا جب پٹھانون کا رشتۂ اقبال ٹوٹا قلعۂ گوالیار سے خلاص ہوکر اکبری نوکرون مین شامل ہوا اور ہیمون وغیرہ کے معرکون مین ایسی جانفشانیان کین کہ مورد تحسین ہوا جب بادشاہ کو زیادہ تر مہربان پایا اپنی ولایت موروثی کو مرحمت ہونے کی استدعا کی لہذا فرمان والا سلطان آدم کے نام صادر ہوا کہ چونکہ اس شخص نے کامران مرزا کے قید کرنے مین ہمایون بادشاہ جنت آرامگاہ کے روبرو اچھی خدمتین کین اور ہنوز اس خاندان کی فرمان برداری مین دم بھرتا رہا ہی لہذا حکم ہوتا ہی کہ نصف ولایت اسے دیجاوے۔ سلطان آدم نے برگشتگی طالع سے مجبور ہوکر عدول حکمی کی اور بموجب حکم کچھہ تعمیل نہ کی لہذا امیر محمد خان بڑے بھائی اتکہ خان کو مع دیگر امرا کے حکم ہوا کہ سلطان آدم کو گوشمالی دیکر کمال خان کو مامور کرین سلطان آدم نے اپنے حوصلہ سے زیادہ پیر نکالے

قصبہ ہیلان مین اوسطرف دریاے بہت کے آگے لشکر بادشاہی سے مقابل ہوا مگر منہہ کی کہا کر پیٹھہ دکھائی —
امیر محمد خان نے پہنچا کیا اور کل وہ ولایت ضبطی مین لا کر ممالک محروسہ مین شامل کی اکبر نے قدر دانی کی راہ سے
تمام وہ ولایت کمال خان کو مرحمت فرمائی اور سلطان آدم بپاداش عدول حکمی کے خارج ہوا

اکبر بادشاہ کا تیر کا زخم کھانا

ایکروز بادشاہ روضہ شاہ نظام الدین اولیا کے زیارت کو گیا تھا جب وہان سے مراجعت فرمائی چوک مین آیا کوئی
خونخوار کمین گاہ مین لگا ہوا تھا بادشاہ کے سیو بچتے ہی اوسنے تیر مارا کتف راست پر لگا ایک بالشت تک زخم آگیا
ہمراہیون نے شور اوٹھایا اوس گردن زدنی کو گرفتار کر کے حاضر حضور کیا اور چاہا کہ مجرم سے اس مبادرت کی
کیفیت پوچھین مگر بادشاہ نے فرمایا کہ جلد تر اس ناہنجار نابکار کو بار زندگی سے سبکدوش کرین تا کہ اپنی تقریر سے
کسی دوسرے کو بھی نہ لے مرے چنانچہ حسب الحکم اوسکی گردن ماری گئی اور بادشاہ باوجود ایسے زخم سنگین کے
بکمال استقلال اوسی طور گھوڑے پر سوار در دولت تک چلا آیا معالجہ شروع ہوا ایک ہفتہ مین غسل صحت فرمایا
اور تب یہ بات ظاہر ہوئی کہ قاتل ملعون کا نام قتلق اور شرف الدین حسین مرزا کا غلام تھا اور
یہ حرکت اوسکی بموجب اشارہ مرزاے مذکور کے ظاہر ہوئی تھی

شاہ ابو المعالی کا مارا جانا

یہ شخص ہمایون بادشاہ کے عہد مین جمال ظاہری کے وسیلہ سے مقرب درگاہ ہوا اپنے تئین فرزندان بادشاہی
مین شمار کرتا تھا اگرچہ حسن ظاہر رکھتا تھا مگر حسن باطن سے محروم تھا جس وقت قصبہ کلانور مین اکبر بادشاہ نے
جلوس فرمایا جمیع امرا حاضر ہوئے مگر یہ شخص نہ آیا اور اپنے بیہودہ خیالات مین پھنسا رہا آخر کو بیرام خان خانخانان نے
دم دلاسے سے حاضر کیا اور وہین پر قید ہو کر لاہور بھیجا گیا آخر کو کوتوال کی غفلت سے نکل بھاگا مگر پھر قید ہو گیا
اور اس مرتبہ بیانہ کے قلعہ مین قید کیا گیا جسوقت بیرام خان کے دلمین بغاوت کی ہوا سمائی بیانہ کے قیدیون کو
رہا کر دیا اونھین کے ضمن مین اسنے بھی رہائی پا کر مکہ کی راہ لی بعد چند سال کے دوبارہ ہندوستان مین آکر شورش
اوٹھائی مگر کچھہ ہو نہ سکا آخر کابل چلا گیا وہان پر ماہ جوجاک بیگم محمد حکیم مرزا کی مان کو سحر و جادو سے متفق کر لیا
اوسکی لڑکی اپنے عقد مین لا کر کابل کا مدار علیہ ہوا اور باشندون کی تالیف قلوب کر کے جب قابو پایا بیگم کو قتل
کر ڈالا اور خود مستقل ہو بیٹھا تھوڑے عرصہ مین بیگم کے لواحقین کو بھی عدم کی راہ بتلائی جب مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے
اس حقیقت سے آگہی پائی بموجب درخواست محمد حکیم مرزا کے کابل پر لشکر کشی کی ادھر سے شاہ ابو المعالی بھی بعزم پیکار
برآمد ہوا دریاے غوربند کے کنارے دونون لشکر سے جنگ ہوئی محمد حکیم مرزا جو کہ اوس سے نہایت تنگ تھا عین جنگ مین
جلو ریز سلیمان مرزا کے پاس آ پہونچا اس حال کے دیکھنے سے ابو المعالی کا جی چھوٹا ہو گیا یکبارگی بھاگا بدخشانیون

بھیجا کر کے موضع جاریکاران مین قید کیا۔ مرزا سلیمان نے بعد فتح کے کابل مین پہونچکر بعض محالات اوراکی جاگیر مین عطا فرمائے اور اپنی لڑکی کو محمد مرزا کے عقد مین دے کر بدخشان کو معاودت کی شاہ ابوالمعالی کو پابزنجیر مرزا کے پاس بھیجا مرزا نے اپنی والدہ کے قصاص مین گردن ماری اور کفران نعمت کا مزہ چکھا دیا۔

ولایت گڑہ جسکو گوندوارہ کہتے ہین فتح ہونا

قبل اسکے کسی مسلمان پادشاہ نے اس ولایت پر فتح نہین پائی تھی اسوقت مین جو راجہ دلیپ وہان کا حاکم فوت ہوا اوسکا لڑکا بیر نراین پانچ برس کی عمر مین قایم مقام ہوا اور رانی درگاوتی اپنے لڑکے کی خوردسالی کے سبب سے خود حکومت کرتی تھی یہ رانی شجاعت اور دانائی مین یگانہ تھی لڑائی مین رستم دستان کی یاد دلاتی اور سیر و شکار مین شیرونکا منہ پھیر دیتی جب اکبر کے حضور مین یہ حال گزارش ہوا آصف خان اور عبدالمجید وزیر خان اوسکا بھائی جو کہ شیخ زین الدین خوافی کے اولاد مین تھا۔ اور ہمایون اوسکا معتقد تھا اوس ملک کی تسخیر پر مامور ہوئے الغرض وے لوگ اوس طرف پہونچکر صف آرا ہوئے رانی درگاوتی بھی مسلح ہوکر فیل سوار معرکہ کارزار مین آئی۔ اور رستمانہ اپنے ہاتھہ سے تیر و تفنگ سر کرتی تھی اوسکی تدبیر مردانہ قابل ستایش ہوئی آخر کو آصف خان نے فتح پائی اکثر رانی کے لشکری کشتہ اور خستہ ہوئے اور باقیماندون نے پیٹھہ دکھلائی رانی نے اپنا حال ابتر دیکھہ کر ایک برہمن سے جو کہ فیل سوار اسکے ہاتھی کے برابر تھا کہا کہ شمشیر خونفشان سے میرا کام تمام کر اوسنے جواب دیا کہ اپنے ولی نعمت پر میرا ہاتھہ نہین اوٹھہ سکتا یہ سنکر وہ مردانہ عورت بولی کہ نیکنامی سے مرنا بہتر ہے نہ کہ بیحیائی مین زندگی کرنا یہ کہکر اپنے ہاتھہ سے اپنا کام تمام کیا۔ وہ ولایت آصفخان کے ہاتھہ لگی ایکسو ایک اشرفی طلائی سوا نقرہ وغیرہ ساز و سامان طلائی اور نقرہ کے ہاتھہ لگے آصف خان نے اوس کل مال سے کچھہ تھوڑا سا اکبر کی درگاہ مین روانہ کر دیا اور اسقدر ملک وسیع کی فتحیابی سے اور دولت کے حاصل ہونے سے مغرور ہوکر بغاوت اختیار کی مگر آخر کو لاچار ہوکر در دولت پر حاضر ہوا اور چیتور وغیرہ کی مہم مین کار نمایان بجا لا کر مورد تحسین ہوا

قلعہ اکبر آباد کی تعمیر کا بیان۔

دسوین سال جلوس مین ۹۷۲ سنہ ہجری کے مطابق بنا ڈالی گئی ہر روز چار ہزار اوستاد سنگتراش اور معمار اور آہنگر اور نجار اور مزدور کام کرتے تھے ۳۰ گز چوڑائی اور گہرائی بنیاد کی پانی تک پہونچی اور بلندی ۶۰ گز کنگرہ تک پتھر سے تراش کر بنیاد رکھی ہر اسی طرح عمارتین دلکشا اور منزلین فرح افزا دولتخانہ والا مین طیار کین اور نقاشان جادوکار اور مصوران سحر پرداز نے اچھی اچھی تصویرین بنائین جسکے دیکھنے سے مانی اور بہزاد کے نگارخانہ کی خاک قدر نرہی آٹھہ برس کے عرصہ مین ایسی عمارت کا قلعہ اور شہر تعمیر ہوا اکبر آباد نام رکھا گیا یہ شہر ہندوستان کے وسط مین معمور ہے آب ہوا اوسکی بہت خوش اور دریا کی سیر دلکش ہے

بیان قصہ علی قلی خان و بہادر خان کا

جسوقت ہمایون بادشاہ غفران پناہ عراق سے لوٹا تھا منجملہ عراقی لشکر کے جو شاہ طہماسپ نے کمک کے لیے دیا تھا حیدر خان مع اپنے دونون بیٹون علی قلی خان اور بہادر خان کے ہمراہ تھا حیدر خان اوسیوقت مرگیا تھا جب قندھار فتح ہو کر کامران مرزا سے ہمایون نے شکست کھائی تھی دونو لڑکے ہمرکابی مین تھے انھون نے اپنی خدمات شایستہ سے خانی کا خطاب حاصل کیا جب ہمایون گلگشت جنان کو سدھارا اور اکبر کے جلوس سے تخت خلافت نے زینت پائی اور ہیمون بقال وغیرہ سرکشون نے بخوبی گوشمالی پائی علی قلی خان نے خانزمان کا خطاب پایا جو کہ شجاعت رکھتا تھا سنبھل سے اودھ تک اپنے قبضہ مین لایا اور دوسرا بھائی بہادر خان بھی خدمات متین کرکے مدار المہام اور رکن سلطنت ہوا خانزمان کمینون کی مصاحبت سے اپنی شجاعت پر مغرور ہوا برخلاف ہوکر بغاوت کرنے لگا بعض امور جو برخلاف مرضی حضور کے تھے بجالایا اونمین سے ایک یہ ہوا کہ شاہم بیگ نام ایک ساربان کا لڑکا تھا نہایت حسین بادشاہی قورچیون مین بھرتی تھا خانزمان کو اوسکا لگاو ہوا بادشاہ ہمایون کے گذرنے کے بعد تسلی اور دلاسا کرکے اوسکا رجحان اپنی طرف کیا اور اپنی لگاوٹ ظاہر کرکے اسدرجہ کو پہونچائی کہ اوسکے روبرو کورنش بجالاتا اور بادشاہ کہتا جسوقت یہ خبر شاہ اکبر کو ملی نصیحت آمیز فرمان صادر فرمایا اور مکرر لکھا کہ ساربان پسر کو روانہ درگاہ کرے یہان غرور نے گردن دبائی تھی کچھہ حکم نہ بجالایا بلکہ اور زیادہ بدمستیان کرنے لگا بادشاہ کا مزاج زیادہ برہم ہوا جب بیحد مبالغہ ہوا ظاہر مین اوسے اپنے پاس سے دور کر دیا خانزمان کے حرم مین ایک رنڈی آرام جان نامے تھی جسے شاہم بیگ کے مستدعی ہونے سے اوس منکوحہ کو اوسے دیدیا تھا اور شاہم بیگ نے تھوڑے عرصے کے بعد عبدالرحمن کو جو اسکا دوست اور اوس رنڈی پر فریفتہ تھا دیدی - اسوقت مین کہ خانزمان کے پاس سے شاہم بیگ جدا ہو کر عبدالرحمن کے پاس پرگنہ سرہرپور مین چلا آیا تھا ایکروز عین مستی مین عبدالرحمان سے اپنی رنڈی طلب کی اوسنے عذر کیا اسے برا معلوم ہوا بری طرح سے پیش آیا عبدالرحمن کو قید کر لیا اور رنڈی کو اوسکے گھر سے نکال کر خود متصرف ہوا عبدالرحمن کے بھائی حمیت کے تقاضا سے لڑ کھڑے ہوئے اور شاہم بیگ کو قتل کر ڈالا جب یہ خبر خانزمان کو پہونچی آشفتہ ہوا چونکہ اودھ تک حکومت حاصل تھی اور شیر شاہ کو شکست دے چکا تھا زیادہ تر مغرور ہو کر شاہم بیگ کا قتل ہونا بادشاہ کے اشارہ سے سمجھا صاف باغی ہو گیا بہادر خان بھی اس بغاوت مین شامل ہو گیا اب دیکھیے دونو بھائیون نے ملک ممالک محروسہ مین خوب خلل اندازیان کین چند مرتبہ جب بادشاہ اونکی سرزنش کو عازم ہوا امرا کے عذر و معذرت سے انکی تقصیرات معاف ہوتی رہین جب اکبر نے دیکھا کہ چند مرتبہ انکی تقصیر معاف ہوئین اور انہین کچھہ ہوش نہوا عزم کیا کہ انکی جڑ کھود ڈالیے پس اکبر آباد سے یلغار کرکے چند روز در شب مین پرگنہ سکرور آ پہونچا اور دفعتاً مخالفون کی سرزنش کرنے لگا -

دونو بھائیون نے خوب داد رستمانہ دی اوسوقت پادشاہ کے ہمرکاب کل پانسو سوار اور کسیقدر ہاتھی تھے مگر تایید الٰہی کے لشکر ہزارہا ہزار ہمراہ تھے قضارا عین لڑائی مین بہادر خان کا گھوڑا چراغ پا ہوا ساری بہادری بھول زمین پر گرا۔ بہادران اکبری نے جھٹ قدم بڑھایا قید کر لیا اور اوسکے ہاتھ گردن پر باندہ کر حضور مین لائے اکبر نے سوال کیا کہ اے بہادر ہماری طرف سے تیرے حق مین کیا برائی ہوئی کہ تو نے فساد برپا کیا اوسنے کچھ جواب ندیا جب زیادہ اصرار ہوا کہا الحمد للہ علی کل حال اسی درمیان مین شہباز خان نے بموجب حکم والا کے سر کاٹ ڈالا تھوڑی دیر کے بعد کسی پاجی شاہی مغل ملازم نے خانزمان کے ہمراہی کو حاضر کیا اور کہا کہ سرکار پادشاہی کے ایک دنتے ہاتھی نے خانزمان کو مارا کہ عین معرکہ مین پڑا ہے حکم ہوا کہ جو کوئی مدبرون کا سر لائے گا فی سر ایک اشرفی پاویگا اور ہندوستانی سر کا ایک روپیہ۔ اس حکم کے ہوتے ہی اکثرون نے سر اوٹھایا اور تھوڑے عرصہ مین سر لا لا کر اشرفی روپیہ پانے لگے تا آنکہ خانزمان کا سر آیا پادشاہ نے گھوڑے سے اوتر کر سجدۂ شکر خداوندی مین سر جھکایا اور دونو نمک حرام کے سر اکبر آباد کو بھیجدیے تیسرے سال جلوس سے گیارہوین سال تک ان دونون مفتریون کے جھگڑے بکھیڑے مین چار دانگ ممالک محروسہ

ششدر رہا اور شروع بارہوین سال مین سزائے اعمال کو پہونچکر سب تین پانچ بھول گئے

بیان شورش مرزایان و فوج تادیب و تخریب و تسخیر ولایت گجرات کا

ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا اور مسعود حسین مرزا اور عاقل حسین مرزا ولد محمد سلطان مرزا جنکا سلسلہ امیر تیمور گورکان سے ملتا ہے اپنی بدسرشتی سے شورشین اوٹھانے لگے خانزمان اور خان بہادر سے یکدل ہوکر ممالک محروسہ مین خلل انداز ہوئے باپ انکا محمد سلطان نہایت ضعیف واقعہ پرگنۂ اعظم پور سرکار سنبھل اپنی جاگیر مین گذر اوقات کرتا تھا جب کہ خانزمان اور بہادر خان اپنی سزائے اعمال کو پہونچے مرزایون کے حصہ مین فتنہ و فساد آیا جسوقت رایات پادشاہی پنجاب کیطرف عازم ہوئے مرزایون نے سنبھل سے نکلکر لوٹ مار شروع کردی اور بعض جاگیر دارون کو قتل کرکے لوٹ لیا اور اونکی جاگیرین اپنے تصرف مین لائے اور دہلی پہونچکر قلعہ کو گھیرا اس اندھا دھند سے عظیم شورش برپا ہوئی اکبر نے اس واردات کے سنتے پنجاب سے مراجعت کی مرزایون کو جو نہضت اکبری کی خبر ملی دہلی سے ہاتھ اوٹھا کر مالوہ کو چلے پادشاہ نے دہلی مین پہونچکر اونکی سرزنش کو لشکر مقرر فرمایا مرزایون نے مالوہ پہونچکر محمد قلی برلاس سے اوس ولایت کو فتح کرلیا ہنڈیہ تک انکا قبضہ ہوگیا تھا جب لشکر پادشاہی سزا کو معین ہوا اوسوقت گجرات کا حاکم سلطان محمود مر گیا تھا اور اوسکا غلام چنگیز خان اوس ولایت مین حاکم تھا مرزا لوگ پادشاہی فوج کا مقابلہ نکرسکے جب کسی طرح بچاو کی صورت ندیکھی چنگیز خان کی پناہ مین گئے چون کہ اعتماد خان گجراتی جو سلطان محمود کے امرا مین تھا احمد آباد مین چنگیز خان سے لڑ رہا تھا چنگیز خان نے انکا پہونچنا غنیمت سمجھا انکی جاگیرین بھروچ مقرر کردیا چون کہ انکی سرشت مین نیکی کا نام نہ تھا وہان بھی رو براہ نرہے چنگیز خان سے لڑ پڑے

خاندیس کو چلے اور وہان سے مالوہ آئے جب کہ جہاز خان حبشی نے چنگیز خان کو مارا اور ولایت گجرات مین بڑا خلل پیدا ہوا مرزا لوگ مالوہ سے گجرات آ پہونچے اور نے خرخشہ چانپانیر اور سورٹھہ کے قلعہ اپنے قبضہ مین کر لیے بعد ازان قلعہ بھڑوچ بھی تصرف مین لائے اور کسیقدر طاقت بہم پہونچائی جب یہ مقدمہ دربار مین ظاہر ہوا بادشاہ خود انکی سرکوبی اور گجرات کی فتح کو عازم ہوا جب گجرات کے اطراف مین پہونچا سلطان مظفر عرف ننہو کو جو اوسی ولایت کا حاکم اور سلطان بہادر کی اولاد سے چھوٹی عمر کا لڑکا تھا بسبب خلل اندازی مرزاؤن کے سراسیمہ مارا مارا پھرتا تھا لوگون نے قید کر کے حضور مین پہونچایا اکبر نے اوسے محبوس کیا بعد چند دنون کے جب قابو ملا وہ بچہ قید سے نکل کر رو بفرار ہوا - اعتماد خان خواجہ سرا مدار علیہ گجرات مع دیگر امرا کے حاضر حضور ہوا اور نے جنگ و جدل کے گجرات فتح ہو گیا احمد آباد مین خیمہ گاہ شاہی ہوا مرزا عزیز کوکلتاش ولد خان اعظم شمس الدین محمد اتکہ نے اپنا موروثی خطاب خان اعظم کا حاصل کیا اور گجرات کی صوبداری پر مقرر ہوا بعد ازین حضرت بادشاہ نے احمد آباد سے تیس کوس پر بندر کھنبایت مین جاکر دریاے شور کی سیر فرمائی وہان سے مرزاوین کی گوشمالی کو متوجہ ہوا قصبۂ سرنال مین لڑائی درپیش ہوئی مرزاؤون کو تاب نہوئی ہر ایک نے اپنی اپنی راہ لی اکبر بعد فتح و ظفر سورٹھہ کو آیا اسوقت مین راجہ علیخان حاکم خاندیس کے بھائی نے ملازمت حاصل کی مورد عنایات ہوا ایکروز سور کے مقام مین راجپوتون کی مردانگی اور دلی کا ذکر ہوا کہ ان لوگون کے روبرو جاہ کی کچھہ قدر نہین ہے جیسا کہ بعض راجپوت لوگ جس نیزہ مین دونو طرف سنان لگے ہون ایک شخص کے ہاتھہ مین دیکر یہ حرکت کرتے ہین کہ دو آدمی برابر والے دونو طرف برچھی کے پھل مین اپنی چھاتی بھڑ کر ایک دوسرے کی طرف زور کرتے ہین اوسوقت سنان دونون کی پیٹھہ سے نکل جاتی ہے اور باہم گر ملکر مردانگی کرتے ہین اکبر نے اس کلام کے سنتے ہی فوراً اپنی تلوار غلاف سے نکالی اور قبضہ دیوار مین رکھکر تلوار کی نوک اپنے سینہ پر رکھکر کہا کہ میرا کوئی ہمسر نہین کہ مانند راجپوتون کے حرکت کرون لہذا اپنی سیف کی نوک سے دیوار پر حملہ کرتا ہون حاضران دربار کی عجب حالت ہوئی کسیکی یہ دم نہوئی کہ سانس لے راجہ مان سنگہ نے اخلاص کی راہ سے ایسا ہاتھہ تلوار پر مارا کہ اکبر کے ہاتھہ سے گر پڑی جسقدر انگوٹھا اور کلمہ کی انگلی کے درمیان مین میدان ہوتا ہے بادشاہ مجروح ہوا اکبر کو جو غصہ آیا راجہ مان سنگہ کے سر پر ٹپک کر چڑھ بیٹھا مظفر سلطان نے گستاخی کی دست مجروح کو اینٹھہ کر راجہ کو خلاص کیا اس کشاکش مین زخم زیادہ ہو گیا مگر جلد حکما کی علاج سے مندمل ہوا الغرض قلعہ سورٹھہ کی فتح سے دلجمعی کر کے احمد آباد مین تشریف لائے اس شہر کی آب و ہوا ناگوار ہوئی فرمایا کہ مجھے بڑی حیرت ہے کہ کسنے اس شہر نے فیض کو اس محل پر آباد کیا اس ہرزہ بوم مین کون سی لطافت اور خوبی ملاحظہ کی اور اوسکے بعد دوسرون کو کیا فائدہ ملا کہ عمر عزیز اس خاکدان مین بسر کی معاذ اللہ اوسکی ہوا کل طبیعتون کو ناسازگار اور پانی [illegible] ناگوار زمین ریگستان سے زیادہ [illegible] گرد و غبار کی وہ شدت کہ جب [illegible]

آنکھون کی پتلی نظر نہین آتی تھی شہر کے متصل کی ندیان ایام بارش کے سوا خشک رہتی تھین کنوون مین حضرت یوسف کے گریۂ تلخ کا شور ہنوز اپنا نمک دکھلا رہا ہی شہر کے تالاب کا پانی دھوبیون کے صابون سے دہی کا پانی ہی دولتمند لوگ اپنے تہخانون مین حوض بنواتے ہین اور گچ اور چونہ سے اسقدر مصفا کہ بارش کا منھ جھین کر وہان جمع ہو جاتا ہی وہی پانی سال بھر زندگانی کے بودھے کو ہرا رکھتا ہی۔ جب پانی نے ہوا نہ پائی اور اوسکے بخارات رفع ہوئے اوسکی مضرت ظاہر ہی جنگل مین لالہ وگل کے عوض تمام تھوہر لگا ہی جسکی ہوا سے انسان کے بدن مین جو فائدہ پہونچتا ہی معلوم خلاصہ یہ کہ قلعہ گویا زمین پر دوزخ ہی تعجب تو یہ ہی کہ باوجود ایسی سرزمین نحوست آگین کے وہان کے باشندے حسن و صورت مین حور و غلمان کو شرماتے ہین دولتمندی اور خوش معاشی کثرت سے ہی

القصہ جب کہ اکبر شاہ احمد آباد مین ٹھیرا تھا ابراہیم حسین مرزا اور مسعود حسین مرزا نے قابو پاکر دہلی کو عزم کیا اور دہلی مین آکر سنبھل کو چلے گئے۔ جب اکبر نے خبر پائی احمد آباد سے آگرہ کو عزیمت فرمائی ابراہیم حسین مرزا اور مسعود حسین مرزا عزیمت شاہی کی خبر پاکر سنبھل سے دیبالپور ہوتے ہوئے پنجاب کو روانہ ہوئے۔ حاکم پنجاب نگرکوٹ کی مہم مین پھنسا تھا اور کام تمام ہونے کو نزدیک تھا بضرورت وہانکے راجہ سے صلح کرکے مرزاؤن کی مدافعت کو عازم ہوا اور مقام ٹھٹھہ والی ملتان مین جنگ ہوئی اور خفیف سی لڑائی مین مرزا مسعود حسین گرفتار ہو گیا۔ اور مرزا ابراہیم حسین بھاگ کر ملتان کیطرف کسی بلوچ کے گھر مین جا چھپا بلوچون نے اوسے قید کرکے سعید خان حاکم ملتان کے حوالہ کیا اور وہ ٹھٹھہ کی لڑائی مین زخمی ہوا کہ اوسی جراحت مین جان سے درگذرا۔ مرزا مسعود حسین کو خان جہان نے حضور اکبری مین روانہ کیا یہان جان سے تو مارا گیا صرف قید مین رکھا مگر خود چند عرصہ مین مر گیا اور محمد حسین مرزا جو قصبہ سرنال کی لڑائی سے بھاگ کر دکھن طرف دولت آباد گیا تھا دوبارہ گجرات مین آکر شورش کرنے لگا اور اختیار الملک گجراتی کے اتفاق سے احمد آباد کے قلعہ کا محاصرہ کیا خان اعظم کوکلتاش بیتاب ہوکر محصور ہوا اکبر نے خبر پاکر یلغار کرنا مناسب سمجھا چند جان نثارون کے ساتھ فتح پور کی راہ سے سریع السیر ہوا اس قدر مسافت دراز کو نو روز مین طی کیا اور ہنوز مقدم پادشاہی کی خبر تک نہ پہونچی تھی کہ خود داخل احمد آباد ہوا مخالف قلعہ کے محاصرہ مین ایسا بیخبر تھا کہ آہٹ تک کان مین نہ پہونچی یکایک نقارۂ اقبال اکبری نے اوس پنبہ بگوش کے کان پھاڑے قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر مقابلہ کو آیا آتش کارزار شعلہ فشان ہوئی بادشاہ غیرت شجاعت اور فرط دلیری سے خود معرکہ مین جا ملا اور اس طرح دشمن سے بھڑا کہ تماشائیون کو حیرت ہوئی کسی مخالف قوی جنگ نے عین جنگ مین نزدیک پہونچکر اسپ خاصہ پر ایک تلوار ماری کہ گھوڑا جراغ پا ہوا اکبر نے اپنی پھرتی اور چالاکی سے گھوڑے کو ہموار کرکے اوس منہ زور کے ایسا نیزہ مارا کہ چھاتی سے پار ہوا اوسکے پیچھے سے دوسرے ندیمین نے نیزہ کا جوا دیا حاضرین نے اوسکا کام تمام کیا۔ دشمن کا لشکر بیس ہزار اور پادشاہی فوج آٹھ ہزار تھی مخالف چیرہ دستی سے

فوج چیر کر چلا آتا تھا قضارا دشمنون نے فوج شاہی پر بان رانین اتفاقاً اوس آن مین تھوہرون کے درختون سے صدمہ کہا تا
اور لوٹے اپنے لشکر پر جا پڑے اور بہت سے مخالفون کے خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دیا اوسی عرصہ مین ایک ہاتھی دشمنون
کا فوج اکبری پر حملہ کرتے ہوئے آتا تھا کہ اوسی بان کی آن بان سے اولٹا بھاگا اور اعدا کے لشکر کا انتظام برہم ہوا
خدا کے فضل سے یہ دونو امر مخالف کی پست ہمتی کے باعث ہوئے اور اولیاے دولت کے حصہ مین فتح و نصرت
آئی مرزا محمد حسین زخمی معرکہ سے نکل بھاگا کسی بادشاہی سپاہی نے قید کر لیا اوسنے ہاتھہ باندہ کر حضور مین پہونچایا
زخم کے درد اور خجالت سے بات کرنے کا ہوش نہ تھا اور پیاس کے سبب سے نزدیک تھا کہ جان اونہون کی
سینہ سے نکل جائے شاہ اکبر نے رحم فرما کر آب خاصہ عنایت کیا اور چاہتا تھا کہ قلعہ مین قید کرے مگر راجہ بھگوان داس کی
سعی سے مکافات کو پہونچا لہذا اختیار الملک بھی جو خاص اس فساد کا بانی تھا بھاگتے مین گھوڑے سے گر کر قید
ہو گیا اوسکا سر کاٹ کر حضور مین آیا۔ اور عاقل حسین مرزا وغیرہ پراگندہ ہوئے اکبر فتح و فیروزی سے احمد آباد
مین داخل ہوا اور نئے سر سے بد انتظامیون کا بندوبست فرما کر گیارہ روز کے بعد معاودت فرمائی چالیس روز مین
یہ آنا جانا اور انتظام مہم در بحر بجفت فتح و ظفر مراجعت فرما کر فتح پور پہونچنا ظہور مین آیا۔ چند سال کے بعد گلرخ بیگم کامران مرزا کی
لڑکی اور مرزا ابراہیم حسین کی بی بی جو بر وقت تفرقہ مرزایون کے مرزا مظفر حسین اپنے لڑکے کو ہمراہ لیکر دکھن چلی گئی تھی
اب گجرات مین آئی اور شر و فساد شروع کر دیا راجہ ٹوڈرمل جو واسطے تشخیص جمع کے گجرات گیا ہوا تھا بمقابلہ
پیش آیا اور فتح حاصل کی مخالف کھنبایت کی راہ نکل گیا۔ اس لڑائی مین اکثر مرد اور عورات جو لباس مردانہ پہنکر
لڑتی تھین قید ہو گئین مظفر حسین مرزا جو دکھن کو چلا جاتا تھا راجہ علیخان نے گرفتار کر کے درگاہ اکبری کو بھیجدیا
مدت تک مقید رہا آخرش تین برس کے بعد چھوٹکر اپنی لڑکی بادشاہ کو بیاہ دی ابتدای گیارہوین سال
جلوس سے لغایت ۲۳ سال جلوس مرزایون سے لڑائی بنی رہی بعد قید ہونے مظفر حسین مرزا کے بالکل فساد
رفع ہو گیا۔ چند سال کے بعد خان اعظم کے عوض مین اعتماد خان گجراتی نے اوس ولایت پر شرف تقرر پایا
سلطان مظفر عرف نتھو جو سلطان بہادر کی اولاد مین تھا اور سابق مین اکبری قید سے بھاگا تھا اوسوقت مین
قابو پا کر بر سر شورش ہوا اور تھوڑی سی جمعیت بہم پہونچائی فتنہ سازی کے واسطے دستاویز بغاوت طیار ہوئی
اعتماد خان سے لڑ کر غالب ہوا اور شہر احمد آباد کو غارت کر کے اپنا تسلط بخوبی کر لیا سکہ و خطبہ بھی جاری ہوا۔
جب یہ حال بادشاہ کو معلوم ہوا مرزا خان ولد بیرام خان خانخانان کو اوس ولایت کی حکومت پر مقرر کیا۔
قبل اسکے پہونچنے کے سلطان مظفر استیلا پا کر تمام اوس ملک پر متصرف ہوا اور قطب الدین محمد خان جو بہروچ مین
تھا عاجز ہوا آخر قول کا سہارا لیکر بادشاہ پاس حاضر ہوا مگر اوسنے بد عہدی کی قطب الدین محمد خان اور جلال الدین
مسعود اوسکے خواہر زادون کو مار ڈالا اور اوسکو بھی ملک نیستی کا مسافر کیا اور اسباب امارت کا حاصل کر کے

مغرور ہوگیا مرزا خان نے اوسپر چڑھکر فتح حاصل کی سلطان شکست کھاکر بھاگا کھنابیت مین پہونچکر دوبارہ
لشکر فراہم کیا مرزا خان وہان بھی پہونچا بعد ایک سخت لڑائی کے فتح پائی سلطان مظفر دکھن کو بھاگ نکلا اس
فتح کے عوض مین مرزا خان کو باپ کا خطاب خانخانان اور پنجہزاری منصب کہ اس سے زیادہ اور کوئی مرتبہ
اوسوقت مین نہ تھا عطا فرمایا اور آٹھہ برس کے بعد سلطان مظفر جام زمیندار کی مدد اور دولت خان
زمیندار سورٹھہ اور راجہ کہنکار کی اعانت سے تیس ہزار سوار اکٹھے کرکے احمد آباد کو آیا اور شورش برپا کی
اوسوقت مین اعظم کوکلتاش خان بجاے خانخانان کے احمد آباد کا دوبارہ صوبہ دار ہوا تھا اس مرتبہ اسنے
کمر لڑائی پر باندھی سخت جنگ درپیش ہوئی دشمنون کے ہزار آدمی اور خان اعظم کے دوسو نفر مارے گیے
اور پانسو زخمی ہوئے اور سات سو گھوڑے گر گئے آخر کار سلطان مظفر کو تاب نہ آئی مع جام کے ناکام گردش
ایام دیکھکر بادل مستہام بھاگ نکلا دوسرے سال مین خان اعظم کی شمشیر جرأت سے قلعہ جوناگڈہ اور سومنات
اور دوارکا اور دیگر بندرگاہ اوس ولایت کے فتح ہوگئے وہان سے کچھہ کو متوجہ ہوا وہان کے مرزبان نے
کمال عجز و الحاح سے پادشاہی اطاعت قبول کی اور جس جگہ سلطان مظفر قید تھا وہ بتلا دیا اور سلطان مظفر
وہان سے قید ہو آیا خان اعظم کوکلتاش نے چاہا کہ اوسکو روانۂ حضور کرے صبح کو سلطان مظفر نے وضو کے
بہانہ سے درخت تلے جاکر استرہ سے جسے اپنے جامہ مین پوشیدہ رکھا تھا اپنے نہال زندگانی کو کاٹ ڈالا
پانچ چھہ برس کے بعد بہادر نام مظفر سلطان کا لڑکا آمادۂ شور و فساد ہوا اور بہت جلد گوشۂ عدم مین جا بیٹھا

ذکر سلاطین گجرات

مخفی نرہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے عہد مین ایک مرتبہ اوسکا بھتیجا سلطان فیروز شاہ بطریق
شکار دہلی سے برآمد ہوا کسی شکار کے تعاقب مین اپنے لشکر سے جدا ہوکر اسپ سوار تھانیسر کے نزدیک کسی گانون
مواضع ٹھودر سے پہونچا چونکہ اسکے ناصیۂ حال سے سرداری کے آثار پدیدار تھے وہانکے مقدم سندا نے اسکا
آنا غنیمت جانکر مہمانداری کی خدمت بجالایا اور فیروز شاہ کی رات بڑی آسایش سے کٹی اوس مقدم سے
بہت راضی ہوا سندا کو نور اسلام سے قرین کیا اور وجیہ الملک کا خطاب دیا رفتہ رفتہ وجیہ الملک بڑے
امیرون کیطرح ہوگیا بعد سلطان فیروز شاہ کے جب اسکا لڑکا سلطان محمد شاہ تخت نشین ہوا وجیہ الملک
کے لڑکے ظفر خان کو اعظم ہمایون کا خطاب دیکر گجرات کی حکومت پر سرفراز فرمایا اور چتر اور بارگاہ سرخ رنگ
کے جو خاص پادشاہون سے خصوصیت رکھتی ہے اوسکو مرحمت فرمایا ظفر خان نے اس ولایت مین
پہونچکر نظام مفرح راستی خان حاکم گجرات سے جسکے جور و تعدی نے رعایا کو پریشان کر رکھا تھا لڑکر فتح
حاصل کی نظام کو مار ڈالا ظفر خان بعد فتح کرنے نظام گجرات کے رعایا اور باشندہ [illegible] کی تالیف قلوب

سنہ ۷۹۹ ہجری مین جب محمد شاہ نے رحلت کی امور سلطنت مین تخلل ہوا۔ تاتار خان بن ظفر خان
جو سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان محمد شاہ کا وزیر تھا اقبال خان کے غلبہ سے دہلی چھوڑ کر بھاگا
اور گجرات مین باپ کے پاس پہونچا ظفر خان اور تاتار خان دونو باپ بیٹے لشکر جمع کرنے مین مصروف ہوئے
اور اقبال خان سے بدلا لینے کی فکر مین تھے کہ خبر پہونچی کہ صاحبقران امیر تیمور گورکان نے دہلی کے اطراف
مین نزول فرمایا اور سخت فتور برپا ہوا اور خلق اللہ بھاگی ہوئی گجرات کو چلی آتی ہی اسی حال مین سلطان
ناصر الدین محمود بھی دہلی سے فراری ہوکر گجرات پہونچا اور وہان سے مایوس ہوکر مالوہ اور یہان سے
قنوج آیا جب صاحبقران ہندوستان کو قتل و غارت کرکے سمرقند سدھارا۔ اور اقبال خان پھر
دہلی پر قابض ہوگیا۔ تاتار خان نے اپنے باپ سے کہا کہ خدا کے فضل سے کثیر لشکر ہمارے پاس ہی بس
ضرور ہی کہ اقبال خان سے بدلا لیوین اور دہلی اوس سے چھوڑا کر اپنے تصرف مین لاوین سلطنت کسی کی
میراث نہین ظفر خان نے یہ التماس قبول کرکے گوشہ گزینی کی اور جملہ خدم اور حشم اسباب شاہی لڑکے کو
عطا کیا سلطان محمد عرف تاتار خان خلف اعظم ہمایون ظفر خان سنہ ۸۰۶ ہجری مین سکہ اور خطبہ کا مالک ہوا
اور شمس الدین اعظم ہمایون کے بھائی کو وزیر بنایا دو مہینے چند روز گزرے تھے کہ اعظم ہمایون نے بادشاہ
کو زہر ملا کر اس جہان سے راہی کیا۔ بعد وفات سلطان محمد کے دوبارہ اعظم ہمایون سلطان مظفر شاہ
نے ۳ برس ۸ مہینے ۱۷ روز اپنا خطبہ اور سکہ جاری کیا بعدہ سلطان احمد شاہ کا لڑکا سلطان محمد شاہ
۷ برس چار مہینے اور سلطان قطب الدین احمد شاہ ۷ برس ۱ مہینے ۱۳ روز اور سلطان داؤد شاہ ۷ روز
اور سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ ۵۵ برس ۱ روز اور سلطان مظفر شاہ اوسکا لڑکا ۱۴ برس
۹ مہینے اور اسکا لڑکا سلطان سکندر شاہ دو مہینے ۱۶ روز اور سلطان محمود شاہ بن سلطان مظفر شاہ
۴ مہینے کار فرما رہے جب سلطان بہادر شاہ بن سلطان مظفر شاہ بادشاہ ہوا نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ
سے شکست کھاکر دریائے شور کے جزیرہ مین فرنگیون کے پاس گیا فرنگیون نے چاہا کہ اوسے قید فرنگ
مین ڈالین تب وہان سے بھاگا غراب مین بیٹھکر جانا چاہتا تھا کہ غبار تیر سوار ہو مگر موت تو انکھون مین
لہرا رہی تھی دریائے شور آیا گرداب نے جال پھینکا غراب ڈوبا سلطان نے جزیرۂ عدم کی راہ لی
۱۱ برس ۱۸ روز پادشاہی کی بعد ازان سلطان میران محمد شاہ بھانجا سلطان بہادر شاہ کا جو کہ باپ
کی طرف سے اسیر اور برہانپور کا حاکم تھا جب اوسنے دیکھا کہ سلطان بہادر شاہ کی اولاد مین کوئی نہ رہا
غالب ہوکر تخت نشین ہوا اور ایک مہینے ۱۸ روز حکومت کرتا رہا بعدہ سلطان محمود شاہ بن لطیف خان
بن مظفر شاہ ۱۰ برس چند روز کار فرما رہا بعد ازان سلطان احمد شاہ عرف رضی الملک جو سلطان احمد شاہ کی

اولاد مین تھا یہ احمد شاہ وہی ہے جسنے احمد آباد معمور کیا امراکے اتفاق سے مسند نشین ہوا اور ۳ برس اور چند مہینے اور بقولے آٹھہ برس سکہ اور خطبہ رایج کیا جب کہ سلاطین مذکور کی اولاد مین کوئی شخص قابل تاجداری نرہا۔ اعتماد خان خواجہ سرا مدار علیہ سلطنت نے نتھو نام خردسال لڑکے کو مجلس مین لاکر قسم کھائی کہ یہ سلطان محمود کا لڑکا ہے اسکی مان لونڈی تھی حمل کے ہوتے ہی اسقاط کے واسطے مجھے حوالہ کیا پانچ مہینے اوسکے حمل کو گذرے تھے لہذا اسقاط نہوا اور یہ لڑکا جنی مینے اسے پوشیدہ پرورش کیا الحال بجز اسکے کوئی وارث نہین اسکی اطاعت ضرور ہے الغرض ہر ایک نے اوسکا کہنا قبول کیا سلطان مظفر خطاب دیکر وراثت پر قایم مقام کیا عاقبت الامر یہی لڑکا خان اعظم کوکلتاش کی قید مین جاکر اپنے ہاتھہ سے استرہ مارکر مرگیا ۱۶ برس چند مہینے حاکم رہا ابتدا ے ۸۰۳ ہجری سے لغایت ۹۸۰ ہجری تک ایکسو چوہتر برس گجرات کی ولایت دہلی کے تصرف سے باہر رہی تھی کہ محمد جلال الدین اکبر نے اپنے قبضہ مین کی

روانہ ہونا خان اعظم کا مکۂ معظمہ کو

خان اعظم کوکلتاش باوجود عنایات خسروانہ کے بموجب اکبر سے دل آزردہ رہتا تھا خصوص شیخ ابوالفضل سے نہایت خصومت تھی جو کوئی کام خلاف اوسکی تمنا کے دربار مین ہوتا ابوالفضل کی درآندازی جانتا۔ آخر اندنون مین زیادہ تر آزردہ ہوکر بیت اللہ کے ارادہ پر گجرات سے روانہ ہوا اور جام اور بہارے جو عمدہ زمیندار صاحب اقتدار اوس دیار کے تھے اظہار کیا کہ ارادہ یہ ہے کہ سندھ کے راستے سے درگاہ بادشاہی مین حاضر ہون جب سومنات مین پہونچا دیوان اور بخشی بادشاہی کو جو اوس صوبہ مین تھے قید کیا اور دریاے شور کے کنارے پہونچکر مع عیال و اطفال اور نقد و جنس کے جہاز پر سوار ہوا یہ خبر حضور مین آئی اور دل آزردگی کا سبب ہوئی فرمان عاطفت عنوان صادر ہوا ازبسکہ کوکلتاش کو کعبہ کے اشتیاق مین جان و دل لگا تھا کچھہ نسنا خانۂ خدا کو روانہ ہوا بعد زیارت کے دوسرے سال معاود ہوکر گجرات آیا اور بموجب حکم آستانۂ دولت پر حاضر ہوکر عنایت خسروانی سے سرفراز ہوا اکبر نے نہایت محبت سے ہم آغوش کیا اور مرتبۂ وکالت پر سرفراز فرماکر اپنی مہر حوالہ فرمائی اور آخر مین ہفت ہزاری منصب حاصل ہوا اسوقت مین امرا کا مرتبہ پنجہزاری سے زیادہ مقرر نہ تھا اول اول ہفت ہزاری کا مرتبہ اسی شخص کو ملا اسقدر عنایات اسکے حال پر اسوجہ سے مبذول تھی کہ اسکی والدہ جیجی انگہ نے حضرت کو دودہ پلایا تھا اپس اکبر اوس عفیفہ کی پاس خاطر سے اسکے ساتھہ رعایت کرتا اور نیز اس شخص نے بھی عمدہ عمدہ خدمات بادشاہی کا انصرام کیا دانش اور فرزانگی اور شجاعت و مردانگی سے خوب واقفکار تھا۔

قلعۂ چیتور کی تسخیر کا بیان

جس زمانہ مین مرزا لوگ مالوا مین شر و فساد کر رہے تھے اور اکبر بادشاہ اونکے دفع فساد مین متوجہ تھا دیپالپور کے مقام مین زبان مبارک پر جاری ہوا کہ سواے رانا کے کل زمیندار ہندوستان کے حضور مین شرفیاب ہوئے دل مین آتا ہی کہ اول رانا کی گوشمالی کیجیے بعدہ مالوا کا قصد کرین سکت سنگہ رانا کا لڑکا اوسوقت دربار مین حاضر تھا اوسنے خیال کیا کہ اگر لشکر بادشاہی اسطرف روانہ ہو میرا باپ ضرور اس یورش کو میری سعی سے سمجھے گا اس خیال کے آتے ہی لشکر سے بھاگا جسوقت اوسکا فرار کر جانا بادشاہ کو معلوم ہوا تادیب اور تخریب رانا کی ضرور ہوئی دہولپور سے اوسکے ملک کی طرف متوجہ ہوا قلعہ چتور کے پاس پہونچکر محاصرہ کر لیا یہ قلعہ متانت اور استحکام مین شہرۂ آفاق ہی غرض کہ چند مہینے تک توپ و تفنگ کی لڑائی رہی - ایکروز شہنشاہ اکبر مورچال کے دیکھنے کو سوار ہوا کسی نے عرض کیا کہ اس جہروکھہ سے چند مرتبہ کسی شخص نے بندوق سر کی اور ہر مرتبہ اہل مورچہ کو آسیب پہونچایا بادشاہ نے بندوق خاصہ ہاتھہ مین لیکر اوسی روزن کے مقابل مین سر کی اور فرمایا کہ جسطرح شکار کا نشانہ ہوتا ہی میرا ہاتھہ پہچان جاتا ہی کہ وہ مارا اسیطور سے اسوقت بھی مجھے امید ہی کہ گولی نشانہ پر پہونچے بعد چندے خبر لگی کہ رانا کا بھتیجا جیمل اوس گولی سے مارا گیا اور بندوق کی گولی نشانہ پر پہونچی سے در معرکہ این تفنگ فریادرس ست ؛ خصم افگن و گرم خوی و آتش نفس ست ؛ موقوف اشارہ ایست در کشتن خصم ؛ سوفش نگہے ز گوشۂ چشم بس ست ؛ جب محاصرہ کو مدت گذر گئی اور کوئی صورت مدعا کی ظہور مین نہ آئی بموجب حکم والا کے دو سرنگین قلعہ کے اندر پہونچائین - اور دونون کو باروت سے بھر کر ایک کو آگ بتلادی دوسری کو تا صدور حکم ملتوی رکھا چونکہ قلعہ کے نیچے پہونچکر دونو سرنگون کا دہانہ باہم ملحق ہوگیا تھا قضارا ہر دو نقب مین آگ لگ اوٹھی اور دوسری سرنگ کی طرف لشکر بادشاہی قلعہ کے نزدیک غافل پڑا تھا اوسکے صدمۂ عظیم سے بہت آدمی ضائع ہوئے مگر اقبال اکبری نے قلعہ کو فتح کر لیا بعد بڑی آویزش اور جنگ و جدل کے رانا جی مل مع پتا کے جو ایک امیر کبیر تھا مارا گیا اکبر بعد فتح اور تقرر قلعدار کے وہان سے معاودہو کر خطہ دلکشاے اجمیر مین آٹھرا ابتداے نصف ماہ پوس سے لغایت اسفندیار ماہ الٰہی تک چھہ مہینے مین یہ مہم تمام ہوئی

معاف ہونا جزیہ کا اور تمام ہندوستان مین صلح کل کا طریقہ ظاہر کرنا اور دین الٰہی کا ایجاد ہونا

شیخ عبداللہ بن شیخ شمس الدین سلطانپوری شیر شاہ کے عہد مین صدر الاسلام اور ہمایون کے زمانے مین شیخ الاسلام اور اکبر کے وقت مین مخدوم الملک کے خطاب سے سرفراز ہوا یہ شخص نہایت جاہ طلب متعصب دنیا کا دوست تھا جیسا کہ شیخ عبدالقادر بداونی باوجود اتحاد مذہب اور کلی مناسبت کے اپنی کتاب مین لکھتا ہی کہ جب مخدوم الملک بادشاہ کے غضبہ مین پھسکر مر گیا خزانے اور دفینے بہت سے اوسکے ملکیت مین پائے گئے اونمین کئی صندوقین

تھین جنمین سونے کی اینٹین رکھکر مُردون کے حیلہ سے دفن کردی تھین اوسکے مکان کے گورستان سے برآمد ہوئین
اور جملہ مال واسباب مع کتاب وغیرہ کے داخل خزانہ شاہی ہوا۔ اور شیخ عبد النبی صدر کہ ایک بھی مرد متعصب
جاہ طلب ابو حنیفہ کوفی کی اولاد سے تھا اوائل عہد اکبری مین اسکی قدر شاہ اکبر کے حضور مین اسقدر تھی
کہ ایک دو مرتبہ بادشاہ نے اوسکی جوتی سیدھی کی پٹھان لوگ خود ملا پرست اور ظاہر اسلام مین نہایت
سخت صاحب تعصب ہوتے ہین اور دوسری مرتبہ ہمایون نے جب ہندوستان پر تسلط پایا تھوڑی
مدت مین چھت سے گرکر بہشت نصیب ہوا۔ اکبر نے ابتداے جوانی اور طفلی مین پادشاہی پائی بڑے بڑے
دعوے کا انفصال کیا بلکہ اکثر امور سلطانی انھین دونون کی راے سے اور انکے لواحقین کے سپرد کرکے
خود بدولت عیش و عشرت اور کھیل کود مین بسر کرتے تھے یہ لوگ بنابر حب جاہ اور نفس پرستی اور شدت
تعصب جسکو کچھ بھی مورد الطاف پادشاہی دیکھتے یا اپنے مذہب سے بیگانہ پاتے جس حیلہ اور بہانہ سے
ممکن ہوتا حمایت اسلام اور شرع کے نام سے اوسکے قتل مین کمر باندھتے تھے اور ہی شرع کو بدنام کرتے تھے
کسیکو دیکھہ نہین سکتے تھے کہ شیخ مبارک سے خصوص اون لوگون کے سامنے کہ ظاہر مین ہم پیشہ اور باطن مین
کوئی نسبت اون سے نہین رکھتے تھے نہایت درجہ کی عداوت کرتے تھے چنانچہ شیخ ابو الفضل اور
شیخ فیضی اور انکا والد شیخ مبارک یہ تینون شخص بھی انکے جعل و فریب کے جال مین پھنسے تھے بارے
بتائید خدا سے بہزار دقت اوس بلاے ناگہانی سے رہائی پائی اور اوج عزت اور اختصاص مین جگہ پائی
شیخ ابو الفضل کے حالات سے یہ کیفیت مفصل واضح ہوگی۔ ایسا ہوگیا تھا کہ بہت سے بندہاے خدا
ان بے دینون کی کوشش سے ناحق مارے گئے جو کچھ اوس زمانہ کے حکایات اور تقریرات اور نقل اخبار سے
معلوم ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ یہ دونون فرقہ نہایت متعصب تھے اور اونکے تقلب کا اظہار صرف ظاہر کی
دینداری اور حب جاہ اور نفس پرستی کے واسطے تھا باطن مین ایمان کی بو نہ انکے دماغ مین پہونچی تھی
نہ انکے لواحقین یا شیخ عبد القادر بدایونی وغیرہ کے تعصب اور خود پرستی کی وجہ سے عجیب عجیب فتوی دیتے تھے
جیسا کہ شیخ عبد القادر بدایونی لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ مخدوم الملک نے یہ فتوی دیا کہ ان دنون مین حج کا جانا
فرض نہین ہے سبب پوچھا فرمانے لگے کہ اوس کی راہ مین عراق واقع ہے یا دریا مین عراق کے رستہ سے قزلباش
کی ملاقات گفتگو شنید پڑے گی اور دریا کی راہ مین فرنگیون سے عہد و قول کرکے زبونی دیکھنا پڑے گی اور
اوس عہد نامہ مین حضرت مریم اور عیسی کی صورت بنائی ہے اور یہ بت پرستی مین داخل ہے پس دونو صورت
سفر ممنوع ہے ارباب ذہن و ذکا اس مقولہ سے ان ثقاہت اور دینداری کے مدعیون کا مرتبہ اجتہاد خوب
سمجھین گے عبد القادر بدایونی اپنے حال مین لکھتا ہے کہ ہر چند شیخ مبارک کی اوستادی کا حق مجھپر عظیم ہے لیکن چونکہ وہ

اور اوسکے لڑکے مذہب حنفی سے انحراف مین نہایت غلو رکھتے تھے مجھے اول کی نسبت نہی اور نیز اپنے
قول کی گواہی کیواسطے مخدوم الملک کی نقل کرتا ہی کہ وہ اوایل وقت مین جسوقت ابو الفضل کو دیکھتا
کہتا تھا کہ اس شخص سے کیا کیا تخلل دین مین نہ پیدا ہونگے سبب اسکا بجز اسکے اور کچھ نہ تھا کہ شیخ ابو الفضل
اور نیز اوسکا باپ شیخ مبارک بسبب عقل اور دینداری کے انکے مانند بندگان الٰہی کے قتل مین ساعی بلکہ
قتل مردم مین بمحض گمان تشیع یا پیروی مسائل مختلفہ کے مجوز نہ تھے اور ان دونون دنیا پرستون کے طفیل سے
مرتبہ تعصب اسقدر بہم پہونچا تھا کہ تینتیسوین ۳۳ سال جلوس کے شروع مین فولاد برلاس نام منصبدار تعصبی نے
ملا احمد ٹھٹھی کو جو شیعہ تھا اوس سبب سے مذہب کی عداوت سے ناراض ہوکر ایکرات ملا کو کسی بہانہ سے گھر سے باہر
بلاکر زخم شمشیر سے مجروح کیا اور اکبر نے اوس زمانہ مین قید تعصب سے نکل کر دین الٰہی اختراع کیا تھا
اور قید عصبیت سے آزاد ہوا تھا برلاس مذکور کو ہاتھی کے پیر مین بندھوا کر تمام شہر لاہور مین تشہیر کیا
کہ اس صدمہ مین مرگیا اور اوسکے مرنے کے بعد تین روز کے قاتل بھی عدم کو سدھارا جب ملا احمد دفن ہوگیا
شیخ فیضی اور ابو الفضل نے اوسکی قبر پر نگہبان مقرر کیے باوصف اس تمام بندوبست کے جب بادشاہ اکبر
کشمیر کو عازم ہوا مردم لاہور نے اوسکی لاش کو نکالکر تعصب سے آگ مین جلایا اور اپنے واسطے ذخیرہ جمع کیا
القصہ جب موتمن الدولہ شیخ ابو الفضل نہایت درجہ اکبر بادشاہ کے تقرب مین مخصوص ہوا اور علامہ زمان
حکیم فتح اللہ شیرازی اور دیگر امرا و علماے شیراز و عراق کے دربار شاہی مین وارد ہوئے شیخ ابو الفضل
نے علامہ موصوف اور نیز دیگر اوسکے ہمراہی عقلا سے مشورت کی کہ ستمگاری اور خونریزی اون دونون
متعصبون کی بند کرنا ضرور ہی جسوقت چارہ گری کرنے لگا سمجھا کہ بادشاہ عالیجاہ اور خود پرست ہی اپنے مذہب سے
برخلاف دوسرے کی دنبالہ روی قبول نہ کریگا اور اس مذہب سے اپنے جو رکھتا ہی دنیا کی بنیاد جو ایک مدت
سے مستحکم ہو رہی ہی کھو دیجائیگی لاچار اکبر کی تعریف و توصیف کرکے یہ اشتعال دیا کہ مذہب جدید مسمی
بہ دین الٰہی اختیار اور اختراع کرے پس اس ترکیب سے اوسکا تعصب چھڑایا اور ظل الٰہی کی حقیقت سے جسکا نتیجہ
صلح کل ہی آگہی دی اور بندگان خدا کو سفاکون کے ہاتھ سے نجات دلوائی اور بنیاد اسکی یون پڑی کہ بادشاہ کو
اول اول اونکی خباثت اور طلب جاہ اور نیت جمع مال سے آگہی دے کر اسطرح بیان کیا کہ بہ نسبت ان خود پسندون
کے بادشاہ و ریاست اسلام کے واسطے بہمہ وجوہ لایق اور مستحق ہی جب بادشاہ کو یہ بات پسند ہوئی
۲۴ چوبیسوین سال کے آغاز جلوس مین ایک روز حضور اکبری مین علما اور قاضیون سے اون مسئلون مین جو
مختلف فیہ مجتہدون کے ہوتے ہین گفتگو شروع کی اور انتہا کلام کی یہانتک پہونچائی کہ بادشاہ کو بھی مجتہد
کہنا چاہیے یا نہین اور شیخ مبارک ابو الفضل کے باپ نے جو اپنے عہد کے علما مین سرفرازی رکھتا تھا

بموجب حکم کے تذکرہ لکھکر اپنی مہر سے معتمد کیا اور جو علما لشکر مین حاضر تھے اونکے سپرد کرکے فتوے طلب کیا علمانے بادشاہ کی مرضی سوال کے منشا سے پاکر بعد تامل اور بنظر نظر کرنے آیہ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور دیگر حدیث اور قول کی حقیقت پر جو اس مقدمہ مین اوترے تھے ہر ایک نے حکم لکھدیا کہ بادشاہ عادل کا مرتبہ عند اللہ مجتہد سے زیادہ ہی کیونکہ نص اولی الامر تائید کرنے والا وجوب اطاعت سلاطین کا ہی اور پر راے اونھون کے نہ معاضد مجتہدین بنی آدم کے اور صلاح حال اہل علم کی اختیار کرکے اوسطرف حکم فرماتے اوسکی اطاعت تمام انام کو لازم ہی **ایضاً** اگر اپنے اجتہاد سے کوئی حکم جو نفس کا مخالف ہو بنا بر مصلحت عام کے قرار دے اوس حکم سے مخالفت کرنا موجب غضب الٰہی اور ضلالت اخروی اور خسران دین اور دنیوی کا ہی اور ہر ایک نے اس تذکرہ پر اپنی مہرین کردین بعد ازان مخدوم الملک اور عبد النبی صدر کو حاضر کرکے مہر و دستخط کا حکم دیا انھون نے بھی طوعاً و کرہاً مہر و دستخط اپنے ثبت کر دیئے جب محضر درست ہوا اور بادشاہی احکامات جو موافق صلاح خیر خواہان نیک اندیش کے تھے ہونے لگے مخدوم الملک اور شیخ عبد النبی حج گذاری کے حکم سے خارج ہوئے اور دیگر علماے تعصب پیشہ بھی قضائے دور دست حضور سے دور ہو کر دار السلطنت سے مہجور ہوئے اور خیر طلبان خلق خدانے اصلاح حال عالم اور ابقاے جان و مال اور عرض ناموس ابناے آدم کا ہیچ افساد عقیدہ سلطان زمان کے سمجھکر اکبر کو واضع دین الٰہی بنایا دین الٰہی کے معنی صلح کل ہین کہ سائر بندگان خدا کو اپنے ظل عاطفت مین رکھے کسیکو نظر تعصب سے نہ دیکھے اور ہر ایک اوسکے سایۂ رافت مین آسودہ ہو اس حیلہ سے اہل دنیانے مکارون اور شریرون کے حیلہ اور فساد سے نجات پائی اور فارغ البال ہو کر زندگی کرنے لگے مخدوم الملک جب مکہ پہونچا شیخ ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ زندہ اور وہان پر مقیم تھا باعتبار تعصب مخدوم الملک کے استقبال کو نکلا اعزاز بڑھایا اور گوشۂ دروازہ خلاف موسم اوسکے واسطے کھولا اور زیارت کرائی اور وہ جو فرد گندم نما جو فروش اور دینداری کی صورت مین طالب دنیا تھا ازبسکہ بادشاہ اور امرا سے نہایت کشیدہ تھا محافل اور مجالس مین نسبت بادشاہ اور امرا کے سختان دور از کار زبان پر لاتا اکثر کہتا کہ دین سے ہاتھ دھو کفر کی جانب طبع مقدس راغب ہوئی ہی یہ اخبار گوش زد شہریار والا تبار ہوئی زیادہ تر رنج آشکار ہوا اور شیخ عبد النبی صدر بھی بعد تھوڑے زمانہ کے جسوقت حکیم مرزا بادشاہ کے بھائی کی بغاوت کی خبر پہونچی اور یہ بھی سنا کہ حکیم مرزا نے لاہور فتح کر لیا بطمع ریاست اور جاہ دنیوی کے بیتاب ہو کر دونو ہند کو متوجہ ہوئے احمد آباد گجرات مین آئے۔ اس عرصہ مین بعض بیگیات محل اکبر بادشاہ کی بھی جو حج کو گئین تھین وہ بھی اوسی شہر مین وارد ہوئین ان دونون نے بعد پہونچنے ہند کے جب اکبر کا اقتدار دیکھا ہوش و حواس

لکھو کے اپنی جان کو ڈرسے لاچار بیگمات کے توسل سے معذرت خواہ ہوئے اور عورات مذکور نے بعد پہونچنے
کے سفارش کی چون کہ اکبر اونسے نہایت آزردہ اور ایسا مقام آلہی پر آپہونچا تھا ظاہر مین تو پاس خاطر عورات
فرمایا اپنے لوگون کو بھیجا کہ اون عورات سے پوشیدہ اون لوگون کو قید کر لاوین مخدوم الملک اسقدر خوفناک
ہوا کہ راستے ہی مین دار آخرت کو سدھارا اور اوسکے یارون نے اوسکی لاش کو مخفی جالندھر مین لا کر
دفن کیا اوسکے گھر سے بہت سا مال و اسباب نکلکر داخل خزانۂ پادشاہ ہوا اور بعد پہونچنے عبد النبی کے
ماخوذ محاسبہ کر کے ابو الفضل کے حوالہ کر دیا کہ وہ اوسیکے قید مین زندانخانۂ عدم کو سدھارا چون کہ اوسکو
شیخ ابو الفضل سے عداوت سابقہ تھی شیخ ابو الفضل متہم ہوئے کہ عمداً اوسکو مار ڈالا اور یہ مذہب آلہی
جسمین خلق خدا کے لیے انتہائے آسایش تھی عہد جہانگیر تک مروج رہا پھر شاہجہان کے زمانہ سے تعصب
مذہبی کی گرم بازاری ہوئی آخر کار عہد اورنگ زیب عالمگیر مین حد درجہ کو پہونچا۔ شیخ ابو الفضل نے جو اپنے
وقائع مین قبر ملا احمد کی حفاظت کے واسطے نگہبانون کا تعینات کرنا اور اوسکے کشتہ ہونے کا ذکر فولاد برلاس
کے ہاتھون سے لکھا ہی اوسکے اور اوسکے باپ کے تشیع ہونے پر دلالت کرتا ہی والعلم عند اللہ اور احوال ملا احمد
ٹھٹی کا ملا عبد القادر بداونی نے اپنی تاریخ مین اسطرح لکھا ہی کہ فاروقی نسب تھا اوسکے بزرگ ملک سندھ مین حنفی
مذہب تھے اور وہ شاہ طہماسپ صفوی کے عہد مین ولایت عراق مین گیا اور مذہب تشیع اختیار کیا اس مذہب مین غلو
رکھتا تھا چون کہ شاہ اسمٰعیل خلف شاہ طہماسپ سنی افیون سے رومی اور تورانی کی سازش چاہتا تھا اور
برخلاف پدر کسیقدر پاسداری مذہب تسنن کی کرنے لگا دلتنگ ہو کر مکہ کو سدھارا وہان سے دکھن پہونچے ہوئے
ستائیسوین سال جلوس کو ہند مین آکے ملازمت درگاہ اکبری سے سرفراز ہوا ایکروز اوسکو مینے بازار مین دیکھا
بعض عراقی میری تعریف کرتے تھے اوسنے کہا کہ نور رفض اسکی پیشانی سے نورانی ہی مینے کہا کہ جسطرح نور تسنن چہرۂ
مبارک سے ملا ے مذکور حسب الحکم اکبر کے تحریر تاریخ ہزار سالہ ابتداے ہجرت سے تا زمان اکبر مصروف ہوا اور زمانہ
چنگیز خان تک تمام احوال دو جلد مین تحریر کیا اور بتیسوین سال جلوس کو بتقریب مذکورہ مقتول ہوا باقیماندہ
احوال کو آصف خان نے ۹۹۷ہجری تک لکھا اور اوسکا نام تاریخ آصفی رکھا اور نیز اسی مذہب آلہی کے
اختیار کرنے کی وجہ سے زر خطیر جزیہ جو وصول ہوا کرتا تھا بادشاہ نے چاہا کہ تحصیل زر مذکور کی موقوف کرے
فرمایا کہ تحصیل جزیہ واسطے اجتماع خزانہ کے تھی تاکہ نسب اسلام قوی رہے اب کہ بطفیل اقبال روز افزون ہزار
گنجینۂ زر سرخ و سفید کے سرکار مین موجود ہین اور تمام راے و راجہ ہنود مطیع کیا ضرور کہ غریب آزاری سے
روپیہ جمع کیا جاوے۔ ملا شیری نے جسوقت کہ راجہ مانسنگہ ولایت پنجاب کی تسخیر پر مامور تھا یہ قطعہ نظم کر کے
گذرانا اور اسی قطعہ سے بادشاہ کو رعایت ہنود کی منظور ہوئی **قطعہ** شہا فرمان فرستادی براجہ

کہ ساز و ہند دان کوہ را رام ٭ چنان رونق گرفت از عدل تو دین ٭ کہ ہندو میزند شمشیر اسلام ٭ بادشاہان گذشتہ علماے متعصب آئین کے فتواسے ایذا رسانی مخالفان مذہب کی موجب ثواب اور ہزار ہا اجر کا جانتے ہیں اور غیرون کے مال اور عیال واطفال قبضہ مین آنا کہ فی الحقیقت نفس اور ہوا پرستی کی اطاعت ہی ایسے ہی جہالت کیشون کے فتوے سے خداوند تعالیٰ کی اعلیٰ درجہ کی عبادت سمجھتے ہین اکبر جو کہ عقل خداداد طریقۂ معاش و معاد مین رکھتا تھا صلح کل کی بساط بچھائی تمام خلق اللہ کو یکسان جانتا تھا اور کہتا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے انواع مختلف المذہب مخلوقات پر دروازہ رزق و رعایت مفتوح رکھا ہی پس بادشاہون کو بھی جو کہ ظل اللہ ہین واجب اور لازم ہی کہ تخالف اور تنازع دینی روا رکھین بندہاے خدا کو نظر واحد سے ملاحظہ فرماوین اور اپنی عنایت کے سایہ کو مانند پرتو آفتاب کے جو نیک و بد پر یکسان پڑتا ہی ہر ایک کو زیر سایہ رکھین اسکے بعد حکم دیا کہ آج کی تاریخ سے کوئی شخص جزیہ کے واسطے ستایا نہ جاوے ہندو مسلمان گبر و ترسا سے صلح کرین ہر ایک اپنے موافق رسم و مذہب کے پرستش خدا کرے جیسا کہ یہ شعر محشی اکبرنامہ کا اس جگہ پر زیب دیتا ہی ؎ دشمنی کفر اور ایمان سے حیرت ہی دلا ٭ کعبہ اور بتخانہ کا آتش سے جلتا ہی چراغ ٭ اوائل جلوس سال تیسوین مین واقع ۱۲ ربیع الاول کو مطابق استمرار کے مجلس مولود شریف حضرت ختمی پناہ صلعم کی منعقد ہوئی اور ہر ایک سادات و علما اور مشایخ و امرا کو طعام دیا۔ اور کل اہل شہر کے خوان شاہی سے بہرہ یاب ہوئے چونکہ یہ امر ظاہر ہوا تھا کہ جناب سید المرسلین اور خلفاے راشدین و اموی و عباسی خطبہ پڑھتے تھے اور بعض سلاطین مانند امیر تیمور صاحبقران اور الغ بیگ مرزا نے بھی پڑھا ہی اکبر کے دلمین آیا کہ کسی جمعہ کو خود بدولت بھی اسکی تعمیل کرین لہذا جمعہ کے روز فتحپور کی مسجد جامعہ مین بعض زینۂ منبر پر چڑھکر خطبہ پڑھنے کو قاصد ہوا یکایک لرزہ چڑھا بہزاران تشویش یہ چند اشعار منظومہ شیخ فیضی پڑھ سکے پایان ؎ خداوندیکہ مارا خسروی داد ٭ دل دانا و بازوے قوی داد ٭ بعدل و داد مارا رہنمون کرد ٭ بجز عدل از خیال ما برون کرد ٭ بود وصفش ز حد فہم برتر ٭ تعالیٰ شانہ اللہ اکبر ٭ منبر سے اوترکر نماز جمعہ ادا کی اور اس صلح کل کا نام مذہب الہی رکھکر مقرر کیا کہ جمعہ کی شب کو ہر ایک مذہب کے عقلا سنی شیعہ یہودی نصارا گبر و ہنود ارمنی ملحد دہری براہمہ سیورہ وغیرہ چار ایوان مین جو قلعہ مین تعمیر ہوا تھا حاضر ہوا کرین اور بادشاہ ہر ایک کی تفسیر و تاویل سنکر بلا تعصب منصفانہ عقل خرد کی ترازو مین تولتا۔ اور جس جگہ شک ہوتی بیان دلخواہ سے رفع کرتا بموجب شعر حافظ شیرازی ؎ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ٭ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند اور حقیقت ہنود کے دریافت کو کتاب مہابھارت جو متضمن اکثر مقالات اور اعتقادات اور حالات اور مواعظ اس جماعت کی ہی اور اس ملت کے کتب تواریخ مین معتبر اور بزرگ تر ہی باہتمام غیاث الدین علی نقیب خان اور ملا محمد

اور ملا محمد سلطان تھانیسری اور شیخ عبد القادر بداونی نے فارسی مین ترجمہ کر کے رزم نامہ نام رکھا شیخ ابو الفیض فیضی نے اوسکا دیباچہ کمال لطافت
اور الفاظ مختصر اور معنی مفصل سے لکھا ہی اسطور پر اور بھی ہندی پوتھیان بموجب حکم کے ترجمہ ہوئین بارہا زبان شاہ
سے صادر ہوا کہ نفاق کے جھونکے سے چراغ دانش سرد ہو گیا مقرر فرمایا کہ ہر سال دو مرتبہ اول پانچوین رجب
روز ولادت خود بدولت کو اور دوسرے دوم ماہ امرداد کو تلادان عنصر لطیف کا ہو اور نیز مقرر ہوا کہ روز ولادت
سے بحساب عدد روز اوسی ماہ شمسی کے مرتکب غذائے گوشت حیوانی کا نہو اور ہر سال بعد اوسکے جسقدر روز
مطابق اوسکے سال عمر کے ہون گوشت نکھاوے بلکہ کل ملک مین اوس روز جان تلف نکیجاوے اور اس تقریب
سے تمام ملک محروسہ مین گاو کشی بھی بند ہو گئی اکثر کہا کرتا کہ ترک گوشت بہتر ہی کیسا گوشت درخت سے نہین
پیدا ہوتا اور نہ مانند نباتات کے ظاہر ہوتا ہی بلکہ ایک جاندار کے بدن سے ملتا ہی ہزارون قسم کی اور بھی نعمتین خدا نے
پیدا کی ہین پس زبان کی لذت کو جان آزاری کرنا سخت سنگ دلی ہی اور نیز فرماتا تھا کہ شکار بیکارون کا کام ہی
ناخدا ترسون نے شکار جان کو تماشا مقرر کیا ہی۔ یہ نہین جانتے کہ یہ بھی اوسی صناع حقیقی کی بنائی ہوئی صورتین
ہین اور انکی بیخ کنی مین کمال نادانی اور بدبختی ہی ؎ میازار مورے کہ دانہ کش ست ❊ کہ جان دارد و
جان شیرین خوش ست ❊ ایسے ایسے احکام سے بعض مسلمان متعصب نے اکبر کو برخلاف مذہب سمجھا اور
کفر کی تہمت لگائی غایبانہ ملامت کرتے تھے خصوصًا ملا عبد اللہ سلطانپوری جو کہ عہد اسلام شاہ افغان مین
شیخ الاسلامی کا خطاب رکھتا تھا اور اکبر کے وقت مین مخدوم الملک کہلایا اور شیخ عبد النبی صدر کل نسبت
دوسرون کے زیادہ تر سخنان دور از کار کہا کرتا تھا اور اوسکا حال ہم مفصل لکھ چکے ہین۔

ہندوستانی راجون کی لڑکیون کا محلسرای شاہی مین داخل ہونا

بادشاہ اکبر نے واسطے امتحان تسلط اور اقتدار کے جلوس کے چند مدت گذرنے اور دشمنون پر غلبہ پانے اور قلعہ چتوڑ
کے فتح کرنے کے بعد چاہا کہ ہندوستانی راجاؤن کی لڑکیان اپنے عقد مین لاوے اور اپنی اولاد کے ساتھہ بھی
تزویج کی تجویز کرے اول جو کہ حسن خان میواتی عمدۂ زمینداران جوار بیت السلطنہ سے تھا اوسکی بھتیجی کی درخواست
کی اوسنے مناسبت اسلام کے سبب سے بلا عذر عفیفۂ مذکور کو داخل محلسرا کیا بعد ازان راجہ بہارامل کچھواہہ سے
کہ راجگان ہند مین معزز و ممتاز تھا درخواست کی اوسنے اول مخالفت مذہب کی وجہ سے انکار کیا آخر الامر ناچار
ہو کر راضی ہوا اور اپنی لڑکی کو بادشاہی عقد مین حاضر کیا **ابیات** بروز یکہ طالع برومند بود ❊
نظرہا سزاوار پیوند بود ❊ جہاندار بر رسم آبای خویش ❊ بر یچہرہ را کرد ہمتای خویش ❊

ذکر شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر بادشاہ کا پیدا ہونا اور اجمیر کو بادشاہ اکبر کا جانا ایفاء نذر کے لیے ❊❊

شاہنشاہ اکبر کو فرزند کی آرزو نہایت تھی اور وہ حاصل نہین ہوتی تھی عورتون کو حمل ہوتا اکثر گر جاتا تھا
بر تقدیر کہ ایام معہود مین وضع حمل بھی ہوا تو زندہ نرہتے تھے آخر دولتخواہون کے آگاہ کرنے سے بامید حصول مراد
خدمت مین شیخ سلیم کے اونکو بہن جو کہ برگزیدگان خدا اور مستجاب الدعوا تو نمین مشہور تھا اور قصبہ سیکری
مین مقیم تھا گیا اور اپنی تمنائے دلی اظہار کی اور بموجب فرمایش شیخ موصوف کے اوسی قصبہ کے پاس
عمارت شاہانہ بناکر اوسکا نام فتح پور کیا اور عمارات دیگر شاہانہ بنوا کر دار السلطنت بنایا الغرض شیخ صاحب کی
دعا سے درخت تمنا بار آور ہوا چودھوین سال جلوس مین مطابق ۹۷۷ ہجری کو راجہ بہارا مل کی لڑکی سے
ایک وارث بلند اختر پیدا ہوا اور درویش موصوف کے نام پر اسکا نام سلطان سلیم رکھا آخر جب باپ کے
بعد پادشاہ ہوا جہانگیر لقب رکھا گیا چونکہ شہنشاہ اکبر کو خواجہ معین الدین چشتی سے اعتقاد راسخ تھا
اور انکا مزار پر انوار شہر اجمیر کے متصل ہی اکبر نے عہد کیا تھا کہ جسوقت حق تعالے مجھے لڑکا عنایت فرمائے
پیادہ پا خواجہ کی مزار پر جاؤنگا۔ خیر اب کہ شاہزادہ سلیم کی ولادت ہوئی ایفائے عہد کے واسطے فتحپور
سیکری سے اجمیر تک سات منزل کا فاصلہ اور ہر منزل بارہ کوس کی ہی پیادہ پا گیا اور زیارت حاصل کی
اصل یہ ہی کہ دل کی مضبوطی کے سوا قوت بدنی بھی اکبر کو حاصل تھی اسکی جرات جسقدر لکھتے ہین اکثر
حد شجاعت سے خارج اور مرتبہ تہور کے قریب ہین اور عقل کے قانون سے دور ہین شیخ ابو الفضل اپنے
اکبر نامہ مین لکھتا ہی کہ ایکروز اکبر شکار کے قصد مین زور آزمائی کیواسطے متھرا سے پیادہ پا روانہ ہوا غروب کے
وقت اٹھارہ کوس کا فاصلہ طی کر کے آگرہ پہونچا۔ ہمراہیون مین بجز دو تین آدمی کے کوئی نہ پہونچا
اور نیز لکھا ہی کہ ہاتھی کی سواری مین اسقدر ماہر اور بیباک تھا کہ کار آزمودہ فیلبان بھی اوسقدر
نجانتے ہونگے۔ جسوقت مست ہاتھی شوخی کر کے فیلبان کو ہلاک کرتا شہر مین باعث آشوب ہوتا تھا
بادشاہ نے اندیشہ روبرو جاکر اور دانتون پر پائے مبارک رکھکر سوار ہو جاتا اور اوس ہاتھی کو دوسرے
ہاتھی سے لڑاتا تھا بارہا ہاتھیون کی لڑائی مین ایسا دیکھا گیا کہ اس فیل سے اوس فیل پر اسطرح
چلا جاتا تھا کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوتی تھی

شاہزادہ سلیم کا نکاح ہونا راجہ مونہ کی لڑکی سے اور پیدا ہونا شاہزادہ خرم بخت یعنی شاہجہان بادشاہ کا

جب شاہ اکبر نے راجاؤن کی لڑکیون سے رسم مناکحت پیدا کی باوجود تخالف مذہب کے یہ لوگ اپنا فخر سمجھنے لگے
جب شاہزادہ سلیم نے گلزار بلوغ مین قدم رکھا اگرچہ اول راجہ بھگونت ولد بہارا مل کچھواہہ کی لڑکی سے منعقد ہوا
دوسری مرتبہ راجہ مونہ ولد راجہ مالدیو کی لڑکی جو جودہ پور میرٹھہ کا حاکم تھا حبالۂ نکاح مین آئی اس کتخدائی
مین راجہ نے اپنی ازدیاد آبرو کے واسطے بادشاہ کے تشریف لانے کا مستدعی ہوا اکبر نے اوسکی آبرو کا پاس کر کے

التماس قبول کیا اور اوسکی مجلس مین رونق افروز ہوا — راجہ نے عجز و نیاز کے بعد ہمراہیان بادشاہ کی دہت لشکری سے لیکر شاگرد پیشہ تک کو فاخرہ خلعتین عنایت فرمائین اور امرا کے واسطے ضیافت اور تحفجات پیش کیے اور جہیز مین ہاتھی اور گھوڑے اور غلام اور ہر قسم کا نقد و جنس ظروف اور جواہرات وغیرہ نذر کیا اور عمدہ طریقہ سے بادشاہ اور داماد کو مع عروس کے رخصت کیا قبل اسکے شاہزادہ سلیم کو راجہ بہگونت کی لڑکی سے ایک لڑکا خسرو شاہ ہوا تھا اب چھتیسوین ۳۶ سال جلوس اکبری مین راجہ موٹہ کی بیٹی سے شاہزادہ سلطان خرم پیدا ہوا جسکا لقب بادشاہ ہونے پر شاہجہان مقرر ہوا اور اس ولادت باسعادت کے ذریعہ سے بزم عیش و طرب اور انجمن انبساط و مسرت کی مقرر ہوئی

زمانۂ اکبری کے عجایب سوانحات کا بیان

موضع بکسر مین ایک شخص راوت ٹیکا نام مقدم تھا اوسکے دشمن نے قابو پاکر ایک زخم پشت پر اور ایک بناگوش پر مارا اور اونھین کے صدمۂ زخمون مین راوت مذکور مرگیا — بعد چند روز کے اوسکے داماد کے اس شکم کے لڑکا پیدا ہوا جسکی پشت اور بناگوش پر اوسی طور کے زخم نمایان تھے مشہور ہوا کہ راوت ٹیکا نے اپنے داماد کے گھر مین اوتار لیا اور وہ لڑکا بھی بالغ ہوکر کہتا تھا کہ مین راوت ٹیکا ہون اور سچ سچ علامت بتلاتا تھا جب یہ خبر حضور اکبر مین پہونچی اوسکو طلب فرمایا اور اوسکے حال پر اطلاع پائی گئی اور اوسکے اظہار کی صداقت کی — دوسرے ایک اندھے کو لائے جو کچھ کوئی شخص زبان سے کہتا وہ شخص اپنا ہاتھ بغل مین رکھکر دست و بغل سے جواب دیتا تھا اور اسی طور سے شعر بھی پڑھتا — لوگ احتمال کرتے تھے لیکن کثرت آواز کی ورزش کی مداومت سے یہ معجزہ حاصل تھا — دوسرے ایسے آدمی کو حاضر کیا کہ نہ کان رکھتا تھا نہ سوراخ گوش لیکن جو کچھ کوئی کہتا نے کم و بیش سنتا تھا دوسرے ایک آدمی کو لائے کہ ایک بی بی سے اکیس لڑکے رکھتا تھا اور ہر ایک زندہ تھے — دوسرے اون دنون مین ایک ستارۂ دُم دار پدیدار ہوتا تھا اوسکی نحوست سے عراق اور خراسان مین شورش عظیم ہوئی دوسرے ایک عجب سانحہ یہ ہوا کہ نواحی اکبرآباد کے سرکشون کی گوشمالی کو فوج سرکاری مقرر ہوئی تھی اور گردن کشون سے لڑائی ہوئی اوس فوج مین دو بھائی قوم کھتری اونمین سے ایک بھائی لڑائی مین مارا گیا اوسکی لاش اکبرآباد مین اوسکے مکان مین آئی اور اوسکا دوسرا بھائی لڑائی مین رہا چونکہ دونو بھائی توام اور باہمدگر مشابہ تھے اونکی بی بیون مین جھگڑا اوٹھا ہر ایک کہتی تھی کہ میرا شوہر ہی مجھے اسکے ساتھ ستی ہونا چاہیے آخر یہ قصہ کوتوال شہر کے پاس پہونچکر بادشاہ کے حضور مین آیا بادشاہ نے تصدیق دعوی طلب کیا بڑے بھائی کی بی بی نے کہا کہ یہ میرا شوہر ہی اور تصدیق اسکی یہ ہی کہ ایک سال گذرتا ہی میرا لڑکا دس برس کا ہوکر موا ہی میرے شوہر کو لڑکے کا بہت رنج تھا

پس اسکی چھاتی کو چاک کرو اگر اسکے جگر مین فرزند کا داغ ہو ضرور میرے شوہر کی لاش ہی آخر بموجب حکم
جب اوسکی چھاتی چاک کی ایک زخم تیر کے زخم کے مانند اوسکے جگر پر نمودار ہوا دیکھنے والون کو حیرت ہوئی اکبر نے
حکم دیا کہ درحقیقت یہ شیر اشوہر ہی جلنا اور نہ جلنا تیرے اختیار مین ہی پس وہ عورت مردصفت اپنے
شوہر کے پیکر بیجان کے ساتھہ پروانہ وار جل کر خاکستر ہو گئی —

ولایت پٹنہ اور بنگالہ کی فتح پانے کا بیان

اوسوقت مین سلیمان کلبانی جو شیر شاہ اور اسلام شاہ کے امرا مین تھا اوس ولایت کی حکومت رکھتا تھا اور عہد اکبری تک متسلط رہا جب منعم خان خانخانان اوس ملک کی حکومت پر معین ہوا چند بار سلیمان مذکور سے لڑائیان ہوئین آخر کو سلیمان نے عاجز ہوکر بادشاہی اطاعت قبول کی اور خانخانان سے ملاقات کی اور اپنی تمام عمر تک اطاعت بادشاہی سے منحرف نہوا جب وہ مرگیا اوسکا بڑا لڑکا بایزید جانشین ہوا اور تھوڑے دنون مین بادشاہ کی خدمت کو سدھارا اسکے بعد دوسرا لڑکا سلیمان کا داؤد حاکم ہوا اسنے استقلال کا دعوی کرکے بغاوت کی بادشاہ کا دوسرا ابنا منعم خان لڑنے کو آمادہ ہوا اور قلعہ پٹنہ کو گھیر لیا اور اکبر کو عرضی کی کہ حضور بھی تکلیف کرین بادشاہ عین برسات مین باوجودیکہ ندی نالہ کی کثرت سے راہ چلنا دشوار تھا عازم ہوکر پٹنہ مین آپہونچا — مخالف نے دریاے قہر سلطانی کے تموج مین لنگر جمانا دشوار سمجھکر صلح کا پیام دیا جسوقت ایلچی درگاہ سلطانی مین حاضر ہوا حکم سنایا گیا کہ داؤد دو باتون سے ایک اختیار کرے یا کہ خود تنہا رزمگاہ مین آکر مجھسے نبرد آزما ہو جو فتحیاب ہو اوسکے حصہ مین شاہی آئے اگر اسپر دل راضی نہو تو جو کوئی اوسکے رفیقون مین بڑا شجاع ہو اوسے روانہ کرے اور یہان سے بھی ایک جری منتخب ہوکر روبرو ہو جسکے حصہ مین ظفر ہو اوسکے مالک کے ملک مین ملک آجاے اگر یہ بھی نامنظور ہو تو دونو طرف سے ایک ایک فیل نامی قوی الجثہ جنگ آزما ہو اونکے فتح فیما بین کی جیت تصور کیجاے — شرایط مذکورہ مین کوئی شرط داؤد نے منظور نہ کی اسی نزدیکی مین حاجی پور جو گنگا کے اوس کنارے پر پٹنہ کے مقابل آباد ہی غازیان دولت نے فتح کر لیا اور قلعہ پٹنہ کا محاصرہ بھی نہایت سختی سے ہوا پٹھانون نے اپنی زورق احوال کو ادبار کے گرداب مین ڈوبتے دیکھکر داؤد کو جسطرح سے بنا کشتی پر سوار کراکر رات کے وقت بنگالہ کو قطرہ زن ہوئے قلعہ مین عجب طرح کی شورش برپا ہوئی بعضے پٹھان سیہ بختی سے رات کے وقت دریا اور کشتی کا تمیز نکرسکے دریا مین در آکر لجۂ فنا سے جان بر نہوئے جو کشتی پر چڑھگئے اونکا کثرت سواریون کے سبب سے بیڑا پار نہوا مع کشتی تحت دریا کو سدھارے ایک گروہ کثرت انبوہ سے نکلنے کی تلاش مین پامال ہوا جنھون نے قلعہ کے دروازہ سے نکلنے کی راہ نپائی دیوار اور کنگورون سے کود کود کر خندق کے راستے سے غار عدم کی راہ لی صبح کو اکبر نے اس واردات سے آگاہ ہوکر ملازمان دولت کو قلعہ تفویض کیا

اور خود بدولت اسپ سوار دریا ے پن پن سے گذر کر تیس کوس تک پاشنہ کوب ہوا اس دوڑ دھوپ مین
حسین خان ولد سلطان محمد عدلی گرفتار ہو کر قتل ہوا اور اکثر مخالف اسیر ہو کر قید ہستی سے آزاد ہو رہے
اکثر جان بچا کر بھاگ نکلے ؎ مخالف گریزان براہ گریز ٭ سپہ در عقب رانده با تیغ تیر ٭
جسوقت پٹھانون نے شکست فاش پائی لشکر بادشاہ کو لوٹ کا مال اسقدر ملا کہ نیاز ہو گیا وہان سے
منعم خان خانخانان کو داؤد کے استیصال اور تسخیر بنگالہ پر مقرر کر کے خود پٹنہ کو معاودت فرما ہوا۔ راجہ ٹوڈرمل
نے اس مہم مین اچھے اچھے کار نمایان کیے تھے نقارہ اور علم عنایت کیا اور منعم خان کی رفاقت مین بھیجا گیا
بادشاہ نے اوس ملک کا انتظام کر کے اجمیر کے راستے سے خواجہ معین الدین کی زیارت کرتے ہوئے دار السلطنت
فتحپور مین رونق افروز ہو کر حکم دیا کہ اجمیر سے فتحپور تک پختہ کنوین اور اونچے اونچے منارے تعمیر ہون تھوڑے
عرصہ مین اس حکم کی تعمیل ہو گئی القصہ منعم خان بنگالہ مین پہونچا اور داؤد سے لڑائی کر کے زخمی ہوا
اکثر امرا نے خوب جانفشانیان کین آخر کو داؤد مغلوب ہوا اور بادشاہی فرمان بری قبول کر کے اپنے لڑکے کے
ہمراہ لایق پیشکش مع ہاتھیون کے روانہ حضور کیا راجہ ٹوڈرمل بنگالہ کی مہم سے دلجمع ہو کر حضور مین آیا۔
اور دیوانی کے منصب پر سرفراز ہوا۔ تھوڑے دنون مین جب منعم خان خانخانان مرگ طبعی مین فوت ہوا۔
داؤد نے قابو پا کر عہد شکنی کی اور سر بشورش اوٹھایا لہذا خانخانان اور دوبارہ ٹوڈرمل کی تعیناتی ہوئی۔
انھون نے بنگالہ پہونچکر سرکوبی کی اور چند لڑائیان کر کے فتحیاب ہوئے اسمرتبہ داؤد کو قید کر کے زندان ہستی
سے رہائی دی اور اوسکا سر درگاہ اکبری مین آیا مورد عنایات ہوئے اوسوقت سے بنگالہ مین فتنہ و شر کی
گرم بازاری سرد ہوئی پوشیدہ نرہے کہ سلطان ایبک کے ایک امیر کبیر ملک محمد بختیار کے وقت سے بنگالہ مین
اسلام کا ظہور ہوا اور اوسی وقت سے یہ ولایت دہلی کے زیر حکومت ہوئی سنہ ۷۴۱ ہجری مین سلطان محمد شاہ
فخر الدین خوبابن سلطان غیاث الدین تغلق کی طرف سے قدر خان حاکم تھا جسے اوسکے سلاحدار فخر الدین نے
کسی قابو پانے سے مار ڈالا اور خود مسند نشین ہوا اور سلطان فخر الدین کے خطاب سے بارہ برس حکمران
رہا بعد ازان سلطان علاء الدین عرف ملک علی جو قدر خان کے لشکر کا بخشی تھا سلطان فخر الدین سے
لڑکر غالب ہوا اور فخر الدین کو قتل کر کے ۴ برس چند مہینے حاکم رہا من بعد سلطان شمس الدین عرف حاجی الیاس
نے جو سلطان علاء الدین کا نوکر تھا لشکر کا سردار ہوا لکھنوتی مین آکر کل سپاہ کو حسن تدبیر سے باخود متفق کر لیا اور
راستے سے معاود ہو کر اپنے آقا علاء الدین کو لڑ بھڑ کر مار ڈالا اور خود مسند نشین ہوا اوسوقت دہلی کا تخت
سلطان فیروز شاہ کے قبضہ مین تھا اسی بادشاہ نے مکرر بنگالہ پر لشکر کشی کی مگر مدعا بر آری نہوئی ۱۲ برس
حکومت رہی سلطان سکندر بن شمس الدین ۱۲ برس اور سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر ۱۰ برس

اور چند مہینے حاکم رہا سلطان السلاطین بن غیاث الدین ۱۱ برس اور سلطان شمس الدین بن سلطان السلاطین
پانچ برس مسند نشین رہے جب شمس الدین نے لاولد رحلت کی راجہ کانس جو وہان کے زمینداروں مین تھا
چیرہ دستی کر کے مسند نشین ہوا پانچ برس چند مہینے دل کا ولولہ نکالا سلطان جلال الدین بن راجہ کانس حکومت
کے واسطے اپنا مذہب ترک کر کے مسلمان ہوا اونیس برس چند مہینے سکہ وخطبہ جاری رہا سلطان احمد شاہ
بن سلطان جلال الدین ۱۶ برس اور سلطان ناصر الدین بن سلطان احمد شاہ ۷ روز اور سلطان ناصر شاہ
جو سلطان شمس الدین کے احفاد مین تھا دو برس رہا اور سلطان باربک شاہ عرف ناصر اوسکا غلام تھا قابو
پاکر سلطان ناصر کو قتل کیا اور خود مسند حکومت پر جا بیٹھا مگر اون لوگون نے متفق ہو کر اسے بھی ذبح کیا۔
اونیس برس تخت آرا رہا۔ پھر یوسف شاہ باربک شاہ کا بھتیجا آٹھہ برس کو حاکم بنا سلطان سکندر چند روز
مین امرا کے اتفاق سے معزول ہوا فتح شاہ ۹ برس اور چند مہینے حکمران رہا آخر باربک شاہ کو خواجہ سرائے قتل کیا
خود مالک بنا اس خواجہ سرا نے خواجہ سراؤن کا خوب جماؤ کیا جو جہان تھے وہان سے اپنے دربار مین بلائے
دو مہینے پندرہ روز کی حکومت مین خویش پروری کر گیا فیروز شاہ تین برس چند مہینے اور محمود شاہ اسکا
لڑکا ایک برس چند روز رہا آخر کار حبشی خواجہ سرائے محمود شاہ کا فیصلہ کر کے خود تخت چھین لیا ایک برس
پانچ مہینے فرمان روا رہا بعد ازان سلطان علاء الدین نے جو مظفر شاہ کے نوکرون مین تھا قابو پاکر آقا کشی کی
اور بیس برس فرمان روائی کی پھر اسکا لڑکا نصیب شاہ چودہ برس حکومت کرتا رہا۔ جسوقت ظہیر الدین
محمد بابر بادشاہ نے ہندوستان فتح کیا سلطان محمود سلطان ابراہیم لودی کا بھائی نصیب شاہ کے
پاس پناہ گیر ہوا مدت کے بعد شیر شاہ نے غالب ہو کر بنگالہ کو نصیب شاہ کے قبضہ سے باہر کیا ہمایون بادشاہ
کے امرا مین ایک شخص جہانگیر قلی خان تھا بادشاہ نے اوس ولایت کو شیر شاہ کے قبضہ سے نکالکر اسکے
حوالہ کیا شیر شاہ نے ہمایون پر فتح پاکر جہانگیر قلیخان کو قول دیکر اپنے پاس بلایا اور عہد شکنی کر کے مار ڈالا اور
محمد خان ملقب بہادر خان نے جو شیر شاہ اور اسلام شاہ کے امرا مین سے تھا بنگالہ کی حکومت پائی جب خضر خان
کی آویزش مین مر گیا اوسکا لڑکا خضر خان بہادر شاہ کے لقب سے جانشین ہوا اسکی لڑائی مین خضر خان مارا گیا
خضر خان کے بعد تاج خان حاکم ہوا بعد ازان اوسکے چھوٹے بھائی سلیمان کلیانی نے جو اسلام شاہ کے
امراے مشہورہ مین تھا باستقلال حکومت کی اگرچہ سکہ وخطبہ اپنے نام کا جاری نکیا مگر اعلیحضرت کا
خطاب اپنے واسطے مقرر کیا تھا اسکے بعد بایزید اسکا لڑکا جانشین ہو کر تیرہ روز حاکم رہا بعدہ داؤد دوسرا
لڑکا سلیمان کا دو برس حاکم رہا سنہ ۹۸۴ ہجری مین خانجہان اور راجہ ٹوڈرمل نے داؤد کو قتل کیا اور بنگالہ
ممالک محروسۂ اکبری مین داخل ہوا ابتداے سنہ ۷۴۲ ہجری سے لغایت سنہ مذکورہ تک دو سو چھتیس برس

ولایت بنگالہ بادشاہان دہلی کے قبضہ سے باہر رہی القصہ راجہ ٹوڈرمل بہان کے انتظام سے دلجمعی کرکے حضور مین آیا راجہ کے آنے پر تھوڑے دنون کے بعد خانجہان ملک تھا کو سدھارا مظفر خان دیوان اعلی وہان کی صوبہ داری پر رخصت ہوا یہ شخص وہی ہے جو خواجہ مظفر کے نام سے مشہور تھا ابتدا مین بیرام خان کا نوکر تھا ۔ جب بیرام خان کا تفرقہ ہوا پرگنہ پرسرور تابع پنجاب کا کروری ہوا جب اسکی قابلیت اکبر کو دریافت ہوئی حضور مین بلاکر دیوان بیوتات کیا اور وہ اپنی کاردانی سے بہت جلد دیوان اعلی ہو گیا الغرض بنگالہ مین پہنچکر وہانکا بندوبست کیا چند عرصہ کے بعد معصوم خان کابلی بہار کے جاگیردار نے داغ اسپ کے مقدمہ مین جو اندنون مقرر ہوا تھا عدول کیا اور سینہ زوری سے دیوان اور بخشی سرکار کے روبرو بھلا برا کہکر سوار ہو گیا اور دونو کے گھر لوٹ کر مار ڈالا بغاوت اختیار کی اسیطرح بعض چھوٹے چھوٹے جاگیرداروں نے بھی اس سبب سے کہ جاگیر کے اضافے واپس دینے پڑے روگردان اور باغی ہوئے اور باہم مخالفون سے متفق ہو گئے اور معصوم خان کابلی سے ہمداستان ہوکر جہاد کرنے لگے اور بعض امرا بھی مظفر خان سے آزردہ ہوکر دشمنون مین مل گئے اور مرزا شرف الدین حسین اکبر بادشاہ کا عزیز جو بادشاہ سے مخالف تھا مکہ معظمہ کو جاتا تھا اس شورش کی خبر پاکر بیت الحرام کا جانا بھول گیا اور حرامیون سے ملحق ہوا باغیون نے قلعہ کا محاصرہ کرکے محصورون کو خان بلب کردیا اور مظفر خان کو پیغام دیا کہ یا تو آنکر ملازمت کرے ورنہ مکہ کو چلا جاوے مظفر خان نے مکہ کی نیت ظاہر کی جب مخالفون نے دیکھا کہ وہ ڈر گیا دوبارہ پیغام دیا کہ اپنے مال سے تیسرے حصہ کو لے باقی اسی جگہ پر چھوڑے مظفر خان نے پوشیدہ آٹھ ہزار اشرفی معصوم خان کے پاس بدین آرزو بھیجی کہ اوسکے ننگ و ناموس مین رخنہ اندازیان نکرے دشمنون پر اس حرکت سے اسکی بزدلی کا پردہ کھل گیا جی کھولکر قلعہ کے محاصرہ مین سرگرم ہوئے آخر قلعہ ٹانڈہ مفتوح ہوا اور مظفر خان کو پکڑ کر مار ڈالا اور اوسکے مال و متاع پر ہر ایک مخالف نے قبضہ کرلیا اور تمام ملک پر قبضہ پاکر ہر ایک نے اپنے واسطے خطاب اور منصب تجویز کرکے ایک محفل ترتیب دی چاہا کہ خطبہ و سکہ محمد حکیم مرزا اکبر کے چچا اور بھائی کے نام کہ کابل مین تھا رائج کرے دفعتًا اوسوقت باد و باران بڑے زور شور سے نمودار ہوا عیش و انبساط کی بساط اولٹ گئی سارا منصوبہ نقش بر آب ہوا اسیطرح بہار مین بہادر نامے ولد سعید بدخشی نے بغاوت کرکے خطبہ اور سکہ اپنے نام سے جاری کیا جب یہ حال حضور مین ظاہر ہوا راجہ ٹوڈرمل کو مع دیگر امرا کے روانگی کا حکم ہوا اور راجہ فورًا روانہ ہو کر مونگیر پہنچا اور وہان پر ایک گڈھی طیار کرکے مقیم ہوا اور حقیقت حال حضور مین لکھی خان اعظم کوکلتاش مع لشکر گران کے روانہ ہوا اوسکے تعاقب کے بعد شہباز کو بھی اجازت ملی خان اعظم اور شہباز خان کی آمد آمد سے مخالفون کے جہاد مین پریشانی ہوئی اور حصار گلین کے محاصرہ سے جو ٹوڈرمل نے

بنایا تھا دست بردار ہوکر برطرف ہوئے معصوم خان مع دیگر باغیون کے بہار کیطرف چلا افواج قاہرہ نے بہار مین ہوکر
باغیون کے نابود کرنے مین کمر باندھی اسی اثنا مین معصوم خان فرنخودی اور ثابت خان عرف بہادر سے جو اودہ
اور جونپور کے اطراف مین سرکشی کر رہے تھے شہباز خان نے شکست پاکر فرار اختیار کیا کرناخدا کا اسوقت یہ افواہ
اوڑی کہ معصوم خان فرنخودی معرکہ مین مارا گیا اور اوسکا لشکر اس افواہ سے پریشان ہوا شہباز خانکی اس خبر سے
حواس جمع ہوئے لشکر اکٹھا کرکے اودہ مین آیا معصوم خان فرنخودی سے لڑکر غالب ہوا اور ویسی شکست کے بعد
اسطرح کی فتح نصیب ہوئی ایسی رفع شورش کی اور معصوم خان شکست پاکر سو آدمیون کے ساتھہ نکل بھاگا۔
اور چند روز کے بعد شاہزادہ کی سفارش سے معصوم خان کی تقصیر معاف ہوئی اور جاگیر بھی پائی۔ راجہ ٹوڈرمل
وہانکے بند وبست سے فراغت پاکر حضور مین آیا اور مورد عنایات ہوا اور بعد چندے اعظم خان بھی بنگالہ سے دربار شاہی مین
حاضر ہوا صرف تنہا شہباز خان معصوم خان کابلی وغیرہ باغیون کی مدافعت مین مصروف رہا جب حضور مین خبر آئی
کہ مخالفون نے چند مرتبہ یورش کرکے شہباز خان کو مغلوب کیا اور ہنوز رفع شورش نہین ہوئی بلکہ روز افزون ہے
لہذا خود بدولت دیار شرقیہ کیطرف شکار کنان عازم ہوا اسی سفر مین راجہ بیربل نے جشن عالی کا سامان کیا۔
اور بادشاہ کی دعوت کی اکبر وہان مجلس مین آکر عزت افزا ہوا اور راجہ ٹوڈرمل وزیر کے بھی خیمہ گاہ مین تشریف
لاکر سرفراز فرمایا جسوقت اوس مقام پر پہونچا کہ جہان دریاے گنگ وجمن باہم ملحق ہوئے ہین اور اہل ہنود کے
اعتقاد مین وہ پاک مقام شمار ہوتا ہے کہ دونو دریا کے الحاق کی جگہ پر قلعہ بنایا جاوے اور وہین پر ایک شہر الہ آباد
نام تعمیر ہوا اور ایک دیوار مستحکم طولاً ایک کوس اور عرض مین چالیس گز اور بلندی مین ۴۰ گز مقرر ہوئی یہ عمارت جلوس
کے اٹھائیسوین سال تعمیر ہوئی اسی مکان مین لوگون نے عرض کیا کہ شہباز خان نے حضور کی آمد کی تقویت سے
مخالفون پر فتح حاصل کی معصوم خان کابلی اور بہادر وغیرہ مفسد ملک پادشاہی سے خارج ہوئے لہذا بادشاہ نے
معاودت فرمائی اور محمد حکیم مرزا کے فساد دفع کرنے کو پنجاب کا قصد کیا

محمد حکیم مرزا اکبر کے چچازاد بھائی کا بغاوت کرنا

یہ شخص کابل مین باغی ہوا بارہا سندیار آکر اہل پنجاب کو ضرر پہونچاتا تھا ہر چند لشکر شاہی سے شکست کھاتا مگر
کابل کا پیچھا نچھوڑتا ضرور اوٹھہ دوڑتا اور مونہہ کی کھاکر اولٹے پانون لوٹ جاتا ایک مرتبہ لاہور آیا ۲۲ روز
ایک قلعہ کو گھیرے رہا راجہ بھگونت داس صوبہ دار لاہور قلعہ کو بچائے رہا اوسکا لڑکا کنور مانسنگہ سیالکوٹ کا
فوجدار تھا اوسنے پہاڑیون کا جماو کرکے ناگہان مرزا پر دوڑ لایا مرزا مغلوب ہوکر بیدست وپا قلعہ کے محاصرہ سے
اوٹھکر اپنی راہ لگا جلال پور معمولہ حافظ آباد کے راستے سے دریاے چناب کے پار ہوکر ہمزہ مین پہونچا اور اوس
شہر کو لوٹ کر ویران کردیا پھر کسیپ کے راستے دریاے سندھ عبور کرکے کابل چلا گیا اور کنور مانسنگہ نے

دریاے سندہ کے کنارے تک بہچایا گیا جسوقت کنور مانسنگہ کی جرأت اور تہور کی حقیقت
دربار شاہی مین ظاہر ہوئی۔ یکبارگی پنجہزاری منصب پر سرفراز ہوا۔ ان دنون مین جب میرزا نے
شورش بنگالہ کی خبر پاکر یہ سنا کہ وہان کے امرا میرے نام کا خطبہ و سکہ پڑھا چاہتے
تھے دون کی لینے لگا اور لشکر آراستہ کرکے کابل ہوتے ہوئے پنجاب آکر فتنہ و
فساد برپا کیا اوسی سرزمین کے سردارون کی آزار رسانی مین دست درازی
کی۔ اکبر نے الہ آباد سے بدین ارادہ کوچ کیا کہ اس مرتبہ کابل پہونچکر
مرزا کی اسطرح گوشمالی کرے کہ اچھی طرح پر اوسکا سر جھک جاے
پس ایک فوج منقلا کی طور پر پیشتر روانہ کی مرزا نے فوج منقلا کے طنطنہ سے اپنا
رہنا محال جانکر گھبرا کر پنجاب سے کابل کی راہ لی اور لشکر بادشاہی جو اوسکے
تعاقب مین دوڑا تھا شادمان خان نامے مخالف کی سرداری سے جنگ آزما ہوا
اور شادمان خان شکست کھاکر بھاگا اوسکے لشکر کا مال و اسباب اکبری فوج کے سپاہیون کے
ہاتھ لگا اور نیز چند نوشتہ مرزا کے منشی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے شادمان کے پرتل سے سردار فوج اکبری کے
ہاتھ آئے اون خطوط کو بجنسہ روانۂ حضور کیا اونمین سے ایک نوشتہ خواجہ شاہ منصور وزیر کے نام تھا جو کہ درجواب
لکھا گیا تھا اکبر نے فراخ حوصلگی و نیکذاتی سے کچھہ نکہا اور دلمین سمجھا کہ ایسے وقت مین مخالف لوگ معتمدون کی
ساقط الاعتباری کے واسطے ایسی حرکات کیا کرتے ہین۔ دوبارہ عرض ہوا کہ جو لوگ شاہ منصور کیطرف سے
پرگنہ فیروزپور کی جاگیر مین رہتے ہین اونکا ارادہ ہی کہ محمد حکیم مرزا سے متفق ہون جب یہ بات خواجہ سے
استفسار ہوئی اوسنے انکار کیا اوسوقت ضمانت طلب ہوئی اوسنے عذر کیا تب تو جو شک تھے
یقین ہو گئے کہ فی الواقع خواجہ کی نیت ڈانوان ڈول ہی لہذا بموجب صلاح کے متصل کوٹ اور کچھوہہ کے
جو شاہ آباد اور انبالہ کے درمیان مین ہی خواجہ کی گردن ماری گئی خواجہ شاہ منصور شیراز کے امرا سے ہی
خوشبوی خانہ کے عہدہ پر سرفراز تھا اور اکبر بمقتضاے آدم شناسی کے اوسکی قابلیت پر نظر فرماکر بہت دوست
رکھتا تھا اور مظفر خان دیوان اعلی اوسکی کاردانی اور عقلمندی کا حسد کھایا کرتا اسی سبب سے ترک نوکری
کرکے منعم خان خانخانان کے پاس جاکر نوکر ہوا ایکمرتبہ منعم خان نے بنگالہ کے عرض مطالب کو دربار مین بھیجا تھا
اوسکی تقریر متانت سے بادشاہ کے دلمین اور زیادہ تر اوسکی کاردانی کا نقش ہوا جب منعم خان مر گیا حضور مین
بلاکر وزارت کے عہدے پر سرفراز فرمایا تھوڑی ہی مدت مین اس مرتبہ کو پہونچا چونکہ اہل معاملہ کو نہایت دق کرتا تھا
اس سبب سے چند روز مقید بھی ہو گیا تھا اور پھر اوسی مرتبہ پر فائز ہوا اونمین تقدیر کی برخلافی سے یہ گت ہوئی

اوسکے مرنے کے دس روز بعد اوسکی نے تقصیری معلوم ہوئی اور ایک گونہ باعث تاسف خاطر ہوا۔
لیکن خلق اللہ نے اوسکی سخت گیری سے نجات پاکر خورسندی کی ابیات بناشی بکار جہان سخت گیر
کہ ہر سخت گیری بود سخت میر ؛ تا آسان گذاری دمی میگذار ؛ کہ آسان زید مرد آسان گذار القصہ
منزلین طی کرتے ہوئے دریاے سند کے کنارے نزول ہوا جس مقام پر کہ دریاے سندہ اور نیلاب دریاے
کابل باہم ملے ہین تعمیر قلعہ کا حکم ہوا اور دریا کنارے ایک پہاڑی کے اوپر قلعہ کی بنیاد ڈالی برج اور حصار
پتھر کے بنائے گئے خاراتراشان چابکدست نے چھبیسوین ۲۶ سال جلوس مین اس عمارت کو شروع کرکے شمس الدین
خواجہ کے اہتمام سے دو سال مین انجام کو پہونچایا اور اٹک بنارس نام رکھا گیا۔ اسکی خندق دریاے
سندہ اور اوسکی دروازی دشمنون پر بند ہین گویا برزخ ہی ہند اور خراسان کے درمیان ہین اور اوسی قلعہ کے
نیچے پارا اُترنی کا گھاٹ ہی بدون اوس قلعہ مین پہونچنے کے عبور مشکل ہی جب اسکی بنیاد پڑ گئی آگے کو روانہ ہوا
اور اسی مقام سے ایک فرمان بنصیحت عنوان مرزا محمد حکیم کے نام اس مضمون سے صادر فرمایا کہ جس ہندوستان
کی وسعت مین کئے ایک صاحب سکہ تھے وہ اولیاے دولت کے قبضہ مین آگیا اور زمانہ کے سرکشون نے
اس درگاہ مین سر جھکایا اس خاندان کے امرا اگلے بادشاہون کی جگہ پر حکومت کرتے ہین۔ افسوس ہی کہ آپ
اس دولت سے کیون نے نصیب ہوئے اگرچہ گذشتہ بزرگون نے چھوٹے بھائی کو فرزند کی جگہ پر
سمجھا ہی مگر حق تو یہ ہی کہ لڑکون کا وجود تو ممکن ہی مگر بھائی کا ملنا دشوار پس سزاوار عقل یہ ہی کہ خواب غفلت
سے بیدار ہوکر اپنی ملاقات سے مسرور کرو اور اس سے زیادہ مابدولت کو اپنی دولت دیدار سے محروم نرکھو
محمد حکیم مرزا نے خوشامدیون اور خانہ برانداز ون کے اغوا سے کچھہ نہ سُنا اور ارادہ کیا کہ خیبر سے کابل تک راستہ کی
نشیب و فراز مضبوط کرکے آمادۂ پیکار ہو۔ یا کہ بنگش کے راستے سے ہندوستان مین جاکر فساد برپا
کرے اسی اندیشۂ باطل کا خیالی پلاؤ پکا رہا تھا کہ شاہزادہ سلطان مراد منقلا کے طور سے کابل مین
پہونچ گیا اور مرزا سے لڑا مرزا نے شکست کھائی غوربند کو چلا یہ ارادہ کیا کہ والی توران کے پاس پہونچکر
مدد طلب کرے اس حال مین اکبر بھی کابل مین آگیا اور باغ شہر آرا اور قلعہ کی سیر کرکے خوش ہوا اور
باوجودیکہ محمد حکیم مرزا نے اسقدر تقصیرات کین پھر بھی عنایت فرماکر کابل مرزا کو مرحمت فرمایا۔
اور خود ہندوستان کو لوٹا مرزا کابل مین آکر حاکم ہوا چونکہ دایم الخمر تھا شراب نوشی کی افراط سے
سخت سخت بیماریون مین مبتلا ہوکر خمکدۂ فنا کو سدھارا اوسکے لڑکون کا ارادہ ہوا کہ عبداللہ خان
اوزبک والی توران کے پاس جاوین اکبر نے پاس صلہ ارحام کرکے فرمان دلجوئی تحریر کیا اور راجہ مانسنگہ کو
واسطے اداے رسم تعزیت اور تسلی پس ماندگان کے روانہ کیا اور خود بھی کابل کا عازم ہوا جب

راول پنڈی مین پہونچا راجہ مانسنگہ جو کہ بیشتر کابل چلا گیا تھا کیقباد مرزا جو گیارہ سال کا تھا۔ اور افراسیاب مرزا جو چار برس کا تھا محمد حکیم مرزا کے لڑکون کو ہمراہ لیکر حضور مین آیا۔ بادشاہ نے بدرجہ کمال لطف و مدارا فرمایا اور پرورش کی نظر سے مورد عنایات کیا امراے کابل نے بھی بساط بوسی حاصل کی راجہ مانسنگہ کابل کی صوبہداری سے سرفراز ہوا

راجہ بیربر کا مارا جانا

جسوقت دریاے سندھ کے مقام پر قیام ہوا زین خان کوکہ مع لشکر گران کے اوس یوسف زئی کے سرکوبی اور تسخیر ولایت بجور پر مامور ہوا اور شیخ فرید بخاری بخشی نے پٹھانون کی سرزنش کو جو جنگل مین تھے رخصت پائی اور شیخ مذکور اونکی تادیب و تخریب کرکے واپس آیا اور زین خان پٹھانون کی سرزنش کو پہاڑون مین جا گھسا لوگون نے عرض کیا کہ جب تک کسیقدر اور فوج زین خان کی مدد کو مقرر ہوگی پٹھانون کی بیخ کنی مشکل ہے۔ راجہ بیربر اور شیخ ابو الفضل نے اس خدمت کی درخواست کی اکبر نے دونون کے نام قرعہ پھینکا قضارا راجہ بیربر کے نام قرعہ پڑا لہذا راجہ مذکور اور حکیم ابو الفتح نے زین خان کی مدد پر رخصت پائی آخر زین خان راجہ کے استصواب پر بجور کی تسخیر کو روانہ ہوا وہان کے سردارون نے زیر اطاعت ہوکر رعایا گری اختیار کی بعدہ سواد پر لشکر کشی کی پٹھان لوگ پہاڑ پر اکٹھے ہوکر تیر اور پتھر برسانے لگے زین خان نے بزور شمشیر سے عبور کرکے قلعہ بنایا اور اونکے جڑ کاٹنے مین مصروف ہوا اسی عرصہ مین راجہ بیربر اور زین خان کے ناچاقی ہوئی منازعت کی گفتگو ہونے لگی ہرچند زین خان نے چاہا کہ کسیقدر فوج قلعہ مین چھوڑکر پیشتر کو روانہ ہو مگر راجہ راضی نہوا اسپر قرار ہوا کہ جس راہ سے آئے ہین اوسی طرف سے معاودت کیجاوے آخر بالضرور معاودت ہوئی راجہ پیشتر سے چلدیا اور جس جگہ کہ قیامگاہ کا وعدہ ہوچکا تھا وہان نٹھرا پیشتر کو راہی ہوا جن لوگون نے اول پہونچ کر خیمہ استادہ کیے تھے لاچار خیمہ اوکھاڑنے اور لادنے مین مصروف ہوئے زین خان نے پیچھے سے آکر یہ ماجرا دیکھا لاچار خود بھی آگے کو روانہ ہوا پٹھانون نے لشکر کی ابتری دیکھی چارو طرف سے ہجوم کر دوڑے طرفہ شورش اوٹھی راہ تنگ اسقدر تھی کہ دو سوار برابر نہین جا سکتے تھے ہاتھی گھوڑے سے آدمی تلے اوپر گرتے تھے گھبراہٹ تو مچی ہی تھی کسیکو کسیکی خبر نہ تھی قیامت کے آثار پدیدار تھے پٹھان ہر طرف سے گرم پیکار تھے مخالفون کا غلبہ دیکھکر زین خان کی جرأت نے یہ حوصلہ کیا کہ مردانہ جان دیجیے آج رستمانہ کام کیجیے مگر خیرخواہون نے باگ موڑی اوس آشوبگاہ سے صاف بچا لیگئے اوس تنگ راستے مین چند ہاتھی گھوڑے اونٹ آدمی کی لاشین پشتے ہوگئے تھے گھوڑے کا نکلنا مشکل تھا لاچار زین خان پیادہ ہوا اور پگڈنڈی کا راستہ لیا بہزار مشکل منزل پر جا پہونچا — پٹھانون نے اکثر فوج کو قید کرلیا اور اسقدر دولت و مال لوٹا جسکے اوٹھانے سے کندھے پھٹے جاتے تھے —

اوس روز کئی ہزار آدمی مارا گیا اور اوسی زد و کشت مین راجہ بیربر بلندی سے گرکر روانۂ خلد برین ہوا۔
علاوہ اسکے اکثر راجہ لوگ اور بندگان روشناس شاہی کام آئے۔ راجہ بیربر ہندی کی شاعری اور
تیز فہمی اور جولانی طبیعت اور مزاج دانی اور خوش بیانی اور سخن سنجی اور لطیفہ گوئی مین بے نظیر تھا اوسکی
نادرات تقریرین ابتک خاص و عام مین مذکور ہین عالی ہمتی اسقدر تھی کہ ادنی بخشش اوسکی پانسو اور ہزار اشرفی
تھی عمدہ مصاحب بادشاہی تھا سہ ہزاری منصب پر سرفراز تھا جسقدر اس شخص کو اکبر کے حضور مین قرب
حاصل تھا کسیکو میسر نہ تھا۔ اوسکے مرجانے سے اکبر کی محفل عیش منغص ہوگئی۔ اور بادشاہ کے دل مین
یہ سانحہ نہایت گران گذرا بمجرد خبر ہوپہنچنے کے بے اختیار آنکھین بھر آئین آہ دردناک بلند آواز سے بھری دو رات دن
تک ضروریات کی طرف توجہ نہ کی اور فرمایا کہ ابتدائے جلوس سے اسوقت تک کہ تیسوان سال ہے کبھی ایسا رنج
نہین ہوا تیسرے روز شاہزادہ سلطان مراد اور راجہ توڈرمل وغیرہ بہادرون کو اوس گروہ بدکیش کی سزا پر
مقرر فرمایا چونکہ یہ خدمت لایق شاہزادہ رفیع الشان کی نہ تھی دوسرے ہی منزل سے شاہزادہ نے بموجب حکم کے معاودت کی
اور راجہ توڈرمل اوس جماعت کی تخریب پر مامور ہوا راجہ مانسنگہ پٹھانون کی سرکوبی کرتا ہوا درۂ خیبر تک پہنچا تھا تب
وہان پر جاکر رفیق ہوا اور زین خان اور حکیم ابوالفتح حضور مین آئے چند روز تک مورد عتاب رہے سلام کی اجازت
نہ ہوئی آخر کار شاہزادہ کی شفاعت سے عفو تقصیر ہوکر باریاب ہوئے ہرچند حسب الحکم راجہ بیربر کی لاش تلاش
کی پتا نملا چونکہ بادشاہ نہایت دوست رکھتا تھا بہت متاسف ہوا اسی درمیان مین میر قریش ایلچی عبداللہ خان
بادشاہ توران کا حاضر ہوا چونکہ اکبر کا دل راجہ بیربر کے واقعہ سے مکدر تھا دو تین روز تک باریاب نہوا بعد چندے
مشرف ہوکر عبداللہ خان کا نامہ نظر انور سے گذرانا اور انعام لایق سے سرفراز ہوکر لوٹنے کی اجازت پائی ۔
حکیم ابوالفتح کا بھائی حکیم ہمام کو سفیری مین اور خواجہ محمد کو تحفہ اور ہدایا کی تحویلداری مین اور میر صدر جہان
کو اسکندر خان ولد عبداللہ خان کی تعزیت کو میر قریش کے ہمراہ کردیا بعد انتظام کرنے اور سرکوبی بدمعاشون
کے دریاے سندہ سے ہندوستان کی معاودت فرمائی اور راجہ توڈرمل کو حضور مین طلب فرماکر راجہ مانسنگہ کو کابل مین مقرر
فرمایا اور پٹھانونکی کھوج مٹانے کو یوسف زئی اسمعیل قلیخان کی تقرری عمل مین آئی اور اوسنے قرار واقعی اوس گروہ ناعاقبت اندیش کی پامالی

مرزا سلیمان والی بدخشان کا حضور مین آنا اور بدخشان مین تفرقہ ہونا

کی لشکر کشی

اسکا سلسلہ امیر تیمور گورکان سے ملتا ہے حکومت بدخشان کی بالاستقلال اسے حاصل تھی بارہا بدخشان سے کابل پر
کی لیکن ہر مرتبہ شکست کھاکر لوٹ گیا اسکا لڑکا ابراہیم مرزا شجاعت اور دلاوری اور فراست اور دانشوری مین
یکتا تھا قضاے الٰہی سے گذر گیا چونکہ سلیمان مرزا اسکو بہت پیار کرتا تھا نہایت رنج ہوا اور اوسکے غم مین جان بحق ہوا
یہ رباعی کسقدر مناسب حال ہے رباعی اے لعل بدخشان ز بدخشان رفتی در سایۂ خورشید درخشان رفتی ہم در دہر

چو خاتم سلیمان بودی ؎ افسوس کہ از دست سلیمان رفتی ؎ ابراہیم مرزا کی قضا کی بعد جب شاہرخ مرزا اوسکا
لڑکا بڑا ہوا۔ مرزا سلیمان کو شاہرخ مرزا اپنے پوتے سے ناچاقی ہوئی نوبت لڑائی کی پونہچی آخر الامر سلیمان مرزا
شکست کھاکر کابل پونہچا چندے محمد حکیم مرزا کے پاس جو اوسوقت زندہ تھا چلا گیا اور درگاہ اکبری مین التجا
لایا اوسوقت پچاس ہزار روپیہ نقد اور سفر کا سامان حضور سے مرحمت ہوا اور فرمان بھی دلجوئی کے واسطے
صادر ہوا مرزا کابل سے روانہ ہوا جب دار السلطنۃ فتحپور کے پاس آ پونہچا حکم ہوا کہ بڑے بڑے امیر استقبال کو
جاوین اور بموجب حکم فتحپور سے تین کوس تک فیلان کوہ نشان سونہلے روپہلے سلاسل اور دیبا اور
زربفت کی جھولون سے آراستہ کھڑے کیے اور دو دو ہاتھیون کے درمیان مین چیتون کے ارابہ
جنپر مخمل اور زربفت کی جھولین پڑین گنگا جمنی زنجیرون سے مرصع کاری کی نمود تھی ہاتھیون کے عقب مین
دورویہ سوارون کی آن بان گھوڑون پر بڑے طیاری کے ساز و یراق صف باندھے کھڑے تھے اہتمام
کی وہ صورت تھی کہ کوئی حد سے باہر قدم نکالے شہر کے کوچے صاف پانی چھڑکا ہوا دوکانین آراستہ
بازار مین آئینہ بندی تھی خلقت چار و طرف سے تماشا دیکھنے کو دھائی بادشاہ خود بھی مع شاہزادون
کے بعزم ملاقات شہر سے برآمد ہوا جب نزدیک پونہچا اول سلیمان مرزا گھوڑے سے اوترکر کورنش بجالایا
بعد ازان اکبر بھی گھوڑے سے اوترا مرزا کو بغل مین لیا اور مکان مین لاکر ضیافت اور مہمانداری لایق کی تسخیر
بدخشان مین اور کمک دینے کے وعدہ سے دل شاد فرمایا اور بعد چند روز بنگالہ کی صوبہ داری تجویز کی تھی مگر
مرزا نے قبول نکی اور مکہ کے ارادہ مین رخصت حاصل کی ستر ہزار روپیہ زادِ راہ ملا بعد زیارت مکہ کے
پھر اوسی راہ سے بدخشان آیا اور شاہرخ مرزا سے شکست پاکر عبد اللہ خان والی توران کے پاس
پناہ لے گیا اوس لالچی نے ان کے باہم گر نفاق دیکھکر اپنا بھلا چیتا اور اپنا لشکر بھیجکر بدخشان کو شاہرخ مرزا سے
فتح کرکے اپنے آدمیون کے سپرد کیا سلیمان مرزا اور شاہرخ دونو اپنا سا مُنہ لیکر رہگئے محرومی کے
مارے کابل چلے آئے ؎ دولت ہمہ ز اتفاق خیزد ؎ بیدولتی از نفاق خیزد ؎ اوسوقت
محمد حکیم مرزا زندہ تھا چند موضع تومان لمغان سے مرزا کی سیورغال مین مقرر کیے اور شاہرخ نے
کابل کا رہنا ناپسند کرکے درگاہ اکبری کی راہ لی اکبر نہایت عطوفت سے پیش آیا اور بعد چندے
سلیمان مرزا بھی راجہ مانسنگہ کے توسل سے اکبر کے حضور مین آیا اور تین برس کے بعد اقلیم جاودانی کا
مسافر ہوا اگرچہ سلیمان مرزا نے بروقت قیام کابل کے محمد حکیم مرزا کی مدد سے چند مرتبہ بدخشان کا
قصد کیا لیکن کچھہ حاصل نہوا چونتیسوین ۳۴ سال جلوس مین محمد زمان نامے نے اپنے تئین شاہرخ مرزا
کا لڑکا ظاہر کیا اور بدخشان مین فساد اوٹھایا بابا عبد المومن ولد عبد اللہ خان والی توران سے

چند دفعہ لڑائی ہوئی ہر دفعہ محمد زمان نے فتح پائی اور ایک مدت تک بدخشان مین حکومت کرتا رہا آخرالامر عبداللہ خان نے بڑے بھاری لشکر کو بھیجا اور اوس لشکر نے محمد زمان کو دور کرکے اپنا تصرف بدخشان مین کر لیا محمد زمان بدخشان سے نکلکر کابل پہونچا ظاہر مین چاہتا تھا کہ حضور مین جاوے مگر دل مین فساد کی نیت تھی اوسوقت کابل کا صوبہ دار قاسم خان حضور شاہی مین تھا۔ محمد ہاشم خان اوسکا لڑکا نیابت مین کارکن تھا اوسنے اسکا دلی منصوبہ دریافت کرکے خفیف سی لڑائی مین قید کر لیا اسی مابین مین قاسم خان کابل آگیا محمد زمان سے چاپلوسی بہت کرتا مگر نظر بند رکھنا چاہتا تھا کہ روانہ حضور کرے ناگاہ محمد زمان نے قابو پاکر قاسم خان کو مار ڈالا اور محمد ہاشم کے فکر مین ہوا اسنے قتل پدر سے ماہر ہوکر اپنے آدمیون کو فراہم کیا اور باپ کے عوض مین محمد زمان کو قتل کیا اور جسقدر بدخشانی کابل مین تھے ہر ایک کو آب شمشیر سے نہلا کر لال کیا اوس ولایت سے محمد زمانی فتنہ فانی ہوا۔ بدخشان میں عبداللہ مومن خان ولد عبداللہ خان والی توران مستقل حاکم تھا جب بدخشان پر تسلط پایا شہنشاہ اکبر کی لڑکی کی درخواست مین ایلچی مع خط کے روانہ کیا جب ایلچی دریاے بہٹ کے اوترنے مین مصروف تھا ناگاہ صدمۂ تموج سے ناو ڈوب گئی اور وہ خط بھی اکبر تک نہ پہونچا عوام مین مشہور ہوا کہ اکبر کے اشارہ سے یہ حرکت ہوئی۔ کیا عجب کہ شاید ایسا ہی ہو۔ آخر عبداللہ خان نے اس خبر سے ایک قطعہ خط معذرت کا مصحوب مولانا حسینی کے اکبر کی درگاہ مین روانہ کیا اگرچہ مولانا مذکور حضور مین پہونچکر استلا کے عارضہ مین مبتلا ہوکر مرگیا مگر خط کا جواب جیسا مناسب تھا بھیجا گیا اور دوستی کی بنیاد مضبوط ہوئی —

ولایت کشمیر کا فتح ہونا

یہان کا حاکم یوسف خان ہمیشہ اظہار اطاعت کرتا اور ہر سال تحفجات عمدہ ارسال کرتا تھا تیسرے سال جلوس مین اپنے لڑکے یعقوب کو مع پیشکش کے دربار مین بھیجا وہ چند دنون تک آستانۂ دولت پر حاضر رہا آخر کسی وحشت کی سبب سے جو اوسکے دل مین تھی نے حصول اجازت کشمیر چلا گیا جب بادشاہ کو یہ ماجرا دریافت ہوا یوسف خان کے نام فرمان جاری ہوا کہ تیری اور ولایت توران کی خیریت اسی مین ہے کہ خود یا اپنے لڑکے کو حاضر دربار کرے اوسنے زمیندارانہ عذرات پیش کیے لہذا تسخیر کشمیر کا عزم مصمم ہوا۔ شاہرخ مرزا اور راجہ بھگوانداس اور شاہ قلی خان محرم وغیرہ امرا نے اس خدمت پر تقرری پائی اور راہ نمایون کے وسیلہ سے سخت و سست راستے قطع کرکے کشمیر کے نزدیک جا پہونچے یوسف خان نے گھبراکر قصد کیا کہ امراے بادشاہی کی ملاقات کرے مگر کشمیریون کے خوف سے معذور تھا۔ لیکن دل کو تسلی نہوئی مورچہ دیکھنے کے بہانہ سے نکلکر امراے شاہی سے ملاقی ہوا

کشمیریون نے یہ خبر پاتے ہی حسین چک کو حاکم بنا لیا اور آمادہ جنگ ہوئے اسی عرصہ مین یعقوب اپنے باپ یوسف خان سے علحدہ ہو کر کشمیر چلا گیا کشمیریون نے حسین چک کو چھوڑ کر اسکے گرد ہجوم کیا اور اسکا خطاب شاہ اسمعیل مقرر کر کے پہاڑون کے رستے مضبوط کیے اور لشکر بادشاہی سے لڑنے کو صف آرا ہوئے جب خبر اکبر کو پہونچی شاہرخ مرزا اور راجہ بھگونت داس کے نام فرمان صادر فرمایا کہ اگرچہ یوسف خان نے ملاقات کی مگر تسخیر کشمیر سے ہاتھ نہ اوٹھانا آخر کار بہت لڑائیان ہوئین کشمیریون نے مغلوب ہو کر ملاقات کی اور سکہ اکبری کا رواج ہوا زعفران اور ابریشم اور دیگر جانوران شکاری جو خاص اوس ملک کے محصولی اشیا ہین سرکار مین ضبط ہوئے

ذکر سلاطین کشمیر

شاہرخ مرزا اور راجہ بھگونت داس کی وساطت سے یوسف نے آستانہ بوسی حاصل کی اور ادراک ملازمت کر کے مورد عنایت ہوا ناظرین اخبار پر پوشیدہ نہ ہے کہ سنہ ۷۱۵ ہجری مین ایک شخص ساہو نامی تھا جو اپنے تئین گرشاسب بن نیکرز کے اولاد مین بتلاتا تھا یہ شخص راجہ جہدیو کا نوکر ہوا اور یہ راجہ خاندان پانڈوان سے ارجن کے نسل مین تھا غرض کہ مدت تک ایسی خدمتین کین کہ راجہ کی نظر و نمین اوسکا اعتبار رہا جب راجہ جہدیو مر گیا اوسکا لڑکا راجہ دمین گدی نشین ہوا اسنے ساہو کے لڑکے شاہمیر کو وکیل سلطنت اور مدار المہام کیا اور اوسکے دونو لڑکون جمشید اور علی شیر کو پیشہ ستی کے کام مین مامور کیا اور شاہمیر کے دو اور لڑکے تھے ایک اشترانک دوسرا ہندال یہ دونو بڑے دعوے کے شخص تھے جب شاہمیر اور اوسکے لڑکون نے ہر طرح کا اعتبار پایا غلبہ کر کے سپاہ اور رعایا کو متفق کر لیا اور بدون کسی تقریب کے راجہ سے رنجیدہ ہوئے راجہ نے ممانعت کر دی کہ اب میرے مکان مین نہ آنے پاوین شاہمیر اور اوسکے لڑکون نے تسلط کے زور سے تمام کشمیر کے پرگنہ اپنے قبضہ مین کر لیے اور اکثر راجہ کے نوکرون کو بھی متفق کر لیا اور روز بروز انکی طاقت بڑھتی اور راجہ کی حشمت گھٹتی گئی سرانجام کار راجہ دمین سنہ ۷۴۷ ہجری مین فوت ہوا اوسکی رانی کوکنا دیوی نے قائم مقام ہو کر چاہا کہ بالاستقلال حکومت کرے شاہمیر کو پیغام دیا کہ میرے لڑکے چندر نام کو حاکم بنا لے مگر شاہمیر نے قبول نکیا رانی نے اوسکی سرگردانی سے متغص ہو کر لشکر کشی کی خدا کی مرضی تو یہ تھی کہ ہندؤن کے راج مین خلل ہو اور مسلمانون کے قدم آوین قضا کار رانی کوکنا دیوی نے شکست پائی اور شاہمیر کے آدمیون کے ہاتھ مین اسیر ہوئی اور بضرورت مسلمان ہو کر اوسکے عقد مین آئی شاہمیر نے مظفر ہو کر اپنا سکہ اور خطبہ جاری کیا اور سلطان شمس الدین اسکا خطاب معروف ہوا ابتدائے سنہ ۷۴۸ سے اس خطہ مین مسلمانی نے رنگ جمایا اسکی سلطنت تین برس چند مہینے رہی

بعدازان اسکا بیٹا سلطان جمشید برس دو مہینے اور سلطان شہاب الدین عرف میراشاناگ بن شمس الدین ۸ برس
اور سلطان قطب الدین عرف ہندال بن سلطان شمس الدین ۱۱ برس ۵ مہینے حکمران رہے بعدازان سلطان سکندر
بت شکن عرف شیر شکار بن قطب الدین ۷۹۶ ہجری مین فرمان روا ہوا بت توڑنے اور بتخانہ کے گرانے مین
بڑا شغل رکھتا تھا ایک مرتبہ مہادیو کے مندر کو جو کشمیر کے نزدیک تھا گرادیا اوسمین سے ایک تختہ نکلا جسپر خط
ہندی سے یہ لکھا ہوا تھا کہ ایک ہزار ایک برس کے بعد سکندر نامے اس بتخانہ کو گرادیگا جب بادشاہ نے
یہ مضمون سنا بڑا افسوس کرکے کہا کہ ہیہات اگر یہ تختہ دروازے پر نصب ہوتا ہرگز بتخانہ نگراتا اور محرر کا
قول جھوٹا کرتا القصہ یہ شخص بڑا متعصب تھا۔ اکثر برہمنون کو بتخانے ڈھا کر زبردستی سے مسلمان
کردیا بت شکنی کے سبب اسکا نام سکندر بت شکن مشہور ہوا جسوقت صاحبقران امیر تیمور گورکان ہندوستان
مین آیا اسکے واسطے ایک ہاتھی بھیجا تھا اسنے اپنی عزت سمجھی اور اطاعت کی راہ سے نذر ارسال کی ۲۲ برس
۳ مہینے کامران رہا بعدازان سلطان علیشاہ عرف میرزا خان بن سلطان سکندر بت شکن بعد باپ کے
مسند نشین ہوا اور اپنے بھائی شاہین خان کو مدار علیہ کرکے منصب وزارت پر سرفرازی بخشی چند دنون کے
بعد شاہین خان کو ولیعہد کرکے کشمیر مین چھوڑا اور خود اپنے سسر راجہ جمون پر لشکر لیکر چڑھا جب روانہ ہوچکا
بعض بعض کے ورغلانے سے نہایت پچھتایا کہ ناحق بھائی کو ولیعہد کیا پس لوٹ آیا اور راجہ راجوری کی
مدد سے کشمیر پر متصرف ہوا اور اوسکا بھائی شاہین خان کشمیر سے سیالکوٹ پہونچا اوسوقت مین جسرتھ کھوکر
صاحبقران کے خوف سے مفرور ہوکر پنجاب مین آیا تھا ایک مرتبہ جب کہ علیشاہ ٹھٹھہ فتح کرکے کشمیر لیا جاتا تھا
جسرتھ راہ روک کر لڑا اور اوسے قید کرکے مال و اسباب بیشمار حاصل کیا تھا۔ الغرض شاہین خان سیالکوٹ
مین پہونچکر جسرتھ سے ملحق ہوگیا اور باتفاق علیشاہ پر چڑھائی کی علیشاہ بھی بڑا انبوہ ساتھ لیکر آمادہ رزم
ہوا طرفین سے بڑا کشت و خون ہوا آخر کو علیشاہ نے شکست پائی اور روبفرار ہوا ۶ برس چند مہینے حکومت
کرکے گذرا سلطان زین العابدین عرف شاہین خان مظفر اور منصور ہوکر مسند آرا ہوا اپنے بھائی محمد خان
کو وزیر بنایا اس شخص نے اپنے عدل و انصاف سے سپاہ و رعیت کو دلشاد کیا اور اپنا خیرخواہ بنالیا برہمن لوگ
جو اوسکے باپ سکندر شاہ کے عہد مین بھاگ گئے تھے اسکے عمل مین نئے سر سے آکر آباد ہوئے بادشاہ نے برہمنون کو
حکم دیا کہ اپنے رسم و رواج کو بخوبی ادا کیا کرین اور جو برہمن لوگ کہ سکندر شاہ کی زبردستی سے مسلمان ہوئے
تھے اپنے مذہب مین رجوع ہوئے الغرض اڑتالیس برس کے بعد مرگ طبعی مین جہان سے گذرا بعدہ سلطان حیدر عرف
حاجی خان بن زین العابدین چار برس دو مہینے اور سلطان حسین بن سلطان حیدر دو برس چند مہینے حکمران
رہے جب سلطان محمد شاہ بن سلطان حسین باپ کے بعد مسند آرا ہوا بعد چندے بعضے امرا نے پر سرام

جمون کے راجہ سے متفق ہوکر سلطان کے وزیر کو قتل کرڈالا یہ راجہ سلطان بہلول کے نایب تاتارخان کے خوف مین آکر پنجاب سے کشمیر چلا گیا تھا **القصہ** بادشاہ نے تاتارخان سے کمک طلب کر کے مخالفون کی گوشمالی کی — جب اسکی حکومت کو دس برس سات مہینے گذرے سلطان فتح شاہ بن آدم خان بن زین العابدین نے تاتارخان سے مدد لیکر محمد شاہ سے لڑائی کی اور فتح پاکر کشمیر کو اپنے تصرف مین لایا اپنے نام کا سکہ وخطبہ مروج کیا اور سلطان محمد شاہ ہزیمت پاکر ہندوستان آیا اور نو برس کے بعد محمد شاہ نے پھر کشمیر پہونچکر نئے سر سے فتح شاہ پر فتح حاصل کی فتح شاہ نے بھی شکست کھاکر ہندوستان کی راہ لی اور بارہ برس کے بعد دوبارہ کشمیر جاکر محمد شاہ پر فتح پائی تین برس ایک مہینا گذرا تھا کہ سلطان محمد شاہ نے پھر لشکر جمع کر کے کشمیر فتح کیا اور سلطان فتح شاہ لاہور مین آکر مرگیا سنہ ۹۰۰ ہجری مین سلطان بہلول لودہی نے رحلت کی اور سلطان سکندر اوسکا لڑکا تاج وتخت کا مالک ہوا سلطان فتح شاہ کے نوکرون نے فتح شاہ کے لڑکے سکندر خان کو کشمیر مین لاکر سلطنت کے مدعی ہوئے آخر الامر اوسنے شکست پاکر باہر کی راہ لی بعد ازان سنہ ۹۳۲ ہجری مین ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ سے مدد لیکر پھر کشمیر جا پہونچا اور تھوڑے زمانہ مین قید ہوا سلطان محمد شاہ نے اوسکے آنکھون مین سلائی پھروا کر قید مین رکھا محمد شاہ کے حکومت اول مرتبہ دس برس ۷ مہینے اور دوسرے بار ۱۲ برس ایک مہینے اور تیسرے مرتبہ ۱۱ مہینے ۲۲ روز کل چونتیس برس ۷ مہینے رہی اور سلطان فتح شاہ کی حکومت اول دفعہ نو برس اور دوسرے مرتبہ ۳ برس ایک مہینے کل بارہ برس ایکمہینے رہی اور دونو کی حکومت ملاکر ۴۶ برس ۷ مہینے رہی — پس ازان سلطان ابراہیم خان بن سلطان محمد شاہ وارث ہوا تھوڑے عرصہ مین ابدال باگری جو وہان کے بزرگ امیرون مین تھا سلطان ابراہیم خان سے آزردہ ہوکر ہندوستان مین بابر شاہ کے پاس آکر ظاہر کیا کہ تسخیر کشمیر بہت آسانی سے ہوسکتی ہے آخر الامر بابر بادشاہ نے بموجب اوسکی درخواست کے کمک ساتھہ کردی وہ مدد لیکر جب کشمیر کے نزدیک آیا بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ بادشاہی شان وشوکت اسقدر ہے کہ سلطان ابراہیم لودہی ہندوستان کے بادشاہ کو مع سو ہزار سوار کے خاک مین ملادیا پس تیری کیا حقیقت ہے بہتر کہ اطاعت شاہی اختیار کر اوسنے کچھہ اس پند ونصیحت کو خیال نکیا لڑائی ہوئی اور سلطان کا معرکہ مین آتے ہی کام تمام ہوا ابدال باگری نے فتح پاکر اوسکے بھائی نازک شاہ کو مسند حکومت پر بیٹھایا سلطان ابراہیم کی حکومت آٹھہ برس پانچ روز رہی سلطان نازک شاہ باتفاق ابدال باگری کے حکومت کرنے لگا جب بابر شاہ نے اس جہان گذران سے رحلت فرمائی ہمایون بادشاہ نے تاج وتخت کی رونق بڑھائی کامران مرزا ہمایون کے بھائی نے پنجاب سے کشمیر پر چڑھائی کی اس لڑائی مین اکثر کشمیری زیر تیغ ہوئے اور کامران مرزا کے لشکریون نے خوب ہی کشمیریون کے مال واسباب لوٹے اور لوٹ گئے سنہ ۹۳۹ ہجری مین سلطان ابوسعید والی کاشغر نے اپنے لڑکے سکندر خان کو

مع حیدر مرزا کاشغری کے بارہ ہزار سوار جرار ہمراہ کرکے کشمیر پر روانہ کیا تین مہینے کشمیر اور اوسکے گرد نواح
مین خوب لوٹ مچائی پرانین عمارتین کھود ڈالین اوس ولایت مین بڑا ہرج مرج واقع ہوا اکثر بہی نوع
جان سے ہاتھہ دہوکر کنارے لگے عاقبت الامر سکندر خان نے صلح کی بعد چندی سلطان نازک شاہ کی
زندگی کا دن تمام ہوا ہ برس بادشاہی کی — بعد ازان اسکا لڑکا سلطان شمس الدین حاکم ہوا اسکی
حکومت کی تعداد معلوم نہین ہوئی اسکا لڑکا نازک شاہ چہ مہینے حاکم رہا میرزا حیدر کاشغری بابر بادشاہ
کا خالو زادہ کاشغر سے ہمایون بادشاہ کی ملازمت کو آگرہ پہونچا تھا جب کہ ہمایون نے شیر شاہ سے
شکست کھائی اور لاہور مین آیا حیدر مرزا نے ابدال ساکری اور حاجی چک اور رگمی چک وغیرہ امراے
کشمیریون کے اغوا سے ہمایون کی خدمت سے مرخص ہوکر سنہ ۹۴۸ ہجری کو کشمیر آیا اور کشمیر کو تسخیر کیا اولاً
کشمیریون کی صلاح سے سکہ وخطبہ نازک شاہ کے نام کا بحال رکھا بعد ازان جب کہ ہمایون نے عراق سے
لوٹ کر قندھار اور کابل کو فتح کیا — حیدر مرزا نے اپنے اخلاص سے جو ہمایون کے ساتھہ رکھتا تھا اوسکے
نام کا سکہ وخطبہ کشمیر مین مروج فرمایا ایک مرتبہ شیر شاہ نے اپنا لشکر کشمیر کو بھیجا تھا مگر بعد لڑائی کے
لشکر حیدر مرزا سے شکست کھاکر واپس گیا چونکہ مرزا حیدر اوس ولایت مین غالب ہوکر باستقلال
حکومت کرتا تھا کسی کشمیری کو خاطر مین نہ لاتا تھا بعضے اہل کشمیر نے کہ پیدائشی مکر وفریب کا خمیر ہے براہ مکر
و دغابازی کے ظاہر مین دوستی کرکے مرزا کے لشکر کو تبت اور رگلی اور راجور کی طرف روانہ کرادیا اور باہم متفق
ہوکر مرزا پر شب خون کیا اوس مار دھاڑ مین تیر کی ضرب سے مرزا کا پیمانۂ حیات چھلکا کل دس برس تاج و تخت کے
کی آرایش مین مصروف رہا — بعد ازین سلطان نازک شاہ نے دوبارہ تخت پر قدم رکھا اور تھوڑے
عرصہ مین عوارض بدنی نے عیش کرنے کی مہلت نہ دی دو مہینے مین کام تمام ہوا پھر سلطان ابراہیم شاہ بن
محمد شاہ نازک شاہ کا بھائی پانچ مہینے تخت نشین رہا پھر اسکا بھائی سلطان اسمعیل نے سنہ ۹۵۹ ہجرے
مین تاج شاہی زیب سر کیا لیکن غازی خان چک کا غلبہ تھا فقط نام کے واسطے دو برس بادشاہت کی
اسکے بعد اسکا لڑکا سلطان حبیب شاہ باپ کی ریاست کا مالک ہوا مگر غازی خان چک جسکا غلبہ تھا اسکو گوشۂ صبر مین
بٹھلاکر خود خلافت کرنے لگا حبیب شاہ بھی جھوٹہہ سچ کے واسطے دو برس چند مہینے تاجور رہا بعدہ سلطان
غازی شاہ عرف غازی خان چک سنہ ۹۶۲ ہجری مین سکہ اور خطبہ کا مالک ہوا اور چار برس چند مہینے
اپنا ڈنکا بجا گیا جب غازی خان جذام کے عارضہ مین گلنے لگا اسکے بھائی سلطان حسین نے غالب ہوکر
تخت وتاج چھین لیا اور اوسکے لڑکون کی آنکھین پھوڑ ڈالین اور غازی خان اس درد سے جو اوسکے
آزار بدنی کا ضمیمہ ہوا جینے سے عاری ہوا آخر قالب تہی کرگیا سلطان حسین نے اپنے لڑکے کو مع تحفجات اور ہدایا کے

اکبر کے حضور مین روانہ کیا اور مولانا کمال الدین جو اوس زمانہ مین فاضل اور درویش مشہور تھا اسی کے عہد مین کشمیر سے
سیالکوٹ مین پڑھنے پڑھانے لگا۔ سلطان حسین خان کی حکومت دس برس چند مہینے رہی۔ بعد ازان
سلطان حسین کا بھائی سلطان علی شاہ اوس ولایت کا مرزبان ہوا اور چند دنون کے بعد اکبر شاہ کے نام
سکہ اور خطبہ جاری کیا اور از دیاد اتحاد کی امید پر اپنے لڑکے کو مع تحفجات کے شاہزادہ سلیم کے واسطے بھیجے
اور بعد چند عرصہ کے چوگان بازی مین زندگانی کا گیند عدم کے گڈھے مین غلطان ہوا نو برس کی بادشاہی
ششجہت مین چھوڑ گیا پھر اسکا فرزند سلطان یوسف شاہ باپ کی میراث پر قابض ہوا تھوڑے زمانہ مین
سید مبارک خان جو اوس ولایت کے امیرون مین تھا غالب ہو کر مسند نشین ہوا اور یوسف شاہ نے
اوسکے روبرو سے فرار کر کے جمون کی راہ سے میرزا یوسف خان حاکم پنجاب کے پاس آیا اور مرزا اور راجہ بانسنگہ
دونو باتفاق فتح پور سکری مین آکر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوے اور ۹۸۶ سنہ ہجری مین مرزا یوسف خان
اور راجہ بانسنگہ اوسکی کمک کو مقرر ہوئے اور اوسنے ان لوگون کے ساتھہ کشمیر پہونچکر تھوڑی لڑائی
مین فتح کر لیا اور بالاستقلال حکومت پا کر امراے بادشاہی کو رخصت کر دیا ۹۸۹ سنہ ہجری مین اکبر بادشاہ
نے جب کابل سے لوٹا تھا مقام جلال آباد سے ایک فرمان یوسف شاہ کے نام ایلچی کے ہاتھہ صادر فرمایا
اوسنے فرمان معلے کا استقبال کر کے اپنے لڑکے حیدر خان عرف یعقوب کو مع تحفجات کے روانہ دربار کیا
وہ ایک سال تک حضور مین رہکر بدون رخصت کشمیر کو بھاگ گیا جب بادشاہ کو معلوم ہوا مرزا شاہرخ
اور شاہ قلیخان محرم اور راجہ بھگونت داس جسطرح کہ اوپر ذکر ہو چکا ہی تسخیر کشمیر پر مرخص ہوئے
اور یوسف خان عاجز ہو کر امراے بادشاہی کے ہمراہ حضور پرنور مین حاضر ہوا ۹۹۳ سنہ ہجری مین ولایت کشمیر
ملک محروسۂ اکبری مین داخل ہوئی یوسف خان کی حکومت آٹھہ برس رہی۔ جب یوسف خان حضور
مین آیا اوسکا لڑکا یعقوب جیسا کہ چاہیے اطاعت اور فرمان برداری نہین کرتا تھا اسلیے اوسکی تادیب کو
قاسم خان مع دیگر امرا کے متعین ہو کر کابل کی راہ سے چلا اوس نواح مین ایک تالاب ہی کہ جسوقت اوس جگہ
کرنا یا نقارہ کی آواز ہو برف و باران شروع ہو جاے جسوقت وہان پر لشکر اوترا اور نقارہ کی آواز
بلند ہوئی برف اور باران اور پتھر نہایت کثرت سے برسے اور جاڑے کی شدت سے بڑی تکلیف لشکر کو پہونچی
اکثر جاندار ضائع ہو گئے اس ناگہانی واقعہ سے کشمیری لوگ جو اول سے آمادۂ پیکار تھے غالب ہوے اور
لشکر بادشاہی مین تفرقہ ہوا اوسوقت قاسم خان نے اپنے ہوش سنبھالکر آگے آگے راہ لی یعقوب نے قاسم خان
کی دلیری سے دہشت کھائی گھبرا کر کشتوار کو بھاگا اور شمس چک کو اپنی قید سے رہا کر دیا جب یعقوب چلا گیا
کشمیریون نے شمس چک مذکور کو حاکم بنا کر آمادہ رزم ہوئے اور کوتل کے مقام پر لڑائی ہوئی اقبال بادشاہی سے

قاسم خان فتحیاب ہوکر شہر سری نگر مین جو کشمیر کا دارالامارۃ ہی آیا اور نئے سر سے اکبر کے نام کا سکہ اور خطبہ جاری
کیا چند دنون کے بعد کشمیری لوگ یعقوب کو کشتوار کی راہ سے لائے اور قاسم خان پر شبخون کیا بہادران لشکر
نے خوب مردانگی کی کہ آخر کار مخالف بیتاب ہوکر اولٹے پیر لوٹ گیا دوسرے مرتبہ یعقوب نے کشمیریون کے اتفاق
کئی گھاٹیون پہاڑون سے نکلکر شورش شروع کی اور شبخون کے ارادہ پر آکر اول دفعہ کے مانند محروم لوٹ گیا
چونکہ یعقوب کے دلمین خوف سما گیا اور اوس سے کوئی برآمد کار نہوا اکثر امراے کشمیر نے آنکر قاسم خان کی ملاقات کی
اور قاسم خان نے اونکی دلجوئی کرکے دربار شاہی کو روانہ کیا وہان پہونچکر بادشاہانہ عنایت سے سرفراز ہوئے
یعقوب نے چندبار شمس چک سے متفق ہوکر شورش کی قاسم خان نے زاندن کے جھگڑے بکھیڑے سے عاجز ہوکر
دربار عالیہ اکبریہ سے مدد کی درخواست کی اوسوقت حکم ہوا کہ مرزا یوسف خان کشمیر کی ایالت پر جاوے اور جب یوسف خان
وہانکے بندوبست سے دلجمعی کرلیوے اور رخصت دے قاسم خان حاضر حضور ہو حسب الحکم مرزا یوسف خان
بہت جلد کشمیر پہونچا اور شجاعت جبلی سے وہانکا بندوبست قرار واقعی کرلیا آخر کو شمس چک نادم ہوکر مرزا کی
خدمت مین حاضر ہوا اور مرزا نے اوسکی تسلی کرکے درگاہ والا کو روانہ کیا اور اوس ولایت سے رفع شورش ہوگئی
اور قاسم خان مرزا کے رخصت دینے پر حاضر حضور ہوا اور کابل کی صوبہ داری پر سرفراز کیا گیا اور جسطرح کہ لکھا گیا
آخر کار کو محمد زمان کے ہاتھہ سے مرزا یوسف خان بمقام کشمیر مین قتل ہوا

اکبر بادشاہ کا کشمیر کی سیر کو جانا

جلوس کے چونتیسوین سال اکبر بادشاہ کشمیر کی سیر کو متوجہ ہوا کشمیر کی راہ نہایت دشوار گذار ہی پہاڑون کی
بلندی اور گھاٹیون کی پستی عجب طرح کا اونچا نیچا دکھلاتی ہی جنگل کا انبوہ درختون کا جھنڈ نہایت ہی
اثناے راہ مین رتن پنجال اور پیری بل دو پہاڑ ہین انکی بلندی آسمان سے برابری کرتی ہی بلکہ اوج آسمان سے گذرتی ہی
جسپر چڑھکر عالم بالا کی سیر کیجیے فرشتون کی گفتگو کانون سے سن لیجیے الغرض بموجب حکم والا کے کئی ہزار
سنگتراش فرہاد نسب پتھرون کی بریدمین ید بیضا کی کرامات دکھلاتے تھے آخر کار جس راہ پر چلنے سے مسافر
وہم کا دم بند ہوتا تھا جگہ کی تنگی سے باسائش نہین نکل سکتے تھے اوسے ایسا راستہ کیا کہ لشکر ظفر پیکر
بڑی فراغت سے قطع منازل کرگیا لاہور سے کشمیر تک ستانوے کوس ناپ مین آیا الغرض منزلین طی کرتا
ہوا اکبر بادشاہ کشمیر مین فروکش ہوا اور یہان کی سیر وگلگشت سے نہایت خوش ہوا فی الحقیقت کشمیر
تعریف اور توصیف سے مستغنی ہی ہر طرح کے اوصاف سے معمور ہی اگر عیب ہی تو کشمیر کے رہنے والون مین ہی
ابیات چہ کشمیر انتخاب ہفت کشور ٭ قسیم خوردہ بجائش آب کوثر ٭ چہ کشمیر آب ورنگ باغ دبستان ٭ اسیر
ہر نہالش صد گلستان ٭ شہر کے درمیان مین دریاے بہٹ جاری ہی ہر طرفہ آبداری ہی زمین کثرت سبزہ سے

سیراب ہی تروتازگی مین انتخاب ہی دریا کے کنارے عمارات دلکشا کی تعمیرات ہین دل مین فراغ کے عجب کیفیت ہی
جسکی دید سے دماغ تروتازہ ہو جاوے غرضکہ بہمہ وجوہ یہ خطہ عیبون سے پاک ہی لیکن کشمیری زبونی سے زندگانی بسر کرتے ہین
سب سے جدا خورش انکی لاشک ہی خشکہ نرم بے نمک ہی گرم چاول کھانا رسم نہین رات کے پکائے چاول
صبح کو کھاتے ہین پوشش پشمینہ پوستین کی ہی یعنی پٹو جو کپڑے دھویا ہوا ہو جولاہہ کے مکان سے لاتے ہین اور اوسکو دوخت
کرکے پہنتے ہین اور پھٹ جانے تک نہین دھلواتے ہے نفاق فطری شان ہی خوبیش یا کثرتم نزاع خلقی شان ہی بچہ
زہر لازم مانڈ القصہ اکبر کشمیر کی سیر سے نہایت خوش ہوا رمضان المبارک کی عید وہین پر ہوئی اور اوسی روز
مرزا یوسف خان حاکم کی شفاعت سے یعقوب خان کا قصور معاف ہوا اور اپنا جوتا عنایت فرمایا اوسنے اپنا فخر
سمجھکر اوس کفش کو سر پر باندھا اور حضور مین پہونچکر مورد عنایت ہوا بعد سیر و گلگشت کے اکبر نے
پکلی اور دہنتور کی راہ سے جو نہایت سخت گذار تھی مع خدم و حشم کی مراجعت فرمائی حسن ابدال مین خیمہ گاہ ہوا
اوس روز امیر فتح اللہ شیرازی اور بعد ازان حکیم ابوالفتح گیلانی جو کہ بادشاہ کے مقرب تھے اس جہان فانی سے عالم
جاودانی کو رحلت فرما ہوئے اور حسن ابدال مین مدفون ہوئے اوس مقام پر چند گاہ رایات سلطانی رونق بخش
رہے اور اوسی ایام مین باغ دلکش کی طرح ڈالی گئی بعد ازان کوچ فرمایا۔ کابل مین آکر خیمہ گاہ ہوا وہانکے قاسم خان
صوبہ دار کو جو اوسوقت مین کارندہ تھا حکم ہوا کہ جس جگہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ اور ہندال مرزا اور محمد حکیم مرزا
مدفون ہین وہان پر باغ اور عمارات تعمیر ہو لاجرم بموجب حکم شہر کے گذرگاہ کے متصل خوب موقع و محل پر عمارت کے
آثار پیدا کیے۔ رعایاے کابل کی پریشانی سنکر حکم ہوا کہ آٹھ برس تک آٹھوان حصہ خراج مقررہ سے معاف ہو
باقی لیا جاوے اور بعد سیر و شکار کے ہندوستان کو نہضت فرمائی قضا کار مقام ڈکہ مین بادشاہ گھوڑے سے
گرا اور رخسارۂ مبارک پر خراش آیا چند روز تک صاحب فراش رہا بعد حصول صحت روانگی پیشتر کی ہوئی وہان
سے مقام رہتاس مین پہونچکر اکبر فیل خاصہ پر جو مست تھا چڑھنے لگا ہنوز رسی کے حلقہ مین قدم مضبوط نہ رکھا
کہ ہاتھی کسی ہتھنی پر اوٹھہ دوڑا حضرت زمین پر آگرے بڑی دیر تک بیہوشی طاری رہی جب ہوش آیا ظاہرا
کسیقدر آسیب باطنی پہونچا تھا احتیاطاً حکما کی صلاح سے داہنے ہاتھ کی ہفت اندام فصد لیگئی۔
اور تھوڑی فرصت مین صحت حاصل ہوئی اس سانحہ کے دن سے تمام ملک مین عجب عجب طرحکی شورشین برپا
ہوئین رعایا نے مالگذاری مین کوتاہی کی معاملات ملکی مین خلل واقع ہوا جب لاہور مین خیمہ پہونچے یہ شورش
دفع ہوئی راستے کی نے بند و بستی کا فور ہوئی اکبر اس ایام مین چاندنی رات کو لڑائی دیکھہ رہا تھا قضا را
آہو اپنے حریف کو چھوڑکر دوڑا اور اکبر کے دونو رانو کے درمیان مین سینگ مارے جسکی ضرب سے زخم شدید پہونچا
حتی کہ سختی نمود ہوئی آخر بموجب صلاح شیخ ابوالفضل اور مقرب خان معروف شیخ بھنیا کی صلاح سے جراح کا

معالجہ ہوا اور ایک مہینے سات روز کے بعد صحت ہوئی شیخ ابوالفضل اور مقرب خان اوسی بابت کی خدمتون کے عوض مورد عنایات ہوئے

راجہ تودڑمل کی رحلت کا بیان

جسوقت بادشاہ نے کشمیر سے نہضت فرمائی تھی راجہ تودڑمل رخصت لیکر لاہور مین رہگیا تھا آخر بدنی عارضون مین اس جہان گذران سے اوٹھہ گیا۔ اور کابل سے کوچ کے وقت راستے مین اوسکے وفات کی خبر گوش گذار ملازمان شاہی ہوئی چونکہ راجہ موصوف مزاج شناس اور وزیر اعظم اور سپہ سالار تھا بادشاہ کو اوسکی وفات سے بہت تاسف ہوا۔ تودڑمل کی صغرسنی مین باپ مرگیا تھا اور مان بیوہ بڑے افلاس اور تہیدستی مین پرورش کرتی رہی قسمت مین تو کاتب تقدیر نے ایسے مراتب تحریر فرمائے تھے تقدیر نے بادشاہی نویسندون مین نوکر کرادیا اور اپنی دانشمندی اور کارگزاری اور بخت بلندی سے روز بروز ترقیان پایا کیا جسطرح کہ صاحب تدبیر اور اہل قلم تھا کوس اور علم کا بھی مالک ہوا۔ اکثر معرکون مین مردانہ کوشش اور ایسی دلیریان کین کہ بادشاہ کے دلمین جگہ ہوئی گجرات اور بنگالہ مین سخت سخت لڑائیان لڑکر فتح مند واپس آیا رفتہ رفتہ وزارت کا مرتبہ حاصل کیا۔ جلوس کے پچیسوین ۲۵ سال مین وزیر اعظم ہوگیا یہ شخص نہایت متدین اور سیر چشم اور بیدار دل اور متقی اور نیک محض تھا فکر صایب اور ہمت بلند تھی خویش و بیگانہ سے ایکہی طور پر سلوک کرتا اور دوست دشمن پر یکسان نظر ڈالتا آداب شناسی اور رازداری سلطنت مین بے نظیر فن حساب مین بے مثل تھا اسکے پیشتر بطور ہند کے دفتر مین تحریر کا ضابطہ تھا اس راجہ نے بطور اہل ایران کے سیاق نکالا جسکے موجب ہنوز رائج ہی تمام ممالک محروسہ کے پیمایش کی جمع مقرر فرمائی صوبجات کی حدود بندی ہوئی روپیہ کے چالیس دام قرار پائے کرور دام پر ایک عامل مقرر ہوا جو کروری کے لقب سے معروف ہی اور داغ اسپ شاہی درمیان امرا اور منصبداران اور احدیون کے مقرر کیا تاکہ نوکر شاہی دوسری جگہ نوکر نہوسکے ہر سال گھوڑون کا داغ تصحیحہ مقرر ہوا۔ اگلے وقت سلطان علاءالدین خلجی اور اسکے بعد شیر شاہ نے داغ اسپ مقرر کیا تھا مگر رواج ہنوا عہد اکبری مین جیسا کہ چاہیے مروج ہوا اور نیز بادشاہ نے اپنے نوکرون کی سات حصہ کی چوکی مقرر کی اوسکا نام ہفت چوکی رکھا اور ہر چوکی کو ایک ایک دن کی نوبت معین ہوا کہ نوبت نوبت نگران رہین تاکہ مجال غیر حاضری کی نرہے اور ہر ہفتہ کے دنون کو ہفتہ نویس مقرر ہوئے تاکہ احکام حضور کو جداگانہ دفتر مین منضبط کرین کہ وقت پر کام آوے کہ فلانے وقت فلانی روز ایسا حکم ہوا۔ اور کئی ہزار غلام زر خرید اور غیر زر خرید کو جو کہ لڑائیون مین اسیر ہوئے تھے اس شخص نے آزاد کیا اور اونکا خطاب چیلہ مقرر کیا اسکا قول تھا کہ بندے خدا کو اپنا بندہ کہنا روا نہین راجہ تودڑمل کے بعد وفات عبدالرحیم خان خانخانان منصب وکالت پر سرفراز ہوا اور بمقتضاے فراست اور کاردانی کے موجب تحسین و آفرین ہوا

دوسری مرتبہ سیر کشمیر کو تشریف لیجانا

جلوس کے سینتیسوین سال دوبارہ بادشاہ اکبر نے گلگشت کشمیر کو گلگون صبا تگ گرم جولان کیا عین برسات مین ناگہان لاہور سے نہضت فرمائی دریاے راوی کے پار ہوتے ہوے بادشاہ کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا فرمایا کہ کس کنجہ کے حق مین سرزد ہوا ہی ع کلاہ خسروی وتاج شاہی ٭ بہر کل کی رسد حاشا وکلا اتفاقا اسی روز یادگار مرزا بنی عم مرزا یوسف خان کا کشمیر مین مصدر فساد ہوا تھا حضور مین اسکی اصلا خبر بھی نہ تھی سبب فساد کا یہ ہوا کہ قاضی نور اللہ کو کشمیر کی جمع تشخیص کرنے کو حضور سے بھیجا تھا جب کشمیریون نے جانا کہ تغلب ظاہر ہوتا ہی اور جمع زیادہ ہوئی جاتی ہی تبس خلل اندازی کے ارادہ سے یادگار کو جسے مرزا یوسف خان نے بروقت مراجعت کے نیابت پر چھوڑا تھا بھڑکایا اوسکے کانون مین بھر دیا کہ کشمیر کے راستے ایسے صاف نہین کہ فوج بادشاہی جلدی سے راہ پا جائے یہ گمراہ ان کج نہادون کی رہنمائی سے راہ سلامت فراموش ہوکر بیراہہ ہوگیا سکہ وخطبہ اپنے نام کا پڑھایا۔ جسوقت لشکر اکبری دریاے چناب پر پہونچا اس شورش کی خبر حضور مین پہونچی بادشاہ کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا ع ولد الزنا ست حاسد منم آنکہ طالع من ٭ ولد الزنا کش آمد چو ستارہ یمانی چونکہ یادگار بازاری رنڈی کا لڑکا تھا فرمایا کہ یہ لولی بچہ بمجرد طلوع سہیل کے مارا جائیگا اندنون مین مرزا یوسف خان حضور مین تھا احتیاطاً شیخ ابو الفضل کے قید مین سپرد ہوا بعد چند روز کے نے تقصیری پاکر رہائی ہوئی شیخ ابو الفضل نے اندنون مین دیوان حافظ کی جو فال اوٹھائی یہ شعر برآمد ہوا ع آن خوش خبر کجاست کزین فتح مژدہ داد ٭ تا جان فشانمش چو زر وسیم در قدم ٭ حیرت کا مقام یہ ہی کہ جب یادگار نے اپنے نام کا خطبہ وسکہ مروج فرمایا تب لرزہ نے لرزش دکھلائی مُہرکن اوسکی انگوٹھی بناتے مین اندھا ہوا خیر جب یادگار نے بغاوت کی لشکر آراستہ کرکے کوہ کرتل کے مقام مین نوکران شاہی کے مقابلہ مین آیا۔ اور ذری سے آویزش مین آوارہ ہوا حقیقت یون ہی کہ بیرون مین مرزا یوسف خان کے آدمی کسی ضرورت سے اوسکے رفیق ہوگئے تھے آدہی رات کو قابو پاکر اوسپر دوڑ اوٹھے وہ خیمہ سے نکل بھاگا آخرکار تقدیر کے پھندے سے نہ بچا پھنس گیا سر تن سے جدا ہوا بدسری کا مزہ پایا مقام ہمسر مین اوسکا سر حضور اکبری مین پہونچایا جیساکہ پیشتر بادشاہ نے فرمایا تھا کہ سہیل نکلتے وقت سر کٹیگا ویسا ہی ہوا کشمیریون نے رفاقت کی سزا پائی اور اوس ملک کی شورش دفع ہوئی الغرض قطع منازل کرتے ہوے شہنشاہ اکبر کشمیر آیا زعفران زار وغیرہ اماکن پر بہار کی گلگشت ہوئی دریاے ڈل مین چراغون کی سیر کشتی کی سواری مین ملاحظہ ہوئی بعدہ ہندوستان کو مراجعت فرمائی اور شاہزادہ کے بموجب فرمایش کے کشمیر کی ایالت بدستور سابق مرزا یوسف خان کے نام بحال کی گئی اور صوبہ کشمیر کی ملک لاکھ خروار مقرر ہوئی

تیسری مرتبہ شہر کشمیر کی عزیمت ٭٭

بیالیسوین سال کشمیر کی نہضت ہوئی عزیزون مین سے ایک شخص نے کشمیر مین ظاہر ہوکر اپنا نام عم شیخ مرزا ولد سلیمان مرزا قرار دیکر شورش اوٹھائی تھی محمد قلی کی آدمیون نے اوسکو گرفتار کرکے منزل آباد مین حضور مین پہونچایا اور اوسنے وہین پر

اوسنے وہین پر اپنے مکانات پلائے دریاے چناب اوترنے کے بعد رعایاے توابع سیالکوٹ نے محمد بیگ کروری کے بد عنوانیسے فریاد خواہی کی آخرکو واسطے عبرت دیگر عمال کے اوسکو پھانسی ہوئی جب وہان سے کوچ ہوا اور خطۂ کشمیر مین نزول ہوا تمام ایام قیام عیش و آرام مین بسر ہوئے دریاے ڈل کے چراغون سے عجب کیفیت ہوئی پانی مین آگ لگادی تھی دو ہزار کشتیان پانی پر خانہاے روان بہتی تھین آخر آغاز زمستان مین نہضت فرما ہوکر لاہور مین مقام ہوا۔

ولایت اوڈیسہ مین فتحیابی کا بیان

یہ ولایت قتلو کے تصرف مین تھی جب یہ مرا پٹھانون نے باہم کر شورہ کرکے اوسکے لڑکے عین خان کو جانشین کیا اوسکی اطاعت کرنے لگے اب بموجب حکم راجہ مانسنگہ اوس ولایت کی فتح کو رخصت ہوا پٹھانون نے چند مرتبہ جنگ و جدل کی آخرکو عاجز ہوکر بعد مرنے قتلو اور اوسکے لڑکے کی گدی نشینی کے راجہ مانسنگہ سے صلح ہوئی اکبری خطبہ و سکہ کا رواج ہوا جگناتھ ممالک محروسہ مین داخل ہوا ڈیڑہ سو ہاتھی مع دیگر نفائس اوسی دیار کے راجہ مانسنگہ کے حوالہ کیے کہ درگاہ اکبری کو روانہ ہوئے سینتیسوین ۳۷ سال جلوس مطابق سنہ ہجری کو ملک اوڑیسہ جو دریاے شور پر واقع ہے تمام داخل ممالک محروسہ ہوا

تسخیر قندھار

عرض کیا گیا کہ مظفر حسین مرزا اور رستم مرزا ولد بہرام مرزا برادر شاہ طہماسپ جو قندھار مین مقیم تھا اور حوادثات سنکر جو عہد سلطان محمد پدر شاہ عباس اول اول مین واقع ہوئے اور اوزبکون کی طرف سے بھی مطمئن نتہا سلطنت کی بساط سمیٹھائی اور جب شاہ عباس کا تسلط ہوا گھبرائے کہ کیا کرنا چاہئیے۔ اکبر نے یہ خبر پاتے ہی خوشیان منائین مرزا خانخانان کو مع لشکر بیکران قندھار کے فتح کرنے کو روانہ کیا حکم ہوا کہ بلوچستان کے راستہ سے جاوے اور اگر سردار بلوچ اطاعت ظاہر کرے اوسے بھی اپنے ہمراہ لیتا جاوے درصورت سرکشی کے سزا دیوے اور اسیوقت واسطے مزید دلجوئی کے حضور والا نے خانخانان کے خیمہ گاہ پر رونق افروز ہوکر نصائح فرمائے الغرض خانخانان قطع مسافت کرتا ہوا ملتان اور بہکر اپنی جاگیر مین پہونچا اور چند روز واسطے فراہم کرنے سامان جنگ کے بھٹہ مین مقیم رہا اسی عرصہ مین رستم مرزا نے قندھار مین مظفر حسین مرزا سے شکست کھاکر ہزیمت اٹھائی اور درگاہ اکبری مین نیازمندی ظاہر کی فرمان اکبری بھی اثنای راہ مین امرا کے نام صادر ہوئے کہ اوسکی مہمانی اور خاطرداری مین کوتاہی نکرین اسکے بموجب امرا نے تعمیل کی جب مرزا لاہور سے ایک منزل مین آیا اکبر بادشاہ بھی وہان تھا حسب الحکم امرا نے استقبال کرکے مرزا کو حضور مین پہونچایا اکبر نے بعزت تمام ملاقات کی مرزا مع چار لڑکون کے مشرف خدمت ہوکر منصب پنج ہزاری پر زیر بار منت نوکری ہوا ولایت ملتان اور بلوچستان اوسکی جاگیر مین مقرر ہوئی ابوسعید مرزا برادر رستم مرزا کے بعد بہرام مرزا ابن مظفر حسین مرزا اور انکے بعد مظفر حسین مرزا بھی پہونچا اور ہر ایک حسب لیاقت کامیاب ہوا اور اس تاریخ سے قندھار ملک محروسہ مین داخل ہوا اور خان دوران عرف شاہ بیگ خان

جسے صوبۂ کابل کی ایالت تھی قندھار کی صوبہ داری پر مقرر ہوا

ولایت ٹھٹہ کا فتح ہونا مرزا جانی بیگ کا آنا

جسوقت خانخانان نے قندھار کی تسخیر کو اجازت پائی ملتان کی نواحی مین پہونچا ہوگا کہ فرمان والاانس مضمون سے
صادر ہوا کہ اول ولایت ٹھٹہ فتح کرنا بہتر ہی بعدہ قندھار فتح کرنا چاہیے خانخانان بموجب حکم روانہ ٹھٹہ ہوا اور اوسکے ہم
مرزبان جیلمیر اور دلیپ ولد رای سنگہ بیکانیر والا رفیق ہوکر خدمت کو کمر حمیت باندھی سیہوان کو فتح کرتے ہوئے
آگے کو چلے میرزا جانی بیگ والی ٹھٹہ بھی بڑے جاہ سے چلا اور نصیر پور مین جسکے ایک طرف دریاے سندہ اور
دوسری طرف رود خانہ رکھتا ہی قلعہ گلین یعنی گڑھی بنا کر متحصن ہوا اور خانخانان نے پہونچتے ہی محاصرہ کیا مدت دراز
گذر گئی غلہ کی نایابی سے لشکر شاہی عاجز ہوا آخر کو عرضی مشعر کیفیت روانہ درگاہ کی حضور سے بموجب حکم کے
غلہ کی کشتیان لاہور سے ملتان کو لشکر درمانده مین پہونچائی گئین اور رای سنگہ بیکانیری مع دیگر امرا کے
مدد کو مقرر ہوئے خانخانان غلہ کے پہونچتے ہی دل آسودہ ہوکر نئے سر سے جنگ کے ہوئے فوراً خانخانان نے ٹھٹہ اور اوسکے اطراف پر
لشکر تعینات کرکے خود قصبۂ جام مین قیام پذیر ہوا روزانہ لڑائی ہوا کرتی تھی راجہ ٹوڈرمل کا لڑکا مسمی دہارو
تہور اور مردانگی مین بے مثل تھا اس لڑائی مین بڑے بڑے ترددات کرکے زخم نیزہ کھاکر جانفشانی کی اور شجاعت
کی آن ہمراہ لیگیا بہت سی لڑائی کے بعد مرزا جانی بیگ شکست کھاکر بھاگا خانخانان نے قلعہ کو منہدم کردیا
اوسی ہنگامہ مین ہنگامۂ وبا گرم گرا ہوا کہتے ہین کہ بعض لوگون کو یہ خواب ہوا کہ فسق نیت اور اعمال عمال
اور احکام حکام کی بدولت یہ بلا بے بلا نازل ہوئی جب سکہ اکبری مروج ہوا یہ بلاے ناگہانی عالم بالا کو رواں
ہوگئی اس خبر کے مشہور ہونے سے خورد و بزرگ فتح اکبر کے خواہان ہوئے اور باہم گر نذر و نیاز پر اقرار کیا کہ بعد فتح
بادشاہی کے بموجب اپنے مقدور کے ایفای نذر کرینگے خانخانان نے مع امراے مددگار کے گرم پیکار ہوکر مرزا
جانی بیگ کو جان سے عاجز کیا جب اوسے تاب مقاومت نا آئی اور ہمت ہاری سعت نے جواب دیا صلح کی
اور ولایت سیہوان کو ممالک محروسہ اکبری مین داخل کیا اور اپنی لڑکی خانخانان کے فرزند میرزا ایرج کو بیاہ دی
بعد ازان خود حاضر ہوکر ملازمت کی اور بندگی بادشاہی اختیار کی برسات کے بعد وعدہ حاضری دربار اکبری کا کیا اور
اوسی بموجب [illegible] ہجری مین ۳۸ سال جلوس کو خانخانان کے ہمراہ دربار اکبری مین معزز با حضار ہوا عنایت خسروانہ نے
سہ ہزاری منصب اور ٹھٹہ کی جاگیر سے سرفراز کیا والا رای بندرک جو ٹھٹہ کی طرف واقع ہی خار امین آیا خانخانان نے
اس جانفشانی کے عوض مین بڑی عزت حاصل کی باقی اس صوبہ کے سلاطین گذشتہ کا حال ٹھٹہ کے حالات مین لکھہ گیا ہی حاجت تکرار نہین ہی

ذکر تسخیر بھکر

قبل اسکے کہ ٹھٹہ فتح ہوا اونتیسوین سال جلوس کو محب علیخان اور مجاہدخان بھکر کے فتح کرنیکو معین ہوئے تھے

انھون نے وہان جاکر محاصرہ کیا اسکے محاصرہ مین بھی قلعہ کے اندر قحط اور وبا کا ظہور ہوا اکثر محصورین طعمۂ مرگ ہوئے جو شخص درخت رس کا پوست جوش کرکے نوش کرتا بچ جاتا تھا آخر سلطان محمود نے عاجز ہوکر عرضداشت کی کہ اگر محب علیخان محاصرہ سے اوٹھے قلعہ شاہزادۂ والا گہر کے نذر کرون ہنوز جواب بھی حضور سے نہ پہونچا تھا کہ محمود کی زندگی نے جواب صاف دیدیا اور محب علیخان اور مجاہد خان نے ۱۰۰۱ھ ہجری مین بھکر کو داخل ممالک محروسہ کیا

بیان جشن نوروز اور انتظام ہونا حجرات دیوان عام کی آراستگی کا امرا کے اہتمام سے

جسوقت موسم بہار نے جلوہ فروزی کی عیش و عشرت کا دروازہ مفتوح ہوا نسیم نوروزی نے علیلان چمن کا مزاج اعتدال پر متوجہ کیا یہ اشعار حسب موقع محتشی اکبرنامہ سے ہین مرقوم ہوئے ہین ؎ ہر اک شاخ شجر باغ مین برآ گلگون ہوئے جوان چمن تازہ خوش ہوئی بلبل ؎ بساط سبزہ ہی پائے نشاط کی پامال ؎ جو پہونچے سو نکے کانو مین شیشہ کی قلقل ؎ اور نکہت نوبہاری نے مشام روزگار کو معطر حکم ہوا دولتخانہ خاص و عام جسمین ایکسو بیس ایوان ہین امرائے عظام کو پیش ہون اور ضلعہ جھروکھون مین ہوبات کے متصدی زینت بخش ہون اور سہا منزل خاص دولتخانہ کو آئینہ بندی کرین بموجب حکم کے تھوڑی ہی مدت مین کاریردازان بارگاہ خلافت نے تمام دولتخانہ کو تکلفات گوناگون سے آراستہ کیا اور اس جشن مین جیسی جیسی خدمت تھی اوسکا صلہ پایا نیکو خدمتان کو عزت و منصب ملا اور بدخواہون کو عزل و معطلی نصیب ہوئی امرا نے بموجب اپنی لیاقت اور اخلاص کے منصب اور عزت حاصل کی یہ بھی حکم ہوا کہ روز شرف آنے تک ہر ایک امیر بادشاہ کی ضیافت کرے تاکہ اوسکی منزل مین خورشید سلطنت کا سایہ پڑے اور یہ جو حوض کہ بیس گز مربع تھا زر خطیر سے بھر گیا کہ روز شرف آفتاب کو امرا اور فقرا وغیرہ کو حسب منصب انعام ہوا عین اسوقت مین بارگاہ شاہی مین آگ لگی اس بارگاہ مین دس بارہ ہزار آدمی سما سکتے تھے تین روز تک اکثر عمارات جشن اور حرم سرا کی جلتی رہی اس نقصان روپیہ کا حساب نہین ہو سکتا جب یہ نائرہ آتش بجھا حکم ہوا کہ از سر نو آراستگی بزم واسطے ایام شرف کے جو نہایت نزدیک تھا بارگاہ طیار ہو چنانچہ بہت جلد تکمیل ہوگئی اور تعجب کی خبر یہ ہی کہ اسی روز شاہزادہ سلطان مراد کے گھر مین بھی واقع دکھن آگ بھڑکی تھی ؞ ؞ ؞

میان تانسین اور مولانا عرفی شیرازی اور شیخ ابو الفیض فیضی کی رحلت کا بیان

میان تانسین نغمہ سرا خوش آہنگ اپنے فن مین یکتا بلکہ نادرات زمانہ سے تھا جسکے مقابل اسکے پہلے اور پیچھے آج تک کوئی نہ ہوا ساتوین سال جلوس کو راجہ رام چند مرزبان باندھو نے تان سین کو تحفہ کے طور سے حضور مین بھیجا چونکہ بادشاہ علم موسیقی مین مہارت تمام رکھتا اور تان سین بھی اس فن مین برگزیدۂ انام تھا باہم صحبت موافق ہوئی چونتیسوین ۳۴ سال جلوس کو اس دائرۂ پرشور سے میان تان سین ناساز ہوکر مقام اصلی کو سدھارا

بادشاہ کو اس کج آہنگی چرخ سے تاسف بے اندازہ ہوا چھبیسوین[۲۶] سال جلوس کو مولانا عرفی شیرازی نے چند روز عطر آمیزی مشام اہل دانش کر کے نہانخانۂ عدم کی راہ لی بتیس[۳۲] برس اس سہ پنجی سرا کے قیام مین موجب یادگار ہوگیا۔ چالیسوین سال جلوس کو شیخ ابو الفیض فیضی نے بھی سیر ارم کو نہضت کی اس شخص نے جلوس کے بارھوین سال کو دربار اکبری مین دخل پایا تھا۔ بروقت اول اول دربار مین پہونچنے کے نقرۂ پنجرے کے باہر کھڑا کیا گیا تھا اوسوقت یہ قطعہ بدیہہ زبان پر لایا **قطعہ** پادشاہا درون پنجرہ ام ؛ از سر لطف خود مرا جا دہ ؛ زانکہ من طوطی شکر خایم ؛ جاے طوطی درون پنجرہ بہ ؛ پادشاہ کو پسند ہوا اوسی روز قرب حاصل کیا اپنے اخلاق حمیدہ سے روز بروز ترقیان پایا کیا تینتیسوین[۳۳] برس ملک الشعرائی کا خطاب پایا۔ اونتالیسوین[۳۹] برس قران کی تفسیر بے نقط اور نلدمن اور مرکز ادوار مخزن اسرار کی بحر مین تصنیف کیا نظر شاہی مین مقبول ہوئین ان کتابون سے اوسکی لیاقت ظاہر ہی اسیطرح سلیمان بلقیس بوزن شیرین خسرو اور ہفت کشور ہفت پیکر کی برابر اور اکبر نامہ سکندر نامہ کے مقابلہ مین بنایا چاہتا تھا ہنوز یہ ارادہ تمام ہوا تھا کہ خود آپکا کام تمام ہوگیا ازبسکہ حسن اخلاق اسکا دامنگیر تھا اور شاہزادے بھی اوس سے استفادہ کرتے تھے رحلت سے دو روز قبل شاہ اکبر مع شاہزادون کے شیخ کے دیکھنے کو گیا اور اوسنے یہ رباعی اوسوقت پڑھی **رباعی** دیدی کہ فلک بمن چہ نیرنگی کرد ؛ مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد ؛ آن سینہ کہ عالمی درو میگنجید ؛ تا نیم نفس بر آورم تنگی کرد

برہان الملک کا حضور مین آنا اور مہم دکن کو مدد کا ملنا

یہ شخص اپنے چچا اسمعیل نظام الملک حاکم احمد نگر سے آزردہ ہوکر قطب الدین خان غزنوی کی وساطت سے درگاہ اکبری مین حاضر ہوا اور ششصدی منصب پر سرفرازی پائی اور تھوڑی ہی مدت مین ایکہزاری منصب پر پہونچکر محالات بنگش پر مقرر ہوا جب چند سال کے بعد حضور مین آیا تسخیر احمد نگر کے واسطے کمک کی درخواست کی۔ لہذا امراے متعینۂ صوبۂ مالوہ اور راجہ علیخان خاندیس کا حاکم اوسکی مدد پر مقرر ہوا اور اوسکی مدد سے احمد نگر جاکر اپنے چچا پر فتحیاب ہوا اور ملک موروثی پر متسلط ہوا کمینہ تو تھا ہی حکومت کے پاتے ہی حقوق پرورش فراموش کر دیے اور اکبری نمک کا حق یاد نرہا بادشاہ نے فیضی کو راجے علیخان کے پاس بھیجا کہ برہان کو پند و موعظت سے راہ پر لائے ہرچند راجے علیخان نے بہت سا سر دھنا مگر اوس خودسر کا نشہ نہ اوترا آخر کو گرفتار ہوا اور کسی شخص کی ترغیب سے پارہ کا کشتہ کھاکر امراض صعب مین گرفتار ہوکر عدم کو سدھارا اوسکی بہن چاند بی بی نے امرا کے اتفاق سے اپنے بھانجے ابراہیم خان کو جو برہان الملک کا لڑکا تھا سردار بنایا اور سررشتۂ انتظام اپنے اختیار مین رکھا جب یہ حال دربار شاہی مین پہونچا شاہزادہ مراد

معہ لشکر کے معین ہوا شاہزادہ مراد مالوہ پہونچکر سپاہ کا سامان طیار کر بیشتر کورہ نورد ہوا اور نربدا سے اوترکر ولایت برار کو میر مرتضی دکھنی سے چھین کر افواج قاہرہ کو احمد نگر کی طرف روانہ کیا لشکر ظفر پیکر لڑ بھڑ کر فتحمند ہوا راجہ علیخان حاکم خاندیس نے شاہزادہ کی رکاب مین جانفشانی کی اور عادل شاہ حاکم بیجاپور اور قطب شاہ حاکم گولکنڈہ سے برابر جنگ و جدل ہوئین ہر بار فوج اکبری نے فیروزی پائی جب شاہزادہ نے دکن پہونچکر مے کشی کا ایسا شغل بڑھایا کہ نہایت نزار ہوکر بندوبست نکرسکا شیخ ابو الفضل نے مہم دکن پر رخصت پائی اور حکم ہوا کہ شاہزادہ کو پند و نصیحت کرکے حضور مین لائے اور وہان کے امراے متعینہ کو سرگرم خدمت کرے اور اگر اپنا رہنا کسی ضرورت سے ضرور سمجھے ٹھہر جاے شاہزادہ کو روانہ کرے شیخ موصوف حضور سے مرخص ہوکر شاہزادہ کی خدمت مین پہونچا مشیت ایزدی دیکھیے اوسیوقت شاہزادہ نے امراض مزمنہ سابقہ کی بدولت سفر آخرت اختیار کیا اس حادثہ سے عجب زور شور کی شورش لشکر مین پڑگئی شیخ ابو الفضل نے زر پاشی اور تقریر دلپذیر سے ہر ایک کا اطمینان دلی فرمایا دشمن لوگ شاہزادہ کی رحلت سے نہایت خوش ہوئے تھے مگر شیخ کی بڑی سخت انتظامی نے اونکا بھی جی چھوٹا کر دیا جب بادشاہ کو یہ خبر ملال انگیز پہونچی سبب رنج ہوا انجام کو شاہزادہ دانیال نے اوسکی قایم مقامی پر رخصت پائی اور خود بھی عازم ہوا

لاہور سے دکھن کیطرف لشکر اکبر کا کوچ کرنا

جب بادشاہ نے دکھن کو کوچ فرمایا پٹیالہ کے قریب خبر آئی کہ مکان جال مین مسلمانی فقیر اور سناسیان ہندی کے باہم ہاتھا پائی ہوگئی اور مسلمانون نے غالب ہوکر اونکے بتخانہ کو منہدم کر دیا اکبر نے خلاف اپنے مذہب صلح کل کی یہ خبر پاکر اکثر فقراے مسلمانون کو قید کیا اور حکم دیا کہ نئے سر سے اوس کھودے ہوئے معبد کی ترمیم و تعمیر کرین وہان سے دریاے بیاسا گذر کر گور وارجن کے مکان مین پہونچا جو نانک شاہ کی گدی پر تھا اور اوسکے اشعار ہندی کے مضامین سے جو توحید مذہب مین اشعار موجود ہین اسلام سے ترجمہ ہوئے ہین بہت نہایت خوشوقت ہوا گور وارجن نے اپنے مسکن مین بادشاہ کا آنا موجب فخر سمجھا پیشکش لایق پیش کیا اور عرض کیا کہ لشکر فیروزی اثر کے ورود سے پنجاب مین غلہ گران ہوا تھا اس سبب سے پرگنات کی جمع زیادہ ہوئی الحال لشکر کے کوچ کرنے سے ارزانی ہوئی رعایا اوس جمع کے ادا کرنے سے متعذر ہوگئی بموجب اس التماس کے حکم ہوا کہ دس بارہ کے حساب سے تخفیف جمع کیجاوے عمال کو حکم ہوا کہ زیادہ دست درازی نکرین جب تھانیسر پہونچا چند مدت قیام کی صورت ہوئی رعایا سلطان نام کروڑی کی بیداد سے دادخواہ ہوئی۔ اور بروقت ثبوت ظلم کے عامل مذکور پھانسی دی گئی یہان سے اکبر آباد پہونچکر چند قیام ہوا اور بموجب پہونچنے عرضداشت شیخ ابو الفضل کے برہانپور کو مراجعت فرمائی دریاے نربدا کے پار ہوتے وقت ایک

ہاتھی کی زنجیر آہنی جو پیر مین تھی طلائی ہوگئی فیلبانان نے داروغہ فیلخانہ سے عرض کیا اوسنے حضور مین خبر پہونچائی اکبر نے زنجیر منگا کر ملاحظہ کی قدرت خدا کی مشاہدہ کرکے فرمایا کہ شاید اس دریا مین وہ پتھر جسکو ہندوستانی سنگ پارس کہتے ہین ہی بعدہ بموجب حکم اکثر ہاتھیون کو زنجیر آہنی سے دریا مین اتارا اور ملاحون نے بھی خوب خاک چھانی مگر نہ تو زنجیر طلائی ہوئی نہ وہ پتھر ہاتھ لگا القصہ قطع مراحل کرتے ہوئے خطہ پسندیدہ برہانپور مین نزول ہوا اکبرآباد سے برہانپور تک دو سو ستائیس کوس ناپا گیا اس خطہ مین جشن فرمایا مطربان خوش ادا اور رقاصان شیرین نوا نے تال و سُر درست کیا تازہ تازہ خیال سے عشاق دلون کو آہنگ سنایا اوس محفل مین بموجب حکم شیخ ابو الفضل جو پرگنات دکن کے انتظام مین تھا حاضر ہوا شب ماہ چاندنی کی کیفیت بیکل کر رہی تھی کہ مشرف بقدمبوس ہوا۔ بادشاہ نے فوراً یہ شعر پڑھا ؎ فرخندہ شبی باید و خوش مہتابے ٭ تا با تو حکایت کنم از ہر بابے ٭ شیخ نے اس تفضلات سے گورنش ادا کی ایالت برہانپور کی عطا ہوئی حکم ہوا چونکہ امرا نے اذیت سفر بہت کچھہ پائی لہذا جب تک رایات عالی یہان پر جلوہ طراز ہون بحسب مناسب ہر ایک کا انعام مقرر رہے شیخ کو چار ہزاری منصب عطا ہو کر قلعہ اسیر کی تسخیر کو حکم ہوا جہان کہ راجے علیخان کا نبیرہ حاکم سرکش ہوگیا تھا۔

بیان تسخیر مالک اسیر اور ولایت احمدنگر کا

شیخ ابو الفضل نے رخصت پاکر قلعہ اسیر کو گھیر لیا متواتر سخت آزمائیان ہوئین ایک مدت محاصرہ مین گذری شیخ نے بمقتضائے شجاعت فطری کے قلعہ کے کنگرہ پر رسہ ڈالکر اپنے تئین قلعہ کے اوپر پہونچایا اور قلعہ کے اندر داخل ہوا اور اسی طریقہ سے اکثر لوگ رسن بازی کرکے چڑھ گئے اور اندر پہونچکر داد مردانگی دی۔ اور شیخ ابو الفضل کے بزور سرپنجہ مردانگی ایسا قلعہ آسمان فرسا دشوار عبور مفتوح ہوگیا بہادر وہان کا حاکم نامردی سے عاجز ہوکر ملاقات کو حاضر ہوا اور شیخ کے توسل سے حضور اکبری مین اگر مورد عنایت ہوا قلعہ اسیر اولیائے دولت کے تفویض ہوا شیخ نے اس جرأت نمایان کے عوض مین علم نقارہ اسپ اور خلعت خاصہ سے سرفرازی پائی اور فتح ناسک کرنے کو شیخ کے نام حکم ہوا اور تھوڑے زمانہ مین منصب پنجہزاری پاکر خدمات شایستہ بجالایا اور عنایات پادشاہی کے موافق یہ شخص بھی خدمتگذاری اور جانفشانی مین دریغ نکرتا تھا حکم ہوا کہ احمدنگر کی فتح اور راجوری وغیرہ مفسدون کی گوشمالی شیخ کے حوالہ ہوا اور ولایت برار وغیرہ مین عبد الرحیم خانخانان کی شجاعت کا امتحان ہو جسوقت قلعہ اسیر اور احمدنگر مع دیگر ولایات نظام الملک کے شیخ ابو الفضل نے فتح کیا اور ولایت تلنگانہ کو شیخ عبد الرحمن ولد ابو الفضل نے مسخر کیا اور بہادر نظام الملک نبیرہ برہان نظام الملک حضور مین آیا اور عادل شاہ حاکم بیجاپور اور قطب شاہ فرمانروائے گولکنڈہ نے

پیشکش بھیجکر درگاہ اکبری مین نیازمندی ظاہر کی اور بہمہ وجوہ وہان کے انتظام سے دلجمعی حاصل ہوئی اور اوس افواج دکن مین کوئی امر موجب تردد نہ رہا اوسوقت اکبر نے شاہزادہ دانیال کو وہان پر تعین فرمایا اور خاندیس کا نام داندیس رکھکر شاہزادہ کو عطا کیا اور خانخانان کو شاہزادہ کی خدمت مین اور ابو الفضل کو احمدنگر پر مقرر فرما کر برہان پور سے معاودت کی قطع راہ کر کے اکبر آباد آیا جن امرا نے اس سفر مین خدمتگذاری کی تھی اونھین ترقی مناصب سے سرفراز فرمایا۔

دکھن کے پرانے سلاطین کا بیان

بعض کتب تواریخ سے ایسا معلوم ہوا کہ اگلے زمانہ مین تمام دکھن سلاطین دہلی کے زیر فرمان تھا خصوص محمد شاہ فخر الدین جونا بن غیاث الدین تغلق شاہ نے اوس ملک پر قرار واقعی تسلط کیا اور دیوگر کا نام دولت آباد رکھکر اپنا دار الحکومۃ مقرر کیا جب اوسکا آفتاب دولت قریب زوال ہوا ظلم کی کثرت سے رعایا منحرف ہوئی ہر طرف خلل پیدا ہوا سلطان محمد گجرات کے دفع فساد کو روانہ ہوا اور دولت آباد سے ملک لاچین کو بھی اپنی مدد پر طلب فرمایا باغیان بدکار نے ملک لاچین کو مار کر زیادہ تر سرکشی کی علاء الدین حسن جو حسن کانگو کے نام سے مشہور اور ملک لاچین کے جملہ سپاہیون مین تھا سرکشون کو متفق کر کے دولت آباد مین حاکم بن بیٹھا محمد علاء الدین لقب مقرر کیا جب یہ خبر سلطان محمد نے پائی اوسوقت خود مہم گجرات مین پھنسا تھا اوسکے مدافعت کی نوبت نہ آئی کہ عنقریب ٹھٹھہ کے اطراف مین دنیا سے چل بسا یہ حسن کانگو بہمن بن اسفندیار بن گستاسپ کے نسل مین تھا اس سبب سے اسکو بہمنی کہتے تھے ۷۴۸ہجری مین دکھن پر متصرف ہوا اور گیارہ برس گیارہ مہینے سات روز اورنگ آرا ہوکر تختۂ تابوت کا محتاج ہوا بعدہ سلطان محمد شاہ بن سلطان محمد علاء الدین اٹھارہ برس ایک مہینے سات روز اور سلطان مجاہد شاہ بن سلطان محمد شاہ ایک برس ایک مہینے نو روز اور سلطان داؤد شاہ سلطان مجاہد کا چچا زاد ایک مہینے تین روز اور سلطان محمد شاہ بن محمود شاہ بن سلطان علاء الدین اونیس برس نو مہینے آٹھ روز اور سلطان غیاث الدین بن محمد شاہ ایک مہینے بیس روز اور سلطان شمس الدین بن سلطان محمد شاہ ایک مہینے ستائیس روز اور سلطان فیروز شاہ بن سلطان محمد شاہ پچیس برس سات مہینے گیارہ روز اور سلطان احمد شاہ بن سلطان محمد شاہ بارہ برس نو مہینے چوبیس روز اور سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ ۲۹ برس نو مہینے ۲۰ روز اور سلطان ہمایون شاہ بن سلطان علاء الدین ۳ برس ۶ مہینے ۵ روز اور سلطان نظام شاہ بن ہمایون شاہ ہفت سالگی مین تخت آرا ہوکر ایک برس گیارہ روز اور سلطان محمد لشکری بن سلطان ہمایون شاہ دس برس کی عمر مین تاجور ہوکر ۲۰ برس چار مہینے ۱۱ روز

اور سلطان شہاب الدین محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ لشکری ۳۷ برس ۲ مہینے ۳ روز اور سلطان احمد شاہ
بن سلطان شہاب الدین بن محمود شاہ دو برس ایک مہینے اور سلطان علاء الدین بن شہاب الدین محمود شاہ
ایک سال گیارہ مہینے اور سلطان ولی اللہ بن سلطان شہاب الدین محمود شاہ تین برس ایک مہینے ۴ روز
جملہ بادشاہی حسن کانکو کے خاندان مین سترہ نفر نے ایکسو ستتر ۱۷۷ برس کی سلطان نظام شاہ گیارہوین
پیڑھی کے وقت مین جو کہ سات برس کی عمر مین تخت آرا ہوا تھا یزید نامے جو امراے عمدہ مین سے تھا بادشاہ
کی خوردسالی دیکھکر کارجہانداری مین متسلط ہوا جب یزید نے تسلط پیدا کیا بعد سلطان نظام شاہ کے بھی
وہ اور اوسکی اولاد نے استیلا پایا لہذا ۴۸ برس اوسکی اولاد حکمران رہی ہر چند نام کو خاندان حسن کانکو کی
سلطنت رہی مگر یزید اور اوسکے اولاد کی حکمرانی تھی سنہ ۹۳۵ ہجری مین عماد الملک کابلی نے سلطان بہادر شاہ
والی گجرات کی اطاعت قبول کرکے دکھن مین اوسکے نام کا خطبہ و سکہ رایج کیا اوسوقت مین سلطان ولی اللہ
کو محبوس کرکے خود یزید سلطنت کرتا تھا القصہ سنہ ۹۳۵ مین امراے بہمنی نے جو رکن الدولہ سلاطین بہمنہ کے تھے
ملک دکھن کو باہم حصہ لگا کر تصرف مین لائے جسنے جدھر جگہ پائی دبا بیٹھا سکہ اور خطبہ اپنے اپنے نام کا پڑھایا
عادل شاہیان حاکم بیجاپور یوسف عادل شاہ جو انکے سلسلہ کا مبدء ہے غلام گرجی تھا خواجہ محمود گرجستانی نے
سلطان شہاب الدین محمود بہمنی کے ہاتھہ فروخت کیا تھا اور سلطان نے ولایت شولاپور اسے تفویض
کی تھی اوسنے بزور شمشیر بیجاپور کو تسخیر کیا اور دریاے کشنا تک متصرف ہوکر بالاستقلال حاکم بن بیٹھا
سات برس فرمان روا ہوا اسمعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ
اسکے بھتیجا علی عادل شاہ اسیطرح اورنگ زیب عالمگیر تک عادل شاہون کی سلطنت رہی سلطان سکندر
عادل شاہ سے عالمگیر کی لڑائی ہوئی اوسکا ملک سلطنت بابریہ مین داخل ہوا قطب شاہون کا دار الملک
گولکنڈہ تھا اس سلسلہ کا موجد سلطان قلی قطب الملک وزیر بہمنی ہوا چونکہ سلطان محمود بہمنی غلام دوست
بہت تھا سلطان قلی نے خود اپنے تئین فروخت کرکے غلامی قبول کی روز بروز اسکا مرتبہ ترقی پکڑتا گیا
اور اپنے ہم جنسون مین سرفراز ہوکر ولایت گولکنڈہ کی حکومت پائی قضارا اول ہی سال قضا نے اوسکو مری
حمید قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ ۲۰ برس اور ابراہیم قطب شاہ اسکا بھائی ۳۵ برس اور محمد قلی قطب شاہ
بن ابراہیم قطب شاہ بن سلطان قلی قطب الملک نے ہزار فاحشہ رنڈیان ناچنے والیان نوکر رکھین ہر وقت
ہمراہ رکاب رکھتا اور استلذاذ جسمانی مین مصروف رہتا اونمین سے بھاگنیا نام ایک رقاصہ کا تعشق ہوا
حضرت عشق کی کارسازیان روشن ہین تابع ہوگیا اوسکے نام پر بھاگ نگر نام شہر آباد کیا لغایت سنہ ۱۰۲۰ ہجری
گیارہ برس تک اسکی سلطنت رہی تا آنکہ سلطان عبد اللہ قطب شاہ ساٹھہ برس حکمرانی کرکے ملک ابو الحسن کو

سدھارا چونکہ لاولد تھا اوسکا داماد سلطان ابو الحسن وارث نہ ہوا اور اورنگ زیب نے لڑ بھڑ کر اوسکا ملک
چھین لیا۔ احمدنگر کے نظام الملکون کا سررشتہ احمد بحری نظام الملک سے ہی اسکا باپ غلام برہمن کی
نسل مین تھا شہر احمدنگر اوسیکے نام سے آباد چار برس حاکم رہا بعدہ برہان نظام الملک بن احمد بحری ۴۸ برس
اور حسین نظام الملک بن برہان نظام الملک ۱۳ برس اور مرتضی نظام الملک بن حسین ۸ برس اور
حسین نظام الملک بن مرتضی دس برس اور اسمعیل نظام الملک بن برہان برادر مرتضی نظام الملک
دو برس رہا اور برہان نظام الملک اپنے چچا اسمعیل نظام الملک سے دل آزردہ ہوکر دربار اکبری مین
حاضر ہوا۔ سنہ ۹۹۹ ہجری مین کمک لیکر چچا پر فتح پائی۔ دولت کے پاتے اکبر سے بھی انحراف کی سوجھی
جب وہ مرگیا اوسکی بہن چاند بی بی نے ابراہیم نظام الملک کو جو برہان نظام الملک کا خردسال لڑکا تھا
حاکم بنایا اور خود منتظم ہی افواج اکبری نے شیخ ابو الفضل کی شمشیر تدبیر سے اوسی ملک کو داخل محروسہ
کیا۔ ابتدائے سنہ ۹۳۵ ہجری سے سنہ ۱۰۰۲ تک ۶۷ برس یہ ولایت نظام الملکیون کے تحت تصرف مین رہی

شیخ ابو الفضل کے مارے جانے سے اکبر کی دل آزردگی ہونا

اکبر آگرہ مین تھا کسی ضرورت سے حاضری ابو الفضل کی ضرور ہوئی لہذا فرمان جاری ہوا کہ اپنے لڑکے
عبد الرحمن کو وہان پر چھوڑ کے جریدہ روانہ حضور ہو شیخ نے بموجب حکم عبد الرحمن کو مع خدم و حشم
احمد آباد مین چھوڑ کر چھہ نفر سے درگاہ والا کی راہ لی اونھین دنون مین شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر مقام
الہ آباد مین دل آزردہ منحرف بادشاہ سے مقیم تھا شیخ کی طرف سے بھی بہت کچھہ دل آزردہ تھا اسکو دلی یقین
تھا کہ اگر ابو الفضل دربار اکبری مین پہونچا تو زیادہ تر میری جانب سے بادشاہ کو بھڑکا دیگا لہذا اس خبر کے
سنتے ہی کہ شیخ تنہا روانہ حضور ہوا فاہو پاکر راجہ نرسنگہ دیو ولد مدھکر کو جسکا مسکن اثنائے راہ دکن مین واقع تھا
اور شاہزادہ کے انحراف مین شریک تھا بلاکر راز دل ظاہر کیا اور کہا کہ سر راہ پہونچکر شیخ کو راہ عدم کا
مسافر کرے نرسنگہ دیو اس مہم پر مستعد و آمادہ ہوکر اپنے ملک کو روانہ ہوا جب شیخ ابو الفضل اوجین آیا بعض
خبر دارون نے راجہ نرسنگہ دیو کے ارادہ فاسد سے اطلاع دے کر عرض کی کہ خبر شرط ہی چونکہ ابو الفضل کی
قضا آپہونچی تھی کسیکا کہنا کچھہ نسنا بیشتر کو روانہ ہوا۔ سچ ہی قضا سے چارہ نہین عقل و تدبیر کچھہ
کام نہین کرتی ہی الغرض سنہ ۱۰۱۱ ہجری مین غرہ ربیع الاول کو قصبہ انتری اور سرائے کے درمیان مین
راجہ نرسنگہ دیو مع راجپوتون کے کمینگاہ سے برآمد ہوا اور اسکا قصد ظاہر ہوا اوسوقت ہمراہیون نے
شیخ ابو الفضل سے التماس کیا کہ لشکر غنیم کی کثرت اور ہماری قلت ہی بہتر ہو کہ قصبہ انتری مین پناہ
لیجاوے جب کسیقدر جمعیت ہو جاوے آگے کو قدم رکھیے شیخ نے جواب دیا مجھسے فقیرزادے کو بادشاہ نے

سرفراز فرمایا اگر آج اسکے روبرو سے رخ پھیرون گیا آبرو باؤن ۔ اور آپنے تئین نامرد بناؤن اور ہم چشمون کو کیا آنکھہ دکھلاؤن ۔ اس چور کی کیا بساط کہ اسکے مات کے ڈر سے کسیکی شہ ڈھونڈون اور اپنے فیلبند منصوبہ کو توڑون تقدیر کے آگے تدبیر ہیچ ہے یہ کہکر گھوڑا بڑھایا دشمنون نے بھی گردا گرد لڑائی بڑی لڑائی ہوئی ایک کی دو اور دو کی چار ہر دہان انبوہ بیشمار ادھر چند سوار شیخ نے روز آخری سمجھا رو بہ مزاجی نکی شیرانہ تیور کی بجی رہی ۔ آخر زخم نیزہ کھایا ۔ طایر روح نے قفس عنصری سے پرواز کیا ہمراہیون نے بھی شرط رفاقت ادا کی ساتھہ مین عدم کی راہ لی ۔ راجہ نرسنگہ دیو نے شیخ کا سر کاٹکر شاہزادہ کے پاس آلہ آباد کو روانہ کیا ۔ شہزادہ نے خوش ہوکر ایسے افسر کے سر کو برے مقام مین پھکوایا کہ جہان ایک مدت تک پڑا رہا ۔ چونکہ اکبر کو شیخ سے بدرجۂ غایت محبت تھی جب یہ خبر پہونچی بیہوش ہوگیا چھاتی پر ہاتھہ دے مارا ۔ بیقراری اور بیتابی کے وہ آثار ظاہر کیے جو خلاف شان تھے ؏ شہنشاہ جہان را در وفاتش دیدہ پر نم شد ؏ سکندر اشک حسرت ریخت کا فلاطون ز عالم شد ؏ رائے رایان پتر داس جسکو سہ ہزاری منصب اور وہان کا فوجدار تھا مع شیخ عبد الرحمن ولد شیخ ابو الفضل وغیرہ امرا کے راجہ نرسنگہ دیو کے مکافات پر مقرر ہوا حکم ہوا کہ جب تک اوس بد سر کا سر حضور مین نہ لائین جنگ و جدل سے ہاتھہ نہ اوٹھائین مکرر ارشاد ہوا کہ شیخ کے سر کی ہمسری مین اوسکا سر کیا حقیقت ہے اوسکے زن بچہ کو بھی سر دار کرنا چاہیے ۔ حق تو یہ ہے کہ شیخ ابو الفضل اپنے زمانے مین لاجواب تھا حضرت کا حال خود اونکی عبارت سے جو کسی جگہ ذیل مین مندرج ہوگی معلوم ہو جایگا جسوقت شیخ مبارک اور اوسکی اولاد کی دانشمندی شہنشاہ اکبر کو معلوم ہوئی تھی حکم ہوا تھا کہ حاضر ہون ۔ بارھوین سال جلوس کو شیخ ابو الفیض فیضی بڑا لڑکا مبارک کا حاضر ہوکر منظور نظر شہریار اکبر ہوا تھا اونیسوین [19] سال جلوس کو ابو الفضل نے ملازمت کی اسنے اکبر کے نام پر آیۃ الکرسی کی تفسیر لکھی اور بادشاہ کو منظور ہوئی ۔ یہ شخص اکثر علوم مین بہرہ یاب تھا روز بروز مورد الطاف ہوا ۔ اسقدر مرتبہ بڑھا کہ حاسدون کا دل گھٹا ۔ شاہزادون کو رشک تھا امراؤن سے صلاح کرتے تھے کہ اسکو کیونکر گرا دین تا آنکہ اسطرح کا اتفاق واقع ہوا کہ شیخ مبارک اسکے باپ نے اپنے حین حیات قران مجید کی تفسیر بصنف درست کی تھی اور نام بادشاہ کا اوسمین مندرج نکیا تھا شیخ نے بعد مرگ پدر چند نقلین اوسکی کراکر جابجا مشہور کر دین اور اس امر کا خیال نرہا کہ موافق رسم دنیا کے عنوان کتاب مین نام بادشاہ کا درج کرے حاسدون نے یہ نے ادبی بادشاہ سے عرض کی سنتے ہی پیشگاہ سطوت سے ایسا عتاب ہوا کہ شاہزادہ سلیم وغیرہ امرا کے کان بھرنے سے ابو الفضل کو حکم ہوا کہ سلام کو بھی نہ حاضر ہو ۔ چونکہ شیخ تقرب کے وقت مین مکرر عرض کرتا تھا کہ مجھے سوائے حضرت بادشاہ کے شہزادون وغیرہ کسیکی نیاز نہین اسی وجہ سے ہر ایک بر سر پرخاش ہے اور یہ امر اکبر کے دل نشین تھا

علاوہ اسکے اسکی مصاحبت سے اسقدر محظوظ تھا جسکی تفسیر دفترون مین گنجایش نہین کر سکتی بالآخر قصور معاف ہوا۔ ایکدم جدائی منظور نہ تھی جب قضا در پی ہوئی ضرورت ہماجرستان استقبال کو آئی ـــ دکن کو مامور ہوا اسظاہر انہی سبب شاہزادہ سلیم کی عداوت مین مارا گیا۔ سچ تو یہ ہی کہ موت کے

حیلے ہزارون ہین بیچۂ مرگ سے کسیکی نجات نہین ہوئی ملہ

شاہزادہ سلیم بڑے لڑکے کا بغاوت کرنا

جس زمانہ مین خود بدولت اکبر شاہ نے دکن کو عزیمت کی شاہزادہ سلیم نے رانا کے استیصال پر رخصت پائی اور یہ شاہزادہ اجمیر مین مقیم ہوکر رانا کی خرابی مین ساعی تھا اور راجہ مانسنگہ سپہ سالاری مین ہمرکاب تھا امراے بنگالہ کی تحریر سے واضح ہوا کہ پٹھانون نے قابو پاکر شورش برپا کی ہی اور کنور مہاسنگہ ولد راجہ مانسنگہ جو اپنے باپ کی نیابت پر وہان تھا خفیف سی لڑائی مین شکست کھائی راجہ مانسنگہ نے اس واقعہ سے حضور شاہزادہ سلیم مین عرض کیا کہ بادشاہ متوجہ دکن ہی اسوقت مین اگر حضور الہ آباس مین تشریف لاوین رفع شورش ہوگی۔ شاہزادہ نے بموجب التماس اور صوابدید ملکی کے اجمیر سے کوچ کرکے الہ آباس مین مقام کیا اور اپنی جاگیرات آگرہ کو بدستور رکھکر صوبہ الہ آباد کے محال کو بھی جو آصفخان جعفر کے جاگیر سے متعلق تھا اپنی سرکار مین داخل کیا اور تیس لاکھ روپیہ جو خزانہ مین بابت صوبۂ بہار اور اون اطراف کے تھا اور کشور داس دیوان نے جمع کیا تھا اوسکو سپاہ بھیجکر اوٹھوا منگوایا ایسی ایسی حرکات سے کہ بدون حکم حضور بادشاہ کے سرزد ہوئے شاہزادہ کی نسبت بغاوت کے آثار پدیدار ہوئے اور دراندازون کو بھی موقع ملا کسیقدر اپنی طرف سے جھوٹ سچ جوڑکر حضور مین عرض کی حضور سے فرمان نصیحت عنوان محمد شریف ولد عبد الصمد شیرین قلم کی صحابت مین صادر ہوا لیکن اوسکا کچھہ نتیجہ ظاہر نہوا جب کہ اکبر دکن سے معاودت کرکے اکبر آباد آیا اور ابو الفضل پر وہ واردات گذری شاہزادہ تیس ہزار سوار سے الہ آباد سے آگرہ کو متوجہ ہوا دولتخواہون نے عرض کیا کہ آنا شاہزادہ کا کثرت سپاہ کی ساتھہ حقیقہ قرین مصلحت نہین لہذا فرمان صادر ہوا کہ آنا تمھارا اس شان سے منظور نہین اگر غرض اظہار جمعیت سپاہ سے ہی دریافت ہوگیا لازم ہی کہ مردم ہمراہی کو جاگیر پر رخصت کرکے جریدہ حاضر حضور ہو اور اگر کسی طرح کا اسطرف سے واہمہ ہو الہ آباد کو روانہ ہو جاکے جب اطمینان دلی حاصل ہو ملازمت مین حاضر آئے شاہزادہ نے درجواب عرضی عجز و انکسار کی روانہ کر الہ آباد کو معاودت کی بعدہ فرمان صادر ہوا کہ صوبۂ بنگالہ اور اوڑیسہ تمھاری جاگیر مین عطا ہوا چاہیے کہ مقام مذکور کو روانہ ہو شاہزادہ نے وہان کا جانا نامنظور کیا۔ اس عدول حکمی سے بھی لوگون نے بادشاہ کو بھڑکایا سلیمہ سلطان بیگم کو دلجوئی کے واسطے روانہ کیا۔ سلیمہ الہ آباد مین پہونچکر ہر طرح سے دلجمعی کرکے شاہزادہ کو اپنے

ہمراہ حضور مین لائی جب اکبر منزل اکبرآباد پر گیا حسب استدعا کے مریم مکانی والدۂ اکبر شاہ جاکر شہزادہ کو اپنے مکان
مین لائین اور اکبر بادشاہ بھی وہان پر تشریف لیگیا شاہزادہ نے مریم مکانی کے توسل سے قدمبوسی حاصل
کر کے ایکہزار طلائی مہر اور نو سو ستتر زنجیر فیل نذر دکھلائی - بادشاہ نے عنایت کر کے شاہزادہ کو بغل مین لیا
اور اپنے سر سے پگڑی اوتار کر کے شاہزادہ کے سر پر رکھی اور حکم دیا کہ شادیانہ بجایا جاوے اڑتالیسوین سال جلوس
مین یہ واقعات ہوئے بعد چند دنون کے پھر شاہزادہ کو رانا کی سرکوبی کو روانہ فرمایا - شاہزادہ نے کسی موقع سے
رانا کی سرکوبی ملتوی کر کے بالطور سر شرمانے کے بدون اجازت بدر الہ آباد کی راہ لی - اور اس بات سے دل آزردگی اکبر شاہ
کی زیادہ ہوئی اونچاسوین برس اکبر کی مان مریم مکانی کا انتقال ہوا اکبر نے بموجب رسم بزرگان داڑھی اور سر کے
بال منڈوا کر ماتم کیا اور اپنی مان کی لاش کو چند قدم کندھا دیکر دہلی کو روانہ کی شاہزادہ سلیم اس خبر کے سنتے ہی بسعادت اندوز حضوری ہوا

شاہزادہ دانیال کی رحلت کا بیان

سلطان دانیال اپنے بھائی مراد کے طور پر رات دن میخواری مین بسر کرتا تھا ہر چند اکبر نے فرامین نصیحت صادر فرمائے اور چند
معتمد نصیحت کے لیے مقرر بھی ہوئے مگر کچھہ نہوا چند مدت تک خانخانان عبدالرحیم اور خواجہ ابوالحسن نے بموجب حکم شاہی
سب کچھہ حفاظت کی اور خلوت اور جلوت مین دربان اور محافظ مقرر کیے - تب یہ شاہزادہ شکارگاہ کے حیلہ سے
جنگل کی راہ پکڑتا قراول لوگ بموجب ایما کے بندوق کی نعل مین شراب بھر کر پہونچاتے اور کسی بکری کے روده مین
چھپا کر دستارخوان مین پہونچاتے آخر کثرت میکشی نے زندگانی مین خلل کیا قواے باطنی نے ضعف پکڑا انجام کو
چالیس روز تک ایسا بیمار رہا کہ کروٹ بدلنا دشوار ہوا دوا معالجہ سے کچھہ سود نہوا - آخر کار ۱۰۱۳ سنہ ہجری مین
مطابق سال پچاس جلوس کو ساڑھے بتیس ۳۲ برس کی عمر مین خانۂ بقا کی راہ لی

رحلت بادشاہ اکبر کا بیان

اکبر سلطان مراد کی وفات سے غمزدہ تو تھا ہی دوسرا یہ واقعہ ہوا داغ پر داغ بیٹھا - ناتوانی نے زور دکھایا
مرکز اعتدال سے مزاج مبارک منحرف ہوا آخر بستر ناکامی پر صاحب فراش ہوا خیرخواہون نے خیر خیرات دوا
معالجہ صدقہ وغیرہ سب کچھہ کیا حکیم علی جو حکماے دربار مین سردار تھا معالجہ کو حاضر ہوا - آٹھہ روز تک بطور خود
چھوڑ دیا کہ شاید قوت خاص سے عارضہ کی مدافعت ہو جب بیماری نے اور بھی سختی پکڑی نوین روز علاج شروع
ہوئی دس روز تدبیر و معالجہ مین گذرے الا کچھہ سود نہوا - اسہال شروع ہو گیا اسکی بھی علاج کی کچھہ افاقہ
نظر نہ آیا اور ایسے ایسے امراض متضادہ نے گھیر لیا کہ ایک کی دوا سے دوسرے کی ترقی ہونے لگی باوجود ایسے ضعف
اور ہنگامہ کے استقلال کے شہنشاہ اکبر نے کیا استقلال ظاہر کیا کہ کسیکو بار عام سے ممانعت نفرمائی -
جب نزع کا عالم روبرو ہوا حکیم علی نے معالجہ سے ہاتھہ کھینچکر فرار اختیار کیا بدھ کی رات ۱۲ جمادی الاخرے

سنہ ۱۰۱۴ ہجری کو مطابق باون برس جلوس کے ۶۵ تریسٹہ برس قمری کے عمر مین واقعہ اکبر آباد عالم بقا کی راہ لی تجہیز و تکفین کے بعد باغ سکندرہ مضافات اکبر آباد مین مدفون ہوا اکثر لوگون نے تاریخ وفات نظم و نثر مین لکھی منجملہ اونکے یہ تاریخ آصف خان جعفر کی ہے ؏ فوت شد اکبر از قضاے الٰہ ٭ گشت تاریخ فوت اکبر شاہ ٭

اکیاون برس دو مہینے نوروز حکمرانی کی ٭٭٭

ذکر احوال موتمن الدولہ شیخ ابو الفضل کا جو کہ شیخ موصوف نے آئین اکبری کے اخیر مین درج کیا ہے

راقم شگرف نامہ کے دلمین ایسا تھا کہ کچھ تھوڑا سا حال اپنے بزرگون کا اور کچھ اپنی کیفیت لکھکر ایک خود رسالہ طیار کرتا تاکہ دور اندیشون کے واسطے عبرت ہوتی لیکن اشغال گوناگون خصوص تحریر اس کتاب آگاہی نے مجھے باز رکھا اسی اثنا مین پیام آراے غیبی نے ایسا اشارہ کیا کہ ناہنجاری روزگار سے یہ بات نہین کہ علحدہ گزارش ہو کسیقدر اسی اقبالنامہ مین لکھنا سزاوار ہے لہذا اس جگہ تحریر کیا۔ ازانجا کہ نسب سرا ہونا تہید ستی سے بزرگون کی ہڈیون کا بیچنا اور اسباب نادانی کو بازار مین لانا ہے اور شوریدہ مغزی سے دوسرون کے ہنر پر ناز کرنا اور اپنے عیب کو نہ دیکھنا ہے نہین جانتا تھا کہ وہ افسانہ گزاری کرے۔ اور اس بادیہ سنگلاخ مین سلسلہ کار کسی طرف نہ پہونچا سکے۔ اہل روزگار نسب کو تخمہ و نژاد و نزاد سے تعبیر فرماتے ہین اور اوسکو اعلی و اسفل قرار دیتے ہین ہوشیار آگاہ دل خوب جانتا ہے کہ یہ وہ ہے کہ اوسکی کسی بزرگ نے ثروت ظاہری یا شناسائی باطنی مین چیرہ دستی پاکر لقب یا حرفہ یا مسکن کے نام سے مشہور ہوا اگرنہ عام جو مردم زاد کو فرزندان آدم صفی سے سمجھتے ہین اور ہیچ گفتگوے داستان کہنے والون کے دل نہاد کرکے دوسرا شبہہ نہین فرماتے ظاہر ہے کہ اس معاملہ مین ابھی ہمین راستہ سے بھٹکاتے ہین اور اون گوہر گرامی کا اعتماد نہین کرتے پس کسواسطے سعادت گزین بیدار دل ایسے فسانہ کو سنکر خواب غفلت پسند کرے اور اوسپر تکیہ کرکے حقیقت پژوہی سے دور رہے۔ نوح کے فرزند کو باپ کی ایزد شناسی سے کیا فایدہ اور ابراہیم خلیل کو پشتہاے پشت کی بت پرستی سے کیا نقصان ؏ بندۂ عشق شو و ترک نسب کن جامی ٭ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست لیکن بمقتضاے سرنوشت آسمانی صورت پرستون مین ایک مجھے بھی صورت پرستی ضرور ہے ؏

ذکر ہے کہ

باپ داوے کا شمار کرنا داستان دراز ہے کیونکہ انفاس گرامی کو واہیات مین ضایع کرے چند بزرگ لباس ولایت مین اور چند علوم رسمی مین اور بعض امارت مین اور بعض معاملہ گذاری مین اور بعض تجرد اور تنہائی مین بسر کرتے رہتے ہین۔ چند دنون سے سرزمین یمن وطن رہا ہے شیخ موسے پانچوین پشت اول حال مین دنیا سے رمیدگی ہوئی ترک خانمان کرکے غربت اختیار کی اور علم و عمل کی ہمرہی مین معمورۂ جہان

سنہ ۹۰۹ مین قصبہ ریل جو سیوستان کے متعلق ایک نزہتگاہ ہی عزلت قبول کی اور خداگیشان حقیقت پژوہ
کے پیوند دوستی سے کتخدا ہوا اگرچہ جنگل سے شہر مین آیا۔ لیکن تجرد سے ساتھ تعلق کے نہ مونہہ لایا اوسی انداز
آگہی پر ہر کہ انفاس گرامی کو اپنی آویزش مین آخر کرتا۔ اور نے بیدل زندگی کو نقش بوقلمون کی پیراستگی مین
مصروف رکھتا اور لڑکے پوتے اوسکے گرداگرد مشغول خورسندی تھے اور دانش عیانی اور بیانی سیکھتے
آغاز نہ سنہ ہجری مین شیخ خضر کو بعض اولیاے ہند کے دیکھنے کی آرزو ہوئی۔ اور چند خویش اور دوستون
کے ساتھ ہندوستان مین آکر شہر ناگور کو پہونچا۔ سید یحیی بخاری ابی جو مخدوم جہانیان کا جانشین
اور ولایت معنوی سے بہرۂ وافی رکھتا تھا۔ اور شیخ عبدالرزاق قادری بغدادی اولاد گرامی اولیاے
بزرگ سید عبدالقادر جیلی اور شیخ یوسف خرسندی کہ صورت و معنی کی سیکہ سے ہوئے تھے اور بہت سے کمالات
حقیقی فراہم کرکے گذرگاہ اور رہنمائی خلق مین بسر کرتے تھے اور جہان کو اوسکی رہ آورد یسی ذخیرہ ملتا ان بزرگون
کی گرم جوئی اور دلجوئی اور غربت سے توطن قبول کیا سنہ ۹۱۱ ہجری مین شیخ مبارک کی ولادت ہوئی چارہی
سال مین لوامع آگہی سے تجلی ہوئی اور ۹ نو برس کی عمر مین سرمایۂ بزرگ حاصل ہوا۔ چودھوین ۱۴ سال علوم
متداولہ سیکھے اگرچہ اکثر قافلہ سالاران راہ خدا کی عنایت اس بزرگ پر تھی مگر شیخ عطن کی ملازمت مین آکر
بسر اوقات ہوتی تھی شیخ ترک نژاد کی ایکسو بیس برس کی عمر ہوئی سکندر لودہی کے وقت مین اوس شہر مین
وطن گاہ مقرر کیا اور شیخ سالار ناگوری کے خدمت مین پایۂ والا کو پہونچا او توران و ایران مین دانائی سیکھی
القصہ شیخ خضر خرسند کی طرف پھرا یہ حال تھا کہ بعضے نزدیکون کو اسطرف بلا وے مگر حیات مستعار
راہ ہی مین منقطع ہوئی۔ حدود ناگور مین بڑا قحط نمود ہوا وباے عام ظاہر ہوئی سوائے ابوالفضل کے دادی
کے باقی جملہ نفس فانی ہوئے پدر بزرگوار کو ہمیشہ غربت کی سوجھی تھی اور ہر سرزمین کے بزرگان وقت
کے دیکھنے کی آرزو تھی لیکن وہ کدبانوی خاندان عفت اجازت نہ دیتی اور آپ کے دل مین سرکشی نہ تھی
اسی کشاکش مین شیخ فیاضی بخاری قدس سرہ کی ملازمت مین پہونچے۔ اور شورش دل نے
افزایش پکڑی انھون نے سوال کیا جواب ہوا کہ عنقریب ایک شخص کو قرار ہدایت پر لاتے ہین اور
جو بیندگان آگہی کی رہنمائی پر مقرر کرتے ہین عبداللہ نام رکھا ہے گرامی لقب اوسکا خواجۂ احرار ہوگا
انتظار اوسوقت کا کرے اور آئین اوسکی قبول کرے خواجہ اوسوقت مین آبلہ پاے عرصۂ تگاپو تھے۔ اور
جانداروے حقیقت کی جستجو مین دوادوش رکھتے تھے جب وقت پہونچا اور اوس پایۂ والا مین سرافرازی
پائی تلقین خدا پژوہی کی اوس سے حاصل ہوئی گمنامی کو اوسکی خلوت فرمائی اور نے تعینی اوسکا بشبیہ
مقرر ہوا سخنان خواجہ مین جس جگہ کہ درویش سے تعبیر ہوتی تھی اوس یگانۂ آفاق کو چاہتے تھے قریب

چالیس برس کے دیار خطا مین بسر کیا۔ اور جنگل و پہاڑ مین عشرت تنہائی رکھتا تھا۔ اکیسو بیس برس کی عمر پائی
اور گرمی و روئی کے آثار اوسیطرح پیرا فزایش رکھتے تھے۔ ایک رات کو پدر بزرگوار اوس ملک نژاد بوم مین چند خدا جویان سعادت
منش سے داستان حقیقت کہتا رہا اور بہت سے نکات دل افروز ظہور مین آتے رہے ناگاہ ایک آہ کی آواز کان مین
پہونچی اور تجلی الٰہی چمکی ہر چند خیال دوڑایا مگر نشان نپایا دوسرے روز پڑنے لگا پوادر تجسس سے روشن ہوا کہ کسی
کمہار کے مکان مین وہ بزرگ معنوی عزلت گزین ہی اوسکے نور ارادت سے ایک زمانہ آسودہ ہوا اور خاطر ہر زہ گرا
سے باز آیا ہمیشہ چار ماہ تک سعادت زیادہ کرتے تھے اور اوسکی نظر کیمیا اثر سے عیاری کی افزایش کرتے تھے۔
اوسی نزدیکی مین سفر اقدس ظاہر ہوا دل کو گوناگون حقایق سے امر فرمایا اور جویندگان حقیقت کی رہنمونی مین اشارہ
ہوا اور خوشدلی اور فارغ البالی سے رخت ہستی اوٹھایا اوسی نزدیکی مین نقاوہ دودمان عصمت جو تعلیم پدر بزرگوار
کی فرماتی تھی اس خاکدان فنائی سے روپوش ہوئین پدر بزرگوار نے بآئین تجرد دریاے شور کی طرف قدم اوٹھایا
ارادہ یہ تھا کہ راہ چار دیوار معمورہ کی پیمایش کی جاوے اور گروناگروہ مردم سے فیض لیا جاوے احمدآباد گجرات مین فایز
مرتبہ والا ہوئے اور دانش تازہ حاصل ہوئی اور ہر ایک فن کی سند حاصل کی اور آئین امام مالک و شافعی اور ابو حنیفہ و حنبل کی ہر ایک بزرگ دانا مین
طرح طرح کی دریافت فرمائی اصول و فروع سب یکجا کیے اور نگاہوے سخت سے پایۂ اجتہاد ظاہر ہوا اگرچہ بموجب
اجداد بزرگان مانند ابو حنیفہ کے روش اختیار کی تھی لیکن ہمیشہ کردار کو احوطہ سے آرایش دیتے اور تقلید سے برکنار رہنے کا
کی دلیل کرتے اور جو کچھ نفس کو دشوار معلوم ہوتا اوسے اختیار کرتے اور سعادت منشی اور روشن ستارگی سے علم
ظاہری سے حقایق معنوی مین پہونچ ہوئی۔ اور نزہتگاہ صوری ملک حقیقت کی رہنما ہوئی تصوف اور اشراق کے
اسالیب حاصل کیے اکثر کتابین نظر و تالہ دیکھی گیئین خاصکر حقایق شیخ عربی اور شیخ بن فارض اور شیخ صدر الدین
قرنیوی وغیرہ اصحاب عیانی و بیانی پر نظر عاطفت ڈالی او نظر تہاے نے اندازہ حاصل ہوئین اور روشنہای
بو العجب روشن ہوئین اور بزرگترین عطایاے الٰہی سے خطیب ابو الفضل کی ملازمت حاصل ہوئی اوسنے براہ
قدردانی اور آدم شناسی کے فرزندی مین قبول کیا اور واسطے تعلیم علوم طرح طرح کے مصروف ہوا۔ اور
گوناگون دانش کے سیکھنے کی ہمت کی تجرید کے مراتب اور غوامض شفا اور اشارات اور دقایق تذکرہ اور مجسطی
سیکھے سر بستان حکمت کو طراوت پدید ہوئی۔ مرد خرد پژوہ فرمان روایان گجرات کی سعی سے شیراز سے
اس ملک مین آیا۔ اور بستان شناسائی مین روشنی تازہ ہوئی لیکن در حقیقت علوم حقیقی عقلی مولانا
جلال الدین دوانی کی شاگردی مین حاصل ہوئے۔ جناب مولوی نے اول اپنے والد سے اور اوایل کے مقدمات
سیکھے۔ بعدہ شیراز مین مولانا محی الدین اشکبار اور خواجہ حسن شاہ بقال سے دانش آموزی کی
یہ دونو بزرگ شاگردان سید شریف جرجانی کے ہین اور کسیقدر مولانا ہمام الدین گلناری کے مدرسہ مین بھی

آنا جانا کرتے رہے - غرض کہ بحث کی رسائی سے عجب کشایش ظاہر ہوئی - اور کتب حکمت کے مغز کو پہونچے
اونکے مطالب کو ذہن نشین کیا - جیسا کہ اوسکی تصانیف گواہ ہین اوسی شہر فیض بہر مین پدر بزرگوار
کو شیخ عمر ٹھٹوی کے جو اکابر اولیاے زمانہ مین سے تھا ملازمت حاصل ہوئی وہان اور ہی رنگ سے
تعلیم ہوئی اور اکثر شطاریہ اور طیفوریہ اور چشتیہ اور سہروردیہ دریافت ہوئے اور بجھی اوسی شہر مین
شیخ یوسف سرمست کی خدمت ملی - اور سرمایۂ آگہی حاصل ہوا ہمیشہ آداب عبودیت ملحوظ رہتے
آخر اوس گرامی صحبت کی برکت سے یہ حوصلہ ہوا کہ نقوش علمی ساحت ضمیر سے حک کیے جاوین - اور ہمیات
سے نفرت کرکے جمال مطلق کے محو ہوون مگر اوس ہادی حقیقت نے اس عزم سے باز رکھا اور فرمایا کہ اندنون
سفر دریا مسدود ہی آگرہ کو جایا چاہیے اگر وہان مدعا نملے تب توران و ایران کو جائیو - اور علم رسمی
طیلسان احوال اپنے کی بنائیے اسی اشارے کے بموجب غرۂ اردی بہشت سنہ ۶۵ جلالی مطابق
چارشنبہ چھٹوین محرم سنہ ۱۲۵ ہجری کو آگرہ پہونچے میان شیخ علاء الدین مجذوب کی مصاحبت ہوئی
اور اوس مستی سے ہوشیار ہوکر فرمایا حلم خداوں ہی کہ اس شہر مین مقیم ہوکر ترک گردش کیجا دے آخر کو
مقام ہوا دریاے جون کے کنارے میر رفیع الدین صفوی ایجی کے مزار کے جوار مین قیام فرمایا - اور خاندان
قریش سے جو علم و عمل مین درست تھے نسبت تاہل کے ظاہر ہوئے اور اسی شہر مین دوستی پیدا کی
اور وہ دانا دل اس نوبادۂ شناسائی کو مغتنم سمجھکر کشادہ پیشانی سے دلجوئی مین حاضر ہوا - چونکہ
اسباب ثروت بکثرت رکھتا تھا ایسی خواہش کی کہ یہ بھی اوسے اختیار کرین مگر انھون نے
قبول نفرمایا میر صاحب ممدوح سادات بزرگ حسنی الحسینی مین ہین کسیقدر انکے لڑکون کا
حال شیخ سخاوی کے تذکرون مین مذکور ہی اگرچہ انکا وطنگاہ موضع ایک شیراز ہی اور دیر باز سے
حجاز کی سیر کرتے ہین اور ہمیشہ اسی دو جگہ پر بسر کیا - اگرچہ معقول و منقول اپنے بزرگون سے
سیکھتا لیکن مولانا جلال الدین دوانی کی شاگردی سے کچھہ اور ہی جلا حاصل کی اور حریرہ عزت مین
انواع علوم نقلی شیخ سخاوی مصری قاہری شاگرد ابن حجر عسقلانی سے حاصل کیے اور رجب سنہ ۹۵۴ ہجری
مین داعی حق سے لبیک کہی والد بزرگوار کو اپنا جانشین بنایا - والد بزرگوار نے ہمیشہ شست و شوے
باطن اور گوہر ظاہر کی صفائی پر میل رکھا اور کارساز حقیقی کی نیاز مین رہکر درس گوناگون اختیار کیا
اور گفتگوے باستانی کو چہرۂ حال کا روپوش فرمایا اور زبان خواہش قطع کی اگر اہل ارادت
کچھہ نذر نیاز لاتے تو کسیقدر لیکر اور لوگون سے عذر کر دیتا اور دست ہمت کو آلودہ نفرماتا - تھوڑے
دنون مین دانشوران کا جاے رجوع ہوا - بزرگ و کوچک کا مقام زیارت ہوا - یاران زمانہ کو

حسد نے آدبایا دوستی سے انجمن افروزی شروع ہوئی مگر انکا یہ حال تھا کہ نہ اول حال سے خوش تھا
نہ دوم سے ملال شیر خان اور سلیم خان وغیرہ بزرگوار اس خیال پر ہوئے کہ وجوہ سلطانی سے کچھ قبول کرین
ازانجا کہ ہمت بلند اور نظر عالی تھی انکار محض کر دیا۔ چونکہ انکی ذات مین لوگون کی رہنمائی ودیعت نہادۂ
دست قدرت تھی ۔ اور درگاہ سے فرمان راست گذاری رکھتا تھا۔ اور اشارۂ اولیاے زمان مدد برت
اور مہربانی ہوا داردن کی روز افزون تھی ہمیشہ آیندگان مجلس اور جویندگان آگاہی کی ہدایت فرماتا۔ اور تیرہ درون
کی سرزنش بیان کرتا ظاہر پرست رنج کھینچتے اور نالایق توہمات کرتے چونکہ یہان تو ہنگامہ آرائی کا ارادہ ہی نہ تھا
معرکہ آرائی کی کبھی عزیمت نہوتی نہ حق گوئی اور نکوہش بدکاری مین دریغ ہوتا ۔ اور آزردہ دلون کی پرخاش
جوئی مین توجہ ہوتی اسی حال مین خداوند تعالی نے اولاد سعادت نہاد عطا فرمائی ۔ اگرچہ ہمیشہ گفتگوے
علمی کا مشغلہ تھا۔ مگر دانشہاے حقیقی کا اظہار کم کرتا تھا۔ جسوقت حضرت جنت آشیانی کے قدم مبارک
شہر مین آئے چند تورانی اور ایرانی بھی پدر بزرگوار کے حضور مین پہونچے اور انجمن دانائی کو رونق تازہ ظاہر ہوئی
ہنوز اس ہنگامہ نے بخوبی گرم بازاری ظاہر نہ کی تھی کہ سخت حادثہ ہوا۔ ہیمون نے خیرگی شروع کی ۔ نیکان زمانہ
کنج نشین ہوئے سفر ناکامی پیش آیا مگر پدر بزرگوار اوسی گوشۂ عزلت مین مقیم رہا اور بتائید الٰہی ہیمون نے
کاردیدہ لوگون کو بھیجکر معذرت کی اور اونکی سفارش سے اکثر لوگ تنگنا ے غم سے رہا ہوکر بزمگاہ شادی
مین گرم خرام ہوئے اول سال جلوس شاہی مین قحط سال عظیم ہوا۔ وہ معمورہ بالکل خراب ہوا بجز چند گھرون
کے اثر آبادی مفقود ہوا آگرہ بلاد ہندستان مین یہ بلا ظاہر ہوئی مگر پدر پیر وہین پر ثابت قدم رہا۔ راقم
شگرفنامہ اوسوقت پانچ برس کا تھا اور آگہی اسقدر پیش طاق بینش چمکتی تھی کہ گفتگو مین نہین آسکتا۔
یہ سب سانحہ بہت عمدہ طور پر یاد ہی غرضکہ اس انقلاب مین ستر آدمی مرد اور عورت اوس کاشانہ مین باقی
رہے۔ برادران زمانہ کو فراخی حال اور نشاط درویشان سے حسرت تھی کیمیاگری اور سحر طرازی کا گمان کرتے
تھے کبھی سیر بھر غلہ ملجاتا اوسکو مٹی کی دیگون مین اوبال کر اوسکا آبجوش اس جماعت مین تقسیم ہوتا تھا
تعجب یہ کہ غم روزی نہ تھا۔ اور سواے اندیشۂ پرستش ایزدی کے کوئی بات دلمین نہ آتی تھی ۔ آخر رحمت
ایزدی ظاہر ہوئی اور نیرۂ اقبال شاہی آیا۔ جہان نے معدلت روز افزون سے روشنی پائی بارگاہ خرد
کی آرایش ہوئی اسباب آگاہی کی گران قیمت ہوئی گوناگون لوگون نے خزینۂ عقل سے فوائد بیکران
حاصل کیے اور اوس نورانی سرشت کا خلوتکدہ مجمع دانایان ہفت کشور ہوا اور سخن بلندی گرا ہوا حسود
افسردہ ہوئے اور بدگوہرون کی ناتوان بینی نے افزایش پکڑی ۔ مگر والد بزرگوار اوسی اپنے آئین پر
سرگرم رہکر راہ و رسم مین مصروف تھے اب لوگون نے یہ اختیار کیا کوئی مہدویہ بتلاتا اور اپنے گفتار

گفتگوے پریشان سے قصہ بناتے اور سادہ لوحان روزگار کو مغالطہ دہی کرتے۔ اور حال تباہ سے ذل آزاری
مین تگاپو کرتے۔ اور انکی تباہ بیبہی کی دست آویز شیخ علائی ہی۔ ہندوستان مین ایک گروہ ہی جو میر سید محمود
جونپوری کو مہدی موعود جانتے ہین اور اسی بحث مین مبالغہ کرتے ہین۔ علم و عمل اور تہذیب اخلاق اکثر
نصوص کو فراموش کرکے اس مذہب مین غور کرتے ہین اور سلیم خان کے زمانہ مین ایک شخص شیخ علائی
نام ظاہر و باطن آراستہ اس فرقہ مین تھا اور اس شہر مین براہ نذر پدر بزرگوار کے دیکھنے کو آیا۔ اور پیوند عنصری کے
توڑنے مین ہنگامہ آرائی ہوئی۔ اور سجل درست کی۔ پدر بزرگوار نے ان سے موافقت کی۔ اور عقل و
نقل کو انکا معاضد بنایا۔ مرزبان ہندوستان کے حضور مین ہنگامہ آرائیان ہوئین۔ اور اندیشہ تباہ
سے کوشش کرنا شروع کین۔ مسند آرای حکومت نے دانشمندان زمانہ کو فراہم کیا۔ اور حکم شرع
کی جستجو مین تگاپو اختیار فرمایا۔ اور پدر بزرگوار کو بھی اوس انجمن مین طلب فرمایا جسوقت ان سے
دریافت کیا برخلاف اور لوگون کے جواب پایا۔ اوسوقت سے اون لوگون نے دشمنی پر کمر مضبوط باندھی
اور اس معاملہ مین کہ وجود مہدی علیہ السلام کا خبر احاد سے ہی بحض عناد چندان کوشش کی کہ اوسکا نام بنام ہذا
اور چند بدگوہرون نے آئین شیعہ کا وہم کرکے راہ نکوہش ظاہر کرنا شروع کی اور یہ سمجھانا کہ پہچاننا اور بات
ہی اور قبول کرنا اور امر ہیچ۔ اسی زمانہ مین ایک شخص کو جو سادات عراق سے یگانہ روزگار تھا۔ اور علم با عمل
رکھتا تھا تہمت لگائی۔ اور توجہ شاہنشاہی سے اوسکے دامن حال تک انکا ہاتھ نہ پہونچ سکتا تھا۔ ایکروز
محفل بادشاہی مین ظاہر کیا کہ میر کی پیش نمازی روا نہین ہی کیونکہ اوسکی گواہی مردود ہوتی ہی پس
اوسکا اقتدا کیونکر لازم ہی اور چند روایات حنفیہ گذشتہ زمانے کی بطور شہادت بیان ہوئین کہ اشراف
عراق کو شاہد نہ سمجھنا چاہیے۔ آخر میر مذکور کار دشوار جو کہ رابطہ اخوت رکھتا تھا حقیقت حال کو ظاہر کیا
پدر بزرگوار نے تسلی کی۔ اور بدسگالون کی گفتگو پر دلیر کیا اور اوس نقل کے جواب مین فرمایا کہ وہ لوگ
اوسکے معانی نہین سمجھتے ہین جو کچھ کہ کتب حنفی سے بیان کیا ہی عراق کی مراد عرب سے ہی نہ عراق عجم
سے کتنی جگہ اس معانی پر تصریح ہوئی ہی اور اشراف اور اشراف و اشراف کے معانی مین تمیز نہین کیا
جو کہ مراد امرا اور کشتکار وغیرہ سے ہی تیسرے اوساط جسکو محترفہ اور اہل بازار پر منحصر کیا ہی۔ چہارم ادنی
لوگ جنکا مرتبہ انہون تک نہین پہونچتا ہی مانند پاجی اور ہرزہ گرد لکھا ہی تاکہ بر وقت نکوئی کے کیونکر
سلوک کیا جاوے اور ہر ایک کی بدکرداری کا بدلہ کیونکر دیا جاوے اور سچ ہی اگر ہر ایک بدکنندہ کو یکسان
سزا دیجاوے تو شاہراہ معدلت سے دور ہی میر اس آگہی سے خوش ہوا۔ اور گوناگون نشاط کرکے
اوس نوشتہ شیخ کو اپنی پاکدامنی اور لوگون کی ناشناسائی کی شہادت پر یارون کی نظر مین پیش کیا

وہ لوگ حیران ہوئے جب اونھین پدر بزرگوار کی دانائی معلوم ہوئی حسد سے برافروختہ ہوئے اور اسطور پر چند
مرتبہ پدر بزرگوار کی یاوری ظاہر ہوئی سبحان اللہ باوجودیکہ گروہا گروہ مردم یقین رکھتے ہین کہ کوئی ایسا مذہب
نہین ہے کہ کوئی امر خلاف اوسمین واقع نہوا اور نہ اسقدر بطلان آمود اور باوجود اس بات کے اگر کسی
ایک شناسا سے کسی مسئلہ مین برخلاف آئین اپنے کے تحسین کرے اوسکے سر کو نہین پہونچتے اور اوسکی عداوت
کمر باندھتے ہین اور بعد درازی سخن کے اوس نکوہش سے باز رہکر تشنیع سے مضرت کرتے ہین لیکن حمایت
الٰہی سے ہمیشہ شرمساری اور خجالت ہی کو ہمیشہ اونکو غم اور کدورت پہونچتا مگر حسد و بدسگالی سے باز نہین آتے
تا آنکہ نیرنگی زمانہ اور بوالعجبی روزگار نے نقش تازہ دکھلایا۔ اور تفرقہ عظیم برپا ہوا چودھوین سال الٰہی
مطابق ۱۱۷۹ ہلالی پدر بزرگوار گوشہ عزلت سے برآمد ہوئے اور عجب عجب سختیان نازل ہوئین تھوڑا سا
حال یہ ہے اگرچہ ہمیشہ زنبور خانہ حسد سے شورش اوٹھتی اور مار سوراخ دشمنی کا جوش مین تھا۔ اور شب چراغ
دوستی بے فروغ ہوا تھا نیکان روزگار نے بدی پر دل باندھا اور دروازہ بیگانگی کا کھولا تھا جیسا کہ کسیقدر
گذارش ہوا لیکن اندنون مین کہ مایہ دانش نے بلندی پکڑی اور بزرگان روزگار نے شاگردی قبول کی
اور ہنگامہ مردم نے گرم بازاری کی اور پدر بزرگوار بموجب اپنے آئین کے خواہے نکوہیدہ ظاہر کرتا اور دوستون
اور ہواخواہون کو اوس سے باز رکھتا علماے زمانہ اور مشایخ روزگار حوادث خجستہ کو اپنے عیوب کا آئینہ
جانتے تھے تباہ سگال اور چارہ اندوزی مین بیٹھے اور اپنے کو بیمار تباہ اندیشون کا بنایا اور باخود بیان
کیا اگر کچھ بھی ذہن نشین بادشاہ وقت ہو تو ہمارے پرانے اعتبار کا کیا حال ہوگا اور انجام کار کیا ہوتا ہے
پس اس خیال سے کینہ وری اختیار کی بہتان اور افترا پردازی اختیار بہتان بیانی اور حیلہ اندوزی کی
باتین کرکے اکثر نزدیکان درگاہ ہمایون کو اپنی طرف رجوع کرلیا بعض بدگوہرون کو پیرایہ بتعصبی بینی سے
برافروختہ کیا اگرچہ مدت سے یہی حال تھا لیکن بروقت مین حق گذاران سعادت آمود کی یاوری سے انکی
بازار سرد ہوجاتی تھی اسوقت مین کہ وہ گروہ راستی ہمیشہ مہجور رہے اور خوشامدی سر دفتر باریابان بزم
ہمایونی مقرر ہوئے تباہ پرستون نے موقع پایا ایک مرتبہ والد بزرگوار ایک دوست خدا کے مکان پر
گیا تھا اور راقم بھی ہمراہ تھا کہ وہ رعونت فروش غرور افزا بھی اوس انجمن مین حاضر ہوا اور باتین
شروع کین۔ مجھے دانش اور شباب کی مستی سر مین تھی اور مدرسے سے جاے معاملہ مین ایک قدم بھی جانے
کا اتفاق نہوا تھا اوسکی بیہودہ گوئی سے میری زبان کھل گئی اور یہان تک گفتگو نے طول پکڑا کہ وہ نادم ہوا
اور دیکھنے والون کو حسرت ہوئی۔ اوسدن سے نادانی کے انتقام سے کو ہمت مضبوط کی اور اوس گروہ
شکستہ امید کو بھی تیز تر کیا پدر بزرگوار ان کے کید سے بیخبر اور مین بھی اپنی مستی مین سرشار رہا۔

اول اون بیدینان دنیاپرست نے مانند سالوسیان حق گذار کی حق گذاری اور دین آرائی مین متوجہ ہوکر تلبیس
کرنا شروع کین جسوقت خدیو عالم نے خیرسگالی اور نیک اندیشی معاملہ کیشی اور دانش اور داد ایسے گروہ نیک ظاہر کی
کھلی ہو- اور خود بموجب نے چادر پہنے ہو حق گویان راستی منش کے بازار کاسد ہوگی اور دلق سازان
نادان اور مرزبان دولت اون سے موافق ہوکر یکرو ہونگے — اور بعض کی گرم بازاری ہو یہ وہ محل ہی
کہ خاندان کے خاندان برباد ہوجائین اور ہر ایک کی عزت خاک مین ملجاے غرض کہ اسی تعصب مین ان
بیدینون نے باہم شریک مشورہ ہوکر محفلین کین ایک شخص کو جو دورویدہ دل اور افسون نیرنگ کا
ہاروت جو اپنی مکاری سے پدر بزرگوار کے دانش گاہ درس مین پرورش پائی ہوے تھا اور اوس
گروہ ناراست سے یکتا دلی رکھتا تھا اونھون نے پیدا کیا اور ضدآزاری کا افسون اور بیہوشی کا جادو اوسپر
دم کردیا اور نصف شب کو اوسے بھیجا- وہ شعبدہ ساز نیرنگ کار اوس شب تار مین لرزان و گریان
صورت بنائے بڑے بھائی کے خلوتکدہ مین پہونچا اور اوس سادہ لوح کو بے آرام کیا خلاصہ اسکی باتون کا یہ ہی
کہ بزرگان زمانہ مدت سے دشمنی رکھتے ہین چنانچہ آج انھون نے ہجوم برپا کیا اکثر ارباب علم کو شاہد اور اکثرون
کو مدعی قرار دیا ہی ان باتون کو عمدہ طور سے بیان کیا کہ سب جانتے ہین کہ ان لوگون کو بارگاہ مقدس مین
بہت کچھہ اعتبار ہی اور اپنی گرم بازاری مین بہت کچھہ سرفراز ہین لوگون کو درمیان سے اوٹھا دیا- اپنی
زبردستیان ظاہر کین اسوقت میرا ایک ہمراز اوسی مجلس صلاح مین حاضر تھا جیونہین اوسنے خبر دی —
بیتاب ہوکر آپکی خدمت مین دوڑا آیا ہون مبادا صبح ظاہر ہو جاے- اور کار چارۂ تدبیر سے بیکار رہے اسوقت
راے ہی کہ اسیوقت بلا اطلاع احدے شیخ کو کسی گوشہ مین لیجایئے اور چندروز تک تاز رکھیے تاکہ دوست
برسرکار ہون اور بادشاہ تک حقیقت حال پہونچے- اس کیفیت کے سنتے ہی اوس نیکذات کو واہمہ نے
آدبایا اور بصد بیتابی خلوتگاہ شیخ مین حاضر ہوکر سارا ماجرا بیان کیا- فرمایا ہر چند دشمن چیرہ دستی کرین
مگر خدا آگاہ اور شہریار دانا حاضر ہی اگرچند بیدین و دیانت گردہ کو حسد نے بے آرام کیا ہو درست ہی کہ ہمکا
اور دروازہ پرسش کا بند نہین ہی- اور نیز اگر سرنوشت ایزدی ہمارے آزار پر نہین اگر تمام دنیا ہجوم کرے
تو بھی کچھہ آزار ہمکو نہ پہونچے گا- اور اگر اوسی جہان آفرین کی یہ خواہش ہی تو ہم بکشادہ پیشانی
جانفشانی کو تیار ہین- چونکہ عقل تو دور ہوئی تھی اور غم زیادہ تھا حقیقت طرازی کو افسانہ سرائی کا اور
شور انگیزی کو سوگواری سمجھکر منہ پھیر اور اوٹھکر چلدیا اور کہا کہ معاملہ کی بات اور ہی اور داستان تصرف اور اگر آپ نہین چلتے
تو ہم اسی وقت قاصد ہین آپکو اپنا اختیار ہی مین خود روزنا کامی نہ دیکھونگا- پیر پندپذیری اور شفقت
ابوت سے اوسکی خواہش کو قبول فرمایا اور بموجب حکم اوس پیر نورانی کے راقم بھی بیدار رہا —

ناگزیر اوس تاریک شب مین ہم ہر سہ تن یا پیادہ چل کھڑے ہوئے نہ کوئی راہبر نہ چلنے مین پیر مضبوط ـ پدر بزرگوار نیرنگی تقدیر سے خاموش تھے مگر ہم دونو بھائی جو اوسوقت مین ملکداری اور معاملہ کاری مین اپنے سے بڑھکر دوسرے کو نسمجھتے تھے مقام پناہ کے جویا ہوئے جو وہ کہتا ہم ناپسند کرتے اور جو ہم کہتے وہ منظور نفرما
ابیات دشمنان دست کین برآورده دوستے میزبان نمی یابم ⁂ یک جہان آدمی ہمی بینم ـ مردے درمیان نمی یابم ⁂ ہم بدشمن درون گریزم زانکہ ⁂ یاری از دوستان نمی یابم لاچار ہزاران تگاپو ایک ایسے شخص کے مکان پر پہونچے جسکی حقیقت منشی بھائی کی نگاہ مین جچتی تھی اوسنے جیون ان بزرگوارون کو دیکھا بیدل ہوگیا اور اپنے باہر نکلنے سے پشیمان ہوا اور ششدر ہوکر چار ناچار ایک مقام آرام تجویز کردیا جسوقت اوس شوریدہ مکان مین پہونچے وہ مکان اوسکے دل سے زیادہ پریشان تھا طرفہ اندوہ وعجب حال ہوا بڑے بھائی نے مجھپر غصہ کیا فرمایا کہ باوجود فزون شناسائی کے غلطی کی اور تونے اول سے اسے سمجھا تھا ـ خیر اب چارۂ تدبیر کیا ہی کہان پر آسایش ملنا ممکن ہوگی اسکے جواب مین مینے عرض کیا کہ ابھی کچھہ نہین ہوا لوٹکر اپنے خلوتکدہ کو چلیے اور مجھے نایب بنائیے یقین ہی کہ زمانہ کی چادر اوٹھہ جاے اور گرہ سررشتہ کی کشود ہو پدر بزرگوار نے آفرین فرمائی اور میرے کہنے پر معاودت کو آمادہ ہوا مگر بھائی کو یہ راے نہ بھائی فرمایا کہ تجھے اس سرگذشت مین ذرا خبر نہین اور اس گروہ کی مکاری سے کچھہ بھی آگاہ نہین ہی پس اس ذکر سے درگذر اور باتین راہ کی کہو ـ باوجودیکہ بادیۂ آزمایش مین کبھی کام فرسائی ہوئی نہ تھی ـ لوگون کے سود و زیان کا امتحان نکیا تھا مگر بالقاے الٰہی ایک شخص کا خیال گذرا اوسی کو ظاہر کیا کہ الہام اوپر پیشگاہ باطن کے آیا ہی کہ اگر کام دشوار ہو تو یہ شخص ضرور یاوری کریگا ـ لیکن بروقت سختی کے دشوار ہی کہ مدد کرے چونکہ زمانہ تنگ تھا دل پریشان اوسیکے طرف چلے غرض کہ یہ ساری نیرنگیان افتاد وقت کی دیکھتے ہوئے صبح صادق کے قریب اوسکے مکان پہونچے اوسنے آگاہ ہوکر بڑے تپاک سے عمدہ مکان خلوتخانہ آراستہ تیار کردیا آخر وہان پر آرام کیا گیا دو روز کے بعد خبر ملی کہ حاسدون نے اپنے دلی ارادہ ظاہر کردیے یعنی اوسی پہلی شب کے صبح کو اول بادشاہ سے ایسا عرض کیا کہ خاطر عالی کو مشوش کردیا بارگاہ خسروی سے حکم ہوا کہ مہمات ملکی اور مالی بلا صلاح انھون کے صورت استصواب نہین رکھتے یہ کام ملت اور مذہب کا ہی سرانجام اسکا انہین سے مخصوص کیا جاوے اور محکمۂ عدالت مین طلب کیے جاوین اور جو کچھہ شریعت غرا کا حکم ہو اور جو کچھہ اکابر زمانہ قرار دین تعمیل کرین ـ سرہنگان بادشاہی کو اوبھار کر طلب مین روانہ کیا چونکہ حقیقت حال سے آگاہ نہ تھے سراغ لگانے مین بڑی کوشش ظاہر کی بدکاران شریر کو ہمراہ کیا جب گھر مین نپایا گفتار بیفروغ کو باندھکر گھر گھیر لیا

اور شیخ ابو الخیر راقم کے بھائی کو جو اوس مکان مین تھا حاضر دربار کیا — اور ہم لوگون کے اخفا کی داستان
بڑی اثبات سے بیان کی — اور ہمارے چھپنے کو اس بیان پر حجت پیدا کیا بدائع تائیدات آلہی دیکھیے
بادشاہ نے اونکے ہجوم اور طرز تقریر سے جواب دیا کہ یہ تمام سخت گیری ایک درویش گوشہ نشین و دانشمند
ریاضت کیش کے حق مین عبث ہی تمہارا کلام بیہودہ ہی شیخ مدت سے سیر کو جایا کرتا ہی آب بھی کہین تماشا
کو گیا ہوگا اس بچہ کو کیون پکڑ لائے ہو — اور اوسکی حویلی کیون قرق کی ہی فوراً اس خرد سال کو رہا کیا
اور گھر سے بھی پہرہ اوٹھہ گیا لیکن چونکہ کسیقدر ناکامی باقی تھی وہ لوگ چیرہ دستی کرتے تھے اور
مختلف خبرین پہونچایا کرتے تھے — مگر اونکا اعتبار نکرکے وہ لوگ اوسکی چھپانے مین ساعی تھے
اور اس خیال مین ہوئے کہ آج یہ لوگ پشیمان ہوئے ہین انکا چارہ کار ضرور ہی اور سیہ درونان
تیرہ عقل کو آمادہ کرنا چاہیے کہ جہان سراغ پاوین انکا نشان بتاوین تاکہ مبادا اس ماجرا سے آگاہ ہوکر
در دولت تک آوین اور اپنی بازار گرم کرین اسی بنا پر بادشاہ کا جواب مخفی کرکے کلام وحشت افزا کا
اشتہار دیا آشنایان سادہ لوح جسکے سننے سے بیمناک ہوئے ایسی ایسی نئی نئی افواہ اوڑائی کہ لوگون کو
اندیشہاے دور دراز ہوئے اور یاری سے ہاتھہ اوٹھایا جب ایک ہفتہ گذرا جہان ہم لوگ تھے
اوس گھر کے مالک نے بھی مددگاری سے پہلو تہی کی اور اوسکے عذر مین طرز آشنائی سے روگردانی
کی اندیشۂ عظیم نے دلمین جگہہ پائی مینے کہا کہ مین ماجرائے دربار سے خود اسقدر جانتا ہون کہ داستان
اولین سچی ہی ورنہ بھائی کو کبھی رہائی نہوتی — اور نہ لوگ محاصرۂ خلوتخانہ سے اوٹھتے یہ خیالات
سخت جو دلمین پیدا ہوتے ہین ظاہر کچھہ نہین ہین جسوقت کہ مقام امن مین ہرزہ سرائی سنتے تھے
عمدہ عمدہ لوگ فریب کھاکر عداوت پر نہ اوٹھتے تھے آج اگر مانند صاحب خانہ کے دہشت ناک ہو تو
کیا تعجب ہی اور اگر دیر گرفت دگر ہوتا تو کچھہ بھی تغیر ظاہرداری مین پیدا نہوتا اور ذرا بھی توقف نکرتا
تحقیقاً بدکارون کی افواہ نے اسے اندیشہ مند کیا ہی آخر ہمنے چارہ گری سے مردلی آخر ایکرات پہلی شب سے
زیادہ سیاہ تر پیدا ہوئی اور میری شناسائی اولین اور داستان حال پر تحسین فرمائی اور مجھے موقعشناس
مصلحت کار سمجھا میری خرد سالگی سے آنکھہ چھپائی اور عہد کیا کہ برخلاف تمھارے رات کی گشتی
نکرینگے جسوقت شام ہوئی نزار دل سے اوس گھر سے نکلکر رہ سپر ہوئے نہ کوئی یاور تھا نہ کوئی جائے پناہ
دکھائی دیتی تھی ناگاہ اوسی دیوسار ظلمت مین ایک حباب سی ظاہر ہوئی ایک شاگرد کا مکان ظاہر ہوا
کسیقدر آسایش ملی ہرچند اوسکا مکان تنگ تر اوسکے دل سے تھا اور اوسکا دل سیاہ تر
شب اولین سے تھا لیکن کسیقدر آسودگی ملی اور بے سرو پائی کی سرگردانی سے آرام ملا آخر بعد دوا و وش بسیار خبر ملی

مگر جب آسایش کا ٹھکانا نہ لگا جاہد یا کہ بہترین دوستان اور دیرین ترین شاگردان اور محکم ترین
مریدان نے اس چند روز مین پر توڑ ڈالا اکنون مصلحت وقت یہ ہی کہ اس شہر نفاق بہر سے باہر چلین
اور ایسے ناشناسا لوگون سے علحدہ ہون شاید کنج خلوت پدید ہو اور گرمی ہنگامہ ہماری یگانگت
مین آمادہ ہو اور اوسی پاس رکہکر قہر ولطف کا اندازہ کیا جاے اگر گنجایش ہوگی چند خیر اندیشون
کے توسل درمیان مین لائے جاوینگے اور فراخی زمانہ سے اہتمام کیا جاوے اگر وقت یاری اور زمانہ
مددگاری کرے پھر رجوع خیر سے ہو جایگا ورنہ وسعت گاہ دنیا تنگ نہین ہی ہر ایک مرغ کو ہر شاخ
اور گوشۂ آشیانہ موجود ہی ہمیشہ کے واسطے رزق اسی شہر مین مقرر نہین فلان امیر کے شہر مین ہو چکی
خبرے آسایش پذیر ہونا چاہیئے اوس شخص کا روزنامچۂ احوال دیکھا اور بوے محبت اوسکے مشام عقل
دور اندیش سے معلوم ہوتی ہی حالا ہر ایک سے امید منقطع کرکے اوسکے پاس پہنچنا چاہیے تاکہ
کسیقدر وہان پر آرام ملے اگرچہ دنیا دارون کی آشنائی کا مدار اور آشنائی نہین ہی الا اسقدر ہی کہ
اوسکو پرانرش اسی آدمیون سے نہین ہوئی برادر گرامی نے تغیر لباس کرکے قدم راہ مین رکھا اور اسی طرح
رغبت کی وہ شخص اس آگاہی سے خوش ہوا اور بکشادہ پیشانی مقدم کو مغتنم سمجھا چونکہ روز خوف
تھا چند برزک ہمراہ لایا کہ راستہ مین کسیطرح کا گزند نہ پہونچے اور بدگوہران ناعاقبت اندیش کے
قید نہو جاوین آدھی رات کو اوس سرو دست آگاہ دل کی خوشخبری ملی - آسودگی کا نوید سنا اور وہی
لباس بدل کر رہ سپر ہوئے اور مختلف طور سے اوسکے خیمون تک پہونچے اوسنے بڑی خوشی ظاہر کی
اور بہت خدمتین بجا لایا چندے استراحت ہوئی ناگاہ اول سے زیادہ شورش پیدا ہوئی یعنی اوس
مرد کو درگاہ مین طلبی ہوئی وہ اس خبر سے زیادہ تر بیہوش ہوگیا اور ورق آشنائی بالکل پلٹ
دیے آخر ایک شب اوس مکان سے نکلکر ایک دوست سے جا ملے اوسنے پہونچنا غنیمت جانا
مگر اوسکی ہمسایگی مین ایک بدسرشت رہتا تھا اس بات سے ہمکو بڑی حیرت ہوئی غرض کہ جب
لوگ گرم خواب ہوئے ہمنے مطلب اصلی کیطرف قدم اوٹھایا ہر چند خیال دوڑایا کوئی مقام آسایش
نظر نہ پڑا ناچار دل پر آشوب اور خاطر غم آمود دوبارہ اوسی منزل پر پہونچے تعجب زیادہ تر یہ ہی کہ
لوگ ہمارے اوس منزل مین پہونچنے سے آگاہ ہوئے جسوقت انھون نے آسایش قبول کی
اور اوس پراگندگی سے آسایش پائی بھائی کی یہ راے ٹھری کہ یہان سے نکلنا بحکم توہمات ہوا
اور اپنی راے بموجب جو کچھ گزارش ہوا کہ بوقلمونی احوال کی رہنمونی ہی روش اور وضع پرستارون
کی دلیل ظاہر ہی ہر چند علامات گرانی کی افزایش تھی کوئی اور چارہ کار ظاہر نہوتا تھا جسوقت

اوس سبک سیر دراز سوداکوتاہ عقل نے دیکھا کہ یہ قباحت متنبہ نہین ہوتی اور اوسکے خیمہ کو خالی نہین کرتی
روز روشن ہوتے بغیر اسکے کہ کچھہ کہے کوچ کردیا ہم تین آدمی اوس جنگل مین افتادہ پریشان رہے
اوسوقت عجب حال ہوا نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن – آشنایون سے دور دشمنون مین
محصور سخت پریشانی ہوئی بہرحال کسیطرف چلنا ضرور تھا آخر اوسی طور پر وہان
اثردرمین گام فرسائی ہوئی حراست آلہی نے دشمنون کی آنکھہ مین خاک ڈالی کہ اسی تہلکہ سے نکلکر ایک
باغیچہ مین جا پہونچے اوسوقت گھبراہٹ سے تسکین ہوئی دفعتًا یہ ظاہر ہوا کہ چند مخبر ون مین سے
ادھر گذر کرتے ہین وہان سے دوا دوا اختیار کی یکایک کسی باغبان نے ہمین پہچانا اور حال دگرگون
نزدیک تھا کہ قالب تہی ہوا اور نقد زندگانی رائیگان ہوا اوس سعادت منش نے گوناگون مہربانی سے ہماری
گھبراہٹ کو رفع کیا اور وہ سادہ سرشت اپنی گھر لیگیا اور غمخواری کی – اگرچہ بڑا بھائی اوس نکوہیدہ حال
سے باہر نہ آیا اور دم دم مین اوسکا رنگ بدلتا تھا لیکن مجھے برخلاف اوسکے مسرت تھی اور آثار
درست اوس لابہ گر کے ناصیہ سے درخشان تھے پدر بزرگوار خود نطع آگاہی پر سرگرم خرام تھا اور نیرنگی
تقدیر کا تماشا کرتا کسیقدر رات گذری تھی کہ مالک خانہ دلدہی پر تشریف لایا اور کہا کہ باوجود اس دوستی
کہ مجھسے کرلیتے تھے اس شورشگاہ مین کہان بسر کی اور مجھسے کیون کنارہ فرمایا – مینے جواب دیا کہ اس آشوب تمن
مین کل دوستون سے دوری کی گئی کہ مبادا ہماری وجہ سے اونکو آزار نہ پہونچے یہ سنکر اوسکو بڑی
شگفتگی ہوئی اور کہا اگر میرے غریبخانہ کو سرفراز نہین فرماتے تو مجھے بڑے خیالات ہونگے اور پھر
نہانخانہ مجھے بتلایئے اور اوسکی باتون سے آثار صداقت ظاہر ہوئے آخر بموجب اوسکی خواہش کے
اوسکے گوشہ مین ہم لوگ اقامت گزین ہوئے اور جیسا کہ دل چاہتا تھا صفوت کدہ ہاتھہ آیا اوسی مقام سے
حقیقت نامجات اکثر سعادت منشان انصاف گزین اور آشنایان راستی اندوز کے نام بھیجے گئے
ہر ایک شخص شناسائے حال ہوا اور چارہ گری شروع ہوئی ایک مہینے اور کسیقدر زیادہ وہان
آرام گزین رہے اور وہ بڑا بھائی آگرہ سے فتحپور چلا تاکہ وہان پہونچکر چارہ جوئی کرے اوسکے صبح کو
وہ تمام مہر دور اندیش ہزارون درد و غم کے ساتھہ آیا اور پیام روزگار سخت تر سنایا تحقیق کر
کسی ایک بزرگان دولت نے حاسدان بدگوہر کی مکاری سے آگاہ ہوکر شورش اوٹھائی اور بغیر
اسکے کہ اپنی نیازمندی اختیار کرے اور آداب بندگی بجالائے شہنشاہ عالم کی خدمت مین سخت پیش آیا
اور تندی سے کہا کہ مگر دور سپہر آخر ہوتا ہی اور روز قیامت نزدیک ہی کہ اس در دولت پر بدکاران
شوریدہ مغز کو فراغت ہی اور مردم نیک سرگردان ہین یہ کون آئین ہی کہ مروج ہی کیا ناشکری ہی کہ ظہور

پکڑ رہی ہی یادشاہ بردبار آرام دوست نے اوسکے نکوئی پر بخشایش فرماکر حکم کیا کہ یہ کسکا ذکر ہی اور کسکو جاتا
ہی کیا خواب دیکھا ہی یا مالیخولیا ہوا ہی جسوقت اوسنے نام لیا بادشاہ نے نہایت آشفتہ ہوکر فرمایا کہ کل اکابران
دولت اوسکے درپی ہوئے فتوا اوسکی آزاررسانی پر تیار کرائے ناحق اوسکے درپے مین باوجودیکہ تجھے معلوم ہی
کہ شیخ فلانی مقام پر ہی مگر دیدہ و دانستہ تغافل کرتا ہون اور ہر ایک کو جواب باصواب پہونچاکر خاموش کرتا ہون
تو نادانی سے خروش کرتا۔ اور اندازہ سے باہر پانون رکھتا ہی صبح ہوتے لوگ جاوین اور شیخ کو حاضر کرین
۔ اور ہنگامہ علما فراہم کیا جاوے۔ برادر گرامی اوسیوقت یہ شورش دیکھکر شبا شب یلغار کرکے آیا اور ہم
لوگون کو آگاہ کیا اور بموجب قاعدۂ اول کے تغیر لباس کرکے ہم لوگ روانہ ہوئے اور بہ نسبت دیگر ناکامی کے
اس مرتبہ زیادہ تر شورش باطنی افزون ہوئی۔ اگرچہ کسیقدر روشن ہوا کہ لوگ کہان تک ہمراہ ہین اور بادشاہ
دولت شاہ سے کہان تک گزارش کی ہی اور غیب دان کو کیونکر آگاہی ہی لیکن پریشانی خاطر بہت سخت تر
کی۔ اور بلا آگاہی اون لوگون کے صبح کو آوارگی اختیار کی۔ نورستان آفتاب اور بد گوہرون کی تاریکی اور
مسالک شہر کے ہجوم اور پرسندگان نافرجام کی دھوم نے یاری کی لاچاری کی کیفیت قلم چوبین کی
طاقت نہین کہ قدرے لکھے ناچار ہزار سراسیمگی کے ساتھہ ایک خزانہ مین متوجہ ہوئے کسیقدر شورش
شر اور آشوب دشمن سے آسودہ ہوئے ازانجا کہ بادشاہ کی نوازش تازہ معلوم ہوئی لہذا یہ راے قرار پائی کہ
چند گھوڑے فراہم کیجے اور اس ویرانہ سے اوسی شہر کو چلیے۔ اور فلان راست باز کا توسل ڈھونڈئے
کیا عجب کہ اوسکے ذریعہ سے یہ غوغا کم ہوا اور بادشاہ دست غالب دراز فرماوے ناچار سامان سفر کرکے
تیرہ و تاریک رات کو گام فرسا ہوئے اور قریب طلوع سحر کے اوس مقام پر پہونچے اوس ناشناسا نے
ہرگز اپنی جگہہ سے لغزش نہ کی مگر اسقدر داستان امید و بیم کی بیان کی کہ کہنے سے باہر ہی اور براہ مہربانی
بیان کیا کہ اب وقت ہاتھہ سے جاتا رہا خاطر بادشاہ آزردہ ہی اگر اول سے آنا ہوتا تو کچھہ کارروائی ہوجاتی
پر اسوقت چند دنون کے واسطے ایک گانون مین گوشہ گزین ہونا چاہیے تاکہ دل بادشاہ کا نوازش گری
کی طرف مایل ہو پس ایک گاڑی مین سوار کراکر اوس گانون کیطرف روانہ کردیا خیر طرح طرح کی مایوسی
ہم آغوش ہوئے جب وہان پہونچے جس کسان کے اعتبار پر ہمکو اوسنے بھیجا تھا وہ غیر حاضر تھا بہرحال
اوس خرابہ مین اوترے اور داروغہ کو خط پڑھایا تھوڑے ہی زمانہ مین معلوم ہوا کہ یہ موضع بھی اون
کم بخت حسودون مین سے ہی فرستندہ نے اپنی سادہ لوحی سے ہمین ایسے خطرناک مقام مین پہونچایا
ہی آخر بیزار بیتابی وہان سے باہر نکلے اور ایک اجنبی کو راہبر لیکر دار الخلافت اکبری کے کسی گانو کو راہ لی
جہان سے آشنائی کی بو آتی تھی۔ اور اوس روز تیس کوس کی منزل طی کرکے اوس موضع مین پہونچے

اوس نیکو خصال نے مردمی کی لیکن یہ ظاہر ہوا کہ وہان بھی ایک تیرہ درون کینہ گستری رکھتا ہی اس
خوف سے وہان بھی آسودگی کی نوبت نہ ہوئی آدھی رات کو بھاگ نکلے اور صبح کو آگرہ پہونچکر ایک
دوست کے مکان مین گوشہ گیر ہوئے لیکن کچھہ تھوڑا ابھی زمانہ نہ گذرا تھا کہ اون خیرہ رویان خدا آزار
مین سے ایک کا نام ظاہر ہوا جو کہ ہمسایہ تھا اس خبر سے سخت تردد درپیش ہوا اور صاحب خانہ بھی مقام
محفوظ کی جستجو مین ہمت ظاہر کی ہر گھڑی آخری گھڑی کا سامنا تھا تا آنکہ ایک سعادت نہاد کا خیال
پیسر کے ولیمہ آیا اور سعی اور تگاپو سے اوسکا پتا ظاہر کیا۔ اور فوراً اوسکے گھر اوٹھہ گئے۔ اور
شگفتگی دل گوناگون حاصل ہوئی اگرچہ وہ شخص ارباب یقین سے نہ تھا مگر سعادت سے بہرۂ وافی رکھتا
تھا اور گمنامی مین نہایت نیکنامی سے بسر کرتا تھا اور کم مایگی مین تونگری کرتا تھا غرض کہ دو مہینے
اس جگہہ مقام ہوا اور اب یہ ہوا کہ ہر طرف سے یاوری شروع ہوئی اول سخنان مہر افزا اور گفتار دل آویز سے
فتنہ سازان حیلہ جو کو راہ پر لائے بعدہ شیخ کی نکوئی کے حکایات درگاہ والا مین ظاہر کیے اور پادشاہ نے
بمقتضاے دور بینی اور قدر شناسی کے جواب مہر آمود دیکر طلب فرمایا چونکہ راقم کو تعلق سے آزادی
تھی میںنے ہمراہی سے انکار کیا بڑے بھائی پدر بزرگوار کے ہمرکاب درگاہ خسروی کو روانہ ہوئے اور
نوازش بادشاہانہ سے سرفراز ہوکر ہنگامۂ درس و خلوتگاہ تقدس کے امین منضبط ہوئے اور زمانہ نے
نیکون کا رسم و رواج قبول کیا **رباعی** اے شب نکنی آن ہمہ پرخاش کہ دوش با راز دل من مکن
چنان فاش کہ دوش با دیدی چہ دراز بود دوشینہ شبم ٭ ہان اے شب وصل آنچنان باش کہ دوش ٭
اور اسی عرصہ مین پدر بزرگوار اوس مقام سے دہلی کے طواف کو متوجہ ہوئے اور مجھے بھی
مع چند مستفیدان محفل قدسی کے ہمراہ لیا اوسی سال مین کہ آگرہ مین مقام کیا تماشاے
عالم علوی مین اسقدر مصروف تھا کہ بدایع سفلی کے دیکھنے کی نوبت نہ آتی تھی یکبارگی یہ خواہش ہوئی
کہ پیوندہاے معنوی حاصل ہون ناگاہ ایک روز خواب و بیداری کے درمیان مین خواجہ قطب الدین اوسی
اور شیخ نظام الدین اولیا نمودار ہوئے اور اکثر بزرگون کی انجمن ہوئی پدر پیر بزرگوار برسم بزرگان حفظ
ظاہری کا پابند تھا۔ اور نیرنگی ابریشم کی جانب متوجہ ہوتا تھا اور صوفیہ کا حال وقال جو مروج ہی
اسکو ناپسند کرتا تھا اور ایسے خوگرون پر طعنہ دیتا تھا ایسی لغزش گاہ سے سخت پرہیز کرتا اور کنارہ
پکڑتا اور کبھی دوستون کو باز رکھتا تحقیقاً اس سب کو ان غنودگان شبستان آگہی نے جنھون نے اس کو دار
سفر واپسین قبول کیا ہی درستی نیت اور راستی کردار سے ایسی پژوہش کی اور اس پیر روشن ضمیر کے
دل کو بھاتا اس سفر سعادت مین اکثر خفتگان اوس سرزمین کے مزارات پر گذر ہوا اور انوار گوناگون

دلمین چھپے اور اکثر فیضیاب ہوئے اگر سرگذشت کو مفصل تحریر کرے لوگون کی نزدیک افسانہ طرازی ہوگی
تا آنکہ مجھے زاویۂ تجرد سے بارگاہ تعلق مین منسوب کیا۔ اور دروازہ دولت کا کھولا اور بلند مرتبہ اعتبار کا
پایا۔ حال مدہوشان حرص دیکھا میرے دل کو درد آیا اور انکی پراگندہ دلی پر تشایش سوجھی۔ باخود
قرار دیا کہ زیانکاری ان اندھون کی کہ چراغ لئے نور اور نشان لئے نشان ہین رستہ خاطر سے درست کار
اوٹھ سکتا ہی اور اوسکی برابر بجز نکوئی کے اور کچھ نہین ہی بیاوری توفیق ایزدی اس اندیشہ مین سرسبز
ہوا۔ اور مجھے دوسری خوشی ظاہر ہوئی ۔ پدر بزرگوار وعظ و نصیحت مین مصروف ہوا۔ اور سرای
بدکاران مین اہتمام فرمایا کسیقدر افشاے راز سربستہ سے عنان کشیدہ تھا اور اوسکے جواب سے
ولی نعمت شرمندگی رکھتا تھا آخرالامر لاچار ہوکر اپنی سرگذشت بیان کی اور ناسور کہن مندمل ہوا
القصہ جب رایات ہمایون لاہور مین مقیم ہوئے خاطر شاہی پدر پیر کی جدائی سے غمگین تھی ۔
بتیسوین ٣٢ سال الٰہی سنہ ٩٩٥ ہلالی کو طلب کیا اور اوس بموجب شیخ بتاریخ تیئسوین ٢٣ خورداد ماہ الٰہی
سال ٣٢ موافق شنبہ چھٹی ٦ رجب کو وہان پہونچا اور گوناگون نوازش سے سربلندی بخشی ۔
ہموارہ گوشۂ خلوت مین خورسندی زیادہ کرتا اور ہر ایک سے ہاتھ کھینچکر اپنے روزگار کی آوارہ نویسی مین
بسر کرتا اگرچہ علوم ظاہر کی جانب سے کمتر توجہ تھی لیکن ہموارہ ذات اور صفات ایزدی مین کلام رہا کرتا
آزادی پسند رہی تا آنکہ مزاج قدسی نے اعتدال سے انحراف کیا ہر چند اس قسم کی علالت اکثر ہوا
کرتی تھی مگر اس مرتبہ سفر آخرت ناگزیر اوسوقت مجھے طلب کرکے سخنان ہوش افزا بیان و وصایے
اور لوازم وداع ظاہر ہوئے چونکہ بالکل پردہ مین سخن ہوا کرتا تھا اور مجھے صاحبدل سمجھکر رازدار کہتا تھا
بس خون دل کھایا اور اپنے تئین باوجود بیتابی کے نگاہ رکھا۔ اور سات روز کے بعد بکمال بیداری
اور آگاہی کے ١٤ امرداد ماہ الٰہی مطابق ہفتدہم ذیقعدہ سنہ ١٠٠١ ہجری کو رحلت فرماے ملک بقا ہوئے
؎ رفت آنکہ فیلسوف جہان بود در جہان ؞ درہاے آسمان معانی کشودہ بود ؞ نے او بتیم مردہ دلبند
اقرباے او ؞ کو آدم قبائل و عیسی دودہ بود ؞ چونکہ کسیقدر حال بزرگان تحریر ہوا اب اپنا حال بیان کرتاہی

ذکر قائل

میری ولادت سنہ ٩٥٨ جلالی مطابق سنہ ٩٥٨ ہلالی کو ہوئی ایکسال کچھ زیادہ گذرنے پر شیوہ زبانی
حاصل ہوئی۔ پانچوین برس آگاہی غیر معارف ملی پندرھوین ١٥ برس حصۂ دانش پدر کا گنجور ہوا
اور پاے مراد گنجینۂ آرزو پر پہونچا شگفت تر یہ کہ ہمیشہ دل علوم مکتسبی اور رسوم زبانی سے شرمندہ
تھا اور خوکراوقات بہت کم سمجھتا تھا پدر بزرگوار اپنے طور پر افسون آگہی دم کرتا اور ہر فن مین

مختصر تالیف کرکے یاد کرایا اور مجھے اگرچہ ہوش زیادہ ہوتا مگر دبستان علم سے کچھہ بھی دل نشین نہوتا —
کبھی مطلق نہ سمجھتا اور کبھی مکتب شبہات مین پڑجاتا — اور زبان یاوری نکرتی کہ اوسکو زبان سے
ادا کرتا۔ حجاب لکنت کرتا تھا اوس محفل مین رونے لگتا اور اپنی نکوہش کرتا اسی اثنامین مجھے ایک
مظاہر کونی سے علاقۂ خاطر ظاہر ہوا اور دل نے پہچانا چند روز اس بات کو نہ گذرے تھے کہ اوسکی ہمزبانی
اور ہمنشینی سے جویائی مدرسہ کی ظاہر ہوئی اور خاطر رمیدہ کو اوسطرف آرامش ہوئی اور نیرنگی
تقدیر یکبارگی میرے تئین لیگئی رباعی دردیر شدم ما حضرے آوردند ٭ یعنی زشراب ساغرے
آوردند ٭ کیفیت او مرا از خود بیرون کرد ٭ بردند مرا و دیگرے آوردند ٭ — حقایق حکمی اور دقایق دبستانی
نے پرتو ظہور ڈالا اور جو کتاب کہ بنظر نہ درآئی تھی روشن تر پڑھی ہوئی سے ظاہر ہوئی — اگرچہ موہبت
خاص تھی کہ عرش تقدس سے نازل ہوئی لیکن انفاس گرامی پدر بزرگوار نے یاوری سترگ کی — اور عمدہ
اسباب کشایش کینے ہوئے دس برس اور شب و روز پہچانا — اور گرسنگی کو سیری سے علیحدہ نجانا
اور صفوت کو صحبت سے تمیز نہ کرسکا — بجز نسبت شہودی اور رابطۂ علمی دوسری کوئی چیز نجانتا تھا —
آشنایان طبیعت دو دو تین تین روز کے گرسنہ رہنے سے متعجب تھے — ابتداے حال مین حاشیۂ
خواجہ ابوالقاسم کو مطول پر لائے — اور جو کچھہ ملا اور میر نیز کہتے تھے — اور بعضے دوست مسودہ کرکے
اوس جگہ پایا — نظارگیون کو حیرانی ہوئی — اور اول تدریس مین ایک حاشیہ اصفہانی پر دیکھا لیا —
جو نصف سے زیادہ کرم خوردہ ہوا تھا اور لوگ اوسکے فائدہ سے ناامید تھے مینے کاغذ سفید لگایا —
اور اوسکو درست کردیا اسی اثنا مین وہ اصل کتاب ہاتھہ آئی جب مقابلہ کیا دو جگہ تغیر بالمرادف اور
تین چار جگہ ایراد بالمتقارب ہوگیا تھا لوگون کو اس تماشا سے بڑی حیرت ہوئی بیسوین برس نوید اطلاق
پہونچا اور نخستین سراسیمگی ظاہر ہوئی — اور آراستگی فنون نوبادۂ جوانی شورش افزا ہوئی اوسی وقت
بادشاہ نے یاد فرمایا اور یہان ہمارا امتحان ہوا اور بڑی عزت ملی آج کہ آخر سال بیالیسوین الٰہی ہے
دوبارہ پیوند تعلق گسستہ ہوتا ہے ٭ مرغ دل من نغمۂ داؤد نداند ٭ آزاد کنیدش کہ نہ مرغ قفس ست
این ٭ نہین جانتا ہون کہ کار تا بکجا رسد — لیکن مرد ہستی سے اسوقت تک حمایت ایزدی مین ہو
اور امید ہے کہ آخری نفس بھی اوسکی رضامندی مین صرف ہو — از آنجا کہ نعم الٰہی کا شمار کرنا بھی ایک
طرح کی سپاس گذاری ہے کسیقدر رکھا ہے کہ اول یہ نعمت ہے کہ زاد بزرگ سے ہون دوم سعادت روزگار
اور ایسی زمان ہر گاہ بزرگان گذشتہ دوسرون کی معدلت پر تفاخر کرتے ہین — اگر راقم بادشاہ حق
شناسی کی قوت پر نازش کرے کیا تعجب ہے تیسرے طالع محمود نے مجھے ایسے عہد مین ظاہر کیا جو

شریف الطرفین ہون باپ کا حال تو لکھہ چکا ہون والدہ کا حال کیا تحریر کرون کہ ہر وقت ستودگی اعمال
سے نہایت قول و فعل کا اتفاق رکھتی تھی پانچوین سلامت اعضا اور اعتدال قوی چھٹے امتداد ملازمت
ساتوین تندرستی و صحت - آٹھوین منزلت شایستہ - نوین روزی سے بیفکری - دسوین رضاجوئی
والدین کا شوق - گیارہوین عطوفت پدری جو ہمیشہ مبذول رہی - بارہوین نیازمندی درگاہ الٰہی
تیرھوین دریوزہ گری خداشناسان چودھوین توفیق مدام پندرھوین فراہم آنا کتب کا اقسام
علوم مین بلاتردد سولھوین پدر عالی منزل کا ہمیشہ تحریص کرنا خیالات پریشان کے چھوڑنے پر
سترھوین ہم نشینان سعادت افزا اٹھارہوین عشق صوری رہبر منزل گاہ کمال ہوا - اونیسوین
بادشاہ کی ملازمت بیسوین رعونت سے باہر رہنا - اکیسوین صلح کل کا اختیار ہونا بمیان تفضلات
خداوندی - بائیسوین ارادت بادشاہی تئیسوین نے سفارش محرم راز بادشاہی ہونا - چوبیسوین
برادران سعادت گزین دانشمند بڑے بھائی کا کیا ذکر کرے کہ باوجود اوسقدر دانش اور کمالات
صوری و معنوی کے میری خلاف رضا قدم نرکھتا - اور اپنے تئین میری دلجوئی مین وقف گردانا تھا
اور اپنی تصانیف مین میرے حق مین ایسا لکھا کہ اوسکی شکر گذاری نہین ہوسکتی ہے جیسا کہ
قصیدۂ فخریہ مین کہتا ہے ؎ جائیکہ از بلندی و پستی رود سخن ؛ از آسمان سر آمد و از خاک کمترم ؛
با ایچنین پدر کہ نوشتم نگارش ؛ در فضل مفتخر ز گرامی برادرم ؛ برہان عقل و فضل ابوالفضل کردمش ؛
دار دز زمانہ مغز معانی معطرم - صد سالہ رہ میان من واوست در کمال ؛ در عمر گر از دو سہ سالی فزون ترم
در چشم باغبان نشود قدر او بلند ؛ گر از درخت گل گذرد شاخ عرعرم - انکی ولادت سنہ ۱۴ جلالی
مطابق سنہ ۹۵۴ ہجری مین ہوئی انکی تعریف کس زبان سے لکھون اونکی تصانیف خود اوسکی لیاقت
اور محامد کی گواہ ہے دوسرے شیخ ابوالبرکات اسکی ولادت شب تاریخ ہفتم ماہ جلالی سنہ ۱۷
جلالی موافق شب ہفتدہم شوال سنہ ۹۶۰ قمری مین ہوئی اگرچہ پایۂ والاے آگہی سے محروم تھا لیکن
بہرۂ فراوان ہے معاملہ دانی اور شمشیر آزمائی اور کارشناسی مین پیش قدمان کی برابر ہے اور نیکذاتی
اور درویش پرستی اور خیر سگالی مین امتیاز وافر رکھتا ہے تیسرے شیخ ابوالخیر جسکی ولادت
روز آبان دہم اسفند ارمذ معاضد دوشنبہ بست و دوم جمادی الاولے سنہ ۹۶۷ ہلالی کو واقع ہوئی
مکارم اخلاق اور شرائف اوصاف اور اوسکی خوبی ستودہ مین بھرے ہین مزاج زمانہ سب عمدہ طور پر پہچانتا ہے
اور زبان کا سچا ہے دیگر شیخ المکارم انکی پیدایش شب آذر مزد غرہ اردی بہشت سال چہارم
الٰہی مطابق دوشنبہ تئیسوین شوال سنہ ۹۷۶ ہلالی کو ہوئی اگرچہ اول اول شورش ہوئی مگر بعض گرامی

پدر بزرگوار نے اوسکو جادۂ درستی کی راہ دکھلائی اور پدر عالی منزل سے اکثر معقول و منقول حاصل کیا اور
کسب قدر امیر فتح اللہ شیرازی سے استفادہ پایا امید کہ ساحل مقصود سے ہمکنار ہو دیگر شیخ ابو تراب جنکی ولادت
روز رشن ہیجدہم بہمن ماہ سال بست و پنجم الٰہی موافق جمعہ بست و سوم ذی الحجہ سنہ ہجری کو ہوئی اگرچہ
اوسکی والدہ دوسری تھی لیکن سعادت نہادی اور کسب کمالات مین مصروف رہے۔ دیگر شیخ ابو الحامد انکی
ولادت روز خورداد ششم دی ماہ و سال سی و ہشت الٰہی مطابق دوشنبہ سوم ربیع الآخر سنہ ہجری دیگر
شیخ ابو راشد انکی ولادت روز اسفندارمذ پنجم بہمن ماہ الٰہی سال سی و ہشت مطابق دوشنبہ جمادی الاولے
سال مذکور کو واقع ہوئی یہ دونو باوجود خاندان سعادت اگرچہ ازفم ہین مگر آثار اصالت کے اونکی پیشانی سے نورانی
ہین پدر بزرگوار نے انکے مقدم آگاہی سے نام مقرر کیا تھا اور قبل تولد ان عزیزون کے رہگرائے جہان ہوا۔
خدا الطفیل انفاس اوس بزرگوار کے انکو سعادت نصیب کرے بڑے بھائی نے اول ہی وفات پائی خدا بخشے
۲۵ پچیسوین پیوند کتخدائی ہندی و ایرانی و کشمیری سے رونق پذیر ہوا ۲۶ چھبیسوین فرزند سعادت نہاد نصیب ہوا۔
ولادت اسکی شب رشن ہیجدہم دی ماہ سال شانزدہم الٰہی موافق شب دوشنبہ دوازدہم شعبان ۹۷۹ سنہ کو واقع
ہوئی پدر بزرگوار نے اسکا نام عبد الرحمن کیا تھا اگرچہ ہندوستان نژاد ہی الا مشرب یونانی رکھتا ہی اور دانش آموزی
کرتا ہی سود و زیان زمانہ سے بہت کچھ آگاہ ہی۔ اور آثار نیکبختی اوسکے ناصیہ حال سے تابان ہی اور خدیو کیہان نے
اوسکو اپنے لوگون مین داخل فرمایا ہی ۲۷ ستائیسوین دیدار نبیرہ شب انیران ماہ امرداد الٰہی سال سی و ششم
مطابق جمعہ سوم ذیقعدہ ۹۹۹ سنہ ہجری کو فرزند دلبند ظاہر ہوا بادشاہ نے اوسکا نام بشوتن رکھا۔ ۲۸ اٹھائیسوین دوستی
مطالعۂ کتب اخلاق ۲۹ اونتیسوین آگاہی پانا نفس ناطقہ کا مقدمات مالی اور عیانی سے سی ام یہ کہ پاک گوہری سے
بزرگان صوری کی شکوہ نے مجھے گفتار حق سے باز رکھا اور دانش و بینش اندوزی کی رہبری نہین کی۔ اور مالی
اور جانی اور ناموس کا گزند ناپسند رہا ۳۱ سی و یکم نے مہل دل با عتبارات دنیا ۳۲ سی و دوم توفیق لکھنے اس گرامی نامہ
کی اگرچہ آغاز اس کتاب کا محمدت ایزدی ہی کہ زبان نیرنگی اقبال روز افزون سے گاتا ہون لیکن ہر گونہ
آگہی سے چشمہ سار ہی اور انبار دانش کی معدن ہی پیشکاران کارگزار کی رہنمون اور ہادی ہی۔
جوانون کو اثبات دعوی اور بوڑھون کو تجارت ہی ناموس آرایان سعادت نہاد انکی روش قبول ارشاد
اور دبیرانہ اعمال سمجھتے ہین بازارگان لوگ متاع سود ہستی ہین اور جان نثار ہمت کی تختی سمجھتے ہین
ع یکی نامہ ساختم پُر شگفت ٭ کہ ہر دانشی زو توان برگرفت ٭ چنان گفتم این نامۂ نغز را ٭ کہ روشن
کند خواندنش مغز را ٭ ان تعریفون سے مژدہ وہ پہنچتا ہی کہ خاتمہ کار نیکو ہی ہر چند اور ہمیشہ کی نیکبختی
حاصل ہو اگرچہ پور مبارک آج مورد اضداد ہی الحمد للہ کہ ان مراتب سے روزگار کے تماشے سے باہر نہین ہوتا

اونکو بندہ اور بمدحت سرا لوگون کی خیرسگالی سے باہر نہین ہوتا ہی اور نفرین و آفرین سے کام نہین رکھتا ہی۔

اولیاے ہند

انا نچاکہ دریوزہ گر بندگان الہی ہی۔ اور اوس گروہ کی دوستی میری سرشت مین ہی۔ انکے حالات کے گزارش مین متوجہ ہوتا ہی لغت مین اولیا ولی کی جمع ہی اوسکو ولی سے نزدیکی کے معنی لگائے ہین۔ تحقیقا معنوی قربت چاہتے ہین۔ اور ایک طایفہ ولایت کو بکسر واو تلوین مین اور فتح کے ساتھہ تمکین مین اور ایک جماعت اول کو پایہ عاشقی اور ثانی کو معشوقی خداوند جانتے ہین آولین ولی آور دوم والی اور بعض فتح کے ساتھہ قرب اپنا کہتے ہین اور کسر کے ساتھہ اولیا اور پرانی کتابون مین بہت سے معانی لکھے ہین۔ گزیدہ یہ ہی کہ شناساے خدا ہو اور بزرگ ہمت اوسکی بجز خدا کے اور طرف نہ مایل ہو مجھے حیرت نے لیا ہی کہ خاک ذرۂ امکان کو آفتاب کے ساتھہ اور چوب کے کیا نسبت۔ اور نہایت بدتر کو غیر متناہی سے کیا پیوند۔ ولی میرے نزدیک وہ ہی کہ چار جوے بزرگ رکھتا ہو اور البتہ بدخوئی سے پرہیزگار ہو اور ہمیشہ کار آگہی سے نفس کے ساتھہ ہزار فتنہ فتح یابی کرے دوسرے اوسکی مکاری سے نہ غافل ہو یہ مرتبہ والا خدا کی تائید اور بخت کی رہنمائی سے ملتا ہی لیکن کبھی دم گیرائی مین میانجی ہو اور کبھی اسکے بغیر۔ کریسی کو اوکریسی کہتے ہین اور اول کو قرن اور برخ بر کہتے ہین اور نخستین کو صاحب کشف المحجوب بارہ سلسلہ ہین اور انمین سے دو کو ناسرہ سمجھتے ہین ۱ محاسبیان ۲ قصاریان ۳ طیفوریان ۴ جنیدیان ۵ نوریان ۶ سہیلیان ۷ حکیمیان ۸ خرازیان ۹ خفیفیان ۱۰ سیاریان ۱۱ حلولیان ۱۲ خلاجیان۔

اول گروہ کا چشمۂ فیض ابی عبداللہ حارث بن اسد محاسبی بصری ہی ظاہر و باطن اندوختہ تھا اور نشیب و فراز راستہ۔ اچھی طرح جانتا تھا اوستاد وقت تھا اور خداوند تصانیف ۲۴۳ سنہ ہجری کو بغداد مین انتقال ہوا اور اسوجہ سے کہ ہمیشہ اپنی روزگار ا بارہ کو درست کرتا تھا اسی نام سے وہ مشہور ہوا۔ دوسرے فرقہ کو حمدون پور احمد بن عمارہ پر قصار کیا اسکی کنیت ابو صالح حضور نوری سے دانش پائی اور سلم بن حسین بارد سے اور ابو تراب نخشبی و علی نصیرآبادی سے فیض پایا اور ابو حفص حداد کے ساتھہ رہا کرتا تھا۔ پایہ کمال پایا اہل جہان نے زبان بیغارہ دراز کی ۲۷۱ سنہ کو نیشاپور مین سفر واپسی اختیار کیا۔ تیسرے طیفور بن عیسی نطامی سے نیایش گری کرتے ہین کنیت بایزید ہی انکے بزرگ سروشان نام مجوس تھا اس شخص نے عنفوان تعلیم مین بزرگون سے فنون علم سیکھے اور پایۂ اجتہاد حاصل کیا بعدہ رسمی دانش سے درگذرا اور والا مرتبہ انکا تھی پہونچا احمد خضرویہ اور ابو حفص نخشبی معاذ کا ہمسر تھا۔ اور شفیق بلخی کی ملاقات حاصل ہوئی تھی ۲۶۴ سنہ کو عالم علوی تشریف

چوتھے پیر وجنید بغدادی کنیت ابوالقاسم لقب قواریری اور زجاجی اور خراز ہی اسکا باپ آبگینہ فروش
تھا اور خز یعنی پارچہ ابریشمی بناکرتا اسکے بزرگ نہاوند کے نژاد مین سے ہین بغداد مین سری سقطی اور حارث
محاسبی اور محمد قصاب سے کسیقدر حقیقت سیکھی اور خراز اور رویم اور نوری اور شبلی
وغیرہ بزرگان حق اسکی طرف نسبت کرتے ہین شیخ ابوجعفر حداد کہتا ہی اگر عقل مرد ہوتی جنید کی
صورت پر ظاہر ہوتی سنہ ۲۹۷ یا سنہ ۲۹۸ یا سنہ ۲۹۹ کو رخت عالم ہستی سے اوٹھایا پانچوین آبشخور نور
سے سیراب دل نام اوسکا احمد بن محمد اور کہتے ہین محمد بن محمد مشہور بابن البغوی اسکا باپ خراسانی ہی
اور جنم بھوم بغداد وہ بزرگان والا ستایش اور بلند کردار مین ہی اور سری سقطی اور محمد قصاب
اور احمد ابوالحواری سے صحبت گیری ہی اور ذوالنون مصری کو دیکھا تھا اور ہمسران جنید سے سمجھتے
ہین لیکن کسیقدر تیز تر سنہ ۲۹۶ مین اس سپنجی سرا سے گذرا - چھٹے سہل ولد عبداللہ تستری
کے طرف پھرتے ہین یہ شخص شاگرد ذوالنون مصری کا ہی - والا پایگاہان اس شگرف راہ سے ہی
اور اقران جنید سے اسّی سال کی عمر پائی ماہ محرم سال ۲۸۳ مین زندگی آخر ہوئی ساتوین محمد بن علی حکیم
ترمذی کو بتاتے ہین کنیت ابوعبداللہ امیر صاحب ابوتراب نخشبی اور احمد خضرویہ اور ابن جلا سے
صحبت رکھتے تھے اور عالم ظاہر و باطن مین چیرہ دست تھے فراوان تصانیف اور خوارق عادات
اوسکے لوگ بیان کرتے ہین - آٹھوین ابوسعید خراز کو جانتے ہین انکا نام احمد بن عیسے بغدادی
ہی صوفیون کی دوستی مین مصر گیا اور مکہ مین مجاور رہا اور موزہ دوزی کرتا تھا - اور شاگرد محمد بن منصور
طرسی کا ہی اور ذوالنون مصری اور سری سقطی اور ابوعبید بسری اور بشر حافی سے صحبت رکھتا تھا
اور سعادت جمع کے سو تصنیف لکھین نادان لوگ اوسکو کافر سمجھتے تھے سنہ ۲۸۶ مین دنیا سے گیا -
عبداللہ انصاری کہتا ہی کہ مشایخ مین اوس سے بڑھکر کوئی دوسرا توحید مین نہین سمجھتا ہون نوین -
ابوعبداللہ محمد بن خفیف سے دریوزہ کرتے ہین اسکا باپ شیرازی ہی شاگرد شیخ ابوطالب خداوند علم
صورت و معنی کا تھا خزرج بغدادی اور رویم کو دیکھا اور مالتانی اور یوسف بن حسین رازی اور ابوحسین
مالکی اور ابوحسین فزین اور ابوحسین دراج وغیرہ بزرگون کو دیکھا تھا اور فراوان تصانیف رکھتا ہی
سنہ ۳۳۱ کو خواب پسین مین مصروف ہوا دسوین ابوالعباس سیاری ہی قاسم نام احمد بن سیار
مروزی کا دخترزادہ ابوبکر واسطی کا شاگرد علوم ظاہر و باطن مین سیکھے اور کردار مین والا پایگاہی حاصل
کی سنہ ۳۴۲ مین ساغر حیات لبریز ہوا گیارہوین سرگروہ انکا علمان دمشقی ہی بارہوین سرچشمہ اس طایفہ
فارس کا ہی اور اصحاب حسین بن منصور حلاج بغدادی اور یہ سوای حسین منصور مشہور ہے ہی اور

دو زبان پر طنز کرتا ہی - ہندوستان مین چودہ سلسلہ بتلاتے ہین اور اوسنے چودہ خاندان ٹھہرائے ہین اور اون دوازدہ مین سے سوائے طیفوریان اور جنیدیان کے ۱ حبیبیان ۲ طیفوریان ۳ کرخیان ۴ سقطیان ۵ جنیدیان ۶ گازرونیان ۷ طوسیان ۸ فردوسیان ۹ سہروردیان ۱۰ زیدیان ۱۱ عیاضیان ۱۲ ادہمیان ۱۳ ہبیریان ۱۴ چشتیان کہتے ہین امیر المومنین علی کے چار خلیفہ تھے حسن حسین کمیل حسن بصری سرچشمہ سلاسل حسن بصری کو جانتے ہین اور وہ دو خلیفہ رکھتا تھا - حبیب عجمی چشتے کو فرقۂ اول نے جوش معرفت مارا دوسرا عبد الواحد بن زید جسنے پانچ اخرے باقیہ سے سیرابی دل حاصل کی حسن بصری کی والدہ کنیزان ام سلمہ سے ہی نام اوسکا عمر خطاب رکھا یتیم رہا تھا اول حال مین گوہر فروشی کرتا روش ستادگی سے راہ تجرید قبول کی اور اپنے تئین ریاضت گری مین گلایا اور فربہی معنوی حاصل کی ہر ہفتہ کو وعظ کہا کرتا اور مجلس آراستہ کرتا جب رابعہ حاضر نہوتی اوس سے موافقت نکرتا جب کہتے نہ آتے ایک پیرزن سے کسواسطے ہاتھہ اوس سے باز کھینچا ہی کہتا جو غذا کہ ہاتھیون کے واسطے آمادہ ہو چونٹیون کے کام مین نہین آسکتی اول حبیب عجمی سے نسبت درست کرتے ہین پیر مالدارون مین تھا اور روزگار مکاری مین بسر کرتا تھا بروزی سے کچھہ چشم دانش وا ہوگئی تھی - اور حسن بصری سے راہ پائی اور بہت سے لوگون نے اوس سے سعادت اندوزی حاصل کی اکثر حسن بصری جاوشان حجاج سے بھاگا اور حبیب کے صومعہ مین جا گھسا سرہنگون نے اوس سے پوچھا حسن کہان ہی اوسنے کہا صومعہ کے اندر جب تلاش کیا تو اوسکو نپایا حبیب کی سرزنش کی اور کہا جو کچھہ حجاج تمھارے ساتھہ سلوک کرے لائق ہی جواب دیا کہ مینے بجز سچ کے اور کچھہ نہین کہا اگر تمنے ندیکھا تو میرا کیا قصور ہی یہ سُنکر پھر وہ لوگ اندر جاکر ژرف نگاہی سے جویان ہوئے اور نپاکر خشمگین واپس ہوئے اور طنز گویان چلے گئے حسن باہر نکلا اور کہا اے حبیب عجب حق اوستادی آپ نے ادا کیا ای اوستاد راست گوئی سے رہائی پائی اگر اب جھوٹھہ کہتے تو دونو ہلاک ہوتے اکثر وزرات کو اندھیلی کو ٹھیاری مین اوس سے سوزن گر پڑی غیب سے روشنی چمکی ہاتھہ آنکھون پر رکھکر کہا نہین نہین ہم سوزن کو بجز چراغ کے نہین ڈھونڈھنا جانتے ہین - تیسرے فیض معروف کرخی سے لیتے ہین اسکا باپ ترسا تھا روبروے امام رضا علیہ السلام کے مذہب بدلا اور دربانی مین سربلندی پائی - اور داؤد طائی کے صحبت مین پہونچا اور ریاضت گری بجالایا اور درست بینی اور راست کرداری کی طاقت سے پیشوا ہوا - سری سقطی وغیرہ بہت لوگون نے اوس سے فیض پایا سنہ ہجری کو عالم بقا کی راہ پکڑی - اس زمانہ مین گبر و ترسا اور یہود اسکی جانب کھینچے

اور ہر ایک نے چاہا کہ اپنے آئین کے بموجب اوس سے موافقت کرین مگر ہوا ہمانا صلح کل رکھتا تھا — چوتھے سری
سقطی اسکی کنیت ابو الحسن یہ شخص بزرگ آگہان عمدہ افعال مین سے ہی — اور اگر بر سرہ لوگون کا اوستاد
اقران حارث محاسبی اور بشر حافی اور شاگرد معروف کرخی اسکی تعریف میری طاقت سے باہر ہی ۲۵۳ سنہ
مین رہگراے عالم بقا ہوا چھٹوین ابو سحق بن شہریار ہی اسکا باپ آئین زردشتی سے نکلکر اسلام لایا
شیخ ابو علی فیروز آبادی سے فیضیاب ہوا — اور اکثر بزرگون سے ملاقی ہوا اور ظاہر و باطن کی دانش
جمع کی ۴۲۶ سنہ مین رحلت فرما ہوا ساتوین علاء الدین طوسی کو آغاز کرتے ہین یہ شخص شیخ نجم الدین کبرے
سے حق برادری رکھتا تھا آٹھوین شیخ نجم الدین کبرے کی نیایش گری کرتے ہین کنیت ابو الجناب اور
ابو القاسم اور نام احمد بن عمر خیوقی اور لقب کبرے ہی شیخ اسمعیل قیصری اور عمار یاسر اور روز
بہان سے فیض حاصل کیا — اور صورت و معنی کی شناسائی سے مرتبہ عالی پایا شیخ مجد الدین بغدادی
شیخ سعد الدین حمویہ شیخ رضی الدین علی لالا بابا کمال خجندی شیخ سیف الدین باخرزی وغیرہ
اکثر اولیا نے اوس سے سعادت جاوید حاصل کی ۶۱۸ سنہ مین بزخم شمشیر ودیعت حیات سپرد
متقاضی اجل فرمائی نوین شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر سہروردی علم ظاہر و باطن مین بہرہ ور تھا
بارہ واسطون مین ابوبکر صدیق رض تک پہونچتا ہی اور طریقت مین شیخ احمد غزالی سے نسبت درست آئی ہی
فراوان تصانیف اوسکی یادگار ہین — اور آداب المریدین یکی تصنیف ہی ۵۶۳ سنہ ہجری مین رہگراے ملک بقا ہوا
دسوین شیخ واجد بن زید کو کہتے ہین گیارہوین فضیل بن عیاض کو مانتے ہین کنیت ابو علی کوفی ہی او
بعض کے نزدیک بخاری ہی — ابتدا مین درویشان بسر کرتا تھا اور رہزن تھا آخر نیک سرشتی سے بیدار
ہوا اور عمدہ کام کرنے مین سعادت حاصل کی ۱۸۷ سنہ کو فوت ہوا بارہوین ابراہیم ادہم بلخی کو پیشرو
جانتے ہین کنیت ابو اسحق اسکے بزرگ حوالی مین کچھ خیال رکھتے تھے ستارہ بخت منیری درخشان
ہوا سب کی طرف سے ہاتھ روک لیا — سفیان ثوری اور فضیل عیاض اور ابو یوسف غسوی کے
ہم صحبت اور علی بکار اور حذیفہ مرعشی اور سلم خواص کے یار تھا ۱۶۱ سنہ یا ۱۶۲ سنہ کو واقع شام رحلت فرما
ہوا تیرہوین شیخ ہبیرہ بصری کو کہتے ہین چودہوین ابو اسحق شامی سے پیوند کرتے ہین اور وہ مرید شیخ علو
دینوری کا ہی جب شیخ قصبہ چشت مین پہونچا خواجہ ابو احمد ابدال جو مقدم مشائخ چشت کا ہی
اوس سے تربیت پائی اور بعد ازان اوسکے لڑکے محمد نے چراغ ولایت روشن کیا اوسکے بعد خواجہ
سمعانی اوسکے خواہر زادہ نے آگہی لی اوسکے بعد اوسکا بیٹا خواجہ مودود چشتی نے والا پایگی پائی ہے

اسکے بعد اسکا فرزند خواجہ احمد بھی بزرگ ہوا تحقیقا ہر دو شمار کو مقبول وست آویز ظاہرین ہی جس گزیدہ نے کاہش نفس ذو فنون اور پرستش ایزد بیچون مین کسیقدر تازگی ظاہر کی اور اوسکے معنوی لڑکون نے بعد دیگرے چراغ آگاہی روشن کیا اوسکا سلسلہ جداگانہ لوگون نے قرار دیا ورنہ سوائے ان بارہ اور چودہ کے فراوان سلسلہ زبان زد روزگار ہی —

قادری

شیخ محی الدین عبد القادر جیلی کی پیروی مین سید حسنی ہی بغداد مین موضع جیل ہی اور بعض گیلانی کہتے ہین علوم رسمی اور حقیقی مین یگانۂ زمان تھا ابوسعید ابوالخیر مبارک سے خرقہ پہنا تھا چار واسطہ سے شبلی تک پہونچتا ہی بزرگی حال اور شگرفی کرامات اونکی شہور جہان ہی بس مبارک موئی اور پیران پیر انہین کو کہتے ہین خاندان قادریہ انہین سے شہور ہی سنہ ۴۷۱ ہجری مین پیدا ہوا اور سنہ ۵۶۱ ہجری مین جنت کو سدھارا

یسوی

نیاز مندان خواجہ احمد یسوی خورد سالی مین باب ارسلان سے جوکہ کار آگہان ترک سے ہی نظر یاب ہوئے جب وہ درگذرا خواجہ یوسف ہمدانی سے کمال سیکھا ترک لوگ اوسکو آتا یسوی کہتے ہین ترکی مین آتا باپ کو کہتے ہین اور اولیا کا بھی لقب ہوتا ہی خواجہ ترکستان کے کہنے سے پھرا اور رہنمائی خلق اللہ مین زندگانی گنوائی اکثر کرامات لوگ بیان کرتے ہین اور انکے چار خلیفہ نامور ہوئے منصور آتا سعید آتا سلیمان حکیم آتا ویسے ایک معمورہ ہی ترکستان مین شیخ کا مولد وہی ہی —

نقشبندی

خواجہ بہاء الدین نقشبند سے دولت جاوید حاصل کی اوسکا نام محمد بن محمد بخاری ہی خواجہ محمد بابائے سماسی سے تعلیم پائی۔ اور آداب طریقت امیر کلال خلیفہ سے اوسکا خلیفہ خواجہ سماسی خواجہ علی کو قصر ہندوان کے نزدیک بارہا فرماتے تھے کہ اس خاک سے بوی مردی آتی ہی جلد قصر عارفان ہوگی تاکہ ایکدن امیر کلال کے گھر سے نکلے اوس قصر کے پاس فرمایا کہ اب وہ خوشبو زیادہ ہی شاید کہ وہ مرد پیدا ہو ولادت خواجہ سے تین روز گذرے تھے پدر بزرگوار ماماکے لیگیا اوسنے فرمایا کہ مینے اپنی فرزندی مین لیا اور یارون کی طرف دیکھکر فرمایا کہ یہ وہی ہی جسکی خوشبو مینے پائی تھی یہ پیشوائے جہان ہوگا اور امیر کلال سے فرمایا کہ میرے فرزند بہاء الدین کی پرورش مین کوتاہی نکرنا جب کسیقدر نوجوان ہوا فرمایا تمہارا لڑکا بلند ہمت ہی بدین نظر اور دروازون سے بھی دریوزہ گری کی اجازت دیتا ہون لہذا اس سبب سے فتح شیخ کے پاس جاکر فیض لیا اور خلیل آتا سے بھی بہرہ یاب ہوئے —

اور خواجہ عبد الخالق عجدوانی کی یاری سے روحانیت کے کمال کو پہونچے — اور فیض حقیقی خضر سے نصیب ہوا اور محمد یوسف ہمدانی کی صحبت — خواجہ کے چار خلیفہ تھے خواجہ عبد اللہ برقی خواجہ حسن اندقی — خواجہ احمد یسوی خواجہ عبد الخالق عجدوانی خواجہ یوسف نے شیخ ابو علی فارمدی سے فیض لیا اور اونے شیخ ابو القاسم کرگانی سے اور یہ دو آدمیون سے کامیاب ہوا جنید اور شیخ ابو الحسن خرقانی اور یہ بایزید بسطامی سے اور یہ امام جعفر صادق سے اور وہ دو جگہہ سے سعادت اندوز ہوئے اول اپنے باپ امام باقر اور انہون نے اپنے باپ امام زین العابدین اور انہون نے اپنے باپ امام حسین علیہما السلام سے دوسرے اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر اور قاسم نے سلمان فارسی سے اور انہون نے ابا بکر سے کہتے ہین خواجہ بہاء الدین نقشبند کے لونڈی غلام نتھے بر وقت استفسار فرمایا بندگی اور خواجگی مین بڑا فرق ہی کسی نے دریافت کیا کہ حضرت کا سلسلہ کس سے ملتا ہی کوئی شخص سلسلے سے کامیاب نہین ہوتا شب دوشنبہ تیسری ربیع الاول ۷۹۱ء کو بار عنصری سے سبکدوش ہوا تحقیق سے دریافت ہوتا ہی داستان سلاسل مذہب چارگانہ رکھتا ہی جسنے مرتبۂ اجتہاد کا پایا زیادہ اوسکے لائق ہوتا ہی اور چارگونہ رہنا اوسکا سخت نہین ہوتا پھر وہی ہی کہ اس بیان سے معذور ہوکر اکثر اولیا کرے اور ہزارون سے اڑتالیس اولیا کا ذکر کرتا ہی

بابا رتن

نصیر بتر مذی کا بیٹا ہی کنیت ابو الرضا ہی ایام جاہلیت مین واقعہ تبرنده پیدا ہوا اور حجاز گیا پیغمبر صلعم سے دوچار ہوا آخر جہان گردی کرتے ہوئے ہندوستان آیا بڑی مدت تک اسکے قال قیل کا اعتبار رہا ۷۰۰ھ ہجری مین واقع تبرنده فوت ہوا وہین پر مدفون ہی — اور شیخ ابن حجر عسقلانی اور مجد الدین فیروزآبادی اور شیخ علاء الدولہ سمنانی اور خواجہ محمد پارسا وغیرہ اسکے مداح ہین

خواجہ معین الدین حسن

غیاث حسن کا لڑکا سادات حسینی حسنی مین ہی ۵۳۷ھ ہجری کو واقعہ قصبۂ سنجر مین دار سجستان سے پیدا ہوا پندرہ برس کے سن مین اسکا باپ درگذرا اور ابراہیم قندزی خدارسیدہ کی نظر اسپر پڑی تجلی چھا گئی رہنمائی فرمائی نیشاپور کے موضع ہرون مین خواجہ عثمان چشتی کی صحبت مین بیٹھا اور ریاضت کرنے لگا خرقۂ خلافت حاصل ہوا بعدہ شیخ عبد القادر جیلی وغیرہ سے فیضیاب ہوا — جس سال کہ معز الدین سام نے دہلی فتح کی یہان آیا اور عزلت گزینی سے اجمیر چلا گیا اور بکثرت چراغ روشن کیے اور اسکی روشن دلی سے اکثر مردم شرفیاب نور حقیقت ہوئے روز شنبہ چھٹوین تاریخ رجب ۶۳۳ھ ہجری کو

رہگرائے ملک بقا ہوا اور کوہ مین مدفون ہی ہنوز اوسکی زیارت ہوتی ہی

شیخ علی غزنوی ہجویری

اسکا نام ابوالحسن باپ کا نام عثمان بن ابو علی جلالی ہی رسوم دنیوی سے برکنار انتہاے آگاہی مین زبدہ تھا کتاب کشف المحجوب اسکی یادگار ہی اور اسی کتاب مین لکھا ہی کہ شیخ ابوالفضل بن حسن ختلی کا پیرو ہون خوابگاہ اسکا لاہور مین واقع ہی۔

شیخ حسین زنجانی

فراوان آگہی رکھتا تھا خواجہ معین الدین چشتی سے لاہور مین صحبت ہوئی لاہور ہی مین مدفون اور زیارتگاہ عالم ہی

شیخ بہاء الدین ذکریا

وجیہ الدین محمد کمال الدین علی شاہ قریشی کا بیٹا ہی ۵۶۵ھ ہجری مین کوت کروز ملتان مین پیدا ہوا انکے لڑکپن مین باپ مرگیا آپ دانش مین ایران و توران کے سیّار ہوئے بغداد مین شیخ شہاب الدین سہروردی سے ارادت کی خلافت پائی شیخ فرید شکر گنج سے دوستی تھی زمانۂ دراز تک ہم صحبت رہے شیخ عراقی اور میر حسین النبی سے فیضیاب ہوئے ساتوین ماہ صفر ۶۶۵ھ ہلالی کو ایک نورانی طلعت نے نامۂ سربمہر شیخ صدر الدین اوسکے لڑکے کے ہاتھ اندر بھیجا وہ پڑھتے ہی جان بحق ہوا اور چار کنج سے یہ آواز بلند ہوئی کہ دوست دوست سے واصل ہوا خوابگاہ انکا ملتان مین ہی —

خواجہ قطب الدین بختیار

بن کمال الدین احمد موسی ہی روس فرغانہ سے نظر خضر سے پائی جویاے رہنمونی رہا کہ خواجہ معین الدین بادشاہ نے گذارہ کیا ۱۷ برس مین خلافت پائی سفر اختیار کیا بغداد وغیرہ مین اکراولیا سے بہرہ افروز رہا ہوا پیر کے دیکھنے کو ہندوستان آیا چندے شیخ بہاء الدین ذکریا سے ہم آستان رہا شمس الدین التمش کے عہد مین دہلی مین آکر خواجہ سے ملا بعدہ وہان سے پھرا چارشنبہ کی صبح کو ماہ ربیع الاول ۶۳۳ھ کو رہگراے بقا ہوا دہلی مین خوابگاہ مزار عالمیان ہے —

شیخ فرید الدین شکر گنج

جمال الدین سلیمان کا بیٹا فرخ شاہ کابلی کی نسل سے ہی اسکی پیدایش قصبۂ کتھوال ملتان کے نزدیک ہی آغاز برنائی مین رسمی دانش سیکھی — اور ملتان مین خواجہ قطب الدین سے ملکر دہلی ہمراہ آیا ارادت دلی سے مدعا حاصل ہوا بعض کہتے ہین کہ ساتھ نہین آیا راہ سے رخصت ہوکر قندھار وسیستان کو سدھارا اور بعد دانش آموزی کے دہلی آیا اسنے سخت آویزش نفس کے ساتھ کین او را آخر کو فتح پائی

خواجہ قطب الدین نے بروقت رحلت جب کہ قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی وغیرہ بزرگ جمع تھے فرمایا کہ خرقہ وغیرہ جو اونکے مرشد سے ہون شیخ کے سپرد کریں – اس آگہی کو پاکر قصبۂ ہانسی سے دہلی مین آیا اور امانت لیکر واپس گیا اکثر لوگ اوس سے بہرہ یاب ہوئے پانچوین محرم ۶۶۸ ہجری روز شنبہ پٹن پنجاب مین جو اوسوقت اجودھن کے نام سے مشہور تھا جان بحق ہوکر مدفون ہوا

شیخ صدر الدین عارف

بہاء الدین ذکریا کا لڑکا ہی باپ کے روبرو کامل ہوا اور فخر الدین عراقی اور میر حسینی سادات نے اس سے فیض پایا ۷۰۹ سنہ مین واقع ملتان جان بحق ہوا اور وہین اسکا مزار ہی

شیخ نظام الدین اولیا

نام محمد احمد دانیال کا لڑکا ہی غزنین سے بداؤن آیا ۶۳۴ سنہ مین شیخ نظام الدین اولیا کی ولادت ہوئی کسیقدر رسوم علمی سیکھے اسکا لقب نظام بحاث اور محفل شکن تھا بیس برس کی عمر مین اجودھن جاکر شیخ فرید شکر گنج سے ارادت ظاہر کی اوسنے خزینۂ دانش کی کلید عطا فرمائی آخر کو رہنمائی خلق اللہ کے واسطے دہلی پہونچا اکثر لوگ فیضیاب ہوئے شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی اور میر خسرو اور شیخ علاء الحق اور شیخ اخی سراج بنگالہ مین اور شیخ وجیہ الدین یوسف چندیری اور شیخ کمال مالوہ مین اور مولانا غیاث دھار مین اور مولانا مغیث اوجین مین اور شیخ یعقوب اور شیخ حسام گجرات مین اور اور شیخ برہان الدین غریب اور شیخ منتخب اور خواجہ حسن دکن مین ہر سہ مرید اوسکے ۱۸ ربیع الاول ۷۲۵ سنہ ہجری کو جہان گذران سے کوچ فرمایا دہلی مین خوابگاہ ہے —

شیخ رکن الدین

شیخ صدر الدین عارف کا بیٹا ہی چونکہ سلطان قطب الدین شیخ نظام الدین اولیا سے سرگران تھا شیخ کو ملتان سے طلب فرمایا کہ اوسکے ہنگامے کو شکست ہو جب دہلی کے نزدیک آیا شیخ نظام الدین نے استقبال کیا قطب الدین نے شیخ سے ملاقی ہوکر پوچھا کہ مردم شہر سے کسنے پیشوائی مین سبقت کی اوسنے جواب دیا کہ ہمارے شہر مین ایسا صاحب تقریر دل آویز نہین ہی اس گفتگو سے بادشاہ کی سرگرانی دور ہوئی ملتان مین جان بحق ہوکر دفن ہوا ہے

شیخ جلال الدین تبریزی

سعید تبریزی کا مرید ہی بعد سفر شہاب الدین سہروردی سے ملا خلافت ملی خواجہ قطب الدین اور شیخ بہاء الدین زکریا مین بڑی دوستی تھی شیخ نجم الدین صغری جو دہلی کا شیخ الاسلام تھا اسکا عدو ہوا

ناتوان بینی سے نشست لگائی آخر کو شیخ بہاءالدین زکریا کے توسل سے راست دروغ کی نمود ہوئی وہان سے
بنگالہ گیا اسکا خوابگاہ بندر دیو محل ہے

شیخ صوفی بدہنی

زاد بوم اسکا اودہ خدا کے سوا کسی سے غرض نتھی کہتے ہین کہ خواجہ قطب الدین مع دیگر بندگان خدا کے ایک
مغل بھونکھہ اور پیاس کی شدت سے ہر ایک بیتاب ہوگیا اوسوقت نیروے ایزدی سے حضرت ہر ایک کو
ایک گرم کاک سونٹھہ کی دیتا اور صوفی اپنے کوزۂ شکستہ سے ہر شخص کو سیراب کرتا تھا اوسوقت سے
خواجہ کو کاکی اور صوفی کو بدہنی کہنے لگے خوابگاہ انکا کیتھل ہے

خواجہ کرک

بزرگ وارستگان مین سے ہی رسمیات سے برکران زندگی بسر کرتا تھا اور ہمیشہ خرابات مین نشست
و برخاست کرتا قطب الدین نے اسکے واسطے خرقہ بھیجا اوراسنے لیکر آگ مین ڈالدیا لیجانے
والے نے خواجہ قطب الدین کے روبرو زبان بیچارہ درازکی اوسنے کہا جاؤ اور واپس لاؤ تاکہ حقیقت کار
تجھے معلوم ہو جب اوسنے جاکر درخواست کی خواجہ کرک نے کہا جاؤ اوس آگ سے لے لو لیکن اپنی ملکیت کو
جو دیکھا اوس خرقہ کو مع کپڑے اور لوٹ کے پایا اور شرمسار ہوا انکا خوابگاہ کڑہ مانکپور ہے

شیخ نظام الدین ابو المؤید

اپنے خالو شیخ عبد الواحد بن شیخ شہاب الدین احمد غزنوی سے ارادت رکھتا تھا سلطان شمس الدین التمش
کے عہد مین تھا خواجہ قطب الدین اوشی اور شیخ نظام اوسکا دیدار بہت مبارک جانتے تھے

شیخ نجیب الدین

شیخ بدرالدین سمرقندی کا مرید ہے جو کہ شیخ سیف الدین باخرزی کا خلیفہ اور وہ شیخ نجم الدین کبری کا خلیفہ ہے وہ بخارا سے دہلی آیا
رہنمائی اختیار کی ہین فوت ہوا بعض کہتے ہین کہ وہ مع عماد الدین طوسی کے مرید اور خلیفہ شیخ رکن الدین فردوسی کے ہین

قاضی حمید الدین ناگوری

عطاءاللہ بخاری کا لڑکا ہے بخارا مین تولد ہوا معز الدین سام کے عہد مین باپ کے ہمراہ دہلی آیا تین برس
تک ناگور کا قاضی رہا یکبارگی بار تعلق سے گھبرا کر بغداد گیا شیخ شہاب الدین سہروردی کی ارادت سے خلافت
پائی اور خواجۂ قطب الدین سے دوستی ہوئی اور سیر حجاز کرکے دہلی آیا پانچوین رمضان ۶۴۳ سنہ ہجری کی شب کو
عازم فردوس ہوا دہلی مین خوابگاہ ہے

شیخ حمید الدین سوالی ناگوری

شیخ احمد کا فرزند آغاز مین نکورو اور خواستہ دار تھا پڑو بہش حق مین ہر طرف سے ہاتھہ کھینچ لیا اور ریاضت گری مین پایے ہمت مضبوط کیا اور خواجہ معین الدین کی خدمت مین طیلسان ارادت کندھے پر لی اور بزرگ مرتبہ کو پہونچا اور سلطان التارکین لوگ کہتے ہین بست و نہم ربیع الاول ۶۷۳ھ ہجری کو ناگور مین رحلت فرمائی اور وہین پر مدفون ہوا۔

شیخ نجیب الدین متوکل

شیخ فرید شکر گنج کا برادر اور مرید ہی شیخ نظام الدین اولیا کہتے تھے کہ جب مین بداؤن سے دہلی مین شیخ کی ملازمت کو آیا شیخ نجیب الدین سے ملاقی ہوکر فیضیاب ہوا۔ نہم رمضان ۶۶۱ھ ہجری مین بمقام دہلی مدفون ہوئے

شیخ بدر الدین

زاد بوم غزنہ ہی ہنگام خواب مین خواجہ قطب الدین اوشی سے ارادت کی جویائی مرشد مین آزادانہ روانہ ہوا دہلی مین مراد کو پہونچا خلافت حاصل ہوئی قاضی حمید الدین شیخ فرید شکر گنج اور سید مبارک غزنوی اور مولانا مجد الدین جرجانی ضیاء الدین دہلوی وغیرہ بزرگ اس سے بہرہ یاب ہوئے کہن سالی مین جب جنبش نہین کر سکتا تھا سننے نغمہ سے جوانون کے مانند رقص کرتا کسینے کہا کہ اس ضعف مین کیونکر شیخ ناچتا ہی جواب دیا کہ شیخ کہان حضرت عشق کا زور ہی اپنے مرشد کے پایان مین دفن ہی

مولانا بدر الدین اسحاق

منہاج الدین بخاری کا بیٹا ہی بعض کا اعتقاد یہ کہ علی بن اسحاق کا فرزند ہی اور اوسکی زاد بوم دہلی ہی رسمی دانش آموزی کرکے بخارا گیا اور اجودہن مین بستگی خاطر نے کشادیائی ارادت لایا شیخ نے خلافت اور دامادی سے سرفراز کیا خوابگاہ اوسی مقام پر ہی

شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی

محمود نام زادگاہ اودہ شیخ نظام الدین اولیا کا مرید اور خلیفہ ہی ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ کو جہان گذران سے ہاتھہ اوٹھایا

شیخ شرف الدین پانی پتی

کنیت ابو علی قلندر وارستگی مین بسر کرتا تھا خود لکھتا ہی کہ چالیس برس کی عمر مین دہلی آیا خواجہ قطب الدین کی زیارت سے کامیاب ہوا۔ اور مولانا وجیہ الدین پایلی اور مولانا صدر الدین و مولانا فخر الدین ناقلہ و مولانا ناصر الدین و مولانا معین الدین دولت آبادی و مولانا نجیب الدین سمرقندی و مولانا قطب الدین مکی اور مولانا احمد خوانساری وغیرہ بزرگان سے درس اور فتوی کی اجازت ملی بیس برس یہ مشغلہ رہا۔ ناگاہ کشش حقیقی نے اپنی جانب کھینچا سب دانش جاتی رہی سفر ہوا روم مین شمس تبریزی اور

مولانا جلال الدین سے جا ملا ۔ جبہ و دستار اور اکثر کتاب عطا فرمائین انہین کے روبرو ہر ایک کو غرق آب کیا بعدہ پانی پت مین آنکر فارغ ہوکر یہین پر مدفون ہوا ۔

شیخ احمد نہروالہ

زادبوم نہروالہ جسکا نام پتن مشہور ہی قاضی حمید الدین ناگوری سے ارادت ہوئی خلافت ہاتھہ لگی شیخ بہاء الدین ذکریا باوجود اپنی دشوار پسندی کے اسکا مداح تھا بداؤن خوابگاہ ہی

سید جلال

بیٹا سید محمود بن سید جلال بخاری مخدوم جہانیان کے لقب سے مشہور ۷۰۷ شبِ برات کو تولد ہوا اپنے باپ کا مرید ہی اور شیخ رکن الدین ابو الفتح سے خلافت پائی جہان نوردی مین امام یافعی وغیرہ سے ملاقی ہوا دہلی مین شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کو دیکھکر خاندان چشتی مین خلیفہ ہوا چارشنبہ عید قربان ۷۸۵ ہجری کو خدا سے واصل ہوا اوچہ ملتان مین آرام کیا

شیخ شرف الدین منیری

یحیی بن اسرائیل سر آمد چشتیان کا لڑکا ہی گنج شکر سے فیضیاب ہوا یہ لڑکائی سے پہاڑون پر ریاضت کرتا شیخ نظام الدین اولیا کی تمنائے دید مین مع اپنے بڑے بھائی شیخ جلال الدین محمد کے دہلی آیا شیخ نے انتقال فرمایا تھا بعضو کا قول ہی کہ ملاقات ہوئی اور بموجب اوسکے فرمانے کے شیخ نجیب الدین فردوسی کے روبرو گیا اور مرید ہوکر خلیفہ ہوا شیخ شمس الدین مظفر بلخی اور شیخ بال الدین اودہی نے جسکا نام جمال قتال بھی ہی اس سے خلافت پائی اکثر اسکے ملفوظات اور تصانیف یادگار ہین او نمین سے اوسکے مکتوب نفس شکنی مین آزمودہ ہی بہار مین خوابگاہ ہی

شیخ جمال ہانسوی

ابو حنیفہ کوفی کے نسل مین ہی خطابت اور فتوی سے ہاتھہ اوٹھایا شیخ فرید گنج شکر سے ارادت لایا بلند پایگی پائی شیخ جسکو خلافت دیتا جمال مزید کی منظوری لیتا درصورت عدم منظوری کہا کرتا فرزند جمال کا چاک سینا ناممکن ہی واقعہ ہانسی خوابگاہ ہی ۔

شاہ مدار

لقب بدیع الدین کہ دمہ ہندوستانی اوسکی بزرگی بیان کرتے ہین شیخ محمد طیفوری بسطامی کا مرید ہی خلق خدا سے گریزان تھا اکثر اوسکا جامہ خوشبو خلق نہوتا اور دنیا سے نکلتا ہر دوشنبہ کو بار عام حاجتمندون کا ہوتا مقرر تھا کہ جب مردم آنے سے باز رہتے کوئی داستان چھیڑتا ۔

اوسی چھیڑ چھاڑ مین ہر ایک کا جواب دیتا جواب پاکر نمایش کنان راہ لیتے - ایسی ہی بہت
سی عجایب داستان بیان کرتے ہین سلسلہ مداریہ کا بھی موجد ہوا - مکن پور مین خوابگاہ ہی
ہر سال بڑے ہجوم کا میلہ ہوتا ہی ہر شخص رنگارنگ کی علم لیکر آتا اور نمایش کرتا - سلطان
ابراہیم شرقی کے عہد مین اکثر اوقات قاضی شہاب الدین اس سے پھر کر شرمسار ہوا -

شیخ نور قطب عالم ۱۲

شیخ علاء الحق کا بیٹا اصلی نام شیخ نور الدین احمد بن شیخ عمر اسعد ہی زادگاہ لاہور اپنے
باپ کا مرید اور خلیفہ ہی وہ شیخ اخی سراج کا خلیفہ تھا کسیقدر سوختگی مین والا رتبہ رکھتا تھا
جیسا کہ اکثر مکتوب اور رسایل اوسکے شاہد ہین شیخ حسام الدین مانکپوری اوسکا خلیفہ ہی
نشئہ ہجری مین رہگراے عالم بقا ہوا پنڈوہ مین خوابگاہ ہے

بابا اسحق مغربی

اسکا مولد دہلی ہی حاجی شیخ محمد کیمی کا مرید ہی چند واسطہ سے جنید کو پہونچتا ہی شیخ احمد کہتو کی تحریر کی
کہ اوسکے ہمراہی مین دہلی آیا اپنی پرانی نگاہ دکھلائی اور کہا بارہ برس ولیون کی دریوزہ گری کی ہی
اکثر بزرگون سے فیضیاب ہوئی اور بچھ کے شہر کیم مین شیخ محمد حاجی کی صحبت سے خلافت ملی
اور سلطان محمد کے زمانہ مین پھر دہلی آیا خواجہ معین الدین نے خواب مین فرمایا کہ کہتو مین عزلت گزین ہو آخر اسکی تعمیل کی

شیخ احمد کہتو

لقب جمال الدین واقع دہلی نشئہ ہجری مین پیدا ہوا یہ شخص وہانکے بزرگ زادون مین ہی بابا اسحق
مغربی کا مرید وخلیفہ ہی نام اوسکا نصیر الدین نیرنگی فلکی نے بنگاہ اصلی چھوڑایا بعد شدائد بابا اسحق
مغربی کی خدمت مین سعادت اندوز ہوا اور سلطان احمد کے عہد مین گجرات گیا اوز خورد و بزرگ
نے قبول کرکے اوسکی نمایش گری کی بعدہ سفر عرب وعجم کرکے اکثر بزرگون سے ملا سرکہنج احمد آباد خوابگاہ ہی

شیخ صدر الدین

ولد سید احمد کبیر بن سید جلال بخاری جو راجو قتال کے نام سے زبان زد روزگار ہی اپنے باپ سے مرید ہی اور خلافت پائی
اور اپنے بھائی مخدوم جہانیان او شیخ رکن الدین ابو الفتح سے بھی خلافت ملی سلطان فیروز اسکو نہایت دوست رکھتا تھا نشئہ مین جہان سے رحلت کی

شیخ علاء الدین محمد

نبیرہ شیخ فرید گنج شکر بن شیخ بدر الدین سلیمان از بس گزیدۂ ایزد شناسی والا رتبہ تھا بعد وفات سلطان محمد
نے گنبد تعمیر کرایا

سید محمد گیسو دراز

شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کا مرید و خلیفہ ہی صوری و معنوی سے آگاہی رکھتا تھا موجب ارشاد پیر کے دہلی سے دکھن آیا اور خورد و بزرگ نے قبول کیا ۸۲۵ھ مین واقعہ گلبرگہ آسودہ خواب فنا ہوا

قطب عالم

نام اسکا ابو محمد لقب برہان الدین ولد شاہ محمود بن سید جلال مخدوم جہانیان ہی ۷۹۰ھ مین تولد ہوا - اپنے باپ کا خلیفہ و مرید ہوا - اور شیخ احمد کہتو سے بھی خلافت پائی سلطان محمد کے عہد مین حسب فرمودہ پدر گجرات آیا معنی و صورت کی بزرگی پائی - ۸۵۷ھ مین عالم بقا کو سدھارا بتوہ احمد آباد مین مقام ہی اسکے گیارہ لڑکے تھے

شاہ عالم

نام سید محمد ولد قطب عالم شب نہم ذیقعدہ ۸۱۷ھ کو پیدا ہوا اپنے باپ سے ارادت پائی درجہ خلافت ملا و لایت پر چڑھا اسکے اکثر کرامات بیان کرتے ہین ۲۰ جمادی الثانی ۸۸۰ھ کو رسول آباد احمد آباد مین مدفون ہوا

شیخ قطب الدین

شیخ برہان الدین بن شیخ جمال ہانسوی کا بیٹا اور مرید و خلیفہ شیخ نظام اولیا کا ہی دنیا مین آتا اور نہ بادشاہون سے کچھہ لیتا تھا - سلطان محمود خود جاکر ہانسی سے دہلی لایا خوابگاہ اسکا ہانسی مین ہی

شیخ علی پیرو

مولانا احمد جامی کا بیٹا ہی صورت و معنی کی شناسائی حاصل کی اور حقائق کو مانند شیخ محی الدین کے گزارش کرتا تھا بہت سے آگاہی نامہ اوسکے یادگار ہین اور اکثر گم ہوگئے تھے -

سید محمد جونپوری

سید بڈہ اویسی کا لڑکا ہی فیضیات روحانیہ ہوا صوری معنوی پر چیرہ دست تھا شوریدگی سے دعوی مہدویہ کیا اکثر لوگ رجوع ہوئے اکثر خوارق اوسکے مشہور ہین آخر جونپور سے گجرات تک سر چشمہ مہدویہ جاری ہوا سلطان محمود اوسکی نیاز مندی مین اوٹھا زمانہ کی تنگ چشمی سے ہند مین نرہ سکا ایران مین گیا اور فرہ مین خوابگاہ ہی

قاضی خان

یوسف نام زاد بوم ظفر آباد ہی شیخ حسن طاہر جسکا لقب کمال الحق ہی اوسکا مرید و خلیفہ ہوا - اور وہ مرید راجی حامد کا ہوا جو شیخ حسام مانکپوری کا خلیفہ ہی علوم ظاہر و باطن سے آراستہ ہوا مرشد نے اپنی زندگی مین اپنے خلفا کو اوسکے حوالہ کیا اور ہنگام وفات اپنی کے اپنے فرزند عبد العزیز کو بھی اوسے سپرد کیا بتاریخ پانزدہم صفر کو آشوبگاہ دنیا سے سدھارا -

امیر سید علی قوام

زاد بوم سوانہ مرید و خلیفہ شیخ بہار الدین جونپوری شطاری کا ہی بعض کہتے ہین شیخ قاضی شطاری سے فیض پایا ہی اور بعض سمجھتے ہین کہ اونکی ایک خاندان سے نسبت ہی ۹۵۰ مین جونپور خوابگاہ ہوا

قاضی محمود

پوتر شیخ جا بلدیہ بن محمد گجراتی بہرپور مین پیدا ہوا اپنے پدر بزرگوار کا مرید ہی شاہ عالم سے خرقۂ خلافت رکھتا ہی عشق اوسکو گوارا ہوا تھا اور اکثر سخنان دلسوز کہتا گیارہ برس کی عمر مین فروغ حقیقی چمکا اکثر عجائب داستان اوسکی مشہور ہین جس سال کہ ہمایون بادشاہ بہادر گجراتی پر حملہ آور ہوا ۱۳ ربیع الآخر کو جان بجا کو سدھارا

شیخ محمد مودود لاری

بابا نظام ابدال کا مرید ہی مولانا عبد الغفور لاری کے پاس کسیقدر رسمی دانش اندوز ہوا - اور اکثر دریورہ دکھا اور غرایب علوم پر آگاہ ہوا عیانی اور بیانی مراتب خوب جانتا تھا اور عجایب علوم پر آگاہ تھا - اور شاہ نعمت اللہ اور شاہ قاسم انوار سے دوچار ہوا واقعہ رمضان ۹۲۶ مین فانی ہوا پانی پت مین مزار ہی

شیخ حاجی عبد الوہاب بخاری

شیخ جلال بخاری کے دو لڑکے تھے مخدوم جہانیان سید محمود سے ہی اور وہ نژاد سید محمد سے اور شاگرد سید صدر الدین بخاری ہی علوم ظاہری باطنی سے آگاہ تھا ۹۳۲ مین واقعہ دہلی آسودہ ہوا

شیخ عبد الرزاق

زادگاہ جھنجھانہ شیخ شاہ محمد حسین کا خلیفہ اور مرید ہی شیخ حسن طاہر کا فرزند ہی اول رسمی دانش حاصل کی اوسکے بعد منزل مقصود کو پہنچا ۹۴۹ مین واقعہ جھنجھانہ مین مدفون ہوا

شیخ عبد القدوس

نژاد حنفیہ سے اپنے تئین کہلاتا تھا - شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبد الحق کا فرزند ہی صوری معنوی دانش سے آگاہ ہوا کہتے ہین جنت آشیانی اکثر لوگون کے ہمراہ اوسکے مکان پر جاتے تھے اور اوسکی کارآگہی سے راضی ہوتے ۹۵۰ مین فوت ہوا واقع گنگوہ نزدیک دہلی خوابگاہ ہی -

سید ابراہیم

معین بن عبد القادر حسین کا بیٹا اور زاد بوم ایرج اور شیخ بہار الدین قادری شطاری کا مرید ہی ہر قسم کی دانش سے بہرہ یاب ہوا اور عمدہ کام مین بے مثال تھا سکندر لودی کے وقت مین دہلی آیا - شیخ عبد اللہ دہلوی اور میان لادن اور مولانا عبد القادر صالون وغیرہ اوسکی بزرگی کے معترف ہوئے ۹۵۳ مین واقع دہلی جان بحق ہوا

شیخ امان

نام عبد الملک لد عبد الغفور مرید شیخ محمد حسن ہی اور مرید کے اشارے سے شیخ محمد دولار سے دانش آموزی کی ۲ ربیع الآخر کو سنہ ۹۵۸ مین واقع ہوا تاریخی خوابگاہ میسر آیا

شیخ جمال

شیخ حمزہ کا بیٹا زاد بوم ہرسو مرید ہی اکثر بدر سے فیضیاب ہوا واقعہ دہرسو خوابگاہ ہی اب انجام اس داستان خضر و الیاس کے بیان مین ہی

خضر

اسکا نام ملیان ہی بن کلیان بن قانع بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح اور بعضی اوسکا نام کلیان بن ملکان کہتے ہین اور ملکان بن ملیان بن کلیان بن سمعان بن سام بن نوح بتلاتے ہین اور کنیت ابو العباس اور خضر اسوجہ سے کہتے ہین کہ پوستین سفید بیٹھا اسکی قدم کی برکت سے وہ سبز ہو گئی عہد موسی مین شہر انبت سے دو کوس کے فاصلہ پر پیدا ہوا اور بعضی کے نزدیک ابراہیم کے زمانہ مین اور چند لوگون کے گزارش کے موجب بعد مدت مدید کے اور شیخ علاء الدولہ عروہ مین ایسا لکھتا ہی کہ فراوان پیوند زناشوی کرے اور اوس سے لڑکے پیدا ہوین اور اونکے نام رکہے اور کوئی اوسکا کھوج نپاوے سو برس سات مہینے ہوئے ہر ایک کا ترک کیا اور کوئی لڑکا اوس سے نرہا اور بعنوان دلالی خرید و فروخت کرے اور سودا نہ جمع کرے دام اور گرو کرے اور کیمیا گری سے آگاہ اور عالم کے خزانون پر شناسا اور بموجب فرمایش ایزدی بیرونکے کام مین خرچ کرے اور ہرگز اپنے واسطے نہ باندھے نغمہ سے خوشوقت ہو اور ناچنے لگے۔ اور اکثر وقت روز و شب مدہوش رہے اور اس سے پیشتر پنج ہزار سال کے نئے سر سے برنائی پکڑتا اور قطب و ابدال سے صحبت رکہے اور نیایش کرے کہتے ہین کہ مدینے مین ایک روز کہ عشتربان لوگ آپسمین لڑ رہے تھے ایک پتھر خضر کے سر مین لگا اور ٹوٹ گیا اور سر بار الیلین سینے تین مہینے تک بیماری اوٹھائی اسکی پیغمبری مین اختلاف ہی اکثر اسکی طرف رجوع ہوئے اوسے پژوہش ذو القرنین مین آبحیات تک پہونچا اور لمبی چوڑی زندگانی پائی بعضے کہتے ہین کہ خضر و الیاس دونون نے آبحیات نوش کیا اور ایک گروہ اسکو روحانی کہتا ہی کہ جس صورت مین چاہے حاضر ہو اور انسان نہین جانتے ہین

الیاس

بن سام بن نوح عم جد خضر اور چند لوگ اوسکے باپ کا نام یاسین بتلاتے ہین بعضے یشے اور بعض اور کچھ کہتے ہین بعض یون کہتے ہین کہ ولد قیحاص بن عزار بن ہارون موسی اسکی بھی پیغمبری مین اختلاف ہی قطب و ابدال اور خضر اسکے روبرو شاگردانہ نیایش گری کرتے ہین دراز قامت بزرگ سر کم گو بسیار اندیشہ صاحب وقار و ہیبت اور انبیا کی حقیقت سے آگاہ کہتے ہین کہ یاوری دین موسوی لیے آیا اور زمنوی باشندگان بعلبک مین نابود ہوا جب کہ موعظت سے سود و بہبود ہوا اپنے رہائی کی خدا سے طلب کی وہ قبول ہوگئی ایکروز الیسع بن خطوب کے ہمراہ کسی پہاڑ پر گیا تہا آتشین گھوڑا مع ساز کے نمودار ہوا۔ الیسع کو اپنا قایم مقام چھوڑ کر خود اوسپر سوار ہو کر نظر سے اخفا کیا۔ اکثر شکر نگاری ان دونون کی بیان کرتے ہین۔ پس اولین اکثر خشک زمین پر روان ہوا اور آخرین دریا کنارے پر۔ اور بعض اسکے خلاف کہتے ہین۔ اور ہر ایک کے ہمراہ دس دس نفر گزیدہ ہین اور باہم صحبت رکھتے ہین اکثر فرزانے ان زندگی کے قایل ہین بعض ہوشیار انکی ہستی پر نہین میل کرتے الیاس سے قبض اور خضر سے بسط طلب کرتے ہین

ذکر احوال مؤتمن الدوله شیخ ابو الفضل بعبارت او که خود در پایان کتاب آئین اکبری نوشته

راقم شگرفنامه را چنان در سر بود که پاره از احوال آبای قدسی و لختی از نیرنگی اطوار خود نوشته رساله جداگانه سرانجام دهد و مایه عبرت دیده وران دوربین گرداند لیکن شغل گوناگون خامه نوشتن این کتاب الهی مرا از همه باز داشت درین اثنا پیام آرای غیبی چنان گزارش نمود که هنجار روزگار تاب این ندارد که فهرست جرائد شگرف اطوار بر فراز تحریر نشاید سزاوار وقت آنست که لختی ازان درین اقبال نامه برگویم و در چند جا بندی گزارده گردیده بندی نگارد و بدین نوید قدسی برخی ازان نیز نوشت و دلی خالی کرد ازانجا که نسب آرا شدن از تهیدستی باستخوان نیاکان بازرگانی نمودن و کالای نادانی ببازار آورد نست و از شوریده مغزی بهنر دیگران بارش نمودن و آهوی خویش نادیدن نخواست ازان مطری برطراز دو افسانه گزاری کند درین باره دیو لاخ پاینده سلسله بجائی برسد و آبیاری انتساب صورتی در نزهت گاه معنی بکار نیاید مثنوی ؛ چون باوان در بند پدر باش ؛ پدر بگذار و فرزند هنر باش ؛ چو دود از روشنی بود شناسند ؛ چه حاصل زانکه آتش راست فرزند ؛ در محاورات روزگار نسب را تخمه و نژاد و ذات اشال آن تعبیر نمایند و از ابعالی و سافل پدید گردند هشیار آگاه دل داند که این بدان بازگردد که از آبای مبانی او یکے بفرونی دانش ناهرپایشناسای حقیقت چهره دستی یافته و بنام لقب یا حرفه یا مسکن شهرت گرفته و گرنه عامه که مردم زاد را از فرزندان آدم صفی شمرند و بگفتگوی داستان گزاران دل نهاده احتمالی دیگر راه ندهند ظاهر که درین معامله از دوری راه خود را از پا اندازند و بدان گوهر گرامی اعتبار نگیرند پس چرا سعادت گزین بیدار دل بدین افسانه بخواب رود و بران تکیه زده از حقیقت پژوهی دست باز گیرد پسر نوح را از ایزد شناسی بهره نبود و آبراهیم خلیل الله را از بت پرستی اصل کدام زیان **بیت** بندهٔ عشق شو و ترک نسب کن جامی ؛ که درین راه فلان ابن فلان چیزی نیست ؛ لیکن بسر نوشت آسمانی در رسمیان صورت پرست افتاده با طائفه برآمیخته که نسب را بر حسب گزینند ناگزیر لختی ازان برگوید و مایه ... برای آن گروه گستر د ؛ ؛ ؛

ذکر نسبت

شمارهٔ آبای کرام ذات این درازست چگونه گرامی انفاس را بنایدیت رفت بفرود شد برخی در لباس ولایت و گروهی در علوم رسمی و طائفه در زی امارت و جمعی بر معامله گزاری و طبقه در تجرد و تنهائی بسر برده انداز در بارگاه زمین یمن وطنگاه این والا نژادان بیدار دل بوده شیخ موسی پنجمین جد را در مبادی حال رسیدگی از خلق

روی داد ترک خانمان کرده غربت گزید و بهمرهی علم و عمل معمورهٔ جهان را بپای غربت در نوشت در مایهٔ
نهصد و نه در قصبهٔ ریل که نزهتگاه بهشت از بیوستان بسر نوشت آسمانی عزلت گزید و از پیوند دوستی گذشتهٔ
حقیقت پژوه که خداشناس است اگرچه از صحرا بشهر آمد لیکن از تجرد به تعلق نشتافت بر همان نمط آگهی بود انفاس گرامی
در آویزش خویش بکار بردی و زندگی بی بدل را در پیراستن نقش بوقلمون مصروف گردانیدے و فرزندان
و نیاپیر سعادت پیرایه و آئین او بوده خرسندی داشتند و دانش عیانی و بیانی می اندوختند در عنفوان
مایهٔ عاشر شیخ خضر را آرزوی دیدن برخی اولیای هند و رفتن بدیار و دیدن الوس خود بسفر درآورد و با
چندی از خویشان و دوستان بهند آمد بشهر ناگور میر سید سید یحیی بخاری اچی که جانشین مخدوم جهانیان بودند
و از ولایت معنوی بهره وافر داشتند و شیخ عبدالرزاق قادری بغدادی از اولاد گرامی اسوهٔ اولیای بزرگ
سید عبدالقادر جیلی و شیخ یوسف سندی که سیر صورت و معنوی فرموده بودند و بسا کملات حقیقی فراهم آورده
در گذرگاه و راهنمائی خلق بسر بردی و جهانیان از راه آوردها و ذخیره‌ها بر گرفتی از گرمخوئی و دلجوئی این بزرگان
کارآگاه و از خاک دامنگیر بنگاه روزگار خورده رنگهای غربت توطن گزید در سال نهصد و یازدهم هجری شیخ مبارک
از نزهتگاه علم بعین آمد و طیلسان هستی پرورش گرفت به نیروی دم گیرا در چهار سالگی لوامع آگهی پرتو انداخت
انوار الهی روز افزون چهره افروخت و در نه سالگی سرمایهٔ سترگ پیدا کرد در چهارده سالگی علوم متداوله اندوخت
و هر علمی متنی یاد گرفت اگرچه عنایت ایزدی قافله سالار آن بیدار بخت بود و نکوئی بسیاری بزرگان در یوزه
فرمودی لیکن در ملازمت شیخ عطن بیشتر بسر بردی تشنگی باطن از آموزش او افرمودی شیخ ترک نژاد بست
صد و بیست ساله عمر یافت در زمان سکندر لودی در آن شهر وطنگاه ساخت و در خدمت شیخ سالار ناگوری
پایهٔ والای شناخت بدست آورد و شیخ در توران و ایران دانش اکتساب فرموده بود القصه شیخ خضر بصوب
سند یا نگرید همگی اندیشه آن بود که برخی نزدیکان را از آن بلاد رخت باین دیار آورد روزگار در سفر سپری شد
و در حدود ناگور قحطی سترگ افتاد و وبای عام نفرت انگیخت غیر از مادر و الد همه را روزگار سپری شد پدر بزرگوار
بمولد عزیمت جهان گردی از خاطر نورآگین سر بر زدی و دیدن بزرگان هر سرزمین در یوزهٔ فیض ایزدی نمودن
بر جوشیدی لیکن آن کدبانوی خاندان عفت رخصت نداد و سرگشتی در خاطر سعادت منش نبود در این کشاکش با طن
بملازمت شیخ فیاضی بخاری قدس سره پیوستند و شورش دل افزایش گرفت آن پیر نورانی را آغاز آگهی
نظر بیگانه بند ایزدی افتاد در روشنی دل و سعادت جاوید روزی شد در یوزهٔ ارادت و گزیدن روشنی معین نمود
پاسخ یافت در این نزدیکی را بر فراز هدایت بر می آرند و بر هنمائی جویندگان آگهی نام زد میکنند عبدالله نام دارد
گرامی لقب او خواجهٔ احرار خواهد بود انتظار آن هنگام نماید و آئین او برگزیند خواجه در آن هنگام آبله پای عرصهٔ

نگاپو بودند و در جست و جوی جان داروی حقیقت دوا دو داشتند چون وقت کار رسید و بدان پایهٔ
والا سرفرازی یافت تلقین خداپژوهی از و برگرفت گمنامی را خلوت او فرمودند و تعینی پیشهٔ او مقرر شد
در سخنان خواجه هر جا که بدرویشی تعبیر میرود این یگانهٔ آفاق را میخواهند قریب چهل سال در دیار خطا بسر برد
و در دشت و کوه عشرت تنهائی اندوخت صد و بیست سال عمر گرامی رسیده بود و آثار گرمی در روی هم چنان
افزایش داشت شبی پدر بزرگوار با چندی دران مصر ولادت بچندی از خدابینان سعادت پذیر داستان حقیقت
میگفت و به بسا نکات دل افروز بر فراز ظهور می آمد ناگاه آوازهٔ آهی بگوش رسید و بارقهٔ آگهی بدرخشید هر چند اندیشه
رفت نشان نیافتند روز دیگر بتگاپوی سخت و جستجوی بسیار روشن شد که در خانهٔ کالای آن بزرگ معنوی
عزلت گزین است از نور ارادت او زبانی بر آسود و خاطر از هرزه گرائی باز آمد پیوسته چهار ماه سعادت می افزودند
و بنظر اکسیر او بروز افزون غباری میگرفتند دران نزدیکی سفر تقدس پدید آمد و دل را بگوناگون حقائق بر آمود و به تنهائی
جویندگان حقیقت اشارت رفت و بخوشدلی و فارغبالی رخت هستی بر بستند و دران نزدیکی نقاوهٔ دودمان عصمت
که تربیت پدر بزرگوار فرمودی ازین خاکیان فنائی رو در پوشید و حادثه با نیو قرت انداخت پدر بزرگوار تا تمکین
تجرد بصوب دریای شور گام همت برداشت همگی بسیج آن بود که راه چهار دیوار معمورهٔ عالم پیموده آید و از گروه
گروه مردم بخشش فیض برگرفته شود در احمد آباد گجرات بوالا پایه نحاریر پیوستند و دانش های تازه آگهی آوردند و در
هر فن بزرگ سند عالی بدست آمد در آئین مالک و شافعی و ابوحنیفه و حنبل و امامی گوناگون دریافت اصولاً
و فروعاً هم آوردند و تگاپوی سخت پایهٔ اجتهاد در نمود اگرچه باقتضای نیاکان بزرگ بروش ابوحنیفه انتساب
داشتند لیکن همواره کردار را با جوهر آرایش دادی و از تقلید بر کناره بندگی دلیل کردی و بدانچه نفس او شوا آید
بر گرفتی و آن سعادت منشی فروزش ستارگی از علم ظاهر بحقایق معنوی گذاره شد و نزهتگاه صورت رهنمای ملک
حقیقت گشت اسالیب تصوف و اشراق برخواندند و فراوان کتاب نظر و نالهٔ دیده الهیهٔ بخشند خاصه حقایق شیخ عربی
و شیخ بن فارض و شیخ صدر الدین قونوی و بسیاری اصحاب عیانی و بیانی نظر عاطفت انداختند و نصرتهای
بی اندازه ردی داد و در روشنهای بو العجب روشنی افزود و از جلایل نعم الهی آن که بملازمت خطیب ابوالفضل
کازرونی شرف اختصاص یافتند و او از قدردانی و آدم شناسی بفرزندی برداشت و با موزگاری گوناگون
دانش همت گماشت مراتب تجرید و بسیاری غوامض شفا و اشارات و دقائق تذکره و مجسطی راند کار
فرمود سر البستان حکمت را طراوتی دیگر پدید آمد و زهاب بینش را روان پایهٔ دیگر افزود و آن فرو هیده مرد خرد پژوه
بسعی فرمان روایان گجرات از شیراز بدین دیار آمد و بستان شناسائی را فروغی تازه آورد گرز گروها گروه دانشوران
روزگار در یوزهٔ آگهی کرده بود لیکن در علوم عقلی شاگرد مولانا جلال الدین دوانی است جناب مولوی نخست

نزد والد خود اوایل مقدمات را اندوخت و پس از آن در شیراز بدرس مولانا محی الدین اشکبار و خواجه حسن شاه بقال بدانش
آموزی نشست و این دو بزرگ از سرآمد تلامذه سید شریف جرجانی اند و لختی در دبستان مولانا همام الدین گلناری
که بر طوالع حاشیه مفید دارد آمد و رفت نمود و چراغ دریافت افروخت و از بخت رهنمونی او را کشش های غریب
روی داد و کتب حکمت را بنظر رسید و مطالب آنرا بشیوا زبانی آرایش داد و چنانچه تصانیف او بیان دلالت
کند و هجرت گزید و هم دران مدینه فیض پدر بزرگوار از شیخ عمر تتوی که از اکابر اولیای زمانه بود سعادت ملازمت
روی داد و آن گوهر شب افروز دستگاه ارجمندی تمام یافته آئین بزرگ منشی و سترگ دانائی را بطرز گرد به تلقین
فرمود و بسیاری پاسبانی سلاسل را از سطاریه و طیفوریه و چشتیه و سهروردیه دریافته فیض پذیر آمدند و هم دران
شهر مبارک بصحبت و هم کیشی شیخ یوسف که از هشیاران سرمست و ربودگان آگاه دل بود رسیدند و سرمایهٔ
دیگر آگهی اندوختند همواره مستهلک دریای شهود بودی و هرگز اولی از آداب عبودیت از دست نرفتی از برکات
گرامی صحبت در آرزوی آن شدند که نقوش علمی از ساحت ضمیر سترده آید و دست از رسمیات باز داشته
محو جمال مطلق گردند آن خوانای رموز صفوت کده دل شناسا شده از آن عزیمت باز داشت و بر زبان گوهر بار
گزارش نمود سفر دریا را در بسته اند بصوب دار الخلافه آگره گام طلب باید زد و اگر در انجا کار نگشاید قدم بصوب
توران و ایران بر داشت و هر جا که اشارت رود فرمان در سلسله رحل اقامت انداخت و علم رسمی طیلسان
احوال خود گردانید بدین اشارت همایون غره اردی بهشت سال چهار صد شصت و پنج جلالی مطابق چهار شنبه
ششم محرم نهصد و پنجاه در مصر سعادت دار الخلافت آگره حرسها الله تعالی عما یکره نزول صوری فرمودند در آن
معموره دولت بشیخ علاء الدین مجذوب که بر صفائح قلوب و خفایای قبور آگاهی داشت اتفاق صحبت افتاد ایشان
از ان مستی بهشیاری آمده فرمودند فرمان ایزدی چنانست که درین شهر اقبال توقف افتد و ترک گردش نماید
گزین نویدها رسانیدند و خاطر سفر گزار را آرامش بخشیدند بر ساحل دریای جون در حویلی میر رفیع الدین صفوی ایجی
فرود آمدند و از دودمان قریش که با علم و عمل آراستگی داشت نسبت تاهل روی داد و بدان مرزبان محله آشنای همدستی
کشید و آن دانای حقیقت آمود مقدم این نو باوه شناسائی را مغتنم شمرده بگرم خوئی و کشاده پیشانی پیش آمد
چون اسباب ثروت فراوان داشت چنان خواهش فرمود که بدان لباس در آیند از رهنمونی ستاره و یاوری
توفیق نپذیرفتند و آستانهٔ توکل و خدایگان همت بی نیاز برگزیده بمراقبه درونی و مباحثه بیرونی پایهٔ سعادت
افزودند میر از سادات بزرگ حسنی الحسینی اند لختی حال نیاکان او در مصنفات شیخ سخاوی مذکور اگرچه وطنگاه
ایشان قریه ایک شیراز است و از دیرباز سر حجاز شاید و همواره یکچندی درین دو جای بسر بردند و هنگامه افاضت و استفاده
گرم دارند اگرچه معقول و منقول را در پیش نیاکان قدسی نهاد اندوخت لیکن تلمذ مولانا جلال الدین دوانی

جای دیگر یافت و در جزیرهٔ عرب انواع علوم نقلی از شیخ سخاوی مصری قاهری تلمیذ شیخ ابن حجر عسقلانی برگرفت
و چون در نهصد و پنجاه و چهار رخت بمنزل قدسی کشید والد بزرگوار ملتزم زاویهٔ خود شد همواره بشست و شوی باطن
و پاکیزه داشتن گوهر ظاهر همت گماشت و بکارساز حقیقی روی نیاز آورده و بدرس گوناگون علوم اشتغال فرمود و گفتگوی
پاسبانی راز روپوش حال گردانید و خواهش راز بان اژدها وش بر از اهل ارادت گروهی احتیاط گزین سعادت
آموز اگر معلومی برسم اخلاص آوردی لختی پذیرفتی و قدر درپایست برگرفتی و دیگر مردم را معذرت گفتی و دست همت
بدان نیالودی یکچند مدتی نشستگاه او پناه دانشوران و جای بازگشت بزرگ و کوچک آمد از حسد انجمنها برساختند
و از دوستی خلوتها آراستند نه از نخستین اندوه راه یافتی و نه از پسین شادی شیرخان و سلیم خان و دیگر بزرگان در مقام
آن شدند که وجوه سلطانی چیزی برگیرند و تولی درخور قرار یابد از آنجا که همت بلند بود و نظر عالی سرباز زد و پیرایهٔ افزایش
منزلت نگشت چون رهنمائی مردم در نهاد سرشته بودند از درگاه قهرمان راستگزاری داشت و اشارهٔ اولیای زمان
یاور و مهربانی هواداران روز افزون همواره پایندگان مجلس و جویندگان آگهی بده گوی فرمودی و برخوهای تباه مردم
سرزنش کردی ظاهر پرستان خویشتن دوست رنج زده گشتی و اندیشهای ناسزا نمودی چون پیچ پیچ هنگامه آرائی در سویدای
ضمیر نبود عزیمت معرکه گیری و دوکان داری پیرامون خاطر نگشتی نه در حق بهرای و نکوهش بدکاران تخفیف رفتی
و نه بیچاره سگالی رسیدگان پرخاش جوی توجه برگماشتی و باین معنی ایزد بیهال دوستان حقیقت منش و فرزندان
سعادت گزین کرامت فرمود اگرچه همواره در گفتگوی علمی گرامی اوقات گذارش یافتی لیکن در زمان افغانان دانشهای
حقیقی کمتر به بیان آمدی و چون بار دیگر رایات جهانبانی جنت آشیانی بتازگی هندوستان را فروغ بخشید چندی تورانی
و ایرانی بدبستان آن شناسای رموز انفسی و آفاقی پیوستند و انجمن دانائی را رونقی دیگر پدید آمد و تشنگان
خشک سال تمیز را سیرآبها لبریز شد و ره سپاران اندیشه گرا در نزهتگاه آرامش جا گرفتند هنوز هنگامه گرمی پذیر
بود که چشم زخمی رسید و همیون دست چیرگی برگشاد و نیکان روزگار بگوشهٔ خمول در شدند و سفر ناکامی پیش گرفتند
پدر بزرگوار از نیروی دل درهمان زاویهٔ عزلت ثبات پای فرمود از تائید ایزدی همیون کاردیدگان را فرستاده
معذرت خواست و از سفارش آن حق سگال بسیاری از تنگنای غم بنزهتگاه شادی درآمدند نخستین در سال
جلوس شاهنشاهی بر اورنگ خلافت چنانچه سپند بر دولت افروزند و دفع عین الکمال انگارند قحط سالی سترگ
پدید آمد و گرد تفرقه بلندی گرفت آن معموره خراب شد و غیر از خانهٔ چند اثری نماند و بای تمام ان و شورشی
بی اندازه بر جهانیان آسیب رسانید در اکثر بلاد هندوستان این تنگدستی و جان گرائی بود ملکان بیرون روشن ضمیر درینها
زاویهٔ قدسی پای همت افشرد و گرد فتوری بران صفوتکده ننشست راقم شگرفنامه دران هنگام در سال پنجم بود
و نیز آگهی چنان پیش طاق بینش می یافت که شرح آن بکالبد گفت درنگنجد و اگر درآید به تنگنای شنوائی زمانیان

درنشود و این سانحه سنگ بخاطر دارد و آگهی دیدوران دیگر معاصران سختی روزگار خاندانها برافگند و گردها گروه مردم
فروشده ندران کاشانه هفتاد کس از ذکور و اناث و خرد و بزرگ مانده باشد ـ اخوان روزگار را از فراخی حال و نشاط
درویشان حیرتها افزودی و کیمیاگری و سحرطرازی گمان بردی گاه یک سیر غله بهم رسیدی آنرا بدیگهای سفالین
جوشاندی و آب تفسیده بدین مردم قسمت یافتی و شگفت تر آنکه غم روزی دران منزل نبود و بجز اندیشهٔ پرستش
ایزدی چیزی بخاطر راه نیافتی و جز محاسبهٔ نفسانی و محاسبهٔ اسفار حقیقت شغل دیگر نبود تا آنکه رحمت ایزدی
بر همگنان تافت و در حالی سترگ چهرهٔ شادمانی برافروخت ماهچهٔ رایت شاهنشاهی پرتو انداخت و جهان را
بمعدلت روزافزون روشنائی بخشید بارگاه خرد در تابش آمد کالای آگهی راهای بزرگ نهادند فنون حکمت
و انواع دانش درمیان شد و بنیانهای تازه رو درا ست و بدهای بلند و دریافتهای گزیده پیدائی گرفت و گوناگون
مردم از خزینهٔ عقل فواید بیکران برداشتند و خلوتکدهٔ آن نورانی سرشت مجمع دانایان هفت کشور آمد و سخن بلندی گرا
شد حسدهای افسرده برافروخت و ناتوان بینی بدگوهران افزایش یافت و او در آئین خویش سرگرم بوده راه رسم
سپردی و برفزون خواست نشسته راه دربایست نشناختی و مردم گم گرد از کوتاه بینی بیتاب شده راه افترا سپردند
بیشتری بگروه مهدویه پیوند دادی و از گفتار پریشان داستانها پرداختی و ساده لوحان روزگار را براغالیدی
و بخیال تباه بدل آزاری نگادو نمودی همگی دست آویز تباه سیجی ایشان شیخ علائی ست گروهی در سند باشد
میر سید محمود جونپوری را مهدی موعود شمرند و دران مبالغه نمایند با علم و عمل و تهذیب اخلاق چندین نصوص را فراموش
کرده درین مذهب غلو نمایند و در زمان سلیم خان شیخ علائی نام جوانی با آراستگی ظاهر و باطن بدین ورطه افتاد و دران
مصر سعادت نخستین بمناسبت انزوا و اختیار تجرد و بدیدن پدر بزرگوار آمد فتنه اندوزان بهانه جو از زبان هرزه
سرائی و انشد و سرمایهٔ گفتگو پدید آمد علمای زبان که نادان دانش فروش و زهرگیا نوش نما اند بکین او برخاستند
و بر گسیختن پیوند عنصری هنگامها آراستند و مجلسها درست کردند پدر بزرگوار بدیشان موافقت نمود و عقل و نقل را
معاضد ایشان نیافت در پیشگاه مرزبان هندوستان معرکه آراستند و باندیشهٔ تباه خویش را کوششها سپردند
مسند آرای حکومت دانش منشان روزگار را فراهم آورد و در جست وجوی حکم شرعی تکاپو نمودند پدر بزرگوار را نیز دران
انجمن طلب داشتند چون سخن از ایشان پرسید خلاف حرف سرایان جاه طلب پاسخ دادند ازان روز کمر کین بسته
بدین آئین متهم گردانیدند و درچنین معامله که وجود مهدی از حرجا دست بمحض عناد چندان کوشش نمودند که کار او
سپری شد و برخی بدگوهران آئین شیعه را کنون ضمیر پنداشته راه نکوهش سپردند و ندانستند که شناسائی
دیگرست و پذیرائی دیگر درین هنگام یکی را از سادات عراق که یگانهٔ زمانه بود و علم را با عمل مقرون راستی و گفتار را
باکردار یکتائی بخشیدی دامن آلود تهمت گردانیدند و از توجه شاهنشاهی دست بدامن او نمیرسید روزی در محفل

همایون گزارش یافت که پیش نمازی میر روا نیست چه هرگاه گواهی او مردود باشد اقتدا را چگونه سزاوار بود
در روایتی چند از حنفی نامهای باستانی باستشهاد آورد که اشراف عراق را شهادت نتوان شنود و کار
بر میر دشوار شد چون رابطهٔ اخوت داشت حقیقت را باز نمود پدر بزرگوار به سخنان هوش افزا
فرموده تسلی دادند و بر گفتگوی بدسگالان دلیر گردانیدند و پاسخ آن نقل چنان به زبان گوهر آمود
گذشت که معنی آن روایت نفهمیده اند آنچه در کتب حنفی ازین باب در نقل آورده اند عراق عرب مراد است
نه عراق عجم چندین جا بدین معنی تصریح رفته و نیز تمیز نکرده اند در میان اشراف و اشراف و اشراف و آن
عبارت از امرا و کشاورزان و امثال آن باشد سوم اوساط و آن را در محترفه و اهل بازار منحصر دانسته
چهارم اراذل که بپایهٔ اینان نرسند ماجان و هرزه گردان و هر یک را باوافراه جداگانه نگاشته اند یا هنگام
نیکوئی چسان سلوک رود و کیفر بدکرداری هر کدام چگونه بود و الحق اگر هر بد کننده را یکسان مالش نمایند از
شاهراه معدلت یکسو کرده باشند میر ازین آگاهی بنالید و گوناگون نشاط اندوخت و از برای پاکدامنی خود
و نابشناسائی حال بدگوهران نگاشته شیخ بنظر در آورد و آن خیره رویان هرزه سرا در گو حیرانی افتادند
و چون معلوم شد که از کجا برگرفته افروزینه حسد ساختند و مثل این بادریها چند بار بر ملا افتاد و سرمایهٔ شور بین
ناحقشناسندگان شد سبحان الله با آنکه گروها گروه مردم تعین دارند درین که هیچ کیشی نه اینچنانست که یک امر
خلاف واقع ندارد و نه این چنین بطلان آمود و بدین معنی اگر یکی از شناسائی در مسئله بر خلاف آئین خویش تحسین
نماید بسر آن نرسند و بکین آن خیره پس از ورای سخن ازان نکوهش باز بتشیع منسوب گردانیدند لیکن از
حمایت الهی بدگوهر را پیوسته گردش مساری به پشتی و تشویر زده پامال غم گشتی و از بدگوهری و نابینائی
عبرت نگرفتی و بر همان بدسگالی حیله اندوختی تا آنکه نیرنگی زمانه و بوالعجبی روزگار نقشی شگرف در میان آورد
و تفرقهٔ سترگ چهرهٔ عبرت افروخت سال چهاردهم الهی مطابق نهصد و هفتاد و هفت (۹۷۷) هلالی پدر بزرگوار از
گوشهٔ انزوا بر آمد سختیهای غریب روی آورد لختی ازان بر نویسد و عبرت نامه بر گوید اگر چه همواره از زنبور خانهٔ
حسد شورش داشت و مار سوراخ دشمنی در جوش و شب چراغ دوستی بی فروغ و نیکان روزگار دل در یکدیگر
بسته و در بیگانگی باز کرده بودند چنانچه ایمای گزارش یافت لیکن درین هنگام که پایهٔ دانش بلندی پذیرفت
و بزرگان روزگار در تلمذ پا افشردند و هنگامهٔ مردم گرمی پذیرفت و پدر بزرگوار بر آئین خویش خوبهای نکوهیده
بر شمردی و دوستان و نیکوخواهان را ازان باز داشتن علمای زمانه و مشایخ روزگار که ذات خجسته را
مرآت عیوب خود دانستی به تباه سگالی و چاره اندوزی نشستند و خود را بیمار هیچ اندیشهای تباه یافتند
و با خود در میان آوردند اگر انموذجی دلنشین شهریار عدالت پژوه گردد کهن اعتبارهای ما را چه آبرو

خواهد ماند و انجام کار بر کدام حال انجامیده قرار یابد پامال هم و اندوه شده بکین توزی نشستند و به بهتان سرایی
گام فراخ برداشتند و بدستان گدازی و حیله اندوزی بسیاری نزدیکان عتبهٔ همایون را بگفتارهای فریب‌آلود
از راه بردند بعضی بدگوهر را بپیرایهٔ تعصب و بینی افروخته بشورش درآوردند اگرچه از دیرباز طور ناستوده
همین بود لیکن در هر زمانه بهادری حق گذاران سعادت آمود بیازار جوش بدگوهران پراگنده شدی درین هنگام
آن گروه راستی پیشه درست پیوند دور تر شدند و آمد حرف سرایان بزم همایونی بکین آرایی نشست
تباه سرشتان بی آزرم و دیوزادان ناپارسا گوهر قابو یافتند پدر بزرگوار بمنزل دوستی الهی تشریف برده بود
و من سعادت همراهی داشتم آن رعونت فروش غرور افزا نیز دران انجمن حاضر شد و حرف سرایی پیش گرفت
مرا مستی دانش و شباب در سر بود از مدرسه بمعامله گامی بر نداشته در پی صرفه گویی او مرا زبان گشودن سخن را
بجایی رسانید که او بخجالت رفت و نظارگیان بحیرت فرو شدند از آن روز بانتقام بی دانشی همت گماشت
و آن گروه گسسته امید را نیز ترگردانید و پدر بزرگوار از کید اینان فارغ و من در مستی آگهی بی خبر نخستین آن بدبینان
دنیاپرست بآیین سالوسیان بحق گذاری و دین آرایی نشسته انجمن‌ها ساختند درون از زمستان
شب خور گروه بسیاری را به بیغوله جای نیستی فرستادند هرگاه خدیو عالم در خیرسگالی و نیک اندیشی معامله
بینش و دانش و داد در راه یکرهی نیکو ظاهر گذاشته باشد و خود طیلسان بیتوجهی بر دوش گرفته حق گویان
راستی منش را بازار کاسد باشد و دیو گیتیان را دانش ناراست رود بزرگان دولت بان هشت حیله دار
باشد و تعصب را روز بازار جا آن است که خاندانها برافتند و ناموس‌ها تمام تباه گردد درچنین نابهنگام که بدگهران
تباه کار و نکویی نام برداشته نمانند عربدی که بدوشیزگی فروشند و عبر زن برآید و دنیاداران نے عزام
در چیره دستی و تنگ چشمان دل کور یک روبین و دوستداران هواخواه دور دست راست گذران گنج نشین
و هنگامه گشتش سبک دینان گرم و زن با یکدیگر انجمن زارگوی ساختند و پیمان دل آزاری تازه گردانیدند
از دوریان ده دله و هاروت سیه حال افسون نیرنگ را که از روباه بازی در انشگاه پدر بزرگوار به نیکویی خریده
بودند با آن گروه ناراست یکرویی و یکتایی داشت پیدا کردند و افسون خدا آزاری و افسانهٔ بیهوشی برخوانده
نیم شبی فرستادند آن شعبده کار نیرنگ ساز دران تاریک شب با دلی لرزان و چشمی گریان و رنگی شکسته و
رویی دژم بخلوت کدهٔ مهین برادر شتافت و بطلسمات آن ساده لوح را بی آرام ساخت و آن ناشناس
مکر و فن را از جا برده خلاصهٔ سخن آنکه بزرگان زمانه از دیرگاه دشمنی دارند و کم عیاران ناسپاس بی آزرمی امروز
قابو یافته هجوم نموده اند دستیاری ارباب علم را شهود و برخی را مدعی قرار داده برای تشخیص مفتریات بیانهای
شایسته برانگیخته همه دانند این مردم را درگاه مقدس هیچ نه محل اعتبار است و برای گرم بازاری درجه سرفرازم مردم را از میان برداشته‌اند

مبادا فرو شود و کار از علاج گذرد اکنون رای آنست که بهمین زمان شیخ را نیز آنکه سمی الهی باید بگوشه برند
و روزی چند برکناره باشند تا دوستان فراهم آیند و حقیقت حال بعرض همایون رسد آن نیک ذات را
واهمه فرو گرفت و بصد بیتابی بخلوتگاه شیخ رفت و ماجرا گذارش نمود فرمودند هرچند دشمنان
چیره دستی دارند ایزد بیهمال آگاه و بادشاه عادل بر سر دانایان هفت کشور حاضر اگر نشستی گروه بد دین
و دیانت را بدستی حسد نه آرام داشته باشد درست پیمائی بر جای خود است و پرستش را در نه بسته اند
و نیز اگر سرنوشت ایزدی برآزار ما رفته است اگرچه برآیند آسیبی توانند رسانید و شاه کاری نیارند با جهت
و هیچ گونه گزندی بما نرسد و اگر خواهش آن جهان آفرین برین است ما نیز گشاده پیشانی و تازه روئی
نقد زندگی را می سپاریم و دست از جان سختی باز میداریم چون عقل ربوده بودند و غم افزوده حقیقت طرازی
را افسانه سرائی و شورانگیزی را سوگواری دانسته حرف برگشاد که کار مقابله دیگر است و داستان تصرف
دیگر اگر نمیروند من خویشتن را بهمین زمان قصد میکنم دیگر شما دانید من خود باری روزگار ناکامی را نه بینم
از پیوندپذیری و عاطفت ابوت پذیرای خواهش شدند نفرمودند آن پیر نورانی من نیز بیدار شدم ناگزیر
دران تاریک شب این سه تن پیاده برآمدند نه راهبری معین و نه رفتار پای استوار پدر بزرگوار در نیرنگی تقدیر
بوده خموشی داشت و میان من و برادر که در کار ملک و شغل معامله دران هنگام ناواقف تجربی از خود گمان
نداشت گفتگو شد در پناه جا سخن رفت هرگاه او پیدا میساخت من پاسخ میزدم و هرگاه من بر می شمردم او رد
میفشاند **ابیات** دشمنان دست کین برآورده اند ٭ دوستی مهربان نمی یابم ٭ یک جهان آدمی همی بینم
مردمی در میان نمی یابم ٭ هم بدشمن درون گریزم زانکه ٭ یاری از دوستان نمی یابم ٭ ناگزیر بهزاران تکاپو
بخانه یکی از مردم که حقیقت منشی او یقین برادرم بود و من ناشناسای هیچ وجود زیان کار عنصری باز آمد
را گمانی بهم رسیده شد او را از دیدن این بزرگان آسوده روزگار دل از جا رفت و از برآمدن پشیمان
شد و برود در ماند ناگزیر جائی برای بودن اختیار کرد چون دران شوریده مکان رفته شد پریشان تر
از خاطر او بود شگرف حالی پیش آمد و طرفه اندوهی سراپای دل گرفت همین برادر در من آویخت
که با وجود فزون شناسائی غلط رفت و تو بدان کم اختلاطی درست اندیشیدی اکنون چاره کار چیست
و راه اندیشه کدام و دم آسایش کجا توان برگرفت چنان پاسخ دادم هنوز هیچ نرفته است برگشته بزاویه
خود باید رفت و مرا نایب سخن گردانید امید که طیلسان رهبانیان داشته آید و کار سربسته گشوده گردد
پدرم آفرین نموده بدین سخن گرویده برادر بر همان آئین سر باز زد و گفت ازین گذشت تر اجری نیست
و از مکراندوزی و نامروت منشی این گروه آگهی نداری ازین اراده بگذر و سخن در راه مگو با آنکه بادیه آزمون

نه بیهوده بود و سود و زیان مردم برنگرفته با بقای الهی ملی را بخاطر آورده گزارش نمود چنان برپیشگاه باطن می افتد که اگر کار دشوار نشود همانا یاوری تواند نمود لیکن هنگام سخت گیری بس دشوار که همپایی نماید چون زمانه تنگی داشت و خاطر پریشان بصوب او گام برداشته آمد آبله پایی در گلزار آن کنج خرامش میشد و از تنگ فگاری روزگار عبرت می اندوخت عروهٔ وثقای توکل از دست رفته راه بیدلی پیش گرفته عالم را جوبای خود انگاشته گامی بدشواری برداشته میشد و نفسی بسخت جانی میزد و غریب دانگرانی و نزدیکی روز رستاخیز بدگوهران رو برو صبح صادق بردر او رسیده شد ازین آگهی کرم خوئی پیش گرفت و شایسته خلوتکده معین گردانید غمهای گوناگون لختی برکناره شد دران آرام کده پس از دو روز آگهی آمد که تفسیده دلان حسد برده آزرم برداشته مکنون خاطر خبث آگین خود را برملا انداختند و آئین پخته کاران صباح آنشب بعرض همایون رسانیدند و خاطر اقدس را مشوش گردانیدند از بارگاه خلافت فرمان شد که مهمات ملک و مالی باستصواب ایشان صورت نمی یابد این خود کار مذهب و ملت ست انجام آن خاص بدیشان باز میگردد در محکمهٔ عدالت باز طلبند و آنچه شریعت غرا فرماید و اکابر روزگار قرار دهند بعمل آورند چاوشان شاهنشاهی را برانگالیده بطلب فرستادند و چون حقیقت کار آگهی داشتند در پیدا ساختن کوششها نمودند بدکاران شرارت اندیش را همراه ساختند چون بخانه نیافتند گفتار بیفروغ را درست اندیشیده خانه گرد گرفتند شیخ ابوالخیر برادر را دران منزل یافته بعتبهٔ اقبال بردند و بصد آب و تاب داستان پنهان شدن را باز نمودند و آنرا حجت سخنان بی آزرم اندیشیدند و از بدائع تائیدات آسمانی آنان بهجوم بدگویان و طرز هرزه سرای شهریار دیده در شناسائی نپذیرفته پاسخ داد که اینهمه سخت گیری در کار درویشی گوشه نشین و دانش منشی ریاضت کیش چراست و چندین آویزش بیهوده برای چه میکنند شیخ همواره بسیر میرود و اکنون بتماشا رفته باشد آن خرد را برای چه آورده اند و منزل را چرا قورق کرده در ساعت آن خردسال را رها کردند و از گرد خانه برخاستند نسیم عافیتی بدان سر منزل آمد از آنجا که قدری ناکامی در راه بود و اینهمه چیره دستی داشت و خبرهای مختلف نقیض آن میرسید باور نداشته در اختفا کوشیدند و بدگوهران فرومایه خجلت زده درین خیال افتادند امروز که بی خانمان شده اند چارهٔ این کار باید ساخت و سیه درونان تیره رای را باید گماشت تا بهر جا که نشان یابند از هم گذرانند مبادا ازین حال آگهی یافته خود را بعتبهٔ همایون رسانند و هنگامهٔ دادار الفروغ دانش خویش بیارایند یا شیخ را شناسا پنهان کرده سخنان وحشت افزای دهشت انگیز از زبان مقدس در میان انداختند آشنایان ساده لوح و دوستان روزگار را بیم می افزودند و دست آویزهای رنگین برمی یافتند و مردم در اندیشهٔ درازی افتادند

دست از یاوری تخیل باز نمیداشتند هفته چون سپری شد صاحب خانه نیز از دست رفته راه بی آزرمی پیش
گرفت و بلازمان او آیین آشنائی برگردانید و عقل زیر دست واهمه آمد و خاطر سراسیمه را یقین شد که این حکایت
نخستین اصلی ندارد و پادشاه در پژوهش و عالم در تکاپوی و جست و جوست همانا صاحب خانه گرفتم می سپارد
واندوهی بوالعجب سراپای خاطر گرفت و اندیشهٔ سترگ در دل راه یافت گفتم که از ماجرای دربار خود اینقدر دانم
که حکایت نخست راستی دارد و گرنه برادر را رها نمی کردند و مردم از گرد خانه برنمیخاستند اینهمه سختی که بخاطر سید
ظاهر انبا شد هرگاه در زمان امنی هرزه سرائی بگوش میرسید گزیده مردم فریب زده یکین برنمیخاستند امروز
اگر مثل خدیو خانه در بیم زار افتد چه دور باشد و اگر در مقام گرفت و گیر نیشد تغیری در سلوک ظاهر نمیرفت و
توقفی در یکجا رغمی نمود همانا افسانه سازی شبه سگالان بدگوهران او را کالیوه ساخته است و مردم را برین داشته
تا از دیدخوی نکوهیده منزل او را بهلیم و آوار از ان بار خاطر برآوریم لختی بحال آمده بچاره گری روآوردیم و دشوار
شب اول سیاه روزی پدید آمد و در شرم روزگاری رو نمود بران شناسای نخستین و داستان حال من تحسین نمودند
و مرا مستشار و موتمن اندیشیدند و از خردسالگی چشم پوشیده عهد بستند که دیگر خلاف رای نشود چون شام در آمد
بادی هراز تخس و مغزی شوریده و سینهٔ زخم اندوز و خاطری گرانبار غم از ان غمکدهٔ وحشت افزا پا بیرون نهادیم
نه یاوری در نظر و نه پای استوار و نه پناه جائی پیدا نه زمانه آرمیده ناگاه دران دیوکاخ ظلمت آمود برقی بدرخشید
یکی از تلامذه را منزل پدیدار شد و لختے دم آسایش گرفته آمد هرچند خانهٔ او نیز تنگ تر از دل دبود و دل او سیاه تر از
شب نخستین لیکن قدری برآسودیم و از سرگردانی بی سروبن باز آمدیم و در انجام کار و در زاویهٔ خمول فکر درود اد و شد
و در ایهام بیگالش گام فراخ برداشت چون آسایش جا پدید نیامد و اطمینانی رو نیاورد پاسخ آراست حال بهترین
دوستان و دیرین ترین شاگردان و محکم ترین مریدان در همین چند روز پیرو تواند اخت اکنون صلاح دید وقت اینست
که ازین شهر پر نفاق که وبال خانهٔ دانش و گزندگاه کمال است رخت بیرون کشیم و ازین آشنایان دورو و
دوستان ناپایدار جا که پایهٔ وفاداری شان برباد بهار است و رخت پایداری بر سیل تندرو بر کناره شویم باشد که
کنج خلوتی پدید آید و هنگامهٔ سعادت آمود بر نهار خود گیرد در انجا برجال خدیو روزگار شناسائی بدست افتد و
اندازهٔ لطف و قهر گرفته آید اگر گنجائی داشته باشد با برخی از خیراندیشان انصاف طراز در میان آورده شود
و استشمامی از مزاج زمانه نموده آید اگر وقت یاوری نماید و زمانه بختیاری دهد باز رجوع بخیر شود و گرنه فراخنای
عالم را تنگ نساخته اند هر مرغ را شاخی و کنج آشیانی هست و برات اقامت دایمی بدین مصر نکال نیامده در حوالی شهر
فلان امیر رخصت اقطاع یافته فرود آمده لختی نور راستی از روزنامچهٔ احوال او خوانده میشود و بوی محبتی از و بمشام عقل
دوراندیش میرسد اکنون دست از همه باز داشته بدو پناه بریم باشد که لختی دران جای بی نشان آسایشی یافته شود

اگرچه آشنایی دنیاداران راهداری و شناسایی نباشد اینقدر هست که او را آمیزشی دیگر بدان مردم نمیشود برادر گرامی
تغیر لباس نموده قدم در راه نهاده و بدانصوب بسرعت نمود و ازین آگهی شادمانی اندوخت و بگشاده پیشانی
مقدم را مغتنم شمرد از آنجا که روز بازار بیم بود ترکی چند را همراه آورد که در راه گزندی نرسد و پای بند پژوهندگان
بدگوهر نگردیدیم در نیم شب ناامیدی آن تیزدست آگاه دل رسید و نوید آسودگی رسانید و پیام آرامش آورد
و همان لباس گردانیده قدم در راه نهاده آمد و بطریق مختلف باتاق او رسیده شد بشناسایی سترگ و همدمی گزین
بجا آورد و آرامشی بزرگ مژدهٔ سعادت در داد روز بدان سر منزل آرامیدگی بود و از عربدهٔ ناکی روزگار در پناه که بجای
پریشانی سخت تر از آنچه روی داده بود از آسمان تقدیر فرو بارید همانا این مرد را بدربار طلب داشتند و از ان
باده که درو بین مرد بیهوش شد در کار این ساده لوح نیز کردند و بیهوش تر از نخستین گشت ورق آشنایی
یکبارگی در نوردید شبی از انجا بر آمده بدوستی پیوسته شد او مقدم گرامی را لبس مغتنم شمرد از آنجا که در همسایگی
بدگوهری شورش منشی جا داشت سراسیمگی سترگ رو آورد و حیرتی بی اندازه کالیوه ساخت همه آن مرد فرمانخواه
در شدند بمقصدگاه نامعین قدم جسارت برداشته آمد هر چند اندیشه بکار رفت و تامل بجا آمد آرامگاهی پدید نیامد
ناچار با دلی پر آشوب و خاطری غم آمود باز بدان سر منزل رفته شد و شگرف تر آنکه مردم آن زاویه از رفتن آگهی نداشتند
زبانشان این گسسته رشتهٔ توکل آسایش گرفتند و از ان پراگندگی بر کناره شدند رای برابدان که بر آمدن ازینجا
بحکم واهمه بود بفرمان خود هر چند گزارش رفت که بوقلمونی احوال رهنمونی سست روشن و اختلاف اوضاع پرستاران
دلیلی است پیدا سودمند نیامد هر چند علامات گرانی افزایش داشت چارهٔ دیگر بدست نمی آمد چون آن سبکسر کوتاه
عقل دراز سودا دید که این قباحت نافهمان متنبه نمیشوند و خیمهٔ او را خالی نمیسازند روز روشن بی آنکه حملا گونه زر
و حرف آشنایی بر زبان راند کوچ نمود از بندگان خیمه بار کرده روانه شدند تا آنکه کس در ان صحرا که نزدیک او منزل
گذاشته بودند نشسته ماندیم و شگرف حالتی پدید آمد نه جای بودن و نه پای رفتن و نه پرده در میان از سر
آشنایان دور و دشمنان صد رنگ و فتنه دیدگان سخت پیشانی و عهد گذاران ناپایدار روزگار و ما در دشت بی نیاز
بخاک بیچارگی نشسته با روزگاری درهم و روی کار پراگنده بدرازی اندوه در شدیم بهر حال بر خاستن و بجایی گام
برداشتن ناگزیر نمود در آن هنگامهٔ بدسگالان راه سپردیم فراست الهی پرده بر چشم مردم فرو هشت بیاوری
پاسبانی ایزدی از ان بیمگاه بر آمده وحشت خانه همراهی و دمسازی همگنان بر سبیلگاه نهاده و از نکوهش
بیگانگان و خیرباد آشنایان شگفتی بماجرا اتفاق افتاد و بنیایی روحی نمود نیروی رفته باز آمد و دل را قوتی
سترگ روی داد ناگاه پدید گشت که چندی از پژوهندگان نافرجام گذاره دارند از تگاپو بستوه آمده زمانکی آسایش
گزیده آمد با دلی شرحه شرحه و ظاهری پراگنده بیرون شدیم و بهر جا که رفته میشد بلای ناگهانی سیاهی میکرد و گرم ناگزیر

ناکرده جای بجز آبادی خطرناک گشتیم تا آنکه دران فرخ آباد و بتیای دربار و کورانه با غبار آشناخت و حال دگرگون گشت نزدیک بود که قالب تهی کرده و نقد زندگانی سپرده آید آن سعادت
نیک بگوناگون مهربانی دل رفته را باز آورد و آمد و ایزدی نیکوئی بخانه خود برد و بغمخوارگی برنشست اگرچه گرامی پدر از آنکه همیشه حال بیرون نشین و زمان زمان بنگ دگرگون شدی لیکن مرا رنجه از آن مست
افزودی اما از درستی از ناصیه او چه الآن لایگری برخواندی پدر بزرگوار خود را ایزد بمهال بوده برنطع آگهی خرامش فرمودی و نیرنگی تقدیر را تماشا کردی لختی از گذشته بوده که
خداوندخانه بدل بنی آموز زبان بیچاره دراز کرد که با وجود مثل من دوستی درین شورش گاه بجا نسپرده میشد دامن من چرا برگرفته بودند و آنچه بخاطر نرسید طراز این گزیده مرد بود
پاسخ گزاردم که درین طوفان دشمن کامی از همه آشنایان کم ننگ و هواخواهان کمال در جسته آمد که مبادا ازین گذر آزار بایشان رسد لختی بشگفتگی در آمد و گفت کاگر گوشه خویش مرا
نمیکنید اندیشه بکار میرود و نهانخانهای امن را نشان داد و آثار دوستی از گفتار او پدید آمد خواهش او را پذیرفته بجمول گه گزیده در آمدیم چنانچه دل میخواست صفوت گاهی پدید افتاد
ازان منزل نامهای حقیقت طراز بسعادت منشان اخلاص گزین و آشنایان است را اندوزار سال یافت و هر یک شناسای حال شد و بچاره گری در آمد و اعراق را اطمینانی روی
داده یکماه و کسری دران امن جا بسر برده شد و آن پدر گرامی از آگهی بفتح پور شتافت تا دران دو بزرگ چاره گرایان لسوز را گرم گرداند صبحی آن نامهربر دوراندیشی با هزاران
درد و غم آمد و پیام روزگار سخت آورد و نامهای یکی از بزرگان دولت داق سقالونی بارگاه خلافت از آگهی دستان جاسدان بدگوهر بشورش در شد و بی آنکه آیین نیازمندی
پیش گیرد و آداب بندگی بسپرد بنجد یو عالم بدرستی پیش آید و تندی خود که نگرد و ره سپهر آخر میشود و روز رستخیز نزدیک که درین دولت بدکاران شوریده مغز فراغ نهاد اند و مردم نیک
سرگردانی این چنین آیینیست که بجا می آید چه ناسپاسی است که روی سپیدان بردبار آزرم دوست بنیکوئی او بخشوده گذارش فرمود کرامیگوئی و ازین چه کس پیش چو اخی ابدیده با
بمغز هوشمند شعله گی راه یافته چون نام پدر بحضرت بر گنج گرائی او آشفتند و بزبان آوردند همگی کار بر وقت بد لشکری جان رای او همت بسته اند و فتواها درست کرده زمانی مرا
آسایش نمیدهند و با آنکه میدانم که شیخ در فلان جاست و نشان این خلوت داده اند دیده و دانسته تغافل میرود و هر یکی را بپاسخ فرو مینشانم تو نادانسته میخروشی و با از اندازه بیرون
می نهی صباح کنش و دو شیخ را حاضر گردانند و هنگامه علما فراهم آید برادر گرامی همان زمان این شعر شنیده شبا شب بایلغار خود را رسانید بی آگهی مردم باز ناگزین پیش را لباس
دیگر بر آمده راهی شدیم و آشفتگی دشوارتر از همه ایام ناکامی شورش در باطن افزود اگرچه لختی ترددش شد که مردم ناکجا همراه اند و با شهریار دادگر تا چها گزارش نموده اند و عیب دارا
چگونه بر حال آگهی است لیکن پریشانی سخت تر شورش آورد بی گاهی یافتن آن دم نگاه سزاواری گرفته آمد نورستان آفتاب و تاریکیهای بدگوهران هجوم مسالک شهر و هنگامه
پژوهندگان نافرجام و یاوه زاییدند و بار انداز نایافت قلم چوبین را چه یارا که قدری ازان حال بگذارد و هر زبان فصیح را اللکنی رو دهد این شگافته زبان کدام نیرو ناگزیر پیرایه
گوناگون سخن ابرو آورده شد لختی از شورش شهر و دیده دشمنان آسودیم از آنجا که نوازش کیهان خداوند بیتابانگی معلوم شده بود راهبا بر آن قرار یافت که این چند سامان
نموده آید و ازین خرابه بیرون مصر اقبال شتافته شود و برخصت گاه فلانی که راست بازی پرورده میان بست رفته آید باشد که این غمخوار فرو نشینند و پادشاه دست بخشایش
برگشاید ناگزیر با این بیخبران سامان راه نموده شبی تیره تر از درون چه سگالان و درازتر از طراز افسانهای بیهوده همراهان براه در آمدیم بانجام کارهای فلاوزد که جروبهای
در نورگاه سحر بدان تیره جا رسیده آن ناشناسا اگرچه از جا نفرید ما چندان داستان بیم بر خواند که بگفت در نیاید از راه مهربانی بر زبان آورد اکنون وقت گذشته است
و خاطر اقدس بی آزرده اگر بیشتر ازین آمدن میشد گزندی نمیرسید و آسانی کار دشوار ساخته میشد درین دیگ نشان دارم روز چند دران خمول گاه باید بسر برد تا خاطر مقدس
شاهنشاهی بنوازش گراید در گردونی نشانده روانه الصوب امید بگوناگون اندوه هم آغوشی دست داد چون بانجا شدیم همانا کشاورزی که باو امید از او دستاده بود
غیبت داشت دران خرابه معمور بیجا فرو شدیم داروغه را نخواندن ما از احتیاج افتاد و آثار دانائی در نواحی یافته طلب داشت از آنجا که تنگی وقت بود براه انکار
شتافته شد و در کمتر زمانی پدید آمد که این قریه منسوب بیکی از سنگین دلان شوریده مغز است و او فرستاده لوحی بهیچ فرستاده بقصد بیتای و ثنوده ناکی خود را ازان حرم حیله

بیرون انداختم و راهبری ناشناسا گرفته به تیمنی دار الخلافه آگره که آرزوی تماشای آنجا می آمده بود روزی چند گروه پیراسته یافته بدان تیمن گاه بیوسیم آن که خصال درینها
بظهور آمده و لیکن پیدا شد و آنجا نیز یکی از بطلال مستیز آن گذشت و کار دارد و در چندی گاه به حضور گیتی آراء نماید و همت از آن باز داشته در پیشی با دلی نژند وارد نور دیده گشتیم و سفری دار الخلافه
آگره در آمده زاویهٔ دوستی بدست آورده شد و لختی درین کده انام مردمی جوانگاه فراموشی و دیو ساز نا اهلی و سنگبار کم فرصتی دم آسایش گرفته آمد لیکن رهایی نکد شسته بود
که از آن خیره رویان پیچ آزار و کام گداز آن هی آزردم نام بر زبان رفت همانا که در همستا که چنین نابایسته آشفته رایی و شوریده کاری پریشان مغز نیاسا خته ضمیر راغمی تازه گرفت
و سرگردانی شگرف روی آورده و از بجا که قدم از تکاپوی سر از آهنگ نیکیر و گوش از بانگ درای و چشم از نشان بی نوایی فرسوده بود العجب که دل را فرو گرفت و گرانبار غمی
پیشکار دل آمد تا گزیر دیده فکرهای رنگ اندیشه برآمد و خدیو خانه نیز به پیدایی جا گام همت بر داشت دو روز بدین کشاکش رو به بسبب بردیم و هر زمان والسین و الفاس دانسته روزگار سپری
میشد تا آنکه سعادت منشی بخاطر آن پیر نورانی گذشت و بکوشش صاحب خانه و سبب وجهی سخت او پیدا گشت و هراوان مژدهٔ عافیت آورد در ساعت آن صفوت گاه رفته شد
و از شگفتگی دل و گشادگی پیشانی خدیو خانه گوناگون مسرت روی داد و نسیم کامیابی گلبن آمال وزید و آبی دیگر بر روی کار آمد اگر چه از ارباب یقین بود از سعادت بهره داشت
در گمنامی نیکنامی میزیست و در کم مایگی توانگری مینمود در تنگدستی گشادگی و با بیزاری برنایی از ناصیهٔ حال او جی تابید خلوتی دلگیر بدست افتاد و باز از سر نامه نویسی
بنیاد شد و چاره گرای پیش آمد ماه درین آسایش جا اقامت شد و در مقصود کشایش یافت خیر سگالان حق پسیج بیاد در جا نشستند و کار دانان بخت بیدار بمدد
نشست نخستین سخنان مهرافزای دوستی و گفتار دل آویز آشنائی فتنه سازان حیله اندوز و کم عیاران نا سنجیده کار را چاره فرمودند پس از ان داستان نیکوئی شیخ را
به پیشگاه خلافت سلیمه بنده و لیطر ز دلکشا و آیین جا طفت فراز عرضه داشتند و رنگ آمیزی اقبال آن آیین بخت فت دوربینی و قدر شناسی آن پاسخها مهر آمود گزارش نمودند از راه مردمی دریای
طلب داشت همچون سیر شعلق فرو نیامد بهر حی یکم آن پیر نورانی با چندی دریای نیاز بدرگاه همایون آورد و بگوناگون نوازش پادشاهانه پایهٔ والا یافت و یکبارگی زنبور خانهٔ نا سپاس
خموشید و عالم بیم خورده آرام گرفت و بیگاه در خلوتگاه تقدس آیین لب بستند زمانه آیین نیکوان پیش آورد رباعی ای شب نکنی آن همه خاشک دوش زاز دل من نهان
چنان فاش که دوش مه دیدی چه دراز بود دوشینه شبم امان ای شب وصل آنچنان باش که دوش و هم درین دیگی ار بزرگوار مطاف حضرت دولت توجه فرمود مرا بار حق مستفیدان
محفل قدسی همراه گرفت از آن سال که دار الخلافه آگره محل اقامت انداخت دران زاویهٔ نورانی چندان بتماشای عالم علوی بود که نوبت نگاه کردن به بدایع سفلی نمی رسید یکبارگی
این جوشش گریبان دل را برگرفت و در امن همت بر گشاد و مرا که بجز نسبت ظاهری ابوت پیوندها معنوی و بیگانه نوازش اختصاص داده بارگی راز گشتند و تفصیل این اجمال
آنست در اوایل سحر که دل با آسمان پیوسته بود و بر نطع نیایشگری نیاز مندی رفت در میان حجرات سیار خواجه قطب الدین اوشی و شیخ نظام الدین اولیا بود از گستند
و بسیار بزرگان را انجمن شد و بزم مصالحت آراسته آمد اکنون بعذر روا سبب بر سر تربت ایشان رفته میشود و در آن سر زمین لختی تا بدین ایشان پرداخته آید پیر بزرگوار بر طرز
نیاکان سعادت نورجام حفظ ظاهر بیفزود و با سماع اتفاقی و نیرنگی ابریشم نیز اختلاط جدو سماع که در میان صوفیه شیوع دارد می پسندید خداوندان آن طرز را طعنه زدی
و همواره بزبان حق آمود گذشتی بر تقدیر برابر غنی و فقیر ستایش و نکوهش و خاک و طلا که رشتهٔ انظار را آن این کارست سکسری بلوین بل خود دارد لغزشگاه آگاهدلان
شمردی و پیر سخت فرمودی کناره گرفته و دوستان را باز داشتی همانا درین شب غنودگان شبستان آگهی که بدیر کی دار سفر در پیش نموده اند از درستی نیت و پاکی
گردا چنین دمش فرمودند و دل این پیر ایزدپرست را ربودند در بیرون معرفت آن گل زمین حیرانی افتاد و نور با در دل تابید فیض ها رسید آگر سر گذشت
متفحص نوشته جهانیان فسانه پندار نمود و بیگمانی دانش الهی عیان آیینه تا آنکه مرا از زاویهٔ تجرد به بارگاه تعلق بردند و دهد دولت کشودند و پایهٔ والای اعتبار یافت
حال بشان چون حرص و رهزدگان چه کالیوه شد مرا دل به درد آمد و بیرا گندگی ایشان خاطر بخشود با ایزد بیهمال پیمان درست بست و با خود قرار داد که زبان کاری

این نه بینایان گنج چراغ نور و نشان افشاندن از رشتهٔ خاطر درست کار برخیزد و در برابر آن بحر نیکوئی بدل ره نیابد بیاور توفیق ایزدی برین اندیشه چیره دستی یافت
و هوا فشانی دیگر پدید آمد و همت را نیروی تازه هر دم از تباه کاری عبرت گزیند و دم آسایش هیچ گرفتند پدر بزرگوار با نفرزگونی برگشت و آوازه رم ستیزی گنج گرانی و ناخت
و نارسائی مردم گزارش نمود و در سزاید به کار الهی تمام فرمودی و در افشای راز سربسته کشیده عنان هیچ درو از پاسخ آن ولی نعمت شرمندگی داشت آخر الامر ناگزیر سرگذشت خویش
بموقف عرض رسانید و چون در اینجا مگر شده صد گره خاطر گشود و ناسور کهن فراهم آمد القصه بطول انجامید چون پایهٔ دار السلطنه لاهور ملکی قدم فرمود
و خاطر از جدائی آن پیر حقیقت سراسیمگی داشت در سال سی و دوم الهی مطابق نهصد و نود و پنج هلالی التماس مقدم گرامی نمود آن شناسای انفس و آفاق آرزو پذیرفته بسیجیده خرداد الهی
سال سی و دوم موافق شنبه ششم رجب سال مذکور سایهٔ عاطفت برین گذشت آرای وحدت گزین انداخت و بگوناگون نوازش سربلندی بخشید هواره در گوشه انزوا افکند
فرو دست از همه باز داشته تا واره و کار خود و پیرایهٔ نفس الاحکام البدایع روز گذرانید اگر چه بعلوم ظاهر کمتر پرداختی لیکن همواره در ذکر صفات ایزدی سخن فرمودی
و عبرت را مایه برگرفتی و بر کنار از آزادی نشستی و دامن رستگاری گرفته تا آنکه مزاج یک لخت از اعتدال آشفته دگرگونگی پذیرفت هر چند از این قسم رنجوری بسیار رسیده
این بار از سفر واپسین آگهی پذیرفتند و این شیوه دیده طلبید آشفتگان هوش افزا بر زبان رفت و لوازم وداع بظهور آمد چون همه در پرده سخن میرفت و بدوزن گمان
راز دار گردانیده بودند پس خون دل فرو خوردن و خویشتن را بصد بیتابی قدری نگاهداشت و نفس گرامی آن پیشوای ملک تقدس لختی آرمید و لیکن هفت روز دو زکمال آگهی
در عین حضور روز بیست و چهارم امرداد ماه الهی هفدهم ذیقعده نهصد و یک هجرت به باغ قدس خرامید سپهر شناسائی در حجاب شد و دیده عقل ایزد شناس تار گشت پشت دانش
دوتائی گرفت و انتظار روزگار بسر آمد مشتری ردا از سر نهاد عطارد قلم درشکست **قطعه** رفت آنکه فیض او شد جان در جهان آسمان بمعانی شوده
بی او یتیم مرد ال انداز گوهر آدم فضائل عیسی دوده بوده چنانچه لختی در یا فعو گذارده آمد و حالی میکند و سخن آمیخته فرازی ابکشاید — **ذکر فاضل**

نفس قدسی ابا الفیض فیضی سال چهار صد هفتاد و دوم جلالی مطابق نهصد و پنجاه و چهار هلالی از شبستان بشری بر پیشگاه دنیا خرامش شد در یک سالگی کرشمهٔ
کرامت فرمود و در پنج سالگی آگاهی های غیر متعارف روی آورد و در دیده پیوستگی در پانزده سالگی خزائن دانش پدر بزرگوار را گنجور آمد و هر معنی را پاسبان امین شد و بار سر گنج
و شگفت تر آنکه از گردش سپهر همواره خاطر از علوم مکتسبی و رسوم زمانه دل زده خواهش رسیده طبع در گزین بود و بیشتر اوقات بکستر فهمید بدر پیر خواطر خویش افسون
رسید و در سیر مختصری تالیف فرموده بیاد داد و مرا اگرچه هوش افزود از دبستان علم چیزی دلنشین نیامدی گاه مطلقا از دنیا و زمانه استبعاد هیچ گرفتی و زبان
یاد نکردی که آن را برگوید حجاب الکنی می‌آوردی تا تومندی سخن گزار نداشت در آن انجمن گریه افتادی و بنکوهش خود در شد درین اثنا ایشان از مظاهر کونی علاوهٔ خاطر
و دل از آن کم بینی و کوتهی همت بازماندی چند برین نگذشته بود که همزبانی و همنشینی او جوی مدرسه گردانید و خاطر سر بار بدانجا فرود آورد و از تیرگی تقدیر
یکبارگی برآرامید و نماند دیگری آمد و ربا در شیم ناصر آوردند یعنی شراب معرفتی آوردند کیفیت مرا از خود بیخود کرد و حقائق حکمی و دقائق
دلستانی بر تو ظهور انداخت و کتابی که بنظر در آمد بعد روشن‌تر از خوانده سماش دارد اگرچه خاص بود که از عرش تقدس بال صعود فرمود لیکن انفاس گرامی پدر بزرگوار دیاد
نقاوه های هر علم و نکسته شدن این سلسله یاد دهی ترک بود و گزین سپاس گشت دل دیگر بود اگر چه خویش افاده مردم سپاس روز شناخت و گریستگی
جدائیا رست گردد و خلوت از صحبت همیشه نتوانستی گردانید و یارا جدا کردن هم از شاد نداشت غیر از نسبت بود و رابطه علی دیگر نمی قصیده شناسان طبیعت از نیک دو روز
سپری میشد و غذا دادار دامن نفس انفش انغور نمیشد بحیرت در افتادند و اعتقاد افزودند چنان پاسخ میداد که استبعاد از الف و عادت بر جانیار را
ادلمعارضهٔ مرض چگونه از خوردن باز میدارد بیحکس شکفت آمد اگر توجه معنوی بفراموشی بر در حیرت عجب نما بالاکر مستدام از بسیار گفتن و شنودن

از کهن اوراق بتازه صفحهٔ دل آورده بیشتر از آنکه گشایش یابد و از حضیض ایشی بر اوج شناسائی بر آید سخنان پیشینیان نیافت و مردم خرد سال را دریافته بر بازی میزدند و چاه
بشوریده دل را از متون حیرت بیکبارگی در مبادی حال حاشیه خواجه ابوالقاسم بر مطول آوردند و آنچه بر بالا دیده میگفت و بر دوستان مسوده کردی در آنجا یافته شد حیرانی افزای
آمد و دست از آن افکار باز داشته بنظر دیگر دیدن گرفتند و در زبان یافت بر آوردند و در شناسائی گشادند در نخستین هنگام تدریس حاشیهٔ اصفهانی بنظر در آمد که از نصف بیشتر خورده
از مردم استفاده بالا سیه کرم زده و دور ساخته و کاغذ سفید پیوند دادم در نورستان سحر باندک تاملی مبدء و منتهای هر کدام دریافته باندازهٔ آن مسوده بود نگاشته به بیاض بردم در
اثنای آن کتاب درست به آمد چون مقابله شد دو جا تغییر بالمرادف و سه چهار جا ایراد بالمتقارب شده بود همگنان شگفت زار افتادند هر چند آن خبث نوادی افزود فروغ دیگر یافت طلب را
افروختی در بیست سالگی نوید اطلاق رسید دل را از اولین پیوند برگرفت و سر آغاز نخستین آویزه آراستگی فنون یا نو باده جهانی شورش افزا و از دامن داعیه فراخ و جهان نمای دانش و بینش
در دست طفلیه جنون تازه بگوش رسید گرفت و دو از همه باز داشتن آویزش نبود در آن هنگام شهنشاه فرهنگ از امرا یاد فرمود و از گوشه خمول بر گرفت چنانچه در جای تقاریب
آورده شد نمالش گرمی نمود آنجا نقد مرا عیار بر گرفتند و گران سنجی را بازار پدید آمد و زمانیان بنظر دیگر نگریستند و چه گفتگوها که نرود و چه نصرتها چهره افروخت امروز که اواخر سال چهل و دوم الهیست
باندل پیوند گسسته شده و شورش تعلق در طلب پا افشرده بیت مرغ دل من نغمه سواد و نداند آزاد کنیدش که مرغ قفس است این نمیدانم که کار بکجا خواهد انجامید و در کدام بام آشیان سفر
خواهد شد لیکن از آغاز هستی تا حال تواتر آلای الهی مرا در کنف حمایت گرفته است گرانبار امید که آخر این نفس در رضامندی مصروف گردد و سبکدوش خوش در آرامگاه جاوید بنداز انجا که
شمارهٔ نعم ایزدی یک گونه سپاسگزاری است لختی از آن می نویسد و دل را نیروی می بخشد نخست نعمتی که در خودی یافت نژاد و بزرگی بود که تردامنی اینکس را بپایی نیاکان چاره شود و گزین مراد آداب
علاج تیرگی رش در معنی جهانی در ورد ابدار و دانش آرایش آبادگر است و عاشق را ابد باید دوم سعادت روزگار که هر گاه بزرگان پیشانی بتعلق بیگانگان افتخار نمایند من اگر به نیروی باد
صوری معنوی نازش کنم چرا شگفت نماید سوم طالع مسعود که مرا در خجسته روزگار از شیمه تقریر آورد و ظلال قدسی سلطنت بر من افتاد چهارم شرف الطرفین که پدر نخستی گزارش نمود و از آن دودمان
عفت چه نویسد کدام جمال را فراهم داشت و همواره توفیق گرامی ستودگی اعمال آرایش داد و آزرم را با نیروی دل یکجا کرده بود و کردار را با گفتار یکجهتی داده پنجم سلامت اعضا و اعتدال قوی
و تناسب آن ششم استمداد ملازمت این دو گرامی ذات قدسی حصار بود و از آفتهای درونی و بیرونی پناهی از حوادث انفسی و آفاقی هفتم بسیار صحبت درویشان دل رو شناسد هشتم منزلت پسندید
نهم معنی از درد و خرسندی بجای دهم توفیق و آزادی نامزد یازدهم عاطفت پدر و صلهٔ روزگار رعایتها گوناگون یافتی با او الا آباد و دماه و الا اصل داد دوازدهم نیاز مندی درگاه ایزدی
سیزدهم دریوزه از درویشان و گزین خرد پژوهان در سیاحت چهاردهم توفیق بر دوام پانزدهم آمد آگهی در اقسام علوم و ملل خواهش از دانش آمد و دل از بسیاری آسوده شانزدهم موسیقی تحریر سرودن
پدر بر سان دم را بجای این ... هفدهم همنشینان سعادت افزا هیجدهم عشق صوری که شورش خانمانها و بر بستها مرا در هر منزل گاه کمال آموز نیرنگی بو العجب لحظه لحظه شگفتی نمود
در زمان این تحریر فرو شود نوزدهم ملازمت کیهان خدیو که والای دیگر بود و سعادت تازه بیستم برآمدن عمر بت میان ملازمت گیتی خداوند بیست و یکم رسید بصلح کل برکات التفات قدسی
گفت بیجو شی آمد و نیکان طائفه آشتی نمود بدان را عذر پذیرفته طرح مصاحبت انداخت ایشان از آلام آگهی نقش می سازد بیست و دوم آزاد خدایی خدا آگاهانه بیست و سیوم گرفتن و اعتبار
اورنگ نشین فرهنگ آمای سفارش دیگران نگاه نمی نمود بیست و چهارم برادران دانش آموز سعادت گزین ضامن شکوه کار از ... چه گوید که با آن کمالات صوری معنوی رضای خاطر من جوید
بر بنیاد شرع در واقف لیکن گرد کم ... من چه کردگی ... مرد نبود و نیک اندیشی ... در انصاف خود چنان می سپرد که مرد توانا سپاس نیست چنانچه در قصیده فتحیه ... ما بدایتها جا بکار بلند سخن
ابیاتی اینها را خاک گشتم بااینچنین که نوشتم مکارش در تفصیل تحریر گرامی آید درم برهان عقل فضل ابوالفضل دانش دار در زمانه سخن معاصر مرصد سال این اواخر ... در کمال در عمر گراز دو سال
فرزندان تر و حشیم با غبان لشکر نغمه را دلبند گرامی انبار است او ... گذر دهم ... در سال چهار صد و شصت جلال مطابق نه صد پنجاه و چهار ... بیست محمد ... ام زبان تو لحظه در این نامه است که در
دانشکده نیابت سیامی و نشانده و سیلاب لابد شکسته و نا شکیبا او را دیگر شده تصنیف او که ترا از دو گوهر مانی و بینا فی سست و در درویش پرستی و خیر سگالی

فکرهای دیگر اندیشه برآمد و خدیو خانه نیز به پیدایی جایگاه همت برداشت و در روز بدین کشاکش در دلی پیر بزرگ
دهی زبان و الپسین انفاس دانسته روزگار سپری میشد تا آنکه سعادت منشی بخاطر آن پیر نورانی گذشت
بکوشش صاحب خانه و جست وجوی سخت او پیدا گشت و بزاران مژدهٔ عافیت آورد در ساعت بدان
صفوت گاه رفته شد و از شگفتگی دل و کشادگی پیشانی خدیو خانه گوناگون مسرت روی داد نسیم کامیابی
بر گلبن آمال وزید و آبی دیگر برروی کار آمد اگرچه از ارباب یقین نبود از سعادت بهره داشت در گمنامی به نیکنامی
می زیست و در کم مایگی توانگری مینمود در تنگدستی کشادگی و با پیر زالی برنامی از ناصیهٔ حال او می تابید خلوتی
دلگزین بدست افتاد و بازار سرمایه نویسی بنیاد شد و چاره گرانی پیش آمد دو ماه درین آسایش جا اقامت شد
و در مقصود کشایش یافت خیر سگالان حق پسیچ بیاوری برخاستند و کاردانان بخت بیدار بمددگاری نشستند
تخمین سخنان مهرافزای دوستی و بگفتار دل آویز آشنایی فتنه سازان حیله اندوز و کم عیاران ناسنجیده کار
را چاره فرمودند و پس از آن داستان نکوی شیخ را به پیشگاه خلافت رسانیدند و بطرز دلکشا و آیین عاطفت
و اعرضه داشتند اورنگ نشین اقبال آرای بمقتضای دوربینی و قدرشناسی پاسخهای مهرآمود گزارش نمود و ازان
مردمی و بزرگی طلب داشت چون مرا ستعلق فرونیامدی هم‌سری نگزیدم با پیر نورانی با چنین برادر روی نیاز بدرگاه
همایون آورد و بگوناگون نوازش بادشاهانه پایهٔ والا یافت و یکبارگی زنبور خانهٔ ناسپاسان خموشید و عالم بهنجار
آرام گرفت و هنگامهٔ درس و خلوتگاه تقدس را آیین بستند در زمانه این نیکوان پیش آورد رباعی ای شب نکنی
آن همه پرخاش که دوش ÷ راز دل من مکن چنان فاش که دوش ÷ دیدی چه دراز بود دوشینه شبم ÷ زنهار ای
شب وصل آنچنان باش که دوش ÷ و هم درین نزدیکی پدر بزرگوار بمطاف حضرت دهلی توجه فرمود و مرا بهرهٔ
مستفیدان محفل قدسی همراه گرفت از آن سال که بدار الخلافت آگره رحل اقامت انداخت دران زاویهٔ نورانی چندان
بتماشای عالم علوی بود که نوبت نگاه کردن ببدایع سفلی نمیرسید یکبارگی این خواهش گریبان دل را گرفت و دامن
همت برکشاد و مرا که بجز نسب طینی ابوت پیوندهای معنوی بود و بیگانه نوازش اختصاص داده بار کشای راز گشتند و تفصیل
این جمال آنست در لوامع سحری که دل با آسمان پیوسته بود بر نطع نیایش گری نیازمندی میرفت در میان خواب
و بیداری خواجه قطب الدین اوشی و شیخ نظام الدین اولیا نمودار گشتند و بسیاری بزرگان را انجمن شد و بزم مصاحبت
آراسته آمد اکنون بعذرخواهی بر سر تربت اینان رفته میشود و دران سرزمین لختی با آیین ایشان پرداخته آید
پدر بزرگوار بطرز نیاکان سعادت فرجام حفظ ظاهر میفرمود و باستماع اغانی و نیرنگی ابریشم نمی پرداخت و وجد و
سماعی که در میان صوفیه شیوع دارد نمی پسندید و خداوندان آن طرز را طعنه زدی و همواره بر زبان گوهر آمود گذشتی
بر تقدیر برابری غنی و فقیر و ستایش و نکوهش و خاک و طلا که از شرایط روای انکار است سبکسری تلوین با خود دا

استیلا تمام دارد دیگر شیخ ابو الخیر ولادت او روز آبان دهم اسفندارمذ سال چهارم الهی معاضد دوشنبه بیست و دوم جمادی الاولی سال نهصد و شصت و هفتم هلالی مکارم اخلاق و شرایف اوصاف خوی ستودهٔ اوست مزاج زمانه را نیک شناسد و زبان را بسان سایر اعضا بفرمان خود دارد دیگر شیخ ابو المکارم ولادت او در شب آذرمز و غره اردی بهشت سال چهارم الهی مطابق دوشنبه بیست و سوم شوال نهصد و هفتاد و شش اگرچه در مبادی حال لختی بشورش در نفس گرامی پدر بزرگوار او را بر جاده درستی و هنجار آورد و بسیاری از معقول و منقول پیش آن دانای رموز انفسی و آفاقی تعلیم یافت و لختی پیش تذکره حکمای پیشین امیر فتح الله شیرازی تلمذ نمود بدل راه دارد امید که بساحل مقصود کامیاب گردد دیگر شیخ ابو تراب ولادت او روز رشن هیجدهم بهمن ماه سال بیست و پنجم الهی موافق جمعه بیست و سوم ذی الحجه نهصد و هشتاد قمری اگرچه والدهٔ او دیگر است لاکن سعادت در بار دارد و به کسب کمالات مشغول دیگر شیخ ابو الحامد ولادت او روز خورداد ششم دی ماه سال سی و هشت الهی موافق دوشنبه سوم ربیع الاخر هزار و دوم دیگر شیخ ابو راشد ولادت آورداسفندارمذ پنجم بهمن ماه الهی سال سی و هشت مطابق دوشنبه غره جمادی الاولی سال مذکور این دو نوباوهٔ خاندان سعادت اگرچه از قم اند لیکن آثار اصالت از جبین ایشان پیداست و آن پیر نورانی از مقدم ایشان خبر داده نام مقرر گردانیده بود و بیشتر از ظهور آنها رخت هستی بر بست امید که بانفاس گرامی او همنشین دولت نیک روزی گردند تا نکوئیهای گوناگون فراهم آید برادر نخستین رخت هستی بربست و عالمی را در غم انداخت امید که دیگر نونهالان برومند را در نشاط کامرانی و سعادت دو جهانی دراز عمر گرداناد و بخیرات صوری و معنوی سربلندی بخشاد بیست و پنجم پیوند کتخدای بخاندان آزرم شد و دودمان دانش و خاندان اعتبار پذیرفت کاشانهٔ ظاهر آرا و نفس کنج گزار را لمهای پدید آمد و هندی و ایرانی و کشمیری نشاط خاطر گشتند بیست و ششم گرامی فرزند سعادت افزا روزی گشت ولادت او در شب رشن هیجدهم دی ماه سال شانزدهم الهی موافق شب دوشنبه دوازدهم شعبان نهصد و هفتاد و نهم پدر بزرگوار او را بنام عبد الرحمن موسوم گردانید اگرچه هندوستان نژاد است اما مشرب یونانی دارد و دانش می اندوزد و از سود و زیان روزگار فراوان آگهی اندوخته و آثار نیکبختی از ناصیهٔ او پیداست و خدیو والاقدر او را بکوکه های خود منتسب گردانید بیست و هفتم دیدار نبیره شب ایران سی ام امرداد ماه آلهی سال سی و شش مطابق جمعه سوم ذیقعده نهصد و نود و نه هلالی در ساعت سعادت افزا فرزندی نیک اختر پدید آمد عنایت ایزدی روی آورد گیتی خداوندان نونهال سرابستان سعادت را بشوتن نام نهاد امید که بجلایل کمالات دینی و دنیاوی فایز گردد و بسعادت جاوید نشاط اندوزد بیست و هشتم دوستی مطالعه کتب اخلاق بیست و نهم آگهی یافتن از نفس ناطقه سالهای دراز بمقدمات بیانی و عیانی طلبگار بود و با صاحبان این دو روش

روزگاری سپری آمد مشتری ردا از سر نهاد عطارد قلم در شکست قطعه ریخت آنکه فیلسوف جهان بود رخ جهان نهفت در بای آسمان
معانی کشوده بود بی او مینم مرده دل انداقربای او گو آدم قبایل و عیسی زدوده بود چنانچه لمحتی در جای خود گزارده آمد چون رخی
از حال گرامی نیاکان خود را نکاشت یعنی از خود میگوید و دلی خالی و سخن را آبی میدهد و زبان را بندی میگشاید

ذکر قایل

نفس قدسی مرا با بدن عنصری در سال چهارصد و هفتاد و دوم جلالی مطابق نهصد و پنجاه و هفت هلالی از مشیمهٔ بشری به نزهتگاه
دنیا خرامش شد در یک سال و کسری شیوا زبانی کرامت فرمودند و در پنج سالگی آگاهی های غیر متعارف رو آورد و در بیچه سواد کشودند
در پانزده سالگی خزاین دانش پدر بزرگوار را گنجور آمد جوهر معانی را پاسدار امین شد و پای بر سر گنج شکست و شگفت تر آنکه
گردش سپهر بوقلمون همواره خاطر از علوم مکتبی و رسوم زمانی دل زده و خواهش رمیده و طبع در گریز بود
و بیشتری اوقات کمتر می فهمید پدر بر نمط خویش افسون آگهی دمیدی و در هر فنی مختصری تالیف فرمود و بیاد دادی
و مرا اگرچه هوش افزودی از دبستان علم چیزی دلنشین نیامدی گاه مطلقا در نیافتی و زمانی اشتباه ها پیش راه
گرفتی و زبان یاوری نکردی که آنرا بر گوید حجاب الکنی می آورد یا تنومندی سخن گذاری نداشت و در آن انجمن بگریه
در افتادمی و بنکوهش خود در شدمی درین اثنا مرا یکی از مظاهر کونی علاقهٔ خاطری پدید آمد و دل از آن کم بینی دکوتی
شناخت بازماند روزی چند برین نگذشته بود که هم زبانی و همنشینی او جویای مدرسه گردانید و خاطر شتابان را رمیده
بدانجا فرود آوردند و از نیرنگی تقدیر یکبارگی فرار بودند و دیگری آوردند رباعی در دو بر شدم با حضری آوردند
یعنی ز شراب ساغری آوردند کیفیت او مرا از خود بیخود کرد بردند مرا و دیگری آوردند و حقایق حکمی و دقایق
دبستانی پرتو ظهور انداخت و کتابی که بنظر نه در آمده بود روشن تر از خوانده نمایش داد اگرچه موهبت خاص بود
که از عرش تقدس نزول صعودی فرمود لیکن انفاس گرامی پدر بزرگوار و بیاد دادن نقاوه های هر علم و نارسته
شدن این سلسله یاوری سترگ نمود و گزین اسباب کشایش گشت ده سال دیگر بر و آگویه خویش و اخاده
مردم شب از روز نشناخت و گرسنگی از سیری جدا نیارست کرد و خلوت را از صحبت متمیز نتوانست گردانید
و یارایی جدا کردن غم از شادی نداشت غیر از نسبت شهودی و رابطهٔ علمی دیگری نفهمید آشنایان طبیعت از آنکه
دو روز و سه روز سپری میشد و غذا او ر دنی آمد و نفس دانش اندوز را بدو میلی نمیشد بحیرت در می افتادند و اعتقاد
می افزودند چنان پاسخ می داد که استبعاد از الف و عادت بر خاسته بیمار را طبیعت او بمعارضه مرض چگونه
از خوردن دست باز میدارد و هیچکس را شگفت نمی آید اگر توجه معنوی بفراموشی ببرد چرا عجب باید اکثر مستاولات
از بسیار گفتن و شنودن از برگشت و مطالب والا از کهن اوراق بتازه صفحهٔ دل آوردند بیشتر از آنکه کشایش
یابد و از حضیض ببد النشی باوج شناسائی بر آید سخنان بر پیشینیان می یافت و مردم خردسالی را در یافت

شنیده شبا شب بایلغار خود را رسانیدند بی آگهی مردم بار بآئین پیش بر لباس دیگر برآمده راهی شدیم و آشفتگی دشوار
از همه ایام ناکامی شورش در باطن افزود اگرچه لختی روشن شد که مردم تا کجا همراه اند و با شهریار دادگر تا چها گزارش نموده اند
و غیب دان را چگونه بر حال آگهی ست لیکن پریشانی سخت تر شورش آورد بی آگاهی یافتن این مردم بیگاه سرآوارگی گرفته
نورستان آفتاب و تاریکیهای بدگوهران و هجوم مسالک شهر و هنگامهٔ تیز و هندگان بافرجام و یاوز ناپدید و بار انداز نایافت
قلم چه بین را چه یارا که قدری از آن حال گذارد هر زبان فصیح الکنی رود هر این شگافته زبان را کدام نیرو ناگزیر پاسرآسیمگی
گوناگون بخرابه رو آورده شد لختی از شورش شهر و دیدهٔ دشمنان برآسودیم از آنجا که نوازش گیهان خدیو بنازکی معلوم
شده بود رایها بر آن قرار یافت که اسپی چند سامان نموده آید و ازین خرابه بدان مصر اقبال شتافته شود و برخت گاه
فلانی که راست بازی دیرین در میانست رفته آید باشد که این غوغا فرو نشیند و پادشاه دست بخشایش برگشاید ناگزیر
بآئین بیچگان سامان راه نموده شبی تیره تر از درون چند سگالان و دراز تر از افسانهای بیهده سرایان براه در آمدیم
با خامکاریهای فلاوز و کجرویهای او در نورگاه سحری بدان تیره جا رسیده باشد آن ناشناسا اگرچه از جا نلغزید
اما چندان داستان هم برخواند که بگفت در نیاید و از راه مهربانی بر زبان آورد اکنون وقت گذشته ست و خاطر اقدس
قدری آزرده اگر پیشتر ازین آمدن میشد گزندی نمیرسید و بآسانی کار دشوار ساخته میشد درین نزدیکی دهی نشان
دارم روزی چند در آن خمول گاه باید بسر برد تا خاطر مقدس شاهنشاهی بنوازش گراید در گردونی نشانده روانهٔ آن طرف
گردانید بگوناگون اندوه هم آغوشی دست داد چون بدانجا شدیم همانا کشاورزی که بامید او فرستاده بود غیبت داشت
در آن خرابه معمور بیجا فرو شدیم داروغه را بخواندن نامه احتیاج افتاد و آثار دانای در نواحی نایافته طلب داشت از آنجا
تنگی وقت بود براه انکار شتافته شد و در کمتر زمانی بدید آمد که این قریه منسوب یکی از سنگین دلان شوریده مغز است
او از ساده لوحی بدینجا فرستاده بصد بیتابی خاند و هستاکی خود را از آن مرحله بیرون انداختم و راهبری ناشناسا که رفته
بدهی از دار الخلافه آگره که بوی آشنائی از آنجا می آمد ره نوردیم آن روز سی کروه بیراهه شتافته بدان عزیمت گاه
پیوستم آن نیکو خصال مردمیها بظهور آورد و لیکن پیدا شد در آنجا نیز یکی از باطل ستیزان گشت و کاردار دو در
چندگاه بدین صوب گذاره نماید دست از آن باز داشته در نیم شبی با دلی نژند ره نورد گشتیم و سحری بدار الخلافت
آگره در آمده زاویهٔ دوستی بدست آورده شد و لختی درین خاکدان نامردمی و خوابگاه فراموشی و دیوسار نااهلی د
تنگ بارکم بینی دم آسایش گرفته آمد لیکن زمانی نگذشته بود که از آن خیره رویان خدا آزار و کام گزاران بی آزرم
نام بر زبان رفت همانا که در همسایگی چنین ناراستی آشفته رائی و شوریده کاری پریشان مغز میباشد ساحت
ضمیر را غمی تازه گرفت و سرگردانی شگرف روی آورد و از آنجا که قدم از تنگاپو و سر از آهنگ شبگیر و گوش از بانگ درا
و چشم از نشان بیخوابی فرسوده شده بود بو العجب دردی دل را فرو گرفت و گرانباری غمی بیکار دل آمد ناگزیر در

آمیزش بسیار شد و دلایل ذوقی و شهودی و اکتسابی و نظری بنظر درآمد راه شبهه بستگی نیافت و خاطر آرام
نگرفت بیامن عقیدت این گره گشوده شد و دلنشین آمد که نفس ناطقه لطیفه الهیست ربانی سوای بدن او را است
تعلق خاص باین پیکر عنصری سی‌ام آنکه از پارساگوهری شکوه بزرگان صورت مرا از گفتار حق باز نداشت و
دانش و بینش اندوز را رهزن نیامد هم گزند مالی و حالی و ناموس تفرقه درین عزیمت نینداخت و رفتار آب گردان
جویباری گروهی سی‌ویکم ملی اهل دل با عتبارات دنیاسی و دوم توفیق نگاهداشتن این گرامی نامه اگرچه عنوان
این کتاب آلهی محمدت ایزدیست که بزبان نیرنگی اقبال روزافزون می سراید و سپاس نعمت رسیدگی بزبان
قلم می گزارد لیکن هر گونه آگهی را چشمه سار نیست و گروها گروه دانش را معدن جدپیشگان کارگزار را رهنمون
و هزل سرایان خنده فروش را از و نصیبهٔ خردان را سرمایهٔ نشاط و جوانان را اسباب رعونت و پیران تجارب
روزگاران یکجا یابند و بخشندگان سیم و زر عالم آئین هدوم از و شناسند گوهر بینائی را روزنگاه خرم کشتان
آزادی را زمین پرورده صبح سعادت را روزن سپهر کارگاه هنر ژرف دریای گوهر آفرینش ناموس آرایان
سعادت نهاد روش از و آموزند و دینداران حق پژوه بدیدبانی نامهٔ اعمال عشرت اندوزند بازرگانان
هر متاع آئین سود برگیرند و جان نثاران عرصه کندآوری بوجه همت آموزی از و برخوانند تن گزاران نفس آرای
آئین نکوکاری از و بردارند اخلاص طرازان بخت آور از و ذخایر بی منتها فراهم آورند آرامش گزینان نجح هنگامه
حقیقت بیاوری آن کامیاب خواهش گردند ابیات یکی نامه ساختم پرشگفت * که هر دانشی زو توان
برگرفت * چنان گفتم این نامهٔ نغز را * که روشن کند خواندنش مغز را * ازین نعمتهای گوناگون مژده آن سپاس
و دل سامعه افروز میشود که خاتمهٔ کار بر نکوئی شود و ابدی سعادت یاوری نماید اگرچه نور مبارک امروز
مورد اضداد و عبرت نامهٔ جهانیان ست و هنگامهای مهرآگین در شورش آید دبیرستان حقیقت پژوه
ابوالوحدت گویند و بیگانه بنده دادار بیهمال شمارند کمندآوران عرصهٔ دلاوران ابوالهمت نام نهند و از یکتاپهان
هستی و شمن لنغ پیشه خرد همواره با بوالفطرتی بسر آید و از گزیده مردم این دودمان جالی شناسند و در دفاتر عوام که آشوبخانهٔ بی تمیزیست بر
بپرستاری هنی نسبت دهند و از فرورفتگان این گرداب پندارند و طایفه از منهمکان کفر و الحاد انکار نمایند و از نکوهش و سرزنش نخجه
بر سازند بیت صد داستان بو العجب آید بروی کار حیران شوند گر دو سه حرفی رقم کنم و لله الحمد که ازین اتباع تماشای شگرف کاری
روزگار بیرون نمیشود و بر نکوهیدگان و مدحت سرایان از خیرسگالی بیرون نمی رود و زبان و دل را بنفرین و آفرین نمی آلاید ابیات
شناسنده گر نیست شوریده مغز * بهره شناسد ز دینار نغز * هنر باید از مردم گوهری * چو نور از مه و تابش از مشتری *

ذکر اولیای هند

از آنجا که دریوزه گر بندگان ست و دوستی این گروه در سرشت بگزارش برخی از اینها

که زار بود یا خوابگاه درین آباد بوم دارند این نامه بانجام میرساند بوکه سرمایه پذیرای دلها گردد و دست آویز
جاوید سعادت فراهم آید از گلشن سرای حقیقت بوی برستود و دست مرد فراوان رنج برگیرد لغت اولیا
جمع ولی ست بمعنی نزدیکی آنرا از ولی برگرفته اند همانا معنوی قربت میخواهند و گروهی ولایت بکسر واو در تلوین برگزارند
و نقیح در تمکین و جمعی نخستین را پایهٔ عاشقی اندیشند و پسین حال معشوقی خداوند و اولین ولی باشد خدا و
دومین والی و برخی بفتح از قرب انبیا برگویند و بکسر از اولیا و در کهن نامها فراوان معنی برنگاشته اند و گزیده آنکه
شناسای دادار بیهمال باشد و بزرگ همت بجز او نگراید مرا حیرت فرو گرفته که خاک ذرهٔ امکان را با آفتاب
وجوب چه نسبت و نهایت پذیر را با غیر منتهی چه پیوند و ولی نزد من آنست که چهار خوی گرامی اندوزد و از هشت
نکوهیده بپرهیزد و همواره از کار آگهی با نفس هزار فتنه آویزش فیروزی کند و دمی از دستان سرائی او نغنود
این پایهٔ والا با ایزدی تائید و رهنمونی بخت بدست افتد لیکن گاه بدم گیرائی میانجی شود گاه بی او پسین را اویسی خوانند
ازان حال اویس قرن و پنج برگوید و نخستین را صاحب کشف المحجوب دوازده سلسله برگزارد و ازان دوازده دو را
ناسره پندارد محاسبیان قصاریان طیفوریان جنیدیان نوریان سهلیان حکیمیان خرازیان
خفیفیان سیاریان حلولیان حلاجیان نخستین گروه را سرچشمهٔ فیض ابی عبدالله حارث بن اسد
محاسبی بصری ست علم ظاهر و باطن اندوخته بود و نشیب و فراز راه نیکو میدانست استاد وقت بود و
خداوند تصانیف سال دو صد و چهل و سه هجری در بغداد رخت هستی بربست و ازان رو که همواره
اماره روزگار خویش درست میگرفت بدین نام برخوانند دومین به حمدون پور احمد بن عماره قصار گردند
کنیت ابو صالح پیش نوری دانش آموخت و از سلم بن حسین باروسی و ابو تراب نخشبی و علی نصرآبادی
فیضها اندوخت و با ابو حفص حدادی بود پایهٔ کمال یافت جهانیان را بان بغیاره برگشوده میدانستند سال دو صد و هفتاد و یک در
نیشاپور راه پسین سفر نورد سومین به طیفور بن عیسی بسطامی نیایشگری نمایند کنیت بایزید بزرگ نیاک او سروشان نام مجوس بود از بزرگان
در عنفوان شناسای فنون علم اندوخت و بپایهٔ اجتهاد برآمد سپس از رسمی دانش برگذشت و بوالا مرتبهٔ آگهی رسید با احمد خضرویه و ابو حفص
و یحیی معاذ همسر بود و شقیق بلخی را دریافته سال دو صد و شصت و یک بگذارشی دو صد و سی و چهار بعلوی عالم شتافت
چهارمین پیرو جنید بغدادی کنیت او ابوالقاسم لقب قواریری و زجاجی و خراز ست پدر او آبگینه فروختی و خود خز بافتی نیاکان او از نهاوند
و زاد و بالش او در بغداد از سری سقطی و حارث محاسبی و محمد قصاب نخجی حقیقت اندوخت و خراز و رویم و نوری و شبلی و بسیاری
برگزیدگان حق بوی نسبت درست کنند شیخ ابو جعفر حداد گوید اگر عقل مرد بودی بصورت جنید برآمدی سال دو صد و نود و هفت یا هشت
یا نه رخت هستی بربست پنجمین از آن نوری سیراب دل نام او احمد بن محمد و گویند محمد بن محمد مشهور به ابن
بغوی پدر او خراسانی ست و مولد و منشا بغداد او از بزرگان والا شناخت

شاگرد است با سری سقطی و محمد قصاب و احمد الواری جواری صحبت داشته و ذالنون مصری را دیده بود و از
جنید بیندارند لیکن لختی تیزتر در سال دویست و هشتاد و شش ازین سپنجی سرا درگذشت ششمین سهل
بن عبدالله تستری باز گردند شاگرد ذوالنون مصریست از والا پایگاهان این شگرف راه است و از اقران
جنید هشتاد سال عمر یافت و در محرم دویست و هشتاد و سه زندگانی بسر آمد هفتمین به محمد بن علی حکیم
ترمذی بازگشت نمایند کنیت ابو عبدالله با ابوتراب نخشبی و احمد خضرویه و ابن جلا صحبت داشت و
در علم ظاهر و باطن چیره دست بود فراوان تصنیف و خارق عادات ازو برگذارند هشتمین رو با بوسعید خراز
دارند و ار بزنام او احمد بن عیسی بغدادی ست بدوستی صوفیان بمصر رفت و در مکه مجاور شد و موزه دوزی
میکرد و شاگرد محمد بن منصور طوسی ست و با ذوالنون مصری و سری سقطی و ابو جنید بسری و بشر حافی
صحبت داشت و سعادت اندوخت چهار صد تصانیف بر نوشت و ناشناسندگان او را کافر پنداشتی
در سال دویست و هشتاد و شش از عالم بشد خواجه عبدالله انصاری گوید که هیچکس از مشایخ به ازوی نشانم
در علم توحید بهمین دریوزه از ابو عبدالله محمد بن حنیف کنند پدر او شیرازیست شاگرد شیخ ابوطالب خداوند
علم صورت و معنی بود خیرنج بغدادی و رویم را دیده و مالتالی و یوسف بن حسین رازی و ابو حسین مالکی
و ابو حسین مزین و ابو حسین دراج و بسیاری بزرگان را دریافته بود و فراوان تصنیف دارد و در سال سه صد
و سی و یک خواب پسین نمود و بهمین با ابوالعباس سیاری باز گردند نام قاسم دخت زاده احمد بن سیار فرود بست
شاگرد ابوبکر واسطی علوم ظاهر و باطن اندوخت و والا پایگی در کردار بدست آورد سال سه صد و چهل و دو ساغر
زندگی او لبریز گشت یازدهمین سرگروه اینان حلمان دمشقی ست دوازدهمین سرچشمه این طایفه فارس است
از اصحاب حسین بن منصور حلاج بغدادی و او غیر حسین منصور مشهور و برین دو زبان طنز برگشاید در هندوستان
چهارده سلسله برگذارند و آنرا چهارده خانواده نامند و ازان دوازده جز طیفوریان و جنیدیان مذکور نی –
حبیبیان طیفوریان کرخیان سقطیان جنیدیان گازرونیان طوسیان فردوسیان –
سهروردیان زیدیان عیاضیان ادهمیان هبیریان چشتیان گویند امیرالمومنین علی را چهار خلیفه
بود حسن حسین کمیل حسن بصری سرچشمه سلاسل حسن بصری را دانند و او دو خلیفه داشت حبیب
عجمی نخست از جوش معرفت زد دیگر عبدالواحد بن زید پنج پسین ازو سیراب دل شدند –
مادر حسن بصری از کنیزان ام سلمه است نام او عمر خطاب بر نهاد یتیم مانده بود در سر آغاز لختی گوهر فروختی
از زرد شن ستارگی راه تجرید برگزید و خویشتن را در ریاضت گری برگداخت و فرهی معنوی اندوختی
هر هفته وعظ بگفتی و مجلس آراستی چون رابعه حاضر نشدی بدان نپرداختی گفتند از نیامدن پیرزنی

چه او دست از آن باز کشتی گفت غذائی که بهیلان آماده باشد بکار موران نیامد اول حبیب عجمی نعمت
درست کنند او از مالداران بود و روزگار بر باگذارندی از بهروزی لختی چشم بینش گشوده شد از حسن بصری
راه یافت و فراوان مردم از و سعادت اندوختند روزی حسن بصری از چاوشان حجاج بگریخت و بصومعه
حبیب در شد سرهنگان از وی پرسیدند حسن کجاست گفت درون صومعه چون پژوهش رفت
او را نیافتند حبیب را سرزنش کردند و گفتند هر چه حجاج بشما میکند درخور است گفت من جز راست
نگفته ام اگر شما ندیدید جرم من چیست باز در شده ژرف نگهی بکار بردند و نیافتند خشمناک بازگشتند
و طنز گویان رفتند حسن بیرون آمد و گفت ای حبیب عجب حق اوستادی نگاه داشتی گفت ای اوستاد
از راست گوئی رهائی یافتی اگر دروغ گفتمی هر دو هلاک شدمی شبی او را در تاریک خانه سوزن از دست
افتاد از غیب روشنی بدرخشید دست بر چشم نهاد و گفت لی لی ما سوزن جز بچراغ ندانیم حبت سوم
فیض از معروف کرخی برگیرند پیدا او ترسا بود پیش امام رضا علیه السلام کیش برگردانیدند و بدربانی
سربلندی یافت و بصحبت داؤد طائی رسید و ریاضت گری بجا آورد و به نیروی درست نیتی و راست
کرداری پیشوا گشت سری سقطی و بسیاری از و فیض برگرفتند سال دویست هجری بعلوی عالم
شتافت و درین هنگام گبر و ترسا و یهود بر و گردیدند و هر یکی خواست بآئین خویش بر و پردازد صورت
نه بست همانا در نزهتگاه صلح کل جا داشت چهارم سری سقطی را در پی روند کنیت ابوالحسن از بزرگ
کار آگهان گزین کردار است و بسیاری رسیدگان را استاد از اقران حارث محاسبی و بشر حافی و شاگرد
معروف کرخی و ستایش او از نیروی من ناشناسا بیرون سال دویست و پنجاه و سه از خاکدان دامن
برچید ششم بر ابواسحاق بن شهریار گرویدند پدرش از آئین زردشتی بیرون و طرز اسلام پیش
گرفت از شیخ ابو علی فیروزآبادی فیض اندوخت و بسیاری بزرگان را دریافت و دانش ظاهر و باطن
بدست آورد سال چهارصد و بیست و شش از آشوبگاه دنیا رهائی یافت هفتم را آغاز علاء الدین طوسی
ست او شیخ نجم الدین کبری عقد برادری داشت هشتم بشیخ نجم الدین کبری نیایش نمایند کنیت
ابوالجناب و ابوالقاسم و نام احمد بن عمر خیوقی و لقب کبری از شیخ اسمعیل قصری و عمار یاسر و روزبهان
فیضها برگرفت و در شناسائی صورت و معنی پایهٔ والا یافت شیخ مجد الدین بغدادی شیخ سعد الدین
حمویه شیخ رضی الدین علی لالا بابا کمال خجندی شیخ سیف الدین باخرزی و بسیاری از دلیل او دم گرامی
او جاوید سعادت اندوختند سال ششصد و هجده بشمشیر درگذشت نهم از شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب
عبد القاهر سهروردی بهره ور در علم ظاهر و باطن والا پایگی داشت بدوازده واسطه با بوبکر صدیق رضی الله عنه

و در طریقت بشیخ احمد غزالی نسبت درست کند فراوان تصنیف ازو یادگار و آداب المریدین ازوست سال پانصد
و شصت و سه هجری بعلوی سرای شتافت و هم بشیخ واجد بن زید اقتدا کنند یازدهم تفضیل بن عیاض
گرایند کنیت ابو علی از کوفی ست و نزد برخی بخاری و جز آن میان مرو و باورد با این درویشان
بسر بردی در راه زدی از نیک سرشتی بیدار شد و گزین کار کرد سعادت اندوخت سال صد
و هشتاد و هفت ره واز جهان در کشید دوازدهم ابراهیم ادهم بلخی را پیشرو دانند کنیت ابو اسحق
نیاکان او سری داشتند و در جوانی ستاره بخت مندی درخشید دست از همه باز داشت با سفیان ثوری
و فضیل عیاض و ابو یوسف غسولی هم صحبت و با علی نکار و حنیفه مرعشی و سلم خواص یار بود سال
صد و شصت و یک یا دو بشام درگذشت سیزدهم بشیخ هبیره بصری رسند چهاردهم با بواسحق شامی
پیوندند او مرید شیخ علو دینوری ست چون شیخ بقصبه چشت رسید خواجه ابو احمد ابدال که مقدم مشایخ
چشت ست ازوی تربیت یافت و سپس پسر او محمد چراغ ولایت برافروخت و بعد ازو خواجه
سمعانی خواهرزادهٔ او آگهی پیش گرفت پس ازان پور او خواجه مودود چشتی والایی یافت و پسر او
خواجه احمد نیز بسی بزرگ شد همانا هر دو شماره را گزین دست آویزی پیدا نیست ز برگزیده
که در کاهش نفس ذو فنون و پرستش ایزدی همال لختی تازگی پدید آورد و معنوی فرزندان
یکی پس از دیگری چراغ آگهی افروخت و او را سلسله جداگانه برگرفتند ورنه جز آن دوازده و چهارده
فراوان سلسله زبان زد روزگار ۵

ذکر ابو المظفر نور الدین محمد جهانگیر بادشاه

شاہزادہ سلیم بن جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سینتیس برس کی عمر مین روز پنجشنبہ چودھوین جمادی الثانی
۱۰۱۴ ہجری کو ساعت مقررہ پر واقع اکبر آباد تخت نشین ہوا اس جشن مین محمد شریف ولد خواجہ
عبد الصمد شیرین قلم کو امیر الامرائی کا خطاب اور وکالت کا منصب ملا اور مہر خاص جواہر زواہر سے
آراستہ اپنے ہاتھ سے اوسکی گردن مین پہنائی اور مرزا غیاث بیگ کو اعتماد الدولہ کا خطاب اور
مرزا جان بیگ کو جو شاہزادگی کے عہد مین دیوان تھا وزیر الممالک کا لقب ملا دونوں کو کار دیوانی مین
شریک کیا زمانہ بیگ کو جسنے ایام شاہزادگی مین خدمات شایستہ کیے تھے مہابت خانی اور پیر خان
لودی کو صلابت خانی کے القاب سے سرفراز کیا اور چند سال کے بعد صلابت خان نے خانجہان کا
خطاب پایا شیخ فرید بخاری جو سادات موسوی سے اکبری تربیت یافتہ تھا اور حضور مین بخشیگری
کی خدمت پر تھا منصب پنجہزاری ذات اور میر بخشیگری کے عہدے سے ممتاز ہوا اور راجہ باسنگہ کو

خلعت چارقب اور شمشیر مرصع اور اسپ خاصہ مرحمت کیا - اور بنگالہ کی صوبہ داری پر رخصت کیا خان اعظم مرزا عزیز کو کلتاش اور آصف خان جعفر کو جو صوبہ بہار سے حاضر دربار ہوئے تھے مشمول انواع عطوفت فرماکر حضور مین رکھا اسیطرح سب امرا نے عنایات شاہی سے اعزاز پایا

بڑے شاہزادہ سلطان خسرو کا باغی ہونا اور جنگ وجدل کے بعد قید آنا

سلطان خسرو بڑا بیٹا بادشاہ جہانگیر کا خوشامدگویون کی چکنی چکنی باتون پر پھسلا جاتا تھا سلطنت کی ہوا دماغ مین چھائی تھی سبب اسکا یہ تھا کہ اکبر بادشاہ نے رحلت کے وقت فرمایا تھا کہ شاہزادہ سلیم ایسا عیش مین مبتلا ہی کہ جہانداری کی لیاقت نہین رکھتا لڑکا اسکا سلطان خسرو بہمہ صفت موصوف قابل تاجداری ہی اسطرح پر مرض مالیخولیا نے اسکے دماغ مین جگہہ پکڑی اور ہمیشہ باپ کی خدمت سے نفور تھا آخر جلوس کے چھہ مہینے بعد روز اتوار کے رات کو مطابق آٹھوین ذی حجہ چند محرمان راز و معتبران خانہ برانداز کے ہمراہ اکبرآباد سے نکلکر بھاگا - امیرالامرا نے خبر پاتے ہی بلاتوقف حضور مین عرض کیا - اوسوقت بخشی الممالک شیخ فرید بخاری نے مع دیگر امرا کے بطور منقلا رخصت پائی اور اخیر شب کو خود بادشاہ بھی عازم ہوا - جب صبح ہوئی مرزا حسن پسر شاہرخ مرزا کو جو شاہزادہ کی بغاوت مین رفیق طریق تھا - اور رات کی تاریکی مین راہ مقصود گم کرکے سرگشتہ بادیۂ ادبار پھرتا تھا اولیاے دولت گرفتار کرکے لائے اور بموجب حکم والا کے اہتمام خان کوتوال کے حوالہ ہوا کہ زندان مکافات مین گرفتار رہے القصہ جب شاہزادہ متھرا مین پہونچا حسن بیگ بدخشی جو کابل سے آتا تھا شاہزادہ سے ملاقی ہوکر رفیق ادبار ہوا راستہ مین جسنے باغی نے سر و پا کرتے سرایون مین آگ لگاتے مسافر اور سوداگرون کے گھوڑے اور سرکار شاہی کے جو اکثر راستون مین تھے لیکر اپنے پیادگان ہمراہی کو دیتے تھے تاآنکہ لاہور مین داخل ہوا - دیوان عبدالرحیم نے برگشتہ طالعی سے آکر ملازمت کی دلاور خان صوبہ دار لاہور کے نصیبہ نے راہ سلامت دکھلادی ملاقات کو نہ آیا - اور استحکام قلعہ مین مصروف رہا شاہزادہ نے بہت سے کوشش کی مگر قلعۂ لاہور قبضہ مین نہ آیا اسی عرصہ مین جب شیخ فرید بخاری کے پہونچنے کی خبر مع لوگان کے نواحی سلطان پور مین گرم ہوئی شاہزادہ نے قلعۂ لاہور سے ہاتھہ اوٹھا شیخ فرید کی طرف رخ کیا اور نواح کوندوال مین دونو لشکرون کا سامنا ہوا اور اکثرون کی سر و تن کی جدائی ہوئی یہانتک کہ ناگاہ خبر ورود خاصۂ فوج شاہی گوش زد ہوئی اور شیخ فرید لڑائی مین زیادہ تر سرگرم ہوا شاہزادہ تاب جنگ نہ لاکر مع حسن بیگ بدخشی وغیرہ رفیقون کے بھاگ نکلا اسی وقت مین بادشاہ رزم افروز

معرکۂ بخت فیروز ہوا۔ اور غایت عنایت سے شیخ فرید کو آغوش عاطفت مین کھینچکر رات اوسی کے خیمہ مین سحر کی صبح ہوتے لاہور کو متوجہ ہوا۔ شاہزادہ چاہتا تھا کہ اکبراباد کو جاوے حسن بیگ بدخشی نے صلاح دی کہ میری جاگیر اثناے راہ مین واقع ہی بہتر ہی کہ وہان سامان فراہم کرکے اول کابل جاوین بعدہ وہان سے جمعیت فوج کرکے ہندوستان آوین کیونکہ بابر اور ہمایون نے کابل ہی کی تقویت سے فتح ہندوستان کی پائی تھی اسیطور پر اور بہت سی باتین دور از کار بیان کین۔ شاہزادہ اسکے دم مین آگیا کابل کو روانہ ہوئے دریاے جناب پر پہونچکر چاہا کہ شاہپور کے گذر سے پار ہو مگر ناو نملی وہان سے سودہرہ کے گھاٹ پر آیا۔ رات کا وقت تھا بڑی ڈانوان ڈولی سے ایک کشتی ملی چاہتا تھا کہ دریاے حایل سے بیڑا پار لگاوے سودہرہ کا چودہری انکے شور و غوغا سے آشنا ہوکر ملاح کو مانع ہوا کہ عبور کرانے سے کنارہ پکڑ بیٹھا جسوقت یکہ تاز خورشید نے چشمہ نور مین غوطہ لگاکر سر ابھارا روشن ہوا کہ یہ شاہزادہ ہی۔ میر ابوالقاسم اور بلالخان خواجہ سرا جو گجرات کے حدود مین شاہ دولہ تھے اس خبر سے باخبر ہوکر آپہونچے اور شاہزادہ کو مع حسن بیگ بدخشی اور عبدالرحیم کے گرفتار کرکے گجرات لیگئے۔ حقیقت حال کی حضور شاہی مین عرضداشت کی روز دوشنبہ سلخ محرم ۱۰۱۵ ہجری کو مقام لاہور باغ کامران مرزا مین بادشاہ کے پاس وہ عرضی پہونچی بموجب حکم امیرالامرا جانب گجرات روانہ ہوا اور شاہزادہ کو مع حسن بیگ بدخشی وغیرہ کے بقید کرلایا شاہزادہ کو دست بستہ پا بزنجیر چنگیزخانی قاعدہ سے بائین طرف سے حاضر کیا اور حسن بیگ بدخشی کو دست راست اور عبدالرحیم کو دست چپ استادہ کیا حکم ہوا کہ خسرو خسران زدہ کو پا بجولان قید کرین اور حسن بیگ بدخشی پوست گاو مین اور عبدالرحیم کو گدھے کے چرسے مین کرکے دراز گوش پر معکوس سوار کراکر تشہیر کیا جاوے بموجب حکم تعمیل ہوئی بسبب خشک ہونے پوست گاو کے حسن بیگ بدخشی چار پہر سے زیادہ زندہ نرہا۔ اور عبدالرحیم کو جو گدھے کے پوست مین بھرا تھا گرمی کے غلبہ سے جو اوسپر مستولی تھی خیار و ترب وغیرہ جو پاتا کہاتا تھا اور روز و شب زندہ رہا دوسرے روز بموجب سفارش حکم رہائی صادر ہوا ہرچند جلد مین کیڑے پڑگئے تھے مگر بیحیائی کا بہلا ہو جسنے زندہ رکھا اور بموجب حکم دیگر رفقاے شاہزادہ کو باغ کامران سے در دولت تک دورویہ دار پر کھینچا اور شاہزادہ کو فیل سوار وہان سے نکالا تاکہ اپنے دوستدارونکا ہدار کار ملاحظہ کرے بعدہ زندان مین زندہ محبوس رکھا چند سال کے بعد چندر دیب سنیاسی نے بروقت ملاقات بادشاہ کے شاہزادہ کی رہائی مین سفارش کی۔ مگر بجز

باریاب مجرا ہوجانے کے خلاصی نپائی جب پادشاہ نے بعد ازان جشن نوروزی فرمایا بموجب سفارش
اوسکے چھوٹے بھائی سلطان پرویز کو رہائی کابل کی ملی اور پھر مقید ہوا آخر کار جب شاہزادہ خرم
مخاطب بہ شاہجہان مہم دکھن کو مرخص ہوا شاہزادہ خسرو کو مسلسل اوسکے ہمراہ کردیا چنانچہ ہنوز تین
سال جلوس کو اوسی طرف زندانخانہ سے روانۂ اقلیم بقا ہوا یہ افواہ ہوئی کہ شاہجہان کی سختگیری
سے اوسکی جان گئی القصہ شیخ فرید بخاری بخشی نے جسنے لڑائی مین سلطان خسرو پر فتح
پائی تھی اس جنگ کے صلہ مین مرتضی خانی خطاب پایا اور بموجب شیخ مذکور کی استدعا کے
پرگنہ سروال مین جہان فتح پائی تھی ایک شہر فتح آباد نام معمور ہوکر اوسکی جاگیر مین عطا ہوا۔

سیر کابل کی عزیمت اور یہان کی کیفیت

دوسرے سال کے شروع مین پادشاہ لاہور سے کابل کی سیر کو متوجہ ہوا بعد قطع منازل علی مسجد
مقام مین ایک عنکبوت پادشاہ کے ملاحظہ مین آئی کہ کلائی مین خرچنگ کے برابر تھی اور وہ ایک
ایک سانپ تھا اوسکا گلا گھونٹ رہی تھی آخر کار سانپ کو مار ڈالا پادشاہ نے اوسکا تماشا دیکھا
وہان سے منزل بمنزل کابل آیا اور یہان کے سیر سے محظوظ ہوکر فرمایا کہ باغ شہر آرا کے متصل
جو بابر بادشاہ نے بنایا تھا دوسرا باغ جہان آرا تعمیر ہوا اور جو نہر گذرگاہ جاری تھی اسکو
اوس باغ کے درمیان سے جاری کیا دونون باغ شاہ لالان کے نام سے مشہور ہین۔ ہنگام قیام
کابل عرض ہوا کہ ضحاک اور بامیان کے درمیان مین جو کہ بلخ کیطرف کابل کی حد پر واقع ہی ایک
شعبہ ہی خواجہ سر تابوت کے نام سے مشہور چارسو برس اوسکی قضا کے بتلاتے ہین۔
ہنوز اعضا درست اکثر نے زیارت کی ہی اوسکے گردن مین ایک ایسا زخم ہی کہ اگر اوسپر سے
پھاہا علحدہ کرتے ہین خون جاری ہوتا ہی اور جب تک وہ روی وہان پر نرکھدین خون جاری
جریان سے بند نہین ہوتا ہی پس اسکے تحقیق کو حکم ہوا کہ معتمد خان مصنف جہانگیر نامہ جاوے
اور ایک جراح بھی اوسکے ہمراہ کیا گیا کہ زخم دیکھکر حضور مین آوے اور عرض حال کرے معتمد خان
وہان گیا اور وہان کے لوگون کی رہنمائی سے ایک راہ پائی جو پہاڑ کہ متصل بامیان کے واقع ہی
وہان گیا ایک شگاف نمودار ہوا ڈھائی گز زمین سے اونچا ایک شخص کو اوسپر چڑھا کر اوسکی
دستگیری سے اوپر پہونچا اور مع چند نفر کے اندر گیا ایک مکان دیکھا تین گز طول ایک گز عرض
اور اوسکے اندر ایک مکان عرض مربع چار گز کا مکان تھا اوسمین تابوت رکھا تھا مشعل روشن
کرکے میت کو دیکھا کہ اہل اسلام کے طور پر رو بقبلہ رکھا ہی پایان ہاتھ مقام پردہ پر رکھے ہو

ڈیڑھ گز کپڑا پردہ داری مین رہگیا تھا جسقدر اعضا زمین مین پہونچے بوسیدہ ہوگئے تھے اور ریز ریختہ تھے باقی درست آنکھین بند دو دانت ایک اوپر دوسرا نیچے کا اونٹھون سے ظاہر اور کان زمین پر جو لٹکے ہوئے تھے گردن سے کسیقدر بوسیدہ ہاتھہ پیر کے ناخن درست لیکن زخم معلوم نہوا۔ پرانے لوگون سے دریافت ہوا کہ جب چنگیز خان اور سلطان جلال الدین سے سنہ ۶۱۰ ہجری مین لڑائی ہوئے یہ شخص شہید ہوا تھا۔ اور تب سے اس صورت پر یہان پڑا ہے بعد تحقیق اس مقدمہ کے معتمد خان نے یہ کیفیت حضور مین بیان کی القصہ بعد سیر و انتظام کامل کے ہندوستان کو معاودت ہوئی

آنا نورجہان بیگم زوجہ شیر افگن خان کا حرم سراے سلطانی مین

شیر افگن خان کا نام علی قلی تھا قوم کا استجلو اور اسمعیل مرزا خلف شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران کا سفیر تھا جب کہ اسمعیل مرزا نے ملک بقا کی راہ لی یہ شخص قندھار ہوتے ہوئے عہد اکبری مین ہندوستان آیا جب ملتان پہونچا اول عبدالرحیم خان خانخانان سے جو مہم ٹھٹھہ پر متوجہ تھا ملاقی ہوا اور خانخانان نے اوسکا حال بادشاہ کو لکھا اور غائبانہ ملازمان شاہی مین مقرر کرکے اپنی رفاقت مین رکھا اوسنے مہم ٹھٹھہ مین اچھی خدمت کی جب ٹھٹھہ فتح ہوا بموجب ایماے خانخانان کے حضور مین پہونچکر منصب شایستہ پر سرفراز ہوا اور اوسی زمانے مین شیر افگن خان کا لقب پایا اور صوبہ بنگالہ مین جاگیر ملی اوسی زمانے مین اوسنے نورجہان بیگم سے نکاح کیا چونکہ طبیعت اسکی نہایت غیور تھی اور جہانگیر نے عہد جوانی مین نورجہان کو خرم سراے اکبری مین جو کسی تقریب سے مسے اپنی والدہ کے کی تھی دیکھا تھا اوسوقت سے انکو تعشق تھا جب تخت پر بیٹھا اور انتظام مہام سے آرام ملا قطب الدین کوکلتاش خان کو جو شیخ سلیم چشتی کا پوتہ تھا بنگالہ کا صوبہ دار کیا اور دربردہ ارشاد کیا کہ جسطرح ممکن ہو شیر افگن خان سے نورجہان بیگم کو طلاق دلادے اور اگر یہ صورت نہو تو شیر افگن خان کو مار ڈالے اور نورجہان کو روانہ حضور کرے۔ قطب الدین خان بنگالہ پہونچکر چند دنون کے بعد بردوان گیا شیر افگن خان وہان کا جاگیردار تھا جھٹ استقبال کو گیا بعد ملاقات کوکلتاش خان نے اسکے جرات اور جبرت کے خوف سے اول راز دلی کنایتاً کہا جب شیر افگن خان کے سمجھہ مین نہ آیا تصریح کی اوسوقت شیر افگن خان نے سمجھا کہ وقت ہاتھہ سے جاتا رہا غیرت نے جوش مارا فوراً شمشیر خون ریز سے قطب الدین خان کا کام تمام کیا۔ مردمان قطب الدین نے اوسپر ہجوم کیا اوسنے شجاعت ذاتی سے دو چار کو تہ تیغ کیا اور خود بھی

مجروح ہوکر گھر کی راہ لی تاکہ مکان میں پہونچکر نورجہان کے شبستان حیات کو تیرہ و تار کرے ـ یہ عورت تو بڑی علامہ تھی جان کی عداوت جان گئی دروازہ بند کرایا اودہر سے قطب الدین کے لوگون نے آنکے در عدم کی راہ دکھلائی ـ نورجہان غیاث بیگ اعتماد الدولہ کی بیٹی ہی اور اعتماد الدولہ خواجہ محمد شریف طہرانی کا لڑکا شروع حال مین محمد خان تکلو حاکم ہرات کا دیوان تھا جب ہمایون بادشاہ شیرشاہ کے صدمہ سے عراق گیا تھا اس شخص نے بموجب حکم شاہ طہماسپ کے خدمات نمایان کیے جو فرمان شاہ طہماسپ کا درباب ضیافت اور تواضع اور مہمانداری ہمایون کے اکبرنامہ مین مندرج ہی وہ اسیکے نام تھا محمد خان مذکور کے بعد وفات خواجہ محمد شریف شاہ طہماسپ کی وزارت پر سرفراز ہوا جب یہ مرگیا اسکے دو لڑکے یعنے غیاث بیگ اور محمد طاہر بیگ ہندوستان آئے غیاث بیگ کے ہمراہ دو لڑکے ایک لڑکی تھی جب قندھار آئے دوسری لڑکی نورجہان سے تولد ہوئی وہان سے فتح پور سکری مین آکر شاہ اکبر کی ملازمت حاصل کی اور بموجب استعداد خوشنویسی اور شاعری کے تھوڑے عرصہ مین دیوان بیوتات ہوا ـ چونکہ جامع ہرگونہ علوم تھا روز بروز مرتبہ اوسکا زیادہ ہوتا گیا اسی زمانہ مین نورجہان کا عقد شیرافگن خان سے ہوا تھا القصہ عملہ حضور نے کہ بنگالہ مین تھا بموجب حضور کے نورجہان کو روانہ دربار کیا ـ جونکہ جہانگیر اکثر فتنۂ شراب مین لا یعقل رہتا باوجود اسقدر تعشق کے اپنے معشوق سے بیخبر رہا تا آنکہ اوسکی مان مع نورجہان بیگم کے زوجۂ اکبر کے حضور مین جسنے جہانگیر کو پالا تھا گئی اور جہانگیر نے وہان دیکھکر پہچانا ازسرنو عشق پیدا ہوا چھٹوین سال جلوس کو حرم سرائے شاہی مین داخل کیا اول نورمحل خطاب ہوا بعد ازان نورجہان پہر تو وہ رنگ ہوا کہ اس نیرنگ ساز نے بیدرنگ بادشاہ کا دل اپنے چنگ اختیار مین کرلیا سلطنت کا کاروبار بیگم کے دست اقتدار مین آرہا عشق کے نشہ نے ایسا بیخود کیا کہ معشوق کے سوا دنیا اور مافیہا کی خبر نرہی سے ہوا جام الفت سے سرشار بس چھوڑ دیئے چھوڑ شاہی کے سب کار بس ٭ نہ تھی فکر کشور نہ پروائے تاج رہی جام و معشوق کی احتیاج ٭ نورجہان فرقۂ نسوان مین ممتاز سرمایۂ ناز و نیاز تھی فرط شعور سے مردون کو خجل کرتی طبیعت تھی موزون اکثر شعر کہا کرتی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ بادشاہ کا فقط نام رہگیا باقی کل کام نورجہان کرنے لگی اکثر بادشاہ کا کلام تھا کہ سلطنت نورجہان کو مبارک ہو مجھے شراب اور کسیقدر سدرمق سے کام ہی اور کچھ نچاہیے نورجہان جہروکہ مین بیٹھتی تھی اور امرا حاضر ہوکر مجرا کرتے تھے امرا کے نام جو فرمان صادر ہوتے تھے اوسپر یہ توقیع لکھا جاتا ـ حکم علیہ عالیہ مہد علیا

نور جہان بادشاہ اور اور اوسکی مہر کا سجع یہ تھا ؎ نور جہان گشت بحکم الہ؛ ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ؛
اگرچہ خطبہ بیگم کے نام نتھا مگر سکہ مین اوسکا نام یون تھا ؎ بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور؛
بنام نور جہان بادشاہ بیگم زر؛ اسکا باپ اعتماد الدولہ کل کی وکالت پر سرفراز تھا اور ابو الحسن نامی
بیگم کا بڑا بھائی اعتقاد خان کے لقب سے میر سامانی پر مقرر ہو کر دوبارہ آصفخان کے عہدہ پر ممتاز ہوا بلکہ
اسکے علاقہ دار حتی کہ غلام اور خواجہ سرا خانی اور ترخانی خطاب سے مفتخر ہوئے

خان عالم کا واپس آنا ایران کی ایلچی گری سے

جلوس بادشاہی کے دسوین سال خان عالم ایران سے لوٹ کر مشرف ملازمت سلطانی ہوا
اور زنبیل بیگ ایلچی فرستادہ شاہ عباس فرمان روائے ایران بھی خان عالم کے ہمراہ باریاب
ملازمت ہوا جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بادشاہ ایران نے خان عالم سے بہت کچھ التفات کیا ہے
اور اوسکے مصاحبت سے خوشنود رہا ہے یہان تک کہ اوسکے قیام گاہ مین بھی تشریف لایا اور بعد رخصت
معاودت جب کہ خانعالم نے متصل شہر مقام کیا شاہ عباس نے وہان آکر مراسم وداع ظاہر کیے
کہتے ہین کہ کسی ہندوستانی ایلچی نے ابتدا سے آج تک ایسی خوبی سے سفیری نہین کی ہے اسوجہ سے
جہانگیر بادشاہ اور نور جہان بیگم نے خان عالم کو فراوان عنایت اور الطاف سے سرفرازی بخشی
اور اضافہ منصب اور نیز دیگر عنایات شایستہ سے خوشنود کیا

ذکر کوچ کرنا بادشاہ کا احمد آباد گجرات کی سیر و شکار پر

بارہوین سال جلوس کو شہریار والاجاہ گجرات کی سیر کو برآمد ہوا جب یہان جا پہونچا شہر کی آب و ہوا
مخالف طبع اقدس ہوئی اور وہان کے رہنے سے مکدر ہوا آخر دریائے شور کے تموج کو دل لہرایا
جو احمد آباد سے تیس کوس تک شور افگن تھی اور اسکی کیفیت نے غنچہ افسردہ طبیعت کو کھلایا
خیر النسا بیگم بنت خانخانان نے التماس کیا کہ جو خانخانان کا باغ گجرات مین بہار آرا ہے وہان رفیع
شاہی کرے اور یہ التماس مقرون بقبول ہوا چونکہ موسم خزان کی دست بردی تھی درخت زار
جامۂ نبات و نام سے ننگے کھڑے تھے سرو کے مانند ہر شاخ برگ و بار سے آزاد تھی اس عقیدہ کے
بموجب حکم صناعان چابکدست نے یہ سبز باغ دکھلایا کہ کاغذ زنگار رنگ سے ہر تختہ چمن رونق بہشت
بنایا کاغذی پھول پیل ایسے بنائے جسکی شناخت سے بیساختہ دست قدرت شرمائے عجب تختہ گلزار
کی کیاریاں گلاب صد ہا ہر رنگ کے میوے کا جلوہ دکھایا بلبل ہزار تلاش کرے مصنوعی پھولون پر
عنادل کا غنچہ بیٹھا تھا جب بادشاہ نے اس بہار نما خزان فریب مین پیر رکھا گھاسے

زنگارنگ کے سیر و تماشے سے محو حیرت ہوا پہلے چاہا کہ کوئی پہول توڑے جب صناعی سے
خبر ملی نہایت تحسین و آفرین فرمائی وہان سے دار الخلافت کو معاودت ہوئی

بیان کیفیت ولادت شاہزادہ محمد اورنگ زیب ولد شاہزادہ خورم مشہور بشاہجہان

بیشتر ازین انیسوین ماہ صفر دسوین سال جلوس کو ممتاز محل آصف خان کی لڑکی سے سلطان دارا شکوہ
اور گیارہوین سال سلطان شجاع تولد ہوئے تھے جب پادشاہ گجرات سے معاودہ ہوکر موضع دوحد
کے اطراف مین آیا گیارہوین شہر ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۷ ہجری مطابق تیرہوین سال جلوس کے محمد اورنگ زیب
ولادت آفتاب عالمتاب تاریخ ولادت کا مادہ ہی

چاہ اور منارہ وغیرہ کا نصب ہونا جہانگیر آباد اور لاہور مین ۱۰۲۸

چودہوین سال جلوس کو حکم ہوا کہ اکبر آباد سے لاہور تک فی کوس منارہ اور دو دو کوس کے بعد پختہ کنوین
اور راستہ مین دو رویہ درختان سایہ دار بار آور کی قطار ہو تا کہ مسافرون کو جاے آسایش اور اوسکے
پہل خورش ہو اگرچہ درختون کے اختراع شیر شاہ کے عہد مین ہوئے لیکن اس بادشاہ نے تجدید کی۔
فرمان بردارون نے جلد تعمیل کی شاہزادگی عہد مین بادشاہ نے ایک موضع شیخو پور نام پنجاب مین
ساسویلے کے متصل اپنے نام پر آباد کیا تھا شیخو پور کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ عہد طفلی مین جہانگیر کو شیخو کہتے تھے
بدین وجہ کہ شیخ سلیم چشتی کی دعا سے انکی پیدایش ہوئی تھی اور وہان پر مختصر سی عمارت بھی تعمیر کرائی تھی
غرضکہ اوسکے اطراف مین شکارگاہ مقرر کیا تھا اب کہ تاج و تخت نصیب ہوا اوسکا نام جہانگیر آباد رکھا
اور چند دیہات شامل کرکے پرگنہ مقرر کیا اور سکندر قراول کے جاگیر مین عطا فرمایا اور اوسنے بموجب حکم
عمارات عظیم اور تالاب و منارہ کی تعمیر کرائی سکندر کے بعد ارادت خان کے نصیب چمکے کار عمارت اوسکے
تفویض ہوا بہر حال ڈیڑھ لاکھ روپیہ صرف ہوا اوسی زمانہ مین آٹھ لاکھ کے خرچ سے دار السلطنت
لاہور مین اقسام مکانات دولتخانہ کی تعمیر ہوئی

بیان ممانعت حقہ کشی

اگرچہ اول اول جزایر فرنگ سے تماکو برآمد ہوئی ہی اور اطبا نے تجویز اور تشخیص کرکے اوسکی دود کشی بطور معہود
بعض امراض کے مفید سمجھا ہی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ ہر شخص اسکا ہمدم ہوا لیکن بیشتر ملک فرنگ سے کمتر
لاتے تھے آخر اسکا تخم لاکر ہندوستان مین کاشتکاری ہوئی اور کسان کو فائدہ ہوا اور اوسکے حاصلات
اور اجناس پر فوقیت لی گئی عہد جہانگیری مین نہایت کثرت ہوئی جیسے بابا تماکو سے خوشدل تھا۔
یہان تک کہ ہمدمون کے واسطے کل اکل و شرب پر تحفہ مقرر ہوا تلخی اوسکی شکر لبون کو پسند ہوئی اور خاطر

اس مرارت مین جور سند – خیر جب اسکا رواج درجۂ غایت کو پہونچا – بادشاہ نے اوسکے انسداد کی کوشش کی اور اپنے حکم کے اجرا مین بنابر دفع ایسی رائین کین کہ اکثر وان کے اونٹہہ کاٹ ڈالے – مگر وہ ترا قا بند ہا ہوا سمجھا کہ کسیکا بدار یا خیال حکم شاہی پر نتھا

بعض عجیب سانحات کا اظہار

لوگون نے عرض کیا کہ اکبرآباد مین ایک مرتبہ کسی عورت کے تین لڑکیان متولد ہوئین تھین – اور اب بھی اوسی عورت کے ایک لڑکا اور دو لڑکیان تولد ہوئین ہین اونکا سر رشتۂ حیات ہنوز منقطع نہین ہوا – دوسرے یہ کہ ایک سونارن اول مرتبہ حاملہ ہوکر بارہ مہینے مین جنی اور دوسری بار اٹھارہ مہینے – اور تیسری باری مین بعد دو برس کے وضع حمل ہوا – اس مابین مین کاروبار خانہ داری مین کچھہ گرانباری بھی اور کئی طرح پر اوسکو مشکل تھا – ایک مرتبہ کسی مالی کی لڑکی بادشاہ کے ملاحظہ مین آئی جسکی داڑھی موچھہ بدیدار ایک بالن کے داڑھی سینہ پر بھی بال اور پستان ندارد وضع مردانہ آشکار – حکم ہوا کہ کوئی عورت اسے گوشہ مین لیجا کر پردہ کا حال دریافت کرے اوسنے عرض کیا کہ مخصوص عورت ہی ہے – اسی عرصہ مین کسی قلندر نے ایک شیر دلبر لعلخان نام رکھکر پالا – اور حضور مین نذر گذرانا بادشاہ نے حکم دیا کہ اوسکے ساتھہ کشتی کرین تماشائیون مین جوگیون کا گروہ بھی اکٹھا ہوا – اوسمین ایک جوگی برہنہ نظر آیا شیر نے اوسکے ساتھہ جسطرح مادہ سے جفتی کھاتے ہین ملاعبت کی جب انزال ہوا علاحدہ ہوگیا حکم ہوا کہ اوس شیر کو زنجیر و قلادہ سے آزاد کرکے زیر جھروکہ چھوڑ دین اسطرح قریب پندرہ شیر کے نر و مادہ چھوڑ دیئے گئے آخرکار ان سے بچے ہوئے کسیکو مطلق آزار نہ دیتے تھے – چند روزون کے بعد چیتے بھی چھوڑے گئے – اور اونکا بھی تولد تناسل ہوا – کسی نے عرض کیا کہ حکیم علی نے اپنے مکان مین ایک حوض بنایا ہے جسکے کئی گوشون مین مکانات روش پاٹی کی نیچے بنائے گئے ہین اور اوس مکان مین کپڑے اور کتب رکھے ہوئے ہین ایسی ترکیب ہے کہ پانی وہان نہین جا سکتا جو شخص وہان کی سیر چاہے برہنہ ایک لنگی باندہ کر اوس حوض مین غوطہ لگائے اور اوس گھر مین پہونچتے ہی وہان پر خشک لباس جو اول سے رکھدیا ہے پہنے بارہ آدمی کے بیٹھنے کی وہان جگہ ہے – آخر جہانگیر شاہ نے اسی قاعدہ سے وہان کی سیر کی – اور حکیم علی کو دو ہزاری منصب عطا ہوا – ایک مرتبہ تعلقۂ پنجاب کے دیہات جالندہر مین بجلی گری بارہ گز عرض و طول مین ایسا شعلہ خیز ہوا کہ رستنی کے آثار تک نرہے محمد سعید جالندہر کے حاکم نے وہان پر جاکر زمین کھودانا شروع کی جسقدر کھودے حرارت زیادہ ہوتی آخر پانچ چھہ گز کے بعد آہن گرم کے طور پر ایک ٹکڑا پایا اسقدر گرم تھا کہ گویا

اسیوقت آتشکدہ سے نکلا ہی ۔ او رہوا پاتے سرد ہوا اور بجنسہ دربار شاہی مین آیا بادشاہ نے داؤد آہنگر کے حوالہ کیا اوسنے ایک حصہ اور لوہا ملاکر ایک خنجر ایک کارد دو شمشیر بنالایا اور مقبول بندگان درگاہ ہوا خدا جانے لوہار نے اوسی ٹکڑے سے یہ چیزین بنائین یا کسی دوسرے لوہے سے غرض بادشاہ کو راضی کردیا ایک مرتبہ جہانگیر کسی فقیر کے دیدکو متہرا آیا جسکی خدا رسیدگی بہت کچھہ سنتے تھے چونکہ وقت نماز شام تھا جب نماز سے فارغ ہوا پانچ فقیر اور جو اوسکے مرید تھے اوس فقیر کے برابر کھڑے ہوکر دست بدعا ہوئے ناگاہ ہوا سے سات سو اشرفی طلائی برسی درویش نے نصف بادشاہ کے نذر کی اور کہا کہ خزانہ مین رکھد تجھے خدا چاہے تو کبھی کمی نہو اور نصف اپنے ملازمین کو عطا فرمادین بادشاہ کو تعجب ہوا جب رخصت ہوکر چلا اثنائے راہ مین خیال کیا کہ حیف درویش سے مینے ہاتھہ نہین ملایا اوسوقت اوس فقیر کا غلام آکر کہہ گیا کہ تمہارا دست بوس فقیر کو پہونچ گیا بادشاہ کو زیادہ تعجب ہوا کہ آیا یہ حرکات منجملہ کرامات ہین یا سحر و جادو و شعبدہ گری آخر کو دریافت سے معلوم ہوا کہ اوسکے اعمال کا نتیجہ ہی ؎ کاملے ازخاک گیرد زر شود ناقصے را سیم خاکستر شود

ذکر بازیگران بنگالہ کی شعبدہ گری کا

اول بازیگرون نے چند قسم باردار درختون کی تخم ریزی کی ۔ اور سوبار اوسکے گرد گھومکر جادو پڑھا دفعتاً اوگنا شروع ہوا چشم زدن مین توت سیب نارنگی آنب اناناس انجیر چھوہارا وغیرہ کے جو یہان پیدا نہین درخت بڑھکر نہال ہوئے اور آہستہ آہستہ بلند ہوکر حدکمال کو پہونچے اور پھول پتا نکلا اور پہل پختہ ہوئے بازیگرون نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو ان درختون کے پہل کھلائے جاوین بعدہ بموجب ایسا چند بار کچھہ پڑھکر پھونکا ہر ایک درخت مین پھل آشکار ہوا اور حاضران دربار نے کھایا بعد ازان مرغان نوا سنج نے ڈالیون پر نمود ہوکر نغمہ سرائی شروع کی واہ کیا سبز باغ تھا کہ تھوڑی دیر مین پلک جھپکاتے خزان نے چشم زخم دکھلایا اس روش سے جیسا کہ ہیچ کا پتا نرہا ۔ اوس رات کو جو نہایت تاریکی تھی ایک نے یہ کیا کہ فقط ایک لنگوٹا باندھکر چکر کھاکر چادر اوٹھالی اور چادر کے اندر آئینہ حلبی رکھا اوسکے شعاع نے وہ نور دکھلایا کہ خورشید محشر شرمایا دس کوس تک کے مسافرون سے دریافت ہوا کہ اوس رات کی روشنی اونھین بھی معلوم ہوئی بلکہ یہ کلام ہوا کہ اوس روشنی کے برابر کسی دشمین ایسا لمعہ نہین دیکھا دیگر سات نفر نے ایک ساتھہ ایک ہی سر مین ایسا گایا کہ تمیز دوئی کی نہو سکتی تھی دیگر سو تیر تک سر کرتے تھے اور متواتر معلق رکھکر کہتے تھے کہ جسوقت حکم ہو انمین سے ایک تیر کو آگ لگا دین اور جیسے حکم ہوتا شمع لیکر جسکے جانب جو اشارہ کرتے اوسی تیر مین

آگ لگ جاتی باوجودیکہ سو گز اونچائی مین تھے بلکہ یہ تماشا تھا کہ جسقدر حکم ہوتا اوسقدر آگ پہونچتی
دیگر پچاس تیر پیکان دار مع کمان نکالے۔ انمین سے ایک نے تیر چلایا وہان ہوا پر جاکر ٹھہرا۔
بعدہ یکے بعد دیگرے باہمدگر چھدنا شروع ہوئے تاآنکہ اونچاس تیر پیہم باہمدگر ملحق ہوتے گئے
اور پچاسوین نے ہر ایک کے بند ڈھیلے کر دیے دیگر بیس من گوشت مع مصالح اور برنج
اور پانی کے چولھے پر چڑھا اوسنے بدون آتش زنی کے جوش کیا اور بعدہ نکال کر سو نفر کی خورش
کی دیگر ایک فوارہ خشک زمین پر نصب کیا۔ تین مرتبہ اوسکے گرد چکر کیا دس گز بلند فوارہ
نکلنے لگے اور ہر گھڑی تازہ رنگ پانے نکلتا تھا اور گل افشان ہوتا اور فوارہ کے پانی سے زمین نہین
تر ہوتی تھی تخمینا یکساعت نجومی تک یہ تماشا رہا۔ جب فوارہ اوٹھایا پھر کہین نشان نپایا پھر دوبارہ
فوارہ نصب کیا ایکطرف سے فوارہ اب دوسرے کنارے سے شرر افشانی تھی یہ تماشا بھی دو گھڑی
رہا دیگر ایک شخص نے کھڑے ہوکر دوسرے کو اپنے کندھے پر چڑھا لیا اسیطرح ساٹھہ نفر
بالاے ہمدگر سوار ہوئے تب ایک نے آکر اسکا تیر مع اون پہلون کے اوٹھاکر آویزش کی۔ اور
اول مرد نے قوت کرکے اپنے تئین اوس سے چھوڑایا اور آدمیون کو لیے ہوئے میدان مین پھرتا تھا۔
دیگر ایک نفر کے جملہ اعضا فرد فرد کاٹ کر زمین پر چھوڑ دیا اور ایک بازیگر چادر کے پردہ مین بیٹھکر
تھوڑی دیر کے بعد جو برآمد ہوا وہ شخص صحیح ایسا تھا کہ زخم کے آثار کہین نہ تھے دیگر ایک شخص نے
سوت کی انٹی کا سرا پکڑکر باقی انٹے کو ہوا پر پھینکدیا۔ انہی آنکھون سے ناپدید ہوئے اوسوقت
ایک شخص آمادہ سفر ہوکر آیا اور یارون سے بولا کہ میرے دشمن ہوا پر کھڑے ہین یہ کہکر وہی سرا سوت کا
پکڑکر آسمان کو چڑھنا شروع کیا چندانکہ نظر سے پنہان ہوا۔ چند ساعت کے بعد اوس ریسمان سے
قطرات خون اور بعض اعضاے بدن اور سر اور سامان وغیرہ سب زمین پر آپڑا اوسوقت اوسکی
بی بی نے اعضا فراہم کرکے بعد اجازت بصد گریہ وزاری ستی ہوگئی۔ کچھہ عرصہ نگذرا تھا کہ وہی شخص
اوسی طمطراق سے آسمان سے اوترا عرض کی کہ بادشاہ کے اقبال سے دشمن پر فتح پائی جو اعضا وغیرہ
کٹ کر گرے تھے وہ میرے دشمنون کے ہین۔ جب بی بی کا حال معلوم ہوا نالہ و فریاد شروع کیا
یارون سے کہا یا تو میری بی بی پیدا کرو ورنہ مین اپنے تئین آگ مین جلاتا ہون۔ جب وہ جلنے کو
آمادہ ہوا ناگاہ عورت نے موجود ہوکر عرض کی کہ اے شوہر کیون عبث جلتا ہے مین زندہ ہون اور ایک
ہتیلی دکھلادی جسمین کچھہ نتھا بعدہ اوسکے اندر سے دو خروس خوش بانگ نکالے دونو باہم جنگ پر
مایل ہوئے جب یہ دونو باز وہنکارتے اوسکا شور ہوتا تھا ایک ساعت نجومی کے بعد جب اونپر پردہ ڈالا

جب اوسمین ہٹایا کبک رنگین نے پر و بال نکالے - دامن کہسار کی نغمہ زنی آشکار ہوئی بعدہ دو
کالے سیاہ کفچہ ظاہر ہوئے دہن باز کفچہ برداشتہ پشت اونکی قربیری آلیسمین پیچان ہوکر مستانہ
گرے اور غایب ہوئے دیگر ایک حوض زمین پر کھود کر سقہ سے پانی بھرایا اور چادر ڈالکر ایسا
یخ بستہ کیا کہ ہاتھیون کے گذر سے بھی شکستہ نہوا دیگر دو خیمہ بمقابلہ ایک تیر کے فاصلہ پر کھڑے
کیے بعدہ ایک شخص اوسمین اور دوسرا دوسرے مین جاکر عرض کرنے لگے جس جانور کو حکم ہو نکلواکر
لڑادین حکم ہوا شتر مرغ فوراً لڑائی دکھلائی اسطرح جس جانور کو حکم ہوا فی الفور روبرو آیا - دیگر
پانی سے بھر طشت زمین پر رکھا ایک نے پھول ہاتھ مین لیکر کہا جس رنگ کا حکم ہو پانی مین ڈالکر
مشاہدہ کرادون پھول زرد تھا پانی مین ڈالکر نارنجی ہوا اسی طرح اوسکو سو مرتبہ پانی مین دھوکر ہر بار
نئے رنگ سے ظاہر کیا اسیطرح سوت کو بھی پانی مین ڈبو کر چند رنگ کا دکھلایا اور چند قسم رنگسازی کی
دیگر چار پہلو قفص مین ہر طرف سے نیا جانور دکھلایا ایک طرف سے بلبل اور ایک طرف سے طوطی کا
جوڑا ایک طرف سے کبک کا جوڑا ایک طرف سے جانور سرخ رنگ دکھلایا دیگر ایک قالین بیس گز کا نکالا
جسکے ہر بار بٹنے مین تازہ رنگ اور روپشت مین اولٹ ہوتا تھا دیگر آفتابہ کلان مین پانی بھر کر جو اولٹا
پانی کے بعد آگ بھی نکلی - جوال دورخہ کلان مین اس سرے سے تربوز ڈالا اور دوسری طرف سے
کشمش اور انگور نکالا اسطرح ڈالتے کچھہ نکالتے کچھہ دیگر ایک شخص نے منہ سے تخمیناً چار گز
کا لمبا سانپ دوسرے نے نکالا اسیطور سے بیس سانپ تک اوسکے منہ سے نکالے اور اون
سانپون کو زمین پر چھوڑ دیا - دیگر آئینہ لیکر ایک پھول کو کئی رنگ سے اوسمین دکھلایا - دیگر
اول خالی امرتیان دکھلائین بعدہ کسی مین شہد کسی مین شکر وغیرہ شیرینی لبریز پائی اہل محفل
کی خورش ہوئی بعدہ صاف ستھرا دکھلا دیا دیگر کلیات سعدی شیرازی دکھلاکر جو کیسہ مین
دیوان حافظ نکالا اور اس کیسہ مین رکھکر دیوان سلمان ساوجی اوسکے بعد دیوان انوری وغیرہ
برآمد کیے - پچاس گز کی زنجیر اوپر کو پھینکدی ناپدید ہوگئی بعدہ شیر و پلنگ وغیرہ اوس زنجیر کو
پکڑکر اوپر چڑھ گیے تھوڑی دیر مین وہ زنجیر کھنچگئی مگر جانورون کا پتا نملا دیگر لنگری مین گوشت
و نیمو دکھلاکر جب بند کیا تو لنگری پر قبولی کشمش اور بادام اور قیمہ کی تھی پھر سرپوش رکھکر دوبارہ
کھولنے مین کلہ اور پاچہ تھا اسطرح چند مرتبہ چند طور پر دکھلایا دیگر انگشتری یاقوتی چھنگلیا سے
نکالکر جب دوسری انگلی مین پہنی الماس کی ہوگئی اوسکے بعد تیسری مین فیروزہ کی دیگر بیاض
سفید بادشاہ کے ہاتھہ مین دی اول بجز سفید کے کچھہ نظر نہ آیا تھوڑے عرصہ مین اول ورق

سرخ افشان اور لوح پرکار سے آراستہ تھے دوسرا آسمانی افشان دو عورت و مرد کی باگرہ برابر
تصویر بنی ہوئی تیسری مین زرد رنگ شیر و گاو کی ہیئت دوسری مین رنگ سبز افشان کیا ہوا
نمونہ باغ اور درختان سرو اور گلہاے بسیار شگفتہ اور درمیان مین عمارت تھی یہ دوسرے مین کاغذ
اور میدان رزم کی نمایش اسطرح پر کہ دو سردار باہم گرم پیکار تھے خلاصہ یہ کہ ہر ورق مین تازہ رنگ ہو
تھا۔ خلاصہ دو شبانہ روز یہ مجلس بیرنگ کا رنگ جما رہا درگاہ شاہی سے پچاس ہزار روپیہ نقد اور خلعت
فاخرہ عطا ہوا اور شاہزادہ خرم شاہجہان وغیرہ شاہزادون اور امرا نے انعام فرمایا کل دو لاکھ روپیہ
اونکو ملا جہانگیر نامہ مین بادشاہ نے یہ حال اپنے خاص قلم سے مفصل تحریر فرمایا ہی اور راقم نے جس
کتاب سے لکھا اوسمین اسیقدر تحریر تھا اگرچہ معقول نہین ہی

تسخیر کانگڑہ کا بیان

تیرہوین سال جلوس کو شیخ فرید مرتضی خان میر بخشی نے تسخیر قلعہ کانگرہ کو رخصت پائی اور راجہ سورجمل
ولد راجہ باسو جو کہ اپنے باپ کے بعد دو ہزاری منصب پر سرفراز تھا اوسکے ہمراہ گیا راجہ سورج مل نے
اچھا ساتھ نباہا کہ باہم مخالفت پیدا ہوئی شیخ نے یہ اختلاف حضور مین لکھا اور راجہ نے شیخ کی بدمزاجی
شاہزادہ خرم کے خدمت مین لکھی اسی مابین مین مرتضی خان نے دنیا کے جھگڑے سے نجات پائی
اور راجہ سورج مل حضور مین طلب ہوکر شاہزادہ کے ہمراہ مہم دکھن کو رخصت ہوا کانگرہ کی فتح ملتوی رہی
بعد ازان کہ ملک دکھن فتح ہوا اور شاہزادہ نے معاودت کی راجہ سورجمل امرا کے توسل سے شاہزادہ کی
خدمت مین قلعہ کانگرہ کے فتح کو مقرر ہوا اور شاہزادہ نے حضور سے اجازت حاصل کرکے لشکر ہمراہ
کردیا اور محمد تقی اپنے بخشی کو ہمراہی مین روانہ کیا جب کوہستان پہونچے محمد تقی بھی راجہ سے
مخالف ہوا جب شاہزادہ کو نااتفاقی کی خبر ملی محمد تقی کو بلا کر اسکے عوض مین راجہ بکرماجیت برہمن کو
جو عمدہ دلاوران شہزادہ سے تھا روانہ کیا اس اولٹ پھیر مین راجہ سورجمل نے فرصت غنیمت جانی
بغاوت کرکے شاہزادہ کے لشکر سے لڑا اور سید صفی بارہہ کو مع اوسکے برادران وغیرہ کے مار ڈالا
اکثر پرگنات اور محالات خالصہ جو پرگنہ پٹیالہ اور کلانور مین تھے غارت کیا اس وقت مین چونکہ راجہ بکرماجیت
نزدیک پہونچا راجہ سورجمل اسکی تاب نہ لاکر محصور ہوا اور تھوری سی لڑائی مین قلعہ بھی مفتوح ہوا
راجہ سورج مل نے راہ فرار اختیار کی پہاڑون کے گھاٹیون مین جا چھپا جگت سنگھ چھوٹا بھائی راجہ
سورج مل کا چار صدی منصب مین بنگالہ پر تعینات تھا جب راجہ سورجمل نے اسطرح سر اوٹھایا
مطابق تجویز راجہ بکرماجیت کے شاہزادہ نے بادشاہزادہ کے حضور مین عرض کرکے جگت سنگھ کو بنگالہ

بلایا اور بعد حاضری پنجہزاری کو ہزاری ذات اور پانسو سوار اور خطاب راجگی عطا فرماکر ملک مورو ثی کو رخصت دی بموجب حکم بادشاہ کے واقع متھرا جو راجہ سورج مل کا مسکن تھا نور پور نام ایک شہر نور جہان کے نام سے تعمیر ہوا اور راجہ جگت سنگہ کانگڑہ فتح کرنیکو راجہ بکرماجیت کی ہمراہی مین متعین ہوا۔ کانگڑا ایک پرانا قلعہ ہی لاہور کے اوتر طرف کوہستان مین ۲۳ برج اور سات دروازہ ہین اندر میدان اوسکا ایک کوس پندرہ جریب طول اور دو کوس دو جریب ارتفاع اور ایک سو چار گز عرض ہی اور دو حوض یعنی بڑے تالاب ہین اسکے بنیاد کی کسیکو تاریخ معلوم نہین اور نہ کسی کتاب مین لکہا اور نہ کسی فرمان روائے دہلی نے عہد اکبری تک فتح پائی القصہ راجہ بکرماجیت نے محاصرہ کرکے رسد وغیرہ پہونچنے کی راہ بند کی اور ادہر امید مین بہی ایسے قلعہ کا تسخیر ہونا لکہا تہا۔ قلعہ کے ذخیرہ جسقدر تہے خرچ ہو گئے اور جو بچا تہا اوسمین کیڑے پڑگئے اسپر بہی چار مہینے تک محصورین نے سبز ترکاریان جوش کرکے روح کو سبز رکہا جب جان پر نوبت آئی اور کوئی تدبیر نہ چلی ناچار راجہ تلوک چند نے پناہ چاہی اور قلعہ کی کنجیان راجہ بکرماجیت کو حوالہ کردین اور راجہ جگت سنگہ کی بانہہ سے حضور شاہی مین حاضر ہوا غرہ محرم سنہ ۱۰۳۱ سنیچر کے روز کو یہ قلعہ فتح ہوا راجہ بکرماجیت نے عنایات خسروانہ سے سرفرازی حاصل کی

سیر کانگڑہ کے بعد کشمیر کی طرف رایات عالیات کا کوچ کرنا

جب جہانگیر بادشاہ نہضت فرماکر روانہ ہوا تلواسہ کے مقام پر اعتماد الدولہ نے قضا کی اور موضع مذکور مین ساحل دریائے بیاہ پر مدفون ہوا اور بلند عمارت اوسکے مزار پر تعمیر ہوئی اوسکا مال و اسباب جاگیر وغیرہ نور جہان بیگم اوسکی لڑکی کو ملا اسکا مقبرہ اوس موضع دریائے بیاہ کے کنارے بڑی تزک کا طیار ہوا جب بادشاہ وہان سے صحرا نورد ہوکر مقام سیبہ مین آیا یہان سے راہ تنگ تہی لہذا لشکر چہوڑکر چند صاحبان خدمت کے ہمراہ سرکار کانگڑہ کو متوجہ ہوا۔ اور سیبہ سے چلکر چار منزل پر گنگا کنارے خیمہ گاہ ہوا راجہ چمبہ نے جو کانگڑہ سے پچیس کوس پر واقع ہی اور کبہی مطیع دہلی نہوا تہا اپنے بہائی کو مع پیشکش لائق روانہ حضور جہانگیر شاہ کیا۔ الغرض بادشاہ نے قلعہ کانگڑہ کی خوب سیر فرمائی اور بانگ نماز وغیرہ شرائط اسلام اداکرکے حکم دیا کہ مسجد بنے بعدہ بہون مین جو قلعہ کے نیچے ہی آیا ایک چتر نکالا جسکا نشان آغاز پانڈوان کے عہد کا دیتے ہین اور نہین معلوم ہوتا کہ کس دہات کا بنا ہوا ہی بلا جسکی حرکت خود بخود بت کے گرد چرخ کرتی ہی بادشاہ نے وہان پر اپنی طرف سے ایک طلائی چتر آویزان کرایا وہان چند روز سیر کرکے جوالا مکہی کو سدہارا۔

کانگڑہ سے بارہ کوس پر کوہ کلان ملک پونہ کے نیچے واقع ہی اس مکان مین شبانہ روز آگ روشن ہوا کرتی ہی بعض نے کان گوگرد کا خیال کیا اور شعلۂ آتش اوسکے بجھ مین ہین بادشاہ کوتہ فہم نے شعلہ خیزی دیکھکر زمین کھودائی پانی چھڑکا یا جب گوگرد کا نشان نپایا۔ اور آگ کی تپ و تاب نہ بجھی کرامات کا معتقد ہوا نئے سر سے اوسکی درستی کرائی بلکہ اول سے زیادہ استوار بنایا۔ کہتے ہین کہ سلطان فیروز نے بھی اپنے عہد خلافت مین جوالا مکھی جا کر خاک اوڑائی تھی مکان کھودا مگر تجلی مدعاے حقیقی کے دیکھنے سے آنکھ بند رہی شاید معادن نفت کا قصہ ان احمقون نے نہین سنا تاکہ یہہ سمجھین یہ شعلہ جری اونکے روبرو چنگاری کے برابر ہی لہذا محل تعجب اور خیال کرامت ارباب عقل کے نزدیک نہین ہوتا ہی بلکہ اگر شعلہ خیزی نہو تو تعجب ہی الغرض بادشاہ وہان کی سیر سے دل سیر ہو کر کشمیر کو سدھارا اگرچہ راہ کی نشیب و فراز سے اونچا نیچا بہت کچھ دیکھنا پڑا مگر کشمیر پہونچتے تلافی مافات ہوا بہار عنبر شمیم نے ساری گرد صعوبت دور کی ہوا ے روح افزا نے طبیعت مسرور کی مقام کشمیر مین ایک روز سلطان شجاع شاہزادہ خرم کا لڑکا دولت خانہ مین کھیل رہا تھا اتفاقاً کھیلتے کھیلتے دریا کے طرف جو دریچہ تھا وہان پہونچکر اوندھا گر پڑا تھا ٹاٹ تہ کرکے وہان پر رکھا اور ایک فراش بیٹھا تھا سلطان اوس پلاس پر پہونچ اور فراش کی پشت سے ہو کر سات گز کی بلندی سے نیچے جا گرا اگر حافظ حقیقی کی حفاظت تھی کچھ صدمہ نہوا بیش ازین چار مہینے گذرے تھے کہ جوتک راے نجومی نے عرض کیا تھا کہ سلطان جاے بلند سے گریگا مگر صدمہ نہوگا اس واقعہ سے اس منجم کی آبرو بڑھی اور بہت سا صدقہ اور خیرات عمل مین آیا بعدہ بادشاہ نے ہندوستان کی عزیمت فرمائی چونکہ ضیق النفس کے عارضہ سے بادشاہ کو آب و ہوا ے ہندوستان کی ناموافق معلوم ہوئی لہذا ہر سال اوایل بہار مین کشمیر جاتا اور فصل زمستان مین ہندوستان آتا

شاہزادہ شاہجہان کا بغاوت اختیار کرنا

اس شاہزادہ کا ماجرا یہ ہی کہ دوسرے سال کے جلوس مین منصب ہشت ہزاری ذات اور چار ہزار سوار سے مفتخر ہوا بعد ازان جب آٹھوین سال مرزا ابو الحسن آصف خان ولد اعتماد الدولہ کی لڑکی اسکے نکاح مین آئی اور ممتاز محل سے مخاطب ہوئی منصب دہ ہزاری اور چھہ ہزار سوار کا پایا اور بعد چندگاہ کے منصب پندرہ ہزاری اور آٹھ ہزار سوار کا ملا جب ولایت رانا کی فتح کرکے اوسکے لڑکے کو حضور مین لایا منصب بست ہزاری ذات اور بیس ہزار سوار سے مفتخر ہوا بادشاہ ہمیشہ رعایت کرتا تھا اور نور جہان بھی بادشاہ کا پاس خاطر اور نیز اپنے بھائی آصف خان کی جسکا یہ داماد

تھا شاہزادہ کی خاطر داری ملحوظ رکھتی تھی جب کہ نورجہان بیگم کی لڑکی جو شیر افگن خان سے حاصل
ہوئی تھی سلطان شہریار برادرزادۂ جہانگیر کے نکاح مین آئی - اور نیز نورجہان کا اقتدار کلی ملک و مال
مین ہوا اپنے داماد سلطان شہریار کی زیادہ تر خاطر داری کرنے لگی شاہزادہ شاہجہان جب دکن سے
فراغ کرکے ماندون آیا باعتماد سابق پرگنہ دہول پور اپنی جاگیر مین لکھکر گماشتہ مقرر کردیا اور اطلاع کی
اتفاقًا قبل پہونچنے اسکی عرضداشت کے نورجہان بیگم اوس پرگنہ کو شہریار کی تنخواہ مین مقرر کرچکی تھی
اور سلطان شہریار نے بھی شریف الملک کو اپنا گماشتہ معین کردیا تھا دونون گماشتون مین جھگڑے
اوٹھے اور اسی چشم زخم مین شریف الملک زخم تیر سے آنکھہ کھو بیٹھا - طرفۃ العین مین حرم سرائے سلطانی
مین عجیب طرحکی پریشانی ہوئی شاہزادہ نے عجز و انکسار کی عرضداشت روانہ کی اور اپنے دیوان افضل خان
کو بھیجا کہ بہر صورت غبار شورش دور کرے مگر بدنگاہون نے دیدہ و دانستہ ایسے تیور بدلے کہ صلاح ہونی
بلکہ اون شوخ دیدون کی عین کوتہ بینی سے نورجہان بیگم نے آنکھہ بھون سکوڑی یہ مدنظر ہوا کہ اپنا بھائی
آصف خان سلطان شاہجہان سے موافق ہوگیا یہ امر بیگم کو نہ بھایا لوگون کی دلگرمی سے دل مین
یہ اومنگ اوٹھی کہ مہابت خان کو کابل سے بلاکر شاہزادہ اور آصف خان کو ذلیل کرانا واجبات سے ہے
آخر اوسکے نام فرمان جاری ہوئے اوسنے ہر بار عذر لکھا - آخر مرتبہ یہی صاف عرض کردیا کہ جب تک
آصف خان حضور مین ہے حاضری فدوی کی نہین ہوسکتی اگر فی الحقیقت شاہجہان کا ذلیل کرنا منظور
ہے آصف خان بنگالہ بھیجا جاوے بادشاہ نے اسی بموجب آصف خان کو خزانہ لانے کے بہانے سے
بنگالے بھیجا اور امان الدولہ ولد مہابت خان کو سہ ہزاری ذات اور دو ہزار سوار سے سرفراز فرماکر
کابل کی نیابت پر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ خود حاضر ہو - حسب الحکم مہابت خان حضور مین آیا - شاہجہان
کی جاگیر جو دوآبہ مین تھی سلطان شہریار کی تنخواہ مین معین ہوئی جب شاہجہان کو اسکی سن گن ملی متوجہ
حضور پدر ہوا - بادشاہ نے بھی یہ بھنک پاکر لاہور سے اکبرآباد کا عزم کیا بداندیشون کے اغوا اور نورجہان
کے فریب سے اس بڑھاپے مین بادشاہ کی عقل مین فتور آیا کہ ایسے سعادتمند فرزند سے لڑنے کو نکلا -
سپید داڑھی مین بڑھاپے کا دھبا لگایا - اکثر امرا کی بھی بسبب قیاسی سازش کے عزل و تہدید سے
تخویف ہوئی اس مہم مین مہابت خان مدار المہام تھا لاہور سے نہضت کرنے کے بعد افواج قاہرہ
شاہجہان کے واسطے مقرر ہوئی اور شاہجہان نے اکبرآباد پہونچکر آمد آمد رایات بادشاہی سنکر کوتلہ
میوات کی راہ لی اور وہان سے خانخانان کے لڑکے اور راجہ بکرماجیت وغیرہ کو فوج معینہ کے لڑنے کو بھیجا
اور خود بھی کمر ہمت چست کرکے لڑنے کو آمادہ ہوا باہمدگر جنگ شروع ہوئی نوبت باینجا رسید

شاہزادہ کا لشکر غالب آیا اتفاق کی بات دیکھیے کسی طرف میدان لڑائی مین ایک بندوقچی پڑا تھا
جسکی بندوق بھری ہوئی اور فتیلہ روشن تھا جیونہین بکرماجیت اوسکے قریب گیا قضارا بندوق چل گئی
چھاتی کے پار ہوئی جان نے جدائی کی اس واردات سے لشکر گھبرایا فوج بے سر ہوئی شاہزادہ نے فرار کی راہ لی فوج نے
بھی بیر اوٹھائے ماندو کیطرف روانہ ہوا بادشاہ اس فتح سے اجمیر کو متوجہ ہوا اونہین دنون سلطان پرویز کو
پٹنہ سے جو حضور مین آیا تھا مہابتخان اور راجہ نرسنگہ دیو بوندیلہ اور راجہ گج سنگہ راٹھور اور راجہ
جی سنگہ کچھواہہ وغیرہ کے ہمراہ شاہجہان کے تعاقب پر معین کیا اور مہابتخان مدار المہام اور شاہزادہ کا
اتالیق مقرر ہوا جب فوج بادشاہی قلعۂ ماندون کے قریب پہونچی شاہجہان نے رستم خان کو
مقابلے کے واسطے بھیجا رستم خان نے رستمی کا نام ڈبویا بیوفا بنکر مہابت خان سے جا ملا۔ اس
نااتفاقی سے شاہزادہ کی جمعیت مین بڑا فرق ہوا آخر ماندو سے نربدا پار قدم بڑھایا۔ آسیر مین پہونچا اوس وقت
معلوم ہوا کہ خانخانان شاہزادہ کا ہمراہی مہابت خان مخالف سے متفق سررشتہ مکاتیب رکھتا ہے
اور اوسکے پاس جانے کا ارادہ کرتا ہے اس جرم سے مع اپنے فرزند داراب خان کے قید کیا گیا اور وہان سے
زیادہ اسباب اور حرم وغیرہ چھوڑکر خود برہان پور آیا خانخانان جو قید تھا صلح و آشتی کرانے کے حیلے سے
نکل کر مہابت خان سے جا ملا اسیطرح اکثرون نے جدائی قبول کی شاہزادہ ضرورت وقت دیکھکر
عین بارش مین برہان پور سے قطرہ زن ہوا اور گولکنڈہ اور مچھلی پٹن ہوتے ہوئے اوڑیسہ اور بنگالہ کو
چلا چند منزل گولکنڈہ کے حدود مین چلا تھا کہ قطب الملک وہان کے حاکم نے براہ مردی نقد و جنس غلہ وغیرہ
پیشکش بھیجا سلطان پرویز چند منزل تعاقب کرکے برہان پور کو لوٹا جب شاہجہان کے بنگالہ جانیکی خبر بادشاہ
کو ملی سلطان پرویز اور مہابت خان کو حکم ہوا کہ مع اپنی جمعیت کے پٹنہ مین جاکر شاہجہان کے سد راہ ہون
اور خانخانان کو اکبر آباد پر تعینات کرکے خود بدولت کشمیر کو سدھارا۔ شاہجہان نے اوڑیسہ مین پہونچکر
تھوڑی لڑائی سے قلعہ بردوان پر قبضہ کیا اوسکے بعد قلعہ اکبر نگر کو بڑے شد و مد سے مسخر کرکے ڈھاکہ
گیا ابراہیم خان صوبہ دار اور عابد خان دیوان وغیرہ بندہاے بادشاہی مارے گئے شاہجہان اوسی
قلعہ کو لیکر ڈھاکہ کو چلا ابراہیم خان کی املاک سے چالیس لاکھ روپیہ نقد سواے فیل وغیرہ دیگر اجناس کے
ہاتھ لگا اور احمد بیگ خان نے جو ابراہیم خان کو ڈھاکہ مین بھیجا تھا بیچارہ ہوکر لاچاری کو چارہ جوئی کی
راہ لی شاہجہان کے حضور مین آیا اسوقت تک خانخانان کا لڑکا داراب خان قید تھا اسوقت
شاہجہان نے اسکو سوگند دیکر رہا کیا اور بنگالہ کی صوبہ داری بھی عطا کی خود پٹنہ پہونچا۔ اور
یہان سے عبداللہ خان کو الہ آباد اور دریا خان کو ہمراہی مین رخصت کیا عبداللہ خان نے

زور شمشیر سے قلعہ آلہ آباد مسخر کیا۔ جو زمینداران بنگالہ کہ نوارہ شاہجہان کے ہمراہ لائے تھے
پٹنہ مین پہونچکر مع نوارہ کے ہمراہی سے فرار ہوئے۔ شاہجہان نے جنگل مین ایک گڈھی
بنائی اسوقت مین مع لشکر گران کے مہابت خان اور سلطان پرویز آپہونچے چند بار لڑائی اور
بیکار ہوئی راجہ بھیم ولد رانا کرن جو سردار لشکر شاہجہانی تھا مارا گیا سردار کے سر اوتارتے فوج بے
ہو گئی سراسیمگی سے پیر اوکھڑ گئے بجز قورچیوان اور عبد اللہ خان کے کوئی ہمراہ نرہا شاہزادہ نے
بمقتضاے شجاعت گھوڑا بڑھایا اگرچہ گھوڑے کے زخم آئے حوصلہ تو کم نہوا تھا مگر عبد اللہ خان
نے باگ موڑی اور معرکہ سے باہر لا اپنے گھوڑے پر سوار کراکر پٹنہ لیگیا جب فوج شاہی پٹنہ کی
قریب آئی شاہزادہ اکبر نگر مین آیا اسی سال کہ جلوس شاہی کا اونیسوان برس تھا سلطان مراد بخش
تولد ہوا لہذا اسکو مع بیگم کے قلعہ رہتاس مین چھوڑکر آگے کو قدم بڑھایا داراب خان حسب عہد لیکر
بنگالہ کا صوبہ دار بنایا تھا باوجود مکرر طلبی کے حیلہ و حوالہ کرتا رہا حضور مین نہ آیا اوسکے زن و بچہ بطور
اول کے حضور مین تھے اوسوقت اوسکی عورت کو قلعۂ رہتاس مین بھیجا اور جوان لڑکی کو دار فنا سے
راہی دیگر بنگالہ سے دکن کو روانہ ہوا۔ اسی صحرا نوردی مین سلطان مراد بخش مع اپنی مان کے
شاہجہان کے پاس آیا جب بادشاہ کو اسکا آنا بنگالہ مین معلوم ہوا بموجب حکم شاہزادہ پرویز اور مہابت خان
روانہ بنگالہ ہوئے اور داراب خان ولد خانخانان جو شاہجہان سے جدا ہوکر فوج شاہی سے جا ملا تھا
بموجب حکم قتل ہوا اور خانخانان جو قید ہوا جسوقت شاہزادہ پرویز اور مہابت خان مالوہ آئے
شاہزادہ نے تاب مقاومت نپاکر اجمیر کی راہ سے جیسلمیر ہوتے ہوئے بلا توقف ٹھٹہ آنکر ایران کا
قصد کیا اور اپنے تینون لڑکون سلطان داراشکوہ اور سلطان شجاع اور سلطان اورنگ زیب کو روانہ
حضور پدر کیا واقع ٹھٹہ شاہزادہ شہریار کا نوکر شریف الملک مقیم تھا اسنے شاہجہان کی آمد سنکر قلعہ مین
جا بیٹھا شاہزادہ نے پہونچکر قلعہ گھیر لیا لڑائی ہونی شروع ہوئی چند روز تک خوب زد و کشت رہی۔
طرفین سے مردان کاری کام آئے جب یہ بیکار سراپا بیکار نظر آئی شاہزادہ کے دلمین آیا کہ مفت کی
بیکار ہوئی اسی کارروائی مین خبر پہونچی کہ شاہزادہ پرویز نے انجام کار دکھن مین
زخم فنا کاری کھایا ناکام مہابت خان حضور مین حاضر آیا فقط خانجہان لودہی وہان پر
ہی اس خبر سے جی کلبلایا کہ جب تک مہابت خان مہیب معین ہو پہاڑا اور گجرات وغیرہ کی
راہ سے دکہن کو چلے یہ ارادہ کرکے ناسک ترنبک مضافات احمد آباد مین آپہونچا
جینسے قیام کرکے خانجہان لودہی کے اخراج کو متوجہ ہوا

مہابت خان کا حضور مین پہونچنا اور گستاخی کرنا اور آصف خان کا قید ہونا

تقدیر مین یون یہ لکھا تھا کہ بادشاہ کو صدمہ پہونچے لاجرم جس امر کا کوسون خیال دور تھا قریب ظہور ہوا یعنی مہابت خان ایسا جانفشان خدمتگذار بموجب التماس نور جہان بیگم اور آصف خان کے بلا سبب معتوب ہو کر فدائی خان کو حکم ہوا کہ مہابت خان کو شاہزادہ پرویز سے جدا کرکے روانہ بنگالہ کرے۔ اگر مہابت خان وہان کے جانے پر راضی ہو جریدہ حضور مین آوے اور خانجہان لودی گجرات سے آکر شاہزادہ کا اتالیق ہو اور یہ بھی حکم ہوا کہ نسبت مہابت خان کے بابت زر خطیر سرکار کا مطالبہ ہے لہذا وہ روپیہ مع ماصلات امروزہ جو بزور و تعدی حاصل کیے ہین اور جتنے ورثا کے وکلا مستغیث عدالت ہین اور نیز بنگالہ کے ہاتھی وغیرہ اوس سے طلب کرو اگر کچھ معذرت رکھتا ہو حضور مین پہونچکر دیوانیون کو تشفی کرے۔ جب فدائی خان رخصت ہو کر وہان پہونچا احکام شاہی مہابت خان کو سنائے مہابت خان شاہزادہ پرویز سے جدا ہو کر عازم حضور ہوا اور خانجہان نواح گجرات سے اتالیقی پر جا پہونچا

اوس زمانے مین بادشاہ دریاے بہت کے کنارے سیر و شکار مین مصروف تھا مہابت خان قرب لشکر شاہی مین جا پہونچا مہابت خان کے دل مین نقش تھا کہ آصف خان نے میرے ذلیل کرنے کو طلب کرایا ہے اور قبل اسکے پہونچنے کے برخوردار خواجہ عمر ولد نقشبندی کو جو مہابت خان کا داماد تھا ننگے سر دُرّے لگوائے گئی تھی بے عزتی کی کوئی بات اوٹھا نرکھی تھی اور جو کچھ مہابت خان نے اوسکو دیا تھا سب حضور سے چھینا گیا۔ اور محمد حسن اسکی بی بی کا بھائی جو پرگنہ پٹیالہ کا کروری تھا۔ روپیہ کے بازیافت مین مقید ہو کر خوار کیا گیا تھا مہابت خان اپنے حفظ آبرو کو پانچہزار سوار راجپوت ہمراہ لایا تھا کہ اگر بے آبروئی مشاہدہ ہو جان پر کھیل جاوے الغرض اسکے اس صورت کے آنے سے لوگون نے ساختہ گفتگو اوڑانا شروع کین از خود بیخبر بادشاہ نے بلا تامل حکم دیا کہ جب تک مطالبات شاہی کا پتا دیوان اعلی کو نہ دے اور فیلان بنگالہ حاضر نکرے باریاب مجرا نہو گا آصف خان باوجود عداوت جو صریح ظاہر تھی کثرت غرور سے بیہوش ہوا کہ بادشاہ کو اسی پار چھوڑکر خود مع خدم و حشم وغیرہ امرا کے کشتی کے پل سے اودھر اوتر گیا اور نیز اور امرا بھی اوس سے متفق ہو کر اوسکے ساتھ پار ہوئے خیمہ بادشاہی کے اورگرد بجز خیمہ بادشاہی شاگرد پیشہ کے کوئی نرہا جب یہ خبر مہابت خان کو ملی مع چار ہزار سوار کے دوڑا اوٹھا اور دو ہزار سوار پل پر چھوڑکر آگ لگادی اور حکم دیا کہ کوئی ملازمان شاہی سے ادہر کو اوترنے نپاوے جب دروازہ دولتخانہ پر پہونچا پیادہ ہو کر مع دو راجپوت کے تختہ توڑ کر غسلخانہ مین جا پہونچا پرستاران حرم نے یہ معرکہ حضور مین عرض کیا بادشاہ اندر ہی اندر پالکی پر سوار ہوا مہابت خان نے جھٹ پہونچکر پالکی پر قربان ہو کر عرض کی کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ آصف خان کے ہاتھ سے بچاؤ نہین لہذا حضور مین حاضر ہوا تاکہ اگر گنہگار ہون دست مبارک سے مکافات ملے ادھر یہ گفتگو تھی اودھر راجپوتون نے سراپردہ بادشاہی گھیر لیا چند خدمتگارون کے سوا کوئی حضور مین نہ تھا بادشاہ نے مہابت خان کی بے ادبی

سے دو مرتبہ دست بقبضہ کیا لیکن لوگون نے عرض کیا کہ یہ وقت حوصلہ آزمائی کا ہی آخر کو بادشاہ نے
غصہ سنبھالا - مہابت خان نے جب اپنے ہمراہیون کو اندر باہر متسلط پایا پادشاہ سے عرض کیا کہ
حضور سوار ہون فدوی رکاب مین رہیگا اور اپنا گھوڑا پیش کیا پادشاہ کو غیرت آئی اسپ خاصہ پر
سواری فرمائی دولتخانہ سے دو تیر کے برابر راہ قطع ہوئی ہوگی کہ مہابت خان نے خوضۂ فیل پیش کر کے کہا
کہ اس ہنگامۂ شر و فساد مین فیل پر سوار ہونا عمدہ ہی اوسوقت پادشاہ ناگزیر فیل پر سوار ہوا اوسوقت
مہابت خان نے دو راجپوتون کو بھی خواصی مین بٹھلا دیا جو کوئی بادشاہی خواصون سے نزدیک ہوتا
زندگی سے دور ہوتا تا آنکہ مہابت خان کے خیمہ مین جا اوترا وہان پر مہابت خان نے اپنے لڑکون کو
تصدق کر کے خود دست بستہ حاضر ہوا کہ جو حکم ہو بجا لاوے بادشاہ اس حال مین بھی نور جہان کی یاد مین
سرشار تھا خیال وصال مین گرفتار تھا مہابت خان نے نور جہان کا بھی قید کرنا چاہا اس ولولہ مین
بادشاہ کو سراپردۂ شاہی مین پہونچایا ادہر نور جہان بیگم جب بادشاہ مہابت خان کے ساتھہ چلا تھا
فرصت پاکر پار اوتر گئی تھی مہابت خان کو بجز افسوس کے کچھہ ہاتھہ نہ لگا خیر وہ دن رات شہزادہ
شہریار کے خیمہ مین گذرا نور جہان پار جاکر لڑائی کی تدبیر مین ہوئی یہان سے بادشاہ نے مقرب خان
کی وساطت سے آصف خان کو پیغام دیا کہ جنگ آزمائی بہتر نہین اور واسطے مزید احتیاط کے
اپنی انگوٹھی بھیجی دوسرے دن آصف خان اور خواجہ ابو الحسن نے لڑائی کی عزیمت کی چونکہ پل مین توپ
مہابت خانیون نے آگ لگا دی تھی پایاب کی تلاش تھی آصف خان کا لڑکا ابو طالب مع چند نفر کے
دریا سے اس کنارے جا نکلا اکثر ہمراہی غرقاب ہوئے ہنوز آصف خان کے گھٹنون تک دریا نہ پہونچا
تھا کہ ابو طالب کے سر سے دریائے شکست در گذرا آصف خان کے پیر بھی اس طلاطم سے اوکھڑ گئے
اور نور جہان بیگم فیل سوارہ دریا سے گذری مردم ہمراہی کو جنگ و جدل پر تحریص کرتی ہوئی اسی درمیان
مین کسی پرستار کے جو فیل سوار قریب بیگم تھی تیر لگا اور نور جہان نے اپنے ہاتھہ سے اوسے نکالا
آخرکار فیل بیگم بھی زخمی ہوا جو دریا سے تیر کر پار لگا بیگم دریا سے نکلکر خیمہ مین جا ٹھہری اور آصف خان
مع ابو طالب وغیرہ دو سو نفر کے راہی ہوگیا اور اپنے جاگیر قلعہ اٹک بنارس مین جاکر دبک بیٹھا
مہابت خان کی مہابت ہر ایک کے دلمین سمائی تھی اکثر امرا مانند خواجہ ابو الحسن وغیرہ کے عہد و پیمان لیکر
مہابت خان سے جا ملے تین روز کے بعد نور جہان بیگم بھی بادشاہ کی ملاقات کو آئی یہ بہت خوش
ہوئے اور مہابت خان کے ہمراہ لب دریائے بہت سے کابل کو کوچ فرمایا مہابت خان کی بحدے دست اختیاری
تھی قلعہ اٹک بنارس مین پہونچتے ہی آصف خان اور ابو طالب اور میر خلیل اللہ ولد میر میران کو مع بارہ نفر

دیگر کے قید کرلیا اور آصف خان کے کسی مصاحب کو پکڑکر قتل کر ڈالا اور بادشاہ سے کچھ نہو سکا
الغرض کوچ در کوچ ملک کابل پہونچے راجپوت لوگ جو پشت پناہ فتنہ سازی مہابت خان کے تھے دلیر ہوکر
باغی ہوئے ایکروز جماعۂ احدیان شاہی سے گفتگوے مخالفانہ شروع ہوگئی حتی کہ بات کی بات
مین تلوار چل گئی آٹھہ سو راجپوت مارا گیا اس امر سے مہابت خان کو رعونت سوار ہوئی حضور مین عرض کیا
کہ یہ کشت و خون خواجہ قاسم برادر خواجہ ابو الحسن اور بدیع الزمان اوسکے داماد کے انگلی اوٹھانے سے
ہوا ہی مہابت خان کی رعایت تو بادشاہ کو منظور ہی تھی بادشاہ نے اونکو قید کرکے حوالہ کیا مہابت خان
نے اونھین سر برہنہ کابل کے بازار مین تشہیر کرکے قید مین کیا جسوقت سے کہ مہابت خان نے
بادشاہ سے یہ گستاخی کی ہر ایک پر چیرہ دست ہوا بادشاہ مہابت خان کی یہان تک رعایت فرماتا
تھا کہ نور جہان بیگم جو کچھہ خلوت مین کہتی تھی مہابت خان سے جلوت مین کہدیتا حتی کہ یہان تک
کہتا تھا کہ بیگم اور شاہنواز خان کے لڑکے منکوحۂ ابو طالب تیری فکر مین ہین نور جہان بیگم لشکر کے جماو مین مصروف
تھی جب کابل سے ہندوستان کی معاودت ہوئی اور رہتاس مین اتفاق نزول واقع ہوا اور وہان ملازمان
بادشاہی کا جماو ہوا بادشاہ نے زبانی خواجہ ابو الحسن کے مہابت خان کو کہلا بھیجا کہ پیشتر کو روانہ ہو جاے
ورنہ لڑائی مین قصور نہوگا۔ بالضرور مہابت خان پیشتر کو رہ نورد ہوا جب دریا پار ہوگیا افضل خان کی
زبانی یہ چار حکم صادر ہوئے اول یہ کہ آصف خان کو مع ہمراہیون کے آزاد کرکے حضور مین بھیجے دوم یہ
کہ شاہزادہ شاہجہان جو ٹھٹھہ کو گیا ہی اوسکا تعاقب کرے سوم یہ کہ طہمورث اور ہوشنگ ولد شاہزادہ دانیال
کو حوالہ حامل پیغام کرکے روانۂ دربار کرے چہارم یہ کہ لشکری ولد مخلص خان کو جو اوسکا ضامن اور ہنوز نہین آیا
بھیجے۔ در صورتیکہ احکامات کے بجالانے مین معذرت کی سزا کو پہونچیگا۔ مہابت خان نے یہ پیغام
پاتے ہی سلطان دانیال کے لڑکون کو فوراً حوالہ کیا اور عرض کیا کہ مین بھی ٹھٹھہ کو روانہ ہوتا ہون وہ لاہور
مین پہونچکر خلاصی پاویگا کیونکہ اسوقت کی خلاصی مین مجھے یہ ڈر ہی کہ مبادا رہائی پاکر میری ذلت کا
خواستگار ہو پس اسقدر مہلت کا امیدوار ہون کہ جسوقت لاہور سے گذر جاون آصف خان کو خلاص کرکے
روانہ حضور کرون آخر افضل خان نے واپس حاضر حضور ہوکر جملہ کیفیت عرض کی اور برہان دانیال کو بھی
حاضر کیا اسپر دوبارہ حکم ہوا کہ خیریت اسیمین ہی کہ جلد آصف خان کو رہا کرے ورنہ ندامت اوٹھانا
پڑیگی آخر کار ناچار مہابت خان نے آصف خان سے قول و قرار لیکر رہائی دی مگر ابو طالب اوسکے
فرزند کو بسبب مصلحت چند روز رکھکر روانہ ٹھٹھہ ہوا اتفاق دیکھیے مہابت خان کی شورش دریاے
بہت پر ہوئی تھی اور آصف کی خلاصی بھی اوسی مقام پر عمل مین آئی۔ چند دنون کے بعد ابو طالب

اور خواجہ ابو الحسن اور بدیع الزمان اوسکے داماد کو معذرت کرکے مع جواسکے روانہ حضور کیا اور خود
کوچ در کوچ ٹھٹھہ کو عازم ہوا۔ قبل اسکے پہونچنے کے شاہزادہ شاہجہان جیسا کہ لکھا گیا ہی دکن کو معاود
ہوا تھا اور مہابت خان ٹھٹھہ میں پہونچکر بلا اجازت شاہی ہندوستان آیا اور بغاوت ظاہر کی اوسوقت
بادشاہ نے فوج جرار اوسکی گوشمالی پر مقرر کی خانخانان عبد الرحیم نے جو مہابت خان کیطرف سے زخم جگر
رکھتا تھا اپنے ذمے لیکر رخصت ہوا مہابت خان کی جاگیر اور اجمیر کی صوبہ داری خانخانان کو مرحمت ہوئی
خانخانان قطع راہ کرتا ہوا اجمیر مین آیا مہابت خان نے جو ٹھٹھہ سے اجمیر کی طرف آیا تھا بیتاب ہوکر
ملک رانا کے پہاڑون مین جا بیٹھا اکیسوین سال جلوس مین ۷۲ بہتر برس کی عمر پاکر خانخانان اوسی اطراف مین
رہگرائے عدم ہوا اوسوقت مہابت خان نے عرایض عذر خواہی ارسال کیے اور آخر کو بموجب حکم درگاہ کو
راہی ہوا تھا مگر جویر مین پہونچکر شاہجہان کی ملازمت مین کامیاب ہوا جب یہ خبر بادشاہ کو ملی۔
خانجہان کو سپہ سالاری کا خطاب اور دکن کی صوبداری ملی اس شخص کو شاہزادہ شاہجہان سے مدت تک لڑائی رہی

جہانگیر بادشاہ کا دار بقا کی راہ لینا

۲۲ بائیسوین سال جلوس کو حسب عادت معہودہ بادشاہ کشمیر کو گیا وہان پہونچکر عارضہ ضیق نے زیادہ
زور کیا روز بروز ضعف نے طاقت دکھلائی اوایل زمستان مین ہندوستان کی معاودت ہوئی۔
جب مقام بیرم کلہ مین آیا اوس سرزمین مین پہاڑ کے نیچے ایک نشیمن بندوق اندازی کے واسطے مقرر تھا
اور یہ بھی مقرر تھا کہ زمیندار لوگ آہوون کو ہکال کر پہاڑ کی چوٹی پر لاوین اور بادشاہ نشانہ مارتا
اور آہو زخمی ہوکر معلق زنان زمین پر آگرتا تھا اوسوقت مین بھی کسی پیادہ نے آہو کو ہکا لکر گھیر لیا
مگر کسی طرح سے نظر نہ آتا تھا پیادہ نے چاہا کہ آگے بڑہکر اور بھی تھوڑے فاصلہ پر آہو کو لاوے
قضارا تیر اوسکا اوکھڑ گیا وہ پیادہ اجل گرفتہ اوس پہاڑ سے لڑھکتا ہوا زمین پر آپڑا ہڈیان سر کی ٹکڑے ہوکر جان نکل گئی
بادشاہ اس حال سے نہایت ملول ہوا عیش شکار ہیچ ہوئے ترک شکار کرکے دولتخانہ مین آیا۔ اور بیرم کلہ
سے کوچ کرکے ٹھٹھہ ہوتے ہوئے اجوری مین آیا وہان سے حسب دستور سہ پہر کو روانہ ہوا اثناے راہ مین
شراب پیتے بدمزگی حاضر ہوئی آخر رات کو دگرگون حال ہوا صبح کے وقت چند مرتبہ نہایت سختی سے
سانس چلی اور چاشت کے وقت اتوار کے دن ۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۶ ہجری کو ۶۲ برس کی عمر مین روضہ
رضوان کی راہ لی نور جہان بیگم نہایت رنج و بکا مین ہوئی ناخن غم سے چہرہ پر خراش کیے رنج و غم سے
آہ جانسوز نے بلندی فرمائی درد دل نے سینہ چرخ مین آگ لگائی ؎ سینہ از تغابن سنگ میزدند
طبانچہ بر رخ گلرنگ میزدند اسوقت مین ہرچند آصف خان اپنے بھائی کو بلایا مگر وہ نہ آیا آخر کو مقصود خان

کے ہمراہ جہانگیر کا جنازہ لاہور مین پہونچایا گیا دریاے راوی کے کنارے شاہ درہ کے پاس قاسم خان کے باغ مین جہان نورجہان بیگم بھی تھی دفن ہوا اور عمارات عالیہ اوسپر تعمیر ہوئی تاریخ رحلت جو ملا کشفی نے کہی ہے اوسکی آخر بیت ہے سنہ جو تاریخ وفاتش حسبت کشفی ؛ خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت

ذکر سلطنت ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ صاحبقران ثانی

جہانگیر کی رحلت کے بعد آصف خان اور ارادت خان باہم متفق ہوکر داور بخش ولد خسرو کو نوید شاہی سے خوشنود کرکے پیشتر کوچ چلے اور بنارسی نام ہندو کو جو نہایت تیز رفتار بدرجہ صبا تک تھا شاہجہان کے حضور مین پہونچ کر رحلت جہانگیر سے آگاہ کیا اور جسد جہانگیر کو مقصود خان کے ساتھ روانہ کیا۔ چونکہ امراے عظام جانتے تھے کہ آصف خان نے بنا بر استحکام محبت شاہجہان سے یہ تمہید کی ہے ہر ایک آصف خان سے ملگیا اور آصف خان نے بسبب عدم اطمینان نورجہان بیگم اپنی بہن کو نظر بند کیا اس نظر سے کہ کوئی اوسکے پاس آمد و رفت نکر سکے۔ نورجہان بیگم چاہتی تھی کہ اوسکا داماد شہریار بادشاہ ہو اور شہریار مرقوم اپنی بی بی کے اغوا سے جملہ خزاین شاہی اور کارخانجات بیوتات پر جو لاہور مین تھا دست دراز ہو بیٹھا۔ ایک ہفتہ مین ستر لاکھ روپیہ منصبداران قدیم و جدید کو دیا جب شاہجہان کی حکومت ہوئی بیناالیس لاکھ واپس ہوکر داخل خزانہ ہوا۔ شہریار نے بایسنقر ولد سلطان دانیال کو جو بعد رحلت بادشاہ کے مفرور ہوکر لاہور مین آیا تھا بجاے خود سردار بناکر دریا کے پار اوترا شہر سے تین کوس پر طرفین کا مقابلہ ہوا پہلے ہی حملہ مین فوج شہریار کی برہم ہوئی شہریار جو شہر کے باہر کھڑا تھا مع دو ہزار سوار کے قلعہ لاہور مین آیا رات کو ارادت خان قلعہ مین جاکر اوسے قابو مین لایا اور صبح کو امرا نے داور بخش کو تخت نشین کیا اور شہریار کو دست بستہ واسطے اداے کورنش کے لاے اور بعد دو روز کے آنکھین نکلوادین اور چند روز کے بعد طہمورث اور ہوشنگ ولد سلطان دانیال بھی مقید ہوئے شاہجہان نے جب بنارسی کی زبان سے یہ خبر پائی گجرات کی راہ سے اکبرآباد کو عازم ہوا۔ اور جان نثار خان کو مع فرمان عطوفت عنوان کے خانجہان لودہی کے پاس جو دکن کا صوبہ دار اور بموجب حکم جہانگیر اور نورجہان بیگم کے شاہجہان کے استیصال پر معین تھا روانہ کیا اوسنے راہ سلامتی سے دور ہوکر سلطان دکن نظام الملک سے موافق ہوکر ولایت بالاگھاٹ کی اوسے دی اور خود برہان پور آیا اسی نزدیکی مین دریا خان روہیلہ بھی جو قبل وفات جہانگیر کے شاہجہان سے جدا ہوکر نظام الملک کی ولایت مین رہتا تھا خانجہان سے ملحق ہوکر مصدر فساد ہوا اور جان نثار خان کو بدون لکھنے جواب کے مرخص کیا شاہجہان نے احمدآباد پہونچکے ناہر خان کو جو شیر خانی کا خطاب رکھتا تھا پنجہزاری منصب اور گجرات کی صوبہ داری سے سرفراز فرمایا

اور میرزا عیسی ترخان کو منصب چار ہزاری ذات اور دو ہزار سوار اور ایالت ملک ٹھٹہ دیکر رخصت کیا
اور خدمت پرست خان کو آصف خان کے پاس لاہور بھیجا اور دستخط خاص سے یہ فرمان تحریر فرمایا کہ اسوقت
مین شر و فساد کا احتمال ہی اگر داور بخش ولد خسرو اور شہریار اور طہمورث اور ہوشنگ شاہزادگان دانیال کو
روانۂ صحراے عدم کرین صلاح دولت ہی اس حکم کے پہونچنے کے بعد بائیسوین جمادی الاول ۱۰۳۷ ہجری
اتوار کی روز دیوان خاص و عام مین امرا کے اتفاق سے شاہجہان کے نام سکہ اور خطبہ پڑھا گیا اور داور بخش کو
جو چند روز فرمان روا رہا تھا محبوس کیا اور چھبیسوین جمادی الاول بدھ کے دن اوسکو مع گرشاسب اور
شہریار اور طہمورث اور ہوشنگ پسران دانیال کے زاویہ نشین عدم کیا اسوقت مین لشکر شاہجہان
ملک رانا کے حدود سے کوچ در کوچ مع مہابت خان سپہ سالار کے اجمیر کے راستہ سے باغ نور طاہر واقع
اکبر آباد مین پہونچا اور صبح کو فیل سوار جس حویلی مین شاہزادگی گذری تھی بانتظار ساعت جلوس داخل ہوا
اور آٹھوین تاریخ جمادی الثانی ۱۰۳۷ ہجری دوشنبہ کے روز اکبر آباد مین جلوس فرمایا اسوقت مین
عمر شاہجہان کی ۳۶ برس شمسی اور ۳۷ برس دو مہینے آٹھ روز قمری کی تھی - حکیم رکنائی مسیح تخلص نے
تاریخ جلوس کی یہ کہی ہی ؎ بہر سال جلوس او گفتم: در جہان باد تا جہان باشد اور شیخ عبد المجید
اوسکے شاہنامہ نویس نے روز دوشنبہ پچیسوین بہمن پائی ہی بعد جلوس آصف خان برادر نور جہان بیگم
کے نام فرمان صادر ہوا کہ مع شاہزادہاے والا تبار کے حاضر ہو اور اوسکے القاب مین یہ فقرہ لکھا گیا -
عضد الخلافت یمین الدولہ عموی دانا آصف خان اور اوس فرمان مین یہ بھی تحریر ہوا کہ جو خلعت روز جلوس
کے مامدولت نے تن زیب کیا تھا تمھارے واسطے ارسال ہوتا ہی اور جسقدر تم عمو سے عنایت ہوا اوس سے
زیادہ گنجایش ہی مگر قلیل البضاعت فی الحال منصب ہشت ہزاری ذات اور سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ
عنایت ہوا اور سند گاہ لاہری بھی بطور انعام عطا ہوتا ہی - مہابت خان کو خطاب خانخانان سپہ سالار
اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور اجمیر کی صوبہ داری اور خلعت خاصہ مع چارقب طلائی اور خنجر و
شمشیر مرصع اور علم و نقارہ اور اتومان طوغ کے عنایت ہوا - خانجہان لودی باوجود سرکشی اور تمرد کے
منصب ہفت ہزاری سے مشرف ہوکر صوبہ داری دکن پر مستقل رہا - اسیطور ہر ایک امرا نے
بمقتضاے وقت ترقی پائی اول جو حکم صادر ہوا سجدہ کی ممانعت تھی کہ یہ آداب صرف ذات خدا کو شایان ہی
مہابت خان نے عرض کیا کہ اگر بجاے سجدہ کے زمین بوس کا حکم ہو تو ہر خادم مخدوم کی امتیاز مین مناسب ہی
یہ عرض قبول ہوئی مقرر ہوا کہ دونو ہاتھ زمین پر رکھکر پشت دست کو بوسہ دین اور سادات و علما و مشایخ
اور درویش اس آداب سے مستغنی ہوئے اونکو بروقت آنے کے سلام اور رخصتی فاتحہ مقرر ہوا اور چند سال

بعد زمین بوسی بھی منع ہوا۔ چار مرتبہ سلام کرنا مقرر رہوا۔ بیشتر صبح سے بیدار ہو کر ادائے صلوۃ
اور نوافل کرتا تھا۔ اکثر اوقات اوراد و وظیفہ مین مصروف رہتا فن موسیقی مین مہارت تمام تھی۔
علم موسیقی کی طرف طبیعت عالی زیادہ متوجہ تھی بختاور خان خواجہ سرا مورخ مراۃ العالم لکھتا ہی کہ بعض
صوفیون کو اسکے بحال وجد مین جانفشانی ہوئی اول جلوس کے اسی سال مین نذر محمد خان برادر خرد امام قلیخان
والی توران نے جہانگیر کی خبر رحلت سنکر کابل پر لشکر کشی کی مہابت خان اوسکی مدافعت پر مقرر ہوا۔
- کی تاریخ طالب کلیم نے (لشکر فتح مین) پائی۔ خان زمان ولد مہابت خان منصب پنجہزاری پر سرفراز ہوا
نذر محمد خان نے قلعۂ کابل کو دو تین مہینے تک گھیرا آخر کو بے حصول مدعا واپس ہوا مہابت خان نے
اوسکی بازگشت سنکر سرہند مین قیام کیا اور لشکر خان صوبہ دار کابل جو مہابت خان سے پیشتر رخصت ہوا تھا
بلا انتظار مہابت خان کے کابل مین داخل ہوا دونو کی تحریر سے حقیقت حال حضور مین واضح ہوئی چونکہ رعایائے
کابل نے تورانیون کی آمد سے خسارہ پایا تھا موجب تجویز خاص میر محمد زاہد کے ایک لاکھ روپیہ خزانۂ کابل
سے بیچارہ ستمزدون کو عطا ہوا اور اسے سال کے غرہ رجب کو شاہزادگان والاشان محمد دارا شکوہ اور
شجاع الملک اور اورنگ زیب یمین الدولہ کے ہمراہ لاہور سے اکبرآباد آکر آغوش پدری مین سرفراز ہوئے
اور یمین الدولہ کا سر جو اوسی پادشاہ کے سپر مین رکھا تھا بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اوٹھا کر خلعت خاص
چارقب مرصع اور خنجر و شمشیر مرصع مع جواہرین مزید اور علم و نقارہ و تومان طوغ اور دو راس اسپ خاصہ جنکا
زین مینا کار طلائی اور مرصع تھا مع فیل خاصہ زرین ساز مرحمت فرمایا اور وکالت کے عہدہ پر سرفراز ہوا
اور مہر اوزک جو ممتاز محل والدۂ شاہزادگان کے پاس تھی بموجب عرض ممتاز محل کے اوسکے سپرد ہوئی اور لفظ عمو
سے مخاطب ہوا اسکا بڑا لڑکا شایستہ خان خلعت فاخرہ اور خنجر و شمشیر مرصع اور اضافۂ منصب پنجہزاری اور
چار ہزار سوار سے اور علم و نقارہ و اسپ با زین مطلا اور فیل سے ممتاز ہوا بارہوین رجب سنہ ۱۰۳۷ ہجری کو جشن نوروز
ترتیب ہوا دریا خان روہیلہ کا جو کور نمکی سے خانجہان لودہی کو ملا تھا قصور معاف ہو کر منصب چار ہزاری پر
سرفراز ہوا اور مرزا رستم صفوی بھی بہار سے آکر مشرف ملازمت ہوا چونکہ یہ شخص ضعیف سن ہوا تھا
ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر ہو گئی ماہ رمضان کی پندرہوین کو مہابت خان نے بجائے
خانجہان کے دکن اور خاندیس کی صوبہ داری پائی اور اوسکا لڑکا خانزمان صوبہ دار مالوہ دکن کے انتظام پر
تعینات ہوا۔ اس برس مین جھجار سنکہ ولد راجہ نرسنگہ دیو بندیلہ جسنے ابوالفضل کو قتل کیا تھا کسی وہم
سے مفرور ہوا جسکی تادیب کو مہابت خان نکلا اور شاہجہان نے شکار اور ملاحظہ حصار گوالیار کو توجہ کیا
جھجار سنکہ نے جب طاقت گریز اور سفر کی نہ دیکھی لاچار ہو کر مہابت خان کو لکھا کہ اگر قصور معاف ہو

تلافی مافات کردن مہابت خان نے ہزار اشرفی اور پندرہ لاکھ روپیہ اور چالیس ہاتھی جرمانہ لیکر حضور شاہجہان مین کورنش ادا کرائی اور اسی سال مین نظام الملک نے محالات بالاگھاٹ سے جسے خانجہان لودی نے دیا تھا داخل محروسہ کیا اس جشن مین ایک کرور اسی لاکھ روپیہ نقد و جنس اور چار لاکھ بیگہ زمین اور اکیسو بیس موضع تصدق اور انعام ہوے

سال دوم مطابق سنہ ۱۰۳۸ ہجری

جشن وزن قمری روز دوشنبہ سلخ ربیع الاول کو جو بادشاہ کی عمر کا اونتیسوان سال تھا مقرر ہوا ایکبار طلا اور نقرہ اور چھ بار اجناس سے پیکر ہمایون وزن ہوکر صدقہ کیا گیا اور تین مہینے سات روز کے بعد گوالیار مین سیر و شکار کر کے اکبرآباد کو معاودت ہوئی خانجہان لودی کہ مالوہ کی روانگی کے وقت مشرف مجرا ہوا تھا اور جھجار سنگھ کی تنبیہ پر مامور ہوا تھا مشرف قدمبوس شاہی ہوا اس سال کی تیسری رجب کو مہابت خان دہلی کی صوبہ داری پر معزز ہوا اور ۲۴ رجب کو جشن نوروزی ہوا اور جشن نے بدستور آراستگی پائی اور ممتاز محل کا سالیانہ دس لاکھ روپیہ مقرر ہوا اور بحری بیگ ایلچی شاہ عباس کا جو جلوس جہانبانی شاہ موصوف کے روانہ ہوکر تہنیت کو آیا تھا دربار مین آکر بیس ہزار روپیہ انعام پایا اور ارادت خان نے مہابت خان کی جگہہ پر جملہ دکن کی صوبداری پر امتیاز پائی خلعت چارقب طلا دوز اور شمشیر مرصع اور دو اسپ اور فیل جسکا ساز و سامان مطلا تھا عنایت ہوا اور اسکے بدلے مین کل کی دیوانی افضل خان شیرازی کو جو شاہزادگی کے ایام مین دیوان تھا ملی اوسکے وزارت کی تاریخ یہ ہی ؎ شد فلاطون وزیر اسکندر ثانی کہتے ہین کہ انہین دنون مین یمین الدولہ آصف خان نے دو برہمن حاضر حضور کیے جنمین یہ استعداد تھی کہ دس اشلوک ایک مرتبہ کے سننے سے یاد کر لیتے اور دس اپنی طرف سے اوسی مضمون و وزن مین منظوم کر کے سنا دیتے تھے خانجہان لودی جو ہمیشہ افعال ناشائستہ سے توہمات مین رہتا گوشہ گزین ہوا بادشاہ نے اسلام خان کو بھیجکر دریافت حال فرمایا اوسنے درخواست کی کہ مجھے توہمات نے گھیر لیا ہی اگر حضور سے امان کی تحریر ملے رفع توہم ممکن ہی بادشاہ نے بموجب درخواست امن نامہ لکھدیا۔ اسپر بھی وہ افغان نامعقول ملگجان کسی رات کو نے خبر اکبرآباد سے بھاگا جب خبر لگی خواجہ ابوالحسن مع خانزمان کے متعاقب روانہ ہوئے اور نیز سید مظفر خان اور خدمت پرست خان اور بہلداس وغیرہ بھی بہ سبیل استعجال قطرہ زن ہوئے دھول پور کے گرد نواح مین جا بھڑے لڑائی واقع ہوئی خدمت پرست خان نے زخم کاری کھایا عالم رستگاری کو قدم بڑھایا اور حسین اور عظمت داماد و فرزند خانجہان مع دیگر اعیان کے قتل ہوئے خانجہان باقیماندہ رفقا مع دو باقیماندہ فرزندون کے جنگل ہوتے ہوئے گوندوانہ مین آیا

وہان سے برار کے راستہ نظام الملک کی ولایت پہونچا جو کہ خانجہان سے مقام مدارا اور مماسات مین تھا۔
اور بہلول و سکندر افغان کو بھی توہم تقصیرات نے جو گھیرا خانجہان سے آملے اقرار ہوا کہ نظام الملک کی تنبیہ کو
فوج ظفر موج شاہی دکھن کو عزیمت کرے لاجرم اسلام خان کو اکبر آباد مین چھوڑ کر روز دوشنبہ ہشتم جمادی الاول
کو اعلام نصرت طراز دکھن کو متوجہ ہوئے اور بابت تعزیت شاہ عباس اور تہنیت جلوس شاہ صفی اوسکے
نبیرہ کے نامۂ مصادقت عنوان معرفت میر برکا بجری بیگ ایلچی شاہ عباس کے روانہ ہوا اور آخر سال بڑا
جشن اور تہیہ آغاز سال نو کا ترتیب ہوا

تیسرے سال کا احوال سنہ ۱۰۳۹ ہجری

چھٹوین شعبان کو کہ روز جشن نوروز تھا ممتاز محل صبیہ آصف خان اور زوجہ بادشاہ کی اصل تنخواہ پر
مع اضافہ بارہ لاکھ روپیہ مع اضافہ مقرر ہوا اور دیگر امرا کی بھی ترقیان ہوئین۔ نظام الملک اور خانجہان
لودی کی گوشمالی کو خاندیس عازم ہوئے اوس ملک مین پہونچکر فوج کے تین حصون پر تین شخص سردار
بنائے گئے ایک ناظم صوبہ دکن مسمی ارادتخان دوسرا راجہ گج سنگھ تیسرا شایستہ خان بھتیجا
آصف خان۔ ارادت خان کو اعظم خانی خطاب عطا ہوا شایستہ خان اور راجہ گج سنگھ وغیرہ امرائے
بادشاہی کو حکم ہوا کہ اعظم خان کی صوابدید سے تخالف نکرین ۲۶ رجب کو برہان پور مضرب خیام شاہی ہوا
دریا روہیلہ نے وہ عنایات خسروی فراموش کر اس مقام سے فرار اختیار کیا خانجہان لودی سے جا ملا
ارادت خان اور شایستہ خان کی ناشایستگی صحبت سے بادشاہ نے شایستہ خان کو حضور مین طلب کر کے
اوسکی جگہ عبداللہ خان بہادر کو مع فوج روانہ فرمایا اسوقت اعظم خان اور خانجہان سے سخت لڑائی درپیش
ہوئی اور خانجہان جنگ سے سراسیمہ ہو کر بھاگا اس اودہاوند مین بکثرت اسکے ہمراہی تباہی مین پڑے
اسی معرکہ مین ملتفت خان ولد اعظم خان مع فوج چنداول کے قول سے دور ہو گیا تھا خانجہان اور بہلول
اور مقرب خان نے انکے نزدیک پہونچکر غفلت مین آپھڑے کتنے پٹھان اور راجپوت جان سے گذر گئے
اسوقت مین جادو رائے کورسمک جو مع اپنے لڑکون کے چوبیس ہزاری ذات اور پانزدہ ہزار سوار سے
ممتاز تھا مع اپنے خویش و فرزند کے روگردان ہو کر نظام الملک سے جا متفق ہوا اور نظام الملک نے
اسے قید کرنا چاہا تب نالایق نے ہاتھ پیر نکالے آخر کو مع دو فرزند اور نبیرہ کے جان سے گیا باقیماندہ اقارب
و فرزند درگاہ شاہی مین پناہ جو ہو کر بوسیلۂ اعظم خان منصب لایق پر سرفراز ہوئے اور ایک لاکھ
چھتیس ہزار روپیہ مدد خرچ سے مرحمت فرمایا گیا اسی عرصہ مین کمال الدین روہیلہ جو جہانگیر کے عہد مین
شیر خان کا خطاب رکھتا تھا بموجب تحریر خانجہان کے پشاور مین بغاوت اختیار کی لیکن کچھ سرکشی کا

سعید خان کے ہاتھہ سے مع ہمراہیون کے سزاے اعمال کو پہونچا برسات کے بعد یمین الدولہ آصف خان
نے جسکی ریاست ہر ایک طور پر کل لوگون پر مسلم تھی کل فوج موجودہ بالاگھاٹ کی سرکردگی مین امتیاز
سرداری پائی نوین ربیع الثانی کو جشن وزن قمری بابت انجام سال چہلم اور شروع اکتالیسوین کے
منتظم ہوا جب مقرب خان اور بہلول نے جالناپور سے پاتھری کی راہ لی اعظم خان نے اس قرار سے
مطلع ہوکر تعاقب کیا خانجہان واقع مہاگانون اون دونون کا انتظار کھینچ رہا تھا کہ ناگاہ لشکر شاہی
نمودار ہوا جب راہ نپائی لڑنے کو آمادہ ہوا جب معرکہ رزم گرم ہوا بہادر خان روہیلہ داد شجاعت دیکر
تیر کے دو زخم سے مجروح ہوا۔ ہر اس جھالا جو عمدہ چپقلش کی آخر کو جان نثار رہوا۔ اسیوقت
اعظم خان نے بہوچکیہ لگی ہوئی آگ زیادہ بھڑکا دی خانجہان نے بیتاب ہوکر فرار کی راہ لی اسوقت مین بہادر
برادرزادہ خانجہان کے گولی لگی میدان مین بیٹھہ گیا اسدم پرسرام نامی راجہ بہارسنگہ کا سپاہی آپہونچا
اور اوس سے ٹہرا بہادر نے بہادری کی جمدھر اوٹھا مارا پرسرام نے بھی اوسکے حلقوم پر جمدھر مارا۔
بیچارہ عدم کو سدھارا خانجہان پہاڑون مین جا چھپا۔ اولیاے دولت پادشاہی نے چندے تعاقب کرکے معاودت
کی اعظم خان نے آسودگی سپاہ کو کسی جا مقام کرکے کیفیت گذشتہ حضور مین لکھی اوسکے عوض مین
اسپ و فیل و خلعت و شمشیر عطا ہوا جو خانجہان نے دولت آباد کا ارادہ کیا اعظم خان نے بھی کوچ کیا
مگر چونکہ دولت آباد مین قحط کی خبر سنکر وہان کا جانا ملتوی رکھکر بہلول و مقرب خان کے پھانسنے کو دہارور
کی راہ پکڑی اسی قریب مین ساہوجی بھوسلہ جو نظام الملک کی فوج ہنود کا سرخیل تھا حاضر حضور شاہی
ہوکر پنجہزاری منصب حاصل کیا اور اوسکے اقارب کو بھی زر و عزت سے قربت ہوئی اور سید مظفر خان
ہزاری فرات اور پنجہزاری منصب سے ممتاز ہوا اور میر جملہ چارہزاری ہوا باقر خان صوبہ دار اوڈیسہ کی سعی سے
قلعہ منصور گڈہ فتح ہوا۔

چوتھے سال سنہ ۱۰۴۰ ہجری

جب خانجہان کی شومی تقدیر نے نظام الملک کی ولایت کو بھی پامال کیا اور نظام الملک سے کچھہ اپنے
دعوے کا انتظام نہوسکا خانجہان کو نظام الملک کی دوستی پر اعتماد نرہا ڈر گیا کہ ایسا نہوا اپنے
سود مین مجھے ضرر ہوجاے لہذا مالوہ کو سدھارا ادہر سے عبداللہ خان بہادر نے جو بالاگھاٹ مین تھا
تعاقب کیا اور سید مظفر خان بارہہ حضور سے مع دیگر فوج کے لودی کی مہم کو رخصت ہوا دونو
باہم ملحق ہوکر سرونج مین آئے خبر پائی کہ باغی لوگ پچاس ہاتھی سرکاری شہر سے لوٹ لیگئے
اور خواجہ عبدالہادی ولد صفدر خان نے باپ کی نیابت مین شہر کی حفاظت بخوبی کی سکناے شہر کو

اونکے شر وفساد سے بچایا۔ خانجہان سیدھے سرونج کالپی سے بوندیلہ کے ملک مین آکر بے محابا لڑا اوٹھا
اور بکرماجیت ولد جہجار سنگہ اونکے تعاقب مین ملک رہیلہ مین جہان خانجہان کے چنڈاول تھے پہونچا اور دریا
نے محابا اوسپر دوڑا اور جنگ رستمانہ شروع ہوئی اثناے جنگ مین بندوق قضا سے عدم کی راہ لی بوندیلہ
کی سپاہ نے دریا کو خانجہان سمجھکر اوسپر ہجوم کیا خانجہان فرصت پاکر جان سلامت بچا لیگیا۔ بکرماجیت
بوندیلہ نے جگراج کا خطاب پایا اور ہزاری ذات اور ہزار سوار دو ہزاری دو ہزار کا اضافہ ہوا۔ امسال
اعظم خان کی سعی سے قلعہ دہارو فتح ہوا اور قلعہ دار اور عیال واطفال سمن عم ملک بدن نظام الملک کی جدۂ
مادری جو قلعہ مین تھی قید ہوئی اسکے عوض مین اعظم خان اضافہ ہزاری ذات اور شش ہزاری سوار کا ہوا
دیگر ملازمان نے بھی حسب لیاقت ترقی پائی اور قلعہ دہارو کا نام فتح آباد مقرر ہوا۔ جو خانجہان نے دریا کے
مارے جانے سے فرار کیا اولیاے دولت قاہرہ اوسکے پاشنہ کوب ہوئے ایکروز نہایت سخت بہاگا بہاگ
مچائی دوسرے روز سستی سد راہ ہوئی زخمیون اور شکست قدمون کو پیشتر روانہ کردیا سید مظفر
بارہہ فوج ہراول سے پیشتر خانجہان لودی سے جاکر بہڑ گیا لودی بھی چہہ سو سوار جرار سے مقابلہ مین آیا
ایسی کوشش کی کہ رستم وافراسیاب کا نام روشن کیا اکثرے ہمراہی زخمی اکثری شہید ہوئے سرداران
شاہی مین سے ایک خانعالم کا خویش اور دوجی درگا نبیرہ رائسیال تردات مردانہ مین کام آئے اور صدر خان
روہیلہ لودی کا جو پشت پناہ تھا مع دو پسر خانجہان کے سیدھا عدم کو سدہارا خانجہان اس وادی سے
پھر روبراہ ہوا اکثر اوسکے ہاتھی مع اسباب زائد کے راستہ مین چھٹ گئے ایسی رواروی مین اوسکا اتفاق
کالنجر مین ہوا وہان کا حاکم نیار خان خبر پاکر سزا کے واسطے برآمد ہوا یہان کی لڑائی مین اسکا لڑکا حسن خان اسیر ہوا
اور بالضرور طبل وعلم وغیرہ اسباب حشمت چھوڑکر بیس کوس تک یک جہت یکدم چلا گیا شام کو تالاب کے
کنارے پہونچا اپنے رفقا سے کہا کہ اب پیشتر جانے کی طاقت نہین ہے قضا درپے عداوت ہے صبح زیست کی
شام قریب ہے اب تمھاری مدد بیفائدہ ہے عبث اپنے تئین رنج ندو میری رفاقت سے منہ پھیرو سپاہ شاہی
عقب سے آیا چاہتی ہے کشتی حیات بحر فنا مین ڈوبتی ہے تمکو رخصت دیتا ہون اپنی راہ لو۔ آخر کو تلوار
گہاٹ اوترنا ہے بہتر کہ اول ہی بیڑا پار ہو ایسے کلام سے جنہین زندگی پیاری تھی جدا ہوئے جنکی سرشت مین
وفا تھی فنا ہوئے جب سید مظفر پہونچا اور سپاہ نمود ہوئی خانجہان لودہی نے مع عزیز خان اپنے فرزند کے
اعدا کے مقابلہ پر آیا اور جی کھول کر لڑا جب دیکھا اقبال برگشتہ ہے گھوڑے سے اوتر پڑا مخالفون نے چار طرف سے احاطہ کرلیا۔
جب تک ہاتھہ پانو چلے تیر وکمان سے فوج شاہی کو کشاکشی مین رکھا ہر گوشہ سے چلانے کی صدا آتی رہی
تا آنکہ بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور عزیز خان اور راے مل کا سر اوتارا گیا جسوقت خانجہان کی خانی تمام ہوئی تھی

عبد اللہ خان فیروز جنگ جو کہ قلب لشکر اور رئیس شاہی تھا پہونچ گیا تینون خود سرون کے سر حضور مین روانہ کیے اس خدمت کے جلدو مین عبد اللہ خان اضافہ ہزاری سوار اور خطاب فیروز جنگ سے سرفراز ہوا اور سید مظفر خان منصب پنجہزاری ذات اور پانچ ہزار سوار اور خطاب خانی سے منتخر طالبا ے کلیم نے خانجہان لودی کے مارے جانے اور دریا مین ڈوب جانے ہیلا اوسکے رفیق عمدہ کی یہ رباعی کہکر عمدہ صلہ حاصل کیا رباعی این مژدۂ فتح از پی ہم زیبا بود ؛ این کیف دوبالا چہ نشاط افزا بود ؛ در رفتن دریا سر بیرا ہم رفت ؛ گویا سر او حباب این دریا بود ؛ اسی سال ملک دکن اور گجرات وغیرہ اوسکے اطراف و جوانب مین پانی کے نام خاک تک آسمان سے نہ برسی حضرت قحط نے چہرۂ شوم دکھلایا بادشاہ نے ستر لاکھہ روپیہ ستمزدون کو عنایت فرمایا اور گیارہوان حصہ حاصلات کا ملک محروسہ مین معاف کردیا ۱۸ شعبان کو محمد علی بیگ سفیر ایران کا مع تہنیت نامہ کے مقام برہان پور مین مشرف ہوا اور نیز ایرانی تحفجات نظر انور سے گذرانے جو بادشاہ کی جانب سے تھے تین لاکھہ روپیہ کے قیمت کے تھے اور جو اپنی جانب سے گذرانے وہ پچاس ہزار کے تھے سفیر مذکور کو ابتداے ورود سے رخصت تک تین لاکھہ سولہ ہزار نقد اور قریب ایک لاکھہ روپیہ کے جنس اوسکو مرحمت ہوا۔ اعظم خان نے نظام الملکیہ اور عادل خانیہ فوج کے تعاقب اور قلعہ پرینڈہ کی تسخیر مین اچھی کوشش کی اور بموجب اسکے التماس کے مقرب خان غلام ترک نظام الملک کہ رئیس اور معتمد لشکر نظام کا تھا منصب پنجہزاری پنجہزار سوار پر معزز کرکے اس درگاہ مین موجب عزت و افتخار کا ہوا اور فتح خان بڑا لڑکا ملک عنبر سپہ سالار نظام الملک کا جو قید تھا نظام الملک نے رہائی دی جب اوسنے جانا کہ بروقت اطمینان دلی کے پھر یہ حضرت مجھے محبوس کریگا پس پیش دستی کرکے بدستور پدر کے کہ اوسکا باپ نظام الملک کو قید رکھتا تھا قید کرکے حقیقت حضور شاہجہانی مین لکھی شاہجہان نے نوکر سے یہ حرکت برخلاف سمجھکر حکم دیا کہ فوراً رہائی دے فتح خان نے اس حکم سے آگاہی پاکر قبل ورود فرمان کے اوسکو گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور شہرت دی کہ مرگ طبیعی سے گذر گیا اور حسین نام اوسکے دہ سالہ لڑکے کو اوسکی جگہہ پر گدی نشین کیا۔ اور نصیری خان کی سعی سے قلعۂ قندہار واقع تلنگانہ مفتوح ہوا اور نواب ممتاز محل نے جسکا نام ارجمند بانو بیگم تھا اور صبیہ مرضیہ یمین الدولہ آصف خان کی تھی اور زوجہ بادشاہ رحلت کی برہان پور مین واقع باغ زین آباد امانتاً مدفون ہوئی اور چند دنون کے بعد شاہ شجاع نے مع وزیر خان اور ستی خانم کے نعش کو اکبر آباد مین لاکر حسب الحکم دریاے جمن کے کنارے مدفون کیا اور مقبرۂ عالیشان طیار ہوا بے بدل خان نے اوسکی تاریخ رحلت یون کہی ہے تاریخ جای ممتاز محل جنت باد ؛ بادشاہ نے دو برس تک تحصیل اقسام مستلذات سے مانند سماع وغیرہ کے اجتناب کیا ۳۸ برس ۲ مہینے کی عمر مین ۱۹ برس ایک مہینے شبستان افروز اقبال رہی آٹھہ لڑکے چھہ لڑکیان اس سے پیدا ہوئین اگرچہ میرزا مظفر حسین

صفوی کی لڑکی جسکا نام قندہاری محل تھا اور دختر شاہنواز خان پسر خانخانان عبدالرحیم کی دونو بادشاہ کے ازدواج مین تھین لیکن اسکے برابر کسیکو اختصاص نہ تھا متروکہ اس مرحومہ کا قریب ایک کرور کے تھا جو اوسکی دختر کلان جہان آرا بیگم کو ملا۔ اور نصف دیگر اولاد کے حصہ مین آیا اور چار لاکھہ روپیہ جہان آرا بیگم کی تنخواہ پر اضافہ ہوا۔ اور جشن وزن قمری انتہاے سال ۴۱ھ اور ابتداے ۴۲ھ کا عمل مین آیا

پانچوان سال سنہ ۴۱ھ ہجری

جشن وزن شمسی مرتب ہوا۔ اور عمر شاہ سے بحساب شمسی کے چالیس برس گذرے اکتالیسوان سال شروع ہوا چونکہ فتح خان ولد ملک عنبر نے ارسال پیشکش مین دیری کی لہذا بادشاہ نے وزیر خان کو مع دس ہزار سوار کے قلعہ دولت آباد کے تسخیر کو حکم فرمایا بعد روانگی فوج کے اوسکے وکیل نے عرض کی کہ فتح خان نے اپنے لڑکے کے ساتھہ پیشکش روانہ کیا ہی عنقریب شرف ملازمت حاصل کرتا ہی لہذا فرمان وزیر خان کے نام جاری ہوا کہ جس مقام پر ملاحظہ کرے واپس ہوا ادھر عبدالرسول ولد فتح خان مع بیس لاکھہ روپیہ کے حاضر دربار ہوا اور اسی سال مین یمین الدولہ آصف خان مامور ہوا محمد عادل شاہ والی بیجاپور کو خواب غفلت سے بیدار کرے اگر ہوش مین آکر قلعہ پرندہ مع خراج مقرری نذر کرے بہتر ورنہ گوشمالی واجبی دیجاوے اور اسقدر پر اکتفا کرکے واپس ہوا اور اوسکی سزادے اعظم خان و سید مظفر خان جہان اور گج سنگہ اور خانزمان اور عبداللہ خان بہادر ظفر جنگ اور خواجہ ابوالحسن وغیرہ امراے عمدہ اوسکی ہمراہی مین نامزد ہوئے اسی تاریخ سے جہرا و نک جو یمین الدولہ کے پاس تھی بیگم صاحب بادشاہ کی بڑی لڑکی کو سپرد ہوئی آصف خان نے بیجاپور کی راہ پکڑی اول قلعہ بالکی کا محاصرہ کرکے قرار دیا کہ پردۂ شب مین محصورین کی پردہ دری کیجیے اہل حصار نے درپردہ اس پرداز سے آگاہ ہوکر جان کے خوف سے اول رات کے وقت جسقدر تھے تاریکی شب سے پردہ سازی کرکے کسی طرف کو چلدیے رعایا بیچارہ رہگئی سید خانجہان آصف خان ہر ایک ہمراہی سے پیشقدمی کرکے قلعہ مین جا گھسا قلعہ کے اندر ایک مقام پر تخت چوبی دیکھکر اوسپر جا بیٹھا قضارا اوسکے نیچے باروت کے پیپے رکھے تھے لڑائی کی آگ جو بھڑکی وہان بھی جا لگی اور باروت کے زور سے وہ تخت ہوا پر جا اوڑا گرتے وقت حفاظت ایزدی نے تخت کو کسی خرمن مین لا اوتارا اگرچہ دست و موے سید کے جل گئے لیکن خوشہ حیات سلامت رہا۔ بعد ازان جب قلعہ بیجاپور مین آیا عادل شاہون نے رزم میدان سے بیتاب ہوکر متحصن ہوئے کبھی قلعہ سے نکلکر ہاتھہ پیر کرتے تھے کبھی دبک جا بیٹھتے آخر الامر قحط کی بلا نے بالا بلندی کی قلعہ سے زیادہ لشکر مین تباہی نے منہ دکھلایا لاجرم مصالحت ہوئی مصطفے خان مع خیریت خان حبشی کے

قلعہ سے آصف خان کے پاس گیا اور یہ قرار پایا کہ عادل شاہ چالیس لاکھہ روپیہ مع جواہر و فیل کے درگاہ والا
مین روانہ کرے اور جادۂ فرمان برداری سے باہر نہو جب عہدنامہ تحریر ہوکر عادل شاہ کی مہر کیواسطے
کسی بادشاہی لشکری کے ہاتھہ قلعہ مین پہونچا احوال وبائے لشکر سے اطلاع دیکر عذر کیا وہ شخص محروم وایس
ہوکر منظر ہوا آصف خان نے انسان و حیوان کی تنگی عیش فراخی رنج دیکھکر محاصرہ سے ہاتھہ اوٹھایا
بیجاپور کو لوٹنا شروع کیا اوسوقت جیساکہ چاہیی فراغبالی پدید ہوئی ہر ایک قصبہ و موضع سے خوب سا
زر و مال ہاتھہ لگا شروع برسات تک یہی حال رہا جب موسم برشکال نزدیک آیا یمین الدولہ مع فیلان
و اسپان و شتران وغیرہ محمولہ زر و زیور اسباب غنیمت کے خاندیس کو رجوع ہوا دوسری رمضان کو
موکب بادشاہی برہان پور سے اکبرآباد کو معاودہوا ملتفت خان ولد اعظم خان صوبہ دار دکن کو
باپ کی جگہ پر برہان پور کا نایب کیا اور اعظم خان صوبۂ دکن سے تبدیل ہوا اوسکے عوض مین مہابت خان
کی تقرری عمل مین آئی یمین الدولہ آصف خان نے مع آصف خان وغیرہ امرا کے بموجب حکم شاہی دکن سے
مراجعت کرکے حضور مین شرف مجرا حاصل کیا اور حاجی خان دکن سے آکر مشرف ملازمت ہوا حاجی وقاص
ایلچی نذر محمد خان والی بلخ کا حضور مین آیا پندرہ ہزار روپیہ کے قیمتی بلخ کے اونٹ و گھوڑے نذر اشرف
مین گذرانے ممتاز محل کے ایکسال گذرنے پر عرس ہوا اس مین ایک لاکھہ روپیہ تصدق ہوا اسی سال مین قاسم خان
صوبہ دار بنگالہ نے بندرگاہ ہوگلی ترکیسون کے ہاتھہ سے چھین لیا چار ہزار چار سو مخالف کے زن و مرد قید ہوئے۔
جشن وزن قمری بابت اتمام سال ۴۲ و شروع ۴۳ ترتیب ہوا۔ اور دکھن کا قلعہ کالنہ مفتوح ہوا بعد انتقال
قاسم خان کے اعظم خان بنگالہ مین اوسکی صوبداری پر قایم مقام ہوا حاجی محمد جان قدسی تخلص نے اپنے وطن مشہد
مقدس سے حاضر حضور ہوکر قصیدۂ مدحیہ سنایا دو ہزار روپیہ اور خلعت سے کامیاب ہوا اسی سال ایکروز
محفل ہمایون مین سکندر کا مذکور ہوا۔ یمین الدولہ نے کہا آج تک کسینے قول سکندر پر انگشت اعتراض نہین
اوٹھائی بادشاہ نے کہا کہ اگر اوسکی نبوت کا ثبوت پہونچا ہو کچھہ اعتراض نہین ورنہ مجھے دو اعتراض ہین
اول یہ کہ ایسا عقیل بادشاہ سفیر بنکر نوشابہ کے حضور مین گیا دوم دارا کے جواب مین اپنے باپ کو مرغ کہنا
کیا لایق شان کے بات ہی درحقیقت آواز خروس نے محل ہی جیساکہ نظامی نے کہا ہی ۔ شد آن مرغ
کو خایہ زرین نہاد ؛ ایسی بات لایق شان سلطان نہین ہوسکتی

احوال چھٹوین سال کا مطابق ۱۰۴۲ سنہ ہجری

قلعہ گھاگھیری من مضاف صوبہ مالوہ نصیری خان کے حسن تدبیر سے مفتوح ہوا۔ جشن شمسی انتہاے سال
اکتالیس اور شروع بیالیس کے منتظم ہوا۔ شاہزادہ داراشکوہ کی رسم ازدواج نادرہ بانو بیگم بنت جہان بانو بیگم

جو سلطان مراد کی لڑکی تھی اور سلطان پرویز کی بی بی تھی عمل مین آئی میرزا ابوطالب نے تاریخ کہی ہے ع قران کرد بسعد
برج جلال ۝ اس تقریب مین دو لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ سرکار شریفہ خالصہ سے چھ لاکھ اور سرکار بیگم صاحبہ دختر کلان
بادشاہ سے ۱۶ لاکھ اور شاہزادہ داراشکوہ کی سرکار سے دس لاکھ اور والدہ عروس سے نو لاکھ کی ساچق بھیجی
اور پانچ لاکھ کابین مقرر ہوا۔ اسکے بائیس روز کے بعد شاہزادہ شجاع کا نکاح مرزا رستم صفوی کی لڑکی
سے ہوا اسکی تاریخ یہ ہے ع مہد بلقیس بسر منزل جمشید آمد ۝ ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ ساچق مین بھیجے
گئے اور دس لاکھ روپیہ کا جواہرات اور ظروف مرصع وغیرہ امیر بیگم صاحب کو اور سرکار ستی خانم نے شاہزادہ
کو دیا چار لاکھ روپیہ کابین مقرر ہوا۔ اسی سال مین چہتر بتخانہ مقام بنارس مین منہدم ہوئے جب نذر محمد خان
والی بلخ کا ایلچی مع تحفجات کے آیا ادہر سے تربیت خان ایک لاکھ کے قیمتی ہندوستانی تحفہ لیکر بلخ
کو روانہ ہوا اور مہابت خان اوسکا لڑکا اور خانزمان اور نصیری خان کی تدابیر سے فتح خان ولد ملک عنبر
حبشی سپہسالار دکن نے عاجز ہوکر امان چاہی اور قلعۂ دولت کی کنجیان اولیاے دولت کے تفویض کین
خانخانان نے ایک گروہ کو ملک نظام الملک اور فتح خان کی حفاظت مین چھوڑا جو لڑکپن سے نیک و بد
کی امتیاز نکر سکتے تھے جسوقت دونو کو حضور مین لائے نظام الملک قلعۂ گوالیار مین محبوس ہوا اور فتح خان
نے دو لاکھ کا سالیانہ حاصل کیا قلعۂ دولت آباد متانت اور استحکام مین زبان زد روزگار اور سلاطین
والا تبار کے منظور ہے ۲۶ ذی حجہ کو جب قلعۂ مذکور کی فتح کی خبر ملازمان شاہی کو ملی خانخانان اور اوسکے
لڑکے کو مشمول عنایت فرماکر سرفراز کیا نصیری خان خاندوران سے مخاطب ہوا اضافہ ہوکر منصب
پنجہزاری پایا اور ظفر خان احسن تخلص ولد خواجہ ابوالحسن اپنے باپ کی نیابت سے مستقل صوبہ دار کشمیر ہوگیا اور
صفدر خان چار لاکھ کے تحفجات سے ایران کی سفیری مین چلا اسی سال مین اخبار کابل سے اخبار ہوا کہ کسی عورت
نے ایسی لڑکی جنی جسکے دو سر تھے ایک بجای معینہ دوسری بالاے ناف اور اسمین بھی آنکھہ ابرو کان ناک منہ تھا
پیدا ہوتے چند نفس کے بعد گذر گئی اس سال مین شاہزادہ اورنگ زیب نے پندرہ برس کی عمر مین ہاتھی سے دستبرد
کی تفصیل اسکی یہ ہے کہ ہاتھیون کی لڑائی ہوتی تھی ہرسہ شاہزادہ مامور ہوئے کہ گھوڑون پر سوار ہوکر زیر جہروکہ
فارغ البال تماشا کرین ناگاہ عین تماشا مین ایک ہاتھی اپنے حریف سے فراری ہوکر جاوکیطرف بڑہا ہاتھی کے رخ کرنے سے
ہر ایک کی جمعیت حواس کی فرزین بندی ٹوٹی شاہزادون نے بھی خانۂ امن کی راہ لی کسیکی یہ بساط نہوئی کہ نظر ملائے
مگر اورنگ زیب قایم رہا جب ہاتھی نے اوسکی طرف سر اوٹھایا اورنگ زیب کو شجاعت نے شہ دی جھپٹ کر
نیزۂ خارادوز پیشانی فیل پر مارا فیل نے گھوڑے کو سونڈ مین لپیٹ کر زمین پر دے پٹکا اورنگ زیب نے خانۂ زین سے
کود کر ایک تلوار لگائی اسی درمیان مین اوسکا حریف آکر بھڑ گیا شاہجہان یہ دستبرد دور سے دیکھہ رہا تھا۔

بمعائنۂ شجاعت رستمانہ بہادری کا خطاب عطا فرمایا۔ اور طلا سے خالص سے تول کر مستحقین کو خیرات ہوا
اس طلا کی پانچہزار اشرفی ہوتین تھین میرزا ابو طالب کلیم نے اس حکایت کو بڑے رتبات سے منظوم کیا ہے
۲۲ صفر کو بموجب التماس خانخانان کے شاہزادہ شجاع کو منصب دہ ہزاری ذات اور پانچہزار سوار اور
چھہ لاکھہ روپیہ عنایت ہوا انھین دنون مین صادق خان بزینہ آصف خان نے رحلت کی تاریخ یہ ہے
ع دیگر نشود سفید صبح صادق ٭ شاہجہان نے بنابر پاس مراتب مخصوص جعفر خان جو کہ یمین الدولہ کا
داماد تھا اور بادشاہ کا ہمزلف اورنگ زیب کو جنازہ کے ہمراہ روانہ کیا اور جعفر خان کو خلعت خاصہ
اور چار ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کا لطف ہوا اور دیگر اولاد کو بھی رعایت ہوئی جشن وزن قمری بابت
اختتام اور آغاز سال نو کے منتظم ہوا چونکہ یہ قاعدہ تھا کہ جب تک شاہزادے کسی خدمت پر سرفراز
نہون منصب نپاوین لہذا شاہزادہ شجاع نے جب مہم دکن کی اجازت پائی منصب پایا اور شاہزادہ
داراشکوہ ہنوز ہزار روپیہ یومیہ پاتا تھا بادشاہ تو نہایت چاہتا تھا دوری گوارا نہ تھی اور نہ یہ کہ بے منصب
رہے لہذا بارہوین ربیع الثانی کو منصب دوازدہ ہزاری ذات اور شش ہزاری سوار پر کامرانی دی
اور سرکار حصار بموجب قاعدہ مستمرہ بری تھی کو جاگیر ہوتی ہے اسکے بتول مین مقرر کی اور اسی سال اسلام خان
میر بخشیگری کے عہدہ پر مقرر ہوا تاریخ اسکی بخشی ممالک ہے

ساتوان سال سنہ ۱۴۳

تیسری شعبان کو اکبر آباد سے جانب پنجاب نہضت ہوئی ۶ شوال کو دولتخانۂ لاہور مین نزول ہوا سعید خان
صوبدار کابل جو ہنوز محروم ملازمت تھا اور فتح خان صاحب صوبۂ ملتان دونو مشرف کورنش ہوئے
بادشاہ کی طبیعت درویشون سے زیادہ متوجہ تھی ۱۷ شوال کو میان میر کے کنج خلوت مین بحز تسبیح
اور دستار کے کوئی چیز نگذرانی اور ۱۹ کو شیخ بلاول کے خدمتین دو ہزار روپیہ نذر گذرانی اور حسب التماس
یمین الدولہ آصف خان کے مکان پر تشریف لاکر آبرو بڑھائی ۲۴ کو سیر کشمیر کو نہضت فرمائی مرحلہ
سے قطع راہ ہوکر ۸ ذی حجہ کو دولت خانۂ کشمیر مین قدم رونق بخش ہوئے اسی سال مین شاہزادہ
شجاع نے قلعہ پرینڈہ پر بہت کچھہ زور مارا مگر پیش نگیا آخر کار مہابت کی بموجب صلاح برہانپور کو واپس ہوا
جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی مہابت خان کو معاتب کیا اس قصور پر کہ بندگان شاہی سے متفق نہ تھا
اور شاہزادہ کو فتح قلعہ سے مجبور کیا اور شاہزادہ کو مع بندگان شاہی کے حضور مین طلب فرمایا اور حسب دستور
انجام سال و آغاز سال نو کا جشن ۲۳ ربیع الاول کو ویرناگ جاکر دار السلطنتہ لاہور کو متوجہ ہوا اسی
قرب مین مہابت خان نے قضا کی مہابت سے جان دی اسکا نام زمانہ بیگ تھا معتمد خان نے مادہ تاریخ

یون لکھا ہی زمانہ آرام گرفت ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ منصب اور خانجہانی کا
خطاب تھا اسکی لاش دکن سے دہلی مین آکر دفن ہوئی

آٹھوان سال

پنجم جمادی الثانی کو لاہور منزل ہوا بالاگھاٹ کی صوبہ داری جوکہ سرکار دولت آباد و احمدنگر و پٹن و مرد
دخالیاپور و جیر و سنگمیر و فتح آباد مع توابع برار اور تمامی تلنگانہ وغیرہ سے مراد ہی اور جسکی جمع اوسوقت مین
یک ارب بیس کرور دام تھی خانزمان ولد خانخانان کو سپرد ہوئی اور پایان گھاٹ کی صوبہ داری خانہ زاد خان
کو ملی اوسکے عوض مین الہ وردی خان قراول بیگی مالوہ کا صوبہ دار ہوا ۷۔ جمادی الثانی کو شاہزادہ
شجاع دکن سے آکر مشرف ملازمت ہوا اور ۳۔ رجب کو شاہزادہ اورنگ زیب منصب دہ ہزاری
ذات اور چار ہزار سوار سے سربلند ہوا اور چوتھی رجب کو تربیت خان جسکا جانا پدر محمد خان والی
بلخ کے پاس پیشتر لکھا گیا ہی واپس آیا منجملہ تحائف کے جو ہمراہ لایا تھا ایک مصحف تھی ملک شاد خانم
کی لکھی ہوئی یہ عورت بنت محمد سلطان میرزا ابن جہانگیر مرزا ابن صاحبقران امیر تیمور کورکان کی تھی وہ
مصحف کمال عمدگی مین بخط ریحان تحریر اور خاتمہ پر حسب و نسب واضح مرقوم تھا شاہجہان اس تحفہ
سے نہایت خوش ہوا ۷ شعبان اکبرآباد کو عزیمت ہوئی ۲۶ ماہ رمضان کو واقعہ موضع ملول ۔ دختر
سلطان پرویز کے شکم سے شہزادہ داراشکوہ کے لڑکا پیدا ہوا جسکا نام سلیمان شکوہ رکھا گیا اسکے اکیس تیر
تضاعف کرنے سے تاریخ نکلتی ہی ۱۳۔ شوال کو اکبرآباد مین نزول ہوا بتقریب جشن نوروزی کے
اوس تخت مرصع پر جلوس جسکا طول کچھہ زیادہ تین گز اور عرض ڈھائی گز اور ارتفاع پانچ گز تھا
سات برس مین ایک کرور روپیہ کی لاگت سے بنا تھا جس پنجہ پر کہ پشت پناہ کرتے ہین دس لاکھ روپیہ
صرف ہوا تھا جملہ جواہرات سے جو اس تخت مین تعبیہ تھا ایک لعل قیمتی لاکھہ روپیہ کا تھا جو کہ شاہ عباس
ماضی نے رسیل بیگ کی معرفت جہانگیر کو تحفہ بھیجا تھا اور جہانگیر نے فتوح دکن کے جلدو مین شاہجہان
کو عطا فرمایا تھا اول وہ امیر تیمور کے ہاتھہ لگا اوسپر مرزا شاہرخ اور مرزا الغ بیگ اوسکے لڑکے تاتی
کا نام کندہ تھا جب شاہ عباس کے پلے چڑھا اپنا نام کندہ کرایا جب شاہ جہانگیر کے حضور مین آیا
انکا نام مع والد رضوان مقام کے مزین ہوا آخر نام شاہجہان کا لکھا گیا اور اس تخت پر نصب ہوا
تخت مذکور کی تاریخ محمد جان قدسی نے یون ترتیب دی ہی ؎ چو تاریخش زبان پرسید از دل ؛
بگفت اورنگ شاہنشاہ عادل ؛ دیگر ؎ سریر ہمایون صاحبقرانی ۔ اس سال یمین الدولہ
آصف خان کو خانخانانی اور سپہ سالاری ملی اور اسکے مکان پر بندگان شاہی کا نزول ہوا ۔

اس جشن مین یمین الدولہ کیطرف سے پانچ لاکھ روپیہ اور دیگر امرا اور شاہزادون کیطرف سے
نذر ہوا۔ بادشاہانہ الطاف سے بھی ہر ایک مشمول ہوا نجابت خان نے قلعہ شیرگڈہ کو جو
ولایت سری نگر کی سرحد پر ہے فتح کیا اور حصار کالپی قبضہ مین لا کر قلعہ سانیور پر بھی متصرف
ہو گیا جب گنگا اور ہردوار سے پار اوترا خبر پائی کہ کسی گروہ نے رہگذار اوس ملک کی مسدود کی ہے
مستعد پیکار مین لہذا اونکے سر پر پہونچکر نے محابا جنگ شروع کی اکثرون کو قید کر لیا۔
تب تو سردار کو دور کی سوجھی مارے ڈر کے پیغام دیا اور دس لاکھ روپیہ بادشاہ کو اور ایک لاکھ روپیہ
مہابت خان کو دینے کہا آخر شرط یہ ہوئی کہ جب تک شرط ادا نہو قیام اسی مقام پر رہے اس
گفتگو سے فریب کہا یا کہ بسبب اقامت دراز کے لشکر کو غلہ وحی کی تنگی ہوگی اور برسات جو
شروع ہوئی گہبرا کر ٹھہر نہ سکین گے آخر یہی حال ہوا کہ خانصاحب کی بے تدبیری سے ناکامی نے
مُنہ دکھلایا لاکہ کا گھر لیک مین ملایا جمع کثیر ماری پڑی جب بادشاہ کو اس نادانی کی خبر ملی
منصب چھین گیا میرزا خان نبیرہ خانخانان عبدالرحیم کو فوجداری عطا ہوئی اسی سال ججہار سنگہ بندیلہ
مع اپنے لڑکے بکرما جیت کے باغی ہوا عبداللہ خان بہادر اور سید خانجہان اور خان دوران بہادر اوسکے
استیصال کو معین ہوئے اور اس خیال سے کہ باہم نفسانیت کر کے کار سرکار مین خلل انداز ہون
شاہزادہ اورنگ زیب کو اس فوج کا سردار بنایا اور حسب قاعدہ جشن وزن انجام سال چہل و پنجم و آغاز
چہل و ششم ہوا اور دریافت کیفیت ملک کو مخصوص تازہ مفتوح کے انکشاف حال کو واقع ۱۰ ربیع الثانی
بسواری بتہ عازم دولت آباد ہوا اس عزمیت کی تاریخ ہے بادشاہ جہان این سفر مبارکباد ۔ ہر
سرداران فوج نے جو بوندیلہ کے گوشمال پر مقرر ہوئے تھے ججہار سنگہ اور بکرما جیت کو کسی جنگل مین پاکر
قتل کیا اور دونو سرکشون کے سر بمقام سہور حضور شاہی مین آئے ایک کرور روپیہ نقد اور بیجاس
لاکھ کا ملک ضبط ہوا عرائض اورنگ زیب سے اودھر کی کیفیت سیر و شکار کی کثرت تسنکر عزیمت
شاہی ۱۵ جمادی الاولے کو موضع باڑی سے اودہر کو مصمم ہوئی

سال نہم ۱۰۴۵ سنہ ہجری

۲۵ جمادی الاولے کو نواحی اندوجہ مین داخل ہوئے نرسنگہ دیو جد بکرما جیت پدر ججہار سنگہ کا
بنایا ہوا مندر کہود اگیا ۴ رجب کو شاہزادہ اورنگ زیب دہاموفی سے معاودہو کر مشرف ملازمت
۵ شعبان کو لشکر شاہی دریاے نربدا سے پار ہوا ۵ شعبان کو برہانپور کے شکارگاہ سے بالاگہاٹ کو
متوجہ ہوئے دولت آباد کے قریب خانزمان ولد مہابت خان صوبدار نے ادراک کورنش کی عادل شاہ نے

ادائے پیشکش مقررہ مین تہاون کیا تھا اور قطب شاہ بھی کچھ سازش رکھتا تھا۔ لہذا مکرمت خان کو جسکا نام ملا مرشد
اور مدت مدید تک مہابت خان کے ہمراہ رہا تھا مع فرامین امید و بیم کے بیجاپور اور شیخ عبد اللطیف دیوان تن کو گلکنڈہ
کی رخصت دی۔ اور ساہو بہوسلہ باوجود اسکے کہ اوسکا نظام شاہ آقا قلعہ گوالیار مین قید تھا۔ کسی لڑکے کو اوسکے
خاندان سے لاکر نظام شاہ کے لقب سے بوجہ حسد ملک پر متصرف ہوا تھا لہذا عساکر منصورہ اوسکی تنبیہ پر مامور ہوا اور قلعہ جنیر
اور سنگمیر اور باسک اور ترمک کی تسخیر پر شایستہ خان کو حکم ہوا۔ معروض ہوا کہ چہ قلعہ مین ساہو اور دو مین بہوجل
اور چند دیگر قلعہ مین اور فتنہ پرداز لوگ متصرف ہین اور وہانکے زیردستون پر زبردستیان کرتے ہین لہذا الہ وردیخان کو
حکم ہوا کہ انکے تسخیر کی فکر کرے نیز ظاہر ہوا کہ عادل خان ساہو کی دلجوئی مین موافق ہے۔ لہذا سید خانجہان نے مع
مع دس ہزار سوار کے رخصت پائی کہ رندولہ کو جو عادل خان کیطرف سے ساہو کی مدد پر آئین ہین متفرق کرے
اور لوٹ مار کے ملک بیجاپور کو ویران کر دے۔ الہ وردیخان اور شایستہ خان نے بعض بعض قلعہ فتح کرلیے اور جیسا حال دیکھا
درگاہ شاہی مین عرض کیا۔ اور وہ مقبول بندگان بادشاہی ہوتا رہا اور قلعجات اولیائے دولت قاہرہ کے ہاتھ آتی ہی
شایستہ خان سنگمیر کو چلا اوسکے پرگنات کو فرزندان ساہو وغیرہ کے قبضہ سے نکالا شیخ فرید ولد قطب الدین خان کو ناسک
کی تہانہ داری پر اور احمد خان کو دندوری اور احمد مہمندر کو انگولہ اور باقی سرگروہ تابینان یمین الدولہ کو جنیر بھیجا اور زمان خان کو
حکم ہوا کہ احمد نگر مین چلا آوے جسوقت وہ قاصد حضور تھا اثنائے راہ مین معلوم ہوا کہ ساہو کا لڑکا جنیر گیا ہے پانسو آدمی کو
بھیجا اور ان لوگون نے وہان پہونچکر شہر کو اوس سے حاصل کیا چونکہ ساہو کے عیال حصار مین تھے باپ بیٹے مدد کیلئے جنیر کو
آئے اور ہنگامۂ رزم گرم ہوا۔ شایستہ خان نے نہایت جلد پہونچکر مقہورون کو مغلوب کردیا اور سنگمیر اور جنیر مع سترہ
پرگنہ کے داخل ممالک محروسہ ہوا۔ اور شایستہ خان روانۂ حضور ہوا خاندوران جب قریب اودگیر کے پہونچا یہ حکم ہوا
کہ بیدر کیطرف سے عادل خان کے ملک مین جاکر غارت کرے اور سید خانجہان کو بھی حکم ہوا کہ شولاپور سے جاکر وہان موقع پاکر
خاندوران بموجب حکم لوٹ کھسوٹ کر فیروزآباد کو جو بیجاپور سے ۱۲ کوس ہے چلا گیا اسی ضمن مین مکرمت خان کو نوشتہ آیا
کہ عادل خان نے اطاعت قبول کی لہذا حسب الحکم اوس ملک کی خرابی سے ہاتھ اوٹھایا حکم ہوا کہ اوسکے قلعہ اودگیر قلعہ
کی کشایش کرین۔ سید خانجہان نے قلعہ شولاپور تسخیر کرکے لوٹتے وقت رندولہ سے مقابلہ کیا اور وہ اس لڑائی مین
زخمی ہوا اور خانزمان احمد نگر سے جنیر کو روانہ ہوا اور شاہ بیگ خان کو چار کونڈہ کی تسخیر پر روانہ فرمایا وہانکے لوگون نے امان
چاہی قلعہ حوالہ کردیا خانجہان کو حکم پہونچا کہ عادل شاہ کی ولایت خراب اور ساہو کی تادیب کرے حسب الحکم تعمیل ہوئی
قلعہ اورلوکا پور پر قبضہ ہوا اور ساہو کو شکست دی جسوقت دریائے بہمرہ پر نزول ہوا خانزمان کے نام فرمان صادر ہوا
کہ عادل خان کو روانۂ حضور کرے تاکہ بالمشافہہ تسخیر جنیر وغیرہ کے بارہ مین ارشاد ہوا اور حسب التماس عادل خان کے عہدنامہ مزین
بہ پنجۂ شاہی مصحوب محمد حسین سلدوز کے بھیجا گیا اسی زمانہ مین شیخ عبد اللطیف سفیر نے گلکنڈہ سے مراجعت کرکے نقد و جنس

قیمتی چار لاکھ کا مع شیخ طاہر ملازم قطب الملک کے حاضر درگاہ کیا۔ اور جو کچھ ہنگام مقام خود پایا تھا وہ بھی نظر گذرا خطبۂ شاہجہانی گولکنڈہ میں پڑھا گیا۔ اصفہ کو ہاندو کا عزم ہوا۔ اور مکرمت خان بھی بیجاپور سے آکر شرف قدمبوس حاصل کیا اور پیشکش عادل خانی گذرا شاہزادہ اورنگ زیب کو ملک دکن کی ایالت مرحمت ہوئی اور دو دولت آباد سے رخصت ہوا جشن وزن قمری انقضا اور آغاز سال کا حسب دستور ہوا۔ جب بارش کا موسم منقضی ہوا ۱۱ جمادی الاولی کو اوجین اور گھاٹی چاندہ کے راستے دار الخلافت کی عزیمت ہوئی ۲ دسہرا اور دیگر خاندوران نے فتح کیا

	نقل عنوان فرمان موسومۂ قطب الملک	

ایالت و امارت پناہ ارادت و عقیدت دستگاہ عمدۃ الامجاد کرام سلالۃ الکرام عظام نقاوۃ خاندان دعلا عضادۃ دودمان مجد و اعتلا زبدۃ مخلصان صلاح اندیش خلاصۂ معتقدان سعادت کیش مورد الطاف شاہنشاہی مصدر ارباب خیر خواہی جوہر مرآت صفا و صفوت فروغ ناصیۂ دولت و رفعت سزاوار عاطفت بیکران المخصوص بعنایت الملک المنان قطب الملک بشمول عنایت پادشاہانہ مستظہر بودہ بداند

	نقل عنوان عہدنامۂ موسومۂ عادل خان	

ایالت و شوکت پناہ عدالت و نصفت دستگاہ زبدۂ ارباب دول عمدۂ اصحاب ملل خلاصۂ مریدان عادل خان بوفور عنایات پادشاہانہ مفتخر و مستظہر بودہ بداند

	سال دہم سنہ ۱۰۴۶ ہجری	

۵ رجب کو بادشاہ نے اجمیر کو نہضت فرما کر تالاب اناساگر کے کنارے پر مخیم اجلال ہوا اور دولتخانہ سے پیادہ پا جا کر خواجہ معین الدین کے مرقد کی زیارت فرمائی۔ دس ہزار روپیہ خدمۂ مزار کو عطا ہوا بعدہ اوس مسجد میں تشریف لایا جو بروقت لوٹنے خیبر سے روضہ کے عقب میں بنیاد ڈالی گئی اور چالیس ہزار روپیہ کے خرچ سے طیار ہوئی تھی مصرع قبلۂ اہل جہان شد مسجد شاہجہان تاریخ بنای مسجد ہے۔ اس سال میں خان دوران اور سید خانجہان دونو کا اضافہ منصب ہوا پنجہزاری منصب اور پنجہزار سوار اضافہ ہوئے اور ۱۰ شعبان کو رایات عالی آگرہ میں نمود ہوئے اوسی مہینے کی ۲۹ تاریخ کو ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کی ساچق شاہنواز خان صفوی کے گھر بھیجی گئی جسکی لڑکی اورنگ زیب کے واسطے منگی تھی اور سلخ ذی قعدہ کو اورنگ زیب شادی کے لیے دولت آباد سے روانہ ہو کر باغ نور منزل میں آیا شاہجہان نے کمال عاطفت سے طالب املی کی رباعی لکھکر اسکے پاس بھیجی رباعی بامژدہ اگر زود درآئی چہ شود یا تاختہ پیش از خبر آئی چہ شود زود آمدنت نظر بشوقم دیر است لازود اگر زودتر آئی چہ شود ۲ ذی حجہ کو شاہزادہ مراد بخش اور یمین الدولہ آصف خان اور خاندوران بہادر اور علامہ افضل خان وغیرہ نے دیر تک بیان سے حسب الحکم استقبال کو پیش قدمی کی اورنگ زیب نے ملازمت پدر حاصل کی۔ اور حسینی ایران کی سفیری پر مرخص ہوا۔ اور شمشیر مرصع اور متکائے مرصع قیمتی پچاس ہزار روپیہ کا مع دیگر تحایف کے شاہ صفی کے واسطے روانہ کیے جب ساعت ازدواج قریب آئی برخلاف شادی دیگر شاہزادون کے دس لاکھ روپیہ نقد عنایت فرمایا۔ تاکہ لوازمۂ شادی کا سرانجام کرے ۲۲ کو شاہنواز خان کے مکان سے مہندی لائے۔ بزم حنابندی خلوتخانۂ خاص مین منعقد ہوئی۔ ۲۳ تاریخ منگل کی رات کو عقد کی ساعت تھی حسب الحکم شاہزادہ مراد بخش اور یمین الدولہ وغیرہ جمیع امرا شاہزادہ کی خدمت مین

شاہ نواز خان کے گھر تشریف لیگئے اور آخر شب کو بادشاہ خود بدولت بھی شاہ نواز خان کے مکان پر قدم رنجہ فرما کر شاہ نواز کی عمل مین لائے اور یہ احترام اس سبب سے تھا اول یہ کہ نسب شاہ نواز خان کا سید البشر سے اور باعتبار دنیا سلطان سلیمان شان شاہ اسمعیل صفوی فرمان ایران سے ملتا تھا دوم اپنے فرزند رشید کی دلجوئی بھی منظر تھی القصہ بادشاہ کے روبرو نکاح ہوا چار لاکھ روپیہ کابین مقرر ہوا مرزا ابو طالب کلیم نے تاریخ اس جشن کی یون کہی ہے ؏ دو گوہر بیک عقد دران کشیدہ ۱۰۴۶ کو حضرت شاہجہان اورنگ زیب کی حویلی مین تشریف لائے — یہ وہی حویلی ہے جہان بادشاہ ایام شاہزادگی مین رہتے تھے اور بعد جلوس اورنگ زیب کو عطا فرمائی تھی — اسی زمانہ مین پر بھوپت زمیندار جمو کا پردہ کھل گیا ظاہر ہوا کہ یہ شخص شاہ قلیخان فوجدار کو مکر و فریب سے زک دیا چاہتا تھا بالآخر شاہ قلیخان کے آدمیون کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور شاہ قلی مورد عنایت خسروانہ ہوا۔ انھین دنون مین عبد اللہ خان کو حکم ہوا کہ پرتاب اوجین والے کو سزا دے پرتاب قلعۂ بھوجپور مین محصور ہوا تھوڑے عرصہ مین وہ قلعہ مع دیگر قلعجات کے مسخر ہوا پرتاب بیتاب ہو کر بھاگا جب کسیطرح تاب مقاومت نپائی مقابلہ مین آکر تب و تاب کرنے لگا آخر کو جان دی دہم ربیع الثانی کو اورنگ زیب دولت آباد کو مرخص ہوا ظفر خان احسن کی حسن تدبیر سے چند قلعہ تبت کے کشود ہوئے

سال یازدہم ۱۰۴۷ سنہ ہجری

لال خان کلانوت جو بلاس خان ولد تانسین کا داماد اور اپنے فن کا یگانہ تھا عطاے خلعت اور خطاب گن سمندر سے سرفراز ہوا اسکے چار فرزند دلبند تھے سب سے افضل خوشحال خان اور بسرام خان تھے چونکہ قندہار بسبب اضطرار مرزا مظفر حسین صفوی برادرزادۂ شاہ طہماسپ والی ایران کے جلال الدین محمد اکبر کے قبضہ مین آگیا تھا اور شاہ عباس کو چند روز تک کسی تفرقۂ عظیم سے جو ایران مین واقع ہوا تھا نوبت اسکے بازگشت ہاتھ ہندوستانیون سے نہ پہونچی ان لوگون نے قندہار کو اپنا ملک محروسہ سمجھکر بڑی کوشش کی مگر شاہ عباس نے پینتالیس روز کے محاصرہ مین فتح کر لیا اور گنج علیخان کے سپرد کر کے قندہار کی سرداری عطا فرمائی اور خود اپنے دولت کدہ کو واپس گیا۔ ہمیشہ یہان کے بادشاہون کو قلعہ مذکورہ کے تسخیر کی تمنا رہی مگر میسر نہوا۔ اب شاہجہان نے اپنے گیارہوین سال جلوس مین کابل کے صوبدار سعید خان کو تحریر فرمایا کہ اوسکے فتح کرنے مین کوشش کرے اوسنے اوسکا فتح کرنا اپنی تاب و طاقت سے باہر دیکھکر لا بہ گری اختیار کی ذوالقدر خان کو علیمردان خان کے پاس جو بعد گنج علیخان اپنے باپ کے وہانکا حاکم تھا بھیجا اور چاہا کہ لالچ دکھلا کے پھانسے علیمردان خان نے شاہجہان کے ارادہ سے اپنے پادشاہ شاہ صفوی کو اطلاع دی شاہ ایران نے علیمردان خان کی عرض پر خیال کیا کہ اپنی گرمی بازار کو یہ شرر ریزیان کرتا ہے پس اوسنے خفگی فرمائی بلکہ اپنی مجلس مین کہا کہ ایسے دراندازکو مع عیال و اطفال کے سزا کرنا چاہیے اور اسی قصد سے سیاوش قولار اقاسی کو قندہار پر معین فرمایا علیمردانخان نے اپنے ہواداروں کی تحریر سے یہ امر سنکر شاہجہان کو عرضی کی کہ فدوی قلعۂ قندہار کو تفویض ملازمان شاہی کر کے حاضر حضور ہوا چاہتا ہے ادہر سعید خان صوبہ دار کابل کو لکھ بھیجا کہ بدون

انتظار ورود جواب کے اسطرف کو قدم زن ہوا سلیم اس مژدۂ جانبخش کو تائید غیبی سمجھکر جلد عرضی تو حضور مین روانکی
اور عوض خان اور محمد شیخ اپنے لڑکون کو جلد تر روانہ کرکے عقب سے خود بھی مع لشکر بیکران روانہ ہوا بادشاہ نے اس خبر سے
قلیچ خان کو اضافہ کرکے بعہدہ پنج ہزاری پنجہزار سوار کے قندہار کی صوبہ داری پر روانہ فرمایا اور اس خیال سے کہ ایرانی فوجین
ضرور چڑھینگی شاہزادہ شجاع کو مع فوج کثیر بدیر روانہ کیا سعید خان نے قندہار پہونچتے قلعہ مین دخل کر لیا اور علیمردانخان کے
کہنے سے سوچا کہ جب تک سیاوش قوللر اقاسی کا فتنہ و فساد رفع نہوگا ہرگز رعایا یہان کی مطیع نہوگی اسواسطے علیمردانخان
کی اعانت مین سیاوش قوللر اقاسی سے عزم جنگ رکھتا تھا آخر آٹھہ ہزار سوار لیکر موضع سحری مین جہان سے اوسکا
لشکرگاہ نزدیک قندہار کے تھا روانہ ہوا سیاوش بھی بہمراہی قلیل فوج سے مقابل ہوا مگر شکست کھائی لیکن بہامر حفاظت
قلعہ داری کے روشن سلطان کو مع چند بندوقچیون کے حصار زمینداور مین چھوڑا سعید خان نے اسکے جلدو مین
منصب شش ہزاری شش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور خطاب بہادر ظفر جنگ کا حاصل کیا اور فرمان صادر ہوا کہ قندہار
مین توقف کرکے اوس قلعہ کی تسخیر پر ہمت چست کرے جسوقت قلیچ خان پہونچے قلعہ قندہار اوسکو سپرد کرکے علیمردانخان
اپنے لڑکے محمد شیخ و عوض خان کے ہمراہ حضور کو بھیجے بعد آنے قلیچ خان کے علیمردانخان روانہ کابل ہوا - اور قبل پہونچنے
شاہزادہ شجاع کے کابل پہونچا شاہزادہ شجاع نے پہونچکر بہت سی عنایات فرمائی بعد چندے درگاہ شاہی کو روانہ ہوا
اور قلیچ خان نے جلد تر پہونچکر حصار زمینداور کو مسخر کیا اور بعد ضبط مداخل اور مخارج کے قلعہ بست کے فتح کا عزم کیا
جب محرابخان قلعدار پر عرصہ تنگ ہوا بعد لینے امان نامہ کے عراق کو چلا گیا تمام ولایت اور قلعجات قندہار کے فتح ہوگئے
اس سال مین آشامیون نے حصون عسکر پر شبخون کیا اور دو قلعہ پر متصرف ہوگئے سرداران لشکر اس ماجرے پر آگاہی پاکر
متوجہ ہوئے اور دو پہر کے عرصہ مین پندرہ حصار اونکے مسخر فرمائے اور چار ہزار آشامی سے زیادہ قتل اور قربان آشام کا
داماد مع ہمراہیون کے قید ہوا - اور بعد فتح پانسو جنگی کشتیان ہاتھ لگین اور تمام محال کوچ کے زیر قبضہ ہوئے اور وہانکا
راجہ بدیو جو دشوار گذار گھاٹیون مین جا چھپا تھا مع لڑکے کے اوسطرف بیمار ہوکر جان بحق ہوا اور اسلام خان صوبہ دار
بنگالہ منصب اور خلعت سے معزز فرمایا گیا ۲۴ ذی قعدہ کو نوروز ہوا امرا لوگون کی عزت اور توقیر بڑھائی گئی علامی افضل خان
ہفت ہزاری اور علیمردان خان جو زمرۂ دولتخواہون مین ہوکر کابل پہونچا تھا پنجہزاری اور علم و نقارہ سے سرفراز ہوا
اسی زمانہ مین راجہ گج سنگہ راٹھور جو جمیع ہندی راجاؤن مین بسبب خیرخواہی اور جانفشانی کے ممتاز تھا جان بحق ہوا
اور اوسکا بیٹا جسونت سنگہ بموجب التماس پدر کے منصب چار ہزاری اور راجگی کے خطاب سے سربلند اور اسکا بڑا بھائی
امر سنگہ سہ ہزاری منصب اور راے کے خطاب سے متعز فرمایا گیا - اور امر برخلاف ضابطہ کے بسبب فرط محبت کے ہوا
جو گج سنگہ کو جسونت سنگہ کی مان سے تھا ظفر خان حسن کی سعی سے تبت ملک محروسہ مین داخل ہوئے اور اسی
سال مین یادگار بیگ سفیر ایران جو کہ قبل سانحہ قندہار کو روانہ ہوا تھا پہونچا اور رسیدے مراجعت تک ایک لاکہہ بیس ہزار روپیہ انعام پایا

انھین دنون مین شاہزادہ اورنگ زیب کی سعی سے ولایت بگلانہ وغیرہ قلعجات مفتوح ہوئے ۱۲ ربیع الثانی کو اکبر آباد سے لاہور کی عزیمت ہوئی

سال دوازدہم سنہ ۱۰۴۹ ہجری

پندرھوین رجب کو دولتخانہ لاہور مین دل اقبال ہوا اوسی روز بموجب ارشاد اعالی کے معتمد خان میر بخشی اور تربیت خان بخشی دوم نے بیرون دردیوان عام تک استقبال کرکے علی مردانخان کو حضور مین لائے اور بعنایت خلعت خاصہ اور چار قب طلا اور جیغہ اور خنجر مرصع اور منصب ہشش ہزاری ذات وسوار اور دو اسپہ اور چار زنجیر فیل خاصہ سرفراز ہوکر کشمیر کی ایالت پر مقرر ہوا۔ اسی سال مین صفدر خان ایران کی سفارت سے والپس آکر مشرف ملازمت ہوا۔ اور صفدر خانی پیشکش پانسو عراقی گھوڑے مع دیگر نفایس لایق کے نظر سے گذرانے اونمین چار سو گھوڑے قبول ہوئے۔ اور دیگر نفایس جو قبول ہوئے پانچ لاکھ روپیہ کے قیمتی تھے۔ اسنے ایسی خدمتگذاری کی کہ شاہ ایران اسکی مقامگاہ مین تشریف لایا نو ہزار تومان نقد اور اسی گھوڑے بدفعات عنایت فرمائے۔ اس سال مین داراشکوہ کا اضافہ ہوکر بست ہزاری اور دہ ہزار سوار سے مفتخر ہوا۔ اور شاہزادہ شجاع پانزدہ ہزاری اور نیز محمد اورنگ زیب کا بھی اسیقدر اضافہ عمل مین آیا۔ اور شاہزادہ مراد بخش نے جو اوسوقت تک پانسو روپیہ یومیہ پاتا تھا دہ ہزاری اور چار ہزار سوار کا منصب پایا۔ سیف خان محافظ اکبر آباد کو حکم ہوا کہ شاہزادہ شجاع کی طرف سے بنگالہ جاوے کیونکہ اوسکی تیول مین بنگالہ مقرر ہوا اور راجہ جسونت سنگھ منصب پنجہزاری پر سرفراز ہوا۔ اور یادگار بیگ سفیر ایران مرخص ہوکر ساز وسامان سفر کیواسطے لاہور مین مقیم ہوا اور دوبارہ ملازمت شاہی حاصل کی۔ روز ملازمت سے رخصت کے دن تک ڈھائی لاکھ روپیہ کی نقد وجنس عطا ہوئی۔ اور واسطے دارائے ایران کے صراحی اور پیالہ اور رکابی مرصع جسکی قیمت پچاس روپیہ تھی بھیجی گئی انھین دنون مین شایستہ خان پٹنہ کی صوبداری پر اور عبداللہ خان بوندیلہ کے گوشمال پر مقرر ہوئے۔ اور علامی افضل خان جو دیوان اعلی وزیر الممالک کا تھا بیمار ہوا۔ اور خود بدولت نے اوسکی عیادت کی۔ آخر ۱۲ رمضان کو مقام لاہور مین جان بحق تسلیم ہوا۔ یہ شخص جامع فضایل شیرازی الاصل تھا۔ خواص شاہی کہتے ہین کہ اکبر بادشاہ فرماتا تھا کہ افضل خان نے کبھی کسیکی بدی نہ کی اسکی عمر ستر برس اور اٹھائیس برس ملازم شاہی رہا لاولد مرگیا۔ اسنے اپنے بھتیجے عنایت اللہ خان کو جسکا خطاب عاقل خان آخر زمانہ مین ہوا متبنی کیا تھا اسکی رحلت کی تاریخ یہ ہے ۵ ز خوبی بردگوئے نیکنامی ؛ اسکا مقبرہ دریائے جمن کے مقابل مین ہے۔ اس واقعہ کے بعد اسلام خان کو حکم ہوا کہ بعد پہونچنے سیف خان کے حاضر حضور ہو ۹ صفر کو شاہ شجاع کابل سے حاضر دربار ہوا۔ چونکہ اسکی عورت میرزا رستم صفوی کی لڑکی فوت ہوگئی تھی اعظم خان کی لڑکی کی درخواست کی گئی اور آخر تاریخ اس ماہ کو شاہزادہ نے انتظام بنگالہ پر رخصت پائی اوسی مقام پر ازدواج بھی ہوا اسی سال مین لاہور سے کابل کو عزیمت شاہی عمل مین آئی ۲۵ محرم کو کابل پہونچکر وہانکے صوبدار کو ہزارجات کی گوشمالی پر معین فرمایا اور ۲۲ ربیع الثانی کو لاہور سے کابل کو معاودت ہوئی

تیرھوان سال سنہ ۴۹ ہجری

۲۱ جمادی الثانی کو دار السلطنت لاہور مین نزول ہوا۔ علیمردان خان نے کشمیر سے آکر ملازمت حاصل کی اور اصل
و اضافہ ملا کر ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب ملا اور صوبہ داری لاہور کی بھی کشمیر کے ضمیمہ مین عطا ہوئی ممتاز محل
کی والدہ نے رحلت کی۔ بادشاہ بتقریب تعزیت آصف خان کے مکان مین رونق افروز ہوا۔ ۱۱ رجب کو اسلام خان
بنگالہ سے آکر دیوانی کل پر معزز ہوا۔ اول پنجہزاری تھا۔ پہلی شعبان کو شاہ شجاع کے فرزند ارجمند بمقام اکبر نگر تولد ہوا
جسکا نام سلطان زین الدین رکھا گیا اسی سال مین کھلوجی نوکر نظام الملک جو درگاہ عالی مین رجوع ہوا تھا نئے سر سے مخالف
ہنکر عادل خان کے پاس چلا گیا لیکن وہان ٹھہرنے نپایا۔ بلکہ شاہزادہ اورنگ زیب کی دستگیری سے سیدھا اقلیم عدم کو
سیدھارا۔ طرفہ ماجرا یہ ہے کہ عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ صوبہ دار بہار کے سخت زبانی سے درمیان عبد الرحیم اوزبک کے
ناسازگاری ہوئی عبد الرحیم نے اوسکی مصاحبت موجب مضرت سمجھی چند روز پژمردہ دل رہکر گونگا بنگیا ایک سال تک
خلوت اور جلوت مین زبان بند کرلی حتی کہ اوسکی بی بیان بھی سچ مچ گونگا سمجھنے لگین آخر ایکسال کے بعد بذریعۂ اخبار
حضور والا تبار مین اظہار ہوا فرمان حضار کا اصدار ہوا اوسوقت عبد الرحیم نے خاکبوسی آستانۂ دولت کے بعد ساری
حقیقت زبان بندی کی عرض کی اور لوگون کو اپنے گنگ ہونے سے حیران کیا نوین شعبان کو اورنگ زیب کی عرضی
اثنائے راہ سے جب دولت آباد جاتے تھے بدین نوید شرف ملاحظہ مین گذری کہ ایزد دادار نے فرزند ارجمند عطا فرمایا۔
حضرت نے اوسکا نام سلطان محمد رکھا اسی سال حمزہ نے جو کہ حکام خراسان کی طرف سے سیستان کا حاکم تھا اپنے
آدمی بھیجکر قلعہ بست کو مفتوح کیا دوبارہ ہندیون نے ہجوم کرکے مردمان حمزہ سے قلعۂ مذکور چھینکر اپنے تصرف مین
کرلیا عیدل نامی جو کسیقدر قندھار کی ریاست رکھتا تھا اور ہندیون کے نزدیک ہمزہ سے محبت بموجب حکم بادشاہی
سزایاب ہوا ۱۰ ماہ رمضان کو محمد اورنگ زیب فخراندوز ملازمت ہوا اسی سال مین واقع ارک اکبرنگر آتش لگ اوٹھی
شاہزادہ شجاع کے جملہ کارخانے اور پچھتر آدمی خدمۂ محل جلکر انبار خاکستر ہوگئے ۲۵ شوال کو بادشاہ روانۂ کشمیر ہوا ۲ ذیقعدہ
کو شاہزادہ اورنگ زیب نے دولت آباد کی رخصت پائی۔ ۹ ذیحجہ کو مخیم شاہی عرصۂ کشمیر مین ہوا اور ظریف واپس آکر
باریاب حضور ہوا یہ شخص عربستان اور روم ہوتے ہوئے قیصر روم کو خط اور کمر مرصع پہونچا کر مع ارسلان آقا روم کے
سفیر کے واپس ہوا تھا پچاس راس گھوڑے بابت خرید اور دو گھوڑے اپنی طرف سے اور نو گھوڑے محمد بادشاہ
حاکم الحسا کی جانب سے نذر گذرانے اور فدائی خان کا خطاب ملا اور ارسلان آقا نے قیصر روم کا خط مع گھوڑے
حسب تام کے پیش کیا بادشاہ کشمیر کی سیر سے دلخوش ہوکر سنگ سفید کی سیر کو نہضت فرما ہوا بروقت معاودت
غیر موسم کے نہایت شدت سے بارش ہوئی راہو مین اسقدر کیچڑ دلدل ہوا کہ مسافروہم کے پیر پھسلے جاتے تھے۔
غیرون کا کیا ذکر خود بادشاہ نے چبہ بہر مین چار کوس طی کیے رات کو قیام ہوا تین راتدن اس شورش سے منہ کا زہرہ

کہ دریاے بہٹ اور دل کے کنارے کے مکانات تخمیناً چار ہزار نفس برآب ہوگئے - جانسپار خان فوجدار بہیرہ کی عرضداشت سے واضح ہوا کہ اوسکے پرگنہ کے چار سو اڑتس دیہات مین سے ۴۰۳ سلامت رہے باقی بارش کے ہمراہی مین اوٹھہ دوڑے خاک تک نشان نہلا اور پرگنہ خوشاب مین بجز دو موضع کے کہ دامن کوہ پر تھے علامت تک باقی نرہی -

چودھوان سال سنہ ۱۰۵۰ ہجری

۷ - جمادی الثانی کو کشمیر کی شرقی سیر کرکے لاہور کو عزم فرمایا - ارسلان آقا ضیر روم نے ابتداے ورود سے روز رخصت تک تیس ہزار روپیہ اور ایک مہر وزنی سو تولہ اور ایک روپیہ بھی اسی وزن کا مع دیگر عنایات سے سرفرازی پائی - اعظم خان صوبہ دار گجرات کا پیشکش جواہر وغیرہ مع تیس راس گھوڑے کے نظر انور سے گذرا - اس شخص نے باید و شاید انتظام کیا - جام اور بہارا زمینداروں کی اچھی تادیب کی جام کی دار الضرب جسمین محمودی کا سکہ تھا موقوف کیا اور پیشکش قبول کرکے اسکی ملاقات کو حاضر آیا - ظفر خان جو دو برس سے معطل تھا اسسال اپنے پرانے عہدہ پر مستقل فرمایا گیا - ملکہ بانو بیگم جو کہ آصف خان کی بڑی لڑکی اور ممتاز محل کی بہن اور سیف خان کی بی بی تھی بہشت نصیب ہوئی - شاہجہان نے برسم تعزیت آصف خان کے گھر مین قدم رنجہ فرمایا تیسری لڑکی آصف خان کی بزرگ خانم نام ظفر خان کے مکان مین تھی - شاہزادہ مراد بخش کو حکم ہوا کہ جگت سنگہ ولد راجہ باسو کی گوشمالی کرے - وہ شخص اول ہی شاہزادہ کی خدمت مین حاضر آیا اور بدعا دلی التماس کیا - چونکہ حوصلہ سے زیادہ خواہش کی منظور نہوئی رخصت ہو کر مکان کو چلا گھر پہونچتے سر اوٹھایا لشکر شاہی نے ایسی سرکوبی کی کہ عاجز ہو کر عذر خواہ ہوا - جو شاہزادہ کی سفارش سے معاف کیا گیا - اور حکم صادر ہوا کہ مازالدہ کہ جو اسکے شور و فساد کا مقام ہے حوالہ ملازمان حضور کرے جگت سنگہ نے منظور کرکے سلیمانجان کو قلعہ سپرد کیا اور خود حاضر حضور شاہزادہ ہوا - اس شخص نے پہونچتے ہی قلعہ کو بیخ و بن سے منہدم کر دیا بموجب حکم وہان کے پہاڑون کی ضبطی نجابت خان کے متعلق ہوئی اسی سال مین ملا سعد اللہ لاہوری جسکا وطن چنیوٹ تھا - موسوی خان کے وسیلہ سے حضور مین پہونچکر خلعت خاصہ و اسپ سے فایز المرام ہوا ایک ہی سال مین ہزاری منصب اور خانی خطاب اور داروغگی خاص سے سرفراز ہوا - اور علیمردان خان ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور کابل کی صوبداری پر بعوض سعید خان بہادر ظفر جنگ کے معزز ہوا اور صوبہ کشمیر جو علیمردان خان کے پاس تھا شاہ قلی خان کے سپرد ہوا مگر ہنوز راستہ مین تھا کہ قزاق اجل نے رہزنی کی اور اوسکی جگہ تربیت خان بھیجا گیا -

پندرھوان سال سنہ ۱۰۵۱ ہجری

شایستہ خان ولد یمین الدولہ آصف خان صوبہ دار بہار نے مرزبان پلامون کی گوشمالی کرکے اسی ہزار روپیہ سالانہ پیشکش کا اقرار کرا لیا - ۷ - شعبان کو یمین الدولہ آصف خان خانخانان سپہسالار استسقا کے مرض مین رنگراے ملک بقا ہوا ادنستا مکر اوسکے مکان مین رونق بخش ہو کے عزت افزا ہوا یہ شخص نہ ہزاری نہ ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ کا منصب رکھتا تھا

اسکا مقبرہ دریاے راوی کے کنارے شہر لاہور کے مقابل تعمیر ہی بادشاہ نے شایستہ خان اوسکے بڑے لڑکے کو خلعت
ماتمی بھیجا اور دوسرے لڑکون کے ہمراہ بھی رعایت فرمائی ایس شخص کی برابر کوئی شخص سلاطین ہند کے دربر مفخر
نہین ہوا اسکے مرنے کے بعد علاوہ ایک حویلی کے جو بیس لاکھہ روپیہ کے خرچ سے مقام لاہور مین تعمیر مکانات ہوئی تھی
جملہ املاک اوسکی نقد وجنس سے ساڑھے دس کرور کی محسوب ہوئی باوجودیکہ مرتے وقت وصیت کی تھی کہ میری
جمع پونجی خزانۂ شاہی مین داخل ہو۔ بادشاہ نے بیس لاکھہ روپیہ کی نقد وجنس اوسکے تینون لڑکون اور پانچون لڑکیون
کو عطا فرمایا۔ اور باقیماندہ شاہزادہ داراشکوہ کو جو آصف خان کا بھی نواسہ ہوتا تھا عنایت کیا۔ میرزا رستم صفوی
قندھاری جو شش ہزاری اور پنجہزار سوار کا منصب رکھتا تھا اور دوسرے سال جلوس سے ضعف پیری نے گوشہ نشین
کرایا۔ اور دو لاکھہ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا تھا جہان گذران سے گوشۂ عاقبت کو روانہ ہوا۔ بیاسی ۸۲ برس کی عمر تھی
طبیعت شاعری دوست تھی۔ فدائی تخلص کرتا تھا۔ چار فرزند تھے اول میرزا مراد اسکی طبع شگفتہ بھی شعر پر
مایل تھی دوسرے میرزا مسیح جو حین حیات اپنے پدر کے دریاے بہت مین غرق ہوا تیسرے میرزا حسن چوتھے میرزا
بدیع الزمان مخاطب بشاہ نواز خان۔ اس سال جگت سے متعلق جو قلعجات تھے اور شاہزادہ مرادبخش اوسکی
گوشمالی کو تعینات تھا سید خانجہان اور راجہ جی سنگھ اور بہادر خان اور الہ وردیخان کی سعی سے فتح ہوکر منہدم
کردیا گیا اور شاہزادہ نے اوسکے قصور معاف کرکے مع اوسکے فرزند کے حضور مین لایا۔ شاہزادہ اورنگ زیب نے
سعادت پابوسی سے امتیاز حاصل کیا چونکہ کشمیر مین جیسا کہ لکھا گیا کثرت بارش سے اکثر مزارع خراب ہوئے قحط نے
زور پکڑا رعایاے کشمیر نے بے برگ وبار ہوکر لاہور مین آ زیر جھروکہ درشن استغاثہ پیش کیا بادشاہ دادگر نے ایک
لاکھہ روپیہ خیرات فرمایا اور نیز حکم ہوا کہ جب تک یہ گروہ لاہور مین رہے چند مقامات سرکاری پر دوسو روپیہ کا طعام
تقسیم ہوا کرے اور تیس ہزار روپیہ تربیت خان کے پاس بھیجا کہ مردم کشمیر کو تقسیم کرے اور سو روپیہ کا اطعمہ فاقہ
زدون کو روزانہ دیا کرے چونکہ خان مذکور نے وہان کے لوگون کی پرداخت بخوبی نکی صوبہ داری کشمیر سے بدلا گیا
اور ظفر خان وہان مامور ہوا اور خیرات کے لیے نقد بیس ہزار روپیہ ارسال ہوا میرزا عیسے ترخان جو سرکار سورٹھہ
کا منتظم تھا۔ اعظم خان کے مبادلہ مین صوبہ داری گجرات پر سرفراز ہوا۔ اور اضافہ ہوکر منصب پنجہزاری ذات
اور پنجہزار سوار دو اسپہ سے سہ اسپہ کو پہونچا اور اوسکے لڑکے عنایت اللہ کو سورٹھہ کے ضبط مہم کو حکم دیا۔
اور داراے ایران کی آمد جانب قندہار سنکر محمد داراشکوہ کو پچاس ہزار سوار کے ہمراہ ۱۲ لاکھہ روپیہ انعام عطا فرماکر رخصت کیا
اور شاہزادہ مرادبخش بھی ہمراہ ہوا کہ اسی طرف نیلاب مین مقیم رہے اور بروقت حاجت بھائی کی مدد کو پہونچے جسوقت
نیلاب سے لشکر چلا اور شاہ صفی کے رحلت کی خبر شاہجہان بادشاہ کے گوش گذار ہوئی شاہزادہ کو غزنین مین
متوقف ہونے کا حکم پہونچا اور یہ بھی لکھا گیا کہ اس افواہ کی صداقت کرکے درصورت راستی واپسی عمل مین آئے

خدانخواستہ اگر جھو بتھہ ہو فکر مدافعت غنیم کرے اوسکے مرنے کی حقیقت تو سچی تھی - داراشکوہ حضور مین آپہونچا
چونکہ بوجہ رحلت شاہ صفی کے محض حرکت شاہزادہ سے بدون جنگ و جدال قلعہ فتح ہوگیا - شاہزادہ داراشکوہ کو
بلند اقبالی کا خطاب عطا فرمایا اور جشن قیصری منتظم ہوا انہین دنون مین شاہزادہ مراد بخش بھی حسن ابدال سے
لوٹ کر درگاہ شاہی مین آیا اور شاہنواز خان صفوی کی لڑکی سے اسکا نکاح ہوا - پانچ لاکھ روپیہ اس جشن مین
شاہزادہ کو انعام ہوا اور ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ کا نقد و جنس بطور ساچق کے طرفثانی کے
مکان مین بھیجا گیا چار لاکھ کا کابین مقرر ہوا

سولہوان سال سنہ ۱۰۵۲ ہجری

چونکہ حضور مین عرض ہوا کہ اس سفر قندہار مین الہ وردی خان سے بعض حرکات خلاف نمکخواری کے سرزد ہوئے اور اوسکی زبان اپنے اختیار مین نہین لہذا منصب اور جاگیر اوسکی تبدیل ہوئی اسکی جاگیر جو بہار مین تھی اعظم خان کو گجرات کے بدلے مین عنایت ہوئی - اور ملا محمد حکیم سیالکوٹی کو بادشاہ نے ساڑھے چھہ ہزار روپیہ سے وزن کراکے وہ روپیہ اوسکو عطا فرمایا اور شاہزادہ مراد بخش نے اپنے تیول صوبہ ملتان کو رخصت پائی خلعت خاصہ مع چند آلات مرصع اور دو گھوڑے خاصہ جنکا ساز مینا کار اور طلائی تھا عنایت ہوا - عرض کیا گیا کہ باغ لاہور جو جلوس کے چودہوین سال کو علی مردانخان کے اہتمام سے آغاز بنا ہوا تھا اب خلیل اللہ خان وہان کے صوبہ دار کے سپردگی مین انجام ہوا - اس خبر سے بادشاہ کو اشتیاق سیر پیدا ہوا آخر قدم رنجہ فرماکر اوس باغ کو نہال فرمایا - آٹھہ لاکھ روپیہ اس باغ اور نہر کی طیاری مین صرف ہوئے جب مہمات صوبہ پنجاب و کابل و قندہار کے رفع دفع سے خاطر والا شاہی مطمین ہوئی اسی سال کی ۹ شعبان کو اکبر آباد کی طرف نہضت فرمائی - اور علی مردان خان حسب الحکم کابل سے حضور مین آیا - اور امیر الامرائی کا خطاب پاکر کابل کو معاودہوا - اور مقبرہ ممتاز محل کا جو کہ قریب بارہ برس کے مکرمت خان اور میر عبد الکریم کے اہتمام سے تعمیر ہوتا تھا - پچاس لاکھ روپیہ کے صرف سے تمام طیار ہوچکا اور بادشاہ نے سیر فرماکر منظور فرمایا - تیس موضع اکبر آباد کے متعلقات مین سے اور نیز نگر چند کہ جسکی حاصلات ایک لاکھ روپیہ کی تھی مع محصول دوکانات اور مکانات کے دو لاکھ روپیہ سالیانہ حاصلات اوس مقبرہ کا خرچ مقرر ہوا -

سترہوان سال سنہ ۱۰۵۳ ہجری

شروع سال مین اورنگزیب کی عرضی اس نوید سے گذری کہ سلخ رجب مین لڑکا پیدا ہوا بادشاہ نے اوسکا نام محمد معظم رکھا اور شاہنواز خان کی لڑکی سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جسکا زیب النسا بیگم نام رکھا گیا اکبر آباد مین وبا کا وبال جو ہوا بادشاہ فتح پور مین آکر مقیم ہوئے چند دنون تک سوکر کے اطراف مین سیر و شکار کھیلتا رہا اسی زمانہ مین داراشکوہ کسی عارضہ مین مبتلا ہوا بادشاہ غایت عنایت سے آٹھہ مرتبہ عیادت کو تشریف فرما ہوا - اور انجام کو صحت ہوئی انھین دنون مین

صفدر خان سے صوبہ قندہار بدل کر سعید خان بہادر کو دیا گیا اور صوبہ پنجاب اوسکے تغیر مین قلیچ خان کو ملا۔ جب ہوا معتدل ہوئی پندرھوین شوال کو اکبر آباد کی عزیمت فرمائی گئی سعد اللہ خان کا اضافہ فرمایا۔ منصب دو ہزاری اور پانصد سوار سے ممتاز ہوا۔ دسوین محرم کو بموجب سال ۱۰۵۲ہجری کے جشن نوروز ہوا۔ اور شیخ عبد الصمد سفیر مکہ کو پاندان طلائی اور ارگجہ مع پیالہ اور سرپوش طلائی کے اور چار ہزار نقد روپیہ عنایت ہوا اور تھوڑے زمانہ مین شیخ مذکور کو اجازت روانگی کعبہ عنایت ہوئی۔ یوم ورود سے رخصت کے دن تک سرکار سے بیس ہزار روپیہ اور اسیقدر شاہزادون اور امرا سے بھی بموجب حکم وصول ہوا۔ اسی سال مین الکرات کو بیگم صاحبہ بڑی لڑکی شاہجہان کی باپ کی خدمت سے مرخص ہوکر اپنے خوابگاہ کو جاتی تھی ناگاہ اوسکا دامن شمع سے اولجھا اور تمام لباس مین آگ لگ اوٹھی اور دونو ہاتھ اور پہلو اور پشت جھلس گئے پادشاہ اس ناگہانی شرر ریزی سے محزون و ملول ہوا بر خلاف ضابطہ مقررہ کے اوس رات کو محل سے برآمد نہوا دوسرے روز چونکہ شرف آفتاب کا دن تھا ضرورتاً دوپہر کے بعد دربار عام فرمایا۔ لیکن ایک گھڑی سے زیادہ جلوس نفرمایا اول روز سے تین روز تک پانچ ہزار روپیہ محتاجون کو خیرات فرمایا اور بارہوین ماہ صفر کو جو روز ولادت نور چشمی مذکورہ کا تھا اسیقدر روپیہ خیرات فرمایا قبل وقوع اس سانحہ کے شروع مہینے مین چند دفعہ کرکے ساٹھ ہزار روپیہ تقسیم ہوا تھا دوسرے مہینے کے شروع سے یہ بات مقرر ہوئی کہ ہزار روپیہ روزمرہ خیرات ہوا کرین۔ قیدیون کو رہائی بخشی اور قصور معاف ہوا سات لاکھ روپیہ علین المال سے بخشا گیا انھین دنون مین حکیم داؤد کو جو ایران سے آیا تھا باتفاق مسیح الزمانی کے معالج مقرر فرمایا بہن کے دیدار کو شاہزادہ اورنگ زیب دکھن سے اور مراد بخش ملتان سے حاضر حضور ہوئے اور اورنگ زیب بعض رنجشون کی وجہ سے بدون اجازت پادشاہ کے گوشہ نشین ہوا کاروبار دنیوی سے ہاتھ اوٹھالیا لہذا انتظام دکن کیواسطے خاندوران نصرت جنگ کی مالوہ سے بدلی ہوئی اور منصب ہفت ہزاری ذات اور پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ عطا فرمایا گیا اور ایک کرور دام نقد انعام ہوا اور صاحبہ زمان کی بیماری سے پادشاہ رنجیدہ ہوا انھین دنون مین راو امرسنگہ ولد راجہ گجسنگہ راٹھور جو کہ چند روز مجرائے شاہی سے محروم کیا گیا تھا آخر روز پنجشنبہ سلخ جمادی الاولے کو درگاہ جہانبانی مین حاضر ہوا اور صلابت خان میر بخشی نے شاہزادہ داراشکوہ کے خلوتخانہ مین جہان بادشاہ تشریف فرما تھا پہونچا کر مشرف بقدمبوس کرایا راو مذکور بموجب اپنے آئین کے دست چپ جاکر کھڑا ہوا۔ اور صلابت خان دست راست جاکر استادہ ہوئے جب پادشاہ نماز شام کے بعد کسی امیر کے نام بخط خاص فرمان تحریر فرما رہا تھا صلابت خان کسی کام کے لیے ایوان کے نیچے شمعدان چار شاخہ کے پاس کسی بندگان حضور سے کلام کر رہا تھا ناگاہ امرسنگہ نے بطور دیوانون کے جمدہر کھینچکر جپ کی طرف خان کے سینہ پر مارا ایک ہی ہاتھہ مین کام تمام ہوگیا۔ خلیل اللہ خان اور ارجن ولد راجہ بٹھلداس گور اور سید سالار بارہہ اور چند نفر دیگر عہدہ داران حاضرین نے چارون طرف سے ہجوم کرکے بضرب شمشیر قاتل بے پیر کو سزایاب کیا اور بموجب حکم پادشاہ کے میر خان میر توزک اور ملوکچند

مشرف غسلخانہ نے اوسکی لاش اوٹھائی تا کہ اوسکے آدمیون کو سپرد کرین بیکے آدمیون نے جان سے ہاتھ دہو کر ان دونون کو مارا اور خود بھی مارے گئے

اٹھارہواں سال سنہ ۱۰۵۴ ہجری

اسی سال مین اصالت خان میر بخشی اور خلیل اللہ خان اوسکا بھائی بخشی دوم مقرر ہوا۔ علیمردان خان نے فرہاد اور فریدون اپنے غلامون کو مع اعیان کابلی کے علی قطغان اتالیق سبحان قلی والی ندر محمد خان کے تنبیہ کو جو بلوچون کو دوڑاتا تھا روانہ کیا اور وہ لوگ بعد بڑی زد و خورد کے دشمن پر ظفریاب ہوئے اکثرے مخالفون نے تنبیہ کی کھائی بیشمار ہاتھی گھوڑے اونٹ اور گوسفند فریدون اور فرہاد کے ہاتھ لگے اسی سال بادشاہ والا جاہ آگرہ سے لاہور ہو کر کشمیر آئے۔ گیارہوین شعبان پنجشنبہ کی رات کو دارا شکوہ کے گھر مین سلطان پرویز کی بیٹی سے لڑکا تولد ہوا جسکا نام سپہر شکوہ رکھا گیا۔ خاندوران ناظم دکن بموجب طلب کے دربار مین آیا اور راجہ جی سنگہ جو اوسکا مددگار تھا دکھن کی محافظت پر تعینات کیا گیا۔ اسی سال بیگم صاحب کی صحت کا جشن ہوا۔ دربار عام کی زیب و زینت کی گئی۔ اقسام جواہرات اور نقد اوس عفیفہ پر نثار کیا گیا۔ شاہزادہ اور امرا وغیرہ ہر ایک نے حسب لیاقت انعام اور اضافہ منصب سے سرفرازی پائی۔ بیگم صاحب کے بموجب التماس کے بادشاہ نے شاہزادہ اورنگ زیب کو گوشہ گزینی سے نکال کر مورد الطاف فرمایا۔ حکیم محمد داؤد کو خلعت خاصہ اور منصب دو ہزاری اور دو سو سوار اور خاصے گھوڑے اصطبل سے مع زین طلائی کے اور فیل اور ایک اشرفی پانسو تولہ کی اور ایک روپیہ بھی اسی وزن کا عطا ہوا۔ اور عارف خدمتگار جسنے اس ایام علالت مین جو بدن جلا تھا بڑی خدمتگذاری کی تھی نقرہ سے تولا گیا اور اوسکا ہموزن سات ہزار روپیہ مع خلعت ہاتھی گھوڑے کے اوسی کو مرحمت ہوا اور پانچ لاکہ روپیہ جو اوسکی صحت کے واسطے بادشاہ نے نذر کیا تھا وفا فرمایا گیا کسیقدر خیرات اور کچھ مکہ معظمہ اور کسیقدر مع قندیل مرصع کے جو بموجب حکم ملکہ کے بنائی گئی تھی مدینہ منورہ کو بھیجی گئی۔ آمون نام میوا کو جسکی بدولت بھی بعض جراحت مندمل ہوئے تھے نقرہ سے ہموزن کیا اور وہ روپیہ مع خلعت اسپ و فیل اور موضع جاگیر کے اوسکو مرحمت ہوا اور بیگم اور شاہزادون سے بھی انعام کافی انجام پایا اور چونکہ محمد علی فوجدار حصار اس فقیر کو لایا تھا مورد عنایت ہو کر خطاب خانی سے سرفراز ہوا۔ جو حسن و خوبی اس جشن مین ہوئی کسی جشن مین نہوئی تھی ملکہ نے اپنے باپ کی عنایات کے شکریہ مین اسی سال کا جشن وزن شمسی اپنے اہتمام سے فرمایا نذر گذرانی اور سو نفر امراے دولت کو مخلع فرمایا۔ اور اسی سال مین شاہزادہ اورنگ زیب کو خلعت با تاری اور دو گھوڑے طلائی زین مینا کار اور سادہ اور فیل وغیرہ یاراق طلا اور صوبہ گجرات کے انتظام پر رخصت پائی۔ اس سال مین کشمیر کے ورود سے دریافت ہوا کہ اہالی کشمیر ظفر خان سے راضی اور خوشنود ہین۔ خان مذکور کو ایک لاکہ روپیہ اس خوشنودی مین عطا ہوا۔ طالبائے کلیم نے ورود کشمیر کی تہنیت مین قصیدہ پڑہا خلعت اور نو اشرفی عطا فرمائی گئی خاندوران نصرت جنگ جو حضور سے دکن جاتا تھا لاہور کے دو کوس پر پہنچکر آخر شب یکشنبہ مطابق چھٹوین جمادی الاول کو کسی خدمتگار کے ہاتھ سے زخم جمدہر کاری

کھایا اکبر ورنگذر نے پردۂ فانی سے گذر گیا اوسکے لڑکون نے بموجب وصیت کے حصۂ متروکہ پایا باقی مبلغ ساٹھ لاکھ روپیہ نقد داخل خزانۂ شاہی ہوا آسکے اور اوسکے باپ دادے کا مدفن گوالیار ہی ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ کا منصب رکھتا تہا اور مورد عنایات بادشاہی تھا

اونیسوان سال ۱۰۵۵ سنہ ہجری

غرۂ جمادی الثانی کو اسلام خان کو خلعت خاصہ اور شمشیر اور جمدہر مرصع اور دو گھوڑے طویلہ خاصہ کے مع زین طلا اور زنجیر فیل مع یراق نقرہ عطا ہوا منصب ششش ہزاری ششش ہزار سوار پنجہزار دو اسپہ وسہ اسپہ وغیرہ انعامات پر سرفرازی ملی اور چارون صوبۂ دکن کے انتظام کا منتظم ہوا اور سعد اللہ خان عنایت خلعت خاص سے مخلع ہو کر خدمت دیوانی خالصہ پر اسلام خان کے بدلے مین مقرر ہوا او منصب چار ہزاری اور ہزار سوار سے معزز ہوا قلمدان مرصع بھی ہاتھ لگا۔ اور اپنی کاردانی سے روز بروز ترقی پاتا ہوا آٹھوین رجب کو وزارت اعظم حاصل کی منصب پنجہزاری ذات اور ڈیڑھ ہزار سوار کا ملا۔ اوس سال مین امیر الامرا علی مردانخان کی سعی سے قلعہ کہمر مفتوح ہوا اور خود بدولت کابل سے نکلکر بدخشان کو متوجہ ہوا اسی فرصت مین شروی علی کہمر و گیا اور قبل محصوری کے وہان کے باشندون نے امان طلب کی۔ امیر الامرا نے اوسطرف جانا مناسب نہ پایا لوٹ آیا بادشاہ نے اس مراجعت کو اسوقت مین کہ نذر محمد خان مع لڑکون اور نوکرون کے مقید تھا ناپسند فرمایا اسی سال میر جان نثار خان ولد زبردست خان کو شاہ صفی کی تعزیت اور شاہ عباس کے جلوس کی تہنیت کو روانۂ ایران کیا۔ اوس خط مین ایک فقرہ یہ بھی تھا بمبارکبا د جلوس میمنت مانوس آنفرزند زادہ برخوردار کامکار نامدار بلند مقدار یعنین گوہر درج دولت و عظمت یعنی اختر برج شوکت و سلطنت نقاوۂ اصلاب طیبین سلالۂ اسلاف طاہرین پرداختہ میشود ہندوستانی تحفجات قیمتی ساڑھے تین لاکھ کے ارسال ہوئے ۱۴ شعبان کو کشمیر سے لاہور کیطرف مراجعت ہوئی ۵ ارمضان کو لاہور مین خیمہ ہوئے شاہزادۂ مرادبخش نے ملتان سے آکر شرف کورنش حاصل کیا۔ ۲۹ کو نورجہان بیگم نے رحلت فرمائی واقع لاہور برابر مرقد اپنے بھائی آصف خان کے مدفون ہوئی۔ علی مردانخان پیشاور سے مستفیض ملازمت ہوا۔ سعد اللہ خان نے اصل سے اضافہ پایا۔ منصب ششش ہزاری اور دو ہزار سوار پر سرفرازی پائی اسی سال مین شاہ شجاع کے گھر مین زین العابدین نام لڑکا پیدا ہوا بادشاہ کو بلخ و بدخشان سمرقند کی فتح کا بڑا حوصلہ تھا خصوصاً جسوقت سے کہ نذر محمد خان کابل کے ارادہ سے لشکر چڑھا کر واپس آیا اور چند مدت کے بعد اوسکی لوٹ مار سے بلخ مین بڑا ہرج مرج واقعہ ہوا۔ آخر بادشاہ نے خود کابل کو نہضت فرمائی شاہزادہ مرادبخش کو علیمردان کی اعانت پر بموجب طلب نذر محمد خان کے مع جمعیت پچاس ہزار سوار کے برسم منقلا پیشتر روانہ فرمایا نذر محمد خان کا دوسرا لڑکا خسرو جو کہ قوم افغانان کی کمینگی سے سوائے درگاہ شاہی کے امن نرکھتا تھا حاضر ہوکر شاہزادۂ مرادبخش سے ملاقی ہوا شاہزادہ نے بروقت ملاقات کے فرش تک جا کر معانقہ فرمایا

اور اپنے مسند کے پہلو مین بٹھایا اور بعد دلجوئی باپ کے حضور مین روانہ کیا۔ اور اوسنے حضور مین حاضر ہوکر دو لاکھ روپیہ نقد وجنس حاصل کیا جب شاہزادۂ مرادبخش بلخ کے اطراف مین جا پہونچا۔ نذر محمد خان بہرام اور سبحان قلی نے اپنے لڑکون کو استقبال کے لیے روانہ کیا۔ مرادبخش نے اونکی عزت کی اور اطمینان دلی کے واسطے فرمایا کہ اب جاکر خان سے کہو کہ اب لشکر بیکران ہند سے آگیا جسقدر مدد چاہیگا فوراً تعمیل ہوگی۔ دوسرے روز حصار کے نزدیک پہونچکر حکم دیا کہ ضبطی حصار ہو نذر محمد خان اس مشاہدہ سے گھبراکر ایران کو بھاگا اور شاہ عباس کی پناہ مین گیا شاہزادۂ مرادبخش نے ایک جماعت اوسکے تعاقب مین روانہ فرمائی آدمیون اوسکے جہان تک ہاتھ پہونچے پیچھا کرکے واپس آئے اور خلیل اللہ خان کو مع ملتفت خان وغیرہ کے اوسکے اموال کے جمع کرانے کو بھیجا بارہ لاکھ روپیہ کے آلات طلائی وغیرہ اور قریب ڈھائی ہزار گھوڑے اور تین سو شتر نر وماده کے ضبط ہوا۔ اور تحویلدارون سے ظاہر ہوا کہ جملہ اندوختہ اسکا قریب ستر لاکھ کے تھا جسمین سے بارہ لاکھ شاہزادہ کی سرکار مین پہونچا۔ اور بخارا مین پندرہ لاکھ کے قریب اوسکے بھاگتے کے وقت جب کہ قرشے بلخ کو سدھارا ہاتھ آیا۔ اور کسیقدر پر عبداللہ خان بھی متصرف ہوا اور اکثر لشکریون الحانیون وغیرہ نے ہتھے مارے اور جو کچھ باقی رہا خود اوسنے گھبراہٹ کے وقت مین کسیقدر اپنی سپاہ کو دیا اور اکثر اوزبکیہ اور المانیہ اور قلماقان اور روسان نے غارت فرمایا۔ نذر محمد خان نے شیر خان سے شکست کھاکر مع قتلق محمد اور اپنے لڑکے کے براہ چول مشہد مقدس سے گذر کر صفاہان شاہ عباس کے پاس راہ لی اوسکے متعلق اور تین لڑکیان شاہجہان کی درگاہ مین پہونچائی گئین بہرام خلعت خاصہ چارقب زردوزی اور جیغہ مرصع اور منصب پنجہزاری ہزار سوار اور ایک لاکھ نقد سے سرفراز ہوا۔ عبدالرحمن تربیت کیواسطے دارا شکوہ کے سپرد ہوا اوسکا وظیفہ سو روپیہ روزانہ مقرر کیا گیا۔ مستورات کو بیگم صاحبہ نے اپنے پاس بلاکر مورد تفضلات فرمایا۔ شاہزادہ مرادبخش اوزبکیہ اور وہان کے فوج کی ناموافقی آور آب ہوا اور اوضاع کی مخالفت سے چند مرتبہ عرض پیرا ہوا۔ اور آخر بدون صدور اجازت حضور مین چلا آیا۔ اور یہ حرکت باعث ناراضگی طبع اقدس ہوئی۔ شاہزادہ کا منصب اور تیول ملتان برطرف ہوا جب کابل کے قریب آیا کورنش سے منع فرمایا گیا بلکہ حکم ہوا کہ شہر مین نہ آئے پشاور مین جاکر مقیم ہو۔ سعد اللہ خان نے فوج کی دلدہی اور انتظام بلخ پر رخصت پائی اور گیارہ روز کے عرصہ مین بلخ پہونچا

بیسوان سال سنہ ۱۰۵۶ ہجری

اس سال مین میر عزیز کو مع نامۂ عطوفت عنوان مشعر اوس مضمون کے کہ پیش نہاد خاطر کیا تھا نذر محمد خان کے پاس ایران کو روانہ فرمایا اسی اثنا مین نذر محمد خان اصفہان آکر خراسان کو لوٹا تھا جب میر عزیز صفاہان پہونچا اوسکی مراجعت کی خبر پاکر چاہا کہ جہان وہ ہو وہان جاکر خط پہونچاوے مگر شاہ ایران نے نامنظور کیا مشارالیہ نے متوقف ہوکر بہر حال حضور شاہجہانی مین عرض کیا حکم ہوا کہ اوسکے پیچھے نجاے اور شاہ ایران سے مرخص ہوکر روانہ حضور ہو

سعد اللہ خان نے بلخ سے معاودت کرکے اسی سال مین سعادت قدمبوس حاصل کی اور اسی سال فتح نامہ بلخ اور
بدخشان کا ارسلان بیگ کے معرفت دارائے ایران کو ارسال ہوا اور رایات ظفر طراز کابل سے دار السلطنۃ لاہور کو
عازم ہوئے اس سال کے جشن وزن مین قصورات مراد بخش کے معاف ہوئے سابق منصب پر سرفرازی ملی۔ شاہزادہ
اورنگ زیب حسب الطلب حاضر دربار ہوا حکم ہوا کہ بدخشان اور بلخ کی تسخیر پر عازم ہو اور رخصت فرمایا سعید خان بہادر
جو ملتان سے آیا تھا اورنگ زیب کی استعانت پر معین فرمایا گیا اصالت خان کے مرنے کی خبر سے پادشاہ بہت
متاسف ہوا میرزا نور وصفوی نے بلخ سے حاضر ہوکر نذر محمد خان کے طیور شکار مین پانچ باز خویغون نذر گذرانی اور
اصل واضافہ سہ ہزاری دو ہزار سوار سے معزز ہوا۔ پادشاہ خود بھی عازم کابل ہوا تاکہ شاہزادہ کی پشت پناہی ہو
اسی سال مین ستی خانم نے رحلت فرمائی پادشاہ کو اس خبر سے تاسف ہوا یہ بیگم شالیاے املی کی بہن تھی حکیم مسیح الزمان سے
قرابت رکھتی اور ممتاز محل کے وقت سے خدمت مین مُہردار خاص تھی۔ رسوم خانہ داری اور آداب نہ کی بخوبی جانتی تھی
علم طب اور قرأت سے آگاہ تھی ملکہ جہان آرا بیگم اسی کے پاس تلمذ کرتی تھی بسبب لاولدی کے طالبا کی دو لڑکیوں کو
گود مین لیا تھا۔ بڑی لڑکی عاقل خان کے ازدواج مین اور چھوٹی فرحت خان کے نکاح مین تھی۔ شاہزادہ اورنگ زیب
غرہ جمادی الاولے کو بلخ پہونچا شہر مین نہ آیا ایک کوس باہر جس جگہ بہادر خان کا خیمہ گاہ تھا مخیم فرمایا دوسرے روز
حصار مین گیا۔ اور اندر باہر ملاحظہ فرماکر بعد بند وبست شہر کے اکابر اور اعاظم کو بحسب مرتبت تسلی اور اطمینان سے
دلجمعی فرماکر انعام دیا۔ اور راجہ ہوسنگہ ہاڈا کو قلعہ کی حراست اور شمشیر خان ترین کو کسیقدر عہدہ داران اور احدیان
اور بندوقچیان کے ہمراہ شہر کی حفاظت پر تعینات فرمایا اور بموجب خیر اندیشان ارادت کیش کی مشورت کے لشکر کی
ترتیب یون کی گئی کہ قول مین شاہزادہ رہے اور بہادر خان مع اوس تمام فوج کے جو اوسکے ہمراہ بلخ مین ہی ہراول اور
اور امیر الامرا علیمردان خان برانغار اور سعید خان بہادر ظفر جنگ جرانغار مقرر کیے گئے جب موضع تیمور آباد مین پہونچے
اوزبکیون نے ہجوم کیا ہر شخص ہر طرف آجے تھے فوج عدو سے گرم بازاری جنگ ہوئی اورنگ زیب نے اوزبکیون کا
ہجوم علیمردان خان پر کمک بھیجی مگر قبل پہونچنے کمک کے امیر الامرا نے اپنی پامردی سے دشمنون کے پیر اوکھیڑ دیے۔
سعید خان بہادر ظفر جنگ نے جو کہ ہنوز ضعف بیماری مین پڑا تھا خود اپنے مقام پر رہکر فوج کو بموجب ترتیب کے شاہزادہ
کے بائین طرف مقرر کیا۔ جب مخالفون نے اسکی طرف رخ اور انہین نہایت زچ کیا خان مذکور اوسی حالت مین جسقدر
لوگ ہمراہ تھے باوجود ضعف کے گھوڑے پر سوار ہوکر برق وباد کی طرح دشمنون پر دوڑ پڑا۔ اور وہ ہاتھ بڑھا کے کہ چند
آدمیون کو اپنے ہاتھ سے مجروح کیا۔ اور نو زخم انکے بھی بدن پر آئے آخر کو گھوڑے سے زمین پر آیا اور اسکے لڑکے لطف اللہ خان
اور خانزاد خان مجروح ہوکر جان نثار ہوئے شاہزادہ نے قصد پیکار فرمایا لشکر ظفر پیکر کو ہر چہار طرف سے درمیان مین
لیکر روانہ ہوا اور اوزبکیون نے یمین ویسار درست کرکے باقی فوج ہراول پر دوڑائی چونکہ مردم توپخانہ اور بہادر خان نے

ایسی کوشش کی کہ اوزبکیون کے رخ پھر گئے اپنی بنگاہ کو لوٹے اسی درمیان مین بیگ اوغلی پیش قدمی کرکے اوزبکیون کو فرار قرارگاہ
مین لایا اور چند آدمیون کو ہراول کے مقابلہ مین چھوڑکر خود مع کل فوج کے امیرالامرا کے لشکر پر آگرا علیمردانخان نے اچھی پامردی کی شاہزادہ
مدد پر جا پہونچا اوسوقت بخوبی بیر اوزبکیون کے اوکھڑ گئے کل اسباب اونکا خیمہ شتر وغیرہ غازیان دولت کے ہاتھ لگا

اکیسوان سال سنہ ۱۰۵۷ ہجری

جسوقت معلوم ہوا کہ اوزبکیون کا یہ ارادہ ہے کہ بدخشان جاکر مصدر فساد ہون شاہزادہ مرادبخش نے اونکی مدافعت کو
جانب بدخشان رخصت پائی اور مقام پر پہونچگیا اسی عرصہ مین اونکی فسخ عزیمت دریافت ہوئی فرمان معاودت
مرادبخش کے نام پر صادر ہوا اور وہ حسب الحکم لوٹ کر کشمیر کے انتظام کو چلا گیا اسی سال کی ۱۴ شوال کو اسلام خان
ناظم چار صوبہ دکن سے جو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ تھا رحلت فرمائی اورنگ آباد مین مدفون ہوا
اوسکے لڑکون نے اضافہ و منصب سے سرفرازی پائی اسی سال مین نذر محمد خان نے نامہ عقیدت عنوان شاہزادہ
اورنگ زیب کے نام ارسال کیا اور درخواست کی کہ اوسکے وسیلہ سے تدارک مافات کرے۔ شاہزادہ نے وہ خط اپنی
عرضداشت مین ملفوف کرکے دربار کو بھیجا۔ یہان سے حکم گیا کہ بعد ملاقات نذر محمد خان کو بلخ دیکر حاضر درگاہ ہو
اور شاہزادہ شجاع کو کابل کی اجازت دیکر مقرر فرمایا کہ جب اورنگ زیب ہندوکوہ سے گذر کرے وہ بھی کابل سے
متوجہ آستانۂ دولت ہو چونکہ فوج ہندی بلخ مین نہین رہ سکتی تھی اور لشکر الوش علیمردان خان کا مع چند
آدمیون کے کب تک مقاومت کرسکتا تھا شاہزادہ اورنگ زیب نے صلح مین مصلحت دیکھکر حصار بلخ کو جسقدر
قبضہ مین تھا نذر محمد خان کے حوالہ کردیا۔ نذر محمد خان حیلہ کرکے نہ آیا قاسم ولد خسرو اپنے نبیرہ کو اورنگ زیب کے
حضور مین بھیجا۔ شاہزادہ نے اسکو غنیمت سمجھا حصار شہر بلخ اوسکے حوالہ کردیا اور غلہ و جنس جسقدر شہر و لشکر اور
قلعہ مین تھا۔ اور جو وہان کے نرخ بموجب پانچ لاکھ روپیہ کا تھا نذر محمد خان کو دیا۔ اور بقدر ضرورت ہمراہ لیکر
معاود ہوا۔ اور سعید خان بلخ سے پیشتر حاضر درگاہ ہوا۔ اور اعظم خان کے تغیر مین صاحب صوبگی بہار کی پائی اور
اعظم خان سرکار جونپور کی حفاظت مین مامور ہوا اس سفر مین چار کرور روپیہ خرچ ہوا جو بیس کرور خانی اور جو دہ لاکھ
تومان عراقی اور حاصل بلخ و بدخشان کا ہوا بشرط موافقت سال و ماہ کے پچیس لاکھ روپیہ جو قریب چالیس لاکھ روپیہ
خانی کے ہے حساب مین بڑا تفاوت ہے خدا جانے کہان خطا ہوئی چونکہ حساب اور مقدار نقود ولایت غیر معلوم ہے صحت نہین ہوسکتی
الغرض بادشاہ لاہور آیا بعدہ اکبرآباد اور شاہزادہ شجاع کابل سے اکبرآباد آیا اپنے سرسے ولایت بنگالہ عنایت ہوئی
اور اوسی وقت جانے کی رخصت پائی۔ شاہزادہ اورنگ زیب کو روانگی ملتان کا حکم ہوا۔ اس سال عمارت جہان آباد
کی اتمام کو پہونچی لہذا شاہجہان آباد کو عزیمت ہوئی۔ پانچوین ذی حجہ سنہ ۱۰۴۸ ہجری کو اس قلعہ کی بنیاد کھودی گئی
اور شب جمعہ ۹ محرم کو پانچ گھڑی بارہ دقیقہ نجومی کے بعد اوسکا بنا کیا گیا تھا۔ ساٹھ لاکھ روپیہ خرچ پڑا اور عمارت

سنہ ۱۰۵۸ ہجری کو تمام ہوئی بادشاہ ۲۴ ربیع الاول کو دریا دروازہ سے جو شاہ محل کے راستہ مین رکھا گیا تھا داخل قلعہ ہوکر دولتخانہ مین آیا دولت خانہ مین بار عام تخت مرصع پر جلوس فرمایا پیشکشہاے لایق نذر سے گذرے۔ جملہ پیشکش سے مبلغ بارہ لاکھ کی جنس قبول ہوئی چار لاکھ روپیہ بیگم صاحبہ کو انعام ہوا اور شاہزادہ دارا شکوہ دہ ہزاری سے بیست ہزاری ہوا اور نو آدمی اور بھی مخلع کیے گئے اور چونکہ اوس روز سے جشن وزن قمری تک نوروز درمیان مین تھے حکم ہوا کہ جشن نوروزہ کرکے ہر روز سو آدمی کو خلعت عطا کرے میر یحیی کاشی نے اس عمارت کی تاریخ یون لکھی ہے ع شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد ۵ ہزار روپیہ صلہ پایا اور ایک قندیل قیمتی ڈھائی لاکھ روپیہ کی روضۂ مطہرہ سرور کائنات کو ارسال ہوئی حکم ہوا کہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کی مال متاع خرید کرکے احمد سعید روندہ کے ہاتھ دین تاکہ وہ پچاس ہزار روپیہ شریف مکہ کو دیوے اور ساٹھ ہزار کی جنس بھیجکر مع اوسکے منافع کے اہل استحقاق مکہ کو عطا کرے اور زر جنس پچاس ہزار روپیہ مدینہ کے اہل استحقاق کو دلوے ۔

بائیسوان سال سنہ ۱۰۵۸ ہجری

چونکہ شایستہ خان سے حسب مرضی بادشاہ کے صوبۂ گجرات کا بندوبست نہو سکا صوبۂ مذکور شاہزادہ دارا شکوہ کو مرحمت ہوا اور باقی بیگ جو شاہزادہ کی طرف سے صوبۂ الہ آباد رکھتا تھا حضور مین آکر منصب ذات اور پانصد سوار اور خطاب عزت خان سے مخاطب ہوکر گجرات چلا اور صوبۂ اوڑیسہ معتقد خان سے بدل کر قبل شاہزادہ شجاع کے جان بیگ یزدی اونکے نوکر کو تفویض ہوا اور شیخ عبد المجید لاہوری شاگرد ابو الفضل نے چونکہ وہ سال سوانح تحریر کیے دس ہزار روپیہ انعام پایا اس سال بادشاہ پھر لاہور گیا۔ سعد اللہ خان ہفت ہزاری دو اسپہ سہ اسپہ سوار اور منصب ہزاری سے سرفراز ہوا اور زبدۂ نوئینان اعظم خان نے اس جہان گذران سے کوچ کیا اور اپنے باغ مین جو دریاے جونپور کے کنارے لگایا تھا مدفون ہوا یہ شخص بلدہ سادہ کے سادات مین ہے میر محمد باقر نام اچھے اچھے کام خدمت بجا لایا جسکا ذکر جہانگیری اور بادشاہنامۂ شاہجہانی اور کسیقدر ان اوراق مین بھی مندرج ہے اچھے اچھے عہدون پر مانند میر بخشی اور دیوانی اعلے اور نظم صوبہ دکن و بنگالہ و احمد آباد و الہ آباد و اکبر آباد و کشمیر و اسلام آباد عرف متھرا و بہار وغیرہ مین رہا اور آخر عمر مین جونپور کی خدمت پائی شش ہزاری منصب سے سرفراز تھا اور چھہتر برس کی عمر مین بلدۂ مسطور مین جان بحق ہوا القصہ بادشاہ اس واقعہ سے نہایت متاسف ہوا اور اوسکی اولاد جنکا نام ملتفت خان ۔ میر خلیل اللہ میر اسحق تھا اضافہاے منصب اور دلجوئی اور عنایت سے سرفراز فرمایا شاہزادہ مراد بخش جو حسب الطلب کشمیر سے آیا تھا صوبۂ دکن کے انتظام کو اسلام خان کے انتقال کے سبب سے رخصت ملی اور شاہنواز خان جو ملک دکن کی صیانت مین مامور تھا اسکی اتالیقی پر سرفراز ہوا اسی سال مین دولت خان قلعدار قندہار کی اس مضمون سے عرضی آئی کہ شاہ عباس ثانی والی ایران نے قلعۂ قندہار کا محاصرہ کیا لہذا سعد اللہ خان مع دیگر

امرا کے اس سفر پر مقرر ہوئے اور اورنگ زیب کو بھی حکم کیا کہ ملتان سے ادہر کو عزیمت کرے اور مع لشکر اوس سے
ملجاوے اور خود بدولت نے بھی کابل کی عزیمت فرمائی جب دو مہینے محاصرہ کے گذرے - اور افواج ایران نے اپنے بادشاہ کے
ارشاد بموجب بروج و بارہ پر عروج کیا - دولت خان قلعہ دار نے امان چاہا - مع شاد خان اور قبچاق خان اور نور الحسن اور عبد اللطیف
دیوان اور دیگر ہمراہیون کے باہر نکلکر بادشاہ سے ملاقات کی اور مرخص ہوکر ہندوستان کو چلا - محراب خان جو قلعہ بست کے
تسخیر کو گیا تھا ۱۵ روز گھیرے پڑا رہا وہانکے قلعہ دار پُردل خان نے بھی امان چاہی اور محراب خان کے روبرو حاضر ہوا
اوسنے اوسے ہمراہ لیکر حضور شاہی مین پہونچایا اور سید اسد اللہ خان اور سید باقی زمین داور کے حافظون نے سارو خان
کو جو وہانکا محاصرہ کیا ہوئے تھا پیغام دیا کہ بارطرف ہونے معاملۂ قندہار کے عبث خونریزی نہو اور بعد پہونچنے خبر فتح
قندہار اور بُست کے دونو آدمی اگرچہ دولت خان قلعہ دار قندہار سے موافق ہوئے پُردل خان اپنے شوق سے ایران کو
چلا گیا اور دولت خان جسوقت شاہجہان کے حضور مین آیا بنابر قدم خدمت کے اوسکی جان سے درگذر کے فقط معطل کر دیا
ایران کے پادشاہ نے یہ بات خود سمجھی تھی کہ میری معاودت کے بعد فوج ہند ضرور عود کریگی لہذا محراب خان کو دس ہزار تفنگچی
کے ساتھہ قندہار مین اور دولت اوغلی زنگنہ کو قلعہ بست مین چھوڑ کر ہرات کو معاودت کی اور وہین مقیم رہا اصفہان کو نگیا

تیسوان سال ۱۰۵۹ ہجری

اسی سال مین شاہزادہ اورنگ زیب مع سعد اللہ خان وزیر کے قندہار پہونچکر قلعہ مذکور محاصرہ کیا مورچے تقسیم ہوئے
ساڑھے تین مہینے اسکے محاصرہ مین جہد اور کوشش رہی مگر کچھہ ثمرہ حاصل نہوا - شاہنامہ لکھنے والون نے بموجب رضا
بادشاہی کے واپس ہونا فوج کا گرد حصار سے بوجہ فقدان غلہ اور موسم سرما وغیرہ کے بموجب حکم شاہجہان تحریر کیا ہی
لیکن یہ حقیقت ایسا نہین بلکہ چونکہ شاہ عباس نے یہ بات جانی تھی کہ شاہجہان اس قلعہ کی تسخیر مین نہایت کوشش کریگا
لہذا بعد فتح قلعہ مذکور اور اپنے نوکرون کے سپردگی کے بعد اصفہان گیا کہ جسقدر مدد درکار ہو جا رسان ہوکے کمک کیجاے
اور اسی نیت سے ہرات مین جو خراسان کا دار الملک ہی قیام پذیر ہوا - جب محراب خان قلعدار قندہار کی عرضی مشعر
احوال ورود شاہجہان کے کابل مین آنے اور شاہزادہ اورنگ زیب مع سعد اللہ خان وزیر وغیرہ جمع کثیر اور ہجوم عظیم کے شاہ عباس
کے حضور مین پہونچے - فرمان جاری ہوا کہ نظر علی خان سوکلن حاکم اردبیل اور نجف قلی بیگ زنگنہ میر آخور باشی سپہ سالار
سے پیشتر برسم منقلا روانہ ہوکر قلیچ خان اور قباد خان اور خنجر خان اور الہ قلی خان جنہین قلعہ بست کی کشاد کو
بھیجا ہی ممانعت کرین اور مرتضی قلی خان سپہ سالار اور سیاوش خان قوللر اقاسی اور مرتضی قلی خان قورچی باشی
سرداری فوج مین روانہ ہوکر ایکدل سپاہ کی سرحدی مین مقیم ہون اور حاجی منوچہر برادر محراب خان نے جو کہ شجاعان زمانہ سے
تھا درخواست کی کہ مع چند دلاوران کے پیشتر سے روانہ ہوا اور حسب منظوری مع غلامان خاصہ کے روانہ ہوا اور اقران سے مسابقت
کرکے پچاس آدمیون کے ساتھہ لشکر سے پیشتر کو روانہ ہوا اتفاقاً جسوقت کہ قلیچ خان اور خنجر خان اوسکے بھتیجے کو ہمراہ قباد خان

اور آلہ قلیخان اور تین ہزار سوار کے کرشک اور زمین داور کے تاخت کو بھیجا تھا دو چار جماعہ مذکور ہوکر آمادۂ جنگ و جدل
ہوئے تھے حاجی منوچہر مع رفقا نصار کرتک کو پشت دیکر داد جوانمردی اچھی طرح سے مع ہمراہیون کے دی خنجر خان
کی یہ رائے ہوئی کہ زمین داور کو جا اور تاخت تاراج کرکے جب لوٹے سپاہ قزلباشیون سے مقاومت کرے زمین داور سے
لوٹ کر جب کرشک کو جانے لگے نجف قلی بیگ میر آخور باشی پانسو سوار سے کرشک مین آیا اور رفقا اور حاجی خان کے
اتفاق سے خنجر خان کا استقبال کرکے آتش محاربہ کو بھڑکا دیا امیر آخور باشی کی شرر ریزیون سے اکثر مخالفین آتش فتنا نی
خنجر سے جھلس گئے اکثر اس آگ سے تاب نہ لاکر دریائے ہیرمند مین ڈوب کر ٹھنڈے ہوئے قلیچ خان اس آوازہ سے کانپ اوٹھا
قندہار کی راہ لی نظر علیخان نے پہونچتے ہی حسب الحکم فوج قزلباشی کا انتظار کیا اور بموجب فرمان بادشاہ ایران کے صفی قلی بیگ
قورچی باشی اور درویش سلطان لرکے کو کسیقدر فوج سے لشکر اورنگ زیب کے تاخت پر مقرر کیا مردم مذکور نے بابا ولی تک کے
کنار لشکر جغتایہ کا تھا علم جرأت بلند کیا جب یہ اخبار پہونچے بنام امرائے ایران حکم شاہی نزول ہوا کہ سیاوش خان کے
ہمراہ لشکر فیروزی اثر کو روانہ کرین اور سپہ سالار اور قورچی باشی تا ورود فوج کنار ہیرمند یا بجائے مناسب قیام کرین
شاہزادہ اورنگ زیب نے ایرانیون کی جوانمردی ملاحظہ فرماکر رستم خان دکھنی کو سردار بنایا قلیچ خان کو مع دیگر امرا کے
فیلان کوہ تمثال اور توپخانہ وغیرہ ہمراہ دیکر جنگ ایرانیون کو روانہ کیا اور عملۂ فوج ایران نے بموجب حکم سیاوش خان کو
مع فوج گران تشیع روانہ کیا مرتضی قلیخان سپہ سالار و قورچی باشی کے جو کسیقدر فوج سے قبل سیاوش خان کے فوج سے
پیشتر روانہ ہوا تھا دل مین ایسا گذرا کہ عنقریب لشکر گران پہونچا چاہتا ہی اور لشکر جغتایہ کا ہوش و حواس کھوتا ہی
بہتر یہی ہی کہ بلا توقف اپنے تئین لشکر فیروزی اثر مین پہونچاوے تاکہ یہ فتح دوسرے کے نامزد نہو بالآخر تصمیم عزیمت کی
نظر علیخان سے ملحق ہوکر صف آرا ہوا امیر الامرا مع قورچی باشی کی قلب لشکر مین استادہ ہوا نظر علیخان کو جو جرچی گری
مین مامور تھا پیشتر کو روانہ کیا اور میر آخور باشی کو اوسکی مدد کو بھیجا اور سرہراق خان برتاک بیگلر بیگی آذربایجان کو چند امرا
اور قورچیان عظام کو دست راست اور غلامان خاصۂ شریفہ کو مع چند امرا کے جانب چپ معین کیا اتفاقاً اوسی روز عصر
کے وقت فریقین سے ملاقات ہوئی آتش محاربہ شعلہ زن ہوئی میر آخور باشی باتفاق شاہین آقا اور قراش بیگ
اور جانی بیگ یوزباشی غلامان خاصہ اور نجف قلی بیگ و لذفراق خان اور تمام جماعت سپاہ حملہ آور ہوئے اور مردانگی دکھلانے
لگے اثنائے گیرودار مین سرہراق خان کا گھوڑا مخالفین کے تیغ و تبر سے مارا گیا سوار نے زمین دیکھی مخالفین کے شہسوار بنانے
پیر اوٹھائے سرہراق خان نے جرأت کرکے پیر گاڑے اور دوسرے گھوڑے پر جو کوتل تھا چڑھ بیٹھا اسی اثنا مین
اوسکا بھائی خان طالش مع گروہ طالشین کے مدد کو آپہونچا اور اپنے حملہ دلاورانہ سے جمعیت غنیم کی پراگندہ کی
آخر کو رات کے درمیان پڑنے سے شب کی شب نجات ملی آرامگاہ مین قرار ہوا جماعہ جغتایہ عنان تافتہ ہوکر شاہزادہ
اورنگ زیب سے ملحق ہوئے جماعہ مذکور کے آتے شاہزادہ نے نقارہ کوچ بجوایا بعد طلوع خورشید امرائے ایران نے یہ حال سنا

ستیاوش خان کو مع دیگر مردان کارآزما کے تعاقب پر روان کیا اور حقیقت حال اپنے بادشاہ کو عرض کی اور بموجب حکم
کے سرنگ وغیرہ سے قلعجات اور حدود کو استحکام کرکے عازم حضور ہوئے اور شاہ عباس مشہد مقدس کی زیارت کرکے اصفہان
کو عازم ہوا اس خدمت کے عوض مین جسکا ذکر ہوا شاہجہان بادشاہ نے اپنے متوسلون کی حسب لیاقت سرفرازی فرمائی
اونمین سے اورنگ زیب نے اضافہ ہوکر پانزدہ ہزاری اور دوازدہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفرازی پائی اور سعد اللہ خان
وزیر کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور رستم خان کو پنجہزاری اور پانجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور
خطاب فرزندی فیروز جنگ اور قلیچ خان کو پنجہزاری چار ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور نظم صوبۂ کابل کا اختصاص عطا ہوا
اور دار السلطنة لاہور ہوتے ہوئے اکبرآباد کو نہضت فرمائی چونکہ شاہزادہ مراد بخش اور شاہ نواز خان اتالیق کی صحبت ناچاق
تھی اور اس سبب سے صوبہائے دکن کے انتظام جیسا کہ چاہیے نہین ہوتے تھے فرمان طلب شاہزادہ کے نام صادر ہوا - اور
شایستہ خان ہر چہار صوبۂ دکن کے انتظام کو مامور ہوا - اور شاہ نواز خان نے صوبہ داری صوبۂ مالوہ کی پائی اسی سال مین
نذر محمد خان نے حضور مین عرض کیا کہ تنگدستی سے خرچ کا خواستگار اور اہل و عیال کا طلبگار ہون - شاہجہان نے
علیمردانخان امیر الامرا کو حکم دیا کہ ایک لاکہ روپیہ کسی کلکی کے ہاتہ منجملہ معتمدان صوبۂ بندر کے بلخ کو بھیجے
اور تین لڑکون مین سے کہ ملازم رکاب تھے خسرو جو بلخ سے فتح ہونے کے پیشتر باپ سے آزردہ اور جدا ہوکر آیا تھا -
نہ تو باپ نے بلایا اور نہ وہ وہان جانے کو راضی ہوا اور بہرام مستلذات ہندی مین ایسا دلگرفتہ تھا کہ نہ گیا عبد الرحمن
دو سال دو مہینے بادشاہ کی خدمت مین تھا بوقت رخصت بیس ہزار روپیہ مرحمت ہوا اور متعلقان نذر محمد خان نے جماعۂ
نسوان مین سے آنے کے وقت سے چلنے تک تین لاکہ روپیہ زر و جنس سے پایا اور شاہزادہ داراشکوہ نے جو عبد الرحمن کی
تربیت کو مامور تھا حسب الامر پدر کے جواہر اور مرصع آلات وغیرہ قیمتی بیس ہزار روپیہ کے دیے اور یادگار چولاق سفیر
نذر محمد خان نے عنایت خلعت اور خنجر مرصع اور پانچہزار روپیہ نقد سے سربلندی پائی اور ایک لاکہ روپیہ نذر محمد خان
کے واسطے مرسل ہوا اور ایک قبضۂ شمشیر مرصع اور پچاس ہزار روپیہ سبحان قلی خان کو بھیجا گیا اور ملا علاء الملک میر سامان نے
فاضل خانی کا خطاب پایا سعد اللہ خان آٹھ روز مین کابل سے حضور مین آیا شاہزادہ داراشکوہ اور اورنگ زیب بھی
کابل سے آکر مشرف سلام ہوئے شاہزادہ اورنگ زیب جو صوبہ دار ملتان کا تھا صوبۂ ٹھٹھہ بھی اوسکو سپرد ہوا
اور سرکار بھکر اور سیوستان اوسکے تیول مین مقرر ہوئی اور وہانکی رخصت ملی - شاہزادہ مراد بخش کابل کا صوبہ دار ہوا
خلیل اللہ خان میر بخشی ہوا امیر الامرا علیمردانخان کابل سے آکر صوبۂ کشمیر کا جاگیردار ہوا اور حکم ہوا کہ عبد النبی بیگ کو نیابت
پر بھیجکر خود لاہور مین کسیقدر ٹھہر کر حضور مین آئے داراشکوہ نے جشن وزن شمسی مین خلعت جواہر اور چار لاکہ روپیہ نقد
انعام پایا اور سعد اللہ خان نے جو نوازشہائے شاہی سے ایسے منصب پر رسائی کی تھی کہ کوئی مرتبہ اضافہ کا باقی نرہا تھا
لہذا دو کرور دام کہ سالیانہ تیس لاکہ روپیہ ہوتا ہے تنخواہ مقرر ہوئی اور علیمردانخان عنایت فورۂ شاہی سے مخصوص ہوکر صوبۂ کشمیر کو رخصت ہوا

چوبیسوان سال ۱۰۶۰ سنہ ہجری

اسی سال مین مسجد اکبر آبادی محل کی بنگر تمام ہوئی آوسکے بپاس خاطر گھوڑے پر سوار ہوکر مسجد مذکور مین گئے اور دوگانہ تحیت ادا فرمایا بانی مسجد نے جواہر مرصع وغیرہ سے اٹھارہ خوان زر و سیم سے لبریز نثار کے طور پر نذر سے گذرانا ڈیڑہ لاکہ کے خرچ سے دو برس مین یہ مسجد تعمیر ہوئی۔ اس سال مین نامۂ نذر محمد خان متضمن شکر گذاری و استدعائے فرزند عاقبت کے صادر ہوا اسطرف سے ایک لاکہ روپیہ کی نقد و جنس اور دو ہزار روپیہ مصحوب خواجہ خاوند محمود اور بقیہ جو کچھ فتح بلخ کے بعد نذر محمد خان کے اموال سے ضبط ہوا تھا اور دس ہزار روپیہ نقد عبد الرحمن کو بہیجا گیا چونکہ سن پادشاہ کا ستین سے گذر گیا تہا مفتیان ایمان کیش کے فتوے سے ماہ رمضان کے روزے افطار ہوئے مبلغ ساٹھہ ہزار روپیہ فدیہ عطا کیا گیا ماہ رمضان کی ہر شب کو نیازمندان درگاہ خوان انعام سے شکم سیر ہوتے تھے مقرر ہوا کہ ہر رمضان کو اسیطرح ہوا کرے اس سال مین عبد الرحمان نے جو باپ کی طرف سے ولایت غور کی حکومت کرتا تھا سبحان قلیخان قلماخان کو مقرر کیا تا کہ اوسکو اثنائے راہ شکار مین کمین کر قید کرے چنانچہ یہی ہوا اور سبحان علی کے حضور مین آکر محبوس ہوا اور سنے قلماخان سے کہا کہ اگر مجھے پادشاہ ہند کے پاس پہونچادو عطایائے شاہی سے سرفراز ہوگے جماعۂ مذکور نے اوسیطرح بتعجیل کی درگاہ حضور مین لائے اور اختیار ملازمت کرکے چار ہزاری منصب اور پانسو سوار کا ملا

پچیسوان سال ۱۰۶۱ سنہ ہجری

اس سال مین محی الدین سفیر سلطان روم جو عبد القادر جیلانی کی اولاد مین تھا پہونچا اور حاجی احمد سعید اسطرف سے روم کی سفیری پر مقرر فرمایا گیا جیغہ مرصع اور شمشیر مع پرتلہ مرصع جسکی قیمت ایک لاکہ روپیہ کی تھی بطریق ارمغان کے مع نامہ کے جسے سعد اللہ خان نے لکھا تھا قیصر کو ارسال ہوا اور بندر سورت کے متصدیون کو حکم گیا کہ ایک لاکہ روپیہ کے اسباب عرب خریدکر کے حوالہ کرین تا کہ مکہ معظمہ مین مستحقون کو تقسیم ہو آغاز جلوس سے اس تاریخ تک دس لاکہ روپیہ کا مال سوائے نقد کے جسکی قیمت وہان پر دوچند ہوتی تھی مکہ اور مدینہ کو روانہ ہوئے اور سفیر قیصر کو پندرہ ہزار روپیہ انعام دیکر حاجی احمد سعید کے ہمراہ رخصت معاودت عطا ہوئی ابتدائے ورود سے روز رخصت تک ساٹھہ ہزار روپیہ نقد سوائے جنس کے عطا فرمایا گیا حسن سعید خان بہادر ظفر جنگ جو کہ اسی خاندان کا پشت در پشت نمکخوار اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار پر سرفراز تھا اس جہان گذران سے گذرا پادشاہ کو ملال ہوا۔ لہراسپ خان ولد مہابت خان نے پنجہزاری پنجہزار کا اضافہ پایا اور مہابت خان کا خطاب ملکر صوبۂ کابل کا بندوبست عطا ہوا لطف اللہ خان اور عنایت اللہ خان ولد سعد اللہ خان وزیر شرف یاب ملازمت ہوئے اول کو تسبیح مروارید دوم کو سرپیچ مرصع عنایت ہوا دوشنبہ کی رات شانزدہم ربیع الاول کو لاہور سے کابل کو بعزم استرداد قندہار کے کوچ کیا اور شاہزادہ اورنگ زیب کو حکم ہوا کہ ملتان سے روانہ ہوکر قندہار جاوے اور سعد اللہ خان نے

پچاس ہزار سوار سے اجازت پائی کہ کابل اور غزنین ہوتے ہوئے قندہار کو جاوے اور شاہزادہ اورنگ زیب کے اتفاق سے قندہار کا محاصرہ اور تسخیر کی تدبیر کرے اور تین ہزار اونٹ اس لشکر مین ہمراہ دئے اونمین سے پانسو اونٹ خزانہ اور پانسو مین ہتھیار رکھے اور قریب دو ہزار شتر کے توپخانہ کے سامان سے بابت گولہ باروت جستہ وغیرہ کے معمور تھے الغرض ۴ جمادی الاولے کو بادشاہ گلگون تگ پر سوار داخل کابل ہوا شاہزادہ اورنگ زیب نے بیس ہزاری منصب سے اضافہ پایا اور شاہزادہ شجاع حسب الطلب بنگالہ سے وارد کابل خدمت بدر مین حاضر ہوا

چھبیسواں سال سنہ ۱۰۶۲ ہجری

اندنون مین جان بیگ شاہزادۂ شجاع کے ملازم نے مع ہزار سوار سرکار اور ہزار سوار ملازم شاہی کے حکم پایا کہ بیس لاکھ روپیہ واسطے خرچ لشکر معینہ کے قندہار لیجاوے – اور شاہزادۂ اورنگ زیب قندہار پہونچکر دو مہینے آٹھ روز تابمقدور تسخیر قلعہ مین گرم تدبیر رہا جسوقت شاہزادۂ اورنگ زیب کے قندہار پہونچنے کا حال اوتار خان بگلربیگی قندہار کے عریضہ سے شاہ عباس بادشاہ ایران کو معلوم ہوا فوج کے جمع کو حکم دیا اور دار السلطنۃ اصفہان سے باغ سعادت نظام عباس آباد مین نقل مکان فرمایا اور تھوڑی سی فوج بطور منقلا کے پیشتر سے روانہ فرمائی شاہزادہ اورنگ زیب اور ہندی فوج نے جب ورود لشکر ایرانی کی خبر پائی رعب وہراس اسقدر مستولی ہوا کہ نقارہ کوچ پر چوب چلی – چونکہ شاہزادہ دارا شکوہ نے صوبۂ کابل کے انتظام کا قرار کیا اصل سے اضافہ ہوکر منصب سی ہزاری اور بیس ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور پانچ کرور دام انعام پائے اور صوبۂ ملتان بھی تفویض ہوا – اور سلطان سلیمان شکوہ بڑے لڑکے دارا شکوہ کو منصب ہشت ہزاری چار ہزار سوار اور عنایت فیل خاصہ اور علم ونقارہ سے سرفرازی ملی اور کابل کی صاحب صوبگی پائی اور خیمۂ سرخ جو شاہزادون سے مخصوص ہے اوسے عنایت ہوا اور دارا شکوہ کو حکم ہوا کہ بعد بندوبست کابل سے درگاہ والا کو معاودت ہوا اور خود بدولت اسی سال مین کابل سے سبقت فرماکر لاہور ہوتے ہوئے اکبر آباد آئے شاہزادہ اورنگ زیب کو ولایت بنگالہ کے انعام سے سرفراز فرمایا اور ملتان کے عوض مین ہر چہار صوبۂ دکن کے عطا فرمائے اور احمد آباد گجرات کی صوبہداری شایستہ خان کو تجویز ہوئی اور شاہزادۂ شجاع صوبہ بنگالہ کو رخصت کیا گیا جب دارا شکوہ صوبۂ کابل سے حضور مین آیا تسخیر قندہار کی آرزو عرض کی لہذا بیس لاکھ کا ساز وسامان عطا ہوکر رخصت دی گئی اور راجہ جسونت سنگھ ہزاری ذات کے اضافہ سے شش ہزاری پنج ہزار سوار سے کامیاب ہوا

ستائیسواں سال سنہ ۱۰۶۳ ہجری

راج سنگھ ولد راجہ جگت سنگھ منصب پنجہزاری پنج ہزار سوار اور خطاب رانا سے سرفراز ہوا شاہزادہ دارا شکوہ بموجب وعدہ کے سامان جنگ طیار کرکے مع فوج بیشمار اور توپخانہ اژدر آثار اور فیلان کوہ مثال کے قندہار پہونچا تسخیر قلعہ کی نہایت تدبیر کی دولت خان افغان نے جو قدیم نوکر بادشاہ ایران اور دوکے اور جوشانے کا حاکم تھا افواج ہندی مین ملکر دارا شکوہ کی

رفاقت قبول کی اس سبب سے اور بھی داراشکوہ کی ہمت بندھی تسخیر قلعہ کو زیادہ تر عزم کیا اور دارائے ایران کو
جب اوتار خان بگلربیگی قندہار کی عرضداشت سے یہ احوال معلوم ہوا تدارک کی فکر ہوئی سبحان بیگ غلام خاصہ
شریفہ کے نام فرمان صادر ہوا کہ اوس گروہ کے اتفاق سے جسکی سرداری موصی الیہ کے ہرات مین کی تھی اور نیز
دیگر امرائے خراسانی کے ساتھ روانہ منزل مقصد ہوکر رعایائے اطراف کو مخالفین کے تعرض سے محافظت کرے
اور منوچہر خان بگلربیگی استرآباد کو بھی حکم ہوا کہ قبل علی قلیخان سپہ سالار کے روانہ ہو اور سپہ سالار بھی مامور فرمایا گیا
ہر طرف بنابر جمعاوری لشکر ممالک محروسہ مین فرمان صادر ہوئے اور بادشاہ مازندران سے فیروزکوہ کو متوجہ ہوکر بسطام کو
چلا جب اوتار خان نے مکرر مہدی قلی خان حاکم بُست کی بدسلوکی اور بدسرانجامی کی حقیقت حضور مین عرض کی۔
امام قلی سلطان حاکم اسفراین کو مہدی قلیخان مذکور کی جگہ پر بست کی ایالت عطا فرما کر حکم دیا کہ بہت جلد جا کر قلعہ
مذکور کی محافظت کرے۔ داراشکوہ جب اس اخبار سے باخبر ہوا رستم خان کہنی کو جو مع افواج اور فیلان قہر امواج روانہ
بُست ہوا تھا تحریر کیا کہ طرق اور شوارع سے خبردار رہے۔ اور جب ایرانی سپاہ پہونچے اوسکی مدافعت مین
ساعی ہو۔ اور اگر ممکن ہو قلعۂ بُست بھی تسخیر کرے۔ رستم خان نے قبل ورود امام قلی سلطان کے قلعۂ بست کا
محاصرہ کیا۔ اور مہدی قلیخان نے جو کہ ناہنجاری کی راہ مین قدم زن تھا اور باز پرس شاہی کا خوب یقین رکھتا
تھا داخل لشکر چغتایہ ہوکر قلعہ بست کو رستم خان کے حوالہ کیا۔ داراشکوہ اس مدد غیبی سے زیادہ تر سرگرم تدبیر ہوا
اوتار خان بموجب ضابطۂ نمک حلالی کے مستقل مزاج ہوکر شجاعت ذاتی دکھلانے لگا اور مراد بخش توپچی باشی نے
آتشبازی مین کرۂ نار کو شرمایا فوج ہندی چند مقام سے یورش کرکے ہر دفعہ ناکام پھری نہم شوال کو ہندیون نے
اپنے حد امکان سے زیادہ جانفشانیان کین۔ بعض روشناسان فوج ہند بہزار جان کندنی شیر حاجی تک پہونچکر
اندر گئے مگر وہان سے پردہ پردہ کوے عدم کو سدھارے دلکے باہر حوصلے نہ نکلے باقی ناکام واپس ہوئے۔
سبحان بیگ مع دو تین ہزار سوار کے جو اوسکی سرداری مین تھے برسم استعجال جلد تر پہونچا چونکہ مقابلہ کی لڑائی مین
عہدہ برائی نپائی ہر روز لشکر شاہزادہ پر تاخت تاراج کرنے لگا رسد کے پہونچنے کی راہین لوٹ مار کرتا تھا۔ اوسکے
ہمراہی جیسے پاتے پر کاٹ ڈالتے۔ رستم خان نے سبحان بیگ کی قلت فوج سے باخبر ہوکر مع اپنی فوج کثیر کے سبحان بیگ
کے لشکر کو توجہ کی اوسنے جنگ کی مصلحت نہ دیکھکر فولاد کی راہ لی رستم خان نے اسیقدر کام سے ہیچ مین دیگرے نیست
سمجھکر بازگشت کی اسی اثنا مین منوچہر خان حاکم استرآباد مع دو تین ہزار سوار ہمراہی کے آپہونچا اور سبحان بیگ سے
ملحق ہوکر روانہ مقصد ہوا۔ اور علی قلیخان بھی وارد ہوا فوجین یکے بعد دیگرے برابر چلی آتی تھین رستم خان روانہ مقصود
ہوا اور علی قلیخان بھی آپہونچا فوجین برابر موج مارتے پہونچنے لگین رستم خان اس مشاہدہ سے چند روز خوف و امید مین رہا
آخر داراشکوہ کو سارا حال تحریر کیا اور منوچہر نے کثرت اعدا کی کچھ خیال نہ کی روانہ ہوکر رستم خان کے لشکر سے نیم کوس کے

فاصلہ پر خیمہ گاہ کیا۔ دارا شکوہ اس تاخت و تاراج ہر روزہ سے جو رستم خان پر ہوتی تھی خبر پاکر ہراسان ہوا اور اوسکو
اپنے پاس طلب کیا مشار الیہ قلعہ بست مین آگ لگاکر دارا شکوہ کے لشکر کو روانہ ہوا فوج ایران نے پیچھا کیا۔ شاہزادہ دارا شکوہ
نے بعد پہونچنے رستم خان اور سننے خبر پہونچنے منوچہر خان وغیرہ کے کوچ کیا ہندوستان کو راہی ہوا اور علی قلیخان نے ایک گروہ
تعاقب پر مقرر کیا۔ دو زنجیر فیل اور کسیقدر اسباب اونکے ہاتھ لگا۔ اورنگ زیب کی عرضی سے دریافت ہوا کہ دختر
شاہ نواز خان صفوی سے بارہوین شعبان کو لڑکا پیدا ہوا جسکا نام محمد اعظم رکھا گیا اور اسی سال مین ایک مسجد سنگ رخام
سے تین لاکھ روپیہ کے خرچ سے سات برس مین تعمیر ہوئی۔ اور بادشاہ اکبرآباد سے شاہجہان آباد مین آیا۔ دارا شکوہ نے
قندہار سے مراجعت کرکے ملازمت حاصل کی اور اسی سال شاہزادہ مراد بخش کو گجرات کی صوبہ داری اور شایستہ خان
کو مالوہ کی عطا ہوئی اور جشن نوروز کو ذوالفقار آقا سفیر روم آیا اعتقاد خان وغیرہ بعض امرا استقبال کرکے حضور مین لائے
سفیر مذکور اثنائے راہ مین جسکے حدود صوبہ سے گذرتا تھا حسب الحکم کسیقدر روپیہ پاتا تھا۔ روز ورود تک پچاس ہزار روپیہ
پایا۔ اور محمد ابراہیم نے اسد خان کا خطاب پایا۔ اور ارادت خان کے بدلے مین آختہ بیگی مقرر ہوا۔ ارادت خان نے
عہدہ بخشیگری پایا اور محمد اشرف اور مصطفی صفی ولد اسلام خان کو اعتماد خان اور صفی خان کا خطاب ملا۔

اٹھائیسوان ۲۸ سال سنہ ۱۰۶۴ ہجری

اس سال مین خطہ فیض آباد اجمیر کو نہضت شاہی ہوئی چونکہ عہد جہانگیری مین جبتک کہ کرن ولد امرسنگہ درگاہ والا مین آیا اور ایسا مقرر ہوا
تھا کہ رانا یا جو شخص رانا کے خطاب سے سرفراز ہوتا تھا وہ قلعہ چتور کی استحکام نہ کرے اور اسوقت مین معلوم ہوا کہ قلعہ
مذکور کی نہایت متانت ہو چکی اور ہوتی جاتی ہے عمدۃ الملک سعد اللہ خان وزیر مع تیس ہزار سوار کے انہدام قلعہ مذکور کو
چلا اور چودہ پندرہ روز مین اوسکو منہدم کرکے برابر کردیا جب رانا متنبہ ہوکر دارا شکوہ سے رجوع ہوا۔ شاہزادہ کے
توسط سے عفو تقصیرات ہوئین ذوالفقار آقا سفیر روم نے دارا شکوہ کے دیکھنے کی اجازت چاہی اور بعد ملاقات
دارا شکوہ سے بیس ہزار اور سلیمان شکوہ اونکے لڑکے سے انعام لیکر بیسوین رجب کو بموجب حکم پندرہ ہزار روپیہ تواضع ہوا
اور تیسری شعبان کو ایک اشرفی چار سو تولہ کی اور اسی وزن کا ایک روپیہ بھی انعام ہوا اور مصحوب قاسم بیگ کے جو روم کی
سفیری مین مقرر ہوا تھا خط جو کہ سعد اللہ خان نے لکھوایا گیا تھا مع ایک قبضہ خنجر مرصع قیمتی لاکھ روپیہ اور کمر مرصع الماس
و یاقوت قیمتی چالیس ہزار اور ایک شیشہ بلوری عطر اگر سے لبریز اور دو ہزار تہان گجرات اور کشمیری قیمتی ایک لاکھ روپیہ کے
قیصر کے لیے دئے اور آٹھ قطعہ یاقوت اور چار زمرد اور تین دانہ مروارید کے بھی حوالہ ذوالفقار آقا کے قیصر کے واسطے ہوئے
اور ذوالفقار کو تیس ہزار روپیہ دیکر رخصت کیا روز ورود سے یوم رخصت تک پونے تین لاکھ روپیہ کا نقد وجنس سفیر مذکور
کے ہاتھ لگا اسی سال کے جشن قمری مین شاہزادہ دارا شکوہ کو خلعت خاصہ اساوری اطلسی زرنگار ملا جسکے پھولون پر ترصیع
الماس گران بہا کے تعبیہ تھے اور گریبان و آستین و دامن عمدہ عمدہ بیش قیمت موتیون سے گوہربار قیمت اوسکی ڈہائی لاکھ روپیہ تھی

اور ایک سر بند لعل ایک قطعہ لال اور دو دانہ مروارید قیمتی ایک لاکہ ستر ہزار روپیے اور ایک لاکہ روپیہ نقد اور شاہ بلند اقبال کا خطاب پایا اور تخت کے قریب کرسی مطلا پر بیٹھا ملا۔ حکم ہوا کہ امراء اسلام مبارکباد اوسکے مکان پر جاکر بجالاوین۔ اور جشن نوروز مین الہوردی خان کی بیقصوری ظاہر ہوکر عہدہ سابقہ پر بحالی فرمائی گئی یہہ شخص غلام رضا کے اہتمام سے سورت مین معزول ہوا تھا اہتمام یہہ تھا کہ اسنے ایک خط معلے خان کی طرف سے بقلا آقا سے پادشاہ ایران کو لکھا یا پہر اسی سال شیخ عبد الحمید شاہنامہ نویس نے رحلت کی

اونتیسوان ۲۹ سال سنہ ۱۰۶۵ ہجری

سید محمد اردستانی مخاطب بمیر جملہ رتق و فتق مہمات عبد اللہ قطب شاہ والی گولکندہ کا کرتا تہا اور کتنے ملک اور قلعجات سیر حاصل کرناٹک سے تسخیر کرکے اپنے آقا کے نذر کیئے روز بروز افزایش ہوتے ہوتے پانچہزار سوار نوکر رکہے آخر کو دراندازون نے اسکی طرف سے قطب شاہ کو برہم کردیا آخر محمد سعید نے اورنگ زیب کے توسل سے درگاہ شاہی کی آرزوی ملازمی ظاہر کی اور بموجب التماس شاہزادے کے فرمان شاہی مع خلعت اور نوید عطاے منصب پنجہزاری پنجہزار سوار سید مذکور کے نام صادر ہوا اور دو ہزاری دو ہزار کے منصب کا وعدہ اوسکے لڑکے محمد امین کے نام کیا گیا اور نیز قطب شاہ کے نام حکم صادر ہوا کہ درگاہ والا کی حاضری سے نہ تہو

تیسوان سال سنہ ۱۰۶۶ ہجری

اس سال مین ۲۲ جمادی الثانی کو سعد اللہ خان وزیر قولنج کے عارضہ مین جو مدت سے تہا سینتالیس برس کا ہوکر جان بحق تسلیم ہوا نصرت خان اسکا معالج تہا بادشاہ مع شاہزادہ داراشکوہ کے ایکمرتبہ عیادت کو گیا تہا اور اوسکا لڑکا لطف اللہ منصب ہفت صدی صد سوار سے سرفراز ہوا چونکہ بیشتر پہونچنے قاضی عارف کے قطب شاہ نے محمد امین ولد میر جملہ کو مقید کرکے اوسکے مال و اسباب پر متصرف ہوگیا تہا دوسرا فرمان تاکید در باب رہائی محمد امین کے اوسکے نام صادر ہوا اور نیز اورنگ زیب کو حکم ہوا کہ اگر قطب شاہ عدول حکمی کرے اوسکی تادیب مناسب عمل مین لائے اور شایستہ خان وغیرہ امراے معینہ دکن کے نام بہی حکم بہیجا گیا کہ اورنگ زیب کی خدمتمین حاضر ہون۔ شاہزادہ اورنگ زیب نے اپنے بڑے لڑکے سلطان محمد کو اوسطرف روانہ کیا اور متعاقب خود بہی بیقدم ہوا قطب شاہ نے متنبہ ہوکر محمد امین کو مع توابع کے بہیجدیا محمد امین سلطان محمد کے حضور مین آیا چونکہ محمد امین کا اسباب ضبطی شدہ ندیا تہا لہذا سلطان محمد حیدرآباد کو عازم ہوا قطب شاہ کو دہشت نے جو گہیرا قلعہ مین محصور ہوا اور محمد ناصر کو مع صندوق جواہرات کے بہیجا کہتے ہین جب محمد ناصر ملازمت کو حاضر ہوا اوسکے ہمراہیون سے کسیقدر شوخی ظاہر ہوئی لہذا قید ہوگیا اور ہمراہیان سلطان اوسکے آدمیون کو بہگا کر حیدرآباد مین جا دہسے اور بہت سا مال و اسباب لوٹ کر جمع کیا شاہزادہ اورنگ زیب نے عازم قلعہ گولکنڈہ ہوا سعید آباد سے جو آٹہہ کوس حیدرآباد سے ہے کوچ کرکے قلعہ سے ایک کوس ادہر جا پہونچا اور محمد سلطان کو حکم دیا کہ مع اپنی فوج کے بائین طرف متوقف ہوا سوقت تین پانچ چہہ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادہ دشمنون کے برابر آئے لڑائی شروع ہوئی اکثر دکہنی قتل ہوئے قطب شاہ نے اپنے رہائی اسی مین دیکہی کہ سنوات سابق اور حال کی پیشکش ادا کرے لاجرم سلطان محمد سے اپنے لڑکے کا ازدواج کرنا اظہار کیا اور مقبول ہوکر

اس سال نکاح محل مین آیا محمد سلطان منصب ہفت ہزاری اور دو ہزار سوار سے سرفراز ہوا اور شاہزادہ اورنگ زیب کا
حاجب میر عبد اللطیف جو واسطے لانے میر جملہ کے گیا تھا اوسنے اوسکے آنے کی خبر گولکنڈہ کے اطراف مین پہونچائی قاضی عارف
نے بموجب ایماے اورنگ زیب کے فرمان شاہی اور خلعت مرسلہ اوسے پہونچائے اور اوسنے مراسم تسلیم تقدیم کیے اور ساعت معین پر
بعد ملازمت شاہزادہ مع اپنے لڑکے کے روانہ درگاہ پادشاہ ہوا اس جگہ فرمان عطوفت عنوان متضمن خطاب معظم خان کے مع
خلعت خاصہ اور جمدہر مرصع اور پہولکٹارہ اور علم اور نقارہ کے پہونچا جب بفتح وفیروزی شاہزادہ اورنگ زیب اورنگ آباد
منصب بست ہزاری پانزدہ ہزار دو اسپہ سہ اسپہ سے سربلند ہوا اور شایستہ خان منصب شش ہزاری شش ہزار سوار
دو اسپہ اور خطاب خانجہانی سے معزز ہوا معظم خان درگاہ مین پہونچکر عنایت خلعت خاصہ اور شمشیر مرصع اور اضافہ منصب
یعنی شش ہزاری شش ہزار سوار اور وزارت اعظم اور مرحمت قلمدان مرصع اور دو سو گھوڑے اور دو فیل مادہ اور پانچ لاکھہ روپیہ
نقد سے مفتخر اور مباہی ہوا اور جملۃ الملک معظم خان نے جواہر ثمینہ جسمین ایک الماس تھا نو ٹانک یعنی دو سو سولہ سرخ
وزنی قیمتی دو لاکھہ سولہ ہزار اور ساٹھہ زنجیر ہاتھی نر اور چار مادہ مع ساز طلا اور چودہ ساز نقرہ پیشکش گذرانے
کل کی قیمت مع جواہر کے پندرہ لاکھہ ہوئی۔ جشن وزن شمسی مین شاہ بلند اقبال داراشکوہ کو پانچ کرور دام بطور انعام کے
مرحمت ہوا اور کل تنخواہ اوسکی مع سابق اور حال اور طلب مشقت کے ساٹھہ کرور دام کہ سال کا ایک کرور پچاس لاکھہ روپیہ ہوتا ہے
مقرر ہوئی داراشکوہ نے دہ لاکھہ روپیہ کا پیشکش کیا اوسمین سے ایک پلنگ جو شترنگ تھا اور ساٹھہ ہزار کا قیمتی جسکے پائے
اور ستر تکیہ اوسکا سنگ یشم سے مرصع بالماس و زمرد و یاقوت تھا اس سال مین مسجد جامع شاہجہان آباد کی جسکی سنہ چوبیس
جلوس مین بنا ہوئی تھی تمام طیار ہوگئی اس عمارت کا اہتمام پانچ مہینے تک جعفر خان اور دو سال تک خلیل اللہ خان اور
تین برس پانچ مہینے تک سعد اللہ خان چشتی کا تہا اور اوسکے انتقال کے بعد روح اللہ خان داروغہ عمارت کو حکم ہوا
کہ اوسکی ترمیم کرے غرضکہ چھہ برس مین انجام ہوئی تاریخ یہ ہی مصرع مسجد شاہجہان قبلۂ حاجات آمد۔ اگرچہ ایکسال
کا تفاوت ہی مگر عمدگی کے سبب سے بادشاہ کو پسند ہوئی مبلغ دس لاکھہ روپیہ کی لاگت اس عمارت مین صرف ہوئی تھی ہر سہ گنبذ
اوسکے اوپر کے سنگ مرمر اور سنگ موسی کے ہین اور صحن بھی سنگ مرمر سے اور صورت مصلی کی بطور محراب سنگ موسی کے ہے
اور صحن مسجد کا فرش سنگ سرخ سے ہے۔ اور خاص مسجد کی طول عمارت نوے گز اور عرض بتیس گز وسط صحن مین حوض ہے
پندرہ گز اور بارہ گز حوض کے کنارے سنگ مرمر اور موسی سے بنے ہین۔ میر محمد امین ولد معظم خان جو کثرت بارش کی سبب سے
برہانپور مین رہگیا تھا دربار شاہی مین حاضر ہوکر خطاب خانی اور خلعت خاقانی سے سرفراز و دوجانی ہوا۔ اورنگ زیب کی
عرضی سے واضح ہوا کہ ٢٦ محرم کو عادل شاہ والی بیجاپور جہان گذران سے گذر گیا اوسکے غلامون نے کسی مجہول النسب کو
جسکو اوسنے بسبب لاولدی کے جانشین کیا تھا تخت نشین کیا ہی حکم ہوا کہ شاہزادہ مع لشکر متعینہ دکن کے وہان جاکر
تسخیر کرے اور خانجہان شایستہ خان کو حکم ہوا کہ بہت جلدی سے دولت آباد آئے اور تا معاودت اورنگ زیب کے وہان مقیم رہے

اور معظم خان اور شاہنواز خان اور مہابت خان اور نجابت خان وغیرہ مع لشکر شش ہزار سوار کے حضور سے مرخص
ہوئے کہ شاہزادے کے ہمراہ بیجاپور کی فتح مین مصروف ہون اور محمد امین خان ولد معظم خان واسطے تمشیت معاملات
دیوانی کے باپ کی نیابت پر مقرر ہوا اور سہ ہزاری ذات ہزار سوار کے انعام سے مشرف ہوا ۱۴ ربیع الاول کو بسبب
شیوع طاعون کے شاہجہان آباد مین بنابر شکار گڈھ مکتیسر کنار دریاے گنگا پر توجہ فرمائی جب وبا کم ہوئی ۲۵ ماہ
مذکور کو شہر فیروزپور کو معاودت ہوا اور رستم خان بہادر فیروز جنگ بعوض بہادر خان صوبہ کابل کے انتظام کو رخصت ہوا اور اضافہ
ہو کر شش ہزاری شش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کے منصب کو پہونچا اور امیر الامرا علیمردان خان حسب الطلب کشمیر سے آکر مشرف ملازمت ہوا

اکتیسوان سال ۱۰۶۷ سنہ ہجری

اس سال مین رایات عالی جانب فیض آباد متوجہ ہوئے جہان کی عمارت حسین بیگ خان اور غضنفر خان کے اہتمام سے
پانچ لاکھ روپیہ کے خرچ مین تعمیر ہوئی تھی سید مظفر حسین پسر سید شجاعت خان بارہہ اوس جگہ کی حراست پر معین اور
ہمت خان کے خطاب سے معزز ہوا یہ شخص اول سری نگر کا زمیندار تھا اور کسیقدر زمانہ سے خلیل اللہ خان کی سعی سے
داخل ملک محروسہ ہوا تھا زمیندار نے طنطنہ شاہی سے ڈر کر پیشکش اور عرائض نیاز حفظ ناموس کے ارسال کیے اور
راجہ جمو آستانہ بوسی شاہی مین سرفراز ہوا بادشاہ ایک مہینے تک وہان مقیم رہا تیسری رجب کو شاہجہان آباد کو معاودت فرمائی
۲۲ کو داخل شہر ہوا۔ اور ایک اسپ عربی گھوڑا جو شاہزادہ اورنگ زیب نے بھیجا تھا نظر سے گذرا دس ہزار روپیہ اوسکی
قیمت جانچی گئی انہین دنون مین معلوم ہوا کہ علی مردان خان امیر الامرا جو بسبب ناموافقت آب و ہواے کشمیر کے بعارضہ مرض اسہال کے مرخص
ہو کر وہان کو جاتا تھا اثناے راہ مین اسہال کی شدت سے واقع مقام ماچھی وارہ رہگراے ملک عقبی ہوا لاش اوسکی لاہور مین
اوسکی والدہ کے قبر کے پاس دفن کی گئی۔ چونکہ یہ شخص عمدہ دولتخواہون مین تھا بادشاہ نہایت متاسف ہوا۔ اوسکے بڑے
لڑکے ابراہیم خان کو مع چند اوسکے رفقا کے لاہور سے طلب فرما کر منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار پر سرفراز فرمایا۔ اور نیز دیگر
برادران و رفقا کو بھی فراخور لیاقت اضافہ منصب کیا گیا منجملہ جنس وغیرہ ایک کرور روپیہ متروکہ کے نصف ورثا کو دیکر نصف
ضبط سرکار کیا گیا لشکر خان نے اصل سے اضافہ ہو کر منصب دو ہزاری پانصدی دو ہزار سوار کا پایا اور صوبہ کشمیر کے انتظام پر
مامور ہوا انہین دنون مین قلعہ کلیان اور بیدر اور حبشیون کی تادیب و تسخیر ہوئی تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب شاہزادہ اورنگ زیب
قلعہ بیجاپور کی تسخیر پر جیسا کہ تحریر ہوا مامور ہوا مع امیر جملہ معظم خان اور دیگر افواج متعینہ کے اوسی طرف کو سدھارا ۱۴ ماہ
ربیع الثانی کو قلعہ بیدر کے قریب منزل ہوئے محاصرہ کا ڈول ہوا ۲۳ جمادی الثانی کو جو برج کہ معظم خان کے مورچہ کے برابر تھا
صدمات توپ سے منہدم ہو گیا مرجان نام حبشی نے جو کہ عادل شاہون کا غلام خاصہ اور اونکا معتمد علیہ اور تیس برس
سے قلعہ مذکور کی حفاظت مین مامور اور قریب ہزار سوار اور چہار ہزار پیادہ کے ہمراہ رکھتا تھا اوس برج شکستگی کو قرار واقعی
سمجھکر برج کی عقب مین سرنگ لگائی تا کہ بروقت غلبۂ مخالفین کے آگ بتلا دین جسوقت اوس برج سے راستہ ظاہر ہوا

شاہزادہ اورنگ زیب اور معظم خان کے لوگ اوس برج پر چڑھ دوڑے مرجان مع ہشت پسر اور اکثر ملازمین نزدیک برج آ کر
مستعد مدافعہ ہوا۔ قضارا ایک بان جو مخالفوں نے پہینکا اوسکی چنگاریاں حقہ باروت میں جا پڑیں پس آگ لگ اوٹھی
اوسکے بعض رفقا جلکر خاک ہوئے اور خود بھی مع دو فرزند کے آتش سوزان مین پہنگیا فوج اوسی راہ سے جا پہونچی۔
ہر ایک قلعہ کے ارک قبضہ مین آگئے اسوقت شاہزادہ بھی نوبت بجاتے ہوئے قلعہ مین آپہونچا قلعہ دارون نے پناہ چاہی
الغرض قلعہ مفتوح ہوگیا۔ شاہزادہ مہابت خان کو مع چند دیگر بندگان درگاہ کے قلعہ مین چہوڑکر جاے اقامت کو
معاود ہوا اوسکی صبح کو مرجان نعوذ باللہ من النار والسقر ہوگیا دوسرے روز شاہزادہ نے حصار مین جاکر جس مسجد مین کہ سابق
سلاطین بہمنیہ نے بنوائی تھی صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ کا خطبہ پڑہایا نقد وجنس بہت سے ضبط ہوئے یہ قلعہ دکہن کے
قلعجات مشہورہ مین سے ہے بیدر شہر نہایت وسیع اور فسیح اور سرحد صوبہ تلنگانہ ہے سابقا جاے حکم رایان دکن کی تھی
ہمیشہ راجہ کرناٹکا اور مرہٹہ اور تلنگ اسکے مطیع رہے ہین دمن راجہ نل کی معشوقہ جسکا قصہ شیخ فیضی نے
منظوم کیا ہے اسی شہر کے مرزبان راجہ بہیم سین کی لڑکی ہے۔ اول سلطان محمد ولد تغلق نے یہان پر دسترسی پائی بعد ازان
سلاطین بہمنیہ کے نصیب ہے چکے پس ازین حکام بیجاپوریون نے دہوم کی رفتہ رفتہ اسوقت مین بابری شوکت کے زیر حکومت آیا
اسوقت مین ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ برہمنان کوکن اولاد بالاجی راو کے قبضہ مین ہے جسکا لقب ناناجی مشہور تھا چون قلعہ
کلیان اور کلبرگہ کی تسخیر اور ملک بیجاپور کی کشایش اور تخریب پر شاہزادہ کی عزیمت مصمم تھی اور سیواجی برادر بانوجی اور
سیوا بہوسلا وغیرہ فتنہ ساز ولغو شوخیان کرکے پرگنات راستی اور چار کونڈہ مع دیگر نواحی احمد آباد کے تاخت وتاراج
کیے لہذا نصیری خان مع تین ہزار سوار کے انکی تادیب کو مقرر فرمایا گیا اور سلطان محمد معظم اور افتخار خان کو قلعہ بیدر مین
چہوڑکر ۳ رجب کو خود بدولت قلعہ کلیان کی طرف متوجہ ہوا اور ۲۹ ماہ مذکور کو وہان پہونچکر قلعہ کو گہیر لیا بڑی جنگ
ونیرنگ کے بعد جو کہ مددگاران اوس قلعہ سے ہوے اور جنس غلات وغیرہ کا پہونچنا متعذر ہوا دلاور حبشی جو کہ عادل شاہ کی طرف
سے مع ڈہائی ہزار بندوقچی اور توپ وتفنگ وغیرہ سامان حرب کے محافظ قلعہ تہا ملتجی امان ہوا اور بموجب منظوری کے غرہ ذیقعدہ
کو شاہزادہ کے حضور مین شرفیاب ہوا اور مرخص ہوکر بیجاپور چلا گیا یہ قلعہ مضبوطی اور استحکام مین اول قلعہ سے زیادہ ہے
جب اورنگ زیب کے عرائض سے یہ فتح اور نیز دیگر فتوحات کا نوید حضور شاہی مین پہونچا تمام ولایت بیدر کی مع اوسکے مضافات
اور قلعہ رام گڈہ کے بطریق انعام شاہزادہ اورنگ زیب کو عطا فرمایا گیا اور تنخواہ بہی مع سابق وحال کے ۱۲ کرور دام مقرر
ہوکر عنایت دیگر بہی مبذول ہوئین اور بیدر کا نام ظفر آباد رکہا گیا اور معظم خان اور شاہنواز خان اور مہابت خان
وغیرہ امراے متعینہ نے جنہون کی عرقریزیان اور کوششین بہی معرکہ مین ہوئین تہین عطاے خلعت اور اضافہ منصب سے
سرفرازی پائی۔ چونکہ عادل شاہ وغیرہ سرکشون کو یقین ہوا کہ عنقریب اپنے اعمال زشت کا ثمرہ ملا چاہتا ہے غیر اطاعت
اور فرمان برداری کے کوئی تدبیر نہ معلوم ہوئی ابراہیم بیگ خان کو جو معتمدان اوس دولت مین تہا شاہزادہ اورنگ زیب کی

خدمت مین بیجاپور والی طلبگار ہوئے اور مقرر ہوا کہ ڈیڑھ کرور روپیہ مع نقد و جنس اور فیلان پر شوکت و شان کے بطریق پیشکش ارسال کرنا
اور قلعہ پرینڈہ کو مع اوسکے لواحق اور دیگر قلعجات ملک کوکن اور دیگر محالات کے گماشتگان شاہی کے قبضۂ قدرت مین
چھوڑین اورنگ زیب نے جب یہانتک دیکھا یہ خبر حضور شاہجہان مین معروض کی بادشاہ نے اونکی عاجزی پر رحم فرماکر منجملہ پیشکش کے
پچاس لاکھ روپیہ معاف فرمایا اور شاہزادہ کو فرمان لکھا کہ قاضی نظاما کو واسطے وصول پیشکش کے روانہ کرکے خود مع لشکر
فیروزی اثر کے معاودت کرے اور معظم خان قلعجات کی ضبطی سے دلجمعی کرکے بعد واپس آنے اور وصول کرلانے پیشکش کے
مع پیشکش روانۂ حضور ہو ستم ذی حجہ کو بادشاہ عارضہ حبس البول مین اسیر ہوا حکمانے تشخیص کیا کہ مواد بواسیر ہے حکیم
رزق اللہ ولد مقرب خان نے فصد لی مگر کچھہ آمد دعا نہوا آخر چند اشخاص کی رائے کے اتفاق سے جونک لگاکر خون نکالا اس سے بھی حبس
اور حرقت بول کی مدافعت نہوئی لاچار دیگر تبریدات پلائی گئین چند روز تک ضعف کا زور رہا آخر کار مقرب خان کی تجویز سے
شیر خشت نے کسیقدر فائدہ دکھلایا مبلغ ساڑھے سات لاکھہ روپیہ زکات شاہجہان آباد کی معاف کرکے فرمان لکھا کہ
تمام ممالک محروسہ مین رسم زکات کی معاف ہو مبلغ پانچہزار روپیہ مع ایک زنجیر فیل اور ایکراس عراقی گھوڑے کے اہل
استحقاق کو تصدق ہوا قیدیون کو رہائی ملی اور بادشاہزادۂ داراشکوہ کا دہ ہزاری دہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ
اضافہ ہوکر پنجاہ ہزاری سے ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب ملا اور ایک کرور دام جو سابق ولاحق سے اکیس کرور دام
ہوئے تھے نوازش ہوا اور اورنگ زیب کی عرضداشت سے محمد اکبر کی ولادت واقع ۱۲ ذی حجہ دریافت حضور ہوئی انہین دنون مین
معظم خان نے داراشکوہ کی تحریک سے وزارت سے معزولی پائی اسکا سبب یہ تھا کہ یہ شخص اورنگ زیب کا متوسل تھا
اور معظم خان اور مہابت خان وغیرہ امرا کو طلب حضور کیا اور محمد امین خان باپ کی نیابت سے ممنوع اور رائے رایان نامقرر ہوئے
وزیر کے کار دیوانی پر مامور ہوا جب بادشاہ مغلوب مرض ہوا شاہزادۂ داراشکوہ ولیعہدی سے مدار علیہ سلطنت ہوا اور بہائیون سے
اندیشہ مند رہتا تھا اکبر آباد کو اوسط ممالک محروسہ سمجھکر وہان اوٹھہ چلنے کی خدمت پدر مین استعالک کی بادشاہ بپاس افراط
محبت جو کہ اوسکے ساتھہ تھی جسمین اوسکی تقویت سمجھی بموجب التماس ۸ محرم کو بسواری کشتی متوجہ اکبر آباد ہوا اور دانشمند خان
بخشیگری سے مستعفی ہوا تھا اوسکی جگہہ محمد امین خان ولد معظم خان عہدہ میر بخشیگری پر سرفراز ہوا ۸ صفر کو گھاٹ سامی
ہونچکر نوروز مقیم ہوا اسی مقام مین بیماری نے تنزل پکڑا بعد دو مہینے اور کسیقدر زیادہ کے نے مدد دوا طبیعت خود بخود درست
ہوگئی روز بروز اثر صحت زیادہ ہوتا تھا چونکہ یہ امر مقرر ہو چکا تھا کہ غرۂ ربیع الثانی تک جو کہ قلعہ مین داخل ہونے کی ساعت ہے
داراشکوہ کی منزلگاہ مین رہے ۱۹ کو اوس مکان مین تشریف لایا حکیم مقرب خان کو دس ہزار روپیہ کے جواہر و طلا و نقرہ
عنایت فرمایا اور اسی مہینے کے آخر مین اخبار دکن سے اشتہار ہوا کہ بعد سرانجام مہمات دکن کے شاہزادۂ اورنگ زیب معاودت کرکے
اورنگ آباد مین آپہونچا اور دلرس بانو بیگم شاہنواز خان کی لڑکی جو شاہزادہ کو منسوب تھی عالم بقا کو متوجہ ہوئی مہابت خان
وغیرہ امراے متعینۂ دکن کے حضور مین پہونچکر مورد عنایات ہوئے شاہزادۂ داراشکوہ اول خدمات کے عوض مین جو ہنگام بیماری

ظاہر ہوئین کھین جواہرالات قیمتی ۱۳ لاکھ نوے ہزار روپیہ کے عنایت ہوئے اور اضافہ ہوکر منصب شصت ہزاری
سے ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز اور سابق ولاحق سے ۲۳ کرور دام جسکا مجموع سالیانہ دو کرور سات لاکھ بیس ہزار
روپیہ ہوا اور علاوہ اسکے ایک کرور روپیہ نقد اور سو راس گھوڑے عطا ہوئے اور صوبہ بہار بھی تفویض ہوا اور جعفر خان
خدمت وزارت اعظم پر سرفراز ہوا ۱۵ جمادی الاولی کو مہابت خان کابل کی صوبہ داری پر سرفراز ہوکر رخصت ہوا
عرض ہوا کہ ۱۲ ربیع الاول کو عبد الحکیم سیالکوٹی رہگراے آخرت ہوا جسوقت التماس ہوا کہ ہر چند وکیل شاہزادہ شجاع کا
مزاج والا کی صحت ورہی لکھتا ہے اوسے محمول بر سازش سمجھکر اپنے بڑے بھائی کو لکھا اور اوسکو واقعی نہیں سمجھا۔
اور بنگالہ سے مع لشکر گران کے بعزم اکبرآباد روانہ ہوا ہی۔ سلطان سلیمان شکوہ کو مع راجہ جی سنگہ اور بہادر خان اور دیگر
لشکر کے جو بیس ہزار سوار تھے دفع شورش کے لیے اوس طرفکو متعین فرمایا اور بروقت رخصت کے سلطان کو اضافہ سہ ہزاری
اور راجہ جی سنگہ کو ہزاری ذات اور ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اضافہ کرکے منصب ششہزاری پنجہزار سوار عطا فرماکر ایک لاکھ روپیہ انعام کا
رخصت کیا۔ حکم ہوا کہ اگر شجاع اپنی نافہمی سے اپنی جگہ کو نہ پلٹ جائے تو اوس سے لڑائی کرکے تادیب قرار واقعی کی جاوے
اور مہاراجہ جسونت سنگہ راٹہور کو ہزاری ذات کے اضافہ سے ہفت ہزاری اور ہفت ہزار سوار اور ایک لاکھ روپیہ انعام عطا
ہوا۔ اور ظاہر میں مالوہ کی صوبہداری پر اور باطن میں اورنگزیب کی ممانعت کو مقرر فرمایا اور نیز دیگر امراء منصبداران کو بھی
کمک پر تعین فرمایا اور سید قاسم ملازم داراشکوہ اوسکی طرف سے قلعہ الہ آباد اور نیز وہاں کی صوبہداری پر مرخص ہوا غرہ ربیع الثانی
کو بادشاہ نے اپنے دولتخانہ قلعہ اکبرآباد میں نزول فرمایا جب دریافت ہوا کہ شاہزادہ مرادبخش نے مزاج مبارک شاہنشاہی کی
بیماری سنکر سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا ہے اور سید علی نقی خان دیوان بادشاہی گجرات کو جو وہان کے مفسدون کی
سرکوبی پر مامور تھا بدون تحقیق جرم اپنے ہاتھ سے مار ڈالا اور خزانہ شاہی اور بیگم صاحبہ کے مال و متاع مین دست درازی کی
اور رعایا اور سوداگرون کے مال و متاع مین طمع کی ہے اوسکے تغیر مین قاسم خان میر آتش کو احمد آباد کی صوبہداری پر رخصت کیا
باقی احوال اس سال کا اور ایام زندگانی شاہجہان بادشاہ کا شاہزادہ اورنگزیب عالمگیر کے وقایع مین آگہی دیا جاوے گا۔

تفصیل اولاد شاہجہان بادشاہ

چار لڑکے تین لڑکیان نواب ممتاز محل دختر یمین الدولہ آصف خان کے بطن سے تھین اور یہ تینون آغاز شاہزادگی سے انجام
سلطنت پدر تک زندہ رہین۔ اول شاہزادہ داراشکوہ اسکی ولادت ۱۰۲۴ سنہ ہجری مین واقع ہوئی اسکے چار لڑکے بطن صبیہ سلطان
پرویز سے سلیمان شکوہ سپہر شکوہ جانی بیگم اور دوسری لڑکی کا نام نامعلوم ہے دوم شاہزادہ شجاع اسکی پیدایش ۱۰۲۵ سنہ ہجری
مین اسکے پانچ لڑکے زین الدین بلند اختر زین العابدین دل پسند بانو بیگم گلرخ بانو بیگم خردمند بانو بیگم خیر النسا بیگم جیند بیگم تھے
سوم شاہزادہ اورنگزیب اسکی پندرہوین ذیقعدہ ۱۰۲۷ سنہ یکشنبہ کی رات کو ولادت ہوئی آفتاب عالمتاب ولادت کی تاریخ ہے
اسکی اولاد کے نام آخر احوال مین درج ہونگے چہارم مرادبخش اسکی ولادت ۱۰۳۳ سنہ مین واقع ہوئی فرزند اسکے ایزدبخش و [illegible]

بانو بیگم آسایش بانو بیگم ہمراز بانو بیگم شاہجہان کی لڑکیان اول نواب علیۃ العالیہ جہان آرا بیگم مشہور بیگم صاحب اسکا تولد ماہ صفر سنہ ۱۰۲۳ مین ہوا نہایت عزیز پدر تھی اور کل لڑکون سے معزز اور مکرم اور ساٹھ لاکھ روپیہ سالیانہ اوسکے مصارف کے واسطے مقرر تھا یہ عورت نہایت جواد اور فیاض تھی دوم نواب روشن آرا بیگم جسکی ولادت سنہ ۱۰۲۶ ہجری مین ہوئی ۔ سوم نواب گوہر آرا بیگم جسکی ولادت سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین ہوئی نواب پرہیز بانو بیگم قندہاری محل صبیہ مرزا مظفر حسین صفوی کے بطن سے سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین پیدا ہوئی اور محل نو سے جو شاہنواز خان کی لڑکی اور شاہ نواز خان ولد خانخانان تھا کوئی لڑکا زندہ نرہا

بعض عجائبات عہد عالمگیری اور شاہجہان کا بیان

ملا خواجہ مرید میان جیو مرشد ملا شاہ بدخشی کا تھا اوسکا مولد بہار اور لاہور مین نشو و نما ہوا تھا نہایت وارستہ مزاجی سے گذرانتا تھا ۔ اور کمال بے نصیبی اور بے تعیینی مین زندگی کرتا تھا خواجہ بختاور خان عالمگیری مولف تاریخ مرآت العالم کا جو خواجہ سرایان پادشاہی مین جملہ مقربین سے مشہور تھا اپنی کتاب مین لکھتا ہی کہ خواجہ دربار خان ناظر جو شاہجہان کے عہد مین نظارت کی خدمت رکھتا تھا مجھسے نقل کرتا تھا کہ لاہور مین ایک مرتبہ شاہجہان داراشکوہ کے مکان مین گیا وہان سے مجھسے ارشاد فرمایا کہ واپسی کے وقت ملا کو دیکھکر دولتخانہ جاوینگے پس تو پیشتر جلکے خبر لے الغرض بندہ گوشہ شکستہ ملا مین جا پہونچا کیا سنتا ہون کہ وہ کبھی کہین باہر قدم رنجہ کرگیا ہی چند گھڑی توقف کیا کہ بادشاہ کی سواری نمودار ہوئی میںنے عرض حال کیا بادشاہ نے فرمایا کہ تو یہان حاضر رہ جب ملا آوے ہمارا اسلام کہکر یہ مصرعہ پڑہنا ؎ طاقت عہان ندا شت خانہ بمہمان گذاشت جب ملا نے آکر یہ مصرعہ سنا در جواب کہا کہ حضرت نے غریب نوازی فرمائی لیکن میںنے عمداً بنظر تکلیف حضرت کے کنارہ پکڑا تھا اور عام کے ہاتھہ سے میری داڑھی سلامت رہی باقی کل جواب دونگا دوسرے روز ملا نے تنہا پیادہ پا جاکر زیر دف کہ اوس زمانے مین واقع دربار عام لقب کیا تھا جا ٹھہرا اوسوقت بندہ نے پہچانا پادشاہ سے جا عرض کیا ۔ پادشاہ خوشنود ہوکر جلد دربار عام سے اوٹھکر ملا کے پاس آیا خلوت مین باہم صحبت ہمدیگر ہوئی ۔ اور نیز لکھتا ہی کہ سعد اللہ خان افلاس و پریشانی کے وقت ملا کی خدمت مین کسب علوم کو آمد و رفت رکھتا تھا ایک روز ملا کی زبان پر گذرا کہ بادشاہ ہند کے وزیر کو طلب کرو حاضرین متعجب ہوئے کہ کیسے کہتا ہی ملا نے کہا سعد اللہ کو کہتا ہون آخر کار شاہجہان کا وزیر ہوا اور نیز لکھتا ہی کہ ثقات سے سنا گیا کہ ایک روز فقرا حقیقت کیش کا ہجوم بیٹھا ہوا تھا مسئلہ وحدت وجود کا ذکر ہوا ہر ایک نے حسب لیاقت بیان کیا درمیان مین ملا خواجہ خاموش تھا ناگہان اوٹھکر الاؤ مین کہ وہان پر سلگ رہی تھی جا بیٹھا اور تھوڑے توقف کے بعد باہر آکر کہا کہ اوسکا جواب یہ ہی جب لوگون نے خوب غور کیا کپڑے تک نہ جھلسے تھی عالمگیر کے اوایل جلوس مین سنہ ۱۰۶۹ ہجری مطابق اول جلوس کو ملا سے مرقوم ایک روز باغ فیض بخش کی سیر کو لاہور گیا تھا وہان پر دو تین مرتبہ کہا مجھے طلب کرتے ہین اور اوسی وقت جان بحق ہوا اور بموجب اوسکی اجازت کے اوسکے مرشد کی قبر کے پاس مدفون کیا ۔ ملا شاہ بدخشی بھی میان شاہ میر کے مریدون مین ہی بحسب ارادت گویا ملا خواجہ کا بھائی ہی دونوں ایک ہی مرشد کے مرید ہین

رباعی انکی خالی کیفیت سے نہین یہ عزیز بھی مرجع مردم تھا لیکن دارا شکوہ کا پیر و مرشد تھا **رباعی** اے بندہ پائے
قفل بر دل ہشدار ؤ وے دوختہ چشم باے وہ گل ہشدار ؤ عزم سفر مشرق در رود و مغرب ؤ اے راہ رو پشت بمنزل ہشدار ؤ
حکایت قاضی ابراہیم تتی جو اپنے عہد کے فاضلون مین تھا - بختاور خان نقل کرتا ہی کہ ایکروز قاضی مجھسے حکایت کرتا تھا
کہ بندہ شیخ میرک کے مکان مین گیا جب وہ اواخر عمر مین عہد عالمگیری مین کل کی صدارت رکھتا تھا - مجلس علما سے لبریز تھی
ناگاہ ایک شخص بلباس حقیر خفیہ در بر و عمامہ ابتر بر سر وارد ہوا شیخ میرک نے بڑا اسا احترام و اکرام کیا جب وہ گھڑی بھر کے بعد
مرخص ہوا تب بھی عزت و تکریم کی - حضار محفل نے میرک کا مبالغہ اوسکے احترام مین دیکھکر اوس سے استفسار کیا جواب
پایا کہ یہ عزیز غرایب علوم مین دستگاہ رکھتا ہی اور جنات اسکے مسخر ہین - بندہ اس کلام سے جلد اوٹھا اور اوسکے
اشتیاق مین روانہ ہوکر راستہ مین ملاقات کی اور بامید مشاہدۂ عجایبات کے بہت سی عجز اور عاجزی کی اوسنے اپنا
قیامگاہ بتلاکر کہا کہ اگر قدم رنجہ ہو فیض عالی سے محبت ہوگی غرض مین چار روز کے بعد اوسکے گھر گیا میری خبر پاکر کوٹھے سے
اوترکر نہایت دلگرمی سے ملاقات کی اور کہا کہ کوئی کار ضروری ہی آپ کوٹھے مین بیٹھیے ابھی حاضر ہوتا ہون بندہ جب چند
زینہ چڑھا دیکھا کہ ایک گروہ عمایم کا بیٹھا ہی اور صحبت مذاکرہ ہی غرض میری تعظیم کو استقبال کرکے صدر مجلس مین لیجاکر بٹھایا
اونمین سے دو تین آدمی ہاتھون مین کتاب لیے تھے ایک نے اونمین سے کتاب مطول کھولی اتفاقاً اوس تین روز کے عرصہ مین
جو طالب علم مجھسے سبق لیتے تھے ملا سعد الدین سے بحث و اعتراض قوی کرتے تھے اوس شخص نے وہی مقام نکال کر وہی بحث
کرنا شروع کی دوسرے نے جواب دیا آخر مقدمہ مطول کو پہونچا بندہ حسب موقع کلام کرتا تھا اور ہر علم سے نکات اور تحقیقات نادر
اوس گروہ سے ظاہر ہوئے قریب پہر کے گذرا کہ صاحب خانہ ظاہر ہوا اور کل لوگ تعظیماً اوٹھے اور بندہ بکمال انکسار سب سے
زیادہ استقبال کو دوڑا اوسنے عذر خواہی کرکے کہا کہ بہت تصدیعہ ہوا میرا انتظار کیا بندہ نے کہا کہ بزرگان جلسہ کی صحبت
سے فیضیاب ہوا اوسنے کہا کون بزرگ تھے فدوی نے لوٹ کر دکھلانا چاہا کسیکو نپایا واہمہ اسقدر مستولی ہوا کہ میرا بدن
تھرا اوٹھا تب ہنسکر مجھے آغوش مین کھینچ لیا اور تھوڑا پانی منگایا اور کچھ پڑھکر میرے سر اور منہہ پر چھڑکا اور وسوسون
سے نجات ملی **حکایت** وہی قاضی بختاور خان حکایت کرتا تھا کہ جس زمانے مین سلطان سلیمان شکوہ نبیرۂ شاہجہان کے تعلیم مین
مامور تھا ایکروز شیخ ناظر جو اعجوبۂ زمان تھا کتب مین آیا بندہ نے سلطان کو اشارہ کیا کہ شیخ سے کچھ چیز طلب کرو سلطان نے
نیازمندی سے تبرک طلب فرمایا شیخ نے متبسم ہوکر فرش کے نیچے ہاتھ لیجا چند کنکڑی نکالین اور اپنے دونو ہاتھہ پر رکھکر چند مرتبہ
گھومایا جب ہاتھہ کھولا بعض دانۂ عقیق خوش رنگ اور بعض لعل گران بہا بعضے لالے گران قیمت بعض مرجان تھے اور اپنی داڑھی
کے بالون سے اون دانون کو چھید کر سلطان کو حوالہ کیا اور باب حیرت تماشائیون پر کھولا **حکایت** شاہجہان کے زمانے جلوس
کو جبکہ بادشاہ دولت آباد سے اکبرآباد کو عازم ہوا تھا معتمد خان محرر تاریخ اقبالنامہ جہانگیری نے جو اس عہد مین بخشی تھا اونسے
ایک نو برس کی لڑکی مع ایک لڑکے کے بادشاہ کی نذر سے گذرانکر عرض کیا کہ یہ عورت اعجوبہ ہی ڈھائی برس کے سن مین چھاتیان نکلین

اور سات برس کی عمر مین بلا مقاربت مرد کے حاملہ ہوئی اور آٹھوین برس یہ لڑکا پیدا ہوا۔ حاضرین مستغرق دریاے
حیرت ہوکر قدرت الٰہی کے بدائع آفرینش کے مُقر ہوئے **حکایت** دوسرے سن جلوس شاہجہان مین عرض کیا گیا۔
کہ موضع املانون عملہ پرگنہ گوالیار مین کسی مزرعہ مین ایک شخص طویل القامت کشتہ پڑا ہی اور سر اوسکا کاٹ کر لیگئے ہین
بادشاہ نے کسی معتمد کو بھیجا بعد معاینہ اوسنے لوٹ کر عرض کیا کہ قد کا طول ساڑھے تین گز بادشاہی اور عرض ڈیڑہ گز کا
ہی کھیت مین پڑا ہی اور تین سر ہین جس مزرعہ مین وہ لاشہ پڑا ہی ایک بیگہ تک زمین ایسی پست و بلند ہوئی ہی کہ گویا دو
ہاتھی برابر لڑے ہین **حکایت** ایک سید پریشان حال کثیر العیال پانی پت کے رہنے والے نے کسی موضع مین گوشہ گزینی کی تھی
کنج قناعت مین بسر کرتا تھا مع عیال و اطفال کے نہایت عسرت مین تھا اتفاقاً اول ہفتہ محرم مین ایسا اتفاق
ہوا کہ چار روز تک بجز غم کھانے کے کچھہ میسر نہ آیا عاشور کے روز جد بزرگوار کے ماتم اور تلاوت قران مین مشغول تھا
لڑکے اوسکے فرط بیتابی سے روبرو آے اور رونے لگے اور مانند نور نظر کے بخود پیچیدہ ہوکر اوسکے پہلو مین غلطان ہوئے
ناگاہ دیکھا کہ باپ کی زیر چادر سے دہوان اوٹھا اور کھانے کی خوشبو آتی ہی باپ کو آگاہ کرکے پوچھا سید نے بعد آگہی
جب دیکھا کہ چار طبق پلاو گرم کے کہ مطبخ ازلی سے آئے ہین پائے شکر نعمت خداوندی بجا لاکر سب کے حصہ لگائے
اور خود بھی کھایا اوس روز سے یہ دستور ہوا کہ ساڑھے پانچ سیر چاول اور پانچ سیر گندم عالم بالا سے اوسکی مکان مین
پہنچتے تھے اب اوقات فراغ بالی سے گذرنے لگی جملۃ الملک جعفر خان وزیر نے یہ ماجرا اورنگ زیب کے حضور مین عرض کیا
حکم ہوا کہ محمد اسحق چیلہ وہان جاکر اور اپنی آنکھون سے یہ ماجرا دیکھکر عرض کرے بموجب حکم کہ اوسنے احوال دیکھکر عرض کیا
عالمگیر نے کسیقدر وظیفہ سید کا مقرر کردیا معاً اس وظیفہ مقرر ہونے کے قوت غیبی کی آمد جاتی رہی ٭

سبحانک اللهم تحکم ما تشاء و تفعل ما ترید

عالمگیر اورنگ زیب کا دکہن سے کوچ کرنا

جب شاہجہان کی شدت کوفت اور بیماری کی حالت مین بے اختیاری اور دارا شکوہ کی امور سلطنت مین سربراہکاری
کی خبر اورنگ زیب کو دریافت ہوئی اپنے ٹھہرنے مین مصلحت نہ دیکھی عزم ملازمت پدر کا اشتہار دیکر خطۂ اورنگ آباد
سے جو اوسکا آباد کیا ہوا اور اوسکا مرکز دولت تھا روانہ ہوا اور اپنے چھوٹے بھائی مراد بخش کو ہمراہ لیجانے اور
باپ کی خدمت مین عفو تقصیر کرانے کے بہانہ سے طلب کرکے باخود متفق اور ہر طرح سے اوسکو مطمئن کرکے اپنا
رفیق بنایا چونکہ یہ امر معلوم تھا کہ بڑی فوجین بادشاہی مہاراجہ جسونت اور قاسم خان کی سپہ سالاری مین
واقع اوجین جدہر سے اپنا عبور ہوگا سد راہ ہین حزم بادشاہانہ یون مقتضی ہوا کہ ایک لشکر لائق اس عزیمت کے
ملازم رکاب رہے ہین۔ اور دارا شکوہ نے بمقتضاے اوس خوف کے جو اورنگ زیب کے طرف سے رکھتا تھا امراے ملکی کو جن
واسطے مہم بیجاپور کے معین ہوکر اوسکی رکاب کے ملازم تھے احکام بادشاہی ہر ایک کے نام بھیجکر جیسا کہ مذکور ہوا ہر ایک کو

اپنے روبرو بلایا اور امرانے عین یورش مین کہ فتح بیجاپور کی نزدیک آپہونچی تھی برخاست ہوکر حضور کو چلے آئے اور عظماے امراے لشکر مین سے سواے معظم خان اور شاہنواز خان اور نجابت خان کے کوئی دکن مین نرہا بضرورت اجتماع لشکر مین متوجہ ہوکر تھوڑی مدت مین سرداران شجاعت پیشہ خرداندیشہ اور سپاہ جرار عزت شعار جسقدر چاہیے تھا اور ممکن تھا فراہم کیا اور لشکر نمایان اور توپخانہ شایان ترتیب دیا۔ اور سرداران سپاہ ظفر طراز اور سپہ سالاران جان نثار کو مناصب عالی اور خطاب شایستہ اور انواع مراحم سے سرفراز فرمایا اور ملازمان بادشاہی سے جسنے ساتھہ دیا وہ بھی عنایات خسروانہ سے معزز کیا گیا اور اپنے بڑے لڑکے سلطان محمد کو مع نجابت خان اور فوج منصورہ کے اپنے لشکر کا مقدمۃ الجیش بنایا غرہ جمادی الاول ۱۰۶۸ ہجری کو برسم منقلا پیشتر سے برہان پور کو روانہ کیا اور اوسکے ہمراہیون کو بعنایت طوغ و علم و نقارہ وغیرہ عنایات کے سرفراز فرمایا اور سلطان معظم کو دکن کی صوبداری پر مقرر کیا اور سلطان اکبر برادر خرد سلطان اعظم کو جو ابھی تازہ پیدا ہوا تھا مع اکثر بیگمات دولت کے قلعہ دولت آباد مین چھوڑا اور ایک تحریر بنام مراد بخش بمضمون لکھی کہ گجرات سے مالوہ کو توجہ کرکے وہان ملے اور محمد اعظم شاہزادہ کو ہمراہ لیا روز جمعہ بارہوین جمادی الاول کو اورنگ آباد سے برہان پور کی نہضت کی اور پچیسوین [۲۵] ماہ مذکور کو وہان پہونچا۔ اور محمد طاہر صوبدار خاندیس نے مع ایک گروہ ملازمان بادشاہی کے جو برہان پور مین تھا ہمراہ سلطان محمد ہوکر ادراک سعادت پابوس کیا ایک مہینے وہان پرگذران کیا اسی حال مین عیسے بیگ وکیل نے جو قید سے رہا ہوکر مرخص ہوا تھا دولت پابوس سے مشرف ہوکر احوال دربار اظہار کیا کہ روز بروز اقتدار داراشکوہ کا افزایش پر ہی اور بادشاہ کی نہ اختیاری ہی اور مہاراجہ جسونت سنگہ بھی بمقتضاے عقاید ہنود کے داراشکوہ کا بہبود چاہتا ہی اور بیباکی اور بدخواہی مین اصرار رکھتا ہی اس حال سے اورنگ زیب اور بھی دوناعزم ہوا دوشنبہ کے روز ۲۰ جمادی الآخر کو برہانپور سے اکبرآباد کو نہضت فرمائی اس کوچ مین بھی ہر ایک ملازم کے حال پر لطف و مدارا فرمایا گیا چونکہ شاہنواز خان صفوی باقتضاے تدبیر یا بدتدبیری کے ہمراہی سے حیلہ حوالہ کرکے برہان پور مین دفع الوقتی کرتا تھا شاہزادہ سلطان محمد کو شیخ میر کی ہمراہی مین برہان پور بھیجا اور انھون نے اوسے قید کرکے بلدہ مذکور کے قلعہ مین محبوس فرمایا۔ اور خود کوچ کرکے دریاے نربدا کے کنارے آپہونچا دسوین [۱۰] ماہ مذکور کو اکبرپور کے گذر سے دریاے نربدا پایاب اوترکر منزل کی اور بعدہ پے درپے کوچ کرکے دیالپور مین پہونچا۔ ۱۲ کو دیالپور سے کوچ کیا تھا کہ شاہزادہ مراد بخش گجرات سے روانہ ہوکر آملا وہان سے موضع دہرمات پور مین جو کہ اوجین سے سات کوس پر واقع ہی اور جہان پر راجہ جسونت اور قاسم خان وغیرہ لشکر شاہی اوجین سے نکلکر بقصد جنگ و جدال مقیم تھے اور نہضت مراد بخش کی خبر لگا رہے تھے عالمگیر نے ایسی دانائی سے تدبیر کی تھی کہ انکے پہونچنے کی خبر اون لوگون کو نہ پہونچی اور مراد بخش کے لوٹنے کی کہ جو راہ سے لوٹا تھا سنکر اسکا سبب کچھہ نسمجھا اور نہ عالمگیر سے آنے کی کچھہ کیفیت پائی اسی وقت مین بذریعہ خط راجہ شیورام جو ماندو مین تھا اوسے معلوم ہوا کہ لشکر عالمگیری نربدا سے پار اوتر آیا اور ایک گروہ ملازمان داراشکوہ کا جو قلعہ دہار مین تھا عالمگیری فوج سے گھبراکر مہاراجہ سے جا ملا جب قرب لشکر عالمگیر کے خبر پہونچی اوسنے ادھر کو کوچ کیا اور دہرمات پور کے متصل

ایک کوس کے فاصلہ پر آٹھرا چونکہ عالمگیر نہایت عقلمند تھا بنا بر اتمام حجت اور توقف گذرنے کے پانچ چھہ روز یہان کے آنے سے پیشتر کبراے برہمن کو راجہ جسونت کے پاس بھیجا اور نصیحت کی کہ لڑائی سے درگذر کرے کیونکہ مجھے کچھہ ارادہ جنگ کا نہین ہی فقط باپ کی عیادت کو آیا ہون بہتر یہ ہی کہ حاضر ملازمت ہو یا کہ راہ چتور سے جودہ پور اپنے وطن کو چلا جائے ورنہ اس خودسری کا مزا مصیبت کے دن کھلائیگا وہان تو دماغ مین غرور کی ہوا چھا رہی تھی راجپوتونکے گھمنڈ پر لڑنے کو آمادہ ہوا کب راے نے واپس آنکر اظہار حال کیا عالمگیر نے لڑائی کا بندوبست فرمایا اور وہ دن حزم و احتیاط مین گذرا

ذکر محاربۂ اورنگ زیب کا راجہ جسونت سے اور فتح پانا

روز بست و دوم رجب سنہ ۱۰۶۸ ہجری کو بوقت صبح بقصد مدافعت جیش عناد اور جہاد کے فوج کی آراستگی اور فیلان کوہ پیکر خصم افگن کی طیاری اور توپخانہ دشمن سوز کے پیشتر لیجانے کو حکم دیا اور دل عنایت خدا پر رکھکر کوس جنگ کے بجانے اور لڑائی رزم کی بڑھانے کو ارشاد فرمایا اور خود بدولت نے فیل کوہ پیکر پر سوار ہوکر بساط کارزار کی طرف رخ فرمایا فوج ہراول شاہزادہ کامگار محمد سلطان اور نجابت خان کے زیر حکم ہوئی شجاعت خان ولد خان مذکور اور سید مظفر خان بارہہ وغیرہ سرداران انکے ساتھہ معین ہوئے ذوالفقار خان جو جان نثاران قدیمی مین تھا مع چندار باب توپخانہ اور بہادران دیگر کے شاہزادہ کی ہراولی پر نیزہ بلند کیا توپخانہ کا اہتمام مرشد قلیخان کی شجاعت اور کاردانی اور کوشش اور جانفشانی پر مقرر ہوا۔ اور مراد بخش مع اپنی سپاہ اور حشم کے برانغار پر رہا اور جرانغار کی سرداری شاہزادہ محمد اعظم کو ملی ملتفت خان اور رہمت خان اور کار طلب خان اور سپہدار خان وغیرہ امرا اور بہادران جانفشان کو مبارزت مین اوسکے ہمراہ تعینات فرمایا۔ اور التمش کی سرداری مرتضی خان کو تفویض ہوئی اور سید بہار اور حمید الدین اور ملازمان جو کی خاص کے اوس سے متعلق ہوئے اور زبدۂ فدویان اخلاص منش شیخ میر جسکا جوہر بزدلی کو ہمہ تدبیر سے آراستگی رکھتا تھا مع سید میر اوسکے برادر اور دیگر دلاوران شجاع کے جانب یمین لشکر ٹھہرا اور صف شکنخان مع ایک گروہ توپخانہ اور دیگر فدویان کے جانب چپ مقرر ہوا اور لشکر کی قراولی خواجہ عبد اللہ اور دوست بیگ اوسکے بھائی اور نیز دیگر کار آزمودہ اور قراولان سرکار کے ذمہ ہوئی اور خود بدولت قلب لشکر مین مع بندہاے خاص مانند اصالت خان و مخلص خان دتہور خان و قلیچ خان وغیرہ مخلصان کے جاگزین ہوئے جب راجہ جسونت نے خبر انتظام لشکر منصور کی پائی اور صدمہ سطوت عالمگیری نے اوسکی صبر و ثبات کی بنا مین تزلزل ڈالنا چاہا کہ ریو و رنگ کی دستگیری سے وقع الوقتی کرے اور جنگ مین تعویق کرے اس خیال خام سے اپنا دل بکمال عجز و تبدل کی جھکر پیغام دیا کہ مجھے رزم و پیکار کا دعوی اور سرکار سے یاراے رزم و مقابلہ نہین ہی اور اس بندہ عقیدت آئین پر بخشایش ہوکر فسخ عزیمت فرمائی جاوے بشرف آستانہ بوسی فائز ہو عالمگیر اورنگ زیب نے اوسکی حیلہ گری کو پہونچکر جوابدیا کہ چونکہ حالا سوار ہوئے ہین توقف کی صورت نہین ہی اگر اوسکی گفتار فروغ صداقت رکھتی ہو چاہیے کہ اپنے لشکر سے جدا ہوکر تنہا نجابت خان کے روبرو آوے اور خان مذکور اوسکو سلطان محمد کی خدمت مین لاوے اور شاہزادہ حضور مین لائے اور استعفاے جرایم کرائے چونکہ محض حیلہ تھا کچھہ اثر اس التماس کا ظاہر نہوا۔

اور آمادہ جنگ اور طالب نبرد ہوا میر آتش قاسم خان کو سردار ہراول بنایا۔ اور چند دستہ راجپوتیہ کو مانند مکند سنگہ ہاڑا و
سبحان سنگہ بندیلہ و امر سنگہ چندراوت و رتن سنگہ راٹھور و ارجن گور و دیال داس جہالا وغیرہ راجپوتان عمدہ جلادت شعار
اور خوشحال بیگ کاشغری اور سلطان محمد اصالت خان وغیرہ ملازمان معتبر بادشاہی کو اوس فوج مین تعین کرکے بہادر بیگ
بخشی لشکر کو جو توپخانہ کا بھی داروغہ تھا توپخانہ بادشاہی کے اہتمام مین اور جانی بیگ داماد قاسم خان وغیرہ گروہ کو صف
لشکر کشی پر چپو رکھا۔ اور مخلص خان اور محمد بیگ اور یادگار بیگ کو جو بہادران نامی تورانی تھے قراولی پر مقرر کیا اور مہیس داس
اور گوردہن راٹھور کو مع دیگر جماعت کاردیدہ اور راجپوتان جلادت شعار کے التمش مین مقرر کیا۔ اور خود مع راجپوتان
تہور کیش اپنے کے جو دو ہزار سے زیادہ تھے اور چند راجپوتان بادشاہی سے مانند بہیم اور راجہ بٹھلداس گور وغیرہ کے قول مین
ٹھہرا اور راجہ رای سنگہ سیسودیہ مع دیگر گروہ راجپوتیہ مقوم کے قول کے میمنہ مین اور افتخار خان مع سید شمشیر خان
بارہہ اور سید سالار بارہہ اور یادگار مسعود اور محمد مقیم وغیرہ ایک گروہ منصبداران کے میسرہ مین جاگزین ہوا اور راجہ دیبی سنگہ
بندیلہ اور بابوجی اور بہرسوجی کو محافظت اردو مین جو رزمگاہ سے نزدیک تھا چھوڑا۔ اور آغاز جنگ بان توپ اور بندوق
سے عمل مین آیا رفتہ رفتہ آتش کارزار نے اشتعال پکڑا کشش اور کوشش نے بالائی پکڑی۔ محمد اورنگ زیب لشکر
اقبال کو آراستہ اور حلقہ باندہے ہوئے موافق قانون رزم آزمائی کے آہستہ آہستہ آگے کو آتا تھا اور تیر و بندوق
و بان کی ضرب سے عمر مخالفان مین رخنہ اندازی کرتا تھا اسی اثنا مین لشکر کے ہراول سے مہاراجہ
جسونت سنگہ راجہ مکند سنگہ ہاڑا اور رتن سنگہ راٹھور اور دیالداس جہالا اور ارجن سنگہ وغیرہ سردار مع سپاہ
نہایت شجاعت سے جان سے ہاتھ اوٹھا کر حملہ ریز ہوئے اور ہراول اورنگ زیب کے توپخانہ پر آ گرے مرشد قلیخان اور
ذوالفقار خان باوجودیکہ کثرت راجپوتیہ کی برابر تھی مگر غیرت کے دامن مین ہاتھ مار کر ثابت قدم رہے بعد
گیرودار بسیار اور سعی و تلاش بیشمار کے کہ اعلی مرتبہ سپاہگری کا ہے مرشد قلیخان نے مردانہ جان نچھاور کی اور ذوالفقار خان
بموجب ناموس طلبان ہند کے کہ بروقت تنگی پیادہ ہوکر موت کو آمادہ ہوتے ہین گھوڑے سے اوتر کر چند نفر کے ساتھ
میدان وغا مین قدم جمایا اور شجاعت اور دلیری کی داد دیکر اوس معرکہ مردآزما مین گوے شجاعت اور استقلال کا
اقران و امثال سے لیگیا اگرچہ گلہلے جراحت شاخسار شجاعت سے حاصل ہوئے لیکن حفظ الٰہی سے کار بہلاکت نہ پہنچایا
راجپوتون کو معاینہ اس غلبہ اور خیرگی کے نخوت اور خیرگی زیادہ ہوئی اوس ہیئت مجموعی سے توپخانہ اورنگ زیب سے گذر کر
ہراول پر دوڑے اور دوسرا گروہ اوس گروہ جہالت منش کے ہراول سے اور ایک گروہ قول دولت اثر سے اپنے بہیر وغیرہ کی
کمک اور امداد پر حملہ لایا اور بڑی لڑائی ظاہر ہوئی سلطان محمد و نجابت خان اور تمام بہادران ہراول مانند کوہ کے اوس
گروہ کے سیلاب کی جگہ سے نہ ہلکر مستحکم برقرار رہے اور بازوے ہمت کی دستیاری اور نیروے جرأت سے دشمن کے
مقابلے پر موافقت کی اگرچہ غنیم کثرت اور انبوہ مین چار چند تھا مگر ادہر کی افواج کو فرط استقلال اور تائید اقبال سے امداد

دل مضبوط تھا کہ یہ تمام اژدحام بہادرون کی نظر مین ہیچ تھا اور ناوک جانستان ان لوگون کے ہاتھ سے مانند تیر قضا
کے بیخطا شست سے روان ہوتا تھا۔ اور گرز گران دشمنون کے کاسۂ سر کو توڑتا تھا ؎ شدے تیر چون سوے ہندو روان
ہمہ صندل جبہ کردے فشان ٭ وگر در کفی تیغ درکار بود ٭ ز سر در بہان جا کہ زنار بود ٭ اس کشمکش مین کہ نائرۂ جنگ اشتعال مین تھا شیخ میر نے مع جملہ
دلاوران میمنہ دست راست کے اوسی گروہ پر حملہ کیا آور مرتضی خان بھی مع دلیران التمش کے پہونچکر مصدر ترددات نمایان ہوا
آور اسیطرح صف شکنخان مع بہادران طرف دست چپ کے مخالفین پر حملہ آور ہوا۔ اور مردانہ کوششین کین اسوقت مین
محمد اورنگ زیب نے جب احوال جنگ اور ہجوم دشمن اور اونکی چیرہ دستی ملاحظہ فرمائی عرق حشمت بادشاہی متحرک ہوا جوہر
شجاعت ذاتی کو کار فرما کر مع ملازمان رکاب نصرت قدم کے متوجہ کمک اور امداد بہادران جانباز کے ہوا۔ مبارزان دلاور
اور گرز آوران بہادر کو جو عرصۂ کارزار مین دشمنون سے سرگرم گیر ودار تھے اپنی اعانت اور امداد سے قوت بخشی آور ایسا
نزدیک پہونچا کہ قول خاص ہراول سے ملگیا۔ آثار اقبال کے مشاہدہ سے ملازمین کا دل قوی ہوا اور اعدا کی پشت ہمت ٹوٹی
آور دست جرأت بیکار ہوا۔ ملازمان جانباز نے بازوے دلیری دراز کیا دشمنون پر ٹوٹ پڑے اور دشمنون کے خون کو خاک
مین برابر کردیا بقیۃ السیف نے ٹھہرنے کی تاب نہ لاکر فرار اختیار کیا اسی میدان رستخیز اور معرکہ ستیز مین لاشون کے انبار ہوئے
جو انکے تلوار کے گھاٹ اوترے اور اونکی مٹی اوسی سرزمین کی خمیر ہوئی اس لڑائی مین مکند سنگہ ہاڈا اور سجان سیسودیہ اور
رتن سنگہ راٹھور اور ارجن گر اور دیال داس جہالا اور موہن سنگہ ہاڈا وغیرہ جو سرداران عمدۂ مخالفین کے تھے کام آئے اور راجہ
راے سنگہ سیسودیہ قول مخالف سے اور راجہ سجان سنگہ بندیلہ اور امر سنگہ چندراوت ہراول غنیم سے مع فیل وطبل اور اپنے
حشم وخدم کے عین معرکہ سے عالمگیری غلبہ دیکھکر اپنی راہ سدہارے مراد بخش نے برانغار سے راجہ جسونت سنگہ کے بائین
طرف دوڑکر راجہ کے قول سے بھڑا جیسا کہ چاہیے داد شجاعت دی افتخار خان وغیرہ ملازمان بادشاہی جو راجہ کے میسرہ مین
تھے مراد بخش سے مقابل ہوئے ادہر کی زد وخورد سے ایسی سرکوبی ہوئی کہ سیدھی دو اسپہ صحراے عدم کی راہ تاکی اسکی اس
جرأت سے راجہ نہایت مضطرب ہوا۔ برخلاف ذات راجہاے بزرگ اور راجپوتون کے بھاگ نکلا اور شرم وعار چھوڑکر زخم خوردہ
مجروحون کے ساتھ وطن کی راہ لی قاسم خان وغیرہ امراے بادشاہی جو اوسکی لڑائی مین تھے تباہی مین پھنسے اور بناکامی
تھکے آور مراد بخش راجہ جسونت کے داہنے طرف سے پیشتر جاکر راجہ کی بنگاہ پر پہونچا اور فوج راجہ جو بنگاہ حفاظت پر مامور تھی
مانوجی اور سوجی کا دل چھوٹا ہوگیا بھاگنے کی عزیمت کی راجہ بنی سنگہ نے دوربینی کرکے اپنی ناک رکھلی مراد بخش کے حضور مین
عفو خواہ ہوا کل توپخانہ اور فیل خانہ اور خزانہ مخالف کا اورنگ زیب کے ہاتھ لگا اور بنگاہ دشمن کی لوٹ لیگئے اور مہاراجہ جسونت
شکست فاش اوٹھاکر اپنے کیے کی سزا کو پہونچا اور عالمگیر نے فوج کو تعاقب سے باز رکھا حکم دیا کہ مقتولون کا شمار ہو معلوم ہوا کہ
مخالفون کے چھ ہزار آدمی مارے گئے اور سرداران نامی اوس گروہ کے کام آئے اور ادھر سے سواے مرشد قلیخان کے خیر ہوئی اور سواے
ذو الفقار خان اور سکندر روہیلہ اور شیخ عبد العزیز اور رگھناتھ سنگہ راٹھور کے کسیکے زخم تک نہین لگا البتہ شیخ عبد العزیز نے

کثرت تردد مین الیس زخم کھائے آخر کار زخم کو اندمال ہوا نیش فراموش نوشانوش کا جوش ہوا القصہ بعد فتح سجدۂ شکر ادا کیا
شادیانہ بجے خوشیان منائی گئین اوسی جگہ خیمہ استادہ کر کے نماز ظہر ادا کی اور دوگانہ شکر ادا فرمایا اسکے بعد مراد بخش نے
تسلیمات مبارکباد عرض کی اور راجہ جی سنگھ بوندیلہ کا جسکو اپنے ساتھ لیگیا تھا قصور معاف کرایا اور ملازمت مین فائز کیا
عالمگیر شام تک وہان پر ٹھہرا بعد نماز مغرب جب ورود اردو اور نصب خیمہ کی خبر پائی مع لشکر سوار ہو کر دولتخانہ کو جو کوس بھر کے
فاصلہ پر تھا آکر رونق افروز ہوا - اور بعوض اس جسارت اور ترددات کے مراد بخش کو ہژدہ ہزار اشرفی اور چار زنجیر فیل
لوہ تمثال وغیرہ عطا فرمایا اور سلطان محمد خلف کلان کو پنجہزاری پنجہزار سوار کے اضافہ سے منصب پانزدہ ہزاری و دہ ہزار
سوار لطف فرمایا دوسکر روز تیسوین ماہ مذکور ظاہر بلدہ اوجین مین خیمہ گاہ ہوا بندگان رکاب جنہون نے جانفشانیان
کین تحسین نوازش خسروانہ سے سرفراز ہوئے اونمین سے نجابت خان کو خلعت خاصہ اور دو زنجیر فیل اور ایک لاکھ روپیہ
دیکر خانخانان بہادر سپہ سالار کا لقب عنایت کیا اور ملتفت خان کو اعظم خانی لقب اور خدمت دیوانی اور خلعت خاصہ
اور گھوڑا اور طوغ و نقارہ چارہزاری دوہزار سوار عطا ہوا اسیطرح ہر ایک نے اضافہ پایا تین مقام کے بعد ۱۲ کوچ اوجین سے
کوچ ہوا ۱۳ کوچ اور تین مقام کے بعد دوسری شعبان کو حدود گوالیار مین نزول ہوا یہان پر عزت خان فوجدار
بہادر جو قلعہ رائے سین کا محافظ تھا بموجب حکم حاضر خدمت ہوا اور عنایت خلعت اور اسپ خاصہ اور فیل و خطاب
خانہ ورانی سے مشمول عواطف خسروانی ہوا چونکہ داراشکوہ مع لشکر بسیار دھولپور مین آیا اور لشکر عالمگیری کی گذرگاہ
استماع مین آیا تھا کہ دریائے چنبل سے اوترنا ہے اور اکثر گذرگاہین جو کہ مشہور تھین ضبط و بند کر کے مورچون کی
درستی مین مصروف تھا عالمگیر نے جب یہ خبر پائی لہذا یہ تلاش ہوئی کہ کس گھاٹ سے گذر کیجیے - آخر کار اوسطرف کے زمیندارون
سے دریافت ہوا کہ گذرگاہ بھنڈ پایاب اور قابل گذر لشکر ہے یہ گھاٹ سمت گوالیار سے دھولپور کے داہنے بیس کوس پر واقع ہے
چونکہ لشکر عالمگیری سے یہ گذر دور اور غیر مشہور تھا داراشکوہ نے اپنی کوتاہ بینی سے اسکی ضبطی نفرمائی تھی - لہذا دوسکر روز
جب قیام تھا عالمگیر نے حکم دیا کہ خانخانان سپہ سالار اور ذوالفقار خان اور صف شکنخان مع توپخانہ وغیرہ کے جا کر دریا اوس گذر سے
عبور کر کے ہمارے پہونچنے تک محافظت کرین حسب الحکم بندگان جانسپار نے سلخ شعبان کو دریائے چنبل کے کنارے پہونچکر بلا توقف
پار اوترے اور اوسی روز اورنگ زیب گوالیار سے کوچ کر کے دو روز مین وہان جا پہونچا دوسکر روز غرہ ماہ رمضان کو پار اوترا اور
چنبل کے اودہر مقیم ہوا اب کسیقدر حال شاہجہان اور داراشکوہ کا بنا بر انتظام اخبار ضرور ادرج کیا جاتا ہے

ذکر احوال شاہجہان و داراشکوہ

شاہجہان کو اگرچہ مستقر الخلافت آگرہ مین کسیقدر صحت ہوئی مگر ضعف و ناتوانی بدستور تھی اور گرما کی فصل نزدیک آگئی تھی
حکیمون نے گرمی کے سبب سے بخوف عود مرض کے رہنا اکبر آباد کا پسند نکیا کیونکہ آگرہ کی گرمی بہ نسبت دہلی کے زیادہ ہے اور یہان کے مکانات
بھی سنگین ہین پس یہ رائے دی کہ شاہجہان آباد کو عزیمت فرمائی جاوے کہ جو مزیت روح افزا ہوا اور تسلسل نہر اور خوشگواری جمن

بہ نسبت دیگر شہرون کے منتخب ہی بادشاہ نے صحت کیواسطے شاہجہان آباد کا ارادہ مصمم کیا داراشکوہ نے ہرچند غرض شاہی برخلاف اپنی غرض اور مصلحت کے سمجھے لیکن اعتماد کے واسطے کچھہ عرض نکی اور اس خیال سے کہ مہاراجہ جسونت سنگھہ اورنگ زیب کی تعہد کرتا ہی مغرور ہوکر جانتا تھا کہ فی الواقع راجہ مذکور مع اوس فوج اور سامان معتبر کے ارادہای اورنگ زیب کا تدارک کریگا لیکن باپکی نہضت مین انکار کرنا موجب اقناع آلام سمجھکر راضی رہا - ۱۸ رجب کو کہ جسکی بائیسوین کو اورنگ زیب کی لڑائی جسونت سنگھہ سے اوجین کے اطراف مین تمام ہوئی تھی مع داراشکوہ کے شاہجہان آباد کو روانہ ہوا - دوم شعبان کو جب کہ موضع بلوچ پور مین خیمہ ہوئے رستم بیگ گرزدار اور ساقی بیگ یساول نے بروقت اقامت جو اکبرآباد سے راجہ جسونت کے پاس گئے تھے معاودت ہوکر راجہ مذکور کے شکست کی خبر پہونچائی کسیقدر ارادہ عزیمت اورنگ زیب کی سُنائی - داراشکوہ اس سانحہ سے گھبرا گیا تن بتقدیر اکبرآباد کی عزیمت کا ارادہ کیا - بادشاہ اصلا اس امر سے راضی نہ تھا - اور کمال درجہ کا انکار اس مراجعت مین کرتا تھا مگر داراشکوہ نے عجز وانکسار سے باپ کو مضطر بکرکے اکبرآباد کی راہلی اور فوج شاہی نے بلوچ پور سے قصد کوچ کیا ۹ شعبان کو داخل مرکز سلطنت ہوئے داراشکوہ نے فراہمی لشکر اور سرانجام اسباب نبرد مین تردد کیا جسقدر ممکن تھا جمیع امرای بادشاہی کو فرمان لکھہ لکھکر بلایا - اور بتالیف قلوب کرکے اپنا موافق اور یاور بنالیا اور تھوڑی سی فرصت مین سپاہ قدیم و جدید سے قریب ساٹھہ ہزار سوار کے فراہم کرلیے ہتھیار وغیرہ جسنے جو خواہش کی توشخانہ شاہی سے دلوادیا - چونکہ شاہجہان کو تیزی اور دور اندیشی عالمگیر کی اور نازپروری داراشکوہ کی جیسا کہ چاہیے معلوم تھی خوب جانتا تھا کہ داراشکوہ اوسکے مقابلہ مین نہین ٹھہر سکتا آخرکار خائف وہراسان ہوگا - اسی سبب سے نہین چاہتا تھا کہ فیمابین جنگ و جدل ہو اور بمقتضای شفقت داراشکوہ کے مصالحہ کی تدبیر کرتا تھا اور داراشکوہ کو جو شیطان نے کان بھردیے تھے کچھہ نہ سنائی دیتا تھا غرور کی سمائی تھی اور شاہجہان ضعف و ناتوانی کے باعث زجر تو کرنسکتا تھا ناچار مدارت مین مالوف ہوتا تھا جب داراشکوہ نے لڑنے کا عزم جزم کیا - ۱۶ شعبان کو خلیل اللہ خان کو مع دیگر امرا اور کسیقدر سپاہ کے برسم منقلا روانہ پیشتر کیا - اور حکم دیا کہ جب تک اردو پہونچے دہولپور مین بمقابل رہکر چنبل کی ضبطی معابر مین کوشش کرے اور خود مع سپہر شکوہ چھوٹے بیٹے اور کل فوج اور توپخانہ وغیرہ کے ۲۵ ماہ مذکور کو اکبرآباد سے نکلکر دہولپور سے پانچ منزل ادہر جا پہونچا - اور چند روز وہان پہونچکر جیسا کہ چاہیے ضبطی معابر مین ساعی رہا - اور اپنے بڑے لڑکے سلیمان شکوہ کا انتظار جسکے ساتھہ جم غفیر کا تھا کرتا رہا اور یہی چاہتا تھا کہ اوسکے پہونچنے تک خدا کرے لشکر عالمگیر عبور نکرے القصہ جب عبور لشکر اورنگ زیب کی بدستور مذکورۃ الصدر خبر پہونچی نہایت سراسیمہ ہوا اور مع لشکر فراہم کردہ کے آخرکو دہولپور سے عازم مقابلہ ہوا - اور موضع راجپورہ مین جو اکبرآباد سے دس کوس پر جمنا کنارے معمور ہی لشکرگاہ کیا اور ترتیب فوج مین مصروف ہوا - اسوقت مین بھی شاہجہان نے فرامین نصیحت آگین در بارۂ امتناع جنگ داراشکوہ کے نام صادر فرمائے لیکن کچھہ مفید نہوا آخر کو شاہجہان نے باوجود تمازت آفتاب اور لحوق ضعف بیماری کے بنظر رفاہ داراشکوہ چاہا کہ براہ دریا لشکر مین پہونچکر انسداد جنگ کرے آخر اسی ارادہ سے پیش خیمہ باہر نکالا اور حکم دیا کہ دونو لشکر کے درمیان مین خیمہ شاہی برپا ہو

اور عنقریب خود بھی عزم نہضت رکھتا تھا داراشکوہ بادشاہ کا پہونچنا اپنے مطلب مین موجب خلل سمجھا ہر طرح کے حیلہ وحوالہ کر کے تاخیر کرائی اور خود جنگ کو بہ تعجیل آمادہ ہوا

اورنگ زیب اور داراشکوہ کی جنگ اور گردون ستمکار کے نیرنگ کا بیان۔

جب غرۂ رمضان کو عالمگیر نے مع فوج دریاے چنبل سے عبور کیا چون کہ لشکر کو بڑی دوڑ دھوپ ہوئی تھی دو روز قیام کیا جب داراشکوہ کے پیشروی کی خبر دہولپور سے بعزم مقابلہ گوش زد ہوئی متواتر کوچ در کوچ تین دن کے بعد ۶ رمضان کو لشکر داراشکوہ کے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر متوقف ہوا تا کہ لشکر ظفر نشانی کی کیفیت دریافت کرے۔ داراشکوہ نے اوسی روز جب اورنگ زیب کے لشکر کے پہونچنے کی خبر سنی ترتیب فوج کر کے سواری کی اور مقام گاہ سے کسیقدر پیشتر آکر کھڑا ہوا اور اپنی ناتجربہ کاری اور بدتدبیری سے تمام دن مع افواج مسلح کے ہواے گرم مین جلتا رہا اس سوز مین اکثر سپاہی شدت عطش سے دریاے فنا کے کنارے پہونچنے لگے اور بوقت غروب آفتاب منزلگاہ کو لوٹا عقلمندون نے یہ سرگذشت شکست کا شگون سمجھا اور اوسکے فرار اور ادبار کے آثار پائے اورنگ زیب نے باقتضاے مصلحت ہوشیاران دولتخواہ کے جسوقت پانچ کوس صحراے کم آب مین سفر کیا تھا حرکت مناسب نہ سمجھی توقف بجاے خود مناسب جانا جب فوج مخالف کا پتا ملا اور اوس روز لڑائی موقوف رہی بموجب حکم وہان پر خیمہ برپا ہوئے اور محافظت لشکر کے پہرے تقسیم ہوئے رات تو خیریت سے گذری صبح ہوتے اورنگ زیب نے ترتیب لشکر کی توپخانہ کو مقدم کیا ہاتھیون نے برگستوان وغیرہ لوازم جنگ سے آراستگی پائی شاہزادہ محمد سلطان مع خانخانان سپہ سالار کے ہراول مین آیا۔ ذوالفقار خان اور صف شکنخان ہر دو توپخانہ کے مہتمم ہوئے برانغار کی سرداری شاہزادۂ محمد اعظم کے نام زد ہوئی۔ اور اسلام خان اور اعظم خان اور خانزمان اور مختار خان وغیرہ مدد پر مقرر ہوئے اور جرانغار پر مراد بخش مع فوج تعین ہوا اور التمش کی سرداری شیخ میر اور سید میر اور شرزہ خان وغیرہ کے سپرد ہوئی اور بہادر خان مع چندداوران دست راست اور خانزمان دست چپ پر مقرر ہوئے خواجہ عبد اللہ قراول بیگی مع دولت بیگ اور عبد اللہ خان تبراہی اور بہرام خان و لد قزلباش خان وغیرہ گروہ بندگان کار طلب سے قراولون کی قراولی پر تعینات ہوئے اور خود بدولت فیل سوار مع محمد اعظم کے قول خاص مین جلوہ افروز ہوا داراشکوہ نے بھی اسی صبح کو کہ ہفتم ماہ رمضان تھی جب طنطنۂ عالمگیری سنا بدستور روز گذشتہ کے لشکر آراستہ کر کے بجاے اول استادہ ہوا ترتیب فوج کی یہ صورت ہوئی کہ اپنا توپخانہ جو باہتمام میر آتش تھا دست راست کو اور توپخانہ شاہی جو زیر اہتمام حسین بیگ خان کے تھا دست چپ سے در پیش لشکر مقرر کیا اور امراے پادشاہی سے راو ستر سال ہاڈا کو جو راجپوتان عمدۂ ہندوستان مین بمزید شجاعت اور دلاوری اور سپاہگری کے موصوف اور معزز تھا مع راجہ روپ سنگہ راٹھور عم زادۂ راجہ جسونت سنگہ جسے اپنا عزیز سمجھتا تھا اور سپہر بدو سپسود ہے اور راجہ گردہر برادر زادۂ راجہ بیٹھلداس اور گوربہیم پسر راجہ مذکور اور راجہ سیوارام گور وغیرہ راجپوتان نامی کے ہراول بنایا اور اپنے ملازمون مین سے داؤد خان قریشی کو مع چار ہزار سوار سے زیادہ اور عسکر خان میر بخشی کو تین ہزار آدمیون سے اوس فوج کا ضمیمہ بنایا اور برانغار خلیل اللہ خان کو جو عمدہ اور میر بخشی لشکر بادشاہی کا تھا

ابراہیم خان کو مع اوسکے بھائیون اسمعیل بیگ اور اسحق بیگ اور طاہر خان اور قباد خان وغیرہ تورانیون اور رام سنگہ راٹھور
اور غضنفر خان اور سلطان حسین ولد اصالت خان مرحوم اور میر خان ولد خلیل اللہ خان اور راجہ کشن سنگہ تونورا اور پرتھی راج
وغیرہ امرا اور منصبداران بادشاہی کو اوس فوج مین تعین کیا اور سپہر شکوہ اپنے لڑکے کو مع رستم خان بہادر فیروز جنگ کے
جرانغار مین قاسم خان اور سر بلند خان اور سید شیر خان بارہہ اور مانوجی اور سوجی دکہنی اور سید بہادر بہکری اور چھتر سنگہ
بہدوریہ اور عبد النبی خان اور سید نجابت خان اور سید منور بارہہ اور سید نور العیان اور سید مقبول عالم وغیرہ کو معین کیا
اور خود تین ہزار سوار جرار کے ہمراہ مانند فیض اللہ خان اور خوشحال بیگ کاشغری کے قول مین اور کنور رام سنگہ ولد راجہ جی سنگہ
کو مع کیرت سنگہ اوسکے بھائی اور شیخ معظم فتح پوری وغیرہ راجپوتون کے اور سید ناہر خان کو دو ہزار سوار سے التمش مین
جگہ دی اور دو فوج یمین و یسار قراول پر معین کین ظفر خان و فیروز میواتی کو فوج میمنہ کی سرداری عطا ہوئی اور میسرہ فاخر خان
نجم ثانی کی حفاظت مین ہوئی القصہ یہ دن گذرنے پر دارا شکوہ نے بعزم رزم فوج اورنگ زیب کا استقبال کیا جسوقت
لشکر عالمگیر ظاہر ہوا اول تیر و تفنگ کی شرر افشانی ہوئی گولون کی بوچھاڑ سے آسمان گویا سراپا نیلی ہوا دارا شکوہ کی فوج نے
نزدیک پہونچکر تیغ و تلوار کی نوبت پہونچائی سپہر شکوہ اور رستم خان نے جرانغار سے یہ جرأت کی کہ عالمگیری توپخانہ پر دہاوا مارا
ادہر سے تفنگچیان مورچہ کی پامردی ہوئی اور یہ بھی ہوا کہ رستم خان کا ہاتھی گلۂ توپخانہ کا نشانہ ہوا اور اس زد و خورد کے صدمہ سے
گھبراہٹ سما گئی جب ادہر گھسنا میسر نہوا ناچار میمنہ پر متوجہ ہوا بہادر خان کی فوج نے نہایت چستی و چالاکی مین انکی مدافعت کی
خان مذکور نے سرگرمی بہادری سے زخم اوٹھائے اور سید دلاور خان اور ہادی داد خان نے چہرۂ شجاعت کو گلگونہ رفاقت سے زرین کیا
اور گلزار عقبیٰ کی راہ لی ہر چند عالمگیری فوج نے بہت کچھہ ہاتھہ پیر مارے مگر دارا شکوہی انبوہ کی مدافعت نہوسکی اور نزدیک تھا کہ
گھبرا کر قدم اوکھڑ جائین کہ یمین کی طرف سے اسلام خان مع بہادران برانغار کے اوٹھکر جا بھڑا اور شیخ میر بھی مع فوج التمش
کے برابر جا پہونچا وہ آویزش ہوئی کہ آسمان کو چکر آیا اس آویزش مین رستم خان نشانۂ تیر فنا ہوا سپہر شکوہ کو مع باقیماندہ کے
بھاگنے کی سوجھی سرداران فوج برانغار سے جو اسلام خان کے ہمراہ تھی سیف خان اور غیرت خان اور محمد صادق اور میر برہمند زخمی
ہوئے ۔ دارا شکوہ نازپروردہ مین گرمی جنگ محض ناتجربہ کار تھا رستم خان کی تیزروی اور اپنے بیٹے سپہر شکوہ کی دلیری دیکھکر
فوراً قول اور التمش کی فوج لیکر اورنگ زیب کی فوج ہراول اور توپخانہ کی طرف چلا اور اپنے ہراول کو زیر کرکے اپنے توپخانہ سے بھی
جا نکلا جب مخالف کے توپخانہ کے قریب پہونچا گذر کی راہ نپائی لاچار اپنے دست راست کو حایل ہوا اس باعث سے طرفین کے
ہراول مین آویزش پہونچی اور دارا شکوہ مراد بخش سے جو مع فوج عالمگیری فوج کے جرانغار کا سردار تھا روبرو ہوا خلیل اللہ خان
بھی مع فوج برانغار کے دارا شکوہ اپنے آقا کی مدد پر پہونچکر حملہ آور ہوا گروہ اوزبکیہ جو اوسکے ہمراہ تھے گرم جرأت ہوئے مراد بخش نے
بہت کچھہ کوشش کی آخر کو جب زخمی ہوا پیچھے ہٹ گیا اس ملاحظہ سے عالمگیر نے اپنے فیل کا دارا شکوہ کی طرف سے رخ کیا
اور اسوقت اوسکی فوج اور قول خاص نے بھی اودہر توجہ کی اسوقت مین ان راجپوتون نے جنہون نے مراد بخش کو شکست دی تھی کہ

اورنگ زیب پر حملہ کیا - ادہر سے بھی دلاوران جانفشان نے حق نمک ادا کرنے پر کمر باندھی اُس سخت حملہ مین
مرتضی خان اور ذوالفقار خان اور عزت خان اور الہ یار بیگ میر توزک زخمی ہوئے اگرچہ ہمراہیان اورنگ زیب نے
شجاعت اور مردانگی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھا جیپوتون نے قیامت برپا کی تھی چنانچہ راو ستر سال ہاڈا اور
رام سنگہ راٹھور اور بھیم والد راجہ بہلداس اور راجہ شیورام برادرزادہ راجہ مذکور نے مع دیگر ہمجنسون کے کوشش سے
خاص قول عالمگیری تک پہونچکر داد جوانمردی دی آخر کو راہ عدم لی راجہ روپ سنگہ راٹھور نے فیل خاص تک پیادہ پہونچکر
بند ہودج کاٹ دیے اور عالمگیر اس شجاعت سے چاہتا تھا کہ زندہ قید ہوکر زمرۂ ملازمان مین شامل ہو لیکن ممکن نہوا
کسیکے ہاتھ سے مارا گیا الغرض جب داراشکوہ نے دیکھا کہ رستم خان اور ستر سال وغیرہ عمدہ راجپوت جنکی پشت پناہی کے
باپ کا کمانا تھا اور وہ لڑائی مین مارے گئے تھوڑی دیر ٹھہرا - اسوقت مین محمد صالح اوسکا دیوان جسے وزیر خان خطاب دیا تھا
اور ماہر خان بارہہ اور یوسف خان برادر دلیر خان وغیرہ شجاعون نے جان دی اور اسی وقت مین چند عدد تیر بان
عالمگیر کی طرف سے قول خاص تک آگرے اور اسوجہ سے پاے ثبات متزلزل ہوا باوجودیکہ ایک جماعت ہمراہ تھی اور ہنوز لڑائی
تمام نہوئی تھی خدا جانے کیا وجہ سمجھی کہ ہاتھی سے اوتر گھوڑے پر سوار ہوا لشکر نے جو یہ اضطراب ناصواب اور حرکت بیوقت
دیکھی اپنی اپنی ہر ایک نے راہ پکڑی اس درمیان مین ترکش دار داراشکوہ کا تیر اجل کا نشانہ ہوا - اس گرما گرمی سے
داراشکوہ کے پیر اوکھڑ گئے سپہر شکوہ بھی بھاگ کر اسی رو واروی مین باپ سے جا ملا نصرت و فتحمندی خوب عالمگیر کو حاصل ہوئی
بعد اس سانحہ کے بہر عالمگیری اور داراشکوہی فوج کے اکثر عمدہ روشناس کام آئے اورنگ زیب نے تعاقب کو ممانعت کی -
داریون کا یہ حال تھا کہ ہر قدم پر کوئی زخمیون کی کثرت کوئی تشنگی اور گرمی کی شدت سے جان بحق ہوتے جاتے تھے بعضے شہر
مین پہونچکر فنا ہوئے داراشکوہ کے سرداران باقی مین ایسا شخص کم تھا کہ زخمی نہوا ہو تب کل فوج پر کیا ذکر کیا جاوے عنایت الہی
دیکھو کہ لشکر عالمگیری سے بجز اعظم خان کے کہ بعد فتح جو شدت گرما اور حرارت ہوا سے درگذرا اور سرفراز خان اور ہادی داد خان
اور سید دلاور خان کے کوئی ضائع نہین ہوا اور بہادر خان اور ذوالفقار خان اور مرتضی خان اور دیندار خان اور عزت بیگ اور محمد صادق
اور میر بہمند کے سوا کوئی زخمی بھی نہوا اور دو تین آدمیون نے فوج مراد بخش مین جان دی اور خود مراد بخش مجروح ہوا اور داراشکوہ
مع اپنے فرزند اور بعض نوکرون کے ناکام وقت شام اکبرآباد پہونچا خجالت سے کسیکی ملاقات نہ کی باپ کی ملازمت مین بھی نگیا
تین پہر رات تشویش مین بسر کی اور آخر شب کو اپنی بی بی کو مع پرستاران اور پردہ نشین اور کسیقدر جواہرات اور اشرفی طلا
وغیرہ کے جو اوسوقت اضطراب مین ہاتھ آیا سپہر شکوہ اور لوگون کے ہمراہ دہلی کو روانہ کیا اوسکے صبح کو اور لوگ جا ملے اور دو تین روز تک
آمد و رفت مین قریب پانچہزار سوار کے اوسکے پاس ہو گیا اور بعض اوسکے کارخانجات بھی پہونچ گئے اور اکثر اوسکے نوکران اوسکی
نوکری سے مستعفی ہوکر اورنگ زیب سے آملے یہان پر اضافہ منصب اور دلجوئی سے سرفراز ہوئے اسیطرح اکثر خزانہ اور جواہرات اور
کارخانہ فیلان وغیرہ اکبرآباد مین رہ گیا کچھ لڑائی مین کچھ شہر مین لٹا القصہ اورنگ زیب سجدہ شکر ادا کرکے درپی مخالفان روانہ ہوا

اوتا مقامگاہ اعدا کے پہونچا مخالف تو پراگندہ ہوگئے تھے مگر خیمہ دارشکوہی ہنوز بپا تھا عالمگیر نے اپنے اردو کے پہونچنے تک
اوسی خیمہ مین آرام فرمایا - امرا نے تسلیم مبارکباد عرض کی - ہر ایک عنایت شاہی سے سرفراز کیا گیا خصوص مرادبخش
مجروح کے زخم کو روغن چرب بیانی سے مندمل کیا - اور جراحان ماہر اور اطباے حاذق دوا کو مقرر ہوئے بعد پہونچنے اردو کے
اپنے خاص خیمہ مین رونق افروز ہوا دوسرے روز شکارگاہ سموگر مین پہونچکر اپنے باپ شاہجہان کو عرضی لکھی جسمین حال جنگ
اور اپنی عجز و معذرت اور داراشکوہ کی مبادرت تحریر تھی روانہ کی - اسی روز محمد امین خان ولد معظم خان جسکے باپ کو اورنگزیب
نے بمقتضاے مصلحت اورنگ آباد مین قید کیا تھا آستان بوس دولت ہوا اور مورد عنایت ہوکر مرحمت خلعت خاصہ
اور اضافہ ہزاری ہزار سوار سے منصب چار ہزاری سہ ہزاری سوار سے سربلند ہوا دوسرے روز جب مقام ہوا اعتقاد خان ولد
یمین الدولہ آصف خان مع چند دیگر امرایان دولت کے حضور مین پہونچکر مورد عنایت ہوئے ونہم ماہ رمضان باغ نور منزل
واقع طاہر اکبر آباد مین منزل ہوئی اور شاہجہان نے عالمگیری غلبہ دیکھکر مدارات کی اور در جواب بخط خاص تحریر فرماکر مصحوب
فاضل خان میر سامان کے روانہ فرمایا اور سید ہدایت اللہ صدر کو بھی ہمراہ کیا وہ لوگ خدمت مین پہونچکر بعد ادراک ملازمت
اور ادا کرنے خط اور پیغام زبانی کے خلعت سے سرفراز ہوئے اور نیز بادشاہ نے جو ایک قبضہ شمشیر موسوم عالمگیر بھی بھیجی تھی
نذر سے گذرانی گئی - اورنگ زیب نے فال نیک اور خوش سرانجامی پائی اور اپنا لقب بھی مقرر کیا - اسی تاریخ کو طاہر خان
اور قباد خان اور فیض اللہ خان اور سربلند خان اور نوازش خان وغیرہ نے پہونچکر دست توسل دامن اورنگ زیب مین
مستحکم کیا - ہر ایک کو خلعت فاخرہ عطا ہوا چونکہ اسوقت مین انتظام سلطنت تخلل پذیر اور دو مدعیان سلطنت کا لشکر
نزدیک شہر کے فراہم تھا اور بندوبست ملکی مین کل بدانتظامیان تھین رعایاے دہلی بڑے مخمصہ مین گرفتار تھی -
مرادبخش کے مردم ہمراہی اپنے مالک کی بیخبری دیکھکر جور و تعدی کرتے تھے اورنگ زیب دیدہ و دانستہ تقاضاے وقت سے
چشم پوشی کرتا تھا - اسی چشم پوشی سے اور بھی اون نے حیاؤن کے آنکھ کا پانی ڈھل گیا شہر مین جاکر نے اعتدالی کرنا شروع کی
اورنگ زیب شہر و قلعہ مین اپنا تسلط چاہتا تھا القصہ مصلحت اسمین دیکھی کہ شاہزادہ محمد سلطان کو مع خانخانان سالار کے
شہر کو روانہ کرے تا امر سلطنت کے ضبط و ربط مین ساعی ہو لہذا ۱۲ ماہ مذکور کو بموجب حکم شاہزادہ اور سپہ سالار مع فوج کے
داخل شہر ہوئے اسی تاریخ کو ایک گروہ امراے بادشاہی نے شرف ملازمت حاصل کرکے خلاع مہربانی سے سرفرازی پائی
۱۴ کو خانجہان شائستہ خان بیٹا یمین الدولہ آصف خان کا جسے شاہجہان نے بعد پہونچنے خبر شکست داراشکوہ کے بموجب کہنے شاہزادہ کے
اور نیز دیگر مغلوبون کے قید کیا تھا اور دو روز کے بعد بسبب ظہور بیخبری یا واسطے رضامندی اورنگ زیب عالمگیر کے رہا کیا حاضر ہوکر
شرفیاب ہوا - عمدۃ الملک خلیل اللہ خان جسکو بادشاہ نے فاضل خان کے ہمراہ کسی پیغام کو بھیجا تھا یہان سے جواب فاضل خان کے
ساتھ روانہ کیا گیا اور عمدۃ الملک کو بنظر مصلحت سلطنت کے اپنے حضور مین ٹھہرا رکھا اور میر میران اوسکے لڑکے وغیرہ امراے
سلام کو حاضر ہوکر خلعت مہربانی حاصل کیے اور اسی طور پر روزانہ گروہ در گروہ پہونچکر مورد مہربانی ہوا کرتا چونکہ چکلہ متھرا کے

مہات جسکا تعلق داراشکوہ سے تھا اسوقت مین خلل پذیر ہوئے عالمگیر نے ایک فوجدار روانہ کیا کہ اوسنے جاکر انتظام کیا۔ ۱۷ کو بعد دلجمعی امور مسطورہ کے سلطان محمد کو باپکے حضور مین روانہ کیا اور وہ حسب الامر داخل قلعہ ہوکر ازروے قدرہ و آداب کے جیسا کہ عالمگیر اپنے باپ کے حضور سے مشرف ہوتا تھا کامیاب ملازمت جد بزرگوار ہوا۔ ۱۹ کو عالمگیر کی بہن جو سن و سال مین بڑی تھی بموجب ارشاد پدر کے نور باغ مین آکر نصیحت و پند کرنے لگی اور باپ کی اطاعت کو منظور کرانا چاہا عالمگیر نے برخلاف اپنی صلاح بالکہ حسن تقریر سے عذر کر دیے اور ہر حیلہ سے پہلو تہی کیا۔ اور اسی دن جعفر خان وزیر اعظم اور نصرت خان شرف اندوز ملازمت ہوکر خلعت خاص سے مخلع ہوئے جب چھوٹے بڑے ہر ایک حاضر دربار ہوئے عالمگیر نے حزم اور احتیاط سے تخت نشینی نامناسب جانکر مسند تکیہ پر جلوس کیا۔ ہر ایک خاص و عام کو مورد لطف و کرم فرمایا راے رایان جو سر دفتر اہل دیوان تھا مع جملہ متصدیون کے جو زمرۂ اہل قلم اور حساب مین نوکر تھے جبہ سانے فدویت ہوا اور واسطے انتظام انواع اختلال کے جو ملک و دولت مین واقع ہوا تھا مامور ہوا ۲۰ ماہ مبارک کو اس نیت سے کہ قلعہ مین داخل ہو باغ نور منزل سے اکبرآباد کا قصد کیا اور مراد بخش کو صحت کلی کے بہانہ سے وہین پر چھوڑا خود فیل صرصر خرام پر سوار ہوکر داراشکوہ کی حویلی مین جو اوسکے بموجب حکم کے آراستہ کی گئی تھی جا ٹھہرا وہان پر مقیم ہوکر ہر ایک کی دلجمعی اور اضافہ مناصب اور تالیف قلوب امراے بادشاہی کی تربیت خان کو چار ہزاری چار ہزار سوار کا منصب عطا ہوا اور اجمیر کی صوبہ داری حوالہ کی۔

ذکر احوال داراشکوہ

داراشکوہ بعد فرار اکبرآباد سے پانچ ہزار سوار سے دہلی آیا ۱۴ ماہ رمضان کو شہر کہنہ کے قلعہ مین ورود کیا عالمگیر جو اکبرآباد مین مقیم ہوا اسنے اس اقامت کو مغتنم سمجھا فوج آرائی اور زر و سپاہ کی فراہمی مین مصروف ہوا روپیہ کی طمع سے اقبال اور اسباب بادشاہی اور امرا کے مال و دولت مین دست درازی کی جہان جو پایا اپنے تصرف مین لایا چونکہ اپنے لڑکے سلیمان شکوہ کو مع اوسکے ہمراہیون کے لکھ چکا تھا کہ مع ہمراہیون کے حاضر حضور ہو لہذا منتظر تھا کہ بعد اونکے پہونچنے کے آمادہ جنگ ہو اور پوشیدہ پیچھے خطوط اقسام وغیرہ بعد ترغیب اپنی رفاقت اور انحراف کرنے عالمگیر سے امراے اسطرف کو میلان کر رہا تھا اور عالمگیر نے بعض آدمیون کی وضع سے دریافت کیا کہ داراشکوہ کے اقتدار کے منتظر ہین اور شاہجہان داراشکوہ سے زیادہ محبت رکھتا تھا اور اوسنے اکثر عرائض ارزانی کے ارسال کیے ناچار برخلاف مقصد عالمگیر کے داراشکوہ کی رفاہ بادشاہ چاہتا تھا اگرچہ ظاہر مین مدارات کرتا تھا مگر عالمگیر چاہتا تھا کہ رفع تشنیع مردم کے واسطے حضور پدر مین حاضر ہوا اور کاروبار سلطنت اپنے قبضۂ اختیار مین لیوے اور رفع کدورت کرے لیکن شاہجہان نے اپنی نے اختیاری جانکر ملاقات منظور نکی عالمگیر نے بھی اسطرح کی ملاقات کو برخلاف مدعا سمجھا اور بہکا دینا داراشکوہ کا دہلی سے مصلحت جانکر شاہجہان آباد کو روانہ ہوا ❊ ❊

عالمگیر کا شاہجہان آباد کو کوچ کرنا

جسوقت عالمگیر داراشکوہ کے استقبال کے ارادہ پر دہلی کو عازم ہوا شاہزادہ محمد سلطان کو اکبرآباد کے لشکر مین چھوڑ کر

موضع فوج ہمراہی کے دہلی کو چلا۔ اسلام خان شاہزادہ کی اتالیقی پر مقرر ہوا اور فاضل خان میر سامان بادشاہ کو اپنے محبوس
باپ کی خدمت اور فرمایشات کے اہتمام پر مقرر کیا اور ذوالفقار خان کو قلعہ اکبرآباد اور شاہجہان کی حفاظت کو چھوڑا۔ اور
تقرب خان جسکی دوا سے بادشاہ کچھ صحت پا چلا تھا بقیہ معالجہ پر تعینات ہوا۔ اور تین ہزار اشرفی اور خلعت خاص اور جیغہ
مرصع اور بالا سے مروارید انعام ہوا ۲۲ رمضان کو شاہجہان آباد کو کوچ کرکے موضع بہادر پور مین جا ٹھہرا اسی روز شاہزادہ
محمد اعظم حسب الحکم پدر کے جد بزرگوار کی خدمت مین پہنچکر واپس ہوا ۲۴ کو گھاٹ ساہی مین پہونچے اس مقام پر یہ خبر آئی کہ
داراشکوہ شاہجہان آباد سے لاہور کو بھاگا وجہ اوسکی یہ ہوئی کہ وہ اپنے فرزند سلیمان شکوہ اور بقیہ لشکر کا منتظر تھا ہنوز
سلیمان شکوہ نہ آیا تھا کہ اکبرآباد سے عالمگیر کی نہضت کی خبر آگئی ادہر تو انکا خوف جی مین سمایا دوسرے برسات کے آجانے سے
طغیانی اور کیچڑ کا ڈر ہوا جھٹ کوچ کر لاہور کو سدہارا اور لاہور کا ٹھہرنا اسوجہ سے اچھا جانتا تھا کہ وہان سے راستہ ایران کا
مناسب تھا اور سلیمان شکوہ اور بہادر خان اوسکے اتالیق کو بذریعہ تحریر اطلاع دی کہ اگر ممکن ہو فوراً اوسطرف دریا جمن سے
سہارنپور کوریہ کی راہ ہوکر لاہور مین حاضر ہون باقی احوال پھر لکھا جائیگا چونکہ الہ آباد داراشکوہ کے قبضہ مین اور اوسکی طرف سے
سید قاسم بارہہ صوبہ دار تھا اور باوجود شکست داراشکوہ کے ہنوز اطاعت نہین کرتا تھا لہذا عالمگیر نے خان دوران کو واسطے
فتح قلعہ اور صوبہ مذکور کے تعینات کیا اور ارادت خان صوبہ داری اودہ اور قاسم خان کو مرادآباد کی فوجداری پر مقرر کیا
اسیطرح اور لوگون کو بھی خدمتین ملین۔ پُرانون کی معزولی ہوئی انھین دنون مین مرادبخش کو بنابر دلجوئی دو سو
تینتیس راس گھوڑے انعام ہوئے آخر تاریخ رمضان کو جبکہ سلیم پور مین خیمہ گاہ تھا۔ بہادر خان نے داراشکوہ کے تعاقب
مین رخصت پائی شاہزادہ معظم ناظم دکن اور مہابت خان صوبہ دار کابل و وزیر خان صوبہ دار خاندیس و سیادت خان
ناظم شاہجہان آباد و سعادت خان قلعہ دار کابل کو خلاع فاخرہ عنایت ہوئے اور رانا راجسنگہ کا لڑکا حاضر حضور ہوکر
خلعت فاخرہ مع ایک عقد مروارید سے سرفراز ہوا اور اوسکے باپ کو سرپیچ مرصع بھیجا گیا عید کے دن جو سلیم پور سے کوچ تھا
اول روز مراسم تہنیت و مبارکباد کے ادا ہوکر نہضت واقع ہوئی اور اسی دن دلاور خان پٹھان سلیمان شکوہ سے بگڑکر
درگاہ عالمگیری مین حاضر ہوا اور اسیطور پر عطائے خلعت و جمدہر مرصع مع علاقہ مروارید کے سرفراز فرمایا گیا اور ہزاری ہزار کے
اضافہ سے پنجہزاری پنجہزار سوار کا مرتبہ حاصل کیا اور اسیطرح اکثر ہمراہی سلیمان شکوہ کے اس درگاہ مین حاضر ہوکر
سرفراز ہوئے اور خان جہان شایستہ خان جسکو شاہجہان نے داراشکوہ کے بھڑکانے سے موقوف کردیا تھا یہان آنکر
منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور خلعت چارقب و جمدہر مرصع اور شمشیر خاصہ سے سرفراز ہوا
امیر الامرائی کا خطاب اور ساٹھہ ہزار روپیہ نقد انعام ملا

شاہزادہ مرادبخش کا قید ہونا عالمگیر کی تدبیر و تزویر سے

چونکہ مرادبخش محض بے عقل اور مغرور تھا ہمیشہ یہی خیال رکھتا تھا کہ شاہجہان کے بعد بادشاہی مجھی کو ہوگی

جب بادشاہ کی بیماری کی خبر سنی اپنا لقب مروج الدین مقرر کرکے تخت نشین ہوا سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا
اور قلعہ بندر سورت کو جو اوسکی بڑی بہن جہان آرا بیگم کے تحت مین تھا اپنے آدمی بھیجکر فتح کر لیا اور محمد شریف ولد
اسلام خان کو مع دیگر متصدیان خالصہ شریفہ کے قید کیا اور علی نقی اپنے دیوان کو جو مخلص عمدہ اوسکا تھا درانداز ونکے
بھڑکانے سے قتل کر ڈالا اوسپر تعجب یہ کہ عالمگیر سے عفو تقصیر کرانے کی امید پر ملنا چاہتا تھا کہ اسکے وسیلہ سے بادشاہ کے
حضور مین پہنچکر عذر خواہ ہو اور باوجودیکہ یہ دیکھتا تھا کہ بڑا بھائی اوسکا عالمگیر ان امور سے کچھہ بھی اپنے پاس نہین رکھتا ہے
غایت حماقت سے ترک اوضاع نکوہیدہ نکیا تخت اور چتر وغیرہ لوازم سلطنت بدستور اپنے ساتھہ رکھے تا آنکہ جب داراشکوہ کی
شوکت گھٹی اور دیکھا کہ چتر و تخت بدستور رواج پا گیا۔ عالمگیر بھی وقت تاک رہا تھا تا آنکہ جب داراشکوہ کی شوکت گھٹی اور دیکھا
کہ عالمگیر کا اقتدار بڑھا جاتا ہی اور سلطنت کا کاروبار اوسکے قبضہ مین آیا جاتا ہی خوشامد گویون کی تحریک سے حسد اور حماقت
سر پر سوار ہوئی اور بادشاہی کی خواہش نئے سر سے پیدا ہوئی باوجود قلت سپاہ اور خزانہ کے توفیر لشکر مین کوشش کی
اور کسیقدر امرا کی دلجوئی کرکے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا جب عالمگیر نے اکبر آباد کو نہضت کی اول تو ہمراہی سے معذرت کرتا رہا
آخر جب ساتھہ ہوا چند روز کے بعد عقب عقب آتا تھا۔ اور لشکر عالمگیری سے چند کوس کے فاصلہ پر ٹہرتا تھا اپنے دل
مین گویا وقت فرصت کا جویان تھا یہ قصد جو اوسکا تھا اسکا سبب یہ ہی کہ فتح کے بعد عالمگیر کو پیغام دیا کہ ملک و دولت
باہم تقسیم ہونے کا وعدہ تھا حالا ایفاے وعدہ کرنا ضروری ہی عالمگیر نے جواب مین کہلا بھیجا کہ ہنوز جنگ باقی ہی اور بادشاہ
زندہ اور اوسکی توجہ جانب داراشکوہ ہی پس یہ موقع ایسی گفتگو کا نہین ہی بعد دلجمعی وعدہ وفا کیا جائیگا۔ اور دل مین
اسکے قید کرنے کو منصوبہ کیا ۴ ماہ شوال کو موضع میراپین دریا کے اوس پار مقیم تھا اور دوسرے دن بعد فتح سے مراد بخش
حضور عالمگیری مین نہ آیا تھا باہم ملاقات نہوئی تھی ہمیشہ عالمگیر بلاتا مگر وہ نہ آتا تھا یہ حمق دیکھیے اول تو ایسے پیغام دئے
بعدہ اداے مبارکباد کو آیا عالمگیر نے حسن تقریر سے دلجوئی کرکے غافل پاکر نہایت آسانی سے قید کر لیا اور دو پہر رات
گذرنے پر شیخ میر کے تفویض کیا اور دلیر خان کے ہمراہ کرکے قلعہ شاہجہان آباد مین بھیجا اسکے دوسرے روز راجہ جیسنگھ جو ہمراہ
سلیمان شکوہ کی ہمراہی سے مخالف ہوکر حضور عالمگیری مین آیا خلعت خاصہ مع ہاتھی اور شمشیر مرصع کے ملا اور کیرت سنگھ
ولد راجہ امر سنگھ راٹھور اور ابراہیم خان ولد علیمردان خان وغیرہ جو مراد بخش سے ناموافق تھے بھی آستانہ بوس ہوئے اور نیز دیگر
راجاے اور رفقاے مراد بخش کے حاضر حضور ہوئے اور خلاع سے سرفراز اور پھر [illegible] ماہ مذکور کو پانچ کوچ کے بعد [illegible]
انہین دنون مین امیر الامرا کے لڑکے شائستہ خان ابو طالب اور ابو الفتح اور بزرگ امید وغیرہ امرا مناصب شائستہ پر سرفراز ہوئے
۱۴ کو حضور آباد متصلہ شاہجہان آباد مین پہونچکر سنا کہ داراشکوہ اسباب ثروت کی افزایش مین مشغول ہی جب سہرند مین مقیم تھا
راجہ ٹوڈرمل جو اوس چکلہ کے انتظام کا متعہد تھا اور بروقت سننے خبر وصول اوس برگشتہ بخت کے براہ پیش بینی سر راہ چھوڑکر
لکھی جنگل مین چلا گیا تھا ضبط کی اور اوسکے مکان سے قریب بیس لاکھہ روپیہ کے نکالکر متصرف ہوکر عازم لاہور ہوا۔

جب ستلج کے کنارے پہونچا کشتیون کو بعد گذرنے کے ڈبوا دین اور توڑ وا دین داؤد خان اپنے سردار عمدہ کو مع کسیقدر لشکر کے گذرگاہ تلون پر چھوڑا جو رامپور گھاٹ ہی اس خیال سے کہ شاید یہ حیلہ برسات مین سد راہ عبور لشکر عالمگیر کا ہوگا اور خود برسات تک مقیم لاہور رہکر فراہمی اسباب حرب و پیکار مین بسر کرے یہان ایک کرور روپیہ نقد اور توپخانہ وغیرہ جمع تھا اس خبر سے عالمگیر نے عزم کیا کہ دارا شکوہ کی بیخ و بن کہود ڈالی جاوے اور خود بھی چاہا کہ روانہ ہو ہرچند بسبب کیچڑ اور طغیانی راہ کے فدویان اخلاص کیش نے معذرت بھی کی لیکن عالمگیر نے کسیکی راے نمانی چونکہ ساعت جلوس بموجب راے نجومیون کے غرہ ذیقعدہ کو مقرر تھی۔ اور کم فرصتی کے سبب سے یہ ممکن نتھا کہ حسب قانون و معمول خاندان گورگانی طیاری ہو سکے لہذا مقرر کیا کہ قلعہ شاہجہان آباد مین نہ جاے چند روز اعز آباد مین رہکر تاریخ مذکور کو جیسا کچھ ممکن ہو جلوس فرمائے اور بعد حصول مدعا جشن ثانی بہ تکلف خاندانی منعقد ہو لہذا ۱۶ شوال کو باغ خضر آباد سے کوچ کر کے باغ مشر لہ بارٹی مین جو شاہجہان آباد سے ایک کوس لاہور کی طرف واقع ہی منزل کی اور ۱۹ کو باغ سند بارٹی سے کوچ کر کے باغ اعز آباد مین مقیم ہوا اور چاہا کہ قبل اپنی حرکت نے جسے دس روز کا عرصہ چاہیے کچھ فوج اور بھی آگے فوج کے پیچھے روانہ کرے تا کہ کنارہ ستلج پر پہونچکر باہم اتفاق سے ٹھہرین اور بادشاہ کے پہونچنے تک عبور کرنے کے تدبیر کر رکھین لہذا عمدۃ الملک خلیل اللہ خان میر بخشی کو خلعت خاص و فیل و شمشیر نوازش فرماکر رخصت کیا اور اوسکے فرزند میر خان اور روح اللہ خان خلعت و اسپ باساز طلا اور علم کے معزز فرماکر ہمراہی پدر مرخص کیے گیے اسوقت مین معلوم ہوا کہ سلیمان شکوہ اوسطرف دریاے گنگ سے پائین جانبکو عزیمت کرنے والا ہی لہذا اوسکے سد عبور کے لیے شایستہ خان امیر الامرا کو جانب ہردوار رخصت ملی اور خود بانتظار ساعت جلوس مقیم رہا اس عرصہ مین اکثر امرا خلعت فاخرہ سے فراز ہوئے

پہلا جلوس عالمگیر کا رعایت ساعت کے لیے۔

غرۂ ذی قعدہ سنہ ۱۰۶۸ ہجری روز جمعہ کو اعز آباد کی عمارت مین جشن کی طیاریان شروع ہوئین پندرہ گھڑی ۲۲ پل روز مطابق ۴ گھڑی ۹ دقیقہ و دو ثانیہ نجومی کے سریر فرماندہی کی رونق بڑہائی نقارہ شادمانی بلند آوازہ ہوئے حضار مجلس نے تسلیم مبارکباد ادا کی دولتخواہون کی امیدین بر آئین درخور لیاقت انعام و خلعت نصیب ہوا شاعرون نے بہت تاریخین جلوس کی کہی ہین مگر سید عبد الرشید تتوی نے ایک آیت مین تاریخ نکالی ہی (اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم) بسبب وجوہات مذکورۂ بالا کے اکثر رسومات جلوس کے اور نیز خطبہ و سکہ دوسرے جلوس پر موقوف رہا شاہزادہ محمد اعظم کو جو کہ تھوڑے منصب پر تھا منصب دہ ہزاری چار ہزار سوار اور علم و نقارہ اور تومان اور طوغ اور چتر اور دہکدکی اور دس راس گھوڑے عطا فرمائے گئے اور امرا نے بھی حسب لیاقت انعام و منصب حاصل کیا دوسرے روز بموجب حکم پنجاب کیطرف پیش خیمہ نکالا گیا اور دوسری فوج شیخ میر کی رسالداری مین مع دلیر خان و صف شکنخان وغیرہ کے سلیمان شکوہ کی مزاحمت کے واسطے چوتھی ذیقعدہ کو روانہ ہوئے ۷ ذیقعدہ کو خود بدولت روانۂ پنجاب ہوئے چونکہ لوگون کے بیان سے ظاہر ہوا کہ داہنے طرف کی راہ کیچڑ وغیرہ سے

صاف ہو گیا اور لنداگیا ہوئین کو جو نواح کرنال سے کوچ ہوا اندری کو منحرف ہوتے ہوئے رودڑ کو متوجہ ہوا۔ اور تین منزل کے بعد بہادر خان کی عرضی بدین مضمون پہونچی کہ دریاے ستلج سے قبل پہونچنے خلیل اللہ خان اور لشکر ہمراہی کے آنے کے پار اوتر گیا اور غرابیان باہم مجتمع ہو کر سلطان پور مین مقیم ہوئے اور حقیقت حال دارا شکوہ کی لکھی اور خلیل اللہ خان یہ خبر پا کر ایلغار کر کے بہادر خان سے ملحق ہوا اور سلیمان شکوہ اسوقت مین گرفتار بلا ہو کر آخر الامر کمال ناکامی سے دوسری مرتبہ سری نگر چلا گیا وہان کے زمینداروں کی پناہ مین آرام پذیر ہوا باقی حال عقب سے گزارش ہوگا۔ دارا شکوہ ۱۲ شوال کو لاہور پہونچا بہ ۱۳ کو داخل شہر ہو کر ۱۷ کو قلعہ مین در آیا اور جسوقت کہ اکبر آباد سے بھاگا تھا سید عزت خان کو جو لاہور کا صوبہ دار تھا لکھا تھا کہ جسقدر ممکن ہو لشکر اور سامان حرب کے فراہم کرنے مین ساعی ہو اور نیز اطراف مین فرمان عطوفت عنوان جاری فرمائے ہر قوم کو ترغیب سپاہگری کی دیتا تھا اور امرا سے مع اور زمینداروں کے التماس اور دلجوئی کرتا تھا۔ اس سبب سے تھوڑے عرصہ مین بیس ہزار سوار فراہم ہوگئے راجہ راجپوت جمو کا زمیندار بموجب حکم شاہجہان کے کمک کو اوٹھا اور خنجر خان فوجدار بھیرہ اور جو شاک بھی آنکر راجہ سے متفق ہوا دارا شکوہ لاہور مین رہکر مخفی خط و کتابت سے امراے شاہی اور راجپوتان اجمیر کی دلجوئی کرتا رہا بعد پہونچنے لاہور کے پانچہزار سوار واسطے کمک نگہبانان سابق اور دریاے ستلج کے گذرگاہوں پر تعینات کیے جب یہ سنا کہ عالمگیر پنجاب کو متوجہ ہوا نئے سر سے سید عزت خان اور مصاحب بیگ وغیرہ اپنے نوکروں کو روپر کے گھاٹ پر بھیجا اور جابجا دریا کے کنارے کنارے لشکر تعینات کر دیا لیکن جیسا کہ مذکور ہوا بہادر خان نے معابر بلوں سے گذر کر فوج دارا شکوہ کی بھگا دیا اونھون نے سلطان پور مین آکر عرض حال کیا دارا شکوہ نے داؤد خان کو جو واسطے لینے فوج کے پیشتر روانہ ہوا تھا کچھ فوج دیگر دریاے ساہ کی حفاظت کے واسطے مقرر کیا انہوں نے پہونچکر گذر مذکورہ کی حفاظت کی اور ابتداے فرار سے شجاع کو جو شکست کھا کر بھاگ گیا تھا صلح نامہ لکھا اور بمقتضاے وقت یہ تکلیف دی کہ بنگالہ سے آکر عالمگیر پر لشکر کشی کرے اور باہم دگر یہ اقرار ہو گیا کہ بعد حصول مقصد ملک و مال بحصۂ مساوی تقسیم ہو ادھر عالمگیر نے بھی فتحیابی کے بعد شجاع کی تالیف قلوب فرمائی تھی اور صوبہ بہار و پٹنہ شاہجہان کی مہر سے مزین کر کے اوسکے نام بھجوا دیا تھا اور شجاع بھی ظاہری دوستی اختیار کر کے مراسم تحاد ادا کرتا تھا لیکن جب خبر عالمگیر کے کوچ کی دارا شکوہ کے تعاقب مین جانب پنجاب گوش زد ہوئی از سر نو داعیۂ سلطنت پیش نہاد خاطر ہوا دارا شکوہ اگرچہ ظاہری مین اسباب پیکار جمع کر رہا تھا لیکن عالمگیر کے ڈر سے جو باوجود کمال اقتدار اور اجتماع امراے کبار اور فوج اور توپخانہ بیشمار کے عالمگیر کے ہاتھہ سے صدمہ اوٹھا چکا تھا ملتان اور قندہار بھاگ جانا چاہتا تھا اور اسی ارادہ سے کشتیان اور باربردار جمع کرتا تھا اوسکے رفیقوں نے جب بشرہ سے یہ حال دریافت کیا کہ اسکے عزم کو استقلال نہین ہے ترک رفاقت کا پہلو سوچنے لگے چنانچہ راجہ راجروپ فراہمی اسباب کے بہانہ سے وطن کو چلا گیا چند دنوں کے بعد اوسکا لڑکا بھی نکل بھاگا ۲۵ پچیسوین ذیقعدہ کو لشکر عالمگیر کا دریاے ستلج کے کنارے جا پہونچا۔ راجہ جسونت جو زبردست شکست کھا کر بھاگا اس منزل مین مشرف ملازمت ہوا اور خلعت خاص مع ایک زنجیر فیل اور شمشیر مرصع عنایت ہوا

اسی مقام مین خلیل اللہ خان کی عرضی سے معلوم ہوا کہ داراشکوہ کی جو فوجین دریاے بیاہ کے گذارون پر جمع تھین اونمین داؤد خان مع دیگر سرداران کے لاہور سے اور سپہر شکوہ بھی مع لشکر و توپخانہ وغیرہ کے آنکر ملگئے اور عنقریب داراشکوہ بھی آنکر ملا چاہتا ہی اس حال کے دریافت ہوتے ہی عالمگیر نے راجہ جی سنگہ اور دلیر خان کو خلیل اللہ خان کی کمک پر رخصت فرمایا اور دوسرے روز صف شکنخان میر آتش کو مع توپخانہ اوسکا ضمیمہ بنایا ۲۹ ذیقعدہ کو راجہ جیسنگہ اور دلیر خان خلیل اللہ خان سے جاملے - چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ داراشکوہ کا وہ دعوی باطل ہوا اور سپہر شکوہ بھی جلدی سے بلا کر اونتیسوین ماہ مذکور کو لاہور سے جانب ملتان چلدیا اور داؤد خان کو مامور کیا کہ ناوین چلواے جاے اور جب قریب پہونچنے لشکر عالمگیری کی خبر ملے فوراً اوس سے آملے اس مقدمہ کو حضور مین لکھکر طاہر خان چھٹوین ذیحجہ کو لاہور پہونچا اور شہر کی ضبطی کی راجہ راجروپ زمیندار جموجی سنگہ سے پاس دریاے بیاہ کے کنارے پہونچکر خلیل اللہ خان سے ملا - اور اوسکے وسیلے سے حضور مین پہونچا اور عالمگیر نے امور کیا کہ تا معاودت خود بدولت شاہجہان آباد مین مقیم رہے اور شاہزادہ معظم کو لکھا گیا کہ اب معظم خان کو قید سے رہا کر کے مشمول عنایت کرے پانچوین ذیحجہ کو دریاے ستی سے گذر کے یہ مصلحت ہوئی کہ خود بدولت ہلکا ہلکا اسباب ہمراہ لیکر داراشکوہ کا تعاقب کرے اور بعد معاودت انتظام سلطنت مین مصروف ہو - لہذا ہیبت پور پٹی کے مقام مین شاہزادہ محمد اعظم کو زوائد لشکر اور اردوے بزرگ وغیرہ کارخانہ دیگر لاہور کو رخصت کیا اور خود بدولت نے کسیقدر خفیف ضروری سامان اور لشکر ہمراہ لیکر پچیسوین ماہ مذکور یلغار کیا اور راجہ جی سنگہ نے چونکہ مدت سے اپنے مہجور الوطن تھا وطن کی رخصت پائی اسی درمیان مین سنا کہ داراشکوہ ملتان مین بھی مقیم نرہکر بھکر کو گیا اب اوسکے ہمراہ کچھہ جمعیت نہین رہی بجز اسکے کہ کسی جگہ چھپ رہے اور کچھہ نہین کر سکتا ہی لاجرم قطع منزل مین جلد بازی موقوف کر کے چھوٹے چھوٹے کوچ مقرر کیے اور حکم دیا کہ صف شکنخان اوسکے آوارہ کرنیکو جائے اور ممالک محروسہ سے باہر کردے چوتھی تاریخ محرم کو صف شکنخان نے تعاقب مین قدم اوٹھایا اور عالمگیر آہستہ آہستہ منزلین طی کرتا ہوا ظاہر ملتان تک جا پہونچا محمد باقر میر سامان کو بھکر کی فوجداری اور باقر خان کا خطاب اور ہزاری ہزار سوار کا منصب نوازش فرمایا ساتوین محرم کو دریاے راوی سے دو تین کوس پر خلیل اللہ خان اور بہادر خان وغیرہ مشرف بسلام ہوئے اور سید عزت خان اور شیخ موسے گیلانی جو داراشکوہ کی طرف سے ملتان مین مقیم تھے بہرہ یاب حضوری ہوئے اور نیز سید مسعود بارہا آستانبوس شاہی ہوا ہر ایک نے خلعت اور منصب سے سرفرازی پائی ہر چند صف شکنخان داراشکوہ کے تعاقب پر مامور تھا لیکن احتیاطاً شیخ میر کو بھی جانے کی رخصت ہوئی تا بر وقت ضرورت جنگ مدد دے اور چھٹی محرم کو ایک لاکھہ روپیہ اور خنجر مع علاقہ مروارید خلعت انعام ہوا یہ رخصت ہوکر دوسرے روز شہر ملتان مین وارد ہوا وہان پر شیخ بہاء الدین کے مزار کی زیارت کی ایک ہزار روپیہ سجادہ نشین اور ہزار روپیہ مجاورون کو دیا انھین دنون مین شاہ نواز خان صفوی کو جو کہ اورنگ زیب اور مراد بخش کا خسر تھا اور عالمگیر نے بمقتضای وقت اور بجہا اعتبار کے قلعہ برہان پور مین محبوس کر کے عازم اکبر آباد

مورد الطاف اور صبیح رہا فرمایا اور خلعت خاص مع اضافہ رتبۂ شش ہزاری شش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کے
سرفراز فرماکر صوبہ داری گجرات پر مامور فرمایا

عالمگیر کا لوٹنا ملتان سے شاہجہان آباد کو۔

باوجودیکہ عالمگیر نے بمقتضائے تدبیر شجاع سے دوستی کرکے صوبۂ بہار تسکین خاطر کو دے دیا تھا اور شجاع نے بھی ظاہری دوستی اختیار کرلی تھی لیکن بتحریک داراشکوہ اور بطمع سلطنت کل ہندوستان کے عالمگیر کو داراشکوہ کے تعاقب میں مرکز خلافت سے دور اور شاہجہان کو محبوس دیکھکر باپ اور بھائی کی مدد کو متوجہ ہوا اس خبر کے سنتے ہی عالمگیر نے بارہوین محرم کو ملتان سے کوچ کرکے چوبیسوین محرم کو ظاہر لاہور مین پہونچا اور حکم کیا کہ شہر کے باہر فیض بخش باغ مین جو دہلی کی طرف واقع ہے منزلگاہ ہوئے اور شہر مین کوئی نہ جائے دوسرے اور پچیسوین کو شاہزادہ محمد اعظم مشرف بپابوس ہوا عالمگیر فیل سوار شہر کے سیر کرتے ہوئے بعد ملاحظہ قلعۂ وزیر خان کے مسجد مین نماز ظہر ادا کی پنجاب کی صوبہ داری خلیل اللہ خان کو دیکر اخیر محرم کو شاہ جہان کیطرف نہضت فرمائی قباد خان ٹھٹہ کی صوبہ داری پر مقرر ہوا دریائے ستلج پر پہونچکر معظم خان کو جو قید سے رہا ہوکر دولت آباد مین گذارہ کرتا تھا برہان پور خاندیس کی صوبہ داری پر سرفراز فرمایا تیسوین صفر کو باغ اعز آباد واقع ظاہر شاہجہان آباد مین خیمہ گاہ ہوا راجہ جسونت سنگھ اور سیادت خان صوبہ دار شاہجہان آباد مع دیگر ملازمان کے حاضر آستانہ ہوئے اور داود خان جو بہکر مین داراشکوہ سے جدا ہوکر براہ جیسلمیر حصار فیروزہ اپنے وطن کو گیا تھا یہان کے خلعت کے بھیجنے سے وہ سرفراز ہوا جب سلطان شجاع اکبر نگر اپنے دار الملک سے پٹنہ کو آیا دل مین خیال کیا کہ ابھی عالمگیر مع اپنی فوج کے دور ہے شاید اپنی چستی وچالاکی سے کچھ کارروائی ہو جائے کسیقدر پٹنہ مین مع توپخانہ اور گذارہ وغیرہ اواسط صفر مین جبکہ عالمگیر پنجاب کیطرف تھا الہ آباد کیطرف نہضت کی جب رہتاس پہونچا رام سنگھ داراشکوہ کیطرف سے اوس قلعہ کا اہتمام رکھتا تھا اسنے بموجب حکم اپنے آقا کے جو کہ داراشکوہ نے بعد فرار اکبر آباد کے اسے اور نیز دیگر قلعہداران کو تحریر کیا تھا کہ اودہر کے قلعجات شجاع کے حوالہ کرین قلعۂ مذکور شاہ شجاع کے سپرد کردیا اسیطرح سید عبد الجلیل بارہا نے بھی جو داراشکوہ کی طرف سے نوکر تھا قلعہ چنادہ حوالہ کردیا اسی حالت مین سید قاسم قلعہ دار الہ آباد نے بھی عرض کیا کہ اگر ادہر تشریف لائیے قلعہ حوالہ کیا جاوے ان مقدمات سے شاہ شجاع نے اور بھی پانو پھیلائے عالمگیر نے جب یہ احوال سنا چاہا کہ حسن تقریر سے اس مہم کا سرانجام کرے چند خطوط بھی متضمن محبت لکھے لیکن بمقتضائے ہوشیاری یہ دیکھا کہ خان دوران اوسکے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتا ہے چند امرا اور کسیقدر فوج سلطان محمد شاہزادہ کے پاس بھیجنا چاہیے تاکہ سد راہ شجاع کا ہوکر عرض حال کرے بنابران فرمان صادر ہوا کہ شاہزادہ اکبر آباد کا بندوبست امیر الامرا شایستہ خان کے سپرد کرکے مع توپخانہ اور لشکر اکبر آباد کے ساتوین ربیع الاول کو روانہ الہ آباد ہوئین یہ بھی حکم تھا کہ جب شجاع الہ آباد کے قریب آئے خان دوران قلعہ کا محاصرہ چھوڑکر شاہزادہ سے ملحق ہو چوتھی ربیع الاول کو حضرت

عالمگیر باغ اعز آباد سے جانب شہر متوجہ ہوئے اور دو گہڑی دن رہے داخل قلعہ ہوئے داؤد خان قریشی صاحب داؤد نگر کو جو اپنے وطن حصار مین آیا تھا اور خلعت بہیجا گیا تھا حاضر ہو کر مشرف ملازمت ہوا عطائے خلعت اور شمشیر مینا کار اور منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار سے کامیاب ہوا اوسیوقت معظم خان کو لکھا گیا کہ جسکو مناسب سمجھے بھی خاندیس مین اپنی نیابت پر چھوڑکر جلد حاضر حضور ہو

شاہ شجاع کے فتنہ دفع کرنیکے واسطے عالمگیر کا کوچ کرنا

جسوقت تحقیق ہوا کہ سلطان شجاع باوجود اس خبر کے کہ عالمگیر نے ملتان سے معاودت کی اور شاہجہان آباد مین آگیا خیال سلطنت سے باز نہین رہتا بلکہ حدود بنارس مین آگیا اور قصد الہآباد کا رکہتا ہی لہذا یہ تدبیر ہوئی کہ عالمگیر شکارگاہ سوردن مایل ہو اور بعد تحقیق حالات شجاع کے اگر بنارس سے پٹنہ کو لوٹ جاے شاہزادہ محمد کو مع لشکر منقلا کے مراجعت کراکے خود بھی معاودت کرے ورنہ اگر تدارک عمل مین لائے سترہوین ربیع الاول کو اپنے ارادہ سے داخل خیمہ ہوا اور خبرداری مرادبخش کی جو شاہجہان آباد مین محبوس تھا بدستور امیر خان کے سپرد رہی تیسری ربیع الثانی کو قصبہ سوردن مین پہونچکر یکقطعہ نصیحت نامہ شاہ شجاع کو تحریر فرمایا جب متواتر اخبارات سے معلوم ہوا کہ شجاع اپنے ارادہ سے باز نہین رہتا پانچوین ماہ مذکور کو سوردن سے عازم ہوا اور شاہزادہ محمد سلطان کو حکم بھیجا کہ تا ورود لشکر شاہی لڑائی مین توقف کرین دو تین منزل کے بعد معلوم ہوا کہ شاہ شجاع الہآباد مین وارد ہوا اور سید قاسم نے قلعہ حوالہ کردیا اور شجاع نے سکنائے بنارس سے تین لاکھ روپیہ بجبر تحصیل کرلیا اور خدا جانے اوسکے نوکرون نے کسقدر حاصل کیا ہو کسیقدر فوج جونپور فتح کرنیکو روانہ کی مکرم خان صفوی جو گوٹ چہوڑنے کے بعد بیتاب ہو کر شاہ شجاع کے حضور مین جاملا اور شجاع ساتوین ربیع الثانی کو الہآباد پہونچکر سید قاسم بارہہ کے ملجانے سے قلعہ پر متصرف ہوگیا سید قاسم نے تاج الدین نام اپنے ہم قوم کو اپنی نیابت مین مقرر کیا اور خود ضمیمہ لشکر شجاع ہوا اور نوروز کے بعد سترہوین تاریخ کو شجاع قصبہ کہجوہ مین پہونچا اور شاہزادہ محمد سلطان کے لشکر سے چار کوس کے فاصلہ پر ٹھہرا توپخانہ روبرو لگاکر آمادہ رزم ہوا عالمگیر بھی کوچ در کوچ قصبہ کورہ مین وارد ہوا معظم خان جو بموجب حکم خاندیس سے عازم ہوا تھا اسی تاریخ کو اس مقام مین لشکر عالمگیری کو آملا خلعت پائے دوسرے روز اوسی منزل مین مقام ہوا فوج ترتیب ہونے لگی اس روز شاہزادہ محمد سلطان کو خنجر خاصہ مع علاقہ مروارید اور ایکسو گہوڑے کہ جسمین دس راس عراقی اور عربی تھے پائے اور معظم خان نے جمدہر مرصع مع علاقہ مروارید اور ایکسو گہوڑے جسمین پانچ راس عربی اور عراقی تھے پائے اونیسوین ربیع الثانی روز یکشنبہ کو حکم ہوا کہ فوج غنیم کے برابر توپخانہ کی شرر افشانی شروع ہو بعد صدور حکم لشکر آراستہ ہوا ہراول مین شاہزادہ سلطان محمد اور توپخانہ پر ذوالفقار خان اور راجہ جسونت سنگہ راٹہور برانغار پر اور رتھمن داس راٹہور اور محمد حسین اور میر عزیز بدخشی اور ملدہی چوہان اور ہرام

اور ہررام راٹھور اوسکے ضمیمہ فوج ہوئے اور اسلام خان وغیرہ امرا ہراولی مین مقرر ہوئے شاہزادہ محمد اعظم جرانغار پر
قائم ہوا اس طرف کی سپاہ مین خان دوران اور راجہ رائے سنگہ سی سودہیا اور مرزا خان اور سرم دیو اور سبل سنگہ
سی سودہیا اور راجہ چترمن جادون اور سید شمس الدین بارہا وغیرہ منصبدار مقرر ہوئے اور کنور رام سنگہ کچھواہہ ولد راجہ
جی سنگہ مع راو امر او سنگہ چندراوت اور جگت سنگہ ہاڑا و علی قلی خان وغیرہ اور منصبداران کے ہراول ہوئے اور بہادر خان
کو التمش کی سرداری ملی قول خاص کی دست راست مین داؤد خان مع راجہ اندرمن اور راجہ دیبی سنگہ بوندیلہ
اور یکہ تاز خان و سادات خان اور سید شجاعت خان وغیرہ کے متعین ہوا اور راجہ سجان سنگہ مع سید فیروز خان
اور ہزبر خان وغیرہ سادات کے دست چپ مین تعینات ہوا درمیان مین خود بدولت جلوہ افروز ہوئے اور شاہزادہ
محمد اعظم حسب دستور ہمراہ فیل خاصہ پر سوار ہوا عابد خان واسد خان بخشی دوم اور نیز دوسرے بندگان جانفشان ہمراہ
رکاب رہے اور معظم خان کو فیل خاص پر سوار کراکر حکم دیا کہ ہمراہ فیل حضور رہے محمد امیر خان میر بخشی میمنہ کا سردار اور مرتضی خان
میسرہ کا مقرر ہوا اور عبد اللہ خان وغیرہ قراولی پر اور خواص خان اور اخلاص چنداولی پر مقرر ہوئے القصہ نو ہزار سوار
مسلح مقرر ہوا لڑائی کی طیاریان ہونے لگین اور دو محلے جس جگہ پر تھا حسب الحکم وہین پر رہا ادہر شجاع نے بھی ترتیب فوج
کرنا شروع کی اور خود مع الہوردی خان اور عبد الرحمان بن نظر محمد خان کے قول مین مقیم ہوا اور بلند اختر اپنے چھوٹے
لڑکے کو مع سید قاسم بارہہ اور سید عالم اور سنجر اور سیف اللہ پسران الہوردی خان کو ہراول کیا اور شیخ ولی فرملی کو
اونکی ہراولی پر تعینات کیا اور زین العابدین بڑے لڑکے کو برانغار مین رکھا اور حسن جنگی کو اوسکی ہراولی پر سرفرازی دی
اور مکرم خان صفوی کو مع سید راجے وغیرہ کے جرانغار حوالہ کیا اور شیخ ظریف کو التمش مین مقرر کیا توپخانہ کا اہتمام
ابو المعالی میر آتش کو دیکر میر علاء الدولہ دیوان کو مع کسیقدر جماعہ کے چنداولی پر اور سید قلی اوزبک کو قراولی پر
مقرر کیا چار گھڑی دن چڑھے عالمگیر بعد درستی صفوف محاربہ کے شجاع کی طرف متوجہ ہوا اور بکمال آہستگی چلنے لگا جب ایک
شاہی چوتھائی روز باقی رہے لشکر شجاع کے برابر جہان توپخانہ نصب کیا تھا جا پہونچا اور صف آرائی ہوئی شجاع نے اوس روز
اوس جگہ سے حرکت نکی کسیقدر توپخانہ کو سید عالم بارہہ اور سید مرتضی اور شیخ ظریف فرملی اور سید راجی کے ہاتھ بھیجکر
حکم دیا کہ عالمگیری لشکر کے روبرو آتشبازی کرین ادہر سے بھی عالمگیر کے ارشاد بموجب توپخانہ سے شرر ریزی شروع ہوئی جب
رات ہوئی شجاع نے اپنے توپخانہ کو واپس بلاکر فوج جمع کی چونکہ سرزمین توپخانہ شجاع کی بلند تھی لہذا معظم خان نے دور اندیشی
سے چالیس توپ لیجاکر شجاع کے لشکر مین نصب کردی عالمگیر نے حکم دیا کہ جسطرح ترتیب لشکر ہوئی تھی ویسی ہی آراستہ
گھوڑون سے اوترکر آرام و حفظ لشکر کرین اور خود بدولت نے بھی دولتخانہ مختصر مین ورود فرمایا اور نماز مغرب و عشا مین ادائے
شکر خداوند قدیر فرماکر خواب بیداربختی مین مصروف ہوا آخر شب کو عجب سانحہ ہوا بڑا خلل فوج مین ہوا بہاگنے کے پہلو سوچنے
لگے فقط اخلاص تہا دو دن تک زمین پکڑی حقیقت یہ ہوئی کہ راجہ جسونت سنگہ باوجودکہ حضرت عالمگیر نے اوسکی تقصیرات

معاف فرما کر معتمد علیہ کیا تھا مگر وہ بہ اصل خود غلط بخیال فاسد پریشانی فوج سے نکلکر بھاگا رات کو شجاع کے پاس
چند اشخاص بھیجے اور اپنے داعیۂ فاسد سے آگاہ کر دیا اور مع اپنے تمام لشکر اور راجپوت وغیرہ مانند مہیس داس اور
رام سنگہ اور ہر رام راٹھور اور بلدی چوہان وغیرہ کے چل نکلا اول شاہزادہ محمد سلطان کے لشکر سے گذرا وہان پر اوسکے
آدمیون نے تاراج کرنا شروع کی جب عالمگیر فوج کے برابر جا پہونچا ہاتھ بڑھایا جہان جو پایا قبضہ مین لایا راجپوتون کی
دست درازی سے لشکریون کے چھکے چھوٹ گئے نہایت انقلاب پیدا ہو گیا ہاے ہوے پیدا ہوئی مفسدون نے
سینہ زوریان دکھلائین صبح ہوتے یہ خبر لشکر ظفر پیکر مین پہونچی کسیکو یہ خبر ہوئی کہ مخالف کا زور ہوا شبا شب
لشکر شجاع کی راہ لی آپس اضطرات سے ہر کسیکی ہمراہی سے یہ ٹھہرا کہ گوشۂ عافیت کی تلاش کیجیے جب یہ خبر عالمگیر کو پہونچی
فرط شجاعت سے استقلال ذاتی ظاہر فرمایا ہرگز دم نمارا سرا پردۂ اقبال سے باہر نکلکر تخت روان پر سوار ہوا اور خواص
امرا و حاضرین کو حکم دیا کہ نتیجہ اس شورش کا ہم فتح و نصرت جانتے ہین کیونکہ جب اوس مفسد کا ارادہ بدخواہی پر تھا پس
مفسد کا نکل جانا عمدہ ہے پس بہم خوردگی صفوف کے واسطے اسلام خان کو جو برانغار کا ہراول تھا اوسکی جگہ پر مقرر کیا
اور سیف خان و اکرام خان کو اوسکی ہراولی مین مقرر کیا تھا ہر جگہ جو تھی دوبارہ صف رزم آراستہ ہوئی صبح ہوتے لڑائی درپیش ہوئی
اگرچہ بہ نسبت روز گذشتہ کے بسبب شورش راجہ جسونت سنگہ کے آدھی فوج رہ گئی تھی لیکن جوش شجاعت سے ضبط نکیا
اور امیدوار مدد غیبی فرما کر میدان رزم کو متوجہ ہوا اور شجاع نے صف آرائی کی اور اس نے کل لشکر کی ایک صف مقرر کرکے توپخانہ
کے عقب مین سیر آکے اور خود مع بلند اختر اپنے چھوٹے لڑکے کے وسط فوج مین رونق افزا ہوا۔ اور زین الدین بڑے فرزند
اور سید عالم اور شیخ ظریف قربلی اور حسن خویشگی کو دست راست اور سید قاسم اور بکرم خان اور عبدالرحمان و اللہ نذر محمد خان
جانب چپ تعینات فرمایا جب چار گھڑی دن رہا اول بان چھوٹنا شروع ہوئے اسی عرصہ مین عالمگیر کے توپخانہ سے ایک گولہ
جس ہاتھی پر زین الدین ولد شجاع سوار تھا آلگا ایک پیر فیلبان اور ایک خواص کا اوڑ گیا لیکن شاہزادہ کو کچھ آسیب نہ پہونچا
توپ اور بندوق کے بعد تیر و سنان کی سنا سن ہونے لگی اس زد و خورد مین سید عالم بارہہ سردار لشکر شجاع مع فوج عظیم کے
دست راست سے عالمگیر کے برانغار پر حملہ آور ہوا فیلان کوہ شکوہ کے صدمہ سے دست چپ کے فوج کی رہی ہوئی اکثر فوج
پیر اوکھڑ گئے کوئی تدبیر نہ چلی بھاگ نکلے اس بھگدڑ مین فوج ظفر موج کے ہوش فرار ہوئے بعضے نے ننگ و نام چل نکلے قول خاص
کی جمعیت مین بھی پریشانی ہوئی بجز دو ہزار سوار کے رکاب عالی مین کوئی نرہا محافظون نے اس بدحواسی کو دیکھکر زیادہ تر
جرأت کی مع فیلان کے اوس حال سے بساط قلب کا رخ کیا اس معرکہ مین بادشاہ مرتضی خان قول کے میسرہ سے
اور بہادر خان کوکلتاش سے اور حسن علیخان دست چپ سے نکلکر دشمنون کے سد راہ ہوگئے اور اسی وقت مین عالمگیر نے
بھی دشمنون کی طرف ہاتھی کا رخ فرمایا اس طرح سے کہ پشت قول خاص جانب برنغار ہوئی اور ملازمان رکاب دشمنون کو
حملہ کرکے اور جرأت بادشاہ کی تقویت اور آقا کی پشت گرمی سے مخالفین کو روبرو سے ہٹا دیا اور تیر و تلوار سے خونریز بسیار ہوا

برگشتہ بختون کو خاک ہلاک پر ڈالا لواے غلبہ بلند کیا سید عالم کا اس شہامت و دلاوری کے دیکھنے سے جو بہادران
بادشاہی نے کیے بازوی ہمت سست ہوئے ارادہ فرار ڈھونڈہی جس راہ سے کہ آیا تھا واپس ہوا - لیکن وہ تینون مست ہاتھی
جو اوسکے فوج کے روبرو تھے بہادران دلیر کی ممانعت اور مدافعت سے روگردان ہوکر بدستور خیرہ چلے آتے تھے بلکہ
بارش قطرہای پیکان اور صدمہ بندوق اور بان سے مانند سیل و باران کے ریزش ابر سے تندتر ہوکر روے قہر جانب
قول خاص عالمگیری کے لائے اور اون تینون کوہ پیکر مین سے ایک نے آگے بڑھکر فیل خاصہ سواری بادشاہ سے ٹھوکر لی
مگر بادشاہ کوہ وقار اوسکے حملہ سے مستحکم رہا ؎ بمردی رجا یک سر موئے نشد ۔ زراہ چنان سیل یکسو نشد ۔ بہ تمکین متین
زبس جوہرش ۔ نجنبید جز نبض از پیکرش ۔ ایک قراول کو جو کسی ہمراہی کے ہاتھی پر نزدیک بیٹھا تھا اوسکو
اشارہ فرمایا کہ اوس ہاتھی کے فیلبان کو جو اشارہ کجک سے محرک فیل ہے گولی سے مارے اور اوسنے چالاکی اور تیز دستی سے
بندوق سر کی اور مساعدت اقبال سے نٹ نہ پورا بیٹھا فیلبان گرا اور فیلبان بادشاہی نے بجاے اوسکے ہونچکر
ہاتھی کو زیر کیا - باقیماندہ دو فیل قول خاص سے گذر کر دست راست قول عالمگیری کے جانب حملہ آور ہوئے اسی عرصہ
مین بلند اختر میر شجاع نے مع چند دیگر اپنے سرداران کے مانند شیخ ولی قرملی اور شیخ ظریف و حسن خویشگی اور خواجہ
خسرو مع فوج کے روے جسارت جانب برانغار عالمگیر کے لائے اس سبب سے کہ اسوقت عالمگیر نے مخالفین کو برانغار سے
دفع کیا تھا قول خاص کے پیچھے جو برنغار کی طرف تھے برہمی کے آثار ظاہر ہوئے اور معلوم ہوا کہ دشمن ادہر حملہ آور ہوا
بادشاہ نے چاہا کہ روے توجہ اودھر فرما کر دفع دشمن مین متوجہ ہو لیکن چونکہ شمشیر اوسکی جوہر تدبیر سے ملی ہوئی تھی -
عین ایسے مہالک مین حرکات مضطربانہ نہین کرتا تھا - دلمین سوچا کہ چونکہ روے فیل سواری بنسبت رجوع جنگ اور
کارزار کے جانب برانغار ہوا اور مخالفین کہ ہجوم ادہر ہے اور اس سبب سے ہراول فوج منصور تھے اسطرف میل کی ہمر
مبادا انحراف قول خاص سے شاہزادہ محمد سلطان اور ذو الفقار خان کہ مقدمۃ الجیش فتحیابی تھے کوئی خیال دلمین لاکر
قول خاص کی حرکت کو دوسری طرف خیال کرین اور عظیم فتور متزلزل فوج ہراول مین ظاہر ہو اور موجب زیادہ تر
خیرگی دشمنون کا ہو لہذا بمقتضاے دور اندیشی اور پیش بینی کے شاہزادہ محمد سلطان اور ذو الفقار خان کے پاس کسیکو
بھیجا اور حقیقت حال کہکر پیغام دیا کہ تم دلجمعی اور دل قوی سے غنیم کے مقابل رہکر سر رشتہ کوشش اور پایداری کا
ہاتھ سے نہ دو ما بدولت مخالفین برانغار کو دفع کرکے تمھاری کومک کو پہونچتے ہین بعد رعایت اسی دقیقہ حزم کے
شجاعت دلی کے نیرو سے روے فیل جانب دست راست کیا اور مدافعت مخالفین مین توجہ فرمائی اسی حال مین
جس ہاتھی پر کہ اسلام خان سردار برانغار سوار تھا وہ بان کے لگنے سے بھاگا اور اوسطرف کی فوجین برہم ہوئین
اور اکثر لوگ اوسطرف کے جگہ سے ہٹ گئے توفیق ثبات اور برقرار رہنے کی نپائی لیکن سیف خان اور اکرام خان جو
اسلام خان کے ہراول تھے چند لوگون کے ہمراہ قدم ہمت گاڑے رہے اور کوشش مردانہ کی اور سبحان بیگ زور بھائی

جو توپخانہ برانغار کا فرمان روا آور سیف خان اور اکرام خان کا بیٹیر و تھا اسی لڑائی میں جان نثار ہوکر سرخرو
عرصۂ کارزار ہوا اور اسی حال میں بادشاہ نے فدویان اخلاص منش کی پشت گرمی فرمائی ملازمان رکاب اور جان نثاران
سابق نے ہوادوے گے ہاتھ آستین ارادت سے باہر نکالا اور کوششہاے مردانہ سے جمعیت مخالفین کی پراگندگی
اسی گیر و دار میں شیخ ولی قرلی ہراول بلند اختر تیغ مبارزان لشکر ظفر پیکر کی آب سے غریق بحر فنا ہوا اور حسن خویشگی
زخمی ہوکر عرصۂ رزمگاہ میں غلطان ہوا اور کسیقدر اوسکی فوج سعی دلاوران شاہی کی آگ سے جل بھن کر ٹھکانے لگی
اور بلند اختر مع چند لوگون کے واپس باپ کے پاس پہونچا عالمگیر نے بغیر غلبہ ہمت واسطے مدافعت شجاع کے
قوہی کی چند قدم آگے کو بڑھا تھا کہ مکرم خان صفوی فوجدار چتون پور جو بذریعۂ لاچاری شجاع کی ہمراہی میں تھا
مداعیہ حضور عالمگیری کے اسطرف کو آتا تھا دور سے مانند پناہ جویون کے ظاہر ہوا اور امان پاکر ملحق بموکب نصرت اثر
اور بموجب حکم ہاتھی پر جاکر محفوظ رہا اسکے بعد عبدالرحمن بن نذر محمد خان جو شاہجہان کے زمانہ میں تنکیان بنگالہ
مین سے تھا اور سنجر پسر الہ وردی خان نے باپ کی جدائی کرکے روے ارادت اس درگاہ میں کیا اور ملازمت میں
آئے اسی اثنا میں قراولون میں سے کسی ایک نے شجاع کے فرار کی خبر پہونچائی ــ اور نقارۂ شادیانہ گھوڑے اور
ہاتھیون کی پشت پر سے بلند آوازہ ہوئے آور فی الحقیقت باوجود تفرقہ و انتشار لشکر اور برہمزدگی فوج اور ظہور ہونے
طرح طرح نفاق اور شقاق منافقین اور قابو طلبون کے جو اس لڑائی میں لشکر شاہی کے عائد حال ہوا عجب فتح نمایان
عالمگیر کو حاصل ہوئی اور شجاع نے ہزارون اندوہ و ناکامی کے ساتھہ مع لڑکون اور آلہ وردی خان اور بقیۂ لشکر
راہ فرار اختیار کی اور اوسکا امدو اور بنگاہ اور اکثر اسباب تجمل فوج منصورہ کی لوٹ میں آیا اور ایکسو چودہ توپ اور
ایکسو گیارہ ہاتھی بقید ضبط در آسے آور عالمگیر نے بعد فتح یابی شکر و سپاس الٰہی ادا کیا اور لشکرگاہ شجاع سے جو موضع
کھجوہ کے تالاب کے نزدیک تھا گذر کر منزل کی اور بنا بر آل اندیشی تا کہ شجاع اسباب منازعت کے جمع کرنے کی فرصت نپاوے
ایک فوج شاہزادہ محمد سلطان کی سرداری میں اوسکے تعاقب پر مامور کی اور اوسی روز جو جماعت کہ شاہزادہ کے رکاب
مین حاضر نتھی اوسی مہم پر روانہ ہوکر پیشتر منزل کی آور اوس جگہ پر انتظار پہونچنے امراے لکی اور جمعیت فوج کا کیا
اور شاہزادہ عجالتہ ایک عقد مروارید گران قیمت جو گردن اور دوپٹہ میں کندھے پر پڑا تھا نوازش کرکے رخصت کیا
اور ایک مہینہ دو روز اوس منزل میں مقام کرکے امرا کو مشمول عواطف فرمایا ازان جملہ معظم خان کو جو بعد رہائی
قید کے اسوقت تک بحالی منصب پر سرفراز ہوا تھا بڑے منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور دس لاکھ
روپیہ انعام اور عطاے خلعت خاص مع پوستین سمور اور فیل خاصہ مع ساز نقرہ اور جل زربفت اور شمشیر و
مرصع کے مورد مراحم گوناگون کیا آور راجہ جیسنگہ اسی روز وطن سے پہونچکر جبہ ساے عقیدت ہوا ۲۰ روز کے بعد افواج
کھجوہ سے کوچ ہوکر دریاے گنگ کے کنارے مقام ہوا اور سلخ تک مقام رہا اور بعد نزول اس مقام کے معظم خان

مع ذوالفقار خان اور اسلام خان اور کنور رام سنگھ اور داؤد خان اور فدائی خان اور راؤ بہاؤ سنگھ اور اخلاص خان خویشگی اور احتشام خان اور فتح جنگ خان اور رشید خان اور لودیخان اور راؤ بہاؤ سنگھ ہاڈا وغیرہ مردم کارآمدنی تعیین ہوئے کہ شاہزادہ محمد سلطان سے ملحق ہوکر شجاع کا تعاقب کرین

شیخ میر اور صف شکن خان کے لشکر کا بیان جو دارا شکوہ کے تعاقب پر معین تھے

پوشیدہ نرہے کہ صف شکنخان جو تھی محرم کو جسکے دس روز قبل دارا شکوہ ملتان سے رہگرا ے فرار ہوا تھا بلدۂ لاہور سے اوسکے تعاقب پر چلا جب بہکر پہونچا ظاہر ہوا کہ دارا شکوہ اجمال واثقال اور بعض پردگیان کو مع کسیقدر خزانہ اور ظروف طلائی و نقرئی اور سنگین کے قلعہ بہکر مین چھوڑ کر بسنت خواجہ سرا اور سید عبدالرزاق نامی ایک شخص کو جو اوسکے معتمدین مین تھا قلعہ کی حراست مین تعینات کیا اور چند توپ کلان جو اپنے پاس رکھتا تھا مع دیگر لوازم توپخانہ اور ایک گروہ تیرانداز اور بندوقچیون معتمد کو اوس حصار مین چھوڑ کر سلخ محرم کو بہکر سے تلخکام مایوس ٹھٹھہ کو چلا گیا اور نقد خزانہ اور اسباب کشتیون مین اور خود براہ بیشہ اور جنگل درختون کو صاف کرتے ہوئے جاتا ہے اور اکثر نوکران عمدہ اوسکے مانند داؤد خان اور شیخ نظام اور میر عزیز اور میر رستم مع چار ہزار سوار کے نواحی بہکر مین اوس سے جدا ہوگئے قریب تین ہزار سوار کے اوسکے ہمراہی مین رہگئے ہین شیخ میر نے ایکروز کی اقامت کے بعد بہکر مین معلوم کیا کہ اس جگہ سے پچیس ۲۵ کوس پر آگے ایک راہ قندہار کی جانب کو جدا ہوتی ہے دارا شکوہ وہان پہونچکر چاہتا تھا کہ قندہار کو جاوے جب دیکھا کہ نوکر ہمراہی نکرینگے اور اہل حرم بھی اودہر کو راضی نتھے ناچار ٹھٹھہ کی طرف بازگشت کی اس اخبار کے سننے سے جماعت برق اندازون کی بھکر مین متعین کی کہ قلعہ مداخل و مخارج سے خبردار رہکر تا وقتیکہ لشکر منصور توپ و تفنگ سے قلعہ کے ساتھہ جنگ کرین اور متحصنون پر کام تنگ کرین اور خود کوچ کرکے درپے دارا شکوہ چلا اور صف شکنخان کو مع محمد معصوم اپنے داماد کے ہمراہی ہزار سوار برقنداز اور چودہ شترنال کے پیشتر کو بہیجا کہ بہر صورت دارا شکوہ کی کشتیون کی راہ عبور مسدود کرین اور خود بھی پیچھے سے دوڑ کر پہونچا اور کوششین کین لیکن بسبب پاٹ دریا کے کچھہ منفعت نہوئی بجز دو کشتیون کے کہ ایک گولہ سے شکست ہوئی اور دوسری مٹی مین جا اٹکی اور کچھہ نقصان نہ پہونچا اور مجموعۂ کشتی سلامتی سے نکل گئین اور شیخ میر اور صف شکنخان نے سنا کہ دارا شکوہ اونتیسوین ۲۹ صفر کو دریا سے عبور کرکے گجرات کو چلا گیا اسی اثنا مین اونکے نام فرمان صادر ہوا کہ ترک تعاقب کرکے حضور مین آوین چونکہ اس فوج نے اس تعاقب مین سخت مصیبت کھینچی تھی اس حکم کا پہونچنا نہایت غنیمت سمجھکر معاودت کی

عالمگیر کی معاودت ساحل گنگ سے دار الخلافۂ اکبرآباد کو

جب دارا شکوہ کے گجرات جانے کی خبر عالمگیر کو ملی اور شجاع کی طرف سے اطمینان ہوا تنبیہ اور تادیب راجہ جسونت سنگھ کی کہ ویسا نفاق نمایان اوس سے ظاہر ہوا اور نیز تدبیر استیصال دارا شکوہ کی پیشنہاد خاطر عاطر کرکے علم معاودت

دریاے گنگ کے کنارے سے اکبرآباد کی طرف بلند فرمایا اور قصبۂ کوڑہ مین الہ آباد اور پٹنہ کے تسخیر کی خبر سید قاسم
عرضداشت شاہزادہ محمد سلطان سے معلوم کر کے فرمان سند صوبہ داری الہ آباد کا خاندوران کو
حضور مین
جو قبل جنگ شجاع کے الہ آباد کے محاصرہ پر مامور تھا اور فرمان صوبہ داری پٹنہ کا داؤد خان کے نام جو معظم خان کے
ہمراہ گیا تھا صادر ہوا کہ بعد پہونچنے پٹنہ کے وہان کی صوبہ داری پر منصوب ہوا اور مکرم خان بدستور سابق فوجداری
جون پور پر مامور ہوا اور فتح پور سے گذر کر محمد امین میر بخشی کو مع ایک فوج امرا اور منصبداران کے بنابر استیصال راجہ جسونت
کے مقرر کیا راے سنگہ راٹھور کو جو راجہ جسونت کا بھتیجا تھا خطاب راجگی سے سرفراز کر کے خلعت و فیل مع مادہ فیل
اور شمشیر مرصع اور نقارہ اور انعام ایک لاکھ روپیہ اور اصل و اضافہ سے چار ہزاری چار ہزار سوار کے مرتبہ پر مرتبہ
بڑھا کر اوسی فوج کے ہمراہ کر دیا تا کہ بعد مستاصل ہونے جسونت کے راجگی الوس راٹھور اور مرزبانی جودھپور کی
اسکے متعلق ہو اور حکم ہوا کہ امیر خان حارس قلعہ شاہجہان آباد مراد بخش کو جو وہان مقید ہے ہمراہ شیخ میر کے
جو دارا شکوہ سے بموجب حکم لوٹا آتا ہے لا کر قلعۂ گوالیار مین محبوس کرے اور خود حضور بادشاہ مین رہے چونکہ تنبیہ
راجہ جسونت اور دارا شکوہ پیشنہاد خاطر عالمگیر تھی داخل اکبرآباد ہو کر عزم اجمیر کا جزم کیا امیر الامرا شایستہ خان
اور دیگر امرا اور ارکان وہان کے ظاہر شہر مین دو تین منزل آگے اکثر شرفیاب ملازمت ہوئے اور شیخ میر اور دلیر خان
بھی ملحق لشکر ہوئے اب واسطے انتظام اخبار کے احوال دارا شکوہ کا لکھنا ضرور ہے مخفی نرہے کہ دارا شکوہ نے اپنے
تعاقب کی فوج کا لوٹنا غنیمت سمجھکر ولایت گجرات کو جو اغیار سے خالی تھی واسطے اپنی اقامت اور آراستگی فوج اور
افواج کے مناسب سمجھکر بعضے زمینداروں کی رہنمائی بموجب دریاے شور کے کنارے سے جو غیر مشہور اور دشوار گذار تھے
رہ سپر ہو کر جب ولایت کچھ مین پہونچا وہان کا مرزبان استقبال کو آیا اور مردمی و مروت اختیار کی او نے اپنی لڑکی دارا شکوہ
کے لڑکے سپہر شکوہ سے منسوب کی وہان سے مع تین ہزار سوار اور دیگر مردمان ہمراہی کے گجرات کی عزیمت کی شاہ نواز خان
صفوی ہر چند دارا شکوہ سے بیگانہ اور عالمگیر سے رشتہ رکھتا تھا کیونکہ عالمگیر کی بی بی کا باپ تھا لیکن بسبب اوسی
بدسلوکی کے جو عالمگیر نے بروقت نہضت برہان پور کے اوسکو مقید کر کے بعد غلبہ پانے ہر سہ برادران عالی سلطنت کے
قید سے رہائی دیکر صوبہ داری گجرات پر مقرر کیا تھا یہ شخص بادشاہ سے کبیدہ خاطر تھا پس مزاحمت اور ممانعت
نکر کے داعیہ اتفاق دارا شکوہ کیا اور رحمت خان وہانکے دیوان اور جملہ ملکیون کے ساتھ اوسکے استقبال کو گیا
اور موضع شیر گنج مین جو شہر سے دو کوس پر ہے اوسکی ملاقات کی اور از روے ہوا خواہی اور خیر اندیشی کے پیش آیا
دارا شکوہ داخل احمد آباد گجرات ہو کر اموال و اسباب اور جملہ کارخانہ مراد بخش پر جو وہان رہگیا تھا متصرف ہوا
چونکہ اس سبب سے کسیقدر مکنت بہم پہونچی لشکر و سپاہ کی فراہمی کا دھیان آیا اور اوس صوبہ کے ملکیون کو داد و دہش
اور استمالت سے اپنا یار بنا لیا اور ایک مہینہ سات روز کے عرصہ مین فوج آراستہ اور لشکر شایستہ جسمین بائیس ہزار سوار تھے

آراستہ کرکے کبھی عزم کرتا تھا کہ وہان کے سلاطین سے استمداد کرکے اپنا کام جاسم کرے اور کبھی اجمیر کا ارادہ کرتا تھا
تاآنکہ جنگ الہ آباد کی خبر بطریق غیر واقع اوسکے گوش گذار ہوئی اور بنابر نفاق راجہ جسونت چند سختیان جو لشکر عالمگیری کی
عاید ہوئین اور فراریون کے زبانی جو کچھہ اخبار مشتہر ہوئے برخلاف واقعہ کے داراشکوہ کو معلوم ہوئے بمجرد سننے کے بدون
تحقیقات عزم اجمیر کا مصمم کرکے غرہ جمادی الاخرے کو گجرات سے نکلا اور شاہ نواز خان کو مع جمیع اجماع اور لواحق
پسران و خویشان اوکو جو مرادبخش کے جا اوسی جگہ پر تھا اور اکثر ملکیان اوس صوبہ کے مانند رحمت خان دیوان
وغیرہ کو ہمراہ لیا اور سید احمد نامے کو صوبہ دار گجرات کا کرکے کسی کو اپنے نوکرون مین سے وہان چھوڑکر جب گجرات سے
تین منزل چلا آیا برخلاف اوسکے جو سنا تھا محقق ہوا اور اسوجہ سے اپنے کام مین تردد ہوا اسی ضمن مین راجہ جسونت کا
نوشتہ مشعر اپنے حقیقت حال کے اور نیز اس امر کے کہ اجمیر کی عزیمت فرمائی پہونچا اور اس وجہ سے عزم مزید ہوا اور
جمعیت اوس راٹھور اور دیگر راجپوتون کی پشت گرمی سے جنکے مکانات نواحی اجمیر مین تھے دلیر تر ہوا اور ہر منزل مین
نوشتجات راجہ جسونت مشعر مزید ترغیب اور تاکید کے پہونچا کرتے تھے تاآنکہ جودہپور کے تین منزل پر آ پہونچا باقی
احوال اسکا بعد ازین لکھا جاویگا الحال بنابر انتظام اخبار کے احوال عالمگیر کا لکھا جاتا ہے ۔ ۲۷ جمادی الاول کو عالمگیر
نے شکارگاہ باڑی مین مقام فرمایا اس منزل مین شاہزادہ محمد اکبر مع جمیع پردگیان حرم سرای شاہی کے جو دولت آباد
سے ہوئی تھین پہونچکر شرف اندوز ملازمت ہوا اور پردگیان حرم سرا کو اکبرآباد مین چھوڑکر خود عازم پیشتر ہوا ۔
۱۳ جمادی الاخرے کو تربیت خان صوبہ دار اجمیر نے پہونچکر داراشکوہ کی مفصل خبر پہونچائی ۔ جب معلوم ہوا کہ داراشکوہ
اجمیر مین پہونچکر آمادہ رزم و پیکار ہی ۱۶ جمادی الاخرے کو طاہر خان کو عنایت ترکش سے نوازش فرمائی اور مع
ایک جماعت کے قراولی پر رخصت کیا تاکہ متواتر اخبار طرف مخالف کی پہونچاتا رہے چوبیسوین کو چہ کوس تالاب رامسیر پر
نزول لشکر ہوا اسی منزل مین عالمگیر نے ترتیب لشکر اور تقسیم افواج فرمائی ہراول کی سرداری راجہ جیسنگہ کو مقرر ہوئی
اور صف شکنخان میر آتش مع توپخانہ اور گروہ برن آبداران کے ہراول کے آگے مقرر ہوا ۔ اور شیخ میر کو التمش کی
سرداری ملی برانغار پر امیر الامرا شایستہ خان مقرر ہوا اور شاہزادہ محمد معظم جرانغار کی سرداری پر سرفراز ہوا اور حکم ہوا
کہ زنگی سیاہ بہادر خان وغیرہ کے ہمراہ رہے اور محمد امین خان میربخشی مع گروہ بہادران کے لشکر کے دست راست پر
بطور طرح کے تعین ہوا اور ہشدار خان مع فدویان جان نثار کے دست چپ پر محافظ رہے اور قول خاص مین بندگان کا
مخلص مقرر ہوئے قول خاص کے میمنہ کی محافظت اصالت خان کو ملی اور میسرہ کی نگہبانی تربیت خان نے پائی اور ہراول
کے ساتھہ لشکر بھی کیا گیا اور حکم ہوا کہ بعد ازین اسی ترتیب سے فوج رہ سپر ہو ۔ الحال باقی حال راجہ جسونت اور داراشکوہ کا
لکھنا ضرور ہے ۔ مخفی نرہے کہ راجہ جسونت تقصیر ثانی سے کہ علانیہ کوس مخالفت کا بجاتا اور اپنا نفاق پنہان آشکارا کر
گیا تھا یقین جانتا تھا کہ عالمگیر اوسکے استیصال مین تقصیر نکریگا ناچار اپنا چارہ کار داراشکوہ کی رفاقت مین دیکھا

ترغیب و تحریص سے اوسنے اپنی طرف مائل کیا اور اپنے الوس اور دیگر راجپوتان کا لشکر فراہم کرکے بعد پہونچنے جودہ پور کے
سرانجام لشکر اور سپاہ مین کوشش بیشتر کی بانتظار پہونچنے داراشکوہ کے بیٹھا اور عالمگیر نے واسطے انتشار پانے اور شکست کار
داراشکوہ کے یا تا کہ دونون کے درمیان مین تفرقہ پڑے اور راجہ جیسنگہ جو منظور نظر اور عمدۂ راجہاے دولت اقتدار
مین سے تھا فراست سے اس بات کو پاکر استعفاے جرایم اچھی طور پر پیش کیا جسکے بموجب ایک فرمان متضمن
بشارت عفو تقصیر اور ممانعت موافقت داراشکوہ کے اوسکے نام صادر ہوا ۔ اور راجہ جیسنگہ نے ایک مفصل تحریر
متضمن ترک رفاقت داراشکوہ کے تحریر کی او سنے یہ حال دیکھکر جرم سابق فراموش کیا جودہ پور سے جو بیس کوس
بعزم اجمیر نکل گیا تھا مراجعت کرکے گوشۂ عافیت کو سدھارا داراشکوہ اسکے فریب مین آکر دوسرے ارادون سے
معطل ہوگیا میرٹھہ کو جو جودہ پور سے تین منزل ہے گیا وہان بھی اسکا نشان نپایا متردد ہوکر مقیم ہوا ۔ مسمی دہنچند اپنے
معتمد کو بھیجکر ایفاے عہد کا خواستگار ہوا اوسنے حیلہ و فریب کے لیے جوابدیا کہ انتظار فراہمی لشکر مین مقیم ہون صلاح یہ ہے
کہ داراشکوہ اجمیر مین جاکر مقیم ہو تاکہ راجپوت اوسکے حضور مین جمع ہوا کرین اور بندہ بھی عنقریب فراہمی لشکر کرکے حاضر ہوتا ہے
داراشکوہ چار ناچار اجمیر آیا اور مکرر دہنچند کو بھیجا مگر سراسر فریب کی باتین سمجھکر قطع امید کرکے مراجعت کی اور راجہ
جودہ پور کو روان ہوگیا داراشکوہ نے چار ناچار اپنے لڑکے سپہر شکوہ کو مع پانسو سوار کے راجہ کے پاس بھیجا شاہزادہ نے
جلد پہونچکر ہر چند لجاجت کی مگر پذیرا نہوئی لاچار مایوس ہوکر واپس ہوا

دوبارہ عالمگیر کے داراشکوہ سے لڑائی ہونا اور فتح پانا ۔

جب داراشکوہ اوس حیلہ سرشت نامرد سے مایوس رہا اور عالمگیری فوج اجمیر کے قریب جا پہونچی ہر چند فوج کم تھی
لیکن لڑنے کو آمادہ ہوا مگر بدرجۂ لاچاری یہ مصلحت ٹھہری کہ درۂ کوہستان اجمیر کو کہ دونو جانب سے محدود ہے
اوسے مورچال بناوے ۔ اور عمدہ کارخانہ لڑائی کا ترتیب دیکر چند روز کے واسطے مامن بناوے
آخر ہر ایک کو ایک ایک مورچہ پر معین فرمایا اول مورچہ جو گڈہ بیٹھلی کے نزدیک تھا سید ابراہیم مصطفے خان کے
سپرد کیا اور اوسکے لڑکے عسکر خان اور جان بیگ کو اسی طرف تعین کیا اونکے پہلو کے مورچہ فیروز میواتی کو اور
اوسکے پہلو مین چند بڑی توپین نصب کین اور اوسی مقام پر اپنا ٹھہرنا مقرر کیا اور اپنے جیب کی طرف دوسرا مورچہ
باندہکر شاہ نواز خان کو اور اوسکے بعد کے مورچون پر جو کوکلہ پہاڑی کے متصل بندہا تھا سپہر شکوہ کے سپرد ہوا
اور اوسکے لوگون کو مع مغول خان پسر کمادہ خان کے وہین پر چھوڑا ۲۶ جمادی الاخرے کو عالمگیر موضع ریواری کے
نزدیک جہانسے اجمیر تین کوس پر تھا پہونچا آتشبازی شروع ہوئی میر آتش ایک توپ کے فاصلہ پر لشکر بادشاہی سے
جاکر ٹھہرا دوسرے روز لشکر عالمگیری آدہ کوس پر جا لگا ۔ اور توپخانہ بھی بیشتر کو بڑہاکر ایک توپ سے کم فاصلہ پر
جا لگایا جب توپخانہ نہایت نزدیک ہوا عالمگیر نے دوربینی سے شیخ میر کو مع لشکر التمش کے جو کہ وہ سردار تھا مع لڑکان

وغیرہ کے پیشتر سے اوس توپخانہ کے نزدیک مقرر کیا تاکہ کید مخالفین سے ہوشیار رہین اور حکم ہوا کہ امیر الامرا مع لشکر انغار
اور راجہ جیسنگہ مع فوج مراول کے دست راست لشکر کو کوکلہ پہاڑی کے مقابلہ مین اور لشکر جرانغار دست چپ مین
گدہ بیٹھلی کے برابر خیمہ زن ہوا اور تمام فوج مع لشکر قول کے حواشی دولتخانہ مین نزول کرے حسب الحکم تعمیل ہوئی ۔
اب علی الاتصال گولہ برسنے لگے چونکہ کما ینبغی بند و بست ہوگیا تھا فوج عالمگیری کی جرأت نہتی کہ اونکے مورچون پر جاسکے
بلکہ مخالف کبھی کبھی نکلکر دست بردی دکھلاتے تھے اور ہر طرح سے متانت اور مضبوطی مین بدلجمعی تمام رات دن گذراتے
تھے شیخ میر اور دلیر خان دھاوا کرنے مین بہتری نہ سمجھتے تھے کہ مبادا کوئی اولٹی بلا نازل ہو تین روز تک یہی کر رہا
کوئی تدبیر مورچال فتح کرنے کی نسوجھی ناگہان راجہ راجروپ زمیندار کوہستان جمون نے جسکے پیادہ کوہ گردی مین چالاک
تھے عرض کیا کہ میرے آدمی کوکلہ پہاڑی پر چڑھنے کی راہ عقب سے دیکھے ہوئے ہین عالمگیر نے فرمایا انتظار فرصت
رہکر جب قابو ہو اپنے پیادون کو مع بندوقچیان بادشاہی کے بھیجکر مردم داراشکوہ سے کوہ کو خالی کرائے ۔
اور اول روز عالمگیر نے سرداران لشکر کو بلاکر دھاوے کے بارے مین تاکید فرمائی بہادران فوج نے بیتاب ہوکر
جانبازی دکھلائی اور آخر روز کو راجہ نے اپنے پیادے کوکلہ پہاڑی پر چڑھائے اور خود اوس پہاڑ کے روبرو سے مردکو جا
کھڑا ہوا ملازمان توپخانہ شاہی آرام کے لیے تھوڑی دیر لڑائی سے باز رہے مخالفون کو فرصت جو ملی قریب ہزار سوار کے
لشکر داراشکوہ سے بقصد مدافعت راجہ راجروپ کے مورچال سے نکلکر ٹھہر گئے اس حال کے دیکھنے سے ملازمان عالمگیر
نے حرکت کی اول دلیر خان نے توپخانہ کے دست راست سے نکلکر دلیری دکھلائی اوسکے بعد شیخ میر نے دست
چپ سے اور راجہ جیسنگہ اور امیر الامرا مع لشکر برنغار اور اسد خان اور ہوشدار خان مع جرنغار کے صف آرائی
کی لیکن دلیر خان اور شیخ میر کی دلیری سب سے اول درجہ کی ہوئی بعد اہتمام جنگ جیونہین آثار فتح نمودار ہوئے اقدام
ثبات اہل مورچال کے متزلزل ہوے تھے کہ راجہ جیسنگہ عقب سے پہونچکر ملگیا بالجملہ شیخ میر اور دلیر خان نے شاہنواز خان
کے مورچہ پر جو کوکلہ پہاڑی پر تھا حملہ کیا ۔ اور توپخانہ شاہی سے بھی آگ برسانی شروع ہوئی وہ دہوان ہار کردیا
کہ مخالفون کی آنکہہ مین اندھیارا چھاگیا یہان تک کہ جو کوئی دوسرے مورچہ سے چاہتا کہ شاہنواز کے مورچال مین
آئے برق اندازی شاہی سے تاب نتھی اسوقت مین فوج عالی قریب مورچہ جا پہونچی آثار نصرت و فیروزی نمودار ہوئے ۔
مردم راجہ راجروپ نے دلیر ہوکر کوکلہ پہاڑی پر علم نصب کیا اس نیزہ کے دیکھتے ہی داراشکوہی فوج مین تزلزل واقع ہوا
اسیکے قریب شیخ میر اور دلیر خان مع اپنی فوج کے شاہنواز کے مورچہ پر جا دوڑے اگرچہ ادہر سے خوب روک ہوئی
اور ادہر سے بھی کوئی مددگاری کو نہ پہونچا مگر ان دونون سردارون نے خوب پیر جمائے اچھی مردانگی ظاہر کی اہل مورچال
نے بھی خوب سخت آزمائی کی مگر یہ لوگ مورچون مین دھس پڑے داراشکوہ ہر وقت مدد بھیجتا تھا چنانچہ شاہ نواز خان
کو بھی اپنے پاس سے اودہر کو بھیجا خان مذکور نے پہونچکر عین جنگ مین چشم زخم عظیم برپا کیے اسی اٹھبھڑ مین دن

تمام ہوا۔ اس رستخیز مین شاہ نواز خان نے تیر کھا کر گوشۂ عدم کی راہ لی اور سیادت خان اسکا لڑکا بھی زخمی ہوکر باپکی خدمت کو سدھارا اور محمد شریف بخشی داراشکوہ نے دلیر خان کے تیر سے نقد روان نذر دیا اور ابابکر خویشگی بھی مارا گیا۔ اور سرداران عالمگیری مین سے شیخ میر اپنے بندوق کی گولی کھا کر فنا سے ہمدوش ہوا اُسوقت مین سید ہاشم نام جو اوسکے برابر ہودج فیل مین بیٹھا تھا وہ تدبیر کی کہ جسطرح سے شیخ بیٹھا تھا ویسا ہی ربیٹھا جب لڑائی فتح ہوئی اور دلیر خان کی کوشش مردانہ نے زخم تیر سینہ سے ہاتھہ مین کھائے اکثر لوگ طرفین سے جان نثار ہوئے اسی وقت مین راجہ جیسنگہ نے پہونچکر مدد کی اور مردم مورچال کو شکست دی چونکہ داراشکوہ اول سے جانتا تھا کہ ادبار نے گھیرا ہے عالمگیر سے عہدہ برائی ممکن نہین اول سے بردگیان حرم سرا کو مع خزانہ وغیرہ ضروری کارخانہ کے طیار کر رکھا تا کہ بروقت نکلنے کے مین دقت نہو اور خود مع اپنے بیٹے سپہر شکوہ کے بلندی کوہ پر ملاحظۂ جنگ کر رہا تھا جب یہ زد و خورد ملاحظہ کی اقامت کی تاب نپائی ہرچند ہنوز دو سکے مورچے قائم تھے اور قریب تین چار ہزار سوار کے ہمراہ بھی تھے لیکن ناامید ہوکر بھاگنے کی سوچا جب رات ہوئی اور شیخ میر کی سپاہ بھی اپنے سردار کے مارے جانے سے مطلق العنان ہوکر لوٹ کسوٹ مین مصروف تھے داراشکوہ نے فرصت پاکر مع سپہر شکوہ کے اور فیروز میواتی اور کسیقدر سپاہ کے رہ سپار ہوا۔ اور اموال و عیال و اطفال مع اکثر عمایدہمراہی کے قلعۂ اجمیر مین رہگئے منجملہ سرداران کے فیروز میواتی نے ساتھہ دیا اوسکا مال و اسباب راجپوتان ہمراہی نے تاراج کیا۔ اور سوائے جواہر پوشیدنی اور کسیقدر اشرفی کے جو حرم سرا کی عماریون مین تھین کچھہ مال و اسباب ہمراہ نلیجا سکا نہایت ناکامی اور بے سرانجامی مین عازم گجرات ہوا۔ اور کوہ بیٹھلی کے طرف بعض سپاہ مورچہ کی ابتک بے خبر مشغول مدافعت تھی آخر شب کو بعد اطلاع کے سرداران نامی صف شکنخان سے رجوع ہوئے اور محمد شریف میر بخشی جو کہ سخت زخمی تھا اوسی رات کو اوسکی صبح زندگی شام ہوئی دیگر امراء صبح کو مستفیض ملازمت ہوئے عالمگیر شکر خدا بجالایا شیخ میر کے گشتہ ہونے سے نہایت دلگیر ہوا حسب الحکم اسکے شاہنواز خان مرحوم کی لاش باعزاز تمام خواجہ معین الدین چشتی کے مزار مین مدفون کی سلخ جمادی الآخرے کو طواف مزار ہوا پانچ ہزار روپیہ مجاورون کو انعام ہوا اور واقعہ تالاب اناساگر مکانات شاہی مین ورود ہوا راجہ جیسنگہ اور بہادر خان مع فوج مناسب کے داراشکوہ کے تعاقب مین تعینات کیا گیا راجہ جسونت سنگہ کو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور گجرات کی صوبہ داری ملی خلعت و فرمان سند بھیجکر حکم کیا کہ اپنے صوبہ کو جاکر انتظام کرے اور کنور پرتھی سنگہ اپنے لڑکے کو روانۂ حضور کرے اور اولاد شاہنواز خان کی جو اوسکے سالے تھے اور امیر خان برادر شیخ میر کو خلاع ماتمی وغیرہ تفضلات بادشاہی سے سرفراز فرمایا۔ ۴ رجب کو شاہجہان آباد کو معاودت ہوئی اثنائے راہ مین معظم خان خانخانان کی عرضی سے واضح ہوا کہ شجاع مونگیر اوس دیوار مورچال سے جو بعہد شیر شاہ کے وقت مین بنائی گئی تھی چاہتا تھا کہ اوسے استحکام دیکر چندے پاے ہمت مضبوط کرے لیکن سطوت

فوج شاہی سے گھبرا کر ۱۲ جمادی الاولےٰ کو مونگیر سے جہانگیر نگر کی طرف چلا گیا اور اوسی مہینے کی ۲۴ کو خانخانان اور شاہزادہ محمد سلطان داخل قلعہ مونگیر ہوگئے پنجم شعبان کو فتحپور سیکری مین مقام ہوئے انتظام سلطنت مین مصروف ہوا انھین دنون مین عادل شاہ بیجاپور کا پیشکش از قسم جواہرات وغیرہ کے پہونچا۔ ۶ شعبان کو فتحپور سے کوچ کرکے بعزم شاہجہان آباد نہضت ہوئی موضع چندا ولی مین خیمہ گاہ ہوا انھین دنون مین محمد سلطان اور خانخانان کی عرضی سے معلوم ہوا کہ شجاع واقعہ اکبر نگر راج محل مین ارادہ اقامت رکھتا تھا مگر قرب لشکر سے ڈر کر عبور گنگا کر گیا اور اکبر نگر بھی تصرف اولیاے دولت مین آیا ۱۹ ماہ شعبان کو نزدیک شاہجہان آباد کے پہونچکر خضر آباد مخیم ہوا اور سلخ ماہ شعبان کو کمال توزک اور شان سے لاہوری دروازہ ہوتے ہوئے قلعہ مین داخل ہوا اور دیوان خاص و عام اور بعد ازان غسل خانہ مین سر آراے حشمت و کامرانی ہوا امرا نے رسم تصدق پیشکش کیے انھین دنون مین عرض ہوا کہ قلعہ چناڈھ جو بعد داراشکوہ کی برہمی کے شجاع کے تصرف مین آیا تھا اور اوسکا نوکر سید ابو محمد اوسکا حارس تھا۔ اوایل ماہ رمضان کو بے جنگ و جدل مسخر ہوا۔ اور سید مذکور نے اطاعت شاہی قبول کی اور عازم درگاہ آسمان جاہ ہو۔

ذکر تمہید جلوس ثانی

پہلا جلوس تو فقط بطور ادا ے رسم کے ہوا تھا جیسا کہ چاہیے توزک و احتشام شاہی بسبب تقاضاے وقت کے نہو سکا تھا خطبہ و سکہ و لقب بھی آیندہ پر موقوف رہا تھا اب کہ فتح و فیروزی سے داخل شہر شاہجہان آباد ہوا۔ حکم دیا کہ منجمان دقیقہ رس اس جشن فرحت اثر کی کوئی ساعت مقرر کرین اور ۲۴ ماہ رمضان مقرر ہوئی بعد ازان ارشاد ہوا کہ منتظم لوگ اس ساعت کے اشاعت تک سرانجام سامان کرین بارگاہ شاہی شان و شوکت سے آراستہ ہو لہذا کارپردازون نے تعمیل ارشاد کی اور سقف و ستون ایوان چہل ستون دیوان عام کے در و دیوار نقش بوقلمون سے نگارخانۂ حیرت افزا بنائے گئے زردوزی زربفت مخمل طاس گجراتی وغیرہ کے فرش و فروش سے مکانات نادرات پیراستہ ہوئے وسط دیوان مین تخت مربع بنایا جسکے اطراف مین محجر طلائی نصب ہوئے اوسپر تخت مرصع طاؤس لقب کا اوسکے روبرو شامیانہ لولو نگار اور چتر سورج مکھی آراستہ کیا عقب تخت صندلی طلائی رکھی گئی قورخانہ جو کہ مشتمل ہے شمشیر مرصع ساز اور پرتلہ جواہر آگین اور سپر اور برچھی مرصع وغیرہ صندلیون پر رکھی گئین اور شامیانۂ سرخ چار ستون سیمین پر بلند کیا اوسکے دور پر مخمل زربفت اور زردوزی کے شامیانے نقرہ چوبین نصب کیے گئے اسیطرح غسل خانہ کی عمارت بھی انواع آرایش سے مزین ہوئی اسپک مخمل زربفتی اور زرکشی چوبین نقرہ در پیش ایوان بلند کی گئین اور دامن کے اسپک کی اطراف مین محجر نقرہ زمین پر نصب ہوئین اوسکے اندر نفیس نفیس قالین اور بادشاہانہ فرش نہایت صنعت اور کاریگری سے بچھائے اور تخت کو جلب

میناکار در پیش ایوان رکھکر زرین تخت کلان آٹھ پہلو مسقف بنگلہ دار وسط ایوان میں رکھا اور اطراف غسل خانہ کے
مکانات کو زربفتہاے نفیس سے مزین کرکے اونکے روبرو شامیانے لگائے جب یہ ساری آرایش روضۂ رضوان کا نمونہ
ہو چکی اتوار کے دن ۲۴ رمضان ۱۰۶۹ ہجری کو جبکہ عمر عالمگیر کی شمسی حساب سے چالیس برس سات مہینے
پندرہ روز کی تھی اور قمری کے رو سے اکتالیس برس دو مہینے دس روز گذر رہے تھے بعد گذرنے آٹھ گھڑی سات پل
کے جو کہ تین گھڑی اور پندرہ دقیقہ نجومی ہوے تخت شاہی پر جلوس ہوا امرا حسب منصب آداب تہنیت بجالائے منصب
و خلعت و انعام سے سرفراز ہوئے۔ امیر الامرا شایستہ خان کو بعد نواخت نوبت بادشاہی کے حکم ہوا کہ بموجب اپنے
باپ کی جو کہ عہد جہانگیری میں اس مرتبہ پر سرفراز تھا اور بجز اوسکے کسی دوسرے کو یہ سعادت نملی تھی نوبت نوازی کرے
خطیب نے بموجب حکم خطبہ پڑہنا شروع کیا جب حمد و نعت کے بعد آباے شاہی کے نام لیے ہر ایک کے نام پر خلعت
فاخرہ ملتا گیا۔ جب حضرت کا نام زبان پر آیا دعا کرکے مداح ہوا اوسوقت خلعت گرانبہا عنایت ہوا اسقدر طلا
اور چاندی بادشاہ پر نثار ہوا کہ اوسکی لوٹ میں حریصوں کے دل بھر گئے۔ عالمگیر لقب مقرر ہوا چونکہ شاہجہان
کے وقت میں اشرفی اور روپیہ کے ایکطرف کلمہ اور چار یار کے نام اور دوسری طرف پادشاہ کا نام مسکوک ہوتا تھا
عالمگیر نے اس نقش کو خلاف ادب جانا لفظ مہر و بدر کے تفاوت سے یہ بیت مقرر کی ~ سکہ زد در جہان چو مہر منیر
شاہ اورنگ زیب عالمگیر۔ اور روپیہ میں (چو بدر منیر) اور دوسری طرف سال جلوس اور نام دار الضرب اور پیشانی
میں ابو الظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر (عالمگیر بادشاہ غازی مزین ہوا سات گھڑی تک جلوس رہا بعد پیشکوے
دولت میں رونق افروز ہوا بیگمات کو بھی کثرت سے انعام عطا ہوا وہان سے غسلخانہ میں آکر جلوس کیا اور بدستور
انجمن آرائی اور کامروائی فرمائی بادشاہزادی وغیرہ وصول انعام شاہی سے شادمان ہوئین صلحا اور مستحقین
اور شعرا ارباب طرب وغیرہ کوئی نتہا جسکا دامن آرزو نقد مراد سے مملو نہوا دو مہینے سولہ روز تک یہ جشن رہا۔ محمد علی
عادل شاہ کا ایلچی اور محمد ناصر صاحب قطب شاہ سلاطین اداے تہنیت کو مع پیشکش حاضر آستانہ دولت
ہوئے تھے اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمائے گئے عادل شاہی پیشکش آٹھ لاکھ روپیہ کا اور قطب شاہی
دو لاکھ کا قیمتی تھا علما وغیرہ نے بہت سی تاریخین کہین لیکن سب سے عمدہ ملا عزیز اللہ خلف ملا محمد تقی مجلسی اصفہانی نے
کلام خدا میں حروف ملفوظی سے مادۂ تاریخ نکالا ہے ان الملک للہ یوتیہ من یشاء۔ عید نوروز کو جسکی تعریف حدیث
میں واقع اور مولوی معنوی نے اپنی مثنوی میں فرمایا اور کلام معصومین سے بھی بزرگی ظاہر اور فی الحقیقت عید عالم ہے
کیونکہ اسکے چھپے جمیع نباتات اور معادن اور حیوانات اور ابرار ظاہر و باطن روح نباتی و معدنی و حیوانی کا ہوتا ہے
جیسا کہ حدیث میں ہے اغتنموا برد الربیع الآخرۃ اس بادشاہ نے نہایت تعصب سے برطرف کیے اپنے روز جلوس کو نوروز
مقرر کیا بجائے جشن نوروز کے غرۂ رمضان کو عید جشن نوروزی معین کیا اور اس جشن کو عید فطر سے اتصال کیا

اور اس قسم کے اعمال کو دین پروری سمجھکر اپنے تئین حجی دین جانتا تھا ۔ یہ نہین جانتا تھا کہ حشن جشن کو ماہ رمضان سے کچھ نسبت نہین ۔ رمضان باعث عبادت اور جوع و عطش اور صیام روزہ ۔۔۔ کی نسبت جشن زیب و زینت و رقص و سرور کے اگرچہ منع منہیات سابق مین بھی ۔۔۔ نسبت کا ۔۔۔

قید ہو کر مارا جانا دارا شکوہ سلسر اندوہ کا

اس دوسری شکست کے پانے سے دارا شکوہ نے بڑی پریشانی اور خرابی مشاہدہ کی اپنے عیال کے پاس سے بھر گجرات چلا اس حال مین بجز فیروز میواتی اور دس بارہ ہزار سوار کے کوئی ہمراہ نہ تھا اگرچہ جس رات کو شکست پائی اوسکے دنمین اپنے عیال کو فیل سوار مع خزانہ وغیرہ جواہرات کے کنار تالاب اناساگر مین کھڑا کرا دیا اور کسیقدر جماو بھی حفاظت کو ساختہ کیا تھا کہ اگر شکست ہو خود بہونچکر اونکے ہمراہ فرار کرے لیکن اوسوقت تاریک اور شب تاریک مین نہایت خوف سے کسیطرف کو چل نکلا مغول خواجہ سرا کے معتمد قدیمی نے جو حرم سرا کا نانا تھا ایسے شکر جانا کہ اپنے خاوند کی شکست ہوئی بخوف گرفتاری حرم ہمراہ لیکے مع حرم سرایون کے پہاڑون کی راہ لی اور پہاڑ اور درہ کے درمیان سے راہ طے کی نہایت مشکل اور بہت تکالیف سے بارہ زنجیر فیل جسمین اوسکی عورات اور لڑکیان سوار تھین گذرے جو لوگ حراست کو ہمراہ تھے ہمراہی سے متفرق ہو گئے بلکہ اونہین موقع جو ہوئی بے حیائی سے لوٹ شروع کی راجپوتون نے جو محافظت پر مقرر کیے تھے اونٹون کی قطار جنپر اشرفیان بار تھین آگے کھیرکے اپنے مکانات کو جو اجمیر کے اطراف مین تھے روانہ ہوئے حاصل یہ ہے کہ خزانہ اور اسباب اور چارپایون مین سے کچھ بھی اوسکو نملا اور اہل حرم آٹھ پہر کے بعد اوسکو ملے اور کسیقدر مراست کرکے پھر روانہ ہوئے اور آٹھ روز کے عرصہ مین گجرات آیا جبکہ وہان کے امرا اور رعیتون اسکی شکست کا حال سنکر نا امید ہو گئے تھے اور ناگہ ۔۔۔ متوجہ ہوئے تھے لہذا سردار خان ملکی نے ایک گروہ سے سازش کرکے سید احمد بخاری کو جو دارا شکوہ کی طرف سے گجرات کا صوبہ دار تھا قید کیا اور بند و بست قلعہ کرکے آمادہ مزاحمت ہوا ۔ دارا شکوہ اس خبر کے سنتے راہ گجرات سے لوٹ کر پرگنہ کہری کو آٹھ کوس پر گیا اور کانہ جی کوکولی کے ورود لیگئے کانہ جی نے جوانمردی سے ساتھہ دیا حدود ولایت کچھ مین پہونچا کر واپس آیا اسوقت بیکسی مین گل محمد نام جسے اوسنے بندر سورت کا فوجدار کیا تھا ۔ پچاس سوار اور دو سو پیادہ بندوقچی سے ہمراہ ہوا جب کچھ پہونچا راجہ ۔۔۔ خلاف سابق کے کہ استقبال ۔۔۔ کے بعد اپنی لڑکی سپہر شکوہ کو بیاہ دی تھی بیگانہ ہو گیا لاچار دو روز مقیم رہکر حدود بھکر کو روانہ ہوا جب دریا کے کنارے پہونچا فیروز میواتی نے بھی کنارہ پکڑا جب دریائے سند کے پار جاکر ملک جانب ایران مین پہونچا اور ۔۔۔ کا ارادہ کیا مگر ہمراہیون اور گل محمد کے تردد ات جانفشان سے رہائی پاکر حدود ملکستان کو ۔۔۔ مرزائے ملک ۔۔۔ استقبال کیا اور وہان سے قندہار تک ۔۔۔ منزل لگیا اور جاہا کہ ۔۔۔ تک پہونچاوے چونکہ ۔۔۔

ہوچکا تھا اسکا کہا نمانا بنا بر سابقہ احسان کے جو ملک جیون زمیندار دہادہر کے حال پر کیا تھا اور اوسکو شاہجہان
کے عہد مین زیر پاے فیل سے رہائی دلوائی تھی دہادہر کو روانہ ہوا امید تو یہ تھی کہ اوسکی مردمی سے ذرا چین لینگی
اور اوسکے ہمراہ ہوکر قندہار چلا جاویگا اوسنے ایک کوس پر آکر ملاقی ہوکر دام فریب بچھایا تعجب تقدیر جب اجمیر سے
بھاگا تھا اوسکی بی بی کو عارضہ سل ہوا تھا اسقدر کوفت بڑھی کہ دہادہر نہ پہونچنے پایا تھا کہ وہ عفیفہ روضۂ رضوان کو
عازم ہوئی داراشکوہ کو ازبسکہ نہایت محبت تھی کدورت عظیم حاصل ہوئی اوسکی لاش لاہور کو بھیجی اور حکم دیا کہ میان میر جیو کے
مقبرہ مین جس سے ارادت بھی رکھتی تھی دفن کیجاوے اور خواجہ معقول ناظر اور گل محمد کو اپنی نادانی سے ایسے
وقت بیکسی مین مع ستر نفر سوار کے باوجود عذر آوری کے ہمراہ نعش رخصت کیا اسکے بعد کوئی ساتھی نہ تھا صرف
چند خدمتگار اور خواجہ سرا تھے کہ دہادہر مین پہونچا ملک جیون ملعون نے دغابازی سے عجب جال کیا افسون و افسانہ
سے رام کرکے ۲۹ ماہ مبارک کو جب کہ داراشکوہ عازم قندہار ہوا چاہا فرصت پاکر مع نوکرون کے بر سر راہ آیا
اور اوس فلک زدہ کو مع سپہر شکوہ اوسکے فرزند کے دستگیر کیا اور حقیقت حال راجہ جیسنگہ اور بہادر خان کو
جو مع فوج اوسکے تعاقب مین آمادہ تھے اور نیز باقر خان فوجدار بہکر کو تحریر کی باقر خان نے فوراً بادشاہ کو عرضداشت
کی اور نوشتہ ملک جیون نے بھی روانہ کیا ۱۲ شوال کو یہ خبر عالمگیر نے سنکر شادیانہ شادمانی بجوا دیا چند روز کے
بعد سنا کہ داراشکوہ بہادر خان کے ہاتھہ قید ہوکر دہادہر آیا شادیانہ بجوانے کے بعد راجہ راجروپ زمیندار جمون کو
کوہستان سری نگر کی طرف بھیجا کہ داراشکوہ کے بڑے بیٹے سلیمان شکوہ جسطرح ممکن ہو قید کرے ملک جیون کو
اس عمل زشت کے عوض مین جسے کوئی پسند نہ کریگا عنایت خلعت اور منصب ہزاری دو صد سوار اور خطاب
بختیار خانی سے سرفراز فرمایا انھین دنون مین بہادر خان جو کہ داراشکوہ کو مع سپہر شکوہ کے بختیار خان سے
لیکر با آئین ناواجب بموجب حکم لاتا تھا دار الخلافت مین آیا نظر بیگ چیلہ نہایت خوشی سے مقرر ہوا کہ جس
صورت سے خود بدولت کو منظور ہی داراشکوہ کو دیکھہ آئے ۱۶ ذی الحجہ کو اوس چیلہ نے آکر ہو بہو یہی اظہار حال کیا۔
اور پھر مرخص ہوا سہ شنبہ ہفتدہم کو حکم ہوا کہ داراشکوہ کو مع اوسکے لڑکے کے مسلسل فیل سوار بلا عماری مین خرزین
اور نظر بیگ چیلہ عقب مین بیٹھا ہوا اور بہادر خان مع افواج کے ہمراہ درمیان شہر سے کہنہ بازار دہلی ہوتے ہوئے
خضر آباد لاوین اور عمارات خواص پورہ مین محفوظ کرین ۔ بموجب حکم کے تعمیل ہوئی دوسرے روز بختیار خان داخل
شہر ہوا بعض نوکران شاہجہانی نے مع بازاریون کے چاہا کہ شورش کرین بلکہ اکثرون نے اینٹ پتھر برسائے
جس سے کسیقدر اوسکے لوگ زخمی اور شکستہ بھی ہوئے نزدیک تھا کہ فتنۂ عظیم برپا ہو مگر کوتوال شہر نے موقع
پہونچکر انتظام کرلیا اور بختیار مذکور کو مع ہمراہیون کے قلعہ مین پہونچایا بادشاہ حق پرست نے علما سے فتوی دریافت کیا
اونھون نے رضاے عالی سمجھکر فتوی دیا کہ ایسے ملحد کا خون مذہب حنفی مین درست ہی بعد ازان بادشاہ دین پناہ نے

اپنی سلطنت اوسکے صایع کرنے مین دیکھا اوسکے اور اوسکے ہمراہیون کے قتل کا حکم دیا کہ اخر روز چارشنبہ تاریخ ۲۱ ذی الحجہ کو داراشکوہ مارا گیا اور بعد تشہیر کے اوسکی لاش مقبرۂ ہمایون مین دفن ہوئی اور سپہر شکوہ کو قلعۂ گوالیار مین محبوس کیا اور بعض احدیان شاہی کو جنھون نے مختار خان کے ساتھ شورش کی تھی جان سے مروا ڈالا

محمد سلطان کا شاہ شجاع کے پاس جانا

چونکہ اس مدت مین شجاع ارسال خط خطوط اور نیز وعدہ سے کہ اپنی لڑکی بیاہ دونگا سلطان محمد کو اپنی طرف کھینچتا تھا اور نیز بعض احمقون نے درمیان شاہزادہ اور معظم خان سپہ سالار کے بوجہ اقتدار کے جو کہ عالمگیر نے عطا فرمایا تھا غبار نفاق اوٹھا تھا ہموارہ رنج افزائی تھی لہذا محمد سلطان اندیشہاے دور از کار مین پڑکر ۷ رمضان کو مع امیر قلی داروغہ توپخانہ اور قاسم علی میر توزک محرم راز اور دو تین خدمتگارون کے ہمراہ کشتی پر سوار ہوکر دریا سے گذرا شجاع نے اس خبر سے خوش ہوکر بلند اختر اپنے چھوٹے بیٹے کو مع جان بیگ کے استقبال کو بھیجا اور بکمال عزت سے جا دی اس سانحہ سے لشکر عالمگیر مین فتور پڑا ملازمان بادشاہی گھبرا گئے ہر ایک کے چھکّے چھوٹ گئے شجاع نے کسیقدر لشکر مع چند نواڑہ کے دوکچھی بھیجا کہ اموال شاہزادہ سے جو کچھ پاوین اوٹھا لیجاوین اور معظم خان اوس رات کو اس حال سے ماہر ہوکر مستقل ہو بیٹھا ذرا بھی ہراسان نہوا اوسکے صبح کو تدارک فساد کمر باندھی اور بکمال ہوشیاری کے جریدہ سوتی سے دوکچھی پہونچا لشکریان کو جمعی سے تسلی کی اور مخالفین کو جو واسطے اسباب لیجانے کے نوارہ کا آئے تھے دفع کیا بعد اس مقدمہ کے چونکہ ایام طغیانی تھے طرفین کے مورچے اوکھڑے خانخانان معظم خان موضع معصومہ بازار مین جسکی زمین مزارع اور اکبر نگر سے تیس [۳۰] کوس تھی ٹھہرا اور کچھہ فوج اکبر نگر مین چھوڑی اور عالمگیر شجاع کی تدبیر یہ سوچا کہ دونو طرف گنگا کے فوج بھیجکر تنگ کرے لہذا فرمان والا داؤد خان قریشی صوبہ دار بہار کے نام صادر ہوا کہ اپنے تابینان اور کمکیون کے ساتھ جہان جگہ پاوے اوترکر ماندہ جاوے خان مذکور بعد ورود اس حکم کے اپنے بھتیجے شیخ محمد حیات کو ڈیڑہ ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ سے نایب بناکر سسند مین چھوڑکر خود غرۂ رمضان کو مع سایر کمکیان کے بلدہ پٹنہ مین گنگا کے پار ہوا۔ موسم برسات پہونچ گیا تھا۔ طغیانی گنگ مانع عبور تھی۔ اور شجاع کے مردم بسبب کثرت نواڑہ کے ہر جگہ مورچے باندہ کر گرم جنگ ہوتے تھے اور اس وجہ سے موضع بھاگل پور پہونچنے تک طول کھینچا اور اس درمیان مین اکثر لڑائیان ہوئین اور عالمگیری غلبہ رہا جب موضع قاضی کریہ متصل بھاگل پور کے پہونچا بنابر طغیانی آب دریا کے اوترنے تک وہان مقیم رہا۔ جب شجاع دوبارہ اکبر نگر کو متصرف ہوکر دریا کے اس پار آیا اسکا حال عنقریب لکھا جاویگا۔ داؤد خان بھی جرأت ذاتی سے استصواب کرکے پار اوترا حدود بھاگل پور اور کہل گانون مین پہونچا جب پانی کم ہوا۔ اور خانخانان معظم خان اور شجاع سے لڑائی ہوئی دوبارہ داؤد خان بھی پار اوترکر شمالی طرف گنگا کے روانہ مقصود ہوا۔

سلطان محمد شاہ کا معظم خان کے لشکر مین لوٹنے کا بیان

القصہ شجاع نے بنظر گذرنے موسم برشکال کے ٹانڈہ مین اقامت کی اور اپنا لشکر وہان جمع کیا جب سنا کہ رشید خان
ولد امجد خان جسکو شجاع نے جہانگیر نگر کا حاکم کیا تھا وہان کے زمینداروں سے متفق ہوکر عالمگیر کی دولتخواہی پر
اور مجموع زمینداران اوس سے موافق اور شجاع سے ناموافق تھے اور منور خان ولد معصوم خان زمیندار جہانگیر نگر
اوسکے اشارے سے اکثر نوارہ اپنی ضبطی مین لاکر عنقریب معظم خان سے ملا چاہتا ہی اس خبر سے زین الدین بڑے
بیٹے کو مع خواجہ خبرو و نوکران معتمد کے جہانگیر نگر بھیجا کہ تالیف قلوب رعایا کرین بلکہ اگر قابو ملے رشید خان کو عدم رسید
کرین زین الدین نے جہانگیر نگر پہونچکر رشید خان کو دربار عام مین بلاکر حاضرین سے مروا ڈالا شجاع کے اکبر نگر پر متصرف
ہوجانے کا یہ سبب ہی چونکہ اکیطرف اوسکے کوہستان اور ایک طرف دریاے گنگا ہی اور اوسکے اطراف کی
زمین موسم برسات مین غرق آب ہوتی ہی اور شجاع کے پاس نوارہ بکثرت تھی مردم عالمگیر کو جو اکبر نگر مین آئے تھے
قلت کشتی کے باعث سے غلہ نہین پہونچتا تھا اور نیز لوگون نے جابجا ٹیلون پر اقامت کی تھی ہر طرح کی بد انتظامی
عدم رسی آذوقہ سے تھی شجاع نے اس ماجرا سے باخبر ہوکر قصد کیا کہ اکبر نگر کو فتح کرے اول اپنے میر بحر کو چار سو
سوار اور برق اندازوں سے روانہ کیا کہ گنگا کے اودہر اونچے مقام پر مقیم ہوا اونھون نے نوامروں پر چڑھ چڑھ کر
غارتگری مچائی چونکہ اکبر نگر وہان سے آٹھہ کوس تھا لوٹ مار کر لوٹ جاتے تھے اور شجاع نے اپنے بیٹی کے نکاح کا
سامان سلطان محمد کے ہمراہ مقام ٹانڈہ مین کیا اور سراج الدین اپنے نوکر کو مع فوج مناسب اور میر علاء الدولہ
دیوان اور محمد باقر میر سامان کو ٹانڈہ مین اہل حرم اور بنگاہ کی حفاظت کو چھوڑکر حکم دیا کہ شادی کا انصرام کرین
تاکہ بعد نکاح شہزادہ کے دلجمعی سے اوسکا دلہنا دہوا اور خود جس جگہ کہ میر بحر ٹھہرا تھا آیا اور شاہزادہ محمد کو
ٹانڈہ بھیجا تاکہ کتخدا ہو ۱۳ رمضان کو قصد اکبر نگر کرکے وہان آیا ذوالفقار خان میر آتش عالمگیر اگر لشکر کے ہمراہ
اونچی سرزمین پر جو مابین شہر قدیم اور بارہ کے واقع ہی ٹھہرا ہوا تھا اور راجہ اندرمن بندیلہ شجاع کی عمارات مین
اور ذوالفقار خان بیماری کی شدت سے سوار ہوسکتا تھا اسلام خان اور فدائی خان مع لشکر شاہی کے سوار
ہوکر بقصد مدافعت دامن کوہ ہوکر جہان سے شہر نو کو راہ گئی ہی جانب اعدا روان ہوئے اس گروہ کے قبل
راجہ اندرمن نے بہت ساہاتھ پیر مارا تھا مگر بسبب قلت جماعت کے کچھہ نکیا ہوا بلکہ ٹھہرنے کی تاب نہوئی
اور اسلام خان اور فدائی خان بھی اغراض نفسانی مین پھنسے انکی جرات کھوگئی اونہے کسیقدر لڑے بھڑے
اعدا کے پاؤن نہ گڑے لنگر اوکھڑ گیا معرکہ سے مونہہ پھیرا اور مقام قیامگاہ مین بھی بسبب ناموافقت کے مستقل
نرہے ذوالفقار خان نے یہ حال دیکھکر مع کل فوج ہمراہی کے آخر شب کو کوچ کرکے براہ کوہ معصومہ بازار کو
گام فرسا ہوا اور خانخانان سے ملحق ہوگیا بعض ناحق شناسون نے ترک رفاقت شاہی کرکے شاہ شجاع کی

خدمت اختیار کی اور اکثر محمد سلطان کے نوکرون سے اوسطرف جاکر بعض اسباب و خیمہ و فیلان وغیرہ پر متصرف
ہوئے اس قضیۂ اتفاقی سے شاہ شجاع کو دون کی آسائی اکبر نگر مین مستقل ہوکر ٹھہرا جب برسات گذر گئی
معظم خان نے اسلام خان کو میمنہ اور فدائی خان کو مع راجہ سوجان سنگھ وغیرہ بندیلون کے میسرہ پر
اور فتح جنگ کو مع لودی خان اور زبردست خان وغیرہ دو ہزار سوار کو ہراولی پر تعینات فرمایا اور اخلاص خان
خویشگی کو فوج مین طرح کیا اور اس اعتماد سے کہ اقبال عالمگیر اپنا کام کریگا جو توزک لایق کہتا تھا آور بادشاہزادہ
محمد سلطان اوسیقدر جرات اور دلاوری اور تربیت عالمگیری سے عقب مخالفین پر کہ تین سردار تورہ
رکھتے تھے روانہ ہوا دریاے بہاگیرتی کے کنارے پہونچا جنڈاول شجاع جسکا سردار اسفندیار تھا اوسطرفسے
نمود ہوا باشارہ خان سپہ سالار کے توپخانہ شاہی سے آتشبازی ہونے لگی کسیقدر ہراول کے پٹھان اور معظم خان
مع دیگر ہمراہیان کے دریا سے گذر کر دشمنون سے جابھڑا پہلے ہی حملہ مین دشمنون کے دم بند ہوئے اکثر وانے عروس
فنا سے ہمدمی کی اسفندیار زخمی ہوکر میدان مین گرا اور نور الحسن عمدہ لشکر شجاع نے چار زخم کھائے جان
کی خیر رہی میدان سے موہنہ موڑ گیا گردہر راٹھور جو راجہ جسونت سے خویشی رکھتا تھا صحرانورد فنا ہوا
شجاع نے اس خبر سے کسیقدر فوج معبر پر چھوڑ کر معظم خان کے مقابلہ کو رخ کیا تین پہر کے بعد معظم خان سے
مقابلہ ہوا معظم نے چاہا کہ ہیئت مجموعی سے حملہ کرے امراے ہمراہی نے نفاق کیا خان معظم نے اس ملاحظہ
نے اتفاقی سے توپ و تفنگ سے کام لینے مین شام کردی ہمراہیون کی تعجیل و بیدلی کے سبب سے تلوار کی
لڑائی مین جلدی نکی جانتا تھا کہ داؤد خان مونگیر سے عبور گنگا کر کے عازم ٹانڈہ ہی اور بنگاہ شجاع اوسجگہ پر ہی
جب اوسکے قرب کی خبر قصبہ ٹانڈہ کی طرف شجاع سنے گا اور نیز یہ سنا تھا کہ دلیر خان حضور سے اپنی مدد کو
اوسکے آنیکا انتظار بھی کر رہا تھا اور بمقتضاے عقل مصلحت شناس ایسے رفقا کے ہمراہ لڑنا صلاح نہ دیکھی ـ
مخصوص آباد کو جسکا نام جعفر خان کے وقت سے مرشد آباد ہوا عازم ہوا شجاع نے اس چال سے جانا کہ کسیقدر
بے لطفی اور نامردی کا ثمرہ ہی اس خیال سے آپ بھی بھاگیرتی سے دوسری طرف ہوتے ہوئے مرشد آباد کا
عازم ہوا نصیرپور کے گذر مین پایاب پایا چاہا کہ عبور کرے اور خانخانان سے صف آرائی کرے اور اس ارادہ سے
وہان پر مقیم ہوا خان سپہ سالار سے دس روز تک دہائین دہائین مچی رہی پار اوترنے کی مجال نپائی ہان جسنے
زیادہ پیر بڑہائے دریاے عدم کے کنارے لگا تااآنکہ شب دوشنبہ ۱۲ ربیع الثانی مین شجاع کو خبر ملی
کہ داؤد خان نے دریاے کوسی کا مورچہ توڑ ڈالا اور پار آگیا اس خبر کے سنتے ہمت کا کمربند شکستہ ہوا
آخر کو وہان کا قصد فراموش کیا فقط مال و عیال کیواسطے معاودت کی اوسی رات کو دریاے بہاگیرتھی
سے پایاب اوترکر راہ لی چونکہ دو تین دریا اور بھی درمیان مین لشکر شجاع تک حایل اور نیز مال و متاع

دریے مین دیری ہوئی اوس روز ڈیڑہ کوس پر منزل کرنا پڑی اور شجاع ایک نالہ پر جسکے تین طرف دلدل تھا
توپخانہ لگاکر خود مع فوج سوار اوسکے پیچھے کھڑا ہوا۔ اور اسی روز معظم خان بھی صبح کو سوار ہوکر توپخانہ کیچڑ سے
نکالکر معقب ہوا اور اسی شب کو دوسری فوج مع توپخانہ کے معظم خان کی مدد کو پہونچی شجاع نے تین پہر رات جانے پر
کوچ کیا اور سلطان محمد کو چنداول پر تعینات کیا اور معظم خان بھی صبح کو سوار ہوا اور توپخانہ کو باحتیاط دلدل سے
نکالکر تعاقب پر سرگرم جولان ہوا تو نالے سے کسیقدر گذرا تھا کہ دونوں لشکر نزدیک آگئے تین روز تک توپ و بندوق
کی لڑائی رہی شام کو بیساختہ بہر گئے کچھ مارے کچھ زخمی جان بچاگئے ۲۷ ربیع الثانی کے آخر شب مین شجاع نے
دوناپور کو کوچ کیا اور معظم خان بھی پیچھے ہولیا اثنائے راہ مین سنا کہ شجاع چلا جاتا ہی اور لشکر کا انتظام بگڑ گیا ہی
فتح جنگ خان فوج ہراول سے اور اسلام خان فوج جرانغار سے گرم عنان ہوکر پیشتر کو چلدیا چندانکہ معظم خان نے
آدمی بھیجکر منع کیا مگر کسی نے نسنا دریاے دوکچھی کے قریب جا پہونچے نالہ کے اوسطرف شجاع کا توپخانہ
معین تھا فتح جنگ خان اور اسلام خان نے آگے جانے کی تاب نپائی وہین پر ٹھہرے معظم خان بھی ناچار انکے
پیچھے پہونچا پیشقدمون کو کہلا بھیجا کہ جیسے وہ پیشروی کر آئے ہو اب بہتر ہی کہ جان کا کچھہ حساب نکرکے مورچال پر
حملہ بردار ہون اور شجاع کو قید کرین اور اوسکو گنگ کے پار کے جانے کی فرصت ندین ہر چند اسیطرح بہت سا
پڑھایا مگر کسی رفیق نے رفاقت نکی شجاع چونکہ یہ جانتا تھا کہ دریاے گنگ سے عبور کرنا کام رکھتا ہی لہذا
گرد حصار ایک خندق طیار کرانا ضرور سمجھا جب خندق اور مورچہ دلخواہ تعمیر ہوگئے شروع عزم کیا اول سلطان محمد کو
دریا سے عبور کراکر اوسے سونرنگ سے ٹانڈہ بھیجا اور تا عبور لشکر دشمنون سے چھیڑ چھاڑ کرتا رہا جب کل لشکر عبور کر چکا
آخر شب مجرکو خود بھی عبور کرگیا چونکہ بنیلیا گڈھی کی راہ شجاع کے ادبر ہونے سے مسدود تھی دلیر خان جو سیلار کی
مدد پر آیا تھا مونگیر عبور کرکے داؤد خان سے جاملا معظم خان نے فرہاد خان کو اکبرنگر کیطرف مع فوج و توپخانہ کے کشاد
راہ مذکور کے واسطے روانہ کیا جب نوارہ مصحوب شیخ حمید پسر داؤد خان کے پہونچے حسب الحکم بادشاہی اسلام خان کو
دس ہزار سوار سے گنگا کے اسطرف کے بند و بست کو چھوڑ کر خود پار اوترا چونکہ دریاے گنگ تین دہارا ہوگیا تھا
دو دہارے پار اوتر کر تیسرے کے کنارے خیمہ گاہ کیا داؤد خان اور دلیر خان اوسطرف گنگا سے جریدہ معظم خان
کے آگے آکر مصلحت کی اور پہر رات کو اپنے لشکر گئے اور بعد قیل و قال بسیار کے لودی خان اور فدائی خان مع ذوالفقار خان
کے حفاظت پر چھوڑ کر خود مع مخلص خان اور ایک گروہ جانفشان کے تیسری دہارے سے گذر گیا اور ادہر سے
داؤد خان او دلیر خان سے اور کل مددگاران سے متفرق ہوکر روانۂ مقصد ہوا غرہ جمادی الاولے کو خبر آئی
کہ فوج مخالف کہ جسنے جہانداپر مورچہ باندہا تھا اور مقام مزاحمت مین تھے کسی سبب سے اوٹھکر شجاع کے پاس
چلے گئے داؤد خان او دلیر خان نے اوس مقام پر جاکر فرودگاہ کیا خبر لگی کہ سید عالم ڈیڑہ ہزار سوار سے اور

اور ڈہائی سو فرستادہ زین الدین ولد شجاع کے جو مع دو سو توپ کے آئے تھے متفق شجاع ہوا ۵ ماہ مذکور کو معظم خان مہاندا سے عبور کرکے کنار نالہ پر جسکا عبور درپیش تھا پہونچا اور بذریعۂ پل عبور کرکے کوس بھر تک سرزمین کی سیر کرکے واپس آیا اور فوج بہیجکر مالدہ سے بھی شجاع کو نکال دیا۔

لوٹنا سلطان محمد شاہ کا معظم خان کے لشکر کو

جب محمد سلطان اپنی لغو حرکت سے آگاہ ہوا کہ شجاع کی رفاقت مین امیری خرابی ہے بی بی کی عیادت کے حیلہ سے ٹانڈہ آیا اسلام خان کو جو مع فوج اکبرنگر مین پڑا تھا بلندہ خطوط بہیجکر آگاہ کیا کہ مقام دوگہچی مین میرے پہونچنے کا منتظر رہے اور ۱۶ جمادے الاخرے کو شکار کے بہانہ سے سوار ہوکر دریا کنارے پہونچا اور خود کشتی پر سوار ہوکر مع گیارہ ملازمین یعنی شنا آور چند خواجہ سرا اور خدمتگار اور ایک گھوڑی اور کئی کشتیون پر سوار ہوکر ٹانڈہ کے گذر سے عبور کیا اور گہچی کو جہان اسلام خان اوسکا منتظر تھا روانہ ہوا اسی وقت مین مردمان شجاع متعینہ ٹانڈہ نے خبر پاکر تعاقب سواری کشتی کے نزدیک پہنچے مقارن اسکے اسلام خان نے بھی خبردار ہوکر اپنے تئین مع ہمراہیون کے جھٹ پٹ کنارے پہونچایا اور ہمراہ شاہزادہ کو لے آیا معظم خان خانخانان نے خبر پاکر شاہزادہ کو اپنے پاس بلوایا دسوین ماہ مذکور کو شاہزادے گذر سمدہ سے عبور کرکے خانخانان سپہ سالار کے لشکر کو توجہ کی معظم خان نے مع دیگر امراے شاہی کے استقبال کیا ذوالفقار خان بیماری سے طاقت سواری اور جنگ کی نرکھتا تھا حسب الحکم جدا ہوکر عازم حضور ہوا اور ٹانڈہ سے پانچ کوس پر بکلہ گہاٹ کے نزدیک پایاب پایا گیا تھا کہ لائق عبور لشکر ہے معظم خان نے ایک گروہ کو بہیجا کہ اوسکے کنارے مورچہ باندہکر حفاظت کرین شجاع نے اس معرکہ سے آگاہ ہوکر بلند اختر کو بہیجا کہ جس جگہ کا پایاب پاوین مورچہ باندہ کر مانع عبور ہوں اور خود کسیقدر فوج سے باعتماد نوازہ لشکر داؤد خان کے برابر ٹہیرا معظم خان نے فوج دشمن کی کثرت جانب مالدہ سنکر دوسری فوج دلیر خان کی سرداری مین روانہ کی اور شاہزادہ محمد سلطان کو حسب الحکم شاہی فدائی خان کے ہمراہ مع فوج اور ارادت خان کے جو کہ سابق خدمت شاہزادہ مین رہا تھا مع چند نوکران قدیمی کے بنابر حفاظت روانہ حضور کیا اور ذوالفقار خان کو بھی جو پیشتر گیا تھا لکھا کہ جس جگہ پہونچ گیا ہو متوقف ہو اور سلطان محمد کی خدمت مین ہوشیار ہوکر لوازم حفاظت عمل مین لاے شاہزادہ دوسرے سال جلوس کو کہ غرہ رجب تھا روانہ حضور ہوکر حسب شاہجہان آباد کے قریب پہونچا بموجب حکم الہ یار خان داروغہ گرزداران لشکر بورتی ۲۵ شعبان کو جاکر سلطان محمد کو دریا کی راہ سے جو اوسکے رہنے کو تجویز ہوا تھا سلیم گڈہ پہونچایا اور اوسکی حراست معتمد خان خواجہ سرا کے تفویض ہوئی تیسرے سال کے آغاز جلوس مین مجلس جشن طیار و آمادہ تھی خبر پہونچی کہ شجاع ۱۶ رمضان کو جہانگیرنگر سے ولایت رخنگ کو روانہ ہوا اور ولایت بنگالہ سراسر فتح ہوگئی تو نین ماہ مذکور کو خانخانان سپہ سالار جہانگیرنگر آیا جنگ شجاع کی تفصیل عالمگیرنامہ مین

یہ تشریح تمام مرقوم ہو اس مقام پر اسیقدر تحریر کیا جب کہ اندریاب جیسا کہ لکھا گیا تھا آیا معظم خان نے
چند روز تدبیر کی چاہا کہ ایسی کوشش کرے کہ آئندہ برسات میں تخلل نہو اور لشکر کو اپنے ارادہ سے آگاہ کیا
۴ شعبان کو پہر رات رہے اسی ارادہ سے مع مخلص خان اور اخلاص خان خویشگی وغیرہ جنگیون کے ہمراہ سوار ہوا
اور اثنائے راہ میں دلیر خان بھی پہونچا اور مظفر خان وغیرہ سردار جو راستہ میں متعین تھے مع اپنے لشکر جرار کے
رفیق ہوئے اور بہیئت مجموعی اول روز گذر مذکور پر کہ جو دو کوس بنگلہ گھاٹ کے قریب تھا پہونچے اور شجاع نے
پیشتر سے اپنے لڑکے کو اوسکی محافظت پر بٹھایا تھا مجرد ورود لشکر صف آرائی ہوئی توپ چلنے لگی معظم خان نے
بلاتوقف عبور دریا کو تحریص کی اور بہادران جانفشان نے بھی توقف نکیا اول دلیر خان اور مخلص خان اور اخلاص خان
خویشگی نے ہاتھی ڈالے بعدہ سید مظفر خان وغیرہ بہادرون نے چپ و راست سے اوس نالہ میں جا دھنسے
مخالفون نے بھی بڑی کوشش کی مگر فوج عالمگیر نے خوب پیر جمائے کوئی مجروح کوئی کشتہ ہوا نامدارون سے
جانفشانیان کین چونکہ ہر طرف گذر آب عمیق تھا اس سبب سے پایاب مقامون پر نیزہ و قلم کے علم تھے تاکہ علامتین
نمودار رہین اسوقت تلاطم موج سے وہ شور اوٹھا کہ ریگ دریا آسمان پر ستارہ ہونے کو موج مارتی تھی ستارے نشانین
نقش بر آب ہوئے ہزار سوار و پیادہ کے قریب بحر فنا میں غرقاب ہوا آدمیون سے فتح خان ولد دلیر خان دریا سے
نکل کر فوراً امداد سے جا پہنچا اور معظم خان نے پیچھے سے آکر مدد کی اونھون نے پھر خوب پیر جمائے اسی حال میں بلند اختر
اور سید عالم کومک کو آئے ہنوز دور تھے کہ انکے پیر اوکھڑ گئے اور بلند اختر سید قلی کے ساتھ سراسیمہ ہو کر بھاگ نکلا
اور سید عالم دیگر لشکر کے ہمراہ شجاع برگشتہ بخت سے ملگیا خان معظم نے جو دیکھا کہ کشتیان بہت سی ہاتھ لگین
لیس پل باندھا اور بقیہ فوج کو فراہم کرکے اوس روز وہین پر مقام کیا شجاع اس خبر سے مایوس بنگالہ کو چھوڑ کر مع لواحق
سے اپنی بنگاہ ٹانڈہ کو اسی خیال سے چل دیا کہ وہان پہونچکر جہانگیر نگر کو جاوے دوسرے روز معظم خان نے بھی کوچ کیا
تھوڑی مسافت طی کرنے کے بعد خبر پہونچی کہ تمام نواڑہ نزدیک گذر بروی کے جو کہ گذر بھکر سے آٹھ کوس پر ہے
جمع ہوا اور خود شجاع بھی اوسی راہ پر آیا لہذا سپہ سالار مع کسیقدر جماعت کے لشکر سے جدا ہو کر جلد اوس طرف
متوجہ ہوا اور باقی لشکر بھی پیچھے اوسطرف سے روان ہوا ایک پہر دن باقی رہے خانخانان بروی کو آیا اور چار سو نواڑہ
جنمین مال و اسباب شجاع کا بار تھا ہاتھ لگے معظم خان نے میر عزیز دیوان لشکر کو مع واقعہ نویس اور تین سو پیادہ
بندوقچی وغیرہ وہان اوسکی ضبطی کو چھوڑ کر برسم یلغار روانہ ہوا اور مع چار سو سوار کے قریب دو پہر کے ٹانڈہ پہونچا
شجاع پانچوین شعبان کی شب کو جیسا کہ مذکور ہوا چوکی میرداد پور سے ٹانڈہ کو راہی ہوا تھا صبح وہان پہونچکر ٹانڈہ کے
باہر دریا کنارے بھاگنے کی تدبیر میں اوترا اور باعتماد تمام دو غراب پر مال و اسباب مانند طلا و اشرفی و جواہرات مع
اسباب کے لاد رکھا تھا اور دیگر مال و اسباب دوسرے دو غراب پر بار کرکے روانہ کر دیا بعد فراغ انعام ہونگے ٹانڈہ سے

جلا کسی درخت زار مین جا ٹھہرا چند گھڑی گذری تھین کہ کسی قراول نے اوسکو خبر پہونچائی کہ افواج قاہرہ نزدیک آپہونچین
اس خبر سے شجاع دو گھڑی دن رہے نہایت بیتاب ہوکر دریا کنارے سے چلدیا اور اپنے دونو لڑکون یعنی بلند اختر و زین العابدین
کو ہمراہ مع دیگر امرا کے مانند زمان بیگ اور سید عالم اور سید قلی بیگ اوزبک اور مرزا بیگ وغیرہ کے جو جملہ
تین سو آدمی ہونگے کشتی پر سوار ہوکر پانچوین شعبان کو جانب جہانگیر نگر چلا دیگر نوکران عمدہ نے بمقتضاے
وقت کنارہ کشی کی اور اوسکے لشکریون نے اپنے ولی نعمت کے مال و دولت پر دست درازی کرنی شروع کی
معظم خان دوسرے روز ٹانڈہ پہونچا جسقدر مال باقی ماندہ مین مصروف ہوا اور عورات اور پردگیان سرادقات
دولت کو بحرمت تمام زیر حفاظت لیا کوئی دقیقہ خدمت سابق دستور سے معطل نکیا داود خان بمجرد خبر ورود
کے دریاے مہاندا سے جانکے لب ٹانڈہ کے بیٹھا تھا اوترا اور اسی روز معظم خان سے جاملا جب غرابہاے محمولہ نقود
ونفایس کے بردی پور کے برابر پہونچے بعض بندگان پادشاہی جنہین معظم خان نے وہان پر مقرر کیا تھا اور وہ ایسی
کشتیون پر موجود تھے ان دونو غراب کو مع مال اپنے قبضہ مین لاکر کنارے لائے اور مجموعہ اشرفی و طلا جو کچھ او مین تھا
تصرف اولیاے دولت مین آیا معظم خان نے مخلص خان کو مع کسیقدر فوج کے اکبرنگر و ٹانڈہ وغیرہ مین بپاس انتظام چھوڑا
اور خود مع دلیر خان اور داود خان قریشی اور دعمر خان وغیرہ لشکر کے بارہ روز کے بعد ۱۹ شعبان کو شجاع کے تعاقب کو
سدھارا تاکہ وہ جہانگیر نگر مین نہ ٹھہر سکے ۲۱ شعبان کو شجاع جہانگیر نگر پہونچا اس مدت مین زین الدین جہانگیر نگر مین تھا بموجب
حکم ہذا اور نیز اپنی خستہ حالی سے راجہ رخنگ کی خدمت مین بسلسلہ رسل و رسایل کرکے اپنا رفیق بنالیا اور ایک مرتبہ
واسطے دفع شورش منور خان زمیندار جہانگیر نگر کی کومک طلب کی اور اوسنے مع دیگر منور خان کو باتفاق شکست دی تھی
اور اوسکے جلدو مین جنگیون کو نقد و جنس عنایت کیا تھا اور مقرر ہوا کہ جس وقت اوسکا باپ مدد خواہی ظاہر کریگا دوبارہ
وہ لوگ اعانت کرین اور راجہ نے حاکم چاٹگام کو تاکید کی تھی کہ بوقت طلب شجاع کی مدد بھی کرے شجاع نے بمجرد ورود ڈھاکا
کے راجہ رخنگ کو لکھا کہ رفیق ہو پہونچو ورنہ سوار مسلکی معاودت ہوئی تھی کہ شجاع قلت الفضا کے سبب سے آوارہ ہوکر روز
دہم رمضان کو آغاز سن ثالث عالمگیری مین مضطربانہ بھاگ نکلا مع تینون لڑکون زین الدین اور زین العابدین و
بلند اختر اور چند دیگر عمائد کے جہانگیر نگر سے نکلکر چار کوس پر جہان تھانہ مقرر تھا منزل کی وہان سے بعض ملاح اور سپاہی
شہر مین واپس آئے اور بعض کشتیان ملاحون کے نہونے سے وہین پر رہگئین دوسرے صبح کو روانہ ہوکر سری پور جو تھانا
عمدہ سے بارہ کوس شہر سے تھا منزل کی اس جگہ جان بیگ وغیرہ بعضے نوارہ نے ترک رفاقت کی دوسرے روز بھلوہ
مین زین الدین اور شجاع کے پاس مع اکادون منزل حسیہ رخنگی اور فرنگی کے اور دیگر حالات حرب وغیرہ کے جیسے حاکم چاٹگام نے
بھیجا تھا آپہنچے رؤساے رخنگی جو آئے تھے اونہون نے بیان کیا کہ اگرچہ راجہ نے ہمین دیکھو اسواسطے بھیجا ہے لیکن خود بھی

چاٹگام آتا اور متعاقب ایک بڑا نواڑہ بھیجتا ہی اور کسیقدر خشکی کی راہ سے تعیناتی فوج کریگا لیکن یہ مراتب
اوسوقت ہون گے کہ تم جہانگیرنگر مین اقامت کرو چونکہ ہمنے اضطراب سے راہ فرار لی لہذا ہمین حکم ہی کہ تمہین راجہ خنگ
کے پاس لیجاوین شجاع نے کہا کہ ہم بدین ارادہ جہانگیرنگر سے برآمد ہوئے ہین کہ موضع بھلوہ مین جو سرحد ملک پادشاہی ہی
مقیم رہکر اوسکے قلعہ وغیرہ کو استحکام دین اور تمہاری مدد سے خواہش دلی حاصل کرین ان باتون سے اونہین راضی
کر کے موافق کر لیا دوسرے روز مع نوارۂ رخنگی کے اوس مکان کو جہان وہ قلعہ چار کوس تھا مقام ہوا وہان پر
امام قلی خویش حسین بیگ حارس قلعہ بھلوہ باشارہ اپنے خسر حسین بیگ کے حاضر ہوکر ملاقی ہوا شجاع نے اوسکی دلجوئی کی
دوسرے روز حسین بیگ بھی حاضر آیا شجاع نے دونوں کو اپنے پاس رکھا قلعہ دینے کی تکلیف دی اور مرزا بیگ کو بارہ ۱۲
آدمیون کے ساتھہ بھیجا کہ جاکر قلعہ کو تصرف مین لاوین مرزا بیگ نے حسین بیگ کا نوشتہ اوسکے گماشتہ کے
پاس بھیجا اوسنے بھی شجاع کی بدحالی دیکھکر معظم خان کی طرفداری عمدہ سمجھی ظاہر مین پیغام دینے قلعہ کا دیکر
غافل کر دیا اور تھوڑی دیر مین مظفر نام دیوان مع اسی سوار اور چار سو برقنداز اور دو ہاتھی کے دریا کنارے آکر
لڑ پڑے اور ہاتھیون کو پانی مین ڈالکر پاون پر آگرے مرزا بیگ کو دس آدمیون کے ساتھہ قید کر لیا دو آدمی بھاگکر
شجاع کے پاس گئے اور اس سانحہ سے آگہی دی شجاع نے چاہا کہ خنگیون کی مدد سے اونکی سرتابی کرے لہذا اونکو
تکلیف دی۔ اسی روز اور بھی رخنگی تین کشتیون پر چاٹگام سے پہونچکر ملحق ہوئے اونھون نے اپنی مدد سے اسکا کام بنا ہوا
دیکھکر کہا کہ ہمارا قاعدہ نہین ہی کہ کشتی سے نکلکر لڑائی کرین اور حسین بیگ قلعہ دار بھلوہ کو اوسیسے لیکر مع امام قلی کے
اپنے روبرو رکھا اور شجاع سے کہا کہ اگر بھلوہ پر تصرف ہوجاتا تمکو وہان ٹھہرا کر آپ کے کسی صاحبزادہ کو خنگ کے پاس لیجاتے
اور جو امر راجہ نے تجویز کیا ہی اوسکی تعمیل ہوتی اب کہ ناکامی رہی خیر ہی کہ بروانہ خنگ ہو جیسے شجاع نے قبول کیا
جن لوگون نے اس عزیمت کی خبر پائی اکثر لوگ متفرق ہوگیے صبح کو جب روانہ ہوا سید قاسم دس آدمیون سے اور
سید علی اوزبک بارہ مغل سے جملہ قریب چالیس نفر اوسکے ہمراہ رہگیے ناچار خنگ کو روانہ ہوا انہین دنون مین
راجہ سری نگر نے اپنے ڈر سے سلیمان شکوہ کی حمایت سے ہاتھہ اوٹھایا اور راجہ جی سنگہ کی وساطت سے حسب درخواست
بادشاہ نے عفو تقصیر کر کے کنور رام سنگہ ولد جی سنگہ کو سلیمان شکوہ کے لانے کے واسطے مامور کیا ۱۹ ربیع الثانی کو
کنور مذکور روانہ سری نگر ہوا جب یہ خبر زمیندار سری نگر کو ملی کسی گروہ کو بھیجا کہ جس جگہ سلیمان شکوہ ہی قید کرین
سلیمان شکوہ اونسے لڑنے کو طیار ہوا بعد زد و خورد کے مقید ہوگیا پنجم جمادی الاولے کو ہمراہ میدنی سنگہ ولد پرتھی سنگہ
کے کوہ سے اوترکر کنور رام سنگہ اور تربیت خان اور علاانداز خان کے ہاتھون مقید ہوا ۲۷ ماہ مذکور کو بادشاہ کے
گوش گزار ہوا شادیانہ اقبال بجایا گیا اور ۱۱ کو شاہجہان آباد پہونچکر قلعۂ سلیم گڈہ مین مع شاہزادہ سلطان محمد کے
مقید ہوا ۱۴ کو حسب الحکم حضور مین کورنش بجالایا اور تفضلات شاہی سے سرفراز ہوا۔ اور چند روز کے بعد شاہزادہ

سلطان محمد اور سلیمان شکوہ کو مرتضی خان نے حسب الحکم قلعہ گوالیار مین جہان مراد بخش مع اپنے فرزند کے قید تھا ہر چہار شاہزادون کو یکجا قید کیا اور معتمد خان خواجہ سرا کو جو بادشاہی معتمد تھا عبد اللہ خان کی تغیری پر قلعہ گوالیار بھیجا اور ۴ جمادی الاولے کو روانہ ہوا۔

اجراے لنگر کا ذکر ممالک محروسہ مین

چونکہ سال دوم جلوس کی بیماری مین کشتکاری وغیرہ کی ضبطی بخوبی نہوئی تھی اور اکثر محالات کی زراعت پامال و غارت ہوگئی اور اس مدت مین بھی شاہزادون کے اختلال سے وہی رنگ رہا اور نیت بدحکام کے نتیجہ سے بارش بھی نہوئی اکثر قحط ہوتا اور ہمیشہ ہر وقت کمی کرتا تھا غلہ کی گرانی فقرا کی پریشانی نمود ہوئی خصوص شاہجہان آباد مین برا حال تھا ہر قسم کے بندگان خدا پریشان حال اور مضطر تھے لہذا حکم ہوا کہ سواے لنگر ہاے مقررہ کے سرکار خاصہ سے دس لنگر اور قصبات مین بارہ لنگر اور اسی طور سے لاہور و اکبر آباد مین ترتیب ہو لہذا جا بجا داروغہ وغیرہ متدین مقرر ہوئے کہ بقدر مقدرت اور ہمت کے اپنی طرف سے لنگر وغیرہ جاری کرین اور امراے حضور اور منصبداران و صوبدار وغیرہ کو بھی حکم ہوا کہ حسب لیاقت کسیقدر وظیفہ مقرر کرین چونکہ لشکر کی کثرت سے شاہجہان آباد مین قحط کا زور تھا حکم ہوا کہ شاہزادہ وغیرہ آدہا لشکر ہمراہ رکھین باقی کو جاگیرات پر رخصت کرین اس تدبیر سے قحط کی سر دہ بازاری ہو کے امن و امان چہرہ دکھلانے لگا

شاہ عباس ثانی کے سفیر بوداق بیگ کا آنا

سال سوم جلوس کے آخر مین سلخ ماہ شعبان کو بادشاہ ایران کی طرف سے بوداق بیگ سفیر ایران ملتان ہو پہنچا تربیت خان صوبدار ملتان نے حسب مقدور مہمانداری کی جب لاہور آیا خلیل اللہ خان بہادر صوبدار لاہور نے بھی مہمانداری عمدہ کی چونکہ ایرانی تھا ہر قسم کے طعام پکائے گئے چار سو قاب طعام اور سات سو خوان اور بیس ہزار روپیہ اور ایک قبضہ خنجر اور شمشیر مرصع و میناکار اور ہفت کشتی پارچہ ہندوستانی تواضع کیے بوداق بیگ کی عرضی لاہور سے چلنے کی مع جانوران شکاری مانند باز جرہ و شاہین و چرغ وغیرہ کے اوسی کے آدمیون کی معرفت حضور مین آئی حاملان عرضی خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئے ۲۰ ماہ رمضان کو بوداق بیگ سراے باولی مین پہونچکر او تو شک خاصہ سے سرفراز ہوا حکم ہوا کہ تیسری شوال کو شرف حضوری حاصل کرے اور حسب الحکم امیر خان اور صفی خان اور ملتفت خان میر توزک نے استقبال کرکے ایلچی مذکور کو حضور مین پہونچایا بوداق بیگ نے بموجب رسم دربار عام مین پہونچکر نامہ گذرانا خلعت فاخرہ و جیغہ و خنجر عنایت ہوا اور ارکچہ جشن مع پیالہ اور خوانچہ طلا اور پاندان اور خوان طلا کے مرحمت ہوا بعد رخصت رستم خان کے گھر مین جو لب دریاے جمن فرش و فروش بادشاہی سے آراستہ تھا فرودگاہ ٹھہری میر عزیز بدخشی مہماندار کی مقرر ہوا دوسرے روز پھر بوداق بیگ مطلوب درگاہ ہوکر عنایت قبضہ شمشیر مرصع سے سرفراز کیا گیا اوسکے ہمراہی مانند نظر قلی میر آخور اسپان سوغات اور محمد حسین تحویلدار امتعہ متنوعات اور احمد بیگ جو لش ایلچی اور میر زین العابدین فاضل عنایت خلعت سے معزز ہوئے رات کے وقت روشنی ہوئی بوداق بیگ نے مع ہمراہیون کے تماشا دیکھا ۔ شوال کو دوبارہ

فیضیاب ملازمت ہوا اور سوغات ایرانی نظر سے گذرانے اونمین سے چھاسٹھہ گھوڑے عراقی تھے اور ایکدانہ مروارید
جسکا وزن ۳۷ قیراط جسکی قیمت جوہریان ہند نے ساٹھہ ہزار روپیہ قرار دیا اور کل قیمت اوس تحفجات کی چار لاکھہ
۲۲ ہزار ٹھہرے اور بوداق بیگ نے بھی اپنی طرف سے بھی گھوڑے اونٹ وغیرہ پیشکش کیے اسکو ساٹھہ ہزار روپیہ
اور مادہ فیل مع حوضہ نقرہ اور جل زربفت کی عطا ہوا محمد حسین تحویلدار کو پانچہزار روپیہ اور نظر قلی بیگ میر آخور اور
زین العابدین ہر ایک کو تین ہزار اور احمد بیگ خویشکی کو دو ہزار روپیہ انعام ہوا شروع سال چہارم جلوس سے پانچوین
سال تک خانخانان معظم خان کی سعی سے کوچ بہار مفتوح ہوا اور ملک آشام بھی تسخیر ہوگیا لیکن بوادیہ خانخانان کی بیماری سے
صلح ظاہر ہوئی اور آخر کو کف اقتدار بابر یہ سے باہر نکل گیا لیکن حق تو یہ ہی کہ اس مہم مین خانخانان معظم نے اچھی شجاعت
ذاتی دکھلائی اور جمیع دلیران عالمگیری پر تفوق لیگیا جب مہم سیوا مرہٹہ کی امیر الامرا سے بادشاہ کے خاطر خواہ نہ سرانجام
اور مہاراجہ جسونت سنگہ سے جو اسکا کمکی تھا بھی کچھہ نہو سکا اور حادثہ شبخون مین کہ بسبب غفلت کے ہوا ابو الفتح خان
ولد امیر الامرا مارا گیا بادشاہ نے امیر الامرا کو دکن کے صوبداری سے بلا کر اپنے بڑے بیٹے سلطان معظم کو وہانکا صوبہ دار بنایا
اور راجہ جیسنگہ کو مع دلیر خان اور داؤد خان کے شروع سال ہفتم مین سیوا مرہٹہ کی سرکوبی پر مقرر فرمایا
جیسنگہ نے اس مہم مین اپنے چارہ و تدبیر اور مددگارون کے ذریعہ سے اوسکو مع اوسکے فرزند سیواجی کے مطیع
کرکے درگاہ شاہی مین بھیجا یہان آنکر صحبت ناچاق ہوئی سیواجی کو غرور تو تہا ہی قید ہوگیا مگر پاسبانون کی غفلت سے
نکل بھاگا اور سلاطین دکن سے کسیقدر اعانت لیکر دہ دبدبہ بڑہایا کہ عالمگیر مع شاہزادون کے تمام عمر دکن مین بسر کر گیا
در حقیقت اس مدت گذاری کی یہ وجہ ہی کہ بادشاہ کی تنگ گیری اور امرا کی بددلی سے یہ حال ہوا اگر کچھہ بھی امرا کی دلجوئی کرتا
فتح کرلیتا آخر کو حضرت کی شومی طبع سے وہی حال ہوا کہ مرہٹون کے ہاتھہ سے تمام ہندوستان اور سلطنت بابریہ ویران ہوگئی
اور نیز اسی ساتوین سال مین زمیندار تبت نے مطیع ہوکر مسلمانی دین قبول کیا اور اسی سال شاہجہان نے اکبرآباد کے قید مین
دار فنا سے رہائی پائی اسی سال قلعہ چاٹگام فتح ہوا جسکا نام اسلام آباد رکھا گیا یہ مقام راجہ رخنگ کے توابع مین سے ہے
اور عموماً مگہہ کے نام سے معروف ہی محمد ہاشم خافی لکھتا ہی کہ عالمگیر نے دس برس کے بعد منع کیا کہ کوئی شخص متوجہ ضبط احوال
بادشاہ نہو اسکا سبب یہی ہوگا کہ چونکہ شجاعت اور فطنت و عناد کا مجموعہ تھا اور ایسے امور مین جو شان خلافت سے
بعید ہی غضب اور عناد کو دخل دیتا تھا اور بعد ازان دانائی سے سمجھتا تھا کہ ایسے حالات قابل اذکار نہین ہین مخصوص انکا
فعل سلاطین عالیقدر سے نہایت نازیبا ہی لہذا مانع تھا کہ اوسکے احوال اور افعال کا ماجرا کتابت نکیا جاوے اور یادگار
زمانہ نرہے ورنہ ایسا بادشاہ جاہ طلب صاحب اقتدار کیون اپنی تواریخ لکھنے سے مانع ہوا بہرحال وہ کچھہ حال چھپا نرہا —
ہاشم خافی وغیرہ کی تحریر سے نیک و بد جو کچھہ معلوم ہوگیا اور کتابین بن گئین اسی طور پر ہمارے بادشاہ وقت کا حال
ہرچند قابل گزارش نہ تھا مگر بضرورت اخبار نویسی لازم ہوا کہ اسکے بزرگون کے اوضاع اور اطوار کا بھی ذکر کیا جاوے

ہرچند اورنگ زیب کو کوئی نسبت اس عالی گہر اور باپ دادے کے نام نیک روشن کرنے والے سے نہین دے سکتے کیونکہ
مہرہ کو مار اور گل کو خار سے نہین تول سکتے لیکن بمقتضاے آنکہ کل شی یرجع الی اصلہ شاہ عالم بہ نسبت عالمگیر کے کچھ کم
نہین دونون کا حال یکسان ہی ہان اورنگ زیب شجاع و ہشیار اور مرد گربزہ عیار تھا اکثر اوضاع سنجیدہ بھی رکھتا تھا
اور باوجود اس کش وفش کے اکثر امر ایسے اوسی شریف سے سرزد ہوئے کہ ہنوز شاہ عالم کو وہان تک رسائی نہین
یہ فرق دونون کی لیاقت کے بموجب ہی لیکن بوالعجبی مین برابر چنانچہ اکثر ان اوراق سے ظاہر ہوگا اور وقائع حیدرآباد
جیسے نعمت خان عالی نے نہایت شوخی سے بکمال اثبات تحریر کیا ہی کسیقدر اوس سے معلوم ہوسکتا ہی۔ خلاصہ
کہ جیسے اس دار ناپایدار مین بار دیا ہی ایکبار وہ ضرور یہان سے سفر کریگا جو رہجائیگا نام اور اعمال ہی نیک و بد کا تذکرہ دنیا مین
رہجاتا ہی یہ نیکون کی علامت ہی نہ بدون کی آفت اگر نیکوکار ہا اوسکا اجر اس عاریت سرا مین نام نیک رہیگا اور
اسطور پر نہ غالب رہتا ہی نہ مغلوب سعد رد نو قسم کے لوگ ہوئے ہین جنکا ذکر اس کتاب مین ہوا ہی۔ نہ نیکون سے اثر باقی ہی
نہ بدون کی خبر نام ان دونون فریق کا جیسا کہ جنکا استحقاق زبان زد عوام ہی ہر ایک اپنی حقیت اعمال پر معاقب
یا مغفور لازم ہی کہ باز ماندہ یا آیندہ لوگ ان حالات کے تتبع پر اپنے اعمال اور افعال کا خیال کرین اور تجربہ حاصل کرین
راقم اسی نظر سے حضرت عالمگیر کا احوال کتاب محمد ہاشم خافی سے ترجمہ کرکے اہل ہوش کی ضیافت کرتا ہی۔ اور نہین
چاہتا ہی کہ محامد اور مناقب نیکوکارون اور قساوت بدکارون کی سرمایۂ عبرت دنیاداران نہو یہ شخص یعنے عالمگیر
نہایت پرتدویر اور شدید الغرض تھا محمد ہاشم خافی اور اوسکا باپ مراد بخش برادر عالمگیر کے نوکرون مین تھا اور بعد
اوسکے ادبار کے عالمگیری درگاہ مین آیا جو کچھ لکھا جاتا ہی چشم دیدہ ہی نہ شنیدہ کہ جہوٹھ سچ کا احتمال رکھتا ہو ہرچند
احوال معاملات فیما بین عالمگیر و مراد بخش برادران حقیقی اور روئداد داراشکوہ اور والد ماجد کے ساتھ جو کچھ ہوئے
اوراق سابق مین مفصل تحریر ہوچکا ہی مگر اسوقت بھی مزید احتیاط سے تحریر ہوتا ہی کہ عالمگیر نے جب داراشکوہ پر فتح پائی
صاحبقران ثانی شاہجہان کو زندانی کیا آٹھہ برس تک قید رکھا بیچارہ اوسی گڑھے مین عدم کو سدہارا مرنے کے وقت
ہرچند اورنگ زیب کی بہن نے بھائی کی شفاعت قصور کی نامنظور کیا۔ داراشکوہ کی ظفریابی کے بعد چندروز کے مراد بخش کو
جو حسب الطلب گجرات سے آکر مہاراجہ جسونت سنگہ کی لڑائی مین بعد عبور نربدا کے حوالی اوجین مین اور نیز داراشکوہ
کی لڑائیون مین جانفشانی کین تھین اور عالمگیر اپنے تدویر و کید سے نوید سلطنت دیتا تھا اور اوسکو اپنی طرف سے
اسقدر بے ہراس کردیا کہ اوسکے دل سے گمان بدی جاتا رہا آخر کو سارا قول و قرار توڑکر قلعۂ گوالیار مین محبوس کیا۔
بعد ازان جب یہ معلوم ہوا کہ دستگیری مخلصان سے ارادہ رہائی رکھتا ہی اوسکے قتل کا عزم کیا کسی نوکر کو اس دعوی
سے اوبھارا کہ اپنے باپ کے خون کا دعوی کرے جسے مراد بخش نے ہنگام اقتدار قتل کیا تھا اور اس دعوی مین شرع شریف
کی پابندی سے اوس نامراد کو مروا ڈالا اور داراشکوہ کو بھی بعد قید شہر مین تشہیر کرکے جہان سے مارا دوسرے روز اوسکی لاش ہاتھی پر رکھکر تشہیر کی

ذکر قید ہونے داراشکوہ کا بموجب تفصیل مسبوق الذکر

داراشکوہ ادبار کے آنے ہی دوسری لڑائی کے بعد جو اجمیر مین ہوئی اور راجہ جسونت سنگہ کی بیوفائی سے شکست کھا کر
مع زن و بچہ احمد آباد گجرات کو گیا سید احمد وہان کے صوبہ دار نے ملازمت کرنا چاہا مگر دیگر عملہ سلطانی نے عالمگیر کی تخویف
سے قید کرلیا اور داراشکوہ کے داخلا کو شہر مین مانع ہوئے لاچار کانہہ جی رئیس گولیان کی طرف جو اوس نواح مین
قطاع الطریق مشہور تھا متوجہ ہوا - اوسنے خدمتگذاری پر کمر باندھی اور کسیقدر کولی ہمراہ دیکر ولایت کچھ کی
سرحد پر پہونچا دیا - اسوقت مین گل محمد نام خیر اندیش نے جسے داراشکوہ نے بندر سورت کا حاکم کیا تھا کسیقدر
زاد راہ اور پچاس سوار دو سو پیادہ سے رفاقت کی زمیندار کچھ جسنے اول سفر مین تو بعد ملازمت کے اپنی لڑکی سپہر شکوہ
شاہزادہ کے نکاح مین دی تھی اس سفر مین نہایت نے لطفی سے پیش آیا داراشکوہ نے وہان سے بھکر کی راہ لی جب
دریاے سندھ کے کنارے پہونچا چاندیون کے ملک مین آتے ہی صحرانشینون نے غارتگری کا عزم کیا مگر گل محمد کی
تدبیر سے رہائی پائی - تعلقہ بکسیان کے سرحد پر آیا مرزا مکسی سردار نے بعد استقبال ایران جانے کو التماس کیا
اور قندہار تک ہمرکابی کرنا چاہی داراشکوہ بموجب اسکے ؀ چو تیره شود مرد را روزگار ٭ همه آن کند کش نباید بکار
خیراندیشون کی صلاح بموجب ملک جیون افغان زمیندار دہانہ ہر کی امید پر اسطرف کو قاصد ہوا توقع یہ تھی کہ چونکہ
اوسکی جان شاہجہان کے عہد مین بچائی تھی وہ بھی جانفشانی سے معذور نہوگا اور نیز اوسکے عرایض متضمن رسوخ
اور بندگی اور استدعاے قدم رنجہ فرمائی مکرر داراشکوہ کے پاس آئے تھے پس اودھر کو قاصد ہوا وہ ملعون تدبیر
اس فکر مین ہوا کہ اسے قید کرکے عالمگیر کے حضور مین بھیجے اور اوس محسن فراموش نے اپنی سرخروئی کے لیے قید کرنا چاہا
ابلیس کی طرح سے تلبیس کرنے پر کمر باندھی استقبال کرکے گھر لیگیا اور دعوت کے بدلے عداوت کی تدبیر کی داراشکوہ
کی بی بی اس عرصہ مین بعوارض جسمانی جان بحق ہوئی چونکہ زن و شوہر مین محبت کی شدت تھی داراشکوہ کو نہایت
رنج ہوا اور اپنے خیال مین ملک جیون کو اپنا مخلص سمجھا گل محمد کو مع معتمدان ہمراہی کے ہمراہ تابوت روانہ لاہور کیا
اس بیکسی مین ایسے رفیق جان نثار کو خدمت سے جدا کیا تاکہ اوسکی لاش کو ملا شاہ میر بدخشی کے مقبرہ مین مدفون کرین
اور خود چند آدمیون کے ساتھہ دشمن کے مکان مین ٹھہرا رہا بجز کسیقدر بُعد ہونے کے جو گل محمد سے ہوا افغان کے
داوگھات داراشکوہ کو معلوم ہونے لگے اور ساری امید مبدل بہ یاس ہوئی وہان کے آنے سے پشیمان ہوا قندہار کو عزم کیا
اور اوس کور نمک کو اپنے ارادہ سے آگاہی دی اوسنے ظاہرا اقبال کرکے ہمراہ ہوا اور منزل پر پہونچکر اسباب ضروری کے
بہانہ سے رخصت چند روز کی لیکر بجاے خود واپس ہوا اور کسی اپنے بھائی کو ہمراہی مین دیکر کہدیا کہ اوسے قید کرلاو
وہ ناپاک دو تین کوس پر جاکر دست دراز ہوا داراشکوہ کو مع اوسکے بیٹے اور دیگر خدمہ محل کے قید کرلیا اور میزبان
محسن کش کے حضور مین پہونچایا اوس بدبخت نے مہمان کو مکان محفوظ مین مقید رکھا اور حقیقت حال راجہ جی سنگہ

اور بہادر خان کو تحریر کیا اور باقر خان فوجدار بھکر کو بھی آگاہی دی اور اوسنے اوسیوقت عالمگیر کو عرضی لکھی اور ملک جیون
کا خط بھی بنابر ملاحظہ ارسال کیا اور عرضداشت جی سنگہ اور بہادر خان کی نیز مع عرضی ملک جیون کے پہونچی عالمگیر نے
اس عرضی کے پہونچنے سے شادیانے بجوائے بعضون نے ملک جیون پر نفرین و لعنت کرنا شروع کی - بادشاہ دین پناہ
نے فرمان اور خلعت عنایت فرمایا منصب ہزاری دو سو سوار خطاب بختیار خان کا عطا فرمایا اور دوسرا فرمان
متضمن لانے داراشکوہ کے حضور مین بنام بہادر خان تحریر ہوا - جب بہادر خان داراشکوہ کو لایا اور عالمگیر کو خبر ملی
حسب الحکم گردن مین طوق و زنجیر اور ہاتھہ پیر مین سلاسل لاہوری دروازہ سے شاہجہان آباد مین لائے اور چاندنی چوک کی
راہ سے دونو دروازون قلعہ سے گذر کر اور چوک اور بازار سعد اللہ خان مین لاکر پرانی دہلی سے ہوتے ہوئے خواص پورہ
خضر آباد مین مقید کیا بہادر خان ملازمت مین آکر مورد الطاف ہوا - دوسرے روز بخت یار خان بدبخت عرف
ملک جیون داخل شہر ہوا جبکہ چاندنی چوک کے نزدیک آیا ہوا خواہان دلسوختۂ داراشکوہ مع اہل حرفہ بازاری کے فراہم ہوکر
ملک جیون پر ٹوٹ پڑے اسقدر سنگ و خشت نجاست آلود اوسکے اوپر برسائے کہ اگر نگہبان جان سے سیر ہوئے
تماشائی کے زبانون پر نفرین تھی غلغلۂ عظیم ہوا بلوائے عام کی صورت ہوئی نزدیک تھا کہ فساد اوٹھہ کھڑا ہو
مگر کوتوال نے پہونچکر قصہ مٹایا ملک جیون کو سلامت درگاہ شاہی مین پہونچایا دوسرے روز بموجب حکم تحقیقات ہوئی
معلوم ہوا کہ ایک احدی اور چند نفر چیلون نے یہ فساد اوٹھایا تھا بادشاہ دین دار نے علما سے استفسار کیا کہ ایسے
مفتریون کے حق مین کیا ارشاد ہے چون کہ شر قلیل خیر کثیر کیلیے جائز ہے خصوص اون لوگون کے حق مین جو برخلاف
رائے شاہی ہون لہذا اوسے لوگ قتل ہوئے چند روز کے بعد علما کو جمع کر کے رسایل مولفۂ داراشکوہ دکھلائے جو کہ متضمن
مقالات صوفیہ اور کلمات محققین ہند کے تھے اور یہ شعر سنا کر کہا ع کفر و اسلام در رہش پویان ۔ وحدہ
لاشریک لہ گویان الغرض ثابت کیا کہ اسنے احاطۂ شرع شریف سے پیر باہر نکالا لہذا اسکا قتل ہونا عین فرض ہے
جب دین دارون نے اس کاغذ پر مہر کر دی داراشکوہ بیچارہ سنہ ۱۰۶۹ ہجری مین اول سال جلوس کو آخر ذی الحجہ مین
مذبوح ہوا اور سرمایۂ راحت جاہ طلبان ناپدیدار ہوا ہاتھی پر رکھکر دوبارہ تشہیر کی اور مقبرۂ ہمایون مین دفن کیا۔
درویش مسمی سرمد بھی داراشکوہ کی موافقت کے جرم سے محسوب ہوکر علماے جاہ طلب کے فتوے سے مقتول
اور مسجد جامع کی نواحی مین مدفون ہوا لیکن عملہ اور حکام دست نشان عالمگیر اور زمیندارون نے باوجود معافی
اور ممانعت بعض وجوہ کے تحصل سے جسے مکرر بادشاہ نے تاکیدات سے ظاہر کیا وجوہ مذکور کے لینے سے باز رہکر اہل
عالم کو رنجیدہ کر کے دنیا سے محروم کیا اور تمام خلق اللہ کو ایذا رسانی کی مگر بادشاہ دیندار نے اونکے لیے کچھہ بھی
فتوی نہ طلب کیا چنانچہ ہاشم علیخان بن خواجہ میر محرر تاریخ نے جو سفر و حضر شریک اور غالب اوقات اصالۃً و نیابۃً
صاحب بعض خدمات اور جمیع حالات پر ناظر باوجود احتیاط کے یہ معاملات مفصل مسودہ کئے فقیر بقدر ضرورت

منتخب کرتا ہی اور بعض فقرات کو بنابر گواہی بجنسہ لکھتا ہی اونمین سے ایک یہ عبارت ہی ہرچند از طرف بادشاہ
اکثر ابواب معاف و مرفوع القلم گشت لیکن حکام بدانجام بدستور سابق علانیہ و فاشی تا حال میگیرند سبب عمدہ
این جبارت آنکہ بعد ظہور چنین نافرمانیہا مکرر رعایا از تعدی فوجداران و حکام غافل از بازپرس روز جزا جوق جوق
بحضور آمدہ فریاد و واویلا مینمودند سوای حکم تحقیقات و ابلاغ احکام تہدید آمیز از راہ متابعت شریعت غرا سیاست
ظالمان کہ باعث عبرت دیگران گردد بعمل نمی آید مگر بعد ثبوت بعضے بکمی کیفیت و عزل خدمت مغضوب گشتہ بعد چندروز
بوسیلۂ مربیان باز بحال میشدند و ظلم راہداری کہ زمینداران بتقلید حکام زیادہ از انچہ با حاطۂ بیان توان آورد با مسافرین
و مترددین و تجار مینمایند بجائی رسید کہ باعث قتل جمعے کثیر از مردم قافلہ و تاراج تمام مال و عرض ناموس آنہا گردیدہ خصوص
کسانیکہ از سفر بیت اللہ برگشتہ می آیند زن و مرد در کمال عبرت راہ سپارند و گماشتہای حکام نزدیک بندر سورت
تا دار الخلافت دو روز و سہ روز آن بیچارہ ہا را نگاہداشتہ ہرگاہ چیزے نیابند بزجر و خواری رخصت بدن آنہا را کشیدہ
میگیرند محرر اوراق مکرر مشاہدہ کرد کہ بر سر گذرہای راہداری مردم عزیز را کہ طرف مدینہ و حج و بیت اللہ برگشتہ عازم
اوطان خود اند مابین راہ بندر سورت و بدر بار گشتہ و زخمیان را عاری از لباس ساختہ در جارہای سر راہ می انداختند و بغیر
از حق تعالی کسی بغور و فریاد آن مسافران مظلوم نرسید۔ تمام ہوئی وہ عبارت معلوم ہوتا ہی کہ شاید مظلومون کا مارا جانا
اور ناموس و عزت کا کہونا اوسکے مقبون کی نزدیک مشروع ہو گی جیسکے واسطے کچہہ بہی شر قلیل نفع کثیر کو نگیا بعض حکام کے
قصاص مین بہی سزا انکی مان باپ بہائی عزیزون ہی کا قصاص فرائض دینا مین تہا کہ اونکے قتل مین کچہہ دیر نہوئی اور مقلدان
نے بہی حفظ ظاہر و اشتہار دین پروری کے واسطے اسقدر مبالغہ کیا کہ سرود کے سننے سے توبہ کی کلاونت اور قوال جو
قدیمی ملازم تہے اضافہ منصب سے سرفراز ہوئے مگر گانے بجانے کی ممانعت رہی اور شعرا اور نجومیون کو برطرف کر دیا۔
سررشتۂ حساب اور وصول تنخواہ جاگیرداران سے جو تقویم پر منحصر تہے دفتر دیوانی مین در آیا اس نیت پر چہوڑ کر دیکہنے تقویم سے
ممانعت کی شعر یہ ہی ؎ لا و للب لا و لا اشش جست ٭ لل کط و کط لل شہور کوتہ ہست ٭ سفر کیواسطے دوشنبہ
اور پنجشنبہ مقرر ہوئے ترک لباس زردوزی رنگین حوایرین ہوا اور امرا کو بہی حکم ہوا کہ زنگ خام اور بادلہ اور زرتاری پہنکر
حضور مین نہ آوین۔ ایکروز سرود والے متفق ہوکر جنازہ کمال زینت سے آرایش کرکے بادشاہی نشیمن کے نیچے سنے نکالا
عالمگیر کو دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نغمہ و سرود کا مردہ ہی کلاونت دفن کرنیکو لیئے جاتے ہین جواب دیا کہ ایسا
دفن کرین کہ خلاف عبادت الہی نکے مردہ سے کوئی آواز نکلنے نپائے اور جہروکہ درشن کا بیٹہنا جیسا کہ سلاطین سابق
دہلی سے دستور تہا یعنے ہر صورت جسطرح ممکن ہو بلا ناغہ اوسی غرفہ مین بیٹہکر درشنیون کو دیدار دیتے تہے ہزارہا
ہند و مسلمان مشاہدۂ جمال سے شادکام ہوتا تہا اور نیز قوم ہنود ایک گروہ درسنی ملقب ہی جنکا عقیدہ یہ ہی کہ
بغیر دیکہے دیدار شہریار کے کہانا نہین کہاتے اور اسے اپنی اطاعت جانتے تہے اس بادشاہ نے موقوف کر دیا اور

ناحق کو دل آزردگی کی کو کہ یہ عقیدہ دیدار طلبون کا باطل ہو قضات عصات کو محض خود رائی سے ایسا مستقل کیا تھا کہ موجب برہمی انتظام صوبہ داران اور عمال و حکام و فوجدار و چکلہ دار کا ہو کل عملہ فعلہ دل آزردہ ہو گئے مہام سلطنت مین تخلل ہوا۔ ہاشم علی خافی اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ عبد الوہاب نام ساکن احمد آباد کو قاضی القضاۃ کیا کل معاملات مالی اور ملکی مین اوسکا تابع ہوا اوسکا اسقدر تسلط ہوا کہ ارکان سلطنت مین اوسکا اعتبار کم ہو گیا ہر ایک اوس حیلہ کی فکر مین ہوا کہ کسیطرح اوسے خفت پہونچاوین اور اوسکا مرتشی ہونا اور رشوت سے زر بیشہ جمع کرنا ثابت کرین مگر کچھہ فائدہ نہوا۔ مختار خان بنی مختار جو کہ بادشاہ ایران وہند سے سر رشتۂ قرابت اور برہان پور کی صوبداری پر سرفراز تھا اور محمد صالح نام پوربی وہانکا قاضی نہایت مرتشی تھا بنا بر رضای خاطر بادشاہ کے ایسا استقلال خدمت قضایا مین پایا ایکروز دعوی حویلی مین جبان کہ مدعی کی دروغگوئی اور اوسکے مقدمہ سے صوبہ دار اور تمام عالم آگاہ تھا دو گواہ جعلی کے گذرانے پر صوبدار مع اکثر کبار کے اسطرف ہو گئے اور مدعی کا مقدمہ ثابت کر دیا اور مختار خان نے قاضی سے ملنا نپایا آزردہ دل ہو کر چند روز کے بعد اوسی تمہید سے اونہین دو گواہون کو قاضی کے پاس لایا قاضی نے اونکی گواہی سے اثبات دعوی مدعی کیا شاہدین مذکور نے بلا جبر اقرار کیا کہ ہمنے جھوٹی گواہی دی جون کہ یہ کام مختار خان کے اشارہ سے ہوا تھا خان مرقوم نے قاضی کو مخاطب کرکے کہا کہ یہ دونو وہی گواہ ہین کہ دعوی حویلی مین باوجودیکہ اوسکے کذب سے ایک دنیا آگاہ تھی ہمنے اثبات دعوی کر دیا نہین جانتے ہو کہ کہ از روے شرع قابل تعزیر ہوے قاضی نے مقصد مختار خان کا سمجھکر آشفتہ ہو کر درشتی سے کہا کہ تم کو یہ خیال ہی کہ میری اہانت کی اور خبر نہین کہ صاحب شرع کی اہانت سے قابل سزا ہوئے اگر یہی دونو گواہ تمہاری مخواری کی گواہی دین تمہاری تعزیر کرتا ہون اور جب وہ شہادت سے بری ہون اونکو تشہیر کرون اور اوسیوقت دونو گواہون کے سر و ریش منڈا کر بڑی درشتی سے خر سوار تشہیر کرایا اور قید مین بھیجا ایک آدمی اونمین سے زہر کھا کر مر گیا اور قاضی نے استعفا خدمت کرکے گوشۂ قناعت اختیار کیا۔ مختار خان بپاس خاطر بادشاہ اوسکے دلجوئی مین مصروف ہوا اور نئی سند سے اوسکو عہدہ پر سرفراز فرمایا بجز ندامت کے کچھہ حاصل نہوا۔ اپنے کلام پہ کہ باوجودیکہ سیوا اور سنبہا فرہوان سے عہدہ برائی نہوئی اور بیدون رجوع متصدیان ہندو کے جو راجا مقتدر سے دفتر کا کام کچھہ نہوتا تھا شدت تعصب سے فرقۂ مذکور کے ساتھہ جو مطیعون سے تھے جزیہ اور محصول وغیرہ لینے مین اور نیز دیگر احکام جنگ مین کاوش اور کد کرتا تھا۔ مگر آخر کو ندامت ہوتی تھی کیونکہ اسطرح کے احکام کو ضبطی چاہیے تاکہ اعالی اور ادانی پر جاری ہون نہ یہ کہ عاجز کو رنج دے اور قوی سے پیٹھہ دکھلائے حال آنکہ بادشاہ ظل اللہ ہین کسی قوم سے بد نہین ہوتے ہر ایک آشنا بیگانہ کو ایک جانتے ہین تاکہ خلق خدا یگانہ و بیگانہ بیچ پناہ شاہانہ کے خوشدل اور مطمئن رہے ۵ ایکیہ کہ از خزانۂ غیب گبر و ترسا وظیفہ خور داری چو اگر ہدایت خلق منظور ہوتی اوسکے قاعدے ہین اشفاق و الطاف مین عناد و نفاق کے نسبت زیادہ مانند نظر آتا ہے

ماثر ہوئی ہین دیکھیے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم راہ راست لانے کو کیا کیا طریقہ کرتے تھے - اور یہہ کوئی نسمجھے کہ
جاد ہمارا حضرت کے برابر ہے ع کار پاکان و قیاس از خود مگیر ؛ گرچہ یک شد در نوشتن شیر و شیر -
سلطان محمد اپنے چھوٹے لڑکے کو جسنے جہل نوجوانی سے کسیقدر انحراف کیا تھا اور دامادی کی ہوس مین اپنے
چچا سلطان شجاع سے واقع بنگالہ گرم جنگ رہا سالہا مقید رکھا تا آنکہ راہ آخرت کو سدہارا اسیطرح بہادر شاہ
دوسرے بیٹے کو اس تہمت سے کہ سلطان ابو الحسن تانا شاہ پادشاہ حیدر آباد سے سازش رکھتا ہی مع اوسکے لڑکے
اور اوسکی بی بی عاقلہ فاضلہ محبوبہ نور النساء بیگم اور بعض خواجہ سرایون وغیرہ کے نہایت ذلت مین قید کیا
اور خواجہ سرایون پر اس تفتیش و تفحص کے بارہ مین خوب تعذیب و تعذیر کہلائی جب اوس واہمہ کا کچہہ ثبوت نہوا -
اونکی ایذا سے کسیقدر باہر آیا چاہتا تھا مگر بنا بر شرم کہ عاید حال ہوئی آشفتہ ہوکر بہادر شاہ کو لکھا کہ اپنی غدر تقصیرات
کرے تاکہ وسیلۂ رستگاری دین و دنیا ہو بہادر شاہ نے درجواب کہلا بہیجا کہ ہرچند انسان خدا اور باپ کا سراسر
قصور مند ہی مگر ظاہرا مجہسے ایسا کوئی قصور سرزد نہین ہوا ہی جسکی شفاعت کا خواستگار رہون اس جواب باصواب
کے آتے شعلۂ غضب شرر ریز ہوا لڑکے کو نہایت سختی مین قید کیا اور سر تراشی اور قصر ریش اور اخذ شارب
اور ناخن تراشی اور کپڑے بدلنے اور طعام موافق پہونچنے وغیرہ کو ممانعت فرمائی بیچارے مدت تک تکلیف کہینچتے
رہے - بحسب اتفاق بنابر تربیت اور پرورش شاہجہان پادشاہ کے اور بہی واسطے تفحص حکم اوسکے سبب
جو کہ لایق کار زیادہ حد شمار سے تھے ہر ایک ناکام ہوا اور ناقدردانی سے اکثر مورد طعن و ملامت ہوئے اسی
سبب سے اوسکے کام حسب خواہش نہوئے بلکہ بعض وقتون مین ملازمون کے اغماض سے فاش خجالتین
کہینچی گئین خلاصہ یہ کہ جو کچہہ ہوا اپنے ہاتہون سے کر بیٹہا تاریخ نوشتۂ ہاشم علیخان خافی بعض ایسے -
سفاہت کی مفصل تفصیل لکہی ہے - من شاء فلیرجع الیہ سلاطین صفویہ انار اللہ برہانہم الجلیلہ اگرچہ شیوۂ مروت
اور مہمانداری ایسے طاق بلند پر چہوڑا ہی کہ اونکی اولاد کا ہاتہہ وہان تک نہین پہونچ سکتا اور غایت اشتہار سے
محتاج اظہار نہین جو امورات کہ بابر اور ہمایون کے لیے فرمائے کتب تاریخ مین مذکور ہین شاہ سلیمان صفوی پدر شاہ سلطان حسین باوجودیکہ
مستی شراب اور غفلت و بے باکی اور سفاکی مین شہرت رکہتا ہی اور مردی و مروت کے اخبار مین جو کہ دربارۂ
اکبر ولد عالمگیر کے تعمیل ہوئی اور شقاوت اور دنائت جو اوسکے باپ سے ظاہر ہوئی آور ہاشم علیخان خافی
کے بموجب بہی تحریر ہوتے ہین - مہاراجہ جسونت راٹہور کو جو ہمیشہ عالمگیر کا دشمن رہا اور پادشاہ بہی بہ نسبت
دیگر ہنود کے اوسکو زیادہ عدو جانتا تہا لیکن بروقت آنے دارا شکوہ کے گجرات سے اجمیر کو مہاراجہ مذکور کے
اشعار سے اور دوسری بار لڑنے کے عالمگیر سے بوساطت راجہ جی سنگہ کے عالمگیر نے یہ ترغیب دی کہ دارا شکوہ
کی رفاقت چہوڑے اور عفو نامہ تقصیرات اور منصب ہفت ہزاری اور صوبہ داری گجرات کی اسی شرط پر مقرر ہوئی

ف ترجمہ مراد یہ ہے جو حال بشفقت دیکھنا چاہیے باپ بیٹا روح کہا اونکی بدنامی کے دیکھنے کی طرف ۱۲

اور تکلیف حضور سے بھی معاف رکھا۔ مہاراجہ جسونت سنگہ بعد تعیناتی دکن اور وہان کی معزولی سے صوبہ کابل پر
مقرر تھا آدرہ مین مر گیا سرداران راجپوتیہ کہ جہالت کیش جہالت پیشہ تھے اوسکے دونون لڑکون کو جنکا نام اجیت سنگہ اور دلتھمن سنگہ تھا کابل سے لیکر
بدون نجود دستک عازم وطن ہوئے دریاے اٹک کے گذر پر میر بحر مزاحم عبور ہوا جہالت سے تلوار چل گئی اپنے زور سے پار اوترے
چونکہ دار الخلافت شاہجہان آباد راہ پر تہا ناچار وہان وارد ہوکر مقیم ہوئے عالمگیر انکی کیفیت سے مطلع ہو کر آشفتہ ہوا
حکم توقیف صادر فرمایا انکے گرد لشکر کوتوال کی حفاظت ہوئی۔ چند دنون کے بعد اوسکے روساے لشکر نے بہانہ رخصت وطن کے
وہانسے رخصت چاہی عالمگیر نے جہٹ رخصت دی اس ارادہ سے کہ اگر یہ چلے جاوین عیال و اطفال راجہ مرحوم کے قید ہو جاوینگے
وہان پر راجپوتون نے یہ چال کی کہ لڑکونکو غلامانہ اور عورتونکو مردانہ لباس مین بنا کر اور انکے جگہ پر لونڈیون کو رانیون کے
شکل پر اور دو غلام مجہول الاحوال کو اطفال مہاراج کی جگہ پر بٹہلا کر سفارش کی کہ اگر کشف راز ہو جاے ان اطفال اور
رانیونکی پاسداری کیجیو اور حراست مین اچہی طرح استقامت کرین کہ پانچ چہہ گہڑی کا فاصلہ ہماری نہضت کو ہو کچہ عجب نہین کہ
استخدام بسبقت رسیون اور تعیینات غلامی خدمت راجہ کے لڑکون سے لینے کا دعوی کیا ہو اور اسی طور افواہ خلق مین ہے غرض کہ جب
وہ سب راجپوت لوگ نکل گئے بادشاہ کو خبر پہونچی اس دریافت و تنقیہ مین چند گہڑیان اور بھی گذرین جب تحقیق ہوا فوج واسطے
لانے اطفال مجعول اور اسباب باقیماندہ کے معین ہوئے راجپوتان متعینہ حیمہ نے حوصلہ سے زیادہ شجاعت کی اونکے
قتل کے بعد اطفال و زنان داخل حرم سراے سلطانی ہوئے لڑکے پرستاران حرم کے سپرد ہوئے تا کہ پرورش پاوین اور شرف
اسلام سے جبرا قہرا مشرف کئے جاوین اور عورتین بھی پرستاری حرم مین مقرر کیگئین مدت تک یہی امر قرین تصور تہا
کہ مہاراجہ جسونت سنگہ کے یہی اولاد ہین پہر آخر کو جب معلوم ہوا کہ راجپوتون نے اطفال مجعول کو واسطے ابطال نام مہاراجہ
مغفور کے قرار دیا ہے بادشاہ مجاہد نہایت غیظ و غضب سے ہم ہو دہیپور وطن دیرینہ آبای جسونت کے راہی ہو کر
لاجرم تسخیر کو عازم ہوا رانا راجہ اودیپور نے راجہ مغفور کے نام و ناموس کی حفاظت اپنے ذمہ لی اور حضرت سے
مقابلہ کرنا چاہا بادشاہ نے کچہ خیال ہی نکیا اور حکم دیا کہ آخر کو اودیپور تک لشکر روانہ حضور کرے اول رانا ڈر گیا وکلا بھیجکر بادشاہ کو اطاعت
و فرمان برداری سے خوشنود کیا اور خانجہان بہادر وصول زر معہود اور بند و بست قلعہ اودیپور کو مرخص ہوا بادشاہ
دہلی کو واپس ہوا بعد چندے دوبارہ رانا کی سرکشی گوش زد ہوئی عنان توجہ جانب اجمیر منعطف ہوئی اور شاہزادہ معظم
بادشاہ دکن سے اور اعظم شاہ بنگالہ سے ایلغار کرکے حسب الحکم روانہ حضور ہوئے شاہزادہ محمد اکبر کہ حاضر اور عین شباب پر تھا
تادیب رانا کو مقرر ہوا اشاہ قلیخان اوسکے اتالیق نے خلعت اور خطاب تہور خان سے سرفرازی پائی اور شاہزادہ کی فوج کا
ہراول اور سپہ سالار مقرر ہوا اور راجپوتون کی لڑائی مین اچہی بہادری کہلائی اور اس گروہ پر عرصہ کارزار تنگ کیا اور
بہادر شاہ دکن سے اوجین پہونچا اور وہان سے بموجب حکم رانا ساگر تالاب پر اسی کوس اجمیر سے متوقف ہوا اور شاہزادہ
اعظم شاہ بھی ایک طرف سے ملک رانا کی تخریب کو مامور ہوا رانا وغیرہ راجپوتون نے تہور خان اور شاہزادہ محمد اکبر سے

ملک نے تحریص دی کہ باپ سے بغاوت اختیار کرے تیس ہزار سوار راٹھور شریک اوسکی فوج مین ہوئے محمد اکبر نے باپ کا
خروج جو باپ سے سیکھا تھا سہل سمجھا بہادر شاہ نے اس مشورہ سے آگاہ ہوکر محمد اکبر کو بمقتضاے محبت دو کلمہ نصیحت آمیز
تحریر کیے اور باپ کو عرضی لکھی کہ راجپوتون کے مکر سے شاہزادہ ناتجربہ کار کے اغوا ہونے کا خیال رکھنا ضروری ہے عالمگیر تو
اکبر کی طرف سے مطمئن تھا جواب مین لکھا کہ خدا تم لوگون کو اغواے بداندیشان سے محفوظ رکھے جب خبر پہونچی کہ محمد اکبر نے
اپنے نام کا خطبہ و سکہ پڑھایا اور تہور خان ہفت ہزاری منصب پر اور نیز دیگر امرا کے ترقیان ہونے کی شورش سنی اور اوس
لشکر مین سواے اسد خان اور بہرہ مند خان کے آٹھ سو سوار سے زیادہ نہ تھے عجب طرح کی گھبراہٹ پیدا ہو گئی۔
اور بہادر شاہ کو نہایت اضطراب سے ایلغار کرکے بلایا جب وہ بیچارہ اہل و عیال کو حفظ الٰہی مین سپرد کرکے کمال
استعجال مین جریدہ مع دس ہزار سوار کے جا پہونچا۔ بادشاہ دین پناہ نے اپنا قیاس کیا کہ جو باپ کی خدمت کی تھی
اور اس تصور سے نہایت ڈرا اور توپخانہ کا مونھہ اوسکے لشکر کو پھیر کر حکم بھیجا کہ اپنے تئین تنہا مع دونو لڑکون کے حاضر حضور
کرے بہادر شاہ حسب الحکم حاضر حضور ہوا عالمگیر اسکی حاضری سے کسیقدر مطمئن ہوا اور رفقاے اکبر سے وعدہ وعید کر کے
اپنی طرف کھینچا تقدیر کی یاوری سے اکثر لوگ علیحدہ ہوکر آ ملے اکبر کے استقلال مین تزلزل پیدا ہوا ناچار راہ فرار اختیار
کی جب اوسکا حال اس رنگ کو پہونچا حکام اطراف کو فرمان ہوا کہ جہان پائین قید کرین اکبر دشمنون کے خوف سے
بھاگتے بھاگتے سنبہا مرہٹہ ولد سیوا کے پاس تک جا پہونچا سنبہا نے ہر چند کسیقدر مدد خرچ مہیا کر دیا لیکن بنسبت
تنگ ظرفی کے اکثر حرکات برخلاف آداب شہزادون کے عمل مین لایا تھا اکبر کشیدہ خاطر گذرانتا تھا جب عالمگیر نے
سنبہا کے پاس وردد اکبر کی خبر سننے اور اوسکے تعدی کی بھی گوش گذار شاہی ہوا کرتی تھین آخر بداعیہ گرفتاری اکبر
اور تادیب سنبہا کے پچیسوین برس جلوس کو مطابق سنہ ۱۰۹۲ ہجری کے بنام جہاد قاصد ملک دکھن ہوا اور وہان پہونچکر
بعد انتظام کے اعتقاد خان ولد اسد خان کو مع فوج بسیار اور سامان پیکار کے تنبیہ سنبہا اور گرفتاری اکبر کو روانہ کیا
اکبر اس خبر سے ششدر ہوا اور کمال اخفا سے تا لشکری اوسکی خبر پاکر مزاحم نہون جہاز مین مع دو سو آدمیون کے سوار ہو
عازم ایران ہوا اور ہزارہا صدمات دریا سہتے سہتے مقام مسقط مین پہونچا امام مسقط نے اول تو خاطرداری کی بعدہ
گرفتار کرکے عالمگیر کو لکھا کہ اگر پانچ لاکھہ روپیہ نقد اور فرمان سند معافی محصولات جہاز جو ہماری آمد و رفت کرین اور نیز
دیگر مواعید کا اقرار ہو تو کوئی معتمد روانہ فرمائیے اکبر کو لیجاے بادشاہ دین پناہ نے فرط دینداری یا شدت عداوت
سے ہر ایک التماس اوسکا قبول فرمایا بندر سورت کے متصدی کے نام حکم گیا کہ کسی ملازم مزاج دان دریا نورد کو مع فرمان
عطوفت عنوان کے جو امام مسقط کے نام صادر ہوا ہے جلد روانہ کرے متصدی نے حسب الامر مرشد معنوی کے حاجی فاضل کو
جو ناخدایان موروثی بادشاہی اور اکثر لغت سے واقف تھا روانہ کیا ناخدا نے اول منزل مین خبر پائی کہ سلطان سلیمان شان
شاہ سلیمان صفوی نے دربارہ مہمانداری شاہزادہ اکبر کے رعایت کی ہے اس خبر کے پاتے ہی راستہ سے واپس ہوا تفصیل اسکی

یہ ہی کہ جب امام خارجی کی بدافعالی کا حال شاہ سلیمان صفی کو معلوم ہو کہ عالمگیر کا لڑکا محمد اکبر باپ سے خوف کہا کر ہندوستان سے درگاہ والا کی پناہ مین آیا تھا جب جہاز مسقط مین پہنچا امام مسقط نے پانچ لاکھ روپیہ اور معافی محصول جہاز کے لالچ سے اوسے قید کر کے عالمگیر کے حضور مین بہیجنا چاہا ہی بمجرد اس سننے کے بادشاہ کو نہایت غصہ آیا اور والی مسقط کے نام فرمان صادر ہوا کہ اگر ہمارے میہمان کو باعزت و احترام روانہ حضور نہین کرتا تو غازیان درگاہ اینٹ سے اینٹ بجاوینگے اس حکم سے مسقط نے گھبرا کر شاہزادہ محمد اکبر شاہ کو باعز و شان روانہ دربار بادشاہ کیا اکبر نے بندرگاہ عباسی مین پہنچکر اپنے ملازم معتمد ہوشیار محمد ابراہیم کو واسطے شکرگذاری کے روانہ اصفہان کیا بادشاہ نے محمد ہاشم تبریزی کو مہمانداری کے واسطے محمد ابراہیم کے ہمراہ کر دیا اور حکم دیا کہ مراسم تواضع اور مہمانداری مین سرمو فرق نہو اور نیز اشعار فرمایا کہ بعض تحایف ہندوستانی مانند نبات اور انبہ اور پان اور اناناس وغیرہ جو بندرگاہ عباسی کے قرب و جوار مین ممکن ہو شاہزادہ محمد اکبر کو متواتر پہونچاوے اور بہر صورت خوشنود رکھے اور مصور جادو قلم کو پوشیدہ ہمراہ کر دیا کہ قبل ملاقات کے شاہزادہ کے شبیہ حاصل کر کے حضور مین بہیجے تا کہ اوسکی لیاقت قیافہ سے دریافت کیجاوے حسب الحکم اس امر کی تعمیل ہوئی محمد ہاشم نے شاہزادہ کو راستہ مین نہایت خوشنود کیا جب اصفہان سے تین کوس پر جا پہونچے کسی باغ بادشاہی مین فرودگاہ ہوا اور شاہ مسلمان نواز براہ نوازش باغ مذکور تک استقبال کو گیا اور شاہزادہ بہی بادشاہ کے استقبال در باغ تک جا کر باہم ملاقی ہوئے دو تین قطعہ جواہرات کے جنمین ایک الماس اور زمرد اور یاقوت تہے بطور ارمغان کے گذرانے بادشاہ نے براہ آبروبخشی تینون جواہر لیکر اپنے سر پر رکھے اور بڑے تپاک سے معانقہ کیا اور پرسش مزاج فرمائی باغ سے اوس مکان تک جو اکبر کے واسطے آراستہ ہوا تہا پا انداز مخملی اور دارائی کاشانی اور چہینٹ بندری کے بچہائے ہوئے تہے شاہ ایران اور شاہزادہ محمد اکبر کے گھوڑے اوسپر قدم زن ہوئے بادشاہ کا گھوڑا اسیدہا ہموار سے گام زن تہا اور شاہزادہ کا گھوڑا چالاکی اور تندی سے مضطرب ہوتا تہا جلودار نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا شاہزادہ اوس پہرتی سے کود چڑہا کہ بادشاہ مع حاضرین آفرین فرمانے لگا جب دوراہہ پر پہونچا شاہ سلیمان نے عطف عنان کر کے شاہزادہ کو بجائے مقرر رخصت فرمایا اور مایحتاج شاہزادہ اور نیز ضروریات مکان جو کچہہ مناسب تہین مہیا کیا دوسرے روز بادشاہ نے قدم رنجہ فرما کر اکبر کو ہمراہ دولتخانہ لایا اور مسند علیحدہ اوسکے واسطے مقرر کی اور باعزاز تمام بجالا لوازمہ مہمانداری اور غریب نوازی کے بدرجہ غایت بجالایا وظیفہ لایقہ مقرر کر دیا جب چند روز گذرے اکبر نے درخواست امداد کی ہند کی رخصت چاہی بادشاہ نے جواب دیا کہ جب تک تمہارا باپ زندہ ہی تم ہمارے میہمان عزیز ہو اوسکی عین حیات ہم مدد نہین کر سکتے بعد اوسکے انتقال کے جب بہائیون سے کام پڑیگا البتہ تقدیم خدمت مین کوتاہی نہوگی ارباب تمیز اس حکایت سے سمجہین گے اور نیز جو آیندہ لکھے گیے اوسسے بہی احوال عالمگیر اور والی مسقط اور شاہ ایران وغیرہ کی شرافت اور خساست کا سمجہین گے اور ہر ایک کی

نیکی اور بدی کو ذہن نشین کرکے اختیار کرینگے جسوقت کہ مہاراجہ جسونت سنگہ کی عورتین مع دونون لڑکون کے راجپوتون
کی شجاعت سے اپنے ملک مین پہونچین اور رانا نے اونکی حمایت مین بغاوت اختیار کی عالمگیر اوسکے استیصال پر
متوجہ ہوکر اجمیر کو عازم ہوا جس عداوت سے کہ مہاراجہ جسونت سنگہ اور رانا ے اودیپور کی ساتھہ تھی حکم دیا کہ ہنود سے
جزیہ لیا جاوے اسی منشا مین ہر ایک صوبہ کو حکم پہونچا اور حضور مین سے جزیہ لینا شروع ہوا چونکہ شاہجہان آباد مین
قوم ہنود لاکھون سے زیادہ شمار مین آئے ہزارون ایسے تھے کہ جنہین ادائے جزیہ کی تاب نتھی لہذا چند لاکہ مفلسون نے
جہروکہ کے نیچے آہ و نالہ بلند شروع کین عالمگیر نے کچہہ بھی التفات نکیا تا آنکہ روز جمعہ جب بادشاہ نماز کو جاتا تھا قوم ہنود نے
در قلعہ سے مسجد تک ایسا ہجوم کیا کہ راہ بند ہوگئی چارونطرف سے مارے ہوے شروع ہوئی یہان تک کثرت ہوئی کہ تخت روان
شاہی دو دو قدم پر ٹھہر ٹھہر جاتا تھا آخر حکم دیا کہ ہاتھیون کو لاکر مستغیثون کو پامال کرین بتعمیل حکم ہوئی اکثر پامال ہوے
باقیماندہ محروم گھرون کو سدہارے ناچار جزیہ دینے کو جبراً اختیار کیا بسبب تعصب کے اس نوبت کو معاملہ آیا کہ بعد
ورود دکن کے جو کام کہ خانجہان بہادر کوکلتاش اور معظم خان خانان اور سید عبد الرحمان معروف سید میان اور
دلیر خان افغان اور راعز خان اور داؤد خان قریشی وغیرہ امراے دولت نے بلاد دکن اور بنگالہ اور آشام اور خنگ وغیرہ مقامات مین
سرانجام کیے تھے اسکے عوض مین عالمگیر نے خفت ہاے عظیم اسطرح کی دین کہ لایق تحریر نہین اور اسی کے واسطے دس
برس کے بعد محرران تاریخ کو اپنے وقایع لکہنے سے ممانعت فرمائی ہان بعض فقرات ہاشم علیخان خافی کے خبر دیتے ہین
جسکو فقیر گواہی کے واسطے بعینہ نقل کرتا ہے فقرہ بعد انقضاے دہ سال مورخان از تسطیر احوال آن بادشاہ عدالت گستر
دین پرور ممنوع گشتند مگر بعض مستعدان خصوص مستعد خان بطریق خفیہ برخے از احوال مہمات دکن مجملاً بلا ذکر
مکروہات فقط فتوحات بلاد و قلاع را بزبان قلم دادہ تاریخیکہ احوال چہل سال دران درج باشد دیدہ و یافتہ نشدہ۔
کاتب حروف تجسس و سعی تمام در فراہم آوردن باقی احوال کردہ وانچہ برای العین مشاہدہ کردہ مسودہ نمودہ اوراق نگاشتہ
متفرق خود را جمع ساخت امید کہ انشاء اللہ توفیق اتمام آن یابد چون تعداد سال از جلوس ہمایون حضرت عالمگیر غازی
خلد مکان بر احوال حکمرانی عشر ثانی آن خسرو عدیم المثال بضبط ماہ و سال اطلاع نیافتہ سوانح ہر سال بقید تاریخ بگزارش نمیتواند
آورد اما از بعض وقایع حضور و صوبجات انچہ راقم برای العین مشاہدہ کرد و از راویان ثقہ شنیدہ غرض مسموع بغایت سنہ نوزدہ
از بسیار کمی بزبان خامہ دادہ باز آغاز سال بستم ۲۰ بر بہر سوانحی کہ علم حاصل نمود بقید سال انشاء اللہ بستہ کار خواہد آورد۔
خانجہان بہادر بعد مہم حیدرآباد کہ انشاء اللہ تعالی بگزارش می آید مدتے مغضوب و بے جاگیر ماند تا وفات یافت اما
قبل از ان کہ رایات ظفر آیات بادشاہ در ممالک دکن سایہ افگن گردد بندوبستی کہ از خانجہان بہادر در تنبیہ مرہٹہ بظہور
آمدہ بود بعد تشریف آوردن بادشاہ خلد مکان عالمگیر غازی بدکہن باوجود بست و شش ۲۶ سال در استیصال مقہوران
کوشیدن و چندین کرور روپیہ صرف نمودن و قلعجات غنیم بسعی تردد تمام مسخر فرمودن از نفاق امرا و تقاضاے ایام

میسر نشد بلکه روز بروز بشوخی غنیم و در آمدن او بممالک قدیم بطریق توطن زیاده گردید و سد باب چند با مرای ارکان
واطراف رسید که از اندازه تحریر بیرون است و نجابتخان بهادر هرگز صدمه بی آبروئی نرسید سوای جنگهای سخت او
که با امرای سلاطین بیجاپوری و حیدرآبادی نمود و شجاعت و جانفشانیها که خارج از حد قیاس بظهور آورده با وجود اهتمام
سازش با غنیم تاختهای رستمانه بر فوج اشقیای مذکور آورد و از انجمله دو جنگ و حروب او بزبان قلم میدهد
خانجهان بهادر بقصد تادیب مرهته شتافته از خجسته بنیاد مسافت چهل و پنجاه کروه دورتر تاخته بود سه چهار
سنبهاجی نابکار با سی هزار سوار باراده غارت خجسته بنیاد بطریق ایلغار نزدیک اورنگ آباد رسیده تا ماهی پوره
دست اندازی نمودند و تزلزل تمام در خجسته بنیاد رو داد خانجهان بهادر بمجرد استماع این خبر خود را بایلغار رسانید و وقت
مقابله زیاده از دو هزار سوار با او نبود در میدان هرسول قتال عظیم و محاربه صعب روی داد تا رسیدن باقی فوج کارزار
رستمانه نموده قیامتی برپا ساخت هر طرف میتاخت از کشته پشتها می افراشت هرچند مرهته بسیار هلاک شد
اما نظر بقلت فوج خانجهان بهادر نموده چنان حمله ها آورد که منجمله دو هزار سوار زیاده از پنجاه شصت سوار همراه آن شهسوار
عرصه جلادت نماند از انجمله بود اعزخان با دو سه برادر و پسر خود و آن بهادر شیردل داد مردی داده میجوشید و مجروحان
و گریختگان را دلدهی نموده و سخنان عبرت افزا فرموده بسوی خود دعوت مینمود و چندان پایداری ورزید که فوج عقب
رسید و هزیمت خوردگان هم برگشته بار خود را باو رسانیدند و آن جنگ الی الآن بجنگ هرسول شهرت دارد در آخر روز آنقدر
در میدان هرسول سه کروهی خجسته بنیاد سر مرهته ها از بدن جدا کرد که چندین هزار سر زینت افزای کله منار اطراف
خجسته بنیاد گردید و چندین ارابه پر از نیزه و چتری و آفتاب گیر مع مادیان بیشمار روانه قلعه خجسته بنیاد ساخت
مجمل جنگ دوم آنکه بفاصله سی کروه از خجسته بنیاد با سرداران مرهته جنگ و مقابله داشت خبر رسید که فوجی
بسیار گران باراده تاراج خجسته بنیاد نزدیک بلده مذکور رسیده قریب بیست هزار سوار لب داری یکی از پسران خود
مقابل دشمن گذاشته یکی از راجهای کمکی را با خود گرفته سی کروه راه را در یک شب ایلغار نمود پاسی از شب مانده بفاصله
دو کروه از فوج مرهته رسید چون زیاده از هفت صد سوار باو نرسیده بود راجه را فرمود که اگر صبح دمد و مرهته قلت فوج ما را
برای العین ببیند دلیر گشته جسارتها خواهد نمود مصلحت آنکه نشان و نقارخانه مرا نزد خود داشته همین جا با چندی از راجپوتان
که همراه شما رسیده توقف نمایند و فوجی را که از عقب برسد توقف نموده آسایش دهند و من همین وقت در آنها تاخته
شبخون میزنم و تا دسترس باشد جنگ افغان را میکشم و بعد طلوع صبح اگر آنها سرشتی نموده زور آرند من آنها را بطرف خود
کشیده این طرف می آرم باید که شما در آنوقت اعلام برافراشته نقاره کرنا بلند آواز ساخته هر طرف که هجوم القوم شوم باشد
یورش نمایند بعد ازین تمهید خود را بلشکر مخالف زد تا آنها خبردار گشته جمع آیند مردم بی شمار بقتل آورد و از چهار طرف
آواز بگیر و بکش بلند گردید چون صبح دمید و کمیت فوج بانشانهای راجه بر مرهته ظاهر گردید شانزده هزار سوار که در شکست

نیارگشتہ خود را نشان کنار محفوظ داشتہ بود بر خانجہان بہادر یورش آورد و آن بہادر دلیر موافق مشورہ عنان گردانیدہ
و فوج مذکور را بسوی خود کشیدہ بمیدان آورد با آنکہ تا آنوقت نزد راجہ مذکور زیادہ از ہزار سوار جمع نشدہ بود اما راجہ
حسب الامر شہنشاہ خانجہان بہادر کشادہ و صدای نقارہ و کرنا بلند ساختہ بیکبارگی حملہ آورد و ہمینکہ علامت لشکر
خانجہان بہادر ظاہر گشت مرہٹہ ہا دست و پا گم کردہ بفرار آمدند کہ خانجہان بہادر رسیدہ دنبالہ اختیار رو بفرار نہادند قریب
سہ چہار ہزار سوار دیگر از افواج عقب ماندہ خانجہان بہادر مقابل مرہٹہ ہای فراری و ہمین ولیا را نہار سیدہ صدای تکبیر در زمین
بلند گردانیدہ مسعود و اوراق دران روزہا برای تشخیص زر جاگیرداران پرگنہ رسیدہ محصور غنیم گردیدہ امید جان بدر بردن
نداشت قابو یافتہ خود را بفوج ظفر موج پادشاہی انداخت تا ہر طرف نظر کار سیکردار کشتہ لشتہا بنظر می آمد کار بجائی رسیدہ
کہ مرہٹہ ہا خود را از اسپان انداختہ باظہار عجز در بوقی بجانہای مزارعان و رعایا پناہ می بردند و آنہا بسنگ و چوب سر آنہا
نرم نمودند و غنیمت بسیار کہ از اطراف غارت نمودہ آوردہ بودند بدست غازیان افتاد و بعد فتح تا دو سہ روز حسب الحکم
خاکروبہا بر افتادگان میدان را بریدہ جیل بیجاہ ارابہ از سر بریدہ آنجماعہ و نیزہ و آفتاب گیر با اسباب دیگر پر کردہ بخجستہ بنیاد
روانہ میساختند ہمین دستور در اکثر محاربات کہ سر رشتہ تدبیر از دست نمیداد باقبال عالمگیر فتح و ظفر نصیب او میگردید

ترجمہ فقرات ہاشم علیخان خافی

بعد انقضائے دس برس کے مورخ لوگ لکھنے حالات اس بادشاہ عدالت گستر دین پرور سے ممنوع ہوئے مگر بعض مستعدان
مخصوص مستعد خان نے بطریق خفیہ بعضے حالات مہم دکن کے مجملاً بلا ذکر مکروہات کے فقط فتوحات کو لکھا جس
تاریخ مین کہ احوال باقی چالیس سال کا درج ہی دیکھنے اور سننے مین نہین آئے کاتب حروف نے بہت کچھ تجسس کیا جو کچھہ
آنکھون سے دیکھا لکھا ہی امید ہی کہ انشاء اللہ تمام ہو جاوے چونکہ بعد دس برس کے جلوس عالمگیری سے احوال عشر ثانی پر
اطلاع نہین ہوئی سوانح سالوار نہین بیان کر سکتا لیکن بعض وقایع حضور اور صوبجات کے جو راقم نے بچشم خود مشاہدہ
کیے گذارش کرتا ہی یا جو راویان معتبر سے سنا اور لغایت سنہ ۱۹ نہایت خلاصہ لکھا آغاز سال بستم سے جو بات معلوم ہوئی
بقیہ سال لکھونگا خانجہان خان بہادر بعد فتح حیدر آباد کے کہ انشاء اللہ بیان کی جاتی ہی ایک مدت تک مغضوب اور زندہ جاگیر
رہا تا کہ فوت ہو گیا لیکن بیشتر ازین کہ بادشاہ مالک دکن مین تھا جو بند و بست کہ خانجہان بہادر سے تنبیہ مرہٹہ مین ظاہر ہوا
بعد تشریف آوری بادشاہ کے دکن مین ۲۶ برس مین اور کئی کرور روپیہ صرف ہوئے اور بسبب نفاق امرا اور تقاضائے
ایام کے فتح قلعات غنیم کی میسر نہ آئی اور چند صدمات امرائے رکاب اور اطراف کو پہونچے کہ اندازہ تحریر سے بیرون ہین
اور خانجہان بہادر کو ہرگز کوئی صدمہ ایسا دیدنی کا نہین پہونچا۔۔۔۔ اے مشہور لڑائیون کے جو امرائے سلاطین بیجاپوری
اور حیدر آبادی سے واقعہ ہوئین اور شجاعت و جانفشانی کہ خارج حد قیاس سے ظاہر کین اور باوجود اہتمام سازش غنیم کے
حملہائے رستمانہ سے کار غنیم تنگ کیا اوسمین سے دو لڑائیون کا بیان یون ہی کہ خانجہان بہادر بقصد تادیب مرہٹہ کے

خجستہ بنیاد سے پچپن کوس دور چلا آیا اور تین چار سردار سنبہا کے تیس ہزار سوار سے بارادہ غارت خجستہ بنیاد
بطریق یلغار اورنگ آباد کے قریب پہونچکر ایک مہینے تک دست اندازی کی اور تزلزل تمام خجستہ بنیاد مین ظاہر ہوا
خانجہان بہادر بمجرد سننے اس خبر کے بہ یلغار تمام پہونچا بروقت مقابلہ اسکے ہمراہ دو ہزار سوار سے زیادہ نتھے میدان مین
ہر طرف سخت معرکہ ہوا باقی فوج کے پہونچنے تک قیامت برپا کردی جدہر رخ کرتا تھا کشتون کا پشتہ ہوتا تھا ہر چند
مرہٹہ بکثرت مارے گئے مگر خانجہان بہادر کی قلت فوج پر نظر کرکے ایسے حملے کیے کہ دو ہزار سوار ہمراہی مین سے بجز پچاس
ساٹھہ سوار کے کوئی اس بہادر کے ہمراہ باقی نرہا اونمین سے اعز خان مع دو تین بہائیون اور لڑکون کے اوس بہادر کی
دلدہی کرتا تھا اور مفروریون کی دلدہی کرکے اپنی طرف بلاتا تھا اور اسقدر استقلال کیا کہ فوج پسماندہ بھی آپہونچی
اوسی روز میدان ہرسول مین جو تین کوس خجستہ بنیاد پر تھا ہزارون مرہٹون کے سر جدا ہوئے اور کتنے جھنڈے نیزہ
اور چتری اور آفتاب گیر وغیرہ مع مادیان شمار کے روانہ قلعہ خجستہ بنیاد کیا اور جنگ دوم کی مجمل کیفیت یہ ہے کہ خجستہ بنیاد سے
تیس کوس پر سرداران مرہٹہ سے جنگ ومقابلہ کرتا تھا خبر پہونچی کہ ایک فوج عظیم بعزم تاراج خجستہ بنیاد کے نہایت قریب
آتی ہے اوسوقت اپنے لڑکے کی سرداری مین قریب بیس ہزار فوج کے چھوڑکر ایک کور اجہاے کمکی مین سے اپنے ساتھہ لیکے
تیس کوس راہ کو پانچ پہر مین طی کرکے پہر رات باقی رہے مرہٹہ کی فوج سے دو کوس ڈیرا آپہونچا چونکہ زیادہ سات سو
سوار سے اسکے ہمراہ نہ پہونچے تھے راجہ کو فرمایا کہ اگر صبح ہوا اور مرہٹہ ہماری فوج کی قلت کو دیکھ لے دلیر ہوکر جسارت کریگا
مصلحت یہ ہے کہ میرا نشان اور نقارخانہ اسی جگہ اپنے پاس رکھکر مع چند راجپوتون کے جو تمہارے ہمراہ پہونچے ہین متوقف
رہو اور جو فوج کہ عقب سے پہونچے اوسکو بھی بنابر آسایش ٹہرا رکہو اور ہم اسوقت مخالفین پر دوڑکے شبخون کرتے ہین
اور حتے الامکان اونکو مار گراتے ہین بعد طلوع صبح اگر وہ لوگ زور کرین مین اونکو اپنی طرف کہینچکر اسی طرف لاونگا لازم ہے کہ تم
اوسوقت میرے نیزہ کو کہولکر اور نقارہ اور قرنا کو بلند آواز کرکے جدہر اونکا ہجوم ہو اودہر کو یورش کرو بعد اس تمہید کے
اپنے لشکر کو مخالفین پر جا پہونچایا جب تک کہ مخالف خبردار ہوکر جا بجا کرین مردم بسیار قتل ہوئے اور چار وطرف سے بزن
اور بگیر کے آوازین بلند ہوئین جب صبح ظاہر ہوئی اور کمی فوج لشکر نذار راجہ کی مرہٹہ پر ظاہر ہوئی سولہ ہزار سوار سے جو [illegible]
طیار ہوکر اپنے تیئن کنارے مین رکہتا تھا آمادہ ہوکر خانجہان بہادر پر یورش لایا اور اوسوقت اوس بہادر دلیر کے بموجب
مشورت عنان منعطف کی اور فوج مذکور کو اپنی طرف کہینچکر میدان مین لایا باوجودیکہ اوسوقت راجہ کے پاس ہزار سوار سے
زیادہ نتھے مگر بموجب ایما کے نشان خانجہان بہادر کہولکر اور نقارہ پر چوب دیکر یکبارگی حملہ آور ہوا جیسے ہی کہ خانجہان بہادر
لشکر کی علامت ظاہر ہوئی مرہٹہ ہاتہہ پیر گم کرکے فریاد زن ہوئے کہ خانجہان بہادر آپہونچا اور بلا اختیار بہاگ چلے
اسوقت مین تین چار ہزار اور سوار بھی عقب سے بمقابلہ فراریان مرہٹہ ہمین ولیارسے آپہونچے مار دہار کی آواز بلند ہوئی
راقم کتاب ان دنون مین واسطے تشخیص تنخواہ جاگیر والد کے اوس پرگنہ مین پہونچکر محصور غنیم ہوا امید جان بری کی نتھی مگر قابو پاکر

فوج شاہی مین آ پہونچا جہان تک نظر کام کرتی تھی بجز لاشون کے اور کچھ نہ تھا یہان تک کہ مرہٹہ مادیان سے زمین پر گر کر عجز و عاجزی سے کسانون کے مکان مین گھسنے لگے اور وہ لوگ لکڑی پتھر سے انکو خوب آزار دیتے تھے اور جوان لوگون نے اطراف کو لوٹ مار کر روپیہ پیسا جمع کیا تھا وہ غاریان لشکر کے ہاتھہ لگا اور بعد فتح دو تین روز تک حسب الحکم خاکروبون نے مقتولون کے سرون کو میدان جنگ سے اوٹھاکر پچپن چھکڑون مین مع نیزہ اور آفتاب گیر وغیرہ اسباب کے لادکر خجستہ بنیاد کو روانہ کیا۔ اسیطرح پر اکثر محاربات مین سررشتہ تدبیر ہاتھہ سے ندیتا تھا اور باقبال عالمگیر فتح و ظفر پاتا تھا فقط کلام ہاشم خان خافی تمام ہوا۔ خلاصہ یہ کہ اس قسم امیر کبیر اور شجاع دلیر اور ایسے ملازم جان نثار کارگزار کو محض تنگ ظرفان بداندیش کی تہمت سے معزول المنصب کرنے سے یہ نتیجہ ملا کہ سالہا کی اوقات گذاری مفت رائگان ہوئی انتظام دکن ہرگز نہوا بلکہ اور زیادہ مرہٹون کو مسلمانون سے عناد پیدا ہوا آخرکار تک ہندوستان مین مرہٹون کی شورش اور مسلمانون کے زن بچون پر سکھون اور مرہٹون اور دیگر مقتدر قوم ہنود کے ہاتھہ سے خرابی ہونا ہوئی اور اجر اسکا عاید حال عالمگیر ہوا اپنے اغراض اور ہواے نفسانی مین امر و نہی الٓہی کی تعمیل کرتا تھا جسکا نمونہ کسیقدر باب اور بھائیون کے نسبت مین بیان ہوا ہی تبعیت شرع کی جو اوسکے نسبت مشہور ہی برخلاف خواہشون مین تھی اس قسم کی جیساکہ محرر تواریخ لکھتا ہی صورت خطہ ازان کہ بادشاہ عالم ستان کمر ہمت بہ تسخیر بیجاپور و حیدرآباد بستہ بود روزی از قاضی شیخ الاسلام درخلوت فتوای جواز آن مہم خواست قاضی برخلاف مرضی و ارادۂ خلد مکان جواب دادہ بعد چند روز بعد دیگر ہوا خواہان رخصت بیت اللہ خواستہ و بجد گشتہ حاصل نمود و روانہ کعبہ مقصود گردید فقط یہ عبارت دلالت اسپر کرتی ہی کہ قاضی سے نہایت رنجیدہ ہوا اور قاضی جان کے خوف سے حج بیت اللہ کو سدھارا اور قاضی عبد اللہ حیدرآباد کی لڑائی مین قاضی حضور تھا طرفین سے مسلمانون کا ضائع ہونا دیکھکر تنگ آیا اور ایک روز عرض کیا کہ ابو الحسن اور اوسکے ہمراہی سب مرد مسلمان ہین اور ادہر بھی اکثر مسلمان ہیں اہل اسلام کا خون ہونا خلاف شرع ہی اگر صلح کیجاوے ہر اینہ موجب بہبودی آس الناس ہے ایسا معتوب ہوا کہ نزدیک تھا کہ قاضی کی قضا متوجہ ہو مگر سفارش سے جان بچائی لیکن مہجری سے محروم کیا گیا مدت دراز تک دربار شاہی مین بار نپایا چند قباحتین ایسی بادشاہ سے سرزد ہوئین کہ ہر ہوشیار اوس سے پرہیز کرتا ہی کسیقدر اوسکا بیان وقایع حیدرآباد مین مولفہ نعمت خان عالی مین درج ہی اکنون کسیقدر جنگ حیدرآباد کا بیان ہوتا ہی

جنگ عالمگیری کا بیان جو تسخیر حیدرآباد مین واقع ہوئی۔

عالمگیر کثرت حرص اور شرہ مین نے نظیر تھا سلطنت بیجاپور کی فتح سکندر عادل شاہ سے اور تسخیر حیدرآباد کی قطب شاہیہ سلطان ابو الحسن تانا شاہ بادشاہ سے منظور ہوئی لاجرم حیلہ جوئی کرتا تھا کہ کسی فریب سے یہ عزیمت کرے اول آمد قلعہ فرمان مشعر بر طرف کرنے مادنا برہمن کے جو اوسکا وزیر تھا بھیجا سلطان ابو الحسن نے درجواب معذرت تحریر فرمائی

اسی ضمن مین دریافت ہوا کہ ابو الحسن کے پاس ایک ایسا الماس ہی کہ جسکا جواب خزانہ روے زمین مین نہین اس خبر سے طمع نے آدبایا میرزا محمد مشرف دیوان خاص کو جو کہ خانزادان اورا و سکے تربیت کردون مین تھا اوس الماس کی طلب مین روانہ کیا اور خلوت مین سمجھا دیا کہ میرا مطلب فقط اوس جواہر کے طلب سے نہین بلکہ مقصود وہ ہی کہ دونو صورتون انکار و اقرار مین گستاخانہ کلمات سے پیش آنا یقین ہی کہ وہ مجھسے بدسلوکی کرے اوسوقت دستاویز منازعت کی ملجائیگی جب مرزا محمد مشرف حیدرآباد کے نزدیک پہونچا ابو الحسن نے کسی عمدہ مصاحبین کو استقبال پر بھیجا اور باعزاز تمام روبرو بلایا مراسم ضیافت ادا کئے جب طلب جواہر معلوم ہوئی جسقدر جواہرات جواہر خانہ مین تھا مع کاغذ سیاہہ کے متصدی کرشتہ دار نے مرزا محمد مشرف کے روبرو حاضر کیے اور قسم کھائی کہ کوئی جواہر پوشیدہ نہین رکھا گیا اور اون جواہرات مین جوکہ سب سے عمدہ اور گران بہا و گران وزن تھا بطور تحفہ کے دیکر رخصت معاودت عطا فرمائی ہاشم علیخان خافی لکھتا ہی کہ صورت خطبہ محرر اوراق بعد عود از زبان او شنیدہ نقل مینمود کہ در ہر مقدمہ در مجلس ابو الحسن ذکری کہ می آمد موافق حکم و مرضی پادشاہ گستاخانہ و بے باکانہ سوال و جواب نمودہ و الزام میکردم اما در یک سخن بازم گشتہ نتوانستم کہ جوابی بگویم و آن اینکہ بتقریبی ابو الحسن گفت اگرچہ ما ہم پادشاہیم اما خود را در جرگۂ نوکران عالمگیر میدانیم من ازین سخن برآشفتہ گفتم کہ در مقابل عالمگیر پادشاہ غازی شمارا نرسد کہ نام پادشاہی بر خود اطلاق نمائید ابو الحسن در جواب گفت مرزا محمد غلط میگوئی اگر نام پادشاہی بر ما اطلاق نشود پادشاہ شمارا شاہ شاہان چہ قسم خواہند گفت بعد ورود برہانپور کے جو گویا دکن کی سرحد ہی پچیسوین^[۲۵] سال جلوس کو شہاب الدین خان ولد قلیچ خان کو کہ آخر کو مخاطب بغازی الدین خان فیروز جنگ ہوا تھا اور اوس زمانے مین تربیت یافتۂ شہریار ہوکر متواتر اضافہ پاتا جاتا تھا تسخیر قلعجات سنبھا مرہٹہ کیواسطے مع اسباب فوج شایستہ کے رخصت کرکے حکم دیا کہ قلعہ رامسیج کو جو نامی قلعجات مین نہین ہی اور شاہجہان بادشاہ نے بھی بروقت ارادہ تسخیر بلاد دکن کے اوسی قلعہ سے ابتدا کی تھی اور آسانی سے فتح کیا تھا خانمذکور بھی اوسی سے ابتدا کرے اور نیکنام خان کو قلعدار بلہر اور فوجدار سرکار بگلانا گر کا کیا مخفی تاکید کی کہ قلعۂ سالیر کو جو قلاع مستحکمہ مشہورہ سے ہی سعی موفورہ سے اپنی تسخیر کرے کہ بدون جنگ قبضہ مین آجاے سنہ ۲۶ مین بعد انقضای برسات کے خجستہ بنیاد سے کردیا احمد نگر کو متوجہ ہوا۔ شاہزادہ محمد اعظم کو تسخیر قلعہ سالیر وغیرہ نواحی نگسن آباد کے واسطے تعینات کیا اور شاہزادہ معظم کو حکم ہوا کہ مفسدان رام درہ متصل کوکن عادل شاہیہ کی سرکوبی کرے جسوقت اعظم شاہ متوجہ قلعجات ہوا نیکنام خان جو کہ سابق سے بموجب حکم براہ سازش قلعدار سالیر سے خط خطوط جاری کر رہا تھا اسوقت زیادہ تر سرگرم کار مذکور ہوا اور قلعدار سالیر کو تحریر کیا کہ آخر کار یہ قلعہ قبضۂ عالمگیری مین آئیگا اگر محنت ضائع نکرے تو تیری خیر خواہی حضور مین عرض کرکے پنجہزاری کرادونگا اس نصیحت سے اوسنے بھی اپنا امن و رفاہ سمجھا اطاعت قبول کرلی اور قبل ورود اعظم شاہ کے قلعہ مذکور تسخیر ہوگیا کلید طلا مرسلہ قلعدار حضور مین پہونچے نیکنام خان مورد عنایت اور قلعدار حضور مین پہونچکر پنجہزاری سہ ہزار سوار سے سرفراز ہوا۔ ہاشم علیخان لکھتا ہی کہ ابتداے سلطنت عالمگیر سے بعد تحقیق نام و نشان کے ہر ایک کے حسب لیاقت منصب اور اضافہ سے سرفرازی ہوتی تھی

اور احمد نگر دکھن کے روز ادخال تک آبرو منصب دارون کی بحال تھی اور جاگیرات اور نقدی سے زندگانی تبہ لی تمام بسر ہوتی تھی
اور ہنوز بادشاہ افغان و راجپوت سے احتیاط کرتا اور قوم کشمیری خصوص فرقہ چک کو کمتر ملازم رکھتا تھا بعد ازان
کہ تالیف قلوب دکھنیون کی خصوص ملازمان سیہا مرہٹہ کی اور نیز سلاطین بیجاپور و حیدرآباد بغرض استیصال منظور تھی
لہذا جو شخص حاضر ہوتا مشمول نوازش ہوتا حوصلہ سے زیادہ خلعت فاخرہ ہاتھی گھوڑا مرحمت فرمایا اسقدر نوبت پہونچی
کہ نئے لوگون کی عزت افزائی مین پرانون کی قدر و منزلت کھو گئی ایسی تنگی ہوئی کہ بعض خانزادان روشناس براہ قدردانی
سے پرورش پاتے تھے لیکن جمع کثیر منصبداران کمرتبہ جو مربی اور سرپرست اور روپیہ وغیرہ بہم کیواسطے اپنے پاس نرکھتے تھے محض
بے جاگیر ہوگئے دام پاے باقی معدوم الوجود ہوگئے مگر بادشاہ نے ارباب طلب کے طومار پر دستخط کیے کہ ایک انار و صد بیمار
تعین فوج اور عزل و نصب اور منصب خدمات کے وقت مین نظر برقلت پاے باقی کے جاگیر مردم کم مایہ کی تغیر کرکے تنخواہ
اونکی کرتا تھا اور ایک خلق اللہ کو زیر تیغ کرتا یہ عمدہ نوازی بیچارگان نے بضاعت کی خرابیان کرتے تھے فقط شہاب الدینخان
جو قلعہ راہیری کی تسخیر پر مامور تھا اوسکی سرداری اور رہنمائی سے یقین تھا کہ قلعہ مفتوح ہو لیکن قلعدار سنبھا کی حفظ
و ہوشیاری سے کام دشوار ہوا ہرچند اوس قلعہ مین دو تین توپ شکستہ کمتر تھین مگر قلعدار نے کیا ہوشیاری کی کہ
لکڑی کی توپین چرم سے پیچیدہ کرکے طیار کین اور جب تک ضرورت نہین ہوتی تھی اور مردم شاہی اوسکے پلہ پر نہین آتے
تھے ہرگز توپ سر نکرتا تھا کیونکہ اون توپون سے بجز ایک فیر کے کام نہین ہوتا تھا اور اسطرح بجراست اور بیداری کی
کہ شہاب الدینخان اور فوج بادشاہی نے قلعہ مذکور تسخیر نکر پایا ایام محاصرہ کو درازی ہوئی بعد ازان قاسم خان قلعہ مذکور کی
تسخیر پر مامور ہوا اسکی بھی شجاعت نے کچھہ دال نہ گلائی بعد ازان خانجہان بہادر کوکلتاش کو حکم ہوا انہون نے جو حق شجاعت
تھا ظاہر کیا مگر کچھہ سود نہوا آخر کو ایکروز یہ منصوبہ کیا کہ عوام سپاہ اور بازاریون کو ایک طرف مقرر کرکے حکم دیا کہ شور و غوغا
حد سے زیادہ برپا کرین تاکہ مردم قلعہ اوس طرف متوجہ ہون اور مقابل کی طرف سے جہان کمند اور زینہ کارگر تھا تین
چار ہزار معتمد جرار کو مقرر کیا کہ جب حارسان قلعہ شورش کی طرف حملہ کنان ہون بہادران مذکور نہایت اخفا سے چڑہ جاوین
اتفاقاً یہ خبر بعینہ جاسوسون سے قلعہ دارون کو جا پہونچی اوسنے بھی اسیطور سے تدارک کیا بغواہ قلعہ کو یورش کیواسطے
مقرر کرکے مردان تنگ طلب کو کمند افگنون کے سر پر تعینات کیا اور وہ لوگ میخہاے آہنی لیکر جو کہ دکھن مین رایج اور جسے
ہندی زبان مین بگہ نوسہ کہتے ہین مستعد مدافعہ قلعہ کے فصیل پر استادہ ہوئے لیکن اسقدر خاموش کہ کسیکا اوسطرف
جماو ہونے کی خبر نہوئی جسوقت غازیان لشکر شاہی نے بوسیلہ کمند معراج شجاعت پر چڑہائی کی حارسان قلعہ نے
کمینگاہون سے نکلکر پگڑیان اوڑائین بعد ازان پنجہ آہنین سے سر اور چہرہ کو ایسا زخمی کیا کہ منہہ بگڑ گیا اپنے منہہ کی
کھاکر بالاے کوہ سے سرنگون نیچے آگرے پیچھے جو چلے آتے تھے گرنے والون کے تصادم سے اونکے بھی ہاتھہ سر ٹوٹے
ہوئے چندروز کے بعد ایک مکار جو علم تسخیر مین مشہور تھا خانجہان بہادر سے اپنے مزخرفات بیان کرکے سوا لہ طلا کا

سانپ بنایا اور لباس چرم ہو دار ما و زینہ بنا کر مار طلائی کو ہاتھہ میں لے لشکر چوبی میں بازاے دمدمہ جا بیٹھے اور ایسا کیا کہ
فوج حملہ کرے اور خود بیٹھے بیٹھلائے رنگ رنگ کے حرکات سے افسون پڑھنے لگا خانجہان بہادر نے وعدہ کیا تھا کہ اسطرح
قلعہ مفتوح ہوجایگا ناگہان کسی پتھر یا گولہ سر دسے اوس بلندی سے زمین پر آگرا سب مکر و فریب فراموش ہاتھہ پیر بھی
ٹوٹے وہ وعدہ کچھہ بھی ظہور میں نہ آیا آخر الامر سرداران متعین مانند خانجہان بہادر اور قاسم خان وغیرہ عدم حصول مدعا سے حیرت
کھا کر مایوس ہوئے جس روز کہ قلعہ کے محاصرہ سے ارادہ بازگشت ٹھا فرمایا کہ کٹھکرہ وغیرہ آلات چوبی جو تسخیر قلعہ کو بنائے گئے
تھے جلا دئے اور وقت مراجعت تغیر لباس کیا تاکہ مخالف سردار کو پہچان نہ سکین حارسان قلعہ فریاد کرتے تھے کہ تا سر د ہونے
آتش کٹکہرے کے توقف کرو تاکہ اوسکی راکھہ بھی چہرہ پر ملوا لو اور سبہا نے اس نوید سے خوشوقت ہوکر قلعہ دار کیواسطے خلعت فاخرہ
اور کھڑوہ طلائی وزنی نیم آثار کے دونو ہاتھہ کے واسطے طیار کراکر بھیجے اور یہان سے بدلکر دوسرے قلعہ مستحکم کی حفاظت پر
تعینات کیا ۔ اور صوبۂ بیجاپور کو لکھا ہے کہ زیادہ تین چار مہینے کی راہ سے طول اور عرض کمتر دو سو کوس سے واقع نہین
حاصل صوبہ مذکور سلطان محمد عادل شاہ کے عہد میں جسکے ہاتھہ سے عالمگیر نے انتزاع کیے دو کرور ہون یعنی سات کرور روپیہ
تھا سکندر عادل شاہ کی سستی سے چونکہ اکثر ملک اوسکے قبضہ سے باہر ہوگئے تھے صرف بیس لاکہہ ہون کے حاصلات کا
نکت دیکھا تھا کہ عالمگیر بادشاہ نے ایک ہزار ننانوے ۱۰۹۹ ہجری میں مطابق اونیسوین سال جلوس کے احمد آباد سے تسخیر بیجاپور
کی نہضت کی اور وہان کی مہم اپنے فرزند محمد اعظم شاہ کے نامزد کرکے روح اللہ خان مع دیگر امراے جانفشان اور بیس ہزار
سوار کے اور سید عبد اللہ خان بارہہ کو جو قدیم الخدمت محمد معظم بہادر شاہ کا ولیعہدی سے تھا مع دو ہزار سوار وغیرہ کے
اعظم شاہ کی ہراولی پر مقرر فرما کر پیشتر سے روانہ کیا اور خانجہان بہادر کو مع فوج و سامان کے حدود حیدرآباد کے قلعجات کے
فتح کو روانہ کیا اور حیدرآباد کا دار الجہاد نام رکھا ۔ سید عبد اللہ خان سے بعد لڑائیون اثناے راہ کے ہنگام محاصرہ ناکی تھانہ
تعاقب بیجاپور کے تا پہونچنے شاہزادہ اعظم شاہ کے ترددات عمدہ ظہور میں آئے چونکہ فیما بین اعظم اور بہادر شاہ کے نفاق تھا
اعظم شاہ نہین چاہتا تھا کہ بہادر شاہ کے رفقا کا تردد واضح ہو اور سید عبد اللہ خان کو جانبازان کے اسار سے جانتا تھا
لہذا اول بوساطت مصطفی خان کاشی کے جو اوسکا معتمد علیہ تھا اپنے رفاقت کی ترغیب دی اور فرمایا کہ بہادر شاہ کے نوکر چال
کا نام درمیان سے اوٹھانا چاہا چونکہ روح اللہ خان کی دلبری سے سید عبد اللہ خان نے اس سفر میں رفاقت کی تھی
اعظم شاہ نے روح اللہ خان کو بھی امر مذکور کی تکلیف دی سید عبد اللہ خان نے ہرگز اقبال نکیا اعظم شاہ نے افواج
بیجاپوری کے ساتھہ یہ حکم کردیا کہ ہنگام زد و خورد مین مورچون پر دھاوا کرین اور لڑنے کے وقت مین اوسکی کمک اور اعانت
سے تغافل کرین لیکن کچھہ سود اس فہمایش سے نہوا اور کسی نے ساتھہ دیا اگر عبد اللہ خان کی حقیقت ہی ظاہر ہوئی قلعہ سے اسکی طرف آتش بازی ہوئی
تھی اس حملہ مین ڈہائی سو نفر مع دو زنجیر فیل کے کشتہ اور خستہ ہوئے اور سید عبد اللہ خان نے وہ شجاعت کی کہ قلعہ گیان
کے ہوش اوڑے نزدیک تھا کہ محصورین امان خواہ ہون اور قلعہ کے بروج و بارہ مین رخنہ نمودار ہوا اعظم شاہ نے ظاہرا

روح اللہ خان کو اعانت پر اور باطناً ممانعت کے لیے بھیجا اور روح اللہ خان نے پہونچکر شہزادہ کے پاس بخاطر اور باقتضاے
وقت اپنی طرف سے بھی چند کلمہ جا سنائے عبد اللہ خان کو باز رکھا اور خان مذکور نے طوعاً و کرہاً قبول کرکے اپنے تئین
کنارے کھینچا اور بجاے خود جاکر فرود آیا چونکہ ادن شجاعت سید کی گوش گذار بادشاہ ہوئی تھی پس تحسین و آفرین فرماکر
شاہ عالم بہادر شاہ کو مبارکباد دی دوسرے روز جب سید کی مشاورت سنی نہایت آزردہ خاطر سید مذکور اور نیز
بہادر شاہ سے ہوا۔ اور اعتراض بے محل فرمایا بعد ازان جب کہ اصل حال سے مطلع ہوا بمقتضاے مصلحت روح اللہ خان
کے سید عبد اللہ خان کو حضور مین طلب کیا او ناحق کو بدرجہ کمال مغضوب پایا اور یون کہا کہ اگر روح اللہ خان اوسکے ناکردہ جرم کا شفیع
نہوتا سید بیچارہ کی لیئے آبروئی ہوجاتی۔ خلاصہ تحریر ہاشمی یہ ہے جو لکھا گیا کیا خوب قدردانی اور سلیقہ سلطانی کو کیا
کہنا ہے۔ اعظم شاہ قلعہ مذکور کے محاصرہ مین ملازمان سکندر بیجاپوری سے ایسا محصور ہوا کہ اگر شہاب الدین ولد عابد خان اور
مجاہد خان اوسکا بھائی مع دیگر امراے متعینہ کے رسد وغیرہ فوج سنبھا اور سکندر بیجاپوری سے محفوظ کرکے لشکر کو نہ پہونچاتے
اعظم شاہ اور نیز سپاہ کا اثر تک باقی نرہتا۔ ہاشم علیخان خافی لکھتا ہے کہ لشکر اعظم شاہی کا یہ حال ہوا تھا کہ حیوانات
اور جانور فاقہ پر فاقہ کرتے تھے اور آدم زاد پوست درخت اور تخم املی کو جانوران مردہ کے استخوان سائیدہ مین ملاکر کھاتے
تھے اور یہ بھی میسر نہوتا تھا ایک خلق کثیر اس خورش ناگوار سے جان بحق ہوئے اور جانی بیگم داراشکوہ کی بیٹی اعظم شاہ کی
جورو جو کہ لشکر سے دور رہتی تھی جسوقت غلبۂ وکھنیان محاصرہ دیکھتی فیل سوار ہوتی اور محفہ وعماری سے تیر اندازی کرتی
اور امرا اور ملازمین کو لڑنے اور جان دینے کی تحریص و ترغیب کرتی تھی اور اوسوقت کمک لشکر اعظم شاہ سے بھی پہونچ
جاتی تھی جس وقت شہاب الدین خان رسد واسطے اعظم شاہ اور اوسکے لشکر کو لیجاتا تھا راستہ مین افواج بیجاپوری
نے مزاحم ہوکر ایسا تنگ کیا تھا کہ قریب تھا فوج شاہی مین آفت عظیم برپا ہو اوسوقت شہاب الدین خان نے مع اپنے
بھائی اور فوج کے فاتحہ خیر پڑھ ہاتھ خان سے اوٹھایا اور اوس سپاہ سے لڑ بھڑ کر بنجارہ اور غلہ کو صحیح سلامت
لشکر کو پہونچایا تا شاہزادہ نے عنایات فرماکر آفرین گویان شہاب الدین خان کو بغل مین اوٹھالیا اور ملبوس خاص جو پہنے ہوئے
تھا خلعت دیکر مورد تفضلات فرمایا جب یہ خبر عالمگیر کو ملی اوسکی زبان پر بے اختیار صادر ہوا کہ جسطرح شہاب الدین
کے ذریعہ سے آبروے جیانہ برقرار رہی حافظ حقیقی اوسکے عیال و اطفال کی عزت بچائی اور اوسکے اصلی منصب ہزاری
منصب ہزار سوار اضافہ فرماکر غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ خطاب عطا کیا اور فرمان عطوفت مضمون اوسکے نام
مع انعام ہمراہیان صادر کیا جب مہم بیجاپور کو مدت دراز گذری حضرت عالمگیر چہارم ماہ شعبان ۲۹ سال جلوس کو
اوسطرف عازم ہوا جب قریب بیجاپور مین پہونچا شاہ عالم بہادر شاہ اور روح اللہ خان اور غازی الدین خان بہادر
فیروز جنگ وغیرہ امراے کار آزما کو محمد اعظم شاہ کے مدد اور تسخیر بیجاپور کو روانہ کیا ہر ایک نے اظہار شجاعت کے ارادہ سے
کمر ہمت چست کرکے جانفشانی کو آمادہ ہوا۔ بہادر شاہ دست راست سے مقابل دروازے شاہپور کے مورچال رکھکر

چاہتا تھا کہ دلجوئی یا جرأت نمائی یا جسطرح سے ممکن ہو قلعہ فتح کرلے۔ محمد اعظم شاہزادہ نے اس راز سے ماہر ہوکر
حضور مین خبر دی کہ بہادر شاہ اور سکندر بادشاہ بیجاپور کے باہم سازش ہو گئی اور اسی گفتگو کی صداقت دیکر بدخواہون نے
بھی بخوبی ادا کی روح اللہ خان اور سردار خان کوتوال نے بھی گواہی دی شاہ قلی نام جو ملازمان بہادر شاہی مین تھا
اور قلعہ مین آتا جاتا تھا بموجب حکم عالمگیر قلعہ کے باہر جاسوسون مین قید ہوکر حضوری مین آیا بادشاہ نے اوس سے ملائمت
سے استفسار کیا وہ انکار کرتا گیا جب شکنجہ کا حکم صادر ہوا اور کسیقدر لکڑی سے ہاتھ پیر نرم ہوئے پردہ دری کر
آیا اصل ماجرا کہہ سنایا اور چند دیگر آدمیون کو بھی اپنی بدنامی مین شریک بنایا منجملہ اونکے مومن خان نجم ثانی اور صادق محمد
اور بندرابن دیوان بہادر شاہ اور سید عبد اللہ بارہہ کا نام لیا عالمگیر نے بہادر شاہ کو بلا کر اس ناہنجاری کا جواب طلب کیا
اگرچہ بہادر شاہ نے انکار کیا مگر کچھ سود مند نہوا اور سید عبد اللہ خان کو باوجود اونکی جانفشانیون کے قید کیا اور دوسرون
کے نسبت حکم اخراج صادر کیا گیا اگرچہ ظاہر امراتب بہادر شاہی مین بحال وسعت وغیرہ کے فرق نہوا مگر بے اتفاقی
روزانہ بڑھنے لگی روح اللہ خان نے جب بکرر سید عبد اللہ خان کی شفاعت کی بطریق نظربند اوسکے حوالہ کیا گیا تیسوین سال
کے شروع مین مطابق سنہ ۱۰۹۷ ہجری کو بیجاپوریون پر نہایت تنگی ہوئی نایابی غلہ اور کاہ سے گھوڑے اور آدمزاد کا تلف
ہونا شروع ہوا۔ شرزہ خان جو کہ عمدہ سرداران سکندر شاہ سے تھا بجانب بادشاہ سکندر شاہ اپنی زبان سے امان خواہ ہوا
اول ذیقعدہ کو قلعہ کی کنجی عالمگیر کے حضور مین لایا اور سکندر مقید ہوا۔ تاریخ تسخیر بیجاپور (سد سکندر گرفت) ہے عالمگیر
کہا گیا شیخ ہدایت کیش واقعہ نگار کل کو داخلے قلعہ کے وقایع مین لکھنے کو یہ فقرہ عنایت ہوا۔ بدستیاری فرزند ارجمند
بے ریو ورنگ غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ مفتوح گردید۔ اور یہی مضمون فرمان امیر خان صوبہ دار کابل کے نام بھی درج ہوا۔

وقایع حیدر آباد کا بیان اور سلطان ابو الحسن پر لشکر کشی کرنا

بیجاپور کی بعد فتح کے عالمگیر بنفس نفیس حیدر آباد کو عازم ہوا اگرچہ اول سے فوج حیدر آباد کی تسخیر اور خرابی پر مقرر رکھی
مگر بمقتضاے وقت و رضاے طبیعت خود تغیر و تبدل افواج و سرداران سپاہ کا کرتا تھا اور حیدر آباد کا نام دار الجہاد رکھکر
مع مسلمانون کے بادشاہ دیندار اودھر کو سدھارا۔ احوال قبل نہضت بطور اجمال یہ ہے جسوقت کہ اعظم شاہ کو تسخیر بیجاپور
مین مامور کیا خانجہان بہادر کو مع ایرج خان اور سعد خان ولد فدائی خان برادرزادہ خانجہان بہادر اور محکم سنگہ وغیرہ کے
قلاع دکہن کی فتح کو روانہ کیا سلطان ابو الحسن نے خانجہان بہادر کے تعین ہونے کی خبر کے سننے سے محمد ابراہیم خان اپنے
سپہ سالار کو مع دیگر سرداران کے اوسکے مقابلہ پر بہیجا جب خانجہان بہادر ملکہیر کے نزدیک پہونچا جان نثار خان اور
پرویز خان کے ساتھ جو سابق مین افواج حیدر آباد سے ستیزہ رکھتے تھے متفق ہوا۔ محمد ابراہیم خان سپہ سالار حیدر آباد کا
مع چند سردار اور تیس ہزار سوار کے استیصال کو نکلا گرم جنگ ہوا ہر روز مقابلہ اور مقاتلہ ہونے لگا چونکہ محمد ابراہیم کو
کی مدد برابر چلی آتی تھی لہذا فوج بڑہتی چلی گئی تا آنکہ پچاس ہزار سوار کا جماؤ ہو گیا اور اطراف خانجہان کو گہیر لیا ایسی

یورش کی کہ خانجہان کی فوج قریب مغلوبی پہونچی اور خانجہان بہادر نے براہ احتیاط لشکر کے گرد خندق کھودکر مورچہ درست کیا
ایک مہینے تک لڑائی کی گرم و سرد ہوتی رہی ایک مہینے کے بعد محمد ابراہیم خان نے دو روز طفرہ دیکر تیسرے روز جب خانجہان
کی فوج غافل اور سرداران فوج جو سر کھینے پر مصروف تھے انبوہ لیکر پیدا ہوئے جاسوسون نے خانجہان بہادر کو خبر
پہونچائی کہ فوج دکھن نے مورچال کا محاصرہ کرلیا خانجہان بہادر نے ہمت خان اور سپہدار خان ولد خانجہان اور ایرج خان کو
کو وہ بھی اوسکے عزیزون میں تھا مع جگت سنگہ ہاڑہ کے دست راست سے تعین فرمایا دیگر افاغنہ اور سرداران راجپوتیہ کو
جانب چپ تعینات کیا اور خود بھی آمادہ سواری ہوا جب تک یہ سوار ہوا افواج دکھن مورچہ توڑکر خندق سے نکل
فوج عالمگیری پر گری جو مقابلہ پر آیا مجروح ہوا بادشاہی توپخانہ کے زنجیر کو توڑکر قیامت برپا کی شیخ منہاج مقابل سپہدار خان
ولد خانجہان بہادر اور جگت سنگہ ہاڑہ اور شرزہ خان لودہی اور رستم خان برابر ہمت خان ولد دوم خانجہان بہادر
اور محمد ابراہیم خان سپہ سالار مع بڑے خان ہاٹ بہیلور فوج در سوج روبروے خانجہان بہادر اور ایرج خان کے پہونچکر ولولہ عجیب
پیدا کیا راجپوتون کے مقابلہ میں دوسرے گروہ نے پہونچکر فوج راجپوتون کو بیدست و پا کیا شیخ نظام نے بہیر پر حملہ کرکے
گیر و دار کا غلغلہ آسمان پر پہونچایا افواج عالمگیری نے پامردی کی ہمت خان ولد خانجہان بہادر و صفدر خان برادر زادہ
خانجہان بہادر و ولد فدائی خان و حسونت بوندیلہ سخت زخمی ہوئے ہمت خان وغیرہ سردارون کی عماری کثرت تیر سے
گنبد ترشح ہوا تھا لیکن ہمت خان باوجود زخم شدید کے ہمت نہ ہارا اور باپ سے طلب مدد کرتا تھا خانجہان بہادر
جو خود حلقۂ اعدا میں نکتہ کے مانند اسیر تھا مرد خدا سے تسلی دیتا تھا۔ اسی ضمن میں بڑے ہاٹ خان بہادر مع فوج
جرار خانجہان بہادر سردار پر یورش کی اور ایک تیر خانجہان پر وا کیا خانجہان بہادر نے بھی تیر بکمان سنبھالا اسکا ہاتھ کہولا کہ
سر دست اوسکا ایک ہاتھ کٹ گیا لیکن عرصہ کارزار فوج عالمگیری پر اسقدر تنگ ہوا کہ کسیکو امید زیست باقی نہ رہی
اسی ضمن میں کسی تلنگی راجہ کا ہاتھی جو نہایت مست اور زنجیرون میں جکڑا ہوا تھا عرابہ جو ہوا فیلبان نے بھی اپنی
صلاح دیکھی مطلق العنان کردیا اور تین چار من کی آہنی زنجیر اوسکے خرطوم میں دی وہ بلاے سیاہ حسب اتفاق مقابل
بڑے خان کے پہونچا خان مذکور نے فرط شجاعت سے خودداری نکرکے فیل مذکور پر حملہ کیا ہاتھی نے جو زنجیر اوسکے خرطوم میں
تھی اوسکے سوارون پر ایسا مارا کہ گھوڑے سے چراغ پا ہوگئے سوارون نے زمین دیکھی اور بڑے خان کا کام تمام ہوا اور
چند کس دیگر دلاوران دکن کو بھی سمار و نابود کیا رفقاے خانجہان بہادر نے فرصت پاکر باقیماندون سے برے طور پیش آکے
بھگا دیا اور دوسرے لوگ بھی ہاتھی کی پایمالی سے مضطربانہ برکنار ہوئے اور افواج عالمگیری نے قابو پاکر متواتر حملہ کیے
بحسب تقدیر دکھنیون کی شکست ہوئی خانجہان نے فتح پائی اس فتح اور غلبہ کی کیفیت حضور میں لکہی مدد طلب کی عالمگیر نے
محمد معظم شاہ کو مع فوج شایستہ اور اعتقاد خان ولد جملۃ الملک اسد خان اور رحمت خان ولد نامدار خان وغیرہ
سرداران مردی آزما کو مدد پر روانہ کیا جب دو نو فوج یکجا پہونچین خانجہان بہادر کی صلاح سے دوسرے روز قبل طلوع

جب دو تین کوس مورچہ سے باہر پہونچے افواج دکھن نہایت دبدبہ سے نمایان ہوئی اور بعد قریب کے شاہزادہ معز الدین اور خانجہان بہادر ہراول پر ایسا حملہ کیا کہ تین ہاتھی اور چار پانسو سوار و پیادہ کام آئے اور توپخانہ آتشبار بادشاہی سے گذر کر بڑا آشوب پا کیا سید عبد اللہ خان بارہہ اور خواجہ ابو المکارم باتفاق راجہ مانسنگھ کے ہراول پر پہونچا مبارزت بہادرانہ دکھلائی تین روز نائرہ فساد ملتہب رہی طرفین سے سوار و پیادہ زخمی ہوئے آخر دافعت فوج عالمگیری سے افواج دکن کو پایداری کی مجال نرہی لشکر بنگاہ کو عطف عنان کی سید عبد اللہ خان وغیرہ شجاعان بہادر شاہی نے داعیہ تعاقب کر کے عزم کیا کہ جو کچھ ہوا ہو آج ہو جائے خانجہان نے یہ رائے ناپسند کی اپنے لشکر کو معاودت ہوا اور پہر رات گذرنے پر اپنے لشکر مین پہونچکر آرام گزین ہوا اور احوال اس جنگ کا حضور مین لکھ بھیجا شاہزادہ اور خانجہان بہادر متوقع آفرین و تحسین کے تھے اور فی الواقع اونکی امید درست تھی جب یہ معلوم ہوا کہ تعاقب سے انکار کیا خطاب کے عوض فرمان عتاب صادر ہوا اس غضبناکی سے دونو کے دل رنجیدہ ہوئے اگرچہ اون دنون مین افواج ابو الحسن بقصد مقابلہ سوار نہوئی تھی مگر گاہ گاہ کبھی کبھی رات کو دور سے چند بان بندوق مار کے بجائے خود چلے جاتے تھے خانجہان بہادر اور شاہزادہ دونو اپنے پیچ و ملال مین متوجہ جنگ نہوتے تھے اور چار مہینے تک بعزم رزم سواری نکی پڑے رہے اس امر سے اور بھی مغضوب شاہی ہوئے فرمان شاہی مشعر سرزنش بسخط خاص سے لکھکر صادر فرمایا اور یہ بخط خاص بادشاہ نے خانجہان کو لکھا مصرع اے باد صبا اینہمہ آوردہٴ تست شاہزادہ نے بعد مطالعہ صبح کو دوسرے روز محفل ترتیب دی اور خانجہان وغیرہ کو فراہم کر کے استشارہ مین تدبیر کی چونکہ خانجہان وغیرہ مع راجپوتون کے کبیدہ خاطر تھے جنگ کی رضا ظاہر نکرتے تھے اور سید عبد اللہ خان مع دو تین راجپوتون کے ترغیب جنگ دیتا تھا اس اختلاف رائے مین وہ دن تمام ہوا دوسرے روز عبد اللہ خان نے خلوت مین عرض کیا کہ خانجہان بہادر سرداران معظم کار آزمودہ و خیرخواہ بادشاہ سے ہین الاصلاح یہی ہے کہ اس سے زیادہ برخلاف مرضی بادشاہ کے نہ کیجیے کو شمال مخالفین کو سوار ہو جیے اگر خانجہان بہادر ہراولی کرے فدوی چنداول پر تعینات ہو ورنہ بندہ ہراولی مین جانفشانی کریگا اور جو کوئی شاہزادہ ہراولی پر تشریف لیجائے فدوی ہمرکابی مین جوہر تھوڑے دکھلائیگا اس گفتگو کے بعد بہادر شاہ نے سپہ سالار حیدرآباد کو پیغام دیا کہ ہم لوگ ہر چند تمہارے مقابلہ سے اغماض کر کے مورد عنایات شاہی ہوئے لیکن نظر باصلاح طرفین اور بحال رہنے آبروے ابو الحسن کے یہ صلاح ہے کہ اگر تم قصبہ اور گڈہی سرم اور دیگر محالات سرحدی سے جو بندہاے درگاہ کے تصرف مین آئے ہاتھ اوٹھا کر لوٹ جاؤ یہی حال حضور مین عرض کر کے ابو الحسن کی تقصیر عفو کرائی جائے محمد ابراہیم تو خواہان مصالحہ تھا اپنے سرداران ہمراہی سے مشورہ کرنے لگا شیخ منہاج اور رستم راو برہمن وغیرہ جلادت کیشون نے باتفاق جواب دیا کہ قلعہ سرم اور ملک سرحد ہمارے نوک سنان پر وابستہ ہے اور اوس روز بخلاف ماضی اسقدر بان مارنے مین شوخی کی کہ بر وقت لانے خوانہاے خاصہ کے ایک بان سراچہ حرم سرا مین پہونچا خوان طعام کا سر پر سے گر پڑا چونکہ تازہ توپخانہ حیدرآباد سے آیا تھا اوسکا غلغلہ حرم سرا تک پہونچا بہادر شاہ کا عرق حمیت حرکت مین آیا آراستگی صفوف مین مصروف ہوا بدستور سابق شاہزادہ معز الدین اور خانجہان بہادر کو ہراول اور سید عبد اللہ خان کو

چنداول پر اور دیگر امرا کو جرنغار اور برانغار پر مقرر کرکے اور خواجہ ابوالمکارم وغیرہ کو قول مین اپنے ہمراہ لیکر میدان کارزار مین
جا کھڑا ہوا سرداران ابوالحسن نے سپہ کو چار حصہ کرکے دست راست کو بھیجے اور کلان توپون کو گودال پر ڈالکر بعض کو مٹی کے
نیچے پوشیدہ کیا اور فوج کے تین حصہ کرکے ایک کو ہراول کے مقابل اور دوسرے کو التمش کے روبرو اور تیسرے کو سید عبداللہ خان
کی لڑائی پر معین فرمایا دریاے جوشان کی طرح بہادر شاہ کی فوج پر حملہ آور ہوئے ہنگامۂ دار و گیر بلند ہوا سرداران دکن نے وہ جرأت کی
کہ افواج شاہی کے دل تنگ ہوگئے شاہزادہ معزالدین اور ہمت خان ولد خانجہان بہادر اور اعتقاد خان ولد جملۃ الملک اسد خان نے
اچھے تردادت ظاہر کیے اور سید عبداللہ خان نے بعد جراحتہاے نمایان کے فوج مقابل کو ہٹا کر سرداران مین سے بسیار کی
مدد کی دوپہر تک جنگ و جدال رہی زوال کے بعد دکنی فرار ہوئے بہادر شاہ نے بیگاہ تک تعاقب کیا اور غلغلۂ عظیم لشکر دکن مین برپا ہوا
شیخ منہاج نے دو سوار زبان دراز شاہزادہ کے پاس بھیجے پیغام دیا کہ سلاطین گذشتہ کو آبروے طرفین کا حفظ و پاس ہی لڑنے کو تو مردون سے
لڑتے ہین مگر حفظ ناموس کا پاس رکھتے ہین لہذا اسقدر توقف کرنا ضرور ہے کہ یہان سے ناموس کو روانہ کرین معزالدین نے بعد اجازت والا کے لشکر کو غارتگری
سے باز رکھا دکھنیون نے اپنا ناموس جاے محفوظ مین پہونچایا بعد دلجمعی بطور اول گرم بازاری جنگ کی حق یہ ہے کہ دونون طرف
سے مردانگی کامل ظاہر ہوئی ایک گروہ کثیر مع دو فیل فوج شاہزادہ معظم سے نیست و نابود ہوئے اور فوج ابوالحسن سے شیخ منہاج
اور رستم راؤ برہمن زخمی ہوئے اور چار پانچ سرداران دیگر نے زخم کاری کھائے ادہر بندرابن دیوان بہادر شاہ نے مجروح ہوکر گولہ
تازہ کھلایا اور اوسکا ہاتھی آگے کرکے روانہ ہوئے سید عبداللہ خان باوجودیکہ اوسی وقت اوسکے مونہہ پر دستہ بان لگا
تھا کسی راجہ کو ہمراہ لیکر فوج مذکور کے تعاقب مین دوڑا اور بندرابن کو اونکے ہاتھون سے رہا کیا اور غیرت خان میر بخشی کی
عورت جو مع ایک خادمہ کے فیل سوار تھی کشتہ ہوئی باقی نے نام و نشان آدمی اکثر مارے گئے افواج دکن شام تک گرم کار
رہی جب شام کی سیاہی ہوئی حیدرآباد کو بھاگ نکلی شام کیوقت سرداران دکن نے بہادر شاہ کو پیغام دیا کہ اس لڑائی مین
خلق کثیر تلف ہوئی پس چاہیے کہ سرداران ہر دو لشکر باہم گرز و ر آزما ہون جسے بخت یاری کرے فتح پائے شاہزادہ نے
قبول کیا صبح کو جب فوج دکن کے چلے جانے کی خبر ملی شاہزادہ نے شادیانۂ فتح بجوایا اور تعاقب مین حیدرآباد کی راہ لی
جب حیدرآباد کے نزدیک پہونچا مادنا برہمن نے جو وزیر دکن تھا خلیل اللہ خان معروف محمد ابراہیم سپہ سالار کی طرف سے
اپنے بادشاہ کو بدگمان کیا کہ محمد ابراہیم شاہزادہ بہادر شاہ سے سازش رکھتا ہے بادشاہ اسکی ترغیب سے درپے قتل ابراہیم
ہوا خلیل اللہ خان اس کیفیت کو سنکر بہادر شاہ کے حضور مین سے مورد عنایات ہوا جب یہ خبر ابوالحسن کو ملی بے اختیار
ہوکر بدون مصلحت و صلاح امرا کے اور ہمراہ لینے عیال و اطفال کے بیک ناگاہ مع بعض خدمۂ محل اور صنادیق جواہرات
کے پہر رات گذرے قلعہ گلکنڈہ کی راہ لی جو شہر حیدرآباد کے نزدیک تھا وہان پہونچکر جا بیٹھا مردم شہر کیا رعایا
کیا سپاہی نہایت عاجز ہوئے بہادر شاہ مع فوج پہونچکر ہنگامہ آراے محشر ہوا ہزارہا شرفا مع عورات کے بدون برقع
اور چادر کے سراسیمہ قلعہ کو فرار ہوئے دیگر کارخانجات ابوالحسن اور مال تجارت سوداگران کا اوسی طور پر تاراج گیا

پر کاہ اوٹھانے کی مجال نرہی - صاحب تاریخ لکھتا ہی کہ پانچ چھہ کرور کی مالیت غارت ہوگئی قبل اسکے کہ لشکر شاہزادہ مین خبر پہونچے شہر کے لوگون نے
دست درازی کی ارباب ناموس نے تمام شب مال و عیال سے جسقدر ممکن ہو سکا ہمراہ لیکر قلعہ مین جا پہونچے صبح نہوئی تھی کہ شہر پر دوڑ اوٹھی لوٹ گھسوٹ
کے سوا شرفا کی عزت اور ہنود و اسلام کے ننگ و ناموس مین اسقدر فرق ہوا جسکا بیان نہین ہو سکتا ہی چونکہ ہر محلہ و بازار مین لاکھو کہا نقد و مال سرکار
بادشاہی و امرا اور تجار کا پڑا تھا اور فراشخانہ اور چینی خانہ اور طبل و فیلخانہ شاہی بجا خود موجود تھا بر وقت غارت قیامت کے آثار ظاہر تھے
بعد ازان جبکہ فرستادہ ابوالحسن عجز و نیاز کر کے بہادر شاہ کے حضور مین پہونچے اور بہادر شاہ نے غارت گری کو ممانعت فرمائی کسیقدر فتنہ و فساد رفع ہوا
لیکن خلق خدا پر جو کچہ گذرا گذرا عالمگیر بادشاہ اور مادنا وزیر ابوالحسن کی گردن پر وبال باقی رہا اور فقرون اعمال مین ثبت رہا بہادر شاہ نے ابوالحسن پر ترس کہایا ایک کرور بیس لاکھ
روپیہ سوا سے سالیانہ کے پیشکش مقرر کیا اور نیز اقرار ہوا کہ مادنا وزیر اور اوسکا بھائی اکنا جو سرمایۂ فساد ہین برطرف ہون
اور قلعہ سرم و کہر وغیرہ محالات جو قبضۂ عالمگیری مین آئے تھے ممالک محروسۂ عالمگیری کو واپس ہوئے چونکہ ابوالحسن بنا بر اقتدار
مادنا بہمن کے جو اس وقت سفر مین رکہتا تھا اوسکے قید کرنے مین تامل رکہتا تھا بعض سرداران عمدہ نے نظر بر ین کہ یہہ دونو بہمن مصدر
فساد ہین ماہ جانی صاحب زن ابوالحسن کے پاس رجوع کیا اوسکے اتفاق سے بدون اطلاع ابوالحسن کے اون برہمنون کے نوکرون کو اطلاع
دیکے بہار مارنے کی اجازت ہوئی ہی اور اون دونون بہائیون کا سر کاٹ کر شاہزادہ کے پاس معتمدون کے ہاتھہ روانہ کیا چونکہ عمدہ
حکم عالمگیر کا تعمیل ہوا بہادر شاہ نے قطعہ عرضی متضمن صلح کے مع دونو سر کے حضور عالمگیر مین بہیجی اوس شدید الغرض نے گو ظاہر
قبول کیا مگر باطن مین صاف نہوا سعادت خان کو جو خانجہان بہادر کی دیوانی پر تہا واسطے وصول زر پیشکش کے مقرر کر کے تاکید کی اور حکم
لکھا کہ جلد وصول کرے اور خفیہ بہادر شاہ اور خانجہان کو مطعون و مغضوب فرمایا اسقدر خفا ہوا کہ خانجہان بہادر کو حضور مین طلب فرمایا
باوجود اوس اگلی جانفشانیون کے اس ترحم کے عوض مین ہزارون ملامتکین - چونکہ اعتقاد خان ولد جملۃ الملک اسد خان
وغیرہ دو تین امیرزادگان نوجوان جانفشانیان اور مبالغہ کرتے تھے اور عالمگیر اونکی تربیت کرتا تھا مگر فرمان عنایتی مین عالمگیر
نے خانجہان بہادر کو لکھا کہ خانزادان نو عمر شیر خوارہ بہ نسبت ہم سالخوردون کے زیادہ تر شرط جانفشانی ادا کرتے ہین خانجہان
ایسی قدردانیون سے نہایت آزردہ رہتا تھا چاہتا تھا کہ امیرزادگان مذکور کو کسی لڑائی مین اہانت پاوین اور دشمنون کے
مقابلہ مین توقف کرتا تھا - اسی درمیان مین امرائے نمکحرام ابوالحسن سے چہپ کر عالمگیر کے پاس آئے فتح حیدرآباد کی
طمع دلائی عالمگیر نے اونکے ہمراہ کسیقدر فوج بہادر شاہ کی اعانت کو روانہ کی - اودہر جبتک صلح و جنگ کی تنقیح ہو
فوج ابوالحسن عبد الرزاق خان کی سرداری مین تعینات ہوئی کہ فوج تازہ وارد پر اوٹھہ دوڑی اودہر تو غفلت تھی اور بعد مسافت
کے سبب سے بہادر شاہی فوج بھی مدد کو نہ پہونچ سکی دو تین سردار فوج عالمگیری کے زخمی اور قید ہوئے اور بہادر شاہ نے تا انفصال
جنگ و صلح کے گرانی کا اشتہار دیکر کنار حیدرآباد سے کوچ کر کے ملکہیر مین آ قیام کیا وہ ساری کارسازیان اور جانفشانیان
جو فوج بیجاپور کے ساتھہ مع تسخیر ملکہائے تازہ کے اس لڑائیون مین ظاہر ہوئین اور جانفشانیہائے سابق جو خانجہان اور سید
عبداللہ خان سے قبل فتح بیجاپور کے ظاہر ہوئین ہر دو امیر مذکور اور بہادر شاہ بیچارہ باوجود جرأت اور جانفشانی کے محض

اندک ترحم سے جو ابو الحسن اور حیدرآباد والون کے حال پر تھا اور نیز اونکے شفاعت کی مورد عتاب ہوئے اعاذنا باللہ وجمیع المؤمنین من الحرص الشدید جب بیجاپور کے محاصرہ کو عرصہ ہوا اور بہادر شاہ اور خانجہان سے ترحم برخلاف مرضی ظاہر ہوا اوسوقت خانجہان بہادر کے عوض مین عابد خان ولد غازی الدین فیروز جنگ کو تحصیل زر پیشکش کے واسطے بہادر شاہ کے پاس روانہ کیا اول خانجہان کو طلب حضور کیا بعد ازان بہادر شاہ کو اپنی رفاقت مین بلایا جب خانجہان حضور مین آیا معظم خان بدر زن شاہزادہ کام بخش کے آدمیون اور خانجہان بہادر کے آدمیون سے جلوخانۂ بادشاہی مین بروقت گذرنے پالکی سواری کے خانہ جنگی عظیم برپا ہوئی بادشاہ نے خانجہان بہادر کو واسطے فہمائید اوسکے مردم کے اور جیلہا حضور کو مردم معظم خان کے فہمائش کو بھیجا خانجہان تو بادشاہ کی ناقدردانی سے نہایت آزردہ تھا دربار سے نکلتے ہی چونکہ معظم خان کو اپنی بہادری اور جانفشانی کے روبرو ہیچ سمجھتا تھا حکم دیا کہ معظم خان کی بازار لوٹ لو بادشاہ اس حرکت سے منغص ہوا خانجہان کو قلعہ ستی متعلقہ جاٹ کی مہم کو دکن سے اکبر آباد کیطرف بھیجا جب بعد مہم حضور مین واپس آیا دوبارہ حیلہ کرکے منصب سے معزول اور تغیر جاگیر فرمائی بیچارہ اسی قدردانی کی شکرگذاری مین گذر اوقات کرنے لگا اس عبارت سے حضرت کی قدردانی اور سلیقۂ جہانبانی اور دینداری اور پاس عہد صاف ظاہر ہے

نہضت کرنا عالمگیر کا تسخیر حیدرآباد پر

فتح بیجاپور کے بعد بہشت خانۂ عالمگیری زیارت مزار سید محمد گیسو دراز کی شہرت سے نکالا گیا آخر محرم مین سعادت خان بغرض تحصیل پیشکش کو لکھہ بھیجا کہ ما بدولت فتح حیدرآباد کا ارادہ رکھتے ہین جلد عازم ہونا پس لازم ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو زر پیشکش وصول کرے قبل ہمارے پہونچنے کے روپیہ وصول کرلیوے اگرچہ دو تین مہینے اس سے پیشتر بموجب التماس بہادر شاہ کے حسب مذکورۂ بالا فریب کے لیے خلعت وجواہر بھیجا گیا تھا اگر خاص وعام جانتے تھے کہ اس پیشکش سے بادشاہ کی آتش حرص نہ بجھیگی محض ابلہ فریبی ہے جب سعادت خان حسب الحکم اخذ زر مین تاکید کرنے لگا اور سلطان ابو الحسن کو درصورت اطاعت اور استرضاے عالمگیر کے امیدوار حفاظت غضب بادشاہی سے کیا تھا بیچارہ نے کہا کہ بالفعل نقد روپیہ موجود نہین زر کے عوض مین جواہرات حوالہ کرتا ہون اور نو عدد خوان جواہرات کے سربمہر مع فرد تعداد بلاتعین قیمت اور تحریر جیرہ کے بطور امانت بھیجکر پیغام دیا کہ دو تین روز مقیم رہے اگر کچھہ نقد بھی میسر ہوا مقیم جواہر کو سررشتہ دار جواہرخانہ کے ہاتھہ بھیجا جائیگا اور بعد تعین قیمت کے سعادت خان نقد وجنس عالمگیر کے حضور مین مع عرضی مشعر اطاعت ابو الحسن کے روانہ کرے اور سلطان ابو الحسن کو قبض الوصول لکھدے خیر دوسرے روز ابو الحسن نے چند بہنگی میوہ کی عالمگیر کو روانہ کین سیادت خان جو کہ تعلیم یافتۂ حضرت عالمگیر اور نہایت پرمکر وتند ویر تھا جواہرات مرسلہ ابو الحسن کو جو امانت تھے میوہ انبہ کی بہنگیون مین رکھکر روانۂ حضور کردیا دو تین روز نگذرے تھے کہ کوچ شاہی کی خبر بارادۂ تسخیر گولکنڈہ کے ابو الحسن کو ملی اور مشہور ہوئی اوسوقت ابو الحسن نے سعادت خان کو پیغام بھیجا کہ ہمنے جواہرات فقط حفظ ناموس اور امید الطاف مین بھیجے تھے جب حضرت کو ہماری بیخ کنی منظور ہے تو ہمارے خوان جواہرات واپس دیجئے سعادت خان نے درجواب کہلا بھیجا کہ وہ جواہرات تو سربمہر

میوہ اسپہ کے روانہ حضور کر دیئے آپ ہماری جان فدائے ولی النعمی کے واسطے حاضر ہی اس گفتگو مین بڑا طول ہوا الغض آدمی تعینات ہوئے کہ جسطرح ممکن ہو سعادت خان سے جواہرات حاصل کرین دو ایکروز یہ شورش رہی بعد ازین سعادت خان نے پیغام دیا کہ درحقیقت یہ امر حق بجانب تمھارے ہی مگر مینے بموجب حکم اپنے مالک کے یہ فریب کیا ہان میری جان مل سکتی ہی لیکن اوسمین یہ ہی کہ اگر تمنے مجھے مار ڈالا تو عالمگیر کو تمھاری سرزنش کے واسطے میرے خون کی دستاویز ہو جاویگی ورنہ جب تک بندہ زندہ ہی بادشاہ کو اس عزم سے باز رکھکر آپ کی خدمتگذاری مین کوتاہی نکریگا ۔ ابو الحسن نے اس لجاجت سے پیچھا چھوڑا بلکہ طلب کرکے اوسکو بھی مشمول عاطفت فرمایا اور خلعت و جمدہر مرصع الماس وغیرہ اشیا لطف کیا انھین دنون مین ایکروز حیدر آباد کے فضلا دربار ابو الحسن مین حاضر تھے عالمگیر کی دین پروری کا مذکور ہوتا تھا علمائے مجلس نے کہا کہ عالمگیر نے جو گھوڑے بادشاہ ایران نے بھیجے تھے براہ تعصب ذبح کراکر فقرا کو تقسیم کر ڈالے یہ کون شرعی امر تھا ۔ ہان حظ نفس کا پابند ہی اگر زندہ گھوڑے فقرا کو دے ڈالتا البتہ فیضرسانی خلق خدا تھی سعادت خان متصدی نے اپنے بادشاہ کیطرف سے اسکے جواب مین تاویل کی وہ یہ کہ جب گھوڑے ملاحظہ ہوئے اوسوقت کلام اللہ پڑھتا تھا گھوڑون کے اشتیاق مین چاہا کہ معتاد معینہ سے کلام مجید آج کم پڑھے دوسرے روز اوسکا معاوضہ ہو جائیگا ناگاہ آیہ کریمہ جو کہ سلیمان نبی علی نبینا و علیہ السلام کے حق مین درباب تماشائے گھوڑون کے اور مشغول ہونا نماز سنتی سے اور برواتیے نماز واجبی سے نسبت انہماک اونکے ملاحظہ کے اور بعد تنبیہ امر مذکور کے ذبح فرمایا گھوڑون کا لکھا ہی نظر پڑے لہذا حسب حال اپنے سمجھکر بموجب اوسکے عمل فرمایا باقی مردم دنیوی جو کچھ چاہین کہین علمائے حاضرین نے کہا کہ اگر ایسا ہوتا امرائے ایران کے دروازون پر گھوڑے ذبح کرانا کیا ضرور تھا سعادت خان نے اسے بھی جھوٹ بیان کرکے کہا کہ اصل یہ ہی کہ شاہجہان آباد کی نئی تعمیر ہوئی ہی اور ہر امیر نے ہر محلہ مین اپنے واسطے جدا مکان بنایا ہی دوسرے اگر ایک جگہ سب گھوڑے ذبح ہوتے ہجوم ہو جاتا اکثر ضعیف ناتوان محلات کے جنکو وہان پہونچنا مشکل تھا محروم رہجاتے اور بڑے تردد سے اوس گوشت کو حاصل کرسکتے لہذا حکم ہوا کہ محلہ وار دو ایک ایک گھوڑا ذبح ہوا اخبار نویس حیدر آباد کے لکھنے سے جب یہ تقریر سعادت خان کی عالمگیر نے سنی نہایت راضی ہو کر تحسین فرمائی گلبرکہ سے حیدر آباد کو پیش خیمہ روانہ کیا سلطان ابو الحسن نے اس خبر سے وحشت کھائی عرضی شفاعت اور عذر تقصیر اور اظہار فرمان برداری کی روانہ کرکے نہایت درجہ مسکینی اور لجاجت ظاہر کی مگر اس سنگدل نے کچھ نہ سنا لڑائی کو مستعد ہوا اس بد افعال کے نتایج رائے کہان تک تحریر ہون جیسا کہ باپ کا قید کرنا اور پسران فرمان بردار کا حبس فرمانا بھائیون کا قتل کرنا اور درویش سرمد کو ذلیل کرنا غرض کہ اس حرص دنیا کو دینداری ظاہر کرتا تھا اور بموجب آیہ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم کے بیرون از شمار ہین کسیقدر تحریر ہوتے ہین ۔ حضرت نے ایک فرمان اس مضمون کا ابو الحسن کے نام صادر فرمایا کہ تقصیرات تمھاری بیپایان ہین اول یہ کہ کافرکو اقتدار دیا فضلا کو مغلوب بنایا علانیہ بادہ خواری سے بدمستی کفر و اسلام ظلم و عدل سے بیخبری فسق و عبادت سے بیہوشی کرتا

اورکافر حربی کی اعانت پر مصروف ہی باوجود نصایح سلطانی کے ایک لاکہہ ہون سنبہا کو بہیجین باوجود ایسی تقصیرات کے
اسیدوار لطف وکرم ہی بیان کیا عقلے میں نگاری نامکن ہی غرضکہ قصور معدود ثابت کیئے ع زہی تصور باطل زہی خیال محال + ـــ القصہ ابوالحسن نے
مایوس ہوکر عزم پیکار کیا فوج کی درستی کی شیخ منہاج اور شرزہ خان اور مصطفے خان معروف عبدالرزاق لاری وغیرہ سرداران
باقی کو رخصت کیا جب عالمگیر حیدرآباد کے دو منزل اودہر پہونچا سرداران حیدرآباد دور سے نمودار ہوئے چونکہ فوج عالمگیری
حیدرآباد والون سے دس گونہ زیادہ اور سامان جنگ بھی علی ہذا القیاس تہا اونکی سعی سے کچہ نہوسکا ـ غازی الدینخان فیروز جنگ
نے جوکہ بعد فتح بیجاپور کے قلعۂ ابراہیم گولکنڈہ کی تسخیر پر مامور تہا کلید طلا مع مژدہ فتح قلعہ مذکور کے بہیجی آور یہ بھی معلوم ہوا
کہ حسب الطلب جانثمذ کو روانۂ حضور ہوا عالمگیر نے قلعۂ گلکنڈہ سے ایک کوس ادہر پہونچکر خیمہ برپا کیا افواج دکن نے جمع ہوکر
شورش برپا کی بعض امرای رکاب اونکی تادیب کو مامور ہوئے اپنی طاقت بھر لڑکر فرار کرکے جس جگہ مناسب تہا منزل کی
جب فیروز جنگ آپہونچا مورچون پر ایک امرا نامزد ہوا نقب کہودنے اور مورچہ باندہنے اور تقسیم فوج کو حکم ہوا اس روز عابد جان
بہادر خان فیروز جنگ نے ادبی کے عوض مین جو کسی مسجد حیدرآباد مین نام پاک اسد اللہ غالب کو چاہتا تہا کہ نوک خنجر سے محو کرے
گولہ کے ضرب سے اوسکا دست راست اوڑگیا اور دو روز کے بعد عدم کو چل بسا سلطان ابوالحسن چونکہ بہادر شاہ کو اپنے
حال پر رحیم جانتا تہا اوسکی طرف رجوع کرکے پیغام محبت مع تحفہ وہدایا کے بہیجکر عرض کیا کہ میرے قصورات معاف ہوکر جان کی
امان ملی بہادر شاہ بھی چاہتا تہا کہ ہردو صورت فتح وجنگ مین علی الرغم اعظم شاہ اور فیروز جنگ کے ابوالحسن کے ساتھ
مصالحہ یا فتح قلعہ انجام کرے لہذا باب گفتگو سلطان ابوالحسن سے مفتوح رکھتا تہا اعظم خان وغیرہ غمازون نے یہ احوال حضور شاہی
مین بڑے چرب واثبات سے ظاہر کیا اور بہادر شاہ اور اوسکی بی بی نور النسا بیگم وغیرہ رفقا کیطرف سے بادشاہ کو بدگمان
کردیا تہا اسی وقت مین داروغہ پالکی خانہ وغیرہ کارخانجات بہادر شاہ نے عرض کی کہ سواری ہای حرم کی فیل خانہ سے
دور اور مردم قلعہ گاہ گاہ مورچون پر دوڑ پڑتے ہین مبادا کسی طرح کا چشم زخم ناموس سلطانی مین پہونچے بہادر شاہ نے
فرمایا کہ سواری زنانہ کو دولتخانہ کے نزدیک لاوین محمد اعظم شاہ اور فیروز جنگ وغیرہ مخلصان اعظم شاہ نے عالمگیر کو خبر لگائی
کہ شاہزادہ بہادر شاہ ابوالحسن سے ملا چاہتا ہی عالمگیر کی عقل ماری پڑی نہ سمجہا کہ اگر سازش بھی ہوگی کیا ضرور ہی کہ اپنے
تئین محصور کرے بلکہ اوسکی افواج طلب کرکے اوسکے سر پر نہ دوڑے پس غضبناک ہوکر حیات خان داروغہ غسلخانہ بہادر شاہ
اور خواجہ ابو المکارم رفیق شاہزادہ کو بلاکر جنہین اپنا مرید صادق سمجہتا تہا استفسار حال کیا دونون نے یہی عرض کیا کہ
بہادر شاہ بجز اوسکی شفاعت تقصیر کے دوسرا ارادہ نہین رکہتا تا کہ قلعہ کی تسخیر ہوجاے باقی اندیشۂ فاسد کوئی نہین پس
ہم لوگ کیونکر مرشدزادہ کے حق مین کوئی اتہام کرین ہر چند دلائل موجہ بھی بنے جو کہ شاہزادہ کے ذہن نشین کیے مگر
اس بدباطن کے دلسے شبہہ نہ مٹا آور بہادر شاہ کو جیسا کہ سابق مین مذکور ہوچکا ہی طلب کرکے ناحق قید کیا اور نور النسا بیگم
اور اوسکے فرزندان دلبند اور خواجہ سرا وغیرہ رفقا کو نہایت ذلت وخفت مین مدتون محبوس رکہا آور کل کارخانہ

شاہزادہ مذکور کے ضبط کرکے اپنے سرکار مین داخل کرلے اور منصب چہل ہزاری چہل ہزار سوار جسمین ہفت ہزار دو اسپہ سہ اسپہ سوار تھے اور دس کرور روپیہ انعام تھا بطرف کرکے دوسرے ارباب تحولہ کو عطا فرمایا گیا اول روز نور النسا بیگم زوجہ بہادر شاہ کو فرمایا کہ بیدون ضبطی اموال کے مقید ہو تیسرے روز خواجہ سرا یاقوت نام جسنے آخرکار محرم خان کا خطاب پایا تھا مامور ہوا کہ نور النسا بیگم کو جسطرح جو لباس پہنے ہو جس مکان مین کہ جہہ فرش قیدیون کے لایق ہو زندانی کرے اور اوسکا کارخانہ مع زیورکان وگردن کے ضبط سرکار کرے خواجہ سرا نے جاتے ہی سخت کلامی کی بیگم نے درشتی سے کہا کہ بادشاہ میرا باپ ہی عزت اوسیکی بخشی ہوئی ہی اوسسے کچہہ عذر نہین مگر تجہسے کچہہ خوف نہین کہ اسطرح کلام کرتا ہی بادشاہ اس خبر سے نہایت غضبناک ہوکے بہادر شاہ کی بہن نے شفاعت کی کچہہ سود نہوا حکم دیا کہ خورد و نوش سے بھی ایذا پہونچاوین بہادر شاہ پر روزمرہ سختی ہوتی تھی مدت کے بعد پیغام دیا کہ اقرار تقصیر کرکے عذرخواہ ہو بہادر شاہ نے عرض کیا کہ اگرچہ درگاہ الٰہی اور نیز پدر کے حضور مین ہرطرح پر گنہگار ہون لیکن ظاہر کوئی قصور اپنے ذمہ نہین پاتا جسکا اقرار کرکے عذرخواہ ہون اس جواب سراسر صواب سے بادشاہ کے اور بھی نمک مرچ لگ گیا تبدیل پوشاک اور حجامت و آب سرد و نان گرم وغیرہ سے بھی ممانعت کی اور نور النسا کو بھی مقید کیا اور اس نیت سے کہ خواجہ سرا مذکور نور النسا کی تہمت بیان کرے حکم شکنجہ صادر ہوا ہرچند بہت سی تکلیف و اذیت دی گئی مگر اوسنے بجز حرف راست عقیدت شاہزادہ اور نیز جرمی نور النسا کے کچہہ نکہا جب اوسکے ہلاکت کا وقت قریب آیا تب ہاتہہ اوٹھایا اور میرزا شکر اللہ نور النسا بیگم کے چچا کو بھی تہمت لگاکر قید کیا اور تین چار خواجہ سراؤن کو انواع انواع شکنجہ وغیرہ کی سزا ملی لیکن شاہزادہ اور نور النسا بیگم کا جرم کچہہ ثابت نہوا اور وہ رہا ہونے محمد ابراہیم سپہ سالار سلطان ابو الحسن جسکی طرف سے بدگمان ہوکر ابو الحسن کا قاصد قتل ہوا تھا اور وہ شخص بدرجہ لاچاری بہادر شاہ سے رجوع ہوکر ملازم عالمگیر ہوا تھا منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور خطاب مہابت خانی سے سرفراز ہوا اور محمود حسن خان فیروز جنگ وغیرہ بہادرون کے اہتمام سے آہستہ آہستہ آگے بڑہتا تھا ایکروز غازی الدین خان مورچہ بڑہانے کی فکر مین تھا شیخ نظام اور مصطفےٰ خان معروف عبد الرزاق لاری وغیرہ نے مقابل فوج بادشاہی کے حرکت کی دار و گیر عظیم برپا ہوئی کشور سنگہ ہاڑہ زخمی ہوکر گھوڑے سے گرا جب تک راجپوت اوسکو دکھنیون کے ہاتہہ سے بچاوین مقتول ہو گیا چند نفر دکھنی بھی مجروح اور مقتول ہوئے دکھنیون کا اسقدر ہجوم تھا کہ باوجود غلبہ بادشاہی کے کچہہ کام نہ بن سکا اونہون نے اپنی لاشین میدان سے مع چند لاش مردم بادشاہی کے حاصل کرلین آخرکار بہادران ایران و توران و افغان کی لجاجت سے راجپوتیہ وغیرہ فوج ابو الحسن کے قلعہ کو داخل ہو گئے اکثر اوقات اس مابین مین محصورون سے عمدہ دلیری اور جوانمردی ظاہر ہوئی لیکن بخت بدی پر تھا کچہہ کام نہ آتا تھا عالمگیر نے یہ چال کی کہ رفقاے ابو الحسن کو تالیف قلوب اور وعدہ ترقی منصب سے اپنی طرف رجوع کر لیا اور اون لالچیون نے بھی طمع دنیوی مین اوس بیچارہ کی رفاقت ترک کی کسیقدر شریک تھے کہ آخرکار ہر ایک اوٹھہ آئے چنانچہ شیخ نظام نے بعد ملازمت عالمگیر مقرب خان کے خطاب اور شش ہزاری پنجہزار سوار سے سرفرازی پائی اور اسیطرح شیخ منہاج وغیرہ نے مستفیض درگاہ شاہی ہوکر مناصب ارجمند حاصل کیے منجملہ نوکران ابو الحسن کے عبد اللہ خان افغان اور عبد الرزاق لاری نے آخر وقت تک ساتھہ دیا اگرچہ آخر کو

عبداللہ خان بھی برگشتہ ہوا لیکن حق تو یہ ہے کہ روز تسخیر قلعہ تک یہ شخص رفیق رہا اور بہ و برکو بھی وہ شجاعت دکھلائی
کہ بایدوشاید انشاء اللہ بیان ہو کارنامہائے مردمان ابوالحسن جو کہ باوجود محصوری کے ظاہر ہوئے اور جو سفاہت اور بیکسی عالمگیر سے
وقوع مین آئی وقائع نعمتخان عالی اور نیز ہاشم علیخان خافی کی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے بالجملہ محاصرہ کو طول ہوا بارش تیر و تفنگ سے
مورچال عالمگیری کے آدمیون کی زندگی دشوار تھی باروت کے دہوئین سے رات دن مین فرق نہین ہوتا تھا کوئی دن نہ تھا کہ
کہ ملازمان عالمگیری مجروح اور تلف نہون ایک مہینے چند روز کے بعد بڑی کوشش سے مورچہ خندق کے کنارے پہونچا عالمگیر
عجیب الافعال نے خندق پر کرنے کو ارشاد فرمایا اول خود وضو کرکے اپنے ہاتھ سے کیسہ دوخت کیا تاکہ اوسمین خاک بھری جاوے
اونہین تھیلیون سے دمدمے طیار ہوئے اور نیز توپین لگائی گئین گرانی غلہ اور کاہ سے وہ نوبت ہوئی کہ مقدور والون کے
چہکے چھوٹ گئے غریبون کا کیا حساب بیان مین آوے بنی نوع کی جان گئی بلائے وبا کی بھی دوچار ہوئی اکثر آدمی بہو نکھ پیاس
سے نے بس ہوکر ابوالحسن کے پاس گئے امراء بعض پوشیدہ منافق ہوکر غرض نفسانی کو محصورین کی اعانت پر متوجہ ہوئے
اور انجام کو رسوائی نصیب ہوئی اور سزا کو پہونچے چونکہ کوئی کام پیش نجاتا تھا آخرکار اعظم شاہ کو جسنے بسبب نفاق بہادر شاہ کے
عالمگیر نے اوجین اور اکبرآباد کے بندوبست کو رخصت کیا اور شاہزادہ برہان پور تک پہونچا تھا پھر طلب فرمایا اور روح اللہ خان
بھی جو عہدہائے کار طلب مین سے بیجاپور کے بندوبست کو چھوڑا گیا تھا مطلوب حضور ہوا تین مہینے کے بعد خان بہادر فیروز جنگ
رات کیوقت کمندون کے وسیلہ سے حد تک فصیل قلعہ پر پہونچا حارسان قلعہ نے خبردار ہوکر سررشتہ حیات اونکا کاٹ دیا
جسوقت مردان کارگذار متوجہ عروج قلعہ تھے حاجی محراب نامے جو مقرب عالمگیر تھا خان فیروز جنگ کی جانفشانی دیکھکر بلا اجازت
انجام کار دوان دوان حضور مین آیا بادشاہ سجدہ مین تھا کہ اسنے مبارکباد عرض کی فیروز جنگ کی طرف سے بھی پیغام فتح
قلعہ پہونچا اور بادشاہ سراسر وقار نے بھی بمجرد استماع شادیانہ بجانے کو حکم دیا اور حکم سواری واسطے تماشا کے صادر ہوا
اسی وقت مین اصل خبر پہونچی کہ غازیان دولت کو چشم زخم عظیم علیہ ہوا خان فیروز جنگ کی ناکامی ہوئی اس لطیفہ سے بادشاہ
اور حاجی محراب خجل ہوئے جاسوس خبر لائے کہ چونکہ قلعگیان خفتہ بخت کی بیداری سگ بیدار کے وسیلہ سے ہوئی تھی
ابوالحسن نے اوس سگ وفاپرست کو قلادہ مرصع اور جل زربافت عطا فرمائی اور دیگر نوکران شمک حرام پر تفوق دیا ماہ شعبان
کے وسط مین بشدت تمام پانی برسا مورچال والون کی بلائے جان نازل ہوئی دمدمہ وغیرہ ساختۂ فیروز جنگ نقش برآب ہوئے
عین طغیان نہر اور شدت باران مین متحصنان خصوص عبدالرزاق لاری نے باہر آکر خوب آب تیغ زنی کی بارہ دکھلائی سلیم خان حبشی
جو جملہ شجاع مین سمجھا جاتا تھا ہاتھ پیر ہلاکر کسی گڈہے مین جا چھپا اور صف شکنخان جو بہ نسبت دوسرون کے کسیقدر تسخیر
قلعہ مین زیادہ تر تدبیر کرتا تھا قتیل ہو پہنچے مصطفے خان عبدالرزاق لاری نے دو زخم کاری کہاکر اپنی جان سے ہاتھ دہو
مجروحون کے غنچہ مین کیچڑ سے لت پت پڑا تھا جمشید خان کوچۂ سلامت کی راہ جاتا تھا کہ گرفتار ہوگیا جلال چیلہ جو جملہ
محرمان قدیم الخدمت عالمگیر سے تھا اور جسکا خطاب سربراہ خان ہوا تھا مع دیگر بارہ منصبداران کے ابوالحسن کے قید مین پڑا

اس خبر سے حکم ہوا کہ حیات خان داروغۂ فیلخانہ ستر اسی ہاتھی لیکر براہ نالہ اہل ہور جلال کے مدد کو جاوے ہر چند بموجب حکم ہاتہیون کو نالہ کے کنارے لیگئے لیکن طغیانی کے سبب سے کسیکے پیر نہ جمے کہ پار ہو تین پہر رات گذرنے تک حیات خان اسی گرداب حیرت مین پہنسا رہا آدہی رات کو خیمہ مین لوٹ آیا بہادران قلعہ نے قیدیون کو ابوالحسن کا دربار دکہلایا سلطان مذکور نے تین چار روز ہر ایک کی مہمانی و جاگیر غیرت خان اور سربراہ خان کو خلعت مع گھوڑون کے دیکر مرخص کیا مگر اول سربراہ خان کو قلعہ کی سیر کرادی تھی کہ دیکھے اسقدر غلہ اور جنس اور توپخانہ اور باروت وغیرہ ضروریات جنگ و جدال موجود ہین اور عریضہ مع پیغام زبانی جسکا مضمون ایک ہی تھا حوالہ کیا اور جلال کو بادشاہ کے سرمبارک کا پابند کرکے سوگند کا پابند کرکے کہدیا کہ ابلاغ پیام مین قصور نکرے جب یہ لوگ واپس آئے غیرت خان کو جو ہزاری منصب دوسو سوار تھا باضافہ منصب بلا خطاب بحال رکھکر بنگالہ پر تعینات کیا اور سربراہ خان کے نسبت حکم ہوا کہ غلامونکا کام بھاگنا ہی عزل خطاب سے معتوب کرکے فرمایا کہ منصب ذات اس بدذات کا جو چار صدی ہی بحال رہے - ابوالحسن کی عرضی نہایت غرور سے خان فیروز جنگ کے پاس پہونچی تاکہ انتخاب کرکے جو کچھ لایق عرض ہو التماس کرے جلال نے جب ادائے پیام کو عرض کیا حکم دیا کہ پہر رات گذرنے پر بوقت خلوت عرض کرے خلاصۂ عرضی اور پیغام کا یہ تھا کہ بندہ اپنے تئین جملہ بندگان درگاہ سے جانتا ہی اگر کوئی خطا ہوئی ہو امیدوار ہون کہ عفو فرمائی درصورتیکہ قلعہ مفتوح بھی ہوا حضرت شاہجہان آباد کو معاودت فرماکر اس ملک کو کسی بندۂ درگاہ کے تفویض فرماوینگے پس مجکو وہی بندہ خیال فرمائیے دوسرے جسکو یہان پر مقرر فرمائیگا یہان کے حاصلات سے زیادہ اپنے منصب اور ہمراہیون کے لیے طلب کریگا اور علاوہ اوسکے اور روپیہ سرکار والا سے طلب کریگا تب یہ ملک آباد ہوگا شاید کہ سات آٹھہ برس مین معموری کی نوبت ہو - بندہ جو کچھ کہ پیشتر درگاہ مین پہونچایا کرتا تھا اب بھی پہونچاوینگا علاوہ اسکے جب معاودت ہو ہر منزل مین جسقدر کوچ ہو بتعداد کروہ سفر فی کوس لاکھہ روپیہ تسلیم سرکار کرون اور نیز فی یورش کہ قدم مبارک زیر حصار آیا ہی کسیقدر نثار اور تصدق ادا کرون اور یہ کل خدمات بنظر خون ناحق مسلمانون کے ہی اور نیز یہ کہ بادشاہی ملازم اس سے زیادہ اپنے بال بچون سے جدا رہے ہین لہذا اگر التماس بندہ کا مقبول ہوا اور یہ ارادہ ہو کہ اور بھی ملازمان درگاہ تضیع اوقات کرین بنظر رفاہ خلایق پانچ چھہ سو ہزار من غلہ جسکو جلال چیلہ انبار خانہ مین دیکھہ گیا ہی حضور مین ارسال کرون جب یہی مضمون جلال کی زبانی بھی گوش گذار ہوا در جواب مین چند لغویات شاہ کہ بعض اونمین سے یہ تھین کہ اگر ابوالحسن میرے حکم سے برخلاف نہین تو دست بستہ حاضر ہو بعدہ جو مقتضاے وقت ہوگا تعمیل کیجاویگی اوسکے صبح کو علی الرغم ابوالحسن متصدیان سرکار کے نام حکم جاری ہوا کہ پچاس ہزار کیسہ کرپاس جسکا طول دو درعہ اور عرض ایک درعہ ہو مع مصالح قلعہ گیری کے روانہ حضور کرین کہ پھر نئے سر سے خندق بھرا جاوے اس خبر کے سننے سے عاجزون کی زبان پر جاری ہوا کہ یہ کیا عقل و دانائی اور مسلمان کشی اور رسوائی ہی کہ کیسہ آوین اور خندق بہرا جاوے کیون ابوالحسن کے بموجب التماس غلہ کی درخواست نہین کرتا کہ اوسکے وسیلہ سے ہماری زیست ہو اور غلہ کے شلیطون سے خندق بہرا جاوے ۱۹ شعبان کو عرض ہوا کہ نقب طیار ہی باروت وغیرہ

پیچھ گئی آگ بتلانے کی دیر ہی حکم ہوا کہ اول بہادران مورچال یورش کرین تا کہ محاصرین فصیل قلعہ پر مدافعت کے واسطے جمع ہون
تب آگ لگائی جاوے ادہر عبد الرزاق لاری نے جب ادہر کے سرنگون کی خبر پائی ہر سہ نقب کے مقابلہ مین سنگ تراشون سے زمین کھدوا کر
ایک سرنگ کی باروت وفتیلہ اندر ہی اندر نکال لیگیا اور دوسرے نقبون سے کسیقدر باروت نکال کر باقیماندہ کو پانی سے کیچڑ
کردیا کچھ جو بچے اسطرف تھے جب آگ دی ادہر تو زور نچلا پانی کی نمی تھی ادہر کے رخ شعلہ اور نکلا مردم مورچال و نیز
تماشائیان فوج عالمگیری جو کھڑے تھے جل گئے اور بقدر دور زمین سنگلاخ نے اوڑ کر اکثر آدمیون کے سر پر خاک ڈالی ادہر کے
آدمی مطابق سنہ عدد ہجری کے آوارۂ صحرائے ادبار ہوئے آوسوقت سنہ ۱۰۹۷ ہجری تھے اونمین سے ایک گروہ نامیون کا
مارا گیا جب دہوان بیٹھا کہین رخنہ نظر نہ آیا کہ ارادۂ بالاروی کرین بلکہ بسبب ہلاکت اسقدر فوج کے عجب طرح کی سراسیمگی
عاید ہوئی اور دیکھی باروت کا دہوان تو چار و طرف سے گھرا ہوا تھا کسیکو سجھائی تو دیتا نتھا محصورین نے فرصت غنیمت جانی
قلعہ سے نکل مورچہ پر آ باقیماندون کی جان پر آفت ڈہائی جب بادشاہ نے یہ معرکہ سنا حکم سزا صادر فرمایا بڑی سعی سے لوگون کے
پیر باوجودیکہ بہت سے بے سر ہو گئے مورچے پر گڑے رہے ہنوز مردم شاہی نے جا گرم نکی تھی شہیدون کے حساب مین مصروف
تھے کہ قلعہ والون نے دوسری نقب مین آگ دی ہزار کنگرہ متہر فوج غازی کے سر پر آن ٹوٹے زخمیون کی ہائے ہوے
چرخ برین تک پہونچی کروبیون کے کان کر ہوئے غوغا [۲۰۰۰] کے اعداد کے مطابق مقتولون کا شمار ہوا اور پھر بھی محصورین نے چاہا
کہ قلعہ سے نکل کر طرف حصار کے مورچون کو جو چھ مہینے مین طیار ہوئے اور محل اقامت شاہی تھا چھین لیوین مگر خان فیروز جنگ
جا پہونچا تادیب پر کمر باندھی اس رزم مین بھی تعداد کشتون کی خرگاہ سے برابر ہوئی ہر چند فیروز جنگ نے رستمانہ چپقلش
دکھلائین مگر شوخی اعدا کا تدارک قرار واقعی نہو سکا عالمگیر یہ خبر سنتے ہی خشمناک ہوا سواری خاص طلب کرکے مع فوج ظفر موج
تخت روان پر زینت افزائے میدان وغا ہو کر حکم یورش صادر فرمایا باوجودیکہ ایک خواص کا ہاتھ جو قریب تخت کھڑا تھا گولی کی
ضرب سے اوڑ گیا کچھ خوف نکہایا حملہ سے نہ ہٹا مرد آزمائی کو ہاتھ بڑہایا ناگاہ باران رحمت نے حضرت بادشاہ کی زحمت دیکھکر برسنا
شروع کیا شناوران بحر وغا کی غوطہ خوری نے سود ہوئی ہوائے پندار جو حباب وار سر مین بھری تھی پانی کے طمانچہ سے نکل گئی
کسیکی جرات نہوئی کہ قدم بڑہا کر آبرو حاصل کرے سیلاب کے اژدہا سے دمدمون کے دل بیٹھ گئے حتی کہ سواری بادشاہی مع دمامون
ہمراہی کے لوٹی محصورین نے چیرہ دستی کی مورچون پر پہونچکر جسقدر ہو سکا توپین عمدہ گران قیمت اوٹھا لیگئے جنہین نہ لیجا سکے
میخ مار کر خراب کردیا اور ہزار ہا کیسہ خاک آلود جنمین اکثر دست مبارک بادشاہ کے دوختہ سے اوٹھا لیگئے سارا کارخانہ لڑائی کا
باطل کردیا ہر چند خان فیروز جنگ نے بہت کچھ ہاتھ پیر ہلائے مگر لا حاصل ہوا فیل خاصہ قیمتی چالیس ہزار کا کثرت بارش اور
ضرب گولہ سے گر گیا شام کے ہنگام ناکام خیمون مین آئے وہ دن بھی ناکامی مین تمام ہوا دوسرے روز بادشاہ عالیجاہ خود سوار ہوا
تیسری نقب مین آگ لگانے کو حکم دیا ہر چند آگ فتیلہ مین دی مگر شعلہ خیز نہوئی کوئی سبب معلوم نہوتا تھا تا آنکہ جاسوسون نے
خبر لگائی کہ محصورون نے قلعہ سے بہ سینہ زوری کی فتیلہ باروت کی چوری کی بادشاہ کو نہایت خجالت ہوئی ارادہ حملہ

دوسرے وقت پر موقوف رکھا دولتخانہ کو مراجعت فرمائی اس معرکہ مین خان فیروز جنگ نے دو زخم تیر کے کھائے تھے اور نیز دیگر روسانے بھی جراحت پائی تھی فیروز جنگ چند روز سے سرداری سے ممنوع ہوا اخبار جنگ و جدل شاہزادہ محمد اعظم کو ملا سلطان ابو الحسن کا عدم اور وجود یکسان سمجھکر دیوانیان کفایت شعار اور حکام آباد ان کار کو ہر جگہ منصوب کیا اور حکم دیا کہ حیدر آباد کو دفترون مین دار الجہاد لکھا کرین عبد الرحیم خان بیوتات کو واسطے احتساب شہر کے مامور کیا اور حکم دیا کہ بعض ہیمیات نگار اور بدمذہبیان ابو الحسن کے شہر سے دور کرے اور بتخانون کو منہدم کرا کر مسجدین بنوادے۔ عجب حکایت ہی کہ صف شکنخان ولد قوام الدینخان برخلاف دیگر امراے ایرانی کے قلعہ گیری مین تردد کثیر کرتا تھا ایک روز کسی ایرانی فاضل نے کہا کہ ایک گروہ علما اور مومنین اور سادات کا اس قلعہ مین محصور ہی یہ تیری سعی اور کوشش اونکے اتلاف اور خرابی کا سبب ہی اوس بدبخت نے جوابدیا کہ اگر امام حسین بھی اس قلعہ مین ہون تسخیر کرنے سے باز نہ ہونگا یہ کلمہ یہان تک مشہور ہوا کہ خیمہ خیمہ مین چرچا ہونے لگا۔ اس مقولہ سے یہ اتہام کیا گیا کہ محصورین سے متفق ہی پس نظر عالمگیر سے گر کر ساقط الاعتبار ہوا اور اوسکا مال و اسباب ضبطی مین آیا اور بعد چندے معاف ہوکر پھر آتشی کے عہدے پر اس سبب سے کہ صلابت خان وغیرہ نامردی سے معذرت خواہ تھے مقرر کیا گیا۔ چونکہ عالمگیر ہمیشہ تالیف قلوب دشمنون کی کرتا تھا اور نیز رد و بد کا کوئی ساتھی نہین ہوتا اکثر نوکر سید ابو الحسن کے عالمگیر سے رجوع ہوکر منصب لایق سرفراز ہوئے شیخ منہاج اس خبر سے کہ عالمگیر کی رفاقت کرنا چاہتا ہی قید ہوا غیر عبد الرزاق لاری اور عبد اللہ خان ترین افغان کے کوئی شخص سلطان ابو الحسن کے پاس نہ رہا آٹھ مہینے محاصرہ مین گذرے یہ دو نو ایام محاصرہ مین جیسا کہ چاہیے جانفشانیان کرتے رہے مگر فرمان عالمگیری موعود منصب شش ہزاری شش ہزار سوار مع دیگر عنایات کے عبد الرزاق لاری کے نام صادر ہوئے مگر اوس وفا نژاد نے راہ راست نچھوڑی بلکہ فرمان والا کو قلعہ کی برج اور فصیل پر آکر مردمان عالمگیری کو دکھلا دکھلا پہاڑ کے نیچے چھوڑ دیا اور حامل خط کے زبانی کہلا بھیجا کہ یہ جنگ نمونۂ کربلا ہی عبد الرزاق امیدوار ہی کہ نفس واپسین تک اون بائیس ہزار نامرد کے زمرہ مین کہ امام حسین سے بیعت کر کے آخر کو تلوار مارے نہ آوے بلکہ منجملہ بہتر شہدا کے دنیا و عقبے کی سرخروئی حاصل کرے عالمگیر نے اس جواب سے آزردہ ہوکر ظاہر کیا کہ زہے بدبخت لاری بازاری اور باطن مین اوسکی وفاداری پر تحسین فرمائی۔ اگرچہ بمقتضاے تقدیر قلعہ گلکنڈہ مسخر ہوا لیکن دونو طرف کے دین و ایمان شجاعت وفا حیا مروت کا امتحان ہوگیا اور ترددات بیہودہ عالمگیری اور بادشاہ کی کیسہ دوزیہا وضو و طہارت اور خرچ کثیر اور چاندی ہزارہا حیوان اور انسان تلف ہوئی تھی قلعہ مذکور فتح نہوا مگر طمع اور ترغیب نوکران ابو الحسن اور اون بے ایمانون کی نمک حرامی سے قبضہ ہوگیا

ذکر فتح قلعۂ گلکنڈہ اور بقیہ حال ابو الحسن خدا بندہ کا

آخر ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۸ ہجری کو روح اللہ خان کی سعی اور رستم خان افغان بمنی کے وساطت سے اور رسل رسایل سے عبد اللہ خان زہین جو ابو الحسن کا معتمد نوکر اور صاحب اختیار دروازہ معروف کھڑکی کا تھا بطمع جاہ مع نوکرون اور فوج کے عالمگیر کے نوکرون سے ملگیا اور بیدار رہنے پر روح اللہ خان اور مختار خان اور رستم خان اور صف شکنخان نے ایمان اور خواجہ مکارم جسنے جان نثار خان

کا خطاب پایا تھا کہ روبرو دروازہ کھول دیا اور لوگ دروازے اور فصیل سے جوجابجا شکستہ و ریختہ ہو گئے تھے داخل
حصار ہو گئے اور شاہزادہ محمد اعظم مع فوج کے دروازہ پر آکر منتظر کشادگی دروازہ استادہ ہوا مردم بادشاہی سیلاب کی طرح سے
قلعہ مین داخل ہوئے ہر جگہ پر پہرہ لگ گیا حرم سرائے وغیرہ مقام سے غلغلۂ فتح بلند ہوا مصطفے خان عبد الرزاق لاری نے مطلع
ہوکر بدون مسلح ہونے کے بمقتضائے شجاعت ڈہال تلوار لیکر اسپ چارجامہ پر سوار ہوکر مع بارہ آدمیون کے مقابلہ کو دردولت
ابو الحسن پر حاضر ہوا اوسوقت دروازہ کھلا اور مردم عالمگیری کا ہجوم ہو گیا تھا اوس شیر آہنگ نے بلا خوف اوس جمع کثیر کا
مقابلہ کیا رفقانے بھی کنارہ کشی کی مگر یہ تن تنہا آگے کو بڑہتا اور کہتا تھا کہ جب تک جان ہے رفاقت خداوند نعمت کا ارمان ہے
اپنے خون سے بازی کھیلتا تھا چاروطرف سے تیر برستے تھے سر سے پیر تک نخل شگوفہ ہو گیا وہ شجاعت ظاہر کی کہ جسکے سننے سے
رستم اور سہراب کے کان کھڑے ہون جنگ کنان اپنے آقا کے دردولت پر جا پہونچا وہان پر بارہ زخم منکر مین سے ایسا زخم
کھایا کہ پیشانی کا گوشت لٹک کر آنکھون کا پردہ ہوا آخر دیکھنے سے مجبور ہوا عین ایسی حالت مین دوسرا زخم آنکھہ پر لگا اور کثرت جراحت
سے آنکھہ بند ہو گئی کھڑے ہوکر خود داری کرتا تھا اور گھوڑے کی باگ چھوڑ دی اپنی احتیاط مین رہا اسپ وفادار نے اوسکے
مکان پر پہونچایا اور اوسکے آدمیون نے گھوڑے سے اوتار بستر پر ڈالا ہاشم علیخان خافی محرر تاریخ جو اوس وقت عالمگیر کے
لشکر مین حاضر اور اس ماجرے کو دیکھتا تھا لکھتا ہے کہ یہ ایک شمہ ہے اوسکی شجاعت سے مردان کارنامہ اوسکو سرمشق حسن
کارگذاری اور اولیائے نعمت کی خدمتگذاری کا کرکے اپنے کو محبوب قلوب اور مورد الطاف خفی و جلی خالق کا کرین بالجملہ سلطان
ابو الحسن نے جب اس پایان رنج سے آگاہی پائی اور نالۂ جانکاہ پردگیان حرم سے بلند ہوا ہر ایک کی تسلی کرکے وداع ہوا اور
کمال استقلال سے دیوان خاص مین مسند آرا ہوا اور انتظار مہمانان ناخواندہ کرنے لگا کھانے کا وقت نزدیک تھا تاکید
خوان آرائی کی کرتا تھا جسوقت کہ روح اللہ خان اور مختار خان مع دیگر امرا کے پہونچے سلام علیک مین سبقت کی مگر دست
بر سینہ لا یا داب سلطنت سے باہر نہوا اور غایت استقلال اور خود داری سے ہر ایک کو خوشوقت کیا جب بعد روشن ہونے
صبح کے بکاول نے خبر طیاری خوان کی لگائی حاضرین سے اجازت طلب کی اور اونہین بھی تکلیف خورش دی بعض نے
انکار کیا اور بعض شریک طعام ہوئے روح اللہ نے از روئے تعجب کے دریافت کیا کہ یہ کون وقت طعام کا ہے ابو الحسن نے فرمایا
کہ میرے کھانے کا وقت یہی ہے روح اللہ خان نے کہا مین جانتا ہون لیکن اس حال بد مین کیونکر رغبت ہو گی جوابدیا جو تم کہتے ہو کہ
یہ بات حسب قاعدہ جمہور ہے مگر میرا اعتقاد یہ ہے کہ کسی وقت مین خداوند تعالی نظر لطف سے دریغ نہین رکھتا ہے اگرچہ سلسلۂ
خاندان دادا اور نانا دونو طرف سے باآبرو رہے لیکن چندگاہ خدا کی مصلحت میرے حق مین یہ ہوئی کہ لباس درویشی مین
بسر کیا بعدہ کہ نظر تفضلات ہوئی دفعۂ واحد مین سلطنت نصیب ہوئی الحمد للہ کہ کوئی آرزو دل مین نہین ہے کہ وردن
حاصل کیے اور لاکہون عطا کر ڈالے اسوقت مین بھی کہ بعض اعمال ناشایستہ کے عوض مین جو ایام سلطنت مین میرے ہاتھ سے
ہوئے بنابر تنبیہ و تادیب عنان بادشاہی میرے ہاتھ سے لے لی اوسپر بھی شکر ہے کہ جسقدر ایام حیات میرے باقی ہین بادشاہ

دینداری کے اعتبار مین ہین بعد فراغ طعام سواری طلب فرمائی اور بادشاہی شان و توزک سے مالاے مروارید گردن مین ڈالکر امراے عالمگیر کے ہمراہ روانہ ہوا چونکہ اعظم شاہ نے دروازۂ قلعہ پر خیمۂ مختصر کھڑا کیا تھا اور منتظر تھا اوسکے پاس لیگئے بروقت ملاقات مالاے مروارید اپنے گلے سے اوتار کر شاہزادہ کے نذر کیا اور شاہزادہ نے اوسکی دلجوئی کر کے عالمگیر کا حضور دکھلایا اوس طامع نے بھی عزت کی اور یومیہ بقدر معاش ضروری از قسم پوشاک و خوراک و خوشبو کے مقرر کیا بعد چندروز کے روانۂ دولت آباد کر کے وہان قید رکھا بعد ازان روح اللہ خان وغیرہ متصدی اوسکے جستجوے مال مین مصروف ہوئے اور عبد الرزاق لاری کی کیفیت سے مطلع ہو کر اوسے طلب کیا اوسے حالت نزع مین چارپایہ پر ڈالکر روح اللہ خان کے پاس لائے۔ صف شکنخان شمر خو مجوز نگاہ چلدیا کہ یہ وہی لاری ناری ہی اسکا سر کاٹکر بادشاہ کے حضور مین لیجانا چاہیے اور دروازہ پر آویزان کرنا چاہیے روح اللہ خان نے جوابدیا کہ نیم جان کا سر کاٹنا بے اجازت مروت سے دور ہی اور احوال اوسکا حضور مین لکھا جب عالمگیر نے اوسکی جانفشانی سنی حکم دیا کہ دو جراح ہندی و فرنگی اوسکے علاج پر مقرر ہون اور ہر روزہ اوسکے حیات کی کیفیت تحریر کرین اور روح اللہ خان کو بلاکر کہا کہ اگر ابو الحسن کا ایک اور بھی ایسا نوکر وفادار ہوتا تو فتح قلعہ ناممکن تھی جراحون نے بعد معاینہ جراحت عرض کی کہ ستر زخم بخیہ اور علاج طلب شمار مین آئے ہین سوا اسکے بہت سے ایسے زخم ہین کہ جسکا شمار نہین ہو سکتا اور اگرچہ ایک آنکھ چشم زخم سے بچی ہی مگر معلوم نہین کہ دوسرے جراحتون کے تصادم سے اوسمین نور دیدہ باقی رہی یا نہ ہا سیر مکرر تاکید علاج صادر ہوئی بعد تیرہ روز کے عرض کیا کہ عبد الرزاق نے آنکھ کھولی زبان الکن سے کسیقدر حرف زن ہوتا ہی امید حیات عنقریب ہی حکم ہوا کہ ہمارا یہ پیغام پہونچاؤ کہ تیری تقصیرات معاف ہوئین اپنے لڑکے عبد القادر کو مع دیگر فرزندان لائق کے روانۂ حضور کرے تاکہ منصب سے سرفراز ہون اس پیغام سے اوس بہادر نمک حلال نے کہا کہ اول تو امید حیات نہین بر تقدیر اگر زندگی وفا کرے ان دست و پا باختہ سے کب نوکری کر سکتا ہون بالفرض اگر نوکری کے قابل بھی ہون تو مجھسے کہ نمک پروردۂ ابو الحسن ہون کب نوکری عالمگیر کی ہو سکتی ہی اگرچہ اس جواب سے بادشاہ کو رنج آیا مگر انصاف سے آفرین فرمائی اور حکم دیا کہ بعد صحت اوسکی حقیقت عرض کرین اور اوسکا جو اسباب کہ لوٹ سے باقی رہا تھا اوسے بخشدیا اور اموال ابو الحسن سے ارسٹھ لاکھ اور اکاون ہزار ہون اور دو کروڑ تریپن ہزار روپیہ جملہ چہ کرور انتی لاکھ اور دس ہزار روپیہ سواے جواہر اور ظروف مرصع طلا و نقرہ کے ضبطی مین آکر عرض ہوا۔ اس تشخیص ہاشم علیخان سے معلوم ہوتا ہی کہ نرخ ہون کی اوسوقت مین سات روپیہ تھا اور وزن اوسکا مضاعف اور سونا اونکا بے غش بہ نسبت اس زمانۂ حال کے ہوگا ورنہ جو نرخ اور وزن ہون کا اسوقت ہی اسقدر روپیہ کا تخمینہ نہین ہو سکتا اور جمع دامی ایک عرب پندرہ کرور تیرہ لاکھ کسیقدر زیادہ دفتر مین لکھے گئے ملتفت خان جو آخر کو بخطاب امیر خان نامزد ہوا اوسکا نام اصلی میر عبد الکریم ہی مستعدان مین سے تھا اسنے قلعہ کے فتح کی تاریخ (فتح قلعہ گلکنڈہ مبارکباد) کہی۔ اس قلعہ گلکنڈہ کا استحکام اور شہر حیدرآباد کی خوبی اور اوس سرزمین کی آب و ہوا کی لطافت اور وہان کے حسن نمکین اور سیر حاصلی کی کیفیت اوس سے

زیادہ ہی کہ اس ذخیرہ مین لکہا جاوے قلعہ خام گلکنڈہ اول بنایا ہوا راجہ دیورائے کا ہی سلاطین بہمنیہ نے اہل اسلام کے
تصرف مین پہونچایا بروقت اختتام زمانہ بہمنیہ کے سلطان قلی نام مخاطب بہ قطب الملک کے جو امرائے سلطان محمود
بہمنی سے تہا حاکم گلکنڈہ تہا جب طوایف الملوکی ہوئی مستقل وہان کا حاکم بن بیٹھا اور اوس قلعہ خام کو پختہ طیار کیا
بعد ازان جب اسکی اولاد نے سالہا سال تسلط پایا اور وہان کے فرمان روا رہے ہر ایک کا خطاب قطب الملک ہوتا آیا۔
اور اوسکے استحکام مین ساعی ہوکر نہایت متانت سے پایدار کیا جب نوبت سلطنت محمد قلی قطب الملک کی پہونچی یہ شخص
بہاگ متی نام ایک پاتر پر عاشق ہوا اور تعشق بسیار ہوگیا اور بموجب اوسکی خواہش کے قلعہ سے دو کوس کے فاصلے پر ایک شہر
اوسکے نام پر بہاگ نگر نام آباد کرایا چونکہ وہ عورت فاحشہ تھی اوس شہر مین رواج خرابات او مسکرات کا بکثرت ہوگیا اور
وہان کے سلاطین برملا عیاشی کرنے لگے انواع فسق و فجور مین اوس شہر کے باشندہ بدنام ہوئے کوئی بادشاہون مین سے
اس قباحت اشتہار پر جو اوس عورت کے نام سے مطلع ہوا اور اوسکا نام حیدر آباد رکہا چونکہ ابو الحسن زیادہ تر بنسبت اوروں
کے لہو و لعب اور عیش و طرب مین رغبت رکہتا تہا فسق و فجور کے اسباب کی کثرت نے رواج پایا اور عالمگیر نے جو ظاہر مین اپنے
تئین کسوت اہل صلاح سے آراستہ کرتا تہا اور تارک الدنیا کی تشبیہ ڈہونڈہتا تہا شہر مذکور دار الجہاد کے نام سے موسوم کرکے
وہان کے باشندون کی قتل و غارت اور شہر کی خرابی مین مصروف ہوا اور غرض اصلی یہ تھی کہ تحصیل خزاین نقود و جواہرات
سرکار ابو الحسن کے جو مشہور تہے کرے اور اکابر علماے شیعہ اور اتقا اور عموماً مومنین کے جو اوس شہر مین بکثرت تہے اونکا
استیصال منظور اور مقصود تہا اور زمانہ بہادر شاہ مین شہر مذکور کا فرخندہ آباد نام رکہا گیا لیکن اشتہار اوس شہر کا حیدر آباد
ہی کے نام سے جیسا کہ اب بہی ہی بدستور رہا اور اوسکی کوشش نے کچہہ نہ سود بخشا بعد فتح قلعہ گلکندہ کے عالمگیر بیجاپور کو
چلا جب خبر صحت پائی عبد الرزاق لاری کی اس زمانہ دل آزاری کو پہونچے صوبہ دار حیدر آباد کو لکہا کہ عبد الرزاق کو مستمال کرکے
روانہ حضور کرے عبد الرزاق نے معذرت کرکے التماس کیا کہ امیدوار ہون مجہے مع اطفال کے روانہ بیت اللہ فرمائے تاکہ بعد
حصول طواف حرمین شریفین کے وطن پہونچکر دعاے ازدیاد عمر و دولت بادشاہ مین مشغول رہے بعد عرض اس خبر کے آشفتہ ہوکر فرمایا
کہ مقید کرکے روانہ حضور کرے فیروز جنگ نے شفاعت کرکے اپنے پاس دلاسا کرکے بلایا اور چند دنون تک رکہکر بڑی دلیری سے
منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار قبول کراکر جرگۂ ملازمان شاہی مین لایا یہ بیموقع آشفتہ ہونا محض عنادی ورنہ لازم تہا کہ اوس یگانہ
اور وحید دہر کی خوبیون پر نظر کرکے مبلغ خطیر انعام دیتا اور جیسا کہ چاہتا تہا اوسکو وطن مالوفہ کی رخصت دیتا اور اگر نگاہ رکہنا
اور اوسکا دل رکہنا واجب تہا تو مقتضاے قدردانی یہ تہا کہ براہ ضعفا پروری خود اوسکے مکان پر آتا یا کسی شاہزادہ کو یا مثل روح اللہ خان
وغیرہ عمدہاے ملازمین سے کسیکو بہیجکر بہر حال اوسکی دلجوئی اور تالیف کرتا اور زیادہ تر اون مرتبون سے جو دیگر نوکران نمک حرام
ابو الحسن مانند محمد ابراہیم و شیخ نظام وغیرہ کو دیا تہا اوسکے واسطے مقرر کرکے اوسکی عزت و احترام مین زیادہ ساعی ہوتا تاکہ حق
قدردانی کا پہونچتا اور نیز نوکران و رفقا کی وفاداری کی دلالت ہوتی نہ یہ کہ نمک حرامون کو ہفت ہزاری کرتا اور عبد الرزاق کو

حکم قید بہیجنا ظاہر ہوا اور بعد ازان کہ بیچارہ بضرورت نوکری کرے چار ہزاری منصب ملے اور اسطرح بمقتضاے دنیا طلبی
اور تحصیل کار خود کے ملک عیاں افغان ملعون کو جو ممنون احسان جان بخشی دارا شکوہ تھا مہربانی کرنا اور منصب بخشنا اگر تا لیف قلب
اور اوسکو لالچ دینا ضرور تھا چاہیے تھا کہ بعد ہیر اجانے دارا شکوہ کے اوس ولد الحرام کو مقید و ناکام رکھتا بلکہ ہمراہ دارا شکوہ
کے اوسکی گردن مارتا تا دیگر لوگون کی عبرت ہوتی اور اسطرح کے امور سے محترز رہتے نہ یہ کہ مراعات کرکے زیادہ تر دلالت
اور ترغیب ایسے امور کی کی گئی اور جملہ عجایب اعمال اوسکے سے ایک یہ ہے کہ سعادت خان کو جو ابو الحسن کا دربان تھا
اور جسنے جانبازی کرکے اوس قسم کے سوال و جواب سلطان ابو الحسن سے کیے اور نو خوان جواہرات قیمتی بیالیس لاکھ روپیہ کے
حسب الحکم اپنے حسن تدبیر سے جان سے ہاتھ دہو کر حاصل کرکے بہیجے اسقدر قصور پر کہ آتش افروزی اور لڑائی مین
توقف کیا اور بعض حالات جسکی خبر شاہ اوسے نہو حضور مین نہ لکھا بعد فتح مورد عنایت ہوکر دو صدی منصب ذات
اور سو سوار اوسکے کم ہوئے اور خطاب سے برطرف ہوا اور اسی ہزار روپیہ جو ابو الحسن نے اوسے دیا تھا اور اوسنے التماس
کرکے ظاہر کیا تھا باز یافت کرکے ایکسال تک عتاب مین رکھا اوسکا احوال ایسا تھا کہ ہاشم علیخان خافی لکھتا ہے کہ مین
سعادت خان کے ہمراہ تھا اور خوانچہ ہاے جواہر مرسلہ ابو الحسن مع عرضی عفو تقصیرات کی اوسکی تحویل مین تھے ہر چند
اوسکے دوستون نے کہا کہ فرد دستخطی ابو الحسن ان جواہرات کی چہرہ اور قیمت کی نہین ہے پس شمار کو برابر رکھکر بعضے جواہرات
جو بیش قیمت مین لیکر اونکی جگہ کم قیمت جواہرات رکھدیجیے مگر اوس عزیز نے بپاس امانت داری کے اس عمل پر توجہ نکی
اور اصلا تصرف نکیا غرض راقم کی لکھنے سے جو بعض فقرات کتاب ہاشم علیخان خافی سے منتخب ہوئے ہین یہ ہے کہ مدارج
رضا و تسلیم و ثبات و استقلال ابو الحسن کا تا بقاے روزگار رہے جیسا کہ اوسنے اپنا استقلال ایسے وقت مین کہ
درویشون سے بھی دشوار ہے قائم رکھا فی الحقیقت لباس سلطنت مین ایک درویش تھا حقیقت کیش اور مراتب
شجاعت و وفا اور اخلاص کے جو مصطفے خان عبد الرزاق کو حق تعالے نے دیئے تھے اوسکی خلقت مین محض عنایت
اور ودیعت نہادہ دست قدرت تھی قیاس کرنا چاہیے کہ محض عالم یاس مین کہ مطلقا امید ظفر اور رستگاری کی نہو
اس حد پر پاس ننگ اور وفا اور اخلاص مین کوشش کرنا اور کمال خواہش سے شربت تلخ جراحت اور اجل کا نوش کرنا
مقدرات مین سے ہے اور ظاہر ہونا عناد اور لجاجت اور مکاری عالمگیر کا اور شہرت مکر و تزویر اور رسوخ کینہ اور تعصب
اور تبعیت نفس اور ہواے تغلب جو ابناے جنس پر ہوئی اور کہوٹا پن اور زیادتی حرص ان حق پرستون پر اور احوال ابو الحسن
اور عبد الرزاق کو کہ اخلاق حمیدہ مین جو انکا نذکور ہے اپنا سرمشق بنا دین اور خصایل رزیلہ سے جو عالمگیر مین جمع تھین
اوس سے محترز ہونا واجب سمجھین کیونکہ دنیا ہر طرح پر گذران ہے اور جزا اور پاداش اعمال کی دنیا و عقبی مین باقی اور
پایدار ہے ابو الحسن اور عبد الرزاق بھی نرہے اور عالمگیر بھی گذرا مگر دونوکی کردار صفحہ روزگار پر یادگار ہے اور تا قیامت
اور ہر چند بر اہ مکر و حیلہ کے منع کرکے اپنی عیب پوشی کی تاریخ کو چھپایا اور کوشش کی کہ لوگون پر ظاہر نہو مگر کچھ فایدہ نہوا

بلکہ اور زیادہ ظاہر ہوا اور اگر بفرض محال بعض لوگون یا کل مردم سے مخفی رہتا عالم الغیب سے جو اپنے بندون کے ضمائر سے واقف ہی کیونکہ مخفی اور محتجب ہتا۔ الحال بر سبیل اختصار احوال عروج ابو الحسن کا کہ حق تعالے نے گوشہ جہول سے نکالکر اوج کامرانی پر پہونچایا اور آخر کو تخت سلطنت حیدرآباد پر متمکن ہوا لکھنا مناسب ہی تاکہ طالبان اخبار کو سرمایہ حسرت اور انتظار نہ ہے کہ ابو الحسن نے جیسا کہ خود روح اللہ خان سے اظہار کیا کیونکر آن واحد مین فلاکت سے نکلکر ریاست پر پہونچا۔ مخفی نرہے کہ عبد اللہ قطب شاہ جسنے قریب ساٹھہ برس کے فرمانروائی کی چونکہ لاولد تھا منجملہ تین لڑکیون کے جو حق تعالے نے اوسے عطا فرمائین تھین ایک کو سید نظام الدین احمد الحسینی سے جو سادات صحیح النسب مدینہ طیبہ او رخلف سلسلہ غوث العلما امیر غیاث الدین منصور شیرازی قدس اللہ روحہ العزیز سے تھا منسوب کیا احوال فضلاے اس سلسلہ کا مانند امیر مذکور کے جو ملقب ہوا اوستاد ابو البشر وہو من الشمس اظہر و صدر الحکما امیر صدر الدین محمد دستگی شیرازی و سید مبارک شاہ و میر اصیل الدین و میر جمال الدین محدث وغیرہ کے ارباب بصیرت پر مستور اور مخفی نہین انکا موطن اصلی مدینہ طیبہ ہی وہان سے دار العلم شیراز مین آکر سکونت اختیار کی اور صاحب ضیاع و عقار ہوئے اور توزک و احتشام سے ایک زمانہ دراز بسر کیا تاآنکہ سید نظام الدین دوبارہ ساکن حجاز اور سید علیخان اوسکا بیٹا وہین پر متولد ہوا بعد ازان مع پسر حیدرآباد دکن کو نہضت کی جیسا کہ اوس سے اشعار ہو چکا ہی داماد بادشاہ ہوا اور عبد اللہ قطب شاہ نے سید نظام الدین احمد اپنے داماد کو رتبہ رفیعہ امارت پر پہونچا کر اختیار اکثر امور ملکی کا اوسے عطا کیا بعد چندے سید سلطان جو کہ نیہہ بھی سادات مشہورہ عزت اور منجملہ شاگردان پدر بزرگوار سید احمد تھا وارد ہوا اور خدمت بادشاہ مین تقرب بہم پہونچا کر دوسری لڑکی اپنے نامزد کرائی اور روز بروز اسکا عزت و احترام افزایش پاتا گیا تاآنکہ سید احمد اور سید سلطان کے فیما بین مین حسد آپہونچا ایکروز قطب شاہ نے سید سلطان سے دریافت کیا کہ تمکو بزرگان سید احمد کے حالات سے آگاہی ہی اوسنے کہا ہان فاضل بن فاضل اور ہمارا اوستادزادہ ہی جب یہ سخن راست بطور اہانت کے کہا سید احمد اسکو سنکر اوسکے ساتھہ بد ہوا اور دراندازون کے ذریعہ سے روز بروز انکے درمیان مین عناد و فساد کا مادہ جمع ہوتا گیا تاآنکہ سید سلطان کے نکاح کی مجلس جو دختر عبد اللہ قطب شاہ سے منعقد ہوئے درپیش آئی اور ہنگامہ عیش و نشاط اور آرایش در و بام بازار حیدرآباد چند روز تک موجب شگفتگی خاطر تماشائیان رہا عین اوس رات کو جب سید سلطان کو دامادی کے واسطے لیجاتا تھا ایک دوسری حرکت اوس سے ظہور مین آئی اور اوسنے اس انتہا کو کام پہونچایا کہ سید نظام الدین احمد نے قسم سخت کھا کر عبد اللہ قطب شاہ سے کہا کہ اگر تم اپنی دختر سید سلطان کو دیتے ہو تو مجھے رخصت کرو اور اوسنے نکلجانے کی فکر مین ہوا ہرچند قطب شاہ اور نیز دیگر اعیان سلطنت نے چاہا کہ رفع فساد ہو مگر کچھہ فائدہ نہوا چونکہ سید احمد کا تسلط مدتون سے اندرون محل اور نیز دربار مین تھا اور نیز سردماہ جو کہ مدار علیہ محل تھا اور نیز دیگر محرمان سید احمد کے معاون ہوکر بادشاہ کو مانع ہوئے۔ عبد اللہ قطب شاہ نے حیران ہوکر محرمان ہمدمان سے چارہ جوئی کی

اور یہ صلاح قرار پائی کہ سلطان ابو الحسن کو جو ماں کی طرف سے قرابت قریبہ بادشاہ سے رکھتا ہی بجاے سید سلطان کے
داماد بناوین لیکن سلطان ابو الحسن شروع ایام شباب سے صحبت فقراے آزاد نامقید خراباتی وضع مین بسر کرتا اور
اوضاع نیک اختیار کر کے بادشاہ کی نظر سے اسقدر گرا ہوا تھا کہ کسی طرح پر اوسکے حال پر توجہ نہ تھی لہذا ابو الحسن
درویشانہ بسر کرتا تھا اور اسی زمانہ مین سید راجو کی خانقاہ مین جو اوسکی مرشدی مین اشتہار رکہتا تھا اوقات
گذاری کرتا تھا حسب الامر بادشاہ کے سلطان ابو الحسن کو بہم پہونچا کر حمام لیجا کر مخلع کیا اور سہرۂ مروارید اوسکے
سر پر باندہا اور عراقی گھوڑے پر جسپر ساز مرصع الماس تھا سوار کرا کر اوسی تجمل اور توزک سے جو سید سلطان کیواسطے
مہیا ہوا تھا مجلس دار السلطنت مین حاضر لائے اور دختر عبد اللہ قطب شاہ سے اوسکا عقد باندہا روز بروز زیادتی
جاہ و مراتب ہونے لگی اور سید نظام الدین احمد نظر بعلو نسب اور اسوجہ سے کہ بادشاہ کی بڑی لڑکی کا شوہر تھا
کسی امیر کو ارکین دولت مین سے اپنے دلمین نلاکر سید مرتضی کو بھی جو خاندان سلاطین زادگان مازندران اور
عمدہ امراے قطب شاہ اور صاحب فوج حیدر آباد کا تھا سب امرا کے برابر جانتا تھا اس سبب سے سب ارکین دولت
کشیدہ خاطر تھے اور کسیقدر خدمۂ محل بھی اوس سے نفرت کرتے تھے اور برخلاف اوسکے ابو الحسن سبسے جوہر ایک کے
ساتھ رفق اور مدارا اور برادرانہ سلوک اور اخلاص کرتا تھا ہر ایک راضی و خوشنود رہا ہی بعد رحلت عبد اللہ قطب شاہ
کے تعیین سلطنت مین اختلاف واقع ہوا حرم سرا کے باہر سید نظام الدین احمد مع اپنے سپاہ کے مستعد جنگ تھا
اور حرم سرا کے اندر سرو ماہ صاحبہ کلان زن سید احمد اپنے مع کنیزان حبشیہ اور ترکیہ کے شمشیر برہنہ
ہاتھہ مین لیے ہوئے آمادہ فتنہ سازی ہوئی اور ہر گوشہ سے نائرہ جدال و قتال نے اشتعال پکڑا آخرکار
سید مرتضی کی رعایت اور مادنا اور اکنا کی حسن سعی سے جو کہ دونو بہائی قوم برہمن اور سید مرتضی کے
مدار المہام تھے نوکران عمدہ بادشاہی سے رفیق ابو الحسن ہو گئے سید احمد مغلوب اور سلطان ابو الحسن
بادشاہ ہوا لیکن اخیر کو درمیان ابو الحسن اور سید مرتضی کے بسبب غرور و تحکم کے باوجود سر رشتہ نوکری کے بوجہ
اوسی اعانت کے کہ ابو الحسن کے جلوس تخت مین کی تھی نفاق ہوا اور ابو الحسن نے سید مرتضی کی خود سری
اور خلاف ورزی کی برداشت نہ کی اور بکام منازعت کو پہنچا اور صورت فتنۂ تازہ کی ظاہر ہوئی اوسوقت مادنا نے
جو پیشکاران مستقل اور معتمد علیہ سید مرتضی کا تھا اپنی تدابیر اور منصوبہ سے بدل جنگ و جدال کی جماعہ دارات
عمدہ سید مرتضی کو حلقہ اطاعت ابو الحسن مین لایا اور سید مرتضی کو بے بال و پر کر دیا آخر خدمتگاری
کے جلدو مین ابو الحسن نے وزارت کا قلمدان مادنا کے حوالہ کر کے اوسکی پرانی خدمات اوسکے بھائی
اکنا کو مقرر کین اور اقتدار مادنا کی افزائش اسی بندگی اور نیکو خدمتی کے عوض مین تھا ؞ ؞ ؞

تمت

بعون خلاق کون و مکان فضل خالق زمین و زمان جل شانہ

مرآۃ السلاطین

ترجمہ جلد دوم

سیر المتاخرین

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں بطبع مزین مطبوع ہوا

رحلت عالمگیر اور اوسکی اولاد کا جلوس محمد اعظم شاہ اور محمد کام بخش کا مقتول ہونا اور محمد معظم کو تخت نصیب ہونا

عالمگیر بادشاہ جو کہ مشغول تسخیر ملک دکھن تھا نہ تو وہان کا اطمینان کلی کر سکا نہ شاہجہان آباد اسکا ۱۱۱۸
ہجری مین اکانوے ۹۱ برس کی عمر پاکر بانوے ۹۲ جلوس کو واقعہ بلدہ احمد نگر ایسا بیمار ہوا کہ زندگانی سے مایوس ہوا
اوس وقت مین محمد کام بخش چھوٹے لڑکے کو دوشنبہ کے دن ۷ ذیقعدہ کو چار گھڑی دن نکلے صوبہ بیجاپور
مرحمت فرماکر حکم دیا کہ دولت سراے شاہی سے باتجمل سوار ہو نوبت بجتی جاے ابھی کوچ کرکے نکل جاے
مبادا کہ اعظم شاہ سے کچھ آسیب نہ پہونچے بروز پنجشنبہ ۹ تاریخ ماہ مذکور کو چار گھڑی دن چڑہے محمد اعظم شاہ
منجھلے بیٹے کو مالوہ کی رخصت عطا کی لیکن حکم دیا کہ ہر روز پانچ کوس طے کیا کرو اور بعد کوچ کے ہر مقام پر
دو دو روز ٹھہر کر تیسرے دن روانہ ہوا کرے اس کوچ کرنے سے یہ غرض تھی کہ مبادا حضرت بیماری دیکھکر
حضرت نے جو باپ کی ساتھ سلوک کیا تھا وہ آپکے حق مین نکرے اور ٹھہر ٹھہر قطع سفر کی اجازت اس
مراد سے ہوئی کہ اس شاہزادہ کی نزدیکی سے شجاع کا زور لشکر پر نہ چلے گا القصہ اعظم شاہ چند فرسنگ
حسب الحکم گیا تھا کہ عالمگیر بادشاہ بتاریخ ۲۸ ماہ سال مذکور روز جمعہ ایک پہر تین گھڑی دن نکلے پر کوچ فرمای منزل بقا گزین ہوا

اعظم شاہ کا لشکر کو پلٹ آنا اور تخت سلطنت پر جلوس فرمانا

اعظم شاہ بمجرد اطلاع جلدی سے لوٹا ۲۹ تاریخ ماہ مذکور روز شنبہ کو پہر دن رہے دولت خانہ مین داخل ہوا
اور دوشنبہ کو بتاریخ ۲ ذی الحجہ دو گھڑی دن نکلے تابوت عالمگیر کا چند قدم کندہے پر رکھکر روانہ دولت آباد
کیا اور یکشنبہ کی صبح ۸ ذی الحجہ کو نوبت نوازی ہوئی سہ شنبہ کو دہم ماہ عید الضحے تھی بلدہ احمد نگر مین تخت نشین
ہوکر تالیف قلوب رعایا برایا مین مصروف ہوا امرا اور ارکان دولت کو بار عام دیکر فراخور لیاقت
نوازش کی آصف الدولہ اسد خان بہادر بدستور وزیر اور اوسکا بیٹا ذو الفقار خان نصرت جنگ بہادر

سبہ سالار رہے عالمگیر کی بیماری کی خبر سنکر جو شخص جہان پر تھا اپنی چارہ سازی مین مصروف ہوا تھا بڑا لڑکا سلطان معظم بہادر شاہ اوسوقت مین بموجب حکم پدر صوبہ کابل مین تھا اور اسکے دونون بیٹے خجستہ اختر جہان شاہ اور رفیع القدر ہمراہ تھے بڑا لڑکا محمد معز الدین جہاندار شاہ صوبہ داری ملتان پر اور دوسرا لڑکا عظیم الشان صوبہ داری بنگالہ مین تھا اور محمد کام بخش بموجب ایمای پدر یعنی عالمگیر کے بیجاپور مین تھا گویا عالمگیر نی اپنے زعم مین ہند کی سلطنت سلطان معظم بہادر شاہ کو اور ملک دکہن محمد اعظم شاہ اور بیجاپور کام بخش کو دیدیا تھا خواہش یہ تھی کہ اس حصہ پر راضی رہین دنیا کی طمع کسی نہین محمد کام بخش رحلت کی خبر پاکر اپنی فکر مین پڑا اور اپنے جای مختصر کی حفظ مین مشغول ہوا ظاہرا محمد اعظم شاہ نے نوید اضافہ کسی دوسرے صوبہ سے اوسکو اور اوسکی مان کو راضی کرکے حکم دیا تھا کہ اون اطراف مین کام بخش اپنا سکہ خطبہ رایج کرے

سلطان معظم بہادر شاہ کا کابل سے نہضت کرنا اور جلوس فرمانا

اس بیماری کی خبر پہونچتے سلطان معظم کابل اور عظیم الشان بنگالہ سے جو سامان میسر آیا ہمراہ لیکر روانہ اکبرآباد ہوے اثناے راہ مین رحلت پدر کی خبر ملی اور سہ شنبہ کو سلخ ماہ محرم ۱۱۱۹ ہجری مین دو پہر وقت طالع اسد مین تخت نشین ہوکر اعظم شاہ کو لکہا کہ اگر بموجب تقسیم پدر کے سلطنت دکہن پر جو کہ وسیع ملک ہے قانع ہوکر ہندوستان مجھے دیجیے تو موجب بہتری ہے الصلح خیر مشہور ہے اعظم شاہ کو بہائی کی تحریر نہ بہائی جواب مین لکہا و بادشاہ در اقلیمی نگنجند بہادر شاہ طی منازل کرکے لاہور پہونچا محمد معز الدین ملتان سے مع سامان ملحق لشکر پدر ہوا باہم اکبرآباد کو روانہ ہوے اور بنگالہ سے عظیم الشان بہی سامان مناسب سے اکبرآباد پہونچکر خزانہ صوبہ بنگالہ کو جو ایک کرور سے کئی لاکہہ زیادہ تہا اور اثناے راہ مین قابض ہوگیا تہا واسطے نذر پدر کے نگاہ رکہا اور مختار خان صوبہ اکبرآباد کو جو کہ شاہزادہ بیدار بخت کا سسر اور اعظم شاہ کا خیرخواہ تہا قید کیا اور جسقدر خزاین اور سامان اکبرآباد مین تہا قبضہ مین لیکر استمالت اہالی اور اجماع فوج مین مصروف ہوا قلعدار اکبرآباد سے قلعہ خالی کرنیکو کہا اوسنے عذر کیا کہ تا انفصال باہمی ممکن نہین عظیم الشان نے زیادہ کد بیکار سمجہی اپنے کام مین مصروف ہوا کسیقدر جاہ و حشم کی افزایش ہوئی اسی عرصہ مین باپ اسکا آگیا عظیم الشان نے بعد پابوس خزانہ نذر کیا وہ نہایت خوش ہوا کیونکہ زر کی قلت تہی بقدر مناسب ہر ایک کو تقسیم کیا کسیقدر پریشانی دور ہوئی

محمد اعظم شاہ کا دکہن سے کوچ کرنا بہادر شاہ کے مقابلہ کو اور میدان جاجو مین

دونون کا محاربہ ہونا

محمد اعظم شاہ نے بہادر شاہ کے دہلی جا پہونچنے کی خبر سنکر اپنا دشمن عظیم جانا معہ لشکر و سامان بسیار کے نامناسب یلغار کرکے چلا اور اس عجلت مین اکثر لشکری اور سامان حرب و توپخانہ وغیرہ پیچھے رہ جاتا تھا گیارہوین ربیع الاول ۱۱۱۹ھ روز یکشنبہ کو گوالیار آیا اور بہنگاہ وہان چھوڑکر خود پیشتر کو روانہ ہوا ہر ماہ مذکور روز یکشنبہ کو میدان جاجو مین فریقین کی تلاقی ہوئی لشکر اعظم شاہی کے مقدمۃ الجیش نے پیشتر جاکر سلطان معظم بہادر شاہ کے خیمون مین آگ لگائی جو تھوڑی سی فوج روبرو تھی پیچھا دکھلا گئی عظیم الشان جو اپنے باپ بہادر شاہ کا ہراول تھا چند قدم جاکر ٹھہر گیا باپ کا انتظار کرنے لگا بہادر شاہ شکار مین تھا یہ نہ جانتا تھا کہ آج ہی یہ معرکہ ہوگا جب خبر پائی بیٹے کے مدد کو باگ اوٹھائی ارادۂ تقدیر تو یہ تھا کہ بہادر شاہ کی فتح اور اعظم شاہ کا زوال عمر و دولت ہو بہادر شاہی فوج کے پس پشت اور اعظم شاہیون کے آنکھون کے رخ باد تند کے جھونکے آنے لگے اعظم شاہ نے لشکر مرتب کرکے شاہزادۂ کلان بیدار بخت کو ہراول اور شاہزادۂ والاجاہ کو میمنہ اور عالی تبار کو اپنے ہمراہ ہاتھی پر سوار کیا مستعد مقابلہ ہوا آصف الدولہ اسد خان بہادر بھی جو اسکے باپ کا اور نیز اسکا وزیر اعظم تھا آیا ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ سپہ سالار نے براہ دولتخواہی عرض کیا کہ چونکہ آفتاب بلند اور ہوا تیز اور اکثر توپخانہ سلطانی پیچھے رہگیا ہے لہذا اسیقدر پر کہ مخالف کے خیمہ جلا دیئے بس کیجئے آج قدم معرکہ مین ندیجئے صبح دیکھا جائیگا مگر تقدیر کب سُننے دیتی تھی اعظم شاہ کو اپنی شجاعت پر غرور تھا کچھ نہ سُنا بلکہ جواب سخت دیا سپہ سالار دانادل نے بیتاب ہوکر عرض کیا کہ کلام مخلصانہ کی سماعت نہین فدوی مرخص ہوتا ہے اعظم شاہ نے سخت و سست کہکر منہ پھیر لیا سپہ سالار نے اپنی راہ لی اعظم شاہ نے مقابلہ کو رخ کیا دلاوران طرفین جانفشانی پر آمادہ ہوئے باوجودیکہ ہوا کا وہ سناٹا تھا کہ سانس بھی کشاکش مین تھی مگر اعظم شاہ کی سپاہ نہایت دلاوری مین جانبازیان کرتی تھی تند ہوا سے وہ حالت تھی کہ سنگریزہ تیر و تفنگ کی طرح سے آنکھون مین پڑتے تھے حاضرین جنگ کا بیان ہے کہ سنگریزون کی بوچھار سے ایسا اودہام تھا کہ مخالف اور موافق کی پہچان نہ تھی اوسپر بھی وہ معرکہ ہوا کہ آجتک اس لڑائی کی ضرب المثل ہند مین چلی آتی ہے اسوقت مین منور خان بہادر اور خان عالم بہادر دکھنی جو اپنے قوم کے رئیس اور بڑے شجاع تھے اور سینہ بگرم سخن ہوئے تھے کہ میدان رزم ہمارے نزدیک جلسہ بزم ہے اور لباس زرتاری پہنے ہوئے معہ پانچہزار ہمراہیون کے جنکے سر پر زرتار بادلے کی پگڑیان تھین اعظم شاہ کے حضور مین آکر عرض کیا کہ حکم سواری صادر فرمایا جاوے تاکہ مراد دلی حاصل ہو اور اپنی جانبازی دوست و دشمن کو دکھلاوین چونکہ اعظم شاہ ایسے فدویان جانباز سے بدظن تھا نامنظور فرمایا ہرگز سواری اسپ کا حکم نہ دیا بیچارہ مجبور *

ہاتھیون پر سوار مع ہمراہیون کے لشکر عظیم الشان پر جو ہراول تھا جا گرے اودہر سے حسین علی خان وغیرہ اولاد
سید میان عبداللہ خان کے مع جمعیت روبرو ہوئے سخت لڑائی درپیش آئی خانعالم کے ہمراہی اکثر زخمی ہوئے
حسین علی خان مع کئی بھائیون اور ہمراہیون کے مجروح ہو کر میدان مین گر پڑا خانعالم نے چند نفر کے ساتھ اپنے
کو عظیم الشان کے برابر پہونچایا اور بلم ایسا مارا کہ اوسکی شان تختہ عقب ہودج سے پار نکل گئی مگر عظیم الشان
پہلو تہی کر کے بچ گیا خانعالم وغیرہ اکثر رفیق عظیم الشان کے مارے گئے اسی عرصہ مین شاہزادہ بیدار بخت
جو اعظم شاہ کا ہراول تھا مارا گیا اور اوسکے پیچھے شاہزادہ والاجاہ نے بھائی کی رفاقت مین قدم اوٹھایا
اعظم شاہ نے جب دونو شاہزادے خصوص بیدار بخت کی وفات کی خبر پائی آہ سرد بھر کر فرمایا اب فتح و شکست
دونون برابر ہین کہتے ہین کہ اعظم شاہ کی عماری پر اسقدر تیر برستے تھے گویا آسمان سے بارش ہوتی تھی باوجود اس
حال کے بکمال استقلال متوجہ عدو تھا شاہزادہ عالی تبار کو جو سب سے چھوٹا تھا اور ہاتھی پر سوار اپنے ساتھ رکھا
تھا سپر کے نیچے سولا دیا تھا آخر روز تین گھڑی دن باقی رہنے پر بیدار بخت اور والاجاہ اور ہمت خان
اور امان اللہ خان اور مطلب خان اور خانعالم مع اپنے بھائی منور خان اور راجہ رام سنگہ اور راجہ دلیپ وغیرہ سردار کام
آئے گئے اور اعظم شاہ خود بھی زخم تیر و تفنگ کہا کر بیہوش ہو گیا اوسوقت رستم خان بہادر شاہ کے ہمراہی نے ہاتھی پر
چڑھ کر اعظم شاہ کا سر اوتارا اور عالی تبار کو زندہ بہادر شاہ کے پاس لے گیا سنا گیا کہ بہادر شاہ بھائی کا سر دیکھکر
متاسف اور گریان ہوا اور شاہزادہ پر رحم فرما کر نظر پرورش فرمائی حین حیات تک اپنے لڑکون کے برابر عزت
کرتا رہا تا آنکہ لڑکون نے مخالفت بھی کی خواہ دیا اگر اندیشہ عداوت ہے تو اس سے زیادہ سلطنت کیواسطے عداوت ہو سکتی ہے اور وہ میرا بہوا خواہ ہے

استقلال پانا بہادر شاہ کے تاجداری کا اور کام بخش کا لڑکر مارا جانا

جب زمانہ نے بہادر شاہ کی رفاقت کی ارکان سلطنت سوائے نوکران اعظم شاہ کے باقی لوگ باتفاق جملۃ الملک
اسد خان اور نصرت جنگ سپہ سالار کے دوسرے روز بہادر شاہ کے حضور مین حاضر ہوئے آصف الدولہ
اور اوسکا بیٹا ذو الفقار خان دست بستہ آداب کورنش بجا لایا بہادر شاہ نے براہ مہربانی پیشتر بلایا اور اپنے
ہاتھہ سے اوسکے ہاتھہ کھولے اور شاہزادہ معز الدین سے ذو الفقار خان کے ہاتھہ کھولائے خلعت خاصہ پہنانا
مقرر فرمایا اور بعد معانقہ اسد خان کو حضور مین بیٹھنے کی اجازت دی اور منصب نہ ہزاری ہفت ہزار سوار اور دو کرور
درم انعام فرمایا مقرر ہوا کہ اسکی پالکی دروازہ غسلخانہ تک جہان تک کہ شاہزادون کی پالکی آتی ہے آیا کرے
اور حضور مین نوبت بجائے اور وکالت بھی اسی کو تفویض ہوئی منعم خان کا خطاب پایا اور اکبر آباد کی صوبہ داری
بھی ضمیمہ وزارت ہوئی اور حکم ہوا کہ کچہری مین آصف الدولہ کی دست راست بیٹھکر اپنی مہر آصف الدولہ کی مہر کے نیچے

کیا گیا ہے چونکہ جی سنگہ زمیدار انبیر نے اعظم شاہ کی طرف سے لڑائی کی تھی مرکوز ہوا کہ اوس سے انبیر چھینکر
بجے سنگہ کو عنایت ہو اور اجیت سنگہ ولد جسونت سنگہ راٹھور زمیدار جودہپور سے بہی باغی ہوا تھا لہذا
شروع جلوس مین اکبر آباد سے انبیر اور جودہ پور کو کوچ فرمایا اور راجہاے مذکور کے قلعے فتح کر کے بندگان شاہی
کے حوالہ کیے اور اجیت سنگہ اور جے سنگہ کو ہمرکاب لیکر آصف الدولہ کو شاہجہان آباد کے انتظام کو روانہ کیا
محمد کام بخش نے جب اعظم شاہ کا مارا جانا سنا اور اطاعت بہادر شاہ کی اپنے حوصلہ سے دور سمجہی مہیای
جنگ و جدال ہوا بہادر شاہ تو بہت سلیم الطبع اور کم آزار بادشاہ تھا اس خبر کے سنتے ہی نصایح اور موعظت
تحریر فرمائے جب وہان سے جواب دندان شکن آئے سمجہا پند و نصیحت بیکار ہے لاجرم عزم بیکار کیا اتوار
کے دن ۷ ارشعبان ۱۱۲۰ہجری کو دو پہر کے وقت فتحپور کی راہ سے بیجاپور کو عازم ہوا منگل کے دن تیسری تاریخ
ذیقعدہ ۱۱۲۰ کو مضافات حیدرآباد مین طرفین کا مقابلہ ہوا بعد کوشش و کشش کے ڈیڑہ گہڑی دوپہر
ہونے مین باقی تھی کہ بہادر شاہی لشکر نے غلبہ کیا اور جو تیر و تلوار سے بچے اونہون نے اپنی راہ پکڑی رفقای محمد کام بخش نے بہی
خوب جانفشانی دکہلائی آخر کو محمد کام بخش زخمی ہوکر بیہوش ہوا مردم بہادر شاہی خاص حالت مین آپہونچے
ہنوز کسیقدر جان باقی تھی کہ مع فرزندان گرفتار ہوکر حضور بہادر شاہی مین آیا بہادر شاہ نے شاہزادہ معز الدین
کو پیشوائی کیواسطے بہیجا اور بروقت ورود بعزت تمام دولتخانہ خاص مین بجاے مناسب لا اوتارا اور خود ملاقات
کو جاکر نہایت تاسف سے فرمایا کہ میری یہ خواہش نہ تہی کہ اس حالت سے آپکو دیکہتا اوسنے بہی درجواب یہی
کلمہ کہکر جان بحق ہوگیا بہادر شاہ نے اوسکی اولاد کو عالی تبار ولد شاہ اعظم کے مانند بے قید و بند ارجمند و سرفراز کیا

اسد خان کا وکالت مطلق اور منعم خان خانخانان کا وزارت پانا مع دیگر وقایع بادشاہی

بسبیل روایت دریافت ہوا کہ جب ممالک محروسہ ہند و دکہن بہادر شاہ کے ماتحت ہوے اظہار مکنون دلی
کو بادشاہ نے اسد خان وزیر اعظم اور اوسکے فرزند ذوالفقار خان سپہ سالار سے بحسن بیان ظاہر کیا کہ منعم خان
رفیق دیرینہ درگاہ سے عہد شاہزادگی مین ہمسے عہد ہوا تہا کہ بروقت تخت نشینی تمہین عہدہ وزارت دیا جاویگا اور
پاس خاطر تمہارا بہی ہمین منظور اور عہد شکنی بہی آئین جہانداری سے دور ہے لہذا اس بارہ مین جیسا کہ قرین
مصلحت ہو گذارش کرو آصف الدولہ اور نصرت جنگ نے حسب مرضی آقا عرض کیا کہ ہمین کچہ عذر نہین بجز اسکے
کہ ہماری بہی عزت بخشیدہ کا خیال رہے بہادر شاہ نے آصف الدولہ کو خلعت وکالت مطلق جو کہ بادشاہ کی
نیابت اور بالاے مرتبہ وزارت ہے اختصاص بخشا اور منعم خان کو خطاب خانخانانی اور عطاے قلمدان وزارت
سے سرفرازی دیکر حکم دیا کہ آصف الدولہ مسند وکالت پر زیر شامیانہ وزارت بیٹہا کرے اور منعم خان جاکر

اداب نوکری کی ساتھہ کاغذات پر آصف الدولہ کے دستخط کرایا کرے حسب الامر تعمیل ہوئی ذوالفقار خان امیر الامرائی
کے عہدہ پر مع صوبہ داری کل صوبجات دکھن کے مقرر کیا گیا اس بندوبست کے بعد ہند کی عزیمت فرمائی
و ذوالفقار خان بہادر نے داؤد خان کو جو کہ قوم پنی اور مشہور امرائے دکھن سے تھا نیابت صوبجات پر مخصوص فرما کر
خود ذوالفقار خان ہمراہ بادشاہ کے امور سلطنت کے بندوبست کو چلا اور صوبجات بنگالہ و اوڑیسہ و عظیم آباد
و آلہ آباد بموجب سابق عظیم الشان کے سپرد رہے شاہزادہ نے بعوض جانفشانی کے جو سید میان کی اولاد سے
اعظم شاہ کی لڑائی مین ظاہر ہوئی صوبہ آلہ آباد عبد اللہ خان کو اور صوبہ عظیم آباد اوسکے بھائی حسین علیخان کو
اور بنگالہ اور اوڑیسہ جعفر خان کو سپرد فرما کر خود صاحب اقتدار حضور پدر مین رہا چونکہ بہادر شاہ نے خدا سے
عہد کیا تھا کہ بروقت حصول مدعا کسی سایل کو محروم نکرے لہذا خود مستمندون کی تمنا پوری کرنے مین مصروف
ہوا اور منعم خان کو اختیار دیا گیا کہ موجب بہبود مین عمل کرے اس سبب سے اسکے عہد مین عمدہ خطاب اور
بڑے بڑے منصب ہر ایک کو ملنے لگے کیسا امتیاز ہر ہندو مسلمان شش ہزاری ہفت ہزاری ہو گئے خطاب
جنگی ملکی رائے راجگی کا یا گئے منصب و خطاب کا وہ بڑا دہوا کہ اعتبار سے گھٹ گئے چنانچہ کسی پیشکار بعض خدمات
نے درخواست بابتہ عطائے خطاب رائے واروغہ کی وساطت سے گذرانی عظیم الشان باپ کیطرف سے
صاحب دستخط تھا اوسنے توقیع فرمائی کہ خانی و رہر خانہ ورائی و رہر بازار ہا پاس خاطر یہ گیدی بھی رائے کیا گیا وہ شخص
اسی خطاب سے مشہور ہوا ہر شخص دور و نزدیک سے کہتا تھا کہ یہی گیدی رائے ہے یارون مین انگشت نمائی ہونی
لگی وہ شخص مردم کے زبان طعنہ سے عاجز ہو کر رشوت دیتا تھا کہ اس فضیحت سے نجات پاوے لیکن کچھ
سود نہ تھا جب تک زندہ رہا اسی خطاب سے اونگلیان اوٹھتی رہین دکھن کے مین نہضت مین جو موسم
برسات مین کوچ ہوا تھا غازی الدین خان کو جو عہد عالمگیری سے صوبہ دار برار تھا صوبہ گجرات عنایت
فرمایا قبل ملازمی اودہر کو روانہ کیا اور راجہ جے سنگ کچھواہہ اور راجیت سنگہ راٹھور ولد مہاراجہ جسونت سنگہ
دریای نربدہ سے بلا اجازت رکاب سے علیحدہ ہو کر اپنے گھرون کو سدہارے اور بندگان بادشاہی کو بعد
بعد مقابلہ اپنے قلعجات سے نکال دیا بہادر شاہ چند روز تک حیدر آباد مین رہکر ہند کو معاود ہوا اور واقعہ ماہ
شوال دریاے نربدہ سے پار ہو کر بارادہ تنبیہ راجپوت اجمیر کو قاصد ہوا اور راجیت سنگہ او رجے سنگہ نے
جو کہ بادشاہ کے غیبت مین باغی ہو گئے تھے اور احمد سعید خان اور حسین خان اور عزت خان ہر سہ برادر
کو جو کہ سادات بارہہ تھے لڑائی مین مارا تھا لہذا بادشاہ کو نہایت درجہ کی دشمنی اون کینون سے تھی
اسی سفر مین چونکہ بادشاہ عازم شہر راجپوتانہ کا تھا گورو گوبند کی سرکشی سنی گئی اس سبب سے وہ ارادہ فسخ
ہوا گو نہ صلح ہوئی بادشاہ گورو گوبند کی طرف متوجہ ہوا گورو مذکور وزیر خان فوجدار سہرند سے لڑکر غالب ہوا

اور وزیر خان مارا گیا جب مخیم بادشاہی دامن کوہستان ملک راجہ برفی مین ہوا خانخانان اور رفیع القدر نے بموجب حکم قلعہ گورو کو تین طرف سے محاصرہ کیا شام کیوقت وہ فرقہ بدکار راجہ برفی کیطرف بھاگا انمین سے چند آدمی قتل ہوئے فی الجملہ خانخانان مورد عتاب ہوا کہ راہ فرار کیون نہ بند کی اور رستم دل خان کو وہان چھوڑ کر بادشاہ روانہ لاہور ہوا اسی وقت مین خانخانان ملک بقا کو سدھارا ہدایت خان ولد عنایت اللہ خان نے خلعت وزارت پایا اور غازی الدینخان فیروز جنگ بھی احمد آباد گجرات مین جان بحق ہوا ۲۹ ربیع الاول کو دریاے راوی پر خیمہ سلطانی برپا ہوئے رستم دل خان کو جو شومی بخت نے ستایا بے اجازت قلعہ گورو سے اوٹھہ آیا لہذا معزول المنصب ہوا جاگیر ضبطی مین آئی اور قید ہو کر لاہور بھیجا گیا اور محمد امین خان گورو کی تنبیہ پر مامور ہوا یہ بادشاہ خود فاضل مہذب اہل کمال سے صحبت رکھتا تھا اور فنون و علوم سے ماہر خصوص فقہ و حدیث سے آگاہ کل سلاطین تیموریہ سے فایق تھا ہمیشہ مناظرہ علمی صاحب علمون سے کرتا چونکہ بموجب اپنی تحقیق کے مذہب امامیہ کو برحق جانتا تھا یہی راہ اختیار کی اور بروقت ورود لاہور کے وہان کے علماے ناصبی مذہب کو اکٹھے کر کے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی حقیقت دریافت کی اور بعد اتمام حجت کے چاہا کہ کلمہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ خطبہ مین جاری کرے چونکہ اس کام مین چندان دشواری تھی اور سلاطین ہند مخصوص تیموریہ خاندان کو کمتر میسر تھا عظیم الشان اور خجستہ اختر دو نو شاہزادہ جو تسنن اور اشعریت مین نہایت عصبیت رکھتے تھے اور نیز علماے ناصبی کے سبب سے نہو سکا ایکمرتبہ کسی خطیب کو مسجد جامع مین ہمراہ عظیم الشان کے بھیجا جو کہ شاہزادہ خود اس بات کا خواہان نہ تھا فقط باپ کی رضا جوئی کو ہان ہون کرتا تھا اسکی تحریک اور اشارہ سے خطیب مذکورہ ہنوز ایکحرف زبان پر نہ لایا تھا کہ مارا گیا اعاظم مذہب حنفی کے اس امر کا دفعیہ چاہتے تھے مگر بہادر شاہ مذہب شیعہ کی تقویت مین مدت تک بحث کرتا رہا کچھ پند و نصیحت کا سود نہوا

بہادر شاہ کا عالم فنا سے کوچ کرنا چارون لڑکون کا باہمدگر لڑنا اور محمد معز الدین کا جہاندار ہونا

بہادر شاہ کو جب کامل پانچ برس فرمان روائی مین گذرے جسوقت کہ لاہور مین مع شاہزادگان وغیرہ کے تھا شروع ۱۱۲۴ ہجری مین واقعہ اواسط ماہ محرم کو مزاج معلی مین تخلل پیدا ہوا حکم دیا کہ لشکر اور شہر لاہور مین سگ کشی ہو یہ حرکت ایسے دانا بادشاہ سے دور تھی شاید کہ کسی نے جادو کرایا ہو الغرض کتے مارنے کا ایسا گرم بازار ہوا کہ سگون کا نشان باقی نہ رہا تمام روز کتے کی پرچھائین تک نظر نہ آتی تھی شام کو

دم و باے نکلتے تھے مگر دم نہ مارتے تھے اپنی اپنی جگھہ پر رہتے تھے صبح کو دریاے راوی تیر کر جنگلون مین گذارتے تھے یہ حال اور یہ جنگ عظیم الشان کا امین الدولہ سنبلی سے کہ مکتوب سے جواپنے والد کے نام لکہا تھا اوسکے منشی کے پاس مینے لکہا دیکہا ہے ملازمان پنجاب خطیب کی قتل کے عوض مین مغضوب ہوئی بعض قلعہ گوالیار مین اور بعض کو توال کے حوالات مین قید ہوے ناگاہ سہل سا عارضہ عارض بہادر شاہ ہوا ہبتّر برس کے سن مین ۱۹ محرم کو دو گھڑی دن رہے جان بحق ہوا ہنگام نزع محمد عظیم الشان حاضر تہے یہ حال دیکہکر مضطرب اپنی فوج کو چلا گیا اور امین الدولہ کو حکم دیا کہ وہان جاکر پایان کار کی خبر لانا ضرور ہے جب بادشاہ نے قضا کی اوسنے لوٹ کر خبر دی کہ جو کچہ مقدر تھا ہوا عظیم الشان رونے لگا اوسنے رومال خاص سے آنسو پونچہکر عرض کیا کہ وقت درنگ نہین جلوس فرمایئے نوبت بجنے لگی مخلصان ہوا خواہ نے حسب ضابطہ نذر گذرانی اسوقت ہین امین الدولہ اور نعمت اللہ خان بہادر وغیرہ نے عرض کیا کہ ذو الفقار خان کی مخالفت ظاہر ہے فرصت غنیمت سمجہو اور اسوقت مین کہ وہ مع حمید الدین خان اور محفوظ خان کے مشغول تجہیز و تکفین بادشاہ اور تنہا جالی کلال باڑہ مین ہے قید کرنا چاہیئے عظیم الشان نے جواب دیا کہ ناموس بادشاہی غارت ہوجایگا ذو الفقار خان کیا کر سکتا ہے ہمین فضل الہی پر نظر ہے مشیرون نے خاموش ہو کر زیر لب کہا کہ خدا خیر کرے اول بسم اللہ غلط ہوئی لیکن نعمت اللہ خان باوجود ممانعت کے حضور سے رخصت ہو کر مع فوج اوسطرف دوڑا اوسوقت ذو الفقار خان اپنے خیمہ گاہ مین جا پہنچا تھا الحاصل اوسی زمین پر جلوس ہوا عظیم الشان جو باپ کی نیابت مین امور ضروری کا غذات پر دستخط کرتا تھا در ایام حیات پدر سے کل کارخانجات شاہی پر قابض تھا مثل ہیشہ کل اسباب پر قابض ہو کر جلوس فرما ہوا لشکر مین سراسیمگی ہوئی تاکہ اندیشان کم جرأت جنکے عیال ہمراہ تھے یا نہ تھے باربرداری کی فکر کر کے شباشب شہر کو گئے اور بعض کلالی باڑہ مین جاکر سکونت پذیر ہوئے حکیم الملک اور حکیم صادق خان اور مہابت خان اور شاہنواز خان اور حمید الدین خان وغیرہ عظیم الشان سے ملحق ہوئے اور رستم دل خان اور دیگر امرا جہان شاہ سے جاملے ذو الفقار خان بہادر سپہ سالار جسکے ساتھہ عظیم الشان کو شکر اب تھا اوسے رجوع نکر کے معز الدین کے پاس گیا اور جاکر مرضی دریافت کی اوسنے کہا کہ اسباب اور زر ہمراہ نہین آیا جو کچہ میسر ہے صوبہ ملتان مجہسے متعلق ہے مین تنہا باپ کے ملاقات کو آیا تہا چاہتا ہون کہ نکل جاؤن وہانسے جسقدر بہم ہو سامان وغیرہ فراہم کر کے جو کچہ ہو سکے تعمیل کرون ذو الفقار خان نے اس عزیمت سے باز رکہکر زر و اسباب اپنی سرکار سے دیکر کہا کہ رفیع القدر اور جہان شاہ اور خجستہ اختر کو فی الحال شریک کر لیجیے بعدہ جب عظیم الشان پر دسترس ہوجائے جو کچہ مناسب ہو کیا جاویگا معز الدین جہاندار شاہ نے اس امر کو غنیمت جانا

سپہ سالار کے پشت پناہی سے ہمت ہولی تالیف قلوب سپاہیون کے لیے بہی سپہ سالار سے کہا خانہ زاد نے اپنے لشکر مین آکر جو کچہ روپیہ اور اسباب درکار تہا معز الدین کو پہونچایا اور رفیع القدر اور خجستہ اختر کو بہی حصہ مساوی کے اقرار سے متفق کر لیا عظیم الشان مع امراے موافق کے مستقل ہو کر متر صد وقت ہوا کہ جب مجہپر چڑہائی کریگا مقابلہ کرونگا لشکر کے گرد خندق کہود کر چارون طرف توپین لگا دین اور چند روز کا توقف بہتر سمجہا اس خیال ہر کہ چونکہ اورون کے پاس خزانہ نہین چند روز کے بعد خود بخود سپاہ متفرق ہو جائیگی مگر تقدیر مین تو کچہ اور ہی تہا چند روز مین خاتمہ بالخیر ہوا عظیم الشان کی لاش تک کا نشان نہ ملا تفصیل یہ ہے کہ اول جنگ شروع ہوئی سات روز تک توپون کی گولہ اندازی رہی نعمت اللہ خان اور عزیز خان اور دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ کہتری اور راجہ راج سنگہ بہادر اور شاہ نواز خان نے یکزبان ہو کر عرض کیا کہ اب دشمنون کی کچہ جمعیت نہین ایک حملہ مین پراگندہ کرتے ہین جواب ہوا کہ توقف کرو بیچارہ دم بخود رہے عظیم الشان اس زعم مین تہا کہ چورامن جاٹ اور بنجارہ نے غلہ ارزان کیا ہے مخالف مفلسی سے جان بر نہونگے اس سبب سے لڑائی مین درنگ کرتا رہا اور سپاہ کے داد و دہش مین بخل کیا چاہتا تہا کہ زر اندوختہ کو ہمراہ لحد مین لیجائے جب کسی نے یورش کو کہا صبر کرو یہ جواب ہوا آٹہوین روز ذوالفقار خان نے مع ہر سہ شاہزادہ کے جو توپین کہ لاہور سے لایا تہا اونچے مکانات پر نصب کین اونکے گولون سے ادہر لشکر پر سخت حالت ہوئی چونکہ لاہور کی راہ اسی دن کے واسطے صاف کر رکہی تہی عظیم الشان کے لشکریون نے غنیمت جانا راہ فرار لی راجہ دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ بہادر نے مع اپنی فوج کے روبروے عظیم الشان کے دل سوختگی سے فریاد کی کہ اب ہمکو تاب خفت نہین ضرور جاکر مخالفون سے بہڑتے ہین حضرت اگر خبرداری کر سکین تعمیل کرین والا تہیر پہر بہی یہی حکم ہوا کہ ٹہیرو مگر دونون بہادرون نے جو کچہ زبان نے یاری دی کہ سنایا اور مخالفون سے جا بہڑے عدو کو شکست دی اور بلندی پر جاکر توپین چہین لین شاہ بے نصیب نے کچہ اعانت بہی نکی بلکہ بعضون نے چاہا کہ مدد کو جاوین اونکو قراول بہیجکر ممانعت کی ذوالفقار خان اور رستم دل خان اور جانی خان نے جب دیکہا کہ کوئی اونکی مدد نہین کرتا دوڑ کر ملگئے سخت آویزش کی چونکہ عظیم الشانیان کم اور یہ لوگ کثرت سے تہے غالب آئے ہر دو راجہ مذکور سخت زخمی ہوے اور اونکے ہمراہی بہت سے زخمی اور مجروح ہوئے بقیۃ السیف راہی لاہور ہوگئے سلیمان خان برادر داؤد خان پنی بعد مغلوب ہونے دونو راجہ کے ہزار سوار سے وہان پہونچکر نشانہ تیر بندوق ہوا ہمراہیون نے اوسکی لاش شہر مین پہونچائی فیل عظیم الشان کے آگے پیچہے ساٹہہ ستر ہزار سوار تہے دس بارہ ہزار باقی رہگئے شام کو جب لشکر سے فرودگاہ مین آئے اور عظیم الشان داخل خیمہ ہوا یا قیہا ندوسکی

بہی اکثر شہر کو چہد بارے دو تین ہزار آدمی سے زیادہ ہمراہ نہ رہا صبح کو جب عظیم الشان نے ارادہ سواری کیا فیلبان
نے ہر چند کوشش کی رام نہوا لاچار دوسرے ہاتھی پر سوار ہوا نعمت اللہ خان مع دو سو سوار اور امین الدولہ
مع بیس ۲۰ سوار اور راجہ راج سنگہ مع ہزار سوار کے بہئیت مجموعی دو ہزار حاضر تھے اثنائی مین پہونچے قضارا بان بند
کے چھوٹنے شروع ہوئے اور دریائے راوی کی بالو اوڑنے لگی صدائے توپ کے سوا کچھ سن نہ پڑتا تھا آنکھین
بند تھین فوج مغل نے تیرباران شروع کیا بعضون نے زخم پوست ال کہا یا چونکہ عظیم الشان کو نہ پہچانا خزانہ لوٹنے
کو گئے بعد اونکے گذرنے کے ایک گولہ بیکٹ ڈنبر سواری پر پہونچا تکیہ مین آگ لگ اوٹھی اوسکا دہوان چہا گیا
عظیم الشان نے تکیہ کو نیچے گرا دیا امین الدولہ نے پوچھا خیریت ہے عظیم الشان نے جواب دیا آرسے اسوقت امین الدولہ
کو رقت آئی رونے لگا عظیم الشان کمال استقلال سے بولا کہ بے صبری و بیقراری عبث ہے امین الدولہ نے
کہا کہ اپنی تباہی نظر آتی ہے بجز سر پھوڑنے کے کیا کرون پیشتر جسقدر پرورش کو عرض کیا منظور نہوا اسمین حضرت کا بہی قصور
نہین تقدیر کو کیا کیجئے اغلب یہ صلاح ہے کہ خود بدولت گھوڑے پر سوار ہون بنگالہ مین فرشتہ زادہ اور دکھن
مین داود خان پنی ہے جدہر طبیعت چاہے سدہارے بعد درستی سامان تدارک فرمائے اوسنے جواب دیا کہ بعد
ہزیمت دارا شکوہ اور شجاع سے کیا ہوا اگر سلطنت تقدیر مین ہے فتحیابی ممکن ہے پہر امین الدولہ نے
التماس کیا کہ بائیس ۲۲ سوار میرے ہمراہی مین رہگئے ہین عظیم الشان نے کہا دس سوار مجھے دو تاکہ معز الدین پر
دوڑ کرون اور تم بارہ سوار سے خجستہ اختر پر چیڑ ہو امین الدولہ اس کلام سے سخت متحیر ہوا خواجہ عاصم خاندوران
نے اسوقت امین الدولہ سے کہا کہ ہم بنگالہ جاتے ہین میرے ہمراہ ہو جئے اوسنے جواب دیا کہ عظیم الشان سے
حین حیات بندہ جدا نہین ہوسکتا خاندوران نے سلطان پور کی راہ لی اسیوقت توپ کا گولہ عظیم الشان کے ہاتھی کے
خرطوم مین لگا فیل میدان سے بہ ہزار مانند برق دریائے راوی کو جہکا فیلبان گر پڑا جلال خان شخص
خواص رسیمان پکڑ کر کود پڑا چند نفر ہاتھی کے پیچھے دوان تھے مگر پاس نہ پہونچے اونمین امین الدولہ بہی تھا
ناگاہ دیکھا کہ فیل نے آپنے تئین اونچے کنارہ سے دریا مین ڈالا اور گرداب مین ایسا جا گرا کہ نہ اوبہرا جب
کسیقدر نزدیک پہونچا دیکھا کہ دریا کی کیچڑ مٹی اوپر کو آتی ہے اور کسیقدر پانی کی حرکت سے صدائے موہوم
اوٹھتی ہے معلوم ہوا کہ عظیم الشان معہ ہاتھی کے ڈوب گیا اس حال کے دیکھتے ہی اپنے رستگاری کی تلاش ہوئی
لیکن امین الدولہ گرفتار ہو گیا فرخ سیر کے پہونچنے اور معز الدین و ذوالفقار کے شکست پانے تک قید رہا
جب فرخ سیر کا شقہ محمد یار خان قلعدار شاہجہان آباد کے نام صادر ہوا رہائی پائی اور مراتب عالی پر فائز ہوا اس
فتح کے بعد ماہ مذکور کی ۹ تاریخ کو جہان شاہ جو بانی ایفاے عہد ہوا اسی جھگڑے مین تیر و تلوار کی نوبت پہونچی اسکا
سبب یہ ہوا کہ ایکسو اسی ارابہ خزانہ جنمین اسی ارابہ اشرفی اور سو ارابہ روپیہ کے بہرے تھے جہان شاہ کو

ہاتھ لگے چاہتا تھا کہ تینون حصہ برابر تقسیم ہون ذوالفقار خان نے یہ فیصلہ کیا کہ پانچ حصون مین سے تین حصہ
معز الدین کو اور دو حصہ دونون دوسرے بہائیون کو دیا جاوے اسی پر اتفاق ہوا چند امرا مثل محمد خان اور امیر خان اور
رستم دل خان وغیرہ رفیق جہان شاہ ہو کر آمادہ جنگ ہوئے تمام روز لڑائی رہی جب رات ہوئی خوابگاہ کو سدہارے
تین روز اسی رنگ سے گذرے چوتھے روز جہان شاہ کا زوال آیا اخر روز کو حکم دیا کہ مجھے دید مورچہ منظور ہے
فوج طیار رہے اور ہرکارون کو حکم دیا کہ جب معز الدین مع فوج داخل خیمہ ہو اور گھوڑے بار زین اور لگام سے سبکدوش
ہون خبر دین ہرکارے تعمیل حکم مین مصروف ہوئے جب لشکریان معز الدین خیمہ گاہ مین اترے گھوڑون کو دانہ
چرایا کہانے پینے کی فکر مین ہوئے جہان شاہ بہیئت مجموعی لشکر معز الدین پر حملہ آور ہوا قلب تک جا پہونچا
ایسا حملہ کیا کہ معز الدین کے رفقا کا پاے تاب اوکھڑ گیا بڑا معرکہ پیش آیا حتی کہ لال کنور جو کہ سایہ دار اور ملازم
سواری خاص تھا مع اہ امراے بادشاہی کے آشفتہ حال ہو کر رستم دل خان کے ہاتھ لگا شدہ مروارید جو اوسکے
ازار بند مین بندہا تھا کہول لیا اسوقت مین معز الدین نے دوسری عماری مین جسمین ٹیک ڈنبر نہ تھا
چہپکر سفید چاندنی اوڑہ لی اور فیلبان سے کہا کہ سواری زنانہ کے بہانے یا کسی امیر مقتول کے حیلے سے باہر
لیجائے اور ذوالفقار خان تک پہونچاوے اوسنے معز الدین کو خان سپہ سالار تک پہونچا دیا شاہجہان شاہ
کے لشکر سے شادیانہ بجے ذوالفقار خان اس حال سے مضطرب ہوا چونکہ شام ہو گئی تھی برقندازان خاصہ کو
طلب کر کے فرمایا کہ جب نزدیک پہونچو ایک تفنگ اوسکے ہاتھی پر کرو اسکے بعد جو مقدر ہوگا ضرور ہونا ہے
وے لوگ حسب الحکم تین چار سو نفر مع سردار کے بہیئت مجموعی جہان شاہ کے حضور مین جہان دو تین سو
آدمی کہڑا تہا نذر گذراننے کے حیلہ سے جا پہونچے اور بموجب تفہیم ذوالفقار خان کے زیر مشق بندوق سے
جہان شاہ کا کام تمام کر دیا فتح و نصرت معز الدین کے حصہ مین ہوئی معز الدین جہاندار شاہ اس خبر سے داخل
دولتخانہ ہوا اور لال کنور معشوقہ سے مصروف عیش و نشاط ہو کر شرب شراب مین سرشار ہوا جب صبح ہوئی
رفیع القدر نے اپنے محلے کو اداے تہنیت کیواسطے معز الدین کے حضور مین بہیجا وہ تمام رات کا شراب پیا
ہوا مشغول استراحت تھا خواجہ سرایان شاہی نے رفیع القدر کے خواجہ سراؤن سے یہ استہزا کیا کہ عظیم الشان
اور جہان شاہ کی کیا نوبت ہوئی پس تمہارا آقا کیا امید رکہتا ہے اور وہ بہی دربار کا رنگ دیکہکر واپس ہوا
اور جو کچہ معز الدین کے خواجہ سراؤن نے سنا تھا عرض کیا رفیع القدر خواب غفلت سے بیدار ہو کر مستعد جنگ ہوا
اور خود مسلح سوار ہو کر مع رفقا چلا ہر ایک سوار دربار مین آ پہونچا ذوالفقار خان نے یہ خبر پاکر طیاری لشکر کا
حکم دیا اور خواجہ سراے معتمد بہیجکر کہا کہ جس صورت سے ہو بادشاہ کو باہر لاوے معز الدین عین خمار مین القصہ
سرخیل ہر سوار ہوا میدان کو رخ کیا ذوالفقار خان مع امرا وغیرہ فوج کے رفیع القدر کے مقابل ٹھہرا ہوا

رفیع القدر نے خفیف فوج سے جو کہ ہمراہ تھی اس جمع کثیر کا مقابلہ کیا خوب مردانگی دکھلائی جب کہ ہمراہی طعمہ نہنگ اجل ہوئے اور خود تنہا رہگیا سپر و شمشیر در دست ہاتھی سے کودا اور چپقلش مردانہ کر کے جان بحق ہوا

ذکر استقلال سلطنت معزالدین اور اوسکے انقلاب اور طالع بیدار کا حال

محمد معزالدین جہاندار شاہ نے بعد فتح اطراف ملک مین فرامین صادر فرمائے اور خود بدولت لاہور سے شاہجہان آباد میں آیا ۱۴ جمادی الاولے روز یکشنبہ سنہ مذکور تین گھڑی دن رہے محمد یار خان صوبہ دار شاہجہان آباد کو استقبال کیواسطے باولی تک گیا دوشنبہ کو ملازمت کی پنجشنبہ کے روز ۱۸ ماہ مذکور داخل قلعہ ہوا آصف الدولہ بدستور وکیل مطلق رہا اور ذوالفقار خان کو بہ نسبت وزارت کے اقتدار بڑہا سلطان کریم الدین ولد عظیم الشان ہدایت کیش خان کی سعی سے قید ہو کر آیا اور بموجب حکم مقتول ہوا دیگر شاہزادگان اعظم شاہ اور محمد کام بخش جو فارغ البال تھے قید ہوئے نام اونکے یہ ہین عالی تبار ولد اعظم شاہ اور محمد کام بخش کی اولاد مین محمد محی السنہ اور محمد فیروز اور تیسرے کا نام نامعلوم معزالدین تربیت برادر رضاعی مین ساعی ہوا اور بجائے کوکلتاش خان کے خانجہان خطاب مقرر فرمایا یہ امر موجب ملال ذوالفقار خان ہوا معزالدین کہ اعتماد کامل کو کلتاش خان پر رکہتا اور اضافہ روزمرہ کرتا جاتا تھا اور لال کنور کے عشق مین بہی ایسا پہسا کہ اوسکی خاطرداری مین پہسا رہتا تھا خوشحال خان اوسکے حقیقی بہائی کو ہفت ہزاری اور دوسرے بہائی نعمت خان کو پنجہزاری کیا ارادہ یہ تھا کہ خوشحال خان کو اکبرآباد کی صوبہ داری بخشیئے ذوالفقار خان نے سند جاری کی اور لطیفہ کے طور سے درخواست حق التحریر کی کر کی ہزار دہل اور طنبور طلب کیئے خوشحال خان نے لال کنور کے وسیلہ سے اس تمسخر بادشاہ کو اطلاع کیا بادشاہ نے براہ سفارش ذوالفقار خان سے فرمایا کہ ظاہرا تمہاری درخواست دہل اور طنبور کی براہ شوخی ہوگی اوزیر الممالک نے کہا شوخی نہین بلکہ حقیقت مین ہے بعد استفسار و مبالغہ عرض کیا کہ بندوبست امور سلطنت خانہ زادان موروثی کا کام ہے قوال اور رقاصون کی رعایت اور ڈہب سے کرنا چاہیئے جب ڈہاڑی کلانونت صوبہ داری کرینگے خانہ زادان موروثی کس مرض کی دوا مین کام آئینگے اسی سبب سے طنبورہ وغیرہ طلب کیا تھا کہ ہم فدویان جانباز کو کوئی مشغلہ ہاتھ آئے اس جواب سے معزالدین شرما کے چپ رہا اسیطرح زہرہ نام کنجڑن کا جسے اعتقاد ہند لال کنور کی دوگانہ کہتے ہین عروج ہوا مادہ فیل پر سوار حرم سرائے شاہی مین لال کنور کی دید کو آیا جایا کرتے تھے اوسکے ہمراہی راستہ مین ضعفا پر زور و بدعت کرتی تھی ایکروز فتح خان ولد غازی الدین خان فیروز جنگ تورانی جو کہ عہد عالمگیری مین سپہ سالار صاحب اقتدار اور لڑکا بھی مورد الطاف شہریار تھا اور بجز ذوالفقار خان کے دوسرے کو ہمرتبہ نہین سمجھتا تھا

بعد رحلت عالمگیر دربار سے ہاتھ دہو گوشہ گزین ہوا ان کبھی کبھی علماے خلوت گزین کی صحبت مین آمد و رفت
جاری تھی اکثر وز کسی عالم کو دیکھنے جاتا تھا اثناے راہ مین زہرہ کی سواری ملی بکمال ہوشیاری سے اپنے قلیل ہمراہیونکو
اشارہ کیا کہ اوسکی سواری کے برابر نجاوین جوکہ زہرہ اور اوسکے ہمراہی نہایت ذلیل تھے عمداً فتح خان کے آدمیون سے
شوخانہ پیش آئے اور جب زہرہ کا ہاتھی فتح خان کے برابر آیا اوسنے دریافت کیا کہ سواری کسکی ہے لوگون نے
کہا چین قلیج خان کی تب اوسنے پردہ اوٹھا کر کہا کہ قلیج خان ولد کور تو یہی ہے اس عبا کی نسے قلیج خان نے
اشارہ کیا کہ اوسکے ہمراہیون نے مردمان ہمراہی زہرہ کو لکد کوب کرکے زہرہ کو ہاتھی سے گرا کر نا سیپٹ ڈالا پھر
اس تہدید کی بعد سمجھا کہ بادشاہ سلب الحواس ہے مبادا اس عورت کے بہکانے سے کوئی فتنہ کھڑا کرے باوجودیکہ
عالمگیر کی رحلت کے بعد کبھی ذوالفقار خان کے گھر نگیا تھا چار ناچار جانا پڑا ذوالفقار خان نے متحیر ہوکر سبب
تشریف آوری دریافت کیا چین قلیج خان نے مفصل ماجرا بیان کیا ذوالفقار خان نے جیسا کہ چاہئیے دلجوئی
کرکے ہمت و جرأت کی تعریف کی اور بادشاہ کو پیغام بہیجا کہ آبرو ہم خانہ زادون کی یکسان ہے اور فقد دی
قلیج خان سی تعدی ہوئی زہرہ نے جاکی لال کنور کے پاس ہوکر زاری و نالہ کیا لال کنور نے بادشاہ کو درپے انتقام کیا قریب
تھا کہ کوئی حادثہ پیدا ہو مگر ذوالفقار خان نے اس فضیحت کی ممانعت کی اسی عرصہ مین خوشحال خان برادر لال کنور
ایک ہمسایہ کی عورت پر عاشق ہوا چاہا کہ زور و ظلم سے اوسکی پردہ دری کرے اوسکا شوہر ذوالفقار خان کے
پاس مستغیث ہوا خان عادل نے فرمایا کہ خوشحال کو کشان کشان حاضر لاؤ حاضر ہوتے اسقدر پٹوایا
کہ سارا غرور اوتر گیا اور مقید کرکے سلیم گڈہ روانہ فرمایا کہ ایسے ایسے حالات سے بادشاہ و وزیر مین منافقت ہوئی
مگر پاس احسان بادشاہ اوسکے رضاجوئی مین رہتا تھا

حسن علیخان کی اعانت سے فرخ سیر کا آنا اور خطبہ محمد معز الدین کا خارج کرنا

عہد عالمگیری سے جعفر خان صوبہ بنگالہ کی دیوانی پر مقرر تھا اور اوس زمانہ مین عظیم الشان ناظم صوبہ مذکور
اور بہادر شاہ صوبہ دار اوڈیسہ بنگالہ عظیم آباد اور آلہ آباد کا تھا اور حسب تحریر سابق کے صوبہ عظیم آباد و آلہ آباد
حسن علی خان اور عبد الصمد خان کو اور صوبہ اوڈیسہ اور بنگالہ علاوہ دیوانی کے جعفر خان کو دئیے تھے اور بعد رحلت
عالمگیر جب کہ اپنے پدر کی مدد کو جاتا تھا محمد فرخ سیر اپنے لڑکے کو مع بعضے حرم سرا اور اسباب وغیرہ کے
ہمراہی چند منصبدارون کے اکبر نگر عرف راج محل مین بہیجا اور بعد فتح پدر او زمدت سلطنت کے بعض سوانح
سی ہنوز بلایا نہ تھا کہ لاہور مین وفات پائی اور محمد معز الدین نے بعد حصول سلطنت جعفر خان کو واسطے
اسیر کرنے فرخ سیر کے تحریر فرمایا خان مذکور نے بپاس حق نمک پوشیدہ فرخ سیر کو کہلا بہیجا کہ اپنی فکر کرے

فرخ سیر نے اگاہی پاکر راج محل مین ٹھہرنا مناسب نہ جانا چونکہ یہ جانتا تھا کہ حسین علیخان ناظم صوبہ عظیم آباد
مرد مروت اور خاندان نجابت سے ہے اوسیطرف سے عظیم آباد کو آیا اور باغ جعفر خان مین جو کہ لب دریا
شہر کے اوتر طرف واقع ہے خیمون مین جا اوترا اور حسین علی خان بہادر سے بکمال عجز و نیاز پیغام دیا اپنی
بیکسی ظاہر کی چونکہ بادشاہ ہند کے مقابلہ مین آپکی تاب نہ تھی اول تو انکار کرکے کہا کہ تمہارے حق مین
حکم بادشاہ بطور دیگر صادر ہوا ہے مگر حق نمک کا پاس ہے بہتر یہ ہے کہ کسیطرف کو سدہار و بندہ کسی حیلہ
سے اپنی نجات کرلیگا دوسری روایت سے بطور دیگر جلوس فرخ سیر کا حال لکھا ہے وہ بھی مذکور
ہوگا بموجب روایت اول کے یہ ہے کہ احمد بیگ مخاطب بغازی الدینخان کوسہ نے دربار مین آکر اپنے
حسن بیانی سے حسن علیخان کو فرخ سیر کے پاس آنیکو راضی کیا اور حاضر لایا فرخ سیر اوس سلوک سے
پیش آیا جو کسی آقا نے نوکر کے ساتھہ نکیا ہوگا حکم بیٹھنے کا دیکر حسن علیخان سے بکمال الحاح عرض کیا
اور پردہ حرم سرا سے اوسکی چھوٹی لڑکی ملکہ زمانی نکلکر حسن علیخان کی گود مین بیٹھکر بکمال شیرین زبانی
سے اپنے باپ کی مدد خواہ ہوئی اور کہا کہ تم بڑے شجاع اور مرد نامور ہو اگر تمنے بھی ہماری دستگیری
نکی تقدیر یا نصیب لیکن خلق اللہ آپکو کیا کہے گی دیگر محرمان نے اندر باہر سے اس کلام کی پیروی کی
فرخ سیر نے کہ اول امر خاص خلعت اپنے کا حسن علیخان کو پہنایا تھا اوٹھکر شمشیر خاصہ بھی حسن علیخان
کی کمر مین کردی حسن علیخان نے شریک بیان ہوکر عرض کیا کہ جو کچھ حضور سے میرے حق مین صادر ہوا
شان خداوندی سے بعید ہے حالانکہ بجز سر کے کوئی چیز لایق نذر نہین خیر اب سامان فوج جمع کیجئے اور جلوس
فرماکر دشمن کو فرصت نہ دیجئے سقدر کی تحریر امث ہے جو ہونا ہے ہوگا پس بموجب حکم حسن علیخان کے ہر ایک جیو باڑا
جان و مال سے حاضر درگاہ ہوا اس حال کے دیکھتے ہی منجم اور رمال بھی حاضر ہوکر نوید سلطنت دینے لگے اور
وہ بھی ہر ایک سے مسلوک ہوکر پایان کار کی خبر دریافت کرتا تھا لوگ اوسکی دلجوئی کرتے تھے اور فی الحقیقہ
بروقت حصول مدعا اس شخص نے حسب لیاقت ہر ایک کی پرورش کی حسن علیخان کے اجماع سامان حرب
مین مصروف تھا اپنے بڑے بھائی عبید اللہ خان ناظم الہ آباد کو لکھا کہ فرخ سیر کی رفاقت مین عزم بالجزم ہے
عبید اللہ خان صاحب اس ارادہ سے متحیر ہوکر بھائی کو مانع ہوا کہ ساری عزت برباد ہو جائیگی اسنے پھر جواب مین
لکھا کہ آپ بزرگ ہین معز الدین کے رفیق رہین اور بندہ اس عہد سے پھر نہین ہوسکتا تب عبید اللہ خان نے
بھائی کی عزیمت صادق پر آمادہ ہوکر لکھا کہ اگر یہی ارادہ ہے تو جسقدر سامان ضرور ہو لیجئے دوسری روایت
یہ ہے کہ بہادر شاہ نے اعز الدولہ خان جہان بہادر کو صوبہ دار بنگالہ مقرر کیا فرخ سیر کو حضور مین بلایا
لیکن چونکہ اوسکی بھائی سلطان کریم الدین اور ہمایون بخت باپ دادی کی نظر مین بے اعتبار تھے اسکو حضور مین

جاتا نہایت شاق گذرا عظیم آباد پٹنہ مین ہونچکر اپنی بی بی کی وضع حمل کے بہانہ سے وہین پر ٹہر کر حضور مین عرضی لکھہ بہیجی اس درمیان مین بعض نجومیون اور فقیرون نے محمد رفیع حکیم سے متفق ہوکر فرخ سیر کو بادشاہی کی خوشخبری دی اونہین دونون مین محمد رضا جو بہادر شاہ کے مغضوبون مین تھا آوارہ ہوکر اس صوبہ مین آیا اور ایک فرمان جعلی بتاس کے قلعداری کا بناکر قلعہ مذکور مین دخیل ہوا جنس وغیرہ مایحتاج پر قابض ہوکر بادشاہ کو عرضی لکھی کہ ملازمان شاہی کی غفلت سے فدوی نے اس مکان مین دخل کرلیا اور اخبار سے یہی حال دریافت ہوا لہذا بہادر شاہ کا فرمان اور عظیم الشان کا حکم اوسکی تادیب کو فرخ سیر کے نام صادر ہوا چونکہ اوس قلعہ پر قبضہ پانا نہایت متعذر تھا فرخ سیر نے ہمراہیون کے صلاح سے لاچین بیگ قلماق نے جو کہ فرخ سیر کا نوکر اور بیباک شخص اور راوندیون جملہ مقہورون مین تھا سب سے پوشیدہ فرخ سیر کو پیغام دیا کہ اگر شاہزادہ فرمان وخلعت بادشاہی کا آنا مشہور کرکے حکم دے یقین ہے کہ بمدد اقبال عدو مال فتح ہو اگر بندہ جانثار ہو تو میری اولاد مرہون لطف شاہی فرمائی جائے یہ مصلحت شاہزادہ نے پسند کی چوتھی روز شہرت دیگئی اور قلماق مذکور کے معرفت خلعت اور نشان فرخ سیر نے بہیجا جب قلعہ کے نیچے پہونچا متغلب مذکور نے آنا لاچین بیگ کا مع جماعت کے ناپسند کیا دو تین آدمیون کو ساتھہ لانے پر راضی ہوا قلماق مذکور مع ایک نفر کے بالا ے قلعہ گیا بوقت پہونچنے کے قلعدار نے سند لینے مین کار د کمر سے کہینچکر چند زخمون سے اوسے گرا دیا ہمراہی بہی زخمی ہوئے ہزاریان وغیرہ ملازمان بادشاہی نے حمایت قلماق کرکے رفقای متغلب کو مجروح کیا اور سر مقتول کا مع قلماق مذکور کے فرخ سیر کی حضور مین بہیجا لاچین بیگ مورد الطاف فرخ سیر ہوا انہین دنون مین بہادر شاہ کے وفات کی خبر ملی اوسوقت حسین علیخان بہادر بندوبست پرگنات مین مصروف تھے فرخ سیر نے دوسری حالات بہادر شاہ کا انتظار نکرکے بے تامل اپنے باپ عظیم الشان کے نام خطبہ پڑہایا اور جلوس اور تسلط اوسکا مشہور کرکے شادیانۂ تہنیت بجوایا اس کام کے بعد حسین علیخان کی فطرت سے گہبرایا خطوط عذر آمیز بہیجکر حسین علیخان کو بلایا اور والدۂ فرخ سیر نے فرخ سیر کی طرف سے مدار المہامی کا عہدہ دار اوسے کیا اور رسول اللہ صلعم کی ضامنی دی جب حسین علی خان فرخ سیر سے ہمداستان ہوا یہ بہی اوسکے اقتدار مین روز بروز متوجہ ہوا

فرخ سیر کا تخت خلافت پر جلوس کرنا اور عظیم آباد سے کوچ کرنا مع حسین علیخان بہادر کے

حسین علیخان بہادر نے فرخ سیر کو تخت سلطنت پر جلوس کراکے مہاجنون وغیرہ سے جسقدر ممکن ہوا روپیہ قرض لیکر فتح پر الفای عہد کرکے ساعت سعید مین پیشتر کو روانہ ہوا عزت خان اپنے بہانجے کو عظیم آباد کی نیابت پر مقرر فرمایا اور سید عبد اللہ خان کو منجانب خود اور نیز فرخ سیر کی طرف سے حکم لکہا کہ خزانہ صوبہ بنگالہ مرسلہ جعفر خان داماد شجاع الدین محمد خان اکبر آباد

سے جاتا ہے لہذا آلہ آباد پہونچکر ضبط کرے اور بقدر ضرورت خرچ کر کے باقیماندہ امانت رکھے چنانچہ حسب الحکم تعمیل ہوئی اور نیز قلعہ آلہ آباد کی توپین عمدہ عمدہ میدان کے لایق ہمراہ لین

سید عبد الغفار خان گردیزی کا بموجب حکم معز الدین کے آلہ آباد آنا اور عبد اللہ خان کی بھائیون سے شکست کہانا

ہنوز حسین علیخان مع فرخ سیر کے آلہ آباد نہ پہونچا تھا کہ سید عبد الغفار خان گردیزی جو کہ راجی محمد خان کی نیابت مین عبد اللہ خان صوبہ دار آلہ آباد کے تغیر مین مقرر ہوا تھا مع دس بارہ ہزار سوار وغیرہ سامان کے عبد اللہ خان کی تادیب کو مامور ہوکر جا پہونچا عبد الغفار نے انتظار برادر اور فرخ سیر کا کرنا مناسب نجانا عبد الغفار خان کو لیقین قلب کے پیغام بہیجے اوسنے بنا بر ترقی مراتب اور خیال افزایش منصب اپنے کے اسکا کہنا نہ مانا اسکو آمادہ ہوا عبد اللہ خان نے اپنے چہوٹے بہائی سراج الدین علیخان و نجم الدین علیخان و سیف الدین علیخان کو مع ابو الحسن خان بخشی کے سارے مین ہزار سوار اور اسیقدر پیادہ سے مقابلہ کو بہیجا سید عبد الغفار نے جو اپنی زور سی شمشیر پر نازان تھا تینون بہائیون کو دیکہا لیکن انسی لڑنا بہتر جانا سمجہا قلعہ کی راہ لی اور کہلا بہیجا کہ لڑکون سے بازی نہین کرنا چاہتا ہون انہون نے لاچار خود لڑائی مین پیشقدمی کی چونکہ انکی جمعیت قلیل اور چندان لشکر شایستہ تھا اول حملہ مین کسیقدر ہمراہی انکی مغلوب ہوئے اکثر مقتول اکثر مفرور ہوے برادران عبد اللہ خان نے مع دیگر سادات کی پیر گروہی اور نہایت بزدلی سے اوس جمع غفیر مین جا پہنسے شیرون کے مانند جان سے سیر ہو کر مردانگی دکہلائی ادہر مدد ایزدی نے پشت پناہی فرمائی یاد مخالف نے شور ڈالا حریف کے حواس اوڑے سادات بارہا نے دوڑ دوڑ کر تیغ آزمائی کی کوشش رستمانہ سے دشمنون کو مع برادر عبد الغفار کے مار ڈالا عبد الغفار کے کشتہ ہونیکا اشتہار ہوا ہمراہی لوگون نے راہ فرار لی عبد الغفار نے شکست فاش کہائی عبد اللہ خان کی بہائیون سے سراج الدین علیخان نے جام شہادت نوش کیا سید عبد اللہ خان نے بعد فتح نذر مبارکباد دکہلائی شادیانہ بجنے کی نوبت آئی بعدہ بہائی کے ماتم مین اشک ریزان ہوا معز الدین کو جب خبر ملی عبد اللہ خان کی تالیف قلوب مین مصلحت معلوم ہوئی صوبہ داری آلہ آباد کی سند بہیجکر تحسین و آفرین کی اور خلعت بہیجکر عبد اللہ خان کی استمالت فرمائی اسی کے پیچہے فرخ سیر مع لشکر تازہ کے اور حسین علیخان اور صف شکن خان نایب صوبہ دار اوڑیسہ اور احمد بیگ کو کہ جسکا خطاب غازی الدین خان بہادر غالب جنگ کو سہ تھا اور خواجہ عاصم خاندوران وغیرہ کی آپہونچا لشکر تینون بہائیون کا فراہم ہوا سادات فضل الٰہی پر نظر رکہکر پیشتر کو روانہ ہوے

آنا سلطان اعز الدین کا فوج بسیار سے اور پریشان واپس ہونا

جب عظیم آباد سے فرخ سیر کی غریب کا اشتہار ہوا معز الدین نے اپنے بیٹے سلطان اعز الدین کو پچاس ہزار سوار سے

عبد اللہ خان کی تاپیٹ اور قلعہ الہ آباد کی تسخیر کو روانہ کیا خواجہ حسن خان برنہ کو کوکلتاش خان کو جو کہ پنجہزاری تھا
ہفت ہزاری اور خاندوران کے خطاب سے سرفراز کرکے کل فوج کی ترتیب اور شاہزادہ کی اتالیقی سپرد کی
اور چین قلیچ خان کو بھی عقب سے روانہ فرمایا اعزالدین اکبرآباد سے کھجوہ تک پہونچا تھا کہ فرخ سیر اور عبد اللہ خان
اور حسین علیخان کے اکٹھے ہو جانے کی خبر ملی بزدلی سے اوسی جگہہ مقیم ہوا اور خندق کھودنے اور مورچال درست
کرنے کو حکم دیا پھر وخبر پہونچنے نزدیکی فرخ سیر کی باوجودیکہ وہ ہنوز دور تھا نہایت پریشان ہوا اور اپنے حرکات
ناشایستہ سے دشمن کو دلیر کر دیا تا آنکہ فرخ سیر آپہونچا عبد اللہ خان ہراول اطراف مورچہ اور موضع کی
دیوارین پکڑ کر آخر روز تین پہر تک توپ اندازی کرتا رہا شہزادہ اور مدار المہام دونون دل باختہ ہو کے بھاگنے
مین ہم سخن ہوے آخر کار جسقدر ممکن ہوا اشرفی جواہرات لیکر باقی کارخانہ خزانہ توشکخانہ وغیرہ ویسا ہی چھوڑ کر
پہر رات رہے باہم متفق ہو کر اوٹھہ بھاگے جب یہ حال کھلا لشکر مین عجب طرحکا غدغہ پڑ گیا لوٹ مچا دی
آقاے نامدار کا مال خوب ہاتھہ لگا اور بعدہ سرکار فرخ سیر کی ضبطی مین آیا چین قلیچ خان کہ مدد کو شاہزادہ کے
عقب سے آتا تھا اکبرآباد کو لوٹ کر شاہزادہ کی فضیحت دیکھی آخر فرمان معزالدین کا منتظر تھا جب دار الخلافہ مین اعزالدین
کی شکست کی خبر پہونچی معزالدین مایوس ہو کر عازم ہوا

سلطان معزالدین کا مع ذوالفقار خان اور کوکلتاش وغیرہ ارکان شاہی کے کوچ کرنا اور اکبرآباد کو آنا

محمد معزالدین جہاندار شاہ دوازدہم [۱۲] ذیقعدہ دوشنبہ کی شب کو ساڑھے تین گھڑی گذرنے پر واقع ۱۱۲۴ھ ہجری
مدافعہ فرخ سیر کو شاہجہان آباد سے برآمد ہوا ذوالفقار خان کے ہراولی اور کوکلتاش خان کی معاضدت
تھے اعظم خان وجانی خان ومحمد امین خان وغیرہ سرداران ایران وتوران وغیرہ مع اسباب جنگ وجدال
کے ستر اسی ہزار سوار اور پیادہ بیشمار ہمرہ سپہر ہوئے اثناے راہ مین سربلند خان جسنے فوجداری کہیری سے کسیقدر
روپیہ جمع کیا تھا فرخ سیر کی رفاقت سے برخاست ہو کر مع زر مذکور معزالدین کے حضور مین آکر مورد تحسین و
آفرین ہوا احمد آباد گجرات کی صوبہ داری پر مرخص کیا گیا او چھبیلہ رام فوجدار کورہ اور علی اصغر خان ولد کار طلب خان
فوجدار اٹاوہ اعزالدین کے ہمراہی سے رفیق فرخ سیر ہوے جب معزالدین قصبہ سموگڑ متصل اکبرآباد مین پہونچا
فرخ سیر کی بھی رایات ظفر طراز مع رفقاے کے جو اوسی قصبہ کے نزدیک جا پہونچے تھے نمود ہوئے چونکہ معزالدین کی
زشت حرکات سے اکثر عوام خصوص تورانی امرا بھی بجز عبد الصمد خان کے متنفر اور کشیدہ ہو گئے تھے اکثروں کے
نوشتہ مشعر ارادہ انحصار فرخ سیر کے لشکر مین پہونچے اگرچہ معزالدین کے دیکھتے ہوئے کسیکو فرخ سیر کے فتحیابی کی

امید نہ تھی لیکن عمدہ ارکان دولت معز الدین کے یعنی کوکلتاش خان اور ذوالفقار خان باہم نہایت متفق تھے اور انہین کے نفاق سے کارہاے بادشاہی برہمی پاتے جاتے تھے دونو برخلاف ہمدیگر صلاحین دیا کرتے تھے حتی کہ دریاے جمن کے عبور کے مشورہ پر ہنوز اتفاق نہوا اور خود بادشاہ ساقط الحواس لال کنور کے عشق مین بیہوش تھا سید عبد اللہ خان نے ایک مقام پر پایاب پاکر رات کیوقت معز الدین کے لشکر سے چند کوس پیشتر کوچ کر کے جمنا کنارے جا پار اوتر گیا اور سرے روز سہانی مین جو آگرہ آباد سے چار کوس اودہر ہے جا ٹہرا اور تہوڑی دیر مین فرخ سیر بھی مع ہمراہیون کے پار اوترکر عبد اللہ خان کی برابر پہونچا اور دشمن کی راہداری اور مغالطہ دہی کو حسین علیخان بہادر جس جگہہ تہا اوسی جگہہ بمقابلہ دشمن ٹہرا کا جب دن گذرا دوسری رات آئی مع فوج اور راے چبیلہ رام ناگر کے دریاسے پار ہوا تقدیر کی پردہ داری دیکہیے کہ معز الدین اور کل امرا اوسوقت خبردار ہوئے جب لشکر فرخ سیر اوسکے عقب مین نمایان ہوا ترتیب فوج جو اول مقرر ہوئی تھی بحال نرہی نئے سرے سے درستی فرمائی گئی

فرخ سیر اور سادات کی لڑائی معز الدین کے ساتھہ اور فتح پایا

تباریخ ۱۳ ذی الحجہ سنہ مذکور طرفین سے مقابلہ ہوا معز الدین مع فوج اور توپخانہ اور تجملات خسروانہ کے قول مین ٹہیرا اور ذوالفقار خان معتمد علیہ سلطنت اگرچہ بادشاہ سے کبیدہ خاطر تھا مگر اپنے نام کا خیال کر کے مع سامان عمدہ ہراولی پر جا اور کوکلتاش خان مع اعظم خان وجانی خان وغیرہ ہمراہیان کے دست راست اور محمد امین خان وعبد الصمد خان وحسین قلیچ خان اور جانثار خان وغیرہ تورانیون کے جانب چپ اور راجی محمد خان واسلام خان ومرتضی خان وحفیظ اللہ خان وغیرہ بطور التمش اور رضا قلیخان داروغہ توپخانہ اسیطرح ہر ایک بجاے مناسب مامور ہوا اودہر سے فرخ سیر ہمراہیون کے ساتھہ قول مین اور عبد اللہ خان ہراولی مین اور حسین علیخان وصف شکن خان وحسین بیگ دست راست مین ذوالفقار خان کے مقابل اور خانزمان اور چبیلہ رام ناگر مع چند دیگر بہادرون کے کوکلتاش خان کے برابر صف آرا ہوئے اول عبد اللہ خان نے آہستگی سی تورانیون کے مقابل جاکر جہاندار شاہ معز الدین کے توپخانہ پر پہونچا اچہی کوشش کی قول خاص کے قریب جا پہونچا اور حسین علی خان مع صف شکن خان وفتح خان داروغہ توپخانہ کے دوڑا اسی حملہ مین صف شکن خان اور فتح علی خان اور زین الدین خان ولد بہادر خان روہیلہ ور میر شرف اور میر اشرف وغیرہ بہادران رفقاے حسین علی خان جان بحق ہوے چبیلہ رام اور خانزمان منتظر قابو تھے حسین علیخان اپنے رفقاؤن پر وقت تنگ دیکہکر بمقتضاے غیرت ہندوستانی کے ہاتہی سے کود کر جا ٹہرا اور تیر وبندوق کے زخم کہاکر میدان مین گر پڑا سید عبد اللہ خان فوج معز الدین کے درمیان مین تہا ترکون کے تیر وبندوق کی بوچہار نے رفقاؤن کو پراگندہ

کر دیا تھا ایکسو سوار ہمراہ تھے اوسوقت سید عبد الغفار مذکور اوسکے ہاتھی کے پاس آیا اور اپنا نام لیکر عبد اللہ خان پر تیر مارا اسکے ہمراہیون نے اوسکا پیچھا کیا اور عبد اللہ خان نے بہی تیر سے زخمی کیا سید عبد الغفار زخمی ہوکر جان بچا گیا سید عبد اللہ خان کثرت مخالف سے نہین جانتا تھا کہ کدہر جانا ہے اور انجام کیا ہوتا ہے اس وقت کسیقدر رفقا کے ملنے سے قدری تقویت ہوئی اونچی جگہہ پر پہونچکر معز الدین کو مع ہمراہی فوج کے اپنے سے نزدیک اور ہوشیاری سے دور پاکر بہیئت مجموعی اوسکے زنانہ سواریون کے ہاتھیون پر جاگرا تیر باران ہونے لگا عجب قیامت مچی ہنوز معز الدین نے اپنے تئین درست نکیا تھا کہ فیلان سواری زنانہ کے باہمدیگر یورش او بہائی لال کنور اور اوسکے ہمراہی خواجہ سرایون کے ہاتھی صدمئہ تیر سے گریزان ہوئے معز الدین نے ارادۂ مدافعت کیا اوسکا بہی ہاتھی بگڑا فیلبان کا کچھ بس نہ چلا عبد اللہ خان نے قدم جرات بڑہایا خلل عظیم معز الدین کے لشکر مین نمودہوا باوجودیکہ شادیانہ فتح بہی بجایا گیا مگر فوج نہ تہمی چل نکلی کوکلتاش خان نے اس واوید سے جانا کہ معز الدین کے پاس پہونچے خانزمان اور چبیلہ رام جو گہات مین لگے تھے کمین گاہ سے نکلکر کوکلتاش پر جاگرے زخمہائے متنوعہ سے بیدست پاکر دیا اور رضا قلیخان داروغہ توپخانہ کام آیا جانی خان اور مختار خان قبل اسکے حسین علیخان کے مقابلہ مین کشتہ ہوچکے تھے اعظم خان برادر کوکلتاش خان مجروح ہوکر معز الدین کے پاس پہونچا معز الدین وقت تنگ دیکھکر لال کنور کے پاس آیا اور دن آخر ہوتے ہوتے اکبر آباد کی راہ لی ذوالفقار خان باوجود ہجوم مخالف کے پہر رات تک میدان وغا مین مستقیم تہا آدمیون کو تفحص جہاندار شاہ اور اعز الدین کو فرمایا تاکہ اگر پتا پاوین ایسے تجرہ اقبال لو باہر کرین مگر نشان ان کشتہ بختون کا نہ ملا فرخ کے لشکر مین شادیانہ بجے رسم مبارکباد تہنیت ہونی لگی فرخ سیر ذوالفقار خان کی استقامت سے پریشان ہو رہا تھا کہ اگر میری فتح ہو گی ذوالفقار خان کیون ٹہرا ہوا ہے جب مدعیون کی فرار کی تحقیق معلوم ہوئی ذوالفقار خان کو پیغام دیا کہ دعویدار تو فرار ہوا تم کیون برقرار ہو اگر برائے خود شاہی درکار ہے تو یہ امر جدا ہے ورنہ نسل عالمگیری مین معز الدین نہین تو ہم ہین اس پیغام سے ذوالفقار خان نے اکبر آباد کی راہ لی جہاندار شاہ نے اکبر آباد مین رات کانی داڑہی مونچہ مونڈوا صنع بدل آخر شب کو مع لال کنور اور چند نفر معتمد کے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور آصف الدولہ کے پاس پہونچکر قید ہوا اسی کے پیچھے ذوالفقار خان دار الخلافہ پہونچا اور عبد اللہ خان نے بعد فتح اپنے بہائی کے تلاش مین ادمی دوڑائے آخر خواص نے حسین علیخان کو لاشون کے درمیان مین مجروح وبیہوش پایا ایک نے عبد اللہ خان کو خبر دی لباس خاصہ اور جواہرات جو اوسوقت زیب تن تھا مجھکو عطا فرمایا بعضون سے سنا گیا کہ شکر اللہ خان اور یار خان ملازمان حسین علیخان مع اپنے ہمراہیون کے اوسکی حفاظت مین مصروف تھے محمد ہاشم بن خواجہ میر خافی کی تحریر سے دریافت ہوتا ہے کہ تنہا میدان رزم مین مجروح بیخبر گرا پڑا تھا لچے اوسکا لباس تک اوتار لیگئے تھے بہرحال عبد اللہ خان نے اپنے معتمد بہائی کے پاس بہیجکر اوسے اوٹہا منگوایا جب حسین علی خان سنے

فتح فرخ سیر کی خبر سنی جان رفتہ تن مین آئی اور ہوش بہی بجا ہوئے عبد اللہ خان نے اپنے بہائی کو زندہ پایا اور فتح یابی سے سجدہ شکر بجالایا ذو الفقار خان باپ سے مشورہ کرکے عازم تہا کہ پہر معز الدین کو لیکر تدارک پر کمر باندہی زیرا کہ فرخ سیر سے بدین وجہ کہ ذو الفقار خان اور اوسکے باپ کے ساتھہ عداوت رکہتا تہا اور معز الدین کی حمایت کی تہی اطمینان نرکہتا تہا آصف الدولہ نے مبالغہ کرکے اس ارادہ سے باز رکہا لاچار ذو الفقار خان نے عزم دکن کیا مگر باپ نے نہ مانا فرخ سیر کی اعانت سے مانع رہا غرضکہ جب اقبال اسد خان اور ذو الفقار خان کا تمام ہوا اور اجل موعود ذو الفقار خان کے نزدیک تہی باوجود عدم اطمینان اور یقین ہونے عداوت کے بدین امید کہ حقوق ہمارے خاندان تیموریہ مین بہت ہین اور نیز عالمگیر کس مرتبہ قدر و اقتدار کرتا تہا آصف الدولہ نے ذو الفقار خان کو ہمراہ لیکر قصد حضوری فرخ سیر کا کیا

اقتدار پانا فرخ سیر کا سلطنت مین اور بہیجنا عبد اللہ خان کو بندوبست دار الخلافہ کیواسطے

جبکہ فرخ سیر مدد غیبی سے مرادیاب ہوا لڑائی کے دوسرے روز ہیدرہوین ذی الحجہ روز پنجشنبہ کو وقت صبح بار عام فرمایا اول چین قلیچ خان اور عبد الصمد خان اور محمد امین خان وغیرہ سرداران توران سید عبد اللہ خان کی وساطت سے بعد آداب و کورنش مورد مراحم ہوئے اور عبد اللہ خان نے مع لطف اللہ خان صادق وغیرہ امرا کے بنابر بندوبست دار الخلافہ اور دولتخانہ شاہی اور قید خانہ سلاطین کے رخصت پائی اور فرخ سیر خود بہی ایکہفتہ کے بعد شاہجہان آباد کو عازم ہوا ۱۳ محرم کو بارہ پلہ متصل شاہجہان آباد مین نزول اقبال ہوا سید عبد اللہ خان قطب الملک سے مخاطب ہوکر منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز ہوا اور مرتبہ وزارت اعظم کو فائز ہوا اور حسین علیخان بہادر خطاب امام الملکی اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور امیر الامرائی کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا اور بخشی اول مقرر ہوا محمد امین خان بخشی دوم مع اضافہ ہزاری منصب و ہزار سوار و خطاب اعتماد الدولہ سے مفتخر ہوا اور چین قلیچ خان نے پنج ہزاری سے ہفت ہزاری کے ہفت ہزار الجواد نظام الملکی کا خطاب اور دکن کی صوبہ داری داؤد خان نایب ذو الفقار خان کی عوض مین پائی اور صوبہ داری برہان پور کی کہ داؤد خان کو بالاصالت تہی صوبہ داری احمد آباد گجرات کی پائی اور خواجہ عاصم نے خطاب صمصام الدولہ خاندوران اور منصب ہفت ہزاری شش ہزار سوار کا حاصل کیا احمد بیگ کو کہ معز الدین کا رفاقت کے عوض مین غازی الدین خان بہادر غالب جنگ سے مخاطب اور منصب شش ہزاری پنجہزار سوار اور عہدہ بخشی گری درجہ سوم سے مفتخر ہوا اور قاضی عبد اللہ تورانی کو جو جہانگیر نگر ڈہاکہ کی قضا رکہتا تہا میر جملہ خانخان سے مخاطب اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز فرمایا اور اختیار دستخط خاص کا اوسکے قبضہ اختیار مین دیا گیا لیکن ظاہر مین داروغگی خواص اور ڈاک کی رکہتا تہا محمد جعفر منشی جسنے بعض خدمات سابق مفوض تہی نصرت خانی کے خطاب

اور امیر سامانی اور دار الانشا سے سعزز فرمایا گیا سیف اللہ خان بیوتات مین مامور ہوا سیف الدین علیخان اور نجم الدین علیخان قطب الملک کے بھائی مع دیگر رفقای بادشاہی اور سادات بارہا کے جنکے خدمات جانفشانی ثابت ہوئین حسب تقدیر ولیاقت انعام وخلعت سے سفجر ہوئے قطب الملک انتظام ارکان سلطنت اور معاملات وزارت مین مشغول ہوا ++

آصف الدولہ اور ذو الفقار خان کا حاضر ہونا اور ذو الفقار خان کا جان کھونا +

آصف الدولہ اسد خان اور ذو الفقار خان بہادر بارہ بلہ بزخواہان ملازمت ہوے میر جملہ عبید اللہ خان خانخانان نے جو کہ مزاج بادشاہ مین دخیل تھا اور یہ دعوے رکھتا تھا کہ سابق اور حال کے کل امرا سے اوسکا مرتبہ زیادہ اور اوسکا اقربہی اثر بندیرسے اول اول ذو الفقار خان کی قطع حیات چاہی بادشاہ کو اس امر پر زیادہ آمادہ کر دیا امیر الامرا حسین علیخان بہادر نے اس شورہ سے آگہی پاکر ذو الفقار خان کو پیغام دیا کہ اگر میری وساطت سے حصول ملازمت کروگے کسیکی مجال نہوگی کہ سر مو تمہین آزار دے میر جملہ اس راز کے مطلع ہونے سے سمجھا کہ درحقیقت ان دونونکے ملجانے سے کسیکو تاب عدول نہوگی پس تقرب خان کو جو اہالی ایران مین سے تھا بسبب ہم جنس کے ذو الفقار خان کے پاس بہیجکر نہایت دلجوئی کی اور کلام خدا کی قسم کہائی چونکہ بادشاہ باطن مین سادات سے خوش نہین لہذا تمہاری ملازمت معرفت امیر الامرا کے بے سود ہے بجز نقصان جان کے حاصل نہین اور تمہین دوسرے کی اعانت کیا ضرور بعد ملازمت ورفع ملال کل امرا اور خداوندان دولت اقبال کے مرجع ہوگے ایسی ایسی باتونسے آصف الدولہ باپ کا دلجمع کر دیا کسیقدر ذو الفقار خان کو دغدغہ باقی تھا کہ خود میر جملہ نے جاکر تشفی کر دی اور نئے سر سے سوگند یاد کی جب حضور فرخ سیر مین لائے ہاتھہ ذو الفقار خان کے باندہے تھے روبرو کھڑا کیا اور آصف الدولہ نے چند کلمات سفارش عرض کیئے فرخ سیر نے ظاہر مین بڑی مہربانی خرچ کی ہاتھہ کہلوا کر خلعت اور جواہر عطا فرمایا بعدہ آصف الدولہ کو بحیلہ ضعف رخصت کر کے فرمایا کہ ذو الفقار خان خیمہ مین رہے کچھہ دریافت کرنا ہے آصف الدولہ متوہم باہر نکلا اور ذو الفقار خان جان سے ترسان ٹہرا رہا مردم مامورنے چار وطرف سے گھیر لیا فرخ سیر نے عظیم الشان اور سلطان کریم الدین کے قتل کا دعوے کیا ذو الفقار خان نے موت کی گرم بازاری دیکھی زبان پر لایا کہ مین محض بیقصور ہون مجرم بادشاہ ہے جب دیکھا کہ فرخ سیر پیاسے خون ہے عاجزی مسکینی چھوڑ کر سخت جوابدہی پر آیا اسی عرصہ مین لاچین قلماق بہادر دل خان نے پیچھے سے اوسکے گردن مین تسمہ ڈالا اور لوگون نے ہجوم کر کے قتل کر ڈالا اور اوسی روز کہ اتوار اور ۱۶ ار محرم کی تھی بموجب اشارۂ فرخ سیر کے لوگون نے قلعہ مین جاکر معز الدین کو تسمہ سے پہانسی دیکر مار ڈالا فرخ سیر دوشنبہ کے روز ۱۷ ار ماہ مذکور ۱۱۲۵ھ کو بہ تجمل تمام داخل قلعہ شاہجہان آباد ہوا حکم دیا کہ معز الدین کا سر نیزہ پر لاش ہاتھی پر اور اوسی ہاتھی کے دم سے ذو الفقار خان کی لاش اولٹی لٹکا کر تمام شہر مین تشہیر کرین اور بعد تشہیر دروازہ قلعہ پر ڈالدین اور آصف الدولہ کو پالکی پر مع سواری

زنانہ لاش کے پیچھے پہر اکر خانخانان بہادر کے مکان مین قید کرین اور کل زر و مال ضبط سرکار ہو راجہ سبہا چند دیوان ذوالفقار خان کو جو کہ آدمیون سے زبان درازی کرتا تہا حکم ہوا کہ زبان کاٹی جاوے کہتے ہین کہ باوجود زبان بریدگی کے لکنت مین قاصر تہا اکثرا امرا شک و تہمت سے تسمہ زیب گلو گیر کر روانہ عدم ہوے اعز الدین ولد معز الدین اور عالی تبار ولد اعظم شاہ اور ہمایون بخت برادر خورد کی آنکہین نکلوالین اس بادشاہ کی اسقدر خونریزی سے ہر ایک نہایت مخوف ہو گیا تہا گہڑی گہڑی کی خبر لگی رکہتا تہا

شروع ہونا منازعت کا فرخ سیر اور سادات کے درمیان مین مع دیگر حالات

جب فرخ سیر نے قطب الملک کو بنا بر بند و بست شہر قلعہ دار الخلافہ کو بہیجا لطف اللہ خان صادق کو بہی ہمراہ کر دیا قطب الملک شہر مین پہونچا دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اور کل کی صدارت سید امجد خان کو مقرر کی ادہر فرخ سیر نے بعد چلے جانے قطب الملک کے دیوانی خالصہ وطن پچہیلہ رام ناگر کے نام اور افضل خان اوستاد کو صدر الصدور مقرر کیا جب بادشاہ شہر و قلعہ مین آیا اور انتظام سلطنت ملاحظہ فرمایا صدارت اور دیوانی کے تقرر مین درمیان شاہ و وزیر کے عجب گفتگو پڑی قطب الملک کا یہ کلام تہا کہ اگر آغاز کار مین میری بات مسلم نہ رہی میری وزارت کا کیا اعتبار ہوگا اور میر جملہ بادشاہ کے خاطر نشان کرتا تہا کہ ہر چند بادشاہ بندگان درگاہ کو صاحب مقدرت فرماتے ہین مگر ملازمین کو چاہیئے کہ اپنی حد پہچانے رہین فی الجملہ ہر چند وہ جہگڑا اس طرح پر فرو ہوا کہ دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اور صدارت افضل خان کو دی گئی لیکن طرفین کے دلمین گرہ پڑ گئی اور اصل سبب آشفتگی ارکان سلطنت اور بدنامی قطب الملک حسین علیخان امیر الامرا اور جماعہ سادات کا یہ ہوا ہے کہ فرخ سیر مطلق عقل سے بے بہرہ اور بیت ہمت و نامرد تہا کمینہ بے ہنرون کو غیر لایق انعام دیتا تہا اسی سبب سے فرخ سیر بازاریون لچون کے روبرو مانند اعتقاد خان وغیرہ کے ممدوح تہا اور نہ لیاقت صوبہ داری کی کچہ بہی نہ تہی اور میر جملہ بنا بر کثرت طمع اور حسد کے کم لیاقتی مین کل افراد سے فوق رکہتا تہا اسد خان اور ذوالفقار خان کی سو برس کی کمائی برباد کر کے سادات کے پیچہے پڑا انہین چاہتا تہا کہ مرجع خلایق اور معتمد سلطنت رہے اور قطب الملک بہی کثرت عیاشی سے آرام طلب ہو گیا تہا عنان اختیار راجہ رتن چند اپنے دیوان کے ہاتہہ مین پکڑا دی تہی وہ شخص بسبب اقتدار پانے کی اور وزارت مین پہونچتے ہی روز بروز فراش عداوت کرتا گیا جسکے نتیجہ سے چار سو برس کی سلطنت تیموریہ برباد ہوئی اور نیز سادات بارہہ کو داغ بدنامی لگا القصہ میر جملہ اور بادشاہ اور دیگر بدخواہون نے دونو بہائیون کے منافق ہونے مین تدبیرین کین امیر الامرا حسین علیخان بہادر کو راجہ اجیت سنگہ راٹہور کے تنبیہ کو جسنے بعد وفات عالمگیر کے جودہپور کی مسجدین کہود اکر بتخانے تعمیر کرا دیئے تہے اور بہادر شاہ مع اپنے بہائیون کے اوسکے لڑنے مین مصروف ہوا تہا اور بعد ازان واسطے استیصال جماعہ سکہان کے جنہون نے سر حد لاہور مین سرکشی کی تہی نہضت کی تہی مقرر فرمایا حسب الحکم مع بعض دیگر امرا کے

اس بدسگال گوشمال کو روانہ ہوا اجیت سنگہ اسکے سطوت سے گہبراکر عیال واطفال کو کوہستان دشوار گذار مین پہونچاکر اپنا ملک
خالی کر گیا اور باوجود تحریک حسین علیخان کی لڑائی سے باز رہکر وکلاے معتبر مع تحفہ لایق کے بہیجکر مستدعی عفو جرایم ہوا اسی ضمن
مین چونکہ حضور مین دراندازون نے فرخ سیر اور قطب الملک کے باہم فساد کرایا اور عبد اللہ کے قید کی فکر مین
تھے اوسکی تحریرین امیر الامرا کے نام متضمن جلد واپس ہو آنیکی پہونچین ناچار حسین علیخان نے راجہ اجیت سنگہ کو
اطاعت اور ارسال پیشکش اور دختر پر واسطے فرخ سیر کے راضی کیا اور اسکی تعمیل کی بعد حضور مین آیا

زیادہ ہونا رنج کا فرخ سیر اور سادات کے ہمدگر مین

جب قطب الملک وزیر تہا اور حسین علیخان امیر الامرا تہا کوئی امر جہانداری کا مانند منصب واضافہ وغیرہ کے
بدون انکی استرضا کے ناممکن تہا اور میر جملہ کے حق مین جو صاحب دستخط تہا اکثر فرخ سیر کہا کرتا تہا کہ میر جملہ
میری زبان اور ہاتھہ کا مالک ہے لہذا مردم اوس سے رجوع ہوتے اور وہ بہی انجاح مرام کار انام سے
نیکنام ہوا تہا راجہ رتن چند دیوان قطب الملک کو یہ کینہ ہوا کہ کسواسطے میر جملہ سے رجوع ہوتے ہین جاری
نہین کرتا تہا اور جو اس سے رجوع ہوتا اپنے اور اپنے آقا کیواسطے نذرانہ لیکر اوسکا کام انجام کرتا اس سبب
سے بدنام ہوا اور قطب الملک کی حمایت سے زیادہ مغرور ہوا خلق اللہ کی کامرانی جو کہ میر جملہ کرتا تہا قطب الملک
اور امیر الامرا کو گران معلوم ہوتی تہی میر جملہ نے فرخ سیر کے حضور مین آکر شکایت کی کہ انکی پیشانی سے آثار نمکحرامی
پیدا ہین ایسی شکایت سے فرخ سیر کو مکرر قید کرنے کی فکر ہوئی اسی فکر مین کبہی سیر باغ اور کبہی شکارگاہ کو نکلتا
تہا ہر چند تمہید رنگارنگ جوڑتا مگر نامردی سے کچہ کام نکرتا تہا آخر کو خوب رنج وحسد بڑہا یہ بہی مشہور ہے کہ بادشاہ
کی والدہ بسبب عہد وپیمان کے جو کہ کلام اللہ کی ضامنی سے ہوا تہا اکثر اوقات انکے ارادہ فاسد سے امیر الامرا اور قطب الملک
کو آگاہی کر دیتی تہی اسی ضمن مین امیر الامرا نے کل ممالک دکہن کی صوبہ داری کی استدعا کی اور ارادہ کیا کہ بعد حصول مدعا
داؤد خان کو بدستور سابق ذو الفقار خان کے اپنا نایب مقرر کرے اور اوس سے کسیقدر رسالیانہ ٹہراکر خود حضور ہی
مین رہے اور بادشاہ اور میر جملہ کی یہ مرضی تہی کہ خود دکن کو چلا جائے اور اوسکو منظور تہا کہ قطب الملک کو
تنہا چہوڑے آخر گفتگوی خشونت آمیز طرفین سے شروع ہوئی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ دونون بہائیون نے دربارداری
موقوف کی اپنی حفاظت کو فراہمی سپاہ اور درستی مورچال مین مصروف ہوئے بادشاہ امراے خیر اندیش
میر جملہ اور محمد امین خان اور خاندوران سے خلوت مین شورہ طلب ہوا ہر روز تلون طبعی سے تدبیر اولٹی پلٹی
جاتی تہین اور اس خبر کے اشتہار سے غلہ کی گرانی ہو گئی بادشاہ وزیر کے فیمابین پیامبرونکی آمد رفت تہی مگر بے سود
جب مدت تک یہی حال رہا والدہ بادشاہ نے قطب الملک کے مکان جاکر مطمئن کیا قرار ہوا کہ قلعہ مین سادات کا

بند و بست ہو اوسکے بعد دونون بہائی حاضر حضور شاہی ہون چنانچہ ایسی ہی تعمیل ہوئی قطب الملک
اور امیر الامرا حضور مین آئے عذر تقصیر کیا اور جو شبہہ کہ بادشاہ کیطرف سے دو تین مستخفی نے پیدا کرا دیا
تہا بیان کرکے کمر سے تلوار نکالکر روبرو رکہدی اور عرض کیا کہ اگر تقصیروار ہین سر و شمشیر حاضر ہے اور اگر
بنا بر حقوق خدمت ہمارا قتل نامنظور ہو منصب سے برطرف کیئے جاوین کہ اپنی راہ لین حج بیت اللہ کو
سدہارین اور اگر خدمت مین رکہنا منظور ہے دراندازون کے کلام اور حاسدون کی سخن انگیزی پر توجہ
نفرمائی جاوے آخر بنائے فساد اس پر رفع ہوئی کہ میر جملہ عظیم آباد کا صوبہ دار ہو اور امیر الامرا صوبہ ہائے
دکن کے انتظام پر رخصت ہو لہذا امیر جملہ عظیم آباد کو روانہ کیا گیا ظاہر مین تو خاطرداری سادات کی ہوئی
اور باطن مین گویا نائرہ فساد کو اشتعال کیا امیر الامرا کے واسطے فرمان صوبہ داری دکن صادر ہوا اور
نظام الملک کے برخاستگی کو بہی دکن سے تحریر کی نظام الملک کو حضور مین طلب کیا اور لکہا کہ داؤد خان پنی
برہان پور مین جاکر انتظار امیر الامرا کا کرے جب وہ پہونچے جس کام کو حسین علی حکم دے بجالائے اوسکے
استیصال مین ساعی ہو بعد فتح کل صوبہ ہائے دکن کا ناظم اور مورد الطاف شاہی ہوگا اسی عرصہ مین
شادی بادشاہ کی اجیت سنگہ کی لڑکی سے ہوئی ذکر اسکا عنقریب ہوگا بالفعل حال شورش گجرات کا
لکہا جاتا ہے جو کہ بسبب داؤد خان کے عدم تدین سے درمیان ہندو مسلمان کے واقع ہوا

بلدۂ گجرات مین ہندو مسلمان مین فتنہ عظیم کا برپا ہونا داؤد خان افغان کی عدم تدین سے

سنہ احد جلوس فرخ سیر مین داؤد خان گجرات کا ناظم تہا آخر سال کو اسکی صوبہ داری مین یہ فتنہ ہوا جس رات کہ
ہندو لوگ ہولی جلاتے ہین کسی ہندو نے اپنے صحن خانہ مین جو کہ مسلمانون کے گہرون سے ملحق تہا ارادہ کیا
کہ ہولی جلاے مسلمان مانع ہوے ہندو نے اس زعم سے کہ اپنا گہر ہے ہولی جلائی دوسرے روز مسلمانون نے
وہی حجت اپنے گہر کی ہندوون پر کرکے ایک گاؤ ذبح کی تمام ہنود محلہ مسلمانون پر ہجوم کر آئے مسلمان چونکہ
کم تہے بیتاب ہوکر گہرون مین جا گہسے ہندوون نے ایک قصاب بچہ کو جو چودہ برس کا تہا قید کرکے گاؤ کے
عوض مار ڈالا شہر کے مسلمانون نے جب یہ دیکہا نداے عام دی ہزار ہا پٹہان جو داؤد خان کے ملازم تہے مع سکنا
شہر کے بے اجازت داؤد خان کے قاضی کے مکان پر آئے قاضی نے داؤد خان کے خوف سے جسکو رعایت ہندوون
کی منظور تہی دروازہ بند کرلیا لوگون نے قاضی کا دروازہ توڑ کر گہر مین آگ لگا دی اور شریعت پناہ کو ہمراہ لیکر
دوکانات پہانک چوک سے آگ لگانا شروع کردیا رفتہ رفتہ کپور چند جوہری کے مکان پر جو داؤد خان کا مصاحب
تہا چڑہ گئے اسنے اپنے محلہ کا دروازہ بند کرا کر برقندازون کو لڑنے بہیجا طرفین سے چند لوگ مارے گئے شدت فساد سے

چندروز تک شہر کی دوکانات بند رہین جب مسلمانون کے خاطرخواہ تدارک نہوا جب عبد العزیز عبد الواحد شیخ محمد علی واعظ جو کہ
فضیلت پناہ تھے مع مسلمانان شہروغیرہ کے استغاثہ کے واسطے روانہ بیت الخلافہ ہوے جب شاہجہان آباد آئے
راجہ رتن چند نے بمقتضاے ہم مذہبی کے مسلمانون کو قید کیا اونکی فریاد کسی نے نہ سنی خواجہ محمد جعفر درویش
جو کہ صمصام الدولہ خاندوران کا حقیقی بہائی تھا اونکے حالات پر مطلع ہوکر خاندوران کی وساطت سی مسلمان
محبوس کی رہائی مین ساعی ہوا شیخ محمد علی واعظ زیر احسان محمد جعفر ہوا اکثر رابطہ اتحاد بڑہانے کو خواجہ مذکور کی
مجلس مین جاتا تھا اور اشعار حمد و نعت قوالون سے گواتا اور نہایت رغبت سے سنتا اور ہر وقت وعظ کے
حمد و نعت کے بعد چند فقرہ آئمہ اثنا عشر کے مناقب مین زبان پر لاتا اسی وجہ سے شاہجہان آباد مین بہی
مفسدہ ہوا چاہتا تھا مگر بخیر گذشت انشاء اللہ حسب موقع ذکر کیا جاویگا چونکہ اجیت سنگہ نے اپنی دختر نیک اختر
کی سفارش کامل کی تھی شقہ بادشاہ کے جو متضمن قتل امیر الامرا تھے دکہلائے امیر الامرا شقہ ہاے شاہی
لیکر رانی کے احترام مین متعہد ہوا ہنگام تجدید عہود کے وہ شقجات بادشاہ کو دکہلاے اسکی بہی عذرخواہی
ہوئی جب رفع کدورت ہوگئی جشن شادی مقرر ہوا یہ بات ٹہری کہ بعد فراغت امیر الامرا بہی عازم دکن ہون کو

جشن شادی بادشاہی دختر راجہ اجیت سنگہ سے

محمد فرخ سیر نے حکم تیاری سامان نشاط فرمایا کارپردازان نے جہٹ پٹ اہتمام کر دیا ادہر سے امیر الامرا
نے اسباب شادی دختر حسب رسم ہنود سرانجام کیا اوس شان وشوکت سے یہ شادی ہوئی کہ ہند اور دکن مین
کسی راجہ اور بادشاہ کے عہد مین نہوئی تھی شب پنجشنبہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۱۲۷ہجری کو بادشاہ امیر الامرا کے مکان پر
آیا عقد نکاح پڑہایا چراغون کی روشنی آرایش کی زیبائی آتشبازی کی لو جسقدر تھی اس صحیفہ مختصر مین گنجایش پذیر نہین ہوسکتی

ذکر مناقشہ شیخ عبد اللہ ملتانی اور خواجہ محمد جعفر کا

اس عرصہ مین شیخ عبد اللہ نامے ملتان سے دار الخلافہ مین آیا مسجد جامع مین وعظ کہا کرتا تھا اسکا معرکہ
رونق افروز ہوا کسی روز محمد جعفر کے دیکہنے کو گیا دیکہا کہ بعض مرید اوسکے پابوس ہو رہے ہین اور قوال لوگ
ابیات منقبت پڑہ رہے ہین شیخ کو ابیات مناقب کا سننا گران ہوا نصیحت کرنا شروع کی کہ سجدہ علاوہ خدا
کی دوسرے کو کرنا درست نہین اور سرود سننا بہی شرع مین ممنوع ہے اور استماع مناقب اہل بیت پیغمبر
صلعم بدون ذکر نام اور اصحاب کرام کے خلاف آئین اسلام ہے خواجہ نے درجواب کہا کہ فقیر لوگ بجز خدا
کی دوسرے کو جانتے نہین پس کیونکر دوسرے کو سجدہ کرینگے جن لوگون کو جوش حقیقی سے ہر جگہہ

زمین بوس ہوتے ہین ہمارا کیا قصور ہے یہ ری یار کی ہر جگہہ رنگ و بو ہے ٭ جدہر دیکہتا ہون ادہر تو ہی تو ہے ٭٭
قوالون نے جو کچہہ اپنے استاد سے پایا گاتے ہین مجکو منع سے کیا سو داب تم جو اشعار مناقب صحابہ کی تبلا وگا یا کرین اس جواب
سے شیخ نے سمجہا کہ مذہب تشیع کی طرف مایل ہے آزردہ ہو گیا اور جامع مسجد مین مشغول وعظ کہا کرتا کہ جناب امیر المومنین
علی مرتضی علیہ التحیۃ والثنا داخل آل عبا نہین اور علوی کو سید نکہنا چاہئیے اور پنج تن پاک جو کہتے ہین خلاف عقیدۂ اہل سنت
ہے کیونکہ دوسرے صحابہ کیا ناپاک تھے اسیطرح مذمت مذہب امامیہ کی کیا کرتا خواجہ جعفر نے اطلاع پا کر پیغام دیا کہ وعظ
مین ایسی قیل وقال برخلاف رسم مذہب اہل سنت وجماعت کی ہے اگر فقیر خانہ مین آ سکئے یا دوسری جگہہ تجویز فرما کے بیٹھے
روبرو فضلا کے کلام شریف مین دلیل کیجاوے جو کچہہ آپکو دعوے ہو از روے کتب تصدیق کیجئے شیخ عبید اللہ نے
درجواب کلمات سخت کہلا بھیجے اتفاقاً اسی قربت مین چند مغل زادہ اوباش وضع مع تسبیح اور خاک کربلا گردن اور
بازو مین لگائی جب وہ وعظ کہہ رہا تھا بہیئت مجموعی حاضر مجلس ہوے اور نگاہ بد سے جانب شیخ نظر کرنے لگے اور
تین ہزار آدمی اوسکے پیرو کار جو وعظ سن رہے تھے اس خیال سے کہ فرستادہ خواجہ قتل واعظ کو آئے ہین کلمات
رفض زبان پر لائے مغل زادون کو تاب نہ آئی مسجد سے نکل پڑے اونکے پیچھے ایک ہندو اجل رسیدہ
سپاہی وضع جو وعظ سننے کو آیا تھا اگر لوٹ گیا ایک مغل نے اس گمان سے کہ اونہین کے ساتھیون مین سے
ہے اوسپر حملہ کیا ہندو مذکور کو لوٹا اور موذن کو مار کر خود مارا گیا دو تین روز تک اوسکی لاش اسی تحقیق کو
زیر مسجد پڑی رہی کہ کسکی لاش اور بھیجا ہوا کسکا ہے بعض متعصبان اور ہواخواہان شیخ عبید اللہ نے بوسیلہ بعض
مقربان درگاہ استغاثہ کیا کہ خواجہ کی یہ مراد ہے کہ اباحیت کے دین مین خلل انداز ہو اور بہادر شاہ کے عہد مین کلمہ
وصی سے جو ہنگامہ ہوا تھا اسحال احتمال زیادہ تر ہے لہذا لازم کہ خواجہ کو شہر بدر کرا یا جاوے شاہجہان آباد
کی گذرگاہون اور بازارون مین جہان مناقب ایمہ طاہرین پڑہکر اونکے فضایل بیان ہوتے تھے اس واقعے کے
بعد ورق اولٹا بجزدم روافض کے زبان پر نہ آتا تھا فرخ سیر نے شریعت خان کے ساتھہ جو کہ قاضی حضور تھا
اس بارہ مین سوال کیا قاضی نے کہا کہ خواجہ کی بد اعتقادی شرعاً ثابت نہین ہوتی اور جو کچہ شیخ عبید اللہ نے
کہا ہے مطابق کتب معتبرۂ اہل سنت کے نہین ہے مگر رفع گفتگو کو اگر خواجہ نقل مکان کرین مضایقہ نہین
خاندوران نے اس بات مین جو کچہہ مناسب تھا خواجہ کی جناب مین عرض کر کے صلاح دی کہ چندے مزار خواجہ نظام الدین
پر ٹھہرے تاکہ معاندان کی زبان ساکن ہو اور شیخ عبید اللہ کو کہا کہ کس مدعا سے اس شہر مین آیا اور بعد فوت
مدعا دو تین روز سر انجام کر کے روانہ ملتان کیا

عبد الصمد کا بندا پیشواے فرقہ سکہان پر فتح پانا اور اس فرقہ کا مجمل حال

سال پنجم جلوس مین مطابق ۱۱۲۸ھ ہجری عبد الصمد کے زور بازو سے بندا نام اپنی سزا کو پہونچا تفصیل یہ ہے کہ فرقہ سکہہ

جو گرو گوبند کے پیرو اور ابتداے تولد سے بال نہین منڈواتے اکثر سیہ پوش او مسلح رہتے ہین ہر چند فرقہاے مختلف سے ہون مگر جبکہ یہ راہ اختیار کی ہرگز بموجب قاعدہ دیرینہ ہنود کے ہمدگر مین احتراز او رپرہیز نہین کرتے اس مذہب کی پیدایش عہد عالمگیر کے آخر مین ہوئی موجد اسکا گورو گوبند ہے جو نانک شاہ فقیر مشہور کے خلفا مین ہے مجمل احوال نانک شاہ کا یہ ہے کہ اسکا باپ بقال قوم کہتری سے تھا عہد طفلی مین یہ شخص حسن فصاحت مین کیفیت استعداد خداداد رکہتا تھا سید حسن نامی درویش صاحب کمال نے اسپر نظر توجہ فرمائی تربیت کرنے لگا اسکے فیض سے فی الجملہ شعور و دانش حاصل ہوا اکثر حقایق او معارف پر اطلاع حاصل کی اور تعصب بزرگان چھوڑکر اونہین بزرگان تصوف پسند کا قول زبان پنجابی مین بذریعہ دوہرہ موزون کرتا تھا اوسکے شعر و کلام موزون ہو کر ایک کتاب بنی جو گرنتھہ کے نام سے مشہور انام ہے اور اعتبار و کثرت بابر شاہ کے عہد مین میسر ہوا اس شخص کا گرنتھہ آجتک تعظیم و تکریم کے ساتھہ پڑہا جاتا ہے از بسکہ کیفیت سے خالی نہین مقبول خلق خدا ہے اس مت کے فقیر اکثر مشابہ مسلمان ہندی فقیرون سے ہوتے ہین اور اب بہی یہی صورت ہے اکثر مقامات پر ان لوگون کا ٹہکانا ہوتا ہے جسے اپنی اصطلاح مین سنگت کہتے ہین اور اوس سنگت مین ایک مرشد اور اوسکے مرید ہوتے ہین بابا نانک کی اولاد دو لڑکون سے ہے سری چند اور لکھمی چند لکھمی چند دنیاداری مین پہنسا سیر و شکار کی توجہ ہوئی اتبک اوسکی اولاد ہے اور اسکے خاندان مین صاحبزادگی ہے سری چند نے درویشی اختیار کی زن و فرزند سے گریزان اور باپ کی جگہہ پہ بیٹہا او سجادہ نشینی بہی نہین کرتا تھا فقراے نانک شاہی جو مسلمانی ہندوستانی فقیرون سے مشابہ ہین اوسکے پیرو ہین ایک خدمہ نانک شاہ کا انگد نام بجاے نانک شاہ کے سجادہ آرا ہوا ۱۳ برس تک سجادہ پر رہا چونکہ لاولد تھا امرداس اپنے مرید کو اپنا وارث کیا اسنے بائیس برس زندگی پائی باوجود اولاد اسنے اپنے داماد رامداس نام کو گدی دی سات برس زندگی نے وفا کی بعدہ اوسکا لڑکا گورو ارجن پچیس برس باپ کی جگہ مسند آرا رہا بعدہ اسکا بیٹا گورو ہرگوبند اڑتیس ۳۸ سال مرجع مذہب رہا بعدہ گورو ہرراے نبیرہ ہرگوبند بسبب مرجانے باپ دادے کے جگہ پر سترہ برس مرجع مذہب رہا بعدہ اسکا فرزند گورو ہرکشن خوردسالی مین گدی پر بیٹہا تین برس زندگی کی بعدہ تیغ بہادر ولد گورو ہرگوبند گیارہ برس رہنما رہکر امراے عالمگیر کا قیدی ہوا ۱۰۸۶ ہجری مین مطابق ۱۷ سنہ عالمگیری کے حسب الحکم بادشاہ کشتہ ہوا گورو گوبند ولد تیغ بہادر بجای پدر مسند آرا ہوا مدت تک ریاست کا سجادہ نشین ہا ہشتم کے جبکا نام تیغ بہادر تہا بہت سے پیرو کار پیدا ہوے صاحب اقتدار ہو گیا کئی ہزار آدمی اوسکے ہمراہ گہومتے تھے اسکا ہم عصر حافظ آدم نام فقیر جو کہ شیخ احمد سرہندی کے مریدون مین تھا اکثر لوگ اسکی طرف رجوع ہوئے اب دونون نے جبر و تعدی سے اخذ زر شروع کر دیا تیغ بہادر ہندوون سے اور حافظ آدم مسلمانون سے روپیہ لیتا تھا وقایع نگارون نے عالمگیر کو لکہا کہ دو فقیر ایک ہندو دوسرا مسلمان ایسی ایسی حرکات کرتے ہین کیا عجب کہ اگر قدرت حاصل ہو جائے خروج پر آمادہ ہون

عالمگیر نے اس خبر سے حاکم لاہور کو فرمان بھیجا کہ دونوںکو گرفتار کر کے حافظ آدم کو اٹک اور پیشاور کے اوسطرف
چھوڑ دین اور یہ لکھین کہ پھر اسطرف عود کر سکتا ہے اور تیغ بہادر کو قید رکھین حسب الحکم تعمیل ہوئی مگر تیغ بہادر
کے ہمراہی فقیرانہ وضع سے گھومتے تھے جب عالمگیر نے رحلت کی اور بہادر شاہ کو سلطنت ملی اخیر عہد عالمگیری
مین گورو گوبند تیغ بہادر ہنی باپ کی جگہ پر مسند آرا ہوا شیران مذہبی کو آہستہ آہستہ سے فراہم کیا اور سلاح اور گھوڑی
فراہم کر کے ہمراہیون کو حصہ لگا دیا کسیقدر ہاتھہ سپیر نکالنے لگا ہو جب حکم شاہی فوجدار لوگ اونکے تنبیہ پر آمادہ ہوئے
اوسنے بھاگ کر پناہ لی دو لڑکے اوسکے قید ہو کر مارے گئے جب چاہا کہ اپنے عیال و اطفال کے پاس پہونچے
حکام سہرند کے سبب سے عبور مشکل ہوا بعض افاغنہ سے یہ وعدہ ہوا کہ اگر مکان پہونچا دین زر خطیر معاوضہ
مین دیا جائے افاغنہ نے اونکو اپنے طریق پر لباس پہنا کر اور ڈاڑہی مونچھہ کی وضع بنا کر راستہ مین باحترام
لے چلے جو کوئی پوچھتا کہتے ہمارا پیر راجہ ہے جب جا ہے سہو دین پہونچے اور دلجمعی حاصل ہوئی انکا چال وچلن
اختیار کیا اور اپنی مریدون کو بھی ایسا کیا کسیقدر بیہوشی طاری ہوئی اور اسی حال مین انتقام فرزندان کے گھات مین
رہکر جان بحق ہوا اسکے بعد بندا بجائے گورو گوبند کے خاندان افروز ہوا اسکو بڑا اقتدار حاصل ہوا چونکہ اسکے دل مین
قتل تیغ بہادر اور گورو گوبند کی اولاد کا تھا مسلمانون کے سر پر تباہی لانا شروع کی جسے پایا قتل و خوار کرتا حتی کہ
مسلمانی حاملہ عورتون کے شکم سے بچہ نکال کر مارتا بہادر شاہ نے یہ بدعت سنکر فوج شاہی تادیب کو مامور فرمائی
یکبار خانخانان منعم خان نے تیس ہزار سوار سے کوہ گڑہ مین محصور کیا لیکن مہم کی خوش انجامی نہوئی دوسری
مرتبہ محمد امین خان واعز خان و رستم دلخان وغیرہ نے محصور کیا الا ناکام رہے بندا بہت کم فوج شاہی سے
مقابل ہوتا تھا اکثر بطور قطاع الطریق کے گھوما کرتا تھا جہان قابو پاتا استیصال اسلام مین قصور نکرتا ہو ریہ جھگڑا
تمام نہوا تھا کہ بہادر شاہ نے دنیا کے جھگڑے سے خلاصی پائی لاہور مین جیسا کہ ذکر ہوا شاہزادون کے باہم مقابلہ رہا
کسی نے سکھونکی خبر نلی اس سبب سے بندا کا اور بھی اقتدار ہوا جب معز الدین مارا گیا اور فرخ سیر کے قبضہ مین عنان
سلطنت آئی تنبیہ بندا کے واسطے مسلم خان صوبہ دار لاہور کو حکم کیا مسلم خان اوسکے لڑنے کو نکلا مگر شکست کہا کر لاہور کو
واپس ہوا اب بندا کو نخوت ہوئی بہ نسبت سابق کے زیادہ تر مسلمان آزاری پر کمر باندہی اسی عرصہ مین بایزید خان
نام فوجدار سہرند بارادہ درستگی بندا کے قصبہ مذکور سے برآمد ہوا اپنے لشکر مین ٹہر اتھا اور نماز مغرب کے وقت چند آدمیون
کے ساتھہ خیمہ علیحدہ مین نماز پڑہ رہا تھا کہ کسی سکھہ نے صبح کے وقت عین غفلت مین خیمہ مذکور مین آکر
بایزید خان کو مار ڈالا اور خود صحیح و سالم ہمراہیون سے جا ملا جب یہ خبر حضور مین آئی عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ
تورانی صوبہ دار کشمیر کو حکم ہوا کہ بندا کی بیخ کنی کرے اور لاہور کی صوبہ داری اسکے لڑکے زکریا خان کو عطا ہوئی او
فخر الدین خان ولد اعتماد الدولہ محمد امین خان و اعز خان وغیرہ فوج مغلیہ اور رسالہ شاہی اور احدیان او

اور توپخانہ وغیرہ اوسکی مدد پر تعینات ہوے عبد الصمد خان بموجب ورود حکم و سند عازم لاہور ہوا عارف خان
اپنے چیلہ کو شہر کی نیابت پر بہیجا اور خود مع فوج سیر شکار کے اوسکی لڑائی کو روانہ ہوا فوج ولایتی نے اپنے تیز
سر چنگال سے بندا کو خوب نوچا بندا نے وہ تیز دستی دکہلائی جس سے یقین تھا کہ قریب مغلون کی شکست ہو لیکن فضل
آلہی نے اپنا کام کیا کہ وہ قصبہ گورداس پور مین جہان اوسکا مسکن اور آبادی اور اسباب سے معمور تھا بہونچکر محصور
ہوا عبد الصمد خان نے ایسا سخت محاصرہ کیا کہ ایکدانہ قلعہ مین پہونچنے کی راہ تھی جب مدت گذری اور انبار خانہ مین
کچھ باقی نرہا ناپاک ماکولات سے گہوڑے گدہے گاے وغیرہ ممنوعات مذہبی کہانے لگے لیکن تعصب کے زور سے اعانت
نامنظور تھی جب کہ تعفن بہی حد درجہ کو پہونچی بعضے گرسنگی اور اخیر کے مرض مین رگہرا سے ماکات فنا ہوے اور اکثرون
نے استدعاے امن و امان اور لشکر مین آنے کی کی عبد الصمد نے ایک نشان میدان مین گاڑدیا اور حکم فرمایا کہ بے
سلاح اوسکے نیچے جمع ہون بیچارون نے چار ناچار قبول کیا حاضر آئے بعد احضار عبد الصمد نے سب کو قید کرکے
سرداران لشکر کے حوالہ کیا کہ اونہون نے گورداس پور کے نیچے جو دریا بہتا تھا اوسکے کنارے ہر ایک کو دریاے
عدم کے کنارے لگایا اور اوس فرقہ کے روسا اور مشاہیر کو تنگ پیڑا او ٹون پر سوار کرا کر کاغذ کی ٹوپی سر پر اور پیرون مین زنجیر
و سلاسل ڈالکر قاصد لاہور ہوا اسی صورت سے اون مغرورون کو درپیش سواری لیئے ہوے داخل شہر ہوا
باہر ند خان کی مان جو لاہور مین تھی اس خبر سے شادان ہوئی اور سر راہ چہت پر بیٹہی آدمیون سے کہا کہ جب میری
لڑکے کا قاتل کہ جسنے اپنی قوم مین نارسنگہ نام پایا ہے آے مجہی تبلا دیجیو جب وہ آیا لوگون نے اوس ضعیفہ کو
خبر دی اوسنے عداوت کی راہ سے جب وہ نزدیک آیا ایک پتہر اوسکے سر پر مارا وہ پتہر کے لگتے جان سے درگذرا
عبد الصمد نے اس خبر کے سنتے ہی سکہون کو گہوڑے گدہے کی جہولین پہنا کر مخفی کیا تا کہ اکثر مارے جانے سے
محفوظ رہین اور سر بادشاہ کے حضور مین لیجاے اور چند روز کے بعد بدستور اون لوگون کو قمر الدین خان ولد
محمد امین خان اور اپنے لڑکے زکریا خان کے ہمراہ دار الخلافہ کو روانہ کیا جب شاہجہان آباد کے نزدیک پہونچے
فرخ سیر نے اعتماد الدولہ محمد امین خان سے فرمایا کہ بیرون شہر جا کر بندا کو سیہ کلاہ اور رو سیاہ کرکے سواری فیل اور
دوسرون کو اونٹ اور گدہون پر اور سرون کو نیزہ پر رکہکر شہر مین لائے بعد احضار کے بندا کو مع دو لڑکون کے
حکم حبس ہوا اور دوسرون کے نسبت ارشاد ہوا کہ روز مرہ سو نفر ایک دو مہرے کے روبرو چبوترے کوتوالی اور
راستہ بازار مین قتل ہوا کرین حسب الحکم تعمیل ہوئی عجب بات یہ ہوئی کہ مرنے کیواسطے ایک دوسرے پر تفوق
چاہتا تہا بلکہ جلاد کی منت کرتے تہے جب وہ گروہ مارا گیا بندا کے لڑکے کو اوسکی زانو مین اوسکے ہاتہون سے
ذبح کرایا آخر کار زنبور آہنی گرم کرکرا اوسکے بدن کو داغ دیا اور نہایت تکلیف سے جان لی گئی کہتے ہین کہ
محمد امین خان نے پہر اس سے کہا کہ تیرے چہرہ سے آثار خردمندی کے نمایان ہین یہ کیا تیرے دلمین آئی کہ

چند روز سے دنیا و آخرت کا وبال لیا بندہ انے درجواب کہا کہ جب ظلم و عصیان خلق اللہ کی حد سے گذرتی ہے خداوند قدیر مجھہ ایسے ظالم کو اختیار مین اوسکی مکافات دیتا ہے اور اس حیلہ سے جزا دلاتا ہے بعد ازان تم ایسے سے اوسکی سزا دلاتا ہے

کوچ کرنا امیر الامرا حسین علی خان بہادر کا دکن کو اور داؤد خان پنی پر فتح پانا

قبل اسکے مذکور ہوا ہے کہ امیر الامرا نے بعد روکنے میر جملہ کے حضور سے عزم دکن کیا تھا چند روز بعض مرادون کو متوقف رہا بعد فراغ کل امور کے عازم دکن ہوا بادشاہ کو عرضداشت کی کہ اگر قطب الملک کے ساتھہ کسیطرح کی بد معاملگی یا برخلاف نمائی ظہور مین آئی بیس روز کے عرصہ مین بندہ حاضر درگاہ ہو جائیگا بعد نہضت امیر الامرا کی بادشاہ نے داؤد خان کو جو صوبہ دار احمد آباد اور افغان شجاع مین تھا اور دکن کے سرداران مرہٹہ سے نہایت اتحاد رکھتا تھا صوبہ داری برہانپور پر مقرر کیا اور متواتر حکم بھیجا کہ برہانپور مین آکر امیر الامرا حسین علیخان کی اطاعت نکرے بلکہ اوسکے استیصال مین ساعی ہو در صورت تعمیل حکم کے دکن کی کل صوبہ داری عطا ہوگی داؤد خان نے برہانپور پہونچکر دم استقلال مارا امیر الامرا نے آگاہ ہوکر پیغام دیا چونکہ کل صوبجات دکن کے ہمسے متعلق ہین لہذا لازم ہے کہ جادہ فرمانبری سے منحرف نہوکر استقبال کو آوے ورنہ بادشاہ کے حضور مین چلا جاوے اور فتنہ و فساد برپا نکرے داؤد خان نے ان دونون باتون سے انکار کرکے برہانپور سے برآمد ہوا اور باہر خیمہ کھڑا کرکے امیر الامرا کی اطاعت سے صاف باغی ہو گیا اور سرداران مرہٹہ سے ایک شخص بہاجی سندیہ بہادر شاہ کے زمانے سے ہفت ہزاری تھا اور پرگنات پرحاصل اورنگ آباد کی اوسکی جاگیر مین تنخواہ تھی بلایا اور وہ حاضر ہوکر خیمہ زن ہوا ۸ سنہ جلوس واقع رمضان کو امیر الامرا نے پہونچکر پند و نصیحت فرمائی مگر سود مند نہوئی نوبت شمشیر پہونچی امیر الامرا نے بیس ہزار سوار سے صف آرائی کی اودہر سے داؤد خان مع ہمراہیان رستمی فروش کے نمودار ہوکر رزم کنان ہوا ایک بہاری لڑائی بزور آزمائی ہوئی طرفین سے جوانمردی دکھلائی گئی بے سر و پا سر سر اوتارے جاتی تھی مردان جرار زخمہاے خونبار سے رشک گلزار تھے بدنہاے نازپرور نے گرانی روح سے سبکدوشی پائی سرون نے نیزون پر جڑہائی کی گردنون تلوار نے رسائی پائی داؤد خان نے دعوی مقابلہ مین فیلبانان کو حکم دیا کہ امیر الامرا کے ہاتھی کے برابر لیجاوے لہذا باوجود مارے جانے ہیراسن ہراول کے داؤد خان امیر الامرا کے توپخانہ پر گرا حسین علیخان کے لشکر مین قیامت برپا ہوئی سیکڑون تہ تیغ ہوے داؤد خان مع چند نفر کے جہانپر امیر الامرا کھڑا تھا دو تین سو ہاتھیون سے تیر افگنان چلا آتا تھا ہر گوشہ مین امیر الامرا کی تلاش تھی قصد یہ تھا کہ بہر صورت حسین علیخان بہادر تک پہونچے امیر الامرا کے لشکر مین عجب تہلکہ پڑگیا رستم بیگ اور محمد یوسف داروغہ توپخانہ اور رسالت خان وغیرہ نے جانفشانی کی اوپر خانزمان و عالم علیخان مع دیگر امرا کے

مجروح ہوئے اس لڑائی مین میر مشرف جوکہ امیر الامرا رفیق اور عمدہ سردار تھا اور اوس روز سراپا آہنی پوشش ہوا تھا داؤد خان کے مقابل ہوا داؤد خان نے تیر چلایا اور چلایا کہ عورات کے طرح سے کیا منھہ چھپایا ہے جلد اوٹھا تاکہ چہرہ نظر آئے یہ سخن اس سبب سے تھا کہ خود بذاتہ زرہ وغیرہ نہ پہنے تھا وہ تیر آیا سخت گلے مین چبان ہو کہ بڑے دقت سے نکلا اور میر مشرف سرنگون ہودج مین گر پڑا داؤد خان کے فیلبان نے دو تین کچک میر مشرف کے پیٹہ پر اس چالاکی او چستی سے مارے کہ تا حیات ہر مجلس مین یاد کر کے ذکر کرتا تھا اوسیوقت میر مشرف کے فیلبان نے اپنا ہاتھی علیحدہ کیا اس صدمہ عظیم کے دیکھنے سے تمام فوج امیر الامرا کی اس خیال مین ہوئی کہ میر مشرف کا کام تمام ہوا داؤد خان قریب امیر الامرا کے پہونچا نہایت ہراس پیدا ہوا نزدیک تھا کہ شکست فاش ہو بلکہ اکثر کنارے ہوئے بجز سرداران جانباز کے جمع غفیر کے پیر اوکھڑ گئے اس زد و خورد مین داؤد خان گولہ کے ضرب سے جان بحق تسلیم ہوا فیلبان نے اوسکے مرنے پر مطلع ہوکر ہاتھی کو پھرایا فتحیاندون نے راہ فرار لی امیر الامرا نے شادیانہ بجائے داؤد خان کے سواری کا ہاتھی دوبارہ طلب کیا جب حاضر آیا اوسکی لاش کو ہاتھی کے دُم سے باندہ کر شہر مین گشت کرایا اور پیناجی سندہیہ جو کہ میدان سے بھاگ کر طرفین مین سے کسی ایک کی فتح کا امیدوار تھا اوسنے مبارکباد کو حاضر ہوا اور نذر تہنیت پیش کی اوسکے ہمراہیون نے داؤد خان کا مال و اسباب خوب لوٹا اور اوسکے گھوڑے ہاتھی امیر الامرا کے سرکار مین ضبط ہوئے اونمین سے چند فیل مدت کے بعد حضور شاہی مین پہونچے

نقل عجیب

کہتے ہین کہ صوبہ داری گجرات کے زمانے مین کسی زمیندار کی لڑکی مسلمہ ہوکر داؤد خان سے منعقد ہوئی تھی اوسے سات مہینے کا حمل تھا جب یہ واقع داؤد خان پر گذرا بر وقت رخصت داؤد خان کے اوسکا عہد لے لیا تھا جب یہ بد خبر پائی اس احتیاط سے اپنا پیٹ چاک کیا کہ بچہ صحیح و سلامت امانت چھوڑا جب امیر الامرا کی فتح کی خبر فرخ سیر کو پہونچی بڑا رنج ہوا قطب الملک سے فرمایا کہ ایسے سردار شجاع نامی کو بیجا قتل کیا اوسنے عرض کی کہ اگر میرا بھائی مارا جاتا تو کیا موجب رضائے حضرت تھا

بھاگنا میر جملہ کا صوبہ عظیم آباد سے بسبب بے عقلی و نامردی کے اور نفاق شدید پیدا ہونا سادات اور فرخ سیر کے بہم کر

فرخ سیر نے اوایل سال پنجم اپنے جلوس کے حکم دیا تھا کہ اٹھہ ہزار سوار نوکر ہون اور تا تقرر جاگیر مقرر ہوا تھا کہ پچاس روپیہ درماہہ نقدی لیا کرین یہ گروہ سال بھر کی طلب سرکار مین رکھتے تھے اور کوئی فقط جاگیر کی امید پر

خدمت گذار تھے ناگہان انکی برطرفی کا حکم ہوا بخشیون نے اوس گروہ کو جواب دیا اونہین دنون مین میر جملہ جو عظیم آباد کا صوبہ دار تھا اسکی بد انتظامی و بے تدبیری سے سپاہ کی طلب نملی جماعہ مغلیہ نے رعایا پر جور و جفا شروع کی میر جملہ کی بڑی بدنامی ہوئی باوجودیکہ بہت سا روپیہ خزانہ سرکاری سے خرچ کیا مگر تنخواہ سپاہ کینہ خواہ کی باقی تھی سکالاجرم اپنے ملازمان سے پوشیدہ محافہ مین بیٹھ کر دار الخلافہ کو بھاگا اور عظیم آباد سے تیرہ روز مین وقت شب قلعہ شاہی کے دروازہ پر پہونچا اتفاقاً اون دنون مین خبرین متوحش مشعر فتح کرنے قطب الملک کے اوڑی تھین اور فی الحقیقت بادشاہزادہ بدی کا ساوات سے رکھتا تھا اور عوام مین شہرت تھی کہ بادشاہ نے میر جملہ کو بھی اس کام کے لیے طلب کیا تھا اسی وقت مین آپہونچا باد ہتر بادشاہ کی بدنامی اور میر جملہ کی مطعونی ہوئی میر جملہ اسی حرکت سے محفوظ نہ آکر نہ پایا قطب الملک کے پاس جاکر عجز و انکسار کیا اور عفو جرایم کا خواستگار ہوا لیکن یہ سب باتین مکر و فریب تجویز ہوئین تاکہ وزیر اسیر ہو ہمیشہ آٹھ ہزار سوار مع دیگر مغل کے جو ہر طرف ہوگئے تھے فراہم ہوکر محمد امین خان بخشی اور خاندوران نایب امیر الامرا اور میر جملہ کے مکان پر جاکر تقاضاے طلب کرتے تھے ان لوگون کے ہتیار بند امراے مذکور کی حویلی پر جانے سے لوگون کو شک ہوئی کہ فتنہ جو لوگون کی سازش سے ہے ایسے شور شون سے قطب الملک فوج جمع کرنے مین مصروف ہوا اسکا بھائی عزت خان جو اوسوقت مین نارنول کا فوجدار تھا مع فوج بارہہ تازہ لازم کے قطب الملک کے پاس آیا پانچ چھہ روز تک برخاست شدہ اور مغل کے افواج کا ہجوم بازار مین تھا قطب الملک کے بھی سردار لوگ مسلح پھرا کرتے تھے میر جملہ نے از بسکہ خوف کھایا محمد امین خان کی پناہ مین جا چھپا سررشتہ کار ہاتھ نہ آتا تھا ہر طرف سے گھبرایا تھا باوجودیکہ میر ذو الفقار خان بہادر اور حسین علیخان بہادر اور قطب الملک سے دعوے برابری تھا مگر نامردی سے گھبرایا سب کچھ بھولا ناچار ناچار فرخ سیر نے رفع اتہام کے لیے میر جملہ کو معتوب اور صوبہ عظیم آباد سے بدل دیا سربلند خان عظیم آباد کا صوبہ دار ہوا اور میر جملہ نے پنجاب کو رخصت پائی چونکہ باطن صاف تھا مکر و فریب کا خیال دلون سے دور نہوتا تھا جسوقت بادشاہ سیر و شکار کو جاتا قطب الملک کو پکڑنے کا غلغلہ پڑ جاتا اور قطب الملک متوحش فوج کی بھرتی مین مصروف تھا

جملۃ الملک اسد خان آصف الدولہ وزیر عالمگیر کا انتقال کرنا

فرخ سیر کے چھٹھوین جلوس کو مطابق ۱۱۲۹ھ ہجری کے اسد خان آصف الدولہ جو رانوے ۹۴ برس کا ہوکر جنت کو راہی ہوا یہ شخص خاتم الامراے ہند تھا صفات حمیدہ اور مراحم اخلاق اور علو قدر وغیرہ جو کچھ چاہیے رکھتا تھا آخیر وقت تک کسی امر اسکے لیے دست بسر نہوا کا قدآنام اوسکے مشکور تھے دنیا مین نیکنامی سے بسر کرتا گیا عمدہ بات ہے سے اسطرح جی کہ بعد مرنے کے ٭ یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے ٭ مشہور ہے کہ ذو الفقار خان امیر الامرا محمد فرخ سیر کے

ملازمت کو راضی نتھا بلکہ دوبارہ ڈہونڈہا اتفاق معز الدین ارادہ جنگ رکہتا تہا بعد اصرار پدر کے ملازمت مین آیا جب ذوالفقار خان کی
توسل سے ملاقات کرنے مین فرخ سیر کی بیرحمی سے مقتول ہوا اس شخص نے اپنے بیٹے کے مرنیکی تاریخ کہی ذوالفقار خان کا
نام اسمعیل اور اسد خان کا نام ابراہیم تہا ۔ ہاتف شام غریبان با دو چشم خونفشان + گفت ابراہیم اسمعیل را قربان نمود
کہتے ہین کہ اس شخص کے مرض الموت مین فرخ سیر نے کسی معتمد کو عیادت اور معذرت کے لیے بہیجا کہ افسوس تمہاری
قدر نجانی اب بجز ندامت کے کیا حاصل اگر دربارہ سادات کے کوئی صلاح دیجیے اشفاق سے بعید نہو گا اوسنے جواب دیا
کہ تمسے غلطی عظیم واقع ہوئی جسطرح ہمارا خاندان برباد ہوا ہے اوسکا عوض باقی ہو اب جسقدر ممکن ہو سادات
کے ساتھہ سلوک رکہکر رنجیدہ نکرنا کہ تمہاری قبضہ اختیار سے عنان اقتدار جاتی رہی ہے

زیادہ ہونا منازعات کا بادشاہ اور سادات مین

فرخ سیر مصاحبان ہواخواہ کے شورہ سے جسکو چاہتا مالک دکن کی خدمت و منصب عطا فرماتا امیر الامرا اسکو
موجب اپنے سستی کا سمجہکر بطائف الحیل مین ٹالکر کچہ دخل نہ دیتا اور اونہین خدمات پر اپنے ہمراہیون کو بہیجتا
اس وجہ سے عناد کی افزایش ہوتی گئی حضور مین بہی قطب الملک کے ساتھہ یہی معاملہ ہوا کرتا راجہ رتن چند
قطب الملک کا دیوان اپنے آقا کی حمایت مین مغرور ہوکر کل دفتر بادشاہی مین دخل دیتا اور متصدیان حضور کو
کچہ بہی دخیل ہونے دیتا تہا مالی و ملکی مقدمات مین دیوان خالصہ و تن محض بیکار رہا اجارہ محالات کا رتن چند
کی تجویز سے ہوتا تہا اعتصام خان جو خاندوران کی تجویز سے دیوان خالصہ ہوا تہا اور راے رایان جیان شاہی کو
جسے دیوان تن کیا تہا دونون ناچار تہے کیونکہ رضاجوئی بادشاہ اور قطب الملک کی کرین اعتصام خان کو کسیقدر
بادشاہ سے اور راے رایان کو قطب الملک سے زیادہ التفات تہا اس وجہ سے دونونکو معتوب اور معزول کرنا
واجب ہوا تہا ناگہان عنایت اللہ خان جو اول جلوس فرخ سیر مین بعد کشتہ ہونے اپنے لڑکے ہدایت اللہ خان
کے معتوب ہوکر کعبہ کو گیا تہا واپس آیا فرخ سیر نے برہمی اوضاع سلطنت اور ہواخواہان کی حماقت سے نادم اور
امراے بہادر شاہی اور عالمگیر کا نظر کرکے اغلاط فاش جانتا تہا عنایت اللہ خان کا آنا مغتنم جانا سرفرازی منصب اور
اضافہ سے دلجوئی کرکے مصروف خدمت کیا اس وقت مین اعتصام خان پاسداری طرفین اور ارباب طلب
کی خجالت سے مستعفی ہوا صوبہ داری کشمیر اور دیوانی تن کی تجویز عنایت اللہ خان کی نام ہوئی خان مذکور قطب الملک
کے ڈر سے انکار کرتا تہا اور قطب الملک اوسکی سخت گیریون سے جو عالمگیر کے زمانے مین دیکہین تہین راضی نہوتا تہا
اخلاص خان نو مسلم بہادر شاہی نے جو مرد فاضل دانشمند تہا اور بنظر منازعت ترک خدمت کرکے تاریخ فرخ سیری
لکہا کرتا اور قطب الملک کا ندیم تہا طرفین کو اس فعل پر رضامند کیا کہ عنایت اللہ خان بدون اطلاع عبد اللہ خان کے

کوئی امر حضور مین نہ عرض کرے اور نہ تجویز خدمت کرے اور راجہ رتن چند محالات خالصہ بادشاہی مین دخیل نہو
چونکہ قطب الملک بسبب بیدماغی بادشاہ اور اپنے عیاشی کے دستخط وغیرہ امور وزارت کے انصرام کو کچہری
مین نہین بیٹہتا تہا اور خلق اللہ کا کام انجام نہین ہوتا تہا لہذا عنایت اللہ خان نے عرض کیا کہ دو بار ورنہ ایکبار
قلعہ مین کچہری فرما کر انجاح مرام کیا کیجے اسکی عرض قبول ہوئی چندے ورا اسی رنگ سے بسر ہوئی عنایت اللہ خان
نے باوجود شور رتن چند کے برخلاف اخذ جزیہ کو حکم دیا اور نیز چونکہ خواجہ سرا اور کشمیری اور ہندون نے سازش
اور تغلب اور سپردستی سے بڑے بڑے منصب اور جاگیرات سیر حاصل پر متصرف ہو کر دیگر مردم پر عرصہ جاگیر
تنگ کر دیا تہا چاہا کہ از روے توجہ کے ہنود وغیرہ کا منصب کم کرے یہ امر راجہ رتن چند وغیرہ مدار المہامان دفتر کو
ناگوار گذرا قطب الملک سے مستغیث ہوئی اللہ خان اس حکم سے راضی نہوا کل ہنود وغیرہ عنایت اللہ خان کے
عدو ہو گئے ایسی کاوشون سے جو اقرار کہ درمیان قطب الملک اور عنایت اللہ خان کے ہوا تہا شکست ہو گیا آپس مین
رنجش نمود ہوئی اسی کج بحثی مین کوئی متوسل رتن چند کا جو محال خالصہ مین عامل تہا واسطے فہمائش حساب دیوانی کے
آیا زر خطیر اوسکے ذمہ بافتنی ہوا عنایت اللہ خان نے وصول زر کو قید کیا مگر رتن چند نے رہائی دی لیکن بے سود ہوا
ایکروز عامل مذکور قید سے مفرور ہو کر رتن چند کے گہر مین پناہ پذیر ہوا عنایت اللہ خان نے بادشاہ سے عرض
حال کر کے چیلون کو واسطے لانے عامل مفرور کے تعین کر دیا گفتگوے فساد انگیز کی نوبت پہونچی بادشاہ نے
بکمال غصہ سے قطب الملک کو حکم دیا کہ رتن چند برطرف کیا جاوے لیکن تعمیل نہوئی اور عمدہ جڑ اس فساد کی
یہ ہے کہ چورامن جاٹ زمیندار عمدہ صوبہ اکبرآباد کا تہا اور جسکے باپ دادے ہمیشہ سے مصدر شر و فساد ہے اوسکی تنبیہ کو
اوایل ماہ شوال ۱۱۲۹ھ ہجری کو راجہ جے سنگہ سوائی بخطاب راجہ دہیراج اور اضافہ اور انعام جواہر و فیل و کئی
لکہہ روپیہ نقد سے سرفراز ہو کر مقرر ہوا اور سید خانجہان قطب الملک کا خالو جے سنگہ کے پیچہے بطور کمک روانہ
کیا گیا اور چند مہینے کے بعد خانجہان بہی جا پہونچا مگر یورش ہوئی طرفین سے زور آزمائی رہی ایک برس کے
محاصرہ مین چورامن تنگ ہوا فتح و ظفر کی قریب امید تہی کہ چورامن نے اپنا وکیل قطب الملک کے پاس بہیجکر
استدعاے صلح باقرار ادائے پیشکش و حاضری حضور کی اور اس درخواست مین راجہ جے سنگہ سوائی نے
کچہ خبر نہ پائی کہ مقدمہ اوسکا سرسبز ہو گیا جے سنگہ شکستہ دل ہو کر حضور مین آیا بادشاہ بہی بشدت تمام آزردہ ہوا
چورامن متصل شاہجہان آباد کے قطب الملک کی ہمسائگی مین قیام پذیر ہوا ایکمرتبہ چورامن نے ملازمت کی
بادشاہ اس مصالحت سے نہایت دل آزردہ تہا لہذا دوسری ملازمت کو راضی نہوا اسی وقت مین دکن کی شورش اخبار گوش زد ہو کر موجب
آشوب جہان ہوئی

امیر الامرا حسین علیخان بہادر کی سرگذشت جو دکن مین گذری اور جسکے نتیجہ مین

تمام ہندوستان مخزن شر و فساد ہوا

جب امیر الامرا نے داود خان پر فتح پاکر اورنگ آباد کی راہ لی اور ملک دکن کا بندوبست ہوچکا خبر ملی کہ کہندو دہاریہ سپہ سالار عمدہ راجہ ساہو بدین ضابطہ جو کہ بعد انتقال عالمگیر کے بسبب ہجوم مرہٹہ اور دوری بادشاہ کے ایک ایک سردار مرہٹہ دکن کے ہر صوبہ مین بطور صوبہ دار تہا اور زر حاصل کی چوتھ وصول کرتا تہا تہانی اوسکے قبضہ مین صوبہ خواندیس ہے اور بندر سورت کے مابین چہوٹی چہوٹی گڈہیان بناکر مقرر کیا ہے کہ جو قافلہ اودہر سے گذرا بشرط ادائے چوتہ سلامت رہا ورنہ لوٹ لیا جاتا ہے اور مردم قافلہ فی نفر کسیقدر زر دیکر رہائی پاتے ہین اس خبر کے پاتے امیر الامرا نے ذو الفقار بیگ بخشی کو تین چار ہزار سوار اور اسیقدر برقندازون سے اوسکی سزا کو روانہ کیا جب ذو الفقار بیگ کویل سے اورنگ آباد اور خاندیس کے درمیان مین گذرا کہندو دہاریہ خبر پاکر آٹہہ ہزار سوار جنگی اور پندرہ سولہ ہزار سپاہی سے بگلانہ اور کالنہ کی سرحد پر اورنگ آباد کے پچہم رخ ستر کوس پر واقع ہے آنکلا ذو الفقار نے چونہین چاہا کہ دہاوا کرے دہاریہ نے فرار نمودار کیا بخشی مذکور کو جنگل سخت جبورین نے گیا ہر چند ہرکارون نے کہا کہ یہ مکان قابل تعاقب نہین غرور شجاعت نے کان بہرے کردی کچھ نسنا یکہ تاز اپنے تئین جوانان کہندو کے برابر پہونچایا کہندو نے اول معاملہ مین بطور دکنیان کے بہاگا اور چار پانچ سو ہمراہی کے دکہلانے سے فوج بخشی اودہر کو متوجہ ہوئی دوسرے روز بہت مجموعی اگر چار و طرف سے دبالیا کمک کی راہ نرہی ذو الفقار بیگ پر وقت تنگ ہوا آخر کو زندگی سے جواب دیا جو بچے عاجزی سے جان بچا گئے امیر الامرا نے اس خبر سے راجہ محکم سنگہ اپنے دیوان مقتدر کو فوج شایستہ کی ہمراہ رخصت فرمایا اور سیف الدین علی خان نے اپنے بہائی صوبہ دار برہانپور کو نیابتاً تادیب ساہو تحریر کیا کہندو نے اس خبر سے مطلع ہوکر راجہ ساہو کو جو قلعہ دشوار گذار مین رہتا تہا یہ کیفیت پہونچائی جسوقت فوج پہونچتی تھی اوسکی تہانہ دار مکان خالی کر بہاگ جاتے تھے ہر چند محکم سنگہ کو فوج مرہٹہ سے اکثر لڑائیان ہوئین اور مرہٹہ قلعہ ستارا تک فرار ہوئی الا ذو الفقار خان کے قتل کی تلافی کہندو کو نہ ملی اور بسبب مشہور ہونے خبر منافقت سادات اور بادشاہ کے پاکہ پہونچنے فرامین بادشاہی موسومہ ساہو کی وجہ سے دیوان زمیندار اطراف کرناٹک کے امیر الامرا کے اطاعت سے سرتابی کرتے تھے ہر چند مبارز خان صوبہ دار حیدر آباد نے اورنگ آباد آکر امیر الامرا کی ملاقات کی اور رخصت ہوکر اپنے صوبہ کو لوٹ گیا مگر بندوبست قرار واقعی حیدر آباد بیجاپور اور کرناٹک مین نہوا حالات مذکورہ کی آگہی سے امیر الامرا جو لوگ قلعہ داری اور دیوانی اور صوبہ داری پر حضور سے مقرر ہوتی اونکو دخل ندیتا اور بطایف الحیل سے گذران کرتا تھا

مصالحہ کرنا امیر الامرا کا غنیم سے بسبب برہمکاری ملازمان حضور کی اور زیادہ ہونا شور و فساد کا

عالمگیر نے بڑی سعی اور زر خطیر کے صرف سے تیس چالیس قلعہ مرہٹہ کے فتح کر پائے تھے جب عالمگیر گذر گیا اور

اوسکی اولاد مین مخاصمت پیدا ہوئی بہادرشاہ لاہور مین آیا مرہٹون کو کچھ فرصت ملی اپنے قلعجات کی تسخیر مین
شوخیان آغاز کین بادشاہی ملک مین لوٹ کھسوٹ کرنے لگے جہان قابو پایا ہاتھہ مارا جسنے چوتھہ دی اوسے اونکے ہاتھہ
سے نجات ملی ورنہ بربادی ہوئی جہان کچھ پیش نجاتا چند روز محاصرہ کرکے پریشان ہوجاتے عالمگیر کے زمانہ مین
رام راجہ کی بی بی تارابائی نام بارہ برس بادشاہ سے برخلاف رہی اور یہی التماس کرتی رہی کہ اگر دیس مکہہ حصہ
صوبہ دکھن بدستور فیصدی دہ روپیہ پر عطا فرمائے جاوین رفع فساد ہو عالمگیر نے قبول نکیا تھا بہادرشاہ
کے عہد مین رانی مذکور اور راجہ ساہو کے وکیل نے مراد مذکور حاصل کی لیکن بسبب اختلاف رانی اور راجہ مذکورین
کے جو سند دلسبت بہادرشاہ کے مدنظر تھا نہ ہوسکا اور صوبہ دار داود خان کے عہد مین درمیان مرہٹہ اور اسکے صیغہ
انوت تھا شرط یہ تھی کہ شاہزادون اور اسکی جاگیر مین مزاحم نہون باقی محالات امرا اور ارکان پر امین نایب
داود خان سے بموجب استصواب چوتھہ لیوین نظام الملک کی صوبہداری مین جو کل ایک برس یا پنج
مہینے رہی اول صلح اور اخیر مین لڑائیان رہین انکو تنبیہ قرار واقعی گوشمالی دی دو تین مادہ فیل لونگا مرزابیگ کے
ہاتھہ حضور مین بھیجین بعد ازان دو سال تک امیر الامرا کی صوبہداری سے جو فساد وعناد مین بادشاہ سے
گذرا امیر الامرا نے جانا کہ بسبب بدمکاری فرخ سیر اور بدخواہان بے عقل کے ہر روز راجہ کے نام فرمان سرکشی
صادر ہوتے ہین اور اس وجہ سے پر امید و بست بخوبی نہین ہوسکتا علاوہ برین بادشاہ کیطرف سے اپنے
بھائی اور خاص اپنے حق مین اطمینان تھی لاجرم دفع فساد مصالحت پر قرار پایا جو کچھ داود خان پنی کے عہد
مین مقرر تھا باضافہ دیس مکہہ فیصدی دس روپیہ کے قبول کرکے صلح کرلی اور مقرر کیا کہ پانزدہ ہزار سوار اور چمناجی
مع جمعیت شائستہ بطور نیابت اور وکالت راجہ ساہو کے واقع اورنگ آباد امیر الامرا کے حضور مین حاضر ہون
اور عمال و ارکان سے حسب مقررہ چوتھہ لین اور دیس مکہہ رعایا سے الغرض اسیصورت سے فساد دکن رفع ہوا
لیکن عمال اور حکام اور مال گذارون کو تین عاملون کے رہنے سے یعنی عامل حضور دوم عامل چوتھہ سوم عامل
دیس مکہہ کے بڑا رنج ہوا بعد تحریر دستاویز فیصلہ اور دخل پانی مرہٹہ کی امیر الامرا نے اپنی دستاویز کے بموجب
درخواست سند فرخ سیر کے حضور مین کی فرخ سیر دولتخواہان معتمد کے بہکانے سے آزردہ ہوا اول یہ کہ غنیم
کی شرکت ملک شاہی مین خوب نہوئی دوم یہ کہ بغیر اطلاع عمل درآمد ہوا انہین دنون مین جان نثار خان کو جو کہ امیر قدیم
اور بہادر و دانا اور عبید اللہ خان کے ساتھہ رشتہ برادر خواندگی رکھتا تھا امیر الامرا کی نیابت پر صوبہ برہان پور مع
خلعت و فیل و سرپیچ مرصع کے عنایت کرکے مرخص کیا اور خلوت مین حسین علیخان کیواسطے پند و موعظت فرمائی
اس امید سے کہ جان نثار خان حسین علیخان کے چچا کی جگہ ہوتا ہے اور وہ بہی اسکی عزت کرتا ہے شاید کہ اسکی نصایح
سے حسب خواہش بادشاہی کاربند ہو اسی ایام مین اعتماد الدولہ امین خان کو مالوا کی صوبہ داری پر رخصت کیا

اور مقرر ہوا کہ بعد پہونچنے سرحد مالوا کے فرمان صوبہ داری راجہ جے سنگہ سوائی کے عوض مین صادر ہوگا اور مشہور یہ ہے کہ خفیہ فرمان صوبہ داری عنایت کردیا جب جانباز خان دریاے نربدا پر پہونچا باوجودیکہ براہ احتیاط اصلا سوار و پیادہ کی جمعیت ہمراہ نہ رکھی تھی اور نیز محمد امین خان سرونج متعلقہ مالوہ مین وارد ہوا دونون کی خبر ورود اور تی اورنگ آباد جا پہونچے محمد امین خان سات ہزار سوار اور جانباز خان کے ہمراہ دلی سے مع سات آٹھہ ہزار سوار کے بارادہ پیکار سوار ہوا حسین علی خان کو بھی کسیقدر تدارک کا خیال ہوا بعد تحقیق کے ذی اصلی ثابت ہوئی جانباز خان کے نام خطوط متضمن طلب کسیقدر جمعیت کے پہونچے لکہا تہا کہ سنتا ہون غنیم راجہ ساہو کے علاوہ ہند مین سرکشی کررہا ہے اور میری سرراہ بندگی ہی حسب خط میرے کسیقدر آدمی واسطے تشفی کرنے جانباز خان کے مقرر ہوے اور جان نثار خان امیر الامرا کی خدمت مین کامیاب ہوا لیکن احتیاطاً صوبہ برہان پور نہ دیا باقی عاطفت بزرگانہ مبذول رکہین انہین دنون مین ضیاء الدین خان جو خراسانی شرفا مین تہا دیوانی دکہن پر دیانت خان نبیرہ امانت خان کے بدلے مین مقرر کیا فیض اللہ خان بخشیگری دکہن پر مامور ہوا جب کہ اورنگ آباد پہونچے ضیاء الدین خان نے قطب الملک کی سفارش کے سبب دیوانی مین دخل پایا لیکن کل کار امیر الامرا کے بیعت مین ہوتے تھے اور وہ امیر الامرا کو خوشنود رکہتا تہا امیر الامرا نے فیض اللہ بخشی کو صاف جواب دیدیا سلام تک کا روادار نہوا اور جلال الدین خان نے برہانپور کی دیوانی کے عوض چندروز دیوانی برار کی پائی اور یہ خبرین بھی موجب افزایش رنج بادشاہی ہوئین

اقتدار پانا رکن الدولہ اعتقاد خان کا اور فرخ سیر کے ادبار کا ظہور امراے بیشعور کے فتور سے

اسی عرصہ مین محمد مرادنام کشمیری جو کہ عیوب و برائیون سے مشہور و مطعون عام تہا ہموطنی کے وسیلے سے صاحبہ نسوان والدہ فرخ سیر کے توسل سے خلوت مین بادشاہ سے یون ہمکلام ہوا کہ بدون حرب و ضرب کے تدابیر نیک سے دفع سادات کر سکتا ہون بادشاہ کو یہ امر گوارا معلوم ہوا کہتے ہین کہ بسبب علت ابنہ کے اعتقاد دل سے خوب ہوا فتیح ہی اور تہوڑے زمانہ مین بخطاب رکن الدولہ اعتقاد خان اور ہفت ہزاری دہ ہزار سوار سے سرفراز ہوا خلا ملا مین ہمراز ہوا کوئی دن نہ تہا کہ خلعت جواہرین ہتیار مرصع الغام نپاتا ایسا مقرر ہوا کہ سربلند خان عظیم آباد سے اور نظام الملک فتح کو مراد آباد سے جو کہ صوبہ داری دکہن سے مراد آباد کی فوجداری پر قانع ہوا تہا اور راجہ اجیت سنگہ کو احمد آباد سے طلب کر شریک اس خدمت مین کرین عجائبات سے ہین کہ جب نظام الملک حضور مین پہونچا بدون اسکے کہ دوسرے عہدہ پر سرفراز ہو سرکار مراد آباد کی فوجداری مع محال جاگیر کے اوس سے بدل کر مراد آباد کا نام رکن آباد رکہا اور علحدہ صوبہ مقرر کرکے وہانکی صوبہ داری اور نظام الملک کی جاگیر رکن الدولہ

اعتقاد خان کو عنایت فرمائی چونکہ اکٹھا ہونا راجہ اجیت سنگہ اور سربلند خان اور نظام الملک کا ظاہر ہوا اجیت سنگہ کو
مہاراجگی کا خطاب مع دیگر عنایات کے اس شرط سے ملا کہ سادات کی بیخ کنی کرے مگر اوسنے بنظر نامردی فرخ سیر
کے انکار کیا اور قطب الملک سے ہمداستان ہوا نظام الملک اور سربلند خان بامید وزارت اور بخشی گری کی
سادات کی جانستانی پر راضی ہوے ہر روز التماس کرتے تھے کہ وزارت کا قلمدان عنایت ہو اسکے جواب مین
فرخ سیر نے فرمایا کہ وزارت کیواسطے اعتقاد خان سے بہتر کوئی معلوم نہین ہوتا اس کلام کے سننے سے دلتنگ ہوے
اسی ترغیب امرا اور اشتہار ہونے پر فکر اسیری قطب الملک مین عید الفطر کا اتفاق ہوا قریب ستر ہزار سوار کے مع
ہمراہیون راجہ اور فوج بادشاہی کی حضور مین تھی اور قطب الملک کے پاس چار یا پنجہزار سوار سے زیادہ نتھے عوام مین
مشہور ہوا کہ آج قطب الملک قید یا مارا جائیگا باوجود اس شہرت کے کسیطرف سے کچہ صدا نہ اوٹھی اور قطب الملک
کہ ہر اگر سپاہ نوکر رکھنے مین مصروف ہوا سوا ے مردم بارہہ کے جنپر اعتماد رکھتا تھا اور فرقہ کم نوکر رکھتا تھا آخر اس مکر
نے تخصیص سے گذر تعمیم قبول کی فرمایا کہ بیس ہزار سوار تک جس قوم کے ہون بھرتی کرین جب یہ اخبار حسین علی خان کو
پہونچی بھائی کی فکر اور دشمنون کی تادیب کا خیال ہوا شاہجہان اباد کے عزیمت کا دہیان آیا قبل اسکے معین الدین نام
مجہول النسب کو جو کہ محمد اکبر بن اورنگ زیب کے ولدیت مین مشہور ہوکر راجہ ساہو کا قیدی ہوا تھا چند آدمی
بھیجکر بشان وشوکت تمام اطرح پر کہ کوئی اوسکی صورت نہ دیکھے اپنے پاس بلاکر اوسکا حال حضور مین لکھا تھا اور ایک
عرضی مشتمل آرزوے ملازمت اور ناموافقت آب وہواے دکن کے ارسال کی تھی فرخ سیر فوج نوکر رکھنے سے جو کہ
قطب الملک نے شروع کیا تھا اور نیز اس عرضی سے ڈرا قطب الملک سے عذر خواہ ہوا اور مہاراجہ اجیت سنگہ
جو کہ عبد اللہ خان کی اعانت سے سرفراز ہوکر ہمراز وہمدم ہوا تھا اس صلح کا واسطہ ہوا آخر ماہ شوال کو فرخ سیر
باتفاق اعتقاد خان اور خاندوران وغیرہ مخلصان کے قطب الملک کے مکان پر آیا اور باہم عہد وپیمان محبت
قسمیہ ہوئی لیکن چونکہ بادشاہ کے مزاج مین تلون تھا کبھی صلح کبھی فکر عداوت تھی اور باوجود ارادۂ ثانی کی
جو لوگ اس کام کو کر سکتے تھے اونکی راے نہ مانتا تھا کیونکہ صاحب اقتدار اور مردان کاری جرار کو ذلیل وخوار
کرتا تھا ایسے ہی سمجہنا چاہئے جیسا کہ سربلند خان مبارز جنگ اور نظام الملک سے سلوک ہوا راجہ جے سنگہ سوائی
اور مبارز الملک سربلند خان کہتے تھے کہ اگر پردہ از روے کار اوٹھائے اور کمر ہمت چست کیجے قطب الملک کو
برخاست کر دیجے اب وہ بے تاب وتوان ہوگئے ہین جب عذر تقصیر کرینگے بادشاہ نے انکا کہنا نمانا اور جو کہ
وعدہ وزارت اور امیر الامرائی کا کیا وہ درکنار بلکہ اصلی عہدہ سابقہ یعنی مرادآباد کی فوجداری نظام الملک سے
لیکر اور کچہ اضافہ کرکے اعتقاد خان کو دیدی اور سربلند خان کو صوبہ عظیم آباد سے بوعدہ مذکور طلب کرکے کوئی کام
بالعوض دیا اور اوسکی جاگیرات سیر کی تغیر کرکے سیرحاصل کو عطا فرمائی جب کہ قطب الملک کے گھر جاکر عذر تقصیرات اور

عہد مراعات کے تھے اخلاص خان بہادر شاہی کو جو مخلصان سادات سے تھا واسطے اطمینان کرنے امیر الامرا کے
اور نیز قلع ہونے ارادۂ فاسدا اور عزیمت شاہجہان آباد کے رخصت کرکے فرمایا کہ جلد پہونچے حسین علی خان جسنے کہ
اخبار سابقہ کے سننے سے عزیمت شاہجہان آباد کی کی تھی بلکہ سیف الدین خان چہوٹے بہائی کو واسطے فراہم کرنے
سامان رزم کے روانہ برہانپور کیا تھا اس خبر سے کہ بادشاہ نے قطب الملک کے گہر مین آکر نئے سر سے عہد وپیمان
کیا چند روز بانتظار ورود اخبار ثانی کے متوقف رہا تھا کہ دوبارہ اخبار حسرت بار اور نیز تحریر قطب الملک کے مشعر
تاکید اکید جلد پہونچنے کی پہونچی اور نیز عبید اللہ خان کے قریب پہونچنے کے اورنگ آباد کے گہر مین جا پہونچے اور
اور نیز حسین علیخان کی عرضی کا جواب اس مضمون سے پہونچا کہ اگرچہ ہمے تبدیل آب ہوا کو احمد آباد گجرات کی عزیمت
کریئے ورنہ ہمین بہی مشتاق دیدار سمجہکر روانہ حضور ہو ہیئے اور نیز حکم طلب سید معین الدین معلی اکبر کے حق مین صادر ہوا
اور فوج والاشاہی اور توپخانہ بادشاہی وغیرہ فوج سلطانی نہایت پریشانی مین ہشت نہ ماہہ نقدی کے طلبکار
اور قطب الملک اور اوسکے عملہ کے اغماض سے کچہہ نپاتے تھے اور کوئی سردار کارفرما بہی نرکہتے تھے اور فوج قطب الملک
کی بیس ہزار کے قریب ہو گئی تھی سربلند خان سے نے تغیر جاگیر اور کمی خرچ اور تقاضائے قرض خواہان کی شرارت
رکہتا تھا مال واسباب فروخت کرکے تقسیم طلب کی اور خود خرقہ درویشی پہنکر آزاد ہوا نظام الملک نے بہی قدردانی
بادشاہ سے کہ بوعدہ وزارت طلب کیا اور خدمت سابقہ بہی اعتقاد خان کو عطا کی دل آزردہ ہوکر گوشہ اختیار کیا
قطب الملک نے دونون امرا کے گہر مین جاکر استمالت کی اور اپنے گہر لایا اور سربلند خان کے عیوض اوسکے قرضخواہون
کو اپنے پاس سے روپیہ دیکر اوسے کل کی صوبہ داری پر مقرر کیا اور نظام الملک کی تسلی کرکے صوبہ داری مالوہ کا امیدوار کیا اسی
درمیان مین محمد امین خان اعتماد الدولہ بسبب نہ پہونچنے سند ہو کو وصوبہ مالوہ کہ ادر نیز خبر عزیمت امیر الامرا جانب
شاہجہان آباد کے سنکر بے اجازت اوسکے چلا آیا اور مغضوب سلطانی اور معزول المنصب ہوا قطب الملک نے اوسکی
بہی دلجوئی کی تا بمقدور ہر ایک خاطرداری اور مہمان نوازی مین مصروف ہوا خانہ وران کو جو کہ باتفاق میر جملہ کے
آتش افروز فساد تھا اپنا ہمدم ومحرم بنایا اکروز فرخ سیر شکار کو سوار ہوا ہمرا ہون سے کہدیا کہ شکارگاہ سے معاودت ہو کر قطب الملک
کے دیدکو آونگا چونکہ مہاراجہ اجیت سنگہ کا مکان قریب ہے اور سر راہ واقع بروقت ہمارے پہونچنے کے راجہ مذکور واسطے
ادائے رسم پیشکش اور نذر کے دروازے پر ضرور آویگا اسوقت نظر باتفاق قطب الملک گرفتار کیجیو الغرض گویہ امر فرخ سیر
کو منظور ہوا اور سنی اپنی گمان سے یا کسی معتمد سے سن لیا ہو قبل مراجعت بادشاہ کے عبید اللہ خان کے مکان آیا بادشاہ
اس خبر سے بد دماغ ہوکر باوجودیکہ اکثر لوازم ہمراہی شاہی قطب الملک کے گہر مین پہونچے اور قطب الملک لب دریا
بعزم استقبال جاکر منتظر تھا اوسکی طرف متوجہ نہوئی فسخ عزیمت کرکے ملاحون کو حکم دیا کہ کشتی کو تیار کرکے
روان کرین اور داخل دولت خانہ ہوئے

نقل معدلت افزا متضمن اوصاف امیر الامرا

ایک معتمد سے سنا گیا کہ سفر دکن مین امیر الامرا کے ہمراہ ادمیون کی کثرت تھی بروقت ورود لشکر کے چند دیہات لشکر کی درمیان مین واقع ہوئے کسی کی تاب نتھی کہ وہانکے رہنے والون پر جور و جفا کرے اکبروز ایک گانون لشکر کے روبرو واقع تھا ایک لڑکی نابالغ کسی عفیفہ پیرزن کی فلک زدہ محتاج کسی سپاہی سے قوت روزانہ کی سایل ہوئی اوسنے کہا میرے پاس رہیگی احتیاج تو صبری تنگی ہوتی ہے یہ ہمراہ ہو گئی سپاہی نے بلا کسی طرح نیک وبد سمجھنے کے خیمہ مین کہا صبح کو بار برداری پر سوار کرا کر روانہ ہوا اوسکی والدہ ضعیفہ تمام رات بیتاب رہکر صبح کو سر راہ امیر الامرا کے پاس آکر فریاد خواہ ہوئی کہ ایک لشکر کے سپاہی نے میری لڑکی چھپائی ہے انصاف کیجیے دختر دلوا دیجیے امیر الامرا نے وہان پر ٹہر کر حکم دیا کہ جب تک لڑکی حاضر نہوگی یہان سے سیر نہ اوٹھا دنگا قسم یاد کی لوگون نے ڈھونڈ نکالا حاضر حضور لائے امیر الامرا نے حال پوچھا اوسنے کہا کہ ملازم سرکار کا کچھ قصور نہین میری احتیاج نے بلا جبر و اکراہ راضی کر دیا تھا رات بھر خیمہ مین رہی اوس نیکمرد نے عصمت دری نہین کی امیر الامرا نے اوسکے ملجانے اور عصمت برقرار رہنے کے شکر مین دوگانہ ادا کیا اور لڑکی کو چند اشرفی جو جیب مین تھین دیکر کسی ملازم کو فرمایا کہ اسکے مکان پہونچا دے جب تک لشکر نکل نجائے وہان ٹہرا رہے

امیر الامرا حسین علیخان کا دکن سے عزیمت کرنا شاہجہان آباد کو اور فتنہ و فساد کا اوٹھنا

قبل ازین لکھا گیا ہے کہ حسین علیخان نے اپنے بہائی سیف الدین علیخان کو پانچہزار سوار سے اسباب حرب کے سرانجام کو واقعہ ۵ شوال سنہ ۱۱۳۰ ہجری کو برہانپور جو سر راہ واقع ہے بہیجکر خبر ثانی کے پہونچنے کی انتظار کرتا تھا جب اخبار فتنہ بار اور نیز قطب الملک کے متواترہ خطوط آئے اور نات آیا دسنے لگا کہ چند امور ضروری کے سرانجام کو ایکہفتہ قیام کیا اور اوایل محرم سنہ ۱۱۳۱ کو فرخ سیر بالاتفاق سید اسد اللہ خان عرف نواب اولیا چچازاد بھائی اور جانثار خان اور عوض خان نایب صوبہ برار اور سید اسد علیخان بکہ پرست علیمردان خانی اور دلدلیرخان بالی تیتی اور برادر خان صادق اور اختصاص خان نبیرہ خانعالم اور حاجی سیف اللہ خان اور ضیاء الدین خان دیوان دکن اور فیروز علیخان بخشی جو باقی سادات بارہہ مین سے تھا اور راجہ نرپت سنگہ بوندیلا اور راجہ محکم سنگہ جو کہ عمدہ ملازم امیر الامرا کے تھے اسکے سوا بایس ۲۲ نفر نوکران شاہی بہی مع فوج دریا موج جو تیس ۳۰ ہزار سوار سے ٹہرے تھے متحرک ہوا بعض مجبورا اور بعض بضرورت چار و ناچار ہمراہ ہوئے علی ہذا القیاس پیادہ ہاے بر قندار اور اکثر منصبداران دکن جنکے ہمراہ کوئی آمیر نہ آیا تھا بضرورت چار ناچار ہمراہ ہوئے قلعہ احمد نگر وغیرہ مین اپنے قلعدار مقرر کئے اور بعض کو زمیندارون کے قبضہ مین چھوڑ اور برہانپور پہونچکر چند امور کے انصرام کو چار یا پانچ مقام ہوئے ۲۲ محرم کو عزیمت ہوئی طے مسافت کرتے ہوئے

اکبرپور کے گھاٹ پر سے اوترے اسی ضمن مین اخلاص خان جو کہ امیر الامرا کے پار رکھنے کو روانہ کیا گیا تھا اوایل ماہ
صفر مین مانڈو کے قریب پہونچا اور خلوت مین بعد ملاقات صلح بے ثبات اور ہنگامہ آشوب شاہجہان آباد کا
ذکر کیا اور امرا کا جمع ہونا اعتقاد خان کے پاس خاطر اور مبارز الملک اور نظام الملک کا بیدل ہونا بیان کر کے سرگرم
زود رسی کیا مرحمت خان ولد امیر خان کلان صوبہ دار کابل نے جو ملک مانڈو کے بند و بست کرنے کا انتظام
کیا تھا امیر الامرا کے مافی الضمیر سے آگاہ ہو کر ملاقات کو نہ آیا امیر الامرا کو ناگوار ہوا ۱۴ ماہ صفر کو دار الفتح اوجین
کے کنارے لشکر آپہونچا وکیل حضور کی تحریر سے معلوم ہوا کہ فرخ سیر عزیمت امیر الامرا کی خبر سنکر ۲۵ محرم کو
قطب الملک کے مکان مین آیا اور مواثیق عہود کیواسطے کلام اللہ درمیان آئی اور اپنی سر سے دستار اوتار کر عبد اللہ خان
وزیر الملک کے سر پر رکھی اور دوسرے روز عبد اللہ خان کو مع مہاراجہ اجیت سنگھ کے بولا کر نئے سر سے بھائی بنایا
اور باہم کر صفائی ہوئی اور اعتقاد خان وغیرہ امرا کو حکم دیا کہ اصلاح کار مین متوجہ ہون امیر الامرا اس رنگ سے
مطلع ہو کر دربار عام مین باآواز بلند گویا ہوا کہ اگر درحقیقت بادشاہ کو ہم سے مخالفت نہین ہم لوگون کو بھی اطاعت فرمانبرداری
سے گریز نہوگا بعد ملازمت جلد دکن واپس ہونگا اس اشتہار سے سکان دکن کو مسرت ہوئی الا زبان ثقات سے دریافت
ہوا کہ اکثر امیر الامرا خلوت مین کہتا تھا کہ یہ سارا افسون و افسانہ ہے اصل یہ ہے کہ اگر بادشاہ ہم پر قابو پاوے رہائی مشکل ہے
بعد ورود حدود ملک رانا کے اکثر دیہات تاراج لشکر ہو گئے تھے جب اوسکا وکیل مع پیشکش کے حاضر ہوا امیر الامرا نے
لشکریون کو منع کیا جب راجہ جے سنگھ کے ملک مین آیا بنا بر عداوت جو اوسکے محال راستے مین پڑے تھے تلف ہوئے
ہر چند اوسکے عمدگان مین سے کوئی شخص پیشکش شایستہ لایق لیکر پہونچا مگر قبول نفرمایا زراعت اور مویشی بکثرت اوس دیار سے
لشکریون کے ہاتھ لگی جب دار الخلافہ سے تین چار منزل رہجائی پر پہونچا بادشاہ نے روشن الدولہ ظفر خان اور راجہ رتن چند وغیرہ
امرا کو مع دیگر متصدیان حضوری کے استقبال کو بھیجا ہر آیک نے شرف ملازمی حاصل کیا چونکہ ظفر خان روشن الدولہ
نے سواری مین بڑا توزک کیا تھا اپنی خود نمائی دکھلائی امیر الامرا کو ناخوش لگا اور اندازون نے ادھر کی اودھر لگانے سے
کوتاہی نکی اور بھی راجہ رتن چند نے جو نہایت کہیرسن اور متعصب تھا ایسے کلمات حسنین علیخان کے ذہن مین دوسرون
کی نسبت دلنشین کر دیے کہ سابق کے نسبت امیر الامرا زیادہ تر کبیدہ خاطر ہوا آخر ربیع الاول کو شہر شاہجہان آباد
کی کنارے فیروز شاہ کے منارہ کی طرف پہونچکر خیمہ گاہ کیا جسدن اوس خیمہ مین داخل ہوا بخلاف ضابطہ اور آداب
کے وقت نزول نوبت بجا کر ملوکانہ تجمل سے داخل خیمہ ہوا اور کہا کہ اب مین اپنے تئین بادشاہی ملازم نہین جانتا ہون
باوجود اسکی اطلاع پانے کے بھی بادشاہ کا دل دوستی اور دشمنی کیطرف ڈانوان ڈول تھا کبھی دریاے قہر
سلطانی مواج ہوتا کہ مخالفون کی کشتی حیات طوفانی کیجیے کبھی راہ آشتی اور صلح مین موج زن ہوتا راجہ
جے سنگھ میدان جنگ مین چلنے کی صلاح دیتا تھا اور کہتا کہ جب ارادہ جنگ سے پس کیا درنگ فوج بادشاہی

بہ نسبت مخالف کے جو چند سے ابھی اونکی سزا ہو جاویگی اگر بادشاہی ارادہ اونکو ثابت ہو ہم راہی ابھی ترک رفاقت کرتے ہین بعض امراے جان نثار خصوص جماعت مغلیہ بادشاہ کے تلون مزاجی اور اوسکے مصاحبون کے سبب وضعی سو احتیاط کرتے تھے لیکن نہ توجے سنگہ کی مصلحت قبول ہوئی نہ طریقہ آشنائی مین قدم رکھا غرض کہ دولتخواہان دانشمند کی بات فرخ سیر خود پسند اور مصاحبان ابلہ نے نسنا آخر کار بارے غفلات کہکر سہ بنا امراے مقتدر اس ملاحظہ سے خون جگر کہاتے تھے لاچار بیچارے کچہ کر نہ سکتے تھے بلکہ بموجب حکم بادشاہ کے امیر الامرا کی ملازمت کو گئے اور اوسکا اقتدار اور استکبار دیکہکر مالامال حسرت اور شکایت کے ہوکر نادم معاودت ہوئے تا کہ قطب الملک نے بہائی کی طرف سے یہ پیغام بہیجا کہ اگرچہ سنگہ کو جو ہمارا مخالف ہے وطن کی رخصت عطا ہو اور خدمات حضوری مانند توپخانہ اور داروغگی دیوان خاص اور دیگر عمدہ جائے امانتاً ہماری متوسل مقرر ہون اور قلعہ مین بہی ہمارا بندوبست ہو اوسوقت بلا وسوسہ حاضر ہو سکتا ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ بالفعل خدمات مذکورہ امانتاً قطب الملک کی نام مع دیگر سادات اور اوسکے ہمراہیون کے مقرر کرتے ہین اور نیابت مین اعتقاد خان رہے بعد چند روز کے جب جشن نوروزی تقریب انکا یہ نیابت موقوف ہو جائیگی ۳ ربیع الثانی کو جے سنگہ سوائی نے آکیر وزکی فرصت نپائی بموجب حکم شاہجہان آباد سے روانہ آنبیر اپنے وطن کا ہوا

آنا حسین علیخان کا دربار مین اور بادشاہ کا قید ہونا زمانہ نیرنگ کی مکر و فریب کا نمونہ

چونکہ فرخ سیر فطرتی شجاعت سے معرا تھا باوجود نہایت عداوت کے اور ارادہ استیصال سادات کے کچہ نکر سکا لاچار قلعہ مین سادات کے بندوبست ہو جانے کو راضی ہوا مردم بادشاہی کو دروازون سے اوٹھا دیا ۵ ربیع الثانی سنہ مذکور کو قطب الملک نے مع راجہ اجیت سنگہ کے داخل قلعہ ہوکر جابجا اپنا بندوبست کر لیا مردمان عمدہ بادشاہی سی سواے اعتقاد خان اور امتیاز خان مشرف دیوان خاص اور ظفر خان روشن الدولہ کے جنکا عدم اور وجود برابر تھا مع دیگر چند خواص اور خواجہ سراؤن کے بادشاہ کے پاس اور کوئی قلعہ مین نرہا اور امیر الامرا شوکت و شان شاہانہ سے آخر روز کو داخل قلعہ ہوا اور ملازمت سلطانی مین چند کلمات ملال آمیز زبان پر لایا حملہ خلعت عنایتی سے اسپ و فیل و جواہر کسیقدر لیکر باقی کے حق مین عذر کیا اور تقدیم آداب مین بہی سہل انگاری کہ کے لشکر مین لوٹ آیا اسپر بہی بادشاہ کو طالع خفتہ نے بیدار نہ ہونے دیا کوئی تدبیر نکی دوسری مرتبہ ۸ تاریخ سہ شنبہ کے روز قطب الملک اور مہاراجہ نی مع معتمدون کے قلعہ مین آکر بندوبست قرار واقعی کیا اور بدستور اول روز مردمان شاہی کو قلعہ سے نکال کر اپنے آدمی دروازون پر تعینات کیے اور دیوان خاص اور خوابگاہ اور عدالت حضور کی کنجیان اپنے پاس کر لین لیکن جمعی جب حسین علی خان کو خبر ملی اوسی تجمل و کر و فر سے مع لشکر کے آنیکا ارادہ کیا اوسکی فوج نے اول روز سے آنا شروع کیا

اور اطراف قلعہ مین ہر جگہہ نزول کیا سہ پہر کو خود سوار ہوکر معین الدین مجہول مشہور بسیر اکبر کو ہمراہی مین لیا مگر عماری
مین پوشیدہ نزدیک قلعہ کے بارہ دری شایستہ خان کے نام سے جو مکان نامزد ہے اوسمین اوترا قطب الملک نے
فرخ سیر کے پاس جاکر مع راجہ اجیت سنگہ کے اپنے بہائی کی طرف سے عرض کیا کہ خدمات مطلوبہ کی پذیرائی ہو
اور نیز یہ کہ جو ہر وقت پاس کے خدمتگذاریان تمہاری اور تمہارے باپ دادے کی کی گئین تہین اوسکے عوض مین
بجز بد تائی کے کچھ نہ ملا چنانچہ شاہد اس کلام کا یہ فرمان ہے کہ مشعر عام دخل دہی اور ایماے قتل بندہ بے تقصیر داؤد خان
وغیرہ سرکشون کا نام صادر ہوا غیر الحال اطمینان ہوتا ہمارا اسی پر ہے کہ بدون قید نیابت کے ہملوگون کو خدمت حضوری
سپرد نہو بغیر اس امر کے آمد و رفت ہماری دربار مین نہین ممکن ہے بادشاہ جاہل باوجود مشاہدہ کرنے حالات مذکورہ
کے کچھ نہ سمجھا وہی ایام جشن کا وعدہ پوچ کرتا رہا حتی کہ کلمات درشت کی نوبت پہونچی فرخ سیر بیتاب ہوکر
اعتقاد خان اور قطب الملک سے کلمات نامناسب زبان پر لایا اوسوقت اعتقاد خان نے چاہا کہ سخنان ابلہ فریب سے
اصلاح کرے مگر قطب الملک نے گالیان دیکر کہا کہ اسی قلعہ سے نکال دو اعتقاد خان بدحواس جان لیکر بہاگا گہبراہٹ
ایسی ہوئی کہ اپنی پالکی تک نہ پہونچا امتیاز خان باشرف کی پالکی پر سوار ہوکر اپنے مکان کو سدہارا اوسوقت ہر گوشہ سے
آثار محشر پیدا ہوئے بادشاہ برگشتہ بخت نے آثار بد ملاحظہ فرماکر محل کی راہ لی اسی قیل وقال مین رات ہوگئی قلعہ کے
دروازے بند ہوگئے قطب الملک اور راجہ اجیت سنگہ اندر اور فرخ سیر کے ہواخواہ باہر خون جگر کہاتے رہے اوس
رات کو کسی نے نجانا کہ قلعہ مین کیا سرگذشت گذری امیر الامرا کی فوج تمام رات کوچہ و بازار مین مسلح استادہ رہی
اور مرہٹہ مع سردارون کے منتظر لطیفہ غیبی تھے جب صبح نے گریبان چاک کیا بے اصل خبر اوڑی کہ قطب الملک مارا
گیا اس عرصہ مین بعض امراے فدویت کیش مانند سادات خان جو فرخ سیر کا سسر تھا اور غازی الدین خان کو سہ
غالب جنگ اور اعز خان بہادر ترک جنگ اس ارادہ پر کہ فرخ سیر کی فتح ہو جو استعداد میسر تھی لیکر گہرون سے
بیخبر سوار ہوئے لیکن نظام الملک اور صمصام الدولہ بمقتضاے دور بینی خانہ نشین رہے اعتماد الدولہ محمد امین خان
حسین علیخان کے رفاقت کے ارادے سے سوار ہوا اتفاقاً چند سوار صمصام الدولہ کے رفیقون سے مکمل
اپنے آقا کے مکان پر تے تھے راستے مین مرہٹون نے مزاحمت کی اونہون نے تیرون سے جواب دیا اسی حال مین سواری
اعتماد الدولہ کی نمایان ہوئی مرہٹے جو کہ شہر کی لڑائی سے ناواقف تھے بیقرار ہوکر بہاگے مردم بازار و مغلیہ وغیرہ سپاہ
بیکار و ملازم سرکار جو اس گروہ سے بیزار تھی قابو پاکر اونکے مارپیٹ اور لوٹ کہسوٹ مین متوجہ ہوئی مرہٹے ایسے
گہبرائے کہ بعض تو لشکر گاہ تک بہزار خرابی جا پہونچے اور بعض مع سنتا نام سردار اور دو تین اور جماعہ دارون کے قریب
دو ہزار سوار کے مقتول اور ایک گروہ زخمی ہوئے زر بسیار و نگے گہوڑون کے زین خوگیر سے ہاتھہ لگا محمد امین خان
حسین علیخان کے پاس پہونچا اسکے حسن خدمت امیر الامرا کے دلنشین ہوئی ایکطرف سے غازی الدین خان اور

شاداب خان مع اپنے لڑکون کے بادشاہ کی مدد نصرت یابی کو پہونچے دوسری طرف سے اعتقاد خان اور سید صلابت خان
داروغہ معزول توپخانہ شاہی اور منوہر ہزاری مع دو تین ہزار سوار کے سعد اللہ خان کی بازار مین معرکہ آرا ہوے امیر الامرا کی
رفقا اور لشکر خبر قتل عبد اللہ خان کی اسنکر نزدیک تھا کہ متفرق ہو جاوین تا کہ قطب الملک کے زندہ رہنے کی خبر تحقیق
ہوئی اور امیر الامرا کے حکم کے بموجب رفقاے ولادر چاندنی چوک مین شاداب خان اور غازی الدین خان سے
مقابلہ پر گئے اول ہی حملہ مین بان کے صدمہ سے غازی الدین خان کا ہاتھی رو گردان ہوا اور ساتھی بھی سارے ہمراہی
گریزان ہوگئے شاداب خان مع فرزند دلبند کے جو زخمی ہوا تھا بجاے خود آبیٹھا اعتقاد خان نے حرکت مذبوحی کی مگر جرأت
نے آگے قدم نہ بڑہایا اپنے مکان کے نزدیک مورچہ باندہکر بیٹھا اوسکی حماقت سے چند دوکان چوک کے راستے کی لٹ گئین
افغان خان مع اپنے جمعیت اور انبوہ مغلون کے دروازہ لاہوری کے روبرو نمایان ہوا حسین علی خان کے آدمیون نے
دروازہ بند کرکے مزاحمت کی وہ لاچار واپس ہوا ہنوز اسطرح دارو گیر ہو رہی تھی کہ فرخ سیر اسیر ہوا شادیانہ جلوس
رفیع الدرجات بلند آوازہ ہوا

قید ہونا فرخ سیر کا اور شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات کا جلوس فرمانا

ہر چند قطب الملک اور اجیت سنگہ نے چاہا کہ فرخ سیر برآمد ہو تا کہ انفصال سوال جواب کا کرکے چھوڑ دین مگر وہ نہ نکلا اوہر
ہنگامہ قتل نے درازی پکڑی امیر الامرا نے قطب الملک کو پیغام دیا کہ عنقریب بلواے عظیم ہوا چاہتا ہے جلد تدبیر کا کرنا
چاہیے چونکہ فرخ سیر کے نکلنے مین دیر ہوئی لاچار قطب الملک کے فدائی وغیرہ قوم مغلیہ اور نجم الدین علی خان کی لشت گرمی
سے چیلہ محلسرا ے مین جا گہسے شینین اور ترکنین جو دروازہ پر متعینت کو استادہ تہین دفع کرکے جستجو کرنا شروع کی آخر زجر و
توبیخ سے نشان ملا فرخ سیر کو بڑی بیحرمتی سے نکالا اسکی مان بہن لڑکیان سب بیگمات نہایت الحاح وزاری کرنے
لگین مگر اسوقت مین رحم کہان کشان کشان بیرون حرم لائے اور ترپولیہ کے اوپر جاے تنگ و تاریک مین محبوس کر دیا
اسکی ایام سلطنت سواے حکم انے معز الدین کے چہ برس چار مہینے رہی بعض لوگون نے اس سانحہ کی تاریخ کا مادہ یہ لکہا ہے
(فاعتبروا یا اولی الابصار) العبد فقیر بہی ایک کتاب سے دیکہکر اسکو نقل کیا

شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات کا جلوس کرنا

جب فرخ سیر کی طرف سے دلجمعی ہوئی اوسوقت کہ شہر مین ہنوز شور و شر برپا تہا ۹ ربیع الثانی روز چارشنبہ ۱۱۳۱ ہجری
کو پہر دن چڑہے شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات پسر خورد رفیع القدر نبیرہ بہادر شاہ کو جو کہ اکبر خلف عالمگیر کی
دختر سے بست سالہ تہا قید سے نکالکر شہر والون کی سراسیمگی کے باعث سے بغیر اسکے کہ حمام اور تبدیل لباس اور زینت و

ونہالیش لیجاے اوسی لباس سے جو پہنے تھا مالا ے مروارید پہنا کر تخت نشین کیا اور صداے نقارہ شادیانہ بلند ہوئی فتنہ و آشوب فرو ہوا اطمینان ہونے لگا قطب الملک نے نعمت خان خاص اور رفقاے معتمدین قلعہ میں رہنا اختیار کیا اور قلعہ کے دروازون اور دیوان عام و خاص وغیرہ مقامات پر اپنے معتمدین مقرر کیے کل عملہ خواص و خواجہ سرا وغیرہ اپنے متوسلون سے مقرر فرماے اول روز کی کچہری مین حسب تمناے اجیت سنگہ اور رتن چند کے معافی جزیہ کو حکم صادر ہوا اور احکام امن و امان اور بحالی حکام اور صوبہ داران ممالک محروسہ کے روانہ ہوے اعتقاد خان کو خفت اور خواری مین مقید کرکے اوسکا گہر اور مال و اسباب ضبط کیا اور اسقدر جواہرات اور طلا و نقرہ کے پاے گئے نا مید و یافت دیگر خزاین نہایت سختیان اعتقاد خان پر ہوئین اسیطرح اور ہوا خواہان فرخ سیر کی جاگیرات سواے جاگیر رانی زوجہ فرخ سیر کے کہ وہ بہی اجیت سنگہ کی دلجوئی کو بحال رہی سب لوگون کی ضبطی مین آئین منصب داران والاشاہی جو اکثر پچاس روپیہ ماہوار تقدر ماہیہ کے نوکر تھے اور بعض جاگیردار اور اکثر نامساعد تھے اونکو حکم ہوا کہ جسے ارادہ نوکری ہو حسین علیخان کے سرکار مین اپنا گہوڑا داغ دلاکر موافق شرح دیگران پچاس روپیہ لیا کرے بخشی گری دوم اعتماد الدولہ محمد امین خان کی نام بحال رہی اور سیف الدین خان بخشی سوم کے تغیر مین ظفر خان مقرر ہوا نظام الملک کو مالوہ کی صوبہ داری ملی ہرچند بنظر کجبازی روزگار وہ نامنظور کرتا تھا مگر عنایت ہوئی اور سربلند خان کو جو اس انقلاب سے پیشتر رخصت ہوکر ۱۵ کوس کابل کو گیا تھا اور انجام کار کا انتظار کررہا تھا واپس طلب فرماکر از سر نو خلعت استقلال اور بحالی صوبہ عطا کرکے رخصت کیا مرادآباد کی فوجداری اپنے بہائی سیف الدین علی خان کے نام کی اور محمد رضا کو حاضر حضور اور میر جان عالمگیری کو جو اکبرآباد کا صوبہ دار تھا صدر الصدور اور دیانت خان خوافی کو دیوان خالصہ اور راجہ بخت مل کو دیوان تن مقرر کیا لیکن کل متصدی مالی اور ملکی جتنے ارباب عدالت تک رتن چند کے بطور نایب کے تھے اور ہمت خان جو قطب الملک کا محرم اور ندیم تھا دیوان خاص کی مشرفی اور بادشاہ کی اتالیقی وغیرہ خدمات مناسبہ پر سرفراز ہوا اور دور دراز کے صوبجات کے انتظام مین بنظر برہمی سررشتہ بندوبست کچہ تبدیل و تغیر نکیا مگر ماندو کی قلعداری رحمت خان ولد امیر خان صوبہ دار کابل سے بدل کر خواجم قلی خان تورانی کو عنایت کی یہ اوس حرکت کا نتیجہ ملا جو رحمت خان نے بروقت آنے دکن کی حسین علیخان کی ملاقات مین کی تہی اور راجہ اجیت سنگہ جو احمد آباد کی صوبہ داری پر بحال تہا چاہتا تہا کہ رخصت مطلق کو رخصت ہوکر روانہ ہوئی

فرخ سیر کی وفات کا بیان

دو طرح سے سناگیا ہے وہ بیان ہوتا ہے راست دروغ بر گردن راوی فقیر نے معتمدون سے ایسا سنا ہے کہ سادات نے فرخ سیر کو قید کرکے کچہ ضرر جسمانی اور تکلیف جانی نہین پہونچائی ایک افغان کے اختیار مین فرخ سیر کو قید کیا تھا وہ رات دن اسکی حفاظت کیا کرتا تھا ایک رات کو فرخ سیر نے چاہا کہ بامداد ے متعلق کے وسیلہ سے او جانب نکلجاے چند قدم

دوسرے کوٹھے پر محبس خانہ سے دوچار پہونچا افغان نے بعد آگاہی تنائی کے ہر طرف نگاہ کرنا شروع کی ناگاہ نظر پڑا کہ ایک
شخص ستر دلوار مین چھپ گیا افغان نے اوس طرف دوڑ کر ہاتھ کھینچ لیا اور بٹھانے کے وقت ایک طمانچہ مارا فرخ سیر
نے اس مذلت کا کچھ خیال نکیا اپنا سر دلوار پر دے مگا کہ پھٹ گیا فوراً دیار بقا کی راہ لی اور محمد ہاشم بن خواجہ میر مورخ
فرخ سیر کے کشتہ ہونے کی علت ایمای سادات سے لکھا ہے ہرچند ایسا ہو مگر احتیاطاً اوس کی عبارت لکھتا ہون تاکہ یہ امر
ثابت ہو کہ سادات کی پاسداری ہوئی اس زمانہ مین جب کہ بادشاہ کے قید ہونے کو دو مہینے گذرے اور ایک روایت
یون ہے کہ باوجود سلائی پھیرنے کے تھوڑی نور بصارت سے معذور ہوا تھا عرض کہ اپنے سادہ لوحی اور طمع ریاست سے
اس قید شدید مین بھی یہ حال تھا کہ اپنے مدعیوں سے معذرت کرتا اور امیدوار سلطنت پھر ناک رگڑتا کبھی عبداللہ خان
افغان سے جو اس قید خانہ کا محافظ تھا چاپلوسی کرتا اور اعلی درجہ کی مرتبے کا وعدہ فرماکر اشارہ کرتا کہ مجھکو راجہ دہیراج
جے سنگہ سوائی تک پہونچا دے یہ احمق اوس چاپلوسی جان کی عداوت کرنے لگی عبداللہ خان صاحب تاجدار دونون بھائیون کے
گوش گذار کیا کرتا آخر کار سادات موصوف نے اسکی جان لینے کی فکر کی اور دو مرتبہ زہر کھلایا مگر موثر نہوا تیسری مرتبہ
ثالث بالخیر کا معاملہ ہوا اسم قاتل نے اپنا زور دکھلایا سختی جان کندنی درپیش آئی اوسوقت اون دونون برادران کے
نمک حرامی پر غصہ آیا اور جو کلام الہی کی قسم ہوئی تھی اوسپر گران بار خاطر ہو کر سخت و سست کہنا شروع کیا کہ کلام اللہ ایسے
روسیاہون کی سزا کیون نہین دیتا اور اسیطرح جناب احدیت صمدیت مین بھی زبان درازیان کرنے لگا مثل مشہور
ہے مرتا کیا نہ کرتا امیر الامرا و قطب الملک نے یہ گفتگو سنکر حکم دیا کہ گلے مین پھانسی ڈالدین جسوقت گردن مین پھانسی
ڈالی فرخ سیر نے دونون ہاتھ سے پکڑی اور بفایدہ ہاتھ پیر کھینچنے لگا جب دونون نے لکڑی سے ہاتھ پر خوب صدمے
کیے تاانکہ بصد حسرت دنیا ازین دنیای فانی سود گذراست ، مقیمی نہ بینی درین دیر کس ، تماشا کند ہر کسی یک نفس ۔ بعض
کہتے ہین کہ بروقت جان کنی کے دو زخم چھریون کے بھی مارے تھے لیکن جو کہ راقم سیر المتاخرین نے ایک صاف گو
مورخ سے تحقیق سنا ہے کہ یہ روایت زخم چھری کی محض غلط ہے بہرحال بارہ پہر کے بعد تجہیز و تکفین کر کے مقبرہ
ہمایون مین تابوت پہونچایا گیا شہر کے لچے قریب تین ہزار عورت و مرد کے تابوت کے آگے آگے گریان چلے اور مخالفین
پر طعنہ زنان چلے جاتے تھے دلاور علیخان بخشی اور سید علیخان برادر بخشی قطب الملک حسب الحکم جو تابوت کے ہمراہ
تھے رفت کنان رواں تھے اکثر لوگ ان کی سواریون پر اینٹ پتھر کھینچ مارتے اور گالیان سناتے تھے اور ان لوگون
کی جرأت کسی نے قبول نہ کی تیسرے روز ایک گروہ لچون کا اوسی چبوترہ پر جمع ہوا جہانکہ فرخ سیر کی لاش کو غسل دیا
تھا اور مولود کی مجلس تیار کی اور تمام رات بیداری مین صبح کی مشیت ایزدی دیکھا چاہیے کہ معاملات فرخ سیر
مین کیسے کیسے عجائبات دیکھنے مین آئے جبکہ اسقدر عداوت تھی لازم تھا کہ اوسی روز جب وہ قید ہو گیا تھا قفس
عنصری سے رہا کیا جاتا لیکن آخر وبال کہاں جاے اوسنے بھی پھانسی لگانا سر کٹانا آنکھین نکلوانا اوسی ہی

بد عقیدہ کین تہین آخر اسکا عوض ملا چاہیے ؎ گندم از گندم بروید جو ز جو ؛ از مکافات عمل غافل مشو ؛ اور اس پاداش عمل مین سادات نے بہی اپنی نمکحرامی کا ثمرہ پایا فقط عبارت خاتمے کی تمام ہوئی القصہ بعد تسلط جنہے جو جا بجا خزاین اور نقد اور جواہرات و فیل و اسپ سے اپنے اپنے کارخانہ مین شامل کرلیا اور جسطرح سے مناسب معلوم ہوا دونون بہائیون نے قیمت کرکے باہم گربانٹ لیا قطب الملک کو عورات سے بڑا عشق تھا کہتے ہین حرم سراے شاہی مین جو جو حسینان صاحب جمال تہین اپنے قبضہ مین لایا واللہ اعلم اسحال کے بعد بہائیون مین بہی چندان صفائی نرہی ہرچند ظاہر مین ایسی کچہ برائی نتھی مگر ہمدمون کو کسیقدر اس راز نایاب سے اطلاع ہوئی تھی امیر الامرا بہ مقتضاے دانائی اور شجاعت خداداد کے کل باتونمین اپنے بڑے بہائی سے فوقیت دہونڈتا تھا اسکا اقتدار بہی زیادہ تھا بایکہ فرمانرہان گذشتہ کے بہ نسبت سلطنت بخش اور ملک ستان ہوا افسوس اسکی عمر و دولت نے وفا نہ کی ورنہ ہندوستان کی آبرو برباد نہ جاتی چونکہ خلق اللہ کی بد اعمالی کی سزا ضرور تھی لاجرم ایسے بزرگ امیر جلد گذر گئے

رفیع الدرجات کا رحلت کرنا اور رفیع الدولہ کا جلوس اور جلد اس جہان سے گذرنا اور نیکوسیر کا خروج کرنا اکبر آباد مین

چونکہ رفیع الدرجات مسلول تھا تین مہینے اور چند روز تخت آرا رکہ بروز شنبہ رجب کی ۲۴ تاریخ کو جان بحق ہوا دونون بہائیون نے جو کہ سلطنت کے مدار المہام تھے رفیع الدولہ کو جو رفیع الدرجات کا بہائی تھا بادشاہ بنایا چونکہ ان دونون بہائیون نے زمانہ قلیل مین رحلت کی اور نیز نیکوسیر کا خروج ہوا انکا حال بخوبی معلوم نتھا لہذا انتظام سلسلہ کے واسطے کچہ تہوڑا سا بیان کیا جاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جب رفیع الدولہ کے جلوس کو تہوڑے دن گذرے شاہزادہ نیکوسیر ولد اصغر محمد اکبر نے قلعہ اکبر آباد مین جو کہ اوسجگہ قید تھا قلعدار اور دیگر ملازمان متعینہ قلعہ مذکورہ کی مدد سے خروج کرکے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اکبر آباد کے لوگ اوسکی خدمت مین حاضر ہوئے صورت بلوہ پیدا ہوگئی امیر الامرا نے مع قطب الملک کے رفیع الدولہ کو ہمراہ لیکر جمیع ارکان دولت کے ساتھ اکبر آباد پہونچکر قلعہ گہیر لیا نیکوسیر اپنے لوگون کے ساتھ اور مدد سے جو کچہ کرسکتا تھا نہ تھا چند روز کے بعد قلعہ مفتوح اور نیکوسیر مغلوب اور محبوس ہوا اور ازبان قلعہ وغیرہ جو اس فساد کے بانی ہوے تھے سزا کو پہونچے اور دوسرے قلعہ دار مقرر ہوے اسی ضمن مین مرض اسہال جو رفیع الدولہ کو عاید ہوا تھا بڑہ گیا ہرچند قطب الملک نے دوا معالجہ مین اہتمام کیا گیا مگر موت و عدم سے بیراگی تھی کچہ فایدہ نہوا ہنوز اسکی سلطنت کے ایام بہائی کی بادشاہت کے برابر نگذرے تھے کہ اسکی درگذرنے کے آثار پیدا ہوے قطب الملک اور امیر الامرا نے اسکی زندگی سے مایوس ہوکر اخیر شوال اور بقول دیگر

نجب الدین علی خان اپنے بھائی کو اور بقول دیگر غلام علیخان ولد سید خانجہان کو واسطے لانے روشن اختر ولد خجستہ اختر شاہ جہان بن بہادر شاہ کے جنکی عمر اٹھارہ برس کی تھی بھیجا ممکن ہے کہ غلام علیخان نجم الدین علیخان کے ہمراہ گیا ہو اور یہ بھی کہ نجم الدین علیخان صوبہ دار شاہجہان آباد شاہزادہ مذکور کے نکالنے کو غلام علیخان کے ہمراہ گیا ہو شاہزادہ مذکور معز الدین کے وقت سے شاہجہان آباد کے قلعہ مین مع اپنے والدہ کے بسر کرتا تھا یہ شخص نہایت ذہین اور خوش رو تھا قبل پہونچنے روشن اختر کی اکبر آباد مین رفیع الدولہ جان بحق ہوا شاہزادہ کے پہونچنے تک رفیع الدولہ کا مرنا ایک ہفتہ عشرہ تک چھپا رہا اور روشن اختر پہونچا ادہر رفیع الدولہ کا تابوت خواجہ قطب الدین کے حوا رمین بموجب وصیت اپنے بھائی کے دفن ہوا

ذکر جلوس ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ

گیارہوین ذیقعدہ کو روشن اختر فتحپور مین رونق افروز ہوا ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ہجری روز شنبہ چار گھڑی دن گذرنے پر سریر آرا ہوا نام نامی کے فیض خطبہ سے ممبر کا پایہ بلند ہوا ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ لقب مقرر ہوا شادیانہ فیروزی بجنے لگے غلہ ارزان ہوا نواب قدسیہ حضرت کی والدہ نہایت دانشمند اور باشعور تھین بمقتضاے وقت دونون بھائی مدار المہام کی خاطرداری کرتی تھین ایک مہینے کے بعد لشکر کے ساتھہ دار الخلافت سے لشکر مین آئین پرانے جہان شاہ کی نوکرون نے استقبال کرنا چاہا اسنے مطلع ہوکر ممانعت کی کہ استقبال درکنار بلکہ ملازمت بہی نکرین اور کورنش کے ارادہ سے حرم سرا کے دروازہ پر نہ آئین مقرر ہوا کہ محمد شاہ کے آغاز سلطنت کے سن کو فرخ سیر کے بعد سے لکہین پندرہ ہزار روپیہ نواب قدسیہ کے ضروریات کے رفع کے واسطے ماہواری مقرر ہوا اور کلال باڑہ اور نظارت اور عہدہ داران کا انتظام بدستور رہا اور خواجہ سرا اور خواص اور فیلبان اور مردم خاص اور باورچی اور رکاب دار اور فراش وغیرہ سید عبد اللہ خان کے نوکرون سے منصوب رہے ہمت خان بادشاہ کے اتالیق اور صاحب اختیاری دیوان خاص و عام مین سادات کی طرف سے مقرر تھا رتق و مدار کرتا تھا کوئی کام اوسکے خلاف مرضی نکرتا کبھی کبھی ایک دو مہینے کو سیر و شکار کے لیئے کوس دو کوس لیجا کر والپس لاتے تھے القصہ چھبیلہ رام ناگر صوبہ دار الہ آباد کے طرف سے بعض اطوار ناہموار دونون بھائیون مدار المہام سلطنت کو معلوم ہوے امیر الامرا نے اوسکے تنبیہ کا ارادہ کرکے الہ آباد کی طرف پیش خیمہ نکلوایا اوس وقت چھبیلہ رام کے وفات کی خبر سنی حسین علی خان اگرچہ اس خبر سے اپنے نصیب کی مددگاری سمجھی مگر افسوس کیا لوگون نے اوسکے سر پر غرور کو نوک سنان پر نہ دیکہا پایا متعاقب اسکے معلوم ہوا کہ گردہر بہادر چھبیلہ رام کا بھتیجا اپنے چچا کے مرنے کے بعد میراث نشین ہوکر فراہمی سپاہ اور استحکام قلعہ مین مصروف ہے اس خبر کے سننے سے آخر ذیقعدہ کو محمد شاہ کو فتحپور سے اکبر آباد مین لاکر تسخیر الہ آباد کی شہرت دی اور حکم دیا کہ دریاے جمن مین

پل باندہا جاوے اور کسیقدر فوج بطریق ہراول کے مقرر ہوا اور اس مہم مین میر جملہ کو صدر الصدور کیا لیکن رتن چند کل امور مالی اور ملکی بلکہ شرعی مین بہی اسقدر استقلال اور اختیار رکہتا تہا کہ کل متصدیان بادشاہی بیکار تہے بجز اسکے کہ اونکی مہر سے سند پہونچتی تہی کچہ دخل نہ تہا یہانتک کہ قضات اور ارباب عدالت کا تقرر بہی رتن چند کے برخلاف نہوسکتا تہا کہتے ہین کہ ایک روز رتن چند نے کسی شخص کو قطب الملک کے پاس لاکر تسلیم خدمت قضاے شہر کی قطب الملک نے کسی ہمنشین کے طرف متبسم ہوکر کہا کہ ہمارا رتن چند قاضیون کا تجویز و تقرر کرنے لگا رتن چند نے گستاخانہ جواب دیا کہ راجہ جیو امور دنیوی کے بندوبست سے فراغت کرکے امور دینی کے انتظام مین مشغول ہوے ہین الحاصل تعین فوج کی خبرین سنکر گردہر کا وکیل حاضر دربار ہوا اور اپنے موکل کے طرف سے عفو تقصیر کی استدعا اور اظہار اطاعت کرکے امیدواری اوسکی صوبہ الہ آباد تے بلجانے مین اونیز عطا ہونے صوبہ اودہ کے مع بعض خطاب و منصب کے اور اقرار الہ آباد سے نکلنے کا بعد فراغت رسوم تعزیت چھبیلہ رام کے ظاہر کیا عرض اوسکی قبول ہوئی صوبہ داری اودہ کا فرمان مع خطاب بہادری کے گردہر کے نام صادر ہوا

دلاور علیخان کا راجہ بہیم کی مدد پر بوندی کے مہم کے واسطے مقرر ہونا اور حیدر قلیخان کا واسطہ اخراج گردہر بہادر کے الہ آباد سے

ملک بوندی راجہ بدہ سنگہ اور راجہ بہیم کا ملک موروثی تہا لہذا باہم جہگڑا اوٹہاے تہے بدہ سنگہ نے راج پر تسلط پاکر بہیم سنگہ کو نکال دیا بہیم سنگہ امیر الامرا کے وسیلہ کا خواستگار ہوا حسین علیخان بہادر نے سید دلاور علیخان اپنے بخشی کو مع چہہ ہزار سوار جنگ طلبگار کے راجہ بہیم سنگہ کے مدد پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بدہ سنگہ کے تنبیہ کے بعد باتفاق راجہ بہیم سنگہ اور گج سنگہ کے صوبہ مالوہ کے سرحد پر جاکر دوسرے حکم کا منتظر رہے اور اس سبب سے کہ گردہر بہادر کے التماس پر دلجمعی نہ تہی حیدر قلیخان بہادر کو مع فوج روانہ الہ آباد کیا کہ اگر گردہر بدعہدی کرے تو اوسکی تنبیہ کرین حیدر قلیخان بہادر نے الہ آباد پہنچکر تدبیرات جرأت مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا لیکن انجام کار نہوا گردہر بہادر نے بہی عدم اطمینان سے چندروز قلعہ خالی کرنے کے اقرار مین گذرانے اور چندروز جنگ اور قلعہ داری کے حیلہ مین اخیر بمقدمہ رکہا حسین علیخان نے خود دریاے جمن سے عبور کیا اسکے عزیمت کی خبر الہ آباد مین مشہور ہوئی گردہر بہادر زیادہ تر غلہ وغیرہ جمع کرنے مین مستعد ہوا اور سواے اس قلعہ کے رہنے کے کوئی تدبیر نہ سوجہی امیر الامرا قلعہ کے دیکہنے سے کہ تینون طرف سے گنگا اور جمنا محیط ہے اور گردہر بہی نشاء شجاعت سے خالی نہین اگر پایداری کرے محاصرہ طول کو کہنچے گا ذراسی بات مین بڑی مدت گذریگی اور یہ امر باعث برہمی امور عظیمہ کا ہوگا متوقف رہا انہین دنون مین دونون بہائیون کے درمیان مین اکبر آباد کے نقد و جنس کی بابت غبار اوٹہا پیام و کلام رنجش آمیز جانبین سے ہونے لگے مگر رتن چند نے خوب اخفا کیا

رتن چند کا الہ آباد جانا حسب التماس گردہر بہادر کے اور فرو ہونا وہان کی شور و فساد کا

اندنون گردہر بہادر کی متواتر تحریرات صادر ہوین کہ اگر رتن چند آنکر مجھسے عہد و پیمان کرے میری دلجمعی ہوجاے اطاعت شاہی اختیار کرون لہذا دونون بہائیون نے انطفاے فساد مناسب جانکر رتن چند کو رخصت کیا کہ آخر ربیع الثانی کو مع فوج لایق روانہ الہ آباد ہوا اور بعد حصول ملاقات کے دونون نے باہمدگر عہد بقسم سری گنگاجی کے مضبوط کیا اودہ کی صوبہ داری مع فوجداری قدیمہ صوبہ مذکورہ کی گردہر بہادر کو تفویض کی اور اوایل ماہ جمادی الثانی جلوس محمد شاہ کو قلعہ الہ آباد خالی ہوکر اولیاء دولت کے ہاتھہ لگا اور رتن چند واپس ولی نعمتون کی خدمتمین جا پہونچا

شروع فتنہ آصف جاہ اور پیدا ہونا منازعت کا درمیان سادات کی

جیسا کہ ذکر ہوا نظام الملک صوبہ مالوہ مین جا کر منتظم ہوا ملک کو مفسدونسے صاف کیا چونکہ امیر الامرا حسین علی خان کو بسبب جلد نے ملاقات کے بروقت آنے دکن کے مرحمت خان سے ملال تھا بعد اقتدار پانے کے مرحمت خان کو قلعداری باندور سے معزول کیا اوسکے عوض خواجم قلیخان تورانی کو مامور کیا مرحمت خان نے بمقتضاے تو قلمونی روزگار سپردگی قلعہ مین حیلہ جوئی کی خواجم قلیخان حضور مین شاکی ہوا سادات نے مرحمت خان کے وکیل کی چشم نمائی کر کے کہا کہ مرحمت خان کو لازم ہے جلد قلعہ کو خواجم قلیخان کے سپرد کرے نظام الملک نے مرحمت خان کو سمجھا بجھا کر قلعہ خواجم قلیخان کو حوالہ کرا دیا چونکہ مرحمت خان کو بسبب امیر الامرا کے حضور مین آنا میسر تھا اور نظام الملک اسکے خاندان کی نجابت اور شرافت خوب جانتا تھا لہذا اپنے پاس طلب کر کے باعزاز تمام نگاہ رکھا اور اونہین دنون مین حکم ہوا کہ اوس متغلب کے ہاتھہ سے قلعہ نکالا جاے فتح جنگ نظام الملک نے حکم کے صادر ہوتے ہی مرحمت خان کو مع فوج شایستہ اوس خدمت پر روانہ کیا اور مرحمت خان نے خدمت جانفشانی بجا لاکر قلعہ کو مسخر کیا باوجود اس خدمت کے بہی عفو جرایم نہوا فتح جنگ نے مراعات بزرگانہ کر کے صوبہ داری مالوہ کا بندوبست اوسکے سپرد کیا اور مرحمت خان نے صوبہ داری مین نہایت ہوشیاری اور تدبیر سے کارروائی کی چند موضع پرگنہ چندیری مین مفسدون کا جماؤ تھا اونکی تنبیہ فرمائی اخبار کے ذریعہ سے واضح ہوا کہ مرحمت خان نے جمعیت بسیار نوکر رکہکر دیہات پر تاخت کی اور دوسری روایات سے یہ ثابت ہے کہ اعتماد الدولہ کے ایماے سے جو محمد شاہ سے کبہی کبہی ترکی زبان مین گفتگو کرتا تھا بہت کثرت سے سپاہ مرحمت خان نے جمع کی تھی اور بعض کے قول بموجب انہین دنونمین حسین خان کا نوشتہ نظام الملک کے نام اس مضمون سے پہونچا کہ تمہارا ارادہ ہے صوبہ ہاے دکن کے بندوبست کو صوبہ مالوہ مین اقامت گزین ہون تم چار صوبہ اکبرآباد الہ آباد برہانپور ملتان سے جس جگہہ منظور ہو لکہو تو تمہارے واسطے تجویز کیا جاے نظام الملک نے اس سبب سے اور نیز پہونچنے دلاور خان کے مع فوج اور رفاقت راجہ بہیم اور راجہ گج سنگہ

کی سرحد صوبہ مالوہ پر جہان سے اسکا لشکر قریب اور باعث اضطراب سکنا کا ہوا تھا مگدر رہا اور جواب مین چند کلمات تحریر کرکر
یہ شعر عنوان مین درج کیا ع سن بیوفا نیم بو قا میخورم قسم نہ من چون شما نیم شما میخورم قسم ۔ امیر الامرا اور قطب الملک
مضمون مذکور کے دیکھتے سمجھہ گئے اور نظام الملک کے وکیل معتبر کو خلوت مین بلا کر کلمات تند و تلخ اوسکی اقا کی حق مین کہی

نظام الملک اور سادات کے سمد گر نفاق ہونا اور قطب الملک اور امیر الامرا کا فوت ہونا

جب سادات کے گفتگو کی خبر نظام الملک کے گوش زد ہوئی اور نیز بادشاہ کا نہانی اشارہ محمد امین خان کے معرفت پہونچا ہمدمان جلیس کی مشورت یہ ہوئی کہ نظر بہ فیروزی بخت کمر کے لڑنے کو آمادہ ہون لہذا عزم بالجزم کرکے دو کلمہ قطب الملک اور امیر الامرا کو لکہی اور مع عبد الرحیم خان و رحمت خان و رعایت خان وغیرہ ہوا خواہان جدید و قدیم دس بارہ ہزار سوار سے وسط جمادی الثانی ۱۱۳۲ھ ہجری کو نواح سرونج سے دکن کیطرف متوجہ ہوا رفتہ رفتہ یہ خبر سادات کو ملی امیر الامرا نے دلاور علی خان اور اوسکی ہمراہی دونون راجہ کو تعاقب کیواسطے تحریر کیا اور یہ بہی لکہا کہ اودہر کے افاغنہ کو تالیف و ترغیب جاہ و منصب کرکے اپنا رفیق بنا دین

عبد الصمد کی فتح یابی حسین خان خویشگی پر اور اس خبر کا مشتہر ہونا

حسین خان افغان خویشگی رئیس قصبہ قصور کا چند دنون سے سرکش ہوا تھا اور نواح قصور اور لاہور پر متصرف ہوکر باغی ہوگیا تھا اور ابتدای صوبہ داری عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ سے گردن کشی کرکی اوسکو مع عمال بادشاہی کے بیدخل کرکے شوخی کرنی لگا قطب الدین خان نام عامل صوبہ دار کو قتل کرکے اوسکا مال اسباب و خزانہ لوٹ لیا اور اٹھہ نو ہزار سوار سی بقصد تاراج گرد نواح کے برآمد ہوا عبد الصمد خان نے سات آٹھہ ہزار سوار فراہم کرکے عزم تنبیہ کیا نزدیک چھونی کے جو لاہور سے تیس ۳۰ کوس پر سے دونون لشکر صف آرا ہوئے عبد الصمد خان نے کریم قلی خان بخشی کو ہراول کیا جانی خان اور خواجہ رحمت اللہ خان اقربای دلاور کو جانب راست او حفظ علیخان برادر خان مذکور کو ہراول مع ہزار سوار کے تعین کیا اور چپ کیطرف اغرخان کو بالاتفاق عارف خان اپنے نایب کے مقرر فرمایا کچہ فوج طرح کرکے آراستگی کی حسین خان نے بہی مصطفی خان اپنے بہتیجے کو ہراولی پر مع رحمت خان اور بہلول خان کے مقرر کیا اور خود سعید خان وغیرہ افغان نامی کے ساتھہ صف آرا ہوا بمجرد شروع جنگ اور ہای ہوی توپ و تفنگ کے توپخانہ پر جاگرا وہان سے بڑہ کر کریم خان ہراول کو تنگ و عاجز کردیا کریم قلیخان کی فوج تشتدر ہوکی حسین خان دو تین ہزار سوار جوان سے اغرخان کے قتل مین مصروف ہوا عجب دلیری کی زد و خورد ہوئی ہمراہی تو کچہ حفاظت اغرخان کے نکرسکے بہاگ نکلے لیکن جو تیر نکلتا تہا دشمن کے دل مین جا بیٹہتا تہا تا آنکہ مصطفی خان جو مخالف کا ہراول تہا مع چند افغان کے گوشہ عدم کو سدہارا حسین خان چند ان اغرخان سے ملتفت ہوکر عبد الصمد خان کے مقابل جا پہونچا عرصہ کارزار تنگ ہوا اکثر ہمراہی اسکے بہاگی تہرا تہر لزل پیدا ہوا کہتے ہین کہ عبد الصمد اپنی ذراہی نوچتا تہا اور کہتا کہ ای

خواجہ کتا بو شاہ ٹھہک سے جو کہ حسین خان کا مرشد تھا کم ہوا ہے اسی عرصہ مین جانی خان اور حفیظ علیخان نے ترددات نمایان کیے اور اعز خان نے اوسوقت اوسکی کمر پر چوٹ کی اوسی حال مین حسین خان کا فیلبان مع پیر و مرشد شاہ ٹھہک کے مارا گیا اور ہاتھ تیر کا گولہ حفیظ علیخان کے ہاتھ سے حسین خان کے چھاتی پر لگا کہ جان بحق تسلیم کی عماری مین آگ لگ اوسکی عبد الصمد خان نے فتح پائی اور خوشحال ہو کر ہمراہیون کی مراعات فرمائی اور اعز خان کو فیل و خنجر و شمشیر مع اضافہ پانصدی اور دو سو سوار کے خدمت سے اور قطب الملک اور امیر الامرا نے اس نوید سے خوش ہو کر عبد الصمد خان کو سیف الدولہ کا خطاب بخشا ؛

نظام الملک کا حدود دکن مین پہونچنا اور قلعہ اسیر اور برہان پور کو قبضہ مین لانا

نظام الملک نے جب عزم سرکشی کیا دریاے نربدہ سے عبور کر کے گذر اکبر پور سے اوترا قلعہ اسیر کے ہزاری طالب خان قلعہ دار نے صلاح بموجب بطمع انعام وغیرہ استقبال کو نکلے یہ وہی قلعہ ہے جسے اکبر شاہ نے برسون کے محاصرہ مین فتح کر پایا تھا اور بالفعل امیر الامرا کے حکام یہان مامور تھے عطاے تنخواہ باقیات دو سال کا امیدوار کر کے قلعہ مذکور نظام الملک کے سپرد کیا اور اسی طور سے برہانپور کا قلعہ بھی قبضہ مین آیا عوض خان صوبہ دار برار جو مرد جرار اور شجاع نامدار تھا مع سامان عمدہ کے نظام الملک کی مدد کو آپہونچا اور ربہا سردار مرہٹہ جو کہ راجہ ساہو سے مخالف تھا دو ہزار سوار سے نظام الملک کی فوج مین ملحق ہوا اور بعض زمیندار وغیرہ اوس نواح کے پہونچ کر موافق ہوے انور خان جو کہ برہانپور کا صوبہ دار اور امیر الامرا اور قطب الملک کا پرورش یافتہ تھا حق نمک فراموش کر کے بے اسکے کہ عالم علیخان برادر زادہ امیر الامرا کے حضور مین جو صاحب صوبہ کل ممالک دکن کا تھا مقیم ہو نظام الملک کا اقتدار سنکر حراست حصار کے بہانہ سے نکلا اور نظام الملک کے خدمت مین آگیا مرہٹہ لوگ جو چوتھ کیواسطے جا بجا تھے آصف جاہ کے قرب لشکر سے بھاگ کر سرداروں سے جا ملے اسی ضمن مین سیف الدین علیخان کی والدہ مع چھوٹی چھوٹی بچون کے لڑکے کے پاس جانے کے ارادہ سے برہانپور پہونچی تھی نظام الملک کے بھائی نے اطلاع پا کر اصلا اوسکی آبرو ریزی کی فکر نکی اور اوسکی مان نے اسکے اقتدار کو سنکر پیغام دیا کہ اگر زر و جواہر کی طمع ہو تو لیجیے مگر خدا را حفظ آبرو کیجیے اسنے جواب مین حسب مناسب عرض کیا اور محمد علی پیغامبر کو عطاے خلعت سے سرفراز فرمایا بلکہ لڑکون کو میوہ جات وغیرہ بھیجے اور دو سو سوار ہمراہ کر دیے تاکہ دلاور علیخان کی فوج تک پہونچا وین بعد پہونچنے اس خبر کے امیر الامرا نے دلاور خان کو جنگ نظام الملک کی تاکید کی اور خود امیر الامرا عازم دکن ہوا انتظار خبر دلاور علیخان کی کرتے تھے اور رتن چند بمعانیہ چند در چند صلاح دیتا تھا کہ دکن کی صوبہ داری عطا کرنا اور نظام سے صلح فرمانا اچھا ہے مگر حسین علی خان راضی نہوا ؛

محتوی خان کی شومی کردار سے کشمیر مین آشوب فساد برپا ہونا

ملا عبد النبی کشمیری جو کہ محتوی خان کے نام سے ملقب تھا مدتون سے وہان کے ہنود کے ساتھ متعصبانہ پیش آتا اور عداوت

رکہتا تھا اب کہ گردش روزگار نمودار ہوئی مسلمانان اوباش کو اپنا رفیق بنا کر حرکتیں ظاہر کی میر احمد خان نایب صوبہ کشمیر اور وہان کے قاضی کے پاس جاکر تکلیف دی کہ اہل ہنود کو سواری اسپ اور کپڑا پہننے اور ہتیار باندہنے اور سیر باغ اور ایام مخصوصہ مذہبی کے غسل سے مانع ہون اونہون نے کہا کہ جو حکم بادشاہ اور ارباب شرع کے حضور سے کل ملک محروسہ کی ہنود کے نسبت صادر ہوا ہو ہم بہی اوسکے مطابقت بیان کر سکتے ہین محتوی خان فتنہ پرداز بیدماغ اوٹہا اور کمینون کی اعانت سے جہان ہندو کو پایا ہزارون شرارت سے پیش آیا ایکروز صاحب رائے نام ہندو جو کہ کشمیری ہندوؤن مین معزز تھا کسی باغ کی سیر کو جاکر جماعہ زنا رداران کو کہانا کہلواتا تھا وہ مفسد جاکر بیچارون کے مارنے اور قید کرنی مین متوجہ ہوا صاحب رائے مع چند نفر کے بہاگ کر میر احمد خان کے مکان پر آیا محتوی خان نے صاحب رائے کے گہر پہونچکر اوسکے اور تمام محلہ والون کے گہرونمین آگ لگادی اور لوٹ مچائی جس کسی ہندو مسلمان نے ممانعت کی مجروح اور مقتول ہوی بعد ازان اوسیطور سے میر احمد خان کے مکان پر آیا مکان گہیر لیا انیٹ پتہر تیر بندوق کے مارنے شروع کی میر احمد خان ایک رات دن برابر گہر سے نکل نسکا بڑی مشکل سے سلامت رہا دوسرے روز جمعیت فراہم کر کے باتفاق میر شاہ نور خان بخشی بادشاہی کے سوار ہوکر اوس مفسد پر چڑہ گیا اوسنے بدستور اوباشون کو جمع کر کے مقابلہ کیا اور چند شور بختون نے جس پل سے میر احمد خان نے عبور کیا تھا جاکر جلا دیا اور ہر دو طرف بازار کے رستے جدہر سے میر احمد خان گذرتا تھا جلا دیئے اور مقابلہ اور گہرون سے انیٹ پتہر تیر و بندوق چلانے لگے اونکے عورات بہی جو کچہ پاتی تہین مکانون سے پہینک مارتی تہین بڑا بلوہ ہوگیا اس ہنگامہ مین سید ولی خواہرزادہ میر احمد خان اور ذوالفقار بیگ نایب چبوترہ کوتوالی وغیرہ مجروح ہوے میر احمد خان پر جو کہ نہ پیچہے جانے اور نہ آگے بڑہنے کی راہ پاتا تہا نہایت تنگ وقت نمود ہوا کہ آخر کو لاچاری اور عجز و زاری کر کے نجات حاصل کی اور دوبارہ محتوی خان نے میر مذکور کے گہر پر دہاوا کر کے صاحب رائے کو مع ہمراہیون کے باہر نکال کر کان کاٹے اور ختنہ کیا بلکہ بعض کے قطع آلت تناسل کرادئے اور قید مین رکہا دوسرے روز اوسی ہنگامہ کے ساتھہ مسجد مین آیا اور میر احمد خان کو نیابت سے معزول کر کے اپنا لقب دیندار خان اور حاکم مسلمان مقرر کیا کہ دوسرے نایب کے پہونچنے تک احکام شرعی کیا کرے میر احمد خان بیچارہ پانچ مہینے تک معطل رہا اور دیندار خان حاکم مسجد مین بیٹہہ کر اجراے حکم اور انفصال مقدمات کرتا تھا جب حضور مین خبر پہونچی مومن خان نجم الدولہ کو نیابت کشمیر پر مقرر کیا اور وہ شوال کی آخرین کشمیر سے تین کوس پر پہونچا محتوی خان دیندار جو اپنے ناشایستہ کامون سے منفعل اور ہراسان تھا عبد اللہ خان سے جو مشاہیرون مین تھا اور اسکا دوست تھا جاکر مع دو پسر خورد سال کے کہا کہ تمہارے اور چند فضلا کے رفاقت کا خواستگار ہون تاکہ استقبال کو جاؤن خواجہ مذکور نے صلاح دی کہ اول شاہ نور خان بخشی کے مکان مین جاکر عذر خواہی کرنا چاہیئے بعدہ مومن خان کے لانے کو چلین گے محتوی خان نے بخشی مذکور کی گہر کی راہ لی وہان بخشی نے محلہ حدی پل کے لوگ اپنے مکان مین چہپا رکہے تہے کہ بروقت فرصت کام کرین جب محتوی خان

محتوی خان

پہونچا دو مین باتون کے بعد بخشی کسی کام کے حیلہ سے اوٹھہ گیا پوشیدہ لوگون پر جب یہ موقع ظاہر ہوا الکا کمر اول دیندار خان کی
رد ہر دا وسکے لڑکے کے مارے پہر اوسکو بہی عذاب زندگی ہے رہائی دی دوسرے روز اوسکے پیرو کارون نے بلوہ مچا دیا جدہی پل
مین حشر برپا ہوا دو تین ہزار آدمی اوس محلہ کے مارے گئے لاکہون کا اسباب لوٹ گیا اس جہاد کے بعد جہاد ثانی کی عزیمت
ہوئی قاضی اور بخشی کے گہرون پر جا پہونچے بخشی تو روپوش ہوا اور قاضی جی بہی برہنہ بہاگ گئے باغیون نے اینٹ سے
اینٹ بجادی مومن خان نایب حضور نے پہونچکر میر احمد خان کو پہین آباد روانہ کیا اور چار ناچار بدکاران کشمیر
کے ساتھہ موافقت پیدا کر لی +

دلاور علی خان بخشی امیر الامرا کا نظام الملک سے لڑنا اور انجام کار شکست کہانا

جب دلاور علی خان برہانپور سے چودہ کوس پر پہونچا نظام الملک نے بعض سرداران لشکر کو مع فوج عوض خان وغیرہ
سرداران کے محمد عنایت خان کو سردار بنا کر روانہ کیا اور خود بہی مع عوض خان وغیرہ کے برہانپور سے نکلکر اس تفاوت
سے کہ بروقت غیاث خان کے مدد کر سکے جا ٹھہرا جب دلاور علیخان سے مقابلہ نزدیک آیا غیاث خان صف آرا ہوا
اور بموجب حکم نظام الملک کے توپخانہ دستی اور شترجن توپون مین چھرہ بہرتے ہین اپنے معتمد بہادرون کے ہمراہ نالہ مین
بطور مناسب بٹھلایا دلاور علیخان بمقتضاے شجاعت ذاتی اور جہالت فطری کے جو اکثر مردم بارہہ مین ہے گیارہ ہزار
سوار ہمراہی اور نیز فوج راجپوتیہ ہمراہی راجہ بہیم سنگہ و راجہ گج سنگہ اور دوست محمد افغان کے مسلح ہو کر صف آرا ہوا طرفین
سے بان اور توپ کی شررریزیان ہونے لگین غیاث خان مردان کمین گاہ کے پیچہے اس انتظار پر کہ دلاور علی خان آگے کو
آئے کہڑا تہا آخر دلاور علیخان کو تو اس گہات سے آگاہی نہ ہی چند قدم جاکر دفعتہً حملہ کیا اور ہمراہیون کی ساتھہ توپخانہ
کمین گاہ کے برابر جا پہونچا مردم کمین گاہ نے پایداری کر کے یکبارگی توپ اور بندوق دستی فیر کی ایک ہی فیر سے جمع کثیر
خاک ہو گئے جو پیچہے رہگئے تہے اس حال کے دیکہتے متزلزل ہوئے بارود کے دہوئین مین روسیاہ کر کے بہاگے دلاور علیخان
اور دونو راجہ چار پانسو سوار سے ٹہرے رہے چونکہ راہ ناہموار اور روبرو توپخانہ آتشبار تہا گہوڑے ہاتھی کے قدم نہ اوٹھہ
سکتے تہی اسی عرصہ مین اکثر بارہہ اور راجپوتیہ اور دوست محمد خان افغان بہی نام و ننگ خاک مین ملا کر بہاگ نکلے بہر حال
نصیبہ تو جواب دے چکا تہا بہادران نامی کی بہادری کچہ کام نہ آئی دلاور علیخان مع راجہ اور جمعیت باقیماندہ کے اوسی
میدان مین پیوند فنا ہوئے یاوری بخت اسے کہتے ہین نظام الملک کا کوئی سردار مارا نہ پڑا اور شادیانہ بلند آواز ہوئے
شہر مین لوٹ کر رعایاے خاندیس کی دلجمعی اور لشکر کی تسلی کی مجروحون کو مرہم نوازش سے چنگا کیا اس اخبار فتح سے
بادشاہ اور محمد امین خان معتماد الدولہ وغیرہ باطن مین خوش ہو کر شکرانہ بجالائے اور قطب الملک اور امیر الامرا کو نہایت
ملال ہوا اپنے چارہ کار کے فکر مین اسیر ہوے کبہی ارادہ کرتے کہ ہم دونو بہائی بادشاہ کو ہمراہ لیکر دکن جاوین اور نظام الملک

کی تلافی کرین کبھی کہتے کہ امیر الامرا تمہارا روانہ ہو کبھی یہ کہ بادشاہ امیر الامرا کی ہمراہی کرے اور محمد امین خان کے مقدمہ
مین مشورہ ہوا کبھی صلح کرنے کی راے ہوتی تھی کہ متعلقان امیر الامرا کو دکن سے طلب کرلینا چاہیئے اوسکے بعد تدارک کیا جاویگا
محمد امین خان کے بارہ مین کبھی قتل وقید کی شہرت ہوئی کبھی رفق ومدارا کیا جاتا امیر الامرا چاہتا تھا کہ محمد امین خان کو قتل
کرے قطب الملک چونکہ اوس سے قول وقرار رکہتا تھا لہذا مانع آیا تھا بلکہ اکثر کہا کہ اوسکی جان کے ساتھہ میری جان ہے
بہرحال چونکہ وہ حسین علیخان کا قاتل تھا کیونکر مارا جاتا بہرحال انہین دنونمین واقعہ ۲۲ ماہ رمضان ۱۱۳۲ ہجری روز جمعہ کو
جبکہ اکثر لوگ نماز مین مصروف تھے عجب طرح کا زلزلہ آیا اکثر عمارات شاہجہان آباد اور دہلی کی گر پڑین نو مرتبہ زمین و
عمارت کو تزلزل ہوا چالیس روز تک یہی نوبت رہی کہ زمین ہلتی اور آواز پیدا ہوتی تھی آدمیون کو خوف سمایا تھا بعد
مدت مذکورہ اگرچہ زلزلہ موقوف ہوا چار پانچ مہینے تک کبھی کبھی لرزہ سا آجاتا تھا القصہ مقرر ہوا تھا کہ غرہ ماہ ذیقعدہ
کو پیش خیمہ بادشاہ اور قطب الملک کا شاہجہان آباد کو لیجاوین اور حسین علیخان مع مردان رزم آزما کے روانہ دکن ہو
اسی عرصہ مین پسر محمد امین خان کے ساتھہ بسبب دراندازون کے منازعت درپیش ہوئی چند روز تک گفتگوے مخاصمت
بلند رہی یہانتک کہ اعتماد الدولہ مع اپنے بہادرون کے منتظر مرگ مسلح بیٹہا رہا کرتا تھا تا آنکہ رفع کدورت ہوئی باہم
سخت سوگندون سے اقرار رفاقت ہوا ایفاے عہد جو کچہ محمد امین خان سے ہوا عنقریب بیان ہوگا کہتے ہین کہ فوج
دلاور علیخان جو باقی رہ گئی تھی پریشان حال ظالم علیخان بہادر سے جا ملی اور نظام الملک سرانجام کار اور درستی محرجان
اور ترغیب اور تحریص مردم مین مصروف رہا اور عالم علیخان کے رفقا کو خوب بہکایا انورخان ناحق شناس سادات کا حق
پرورش فراموش کرکے نظام الملک سے جا ملا یہان بہی خبث باطن ظاہر کیا کہ عالم علیخان کو لکہا کہ ہنوز نظام الملک
فی خیران قوت نہین پکڑی جلد پہونچئے وقت فرصت ہاتہہ سے نہ دیجیے اتفاقاً وہ خط نظام الملک کے ہاتہہ لگا اور انورخان
کی عزت خاک مین ملگئی جلد جزاے اعمال کو پہونچا عالم علیخان اوایل ماہ رمضان مین مع فوج قریب پچیس ہزار سوار کے
چلا جسمین بارہ تیرہ ہزار سوار مرہٹہ راجہ ساہو کے ملازم تھے اور کنڈو دہاریا وسنکراجی ملہار وغیرہ سرداران مرہٹہ جو کہ
مرہون احسان تھے ہمراہ ہوے اور بعض امراے مشہورہ دکن بہی ظاہری اطاعت کے رو سے مجبور ہمراہ ہوگئے تھے القصہ
کتل فردا پور مین جو صوبہ خاندیس اور بالا گہاٹ اورنگ آباد کے مابین واقع ہے شہر افوج مرہٹہ حسب ضابطہ
خود دیہات کی لوٹ مار مین منتشر ہوئی نظام الملک نے اسباب فاضل اور ناموس کو قلعہ اسیر مین روانہ کرکے
عالم علیخان کی لڑائی کو آمادہ ہوا چونکہ دریاے پورنا جو کہ برہانپور سے ۱۰ کوس پر واقع ہے نہایت طغیانی مین تہا عبور
مین توقف ہوا نظام الملک عوض خان کے رہنمائی سے ستر کوس بائین جانب سے پایاب پاکر بلا تاخیر بسہم بلغار پارگیا
عالم علیخان اس عبور سے آگاہ ہوکر مقابلہ کو متحرک ہوا اپنی دست برد کیواسطے پیشقدمی کر گیا نظام الملک کا لشکر
گہیر کر شوخیان کرنے لگا ایک تو بارش کا برابر تار لگا تہا دوسرے مرہٹہ محیط تھے چند روز تک نظام الملک کے لشکر مین

غلہ کی گرانی اور کمیابی ظاہر ہوئی مرہٹہ بہئیر و بنگاہ مین چپاولی کی لڑائی کیے جاتے تھے عوض خان اور مرہٹہ جو نظام الملک کے رفیق تھے اور حسین علیخان کے مخالف تھے تدارک کرتے تھے اور نظام الملک تامل کے ساتھہ جنگ کنان اُس موقع کا جویان چلا آتا تھا کہ کوئی عمدہ موقع لڑائی کا ہاتھہ لگے تا آنکہ قصبہ بالاپور جا پہونچا اور وہان پر موقع دلخواہ پاکر لشکر گاہ کیا

عالم علی خان کا نظام الملک سے مقابلہ کرنا اور نہایت بہادری سے راہی عدم ہونا

عالم علیخان بہادر پانچوین شوال کو نظام الملک کے مقابلے پر پہونچا منصور خان اور غالب خان ولد رستم خان دکنی کو ہراول کرکے امین خان برادر خان عالم اور عمر خان بنی عم داؤد خان اور شمشیر خان اور محمد اشرف خان بخشی اور رفیع خان دیوان اور ہمتی خان اور محمدی بیگ کی پشت پناہی پر مامور اور رعایت طلب خان اور خواجہ رحمت اللہ خان وغیرہ دلاوران نامی اور سرداران گرامی کو یمین و یسار مین جگہ دیکر توپخانہ کو بجائے شایستہ لگایا دس بارہ ہزار سوار پیادہ کرناٹکی رو برو لیکر فیلان مست غرق آہن کو توپخانہ کے پیچھے مقرر کیا چونکہ جوان نورسیدہ ناتجربہ کار تھا باوجودیکہ دلاور علیخان کی لڑائی کا حال سن چکا تھا کہ نظام الملک نے کمین گاہ مقرر کی تھی اور اوسی کے پوچھا سے دلاور علیخان نے شکست کھائی اپنی فکر نہ کی اور بلا مین گرفتار ہوا سچ ہے جو پیش آتی ہی وہی جو کچھ کہ پیشانی پہ ہے القصہ ماہ مذکور عرصہ کارزار گرم گیر ہوا نظام الملک نے رحمت خان بہادر کو ہراول کرکے غازی الدین خان اپنے لڑکے کو ہمراہ کیا اور عبد الرحیم خان اور رعایت خان اور سعد الدین خان اور داراب خان اور کامیاب خان اور غیاث خان اور قادرداد خان اور اختصاص خان اور دلیر خان اور رفیع اللہ خان اور انور خان وغیرہ کو مع چند راجاؤن کے میمنہ اور میسرہ پر تعین فرمایا اور خود مع عوض خان کے قول مین آیا اور تنہا مرہٹہ کو مع بعض زمینداروں کے پیشگاہ مین چھوڑ کر ہنگان مخالف کے یورش دفع کرنے کو حکم دیا اور توپخانہ اور بان جو کچھ ہمراہی مین تھا اور جسقدر قلعہ اسیر اور برہانپور اور دلاور علیخان کے لشکر سے حاصل کیا تھا اول روز توو پیاہی لگا رہا رات کو گوشہائے مخفی مین واقعہ یمین و یسار لگا دیا اور دلاوران معتمدین کو مع چہرہ دار توپ اور بان کی کمین گاہ مین کھڑا کر دیا اور خود اونکے زیر پناہ ہوا فوج عالم علی خان کی متحرک ہوئی منصور خان ہراول دس بارہ ہزار سوار ہمراہی سے نظام الملک کے توپخانہ شرربار پر حملہ آور ہوا لیکن جبکہ پہلی ہی بار مین ہزاروں مارے گئے اور کھنی خاک مین ملگئے مبارزان مغلیہ جو نظام الملک کے نوکر تھے دلاوری کرکے ہراول کے مقابلہ مین جا پہونچے عالم علیخان کی فوج مین عجب طرح کا زلزلہ آیا عالم علیخان اپنے فوج کی سراسیمگی دیکھکر مع غیاث خان ہمنشینین کے مدد کو آپہونچا حملات بہادرانہ سے نظام کی سپاہ پر عرصہ تنگ کیا فوج منصور روگردان اور اونکے تعاقب مین عالم علیخان مع رفقا کے شتابان ہوا اگرچہ عنان ہوشیاری ہاتھہ سے چھوڑ دی آگے پیچھے کا خیال نہ رہا جلد جلد قدم بڑہاتا آتا تھا تقدیر برگشتہ کی رہبری سے توپخانہ کمین گاہ اور فوج مغل کے برابر جا پہونچا ناگہان ادہر سے یکبارگی بان اور توپ چہرہ دار کی فیر سے قیامت برپا ہوئی دود

باروت کے دہوئے تاریکی چہائی گویا موت کی بدلے اوڑائی چہرون کی بوچہار سے موسل دہار خون برسنے لگا بعد دفع تاریکی معلوم ہوا کہ مسعود خان ہراول اور غالب خان اور شمشیر خان اور محمد اشرف خان اور خواجہ رحمت اللہ اور مٹہی خان اور محمد بیگ وغیرہ جانباز مجروح و مقتول اور اکثر سوار و پیادہ کا کا خاطر پر غلطان ہین عالم علیخان بہادر باوجود مجروحی چند بہادران جانفشان کی ساتھہ مستقیم الحال رہا اور دمبدم آگے کو بڑہتا چلا آتا تہا اوسوقت مین اختصاص خان نبیرۂ خانعالم اور محمد غیاث خان جنکی ایک آنکہہ تیر سے زخمی ہوئی تہی جرات کرتے ہوئے عالم علیخان کے روبرو ہوئے اور دیگر سرداران نظام الملک بہی جو اونسے قرابت رکہتے تہے مدد کو پہونچے عجب طرحکی زد و خورد ہوئی آخرکار اختصاص خان نی دو تلوار کا ہاتہہ مارا کہ سر بدست عالم علی خان کا ہاتہہ حرکت سے معطل ہوا اور فوج نظام الملک کی یورش متواتر ہوئی وہ نوجوان رستم خان مع بجز منکو جنمین اونیس ۱۹ فیل سوار باقی گہوڑے والے اور پیادہ تہے سرخرو ہوکر شہید ہوئے سنکراجی ملہار زخمی مع چند سردار دیگر گرفتار ہوا اور عمر خان برادر زادۂ داؤد خان اور امیر خان برادر خانعالم جنہون نے دو تین لاکہہ روپیہ اور تین چار ہاتہی اس معرکہ مین خان مرحوم سے لیے تہے بروقت مقابلہ کی جدا ہوکر مع بعض دیگر نفاق پیشہ کے لشکر نظام الملک مین ملحق ہوئے اور خیمہ وغیرہ کل کارخانہ جو کہ لوٹیرون سے بچا نظام الملک کی قبضۂ اختیار مین آیا اس لڑائی مین کنجی نامی سردار نظام الملک کا آفت جانی مین اسیر ہوا چند نفر جو مجروح ہوئے تہی مرہم لطف و مدارا سے بہلے چنگے ہوگئے اس خبر کے سننے سے جسقدر رنج و غم قطب الملک اور امیر الامرا کو ہوا بیان سے باہر ہے خصوص امیر الامرا کے جگر مین کانٹا سا خلش کرنے لگا اپنے ناموس کی فکر سے جو دکن مین تہی۔ نہایت مترود تہا ہفتہ بعد خبر پہونچی کہ حسین علی خان کے قبایل کو مع مال و اسباب کے قلعہ دار دولت آباد نے قبل پہونچنے فوج نظام الملک کے قلعہ مین گہیر لیا تہا اور باوجود کمال آزردگی کے جو حسین علی خان سے رکہتا تہا لازمہ غمخواری کی مراعات کی اس خبر سے کسیقدر دلجمعی امیر الامرا بہادر کی ہوئی اور نیز اسی جلدی مین خبر پہونچی کہ مبارز خان صوبہ دار حیدرآباد اور دلاور خان جو باہم ہم زلف ہین سات آٹہہ ہزار سوار سے رفیق نظام الملک ہوئے ہین

امیر الامرا کا دکن کو جانا اور قطب الملک کا شاہجہان آباد آنا اور دیگر سوانحات کا بیان

انجام کو یہ صلاح ہوئی کہ قطب الملک بادشاہ کی نیابت بیدار الخلافہ مین رہے اور حسین علیخان بادشاہ کی خدمت مین جاکر انتظام الملک کی سزا کرے جب یہ عزم بالجزم ہوا امیر الامرا نے مصحوب سید محمد خان ولد اسد اللہ خان کے زر ہمراہ بہیجکر جماعہ داران عمدہ افغانی اور بارہہ کو طلب کیا تا انکہ قریب پچاس ہزار سوار قدیم اور جدید نوکر رکہکر مع بادشاہ اور افواج شاہی اور راجہ وغیرہ اور توپ جہان آشوب او گولہ انداز قضا دست ہمراہ لئی اخر شوال کو دکن کی جانب پیش خیمہ نکالا اور خود امیر الامرا نی کوچ کرکے اکبرآباد سے دس کوس پر مقام کیا چونکہ اجل سر پر لگا رہی تہی امیر الامرا نے چند امور صریح بر خلاف کیے چنانچہ اوایل ذیقعدہ مین

میر آتشی کی خدمت سید خانجہان سے لیکر حسین علی خان کے اقربا مین تھا حیدر قلیخان کو دی اور ۹ ذیقعدہ ۱۱۳۲ھ کو محمد شاہ نے اکبر آباد سے کوچ کرکے تین کوس پر جاکر مقام فرمایا اور سید عبد اللہ خان نے بطریق مشایعت رفاقت کی رخصت لی پندرہ ذیقعدہ کو جشن بادشاہی تھا قطب الملک چاہتا تھا کہ بعد فراغ رخصت ہو حسین علی خان راضی نہوا چار کوس سے رخصت کر دیا اور اوسی مہینے کی چودہوین تاریخ کو حسین علی خان بادشاہ ہمراہ لیکر فتحپور مین منزل گزین ہوا اور تین چار مقام واسطے سر انجام جشن جلوس کے فرمائے قطب الملک نے مع حامد خان عموی نظام الملک کے اور حمید الدینخان اور غازی الدین خان غالب جنگ اور ابراہیم خان اور نعمت اللہ خان اور میر خان اور سید صلابت خان وغیرہ امراے بے پروبال کے وہان رکھ ہوا کو شاہجہان آباد کی راہ لی اثناے راہ مین محمد خان بنگش نے ملاقات کی اور عزیمت شرکت بادشاہ اور تہیہ سپاہ ظاہر کرکے پچاس ہزار روپیہ علاوہ چھ لاکھ روپیہ کے جو حسین علی خان سے بوعدہ ہمراہی لیکر اپنی راہ لگا شرکت کا فقط بہانہ تھا

مارا جانا امیر الامرا حسین علیخان بہادر کا اثناے راہ دکن مین امراے زمن کے مکر و فریب سے اور زوال دولت بارہیہ

جب کہ قطب الملک شاہجہان آباد کے چالیس کوس پر پہونچا امیر الامرا حسین علیخان بہادر اور غیرت خان بہادر بھانجے خان مذکور اور نور الدین علیخان برادر امیر الامرا کے کشتہ ہونے کا حال رتن چند کے شقہ سے جو نہایت اضطرار مین تحریر کیا تھا مطلع ہوا شرح اسکی یہ ہے کہ جب بادشاہ کو چندان اختیار نرہا دست نشان سادات کا ہوا امراے قدیم نظام الملک اور محمد امینخان اور اعتماد الدولہ کو رشک ہوا ہر وقت سادات کی فکر مین رہتے تھے اور محمد امین خان نے بادشاہ سے بوقت فرصت زبان ترکی مین اجازت حاصل کی نظام الملک کو شورش پر آمادہ کیا اور اوسکی کوشش کا اثر عالم علیخان اور دلاور خان پر گذرا جب محمد امین خان نے امیر الامرا کا ارادہ نظام الملک کی استیصال پر دیکھا نہایت اپنی مذلت اور مخصوص تورانیون کی سمجھی اور یہ یقین تھا کہ بروقت مقابلہ امیر الامرا انجیاب نہوگا لہذا اسی فکر مین روز و شب رہتا تھا کہ امیر الامرا کو اثناے راہ مین غافل پاکر مار ڈالے مگر یہ امر دشوار دوسرے کی اعانت بغیر ناممکن تھا کہتے ہین کہ میر محمد امین المعروف سعادت خان جو سادات نیشاپور خراسانی مین تھا اور جسنے عہد فرخ سیر مین عہدہ ہفت ہزاری حاصل کیا تھا بعد ازان ہندون بیانہ کی فوجداری پر جو عمدہ محالات اکبر آباد مین سے مقرر ہوا اور وہان زیادہ سپاہ فراہم کی اور سید عبد اللہ خان سے مدد لیکر وہان کا بندوبست کیا اور سرکوبی مخالفین کے جلدو مین اضافہ بتصدی سے مقرر ہوا اس سفر مین کسی اپنے مدعا کو ہمراہ لشکر محمد شاہ کے تھا محمد امین خان نے بمناسب درجہ اوسکو اپنا ہمراز و ہمدم بنا کر باہم گرمیر حیدر خان کاشغری سے جو قوم چغتا اور بسبب سیر کشمیری کے میر کا خطاب رکھتا تھا درخواست صلاح کی میر مذکور نے جو نہایت بیباک اور مرد شجاع تھا قبول کیا تینون نے باطلب محرم راز ہو کر باہم گر عہد و پیمان کیا اور صلاح کی کہ کیونکر

اس مہم کو انجام دیجیے تا انکہ فرعہ اس امر بد کا میر حیدر کے نام پڑا اور اس نے عرضی متضمن شکایت محمد امین خان کے لکھی لہذا ایک کو اپنے ہمراہیون سے ہمراہ لیکر روز چہارشنبہ ۶ ذی الحجہ ۱۱۳۲ ہجری کو جب کہ فتحپور سے ۳۵ کوس پر مقام ہوا تھا آیا اور محمد امین خان ذی لعد پہونچی نزدیک دولتخانہ شاہی کے برہمی مزاج والا ظاہر کرکے اپنے ... حیدر قلی کے پیش خیمہ مین پہونچایا اور اوسکو بھی اس راز سے آگاہ کرکے متفق کیا امیر الامرا بادشاہ کو خیمہ مین اوتار کر داخل محلسرا کرکے خود خیمہ سے نکلا اور عازم اپنے لشکر کا ہوا چونکہ فاصلہ اوس کا ایک کوس پر ہوا کر تا تھا جب دروازہ کلال بارہ کے نزدیک پہونچا میر حیدر نے دور سے نمایان ہوکر کاغذ عرضی کو نمایان کیا چیلہ اور چوبدار ر دبرو آنیکو مانع ہوے قضا و قدر نے امیر الامرا کے دل مین ڈالدیا کہ حکم روبرو آنے کا صادر فرمایا میر حیدر خان نے دور کر عرضی گذرانی اور متصل پالکی عرض حال کرتا ہوا چلا جاتا تھا جیون ہین امیر الامرا متوجہ ملاحظہ عرضی ہوا میر حیدر خان نے پیش قبض کمر سے نکالی کر اس زور سے اوسکی جگر پر ماری کہ دوسری طرف برآمد ہوئی اور اوسی ضرب سے شہید ہو گیا لیکن اوسی جلدی مین امیر الامرا نے قاتل کو لات مار کر فرمایا کہ بادشاہ کو قتل کر ولات کے صدمہ سے پالکی لڑکی اور لاش امیر الامرا کی زمین پر گر پڑی اسکے دیکھتے ہی نور اللہ خان ولد اسد اللہ خان نے جو امیر الامرا کا عمہ زادہ تھا اور پیادہ پالکی کے ہمراہ چلا جاتا تھا اپنی تلوار سے قاتل کو قتل کیا اور ایک روایت یون بھی ہے کہ اسکے قتل مین میر مشرف بھی شریک ہوا اور دوسرے مغل کو جسنے نور اللہ خان کو مارا میر مشرف نے روانہ عدم کیا اور خود زخمی ہوکر جان بچا گیا دوسرے مغل ہجوم کرکے امیر الامرا اور نور اللہ خان کا سر کاٹ کر بادشاہ کے روبرو لائے خواجہ مقبول خان ناظر امیر الامرا نے جانفشانی کی زخمی ہوکر تین چار روز کے بعد حق نمک سے ادا ہوا امیر الامرا کے سقے اور خاکروب بھی شرط رفاقت کی ادا کرنے مین شمشیر برہنہ بادشاہ پر دوڑے مگر تسبیح خانہ کے نزدیک دست مغل یا برہان الملک کے نیچہ سے مارے گئے کسیقدر ہمراہیان محکم سنگہ دیوان امیر الامرا نے کلال بارہ کے دروازہ پر پہونچکر راہ مسدود کی اور ہر چند دیوان خاص کے پھاڑ کر شمشیر عریان جا پہونچے دو تین نفر زخمی اوٹھاکر اور امیر الامرا کو کشتہ پاکر واپس ہوئے بعض مردم برقنداز حسین علیخان بہادر کے برقندازی کرکے پریشان و فرار ہوئے

خبر قتل امیر الامرا عزت خان کو پہونچنا اور بادشاہ کے مقابلہ مین آکر جان دینا

جب امیر الامرا کی خبر قتل عزت خان بہادر خواہرزادہ امیر الامرا کو پہونچی مطلق آراستگی فوج اور توپخانہ اور طلب رفقا اور درستگی سامان نکرکے رومال سے آنسو پونچھکر ہاتھی پر سوار ہوا اور بادشاہ کے مقابلہ پر دو تین ہزار سوار سے آپہونچا اوسوقت سعادت خان نے محمد امین خان اور حیدر قلیخان کی رہنمائی سے حرم سرائے شاہی کے دروازہ پر پہونچکر رفقائے امیر الامرا کو جو غرور از دحام کے ہوے تھے دفع کیا اور ہر چند والدہ شہریار بمقتضائے رافت مادری بادشاہ کے باہر نکلنے پر راضی نتھی مگر سعادت خان بمقتضائے دولت خواہی بکمال الحاح بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر محل سے باہر لایا اور اعتماد الدولہ اپنے ہاتھی پر سوار کرا کر خود خواصی مین بیٹھا چونکہ فوج اور بادشاہی رسالہ اور امرائے موافق دستور پر دور کے اپنی جگہہ پر

گوشتے تھے اوسوقت قلیل جمیعت قوم مغل محمد امین خان کے ہمراہیون سے اور کسیقدر مردان سعادت خان کے رکاب شاہی مین تھے حیدر قلیخان جسنے حسن لیاقتی سے آج کے واسطے مردم توپخانہ کو مشغول کر رکہا تھا عین آشوب و رستخیز مین آیا عزت خان بہادر جو کہ دو ہزار سوار سے نہایت نزدیک آگیا تھا احضار مردم اور توپخانہ اور فیل خانہ بادشاہی مین تدبیر کی اور عین اضطراب مین درستگی فوج کر کے مستعد ہراولی ہوا اور عزت خان شیر ژیان کیطرح جان سے ہاتھ دہوئے نہایت بیقراری سے چلا آتا تھا گویا کڑہی کمان کا تیر تھا اوس بہادر کو مد نظر یہ تھا کہ اول قاتل کو قتل کرے بادشاہ اور محمد امین خان اور حیدر قلیخان کو بچے حیدر قلیخان کی کار فرمائی سے گولہ اولہ کی طرح سے برستا تھا اور حیدر قلیخان نے معرکہ کارزار کو ایسا گرم کیا کہ چار سو سے صدائے احسنت احسنت آنی لگی امرائے بادشاہی متواتر مدد کو پہونچے جاتے تھے اور کم کوئی عزت خان کی مدد کو بھی پہونچتی تھی خلاصہ عزت خان نہایت نزدیک حیدر قلیخان اور بادشاہ سے آگیا عزت خان کے تیر مارا گر اجل تو دور تھی ایسا پشت سپر مین بند ہوا کہ بعد فتح نہایت دشواری سے برآمد ہوا تھا قمر الدین خان اور سعادت خان حیدر قلیخان کی مدد پر پہونچے شرط وفا ادا کی بادشاہ اپنے دست مبارک سے تیر افگن تھا اس عرصہ مین لوٹیرون نے امیر الامرا وغیرہ سادات کے خیمون مین آگ لگا دی اور اوسکے مال و اسباب کو جو کروڑ سے زیادہ تھا لوٹ لیا اور صمصام الدولہ خاندوران بہادر منصور جنگ بادشاہ کی مدد پر حاضر ہوا عزت خان نے بعد دو تین زخم تیر کہانے کے حیدر قلی خان کے خواص کی گولی کہا کر راہ عدم لی خزانہ وغیرہ اوسکا خوب لوٹا گیا اور جو کچھ راہ مین رہگیا تھا لوٹ سے محفوظ رہکر داخل خزانہ بادشاہی ہوا

بعد قتل امیر الامرا کے اوسکے ہمراہیون پر خرابیان آنیکا اظہار

بعد فتح و نصرت کے حیدر قلیخان نے محکم سنگہ کو پیغام حفظ جان و عزت کا بادشاہ کیطرف سے دیکر اپنے پاس بولایا اور کو تقصیر عفو تقصیر کر بعد منصب شش ہزاری پر سرفراز کر دیا اور رتن چند کو اعتماد الدولہ کی طرف سے مکرر پیغام پہونچے مگر اوسکو یہ خیال ہوا کہ جان کا بچنا محال ہے پس ایک رقعہ متضمن ماجرا قطب الملک کے نام لکھکر شتر سوار کے ہاتھ روانہ کیا اور خود سواری پالکی اپنے گہر کو چلا گروہ مغل اور لچہائے بازاری نے جو کہ اوسکے اطوار ناشایستہ سے بیزار تھے اوسکے سر پر پہونچکر پالکی سے اوتارا اور عریان اور احوال خستہ سے محمد امین خان کے پاس لاکر حاضر کیا اوسوقت جان کا امان خواہ ہوا محمد امین خان نے لباس پہنوا کر قید مین رکہا رائے سرو سنگہ داس جو قطب الملک کا وکیل تھا وقت کی نیرنگ سازی دیکھکر ڈاڑہی مونچہ منڈوا کر صورت مخنث بنائی اور کسیقدر مال و اسباب لوٹا کر بقدر حاجت نقد و جنس ہمراہ لے آشنایون کے گہر مین بسر کرنے لگا اور سر وقت قابو پاکر چلا گیا اور عبد اللہ خان کے پاس جا پہونچا میر علیخان خدمتگار مقرب حسین علیخان جو صاحب فیل اور داروغہ داغ و تصحیحہ اور لڑائی کے دن عزت خان کا رفیق ہوا تہا دو تین روز تاخت و تاراج کی آفت سے محفوظ رہا آخر کار مال و آبرو دونو برباد ہو کے قید ہو گیا اور میر مشرف باوجود وعدہ عطائے اضافہ اور رعایت نقد کے بپاس نمک عذر کر کے جدا ہو گیا اور چند روز بیکار رہکر ایک مدت کی رفیق بادشاہ ہوا اور محمد امین خان

ذی رفع تشنیع عوام کیوا سطے جنازہ امیر الامرا کو عزت خان ولد نواب اولیا کا زرباف مین لپیٹکر تماشہ ہی لوہنا برجن ترددا اور اظہار شجاعت کیر وہان مخاطب سے فرمایا گیا تہا یارون یہ لوگ شیر ہین کہ بہت سے بیچ عبد ازان جنازہ روانہ اجمیر کیا تاکہ اونکو میر عبد اللہ خان کے جوار مین دفن کرین جنازہ آرائی سے یہ غرض تہی کہ راستے مین رہزن لوگ لوٹ کر غارت نکرین لیکن یہ امر نہوا جسجگہہ تابوت پہونچتا وہان کے لوگ احترام کے ساتھہ پیش آتے آخر اجمیر پہونچا کر پیوند خاک کیا ؎ زمانے کا ہر دم ہے رنگ دگر ٭ کبہی شام ہے اور کبہی ہے سحر عرض داد و دانش سے رکہہ صبح شام ٭ کہ بعد فنا ہے رہے نیک نام ٭ معتمدین سے دریافت ہوا کہ داد و دہش یہ دونون صفات امیر الامرا مین تہے اور جو کچہہ فرخ سیر اور امیر الامرا کے بعد گرگذرا اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ بدرجہ لاچاری سرزد ہوا ورنہ کون ہے کہ حفظ آبرو اور جان کو نچاہے دنیا طلب البتہ حفظ آبرو نہین کرتے بلکہ تا امکان خدا و رسول سے بہی شاذ و نادر ایسے لوگ ہوتی ہین جنکا یہ مقولہ ہے ؎ آبرو جگ مین رہے اور جان جانا شئے ہے ٭ الغرض اسد اللہ خان معروف بہ نواب اولیا جوکہ بڑا اعتبار ہوگیا تہا زیارت بیت اللہ کی حاصل کرکے اپنے مقصد کو روانہ ہوگیا اور غلام علیخان نظر بحقوق خدمت جو ہر وقت لانے بادشاہ کے اوس سے ظاہر ہوتی تہین بے آبروئی سے محفوظ رہکر ہر وقت فرصت عبد اللہ خان کی پاس چلا گیا نصرت یار خان فوجدار سادات بارہہ لو عبد اللہ خان سے غبار رکہتا تہا اور بموجب طلب حسین علیخان کے لشکر کو آتا تہا تین کوس پر خبر امیر الامرا کی سنی چونکہ صمصام الدولہ سے محبت تہی اپنے آنے کی اطلاع کی صمصام الدولہ نے اسکو بلاکر اپنے ہمراہ بادشاہ کے حضور مین پہونچایا دو ہزاری کا اضافہ پنجہزاری پر ہوا اعتماد الدولہ محمد امین خان کو منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار عنایت ہوا اور ڈیڑہ کرور دام انعام اور خدمت وزارت مع لقب وزیر الممالک بہادر ظفر جنگ کے مرحمت فرمایا اور خدمت میر بخشی کی صمصام الدولہ کو ملی منصب ہشت ہزاری اور خطاب امیر الامرائی کا دیا قمر الدین خان ولد محمد امین خان بخشی دوم اور داروغہ غسلخانہ اور صاحب خدمات دیگر مقرر ہوا اور اضافہ ہزاری کے منصب ہفت ہزاری کیا گیا حیدر قلی خان نے منصب ہفت ہزاری اور شش ہزار سوار دو اسپہ یک اسپہ پاکر خطاب ناصر جنگ کا پایا سعادت خان پنجہزاری ہوا اور خطاب بہادری اور عطاے نقارہ سے معزز ہوا اسیطرح سے ظفر خان وغیرہ ملازمان قدیم و جدید کی جو صلے پورے فرمائے گئے

عبد اللہ خان کا بادشاہ سے لڑنا اور سادات کا روسیاہ ہونا

سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس نکل گیا تہا عزت خان بہادر کا شتر سوار مع نوشتہ مختصر تین چند کی شعر سانحہ جانکاہ امیر الامرا کے آپہونچا بدریافت ماجراے گذشتہ عبد اللہ خان کے نظر و نین جہان تیرہ ہوا اور بجز صبر و شکیبائی چارہ کار ندیکہا خانہ و ش دلین قلق کا جوش ہوا شاہجہان آباد کو لوٹا بعض مشیرون نے ترغیب دی کہ ہنوز اطراف کی فوجین بادشاہ تک نہین پہونچین اور حسین علیخان کا لشکر اوس سے متعلق نہین ہوا اسی عرصہ مین پہونچا چاہیے قطب الملک نے یہ لڑائی نا پسند کی صلاح ہوئی چونکہ بادشاہ مستقل اور اوسکے یکدل ہوئی ہین اور اس سبب سے ہماری فوج شکستہ خاطر ہے بدون ہمراہی کسی شاہزادہ کے جو نسل عالمگیر سے ہو مقابلہ کرنا بہتر نہین لہذا

دار الخلافت کو کوچ کیا اس خبر کی شہرت سے گنوار مفسد اور میواتی اور زمیندارون نے متفق ہو کر بر وقت قابو پا کر جو اسباب
پیچھے سپاہ و خیمہ کر رہا تھا لوٹنا شروع کر دیا ہر چند تادیب او تنبیہ بھی اونکی ہوتی جاتی تھی مگر اس حرکت سے باز نہ آتے تھے ایک روز ہمراہیان پیش خیمہ
مین سے کوئی جماعہ دار مع اپنی جماعت کے مقتول ہوا اور ایک قافلہ شاہجہان آباد کا جسمین بعض اسباب حسین علیخان کا تھا
اور سر لیے جاتا تھا جو لشکر سے دو تین کوس پر پیچھے پہونچا تھا تمام مال و اسباب اوسکا غارت ہو گیا عمال محالات جاگیر نے زمیداران
مفسد کو بے دخل کر کے محصول خریف کا خورد و نوش کر لیا سید عبد اللہ خان نے شجاعت اللہ خانکو مع میر تقی خان کے اس غرض سے شاہجہان آباد
بھیجا کہ کسی شاہزادہ کو منتخب کرین اور نیز اپنے بھائی نجم الدین علیخان صوبہ دار شاہجہان آباد کو تحریر کیا کہ اوسکی مدد سے اور
آراستگی اور فراہمی سپاہ اور سامان جنگ مین ساعی ہو آخر روز تاریخ آٹھوین ذی الحجہ کو یہہ خبر نجم الدین علیخان کو پہونچی قبل
اسکے کہ یہ خبر مشتہر ہو ایک جماعت کوتوال کی ہمراہ محمد امین خان کے مکان پر پہونچی ایک ثلث رات گذرنے تک اوسکا مکان گھیر لیا
اور اوسکے آدمی بنا بر اطلاع یا بخیال وفاداری اپنی جگہہ پر تھمے رہے دروازون کے نگاہبان رہے آخر بموجب ممانعت عبد اللہ خان
یا بطور خود متنبہ ہو کر اس حرکت سے باز آیا اور نجم الدین علیخان نے عید قربان کی روز عیدگاہ جا کر نماز پڑھی بعد ازان عبد اللہ خان
کی بھیجے ہوئے لوگ معز الدین کے لڑکونکی دروازے پر آکر مستدعی اندر آنے کے ہوئے مگر اونہون نے نامنظور کیا اور شاید نیکوسیر سے
بھی یہی معاملہ ہوا بعدہ سلطان ابراہیم ولد رفیع القدر نبیرۂ بہادر شاہ کو راضی کیا

چند روز کیواسطے ابراہیم کا جلوس کرنا

گیارہوین ذی الحجہ ۱۱۳۲ ہجری کو سلطان محمد ابراہیم تخت نشین ہوا ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب مقرر کیا سید عبد اللہ خان
نے دو روز کے بعد شاہجہان آباد مین آکر ملازمت شاہ محمد ابراہیم حاصل کی غازی الدین خان کو منصب ہشت ہزاری او خطاب امیر الامرائی
اور میر بخشی کی خدمت مقرر ہوئی اور نجم الدین علیخان بخشی دوم اور صلابت خان بخشی سوم اور بیرم خان بخشی چہارم مقرر ہوا
ہر ایک امرائے قدیم کی دلجوئی ہوئی جو اشخاص کہ رفیع الدرجات کے عہد مین معزول ہوے تھے طلب ہو کر بعطائے منصب
و نقد خوشنود ہوے اکثرون کو حکم ہوا کہ اسی روپیہ درماہہ پر رسالے بھرتی کرین اکثرون کے ساتھہ چالیس پچاس ہزار
روپیہ سے لاکھہ تک کی مدد ہوئی اور چاند خان عموی نظام الملک کو محال جاگیر او عطائے نقد سے تسلی دی بعض امرائے فرخ سیری مانند
اعتقاد خان و شایستہ خان و سیف خان و اسلام خان و صفی خان کو جو وظیفہ پاتے تھے طلب کر کے امیدوار مکارم فرما کر رفاقت
کی ترغیب دی اسلام خان و صفی خان و محمد یار خان نے معذرت ناسازی مزاج ظاہر کی اور اعتقاد خان و سیف خان نے قبول منصب کر کے مدد خرچ
کو کسقدر روپیہ بھی لیا لیکن اعتقاد خان وغیرہ منصب داران شاہی نے خیانت کی جو ایک منزل ہمراہ جا کر لوٹ پڑے اور اپنے منصبداران کم
منصب کے ساتھہ مانند جلوخانہ وغیرہ کی ہفت صدی اور ہزاری تک بہت سی رعایات کین او لوکران قدیم جو پچاس روپیہ کی تنخواہ رکھتے تھے مثلاً درویہ درماہہ
سے خوشنود کیے گئے لیکن اب اسی اسی روپیہ مین پانسو سوار او جدید بھرتی کے بھی شریک ہوے اس سبب سے ملازمان

قدیم کی دل آزردگی ہوئی چونکہ نگاہداشت سپاہ مین تاکید ہوئی نوی ہزار سوار سرکار قطب الملک مین ملازم ہوگیا اور تخمیناً ایک کرور روپیہ اس آراستگی سپاہ مین صرف ہوا

قطب الملک کا مع سلطان ابراہیم کے بعزم رزم محمد شاہ کے شاہجہان آباد سے نہضت کرنا

۷ ذی حجہ سنہ مذکور کو قطب الملک سلطان ابراہیم کو بڑے کر و فر سے جیسا کہ اوسوقت مین میسر آیا ہمراہ لیکر شاہجہان آباد مین آیا اول عیدگاہ مین مقام ہوا یہان پر غلام علیخان لشکر محمد شاہ اور تہور علیخان اکبرآباد سے آکر قطب الملک کی سپاہ سے ملحق ہوا اس شخص کو مع نجابت علیخان کے جو کہ بھتیجا اور متبنی قطب الملک کا تھا اور چودہ برس کی عمر پائی تھی قلعہ شاہجہان آباد کے بندوبست کو رخصت کیا چونکہ اول خبر پہونچی تھی کہ محمد شاہ ملک راجپوتانہ کی راہ سے متوجہ بیت الخلافہ ہے قطب الملک نے تیسرے کوچ مین خواجہ قطب الدین کے مزار کے پاس مقیم کیا بعد ازان سنا کہ اکبرآباد کی راہ آتا ہے لہذا فریدالدین فریدآباد مین آیا اور سیف الدین علیخان اور شہامت خان اور سید محمد خان و ذوالفقار علیخان وغیرہ رؤسائے بارہہ کا انتظار کرتے ہوئے طے مسافت مین تامل کرتا تھا ہر منزل مین فوج بارہہ اور افاغنہ وغیرہ داخل معسکر ہوتی تھی علی ہذا القیاس حسین علی خان کے بھی نوکرون سے جو بادشاہ کے نوکر تھے یکبارہ لیکن بوقت فرصت چلدیے ہر روز سو دو سو سوار آتا جاتا تھا جب کہ موضع پلول مین قطب الملک کا لشکر پہونچا سیف الدین علیخان اور شہامت خان اور سید محمد خان ولد اسد اللہ خان معروف نواب اولیا مع دیگر سرداران وافواج بارہہ کے جو دس بارہ ہزار سوار کے قریب ہون گے اور ڈیڑھ سو اربہ جنپر سادات بارہہ سوار تھے ہمراہی مین آپہونچا انکے بعد چوڑامن جاٹ بدر بدل سنگہ چند ہزار جنود رمندر سورج مل کی جو زمینداران عمدہ اکبرآباد و متھرا کا تھا مع محکم سنگہ اور کسیقدر ہمراہیان حسین علیخان اور زمینداران اطراف کے ملحق ہوا علاوہ افواج سابقہ کی جہانتک نظر کام کرتی تھی زمین نظر نہ آتی تھی اوسی روز چوڑامن نے دو تین زنجیر فیل اور چند قطار شتر جو لشکر محمد شاہ سے لے گیا تھا بطریق رہ آورد کی قطب الملک کو دیے قطب الملک نے اوسکو انعام مین دیدیا خلاصہ یہ کہ نوین محرم کو فوج محمد شاہ نے موضع شاہپور سے نکلکر متصل اور مقیم بنایا دونون لشکر کا فاصلہ کم رکھا محمد شاہ نے ہرچند انتظار عبدالصمد خان سیف الدولہ بہادر دلیر جنگ اور راجہ دہراج جے سنگہ کا کیا مگر بعد راہ اور دیگر موانع کے سبب سے نہ پہونچ سکے ہان محمد خان بنگش تین ہزار سوار اور عزیز خان روہیلہ اور بایزید خان میواتی کے ساتھ حاضر حضور ہوا اور بیجے سنگہ سوائی کے چار ہزار سوار آنکر ملحق فوج شاہی ہوئے ✦✦

جانبین کی صف آرائی اور محمد شاہ کی فتح و فیروزی سادات کی تیرہ روزی خاندان بارہہ کا زوال

نوین اور دسوین محرم سے طرفین کے لشکرون مین حزم و ہوشیاری ہونے لگی حسب الحکم قطب الملک کے چوڑامن نے بہت کچھ سعی کی کہ بارودخانہ بادشاہی مین آگ لگادے تاکہ توپخانہ کے سرگاو اوڑا لیجائے مگر حیدر قلی خان میر آتش کی خبرداری

سے کچھ نہو سکا محمد شاہ کے لشکر کا ہراول حیدر قلیخان مقرر ہوا اور سعادت خان بہادر اور محمد خان بنگش دہنی طرف اور صمصام الدولہ
اور نصرت یارخان اور ثابت خان مع دیگر فوج کی بائیں طرف مقرر ہوئی اور عظیم خان کو ہمراہ سرداران جنگ آزمودہ کو طرح میں اور اعتماد الدولہ محمد امین خان کو
مع ہادی خان اور قمر الدین خان اور عظیم اللہ خان اور طالع یار خان وغیرہ کے التمش پر ٹھہرایا اور شیر افگن خان اور تربیت خان وغیرہ
حضور خاص میں رہے اور میر جملہ اور عنایت اللہ خان اور ظفر خان اور اخلاص خان اور راجہ گوپال سنگہ بہدوریہ وغیرہ بہیر و بنگاہ
کے محافظ ہوئے اور اسد علیخان و سیف اللہ خان و محامد خان و امین الدین خان وغیرہ مع فوج راجہ دہراج کے جرانغار و برانغار کی
مددگاری اور سواری خدمہ محل کے قوت افزا ہوئے فیلان کوہ شکوہ کو یراق جنگ سے آراستہ اور عقب میں جوانان جرار توپخانہ لشکر آشوب
کی مدد پر آمادہ ہوئے قطب الملک نے حسن پور پہونچکے مقام کیا ١٢ محرم کو ترتیب لشکر میں مصروف ہوا سرداران بارہہ بموجب اپنے
خوے رعونت انگیز کے جیسا کہ چاہیے مطیع تھے لہذا چند بار ترتیب ہوئے اور پھر برہم ہوئے بہرصورت نجم الدین علیخان اور سیف الدین علیخان
اور غالب جنگ بہادر غازی الدین خان اور مظفر خان وغیرہ بارہہ ہراول پر مقرر رہے اور چاند خان و سیف خان و بہرام خان
نعمت اللہ خان و امیر خان و سید صلابت خان اور عبد الغنی خان اور اخلاص خان افغان و عمر خان روہیلہ و دیندار خان و
عبد القدیر خان و صبغۃ اللہ خان و غلام محی الدین خان و دلیر خان و شجاع خان بلوچ و عبد اللہ خان ترین وغیرہ افغان صبا
الوش اور سیداران فیل مع انبوہ بیشمار اور بخشی فیل سوار ہیں ولیا قطب الملک و سلطان ابراہیم کے مقابل پیدا ہوئی اور ابو المحسن خان بخشی سادات
سید علیخان بخشی رسالہ اور میر امین بخشی مردم بارہہ پچیس ہزار سوار قدیم و جدید سے مع پیادگان بارہہ کے ہمرکاب قطب الملک
کے سوار ہوئے ١٣ تاریخ کی رات پاسداری اور حفاظت میں گذری صبح ہوتے تیر و کمان نے پیغام اجل پہونچانا شروع
کیا بادشاہ نے فیل سوار ہوکر فرمایا کہ بموجب حکم رتن چند کا سر کاٹ کر اوسکے ہاتھی کے نیچے پامال کریں فوج دریا موج نے
پیش آہنگی کے توپخانہ نے دہویں اوڑانا شروع کیا کرنا اور کوس کی آوازیں کوسوں تک پہونچیں امن و امان گوشہ سلامت
کو سدہارے صداے گیرودار گوش کر وبیان کر کیا توپوں کی گرج رعد کا کلیجہ پہاڑتی تھی بان کی آن بان سے شہاب ثاقب کی جان جاتی
تھی توپخانہ میں حیدر قلیخان کا اہتمام تھا آتش افروزی میں ید بیضا کی کرامات روشن تھی ہر دم قدم بقدم پیشتر کو رواں
تھا عکس ان سیدوں کا دم نکلتا تھا خصوص نجم الدین علیخان نے دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ برق آثار سے درختان گنجان
کے سایہ تلے جاکر ایسی آتش باری کی کہ طایر خیال کے پر جلنے لگے فوج بادشاہی پر ایسی آگ برسائی کہ عرصہ بنبرد تنگ کردیا بہادران
نامی کے چہرون پر ہوائیاں اوڑنے لگے بے شرموں بے حیاوں نے راہ گریزی بے حیائی کا پہلا سنایا حیدر قلیخان مع صمصام الدولہ
اس حال کے دیکھتے ہی نصرت خان اور ثابت خان وغیرہ بہادروں کے ہراول پر آئے نجم الدین علیخان کے مورچہ میں صدمہ
شرر افشانی سے آگ لگادی وہ مورچہ اونکے ہاتھ سے نکل گیا آفتاب کے ڈوبتے وقت قطب الملک نے فرمایا کہ مختصر خیمہ
استراحت کے لیے آراستہ ہو چونکہ آسایش دنیوی انجام کو پہونچی تھی مقربوں نے صلاح نسمجھکر موقوف کیا جسوقت تھوڑی
رات گذری حیدر قلیخان نے توپخانہ بڑہانے میں سعی کی گولہ مارتے ہوے قدم بڑہایا آہستہ آہستہ جسجگہہ کہ تھا پیشتر کو

چلا تمام رات قطب الملک کی فوج پر گولہ برستا رہا اکثر ہمراہی مجروح اور مقتول ہوے خلاصہ یہ ہے کہ عجب طرحکا تحمل ان
لوگون سے ظاہر ہوا بہت سی فوج نے بیقرار ہوکر امن و پناہ کی جستجو مین کنارہ کیا اکثر فیل سوار اور جماعہ داران معتبر نے قرار کرکے
اپنے تئین گواروں کے لوٹ مار مین ڈالا اخیر شب کو جب راجہ محکم سنگہ کے فیل سواری پر گولہ لگا محکم سنگہ گھوڑے پر سوار ہوکر
اس رنگ سے باہر نکل گیا کہ دیر تک اوسکے موت حیات کی خبر کسیکو معلوم نہو ئی تا آنکہ ۱۴ تاریخ روز جمعہ کے صبح ہونے ہی میدان
سولہ ہزار سوار منجملہ ایک لاکھہ سوار کے جو کہ تمام شب بیدار اور آٹھہ پہر توپخانہ آتشبار کے مقابلہ مین دو چار رہے اور
گرسنہ اور تشنہ بسبب محرومی آب کے جو کہ بہت دور اور قوم جاٹ کے تصرف مین تھا حاضر رہے تھے اور بپاس آبروانپی ہمراہ قطب الملک
و غازی الدین خان وغیرہ سرداران وحامد خان و سیف خان و امیر خان و روح اللہ خان و نعمت اللہ خان و بیرام خان
وغیرہ اور چند جماعہ دار قدیم الخدمت مثل صبغۃ اللہ خان و شیخ بیٹلا کے رہگئے تھے محمد شاہ پادشاہ پسند ہاتھی پر سوار مع امرا و
رفقا کے تمام شب زینت افزا رہا ناگہان نجم الدین علیخان نے مع سرداران بارہہ کے قدم دلیری بڑھایا اور باوجود تشنگی اور صدمہ آتشباری
توپخانہ شاہی کی کچھہ پروا نکرکے بمقتضاے شجاعت آبائی قیامت اوٹھائی رفقاے محمد شاہ خصوص حیدر قلیخان و صمصام الدولہ
نصرت یار خان کہ وہ بھی سروران بارہہ سے تھا اور نجم الدین علیخان اور قطب الملک سے دعوی ہمسری کار کہتے تھے آب
شمشیر سے غبار کدورت دہونے لگے دونون طرف سے ایک دوسرے پر جا گرے وہ شور و شین ہوا کہ قیامت کی انتظار
جاتی رہی تیر و تفنگ سے آگ برسنے لگی ہتہیارون کے دل جلنے لگے سعادت خان نے تحصیل ننگ کی نام و نشان کو جانثاران شاہی کے
مدد پر قدم اوٹھایا شیر افگن خان مددیا دشاہ سے مقابل گرو کمند پیچان اور نوک سنان سے اولجہایا
درویش علیخان داروغہ توپخانہ صمصام الدولہ اور عبد الغنی داروغہ توپخانہ حیدر قلیخان اور رمیارام منشی اور محمد جعفر نبیرہ
حسین خان نے مع دیگر چند آدمیون کے جان نثاری کی نصرت یار خان نے بھی دو زخم تیر کے کہائے اور دوست علیخان مع
دیگر ہمراہیون کے مجروح ہوا قطب الملک کی طرف سے شہامت خان با نام و نشان مع فتح یار خان اور تہور علیخان اور
عبد القدیر خان برادر قاضی میر بہادر شاہی اور عبد الغنی خان ولد عبد الرحیم خان عالمگیری اور غلام محی الدین خان او صبغۃ اللہ خان
عرف شیخا مع پسر شجاع خان بلوچی کے رہرو عدم ہوے اور انکے ہمراہی بہی اس معرکہ تنگ آرا مین آقا کے خدمتگذاریون کو ساتھہ
ہوے نجم الدین علیخان بہادر جنکے ذات سے گرمی بازار معرکہ تہا زخمی ہوا اور زخم پیشانی کے چشم زخم سے دیدہ نے نور بصر
سے چشم پوشی کی قطب الملک نے اپنے بہائی کا وقت تنگ دیکہکر باقیماندہ دلاوران بارہہ کے ہمراہ نجم الدین علیخان کے
مدد پر قدم زن ہوا اسی وقت چورامن نے لشکر پادشاہ کے عقب مین پہونچکر شورش اوٹہائی اور قریب ایکہزار اونٹ بیل پر
کی جو جمنا کنارے تھے مع چند شتر لنگر خانہ اور دفتر کے لوٹ کر فوج پادشاہی کے مقابل جو کہ بنگاہ کی حفاظت پر مامور تھی
نمود ہوا پادشاہ نے بھی تیر جگر دوز اوسطرف کو چلایا محمد امین خان نے مع ہادی خان داروغہ تیر قندازان خاص کے
اوسکی مدافعت کی اودہر قطب الملک کی پشت گرمی سے باقیماندہ فوج بارہہ اور نجم الدین علیخان کے رفقاے نیم جان

کی قوت طبعی باوجود پایداری صمصام الدولہ وغیرہ امرا کے لشکر بادشاہی مین بدحواسی چھا گئی حیدر قلیخان اور سعادت خان اور
محمد خان بنگش نے یہ حال دیکھکر چاہا کہ قطب الملک کی کمر توڑدین قطب الملک اس ارادہ سے آگاہ ہوکر حیدر قلی خان
کے مقابل آگیا اور حیدر قلی خان مع دیگر امرا کے دست بگریبان ہوا تیر کے سناٹے سے عجب طرح کی کشاکش پڑگئی اس اخیر وقت کی
دارو گیر مین سید علی خان ابوالحسن بخشی کا بھائی زخمی اور اسیر ہوا اور طالع یار خان کی سعی سے شیخ ہٹیلا جان سے گذرا حیدر قلی خان
مع افواج آراستہ اور صمصام الدولہ اوسکے رفیقون کے اتفاق سے قطب الملک پر حملہ آور ہوا باوجودیکہ بارہا سابقہ لڑائیون
مین عرصہ کارزار تنگ ہوا تھا مگر بطور محوران مشہور ہندوستان کے کبھی ہاتھی سے نہ اوترا تھا اور سرداران نامی شجاعت پیشگان جناب
تمکین کی راہ رسم نچھوڑی تھی اب دیکھیے جبکہ بخت دولت نے مددگاری سے رخ پھیرا ادون ایسے خیالات کے حواس باختہ
تدبیر مین خطا کرنے لگا باوجودیکہ دو تین ہزار سوار جرار ہمرکاب تھے مگر اس خیال سے کہ شاید سواران ہمراہی گھوڑون سے اوتر
پیادہ ہوکر جانفشانی کو آمادہ ہون ہاتھی سے اوتر گھوڑے پر سوار ہوا تقدیر تو برخلاف ہو گئی تھی بمجرد اس عمل کے سیف الدین علیخان
وشجاعت اللہ خان و ذو الفقار علیخان وعبد اللہ خان ترین و ابوالحسن خان بخشی فوج وغیرہ مع سرداران بارہہ کے اس گمان سے
کہ شاید قطب الملک مارا گیا یا اس امید سے کہ انجام کو شکست ہوگی قطب الملک سپہ سالار کو تنہا چھوڑکر فرار کر گئے اور دوسرا
قول یہ ہے کہ قبل اوترنے قطب الملک کے ہاتھی سے سیف الدین علیخان نے اولاً بھاگنے کا عار اختیار کیا قطب الملک
نیرنگی تقدیر سے حیران تن تنہا میدان رزم مین دلیرانہ کھڑا ہوا چونکہ سر سے پیر تک غرق آہن تھا اس لڑائی مین پیشانی پر
زخم تیر اور ہاتھ پر صدمہ شمشیر اوٹھا کر اسیر پنجہ تقدیر ہوا اوسوقت حیدر قلی خان نے قطب الملک کو پہچانا اور نجم الدین علیخان
بھی قطب الملک کے حال مین شریک ہوا دونون بھائیون کے زبان پر یہ اشعار روان تھے ع من آنم کہ چون حملہ آوردمی
بر مہ از کف انگشتری بردمی ؛ ولے چون نگردد اختر یاوری ؛ گرفتند گردم چو انگشتری ؛ چہ یاری کند منفرد جوشنم ؛ چو یاری
نگردد اختر روشنم ؛ کلید ظفر چون نباشد بدست ؛ ببازو در فتح نتوان شکست ؛ حیدر قلیخان نے دونون بھائیون کو ہاتھی پر سوار کرا کر
حضور مین حاضر کیا چونکہ محمد شاہ کی طبیعت جبلی مین رحم تھا بنظر شفقت ملاحظہ فرما کر حیدر قلیخان کے حوالہ کیا شادیانہ فتح کے بجوائے بعض امرائے
مغلوب داخل لشکر شاہی ہوکر محظوظ ہوئے غازی الدین خان بہادر غالب جنگ اس ماجرے کے بعد لوٹ کر قطب الملک کے
بنگاہ مین متوقف ہوا اور بنگاہ کو جو ہنوز لوٹ سے بچے تھے لیکر راہی ہوا امرائے حضور نے ادائے کورنش کی مبارکباد کی نذرین
گذرانین سجدہ شکر خداوندی ادا ہوا اسباب و مال مخالف جو لوٹ سے بچا تھا خزانہ شاہی مین داخل ہوا

ذکر حروف جفر جو کسی بزرگ سے نسبت بزرگی امیر الامرا کی سوال کیا گیا تھا

متعمدین سے سنا گیا ہے کہ جب امیر الامرا اور قطب الملک کو جا تو راہون سے لڑائی درپیش ہوئی کسی سادات دولتخواہ نے کسی عارف
سے سوال فتح و شکست کیا اوسنے بقاعدہ جفر سایل کا سوال استخراج کیا یہ حرف نکلے (غ ل ب ع ذ و ک) جو وقت مرتب کرین

کلمہ غالب عدد کہتا اور جو ان حروف کا قلب کرین ملخ اور عدد سے برآمد ہو فی الحقیقت خالی عجایبات سے نہین ہے القصہ جب سلطان ابراہیم قید ہوکر آیا بموجب ستور مقید رہا آخر روز جمعہ ۱۴ ارمحرم کو یہ خبر دار الخلافہ مین پہونچی کسیکو خوشی کسیکو رنج ہو بعض شادمان بعض گریاں ہوے گویا دشاہی دولتخواہون نے شادیانے بجائے قہقہے مچاے سادات کے گہر دنین چراغ تک بجھا ہی رنج و غم مین جی جلا نجم الدین خان اور قطب الملک کی عورات پریشان و مضطرب ہوئین بعضون نے تا پہونچنے فوج بادشاہی کے جو ہو سکا زرو مال پرانی چادرونین پیٹ کر پوشیدہ سلامت نکل گئین بعض کوتوال کے قید مین پہنسین اور عورات سیدہ نے جبر و صبوری کی چادر اوڑہ کر حصار عصمت سے باہر قدم نہ رکہا عبد اللہ خان کاشی جو قدیم نوکران قطب الملک مین تھا اور حرم سرا کی محافظت پر تعینات تہا گہر والون کے اتفاق سے خیانت پرست ہو گیا حرمن دیکھا مین جی دوڑانے لگا جو کچھ چاہا گہر یون کے سرا لوٹ گھسوٹ کر کے چلدیا اور اپنے تئین مطعون خاص و عام کیا غلام علیخان و نجابت علیخان جو قطب الملک کا بھتیجا اور متبنی تہا تغیر وضع کر کے قصبہ جانسٹہ وطن اصلی کو سدھارے مگر راستے مین مردمان شاہی نے قید کر لیا

شروع اقتدار سلطنت محمد شاہ وارتفاع درجات امراے دولتخواہ

بعد حصول اطمینان کے محمد شاہ فارغ البال ہوکر جاہ و جلال مین مصروف ہوا امراے جان نثار کو مشمول عواطف فرمایا ۱۶ محرم کو سوار ہو کر طے منازل کرتے ہوے ۱۹ ماہ مذکور کو خواجہ نظام الدین کے مزار کے قریب نزول فرمایا اور بعد زیارت مزار خواجہ مذکور کے خدمہ مزار کو انعام و عطا سے سرفراز فرمایا دو روز تقرر ساعت کیواسطے بمقام ہوا ہزار سوا حیدر قلی خان کے منصب پر اضافہ فرما کر ہفت ہزاری ہشت ہزار سوار کیا اور سعادت خان بہادر کو بہادر جنگ کا خطاب دیکر بعطاے ماہی مراتب سربلندی بخشی اور دیگر امرا بہی مورد لطف و عنایت ہوے نجابت علی خان مقید حضور مین پہونچکر حیدر قلی خان کے حوالے ہوا کہ عبد اللہ خان کی ساتھہ لگا رکہا جاوے اور بتاریخ ۲۲ ماہ مذکور روز دوشنبہ ۱۱۳۳ہ ہجری کو بادشاہ بنہایت شان و شوکت سے روانہ ہوا ہاتھیون پر زربفت کی جہولین نقرہ و طلائی پاکہر سے آراستہ نشان زرافشان طلا کار زرنگار جسپر آنکھہ نہین ٹہرتی تھی دستہ دستہ فوج بادشاہی اور امراے ہمراہی [illegible] یراق نو ساختہ سے پیراستہ کوتل گہورے مرصع سامان سے مزین قدم بقدم دیٹ و کہلاتے تہے اسی و شوکت و شان سے آن دبان سے اجمیری دروازہ ہوتے ہوے داخل دار الخلافہ ہوا اور تصدق و نثار سے غربا اور مساکین کی جہوٹی پر ہوئی اور چار روز کے بعد ساعت سعید سے داخل دولتخانہ ہوا ہر طرف سے مبارکباد و بلند ہوے نواب قدسیہ والدہ بادشاہ وغیرہ پردگیان حرم سرا نے طلا و نقرہ کے خوانچہ جواہرات سے ملا کر نثار فرمائے

بعض امرا کا حضور مین پہونچنا اور خدمات لایقہ پر سرفراز ہونا

ماہ مذکور کے آخر مین سیف الدولہ عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ اور زکریا خان ولد عبد الصمد خان و داغر خان وغیرہ جو کہ حسب الطلب

لاہور سے عازم حضور ہوئے اور بعد مسافت سے پہونچ لشکر تھے شرف یاب ملازمت ہو کر عطائے خلعت و جیغہ و سرپیچ مرصع وغیرہ سے سرفراز ہوئے زکریا خان نے ہزاری اضافہ پنجہزاری پر پایا اور راجہ جے سنگہ اور راجہ گردہر صوبہ دار اودہ بروقت نہ پہونچا آخر ماہ صفر مین حاضری سے مشرف ہوا جزیہ شرعیہ کی تحصیل کا حکم ہوا تھا مگر جے سنگہ کی معذرت سے معاف ہوگیا نظام الملک کی عرضی در جواب فرمان مبارکباد نظر سے گذری اور صوبہ دار بنگالہ مرشد قلی خان کی عرضداشت متضمن مبارکباد و نیز کسیقدر نذر نقد کی پہونچی حیدر قلی خان کو معز الدولہ کا خطاب ناصر جنگ پر اضافہ عطا ہوا ظفر خان بہادر روشن الدولہ مخاطب ہوا سعادت خان بہادر بہادر جنگ کو خواصیون کی داروغگی ملی اور زکریا خان عنایت اللہ خان کی جگہ پہ صوبہ دار کشمیر ہوا منگل کے روز ۲۲ ربیع الاول کو بادشاہ نیلہ گاو کے شکار کو سوار ہوا تھا کہ ہرکارہ نے خبر دی کہ اعتماد الدولہ بسبب عوارض بدنی کے رکاب سے محروم رہا دوسرے روز شدت مرض سے عجیب حالت ہوئی حتی کہ منہہ کی راہ سے فضلات برآمد ہوئے اور عدم کو سدہارا تین مہینے[۱۲] بیس روز اس شخص نے وزارت کی اوسکا مال و اسباب جو کروڑون سے زیادہ کا تھا ورثا کو معاف ہوا اور خلق خدا اوسکی ایذا رسانی سے بچ گئی کہتے ہین کہ سات سو گھر اوسکی ہمسایہ تھے جب اپنا گھر زیادہ کرنا چاہا تھا ایک حکم مین خالی ہو گئے اور لوگ قفل لگا کر چلدیے بعد وفات اوسکے لڑکے قمر الدین خان نے نیک اندیشی کی مالکون کو اونکے گھر دلوا دیے محمد شاہ اگرچہ بخیل و ممسک مشہور ہے مگر بعض تحریرات سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ جیسا مشہور ہے نہین تھا چنانچہ اسوقت مین محمد امین خان مرا اور چندان خزانہ بھی نتھا بلکہ لشکر کشی کے باعث بہت روپیہ خرچ ہوگیا تھا اور جو کچھ خزانہ مین باقی تھا وہ لوٹ مین جاتا رہا تھا بادشاہ کو کچھ نملا تھا حتی کہ دیوان خاص و عام کے پنجرہ جو طلائی و نقرئی تھے مسلوک ہوگئے تھے انکی بھی تعمیر کی ضرورت تھی اور مخبرون نے بہت سا مال و اسباب نقد و جنس محمد امین خان کا اظہار کیا مگر کچھ طمع کی باوجودیکہ خاندان بابریہ بلکہ تیموریہ کا معمول تھا کہ امرا اور دیگر ملازمین فوت ہوے جو کہ اونکا ترکہ سرکار مین داخل کرتے اور ورثا کو محروم فرماتے تھے ہان بعد پسند لیاقت ورثا کسیقدر اپنی طرف سے بطور انعام عطا فرماتے تھے مگر یہ رسم نہایت مذموم تھی کہ کسینے اپنی محنت و مشقت سے تمام عمر مین کسیقدر روپیہ پیسا جمع کیا اوسکی بعد مرگ اوسکی اولاد اوس دولت آبائی سے محروم اور اور در بدر مظلوم کیجاوے کہتے ہین کہ اس مرہ مین محمد اعظم شاہ کو اس امر سے نہایت نفرت رہی بلکہ قطعی ممانعت تھی کہ
کہ اس بدعت کا ذکر حضور مین نہو

ذکر میر محمد حسین المعروف نمود و انمود اور اتحاد کرنا مذہب باطن کا

میر محمد حسین نامے رہنے والا مشہد مقدس رضوی کا ظاہرا سید تھا عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے اشتہار اقتدار سے جسکے احسان و فضل کی شہرت اہل ایران کے ساتھ بہت کچھ تھی بامید رفاہ اور افزائش جاہ وطن سے چلکر کابل آیا چونکہ علوم منطق اور عربیت سے محروم نتھا اوسکی لیاقت مشہور ہوئی منشی امیر خان کے لڑکے کی استفادہ

لینا شروع کیا کسی تقریب سے اوسکی فضیلت کا ذکر امیر خان کی مجلس مین ہوا امیر خان نے اوسکے پتہ سے ماہر ہوکر اپنی
بی بی صاحب جی کو مطلع کیا اس سبب سے کہ صاحب جی کی کوئی اولاد نہ تھی اوسنے ایک لڑکی سید کی جسکا باپ اوسکے شوہر
کا ملازم تھا لیکر متبنی کی تھی اور یہ خواہش تھی کہ اگر کوئی شریف ایران سے آوے اوسکے مناکحت کی تدبیر ہوجاوے صاحب جی نے
یہ خبر سنکر شوہر سے کہا کہ اوسکی کیفیت خوب دریافت کرین لہذا امیر خان نے اوسکو بلاکر معاینہ کیا اور اوسکے اداب لیاقت کو
پسند فرمایا اور بی بی کو آگاہ کیا آخر کو برضامندی فیمابین ازدواج کردیا اسی وسیلہ سے سید مذکور کی رفاقت امیر خان سے پیدا
ہوئی اور چند دن کے بعد رفتہ رفتہ بادشاہی خوشبو خانہ کی دارغگی کا منصب پایا اور عمدۃ الملک کے دیگر اولاد سے جو علاوہ
صاحب جی کے دوسری عورتون سے بہی اتفاق پیدا ہوا تھا یہ شخص نہایت عیار جاہ طلب تہا چند طرح کے شعبدہ اور نیرنگ
سازیان دکہلاکر امیر خان کے لڑکے ہادیعلیخان وغیرہ کو اپنا معتقد کرلیا مگر ہادی علیخان زیادہ معتقد ہوگیا اس زمانہ مین امیر خان
نے داعی اجل سے لبیک کہا اور اوسکے اہل وعیال حضور مین آے میر محمد حسین مذکور اپنے عہدہ پر وہین رہا بعد مدت کے
عطر وگلاب پشاور وغیرہ کا اچہی طرح ہمراہ لیکر قاصد حضور ہوا تاکہ عز وجاہ بخوبی حاصل کرے لاہور پہونچا تہا کہ عالمگیر بادشاہ
کے رحلت کرنے کی خبر سنی جو توقع کہ افزایش جاہ کی تہی منقطع ہوئی عطر مذکور اوسی شہر مین ساٹہہ ستر ہزار روپیہ کو بیچا اور اسقدر
سرمایہ بہم پہونچاکر فقیر ہوگیا چونکہ طالع اور جاہ طلب تھا پرانی تقلید پسند نہوئی ایک نئے راہ نکالی جو کبہی کسینے سنی تہی اور
اوسی منشی زادہ اپنے شاگرد کو موافق کیا اصلاح کی کہ ہم تم ایک نیا مذہب نئے قواعد اور نئی زبان سے ایجاد کرکے الہام
اور نزول کلام کا دعوے کرین تاکہ اولیا و انبیا کی شان پائی جائے اول عوام کو بہکاکر کسیقدر ہجوم خلایق کرین بعدہ مرجع
انام ہوجاوینگے چونکہ دونون کی طبیعت یکسان تہی شاگرد نے بہی قبول کیا ایک کتاب عمدہ دلچسپ مضامین سے بناکر
اوسکا نام قوزۂ مقدس رکہا تہر تو تہا ہی اکثر الفاظ غیر مانوس فارسی کے بہی کسیقدر ترخیم کرکے اکثر درج کئے بیگوگیت کا دعوے
کیا اور کہا کہ یہ رتبہ مابین امامت اور نبوت کے ہے ہر پیغمبر الوالعزم کو تو بیگوگ ہوئے ہین اور خاتم الانبیا کو اول بیگوگ
حضرت ختمی پناہ سید اوصیا و شاہ اولیا علی ابن ابی طالب ہے اور ہشتم امام رضا سے امام ثامن ضامن تک امامت
اور بیگوگیت دونون باہم جمع تھے بعد ازان بیگوگیت مجہی ملی اور امامت امام محمد تقی کو حضرت صاحب الامر علیہ السلام تک
اور مین ہی خاتم البیگوگیت ہون تعداد بیگوگیت کی اس ترتیب سے کہ ذکر ہوئی یہ امامیہ مذہب کے روبرو تھا اور جسوقت اہل سنت
کے روبرو ہوتا خلفاے اربعہ اور چاکس دیگر یعنی اموی و عباسی کو جنکی نیکی مذکور ہے گنکر نوین بیگوگ اپنے نام بیان کرتا تھا
اور کہتا کہ مجہے کسیکے مذہب سے غرض نہین مین ہر مذہب کا چراغ روشن کرنیوالا ہون وحی مجہپر بہی نازل ہوگئی ہے اور چند
ضوابط مقرر کرکے بعض ایام کو مانند عید اسلام کے جنہین مذہب اسلام مین محترم سمجہا تہا اچہے پیرو کارون پر جنہین مقرر کرتا تہا
ملزم کردیا تہا تاکہ اون دنون کی حرمت نگاہ رکہین جیسا کہ مانتر بنوہی مین درج ہے کہ دو قسم کی وحی حضرت پر نازل ہوئی تہی
خود بہی اسی تشبیہ پر کہا کرتا تہا کہ ایک وحی باد این قسم ہوتی ہے کہ آفتاب کی طرح سے ایک گروہ نورانی دکہلایا اوسکے حروف

برابر اسکے پڑھنے مین آتے اور وہی قرص نورانی اسپر محیط ہوکر بیہوش کر دیتا ہے اور ایک وحی اس قسم کی کہ اوراق اور وہی خزعبلات سنتا اور اسلام مین بموجب رسم اسلام کے السلام علیک کہتا اور کلمہ خفقان ہنود نوداں زیادہ بڑہتا اور جس روز کہ اول اول بموجب اوسکے اعتقاد کے اوسپر وحی نازل ہوئی اوسکا نام روز جشن کر لیا تھا اور اوسی روز عوام کے ہجوم ہوتے عبیر و خوشبو اوسکے اوشتی اوسپر چہڑکتے تھے اور دو علم اور خود و کلاہ مانند کلاہ ارامنہ کے مگر سفید اوس سے طویل سر پر رکھتا اپنے فرقہ و دون کے اون پہاڑون کے طرف جہان دیول رانی کی عمارت دہولی بھٹیارن کی محل ونکے نام سے مشہور مین جاتا تھا اوسکا اظہار یہ ہے کہ اول مرتبہ نزول وحی کا اوس پہاڑ پر ہوا ہے اور چھہ روز قبل روز جشن کے غرہ ذیحجہ سے روزہ رکہتا اور گونگا ہو جاتا کچھ کلام نکرتا اور کسی دن کا نام روز سوال رکہا تھا اسدن بھی اژدحام ہوتا تھا مگر اسکی کیفیت یاد نہین ہے

ذکر اوقات و آداب جو بمنزلہ نماز مقرر کیے تھے

ہر روز سوائے نماز پنجگانہ کے تین مرتبہ وید مقرر کی تھی کہ تعمیل ہو اوسکی اوقات اول وقت طلوع آفتاب بعد نماز صبح دوم نصف النہار سوم وقت غروب کہ ہنوز شفق کی سرخی مشرق مین ہو اور تعمیل وید کے آداب کی یہ تھی کہ خود مع خلیفہ کی درمیان مین استادہ ہوتا اور جسقدر آدمی حاضر ہوتے چار صف مربع چار دیواری کی طرح سے باہم متصل ہوتے اور ہر صف اسکی طرف رخ کر کے چند کلمہ جو اسکے اختراعی تھے پڑہتی اور بعد خواندن اوسطرف سر جہکا کر دست چپ کی طرف پہر جاتے تاکہ صف شمال مغرب ... جنوبی ہو اور مغربی جنوبی اور جنوبی مشرقی اور مشرقی شمالی ہو جائے جب بمقابلہ چارون سمت کا چار و طرف کر چکے زمین کی طرف دیکھتے بعد ازان آسمان کو بعد ازان شش جہت تکے بعد وید تمام ہوتی جمعیت متفرق ہو جاتی ایک دوسرا دعوی یہ تھا کہ مین وہی محسن ہون جو حضرت فاطمہ زہرا کی شکم سے اسقاط حمل ہوا تھا اسکے علاوہ اور بھی کفر ہوگا مگر فقیر کو معلوم نہین اسقدر جب کہ راقم اوائل عہد محمد شاہ اور آغاز احمد شاہ مین شاہجہان آباد آیا تھا اوسکی اولاد اور فیروزون سے سنا گیا تھا الغرض اوس کافر نے چار خلیفہ بمقابل خلفاے اربعہ اپنے واسطے مقرر کیے تھے اونمین سے ایک وہی شاکر درشید تھا جسکا نام ودجی یار رکہا تھا دوسرا امیر باقر اوسکا سالا اور دوسرے اور بھی جنکا نام محمود اللہ اور محمود واثق تھا اسطرح اپنی اولاد و اقارب کی نام مخترع موافق وحی اپنی کی کیے تھے اور جو کوئی اوسکا فرزند ہوتا سوای اوسکی پہلے نام کے اپنی طرف سے بھی لقب دیتا تھا اسکے لڑکے تین تھے اول محمود دوم غفار سوم وید اور دو لڑکیان نمانہ کلان اور نمانہ خورد اور اقربا بی بی کے نام حق نما اور نما یا اور نمود یا اور علما فلزہ نمود فر تھی القصہ لاہور سے آکر شاہجہان آباد مین مقیم ہوا چونکہ بہادر شاہ لاہور مین تھا کم اللہ فریبی کر کے لوگون کو دام تزویر مین اولجہایا تھا اور بے پروائی اپنی بوجہ مالداری کے ظاہر کرتا کسی سے کچھ سوال نکرتا اسی استغنا سے اور بھی لوگون کو مریدی کی تمنا ہوئی رفتہ رفتہ بڑا ہجوم ہوا اسی ضمن مین بہادر شاہ کا انتقال ہوا اور شاہزادون مین مخالفت ہوئی اس اثنا و ہنگام مین اس تیرہ دل نے کسطرح خزانہ جال پہیلایا جو کوئی مناظرہ کرتا چونکہ خود بدولت معقول و منقول مین کسقدر

مہارت رکہتا تھا قاین کر دیتا اسی وجہ سے خوب گرم بازاری ہوئی تا آنکہ فرخ سیر کی تاجوری ہوئی یہ خود نادان تھا امیر الامرا حسین علی خان بہادر اکثر حرب وضرب مین رہا اور قطب الملک عیاشی مین مقید تھا اور کبھی کبھی بادشاہ کے نفاق سے اپنی فکر مین غرقاب رہتا اسوجہ سے کسی نے اوسکی عکذبگی یاد علیخان ولد امیر علیخان جو عمدہ امراین تھا اوسکی پیروکارون تھا ظاہر ہے کہ عوام کو امرا کے مرشد ونکا زیادہ اعتقاد ہوتا ہی اسکی مریدی سے ہر ایک ہزار جان و دل سے رجوع ہوگیا قریب بتیس ہزار مریدونکی گرد ہوئی

فرخ سیر کا نمود سی ملاقات کرنا اور اوسکی بنیاد کا مستحکم ہونا

بعض خوانین متدین کی رہنمائی کے بموجب ایکرات فرخ سیر کو مع بعض خواجہ سرایان کے مخفی اس مکار کی ملاقات کو آیا اور نمود نے رسوخ شاہی غنیمت سمجھا دروازہ حجرہ کا بند کرلیا اور کسیقدر دیر کی فرخ سیر نے نہایت الحاح کی اور سپہر بادشاہ کے ساتھ فرتودون کی بھی لجاجت کی اوسوقت دروازہ کہولا بادشاہ نے نہایت فروتنی سے سر جہکایا اوسنے مرگ چہالا بادشاہ کے بیٹھنے کو بچھوا کر کہا ؎ پوست تخت وگدائے وشاہی ؛ ہمہ داریم انچہ میخواہی ؛ فرخ سیر بے عقل تو تہا ہی اسکا استغنا دیکہکر معتقد ہوگیا اور چند ہزار روپیہ اور اشرفی جو نذر کو لیگیا تہا نذر گذرانی اوس مدبر نے اوس نقد کو قبول نکیا اور ہزار سماجت اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی قرآن بادشاہ کو دی اور کتابت کے عوض مین ستر روپیہ جو کہ مقرر تھے لیے اور بادشاہ نے تعظیم کرکے قرآن کو سر پر رکہا اور رخصت ہوا جب حجرہ سے باہر نکلا اوسکے عاکفان در دولت پر وہ روپیہ انثار کردیا یہ حرکت زیادہ ترموجب اعتقاد ہوا اور عموماً لوگون پر اسکی مکاری نے اثر پہونچایا اب کہتا تہا یہ بدبخت اپنی مقرری عیدون کے دن جاے معبودین کیلے ہندون ڈہول بجاکر جایا آیا کرنا اور نقارہ کی چوب اپنے کفر مین پہلاتا تھا

محمد امین خان کا ارادہ تادیب کرنا اور اجل سے مہلت نپانا

جب فرخ سیر کی سلطنت کو زوال آیا اور حسین علیخان و عبد اللہ خان سے زمانے نے روگردانی کی محمد شاہ کے عدل وعدالت سے تاجداری کی رونق ہوئی اور محمد امین خان نے پایہ وزارت حاصل کیا محمد خان نے بعد دو مہینے چند روز کی جبکہ بیماری شروع ہوئی تھی اس مکار کا حال سنکر حکم دیا کہ حاضرین دروازہ جاکر اوس ملعون کو قید کرلاوین یا وہین پر قتل کرین چونکہ دو پہر نزدیک تھی لوگ اپنے گہرون کو چلے گئے تھے بموجب حکم حاضرین ہر ایک کے گہر گئے اوسوقت مسمی خفشان نمود بہی اپنے گہر مین کچہ کہہ رہا تھا مجرد سننے کے بیہوش ہوکر حیران ہوا اور استقلال کرکے چہوٹی لڑکے ویدنامی کو جو صاحب جمال تھا مع چند قرص نان جو وگندم کے باہر بہیجکر پیغام دیا کہ آپ نے تکلیف کی ہے لہذا کچہ تناول کیجیے فقیر بہی آتا ہے لوگون نے اوس لڑکے کی صورت پر ترس کہایا کسیقدر توقف کیا مرحوم امین خان نے ناگہان خبر سنی کہ حالت قریب کی روی ہوئی اسکی سنتی ہی اوٹھے پیرون ذریر کو دروازہ پر آئے محمد امین خان قولنج مین بیمار تہا بیہوش ہوگیا تھا اور حالت بیہوشی سے

جب افاقہ ہوا لانے کی خبر پوچھی لوگون نے عذر تشویش بیماری کا بیان کیا آپ نے حکم دیا کہ کل صبح کو فوراً تعمیل ہوا و ہر موت نے گرم بازاری کی صبح ہوتے شام ممات کی سیاہی ہوئی نمود کو ہادی علیخان وغیرہ گھڑی گھڑی کی خبر دیتے تھے اوسنے ارادہ کر لیا تھا کہ صبح کو روانہ ہو جاے بلکہ اپنے مریدون کو جمع کر رکھا تھا جب خبر مرگ وزیر نے دلشاد ہو کر بدلجمعی تمام بیچ مسجد کے کہ برابر دروازہ مکان اوسکے تھی بیٹھا فقرا وغیرہ معتقدین نے گرد ہجوم کر لیا قمر الدینخان ولد محمد امین خان نے باپ کی حالت ردی دیکھکر عورتون کی تنخواہ سے اپنے دیوان کو مع پانچہزار روپیہ کے نذر کے واسطے او رعفو جرایم اور طلب تعویذ مین بہیجا وہ مکار اوسوقت خبر جانکنی تو سن چکا تھا حاضرین جلسہ سے کہہ رہا تھا کہ مینے ایک تیر اسکے جگر مین مارا ہے ہرگز جان بر نہوگا اور مین بہی شہادت کے انتظار مین چونکہ میرا دادا بہی مسجد مین شہید ہو بیٹھا ہون ہرچند بسبب اسکے کہ اکمرتبہ شہید ہو چکا ہون امید شہادت کی نہین رہی اسی ضمن مین دیوان قمر الدین خان کا پہونچا اور کیسہ زر نذر گذرانکر استدعاے تعویذ کی اوسنے درجواب کہا کہ تیر از شست جستہ و آب از جوی رفتہ باز نمی آید جب زیادہ لجاجت سماجت کی دوجی بار مرید سے کہا کہ لکھہ (و ننزل من القرآن ما ہو شفاء و رحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا) جب لکھہ چکا دیوان کو دیکر کہا لیجا مگر یقین جانتا ہون کہ تیرے پہونچنے تک وہ زندہ نہیگا دیوان نے نذر قبول فرمانے مین بہت سا اصرار کیا اوسنے کہا مجھے منظور نہین ہان فقراے حاضرین اگر چاہین تو لیوین آخر ادن لوگون نے لے لیا دیوان نے راستہ مین سنا کہ محمد امین خان جہان گذران سے چل بسا جب یہ خبر نمود کو پہونچی خوشحال ہو کر مسجد سے گھر گیا اور یہ کرامات اوسکی شاہجہان آباد مین مشتہر ہو کر موجب اعتقاد ہوے

نمود کا مرنا اور اوسکے اولاد کے باہم کر منازعت کا ہونا

دو تین سال کے بعد نمود جہنم واصل ہوا اوسکا بڑا لڑکا نانا نمود گدی پر بیٹھا لالچ تو بری بلاے ہوتی ہے اس شخص نے تینون حصہ جو نمود نے حین حیات رازداری کے واسطے دوجی بار اور نانا نمود وغیرہ کے مقرر کیے تھے جھگڑا کھڑا کیا ہرچند دوجی بار نے سماجت کی کہ مجھہ چندروزہ سے لڑائی اچھی نہین نانا نمود نے کچہ التفات نکیا دوجی بار نے کہ اوسکا دل لالچ محرم راز تھا لاچار ہوکر اکبر درجاعہ فقرو دون مین کھڑے ہو کر فرمایا کہ یارا تم لوگ نمود کا اور ہمارا خط پہچانتے ہو جو لوگ پہچانتے تھے اونہین نے اقرار کیا جب اقرار ہو چکا جو مسودات کہ دونون نے باہمدگر کی صلاح سے مرتب کیے تھے اور باہم صلاح و مشورہ مین کم و بیشی دونون کے قلم سے ہوئی تھی نکالکر دکھلائی اور کہا کہ اس مذہب کی بنیاد نمود اور بندہ کی اعانت سے ہوئی ہے اگر خدا کی طرف سے ہوتا کم و بیشی کی ضرورت نہوتی لوگون نے کاغذ کو دیکھکر دوجی بار کی باتین سنین جنمین کچہ شعور تھا متنبہ ہو کر منحرف ہوے اور حاضرین جلسہ نے غیر حاضرون کو خبر پہونچا کر منحرف کر دیا کساد بازاری ہو گئی اوسوقت ضرور تانا نمود نے دوجی بار کو اپنا یار بنایا لیکن وہ بات جاتی رہی چندروز کے بعد نمود ہادی علیخان کے موضع مین جو اوسنے اپنی جاگیر مین دیا تھا جا بیٹھا او روہین پر مر گیا اوسکے بعد شاہ فقار سجادہ نشین ہوا

شاہ غفار کا حال اور پایان کار

شاہ غفار مقرر بیان اور خوش گفتار متواضع اور علوم متداولہ سے بھی ماہر تھا راقم نے اوسے اور اوسکے بھائی شاہ دیدار و وجی یار اور میر باقر خلیفہ اول و دوم تھے ان چارون کو دیکھا اور اسقدر کرامات دریافت کی اور شاہ غفار محمد شاہ کے وقت مین ابتدا سے احمد شاہ مین زندہ تھا اور محمد شاہ کے حضور مین آمد و رفت رکھتا تھا بعد نادرشاہ کے صحبت فقرا کا ذوق ہوا اور احمد شاہ کے عہد مین نواب بہادر جاوید خان کی مصاحبت مین پہونچا الہامات جاوید کی تالیف مین چند آدمی جو خوشامد کی راہ سے مصروف تھے یہ بھی شریک ہوا اور غفار بھی بیشتر اسی موت پائی اور غفار بھی اوسط احمد شاہی مین مر گیا غفار کے آخر زمانہ مین اکثر اوسکے باپ کے مرید لوگ مر گئے اور اکثر منحرف کسیقدر رحمت مریدی مین رہگئی تھی بعد رحلت غفار اور شاہجہان آباد کی خرابی کے چند آدمی ہنود کے اقربا مین رہگئے سو بنگالہ پہونچے میرن ولد جعفر علی خان ناظم بنگالہ جو مذہب سے بیگانہ تھا نظر سفارش چند بیدینون کے مہربان ہوا اس فرقہ کے اخراجات کیواسطے پانچ روپیہ یومیہ مقرر کر دیے اونمین سے بھی چند لوگ مر گئے منجملہ اوسکے نامنمود یار مع بعض عورات کے ہنوز کہ سنہ ۱۱۹۴ ہجری تک زندہ انتظار مالک کا کرتا تھا اور دوسرا اونمین سے کوئی باقی نہ رہا

محمد امین خان کا سفر کرنا اس جہان بیوفا سے اور اوسکی شدت عداوت اہلبیت پیغمبر آخر الزمان سے

جب محمد امین خان پر عارضہ مذکور زور لایا اور اطبا وغیرہ کی دوا اثر پذیر ہوئی آخر الامر اطبا کی یہ راے ہوئی کہ حقنہ دیا جاوے مگر اجابت سوئی منہ کی راہ سے فضلات برآمد ہوئی اور براہ عدم کی لی کہتے ہین کہ اس شخص کو اہلبیت اور حضرت ولایت مآب سے ایسی عداوت تھی کہ اس نے کسی شارک کو سنا تھا کہ کلمہ ولی اللہ پڑھتا ہے اوسکو طلب کر کے اوسکی زبان کٹوا ڈالی اور نیز مشہور ہے کہ اکثر کے زعم مین بعض مرحوم حضرت شاہ مردان کا دسترخوان کرتے ہین اوسمین غیب سے نشان ہو جاتا ہے جیسا کہ ہندوستان مین معمول اور مکرر مردان ہوشیار نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور یہ کرامات راقم نے بھی دیکھی تھی وہ بدبخت اس امر کو سنکر بیتاب ہوا زید و عمر کا نام لیکر ہم صحبتون سے کہا کہ مین بھی انکا دسترخوان کرتا ہون البتہ نشان ہو جائیگا اور بموجب ارادہ عمل فرمایا جب اسباب دسترخوان کا کسی خلوت گاہ مین آراستہ ہوا مع چند آدمیون کے وہان جا کر فاتحہ مقتدایان مذکور اور اپنے خود کے نام پڑھکر دروازہ بند کر دیا اور ایک عورت معتمد کو تعینات فرمایا تا کہ بعد تھوڑی دیر کے دروازہ کھولے اور نشان دیکھے اطلاع کرے اتفاقاً وہ عورت شیعہ مذہب تھی چونکہ اپنا ملت پوشیدہ رکھتی تھی بعد تھوڑی دیر کے جب اوسنے دروازہ کھولا دیکھا کہ ایک کالا کتا دسترخوان پر ہر قسم کا کھانا کھا رہا ہے شدت خوف سے خود داری نکر سکی دوڑ کر کہا کہ نشان کی کون بات ہے خود بدولت تشریف لا کر نوشجان کر رہے ہین محمد امین خان مع ہمراہیون کے ادھر چلا اور وہ عورت خوف جان سے گھبرا کر نکل گئی جب وہان پہونچا کتا نظر آیا نہایت غضب سے عورت کی تلاش کی مگر وہ نملی ہمیشہ اوسکا جویان رہا تا کہ اسی جستجو مین جہان گذران چھوڑ کر ملک عدم کو سدھارا اور یہ بھی نہایت مشہور ہے کہ جب میر جملہ عظیم آباد کا

صوبہ داری پر مامور ہوا امراے حضتی سلام کو جاتے تھے نعمت اللہ خان مرحوم ولد روح اللہ خان بسبب ایام عاشورہ اور استغال مراسم تعزیہ داری کے چند روز نہ پہونچ سکا بعد انقضاے ایام مذکور حاضر ہوا اتفاقاً محمد امین خان حاضر مجلس تھا ایک طرف میر جملہ نعمت اللہ خان کی جا کر بیٹھا دوسری طرف محمد امین خان بیٹھا ہوا تھا نعمت اللہ خان نے عذر کیا کہ مجھے بسبب ماتم داری کے دیر ہوئی قصور غیر حاضری معاف فرمایا جائے محمد امین خان نے کہا کہ یہ کیا بات ہے یزید اور حسین بن علی دونوں صاحبزادے تھے ہمیں کب پہونچتا ہے کہ ایک کا ماتم کریں اور دوسرے کا نکریں نعمت اللہ خان نے جواب میں کہا کہ ہمارا صاحبزادہ مارا گیا اوسکا ماتم ہم کرتے ہیں اور تمہارے صاحبزادے نے فتح پائی تم خوشیان کرو اس گفتگو میں خانہ جنگی کی نوبت ہوئی مگر میر جملہ نے درمیان آکر اصلاح کر دی

	عنایت اللہ خان کا وزیر ہونا اور اوسکے عہد کی کیفیت	

بائیسوین ربیع الثانی ۱۱۳۳ ہجری کو عنایت اللہ خان عالمگیری کو محمد امین خان کے مرنیکے بعد عہدہ وزارت ملا اسی عرصہ مین بحضور بادشاہ خبر لگی کہ نظام الملک بعد انتظام اورنگ آباد کے بعزم حضوری روانہ ہوکر نزدیک فردا پور کے پہونچا تھا کہ مفسد بیجاپور اور کرناٹک و افاغنہ وغیرہ کی لشکر لوٹ گیا اور عرضداشت راجہ ساہو کی مع پانسو اشرفی نذر مبارکباد کے ملاحظہ مین گذری سیف الدولہ عبد الصمد خان اپنے صوبہ لاہور کو رخصت ہوا اور قمر الدین خان اپنے باپ کے خطاب اعتماد الدولہ سے مخاطب ہوا معز الدولہ حیدر قلی خان بہادر کو فیروز جنگی کا خطاب ناصر جنگ کے عوض مین عطا ہوا اور سعادت خان بہادر جنگ اکبر آباد کی صوبہ داری سے معزول کیا گیا اور محمد خان بنگش الہ آباد کی صوبہ داری کو رخصت ہوا شہر سے باہر نکلنے کے بعد کہ بوجہ زیادہ طلبی جاگیر اور دیگر تکالیف مالا یطاق کی مکرر معتوب ہوکر مورد تفضلات ہوا اسی عرصہ مین از روے اخبار حیدر آباد کے معلوم ہوا کہ ضلع کرناٹک مین ہفتم ماہ صفر کو دو مرتبہ ایسی غیر موسم بارش ہوئی کہ ندی نالے چڑہ گئے اور اس طغیانی بارش کے بدولت بارہ کوس تک اکثر موضع اور قصبہ اور جانوروں کی تباہی ہوئی اور نیز اسی عرصہ مین ایک پہاڑ پھٹ گیا جسکے صدمہ سے اکثر جانور ضایع ہوگئے اثر آبادی باقی نرہا ایکروز بادشاہ نے شکارگاہ مین بزبان ترکی اعز خان کی تعریف کی اور دو تین روز کے بعد بسعی دوسرے کے اضافہ ہزاری پانصدی ہزار سوار اور نقارہ و سرپیچ عنایت فرمایا چند روز کے بعد ہزاری ہزار سوار اور بہادری کا خطاب ملا صوبہ اکبر آباد کے سوانح سے آگہی پائی کہ دلیر خان جو محمد خان بنگش کا منشی تھا ماہ رجب کے اخیر مین مع دو ہزار سوار کے واقع سودہ موضع تعلقہ بوندیل کھنڈ جسکہ وہان کے زمیندار سے معاملہ جاگیر مین گفتگو ہو رہی تھی اور لڑائی ہوئی اور دلیر خان مع سات آٹھ سو سوار پیادہ کے مارا گیا پسر محمد خان بنگش کو خلعت او سرپیچ ماتمی لطف ہوا

	راجہ اجیت سنگہ راٹھور سے منازعت کا ظہور مین آنا اور ملازمان شاہی کا سستی کرنا	

صوبہ اجمیر اور گجرات اور احمد آباد کی رعایا راجہ اجیت سنگہ کے ظلم و جور سے دربار حضور مین مستغیث ہوئے چونکہ اول تو وہ کہنہ تھا جو

وہ امیر الامرا اور قطب الملک کا رفیق ہوا تھا دوسرے راجہ کو بھی مذہبی تعصب تھا دونوں صوبہ راجہ مسطور سے تغیر کر کے
گجرات کی صوبہ داری مع امینی اور دیوانی اور فوجداری کل محالات خالصہ صوبہ مذکورہ کی معز الدولہ حیدر قلی خان کو عطا ہوئی اور کاظم خان
شجاعت خانی کو جو احمد آباد کے متعینہ منصبداران میں تھا صوبہ گجرات کی نیابت ملی اصل و اضافہ سے سہ ہزاری اور دو ہزار سوار کر کے
شجاعت خان خطاب عطا فرمایا علم و نقارہ سے بھی سرفراز کیا گیا اور مرتضی قلی بیگ اوسکا بھائی اضافہ ہزاری و پانصد سوار اور
خطاب رستم علیخان سے سرفراز ہوا اور فوجداری پرگنات بروده کی نیابت ملی اور رائے رگھہ ناتھہ دیوان حیدر قلی خان بھی مورد
عنایات اور اضافہ منصب ذات و سوار سے معزز ہوا اور واسطے بندوبست مالی بندر سورت اور صوبہ مذکور کی رخصت دی سرکار مرادآباد
کی فوجداری معز الدولہ کے تغیر سے اعتماد الدولہ نے پائی اور صوبہ اجمیر مظفر علیخان کو جو صمصام الدولہ کا متوسل تھا اور راجہ جے سنگہ
سوائی سے بھی الفت رکھتا تھا خلعت سرپیچ مرصع اور ہاتھی عطا کر کے مرخص فرمایا عطیہ اللہ خان ولد عنایت اللہ خان بخدمت داروغگی ڈاک اور
فضل علی خان داروغگی فیلخانہ پر مقرر ہوا اور خلعت عنایت ہوا اسد اللہ خان کو جو نظام الملک کے پاس آیا تھا بموجب تجویز نظام الملک کے
خلعت عرضی عطا فرمائی احمد آباد کی اخبار سے ظاہر ہوا کہ جب راجہ اجیت سنگہ کے عزل کی خبر اوسکے نایب کو پہونچی اور یہ بھی خبر
تھی کہ ہنوز شجاعت خان نے نیابت کی سند نہیں پائی نایب نے چاہا کہ صوبہ کو تاخت و تاراج کر کے نکل جائے مہر علیخان اوسجگہ
کی بخشی معزول کے جو خسر اور راجہ کا نایب اور آخر کو اوسکے محاسبہ سے آزردہ رہا کرتا تھا اور حیدر قلیخان اور صفدر خان بھی اوس سے
ملول تھے پس ہر دو باہم متفق ہو کر اس نظر سے کہ ادسی راجپوت کی تعدی حیدر قلی خان کی خوشنودی سے بدل ہو جاے
اور حسن خدمت اوسکی حیدر قلی خان کو معلوم ہو کسیقدر افاغنہ اور رعایاے شہر کو متفق کر کے نایب کے سر پر چڑھ گئے اور بعد زد
و خورد کی نایب کو مغلوب کر کے حویلی میں محصور کر دیا اور وہ صفدر خان کے بھانجی کی مدد سے بحال خفت شہر سے نکل بعض مواضع
مابین راہ پر دست درازی کر کے اپنے وطن اصلی جودہپور کو چلا گیا اور مہر علیخان اور صفدر خان بعد و بجھی کے ناہر خان
دیوان احمد آباد کو جو کہ رفقاے سادات میں تھا پیغام دیا کہ خزانہ موجودہ حاضر کرے اور محال دخل سے ہاتھہ اوٹھا لے
چونکہ یہ شخص جمعیت فراوان رکھتا تھا بعذر عدم سند لڑائی پر آمادہ ہوا اسی ضمن میں شجاعت خان مع دستاویز مہری معز الدولہ
حیدر قلی خان کے مفصل سے پہونچا اور ناہر خان نے صلح کی شہر سے نکلا سید نصرت یار خان بارہہ صوبہ دار عظیم آباد رکن الدولہ
کا خطاب مع اضافہ ہزار سوار دو اسپہ کے عنایت ہوا اور شیر افگن خان نے عزۃ الدولہ کا خطاب اور ملتان کی صوبہ داری
پائی سوانح اکبرآباد سے عرض ہوا کہ تین چار قلعہ پاس منصبداران اطراف متھرا اور دار الخلافت کے اثناے راہ میں واقع
تھی سعادت خان بہادر بہادر جنگ نے بعد محاصرہ اور مقابلہ عظیم کے جسمیں قریب چار سو نفر کے سعادت خان کیطرف سے مارے
گئے تسخیر کر لیا خلعت اور خنجر مرصع مع فرمان کے صادر ہوا ہرچند محمد شاہ چندان ایسے امور پر متوجہ تھا مگر معدلت گستری کی
ساعت کیواسطے ایک زنجیر ہوائی کہ مع گھنٹہ کے برج شمن سے ملحق ہے اور ایک کنارہ اوسکا دریا کے اوس پار ہے اور
منادی کرا دی جسکو استغاثہ کرنا ہو برج مذکور کے نیچے آکر زنجیر ہلاے واد دیا جائیگا و شوال کو جشن معمولی بڑے کر و فر سے ہوا

اسی سال مین مظفر علیخان جو اجمیر کی صوبہ داری پر مامور ہوا تھا بہ سبب عسرت و بے سرانجامی کے ہنوز قصبہ رواری سے
کہ جو بیس کوس دار الخلافت سے واقع ہے نکلا تھا کہ خبر پائی کہ راجہ جودہپور تیس ہزار سوار سے اجمیر کو آتا ہے اس خبر سے بعد
چندے وہین مقیم رہا اور اجیت سنگہ نے اجمیر مین داخل ہو کر منادی کرا دی کہ قصائی وغیرہ اہل پیشہ بلا اندیشہ اپنے اپنے
کام مین مصروف رہین اور اظہار ہیبت اسلام کیواسطے موذن مسجد کو طلب کر کے رواج رسم مذہب کی تاکید کی اور اکثر
مسجدین اجمیر کی رائین بعد ازان عملا اور ارکان بادشاہی کو حاضر کر کے قول نامہ اور فرمان بادشاہ کا متضمن نشان پنجہ دکھلایا
جسمین یہ عہد تھا کہ دونون صوبہ اجمیر و احمد آباد کے بقاے عمر دولت محمد شاہ تک بحال رہینگے اور نہ فرمان عہد نامہ اوسوقت
لاتا جبکہ فتح الدولہ ظہیرا اور روشن اختر محمد شاہ کی سلطنت کا شہرہ ہوا تھا نظر برانیکہ راجہ کو جو سادات کا رفیق تھا اسطرف
بلایا چاہیئے والدہ بادشاہ نے لکھوا کر بھجوا دیا الغرض بعد دکھلانے کے اوسکی نقل مع اپنے عرایض کے مصحوب دیوان
بادشاہی صمصام الدولہ اور روشن الدولہ کے پاس مع عرضی حضور بھیجی اس مضمون سے کہ اگرچہ دونون صوبون کا تغیر
خلاف عہد و پیمان ہے مگر صوبہ داری احمد آباد کی بنا بر مرضی حضور نذر ہے مگر صوبہ اجمیر میری عزت و آبرو کیواسطے بحال رہے یہین
خانہ زادی سے ہے درصورت بے آبروئی اہل غیرت کو جان تک عزیز نہین امیدوار ہون کہ دونون صوبہ مجھی معاف ہون ذی الحجہ کی
مہینے مین بادشاہ بیگم دختر عالمگیر بادشاہ جسکا نام زیب النسا تھا اس جہان فانی سے گذر گئی بعد ورود عرایض راجہ کی صمصام الدولہ
نے نظر قلت زر اور صرف کثیر کے صلح کر لی اور کہا کہ چونکہ صوبہ اجمیر مین اکثر بزرگون کے مزار اوس دار الخلافت سے ملحق ہین راجہ کا
نام صوبہ گجرات بحال رکھنا چاہیئے اور اجمیر کسی مسلمان کو دینا لازم ہے اور بادشاہ خصوص حیدر قلیخان کا ارادہ یہ ہوا کہ اوسکی
تادیب و تنبیہ کرنا چاہیئے بعد مصلحت بسیار کے کسی امراے حضور نے اوسکی مہم منظور نکی حیدر قلیخان کی تجویز سے سعادتخان بہادر کو
اکبر آباد سے بتاکید بلایا سعادتخان بموجب حکم پہونچنے کے جرأت کر کے آخر ذیقعدہ کو حاضر ہوا اور اپنے کارکنان لشکر کو حکم دیا کہ لڑائی
کا سرانجام جلد ہیئے سے ہو چکے بعد ملازمت چاہا کہ استدعاے اسباب مہم کی درمیان مین لائے لیکن بعض امرا نے
رفاقت سے پہلو تہی کی اور حضور سے بھی کسیقدر اعانت مین قصور ظاہر ہوا لاجرم فسخ عزیمت بہ ظاہر ہوئی اسی ضمن مین خبر پہونچی
کہ مظفر علیخان نے بسبب عسرت اور تہیدستی سپاہ کے تقاضاے تنخواہ سے مجبور ہو کر دو تین موضع معتبر نواح اجمیر کے لوٹ لیئے تھے
اور اونکا مال اور مواشی بھی غارتگران لشکر لیگئے اور تقاضاے تنخواہ بدستور جاری رہا تب بیچارہ نے ہاتھی گھوڑے دیکر نجات
حاصل کی اور سپاہ ملازم کے خوف اور راجپوتانہ کے غلبہ سے انبیر مین نایب راجہ جے سنگہ کے پاس گیا اور
خلعت اور فرمان صوبہ داری صمصام الدولہ کے پاس واپس کیا اسی حالت مین دونون لڑکون راجہ اجیت سنگہ نے
مع فوج کثیر پانچ چار دیہات بادشاہی لوٹ لیئے اور اوسی قرب مین مفسدان اور زمینداران اوس نواحی نے آشوب
زمانہ اور اجیت سنگہ کے کارخانہ پر نظر کر کے قصبہ نارنول پر دھاوا کیا بایزید خان وہان کا فوجدار جو گشت کے واسطے
نکلا تھا اونکے مقابلہ سے بھاگا اور اوسکا بھانجا جو قصبہ مذکور مین تھا حرکت مذبوحی کر کے ناموس کا فدی ہوا نارنول سے کے شہر

نام وننگ کے لیے لڑے اور اسپنے ناموس کو جوہر کرکے شہید کردیا مفسدون نے تمام قصبہ اپنے دلخواہ لوٹا کر اکثر عورت و مرد کے بدن مین نچوڑا اور ایک جماعت کو قید بھی کر لیگئے اس خبر کے بعد صمصام الدولہ نے راجہ اجیت سنگہ کی تادیب اپنے ذمہ لی پیش خیمہ روانہ ہوا لیکن چونکہ ابتدا سے درمیان مغل اور صمصام الدولہ کے نفاق تھا اور نیز قلت زر کا بھی خیال تھا لیت و لعل مین گذرانتا تھا اور حیدر قلی خان نے باوجود بدمزاجی سابقہ کے جو خاندوران سے تھی اس مہم مین ایکدل ہو کر رفاقت کی بارہ مین سخت سخت قسم کی اور سوگند کھائی اور یکجان و دل ہونا منظور کی اور اپنا خیمہ باہر نکالکر براوبی اختیار کی خاندوران صمصام الدولہ نے اجیت سنگہ کے لڑنے مین صلاح ندیکہی خلوت مین بادشاہ سے کہا کہ خدانخواستہ اگر وہ فتحیاب ہو تو تدارک اسکا نہایت مشکل ہوگا اور درصورت اپنی فتح کے اگر راجہ کوہستان دشوار گذار مین فرار کرے تو ایسا روپیہ کہان ہے کہ اوسکا تعاقب کیا جاوے فی الحقیقت بموجب قول مشہور کہ خنین اوچنان مین ریکر قدم نہ ٹہرایا قمرالدینخان نے جب کمر عزم کی باندہی اس مہم کا متکفل ہوا او قطب الملک و نجم الدین علیخان کی بلائی کا مدعی ہوا یہ امر بادشاہ کو ناگوار ہوا اور دیگر ارکان دولت کو بھی نا منظور تھا اس کے عدم قبول سے اونہے بھی فسخ عزیمت کی اوسوقت مین ایلچی کا وہات درمیان دیکھکر خاندوران خان نے دربار کی آمدرفت موقوف کردی بادشاہ نے مدارالمہامون کی صلح و آشتی مقدم جانی ہر ایک کی رفع کدورت فرمائی اور ارادہ مہم راجہ اجیت سنگہ کا اوٹھا ظاہرا صمصام الدولہ کے نوشتہ متضمن دلجمعی راجہ کے پاس پہونچے اور وہ اپنے ارادہ فاسد سے باز رہا اس ضمن مین خبر آمد آمد نظام الملک کی جو کہ بعد بندوبست کرناٹک اوایل ذی الحجہ کو اورنگ آباد مین داخل ہو گیا تھا اور وہ اورنگ آباد سے ماہ مذکور عازم حضور ہوا اور برہانپور مین پہونچکر دیانت خان جو کہ سابق دکن کی دیوانی پر حضور سے مامور تھا خلعت و فیل عطا فرماکر اوسی کام پر رخصت دی اور خود حضور مین چلا اس خبر سے کل تدابیر مہم وغیرہ اوسکے آنے پر ملتوی ہو مین پشاور و کابل کی وقایع سے واضح ہوا کہ مبارز الملک سربلند خان نے خانہ زاد خان اپنے لڑکے کو کابل بھیجا تھا اور وہ بعد بندوبست پشاور اپنے باپ کی پاس آیا تھا واقع منزل جیجان کہ محمد امین خان ولد خانخانان مرحوم غارت ہوا تھا افغان سدراہ ہو کر لڑبیٹہے بڑی لڑائی ہوئی محانہ زاد خان نے اپنے ہمراہیون کے ساتھ اچھی جانفشانیان کین اور شیخ مجاہد جو کہ ہراول کا جماعہ دار تھا زخمی ہو کر قید ہوا قریب سات آٹھہ سو نفر کے کام آئے سربلند خانکی فوج کی ہزیمت ہوئی اور خانہ زاد خان کی سواری کے دو گھوڑے بندوق سے غلطان ہوئے خانہ زاد خان کو بھی زخم پوست مال پہونچا جب جانا کہ کیا مجال اقامت نہین ناچار چند آدمیون کے ساتھہ راہ فراری اور تمام فیلان اور توپخانہ وغیرہ پٹھانون نے لوٹ لیا اور عبد الصمد خان اس سبب سے کہ زکریا خان اوسکا لڑکا کشمیر کا صوبہ دار ہوا تھا اشرف الدین ولد محتومی خان کے شور و فساد اور نایب مذکور کے مغلوب و محصور ہونے کی خبر سنکر تین چار ہزار سوار مغلیہ وغیرہ سے بطور یلغار آپہونچا اور اشرف الدینخان خوف ہو کر مقابل نہ آیا بے لڑے بھڑے منفعل اور نادم حاضر ہو کر اظہار الاطاعت کی ہوا فساد نے تسکین پائی عبد الصمد خان نے کل منصبدار اور متعینہ اور یومیہ دار اور وظیفہ خوارون کو اس فساد انگیزی کے پاداش مین معاتب کرکے اونکی جاگیر

اور مدد معاش ضبط کرلی

ذکر تولد صبیہ حرم سرای شاہی مین اور ملکہ زمانی کی کتخدائی محمد شاہ سے

۲۹ محرم الحرام ۱۱۳۳ہجری کو پنجشنبہ کے روز وقت شب محمد شاہ کے گھر مین لڑکی پیدا ہوئی اور سہ شنبہ کی راتکو ۱۹ صفر ۱۱۳۴
ہجری مین محمد شاہ بادشاہ کی شادی ملکہ زمانی دختر محمد فرخ سیر سے بکمال زیب و زینت عمل مین آئی اور طالع اسد مین
نکاح پڑہایا گیا آرایش و آتشبازی و رقص و سرود ہندوستانی طور پر بڑے کر و فر سے ہوا اور ملکہ مذکور داخل سرای شاہی ہوئی

نظام الملک کا حضور مین آنا اور وزارت پر مامور ہونا

نظام الملک بعد بندوبست ممالک دکن و دلجمعی صلاح فساد کرناٹک وغیرہ سے کوچ کرکے حاضر حضور ہوکر روز پنجشنبہ ۱۰ ربیع الثانی سنہ مذکور کو شرف
ملازمت ہوا پانچوین جمادی الاولی یکشنبہ کے روز دو پہر کے وقت عہدہ وزارت اور عطاے خلعت چارقب اور قلمدان سے سرفراز ہوا شنبہ کے
روز تیسری جمادی الاخری سنہ مذکور کو جشن نوروز حسب معمول ہوا بادشاہ کا لقب ابوالظفر سے تبدیل ہوکر ابوالفتح ناصر الدین
مقرر ہوا پنجشنبہ کے روز چھٹوین رجب کو دیوانی خالصہ راجہ گوجرمل کو ملی اور یکشنبہ کو شیخ سعد اللہ نے دیوانی تن پائی
لیکن بعض امراے حضور نے بخصوص حیدر قلی خان اکثر مقدمات مالی اور ملکی مین برخلاف راے آصف جاہ کے دخل دیا تھا
بادشاہ نے آصف خان کی پاس خاطر ضروری سمجھی حیدر قلی خان کو گجرات کی صوبہ داری پر رخصت کیا حیدر قلی خان نے وہان
جاکر ایسا بندوبست کیا کہ کسیکے عہد مین نہوا تھا نظام الملک نے جو امیر دیرینہ سال مزاج گرفتہ جاہ طلب صاحب اقتدار تھا بعد
وزارت کے چاہا کہ اپنے خاطر خواہ رانق و فاتق ہوکر انتظام کرے اور بادشاہ کو بھی گرانباری اور وقار اور تہذیب اخلاق اور
تقسیم اوقات اور تادیب اتباع اور انفصال مقدمات وغیرہ امور سلطنت مین تعلیم کرتا تھا اور بادشاہ کو جوانی اور دولت
کی غرور مین اچھا معلوم نہوتا تھا امراے دیگر بخصوص صمصام الدولہ اور خود نظام الملک اپنی کساد بازاری کو حضور مین نہین
چاہتی تھی ہمیشہ اسیطرح کجبحثی مین وقت بسر ہوتا تھا تا آنکہ بعضے امرا اور خواجہ سراؤن کی تحریک سے حیدر قلیخان نے اپنے حد سے
پیر بڑہائے چونکہ وہ بھی مرد شجاع جاہ طلب صاحب جرأت تھا صوبہ گجرات مین خوب سا روپیہ تحصیل صوبہ اور جاگیر اور
ضبطی خانہ عبد الغفور بوہرہ سے بہم پہونچایا جسکا حساب کروڑون سے گذر گیا اسقدر دولت پاکر غرور پیدا کیا کہ اپنے دل مین
یہ خیال کرتا تھا کہ امیر الامرا حسین علیخان بہادر کے مرتبہ پر فایز ہونگا امراے حضور کے اغوا سے بعزم استیصال نظام الملک روانہ ہوا اور بادشاہ
اور دیگر امرا بھی نظام کے نکالنے مین اس ارادہ سے خوش ہوے کہ نظام الملک کے ہاتھون سے امیر حیدر قلی خان کا گجرات
سے عزل کردیا اسی عرصہ مین واقعہ شب دوشنبہ غرہ محرم کو کہ صبح کاذب کے قریب ملکہ زمانی کے بطن سے دختر پیدا ہوئی
دوشنبہ کے روز ۱۵ محرم ۱۱۳۵ کو صوبہ داری گجرات کا خلعت نظام الملک کو حیدر قلی خان کے بدلے مین عطا ہوا اور

پنجشنبہ کے روز دوم ماہ صفر سنہ مذکور کو دوپہر کے بعد نظام الملک احمد آباد گجرات کو روانہ ہوا

مارا جانا نیل کنٹھ ناگر نایب سعادت خان بہادر کا اکبر آباد مین اور صوبہ اکبر آباد راجہ جے سنگہ کو ملنا اور چوڑا من کی مہم فتح ہونا

تھا برہان الملک سعادت خان بہادر کو علاوہ صوبہ اکبر آباد کے صوبہ اودہ جو راجہ گردہر سے متعلق تھا مقرر ہوا برہان الملک ساتھہ بندوبست صوبہ جدید لینے کے روانہ ہوا اور نیل کنٹھ اپنے نایب کو اکبر آباد مین چھوڑا ایک روز نیل کنٹھ ناگر فیل سوار راہ مین چلا جاتا تھا کسی عمدہ زمیندار کے استہ اسپیے ایک جاٹ درخت نیم دو شاخی سے چھپا ہوا تھا برابر پہونچتے ہی اوسنے اپنی بندوق ماری کہ فوراً چھاتی سے پار ہو گئی برہان الملک عازم تھا کہ دونون صوبہ کا مالک ہو کر اپنے نایب کا انتقام صمصام الدولہ نے فرصت پا کر صوبہ اکبر آباد کو برہان الملک سے تغیر کر کے جے سنگہ سوائی کو دلوا دیا اور برہان الملک کو فقط اودہ کی صوبہ داری ملی راجہ جے سنگہ بعد عطاے صوبہ داری اکبر آباد کے چوڑا من جاٹ کی سزا پر مامور ہو کر اوسکے اخراج پر آمادہ ہوا مدن سنگہ اپنے بھتیجے کو موافق کر کے ایک مدت تک اوسکی فکر مین مصروف رہا ناگاہ محکم سنگہ نے اپنے باپ چوڑا من کے روبرو خلاف شان پسر کے گستاخی کی باپ کو خفت ہوئی مگر شفقت پدری سے درپے انتقام نہوا لیکن مارے رنج کے زہر کھا کر ہلاک ہو گیا محکم سنگہ نے بجاے پدر بیٹھکر استمالت رعایا کر کے مہم راجہ جے سنگہ کیواسطے حکم دیا اور مدن سنگہ نے خوب تالیف قلوب کر کے رفقاے محکم سنگہ کو موافق کر لیا محکم سنگہ اس حال سے ماہر ہو کر قلعہ خالی کر کے بھاگا ۹ صفر ۱۱۳۵ ہجری پنجشنبہ کی شب مذکور قلعہ تھون فتح ہوا اور مدن سنگہ بجاے محکم سنگہ کے مقرر ہوا اور راجہ گردہر بہادر صوبہ مالوہ پا کر اوجین مین پہنچکر انتظام کرنے لگا

حیدر قلی خان اور نظام الملک کے شوریدگی انجام کو نظام الملک کا غالب ہونا

بطبق تحریر بالا نظام الملک کو جب صوبہ گجرات تفویض ہوا بالعزم تسخیر اوس ملک کے روانہ ہوا اور سامان سرانجام مناسب ترتیب دیکر اثناے راہ سے سوچا کہ حیدر قلیخان کے ملازمین کو منحرف کر دے اور خط خطوط کے سلسلہ سے اکثر اوسکی افواج کو جو کہ افاغنہ اربابی اور غزنی اور بہنی کے لشکر مین جو کہ اس قوم سے تھے بہتونکو اپنی طرف مایل کر لیا اور حیدر قلیخان سے منحرف کر دیا چنانچہ شجاعت خان رستم علیخان مہر علیخان گجراتی صلابت خان زبردست خان بابی اسد خان غزنی و دیگر سرداران بہنی وغیرہ وتوانیہ اوس سے متفرق ہوئے اور نظام الملک نے جہالوہ تک قریب گجرات کے پہونچ گیا معز الدولہ حیدر قلیخان احوال کی مشاہدہ سے گھبرا گیا مقاومت کی تاب ساتھہ آصفجاہ کے نہ دیکھی مالیخولیا کی علت پیدا ہوئی رفقاے دیرینہ نے حمایت مین بٹھا کر حضوری کی راہ لی آصفجاہ گجرات پہنچا اور وہان کے انتظام مین مصروف ہوا بعد فراغ امور ضروریہ کے صوبہ گجرات اپنے چچا حامد خان کو جو شاہزادہ خنگلی

کے نام سے مشہور تھا حوالہ کیا اور خود صوبہ مالوہ کے بندوبست کو جو گردہر کے تغیر سے اسے ملا تھا آیا اور یہان کا انتظام
کر کے عظیم اللہ خان اپنے بھتیجے کو نیابت مین چھوڑ کر حضور کو سعادت کی حیدر قلی خان معہ زر و مال حاضر حضور ہو کر
چند روز معطل رہا اتوار کو دن ۲۳ جمادی الاخری ۱۱۳۵ھ کو جشن نوروز ہوا اور اوسی روز نیکو سیر نے رحلت فرمائی اور گیارہوین
رجب سنہ مذکور کے سنیچر کی شب کو روشن آبادی محمد شاہ کی بیگم کے شکم سے صبیہ جہان افروز بانو بیگم نام پیدا ہوئی
ظاہرا حیدر قلی خان بعد سعادت گجرات کے نظام الملک کی غیبت مین مورد مراحم شاہانہ ہوا چونکہ اجیت سنگھ کی
تادیب ملحوظ تھی صوبہ داری اجمیر کی ملی اور حیدر قلیخان نے بھی بسبب شجاعت اور انکی عداوت کے جو اجیت سنگھ
سے تھی قبول کی اور حسب الامر اوسکی مہم پر روانہ ہوا آخر شعبان سنہ مذکور کو راجہ مذکور بھاگا اور اسی سال مین سید قاسم
کوتوال کے لڑکے کو کسی نے سرخ پوش کے جماعہ مین سے مار ڈالا اور قاتل بھی مقتول کے زخم شمشیر سے مجروح
ہوا اتوار کے روز غرہ شوال سنہ مذکور کو نظام الملک بعد فراغ انتظام مالوہ و گجرات کے ملازمت مین آیا اور پنجشنبہ
۲۸ ذیقعدہ سال مذکور کو چار گھڑی گذرنے پر محمد شاہ کے لڑکا پیدا ہوا اور نصف آخر ماہ محرم ۱۱۳۶ھ ہجری مین ستارہ ذو ذنب
برج دلو مین نمودار ہو کر دس بارہ روز تک آشکار رہا اور اسی مہینے مین بادشاہ کی شہری لڑکی نے انتقال فرمایا۔

بادشاہ سے نظام الملک کا آزردہ ہونا اور قمر الدین خان ولد محمد امین خان کو وزارت ملنا

ارکان سلطنت مانند اعتماد الدولہ قمر الدین خان بخشی دوم اور داروغہ غسلخانہ اور صمصام الدولہ امیر الامرا بخشی اول
اور صاحب رسالہ شاہی اور اعلی شاہی اور روشن الدولہ ظفر خان بخشی سوم اور سید صلابت خان بخشی چہارم اور خانسامان
عزت الدولہ شیر افگن خان اور اوسکے بعد اوسکا بھائی لطف اللہ خان بہادر رسالہ دار سلطانی اور صدر الصدور میر جملہ خان
اور ناظر اور داروغہ صرف خاص حافظ خدمتگار خان خواجہ سرائے عالمگیری اور بعد اوسکے روز افزون خان اور دیوان
خالصہ راجہ گوجربل اور اوسکے بعد اشرف الدولہ ارادتمند خان اور بعد ازان راجہ تجمل اور دیوان تن شیخ سعد اللہ اور
میر آتش اول حیدر قلیخان اور بعدہ سعد الدین خان اور بعد ازین حیدر قلی خان اور پس ازان مظفر خان برادر صمصام الدولہ
اور داروغہ جواہر خانہ برہان الملک اور اوسکا باپ احمد قلیخان اور میر توزک اول امین الدولہ اور دوسری داور داد خان
اور داروغہ گرز داران مبارز خان اور اسکے بعد اغر خان اور داروغہ خاص جلو اور جلو خانہ قدیم میر حسن خان کوکہ اور
عرض مکرر یعنی احمد خان کوکہ اور داروغہ نہر فیض علی حامد خان داروغہ فراش خانہ نور علی قوربیگی اور بخشی احدیان
معز خان برادر روشن الدولہ بخشی شاگرد پیشہ متانت اللہ خان راسخ ولد خان صادق قراول بیگی آلہ وردیخان اور خدمت جیب
فیض کی بہرور خان کو اور جیب خاص کی جاوید خان خواجہ سراؤن کو جواہر خان داروغہ جواہر خانہ تحتاور خان داروغہ باورچیخانہ حمید خان
داروغہ قہوہ خانہ فضل علیخان داروغہ فیلخانہ سید قطب الدین علیخان بنگھوری داروغہ حبشی یاسین خان داروغہ سرخ پوشان قولاران

الہ یار خان قلعہ دار شاہجہان آباد قایم خان ولد روشن الدولہ داروغہ وقائع کل ڈواک حکیم معصوم علی خان داروغہ سوانح ہر ایک ایک کام پر مقرر تھی لیکن روشن الدولہ دخیل مزاج بادشاہ ہو کر ہر آمد کار یقدم خلایق کرتا تھا اور شاہ جان محمد فقیر کے لڑکی کوکی نام نے محمد شاہ کے حضور مین نہایت ادب حاصل کیا بادشاہ کا قلمدان اوسکے سپرد تھا بادشاہ کی طرف سے صاحب دستخط تھی محل کے اندر حاجتمندون کی عرضی توقیع کرتی تھی عقلمند و بینا ایسے امر سے حیرت زدہ ہو کر یہ نکتہ گاتی تھی رباعی نوبت ترکیان بہ ماکیان افتادہ است ؛ بازوی شگرفی بمیان افتادہ است شاید کہ سپہر سفلہ رقصد ز نشاط ؛ شمشیر زدن بدرف زبان افتادہ است ؛ بادشاہ چونکہ جوان اور کم جرات تھا عیش و عشرت مین ہزار ہا ہان کوئی ایسا ہی کار سخت و ضروری ہوتا تو البتہ اسطرف متوجہ ہوتا او عمدۃ الملک امیر خان وغیرہ امرا اور امرازادہ خوشطبع و رنگین مزاج کی طرف طبیعت کو اپنے رغبت دی کار سلطنت سے بیغرض تھا اس سبب سے کچھ کچھ خوف وہراس امرا کیکہ عوام کے دلون سے دور ہونے لگا ہر شخص اپنے اپنے خیالی پلاؤ لگانے مین مصروف ہوا بجائے خود دم استقلال بھرتی تھے و نظام الملک چاہتا تھا کہ بادشاہ اوسکی رائے کے بموجب تعمیل کرے اور صحبت رنگین مزاجان نازنین منش و اختیار بدار المہامی زنان نازک سرشت مثل کوکی وغیرہ دل بادشاہ اور کار وبار ملکی مالی سے نکل جاوے اس سبب سے ہر ایک امیر و امرا اور بادشاہ اسکے طرف سے بدظن اور بیزارگی کرتے تھے او غیبت مین اوسکے حق مین کلمات رکیک زبان پر لاتے تھے ایسے وجوہ سے نظام الملک ملک دکن اور گجرات کو عازم ہوا چندے آمد و رفت دربار کی موقوف کر کے گھر مین بیٹھ رہا محمد شاہ اوسکے مافی الضمیر سے آگاہ ہو کر تالیف قلوب مین متوجہ ہوا قصد یہ تھا کہ ہمسے راضی ہو کر جاوے اوسنے بھی یہ ارادہ معلوم کیا بہت واسطہ و وسایل درمیان لا کر دفع رنج ظاہری کیا پس نظام الملک دوشنبہ کے روز مطابق دوم ماہ صفر سنہ ۱۱۳۷ ہجری کو مشرف ملازمت ہو کر ساختہ مہربانیوں سے خوشنود ہوا

مبارز خان صوبہ دار برہانپور کو آصفجاہ پر ورغلانا اور مبارز خان کا مارا جانا

امرائے حضور نے آصفجاہ کی آزردگی پا کر شقہ خاص بادشاہی نہایت اخفا کے ساتھ مبارز خان ناظم برہانپور کے نام صادر کیا کہ اگر ممکن ہو صوبہ ہائے مذکور آصفجاہ کے گماشتون سے چھین لیوے اور عنقریب نظامت دکن کا فرمان صادر کیا جاویگا اودہر نظام الملک نے امرائے حضور کی فتنہ انگیزیون سے اطلاع پا کر مخالفت آب وہوائے شاہجہان آباد کا اظہار کیا اور ساز گاری عناصر مراد آباد کی بیان کر کے بہ بہانہ سرکار سے اودہر کی رخصت حاصل کی اور روز یکشنبہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱۳۷ ہجری کو تھوڑی دور اودہر جا کر سیدہی دکن کی راہ لی اور یلغار کر کے ملک دکن مین جا پہونچا اور مشغول ارتبا اسباب کارزار و پیکار کا ہوا مبارز خان طمع دنیوی مین آ کر باتفاق ابراہیم خان برادر داود خان پنی اور اولاد شیخ نظام اور شیخ منہاج سرداران دکن کے جو آصفجاہ کے دشمن تھی بعزم رزم آصفجاہ برآمد ہوا آصف جاہ برادر زادہ مبارز خان نے آگہی پائی

لڑائی کو اوٹھکر آہوا اور پنجشنبہ ۲۴ محرم الحرام ۱۱۳۶ کو سخت لڑائی ہوئی چار ہزار مرد خنجر گذار و چار ہاتھی مارے گئے آصف جاہ کو فتح نصیب ہوئی مبارز خان مع رفقا کے عدم کو روانہ ہوا آصفجاہ نے اس فتح کی عرضی مع فہرست نام مقتولان و اموال سوزوتہ اور اشرفی نذر مبارکباد کی ارسال حضور کی اور خود فارغ البال سب صوبجات دکن پر متصرف ہوکر دیپی بدیر امراے دون ہمت اور بادشاہ کم جرات ہوا اور قمر الدین خان بعد سات مہینے کے جملۃ الملکی اور وزارت پر سرفراز ہوا اور اوسنے استمزاج آصف جاہ کا قبول کرکے کہا

حیدر قلی خان کا اجمیر سے آکر میر آتشی حضور پر سرفراز ہونا

آصف جاہ اور بادشاہ کے صحبت کی ناچاقی روز بروز پدید ہوئی ہرچند دونون طرف سے دیجوئی ظہور مین آتی تھی خصوص بعد جنگ مبارز خان کے کہ کسیقدر پردہ اوٹھہ گیا تھا بادشاہ نے حیدر قلی خان معز الدولہ کو مخلص یکرنگ مرد شجاع سمجھکر اپنے پاس طلب کیا اور وہ جمعہ کی روز چھبیسوین ربیع الاول سنہ مذکور اجمیر سے روانہ ہوکر دو گھڑی دن چڑہے مستفیض ملازمت ہوا میر آتشی کی خدمت مع خلعت عنایت ہوئی اور سعد الدین خان تورانی جو آصف جاہ کا متوسل اور دست گرفتہ تھا خدمت مذکور سے برطرف کیا گیا اور نیز راجہ گردہر بہادر کرتہ بعد اوتی نظام الملک کی تغیری پر مالوہ کا صوبہ دار ہوکر ملک اوجین کو گیا اور جیسا کہ چاہیے منتظم ہوا اعظم اللہ خان جو نظام الملک کی طرف سے وہان پر کارفرما تھا شاہجہان آباد کو چلا آیا

آصف جاہ نے اپنے چچا حامد خان کو باغی ہونے پر آمادہ کیا

آصف جاہ نے بعد فتح اور مشاہدہ حرکات امراے حضور کے بیلاجی اور کنہاجی سرداران مرہٹہ کو اپنے چچا حامد خان سے موافق کرکے اشارہ کیا کہ تعاقب اختیار کرین حامد خان نے بموجب ایما کے جاگیرداروں کے گماشتے اور حضور کی فوجدار کو برطرف کرکے اپنا قبضہ کرنا شروع کر دیا اور اخبار اس تمرد اور نافرمانی اور مرہٹہ کی اعانت کے حضور مین پہونچا ارکان دولت کو تدارک اسکا مشکل ہوا بادشاہ نے تو انہون کا غلبہ دیکھکر قطب الملک کی رہائی فرمائی اور کسی معتمد کے توسل سے پیغام دیا کہ اب تمسے کچھ ہوسکتا ہے اسنے درجواب عرض کیا کہ اگر عنایت شاہی نمایان ہو بروقت حصول ملازمت پانچ چھہ ہزار سوار مہیا اور خود پیش حضور آمادہ ہون مخالفون نے اس خبر سے اوسکا مکر و فریب سمجھکر بیچارہ کو مسموم کر کی جان لی

سربلند خان کا مقرر ہونا حامد خان کی تادیب کو اور نجم الدین علیخان بہادر کی رہائی او حامد خان کا فرار

مبارز الملک سربلند خان بعد تغیری صوبہ کابل کے ایک مدت خانہ نشین رہا اور دربار مین بہت کم جاتا تھا جب قطب الملک مرا حسب الحکم مخصوص حافظ خدمتگار خان کی عرضی سے مقرر ہوا کہ مبارز الملک واسطے سزاے حامد خان باغی کی متعین اور گجرات کی صوبہ داری عنایت ہو خانمذکور چونکہ مدت سے بیکار رہا اوسکا ساز و سامان محض بیکار ہو رہا تھا پس سنہ ۱۱۳۷ اٹھا لیکر وزروپیہ نقد مساعدہ کی طور پر خزانہ عامرہ سے لیکر حامد خان کی تادیب اور تسخیر گجرات کو مامور ہوا اور پوشیدہ امید وزارت بھی

ہندل کرنا تھا التماس قبول فرمایا روز جمعہ ۲۲ رجب ۱۱۳۲ ہجری کو آخر روز قید سے رہائی دیکر خلعت مع شمشیر کے نجم الدین علیخان
بہادر کو دی اور سربلند خان اور نجم الدین علیخان کو رخصت عطا ہوئی دونون امیر ایک ہاتھی پر سوار ہوکر داخل خیمہ ہوئے
رفقاے قدیم و عزیز سادات کی فوج نجم الدین علیخان کے پاس فراہم آئی کسیقدر اقتدار پایا اور مبارز الملک سپاہ دوست
تھا کوئی صوبہ ایسا ہندوستان مین نتھا جہان چند برس صوبہ داری نکی ہو اوسکے رفیق اور ملازم سابقہ جو سرکاری
مین اس روز کے منتظر تھے تھوڑی عرصہ مین آحاضر ہوئے مبارز الملک نے نیابت کی سند شجاعت خان گجراتی کو
بہیجی او حامد خان عدم مقدرت سے گجرات چہوڑ نکلا اور موضع دہد مین مقیم ہوکر کنتہا نام غنیم کو اپنی کمک پر بلایا اور
اوسکے باتفاق خود بہی گجرات پر چڑہا شجاعت خان گجرات سے برآمد ہوا اور حامد خان کی ساتھہ جنگ کرکے جان بحق ہوا
رستم خان حاکم بندر سورت اسکے بہائی شجاعت خان کے قتل کی خبر سنکر سامان حرب مین مصروف ہوا
اور پیلاجی کائیکوار کو جو اودہر حملہ کنان تھا متفق کرکے بندر سورت سے برآمد ہوا حامد خان مع اپنی جمعیت اور کنتہا
مذکور کے جو بیس ہزار سوار کے قریب تھے احمدآباد سے کوچ کرکے دریا کے کنارے آیا دونون لشکر سے مقابلہ ہوا پیلاجی
کائیکوار اگرچہ رستم علیخان کا رفیق تھا مگر کنتہاجی کی دلالت سے حامد خانکی موافقت کرنے لگا رستم علیخان بہی
اوس مرہٹہ کی دغا سے مارا گیا جب یہ خبر مبارز الملک کو اکبرآباد اور اجمیر کے دوراہہ پر جہان وہ وزارت کی امید پر
مقیم تھا ملی اوسنے متردد ہوکر بادشاہ سے استمزاج کیا چونکہ تورانیون کا نصیبہ عروج پر تھا وعدہ مذکور کے ایفا
ہوے گجرات کی طرف حکم کوچ دیا اور راجہ گردہر بہادر نظام الملک کی تغیری مین مالوہ کی صوبہ داری پر عرض کیا گیا
اور نجم الدین علیخان نے بعارضہ بیماری چند روز حاضر حضور رہکر بعد صحت اجمیر کی صوبہ داری پائی اور بادشاہ نظام الملک
کی فتنہ سازی سے بدظن تھا اور آزردہ خاطر ہوکر انکا عدو ہوا بعض خدمات اور صوبہ داری جو اعتماد الدولہ قمر الدین خان
کے نام تہین دوسرون کے نام مقرر ہوئین اور برہان الملک نے ہندوست صوبہ کو رخصت پائی اور سربلند خان اتہوین
سال گجرات کو گیا اور نجم الدین علیخان بسبب بے اسبابی کے چند روز کی توقف مین پرانے رفیقونکو جمع کرکے سربلند خانکی رفاقت پر
روانہ ہوکر اوس سے جاملا حامد خان کنتہا اور پیلاجی کائیکوار برادرون مرہٹہ کے ساتھہ متفق ہوکر بقصد محاربہ گجرات سے نکلا ہر چند مبارز الملک
نے حامد خان کو نصیحتین تحریر فرمائین مگر کچہ فائدہ نہوا حامد خان نے اپنی بخشی امان بیگ کو مع فوج کے مقابلہ پر بہیجا اونہون نے لڑکر اوسکو
بہگادیا اور امان خان میدان جنگ مین مارا گیا اور شیخ آلہ یار بلگرامی بخشی اور سردار معتمد مبارز الملک کا دوسری راہ سے
احمدآباد کے قلعہ مین داخل ہوا شہر کو قبضہ مین لایا حامد خان شکست کہا کر نظام الملک کے پاس گیا دوسرے سال نظام الملک
نے مرہٹون کو سربلند خانکی لڑائی پر آمادہ کیا اور حامد خانکو شریک کرکے گجرات بہیجا اوسکے پہونچنے کے بعد چند دو گجرات مین سخت لڑائیان
ہوئین مرہٹون نے بیل نگر اور بدہ نگر جاگیر امیر الامرا سے تاخت و تاراج کئے لیکن آخرکار غازیخان ولد سربلند خان اور نجم الدین علیخان مع سات ہزار سوار
پیادہ کے میدان کشتی پانچ ہندو مین مقابل ہوکر اون مرہٹونکو بہگا دیا اور دریاے نربدہ کا تعاقب کیا حدود گجرات صاف کردیا چونکہ مبارز الملک کے پاس بہت سی فوج تھی

پانچ لاکھ روپیہ ماہ بماہ بر سبیل ہنڈوی کے حضور سے معرفت ناظر خدمتگار خان اور بعد مرنے ناظر کے معرفت بخشی سوم روشن الدولہ مبارز الملک کے ہاتھ پہونچتے تھے تاکہ خلل تسلط اسکے کا بیچ اس ملک کے نہو اور مقرر ہوا تھا کہ جب تک ہنڈوی بابت صوبۂ ہذا قرار واقعی نہووے مداخل صوبہ مذکور کا پہرنے والا سرکار مبارز الملک کا نہو جب خبر فتح مذکور کی حضور میں پہونچی صمصام الدولہ کی صلاح بموجب فوج زیادہ کے برطرفی کا حکم اور موقوفی
دربارہ سربلند خان کے نام صادر ہوا —

گرجانا روشن الدولہ کا مرتبۂ اقتدار سے بسبب خیانت کے اور کوکی اور شاہ عبد الغفور کا اور معزولی سربلند خان کی گجرات سے باعث سعی صمصام الدولہ کے اور منصوب ہونا ابہی سنگہ کا اور قوی ہونا مرہٹون کا بسبب سستی ابہی سنگہ کی اور معاودت کرنا سربلند خان کا شاہجہان آباد کو

روشن الدولہ بہادر بہمہ صفت موصوف تھا لیکن جو بنای کار اسکی اوپر رشوت کی تھی بارہ لاکھ روپیہ نقد بابت صوبۂ کابل کی جو سال بسال روشن الدولہ کی حوالہ ہوا تھا نصف پر خود متصرف ہو کر نصف باقی کا ارسال کرتا تھا اور اسیطرح اکثر امور مین دخل خیانت ہوتا رہا امرا لوگ بہی کشیدہ ہوی پردہ کہل گیا بادشاہ نے عتاب فرمایا حکم فہمید حساب صادر ہوا متصدیان حضور نے دو کرور روپیہ اسکی ذمہ برآمد کیا بحسب الحکم بادشاہ وہ روپیہ روشن الدولہ سے طلب ہوا اور اونسے چار ناچار داخل سرکار کیا نظر سے گرا یہ کارروائی صمصام الدولہ کی سپرد ہوئی امیر الامرا کی ساری قدر جاتی رہی اور شاہ عبد الغفور جو دخیل مزاج شاہی ہو کر مختار بحالی و برطرفی خالصہ کا اور عمر اتنی تھا فی الحقیقت ایسے امور ناشایستہ بہ فراغ و عبد الغفور غافل سے ظاہر ہوئے تھے مرتبۂ اقتدار سے خارج ہو کر محبوس روانہ بنگالہ کیا گیا اوسکے مکانکی ضبطی سے دو کرور روپیہ نقد سوای جنس کی داخل خزانہ ہوی اور کوکی بہی دونون راشیونکی شریک اور مختار و مستحظ تھی اس غضب مین اسیر ہوئی اسکا بہی اندوختہ بیت المال حضور مین آیا صمصام الدولہ کو جب اقتدار کلی حاصل ہوا سربلند خانکو جو روشن الدولہ کا متوسل تھا معزول کر کے راجہ ابہی سنگہ راٹہور کو گجرات کی صوبہ داری پر بہیجا اور تاکید کی جلد تر گجرات پر پہونچکر سربلند خانکو روانہ حضور کرے ابہی سنگہ نے آرام طلبی اور غرور قدامت سے نایب اپنے کو گجرات بہیجا مبارز الملک نے نایب کی اچھی طرح گوشمالی دیکر بہگا دیا ابہی سنگہ نے دوسرے بار دوسرا نایب بہیجا وہ بہی پہلے کی مثل مرام ناکام واپس آیا تب ابہی سنگہ نہایت نادم ہوا اور خود معہ پچاس ہزار سوار اور دیگر سامان پیکار کے گجرات آیا مبارز الملک ہر چند بادشاہ اور آصفجاہ کی طرف سے تشویش

رکہتا تھا مگر بسبب قلت زر اور اسباب سفر کے قاصد مقابلہ ہوا شہر سے چند کوس نکل کر خیمہ برپا کیا مقابلہ کی نوبت آئی خوب جنگ آزمائی ہوئی مبارز الملک نے وہ پیشقدمی کی کہ ناچار راجہ کے پیر ہٹے پیچھے ہٹ گیا مبارز الملک اسی برگشتگی کو اچھی یاوری بخت سمجھا مصالحت کا خواہان ہوا اخیر روز کو چند چوبدار اور خدمتگار کے ہمراہ دستار سفید اور لباس سادہ پہنکر راجہ کی ملاقات کو گیا راجہ سنکر متحیر ہوا آخر یہ حرکت اپنے موافق مرضی پاکر استقبال کو آیا دروازہ پر ملاقات کی اور باحترام تمام لاکر مسند پر بٹھایا مبارز الملک نے کہنا شروع کیا کہ ہمارے تمہارے پرانی دوستی ہے مہاراجہ اجیت سنگہ سے دستار بدلی تھی اور برادری متحقق تھی تمہین بجاے برادر زادہ اپنے کے ہم جانتے ہین اسقدر جنگ و آویزش بپاس ناموس و ننگ مردمی کے ہوئی کوئی عداوت نہین غرض تو کار بادشاہی کی سرانجام سے ہے بندہ بہی اسی کام کو ادہر آیا تھا اب آپ کو مبارک ہو حالا اسقدر امیدوار ہون کہ کچہ اسباب سفر اور زاد راہ عنایت فرمائیے ابہی سنگہ ایسے کلمات سے شادان ہوا اپنے عملہ کو حکم دیا کہ جلد ساز و سرانجام کر دین مبارز الملک نے پہر از سر نو اوس تقریر کا اعادہ کیا اور سر نو ابہی سنگہ سے دستار بدل ہوکر اوسکی دستار کو جو مرصع گرانبہا اور بیہ سر اسکے تھی خلوص سے اوٹھاکر اپنے سر پر رکھی اور اپنی دستار سفید اوسے دی اور باہم گرا جوش کہہ ابیاتین دینے لگے بعد ازان اپنے لشکر کو مرخص ہوا جب سامان مطلوبہ ابہی سنگہ کے حضور سے عنایت ہوا دار الخلافت شاہجہان آباد کو عازم ہوا صمصام الدولہ کو جب یہ خبر ملی کہ بعد لڑائی کے مبارز الملک نے راجہ ابہی سنگہ سے خلاف مرضی اور فرمان شاہی کے ملاقات کی آزردہ ہوکر بادشاہ سے تحریک کی کہ سربلند خان کی معاف کرکے گرزدار تعین کئی جاوین تاکہ جلد روانہ ہوکر جہان اوسکو پاوین اوسی جگہہ موقوف کرین جب اوسکا قصور معاف ہوگا اپنے گہر چلا جاویگا ایکدو سو نفر گرزدار مقرر ہوئے ایک سو نفر گجرات کی راہ پر اور ایکسو نفر اکبرآباد کی راہ پر پہونچکر منتظر ہوئے جب وہ اکبرآباد پہونچا بموجب حکم حضور کے اوسکے سد راہ ہوئے مبارز الملک بضرورت اکبرآباد مین منتظر عفو تقصیر مقام کنان ہوا سپاہ ہمراہی جو اکثر نوکری سے برطرف ہوے تھے طلب تنخواہ مین گستاخی کرتے تھے برہان الملک جو انہدنون اکبرآباد کا صوبہ دار تھا اور پیشتر مبارز الملک کا نوکر رہا تھا ملتمس ہوا کہ اگر تنخواہ ملازمان قدیم کی میرے ذمہ فرمائی جاے احسن ہوگا یہ کلام سربلند خان کو گران ہوا فرمایا کہ فضل الہی سے ابہی یہ حال نہین ہوا کہ دوستون کا احسانمند ہون اور جو خزانہ کہ حرم سرا مین پوشیدہ رکہتا تھا اوس سے اشرفیان نکالکر سپاہ کی تنخواہ دی

آصف جاہ کا مرہٹون کو بہر کانا تسخیر ہندوستان پر اور ورغلانی اس نقش کی

جب آصف جاہ نے قدر دانی حضور کی دیکہہ لی مرہٹون کو ترغیب دینا شروع کیا اول باجی راؤ کو جو سپہ سالار راجہ ساہو کا تھا اور یہ راجہ سبنہا اور سیوا کی مشہور سرداران مرہٹہ کے اولاد مین تھا بہر کایا کہ صوبہ مالوہ کو راجہ گردہر بہادر

نگر سے اور گجرات کو نواب راجہ ابھی سنگھ راٹھور سے لوٹ مار کرتا چاہیے باجی راو وغیرہ سرداران مرہٹہ نے لشکر گران بیمر
راجہ گردہر بہادر اور راجہ ابھی سنگھ کے گماشتون پر چڑہائی کی حدود دونون صوبون کے محالات کو لوٹنا شروع کیا
راجہ گردہر بہادر خالی شجاعت سے تھا لڑنے کو مستعد ہوا اور نظر قلت سپاہ ہمراہ تھی حضور شاہی سے استعانت
طلب کی بیانسی کسی نے خبر لی اور وہ بہادر ایسے زد وخورد مین مدد کی حسرت مین جان بحق ہوا کوئی شخص راجہ چھبیلہ رام کا قرابتی
دیا بھت ور تام قوم گردہر سے تھا وہ گردہر مذکور کی جگہہ پر جانشین ہوا لیکن مرہٹون کے ہاتھ سے جانبری
نکر سکا اور حضور مین لکھا کرتا تھا کہ اپنی زندگانی مین مرہٹون کو ہندوستان پر یورش کرنا دشوار و محال ہے
بعد میرے ضرور الکا اثر ہند مین شایع ہوگا باوجود ایسے تحریرات کے کچہ فائدہ نہوا آخر الامر وہ بھی مارا گیا ۱۱۴۳ہجری
مین محمد خان بنگش مالوہ کا صوبہ دار ہوکر اجین پہونچا لیکن مرہٹہ کے دست برد سے اونکی سپر اوکھڑ گئے آخر
اوسکی تغیری پر صوبہ مذکور راجہ جے سنگھ سوائی کو ملا الا بپاس مذہب باجی راو کے تقویت کرتا تھا اور جے سنگھ
کی سفارش سے مالوہ کی صوبہ داری باجی راو کو عطا ہوئی انث المدا سکا ذکر کیا جاویگا صوبہ مالوہ بھی مرہٹون
کے قبضہ مین آیا اور ملک گجرات بھی ابھی سنگھ کی سستی سے مرہٹون نے لیلیا بہت سی خرابیان درپیش ہوئین
سلطنت کا کام ضعف کو پہونچا یہانتک کہ تدارک اوسکا محال ہوا ایسے کام شجاعون اور دلاورون سے آتے ہین رہا یہ بات کہ دخل نہین کچہ
شیر دلین نجاوی و تیغ جو مین میدان کین مین کار شمشیر و آہنین لادی صمصام الدولہ عیاری و مکاری سے ایسا دہانکا بندوبست کرنا چاہا کہ بلطائف الحیل
سے آصفجاہ اور مرہٹون کو عاجز کرے افسوس کوئی تدبیر کارگر نہوئی جو تدبیر کرتا برخلاف ہوجاتی امراے دولت کی
سستی سے ملک کو زوال ہونے لگا ایسے مقام پر ذو الفقار خان اور حسین علیخان یاد آتے ہین سچ ہے بقول

مصرعہ - مثل زنان زیب تن مین کرون تو مردی سے کب دشمنون سے لڑون

رعایا کی سرکشی شروع ہونا اور محمد خان بنگش کا عاجز ہونا مرہٹہ اور بوندیلون سے صوبہ الہ آباد مین

جب افواج مرہٹہ نے صوبہ مالوہ اور گجرات پر تسلط پایا اور حضور سے کچہ تدارک نہوا یہ مشاہدہ سے دیگر سرداران مرہٹہ کو
ملک ستانی اور منازعت سلطانی کی ہوس ہوئی جی راو وغیرہ نے جو گجرات و مالوہ پر قابض تھے آہستہ آہستہ جرات کی
بر نتیجہ الہ آباد اور اکبر آباد کے قرب وجوار کے فوجداریون پر دخیل ہوئے روز بروز ترقی دولت ہونے لگی انہین
دنون مین محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش صوبہ دار الہ آباد کا تسخیر بوندیلہ کو جیان کا راجہ چھترسال و نکھا تھا
گیا اور جماعہ افاغنہ کی فوج لیکر جا پہونچا اکثر مقامات بوندیل کھنڈ کے مسخر کئے اور اپنی اقامت اوس دیار مین
مناسب سمجھکر راجہ کی دار الحکومت مین مقیم ہوا راجہ مذکور اور نیز دیگر لوگ جنکا ملک قبضہ بنگش مین آیا ملاحظہ
حقیقت سلطنت مرہٹون سے رجوع ہوئے ناگپور کلان کے مرہٹون سے جو کہ ظاہرا صوبہ برار در او رنگ آباد کی

توابع مین ملک بوندیل کہنڈ کے پشت پر واقع ہے یا کہ سرداران باجے راو سے جو اطراف اجین مین سے تھے مستدعی ہوئے اور اونھون نے نقد اور نیز کسیقدر ملک دینے کا وعدہ کرکے اپنا مددگار بنا لیا محمد خان بنگش نے اپنے غلبہ اور نیز اس فتح تازہ سے مغرور ہو کر بقدر ضرورت فوج رکھ لی باقی ماندہ کو جواب صاف دیا چونکہ اوس ملک تازہ کی راہون سے آگاہی تھی راجہ مذکور مع فوج مرہٹہ غفلت کی حالت مین محمد خان بنگش کے سر پر آ پہونچا محمد خان گھبرا کر لڑنیکو سوار ہوا چونکہ مرہٹہ اور بوندیلہ کی کثرت بیشمار تھی حضرت عاجز ہوئے جای امن کی تلاش ہوئی دو تین روز کے بعد قلعہ جیت گڈہ مین پہونچکر مع فوج کے اندر قلعہ مذکور کے محصور ہوا راجہ نے مع مرہٹہ ایسا سخت گھیرا کہ ہوا بھی قلعہ مین نہ جا سکتی تھی کسیقدر فوج بنگش کی زیادہ تھی آذوقہ نے جواب دیا نایابی ماکولات سے وہ نوبت پہونچی کہ حرام حلال مین تمیز نرہی باہر آنے کی کوئی راہ نتھی غضنفر جنگ کی عیال و اطفال جو فرخ آباد مین تھے درگاہ شاہی مین مدد کو التماس کرتے تھے مگر کون سنتا تھا آخر قایم جنگ اوسکے لڑکے نے لاچار ہو کر اپنی قوم سے رجوع کی اور اوسکی والدہ نے بھی استخلاص شوہر کیواسطے عاجزی کی لاجرم پاس ہم قومی افاغنہ کا مجمع ہوا اور جسقدر روپیہ غضنفر جنگ کے لینے سے سرانجام ہو سکا اوسی مین راضی ہو کر قایم جنگ کو اپنا سردار بنایا اور جا پہونچے اور غضنفر جنگ کو دشمنون کے درمیان سے نکال کر قلعہ آلہ آباد مین پہونچایا درحقیقت یہ بڑا کام تھا جو لڑکے نے باپ کے واسطے کیا الغرض امراے حضور نے قصور مغلوب ہونیکا بوندیلہ اور مرہٹہ نے اوپر غضنفر جنگ کے تاجیح کیا پس حضور نے غضنفر جنگ کو صوبہ داری آلہ آباد سے معزول کر دیا اور مبارز الملک کی عفو تقصیر فرمائی الہ آباد کی صوبہ داری پر بھیجا یہ شخص خانہ زاد خان بہادر غالب جنگ اپنے بیٹے کو نایب صوبہ مقرر کرکے خود اکثر حضوری مین رہا کرتا تھا لیکن شکستہ دلی سے دربار مین بہت کم جاتا انھین دنون مین حیدر قلیخان نے اگے مین جلکر جان بجان آفرین ہوا اور روز چہارشنبہ ۱۰ جمادی الاولے ۱۱۴۸ ہجری کو چار پانچ گھڑی دن نکلے محمد یار خان جو عہد عالمگیر سے شاہجہان آباد کا صوبہ دار رہا تھا بگمان اے ملک عدم ہوا جبکہ روز میر آتشی کی خدمت مظفر خان برادر صمصام الدولہ کو سپرد ہوئی اس سال کی چوتھی شوال کو برہان الملک کے توپخانہ مین آگ لگی منارہ فیروز شاہی کو مع نصف حصہ عمارت پایین اوسکے گرا دیا اسی وقت مین نجم الدین علیخان نے دنیا سے کوچ کیا اسکے مرنے سے اجمیر کی صوبہ داری بھی علاوہ میر آتشی کے مظفر خانکو عطا ہوئی منگل کے روز دسوین جمادی الاخری ۱۱۴۹ ہجری کو بادشاہ خفیف سا بیمار ہو کر صحیح و تندرست ہوا ساتوین شعبان روز سہ شنبہ مذکور کو راجہ ابھے سنگہ ولد راجہ اجیت سنگہ جو گجرات سے حضور مین آیا تھا ہر چند کہ اوسکی حکومت گجرات بدستور رہی لیکن اونھون نے شورش اپنی وطن مین سنکر جو حدود گجرات مین واقع تھا روانہ ہو کر جودہپور میرتہ اپنے دار الحکومت کو پہونچا اور اسی مہینے کی دسوین تاریخ روز جمعہ کو پنجابی چونہ فروش وغیرہ اہل اسلام جمع ہوئے دعوے یہ تھا کہ اونکی جماعت مین سے ایک شخص حاجی کو کسی ہندو نے ہنگامہ ہولی مین خانہ جنگی کرکے مار ڈالا

استغاثہ کو اوسکی لاش بہی کلی روز تک دفن نہوئی خدا معلوم کیا سبب ہوا سستی ایمان یا کسی کی طرفداری ہوئی جو کسی نے اونکا تدارک اور داد نہ دی ناچار اونہون نے ہجوم کرکے مانع نماز جمعہ ہوئے قاضی کو بہی خفت دی دوسری جمعہ کو بہی وہی حال ہوا الہذا قمر الدین خان وزیر اور روشن الدولہ نماز جمعہ کو مع اپنی جمعیت کے سوار ہوئے مستغیثان دلسوختہ نے فریاد مچائی اور ایسی جسارت کی کہ روشن الدولہ مع اپنے رفیقون کے جماعت مین شامل ہوگیا فریادیون دلسوختہ نے اول لعن و ملامت بہت کی اور غیرت اور حمیت دین دکہلائی امراے مذکورہ کو کچہ خیال نہوا یہانتک کہ مستغیثان مذکور نے روشن الدولہ اور ہمراہیون اوسکی کو زیر پاپوش کاری و کلوخ اندازی رکہہ لیا اعتماد الدولہ قمر الدین خان نے اندک پای استقامت جمایا اور بان بے دستہ سر کرائے اوسکے تخویف سے ہوائیون کی ہمت گہٹی کسیقدر ہوا فرو ہوئی اندکی ہیبت و ہم اور اندکی تالیف اور تسلی فرمائی بلوہ کی آتش مشتعل بجہائی لیکن اس ہنگامہ مین اکثرون کی عزت خاک مین ملگئی اس سال مین شوال کے آخر سے تمام ذیقعدہ تک ہوا متعفن ہوگئی سکان شاہجہان آباد تپ کے عارضہ سے کانپ اوٹہے ایسی حالت ہوئی کہ بازار و دکان خالی تختہ بند ہوگئین رونق شہر کی جاتی رہی لوگ کہتے تہے کہ کبہی ایسی گرم بازاری اس بیماری کی نہین ہوئی تہی کہتے ہین کہ شروع اس عارضہ کا بیٹنہ آلہ آباد و اکبرآباد سے ہوا آخر کار دہلی اور شاہجہان آباد سے پانی پت او سہرند اور لاہور مین جا پہونچے الحمد للہ کہ آغاز بد کا انجام بالخیر ہوا ہر ایک نے شفا پائی مگر کسیقدر جنکی اجل موعود مین کچہ عرصہ نرہا تہا جانفشان ہوئے سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین واقع ماہ رجب پنجشنبہ او جمعہ اور سنیچر اور اتوار کی راتون کو جاڑے کی وہ شدت ہوئی کہ شاہجہان آباد اور دہلی کہنہ مین جسجگہ گہڑے وغیرہ مین پانی رکہا تہا برف کیصورت یخ بستہ ہوا اور آسمان سے بہی کوٹہون او مکانون پر برف گری

بادشاہ کی عزیمت اغرآباد اور بروتہہ کیطرف بطریق سیر و شکار اور وہان سے دریاؤ مین کہیں مارا ہونا مرہٹہ کی تنبیہ کو روز سہ شنبہ پانچوین رجب سنہ ۱۱۴۵ ہجری کو وقت طلوع آفتاب محمد شاہ بادشاہ بطالع سعدی قلعہ دار الخلافت شاہجہان آباد سے سیر و شکار کے لیے طرف اغرآباد و بروتہہ کے کوچ فرمایا ہوا ایک مہینے کے قریب بیچ سون پت اور بروتہہ کی مع اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ وغیرہ امرا کی شکار مین مشغول رہا بعد ازان باغ تالکٹورہ مین مقیم ہوکر چند روز سیر و شکار مین گذارے اور دریاے جمن کے پار ہوکر فرح بخش مین بارہ روز قیام فرمایا مرہٹون کی شورش اکبرآباد کی گرد و نواح تہی گوشمال کی ارادہ سے ایکدو منزل کوچ کرکے بکنار دریاے ہنڈل قریب سراے بہنکیل مین خیمہ کیا سات آٹہہ مقام ہوے جب اوس گروہ کی نکلجانے کی خبر ملی حدود مذکور سے تلپٹ کے نزدیک فریدآباد آکر شوال کے مہینے مین اوسی سالکو داخل دار الخلافہ ہوا

صمصام الدولہ مظفر خان کا مرہٹون کی تنبیہ پر جانا

۱۶ رمضان سنہ ۱۱۴۶ ہجری روز یکشنبہ کو ساڑہے تین گہڑی دن نکلے مظفر خان بہادر میر آتش برادر صمصام الدولہ نے خلعت پایا او تنبیہ مرہٹہ کی رخصت ہوا او سیوقت بارہ پلہ کے نزدیک جیوند اس کے باغمین بدون گہر آنے کی اقامت کی بدین سبب کہ مرہٹہ سنے

صوبہ گجرات و مالوہ کو جو تدارک حضور سے عمل مین نہ آیا تھا اور لوٹ مار کو دست ہوس اونکا دراز ہو رہا تھا آہستہ آہستہ قدم بڑہانا
شروع کیا اور گذری ایک زمانہ ماہ و سال کے اونہون نے رفتہ رفتہ سہل مدت مین اکید و محال لیتے ہوئے حصار
گوالیار تک جو نہایت قرب و جوار اکبر آباد مین واقع ہے آپہونچے اور متصرف ہو کر دم استقلال بار رہے تھے آصفجاہ کی مرہٹون
کی اغوا پر ساعی ہو کر آتش عناد و فساد خوب بہڑکا دی مرہٹہ تو ولین یہی ارادہ رکھتے تھے آصفجاہ کی تحریک سے
خاطر خواہ بہانہ ہاتھہ لگا زیادہ تر قدم بڑہائے جاگیرات امیر الامرا اور محالات خالصہ کو لوٹ مار مین بہی جرأت کی جب
گوالیار سے بہی گذر کر اجمیر و اکبر آباد کے متعلقات مین بہی قدم زن ہوئے امیر الامرا نے لاعلاج و لاچار ہو کر اپنے بہائی
مظفر خان کو جو گہر مین تمنا شجاعت کا دم بہر رہا تھا جنگ مرہٹہ پر مقرر کرا کر حضور سے اجازت و لوائی اور نیز دیگر امرای
بادشاہی اور بعض اپنے ہمراہی رسالون کے اوسکے ساتھہ کر دئے سپہ سالار مذکور مع فوج بیشمار اور اسباب شایستہ
پیکار کے بعزم رزم مرہٹہ سوار ہوا مرہٹہ لوگ جنکا ضابطہ جنگ چپاولی اور قزاولی کے طور پر ہے اثنای راہ مین کسی جگہہ
اوس سے نہ بہڑی مظفر خان سرونج تک جا پہونچا مرہٹہ نے چند مہینے تک عین میدان مین اوسے چہوڑ کر بیا رسد کی راہ
بند کر دی اور لڑائی پر ہر وقت آمادہ رہے مظفر خان اپنی خودداری مین رہکر حکم شاہی اور ایمای برادر کا انتظار کرتا
تھا جب حکم معاودت کا صادر ہوا شکر الہی کر کے بادشاہ کی ملازمت مین آیا بیسوین محرم ۱۱۴۲ ہجری روز سہ شنبہ کو
مشرف ملازمت ہو کر لشکن جواہر سے مشرف ہوا شاہجہان آباد پہونچکر صدقات و نذر حسب مقدور اتیار ہوئے اور
ہواخواہون نے اسکی سلامتی حال پر شکر گذاری کی اکثر اوقات مصاحبان خرد مند کی زبان پر یہ مصرعہ جاری ہوا ع
این کار از تو آید و مردان چنین کنند اسی سال مین شاہزادہ عالی تبار ولد محمد اعظم شاہ مرحوم نے وفات پائی مقبرہ والدہ
اپنی مین کہ بانوری مین واقع تھا دفن ہوا اور نیز اول یکشنبہ کو روز ۲۴ جمادی الثانی کو امیر الامرا صمصام الدولہ اور
اعتماد الدولہ قمر الدین خان نے مرہٹہ کی سزا کو رخصت پائی دونون بہادرون نے کوشش مردانہ کر کے مظفر خان کی
مانند معاودت فرمائی اور غنیم لئیم نے روز شنبہ ۱۹ شوال سنہ مذکور قصبہ سانبہر مین جو کہ شاہجہان آباد سے سو کوس
پر ہے دھاوا مارا اوسوقت وہان کی فوجدار فخرو نام ذی جاہ تہی اور تین لاکہہ روپیہ کے قریب مال و اسباب مرہٹہ کو دیکر امان
چاہی مرہٹہ نے اوسپر التفات نکر کے جیسا چاہا غارت کیا فوجدار مذکور کو صرف اوسی لباس سے جو پہنے ہوئے تہا چہوڑ دیا اور اوسی
قصبہ کی قاضی نے براہ جہالت عیال و اطفال اپنے کو مار کر کہ اصطلاح ہند مین جوہر کہتے ہین مرہٹہ سے گرم پیکار ہوا اور زخمی ہو کر دروازہ پیرا
لیکن حق تو یہ ہے کہ مردی کا حق ادا کر گیا ۱۰ ربیع الثانی ۱۱۴۴ ہجری کو آخر روز چہارشنبہ سے پنجشنبہ تک ایسی سخت بارش ہوئی کہ جسکی تصادم سے
عمارت منہدم ہو گئین رای روشن آرا مین طغیانی کی وہ کثرت تہی کہ گہر فرنگی اندر پانی قد آدم بہر اتہا اور اکبر آباد سے خبر آئی پنجشنبہ ۹ تاریخ کو وہان بہی اسی طرح

اڑاڑ و چکلہ دار کوڑہ کی گردن کشی اور جانثار خان کا مارا جانا اور برہان الملک سے انتقام پانا

اسی حالات مین مسمی اڑاڑ زمیندار چکلہ کوڑہ نے بمقتضای واہیہ حال سلطنت سے سر اوٹہایا اور اپنے حاکم جان نثار خان کو روا

عدم کیا اور اوسکا مال واسباب بنگلہ اوسکی عیال پر قابض ہو گیا اعتماد الدولہ نے یہ خبر پاکر عظیم اللہ خان کو بنابر تنبیہ بھیجا زمیندار
مذکور نے اسکی آمد سنکر وشوار گذار جنگلون کی راہ لی مکان خالی کر گیا عظیم اللہ خان بہ حیثیت ذی اوسکا گوشمال اسہل سمجھکر
خود چکلہ مذکور مین قیام کیا بعدہ خاجم بیگ خان تورانی وغیرہ کو چکلہ مذکور کی حکومت دی اور اوس مغرور کی سزا کو فرمایش
کرکے خود شاہجہان آباد واپس آیا اراڑو مغرور ہو کر بعد عظیم اللہ خان کی معاودت کے آپہونچا اور خاجم بیگ خان وغیرہ کو جان
سے مار ڈالا اعتماد الدولہ وزیر نے خرابی سے لاچار ہو کر برہان الملک صوبہ دار اودھ سے اس معاملہ کو رجوع کیا اور مبالغہ سے تاکید
لکھی کہ پاس آبروی مغلیہ واسلام کی جسطور کہ چاہیے کرے برہان الملک نہایت شجاع اور نشہ مردانگی سے مخمور تھا
۱۱۴۴ ہجری مین عازم حضور ہو کر شاہجہان آباد آتا تھا اثنای راہ سے غرہ دوم جمادی الاخری مین بھگونت اراڑو کے سر پر پہونچا
زمیندار نابکار نے چاہا کہ فریب سے اسکو بھی اپنی طرف کرلے مگر یہان فریب نچلا تب وہ آمادہ رزم ہوا جسوقت برہان الملک
راہ سے پہونچکر داخل خیمہ ہوا اتفاقاً جامہ رنگ سبز پہنے تھا جاسوسون نے زمیندار کو خبر دی کہ آج برہان الملک لباس
سبز سے خیمہ مین پہونچا ہے ڈاڑھی سفید دراز ہے اراڑو اوس خبر کے سنتے ہی کمینگاہ سے نکل مع فوج ظاہر ہوا برہان الملک
نے جبیت ہاتھی پر سوار ہو کر آراستگی فوج کا حکم دیا بعض ملازمان رکاب جلد طیار ہو گئے غرض جسطرح ہوا کسیقدر لشکر
ہمراہی آراستہ ہوا اوسوقت برہان الملک گندہ سفید لباس پہنے ہوئے تھا اور ابو تراب خان تورانی جو
اسکے عمدہ سردارون مین تھا قضارا اوس روز لباس سبز در بر اور ریش سفید رکھتا تھا اراڑو نے ابو تراب خان کو
برہان الملک تصور کرکے اسکے فیل پر متوجہ ہوا اور مع ہمراہیان جان باز کے مثال ابر آپہونچا اور فیل سواری کے پاس آکر
گھوڑے کو کدا کر برچھی اس زور سے ماری کہ اوسکی سنان ابو تراب خان کی پشت سے نکل گئی اکثر برہان الملک کی ہمراہی
اوسکے دبدبہ آمد سے روگرداں ہوئی برہان الملک چند نفر سے بمقتضاے شجاعت اراڑو کے روبرو ٹھہرا رہا تیر وکمان کی مدد سے
مین اراڑو کو گھیر لیا اور رفقای جان نثار نے تیغ وتیر کی زرافشانی دکھلائی درجن سنگھ جو اراڑو کا رفیق تھا اور پھر برہان الملک سے موافق
ہو گیا تھا برہان الملک کو بتلا دیا کہ وہ اراڑو ہے اوسکے گھوڑے کو دوڑا کر اوسکے مقابل جا پہونچا تیار ہونے لگا شجاعت کی نوک جھوک دکھانی لگی
آخر اراڑو کی جانبری نہوئی درجن کی ہاتھ سے اور برہان الملک کے تیر سے چھید کر سیدہا جہنم واصل ہوا برہان الملک نے سجدۂ شکر
ایزدی ادا کیا اراڑو کا سر کاٹ کر بادشاہ کے نذر کو اور اوسکا پوست کھنچوا کے گھاس سے پر کرکے قمر الدین خان کے لیے روانہ فرمایا اور
چند روز کے بعد سرداری لشکر کی صفدر جنگ بہادر کو دیکر خود دار الخلافت کو آیا چہار شنبہ کے روز رجب سنہ مذکور کو شرفیاب
حضوری ہوا ایکہزار نو اشرفی اور ایک خنجر اور ایک شمشیر نذر دی اور خلعت وسرپیچ مرصع وشمشیر واسپ وفیل سے سرفرازی
پائی روز یکشنبہ ۲ شوال سنہ مذکور کو حسب التماس ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ کی جو کہ داماد اور خواہر زادہ برہان الملک کا تھا
اور شیخ عبد اللہ وغیرہ اور سرداران لشکر کے رخصت ہوا سبب اسکا یہ ہوا کہ مرہٹہ کے آنے کی خبر جسے اراڑو کا اپنی مدد مین لایا تھا گوش گذار
ہوئی تھی اسی عرصہ مین نوروز شنبہ ۱۶ ذیقعدہ کو بادشاہ نے یادگار خان کشمیری کو جو چرب زبان اور امیر الامرا صمصام الدولہ کا رفقا مین تھا

راجہ جے سنگھ سوائی اور باجی راو سپہ سالار مرہٹہ کے پاس جو کہ راجہ ساہو کیطرف سے تسخیر ہندوستان پر مامور تھا مع اسناد ہردو
صوبہ مالوہ اور گجرات کے مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ جلد جا کر تالیف قلوب اور مطیع شاہی کرے اور اس سال مین واقعہ شب پنجشنبہ ۱۴
ذی الحجہ کو پہر رات گذرے روشن الدولہ ظفر خان بہادر نے رحلت کی یہ شخص فیاض وصفات حمیدہ رکہتا تھا ورشتہ ارادت شاہ بہیک نام
فقیر سے بہم پہونچائی تھی چنانچہ رضا جوئی مرشد مین تا دم زیست رہا

کسیقدر ذکر فخر الدولہ برادر روشن الدولہ کا کیا جاتا ہی

نصرت یار خان کے بعد فقیر کو معلوم نہین کہ کون کون عظیم آباد پٹنہ کا صوبہ دار ہوا اسقدر معلوم ہے کہ اغلب ۱۱۴۲ھ ہجری مین یا کچہہ کم و بیش ہو فخر الدولہ برادر حقیقی روشن الدولہ کا صوبہ دار عظیم آباد ہوا پانچ چہہ برس تک صوبہ داری مین مشغول رہا بعدہ چونکہ یہ شخص محض بیہودہ و احمق تھا اور نہایت زود رنج اور اعمال اسکے بہی ساتہہ بیوقوفی و کمینگی کے ظاہر ہوئے جو شیخ عبد الصمد جو ایک مدت تک اوس صوبہ کا مدار المہام اور مرجع انام رہا اور وہان کے صوبہ دار اسکو نایب ہی کیا کرتے تھے اور اکثر زمیندار وغیرہ اوسکی مطیع تھے ایک سہل سی بات مین کاوش ہو گئی ایذا رسانی کے درپے ہوا نا چار اپنے مکان واقع عظیم آباد سے گنگا پار ہو کر قلعہ سوانچ مین جو اوسکا بنوایا ہوا اور وہین پر چند گانون زر خرید تہے جا کر آزردہ بیٹہا فخر الدولہ نے اوس سے ہاتہہ نہ اوٹہایا پیچہے سے خود بہی پار ہو کر شیخ مذکور کو قلعہ مین محصور کیا اور درپے تخریب عزت و آبرو ہوا اوسنے لاچار ہو کر برہان الملک صوبہ دار اودہ سے توسل ڈہونڈہا اور بعد طلب برہان الملک کو مردانہ نکل پڑا اور برہان الملک کے صوبہ کے حدود مین جا پہونچا اور فخر الدولہ کی آسیب رسانی سے محفوظ ہو کر برہان الملک کے حضور مین آیا عزت شایستہ حاصل ہوئی اور فخر الدولہ نامرد واپس ہوا چند روز کے بعد خواجہ معتصم برادر امیر الامرا سے ظاہر الباس فقرا اور مشایخ ہند کے مشغلہ مین باشان و شوکت بسر کرتا تھا حرکات ناشایستہ کیے اسکو آزردہ خاطر کیا خواجہ مذکور بدرجہ نہایت آزردہ ہو کر روانہ شاہجہان آباد ہوا اور بروقت ملاقات اپنے بہائی صمصام الدولہ سے احوال فخر الدولہ کا بیان کیا صمصام الدولہ بمجرد استماع برہم ہو گیا فخر الدولہ کو تغیر کر دیا اور عظیم آباد کی صوبہ داری متعلق صوبہ بنگالہ کرکے سند صوبہ مذکور کی موتمن الملک شجاع الدولہ شجاع الدین محمد خان بہادر اسد جنگ داماد جعفر خان کے نام جو اپنے
سسر کی جگہہ پر بنگالہ کا صوبہ دار تہا بہیجی اور فخر الدولہ تغیر ہو کر شاہجہان آباد کو چلا

ذکر احوال پر اختلال شجاع الدولہ داماد جعفر خان ناظم بنگالہ

پوشیدہ نرہے کہ شجاع الدولہ کی اصل برہانپور صوبہ دکن سے ہے اور نسب اوسکا قوم افشار کیطرف پہونچتا ہے جو خراسانی ترکون مین سے جب اورنگ زیب صوبہ دکن مین تہا جعفر خان دیوان صوبہ بنگالہ کی دامادی مین جو آخر وقت مین اوسجگہہ کی نظامت کرتا تہا ہمراہ تہا جبکہ جعفر خان کا اعتماد بڑہا اسکا بہی مرتبہ درجہ ترقی پر آیا تا آنکہ جعفر خان صوبہ بنگالہ اور اوڑیسہ کی دیوانی اور نظامت پر سرفراز ہوا شجاع الدولہ اوسوقت مین صوبہ دار اوڑیسہ اور وہان کے انتظام مین مصروف تہا اسکا سبب یہ تہا کہ سسر داماد کی باہم صحبت برابر نہ تہی اکثر جدائی مین راضی تہا شجاع الدولہ نہایت جود آور

معدلت اور اخلاق حمیدہ وغیرہ صفات پسندیدہ سے موصوف تھا و جعفر خان برخلاف اوصاف اسکی نمرز شجاع الدولہ
کی بی بی زیب النسا بیگم مع اپنے لڑکے علاء الدولہ سرفراز خان بہادر حیدر جنگ کے باوجودیکہ شایستہ اور حمیدہ اطوار
تھی براہ اطاعت پدر یا اس وجہ سے کہ شجاع الدولہ کو دیگر عورات سے بھی رغبت تھی اپنے باپ کے گھر مین رہا
کرتی تھی شہر مرشد آباد مین جو جعفر خان کا بسایا ہوا ہے اور سابق مین اسکا نام مرشد قلیخان تھا مقیم تھی چونکہ
محمد علی وردیخان بہادر مہابت جنگ کی مان بھی قوم افشار اور شجاع الدولہ کی قرابتی تھی اور مہابت جنگ
مع اپنے باپ مرزا محمد اور اوسکے بھائی حاجی احمد کے اعظم شاہ مغفور کی رفاقت مین تھا بعد قتل آقا خانہ نشینی
کی بدولت افلاس مین اسیر ہوا عہد محمد شاہ کے اوائل مین اول مہابت جنگ کا باپ شجاع الدولہ کے
پاس آیا اوسنے مرزا محمد کا آنا غنیمت جانا سلوک شایستہ سے پیش آکر اپنا رفیق بنایا اس خبر سے مہابت جنگ
مرزا محمد علی بھی بنگالہ اور اوڑیسہ کا عازم ہوا نہایت صعوبت مفلسی سے شجاع الدولہ کی خدمت مین گیا یہ شخص
نہایت ہوشیار مزاج شناس آداب دان شجاع دلاور تھا شجاع الدولہ نے اسکا پہونچنا مددگاری اقبال سے
سمجھا رفاقت مین رکھا اب روز بروز زیادتی پائی اور ترقی پاتا ہوا مدارج علیا پر پہونچا جب شجاع الدولہ اور مرزا محمد علی کی
ہمدگر بکمال درجہ کے اتحاد ہوے اپنے بھائی حاجی احمد کو مع متعلقان و عیال و اطفال کے بلالیا دونون بھائی
شجاع الدولہ کے ترقی دولت مین مصروف ہوئے بندوبست صوبہ اوڑیسہ کا نہایت توفیر سے کیا مرزا محمد علی
جو جوہر شجاعت اور کاردانی سے نہایت آگاہ تھا اپنے باپ اور بھائی اور دیگر رفقاے شجاع الدولہ سے زیادہ
نام آور ہوا شجاع الدولہ نے اسکے لائق منصب اور خطاب محمد علی وردیخان حضور سے طلب کیا چونکہ جعفر خان
شجاع الدولہ سے کسیقدر سرگردان تھا چاہا کہ علاء الدولہ کو جو اوسکا پوتہ تھا بعد اپنے نظامت اور دیوانی صوبہ
بنگالہ کی ہی اس مقدمہ مین اپنے وکلا کو تحریک کی اور شجاع الدولہ اس مدعا سے ماہر ہوکر محمد علی وردیخان
اور حاجی احمد سے مصلح ہوا اونہون نے تدبیر مناسب وقت تجویز کر کے اپنی تجویز سے چند نفر زبان آور ہوشیار
حضور کی وکالت مین بھیجے اور عرائض کے مسودے واسطے بادشاہ اور امیر الامرا کے باندازِ عجیب و لطافت غریب
تحریر فرمائے اوسمین یہ استدعا کی کہ سند صوبہ بنگالہ و اوڑیسہ مع دیوانی وغیرہ کے بنام شجاع الدولہ کی عنایت
ہو اور مردم معتمد فرقہ سپاہ رفقاے دیرینہ شجاع الدولہ کو ظاہر مین برطرف کرا کر رخصت کیا کہ مرشد آباد جاکر
متفرق دار الامارہ کے نزدیک منتظر خبر ورود شجاع الدولہ کے رہین چونکہ موسم برسات قریب آگیا تھا اور یہ
اندیشہ تھا کہ کٹک سے مرشد آباد کا انسداد راہ ہو جائیگا اپنے اور سپاہ کے سواری کے واسطے کشتیان مہیا کرکے
بہت سے ملاح بھی ملازم رکھے تاکہ جسوقت جعفر خان کی نہضت کی خبر دریافت ہو فوراً روانہ مرشد آباد
ہو جاوین اور نیز ایک پوشیدہ ڈاک شاہجہان آباد تک بٹھائی تھی تاکہ جسوقت اسناد صوبہ داری صادر ہو

فوراً خبر پہونچی اور بیشتر روزمرہ خط خطوط شاہجہان آباد کے پہونچا کرین جب یقین ہوا کہ دو چار روز جعفر خان اور بھی دنیا
کا مہمان ہے شجاع الدولہ مع علی وردیخان وغیرہ رفقا کے بقدر مناسب بعض جگہہ خشکی اور بعض جگہہ کشتیون سے
گذر کر مرشدآباد کو چلا اور اپنے لڑکے محمد تقی خان کو جو کسی دوسری عورت کے شکم سے سوائے زیب النسا کی تھا نایب
مقرر کیا راستے مین جعفر خان کے انتقال کی خبر پائی جب چہہ منزل اور بڑہا صوبہ داری کی سندین بہی وصول ہوئین
جسجگہہ کہ فرمان حضور بادشاہ کا پہونچا تھا اوسکا نام مبارک منزل رکہا اور رات دن یلغار کر کے نہایت شتابی
سے جعفر خان کے دارالامارت مین پہونچا چہل ستون دیوان عام ساختہ جعفر خان مین مع اپنے رفقا کے نزول اقبال
فرمایا مجرد پہونچنے کے اپنے آدمی بہیجکر عملہ وقائع نگار و سوانح نگار وغیرہ کو بلایا بعد حاضری مسند امارت پر جلوس
فرماکر حکم دیا کہ قوانین اسناد ٹہرین اور شادیانہ دولت خداداد بجانا نذرین لینا شروع کین اوسکا لڑکا علاء الدولہ
سرفراز خان چونکہ محض نادان اور اپنے زعم مین ولی عہد اور جانشین جعفر خان کا تہا اور خاطر جمع رکہتا تھا کہ ہمسری
کی مجال تصرف نہین ستے اوسوقت خواب غفلت سے چونکا جبکہ باپ کے نقارہ دولت کی دہون دہون کان مین سنائی
چونکہ دارالحکومت سے ایکدو کوس کا فاصلہ تہا بعد وصول خبر متحیر ہوکر عملہ فوج سے مشورہ طلب کیا اکثر ہمراہیون
نے ایکدل ہوکر عرض کیا کہ جب فرمان شاہی اور خزائن دفائن جعفر خان کے تمہارے باپ کے پاس اور قبضہ مین
آگئے بجز اطاعت کے مفر نظر نہین آتا لاچار طوعاً وکرہاً تنہا سوار ہوا اور بعد شرف پائی ملازمت پدر نذر مبارکباد
پیش کی شجاع الدولہ نے مالی ملکی مہم اپنی ذمہ لیے بعد ازان حسب صلاح محمد علی وردیخان اور حاجی احمد اور رای
میان عالم چند جو اونکا دیوان قدیم تہا اور فی الحقیقت فرقہ ہنود مین لیاقت دار اور عمدہ دانشمند تہا اور نیز
دیگر دولتخواہان مانند جگت سیٹہ فتح چند جسکی دولت اور ساہوکاری کرور دن سے بڑہ گئی تہی اور اپنے زمانہ مین
بی نظیر تھا امور کار و بار کی بنیاد ڈالی انکے سوا کسی پر اعتماد نتہا تا بامکان ہر امر کے تفتیش خود ہی کرتا تہا حق و انصاف کو
خوب ہی پہونچتا تہا حق حقدار کو ملتا تہا جعفر خان کے عہد مین جو زمیندار اور مالگذار صوبہ بنگالہ کے قید ہوا کرتے تہے
جو جو اذیت اونپر جی ہوتی تہی افسوس آتا ہے کہ اوسکی بدگوئی سے زبان قلم پشیمان تقریر ہو بموجب بیت نہ ایسے برے طور پر
یاد ہین کہ پس ماندگان اوسپہ نفرین کرین : الغرض شجاع الدولہ نے زمیندار وغیرہ قیدیونکو طلب کر کی جنکی بیحرمتی تہی رہائی دی اور دوسرے دن کہ
بلاکر کہا کہ اگر تم لوگ رہائی پاؤ ادائے مال سرکار اور اطاعت و فرمانبرداری مین پیش قدمی کرو یا نہین اونہون نے عرض کیا کہ اللہ تعالی عمر دولت کی
افزایش کرے ہم لوگ رہائی پاکر اس وقت سے ہزار چند زیادہ زیر اطاعت رہینگے اور اس قول و قرار پر سوگندین یاد کین
اور بناے لقتان زرسیہ جگت سنگہ کے وساطت پر چہوڑ کر شجاع الدولہ نے ہر ایک کو خلعت فاخرہ سے بقدر لیاقت سرفراز کر کی
رخصت کیا اس عدالت نوشیروانی سے بنگالہ جسکا نام جنۃ البلاد تہا اوسکے عہد مین اسم بامسمی تہا بندگان خدا اسکے عہد
خداوندی مین دست مدعا رسے سرفراز خان کو بدستور دیوان صوبہ مقرر کیا اور محمد تقی خان پسر دوم کو اوڈیسہ کی صوبہ داری

پرچہوڑا اور جہانگیر نگر ڈہاکہ پر مرشد قلیخان بہادر رستم جنگ اپنے داماد کو مقرر کیا اور ناگپور کی فوجداری سید احمد خان اپنے
بہتیجے کو جو مہابت جنگ پسر حاجی احمد تہا دی اور زین الدین احمد خان چہوٹے بہتیجے کو اکبر نگر راج محل کی فوجداری اور پیشکاری
فوج کی نوازش محمد خان بہتیجے اور داماد کلان مہابت جنگ کو تفویض کی اور کل امور ملکی و مالی مین محمد علی وردیخان اور
حاجی احمد اور رائے رایان عالم چند اور جگت سیٹہ فتح چند صاحب بمشورہ شجاع الدولہ کے مقرر ہوئے تا آنکہ فخر الدولہ تغیر ہوا
صوبہ عظیم آباد بہی ضمیمہ صوبہ بنگالہ ہو گیا اور امیر الامرا صمصام الدولہ نے اوسکی سند شجاع الدولہ کے نام صادر فرمائی

صوبہ بنگالہ مین عظیم آباد کا ملنا اور اوسکی نظامت مہابت جنگ کے نام ہونا اور شروع دولت و اقبال

شجاع الدولہ نے نائب عظیم آباد کے تجویز مین دولتخواہون سے شورہ طلب کیا چند نفر کا گذر ہوا شجاع الدولہ نے کسیکو لائق نہ دیکہا چاہا کہ اپنے دونون لڑکون مین سے کسیکو وہانکی نیابت پر مقرر کرے مگر سرفراز خان کی مان زوجہ شجاع الدولہ نے جدائی گوارا نکی اور تقی محمد تقی کی مہاجرت لی بہی جسکو یگانہ سمجہتے تہے روادار نہوئی آخر الامر شجاع الدولہ کی رائے نہوئی کہ اوس ملک زر طلب کو صوبہ اودہ اور الہ آباد اور برار اور اورنگ آباد سے ملحق ہے اوسکا سوال جواب اور اوسکا بندوبست کرنا بہتر محمد علی وردیخان سے دوسرے سے ممکن نہین اور دولتخواہان بیغرض نے بہی اس رائے کی تصدیق کی شجاع الدولہ نے نیابت صوبہ عظیم آباد کی مع اضافہ پنجہزاری اور خطاب مہابت جنگی اور بہادری اور عطاے پالکی جہالردار اور علم و نقارہ کے محمد علی وردیخان کے واسطے تجویز کیا اور اپنے وکیل کے معرفت حضور مین التماس کیا کہ بتدریج عنایت ہوا اور امیر الامرا کو بہی لکہا شجاع الدولہ نے اظہار احسان کیواسطے خان مذکور کو حرم سرا مین بولا کر عظیم آباد کی صوبہ داری کا خلعت اپنی طرف سے دیا اور اپنی فوج ملازم سے کسیقدر ہمراہ کر دیا چند روز قبل اس عروج کے جب مہابت جنگ کی لڑکی سے جو زین الدین احمد خان کو بیاہی تہی ایک لڑکا پیدا ہوا مرزا محمد نام چونکہ مہابت جنگ لاولد تہا اس لڑکے کو اپنی ولدیت مین قبول کر کے پرورش کرتا تہا اب کہ اس دولت کو پہونچا اوسکا مین قدم سمجہکر زیادہ تر محبت کرنے لگا اور اپنے دونون داما دون کو مع دیگر بعض اقربا کی ہمراہ لیکر مرشد آباد سے عظیم آباد آیا ایکسال کے بعد شجاع الدولہ کی ملازمت مین آکر مورد الطاف ہوا بعدہ اپنے صوبہ کو چلا گیا انہیں دنون مین سابقہ منصب پنجہزاری مع پالکی جہالردار و نقارہ و علم وغیرہ کے جسکے درخواست شجاع الدولہ نے کی تہی حضور شاہی سے مہابت جنگ خان کو پہونچی چونکہ مہابت جنگ مرد ہوشیار تجربہ کار تہا شروع انتظام کر کے آراستگی فوج اور تالیف قلوب رعایا و سپاہ اور تادیب مفسدین متمردین مشغول ہوا تہوڑے سی زمانے مین عمدہ سامان سروری پیدا کر لیا جسکی طرف سے ذرا بہی تمرد پایا فوراً تادیب کرنا شروع کی عبد الکریم خان

نامے افغان روہیلہ جسکے پاس ڈیڑہ ہزار ہم قوم رفیق تھے اور اپنے برابر دوسرے کو شجاع و دلیر نجانتا تھا اور درحقیقت ایسا ہی تھا مہابت جنگ چاہتا تھا کہ یہ شخص اسکا رفیق اور مطیع رہے مگر اوسکو اپنے غرور مین دوسرے کی اطاعت سے کچھ غرض نہوئی خود سری پر آمادہ ہوا مہابت جنگ نے دیکھا کہ اسکے ساتھ طرح دینا درحقیقت مایہ فساد کی افزائش کرنا ہے صلاح یہ ہے اسکی سزا دیجاوے تا دیگر گردن کشون کی ہمت شکست ہو ایکروز بعض ہمراہیون مانند والد راقم اور چند کس دیگر سے شورہ کیا کہ جب وہ متمرد کل صبح کو آئے تقصیرات سرکشی و گردنکشی سے منہ کر کے سر کاٹ لو چونکہ وہ مغرور دس آدمی سے مجرے کو حاضر ہوتا تھا اور بیرون دروازہ سو دو سو اوسکے ہمراہی کھڑے رہتے تھے اور خود بھی نہایت شجاع و بیباک تھا ہر شخص کا جبہہ تھا کہ اوسکا سامنا کرے لہذا دو تین آدمی جو اسکام کے لائق نظر آئے مامور ہوے صبح ہوتے حسب الحکم تعمیل ہوئی اور رعب مہابت جنگکا جیسا چاہیے نوکرون کے دلین جانشین ہوا دیگر زمینداران صوبہ جو کہ مغرور اور مفسد تھے اور بعض سے کسیقدر گستاخی بھی ظاہر ہوئی سزا کے لائق کو پہونچے اور چند کس جنکی پیشانی حال سے آثار دولتخواہی پائے ممنون احسان الطاف بے پایان ہوئے یہ شخص شجاع الدولہ کو راضی اور خوشنود رکھکر اپنے استحکام دولت مین مصروف تھا اب پہر احوال دار الخلافت کا لکھا جاتا ہے باقی احوال مہابت جنگ کا دوسرے مقام پر ذکر آئیگا

ذکر تقرری امیر الامرا صمصام الدولہ اور وزیر الممالک اعتماد الدولہ کا باجی راو مرہٹہ کی تنبیہ کو

بیشتر لکھا گیا ہے کہ محمد شاہ یادگار خان کشمیری سوالجواب کیواسطے راجہ جے سنگہ سوائی کی وساطت سے مرہٹہ کے پاس بہیجے گئے اور صوبہ داری مالوہ اور گجرات کی بہی مرہٹہ کو دی گئی تھی جب مرہٹون نے پند و نصیحت شاہی سُنی اور سرکشی سے باز نہ آئے ہفتم ذیقعدہ ۱۱۴۹ھ ہجری روز یکشنبہ کو گیارہ گھڑی روز گذرنے پر امیر الامرا صمصام الدولہ نے تنبیہ غنیم کو رخصت پائی اور ایک پالاندہ مرحمت ہوا امیر الامرا بے اسکی گھر کو جاے شاہجہان آباد سے نو کوس پر واقع تلپٹ مین جاکر مقیم ہوا اور سنیچر کے دن اوسی ماہ و شہر کو دوپہر کے قبل اعتماد الدولہ بہی ایک پالاندہ پاکر تادیب مخالف کو مرخص فرمایا گیا اسنے چار باغ مین جاکر نقل مکان کیا امیر الامرا صمصام الدولہ خاندوران خان بہادر منصور جنگ گوشمال مخالف کی ارادہ سے مع فوج ملازم خود اور رسالہ ہاے شاہی جملہ چالیس ہزار سوار کے ہمراہ اور توپخانہ وغیرہ سامان حرب وپیکار کے لشکر آراستہ کر کے نواح اکبرآباد مین بعض راجہ ہاے ہندوستانی کو ہمراہ لیتے ہوے روانہ ہوا اکثر اوقات اسکے ہمراہی خوف و امید مین رہتے تھے اور اعتماد الدولہ مع سرداران مغل و ہند و ستانی کہ جو اوسکے ملازم تھے اور غیرہ دیگر مغل اور تورانی ملازمین شاہی وغیرہ بیگران

رفیقون کے ساتہ اجمیر کے راستہ مین انتظار غنیم کرتا تہا اور محمد خان بنگش بھی فرخ آباد سے جو اوسکا
اور فرخ سیر کا بسایا ہے نکلکر حسب الحکم بادشاہ روبراہ مرہٹہ تہا لیکن ایسے امراے مقتدر سے کبکی
جرات تہی کہ خود مرہٹون پر چڑہکر کچہ کام کرین اور دشمنون کو شکست دیکر صفحہ روزگار پر نام دلیری
وبہادری قلم تہور سے لکہین صمصام الدولہ بجاے خود تدبیرات خیال کرتا تہا اور راوسکا خلاصہ جی سنگہ
کو لکہتا تہا اور جوکچہ اوسکے دل مین گذرتا وہ امیر الامرا کو بہی اطلاعاً حوالہ زبان قلم کرتا اور راجہ
ابہی سنگہ راٹہور اپنے وطن مین دنکو تو نشۂ افیون مین اور رات اسی پیچ وتاب مین بسر کرتا تہا کہ کیا کرنا چاہیے
جب امیر الامرا طلب کرتا ایک نہ ایک عذر وحیلہ لکہہ بہیجتا۔ اسیطرح اعتماد الدولہ کبہی غافل از کار
اور کبہی خوف ودہشت مین گرفتار رہتا تہا اور ہمیشہ مشورہ اپنے رفیقون وہمعصرون سے کرتا مگر عقدہ کشائی
نہوتی تہی اور امداد واعانت نظام الملک سے چاہتا تہا پس نظام الملک کہ صمصام الدولہ اور بادشاہ کے
ہاتہ سے نہایت آزردہ ہوکر دکن چلا گیا تہا اس فساد کی اصلاح مین کچہ ساعی نہوتا تہا بلکہ چاہتا تہا کہ
ارکان دولت کی جس طرح سے ہوسکے تذلیل اور کسر شان ہو اور بادشاہ بسبب بدطینتی کے جو
آصفجاہ سے رکہتا تہا اور نیز امیر الامرا کی ممانعت سے اس مقدمہ کی صلاح نظام الملک سے کچہ ظہور مین
نہ آتی بلکہ امراے تورانی کو اپنی مدد پر نہین چاہتا تہا رات دن تذبذب مین بسر کرتا تہا کسی کام کی بنیاد
درست نہین ہوتی تہی امراے بیقدر ومنصبداران معذور جو بادشاہ کے حضور مین دم مار سکتے
تہے اور بعضون کو تو دراصل کچہ لیاقت بہی نہتی اور بعضے مانند عمدۃ الملک وغیرہ بنظر ناراضی امیر الامرا
کے کوئی تقریر خلاف اونکے عرض نہین کر سکتے تہے اور جو مبارز الملک سربلند خان کہ مرد لیاقت شعار
وجرار تہا کبہی کبہی کچہ کہتا تہا کبہی بادشاہ بہی کسیکا کہنا امیر الامرا کے برخلاف نہین سنتا تہا ہان بادشاہ
کے دل مین جو کچہ عبور کرتا وہ امیر الامرا اور اعتماد الدولہ کو لکہتا اور یہ بہی عذر آمیز عرایض ارسال کیا
کرتا ہر ایک امرا اور بادشاہ مرہٹہ کی صلح پر راضی تہے امیر الامرا نے بہی استیصال مرہٹون کا بہی اپنی
طاقت سے باہر سمجکر واسطے شورہ جنگ وصلح کی چندروز انفصال مقدمہ ملتوی وزمانہ آیندہ پر
چہوڑکر معاودت بدار الخلافت کی اس ضمن مین خبر تسلی افزا پہنچی کہ برہان الملک نے مرہٹون کی
سزا جیسا کہ چاہیے دی اس خبر سے کسیقدر امراے ہراسان کی دلجمعی ہوئی۔

صف آرائی برہان الملک کی جماعت غنیم لئیم سے اور بہاگنا اوس سیہ گلیم کا کمال خوف و
وبیم سے وبرہمکاری صمصام الدولہ امیر الامرا کی باعث کجی راہ مستقیم سے

برہان الملک سعادت خان بہادر بہادر جنگ باوجودیکہ صرف صوبۂ اودہ اور خواص بادشاہی کی داروغگی رکہتا تہا

اور یہ نسبت امراے ثلثہ مذکورہ کے نہایت چہوٹے رتبہ مین تہا مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور جو یاے
نام تہا امراکی بدنامی اور مرہٹہ کی چیرہ دستی دیکہکر باوجودیکہ اسکے بہوئیون سے کچہ غرض نہتی کیونکہ اسکے صوبہ
کی سرحد شمال رویہ گنگا کی تہی مگر بپاس عزت لشکر آراہوا اور مع اپنے داماد ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ
اور سامان ضروریات لڑائی کے دار الامارۃ سے نہضت کرکے عبور گنگ فرمایا عزم تہا کہ دریاے
جمن سے بہی گذرے اور راجہ بہداور کی کمک کرے کہ ہمارا ہی متوسل ہے ہرچند کہ مرہٹون نے راجہ مذکور کو قلعہ
بند کیا تہا اسی سبب سے برہان الملک نے راجہ کی بروفق تمناے دلی مدد کی اور جواب عرضی بہیجا کہ تو ہرگز
دل تنگ نہو اور رایک حبہ مخالفین کو نہ دے عنقریب مین دایرہ دولت پر پہنچتا ہے۔ چونکہ مرہٹہ اور بوندیلہ
جماعت کثیر سے باتفاق باہمی دریاے جمن کی گہاٹون پر محافظ تہے آسانی سے جلدی مین عبور میسر نہوا
اور راجہ مذکور نے مرہٹہ کی ہاتہ سے سخت صدمہ پایا اور راو ملہار جو عمدہ سردار باجی راو کا تہا پایاب کی
راہ دریاے جمن سے اوترکر غفلت مین برہان الملک کی عقب مین آکر چکلہ اٹاوہ سے موتی بلغ واقعہ
اکبرآباد تک جہان آبادی پائی آتش نادانی مین جلادی اور قصبہ سعد آباد اور جالیسر کو لوٹ لیا۔
برہان الملک روز دوشنبہ ۲۳ ذیقعدہ سنہ ۴۹ کو ناگہانی بلاکی طرح راو ملہار کے سرپر جا پہونچا
اکثرون کو قتل اور راو کے تین عمدہ سردارون کو اسیر کرکے اعتماد پور تک جو چار کوس پر تہا تعاقب
کیا راستہ مین کشتونکے پشتے ہوگئے راو ملہار زخمی ہوکر فرار کر گیا بہاگتے وقت جو نہایت گہبراہٹ اور بدحواسی
مین واقع ہوا ارادہ ہوا کہ دریاے جمن جہان سے پایاب گذرے تہے عبور کرین مگر بیہوشی مین راہ
بہول کے کدہٹ گہاٹ مین جا گرا زنجیر موج نے سیکڑون کی ہاتہہ پیر باندہ باندہ کر دریاے عدم کے
کنارے لگادیا ملہار راو مع قلیل جماعت کے جو ہمراہ اوسکے نیم جان کی مانند رہگئے تہے باجی راو
کی بارگاہ مین جو سپہ سالار فوج دکن اور قصبہ کوٹلہ آبادی سادات گوالیار کے متصل مقیم تہا آیا
برہان الملک اوسکے تعاقب مین دس دس کوس بلکہ زیادہ چلتا تہا واقع دہولپور بڑی جبدار الخلافت
تہی اٹھارہ کوس دریاے چنبل کی اسطرف ہے یہ خبر سُنی کہ باجی راو وہان پر ٹھہرا ہے اس ارادہ سے
کہ جہان ملجاوے مقابل ہوچلا گیا جب کچہ اثر اوس بدگوہر کا نہ ملا دو روز آرام لیکر تیسری روز پہر لشکر مین منادی کی
کہ سواران لشکر ہر ایک چار روز کی ماکولات ہمراہ لیکر ہمرکاب ہون اور خود بہی مشک وغیرہ نان
و آب بافراط مناسب ہمراہ رکہا اور نیز یہ بہی صدا دی کہ جو ملازمین شاہی سے رہجاوے گا گہوڑے کی
اوسکے دم کاٹکر تشہیر کیا جاوے گا خزاین گران اور ہاتہی اور گہوڑے اور اونٹ واضراب توپ
قدر حاجت وقت ہمراہ لیکر دلین یہ قرار دیا کہ اگر وہ ملعون دریاے چنبل کی اوس پار ہوگا مع

فوج پار ہو کر جاوینگا پس سارا سامان ضروری فراہم کرکے روانگی کا ارادہ ہوا-

صمصام الدولہ کا مانع ہونا برہان الملک کو تنبیہ اعدا سے اور جلوریز پہنچنا ان بدذاتونکا شاہجہان آباد پر اور غارت کرنا اور لوٹ لینا شہر کو

جب برہان الملک کی جرأت اور تہوری اور مرہٹہ کی مغلوبی کی خبر صمصام الدولہ کو معلوم ہوئی شرمندہ ہو کر چاہا کہ اسکے ہمراہی مین اپنا نام پیدا کرے یا کہ اسے بھی مانع ہو کر بدنام کرے لہذا شترسوارونکو متواتر بتعاقب مع خطوط کے اس مضمون سے بھیجا کہ ہم بھی عنقریب آپ سے ملتے ہین تا ہمارے پہونچنے کے توقف کرو تاکہ ہم تم باتفاق ہمدیگر غنیم کی گوشمالی مین ساعی ہون ہرگز جلدی نہ کیجیگا برہان الملک نے عین وقت سواری جو یہ آگاہی پائی بمجرد ملاحظہ مضامین مذکورہ کے متوقف ہوگیا تین چار روز کے بعد امیر الامرا بھی پہونچا حسب الحکم بادشاہ کے جو قرب مرہٹہ سے اندیشہ مند تھا اور امرائے صاحب فوج کو اس مہم کے مدافعہ پر مامور فرمایا تھا قمر الدین خان بھی مع فوج اپنی کے دار الخلافت سے تیس کوس پر صوبہ اجمیر کی راہ پر تھا اور محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش بھی مع اپنی جمعیت کے کسیطرف مامور تھا جب صمصام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتین ہوئین اور مہمانون کی ضیافتین ہوچکیں اس عرصہ مین چھ سات روز کی دلجمعی غنیم کو ملی اور برہان الملک کے تعاقب کا ڈر دل سے نکل گیا شاہجہان آباد کو فوج سے خالی سمجھکر اوسنے روز سہ شنبہ ہشتم ذی الحجہ سنہ مذکور کو باجی راو سپہ سالار مرہٹہ نے تعلق آباد مین پہونچکر شاہجہان آباد کے آدمیون کو جو ہندو مسلمان معبد کالکا مین واسطے تماشا کے جمع ہوئے تھے خوب لوٹا اور خواجہ قطب الدین کے مزار پر رات کاٹ کر بدہ کی صبح کو مینا بازار اور دیگر دوکانات کو جلاکر خاک سیاہ کردیا اور دوپہر کو قریب قصبۂ بالم کو تاراج کیا کالکا کے بھاگے ہوئے لوگ شہر مین جاکر پہونچے اور ورود مرہٹہ کی خبر اگر دی شہر والون کو عجب طرح کا دغدغہ اور امید و بیم پیدا ہوا بادشاہ نے عجائب سیاہ امرا اور آراکین جانم کو حکم دیا کہ دفع مخالفین کو عازم ہون امیر خان اور راجہ بختمل اور میر حسن خان کوکلتاش اور منور خان برادر روشن الدولہ اور عبد المعبود خان اور شیو سنگہ سردار رسالہ عنبری وغیرہ سرداران حسب الحکم شاہی سرائے قاضی اور تال کٹورہ مین جگہہ مناسب متصل شہر کی دیکھکر صفین آراستہ کرکے روبروے غنیم استادہ ہوئے اونمین سے میر حسن خان اور شیو سنگہ نے جو کہ جرات بے تجربہ اونکی عقل رکہتی تھی قدم بیشتر کو بڑہایا ہرچند عمدۃ الملک نے جو مرد ہوشیار تجربہ کار تہا ممانعت کی کہ مرہٹہ کی لڑائی بخصوص ایسے وقت مین پیش روی مناسب نہین یکجائی خوب ہے مگر ان دونون مغرورون بے شعورون

سے نہ سنا چند قدم چلے تہی کہ تہوڑی سے مرہٹہ دور سے نمایان ہوئے اور ان سب مین اپنی قلت
دکہلا کر دور تر تعاقب مین لے گئے پہر بکثرت چار ونطرف سے گہیر لیا سیف وسنان چلنی لگی کسی شخص نے
ہمراہیان میر حسن خان سے مجروح نکلکر امیر خان کے پاس آکر کہا کہ کہڑے کیا کرتے ہو ہمارا سید امام مارا
جاتا ہے - امیر خان نے جو کہ خوش طبع بذلہ گو لطیفہ سنج تہا اوسوقتمین اپنا طریقہ کلام ظہور کیا کہ مجہے بارہ امام
سے غرض ہے اگر تیرہوان مارا جائے کچہ ممانعت ضرور نہین - چونکہ ہندوستانی لوگ گہوڑے کی سواری
مین مہارت نہین رکہتے تہے اکثر مقتول ہوے میر حسن خان مع بعض باقیماندگان کے مجروح میدان سے پہر کر
سلامت آیا اور ہمراہی اوس لڑائی کے بہاگے ہوے بے سروسامان برہنہ پا یک بینی دو گوش پریشان
سے بہدوش اپنے اپنے گہرونمین پہنچے امیر خان وغیرہ امرا شام تک مسلح کہڑے رہے رات کو خیمہ مین گئے
شاہجہان آباد کے ہنگامہ کی خبر بسبب عدم مسافت اور قرب دار الخلافہ کے سنکر یا کہ مرہٹون کو
اپنے روبرو پاکر مخوف تہا ئی بادشاہ امراے متعینہ بیرونی نے شاہجہان آباد کی جانب یلغار کیا -
اعتماد الدولہ جو بہ نسبت دیگر امرا کے بہت قریب تہا جلد پہونچا اور ۹ ذی الحجہ روز چہارشنبہ کو مرہٹہ سے
خفیف لڑائی کی مرہٹہ ہٹکر پیچہے جا پڑا برہان الملک اکبرآباد سے منگل کے دن ۸ ذی الحجہ کو یلغار کرکے
بدہ کے روز بعد طے مسافت کے قصبہ تلپٹ مین کہ متصل دار الخلافہ کے ہے آیا اور دوسرے روز
عید الضحی کو دار الخلافہ مین داخل ہوا صمصام الدولہ بہی ہمراہی مین آپہونچا تیسرے روز بنگش بہی
آکر ملحق ہوا چونکہ غنیم شمشیر آبدار برہان الملک کی غنیم کو ایک مرتبہ آسودہ کر چکی تہی اسکی خبر سننے سے
بیتاب ہوکر قصبہ ریواڑی اور پاٹوڈہی کی طرف چلے اور دونو قصبون کو من مانا لوٹا اور اوس راہ سے
گجرات و مالوہ کو پہنچے چونکہ سواے برہان الملک کے دوسرے کو تعاقب کی ہوس نتہی ہر ایک معذرت
خواہ ہوا کسی نے اونکے تعاقب مین پیش قدمی نکی بادشاہ اور وزیر اور امیر الامرا نے چوتہ دینے پر
رضامندی اظہار فرمائی صلح کرکے آتش فساد بجہائی - بادشاہ نے آصفجاہ نظام الملک کو بانی
مبانی فساد مرہٹہ اور پریشانی بہی سمجہکر دلجوئی اوسکی ضرور جانی آخر سنہ ۱۱۴۹ مین شقہ عنایت اور عطاے
خطاب آصفجاہی اور منصب وکالت مطلق اور اضافہ منصب ہشت ہزاری وغیرہ رعایات سے
دلداری کرکے طلب حضور کیا اوسنے دکن مین اپنے لڑکے نظام الدولہ ناصر جنگ کو نائب مقرر
کرکے حضوری کی راہ لی ہنوز اسکے آنے کی خبر آئی تہی کہ صمصام الدولہ نے مرہٹہ سے صلح کر لی باین خیال
کہ اسکا توسل نہوا اور اقرار یہ ہوا کہ مرہٹہ لوگ تابع بادشاہ اور امراے حضوری رہین
آصفجاہ کی سبجا آوری نہ کرین - مرہٹہ نے بدتمیزی امرا کی دیکہکر طرفین سے اپنا کام پختہ کیا بعد

چندے آصفجاہ دار الخلافت مین آیا دوشنبہ کے دن سولہوین ربیع الاول سنہ ۱۱۵۱ ہجری کو پہر دن چڑہے مستفیض ملازمت ہوا اور پنجشنبہ ہفتدہم ربیع الثانی کو خلعت صوبہ داری اکبرآباد اور مالوہ کی جی سنگہ اور باجی راو کی تغیری پر غازی الدین خان پسر آصفجاہ کو مرحمت ہوئی روز جمعہ ۱۸ ربیع الثانی کو عبد الصمد خان کی وفات کی خبر سنی اعتماد الدولہ کو خلعت ماتمی مرحمت ہوا اور نیز خلاع ماتمی اور بحالی صوبہ لاہور اور ملتان کی ذکریا خان پسر عبد الصمد خان وغیرہ ورثہ کے نام لاہور کو ارسال ہوا حسب الحکم حضور بادشاہ آصفجاہ نے باجی راو کی تنبیہ کا عزم کر کے اکبرآباد آیا اور عازم مالوہ ہوا اکبرآباد کے گہاٹ سے گذر کر اٹاوہ اور مکنپور ہو کر کالپی سے دوبارہ عبور جمن کر کے ملک بوندیلہ مین آیا وہان کی راجہ کو مع فوج ہمراہ لیا اور بعد طے منازل بہوپال جو توابع صوبہ مالوہ مین تہا آیا باجی راو نے فوج سنگین کی ساتہ دکن سے استقبال کیا سنہ مذکورہ بالا واقع ماہ رمضان بہوپال مین مقابلہ ہوا لڑائی بخت آزمائی شروع ہوئی اس عرصہ مین خبر پہنچی کہ نادر شاہ بہت نزدیک آگیا پس آصفجاہ نے مصالحہ کر کے جلد شاہجہان آباد کی راہ لی۔

سیف الدین علیخان کا مقتول ہونا اعتماد الدولہ کی عداوت سے اور عظیم اللہ خان کی شقاوت

امراے نفاق پیشہ حضور نے کہ سمجہ بوجہہ نرکہتے تہے ایسی مہم سخت مرہٹہ کو تو ایک چہوٹا سہل سا کام سمجہتے تہے ہان باہمی عداوت کی فکر مین رہا کرتے تہے کہ فلانے کی جڑ کسطرح کہودیئے دیکہیئے انہین دنون مین سیف الدین خان قطب الملک سے کنارہ کش ہو کر خانہ نشین ہوا تہا جاگیر اور تعلقہ قدیم موروثی مین گذر اوقات کرتا تہا کسی سے کچہ غرض نرکہتا تہا جسقدر رسد رزق رازق حقیقی نے دیا تہا مع چند ضعیف و ناتوان خاندانی کے بسر کرتا تہا اعتماد الدولہ وغیرہ تورانی سادات سے عداوت جبلی رکہتے تہے اور امیر الامرا حسین علیخان بہادر مرحوم کے کسی اقربا کی وجود کے خواہان نتہے ہمیشہ اسی غریب کی مارنے مین بہانہ جو تہے اس سبب سے اعتماد الدولہ نے حشمت خان نامی کو چکلہ سہارنپور دیدیا کہ سیف الدین علیخان وغیرہ منتسبان امیر الامراے مغفور کے ضیاع و اقطاع کی ضبطی کرے اوس بد ذات نے فوجدار ہو کر سید کی اولاد پر دست درازی کرنے کا ارادہ کیا کہ سیف الدین علیخان وغیرہ سادات کو قوت روزمرہ سے عاجز و محتاج کرنے نوبت بانیجا رسید کہ جب بیچارون نے کسیطرح اپنا رفاہ ندیکہا اور مثل مشہور ہے مرتا کیا نہ کرتا مقابلہ مین طیار ہوئے اور اوس بدبخت سے لڑ بہڑ کر جب کچہ زور نچلا عدم کی راہ لی اعتماد الدولہ عظیم اللہ خان نے بعد کشتہ ہونے جان نثار خان اور وحلیا بی بہگوت وارا وکو

عار نسمجھا اور تدارک اوسکا ضرور نہ ہوا اور اب کہ حشمت خان اپنی خودسری اور ظلم پروری سے
سادات کی ہاتہ سے مارا گیا اعتماد الدولہ کو نہایت برا معلوم ہوا انتقام کی فکر ہوئی فوراً عظیم اللہ خان کو
کہ نایب ابی سفیان کہنا چاہیے سالار لشکر بناکر مع باقیماندہ فوج توران اور علی محمد خان روہیلہ اور فرید الدین
خان اور عظیم اللہ خان فاروقی شیخزادہاے لکہنؤ سے جو قمر الدین خان کی طرف سے فوجدار مرادآباد کی
تہے واسطے قتل و غارت سادات بارہہ مامور کیا اور یہہ بدسر پہونچکر صف آرا ہوے۔ سیف الدین علیخان
مع چند بہائیون برادرون کے جو ایسے نازک وقت مین شریک ہوے چار ناچار بپاس حفظ آبرو مقابلہ
کو نکلا اور باوجود کمی لشکر اور تہوڑی توپ و تفنگ وغیرہ دیگر سامان جنگ و جدال کے تشنگان آبرو
کی خواری اور ذلت مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا قریب تہا کہ فی النار و السقر ہوجاوے ناگہان دوسری فوج
روہیلہ کی مدد پر آپہنچی اور آتے ہی طرف پہلو و پشت سے بندوق اور بان سر کیے آن کی آن مین سیف الدین
علیخان اور اوسکے ہمراہیون کا شربت شہادت نوش کرایا بعد ازین بیحیائی سے زور دکہلایا قصبہ جانسٹہہ
جو سیف الدین علی خان اور اوسکے باپ دادے کا مسکن قدیمی تہا گہر خانہ سادات مین غارتگری شروع کردی
کہ سیدہاے پریشان حال کو تکلیف پہونچائی عیال و اطفال کی نوبت بزنی دکہلائی قصبہ مین حشر کی واویلا
تہی اوسکے ظلم و جفا سے اولاد پیغمبر کی آہ و نالہ چرخ نہم پر کروبیون کے کان کہرے کرتی تہی اوسی زار
نالی کی خیال مین آجتک صبح و شام چرخ بی پیر خون آنسوؤن سے روتا ہے نمود شفق کا فقط بہانہ ہی ہوتا ہے
اون دنون شفق کی سرخی اس کثرت سے نمود ہوتی تہی کہ دیکہنے والون کی آنکہہ مین خون نکل آتا تہا نجومی لوگ
اس خون ریزی اور شفق انگیزی کی علامت سے کہتے تہے کہ عنقریب قتل عام ہوتا ہے تلافی مافات مین خلق
کثیر کا کام ہوتا ہے۔

کابل کے بندوبست مین خلل ہونا اور نادرشاہی کا حادثہ ظاہر ہونا

جب صمصام الدولہ کا اقتدار حضور مین بڑہا جس کام کو چاہتا اپنی عقل کے بموجب کر ڈالتا اور اوسکا اثر
جلد ظاہر ہوکر موجب فساد ہوتا منجملہ ان سب امر کی جو مرہٹون کے ساتہ گذرا لکہا گیا اور جن تفرقات
سے کہ صوبہ کابل کی مصارف مین اور اوسکے استحکام کی عدم ضوابط مین مفسدہ برپا ہوا یعنی نادرشاہ
کا ورود ہند مین ہوا اور اوس صوبہ کے حالات اور انسداد عبور سے جو غافل نرہتا امکان تہا کہ نادرشاہ
کا عبور اس آسانی سے نہوتا ناصر جنگ صوبہ دار کابل مرد صالح غفلت و زرا اکثر شکار دوست تہا جب شکار
سے واپس آتا تلاوت و عبادت مین مصروف ہوتا تنخواہ نقدی صوبہ کابل کی جو حضور سے جاتی تہی

صمصام الدولہ نے اوسکا بہیجنا بیوجہ جانکر مسدود کیا اور اوسکی راہون کی خبر اور دور ہاے گذارہ کی کیفیت سے نہ تو صوبہ دار خبر لیتا نہ امیر الامرا کو پروا ہوتی اس سبب سے محافظ راہ سے برخاستہ ہوے سستی کار سلطنت اور غفلت عملہ بادشاہی کی شہرت جو ہوئی کسیکو خوف جزا بر خیانش سزا نرہا ہر شخص اپنا من مانا قول و فعل کرنے لگا راہ سے جو چاہتا آتا جاتا بادشاہ و امرا کو خبر بھی نہ ہوتی اور نہ اسکا تدارک تہا کہ کیون خبر رسانی نہین ہوتی عجایب واقعات سے یہ ہی کہ سلاطین سلسلہ علیہ صفویہ کو مطلقاً سلاطین ہند سے کسی مقدمہ مین رجوع نہین رہا اور بابر بادشاہ اور اوسکا لڑکا ہمایون جو مورد الطاف خاقان صفویہ ہوسے ظاہر اور انکار ہی اودہر سے بلا غرض استحکام رسم صوری کی بے سلسلہ ارسال رسل و رسایل مسمم تہی و نوبت متحرک تہا اور ادہر سے نسبت فقدان ادبیت کی یہ سلوک مبذول نہوتی تھے چنانچہ باوجود ظاہر نہونے حوادثات کے ملک ایران مین اور متسلط ہونے شاہ طہماسپ ثانی کے تخت موروثی پر بعد تنبیہ مفسدان کے محمد شاہ بادشاہ ہند کو ہرگز رسم پرسش اور تہنیت کی یاد نہائی بلکہ پیرویس افغان سے لطف آشنائی خرچ ہوا اور اوسکی لڑکی حسین کے ساتہ بھی اوا خر مین جبکہ قندہار پر ضابطہ ہوا تہا باوجودیکہ ملتان پر چڑہکر موجب غارتگری ہوا خط بہیجوایا گیا۔ اور شاہ طہماسپ نے بلا غرض باوجود مسافت دور کے بعد فتح اصفہان اور استیصال افغان کی کسی امیر کو ہندوستان بہیجا اور اوس ایام کا سارا وقایع لکہا اور یہ بہی خط مین اشعار فرمایا کہ چونکہ افغان بقیۃ السیف یہان سے فرار ہوے ہین بجز ہندوستان کی کوئی ملعاون انکا نہین اگر وہان آئین راہ نپا یئن۔ اسکا جواب چند روز کی بعد محمد شاہ نے سخنان مفرح سے لکہکر ایلچی کو مرخص فرمایا اور جب شاہزادہ عباس مرزا بجاے پدر تخت نشین ہوا ایک ایلچی ہند کو آیا اوس خط مین بہی ایسیہی کلمات درج تہے اوسے بھی بطرز اول رخصت ملی جب نادر شاہ تخت نشین ایران ہوا اکسی معتمد قزلباش کو برہان الملک کے پاس جو اعظم امرا تہا بہیجا اور اوسکے اور پیر محمد شاہ کے نام خطوط لکہے تہی فرستادہ مذکور کو بعد پہونچنے ملک ہندوستان کے چورون نے غارت کیا اوسنے ہزارون خوشامد سے نامہ لیکر بمشقت تمام خط مذکور پہونچایا لیکن لوٹ لیجانے کی تاب نپائی۔ محمد شاہ اور امراے ہند ایلچی ایران کے باربار آتی اور حسین افغان کے بادشاہ ہوتی اور قلعہ قندہار کی ضبطی اور صوبہ ملتان کی چڑہائی سے مشوش ہوکر آصفجاہ کو اوسکے صوبہ مین نجالی دیا حضور مین رکہا تاکہ بروقت ضرورت بموجب اوسکے صلاح دید کی تعمیل ہو یہ آصفجاہ گرگ باران دیدہ سرد و گرم روزگار چشیدہ تجربہ کار مرد ہوشیار محمد اورنگ زیب کی عمدہ اقرباؤن سے تہا جب نادر شاہ نے

قندہار آکر قلعہ تسخیر کیا محمد خان ترکمان کو جو امراے صفویہ سے تھا برسم پیغامبری ہندوستان کو بھیجا اور شکایت سخنان گذشتہ کی تحریر کی جب وہ دار الخلافت مین آیا خط دکھلایا اوسکو مقیم کراکر تحریر جواب سے ساکت ہوے چند انکہ وہ درخواست رخصت کی کرتا تھا کچہ سود نتھا کاہے اصل جواب کے لکھنے مین اندیشناک ہوتا کبھی یہ خیال ہوتا کہ اگر لکھیے القاب کیا لکھنا ہوگا متحیر اور سرگرداں تھے مقیم رکھیے ایلچی سے تدبیر ملکداری یہ سمجھے تھے کہ شاید حسین خان مع متحصنان قندہار کے نادر شاہ پر فتحیاب ہوں اور چونکہ محاصرہ قندہار کو طول ہوا اور محمد خان کی بھی مراجعت مین دیر ہوئی نادر شاہ نے اوسکے نام ایک فرمان چہہ نفر سواران صبا تگ کے ہاتہ روانہ کیا لکہا تہا کہ حقیقت اور سبب تعویق لکھکر جلد روانہ ہو چونکہ جواب نہ ملتا تہا یہ رخصت پاتا تہا اس پر بھی کچہ حصول مدعا نہوا بالجملہ جب قندہار کے محاصرہ کو ایک برس گذرا اور شہر نادر آباد کی تعمیر تمام ہوئی نادر شاہ نے فرمایا کہ لشکر قزلباش نے دہاوہ کرکے پٹھانوں کو بیدست و پا قتل و مجروح کرکے قلعہ مذکور تسخیر کر لیا حسین افغان مذکور قید ہوا اسکے چند سال بعد افغان ہر طرف سے ہندوستان آئے اکثر افغان سرکار و نمین ملازم ہوکر داخل سپاہ ہوے علی محمد خان معروف بہ روہیلہ جو کہ اعظم اللہ خان کی جنگ مین سید سیف الدین علیخان کی رفاقت مین عظیم اللہ خان کی اعانت کی اور مورد عنایت اعتماد الدولہ ہوا بعض محالات جاگیرات خالصہ سیف الدینخان پر بطور ملکیت کے خالص ہوگیا اگرچہ اصل مین گریختہ جاٹ اور کسی پٹھان کا پسر خواندہ تہا لیکن چونکہ مرد شجاع صاحب جرات تہا روہیلہ ہاے گریختہ قندہار کو اپنا رفیق کر لیا اور اونکا اجتماع سے روہیلہ کے نام سے مشہور ہوا اور اکثر ملک مانند انولہ اور سنبہل اور مراد آباد اور بداون اور بریلی وغیرہ پر متصرف ہوا پس جو جو لوگ کہ باعث تکلیف سے ممانعت محمد شاہ کو کرتے تھے بیرون حوصلہ اور اوسکے انضباط سے باہر تہا کیونکہ دریا سے کابل اور اوسکا ضبط نارسائی صوبہ دار اور بے خبری امرا اور بادشاہ اور عدم التفات اور موقوفی تنخواہ مقررہ سے واقع ہوا کسی کو کسیکے عبور و مرور سے خبر نتھی خود صوبہ دار تو پیشاور مین رہا کرتا تہا ایک ادنی صوبہ دار کابل پر مقرر کر دیا تہا مجال ضبط راہ کی کسکو مجال تھی اور مترددین اور مسافرین کی احوال سے کون آگاہ تہا کہ تدارک اوسکا کیا جاتا ہرگاہ نادر شاہ ایسا بادشاہ سالہا سال پہلو بہ پہلو رہا ہو اور کوئی اوسکے ارادہ سے مطلع نہوا ہو تو پھر کہ دوسرے خبروں کا احوال ان بے خبروں کے نزدیک کیا ہوگا — نادر شاہ نے قلعہ قندہار کو خراب کرکے حکم دیا کہ لوگ وہاں کی نادر آباد مین اقامت کرین اور کابل و غزنین کے طرف حرکت

سکے کوتوال کابل کو پیغام دیا کہ ہمین محمد شاہ کی ملک سی کام نہین لیکن جو اسطرف پٹھانون کا مسکن ہی اور کسیقدر مغرور بھی ادہر آ گئے ہین پس غرض اونکی سزا سے ہی لہذا چاہئیکہ سبب ہر اس ہوکر رسم مہمانداری بجا لاسیے اور خود کنار شہر کابل خیمہ زن ہوا کوتوال اور کابلیون نی نصیحت نہ مانی آمادہ پیکار ہوئے قزلباشون کو حکم ہوا کہ سزا دین محصورین بموجب حملہ ہونی سکے امان خواہ ہوئے اور پناہ پاکر اطاعت قبول کی قلعہ خالی کردیا اوس سرزمین مین جہان جہان قوم افغان فراہم ہوئے تھے تہ تیغ نادری جانفشان ہوئے ــ نادر شاہ محمد خان ایلچی کی زیادہ توقف سی نہایت آزردہ ہوا چند نفر کابلی کو زبانی پیغام دیکر روانہ شاہجہان آباد کیا فرستادہ لوگ لاہور ہوتی ہوئے شاہجہان آباد آئی کسی نے انکی بات نہ سنی اور جسنے سنی اوسنے کچہ نہ سمجھا معتمدین سے سنا گیا ہے کہ جسوقت کابلیان مذکور کے زبان سی دوسرے مسافر باشور جو اوسطرف سی آتا تہا اور کوئی اخبار اور پیغام نادر شاہ کا سنکر امیر الامرا تک پہونچا تا تہا خاندوران کچہ ملتفت نہوکر بطور استہزا کہتا تہا کہ یہان کی آدمیونکی کوٹھی اونچی ہین کہ مغل اور قزلباش کو دیکہتے ہین اور اوسکے مصاحبین اور رفقا کو ــ کابلیون کو بہیجنا اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کا قریب سمجہا تہا اور نادر شاہی ایلچی کو فرستادہ زکریا خان تورانی جو کہ اعتماد الدولہ صوبہ دار لاہور کا پسر تہا جانتا تہا جو لوگ اس خبر کی تصدیق کرتے استہزا مین ٹالتا جب کہ امیر الامرا کی یہ فہمید تہی جسکے اختیار مین کل پیغام سلطنت تہی تب اورون کا خدا حافظ غور سی دیکہو اے صاحبان بنائی خیر نادر شاہ نے پہر کابل سی کسی لشکری کو مع دس سوار کی سفارت مین بہیجا جب جلال آباد پہونچکر فرود آئے جماعہ حرامیون نی گہر کو گہیر لیا اول ہتہیار رکہائے اور آخر کو دس آدمی مار ڈالے ایک نی بہاگ کر یہ ماجرا اظہار دیا کابل مین سات مہینے نادر شاہ مقیم رہا جب اپنے دس سوار کے قتل سے خبردار ہوا نہایت بیقرار ہوکر جلال آباد کو کوچ کیا اور شہر مین پہونچکر قتل عام کیا خلق کثیر رائگان ہوئی ایک غریب و عجیب امر یہ کہ جنہون نے اون دس نفر ہمراہیان سفیر کو مارا تہا اونکے سردار کو محمد شاہ کے حضور سے خلعت تیار ہوکر ارادہ تہا کہ ارسال ہو مگر قتل عام جلال آباد کے باعث توقف ہوا جس روز سی کہ ہندوستان مین ورود نادر شاہ کی خبر کابل مین پہونچی تہی خاندوران اور نظام الملک اوسکی لڑائی پر نامزد ہوکر شاہجہان آباد مین مقیم تہی اور آوازہ عزیمت کابل مشتہر کرتی تہی اور اسکو سمجہا تہا کہ ہمارا آوازہ عزم سنکر نادر شاہ جلال آباد سی پیشاور کو چلا جاوے ــ

لڑنا ناصر خان کا نادر شاہ سی اور مغلوب ہونا اور نادر شاہ کا لاہور آنا اور زکریا خان کا مغلوب ہونا اور محمد شاہ کی فیما بین کچہ معاملہ

ناصر خان حاکم صوبہ کابل مع فوج موجودہ سد راہ ہو بیٹہا اور ہمت سی افاغنہ کو فراہم کرکے مسالک دشوار گذار کو

مانند درہ خیبر وغیرہ کے اپنی دانست مین محکم اور مضبوط کر دیا اور آمادہ محاربہ نادرشاہ بیٹھا تھا نادرشاہ نے اوسی پیغام دیا کہ ہم فلانی روز پہچین گے بہتر یہ ہے کہ سر راہ چھوڑ دے — اوسنی کچہ نسنا ہرگز رستہ نہ اوٹھا نادرشاہ روز موعود کو آپہونچا ناصرخان کی فوج سے اکثر لوگ قتل ہوئے اور خود ناصرخان زندہ مجروح کسی قزلباش کے ہاتھ سے قید ہو کر اپنے کو ظاہر کیا اوسنے نادرشاہ کے حضور مین حاضر کیا چند روز کے بعد خلعت فاخرہ پایا اور نادرشاہ پیشاور مین نزول فرما کر دریاے اٹک کے پار اوترا مملکت پنجاب مخصوص شہر لاہور مین قیامت ظاہر ہوئی ہر شخص نے لوٹ مار شروع کر دی اور بہتون ہزارون نے راہون کو گھیر لیا اور آپس مین ستیز اور آویز کو رائج کیا لاہور کے حاکم نے غرور فوج کثیر سے دریاے راوی پر لشکر آرائی کی کیا خوب یہ مثل راست ہوئی کہ کیفیت صلح اور جنگ احمقونکی مثل لڑکون کی غرایب وعجایب ہے القصہ نادرشاہ مع فوج کی گھوڑے دریا مین ڈال کر پار اوترا چند سوار قزلباش سپاہ لاہور پر دوڑ اوٹھے لاہوری سپاہ و سوار یہ غلبۂ نادری دیکھکر پس و پا ہوئے آخرکار حاکم مع ہمراہیون و مشیرون کی قلعہ بند ہوا نادرشاہ نے متصل شہر خیمہ کیا زکریا خان نے عرضداشت نیازمندی ارسال کر کے امان چاہی اور حضور نادری مین آکر خلعت یاب ہوا نادرشاہ کسیقدر لوگ قلعہ لاہور مین چھوڑ کر شاہجہان آباد کو چلا —

محمد شاہ کا نہضت کرنا شاہجہان آباد سے اور کرنال پہونچنا اور محاربہ نادرشاہ کی سرگذشت

چند روز پیشتر سے محمد شاہ مع امرا و لشکر کے شہر سے نکل کر آہستہ آہستہ وہ نورد تہا دو مہینے مین چار منزل طے کر کے کرنال مین آیا اور جو نہر علیمردان کی لائی ہوئی تہی اوسکے کنارے خیمہ زن ہوا گرد لشکر کے توپخانہ چنا اور زنجیرون کے سلسلہ سے خوب جکڑا — نادرشاہ نے دو تین بار لاہور سے لشکر ہندوستانی کے دوچار ہونے تک محمد خان ایلچی کی واپسی کو پیغام بہیجا مگر یہان سے رخصت نہ دی جاتی تہی خدا معلوم اوسکے ٹہرا رکہنے سے کیا غرض تہی — صمصام الدولہ نے ہرچند راجہ جی سنگہ سوائی وغیرہ راجہاے ساج پوتیہ کہ محل اعتمادی تہے مدد پر بولایا مگر وہ عذر کر گئے اور آجکل کا حیلہ لگاتے تہے اور نادرشاہ اور امرا کی آنکہین برہان الملک کی راہ دیکھہ رہی تہین واے غفلت کہ نادرشاہ مع لشکر نہایت قریب آگیا تہا اور لشکریان محمد شاہی کو اوسکے کوچ و مقام کی کچہ خبر نتہی تا آنکہ ایک روز چند گہسیارے جو گہاس لانے کو چار پانچ کوس لشکر سے نکل جاتے تہے پانچ چہ گہڑی دن چڑہے مجروح و خستہ آکر مظہر ہوئے کہ قزلباشون نے آگہیرا اوسوقت نادرشاہ کی آمد گرم ہوئی اور فوج مین تہلکہ عظیم و خوف و بیم جلوہ

جانب غنیم دکھلانے لگا اسوقت اس طوفان طغیانی سے آتش انتظار برہان الملک بھی بجھ گئی۔

برہان الملک کا لشکر محمد شاہی مین آنا اور لڑائی کا آہنگ ہونا

اسوقت مین برہان الملک کے قریب آجانے کی خبر بادشاہ اور امیر الامرا کو معلوم ہوئی روز سہ شنبہ پانزدہم ذی القعدہ سنہ ۱۱۵۱ ہجری کو خاندوران لشکر سے نیم کوس پر استقبال کو گیا اور برہان الملک کو ہمراہ ملازمت شاہی مین لایا حکم ہوا متصل امیر الامرا کے خیمہ زن ہو برہان الملک وہان پہونچکر انتظار لشکر اور بنگاہ کرتا تھا ناگہان خبر آئی کہ بعض نادر شاہیون نے اوسکی بنگاہ لوٹ لی برہان الملک نے اس خبر سے مضطر ہوکر امیر الامرا کو پیغام دیا کہ اب بندہ اپنی فوج و اسباب کی حمایت کو جاتا ہے یہ کہکر حرکت کی صمصام الدولہ نے یہ پیغام بادشاہ سے اور بادشاہ نے آصفجاہ سے کہلا بھیجا آصفجاہ نے جواب دیا کہ ایک تہائی دن سے باقی رہگئی ہے اور ہنوز لشکر برہان الملک کا آسودہ نہین ہوا لڑائی کی صلاح نہین اوسے حکم دیجئے کہ شتابی نہ کرے صبح کو ہیئت مجموعی دشمن پر چڑھا وہو گا محمد شاہ نے بھی جواب صمصام الدولہ کو کہلا بھیجا صمصام الدولہ نے آصفجاہ کی سہل انکاری پر خیال کر کے کہلا بھیجا کہ اب برہان الملک دور نکل گیا کچھ عجب نہین کہ فوج مخالف سے بھی اویزش ہوگئی ہو اسپر جان نثار مستعد مرد جرار کی مدد نہ کرنا خلاف مصلحت ہے اور کوئی جای پانہ جاتے بندہ اوسکی کمک پر روانہ ہوتا ہے یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوکر مع ہمراہیان اور توپخانہ موجود جلوس وغیرہ مختصر سامان سے متوجہ لشکر ہوا پہر دن رہا تھا کہ برہان الملک کے پاس جا پہونچا برابر آدہ کوس کے فاصلہ پر جا ٹہرا نادر شاہ نے لشکر کے دو حصہ کیے بعض کو اپنے ہمراہ رکھکر ان کے مقابلہ پر بھیجا اور لشکر سواری کے تین حصہ کر کے ایک اپنے ہمراہ لیا اور دو حصہ دونو امرا کی جنگ کو روانہ کیے قزلباش امیر الامرا کے سر پر جا پہونچے دو گہڑی مین تمام لشکر برہان الملک اور صمصام الدولہ کا بگڑ گیا اور ہمراہیان امیر الامرا جنہین اکثر نامور مانند اوسکے بھائی مظفر خان کے تھے مارے گئے اونین سے بڑا لڑکا صمصام الدولہ کا اور علی حامد خان اور شاہزاد خان اور یادگار خان اور مرزا عاقل بیگ کمل پوش مع اپنے رفقا کے اور میر کلو بیسر میر شرف اور رتن چند خلف راے خوشحال چند پیشکار میر بخشی وغیرہ تھے اور امیر الامرا مجروح مع چند رفقا کے باقیماندہ کی تلوار میدان رزم سے لوٹکر سر شام لشکر مین آئے بندوبست سلاطین ہند کی خوبی دیکھیے قبل اسکے دیکھنے کے خیمہ وغیرہ سامان بنگاہ غارت ہوگیا تھا جب یہ پہونچا کوئی جگہہ نتھی کہ اسکی لاش بیجان استراحت پذیر ہو آخر کہین سے خیمہ لاکر استادہ کیا اور امیر الامرا نے وہین شب بسر کی اعتماد الدولہ و آصف جاہ و خواجہ سرایان محلی بادشاہ پرسش اور عیادت کو آئے اور نہایت

افسوس سے دعاے بقاے عمر مین مصروف ہوئے صمصام الدولہ نے جو کسیقدر ہوش رکہتا تہا
آنکہہ کہولکر نہایت ضعف سے جواب دیا کہ مینے اپنا کام تمام کیا اب تم اپنی خبر لو مصرعہ نکیا مینے تم کرو پرہیز
اسقدر البتہ کہتا ہون کہ بادشاہ کو نادر شاہ کی ملاقات کو اور نادر شاہ کو شاہجہان آباد لیجانا باقی
جسطرح سے نہ سمجہو اسی جگہہ بلاکر دور کرو آصف جاہ اور اعتماد الدولہ بعد گفت و شنید کے اسکے خیمون مین
اٹہہ گئے اور صمصام الدولہ نے روز سہ شنبہ ۱۹ - ماہ مذکور کو رحلت فرمائی - اور برہان الملک کو
جو میدان مین کہڑا اور اوسکے ہمراہیون مین بعض مقتول اور باقیماندہ مضطرب باہم مجتمع منتظر تہے
لشکر قزلباش نے چارون طرف سے گہیر لیا ایک ترک نیشاپوری جو برہان الملک کا ہموطن تہا جرات کرکے
برہان الملک کے ہاتہی کے برابر جا پہونچا برہان الملک نے جو نہین تیر مارا خاندکور نے آواز دی کہ او
محمد امین دیوانہ ہوا ہے کس سے لڑتا ہے اور اپنی فوج مین کس سے اعتماد رکہتا ہے یہ کہکر نیزہ زمین مین گاڑکر گہوڑے کو
باندہ دیا اور ہاتہی کا رسیمان پکڑکر برہان الملک کے عماری پر جا پہونچا برہان الملک جو کہ ضابطہ ایران سے
آگاہ تہا بموجب اوسکے اطاعت بجا لایا اور اسیر پنجہ تقدیر ہوکر اوسکے ہمراہ حضور نادری مین گیا نادر شاہ
نے عفو تقصیر فرمائی چونکہ شام ہوگئی تہی نادر شاہ خیمہ کو گیا برہان الملک صمصام الدولہ کا فوت ہونا
سنکر امیر الامرائی کا امیدوار ہوا سخنان مصلحت آمیز نادر شاہ سے کہہ سنکر دو کروڑ روپیہ دینے پر
مصالحہ کرکے معاودت کی اور یہ قرار کیا کہ آصفجاہ آنکے دو کروڑ روپیہ انعام دے اور نادر شاہ
معاودت کرے پس ایک رقعہ متضمن اس نوید کا بادشاہ اور آصفجاہ کو لکہہ بہیجا جب یہ رقعہ پہونچا آصف جاہ
اور نادر شاہ جو سر بہ گریبان تردد تہے نہایت شادان ہوے محمد شاہ نے جلد آصفجاہ کو رخصت دی اور
آصفجاہ نے بوساطت برہان الملک مشرف ملازمت ہوکر اسے زر معہود کیا اور بخوشی خوشی منزل
مقصود کو واپس آیا اور بادشاہ کے حضور مین پہونچکر اپنی کاردانی اور دولتخواہی ظاہر کی چونکہ عہد و پیمان
صلح کا کر آیا تہا امیدوار امیر الامرائی کا ہوا بادشاہ نے خوف جان سے اور سلامتی سلطنت سمجہکر استرضاے
آصفجاہ لازم سمجہی اوسوقت آخر روز شنبہ نوزدہم ماہ مذکور کے تہی خلعت امیر الامرائی عنایت فرمایا
اور روز یکشنبہ تاریخ بستم کو نادر شاہ کے حسب الطلب محمد شاہ بموجب صلاح آصفجاہ کے ملاقات کو
روانہ ہوا جب قریب لشکر ایران کے پہونچا شاہزادہ نصر اللہ میرزا نے پیشوائی کی جب نزدیک آیا محمد شاہ
نے تخت روان زمین پر رکہا کر نصر اللہ سے معانقہ بزرگانہ فرمایا اور نصر اللہ نے بہی فرزندانہ القاب
تقدیم کی بعد ازان وہان سے آگے کو چلے لب فرش تک نادر شاہ نے پیشوائی کی اور ہاتہہ پکڑ مسند پر
بٹہا لیا اور نہایت خوشنودی کے ساتہ رخصت ملی برہان الملک نے جو صمصام الدولہ کے عہدہ امیر الامرائی

سپرآصفجاہ کا بحال ہونا سنا بیقرار ہوگیا نادر شاہ سے عرض کی کہ محمد شاہ کے لشکر مین آصفجاہ کے
سوا کوئی کچھ نہین کرسکتا اوسکے نزدیک دو کروڑ روپیہ کی کچھ حقیقت نہین اسقدر تو غلام فقط
اپنے گھر سے دے سکتا ہی باقی امرا اور خزانہ بادشاہی اور جواہر وغیرہ کا کیا ذکر اکثر شاہجہان آباد تک جو
تیس یا چالیس کوس سے زیادہ دور نہین نہضت کیجاوے حصول مدعا ممکن ہی ۔ نادر شاہ نے اس خبر سے
خوشنود ہوکر آصفجاہ کو بلایا اور آصفجاہ باطمینان عہد و پیمان سابق حاضر آیا تب حکم دیا کہ محمد شاہ کو بلا ناضرور
ہی اسنے عرض کیا کہ ایسا عہد و پیمان نہین ہوا نادر شاہ نے جواب دیا کہ نقض عہد آپ منظور ہی مگر کچھ ضرورت
ایسی ہی عاید ہے لاجرم آصفجاہ نے بادشاہ کو عرضی کی اور بادشاہ مع عمدۃ الملک اور موتمن الدولہ
محمد اسحق خان اور بعضی خواص خواجہ سرایان و علائے شاگرد پیشہ کی تخت روان پر سوار ہوکر چلا دیگر منصبدار انکو
وغیرہ کو جو ہمراہی تہی باز رکہا جب جا پہونچا دوسرے خیمہ مین جو پیشتر سے اوسکے واسطے نصب کیا تہا اوتارا
اور کہلا بہیجا کہ اسباب تجمل سلطنت اپنے اور مستورات حرم سرا اپنی کو مع وابستگان مقرب و ملازمان
خدمت وغیرہ کو پالکی بالائین اور تخت گاہ وغیرہ مع عملہ و فعلہ کی منگاکے اسی لشکر مین آرام فرماوین اور عموم
لشکر محمد شاہی کو حکم دیا کہ جسکا جی چاہی لشکر مین رہی جسے جانا ہو شاہجہان آباد جاوے موافق حکم کی عمل مین
آیا اور جو کچھ محمد شاہ کو مطلوب تہا حاضر کیا اور رقم نادر شاہی بنام اعتماد الدولہ واسطے طلب اسکی صادر
ہوا اعتماد الدولہ مع قمر الدین خان سے کے حضور مین پہونچا ۔ برہان الملک مع طہماسپ
جلایر کے جو سردار فرقہ جلایر اور نادر شاہ کا مقرب تہا مع شقہ محمد شاہ اور رقم نادری کے
متضمن اس کی کہ کلید قلعہ اور خزاین وغیرہ کارخانجات کی لطف اللہ خان صادق ثابت دار الخلافہ کو دیجاوے
پیشتر سے روانہ ہوا اور متعاقب انکی نادر شاہ نے مع محمد شاہ کے نہضت کی اور عازم شاہجہان آباد ہوا
محمد شاہ کے لشکر مین بمجرد آنے اوسکے کی آگہی نادر شاہ کی اور جانی اعتماد الدولہ کی اس اردوی شاہی مین
سخت اضطراب و تردد واقع ہوا کوئی راستہ مین قزلباشیون کی ہاتہ سے مارا گیا انسے بچا تو جاٹ کی
ہند نے جان لی اگر کہگمانی سے جان بچا لیکے تو نام و ننگ ننگا مادر زاد کرکے چہوڑ دیا ۔ القصہ
نادر شاہ مع محمد شاہ کے شہر مین پہونچے اول ذی الحجہ کے عشرہ کو بتاریخ ہشتم روز پنجشنبہ محمد شاہ
اور روز جمعہ نہم کو نادر شاہ قلعہ شاہجہان آباد مین رونق افروز ہوی اور محمد شاہ اور امرا وغیرہ بطور سابق
قلعہ مین جاپذیر ہوے روز شنبہ عید الضحی کہ اسی روز نوروز بہی تہا نادری خطبہ مسجدون مین پڑہا گیا
جب تاریخ ۱۱ شہر مذکور کو وقت عصر آیا ہندوستانیون نے غپ اوڑادی کہ نادر شاہ مرگیا بعض
کہنے لگے کہ موت سے مرا کتنون نے جہک مارا کہ کسی قلماقنی کی ہاتہ سے مارا گیا غرضکہ ایک گہڑی مین اسکی

خبر موت سارے شہر مین مشہور ہوئی اور حال آنکہ وہ صحیح و سلامت قلعہ مین مشغول عیش و طرب
تہے بعض شہر کی مکانون مین بعض خرد و خانہ مین غلبہ کر آئے قزلباشی تو ہندی زبان کچہ نہ سمجہتے تہے
متفرق دو دو چار چار ہر گلی کوچہ مین سیر کنان تہے ان لوگون نے ہہو نچکر اونکو سر اوڑانا شروع کیا تا کہ سیاہی
شام نمودار ہوئی مگر بلوائیون کی وہی شورش تہی جب مکرر نادر شاہ کو یہ فساد معلوم ہوا حکم دیا کہ
ہر شخص اپنی جگہہ پر مستقیم رہے ہندیون کی درپے انتقام نہو ہان اگر ہندی آنکی سر پر چڑہین تو اونکا
مدافعہ کرے اس رات کو کسی امراے ہند نے اس شور و فساد کا انسداد نکیا بلکہ چند قزلباشیون کو
جو اسند عا کرکی اپنے حفظ مکانات کو چلگئے تہے اونکو بہی قتل کر ڈالا باوجودیکہ کرنال کی لڑائی مین
قریب بیس نفر قزلباش کی زخمی اور تین نفر سے زیادہ مقتول نہوے تہے اور اس ہنگامہ مین قریب
سات سو آدمی کی قزلباشیہ کا مارا گیا خیر جب صبح ہوئی وہی آشوب تزاید مین تہا نادر شاہ نے قلعہ سے
نکلکر قتل عام کا حکم سنایا سوار و پیادہ کی فوج تعینات ہوئی کہ جہان تک قزلباش مارا گیا ہو کوئی
نہ بچے قزلباشی چست و چالاک ہوکر شہر مین پہونچ کر ایسا زد و کشت ہوئی کہ خون کی نالی بہی اور مقتولون کا شمار
اندازہ قیاس سے باہر ہوا تب حکم معافی صادر ہوا اور باقیماندون کی جان سلامت رہی لاشونکی
کثرت سے راہ مین وہ تعفن تہا کہ گذر دشوار ہوا آخر صفائی کا حکم ہوا اور کوتوال شہر نے سب لاشین
جمع کراکر بے تلاش ہندو مسلمان کے خس و خاشاک مین جلوادین چند روز کی بعد برہان الملک مرض
سرطان مین جو اونکے پیر مین عاید ہوا تہا راہی ملک بقا ہوا اور شیر جنگ جو کہ ہزار سوار قزلباشی
سے واسطے لانے دو کڑور روپیہ موعود کے صفدر جنگ صوبہ دار اودہ کی پاس گیا تہا زر مذکور حاضر
لایا اور داخل خزانہ نادر شاہی ہوا اور نادر شاہ نے خوب ساز نقد جمع کر دیا اور خاندان شاہجہانی
سے ایک لڑکی اپنی چہوٹی بیٹے نصر اللہ میرزا کو بیاہ دی اور ملک سندہ اور صوبہ کابل کو مع دیگر بعض
محالات پنجاب کے ہندوستان اور محمد شاہ کے توابع سے نکالکر ملحق ایران کیا محمد شاہ نے بڑے
تو زک سے ضیافت نادری کی ہر خدمت پر امرا مقرر ہوے عمدۃ الملک کو قہوہ نوشانی سپرد ہوئی اوس وقت بادشاہ
اور نادر شاہ باہم بیٹہے تہے دلمین خیال کیا کہ اول پیالہ کسی دون اگر محمد شاہ کو دیتا ہون نادر شاہ
بڑا سفاک ہے دشمن جان ہوگا اگر نادر شاہ کو دون اپنے آقا کی خدمتمین بے ادبی ہوتی ہے پس اول
اپنے آقا محمد شاہ کے ہاتہ مین پیالہ دیکر کہا کہ فدوی کو پیالہ دینے کی لیاقت ایسے شہنشاہ
کے حضور مین نہین حضور اپنے ہاتہ سے دین اس طرز ادب عمدہ سے دونو بادشاہ نہایت خوش
ہوے اور آشنا و بیگانہ نے آفرین فرمائی بعد ازان نادر شاہ نے محمد شاہ کی تواضع کی اور بادشاہ کو

اور ہمراہیان ذیکو خلعت عطا ہوئے اور نصایح ملکداری کرکے ساتوین تاریخ ماہ صفر کو سنہ ۱۱۵۲ ہجری مین معاودت فرما ہوا۔

بعد جانے نادر شاہ کے واقعات ہند کا بیان ہوتا ہے

جب نادر شاہ کی معاودت ہوئی محمد شاہ مع آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کے عمدۃ الملک و موتمن الدولہ اسحق خان بہادر تازہ وارد کے جو نسبت کارگذاری جنگ کرنال کے نصرت ماب ہوا تہا سرگرم کار سلطنت ہوا اور روز جمعہ بستم ماہ صفر سنہ مذکور کو امیر خان عمدۃ الملک کے خطاب اور بخشی گری سوم سے سرفراز ہوا اور دیوانی خالصہ اور خطاب موتمن الدولہ کا محمد اسحق خان بہادر کو ملا اور خدمت صدارت کی عظیم اللہ خان کو تفویض ہوئی اور روز یکشنبہ ۲۹ ماہ مذکور کو میر توزکی کی خدمت مرتضی خان کو اور قراول بیگی نعمت اللہ خان کو عنایت ہوئی اور دوشنبہ تاریخ ہشتم ربیع الاول سنہ مذکور کو فیل خانہ کی داروغگی مع خلعت شش پارچہ کے ہادی علی خان برادر عمدۃ الملک کو اور احدیونکی بخشی گری سید صلابت خان پسر سادات خان کو مرحمت ہوئی اور داروغگی گرزداروں کی عظیم اللہ خان کو اور داروغگی توپ خانہ کی تربیت خان کو اور بخشی گری اثنا عشر شاہجہان کی عمدۃ الملک کو اور ڈاک سوانح حکیم معصوم علی خان کو عنایت ہوئین روز پنجشنبہ ہفدہم شعبان مذکور کو ماہی و مراتب اسحاق خان اور صلابت خان کو اور روز یکشنبہ بستم ماہ مذکور کو عطایات مذکور سعد الدین خان میر آتش کو عنایت ہوا۔ محمد شاہ کو ابتدا سے بدطینتی تورانیون کی ساتہ تہی اب اس سانحہ نادر شاہی کے ظہور سے اور بہی زیادہ بڑہ گئی اب نادر سے تقویت پر آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کی تذلیل کا قصد کیا عمدۃ الملک اور اسحق خان وغیرہ سے مشورہ طلب کیا کرتا تہا۔ عمدۃ الملک نے جو کہ مرد صاحب جرات و فطنت تہا بادشاہ کی ولایت کرکے اوسکی عزل پر اعتماد الدولہ کو وزارت سے اور دلیر کردیا خلوت مین عرض کی کہ اگر سایہ الطاف مجہپر ہوگا انشاء اللہ خاطر خواہ سرانجام ہوگا چونکہ بادشاہ اُسکی عقل و دانش پر اعتماد رکہتا تہا ارادہ عزل قمر الدین خان کا وزارت سے مصمم کیا بر وقت معاودت آصفجاہ کے پیش نہاد خاطر کیا ایک برس چند مہینے کے بعد آصفجاہ تجدید بندوبست دکن کیواسطے کہ باعث آنے نادر شاہ و ظہور فساد شاہجہان آباد کا نامر جنگ خلف آصفجاہ نایب اوسکا تہا محمد شاہ سے رخصت ہوا اور اپنے بڑے لڑکے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو جو اعتماد الدولہ کا داماد تہا نیابت امیر الامرائی کی خلعت حضور سے دلائی اور خود عازم دکن ہوا اور کوچ کرکے داخل خیمہ ہوا ادہر بادشاہ نے مخفی قلمدان وزارت عمدۃ الملک کے حوالہ کیا قصد یہ تہا کہ جب آصفجاہ دور ہو خلعت وزارت کی مرحمت کرے

عمدۃ الملک کی طبیعت مین کسیقدر تیزروی تھی سبے پردہ ہوگیا کلمات رکیک خلاف شان اعتماد الدولہ
کے نسبت کہنے لگا اوسکے مخلصان جان نثار نے یہ کلمات اعتماد الدولہ کو جا سنائے ہنوز آصفجاہ بیرون
شہر مقیم تہا اوسنے بجہت اس امر کی اطلاع آصفجاہ کو دیکر صلاح پوچھی آصفجاہ نے کہلا بہیجا کہ بادشاہ اور
خداوند نعمت سے مخالفت کرنا قرین صلاح نہین البتہ بادشاہ سے رخصت ہوکر ہمارے ہمراہ ہونا چاہیے اعتماد الدولہ
نے حسب الامر آصفجاہ کے حضور والا مین اس مضمون سے عرضی ارسال کی کہ میری دانست مین فقیر سے
کوئی خطا سرزد نہین ہوئی مگر بعض غرض بندون کی درانداز ی سے مزاج والا منحرف ہوا چونکہ ارادہ نمکحرامی
کا نہین رہا فدوی آصفجاہ کے ہمراہ دکن کو جاتا ہے حضداوند جیسے چاہین اس کام سے سرفراز فرماوین —
یہ عرضی بہیجکر خود داخل پشیمانہ ہوکر آصفجاہ سے ملحق ہوگیا بادشاہ کہ محض بے استقلال تہا گہبرا کر عمدۃ الملک
اور موتمن الدولہ سے استشارہ کیا عمدۃ الملک نے گذشتہ حکایات کا اعادہ کرکے بادشاہ کو مایوس کیا
لاچار عمدۃ الملک کو رخصت کرکے تنہائی مین موتمن الدولہ سے استفسار فرمایا اور اپنے سر مبارک کی سوگند
دی کہ جو امر قرین مصلحت ہو بلاحیف و خواہش عرض کرے — موتمن الدولہ چونکہ عمدۃ الملک کا متوسل
اور باہم متعہد تہا کہ برخلاف اوسکی مرضی کی کوئی بات حضور مین نہ کہہ سکتا تہا بیچارہ جواب مین متحیر ہوا بادشاہ نے
دوبارہ قسمین دلاکر استفسار کیا تب موتمن الدولہ نے عرض کیا کہ اگر برخلاف قول عمدۃ الملک کہتا ہون خلاف
پیمان ہے جب زیادہ اصرار ہوا اسیقدر کہا کہ ہرچند عمدۃ الملک امیر بن امیر صاحب جرات و صاحب تدبیر ہے
مگر عمدہ ہاے ہند کی روبرو خصوص راجہاے ہندوستانی کی نظر مین اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کی برابر نہین
ہے بلکہ اور نیز دیگر متوسل عمدۃ الملک کی ہندیون کی نگاہ مین کچہ نہین ٹہرتے برخلاف اعتماد الدولہ کے
کہ اوسکی اطاعت اور فرمان برداری کو موجب فخر جانتے ہین بادشاہ نے اس جواب سے متنبہ ہوکر
اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کی دلجوئی شروع کی دوسرے وزر اعتماد الملک نے مزاج بادشاہ کا منحرف دیکہا مستفسر
ہوا در جواب حکم ہوا کہ بالفعل امراے تورانی کا آزردہ کرنا مناسب نہین تمہین بہی لازم ہے کہ بمقتضاے
دولتخواہی نفاق سے اصرار کرو — عمدۃ الملک بادشاہ کی مرضی پاکر آصف جاہ کی خدمت مین آیا اور عرض کی کچہ کچہ
مرضی ہو تعمیل کیجاوے آصفجاہ نے بعد مدح و ثنا کی فرمایا کہ چونکہ بالفعل اعتماد الملک اور معتمد اولہ کے
میما بین ملال ہے بہتر ہوگا اگر چند روز کیواسطے اپنے صوبہ الہ آباد کو تشریف لیجائیے پس عمدۃ الملک ان کی خدمت
سے رخصت ہوکر بادشاہ سے بہی مرخص ہوا اور صوبہ الہ آباد کی راہ لی بیرون شہر اگرچند روز انفصال مقدمہ
کے سوال جواب اور سامان سفر مین مصروف رہا بعد ازان وکیل مقرر کرکی خود الہ آباد کو سدہارا اور
موتمن الدولہ کی جگہہ بادشاہ اور آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کی دلمین ہوئی — ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ

بعد رحلت برہان الملک کے اودہ کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا اور اس شخص نے بڑا اقتدار پایا۔ زکریا خان بدستور صوبہ لاہور اور ملتان میں زیر حمایت نادری بے خوف رہا اوسکا چھوٹا لڑکا جو کہ چندان دلیر و بیباک تہا نور محمد خان لئی کی تادیب میں شاہنواز خانی کے خطاب سے سرفراز ہوا اور ممالک پنجاب میں اسپنے علاقہ کا انتظام میں مصروف رہا۔

رحلت کرنا شجاع الدولہ صوبہ دار بنگالہ کا اور جنگڑا اونہا نا مہابت جنگ نائب صوبہ عظیم آباد کا علاء الدولہ سرفراز خان پسر شجاع الدولہ سے اور مہابت جنگ کو حاصل ہونا فرمان سند صوبہ بنگالہ کی مع اجازت جنگ موتمن الدولہ اسحاق خان کی توسل سے

شجاع الدولہ کہ صوبہ دار بنگالہ تہا جب کہ شاہجہان آباد میں نادر شاہ آیا تہا اجل طبعی میں جان بحق ہوا اسکے محامد کی بیان میں زبان قاصر ہے کوئی اوسکے ملازمین سے ایسا نہتا جسکے ساتھ مراعات شایستہ نہ کیجی ہوں مرتے وقت سوار و پیادہ و عمدہ و عمدہ زادہ اور خدمہ وغیرہ کو دو ماہہ دیکر عفو تقصیرات چاہا اسکے ایام دولت میں جو کسیقدر اوسکی خدمت میں بہی آشنا ہوا خواہان احسان سے بہرہ کافی اوٹہایا برہانپور کی ہیان وغیرہ جو اسکا مولد تہا وظیفہ سالیانہ پاتی تہین عدالت ایسی کرتا تہا کہ کسی کی بہی طرفداری کا روادار نہتا باز و کبوتر ایک آشیانہ میں آبدانہ کرتے تہی ہوشیاری اور انتظام اور خبرداری کی یہ نوبت تہی جو شخص وارد بنگالہ ہوتا تہا اور کسیقدر اوسکی لیاقت جیسی پانسی ہوتی اس شخص کو اوسکے پہونچنے کی اطلاع فوراً ہو جاتی اور جسوقت وہ شہر مرشد آباد میں پہونچتا تین روز اس امر کا منتظر رہتا کہ وہ شخص اس ملک میں کسی ارکان دولت سے توسل رکھتا ہے یا نہین اگر متوسل کسیکا ہوا اور کسیقدر اوسکا ذکر حضور میں گیا اسپنے مجلس میں بلا کر کامیاب مدعا کرتا اور اگر بے توسل محض ہوتا چوتھے روز اسپنے محفل میں اوسکا ذکر کر کے فرماتا کہ شاید حاضرین دربار سے تعرف نہین رکہتا ورنہ ضرور رسم لوگونمین اوسکا ذکر ہوتا اگر اس پر بہی کسی نے دم نمارا تو خود اوسکو پیغام دیتا کہ بروقت ادہر آنے کے ہماسی بہی ملاقات کیجیو اور اوسکی وجہ معاش اور مقدار و مصارف وغیرہ کی خبر مخبرون سے لگاتار رہتا اوسکے ملازمون کی مجال نتہی کہ کوئی دروغ امر اظہار کرین اس ہند میں یہ رسم لغو ہی کہ جو شخص کسی رئیس وامرا و بادشاہ کے دربار میں کسی چیز یا دوسرے وسیلہ سے کچہ انعام حاصل کرے اوسکی عملہ وغیرہ اوس شخص سے خواہان رشوت بطور انعام کے ہوتی ہین شجاع الدولہ کے نوکرون خصوص انفار اور چوب دارون کے جو اکثر طامع اور مصدر ایسے حرکات کے ہوتے ہین مجال نتہی بمجرد اطلاع ایسی خطا کی

بر طرف اور معتوب ہو جاتے تھے خود ایسی اعانت و رعایت اپنے نوکرون سے کرتا تھا کہ دوسرے کی احتیاج کی حاجت نتھی القصہ جب اوس نو مزاد کی ملاقات ہوتی استفسار و استمزاج مدعاے دلی کرتا اگر اوسکو نوکری کی طمع ہوتی بکمال دلجوئی و اعزاز بوجہ مناسب اپنی نوکری مین رکھ لیتا اور صورت معتدبہ واسطے مصارف اسکے کی حوالہ تمہید تیا کہ اس ملک مین اسقدر پر کفایت نہیں اللہ تعالی قادر ہے کیا عجب کہ کچھ وسعت بخشی اور جملہ ملازمین روشناس کو ہر روز دستار خوان عنایت ہوا کرتا اکثرون کو روزمرہ اور بعض کو کبھی کبھی اوسکی زیست تک کسی سے یہ فیض قطع نہوا اور اسم نویسی روشناس عملہ شاگرد پیشہ و مصاحبان وغیرہ کی ایک بیاض مین جسکے ورق عاج کے تھے تحریری اپنے پاس رکھتا تھا اور جب خوابگاہ کو جاتا بیاض مرقومہ کو دیکھتا اور چند اسامی منتخب کرکے ہر نام کے مابین پر مبلغ کلی جو لایق حال اونکے ہو لکھتا تھا اور ہر ایک کو زمینداران خالصہ کے مالگذاری پر بطور سزاولی وغیرہ متعین کرتا اور اوسے یا اوسکے وکیل کو ظاہر کرتا کہ اسقدر رعایت کرنا اس عزیز سے ہماری خوشنودی کا موجب ہے زمیندار لوگ اپنی سعادت سمجھکر اوس سے بھی زیادہ تعمیل کرتے جب وہ شخص واپس ہوتا اوس سے دریافت حال کرتا اگر اوسنے ظاہر کردیا زیادہ قدر و منزلت پاتا ورنہ بنابر ناراستی نظر سے گرجاتا اور جب اوسقدر کی رعایت ہو جاتی دوسرون کے نام بھی تحریر ہوتی تا بہ حیات اپنے اسطرح پر کارروائی کرتا رہا اللہم اغفر لہ والحقہ بالصالحین — القصہ علاء الدولہ سرفراز خان بجاے پدر مسند آرا ہوا مہابت جنگ جو اوسکے باپ کی طرف سے صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر مامور تھا انقلاب سلطنت دیکھکر سرحد عظیم آباد پر مقیم تھا فرمان نادری جو شجاع الدولہ کے نام صادر ہوا تھا بعد اوسکے مرنے کے سرفراز خان کے پاس پہونچا —

مہابت جنگ جسکو سرفراز خان سے اطمینان نتھا اپنے کار کی فکر مین غرق ہوا اور سرفراز خان ہر چند صلح و مدارا کرتا تھا اور رمضان کی روزے اور رجب و شعبان اور ایام البیض ہر مہینے کے اور اکثر نوافل معینہ ہر ماہ و سال کو ادا کرتا تھا مگر جو عقل و شعور سردارون کو چاہیے نرکھتا تھا امور مرجوعہ مین جیسا کہ چاہیے نہین پہونچتا تھا بنابر وجوہات مذکورہ ہر چند متوسلان پدر خصوص راے رایان عالم چند اور جگت سیٹھ اور حاجی احمد جو کہ عمدہ مقربان اور موجب حل و عقد امور نظامت کے تھے کچھ معترض نہوتا مگر بوجہ مذکورہ بالا کے اگر اسکے مصاحبان قدیم مانند میر مرتضی اور حاجی لطف علی خان اور مردان علیخان وغیرہ کے جو حاجی احمد سے پرانی عداوتین رکھتے تھے اوسکی اہانت اور تذلیل منظور کرکے توہینات زبانی بیان کردیتے کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھتے اور ہمیشہ حاجی احمد کی مخالفت علاء الدولہ سے ظاہر کرکے حاجی مذکور کی طرف سے مزاج علاء الدولہ منحرف کرنے پر آمادہ ہوتے تھے تا آنکہ علاء الدولہ نے مہر دیوانی جو شجاع الدولہ کے عہد سے حاجی احمد کے قبضہ مین

تھی حاجی احمد سے لیکر میر مرتضی کی سپرد کی اور چاہا کہ راج محل کی فوجداری عطاء اللہ خان سے لیکر اپنے داماد حسن محمد خان کو دی حاجی احمد نے اس سبب سے اپنے دشمنون کے طرف سے متوہم ہوکر مہابت جنگ کو ایک کی عوض دس لکھہ بھیجا کرتا تھا اور سرفراز خان کو دولتخواہی ظاہری دکھلا کر سبطرفی سپاہ کی اشتعالک کی اوسنے کسیقدر باوجود عدم اعتماد کی پذیرا کیا اس عرصہ مین کہ زین الدین احمد خان عظیم آباد سے اور سعید احمد خان رنگپور سے حضور علاء الدولہ مین حاضر ہوسکے منوچہر خان نے علاء الدولہ کو یہ صلاح دی کہ حاجی مذکور کو مع دونو لڑکون مذکورہ بالا کے محبوس کرسے علاء الدولہ نے یہ امر نامنظور کرکے حاجی احمد سے ظاہر کردیا اور اپنی دانست مین اسکا اظہار موجب صفائی اتحاد سمجھا انہین حالات سے عطاء اللہ خان کی لڑکی کو جو کہ حاجی احمد کے بہانجی اور سراج الدولہ نواسہ مہابت جنگ سے جسکا نام مرزا محمد تھا منسوب تھی چاہا کہ فسخ عقد سابقہ ہوکر میرے لڑکے سے منسوب ہو اور نیز صوبہ عظیم آباد کا محاسبہ چاہتا تھا اور جو سپاہ کہ مدتون اور حضور پدر سے متعینہ ہمراہی مہابت جنگ تھی اوسکے حاضر ہونے کا حکم دیا جب اونہون نے آئینین کسیقدر تعلل کیا ارادہ استرداد مانند اوس عطا کی جو شجاع الدولہ نے اونہین عطا فرمایا تھا فرمایا کہ حاجی احمد نے امور مذکورہ کو مفصل بلکہ مع کچہ اور بھی گڑہ گڑہا کر لکھا اور سعید احمد خان نے بھی موید ہوکر اپنے چچا مہابت جنگ کو جملہ امور متذکرہ بالا سے مطلع کیا اور علاء الدین باوجود ایسے سلوک کرنے کے امیدوار وفاداری کا حاجی احمد اور اوسکے بہائیون اور لڑکون سے تھا بموجب اس مصرع کے ع زہی تصور باطل زہی خیال محال ٭ مہابت جنگ نے جب اس خبر کی تصدیق و تحقیق پائی درنگ کرنیمین اپنے مضرت دیکہی موتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کو جو آشنائے دیرینہ اور تقرب حضور مین نہایت درجہ تہا لکہا اور عیاری سے دریردہ یہ اقرار کیا کہ اگر تینون صوبون کی سند عنایت ہووے ایک کڑور روپیہ پیشکش اور جملہ مال جو سرفراز خان کا ضبط ہو حضور مین پہونچا وے اور نیز یہ کہ شقہ بادشاہی اس حکم مین کہ سرفراز خان سے لڑے اور اوسکے ہاتہ سے صوبجات نکال لینے کا اقرار کرے فقط یہ تدبیر کرکے خود تیاری فوج مین آمادہ ہوا یہ اشتہار دیا کہ زمینداران بہوج پوریہ کے جو صوبہ عظیم آباد مین نہایت متمرد سرکش مشہور تہے تادیب کرنا منظور ہے سرفراز خان ظاہرداری کرکے دفع الوقت کرتا تہا تا آنکہ دس مہینے نادر شاہ کی ایران لوٹ جانے سے اور ایکسال وفات پدر سے گذری اور حسب خواہش شقہ بادشاہی پاس مہابت جنگ کے صادر ہوا مہابت جنگ نے ساعت روانگی عزم جنگ منجم معتمد سے دریافت کی اور اس ہوشیاری سے مرشد آباد کی راہ مسدود کی کہ کوئی مسافر وغیرہ نجانے پاوے اور کسی اپنے معتمد کو مع خط جگت سیٹہہ فتح چند کی نام بہیجا کہ فلانے تاریخ کو کوچ کرے اور اوسے سمجہا دیا کہ فلان

تاریخ تک یہ خط سیٹھ جی کو پہونچا دیا اور خود آخر ذی الحجہ ۱۱۶۲ ہجری کو بہوجپور کی عزیمت کا شہرہ دیکر عظیم آباد
سے نکلا اور وارث خان کے تالاب پر جو شہر کے مغرب طرف واقع ہی خیمہ زن ہوا اور دلجمعی سے
ساری فوج کو جمع کرلیا اور اپنے چھوٹے داماد زین الدین احمد خان کو شہر عظیم آباد مین نائب مقرر
کیا اور سید ہدایت علی خان بہادر اسد جنگ والد مؤلف کو پرگنہ سرس وکٹینہ وغیرہ کی حکومت دیکر مرخص کیا اور لکہا
کہ تمہین اور زین الدین احمد خان کو خدا کے سپرد کیا عازم مرشد آباد ہو اور جو صورت کہ پیش آئے باتفاق
مناسب کرو جس روز چاہا کہ کل روانہ مرشد آباد ہون سرداران سپاہ ہنود و مسلمان کو روبرو بلاکر
جمع کیا جب سب لشکر جمع ہوا مصحف مجید ایک مسلمان کے ہاتھ اور گنگا جل مع تانبہ اور ریحان سیاہ یعنی تلسی
ایک برہمن کے ہاتھ منگوائی مسلمانون سے قرآن کی اور ہنود سے گنگا جل مذکور کا خواہان قسم
ہوا بدین اقرار کہ مجھے اپنے مخالفون سے آویزش کرنا ہی تم لوگون سے اپنے اطمینان خاطر کے واسطے قسم
کا خواہان ہون کہ اگر ہمارے رفاقت اور اعانت منظور ہو سوگند یاد کرو کہ اگر ہم آگ مین کہین جل جاوین
و یا پانی پر اشارہ کرین تو کو دپڑو کسی طرح پر تم لوگون کو دریغ نہو اور جس سے مجھے لڑنا ہو خواہ وہ رستم ہو یا
افراسیاب ہو ہمراہی سے نہ ہٹو اور میرے دشمن کو دشمن اور دوست کے دوست رہو سپاہ
جو کہ نمک پروردہ اور توقعات لاحقہ رکہتے تھے عہد مذکور کو بجان و دل منظور کیا اور مسلمان و ہنود نے
قرآن و گنگا کی قسم کہائی اور یکدل و یکزبان ہو کر رفاقت کا اقرار کیا اور نئے ملازمون نے بھی دیکہا دیکہی رفاقت کی
عہد و پیمان کئے وقت شام یہ مجلس برخاست ہوئی جب عہد و پیمان سے دلجمعی ہوئی ارادہ جنگ و
جدال ظاہر کردیا صبح کو بروقت ساعت معہود مع سامان بے پایان جانب مرشد آباد نہضت فرمائی
اور منزل بمنزل بلا توقف قطع راہ کرتا ہوا جب درۂ شاہ آباد مین پہونچا چونکہ راہ دشوار گذار تہی چند کوہ
مین لشکر متوقف ہوا اور مصطفی خان افغان کو جو کہ دلاوران و سرداران جانفشان سے تہا مع ایک سوار
اور پروانہ اور دستک مہری سرفراز خان کے متضمن طلب کسی جماعہ دار کے جو کہین سے اوسکے ہاتہ
لگا تہا پیشتر بہیجکر حکم دیا کہ اس پروانہ اور دستک کو حافظان درۂ مذکور کو جو زیادہ سو دو سو پیادہ برق
انداز سے ہونگے دیکر داخل درۂ مذکور ہو اور علامت دخول کی یہ کہ وہان پہونچکر اپنے اونٹ کا نقارہ
بجاتا تا اوسکے متعاقب فوج ہمراہی بلا مزاحمت عبور کرجاوے گی مصطفی خان نے حسب ارشاد تعمیل
کی جو نزدیک درہ کے پہونچا محافظون نے دور سے موافق ضابطہ تعمیل حکم کیا بعد توقف کے مستفسر احوال
ہوئے مصطفی خان نے دستک و پروانہ ایک اپنے ہمراہی کو دیا کہ دکہا دے پروانہ کو دیکہتے ہی
متصدیان متعینہ نے درہ مین جانے کو اجازت دیدی مصطفی خان نے وہان جاکر نقارہ پیشتر بجادیا

مہابت جنگ کی فوج ہراول نہایت کروفر سے نمایاں ہوئی محافظ درہ نہایت مضطرب ہوئے چاہا
کہ سامنا کرین مصطفی خان نے بانگ ماری کہ خبردار اگر کچھ حرکت کی سزا کو پہونچو گے اس صدا سے
پر ہیبت سی پیادہ بےحواس ہو گئے اور مردم مصطفی خان کے دروازہ کہولکر مستعد ایستادہ ہوئی فوج
پہنچکر داخل درہ ہوئی چونکہ اوس روز جگت سیٹھ کے خط پہونچنے کا عہد تہا اوسنے اوس روز خط پہنچایا
اور جگت سیٹھ نے یوم روانگی کا حساب کرکے سمجھ لیا کہ آج مہابت جنگ درہ تلیا سے گذر کر پانچ
چھ روز مین مرشدآباد پہنچا چاہتا ہی پس نہایت مضطرب سوار ہو کر سرفراز خان کے پاس
آیا اور مہابت جنگ کا خط دکھلایا اور اوسکے پہنچنے کا حال راج محل کے قرب بیان کیا اور جو خط
کہ مہابت جنگ نے سرفراز خان کو بہیجا تہا پیش کیا اوسکا خلاصہ مضمون یہ تہا کہ چونکہ میرے بہائی
کی خفت اور مذلت حد کو پہونچی فدوی بپاس ناموس و عزت کے لاعلاج ہو کر اس جگہہ تک آپہونچا
غیر از بندگی اور فدویت کے کوئی غرض نہین امیدوار ہون کہ حاجی احمد کو مع توابع اور علائق کے
رخصت فرمائی بمجرد اس اطلاع کے حیرت عظیم ہر ایک خورد و کلان کو لاحق ہوئی سرفراز خان نے
سرداران لشکر کے احضار کو حکم دیا اور حاجی احمد برادر مہابت جنگ کو بھی بلایا جب سب جمع ہوئے
ہر ایک کو باریاب کرکے حاجی احمد کو تہدید سے ڈرایا حاجی احمد نے ملائم گفتگو حسب تقاضاے وقت
عرض کرکے اقرار کیا کہ اگر اجازت پاؤن مہابت جنگ کے پاس جاکر اوسے واپس کرون بعضون
نے یہ تقریر حاجی احمد کی مکر و تزویر سمجھکر رخصت کرنے کی صلاح نہ دی اور بعضون نے اوسکا کلام سچ جانا
آخر اوسکی رخصت تذبذب مین رہی محمد غوث خان رفیق قدیم شجاع الدولہ اور سرفراز خان مخمور
شجاعت نے سرفراز خان سے کہا کہ حاجی احمد کے قید کرنے سے کچھ حاصل نہین اور حاجی احمد کو قید کرنے
کے ارادہ سے فوج مہابت جنگ لڑائی کی باز نہین آتی ہی اگر رخصت کیا جاوے اور برخلاف وعدہ
تعمیل کرے کیا ہوگا پس جب کہ مہابت جنگ ہی آنیکو آمادہ ہون حاجی احمد تن تنہا سے کیا سروکار مہابت جنگ
حاجی احمد کے ہونے نہونے سے کچھ کم و بیش نہین ہوئی یہ کہنا اسکا موثر ہو گیا سرفراز خان نے حاجی احمد
کو رخصت دی اور وہ اپنے بہائی کے پاس گیا اور بوسیلہ عرض کیا کہ محمد علی وردیخان بجان و دل
مطیع و فرمان بردار ہے ہرگز حضور نوکر کے مقابلہ کو دولتخانہ سے باہر تشریف نہ لاوینگے وہ خود حاضر حضور
ہو کر اظہار اطاعت کرے گا اگر احیاناً برخلاف التماس فدوی کے نمکحرامون کی ورغلانے سے برآمد ہوئی
خوف ہی کہ بنا بر حفظ آبرو کوئی ایسا امر نہ سرزد ہو کہ دنیا اور عقبی کی روسیاہی کا موجب ہو چونکہ محض
حاجی احمد کے لکہنے پر اعتماد نہ تہا اس امر مین چند راے لی گئین آخر کو برآمد ہونی کی راے ٹھہری

اور مرد العلیخان کی سعی سے جو حاجی احمد کو اور مہابت جنگ کا عدو تہا ۲۲ - محرم الحرام سنہ ۱۱۵۳ ہجری روز
چہارشنبہ کو علاء الدولہ برآمد ہوکر بعد تین چار کوچ کی منزل کمہرہ مین خیمہ زن ہوا اور اسی منزل مین
بسنت خواجہ سرا اور شجاع قلیخان فوجدار ہوگلی کا جو کہ واسطے استمزاج مہابت جنگ کی پیشتر روانہ
ہوا تہا مع حکیم محمد علی سفیر مرشدآبادی کی واپس آکر مشرف ملازمت ہوے اور عرض کیا کہ مہابت جنگ تابع
اور فرمان بردار سے التماس کرتا ہے کہ جو عالی ہمت لوگ کسیکی پرورش کرکے رتبہ عالی کو پہونچاتے ہین
اوسکی پاس پرورش اور حفظ مراتب لازم جانتے ہین پس یہ فدوی پرورش یافتہ اسی آستانہ
دولت کا ہے اور جسقدر کہ حقوق پرورش اپنے ذمہ رکہتا ہے اوسیقدر بہ نسبت دوسرون کے دعوی فدویت
اور فرمان برداری بہی ہے اب دو التماس فدوی کے ہین اول یہ کہ مرد العلیخان اور میر مرتضی اور حاجی
لطف علیخان اور محمد غوث خان جو غبار وکینہ انگیزون کے سرگروہ ہین خارج فرماے جاوین اور کمترین کی التماس
مشرف اجابت ہو دوم یہ کہ اگر یہ امر متعذر ہو خود بدولت اون سے جدائی کرین اور اون لوگون
کو میرے مقابلہ پر مقرر فرماوین اگر وہ غالب ہوے اونکا مدعا حاصل ہوا اور اگر مغلوب ہوے بندہ
اسی قدم کیساتہ حاضر خدمت ہوگا اور اسی گفتگو کو بقسم مستحکم کرکے ایک کلام مجید بہی حکیم محمد علی کے ہاتہ
بہیجا - لیکن چونکہ سرداران مذکور حضور علاء الدولہ مین نہایت صاحب اقتدار اور معتمد تہے اور اوسیقدر
حاجی احمد اور اوسکے قرابتیون سے عداوت رکہتے تہے کوئی صورت مصالحہ کی نہوئی اور نہ شجاعان دانشمند
کے رنگ پر مجادلہ کا ظہور ہوا - حاجی احمد نے راج محل کے نزدیک پہونچکر سواری عالی سے ملاقات کی اور
مہابت جنگ کی ہاتہی پر سوار ہوکر بنابر ایفاے عہد چند قدم لوٹا کر پہر جدہر کو ارادہ تہا راہی ہوے
اور اودہر سے سرفراز خان مع فوج کے نکلکر موضع گریا مین جو دریاے بہاگیرتی پر مشہور و معمور
ہے پہونچا اور اسطرف سے غوث خان بہاگیرتی پر مقابل لشکر مخالف کے خیمہ زن ہوا اور سرفراز خان
نے درمیان اپنے لشکر اور غوث خان کے دریا کو حائل رکہا لیکن دریا پایاب اور اوسکا پاٹ ایک
تیر مسافت کا فاصلہ رکہتا تہا اور مہابت جنگ اور سرفراز خان کے لشکر کا فاصلہ تخمیناً پانچ چہ کوس کا
ہوگا مقامات مذکورہ کے پہونچنے تک صلح کے بارہ مین سوال جواب ہوتے اور رغبت ملاقات کی
سرفراز خانکی طرف سے متواتر وقوع مین آئی مہابت جنگ نے وہی ایک بات کہی کہ مین بپاس حقوق
باپ تمہارے کے داعیہ بدخواہی نہین رکہتا ہون بشرطیکہ جو لوگ کہ موجب نفاق و شقاق طرفین ہوے
ہین میرے سپرد کیے جاوین تاکہ خود بدولت کسی اونچے مقام پر رونق افروز ہوکر اونہین میرے مقابلہ پر
حکم دین اگر بندہ نے ظفر پائی ملازمت مین حاضر ہوگا اور اگر اونکی فتحیابی ہوئی مدعاے حضور

کامل

حاصل ہوگا چونکہ دونو امر سرفراز خان پر گران تہی ملاقات کی صورت نہوئی اور سرافراز خان
کی طرف سی باوجود پیغام آشتی اور نیز ورود نوشتہاے جگت سیٹھ کی جسکو اصطلاح ہند مین
شیپ کہتی ہین اور جسمین یہ مضمون لکہا تہا کہ اگر سرداران لشکر مہابت جنگ اوسکو گرفتار کرین تو ہر ایک
کو بہت کچہ روپیہ انعام دیا جایگا ایسے مقام پر بوقت شام ہیجا صادر ہوا مصطفی خان وغیرہ رفقا کی
نوشتہ مذکور مہابت جنگ کو دکھلا کر عرض کیا کہ اگر لڑنا ہی تو کل عزم فرمائیے ورنہ پس فرداد گرگون
رنگ ہو جایگا مہابت جنگ نے مخلصان خیر اندیش کی صلاح پسند فرما کر اوسیوقت گولی باروت تقسیم
کر کے صبح پر عزم جنگ مصمم فرمایا اور فوج کی تین حصہ کیے نندلال کو جو فوج کا عمدہ سردار تہا مع اپنی نشان
کے مقابل محمد غوث خان کی مقرر کر کے فرمایا اسی طرف دریا کی رہکر اوسپر دوڑ کرے اور دو حصہ فوج
کو دریا سی عبور کرا کر فرمایا کہ ایک حصہ سرفراز خان کے لشکر کی عقب مین ٹہہری اور خود مع دوسرے
حصہ فوج کی روبروے لشکر سرفراز خان کی روانہ ہوا اور اپنی اور فوج کی درمیان مین یہ حکم دیا کہ جسوقت
توپ کی سر ہونے کی آواز تم سنو فوراً سرفراز خان کے لشکر پر دوڑ کر جاو عبد العلیخان بہادر اور مصطفی خان
اور شمشیر خان وغیرہ اتفاق ہمراہ نوازش محمد خان کی جو مہابت جنگ کا داماد کلان پیشواے
لشکر تہا ایک ثلث رات باقی رہی حسب الحکم پیشتر کو روانہ ہوا اور اونکے متعاقب تہوڑی فاصلہ
مہابت جنگ بہی چلا اور نندلال نے بہی بموجب ایما قدم بقدم مہابت جنگ کی محمد غوث خان کی
مقابل پر راہ کی صبح صادق کی ہوتے ملاقی ہوسے اور مہابت جنگ جب سرفراز خان کی لشکر کے پاس
پہونچا ایک توپ اپنے لشکر مین سر کی بجرد اوسکے آواز کی سرفراز خان کے لشکر پر ہراول کی فوج
جا گری اور نندلال محمد غوث خان سی مقابل ہوا سرفراز خان مضطرب اپنے مصلی سی اوٹہکر فیل پر سوار ہوا
مہابت جنگ کی مقابلہ کو روانہ ہوا مہابت جنگ کی فوج ہراول نی بعض مردم عقب لشکر سرفراز خان کو
مانند محمد ایرج خان اور اوسکے لڑکے کو ہلاک کر کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور سرفراز خان چند قدم جاکر
نقار خانہ کے نزدیک بندوق کی گولی کہا کر راہ آخرت کو روانہ ہوا اور اکثر اوسکے ہمراہی مانند میر کامل
اور میر گدائی اور میر احمد اور میر سراج الدین اور محمد ایرج خان کا لڑکا اور حاجی لطف علیخان اور باقر علیخان
وغیرہ نے خدمتگذاری کی لیے آخری رفاقت اختیار کی اور راے رایان عالم چند اور محمد ایرج خان زخمی شہر
مین آئے اور محمد غوث خان دریا کے اوسپار نندلال سی لڑکے فتح یاب ہوا اور نندلال مارا گیا سرفراز خان
کے فیلبان نی تنبیہ انکو کشتہ دیکہکر فیل کو مرشد آباد کی راہ دکھلائی محمد غوث خان نے دور سی دیکہا کہ آقای
نامدار کے سواری کا ہاتہی گریزان ہی عدم دلیری آقا کا احتمال ہوا کسی سوار کو دوڑایا اور پیغام دیا کہ

مینے حریف کو مار ڈالا مجہسے ملتجی ہوجیو کہ باقیماندون کو بہی راہ عدم کرون ــ مہابت جنگ نے احتیاط فرمائی باوجودیکہ سرفراز خان کے مارے جانے کا یقین تہا مگر غوث خان کے زندہ رہنے اور اوسکے فوج کے حملہ سے اپنے قول کے آدمیونکو متفرق نہونے دیا ہراول کی فوج ظفر پائی اور سرفراز خان کی تیاری جانی اور لشکر کے زر وجواہر کی کثرت سے مطمئن ہوکر غارتگری مین اپنے سرداران سے متفرق ہوگئی محمد غوث خان نے زبانی سوار فرستادہ کی آقائے نامدار کے کشتہ ہونے سے بیخبر ہوکر اپنی عزت وآبرو کی خیال سے جو جانب مہابت جنگ کے رکہتا تہا مرنے کو آمادہ ہوا اپنے لڑکون محمد قطب اور محمد پیر کو فرمایا کہ درع وخفتان دور کرو اب وقت حفظ آبرو ہے اور پاس ننگ ونام جانفشانی ہے پس مہابت جنگ کی قول پر دہاوا کرنا چاہیے چونکہ محمد غوث خان وغیرہ اوسکے بیٹے فی الحقیقت شیر ژیان اور رستم زمان تہے اس کلام کے ساتہ ہی محمد غوث خان مع اپنے لڑکون اور باقیماندہ حاضرین کی بکمال استقلال روان ہوا اکثر لوگ سرفراز خان کا جان دینا سنکر علیحدہ ہوگئے مہابت جنگ کے قول تک پہونچتے پہونچتے چند نفر ہمراہ رہگئے اور نزدیک پہونچتے ہی محمد غوث خان گولیون سے مجروح ہوا باوجود اینہمہ گہوڑا طلب کیا کہ مہابت جنگ پر اوٹہ دوڑے مگر ہاتہی سے اوترتے متواتر دو زخم گولی کی کہاکر دل سیر روانہ میدان آخرت ہوا بعد پدر لڑکون نے پیادہ پا ڈہال تلوار لیکر حریف کے مقابلہ کو رخ کیا مگر گولیون کی بوچہار نے پیالہ روح مین رخنہ اوڑائی کہ نقد جان کیسہ بدن سے نکل گیا محمد قطب کہ نہایت شجاعت اور قوت بدنی رکہتا تہا جس طور پر کہ تلوار وسپر ہاتہ مین تہی اوسی طرز وہیئت سے میدان مین بیٹہا اور اوسی طریق ودستور سے روح نے انتقال فرمایا واہ واہ اسی روش وصورت سے دفن بہی ہوا. میر حیدر علی بہی سولہ نفر بہائی بند ونسبی بعد وفات سرفراز خان کی پاس آبرو لڑکر حق خدمت سے ادا ہوا فی الحقیقت ہندوستان میں سرفراز خان کی نوکرون کے مانند کم کسی نے جرات اور حلال نمکی کی ہے میر شرف الدین نے بہی اورون کی طرح جوہر نمایان کرکے مراجعت کی میر شرف الدین کے دو تیر مہابت جنگ کے لگے ایک جس ہاتہ مین کمان تہی اور دوسرا دوش راست پر کسی قدر زخم آیا سرفراز خان کی ہمراہیون نے بقدر حوصلہ نمک حلالی کی مگر تقدیر کی دوا نکرسکے مہابت جنگ نے فتح پاتے حاجی احمد اپنے چہوٹے بہائی کو بنا بر دلجوئی رعایا پیشتر سے شہر کو بہیجا اور اوسنے جلد پہونچکر مہابت جنگ کی شہر مین منادی کراکر فتنہ فرو کیا۔

داخل ہونا مہابت جنگ کا شہر مین

دو روز کی بعد باتجمل وشان وشوکت مہابت جنگ مابین شہر صفر سنہ ۱۱۵۳ مین شہر مرشدآباد مین داخل ہوا اور قبل مسند نشینی کے نفیسہ بیگم بنت شجاع الدولہ کے در حرم سرا پر حاضر ہوکر التماس عفو تقصیر کی اور

عرض کیا کہ جو کچھ تقدیر مین ہونا تہا ہوا اب اور ہمیشہ کیواسطی اس بدنامی کا داغ مجھے نصیب ہوا لیکن اسوقت سے تا بہ زندگی کسی ادنی ملازم سرکار کی خدمتمین بے ادبی نہوگی امید ہی کہ قصور اس غلام پیر کے صفحہ خاطر سے محو یا فراموش فرماسئے جاوین بعد ازان دار الامارۃ مین آکر واقع چہل ستون شجاع الدولہ مرحوم مین آکر مسند آرا ہوا نذرین مبارکباد کی گذرین اول تو بندگان خدا کو بسبب اس حرکت قبیح کی کہ آقا کشی کی مہابت جنگ سے نہایت نفرت ہوئی آخر کار اسکی غربا پروری اور اخلاق عام اور پاس حقوق خورد و کلان سے لوگون نے قبول کیا اور مہابت جنگ نے بھی اپنی قدر شناسی اور ترحم و عفو جرائم و پاس حقوق کی لگاہداشت سے اسقدر اتحاد بڑہایا کہ جس سے زیادہ متصور نہین حقیقت تو یہ ہے کہ اگرچہ سرفراز خان کا مارا جانا جو کہ آقازادہ تہا نہایت برائی کی مگر سرفراز خان کو ملکداری کی لیاقت کچھ بھی نتھی کچھ عجب نتہا کہ اگر اوسکے زمانہ دولت کو درازی ہوتی تمام صوبجات مین خرابی پیدا ہو جاتی مہابت جنگ ہی کا یہ کام تہا کہ حوادث عظیمہ کو فرو کیا جسکا بیان انشاء اللہ کیا جاویگا

تسلط پانا مہابت جنگ کا اور ارسال پیشکش مع ضبطی سرفراز خان وغیرہ

جب مہابت جنگ نے تسلط پایا اور خزاین و اموال سرفراز خان اور شجاع الدولہ کے جو کرورون پر پہونچے ضبط کیے حضور سے بخطاب حسام الدولہ اور منصب ہفت ہزاری اور ماہی و مراتب سے سرفراز ہوا زین الدین احمد خان چہوٹے داماد کو جو عظیم آباد کی نیابت پر تہا اوسکو اصالتاً اوسی صوبہ کا صوبہ دار بنایا اور احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری مع ماہی و مراتب و پالکی جہالردار و نوبت و علم اوسکے لیے طلب کیا اور بڑے داماد نوازش محمد خان کو چکلہ جہانگیر نگر اور فوجداری سلہٹ اور اسلام آباد چٹگانون اور تمام دیوانی صوبہ بنگالہ کی دیکر منصب ہفت ہزاری اور سراپا مذکورہ مع خطاب احتشام الدولہ بہادر کی طلب کر کر دلا دیا اور تیسرے بھتیجے منجھلے سعید احمد خان نام کو جو شجاع الدولہ اور سرفراز خان کے عہد مین رنگپور کا فوجدار تہا مراتب مذکور مع خطاب مہام الدولہ بہادر صولت جنگ کے دلوایا اور نیز صوبہ داری اوڑیسہ کی امید بعد انتزاع مرشد قلیخان کی دی — مرشد قلیخان جو شجاع الدولہ کا داماد اور سرفراز خان کا بہنوئی تہا مرد سخن فہم شاعر تہا سرشار تخلص اور رستم جنگ بہادر خطاب اور میرزا محمد نام کو جو کہ مہابت جنگ کا پوتا اور ہیبت جنگ کا پسر کلان تہا اور جسے مہابت جنگ نے فرزندی مین قبول کیا تہا سراج الدولہ شاہ قلیخان بہادر کا خطاب مع خدمت نوازہ جہانگیر نگر ڈہاکہ کی لی اور اوسکے

بہائی شہامت جنگ کیواسطے اکرام الدولہ پادشاہ قلیخان بہادر کا خطاب اور وہان کی انتظام کی
خدمت طلب کر کے یہ دونو بہائی منصب ہفت ہزاری پر مع مراتب وغیرہ لازمہ کی چہوٹی عمر
مین امیر کبیر رہے عطاء اللہ خان نے جو چہوٹا داماد حاجی احمد کا اور جو کہ عہد شجاع الدولہ اور
سرفراز خان سے فوجدار تہا بہاگلپور کی فوجداری کی اضافہ اور رسالہ سہ ہزار سوار اور پیادہ اور منصب
ہفت ہزاری مع لوازمہ اور خطاب اعزاز الدولہ بہادر ثابت جنگ سے سرفراز ہوا اور شہامت جنگ
کا نائب حسین قلیخان خطاب بہادری اور منصب چار ہزاری اور علم اور نقارہ سے ممتاز ہوا
اور اللہ یار خان برادر علاتی مہابت جنگ کا اور فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان اور میر
جعفر خان اور مصطفی خان وغیرہ بہائی بند خدمات بہادری اور مناصب لائقہ پر سرفراز کیے گئے اور
چین راے جو کہ شجاع الدولہ کے دیوان راے رایان رتن چند کا پیشکار تہا بخطاب راے
رایانی اور دیوانی مہابت جنگ سے مفتخر و ممتاز ہوا اور راجہ جانکی رام جو قدیم خانہ مہابت جنگ کا
دیوان تہا دیوانی تن پر مقرر ہوا عبد العلیخان راقم تاریخ کا چچا جو مہابت جنگ کی ہمراہ اس معرکہ مین
شہامت جنگ کا ہراول تہا اور برادرزادگی کی قرابت اوس سے رکہتا تہا اسطرح پر کہ عبد العلیخان
کا باپ سید زین العابدین راقم تاریخ کی مانکا جد اور مہابت جنگ کا پسر عمہ تہا تمام سپاہ کی بخشیگری
مع خطاب بہادری اور منصب سہ ہزاری تجویز ہوا تہا مگر خان مذکور چونکہ دیگر برادرزادون کی
برابر امید رکہتا تہا خوش ہو کر بعد رخصت عظیم آباد کو معاود ہوا احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ نے
اسکا مقدم غنیمت سمجہا اور بہار و بسوک کی پرگنات پر پرگنہ نرہٹ اضافہ کر دی اور مہابت جنگ نے
عبد العلیخان بہادر کے نصرت علیخان کو جو راقم کا خالو تہا اپنی فوج کا بخشی بنایا اور بخشی دوم فقیر اللہ بیگ
خان بہادر کو اور مبلغ کڑور روپیہ پیشکش موعودہ روانہ حضور کیا اور موتمن الدولہ اسحق خان بہادر
کے توسل سے داخل خزانہ شاہی ہوا اور ضبطی سرفراز خان کا مال و اسباب اخذ جو مناسب بادشاہ
کیواسطے علیحدہ کر رکہا تہا مو یہ خان بہادر بنابر اپنے اموال ضبط شدہ اور خزانہ بہالیانہ بنگالہ کے
جو سرفراز خان کی حیات مین ارسال ہوا تہا دربار حضور شاہی سے عظیم آباد پہونچا اسنے اوسکا آنا
بنگالہ مین نامناسب جانکر لکہا کہ واقع بسکر بگلی متوقف ہو جے نیازمند مع مال حاضر ہو کر تفویض
کرتا ہے اور رجب کے مہینے مین اکبر نگر راج محل کی طرف جا کر چند روز خان مذکور کی
انتظاری کی گئی لاکہہ روپیہ نقد اور ہشت لاکہہ روپیہ کی جنس مانند جواہر و فیل و اسپ اور
ظروف طلائی و نقرہ وغیرہ نفائس دیکر رخصت کیا اور اوسکے ساتہ بہی رعایت لائق کی گئی بعدہ عزم

کہ صوبہ اوڑیسہ مرشد قلیخان سے لیا جاوے پس نہضت کٹک مصمم ہوئی۔

فتح پانا مہابت جنگ کا مرشد قلیخان پر اور صوبہ اوڑیسہ اپنے بھتیجے صمصام الدولہ صولت جنگ بہادر سعید احمد خان کو دینا

بعد استقلال مسند حکومت کے سامان لائق آراستہ کر کے چاہا کہ مرشد قلیخان کی حقیقت حال دریافت کرے اس اثنا مین مرشد قلیخان نے مہابت جنگ سے لڑنا اپنی طاقت سے زیادہ سمجھکر درخواست مصالحہ کی آقا محمد تقی سورتی کو برسم رسالت بھیجا مہابت جنگ نے بنظر حقوق سابقہ اور اپنے حسن اخلاق کے قبول کیا لیکن مرزا باقر خان اصفہانی نے جو مان کے طرف سے علویہ صفویہ سے نسبت رکھتا تھا اور اور مرشد قلیخان کا داماد تھا سرداری بنگالہ کی طمع سے باوجودیکہ اسکے لائق نتھا مصالحہ پر راضی نہوا اور اپنی ساس کے تحریک سے انتقام علاء الدولہ کا مشہور کر کے متمرد ہو گیا مہابت جنگ نے اس خبر سے مرشد قلیخان کو لکھا کہ مین کسیطور سے ایذا رسانی آپ کی نہین چاہتا لیکن قیام کرنا اس جوار کا طرفین کے موجب اعتبار نہین لہذا لازم ہے کہ اوسطرف سے دکن کو تشریف لیجایئے مرشد قلیخان نے جو کہ مرد مآل اندیش تھا مقابلہ مہابت جنگ کا قرین صلاح نسمجھا چاہا کہ ترک عناد کرے مگر مرزا باقر نے اسقدر لڑائی کی تحریک کی جسکا بیان نہین ہو سکتا اور نیز اوسکی بی بی نے طعنہ اور تشنیع کرنا اپنے شوہر سے شروع کیا بلکہ یہ ارادہ کیا کہ اگر نمانی تو شوہر کو ریاست سے خارج کر کے خزانہ وغیرہ کل داماد کے مفوض کرے اور مہابت جنگ سے آمادہ پیکار ہو مرشد قلیخان نے چار ناچار نقض کرنے عہد اور آمادہ کارزار ہونے سے مہابت جنگ کو اطلاع دے۔ مہابت جنگ نے اطلاع پاتے حاجی احمد اور مہابت جنگ کو نیابت مرشد آباد مین چھوڑکر دس بارہ ہزار سوار سے اوائل ماہ شوال مین کٹک کو نہضت فرمائی۔ مرشد قلیخان نے اول جملہ رفقا سے مجلس آراستہ کر کے اپنی تلوار رکھکر مجمع سے کہا کہ اگر تم لوگ عزم جزم کرو تو عزم رزم کیا جاوے ورنہ بندہ اپنی راہ لے عابد خان وغیرہ نے عہد و پیمان سے اسکی دلجمعی کی اور حسب التماس مرشد قلیخان کے سرداران لشکر نے اوٹھکر اوسکی تلوار کمر سے لگادی جب اس طرف سے اطمینان ہوا مع باقر علیخان کی کٹک سے برآمد ہوا اور بالیسر بندر سے گذر کر اوسکے رود خانہ کے قریب موضع بلوار مین پہونچا اور ایک مقام دشوار گذار مین جسکے اطراف مین ندیان اور جنگل گھرے ہوئے تھے اور مخالف کا عبور وہان پر غیر ممکن تھا مقیم ہوا اور لشکر کے گرد تین سو چھوٹی بڑی توپین لگادین ادہر مہابت جنگ بعد قطع راہ

میدنی پور اور جالیسر ہوتے ہوئے رود خانہ کے اسطرف چند کوس پر اقامت پذیر ہوا چند روز
تک اس تدبیر مین رہا کہ مخالف کو کس نیرنگ سے اوس دشوار گذار مکان سے باہر نکالے چونکہ
وہ سرزمین مخالف تھی زمینداران اطراف غلہ وغیرہ سامان رسد کے پہونچانے مین قاصر ہوے بلکہ
جو غلہ مہابت جنگ کے عمال نراین گڈہ وغیرہ سے بھیجتے راہ مین لوٹ کر ڈالتے تھے اس سبب سے کمی
اجناس کی فکر زیادہ ہوئی نہایت تشویش رسد کے نہ پہونچنے کی مشہور ہوئی میرزا باقر خان نے اس
اضطراب کے سنتے ہی باہر نکلنے کا ارادہ کیا ہرچند مرشد قلیخان نے ممانعت کی مگر نہ سنی آخر فوج قعدہ
بعزم مقابلہ برآمد ہوا مہابت جنگ بھی اس خبر سے مدافعہ کو سوار ہوا جب طرفین مین قریب ہوے
جانب توپخانہ مخالف کسی حال سے وہ لوگ غافل اور مقابلہ کو چلے آئے تھے فوج مہابت جنگ نے
حملہ کیا اور اول ہی حملہ مین متصرف ہو گئے طرفین سے بندوق اور بان کی جنگ شروع ہوئی خلق
کثیر اس آتشبازی مین تلف ہوئی مرشد قلیخان نے باوجودیکہ اکثر ہمراہی متفرق ہو گئے کمال پایداری کی
اس عرصہ مین عابد خان نامی افغان جو مرشد قلیخان کا ساختہ پرداختہ اور معتمد علیہ تھا بموجب تقاضائے
جبلی کے مصطفیٰ خان رسالہ دار مہابت جنگ سے متفق ہو کر آقا کی خدمت مین غدر و نفاق کر کے
جسطرف رسالہ دار مذکور نے بتایا تھا گیا اور آسودہ ہوا لیکن دیگر گروہ سادات نے ایسی حملہ آور
دلیریان دکھلائین کہ اکثر مہابت جنگ کے لشکریون کی چھکے چھوٹی نامردی سے بھاگنے لگے اس شمشش و
پنج مین نزدیک تھا کہ مہابت جنگ دورنگی روزگار سے دوچار ہوا اسی عرصہ مین میرزا باقر خان نے چاہا
کہ فتح اوسکے نام ہو کمین سے نکلا اور مہابت جنگ کے یسار کیطرف آکر جعفر خان وغیرہ سے لڑا اکثرون
کے پاے ثبات مین تزلزل آگیا اس حال کو دیکھنے سے میر محمد جعفر خان چند لوگون کے ہمراہ باپیادہ
مصاحب خان اور اصالت خان پسر عمر خان رسالہ دار کے اعانت سے نامورى کر رہا تھا آخر الامر سادات
کی جماعت سے جو مرشد قلیخان کے رفیق تھے میر علی اکبر و میر مجتبیٰ علی وغیرہ نے جام سرشار فنا نوش فرمایا
اور باقر علیخان زخمہاے سنگین سے سر و گردن برداشتہ واپس ہوا باقی لشکر پر شکست پڑی مرشد
قلیخان مع باقر علیخان وغیرہ کے سلامت چل نکلا بالیسر کی آبادی مین پناہ لی اوسوقت مین دو تین
ہزار آدمی ہمراہ تھے اور مرشد قلیخان کو ان لوگون سے اطمینان تھا لہذا اس بہانہ سے کہ شہر مین محصور ہو کر
ہم لڑنا چاہتے ہین مردم ہمراہی کو شوارع آبادی پر تعنات کر کے اپنے پاس سے دور کیا اور خود
لب دریا پہونچکر ہاتھی سے اوترا مرشد قلیخان کے دوستون مین ایک شخص سورت کا رہنے والا
ہمیشہ جہاز کی تجارت کرتا تھا سوداگری کا مال و اسباب جہازون پر ہر ایک جگہہ بھیجتا اور وہ شخص

حاجی محسن نام ہمراہ اس لڑائی مین تہا قضارا اس شخص کا ایک جہاز مال تجارت سے بہرا ہوا دریا کنارے آمادہ روانگی تہا عملہ جہاز نے دریا کنارے ہجوم دیکہکر واسطے خبر لانے مرشد قلیخان اور اپنے آقا حاجی محسن کے شخص یعنی پنسوئی جو اکثر کنارے پر آئی جانے کو جہاز کے ہمراہ رکہتے ہین بہیجا حاجی محسن نے مرشد قلیخان کو اطلاع دیکر کہا کہ کشتی کا اسوقت مین آنا موجب آبروبخشی غیب ہے مرشد قلیخان بلا تامل بہانہ سیر و تفرج مع باقرعلیخان داماد اور حاجی محسن اور بعض خدمہ ضروری کشتی کے توسل سے جہاز پر جا پہونچا پانچ چہہ روز کے عرصہ مین مچہلی بندر آپہونچا لیکن متعلقان اور زر و مال خطیر تہی جو کہ کٹک مین چہوڑ آیا تہا نہایت تشویش رکہتا تہا لہذا باقرعلیخان کو واسطے خبر لانے اور نیز تدارک کرنے کی سیکاکول اور گنجام کی طرف جو کٹک سے نہایت ملحق تہا بہیجا۔ تقدیر کی کارسازیان دیکہی رتی پور خوردہ راجہ مالک تہانہ جگرناتہ جو ہنود کے مشہورہ معابد سے تہے حقوق محبت مرشد قلیخان کی کرا اتاری سے جبکہ خان مذکور کی عزیمت بطور سرگذشت شنی محمد مراد کو بہیجا اور اوسنے بیگم اور اوسکی لڑکی زوجہ باقر علی خان کو مع جمیع توابع اور لواحق اور خزاین اور اسباب کے حدود کٹک سے اچہاپور مین جو سیکاکول اور گنجام کے تابع تہا پہونچایا اور بمراد اور آرام ہر گونہ مقیم کرایا انورالدین خان وہان کے حاکم نے بہی بپاس معرفت سابقہ کے مہمانداری کین اسی ضمن مین باقرعلیخان آپہونچا اور حفظ ناموس وننگ کے دیکہنے سے شکر گذار خدای برحق ہوا خود واسطے استخبار احوال صوبہ کٹک کے چندے مقیم ہوا اور اپنی بی بی اور ساس کو مع اموال وغیرہ مرشد قلیخان کے حضور مین روانہ کیا سسر اور داماد نے دار الملک آصفجاہ مین پناہ لیجانا غنیمت سمجہا مہابت جنگ نے کٹک پہونچکر چند روز قریب چالیس روز کی اقامت کی چونکہ ابتدا سے عہد شجاع الدولہ سے اسطرف کے زمیندار دل شکستگی خواہ تہا ہر ایک سے جیسا کہ چاہیے سلوک اور دلجوئی سے پیش آیا اور اپنے برادر زادہ منجلے صمصام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کو وہانکا صوبہ دار بنایا اور رگوجر خان جماعہ دار کو مع سرداران رسالہ کے وہان پر معین فرمایا اور صولت جنگ کو حکم دیا کہ جسقدر فوج کی ضرورت ہو مقرر کر لے اور مہابت جنگ بعد بندوبست صوبہ اوڑیسہ کی مرشد آباد کو جو عہد جعفر خان سے دار الحکومت صوبہ دار مقرر تہا معاودت فرما ہوا اور آرام و راحت دیتی حال رعایا مین موافقت کی شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور نیز دیگر نشینان خاندان مہابت جنگ کا مع اسراے دولت مرشد آباد مین بحضور مہابت جنگ حاضر ہوے اور باقیماندگان سرافراز خانی کو شہامت جنگ نے زیر سایہ خود کر لیا اور نفیسہ بیگم سرفراز خان کی حقیقی بہن کو بعزت تمام اپنے گہر مین لایا

اور نسبت فرزندی دیگر اوسکو اپنے حرم سرا کا مالک بنایا اور نفیسہ بیگم کے اموال اور خدمہ اور اسباب
وغیرہ محل خاص سے کچھ تعرض نکیا اور راہ ادب اور تعظیم وقت تکلم کی جیسا کہ چاہیے مہابت جنگ اور
شہامت جنگ وغیرہ بجا لاتے تھے جس روز کہ سرفراز خان مارا گیا تھا اوسکے کسی مدخولہ کی لڑکا پیدا ہوا
نفیسہ بیگم نے اوسے اپنی فرزندی مین قبول کیا شہامت جنگ نے اپنے لڑکے سے زیادہ اوسکی خاطرداری
اور عزت ملحوظ کی چونکہ سرفراز خان کوئی عورت اپنے ہمسرون کی حبالہ نکاح مین نہین رکھتا تھا اکثر جواری
تھین اور بعض ممتوعہ اونمین سے جو کہ صاحب اولاد تھین اونہین مع اونکے اولاد اور دیگر منتسبان سرفراز
خان کے جہانگیر نگر بھیجدیا اور وظیفہ لایق گذران مقرر کردیا کسیکی تکلیف کا روادار نتھا ہر ایک سے
بمراعات پیش آیا کہتے ہین کہ مبلغ تیس ہزار روپیہ ضعیفان اور بیوہ عورتونکو دفتر دیوانی سے علحدہ
ماہ بماہ عطا فرماتا تھا اور شہامت جنگ کا نایب حسین قلیخان بہادر اور اوسکے طرف سے رائے گوکل چند
ضلع جہانگیر نگر اور اسلام آباد اور سلہٹ وغیرہ پر مقرر ہوا اور رنگپور کی فوجداری قاسم علی خان جو
برادر زادہ مہابت جنگ کی بی بی کا تھا مقرر ہوئی — معین الدولہ سیف خان بہادر سیف جنگ
برادر عمدۃ الملک جو جعفر خان کے عہد سے پورنیہ وغیرہ کا فوجدار تھا چند روز تک مہابت جنگ کو
باغی سمجھا اور اوسکے تادیب کا شہرہ کرتا رہا بدین امید کہ بادشاہ کی حضور سے ضرور اوسکی تادیب کو
فوج مقرر ہوگی جب اسکا کچھ اثر نہ ملا تب تو نہایت نادم ہوکر برخلاف اول کے اظہار اطاعت جاری
کی مہابت جنگ بپاس خاطر عمدۃ الملک کے کچھ خبر نہوا

ہیبت جنگ اور صوبہ عظیم آباد کا حال

احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ پسر حاجی احمد جو مہابت جنگ کا چھوٹا داماد تھا بعد
فتح بنگالہ عظیم آباد کے صوبہ داری پر مقرر ہوا اور خلعت مع خطاب مذکور اور منصب ہفت ہزاری اور
ماہی مراتب اور نوبت اور پالکی جھالردار حضور سے طلب کرکے عنایت ہوئی اور ہیبت جنگ نے سید ہدایت
علی خان بہادر والد مورخ کو جو اپنے فوجداری پرگنات مین تھے طلب فرماکر نہایت شفقت مبذول
کی اور تکلیف بخشی گری لشکر کی دیکر فرمایا کہ چونکہ حق تعالی نے یہ ملک و دولت تمہارے بھائی کو یعنی اپنی
بتین عطا فرمائی چاہیے کہ باتفاق ہمدیگر انتظام معاملات مین مصروف ہون اسیطرح اور بھی چند کلمہ
جو موجب ازدیاد رسم محبت ہون فرماکر ہمیشہ یہ معمول ہوا کہ نہایت شفقت فرماتا اور راہ ہمخن مین اس کو
جو مہابت خان کا قدیم دیوان تھا اسپنے سمت سے لیکر اپنے سرکار کا دیوان مقرر کیا ہیبت جنگ

اگرچہ نوجوان تہا مگر چندان جرات اور ہوشیاری اور آداب مناسب اور تہذیب اخلاق سے بخوبی واقف تہا جب تسخیر مرشدآباد کو گیا تہا اُسکے حسن سلوک اور احسانون سے اکثر زمیدار صوبہ عظیم آباد کے مانند راجہ سندر سنگہ برہمن زمیدار پرگنات ٹکہ اور زمیداران پرگنہ ترہٹ سہائے جہان قوم نٹ اور نو مسلم تہے اوسوقت چارون بہائی نامدار خان و سردار خان و کامگار خان و ہمت خان کی رفاقت کی اور فرقہ سپاہ سے بہی اکثر متوطنان عظیم آباد ہمراہ ہو لیے بعد فتح و ظفر کے جب واپس آئے استدعا اپنے وطن کی ظاہر کی ہر ایک کو ہاتہی گہوڑے خلعت فاخرہ عطا فرماکر رخصت فرمایا اور وہ لوگ اپنے وطن مالوف مین پہونچکر ہیبت جنگ کی ملازمین مین مقرر اور معتمد ہوئے درحقیقت مہابت جنگ کے خاندانیون مین جیسا کہ چاہیے حسن اخلاق اور سلوک بہت تہا اور پاس حقوق ایسا تہا کہ راقم نے اپنے زمانہ مین کسیکو نہ دیکہا ہیبت جنگ کو والدہ مورخ سے سررشتہ رضاع تہا بدین وجہ کہ جدہ مادری مورخ نے ہیبت جنگ کو صغیر سنی مین بمقتضاے شفقت کبہی کبہی دودہ پلایا تہا بپاس سررشتہ مذکور محبت برادرانہ مورخ سے ایسی کرتا تہا کہ برادران حقیقی بہی اوس مرتبہ نکرینگے ابتک ہیبت جنگ بکمال جاہ و جلال باتفاق والدہ و عم و خال مورخ کے نہایت عدل و داد مین بسر کرتا تہا اگر ادنی ادنی اوسکے بیٹون بہتیجون کے صفات و حالات تحریر ہون سررشتہ مورخی جاتا ہے اور بیان طول ہوتا ہے—

صولت جنگ کا قید ہونا باقر علیخان کے ہاتہ سے اور مہابت جنگ کا رہا کرانا

جب مہابت جنگ بہادر مرشدآباد پہونچا اوسکا بہتیجا صولت جنگ جو اوڑیسہ کا صوبہ دار تہا اللہ مین آکر چاہا کہ تنخواہ سپاہ مین تخفیف کرے جو لوگ کہ غریب الدیار رفیق قدیم مرشدآباد سے ہمراہ آئے تہے قبول نہین کرتے تہے اور شہر کٹک وغیرہ کے لوگ جو صوبہ اوڑیسہ کے رہنے والے تہے مکان کی نوکری سمجہکر اوسیقدر مین راضی تہے اس سبب سے اکثر لوگ اوس ملک کے ملازم ہوئے اور رفقاے دیرینہ برطرف ہوئے اور بعض دیگر سرداران مرشد قلیخان کے شہر کٹک مین سے نوکری صولت جنگ کے مقیم تہے اور باقر علیخان کی تخم محبت اپنے دل مین بوتے تہے شاہ یحیی نام درویش جو صولت جنگ کے ساتہہ دہلی مین باہم بڑہے تہے اسوقت مین دکن سے آکر مصاحب اور معتمد ہوا چونکہ یہ شخص بدسرشت تہا اور صولت جنگ ثروت جوانی مین سرگران اوسنے ایسی تحریک کی کہ شہر والون کو ضرر پہونچا سکے حسین و جمیل عورتون کو ہر ایک گہر سے بولا لئے اکثر سپاہ سے مرشد قلیخان کا بچا ہوا روپیہ جبر و توبیخ وصول کیا ایسے ایسے امور سے مردم شہر اسیقدر ناراض و جان بلب ہوئے کہ صولت جنگ کے عدم وجود کی

خواہان ہوسے قدما رفیقون سی تو کوئی نتہا مگر کسیقدر لفنگی اور گوجر خان مع اپنی رفیقون دو تین سو نفر کی
ہمراہی مین تہا اور وہان کی جدید آدمی جو نوکر ہوی تہے اکثر مرشد قلیخان اور باقر علیخان اور انکی ہمنشینون اور منتسبون کی
نوکرون ستے تہی ایکسال تک تو صولت جنگ نے مع عیال و اطفال کی بڑی عیش عشرت مین بسر کی ناگاہ
فلک شعبدہ باز نیرنگ ساز نے سر نو بنای فتنہ آغاز کی باقر علیخان نے اپنی خسر مرشد قلیخان کو یہہ
تحریص کی کہ صوبہ اوڑیسہ صولت جنگ سی چہین لی اور سرفراز خان کا انتقام لی مگر مرشد قلیخان زمانہ
کا رنگ دیکہکر خاموش تہا باقر علیخان نے جب دیکہا کہ التماس میرا قبول نہین ہوتا خود عازم ہوا بعض
دکہنون سی توسل چاہا کہ شاید اونکی دستگیری سے کچہ دسترس ہو تدبیر یہ کی کہ بعض فوجداریونمین
جو صوبہ کٹک سی ملحق تہین آکر بیٹہا اور صولت جنگ اور اوسکے رفقا کی کیفیت دریافت کی اور وہان کے
حکام اور زمیندار و حاجتون سی رابطہ بڑہایا جب معلوم ہوا کہ قدیم معتمد رفیقون مین بہت کم لوگ صولت جنگ
کے ساتہ رہگئی ہین اور جو لوگ ہین وہ اکثر پرانی نوکر مرشد قلیخان اور اپنی اوسکے رہی ہین اون لوگون
سی خط خطوط کا سلسلہ نکالا اور اپنی رفاقت اور صولت جنگ کی منافقت کی تقریرین لکہا جب معلوم
ہوا کہ کسیقدر ادہر توجہ ہوئی مردم کو وعدہ اور لالچ سی موافق کرکی کہا کہ جو لوگ مانند گوجر خان وغیرہ
کے تمسی موافق نہین خانہ جنگی یا اور کسی بہانہ سی اونکو مارڈالو تب آرزوی دلی میسر ہوگی یہ رای اونکو پسند
ہوئی ایکروز مجمع عام بطور بلوا کرکی آہستہ آہستہ بڑہ چلی صولت جنگ نے گوجر خان کو واسطی بجہانے
آتش فساد کے پیغام دیا ہرچند خوب پیغام آسئے مگر شہر والی تو بالکل صولت جنگ سی نسبت باقر علیخان
اور محمد مراد چابک سوار کے منحرف ہوگئے تہے کچہ سود نہوا دوسرے روز عین بازار سی گوجر خان
واسطی تقدیم سلام صولت جنگ کے دربار کو تنہا جاتا تہا غفلت مین آکر لوگون نی کام تمام کردیا اور
بمجرد اس حرکت کی باقر علیخان کے آنیکا شہرہ قرب جوار مین بلند کردیا ایکبار بلوا سے عام کی صورت ہوگئی
اور بعد اشتعال اس آتش فساد کی سارا حال باقر علیخان کو پیغام دیکر بلایا وہ تو ایسی دنکا امیدوار ہی تہا
فوراً جا پہنچا اور شہر کٹک مین پہونچکر جو اوڑیسہ کا دار الملک تہا آیا شہر والون اور دیگر مخلصان کو حکم دیا کہ جسطرح
سے بنے صولت جنگ کو قید کرین مردم شہر نی جو صولت جنگ کی نوکر اور باقر علیخان کی دوست تہے
صولت جنگ کی قدیم نوکرون کو جو اوسکی حراست مین تہے پیغام دیا کہ اگر براہ اطاعت دروازہ کہولدو
تمہاری جان مال کی سلامتی ہی ورنہ آمادہ سیاست رہو بیچارہ جان سی ڈرسے ہرچند صولت جنگ نے
دلجوئی کی مگر کچہ پذیرا نہوا کنجیان لیکر مفسدون کی حوالہ کین اور خود بہی اونمین ملگئی باقر علیخان نی جو نہایت نزدیک
تہا پہونچکر صولت جنگ کو قید کیا اور خود بجاے اوسکی مسند آرا ہوا خزائن وغیرہ پر متصرف ہوا اور

عیال اطفال صولت جنگ کی قلعہ باڑہ بہاتی مین قید ہوئے اور صولت جنگ حضور مین مقید رہا۔
صولت جنگ نے چند روز پیشتر اس سانحہ کے مہابت جنگ کو اطلاع دی تہی اور مہابت جنگ نے
شہر سے باہر خیمہ کیا تہا قصد تہا کہ عنقریب صولت جنگ کی مدد کو جاؤنگا ناگہان قید ہو جانے کی خبر آئی
اور ہرکارون سے بہی اوسکی تصدیق ہوئی عزم روانگی مین توقف ہوا کیونکہ یہ خیال ہوا کہ ایسی
حرکت بدون تحریک آصفجاہ کے نہین ہو سکتی اور تدارک اوسکا بڑی تامل سے ہوگا لہذا مشورہ ہونے لگا
صولت جنگ کی مان نہایت لڑکے سے تعشق رکہتی تہی اور مہابت جنگ اونکی رضامندی اپنی مان کی
برابر جانتا تہا حاجی احمد کو اور صولت جنگ کی مان نے یہ صلاح دی کہ صوبہ اوڑیسہ باقرعلیخان کو دیا جائے
اور اوسکے عوض مین صولت جنگ کی رہائی ہو اور مہابت جنگ باقرعلیخان کی پیروی مین موجب
سستی اپنے ارکان دولت کا جانتا تہا اور مصطفی خان نے جو عمدہ سردار اور دولتخواہ مہابت جنگ تہا
راے آقا کی پسند کی اخر الامر چند روز کے بعد سرانجام سامان فوج و سپاہ ہونے لگا۔

مہابت جنگ کا مع فوج آراستہ جانب کٹک آنا صولت جنگ کی رہائی کیواسطے قبضہ باقرعلیخان سے

چونکہ یہ خیال تہا کہ باقرعلیخان کی شان و شوکت آصفجاہی کی پشت پناہی سے ہوگی مہابت جنگ نے
ہر ایک سردار لشکر کو حکم دیا کہ تمہارے دوست و بہائی عزیز جو موجود ہون ملازم کرنا چاہیے اور جو لوگ
کہ چند روزہ راہ پر بہی ہون طلب کرکے رفیق بناؤ اسیطرح مصطفی خان کو پانچ ہزار سوار کی تقرر
کا حکم دیا اور شمشیر خان کو بنابر سہ ہزار سوار اور سردار خان کو دو ہزار سوار کیواسطے اور عمر خان کو
تین ہزار کے لیے اور عطاء اللہ کو دو ہزار اور حیدر علیخان کو ہزار سوار اور فقیر اسد بیگ کو ہزار سوار اور میر جعفر خان
کو ہزار سوار اور میر شرف الدین کو پانچ سو سوار اور شیخ محمد معصوم کو پانچ سو سوار اور امانت خان وغیرہ نارنولیان کو
ایک ہزار پانچ سو سوار اور میر کاظم خان کو دو سو سوار اور بہادر علیخان داروغہ توپخانہ جبشی کو پانچ سو
سوار کیواسطے حکم دیا اور فتح راو بخشی اور چندن بہیلیہ وغیرہ ہزاریون کو مع پچاس ہزار پیادہ تفنگچی
بہیلیہ کے ہمراہ لیکر حاجی احمد اپنے بہائی کو اور صولت جنگ کے مان سے وقت رخصت عرض کیا
کہ بندہ مع صولت جنگ کے منہہ دکہلاویگا ورنہ خیر شہامت جنگ کو پانچ ہزار سوار اور تقریباً دس
ہزار پیادہ کے اپنی نیابت پر مرشدآباد مین چہوڑ کر ساعت سعید کو مع بیس ہزار سوار کے روانہ ہوا
اور آہستہ آہستہ مع توپ و توپخانہ وغیرہ کے چلا جاتا تمام دم ہمراہی سے وعدہ کیا کہ جو شخص اول
صولت جنگ کے پاس پہونچکر اوسے رہا کریگا لاکہہ روپیہ انعام پاویگا اور اگر صاحب رسالہ ہوگا

اوسکے ہمراہیون کو بہی دو ماہہ انعام ہوگا باقرعلیخان کی مہابت جنگ اور فوج کثیر کی آمد آمد سے نہایت
گہبرایا حیرت تہی کہ کیا کرے آخر کو دریاے مہانداکے کنارے مورچہ اور توپخانہ لگاکر مع ہمراہیونکے
آمادہ مقابلہ بیٹہا اور لشکر سکے پیچہے تین چار کوس پر بنگاہ کو ٹہیرایا اور صولت جنگ کو ایک رتہہ مین
جسکے غلاف پر سفید چاندنی اور سفید ڈوریون سے جال بندی کردی مع دو مغل تورانی کی بٹہاکر حکم دیا
کہ جسوقت مہابت جنگ کی آدمی نزدیک آوین تم پہریون سے اسکا کام تمام کرنا اور پانسو سوار و پیادہ
دکہنی کو اوسکے گرد مقرر کیا کہ جب مہابت جنگ کی فوج نمایان ہو تم لوگ دوڑ کر ایک ایک نیزہ اُس
رتہہ پر مارنا اُسکے بعد جسکا جو قابو چلے تعمیل کرے مہابت جنگ نے نزدیک پہونچکر بندش مورچال
و مستعدی توپخانہ اور صولت جنگ کی بنگاہ مین قید رکہنے کا حال سُنا بعض افواج کو مقرر کیا کہ
بمجرد شروع جنگ جب فوج دشمن مین گہبراہٹ دیکہنا فوراً دوسری راہ سے بنگاہ پر پہونچکر صولت جنگ
کی رہائی مین ساعی ہونا اور آدہی رات کو روانہ ہوکر قریب صبح دریاے مہاندہ پر پہنچا لشکر باقرعلیخان
کا بمجرد معاینہ فوج کہ عازم پیکار ہوے جب ادہر سے دو تین بان اور توپ سر ہوئین اودہر بہادر
نیری مہابت جنگ کی فوج نے دلیری کرکے دریا سے گذر باقرعلیخان کے لشکر پر چڑہ گئی بمجرد پہونچنے
اس فوج کی باقرعلیخان نے بہاگنے کا ارادہ کیا مصطفی خان اور میر جعفر خان جو صولت جنگ کی رہائی
پر مقرر تہی بنگاہ پر تیز قدم ہوئے اور باقرعلی کے لشکر سے آدہ گہڑی مین کچہ نشان نہ رہا محمد امین خان
برادر مہابت جنگ جو میر محمد جعفر خان کی زوجہ کا حقیقی بہائی تہا مع اصالت خان اور دلیر خان دونو لڑکی
عمر خان وغیرہ ہمراہیان کی جو دس نفر سے زیادہ نتہے سب سے اول بنگاہ مین پہونچکر صولت جنگ
کے متلاشی ہوئے ایک نوجوان عملہ کارخانہ ملازم صولت جنگ نے حاضر ہوکر بتلا دیا کہ اوس رتہہ
مین نواب کو قید کئے لیے جاتی ہین انہون نے اوسیطرف سے رجوع کیا مرہٹون نے مہابت جنگ کو
قریب دیکہکر رتہہ پر نیزہ لگاکر راہ پکڑی اُنکے زخم نہان سے منجملہ دو مغل کہ جو صولت جنگ کی
قتل پر مامور تہے ایک مقتول ہوا دوسرے مغل نے اوسکی نعش بطور سپر اپنے سر پر حفاظت
زخم کو اوٹہالی قضارا خواستہ جناب باری تہا صولت جنگ دونون کے نیچے ہوگیا اور اون کے
جراحات سے محفوظ ہوا دوسرے مغل کے بہی کسیقدر جراحت پہونچی اسی عرصہ مین سواران
مذکور رتہہ کے پاس آ پہونچے اور پردہ پہاڑ ڈالا صولت جنگ نے جب اصالت خان اور محمد امین خان
وغیرہ کو پہچانا ثنا و صفت کی محمد امین خان نے گہوڑے سے اوترا اشارہ صولت جنگ سے کیا کہ سوار
ہو مغل مجروح رتہہ سے جست کرکے نہایت چستی و چالاکی اوس گہوڑے پر سوار ہوکر بہاگا اور راپنے

لشکر مین جا ملا دیکھنے والون کو حیرت ہوئی اور اس چالاکی پر اوسکی تحسین کی بالاخر دلیر خان نے اپنے
گھوڑے پر سوار کردیا فوج مہابت جنگ کی متواتر آرہی تہی تہوڑی دیر مین میر محمد جعفر خان مع چند ہمراہی
کے فیل سوار آپہونچا محمد امین اور دلیر خان نے آگے بڑہکر مقدم صولت جنگ کی خوشخبری سنائی میر محمد
جعفر خان بمجرد دیکھنے کے اپنے ہاتھی پر سوار کرالیا اور خود خواصی مین جا بیٹھا واہ ری قدرت یا تو کچھ دیر
مین جان کی خیر دشوار تہی یا کہ اب ہر طرف سے لوگ قدمبوسی کو آنے لگے بموجب اس حکم جلیل خداوند
قدیر کے اللہ شہنشاہ ممالک ہی دیتا ہے ملک جسکو چاہے اور چہین لے ملک جس سے چاہے توقیر و عزت دے
جسکو چاہے ذلیل و خوار کرے جسکو چاہے اوسکی دست قدرت اور قبضہ اقتدار مین ہر خیر ہے اور وہی کل چیزون
پر قادر اور توانا ہے غور کرو اے صاحبان بینائی و دانائی مخبرون نے یہ خبر مہابت جنگ کو پہونچائی اور
متعاقب صولت جنگ بھی پہونچا چچا کی ملازمت سے سرافراز ہوا مہابت جنگ نے آغوش پدری مین لیکر زیادہ
حد سے مسرور و خوشحال ہوا اور صولت جنگ کا حمام اور تبدیل پوشاک کرائی سرپیچ جیغہ کلگی مروارید
کے مالا وغیرہ سے زیب تن بڑہا کر مسند آرا کیا سرداران فوج کو نذر دینے کیواسطے ارشاد فرمایا حسب الحکم
تعمیل ہوئی بہت سا روپیہ مستحقین اور صدقہ وخیرات نذر نثار مین صرف ہوا اور اسیوقت ایک فوج
واسطے لانے عیال و اطفال کے مع سواری قلعہ بارہ بہاٹی روانہ ہوی جو لوگ باقر علیخان کی طرف
سے محافظ تہے اونہین سے جنہون نے خدمت کی تہی بامید عنایت کفایت برقرار رہی اور ایذا رسانون
نے بنظر تشدید راہ فرار لی مردم متعین نے اہل و عیال مقیدہ صولت جنگ کو لشکر مین پہونچایا
صولت جنگ اور حرم سرا کے واسطے جو خیمے نصب کیے گئے تہے لیجا کر اوتارا صاحب حسرت کشیدہ باہم
وصل مہابت جنگ کی ہوے بعد چند روز کے جو اسباب اور سامان صولت جنگ کو ضرور تہا مانند
ہاتہی گہوڑے اور توشک خانہ اور جواہر اور اسلحہ اور یراق وغیرہ کا اپنے پاس سے دیکر روانہ مرشد آباد
فرمایا تا کہ منزل مقصود پہونچکر والدین کی ملاقات سے مسرت اندوز ہو خصوص اپنی نیم جان منتظر مان
کو از سر نو زندہ کرے جب صولت جنگ روانہ مرشد آباد ہوا اکثر اسباب اور فوج مہابت جنگ کی اوسکے
ہمراہ مرشد آباد روانہ ہوی اور مہابت جنگ مع کل سرداران جان فشان اور پانچ چھ ہزار سوار کے
جریدہ رہکر بعد انتظام ارادہ معاودت فرمایا اور مخلص علی خان داماد حاجی احمد کو صولت جنگ کی نیابت پر
مقرر کرکے وہان پر معین فرمایا بعد چند روز کے اثنا سے راہ سے حسب التماس مصطفی خان کے شیخ محمد معصوم
پانی پتی کو جو سردار دیرینہ اور شجاعت و تہوری مین موصوف و مشہور تہا صوبہ مذکور کی نیابت پر مامور
کیا اور چند منزل واسطے انفصال سوانحات کے ہمراہ رکہا بعدہٗ تشخیص اور تقرر کل معاملات کی شیخ مذکور کو

صوبہ اوڑیسہ کی نیابت کی خلعت دیکر مع کسیقدر سوار و پیادہ کے رخصت کیا شیخ معصوم کٹک کو چلا اور مہابت جنگ شکار کیلئے ہوئے پانچ چھ ہزار سوار اور سراج الدولہ اور اپنی بیگم مرشد آباد کو چلا

ہیبت جنگ کا ارادہ ہونا بہوجپوریونکی سزا کا اور اول اول آنا جماعہ مرہٹہ کا ملک اوڑیسہ وغیرہ مین اور پہونچنا بہاسکر پنڈت کا مع چالیس ہزار سوار دکھنی مرسلہ رگھوجی بہوسلہ راجہ ناگپور کلان کی مہابت جنگ کے سر پر اور اوسکے تدارک کا بیان

انہین دنون مین جب صولت جنگ اسیر پنجہ تقدیر ہوکر مہابت جنگ کے ذریعہ سے رہا ہوا احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ صوبہ دار عظیم آباد پٹنہ کا یہہ ارادہ ہوا کہ ملک بہوجپور فتح کرے اور راجہ بہورل سنگہ اور بابو اودونت سنگہ قوم اوجین زمینداران سرکار شاہ آباد کو جو مدت سے سرکش ہو رہے تہے سزا دیے رام چنتامن داس جو دیوان صوبہ اور قدیمی معتمد تہا مورخ کے والد سید ہدایت علیخان بہادر سے جو بسبب قرب و منزلت کے جو خدمت ہیبت جنگ کے علاوہ قرابت بہم پہنچا کر مرجع تمام زمینداران صوبہ و روسا اور کل فوج کے بخشی تہے اکثر لوگون نے حسد کیا اور ہیبت جنگ کے دلمین یہ بات ڈالی کہ ہدایت علیخان ہمہ وجوہ حضور عالی مین نہایت معتبر اور صاحب اقتدار اور کہنا اونکا زمینداران حضور ہر امر مین خواہ نیک ہو خواہ بد منظور فرماتے ہین اور انکی طرف رجوع ہوتی ہین پس جسوقت کہ حضور نے بہوجپوریون کے استیصال کا عزم فرمایا وہ لوگ بعد مقہوری اور مایوسی کے البتہ میر ہدایت علیخان سے رجوع کرینگے اور میر صاحب ضرور اونکے بپاس خاطر خواہان عفو انکیلئے ہونگے اور حضور کو معاف فرمانے مین صرف کثیر کا نقصان عاید ہوگا پس بہتر ہے کہ میر ہدایت علیخان کو حضوری سے بہ لطائف الحیل دور کردیجئے ہیبت جنگ نے اسکا التماس کرنا موجب بہبودی سمجھکر والد مورخ کو پرگنہ سنوٹ وغیرہ تعلقہ مگہہ کی فوجداری دیکر وہان کی زمیندارون کے معاملات کا مختار کیا اور ارشاد فرمایا کہ راجہ سندر سنگہ کہ عمدہ اور اوسکا ملک کوہستان سے ملا ہوا ہے بغیر تمہارے وہان نجانیکے ہمارا اطمینان دلی نہین ہوتا لہذا بہتر ہے کہ تم وہانپر رہو تاکہ ہم بدلجمعی تمام سرکار رہتاس اور شاہ آباد کا انتظام کرین اور اپنے بہائی مہدی نثار خان کو اپنی اس عہدہ بخشی گری پر مقرر کرکے ہمراہ میری کردو والد مورخ نے موجب امر خوشنودی اپنے آقا کا سمجھکر کار مامور پر روانہ ہونا مناسب سمجہا اور اپنے بہائی مہدی نثار خان مرحوم کو ہیبت جنگ کے ہمراہ چہوڑا ہیبت جنگ جس ساز و سامان سے کہ چاہتا تہا شاہ آباد پہونچکر بہوجپوریونکے استیصال مین ساعی ہوا ان لوگون کی دست تعدی سے مسافرون کی راہ بند تہی اس سے زیادہ کیا اور

اور تحریر کرین خلاصہ یہ ہے بعد بڑی جنگ و یورش کے زمیداران مذکور کو نکال دیا اور قلعہ مذکور کو
خس و خاشاک سے شہر کی صاف کر دیا اس عرصہ مین روشن خان تراہی ذی فرقہ افاغنہ سی کہ جو عظیم آباد
اور الہ آباد مین مدتون سی صاحب نام و نشان تہا اور سرکار شاہ آباد کی حکومت کرتا تہا اور وہان کے
زمیداران متمرد سے کسیقدر اتحاد رکہتا تہا اسوقت مین کہ ہیبت جنگ نے وہان کی زمیداران سرکش
کو خراب و برباد ہی سی خارج کر دیا اس شخص نے بنظر قدامت اور اتحاد کے ہیبت جنگ سی مکرر حضور مجالس
مین عرض کیا کہ اونہین ملک مشمول عنایت کرنا چاہیی یہ امر ہیبت جنگ کو ناپسند ہوا اس سبب سے
روز بروز روشن خان کے طرف سے خان مذکور کو افسردگی ہوتی تہی اور وہ خود پسند اسقدر
مبالغہ پر آمادہ ہوا کہ بعض کلمات ناملایم بھی ہیبت جنگ کے روبروز بان پر لایا ایکروز جیبتی و چالاکی کر کے کہنے
لگا کہ ابہی آپ صاحب زادے ہین دنیا کی رنگ و وضع سے محض ناواقف میری نصیحت سن لیجئے ورنہ
اسکا انجام کار اچہا نہین ہوگا ہیبت جنگ کو یہ سخن نہایت سخت معلوم ہوا اُسکے قتل کا قصد کیا اور
میر قدرت اللہ پسر شاہ شکر اللہ قادری کو جملہ جماعہ دارون سی صاحب جرات تہا اور حسن بیگخان قلعدار
مونگیر کو اس بدسرشت کے قتل پر مامور فرمایا ایکروز روشن خان بدستور معہود دربار عام کے
خیمہ مین عصر کیوقت ہیبت جنگ کی سلام کو آکر بیٹہا اور وہ دونوجوان مذکور نی آکر کام تمام کیا روشن خان
کہ صاحب فربہی و قوی جثہ تہا کچہ ہاتہ پیر نہ ہلا سکا بیٹہا کا بیٹہا رہگیا اس حرب و سفر مین مورخ کے چچا
مہدی نثار خان نی کہ صفات حمیدہ و حقیقت پسندیدہ یگانہ روزگار اور جوان سنجیدہ ہوشیار تہی
اچہی اچہی خدمت اور جرات ظاہر کین جسکے ثمرہ مین ہیبت جنگ کی منظور نظر ہوئی اور ہیبت جنگ نی
بعد استرضاے والد مورخ کے بخشی گری کی خدمت اصالۃً مورخ کی چچا کو مع خلعت و فیل و اسپ
و شمشیر و دیگر عطایا کے مرحمت فرمایا اور اپنا رفیق بنایا اور اسکی پاس خاطری کا نہایت ساعی رہا
اور اپنے کل رفیقون پر اسے ترجیح دی اور یہ صاحب حقوق شناسی اور فروتنی اور تواضع و صلہ
ارحام اور احسان و التیام و پاس آشنائی و دادگری و شجاعت و عزت و تحمل و بردباری مین منتخب
تہا اللہم اغفر لہ وارحمہ والد مورخ نے حسب الامر کارہا مور پر افزایش نام و نشان کیواسطے راجہ سندر سنگہ
اللہ اکبر بخشی گری اوسکی اور رقم کرے اور سیر
اور راجہ جگیشن راے زمیدار ٹلانوان اور نیز دیگر زمیداران سرکش کشنہ اور جرگانوان وغیرہ کے
اتفاق سی تسخیر رام گڈہ اور وہان کی زمیدار کی تادیب کا ارادہ کیا کہ عمدہ زمیداران کوہستان سے تہا
اور بہت کم حکام و اقربا نے تسلط پایا تہا نہضت کرکے اوترا قلعہ چتراچو کہ درہ کوہ اور رام گڈہ کی
راہ مین واقع ہی محاصرہ کیا اور بعد فتح قلعہ مذکور کے آگی کو چلا خبرداران معتمد نے آگہی دی کہ گہوجی بہلے

پنڈت نے اپنے پردہان سے بہاسکر نام کو مع چالیس ہزار سوار کے تسخیر بنگالہ کو رخصت کیا ہی عنقریب فوج مذکور اس راہ سے گذر کر بنگالہ کو جایگی والد مورخ نے یہ خبر ہیبت جنگ کو لکھی ہیبت جنگ نے وہ عرضی بجنسہ مہابت جنگ کے پاس بذریعہ اپنے خط کے بہیجدی مہابت جنگ نے بیہودہ سمجھا اور کچہ باور نکیا اور جواب مین لکھا کہ تم بدلجمعی تمام اپنا کام کرو جسوقت مرہٹہ ادہر آویگا تنبیہ اور تدارک جیساکہ چاہیے کیا جائیگا جب ایسا جواب مورخ کے والد کو معلوم ہوا اور اوسوقت کچہ فوج ہمراہ نتھی کہ مرہٹہ کا سد راہ ہو سکتی بصلاح رفقا و خیر طلبان سے کوہستان کے نیچے آکر جا بے مناسب دیکہکر مقیم ہوی اور چند روز کے بعد مرہٹہ جلو ریز پچیتہ اور موز بہنج کے طرف آکر میدنی پور کے موضع مین ظاہر ہوئے مہابت جنگ جیساکہ مذکور ہو چکا ہی پانچ چہ ہزار سوار سے بے اندیشہ مرشد آباد کو آیا نزدیک میدنی پور کے جب آ پہنچے کسی عامل معتمد نوردہ مرہٹہ کی خبر جا سنائی اوسوقت مہابت جنگ نماز ظہر مین مشغول تہا اور عرض کیا کہ بہاسکر پنڈت چالیس ہزار سوار سے بہت نزدیک آگیا ہی یقین ہی کہ کل یا پرسون صبح ہوتے اوسکا لشکر ظاہر ہو چونکہ حضور کا نمک خوار ہون اطلاع کرنا مناسب سمجہا اب حضور کو اختیار ہے جیسا چاہین بندوبست کرین مہابت جنگ نے باوجودیکہ بہت کم فوج ہمراہ تھی بلا تامل جواب دیا کہ ان کافرون کو کس مقام پر مارا چاہیے جس شخص نے کہ یہ خبر مہابت جنگ کو پہونچائی تہی مورخ کے روبرو قسم یاد کرکے کہتا تہا کہ کسیطرح کی تشویش مہابت جنگ کے چہرہ پر اصلا ظاہر نتہی مین نہایت تعجب اسکی فرط استقلال اور دلیری کا کرتا ہون —

پہونچنا مرہٹون کا مہابت جنگ کے سر پر اور اُسکی آویزش کا حال

مفصل اس کیفیت کا حال یہ ہی کہ رگہوجی بہوسلہ بنی عم راجہ ساہو کا تہا جو کہ صوبہ برار کے عمدہ مرہٹون مین تہا اسکا دار الملک ناگپور کلان ہی بنا بر ضعف ارکان سلطنت یا آصفجاہ کی ترغیب سے تسخیر بنگالہ کا عازم ہوا ورنہ چوتہہ دینے کے سبب سے بنگالہ اس بلا سے محفوظ تہا بہاسکر پنڈت اپنے مدار المہام کو پچیس ہزار سوار سے جسکی شہرت چالیس ہزار کی ہوئی تہی روانہ کیا اور ادہر سے بموجب تحریر بالا کے کچہ دُرہ ہا سے دشوار گذار کے عبور سے انسداد نکیا گیا بہاسکر مذکور نے کٹک کی پہاڑون سے راہ بنائی جب درہ پچیتہ سے جو آٹھہ منزل دکن مرشد آباد سے واقع ہی متوجہ ہوا اور یہ خبر منزل جنگڈہ مین مہابت جنگ نے پائی جب مبارک منزل مین پہونچا عبور مرہٹہ کی خبر درہ پچیتہ سے قریب بسر حد بردوان کے ملی اس سبب سے کہ کچہ تو برطرفی کا حکم دیا تہا اور اکثر ملازم بخیال نہونے کسی شورش کے

صولت جنگ کے ہمراہ مرشدآباد گئے تھے زیادہ تین چار ہزار سوار اور چار پانچ ہزار پیادہ برق انداز
سے ہمراہ تھا قصبہ بردوان جو کثرت غلہ اور معموری مین کل پرگنات بنگالہ سے فوقیت رکھتا ہے اپنا
مسکن قرار دیا کہ یہان ٹھہر کر مدافعہ غنیم مین ساعی ہو اس ارادہ کے ساتھ دوسرے روز کوچ کرکے
بردوان کے اوسی موضع مین مخیم ہوا اور مرہٹہ نے بھی جلد ہو نچکر بعض آبادی مین آگ لگادی اور
بعض محفوظ رہی اس مقام مین ہلکی ہلکی لڑائیان ہوکر اپنے خیمون کو لوٹ آتے تھے اسی ضمن مین مہابت جنگ
کی شجاعت اور اسکے لشکریون کی تہور و جلادت دیکھ سنکر بہاسکر نے چاہا کہ بے لڑائی لڑے جو کچھہ
ملجاوے لیکر واپس ہو اور اسی غرض سے مہابت جنگ کو پیغام دیا کہ ہم لوگ راہ دور سے محنت کھینچکر
اس جگہہ آئے ہین اگر دس لاکھہ روپیہ برسم ضیافت عطا فرمایا جاوے ابھی واپس ہوتے ہین کہنا
اسکا نواب نے بمقتضاے غیرت اور مصطفی خان کی مشورت سے جو ہمیشہ خواہان جنگ و جدال رہتا تھا
سراسر نامنظور فرمایا اور جواب صاف کہلا بھیجا کہ ہمکو نہین منظور ہے جب چند روز اسی رنگ مین
گذرے مہابت جنگ نے عزم کیا کہ زوائد سامان مانند رتھہ اور ارابہ اور باربرداری اور بارود
وغیرہ لشکر مین چھوڑکر جریدہ مرہٹون پر ترکتاز کرے اس خیال سے اول صبح کو سوار ہوکر تاکید کی کہ مردم
بنگاہ سے کوئی شخص شریک فوج نہو لیکن خوف مرہٹہ تو دلونین ساری تھا بے اختیار داخل فوج ہوگئی
جب کسیقدر راہ طے ہوئی اور خیمہ گاہ دور چھوٹا فوج مرہٹہ نے چارون طرف سے گھیر کر حملہ کیا طرفین
سے کشاکش ہونے لگی چنانچہ مصاحب خان جو کہ بڑا لڑکا عمر خان کا اور مرد جوان صاحب نام و نشان و
آبروے خاندان تھا میدان رزم مین خونفشان ہوکر مردمی دکھائی آخرکار جان نثار ہوا اسی وتیرہ سے
قطع مسافت بنگاہ مرہٹہ سے ہوئی تا آنکہ وقت عصر نمود ہوا اور شمشیر خان اور مصطفی خان اور سردار خان
اور رحم خان سے جو پشت پناہ مہابت جنگ کے تھے جیساکہ چاہیے کچھہ جانفشانی نہ کرسکے جب تو مہابت جنگ
متحیر اور خبردار ہوا کہ سرداران ہمراہی کیسے سرگران ہین اور ارادہ دیگر رکھتے ہین چونکہ اپنا لشکرگاہ تو
دور رہا تھا اور ادہر مرہٹون کا بھی مخیم دور تھا دیکھا کہ نہ تو لوٹ جانے کی طاقت ہے نہ آگے بڑہنے کی مجال
ناچار جس جگہہ کہ پہنچے تھے اور حسب اتفاق وہ جگہہ نہایت ناپاک کیچڑ دلدل ہورہی تھی بجز اقامت کی چارہ
نہ کیا چار پانچ پالکی اور خیمہ مختصر سفری سوا مہابت جنگ کیوا سطے اور کچھہ نہ رہا تھا اوس خیمہ کو بلندی پر بردوان
کے پانچ چھہ کوس پر نصب کیا اودسرے روز تمام لشکر کا مال و اسباب لٹ گیا اور جو فوج کہ پیچھے
رہگئی تھی اونمین سے بھی اکثر مجروح و مقتول ہوے اور بعض صحیح و سالم نے اپنی راہ لی اور مہابت جنگ
کی ہمراہی فوج بہت مجموعی مرہٹون کی محصور ہوئی شام تک وار دشمنون کے روکتے رہے جب

رات ہوئی اوسی جا منزل کی اوس رات کو انقلاب قیامت پیدا تہا مصطفی خان اور شمشیر خان اور سردار خان وغیرہ اکثر افاغنہ چند وجہون سی دل آزردہ تہا اسی وجہ سی لڑائی مین جے کہولکر نہ لڑی ساری وجوہات سے بڑی وجہ یہ تہی کہ جب لڑائی مین مہابت جنگ فوج لڈکر رکہتا تہا بعد انفصال تو ملازم کو برطرف کر دیتا اور یہ امر موجب ناراضگی سپاہ کا تہا اسی لڑائی مین جو صولت جنگ کی رہائی کیواسطے روانہ نہین ہوئی مصطفی خان نی عرض کیا کہ مکرر دلاسا دیکر فوج نوکر ہوتی ہی اور پہر برطرف فرمائی جاتی ہی اس مرتبہ امیدوار ہون کہ برخلاف عہد وپیمان کی تعمیل نفرمائی جاوے مہابت جنگ نی تسلی سپاہ اور مصطفی خان کی خاطرداری کو فرمایا کہ اس مرتبہ ایسا نہوگا اور بعد ملاقی صولت جنگ اور ظفریابی باقر علیخان کے بدستور برطرفی کر دی اور یہی امر موجب دلشکنی سپاہ خصوص مصطفی خان کا ہوا الحق کہ یہ امر نہایت مذموم خصوص سردار اور حاکمون کو عہد وقرار کے برخلاف ہونا نہایت نازیبا ہے دوسری وجہ یہ کہ اس زمانہ مین ہیبت جنگ ناظم عظیم آباد نے جو مہابت جنگ کا چہوٹا بہتیجا اور داماد تہا جنگ بہوجپوریز روشن خان افغان کو جو سرکار شاہ آباد کا فوجدار اور بہوجپوریون پر حاکم تہا ذرا سی تقصیر پر مروا ڈالا یہ امر بہی باعث آزردگی فرقۂ افغان بلکہ کل سپاہ کی رنجش کا ہوا اور یہ کام ایسا ہی بد وزبون ہے تیسری وجہ یہ کہ راجہ مور بہنج نی جب کہ مہابت جنگ کا لشکر صولت جنگ کی رہائی کو کٹک کی طرف آیا اور یہ راجہ باقر علیخان کا طرفدار تہا اور اسی سبب سے مہابت جنگ نی اسکی بہی گوشمالی کی راجہ مذکور نے مصطفی خان کے توسل سی براہ وبجا وسمجہکر عرض کیا مگر مہابت جنگ نی مصطفی خان کی سنتی اور نسینی برابر کی چونکہ چاہتا تہا کہ مصطفی خان دل سی اسکا طرفدار ہی میر محمد جعفر خان سی کہا تہا کہ جب راجہ دردولت پر آوے قبل ازان کہ افشاے راز ہو کام تمام کرنا اور ایسا ہی ہوا کہ جب راجہ نی درخواست اجازت احضار پائی اور دربار کو چلا میر محمد جعفر خان یہ خبر سنکر مع سپاہیون کے مسلح ہو آپہنچا اور پہنچتے ہی کے جعفر خان کے آدمیون نے اوسکا کام تمام کیا اور اونکے سپاہیون کو بہی جسنے جان پایا ٹہکانے لگایا۔ انہین عداوتون اور رنجشون سی اسوقتین فوج نے برخلافی کی مہابت جنگ سپاہ کی اطراف خصوص مصطفی خان کی سرگرانی سی جو کہ بڑے رفیقون مین تہا متحیر ہوا کوئی تدبیر خیال مین نہین آتی تہی مرہٹہ نے اوس میدان مین مہابت جنگ کو مع ہمراہی آدمیون کی محصور کر دیا تہا اور اطراف مین اپنی سرداران لشکر کو محافظ کر دیا تا کہ لشکر اور جنس رسد وغیرہ کے پہونچنے مین انسداد کرین مہابت جنگ نے دفع الوقتی کے واسطے مرہٹہ سے سوال جواب صلح کے پیش کئی میر خیر اللہ کو جو بخشی راجہ بردوان کا تہا اور دکن کا رہنے والا برسم رسالت پنڈت بہاسکر کی پاس بہیجا پنڈت مذکور نے بمشاہدہ حال موقوعہ کی

جواب دیا کہ الحال تمہاری فوج مین تاب مقاومت نہین رہی اور تمامی لشکر محصور ہے پس مصالحت
کیا ضرورت ہے لیکن چونکہ تم امراے ہند مین شمار کیے جاتے ہو لہذا اگر اس تہلکہ سے نجات منظور
ہے ایک کروڑ روپیہ نقد اور کل ہاتھی موجودہ لشکر تسلیم کیجیے اور مرشدآباد کی راہ لیجیے اس صورت مین
البتہ ہماری جانب سے مزاحمت نہوگی راجہ جانکی رام جو کہ دیوان تن او رصاحب اخبار سررشتہ سپاہ اور دو تنخواہ معتمد تہا بمشاہدہ حقیقت
دیروزہ اور پہلو تہی کرنے سرداران معتمد کی اور باقی رہنے تین ہزار سوار کے رکاب مین جنمین بہی اکثر خوف و ہراس
سے غنیم مین ملجانے کی آرزو رکہتے ہین عرض پیرا ہوا کہ دشمنون کا غلبہ نہایت درجہ ہے اور جسقدر
فوج رکاب دولت مین ہے اس حال کے دریافت سے مخالف کے طرفدار ہین پس ایسی صورت مین
صلاح ہے کہ التماس بہاسکر کا قبول ہو ہاتہیون کی بنگالہ مین کچہ قدر نہین اس سے عمدہ فیل خانہ مین
موجود ہین اور چالیس لاکہ روپیہ خزانہ مین ہے باقی ساٹہہ لاکہ جس طرح ممکن ہوگا بندہ فراہم کر کے
پہونچاتا ہے مہابت جنگ نے بمقتضاے عزت شجاعت کے نامنظور فرماکر فرمایا کہ تا زندگی اسطرح کی
اہانت سے راضی نہین ہون انشاءاللہ مخالف مغرور کو سزا دیتا ہون خفت مین روپیہ دینے سے
کیا فائدہ انشاءاللہ بعد فتح و ظفر جانثارون کی معاوضہ مین عطا فرمایا جاویگا جو لوگ اس معرکہ مین ساعی
ہونگے دس لاکہ روپیہ انعام پاوینگے بہرصورت دن تمام ہوا شام ناکامی نے سیاہی کی رات
کی سیاہی مین اکثر سیہ بخت سردار مہابت جنگ کی رفاقت سے کالا منہ کر کے مرہٹون مین جا ملے
غیر جماعہ داران مشہور اور عزیزون وغیرہ وند با اور چند رفیق کے کوئی نرہا جب میر خیراللہ مذکور کے
مکرر آمد و رفت ہوئی اور لوگ بہی اپنی فکر مین ہوے میر حبیب اللہ بہی مع بعض روسا مرہٹہ کے جو کچہ
مہابت جنگ سے ناراض تہا مگر ارادہ گریز رکہتا تہا مرہٹون نے شام کیوقت نشان دہرم دہار محصورون
کے مقابلہ مین نصب کر کے منادی کی کہ جو کوئی اسکے نیچے آئیگا سلامت جان پاویگا نامردون نے
حیلہ اور بہانہ سے اوسکے زیر سایہ جاکر پناہ لی اور مرہٹون نے اونکو غارت کر دیا اور اس حرکت سے
وہ راہ بہی مسدود ہوئی مہابت جنگ ہر طرح سے لاچار ہو کر جانبازی پر آمادہ ہوا ایکرات کو تنہا بے
خدمتگار اور مشعلچی کے سراج الدولہ کو ہمراہ لیے ہوے مصطفی خان کے خیمہ مین آیا اور کہا مجہے تمسے کچہ
کہنا ہے مصطفی خان اس وضع مین دیکہکر نہایت حیران ہو کر اوٹہہ کہڑا ہوا اور لیجا کر دوسرے خیمہ مین بٹہلایا اور
کہا جو ارشاد ہو بجالاؤن مہابت جنگ نے کہا کہ انسان کو جان سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہین مجہے اب
اسوقت جنگ مین جان بہی پیاری نہین ہے اگر تمکو کسی امر سے جو درحقیقت سے نہ کیا ہو اور تمکو
میری طرف سے ملال ہو تو بندہ مع سراج الدولہ کے حاضر ہے شوق سے سر جدا کیجیے اور اگر کچہ میری

حقوق کا پاس ہو تو نے سر ہو سی غول بیابانی مین جان فشانی کیجیے تاکہ بدلجمعی تمام مرہٹون کی تدارک مین معروف
ہون مصطفی خان نے جواب دیا کہ مین اسکا جواب تن تنہا نہین دے سکتا ہون اور بھی میرے فرقہ کی
لوگ آوین تو جواب دون آخر مہابت جنگ نے اسکے ایما بموجب جواب دیا کہ کیا مضایقہ ہی مصطفی خان
نے کسی کو بھیجکر شمشیر خان، و سردار خان وغیرہ جماعہ داران افغان کو بلایا سب بموجب التماس کی حاضر ہوئی
مصطفی خان نے مہابت جنگ کے کلام گذشتہ کا اعادہ فرمایا لوگ سنکر چپ چاپ رہی مصطفی خان نی کہا بھائیو
جو منظور ہو جواب دو شمشیر خان وغیرہ نے جواب دیا کہ تم ہمارے سردار ہو تمہارا اقبال و انکار
ہمارے جان و دل کو منظور ہی مصطفی خان نے کہا یارو ا سوقت تک جو کچہ ارادہ تہا مگر اب قدم
ولی نعمت پر جان نثاری کا عزم ہوا اور جب تک اپنی جان مین جان ہی مہابت جنگ اور اسکے آل و اولاد کی
عزت و آبرو پر نثار رہون مشہور ہی کہ چالیس نفر سی ملک فتح ہو جاتا ہی ہم لوگ تو تین ہزار سے زیادہ
ہونگے پھر یہ کیا نامردی اور بزدلی ہی بعون آلہی دشمنون سی لڑائی کر کے انشاء اللہ تعالے غالب آئینگے اور
تم سب جو مناسب جانو کرو اس کلام کے سننے سی ہر ایک نے مصطفی خان کی پیروی کی مہابت جنگ اس عہد و پیمان سی
خوش ہو کر خیمہ گاہ کو واپس آیا باطمینان تمام رات بسر کی اور غلام علی خان کو جو سابق مین دیوان
خالصہ عظیم آباد اور ندیم اور مقرب مہابت جنگ کا تہا اوسکے مکان پر بھیجا کہ اب غائبانہ اوسکی کیفیت
دریافت کرے غلام علیخان مصطفی خان کی گہر آیا اودہر اودہر کا ذکر ہونے لگا کہ اس درمیان مین شمشیر خان
کا پیغام آیا کہ بموجب بندوبست سابقہ کے جو نشان کہ مرہٹہ سے چاہتی تہی آج آنیوالے ہین اس بارہ
مین آپ کی کیا مرضی ہی مصطفی خان نے گفتگوے شب کا اعادہ فرماکر کہا کہ جو کوئی پٹھان کی نسب سے
ہوگا اوسی قرار پر قائم رہیگا غلام علیخان یہ کلمات سنکر اوٹہا اور بے کم و کاست مہابت جنگ سے
بیان کی مہابت جنگ نے اس جواب کو سنکر عزم رزم مضبوط کیا مصلحت یہ ہوئی کہ معتقد آباد مین
اسباب درست کر کے دفعیہ اعدا کرنا چاہیے جب پہر شام ہوئی مرہٹون نے وہ توپ کہ جو اول لوٹ
مین لیگئے تہے کسی درخت پر نصب کر کے گولہ برسانے لگے اور بان کی سن سن برپا کی اس آتشبازی
سے بڑی سورش ہوئی حتی کہ دیوان مانکچند جو راجہ بردوان کا دیوان تہا قریب صبح اپنے گہر کو فرار
ہو گیا اس درمیان مین مرہٹہ نے چارون طرف سے شورش کی مہابت جنگ ہاتہی پر سوار ہو کر متوجہ
انسداد غنیم ہوا چونکہ مرہٹہ بہت چڑہ آئے تہے ترتیب فوج کی مہلت نہ ملی اور مرہٹہ آ پڑے میر حبیب نے
عمداً سواری مین دیر کی دو تین زخم کہا کر مرہٹہ کے ہاتہ مین قید ہوا اوس روز حیدر علیخان
داروغہ توپخانہ دستی نے خوب شجاعت اور جوانمردی دکھلائی مرہٹون کو خاک مین ملایا اور مصطفی خان

و میر جعفر خان و شمشیر خان و سردار خان و رحیم خان و عمر خان وغیرہ نے بھی نہایت جی کھولکر شمشیر زنی کی جمعیت مرہٹہ کی پریشان کر دی روساء مرہٹہ نے شجاعون کی دست ضرب اور نیز اپنی مقتول و مجروح کی کثرت دیکھکر یورش کو موقوف کیا اور اپنے تئین جمع کر کے ساقہ کیطرف رجوع ہوئی اور مہابت جنگ کی برہم خوردہ فوج جمع ہو کر کٹوہ کیطرف روان ہوئی امور جو کچہ اسباب بچ رہا تہا وہ بہی مرہٹون کے ہاتہہ لگا زوائد تو کیسا ماکولات اور ملبوسات اور مرکوبات کچہ بہی نہ ہا دو تین ہزار آدمی اسپ اور فیجی اور چند فیل سوار اور پانچ چہ ہزار بہیلہ برق انداز پیادہ جنگ کنان راہ طی کرتے تہے مرہٹہ کی فوج چارون طرف سے کوشش کنان تہی اور مہابت جنگ نے قلیل لشکر پر متواتر حملہ کنان ادہر سے بہی شجاعان رستم دل دفعہ غنیم مین ید بیضا دکھلاتے تہے نہایت استقلال سے چلے جاتی تہے جب شام ہوتی کسی تالاب کے کنارے زمین مرتفع پر مقیم رہتے اور کٹک کی راہ مین جو جگر ناتہہ کی راہ ہے اور وہین پر ہنود کا بڑا و ہوا کرتا ہے یہ لوگ بہی اقامت کرتے آسمان کا سایبان اور فرش غبرا کے سوا کچہ میسر نہتا مرہٹہ روزمرہ دیہات گرد و نواح کو لوٹتے اور دس دس کوس تک چارو طرف سے آگ لگا کر خاک کر دیتے اور غلہ اور آبادی کا نام باقی نہ رکہتے تہے اس سبب سے مہابت جنگ کی لشکر مین بڑا ہرج واقع تہا امید زندگی اور فتح کی نہ رہی تہی بسبب فاقہ روزمرہ کے تاب و طاقت زائل ہوئی اور دنرات مین ایکوقت مقررہ پر جنس ماکول ارباب دولت کو بقدر سد رمق نصیب ہوتی تہی اور سب آدمی درخت عاروکی جڑ سے پیٹ بہرتے تہے جیسا کہ یوسف علیخان مرحوم پسر غلام علیخان مرحوم کی تقریر سے ظاہر ہوا کہ تین روز مین جب کہ کٹوہ کی قطع راہ ہوتی تہی ایکروز مین پاو بہر کہچڑی میسر آئی جسمین سات آدمی شریک تہے اور دوسرے روز سات عدد شکرپارہ مین تین آدمی سیر ہوتے اور تیسرے روز آدہ سیر گوشت گاو ملا جسکے کہانے مین چند آدمی شریک تہے اور اس سفر مین جیسا کہ برد وان سے مرشد آباد آتے تہے مرہٹہ کی فوج نے بسبب نرسنے توپ و رہکلہ کے مہابت جنگ کی فوج مین قریب فاصلہ سے کہ گولی نہین پہونچتی تہی احاطہ کر کے اوترنا شروع کیا۔ ایکروز مصطفی خان نے مرہٹہ کو اپنی قریب لشکر کی اوترا ہوا دیکھکر نہایت غیظ و غضب سے ہمراہیون کو سنایا کہ بہائی ہو چکی سو اسی ترک من مناز کر ترک کے تمام شدہ افسوس کہ بہوکہ و پیاس کی صدمہ سے جان دے رہی ہو اور یہ نہین ہوتا کہ بہیئت مجموعی زندگانی سے ہاتہہ اوٹہا کر ان کافرون کا دل توڑ دو اوسکے ہمراہی جو کہ اکثر پٹہان اور شجاع تہے اس کلام سے متغیر ہو کر بولے کہ جو حکم ہو اور جس امر مین آپ اقدام کرین ہم بہی شریک ہین مصطفی خان نے ہمراہیون کو عازم جازم دیکھکر سپر اور شمشیر اوٹہالی اور آہستہ آہستہ بطور تماشائیون کے روشن کرنے لگا۔ مرہٹہ تو مہابت جنگ کی فوج سے

ایسی شجاعت کا گمان نرکہتی تہے طبخ طعام مین سے سلاح و قزلباش مشغول اور آرام مین مصروف تہی
جب مصطفی خان مع ہمراہیون کے نزدیک پہونچا یکبارگی شمشیر عریان کرکے جا پڑا اکثرون کے خون سے
زمین سرخ رو ہوئی اور بعض کہانا پینا چہوڑ کر رو سیاہ فرار ہوے جبرا بیان مصطفی خان نے یہ غلبہ
مبارک سمجہا غنیم کے ماکولات سے جسقدر ممکن ہوا اپنے لشکر کو اوٹہا لائے اور دیگر سپاہ نے بہی فرصت
پاکر جتنا ہوسکا اوٹہا لیگئے بارے دو تین روز کے کہانے پینے سے بعضون کو پہر طاقت آگئی اب مرہٹہ نے
مصطفی خان کی دست ضرب دیکہکر دور ترا و ترنا اختیار کیا مہابت جنگ اوسی حالتمین ہمیشہ کوچ کرتا ہتا تا ٹہ
کٹوہ مین پہونچے کسی منزل مین وقت صبح کہ ہنوز مہابت جنگ فیل پر سوار ہوکر لشکر مین نہ جا ملا تہا مرہٹہ
فوج پر جا گرے جو جہان تہا وہین پر گہیر لیا ہر ایک نہایت مضطرب اور لاعلاج ہوا یہ بات
نتہی کہ ایک دوسرے کی مدد کرے یا کہ مہابت جنگ کے حافظ ہون واہ حافظ حقیقی کی صیانت
دیکہیو کہ مہابت جنگ کے ہاتہی کے برابر مین نشان والا ہاتہی تہا اور ان دونون کی سونڈون مین زنجیرین
تہین ہاتہیون نے اونہین زنجیرون سے سواران مرہٹہ کو مارنا شروع کیا جسپر مارتے اوسی خاک مین
ملا دیتے تہے اس جنگ آسمانی کے ظاہر ہونے سے مرہٹون کو نہایت سراسیمگی ہوئی اور خاتما نے سرو پا بہاگ
اور انکے سر براہ ہونے سے کسیقدر وسعت حاصل ہوئی اور ملازمین دوڑکر ہاتہی کے پاس آپہونچے
اور جو مرہٹہ لوگ کہ سرداران مہابت جنگ کو گہیرے ہوے تہے اونپر حملہ کیا اور ہر جگہہ سے اونکے پاون اوکہیڑ دیے
اور مار ہٹایا اور بفضل خدا اسے ایسی جمعیت فوج ہوگئی اور بعادت معہود کوچ کی ٹہری خلاصہ یہ کہ
نہایت سختی سے قطع منازل ہوتی تہی ہر قدم پر خوف دشمن روبرو تہا مگر تائید غیبی مددپر تہی یہانتک کہ قصبہ کٹوہ
مین جو کہ مرشدآباد سے جنوب رویہ دو منزل پر واقع ہے مع الخیر جا پہونچے اہل لشکر نے بدین خیال کہ
کٹوہ مین غلہ وغیرہ ہر قسم کی چیز میسر آئیگی قطع راہ مین جلدی کی لیکن مرہٹہ نے قبل انکے ورود کے پہونچکر
اوس گانو کو قرار واقعی تاخت و تاراج کردیا اور غلہ کے انبار مین جنکا اوٹہانا دشوار تہا آگ لگادی باوجود
اسکے حیوان و انسان نے جو کہ فاقہ رسیدہ تہے جلے غلہ کو مغتنم سمجہے کہ مہابت جنگ نے کٹوہ مین ٹہر کر حاجی
احمد اور شہامت جنگ کو بنابر حفظ و حراست تحریر کرکے صولت جنگ کو مع غلات وغیرہ ضروری
سامان کے طلب فرمایا اول خود ایکمدت تک شہامت جنگ اور صولت جنگ اور حاجی احمد وغیرہ
مہابت جنگ کے حال سے بیخبر اور صحت سلامتی اوسکی سے متردد تہے بارے خبر صحیح وری پاکر سجدہ گذار
خداوند یگانہ ہوے اور صولت جنگ کو مع فوج شایستہ اور توپخانہ اور غلہ وغیرہ کے رخصت کیا
صولت جنگ بعد چند روز کے روانہ ہوکر منزل مقصود مین مہابت جنگ سے جا ملا مہابت جنگ اوسے

اوسکے ہمراہی اُسکے پاس جا پہونچنے سے نہایت خوش و ازسرِنو زندہ دل ہوئے اور غلہ وغیرہ سامان ضروریہ
کے ملنے سے اور بھی اطراف وجوانب سے غلہ پہونچنے کی بامن وامان تمام شکر خدا بجا لاکر قصبہ کٹوہ مین مقیم
ہوئے بہاسکر پنڈت قریب ایام بارش کہ مہابت جنگ کے دست ضرب کہائی ہوئی تہا ممالک
بنگالہ مین ٹہرنا دشوار سمجہا اور بیر بہوم کی راہ سے اپنے ملک کو عازم ہوا۔ میر حبیب نے شدت عداوت
سے جو مہابت جنگ کی ساتہہ رکہتا تہا مانع معاودت ہوکر کہا کہ اگر روپیہ حاصل کرنا ہو چند ہزار سوار
میرے ہمراہ کرو تاکہ مرشدآباد جاکر چونکہ شہر بے حصار ہے اور مہابت جنگ کٹوہ مین لہذا جگت سیٹھہ
کی کوٹہی وغیرہ لوٹ مار کر مال فراوان حاضر کرون بہاسکر نے اس آگاہی سے چند ہزار سوار جرار خوش آیند
ہمراہ کردئے اور مہابت جنگ نے جو اس راز سے آگہی پائی اور خوب جانتا تہا کہ شہامت جنگ وغیرہ
سے حفاظت نہو سکے گی جلد یلغار کرکے مرشدآباد کو مراجعت کی مرہٹہ نے قبل اُسکے پہونچنے کے ایکروز
مین پہونچکر جگت سیٹہہ کے کوٹہی سے تین لاکہہ روپیہ کے قریب نقد اور کسیقدر جنس لوٹ لیا اور نزدیک
محلون مین بہی دست بردی کی اور میر حبیب نے اپنے بہائی میر شریف کو گہر سے ہمراہ لیکر باہر چلا چونکہ
دارالامارۃ اور شہامت جنگ اور عطاءاللہ خان کے مکانات بسبب ہونے فوج کی نہایت حفاظت مین
تہے وہان پر ہاتہہ اونکا نہ پہونچا بمجرد استماع خبر آپہونچی مہابت جنگ کی مرہٹہ نے راہ فرار لی اور جس روز
کہ مرہٹہ نے لوٹ مار کر راہ فرار لی تہی اوسکے شام کو مہابت جنگ داخل مرشدآباد ہوا یہ ساری
سرگذشت ۱۱۵۵ ہجری مین واقع ماہ صفر عاید ہوئی۔

بہاسکر پنڈت سپہہ سالار مرہٹہ کا کٹوہ مین مقیم ہونا اور ہوگلی بندر پر جو بنگالہ کی عمدہ بنیاد مین ہے تسلط پانا

جبکہ مہابت جنگ مرشدآباد آیا بہاسکر پنڈت بارادہ معاودت بیر بہوم کے طرف روانہ ہوگیا تہا
میر حبیب بہی اوسکی پاس جا پہونچا اور عزم کرنے جانب دکن کی سرزنش کی اور مہم بنگالہ کی اپنی کفالت
مین لیکر بڑے اصرار و مبالغہ سے واپس لاکر کٹوہ مین آیا اور بہاسکر کو کٹوہ مین مقیم کراکر کہا کہ غلات وغیرہ
ضروریات کے بہیجنے سے غافل نہوا اور مردم ہوگلی اور زمینداران اطراف سے راہ رسم پیدا کی
واقعہ طلبان ہوگلی وغیرہ نے آہستہ آہستہ مرہٹہ سے خط کتابت جاری کی اور میر حبیب کو واسطہ بنایا
تا آنکہ میر ابوالحسن اور میر ابوقاسم وغیرہ ساکنان ہوگلی نے جو کہ محمد یار خان مہابت جنگ کے برادر
علاتی سے جو اوس بندر کا حاکم تہا نہایت اتحاد اور رسم دوستی رکہتے تہے میر حبیب کے اشارہ بموجب
ایکروز وقت شب مع بندرہ آدمیون کی دروازہ قلعہ ہوگلی پر آئے دروازہ بند پاکر پیغام دیا کہ کچہہ

ضروری عرض کرنا ہی محمد یار خان قریب مین آگیا او سیوقت حکم احضار دیا چونکہ تنہا تہا قید ہوگیا ان مکارون
نے سیس راو نام مرہٹہ کو میر حبیب کی وسیلہ سی جو بہاسکر کے لشکر مین رئیس تہا بلا کر ہوگلی کے قریب
بٹہالا تہا بعد مقید کرنے محمد یار خان کی سیس راو مذکور کو بولاکر مسند دولت پر جانشین کردیا بعض دیگر تجار
مغلیہ ساکن ہوگلی بہی میر حبیب کی اغوا سے ساتہ او سکے ملگئے اب کیا تہا مرہٹہ کا تسلط ہوگیا اور کسیقدر روپیہ
بہی بطور خراج اور دہیک کے وصول ہوا بہاسکر راو بنگالہ کے عزم سے کٹوہ مین مقیم رہا اور سیس راو
ہوگلی مین اور میر حبیب بطور مدار المہام کی کبہی ہوگلی اور کبہی کٹوہ مین رہتا تہا۔ مہابت جنگ نے دیکہا کہ فوج
قلیل رہگئی اور بہی سفر کشیدہ تکلیف رسیدہ اور بارش سر پر ہو چکی بہرحال اوسی سال مرہٹہ کا اخراج
ناممکن سمجہا مرشدآباد کی حفاظت مین کوشش کرکے امانی گنج اور نارکپور مین شکارگاہ کو مرہٹہ کی فوج نے
دو ایکسر تبہ یلاسی داودو پ تک آکر دیہات اطراف کو جلاکر کٹوہ کو چلے گئے ایک مہینے کے بعد دریاے
بہاگیرتی نے طغیانی کی اور چونکہ کٹوہ اس پار دریاے مذکورہ کی ہی مرہٹون کی تاخت تاراج سی اودہر
کے دیہات محفوظ ہوئے مگر اور پرگنون پر دست درازی شروع ہوئی تمام ہگلہ بردوان اور میدنی پور کو
بالیسر تک زیر قبضہ لائے میدنی پور کا فوجدار میر قلندر ن ضبط جسی ہو سکا اس مہلکہ سی رہا ہوکر گوشہ
اختیار کیا اور نائب صوبہ کٹک شیخ معصوم نے بہی غنیم کے ہجوم سی تنگ ہوکر اپنی راہ لی اضلاع بہوم
اور اکثر پرگنات راج شاہی اور قصبہ اکبر نگر بہی مرہٹون کی زیر حکومت ہوگئی مرشدآباد اور گنگا کی اوسطرف
کے مملکت مہابت جنگ کی قبضہ مین رہی ساکنان مرشدآباد کہ جنہون نے مدت سی ایسا معاملہ دیکہا کیا
بلکہ کانون سی سنا تہا عین برسات مین گہبرا گہبرا کر بسواری ناو مع عیال و اطفال گنگا کی اوسپار
مانند جہانگیر نگر اور مالوہ اور رام پور بوریا وغیرہ مین جاکر مقیم ہوے حتی کہ شہامت جنگ نے بہی
گنگا پار محال گودہ کاری مین جو ایکروزہ راہ تہی تعمیر مکان کرائی اور مع لڑکے بالے مال و اسباب
کے وہان پر جاکر سکونت پذیر ہوا اور چند روز کے بعد شہامت جنگ نے خاص خاص آدمیون کی
ساتہ مرشدآباد کی معاودت کی اور مہابت جنگ نے تالیف قلوب سپاہ مین مصروف رہکر دس لاکہہ روپیہ
جسکا وعدہ کیا تہا انعام فرمایا۔

مہابت جنگ کی بموجب طلب ہیبت جنگ احترام الدولہ بہادر اور عبد العلیخان بہادر کا عظیم آباد سے آنا اور نیز بادشاہ سی استعانت کرنا مہابت جنگ کا

مہابت جنگ نے بعد ورود مرشدآباد کے احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ اپنے چہوٹے داماد کو

جو عظیم آباد کا صوبہ دار تہا خط لکہا اور ایک خط عبد العلی خان بہادر مورخ کے خالو کے نام بہیجا کہ جسقدر
فوج ہو ارسال کرو اور خود بہی مدد کو آؤ اور گوشہ خط مین عبد العلی کے نام یہ فقرہ بقلم خاص تحریر کیا کہ اگر
تو میرا رفیق ہو اپنے ضعیف چچا کی ایسے وقت مین رفاقت کرو ہیبت جنگ اخبار مذکورہ کے سننے سے
متحیر اور مضطر ہوا بدین وجہ کہ بڑی مشکل سے استقلال بہو جوریوں کا میسر ہوا تہا اور اب نفع اوٹہانے کا
وقت نزدیک آیا تہا کہ مایوس ہوا اور اوسپر مزید ہوئی کہ تنخواہ سپاہ کی بیباقی کی فکر زیر تجویز تہی
بہر حال عظیم آباد آیا اور بعد چند سے بارادہ مرشد آباد داخل باغ جعفر خان ہوا والد مورخ ہدایت علیخان
بہادر سے اپنے دولتخواہ سے مشورہ کیا کہ کسطرح اداے تنخواہ لشکر ہو اور صوبہ کیطرف سے کیونکر دلجمعی
ہاتہ لگے کوئی صورت نظر نہ آتی تہی آخر ایکروز خلوت مین والد مورخ سے ارشاد فرمایا مجہے اوس بزرگ
کی کمک پر جانا ضرور ہے مگر سپاہ کے طرف سے بہت تنخواہ چاہیے اور صوبہ کا انتظام کیطرف سے
طبیعت کو نہایت ہراسانی ہوئی اسمقدمہ مین تمہاری مصلحت کیا ہوگی بیان کرو اگر تمہاری مصلحت
سے ہرطرح دلجمعی ہوکر کمک کو جانے کی صورت ہو جائے نہایت احسان ہو والد مورخ نے جواب دیا
کہ بندہ دولتخواہ ہے جو کچہ حضور ارشاد فرماوین اوسکی تعمیل مین حتی المقدور قاصر نہونگا ہیبت جنگ نے
فرمایا کہ مجہے اسوقت ان دو امر سے زیادہ کوئی سختی نہین اول اداے تنخواہ سپاہ دوم بندوبست صوبہ
اگر ان دونون امرون کے طرف سے میری دلجمعی کر دیجیے بخاطر جمع صاحب جنگ کی اعانت کو روانہ
ہون والد مورخ نے جواب دیا کہ جو روپیہ کل سپاہ کی تنخواہ مکتفی ہو ظاہر ہے کہ فدوی کو میسر نہین ہان
اسقدر ہو سکتا ہے کہ کسیقدر مالگذاران صوبہ اور کچہ قرض و وام سے سرانجام کر دیا جاوے اور باقیماندہ
تنخواہ کا فدوی اپنا ذمہ کرے گا رہا بندوبست صوبہ انشاء اللہ جبتک جان باقی تن مین ہے مخالف کا
گذر مشکل ہوگا ہیبت جنگ نے اس تدبیر سے خوشنود ہوکر فرمایا کہ اسیقدر خواہش ہے کہ جسطرح ممکن
ہو سپاہ کو میری رفاقت پر راضی کر دیجیے اور صوبہ کی حفاظت اور حراست اپنے ذمہ لیجیے والد مورخ
اسکی تعمیل کا متعہد ہوکر گہر آیا اور مہدی نثار خان اپنے بہائی سے جو فوج کا بخشی اور سالار تہا اس مقدمہ
کی گفتگو جو ہیبت جنگ سے درمیان مین آئی تہی بیان کی اور باتفاق ہمدیگر سرداران فوج کو بلاکر باتین
مناسب ہر ایک کو ہیبت جنگ کی رفاقت مین راضی کیا اور مالگذار اور مہاجنون سے روپیہ لیکر سپاہ کو
تقسیم کیا اور باقیماندہ کا تمسک لکہ دیے اور خود ذمہ دار اوسکے پہونچا دینے کا ہوا اور ہر ایک سے
ایک ایک سند سپرد زر کے واسطے لی تاکہ اوسکو روپیہ دیکر رسید حاصل کرلے جب ہیبت جنگ
کی اسطرف سے دلجمعی ہوئی والد مورخ کو خلعت نیابت صوبہ عظیم آباد کی لطف فرمائی اور حکم تاریخ

سعود کو جعفر خان سکے باغ سی مع مہدی نثار خان اور کل سرداران لشکر سکے مع پانچ ہزار سوار
اور چھ سات ہزار پیادہ سکے مرشدآباد کو نہضت فرمائی متعاقب اسکے عبدالعلیخان بہادر سنے بھی اپنے
مکان سی جسقدر ہوسکا روپیہ نکال کر بقدر اپنے طاقت کی سپاہ مجتمع کرکر مرشدآباد کو عازم ہوا قبل
حرکت عبدالعلیخان سکے دوسرا خط مہابت جنگ کا متضمن سابق پر آیا اور اوسمین خط خاص سی یہ مصرعہ لکھا تھا
ع ماز یاران چشم یاری داشتیم اور مصرعہ دوسرا نہ لکھا بعد قطع منازل دونو بزرگ مرشدآباد پہونچے اور مہابت جنگ نے
عندالملاقات عبدالعلیخان بہادر کے معانقہ سکے وقت دوسرا مصرعہ پڑہا ع خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم
الغرض شجاع الملک بہادر نگاہداشت فوج مین مصروف ہوا رسالہ داران لشکر کی بقدر لیاقت ترقی
کی چنانچہ مصطفی خان جسکے رسالہ مین پانچہزار سوار تھے آٹھہ ہزار سوار مقرر اور اوسکو منصب پنجہزاری
اور نوبت اور پالکی جھالردار اور خطاب ببر جنگ بہادر کا عطا فرمایا اور اسیطرح فقیر اللہ بیگ خان
اور نور اللہ جنگ خان اور حیدر علیخان برادر حسین قلیخان اور میر محمد جعفر خان خطاب بہادری
اور افزایش رسالہ سی سرفراز ہوئے اور بختیار خان اور شمشیر خان اور سردار خان اور بہادر علیخان
وغیرہ جماعہ داران سائر اور توپخانہ کے جماعہ ہمراہی کی افزایش اور مردم رسالہ کی زیادہ اور
اضافہ تنخواہ ذاتی سی سرفراز ہوئے اور اسباب توپخانہ وغیرہ کا درست کیا گیا اور چند زنجیر فیل
بھی مقرر ہوئی تاکہ ہنگام سواری پیشتر رہین سارا اسامان جو راہون مین درکار ہوتا ہے مہیا کیا گیا اب
انتظار انجام بارش کا ہونے لگا اور مرید خان کو جو خزانہ بنگالہ کے لیجانے کو حضور سے آیا تھا اور
مہابت جنگ اوس سے سرگرانی رکہتا تھا عظیم آباد مین ٹہرنے کی رخصت تا انفصال ہنگام مرہٹہ
کے صادر فرمائے اور خود بادشاہ کو عرضی لکھی کہ بالفعل بسبب ہنگامہ آرائے قوم مرہٹہ کی فدوی
سے ارسال خزانہ متعذر ہے لہذا مرید خان بہادر کو اس آشوب گاہ سی عظیم آباد مین ٹہرایا ہے تاکہ تا انفصال
مرہٹہ آرام کرے اور فدوی امیدوار ہے کہ ایسے وقتمین حضور والا سے کوئی سردار مدد پر تعین
فرمایا جاوے اگر خدانخواستہ فدوی جانثار ہوا سلطنت کی شان و شوکت مین بل آجائے گا
اور اگر مصارف حضور جو موقوف خزانہ بنگالہ کے وصول پر منحصر ہے مرفوع اور موقوف القلم ہوگا
خبرگیری فدوی کی ضرور غفلت اس مقدمہ مین خلاف آئین خداوندی ہے جب مہابت جنگ کی
عرضی بادشاہ کے ملاحظہ سی گذری محمد شاہ نے متوحش ہوکر امرائے حضور سی مشورہ لیا اور
نیز عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو جو کہ حضور سے دور اور مخلصان عاقل مین تھا لکھا عمدۃ الملک
اور جمیع دولتخواہون نے تصدیق کلام مہابت جنگ کی کی اور اعانت دینے کی اطلاع دی لہذا

بادشاہ نے نہایت جلد شقہ خاص متضمن تاکید زود رسی اور کمک دینے کی بنام ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ داماد برہان الملک جو صوبہ دار اودہ کا تھا صادر فرمایا اور عمدۃ الملک بہادر صوبہ دار الہ آباد کو بھی تحریر کیا کہ جسطرح ممکن ہو ابو المنصور خان کو مہابت جنگ کی مدد پر روانہ کرے حیلہ نہ کرنے پاوے اور نیز حکم حضور بالاجی راو کے نام جو جمیع لشکر دکن کا سپہ سالار تھا صادر ہوا کہ حضور والا سے مبلغ کلی بابتہ چوتہ کی عنایت ہوا کرتا ہے الحال رگھوجی بھوسلہ نے مصدر فساد ہو کر بہاسکر پنڈت کو مع مفسدون کے صوبہ بنگالہ مین بہیجا ہے اور انہون نے فساد اوٹھایا ہے لہذا چاہیے کہ صوبہ مذکور مین پہونچکر بھوسلہ مذکور کو سزا دے تاکہ آیندہ ایسی گستاخیون سے باز رہے

مہابت جنگ کا مرشدآباد سے آنا بہاسکر کی رزم کو اور بہگانا پنڈت کو بلاد کٹک سے چلکار تک اور آنا رگھوجی اور بالاجی راو کا

مہابت جنگ نے اسباب حرب اور فوجین جرار آراستہ کرکے بعد ایام برسات کے باتفاق ہیبت جنگ اور صولت جنگ اور عبد العلیخان اور جمیع ہمراہیان وغیرہ فوج جرار اور سامان بیشمار کے متوجہ رزم بہاسکر پنڈت کا ہوا ہنوز دسہرہ نہوا تہا کہ یہ عزم کیا اور شہامت جنگ کو مع اوسکی فوج کے شہر مین چہوڑا اور خود دریاے بہاگیرتی کٹوہ کے برابر آپہونچا اور بہاسکر کی اقامت گاہ کے مقابلہ مین خود بھی مقیم ہوا آٹھہ روز تک توپ کی لڑائی رہی بہاسکر کے لشکر کو دو طرف سے دریا گہیرے ہوے تہا اور مقابل کی طرف سے مہابت جنگ کی دریا اور پہلو پر چپاین لشکر مرہٹہ اجی نام نالہ اور میر حبیب کی سعی سے ایک بجرا مقابل لشکر مہابت جنگ کے ٹہرا ہوا تہا اور اوسپر جو توپین تہین اونکی گولی برابر مہابت جنگ کے فوج پر برستی تہی اور مہابت جنگ عبور کی راہ ڈہونڈہ رہا تہا تا آنکہ یہ صلاح ٹھہری کہ شب تاریک مین دریاے بہاگیرتی سے پار ہو کر دریاے اجی پر پہونچے اور وہان ناو کا پل باندہ کر بے خبر اوتر جاوے چونکہ دریاے اجی سے دونو طرف کنگارے دریاے بہاگیرتی کے مرہٹہ کی ہاتہ سے دور اور مہابت جنگ کے قبضہ مین تہے لہذا بڑی بڑی ناونکا پل باندہ کر یکجہتی تمام مع فوج دریاے بہاگیرتی سے عبور کیا اور متوسط کشتیان جو پل باندہنے کو مرتب کی تہین آہستہ آہستہ ایک ایک دو دو فوج سے نے کہینچکر کنارہ بہاگیرتی سے دریاے اجی کے کنارے تک کہینچ لائے تقدیر سے کسی مرہٹہ کے آنکہہ نہ کہلی اور اگر کسی نے بیدار ہو کر پوچہا بھی تو اہل کشتی نے جواب دیا منا سب ہوگی کہ وہ لشکر غافل ہو رہے یہانتک آخر ہونے آدہی رات تک دریاے اجی پر پل طیار ہوا اور مہابت جنگ بہادر

سے عبور کا حکم افاغنہ وغیرہ جوانمردون کو دیا حیدر علی خان اور مصطفی خان اور شمشیر خان اور عمر خان
اور سردار خان اور میر محمد جعفر خان وغیرہ سردار پاپیادہ بڑی احتیاط و ہوشیاری سے مع ہمراہیون
کے لب دریا پہنچے اور اپنے رفقاے معتمدین کو منتخب کرکے حکم دیا کہ چونکہ مرہٹہ اوس طرف اژدحام
رکھتا ہے چاہیئے کہ تاریکی شب مین عبور کرو مقصد یہ کہ پیشتر سے جا کر مزاحمت اعداکی مانع ہوں اور
باقی فوج دلجمعی سے عبور کرکے ملحق ہو یکہ تازون اور نام جویون نے عرصہ نبرد کی عبور شروع کیا اتفاقاً
بسبب اژدحام مردم اور کثرت عبور کے کہ ایک کی بعد دوسرا چلا آتا تھا ایک کشتی درمیان مین غرقاب
ہو گئی اور جوانان تہمتن شعار تو سبقت کرتے ہوے چلے آتے تھے اور اوس غار سے خبر نتھی اکثر اوسی
غار مین گرے اور دریا سے عدم مین جا سمائے معتمدان خیر اندیش سے سنا گیا ہے کہ قریب ڈیڑہ ہزار
جرار کے اس بحر غفلت مین ڈوب گئے اور یہ حال کب ظاہر ہوا کہ اسیطرح کا رخنہ پل مین نمودار ہوا
اور اوسکے بندوبست مین جمع کثیر ڈوب گئی اوسوقت اوترنے مین اضطراب نہوا اور چابکدستان
عقیدت منش نے اوسیوقت تازہ کشتیان لاکر رخنہ بندی اونکی اور پل کی تجدید کردی اور پہر
آشنایان بحر وغا نے پار اوترنا شروع فرمایا نزدیک صبح صادق کی قریب دو تین ہزار جرار کے پار
اوتر گئے دیکہا کہ اگر روز روشن ہوا اور مرہٹہ تیرہ بخت نے ہماری قلت دریافت کرلی تو اندہیر برپا
کردینگے کچہہ بنائے نہ بنے گا لاجرم تائید غیبی پر تکیہ کرکے شمشیر برہنہ بہیئت مجموعی اوس بے شمار لشکر
مکار پر جا گرے اور بمجرد اسکے غلغلہ پڑ گیا کہ مہابت جنگ آپہونچا فوج مرہٹہ ایسی مضطرب ہوئی کہ
بلا شمار قلت و کثرت غازیان بخت بلند کے فرار ہوئی اور بہادران شیر صفت نے ہزارون مدبر کو شمشیر
خون فشان کی گہاٹ اوتارا مہابت جنگ نے ہمراہی ناوین دریا سے اچی پر چہوڑائین اور لشکر نے بیہم اوترنا
شروع کیا تہوڑی سی توپ و فیل و اسپ وغیرہ مع آدمیون کی پار پہونچکر صف آرا ہوے اور مہابت جنگ
مع کل سرداران لشکر کے متعاقب اپنے لشکر کی پہونچا اور کسیقدر تعاقب کیا مرہٹہ جسقدر کہ اقتدار
والے اور رئیس تھے سب تہ تیغ ہوئے باقیماندہ شمشیر ایسی مضطرب فرار ہوئے کہ باوجودیکہ
چندان کثرت تھی جلدی مین جو لیتے بنا تہوڑا بہت لے لیا باقی اسباب چہوڑ کر راہ فرار لی جب
مرہٹہ دور تر نکل گئے اور پہر دلجمعی سے دیکہا کہ چندان کثرت نہین عود کرکے قریب نصف یا ثلث
میل کی پہونچے اور مہابت جنگ کی فوج آراستہ اور بہاری بہاری توپین گردون شکین پیراستہ
دیکہتے ہی حواس کہو دئے دم دبائے اپنی راہ لی مہابت جنگ کو جو کسیقدر سپاہ کے
غرقاب ہو جانے سے ملال تہا اس فتح کی ہونے سے کمال مسرت و شادمانی حاصل ہوئی اور مرہٹہ کے

خیمہ مین اس ارد و پہر اپنا مقام کیا دریا مین جو لوگ ڈوبے تہے اونکے ورثا نے لاشین نکلوالین اور
اور ہتہیار اور لباس علیحدہ کر کے بعد تجہیز اور تکفین کے دفن کیا اور مردون کا رنگ زرد اور تمام بدن کا
کالکون تہا ظاہرا سبب یہ ہوگا کہ ہوا نہایت حرارت مین تہی اور اخیر موسم برشکال ہند و بنگالہ تہا اور ہتہیار
بہی تو بر تو پہنے ہوے تہے اور مرنا بہی علت غرق سے ہوا تہا زیادہ خدا آگاہ ہے حقیقت حال اون سب
طعمہ غرق اجال ہے یہ فتح ماہ شوال سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین واقع ہوئی بہاسکر پنڈت نے زیادہ ٹہرنے کی تاب نلاکر
پچہنہ کی راہ لی اور اوسکی فوجین جو کہ بردوان اور ہوگلی اور ہجلی وغیرہ اطراف کی تہین اس خبر سے
متوحش ہوکر اپنی اپنی راہ لگین اور مہابت جنگ تعاقب سے گہڑی بہر بہی باز نہین رہتا تہا اور بہاسکر
پنڈت خوار جنگلون مین سات آٹہہ کوس کے فاصلہ پر چلا جاتا تہا چند روز تک ایسی جگہہ ہوکر جہان
اتنو ہی درختان سے وہم وخیال کا گذر دشوار تہا نہ کہ فوج کا بہاسکر بہی اوس درخت زار مین نجا سکا
لاچار میر حبیب کی رہنمائی سے جنگل بشن پور کو چلا اور وہان سے چندر کونہ لیجا کر میدانی پور سے
نکلا اور ایک فوج شیخ معصوم کے دفعیہ کو کٹک روانہ کی اور فوج مذکور رہ نوردی کرکے شیخ
مسطور کو جو قلیل لشکر سے حاجی پور مین تہا جا گہیرا شیخ مذکور نے باوجود دلجوئی کے اطاعت مرہٹہ کی
نامنظور کی اور بمقتضاے شجاعت اوسی قلیل فوج سے مستعد محاربہ ہوا اور اپنی طاقت سے
زیادہ لڑکر مقتول ہوا جب مہابت جنگ کو میدنی پور مین بہاسکر کے پہونچنے کی خبر ملی اطراف بردوان
کے جنگل سے نکل کر میدانی پور کی راہ لی بمجرد پہونچنے مہابت جنگ کے بہاسکر کٹوہ ہوتا ہے مضطربالحال
میدنی پور سے بالیسر کو روانہ ہوا اور مہابت جنگ نے بلا توقف پیچہا پکڑا بہاسکر نے میدنی پور سے
دو کوس پر جاکر لڑائی پر استقبال کیا جب کسیقدر لوگ طرفین سے کام آئے بہاسکر کے پیر اوکہڑ گئے
بہاگ نکلا اور مہابت جنگ مع صولت جنگ اور ہیبت جنگ اور عبد العلیخان بہادر شجاع جنگ اور
عطاء اللہ خان بہادر نایب جنگ اور مصطفی خان بہادر ببر جنگ اور میر محمد جعفر خان بہادر اور شمشیر خان
اور سردار خان اور عمر خان اور حیدر علیخان بہادر اور فقیر اللہ بیگ خان بہادر اور نور اللہ بیگ خان
بہادر وغیرہ فوج ظفر موج اور توپخانہ قیامت آشوب کے لایق تعاقب کنان ہوا بہاسکر کے پیچہے چلا جاتا
تہا مرہٹہ کو لڑائی کی ہوس نرہی اسیطرح سے برابر مرہٹہ کو سرحد کٹک بلکہ سرحد دکن تک بہگایا اور
خود دریاے چلکا تک پہونچا جب مرہٹہ کا نشان نپایا معاودت کی اور کٹک مین کہ صوبہ اوڑیسہ کا
دار الملک ہے چند روز تک مقیم رہا مگر شیخ معصوم کے مارے جانے پر کہ آبرو ور فاقت سے جان دی
بہت متاسف ہوا عبد النبی خان عموے مصطفی خان کو جو کہ حسب الطلب اپنے بہتیجے کے قصبہ سیانانا

معاف صوبہ لاہور سے مع رفقاء چند کہ اکثر ملازم مہابت جنگ ہو مہابت جنگ نے صوبہ داری کٹک پر مامور
فرمایا اور عطا سے منصب سہ ہزاری اور خطاب بہادری اور پالکی جھالردار سے حسب التماس
مصطفی خان کے سرفراز ہوا اور پانچہزار سوار کا رسالہ اوسکے نام مقرر ہوا اور راجہ دولبہ رام پسر
راجہ جانکی رام اوسکی پیشکاری پر مقرر ہوا اسی درمیان خبر آئی ہیبت جنگ اور بعض حرکات ناملائم کی
مہابت جنگ کو ملی مقتضی ہوا کہ مرشد آباد کو معاودت فرمائی جاوے اگر صفدر جنگ خواہان معذرت
ہو اوسکا تدارک کیا جاوے لہذا عبد النبی خان کو بطور مذکور نصیحتین کہ موافق وقت ہون گوش گذار کین
اور کٹک کی صوبہ داری پر مامور کیا اور خود مع برادرزادون اور باقیماندہ فوج اور رفیقون
کے معاود ہوا جب نزدیک بردوان کے پہونچا تو صفدر جنگ کی عزیمت اپنی دار الملک کے
طرف سنی اور سوقتین بعض حرکات صفدر جنگ کی سنکر تدارک کی تدبیر مین تھا ایکروز مصطفی خان
سے پوچھا کہ صفدر جنگ کے وضع مخالفانہ ہین اور ہم مرہٹہ کی مدافعت مین مصروف پس اگر
اوس سے بھی لڑنا پڑے کیا کرنا ہوگا مصطفی خان نے عرض کیا کہ چندان تشویش کا مقام نہین
ایک کو حضور تنبیہ کرین دوسرے کیواسطے غلام مامور فرمایا جاوے اگر خواستہ خدا ہے
تدارک بخوبی ہوگا اسیوقت مین مہابت جنگ نے سنا کہ بموجب حکم بادشاہی بالاجی راو ملک
کو آتا ہی مرشد آباد کے قریب پہونچا کہ بالاجی راو آگیا جب مہابت جنگ کی فتحیابی کا اخبار دربار
محمد شاہی مین پہونچا قدردانی کی راہ سے فرمان عطوفت عنوان مع تحسین و آفرین اور خطاب
حسام الدولہ اور شمشیر اور خنجر مرصع و عقد مروارید اور سرپیچ مرصع اور خلعت ملبوس خاص
کے صادر فرمایا اور اسیوقت مین بموجب استدعاے مہابت جنگ کے شہامت جنگ کو
خطاب احتشام الدولہ اور صولت جنگ کو صمام الدولہ اور ہیبت جنگ کو احترام الدولہ اور
عطاء اللہ خان ثابت جنگ کو اعزاز الدولہ اور مصطفی خان کو منصب سہ ہزاری اور خطاب خانی
با بہادری کے حضور بادشاہی سے عطا ہوئے ۱۱۵۵ ہجری مین آخر شوال یا اول ذی قعدہ
صفدر جنگ عظیم آباد مین معاودت کرکے وارد مرکز دولت دار الامارۃ کے ہوے سنہ مذکور کو
بھاسکر پنڈت کو حدود کٹک سے نکال کر صفدر جنگ کی آنے کی خبر سنکر مرشد آباد کے قریب وارد
ہوا اور اوایل صفر یا آخر محرم کو رگھوجی بھوسلہ اور بھاسکر پنڈت ۱۱۵۶ ہجری مین وارد قرب جوار
مرشد آباد ہوئے اور چند روز کے فاصلہ سے بالاجی راو بھی بموجب حکم حضور کے پہونچا اور بسبب
ملاقات صفدر جنگ کے مرید خان کے توسل اور ہیبت جنگ اور مہابت جنگ کی دراندازون

سکے سبب سے والد مورخ سے دل آزردہ ہوکر اخلاص سابقہ فراموش کر دیا تفصیل اسکی آیندہ زیب تحریر ہوگی۔

آنا صفدر جنگ کا عظیم آباد میں اور چند روز کی بعد حسب الحکم حضور اور اندیشہ ورود بالاجی راو کی اپنے صوبہ کو واپس ہونا

جب برسات گذر گئی راستہ خشک ہوا صفدر جنگ آخر ماہ شوال یا اول ذی قعدہ ۱۱۵۵ ہجری کو مع فوج مغل اور ہندوستانی اور نیز کسیقدر باز ماندہ مغلیہ فوج نادری کی جو سات ہزار کے قریب ہونگی اور ہندوستانی دس ہزار اور دیگر سامان توپخانہ وغیرہ کی اپنے صوبہ فیض آباد سے کوچ کرکے عمدۃ الملک بہادر کو عرضداشت کی کہ یہ فدوی بموجب حکم حضور مہابت جنگ کی مدد کو جاتا ہی مگر مرہٹوں کا جنگ و جدال آسان نہیں اور میرا صوبہ زمینداران متمفنی اور مفسدون کا آرامگاہ ہی اونکے خیال سے ناموس کے بارہ مین بڑا اندیشہ ہی نہ تو صوبہ چھوڑ جا سکتا ہون کیونکہ کوئی مستحکم جگہ اس صوبہ مین نہین اور نہ ہمراہ لے سکتا ہون پس امیدوار ہون کہ قلعہ رہتاس اور چنارگڑھ عنایت ہو تاکہ عیال و اطفال کے طرف سے دلجمعی کرکے سرکوبی مرہٹہ مین مصروف ہون عمدۃ الملک نے یہ امر منظور کرکے لکھا کہ بادشاہ کو عرض کرے اور اوسکے مطابق مین بھی تحریک کرونگا جب بادشاہ کو عرضداشت ہوئی بادشاہ نے قلعہ رہتاس اور چنارگڑہ کی قلعداری کی سند صفدر جنگ کی نام لکھی اور قلعداران سابق کو حکم پہونچا کہ قلعہ مذکورات اوسکے حوالہ کریں صفدر جنگ بنارس تک پہونچکر پل باندہ کر دریاے گنگا سے اوترا اور قلعہ چنارگڑہ مین عیال و اطفال کو چھوڑ کر اپنے طرف سے کوئی عمدہ معتمد محافظ مقرر کیا اور آپ بکمال شوکت و جاہ عظیم آباد کا قصد کیا اور متعلقون کو عظیم آباد تک ہمراہ لیگیا اس ارادہ سے کہ اگر احیاناً عظیم آباد کی گرد و نواح مین مرہٹہ سے ملاقی ہو بہر صورت متعلقون کو قلعہ مذکورہ مین پہونچا سکتا ہی اور ہیبت جنگ کی طرف سے والد مورخ کو حکم پہونچا کہ حسب الحکم حضور صفدر جنگ مدد کو آتے ہین بر وقت قرب استقبال کیا جاے تاکہ کسی طرح انکو ملال نہو۔ عظیم آباد مین صفدر جنگ کی فوجون مغلیہ کی آمد آمد سے عجب طرح کا زلزلہ اور غلغلہ شہر مین تھا گویا ایک قیامت برپا تھی بدین سبب کہ خبر قتل عام نادری جب کہ دہلی مین ہوا تھا یہان کے لوگون نے سنی تھی۔ الغرض والد مورخ ہرچند اسباب اور فوج لایق نظامت کی ہمراہ رکھتا تھا مگر صفدر جنگ کی ساز و سامان فوج کی آن بان کے روبرو کیا حقیقت تھی چونکہ سابقہ

آشنائی صفدر جنگ اور اوسکے ہمراہیون سی تھی بخیال حفظ آبرو خیال ہوا کہ کسیکو واسطہ کرنا چاہیے
مرید خان بہادر بموجب ایماے مہابت جنگ کی عظیم آباد مین انفصال مرہٹہ کر رہا تہا اتفاقاً یہ شخص
فرقہ سادات طباطبا سی تہا اور والد مورخ بھی اسی زمرہ مین تہا اس سبب سی باہمدگر بڑا لطف واتحاد
تہا اور مرید خان چونکہ امراے حضور مین تہا اور صفدر جنگ سی سابقہ آشنائی رکھتا تہا پس ایسے
وقتین اس سی بہتر کوئی وسیلہ نظر نہ آیا لاجرم والد مورخ نی کسی تقریب سی یہ ذکر مرید خان بہادر سی
کیا خانمذکور نے دلجوئی کی اور خود واسطے ملاقات کرنی والد مورخ پیشتر سے اور بھی صفدر جنگ کی ملاقات
کو گیا اور صفدر جنگ کا پروانہ متضمن دلداری تنخواہ اور بکمال مبالغہ مین اپنا خط لکھا کہ دلجمعی سی استقبال
کرے والد مورخ جو کہ سامان موجود تہا لیکر منیر تک استقبال کو آیا اور اثناے راہ مین ملازمت
کرکے مورد الطاف وعنایات ہوا اور ہمعنان عظیم آباد تک آیا فرمان برداری سی بوجہ احسن خوشنود
کیا صفدر جنگ نی حکم دیا کہ ہیبت جنگ کے اسباب و مال وغیرہ سی قلعہ خالی کیا جاوے اور پیشتر اس
حکم کے صفدر جنگ کی محافظ قلعہ کے دروازون پر بیٹھ گئی تھے آدمیونکا نکلنا اور اسباب کا نکالنا متعذر
ہوا حسب الحکم والد مورخ نی رات کیوقت خواص وجواری وغیرہ مع بعض اموال خلاصہ کی پوشیدہ
باحتیاط تمام نکالکر مکان مقررہ مین لایا اور بعدازان لاچار دیگر اسباب وغیرہ بھی علٰحدہ مکان مین
متصل اپنے گھر کے لا رکھا صفدر جنگ بکمال جاہ اقبال سی داخل شہر عظیم آباد ہوا اور قلعہ کو بنظر اجمالی
ملاحظہ فرماکر چند ہمراہیون کو تعینات کیا اور خود واسطے زیارت اور فاتحہ قبر جد مادری کی جو عظیم آباد
مین دفن تھی اور وہ مکان سعادت خان کی باپ کے مقبرہ کی نام سے مشہور ہے آیا اور وہان سی باقی پور مین
جہان لشکر تہا گیا کل منصبداران اور امراے وغیرہ زمیندارون نی سعادت ملازمت دریافت کی چونکہ اس
شخص کو غرور ونخوت بہت تھی اکثر مردم عالی شان سی نہایت کمینہ اخلاص سی پیش آتا کہ اکثر بیدل و ناراض
ہوئے بعض عمدہ منتخب ہاتھی اور بڑی بڑی توپین مرہٹہ کی لڑائی کو ہیبت جنگ عظیم آباد مین چھوڑ گیا
تہا صفدر جنگ نے اونکی تعریف سنکر والد مورخ سی فرمایا کہ وہ ہاتھی اور توپین ہمین دو اور اوسکی
قیمت لو والد مورخ نی جواب دیا کہ نہ تو آقا میرا سوداگر ہی اور نہ بندہ گماشتہ وہ بھی امیر اور
حضور بھی امیر ہین اور باہم رابطہ اتحاد پس اونکا اور آپکا مال و اسباب جدا نہین جو چاہی تصرف
مین لائیے مگر بندہ اپنی طرف سے بدون اجازت مالک کی نہین دے سکتا۔ صفدر جنگ نے
اس جواب پر کچھ التفات نہ کیا اور دو تین زنجیر فیل اور تین چار ضرب توپ ہر چند لایق اوسکے
شان کی تھی اپنی سرکار مین داخل کرلین ایسے حرکات مہابت جنگ کو نہایت بری معلوم ہوئی صفدر جنگ کو

خط ممانعت اس مضمون کا تحریر کیا کہ مرشد آباد کو نہ آجائے اپنے صوبہ کو معاودت فرمائی اور بادشاہ کو بھی عرضی لکھی کہ مجھے صفدر جنگ ایسے لوگون کے مدد کی حاجت نہین باقبال حضور جو کچھ ہوگا اپنی جانفشانی سے تعمیل کرونگا امیدوار ہون کہ صفدر جنگ کو حکم واپسی صادر فرمایا جاوے ورنہ میرے اور اونکی صحبت موافق نہوگی بادشاہ نے بموجب التماس مہابت جنگ کے صفدر جنگ کو شقہ خاص جاری کیا کہ بہت جلد اپنے صوبہ کو معاودت ہو — اور نیز اوسکے وکلا کو تاکید سخت ہوئی خط مہابت جنگ اور عرضداشت کا جانا اور اوسپر حسب مرضی سائل کے حکم ہو جانے کا حال قبل ورود شقہ بادشاہی کی تحریر وکلا سے صفدر جنگ کو معلوم ہوگیا اسی عرصہ مین صفدر جنگ کے ہرکارون نے اطلاع دی کہ بالاجی راو بہ ارادہ کمک مہابت جنگ کے اپنے مقر دولت سے متحرک ہوا ہے چونکہ بنا بر سابقہ جھگڑے کے جو کہ باجی راو والد بالاجی راو کو برہان الملک سے محقق تھا اور چندے سرداران مرہٹہ علی جنگ مین برہان الملک کے قیدی ہوکر ہنوز صفدر جنگ کی قید مین تھے صفدر جنگ تو بالاجی راو سے اندیشہ رکھتا تھا صفدر جنگ نے اپنا لوٹ جانا مصلحت سمجھا اور بہت جلد عظیم آباد سے کوچ کرکے گھاٹ منیر سے پل باندھکر اوتر گیا اور والد مورخ کو منیر سے رخصت کردیا —

ذکر آزردگی مہابت جنگ اور ہیبت جنگ کی سید ہدایت علیخان والد مورخ سے اور آنا بالاجی راو کا عظیم آباد کی نواح مین اور ایک تہلکہ کا ہونا مگر محفوظ رہنا شہر کا اور بالاجی راو کا مرشد آباد مین پہونچکر مہابت جنگ سے ملاقات کرنا

در اندازون اور غمازون نے ملاقات والد مورخ کی کہ نائب صوبہ عظیم آباد کا تھا ساتھ صفدر جنگ کے وساطت مرید خان سے جسطرح ذکر ہو چکا ہے بطور دیگر ارادہ فاسد سے کہ ہیچ خیال والد مورخ کے یہ تھا ہیبت جنگ اور مہابت جنگ سے کہا کہ سید ہدایت علیخان نے مرید خان کی وساطت سے صفدر جنگ کی ملاقات کی مہابت جنگ چونکہ مرید خان اور نیز صفدر جنگ سے بوقوع اوسکے چند حرکات کے ملال رکھتا تھا چغل خورون کی بات مان لی اور ہیبت جنگ بھی والد مورخ سے دل آزردہ ہوگیا لیکن مصلحتاً چندروز ظاہر نفرمایا بعد ازان جبکہ مہابت جنگ نے اپنے چچا کو جنگ مرہٹہ پر مستقل پایا اور دوسرے کی مدد سے مستغنی ہوا ارادہ دلی ظاہر کرکے رائے چنتامن داس کو صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر بھیجا اور وہ چندروز کے بعد سبل سے عارضہ مین فوت ہوا چند مدت تک شہر عظیم آباد مین کوئی حاکم نرہا کہ ناگہان

بالاجی راو انبوہ بیشمار سے آیا یقین ہی کہ اوس فوج مین چالیس پچاس ہزار سوار ہوگا اثنا ے
مسافرت مین جسنے اطاعت کرکے پیشکش گذرانا اوسکا مسکن فتنہ و آشوب اوسکے کہینون کی لوٹ مار
سے سلامت رہا جسنے کچہ بہی سرکشی کی پامال ہوا چنانچہ احمد خان نبیرہ داود خان قریشی جو کہ
دو پرگنہ انچھا اور کوہہ صوبہ عظیم آباد مین التمغا رکہتا تہا اور قصبہ داؤد نگر آباد اوسکے دادا کا بسایا
ہوا تہا بگمان اسکے کہ بالاجی راو صاحبت جنگ کی کمک کو جاتا ہی ہمارے قلعہ کے محاصرہ سے اوسکو
کیا غرض اور غوث گڈہ جو داؤد نگر کے قریب اوسکا بسایا ہوا تہا اور اوسکو نہایت مستحکم جانتا تہا
مع مہاجنان قصبہ اور افاغنہ ساکنان داؤد نگر کو وہان جا بیٹہا اور اطاعت و فرمان برداری مین نہ حاضر
ہوا بالاجی راو نے اوسکے تخریب کو فوج بہیجی فوج مذکور نے داؤد نگر جلا کر خاک کر دیا اور اوسکے خس و خاشاک
سے غوث گڈہ کے خندق کو ہموار کرکے قلعہ کو لے لیا احمد خان کی دماغ سے دون کی جاتی رہی لاعلاج
ہو کر مہاجنون سے صلاح خواہ ہوا اور پچاس ہزار روپیہ پیشکش دیکر جان بچائی اس خبر کی اوڑنی سے عظیم آباد
کے لوگ بیحواس و ہراسان ہو گئے اور والد مورخ سے رجوع ہو کر عرض کیا کہ اس شہر مین آپ کی سوا کوئی
رئیس نہین آپ کو لازم ہی کہ شہر کے حفظ ناموس کی تدبیر فرمائیے والد مورخ نے اپنے لڑکے بالے دریا پار
روانہ کر دیے اور نیز صاحبان دولت کو ایما کیا کہ ناموس کو گنگا پار بہیجنا چاہیے باقی بندہ بہرحال آپ
لوگون کا شریک ہی چنانچہ ساکنان شہر اپنے اپنے عیال و اطفال کو گنگا پار بہیجکر منتظر لطیفہ غیبی بیٹہے
بحسب اتفاق مورخ کے دادا سید علیم اللہ طباطبا اسکنہ اللہ فی فرادیس الجنان بہی قبل اس
انقلاب کی شاہجہان آباد سے آکر وارد عظیم آباد تہے ہرچند والد نے مبالغہ کیا کہ آپ بہی گنگا پار
جا بیٹہئے مگر فرط غیرت سے منظور نفرمایا چونکہ علم معرفت کی زور سے واقف حال استقبال تہے صاحبزادہ یعنی والد مورخ کی
بہی دلجمعی فرمائی اور خود تنہا سوار ہو کر برخلاف عادت کی شہر کے گرد پہر کر واپس آئے اور والد مورخ
سے کہا کہ انشاء اللہ تعالے جو بلا کہ آتی ہے اس شہر مین اوسکا اثر بہی نہ پہونچیگا ۔ شکر خدا کا کہ ویسا ہی
دیکہنے مین آیا اگر مورخ اپنے دادا کے علو مقامات و سمو کرامات بیان کرے تو تقریر طول پہونچتی ہی مثنوی بشارۃ
الامامۃ مین جو کہ مورخ نے تصنیف کی ہی بعض خوارق عادات اونکی درج کیے ہین من شاء فلیرجع الیہ القصہ
بیمن افضال ایزدی یہ لطیفہ غیبی ظاہر ہوا بالاجی راو کی اقربا مین ایک شخص گوبندجی نایک نام بنارس
وغیرہ قصبات عظیم آباد مین مہاجنی کرتا تہا اتفاقاً جب والد مورخ وہان کی حاکم تہے چند وجوہات
سے اوسپر احسان کیے گئے تہے اسوقتین بمقتضاے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان وہی نایک مذکور
کام آیا جلد بنارس سے بالاجی راو کی پاس آیا اور احسانہاے گذشتہ بیان کرکے کہا کہ اب خوب

جگہ خدا اوسکو نہ پہنچ پانچون جہت سے ۱۲ جو کہ چاہیے دیکہنا حالات اوس صاحب کرامت کی پس چاہیے رجوع کرے طرف اوس کتاب تصنیف مورخ کے ۱۲ بدلہ نیکی کا نیکی ہی ۱۲ مولوی سید محمد صادق علی سلمہ

احسان کا وقت عمدہ ہاتھ آیا ہی ایسا تدارک کرنا چاہئیے کہ بار احسان سی مجھ سبکدوستی حاصل ہو بالاجی راو نے اس کلام کو سنکر ایک خط مملو سے شفقت و کرم مع بعض تحف تحائف دکن کے والد مورخ کے نام صادر فرمایا اور تحریر کیا کہ آپ مع جملہ ساکنان شہر کے دلجمعی اور فراغ خاطری سی آرام کیجئے کہ مجکو آپ سے اور شہر عظیم آباد مین کسیطرحکا تعرض نہوگا بفضل الٰہی اور انفاس مبارک بزرگان پاک نفس کے یہ شہر ایسی بلاے ناگہانی سے محفوظ رہا محمداً لہ ثم حمداً لہ الحمد اللہ کہ جس جس مقامات پر والد بزرگوار رونق بخش رہی وہان کی خلق اللہ کو راقم نی مشکور و ممنون اخلاق پایا اور اکثر وقتون مین خود مورخ اور نیز دیگر اولاد کے ساتھ احسانمندون نی خدمات مناسب کین اس قول مشہور کی مثل سے ہوا کرتی ہی نیکی جانشین نیکون کی غالب بعد مرنی کی + بہت اچہا رہا وہ آدمی جسکی رہین ہین نیکیان باقی + القصہ بالاجی راو داود و نگرسی بالا بالا نکار ہی اور گیا مانپور اور بہار ہوتی ہوی مونگیر اور بہاگلپور پہونچا ان دونو قصبون مین اوسکی پہونچنی سی آفت عظیم نازل ہوئی محمد غوث خان کی بی بی جو فی الحقیقت شیر زیان تہی بسبب تہیدستی اور پریشانی کی طاقت عبور و مرور دریا نکرسکی ناچار اپنی مکان کا دروازہ بند کرکی مع چند قرابتیون اور ملنشیون کی جو اس تہیدستی اور پریشانی مین رفیق تہی بیٹہی اور حفظ عصمت کو مستعد مدافعہ رہی جب اوس خانہ دربستہ سی آتش جنگ و جدال اور صداے تفنگ مشتعل ہوئی غارتگرون کو حیرت آئی بعضون نے محاصرہ کیا اور بعض سردار لشکر کو خبر دینے گئے بالاجی راو نے بعد جستجو پتا پایا کہ محمد غوث خان کی بی بی بپاس حفظ آبرو مع چند رفیقونکی مستعد جنگ ہے ابتک کسیکو جرات نہین ہوئی کہ اوس خانہ ناموس مین قدم رکہی بالاجی راو اوسکے اس جسارت اور حفظ عفت سی خوش ہوا اور کسیقدر لباس دکن سی عطا فرمایا اور چند معتمد سوار بہیجے کہ جب تک سارا لشکر عبور نکر جاسے اوسکے دروازے پر حاضر رہین اور حفظ مکان مین ساعی ہون کچہ تکلیف اوس بیچارہ ضعیفہ کو نہ پہونچی اور خود پیشتر سی کوہستان کو چلا جب کل فوج بہاگلپور سی گذری سواران متعینہ بہی ضعیفہ شجاعہ سی رخصت ہوکر داخل لشکر ہوئے بالاجی راو نواح بیربہوم سے ہوتا ہوا وارد مرشدآباد ہوا اور ناگپور کلان کی طرف سی رگہوجی بہونسلہ بہی بہاسکر پنڈت کی مغلوب ہونیکا حال سنکر حسب طلب روانہ ہوا اور نواح مرشدآباد مین آپہونچا

ذکر مہابت جنگ کی بالاجی راو سی ملاقات ہونا اور رگہوجی کو حدود بنگالہ سے نکالنا

جب کہ بالاجی راو نے قریب مہابت جنگ کے پہونچکر منکرہ کے اطراف مین معسکر کیا مہابت جنگ بہی کہ اسوقت مین لب دریا خیمہ زن تہا ملاقات کو گیا بالاجی راو استقبال بجالایا اور بکمال

له سب سے بہتر طور خدا کے واسطے تعریف ہی اور سیہی اوس مالک کا شکر ہی

شان و شوکت اپنے خیمہ مین لیگیا دونو ایک مسند پر بیٹھے گویا کہ اقتران مریخ و زحل نمود تھا کہ منا سد
خون ریزی کا نتیجہ بجالایا بعد تکلفات اور رسمیات عطر و پان کے معاودت کی دوسرے روز بالاجی راو برسم
بازدید سوار ہوا مہابت جنگ بھی لب فرش تک آکر بکمال خاطر داری مسند پر لیگیا اور اکثر
انتظام سلطنت اور اخراج رگھو مخالف کے مقدمہ مین گفتگو رہی بعد تواضع عطر پان کے موافق
ضابطہ فیل و جواہرات کے خوانچہ اور ملبوسات وغیرہ بالاجی راو کو دیکر رخصت کیا صبح کو مدافعہ غنیم کی استدعا
بالاجی راو نے جواب دیا کہ کئی برس کی چوتہ نہ ملنے کی وجہ اول تیلانا چاہیے مصطفی خان اور مہابت جنگ
نے اس سوال و جواب مین عرق ریزیان کین آخر روپیہ کا حساب ہوکر مہابت جنگ نے اوسکے ادا
کرنے کا ذمہ کیا اور ستدعا سے سواری کرکے تنبیہ رگھوجی بہوسلہ کو خود عازم ہوا مگر بالاجی راو
نے ممانعت کی مہابت جنگ بھی بمقتضاے وقت خاموش ہوا اور ناچار زر معہودہ بالاجی کو
بہیجکر التماس تنبیہ و اخراج رگھوجی کا کیا۔ رگھوجی بہوسلہ جو کہ مابین کٹوہ اور بردوان کے مقیم تہا
اس اتفاق ہو جانے سے خبردار ہوکر اور اونکے مقابلہ کی تاب نپاکر غربی بنگالہ کے جنگلون سے روانہ ہوا
دوسرے روز موافق وعدہ کے افواج ظفر امواج رگھو کی تعاقب مین موج زن ہوئی رود خانہ
بہاگیرتی سے بنگالہ کو عزیمت ہوئی بعد ایک دو کوچ کے بالاجی راو نے مہابت جنگ کو کہلا بہیجا کہ آپ کی
فوج جیساکہ چاہیے سریع القدمی نہین کرسکتی لہذا بندہ مرخص ہوتا ہے عنقریب مدافعہ رگھو بہوسلہ کی
خبر معلوم ہوگی بعد اس پیغام کے بالاجی راو نے ہوا کے گہوڑے پر کاٹھی باندہی نہایت شتابی سے
رگھوجی کے سر پر پہونچا رگھوجی نے بعد محاربہ شکست کہائی پہاڑون کے درہ سے اپنے ملک کی راہ لی
اور بہاسکر جو میدنی پور گیا تہا اس خبر شکست کی سنتے ہی سراسیمہ ہوکر دربارے کٹک سے نکل بہاگا
اور بالاجی راو بھی فایز المرام دکن کو لوٹا جسوقت کہ بالاجی راو رخصت ہوکر دکن کو چلا اوسکا وکیل
کہ بعض مقدمہ کے سوال جواب کو مصطفی خان کے پاس آیا تہا اور گفتگو نا وقت بخیال تسلط اور اقتدار
اپنے موکل کے کچھ کلمہ نامناسب زبان پر لایا مصطفی خان کو نہایت ناگوار ہوا خوب پٹوایا وہ آزردہ
ہوکر چاہتا تہا کہ بالاجی راو کے پاس جاکر فساد اوٹہائے مگر مہابت جنگ نے معاً خلعت و اسپ وغیرہ جود و
کرم سے خوشنود کرکے رخصت فرمایا اور راستے نہایت خوش ہوکر مہابت جنگ کی تعریف بالاجی سے
کی کہ مہابت جنگ کا مقصد دلی حاصل ہوا کہ رگھوجی اپنی ملک کو عازم ہوکر راہگراے مقصد ہوا اور
مہابت جنگ نے مصطفی خان سے کہا کہ یہ بہت بری حرکت ہوئی تہی اوسنے عرض کیا کہ اگرچہ حرکت کرنا حضور
رگھوجی کو سمجہتے اور بندہ بالاجی راو کو عدم کی بستی دکہلاتا یہ سانحہ آخر محرم الحرام یا اول صفر سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین

واقع ہوا۔ القصہ بالاجی راو کے بعد جانی کے مہابت جنگ وغیرہ کی خاطر جمع ہوئی چونکہ رگھوجی بہوسلہ اور بہاسکر پنڈت کے معاودت کرنیکا خیال تہا مہابت جنگ عازم مرشدآباد ہوکر اپنے مرکز دولت پر پہونچا اور ہیبت جنگ مرشدآباد سے رخصت ہوکر اپنے دارالملک عظیم آباد کو چلا انہین دنون مین گوکل چند نے جو سرکار حسین قلیخان کا بڑا اہلکار تہا اونکے وسیلہ سے جہانگیر نگر کی پیشکاری پائی اپنے مربی کو بازی دیکر شہامت جنگ کے پاس آیا حسین قلیخان کے نام مبلغ کثیر لکھے حسین قلیخان معزول ومعتوب ہوا اور جہانگیر نگر کی نیابت یسین خان فوجدار کے نام مقرر ہوئی اور فوجداری میر قلندر نے پائی حسین قلیخان وارد مرشدآباد ہوکر اپنی تدبیرون کی اصلاح مین پڑا اور بہت سا روپیہ دیکر گھسیٹی بیگم زوجہ شہامت جنگ کا مزاج جو مہابت جنگ کے لڑکی تہی اپنے طرف متوجہ کرلیا اور اوسنے حسین قلیخان کے کام کی اصلاح اپنے ذمہ لی اور اپنے باپ اور شوہر سے اوسکی قصورات کی عفو کی خواستگار ہوئی اور پہر جہانگیر نگر کی نیابت مع خلعت وپارچہ وغیرہ کے دلوادی اس مرتبہ حسین قلیخان ایسے مربی مستحکم کے مسند پر بکمال استقلال واستبداد روانہ منزل مقصود ہوا یسین خان جو کہ رنجیدہ خاطر ہوگیا تہا عطاءاللہ خان کو اپنی طرف سے بہاگلپور کا فوجدار بنایا اور حسین قلیخان نے جہانگیر نگر پہونچتے ہی گوکل چند کو معزول اور معتوب فرمایا اور اوسکی بیخ وبنیاد کہود کر بلبہہ کو پیشکاری پر مقرر فرمایا بعد انتظام اپنی نیابت پر حسین الدین خان اپنے بہتیجے کو مقرر کرکے رکہا اور خود مرشدآباد چلاآیا اور جب تک رہا بکمال اقتدار رہا تاآنکہ نصیبون نے پلٹے کہائے اور سراج الدولہ نے ناحق مارڈالا اور اوسکے خون نے مانند خون سیاوش کی کہ اسوقت مین واقع ہوئی تمام بنگالہ اور خاندان مہابت جنگ کا برباد کردیا۔

آنا ہیبت جنگ کا عظیم آباد مین اور قطع ہونا سر رشتہ رفاقت والد مورخ کا اوس سے مع دیگر سوانحات کے

جب ہیبت جنگ نے بعد اطمینان حدود عظیم آباد مین آکر بنابر انتظام پرگنات سنوٹ اور ٹکاری کی اقامت کی بدین وجہ کہ چونکہ والد مورخ سے سرگران تہا اور پرگنات مذکورہ پلامون وناگپور کے کوہستان تک اونکے زیر علاقہ تہی اور سرسن اور کنٹبہ اور جرگانوان اور شہرگہاٹی اور کوٹہی کنڈہ بہی انہین کے تعہد مین تہی اور وہان کے زمیدارون کو آپ کے ساتہ توسل تہا مخصوص راجہ سندر سنگہ نہایت اخلاص رکہتاتہا ہیبت جنگ چاہتا تہا کہ ان لوگون کو اپنی طرف رجوع کرنے

اور والد سے منحرف اور نیز تنبیہ الشر رعایا کو کی کہ صوبہ کا بندوبست اپنی وساطت سے کرے اور جو راجہ کیرت چند
پسر راے رایان عالم چند کے کہ دیوان شجاع الدولہ مغفور کے تھے اُسے ہمراہ لایا تھا اور اپنا مدار المہام
و دیوان خاص بنایا چاہتا تھا کہ جسکو جو عرض حال کرنا ہو دیوان مذکور کے وسیلہ سے کیا کرے
بہرحال والد نے عریضہ مشعر اپنے ارادہ احضار کے ارسال کیا جوابین لکھا کہ ہم خود عنقریب شہر
مین آتے ہین وہین پر ملاقات ہوگی تم تکلیف نہ کرو والد مورخ حسب مرضی مقیم رہے ناگہان ہم
کی آمد کا پرگنہ مذکور کے نواح مین غلغلہ ہوا اور ہیبت جنگ نے اس خبر کے سنتے بدین وجہ کہ
فوج اور اسباب کی قلت اور بسبب مہم بنگالہ کے تاب وطاقت باقی نتھی وہان کا ٹھہرنا مناسب
نجانا تا تشبا شب قطع راہ کر کے اول صبح عظیم آباد کے قریب آپہونچا والد مع ہمراہیون کے سوار ہوکر
متصل تالاب میٹھی پور کے ہیبت جنگ سے جاملا ہیبت جنگ نے جو گھوڑے پر سوار تالاب کے
لگر کی آڑ مین کھڑا تھا اور والد مورخ کو دیکھا راجہ کیرت چند کو پیشتر سے واسطے استقبال اور ملاقات
والد مورخ کے روانہ کیا جب نزدیک پہونچا والد اور راجہ کیرت چند گھوڑون سے اوترے اور باہمدیگر
معانقہ کیا اور باتفاق ہیبت جنگ کی ملاقات کو روانہ ہوے ہیبت جنگ نے حجاب مذکور سے نکلکر
گھوڑے کو آگے بڑہایا والد نے جب سلام کیا باگ پکڑکر ٹہر گیا اور والد نے بڑہکر نذر دکھلائی ہیبت جنگ نے
سوار قدخم ہوکر معانقہ کیا اور دو تین کلمہ کے بعد حکم سواری دیا اور خود پیشتر کو بڑہا والد نے
تہوڑی دیر ٹہرکر اپنے بہائی مہدی نثار خان بخشی اور دیگر سرداران سپاہ سے معانقہ کیا اور سوار ہوکر
ہمراہ سواری ہیبت جنگ کے داخل شہر ہوا چند روز تک آمد رفت دربار اور اعادۂ کلمات
سابقہ اور عذر خواہی وغیرہ ہوتی رہی ہیبت جنگ نے کہا کہ صابت جنگ تمہاری طرف سے بدگمان
ہین اور مجھے اونکی استرضا منظور ہے پس بعد چند روز کے جب اونکا مظنہ دور ہوگا بدستور جملہ
مقدمات تمکو تفویض کیے جاوینگے والد نے نظر بہ آبرو قبول نکیا اور بنابر غیرت وحدت کے کہ
خصلت جبلی رکہتا تھا راضی نہوا تا آنکہ لاچار ایکروز واسطے ملاقات اپنے والد کی مورخ حرم سرا
مین آیا اور نہایت درجہ اپنے والد کی دلجوئی اور عذر خواہی کی ولیکن والد اطاعت سے
باہر ہوکر اپنے مذلت پر راضی نہوا وکیل ناظم ہیبت جنگ سے رخصت ہوکر بعد چند روز کے تہیہ سفر
کیا اور ساعت مختار کو کہ پندرہوین رجب المرجب سنہ ۱۱۵۶ ہجری تھی مع چند رفقا کے برخلاف ضابطہ ملازمت
عین شہر مین نقارہ کوچ بجاکر سوار ہوا اور ترک رفاقت ولینعمی اور آقا اپنے کا تصور کیا اور ارادہ
دہلی جانے کا کرکے باغ راے بالکشن وکیل ناظم مین نقل مکان کیا مہدی نثار خان مورخ کا چچا باوجودیکہ

ہیبت جنگ اوسکی نہایت دلجوئی کرتا اور اپنے دولتخواہون مین جانتا تہا مگر اپنے بڑے بہائی کی مفارقت سے شکستہ دل ہوکر بخشی گری سے مستعفی ہوا ہرچند ہیبت جنگ نے بہت کچہ ترغیب رفاقت دی اور معتمدون سے بھی نصیحت و پند کہلا بہیجے اور چاہا کہ خود اوسکے مکان مین آکر ہمراہ لیجاے مہدی نثار خان نے معذرت کرکے گوشہ گزین ہوا چونکہ یہ اندیشہ تہے کہ ایسا نہو کہ بہو جپور سے مسیدار کہ نہایت سرکش اور حرام زادہ ہین درمیان راہ دشمنون کا اغواسے والد کے ساتہ کچہ مکر و فساد کرین مہدی نثار خان نے صوبہ عظیم آباد کی حد یعنی بکسر تک والد کو پہونچا کر لوٹ گیا اور والد عین برسات مین سطے مسافت کرکے فیض آباد صوبہ آودہ مین کہ دار الملک صفدر جنگ کا تہا آئے اور اوسی روز صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی چونکہ صفدر جنگ کے بدولت والد کی معاش مین خلل ہوا تہا اسی شرم سے نہایت دلجوئی اور تسلی کرکے خوشخبری دی لیکن اوس روز اوسکے کوچ کی ساعت محمد شاہ کے حضور مین جانے کی مقرر تہی دو تین گہڑے کے بعد داخل پیش خیمہ ہوا انشاءاللہ باقی حال والد اور صفدر جنگ کا محمد شاہ اور احمد شاہ اور امراے شاہجہان آباد کے ذیل مین درج ہوگا اب ایسا مناسب ہے کہ خاندان مہابت جنگ وغیرہ کا حال جو کہ اس ملک بنگالہ وغیرہ مین عروج پاکر ایک زمانہ دراز کا انکو گذرنا پایا تہا تا امروز کہ ۱۱۹۴ ہجری ہین سلسلہ وار بہ انتظام بسیار ایک دفتر مین تحریر ہو اور باقی حال محمد شاہ اور احمد شاہ اور عالمگیر ثانی اور شاہ عالم کا مع امراے شاہجہان آباد و لاہور و آودہ و الہ آباد و اکبر آباد کا دوسرے دفتر مین اور دکہن کا حال جسقدر مجملاً معلوم ہوا دونون دفتر کے موقع مناسب پر بیان کیا جاوے اللہ سے مدد پہونچیگی اور اسی پر اعتماد ہے سب کا ــ

ہیبت جنگ کا حصار گلی بنانا شہر عظیم آباد مین اور لوگون کی رنج و خوشی اسکے بنانے پر

جب ہیبت جنگ شہر عظیم آباد مین وارد ہوا اور مرہٹہ کے آمد کی شہرت پکڑی ہیبت جنگ نے بنانا ایک گڑہی کا واسطے حفاظت عموم سکنہ اور رعایا کے مصلحت وقت و مناسب سمجہکر حکم دیا کہ حصار قدیم کے بنا پر نئی دیوارین بنائی جاوین اور اوسکے گرد خندق کہود کر اوسکے مٹی سے دیوار کا پشتہ بنا دین ــ حصار قدیم کا یہ حال تہا کہ مدتون سے افتادہ تہا اور لوگون نے وہان پر مکانات تعمیر کر لیے تہے حصار کا کچہ بھی آثار باقی نرہا تہا اب اس بنا کے شروع ہونے سے اکثرون کی مکان منہدم ہوے جن لوگون کی مکان تہے باوجود ضروری کہودنے کی فریاد کرنا شروع کی چونکہ غرض تو حفظ عام سے تہا کچہ بھی شنوائی نہوئی تعمیر ہونی شروع ہوئی تہوڑے عرصہ مین قلعہ متین نہایت استوار بن کر طیار ہوا بعد ازان مرہٹہ کی لڑائی مین

کہ مکرر گروہ مذکور کا گذر ہوا اور ایک خلق کثیر شہر اور نیز بیرونجات کے اوس حصار مین آکر صدمہ حوادث سے محفوظ رہی اور بیرون شہر کے عمارات سے بھی گولہ توپ کے صدمہ فی مرہٹہ کا ہاتھ نہ پہونچنے دیا وہی لوگ جو اول آزردہ ہوے تہے بہت شکر گذار ہوئے اور ہیبت جنگ کی تدبیر بنای قلعہ سے نہایت محفوظ و محفوظ رہے ہیبت جنگ کمال عزت اور احترام مین صبح و شام بسر کرتی لگا اکثر اوقات بندہ مورخ کے مکان پر آکر والدہ کی دلجوئی کرتا تہا اور تمام سرکار ترہٹ کی حضور سے لیکر ارادہ آبادی پرگنات مذکور کا نہایت رکہتا تہا لہذا ترہٹ جانے کا جو گنگا پار ہے عازم ہوا چونکہ مورخ کے چچا مہدی نثار خان سے نہایت اعتقاد اور اخلاص رکہتا تہا اور اوسکی مفارقت گوارا نتہی اوسکو مکان پر آیا اور ساتہ لیکر بعد عبور دریا جب مقامات مذکور مین پہونچا بہوارہ مین جو کہ مقام سکونت راجہاے گذشتہ کا تہا اقامت گزین ہوا اور بعض پرگنہ سرکار مذکور کے مہدی نثار خان اور نیز دیگر لوگون کو سپرد کیے آبادی کی کثرت اور توفیر حاصلات مین ساعی تہا بعد ازان جب اوس قصبہ مین تہوڑا عرصہ گذرا اسپنے بی بی آمنہ بیگم بنت مہابت جنگ اور عیال و اطفال و خدمہ محل وغیرہ کو اپنے پاس بلا لیا اور نیز والدہ مورخ کو تحریر کیا کہ آرزوے ملاقات بہت ہے اگرچہ ہرج نہو مع فرزندان دلبند کے اوسی مقام پر چند روز بسر کرو بندہ مورخ اور برادر علی نقی خان اون دنونمین ہمراہ والدہ شاہجہان آباد مین تہا اور مصطفی خان بنا بر نیکو خدمتی اور کمال جرات سے مہابت جنگ کے پاس تہا اور کوئی مانند اور مثل میرا اوسکے ندیمون اور ہمنشینونمین دوسرا نظر نہ آیا۔

مصطفی خان بہادر ببر جنگ کا عروج اور بہاسکر پنڈت کا مقتول ہونا مصطفی خان کے ذریعہ سے

مصطفی خان جسنے سابق کی لڑائیونمین بہ نسبت دیگر رفیقون کی کمال درجہ جانفشانی اور شجاعت دکھلائی تہی اور مہابت جنگ کے منظور نظر ہوکر زر نقد و فیل اسپ وغیرہ سامان انعام پایا اور اسکے بعد پہر مکرر بارہ لاکھ روپیہ عطا ہوا اور سات ہزار سوار اوسکے رسالہ کی اور پانچہزار سوار اوسکے چچا عبد النبی خان صوبہ دار کٹک کے تہے اور بعد وفات عبد النبی خان کی اوسکا لڑکا عبد الرسول خان منصب پدر پر سرفراز ہوکر صوبہ مذکور کا حاکم بالاستقلال ہوا اور خود مصطفی خان پنجہزاری اور پالکی جہالردار اور علم اور نوبت اور رسالہ ہفت ہزار سوار اور قریب چالیس پچاس ہاتہی وغیرہ اسباب امارت کے جو کچہ مہیا تہا ساتہ کمال استقلال اور نہایت اقتدار اور کل امور ملکی اور مالی مین دخیل اور فرقہ سپاہ کا تو اسقدر پیشوا تہا کہ مہابت جنگ کے عزیز و اقربا وغیرہ اسکا

توسل ڈہونڈتے تہی خلاصہ یہ ہے کہ اوس مرتبہ کو فایز ہوا جسکا حسد ہونے لگا یا نشک کہ حاجی احمد
مہابت جنگ کا بڑا بہائی باوجودیکہ تین لڑکے ہفت ہزاری تہی مگر مصطفی خان کی اقتدار سی عاجز اور
حیران ہوا لاچار بہائی سی رخصت ہو کر وطن دیرینہ اپنی سے کہ عہد شجاع الدولہ مرحوم سی وہان مقیم تہا اور
اختیار کلی رکہتا تہا مہاجرت کی اور اپنے چہوٹے بیٹے احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر
ہیبت جنگ کے پاس عظیم آباد گیا اور نیز حاجی احمد کی آزردگی کا باعث ہوگلی کی خدمت ہوئی جو
صولت جنگ بہادر کو عطا ہوئی جیسا کہ حاجی احمد اپنے واسطے چاہتا تہا اور صولت جنگ چونکہ ہنگامہ
کٹک کی بعد تہوڑی سی بہی فائدہ کی خدمت نرکہتا تہا مہابت جنگ نی اسکا پاس خاطر کیا اور حاجی احمد
کو کسیقدر محال سائر مرشد آباد سے بقدر ضرورت حاجت کی میسر تہا دینا خدمت ہوگلی کا فضول جانا
جب حاجی احمد بوجہ مذکورہ کی آزردہ خاطر ہو کر عظیم آباد آیا اس سال بعد انقضای برشگال کی ۱۱۵۵ مین
بہاسکر پندت نے علی قراول کو جو کہ سرداران مشہورہ ممالک دکن مین تہا اپنی رفاقت مین رکہکر
چہ سات ہزار سوار کا سردار بنایا شروع سال مذکور مین حسب الحکم رگہوجی بہوسلہ کی نہایت اقتدار
مین بیس ہزار سوار سے اوڑیسہ اور بنگالہ مین داخل ہوا مقصد یہ تہا کہ اگر مصالحہ ہوجاوے فبہا ورنہ
عزم رزم ہو مہابت جنگ جو کہ متواتر سفر اور حرب و قتل سی ملول اور عاجز ہو رہا تہا اس مرتبہ ایسی تدبیر
چاہی کہ بے جنگ کی بہاسکر کا کام تمام کرے اور باطمینان تمام بسر کرے اور مصطفی خان سی مشورہ
کیا کہ کوئی ایسی ہی تدبیر کرے کہ مع کل سرداران مرہٹہ کی بہاسکر راو کی جان جاوے لیکن یہ کام بے جنگ
سے ناممکن تہا لہذا مصطفی خان کو کہا کہ اگر تیری تدبیر و تزویر سے بہاسکر راو مع سرداران ہمراہی کے
حاضر حضور ہو تو عظیم آباد کی صوبہ داری عطا فرمائی جاوی مصطفی خان تو نہایت صاحب عزم اور دلاور
اور ہوشیار اور زبان آور تہا طمع مین آکر آمادہ کار ہوا جب بہاسکر نی اسکی دام مین آکر استدعای
حضوری مہابت جنگ کی کی مہابت جنگ نی مصطفی خان کو مع راجہ جانکی رام کی جو اوسکا معتمد علیہ تہا
راز دلی سے واقف فرماکر بہاسکر کے پاس بہیجکر کہا کہ اوسکو مع سرداران لشکر کی لانا چاہئی
تاکہ یکبارگی ہر ایک کا بار گران اوتارا جاوے مشارالیہ بہاسکر کی پاس جو کہ حوالی کٹوہ مین وارد تہا حاضر ہوکر
اور ادہر مہابت جنگ بارادہ اپنے ما فی الضمیر کے خود مرشد آباد سے نہضت کر کے محال منکرا مین
کہ کنارے دریاے بہاگیرتی کی ہی آکر خیمہ کیا تہا ادہر مصطفی خان اور راجہ جانکی رام نی تمہید مصالحہ بمکر
کتنے افسانہ و افسون پڑہکے بہاسکر ملاقات کو مہابت جنگ کے راضی ہوا اور علی قراول کو
جو اوسکا معتمد تہا مہابت جنگ پاس بہیجا قرار یہ ہوا کہ جب علی قراول مطمئن ہو کر واپس ہو بہاسکر بہی

ملاقات کو آوے مصطفی خان اور راجہ جانکی رام نے جب دیکھا کہ نقش مراد کرسی نشین ہوا علی قراولی کو ہمراہ لیکر معاود ہوئے اور مصطفی خان اثنای راہ مین بیان ہم قومی کی باتین کرتا ہوا مہابت جنگ کے پاس لایا مورد الطاف فرمایا مہابت جنگ تو حسن خلق اور تقریر دلپذیر مین بی نظیر تہا وہ رعن قاز ملا کہ وہ ہزار جان سے فریفتہ ان باتون شیرین کا ہوا اور وقت مراجعت مصطفی خان کو ہمراہ کر دیا ادہر جبتک یہ سوال جواب رہے مہابت جنگ ہمیشہ تحفجات اور سوغات مانند میوہ ولایتی و بنگالہ اور بیراق وغیرہ سے اشیاء دلفریب بہاسکر کو بہیجکر وحشت جنگ و مخالفت دور کرتا رہا ایسا اوسکے دلکو جذبہ ہوا کہ کیا عجب تہا اگر ایسے ہم نہوتے تو خود بخود بے طلب مہابت جنگ کے اسکے ملاقات کو چلا آتا جب طرفین سے آمد و رفت مین تکرار پائی راجہ جانکی رام کو کہ دیوان تن مہابت جنگ تہا واسطے تسلی بہاسکر پنڈت کے بلایا تہا آخر الامر بنائے مصالحہ و ملاقات فیمابین مہابت جنگ و بہاسکر پنڈت مقرر ہوئی اور میدان منکرا موعد ملاقات قرار پایا الغرض جب یہ کچھہ ٹہرا کہ مکان ملاقات میدان منکرا ہوگا مہابت جنگ امانی گنج مین اور بہاسکر پنڈت کٹوہ مین خیمہ زن تہا آخر صفر یا اوایل شہر ربیع الاول مین جس روز کہ ملاقات فیمابین کا تعہد تہا ایک خیمہ کلان نصب کیا گیا اور اوسکے بڑے بڑے فاصلہ سے سرپردہ لگاکر درمیان مین میدان وسیع و طویل بنایا گیا مہابت جنگ جب مع اپنی فوج کے وہان پہونچا خود مع صولت جنگ اور عطاء اللہ خان ثابت جنگ اور میر محمد کاظم خان وغیرہ معتمد کے داخل خیمہ ہوکر مسند نشین ہوا چونکہ کوئی شخص سوائے راجہ جانکی رام اور مصطفی خان اور حکیم بیگ کے اس امر مخفی سے آگاہ نتہا اعیان شہر بھی اکثر اس تماشا کے واسطے مصاحبت مین بیٹھے تہے اور مصطفی خان اور راجہ جانکی رام کہ واسطہ جواب و سوال کے صاحب عہد و پیمان تہے بہاسکر کے لینے کو گئے باقی سرداران لشکر مع ہمراہیون کے عقب خیمہ مہابت جنگ مین استادہ سوار و تیار تہے اور معتمد جانفشان لوگ بعض ستون خیمہ کے متصل اور بعض مہابت جنگ کے پیچھے منتظر فرمان استادہ تہے اوسوقت مین مہابت جنگ نے اس امر کی اطلاع صولت جنگ اور عطاء اللہ خان کو واسطے تنبیہ کرنے اور ہوشیار ہونے کی ضروری سمجھی حکیم بیگ سے فرمایا کہ جو خیمہ دوسرا واسطے ملاقات بہاسکر کے اسکے سوا کہڑا کیا گیا ہے وہ صولت جنگ بہادر کو ملاحظہ کرا دو حکیم بیگ نے خیمہ دکہلانیکے حیلہ سے صولت جنگ کو علیحدہ لیجاکر مکنون خاطر مہابت جنگ سے آگاہ کیا صولت جنگ نے بعد معاودت تحسین و آفرین خیمہ کرکے بیٹہا معلوم ہوا کہ وہ رائے اسکو بھی پسند ہوئی القصہ مہابت جنگ بہاسکر کے انتظام مین دمبدم خبر لیتا تہا ہرکارہ متواتر خبر رسانی مین مصروف تہے یہانتک کہ بہاسکر

دوم دروازہ پر پہونچا اوسکی فوج کی دستہ دروازے کو روبرو مہابت جنگ کی لشکر کی مقابل
ایک تیر کے فاصلہ سے جا بجا کہڑے ہوے تھے اور مہابت جنگ کی سواری کا ہاتھی سراپردہ کی
اندرپشت کے طرف استادہ تہا لشکر بہاسکر کے سردار پیادہ پا ہوکر مع دیگر معتمدین کی عمدہ دار
ہمراہی کے بہائی سے قریب چالیس پچاس آدمی کے جسمین بائیس ۲۲ سردار اور باقی املینگ تہی تابین
مذکورہ داخل سراپردہ ہوئے مہابت جنگ فراہم آیا جب بہاسکر پادیان سی اوترا ایکطرف مصطفی خان
اور دوسرے طرف راجہ جانکی رام کا ہاتہ پکڑے ہوی داخل سراپردہ ہوی علی قراول روبرو دلیرانخاص
یمین و یسار عقب مین دامن بستہ شمشیر در دست نہایت تکبر و نخوت سے چلے مصطفی خان اور
راجہ جانکی رام کوئی عذر معقول کرکے باہر نکل گئے چہارم حصہ سراپردہ کی میدان کا طے ہوا تہا
کہ مہابت جنگ نے پوچھا کہ بہاسکر کون ہی لوگون نے جو پہچانتے تہی مانند حکیم بیگ وغیرہ کی انہون نی
کہا کہ وہ ہی اسیطور سے جب تین مرتبہ تحقیق ہوا حکم دیا کہ سر اس خودسر کا کاٹ ڈالو حاضرین تو
اس امر سے ناواقف تہے کچہ نہ سمجہی حیران سے رہگئی مگر میر کاظم خان نے عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہی
جب مکرر تاکیداً ارشاد فرمایا میر محمد کاظم خان اور برخوردار بیگ وغیرہ جانثار شمشیر کشیدہ دوڑے
اور مصطفی خان نے پانچ چہ نفر مانند اودل شاہ و حکیم شاہ وغیرہ کے مقرر کئے تہی کہ جو حکم
حضور مہابت جنگ سی صادر ہو فوراً تعمیل کرنا رفقای مصطفی خان نی اس حال کو دیکھتے ہی بہاسکر
اور اوسکے ہمراہیون پر جا گرے اور میر محمد کاظم خان نی سبقت کرکے ایک ایسا ہاتہ بہاسکر
پر مارا کہ اوسکا کام تمام ہو گیا۔ بہاسکر کے بھی ہمراہی تلوارین نکال کر مہابت جنگ پر دوڑے
شہر والے جو تماشا کو آئے تہی نہایت اضطراب مین ہوئے نامردون نی فرار کی راہ لی فراشون
نے صحن کے سراپردہ گرا دیے مصطفی خان نے اپنی فوج کی طرف دیکھکر فوج مرہٹہ پر جا گرا
اور مہابت جنگ کو بھی کہلا بہیجا کہ حضور بھی سوار ہو کر تعاقب فرماوین مہابت جنگ اوس ہنگامہ
رستخیز مین کہ کوئی کسیکو نہین پہچانتا تہا سپر اور شمشیر لیے استادہ تہا چند نفر اوسکے محافظ تہی فیل سواری
کے طرف اشارہ کرتے تہی اور مہابت جنگ کفش بردار کا انتظار کرتا تہا کسی نی عرض کیا کہ یہ وقت
انتظار کفش کا نہین جواب دیا کہ اسیوقت تہوڑی دیر مین کہوگے کہ مہابت جنگ ایسا گہبرا یا کہ
جوتی کی بہی خبر نہ رہی تا آنکہ کفش بردار حاضر ہوا اوسوقت ہاتھی پر سوار ہوا مرہٹہ کی سردار کا کام
آخر ہوا مہابت جنگ نے مصطفی خان کی خبر پوچھی لوگون نی کہا کہ تعاقب مرہٹہ مین روانہ ہوچکا
اور کہہ گیا ہی کہ حضور سوار ہون اوسوقت مہابت جنگ نے باستقلال تمام بہاسکر کا سر دیکھا

حکم شادیانہ بجانے کا صادر فرمایا اور بعد تنقیح ہو جانی کشتہ ہونی بہاسکر کی تعاقب پر رخ کیا کٹوہ پر
برابر چلا گیا مگر کہین مرہٹہ کا سراغ نپایا اسکا سبب یہ ہوا کہ جب مصطفی خان سنے بہاسکر وغیرہ سرداران
مرہٹہ کو عہد و پیمان سی مطمئن کرکے چاہتا تہا کہ دام بلا مین پہنساوے ہر ایک اسکی جعلی باتونین
آکر ملاقات کو ہمراہ ہوئے مگر ایک سردار رگہوگای کوار سنے ہر چند مصطفی خان و علی قراول سنے
اسکی تقیر سے دسیہ کہ مہابت جنگ کی ملاقات کو چلے مگر وہ نہ آیا اور مع اپنے گروہ کے باز رہکر کہا
کہ جب بہاسکر وغیرہ ملاقات کرکے واپس ہونگے صبح کو بندہ بہی کامیاب ملازمت ہوگا پس بمجرد
انقلاب اس واردات کے وہ مع اپنے ہمراہیون اور بنگاہ بہاسکر کے چلدیا اگرچہ اثناے راہ
مین صدمہ مہابت جنگ سے محفوظ رہا مگر رعایا وغیرہ کے دست برد سے ضرر پہونچا بہرحال افغان
وغیرہ ان حدود بنگالہ اور کٹک سے باہر نکل گیا اور مہابت جنگ مع لشکر وغیرہ کی صبح و شام اپنے
مرکز دولت کو آیا اور باطمینان تمام مشغول کاروبار ہوا اور اس خدمت کی عوض مین افزایش
تنخواہ سے سپاہ کو خوشنود فرمایا اور دس لاکہ روپیہ بطور انعام کے عطا کیا اور بادشاہ کو فتحنامہ کی
کی عرضی بہیجکر التماس کیا کہ اضافہ منصب اور خطاب ببر جنگی اور نوبت واسطے مصطفی خان اور نیز دیگر
رفقاے جانفشان مانند میر محمد جعفر خان جسنے تلوار کا زخم کہایا تہا اور فقیر اللہ بیگ خان اور حیدر علیخان
وغیرہ کے لئے عنایت ہو بر طبق التجا فرمان شاہی مشعر عطاے خلعت خاص اور جواہر اور خطاب شجاع الملک و اسپ
و شمشیر کے مہابت جنگ کے نام صادر ہوا اور مصطفی خان کو خطاب ببر جنگی اور نوبت و منصب پنجہزاری
اور دیگر اشخاص کو بہادری کا لقب عطا ہوا اور موجب خوشنودی کا واسطے سب کے ہوا

مہابت جنگ اور مصطفی خان کی ناچاقی اور مصطفی خان کا مرشد آباد سے برآمد ہونا اور احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ سے لڑنا اور فتحیاب ہونا احترام الدولہ کا مصطفی خان پر

جبکہ مصطفی خان کا رتبہ نوکری سے بڑہکر سر رشتہ ہمسری بلکہ برتری کو پہونچا تہا اور جمعیت و تشویش
افغان کی بلکہ بنگالہ اور مہابت جنگ کی سرکار مین ایسا اژدحام رکہتی تہے کہ کسیکو ایک افغان
سے بہی مجال نفس زدن کی نتہی ہر چند کہ ایک نفر انکا برابر ایک جماعت اونکی تہا مگر بسبب
استیلاے فرقہ مذکورہ کے کچہ بہی نتہا اور فی الحقیقت یہ قوم اپنی کثرت اور عقل کی قلت سے جنگل
اور پہاڑون مین درندون کی مانند دلیر ہوتی ہی بنا علی ذالک لہذا ذرا بہی نان و نمک کا پاس نہین کرتی
ذرا سے استعداد پر آمادہ فساد و شر ہو جاتے ہین اور ادنی سی طمع مین سالہاے دیرینہ کا حقوق

ہوجاتے ہین خصوص اگر کوئی افغان مارا جائے او سکے انتقام مین نہایت سخت ہوتی ہین ہرچند
مدتین گذر جائین بغض و عداوت اونکے دل سے نہین دور ہوتی مصطفی خان ہرچند عقل سے خالی
تہا مگر لالچی تہا دولتہاے بنگالہ کو دیکہکر ہمیشہ حسد مین رہا کرتا تہا یہانتک کہ استعداد جماعہ افغان بڑہی
اور مہابت جنگ کے مقابلہ مین برابر بلکہ اوس سے بڑہکر نظر آسے آتش دیرینہ مشتعل ہوئی اور
مہابت جنگ سے ایفاے عہد کیواسطے جو بروقت عرض واسطے دینے صوبہ عظیم آباد کے اقرار کیا تہا
مہابت جنگ نے اوسوقت توبموجب مثل مشہورہ کے صاحب الغرض مجنون باولا ہوکر مقر ہوا
تہا اب بڑی فکر ہوئی کیونکہ اوسکا چہوٹا داماد احترام الدولہ بہادر وہان کا صوبہ دار تہا چاہا کہ حسن
بیان اور سحر سازی سے ایسے امر دشوار کو آسان کرے چند مہینے تقریری دلجوئی کرتا رہا لیکن جب جو
اسکے کہ مستقی کی پیاس اوس سے نہین بجہتی خان مذکور اپنی تدبیر مین رہا آخر کار آہستہ آہستہ بد اخلاقی
پر کمر باندہی رفتہ رفتہ آخر محرم الحرام ۱۱۵۸ ہجری مین آمد و رفت دربار کی موقوف ہوئی اسکی وجہ
یہ ہوئی کہ مصطفی خان کے آنے سے دربار تقریر یوسف علی خان مرحوم کا بند ہوا یہانتک کہ مہابت جنگ
ظاہر مین اسکی دلجوئی کرتا اور باطن مین اسکے مدافعت کی تدبیر کرنے سے غافل نتہا چنانچہ ایکروز مصطفی خان
نے اودل شاہ اور حکیم شاہ اپنے دونون رفیقون کے کہنے سے بموجب قاعدہ مستمرہ کے دربار پہنچکر
خود بھی آنے کا ارادہ رکہتا تہا کہ وہ لوگ دربار مین پہونچے مجرا کرکے بیٹہے تہے یوسف علی خان بھی حاضر دربار
ہوا اور یہ حالات دیکہہ رہا تہا اوسکے زبانی ہے کہ سواے چند نفر کے اور کوئی شخص حاضر نتہا جب وہ
دونو آکر بیٹہے اور اونکے بیٹہتے ہی کسی خواجہ سرا نے محل سے آکر خبر دی کہ نواب بیگم کو کہ مہابت جنگ کی
بی بی تہی ظاہر کیا کہ ہیضہ ہوا اور اس خبر کے ساتھ قریب پہونچتے مصطفی خان کی خبر لگی مہابت جنگ محلسرا میں
چلا گیا اور دل شاہ اور حکیم شاہ کو فرمایا کہ ٹہرو اسی حال مین ان دونون کو دولت سرا سے کوئی حرکت
سنتو ہمہ احساس ہوئی تو وہم ہوا کہ شاید کچہہ مسلح لوگ محفوظ ہین تاکہ مصطفی خان کا کام تمام کرین یہ
خیال کرکے اپنے اپنے گہرونکو چلدئے اور راستہ مین مصطفی خان سے تمام سرگذشت کو بیان کردیا خان
مذکور جو مدت سے متردد اور مہابت جنگ سے غیر مطمین تہا فوراً اس صدا کے سنتے ہی اپنے ملک کو گیا مہابت جنگ
کو یہ خبر پہونچی فوراً شہامت جنگ بہادر کو بہیجا کہ ہر نوع اوسکی تسلی اور تصفیہ کرکے حضور مین لاوے
شہامت جنگ فوراً اسکے پاس پہونچا اور راستہ مین ملاقات ہوئی پس شہامت جنگ نے ہرچند چاہا
کہ دم دلاسے سے رضامند کرین مگر وہ راضی نہوا اور اپنے مکان کا راستہ لیا اور وہان پہونچکر اپنے
رسالہ کو جو نو ہزار سوار و پیادہ سے تیار تہا متفق کیا اور باغی ہوکر استعفاے نوکری اور استدعاے

عطا سے تنخواہ کی مہابت جنگ نے شہامت جنگ کی توسل سے جو کہ سپاہ کی نزدیک معتبر تہا ہرچند چاہا کہ اوسکی وحشت دور ہو مگر کچہ سود نہوا بلکہ مصطفی خان نے خشونت آمیز کلام و پیغام مین شروع کر دی مہابت جنگ اور شہامت جنگ اور صولت جنگ وغیرہ مضطرب و حیران ہوکر نہایت پریشان خاطر ہوئے اوسکے تہور اور شجاعت سے تو بخوبی آگاہ تہے سالہا سال ملاحظہ کیے تہے لڑائی کے اسباب و کارخانے ہونے لگے شہر مرشدآباد مین مہابت جنگ کے ملازمان دولتخواہ جمع ہوے دارالامارۃ سے چہاونی تک سپاہ و لشکر کے لوگ مانند صولت جنگ اور ثابت جنگ اور شہامت جنگ اور میر محمد جعفر خان اور حیدر علیخان اور فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان و عمر خان اور اوسکے لڑکے اور دیگر امرای متفرق اور ہزاری وغیرہ برق انداز مانند فتح راو اور بخشی و چھیدن اور نیز بہلیہ اور خاص برادر وغیرہ مہابت جنگ کی حویلی کے گرد مسلح رات دن ہوشیار رہتے تھے اور شمشیر خان اور سردار خان آمد و رفت دربار کی کیا کرتی ظاہر مین مہابت جنگ اور باطن مین مصطفی خان سی ملکر دونو کو خوشنود رکہتی تہی مہابت جنگ بھی بنابر عدم اعتماد فرقہ افغان سی بخوبی آگاہ ہوکر ظاہر ہی تالیف قلوب سرداران مذکور کی کیا کرتا تہا اور مہابت جنگ عجب دغدغہ مین تہا اول یہ کہ مصطفی خان کی اصلاح چاہتا تہا اور بنابر ملاحظہ خدمتگذاری اور اوسکی جانبازیون کے مفارقت بہی گوارا نتہی اور لڑنا بہی امر دشوار تہا کیونکہ مخلصان شجاع اوسکے رفیق تہے ایکروز چاہا کہ بموجب گذشتہ کی تنہا مع سراج الدولہ کے اوسکے مکان پر جاوے بلکہ پالکی طلب کرکے سوار ہونا چاہتا تہا کہ اوسکے بہتیجون نے مانند شہامت جنگ اور صولت جنگ اور نیز دیگر ہواخواہ مانند میر محمد جعفر خان اور حسین قلیخان بہادر اور فقیر اللہ بیگ خان وغیرہ نے نہایت مبالغہ سے مانع ہوکر کہا کہ اب وہ باتین جاتی رہین اب مصطفی خان کو ملک گیری کا دعوی ہے حضور کے زوال مین اپنا اقبال چاہتا ہی پس اگر عزم جزم تشریف بری ہی اول ہم لوگون کو ذبح کر ڈالیے بعدہ اوسکے گہر کی طرف عازم ہو جایے مہابت جنگ والا جاہ نے التماس پر خیال کرکے فسخ عزیمت کی اس عرصہ مین رحیم خان نام مصطفی خان کا ہراول بحسب تقدیر اوسکی رفاقت چہوڑ کر مہابت جنگ سے آملا اور شمشیر خان اور سردار خان بہی اپنا عروج مصطفی خان کے اخراج مین چاہتے تہے لہذا مہابت جنگ کے رفیق ہوے مصطفی خان نے مرشدآباد کی لڑائی اسی وجہ سے مناسب نہ سمجہی یا بحسب تقدیر پرواہ نہ کی بہرحال مصطفی خان نے صوبہ عظیم آباد کا حاصل کرنا سہل سمجہکر اوسطرف کی عزیمت کی اور مہابت جنگ نے اوسکا یہ ارادہ غنیمت جانا مصطفی خان نے اپنے وکیل کو مع فرد حساب مشاہرہ خود مع سپاہ وغیرہ کی خاطر خواہ بدون دینے تصحیح اور موجودات کے بہیجکر درخواست عطا سے مبالغ مذکور کی مہابت جنگ نے بلا تامل بطور صدقہ رد بلا کی

سترہ لاکھ روپیہ بہیجدیا اور مصطفی خان نے اپنے آدمی بہیجکر چودہری سے گاڑی وغیرہ باربرداری منگواکر اسباب
لدایا اور تاریخ معہود کو کوچ کیا جب مرشدآباد سے دور نکل گیا شہر والون کے جان مین جان آئی مہابت جنگ
نے رحیم خان کی دلجوئی قرار واقعی کی اور شمشیر خان اور سردار خان کو بہی مشمول عاطفت فرماکر خوشنود
و مطمئن کردیا اور باوجودیکہ دل شیر خان برادر مراد شیر خان خواہرزادہ کہتر شمشیر خان اور الف خان
داماد سردار خان کے مصطفی خان کے رفیق ہوے مگر اسکا ذکر جب عقل مین آتا مہابت جنگ کہتا کہ یہ اونکی
جہل جوانی ہے جب مصطفی خان نے راج محل پہونچکر بعض توپین اور ہاتہی جو وہان تہے مع سازوسرانجام
منتخب کرکے لے لیے اور صاف باغی ہوگیا۔ مخفی نرہے کہ جب مصطفی خان نے ایفاے عہد مین مہابت جنگ
کا حیلہ دیکہا تہا اپنے بہائی چچازاد عبدالرسول خان صوبہ دار کٹک کو باہمی رفاقت کیواسطے بلایا تہا
لہذا عبدالرسول مذکور نے مسمی داوود خان افغان کو نائب اپنا مقرر کرکے مع اپنے رسالہ کے مصطفی خان
سے آملا۔ اسکا باپ عبدالنبی خان شیعہ مذہب محمد اعظم شاہ خلف عالمگیر اورنگ زیب کا رفیق
تہا میر عبدالعزیز جو کہ سادات سمانہ مضافات صوبہ لاہور سے تہا اور سرکار مہابت جنگ کی رسالہ داروں مین
منجملہ افواج متعینہ کٹک کے ہمراہ تہا مورخ سے نقل کرتا تہا کہ عبدالنبی خان ہمارا ہم وطن ہمراہ تھا
جسوقت کہ مصطفی خان نے داعیہ مخالفت کیا ایکروز خلوت مین بندہ سے کہا کہ سید صاحب کو خبر ہوگی
مصطفی خان کو داعیہ نمکحرامی ہوا ہے بندہ عجب مخمصہ مین گرفتار ہے اگر مصطفی خان سے شریک ہو برخلاف
رسم اپنے خاندان کے نمکحرام ہوتا ہون اور اگر مہابت جنگ کا رفیق ہوا آشنا و یگانہ کی طعنہ سننا
پڑینگے لوگ کہین گے کہ مہابت جنگ کی رفاقت مین دولت و آرام پاکر بیٹہہ رہا جسکے بدولت
اس رتبہ کو پہونچا اوسکا ساتہ نہ دیا۔ کیا خوب ہو کہ قبل اس حادثہ کی حضرت ملک الموت تشریف
لاوین تاکہ دونون ندامتون سے رہائی پاؤن اور پنجشنبہ کے روز قدم شریف مزار پر جو کٹک مین ہے
جاکر یہی دعا کی اور بلاناغہ روز پنجشنبہ کو یہ معمول ہوا تا آنکہ دعا مستجاب ہوئی اور قبل شروع مخالفت
مصطفی خان کی ایک عارضہ مین مبتلا ہوکر پنجشنبہ کے روز روانہ ملک عدم ہوا اور اوسی قدم شریف
مین مدفون ہوا۔ اور واسطے زیارت قبر اوسکی کے کہ روز پنجشنبہ معین ہوا تہا الی الآن موقوف نہین
ہوا ہے۔ القصہ جب مصطفی خان نے ترک رفاقت مہابت جنگ اختیار کی اور عبدالرسول خان جو زور
بازو سی برادر تہا رفیق ہوا مہابت جنگ نے کٹک کو اپنے نائب سے خالی پاکر راجہ دولبہہ رام پسر راجہ
جانکی رام کو جو بیشتر عبدالنبی خان کے عہد سے اوس صوبہ کا پیشکار رتہا اور اسکے بعد عبدالرسول خان
کی بہی نیابت مین اوسی عہدہ پر بحال رہا صوبہ داری کٹک پر مقرر اور منصب سہ ہزاری اور پالکی جہالر

اور دو ہزار سوار کے رسالہ سے سرفراز فرمایا اور سند بہی لکہدی مہابت جنگ نے اپنی چہوٹی داماد زین الدین احمد خان کو بہت پیار کرتا تہا لہذا اوسکو لکہا کہ مصطفی خان سے لڑنا نچاہیے بلکہ لازم کہ بہت جلد دریاے گنگا کی شمالے طرف سے میرے پاس چلے آؤ اور جو احتیاج ہو باتفاق ہمدیگر مدافعہ مصطفی خان کا کرینگے اور جو تم تنہا لڑوگے مفت لقمہ اجل کے ہوگے اور کچہہ حاصل نہوگا۔

آنا ہیبت جنگ کا سرکار ترہٹ سے عظیم آباد مین اور میدان باغ جعفر خان مین مقیم رہنا اور مصطفی خان سے لڑکر فتحیاب ہونا

اس نفاق کی خبرین کہ درمیان مصطفی خان ببر جنگ اور مہابت جنگ کے درمیان مین واقع تہین برابر ہیبت جنگ کو پہونچا کرتی تہین جب اوسکے عزیمت کی خبر بعزم تمرد و سرکشی اور نیز مہابت جنگ کی تحریر مشعر عدم ہنگامہ آرائی صادر ہوئی ہیبت جنگ نے رفقاے دولتخواہ سے صلاح کی ہر ایک نے حسب مرضی کہنا شروع کیا اکثرون کی رضا یہ بہی ہوئی کہ بموجب تحریر مہابت جنگ کی تعمیل ہو کیونکہ مصطفی خان سے فتحیابی ناممکن تہی مصطفی خان کی ہمراہ چودہ پندرہ ہزار سوار جرار ملازم اور غیر ملازم اوسکے ہمراہ تہے اور وہ لوگ سیکڑون حرب وضرب مین دست زور دکھلا چکے تہے اور مصطفی خان بذات خود نہایت دلیر اور شجاع اور تجربہ کار اور قواعد رزم و پیکار سے خبردار تہا تیر وشمشیر مین وہ دست زور تہا کہ توپ بندوق کی حاجت نتہی مگر اوسکے ہمقوم بندوق ہمراہ رکہتے اور بروقت مناسب سوار خواہ پیادہ ہوکر سر کرتے تہے علاوہ اسکے پچاس ضرب توپ اور ڈیڑہ سو سے زیادہ ہاتہی وغیرہ تہا خلاصہ یہ ہے کہ جملہ سامان رزم وسپاہ و توپخانہ وغیرہ نہایت درستی مین تہا کہ اوسی زمانے مین اکثرونکے پاس ویسا اسباب و سامان نتہا اور ہیبت جنگ کے پاس بہمہ جہت تین ہزار سوار اور چہ ہزار پیادہ تفنگچی سے زیادہ نتہے اونمین بہی بعض سیر و نجات مین متعین اور کسیقدر ہمراہ رکاب تہے اور بعض رفقاے احترام الدولہ کہ شجاعت اور دلیری مین بے نظیر تہے مانند مہدی نثار خان مورخ کے چچا نے عرض کیا کہ ہر امر مین مشیت ایزدی ضرور ہے بیش وکم پر موقوف نہین خدا معلوم کسکی حصہ مین فتح و شکست ہے بموجب آیہ کریمہ کی کما قال اللہ تعالی عزوجل کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ پس دل کا ولولہ کیون رہجاے بہتر ہے کہ عزم رزم ہو دیکہین کسکو دکہ کسے ہنسی ہوتی ہے تقدیر کسکی سرنوشت کو روتی ہے ہیبت جنگ جو کہ نہایت غیور اور صاحب شعور تہا عازم جنگ ہوکر ترہٹ سے کوچ فرمایا اور برابر آتے آتے جعفر خان کے باغ مین آٹہرا عبد العلیخان بہادر اور نیز دیگر معززان شہر نے

مانند عقیدتمند خان بہادر برادر عمدۃ الملک امیر خان وغیرہ منصبدار انکی ملاقات کو حاضر ہوئے ہیبت جنگ
نے ہر ایک سے اخلاق کمال ظاہر فرمایا اور سر انجام اسباب اور فراہمی سپاہ مین ساعی ہوا
حایز علی خان بخشی تہا لہذا مہدی نثار خان اور عبد العلی کو تالیف قلوب جماعہ داران اور جواب و
سوال سرداران سپاہ پر مامور فرمایا احمد خان قریشی نبیرہ داؤد خان مشہور اور شیخ جہان یار
اور شیخ حمید الدین اور شیخ امیر احمد اور کرم خان اور غلام جیلانی خان اور خادم حسین خان اور
راجہ کیرت سنگہ اور راجہ رام نراین وغیرہ رفقاے خیر اندیش کو مامور کیا کہ راتدن جوانان چست براق
وخوش اسپہ کی بہرتی کی جاوے اسکے بعد بدرجہ لاچاری جیسے حاضر ہون مقرر کرین اور
زمینداروں کو بھی طلب کیا ازانجملہ راجہ سندر سنگہ مع اپنے ملازمین کے اور نامدار خان زمیندار پرگنہ
ترہت مع اپنے برادران جانفشان کے اور سردار خان اور کامگار خان اور رستم خان ساکن سمیرہ
کے کہ وہ بہی برابر ہمراہیان سندر سنگہ کو تہا اور کشن سنگہ زمیندار سرس کتنبہ اور پہلوان سنگہ اور
توہد سنگہ برادر زمینداران پرگنہ ترہت اور جین پور کے اور ہرب سنگہ زمیندار اروَل وغیرہ کے حاضر آئے
تہوڑے عرصہ مین چودہ پندرہ ہزار سوار و پیادہ علاوہ پہلے ملازمین کے مقرر و معین ہو گئے اب
دولتخواہوں کی صلاح کے بموجب یہ رائے ہوئی کہ میدان مین بدون سنگر کے مصطفی خان سے
عہدہ برائی نہو گی لہذا حکم ہوا اور بیلدار وغیرہ طلب ہوئے جعفر خان کے باغ کے برج سے سنگر کی آغاز
ہوئی اور جہان پر کہ دریا کے پانی کی حفاظت کو شہر عظیم آباد کے خارج پر سد بنائی گئی تہی وہان تک سنگر
بنائی اور سنگر کے باہر بہت گہرا خندق اور اوسکی مٹی سے سد باندہکر قلعہ تعمیر کر لیا اور اوسکے برجون پر
توپین چڑہا دین اور ایک برج سے دوسرے برج تک ایک نہ ایک جماعہ دار کی حفاظت ہوئی اور
فوج کی سرداری چند آدمیون کو مقرر ہوئی اور چند جماعہ دار اوسکے ماتحت کر دیے اول عبد العلیخان
بہادر مورخ کے خالو دوم احمد خان قریشی سوم راجہ کیرت چند دیوان خلف راے رایان چہارم
راجہ رام نراین پنجم خادم حسین خان ششم ناصر علیخان وغیرہ سنگر کے نیچے مع اپنی اپنی جماعت کے اقامت
گزین ہوئے اور خیمہ اور بنگاہ لشکر کے پیچہے برپا رہے اور روز و شب انتظار مصطفی خان کا ہونے لگا
مورخ مع اپنے چہوٹے بہائی علی نقی خان کے تین مہینے اس سے پیشتر غرہ ذی قعدہ الحرام ۱۱۵۸ ہجری
کو شاہجہان آباد سے بموجب حکم اپنے والد کے واسطے انصرام شادی کتخدائی کے عظیم آباد پہونچکر
ماہ محرم ۱۱۵۹ کو اپنے خالو کی لڑکی سے کتخدا کیا گیا اور بعد اسکے ماہ صفر کو ہیبت جنگ کے لشکر مین
اگر شریک عبد العلیخان اپنے خالو کا ہوا اور نقی علیخان اپنے چچا مہدی نثار خان کی رفاقت مین کار

ہیبت جنگ مین وارد ہوا اوسکے ہمراہی مین زیادہ سو سوار سے تھے اور مورخ بلا علاقہ نوکری کے
بپاس آبرو اور نیز محبت خان اور عزیزان دیگر کے ۱۹ برس کے سن مین مہابت جنگ کا رفیق ہوا۔
الغرض ہیبت جنگ نے دروازہ ہاے شہر اور بعض بروج پر لوگ تعنات کردیے تاکہ کوئی شخص
اسکے لشکر کا مفرور ہوکر شہر مین نجاے اور نیز مصطفی خان کی رسائی بہی نہو اور نیز دریافت ما فی الضمیر
اور اتمام حجت کو دو تین آدمی برسم قاصدی تعنات کیے اونمین ایک حاجی عالم کشمیری جو آخر مین حاجی
محمد خان کے لقب سے سرفراز ہوا اور دوسرے مولوی تاج الدین جسکی اصل صوبہ اودہ سے تہی
اور عمدۃ الملک کے طرف سے سیف خان کے مدرسہ کو مین جولب دریا قلعہ کی متصل مغرب کو واقع
اور جاے فضا ہے مقرر اور وظیفہ پاتا تہا اور ایک شخص جسکی یاد نہین رہی غالب ملک کہ محمد خان دیوان صوبہ
کابل کے خاندان کا چشم وچراغ تہا بہرطور یہ لوگ مصطفی خان کے پاس جاکر پیغام رسان ہوے کہ اگر آپ کا
مرشدآباد سے حرکت کرنا بسبب ترک رفاقت مہابت جنگ کی ہو چونکہ حقوق خدمت ہمارے تمہارے
ذمہ ہین برسم مہمان خانہ افروز ہوجیے جو کچہ سامان اور باربرداری کی حاجت ہوگی دو تین روز مین سرانجام
کردیا جاوے گا اور اگر کوئی ملال مہابت جنگ سے ہوا ہو اطلاع دیجیے کہ بندہ واسطہ ہوکر رفع
کدورت کرادیوے اور اگر کوئی سند اس صوبہ کی حضور شاہی سے حاصل کی ہو دکہلا دیجیے کہ بدون
حرب وضرب کے اب راہ لون اور جواب لیکر جلد معاودت کی یہ جواب لائے کہ نہ تو جانے کا ارادہ
ہے نہ مہابت جنگ سے عزم رزم ومصاف بلکہ ارادہ حاصل کرنے تمہارے صوبہ کا ہے اور جو سند طلب
کرتے ہو اوسکا جواب یہ ہے کہ جو سند سرفراز خان کی صوبہ بنگالہ کی سے لیتے ہین تمہارے چچا کے پاس تہی
وہی سند ہمارے پاس بہی موجود ہے دیکہا چاہیے مصرع تا درمیان خواستہ کردگار چیست۔
اس جواب دینے کے بعد مولوی مذکور سے سوال کیا کہ مولوی جی صاحب اگر ایک طرف سے بت پرست
اور دوسری طرف سے رافضی سر پورش ہون اور مجہے دونو فرقہ کی سرکوبی کی قدرت ہو پس اول
کس گروہ پر ہلا تہ صاف کرنا ضرور ہے مولوی صاحب مطلب سمجہکر بولے اول کا فرون کا قتل روا ہے
اور اہل قبلہ کو ہرچند رافضی ہین مگر قتل کرنا واجب نہین لیکن دلالت بخیر وممانعت مناہی ہمارا مکن کا
مستحسن ہے ہے مصطفی خان نے کہا کہ باعتقاد اور ارشاد ہمارے مشایخ کے رفض کفر سے بدتر ہے اول رفض
کو سمجہنا چاہیے بعدہ کفر کو یہ کلام سنکر مولوی صاحب خموش ہو رہے اور رخصت ہوے وہان سے آنکر سارا
حال ہیبت جنگ کو پہونچایا یہ کلام جلتی ہوئی آگ مین روغن کا چہڑکاو ہوگیا یہ بہی شہرت تہی کہ
مصطفی خان نے ہر ایک شہر والون کے مکان ہر ایک اپنی سردار لشکر کو تقسیم و نامزد کردیے تہے تاکہ بعد

فتح خیالی کی جو جس جگہہ حاضر ہوا مع اپنے عیال و اطفال کے ساکن ہوا- مورخ نے نہایت مشوش ہوکر دیوان لسان الغیب
حافظ شیراز مین فال نکالی یہ شعر برآمد ہوا حافظ سہ تو با خدای خود انداز کار و دل خوشدار ٭ کہ رحم اگر نکند مدعی خدا بکند
اور شکر اللہ ہے کہ اسیطرح پر سرگذشت ہوئی القصہ جب مصطفی خان مونگیر ہونچا عبدالرسول خان اپنے بہائی کو
مع فوج ہمراہی کے قلعہ مونگیر کی تسخیر پر مامور کیا حسن بیگخان قلعدار مع بندوقچیان محافظ کے کہ ساتہ حراست کی قیام
رکہتے تہے سرگرم مدافعہ ہوا مگر اسقدر کام اوسکی نظر مین کچہ حقیقت نرکہتا تہا نگی پاون ساتہ جماعت رفقا وغیرہ کے
قلعہ مین یورش کی اور لوگون کو باہر نکال دیا اور قلعہ کو چہین لیا لیکن تقدیر کو دیکہئے جبکہ عبدالرسول خان
قلعہ کے دروازہ پر کہڑا ہوا لوگون کو لڑائی پر تحریص کر رہا تہا کسی قلعہ والے نے ایک پتہر مارا اس سنگدل کا سر چور
ہوا شیشہ حیات کو ٹہیس لگی بادۂ روح بہہ نکلی اگرچہ فتح ہو گئی مگر اس حادثہ کی مکافات کا تدارک الہی قلعہ ہی پر سان نہ تہا
ہرچند ظاہر مین مصطفی خان نے ذرا کچہ استقلال کہلایا مگر کمر قوت کمزور ہو گئی چار ونا چار وہان پر تین مقام کیے تعزیت مین نوبت نہ بجائی
جو تہے روز توپخانہ وغیرہ جو سامان ضروری تہا قلعہ مذکور سے لیکر آگے کی راہ پکڑی جب ہیبت جنگ کو اوسکی نزدیک
آ پہونچنے کی خبر ملی رات دن سنکر کی حفاظت مین مصروف ہوا اور مہدی نثار خان کو حکم دیا کہ رات دن گرد سنکر
کی گشت کرکے تا لیف قلوب لشکر مین مصروف رہے تا آنکہ پنجشنبہ کے روز ۱۷- یا ۱۸- ماہ صفر کو سب لوگ طیار ہوکر
بیٹہے تہے کہ دو گہڑی دن نکلنے پر مصطفی خان سنکر کے قرب آگیا اور باغات ابنہ کے درمیان مین سکونت کی اور فوج کے دو حصے
کئے ایک حصہ بلند خان روہیلہ کی سرداری مین اور دوسرا اپنے ہمراہی مین لیا اور اون باغات سے نکلکر بلند خان
کو پوشیدہ ستی مین بہیجا تا کہ اوسیطرف سے مخالف کے لشکر اور سنکر کے عقب سے آوے اور ہیبت جنگ کے لشکر کی پشت پر آ پڑے یہ
تدبیر کرکے خود بہی اخیر سنکر سے کہ راجہ سندر سنگہ اور کیرت سنگہ وغیرہ اوسطرف محافظ تہے گہس جانے کا ارادہ کیا
بلند خان حسب الامر تجاسس ہوکہ جعفر خان کے بڑے باغ سے جہان بنجارہ قید ہوتے ہین نکلکر ناصر علیخان مجروح
اور اوسکے بیٹے سید علی اور مرتضوی خان کے داماد مرزا رمضانی سے جا بہڑا ناصر علیخان زخمی ہوکر بیکار ہو گیا اور
سید علی اور مرزا رمضانی جان سے گئے اور ظاہر خان مواتی زخمی ہوکر رو بفرار ہوا اور بلند خان ہیبت جنگ کے
لشکر مین جا پہونچا اور اوسکے ہمراہی روہیلہ لشکر کی معموری دیکہکر لوٹ مار مین راغب ہوئے ادہر سے مصطفی خان
نے راجہ سندر سنگہ پر حملہ کرکے جماعت کثیر مانند غازیخان بابوزئی اور سندر سنگہ کے داماد وغیرہ کے میدان
ہلاک مین مار ڈالی سندر سنگہ چند نفر کے ہمراہی مین فوج مصطفی کے ازدحام مین جو چہہ سات ہزار سے کم نتہی
اوسکی تلاش کرنے لگا اور مصطفی خان کچہ ہی ادہر سے خبر ہوا آگے کو بڑہا بمجرد دخول سنکر کے ذوالفقار خان مواتی کی
تیرباران سے کلہ پر اور راجہ کیرت چند کے پہلو مین زخم آیا اور بمجرد مجروح ہونے کے پیر اوٹہہ گئے اور
لشکر مین عجب انقلابی کی بہگدر پڑگئی ہیبت جنگ کے روبرو میدان خالی پاکر مصطفی خان مع ہمراہیان

بسیار کے نمایان ہوا ہیبت جنگ ہاتھی پر سوار ہو کر چند آدمیون سے جو تخمیناً دو سو سوار اور ڈیڑھ سو پیادہ خاص
سردار تھے مقابل ہوا جملہ سوارون سے نامدار خان اور کامگار خان اور سردار خان ورزمست خان مئین مع اپنے ہمراہی
ایکسو سوار کے اور اپنے سوار متفرق رسالہ میر بدر الدین مخاطب بسیادت علیخان کے اور کتنے لوگ ملازم سرکار بیشتر
رکاب نصرت انتساب کے تھے اور مہدی نثار خان مع نقی علیخان اور میر اکرام اور پانچ چھ اور آدمیون کے مورچہ
مین شیخ حمید الدین حاجی لکھنؤ والے ہیبت جنگ کے بائین طرف گفتگو اور دلجوئی اسکی مین تھا کہ اس معرکہ نے رونق نئی
کی ہر چند مہدی نثار خان نے انکو اور نیز شیخ محمد اسعد لکھنؤ والے کو سواری کیواسطے کہا مگر کسی نے نہ سنا مہدی نثار خان
اوہین پانچ چھ آدمیون سے ہیبت جنگ کے بائین طرف کھڑا ہو گیا مصطفیٰ خان نے پہونچتے ہی لوگون کو اشارہ کیا کہ
دو تو ہاتھ سے ہیبت جنگ کو پکڑ لیوین بلکہ آواز سے کہا کہ ہیبت جنگ ہی ہے زندہ گرفتار کرو حکیم شاہ نے مقابل مہدی نثار خان
کے آکر پیادہ ہوا اور مہدی نثار خان کے تین چار آدمی پا پیادہ ہو کر مقابل ہوے ہیبت جنگ کمال استقلال سے تیر زنان
ہوا اور کسی شخص کی معرفت عبد العلیخان کو مع فوج طلب کیا عبد العلی خان وغیرہ جو مصطفیٰ خان کا جا پہونچنا نہ جانتا تھا
متحیر ہوا کہ لشکر کا قاعدہ نہین کہ سوار ہوں اور اپنی جگہ سے متحرک جو جہان ہو وہین کی حفاظت مین مصروف
رہتا ہے ہیبت جنگ نے دوسرا پیغام دیا بموجب مصرعہ پس ازان کہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد اس خبر سے
عبد العلی خان متحیر ہو کر سوار ہوا اور صاحب کتاب ہذا بھی چند نفر کے ساتھ ہمراہ تھا دیکھا کہ مصطفیٰ خان شکست کھا کر
لشکر کے باہر گریزان ہو گیا اور ہیبت جنگ کی طرف سے بان اور توپ چل رہی ہین عبد العلیخان اس واقعہ سے سخت
نادم ہوا کہ ایسے وقت مین مجھسے کوئی خدمت نہ ہوئی چاہا کہ اونمین چند ہمراہیون کے ساتھ مصطفیٰ خان کی فوج پر
جو دور ہو کر بگمان استقلال شادیانہ فتح بجا رہی تھی جا گرے دوستان دلربا نے ممانعت کی مگر غنیمت جو آیا ایک ماتی
بیساختہ قدم اوٹھایا اوسوقت ہیبت جنگ نے ممانعت کی کہ آگے بڑھنے مین اس فتح خداداد کا قضیہ بالعکس ہوگا پس ٹہر کر شروع تیر اندازی
کیھئے لاجرم آگے نہ بڑھا اور پھر آیا اور مصطفیٰ خان دو پہر تک استادہ رہا جو سپاہ اوسکی ہمراہی مین تھی ہوے کترون کو مجروح پایا اور
اور بعض معتمدون کے مارے جانے کی خبر پائی لہذا اوسوقت یورش موقوف کر کے اپنے خیمہ گاہ کو لب دریا کے
بن بن تھا کے چلا گیا اور لشکر کے مقابلہ پر درختان انبہ مین توپین لگا کر گولہ اندازی شروع کی مصطفیٰ خان
کی لشکر پر شکست کھانے کی یہ صورت ہوئی کہ جب ہیبت جنگ نے مصطفیٰ خان کا لشکر مین پہونچنا
دیکھا زندگی سے مایوس ہو کر بڑے استقلال سے جنگ آور ہوا دست خاص سے تیر افگن تھا اور پھر
تفنگچیان خاصہ اور راجا ہے میگن نے بندوق و شمشیر سے مصطفیٰ خان کے سر راہ بند کر دی اس عرصہ مین
حکیم شاہ کہ جوانان بانام نشان سے تھا اور جملہ معتمدان مصطفیٰ خان مین فوق رکھتا تھا روبرو مہدی نثار خان
اور ایدل شاہ اور اسکے بھائی اور بعض تھوران دیگر کے روبرو ہیبت جنگ کے زخم شمشیر و تفنگ سے

مارا گیا مصطفی خان نہایت نزدیک آگیا تھا کہ اوسکا فیلبان زخم تفنگ سے بر روے زمین آیا اس واردات سے مصطفی خان کو اضطراب ہوا کہ ایسا نہوا وسکا ہاتہی گریزان ہو جہٹ سواری سے اوترکر پیادہ پا ہوا تاکہ اُسکے ہمراہ اور لوگ بہی جانفشانی کرین مگر اوسکے اوترنے کا سبب لوگون نے یہ سمجہا کہ شاید فیلبان سے ہم آغوش ہوئی فوج بہاگ نکلی درجہ لاچاری کو خود حضرت بہی پیادہ پا دوڑے مع ہمراہیون کے لشکر کے باہر آئے جب لوگون نے پہنچانا تو ہوش مین آئے اور ایک نہایت عمدہ گہوڑا واسطے سواری کے حاضر لائے اور اوسپر سوار کیا چونکہ عین ہنگامہ انقلاب اور وقت اضطراب تہا ٹہرنا مصلحت نہ سمجہا دور تر جا کر شادیانہ بجانے کا حکم دیا اور مقابلہ پر استادہ کہڑا ہوا اور جسطرح کہ ذکر ہو چکا ہے ویسا ہی عمل مین لایا ادہر ہیبت جنگ نے مع تمام سرداروں وافواج باقیماندون کے تمام رات دن حفاظت کی اطمینان کے بعد معلوم ہوا کہ راجہ سندر سنگہ تا مقدور مع اپنے ہمراہیون کے سرگرم جانفشانی رہا آخر کار مصطفی خان کی دست بردی سے آکر اپنے رفقا کو مقتول و مجروح دیکہکر راہی ہو گیا اور راجہ کیرت چند بہی اپنے راہ لگا اور بلند خان نے لشکر کے بازار اور بنگاہ لوٹ لی سندر سنگہ نے مصطفی خان کی فتح اور ہیبت جنگ کا مارا جانا خیال کرکے اپنی راہ لی اوسکے ہمراہ کشن سنگہ اور محمد جمال اور نصر اللہ زمیندار پرگنہ سرس کٹہنہ اور ترار وغیرہ کے بہی چلے گئے اور جنہون نے مصطفی خان کی ضرب کہائی تہی اکثر حصار عظیم آباد کے گہرون مین اور بعض دریا کنارے اور اُنہون کے باغ مین جا چہپے نصف لشکر کے قریب محافظون سے خالی ہو گیا بازار اور خیمون کے نشان تک نتہے جہانتک نگاہ کام کرتی کف دست میدان نظر آتا تہا لاچاری سے شہر کے طرف لشکر جانب مغرب چہوڑ دیا اور مشرق کے طرف غنیم کے مقابل مین حفاظت ضرور جانی ہیبت جنگ تمام دن مختصر خیمہ مین جو عبد العلی کے خیمہ سے تہوڑے فاصلہ پر نصب تہا قیام کرتا تہا اور رات کو عبد العلیخان کے خیمہ مین شب باش ہوتا تہا عبد العلیخان اور مہدی نثار خان اور نیز مورخ اور اسکے رفیق وغیرہ اور ہمراہیان عبد العلیخان اور اکثر مہدی نثار خان کے نوکر اور علی نقی خان یہ سب لوگ اسکی پاسداری کرتے تہے اکرات پٹہانون نے قریب لشکر پہونچکر بان مارے اور چاہا یہ مارنے کا ارادہ کیا مگر بیاوری اقبال مہدی نثار خان و عبد العلیخان کی حسن سعی سے کچہ پیش نہ گئی انہون نے جہٹ پٹ سب کو ہوشیار کرکے حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہہ پر خبردار طیار رہو جب غنیم پیشقدمی کرے سزا دو ـ تمام دن غنیم کی توپین چلا کرتی تہین گہوڑے آدمی جو کسیقدر ہم لوگون سے دور تہے مجروح اور ضایع ہوتے اور جو لوگ کہ دامن لشکر مین رہتے وہ محفوظ تہے پانچ دن تک کامل یہی دار مدار رہا ساتوین رات کو کہ آخر ماہ صفر کی چہارشنبہ کی شب تہی ہرکارون نے خبر دی کہ مصطفی خان کل کوچ کریگا ہیبت جنگ نے لوگون سے مصلحت کی یہ راے قرار پائی کہ مصطفی خان کو بجز جنگ کے کچہ منظور نہین صبح ہوتے حتی الامکان آمادہ پیکار ہونا چاہیے جو مقدور مین ہے ہوگا اور یہ صلاح ہوئی کہ جو لشکر

سابق مین مغلوب ہوئی اوسی سنکر مین کر دیجئے اور جو محفوظ رہی ہین اونکو ساتھ لیکر جنگ کیجئے پس عبد العلیخان
بہادر کو مع احمد خان قریشی اور شیخ جہانباز اور خادم حسن خان اور سید عرب خان کو مقدمۃ الجیش کیا اور
جسونت ناگر اور نامدار خان راجپوتین کو مع اوسکے چارون بہائی اور کل اور رسالہ خاص اور مہدی نثار خان
اور شیخ حمید الدین وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیا اور سب لوگ ہمراہ احترام الدولہ ہیبت جنگ بہادر کے ساتھ مقرر ہوئی
اور راجہ کیرت چند اور راجہ رام نراین اور ذو الفقار خان وغیرہ جو پہلی مرتبہ منہزم ہوئی تھے سنکر مین تعین کئے گئے
اول صبح کو ہیبت جنگ نے نماز پڑہ کر توکل باری اور نصرت الہی پر کرکے سواری کی اور ناصیہ بیائی عجز آستان خداوند
کریم پر کرکے فتح و ظفر اوپر دشمن کے چاہی تبہی عبد العلی خان کے ہمراہ ڈیرہ ہزار آدمی اور ہیبت جنگ کے ساتھ
دو ہزار سوار یکہزار پیادہ اور کچھ تہوڑی سے بان اور دو تین ضرب رہکلہ جلو مین موجود ہوئی مصطفی خان کے ہمراہ
سوار بافراط تھے اپنی جو سنکر کے دکن کی طرف واقع تھی مع توپون کے مغرب رویہ روان ہوئی مہدی نثار خان نے
عبد العلی خان سی کہا کہ پیشتر جاکر سد آپ چاہئے پکڑنا چاہی ایسا نہو مصطفی خان وہان پہونچکر سد کی حفاظت مین
ہو اور ہمکو میدان نہ پاکر فتنہ برپا کری عبد العلی نے منظور کیا اور مہابت جنگ کی روبرو سی جیسے طرف راہی ہوا
اور ہیبت جنگ شارع عام سی عبد العلی کی عقب دست راست کو جہکی ہوئی روان ہوئی باہمدگر ایک گولہ کا فاصلہ تہا
عبد العلیخان مع دیگر رفقا اور نیز مورخ کے قریب سد مذکور کے نہ پہونچا تہا کہ مصطفی خان اوس سد کی میدان مین
عقب کی طرف داخل ہوا اور اوس جگہہ پر قابض ہوگیا توپون کو ہمارے رخ لگاکر گولہ افگنی شروع کی اور ہماری
روبرو مرتضی خان خلف الصدق مصطفی خان مع جمعیت فراوان سد کی آڑ مین استادہ ہوا اور مصطفی خان
تنہا سر سد پر پہونچکر باغ جعفر خان کے سر راہ ہیبت جنگ کے مقابل ٹہرا دشمن کی فوج سی ایک تیر کا فاصلہ تہا تہوڑی
دیر مین بہت سی ہمارے ہمراہی مجروح اور مقتول ہوئی اور اکثر سوارون کے گہوڑی وہی سوار پیدل ہوگئی عبد العلیخان
کے کسی رفیق کا گہوڑا گولہ سی گرا مورخ کتاب ہذا نے حسب التجا اپنے ہاتہی پر جگہہ دی جب ہاتہی اوٹہنی لگا
اوسکی کمر مین گولی لگی احتمال ہوا کہ عزیز مذکور پر آنکر گولی اوسکی کمر بند مین ٹہنڈی ہوگئی اور نیز مورخ کی بازوی
چپ مین گولی آلگی چمڑا اچہل گیا مگر ہڈی محفوظ رہی عبد العلی خان کے فیلبان نے دو گولی کہائین بیکار ہوگیا
عبد العلیخان نے اپنے خواص رحمان خان کو بجای فیلبان کے بٹہلایا اور فیلبان مجروح کو دوسرے ہاتہی کے
ہودج مین لٹوا دیا ایک عبد اللہ خان کے رفقا مین فتح اللہ نام ایک شخص نیا رستم نشان اسفندیار زمانہ
باوجودیکہ خود مجروح اور بیکار ہوگیا تہا مگر عبد العلیخان کی باقیماندہ تفنگچیون کو ہمراہ لیکر اونکی بندوقین تیار
کر دیتا اور اون سی فیر کراتا تہا نہایت نازک وقت تہا اکثر لوگ نکل گئی عبد العلیخان اور احمد خان قریشی
اور شیخ جہانباز اور خادم حسن خان ہر چہار سردارون کے پاس قریب تین سو سوار کے رہگئی باقی کل

جمعیت چلی گئی اوسوقتمین عبد العلی خان نے ہیبت جنگ کو پیغام دیا کہ ہمپر وقت تنگ ہے بے مدد پیشقدمی
نہین ہوسکتی اگر آپ جنبش کرین ہماری پشت گرمی ہوتی ہے ورنہ جو گذرتا ہے وہ ہمپر گذریگا الا لڑائی کا
انتظام بہی برہم ہو جایگا ہیبت جنگ چاہتا تاکہ اقدام کرے مگر حاجی احمد اوسکا باپ اوسکو مانع ہوا اور ہلوگ
یہ خبر سنکر نہایت مایوس ہوے مدد ایزدی سے رجوع کیا اسی ضمن مین مصطفی خان کا نشان بردار ہاتھی عقب
سد سے برآمد ہوا یقین ہوا کہ غنیم کا حملہ ہوا چاہتا ہے واہ واہ قدرت ایزدی دیکہیے کہ اوسیوقت مرزا فتح اسد نے تفنگ کی بوچکی باڑہ
ماری ایک گولی نشان بردار پر پہونچی اوسکا کام تمام ہوا دو گز پر مع نشان اوچہل کر جا گرا اوسوقت مورخ ہذا کی زبان
سے نکلا کہ وہ مارا سچ چارون سردارون نے دلیر ہو کر ہاتھیون کو بڑہایا اور سد سے گذر کر مرتضی خان کی فوج
سے کہ سامنے تہی جا ٹہرے اسی عرصہ مین ہیبت جنگ نے عبد العلی خان کی راے اور اوسکا پیغام مذکورہ پسند
کیا بدون انکے مرضی والد کے اقدام کر گیا پیغامبر کے واپسی کے بعد تہوڑے سے عرصہ مین ہاتھی کو پیشقدمی پر لایا رہکلہ
وغیرہ بہی ہمراہ لیے گولہ اندازون نے راہ چلنے مین بہی مار شروع کی ہمارا حملہ اور ہیبت جنگ کا پہونچنا غنیم
کے سر پر ایک ہی وقت پر ہوا ہمارے رفقا اور مرتضی خان سے ہنگامہ رزم گرم تہا چالیس آدمی جرار غنیم
کے ہمارے روبرو مارے گئے تہے کہ یکایک مدد غیبی نے اپنا کام کیا بموجب اس آیت کے تعز من تشاء وتذل من
تشاء ہوا بدلی مغربی سے مشرقی ہوئی ہیبت جنگ کے کسی پیشقدم کی گولی مصطفی خان کی چشم راست
مین جا پہونچی اور وہ بن گوش سے نکل گئی مردہ کی طرح سے ہاتھی پر لیٹ گیا رفیقون کو یقین ہوا کہ یہ تیرہ باطن
جہان گذران سے چشم پوشی کر گیا اس چشم زخم سے ہر ایک کی شورشدید کی دور ہوئی طرفۃ العین مین بہاگ نکلے
مرتضی خان نے جب باپ کا یہ حال مشاہدہ کیا ہوش وحواس گم ہو گئے مصطفی خان نے چونکہ بےادبی حضرت
امیر المومنین علی علیہ السلام اور محبان آنجناب تصور کی تہی اوسکے باعث سے اس سزا کو پہونچا اور جو کچہ کہ
دیکہا خوب دیکہا ہیبت جنگ اور عبد العلیخان وغیرہ سرداران منصور نے شکر گذاری باری کی احترام الدولہ
نے حکم نوبت صادر کیا آہستہ آہستہ تعاقب کرنا اختیار کیا چونکہ غنیم کی ہمراہ ناموس بہی تہا یہان لوگ بلا اضطراب
کمال استقلال سے ہر ایک کو فراہم لئے جاتے تہے اگر گاڑیان پیچہے رہجاتین دو تین ہزار جرار کہڑے ہو جاتے جب وہ دور
آگے کو نکل جاتین یہ بہی روانہ ہوتے ہیبت جنگ اور حاجی احمد نے تاکیدی حکم دیا کہ تعاقب مین شتابی
نہ کیجاوے حتی کہ دو پہر مین ایک کوس تعاقب ہوا بعد ازان قیام کیا معلوم ہوا کہ مصطفی خان زندہ ہے اور
تالاب امیٹہی پر اقامت گزین ہوا بعد افاقہ کے پوچہا کہ کیا ماجرا ہوا جب اس معرکہ سے خبر پائی بخت
واقبال کی نامساعدت پر حیف کیا ہیبت جنگ کی خیمہ مین پہونچتے ہی مبارکبادی نذرین گذرین
ہر ایک حسب خدمت مورد الطاف و آفرین ہوا اور مورخ کو آغوش مین لیکر تمام رات خیمہ مین کہا

صبح مصطفی خان کی کوچ کی خبر پائی خود بہی سوار ہوا تا لاب امیٹھی مین پہونچکر خیمہ زن ہوا اور مصطفی خان نوبت پور پہونچا اسیطرح سے محب علی پور تک تعاقب ہوا تہا کہ مہابت جنگ عظیم آباد پہونچا رگہو بہوسلہ کی نکلنے کی خبر بموجب طلب مصطفی خان کی سنی پس ہیبت جنگ کو لکہا کہ احوال اسطور پر ہے اگر خدانخواستہ مصطفی خان اور مرہٹہ متفق ہو گئی مدافعہ مشکل ہوگا پس نہ مجہہ مین اتنی طاقت اور نہ تم مین اتنی وسعت بہتر یہ ہی کہ چونکہ الحال وہ مغلوب ہی تم اوسکی مدافعت مین رہو اور ہم مرشد آباد کو معاودہ ہوکر کسی تدبیر سے مرہٹہ کو متوقف کرین ہیبت جنگ نی اس خبر کو سنکر لشکر کی سرداری عبدالعلیخان کو سپرد کی اور کہدیا کہ جو مناسب جانو عمل کرو اور خود وقت شب عبدالعلیخان کی پالکی مین سوار ہوکر اور بہت سی کہار ہمراہ لیکر شبا شب راہ طی کرکے صبح ہوتی مہابت جنگ کی پاس پہونچا اور چند منزل سکے آنی کا وعدہ لیکر بطریق ضمان سراج الدولہ کو ہمراہ لئی اپنے لشکر کو آیا مہابت جنگ بہی دو ایک روز کے بعد پہونچا اور مصطفی خان کی تعاقب مین قصبہ زنبیا تک جو کہ غازی پور کے مقابل لب گنگا واقع ہی اور صفدر جنگ کے عمل کی سرحد ہی گیا اور قصبہ مذکور کو تاخت و تاراج کرکے معاودت کی مصطفی خان نی قصبہ چنارہ مین جو قلعجات مشہورہ ہند مین ہی جاکر تیاری لشکر اور اسباب سلاح وغیرہ مین ساعی ہوا اور ہیبت جنگ اور مہابت جنگ باتفاق ہمدیگر عظیم آباد کو معاودہ ہوی وہان سی مہابت جنگ بارادہ انسداد مرہٹہ عازم مرشد آباد ہوا اور ہیبت جنگ شہر عظیم آباد مین متوقف ہوکر تالیف رعایا اور فراہمی سامان حرب اور اجتماع لشکر مین معروف ہوا

جانا مہابت جنگ کا مرشد آباد اور توقف کرنا مرہٹون کا بردوان مین اور انجام دولت مصطفی خان اور ہیبت جنگ کی فتح پانا

مہابت جنگ جعفر خان کی باغ مین بعض امور ضروریہ کی واسطے دو تین روز مقیم رہا اور منعم علیخان نام ایک شخص کو جو کہ تیز زبان آور تہا برسم رسالت رگہوجی بہوسلہ کی پاس بہیجا اور خود متعاقب اسکے مرشد آباد جا پہونچا اور رحم خان جماعہ دار عمدہ و معتمد اپنی کو ہیبت جنگ کی رفاقت پر مقرر کیا رگہوجی بردوان پہونچا تہا کہ منعم علی خان نی ملاقات کی اور پیغام مصالحہ کا ذکر شروع کیا رگہو نی اس پیغام صلح التیام سے مغلوبی اور مسلوب الحواسی مہابت جنگ کی سمجہکر بدین قرار پیغام دیا کہ اگر تین کروڑ روپیہ پیشکش کرے البتہ مصالحہ منظور ہی اور مہابت جنگ نی بمقتضائے وقت ہان ہون مین چند روز ٹالی سلسلہ تقریر مین ایسا اولجہایا کہ حرکت کی مجال نہوئی ڈہائی مہینے اسی رنگ مین قطع ہوی جب ہیبت جنگ کی فتح و نصرت کی خبر گوشزد ہوئی شکر الٰہی بجالایا اور رگہوجی کو صاف جواب دیدیا تفصیل اس اجمال کی عنقریب صفحہ آئندہ مین

کمال فصاحت سے لکھتا ہون۔

مصطفیٰ خان کا پرگنات سرکار شاہ آباد مین پہونچنا اور ہیبت جنگ سے لڑائی قصبہ کرہنی مین اور ہیبت جنگ کی فتحیابی

احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ آخر جمادی الاول کو کہ پایان گرمی اور شروع برشکال تہی مصطفیٰ خان کی عزیمت سنکر شہر عظیم آباد سے برآمد ہوا اور اسلحہ حرب کو آراستہ کرکے گوشمالی اوس بدمآل کو عازم ہوا اور مصطفیٰ خان نے اپنی قوم کو قصبہ جناڑہ مین فراہم کرکے جو کچہ روپیہ تہا خرچ کیا جب دیکہا کہ موسم برسات سر پر آگیا اور رگہو بہی آپہونچا اپنے تئین صوبہ عظیم آباد کے حدود مین بابو اودیت سنگہ اوجین مالک جگدیسپور کی حدود مین جو کہ ہیبت جنگ کا پرانا مخالف تہا پہونچایا اور خیال کیا کہ اگر ہیبت جنگ نے آکر فتح پائی مدعا حاصل ہوگا اور اگر ہار گیا مراد ملی قصہ گیا کیونکہ اب سپاہ نوکر رکہنے کی طاقت نہ رہی تہی اور اگر ہیبت جنگ نے توقف کیا تو پہر دریاے سوہن کی طغیانی سے عبور دشوار ہوجایگا پس وہان کے زمیدار بدکار سے ملک سرکار شاہ آباد کسیقدر روپیہ تحصیل کرنا ہوگا اور جماعہ سپاہ کو کسیقدر روپیہ کے طریق کے طور پر دیا جاویگا بعد انقضای برسات رگہو کو موافق کرکے لڑونگا۔ ہیبت جنگ نے نور باطن سے اس تیرہ اختر کی مافی الضمیر پر آگاہی پائی کچہ فرصت نہ دی تیرہ چودہ ہزار سوار مع شیخ دین محمد جو شیخ مجاہد سربلند خانی کا متبنی اور جسکو سیف خان حاکم پورنیہ نے مہابت جنگ کی مدد پر بہیجا تہا اور نیز رحیم خان روہیلہ کی جسے مہابت جنگ چہوڑ گیا تہا عظیم آباد سے کوچ کرکے کوبور کے گہاٹ سے دریای سوہن پایاب اوترگیا اور دوسرے روز میدان کرہنی مین جو کہ جگدیسپور کے قریب ہی کسی جہیل پر اقامت فرمائی جو کہ لشکر مصطفیٰ خان کا قریب تہا تمام روز و شب حفاظت رہی صبح ہوتے بعد نماز سوار ہوا حاجی احمد نے کہا کہ پہلے قاعدہ پر سنگر بناکر لڑائی کیجاوے لیکن مہدی نثار خان وغیرہ رفقا نے عرض کیا کہ اول ہم مغلوب وہ غالب تہا اب ہم غالب ہین اگر سنگر بناکر جنگ آور ہون تو اوسکو فائدہ ہوگا نصف صوبہ سے زیادہ قبضہ مین لایا ہے آپ کی حکومت بہت کم رہگئی ہے دوسری برسات مین کیچڑ دلدل جب ہوا تو کیونکر مدافعہ غنیم ہوسکے گا اگر اوسنے برسات گذاری تو مرہٹہ سے باہم ہوکر لڑیگا اوسکا انتظام کیا کرتے ہو ہیبت جنگ نے اس مراتب کو خوب سمجہکر عبد العلیخان بہادر کہ ہراول و مقدمۃ الجیش تہا حکم دیا کہ آہستہ آہستہ سنگر بنانے کے حیلہ سے اقدام کرکر لڑائی شروع کردے آخر الامر اسطور تعین ہوئی ایک گروہ لشکر کا پیشتر گیا تہا کہ غنیم کا نمود ہوا مصطفیٰ خان نے فوج کے دو حصہ کئے ایک حصہ پر بلند خان کی سرداری ہوئی دوسرا حصہ خود بدولت کی زیر حکومت رہا اودہر سے توپین سر ہوئین ایک گولہ سربلند خان کے فیل سواری پر جا گرا مجروح فوج مین سراسیمگی آئی مصطفیٰ خان نے فوراً اپنی فوج ہمراہی سے جہٹ پٹ ہاتہیون کو ڈٹایا اور سواران ہمراہی نے بہی گہوڑے پہنکے

مصطفی خان جم غفیر سے تیر باران و داؤد خان جو کہ ہمراہ توپخانہ تہا اوسکے سر پر آپہونچا جو کہ توپخانہ ہمیشہ کی ہمراہ سب سی پیشتر بڑھگیا تہا داؤد خان مع سترہ نفر اپنی بہائیونکی میدان کارزار مین مستقل ہوکر مردی کا کام کر گیا ہمیشہ کی نیکی اپنے واسطے چہوڑ گیا داود خان کا حال دیکہتے ہی لوگ بیساختہ بہاگ نکلے مصطفی خان نے اپنے دست چپ پر خادم حسین پر حملہ کیا خادم حسین اس زد و خورد مین مع پچاس ساٹہ نفر کی میدان کام آیا جب عبد العلیخان نے فوج کو دیکہا کہ ابتر ہوئی جاتی ہی مع ہمراہ والون کی آگی بڑہا راستہ مین توپخانہ کی بیل مسلسل پڑے تہی عبور مشکل تہا لاجرم اونکی ناتہہ اور رسیان کاٹ دین اور نکل گئی اسوقت مہدی نثار خان مع پانچ چہہ نفر کی اور نقی علی خان تنہا یمین و یسار سی پہونچکر ہمارے شریک ہوئے اور مورخ ہذا عبد العلیخان کی ہمراہ تہی اور شیخ جہانیار اور راجہ سندر سنگہ جو دست راست پر معین اور میمنہ سی عقب تہی دس بارہ سوار سے آپہونچی اور رحیم خان پندرہ سولہ آدمیون سی نیزہ بکف ہمارے یسار سی آموجود ہوئے بمجرد اس ہجوم اور ہمارے اور مصطفی خان کی مقابل ہونیکے خدا معلوم کدہر سی بندوق کی گولی مصطفی خان کی چہاتی پر جا لگی اور قلب سی متصل ہوتی ہوئی پہلو سی نکل گئی جان نے رفاقت کی مگر اس جان دہی کر باقی تہا نہ جو اوسکی پشت گیری سی گرم جنگ تہی تتر بتر ہوگئی اپنی راہ سدہاری حتی کہ مصطفی خان کا لڑکا مرتضی خان باوجود سرا پا شان و شوکت کی میدان جنگ سی نکل گیا اور ہیبت جنگ نے جو فوج ہراول کی گیر تہی مایوس ہوگیا تہا عبد العلیخان کا حال دریافت کرکے فتح و نصرت کی التجا درگاہ خدا سے کرکے ہاتہی کو بڑہایا اور اخیر زمانہ دار و گیر مین ہمارے پاس آپہونچا عبد العلیخان کو فتح مند میدان مین دیکہکر ہاشم قلیخان داروغہ دیوان خانہ کو حکم دیا کہ مصطفی خان کی ہاتہی پر چڑہکر اسکا سر کاٹ لے حسب الحکم تعمیل ہوگئی سر نیزہ پر چڑہاکر لاش کو عظیم آباد بہیجا تاکہ شہر مین تشہیر کرین اور تمام شہر کو دکہا کر ہین تا اونکو انکی عبرت ہو پہر اور کوئی ایسا امر خیال مین بہی نہ لاوی دفن کر دین ـ میر محمد باقر میر منشی شوشتری نے جو کہ سادات شوشتر اور زاہدان عصر سی کمال ورع اور تقوی مین تہا اس لڑائی مین کہا تہا اور راوی اور اونسے حسب التماس منہیان غیب سی عالم رویا مین دیکہا کہ جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اوس افغان پر کلین کو شمشیر سی قتل فرماتے ہین اور پہر تہوڑی دیر مین نعرہ اللہ اکبر کہہ کی اوسکی کمر دو پارہ کی جب یہ خبر سنی کہ اوسکا سر آیا اور لاش ہاتہی کی پیر مین باندہ کر گہسٹوائی گئی اونہین میر باقر موصوف نے تعجب کرکے فرمایا کہ یقین تو اسیطرح دیکہا ہے دو پارہ ہونا چاہیے دو تین گہڑی کے بعد ہیبت جنگ کا حکم پہونچا کہ اوسکی لاش کمر سے دو نیم کرکے ایک حصہ شہر کے جانب مشرق اور دوسرا مغرب مین لٹکا دین آخر اسیطرح تعمیل ہوئی اور بعد مدت کے دونو حصہ کہ بوسیدہ ہوگئی تہی

اوٹہاکر دفن کیے گئے

باقیماندہ رفقاے مصطفی خان کا بیان اور دلشیر خان اور الف خان و عیسی خان و مرتضی خان کا احوال اور معاملہ رگھو کا راجہ دولبہ رام سے اور اخیر سوال و جواب مہابت جنگ کا

مصطفی خان کا لشکر کا مرتضی خان آخر وقت جنگ مین مع باقیماندون کی بمقتضاے بیت مشہور کی ~~
تن زندہ و خندہ ہمگنان ٭ بہ از مردہ گریۂ دوستان ٭ عمل کر کے چلا گیا اور مکری گہو مین پناہ لی اور عیسی خان جو مرتضی خان کا خالو اور مصطفی خان کا سالا تہا کوڈالی سے جہان پوشیدہ ہوا تہا گرفتار ہو آیا چندروز مقید رہا بعد ازان عطاے جامہ اور لباس اور کچہ زاد راہ سے سرفراز ہو کر خلاص کیا گیا۔ دلشیر خان خواہر زادہ شمشیر خان مراد شیر کا چہوٹا بہائی دو تین گولیان کہاکر بیہوش میدان مین پڑا تہا ہیبت جنگ طفلی سے اسکا قدرشناس تہا اسنے پالکی پر اوٹہا لایا اور جراحون کو معالج کیا مگر اجل نے چہوڑا دو روز کے بعد زخم حیات کا اندمال ہوا اور الف خان داماد سردار خان مرتضی خان کے ہمراہ سلامت نکل گیا ہیبت جنگ نے سجدہ گذاری رب قدیر کر کے مصطفی خان کے خیمہ مین نزول فرمایا مبارکباد کی نذرین قبول فرمائین شام کیوقت عبد العلی خان کے خیمہ مین آکر مبارکباد فتح دی اور تحسین و آفرین کامل فرمائی چونکہ اس میدان مین اسباب نوبت اور نقارخانہ وغیرہ عبد العلی خان کو ہاتہ لگا تہا نواخت نوبت کا حکم دیا اور مہابت جنگ کے حضور مین مبارکباد کی عرضی بہیجی اوسمین یہ بہی لکہا کہ حضور شاہی سے خان مذکور کو علم و نقارہ دلایا جاوے مہابت جنگ نے اس امر عظیم کے جلدو مین جو ہیبت جنگ اور عبد العلی خان سے سرزد ہوئی خلعت فاخرہ اور جواہرات اور شمشیر اور ہاتہی عنایت فرمائی اور جعفر خان کے باغ مین دونو شخص باتفاق تمام آداب گذار ہوے اور کورنش عنایات بجا لاکر بڑے جاہ و حشم سے اپنے گہرونکو روانہ ہوے اور بعد چند روز کے محمد شاہ پادشاہ کے حضور سے علم و نقارہ عبد العلی خان بہادر کیواسطے مرحمت ہوا

آنا رگہوجی بہوسلہ کا کٹک مین اور مقید ہونا راجہ دولبہ رام کا قلعہ بارہ بہائی مین میر عبد العزیز کا مقابلہ کرنا رگہوجی بہوسلہ سے

دوسری لڑائی مین جبکہ مہابت جنگ بہی پہونچکر مصطفی خان کے تعاقب مین شریک ہوا تہا شہامت جنگ کے لکہنے سے رگہو بہوسلہ کے کٹک مین آنیکا حال معلوم ہوا اسکا ماجرا یون ہے کہ جب عبد الرسول خان بسبب ناچاقی صحبت باہمی مہابت جنگ اور مصطفی خان کے کٹک سے معزول ہوا اور اوسکی جگہہ پر راجہ دولبہ خلف راجہ جانکی رام جو وہانکا پیشکار تہا مقرر ہوا دولبہ رام نے موافق اپنے عقیدہ کے اکثر برہمن اور سناسیون کی ہم صحبت رہتا اور مسلمانون کی جماعہ دارون سے نہایت کراہیت رکہتا تہا اکثر اوقات برہمن اور سناسیونکی مصاحبت

اکثر اون سناسیون مین رگہوکی جاسوس تہی کہ اُسکی سستی اور بیخبری رگہو سی بیان کرکی اوسکی تہوری کو مشتعل
کرتی تہی جب مصطفی خان کی طرف خط طلب رگہو کی نام پہونچا نامبردہ جب سی بہاسکر مارا گیا تہا مار دُم بریدہ
کی مانند رنج وغم کی مارسی پیچ و تاب کہایا کرتا اور انتقام کی فکر مین خون جگر پیا کرتا تہا اُسکا خط جو پہونچا سری دست
لطیفۂ غیبی سمجھکر چودہ پندرہ ہزار سوار سی روانہ بنگالہ ہوا اور کٹک کی پہاڑون سی اوس ملک مین آپہونچا
ادہر راجہ دولبہ سناسیون کی فریب مین ایسا غافل تہا کہ رگہو لب دریای کٹک سی پار اوتر آیا اُسکو اصلا
خبر نہوئی میر عبد العزیز متوطن سمانہ جسکا ذکر کسی تقریب سی ہو چکا ہی اونکی آنی سے مطلع ہوکر مع دس بیس
آدمی کی جو اوسوقت حاضر تہی سوار ہوکر دربار مین آیا اور ہمراہیون کو کہا کہ جلد طیار ہوکر متعاقب حاضر ہو
جب دولبہ کی دروازی پر آیا استفسار کیا لوگون نی عرض کیا کہ مہاراج نایل خوابگاہ مین ہین اور مرہٹہ کی
بیان کچہہ خبر نہین تہی کچہہ دیر ہوئی تہی کہ شہر مین آشوب عظیم برپا ہوا اور بہگدڑ پڑ گئی اوسوقت دولبہ رام
کو ہوش آیا پالکی پر سوار ہوکر قلعہ بارہ بہاٹی مین پہونچنا چاہا اور سر اور پاون کا ایسی آشفتگی و پریشانی مین کہ
سر کی دستار کہین اور پاؤن کی پاپوش اور رفتار کہین سنبل وار سراسیمہ بہاگا میر عبد العزیز مع چند رفقا کی اوسکے عقب مین
دوان تہی کسی کا منہہ پہیر کر ایک گہڑی کی گہڑے سے کسی رفیق سی کچہہ کہکر ہمراہ لی چند قدم جاکر کیا دیکہتا ہی کہ راجہ نی
چند مرہٹون کو دیکہکر پالکی چہوڑ پیادہ پا خرابہ کی راہ لی ہی میر مذکور نی اپنا گہوڑا دوڑایا اور کہا کہ گہوڑی پر سوار
ہو عبث گہبرائے نہین بموجب کہنی اوسکی کے گہوڑی پر سوار ہوکر داخل قلعہ ہوا اور میر مذکور نے ہمراہ ہوکر
پہونچا دیا بعد ازان دولبہ کا لشکر تہوڑا تہوڑا آکر جمع ہو گیا اور دولبہ آپ مع لشکر محصور ہو گیا رگہو نے
گہیر لیا دولبہ رام نی جب سنا کہ مہابت جنگ مصطفی خان کی تعقب مین دور نکلگیا نہایت گہبرایا اونہین سناسیونکو
جو جاسوسی کرتی تہی واسطہ صلح بنایا رگہو کی ملاقات کا سایل ہوا سرداران ہمراہی سی مشورہ لیا میر عبد العزیز خان
اور چند دیگر آبرو دارون نی اس رای سی برخلافی کی آخر الامر بعد پندرہ روز کی راجہ دولبہ رام مع جمیع سردارون
کی رگہو کے دیکہنی کو چلا اور عبد العزیز خان مع چار سو رفیق اور چند مستحفظان شہر کی قلعہ مین رہا رگہو نی بعد ملاقات
براہ فریب و مکر باہ وزاری ہر ایک سردار کو اپنی ایک ایک سردار کی سپرد کیا تاکہ بتواضع و مدارات
پیش آئین اور دولبہ رام کو خیمہ علیحدہ مین واسطی مقام کے جگہہ دی کہ بعد آرام و خورد طعام اپنی راہ لی
جب ہر ایک نی کمر کہولی استراحت کا سرانجام کیا قید ہو گئی ہر ایک نی دعوت پر عداوت کا پہل پایا عبد العزیز
آمادۂ جنگ ہوکر قلعہ مین بیٹہا جب رگہو کو اُسکی یہ جرات معلوم ہوئی میر مذکور کی بہائی کو مع رسولان
دولبہ رام اور اپنی ملازمین کی زیر قلعہ تہدید و توعید کیواسطی بہیجا میر عبد العزیز نی جواب دیا کہ بندہ نہ برادر
کا پابند ہی نہ آقا کا مستمند مہابت جنگ سی غرض ہی بعض نام و ننگ سی ملگئی بندہ کو حق نمک فراموش نہین

جا

جو عہد کیا جان کی ساتہ ہی خلاصہ یہ کہ ایک مہینہ چند روز تک سید مذکور نی حفظ آبرو کی کسی کی تاب نہوئی کہ قلعہ مین قدم رکھی تا آنکہ مہابت جنگ بموجب التماس شہامت جنگ اور نیز سنی اس خبر کی کہ رگھو دریای کٹک سی عبور کر گیا تعاقب مصطفے خان اور رفاقت ہیبت جنگ کی چہوڑ کر مرشد آباد آیا اور ہر چند خبر مقید ہو جانی دولبہ رام اور لڑکی میر عبد العزیز کی سنی لیکن بسبب چند غرض کی جو رگھو کی انسداد کی بابتین انکی کمک اور اعانت کو مخفی رکہا اور برعکس گمان مردم کی منعم علی خان نام ایک شاہجہان آبادی کو جو نہایت زبان آور اور دلیر سخن تہا برسم رسالت رگھو کے پاس بہیجکر مستدعی مصالحت ہوا رگھو نی جواب دیا کہ بشرط نذرانہ تین کڑور روپیہ کی اس حالت اضطراب مین صلح منظور ہی مہابت جنگ بضرورت چند روز ایسی اقرار و انکار آمیز سوال جواب مین بسر کر گیا جب فتح ہیبت جنگ کی خبر سنی شکر خدا ادا کرکی رگھو کو جواب صاف دیا کہ اب ارادہ جنگ ہی نہ تاب درنگ شمشیر غازیان لشکر خون اعدا کی پیاسی ہی اور تشنگان دغا شناوری دریای خون اعدا مین چاہتی ہین بعد ازان جو غالب ہو صلح کی خواستگاری ہوگی رگھو نی جواب دیا کہ اینجانب چودہ پندرہ ہزار سوار سی طے مسافت کرکی یہانتک آیا ہی آپ سو کوس سی استقبال نہین کرتی مہابت جنگ نی پہر جواب بہیجا کہ چونکہ تمنی راہ دور سے تکلیف عظیم اوٹہائی ہی اور ایام برسات قریب آئی ہین مناسب ہوا کہ چند ہی آسودہ ہو لیجیی بعد انقضای بارش انشا اللہ استقبال کرکی آپ کی در دولت تک مشایعت کیجاوی گی اس خبر سی رگھو نی اطراف بیرہوم مین چہاونی کرکی تمام صوبہ کٹک میدنی پور اور ہجلی اور بردوان تک زیر تصرف لایا میر عبد العزیز اس مدت مین جو سوال جواب مین منقضی ہوئی اپنی کمک سی مایوس ہوا اور قلعہ کو بہی آذوقہ سی خالی دیکہا بمقتضای وقت کی اس امر پر رگھو سی صلح کی کہ قلعہ بارہ بہائی لیوی اور مجکو مع ہمراہیان ساتہ مال و اسباب اور آبرو کی جانی دیوی القصہ یہ عہد نامہ رگھو اور دیگر روسای لشکر کی مہر سی لیکر میر مذکور قلعہ سی برآمد ہوا اور چند روز لشکر مین رہکر رگھو سی مرخص ہوا مہابت جنگ کی پاس حاضر ہوا اور بعد ایکسال اور کئی مہینی کے راجہ جانکی رام نی تین لاکھ روپیہ واسطی رہائی اپنی لڑکی راجہ دولبہ رام کی معرفت مہاجنان رگھو کو دیکر دولبہ رام کے رہائی کردی اور مہابت جنگ نی پاس حقوق فدویت راجہ جانکی رام کی وہ روپیہ اپنی خزانہ سی دلایا۔

رگھو کا عظیم آباد جانا مرتضی خان و بلند خان وغیرہ افغان کی رہائی کو مکری گہو سی اور مہابت جنگ کا اوسکی مقابلہ پر پہونچنا اور اوسکی معاودت وہان سی •

جن دنونمین کہ رگھو بہوسلہ نواح بیرہوم مین ٹہرا ہوا تہا مرتضی خان پسر مصطفی خان اور بلند خان وغیرہ افغان نی جو کہ میدان جنگ سی بہاگ کر مکری کہو مین مقیم ہوسے تہی اور وہان کی زمیدار نی بطمع مال

جگہ دی تھی اور پہلوان سنگہ اور سوبہر سنگہ زمینداران سہسرام اور چین پور نے حسب الحکم ہیبت جنگ
کے ایسا سخت قید کیا تھا کہ ذرہ پہاڑ سے دوڑتے نہ دوسری طرف نجا سکیں بیچارہ نیمجان ایسی زیست سے
موت کی طلبگار تھے رگھو بہوسلہ کو عرضی لکھی کہ اگر آپ اسطرف تشریف لاوین ہملوگ آزادی پاکر آپکی
غلامی مین تا زیست حلقہ بگوش ہون رگھو نے دیکھا کہ کئی ہزار افغان اپنا مطیع ہوگا لہذا آخر برسات تو
بیر بہوم اور کہرکپور کی جنگل ہوتی ہوے صوبہ عظیم آباد کو متوجہ ہوا اور بعد تاخت و تاراج شیخ پورہ و دہا
نگاری وغیرہ کے مرتضیٰ خان وغیرہ کو رہائی کو دریاے سوہن سے پایاب گذر کر افاغنہ کو خلاص کیا
اور بیس ہزار سوار مع افغان و مرہٹہ کے میدان اروِل اور جدو نگاری مین جماو کیا کہ عقب سے مہابت جنگ
بارہ[۱۲] ہزار سوار جرار سے بقصد جنگ و جدال کی عظیم آباد آپہونچا اور احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ نے اپنے
چچا کا استقبال کرکے مشرف قدمبوس ہوا اور مہابت جنگ عظیم آباد کی پورب طرف باقی پور مین خیمہ
زن ہوکر چند روز دیدار عزیزان اور صحبت دوستان سے مسرور ہتن اوڑاتا رہا ۔

عبد العلی خان بہادر کی ہیبت جنگ سے آزردگی اور مہابت جنگ کے واسطہ سے صفائی ہونا

قبل اسکے چند ماہ ہوے کہ ہیبت جنگ اور عبد العلیخان مورخ کے خالو کے درمیان غبار اوٹھا اور ناچاقی
ہمدیگر سے باہم مفارقت کی صورت پیدا ہوئی ہیبت جنگ نے ایک رقعہ عبد العلیخان کے نام لکھا اوسمین
ایک فقرہ لکھا جسکا حاصل مضمون یہ تھا کہ مصطفیٰ خان کی لڑائی مین راجہ کیرت چند نے زخم تیر کھایا جانفشانی
کا گل کھلایا آپ نے کیا رنگ دکھلایا کہ اپنے حقوق کے گلدستہ بنایا کرتے ہو عبد العلی خان نے اس خط کے
مضمون خار خار سے دربار کی آمدرفت ترک کر دی جب مہابت جنگ آیا ارادہ کیا کہ ہیبت جنگ کی رفاقت
ترک کرکے مہابت جنگ کی ہمرکاب مرشدآباد جاوے ایکروز مہابت جنگ خیمہ مین بعد فراغ طعام خلوت
کی مجلس مین بیٹھے اور حاجی احمد و مہابت جنگ و ہیبت جنگ و عبد العلیخان بہادر اور یہی بندہ مورخ حاضر تھا
عبد العلیخان نے تقریب سخن کرکے مہابت جنگ سے عرض مقصد کی کہ داعیہ میرا یہ ہے کہ خدمت حضور مین
بقیہ عمر آخر کرے کیونکہ اب ہیبت جنگ کی خدمت مین مجال قیام نہین ہے مہابت جنگ نے بنظر تصفیہ فرمایا
کہ اس زمانہ مین باپ بیٹے بھائی بھائی سے صحبت برابر نہین ہوتی جیسا کہ ملاحظہ مین آرہا ہے سبب
اس تقریر کا یہ ہوا کہ دو تین روز قبل اس سے گذشت سے صولت جنگ کو اپنے باپ حاجی احمد سے
بدگمانی نہایت نامناسب ہوئی تھی پس جسوقت باپ بیٹے مین یہ ماجرا ہو تو تمہارے اور ہیبت جنگ کے
باہم جو چچا اور بھتیجے ہو ایسا معاملہ کچہ عجب نہین اور ہونا ملال و رنجش کا بھی کچہ دور نہین عبد العلیخان

نے جواب دیا قبلہ گاہا باپ اور لڑکے اگر باہم خصومت کریں مضائقہ نہیں کیونکہ باہم مدعی شراکت اور وراثت کے ہیں بندہ کہ محض نوکر ہے یہ مقدمہ مجہکو کچھ زیبائی نہیں رکہتا اگر لایق خدمت متصور ہونگا نگاہداشت کیجاوے ورنہ بدون رنجش اور گفتگوے نا ملایم کے مرخص فرماوین اسیر رقعہ کی کیا ضرورت لکہنی کی تہی کیرت چند کی کیا اصل ہے کہ بندہ کے ہمسر ہو ہیبت جنگ اس کلام سے آزردہ ہوا اور غصہ سے متغیر ہو کر بولا کہ ہم اپنی جان کیرت چند پر نثار کرینگے کیرت چند وہ شخص ہے جسکے والد کی جوتیان ہم لوگون کے بزرگون نے سیدہی کین ہین یہ اوس امر کا اشارہ ہوا کہ اوسکا باپ دیوان شجاع الدولہ مرحوم ناظم بنگالہ اور مرجع جمیع اہل خدمات تہا کہ حاجی احمد اور مہابت جنگ بہی اونہین مین تہے عبد العلیخان نے پاسخ دیا کہ میرے باپ نے کیرت چند کے والد کی جوتیان نہین اوٹہائین کہ مین بہی اوسکی خدمت ضرور سمجہون مہابت جنگ نے تسلی کر کے عبد العلیخان سے فرمایا کہ آپ کیون آزردہ ہوتے ہین نواب ہیبت جنگ کا کنایہ مجہپر ہے اس سخن سے مہابت جنگ نہایت شرمندہ ہو کر خاموش ہوا بعد چند روز کے ہیبت جنگ کو تنہائی مین سمجہا کر باہمدگر معانقہ کرا دیا رفع کدورت فیمابین فرمایا۔

پہر رزم رگہو بہوسلہ کا بیان ہے محب علی پور کے شرقی طرف میدان مین مہابت جنگ سے میدان ہوا

چند روز کے بعد مہابت جنگ نے باقی پور سے مع ہیبت جنگ و صولت جنگ و ثابت جنگ و سراج الدولہ و شمشیر خان و سردار خان و میر محمد جعفر خان و حیدر علیخان و رحم خان و عمر خان و شیخ جہان یار خان وغیرہ کے کوچ کر کے نوبت پور پہونچے اوس روز راستہ مین کچہ بہی مرہٹہ کا نشان نتہا بعد ورود کسیقدر غلغلہ بعض سواران مرہٹہ کا اوٹہا اور پہر کچہ نتہا صبح کو مہابت جنگ بڑے توزک اور احتشام سے جنگ و جدل مین آراستہ ہو کر سوار ہوا اوس روز چہہ آدمی صاحب نوبت اور پانچ آدمی صاحب ماہی و مراتب اوس فوج مین تہے مقدمۃ الجیش میر محمد جعفر خان اور شمشیر خان اور سیدہی طرف عطاء اللہ خان اور سردار خان اور بائین کیطرف احترام الدولہ ہیبت جنگ اور چنداول مین صولت جنگ اور شیخ جہان یار خان اور عمر خان اور مع نشان فیل مہابت جنگ رحم خان اور قول خاص مین فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان وغیرہ اسی شان و شوکت سے ظہر تک چلے گئے مرہٹہ روبرو نہ آئے اطراف کے دیہات لوٹ جلا کر لشکر اور مال و متاع عاجزان غارت کر کے لشکر منصورہ سے دور دور راہ پیما تہے تا آنکہ تالاب رانی متصل محب علی پور پر لشکر منصور پہونچا اتفاقاً رگہو بہوسلہ اوسی مقام پر مقیم تہا اور نوبت مہابت جنگ کا اوس مقام پر پہونچنا دور از قیاس جانتا تہا میر محمد جعفر خان اور شمشیر خان کہ حالت پہونچی

مین اوسکے سر پر پہونچی رگھو مضطرب ہوکر بلا ترتیب صفوف سپاہ مدافعہ مین مستعد ہوکر محصور ہوگیا
افواج مرہٹہ نے اوسکی رہائی کیواسطے چار و طرف سے یورش کی اور نہایت سخت معرکہ درپیش
ہوا کہتے ہین کہ شمشیر خان کی سہل انگاری سے رگھو رہا ہوکر بچشمہ آفت سے نکل گیا بعد ازان مہابت جنگ
نے جب مرہٹہ کا یورش میر محمد جعفر خان کے سر پر سنا فوراً مدد کو پہونچا اور اسی عرصہ مین ہمسے بہی کہ
عبد العلیخان بہادر کے ہمراہ شمشیر خان اور میر محمد جعفر خان سے کسیقدر فاصلہ ہیبت جنگ کا باندک جمعیت
سے معاون عبد العلیخان ہوا جنگ ہونے لگی چند نفر طرفین سے مجروح و مقتول ہوے عبد العلیخان چند لوگون
سے ہزار آدمی کے مقابلہ مین کہڑا تہا ایسی حالت مین عمدے نثار خان ہمراہ فیل و نشان لئے ہوے اسکے نزد
وغیرہ مین شام ہوگئی اور مرہٹہ مسلوب الحواس پیچہے لشکر مقیم ہوے اور مہابت جنگ نے مع ہمراہیون
کے اوسی جگہہ اقامت کی اور خیمہ مختصر اوسکے واسطے اور نیز دیگر سرداران عمدہ مانند صولت جنگ و ہیبت جنگ
و ثابت جنگ وغیرہ کے سائبان میسر ہوا تاریکی شب کی وجہ سے کسیکو اپنی باربرداری اور سواری وغیرہ کی
یاد نہتی کہ کہان ہے اور نیز کیا گذرا تمام شب مردمان ہمراہی کی تلاش مین سینہ خراش تہے عبد العلیخان بہادر
اور بندہ مورخ اور محمد اللہ یارخان برادر علاتی مہابت جنگ مع اکثر روشناسون کے مہابت جنگ کے خیمہ مین شب باش
ہوے صبح کیوقت باربرداری وغیرہ جنگل مین امانت اور صحیح و سلامت ملی چنانچہ بندہ مورخ کا بہی ارابہ
مقام شب باش سے آدہ کوس پر دشت کے محافظ مین محفوظ ملا۔ مہابت جنگ ہر روز مرہٹہ سے گرم پیکار رہکر مغلوب
و خائف کیا کرتا تہا لیکن اوس مقام پر شمشیر خان اور سردار خان کو منافق پایا کسیقدر دل مین ظن و اندیشہ
ہوا چنانچہ بندہ مورخ کو یاد ہے کہ ایکروز اندرون محل نواب بیگم کے حضور مین بندہ بیٹہا تہا کہ مہابت جنگ کسیقدر
متفکر آکر بیٹہا بیگم صاحبہ نے غمخواری کی راہ سے استفسار حال کیا جوابدیا کہ اس مرتبہ اپنے ملازمین کا رنگ نیرنگ
سازی مین دیکہتا ہون۔ بیگم مذکورہ نے مصطفی علی خان بہادر اور نقی علیخان خلف حاجی عبد اللہ خطاط مشہور
کو جو کہ عالمگیر کے عہد مین برہانپور کا دیوان تہا اپنی طرف سے واسطے مصالحت کے رگھو کے پاس بہیجا نامبردہ باہم
میر حبیب اللہ کی وساطت سے رگھو تک پہونچے رگھو تو مہابت جنگ کے غلبہ لشکر اور زبردستی زوری سے بیدست و پا
ہو رہا تہا اس معاملہ کو غنیمت جانا لیکن میر حبیب نے جو کہ مہابت جنگ کا بدرجہ حد و شمار دشمن تہا اور
رگھو کو اقبال مصالحت سے دور کیا اور مرشد آباد کی عزیمت کی راہ بتلائی بدین سبب کہ شہامت جنگ
تنہا وہان پر ہے بس رگھو روانہ مرشد آباد ہوا مہابت جنگ نے پیچہا پکڑا چونکہ اول روز کے رستخیز مین بڑا انقلاب
ہوا تہا اور غلہ وغیرہ کی لوٹ ہوگئی تہی نہایت قلت جنس کی تہی مقام منیر کے پہونچنے تک نہایت تکلیف خورد
نوش کی ہوئی دریای سوہن پایاب تہا اور غلہ لشکر مین کسیطرف سے نہ پہونچتا تہا اور وجوہ گندم حضرت آدم

کی مخالفی سی خواب و خیال ہوا مہابت جنگ دریای سوہن کا کنارہ پکڑی ہوے قطع راہ کرتا تہا متہہ
جسونت ناگر اور میر غلام اشرف جو کہ دو نو جماعہ دار نوکر مہابت جنگ کی اور صاحب جرات تہی کسی کام کو
شہر عظیم آباد مین دو یا تین روز متوقف رہی چونکہ مرہٹہ کی ترکتاز سی راہ مسدود تہی بپاس عزت اور نیز ارادہ
رفاقت اپنے آقای نعمت کی باتفاق ہمدیگر براہ جہالت جمعیت قلیل ہمراہ لیکر ہوی راستے مین مرہٹون
نی چاہا کہ لوٹ لین انہون نی ہاتہ پیر نکالا مرہٹہ کی کثرت انکی قلت بدرجہ تہی پس مرہٹون نی گہیر کر ہدف تیغ
و تیر بنایا دونو کو نہایت زخمی کرکی گرادیا بیہی ناگر مذکور زخم شمشیر سی اول کٹ گئی پہر راہی عدم ہوا دونو آدمی کا اسباب غارت
ہوگیا عریان تباہ گرد راہ کیصورت ہیبت جنگ کی لشکر مین جا پہونچے اور مہابت جنگ عظیم آباد آیا چونکہ
رگہو مرشد آباد کی پہونچنے مین نہایت عجلت کرتا تہا مہابت جنگ نی بلا توقف تعاقب پر کمر باندہی تہا گلیوں
کی منزل مین واقع نفر چنپا نگر مہابت جنگ انبہ کی درختون مین استادہ ہوا اور سرداران لشکر بموجب ایما
واسطے دیکہنی جاے فرودگاہ کی آہستہ آہستہ پیش تر روانہ ہوی بڑا فاصلہ درمیان فوج اور مہابت جنگ
کی ہمود ہوا رگہو نے اس فرصت کو غنیمت جانا پانچ چہہ ہزار سوار سی مہابت جنگ کی محاصرہ کو شتابان ہوا
مہابت جنگ نی استقلال کو کام فرمایا اونہین پانچ چہہ سو ہمراہیون سی غنیم کے مدافعہ مین دیر تک سرگرم
رہا دوست محمد خان بیگ کو جو کہ نیا ملازم تہا اور ظاہر وضع بانکہ کی تہی اور روز اول جب نوکر ہوا ہی بڑی
شجاعت کا مدعی ہوا تہا طلب فرماکر ارشاد کیا آج اوس اگلی دعوی کی شہادت دکہلانا ضرور ہی نامبردہ نی بہی
درحقیقت اپنی بات بناہی گہوڑے کو رگہو کی جمعیت کثیر مقدمۃ الجیش کیطرف بڑہایا اور مع دو آدمی کے
ساری جماعہ کو پریشان کردیا اون دو مین ایک کو مار ڈالا دوسری کو پکڑ لایا دوسری سرداران مہابت جنگ
جو کسیقدر دور تہی لشکر مخالف پر اگری اور خنجر و تیر سی غنیم بی پیر کو مغلوب کیا جب رگہو سخت جہل خام
عقل کو تاب نرہی چار نا چار خانہ استقامت سے نکلی کہا گر ششدر فرار مین گرفتار ہوا بہاگ نکلا اسی بگدر
مین بہی بہیر و بنگاہ کو صاف کرتا ہوا جنگل کی راہ سی بارادہ زود رسی مقام مرشد آباد کی راہ لی مہابت جنگ
نی بنام شہامت جنگ کی اطلاعاً تحریر کیا کہ حفظ شہر مین مصروف ہو یہ اطلاعنامہ ڈاک پر بہیجکر خود راہ معروفہ
معزرہ سی بعجلت تمام گام فرسا ہوا رگہو کی پہونچنے کی ایکروز بعد پہونچا۔ رگہو نی اوس عرصہ مین جب کہ
مہابت جنگ نہ پہونچا تہا اطراف مرشد آباد کی دیہات کو مانند چہارہ سی اور میر جعفر خان کی باغ کی تاراج
کرکے جلادی بمجرد پہونچنی خبر ورود مہابت جنگ کی جی ہار گیا بزدلی سی مع کل فوج شہر کو جنوب و مغرب
کی رخ منہ کیا مہابت جنگ کی بعد تین چار روز کی جہانی سی کوچ فرمایا اور شہر سی نکلکر امانی گنج پہونچا پکر تہہ
اور کٹوہ کی اوسطرف تالاب رانی پر دریاے مصاف نی جوش کہایا رگہو نی اس مرتبہ بڑی موج سے

بحر وغا مین آشنائی کی اور نہایت استقلال سی لنگر جما کر ڈوبتا اوچیلتا رہا جب اکثر ہمراہی تلوار کے گہاٹ سی اوتر کر طعمہ مور و ماہی ہوی بد نصیبی کی ناخدائی سی بیڑا پار ہونی کی نصیب نہی نہایت یاس سی ڈانوان ڈول ہوا مہابت جنگ نی پیچہا کرنے سی پیر نہ ہٹایا چونکہ رگہو وغیرہ سرداروں نی مہابت جنگ کی تیغ زنی کا مزہ پایا تہا اور نیز اس معرکہ مین بہی مار دہاڑ کی زور شور آنکہون سی گذری تہی اور نیز اپنے ملک کے ظہور شورش وغیرہ کی خبرین سنین میر حبیب اللہ کو دو تین ہزار سوار مرہٹہ اور چہ سات ہزار پٹہان ہمراہی مرتضی خان و بلند خان کی دیکر خود مایوس اپنی ملک کا عازم ہوا جب اوسکی فرار اور حدود بنگالہ سی نکلجانی کی خبرین سنی گیئن اور مہابت جنگ کی فوج کی لوگ بہی بقدر سفر اور لڑائیون سی بہت سست و پر الم ہوگئی تہے اور نیز اپنے نواسون کی شادی کرنا منظور تہی بیس بنظر مذکورہ بالا معاودت فرما ہوا دوست محمد خان یکہ روز بروز مورد الطاف ہوکر شروع عروج پانی لگا اور میر محمد کاظم خان بہی جوکہ پیشتر اقربا کی زمرہ مین دو سو روپیہ تنخواہ ذات رکہتا تہا بسبب ادای خدمت کی صاحب رسالہ اور سردار کسی قدر فوج کا ہوا چونکہ سابق بہی اکثر بہادریان ظاہر کین تہین دوست محمد خان نی بسبب شجاعت اور بہادری کی امیر محمد کاظم خان سی دوستی پیدا کی لڑائیو نمین اکثر باہم رفیق رہی اور اپنا اپنا جوہر شجاعت دکھلاتی رہی یونہیں ترقی پاتی پاتے جملہ روساے لشکر مین ہوگئے حقیقت تو یہ ہی کہ دونو بہادر دریاے شجاعت کی بے بہا دُر تہی اور اکثر ایسی ایسی بہادریان کین کہ ہر ایک دوست و دشمن نی تحسین و آفرین کی۔

ذکر کتخدائی سراج الدولہ و اکرام الدولہ کا او شمشیر خان اور سردار خان کا عہدہ سی برطرف ہوکر خارج کرنا مرشد آباد سی

قبل اسکے ذکر ہوا ہی کہ واقعہ صوبہ عظیم آباد جب تالاب رانی پر رگہو سی لڑائی ہوئی تہی شمشیر خان اور سردار خان سی آثار منافقت پدیدار ہوی تہے موجب انزجار مہابت جنگ کی تہی بعد ازان مہابت جنگ کی نظر مین انکا اعتبار نہ رہا بعض حرکات اور بہی ایسی ہوئین کہ مخالف کی سازش پائی گئی از انجملہ ایک یہ ہی کہ جب رگہو نواح مرشد آباد مین آکر بیربہوم کی گرد نواح مین مقیم ہوا اور برسات آخر ہوگئی دریاے بہاگیرتی کا پانی پایاب ہوا غلہ کا آنا جو گنگا پار سی بذریعہ کشتی آتا تہا موقوف ہوا اور مرشد آباد مین جنس کا پہونچنا بہگوان گولہ سے جو شہر سی چہ سات کوس پر واقع ہی معین ہوا چونکہ مرہٹہ راستہ مین براہزن تہی لہذا گولہ مذکور کی حفاظت اور نیز پہونچانی کے واسطے ضرور ہوا کہ سرداران معتمد کی تعیناتی کیجاوی لہذا مہابت جنگ نی جوکہ امانی گنج مین مقیم تہا شمشیر خان اور سردار خان کو واسطے حفظ طریق بہگوان گولہ اور دفع ایذاے مرہٹہ کو کہ متردد ہوے تہی

رخصت فرمایا اور او نہین کی تنہائی مین مکرر گاوان آئندہ غلہ کی لوٹ و مار ہوئی مہابت جنگ کو
قیمہانے جو گہیرا صولت جنگ کو حفاظت پر مامور فرمایا یقین ہوا کہ او سو قتین یہ عمل در آمد رگہو کیا تہا ظاہر
کیاتہی اب بہر طور مہابت جنگ کے دل نشین ہو گیا کہ افغان مذکور داعیہ بغاوت رکہتی ہین ملازمین حضور کو
حکم تحقیقات صادر فرمایا کیونکہ خیال کرتا تہا کہ انکی تمرد اور سرکشی بموجب ایمای رگہو کی ہوگی اور جو بندہ
کہتی تہی کہ رگہو مخالف نے شرط اتفاق دینے کی عطا اللہ خان کو عظیم آباد کی نظامت اور سردار خان اور
شمشیر خان کو لاکہہ روپیہ نقد اور بارہ ہزار سوار کی نوکری کا وعدہ کیا تہا اور بشرط مار ڈالنے زین الدین احمد
خان ہیبت جنگ کی اور نیز متصرف ہو جانے عظیم آباد مین دو لاکہہ روپیہ نقد اور دربہنگا کی فوجداری علاوہ
اوس نوکری کی وعدہ ہوا تہا اور رگہو کی خطوط بہی اسی مضامین سی پہونچ گئے تہی - بعض کہتی ہین کہ
ان لوگون نے خود بنظر باقتدار اپنے ذات خاص کی رگہو کو موافق کرکے عزم فاسد کیا تہا بہر حال مہابت جنگ
نے بایکہ ستمدین نے استعفا دیا یا کہ بخیال مذکورہ موقوف کر دیا شروع برسات ۱۱۵۹ ہجری مین اور
اسی موسم مین ہیبت جنگ اور عبد العلی خان اور حاجی احمد وغیرہ منتسبان کو حاضر دربار کرکے واسطے شادی
کتخدائی سراج الدولہ اور اکرام الدولہ کے چہوٹا حاجی احمد چند سبب سے عذر کرکے نہ آیا اور ہیبت جنگ اور
عبد العلی خان مع عیال و اطفال وغیرہ کے حاضر ہوے فی الحقیقت جشن زینت اور تکلف سے جایا تہا یہ جلسہ خوشی
بخیر انجام ہوا ابتدای شادی برادر صغیر یعنی اکرام الدولہ سے کی بدین سبب کہ عطاء اللہ خان جو لڑکی
سراج الدولہ کے ساتہ بیاہی تہی دو تین برس پیشتر بحسب تقدیر فوت ہو گئی تہی اور اکرام الدولہ کی بی بی ہنوز
زندہ تہی مہابت جنگ نے واسطے دلدہی اور دلداری رابعہ بیگم عطا اللہ خان کی بی بی کی اکرام الدولہ
کی شادی اول کی اور اکرام الدولہ کی شادی مین قریب ہزار خلعت اور سراج الدولہ کی شادی مین
دو ہزار خلعت تمام قبایل اور عشائر اور رفقا اور مصاحبین اور ارباب نشاط کو عطا فرمائے خلعت مذکورہ
سو روپیہ سے ہزار روپیہ تک کی قیمت کی تہین بلکہ بعض اُن سے بہی زیادہ قیمت دار تہی اور بعض لوگون کو
مناسب حال جواہرات بہی عطا ہوا ایک مہینے سے زیادہ مہابت جنگ اور شہامت جنگ کی سرکار مین
سامان دعوت طیار رہا اعلی اور ادنی شہر والون مین کوئی ایسا نہ تہا کہ جو دو دو تین تین مرتبہ اس
اس ضیافت مین شریک ہوا تہا اور ہر حصہ جو کہ تورہ کے نام سے معروف ہے پچیس روپیہ کی لاگت کا تہا
اسیطرح کے ہزارون تورہ تقسیم ہوے اور روشنی پر نور کا اور آتشبازی بے غبار کی کثرت
اور تجلی کا کیا بیان ہو کہ زمین ہمسر آسمان اور مرشد آباد رشک افزای فردوس برین سے
ہمداستان تہا اسی عرصہ مین صولت جنگ نے اپنی دختر عزیز کے نکاح مین جو فخر الدین حسین خان

پسر سیف خان سے منسوب ہی اہتمام کیا اور سیف خان کے لڑکے نے اس وجہ سے کہ اوسکا باپ نہایت مالدار صاحب اختیار تہا بظاہر دونو شادیون سے ہمسری کی قضارا بمصداق کل نفس ذایقة الموت دختر مذکور چوتہی کے روز یعنی شب نکاح کے تیسرے دان فوت ہوگئی اس مقدمہ مین بہت سی باتین ہوئین مگر مضبوط خیال ہیضہ کا ہوا اور بعض کو یہ خیال ہوا کہ صولت جنگ کی کسی عورت نے بسبب کثرت جہیز زہر پلا دیا بہرحال فخر الدین حسین خان نادان نے باوجودیکہ جانتا تہا کہ اکثر ہوشیاری سے رہونگا صولت جنگ دوسری لڑکی سے ضرور بیاہیگا مگر بدگمانی سے سمجہا کہ مجہے بہی ضرور زہر دینگے یہ نکاح فقط میرے خون بہانے کے بہانہ میں کیا تہا پس اس رنگ کی جہتے بیدرنگ بلا رخصت بعض اکابر بنگالہ مانند مہابت جنگ و شہامت جنگ و صولت جنگ کے فرار ہوا اور اپنے باپ دادا کی آبرو خاک مین ملائی ۔ پوشیدہ نرہے کہ عطاء اللہ خان کار طلب خان کے اقربا مین ہے اور وہ شجاع الدین محمد خان شجاع الدولہ کے چچا کی اولاد مین تہا جب مہابت جنگ صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر گیا تہا اکبر نگر راج محل کا حاکم تہا اور مرشد آباد کے نکلنے تک جسکا ذکر عنقریب ہوگا وہانکی حکومت پر مامور فرمایا اور منصب شش ہزاری اور شش ہزار سوار اور عطاے نوبت اور پالکی جہالردار اور خطاب اعز الدولہ بہادر ثابت جنگ سے سرفرازی پائی انجام کار اسکا عنقریب بیان ہوگا اور سراج الدولہ بعد مرنے عطاء اللہ خان کی لڑکی کے جو اوسکی منکوحہ تہی محمد ایرچ خان کے لڑکے سے منسوب ہوئی اور محمد ایرچ خان کی حقیقت یہ ہے کہ اسکا دادا مصطفی قلیخان معتمد دیوان محمد اعظم شاہ خلف عالمگیر اورنگ زیب کا تہا اکبر علیخان باپ محمد ایرچ خان کا اور شاہ قلی اور مرزا محمد تقی اور تینون بہائی خصوص اکبر قلیخان اور شاہ قلیخان حرمت و عزت تمام رکہتے تہے مصطفی قلیخان اعظم شاہ کے عہد مین گذر گیا شاہ قلیخان کو شاہزادہ نے قبل محاربہ بہادر شاہ کے چند روز توپخانہ کی خدمت سپرد کی تہی کہ لڑائی مین مارا گیا اور اکبر قلیخان نے بعد اعظم شاہ کے بہاگلپور وغیرہ کی خدمتین حاصل کین اور بنگالہ اور عظیم آباد کی طرف آیا فرخ سیر کے عہد مین بڑی عزت سے بسر کرتا تہا اوسکے انتقال کے بعد محمد ایرچ خان نے فرخ سیر کے زمانے مین عزت خان امیر الامرا حسین علیخان کے بہانجے کے ساتہ رابطہ اتحاد بڑہا کر فارغ البال گذر اوقات کرتا تہا اور بعد مارے جانے سادات کے مبارز الملک سربلند خان کی رفاقت مین گجرات گیا اور مدت تک اوسکے ساتہ رہا بعد ازان ترک رفاقت کر کے بنگالہ مین آیا شجاع الدولہ نے بسبب مشہوری نام کے ساتہ آبا و اجداد اسکے تعارف رکہتا تہا زمرہ مخصوصان کے منتظم کیا اور ہمراہ علاء الدولہ سرفراز خان مرحوم کے مہابت جنگ کی لڑائی مین اوسکا لڑکا مارا گیا اور خود بہی مجروح ہوکر مدت تک خانہ نشین رہا مہابت جنگ کی خاندانی لوگون نے تالیف کر کے مہابت جنگ کی نوکری مین منسلک کرادیا ربط اتحاد کی وجہ سے اکثر عطاء اللہ خان

کے ہمراہ رہا کرتا تھا چونکہ مہابت جنگ اسکے محامد اور محاسن سے بخوبی آگاہ تھا سراج الدولہ کی وصل کا پیغام اوسکی لڑکی کے ساتھ بھیجا جب یکبارگی قبول ہو گیا بسبب محمد ایرج خان کی پرورش اور ترفیہ احوال پر متوجہ ہوا بعض خدمات ملک بنگالہ کی افزایش رسالہ کی ساتھ اوسکی تفویض کین نکاح کی رات کو فوجین طیار اس امر کی محافظ تہین کہ اگر لشکریان لوگ کچہ فریب کرنا چاہین انسداد کرین بعد فراغ شادی سراج الدولہ کی ہیبت جنگ اور عبد العلیخان مع دیگر متوسلون کی مہابت جنگ سے رخصت ہوکر مرشد آباد سے نہضت کرکے عظیم آباد مین جگہہ سکونت اور مسکن مالوف اونکی تہی مع المیر اپنے دو تہانوں کو پہونچے اور بعد رخصت اور نہضت انکی شمشیر خان اور سردار خان جنکے ہمراہ چہہ سات ہزار آدمی تہا اپنی تنخواہ از روی حساب لیکر اپنے وطن مالوف کو جو کہ قصبہ دربہنگا مین تہا روانہ ہوی اور مونگیر کے گہاٹ سے کشتی کی ذریعہ پار اوترکر اپنے وطن کو پہونچے اور کچہ دنون آرام کرکے ایکدو مہینے گذرے تہے کہ میر علی اصغر کبری بموجب طلب عطا اللہ خان کی عظیم آباد سے ہوکر مرشد آباد کو عازم ہوا۔

میر علی اصغر کبری کا آنا مرشد آباد مین اور مہابت جنگ اور عطا اللہ خان کی درمیان مین نفاق ہونا اور میر محمد جعفر خان کا تنزل اور ترقی اور بنیاد فساد شمشیر خان و سردار خان کا مع دیگر حالات کے

میر علی اصغر سادات سیکری مضاف میوات کی سادات سے عمدۃ الملک امیر خان بہادر خلف عمدۃ الملک صوبہ دار کابل کی نوکرون مین تہا اسکے باپ کا نام میر غلام محمد نہایت عیار اور ہوشیار شجاعت اور دلیری مین معروف تہا ابتدا سے جوانی مین کسی درویش کی خدمت مین پہونچکر اکثر اشغال اور اعمال فقیری کے سیکہے بعدہ نام ونشان کی جستجو ہوئی دنیا کی طلب دامنگیر ہوئی پیری اور مریدی کا جال بچہایا اکثر نادانون اور احمقونکو پہنسایا ایک اپنا لقب کبری رکہا اور دوسرا معصوم العارفین اور اپنے عروج کا اظہار مراتب معنوی سے ظاہر کیا لوگون نے بعض تحلیل و تحریم کی بدعتین بہی بیان کی ہین کہتے ہین کہ تخم مرغ کو حرام جانتا تہا بعض ہوشیارون کو کہ جنہون نے اس امر کی حقیقت کا اکثر پوچہا کیا جواب دیا کہ مجہے مرغوب نہین کچہ مین نے حرام نہین کیا اسیطرح بہت سے عجایبات لوگ کہتے ہین چنانچہ ایکروز کنوئین مین گر پڑا جب لوگون نے تلاش کی دیکہا کہ کنوئین کی درمیان نمین ہوا پر استادہ ہے اس خبر کی مشتہر ہونے سے اسوقت پانچ چہہ سو آدمی مرید ہوی اول مین یہ شخص جاہل تہا ایک طالب علم کو موافق کرکے خلوت مین صرف ونحو پڑہتا تہا اور چند لغت عربی کی یاد کر لیے تہے کہ وہ مجلسون مین ذکر کرتا تہا اگر کوئی تحصیل علم کی بارہ مین ذکر کرتا کہتا تہا کہ ہمان مکتب عالی غیبی مین اپنے مرشد زادون کی ہمراہ تحصیل کیا تہا در پردہ یہ اشارہ کیا کہ علم لدنی کو عالم معانی مین حسنین علیہما السلام کے ساتھہ تحصیل کیا ہے اور بیگانون کی محفل مین

چند الفاظ بطور اجمال زبان پر لاتا سننے والے خیال کرتے کہ ہمارے مضمر ضمیر پر رسائی فرمائی خلاصہ یہ کہ مرد عیار جاہ طلب تہا اور چند ہمراہیون کے ساتہ عمدۃ الملک کے گہر مین ملازم تہا جب عمدۃ الملک مارا گیا وزیر خان نامی افغان نے جو اوسکے معتقدون مین تہا اوسکی تقریب عطا اللہ خان کے روبرو پیش کی کہ علی اصغر سرودی علم اور درویش کامل ہے میرے نزدیک مناسب ہے کہ اسکے آپ بہی مرید ہو جائین اور ایسے شخص کا ملنا نہایت دشوار بلکہ نایاب ہے یہانتک پٹی پڑہائی کہ عطا اللہ خان اسکا دل و جان سے مشتاق ہوگیا آخر خانمذکور نے مہابت جنگ سے صلاح کرکے کسیقدر روپیہ بطریق مساعدہ کے بہیجکر اوسکو طلب فرمایا میر مذکور نے اسباب تجمل مانند پالکی جہالردار اور آلات نوبت وغیرہ کے لازمہ امارت مرتب کرکے اور جیسے سو سوار اپنے خویش تیار یا تو ار سے آراستہ کرکے سنہ ۱۱۶۰ ہجری کو عظیم آباد پہونچا اور شہر کے ناکے پر دو تین مقام کرکے مرشد آباد کو عازم ہوا بر وقت قیام کے بوجہ اشتہار معجزہ درویشی کے حاجی احمد اور عبد العلی خان بہادر اوسکے دیکہنے کو گئے اور وہ بہی برسم بازدید کے حاجی احمد اور عبد العلی خان کے گہر آیا مورخ نے ایکبار اوسی روز اپنے خالو کے مکانمین اوسے دیکہا اور اسکی حال و وضع سے مطلع ہو گیا ہیبت جنگ نے جو عظیم آباد کا ناظم اور مہابت جنگ کا داماد تہا اوسکا نہ آنا اپنی ملاقات کو نہایت ناگوار تصور فرمایا اور اوسکا احوال مہابت جنگ کو تحریر کیا اور حاجی احمد نے بہی تعریف تحریر کی کہ میر صاحب چنین و چنان کسی امر مین مصطفے خان سے کم نہین ہین —

عروج پانا میر محمد جعفر خان کا صوبہ داری کٹک کی نیابت پر اور تہوڑے زمانہ مین تنزل ہونا

مہابت جنگ نے بعد اخراج شمشیر خان اور سردار خان کے چونکہ اخراج مرہٹہ حدود بنگالہ سے منظور نظر رکہتا تہا اور وہ فرقہ اکثر کٹک کی اطراف مین محمد عزل عبد الرسول خان سے پناہ پذیر تہا چاہا کہ بسبب قید ہونے راجہ دولبہ رام کے آور نیز کسی دوسرے معتمد کے میر محمد جعفر خان کو مع فوج لایق کے کٹک کو روانہ کرین آخر یہ مشورہ ہوا کہ صوبہ داری کٹک کی خلعت صولت جنگ مہابت الدولہ سعید احمد خان بہادر کو عنایت ہوا اور نیابت نظامت میر محمد جعفر خان کو عطا ہو لاجرم خانمذکور کو خلعت نیابت کٹک اور فوجداری میدنی پور اور ہجلی کی مع بحالی علاقہ بخشیگری کی جو چند سال سے تہی اور نیز عطای سرپیچ اور جیغہ مرصع اور اسپ اور فیل اور شمشیر عنایت ہوا اور صولت جنگ بہادر نے بہی اپنے پاس سے خلعت مع جواہر کے مجدداً عطا فرمائی میر محمد جعفر خان نے اپنی بخشیگری کی نیابت پر میر اسمعیل بخشی عجم کو حضور مین مقرر کر دیا اور سبحان سنگہ نامی کو اپنی طرف سے ہجلی کی فوجداری دی اور خود

سات ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ سے حسب الامر مہابت جنگ کے بنا بر انتظام صوبہ کٹک اور
تادیب مرہٹہ کے راہی ہوا اور بعد قطع منازل جو میدنی پور کے جوار مین پہونچا اور وہان پر جسقدر
مرہٹہ اور افغان تہے انکو لڑکر فرار کی راہ دکہلائی کہ بالیسر کو جو اس نواح ہے فرار ہوئے اور خانمذکور نے وارد میدنی پور ہوکر
رود خانہ کنسائی کے اسطرف چہاونی کا حکم دیا اور بیجال اپنے دوسرے فوج غنیم کے کٹک کا عزم نکیا یہانتک
کہ جانوجی ولد رگہوجی کی آنے کی خبر کٹک کی اطراف مین مشتہر ہوئی اور میر محمد جعفر خان نے بمجرد گوش زد ہونے
اس سانحہ کے مضطرب ہوکر بلا حکم مہابت جنگ کے میدنی پور سے کوچ کرکے بردوان کا قصد کیا جانوجی
کی فوج نے میر محمد جعفر خان کی بے جرأتی جو دیکہی چند زنجیر فیل وغیرہ لوٹ لیا اور خانمذکور باوجودیکہ سولہ سترہ
ہزار سوار و پیادہ ہمراہ رکہتا تہا بدون تحقیق فوج مرہٹہ اور بغیر نزدیک پہونچنے کی بردوان کو راہی ہوا مہابت جنگ
نے جب یہ خبر پائی عطاء اللہ خان ثابت جنگ کو مع فوج کی مدد پر بہیجا اور میر علی اصغر کبری نے بعد
نکلجانے عطاء اللہ خان کے مرشد آباد پہونچکر ملاقات مہابت جنگ کی روانہ لشکر خانمذکور ہوا کیونکہ اسکا
بلایا ہوا آیا تہا اور بعجلت جاکر لشکر سے ملحق ہوگیا عطاء اللہ خان پیشتر سے بموجب تحریک وزیر خان کے
اسکا قیدی ہوچکا تہا بعد اسکے پہونچنے اور اسکے مکر و فریب کی مشاہدے سے زیادہ تر معتقد ہوگیا باہم
ملکر بردوان پہونچے اور ادہر سے میر محمد جعفر خان بہی لوٹکر اوسی قصبہ مین وارد ہوا اور جانوجی مع حبیب
اور دیگر افغان و مرہٹہ کے پہونچا عرصہ رزم مہابت جنگ سے خالی دیکہکر سخت لڑائی کی عطاء اللہ خان نے
بہی خوب کوشش کی خصوص میر علی اصغر کبری نے جو اوس روز فوج عطاء اللہ خان کا ہراول تہا اور
فوج روبروش اپنے ہمراہ رکہتا تہا جست کرکے مورد تحسین آشنا و بیگانہ کا ہوا — عطاء اللہ خان میر علی اصغر
کبری کی ورغلانے سے اپنے تئین بہی حساب کرنے لگا چاہا کہ میر جعفر خان کو متفق کرلے اور جب مہابت جنگ پہونچے
فریب کرکے اوسے بہی ہلاک کرے چنانچہ میر نقی علی خان کے وسیلہ سے جو کہ میر جعفر خان کا مصاحب سفلہ منش
تہا پیغام دیا خانمذکور بہی بمقتضاے رزالت کے شریک ہوگیا باہم قول و قرار ہوئے کہ بعد حصول مدعا صوبہ عظیم آباد
سید جعفر خان کو اور بنگالہ عطاء اللہ خان کو ملے میر عبد العزیز وغیرہ میر محمد جعفر خان کے دوست اس ماجرے سے
آگاہ ہوئے اور خانمذکور کو اس ارادہ سے بہت سا باز رکہا کہ آخر الامر نا سپردہ منکر ہوکر خانہ نشین ہوا لیکن
مہابت جنگ کو جو کسیقدر اس صلاح و مشورہ کی ہوا پہونچی دونوں طرف سے بدظن ہوا اور اس عرصہ مین
مہابت جنگ بردوان آپہونچا عطاء اللہ خان اور میر محمد جعفر خان کی فرودگاہ کے متصل خیمہ زن ہوا
میر محمد جعفر خان نے حصول ملازمت کی مہابت جنگ نے چند حرف بطور موعظت تنبیہ آمیز درباب میدنی پور
کی معاودت کے بیان فرمائی اور رخصت دی میر محمد جعفر خان کو وہ حق الامر ناحق کے لیے گران ہوا

دربار کی حاضری مین حیلہ و حوالہ کرنے لگا مہابت جنگ بنظر دلجوئی عطاء اللہ خان کی بتقریب مبارکباد رخ
اوسکے مکان پر گیا وہان پر میر علی اصغر کبری بهی اکثر مشرف ملازمت ہوا لیکن مہابت جنگ کو بهی عطاء اللہ
کے ہمراہ سمجھکر آقائی اور تابعداری کا پابند نہوا مہابت جنگ نے آزردہ خاطر و کشیدہ دل ہوکر بلا
اظہار مافی الضمیر اپنے خانہ مبارک کو معاودت ہوا عطاء اللہ خان نے میر علی اصغر کبری کی نگاہداشت کے
بارہ مین مع ہزار سوار کے استدعا کی مہابت جنگ نے جواب دیا کہ اپنے رسالہ مین جسقدر آدمیون سے
چاہو مقرر کرو لیکن اینجانب تمہارے رسالہ مقرری کی زیادہ بھرتی نہین کرسکتا۔ میر اصغر کبری نے
اس جواب سے آزردہ ہوکر لشکر سے جدا ہونیکا عزم کیا عطاء اللہ خان نے مہابت جنگ سے عرض کی کہ درصورت
روانگی میر صاحب مذکور کے بندہ بهی نہین رہ سکتا مہابت جنگ نے صاف صاف جواب دیا کہ تمہین اختیار ہے
عطاء اللہ خان کو میر صاحب مذکور نے وعدہ تفویض بنگالہ عالم بالا سے دیا تھا عطاء اللہ خان
کو اوسپر اعتماد تھا فوراً مع میر صاحب مذکور کے لشکر سے نکلکر مرشدآباد کی راہ لی۔
مہابت جنگ نے چاہا کہ تالیف قلوب کرکے میر محمد جعفر خان کی دلجوئی کرکے دلاسا دے چونکہ اون
دنون مین کوئی شخص میر مذکور کے خاندان مین فوت ہوا تھا لہذا بتقریب فاتحہ کے مہابت جنگ اونکے گھر گیا خان مذکور نے
بمعائنہ اپنی جاہ و حشم اور براہ خودسری چھ سات ہزار سوار وغیرہ سامان امارت کی استقبال وغیرہ مین پیش نہ آیا
مہابت جنگ نے اسکی تمرد اور سرکشی سے واقف ہوکر اپنے گھر کی راہ لی اور ہجلی کی محاسبہ کیواسطے
سجان سنگہ کو جو اوسکا نائب تھا اور ہنگام غدر مین خان مذکور کے ساتھ بڑی بڑی جانفشانیان کی تھین
طلب کیا میر محمد جعفر خان نے اوسکی روانگی مین عدول حکمی کرکے کہلا بھیجا کہ اوسکا لیجانا
میرے سر کے ساتھ ہے مہابت جنگ نے اس سراسر سرکشی اور جواب از راہ ناصواب سے جھنجھلایا اور محمد
یساول کو مع چند آدم جرار کے روانہ کیا کہ سجان سنگہ کو اپنے ہمراہ لاوے مشارالیہ کہ کسیقدر
خشونت مزاج مین رکھتا تھا میر جعفر خان کی حضور مین جاکر اور چند کلمہ سخت سست سناکر سجان سنگہ کو
پکڑ لایا۔ مہابت جنگ نے براہ مصلحت ہجلی کی فوجداری سجان سنگہ کو اور بخشی گری نور اللہ بیگ خان
برادر فقیر اللہ بیگ خان کو میر محمد جعفر خان کی تغیری مین دیکر میر محمد جعفر خان کے رسالہ کو برطرف کردیا
اور حکم دیا کہ جو کوئی نوکری کا خواہان ہو سررشتہ حضور اور نیز سراج الدولہ کے رسالہ مین آکر نوکری
کرے بمجرد اس عزل و نصب اور اشتہار برطرفی رسالہ کی میر محمد جعفر خان کی جمعیت مین برہمی
پڑ گئی کوئی ہمراہ نہ رہا دماغ مین جو خودسری سمائی تھی وہ کافور ہوئی ناچار شرمندہ ہوکر بنگالہ مین جاکر
شہامت جنگ سے متفق ہوا اوس عرصہ مین مورخ ہذا بهی عظیم آباد سے مرشدآباد آیا تھا اور شہامت جنگ

سے کے دربار مین آمد و رفت رکہتا تہا مہابت جنگ نے جب خبر پائی کہ جانوجی لشکر کے قرب آپہونچا
مع فوج طرف سوج کے مقابلہ افواج مرہٹہ اور افاغنہ کو روانہ ہوا اور تہوڑی دور جاکر جانوجی اور میر حبیب سے مقابلہ
واقع ہوا اور لاوران ہمراہ مہابت جنگ نے تیر و تفنگ کی بارش سے آتش فساد اعدا بجہائی اکثر مرہٹون کو راہ عدم دکہائی
جانوجی اس سانحہ جانگاہ کو دیکہکر مرشد آباد کی تاخت تاراج کو دوڑا مہابت جنگ نے اس حال کی خبر سنکر اسکے تعاقب میں
ایسا چست چالاک روانہ ہوا کہ فرصت نہ دی کہ ساکنان شہر کو آزار دے جانوجی نے حوصلا نونکا دست زور دیکہہ رکہا تہا جو لی
مرشد آباد مین حرکت نہ بوجی کر کے خایف و پریشان ہوکر ہندلی کی راہ لی اور مہابت جنگ نے بہی ایسا پیچہا پکڑا کہ کہین راہ اقامت
کی مہلت نہ دی جانوجی اپنی جان چرائی ہوئی مقابلہ سے یہی باندہی بہاگا چلا جاتا تہا مہابت جنگ نظر بہ قرب ایام برسات مرشد آباد
کو معاودت ہوا اور راہ مین متواتر شہامت جنگ کے نام حکم بنا بر اخراج میر علی اصغر کبرے کے روانہ فرماے
شہامت جنگ بپاس خاطر عطاء اللہ خان کے مسامحی یعنی مخمصہ کرتا تہا جب مہابت جنگ نزدیک پہونچا شہامت جنگ
کے نام رقعہ تاکیدی ارقام فرمایا کہ رحم خان اسی کام کو پہونچتا ہے اگر وہ عزیز نکل گیا ہو خیر ورنہ رحم خان
زبردستی سے نکال کر اپنے حوالی مین داخل کریگا میر عطاء اللہ خان اس خبر سے کہ شہامت جنگ نے
بجنسہ وہ رقعہ مہابت جنگ کے ملاحظہ کو بہیجا تہا مضطرب ہوکر میر مذکور کو طلب کیا اور عنایات لایقہ کر کے رخصت کر دیا
اور اوس عزیز نے تمیز کی یہ پرچہ کاغذ مین وعدہ فریب لکہکر عطاء اللہ خان کو دیا کہ اسقدر مدت کے
بعد تمکو نیابت بنگالہ کی حاصل ہوگی بعد تکلفات بیشمار کے عطاء اللہ خان نے میر مذکور کی حتی الامکان
خاطر مدارات جیسا کہ چاہیے کر کے رخصت فرمایا میر مسطور براہ کمروتنہ دریہ بعد رخصت قطع منازل کر کے
عظیم آباد آیا مگر ہیبت جنگ نے بسبب آزردگی خاطر کے اوخال شہر سے ممانعت فرمائی کہ جسطرح پہلے
شہر کے باہر باہر مرشد آباد کو گیا تہا ویسا ہی اب بہی اوسی راہ سے اپنے وطن کو جاوے چونکہ
برسات مین طغیانی ندی اور نالہ کے سبب سے فقط شہر کی بازار کا راستہ کہلا ہوا تہا میر مذکور شش و پنج فکر
و تردد مین گرفتار ہوا کہ کس سبیل سے راہ مقصود طے کرے آخر الامر مہدی نثار خان اور عبد العلی خان
کی سعی و التماس سے اجازت ہوئی کہ راستہ بازار سے گذر کر بیرون شہر منزل گزین ہوا اور اسیطور
دریاے سوہن پر پہلوان سنگہ حسب الایماے ہیبت جنگ کے آکر بعزم تاراج لشکر میر مذکور کے مقیم ہوا
میر علی اصغر کبرے نے مضطرب ہوکر دوبارہ حاجی احمد اور مہدی نثار خان اور عبد العلیخان سے ملتجی ہوا
یہ لوگ نہایت درجہ ہیبت جنگ کی خدمت مین ملتمس اور ساعی ہوے اور پروانگی صادر کرائی کہ پہلوان سنگہ
سر راہ چہوڑ دے اور عبور کیواسطے دریاے سوہن مین کشتیان ملجاوین اور نیز ہیبت جنگ
کی مرضی پاکر مہدی نثار خان اور عبد العلیخان اور حاجی احمد نے اپنے آدمی میر مذکور کی دلجوئی کو بہیجے

تاکہ عہد و پیمان آباد سے باہمی و حکایت کل جاوین بعد انقضا سے دو تین مہینے کے جبکہ ایام بارش
منقضی ہوے ہیبت جنگ نے اپنے بہائیون کی دولت اور صاحبت جنگ کے رفقا کو دیکھکر جو سراج الدولہ
اور اکرام الدولہ کی شادی مین معاینہ کیا تہا عازم اس امر کا ہوا کہ فوج کی بہرتی کر کے مانند مصطفی خان
کے ملک بنگالہ اور اپنے چچا اور سسرے کے مکان پر مسلط اور متصرف ہو لہذا اوایل فصل مین جب کہ
صابت جنگ بقصد تنبیہ مرہٹہ میدنی پور مین مقیم تہا مرشد آباد سے نکلکر اماتی گنج مین خیمہ زن ہوا اس
مقام مین میر ابو المعالی جو کہ سابق مین برہان الملک کی خانسامانی پر مقرر تہا اور اب ہیبت جنگ
کے روبرو بکمال عزت و اعزاز مین بسر کرتا تہا ہیبت جنگ کی رسالت اور سفارت سے صابت جنگ
کی خدمت مین آیا تبلیغ رسالت کی خلاصہ پیغام یہ تہا کہ شمشیر خان اور سردار خان جو کہ بعد برطرفی
دربہنگہ مین مقیم ہین اکثر جماعہ افغان ہمراہی اخراج کرنا اس فرقہ کا خالی تعذر سے نہین اور رہنا
انکا بلا علاقہ نوکری کے اس دیار مین موجب شور و فساد پس التماس یہ ہے کہ اگر ارشاد ہو سرداران
مذکور کو مع جمعیت تین ہزار سوار جرار ترکتاز کے نوکر رکھہ لون لیکن چونکہ اس سپاہ کی تنخواہ کی جاید
اس صوبہ مین گنجایش پذیر نہین لہذا وجہ طلب اس فرقہ کی سرکار سے مرحمت ہو صابت جنگ
نے ہر چند اول اس مقدمہ مین انکار کیا مگر آخر کار بپاس خاطر ہیبت جنگ اور نیز بخیال فساد
جو کہ معقول طور سے لکہے تہے قبول فرمایا ایلچی نے فایز المرام واپس ہو کر نوید اقبال پہونچایا بعد ازین
ہیبت جنگ نے افغان مذکور کی دلجوئی کر کے پیغام نوکری دیا آقا عظیما مرحوم اور تقی قلیخان
مرحوم اور محمد عسکر خان مرحوم نے واسطہ درمیانی ہو کر ہر طرف سے مطمین خاطر کر دیا چونکہ وہ لوگ
بہی امر عظیم کے خواہان تہے قبول کر کے مستدعی عہد و پیمان قسمیہ کے ہوے اور حسب المدعا کامیاب
ہو کر آخر ذی الحجہ کو دربہنگہ سے شمشیر خان اور مراد شیر خان اوسکا بہانجا اور سردار خان
اور بخشی بہلیہ روانہ ہو کر ایام عاشورہ شروع سال سنہ ۱۱۶۱ مین گنگا کے اوس طرف آکر ٹھہرے
ہیبت جنگ کی طرف سے آمد و رفت گرم تہی وہ لوگ یہ ظاہر کرتے تہے کہ ہم لوگون کو اس آمد و رفت
کے باعث سے ہیبت جنگ کی حضوری مین وہی خوف ہے جو کہ عبد الکریم خان افغان اور روشن خان
کے ساتہ سلوک ہوا تہا اور ہیبت جنگ اونکی رفع شک مین بہت سا اصرار و مبالغہ کرتا تہا
تا آنکہ ایکروز واسطے اظہار اپنی دلجمعی کے بدون اطلاع رفقا اور مصاحبین کے مع فرزند خورد مرزا مہدی
اور سید علیخان مورخ ہذا کے منجلے بہائی کے جسکو داماد بنایا تہا اور نیز محمد عسکر خان کی کشتی پر
سوار ہو کر عبور دریا فرمایا اور شمشیر خان کے خیمہ پر جا پہونچا شمشیر خان نے لب آب تک استقبال کر کے

اندرون خیمہ مسند پر لا بٹھلایا اور خود مودب استادہ ہوا جب نہایت اصرار سے ہیبت جنگ
نے بیٹھنے کا حکم دیا تب بیٹھہ گیا اور مراد شیر خان وغیرہ نے بھی حاضر ہوکر نذر دکھلائی اور مراد شیر خان
اور شمشیر خان شمشیر در دست مستعد پیکار ایک پاس بیٹھہ گئے پٹھانون نے زبان پشتو مین ہیبت جنگ
کے قتل کی اجازت طلب کی لیکن شمشیر خان زبان پشتو کی اسوقت نہ سمجھا خواہ کسی طور سے
جواب دینا مصلحت نہ جانا داڑھی کھجلانے کے بہانہ سے اپنا سر بطور ممانعت کے ہلایا سید علیخان نے
اس ماجرے چشم دیدہ کو بعد سانحہ کے مورخ سے جب شاہجہان آباد سے لوٹا تہا بیان اعادہ
کیا تہا لیکن ہیبت جنگ کچہ اس راز سے ماہر نہوا قضائے تو آنکھونمین پردہ چھوڑ دیا تہا شمشیر خان
نے حسب ضابطہ ہاتھی گھوڑے پیش کئے مگر ہیبت جنگ نے اقبال سے معذرت کی اور دلداری
اور اطمینان خاطر کرکے حکم عبور دیا عملہ میر بحری نے کشتیان حاضر کین افغانون کا عبور جعفر خان
کے باغ مین شروع ہوا اول سردار خان مع ہمراہیون کے اوترا اور ہیبت جنگ بدستور تنہا پالکی پر
سوار ہوکر کٹرہ نجم الدین کے باہر جا بیٹھا سردار خان مع ہمراہیان کے آکر مستفیض ملازمت ہوا —
مشہور ہے کہ یہ شخص اس دغا و فریب سے واقف اور خبردار نہ تہا چنانچہ خود شاہ محمد امین اور شاہ رستم علی
کے روبرو جوکہ اوس زمانہ مین درویشان ظاہر و باطن مشہور اور صاحبان معنوی مین تھے ظاہر کیا
اور قسم کھائی کہ بندہ ان دونون سفلون سے یعنی شمشیر خان اور مراد شیر خان کے اس فعل بد سے
محض بیخبر ہون والا اگر خبر ہوتی رفاقت چھوڑ دیتا اور اب لاچار ہون کہ کوئی میرا اعتماد نکریگا
اور بپاس ننگ ہم قومی ترک رفاقت بھی نہین ہوسکتی کہ لوگ نامردی اور بیحمیتی پر گمان کرینگے اس باعث سے
کہ شرم آبرو اور ہمقومی دامنگیر ہے شریک ہون لیکن ایک معتبر سے سنا گیا کہ یہ خبر دونو سردار ان
مذکور کی اسرار سے ہے چونکہ مقدر مین یہ تہا ہی نہین بلکہ ظہور نہوا سے دونو بدبخت قاصد تھے کہ بعد قتل ہیبت جنگ
کے دوسرے شریک کو بھی قتل کرین اور بلا شرکت ملک پر دخل یاب ہون واللہ تعالی اعلم —
القصہ عشرہ آخر محرم الحرام شروع ۱۱۶۱ ہجری مین اونکا یوم ملازمت ہیبت جنگ مقرر ہوا
ان دنونمین مورخ ہذا کا چچا مہدی نثار خان جوکہ نہایت معتمد ہیبت جنگ کا تہا اور ایسے وقت مین
نہایت پشت پناہ اوسکا تہا سرس کٹنہ کے پرگنہ کی خدمت اور بشن سنگہ زمیندار کی گوشمال کو مامور ہوا
اکثر سرداران معتمد کار آمدنی کو مانند خادم حسن خان اور احمد خان قریشی اور مانند انہین لوگون کے
مع راجہ سندر سنگہ زمیندار ٹکاری کے ہمراہ کردئے کوئی حاضر حضور نتھے اور جو تھے اونکو ممانعت ہوئی کہ کوئی
شخص فرقہ سپاہ سے روز ملاقات کو حاضر دربار نہو چوبدارون نے یہ حکم گھر گھر ہر ایک کو پہونچایا ور یہ حکم

سرداران افاغنہ کی اطمینان کو تابانی الحقیقت صوت تو کمات مین آن لگی تھی ہر آن قضا سامان مین مصروف تھی کوئی عقل و تدبیر سو جھتی تھی جو کرتا برعکس ہوتا اور نہ یہہ شخص نہایت عقیل اور مقلد جہاںبانی جنگ کا تہا اور مورخ اس سانحہ کی ما قبل بارادہ ملاقات اپنی والد کی عازم بریلی ہوا تہا کیونکہ وہان کی خدمت غازی الدین خان فیروز جنگ پسر آصف جاہ کی طرف سی رکہتا تہا — اوسیدن عصر کیوقت مورخ نی بلادیکہنی متکلم کے سنا کہ کوئی شخص کہتا ہی کہ شمشیر خان نی ہیبت جنگ کو مار ڈالا اور اوسکی دوسرے روز منزل امیٹہی مضاف پرگنہ غازی پور مین چند لوگ بہوجپور سی آکر جو وہانکی عامل کی ملازم تھی مظہر ہوی کہ ہیبت جنگ مارا گیا اور فوجدار سرکار شاہ آباد بہی زمیداران گرد و نواح کی ہاتہ سی غارت ہوا —

بیان انتقال ہیبت جنگ کا اور کوچ کرنا اس جہان تار و تنگ سی

ہیبت جنگ کی مارنے جانی کا حال یون ہی کہ ایکروز قبل روز معینہ ملاقات کی شمشیر خان اور سردار خانی مع رفقا کی حاضر ہوکر ہیبت جنگ کی ملاقات حاصل کی اور حسب دستور پان کا بیڑہ متضمن تسلی لیکر اپنی خیمہ کو گئی دوسری روز بطور روز اول ہیبت جنگ چہل ستون مین جو کہ نیا تعمیر کرایا ہوا اپنا تہا آکر بیٹھا اور محمد عسکر خان کہ ندیم اور واسطہ جواب سوال آفاغنہ مذکور کا تہا اور میر مرتضی اور میر بدرالدجی اور مرلیدہر ہرکارہ اور رمضانی تحویلدار سلاح خانہ جو کہ قوم کا قصاب تہا اور سیتارام مشرف توپخانہ دستی جو خادم حسین خان کی پیشکاری رکہتا تہا مع چند نفر خدمتگار کی حاضر اور چوبدار اور چیلہ بدستور دربار اپنی اپنی جگہہ پر استادہ تہی اور میر عبدالاحد صفوی نسب جو کہ عظیم آباد کی اعیان مرادآباد مین تہا اور شاہ بندگی پیرزادہ جو جعفر خان کی باغ کی قریب ساکن اور قدم شریف کا مجاور تہا اسطرح کے دو تین منتخب ہمیشہ برسم مجرا حاضر اکر مصاحبت مین تہی اور محمد عسکر خان مع مہتاب رای کہتری کی جو اوسکا رفیق پروردہ تہا ہیبت جنگ کی پشت پر متصل مسند آبیٹہا مگر ان لوگو نمین کسی کی پاس تیغ و خنجر بلکہ چہوری تک کمر بند مین نہ تہی مگر رمضانی خدمتگار ہیبت جنگ کی سیف ہاتہ مین لئی ہوی موافق ضابطہ کی کہڑا تہا اور راجہ رام نراین دیوان اور بعض متصدی عملہ دیوانی اور تین چار نفر منشی منشیخانہ مین تخمینا پچاس گز چہل ستون سی دور پورب رخ بیٹہی تہی اور عنایت یاب خان بہی جو کہ پیشتر والد مورخ کا خانساماں اور ہیبت جنگ کا ملازم تہا اور اونکی گہر کی میر سامانی رکہتا تہا حاضر تہا اول بلیہ تخمیناً مع ہزار آدمی قدری کم و بیش ساتہ بندوق فتیلہ روشن نمایان ہوکر دور سی رسم سلام بجا لائی اور چند روز شناسیون کی ہمراہ بتقبیل ملازمت ہوکر نذرین گذرانین اور اوسکی ہمراہی بندوقچی دست راست کی طرف جو محل سرا کی راہ تہی بہت مجموعی متوقف ہوی بعد ازان مراد شیر خان نامراد بانسو ٹہیان مسلح ہتہیار بند سی پہونچا اور دور سی آداب

بندگی بجالا کر بہیئت مجموعی روبرو آیا عمارت چہل ستون مین ازدحام ہو گیا ہر ایک نذر ملازمت
گذرانتا تہا اور مراد شیر خان روبرو کہڑا ہوا ہر ایک افغان کا نام و نشان عرض کرتا تہا ہیبت جنگ نی استفسار
کیا کہ شمشیر خان کب تک آویگا ہر کارون نی التماس کیا کہ راہ مین ہی عنقریب آستانہ دولت مین پہونچتا ہی
تا آنکہ شمشیر خان چبوترہ کوتوالی کی نزدیک جو قلعہ پختہ بادشاہی کی دروازہ پر چہل ستون سی دو تیر کے
فاصلہ پر تہا پالکی پر سوار آ پہونچا اور قریب تین چار ہزار افغان کی ہتہیار بند مسلح شمشیر خان کی گرد آہستہ
آہستہ چلے آتی تہی دروازہ چہل ستون سی جو کہ رستہ بازار تک اُن بدنیتون کا ہجوم تہا جب مقام مذکور
تک شمشیر خان کی پہونچنے کی خبر ملی مراد شیر خان نا مراد نی ہمراہیون سی کہا کہ رخصت ہو کر پان لو تا کہ
شمشیر خان آکر ملازمت حاصل کری افغانون نی ہیبت جنگ کے سر پر ہجوم کیا پان لینی لگے تا آنکہ عبدالرشید خان
کے آنی کی نوبت پہونچی چونکہ باہم کر اقرار تہا کہ یہ شخص سبقت کری اسکے بدن مین لرزہ سوار ہوا ہاتہ کانپنی
لگے جب ہیبت جنگ نی پان عنایت فرمایا مگر اوسکا ہاتہ لرزی سے کانپ رہا تہا پان ہاتہ سی گر گیا ہیبت جنگ
نی ہنسکر فرمایا کہ تمہاری قسمت کا پان گر گیا غیر دوسرا لو متوجہ پاندان ہوا ہنوز نظر نیچی ہی تہی کہ رشید
نا رشید نی کمر سے کٹاری نکالکر ہیبت جنگ کے پیٹ پر ماری مگر اضطراب کی وجہ سے کارگر نہ ہوئی
محمد عسکر خان یہ حال دیکہنی سی فریاد زن ہوا کہ ہان ہان یہ کیا کور نمکی ہی اسی گرما گرمی مین ہیبت جنگ نی
سر اونچا کیا اور یہ حالت دیکہکر چاہا کہ شمشیر پیش نہاد کا قبضہ ہاتہ مین پکڑی مراد شیر خان نی جو ہاتہ
مین تلوار لیے تہا سر بدست ایسا مارا کہ ہیبت جنگ کی شانہ سی گذر کر تہیگاہ تک جا پہونچا اور ہیبت جنگ
مرحوم نقش مسند ہوا اور مراد شیر خان یا کسی دوسرے بدکار نی اوسکا سر اور سینہ کا پیر کا ٹکرا اوسکی چہاتی پر
رکہدیا اور اس حرکت کو ایک طرح کا عمل سمجہا کہ اوسکے خون خواہون کی اس بازدید سی بیہوشی طاری ہوگی
کچہ نکر سکینگے میر مرتضی خان نی بگمان زندگی دوڑکر اوسکی سینہ پر ہو کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور محمد عسکر نے
ہیبت جنگ کی تلوار عریان کر کے مقتول ہوا اور مہتاب رای اوسکا ہمراہی راست یا چپ کی شقیقہ یعنی
کنپٹی مین زخم شمشیر کہا کر عسکر خان کی لاش کو سر زانو مین رکہکر اوس جگہہ بیٹہہ گیا اور لاش کی ساتہ تہا
بادشاہ نواز خان نام منصبدار کہنہ جو کہ عظیم آباد کے مشاہیرون اور فخر الدولہ کی عہد نظامت مین صاحب
عزت تہا اور اندنون ہیبت جنگ سی تقرب بہم پہونچایا تہا امیدوار مراتب امارت تہا اس معرکہ مین کام
آیا اور رمضانی دار وغہ سلاح خانہ اور سیتا رام مشرف توپخانہ دستی نی بقدر تاب و توان حق نمک
ادا کر کے سرخ روئی دنیا حاصل کر کے عقبی کی راہ لی مہر لید ہر اور میر بدر الدین ہاتہ کٹا کر باہر نکل گئی
راجہ رام نراین مع دیگر متصدیون کے بعض مجروح اور بعض سلامت تاخت تاراج ہو کر برآمد ہوئی

میر عبداللہ بھی صحیح و سالم شال اور کمربند اور کناری کے دینے سے برآمد ہو کر اپنی راہ لگا شاہ بندگی
نے آخرت کی راہ لی باقیماندہ بھی اپنی اپنی تدبیر سے نکل گئے جب اس غلغلہ نے بلند ہو کر لوگون کو اسیر
حیرت کیا حجاب اور دربان دولت سرای امارت کی اپنے گہرون کو سدہارے سید علی خان جو کہ مکتب
مین حسب طلب ہیبت جنگ کے حاضری کا آمادہ تہا اور اوستاد اور اتالیق لوگ ارادہ ہمراہی رکہتے تہے
اوس خبر بد کے سننے سے سید علیخان کو حرم سرا مین کر کے خود متفرق ہو گئے اور آمنہ بیگم مہابت جنگ کی
لڑکی سراج الدولہ کی مان ہیبت جنگ کی بی بی نے دروازہ بند کرا کر آئینہ حیرت ہوئی لیکن سید علیخان
کو اپنے کوٹہون سے جو شہامت جنگ کے کوٹہون سے ملحق تہے نکال دیا اور کہا جسطرح تو جانے یا تدبیر ہو سکے
اپنے خالو عبد العلیخان کے گہر چلا جا اوسوقت مین عبد العلیخان شیخ عبد الرسول بلگرامی کے مکانین جو کہ
جماعہ داران مشہور اور شیخ الدیار بلگرامی سربلند خانی کا بہانجہ تہا مہابت جنگ سے مرخص ہو کر اپنے
وطن کو جاتا تہا۔ آخری رخصت کیواسطے گیا تہا سید علیخان مورخ کا بہائی کہ اوسوقت مین خیرسن تہا نہایت مضطرب
الاحوال ٹہراتا تہا بسبب کم سنی کے اتنی جرات نہ رکہتا تہا کہ کسی طرف کو چلا جاتا کسی نے فضل الہی سے اوسکو بچانا
اور رحم کر کے ایک چیرا ناپہنا چادر تن زیب کرا کر بتغیر وضع اپنے ہمراہ دریا کنارے ہوتے ہوے عبد العلیخان
کے مکان پہ پہونچا دیا شمشیر خان کچہ دیر اوس مکان مین ٹہرا اور حیات خان کو حاجی احمد کی ملاقات
کے بہانہ مین بہیجکر حکم دیا کہ قید کر لائے حاجی احمد اس خبر سے ماہر ہو کر مضطرب الاحوال ہوا ہر طرح کے
خیالات کرنے لگا مگر زر و مال کے خیال نے نچہوڑا کہ قدم بہاوے ورنہ ممکن تہا اگر گہوڑے پر سوار ہو کر لمبی
تانتا ضرور راجہ سندر سنگہ کے پاس جا پہونچتا خیر اسی طمع مین کہین نہ گیا تہا کہ طالب لوگ آپہونچے اوسوقت
دیوار کہود کر یا کسی روزن سے نکلکر کسی ہمسایہ کے گہر مین پوشیدہ ہوا مگر از خشت بام ہو کر قید ہو گیا
ستارہ روز گرفتار رہکر چار و نطرف سے مصیبت مین دوچار تہا اوسکے دفینہ اور زر جواہر جسقدر مدفون تہا
کہود کر تصرف کیا باقیماندہ اسباب و نقدی دریافت کر کے سکہ خزانہ اور [illegible] کہتے ہین کہ قریب [illegible] لاکہ
روپیہ اشرفی اور جواہر کے اوسکے علاوہ اسکے گہر مین ملا اور زین الدین احمد خان مرحوم کے مال سے
جو کچہہ مشہور ہے تین لاکہہ ہے اور بعض آدمی نہایت کم حتی کہ چند ہزار کے ناقل ہین واللہ عالم فی اسرار الخفیات
بعد ازان جب حاجی احمد خان بحق ہوا لب دریا موضع سنبل پور کے متصل باغ جعفر خان سے چند قدم
پیشتر حسب مقدر مدفون ہوا بعد قتل زین الدین احمد خان مرحوم اور قید ہونے حاجی احمد کے
شمشیر خان نے دونو کے مکان پر چوکی پہرہ بٹہلا کر جعفر خان کے باغ مین اقامت کی اور شہر مین
مراد شیر خان مقیم ہوا اور مہابت جنگ کے مقابلہ کے خیال سے جود و بخشش پہ کمر باندہی ہر طرف

صادر فرماکر اسپنے الوس کو جمع کیا بحسب تقدیر اون دنون مین قوم افغان حشرات الارض کی صورت
زمین سے نکلتی تہی چنانچہ احمد ابدالی قندہار اور ہرات سے شاہجہان آباد کی طرف لشکر کش ہوا
اور بعد چندے کے علی محمد روہیلہ نے اوسی ہنگامہ مین آمد آمد کی خبرین سنکر راہ سہارن پور
پوریہ سے بریلی پہونچا عجب طرحکا آشوب تمام ہندوستان مین نمود ہوا القصہ ہر روز پانچ چہ مرتبہ
عظیم آبادیون کے کان مین نقارہ کی آواز پہونچی بروقت دریافت معلوم ہوا کہ فلان پٹہان
اسقدر جمعیت سے سردار خان اور شمشیر خان کی رفاقت کو آیا ہے اور شمشیر خان اور بخشی بہلیہ کے
ارکان اور عملہ نے دست تطاول دراز کیا تہا کوئی ایسا شہر مین نتہا جو انکے ہاتہ سے باعزت بچا ہو
عبد العلیخان تمام دن شیخ عبد الرسول مذکور کے گہر مین رہکر رات کو اسپنے گہر گیا اوسوقت کشتیان
واسطے باربرداری کے مع ملاح اور نیز کشتی خاصہ یعنی بجرہ موجود و مہیا تہین سردار ملا خان
نے عرض کیا کہ اسوقت شہر آشوبگاہ محشر ہو رہا ہے اگر مع عیال و اطفال و دولت و مال کے
سوار ہو جیے انشاء اللہ اس ورطہ جان ستان سے ہمکنار سلامت ہو جاوین اور شباشب تلین کوس
مسافت طے ہو جاوے گی درحقیقت یہ صلاح بہت عمدہ تہی مگر خوبی تقدیر سے عمل مین نہ آئی
چند روز کے بعد جب کہ مراد شیر خان مشید الارکان ہوا عبد العلیخان کو پیغام حاضری صادر فرمایا
عبد العلیخان حسب معمول سواری پالکی مع چند نفر سوار و پیادہ کے راہی ہوکر جب دروازہ پر
پہونچا بعض مراد شیر خان کے خواص نے دربارہ باہر ٹہر نے رفقاے ہمراہی کے رفق و مدارا سے
عرض کیا عبد العلی خان نے یہ خیال کیا کہ اگر میرے ساتہ بدی کرنا منظور ہوتی تو باوجود اس حصول
اقتدار کے اسطور سے کیون طلب کرتا اور بے صلاح رفقا کے دو تین خدمتگار ہمراہ لیکر اندر گیا اور
اوس بد عہد نے اسباب بیرونی اسپنے تصرف مین لاکر اپنی پالکی پر عبد العلیخان کو شمشیر خان کے
روبرو بہیجا شمشیر خان نے بموجب اطلاع برہنہ پا دوڑکر صحن خیمہ مین ملاقات کی اور عذر خواہی
بیشمار کرکے اپنی پالکی مین بٹہایا اور مکان کو واپس بہیجا اور دو تین آدمی حفاظت خانہ کو دروازہ
پر مقرر فرمائے بعد چندے جب کہ عبد العلیخان کی سپاہ قیل و قال کرنے لگی مہابت جنگ کے ارادہ کی خبر
ادہر اودہر مشتہر ہوے تب تو توہم بیجا سے دوبارہ طلب کرایا آتے ہی خیمہ مین مقید ہوا اور مراد شیر خان
اور مصطفے خان کے لڑکی کی سعی سے حکم قتل ہوا چنانچہ ملازمین غنیم نے حسب الامر عبد العلیخان کو کشتی پر
سوار کراکر دریا پار لیجاکر مستعد بجا آوری ارشاد ہوا عبد العلیخان مع اسپنے رفیق حیدر نواز خان
کے مہلت غسل اور دو رکعت نماز کی لیکر مشغول ہوئے تہے کہ حکم ممانعت صادر ہوا اور دونون

آدمیون کو واپس کیا شاہ صادق اس جان بخشی کا ضامن ہوا بدین عہد کہ اگر صابت جنگ کی لڑائی درپیش ہو عبد العلیخان ہرگز اپنی جگہہ سے جنبش نکریگا اور مصدر فساد و شورش نہوگا سے ہدی نثار خان سنے جو سرس کنبہ کو زمیدار سے کاوش کر کے اوسکا اخراج کیا تہا جب خبر ہیبت جنگ کی پہونچی زمیدار برعکس ہوکر خان مذکور پر ہجوم کرا اوٹھا خان مذکور مع چند نفر ہمراہی کے رہتاس پہونچا علی قلیخان قلعدار نے قلعہ مین جگہہ دی مہمان نوازی فرمائی مورخ کا مکان اسطرح پر محفوظ رہا کہ کسی جماعہ دار بہلیہ نے جو اون دنون مین بخشی بہیلہ کی ہمراہ تہا درحرم سرا کا محافظ رہا بعد ازان دوسرے روز بختاور خان جو کہ شمشیر خان کا نہایت مقرب تہا اور مورخ کی والد کا احسانمند اور وہ اس قسم کا احسان تہا کہ کچہہ قرضدار تہا والد نے بروقت جانے عظیم آباد سے دس بارہ ہزار کے تمسک بہاڑ ڈالے اور اونکا روپیہ معاف کر دیا تہا اور اسیطرح شیخ محمد صلاح لکھنوی اور کالے خان بلیمن جو ہر ایک زیر احسان تہے محافظت مین ساعی رہتے قبل اس سانحہ کے بختاور خان نے شمشیر خان سے عہد کر لیا تہا کہ سید ہدایت علیخان کی حویلی مجھے بخشنا چاہیے اور بروقت تسلط بہی اوسپر غلبہ نکرنا چاہیے ورنہ بندہ تمہارے راز سے دولتخواہان ہیبت جنگ کو آگاہ کردیگا چونکہ شمشیر خان نے عہد و قسم سے اقرار کر دیا تہا لہذا بختاور خان مع کالیخان اور شیخ محمد صلاح کے رات دن ہمارے دیوان خانہ مین مقیم دربار آتی جاتے تہے اگر کوئی محرک بدی ہوتا اپنے رفقا کو جو دو تین ہزار جرار تہے جمع کر کے مستعد مقابلہ ہوتا اسطرح پردہ مکان محفوظ رہا ہیبت جنگ کی لاش کو سید محمد اصفہانی نے جو کہ میر حیدر علی کو تواں کا سسرا اور مرزا داراب کا داماد تہا میر حیدر علی کی التماس سے اوٹھا لایا اور کسیقدر اوسکی نگرینی صاحب افسر کی جو بانی مرحوم آیندہ روز سے محفوظ رہی تہی وہ بھی اوٹھالایا اور وہ کفن کہ کربلا سے آیا تہا اوسی مین دفن کیا جو کہ فی الحال ہیبت جنگ کے مقبرہ کی نام سے محلہ بیگم پورہ منجملات شہر عظیم آباد مین مشہور ہے جب صابت جنگ کی عرضی کی خبر ملی بیحیائی سے اپنا جلوہ دکہلایا یعنی ہیبت جنگ کی زن و دختر کو مع چھوٹے لڑکے مرزا مہدی کی رتہہ پر بے پردہ و غلاف سوار کرا کر رستہ بازار شہر سے عریان نکالا اور اپنی لشکرگاہ کو لیگیا مورد طعن و لعن ہوا چندروز مین اسقدر دنیا و آخرت کا وبال اپنے سر پر لیا کہ اوسکی لکہنے کی بات بجز کاتبان اعمال کے دوسرے کو نہین قریب چالیس ہزار سوار اور انسے کچہہ کم زیادہ جمع ہوکر اور مرہٹہ بہی شریک ہوے عظیم آباد کا توپخانہ زیر تصرف آیا بہمہ اسباب مستعد و مسلح ہوکر عازم حرب صابت جنگ کا تہا۔

احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کی مارے جانیکی خبر سنکر صابت جنگ کا عزم انتقام اور ہانے عظیم آباد مین آکر شمشیر خان اور میر حبیب وغیرہ پر فتحیاب ہونا

جسوقت کہ صابت جنگ داعیہ حرب اور تنبیہ میر حبیب اور جانوجی وغیرہ مرہٹہ پر

مرہٹہ پر مرشد آباد سے کوچ فرماکر اوسط فصل زمستان مین واقع امانی گنج خیمہ زن تہا اس حادثہ ہیبت جنگ کی خبر پہونچی اگرچہ تسلط ہوجانے اس فرقہ قوی جنگ اور مارے جانے فرزند دلبند اور گرفتاری دختر وغیرہ ناموس و ننگ سی نہایت مضطرب ہوا مگر ظاہرا مستقل مزاج رہکر سارے سرداران سپاہ کو جمع فرمایا اور کہا صاحبو من سنگ آمد و سخت آمد ایسا لخت جگر کشتہ ہوا اہل وعیال دام مخالف مین بستہ ہوے کیونکر دل نہ شکستہ ہو زندگی ناگوار ہی مارنے اور مرجانے پر عہد وقرار ہے آپ لوگ اپنا ارادہ اظہار کرین کوئی ایسے رفیق غمگسار ہین جو ہمراہی مین عزم پیکار کرین ہر ایک نے متفق ایک زبان ہوکر عرض کیا بموجب بیت مولوی عماد قتلی ہم بندہ بدام ہین سرکار تمہارے ہ سر اپنے فدا پاون پہ ہر بار تمہارے ہ سچ اب سی مہابت جنگ نے کہا کہ چونکہ تمہاری رفاقت کا حق برسون سی میرے ذمہ ہی جو میری رفاقت کریگا اوس سے جان و مال دریغ نہین اور جسے توجہ نہو اوسکا متعرض بھی نہونگا کیونکہ جس وقت خواہان مرگ ہون مددکی طلبگاری بھی نہین دوبارہ حاضرین نے التماس کیا کہ ہملوگ حق نمک مین اسیر ہین بجز جانفشانی کے کوئی دوسرا ارادہ نہین تب فرمایا کہ قول وقسم ہو قرآن آیا ہر ایک نے سوگند کہائی بعد ازان فرمایا کہ تمہاری تنخواہ میرے ذمہ ہی جب کہ تمہین اپنی جان دینے سے دریغ نہین بندہ بھی زر و مال کے عطا کرنے سی مقصر نہوگا لیکن چاہیے کہ آہستہ آہستہ طلب فرمائی کل سپاہ نے قبول کیا تب مہابت جنگ زر کی فکر مین ہوا کسیقدر روپیہ شہامت جنگ اور اپنی بی بی اور جگت سیٹھ وغیرہ مہاجنون سی قرض لیکر تقسیم تنخواہ فرمائی مگر ہنوز کسیقدر باقی رہگیا کہ فوج مرہٹہ نے حوالی شہر مین پہونچکر شورش اوٹھائی چونکہ مرہٹہ کی لڑائی یکجائی نہین ہوتی تہی اکثر بارتے کہاتے لڑتے بہڑتے ہین اس وجہ سی عظیم آباد کی عزیمت سے تردد ہوا آخرکار امانی گنج سی تعاقب شروع کیا اور تا سرانجام سفر عظیم آباد اور درستی اسباب و سامان کے اوسی جگہ مقیم ہوا صولت جنگ کو بہگوان گولہ بہیجا کہ وہان سی شہر تک مرہٹہ کا سد راہ ہو اور رسد وغیرہ پہونچنے کی راستے بند نہونے پاوین تا کہ گرانی نہو اور فرمایا کہ مجہے قوم افغان کی لڑائی اور عظیم آباد تک رسائی ضرور ہے اور مرہٹہ اس گرد و نواح مین ہنگامہ آرا ہی اسکا تدارک بالفعل مجہسے ناممکن ہی جو شخص جانا چاہی چلا جاے اس کلمات کے سننے سے اصحاب قدرت گنگا پار شمال رویہ جابجا چلے گئے اور جو محض بے استعداد تہے توکل بخدا اپنے گہرون مین بیٹہے رہے مہابت جنگ نے فراہمی سامان لائقہ اور تالیف قلوب سپاہ فرماکر اول ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو پندرہ سولہ ہزار سوار اور قریب آٹہہ ہزار برق انداز کے عزو جلال سی جانب عظیم آباد روانہ ہوا اور امانی گنج سے نہضت کرکے موضع چہپائی مین جو مرشد آباد سے تین ۳ کوس پر عظیم آباد کی راہ مین تعمیر ہوی منزل کی شہامت جنگ بہادر

اور عطاء اللہ خان بہادر ثابت جنگ کو پانچ چھہ ہزار سپاہ سے مع میر محمد جعفر خان کے متعین مرشد آباد کیا اور اس کا سبب یہ ہی کہ مدت دراز سے بخشیگری میر مذکور کو مفوض تھی بموجب استدعاے شہامت جنگ کے اسی وقت مین قبل اس سانحہ کے بپاسخاطر نور اللہ بیگ خان کے تغیر سے بخشی گری کی خدمت پر مقرر ہوا تہا اور چونکہ یہ خیال تہا کہ مرہٹہ بروقت کوچ کے چارون طرف سے محاصرہ کرکے رسد وغیرہ کا پہونچنا بند کرینگے اور عسرت معاش لشکر ہونیکی ہوگی حکم ہوا کہ اجناس غلہ کو کشتیون پر بار کردیا کرین بہرحال انتظام دلخواہ کرکے موضع چہپائی سے نہضت فرمائی اور دفع دشمنونمین کمر ہمت چست باندہی مرہٹہ اُسکی عزم کرنیکی بعد راہ معروف چہوڑکر اور مرشد آباد سے ہاتہہ اوٹہاکر براہ جنگل افاغنہ کی مدد اور کمک کو اقلیم آباد کی طرف روانہ ہوئے۔

معین الدولہ سیف خان کا بہیجنا شیخ دین محمد اپنے جماعہ دار کو مہابت جنگ کے مدد پر

سیف خان فوجدار پورنیہ نے اپنے جماعہ دار شیخ دین محمد پسر شیخ مجاہد کو مع ڈیڑہ ہزار سوار کے برسم اعانت روانہ کیا اور خود بعذر بیماری مقصر ہوا شیخ دین محمد نے کندمہ کولہ سے گنگا اوترکر جب کہ مہابت جنگ مونگیر پہونچا چندروز مقیم ہوکر وارد سلطان گنج ہوا اور مرہٹہ نے اسکی خبر سنکر مہابت جنگ کی اطراف سے کوچ کرکے شیخ مذکور کو مع اُسکے ہمراہیونکے گہیر لیا تمام روز باہم جنگ وجدال رہی اُسنے کسی مستعجلی کے ہاتہہ مہابت جنگ کو اطلاع دی مہابت جنگ نے اگرچہ بہیجنا فوج کا دور از صلاح اپنی سے نہین دیکہا لیکن چار ناچار عمر خان کے لڑکے کو مع دیگر اشخاص کی مدد پر بہیجا ہنوز یہ لوگ نہ پہونچے تھے کہ رات نمود ہوئی مرہٹہ اپنے مسکن کو واپس ہوئے اور شیخ دین محمد نے فرصت پاکر وقت شب کوچ کردیا صبح ہوتی لشکر سے ملحق ہوا اور باتفاق مہابت جنگ کی خیمہ گاہ مین پہونچکر شرف ملازمت سے معزز وممتاز ہوا اظہار حالات مین عرض کیا کہ جسقدر باروت سیف خان نے دی تہی اوسکی اوس آدہی دیر مین دہوئین اوڑ گئے اب سرکار سے امیدوار عطا ہون مہابت جنگ نے صرف باروت مین نہایت استعجاب کیا کہ کیونکر خرچ ہوگئی وہ کہتا تہا کہ صبح سے شام تک آگ برسانی پڑی خیر کسیقدر باروت عنایت فرمائی تعجب ہی کہ ایسے امیر نے اسوقت مین باوجود سماجت عطاے باروت مین کسقدر تامل کیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اسی سفر مین دوست بیگ بدخشی جو کہ سرکاری جماعہ دارونمین تہا کسی کو گرفتار کرکے حاضر لایا بعد استفسار دریافت ہوا کہ عطاء اللہ خان کی خطوط شمشیر خان

اور سردار خان کی نام مشتمل استدعای موافقت اور ترغیب اخلاص کی اسنکے ساتہ ہین جب
مہابت جنگ بہاگلپور پہونچا مرہٹہ مع میر حبیب کی جنگل سی نکلکر نالہ چینا نگر مین کسیقدر فوج کی ساتہ
سے کر کر اور بعض مردم بیگناہ کو رنج پہونچا کر بعجلت و فرار ہوا جب مہابت جنگ کی فوج مونگیر
پہونچی راجہ سندر سنگہ زمیدار نکاری جو مہابت جنگ کا پروردہ تہا مع کامگار خان میئن میدار
ترہٹ کی ملازمت مین پہونچکر مورد عنایت ہوا اور انہین کی پہونچنے کو نزدیک نبدۂ العلما اسوۃ الفقہا کاشف علوم
خفی وجلی مولانا میر محمد علی ادام اللہ ظلالہ فضالہ پہونچکر ملاقی ہوا کسیقدر احوال انکا مہابت جنگ
کے پایان سلسلہ مین تحریر ہوگا اور خادم حسن خان بہی جو کہ مہدی نثار خان کی رفاقت سے
علیحدہ ہوکر عظیم آباد کو آتا تہا پہلواڑی مین پہونچکر اپنے خاوند ہیبت جنگ بہادر کی مرنے کا حال
سنا مگر چند وجوہات سی باہر نہ نکل سکا شمشیر خان کی ہمراہ ہوکر منتظر فرصت تہا جب مہابت جنگ
کے قریب لشکر کا حال سنا لشکر اغاغنہ سے بہاگ کر مونگیر مین آستانہ بوس ملازمت ہوا
اور اسمعیل قلیخان جو مونگیر کا حاکم تہا معزور ہوکر مہابت جنگ کی خدمت مین آیا مگر نظر سی گر گیا۔

شمشیر خان کا مع افغان جعفر خان کی باغ سی کوچ کرنا اور مرہٹہ اور میر حبیب سی ملاقات ہونا باہمدگر مہابت جنگ کا عزم جزم کرنا

ادہر شمشیر خان اور سردار خان مع لشکر فراہم آمدہ پچاس ہزار سوار کے برہنونی ادبار غلط کاری
باغ جعفر خان کی سمت سی قصبہ بارہ کے طرف کوچ کنان ہوی ادہر سی مہابت جنگ نی بعد چند قیام
کے کوچ مونگیر سے مستظہر بنا بر آرام سپاہ لایق کی بتایید ربانی اور بلند کرنی اعلام ظفر ارتسام سے کوچ فرمایا
اسی اثنا مین میر حبیب مع جانوجی پسر رگہوجی بہوسلہ کی عظیم آباد کے جوار مین پہونچا اور اپنی پہونچنی
سے فوج افغان کو آگاہ کیا اور پٹہان لوگ جو اول مرتبہ کی تحریک سی عازم ہوے تھے بقصد
ملاقات مرہٹہ کے لشکر مین آئے اور میر حبیب نی جسکے مزاج مین فتنہ وفساد مخمر تہا اور بنگالہ اور
مہابت جنگ کی تخریب مین ساعی تہا سردار خان اور شمشیر خان کو بعطای خلعت سرفراز فرمایا
اور اپنے زعم مین صوبہ داری بہار کی اونکو عطا فرماکر رخصت فرمایا دوسرے روز میر حبیب اور
مرزا محمد صالح اور موہن سنگہ وغیرہ چند آدمیونکو بتقریب ضیافت طلب فرمایا اور بعد رسم مہمانی
کے جو خیمہ کہ انکے آسایش اور خوابگاہ کو استادہ کیا تہا بہلا کر اپنے مقامات کو چلے گئے اور کسیقدر
جماعہ افغان کو بہیجا کہ بطریق چوکی اوسکے خیمہ کی گرد رہین اور کہا کہ جب مشار الیہ اپنے لشکر کا

قصد کرے مانع ہوکر کہتا کہ ہمنے بموجب کہنے آپ کے نوکری کی اور زین الدین احمد خان کو
درمیان سے اوٹہا دیا پچاس ہزار سوار اور پیادہ نوکر ہوکر مہابت جنگ کی لڑائی کے
امیدوار ہین پس اس صورتمین مبلغ تیس۳۰ چالیس۴۰ لاکھ روپیہ کہ آجتک کی تنخواہ ہوئی
اوسکی تدبیر کرنا چاہیے تب تشریف لیجائیگا وقفارا یہ بہید کہل گیا میرزا محمد صالح کو معلوم ہوا
نامبردہ نے براہ تدبیر چند سواران مرہٹہ کو تعلیم کردی کہ تم لشکر کے باہر سے گستہ
عنان سرگرم فغان داخل لشکر شمشیر خان ہوکر خبر دو کہ مہابت جنگ آپہونچا اونہون نی
بطور معہود پہونچکر مہابت جنگ کے پہونچنے کی خبر پہونچائی میر حبیب وغیرہ نی سراسیمہ ہوکر
اپنے لشکر جانے کو عزم کیا اسی اثنامین شمشیر خان اور سردار خان افغان نی پہونچکر اظہار
مدد کیا میر حبیب نے جواب دیا کہ بالفعل توقف کرنا اور اس گفتگو مین آنا برخلاف
مصلحت ہے اور اسقدر مبلغ کا سرانجام آہستگی سے ہوگا حالانکہ لڑائی کی فکر کرنا ضرور
ہی خلاصہ یہ کہ بعد گفتگوے بسیار کے میر حبیب نے دو لاکھ روپیہ جو کہ ابتدا مین وعدہ
تہا قبول کرکے مہاجن کی ضامنی دلوادی اور وہ متعہد ہوا اس تدبیر سے میرزا صالح نے
بھی اپنے تئین مع میر حبیب کے اوس ورطہ ہولناک سے بچاکر اپنے خیمہ گاہ کی راہ لی
دوسرے روز لشکر طرفین کا مقابلہ ہوا دو جانب سے تین چار کوس کا فاصلہ تہا۔

مہابت جنگ کا شمشیر خان اور سردار خان اور میر حبیب وغیرہ مرہٹہ سے لڑکر فتحیاب ہونا

نواب شجاع الملک حسام الدولہ محمد الہ وردیخان بہادر مہابت جنگ جو کہ اپنے عہد مین
قواعد جنگ آزمائی سے بخوبی آگاہ اور سواے آصفجاہ کے دوسرا اپنا ہمسر نہ کہتا تہا لب دریاے
گنگ کو چھوڑنا مناسب نہ سمجھا جب قصبہ بارہ باہی سے برآمد ہوا گنگا کا سوتا اسطرف کو
چھوڑکر اوس کنارہ پر روان ہوے تو اوسکے جزیرہ مین مردم شمشیر خان نی اوس معبر
کو محکم کرکے توپین لگادین کہ وہان سے عبور دشوار تہا مہابت جنگ نے معبر مذکور کو
چھوڑکر دو میل کے فاصلہ پر کسی زمیدار کی رہنمائی سے مغرب طرف جاکر عبور کیا اور
شمشیر خان کے آدمی اس عبور سے کہ حالت بیخبری مین عبور ہوا تہا نہایت سراسیمہ
ہوے اور نہایت اضطراب سے توپ وغیرہ سامان جنگ چھوڑکر باہر بہاگے یہ اول
شکست تہی جو شمشیر خان وغیرہ کو نصیب ہوئی اس منزل مین مہابت جنگ نی بخیال

شب خون اور حیلہ انگیزی افغان کی سپاہ اندرونی کو فریب دیکر کے خود خیمہ گاہ سی باہر نکل گیا اور توپخانہ کلان کے نزدیک کہ جمع فوج سی بیشتر اور مردم مخالف سے کم عرصہ مین تہا شب بسر کی جب صبح اقبال نے جلوہ فروشی کی اول روز مکتوبہ ادا کرکی درگاہ قادر قدیر سے التجا کی قبولیت فرمائی اور خاک تربت شہدا علیہم السلام ۔ جو ہمیشہ ایسے مقامات پر ہمراہ رکہتا تہا نکال کر اپنی پیشانی پر لگائی اور نہایت گریہ وزاری کرکے اپنی ہاتہی پر سوار ہوکر سرای رانی پر جو قصبہ باڑہ کی غربی طرف دریاے گنگا پر واقع ہی فوج آراستہ فرمائی بہادر علیخان کو توپخانہ جنسی تک کل فوج سی بیشتر بہیجا اور حیدر قلیخان بہادر کو توپخانہ دستی کی ہمراہ بہادر علیخان کی عقب مین اور اُنکے پشت پر رحم خان اور میر محمد کاظم خان ہراول مقرر ہوی اور یمین کی طرف جدہر دریا تہا فقیر اللہ بیگ خان اور نور احمد بیگ خان اور شیخ جہان یار کو مقرر فرمایا اور طرف چپ جدہر مرہٹہ تہی نواب صولت جنگ اور محمد الہ یار خان بہادر اور محمد ایرج خان بہادر اور راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ اور کامگار خان اور چند سردار دیگر مقرر ہوی اور عمر خان کو مع فیل نشان اور اوسکے لڑکون کی یعنی اصالت خان و دلیر خان و احمد خان و محمد خان سے اپنے روبرو نگاہ رکہا اور ساقہ لشکر مین شیخ دین محمد کو چند جماعہ دارون سی تعین کیا خود قلب لشکر مین آیا اودہر شمشیر خان اور سردار خان نے بہی تیس۳۰ چالیس ہزار سوار افغان اور بخشی بہیلیہ کے پیادون سے صف آرائی کی دست چپ کی طرف جدہر گنگا رواں تہی حیات خان افغان کو مع چند ضرب توپ کلان کی اوس طرف سے پار کرکے مقرر کیا کہ نواب مہابت جنگ کی دست راست سے بدلجمعی تمام گولہ انگنی کرے اور خود میدان دریا سے دور تک صف آرا ہوکر مستعد مقابلہ ہوا مرہٹہ دست چپ اور عقب لشکر سے نمایان ہوکر ایکساعت کی بعد حملہ آور ہوی بحسب ظاہر نواب مہابت جنگ کو چارون طرف سے گہیر لیا حق تو یہ ہی کہ اس معرکہ مین اس امیر صاحب تدبیر نے وہ استقلال کیا کہ شاید دوسرے سی ایسے مقام پر کم ملاحظہ ہوا ہو ۔ القصہ جب توپ اندازی طرفین سے شروع ہوئی چونکہ فتح وفیروزی تو بارگاہ ازلی سی مہابت جنگ کے نصیب مین تہی اول حملہ مین گولہ کے صدمہ سی سردار خان کا سر اوڑ گیا اسکے مرنے سی جو کہ نصف حصہ فوج کا مالک تہا پشت لشکر شکست ہوئی اور سردار خان کی ہمراہی سراسیمہ ہو گئی اس گہبراہٹ کی معاینہ سی اکثر نوجوان نشاء تہور و دلیری سی بدمست ہوکر مہابت جنگ کے پاس آکر التماس یورش کرتے تہی وہ جواب دیتا تہا کہ تہوڑی دیر مزاق اندازی کا تماشا کرو بعد ازان انشا اللہ المستعان حملہ کیا جاویگا ابہی ضمن میں

حیدر علیخان بہادر نے پیشقدمی کرکے پیادہ ہاے برق اندازان کی دلدہی و خاطرداری شروع کی
اور اوس جماعہ مدبر پر ایک ایسی باڑہ ماری کہ صبح روشن مانند شام تیرہ و تار ہوگئی جب میدان
کارزار مانند حوصلہ مخالف کے فوج غنیم پر تنگ ہوا شیخ جہان یار اور فقیر اسد بیگ خان کو حکم فرمایا
کہ حملہ آور ہوں مگر اسکا عمل درآمد ہوا اسی اثنا مین مرہٹہ اور میر حبیب مع فوج ہمراہی افاغنہ کے
بطرف چپ خصوص ساقہ لشکر پر اکٹھی ہوکر آگرے سراج الدولہ نے جبکا فیل سواری نواب کے
فیل خاصہ سے ملحق تھا عرض کیا کہ غنیم نے یورش کرکے نزدیک آدبایا اوسکا تدارک قرار واقعی کرنا
مناسب و بہ ضرور ہی نواب معظم نے بڑے غیظ سے فرمایا کہ غنیم اور حریف ہمارا پیش نظر ہے مرہٹہ سے
کیا پروا ہوں اللہ تعالی تدارک معقول ہوتا ہے اور کچہ التفات مرہٹہ کی شور و غوغا پر نہ فرمایا دوبارہ
تاکید یورش کی فقیر اسد بیگ خان اور شیخ جہان یار کو تاکید فرمائی اسوقتمین چند سوار رحم خان اور
دوست محمد خان اور میر کاظم خان اور حیدر علیخان کے جوکہ ہراول تہے پہونچکر عرض کنان ہوے
کہ الحال مصلحت حملہ کرنے مین ہے ہم لوگ یورش کرتے ہین حضور بھی مددپر متوجہ ہوں مہابت جنگ
نے فرمایا آفرین اور صد آفرین نصرت آلہی کی مددپر حملہ کرو اور مجھے بھی پہونچا ہی سمجھو جب وہ معاود
ہوئے مہابت جنگ نے تیر و کمان قبضہ مین لیکر اور تیر کو ترکش سے نکالکر دست نیاز درگاہ رب العزت
مین واسطے دعا کی اٹھایا اور عرض کنان ہوا اور کہا کہ تعز من تشاء و تذل من تشاء تو جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسکو
چاہتا ہے ذلت دیتا ہے پس یہ فقیر عرض کنان ہے کہ دشمنوں بد اندیش سے صورت ظفر یابی ظہور
مین آئی بعد ان کلمات کے نصرت ظفر دشمن پر کمر ہمت دراز کی مخالفین زاغ منش کو جزے
اعمال دے یہ کہکر بہادران لشکر سے فرمایا کہ لوگو میدان رزم ننگ و نام کا موقع ناموری کا
ہنگامہ ہے جسے خون مین نہانا ہو ہماری آشنائی کرے دریاے نامداری سے بیڑا پار لگاے
یہ کہکر تیر کمان مین رکہا شست و مشت درست کی شادیان شادمان فتح کی نوبت بجوائی جسوقت
آواز فتح یابی بلند ہوئی خاطر جمع ہوکر فیل سواری جانب دشمن روان فرمایا فوج ہراول
بھی اپنے مالک سے شہ پاکر بساط اقامت سے دشمنوں پر متوجہ ہوئی مہابت جنگ بھی
اونکے ہمعنان پہونچا اس گرم بازاری مین دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان جو باہم ایک
فیل پر سوار تھے دعواے سبقت کرکے جویاے نام و نشان ہوے بازار گیرودار گرم ہوئی
ہر ایک اپنے مقابل سے جہان بہرا خون کی ندی نہ بچلی مار دہاڑ سے مہلت نہ دی میر محمد
کاظم خان اور دوست محمد خان نے اپنا ہاتھی بڑہا کر مراد شیر خان کے ہاتھی کے برابر

جا پہونچا میر محمد کاظم خان نے چاہا کہ اوسکے تختۂ ہودج کو پکڑ کر اوسکے ہاتھی پر کود جائے مراد شیر خان
اگرچہ زخم کہائے ہوئے تہا لیکن تیغہ کارد افغانی ایسا مارا کہ میر کاظم خان کی بعض انگلیان کٹ گئین
قبضہ سے تختۂ ہودج نکل گیا دوست محمد خان کود کر اوسکے ہاتھی پر جا پہونچا اور ہاتی پر چڑہ بیٹہا
اور میر محمد کاظم خان بھی اوسی جانب اوسی حالت مین کود کر جا پہونچا اور دوست محمد خان کی
اعانت کی باہم متفق ہوکر اوسکا سر اوڑا دیا لیکن اوس دار و گیر مین شمشیر خان نہ معلوم کس
طرح سے ہاتھی سے زمین پر آیا اور حبیب بیگ یکہ جو سرکار مہابت جنگ کا ملازم اور دلیر خان
پسر عمر خان کے مصاحبت مین تہا اوسکا سر کاٹ لایا اور مہابت جنگ کے ہاتھی کے زیر پا پہونچایا
اور بعد اس فتح و نصرت کے شکر گذاری رب قدیر فرمائی نئے سرے سے شادیانہ فتح بجایا
فوج مرہٹہ کہ یسار کے طرف امیدوار فتح و ظفر تہی کمال اضطراب و پریشانی مین فرار ہوئی
اور مہابت جنگ نے فتح و فیروزی کے ساتہ اونکی پیشگاہ مین اپنا آرامگاہ بنایا۔

ذکر آمنہ بیگم دختر مہابت جنگ کی ملاقات ہونے کا مع اولاد اور پدر والا گہر کے اور باہمدگر کے معاملات

آمنہ بیگم لڑکی مہابت جنگ کی اور بی بی زین الدین احمد خانکی جو مع دختر اور پسر اپنے کے کہ میرزا مہدی نام تہا
نہایت ذلت و رسوائی مین اسیر افغان تہی حاضر ہوکر مشرف ملازمت مہابت جنگ
اپنے باپ کے ہوئی دونو طرف خوشیان ہوئین شکر گذاری مالک الملک ادا کین اس نوید سے
شہر عظیم آباد کے خورد و کلان کو خوشیان ہوئین ہر ایک دیدار فیض آثار سے کامیاب ہوا
ہر طرف بہجت و انبساط کی شادیانے بجنے لگے دو ایک مقام کے بعد طے مراحل فرما کر عظیم آباد مین
وارد ہوئے اور منتظران دولت دیدار کو نظارے جمال بیمثال سے فارغ البال و خوشحال کیا
نذرین ادا ہونے لگین سادات مومنین اور فقرا و مساکین کو زر بیشمار سے مالا مال کردیا اور
شہامت جنگ بہادر کو مہابت جنگ نے لکہا کہ الحمد اللہ فتح و ظفر بتوفیق داور دادور میسر
ہوئی جو کچہ کہ نذور اور صدقات واسطے مردم مرشد آباد کے مقرر ہونی چاہئین ارباب استحقاق
کو دیدو اور دلجوئی ضعفا و اقویا کو کہ جور افاغنہ سے احوال ان سب کا یکسان تہا
پیش نہاد خاطر عنایت ذخایر اپنے کا کرکے مومیائی الطاف سے تدارک شکستہ حالون اس

بلدہ کا فرمایا—

شمشیر خان کی عیال و اطفال کو طلب کر کی مشمول نوازش فرمانا

چند معتمد لوگ واسطے ضبطی مال اور اسباب شمشیر خان وغیرہ سرکشون کے دربھنگا کو جو اوسکا وطن تہا بہیجے گیے زمیدار بیتیا نی جسکے حمایت مین متمردان مذکور کے عیال و اطفال تہے عرض کیا کہ جماعہ مذکور فدوی سے امان خواہ ہین اگر مطلق العنان فرماے جاوین تین لاکھہ روپیہ نذرانہ حاضر حضور کرون یہ التماس منظور نہوا بعض دولت خواہون کو حکم تعناقب صادر ہوا اور خود بھی بنا بر مزید تاکید تاکہ زمیدار مذکور کچھہ حیلہ نکر سکے متعاقب عبور گنگا کر کی شکار کی بہانہ سے دو تین منزل چلا اور صولت جنگ بہادر صمصام الدولہ کو شہر مین نایب مقرر کیا جب زوجہ اور لڑکیان شمشیر خان کی زمیدار مذکور نے مہابت جنگ کی عملہ کو تفویض کین حکم محکم صادر ہوا کہ پردہ مین لیجاوین اور کسی طرح کی تکلیف و ایذا نہ پہونچاوین اور بعد گذرنے شہر کے مغربی دروازہ سے دولت سرا مین داخل کرین اور حرم سرا مین بجای لایق ٹہرائین حسب الحکم تعمیل ہوئی سراج الدولہ کو بھی جو بمنزلہ جان و جگر تہا حکم ہوا کہ بدون پردہ کرانے اول اور خبر کرانے کی اندر نجاوے اور ہر قسم کے فواکہ اور خوردنی جو خود کہاتا تہا اونکو واسطے بہیجتا تہا اور بر وقت ضرورت بی بی کی خطاب سے گفتگو کرتا تہا یہ بھی عقل و جہل کے کارخانی ہین سردار خان وغیرہ کو زنکون نے آقاے نعمت کی ناموس کی خدمت مین جو لطف خرچ فرمایا اور مہابت جنگ نی یہ خلق و عنایت فرمائی چنانچہ اکثر فرماتا تہا کہ مجھے دشمنون کی ناموس و ننگ کی پردہ دری سے کچھہ غرض نہین ہے یہ حرکت فقط اسیواسطے کی گئی تاکہ شمشیر خان کے اون حقوق رفاقت سے ادا ہون جو اوسنے میرے عیال و اطفال کے ساتہ نہایت ذلت و رسوائی کی ہے حال آنکہ ہیبت جنگ نے کچھہ بدی اوسکے ساتھہ نہین کی تھی اور نہ ہمنے کبھی کچھہ خیال کیا اور علاوہ برین اگر عداوت تھی تو ہیبت جنگ کو مار ہی ڈالا تھا عورتون سے کیا جھگڑا تھا کہ اونکی رسوائی کا خواہان ہوا— القصہ چند روز کے بعد شاہ محمد آفاق نام کسی افغان سے جو قاسم سلیمانی کے اولاد مین تھا شمشیر خان کی لڑکی سے شادی کردی اور اونکے وجہ معاش کو چند موضع جاگیر مقرر کردئے اور اونکو وطن اصلی دربھنگا جانے کی

اجازت دی مخفی نرہی کہ قاسم سلیمانی افغانی تہا درویشی مین مشہور جہانگیر کے عہد مین بنابر کثرت اتباع کے مقید ہوکر قلعہ چنارہ مین محبوس ہوا جب وہ مرگیا آبادی مذکور کے غربی طرف مدفون کیا گیا اونکے مریدون نے تعمیر مقبرہ وغیرہ کردی اوسوقتین نہایت پر رونق تہا اب بسبب تسلط انگلشیہ کے تمام ممالک شرقیہ ہند اور وہ قصبہ مع مقبرہ اسلیے بے رونق ہوگیا افاغنہ نے بھی طاقت اوٹہانے مصارف مین نقصان دیکہا در پے بربادی ہوئی تو دوسرون سے کیا ہو

پہونچانا مہابت جنگ کا میر حبیب کے عیال کو اوسکے پاس اور دیگر کوائف

انہین دنونمین شہامت جنگ کو لکہا کہ میر حبیب کے اطفال کو جو کہ ابتداے مقابلہ مرہٹہ سے مرشدآباد مین محفوظ تھے سواری وغیرہ خرچ راہ دیکر ہمراہ آدم معتمد کے میر مذکور کے پاس روانہ کردو اسی اثنا مین محمد شاہ بادشاہ کی رحلت اور احمد شاہ کے جلوس کی خبر پہونچی چونکہ مہابت جنگ کو شکار سے بہت رغبت تھی چالیس پچاس روز گنگا کے اوس پار مقیم رہا اور سراج الدولہ جو شہر مین رہگیا تہا صولت جنگ کی نیابت اوسکو ناگوار ہوئی حرکات چند جو اوسکو لایق نتہین ظاہر کین اور یہ اول اوسکے اقتدار کا اظہار ہوا القصہ بعد سیر شکار کے آخر رجب کو معاود ہوکر داخل قلعہ عظیم آباد ہوا اوسوقتین ایک عجیب سانحہ حیرت افزا ہوا تفصیل اوسکی یہ ہے کہ جسوقت میر علی محمد عالی مقام کو مقام پورنیا مین عبور ہوا اسیقدر تعارف سیف خان اور فخر الدین حسین خان سے میسر آیا تہا فخر الدین حسین خان برادر کا سیف خان کا جو نواب بہادر کے نام سے معروف تہا ایک خط میر صاحب مذکور کے نام اور عرضی ملفوف مہابت جنگ کو لکھ بھیجی اور سید مذکور کو مضمون عرضی سے مطلقاً اطلاع ندی یہ لکہا تہا کہ عرضی خلوت مین مہابت جنگ کے نظر سے پیش کر دیئے ان بے عقلون نے عصر کیوقت مہابت جنگ کے پاس جاکر اول اپنا خط دکھلایا بعدہ عرضی پیش کی مہابت جنگ نے عرضی پڑہکر میر مذکور سے کہا کہ بہت خوب جیسا فرمائیگا تعمیل ہوگی میر مذکور کو مضمون محررہ سے اطلاع نتھی متحیر ہوکر کہا مجھے خبر نہین کہ عرضی مین کیا تحریر ہے مہابت جنگ نے عرضی حوالہ کردی میر مذکور نے بعد ملاحظہ اطلاع پائی کہ اوس نالایق نے لکہا ہے کہ اگر کچھہ بھی اعانت ہو تو اپنے باپ کا کام تمام کرون یا حضور مین مقید روانہ کرون اسی زمانہ مین سراج الدولہ نادان نے آقاے عظیما سے جو مرد صالح تہا کاوش بیجا شروع کی علت اسکی یہ ہوئی کہ سردار خان بنابر معرفت سابقہ کے کہ زمانہ نوکری سیف خان سے ہمراہ آقاے مذکور کے جو اسکی سرکار کا بخشی تہا رکہتا تہا اور سلوک مناسبہ سے پیش آتا

اور بعض مرحوم عظیم آباد کے استخلاص مین ساعی تھا محض بدگمانی کی آٹھ لاکھ روپیہ امانت سردار خان کے بابت دعوی کیا اور اپنے باپ زین الدین احمد خان کے قتل کا شہرہ بصلاح آقاے مذکور کے تشہیر کر دیا مہابت جنگ بھی اس خصوص مین آقاے مذکور سے بدگمان ہوکر درپے اضرار ہوا آخر کو میر محمد علی کی سعی و توجہ سے مخلصی پاکر صولت جنگ کی رفاقت مین گیا

آزردہ ہونا صولت جنگ کا اپنے چچا مہابت جنگ سے اور ہونا کدورت بے پایان کا درمیان مہابت جنگ اور عبدالعلیخان کے

نواب صولت جنگ بہادر سے عظیم آباد کی صوبہ داری کی توقع پر جسکا شروع جنگ افغانان مین وعدہ کیا گیا تھا اور مشہور تھا اکثر عزیزون کو مانند مہدی نثار خان مورخ کے چچا کو جو بعد فتح مہابت جنگ کے رہتاس سے آیا تھا اور برادر مورخ نقی علیخان اور خادم حسن خان اور عزت علیخان وغیرہ کو جو کہ اکثر ہیبت جنگ کے رفقا مین تھے اپنا رفیق بنایا لیکن زوجہ مہابت جنگ اس فکر مین پڑی کہ صوبہ عظیم آباد بہت عمدہ صوبہ ہی اور فوج کا گذر اور بنگالہ مین پہونچنا بدون مرضی وہان کے ناظم کے دشوار اور شہامت جنگ فہم و ادراک و تمیز و شعور سرداری سے بالکل معرا ہی اور بعد مہابت جنگ کے ضرور دشمن اوسکی لڑکیون اور نواسہ سراج الدولہ اور صولت جنگ کا ہوگا پس سعی کرنا چاہیے کہ عظیم آباد کی نیابت کسی اپنے متوسل کو ملے پس اس مقدمہ کو صولت جنگ کی برائی اور اپنے حسن فہمید کو مہابت جنگ کے خاطر نشین کیا اور اپنے نواسہ سراج الدولہ کی تعلیم کی کہ علانیہ کلمات رکیک و کیکر سب لوگون سے کہی کہ اگر صوبہ بہار صولت جنگ کو سپرد ہوا بندہ اپنے کو ہلاک کریگا کیونکہ یہ صوبہ میرے باپ کا ہے میراث مجھکو پانا چاہیے۔ مہابت جنگ نے جب ایسی کلمات سنے اور نیز سراج الدولہ کی خاطر داری بدرجہ غایت منظور تھی اور اپنی بی بی کا بھی کہنا ننگ معلوم ہوا پس مناسب ہوا کہ باپ کی میراث سراج الدولہ کو ملی صولت جنگ اس واقعہ سے خاموش ہوکر آزردہ ہوا دارالخلافت شاہجہان آباد کو عازم ہوا دریا کے آمد و رفت مین مجھولی کی مہابت جنگ نے بذریعہ خطوط کے دلجوئی شروع کی بعد چند در چند عرایض کے صولت جنگ نے ایک عرضی مین لکھا کہ بندہ اس خصوص مقدمہ مین قسم کھائی ہی کہ اگر ایسا نہوا شاہجہان آباد ضرور جاؤنگا مہابت جنگ نے درجواب بدستخط خاص تحریر فرمایا اور یہ فقرہ لکھا کہ کفارہ یمین سہل است و ترک رفاقت عم خود جہل اور متعاقب ارسال

اس رقعہ کی خود اوسکے گھر مین جاکر دلجوئی کی اور درضمن گفتگو فرمایا کہ فرط محبت بار بار لجاجت کراتی ہے ورنہ جانتے ہو کہ ایکمرتبہ بندہ عذر کرتا ہو اور مخالف کی دلجوئی اگر مانا بہتر اور اگر نسنا دوبارہ گفتگو نہین کرتا مگر بزبان شمشیر — تمہین اگر کوئی عرض اس ارادہ سے ہو ظاہر کرو تاکہ بر طبق اسکی تعمیل ہو اگر در برو نکو حلیم بیگ وغیرہ حاضرین کے توسل سے عرض کرو لیس زیادہ طرفین کو رنج کمانا ضرور نہین صولت جنگ نے محواسے گفتگو معلوم کرکے ہمنشینون کی وساطت سے مقصد اپنا ظاہر کیا اور مہابت جنگ نے بعض وجوہ مداخل اوسکے مصارف کیواسطے اضافہ فرماکر اوسکی آشفتگی کی تسلی فرمائی اور عبد العلیخان بہادر مورخ کی خالو کی صحبت جو مہابت جنگ کی رفاقت مین تہا اوسکی بی بی کی حماقت سے ناچاق ہوئی مقدمہ یہانتک طول ہوا کہ گمان جان ہوا کیونکہ بعض پریشان گفتگو اوسکی بی بی کی مشعر جانب ناموس مہابت جنگ کی ہوئی مگر مہابت جنگ وہی شفقت کرتا رہا اور قتل سے درگذر کرایا یہانتک اپنے ملک محروسہ سے بدر کیا عبد العلیخان ناحق کو اپنی بی بی کی حماقت اور لجاجت سے لاعلاج چار ناچار شاہجہان آباد کو چلا اور ذکر اسکا آگی موقع پر آئیگا —

زن بدبخت مرد نیک کے گھر ÷ اسی عالم مین ہووے اوسکو سقر

تفویض ہونا صوبہ عظیم آباد کا سراج الدولہ کو اور راجہ جانکی رام کو نیابت اور معاودت کرنا مہابت جنگ کا جانب مرشدآباد

چونکہ ایام برسات قریب تہی مہابت جنگ نے بنا بر انتظام صوبہ کی رہنا اپنا اختیار کرکے زوجہ سراج الدولہ کو مع راجہ جانکی رام کے بقصد دینے نیابت عظیم آباد کے مرشدآباد سے طلب فرمایا اور بعد پہونچنے کی صوبہ داری عظیم آباد کا خلعت سراج الدولہ کو اور نیابت کا خلعت راجہ جانکی رام کو مع نوبت اور پالکی جہالردار کے عنایت فرماکر بپاس خاطر صولت جنگ کی جانکی رام کو صدر الحق خان کے ہمراہ اوسکی خدمتمین بہیجا تاکہ اداب خدمات مذکورہ کی تقدیم کرے صولت جنگ کو اگرچہ کمال ملال ہوا تہا لیکن ظاہر مین بنا بر ادب اپنے چچا کی مہربانی فرماکر بقاعدہ ہندوستان پان عنایت فرمایا بعد انقضاے برسات کی جانکی رام کو کار ماموریہ پر چہوڑکر اور صولت جنگ اور سراج الدولہ کو ہمراہ لیکر آخر ذی القعدہ کو نہضت فرماکر مرشدآباد کو عازم ہوا چونکہ سابق سے عطا احمد خان کی طرف بدظنی تہی اور اب جو اوسکے خطوط مع حامل خط کی پکڑے گئے زیادہ تر مظنہ بدخواہی کا ہو گیا ہر چند مستحق سزا تہا مگر بنظر خویش اور نیز بپاس خاطر اوسکی بی بی کے انتقام سے گذر کر شہامت جنگ کی نام حکم صادر

فرمایا کہ عطا اللہ خان کو بدون اخذ زر و زجر و تعدی کے جلد بنگالہ سے خارج کرے کہ تا پہونچنے نوید دولت
کے خانمذکور مرشد آباد سے نکل گیا ہو شہامت جنگ بعد صدور اس حکم کے عطا اللہ خان سے مستدعی
برآمدن ہوا اور خانمذکور لاچار اور ناامید شکستہ ہوکر جو یہ میر محمد علی اصغر کمر کے جو انھون وعدہ پر سچ
معتقد تہا امیدوار حصول ریاست بنگالہ ہوا تمام عیال و اطفال اور دیگر اسباب قیمتی اور ساٹھ لاکھ
روپیہ نقد اور ستاسی ہاتھی اور زر و جواہر نفیسہ کے مرشد آباد سے نکلا اور گنگا پار ہوکر حوالی مالدہ
مین میر ضیاء اللہ کی حویلی مین جو موہن پور مین واقع تہی واسطے تیاری سامان سفر کے جا ٹھہرا اور
مہابت جنگ نے سراج محل اکبر نگر مین رسوم جشن عید الضحی کر کے بسواری کشتی روانہ مرشد آباد
ہوا اور راہ مذکور کے اوسط مین بہگوان گولہ پہونچا اور شہامت جنگ اور حسین قلیخان وغیرہ اعزہ
شہر کے ملاقات سے جو برسم استقبال پیشتر چلے تہے مسرور الوقت ہوا اور وہان سے بسواری
فیل جبلی کی راہ ہوکر بڑے شان و شوکت آن بان سے داخل دولت سرا ہوا اور فتح یابی
کی جلدو مین نئے سر سے شکرانہ خداوند حقیقی بجا لایا اور صدقات وغیرہ سادات اور دیگر مومنین
کو عطا فرمایا اس سفر مین بعضے عزیز جو عظیم آباد مین رہگئے تہے مانند اسوۃ العلما و قدوۃ الفقہا
ذو المناقب و المفاخر کاشف الدقایق و اسرار البحر المللی سید الافاضل میر محمد علی ادام اللہ ظلہ اور خان
جلیل القدر عالیشان انسان العین و عین الانسان زاید حسین خان خلف مولوی محمد نصیر مرحوم رحمہما اللہ
العلی الکبیر اور خان ذوی المکارم والاحسان تقی قلیخان مرحوم بن حاجی عبد اللہ خطاط مشہور جو صوبہ
برہانپور کا دیوان محمد اورنگ زیب عالمگیر کے عہد مین تہا اور خان والا دودمان مروت دیدہ و مجمع
و مروت منبع فضایل و مکرمت علی ابراہیم خان بہادر پور مولوی مرحوم ہمشیرہ زادہ
زاید حسین خان مغفور اور حاجی محمد خان کشمیری ہمراہ مہابت جنگ کے مرشد آباد آئے اور
صولت جنگ نے چند روز کوچ کے بعد عظیم آباد سے مرشد آباد کی راہ لی۔

مورخ کا شاہجہان آباد سے معاودہ ہونا اور رفاقت صولت جنگ کا میسر آنا اور اوسکے ہمراہ مرشد آباد آنا

مورخ بھی اسی عرصہ مین جب کہ مہابت جنگ عظیم آباد سے نکلا اور صولت جنگ عازم تہا شاہجہان آباد
سے بادراک آرزوے ملاقات والدہ ماجدہ اور برادران اور خالو اور چچا اور احباب وغیرہ کہ
حادثہ شمشیر خان اور کشتہ ہونے ہیبت جنگ کے جنکی زیست کی امید واقعہ مذکورہ مین نرہی
تہی اور اب اونکی زندگی کا نوید سنا معاودت کر کے عظیم آباد آیا اثناے راہ مین مابین

لکھنؤ اور فیض آباد کے عبد العلیخان اپنے خالو سے ملاقی ہوا اور سبب برہمی مہابت جنگ اور
اختیار کرنے سفر کا دریافت کیا فرمایا کہ بسبب جہالت اور نادانی زوجہ کے یہہ تفرقہ پڑا
نوبت تو جان تک پہونچی تھی مگر چونکہ ہنوز کسیقدر زمانہ معہود مین توقف تھا زندہ رہکر بلاے
غربت مین مقید ہوا حالا شاہجہان آباد کو عازم ہون یا زنہار از قرین بد زنہار وقنا ربنا
عذاب النار + اور انہی اخراج کی بدولت مورخ کی والدہ صاحبہ کو مہابت جنگ سے ایسا
سوال جواب پیش آیا جسکی عہدہ برائی مردون سے دشوار ہو نہ کہ عورتون سے اور درگذشت
کرنا ایسے موقع پر بعد شنے ایسے جواب سخت کی باوجود قدرت جو مہابت جنگ نے فرمایا
نفس بشری سے نہ دور تھا اور اس سبب سے جو نسبت کہ ہیبت جنگ نے سید علیخان
مورخ کے بہائی سے ہوئی تھی اور چاہتا تھا کہ اپنے لڑکی برادر مذکور کو بیاہ دون برہم ہوئی
اور مہابت جنگ نے دوسرے شخص کو اپنا داماد بنایا درحقیقت اسقدر پاس اقارب
بجز مہابت جنگ اور اوسکے بیٹون بہتیجون کی دوسرے سے ہونا متعذر ہے اللہم اغفر لہم و الرحمہم
جب مورخ عظیم آباد پہونچا ظاہر ہوا کہ مہدی نثار خان اور نقی علیخان وغیرہ اقربا اور اکثر احباب
مانند غلام رضا خان خلف مرتضوی خان اور آقا عظیما سے مشہور برادر ملک محمد خان اور
خادم حسن خان اور عرب علی خان اور میر اسد علی اور میر فضل علی اور فضلاے عظیم آباد سے
ملا غلام یحیی اور میر وحید اور مفتی ضیاء اللہ اور مولوی لعل محمد اور میر عبد الہادی وغیرہ
صولت جنگ کی رفاقت مین عازم مرشد آباد ہوئے ہین مورخ کو انکی مفارقت مین عظیم آباد
کا ٹھہرنا ناگوار ہوا بدون سررشتہ رفاقت صولت جنگ کے ہمراہ اپنے چچا اور بہائی کے
گامزن ہوا عید الضحی کا دن تھا کہ نواح مونگیر مین صولت جنگ اپنے کشتی سے جسوقت
کہ کوئی غیر حاضر تھا اوترا اور قربانی کی اور اوس مقام پر کباب تناول فرمائے مورخ کو دلمین
گذرا کہ عید کا دن ہے اور عین خلوت پس اسی جگہہ اوسکو دیکھا چاہیے لہذا کشتی سواری سے مع
سید علی خان اپنے چھوٹے بہائی کے اوترکر روبرو گیا اور سلام کیا بعد مبارکباد عرض کی اور
نذر گذرانی از بس خوشنود ہوکر حکم شراکت طعام صادر فرمایا اور بر وقت روانگی کمال
اصرار فرمایا کہ ہمیشہ سفر اور حضر مین ملازم رہنا چاہیے اور وجہ معاش مورخ اور نیز برادر خورد
کی مقرر کرکے دستخط فرمائے مورخ سے اوس قوم کی صحبت خوب گذری انشاء اللہ بر وقت
موقع بیان ہوگی جب سفر ختم ہوا صولت جنگ بنظر اوس ملال کے کہ صوبہ عظیم آباد کے نپانے

سے دلین رکہتا تہا اور نیز بڑے بہائی شہامت جنگ سے صفائی تہی مرشد آباد کا رہنا
ناگوار سمجہکر بہگوان گولہ مین خیمہ زن ہوا آخر کار چچا اور برادر بزرگ اپنے کے دلجوئی اور
تکلیف دہی سے سکونت مرشد آباد کی منظور کی بعد دو تین مہینے کے اوس شہر سے اوٹہکر
اوس حویلی مین جو دریا ے بہاگیرتی کے اوس پار جگت سیٹہہ کے مکانات کے مقابل واقع
تہی نزول فرمایا اور میر حبیب کے گہر مین مورخ اور مہدی نثار خان اور علی نقی خان
کی سکونت مقرر فرمائی۔

تمنا کرنا سیف خان معین الدولہ کا مہابت جنگ کی ملاقات کو گنڈہ گولہ مین اور عدم منظوری طرفثانی اور جان بحق ہونا سیف خان کا اور صولت جنگ کو پورنیہ کی فوجداری ملنا اور آنا فخر الدین حسین خان پسر سیف خان مذکور کا مرشد آباد مین اور مہابت جنگ سے ملاقی ہونا اور دیوان خالصہ رے رایان کا جہان فنا سے گذرنا

جن دنون مین مہابت جنگ نے بعد فتح شمشیر خان کے عظیم آباد سے معاودت فرمائی سیف خان
جو کہ ارسال عرائض اور تحفجات مین مہابت جنگ سے سلوک تہا اور افواج مدد کی بہیجنے سے
رابطہ اتحاد کا متوقع تہا چنانچہ ہمراہ حاجی احمد کے بروقت روانگی عظیم آباد کے اور ہمراہ
ہیبت جنگ کے بروقت مراجعت مرشد آباد کی جو اپنے لڑکون کی شادی کو گیا تہا اور
پہر عظیم آباد کو لوٹا آتا تہا گنڈہ گولہ مین آکر جو اوسکا ممالک محروسہ تہا مہمان نوازی کی تحصیل ہوئی تہی
چاہتا تہا کہ مہابت جنگ بہی اوسی روش سے مہمان ہوا اور مہابت جنگ نظر بعلو شان خود کہ جعفر خان
اور شجاع الدولہ مرحوم رتبہ سپہ داری اور شجاعت اور سروری کا افزون بلکہ سلاطین عالی شان
سے رتبہ برابری رکہتا تہا اس استدعا سے آزردہ ہوکر خلوت مین کہتا تہا کہ سیف خان ہرچند ہفت ہزاری
اور عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کا بیٹا ہے مگر میری ملاقات کو کیون نہین آتا ہمیشہ سال مین ایکمرتبہ
شجاع الدولہ اور جعفر خان اور علاء الدولہ سرفراز خان آتے تہے۔ سیف خان تو اوسکے مافی الضمیر سے
آگاہ نتہا اور بزعم خود جانتا تہا کہ حاجی احمد اور ہیبت جنگ کی طور سے مہابت جنگ بہی ضرور مہمان
ہوگا مع اسباب ضیافت اور لوازمہ مہمانی اور تحفہ و پیشکش کی گنڈہ گولہ مین آکر مقیم ہوے اور خیمہ ہای
کلان با شوکت و شان سے استادہ کرکے مترصد ہوا کہ دیکہے کب مہابت جنگ ادہر آوے مہابت جنگ نے

بروقت آپنے عبور کے تیلیاگڈہی سے اوسکے سفیرون کو جواب دیا کہ اگر ملاقات کی آرزو ہے
کسواسطے ناظمان سابق کے طور پر مرشدآباد نہین آتے سیف خان اس جواب سے نادم ہوکر
پورنیہ مین کہ اسکا مرکز دولت تھا واپس گیا اور مریض ہوکر صاحب فراش ہوا اور تہوڑی مدت سے
مین بعارضہ اسہال مبتلا ہوکر شروع ۱۱۶۲ھ ہجری مین جہان گذران سے چل بسا اور اوسکا بڑا بیٹا
فخر الدین حسین خان جسے اصلا لیاقت سروری اور اخوان پروری کی نتھی بجاے پدر مسند آرا
ہوا اور کل متروکہ پر مانند جواہرات گران بہا اور اقمشہ نفیسہ وغیرہ پر قابض ہوکر دیگر بہائیون کو
محروم کیا بلکہ سنا گیا ہی کہ جو کچہ اورون کی قبضہ مین تہا اوسکو بہی طمع کرکے چہین لیا اور کسیقدر
اونکے حصہ مین دیا جب یہہ خبر مہابت جنگ کو ملی اور صولت جنگ کوئی کار لائق اپنی شان کے
بنگالہ مین نرکہتا تہا سند فوجداری پورنیہ کی مع جمیع متعلقات کی بدستور معین الدولہ سیف خان
بہادر کے واسطے صمصام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کی مع خلعت اور عطایاے لایق کے
حضور سے طلب کرکے اوسکی قامت سراپا لیاقت کو عطاے خلعت اور جیغہ اور سرپیچ مرصع
اور کلغی اور مالہ مروارید اور فیل سے آراستہ فرمایا اور ہوگلی کی فوجداری اوسکے تغیر مین سراج الدولہ
کو بخشی میرزا بیارن اپنے براور حقیقی کو جو محمد یار خان کی لقب سے مشہور تہا دیکر اوسکی نیابت پر
مقرر کیا اور صولت جنگ نے خادم حسن خان کو بطریق معزولی والطالی کے قبل اپنے روانگی کی روانہ کیا اور
سال مذکور کو اخر ربیع الاول کو خود بھی پورنیا کو عازم ہوا مورخ اور نیز دیگر اعزہ جو اوسکے رفیق
تہے مع دو تین ہزار اور تین چار ہزار پیادہ برقنداز ملازم کی ہمراہ ہوئے فخر الدین حسین خان نے
جب کوئی جاے پناہ بجز در دولت مہابت جنگ کے ندیکہی قطعہ عرضی مشعر اظہار اطاعت ارسال کی
مہابت جنگ نے لالچ مین آکر درجواب تحریر فرمایا کہ ہماری طرف سے مطمئن ہوکر ادہر تشریف
لائیے اور ملاقات سے مسرور فرمایئے انشاء اللہ انجاح مرام مین کوئی تقصیر نہوگی چونکہ ابلہ اور مترصد
خراب نا سزا کامون کا تہا بموجب تحریر مہابت جنگ کے قاصد مرشدآباد ہوا ورنہ جسطور سے کہ سپاہ
و اسباب سفر آمادہ رکہتا تہا اگر دریاے کوسی عبور کرکے نکلجاے زمیداران ترہٹ وغیرہ کا
مقدور نتہا کہ اوسکی مزاحمت کرسکتے اور اگر احیانا کوئی طمع کرتا تہوڑی سے انعام مین اپنا خیرخواہ
اور زاد نما بنا لیتا لیکن بسبب حق تلفی بہائیون کی فریب کہایا مع اسباب بی پایان اور لشکر بیکران
کے عازم مرشدآباد ہوے راستہ مین صولت جنگ سے ملاقی ہوا صولت جنگ نے اپنے بڑے
بیٹے شوکت جنگ کو مع بعض سرداران سپاہ کو مانند مہدی نثار خان وغیرہ کی جسمین مورخ بھی

واسطے ملاقات اور آداے رسم تعزیت وسکے باپ کی بہیجا شوکت جنگ بعد ملاقات واپس
ہوا دوسرے روز فخر الدین حسین خان صولت جنگ کی ملازمت مین آکر مورد الطاف ہوا تیسری
روز صولت جنگ بارادہ کوچ سوار ہوکر اثناے راہ مین بازدید کرتا ہوا آسگے کو روانہ ہوا
اور فخر الدین حسین خان بعد ازان کوچ در کوچ مرشد آباد کو راہ پیما ہوا ۔ اب صولت جنگ کا حال
جدا گانہ بروقت مناسب ذکر ہوگا فی الحال یہ حال مہابت جنگ اور فخر الدین حسین خان کی مرشد آباد مین
پہونچنے کا بیان ہوتا ہی فخر الدین حسین خان نی مین کوٹ کے گہاٹ مین پہونچکر مہاندی کی اوسپار مخرج
چہوڑی خود مہابت جنگ کی ملاقات کو سبقت کی جب لب دریا پہونچا مہابت جنگ نی ایک گروہ کو پیشوائی کی لیے بہیجا اور بروقت ملاقات سلوک واجب
سے پیش آیا اور فرش سوزنی پر حکم بیٹھنے کا صادر فرمایا اور عطر و پان و گلاب کی جو ہندوستان مین
معمولی تواضع ہی تعمیل ہوئی اور مطمین فرماکر آرامگاہ کو رخصت فرمایا اور وہ وہان جاکر بآرام تمام رہا ۔

راے رایان چین راے کا اس سراے فنا سے کوچ کرنا

انہین دنونمین راے رایان چین راے نی انتقال کیا اور بیرون دست . بعد انتقال اسپنے
منیب کی بلا تقرر دیوانی کے حسب الحکم امور خالصہ کے انجام مین مصروف ہوا مخفی نرہی کہ چین راے
عجب متصدی اور طرفہ ہند تہا ملکی اور مالی مقدمات مین نہایت دیانت دار اور دولتخواہ اور کفایت
شعار اسپنے آقا کا نامدار کا تہا اور اسی صداقت کی نتیجہ و دیانت داری سی وہ نوبت پہونچی کہ رفقاے
مہابت جنگ بلکہ اوسکے فرزند مانند شہامت جنگ اور صولت جنگ وغیرہ کے اوسکی پاسخاطر
کرتے اور عزت و توقیر فرماتے تھے ایکروز مہابت جنگ کی مجلس مین بروقت خلوت جس مقام پر
کہ اوسکے بہتیجے اور بہائی موجود تھے ہیبت جنگ نے تذکرہ چین راے کا اپنے دیوان کی تمثیل
عزت پر کیا مہابت جنگ نے کہا کہ بہیا راے رایان کا وہ مرتبہ ہی کہ میرا نوکر نہین بلکہ آقائی
کا مرتبہ میرے سر پر رکہتا ہی تم کیا مثال دیتے ہو اور کسکو مشابہ سمجہتے ہو ۔

رخصت کرنا مہابت جنگ کا کٹک کیطرف مرہٹہ اور میر حبیب کی سرکوبی کو اور قلعہ بارہ بہاٹی کو
مخالفین سی چہین لینا اور فخر الدین حسین خان کا مرشد آباد سی بہاگنا اور پورنیہ کا قصد کرنا اور
پہر صولت جنگ کے خوف سی رستہ سی لوٹ آنا مالدہ مین اور آنا مرشد آباد مین اور قید ہونا اور بیرون دست

کار اسے رایان خطاب پانا

جانوجی پسر رگھوجی بہوسلہ جبکہ مہابت جنگ نے نواح عظیم آباد مین شمشیر خان پر فتح پائی پریشان ہوکر مع میر حبیب اور بھی افغان کے دیگر مرشدآباد کو عازم ہوا تہا اثنائے راہ مین اپنی والدہ کی وفات کی خبر پائی میر حبیب کو چند ہزار سوار سے کٹک اور میدنی پور کے طرف بہیجکر چند ہزار سوار ہمراہ ہوکر ساتھ خود وطن کو قاصد ہوا اور رگھو نے بعد پہونچنے جانوجی کے چھوٹے بھائی اپنے ماناجی نام کو کسیقدر مرہٹونکی ساتھ میر حبیب کے پاس بہیجا اور مہابت جنگ جیسا کہ لکھا گیا دارالحکومۃ مین پہونچکر فارغ البال باآرام تمام مقیم ہوا اور سب خلق خدا بامن امان اسکے شکر گذار ہوئے اور مرہون احسان بجز فتنہ و فساد میر حبیب اور مرہٹہ کی کوئی اور وشر ملک بنگالہ مین نتہا لہذا مہابت جنگ نے انکا استیصال ضروری سمجھکر اول ماہ ربیع الثانی ۱۱۶۲ہجری کو واسطے استیصال مفسدان قاصد ہوا اور مرشدآباد سے نکل کر چندروز واسطے فراہمی لشکر کے کٹوہ مین متوقف ہوا اور حیدر علیخان بہادر داروغہ توپخانہ دستی کو ساتھ آٹھ ہزار سوار اور پیادہ برق انداز سے چند ماہ پیشتر اپنے نکلنے کے بردوان بہیجکر حکم دیا تہا کہ جیاونی کرے کہ اگر احیاناً میر حبیب بمقتضای اپنی غنیمت زنی کی نواح مرشدآباد اور بردوان کی خرابی کی درپے ہو خانہ مذکور اوسکے انسداد مین ساعی رہے — القصہ بعد فراہمی فوج ظفر موج کی مہابت جنگ بردوان کو عازم ہوا جب قصبہ مذکور کے قریب پہونچا حیدر علیخان مع ہمراہیان کی سعادت استقبال سے معزز ہوا بعد چند روز کی میدنی پور کو عازم ہوا یہ ارادہ مصمم کیا تہا کہ عملہ توپخانہ مذکور یعنی سوار و پیادہ ہمراہی حیدر علیخان کی واسطے عطائے تنخواہ کے مصر ہوکر مانع عزیمت ہوئی مہابت جنگ نے اپنی ہم نشینونمین غلام علی خان کو مع مرزا حکیم بیگ کی جو معتمد علیہ تہا اس گروہ کی دلجمعی کو روانہ فرمایا ہرچند انہون نی بہت کچھہ سمجہایا مگر انہون نی کچھہ نسنا دوسرے روز مہابت جنگ نے خود حیدر علیخان کے مکانمین جاکر چاہا کہ آپ اعضال اپنی سے آتش مشعلہ ان شیطان سیرتون کی منطفی کریں، اور کسیقدر تنخواہ پہونچا کر باقی کو شہامت جنگ پر تنخواہ کردین تاکہ جلد اوسکا بھی سرانجام ہو مگر کچھہ مفید نہوا بدستور اپنے ہٹ کی سگئے میر افضل علی جو جماعہ سواران کا جماعہ دار تہا اسی کی ذات سے یہ مفسدہ اوٹھا ہوا تہا مہابت جنگ نی اس جا دیدہ سے نصرت آلہی پر تکیہ زن ہوکر اوس گروہ کو برطرف فرمایا اور ان گروہ ضلالت پژوہ کی رفاقت سے علیحدگی کرکے قاصد مدافع غنیم ہوا فخرالدین حسین خان نی مہابت جنگ کی جو ارکان دولت مین تخلل دیکہا خدا معلوم بعض ہوا دارانہ

احمق کی سمجھانے سے گیا یا اوسکے جی مین سمائی کہ بدون اطلاع شہامت جنگ کے عبور دریا ے گنگ کرکے
اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور باتفاق فوج پورنیہ کی راہی ہوا صولت جنگ نے جب یہ خبر پائی مع
فوج و خدم و حشم بعزم مقابلہ پورنیہ سے دو تین منزل گرم روان ہوا جب باہم ملاقی ہونمین چندان
مسافت نرہی فخر الدین حسین خان نے خبر آنے سے گھبرا کر عرضی بہیجی کہ مجہسے کچھہ تعرض نفرمایا جاوے
امیدوار ہون کہ عبور کی اجازت صادر ہو صولت جنگ نے یہ عذر کرکے کہ بدون اجازت
مہابت جنگ کے نہین ممکن ہے جواب دیا کہ بہتر یہی ہے کہ جس راہ سے آیا ہے واپس ہو وہ احمق
نامرد واپس ہو کر مالدہ مین آکر ٹہرا اور مہابت جنگ نے فضل خدا پر نظر فرما کر بلا توپخانہ
کے بردوان سے میدنی پور مین اقامت کی میر حبیب جو مرہٹون کے ساتہ میدنی پور مین
چھاونی کیے ہوے تہا قرب مہابت جنگ کے خبر پاکر چہاونی مین آگ لگا مفرور ہو گیا
مہابت جنگ نے بادولت و اقبال خارج آبادی سے رودخانہ کنسائی کا عبور کیا مخبرون نے
خبر لگائی کہ میدنی پور کے اطراف کے جنگلو نمین مرہٹون کی کثرت ہے حکم ہوا کہ میر محمد کاظم خان
اور دوست محمد خان وغیرہ تعاقب مین جاکر ناکامان گردش زدہ کا کام تمام کرین
مشار الیہما نے شبا شب پہونچکر ہنگامہ کارزار گرم کیا طرفین سے خوب خوب بہادری
ظاہر ہوئی آخر کو مرہٹہ خوار و خراب ہوکر کٹک کی طرف فراری ہوے اور مہابت جنگ
پیشتر کو بڑہکر بالیسر مین آیا اوس مقام پر معلوم ہوا کہ میر حبیب اور ماناجی بے تاب ہوکر
اور یارای مقاومت سے مجبوری پاکر مع فوج اطراف کٹک مین آوارہ ہوکر دور تک
نکل گیا مہابت جنگ نے دریاے بہدک اور حاجی پور سے نکلکے مقام برہ مین جو کہ کٹک سے
تخمیناً اٹہارہ کوس ہوگا مقام فرمایا اوس جگہ سید نور اور تیر انداز خان اور دہرم داس ہزاری
تفنگچیون کی عرضی جو کہ قلعہ بارہ بٹی کی محافظ اور ملک کٹک کے متصرف تہے بدین مضمون
مہابت جنگ کی نظر سے گذری کہ ہم لوگ آپکے مطیع ہین جسوقت ادہر رونق افروز ہو سکے
مقالید قلعہ پیشکش کیجاوینگی مہابت جنگ بنظر تحقیقات حال مرہٹہ کے اور نیز میر حبیب کے
چند روز متعاقب رہا ایک ایسے جنگل سخت گذار مین جا پہونچا کہ بسبب نہ پہونچنے غلات کے
نرخ غلہ کا لشکر مین گران ہو گیا اور راہنوہی اشجار اسقدر تہی کہ تین روز تک فوج ہراول
کا پتا جو چند کوس پیشتر گئی تہی نہ لگا نہ لشکر کی خبر نواب کو اور نہ نواب کی حقیقت لشکر کو ملی دونو
طرف ایکدوسرے کی جستجو مین تہی آخر نواب نے حکم دیا کہ ہاتہیون کے نقارہ ہاے کلان

بجوانے جاوین تاکہ اوسکے آوازپر آملینگے آخر ایسا ہی ہوا فوج مقدم نہایت نزدیک تھی آوازپر اپہونچی
اور شادمانی بی پایان نصیب ہوئی جب معلوم ہوا کہ مرہٹہ کا نام ونشان اور میر حبیب کے نقش قدم
تک پیدا نہین اوس جنگل سے باہر آیا اور بعض فوج کو درہ جنگل پر تعنات فرمایا اور دو ہزار نفر ہمراہی
رکاب سے سرشام بعزم تسخیر قلعہ بہارا بہائی کی لمبا ہوا اور تمام شب اور صبح کو دو پہر تک طی مسافت
کرتا ہوا دریا سے مہانده سے جو قلعہ بہائی کے نیچے روان ہی پار ہوا اور قلعہ کے پاس جاکر اعلام نصرت ہیئت
استادہ ہوئے۔ مخفی نہ رہی کہ مہابت جنگ کا جنگل مین جانا اور فوج کی گم گشتگی اور نقارہ بجاکر
رہبونڈہ نکالنا ضرور درپیش ہوا ہی مگر یہ تحقیق نہین کہ اسی سفر مین یا کسی دوسرے وقت۔ القصہ
چونکہ فوج ظفر موج سے برابر چھہ پہر قطع راہ کی منجملہ دو ہزار سوار کے دریا اوترتے اوترتے تین سو نفر
کل حاضر رکاب رہا مگر لشکر راہ سے کسی مین یہ دم نتہا کہ لڑائی درکنار ذرا دم لے فی الحقیقت یہ امر
خلاف شان ایسے سردار ستے معلوم ہوا اگر ایسے وقت مین محافظان قلعہ قصد فساد وفتنہ پر آجاتے سارا
نام ونشان مٹا دیتے محض تائید غیبی ہوئی کہ قلعہ والون کے دلین اسکا رعب چہا گیا اور اطاعت
کی راہ مین قدم زن ہونے اوس روز بسبب نہ پہونچنے خیمہ اور عدم موجودگی سایبان گرمی آفتاب
سے اور نہ میسر آنے سایہ کے نمونہ محشر ہو رہا تہا آخر روز کو سید نور اور دہرم داس مشرف ملازمت ہوئے
اور رخصت کے وقت معہود ہوا کہ کل صبح کو مع سرانداز خان کے حضور مین آکر قلعہ تسلیم کرین
لیکن چونکہ اونپر اعتماد نتہا اپنے گروہ خواص سے ارشاد فرمایا کہ کل صبح کو جسوقت حاضر ہون زیر
تیغ بیدریغ کرین اور وقت خواب کے سراج الدولہ کو اس کام پر مامور فرمایا لہذا دوسرے صبح کو
مہابت جنگ خیمہ مختصر مین جو اسوقت پہونچا تہا بیٹھا اور سراج الدولہ قنات کے باہر مع چند
اصحاب معینہ کے سایہ مین ٹھہرا ہوا تہا کہ سید نور اور دہرم داس نے آنکر مجرا کیا اور مہابت جنگ
کے روبرو گیے اور مجلس مین جاکر اہتمام لوازمہ وغیرہ مین مامور ہوئے کہ سرانداز خان بھی
مع چند نفر کے چوبدارون اور دربانون کے برابر پہونچکر گہوڑے سے اترا سراج الدولہ نے
بمجرد اوسکے اوترنے کے قتل کا حکم دیا جو لوگ کہ اس کام پر مامور تہی فوراً لپٹ گیے اوسنے بھی
باوجود مشاہدہ اس حال کے ہوش وحواس درست کر خنجر ہاتھہ مین لیا اور بقدر امکان زد
وکشت کرکے عازم تہا کہ مہابت جنگ کی برابر جاوی مگر موت نے مہلت ندی اوسی ہنگامہ وشور مین کسی کی دستبرد
سے جان نے کالبد سے فرار کیا سید نور اور دہرم داس اس سانحہ سے مضطر ہوے بہت سا
تڑپے مگر نہ چہوٹے گرفتار ہوکر کشور خان کو کہ شقی بیباک اور مرد سخت دل نگہبان زندان خانہ تہا سپرد ہوی

قلعہ والے اس حادثہ سے پریشان ہوکر دروازہ بند کرکے لڑنے کو آمادہ ہوی مہابت جنگ
نے اپنا رہنا پائین قلعہ نامناسب سمجھا میر محمد جعفر خان اور فقیر اسد بیگ خان اور راجہ دولبہ رام
وغیرہ کو جو میر حبیب کے تعاقب سے دلجمع ہوکر حاضر حضور ہوے تھے دربارۂ محاصرۂ قلعہ مامور فرمایا
اور خود بدولت کٹک مین داخل ہوا پندرہ روز تک ہنگامۂ قلعہ گیری گرم رہا آخر الامر محصورون
نے سپاہ ظفر پناہ سے عہدہ برائی دور سمجھی میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبہ رام کو وسیلہ سے
بشرط عفو جرائم قلعہ دینے کو مقر ہوئے آخر قبول مہابت جنگ ہوا محافظان قلعہ نے قلعہ مذکور
حوالہ مہابت جنگ کردیا اور خود بہیئت مجموعی میر محمد جعفر خان اور دولبہ رام کے پاس چلے گئے
اور مہابت جنگ بنابر ملاحظہ حصار داخل قلعہ ہوا ۔

مجملاً ذکر شہر کٹک و قلعہ بارہ بہاٹی کا

اس قطعہ زمین پر قلعہ مذکور اور شہر کٹک معمور ہی اوسکے گرد دو ندیان مہانداور کٹھہ جوری
ہین اور اونکے اطراف رود خانون سے ملحق ہین اور پشتی اوسکے پتھر سے مستحکم بنی ہوے ہین دونو
دریا برسات مین تو چڑہجاتے ہین ورنہ پایاب اور بارش مین دریاے مہاندہ کا پاٹ
قریب دو کوس کے ہی اور کٹھہ جوری کا عرض انکا آدھا ہوجاتا ہی مہاندہ کے کنارے قلعہ واقع ہی
دور حصار کا تخمیناً تین کوس ہوگا کہ پتھر اور اینٹ اور چونہ سے کمال استحکام مین بنا ہوا ہی اور
پختہ عریض خندق گرد بنا ہوا ہی اور شہر کی آبادی دریاے کٹھہ جوری کے کنارے پر ہی اور شہر
و قلعہ کے درمیان دو کوس کا فاصلہ ہی عمارات وغیرہ جو دریاے کٹھہ جوری پر اور پشتہ پختہ پر معمور
ہین کمال بلندی مین پشتعمارت کی دس گز اور کہین پانچ گز کے قریب بلندی ہی اکثر عمارات کے
نیچے سے دریاے کٹھہ جوڑی جاری ہی اور دریا پار دو کوس سے چار پانچ کوس پر مختلف مقامات
مین صحراے وسیع خوش فضا ہی اور جنگل کے متصل بڑے بڑے درخت سبز اور نازکی و ساتھ اوس
جنگل کی ابتدا اسے پہاڑ سے ہے اور شہر والون کو ہر سہ قسم کی کیفیت حاصل ہی چونکہ قطعہ
مذکور پر دونو طرف سے دریا محیط ہی اگر مخالف لوگ بروقت طغیانی کے زمیداران اطراف
سے متفق ہوکر قصد محاصرہ کرین غلہ وغیرہ مایحتاج کا پہونچنا دشوار ہوجاے اگر برسات مین
کوئی بنگالہ کا قصد کرے بسبب کثرت دریا اور نالہ ندی کے عبور دشوار ہو ۔ مہابت جنگ
کہ اس قسم کے امور ہمیشہ ملحوظ رکہتا تہا زیادہ توقف مناسب نجانا جو کچھ میسر ہوا غنیمت سمجھا اور

شیخ عبد السبحان کو جو راجہ دولبھہ رام کے رسالہ مین جملہ غربا سے مجہول الاحوال مین تہا کٹک کی نیابت پر مقرر کیا بدین سبب کہ مہابت جنگ کو معاودت مین نہایت عجلت تھی اور بسبب خوف مرہٹہ کے جو کٹک کی قرب وجوار مین منتظر فرصت کین مین لگے تہے اور مرشدآباد سے بسبب طغیانی ندی نالہ کے فوج کا پہونچنا دشوار تہا کوئی شخص وہان کی نیابت قبول نکرتا تہا اور شیخ مشار الیہ جسکے دل مین کبہی ایسی ترقی کی خیالات نہین گذرتے تھے بروقت تقرر کی موجب اس شعر کے سلطنت گرچہ پوبازی سے ہی تو ہے بہتر ایسا جو کہیل میسر ہو تو کیہ خوشتر نہایت خوش ہوا اور مہابت جنگ کی عجلت لوگون نے مشاہدہ کی کیونکہ جسوقت شیخ عبد السبحان کو نیابت پر مقرر کیا مرشدآباد کو عزیمت کی باوجود آفتاب برج جوزا مین اور شروع ماہ اساڈہ بلکہ آخر جیٹھہ تہا بارش متواتر ایسقدر برستی تھی کہ کوئی روز ناغہ نہوتا تہا اور ندی نالہ جو بروقت آنے کی نہایت کم آب تہے جاتے وقت طغیانی پر ہوگئے ہرچند بعض دریا کو نین پانی کمتر اور چہاتی تک تہا مگر روزانہ بارش کی وجہ سے عبور ناممکن تہا اکثر نالون پر بہت انسان وحیوان ہلاک وتلف ہوے جیسا کہ ترجمہ یوسف علیخان بن غلام علیخان مین مذکور ہے کہ نالہ ترجہان پر جو قریب میدنی پور کے واقع ہے باوجودیکہ پاٹ اوسکا نہایت کم تہا لیکن شدت بہنے اور عدم میسر ہونے ناو سے اور گہرائی کے اوترنے سے جو کہ فقط انسان اور اسباب اسمین اوترتی ہین اور حیوان وغیرہ تیرا کر پار کرائے جاتے ہین لہذا جنس حیوانات سے صدہا گاو بیل گہوڑے وغیرہ تلف ہوگئے اور جس گہاٹ سے خان مذکور نے عبور کیا سترہ راس گہوڑے غرق ہوگئے اسی حساب پر خیال کرنا چاہیے رودخانہ گہنسا سے پر جو میدنی پور کی متصل جاری ہے کل لشکر کو بصد خرابی عبور کا اتفاق ہوا چونکہ زیادہ تین چار کشتی سے میسر نتہی نہایت سختی اور تکلیف مین ان دریائون سے عبور ہوا تفصیل وار کے تحریر مین بجز درد سر کے کچہ سود نہین خلاصہ یہی ہے کہ راہ کی طغیانی اور کیچڑ اور دلدل سے نہایت تکلیف عائد لشکر ہوئی جبکہ مہابت جنگ کٹک سے کوچ کرکے چلا میر حبیب جو مع مرہٹہ کے کسی گوشہ مین چہپا تہا نکلکر قلعہ اور شہر مذکورہ کے استخلاص کا عازم ہوا جب کہ مہابت جنگ کی عزیمت کو چہہ سات روز گذر گئے میر حبیب کٹک کی نزدیک پہونچا اور شیخ عبد السبحان نے باوجودیکہ اس فوج مرہٹہ سے عہدہ برائی غیر ممکن جانتا تہا بمقتضای غیرت کے باوجود قلت میر حبیب اور مرہٹہ کے مقابلہ کا عزم کیا اور بروقت مقابلہ اپنی طاقت سے زیادہ جنگ آور ہوا جب زخمی ہوکر ہاتہہ پیر سے بیکار ہوا اسیر مخالف ہوا اس حدوث غیر ممکن کا حال اطراف بالیسر بندر مین مہابت جنگ کے گوش زد ہوا چونکہ وقت تنگ تہا تدارک اسکا

دوسرے وقت پر موقوف ہوا اور مہابت جنگ بعد طے مراحل کے آخر جمادی الاخر کو کٹوہ پہونچا اور ناو کے پل سے جو کہ قبل پہونچنے کے تیار ہو رہا تہا عبور کرکے اوایل ماہ رجب سنہ مذکور کو عمارات موتی محل مین جسکے آغاز تعمیر تہی نزول اقبال فرمایا شہامت جنگ اور حسین قلیخان وغیرہ مستفیض ملازمت ہوئے بیرون دست پیشکار نے رای رایانی کا خطاب پایا دیوانی خالصہ کی خلعت سے سرفراز ہوا۔

بقیہ ذکر فخر الدین حسین خان ولد سیف خان کا اور بعض سوانح نے کہ اسوقت مین ظہور پایا

فخر الدین حسین خان ولد سیف خان جو کہ بنظر ساقط الاعتباری کے دوست و آشنا کے نگاہ سے گر گیا تہا اکثر رفقا رنجیدہ ہوکر صولت جنگ سے جا ملے اور خود بذات مع مال و منال و چند ندیم جرات اور زیادہ موافق وغیرہ عملہ شاگرد پیشہ کے ہمراہ قصبہ مالدہ شکستگی ظاہر و باطن کی موسم گرما مین گذارہ کر رہا تہا تاکہ پردہ غیب سے کیا پیش آوے مہابت جنگ نے اوسکی کیفیت اس حرکت سے دریافت کرکے اوسکی مال و متاع کے چہین لینے مین جو کہ مبلغ خطیر اور اسباب بی نظیر تہا قسم جواہر وغیرہ سے اوسکے پاس ورثہ اوسکے باپ کا تہا فکر کرنے لگا بعض اپنے معتمدین کو بہیجکر اوسے حضور مین طلب کیا بعد آنے کی ایک مکان بنا بر اقامت تجویز کرکے اسباب مایحتاج مہیا کر دیا اور اوسکی نگاہبانی پر محافظ تعین کر دئے جملہ نقد و جنس جو اوس بزدل مرد احمق کے پلے تہا ضبط کر لیا اور حیدر علیخان مع کل عملہ توپخانہ کے جو کہ بردوان سے مرشد آباد آیا تہا موتیا بند کی عارضہ مین اندہا ہو گیا اور سراج الدولہ نے ہزاریان توپخانہ کی خطا معاف کر دی داروغگی توپخانہ دستی کی تاہدنگی اور میر ضیاء الصمد کو جو مدت سے عطاء اللہ خان کا رفیق تہا اوسکے نیابت کا خلعت ملا انہین وقت مین مہدی نثار خان نے باستدعاے مادر سراج الدولہ کے صولت جنگ سے منافق ہوکر مع علی نقی خان برادر مورخ اور غلام رضا خان ولد مرتضوی خان وغیرہ سرداران کو مرشد آباد پہونچا سراج الدولہ جو اپنے چچا صولت جنگ سے مخالفت رکہتا تہا اور مہدی نثار خان اوسکے باپ کا کہنہ معتمد اور رفیق دیرینہ تہا اوسنے اسکو غنیمت جانا اور ہر ایک کو اپنا رفیق بنا لیا مہدی نثار خان کو زیادہ رفقاے سابق سے مشمول عنایت فرماکر ترقی مراتب مین وزیر و رسائی ہوا

مہابت جنگ کا روانہ ہونا میدنی پور کو بارادہ اخراج میر حبیب اور مرہٹہ کی اور میدنی پور مین

چھاونی کرنا اور سراج الدولہ کو بالیسر بندر بھیجنا مع دیگر کوایف اور فخر الدین حسین خان کا قید سے فرار کرنا سازش مرہٹہ سے

چونکہ میر حبیب محض رشک وحسد سے خلق اللہ کو رنجیدہ کیا کرتا تھا اور جور وجفا کیکر بندگان خدا کو ناحق بطمع دنیوی مبتلاے رنج ومحن کرتا تھا اور مرہٹہ اور افغان کی جماعت اپنی ہمراہ لیکر اکثر اطراف جنوبی گنگا کی متعلقہ ملک بنگالہ تاخت وتاراج کیا کرتا تھا لہذا مہابت جنگ نے چاہا کہ اس فرقۂ اشقیا کا بخوبی استیصال کیا جاوے باوجود ضعف پیری اور کہن سالی کی تقصیر نکرتا تھا لہذا بعد بارش کی بقصد شکار مہرپور کے طرف جو مرشدآباد کی جانب جنوب شرقی اور جنوبی واقع ہی متوجہ ہوا کثرت ہرن کی وہان پر اسقدر تھی کہ روزانہ سیکڑون شکار ہوتی تھے اور کثرت کی وجہ سے اکثر گلی کا گلہ لشکر مین آجاتا تھا اور بازاری وغیرہ ہمراہیان لشکر جو بدستی سی مار پیٹ کر شکار کرتے تھے بعد فراغ شکار کے کنارے کٹوہ مین نزول ہوا جب لشکر فراہم ہوا بردوان کو چلا وہان سی بڑہکر میدنی پور آیا جماعۂ مخالفین بمجرد استماع آمد آمد کے آوازہ وحشت ادبار اور مفقود الخبر ہوئے اور مہابت جنگ نے میدنی پور مین وارد ہوکر دریاے کہنسائی کے کنارے خیمہ کیا اور یہ ارادہ کیا کہ اس ملک کا بند وبست اس مرتبہ اس ڈہب سے کریے کہ غنیم کا عبور مشکل ہو لہذا میدنی پور مین چھاونی کا حکم دیا اور میدنی پور کی فوجداری علی قلیخان کو جو سراج الدولہ کے رسالہ کا بخشی تھا مرحمت فرمائی جب میر حبیب کی خبر سنی کہ بالیسر کی طرف متوقف ہے نظر بران کہ چندان فوج میر حبیب کے ہمراہ ایسی نہین ہی کہ جس ہو خیال ضرر ہو اور سراج الدولہ کو بھی لڑائی پر دلیر ہونا ضرور ہی لہذا مع فوج قاہرہ کے نامبردہ کو جنگ مذکور پر مامور فرمایا سراج الدولہ نے دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان کو بطور چھاونی پیشتر روانہ کرکے خود بھی متعاقب اُنکے روانہ ہوا دوست محمد خان نے اول صبح کو اونکے سر پر پہونچکر قدرے گوشمالی کی اور فوج مخالف جو مہابت جنگ کے نام سے ڈرتی تھی محمد خان اور میر محمد کاظم خان کی ذرا سے شجاعت جو دیکھی ہاتھ پاون پہول گئی ہوش باختہ مفرور ہوئی اور سراج الدولہ نے متعاقب پہونچکر بالیسر بندر مین مقام کیا چونکہ پیشروی کی اجازت نپائی تھی تعاقب پر رخ نکیا مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی مفارقت نہایت ناگوار تھی خصوصاً اسوقت مین ایکدم کی جدائی سے نہایت بیتاب تھا دلمین خیال کیا کہ اگر میر حبیب دونو لشکر کے درمیان مین آئی

اور جبی سبک بھی اوس سے بہتر ہے خدا جانے اوسکا انجام کار کیا ہو اور فوج گران معتمد
جو سراج الدولہ کے ہمراہ ہی خدانخواستہ کہین ایسا نہو کہ سراج الدولہ کی ناتجربہ کاری سی
صدمہ عظیم پہونچے لہذا سراج الدولہ کو بتاکید تمام طلب کیا اور متعاقب اپنے رسول کے
متحرک ہوکر بے اختیار قطع راہ کرنے لگا اودہر سے سراج الدولہ بھی چلا نراین گڈہ مین
قران السعدین کی صورت ہوئی وہان سے متفق میدنی پور کو معاودت کی سابق کی جا و لی
مین مقام کیا اسی زمانے مین خواجہ عبدالہادی خان جوکہ ادنی جماعہ داران سرکاری مین تہا
سید محمد لبا دل کے ہمراہ جوکہ دونون کامل تہے باہم نایب غلام حسن خان داروغہ دیوانخانہ
کے توسط سے عرض پیرا ہوئی کہ ملازمین سرکار کی تعداد مین بڑا غبن اور خلط ملط ہی عملہ بخشی گری
جماعہ دارون سی متفق ہوکر ضمانت کرتے ہین جسکے ہمراہی مین سرکاری دفتر مین سو نفر مرقوم
ہین اگر حاضری لیجاوے چارم بھی مشکل سی برآمد ہونگے چنانچہ اول اپنے ہمراہیون کے
غبن کی عرضی کی اور کہا کہ بس ایک مرتبہ بلاحظہ موجودات سپاہ کا بندہ دو تنخواہ کو حکم ہو تو
کفایت سرکاری لکھو کہا پر پہونچیگی مہابت جنگ نے برطبق التماس جمیع عملہ بخشی گری سپاہ کا
حکم دیا کہ کل فوج عبدالہادی خان سی رجوع ہوکر حاضری دین اس سانحہ سے عجب طرح کا
انقلاب اور اضطراب روساے سپاہ کے حال مین پیدا ہوا خواجہ مذکور بنظر اپنی
ترقی منصب اور حصول اعتماد کے شریف و وضیع سے اغماض کرکے صاف بیمروت ہوگیا
اور اپنے نیکنامی کے واسطے سب کو بدنام کیا اس درجہ تک چہان کی کہ کسی عمدہ کے رسالہ
مین جسکی تنخواہ بابت سترہ سو سوار کے درج دفتر تہی بروقت ملاحظہ حاضری کی اسّی نفر برآمد
ہوئے پس اسی پر خیال کرنا چاہیے کہ ہزارون مین صدہا رہگئے۔ اگرچہ سرکار کی کفایت
اور خواجہ مذکور اس خدمت کے صلہ مین مورد عنایت ہوا مگر تمام خاص و عام مین
مطعون اور باعث دل آزردگی لشکر اور سپاہ کا ہوا حقیقت مین یہ امر ناگوار ہوا نہ تو
اہالیان سپاہ کو ایسا غبن ضرور تہا ورنہ خواجہ مذکور کو ایسی غیبت کرنا نہ مہابت جنگ کو ایسے موقع
جنگ و جدال مین ایسی چہان بنان اور جستجو کرنا۔ بیت سراسر غبار است این چمن دشت ؛
ازین چشم پوشیدہ باید گذشت ؛ اسی اثنا مین خبر آئی کہ مرہٹہ کی فوج براہ جنگل مرشدآباد
کو راہی ہوئی مہابت جنگ کو تو اونکا استیصال بجان و دل منظور تہا اور فوج متعینہ مرشدآباد
پہ چندان اعتماد نتہا میدنی پور سے متحرک ہوکر بردوان آیا وہان پر معلوم ہوا کہ آید لشکر ظفر پیکر

لشکر مرہٹہ کو توقف بیچ جوار مرشد آباد کے نرہا غربی جنگلون کو بہاگ گئے اور فخر الدین حسین خان
خلف سیف خان جو کہ مرشد آباد مین حسب الحکم نظر بند تہا نگہبانون اپنے کو غافل پاکر
یا ساتھ طمع کے اپنے اتفاق کرکے لشکر مرہٹہ سے ملگیا اور نہایت پوشیدگی مین اونکے ہمراہ نکل گیا
انجام کار اسکا یہ ہوا کہ چونکہ تمام عمر ناز ونعم مین پلا تہا کبہی سفر کی سختی نہونچی تہی اور اس
سفر مین بجز گہوڑے کی دوسری سواری ہمراہ نتہی انکی رفاقت سے عاجز ہوکر شاہجہان آباد
کو روانہ ہوا جب وہان جا پہونچا جو زر وجواہر کہ والدہ کی اقامت مین مہاجنان پورنیہ
کی معرفت قبل اپنے قید ہونے کے بہیجا تہا اونہین سے جو کچہ ہاتہ لگا اوسی سے گذر اوقات
کررہا تہا تہوڑے دنون کے بعد مرض سرسام مین اسیر ہوکر جہان فنا سے چل بسا
اسی وقت مین کسی زمیندار جنگل نے مہابت جنگ سے التماس کیا کہ اگر فوج ظفر موج
کی رہنمائی بندہ کے متعلق ہو لشکر والا کو طرفۃ العین مین دشمن کے بہیرونبگاہ پر پہونچاتا ہون
یہ عرض قبول ہوئی زمیندار مذکور قبل منصب سرکاری سوار ہوکر رہنمائے فوج ظفر موج ہوا
اور قطع راہ بطور ایلغار ہونے لگی جب دو تین منزل طے ہوئین ایک رات کو تمام شب قطع
راہ کرکے صبح ہوتے مہابت جنگ کو خبر ملی کہ زمیندار مذکور نے عماری کے اندر اپنا شکم چہری سے
چاک کر ڈالا بمجرد اس خبر کے نامبردہ کو طلب فرماکر استفسار شکم چاکی فرمایا جواب دیا کہ
چونکہ راہ بہول گیا تہا اور دشمن کے بنگاہ پر نہ پہونچ سکا بندہ کو خوف ہوا کہ خدا معلوم کیا اسکی
پاداش مین نصیب ہو لہذا یہ حرکت کی گئی آور بعد چند گہڑی کے نیم جان تو تہا ہی راہی ملک
عدم ہوا مہابت جنگ نے جو اسکے بدولت چند منزل تکلیف پائی اور رہرکارون نے اوس
راہ سے خبرین دین لاجرم مصلحت سمجہکر معاودت فرما ہوا بردوان مین آنکر تالکچند دیوان راجہ
بردوان کے باغ مین مقیم ہوا اور تحقیقات مرہٹہ کی کرنے لگا انہین دنون مین میر محمد جعفر خان
جو کہ بتقریب تعیناتی مہابت جنگ کے مرشد آباد مین تہا حسب الطلب روانہ ہوکر باغ مذکور مین
قدمبوس ہوا مہابت جنگ جو کہ بملاحظہ حمایت عملہ سپاہ وغیرہ معاملہ کے میر جعفر خان سے بہی کسیقدر
ملال رکہتا تہا اوسکے نسبت چند کلمات نصیحت اور ملامت آمیز ارشاد ہوے اور حکم ہوا کہ اپنی
نیابت اپنے بہائی سے تغیر کرکے خواجہ عبد الہادی خان کو دیوے ہرچند خانمذکور راضی نہ تہا
مگر بندگی بیچارگی طوعاً وکرہاً حسب الارشاد نیابت عبد الہادی خان کو تفویض کیا چند روز کے
بعد عرض ہوا کہ پہر مرہٹون نے میدنی پور کے جنگل سے سر اوٹہایا ہے مہابت جنگ تواد کے

درپے پڑا تہا سنتے ہی میدنی پور کی طرف متوجہ ہوا اور سراج الدولہ رخصت ہوکر داخل مرشدآباد ہوا۔

ذکر سبب جدائی سراج الدولہ کا مہابت جنگ سے اور جانا مرشدآباد کو اور جانکی رام سے لڑنا اور مورخ کے چچا مہدی نثار خان کا مارا جانا

مخفی نرہے کہ مورخ کا چچا مہدی نثار خان مغفور کل محامد صفات برگزیدہ شجاعت اور عزم اور اقتدار مین یگانہ روزگار تہا جب ہیبت جنگ مرگیا مہابت جنگ کو اپنا قدرشناس بناکر قصد کیا کہ اگر فلک ساتہ دیوے تو البتہ دولت دنیوی حاصل ہو مگر پایان اسکا ایکروز موت ہی جبکہ مہدی نثار خان سراج الدولہ کی رفاقت مین مہابت جنگ کے ہمراہ بعض سوالات جو کہ مہابت جنگ حسب عادت بے باکی سے گفتگو کلمات گران زبان پر لایا اور مہابت جنگ نے اسکی بیباکی سے اندیشناک ہوکر چاہا کہ سراج الدولہ کی رفاقت سے ممنوع کرے مہدی نثار خان نے اس رمز کو پاکر سراج الدولہ کو دلنشین کیا کہ تمہارا دادا فرط محبت سے مفارقت کو راضی نہین چاہتا ہی کہ ہمیشہ اوسکے تابع فرمان اور مرتبہ اعمام سے نازکتر بسر کرو اور آپ کسی سبیل سے اوسکے کمتر ہو یہ کچھ شایان نہین بلکہ باعتبار وراثت مہابت جنگ کے چراغ دودمان اور زبدۂ خاندان ہو فضل خدا سے آپ لڑکے بھی نہین کہ اسطرحکی اطاعت ضرور ہو اگر مرشدآباد ہوکر عظیم آباد کی راہ لوجانگی‌او ہے کہ ہندوی مفلوک اور نائب تمہارا ہی وہان سے اوٹہا دینا کچہ کام نہین بعد ازان مہابت جنگ بجز تمہاری دلجوئی کے اور کچھ نکریگا الغرض سراج الدولہ کو تو یہ مصلحت قبول تھی مہدی نثار خان آخر ربیع الثانی یا اوایل جمادی الاول سنہ ۶۳ ہجری کو نوکری سے مستعفی ہوکر مرشدآباد ہوتے ہوئے مع رفقاے چند کے عظیم آباد گیا اور نقی علی خان مورخ کے چھوٹے بہائی کو جو ہمراہ اپنے چچا کے ترک رفاقت صفدر جنگ کی کرکے سراج الدولہ کا ملازم ہوا تہا قبل اس سانحہ کے بحسب تقدیر ناراض ہوکر روانہ شاہجہان آباد ہوا تہا مورخ کہ پورنیہ مین صولت جنگ کا رفیق تہا بہائی کے ارادہ پر مطلع ہوکر اپنے بہائی کی مفارقت کا راضی نہوا طلب کیا اور بڑی سعی سے دوبارہ صولت جنگ کا ملازم کرادیا اور مہابت جنگ نے میدنی پور مین جاکر مرہٹہ کو مفقود الخبر کیا اور چہاونی قدیم مین خیمہ زن ہوا چونکہ اس گروہ کی بیخ کنی کا خیال تہا اور حیدر علی خان خلف الصدق علی قلیخان جسکے نام میدنی پور کی فوجداری تھی بسبب عدم قدرت اور اقتدار

مقابلہ اور مقاتلہ مرہٹہ سے معذرت خواہ ہوا مہابت جنگ نے مکان اور دو تہخانہ خاص کا حکم دیا اور متعلقان کو مرشد آباد سے طلب فرمایا اور خاص و عام لشکر کو جو کہ طول سفر سے آزردہ ہوے تھے اور قرب برسات کے آنے سے مرشد آباد کو پہنچنے کے امیدوار تھے حکم چھاونی کرنے کا صادر فرمایا لاجرم ہر ایک نے مایوس ہوکر اپنے حسب مقدور سایبان وغیرہ بنوالیا سراج الدولہ اپنے حصول دعوے کو روانہ ہوا اور مہابت جنگ سے چند روز کی رخصت مرشد آباد کے سیر و تفریح کے بہانہ سے لیکر مرشد آباد پہونچا اور اپنے ارادہ سے مہدی نثار خان کو مطلع کرکے رقعہ متضمن حرکت دینے کا مرشد آباد سے بطور ایلغار واسطے تعین تاریخ لکھکر ہرکاروں کی ہاتھ روانہ کیا اور خود تاریخ معہودہ کو سیر باغ کے بہانہ سے مع لطف النسا جاریہ کی جو اوسکی پرورش کردہ تھی سواری رتھہ پر جسکے بیل چالیس کوس ایکروز مین قطع راہ کر سکتے تھے عظیم آباد کو چلا شہامت جنگ نے مع حسین قلیخان اور حسن رضا خان وغیرہ ہمراہیان دو شناس تقرب ساس کے بمجرد استماع اس خبر کے مضطرب الاحوال ہوکر پالکی پر سوار ہمراہ معدودے ملازمان بے اختیار کے درپے اوسکے ہوکر سرا سے دیوان تک دوڑے اور حسب بنا بعض معتمدان کو پیشتر روانہ کیا اور دربارہ معاودت نہایت الحاح و لجاجت فرمائی سراج الدولہ نے اونکی باتون پر کچھ التفات نکیا اور زجر و توبیخ سے اونکو دفع کرکے پیشتر کی راہ لی شہامت جنگ نے یہ ماجرا مہابت جنگ کو تحریر کیا کہ بندہ نے ہر چند ہاتھ پیر مارے اوس تک نہ پہونچا البتہ ہمارے فرستادہ لوگ اوسکے پاس پہونچے مگر بروقت التماس معاودت جواب دیا کہ اگر میرے واپس لیجانے مین زیادہ اصرار کروگے مین اپنی جان دیدونگا اس باعث سے ناچار وہ لوگ واپس آئے مہابت جنگ نے جیسے ہی یہ خبر سنی عنان صبر و اختیار ہاتھ سے دیدی اور بنابر فرط تعشق کے جو اوسکے ساتھ رکھتا تھا مضطرب ہوگیا اینار ہنا میدنی پور مین محال سمجھا اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھ رام کو مشمول عواطف فرماکر اور دفع غنیم کی بارہ مین تدبیرین سکھلا کر میدنی پور مین چھوڑا اور خود چند آدمی ہمراہ لیکر اوسی روز مرشد آباد کو چلا باوجودیکہ موسم برسات اور راستہ مین کیچڑ اور دلدل اور ندی نالہ کی طغیانی تھی مگر صبح سے شام تک قطع راہ کرتا تھا آٹھ دن کی راہ چار روز مین طے کرکے دار الامارۃ مرشد آباد مین وارد ہوا ایکروز مقام کرکے دوسرے روز پھر عظیم آباد کو راہی ہوا اور ایک قطعہ خط سراج الدولہ کے نام مشعر دلجوئی اور شفقت اور کثرت اشتیاق اور ...

ارادہ منظور کی نہایت عمدہ طور پر لکھکر بہیجا سراج الدولہ بہاگلپور کے طرف پہونچا تھا کہ یہ خط
ملا جواب مین لکہا کہ جناب عالی باوجود اظہار اسقدر مہر و شفقت کے میرے دشمنون کی درپے
پرورش ہین ازانجملہ حسین قلیخان کو وہ مرتبہ عزت و سروری دیا کہ مجھی ذلت ہی کہ بروقت
سعادت بردوان کے میرے استقبال کو ایک قدم بھی نہ بڑہایا اور شہامت جنگ کو ولایت
عہد دیکر صولت جنگ کو پورنیہ کی فوجداری عطا فرمائی میرے حال پر بجز عنایات زبانی کے
کوئی شفقت و نوازش جو از دیاد منصب اور اقتدار کے لایق ہو نہوئی حالاہر گز تشریف
نہ لاؤنگا ورنہ آپ کا سر میرے دامن مین یا کہ میرا سر آپ کے زیر پاے فیل ہوگا اور یہی
جواب ہرکارہ کے زبانی بھی کہلا بہیجا جب ہرکارہ نے کلمات مذکورہ بیان کیے مہابت جنگ نے
نہایت برہم ہوکر ہرکارہ سے فرمایا کہ اگر میرا سر اوسکے زیر پاے فیل غلطان ہو عین آرزو
ہی اوسکے سر کو میرے پای فیل کے نیچے کیونکر تو نے بیان کیا پہر دوبارہ خط کمال ملائمت اور
اوسکی غلط فہمی کے اشعار مین تحریر کیا خلاصہ اوسکے مضمون کا یہ ہی کہ اے عزیز جان من
تمنے بر خلاف مدعا کے وہم و گمان کیا ہی شکایت تمہاری بیجا ہی آرزو میری یہ ہی کہ کل دنیا کی
حکومت اور فرمانروائی اوسی نور چشم لخت جگر کو ملے اور یہ رباعی دستخط خاص سے اوسی خط مین
لکہدی ہے غازی کہ پے شہادت اندر تگ و پوست ٭ غافل کہ شہید عشق فاضلتر از دست ٭
فردا ے قیامت این بآن کی ماند ٭ این کشتہ دشمن است و آن کشتہ دوست ٭ اب قلم وقایع نگار
لکھنے احوال مہابت جنگ سے روگردان ہوکر ماجراے سراج الدولہ لکھتا ہے
کہ سررشتہ سخن کا ہاتھہ سے نجاے

پہونچنا سراج الدولہ کا نواح عظیم آباد مین اور مہدی نثار خان سے ملکر جانکی رام سے لڑنا اور سندیا مجبور کا راجا نا

جب سراج الدولہ غیاث پور مین پہونچا شقہ لکہا ہوا اوسکا قبل ازین مہدی نثار خان کو پہونچا تہا
بدین مضمون کہ مین رنجی سلطنت بر باد کرکے تمہارے اعتماد پر ادہر آتا ہون اب اپنے
قول پر آمادہ اور مستعد ہو مہدی نثار خان قبل ورود اس رقعہ کے عازم تہا کہ اہل و ناموس
کو بذریعہ کشتی غازی پور بہیج تا کہ جب سراج الدولہ آوے حسب معقود عمل کرے اور اگر
وہ نہ آوے خود مع رفقا کے روانہ شاہجہان آباد ہو کیونکہ اسکو مضبوط یقین تہا کہ سراج الدولہ
بموجب اوسکے تعلیم کے کاربند ہوگا الغرض جب رقعہ مذکور پہونچا والدہ مورخ کو جو کہ بجاے

پہونچا

اپنے والدہ کے سمجہتا تہا اپنے مکان مین. بلا کر اظہار مافی الضمیر سے آگاہ کیا والدہ مورخ نی ممانعت کی مبالغہ فرمایا کہ اے بہائی تو مہابت جنگ سے عہدہ برآ نہوگا اور بالفعل یہ ہندو نایب ہر چند ہندو اور مفلوک ہی مگر نوکر تو مہابت جنگ کا ہی اور وہ سراج الدولہ مہابت جنگ کا فرزند ہے اور وہ اسیر مرتا ہے اوسکے آئینمین کچہہ مضرت نہین انجام کار یہہ شیر وشکار جو ہونگی تم مفت مین اپنے قتل کے روادار نہوگشتی موجود ہی زن وبچہ کو روانہ کردو اور خود گہوڑے کی سواری پر نکل جاؤ مہدی نثار خان کو تو اجل اور غیرت دامنگیر تہی ہر چند والدہ مہربان نے سمجہایا کچہہ نہ سنا اور کہا کہ اگر سراج الدولہ نہ آتا تو بندہ ہرگز قصد نکرتا اب نہین ہو سکتا کہ کنارہ کرون اور نامردی سے مشہور رہون اگر حیات مستعار اور اقبال کامگار نی یاری کی اس ہندو بنگالی پر فتح پائی جبہا اگر ایام زندگی برابر ہو چکے ہین کیا مضایقہ ہے۔ القصہ اپنے ناموس کو روانہ غازی پور کیا اور بعض جواہرات اور ظروف طلا و نقرہ اپنے لڑکے کا حق سپرد والدہ کے کیا اور آخر شب کو رخصت ہو کر صبح ہوتے ہوئے عازم خدمت سراج الدولہ ہوا قصبہ غیاث پور مین جو بارہ کے نام سے معروف ہے آکر ملاقات کی جو جماعہ دار اطراف در بہنگا اور گنگا کے اوس پار تہے اونکے نام خطوط طلبی مشعر وعدہ دلخواہ سراج الدولہ کی طرف سے لکہہ لکہہ بہیجے اور لوگون کی عرضیان مشعر زود رسی کے ملاحظہ مین گذرین بلکہ اکثر لوگ جو چلے تہے جب اثنائے راہ مین مہدی نثار خان کے وفات اور سراج الدولہ کی شکست کی خبر سنی واپس ہوگئے الغرض مہدی نثار خان مع سراج الدولہ کے جعفر خان کے باغ مین پہونچکر مقیم ہوا شہر عظیم آباد کے لوگ اور نیز اطراف اور اکناف وغیرہ کے فراہم ہوئے سراج الدولہ نے جانکی رام کو پیغام دیا کہ حاضر ہو کر مشرف ملازمت ہو وہ اس خبر سے بحر تحیر اور تفکر مین غریق ہوا کہ کیا کیجے اگر سراج الدولہ کے ملازمت مین جاییے مبادا مہابت جنگ مورد عتاب فرمائے یہ مقدمہ ملکداری کا ہی اور اگر سراج الدولہ سے مقابلہ کریے اور خدانخواستہ کوئی چشم زخم پہونچے تو مفت مین زندگی سے آنکہہ چرانا پڑے کیونکہ جو کچہہ مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی محبت مد نظر تہی اوسکا حال سب پر روشن تہا اور عیان ناچار ایسے ششش و پنج مین مصطفے قلیخان کو جو محمد ایرج خان کا بہائی اور اوسکا خسر تہا بہیجا تاکہ ارادۂ غیبی سے آگاہی بہم پہونچائی مصطفے قلیخان حاضر حضور ہو کر تقریب کلام ہر طرح سے کرنے لگا مہدی نثار خان نے سراج الدولہ کو سمجہا دیا تہا کہ جانکی رام کے مقرب حضوری مین جانے نپاوین ورنہ مضر حضور کو وہان ظاہر کرکے

اُسنے نہ سُنا چونکہ سراج الدولہ کی تنگی حوصلہ مین اخفاے راز کی جگہہ نتھی اپنا اسرار مصطفیٰ خان سی
ظاہر کرکے جانکی رام کے احضار مین استعانت چاہی وہ تو بڑا لسان بسیار گو تہا بلا تامل راجہ
جانکی رام کو لانے کا متعہد ہوکر رخصت ہوا بحسب تقدیر اوس روز مہدی نثار خان کسی کام کو باہر
گئے تہی مصطفیٰ قلیخان رخصت ہو چلا گیا اور جانکی رام کو اسکے بد باطنی سی خبردار کردیا جانکی رام نے
جو ارادہ احضار کیا تہا وہ فسخ کردیا شہر کے دروازے بند کرا دیے اور بارادہ قلعداری کے بیٹہا
سراج الدولہ جو محض بے تحمل تھا نہایت آزردہ ہوا اور اس اعتماد سے کہ کوئی اوسکو نمارے گا
تسخیر قلعہ اور جانکی رام کی تنبیہ کا ارادہ فرمایا مہدی نثار خان نے تارسیدن سپاہ توقف کیا اوس
ابلہ ناعاقبت اندیش نے کثرت اضطراب سے فرمایا کہ میں تمہارے کہنے کے بموجب سلطنت
چہوڑنی جانبازی کو آمادہ ہوا اور تم لڑائی سے جی چراتے ہو مہدی نثار خان کو ایسے کلام کی کہان
تاب تھی آشفتہ ہوکر کہا کہ اول میری بات نمانی دراندازون کو دولتخواہ سمجہکر محرم راز کیا اور شکار
مقصود کو دام مین آتے ہوے اوڑا دیا اور اب ساتہہ ستر نفر ہمراہی کے جنمین بعض جانباز اور
شجاعت شعار پدیدار ہونگے قلعہ ستانی کی عزیمت کرتے ہو دو روز صبر کرو فوج شایستہ فراہم ہوگی
تب ارادہ دلی ظاہر فرمایا اوس کمینہ نے وہی کلمات جو پیشتر کہے تہی دوبارہ پہر کہے مہدی نثار خان نی
جانبازی پر قدم مضبوط کیا تمام شب درگاہ ایزدی مین زار نالان فتح و نصرت کا خواہان رہا اور
کہا تعز من تشاء و تذل من تشاء پروردگار میری جسکو چاہتا ہی تو عزت دیتا ہی اور جسکو چاہتا ہے ذلت
دیتا ہی امیدوار ہون کہ کافرون پر ظفریابی ہو صبح ہوتے مع چند رفقا کے تسخیر قلعہ پر کمر باندہی یہ سانحہ
آخر رجب یا اول شعبان ۱۱۶۳ ہجری کو واقع ہوا الغرض بدین وجہ کہ شرق رویہ دروازہ اور فصیل
پر محافظان قلعہ کا بڑا اژدحام تہا بہانہ کیا کہ سراج الدولہ باپ کے مزار کی زیارت کو جاتے ہین ہیبت جنگ
کے مقبرہ پر لیگیا اور وہان سے سراج الدولہ کو اپنے گہوڑے خنگ رنگ پر سوار کراکر گہٹی
بیگم پورہ پر یورش کیا چونکہ اودہر بہی محافظ مستعد اور موجود تہے اور مست ہونٹ اگراقربا و رکبہ زیادہ
کے لوگونکا اہتمام تہا فوراً لڑائی شروع ہوئی برق اندازی اندرون قلعہ سے شروع ہوئی غالبن
مہدی نثار خان نے سراج الدولہ کو مع چند محافظون کے زیر دیوار چہوڑا اور خود مع رفقا کی
پیادہ پا دیوار حصار پر چڑہا کسیقدر مجروح بہی ہوئے چنانچہ مہدی نثار خان کی بہی بازو مین ایک تیر
ترازو ہوگیا اور بعض لوگ مانند امانت خان وغیرہ کے بدر روسی جو مرور کثرت آب سی کسیقدر کشادہ
تہی اندرون قلعہ جا پہونچے اور دروازہ کہولکر سراج الدولہ وغیرہ باقی ماندہ لوگون کو قلعہ کے

اندر کر لیا میدان مذکور خس و خار عدو سے صاف ہوا مہدی نثار خان جامہ یکتھی پہنے ہوئے تلوار حمایل
کیے مع رفقاے معتمد کی سراج الدولہ کو بیچ مین لیے ہوئے آہستہ آہستہ آگی چلا آتا تھا تا آنکہ بدر محلسراے
والد مرحوم کے دروازے پر جو حاجی گنج کے مقابلہ مین معمور ہی اور دونون کے مقابل شارع عام
دروازہ بیگم پورہ کا واقع ہی پہونچا اور جانکی رام نے مع اسباب حرب مانند توپخانہ دستی اور بان
وغیرہ کے فیل سوار ہوکر حسن علیخان کو ہراولی پر مقرر فرمایا اور دروازہ قلعہ پختہ کی سر چوک
پر حیران کھڑا تھا کہ دیکھیے کیا نتیجہ پیش آتا ہی البتہ تین چار ہزار آدمی اوسکے ہمراہ تھے اور راجہ رام نراین
بھی حاضر تھا اسی عرصہ مین امانت خان نے جو مہدی نثار خان کا رفیق شجاع تھا ہاتھ مین برچھی
لیے ہوئے اپنے گھوڑے کو کداتا ہوا بکمال جرات و بہادری و دلیری سے در آیا اور حسن علیخان
کے اژدحام مین جو دروازہ جنوب رویہ چوک مین متصل مسجد حاجی تاتار کے غلبہ اور ہجوم کیے
ہوئے تھے جا کھڑا ہوا طرفہ رستخیز پیدا ہوئی کسی کی تاب نہوئی کہ اوسکے مقابل ہو بانک دوکانونکی
گوشون سے چھپ چھپ کر مانند حیزون اور نامردون کی بیچارہ پر دست درازی کرنا شروع
کی اور زخمی کر دیا اور وہ جرار شیرانہ حملہ کنان تھا تا آنکہ کسی برج یا کسی مکان سے اون
بد سرشتون کی گولی آکر لگی اور نقد روح اوسکا رنجک کے طرح پیالہ کالبد سے اوڑ گیا
جو لوگ کہ مہدی نثار خان کو پیشقدمی سے ممانعت کرتے تھے مہدی نثار خان ذبر آشفتہ ہوکر جواب دیا
کہ ایسے مقام مین اسطرح کی خیر خواہی سے بندہ رضامند نہین جو کوئی مجھے عزیز رکھتا ہو میرے
آگے چلے امانت خان کے متعاقب مرزا مدار بیگ دکھنی مع اپنے لڑکے اور داماد اور دو تین
اور آدمیون کے امانت خان کی مدد کو دوڑے تھے مگر امانت خان تو اس جہان سے چل بسا تھا
مدار بیگ نے بھی تیر و شمشیر کے زخم اوٹھا کر گولی کھائی اور زندگی سے ہاتھ اوٹھایا اوسکے
لڑکے اور داماد میدان سے عنان ریز ہوئے اور انہون کے سبب سے مہدی نثار خان کی انتظام
مین خلل واقع ہوا چونکہ راہ تنگ تھی پانچ چھ سوار سراسیمہ لوٹے اور عنان ریز گریزان ہوئے
لوگون نے بھاگنے والون کو راہ دی مہدی نثار خان دوکان پر کھڑا ہو گیا اسیطرح ہر ایک الگ
الگ جا لگا جب فراریان کا شور کم ہوا مہدی نثار خان بدستور شمشیر در دست استادہ ہوا
لیکن سابق کے طرح سے جما وہ نہوا کیونکہ لوگ ظاہر مین بھی پریشان تھے اور باطن مین بھی مدار بیگ
کے اولاد و رفقا کے گریز سے ششدر ہو رہے تھے متعاقب مہتہ جسونت ناگر کے فراری مسلح
اور مستعد آپہونچے اور مہدی نثار خان کو پہچانکر کہا خانصاحب اپنے ہمارے مورچال سے اکثر

ہملوگون کو شہر مین رسوا اور بدنام کیا اور اپنے کو ایک تہلکہ مین ڈالا الحال یہی بہتر ہی کہ اپنے راہ لگو مہدی نثار خان نے جواب دیا کہ مہتہ جیو یہ کلام شایان خیرخواہی نہین اسوقتمین ہم تم باہم مخالف ہین سو ہو جسطرح کی خواہش عیان کیجیے پس اب داد تیغ و تبر دیجیے بعد اس گفتگو کے مہتہ جسونت جو کہ مبارز دلیر جنگ آزمودہ با آبرو تہا ناچار پیادہ ہو کر مہدی نثار خان سے مقابل آیا مہدی نثار خان نے ایک ہاتھہ تلوار کا اوسکے گلے پر لگایا اور اوسکی مدافعت پر افسوس ہی کہ ہمراہیان نامرد کے دل نہ بڑہے ورنہ بعد کشتہ ہونے مہتہ ناگر کے سراج الدولہ کی ہمراہیان کسیقدر دل توانا ہوئی اور جانکی رام کے سپاہ مین تزلزل زیادہ ہوا کیا عجب تہا کہ عین دار و گیر مین سراج الدولہ کی فتح ہو جاتی مہدی نثار خان نے کسی منشی کو آواز دی کہ اے فلانے مجھکو تجھسے ایسی ہی امید تھی لیکن کچھہ سود نہوا تا آنکہ دروازہ حاجی گنج سے جو مہدی نثار خان کے چپ کے طرف تھا میر محمد اشرف کا بہتیجا جو ناگر کے جانب تھا ظاہر ہو کر مہدی نثار خان کو نصیحت کرنے لگا اور لوٹ جانے کو کہنے لگا اس جرار کو غیظ اور غضب آیا سخت و سست فرمایا اوس نامرد نے دہوکہا دیا پیچھے سے آکر ایسا ایک ہاتھہ تلوار کا مارا کہ پیر کٹ گیا اور ایسا مرد دلاور لستر ناکامی پر گرا اِنا لِلّٰہِ و اِنا الیہ راجعون ٭ بعد ازان باتفاق ناگر سر پر پہونچکر خاتمہ بالخیر کر دیا اور سراج الدولہ نامرد اس مشاہدہ سے گہبراکر گنج مذکور کے راہ سے کوچہ مین جا چہپا اور مصطفے قلیخان کے گہر کی راہ لی ہمراہی اوسکے ہر طرف پریشان ہو گئے سیف خان کے میرزا دو کمین ایک شخص مرزا سنگی نام مہدی نثار خان کی رفاقت مین گولی کہاکر جان بحق ہوا دو تین آدمی اور بہی مقتول و مجروح ہوئے مہتہ جسونت کی مہابت جنگ کے خوف سے باوجودیکہ زخم سنگ چہرہ پر کہایا تہا خون چکان سراج الدولہ کے پیچھے مصطفے قلیخان کے گہر تک پہونچا آیا مصطفے قلیخان نے گہر سے نکلکر استقبال کیا اور حیلتاً عجز و نیاز کرتے گہر مین لایا خدمتگذاری کی اور مہتہ مذکور کی تحریر خانہ مذکور کے متضمن صحیح و سالم پہونچنے سراج الدولہ کے اوسکی مکان پر مہری لیکر مراجعت کی اور جانکی رام نے مہدی نثار خان کا سر ناحق کاٹکر کچھہ دیر دروازہ شرقی پر لٹکایا پہر بعض لوگون کے کہنے سے مع لاش کے حوالہ کرکے اجازت تجہیز و تکفین صادر فرمائی اور وہ بیچارہ مرحوم اپنے باپ کی قبر کے جوار مین محلہ لون گود مین مدفون ہوا اور جانکی رام نے اوسکے رفیقان جانباز کو بہی جو کہ اوسکے ہمراہ شہید ہوئے تہے اوسی احاطہ مین دفن کرایا مصرع ہمین است پایان دنیا ہمین ٭ اور بموجب شعر محشی اکبرنامہ کے یہ ہی دنیا دو رنگی ہی انتہا ٭ بجز بیوفائی نہو باوفا

بے

اللّٰہم اغفرلہ ورحتہ فی اعلیٰ علیین مع الحقہ بابائہ الصالحین الغرض جانکی رام نے سراج الدولہ کو محفوظ رکہنے اور مہدی نثارخان کے شہید ہونے سے زندگی دوبارہ پائی اور اپنی جگہ پر بدستور قدیم کمال غرور اور نخوت سے جا بیٹھا۔

آنا مہابت جنگ کا عظیم آباد مین اور سراج الدولہ سے ملاقات کرنا اور بیمار ہوکر مع سراج الدولہ کے مرشد آباد کو معاودہونا

مہابت جنگ کمال اضطراب مین بہ تمناے دیدار سراج الدولہ کے رہ سپر تہا رات دن بیقرار پروانہ واراوسکے شمع جمال کے شوق مین سوزان چلا آتا تہا جب قصبۂ بارہ مین آیا اور حقیقت حال سے مطلع ہوا دلجمعی ہوئی سید اسد اسدخان برادر منعم علیخان کو جو اس سفر مین مرشد آباد سے ہمراہ ہوا تہا سراج الدولہ کے پاس بہیجا اور اپنی آرزومندی کے پیغام دیے خانمذکور نے سراج الدولہ کے حضور مین پہونچکر اپنے حسن بیان سے جدامجد کے پاس آنیکو راضی کر لیا مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی عرضی کی خبر سے وہ خوشی ہوئی کہ استقبال کی عزیمت مین باوجودیکہ استقلال مین کوہ وقار تہا پر کاہ سے زیادہ سبک اور مضطرب معلوم ہوتا تہا ہر وقت یہی زبان پر تہا کہ اب کہان پر آیا ہوگا تا آنکہ جاسوسون نے خبر دی کہ نزدیک آگیا حکم دیا کہ پیش خیمہ سے دیوار اوٹھا دیجاوین تاکہ مانع دیدار نہون جسوقت سواری پر نظر پڑی بے اختیار سجدہ شکر مین سر رکہا سراج الدولہ خیمہ کے نزدیک پہونچکر گہوڑے سے اوترا اور قدمبوسی والد اپنی پر سر جہکایا مہابت جنگ نے آغوش مین تنگ کہینچکر بے اختیار رقت کی اور مکرر سہ کرر سجدۂ شکرانہ جناب باری تعالیٰ کا بجا لایا اور باتفاق اوس جگہ سے نہضت فرمائی اور عظیم آباد مین آیا جو عمارات کہ احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ مرحوم نے دریاے گنگا پر بنوائی تہی اونہین مین نزول فرمایا۔ سراج الدولہ جانکی رام کے جسارت سے جو بدرجۂ لاچاری واقع ہوئی تہی نہایت آزردہ تہا مہابت جنگ نے اوسکی شفاعت کرکے عفو تقصیر کرائی اور سراج الدولہ کی ملازمت کو روانہ کیا سراج الدولہ نے بپاس ارشاد جدامجد کے مشمول عنایت فرماکر رخصت کیا اور جو کہ کوئی امر موجب توقف صوبہ بہار کے نتہا بلکہ اوسکا دل مرہٹہ کے طرف سے جو کٹک اور بالیسر مین منتشر تہے اور میر محمد جعفرخان اور راجہ دوبہ رام وغیرہ کو میدنی پور مین چہوڑ آیا تہا چندان اعتماد نتہا پس جانکی رام کو خلعت استقلال عطا فرماکر مع سراج الدولہ کے روانہ مرشد آباد ہوا انہین دنونمین مہابت جنگ کو

تپ محرق عارض ہوئی اوسوقت بجز تاج الدین نام کے کوئی طبیب تھا مشار الیہ بموجب
حکم حاضر رکاب ہوکر تدبیر مناسب کرتا تھا اور مہابت جنگ بسواری کشتی طے مسافت مین
عجلت کرتا تھا بدین وجہ کہ حکیم لایق التعظیم محمد ہادی خان ہاشمی عقیلی خواہرزادہ خاتم الاطبا حاوی علوم
طبی وحکمی جالینوس الزمان حکیم علوی خان شناسای تمام مزاج کا تھا مہابت جنگ کے مزاج سے بخوبی
واقف تھا اثناے راہ سے کسی ملازم کو اوسکے احضار کیواسطے مرشدآباد روانہ فرمایا اور
خان مذکور واقع راج محل مشرف ملازمت ہوکر متوجہ معالجہ ہوا اور مہابت جنگ عین سختی
عارضہ مین مرشدآباد پہونچا دوا وغیرہ جملہ امور منحصر ایماے حکیم ہادی علیخان کرتے فی الحقیقت
اس فلاطون فطرت مسیحا آیت نے تدبیر معالجہ مین ید بیضا کیا تھوڑے عرصہ مین صحت ہوئی
بعد حصول صحت کلیہ کے اس قدرشناس نے خلعت فاخرہ اور سرپیچ اور جیغہ مرصع اور زنجیر
فیل عماری دار اور پانچہزار روپیہ نقد سے سرفراز فرمایا اور تعظیم وتکریم مین بھی اضافہ ہوا
حتی کہ سواری مین داخل دولتخانہ ہوتا تھا اور جس جگہ تک شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور
صولت جنگ کی پالکی صحن چبوترہ کے زینون کے پاس اوترتی تھی اسکی بھی پالکی اوسی مقام
پر جاتی تھی اور شہامت جنگ اور سراج الدولہ بھی تواضع لایقہ سے پیش آتے تھے بعد غسل صحت
کے نذر اور صدقہ کی تعمیل ہوئی چونکہ ہنوز ایام بارش باقی تھے اور مرہٹہ کے تگ وتاز
کا بھی اندیشہ نتھا اور بیماری کا ضعف بھی کسیقدر لاحق تھا رقایم کرایم واسطے راجہ دولبہ رام
اور میر محمد جعفر خان کے مشعر نوید صحت اور نیز وعدہ معاودت بعد برسات کے صادر
ہوئے اور چونکہ عظیم آباد سے مہابت جنگ نے صولت جنگ کو لکھا تھا کہ بروقت واپسی کے
مقام گندہ گولہ مضاف پورنیان مین واسطے ملاقات کے متوقف ہوے صولت جنگ نے
اوس مقام پر ضیافت کی طیاری کی تھی اور بندہ مورخ کو چند کوس پیشتر روانہ کیا اور
انتظار ایفاے عہد کر رہا تھا مہابت جنگ نے بسبب عارضہ بیماری کے عذر لکھ بھیجا اور
خود نہایت جلدی سے دریا عبور کرکے داخل مرشدآباد ہوا صولت جنگ خبر علالت
سنکر محمد مسیح اپنے ملازم طبیب کو جوکہ اسم بامسمی تھا جلد بھیجا اور سماعت خبر صحت کے
بتقریب عیادت اور مبارکباد کے پورنیہ سے نہضت کرکے مشرف ملازمت ہوا اسی ضمن
مین نفیسہ بیگم بنت شجاع الدولہ مرحوم خواہر علاء الدولہ سرفراز خان جوکہ شہامت جنگ اور
اوسکی بی بی مہرالنسا معروف گسیٹی بیگم دختر مہابت جنگ سے نہایت ربط یگانگی رکھتی تھی اور

ان میان بی بی نے مراتب ادب ملحوظ کرکے اپنے کاروبار خانگی کے اختیارات اوسکو دیئے تھے اور بیگم مذکور علاء الدولہ کے جملہ نوکرون سے ایک کو جوکہ اوسکے قتل کی رات کو پیدا ہوا تھا اور شکر اللہ خان نام ہوا اپنی فرزندی مین لیا تھا اور اوسکے وصلت کا ارادہ صولت جنگ کی کسی دختر سے رکھتی تھی لہذا صولت جنگ کی بی بی مذکور کے توسل سے پیغام دیا صولت جنگ نے اول تو انکار کیا مگر پھر شہامت جنگ کے مبالغہ اور اصرار سے راضی ہوا اور چونکہ سرانجام اس کار خیر کا بدون جمع ہونے قبایل اور عشایر مہابت جنگ اور سرفراز خان مرحوم کے نہین ہو سکتا تھا اور جانا تمام عورت اور مرد کا پورنیان مین ناممکن تھا بناے شادی مرشد آباد مین قرار پاکر مقرر ہوا کہ بعد مہیا ہونے سامان شادی کے جو ساعت کہ تجویز ہو اوسی وقت صولت جنگ مرشد آباد کو آوے باقی اسکا حال وقایع آیندہ مین تحریر ہوگا بعد چند روز کے صولت جنگ خدمت عم بزرگوار سے رخصت ہوکر اپنے دار الملک کو عازم ہوا —

میر حبیب اور مرہٹہ کا مصالحت کی استدعا کرنا بشرط تفویض صوبہ کٹک اور کسیقدر زر نقد کے اور بسبب ضعف پیری کی قبول کرنا مہابت جنگ کا

میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبہ رام کی رفاقت مین جو فوجین میدنی پور مین مقیم تھین اگرچہ بحسب کمیت تدارک محاربات مرہٹہ اور اخراج انکا کٹک اور بالیسر سے ممکن تھا لیکن بسبب قصور جرات اور سعی سپہ سالار اور نیز شہرہ بیماری نواب مہابت جنگ کے متعذر رہتا ہر چند صحت کی خبرین مشتہر ہوئین مگر دوست دشمن دونو حیلہ حوالہ کا خیال کرتے تھے سپاہ ملازم بھی دشمن سے لڑائی کرنیکو جسارت نہین کرتی تھی اور مخالف لوگ زیادہ تر ایسے خیالات سے متوحش ہوکر دلیر ہوتے تھے لہذا مہابت جنگ کو باوجود بقیہ ضعف اور نقاہت کے سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین مع فوج انجم شمار کے حرکت کرنا ضرور ہوا مرشد آباد سے میدنی پور کو چلا اور راہ مین سے میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبہ رام برسم استقبال برآمد ہوکر درمیان بردوان اور میدنی پور کے مشرف پابوسی کا ہوئے اور مرہٹہ اور میر حبیب نے خبر بیماری اور میدنی پور سے فوج کی حرکت سنکر پیر تیر بالا اور میدنی پور کی جانب آنے کو آمادہ ہوئے مہابت جنگ نے مع فوج ہمراہی اور لاحقہ کے بقصد مقابلہ میدنی پور کو متوجہ ہوا قصبہ مذکور مین فریقین کی ملاقات ہوئی بموجب عادت معہود کے میر حبیب اور مرہٹہ مغلوب اور مہابت جنگ مظفر ہوا اور افواج دکن خدمات بہادران مہابت جنگی کی

تاب نلا کر جنگل اور پہاڑ و نمین بنگالہ کے غرب رویہ پریشان و آوارہ ہوئے اور مہابت جنگ
نے حسب عادت سابقہ تعاقب مفسدان منہزمہ کی رخ فرمایا لیکن مرہٹہ کو تاب کہان تھی جب لشکر منصورہ
جرارہ پاس پہونچتا بسبب نامردی جبلی عدم تاب مقاومت بھاگ جاتی مہابت جنگ نی تعاقب سی منہ نہ پھیرا لیکن کہ
تاب استقامت نہ دی بیچارہ کہین پیر ٹہرنیکی جگہہ نپاکر کٹک کی جنگلو نمین ہو کر فراری ہوئی اور مہابت جنگ نی
بافتح و فیروزی مرشدآباد کو معاودت کی کٹک سی انکا خارج کرنا دوسری سال پر ملتوی فرمایا اور میدان کٹوہ مین
نزول کیا میر حبیب اور سرداران مرہٹہ نی مہابت جنگ کا غلبہ دیکہکر اور ایذا اوٹہانی سالہاسال سی اور نہ دیکہنی صورت بہبود
مساعی کی آیینہ مراد مین ایسی فکر کی درپی ہوی کہ جس صورت سی ممکن ہو صلح ہو جاوی چونکہ بالکل کٹک سی ہاتھ اوٹہانا اور بنگالہ سے
ہراسان و رسوا ہوئی پر راضی ہونا رگہوجی بہوسلہ کا خوف دلاتا تھا چنانچہ بعض پذیرای پر مہابت جنگ کے
اطاعت کی خواہان ہوے آخر میر حبیب نی بعض اپنی معتمدین کو اس استدعا کے واسطی میر محمد جعفر خان
کے پاس بہیجا مشار الیہ نی اونکے التماس بروقت مناسب مہابت جنگ کی حضور مین عرض کیی نواب موصوف
اگرچہ بنظر شجاعت اور عزت دانی کی اونکے ملتمس قبول کرنا ناممکن جانتا تھا مگر چند وجہ سے
اول ضعف پیری کی دوسری آسایش ناتوانان و عاجزان و ضعیفان ممالک محروسہ کی نظر سے متوجہ اقبال ہوا
کیونکہ اوس زمانہ مین سن شریف پچہتر برس کا تھا اور مرہٹہ کی لڑائیو نمین دس برس برابر
تردد و مشقت حاصل ہوئی تہی کہ چند فتح و نصرت ہر وقت اسی کی حصہ مین ہوتی رہی مگر اکثر غربا
اور رعایا ملک جنوبی گنگا کے دکہمینون کی قتل و غارت سی پراگندہ اور پامال ہو گئی تھے اور
ہمیشہ اپنی جان و مال کی فکر مین زندگی بسر کرتے تھے بہرحال بنظر وا دید مذکورہ میر محمد جعفر خان کو
حکم دیا کہ بعض اپنے معتمدین کو میر حبیب کے پاس بہیجی جسوقت کوئی عمدہ اوسکے ارکان دولت
مین سے جو کہ عقل و تمیز سے بہرہ مند ہو آویگا بشرط لیاقت پذیرائی کے صلح منظور کیجاویگی فرستہ ثالث بالخیر
اپنے مکان کو رخصت پاویگا خان مشار الیہ نے میر حسن علی اور میر عوض علی کو میر حبیب کے
فرستادون کی ساتھ برسم مبشر شادی روانہ کیا مشار الیہما میر حبیب کی پاس پہونچی مہابت جنگ کے
رضامند ہونے سی میر حبیب جسکی خیال مین یہ امر نہایت دشوار تھا اس بشارت کی سننی سے
کہ نعمت عظمیٰ سمجہتا تھا شاد و خرم ہوا اور مطیع مہابت جنگ کا ہو کر بجا آوری ارشاد مناسب جانی
اور کہنا اسکا خواہ برا ہو خواہ بہلا لازم اور لابد سمجہا مرزا صالح کو میر حسن علی اور میر عوض علی
کے ہمراہ جعفر خان کے پاس روانہ کیا تاکہ اوسکی وساطت سی شرف ملازمت مہابت جنگ بہادر حاصل کرکی
اظہار قبول اطاعت و انقیاد نواب عالی جناب کری اور جسطرح کہ مرکوز خاطر والا ہو بانیل مرام معاودت لازم جانی

فرستادۂ میر حبیب بتوسط میر محمد جعفر خان کے جسوقت کہ مہابت جنگ کٹوہ مین رونق افزا تھے اونکی ملازمت مین فایز ہوا اور ہمرکاب ہوکر مرشد آباد مین وارد ہوا۔

ذکر وقوع مصالحہ فیمابین مہابت جنگ اور مرہٹہ اور میر حبیب کی درمیانین ہونیکا

جب مہابت جنگ مرکز دولت مین پہونچا مرزا صالح نے اظہار اطاعت و فرمانبری کرکے عہد و مواثیق سے درخواست مطالب کی عرض کی اور چند روز سوال جواب درپیش رہے شروع ۱۱۶۵ ہجری مین اس طرحپر صلح ہوئی کہ میر حبیب مہابت جنگ کا نوکر ہوا اور جناب مذکور کے طرف سے صوبہ کٹک کی نظامت پر سرفراز ہوا اور اوسکے حاصلات کو فوج رگہو کی تنخواہ مین دیوے اور علاوہ اوسکے بارہ لاکھ روپیہ نقد اس شرط پر رگہو کو دیا جاوے کہ پہر قلمرو مہابت جنگ مین ایک فرد مرہٹہ بھی قدم نرکہے متصدیان بنگالہ اس سرکار کے نوکر اوسکو دیتے رہینگے اور فوج مرہٹہ رود خانہ سون اکہیا کو اپنا حد و سد سمجکر اوسکے پار آنیکا عزم نہ کرین جب میر حبیب نے اس قول وقرار سے آگاہی پائی عرضداشت اپنی رضامندی کی ارسال حضور نواب صاحب کی اور مرزا صالح کو خطاب مصالح الدین محمد خان کا عطا فرماکر مع سند و خلعت و فیل وغیرہ کی بنابر میر حبیب کے رخصت دی جب اسطرف سے طبیعت جمع ہوئی فوج کی تخفیف مدنظر ہوئی اور آبادی دیہات ویرانہ جو مرہٹہ کے تاخت و تاراج سے ہوئی تھی منظور ہوئی اور میدنی پور جو کہ بعد مصالحت کے داخل بنگالہ ہوا راجہ رام سنگہ کو جو ہرکارون کا جماعہ دار تہا اوس جگہہ کا فوجدار کیا اور اوسکا بہائی نراین سنگہ اپنی بہائی کی جگہہ حضور مین مقرر ہوا۔

ذکر معاودت رابعہ بیگم برادر زادی مہابت جنگ کا لکہنو سے چچا کی خدمت مین

انہین دنونمین پیشتر ہونے اس معاملہ صلح کی رابعہ بیگم زوجہ عطاء اللہ خان دختر حاجی احمد جو شوہر کے ہمراہ لکہنو گئی تھی بعد کشتہ ہونی شوہر کے جو راجہ نول راے اور احمد بنگش کی لڑائی مین واقع ہوا بوسیلہ نام قرابت اور برادر زادگی مہابت جنگ کے روساے شہر مذکور اور روشن خان زمیندار صوبہ اودہ سے موافقت کرکے اکثرون کو عطاے لایقہ اور اکرام فایقہ سے ممنون و مرہون احسان و منت فرماکر مع مال و اسباب و اولاد وغیرہ کے عظیم آباد پہونچا کی اور وہان سے بکام دل مرشد آباد آکر چچا کے زیر سایہ مقیم ہوئی۔

ذکر انتقال راے رایان بھیرون دت کا اور دیوانی خالصہ کی راجہ کیرت چند کو ملنا اور اسکا بھی مرنا اور امیدرام کی امید بر آنا

اسی ضمن مین راے رایان بھیرون دت بنگالہ کا دیوان خالصہ بعارضہ مرض استسقا مین رہرو ملک عدم ہوا اور امیدرام اوسکا پیشکار بلاتعین دیوانی بموجب حکم امور ملکی اور مالی مین مصروف ہوا تا آنکہ راجہ کیرت چند ولد راے رایان عالم چند جو شجاع الدولہ مرحوم کی نظامت مین دیوان خالصہ تہا اور کیرت چند کسیقدر نحو و صرف سے واقف فارسی مین بہ نسبت اور ہنود کے عمدہ طور سے بخوبی لکہتا تھا اور چند روز احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کا دیوان عظیم آباد مین رہا تہا بعد ازان چند روز عطاء اللہ خان کی دیوانی مین رہا بعدہٗ بنارس مین مقیم تہا انہون نے مضمون مناسب مہابت جنگ کے نام عرایض ارسال کیے اور بموجب طلب حضور مین آکر خلعت دیوانی بنگالہ سے سرفراز ہوا اور بدستور پیشکاری امیدرام کے نام رہی چونکہ یہ شخص دیوان بنگالہ کا بیٹا اور معاملہ سابقہ سے بخوبی آگاہ تھا بعض روپیہ جو کہ جگت سیٹھہ وغیرہ زمیندارون سے پانا واجب تھا اور کوئی اوس زر سے واقف نہتھا اس شخص نے بنظر کاردانی اور حزم و دانائی اور اپنی جانفشانی کے زر مذکور وصول کر کے چند لاکھہ روپیہ کرور پر زیادہ داخل خزانہ مہابت جنگ کیا اور مہابت جنگ کو اپنی کارکردگی سے بدرجہ غایت خوشنود کیا دو سال کے قریب اس عہدہ جلیلہ پر شاد و خرم رہا بعدہ عارضہ بواسیر کے درد و اذیت مین اسیر ہو کر اس دار ناپایدار کے دارو گیر سے چھٹکارا حاصل کیا چونکہ امیدرام عہدہ پیشکاری مین مدت سے نیکنام رہا تہا عہدہ دیوانی سے ترقی یاب ہوا

میر حبیب کا مارا جانا جانوجی پسر رگہوجی بہوسلہ کے آزردگی اور نادانی سے

جب مرہٹہ سے صلح ہوگئی اور میر حبیب مہابت جنگ کا نوکر ہوا اور نیز رگہوجی کے طرف سے بھی معتمد اور دولتخواہ تہا افواج مرہٹہ کی بحالی اور برطرفی اسکے اختیار مین تھی رگہوجی کی فوج اور ایک سردار اوسکا قرابتدار کٹک مین رہتا تھا لیکن میر مذکور کی ماتحتی مین تھا میر حبیب نے کٹک کی حاصلات سے بارہ لاکھہ روپیہ نقد اسنے حصہ کا افاغنہ کی تنخواہ مین معین کیا اور دوسرا حصہ سرکار رگہوجی کے لیے مقرر کر کے صرف اوقات کرتا تہا ایک برس چند مہینے کے گذرنے پر واقع ۱۱۶۶ہجری کو جانوجی ولد رگہو بہوسلہ فوج کی سرداری اور نیابت

حاصل کرکے موقع کہین آیا متصدی اور برہمن فوج مرہٹہ کے میر مذکور کی فرمانبرداری سے ناراض ہوئے تھے جانوجی کو
جو کہ جوان خودسر اور کسیقدر باپ کی اطاعت سے بھی باہر تھا میر حبیب کی جانب سے ورغلانا اور مخاصمت کے خواہان
ہوئے جب یہ مصلحت ہوئی جانوجی نے میر حبیب کو مطلوب حضور کرکے نہایت سلوک و مدارات سے بٹھایا اور
تمام دن لطف و عنایت سے شام کیا چونکہ میر حبیب کا لشکر کسیقدر مرہٹہ سے دور اوترا کرتا تھا ہمراہیان میر حبیب
نے طول نشست سے گھبراکر اکثرون نے اپنی راہ لی تھوڑے سے لوگ وہان حاضر رہے جب شام ہوئی جانوجی
پوجا کے حیلہ سے کسیطرف چلا گیا اور اوس بنگلہ مین مرہٹہ ہجوم کر آئے میر مذکور کو پیغام دیا کہ بیدون
حساب زر اور لکھہ دینے دستاویز زر متصرفہ کے جانے نپاویگا میر مذکور تو رگھو کی عنایت اور اپنے
حسن رفاقت پر اعتماد رکھتا تھا جانوجی کے کہنے پر سر فسردہ نہوا اور اپنی رہائی اس مکان سے چاہتا تھا
کیونکہ جانتا تھا کہ جب اس مکان سے نکلا کوئی ہاتھ نپاویگا ہرچند تقریرات دلپذیر کین مگر قضا کے پنجہ سے
رہائی نپائی جب آدہی رات گذری اور دیکھا کہ کچھہ اپنی گفتگو کو اثر نہین ہوتا مردانہ کمر باندہی اور
چالیس پچاس آدمی سے جو ہمراہ تھے آمادہ جنگ ہوا اس کو یہ بھی خیال تھا کہ بدون حکم رگھوجی کے کوئی
مزاحم نہوگا مگر تقریر سے نوبت گذری تیغ و تبر کی باری آئی یہ تو قلیل تھے اودہر مرہٹہ کی کثرت تھی
باہر نکلنے کی راہ نپائی اکثر رفقا کے ہمراہ مقتول ہوا البعض مجروح ہوئے ہرچند رگھو اس خبر کے سننے سے
اپنے لڑکے سے نہایت آزردہ ہوا مگر میر حبیب بیچارہ کی مفت جان گئی جب وہ وقت آیا تھا کہ اپنے شجر جفاکشی کا
پہل چکھے بیگناہی مین جان سے گیا اسکے بعد مصالح الدین محمد خان جو کہ واسطہ صلح ہوا تھا کٹک کی نیابت پر
مہابت جنگ کی طرف سے اور نیز مرہٹہ کی طرف سے سرفراز ہوا بکام آرام بسر کرنے لگا لیکن جو انتظام میر حبیب کا تھا
وہ اسکو میسر نہوا مگر کج فہمی سے اپنے کو زمرۂ نوکران مرہٹہ سے سمجھتا تھا۔

جانکی رام کا عظیم آباد مین فوت ہونا اور راجہ رام نراین کا صوبہ دار ہونا اور اکرام الدولہ کا مرنا

اسی عرصہ مین واقع اخر ۱۱۶۵ ہجری یا اوایل ۱۱۶۶ ہجری مین جانکی رام نائب صوبہ عظیم آباد اجل طبیعی
مین فوت ہوا اور راجہ رام نراین ولد رنگ لال جو کہ عہد طفلی سے پروردۂ خاندان مہابت جنگ تھا
اور جانکی رام کے عہد مین عظیم آباد کی نیابت پر سرفراز تھا بحقوق سالخوردگی اور دیرینہ ہونیکے اور نیز شعورمندی کے
جو کہ سابق اور معاملات مین رکھتا تھا صوبہ عظیم آباد کی نیابت اور عطاے خلعت اور سرپیچ مرصع اور
شمشیر و فیل سے سرفراز ہوا اور راجہ دولبھہ رام ولدکلان راجہ جانکی رام کا جو اپنے باپ کی نیابت مین
دیوان تن تھا اور زمرۂ معتمدین مہابت جنگ مین تھا عطاے خلعت ماتمی اور خلعت خدمت مذکور سے سرفراز ہوا

اور واسطہ سوال جواب راجہ رام نراین اور عرض مطالب صوبۂ عظیم آباد کی حضور مین مقرر ہوا اور مہابت جنگ نے عیش و آرام مین گذر اوقات کرنی مقرر کی اور ہر کام کی واسطے الگ الگ وقت مقرر فرمائے شکار سے اکثر شوق تہا لہذا موسم سرما مین سراج محل کی طرف نکلا بعد ازان جنگ جانوران خصوص جنگ فیلان و مرغہاے دکہنی کی تماشا مین مصروف ہوا صولت جنگ ہر سال واسطے ملاقات اپنی چچا کے جب کہ یہ شکار کو راج محل کی طرف جاتا پورنیان سے آکر بعد ملاقات واپس جاتا تہا کبہی کبہی مرشد آباد مین بھی آکر اپنے بہائی شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور اکرام الدولہ اور احترام الدولہ کو کہ یہ تینون اوسکے بہتیجے اور ہیبت جنگ کی لڑکے تہے اور نیز دیگر اقربا اور عورات کو دیکہکر اپنے مرکز دولت کو واپس ہوتا تہا اوسکے واسطے شادی شکر اللہ خان ولد سرفراز خان پروردہ نفیسہ بیگم کی شہامت جنگ نے تاکیدین کین اور صولت جنگ کو طلب کیا اور وہ مع دختر کی جو شکر اللہ کی نامزد تہی اور نیز دیگر عیال و اطفال کے سرانجام شادی مہیا کرکے مرشد آباد کو آیا۔

رحلت کرنا اکرام الدولہ خلف الصدق ہیبت جنگ کا جو مہابت جنگ کا متبنیٰ تہا

اسی درمیان مین اکرام الدولہ منجھلا بہائی سراج الدولہ پسر ہیبت جنگ کا جسکو مہابت جنگ نے شروع پیدایش سے بسبب لاولدی کی اپنی فرزندی مین لیا تہا اور نہایت درجہ کا تعشق رکہتا تہا بیماری چیچک مین اسیر ہوا آبلونکی وہ شدت تہی کہ کسینے ایسی کثرت نہ دیکہی تہی الغرض خفیف سی مہلت مین جان بحق ہوا شہامت جنگ کی گہر سے آشوب قیامت برپا ہوا محشر کا شور نشور مہابت جنگ کی خاندان مین ظاہر ہوا شادی مذکور اوس سنہ مین ملتوی رہی بعد چند روز کے صولت جنگ مرخص ہوکر پورنیان چلا گیا اور شہامت جنگ اوسکی مرنے کی رنج مین بیقرار رہا ہرچند شہامت جنگ اور زوجہ شہامت جنگ اور اوسکی ساس اور نیز دیگر احبا اور اتباع وغیرہ ہر طرح سے دلجوئی شہامت جنگ کی کرتی تہی مگر کچھ سود نہوتا تہا ہمیشہ رنج و غم مین بیمار رہا چنانچہ اس واقعہ کے چند مہینے بعد عید الفطر آئی اور مہابت جنگ نے شہامت جنگ کے گہر آکر بڑے الحاح اور لجاجت سے اسباب تجمل پہنایا شہامت جنگ نے چچا کی فرمانبرداری کی جب وہ گہر کو گیا دستار سر سے پہینک دی اختیار ہاے ہاے کرکے رونے لگا اور کہتا تہا میرے بیوفائی کی عہد نہ بجا لایا اسطور سے گذر اوقات تہی کہ اللہ تعالے نے اکرام الدولہ کی مدخولہ سے جو قبل اوسکی وفات کے حاملہ تہی لڑکا عطا فرمایا مہابت جنگ نے واسطے استرضای شہامت جنگ کے بمجرد ولادت کی حضور شاہی سے منصب شش ہزاری یا ہفت ہزاری اور خطاب مراد الدولہ کا مع نوبت اور ماہی مراتب اور پالکی جہالردار بلکہ نالکی طلب کرکی عطا یا مذکور کو خود بذاتہ شہامت جنگ

سے روبرو لیگیا شہامت جنگ کسیقدر اوس سے مائل ہوکر اکرام الدولہ کا یادگار سمجھنے لگا اور اوس سے
مشغول رہکر اوقات گذاری کرنے لگا کارخانہ امارت اوسی لڑکی کیواسطے جمع کیا جملہ خدم
وحشم واسپ و فیل اوسکے سن وسال کی لایق جمع کردئے لوگون کیواسطے ایک تماشا تھا اور
ایک گروہ معتمدین کا اوسکے حفاظت پر مقرر فرمایا اکثر لوگ اوس لڑکی کی خدمتگذاری کو اپنا توسل
عظیم جانتے تھے باوجود اس حال کے بھی شہامت جنگ کو ملال اکرام الدولہ کا کم نتھا چونکہ بعد ظفریابی
سرفراز خان حاجی احمد برادر مہابت جنگ کے سرافراز خان کی ناموس کی بیعزتی کی تھی اور کسیقدر
اوسکے مدخولون کو براہ جبر خود تصرف مین لایا تھا اور مہابت جنگ باوجود قدرت کے اغماض کر گیا
اور نیز بہت سے جور وستم سرافراز خان کے اولاد اور ناموس پر ہوے تھے لہذا غیرت الٰہی اسکے
مقتضی ہوئی کہ ایام دولت کی اوسط مین بعض افعال زشت جسکا ذکر کرنا مناسب نہین اوسکی خاندان مین
ظاہر ہونے لگے اور سراج الدولہ وغیرہ کی وضع سے سروری کو سون دور ہوئی جو جو کام نالایق تھے وہ
کرنے لگے ہر ایک نے اخذ زر و مال کرنا شروع کیا اور بسبب کثرت محبت اور نیز واسطے مزید تسلط ہونے
سراج الدولہ کے مہابت جنگ اوسکی بیہودہ حرکات کو سہل سمجھکر ناشنودہ ٹال جاتا اس سبب سے سراج الدولہ
اور بھی بیباک ہوا اکثر بزرگون کو تکلیف دی عربدہ جوئی کی عادت آگئی خدمتگار مصاحب رذیل
جمع کیے اور فحش بکنا شیوہ کیا اور ظلم وجفا کی راہ لی غرور جوانی نے سر اوٹھایا ایسی دلمین کھوٹ آگئی کہ کسی
اپنے فعل بد سے نادم نہ ہوتا اور بہائی وغیرہ کے درمیان مین منافقانہ بسر کرتا اور حسن و قبح کار کی اصلا نہ تکتا اور باطن
حماقت مواطن مردان اور نسوان پر مضمون ضلالت مشحون اس قول کا ظاہر ہوا کہ انا ربکم الاعلیٰ اقوال فرعونی پر سر اوٹھایا
اور نفلیت فنون پر آیا اور اسقدر غرور پر بڑہا یا کہ اپنے کو فراموش کرکے سب دین و دنیا کو بہلایا اور بجای رواج انصاف ظلم وستم کو پہیلایا

مارا جانا حسین قلیخان اور حیدر علی خان کا سراج الدولہ نادان کے ظلم وجور سے

سراج الدولہ کو جہل جوانی اور شباب کی نادانی سر پر تو چستر ہی ہوئی تھی شہامت جنگ
اپنے چچا اور اوسکی بی بی اپنی خالہ کی دولت واقتدار دیکھکر خون جگر پینے لگا حسین قلیخان
رفیق شہامت جنگ کو اپنا عدو سمجھتا تھا اور فی الحقیقت شہامت جنگ کی زوجہ بمقتضاے
جہل فطرتی جو فرقہ نسوان مین ہوتی ہے کینہ نہانی اپنے دلمین رکھتے تھے اس احمق نے حسین قلیخان
کو بانی فساد سمجھا اور حقوق چندین سالہ فراموش کرکے اوسکی اور اوسکے بہائی حیدر علیخان
کی فکر مین ہوا۔ ایک شخص ولد آقا باقر زمیندار جو بعض زمینداری جہانگیر نگر کا تہا اور جسکا نام محمد صادق
اور صداقت محمد خان لقب تھا بسبب ناموافقتی جملہ حسین قلیخان کے مرشد آباد مین آکر مہابت جنگ

ترجمہ یعنی مین خدا ہون تمہارا رب [illegible]

کی حضور مین سلسلہ پیدا کیا تہا اول سراج الدولہ نے اسی کو بہرکایا کہ جہانگیر نگر مین جاکر حسین الدین خان
برادرزادہ حسین قلیخان کو جو اوسکی نیابت پر تہا اور اوندنو نہین مانیکو لیا مین گرفتار تہا مار ڈالے
وہ نالایق بموجب حکم سراج الدولہ کی عمل مین لایا بڑا فتنہ وہان پر اوٹہکر اہوا چندروز اس وہم سی
کہ بدون مرضی مالک کی ایسا کام نہوا ہوگا جہانگیر نگر کی آدمی خاموش رہی جب معلوم ہوا کہ کوئی سند
اور تمسک اوسکے پاس نہین ہی مردم شہر اور رفقا حسین قلیخان نے ہجوم کرکے آقا باقر مفسد کو مار ڈالا
اور صداقت محمد خان بہاگا ہمارا آرام و قرار جاتا رہا بعد چند مدت کی سراج الدولہ نے زوجۂ
مہابت جنگ کو شفیق کرکے شہامت جنگ سی درباب قتل حسین قلیخان اور حیدر علیخان کی استفسار
کیا مہابت جنگ نے بھی بسبب چشم بندی تقدیر کے راضی ہو کر اجازت دی اور کہا کہ بلا مرضی مہابت جنگ
کے کام نہین ہو سکتا جب اوسکی دادی نے مہابت جنگ کی طرف سی اطمینان بہم پہونچایا اس حاجت کو
اپنی دختر زوجہ شہامت جنگ سی کہا اور باوجودیکہ زوجہ شہامت جنگ سراج الدولہ کی عدو تہی مگر اوندنو نہین
کسی سہل سی امر کے باعث سی جسکا ذکر مناسب نہین حسین قلیخان سی دل آزردہ ہوگئی تہی بدینوجہ شریک
مشورۂ والدہ ہو کر شہامت جنگ کو جو ہمیشہ سی لاوبالی اور بخصوص اوندنو نہین دیا اور مافیہا سی بیخبر تہا راضی
کیا اور باوجودیکہ شہامت جنگ اور حسین قلیخان کی باہم عہد و پیمان قسمیہ تہی کہ زندگی تک ایکدوسرے
عزت و جان کی شریک رہینگی بد عہدی کی اور مہابت جنگ ظاہری بدنامی کی رفع کرنیکو مرشد آباد سی بعزم
شکار سراج محل کو چلا گیا اور ادہر سی صولت جنگ ملاقات کیواسطے پورنیان سی کوچ کر کی اپنی چچا کی
ملازمت مین آیا بندہ مورخ بھی ہمراہ رکاب تہا القصہ سراج الدولہ نے اپنی دادا کی غیبت مین واقع
[illegible] ہجری ایکروز شہامت جنگ کی خدمت مین جاکر اجازت قتل حاصل کی اور اثنای راہ مین دونو بھائیونکی
دروازہ پر کہڑی ہو کر حکم دیا کہ دونون کو گرفتار کر لاوین حسین قلیخان حاجی مہدی داروغہ دیوانخانہ
شہامت جنگ کی مکان مین جاکر پناہ خواہ ہوا کہ شہامت جنگ کی حضور مین میرا عرض حال کرے داروغہ نے
کچھ جواب نہ بتایا ناچار واپس ہوا اور جویندون نے مہدی حسین قلیخان کو داروغہ کی مکان سی لاکر شتیگاہ
مین بٹہایا اور آب شمشیر سی نہلا کر شہید کیا اسیطرح حیدر علیخان کو جو نابینا تہا لاکر شہید کیا لیکن چونکہ
حیدر علیخان شجاع تہا اوسوقت مین بھی اسپنے بہائی کیطور پر عاجزی کی کلام نہ کی بلکہ درشت کلام
سی گفتگو کی اور فرمایا کہ اے نامرد مردان جنگی کا اسطرح سی خون نہین کرتی درحقیقت ان دونون بہائیونکا
خون شاید کہ خون سیاوش تہا کہ نام خاندان مہابت جنگ کا برباد ہوا بلکہ تمام ممالک محروسۂ مہابت جنگ
کا خاک سیاہ ہوا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم حیث قال کما تدین تدان القصہ

بعد اس ماجرا کے مہابت جنگ مرشد آباد آیا اور صولت جنگ پورنیہ کو واپس ہوے مگر صولت جنگ
کو بھی اپنے چچا اور برادر زادہ کا اعتبار نہ رہا تھا اپنی فکر مین رہا اور اسباب انتقامات الٰہی اسوقت
واسطے آمادگی جنگ کی جمع کرلیا۔ چونکہ وقایع نگاری کی آداب راست تحریری سے تھے لہذا طرفداری
جس جگہ جیسا گذرا ہی ویسا ہی تحریر کیا ہے کچھہ سخن سازی اور خوش آمد پردازی کو دخل نہین
دیتا ہون انصاف پسندون سے امید ہی کہ عیب جوئی نکرین اور جہان کہین خطا واقع ہوئی ہو اسکو
پردہ نہان مین پوشیدہ رکھین۔

ذکر اشتداد امراض شہامت جنگ اور انتقال کرنا اوسکا اس خانہ تاریک و تنگ سے

شہامت جنگ کا حال اکرام الدولہ کی وفات سے نہایت ردی ہورہا تھا کہ کبھی خوشی اور خورمی سے
بات نکرتا تھا جب حسین قلیخان کی مرنے کو عرصہ گذرا عارضہ استسقا مین گرفتار ہوا حکیم علی تقی اصفہانی
قبل اسکی کہتا تھا کہ مواد اس مرض کا جمع ہوگیا ہی اگر آپ سے اصلاح کیجاوے مناسب ہی مگر شہامت جنگ
بوجہ مذکورہ اپنے حال سے محض بیخبری رکھتا تھا اور اوسکی بی بی اور دیگر توابع وغیرہ حتی المقدور دوا
معالجہ سے مقصر نتھے تا آنکہ مرض طول پکڑ گیا اور مہابت جنگ نے شہامت جنگ کو مع زن و خدمہ اور
دیگر متعلقان کی حتی کہ مانند بہاگ بائی کے اپنے گھر مین لاکر معالجہ مین مصروف ہوا قضا کی روک کسیکو
معلوم نہین جب نہایت ردی حال مشاہدہ ہوا اور ہنگام مرگ قریب آپہونچا اوسکے بی بی کو سراج الدولہ
کا خوف سوار ہوا باوجود دیکہ اوسکے باپ کا مکان تھا مگر اپنے شوہر کو ڈولی مین سوار کراکر اپنے گھر لے آئی
جس روز شام کو انتقال ہوگا اول روز کو شہامت جنگ نے پوچھا کہ آج کون دن ہی لوگون نے کہا
دوشنبہ اس اظہار سے آثار بشاشت ظاہر کرکے کہا کہ عجب روز ہی کہ اپنے معشوق سے وصل ہوگا غرض
یہ وصیت کی کہ اکرام الدولہ کے پہلو مین مدفون کرین لوگون نے بمجرد مشاہدہ محبت کے جا ہے مطلوب پر دفن
فرمایا القصہ تیرہوین ربیع الاول ۱۱۶۹ ہجری روز سہ شنبہ کی رات کو حسین قلیخان کے قتل کے
سال بعد عالم جاودانی کو سدہارا اور اوس مرحوم کے منشی نے کلمہ (خدا ایش بیامرزد) سے تاریخ رحلت کا ماد
نکالا صبح کو تجہیز و تکفین کی شہر کے سید الافاضل میر محمد علی ابدہ اللہ تعالیٰ کی اقتدار سے مہابت جنگ
اور جملہ اعیان شہر نے نماز جنازہ ادا کی اور بڑی شان و شوکت سے اوسکا جنازہ باغ موتی جھیل مین
جو اوسکا بنایا ہوا تھا لیجا کر بیچ صحن مسجد کہ وہ بھی اوسیکی تعمیر کی ہوئی تھی جوار قبر اکرام الدولہ مین
دفن کیا اسوقت لیجانے جنازہ کی ایسا ہجوم گریہ و زاری کا تھا کہ کمتر کسی کی دید و شنید مین آیا ہوگا

مبلغ سینتیس ہزار روپیہ جو ماہیہ بیوہ اور ضعیفا اور یکسیون اور نیکون وغیرہ کا تہا کہ دفتر دیوانی سے باہر تہا بجرد ملاحظہ رویت ہلال کی ہر ایک کا درماہہ رومال مین باندہ کر خوانچہ مین لاتی تھے اور شہامت جنگ اپنے حضور سے خواجہ سرایان معتمد کے ہاتہ ہر ایک کو پہونچا دیتا تھا تاکہ ہر ایک کو تقسیم کردے اللہم اغفر لہ وارحمہ —

ذکر بعض فضایل شہامت جنگ

اپنے خاندان سے زیادہ ضعیفان و مساکین اور ذوی الارحام وغیرہ کی تیمارداری کرتا تھا اپنی اوقات عیش و نشاط مین بسر کرتا کسی سے برا نتہا مرشدآباد کی عورتون اور بچون مین جسکی کوئی وارث نتہا یا کہ باوجود وارث کی تحصیل معاش سے عاجز تہا یا کہ تحصیل معاش کرکی اپنی ہی خرچ مین لاتا تھا یا کسیقدر خبرگیری اطفال بہی کرتا تہا مگر بہ حسب ضرورت سب کو اپنی عیال و اطفال جانتا تھا اور ہر ایک کی وجہ معاش معقول طور پر مقرر کردی تہی رفقا اور ملازمین سے دوستانہ پیش آتا تہا حتی کہ اوسکی رفیق اوسکے روبرو حقہ اور قہوہ اوڑاتی تھے ہرچند لوگون کے ساتہ احسان عظیم کرتا مگر بدانست خود نہایت حقیر سمجہکر براہ ندامت عذرخواہی کرتا تھا — ایک نقل ہے کہ علی نقیخان مرحوم ولد حاجی میر و حاجی عبد اللہ خطاط مشہور نے جو کہ عالمگیر کے عہد مین برہانپور کا دیوان تہا در بارہ ایک سید کے جو کہ بمقدمہ محاسبہ محبوس ہوا تھا عرض کیا کہ فلانا سید ہے اور بسبب تاکید سخت طلبی مبلغ پانچہزار روپیہ کی جہانگیرنگر مین مقید ہے افسوس کہ اسقدر روپیہ وزر سرکار مین صدقہ ہوا کرتا ہے امیدوار ہون کہ مبلغ مذکور معاف ہوکر سید مذکور حضور مین طلب کیا جاوے بمجرد دریافت کی نہایت حیرت سے فرمایا کہ اسیوقت فرمان معافی اور مطلوبی سید مظلوم کی بارہ مین تحریر ہوا اور خان شکر اللہ کو کہا کہ تمہاری اس امر خیر کے ہدایت کرنیکا مشکور و ممنون ہوا خدا تمہین اس سلوک کی جلدو مین سلامت رکہے حالا اگر وہانکی عملہ کچہہ تعمیل ارشاد مین دیر کرین تو مجہے اطلاع دیجیو کہ اوسکا تدارک عمل مین آوے اور اوس سید بیچارہ مظلوم نے رہائی پائی — دوسری نقل یہ ہے کہ چند برس تک مورخ کی والدہ مع دو اپنے لڑکون سید علیخان اور غالب علیخان اور داماد میر اسد علی کے مرشدآباد مین اقامت گزین تہے اور وہ مغفور انکی وجہ معاش کا بخوبی متعہد تہا علاوہ ازان اقمشہ اور پارچہ جہانگیرنگر اور ندیا کی والدہ کیخدمت مین بہیجا کرتا تہا غالب علیخان کو جو سب بہائیون مین چہوٹا ہے اکرام الدولہ ہم عمری کی سبب سے اکثر اپنے ہمراہ باغات وغیرہ کے سیر کو لیجایا کرتا تہا اتفاقا کسی کنچنی عورت ملازم اکرام الدولہ کو غالب علیخان پر رغبت ہوئی اکثر گہورا کرتی تہی غالب علیخان کا بہی عالم شباب تہا تعشق پیدا ہوا اب حضرت عشق نے پاون نکالے دلونمین رشک و حسد نے آگ لگادی اکرام الدولہ کی گوشش گذار کیا وہ نہایت بددماغ ہوا یہ احوال شہامت جنگ کو

معلوم ہوا اوسنے والدہ کو طلب کرکے سمجہا دیا کہ چندروز غالب علیخان کو دربار کی آمد و رفت
سے باز رکہے کسواسطے کہ دونو طفل جاہل اور نادان ہین خدا جانے باہم کسطرح پر مسلوک ہوے
اکرام الدولہ اپنے چہوٹے بہائی سراج الدولہ سے بڑہکر طفلی مین سر بشورش تہا بنا برا ستمزاج
پدر یعنے شہامت جنگ کی اپنی آزردگی نسبت غالب علیخان کی ظاہر کرنا چاہی اور شکایت کرنا
متواتر شہامت جنگ کی روبرو شروع کی کہ افسوس ہے کلکے دن غالب علیخان مفت مین میرے پنجہ سے
نکلگیا ورنہ مینے مار ڈالا تہا جب شہامت جنگ نے ایسے کلمات متواتر سنے اور اوسکے مقصد دلی پر
فیضیاب ہوا باوجودیکہ نہایت الفت رکہتا تہا آشفتہ ہوکر فرمایا کہ قرآن کی قسم اگر تو اوسکو مارتا
تو تجہکو مین اپنے ہاتہہ سے ذبح کرڈالتا اوسنے اس جواب برخلاف توقع کے سننے سے گریان ہوکر کہا کہ کیا مجہے
اوسکے عوض مین قتل فرمائیے شہامت جنگ نے کہا ہان تجہہ مین اور اوسمین کیا فرق ہے ایک ہمشیرسے
تو ہے دوسری سے وہ پس اس کلام سے اوسکا خطرہ جاتا رہا — تیسری نقل یہ ہے کہ مسمے بہاگ بائی سب
عورتون سے زیادہ بلکہ بی بی سے اوسکو عزیز تہی جملہ خاندان کی عورتین بنابر خوشامد اور اوسکے احترام
کی خاطرداری مین رہتی تہین بندہ مورخ کے والدہ کا طرفہ مزاج تہا کہ کبہی اوس سے موافق نہوئی
ایکروز بہاگ بائی نے بطور شہامت جنگ کے جو اوسکا بہائی بزرگ تہا اور والدہ کو گفتگو مین بی بی کہتا تہا
اوسنے بہی بی بی کہا والدہ کو غصہ آیا فرمایا کہ تو نے اپنے کو کیا سمجہا ہے کہ اسطرح مجہسے ہمکلام ہوتی ہے
اسطور سے تو بزرگ یا خاوند البتہ نوکرون اور چہوٹون کو پکارا کرتے ہین اور مین تجہے ان دونو قسم
مین ایک بہی نہین سمجہتی ہون بلکہ اپنی لونڈی کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ہم اسکو تمہارے برابر سمجہتے ہین
البتہ فرق ہے تو اسیقدر ہے کہ یہہ نقرہ اور طلائی زیور پہنے ہے اور تو جواہر مرصع بہاگ بائی چپ ہوگئی لیکن
آزردہ ہوکر پیش شہامت جنگ شکایت کی اوس مرحوم نے اوسکو جوابدیا کہ اونکا مزاج اسیطور
پر ہے تو نے کیون اون سے اختلاط کیا اور والدہ نے اپنے گہر مین آکر ارادۂ معاودت عظیم آباد کیا
اور خانہ شہامت جنگ کی آمد و رفت مدت تک موقوف کردی شہامت جنگ نے ایک مہینے کے
بعد اپنے آدمیونکو والدہ کی طلب کو بہیجا والدہ جانیمین راضی نہوئی تا آنکہ شہامت جنگ نے کہلا بہیجا کہ اگر نہین
آتی ہو بندہ اور بی بی گہسیٹی آنکر تجہے لے آوینگے ناچار والدہ گئی شہامت جنگ نے نسبت خفگی
کے استفسار کرکے عذر خواہی کی والدہ نے فرط غیرت سے رقت کرکے قصد اپنا جانب عظیم آباد ظاہر
کیا تا آنکہ باتون کو طول ہوا اور شہامت جنگ کچہہ قبول نکرتا تہا اور وہ اپنے ارادہ پر مصر تہی حتی کہ
بی بی گہسیٹی زوجۂ شہامت جنگ اور نفیسہ بیگم خواہر علاء الدولہ نے کہا ایصاحب تمکو کیا ہوگیا ہے

تمہارا بہائی اور بزرگ ایسا فرماتا ہی اور راست کہتا ہی اور تم برا کچہ نہین سنتین معہذا والدہ اوسی سماجت پر تہی آخر الامر شہامت جنگ نی باوجود بی جبری اور بزرگی عمر اور دولت اور اقتدار کی اپنی جگہہ سے اوٹہکر روبرو آیا اور فرمایا کہ بہت اچہا بندہ تقصیر وار ہی الحال تیری قدمون پر گرتا ہون تقصیر میری معاف کر اوسوقت والدہ شرمندہ ہوکر دست بدعا ہوئی اور مرشد آباد کی رہنی پر راضی ہوئی اور اب تک اوسکی عنایت اور شفقت کو یاد کرکی زار و نزار روتی ہی اور درگاہ ایزدی سے اوسکی مغفرت چاہتی ہے اسیطرح سے بعد آقا میرزای مرحوم جو پوتون اور اقارب خوند مجلسی کے اور عہد شجاع الدولہ سے وارد بنگالہ اور معزز تہا اور شہامت جنگ سے آشنائی رکہتا تہا اوسکی اولاد اور بی بی کی ساتہ جو تقی علیخان کی دختر تہی سلوک قرار واقعی کرتا تہا کہ کمتر ویسا سلوک کسی شخص نی کسی کی ساتہ کیا ہو گا بمجرد استماع خبر ارتحال کی جو کہ بروقت اوسکی آنی کے جہانگیر نگر سے مرشد آباد کی نزدیک جو عین راہ مین بسواری کشتی واقع ہوا عملہ جہانگیر نگر کو لکہکر اوسکی تعزیت اور باقیماندون کی تسلی کو بہیجا اور بعد چند روز کی اوسکی عیال و اطفال کو طلب حضور فرمایا اور جمیع اطفال خصوص اوسکی دونون پوتون میرزا باقر اور میرزا عبد الله کو اپنی تربیت خانہ مین رکہا اور خواجہ سرا اور معلم تعلیم اور تربیت کیواسطی متعین فرمائی اور ہمیشہ وجہ مصارف کا خبر گیران ریاسات سے روپیہ ماہواری دونون کی والدہ کو ماہ بماہ پہونچاتا تہا اور اسیقدر دیا ہے دونون بہائیون کو علحدہ بہیجتا اور علاوہ تعلیم و ترتیب جدا ملازم سرکار تہی اور پارچہ ملبوسات خاصہ بہیجکر عذر کرتا تہا کہ یہ ہدیہ محقر تمہاری لونڈیون کی بہی شایان عزت نہین گویا اسی کی بارہ مین یہ شعر محشی اکبرنامہ نی کہا ہی — ایسا دنیا سے گذر یاد کرین تجکو سب ٭ خوبیان تیری کرے خلق خدا ورد لب ٭ چونکہ بندہ مورخ دونو بہائیونکی خدمت مین اخلاص و اتحاد بدرجہ غایت رکہتا تہا لہذا یہ ماجرے جو لکہے گئی چشم دیدہ ہین اسیطرح ہزارون کے ساتھہ سلوک کرتا تہا جنکے نام و نشان کی خبر بندہ کو نہین ہی — ٭

مجمل احوال صولت جنگ کا اور اوسکی حسن تدبیر وغیرہ کا

صولت جنگ مرحوم کا نام محمد سعید اور اوسکی خطاب نصیر الملک صمصام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ اپنی بہائیونمین صورت و سیرت برگزیدہ سی آراستہ بعض وجہ مین البتہ کمینہ تہا اور ہیبت جنگ سے باعتبار نظامت عظیم آباد کی کم مین اعتبار دولتمین زیادہ اور شجاعت مین بہی زیادہ اور صولت جنگ ابتدای جوانی مین کہیل کود مین مایل تہا یعنی رقص و سرود اور صحبت نسوان مین راغب تہا بعد ہو جانے سانحہ صوبہ کٹک کی آگاہ ہو کر کبہی کبہی اسطرف راغب ہوتا کسیقدر رات باقی رہی بیدار ہوتا اور طہارت

وغیرہ سے فراغت کرکے نماز صبح اول وقت پڑہتا تھا اور پہر فید بار خاص کرتا ہفتہ مین دو دربار عام ہوتی اور یوم جمعہ تعطیل ہوتا بعد خلوت
مین بیٹھتا سب سے پہلے مقربین کو بلاتا بعد اونکے ساتھ قہوہ پیتا بعد ازان مجرائی لوگ سلام سے مشرف ہوتے
اور تہوڑی دیر بیٹھکر اوٹھ جاتے اور بعض بعد سلام کے رخصت ہوتے دو گہڑی کے بعد اندرون محلسرا تشریف
لیجاتا لیکن بعض لونڈیون اور خواجہ سرایون سکے وہان پر کوئی نہوتا ہر سرشتہ کے متصدی اپنے کاغذ
خواجہ سرایون کی معرفت بہیجتے ورنہ وہ اوسے خلوت مین کاغذات جانچکر دستخط فرماتا عملہ وغیرہ درباری
بیرون پردہ حاضر رہتے منشی لوگ تحریرات کے مسودہ بہیجتے بعد اصلاح صاف ہوکر خواجہ سرایون کی معرفت
ملاحظہ مین آتے تب ملفوف اور ممہور ہوکر مہر لگاکر منزل مقصود کو روانہ ہوتے ہرکارہ وغیرہ ڈاک کے
خطوط کو لیکر روانہ کرتے تہے جب ایک پہر اور کسیقدر دن گذرتا خوان طعام خاصہ اوسکے مواید احسان سے
اکثرون کو روزمرہ اور بعض کو ایکروز کے بعد اور بعض ہفتہ وار اور بعض کو کمتر بلا پرسش حسب دستور
پہونچا کرتے جب بکاول خوان طعام وقت معہودہ پر پہونچاتا عملہ دربار بوساطت خواجہ سرایون
سکے غرض سلام کرکے اپنے گہرون کو رخصت ہوتے اور نواب بعد فراغ طعام قیلولہ
کرکے اول وقت ظہر کو بیدار ہوتا اور بعد فراغ بول و براز اور وضو کے نماز ظہر ادا کرکے ایک جزو قرآن کی
تلاوت کرتا اور بعد نماز عصر کے باہر آتا اوس مجلس مین علما لوگ مانند ملا غلام یحی اور مفتی ضیاء اللہ اور
میر وحید اور مولوی لال محمد و شیخ ہدایت اللہ و سید عبد الہادی حاضر ہوتے دو گہڑی نجوم تک تذکرہ
علمی ہوتا اور ایک کتاب مخصوص بطور درس کے پڑہتا اور ملا غلام یحی اوسکے مشکلات حل کرتے اور
لوگ بہی گفتگو اوسمقدمہ مین کرتے تہے مکرر فرماتا تہا کہ الحال تحصیل علم متعذر ہے اور اسیقدر استعداد جو مجہے
میسر ہے کچہہ اوس پر افزون نہوگی اتنا لذت شہید سے مجہکو جان تازہ ہوتی ہے اسقدر اسکا پابند ہوا ہون
کہ اگر کسیدن میسر نہ آئے ایسا معلوم ہوکہ شاید کوئی بڑی دولت مجہسے مفقود ہوگئی ہے اور خاطر مشوش
رہتی ہے چونکہ بندہ مورخ پر نہایت نوازش فرماتا تھا تاکید کی تہی کہ اوسوقتین بہی حاضر ہون اور میری
کلام سے بہت خوشنود ہوتا تھا اور سفر اور حضر مین بالضرورت اور لوگون سے مخاطب ہوتا ورنہ ہر وقت
بندہ مورخ سے متوجہ رہتا تھا اسقدر کہ اوسکے پرانے رفقا متحیر تہے کہ اس نوجوان نے کیا افسون پڑہدیا ہے
کہ بجز اوسکے دوسرے سے ملتفت نہین ہوتا بعد فراغ شغل مذکور کے عمدہ عمدہ رفیق مانند سیف علی خان
برادر سیف خان پسر عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل اور روح الدین حسین خان ولد سیف خان
جو صولت جنگ کا خسر تہا اور نقی علیخان برادر بندہ مورخ اور میر علی باز خان ہمشیرہ زادہ
سیف خان اور آقا عظیما اور دیوان صاحب مدار معاملات ملکی راجہ عجایب رائے اور بعد اوسکے

اسکا لڑکا راجہ سبھہ درسے اور رای پرن چند مستوفی اور پیشکاران دفتر بخشی خانہ اور توپخانہ دستی
اور رای جوارام منشی اور جعفر قلیخان داروغہ خزانہ اور میرزا داود خان سامان حاضر ہوکر ایک گہڑی
ضروریات کی عرض کرتی مین متوجہ ہوکر مرخص ہوتی تھی اور صولت جنگ داخل حرم سرا ہوکر
مستورات منظور نظر کی ہمراہ خانہ باغ کی سیر فرماتا اور رتہیونکی سواری مین جو بڑی تکلیف سے
بنائی گئی تہین ادہر سی ادہر جاتا اور تفرج کرتا تہا جب شام ہوتی نماز مغرب وعشا پڑہکر اگر
خواہش ہوتی گانے والیان حاضر ہوتین ورنہ تنہا مصاحبت اور مکالمہ صحبت مین ایک تہائی رات
بسر کرتا بعدہٗ استراحت فرماتا اسیطرح علی الدوام اوقات گذاری تہی — بندہ مورخ نے مدت
رفاقت مین کہ سات سال کامل گذری کبھی کلمہ ناخوش اوسکی زبان سی نسنا کہ کسی ادنی کے بھی
حق مین کہا ہو اور نہ یہ دیکہا کہ کسی پر غصہ فرماتا ہو سلیقہ معاش نہایت درست تہا باوجودیکہ اسکا
داخل بہ نسبت شہامت جنگ کی کیا باعتبار مدت اور کیا بحساب عدت کی بہت کم تہا مگر خزاین اور
جواہر اور ظروف اور مکانات اور طلا و نقرہ اور افیال وغیرہ لوازم امارت کی شہامت جنگ کی برابر
رکھتا تہا چنانچہ بعد اوسکی انتقال کی چالیس اور کئی لاکھہ روپیہ نقد اور شاید ایک لاکھہ اشرفی
کی قریب خزانہ مین موجود تہی اور دیگر آلات نقرہ وطلائی وغیرہ بھی اسی قیمت کی ہونگی گہوڑی ہاتہی
بھی بہت تہی ایکروز اوسکے دلمین آیا کہ بندہ مورخ کو ہاتہی عطا فرمائی مجلس خلوت مین بلکہ پس پردہ
اوسکی عورات بھی بیٹہی ہوئی تہین اور بسنت پنچمی کا جشن تہا کہ ہند مین ہوتا ہی میر محبوب علی نام مرد پیر جو اوسکی
طالبعلمی اور زمانہ افلاس کا آشنا اور رفیق دیرینہ تہا اور چند دیگر خدمتگارون کی سوا کوئی نہ تہا
خواجہ سرائی محلی بہیجکر مورخ ہذا کو طلب کیا جب حاضر ہوا مامور جلوس فرمایا اور اختلاط مین گفتگو
کرتے کرتی بعد امتداد صحبت کی حاضر علیخان غلام سرکار دیوان خانہ نے عرض کیا کہ میر سلطان خلیل
خان بنا بر ادای آداب عنایت فیل کی کہ مرحمت ہوا تہا در دولت پر حاضر ہی اگر حکم ہو دور سی تسلیمات
بجا لاکر لوٹ جاوی حکم ہوا کیا مضایقہ ہی حسب الاشارہ تعمیل ہوئی بعد ازان مورخ کو اسی عبارت سی
کہا کہ خانصاحب تمنے ہمارا فیلخانہ دیکہا ہی مورخ نے عرض کیا کہ مکرر اتفاق ہوا اور فیلان سرکار نہایت
خوب ہین فرمایا اب بھی دیکہنا چاہیی اور اونمین سی ایک زنجیر پسند کیجئی تا کہ آپکو عنایت فرمایا جاوی
بندہ نے اوٹھکر بعد ادای آداب کی عرض کیا کہ یہ چند کلمہ اوس شفقت سی ارشاد ہوی کہ برابر عنایات
فیل کی جانتا ہون لیکن سواری فیل کیواسطی وضع اور ہیئت چاہیی اور فدوی ہر چند باقبال والا
کمال رفاہ اور آرام مین بسر کرتا ہی مگر ہنوز لیاقت سواری فیل کی نہین رکھتا انشاء اللہ زیر سایۂ

عاطفت رہکر جسوقت اوسکی سواری کا وقت آویگا عنایت کیجئیگا اس طرز التماس کو نہایت پسند فرمایا اور زیر لب ہنسکر خاموش ہوا بعد چندی جب صفدر جنگ کی ورود کی خبر ملا و بنگالہ مین بسبب اسکے بنارس چلا آنیکے ملی اور مہابت جنگ نی صولت جنگ کو لکہا کہ اسطرح پر افواہ اوڑی ہی کہ ہم اسطرف سی آتی ہین اور آپ اودہر سی مع اسباب حرب کی نہضت کیجئی بندہ سی ارشاد فرمایا کہ چند سوار و پیادہ عمدہ بہم پہونچانا چاہیے بندہ نی عرض کیا آدمی اسجگہہ ملینگے آوینگی کیونکہ یہ ملک گوشہ ہی مردم ملک دیگر کا گذر ادہر کو مشکل سے ہوتا ہی فرمایا کیا مضایقہ انہین سی منتخب کرکے نگاہداشت کرنا چاہیے حسب الحکم تعمیل ہوئی اسی اثنا مین صفدر جنگ کی معاودت کی خبر پہونچی اور مردم کی جستجو سے کم ہوئی جماعہ دار لوگ جو اس روز کیلئے دست بدعا تھے اپنی لوگون کی نوکری کو ملتجی تھے نواب نی آزردہ ہوکر جواب صاف دیا مگر بائیس ۲۲ سپاہیان جو کہ خوش اسپہ تھے اپنی خواہش سے مقرر فرمائی بندہ نی اظہار کرنا اجتماع مردم کا حسن طلب سمجکر اسطرح پر عرض کیا کہ الحمد للہ شورش دفع ہوگئی اگر حکم ہو چند لوگ جو فراہم ہوگئی ہین برطرف کیے جاوین عرضی پر دستخط فرمایا کہ اوس عالیشان کو اس سے کیا کام کل آخر روز کو ملاحظہ مین حاضر کرین آخر ہر ایک سوار و پیادہ کو دیکہکر مقرر کر لیا اور اون بائیس ۲۲ افغان کو بھی حکم دیا کہ رسالہ بندہ مین مقرر ہون جب ستر اسی سوار کی قریب اور دو ڈہائی سو پیادہ کی بندہ کی رسالہ مین مامور ہوے فرمایا خانصاحب اب تو شاید ہاتھی پر سوار ہونا مناسب ہوگا بندہ آداب بجا لایا جب روز جمعہ آیا ایک زنجیر ہاتھی فیلخانہ سی منتخب فرماکر عطا فرمایا۔ نقل چوتھی یہ ہی کہ مورخ نی ایکمرتبہ مبلغ دو ہزار روپیہ کی ہنڈوی بنام اپنی والد کے شاہجہان آباد کو بہیجی اوسنی اس امر سے واقف ہوکر کہا کہ خانصاحب سُنا گیا کہ اسقدر روپیہ کی ہنڈوی اپنی شاہجہان آباد بہیجی ہی چونکہ چہپانا مناسب نتہا مورخ نی اقرار کیا فرمایا کہ ہمین اطلاع نہ کی ورنہ ہم بھی شریک ہوتی مورخ نی عرض کیا شریک ہونا کیسا یہ سب کچہہ حضور کی دولت کی بدولت ہی ورنہ بندہ ملازم کی دست قدرت ظاہر یہ سنکر ہنسا اور خزانچی کو حکم دیا کہ سرکاری حساب مین مجرا کرے اور رسید فقیر کو دیوے مورخ اس عطا یاسی باہر ہوکر شکر خداوندی بجا لایا۔ نقل پانچوین یہ ہے کہ خدمت پرگنہ سری پور کی جسکا معاملہ ایک لاکہہ اور اسی ہزار کی روپیہ پر منقح ہوا تھا چاہا کہ عنایتاً مورخ کو تفویض فرماوے بلا اطلاع مورخ کی اپنی دیوان مدار المہام کو جو دیوان سیف خان مرحوم کا بھی تھا اور راجہ عجایب رائے اوسکا نام تھا اوسکی مکان پر بہیجا وہ مع سند اور شیخ امان اللہ نام جو مرد عامل پیشہ اور اوس ضلع کی عمال مشہورہ مین تہا مع دو قطعہ خلعت کے آکر مستظہر ہوا کہ

کہ جناب عالی نے اس پرگنہ کا معاملہ مبلغ مذکور کے ساتھ آپکے سبب تجویز فرمایا ہے اور دو صورتین ہین جو پسند ہوں تعمیل کیجاوین اول یہ کہ اس کام کی خلعت لیجے اور مبلغ مذکور کو اپنے ذمہ لیکر جسکو چاہیے بھیجدیجیے تاکہ وہ بند و بست پرگنہ مذکور کا کرکے زر معاملہ سرکار مین داخل کرے اور باقی جو کچھ زیادہ ٹہرے آپکی خدمتمین دے تا آنکہ خلعت اصالت تو آپنے تن زیب فرمائی اور اپنی نیابت کی خلعت شیخ امان اللہ کو پہنائی اور ایک فرد نکالکر دکھلائی جسمین نواب کا صاد اور دستخط موجود تھا اور یہ مندرج تھا کہ مبلغ سات ہزار روپیہ منافع پرکسواسطے ہے شیخ امان اللہ نے اپنے ذمہ لیکر مہر کردی تھی دکھلاکر کہا کہ اسقدر روپیہ سالیانہ مع اخراجات نذر عیدین اور سالگرہ اور دسہرہ وغیرہ معمولی کے بھیجا کریگا اور نیز دیگر فرمایشات مین حاضر اور فاخر ہوگا بندہ نے بنا بر مرضی حضور اور نیز اپنے رفع تکلیف کو ہر ایک خیال سے گذر کر جیسا کہ فرمایا تھا ہر چند خلاف رفقا تھا تعمیل کی نقل جسمین یہ ہے کہ ایکروز وہ مرحوم سواری کشتی خاص سے اوترا تھا اتفاقاً پالکی اوسی پار دریا کے رہگئی تھی اور کوئی سواری بر وقت جلو رنہ پہونچ سکی اور صولت جنگ کو تختہ سے بھی اوترنا دشوار تھا فقیر نے تہہ پاکر اپنا ہاتھ بڑہایا صولت جنگ اس حرکت سے خوشنود ہوا اور دست مبارک میری ہاتھ مین دیکر باستعانت بندہ قدم تختہ پر رکھا اوترنا شروع کیا جب تھوڑی مسافت رہی متوقف ہوکر ہنسا اور فرمایا خانصاحب آپنے اسوقتمین عجب دستگیری کی بندہ نے عرض کیا یہ کیا ارشاد ہوتا ہے میرا حال تو کچھہ اور ہی ہے کہ جناب عالی نے میری دستگیری کی اب جس پایہ کی آرزو ہے جلد وہانتک پہونچاوینگے اس جواب سے ہنسکر فرمایا اسمین کیا شک ہے انشا اللہ المستعان ایسا ہی ہوگا لیکن مجھے تمسے اس عالم مین بھی توقع دستگیری ہے اور بھی ایسا ہی عالم عقبےٰ مین ـــ اب خیال کرنا چاہیے کہ اخلاق اس بزرگ ستودہ صفات کا کس درجہ کو تھا بندہ ستائیس برس کا اور خداوند نعمت کا سن شریف ساٹہ برس کا تھا اور قرابت مین بھی وہ بزرگ اور بندہ خرد تھا اور اگر کردار ظاہری پر خیال ہو وہ ہفت ہزاری اور بندہ ادنے ملازم سبحان اللہ ساتھ اس بزرگی کے اور اسطرح کی انکساری بیت

تواضع ہے گردن فرازون سے نیک ✤ تواضع خصال گداسی ہے ایک

القصہ وہ مرد فرشتہ طلعت سات برس چند مہینے تک ضلع پورنیہ مین کار فرما رہا رعایا برایا ملازمین کو اپنے داد و عدالت سے نہایت راضی و خوشنود رکھا کبھی سفر اور رزم کی حاجت نہ ہوئی البتہ اپنے چچا مہابت جنگ کی ملاقات کو سراج محل تک آتا تھا اور کبھی کبھی مرشد آباد تک اقامت پورنیہ کی مدت مین ایکمرتبہ واسطے مدافعہ فخر الدین حسین خان پسر سیف خان کے جو عظیم آباد سے نکلکر ادہر قاصد ہوا تھا نکلا جب وہ مالدہ کو

معاود ہوا یہ بھی اپنے مرکز دولت مین داخل ہوگیا اور ایکمرتبہ واسطی تنبیہ شیخ محمد خلیل زمیندار
پرگنۂ للکرہ کی جو بعض حمقا کی دراندازی سی سر بشورش ہوا تہا عین برسات تھی کہ یہ سانحہ
درپیش ہوا اول نصایح و موعظت کرتا رہا مگر اوسکا تمرد اور غرور گردنکشی سے زیادہ ہوتا گیا چنانچہ
بندہ بھی واسطی اتمام حجت اور دفع بلا کی ساعی ہوا اور بذریعۂ معتمدین کی دلجوئی کی اور صولت جنگ
کو بھی اوسپر مہربان کیا اور عہد بھی لیا کہ اوسکی ساتہ بدی نہ کرے لیکن کچھہ مفید نہوا اور بدرجۂ
لاچاری عین برسات مین صولت جنگ اوسکی مدافعہ کو برآمد ہوا اور اوس مدبر کی ہمراہی رفاقت
سی منہ موڑ گئی اور وہ خود آوارۂ دشت ناکامی ہوا اور آخر کو مع عیال و اطفال کی اسیر پنجۂ تقدیر
ہوا اور بعد چند روز کی محبس مین قید زیست سی آزاد ہوا مبلغ خطیر منجملہ زر سرکاری کی اوسکے ذمہ
برآمد ہوا بعد اوسکی مرنی کی اوسکی لڑکی سے طلب کیا لڑکی کا نام غلام حسین تہا بندہ نی شہامت جنگ
کی عہد مین جو چند ماہ فرمان روا پورنیہ کا رہا تہا باقیات مذکورہ کو بپایمردی ایمان اور نیز اوسکی
یتیمی اور بیکسی کی معاف کرایا تہا اور اوسکو باپ کی راج پر مستقل کرایا۔ نقل ساتوین یہ ہے
کہ نقی علی خان برادر مورخ عہد جوانی مین نہایت تندمزاج تہا مطلقاً مال اندیش نتہا ایکروز صولت جنگ
کی حضور سے اوٹھکر کچہری دیوانی راجہ مین عجایب رای کی پاس آبیٹھا اچل سنگہ قوم ہندو
تہا جسکی نامہ اعمال سی شور و شر کے آثار دیدۂ ظاہر مین نمودار تہی اور وہان کی ادنی رہنے والونمین
تہا اور شوکت جنگ کی دیوانی پر سرفراز تہا اور اوس روز راجوتک شوکت جنگ کی ذمہ حضور
اسکی پدر سی تہا اور نیز توپخانہ وستی کی داروغگی مہابت جنگ کی تقلد مین جو سراج الدولہ کو دیا تھا
صولت جنگ نی بھی اپنی لڑکے شوکت جنگ کو عطا فرمائی تھی اور جماعت ہزاریون کی ریاست بھی
اوسی سی متعلق تھی اتفاقاً ہندو مذکور اپنی امور متعلقہ کی سوالجواب کو راجہ عجایب رای کی کچہری
مین آیا تہا چونکہ نہایت تنکظرف اور صاحبزادہ کی دیوانی سی مغرور تہا چاہا کہ جو فاصلہ برادر
بندہ اور راجہ مذکور کی درمیان تہا اوس سی بیشتر کو جاوے نقی علیخان نی ممانعت کی مگر
کچھہ نسنا اور بے باکانہ جواب دیا نقی علیخان نی آشفتہ ہوکر اپنی ملازم سی کہا کہ اوسنی ایک ہول
اوسکے سر پر ماری کہ اوسکی سر سے پگڑی گر گئی وہ اوس صورت سی شوکت جنگ کی روبرو جاکر
شاکی ہوا شوکت جنگ نی نہایت پژمردہ ہوکر ہزاریان وغیرہ جماعۂ برقندازان توپخانہ وغیرہ کو حکم دیا اور
خانہ جنگی کا ارادہ مصمم کیا نقی علیخان کا مکان شوکت جنگ کی محل کی مقابل تہا اور درمیان سی
شارع عام وسیع بعض دوست مانند مرزا رستم علی اور مرزا حیدر اور مرزا منیر علی وغیرہ

چند نفر نقی علیخان کی رفاقت مین کمر ہمت ہوکر حاضر آئی جب اس اژدحام اور غوغاے عام کی خبر صولت جنگ کو پہونچی للی ہزاری کو جو جماعہ داران توپخانہ کا سردار اور صولت جنگ کا معتمد علیہ اور دو سو سوار اور ایکہزار چند نفر پیادہ ہمراہ رکہتا تہا دروازہ پر طلب فرماکر نقی علیخان کی اعانت پر تعنات فرمایا اوسنے التماس کیا کہ جو کہ صاحبزادہ کا ارادہ رزم مضبوط پایا جاتا ہی اگر فی الحقیقت ایسی ہی صورت ہو حکم کیا ہوتا ہی اوسنے فرمایا اسی واسطے تعین کیا ہی کہ جس امر کی امداد شوکت جنگ کی طرف ہووے تم بہی اوسکا تدارک اوسیطور سے عمل مین لاؤ اور جمیع عملہ توپخانہ کو حکم ہی کہ اگر کوئی نقی علیخان کے ساتہ خانہ جنگی مین مرتکب ہوگا سزایاب ہوکر برطرف ہوگا شوکت جنگ اس خبر کو سنکر صولت جنگ کے روبرو آیا اور تظلم و استغاثہ پیش کیا جواب سخت سنکر نادم واپس آیا دیکمدت تک شوکت جنگ اور نقی علیخان مین ترک متعارفات رہا چند مہینے کے بعد جب شادی درپیش ہوئی اور مجلس منعقد ہوئی چند ایام واسطے مراسمات شادی کے معہود اور مقرر ہوے ایکروز اونہین دنون مین صولت جنگ مجلس سے اوٹھکر جا بیٹہا تہا کہ داخل حرم سرا ہوا اثناے راہ سے واپس ہوا اور لڑکے کا ہاتہ پکڑکر نقی علیخان کے پاس لایا اور کہا کہ بہائیون کے باہم اسقدر ملال نچاہیے اب باہم دگر معانقہ کرو اور الفت و آمیزش از سرنو سیکہو — حق تعالی اوس بزرگ کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے اور مدت العمر مین ایسا اخلاق کسی امیر سے نہین سنا گیا تا دیکہنے سے کیا کلام چونکہ عبد العلی خان بندہ کے خالو نے شاہجہان آباد مین باوجود اجتماع اسباب عمارت اور رفاقت امیر الامرا ذوالفقار جنگ بہادر خلف سادات خان مرحوم کے جو رفاہ کہ منظور تہی طالع ناسازگاری کے بدولت نہ پائی چندروز محمد قلیخان ولد میرزا محسن برادرزادہ صفدر جنگ کی رفاقت مین جو کہ بعد کشتہ ہونے نول راے اور ظفریابی وزیر کے اور افاغنہ نائب صوبہ اودہ کے اپنے چچا صفدر جنگ کی طرف سے تہا گذرانی آخر وہان سے بہی صحبت بگڑی بنارس مین آنکر گوشہ گزین ہوا بندہ اوسکے لئے نہایت مکدر تہا نواب صولت جنگ نے باوجود اس اطلاع کے کہ مہابت جنگ خالہ کو رسے ناراض ہی حسب التماس بندہ نے بمبالغہ تمام عفو تقصیر کے بارہ مین اپنے چچا کو تحریر کیا اور مہابت جنگ نے اوسکے سارے جواب تو لکہے مگر خصوص عبد العلیخان کے ذکر سے اغماض کر گیا صولت جنگ نے بپاس خاطر بندہ کے اپنی طرف سے خط تسلی عبد العلیخان کے نام لکہا اور مبلغ پانسو روپیہ ماہواری مقرر کرکے دو ہزار روپیہ پیشگی عنایت فرمائی اور اسی طرح بعد دو تین ماہ بشرطیکہ زندہ رہے وجہ مقررہ کو پیشگی بہیجتا رہا افسوس اس زمانہ مین ایسے صاحب ہمت کہان مصرع
من خود نہ دیدہ ام تو اگر دیدہ بگو + اب اون احسانات عظیم کے تدارک مین عاجز ہو جا بندہ سے اور زیادہ

پرورد گان دولت سے کیا ہو سکتا ہے اللھم انا لا نعلم منہ الا خیراً وانت اعلم بہ منا اللھم ان کان محسنا فزد فی احسانہ وان کان مسیئاً فتجاوز عنہ۔

رحلت فرمانا ناصر الملک صمصام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کا دار ناپایدار سے

جب تقدیر ربانی مقتضی ہوئی کہ بنیاد دولت خاندان مہابت جنگ کی منہدم ہو اور جو لایق ریاست اور سزاوار امارت ہوں وہ قبل اوس سردار پر شجاعت کی فانی ہوں واضح ہو کہ بعد مہابت جنگ کی تینوں بھائی کی لڑکے یعنی شہامت جنگ اور صولت جنگ اور ہیبت جنگ اس زمانے کے موافق سراج الدولہ سے بہتر لیاقت فرمان روائی کی رکھتے تھے اگر انکے اختیار میں سررشتہ کار پڑتا شاید احوال مردم بنگالہ اور بہار کا اس جلدی سے خوار و زار نہوتا لیکن تقدیر ربانی نے قبل مہابت جنگ کے اونکی نشاط حیات اولٹ دی احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ نے جو ان تینوں بیٹوں میں شجاع اور پر تدبیر تھا اول ہی سے ارم کو قدم اوٹھایا اور مہابت جنگ نے اس شنوائی کے بعد کہا کہ اگر دولت کو ہمارے خاندان میں قیام کرنا منظور ہوتا تو ہیبت جنگ پر یہ حادثہ نہوتا بعد ازین ناصر الملک احتشام الدولہ نوازش محمد خان بہادر شہامت جنگ نے راہ آخرت لی بندہ مورخ کو بعد انتقال شہامت جنگ کے مہابت جنگ سے ملاقات دستیاب ہوئی اوسکے مرنے پر نہایت حیرت اور افسوس کرتا تھا اور فرماتا تھا کہ اوسکا مرنا بعینہ لڑکون کی نہین ہے بلکہ بجای باپ ہے تمام خاندان کا پرورش کنندہ تھا بعد ازان صولت جنگ کو پیغام دیکر کہا کہ اب کوئی طاقت اور ہوش باقی نہیں اگر زندگی نے وفا کی سال آیندہ کی رہائی جسکو چھ مہینے باقی ہین راج محل مین صرف آپ کی ملاقات کو آؤنگا اور آپکے دیدار کو جو نہایت مغتنمات سے ہے حاصل کرونگا اور اگر زندگی نے جواب دیا معذور رکھنا اور اس قطعہ کو ضمیمہ پیغام کیا قطعہ گر نماندیم زندہ بردوزیم + جامۂ کز فراق چاک شدہ + ور بمردیم عذر ما بپذیر + ای بسا آرزو کہ خاک شدہ + بعد انتقال شہامت جنگ کی دو مہینے اور بارہ روز گذرنے پر صولت جنگ بھی ملک بقا کو قدم زن ہوا تفصیل اسکی یہ ہے کہ نزدیک وفات شوکت جنگ کے اسکے سر میں ایک آبلہ برآمد ہوا نہایت حدت اور درد کرتا تھا لیکن کسیکو گمان نتھا کہ سبب قضا کا ہوگا چنانچہ مورخ اوسی زمانہ مین بتقریب ملاقات والدہ اور غمگساری جناب موصوفہ کی صولت جنگ سے مرخص ہو کر مرشد آباد آیا اور مہابت جنگ سے ملاقی ہوا اور اوسنے صولت جنگ کو پیغام بھیجی جب بندہ معاودہ ہو کر پورنیہ مین پہونچا اور پیغام پہونچایا سنا کہ ابھی خلش آبلکی

ترجمہ
اے کاش یار جدا
ہونیکی جگہ تو
ہم زندہ نہ
رہتے کہ ہجر اور
فراق سے چاک ہو
گیا اور بدنامی کا
باعث ہوا اگر تہا
وہ نیک سبب
کہ جسکو
بیچ احسان
آسمی کی اور
آرزو تہا سبب
درگذر ہو تو
آسمان سے ۱۲

باقی ہی پگڑی باندہنی مین درد عارض ہوتا ہی بعد چندی خود ایکروز فرمانے لگا کہ شاید اس آبلہ پر
جونک لگانا مفید ہو بندہ نی عرض کیا کہ امالۂ مواد کا اگر کسی عضو دور کی فصد یا حجامت سی کیا جاوی
بہت بہتر ہوگا بعد دو یا تین روز کی مینی دیکہا کہ جونک لگانا اوسکو منظور ہوا بندہ نی دوبارہ جسارت
کرکے ممانعت کی جوابدیا کہ عورتون کا قول ہی کہ جب جونک کا ذکر آوی ضرور لگوانا چاہیی بندہ نے
عرض کیا کہ عورتون کی کیا عقل ہے جو حضور اوسپر اعتبار کرتی ہین جوابدیا واقعی ایسا ہی ہی لیکن
چندان قباحت نہین جب بندہ نی اسقدر مبالغہ دیکہا خاموش ہوا تقدیر سی تو چارہ نہین آپ نے
جونکین لگوائین ورم نی شدت کی اور ہر ایک جونک کی زخم نی ورم کرکی ریم پیدا کی جراح سی رجوع
ہوا آہستہ آہستہ تمام گردن آماس ہوئی درد کا زور ہوا گمان ہوا کہ مادہ گردن مین رجوع ہوا
اور پختہ ہو گیا مستعد اخراج ہی بندہ نی علی جراح کو طلب کرکی کہا کہ نشتر سی حرکت دیوی قضا نی اوسکو
بھی اندہا کر دیا بلا تامل اور تحقیقات کی بذریعہ نشتر چار پارہ کر ڈالا مدہ گمان پختگی کا باطل ہوا مطلق ریم
برآمد نہوئی موافق قاعدہ جراحان کی برگ نیم مشوی کرکی اوسپر چسپان کی رات کو غش کی آثار پیدار
ہوئی برگ نیب جو بندہی تھی کہولڈالا اور گلاب وغیرہ مقویات قلب اور دماغ کا استعمال فرمایا
مزاج بحال ہوا مگر تشویش دلی کو افراط تہی اطبا اور کل نوکر عمدہ اور روشناس حاضر آئی بعضی دیوان
عام اور بعضی اوسکے صحن مین خیمہ کہڑا کرکی ہر وقت حاضر باش رہی بندہ نی بھی متصل پردہای عمارت کے
رخت خواب بچہاکر بسر کرتا تہا اور روح الدین حسین خان خلف سیف خان مرحوم جو صولت جنگ کا
سسر تہا اور نقی علیخان برادر بندہ اور حکیم محمد مسیح مع چند دیگر لوگون کی بندہ کی قریب اوسمقام
پر مقیم ہوی ایک بزرگ افاضل ایران سی آقا عبد اللہ نام کہ فی الحقیقت نہایت استعداد فنون ریاضی
وغیرہ کل علوم مین رکہتا تہا شروع بیماری مین مع سید محمد تربتی خراسانی کی جو کہ نہایت جلی اور برتر کارہ عین تہا
وارد پورنیہ ہوکر صولت جنگ کی ملاقات کو آیا اور مورد الطاف لایقہ ہوا اگر ایسی قدر دان کی حیات
وفا کرتی جو سلوک کہ ان بزرگون کی لایق ہوتا ظاہر فرماتا دونو بزرگ اکثر اوقات میری پاس بیٹہی اور دعائین
پڑہتی اور دعاؤن ماثورہ مین مصروف ہوتی لیکن تقدیر کی روبرو کسیکی نہین چلتی کچہہ اثر نہوا تا آنکہ شروع
شام چھبیسوین جمادی الاول کو حواس مین نقصان ظاہر ہوا ایکدو کلمہ بطریق ہذیان کی اوسکی زبان سی
برآمد ہوی شیخ محمد جانباز اگرچہ جماعہ داران سپاہ سی تہا مگر طبابت مین دست قدرت رکہتا تہا
اور یہ پیشہ بطور میراث کی جانتا تہا کیونکہ اوسکا باپ طبیب حاذق اور مجموعہ خیر التجارت کہ نام کتاب ہی اوسکی تالیف سی
ہی اوسوقتین اطبا اور جراحان سے جو اوسکی معالجہ مین شریک تہی جب اوس سی کلمۂ ہذیان سنا

حقیر کی طرف متوجہ ہوا اور اسنی حقیر کی طرف دیکہا جب باہر آیا پہر ایک کو اید نسخہ حکیم اور میر سیفائی ایل
ہوئی معلوم ہوا کہ فساد مادہ نی باطن دماغ مین رجوع کیا ہی جب ثلث حصہ شب کا گذرا صولت جنگ
نی بہی اپنا حال دگرگون پاکر حکم دیا کہ قیدی آزاد کیے جاوین اور صدقات ادا ہون مستورات حرم
نی گریہ وزاری شروع کی عجب قسم کی تشویش ہوئی قریب اول صبح کی حواس سلب ہو گئے پہر تا
دوپہر ماہ ۲۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۹ ہجری کو جان بحق ہوا مصرع جہان را بد خود پسندیدہ بردہ
اوسی گہڑی وہ تشویش اور ریخ جملہ حرم سرا مین لاحق ہوا کہ جملہ علما اور رفیق کو بلا کر مستدعی ہی
کہ دعا کرین یا کچہ آیات قرآنی پڑہین تا کہ صحت حاصل ہو صولت جنگ بیہوش غشی مین تہا وہی دم
زندگی کی جو باقی تہی پوری کر رہا تہا جو دیکہنے کو آتا گہبرا کر واپس چلا جاتا میر عبد الہادی روشن تخلص
جو صاحب دیوان اور نظم و نثر مین مہارت تمام اور علم عربی اور عروض کو خوب جانتا تہا بمجرد ملاحظہ
اوسکی حال کی غشی طاری ہوئی خواجہ سراؤن نی ہاتہ پکڑ کر باہر نکالا افسردم پالا کو بولا کر اونکی حفاظت
مین اوسیر اوسکے گہر کو روانہ کیا چند پہر اوسی غشی مین گذری تین پہر یا چار پہر رات گذری ہو گی
کہ وہ صاحب کمال بہی جان نثار ہوا اللہم اغفر لہ وارحمہ سید مذکور کا مولد جہانگیر نگر بنگالہ
تہا اور شاہجہان آباد مین نشو و نما پایا اپنا علم متداولہ وہین پر تحصیل کیا رغبت نظم و نثر کی ہوئی والد
مورخ نی دوبیرادر خورد مونخ یعلی خان اور غالب علیخان کی تعلیم کو شاہجہان آباد سے عظیم آباد روانہ کیا
جب ہیبت جنگ نی سید علی خان کو اپنی مصاہرت مین سرفراز کیا سید مذکور کو بہی اونکی تربیت
کو اپنا ملازم بنایا اور بعد گشتہ ہونی ہیبت جنگ کی صولت جنگ نی اپنی رفاقت مین بولایا اور جملہ
فضلای عظیم آباد مین جنکا ذکر بالا ہو چکا اتہی بہی قبول کیا ہمیشہ خلوت نشین اور تمام طبیعتون کی
آمیزش سی دور رہتا اکثر لوگون سی کم آمیزش کرتا تہا اور فکر شعر و سخن مین بسر کرتا عظیم آباد اور
پورنیہ مین جب تک زندہ رہا فقیر حقیر سی ہمکلام رہا کہ ہماری تمہاری مثل اوس مثل سی موافق ہی
کہ اگر تو نہی میری شعر مین معنی نہ ہنگی الغرض صولت جنگ مرحوم کو سید صالح مرید سید محمد تریتی نی
جسکا مذکور ہو گیا اور تازہ کربلای معلی سی آیا تہا اور کلکتہ ہوتی ہوی باتفاق آقا عبد اللہ کی پورنیہ
پہونچا متوجہ ہو کر غسل دیا اور جو کفن کہ وہان سی لایا تہا پہنایا اون دو نو بزرگ نی مع دیگر جماعہ
حاضرین کی نماز جنازہ ادا کی جیسا کہ ضابطہ ہی ساتہ تجمل اسباب کی جنازہ اسکا لیجا کر جعفری باغ مین دفن کیا چونکہ فوت
ہونا دو نو بہائیون صولت جنگ و شہامت جنگ بلکہ مہابت جنگ کا چند مہینی کی فاصلہ سی ایک ہی سال مین واقع ہوا
کلمہ خدا ایشان بیامرزد مادہ تاریخ تصور کیا اس سانحہ کے بعد شوکت جنگ خلف کلان صولت جنگ

ع / صحیح / اہی بارہ / اہی / انشا / سی کی / ۱۲

اوس جماعت مین آکر براہ ساختگی دستار سر سے پہینک جزع و فزع کرنے لگا مورخ نے جو اوس دربار اور اوسکے باپ کے حضور مین با اعتبار تہا دستار اوٹہا کر اوسکے سر پر رکھی اور صدر نشین نزدون مصیبت کا بنایا اور شیخ جہان یار وغیرہ سرداران کو لیکر موافق ضابطہ کے جانشینی کو کہا بعد فراغت امور مذکورہ بالا زبان شوکت جنگ سے ہر ایک کی تسلی کرائی اور اوسے دیوانخانہ مین ایک بیچہ پہ استادہ کرکے اوسکا خوابگاہ کیا دوسرے صبح کو بندہ نے حاضر ہو کر دلجوئی اور تسلی کرنا شروع کی اور مہابت جنگ کے نام درخواست مسودہ عرضی کی آخر بطور مناسب لکھوا کر ارسال کیا مہابت جنگ تو قبل وفات صولت جنگ کمتر ہ روز سے مرض استسقا مین اسیر ہو گیا تہا اور صولت جنگ نے اسکی خبر بیماری سنکر اپنی بیماری سے بے خبر ہو گیا تھا تاسف کرتا تھا اور کہتا تہا کہ وقت کار ہے افسوس کہ بندہ بیمار ہے اپنے وکیل کو خلعت دیکر واسطے تالیف قلوب سپاہ اور اعیان اور ارکان دولت کے مرشدآباد کو رخصت فرمایا اور مداوا کی تاکید اکید کر دی سبحان اللہ کسقدر بنی نوع غافل ہین اور فی الحقیقت یہی غفلت دنیا کا نام ہے القصہ جب مہابت جنگ نے صولت جنگ کے رحلت کی خبر سنی نہایت متوحش و متاسف ہو کر کہا الحال دے پرو بال ہو کر خدا کے حضور مین جاتا ہون اور ایک تعزیت نامہ صولت جنگ کی اولاد کے نامہ موسومہ شوکت جنگ ارسال کیا اور ہر ایک کو خلاع ماتم اور شوکت جنگ کو بحالی نوربیہ کا سند مرحمت فرمائی شوکت جنگ نے مہابت جنگ کی تلقین کا بہانہ کرکے امور مذکورہ قبول کر لئے اور جو کچھ میرزا زین العابدین بجا اول نامہ برنے زبانی عرض کیا سب کو مقرر ہوا اور میرزا مذکور کو راضی اور خوشنود واپس کیا اور تاریخ مختار مسند ایالت پر جلوس فرمایا اپنی سفاہت کے اظہار کرنے لگا بندہ مورخ کو اوسکے تمیز و شعور سے بخوبی آگاہی تھی جب وہ کامیاب ہوا فوراً مستعفی ہو گیا ہر چند اسکی انگا نے دایہ نے جسکا نام دای کوئل اور دانا انکا صولت جنگ نے خطاب دیا تہا اور بندہ سے نہایت محبت رکھتی تہی بندہ کو بلا کر مبالغہ کیا کہ شوکت جنگ میرے لڑکی کی جگہ اور صولت جنگ کا بیٹا ہے لیکن خیال جوانی سے مست و سرشار ہے اور تمہارے گردن پر حقوق صولت جنگ کی اور نیز مجھہ ضعیفہ کے متحقق ہین میرے دل مین آتا ہے کہ آپ نیابت معاملات ملکی اور مالی اور عہد سوالجواب مین قبول کرین اور صولت جنگ کے وقت سے کارگذار خان فوج کا بخشی آپ کا دوست ہے اوسکو بھی اپنا شریک کرین اور صولت جنگ کا نام و مکان کی بربادی نکرین بندہ نے جواب دیا کہ جو کچھ تم نے کہا عین صواب ہے اور مسئلہ لاجواب لیکن خوب جانتی ہو کہ شوکت جنگ کبھی اسطرح پر راضی نہوگا جس امر مین باپ دادے کا نام گم ہو اوسکی تکمیل کریگا اور جب نوکری اور آقائی ہوتا ہے اوسکی رضامندی مین ناممکن ہے چونکہ وہ نیک بخت بہی عقیل تہی بندہ کی التماس سے

خاموش ہو گئی اور بندہ نی واسطے جناب اقا عبد اللہ فاضل کی پانچہزار روپیہ اور ہزار روپیہ واسطے
جلیل القدر میر سید محمد کی لیکر دونو کو بہجوا دئے اور بعد چندی خود بھی رخصت ہوا دایہ مذکور نے بعد
انقضای امید کی پانچہزار روپیہ نقد زاد راہ بندہ مورخ کو بہیجا یہ عورت بڑی عقیلہ تہی حافظہ ایسا تہا کہ
گاہ بگاہ تک فراموش نکرتی تہی ایسی ہفت ہزاری کی مکان کی مدار المہامی کرتی تہی ہر قسم کی ملازمین مین شاید
ایسا ہی کوئی ہو جو اوسکا ممنون احسان نہو بندہ کوچ کر کی گندہ گولہ مین آیا تا کہ عازم عظیم آباد ہو
اسی ضمن مین مہابت جنگ کی رحلت اور سراج الدولہ کی جلوس کی خبر ملی لہذا گندہ گولہ مین متوقف
ہوا تا کہ سراج الدولہ کی حسن سلوک سی ماہر نہوا اسی عرصہ مین خبر ملی کہ اپنے چہوٹی بہائیون کو مانند سید علیخان
اور غالب علیخان اور چچا وہاب علیخان جو مورخ کا ہمسن تہا اور یہ تینون عظیم آباد مین تہی خارج کیا
آمد اس خبر سی روانگی مین زیادہ دیر ہوئی جب موسم بارش آیا محل اقامت کی وہا بہر متعذر تہے
ناچار پورنیہ کو معاودت ہو کر حویلی سابق مین مقیم ہوا ۔ الحال بنا بر انتظام سر رشتہ وقایع کی احوال انتقال
مہابت جنگ کا اور سراج الدولہ کی امر فرمائی کا تحریر ہوتا ہی ۔

انتقال کرنا مہابت جنگ کا جہان گذران سی اور بعض اخلاق اور انتظام اوقات ایزاو
محزدود مانگی اور سراج الدولہ کا جلوس اور حوادثات کا ظہور ہونا تمام ملک کی بربادی

مہابت جنگ کو جیسا کہ تحریر ہوا ۹ شہر جمادی الاول سنہ ۱۱۶۹ ہجری کو عارضہ استسقا مین اسّی برس کا
ہو کر شروع ہوا چند روز دوا معالجہ پرہیز مین بسر کیا بعدہ فرمایا کہ اس عمر مین جسکو عارضہ ہو تا بکی اچہا
نہین ہوتا بس پرہیز توڑ دیا بی بی گہسیٹی زوجہ شہامت جنگ دختر کلان مہابت جنگ کی مع احمال و اثقال
کی موتی جہیل مین جا کر سکونت گزین ہوئی اور اپنی شوہر کی ملازمین کو لکہو کہا روپیہ اور ہاتہی دیکر اپنی
رفاقت مین بنا بر مدافعہ سراج الدولہ مستعد اور آمادہ کیا کہتی ہین کہ جب مہابت جنگ کی ایام زیست
نزدیک انجام کی پہونچی بعض عورات نی مہابت جنگ سی درخواست کی تا کہ اونکا ہاتہ سراج الدولہ کے
ہاتہ مین دیوی چونکہ اوسکے حال سی بخوبی واقف تہا متبسم ہو کر کہا کہ وہ اگر تین روز اپنی دادی کو
راضی رکہی او سوقت تم گرو امید کرنا تا آنکہ نوین رجب سنہ مذکور دو گہڑی دن باقی رہی بہشت نصیب
ہوا اور خواص و اصحاب نی اوسکی تجہیز و تکفین مین مصروف ہو کر دہم تاریخ کی نصف شب کو حسب
وصیت اوسکی ماں کی پائین مرقد خوش باغ مین دفن کیا ۔ مہابت جنگ کو ابتدای جوانی مین بھی
ناچ رنگ محبت نسوان سی پرہیز تہا اکثر اوقات نماز اور تقوی اور وظیفہ قرآن مین بسر ہوتا تہا
تمام عمر شراب کی گرد نہوا نہایت درجہ مسکرات سی اجتناب رکہتا تہا ہمیشہ دو گہڑی رات رہی بیدار

ہوتا اور بعد طہارت اور وضو اول اوراد و نماز صبح کی چند اشخاص کی ہمراہ قہوہ نوش کرتا جب صبح دوبارہ
روشن روز ہوتا دو گھڑی نجومی تک بار عام ہوتا کل سردار سپاہ اور اہالی موالی اور ارباب حاجت
مجتمع ہوکر ہر ایک عرض حال کرتا انجاح مرام ہوتا بعد ازان خلوت میں جاتا اور یہیں جلسہ مانند شہامت جنگ
اور صولت جنگ اور سراج الدولہ وغیرہ مصاحبین کی حاضر ہوکر صحبت اختلاط اور شعر خوانی اور نقل
وحکایات کی گرم ہوتی چونکہ نہایت خوش غذا تھا تازہ وارد ملازمین میں جو شخص کسی کھانے پکانے میں دست
قدرت رکھتا اوسکو روبرو بلاتا کبھی خود بھی اقسام طعام کی اختراع کرتا تھا یا اور چیزوں کی روبرو تعلیم کرتا
جب وہ کھانا طیار ہوتا تھا اور عملہ وارکان دولتخانہ اور دربار کے حاضر ہوکر عرض حاجت کرتے اوسوقت
کھانے کا وقت آتا بکاول دستارخوان بچھتے اور صاحبان فرمایش کی روبرو مرغوب کھانے رکھتے اور
طعام خاصہ سے بھی ہر ایک کو حصہ ملتا اور کھاتے وقت ہر ایک طعام کی حسن وقبح بیان ہوتا ہر ایک کے
ذایقہ کے امتحان ہوتے جب کھانے سے فراغ ہوتا ہاتھ صاف کرکے رخصت ہوتے مہابت جنگ ہمیشہ
اسیطرح سے کھانا کھاتا اکثر مردانہ مجلس ہوتی کبھی کبھی اقربا کی عورتیں بھی داخل ہوتی تھیں اور بعد
فراغ طعام کے بستر استراحت پر آرام فرماتا اوسوقت قصہ خوان وغیرہ حاضر ہوتے بعد زوال کے
بیدار ہوکر وضو کرتا نماز ظہر کی پڑھکر بعدہ کلام اللہ کی تلاوت ہوتی بعدہ نماز عصر ادا کرتا اوسکے بعد برف
کا پانی یا شورہ کا ٹھنڈا ہوا جو میسر ہوتا نوش کرتا اور اسی پانی پر اکتفا قناعت کرتا بعد ازان
مجمع افاضل مانند سید الافاضل میر محمد علی فاضل کہ منتخب زمانہ تھے اور نقی قلیخان اور حکیم ہادی خان
اور میرزا محمد حسین صفوی اور نیز ایک فاضل ملتانی جسکا نام بندہ کو نامعلوم ہے حاضر ہوتے اور ایک
دروازہ میں مقابل مسند مہابت جنگ کے سید عالی والا قدر کی مسند فرش ہوتی تھی جب میر صاحب
دروازہ دریا کی طرف سے داخل ہوکر چبوترہ صحن پر کہ ایوان عمارت تک فاصلہ بعید رکھتا تھا داخل
ایوان عمارت ہوتا تھا باوجودیکہ ہنوز عرصہ بعید رہتا تھا مہابت جنگ چند قدم مسند سے اوٹھکر
مودب سلام کرتا تھا اور میر صاحب بھی بدستور اوسی سلام کرکے اپنی جاے معین پر جا بیٹھتے اور مہابت جنگ
اپنی مسند پر رونق افروز ہوتا اور تکیہ کو جلد اپنے ہاتھ سے میر صاحب کو تواضع کرتا اور میر صاحب
اور نقی قلیخان اور حکیم ہادی خان کی حصہ آتی تھی اور قہوہ بھی لاتے تھے مہابت جنگ خود حقہ نہیں پیتا تھا
مگر قہوہ میں شریک ہوتا بعد قہوہ کی تکیہ روبرو ہی فاضل ملتانی کی رکھتا اور کتاب کافی جو شیخ محمد بن
یعقوب کلینی کی تصانیف سے ہے جو کہ عہد غیبت صغرای حضرت صاحب الامر کی تصنیف ہوئی تھی تمام موافق اعتقادات
جماعت امامیہ کے پیش نظر لاتے اور لقب کافی اوسکا نام بخشیدہ پیغمبر ہے فاضل مذکور ہر روز دو حدیث

اوس کتاب کی پڑہکر ترجمہ کرتا تھا اور اوسکی حال مشکلات میر صاحب کرتی تھی بعد ازان اگر کچھہ
سوال مہابت جنگ کو منظور ہوتا سایل ہوتا اور میر صاحب اوسکا جواب دیتے دو گہڑی تک یہ مجلس
رہتی بعد ازان فراغت ہوتی میر صاحب اوٹھتے اور مہابت جنگ بدستور چند قدم مشایعت کی بعد سلام
کرکی استادہ ہوتا تاکہ میر صاحب جوتہ پہن کر راہی ہوتی اوسوقت اپنی جگہہ آکر بیٹہتا تب آہستہ آہستہ
ہر ایک مصاحبین اپنی اپنی گہر سدہارتے بعد ازان عملۂ دیوانی اور جگت سیٹہہ حاضر ہوکر اخبارات
اطراف گوش گذار کرتی دو گہڑی کی بعد اسی عرصہ مین کبہی شہامت جنگ اور کبہی سراج الدولہ اور
صولت جنگ بشرط موجودگی کی حاضر ہوتی بعد اوٹہنی ان لوگون کی ارباب خوش طبع مانند میرزا شمس الدین
اور زین العابدین لکاول اور میر کاظم داروغہ فراشخانہ اور شمع چراغخانہ اور میر جواد قوش بیگی اور محمود
زمانہ وغیرہ حاضر ہوکر ایک دو گہڑی لطائفات مین بسر ہوتی شام ہوتی میر مشعلی اور شماعی حاضر ہوتے اونکا
مجرا حسب ضابطہ ہند کے ادا ہوتا بعدہ نماز عشا مین پڑہکر دیوانخانہ مین بند وبست زمانہ ہوتا تہا اوسکی
بی بی مع سراج الدولہ اور دیگر عورات اقربا کی حاضر ہوتی چونکہ مہابت جنگ رات کو طعام کہاتا تہا
خشک میوہ جات لاکر تقسیم ہوتی اور جب ایک ثلث شب گذرتی عورات مرخص اور مردانہ ہوتا مرد ان
چوکی اور قصہ خوان وغیرہ حاضر ہوتے مہابت جنگ پلنگ پر آرام فرماتا سوتی وقت دو دو تین تین
گہڑی مین بیدار ہوکر دریافت کرتا کون پہرہ دیتا ہی رات کسقدر باقی ہی غرضکہ تمام رات مین دو چار مرتبہ
بیدار ہوتا اور دو گہڑی رات باقی رہی نماز وطہارت مین مصروف ہوتا اسطور سی بروقت جو کام
مقرر تھی سرانجام پاتی اقارب اور احباب کی ساتہہ وہ سلوک اور احسان کرتا جسکی تضاعف نہین ہوسکتی
جسنے حالت افلاس مین واقع شاہجہان آباد کچھہ بھی احسان کیا تھا اب بروقت امارت اوسکو اور
اوسکی عیال واطفال کو طلب فرمایا جسکو پایا اوسکی ساتہ وہ سلوک کرایا جو اونکو امید نتہی اور اقربا کی
عورتون اور اطفال سی وہ سلوک کرتا تھا جو اس زمانہ مین بلکہ کسی وقت مین خاص خاص سی نہین
ہوا اور نہ اب ممکن ہی اوسکے تمام ملک مین رعایا برایا اوس چین وآرام مین رہی کہ شاید آغوش
والدین مین نرہی ہوگی کوئی اسکا نوکر حتی خدمتگار تک ایسا نتہا کہ سرمایہ لاکہون کا نرکہتا ہو بجز
اسکے کہ رقص وسرود اور صحبت نسوان سی چندان راغب نتہا باقی جملہ علم وہنر اور دستکارون سی
صحبت اور اختلاط رکہتا شاید کوئی ایسا ہی امر نیک ہو جو اوسکی دل شریف مین نتہا جب کہ آصف جاہ
مرا اور ناصر جنگ اوسکا لڑکا جانشین ہوا اور پہول چری پر جاکر افغان کی ہاتہ ہمراہی سی مارا گیا
اور مظفر جنگ خواہر زادہ ناصر جنگ نی اول افاغنہ کی اطاعت سی مسند ایالت حاصل کی اور

آخرکار فرانسیسیون کی مدد سی افاغنہ مذکور سی جو اوسکے خال کی قاتل تہی لڑا اور بحسب تقدیر مصطفی جنگ
اور روسای افاغنہ دونو مارے گئے اور سید محمد خان صلابت جنگ مسند دکن پر متسلط ہوا چنانچہ ذکر سیوم
مین سوانح دکن کی ضمن مین واضح ہوگا اور تسلط موشیر بوسی بالا ہوا اور اوسکا خط مشور سفارش فراسیسکی
کے بکمال طمطراق مہابت جنگ کو پہونچا مہابت جنگ چونکہ مناسبت مزاج سراج الدولہ کی نام جنگ
سے اور اوسکا ارادہ جنگ جماعہ انگلشیہ سے جانتا تھا اور اوسکی دانائی اور شجاعت اور سلوک کا بھی
حال ظاہر تہا بندہ چند روز بحسب اتفاق سراج الدولہ کی ہمراہ تھا مردم معتمد سی سُنا کہ مہابت جنگ
کہتا تھا کہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے بعد ہندوستان کی کنارے ٹوپی والون کی قبضہ مین ہوجانگی
آخر اسیطرح ہوا ایکروز اوسکے زمانہ دولتمین مصطفی خان نی مہابت جنگ کو یہ ترغیب دی کہ جماعہ
انگلشیہ سے مقابلہ کریے مہابت جنگ نی اغماض کرکے جواب ندیا دوبارہ شہامت جنگ اور صولت جنگ
کو شریک کرکے عرض کیا پہر بھی جواب نیایا مگر خلوت مین کہا کہ بابا مصطفی خان خود سپاہی اور نوکری
پیشہ ہی جانتا ہی کہ ہمیشہ میرا رجوع اوسی سی رہی تمہین کیا ہوگیا ہی کہ ایسی امور مین اوس سی موافق ہوتی ہو
جماعہ انگلشی نی میری ساتہ کیا برائی کی ہی کہ بندہ اونکی بدخواہی کریے ہرگز ایسی بات نہ سنتا کہ بجز فساد
کے کوئی نتیجہ نہین ہوتا ہی —

ذکر فضلای کرام اور مشایخ عظام جو مہابت جنگ کی عہد مین تہی یا بحسب قسمت اس دیار مین وارد ہوی تہی اور ملاقات اس بزرگوار کی کی تھی

اول مولوی نصیر مرحوم ہین متوطن شیخپورہ شمش الدین غریا درس کی اولاد مین جسکا مزار صوبہ بہار
آودہ مین مشہور ہی اسکا جد بزرگوار وہان سی صوبہ بہار آکر شیخپورہ مین مقیم ہوا اور مولوی مرحوم
شروع جوانی مین امیر الامرا شایستہ خان مرحوم کی نظامت مین جبکہ اخوند ملا شاہ محمد شیرازی
وارد بنگالہ ہوا اوسکے ہمراہ عازم ایران ہوا اور راہ مین باوجودی کہ اوسکی سواری سقط ہوئی
پیادہ قطع راہ کرتا اور درس ناغہ نکرتا تھا اسی حالت مین ولایت پہونچکر متداولہ علوم تحصیل کرکی حد کمال کو
پہونچا علماے ایران سی فقہ اور حدیث اور فنون ریاضی خصوص ہیئت اور ہندسہ اور حساب مین
سرآمد روزگار ہوا ایران مین بڑی عزت اور احترام سی روزگار بسر کیا میر غلام محمد بہاری جو کہ اعجوبہ روزگار
اور نادرہ زبان و اسطہ سوالجواب عمدۃ الملک امیرخان ناظم صوبہ کابل اور نواب وحید اور امراے
ایران کا تہا چونکہ امراکو مکانات مین نہین جاتا تہا مولوی مذکور اوسکی طرف سی آمد و رفت رکھتا تہا بعد
ایک مدت کی ہند آیا اور تہوڑی سی جاکر صوبہ بہار مین جو اوسکا وطن اصلی تہا بادشاہ کی حضور سی حاصل

کرکے عظیم آباد مین اقامت کی اور اوسکی تعمیر کردہ مکانمین آجتک اوسکا نبیرہ محمد حسن خان ولد زاہد حسین خان وراثت کے طور پر قابض موجود ہین — دوسرے داود خان علیخان معروف زاہد حسین خان خلف ارشد مولوی نصیر مرحوم کا ہے اکثر فضائل نفسانی اور علوم متداولہ اپنے باپ سے تحصیل کیے باوجودیکہ باپ نے کل میراث اوسکے نام کردی تھی مگر اوسکے رحلت کے بعد انصاف پسند ہوکر مخلفات کو بموجب فرض کے ہر ایک کو بخشا اور بعد انتظام امور معاش کے حج کو عازم ہوا بعد زیارت وطن کو آیا کسب سعادت مین مصروف ہوا ہمیشہ معاملات جو اکثر لوگ رجوع کرتے تھے دونو طرف کی اصلاح منظور و ملحوظ رکھی اور جھگڑون کو صلاح کرتا تھا اور تقلیل معاش مین ایسا حسن سلیقہ تھا کہ اکثر محتاجین و مساکین کی خبرگیری کرتا ایک گروہ کثیر اعزہ کو اپنے عیال مین شامل کرکے ہر ایک کو اپنے طعام مین شریک کرتا اسکی تعریف و اوصاف مین زبان قاصر ہے طیبہ حج سے سعادت ہوا اپنا خطاب زاہد حسین خان مقرر کیا اور اس لقب نازان و فرحان رہا اور بیماری مین جان بحق ہوا بروقت اخیر کلمہ طیبہ زبان پر جاری تھی — تیسرے میر محمد عظیم جملہ شاگردان مرزا مولوی خان فطرت تخلص مین ہے اوسکی علم کی شہرت اور شاعری کی دھوم اگرچہ بہت ہے مگر بندہ کو کچھ معلوم نہین — چوتھے مولوی محمد عارف عرفا ہے زمانہ مین تھا اوسکے حالات اچھے سنے گئے اوایل عہد دولت مہابت جنگ مین جان بحق ہوا اور کوا کھو قلعہ عظیم آباد مین اوسکا اصل مسکن تھا مدفون ہوا اوسکے مریدونمین شاہ کرم علی نام صاحب حال طالب خدا رہا ہے مکرر دیکھا گیا ترک و تجرید رکھتا تھا — پانچوین میر رستم علی مستغنی گوشہ نشین علوم ظاہری سے بھی بہرہ ور تھا اکثر لوگ اوسکے خرق عادات بیان کرتے ہین بندہ نے بہت کم دیکھا ہے لیکن مرد صاحب معنی مرتاض حقایق شناس تھا عظیم آباد مین رام نراین کی صوبہ داری کے زمانہ مین جان بحق ہوا اور جس جگہہ کہ بالفعل میرا وصل سوداگر کشمیری کا مقبرہ معروف ہے دفن ہوا اسکا سبب یہ ہے کہ سوداگر مذکور اسکا مرید تھا بعد رحلت کے اوسی مکانمین جو اوسکا زرخرید تھا مدفون ہوا جب خود بھی وسنی رحلت کی اوسی جگہہ دفن ہوا — چھٹوین شاہ محمد امین درویش تجرد کیش عارف حقیقت اندیش تھا اوسکے پیکر سے راز عشق الٰہی آشکارا اور ظاہر و باطن اوسکا انوار حقیقت مطلع اسرار تھا اوسکی صحبت مین فقیر بھی پہونچا بمجرد پہونچنے کے دیکھا کہ اپنے دل سے ہوائے دنیا اور رنگ اور محبت خدا دلین آسمائی تمام رات عبادت و ریاضت مین بیدار اور دن کو باوجود ہجوم بنی نوع کے ذکر خدا مین مصروف رہتا گھڑی گھڑی مین نعرہ سرد دل پر درد سے ایسا کھینچتا کہ اورون کے کلیجہ مین درد ہوجاتا خلاصہ یہ ہے کہ اوسکا حال کیفیت سے خالی نتھا اسکا مرشد شاہ محمد عظیم آبادی کرامات و خوارق سے مشہور اور زبانی ثقات کے اوسکا علو مقامات معلوم ہوا مگر گاہے جذبہ اد

مزاج پر غالب ہوتا اور گاہ گاہ افادہ ظاہری بھی فرماتا تہا۔ ساتوین شاہ اودہم آٹھوین حیات بیگ
ظاہر احوال مجنون کی طرح تہا اکثر ضروریات کا ترک انکی مزاج مین تہا لیکن لوگ اکثر انکے خوارق اور
کرامات کی قایل ہین والعلم عند اللہ تعالے نوین شاہ خضر درویش بلند پایہ سعدپور مقامات پرگنہ
بسارا مین بسر کرتا تہا مجذوب وضع لیکن اکثر عقلا اوسکے پاس جاتی اور اکثر خوارق کی قایل ہین
دسوین سید والا نژاد میر محمد سجاد درحقیقت صید حقیقت مدام بدام لاتا تہا اور بکمال عزت اور احترام مین بسر کرتا
تہا دنیا کی حقیقت پر کاہ کی برابر بھی نہ جانتا تہا بندہ کی والد سے سررشتہ اتحاد مستحکم رکھتا تہا تحصیل
اخروی پر اکثر ہمت مصروف تہی علوم جفر وغیرہ ظاہری مین بھی دستگاہ تھی اوسکے فضایل تحریر سے
افزون ہین ایک کتاب اوسکی تالیفات مین تھی بندہ نے ملاحظہ کی جو کہ اوسکے علو مدارج سے متنبہ کرتی
ہے اور جسکی نظر سے گذری ہے اوسے اوسکی مراتب سے آگاہی ہو سکتی ہے جب والد مرحوم شاہجہان آباد
چلے گئے شیخ کے دادا سے اتحاد پیدا کرکے ہم صحبت تہا اسکی رحلت کا سال فقیر کو یاد نہین والا ضرور
لکہتا اللہم الحقہ بآبائہ الصالحین واسکنہ فی اعلی علیین۔ گیارہوین بندہ مورخ کا جد امجد سید
علیم اللہ طباطبائی سادات بنی حسن سے ہے اسکے علو مراتب اگر تحریر ہون ایک دفتر علحدہ درکار ہے
سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین وارد عظیم آباد ہوا اور ماہ شعبان سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین بہشت کو سدہارا اسکی فرق عادات
جو کہ دیدہ وشنیدہ ہین بندہ نے علحدہ ایک مثنوی مین جسکا نام بشارۃ الامامہ ہے تحریر کیے ہین بارہوین جناب شاہ حیدری
بندہ کی دادی کی حقیقی عموے اولاد علی بن حسین مذہب تشیع مین تہے نہایت مجاہد اور بیباک اور مستغنی تہے عاجزون
کی ساتہ نہایت تواضع سے پیش آتی اکثر محمد قلیخان پدر محمد ایرج خان اکبرآبادی بکمال سماجت ہمراہ لایا قصبہ
بہاگلپور مین اقامت گزین ہوا محمد غوث خان جو اپنی خال شکر اللہ خان کی ہمراہ قصبہ مذکور مین مقیم تہا اتفاقاً بیمار ہوا اور عارضہ
نے سختی پکڑی اوسکی زیست کی کچھ امید نہ رہی اوسوقتمین شاہ حیدری جو کہ اوسکی مذہب سے تنفر اور شجاعت
سے سرور تہا اوسکی سرہانے پہونچکر بشرط قبول مذہب تشیع کی ضامن اوسکی شفاعۃ کا ہوا اوسنے قبول مذہب سے حیات تازہ
پائی اور ارادت کامل لاکر مع عیال واطفال کی اوسکا مرید و مطیع ہوا تا آنکہ سرفراز خان کی لڑائی مین مارا گیا شاہ
حیدری بہاگلپور سے مرشدآباد آیا مہابت جنگ کو اوسکی عمل پر نہایت ملامت کی مہابت جنگ سے تنجکی ہوے بجز تسلیم کچھ کر
نہ سکا اور شاہ حیدری نے غوث خان مرحوم کی مع عیال واطفال کی لاشین جس میدان مین قتل تہین اٹہوا کر بہاگلپور پہونچائین اور
چند سال کی بعد خود بھی رحمت خدا سے جاملا اور بہاگلپور مین مدفون ہوا شاہ جعفری اوسکا بیٹا باپ سے بڑہکر ہوا صبر و توکل و
قناعت مین اپنی ہم عصرون مین زیادہ تہا مہابت جنگ مع اولاد کی اوسکی احترام کرتی وہ درویشانہ زندگی بسر
کرتا تہا یسین خان فوجدار بہاگلپور نے وہان کی فقرا اور نیز اور لوگون کا روزینہ بند کردیا اور شاہ جعفری کا روزینہ

بر قرار رکہا مگر انہون نی خود نہ لیا اور شہامت جنگ کو لکھہ بہیجا کہ مہابت جنگ نے نسیین خان کو ملامت کی اور روزینہ بند جاری ہوا تب حضرت بہی اپنا روزینہ لینی لگے مصطفے خان کی ہنگامہ کے زمانے مین جبکہ بہاگلپور سے عبور ہوا لوگ افواہ اوڑانی لگے اور بہاگلپور کی معصب لوگون نی اسکے تشیع کی خبر مردمان مصطفے خان کو لگا دی خبر پہونچی کہ مصطفے خان کو داعیہ رزم ہی مگر وہ متصل اپنی جگہہ پر آمادہ شہادت بیٹہا رہا کسیطرف کو حرکت نکی اور وہ بلا خود بخود دفع ہو گئی سراج الدولہ کی شادی مین ایسے رام فوجدار بہاگلپور نی جو عطا اللہ خان کی طرف سی تہا بعوض گاو کشی کے ایک سید کی ہاتہہ کٹوائی ہر چند سید مذکور نی فریاد و استغاثہ کیا کسی نی نسنا آخر شاہ جعفری اوسکا شریک حال ہوا اور بلوائے عظیم برپا ہوا تزدیک تہا کہ فتنہ عظیم برپا ہو عطا اللہ خان کی جو اوس پر جابر ہی لوگون نی چاہا کہ اوسکے مکان پر چڑہ جاوین چونکہ اوسوقت سردار خان اور شمشیر خان برطرف ہو گئی تہے عین سانحہ مین شہامت جنگ نی آنکر شاہ جعفر سی یون کہا کہ مہابت جنگ درمیان ہی اور تہا جاتا ہی شاہ جعفری نی کہا کہ اس سید کو راضی کرو اور کچہہ کام نہین ہیبت جنگ نی روپیہ اور زر کے دینی سے سید کو راضی کیا تب فتنہ فرو ہوا اسقدر ایمان کی حفاظت اور شجاعت کمتر کسی نے دیکہی ہو گی ایکمرتبہ عین شکار مین کہ شروع شباب تہا ایک شیر نر برآمد ہوا محمد قطب ولد کلان غوث خان مانع ہوا کہ شاہ جعفری اوسکے روبرو نجاوی مگر اوسنی گہوڑا بڑہا کر سر پر آپہونچا اور پیادہ ہو کر اتنے کوڑی شیر کی مارے کہ شیر لوکڑی کی طرح روبرو سی بہاگتا تہا اور یہ کوڑی لگاتا جاتا تہا اور محمد قطب سی کہتا تہا کہ شیر کو اسطرح سی شکار کرتی ہین درحقیقت صلاح اور سداد اور مہمان نوازی مین یکسان تہا مومنین کی حاجت روائی اوس درجہ تہی جسکی انتہا نہین میر محمد قاسم خان کی عہد مین واقع مونگیر جان بحق ہوا لاش اوسکی بہاگلپور مین جس زمین کو خود پسند کر رکہا تہا وہین مدفون ہوئی۔ اللہم الحقہ بآبائہ الصالحین۔

ذکر مشایخ مشہورہ اطراف صوبجات کا

اکثر لوگ بانام و نشان اور صاحب اسباب شیخیت کے ہوئی ہین مگر اونکی کیفیت مورخ کو واضح نہین کہ اوسکو درج کتاب کرتا ازانجملہ یہ چند لوگ ہین شاہ غلام علی موضع دیوہرہ مضاف پرگنہ اروَل اور شاہ بدیع الدین وغیرہ اولاد شاہ شرف الدین یحیٰی منیری بہار مین اور شاہ کہلین سہسرام مین اور شاہ محمد مسیح للیا مین جو سرکار مونگیر کا مضاف ہی اور شاہ نجم الدین معروف شاہ سولی پرگنہ سورج گڈہ مضاف سرکار مونگیر مین یہ شخص کمال عزت مین متصل سورج گڈہ

کی بسر کرتا تھا اور قلیل سی زمین اوسکے قبضہ مین تھی اب اوسکا حاصلات صادر و وارد کی صرف مین خرچ
ہوتا ہی تا آنکہ حیدر علیخان برادر حسین علیخان داروغہ توپخانہ مہابت جنگنے اوسکی خدمتمین کسیقدر رسوخ
پیدا کیا پرگنہ گجراجو توابع مونگیر مین ہی اوسکا صوبہ مہابت جنگ سی التماس کرکر اوسکے مدد معاش مین مقرر
کرادیا اور اوسکی سند دفتر سرکار سی لکھادی الحال اوسکی اولاد یعنی اوسکی بی بی کی قرابتی بآرام بسر کرتی ہین

علماے ظاہر کے بیان مین

جوکہ درس تدریس کی تحصیل کرنیسے بہت ہوے ہین حتی کہ نو دس آدمی خاص شہر عظیم آباد مین مدرس تہے
اور قریب تین سو طلبا کی تھے اور ہر پرگنہ اور قصبات مشہورہ مین علی ہذا القیاس الآ مستعدان بہار سی
قاضی غلام مظفر مخاطب بمظفر علیخان سی ہوکر مہابت جنگ کا مقرب اور داروغہ عدالت مرشد آباد ہوا
مرد خوش تقریر اکثر علوم سی ماہر تھا۔

گردش فلکی سی جو ایرانی بزرگ وارد عظیم آباد ہند ہوی اونکا بیان +

ان بزرگون مین اول اور کلان جناب عمدۃ العلماء العظام وزبدۃ الحکماء الکرام کاشف الحقایق الخفی والجلی
خاتم الحکما مولانا وشیخنا المحمد الدعو بعلی متخلص حزین نبابر شیخ تاج الدین ابراہیم المعروف زاہد جیلانی
ہی نسب شریف بیندرہ واسطون سی شیخ عارف کامل مذکور تک پہونچتا ہی غایت اشتہار سی کہ تمام عالم مین
اسکے تصانیف اور اوصاف مشہور ہین خصوص ہندوستان مین بیان کرنا اوسکی مدایح کا کچھ ضرور نہین لیکن
تبرکا اور تیمنا مجمل سا لکھا جاتا ہی واضح ہو کہ بندہ اور چند لوگ جو مجھسی بہتر تہی معترف ہین کہ اس جزو زمان مین
اسکے برابر دوسرا شخص نہین دیکھا بلکہ سنا بھی نہین بلکہ عرب اور عجم کی سب یہی کہتے ہین کہ ہمنے ایسا آدمی
نہین دیکھا خوب مدرکہ اور حافظہ اسطرح کی شاید اسلاف مین بھی کمتر کسیکو نصیب ہوی ہون علمی اور عملی
اور علوم نقلی و عقلی کل اوسکی ذات شریف مین جمع تہی غوامض علوم مین کون بات تہی جو اوس سی معلوم
نتہی حق تو یہ ہی کہ نادرہ ادوار علامہ زمانہ تھا محمد شاہ نے عمدۃ الملک وغیرہ مقربین کی ذریعہ سی مکرر پیغام دی
کہ منصب وزارت قبول کری لیکن از بسکہ دنیاے دون سی تنگ و عاری تھا راضی نہوا اور نیز یہ بھی
جانتا تھا کہ اوسکی دولت کی بنیاد جلد گرنے والی ہی لہذا قبول نکیا ورنہ ایسی لوگ انتظام عالم اور
رفاہ بنی آدم سی بھی گریز نہین کرتے چند بار اس شخص نے عظیم آباد آنکر ہندوستان سی نکل جانے کا عزم
کیا مگر تقدیرنے یاوری نہکی مہابت جنگ اور شہامت جنگ اور صولت جنگ نے چند بار عرایض از روی
قدمبوسی ارسال کئی مگر ہر مرتبہ عذر پیش کرکے آنیکو راضی نہوا اور معاودت کرکی بنارس مین چند
سبب سی قیام کیا تا آنکہ طاقت حرکت اپنی مین نہدیکھی اور ایک قبر اپنی واسطے آراستہ فرمائی اور

سنہ ۱۱۸۰ ہجری کو جان آفرین سے واصل ہو کر داخل بہشت برین ہوا اور اوسی جگہ تربت مین مدفون ہوا اور نواح مزار پر اپنے ہاتھ سے چند کلمہ اور دو تین شعر بطریق یادگار لکھے تھے بہ سبیل تقریر لکھے جاتے ہین بر سر لوح اسم مبارک اللہ کا ہے بعد ازان یا محسن قد اتیک المسئ + بعد ازان العبد الراجی رحمۃ اللہ الغفور محمد المدعو علی بن ابی طالب الجیلانی اور پایئن لوح مذکور مین اپنا مطلع لکہا ہے روشن شد از وصال تو شبہای تار ما + صبح قیامت است چراغ مزار ما — اور دونو پہلوی مزار مین یہ دو بیت تحریر ہین ۵ زبان دان محبت بوده ام دیگر نمیدانم + ہمیدانم کہ گوش از دوست پیغامے شنید اینجا — حزین از پای ره پیما بسے سرگشتگی دیدم + سر شوریده بر بالین آسایش رسید اینجا — اللہ مغفرت کرے اونکی — دوم جناب شیخ محمد حسن شہید ثانی بلکہ شیخ زین الدین علی سے ہے ذکر نسب اظہر من الشمس ہے اظہار کی حاجت نہین علم عربی اور فقہ اور حدیث مین بی نظیر تھا عقلیات مین چندان توجہ نتھی لیکن کچھ اجنبی بھی نتھا آپ کی رغبت شرع کی ظاہر مین بہت تھی اور عقلا اور عرفا کے مسلک سے احتراز تھا لیکن نہ کلفت تھی نہ رغبت بلکہ فرماتا تھا کہ ہمارے مقیدے دونو طرف رہے ہے اور ہر ایک نے مسلک اختیار کیا مگر مین ان دونو فرقہ کی حقیقت سے عاجز ہون اس بزرگ کا آنا کربلای معلے مین اوس وقت ہوا تھا جب کہ ایران مین قوم افغان متسلط ہوے تھے یہ شخص مع بزرگان و خوردان کے آستانہ مقدس نجف السرور کی مجاوری مین بسر کرتا تھا جب عسرت نے زور کیا بضرورت شاہجہان آباد مین آکر صفدر جنگ کی رفاقت مین بسر کرنے لگا کسیقدر عیال و اطفال کیواسطے کربلا روانہ کرتا تھا جب صفدر جنگ مرا اور شجاع الدولہ باوجہ نادانی مین بیہوش ہوا اوسکی رفاقت ترک کرکے عظیم آباد آیا کسی ایرانی نے اسکی عسرت دیکھی کسیقدر روپیہ دیا تاکہ تجارت کرے شیخ مذکور نے بسبب ناواقفی کے کسیکو اسکام کیواسطے مقرر کیا اور خود پدر برہان الملک کے مقبرہ مین رہنے لگا تا آنکہ ایکمدت تک چوب ہای ساکہو کو نیپوری خرید کرکے اوسکا گماشتہ عظیم آباد پہونچا تا راجہ رام نراین نایب ناظم اوسجگہ کا اگرچہ ظاہر مین مدارا کرتا تھا مگر باطن مین عجب عداوت اور تعصب رکہتا تھا اون دنون مین ایک عمارت بنواتا تھا پیغام دیا کہ جس قیمت سے اور لوگ چوب مذکور لیتے ہون بندہ یکجائی خرید کرتا ہے اور اوسکی قیمت یک مشت ادا کرتا ہے وہ بزرگ راضی ہوا عملہ راجہ مذکور نے چوب ناپ کر اپنے نشان کر دیے اور روپیہ کے دینے مین حجت کرنے لگے شیخ نے کہلا بھیجا کہ یہ کیا معاملہ ہے حسب وعدہ یا تو خرید کر لو ورنہ چھوڑ دو ہم دوسرے کے ہاتھ فروخت کرین جواب ناصواب پر غرور کہلا بھیجا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مین مشرق و مغرب سے نہین ڈرتا تمہارا پاس خاطر فقط ترحم کی نظر سے ہے تم کچھ اور خیال نکرنا شیخ نے متحیر ہو کر کہلا بھیجا کہ مضمون پیغام کچھ مفہوم نہوا مگر جو کچھ کہ بیباکی کی اوسکا

۵ ترجمہ زندگی کرنے والے البتہ تیرے پاس گنہگار رہا

جواب کیا دون سے عزیزی ہست میدانی خدا نام ❖ کز و شوریده در ا گیرد آرام ❖ اس ماجری کے بعد
نہایت تکلیف اس بزرگ کو ہوئی چند روز نگذری تھے کہ عالیجاہ میر قاسم خان نے تینون صوبہ بنگالہ
بہار اوڑیسہ پر تسلط پایا اور رابعہ مذکور کو گردش دہر نے جواب دیا چنانچہ آئندہ لکھا جائیگا اور شیخ
مذکور کو مسبب الاسباب نے میر قاسم خان کے واسطہ سے معاش لایق عطا کردی جسکے ذریعہ سے قرض سابق بھی ادا ہوا
اور دو ایک سال کے بعد اجل نے گھیرا جس زمین مین اسکا مزار ہے وہان برہان الملک کے باپ
کا مقبرہ اور عالیجاہ کی زرخرید ہے اور اخوند ابو القاسم جو اوسکا شاگرد اور ملازم تھا مجاور ہوا یہ شخص
کشمیری تھا لیکن حسن خوبی مین بے نظیر مدت تک وہان بسر کی واقع ۱۱۹۳ھ ہجری کو فوت ہوا اور
پہلوے شیخ مین دفن کیا گیا واقعی یہ شخص نیک طینت پاک طبیعت ہر وقت رضاے خالق مین
مصروف رہتا علم عربی و فقہ و حدیث و تفسیر مین آشنا تھا ظاہرا انہاہر ماہ محرم کی اٹھاروین تھی
کہ بعد افطار ملک الموت سے دوچار ہوا خداوند کریم اوسکی بھی بخشش کرے اور رحم کرے الحال دو آدمی بزرگان
زمان سے موجود ہین جنکے وسیلہ سے دریاے فیض کشادہ ہین — اول سید الاجل علامۃ الوری
البحر اللجی کاشف السرائر والرموز الازلی سید محمد علی مد اللہ تعالی ظلہ جنکا مولد اورنگ آباد دکن
ہے والد انکے میر عبد اللہ بن میر ابراہیم اور نانا اونکے میر محمد شفیع ہین نسب آپکا حسین ذو الدمعہ بن
زید بن علی علیہ السلام تک پہونچتا ہے مولد آبا انکے کا یزد ہے میر عبد اللہ مرحوم اورنگ آباد مین
وارد ہوا اپنے چچا محمد شفیع کی لڑکی کو نکاح مین لایا اُسکے ولادت کی تاریخ روز پنجشنبہ دوم رمضان ۱۱۲۹ھ ہجری
مین سترہ اٹھارہ برس کے سن مین بعض بزرگون کے ہمراہ بقصد زیارت و تحصیل علم واقع ۱۱۴۱ھ ہجری
مین متوجہ ایران و عراق ہوا محمود افغان اور اشرف کے حادثہ مین شریک تھا بیس برس تک اسیطرف
رہا اکثر فارس اور عراق کے شہرون کی سیر کی اور عتبات عالیہ کی مکرر زیارت کرکے اکثر علما مانند
حاجی اسمعیل خاتون آبادی و حاجی عبد اللہ ہندی اور میر محمد تقی مشہدی رضوی اور ملا محمد صادق اردستانی کی صحبت مین رہا
اور تذکرہ مین شریک ہو کر علمائے ظاہر مانند میر محمد حسین نبیرہ ملا محمد باقر مجلسی اور آقا اوسکے بھائی اور ملا محمد علی قاہی اور ملا محمد طاہر
خاتون آبادی و میر معصوم خاتون آبادی وغیرہ سے بھی ہم صحبت رہا لیکن جو کچھ تحصیل فرماتا اوسکی زبانی ہے کہ پچاس ساٹھ
بیت الفیہ نحو بھی نہین پڑھین لیکن مبادی تحصیل مین کرم خدا ایسا شامل حال تھا کہ بر وقت ورود اصفہان کے سن شریف
بائیس برس کا ہوگا اکثر لوگ درس کتب متداولہ کو حاضر ہوتے تھے اور جمیع کتاب معقولہ مشکلات مانند شفا و اشارات
کے اور کتب عربی اور منقولہ مطالعہ کرکے اسقدر تقریر کرتا تھا کہ اکابر علما کو جرات نہ تھی اور حسن تقریر اور جودت ذہن اور
قوت حافظہ اس شخص سے حیرت تھی اور انکو غنیمت سمجھتے تھے جو کچھ حافظہ کے سپرد ہوا گو کسیقدر مدت کیون نہ گذری

ہے جزئیات کی پیش افتادہ ہی لیکن باوجود اوصاف مدرسی اور پیش نمازی اہل دول سی ضرورت سے
زیادہ اختلاط کا روادار نتہا اصفہان مین سلسلہ مشکی سی تاہل اختیار کیا اور وہ بی بی دو سال کی بعد جان بحق
ہوے دوبارہ پھر سبیل مناکحت نفرمایا اور احادیث کی اجازت مانند اصول کافی ومن یحضرہ الفقیہ
میر محمد تقی مشہدی اور میر محمد حسین اور میر زین العابدین نبیرۂ ملا محمد باقر مجلسی سی لیکر قران اور احادیث
کی اسرار جو مخصوص خواص عرفا ہین حاجی نصیر سے شیراز مین اور میر محمد تقی مشہدی سی اصفہان مین سیکھی
اور کتب علمی اور کلامی ملا محمد صادق اردستانی سی سیکھی الحاصل ایران سی حج کا عزم کیا جہاز تباہ ہوکر سندھ
پہونچا چند مہینے وہان رہا اور احمدآباد آکر چند مہینے بعد سورت آیا وہان سی اورنگ آباد ہر چند ناصر جنگ
ناظم دکن نی تکلیف قیام دی لیکن بنابر اوسکے وضع مفسد کی قبول نکیا وہان سی حیدرآباد آیا بعد قیام
چندروزہ سبکاکول ہوتی ہوے بنگالہ مین اور تہوڑی دنونمین بموجب استدعای خواجہ محمد حامد سکی
سکے ہوگلی مین مقیم ہوکر شاہجہان آباد گیا اسی سفر مین پورنیہ ہوکر گذرا وہان کی حاکم سیف خان
برادر عمدة الملک امیر خان کی حسب استدعا چندروز قیام فرمایا آخر اوسکے صحبت سی کہ جنون اور خبط
سی خالی نتہی عظیم آباد آیا یہان عبد العلیخان بہادر مورخ کی خال کی صحبت مین رہا وہان سی عازم لکھنؤ ہوا
آخر بنابر انسداد راہ جو نسبت نکلنی محمد شاہ کے علی محمد روہیلہ پر ہوا تہا فسخ عزیمت اوسطرف کی فرمائی
اور حسب استدعای ہیبت جنگ کی عظیم آباد آیا ہیبت جنگ نی اپنے معتمد استقبال کو بھیجے اور اوسکے آنی
پر نہایت خوشی فرمائی اور مشرف خدمت ہوکر باذن رضاجوئی مین بسر کرتا تا آنکہ شمشیر خان کی حادثہ مین
ہیبت جنگ نی عدم کی راہ لی اور اوس انقلاب مین سید کا مکان بھی تاراج ہوا اور سید نی خبر پائی
کہ قرب وجوار مونگیر مین مہابت جنگ کا لشکر آپہونچا بمقتضای الفرار مما لایطاق من سنن المرسلین پس
اپنے کو مہابت جنگ کی لشکر مین پہونچایا مہابت جنگ نی اوسکا پہونچنا اقبال کی یاوری سمجھی کوئی دقیقہ
آداب وخدمت سی فروگذاشت نفرمایا اونھین دنونمین واقع سنہ ۱۱۶۵ ہجری کو دوبارہ عازم زیارت
آستانہ سید الانام اور عتبات علیہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہوا پھر وہان سے بعد چار برس
کی مشرف یاب طواف مکۂ معظمہ اور عتبات مکرمہ ہوکر اور سرمایۂ سعادت حاصل کرکی مرشدآباد کو معاودت
فرمائی بعد رحلت مہابت جنگ کی سراج الدولہ نی بمقتضای سفاہت کی ایسے بزرگ واجب التعظیم سے
بہت بری طرح پیش آیا جسگہر کہ رہتا تہا زبردستی بلا مہلت نکال دیا وہ بزرگ متحیر ہوا کہ اسوقتمین کہان جاے
اور کیا کرے کہ چند ماہ پہلے کی ملک کا مالک ہی اسی عرصہ مین حسن رضا خان دختر زادہ حاجی احمد نی
جو کہ مہر خاندان مہابت جنگ کا ہی باوجودیکہ خود بھی بسبب درشتی مزاج کی سراج الدولہ سی خوف تہا

بمجرد استماع اس خبر کے برہنہ پا سید مذکور کے حضور مین آیا اور اپنے ہمراہ اپنے مکان پر لیگیا اور لب
دریا جس مکان مین اب بھی سید مذکور مقیم ہین جاکر وہی مکان نذر کیا فی الحقیقت اوس وقت مین بڑا کام
کیا خدا جزائے خیر دے اس کار خیر کی نیکنامی حسن رضا خان کے نام لکھی تھی کہ ایسے تہلکہ مین اپنی جان کو
ڈالا اور آخرت مین بھی خدا اسکو نتیجہ اسکا نیک دیگا اور سراج الدولہ بھی گذرا اور نتیجہ برعکس پایا
بیت گندم از گندم بروید جو ز جو * از مکافات عمل غافل مشو * ظاہراً مجالی الیہ دربیان حضرات
خمس عبارت عربی مین مقتضے طریقہ محققین اور عرفا کے موافق تحریر کیے اور شرح مفاتیح ملا محسن کاشے
رحمہ اللہ کے حواشی محققہ مین عبارت عربی سے اور اخوان الصفا او خلان الوفا حکمت کی اسقدر کتاب
فراہم کرکے تحقیق اور تنقیح کی بلکہ چند رسالہ اور بھی افزود کیے بس نصف جدید کہنا چاہیے شرح کافیہ نحو کے
عبارت فارسی مین مبتدیون کے واسطے لکھی مگر ہنوز تمام نہین اور شرح تحبہ ملا محسن کاشی بھی علم فقہ مین
بعبارت فارسی تحریر کی مگر ناتمام رہی سرعت مطالعہ اسقدر ہے کہ جو دوسرا سال مین کرے آپ ایکروز
مطالعہ کر جاوے الحمد اللہ کہ آجتک کہ اوایل ماہ شعبان ۱۱۹۴ ہجری مین مفرح الحال مطالعہ کتب اور
افادہ مردم مرشدآباد مین بسر اوقات کرتے اور کرتا ہے حسن رضا خان اور اوسکی اولاد اور محمد حسین خان
بن حکیم ہادی خان وغیرہ مخلص موجود ہین صادر و وارد اوسکی فیض انفاس سے فایدے پاتے ہین حق تعالے
اس حضرت کا سایہ بلند پایہ دراز رکھے۔ جسوقت بندہ مورخ کسی تقریب سے عازم کلکتہ ہوکر سیرکیواسطے
کچھ دنون مرشدآباد مین ٹہرا اغلب اوقات سید موصوف کی خدمت مین پہونچا اور اوسکی باتون سے فیضیاب
ہوا ایکروز کسی تقریب سے اپنے جانے کا مذکور جانب دہلی اور ایک بزرگ کے کشف وکرامات کا جسکا نام یاد
نہین رہا کرتا تھا جو کہ بندہ مورخ نے قبل کشتہ ہونے نادرشاہ کے جب کہ محمد شاہ عمدۃ الملک اور صفدر جنگ
کی تحریک سے علی محمد روہیلہ کی تادیب کو انولہ اور بنگڈہ پہونچا تھا اور سید نے اوس لشکر مین بعض
ثقات کی زبانی جو نادرشاہ سے روشناس تھے سنا تھا سید کہتا تھا کہ اگرچہ ہم بعد کشتہ ہونے نادرشاہ کے
سنتے باور کرتے مگر اب یقین ہے کہ وہ بزرگ بیشک اولیا تھا۔ چونکہ یہ نقل جملہ اخبار گذشتہ سے ہے لہذا
بے کم وکاست نذر یاران کرتا ہون۔ جب نادرشاہ بعزم تنبیہ نور محمد لنی رئیس دیرینہ ولایت ٹھٹہ کے
دوبارہ قندہار کے قرب سے عازم ہوا یہ نور محمد خان کمال اقتدار سے قلعہ امرکوٹ پر جسکے چارو طرف
اسّی کوس تک دانہ پانی نہین ہے پناہ لیجا کر نادرشاہ سے منحرف ہوگیا تھا اور نادرشاہ نے اوسکا ملک
محمد شاہ سے لیکر اپنا کر لیا تھا غرض جب اس مرتبہ معاودت ہوئی زکریا خان مع اپنے لڑکے شاہنواز خان کے
استقبال کو چلا اور نادرشاہ کے مافی الضمیر سے آگاہ ہوکر عرض کیا کہ اوسکے قلعہ کے گرد اسّی کوس تک

پانی ٹھہرا ہی لشکر ظفر پیکر بے آبی کی وجہ سے اقامت نہین کر سکتا نادر شاہ نے جواب دیا کہ اگر کوہ آسمان پر ہوگا
تب بھی پیر اوسکی کھینچکر نیچے گرا دونگا اور اگر زمین مین گھسا ہو بال پکڑ کر نکالونگا شاہنواز خان اوسکے لڑکے
کو مع تہوڑی فوج ہندوستانی کے ہمراہ لیکر لشکر کو حکم دیا کہ طعام اور شراب سہ روزہ ہمراہ لیوین
اور شام کو کوچ فرمایا دوپہر کو قلعہ مذکور مین قلیل فوج سے جا پہونچا باقی فوج پیچھے گرتی پڑتی چلی آتی تھی
نادر شاہ نے شاہنواز خان سے فرمایا کہ اے فرزند پانی لا سکتا ہی اوسنے عرض کیا کہ پانی بجز قلعہ کے
اندر نہین ہی جیسا کہ پیشتر عرض کر دیا تھا اسقدر کہکر پانی لانیکو مع چند سواروں کے متوجہ اندرون
قلعہ ہوا بجرد اسکے کہ وہ فوج شاہی سے برآمد ہوا قلعہ امرکوٹ سے ندائے الامان بلند ہوئی اہالی قلعہ حسب
دستور بندگی چادر سر سے لپیٹ کر عذر خواہی کو برآمد ہوئے شاہنواز خان نے پہونچکر نور محمد خان سے
کہا کہ تیری رستگاری اور پایداری اطاعت پر منحصر ہی اوسنے قبول کیا شاہنواز خان کے ہمراہ عازم
خدمت شاہی ہوا اور شاہنواز خان نے حسب قاعدہ ولایت بطور گنہگاران مع تیغ و طشت و کفن کے اوسکو
حضور مین حاضر کیا نور محمد خان نے عاجزی کر کے قدمبوسی کی نادر شاہ نے عفو تقصیر فرمایا اور ایک شب
وہان رہکر دوسرے روز اوسی روش سے مع لشکر کے اپنے بنگاہ کو واپس ہوا بعد انفراغ انتظام کے
ایکروز نور محمد خان کو خلوت مین طلب کر کے تنہائی مین کہا کہ تجھسے ایک بات استفسار کرتا ہون
اگر راستی مین جواب دیگا رہائی پائیگا ورنہ سزایاب ہوگا اوسنے کہا کیا مجال بجز راستی کے خلاف التماس
کرون اوسوقت فرمایا کہ باوجود اس قلعہ مستحکم اور سامان اتم کے بلا توقف فرمان برداری کرلینا
کس وجہ سے تھی اوسنے بطور سے کہ بادشاہوں کے روبرو خوشامد کرتے ہین جواب دینا شروع کیا شاہ پھر
آشفتہ ہوا اور فرمایا کہ مینے پیشتر کہدیا ہی کہ حقیقت مین کچھ تکلف نکرنا ورنہ سزائے لایقہ کو پہونچیگا
تب اسنے عرض کیا کہ نفس الامر یہ ہی کہ ایک بزرگ کا زیادہ بندہ معتقد اور اوسکا فرمان بردار
ہی اوسنے مجھسے ارشاد کیا تھا کہ اگر شاہ ایران یعنے حضور عزم تسخیر قلعہ کرین ہرگز استحکام قلعہ اور
سامان حرب پر اعتماد نکرنا کیونکہ اوس سے عہدہ برائی نہوگی بندہ نے کہا باوجودیکہ ایسا قلعہ اور
سپاہ میرے پاس ہی اور وفایر غلات وغیرہ یہ کیا مجھے کفایت نکرینگے آخر فوج ایران اور نادر شاہ
بھی انسان ہی اوسکے بھی انسان وحیوان محارج ماکول و مشروب ہین اور اس جگہ مایحتاج
کا پہونچنا ممتنعات سے ہے اوسنے جواب دیا یہ سب ہیچ ہی مگر اندنون نادر شاہ کا وہ اقبال ہی کہ اگر تمام
دنیا اور پہاڑ اور جنگل سکے فوج اوسپر ٹوٹ پڑے تو بھی اونہین کا نقصان ہو پس بندہ درگاہ نے
اس وجہ سے اختیار اطاعت کی نادر شاہ نے اس حکایت کو سنکر کہا کہ اوس بزرگ سے ہماری بھی

ملاقات ہوسکتی ہی جواب دیا کہ بندہ نہین کہہ سکتا تب نادرشاہ نے فرمایا کہ تو جاکر ہمارا سلام کہنا
اور بطرحی اطمینان ادب اور احترام مین جیساکہ چاہیے اور مناسب ہو عہد و سوگند سے سوگند کرکے
ہمراہ لا اور اگر کسی طرح سے آنیکو راضی نہو تو یہ عرض کر کہ نادرشاہ کی یہ التجا ہی کہ اوسکے مرگ اس
دار فنا سے کسطور ہوگی آیا مرگ طبعی مین فرش پر جان جاویگی یا کہ رزمگاہ مین لیس اسکا جو کچھ
جواب دے مجھے کہنا نورمحمد خان لشی نے حسب الحکم تعمیل کی اوس بزرگ کی خدمتمین جاکر پھر آیا
اور کہا کہ ایسا ارشاد کیا ہی کہ نادرشاہ نہ تو فرش پر بیمار ہوکر مریگا نہ لڑائی مین اپنے
نوکرون کے ہاتھ سے اپنے خیمہ کے صحن مین یہ مارا جائیگا اور اس خبر کو تیز ایک مرد صالح سید فاضل مرحوم
نے بیس برس قبل مارے جانے نادرشاہ کے سنا تھا۔ چنانچہ اول سالقہ اسکے اشعار کیا گیا۔

سرخیل اصحاب یقین حاجی بدیع الدین کہ چشمۂ فیض ہی اور منبع برکت و خیر ہے

یہ شخص پرگنہ سرکار سارن کے رہنے والے تھے ہی جملہ اتقیائے جہان کے نامدارون سے ہی تحصیل
علوم متداولہ کی ہوئی زندگانی کی منزلین خدا طلبی مین کاٹے ہوئے اکثر خواجہ محمد جعفر مرحوم
کی صحبت مین جو کہ درویش صاحب کمال و شال تھا بسر کیا سر رشتہ مریدی خواجہ مذکور سے رکھتا تھا
تھا باتفاق حاجی احمد داماد مولوی نصیر مرحوم کے حج اور زیارت عتبات عالیہ کو گیا واپسی
بروقت معاودت عتبہ عالیہ رضویہ علی مشرفہا السلام کی زیارت کو بھی گیا فی الحال موضع مصطفی آباد
مین جو اوسکی زوجہ کا ملوکہ ہی مع عیال و اطفال کے بسر کرتا رہا علم فقہ اور تفسیر اور حدیث سے
نہایت باخبر اور عقلیات سے بھی ناآشنا نہین افاضل عصر نے اسی درجہ فضیلت پر شمار کیا ہی اور
شیخ محمد علی مرحوم نہایت احترام کرتا اور فرماتا تھا کہ تمام عظیم آباد میں ایک حاجی بدیع الدین
ایکروز اوسکے رخصت کرنیکو جب کہ وہ بنارس سے وطن اپنے کو جاتا تھا اور محض شیخ کی ملاقات کو
گیا تھا شیخ نے دروازہ تک مشایعت کی اور رخصت کے وقت نہایت رقت اور دعا فرمائی
راتدن اسکی طاعت ایزدی مین بسر ہوتی تھی اور کبھی نماز تہجد فوت نہین ہوئی اوقات شریفہ
نہایت ضبط و تقسیم سے گذرتی تھی وقت مصاحبت مین نہین دیکھا کہ کوئی فعل خلاف شرع
سرزد ہو پیشتر ... اسکی عمر قریب ستر برس ... سنت کیا کرتا ہی کہ عمر کسی امام ہمارے کی علیہم السلام اس حد
کو نہ پہونچی تھی میری عمر کسواسطے اسقدر دراز ہوئی حق تعالی ایسے بزرگون کو سلامت
رکھے کہ باعث نزول برکات آلہی اور یادگار اسلاف کرام کے ہین۔

جلوس کرنا سراج الدولہ کا مسند ایالت بنگالہ اور اوڑیسہ اور بہار پر

سراج الدولہ نے بعد فراغت تعزیت کی مسند امارت پر جلوس فرمایا تھوڑی فوج کو حکم دیا کہ اوسکی خالہ بی بی گھسیٹی زوجہ شہامت جنگ دختر مہابت جنگ کو جو موتی جھیل مین اقامت پذیر تھی نکال کر کسی گوشہ مین بٹھاوین اور اونکا مال و اسباب وغیرہ ضبط کر کے داخل سرکار کرین رفقای بی بی گھسیٹی نے بمجرد فوت ہونے مہابت جنگ کے باوجودیکہ بوعدہ جنگ سراج الدولہ کے اوس احمق عورت سے مبلغ خطیر لیا تھا راہ عافیت نکالکر ہر ایک نے اپنی راہ لی کچھہ تھوڑی سے جو رہگئی تھی محاصرہ سراج الدولہ سے گھبرا کر مضطر ہوئی میر نظر علی نے جو کہ سرمایہ فساد اور بی بی گھسیٹی کا مدار المہام تھا اور دوست محمد خان اور رحیم خان وغیرہ سرداران فوج کو لالچ دیکر سراج الدولہ کے حضور مین اپنی عفو تقصیر کرا کر نکل گیا اور بی بی گھسیٹی کا جو کچھہ تھا سبا یہہ ہوکر داخل خزانہ سراج الدولہ ہوا آور وہ عورت بد سیرت اپنی شقوی عداوت کے نتیجہ مین جو کہ باوجود لاولدی کے اپنے خواہر زادہ سے رکھتی تھی گرفتار ہوکر گوشہ نشینی کرائی گئی اور بی بی رابعہ کو چند وجہ سے وحشت دیکر مع اوسکے دختر بیوہ کے جو اوسکی بیاہ وج اکرام الدولہ کی بی بی تھی اپنے عقد مین لایا آور میر محمد جعفر خان کو بخشی گری سے معزول کر کے میر مدن نامی کو جو رفیق حسین الدینخان برادر زادہ حسین قلیخان کا جہانگیر نگر مین تھا طلب کر کے عہدہ بخشی گری پر سرفراز فرمایا اور اپنی دیوانخانہ کی پیشکاری موہن لال کو اور راجگی کا خطاب اور منصب پنجہزاری اور نوبت اور پالکی جھالردار عطا فرما کر مدار المہام اور مرجع انام بنایا درشت گوئی اور فحش اور استہزا اور تمسخر کرنا اپنی ارکان دولت سے ابتدا سے اوسکا شیوہ تھا اور اسی باعث سے لوگون کی طبیعتین متوحش و ملول تھین اب جو دونو آدمی بر سرکار ہوے موہن لال مغرور نے مہابت جنگ کے رفقا اور روسای دیرینہ سے تنفر اور توحش زیادہ کرنا شروع کیا غیر چند سفلہ منش کے جنہون نے سراج الدولہ کے بدولت اقتدار پایا تھا ہر ایک سراج الدولہ کا دشمن ہوگیا اور دعا اور دغا سے خواہان عدم ہوے اسی ضمن مین سراج الدولہ نے ارادہ کیا کہ ملک پورنیہ شوکت جنگ ولد صولت جنگ سے تسخیر کرے تپس راج محل کو نہضت فرمائی اس خبر سے شوکت جنگ اور اوسکے اولیاء دولت کی نہایت تشویش ہوئی شوکت جنگ کہ اب تک مستحکم الارکان نہوا تھا صلحا اور علما سے رجوع ہوا تا کہ دعا سے اس بلاے ناگہانی کا مدافعہ کرین ناگہان سراج الدولہ کو خبر پہونچی کہ لوگ اسکے پکڑنے کشن بلبھہ ولد راجہ راج بلبھہ دیوان شہامت جنگ کی جہانگیر نگر کی طرف گئے تھے کشن بلبھہ کلکتہ کو بھاگ گیا اور مسٹر ڈریک صاحب کلان نے اوسکی حمایت کی ہے سراج الدولہ نے اس خبر سے شوکت جنگ کا ارادہ مقابلہ ترک کیا اور مرشد آباد کو معاودت کر کے مسٹر ڈریک سے مخاطب ہوا تا آنکہ مکالمہ مراسلت

نوبت مجادلہ کا ظہور ہوا اور سراج الدولہ نے کلکتہ پر لشکر کشی کی ۔

سراج الدولہ کی لشکر کشی کرنا کلکتہ پر اور مغلوب ہونا مسٹر ڈریک صاحب کلان کا انکلہ پر اور معمورہ مذکور کی خرابی اور شہر بدر ہونا مسٹر مذکور کا معذوری انگلشیہ سے اور پہنچنا سراج الدولہ کا نانک چند دیوان راجہ بردوان کو واسطے حفاظت اور حکومت کلکتہ کے

سراج الدولہ کے دماغ مین نخوت کا دہوان جو چہایا فوج انگلشی سے آتش افروزی کی شہرالے رفقاے دیرینہ مہابت جنگ کو تاب ممانعت نتھی اور باعث رنج دلی کے جو نصیحت اس بارہ مین قرین صلاح تھی نہ بتلاتے تھے اور نہ وہ مغرور انسے دریافت کرتا اور جو اوسکی مصاحبت مین تھے وہ بالکل عقل و شعور سے محروم تھے اور دولت حاصلہ کے حصول پر جو جلدی ہاتہ آگئی تھی مغرور ہوکر خلاف رضاے سراج الدولہ کے دم نمارتے سے تھے سراج الدولہ بجاے خود ایک احمق خوشامد پسند بادۂ شباب سے مخمور جہل حرکت سے مخمور تہا مردان کار آمدنی کے دل وجان نایزہ بیقدری اور ہتک حرمت سے جلا دیا تہا ورنہ ذری سے عاقلانہ سوال جواب مین اس اشتعال آتش سوز و شر کی نوبت نہ پہونچتی لیکن چونکہ تقدیر مین مہابت جنگ کے خاندان کی خرابی لکہی تہی ایسے ملک وسیع بنگالہ اور اوڑیسہ اور بہار سے سلطنت دو طفل اجہل سراج الدولہ اور شوکت جنگ کو ملگئی تھی القصہ سراج الدولہ نے سرانجام سفر طیار کر کے اوایل ماہ رمضان کو بارادۂ تسخیر کلکتہ منصور گنج سے نہضت کی اور بعد قطع منازل کے بلدہ مذکورہ کے فیمابین منزل گزین ہوا چونکہ جماعہ انگلشیہ کو لڑائی کا یقین کامل اور اسباب حرب موجود نتہا کوٹھی قدیم مین متحصن ہوے اور نیز بعض منازل مضبط اور شوارع مستحکم کو ضبط کر کے مدافعہ کو آمادہ ہوے اور سراج الدولہ کے پاس سامان بیکران اور فوج گران مہیا تھی مکانات مذکورہ کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور خفیف سی مدت مین اسہل لڑائی سے غالب آیا مسٹر ڈریک نے عرصہ رزم مین لاچار ہوکر فرار ہونے مین اپنی بہلائی سمجھی آخر بلا اطلاع اکثر ہم قومون کے خود چند لوگون کے ساتہ جہاز پر سوار ہوکر چلدیا باقی ماندہ لوگ اپنے سردار کے فرار ہونے سے مضطر ہوے لاعلاج بمقتضاے عزت کے جبتک گولہ باروت رہا لڑتے رہے بعدہ شربت مرگ نہایت خود رائی سے پیکر ٹہنڈے ہی ٹہنڈے راہ عدم لی مجبور ہوکر اسیر دام تقدیر ہوئے اور مال و اسباب اور نقد جو اوسی قلعہ مین اندازہ حساب سے بیرون تھا لشکریون نے لوٹا سراج الدولہ کے ہاتہ بجز وبال دوام کے کچھ نہ لگا یہ ماجرا ۲۲ ۔ رمضان ۱۱۶۹ ہجری مین واقع ہوا اور مہابت جنگ کے انتقال کو دو مہینے بارہ روز گذرے تھے ظاہر مسٹر واچہ صاحب کوٹھی قاسم بازار اور چند لوگ کلکتہ سے قید ہوکر سراج الدولہ کے پاس قید رہے اور شاید اس لڑائی مین چند بی بی لوگ بھی میرزا میر بیگ رفیق محمد جعفر خان کے قید مین آئین لیکن میرزا ے مذکور نے بڑی ایمانداری کی جب

نصرت ہوئی میر جعفر خان کو مطلع کرکے کشتی چابک رفتار پر بی بیون کو سوار کرایا اول آہستہ آہستہ
محافظان سراج الدولہ کی نظر سے دور جاکر جلد روان ہوا اور بارہ کوس پر چیار مسٹر ڈریک کا تھا
اونہین سوار کردیا بی بی لوگون نے اوسکے حسن دیانت و بیان شرافت مسٹر مذکور سے کی صاحبان مذکور نے
چاہا کہ اوسکے معاوضہ مین کچھ رعایت کرین مگر امیر بیگ نے اوسکے قبول کرنے سے منکر ہوکر کہا کہ مینے یہ کام
بطمع زر نہین کیا بلکہ بدین خیال کہ آپ لوگ بھی اپنی قوم کے سردار اور شریف ہین اور ہم بھی مرد آدمی
بحسب الطرفین ہین پس اپنی یادگاری کو ایسا عمل کیا اور شباشب واپس ہوکر میر جعفر خان سے ملا
فی الحقیقت ایسا کام کیا کہ جو نجابت کے سامان تھے اونکو مسلمان بے ایمان خیانت پسند نے نام غزا کیا ہے
اور اپنے زعم مین پیروی سید انبیا اور خلفا اور اوصیا کا جانتے ہین - درحقیقت یہ امر سرکشی نفس امارہ
اور ضلالت شیطان اور شہوات طمع اور دنیاپرستی سے ہوتا ہے کیونکہ عمل ابرار سے دنیا طلبون کے کام تک
بڑا فرق ہے ع کار پاکان را قیاس از خود مگیر + گرچہ یک شد در نوشتن شیر و شیر - ہان اگر پیغمبر
ہمارا یا امام زندہ ہو جو کچھ حکم دے مسلمانون کو اوسکی فرمان بری واجب ہے اور غیبت مین ایسے امور بجا لانا چاہیئے
یعنی اگر کوئی قصد ہمارے جان و مال کا کرے اور کسی طور سے نمانے تو البتہ جو کچھ ہم سے ہوسکے تعمیل
کرین نہ یہ کہ بے سبب ملک و مال کی طمع مین جھگڑے فساد اوٹھاوین اور اپنے ساتھ خلق خدا کو بھی
تہلکہ مین چھوڑین خانہ مفتیان بے ایمان خراب ہوکہ اونکی طمع اور بدعقلی سے ایکعالم بلا مین قید ہوتا ہے
اللهم احفظنا و سائر المومنین من شرور الذین یوسوسون فی صدور الناس من الجنة و الناس
القصہ سراج الدولہ چندروز کلکتہ مین مقیم رہکر جو امور موجب ضرر اور ایذاے خلق اور حرابی
معمورہ کے نہین اور جنہین وہ بجاے خود حسن خوبی سمجھا تھا بجا لاکر مرکز دولت کو واپس ہوا
اور مانک چند دیوان راجہ بردوان کو جو بجاے خود مغرور اور کل امور مین بے شعور اور
جوہر شجاعت سے معذور تھا جیسا کہ جب بردوان کی لڑائی مین مہابت جنگ مرہٹون کا محصور
ہو بیچارہ بھاگ کر اپنے راجہ کے پاس چلا گیا باوجود اس امتحان کی حفاظت کلکتہ پر مقرر کیا اور
پانچہزار سوار اور آٹھہزار پیادہ ہمراہ دئے اور ہمیشہ میر محمد جعفر خان اور رحم خان و
عمر خان اور اونکے لڑکون دلیر خان اور اصالت خان وغیرہ اور راجہ دولبہ رام وغیرہ سرا
امرا و طلب اور جگت سیٹھ وغیرہ کے ساتھ اہانت سے پیش آتا تھا ہر ایک کو اسقدر جان تنگ
کردیا تھا کہ ہر ایک اپنی زندگی سے بیزار تھا اور سراج الدولہ کی موت کا امیدوار جسکو ذرا
بھی سراج الدولہ سے آزردہ اور رنجش مین پاتے اوسے پیغام دیتے کہ بغاوت کرو ہم بھی شریک حال ہین

چنانچہ شوکت جنگ کے حال مین بندہ کو میر محمد جعفر خان کی سعی سراج الدولہ کی استقبال مین اونکی عرایض سے جو شوکت جنگ کے نام آیا کرتے تہے مفصل معلوم ہوئی انشاء اللہ تعالی ان اوراق مین بھی درج ہوگا حالا باقی حال شوکت جنگ کا بنابر انتظام اخبار سوانح مین کہ پہلو اسکے سے حقیقتین ظاہر ہوئین حوالہ زبان قلم ہوتی ہین تاکہ دیکہنے والونکو انتظار بیچ حال پوشیدہ اسیکے اور انجام کار مین اسکے نرہے —

ذکر چند روزہ امارت شوکت جنگ اور اپنے ہاتہ سے بلا اوٹہانا خوشامد گویونسے دہوکہا کہانا

اوراق سابقہ مین احوال قوت صولت جنگ اور جلوس شوکت جنگ کا اور کنارہ گزینی بندہ مورخ کی اوسکی رفاقت سے تحریر ہوچکا ہے اور یہ بہی اشعار ہوا کہ بندہ قلم و پورنیہ سے نکلجانے کا عزم رکہتا تہا اور سراج الدولہ کی بسبب اندیشہ مندی کی جو کہ اوسنے چہوٹے بہائیون اور میر عبد الوہاب اور بندہ کے عمو کو عظیم آباد سے اخراج کیا تہا اور موسم برشگال نزدیک آیا تہا نکلجانا اونکا اوسکی حدود سے جو پندرہ سولہ روز کی راہ رکہتی تہین متعذر ہوا لہذا گنڈہ گولہ کی معبر سے لوٹکر پورنیہ مین اقامت گزین ہوا چند روز کے بعد دوستان نادان نے شوکت جنگ کی رفاقت کی تحریص کی بندہ ہرچند براہ انکار کہتا تہا کہ میری صحبت اوسکی ساتہ برار نہوگی اور انجام کار اچہا نہوگا آس اپنے گوشہ خانہ مین تنہا ہون دونوا بلیعنی سراج الدولہ اور شوکت جنگ کی شور و شر سے آزاد ہون در صورت رفاقت کی دونو طرف سے رنج و غم ہوگا باوجود یکہ اسقدر بندہ نے عذر کی مگر کچھ سود نہوا بلکہ مرگ اینوہ جشنی دارد ایسی ایسی گفتگو کرنے لگی جب دیکہا کہ بندہ اونکی گفتگو نہین مانتا ایکروز اوس کمینہ مغرور کو خدا معلوم کس تقریب سے بندہ مورخ کی گہر مین لاے اور اسکو بندہ اونکی ترک گوشہ گزینی کی تحریک کی بندہ لاچار ہوا یقین ہوا کہ اگر انکار کرتا ہے تو جو بلا اجبر رفاقت مین ہوتی ہوگی وہ ابہی ہوتی ہے ناچار رفاقت مین تن دیا آمد و رفت دربار کی شروع کردی چند روز تک میری رضاجوئی مین مصروف ہوا ہر کام مین میرا مشورہ لیا کرتا تہا اور بندہ مانند وزیر شطرنج کے پہلوے شاہ مین نطق و ہوش سے خاموش حکم و دستخط مین تلقین و تعلیم کیا کرتا تہا اگر لمحہ دیر سے پہونچتا تہا میری انتظاری مین معطل بیٹہا رہتا اور بندہ اسی وجہ سے عجب بلا مین مبتلا تہا خط اور سواد تک درست نتہا وقت دستخط تعلیم کا محتاج تہا کہ وصل حروف سکہلاؤن تا آنکہ ایکروز

خود بخود بے اختیار عین دستخط کرنے مین ہم ہوا اور قلم پہینک کر مسند سے اوٹھہ دوسری جگہہ جا بیٹھا
چونکہ کوئی سبب درمیان مین نتہا بندہ نے مطلق نسمجھا کہ اس آشفتگی کا کیا سبب ہی بعد ساعت
کی اونہا بندہ بہی مع دیگر حاضرین کی مرخص ہوا اور روح الدین حسین خان بہادر سہیدار جنگ
سیف خان مرحوم کی گہر مین جسکا بہنوئی بندہ کا نہایت آشنا تہا اگر حرکت مذکورہ سے جو محض بی ہیچ
تہی استعجاب کرتا تہا ناگاہ اوسکے مقربین مین سے ایک خدمتگار آیا اور ایک رقعہ لایا اوسکا مضمون
یہ تہا کہ صاحب میرے رفیق ہین نہ کہ اتالیق اسقدر تعلیم اور تلقین کیون کرتے ہین بندہ نے جواب
دیا کہ جسطور پر مامور تہا تعمیل کرتا تہا اب کہ ایسا ارشاد ہوتا ہی ہرگز بار دیگر ایسا عرض نکرونگا
بندہ نے چند روز خاموشی اختیار کی بعد چند روز کے پہر اوسنے تعلیم کے بارہ مین سماجت کی جب کہ بندہ
نے عرض کیا کہ مزاج دولتمندون کا آگ ہوتا ہی مجہے معلوم نہین کہ کس امر مین مرضی شریف
کیا ہی امیدوار ہون کہ مجہی معاف فرمائے اوسنے لجاجت کر کے حد سے زیادہ مبالغہ کیا لاچار جس امر
مین کچہہ سوال کرتا بندہ بہی ہان ہون کر دیتا تا آنکہ میر محمد جعفر خان کے عرایض اس مضمون سے
صادر ہوئی کہ سراج الدولہ سے بغاوت کرنا چاہیے اور اکثر سردارون کی نام جو بندہ کو یاد نہین ہی
اوسمین لکہی تہی کہ ہم سب لوگ آپکی دامن دولت سے توسل رکہتے ہین بشرطیکہ ہم سے عہد و پیمان
ہو جاوے اور آپ بہی مضبوط کمر باندہیے اور سراج الدولہ کی تسخیر ملک کو عزم فرمائیے ایسے عرایض کے
ورود نے شوکت جنگ کو شوریدہ سر کر دیا اور اسی عرصہ مین میر معلی خان جو کہ جملہ برہان الملک
سعادت خان کی سالون مین تہا کسی طرف سے شوکت جنگ کی ملازمت مین آیا یہ شخص عجب طرحکی
شورش اور فساد رکہتا تہا اور زمانہ کہن سے میر محمد جعفر خان سے کمال ربط و اتحاد رکہتا تہا اور جلیب بیگ کہ
جو قدیم نوکر مہابت جنگ کا اور لوطانیہ مزاج مسخر کار رکہتا تہا اول سفر کلکتہ مین مورد عنایت سراج الدولہ
کا ہو کر عین راہ سے بہاگ کر پورنیہ پہونچا اور شوکت جنگ کی ملازمین مین داخل ہوا یہ دونو آدمی بالطبع
اخذ خوشامدگوئی مین مصروف ہوے شوکت جنگ خود ابلہ تہا اونکی باتون مین متوجہ ہو کر تخت فلک
کو بہی اپنے برابر نہین جانتا تہا چنانچہ جب اپنی تعریف اون دونو خوشامدیون سے سنی کہتا تہا بعد فتح بنگالہ
چونکہ آب ہوا وہان کی میرے مزاج کی برخلاف ہی اول تصفیہ راہ کا ولد صفدر جنگ سے کر کی غازی الدین خان
کا اقبال کرنا ہوگا تب لاہور و کابل جاؤنگا اور قندہار و خراسان کو اپنا نشیمن بناؤنگا اور معرفت
ضیاء الدولہ ولد سعد الدین خان اور جلال الدولہ جلال الدین محمد خان جو کہ عماد الملک کی مقربین
مین تہے اور صولت جنگ پدر شوکت جنگ نے اونکی ساتہ راہ درست کر کے واسطہ سوال جواب

او خبر آمد کار حضور کا کیا تہا اور رقعہ دستخطی اور مہری عماد الملک کا متضمن اجازت جنگ کے سراج الدولہ سے اور نیز جیبن سے لیئے ملک بہار اور اوڑیسہ او ر بنگالہ کے او سکے ہاتھ سے اور بشرط ایصال کے کروڑ روپیہ نقد پیشکش اور اوسکے مال کی ضبطی کا حاصل کیا جب رقعہ مذکورہ پہونچا اسکی نخوت دو بالا ہوئی اور بموجب کاوشین سرداران قدیم سے جو باپکو پروردہ نعمت اور معتمد علیہ تھے کرنے لگا اکثرون کو نسبت بعض عہد طفلی کے ذلیل اور آزردہ خاطر کیا اور میر معظم خان اور حبیب بیگ اور بعض متوسل قدیم او سکے عہد طفلی کے جو کہ سب سفلہ اور سبک سر تھے اور اعزہ کے ذلت مین اپنا عروج جانتے تھے اوس کام مین ترغیب اور تحریک دیتے تھے اور ہمیشہ خلاع فاخرہ اور جواہر اور افیال کے لینے مین مشغول رہتے بعض وقت مین اونکو سمجہاتا کہ اول اپنے آقا کی پایداری دولت کی فکر کرو بعد ازان فیل و جواہر کی امید مین کرنا ایکروز ارادہ قید کرنے علی ہزاری کا کیا جو کہ سرداران توپخانہ دستی کا سردار اور صاحب جرات اور اوسکے باپ کا نمک پروردہ تہا اور بندہ کے بہائی علی نقیخان کو بے وقت خلوت مین بلایا اور علی ہزاری کی گرفتاری مین شورہ چاہا بندہ خاموش ہوا جب مبالغہ کیا اور سوگند دی کہ جو کچھہ نیک مصلحت ہو اطلاع دو اوسوقت بندہ نے کہا کہ اسقدر سمجہ لینا چاہیے کہ بسبب نفرت مردم کا سراج الدولہ سے باوجود حقوق مہابت جنگ کے جو برسون سہی کیے تھے اور رجوع ہونا اونکا آپ سے خالی اس سے نہین کہ سراج الدولہ کے ہاتھہ سے لوگ عزت و جان کے جانیمین فکرمند ہین اور آپ کو ایسی بدی سے بری جانتے ہین جس وقت آپ کی بدسلوکی نسبت ملازمین والد مرحوم کے اون لوگون کو معلوم ہوگی تو آپ سے سب بیزار اور سراج الدولہ کی سلامتی کو خواستگار ہونگے اوسوقت بندہ کے کلام کی تصدیق کرکے ایک زنجیر فیل خلعت عطا فرمایا اور رخصت کیا بعد چند روز کے مصاحبان نادان نے پہر یہی منصوبہ شروع کیا اور علی ہزاری کے ہمراہیون کو لالچ دیکر پراگندہ کردیا اور شوکت جنگ نے پیادہ اور سواران برادری علی کو سیف الدین محمد خان کے ہمراہی مین سپرد کیا اور ایکروز خود سوار ہوکر اوسکے مکان پر چڑہ گیا بعض برادران ہمراہی جو اوسکے ساتھہ رہگئے تھے باہر نکلکر علی کو تنہا چھوڑ گئے محمد سعید خان اور نقی علی خان برادر بندہ اوسکے دروازہ پر جاکر ہاتھہ اوسکا پکڑ کر لائے چاہا کہ اوسے سزا سے تازیانہ کی عمل ہو محمد سعید خان وغیرہ اور نقی علی خان برادر بندہ اوسکی

دروازہ پر جاکر ہاتھہ اُسکا پکڑکر لائے چاہا کہ اوسپر سزا ے تازیانہ کی عمل ہو محمد سعید خان وغیرہ نے شفاعت مین مبالغہ کیا مگر کچھہ نسنا آخر محمد سعید خان نے آشفتہ ہوکر کہا کہ مالک نوکرون کی ساتھہ ایسا نہین کرتے بخوف آزردگی عامہ سپاہ اور نیز اس کی وہ لوگ للی کی حمایت پر جا وہے تھے چوب تازیانہ سے بچاکر مقید کیا اور اوسکا مال و متاع ضبطی مین لایا بعد چند روز کے اوسکو مع عورات و اطفال کے جملہ اسباب سے محروم کرکے تینس۳۳ روپیہ زاد راہ دیکر کشتی پر سوار کرایا اور دریاے کوسی سے پار کراکر بنگالہ کی طرف چھوڑ دیا اسطرح زبان یاوہ گو سے ہر ایک کو آزردہ کرتا تھا بزرگون کو بدی سے یاد کرتا تھا ایکروز کارگذار خان بخشی سے عین دربار مین جب کہ بہت سے ملازمین جمع تھے فرمایا کہ بعد فتح بنگالہ کے کارگذار خان اپنے سپاہ کا دو ماہہ میرے نذر کریگا کارگذار خان بیچارہ کہ جوان ہوشیار تھا متحیر ہوکر بولا ہان خداوند نعمت لوگون کو بنگالہ کے لوٹ سے اسقدر ہاتھہ لگیگا کہ لوگون کو اپنا روپیہ دینے سے کچھہ گرانی نہوگی فرمایا تجربہ کا کام مہابت جنگ احمق کا تھا کہ لوگون کو لوٹ معاف کرتا تھا ہم ہرگاہ تک توکسیکو معاف نکرینگے دوسرے روز میر بعلی خان فوجدار نواب گنج و سرنیہ وغیرہ کا جو بشرط تسخیر رنگپور وغیرہ کے مقرر ہوا تھا جو عرضی لکھی تھی اوسمین تحریر تھا کہ نواب عالم پناہ سلامت اس لقب سے شوکت جنگ نہایت خوش ہوا اور حاضر علیخان داروغۂ دیوانخانہ کو حکم دیا کہ چوبدار لوگ اپنے اسی خطاب سے مجرا لوگون کا کرادیا کرین اور عجب تر یہ کہ منشی کو طلب کرکے حکم دیا کہ عماد الملک کو عرضی کرے کہ چونکہ جناب عالی کو لوگ نواب عالمیان آپ خطوط و اخبار مین لکھتے ہین اور مجھے آپ کی فرزندی کا دعوے ہے اپنا خطاب عالم پناہ مقرر کرکے امیدوار ہون کہ اسی لقب سے یاد فرمایا جاؤن اور اس خطاب کے نذر جو خود تجویز کیا گیارہ ہزار اشرفی عماد الملک کے واسطے ارسال کین اور ضیاء الدولہ اور جلال الدولہ کو جو اوسکے مربی تھے لکھا کہ جو کوئی اس خطاب سے مجھے نہ لکھیگا اوسکا خط چاک ہوگا جواب نپاوے گا سبحان اللہ آپ کی عقلمندی کا یہہ حال تہا باوجودیکہ زمانہ نہ تھا لیکن گفتگو اور وضع زمانہ رکھتا تھا جب تک اقبال یاری پر رہا بار عام فواحش کا ہر ایک کے روبرو دیتا تھا اور لوگ اس حال کو سنکر سکوت کرتے تھے تا آنکہ میر معلے خان احمق نے عرضداشت کی کہ بندہ تسخیر رنگپور کا ارادہ رکھتا ہے اور ملک کا

امیدوار ہے لوگون کو تاکید ہوئی کہ کمک پر روانہ ہون برسات علین طغیانی
مین اور زمین پانی مین غرق تہی اُسوقت نہین کسکی مجال تھی کہ حرکت کرنے
جب لوگون کے نکلنے مین دیر ہوئی خود دیوانون کے طرح نکل پڑا اور
بے آگا پیچہا سوچے دو تین منزل دوڑ گیا آخرکار خود بھی حیران و پریشان
ہوکر واپس آیا —

ناخوش ہونا بیدلی سپاہ کی شوکت جنگ کی سفاہت سے اور پورنیہ کو نادم اور شرمندہ ہوکر لوٹ آنا

اسیسے سفر مین چونکہ آدمی اوسکی بے شعوری سے عاجز ہوئے تہے ہر شخص کیا
چہوٹا اور کیا بڑا سب اپنے مکانون مین دوستون سے اوسکی شکایتین کرتے تہے
حبیب بیگ مواقی خاص دوستون مین شریک ہوا اور سخن چینی اور چغل خوری ان
لوگون کی اوسکے روبرو کرتا بلکہ کہتا کہ مردم سپاہ باہم متفق ہوکر اُنکے نسبت
نمک حرامی کا خیال رکہتے ہین یہ سخن کچھہ اصل نہ رکہتا تھا البتہ کارگذار خان اور شیخ
عبدالرشید اور شیخ جان یار وغیرہ سردار یکدل ہوکر یہ ارادہ مصمم کیا تھا
کہ بہیئت مجموعی اوسکو پوچ گوئی سے ساکت کرین اور ڈراوین سے شوکت جنگ
اس ماجرا سے مطلع ہوکر خایف ہوا اور ہر ایک کو بُلا کر عذر خواہی کی مردم نے
یہہ دیکھکر میر حبیب کی چغل خوری کا خیال کیا اور کہا کہ جس شخص نے جہوٹہا
مقدمہ ہمارے ارادہ نمک حرامی کا اُنکے نسبت حضور مین بیان کیا ہے اوسکا
نام ارشاد فرمائیے تاکہ اگر راست گو ہے روبرو ہوکر تصدیق کرے اور اگر
جہوٹہا ہے ہم لوگ اوسکی سزا کرین حبیب بیگ نے مضطرب ہوکر خود بخود کہا کہ مینے
ایسا نہین کیا بلکہ بطور خیرخواہی کے سمجہاتا تہا کہ اس گفتگو سے بچا کر ترک کرو ورنہ لوگ
آمادہ دل آزردگی ہین اور اون لوگون مین اول بندہ ہے اس سخن مین چونکہ
سراسر جہوٹہ تہا شوکت جنگ بہی اوس سے آزردہ ہوگیا اور دوست و آشنا
نے بہی اوسے مقام پر اوسکو ملعون و مطعون کیا حبیب بیگ نے دونو طرف
سے لعن و نفرین سُنکر اپنی رستگاری منحصر ترک دنیا داری کے سمجہی اوسیوقت

لباس ویراق اوتار کر کہا کہ تا ہنگامہ جنگ کے رفیق ہون بعد ازان فقیر ہوجاؤنگا اور فی الحقیقت اگر ایسا کرتا تو لوگ اوس سے ناراض ہوکر اوس جگہہ اوسکی تخویف و تحقیر کا ارادہ رکہتے تھے اور شوکت جنگ نے لوگون کو اپنے حال سے منحرف دیکھکر کل سپاہ سے کنارہ کیا اور توپخانہ دبنی کے درمیان مین جہان بعض بعض پر اعتماد تھا یلغار کرکے داخل خانہ قلعہ مین ہوگیا اور دروازہ ہاے قلعہ پر محافظ نگہبان کیے کہ ہتھیار بند کوئی نہ آنے پاوے جو کہ سپاہ کو بھی اوسپر اعتماد نتھا سب لوگون نے ترک آمد و رفت کرکے اپنے گہرونمین جا بیٹھے آخرکار ناچار ہوکر ہتھیار بند آنے کی اجازت دی ابھی اثنا مین خبر پہونچی کہ علی ہزاری حسب طلب سراج الدولہ کے پیرنگر سے مرشد آباد کو روانہ ہوا نہایت معقول قول ہوکر کہا کہ اگر لللی سے جو میرے باپ کا پرورش یافتہ ہے ایسی حرکت ظاہر ہو تو کسی سے چشم امید نرکہنا چاہیے اسکی حماقت دیکھنا چاہیے اپنے حقوق کو تو لللی کے نسبت یاد کرتا تھا اور جو سلوک کہ خود بدولت نے اوسکے ساتھہ کیے یاد نہین کرتا کہ کوئی برائی پھوڑے بندہ نہین جانتا ایسا کون سلوک تھا جسکے عوض مین امید و فالی سے رکہتا تھا خلاصہ یہ کہ اوسکی سفلہ منشی کی تحریر کو دفتر چاہیے روشنائی اور قلم کا مفت مین خون ہوتا ہے سراج الدولہ نے انتشار حواس اور تنگ ظرفی اور عداوت اوسکی میر معلی خان وغیرہ تابعین کی تحریک سے سمجھکر چاہا کہ اوسکا ارادہ دریافت کرے بلکہ لڑائی کو آمادہ ہو۔

بہیجنا سراج الدولہ کا راے راس بہاری چہوٹے لڑکے راجہ جانکی رام کو فوجداری کو ہدارہ اور پیرنگر پر اور بہڑک اوٹھنا شعلہ فساد کا اور گل ہونا چراغ دولت شوکت جنگ کا

سراج الدولہ ذات بیکا حرکات عجیبہ کے سننے سے باوجودیکہ خود بھی اعجوبہ تھا متنبہ ہوکر اوسکے مدافعہ کا ارادہ نہایت جلد پیش نہاد ہمت کیا راے راس بہاری برادر خورد راجہ دولبہہ رام بہادر کو مع ایک قطعہ خط موسومہ شوکت جنگ اور سند فوجداری

پیرنگر اور کونڈوارہ کے اوسکے نام لکھکر روانہ کیا اور راس بہاری سے مقابل
راج محل کے کشتی لگاکر عرضی شوکت جنگ کو لکھی اور خط سراج الدولہ کو بھیجکر خود
منتظر اجازت شوکت جنگ کا مقیم رہا مضمون خط سراج الدولہ کا یہہ تہا کہ دونو پرگنہ
مذکور حضور مین دوسرے کی جاگیر ہوتی تھی ہم نے ہنگامہ کا دخل وہان پر مناسب
نہ جانا اپنے جاگیر مین لے لیے چونکہ جنگ و جدال درمیان نہین رہی اس بہاری کو جسے وہان
کے کام پر مامور کیا ہے دخیل فرماکر اوسکا دخلنامہ عنایت فرمائیگا شوکت جنگ
خطوط مذکورہ کے پہونچنے سے متحیر ہوا اور اپنے دولتخواہون کو جمع کرکے بندہ کو
طلب کیا میر معلی خان اور حبیب بیگ اور کارگذار خان وغیرہ اعیال و معتمدین
حاضر تھے کہ بندہ بھی پہونچا خطوط کو کھولکر دکھلایا اور صلاح طلب کی ہر ایک
بندہ سے مستفسر ہوا اور نیز خود بھی شورہ طلب ہوا بندہ نے چونکہ مدت سے
گرفتہ خاطر تھا التماس کیا کہ جو کچھ خاطر عالی مین گذرا ہو عین صلاح ہوگا
جب بڑی سماجت کی بندہ نے عرض کیا کہ چونکہ عرصہ قلیل برسات مین باقی ہی
اور رنگ و بار کی راہ جو محاربات مین ضرور ہے ہنوز مسدود ہے ایسا مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ اسقدر مدت کو رفق و مدارا مین بسر کرو اور راس بہاری کو لطف
و مدارا سے دستک و عمال دلانے کا متوقع کرکے حضور مین طلب کرو اور سراج الدولہ
کو لکھیے کہ جو کچھ تحریر فرمایا نہایت مناسب و برموقع ہوا اور بہت خوب لیکن چونکہ بندہ بھی اپنے
تئین جملہ متوسلان دامن دولت سے جانتا ہے بہتر ہوگا کہ اس مقام کو بدستور
بندہ کے تفویض رکھے اوسکی مالگذاری کیجاویگی ۔ اس مضمون کو لکھکر منتظر رہیے
کہ کیا جواب لکھتا ہے اگر راس بہاری حاضر ہو لطایف الحیل مین رکھنا چاہیے
اور اس ترکیب مین جسقدر بارش کے دن ہون بسر کرنا ضرور ہین اور نیز اس
عرصہ مین سامان حرب سرانجام کرین بعد برسات چونکہ قوم انگلشیہ کے شورش
کا احتمال ہے اوسکو اپنے طرف متفق کرکے جدہر دل مین آوے عزم کیجیگا
بارے اس صلاح کو پسند کیا اور منشی کو اسی مضمون سے جواب لکھنے کو ایما فرمایا
اور بندہ کے راے دینے پر تحسین فرمائی خوشامد گویون نے حسب معہود اوسکی
پیروی مین بندہ کی ستایش کرنا شروع کی گفتگو کو اس خصوص ذکر مین طول دیا

بندہ کو یہہ تقریر ناپسند ہوئی ایک مرتبہ ورق اولٹ کر کہا کہ تمہاری عقل کہان تک ہماری عقل سے زیادہ ہوگی اگر یہہ ہزار عقل رکھتا ہے تو ہم لاکھ اب مجھے ہرگز انکا کہنا منظور نہین اور راس بہاری کے ہرکارون کو طلب کرکے بیچارون کے ناحق گوشمالی دی اور رقعہ وزیر کو جو سند ریاست تھی طلب کرکے دربار عام مین حکم پڑہنے کا دیا اور ہرکارون نے پیغام زبانی بھی ادا کیا اور خط بھی اوسی مضمون سے لکھنا فرمایا کہ تینون صوبون کی صوبہ داری کی سند میرے نام صادر ہوئی ہے چونکہ واسطۂ اخوت و برادری درمیان ہی تمہاری جان سے درگذر کر جو مکان جہانگیر نگر مین تجویز کرو اطلاع دو کہ تمہارے نام مقرر کرکے سند دیجاوے تاکہ وہان جاکر بیٹھو اور دار الامارہ کو مع خزاین و اسباب کے خالی کرو کہ ہمجانب منتظر ورود جواب بابرکات ہے۔ ہرکارون نے واپس ہوکر یہہ کیفیت راس بہاری کو جا سنائی اوسنے جواب خط جو شوکت جنگ نے لکھا تھا سراج الدولہ کے پاس بھیجدیا سراج الدولہ نے اوس مزخرفات کو سنکر آخر ذی الحجہ کو مع فوج بعزم استیصال شوکت جنگ کے برآمد ہوا اور راجہ رام نراین کو مع زمیداران اور افواج عظیم آباد کے اپنی مدد پر طلب کیا اودہر سے راجہ رام نراین مع راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ اور اوسکے بہائی سوتہر سنگہ اور جمیع فوج عظیم آباد کے کہ تعداد و برابر کثرت جمعیت شوکت جنگ کی تھی اور اگر کچھہ نہین تو بھی زیادہ مساوات البتہ ہونگے حاضر ہوا اور سراج الدولہ نے فوج ہمراہی کے دو حصہ کیے نصف فوج کی سرداری راجہ موہن لال دیوان قدیم معتمد کو دیکر گنگا پار بھیجا کہ براہ بسنت پور گولہ اور حیات پور گولہ اور صحرا کے شوکت جنگ کے سر پر جاوے اور نصف فوج اپنے ہمراہ لیکر راج محل کے قریب معبر کیا اور اوسکے عقب راجہ رام نراین نے مع فوج کے عبور کیا۔

فوج سراج الدولہ کا منیاری مین پہونچنا اور شوکت جنگ کی افواج کا نوابگنج مین مورچہ باندہنا اور باہم کی لڑائی اور سراج الدولہ کی فتح اور شوکت جنگ کا مارا جانا

شوکت جنگ نے جو کہ پیشتر سے سراج الدولہ سے کے آنیکو عزم جزم کر رکھا تہا پیغام مذکور
بھیجا تھا بعد بھیجنے خط مذکور کے اپنے لوگون کو حکم دیا کہ کوئی محفوظ جگہہ تجویز کر کے لشکرگاہ
بناوین اوسکے باپ کے عہد ان امرا جو کہ شعور سے خالی نہتے مابین تیاربتی اور نواب گنج کی جسجگہ
مین کہ ہر طرف سے جھیلین محیط تہین اور وہان جانے کی راہ دشوار تھی ایکطرف
سے نالا اور دوسری طرف بہی ذوکاہ قد آدم سے زیادہ لگا ہوا تہا ایک معبر جاریکاہ بہی بلی وغیرہ کی آراستگی سے ممکن العبور
بدشواری تہا معسکر بنایا باوجودیکہ میدان مذکور عریض تہا کہ بعض جگہہ دو تین کوس اور کہین کسیقدر کم عرض تہا پھر بھی
اکثر جگہہ احتیاط ضرور ہے کہ لب جھیل پر خندق کہود و اگر سد بلند طیار کرین
اگر کوئی باسلیقہ وہان پر ٹہر کر لڑتا تو مدتون کو گذارہ تہا کہ دشمن یورش نکرتا اور
اسپنے ملک کے پشت پر تہا رسد کا اسباب وغیرہ جو ضرور ہوتا اوسکا بھی پہونچنا
دشوار نتہا الغرض سپاہ سایر یعنے سواران اور نجیب اور سرداران دلاور اوسکے
زبان بی تاملی کے اندیشہ سے اور وہ خود عدم اطمینان سپاہ سے باہم دگر متفرق رہنا
مناسب سمجہا چند روز قبل اسپنے نکلنے کے سپاہ کو مورچال مقررہ پر رخصت فرمایا
اور حکم دیا کہ اوسکے خیمہ گاہ سے علیحدہ دریا سے سوتہرا کے کنارے جسکا فاصلہ
ڈیرہ کوس کا ہوگا کل سپاہ جا اوترے چنانچہ بندہ مورخ اور نقی علیخان برادر مورخ
اور کارگذار خان بخشی اور شیخ جہانباز اور شیخ عبد الرشید نواسہ شیخ مذکور اور
میر سلطان خلیل خان اور محمد سعید خان پسر ابو تراب خان تورانی جو کہ ازوکی لڑائی مین
برہان الملک کی رفاقت مین مارا گیا اور نیز دیگر سرداران سیف خانی وغیرہ
مع اپنے رسالون کے کہ گویا کل فوج وہی تھی بموجب اوسکے حکم کے اوسی مقام
پر سب لوگ منزل گزین ہوے اور سیام سندر کاتبہ بنگالی جو کہ توپخانہ دستی کا
پیشکار تہا ہمراہ آقا رہکر قبل ایک روز جنگ کے پہونچکر راہ برآمدن مورچال مین
فرودگاہ کی اور لشکر بے سردار سایر اور توپخانہ سے دو نیم کوس پر جا گزین ہوا
ہر روز قرب وصول لشکر سراج الدولہ کے خبرین پہونچتی تہین ایکروز قبل جنگ کی خبر آئی
کہ فوج ہراول سراج الدولہ کے نزدیک پہونچا چاہتے ہین لاچار ادہر کے لوگ بھی طیار
و مستعد ہوے بعد ازان دریافت ہوا کہ ابھی کچھہ فاصلہ ہے کل تک پہونچینگے شام کو
شوکت جنگ کا خیمہ آیا معہذا الیقین نہتا کہ کب تک آئے گا رات بہرصورت گذر گئی اور ۲۱ محرم الحرام سنہ ۱۱

کی صبح نمود ہوئی دو گھڑی دن چڑھتے شوکت جنگ آپہونچا ملازمین نے پاس پہونچکر
سلام گذاری کی اونمین بندہ مورخ بھی شریک تھا اوسوقت مین بھی اس سردار
نابکار کے گرہ پیشانی جو ناحق نوکرون کے جانب سے رکھتا تھا نہ کھلی جو لوگ سلام
کو آئے تھے اونہین حکم دیا کہ اپنے مقامات کو واپس ہون بیچارہ دست راست
کے طرف ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر جہان تھے جاکر مستعد ہوئے اور خود بدولت مع
سواران یکہ متفرقہ اور معتمد کے مانند میر مردانعلی ولد رستم علی خواہرزادہ خواجہ معتصم
برادر صمصام الدولہ خان دوران جو داروغہ خاص برادرا ور نشان زرتار کا مالک تھا
اور مشہن لال دیوان قدیم اور سیف الدین محمد خان نواسہ آقا عظیما جو للی ہزاری کی جگہ
مقرر ہوا تھا اور راو بھی معصوب کے بہیلہ برق انداز اسکے زیر سرداری تھے اور اوسکا
حقیقی بھائی رمضانی نام جسکا خطاب ہادی علی خان بہادر جسارت جنگ اور تین چار سو
سوار ہمراہ رکھتا تھا درمیان مورچال کے مانند صید کھیلنے لگے اپنے زعم مین گویا نظام
کر رہے تھے عمر خان نام جماعہ دار جو کہ افغان سالخوردہ اور ریش اوزدہ پیر سلطان خلیل خان
سوار کا تھا مع اپنی جمعیت کے جو قریب دو سو سوار کے ہونگے اتفاقاً اوسوقت
ہمراہ تھا اسوقت مین ہر قسم کی بدخلقی اور زرشتی ہمراہیون سے کرتا تھا جب
ایک ثلث روز منقضی ہوا اور سنہاری کے میدان مین لشکر سراج الدولہ کا راجہ موہن لال
دیوان کی سرداری مین پہونچا اور اوسکے علم کھلے دونو لشکر کا فاصلہ تقریباً دو کوس کا ہوگا
سیام سند مشرف توپخانہ دستی نے اپنی سپاہ ہستی سے باظہار شجاعت مورچال
سے باہر مغرب رویہ لشکر سراج الدولہ کے مقابل ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر جا ٹھہرا
وہان پر کوئی جہیل باسد جا پہونچنے کی نتھی کیونکہ مورچہ سے تو باہر نکلکر استادہ
ہوا تھا اور سراج الدولہ کے لشکر کے داہنے طرف شوکت جنگ کے لشکر کے سردار
جنوباً شمالاً مقابلہ مین دو کوس کا مفاصلہ اور درمیان مین جہیل تھی راجہ موہن لال
باتفاق میر محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان اور دلیر خان اور امانت خان
ولد عمر خان اور شیخ دین محمد وغیرہ سردارون نے لب دریاے گنگ خیمہ استادہ کرکے
خود مع کل سپاہ اور توپخانہ کے درست و چیست ہوکر محافظت کو آمادہ ہوے اور
توپ مین بتی دینا شروع ہوئی گولی بسبب بعد مسافت کے اکثر جہیل مین جاگرتی تھے

جب دو تین گھڑی کے بعد بڑی توپین آئین اور اون سے کام لینا شروع ہوا بعض
گولہ قریب مورچال اور اکثر مورچون کے اندر پہونچنے لگے جب گولہ اندر گرنے لگا
شوکت جنگ نے اپنے پاس سے ماہی مراتب کو دور کیا اور فرمایا کہ گرم خواب ہون
نوکر لوگ جو لاچار ہمراہ پہرتے تھے اونپر خفگی کرتا تھا کہ تمھارا ہجوم کرکے مجھے نشانہ
توپ کیا چاہتے ہین لوگ متفرق علیحدہ ہوگئے پہر بھی راضی نہوا ایک جگہ نہ ٹہرتا تھا
عمر خان جماعہ دار مذکور نے عرض کیا کہ نواب سلامت یہہ صف رزم ہے بندہ نے
آصف جاہ کے ہمراہ معرکہ دیکھے اور لڑا بھی ہے ایسی لڑائیون مین اسطرح نہین پیش آتے
فوج کو یکجا کرکے احتیاج مقدمہ درست کیجئے توپخانہ دستی روبرو کرکے مقابلہ کرنا مناسب
ہے اور کچھ استقلال بھی کرنا ضرور ہے تاکہ فتح و ظفر ہو اوسنے آشفتہ ہوکر فرمایا اور
آصفجاہ کو برا بھلا کہکر کہا کہ مینے خود تین لڑائیان دیکھی ہین مجھے کسیکی تعلیم درکار نہین —
بیچارہ جماعہ دار خاموش ہوا اسی عرصہ مین ایک سوار کو حکم دیا کہ جاکر شیخ جہان باز
اور کارگذار خان وغیرہ سردارون سے کہہ کہ دشمن کے نشان نمود ہوے اور
تم لوگ جرات اور یورش نہین کرتی چاہتے ہو کہ حملہ گرو سوار نے جاکر جواب حاصل
آسنایا کہ اس فوج قلیل کی اوس جماعہ کثیر پر بدینحالت کہ جہیل کی دلدل مانع
راہ ہے یورش نہین ہوسکتی اور نیز مقرون بصلاح نہین جسوقت وہ لوگ یورش
کرین اور اس دلدل کیچڑ کو طے کرین اور توپخانہ کے صدمات جہیل کر آپہونچین اوسوقت
جو کچھ ہوسکے گا ملاحظہ مین آوے گا اس جواب سے نہایت آشفتہ اور آزردہ ہوکر سخنان
نالایم زبان پر لایا اور کہلا بہیجا کہ یہہ کیا نامردی اور بزدلی ہے میرے توپخانہ کا سیام سندر
ہندو تو جرات و دلیری کرکے مورچال سے باہر چلا گیا اور تم باتین بناتے ہو لیکن اسی
آمد و رفت مین دوپہر گذرے دوسرا پیغام جو بہیجا اوسکے جواب کو عرصہ چاہیے تھا
جب ایک ثلث روز باقی رہا ہوش رفع خمار اور نہ پینے جام سرشار اور صحبت نسوان
گلعذار نے خلوت کی راہ دکہلائی ہاتہی سے اوترکر حرم سرا مین داخل ہوا بندہ مع دیگر
حاضرین کے دیوانخانہ کے خیمہ مین جا بیٹہا شکر خدا بجا لایا اور بندہ نے کہا کہ اگر اسقدر
دن کہ باقی ہے خیریت سے گذرے رات کو یکجا ہوکر اس احمق کو سمجہاوین کہ کل بہت
مجموعی آراستگی صفوف سے رزم آوری ہو یہ کہکر ارادہ کیا تہا کہ لشکر سپاہ کہ جا بجا

دست راست ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر ہے اور وہین پر میرا بھائی نقی علیخان
اور کل احباب تھے جاؤن جب اونوہ لشکر سے باہر ہوا دیکھا کہ شیخ جان باز
اور کارگذار خان اور حبیب بیگ اور محمد سعید خان اور شیخ سعد اللہ اور میر سلطان
خلیل خان وغیرہ سردار تاب پیغام ثانی کی نلاکر یورش کرا وٹھے ہین اور
نصف جھیل کو ہزار با خرابی سے طے کرکے قریب لشکر سراج الدولہ کے پہونچا
چاہتے ہین اور جنگ تمام ہوتی ہے اور بندہ دور و تنہا تھا اب اوسمین نہین
پہونچ سکتا تھا اور لشکر شوکت جنگ کو عجیب تفرقہ مین دیکھا اور بندہ نے
جانا کہ سرداران عمدہ سپاہ کے مع سواران ہمراہی بحال تباہ جھیل سے مصیبت
جھیل کر نکلے ہین اور سراج الدولہ کی توپ و بان کے صدمہ اوٹھائے ہین
اگر راہ پاتے ہین تو دشمن تک پہونچتے ہین ورنہ راستہ ہی مین سفر آخرت
پیش نظر ہوتا ہے اور سپاہ سند رشرق کی طرف سے خدا جانے
کیونکر اعدا تک پہونچے گا یا کہ بچا وے گا اگر جائیگا کیونکر پہونچے گا بندہ سمجھ گیا
کہ دونوں لشکرون کی صفائی ہو جائیگی اگر کسی ڈھب سے دونوں لشکر یکجا ہوے
شاید کہ کچھ کار برآمد ہو پس بندہ واپس ہوا تاکہ شوکت جنگ کو سوار کردے
جب در خیمہ پر آیا دیکھا کہ دونون لشکرون کی پیشقدمی کی خبر اس مخمور جہالت کو
پہونچ گئی اور خود بدولت نشہ شراب سے مست آشفتہ دستار خواب
سے بیدار ہوکر فیل سوار ہوا ہے اور اوسکے مردم ہمراہی جو بعد داخل ہونے
خیمہ کے بجاے خود جا پہونچے تھے مضطرب ہو ہو کر طیار ہونے لگے کسیقدر
اس آراستگی اور طیار ہونے مین دیر ہوئی اور فوج متفرقہ پیش رو فوج
سراج الدولہ کے نزدیک جا پہونچی بارے بندہ مورخ نے تاکید اکید کی کہ وہ اپنی
جگہ سے متحرک ہوا لیکن بیجو اس کبھی دس قدم چلتا ہے کبھی فیلبان کے کندھے
پر ہاتھ رکھکر توقف کراتا ہے بندہ متواتر تاکید کرتا جاتا تھا تاکہ بہر صورت
پیچھے بے خبر سپاہ کے پشت گرمی کو پہونچے ہر چند بندہ نے سعی کی کچھ مفید
نہوا ناگاہ دور سے نظر آیا کہ فوج جھیل نے راہ طے کرکے جب فوج سراج الدولہ
کے قریب پہونچی کیچڑ اور دلدل جو لشکر سراج الدولہ کے جھیل میں تھا وہان سے

تبھی اور یورش کرنے کی مجال نپائی اور اودھر سے مردمان سراج الدولہ
نے دلیری سے بندوق برسانا شروع کیا اکثر مجروح ہوئے اور اکثر بھاگ کر
ہمارے لشکر سے آملے اور ایسا مخوف ہوئے کہ یہان بھی نہ ٹھہرے تا آنکہ میر
محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر کاظم خان اور عمر خان مع اپنے
لڑکون دلیر خان اور اصالت خان وغیرہ اور شیخ دین محمد ہراول نے آگے
کو بڑھکر شوکت جنگ کے دونون لشکر کا کام تمام کرکے پیشتر کو چلے شیخ
عبد الرشید نواسہ شیخ جہان باز اور محمد سعید خان ولد ابو تراب خان تورانی
نے داد جوانمردی دیکر ملک عدم کی راہ لی میر سلطان خلیل خان نے بھی
اسی سفر آخرت مین ساتھہ دیا نقی علی خان اور حبیب بیگ جو اوس میدان مین
استادہ تھے کسیقدر زخمی ہوئے جب کوئی ٹہر نا تا چار شیخ جہان باز صحیح و
سالم اور کارگذار خان مجروح و بیہوش میدان سے لوٹے اور سیام سندر
بھی زخمی ہوکر مفرور ہوا اور سراج الدولہ کی فوج کے سردار بہت مجموعی
آگے بڑھے بمجرد اونکے پہونچنے روبرو سے شوکت جنگ کے میر مرد افغانی مع
خاص برادران اور متھن لال مع رسالہ خاص اور میرزا رمضانی برادر شوکت جنگ نے
مع ہمراہیان کے بدون ہاتھہ پیر چلانے کے راہ فرار لی اور سیف الدین محمد
خان قائمقام للی زخمی ہوکر لوٹا اور برق اندازون سے کسی نے اوسکا ساتھہ دیا
شوکت جنگ پندرہ سولہ نفر ہمراہی سے مسلوب الحواس کھڑا تھا کہ گولی بندوق
نے سر مین پہونچکر بیجان کردیا سیادت شوکت اسی جنگ مین تمام ہوئی سر پیچ
یمنی اور دستار زعفرانی جو آپ کے سر مبارک پر زیب افروز تھا خاک پر گرا
کسی نے اوٹھا لیا چندہ نے اپنے گھر کی راہ لی اور اسی طرح ہر ایک اپنے
اپنے مسکن کو سدھارا میر مرتضی برادر کرم اللہ خان امیر خانی جو میر محمد جعفر خان کا
رفیق تھا شوکت جنگ کے فیل کے پاس پہونچا اودھر سے میرزا رستم علی
ولد آقا صادق ہمشیرہ زادہ امام قلیخان نے جو کہ اوسکے خواصی مین بیٹھا تھا
بے خبر اوسکی پشت کی طرف سے ایسا زخم برچھی کا مارا کہ اوسکی گردن
کی شہ رگ مین پہونچا اور کہا کہ ہتیار دے میرزا نے مذکور جو کہ فی الحقیقت

رستم دوران تھا خواصی مین پھر کر بیٹھا اور شمشیر عریان کر کے دشمن سے کہا
کہ دغا و غفلت مین تو نے برچھی ماری اسی بہادری مین ہتھیار مانگتا ہے مرد
اسواسطے ہتھیار نہین باندستے ہین کہ ایسے وقت مین سنت ہتھیار اور تیغ اسیے کو دیدین
پیشتر قدم بڑھایا اور ہتھیار لیئے میر مرتضے کی جرأت نہوئی کہ پیشقدمی کرے
بدستور سابق اپنی جگہہ پر قایم رہا اور فیلبان بطور سابق ہاتھی کو روان سے لئے چلا گیا
شام کا وقت قریب تھا لڑائی تمام ہوئی کسی نے کسی کا تعاقب نکیا اور
رعایاے ملک پورنیہ نے بھی غارتگری کی جرأت نپائی لوگ اپنے خیمون
مین جارہے ہے بندہ اور ہیرا اور بندہ دونو طرف سے مغضوب تھے شوکت جنگ کہتا
تھا کہ بعد فتح ان لوگون سے سمجھونگا اور سراج الدولہ کہتا تھا کہ شوکت جنگ کچھہ چیز نہین
تھا نہین دونو بھائیون نے فساد اوٹھوایا ہے بعد ظفر سزا دیجاوے گی ایک مرتبہ
سراج الدولہ کا رقعہ بھی لشکر مین ہم دونون بھائیون کے نام متضمن ترک کرنے
رفاقت شوکت جنگ کے اور نیز اوسکے طرف موافق ہونے کی پہونچا تھا اوسکا
جواب ہمنے عارون کے ڈرسے تو نہ لکھا تھا مگر زبانی پیغام بھیجدیا تھا کہ اگر اسوقت مین
ہم ترک رفاقت کرین آپکو ہمسے کیا امید ہوگی خلاصہ نقی علیخان اور حبیب بیگ کو
دو تین روز کے بعد زاد راہ دیکر اور چوپایہ سواری مرحمت فرما کر حکم دیا کہ کرم ناسہ
سے خارج ہوے اور راجہ موہن لال کو بنا بر ضبطی مال و متاع شوکت جنگ کے
پورنیہ پر مقرر کیا اور میر محمد کاظم خان کو بھی راجہ مذکور کے ہمراہ کردیا میر محمد کاظم خان نے
چونکہ بندہ کی خالہ کا داماد تھا عرض کیا کہ غلام حسین خان اگر زندہ رہا ہو مع مادر و
عیال و اطفال امیر اور اپنے بھائی علی نقی خان کے ضرور وہان ہوگا اونکے بارہ مین
کیا حکم ہوتا ہے راجہ موہن لال کے نام ارشاد ہو جاسے تاکہ بندہ اون لوگون
سے شرمندہ نہو بفضل خدا موہن لال کو حکم ہوا کہ غلام حسین خان کی مان تو وہی ہے
جو میر محمد کاظم خان سے قرابت رکھتی ہے میری بھی چچی ہے اور ہم اوسکو عزیز سمجھتے ہین چاہیے کہ
کچھہ تعرض نکرے اور دستک دیکر بخوبی رخصت کرے جہان ارادہ ہو فارغ البال
روانہ ہوے بندہ جب میدان جنگ سے گھر آیا والدہ کا حال نہایت متغیر پایا تسکین کی
جب اونکے حواس جمع ہوے عرض کیا کہ بالفعل گوشہ مین بیٹھنا چاہیے آیندہ جو ہونا ہو

ہوگا لاجرم مع چند ناموس والوان کے والدہ کو ہمراہ لیکر بندہ گوشۂ مخفی مین جا چھپا
اور میر محمد کاظم خان کو ایک رقعہ لکھا خدا تعالے اوس مرحوم کو بخشے جواب رقعہ
چند سواران ہمراہی کے ہاتھہ بھیجکر نہایت تسلی کی اور لڑائی کے تیسرے دن
ہمراہ راجہ موہن لال کے وارد پورنیہ ہوکر بندہ خانہ مین نزول فرمایا اور جسقدر
ممکن تھا حمایت اور تسلی مین ساعی ہوا راجہ موہنلال نے بعض سرپیچ جواہری
بخشیدۂ شوکت جنگ کو مجھسے واپس لیا باقی کچھہ تعرض نہین کیا مگر چند لوگ مانند
میر معالی خان اور آقا میرا اور میر عبد الحی وغیرہ بموجب حکم سراج الدولہ
کے مقید ہوے اور بندہ نے اثاث البیت اور ناموس کو مع خدمہ کشتیون پر
لدایا اور جو اسباب مجھکے لیے جانیکے قابل تھا وہ علحدہ سے روانہ کرکے
عازم عظیم آباد ہوا عظیم آباد پہونچتے بعض مسلمانان آشنا صورت نے شہر مین
جانے کو منع کیا لہذا تکیہ شاہ ارزان مین مقیم ہوا اور وہی آشنا مانع ہوا بلکہ
امیدوار تھا کہ کوئی حکم برخلاف دوبارہ ہمارے نسبت صادر ہو اور وہ خوش
ہو مگر اللہ تعالے نے حفظ کیا وہ حکم نہ آیا تا آنکہ رام نراین جو جگناتھہ جی کی زیارت
کو گیا تھا عظیم آباد آیا اور براہ خیرخواہی بندہ کے باہر ہو جانے کے بارہ مین
تاکید کی اور دستک اور بدرقہ پہلوان سنگہ کے طرف سے اوسکے برادر کو
بھیجی بندہ نے مقام تکیہ شاہ ارزان مین سخت بیمار رہی یا لی کسی نے آشنایونمین
سے عیادت اور احوال پرسی اور دیدنی بھی نکی مگر تین آدمی اول حکیم غلام علی
طبیب مانند ایام مغتنم کے حاضر ہوکر غمخواری اور معالجات مین مصروف ہوا دوم
اوسی کے برابر مصری بیگم صاحبہ دختر میر سید محمد صفا بالی مرحوم اور میر حیدر علی
مغفور کی بی بی برابر ماں کے روز و شب حاضر رہتی تھی اور محب علی پور تک
پہونچا کر بڑی سماجت سے واپس ہوئی تھی ورنہ اوسکا ارادہ تھا کہ کرم ناسہ
حد سراج الدولہ تک پہونچاوے اور اب بھی اوس ضعیفۂ مخدومہ کی شفقت
و عنایت عیال و اطفال سب پر مادرانہ مبذول ہے سوم شیخ نصر اللہ
مرحوم خلف عنایت یاب خان میر سامان والد مرحوم اور رہیبت جنگ مغفور
کا جو تازہ جوان اور محمد علی حزین مرحوم کی سفارش سے اوندنون مین نظامت

عظیم آباد کا میر ساماں تھا زیارت شاہ ارزان کے حیلے سے مکرر بندہ مولف کی دید کو آیا اور بندہ مورخ نے حدود سراج الدولہ کے نکلجانے کی تدبیرین پکھہ قصور نکیا شکر خدا کہ بندہ مع الخیر وصحت مع اسباب وعیال واطفال کے کوچ کرکے بنارس آیا اور شیخ محمد علی حزین اور اپنے خالو سید عبد العلی خان بہادر شجاع جنگ کی قدمبوسی سے جو اندنون مین بیکار حالت افلاس مین بسر کرتا تھا مشرف ہوا اور نقی علی خان بہادر کی ملاقات سے جسنے سراج الدولہ کے ہاتھہ سے رہائی پائی تھی اور نیز اون دونو بہائیون سے جنہون نے پیشتر حکم اخراج پایا تھا ملاقی ہوکر مسرور الوقت ہوا ــ الغرض موہن لال نے تہوڑے دنون پورنیہ مین مقیم رہکر صولت جنگ مرحوم کے آل وعیال کو جو شوکت جنگ کے بہائی بند تھے اور سپہدار جنگ خلف سیف خان مرحوم کو جو صولت جنگ کا داماد تھا اور اوسکی بی بی قبل مرنے باپ کے جو کہ بروقت جنگ محمد خلیل زمیندار کنکرہ کے کشتہ ہوا تھا عالم جاودانی کو روانہ ہوئی تھی باعزت واحترام سراج الدولہ کے حضور مین روانہ کیا اور خود ضبطی مال ومتاع مین مصروف رہا اور بعد واپس لینے وصولی انعامات شوکت جنگ کے اور نیز انتظام کے اپنے لڑکے کو وہان پر نائب چھوڑکر خود سراج الدولہ بہادر کی خدمتمین آیا اور سراج الدولہ نے اپنے بنی اعمام کو مورد مراحم کرکے ہر ایک کیواسطے مشاہرہ مقرر کردیا اور خود اپنے مرکز دولت کو بمقام منصور گنج اور مرشد آباد مین معاودت فرما ہوا ــ

جماعۂ انگلشیہ کا پہونچنا واسطے تدارک اور استرداد کلکتہ کے اور مانک چند کا فرار ہونا اور انگلشیہ کا تسلط کلکتہ پر سراج الدولہ کا جانا اور بخوف انگلشی کے متعاقب سے واپس آنا اور راضی ہونا دوست محمد خان کا اور صلاح کرنا باہمدگر بخوف زبونی

جب سراج الدولہ اپنے مرکز دولت کو صحیح و سالم واپس ہوا اور دولت پردولت
نصیب ہوئی مال اور زر بیشمار ہر کوچہ و برزن سے اوسکے مکان مین آیا اور خزانون
کا ڈھیر ہوگیا چونکہ پھر کمال سے زوال ہے لازم دیکھیے سراج الدولہ کی اسقدر بڑہتی
ہوئی انجام مین کیا ناسازی بخت ذیل گل کھلائے پس ہرچند لوگون نے تفحص کیا کہ کہین تو اس
دولت بیشمار کا پتا معلوم ہو مگر کچھہ سود اور بہبود نہ ملا اور طامع لوگ اپنے گھرونکو
مایوس پھرے تفصیل اس اجمال کی اور بیان پیدا ہونے اسباب ازوالکا واسطے
دولت سراج الدولہ کے یہہ ہوا کہ جب مسٹر ڈریک صاحب کلان کلکتہ کہ
باعث جنگ اور فساد کا ساتھہ سراج الدولہ کے ہوا تھا مغلوب ہوکر مع
باقیماندونکے جو کہ اس لڑائی مین قتل ہونے سے باز رہے تھے اپنے
ہمراہ لیکر بسواری جہاز کوٹھی مندراج مین جو کہ عمدہ مکان انگلشیہ سے صوبہ ارکاٹ دکن مین
ہے وہان جاکر پہونچا اور شاید اور سردار لوگ جماعۂ مذکور کے بھی جو ہر طرف
کاروبار مین متفرق تھے بمجرد سننے اس خبر جانکاہ اور غارت ہونے کلکتہ
اور قاسم بازار کے مکان مذکور مین جا پہونچے ہون اوسوقت مین کرنیل کلیف
سالار فوج انگریزی ملازم شاہ انگلن جو اوس کوٹھی مین مقرر تھا اور اون دنون مین
فرانسیسیون نے لڑکر ملک دکن حاصل کیا تھا اور کچھہ فوج قریب ایک دو
پلٹن تلنگہ اور تین چار کمپنی سولدا دولایتی ہمراہ رکھتا تھا اور ناظم دکن سید
محمد خان صلابت جنگ خلف الصدق آصف جاہ کی مدد کرکے جو مقہور ہونے جماعہ
فرانسیسیہ مین ہوے مورد الطاف ہوکر ثابت جنگ کا خطاب حاصل کیا تھا
ارباب کوٹھی دکن اور صاحبان بنگالہ کے کہ ستمدیدہ اور خرابی کشیدہ دست سراج الدولہ
سے تھے آپس مین قرعہ پھیکتا اور مشورہ کرنا شروع کیا رائے یہ قرار پائی کہ
کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ مع صاحبان کلکتہ وغیرہ کے بنگالہ جاوے اور
جسطرح پر سمجھے بطور سابق وہان پر کوٹھی کی بنا ڈالے اگر صلح اور روپیہ خرچ
کرنے سے ممکن ہو مضایقہ نہین اگر غلبہ سے میسر ہو ویسا ہی تعمیل کرین کرنیل
کلیف مع صاحبان کوٹھی بنگالہ کے مندراج سے جہاز پر سوار ہوکر مع اسباب و
سامان حرب کے نہضت فرما ہوا اور متصل کلکتہ مین جو دریا کہ آب سیاہ کے

تاہم سے مشہور اور مقام الحاق دریائے بھاگیرتی کا دریائے شور سے ہے پہونچکر لشکر کیا چونکہ اس زمانہ کے سردار لوگ نہایت دانا اور ہوشیار ہوتے ہین سراج الدولہ کو پیغام صلح دیکر مسٹر دریک کے تقصیرات کا عفو چاہا اور بشرط دینے حکم تعمیر کوٹھی کے حسب ضابطہ سابق مقام کلکتہ مین کئی لاکھ روپیہ دینا قبول کیا سراج الدولہ جو کہ سفیہ تر اور لوگون سے کمینہ تھا اور مصاحب بھی رذیل تھے اور اس فرقہ کے قواعد جنگ اور حرب سے محض بے خبر مغرور تھا اور کار آگاہان دانش ور کو مجال نتھی کہ دم مار سکین بلکہ خود اوسکی اعیان دولت اوسکے زوال کے خواستگار تھے کوئی مصالحہ کی صلاح ندیتا تھا اور اگر احیاناً کوئی اس بارہ مین عرض کرتا مصاحبان بے شعور اور نالایقان خود مغرور اوسکا گلا پکڑتے کہ وہ شرمندہ ہوکر اپنا سا منھہ لیکر رہجاتا تاآنکہ ثابت جنگ اُن کے حقیقت حال سے آگاہ اور زیادہ انتظاری جواب سے دلتنگ ہوکر عازم رزم ہوا اور توپخانہ جہازی کو روبروے محل مانک چند کے لگا دیا دریا سے آگ برسانا شروع کی مانک چند کے لشکر پر بدحواسی کی ہوا چہائی خاک تدبیر کارگر نہو سکی اور ثابت جنگ نے جو مخالف کی ہوا بدلی پائی فوج آراستہ اور توپخانہ لایق جہاز بھی سے نیچے اوتارکر جاے مناسب مین اکثر مقابلہ کیا وہ نالایق مانک چند تاب نلاکر بخت رسیدہ کے مانند بہاگا اور ثابت جنگ نے مع ہمراہیون شجاعت نشان کے قدیم کوٹھون اور مکانون مین نزول فرمایا اور بکمال اطمنان شادیانہ فتح و ظفر کے بجائے سراج الدولہ اس خبر سے متنبہ ہوکر کسیقدر بیدار ہوا اور خود عازم حرب و تادیب جماعہ مذکورہ کا ہوا۔

نہضت کرنا سراج الدولہ کا بعزم تنبیہ کرنیل کلیف ثابت جنگ صاحب کے اور مغلوب ہونا خوف شبخون سے اور متردد و متفکر ہونا برگشتگی وقت اور واژونی طالع سے اور بکمال عجز اور زبونی کے ساتھ مصالحہ کرنا

بعد فتح پورنیہ کے سراج الدولہ دو مہینے بائیس روز کامرانی مین رہا کہ ناگہان
خراب اعمال کے ایام مجسم آر و برو کہڑے ہوے آثار زوال نے ترقی پکڑی
مانک چند کے فرار کی خبر گوش زد ہوئی پس دوشنبہ کے روز ۲۳ ربیع الثانی
سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو مرشد آباد سے واسطے محاربۂ انگلشیہ کے اسباب جنگ مہیا
کر کے روانہ کلکتہ ہوا اور وہان پہونچکر بجاے مناسب صف آرا ہوا تسخیر مین نہایت
اہتمام رکہتا تھا ارات دن جنگ تہی گاہ گاہ آمدرفت لوگون کی فیما بین سے بنابر صلح
بہی ہوا کرتی تہی جب انگلشیہ کو منظور ہوا کہ چاپہ مارین ایک شخص کو اپنے فرقہ سے
جو زیور شعور اور شجاعت سے آراستہ تہا بعض پیغام رسانی کو سراج الدولہ کے
پاس بہیجا تاکہ مخفی اوسکے لشکر کے گرد و نواح اور اوسکے خیمہ کی علامت اور سمت
دریافت کر کے خبر دے شخص موصوف نے جو نہایت ذہین اور جولان طبیعت اور
تیز فہم ہمہ صفت سے موصوف تہا بعد ابلاغ پیغام اور حصول مراد دلی سے
اطمینان کر کے لوٹا معلوم نہین کہ اوسی شب یا دوسری شب یا دو تین شب
کے بعد ارادہ شبخون مضبوط کیا ظاہرا آخر شب کو چند کشتیون پر اپنی فوج کو سوار کرا کر
انتہاے لشکر سراج الدولہ کے طرف آکر منتظر صبح ہوے جب تہوڑی رات
باقی رہی اکثر کشتی سے اوترے اور لشکر کے پشت کی طرف سے بندوق مارتے
ہوے داخل قلعہ ہوئے اور شلک کرنے مین کچہہ بہی معزول نہو کر قدم بقدم
گہسے آتے تہے اور بندوق کی گولی مانند ژالہ کے چارون طرف سے برستے
تہے اور دریا کنارے سے بہی جو لوگ تاوپر چڑہے ہوے سکتے یہی آتشباری
ہو رہی تہی جو لوگ اس شرر ریزی کے روبرو پڑ گئے اپنے منہہ کی کہا گئے
سنا گیا کہ شجاعان انگلشی کا یہ ارادہ تہا کہ اس شبخون مین اگر سراج الدولہ ہاتہ
لگے پکڑ لیجاوین بسبب کہرہ پڑنے کے ہوا نہایت سیاہ ہو گئی تہی کہ باہم
دو شخص متصل ایک دوسرے کو نہین دیکہہ سکتے تہے اس وجہ سے اوسکے
خیمہ کے سمت نہ معلوم رہے اور ان لوگون کا عبور دوسری طرف
سے ہو گیا سراج الدولہ کے تیرگی بخت نے اپنے اندہیری مین بچا لیا
نہایت اطمینان سے یہ لوگ بندوق فیر کرتے ہوے لشکر کے سرے سے

نکلے اور اپنے محل اقامت مین جا پہونچے سراج الدولہ اور اوسکے
کم جرات لشکری اس رستخیز کو دیکھکر جی گہوبیٹھے نہایت خوف سے جی
چہوٹا ہو گیا بلکہ ایسا رعب چہایا کہ اوس مقام پر نہ ٹہر سکے سراج الدولہ
نے اپنے سپہ سر محمد ایرج خان کو بلاکر مع دیگر ارکان دولت کے استشارہ کیا
کہ اب کیا کرنا چاہئے اخر لوگون نے اوسکو مضطرب پاکر دور لیجا کر خیمہ گاہ کر دیا
اور صلح کی بنیاد ڈالی گئی جب جماعہ انگلشیہ نے اونکے عجز و زبونی پر آگاہی پائی
اوس مال کا دعوے کیا جو بروقت غالب آنے اول معرکہ کشتی کلکتہ ہی سراج الدولہ
کے فوج نے غارت کیا تھا آخر بعد سوال جواب بسیار کے فیصلہ ہوا کہ
سراج الدولہ اوسکے عوض مین کسیقدر مبلغ نقد ادا کرے اور بعض دیگر
کے عوض مین یہ مقرر ہوا کہ چہہ پرگنہ متصل کلکتہ جنکے نام بندہ مورخ کو یاد نہین
سپرد انگلشیہ ہون اور تا وصول مبلغ مذکور کے محالات مذکور اونکے ہاتھ
مین رہین بعد وصول سراج الدولہ کو واپس ہون جب اسطرح کی صلح
ہوئی مسٹر واچہ جو کہ بعد مغلوبی سراج الدولہ کے قید سے رہا ہو کر واسطے
سوال جواب ہوا تھا طرفین سے موجب تحسین و آفرین ہوا بعد تحریر
عہد نامجات طرفین کے سراج الدولہ مرشد آباد آیا اور منصور گنج کے
عمارات مین نزول فرمایا بسبب غرور کے اپنے کام مین نہایت متحیر تھا کہ
کیا کیا جاوے بعض گناہ اور اوضاع ناسے سے نادم ہو کر سمجھا کہ آخر کوئی خدا بھی
ہے کہ جسنے ہم سبکو پیدا کیا ہے اوس سے رجوع کیون نہون دوست محمد خان
واسطے علاج اور شہر چہوڑانے عیال و اطفال کے رخصت سہسرام جانے کی لیکر
قصبہ مذکور کو راہی ہوا اور اکثر رفقاے قدیم خصوص میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبرام
کو اپنی طرف سے دگرگون دیکھکر سمجھا کہ چونکہ سر رشتہ دار اور رئیس فوج ہین
اونکے اطفاے نائرہ فساد کو فرو کرنا نہایت مناسب لیکن چندان جرات اور طاقت نرکھتا تھا
اور انگلشیہ ایسا دشمن بھی بغل مین موجود تھا نہ تو غرور اور جبل فطری چہوڑتا تھا
نامردی و بددلی سے باز آتا اور نہ لالچ سے یہ کرتا کہ اپنے تئین نالائق سمجھکر امور
ریاست سے دست بردار ہو اور اعیان دولت اور ملازمان صاحب جنگ کو راضی کرکے

اسلیے وجوہات سے عجب طرح کا مالیخولیا ہورہا تھا جب قہر و غضب کا
مغلوب ہوتا میر جعفر خان کے حویلی کی روبرو توپ لگواتا راجہ دولبھہ رام کو زیر
فرمان موہن لال مقرر کرتا کبھی جگت سیٹھہ کو تمسخر اور استہزا سے رنجیدہ
کرتا کبھی اوسکے ختنہ کرا دینے کا وعدہ کرتا اسی اثنا مین فرانسیسی اور انگلشی کی
جنکو فساد اور دنگہ کرتے پانچ چھہ سو برس مین ہوئین کبھی مصالحہ کرکے استعداد
حرب بڑہاتے کبھی جنگ و جدل مین مصروف ہوتے مدت مصالحہ جب
گذر چکی نائرہ فساد اوٹہی تہی دکن مین باہم لڑتے تھے فرقۂ انگلشیہ غالب آیا
انگلشیون کا جنگی جہاز ارمرال دلیر جنگ بہادر کی سرداری مین واسطے تسخیر
فرانس ڈانگہ کے جو کہ متصل ہوگلی اور چچرہ آبادی اورلندیسیہ کے ہے
اور موشیر نزنوس کے رہنمائی سے جسنے اپنے قوم کے ساتھہ دغا کی تھی اب
بھی حقوق ہم قومی فراموش کرکے آپ کے جہاز کو اوس راہ سے جہان
فرانسیسیون کے کتنے جہاز ڈبو کر مخفی ایک جہاز کے بقدر نکلنے کے راہ رکہی
تھی لیجا کر قلعہ فرانس ڈانگہ مین مسخر کرادیا اور فرانسیسی مغلوب ہوے
جو کوٹھی کہ قاسما بازار کے قریب رکھتے تھے وہ بھی اونکے ہاتھ سے نکل گئی
موشیر لاس جو کہ عمدہ رئیسان جماعہ فرانسیس سے ساتھہ سراج الدولہ
کے توسل ڈہونڈہکر مع باقیماندہ اپنی جماعت اور توپ و بندوق اور پیادہ ہاے
برقنداز تربیت کردہ اسی کے ملازم سرکار سراج الدولہ ہوئے جماعہ انگلشیہ
کے کہنے سننے سے یا بایما اور اشعار سرداران منافق کے کہ ظاہر مین سراج الدولہ
سے کہتے تھے کہ ہم آپ کے شریک ہین اور باطن مین اُسکے شریک
یا تو اُنکے کہنے سے اور یا اپنے بخواہش ہی اپنے وکیل کی معرفت سراج الدولہ کو پیغام دیا
کہ مصالحہ مینا بین ہمارے اور نواب کے جو قرار پایا ہے تو وہ اس امر سے
مشروط ہے کہ ہمارا دوست دشمن بعینہ نواب کا دوست دشمن ہے الحال
ہمسے اور فرانسیسیون سے جنگ ہوئی اور وہ عاجز ہوے نواب نے
اونہین اپنے زیر سایہ جگہہ دیکر پرورش کی یہ امر باعث نقض عہد اور
برہمی پیمان کے ہے ادہر سے یہ پیغام ہوا اودہر جو منافق لوگ خواہان زوال

دولت تھے بر سر مبالغہ ہوے کہ ان بہاگے ہوون کے واسطے صاحبان
انگلشیہ کی دل آزردگی مناسب نہین انکو جواب دینا چاہیے ۔ سراج الدولہ نے
اسباب مین موشیر لاس سے گفتگو کی لاس مذکور نے جواب دیا
کہ اگر آپ ہماری حمایت کمپنی فرانسیس کے معاملات مین کرین تو البتہ
برخلاف عہد ہے اور جب کہ جہان پر ہزارون نوکر ہین اس فرقہ کے
بھی چند لوگ اگر نوکر رکھے تو نقض عہد نہین ہوتا سراج الدولہ نے
بھی مضمون وکلاے انگلشیہ کے جواب مین کہدیا وہ لوگ حسب اشارہ
بدخواہان سراج الدولہ کے اصرار کرتے تھے اور دراندازی بھی کہتے تھے
کہ چند فرانسیسیان مفلوک کے واسطے فرقہ انگلشیہ سے بگاڑ کرنا مناسب نہین
تا آنکہ سراج الدولہ لاچار ہوا اور لاس مذکور کو عظیم آباد جانے کی ترغیب
دی لاس مذکور نے بروقت رخصت عرض کیا کہ اکثر آپ کے نوکر مقام
بیوفائی مین ہین انگلشیہ سے متفق ہو کر ارادہ نمک حرامی رکھتے ہین اور اپنے
حصول مدعی کے لیے ہمکو حضور سے جدا کراتے ہین ہمارے جانے کے بعد
فرقہ انگلشیہ سے لڑا کر آپ کو ضایع کرا دینگے جب تک ہم لوگ ہمراہ و مستعد
ہین لڑنے مین اون سے قاصر نہون گے اور تمہارے نوکر بھی قابو نہین
پا سکتے بیشتر آپ کو اختیار ہے سراج الدولہ کو تو نہایت خوف چھا گیا تھا
جواب دیا کہ بالفعل تمہارا جانا حضور سے قرین مصلحت ہے مگر جلد ہم طلب
کر لیوینگے لاس نے کہا کہ نواب صاحب اس امر کو یاد رکھین کہ پھر ہمارے
آپکے درمیان مین ملاقات نہوگی یہہ کہکر عظیم آباد کو چلدیا جب وہ مرشدآباد
سے نکلا سراج الدولہ اور میر محمد جعفر خان اور راجہ درلبہ رام کے درمیان
مین منازعت ہونے لگی اور ان دونون نے جگت سیٹھہ وغیرہ کو جو سراج الدولہ
کے ہاتھہ سے جان بلب تھے اپنے سے متفق کر لیا اور اسکے انہدام بنیاد
دولت مین فکر کرنے لگے ۔ بی بی گھسیٹی جو سراج الدولہ کا کینہ دیرینہ
اور ضبطی مال و متاع کا تازہ داغ دل مین رکھتے تھے مخفی میر جعفر خان کے
اعانت کرنے مین مصروف ہوے اور جسکی طرف ذرا بھی خیال ہوا کہ یہ شخص

سراج الدولہ سے منحرف ہے اوسکے پاس سراج الدولہ نے شکایت کرائی اور اسنے شوہر مہابت جنگ کے حقوق پرورشی کی یاد دلاتی تھی اور ہر ایک سے یہ کہتی تھی کہ میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام کی رفاقت کرنے مین پہلوتہی نکرو اور عنایات قدیمہ کو یاد کرکے اوسکی حمایت مین مصروف رہو اور خود بھی نقد اشرفی جو بروقت ضبطی کے معرفت خواجہ سرایان وغیرہ معتمدوں کے پوشیدہ کرا رکھین تھین میر مذکور کو بطور مدد دیئے اور میر مذکور کے رفقاے قدیم کو ایک سو کرکے اونکے معرفت فرقۂ سپاہی کو جو بیکار ومفلس تھے اپنی طرف رجوع کرلیا اور بکمال اخفا مین اوسکے گہر پر اژدحام ہونے لگا۔

منافقون کا اغوا کرنا اور فرقۂ انگلشیہ کو منادی پر اوٹھانا محاربہ سراج الدولہ اور گذرنا عہد و پیمان کا ساتھہ جماعۂ مذکورہ کے اور لشکرکشی کرنا سرداران انگلشی کا سراج الدولہ پر اور برآمد ہونا راجہ دولبھہ رام کا واسطے استحکام مورچال کے بیچ پلاسی کے اور آنا سراج الدولہ کا پلاسی تک واسطے ارادۂ جنگ کے اور ہزیمت پانا افواج انگلشیہ سے اور مقرر ہونا نظامت بنگالہ کا میر محمد جعفر خان پر اور منتقل ہونا دولت کا خاندان مہابت جنگ مرحوم سے ساتھہ دوسرون کے

جب اس نوبت کو معاملہ پہونچا ہر ایک سراج الدولہ کے مدافعہ کی فکر کرنے لگا آخر جماعت انگلشیہ کو بہڑکانا شروع کیا اور جسطرح ممکن ہوا خوب تحریص وترغیب کی ظاہرا جگت سیٹھہ نے اپنے گماشتون کی معرفت امین چند نامی کو جو عمدہ مہاجن کلکتہ کا تھا اس کام پر لایا کہ انگلشیہ کو سراج الدولہ کے استیصال پر عازم جازم کرے اور راجہ دولبھہ رام نے بھی کسی کو اسی امر پر مقرر فرمایا جسکا نام بندہ مورخ کے سماعت مین نہین آیا اور میر محمد جعفر خان نے اوس مرزا امیر بیگ کو

جسوقت یہ قدر حال پہونچا سنے بی بیان فرنگ کا جہاز پر مذکور ہوا بیچکر سراج الدولہ کی بدسلوکیان جو کل عملہ سکے ساتھہ ہوئین جماعہ انگلشی سے ظاہر کین بلکہ جو محضر میر محمد جعفر خان سکے سعی سے کل امرائی دستخطی اس مضمون سے مرتب ہوا تھا کہ سراج الدولہ سے ہر ایک جان بتنگ ہے اوسی مرزا امیر بیگ سکے ہاتھہ ملاحظہ کو بہیجدیا اور خواہان حرکت صاحبان انگلشی سکے ہوسے اور پیغام دیا کہ اگر آپ لوگ سہل سی لڑائی سراج الدولہ سے کرین اوسکا تدارک بھی ہملوگ کرینگے اور آپ کی خفیف سے توجہ مین بندگان خدا جور وظلم سے رہائی پاوینگے اور نیز وعدہ ادائی کرور روپیہ اور دیگر تواضعات وغیرہ کا ہوا کہ بندۂ مورخ کو اس امر سے اطلاع نہین اور ضامن اسکے وہی دونون مہاجنان مذکورہ ہوسے۔ اور جو ظلم تعدی کہ سراج الدولہ سنے بی بی گہسیٹی دختر مہابت جنگ وغیرہ لواحقین پر کئی تہے وہ چند اسکے ہر ایک سنے ظاہر کئے۔ جماعۂ انگلشی سنے جو کہ زور وشجاعت مین اپنا ہمسر نہین رکہتے اور ایسا کون ہے کہ باوجود زور وزر کے اور میسر ہونی اسباب رزم وبزم خواہان نام وجویاے مرام ترقی نہو اور کوئی ایسا نہین کہ گو دولتمند ہوا ور فارغ حاجتون سے اور اوسکو مفت دولت ملے اور وہ حصول دولت مین ساعی نہو باستماع اس اخبار سکے التماس میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام کا قبول کرلیا مہیاے رزم سامان جنگ ہوسے لیکن چونکہ اس فرقہ دانا اور نیز کل عقلا کا نہین ہے کہ بغیر کسی وجہ سکے کسی سے آویزش کرین البتہ سراج الدولہ سے سوال جواب کرکے کوئی سبب پیدا کرلیا ہوگا مگر بندۂ مورخ کو اطلاع نہین اغلب کہ ادای زرعینہ مین جو درنگ وتوقف ہوا ایسی وجہ سے ہمزنی عہد پیمان مین منضبط کرلیا ہو کیونکہ سُنا گیا کہ اول تو سراج الدولہ سنے بضرورت ایک کرور روپیہ دینا قبول کرلیا بعدۂ اوسکا ادا کرنا دشوار ہوا تھا یا کوئی اور بھی وجہ ایسی ہی ہوئی ہو یا ان سب دراندازون کی باعث سے ایسی فتور جنگ برپا ہوئی ہون بہرحال بعد قرار پانے ارادہ جنگ سکے کرنیل کلیف ثابت جنگ مع فوج واسباب موجودہ سکے آمادہ رزم ہوا اور سراج الدولہ اس خبر سے نہایت گہبرایا عجز وعاجزی بہت سی کی مگر کچھہ سودمند نہوا بیت بسا سے زجورت جگر خون کنم + بیک ساعت از دل بدر چون کنم

راجہ دولبھہ رام کو مع اکثر فوج کے پلاسی کو بہیجا تاکہ مورچال اور سنگر وغیرہ سامان
حرب کی درستگی کرے وہ وہان جاکر ظاہر تو کار سرکار مین رہتا اور مخفی
جو ارادہ باطنی تہا اوسکی کوشش اور سعی مین بہت بدل مصروف تہا اور کسیطرح اور کوئی وقت
اپنے کام سے غافل نتہا سرداران لشکر سراج الدولہ کو بھی موافق کرنا شروع
کیا ہر ایک سے وعدہ مناسب کر دیا اور میر محمد جعفر خان نے بھی مع رفقا کے آمد ورفت
دربار کی شروع کی شہرہ ہوا تھا کہ بہت لوگ آپ کے طرف آملے کسیقدر
لوگ سراج الدولہ کے ساتھہ رہے جب کرنیل کلیف کی کلکتہ سے نکلنے کی
خبر سراج الدولہ کے کان مین پہونچی چار ناچار گردش بخت سے اور دل شکستہ ششدر
حیران اور پریشان بکمال تردد بہزار نامردی اور بزدلی سے نصیب و بخت سے شکایت کرتا ہوا
مع فوج منصور گنج سے کوچ کیا اور فوج معتمد مانند میر مدن بخشی اور راجہ موہن لال
دیوان وغیرہ کے پلاسی تک پہونچا اودہر سے کرنیل کلیف ثابت جنگ مع اپنی جماعت اور
قلیل فوج تلنگہ کے کہ شاید بسبب وجوہ کل لشکر دو تین ہزار سے زیادہ باغ پلاسی مین پہونچکر
صف آرا ہوا روز پنجشنبہ ۵ شوال ۱۱۷۰ ہجری کو آتش کارزار مشتعل ہوئی
اور دونو طرف حرب و ضرب زد و خورد نمایان تہی ہرچند بہادران جانبین جوہر نمائی شمشیر سپرنہ تھے
چونکہ اہل انگلشی قواعد توپ اور تفنگ مین بے عدیل ہین اسقدر گولیون کی بوچھاڑ
کی کہ اونکی صدائے تڑپ سے رعد کا کلیجہ چاک چاک اور سرعت بہرماری سے
چشم تماشائیان مانند چمک برق کی مشاہدہ سے خیرہ وتیرہ ہوتی تہی اور قوت شامہ مشاہدہ
سے باصرہ پر از خاک تہی میر محمد جعفر خان وغیرہ جو باعث اس کشت و خون
کے ہوئے تھے جسطرف کہ مقرر تھے وہان کہڑے تماشا دیکھہ رہے تھے
اور میر مدن وغیرہ سرگرم جانفشانی میدان کارزار مین داد جوانی دے رہے تھے
شدت توپ سے محل پرسش نہین پاتے تھے لیکن آہستہ آہستہ قدم بڑہاتے مین
کچھہ تقصیر نکرتے تھے تا آنکہ دو تہائی دن کے منقضی ہوئے اور میر مدن اور
موہن لال دیوان مع ہمراہیون کے باغ پلاسی کے قریب پہونچا بلکہ لوگ کہتے ہین
کہ ثابت جنگ نے اپنے چند سے بدگمان ہوکر غصہ فرمایا اور کہا کہ ایساہی وعدہ
تہا کہ خفیف لڑائی مین بدعا سے دلی حاصل ہو جاسے گا اور شاہی فوج بھی

سراج الدولہ سے منحرف ہے وہ سب تیری باتین برخلاف پائی جاتی ہین اوسنی
التماس کیا کہ فقط یہی گروہ دولتخواہ سراج الدولہ کا ہے جو لڑ رہا ہے جسوقت
یہ مغلوب ہوے جو کچھ بندہ نے کہا ہی اوسکا اثر ظاہر ہوگا زشتی اعمال سراج الدولہ
کہ اپنی اوربیگانی سے بسبب نہ سننے نصیحت اور بخیلی کی کہ بہت بدترین اعمال سے ہے اور کاروبار
اوسکے نہایت درجہ کو پہونچ گئے تھے میر مدن جو نہایت دلسوزی سے سراج الدولہ
کی خیرخواہی مین ثابت قدم تھا گولہ توپ سے جانبر نہوا اوس حالت نزع مین
لوگ سراج الدولہ کے حضور مین لائے ایک کلمہ اپنے حسن ارادت کا کہکے جان
شیرین نثار رفاقت کی سراج الدولہ اسکے مرنے سے جیتے جی مرگیا میر محمد جعفر خان
کو طلب کیا اور وہ آنے مین درنگ کرنے لگا سراج الدولہ نے مکرر لوگ بھیجے وہ کمال
تملق اور سماجت سے لے آئے میر محمد جعفر خان مع اپنے متوسلان اور منشیان
مانند خادم حسن خان اور اوسکے بیٹے میر محمد صادق خان معروف میرن کے حاضر ہوا
یہہ محمد جعفر خان ظاہر مین بسبب متواتر طلب سراج الدولہ آیا تہا اور باطن مین صاحبان
انگلشیہ سے بخوبی سازش تھی سراج الدولہ نے پس نہایت عجز و خاکساری کی جیساکہ سننے مین آیا
کہ اپنی پگڑی اوتار کر اوسکے آگے رکھدی اور کہا اب ہم اپنی کل خطایون سے پشیمان
ہین اور جو کچھ کہ آج تک کیا خواہ پسند طبع آپکے ہو خواہ نہو اب منفعل
اور خجل ہوکر اور اپنے کئے پر نادم و شرمندہ ہوکر حقوق پرورش
مہابت جنگ کو شفیع کرتے ہین اور تمہین اوسی مرحوم کی جگہہ پر سمجھتے ہین امیدوار
ہین کہ قصور بندہ کے معاف فرماکر جو کچھ لازمہ بجانب اور مقتضاے
حقوق سابق ہو تعمیل کیجئے اور ہماری جان اور عزت کی حفاظت فرمائی میر محمد جعفر خان
نے اوسوقت موقع دیکھکر جو کہ بچاہیے تھا ملحوظ رکھا اور دغابازی سے عرض کیا کہ
الحال روز تمام ہے وقت یورش نہ با پشترو لوگ چلے گئے ہین اونہین حکم واپسی
دیجئے فردا انشاء اللہ تعالے بہت مجموع ہوکر اس لڑائی کا تدارک کیا جاویگا سراج الدولہ
نے کہا کہ شبخون کا خوف ہے میر مذکور نے جواب دیا کہ اسکا ذمہ میرا ہے
شبخون نہین کرسکتے سراج الدولہ نے اپنے دیوان راجہ موہن لال کو جو بیشتر جا کہ
مع میر مدن کے جنگ توپ مین مصروف تھا اور اوسکے پیادہ ہر طرف متفرق

ہوکر قابو سے تفنگ اندازی کررہے تھے حکم بہیجا کہ واپس ہوکر مورچہ پر آوے اوسنے
جواب دیا کہ یہہ وقت مراجعت نہیں جو کچہہ ہونا ہے اسی جگہہ ہو جاسے گا اور اگر بندہ
معاودت ہوا تو بڑا تفرقہ لشکر مین نمودار ہوگا سراج الدولہ نے میر محمد جعفر خان سے
طرف رخ کرکے شورہ کیا خان مرقوم نے اول صلاح کا اعادہ کیا اور کہا کہ ہمسے اوسیطرح
پر ہو سکتا ہے باقی آپ کو اختیار ہے سراج الدولہ نے نہایت خوف وہراس سے
موہن لال کو باصرار تمام واپس کرلیا بیت چو تیرہ شود مرد را روزگار + ہمہ آن کند کس
نیاید بکار۔ بمجرد برگشتگی موہن لال کے لشکریون کو عجب طرحکی گہبراہٹ ہوئی اور
طلاطم پیدا ہوا کہ حواس وہوش کسی کا باقی نرہا اور ہر ایک نے ترس
وہول دلی آشکارا کی ہر چند افسر نے پای ثبات قدمی گاڑا ولکن جملہ پیادہ وسوار بکمال اضطرار
ایک دوسرے کو دیکھہ دیکھہ کر بہاگنے لگا تہوڑی دیر مین ہر ایک نے فرار کی راہ
لی سراج الدولہ نے جب لشکر کا یہ حال دیکہا نہایت خوف مند ہو خصوص تعلی عدو
سے کیونکہ بہت کم لوگون کو اپنا دوست جانتا تہا نہایت اضطراب سے کوئی گہڑی بہر
روز باقی رہا تہا کہ خود بہی بہاگ نکلا اور ۶ ماہ شوال روز جمعہ کو دو تین گہڑی دن چڑہے منصور گنج
جا پہونچا ہر چند تاکید کی کہ ملازمین اسی مقام مین میری حراست پر مقیم ہون تاکہ تامل کرکے
کوئی راہ نکالے اور اس مرض کے علاج و دوا کی تدبیر مین مصروف ہو اور وہ سودا کہ متمکن
اوسکی دماغ مین تہا دفع کرے پس ان بد دلونکو ہر چند فہمایش کی اور دلداری سے پیش آیا
لیکن کسینے قبول نکیا ہر ایک عذر خواہ ہوا حتی کہ محمد ایرج خان اوسکا سسر بہی جسکے
روبرو سراج الدولہ نے اپنی پگڑی رکہکر کہا کہ خدا کے واسطے اسوقت مین میری
ہمراہی سے ہاتہہ اوٹہانا نچاہیے اور لوگون کو جمع کرکے بہاگنے ندیجیے اوس نالایق نے اور کچہہ نسنا
معذرت کرکے اپنے گہر چلا گیا سراج الدولہ نے لوگون کی رضامندی کو جیسے جو درخواست
مد خرچ وغیرہ کی کی فوراً حکم دیا کہ خزانہ کہول کر ہر ایک کو عطا کرین اور رات تک خزانہ کہولا
رہا اور لینے والون کے ہاتہہ دراز رہے اوس رات کو جسکا جسقدر ہاتہہ پہونچا خزانہ
اوٹہاکر اپنے گہر لیگیا مگر کوئی کام نہ آیا سچ ہے جیسا کہ کہا ہے۔ ابیات مہاز و بندی
بکن بر کہان + کہ بر یک نمط می نماند جہان + مبر گفتمت پاے مردم زجاے + کہ عاجز شوی
گر در آئی ز پاے۔ دل دوستان جمع بہتر نہ گنج + خزینہ تہی بہ نہ مردم برنج + مینداز در پاے کار کسے

کہ افتد کہ در پایش افتی سبکے * عدو را بکوچک نباید شمرد * کہ کوہ گران دیدم از سنگ خرد * نہ بینی کہ چون باہم آیند مور * ز شیران جنگی بر آرند شور * نہ موئے ز ابریشمی کمتر ست * چو پر شد ز زنجیر محکم تر استت اب اسوقت کی زر افشانی سے کیا ہوتا تھا پہلے خبر لی جب ضعفا کی دل آزاری کرکے جمع کیا تھا القصہ سراج الدولہ نے بے یار و مددگار تمام روز منصور گنج مین بسر کیا اور ہفتم شوال شنبہ کے شب کو جسقدر کہ ممکن تھا جواہر و اشرفی مع لطف النسا اور نیز دیگر عورات کے جنکو دوست رکھتا تھا رتھ اور میانہ کے سواری مین ہمراہ لیکر آخر شب کو گھر سے برآمد ہوا از راہ نادانی اور احمقی اور جہل کی خشکی کی راہ چھوڑ کر بھگوان گولہ کی راہ لی اور وہان سے کشتی پر سوار ہو کر عظیم آباد کی راہ لی اگر کچھ بھی قوی دل ہو کر مع جماعہ ریزہ کے جنسے گمان رفاقت تھا پیغام بھیجکر اونکو بلانا اور اونکی تسلی دلجوئی اور داد دہش سے مطمئن کرتا اور جتنا کہ خزانہ ہنگام جنگ سپاہ کو دیا تھا ویسا ہی یہان بھی دینا اور براہ خشکی روانہ ہوتا اکثر لوگ بطمع اور نیز حقوق قدیمہ کے اوسکے ہمراہ ہو جاتے اور چند ہزار جرار سے باہر نکلتا تو کوئی راستہ مین مزاحم نہین ہو سکتا تھا بلکہ ہر منزل و مقام پر لوگ رفیق ہوتے جاتے اور کثرت ہمراہی ہوتی جاتی لیکن کسکی مجال اور تاب اور قدرت و توانائی کہ تدبیر اور زر سے دفع گزند تقدیر کرے اور کیا مقدور کہ تقدیر کے کارخانے مین دخیل ہو غرض سراج الدولہ نے بجرہ اور کشتی پر عظیم آباد کی راہ لی ۔ قبل اس ماجرا کے بروقت سننے خبر عزیمت انگلشیہ کی اپنے مقابلہ مین سنکر ایک قطعہ خط بنام موسیٰ شیر لاس رئیس فرانسیس کے لکھکر کمال اضطراب اور عجلت مین بھیجا تھا اور وہ خط اوسکو پہونچا لیکن موافق ضابطہ اہل ہند کے جب تک اوسکے خرچ کو راجہ رام نراین کے پاس سے روپیہ وصول ہو بہت عرصہ گذرا بعد ازان لاس مذکور روانہ ہوا مگر قبل اوسکے پہونچ پانے کے سراج الدولہ کا کام تمام اور اوسکے آدمیون کو سراج محل کے مقابل سے میر محمد جعفر خان نے پکڑ کے انتقام کیا تھا موسیٰ شیر لاس نے سراج محل کے قریب پہونچ گیا جب یہ خبر پائی کہ سراج الدولہ کا کام بخیر تمام ہوا اپنی کشتیان عظیم آباد کو لوٹا لین میجر کوٹ جو کہ اب ولایت سے جنرل ہو کر آیا ہے اوسوقت عمدہ میجری مین کرنل کلیف کے ہمراہ تھا لاس کی تعاقب پر

درصورت ملاقات اور عدم استطاعت اظہار کے مامور ہوا کرم ناسہ اور بکستک اوسکی
پیچھے چلا گیا موسیٰ شیرلاس ایک منزل پیشتر جاتا تھا آخر میجر مذکور تعاقب کر کے تینون
صوبون کے سرحد سے باہر کر کے واپس ہوا۔

ذکر سے داخل ہونے میر محمد جعفر خان کا بیچ منصور گنج کے اور جلوس کرنا اوپر سرداری تینون صوبون کی بے تصدیع اور رنج اور گرفتار ہونا سراج الدولہ کا اوسکی نوکرون کے ہاتھ سے اور خوش رفتار ہونا اسکا بعد پاک کرنے دامن اپنی کے گرد دنیا سے عالم جاودانی مین

قصہ کوتاہ جب میر محمد جعفر خان نے زمانہ کو موافق دیکھا بعد فرار سراج الدولہ کے پلاسی مین توقف
کر کے کرنیل کلیف وغیرہ سرداران انگلشیہ سے ملاقی ہوا اور استحکام عہود و مواثیق
کر کے جماعہ مذکور کو باہم رفیق کر لیا اور احوال سراج الدولہ کا تو بخوبی جانتا تھا کہ رعایا
پر اوسنے نہایت ظلم اور تعدی کر رکھی تھی وہ بیچارہ نہایت عاجز اور پریشان تھے اور
اُسنے ان سب کو دم دلاسہ سے اپنے طرف رجوع کر رکھا تھا پس ایکروز بدطبعی تمام کے
سینچر کے صبح ہفتم شوال سنہ مذکور کو منصور گنج کے دولتخانہ مین داخل ہو کر اپنے نام
کی منادی تمام شہر مین کر دی دیگر منافق سراج الدولہ کے اور نیز طرفین کے سلامت
خواہون نے بعد مبارکباد نذر تہنیت ارسال حضور کی اور جو شخص کہ کسیقدر سراج الدولہ
سے میل رکھتے تھے اونہون نے بھی اپنا انگشت نما ہونا نامناسب جانکر اطاعت
میر محمد جعفر خان اختیار کی میر محمد جعفر خان نے مسند ریاست پر متمکن ہو کر دولت واقبال
کی پنج نوبت بلند آوازہ کین اور راجہ دولبہ رام باتفاق انتظام مہام ریاست کرنے لگا
اور ضبط و ربط اسباب و اموال واسطے جماعہ انگلشیہ کے حسب وعدہ کرنے لگا چونکہ
خطاب اور القاب مہابت جنگ مرحوم کا اور اوسکی وضع اور ترتیب وغیرہ نہایت خوش
تھا اور دل مین آرزو تھی کہ ایسا ہی اپنے واسطے مقرر کرے بنابر علیہ ایسا ہی ہوا اور آرزو اوسکی بر آئی کہ اپنے واسطے
شجاع الملک حسام الدولہ میر محمد جعفر خان بہادر مہابت جنگ کا خطاب مُہر مین کندہ کرایا

اور شہامت جنگ مرحوم کا خطاب اپنے لڑکے میرن کو عطا فرمایا اور خطاب ہیبت جنگ مرحوم کا واسطے اپنے بہائی میر محمد کاظم کے مقرر فرمایا اور ممالک محروسہ کے ہر سہ صوبجات مین اکثر جگہہ خطوط دلجوئی اور استقلال کے بنا بر مصلحت تحریر کر بہیجے اور اپنے داماد میر محمد قاسم خان کو مع مردمان معتمد کے سراج الدولہ کی گرفتاری کیواسطے بہیجا اور میر داوود اپنے بہائی کو بھی جو راج محل مین تہا نہایت تاکید سے تحریر کیا کہ سراج الدولہ کی گرفتاری مین جہد بلیغ عمل مین لاوے سراج الدولہ کو تو دام قضا نے اولجہار کہا تہا جب مقابل راج محل اوس طرف دریا کے پہونچا داتا شاہ کے تکیہ مین ایک گہڑی کے لئے ناؤ سے اوترا اور کہچڑی پکوانے کا ارادہ اپنے واسطے اور نیز اور لوگون کے لئے جنہون نے دو تین روز سے کچہہ نکہایا تہا کیا تقدیر کے کہیل دیکہئے کہ کہان پہنچ لائی ہے اور قضا کے تماشے پر نظر کرنا چاہیئے کہ کس دشمن کے ہاتہہ مین لقمہ کرنے کو دیا طرفہ ماجرا اس فقیر مذکور سے زمانہ دولت واقبال مین کچہہ ضرر رسانی کی تہی فقیر مذکور کو جو زخم کہنہ دیرینہ کا خیال ہوا مکاری کی گدڑی بچہا کر نہایت تملق اور دلجوئی سے پیش آیا اور طبخ طعام مین اہتمام کر کے استراحت کے واسطے التماس کیا ادہر انہون نے آرام کا سرانجام کیا اودہر اوسنے کسی مستعجل کو دشمنون کے پاس بہیجا چنانچہ وہ سب آگاہی پاتے ہی یہہ مژدہ خدا کی طرف سے سمجہکر بعجلت و سرعت تمام مانند میر داوود اور میر قاسم خان مع ہمراہیون کے آپہونچے اور سراج الدولہ کو مع عیال واموال کے جو کچہہ پاس تہا گرفتار کر کے شادمان لوٹے بیت ہمینت بسند است اگر بشنوی ✤ کہ گر خار کاری سمن ندروی + الغرض جب سراج الدولہ نے مکافات کو بچشم پیش نظر دیکہا جن لوگون کو قابل خطاب نہین جانتا تہا اونکے عتاب کا متحمل ہوا ہر ایک سے اپنی جان کی شفاعت چاہتا تہا میر محمد قاسم خان نے اوسوقت مین صندوقچہ زیور لطف النسا کا جو کہ لاکہون کو مفت تہا وعدہ وعید سے لے لیا اسیطرح سے جسکو جو ہاتہہ لگا لے گیا اور لوگون نے بھی لوٹ کہسوٹ مین حتی الامکان کوتاہی کرنے مین دست کوتاہ نکیا موہن لال جو کہ سراج الدولہ کی دیوانی مین مرتبت کی لیتا تہا اور افتخار اور اقتدار کی کہینچتا تہا زیادہ موجب عناد و عداوت کا ہوا قبل گرفتاری اپنے

خداوند نعمت کے مقام مرشد آباد مین گرفتار ہو گیا تہا اور میر محمد جعفر خان نے بنظر رضاے راجہ دولبہ رام کے اس شخص کو حوالۂ راجہ مذکور فرمایا تہا ظاہرا اوسکا اندوختہ راجہ دولبہ رام کے ہاتہ لگا اور اوسکی جان بہی اسی کشمکش مین مفارقت کر گئی اور سراج الدولہ بروز یکشنبہ پندرہوین شوال سنہ۱۱۷۰ ہجری کو اپنے نوکرون کی قید مین مرشد آباد آیا جب خلق اللہ نے اوسکو اس حال مین دیکہا اور اوسکا جاہ واقبال صغیر سنی کی نازپروری جوانی کا شوکت وجلال یاد آیا پرانی مصیبتین اور تکلیفین بہول گئے رحم آیا رہائی کے درپے ہوے لیکن مقتدر لوگون نے جنکو دستگیری کی طاقت حاصل تہی بطمع موہوم اس نظر رحم سے آنکھہ چرائی بیچاری ناتوان اپنے جی کی جی ہی مین لیکر رہگئی میر محمد جعفر خان نے بدعوی مسندنشینی کے اپنی قرارگاہ و اقامت منصور گنج مین پسند کی اور میرن کو جو اکبر اولاد اور شاہ خانم ہمشیرہ حقیقی مہابت جنگ کے بطن سے تہا اپنی پرانی حویلی جعفر گنج مرشد آباد مین بہیجدیا یہہ شخص باپ سے زیادہ جور وجفا مین آمادہ تہا خدا ناشناسی اور حق ناشناسی اس کے خمیر مین تہی اور ستم اور عداوت دلمین بہری ہوئی اور کیونکہ یہ خون سراج الدولہ اسکے ہاتہہ سے ہونا تہا کہ خداوند کریم کو اس بدبخت کا نامہ اعمال بدی سے بہرنا تہا اس سبب سے قتل وسزا ظلم وجفا مین مصروف رہتا اور نامعقول اور اعمال ناسزا کے تعمیل مین نہایت جلدباز تہا اور جدم کہ سراج الدولہ کے پہونچنے کا حال سنا زود برو طلب کرکے قید فرمایا اور رفقاسے خواہان قتل ہوا شجاعت سے جو جو نجیب زادہ بادہ سرشار رہتے اس کار بدسے برسرانکار ہوے آخر الامر محمدی بیگ نے جو بد وشوری سے نمک پروردہ مہابت جنگ کا تہا اور سراج الدولہ کی مان یا دادی نے کسی بیگس کی لڑکی کو پالکر برائے خوشنودی خدا اس شقی ازلی کے ساتھہ بیاہ دیا تہا یہ سب احسانات آقاسے ولی نعمتون کے فراموش کرکے اس شقاوت وسفاہت کو اختیار کیا اور دو تین گہڑی قید ہونے کے بعد سراج الدولہ کے قتل پر گیا جو سراج الدولہ نے دیکہا کہ یہ احسان فراموش چلا آتا ہے دیکہکر کہا کہ میرے قتل کو آیا ہے اسنے اقرار کیا تب اوس نے سرنو درگاہ الہی مین تائب ہوکر کہا کہ آیا راضی نہین ہوتی کہ مین گوشہ مین پڑا زندگی بسر کرون

پہر اوسنے کہا نہین البتہ حسین قلیخان سکے خون ناحق کے انتقام مین قتل ہونا چاہیے جلاد مذکور کافر بدکیش احسان فراموش سنے تیغ بیدریغ کہینچکر چند ضرب پیکر نازنین پر مارے پس زمین پر گرکر کہا بس است کہ کار من تمام شد و انتقام بانجام رسید اور جان شیرین سنے کالبد خاکی سے مفارقت کی اوسوقت اس کمبخت سنے تلوار کو میان مین کرلیا اور اوسکی لاش کو ہودج فیل پر رکھکر بطور تشہیر کے شہر مین گہومایا کہتے ہین کہ فیلبان سنے جسجگہ کہ سراج الدولہ نے حسین قلیخان کو ذبح کیا تھا بدون ارادہ ضرورتاً ہاتہی کو روکا اور سراج الدولہ کے خون سے چند قطرہ اوسی سرزمین پر ٹپکے فاعتبروا یا اولی الابصار نظم چنین بود گردیدن روزگار ✣ سبکسیر و بدعہد ناپایدار ✣ منہ بر جہان دل کہ بیگانہ ایست ✣ چو مطرب کہ ہر روز در خانہ ایست ✣ نہ لایق بود عیش با دلبری ✣ کہ ہر بامدادش بود شوہری ✣ بر مرد ہشیار دنیا خس ست ✣ کہ ہر مدتے جاے دیگر کس ست ✣ نکوئی کن امروز چون دہ تراست ✣ کہ سالے دگر دیگرے دہ خداست ✣ اگر گنج قارون بدست آوری ✣ نماند مگر آنچہ بخشی خوری ✣ الغرض جسوقت اوسکی لاش تشہیر ہوتے ہوتے اوسکی مان کے دروازے پر پہونچی شور غوغا ہونے لگا حال پہر پوچہا لوگون سنے تمام سرگذشت بیان کی کہ اس طرح سے ظلم تعدی ہوئی جب حال پسر سے مطلع ہوئی برہنہ پا ہوش باختہ دوڑی خادم حسین خان سنے اپنے کوٹھے پر جو سر بازار اوسکے والدہ کے دروازے سے مقابل تماشا کر رہا تہا اپنے پیادونکو حکم دیا کہ اس زن ضعیفہ بیچارہ کو مع دیگر عورات ہمراہی کے سوٹون سے مار کوٹ کر کے اوسکے گہر کے اندر کردین افسوس کہ کسطرح کا ظلم کیا کہ اوسکی باپ دادہ کا پروردہ تہا اور اسکو اسطرح بیحرمتی اور ذلت سے قتل کرایا اور اوسپر یہہ طرہ کیا کہ یون حکم دیا کہ ان عورتونکو مار پیٹ کر اندر کردین اگرچہ اسکو ہلاک کیا تہا مگر عورتونکو تو دلاسا اور تسلی دینا چاہیے تہا الغرض جسوقت کہ سراج الدولہ کو لائے تہے میر محمد جعفر خان سوتا تہا اگرچہ افراط مغیرات سے اوسکی بیداری خواب سے بدتر تہی مگر خاص کر اوسوقت کہ بنسبت جلوس امارت کی نشہ بنگ دوبالا تہی اوسکے لڑکے نے قبل اسکے کہ باپ کو اطلاع ہو اسکا کام تمام کردیا جبتک وہ جاگا میرن کو پیغام دیا کہ ناظم معزول مقید سے غافل نہ رہنا اوسنے سنکر جواب بہیجا کہ مین ایسا بے خبر نہین کہ ہیچ ایسے امور کے تساہل کرکے چہوڑون اور جو کوئی اوسکے پاس جاتا اوس سے فخریہ کہتا کہ باپ نے مجہے اسوقت ایسا پیغام بہیجا

اور بیٹے پیشتر ہی اوسکا نام مشاد یا یار ون تم بھمو مین بھی تو مہابت جنگ کی ہمشیرہ
کا چراغ ہون پس کیونکر ہیچ ایسے امر کے غفلت اور کاہل الوجودی کو کام دون —
خلاصہ یہہ کہ بعد تسلط ارکان دولت کے راجہ رام نراین کو نوشت وخواند شروع
کی کہ دلجمع ہوکر اطاعت مین رجوع ہوا ور وہ بھی زمانہ سازی کے جوابات لکہنے لگا
اور واسطے خلاصی میرزا غلام علی بیگ ولد حلیم بیگ کے بنام راجہ رام نراین کے
لکہکر اپنے پاس طلب کیا مرزاے مذکور حسب الحکم سراج الدولہ کے قید تہا بیچارہ میر
محمد جعفر خان کی پاس آیا یہہ شخص سابق سے بہ تقاضاے مناسبت طبعی کے میر محمد جعفر خان
سے ربط اتحاد رکہتا تہا اندنون مین کمال اقتدار سے بنارس کی ایالت پائی ہم لوگ
جو سراج الدولہ کے دل سے دور اور اوسکے قرب سے مہجور واخراجی تھے
اور عظیم آباد مین گہر تھا اور صغر سنی سے جیساکہ چاہیئے میر محمد جعفر خان سے ربط و
ضبط تھا امیدوار ہوے کہ ضرور عظیم آباد کو جاوینگے کیونکہ خانمذکور والد بندہ سے
نہایت اتحاد رکہتا تھا جب بندہ کسی تقریب سے روانہ مرشدآباد ہوتا اول میر محمد جعفر خان
بندہ کی ملاقات کو آتا بعدہٗ بندہ اوسکے بازدید کو جاتا تھا اور میرن بسبب حداثت
سن کے جو بندہ کے ہمعمر تھا خردی کا سلوک کرتا تھا اور بزرگون کی طرح
تعظیم اور تکریم سے مجکو مانتا اور پیش آتا تہا جیساکہ سعادتمندان خرد ہوتی ہین ویسا ہی ہمیشہ
فرط ادب سے میرے روبرو حقہ نہین پیتا تہا علاوہ برین نقی علی خان بندہ کے چہوٹے
بہائی سے میر محمد جعفر خان کو اوس مرتبہ دوستی تہی جس سے بڑہکر ممکن نہین لہذا اوسکو
یہہ گمان ہوا کہ گویا یہہ دولت اوسکے گہر آے اگر کچھہ بھی نہو تو نیابت صوبہ عظیم آباد
کی البتہ اوسے ملیگی اسی وجہ سے عرضی مبارکباد لکہکر ارسال کی اور خود بھی بنابر
اعتقاد اتحاد میر محمد جعفر خان کے ارادہ معاودت کرکے والدہ اور جمیع اہل وعیال
کو لیکر روانہ عظیم آباد ہوا بندہ اس نظر سے کہ اب میر محمد جعفر خان کے دماغ مین اور ہی
ہواسمائی اور دلپذیر فکر عشرت کی بدلی چہائی ہی اور یہہ لوگ نہایت ذلت مین ہین اور نیز میر محمد جعفر خان ایسا آدمی نہین کہ
آدمیت کی بو رکہتا ہو اور اوس سے امید ایفاے حقوق سابقہ رکہے جاوے
کسیقدر تامل کرکے بنارس مین ٹہر گیا اور نقی علی خان کو بھی مانع عجلت ہوا مگر اونہون نے
نسنا مع اخوان ومنتسبان کے عظیم آباد آے جب انکے ورود کی خبر ناظم وقت کو پہونچی

جواب عرضی قلم انداز کر کے راجہ رام نراین سے کے بےخبری پر بڑی ملامت کی
اور حکم دیا کہ نقی علیخان کو مع ہمراہیون کے بنارس لوٹا دے اوس وقت نقی علیخان
کو میری نصیحت یاد آئی اور ندامت اوٹھائی بحسب قسمت میر محمد کاظم خان برادر
میر محمد جعفر خان چند سال سے راجہ مذکور کی بخشگری پر مامور تھا اگرچہ مرد سادہ
تھا اور زمانہ سازی اور خوشامد کی باتین مثل دیگر ابناے زمان اوسکو نہین آتی تھین
مگر حق تو یہ ہے کہ بزرگانہ خصلتین خوب رکھتا تھا بندہ کے بہتری بھائی سید علیخان
نے بھی اوسکے پاس جاکر یہہ ماجرا ظاہر کیا کہ راجہ رام نراین نے اپنا چوبدار
بھیجا ہے اور ہملوگون کے بنارس لوٹ جانے کا حکم تاکیدی دیا وہ اس حال کی
دریافت سے نہایت آزردہ ہوا اور رام نراین کو لکھا کہ ہم ان سے شریک ہین اگر
انکا اخراج شہر سے منظور ہے ہمارے بھی نکالنے کی فکر کرو راجہ مذکور نے نہایت
عذرخواہی کر کے کہا کہ مجھے ان لوگون سے کچھ کام نتھا مگر آپ کے برادر صاحب کی
بموجب حکم یہہ تعمیل ہوئی اوسنے جواب دیا کہ اونھون نے پوچ تحریر کیا ہے
اور سراسر لغویت کی طرف مائل ہوئے ہین اور احسان فراموشی اور ناروا روشی اپنا شعار کیا ہے
اوسکا تدارک ہم کرتے ہین تم سے کچھ کام نہین وہ خاموش ہوگیا اوس
بزرگ نے جو کچھ اوسکے دل مین آیا زبان قلم کے حوالہ کر کے میر محمد جعفر خان
کو لکھ بھیجا جب خط پہونچا وہ متنبہ اور نادم ہوکر اپنے ارادہ فاسد سے باز آیا
اور یہ بھیجا کہ برادر عینی کی ایسی ان لوگون سے بے مروتی کرنے مین مفت بحث حاصل ہوگی لہذا درگذرا اوسکو ایسا امر ہی نہ تھا
متعاقب بندہ بھی پہونچکر اس ماجرے سے مطلع ہوا اور نقی علیخان میر محمد
سے گھبرایا کہ مبادا میرے پہونچنے سے میر محمد جعفر خان کو نئے سرے ملال ہو
بندہ نے انکی تشویش دیکھکر دلجمعی کی کہ بندہ اپنے ورود سے رام نراین کو
مطلع کرتا ہے اگر اجازت دے مستقیم ہون ورنہ ابھی واپس ہوتا ہون یہ
رقعہ لکھکر روانہ کیا راجہ نے کمال خوشی مین جواب تحریر کیا بلکہ ملاقات کے
واسطے طلب فرمایا اور اقامت کی اجازت عطا فرمائی بندہ مع برادران اور
والدہ کے مقیم ہوا کبھی کبھی راجہ مذکور کے دربار مین آمدورفت کرتا تھا تا آنکہ حاضر علیخان
غلام صولت جنگ مرحوم کے شورش کا غلغلہ پیدا ہوا کہ باتفاق اچل سنگہ کا بیٹہ

دیوان شوکت جنگ نے جو پورنیہ مین خروج کرکے ولد موہن لال یا اوسکے نایب کو مقید
کیا اور خود وہان کی حکومت کرنے لگا اور نیز خبر آمد آمد میر محمد جعفر خان کی مرشد آباد سے
گرم ہوئی اور خوب معلوم ہوا اور دریافت ہوا کہ میر محمد جعفر خان بارادہ اطفاے نائرہ فساد اور
تسخیر عظیم آباد کے عازم ہوے ہین جسکی تفصیل آیندہ تحریر ہوتی ہے۔

میر محمد جعفر خان کی عزیمت واسطے گوشمالی حاضر علیخان اور دیگر انتظام عظیم آباد اور تالیف راجہ رام نراین وغیرہ کے

جب مرشد آباد مین انقلاب عظیم اور فترت جسیم برپا ہوئی ہر ایک اپنے اپنے خیال مین مصروف
ہوا راجہ رام نراین کو بھی پہلوان سنگہ اور راجہ سندر سنگہ وغیرہ نے یہ دلالت اور
ترغیب دی کہ اپنے ولی نعمت اور خداوند زادہ کے انتقام پر لشکر کشی کرے مگر توفیق
وجرات نے رفاقت نکی ہرچند میر محمد جعفر خان کے طرف سے اکثر اندیشہ رکھتا تہا
مگر مصالحت مین زمانہ سازی کرتا رہا ایک روز میر محمد کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان
مع اپنے ہمراہیان کے جو کہ ایک جمع غفیر تھا بے خبر اور بیوقت اول صبح کو
رام نراین کے باغ مین داخل ہوا بیکہے سبے شئے مانند بلاے ناگہانی اور
قضاے آسمانی رام نراین ایسے حرکات اور جرات اور دلیری بیوقت
سے متوحش ہوکر دوسرے باغ کی عمارت مین جو اسکے ضمیمہ مین بنا تہا جابیٹہا اور اوسکے
ہواخواہ بھی وہان مجتمع ہوگئے اور گلہ اس طرح کے آنے کا کیا اور رام نراین نے بھی عذرخواہی کی
اور اس امر کی معذرت کہ اسوقت ملاقات نہوگی زبانی کسی شخص کے کہلا بہیجا اور میر محمد کاظم خان
اور اوسکے بہائی سے بدگمان ہوکر اپنی مجلس مین انکی شکایت کرنے لگا تا آنکہ میر شرف الدین
جماعہ دار جو کہ شجاع الدولہ اور سرفراز خان کے ملازمین مین تہا اور بعد اونکے مہابت جنگ اور
سراج الدولہ کا رفیق رہا اور نیا رفیق میر محمد جعفر خان کا ہوا تھا اور مسمی گیندا مل جگت سیٹھ کا
گماشتہ رام نراین کے دلجوئی مین مع مراسلات کے میر محمد جعفر خان کے لشکر سے ہوچکا
اور حاضر علیخان جو صولت جنگ مرحوم کا درم خریدہ اور اوسکا داروغہ دیوانخانہ تہا بعد
کشتہ ہونے شوکت جنگ اور تسلط پسر موہن لال کے سراج الدولہ کے طرف سے پورنیہ
مین بسر کرتا تہا اور نیز اچل سنگہ کایستہ دیوان شوکت جنگ نے خلف موہن لال کی عہد مین

پرگنہ تاج پور اور سرہی پور اور گونڈوارہ اور گندہہ گولہ وغیرہ کا متعہد ہوکر زر و نام حاصل
کیا تھا پورنیہ کی سپاہ اور رعایا صولت جنگ کی عہد سے جسکو البتہ نو برس منقضی ہوے
دونون سے نہایت معرفت اور رجوع رکھتے تھے لہذا ہر دو کو کچھ سمجھتے نہ تھے پورنیہ کے لوگ
مانند رعایاے بنگالہ کے نہایت نامرد اور ہر شخص کے مطیع ہوتے ہین حاضر علیخان اور
اچل سنگہ نے نہایت سفاہت سے وہان کی سپاہ کو متفق کرلیا اور نایب موہن لال
دیوان سراج الدولہ حاکم پورنیہ کو قید کرلیا اور حاضر علیخان کو مسند ملی اور راے سنگہ اوسکا
دیوان اور مدار المہام ہوا فی الحقیقت حاضر علیخان کو نام کے واسطے مقرر کیا باقی کل کار
و معاملات اوسی ہندو کے اختیار مین تھے میر محمد جعفر خان کو چونکہ رام نراین نایب ناظم
عظیم آباد پر اعتماد نتھا وہان کا جانا اور از جانب دلجمعی بہم پہونچانا مناسب سمجھتا تھا
کہ اپنے ہی راے پر کار بند تدبیر ہو لیکن خدا تعالے کو منظور نظر نہ تھا
کہ اس عرصہ مین پورنیہ کے بھی یورش کی خبر آئی لاچار دو توجگہ کے انتظام کو باگ اٹھائی
اور پریشانی حاصل ہوئی کہ بیان اوسکا طول چاہتا ہے اصل یون ہے جیسا کوئی کرتا ہے ویسا ہی پاتا ہے
واقع ماہ صفر ۱۱۷۱ ہجری نبوی کو نہضت کرکے داخل معسکر ہوا اور اپنے فرزند میرن کو
مرشدآباد مین نایب رکھا اول منزل مین میدان بھمنا مقام ہوا میرزا محمد مہدی برادر حقیقی
سراج الدولہ سے جو کہ قید سخت مین تھا اندیشہ ناک ہوکر حکم قتل صادر فرمایا مشہور ہے
کہ اوس بیچارہ کو تختون مین جو کہ شال دوشالہ پر لگا کر باندھتے ہین شکنجہ کیا اور اوسی کشاکش
مین مرغ روح نے دام سرزنش سے رہائی پائی اور یہہ بھی سنا گیا کہ زہر قاتل سے
مسموم ہوکر مرا تھا خواہ اسطرح سے اوسکی روح نے تن کو چھوڑا خواہ اوسطرح سے زہر دیا گیا وبال اس بیچارہ بیجرم کا اس شقی کی گردن پر رہا
اور بعض معتمدین کہتے ہین کہ اسکے قتل کا سبب راجہ دولبہ رام کا انحراف ہوا جو کہ اندک
مدت مین صحبت ہمدگر ناچاق ہوئی شاید سبب یہہ ہے کہ راجہ دولبہ رام چونکہ متصدی عمدہ
مہابت جنگ اور مثل راجہ جانکی رام کا فرزند تھا اور اپنے آقا کے عہد مین صاحب پالکی
جہالر دار اور نوبت کا تھا اور میر محمد جعفر خان نے اسکے زیر سایہ حمایت رہکر جزاے خیانت
بخشی گری سے حفظ پایا سپاہ پر احسان رکھکر خود نفع اوٹھائے راجہ مذکور اپنے جان و آبرو
کے خوف سے جو سراج الدولہ کے جانب سے تھا اول میر محمد جعفر خان سے شریک
نہوا اور آخر کار اپنے دل مین میر جعفر خان کی اطاعت سے نادم ہوکر میرزا مہدی کی فکر مین

ہوا بلکہ بعض کو خفیہ تحریر کیا کہ سراج الدولہ کے بہائی کو جسطرح ممکن ہو مجھہ تک پہونچاوین اور
میر محمد جعفر خان نے جو دیکھا کہ رجوع سپاہ کا رقعہ دولبھہ رام کی طرف ہی اور فراوانی زر بہی گرہ اوسکی
مضبوط ہی اوس بیچارہ کی قتل کا روادار ہوا بہرحال اسکو قتل کرکے اپنے زعم مین فارغ البال ہوا میرن مذکور نے
اسپنے تئین بجاے شہامت جنگ کے سمجھکر اوسکے عملہ کو اپنا عملہ بنایا چنانچہ حاجی مہدی کو ہم
کو داروغہ دیوانخانہ اور راجہ راج بلبھہ بنگالی جہانگیر نگری کو دیوان مقرر کیا خادم حسن خان
جوکہ اسپنے قرابت کا نام میر محمد جعفر خان سے مشہور کرتا تھا حقیقت مین کچھہ نتہا کیونکہ اوسکی
قرابت کی صورت یہ ہی کہ سید خادم علیخان ولد خادم حسن خان میر جعفر خان کے
خواہر کا شوہر تھا اور خادم حسن خان اوسکے بطن سے نہین بلکہ دوسرے کسی
عورت سے جو کشمیری تہے پیدا ہوا اسوجہ سے اوسکی خواہر زادگی مین مفاخرت کرتا تہا
اور بواسطہ پیوند قرابت اور یگانگیت اوسنے میر محمد جعفر خان کی ساتہ بسبب امارت اور حکومت
کے قرار دی تہی والا جیسا کہ بندہ مورخ نے لکہا ہے اوسیقدر ہے کچھہ اوسکی اصل نہین ہی
اور یہہ ہر مجلس مین میر محمد جعفر خان کو ماموں کے لفظ سے یاد کرتا البتہ بعض مناسبت مزاج
اور ہمسنی تہا اس سبب سے آغاز جوانی سے تماشا بینی اور عیاشی مین دونو باہم شریک تہے
اور جو کام کہ نکرنے تہے اور مطعون زبان خواص وعوام ہونے کے ان دونو کو ربط ضبط تمام تہا
لیکن یہ شخص میر محمد جعفر خان کے نسبت نہایت عیار اور حساب کتاب مین ہوشیار اور
سنگ سری اور بیمغزی مین غالب اور حرکات بوطاینہ زیادہ رکہتا تہا چونکہ صولت جنگ مرحوم
کے نوکری مین مدتون پورنیہ مین رہا اور وہان کے داخل مخارج اور راہ ورسم سے
بخوبی ماہر تھا وہان کی حکومت کا آرزومند تہا اور اوس رفاقت کی عوض مین جو
ہر وقت خوف سراج الدولہ کے میر جعفر خان سے ہوگئے تہے اور فی الحقیقت اوسیکی
پناہ مین بسر کیا کیونکہ سراج الدولہ خادم حسن خان سے بہی بدگمان اور اوسکے ایذا
اور اخراج کا خواہان تہا توقع رکہتا تہا کہ چون خداوند تعالے نے تمکو یہ ملک ودولت
عطا فرمایا ہے گوشہ پورنیہ بندہ کو عطا ہو جب حاضر علیخان کا ہنگامہ شروع
ہوا اور میر جعفر خان اطفاے نایرہ فساد کو برآمد ہوا خادم حسن خان نے جو زر
نقد و در رکہا تہا اسباب امارت بقدر حاجت آراستہ کرکے میر جعفر خان سے
جا ملا اور بشرط عطا کرنے حکومت پورنیہ کے اس شور و فساد کے فرو کرنے کا

کہ متعہد ہوا میر جعفر خان جو ہمیشہ کا آرام طلب اور مدہوش تہا خصوص اسوقت مین کہ دولت و اقبال سے نے سازگاری کی اور عظیم آباد کا معاملہ پورنیہ سے زیادہ جانتا تہا لہذا راضی ہوگیا خدمت پورنیہ کی خلعت عطا فرمائی اور میر محمد کاظم خان رسالہ دار قدیمی مہابت جنگ کو جو بندہ مورخ کا قرابتی ہے چنانچہ ذکر اوسکا اثرائی شوکت جنگ اور سراج الدولہ مین تقریباً مورخ لکھ چکا ہے اور اب بالفعل میر محمد جعفر خان نے بنابر تالیف قلوب افزایش رسالہ اور بعض افواج بخشیگری پر زیادہ کرکے خادم حسن خان کی مدد پر مقرر فرمایا —

ذکر ہے جانے خادم حسن خان کا پورنیہ مین اور حاضر علیخان پر فتحیاب ہونا اور بھاگو ہان کی سرگذشت

میر محمد جعفر خان خود لوتراج محل مین مقیم ہوا خادم حسن خان کو پورنیہ روانہ کیا اوسنے فوج و اسباب آراستہ اور پیراستہ کرکے عبور گنگا کیا اور اپنی مہرخاص سے مراسلات بنام روسائے سپاہ اور رعایائے پورنیہ کے جنکو وہ شناس رکہتا تھا متضمن وعدہ وعید اور تالیف قلوب تحریر کئے حاضر علیخان اور اچل سنگہ مغرور ذی بملاحظہ اژدحام چہہ سات ہزار پیادہ برق انداز اور دو تین ہزار سوار پیادہ کے جو کہ بمنزلہ رعایا اور اوس دیار کے تاثیر آب ہوا سے چین اصلی رکہتا تہا بارادہ مدافعہ خادم حسن خان کے جا بے مناسب پر سنگر اور مورچے بنوائے اور رتن پان نامے نجومی نے اپنے علم کی زور سے اوسکو فتح و ظفر کا نوید بہیجکر اطراف مورچال کے بتجویز خود مقرر کردی اور حاضر علی خان مع دیوان اور سامان فوج وغیرہ کے سنگر مین جا ٹہرا رفقا کو زر و مال دیکر تالیف قلوب کی جب خادم حسن خان قریب آیا دونو طرف خوف چہایا خادم حسن خان نے خود استمداد فوج کی میر محمد جعفر خان سے کہا اور جلد عرضی لکھکر اطلاع کی کہ حسب وعدہ کسیقدر فوج اعانت پر روانہ کیجاوے سپاہ پورنیہ کے قلوب مین تزلزل پیدا ہوا کسیقدر براہ فرار مفتوح ہوئی اور اکثر تلات کو خوف کہا کہا کر اپنے گہر کی راہ لینے لگے تا آنکہ جماعہ حاضرین مین قلت ظاہر ہوئی میر محمد جعفر خان نے

حسب تقریر میر محمد کاظم خان کو خادم حسن خان کی مدد پر بہیجا یہہ شخص نہایت عیار تھا
اور ہمیشہ طرز و اطوار جنگ وجدال سے بخوبی واقف کار اور تسلی و تشفی دینے مین مردمان
فوج کے بہت چالاک و طرار اور بذات خود بھی مستعد و آمادہ لڑائی ہوجاتا تھا ایسے
ایسے سبب سے جملہ سوار و پیادہ اس سے نہایت رضامند تھے سالار و سپاہ پورنیہ
کی اضطرابی سے ماہر ہوکر مقابلہ مناسب سمجہا تاکہ سب اعانت دوسرے سے کے
نام پیدا کرے لہذا قبل اسکے کہ میر محمد کاظم خان پہونچے اپنی فوج کو آراستہ کرکے
بعزم جنگ سوار ہوا جب خادم حسن خان مع فوج کے پدید ہوا حاضر علیخان کی سپاہ الیجہ اول
سے بیمناک ہورہی تھے بے لڑے بہڑے صورت کی دیکھتی ہی گریزان ہوے حاضر علیخان عاجز
وحیران ہوکر باہر چلا گیا ظاہر ان ہر سہ صوبہ کے حدود سے نکلکر کسی جگہہ پر جاکر سر اوٹہایا
اور عالیجاہ میر قاسم خان کے عہد مین دوبارہ آکر قید ہوگیا پھر کچھہ اوسکا پتا نہین ملا
خادم حسن خان داخل پورنیہ ہوکر خانہاے معمورہ صولت جنگ مین مقیم ہوا حکم دیا کہ
تفحص کرکے اچل سنگہ کو حاضر کرین وہ احمق اس نظر سے کہ بندہ تو متصدی ہے مجہسے کیا واسطہ
بدنامی حاضر علی خان کے نام سے غائب نہوا تھا گرفتار ہوگیا خادم حسن خان نے جمع خرچ
کا کاغذ لیکر جس شخص نے کچھہ بھی پایا تھا اوس سے واپس لیا اور اکثر فراریون کو بعزت
کرکے جسقدر کہ اونہون نے پایا تھا اوس سے المضاعف واپس لیا اور جیسا جی چاہا
اور خاطر مین آیا ویسا طور اور وضع پر کردکہایا اور پاس خاطر کسی شریف و رئیس کا کچھہ بھی نکیا
لوگون کو طعن اور کنایہ سے جسقدر ہوسکا رنجیدہ کیا اسی ضمن مین میر محمد کاظم خان پہونچا خادم حسن خان
سے ملاقی ہوکر بعد چند روز کے مرخص میر محمد جعفر خان سے آملا اور خادم حسن خان اپنے
ملک کے انتظام مین مصروف ہوا چند مہینے کے بعد رتن پان منجم جو کہ مواضعات عطیہ
صولت جنگ اور سیف خان کے تعلقہ پورنیہ مین رکہتا تہا اس گمان سے کہ منجمون
کا یہی کام ہے کہ دولتمندون کو احکام دروغ نجوم سے خوشنود کرین بیخوف تہا
کہ خادم حسن خان کو مجہسے کچہ عداوت نہوگی اوسکے پاس جاکر موافق ہوا خادم حسن خان
نے بمجرد پہونچنے کے استہزا شروع کیا کہ اسے رتن پان اچہی ساعت مین
گہر سے نکلے ہونگے اوسنے جواب دیا کہ نواب صاحب ہمارا کام یہی ہے جب کہ
دوسرون کے واسطے تنقیح ساعت کرتے ہین تب اپنے حق مین کیون قاصر ہونگے

اوسنے کہا کہ حاضر علیخان کے واسطے بھی ساعت سعد بتلا کر روانہ کیا تھا اس کلام سے شخص مذکور
منفعل ہوا بمجرد شرمندگی کے اوسنے حکم دیا کہ اسکی ناک کاٹ لو تا کہ اسکی خود بینی
لوگون پر ظاہر ہو بمجرد حکم تعمیل ہوئی اور میر محمد جعفر خان نے مع کل لشکر کے عزیمت
عظیم آباد کی۔

ذکر ہے نہضت کرنے میر محمد جعفر خان کا راج محل سے عظیم آباد کو اور راجہ رام نراین کا موافقت کرنا کرنیل کلیف وغیرہ سے اور محفوظ رہنا اوسکے شر و فساد سے اور پھر واپس آنا میر محمد جعفر خان کا کمال مسرت سے

جب راجہ رام نراین کو اوسکے عزیمت کی خبر ملی نہایت پریشان ہوا اور یہ سمجھا اوسکی بھلائی فرقہ انگلشیہ کے
موافقت مین ہے کیونکہ میر محمد جعفر خان اور اوسکے توابعین کے قول و فعل کا اعتبار نہ تھا
اور یہ بھی جانتا تھا کہ یہ سب محسن کش ناقدرشناس ظالم خدا ناترس ہین کچھ اپنے قول و فعل کا انکو
خیال و پاس نہین ہے جو اطوار تو دولتان بدکردار کے ہوتے ہین اور بد وضع جس طور پر اور
روش پر قدم دھرتے ہین ویسا ہی یہ سب ہمیشہ کرتے ہین لاچار گینڈا مل کو اپنا وکیل بنا کر
کہا کہ حسب خواہش کرنیل کلیف کا دستخطی اور مہری خط میرے واسطے لادو تا کہ بندہ مطمئن ہو کر اوسکی
خدمت مین حاضر ہوا اور مسودہ درست کر کے اوسکے حوالہ کیا گینڈا مل نے میر جعفر خان کے
پاس جا کر عرض کیا کہ راجہ مذکور بلا توسل صاحبان انگلشیہ کے حاضر نہین ہوتا اگر انکی طرف
سے کوئی خط دستخطی اور مہری اوسکو ملے تو البتہ مقدمہ جلد فیصلہ ہوتا ہے
اوسنے جواب دیا کیا مضایقہ گینڈا مل نے منشی سے ملکر مسودہ درست کرا کر
دکھلایا جعفر خان چونکہ چندان خط و سواد نہ رکھتا تھا اور نیز نشۂ بنگ علاوہ اوسپر
کہ سستی اور کسل لازمہ اس نشۂ کا ہے بعد طعام کے کسیطرف متوجہ نہین ہوتا تھا
اوسی وقت وہ مسودہ پیش کیا عذر بید ماغی کر کے متوجہ دیکھنے اور پڑھنے کا نہوا کہا مضمون اوسکا زبانی کہو
اونہون نے اوسکا مضمون حسب مرضی عرض کیا پس پروانگی دی کہ کرنیل کلیف سے لکھوا لاؤ
گینڈا مل نے جلد جا کر کرنیل کلیف سے موافق مسودہ خط لکھوا لیا اور کرنیل نے مسودہ
اپنے پاس رکھ لیا اوسکا مضمون یہ تھا کہ آپ دلجمعی سے آوین جان و مال و آبرو اور عہدہ

کے حفاظت اور عدم تعرض محاسبہ میرے ذمہ ہے گیندامل وہان سے عظیم آباد
گیا اور راجہ رام نراین کو خط پہونچا کر مطمین کر دیا تب راجہ نے ارادہ استقبال کرکے
اور اپنی حمایت اور حفاظت صاحب موصوف کو جانکر اور اطمینان قلبی اور آرام دلی حاصل کرکے
اور ساعت نیک دیکھکر نقل مکان کیا بندہ کو کہ تالیف قلوب کرکے اغلب و تحات خواہان
ملاقات رہا کرتا تھا ضرور ہوا کہ اوسکے ساتھہ مدارا کیا جاوے لہذا جس مکان مین
کہ اوسکا پاتراب ہوا تھا اور دو روز مقیم رہا تھا گیا اور رقعہ مختصر لکھکر اوسکے ہاتھہ مین دیا

مضمون رقعہ

اوسکا حاصل مضمون یہ تہا کہ بندہ نالایق سے بھی کبھی کام آوینگے اگر مناسب ہو
ہمرکاب ہووے اوسی رقعہ پر دستخط کئے کہ ہم بالفعل مشوش ہین لیکن آپ کا
حسن اخلاق ظاہر ہے انشاء اللہ جب باکامدل معاودت ہوویگی آپ کی خدمت
کیجاویگی بندہ مرخص ہوکر گہر آیا اور وہ اول سیدہا کرنیل کلیف کے پاس گیا
گیندامل کے سوا جو لوگ کہ نامحرم تھے اونہون نے کہا کہ میر جعفر خان کے پاس
جانا چاہیئے انگلشیہ کی ملاقات مین چند قباحات ہین — رام نراین جو کہ مرد عیار تہا
اور ایسے کامون مین بہت ہوشیار کہنا مردمان بازاری کا کہ راہ جعل و فریب سے باتین خالی نہین کرتے
اصلا توجہنکی اور سنا اور کرنیل موصوف سے جاکر ملاقی ہوا اور اوسنے کسی سردار کو ہمراہ کر دیا
تاکہ میر جعفر خان کی خدمت مین پہونچاوے یہ امر میر مذکور کو گران گذرا اور کسیقدر ملال
راجہ مذکور کی طرف سے دل مین پیدا ہوا بعد ملازمت کے حکم دیا کہ فلانے طرف ہماری
خیمہ کے رام نراین کا خیمہ ہو چونکہ اب راجہ مطمین ہو گیا تہا حسب الحکم تعمیل کی اور باہم
دو تین منزل طے کرکی باغ جعفر خان مین جو عظیم آباد کی آبادی سے متصل شرق رویہ
لب گنگا واقع ہے شہرے نقی علیخان اور سید علیخان اور غالب علیخان برادران
بندہ میر محمد کاظم خان کے وسیلہ سے میر جعفر خان کی ملازمت مین مشرف ہوئے اور بندہ
نے میر محمد کاظم خان بخشی کے توسل سے جو کہ کسیقدر احسانات سابقہ ثابت جنگ
سراج الدولہ کی اوسکی گردن پر تھے ایک ملاقات درجہ لاچاری کو کی کیونکہ بندہ
کو اوسکے وضع سے ترغیب نتھی دو تین مہینے عظیم آباد مین اقامت ہوئی شاید
دو یا ایک مرتبہ دربار گیا تہا اور ہر مرتبہ اوسکی تقریر متوحش سنکر انتشار حواس

ہوا تھا البتہ اکثر اوقات میر محمد کاظم خان نجفی کے مکان مین رہنا اور دلگی مین عمر
گذارنا ہر چند اوسوقت مین عسرت اور تہیدستی بدرجۂ نہایت تھی لیکن یہہ شعر جناب
شیخ علی حزین اسکنہ اللہ تعالے سفے اعلے علیین کا ورد زبان تھا ٥ مطرب سماع
برکش و ساقی شراب دہ ✣ ایام را بمال و فلک را جواب دہ ✣ میر جعفر خان کو میرزا شمس الدین
سے پرانی آشنائی تھی بلکہ عہد سراج الدولہ مین جب میر محمد جعفر خان مضطرب
ہوا اسیقدر روپیہ بھی قرض دلوایا تھا اسوقت مین کہ میر جعفر مالک خزائن و
دفائن سراج الدولہ ہوا مرزاجی متوقع ہوے کہ حقوق سوابق کی تلافی ہوگی کیونکہ
اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ جو ہتین ہمنے میر صاحب سے کین اگر والد بزرگوار
اسنکے زندہ ہوتے تو وہ بھی شاید کہ اسقدر سلوک اسنکے ساتھہ کرتے مگر
برعکس دیکھنے مین آیا دینا لینا درکنار خلوت مین بار نپاتا تھا بدین خیال کہ چونکہ
مرزا نہایت سنجیدہ خوش طبع تپاک تھا ایسا نہو فرصت پاکر کلمات کسرشان کہ
کہہ اوٹھے ایک روز مرزا کو صحبت خلوت اور فرصت ملی میر جعفر خان سنے عذر کیا
تاکہ اول سے اوسکی زبان بند کرے کہا کہ مرزا صاحب ہمنے آپ کے احسانات
فراموش نہین کئے اور تمہارے احوال سے کسی وقت اور کسی گھڑی غافل نہین
ہین لیکن کیا کیا جاوے کہ زر موعود صاحبان انگلش کو پہونچانا اور دیگر ضروریات
سرانجام دینا ضروریات سے ہے جسوقت اس مہم سے فراغ ہوتا ہے آپ کی
خدمتگذاری سے قاصر نہونگا مرزا کہ دل سوختہ اور تنگی چند ماہ مین اسیر تھا کہنے لگا
نواب صاحب بس زیادہ اپنا حال نہ بیان فرمائے کہ مجھے رقت آتی ہے کیا کرون
افسوس اور صد افسوس کہ سراج الدولہ نے میرا گھر لوٹ کر بیچراغ کردیا ورنہ مین اسوقتین
بھی خدمتگذاری سے مقصر نہوتا ــ میر محمد جعفر خان کو جواہرات سے نہایت سود تھا کیونکہ جب
ایک مدت کے ہوس کرتی گذری تھی اب سراج الدولہ کا خزانہ ہاتہ نکالنا بہت گران تھا چنانچہ دونو ہاتہ
مین جواہرین سمرن ایک ایک ہاتھہ مین چہ چہ سات سات پہنتا تھا اور مالۂ مروارید بھی تین
چار گردن مین ڈالتا تھا اسی ہیئت سے اوس روز بھی بیٹھا تھا مرزا نے کہا کہ چند سنگ ریزہ
جو دست و گردن مین حمائل ہین آپ کی بھی یہ قیمت نہین کہ خود بدولت کے کام آوین
ہان اسقدر ہین کہ اگر انہین ہاتھون سے اس مخلص کے طمانچہ لگاتے نہایت

خوشی میرے دلکو ہوئی ۔ چونکہ مرزا ے مذکور بھی جعفر خان کے ہمراہ عظیم آباد آیا تہا
کسی نے جہوٹہی خبر خانصاحب کو پہونچائی کہ مرزا کے لوگون نے کرنیل ثابت جنگ کے
آدمیون سے خانہ جنگی کی ہے اتفاقاً اوسوقت مرزا بہی حاضر ہوا بمجرد
میر جعفر خان نے بہت چشم نمائی کی اور نہایت غصہ اور غضب سے معتوب کیا کہ
کیون جی تمہارے ہمراہی مردمان کرنیل صاحب سے لڑتے ہین نہین جانتے کہ کرنیل کون
ہے اور اوسکا کیا مرتبہ ہے مرزا نے کہڑے ہوکر کہا قبلہ گاہا میری کیا مجال کہ کرنیل
صاحب سے مقابل ہون اور کبہی مجہہ سے ایسا نہوگا مین اپنی حقیقت خوب
جانتا ہون علاوہ اسکے آپ میرے ولی نعمت ہین آپ کو اونکا لحاظ و پاس
خاطر اسقدر ہے پس میری واسطے کوئی طرف نسبت نہین ہی کہ مقابلہ مین پیش آون اور برابر ہون
بندہ خود ہر صبح کو اوٹہکر اوسکی گڈہی کو تین سلام کرتا ہی نہ کہ کرنیل صاحب سے گستاخی
کرے اور یہہ گڈہی کا اشارہ اوسی احمق پر تھا کہ تم محض بیوقوف ہو مگر بدولت کرنیل کے
اس رتبہ پر پہونچے ۔ القصہ بعد چند روز کے میر محمد جعفر خان نے عیش و نشاط و عیاشی و
خود فروشی سے جب فراغت پائی ارادہ کیا کہ صوبہ عظیم آباد اپنے بہائی محمد میر کاظم خان کو
دیوے راجہ رام نراین سے صوبہ مذکور کی مداخل کا محاسبہ چاہا اونسے تو اسی دن کو
انگاشتہ سے سازش کی تہی جلد اس حقیقت کو کرنیل صاحب سے کہدیا کرنیل نے
میر جعفر کو پیغام ممانعت بہیجا اور سفارش رام نراین کی در پردہ کی گئی اور
میر جعفر خان بحسب وضع معہودہ کے آشفتہ ہوکر بولا کہ یہہ کیا بات ہے کہ رام نراین صوبہ داری
کرے اور میرا بہائی محروم رہے پہر کرنیل نے کہلا بہیجا کہ ہم اسیواسطے اول تمسے مرشدآباد
مین ملتمس ہوے تہے کہ ہم کو ہمراہ نہ لو اور اپنے ملکی مالی امور مین دخیل نکرو کیونکہ ہم جانتے
تہے کہ تمہارے کام ہماری راے کے برخلاف ہونگے اور جب ہم درمیان ہونگے
ضرور دخل دینگے اور اسی وجہ سے ہماری مداخلت معاملات مین موجب ملال
ورنجش ہوگی مگر تمنے کچہہ نمانا آپ کہ ہمراہ لائے اور علاوہ خط کے مضمون عہد و پیمان
ہمارے مہر و دستخط سے لکہوایا کیونکر خلاف تحریر و پیمان کے ہو سکتا ہے میر جعفر خان
نے تحریر خط سے منکر ہوکر مسودہ طلب کیا کرنیل نے وہی مسودہ بہیجدیا جب مسودہ پڑہا گیا
میر جعفر نادم ہوکر گنیشداس اور منشی سے برہم ہوا وہ بہی ردوبدل مین اُس جعفر خان کو ملزم کرتے تہے

خلاصہ یہہ ہے کہ میر جعفر خان کو بجز رضا جوئی کرنیل کلیف اور بحالی رام نراین کی
کوئی تدبیر نہ سوجھی اور اپنے اظہار ارادہ سے نادم ہوکر رام نراین کے دلجوئی
مین مصروف ہوا ہر چند اوسکے دلمین کوئی کینہ اور قصد عزل و نصب ہو
ولیکن خوب سمجھتا تھا کہ مقدمہ ہندوستانیان ناانجام بین نہین ہے
اس امر مین اکثر خلاف صاحبان انگلشیہ ہوگا خدا معلوم کہ طول کہان
تک ہوجاے اور انجام کار میرا بھی سر اس سودا مین جائے لہذا
اپنے بہائی کو دیگر مراحم اور شفقت قدیمانہ وحسب طریق بزرگانہ جیساکہ چاہیے
وعدہ عطایا سے خوشنود کرکے اپنے ہمراہ زمرہ امیدواران مین سے لیا اور
کامگار خان اورمیر جعفر خان کی تئین ابتدائے تسلط سے بامید آشنائی قدیمہ میر جعفر خان کو
عرایض نیاز ارسال کیا کرتا تھا بامید دادپانے راجہ سندر سنگہ کے مقدمہ مین حسب الطلب
حضور مین آیا اجکل کا وعدہ ہوا کرتا تھا راجہ سندر سنگہ نے اپنے دانائی
سے رام نراین کے توسل مین میر جعفر خان کو بھی مثل دیگر عوام کے جانتا تھا اور
ہان کبھی کبھی دربار مین اوسکی اتا جب رام نراین کا مقدمہ ظاہر ہوا اور اوسکا استحکام بخوبی
ہوگیا کامگار خان بموجب ایماے رام نراین کے اور بموجب مرضی راجہ سندر سنگہ
کے مقید ہوگیا اور عجب مجمضہ مین پہنسا دیکھیے یہہ فلک ایسا شعبدہ باز ہے کہ کسی کو
نہین دیکہہ سکتا ہے اور خوشی مین سامان رنج کے دکھلاتا ہوا اور طرح طرح کی غم ڈالتا ہی
میر محمد جعفر خان نے جیساکہ مذکور ہوا انتظام امور ملکی سے فراغ یاب ہوکر فقراے
قلندر کا ہجوم کیا اور اچھا اچھا طعام کہلوایا اور فی فقیر ایک ایک روپیہ تصدق دیا اور
بعدازان جشن ہونے کی طیاری ہوئی کپڑے رنگین سے ہیے لہو ولعب شروع کیا اس
عرصہ مین رام نراین نے جو کہ بندہ سے متوجہ تھا دربارہ واگذاشت جاگیرات
قدیم پرگنہ چپلا اور داہاے مونگیر اور دیہات بنی نگر اور مولانگر کے عرض کیا میر جعفر خان
نے دو وجہ سے ایک تو راجہ کے خاطر منظور دوسرے علی نقی خان برادر بندہ
کو جو ہمیشہ دربار مین آمد رفت رکہتا تہا اور میر محمد جعفر خان سے بمقتضاے آشنائی سابقہ
کے توقع عظیم رکہتا تہا اور بالفعل بھی سر نو مصاحبت مین امیدوار کا رہتا چاہا کہ دفع کرے
پس نقی علی خان سے فرمایا کہ صاحب کو اگر اپنے جاگیرات کے بارے مین کچھہ منظور ہو سوال

لکھین تاکہ دستخط کر دون تقی علی خان نے اونکے مافی الضمیر دریافت کرکے سوال
پیش کیے اونے راجہ رام نراین کے نام دستخط کر دیے دونو کو خوشنود رکھا
اور چند روز چہل ستون مین آکر رہا اور رسوم ایام ہولی کے انجام ہوے
جب دو تین روز اونکے موسم کے باقی رہے ریگستان دریاے گنگا
کے درمیان مین جہان ایک چھوٹا سوتا بہتا تھا عبور کرکے سراپردہ برپا کیا
اور ہولی کا زور و شور مثل روز محشر قایم کیا اور روز معہودہ کے آخر روز تک
جیسا کہ اہل ہند عبیر و گلال اور خاک اوڑاتے ہین اور اوپر ڈالتے ایک دوسر
ایک دوسرے کے خاک ملتے ہین اور اس روز کا اور خاک اوڑانے کا
نام دہولینڈی رکھا ہے اسی طرز و وضع پر روز معہودہ تک اونے بھی کوئی
دقیقہ اوٹھا نہین رکھا اور یہہ امر بھی جو ہندوستان مین ہے کہ سوانگ وغیرہ بناتی
ہین کمال سرخروئی سے ہوا اور داد خاک بیزی اور رنگ ریزی کی خوب دی پھر
عظیم آباد آیا اور وہان سے عازم مرشد آباد ہو کر اول بہار کے قبرون کی زیارت
خصوص شاہ شرف بن یحیے منیری کی مزار کی زیارت کی یہہ شخص ہمیشہ سے
آرزوے کباب گوشت گاو روغن سرشف کے تلے ہونے کھانے کی تمنا
کرتا تھا جو وہان کے تاڑی نوشون کی غذا تھی کہاتا تھا اور کہتا تہا کہ وہان جاکر
خاطر خواہ خورد و نوش ہوگی سنا گیا کہ بعد پہونچنے قصبۂ بہار کے سکان
قصبۂ مذکور سے جو کہ پخت و پز کباب مین شعور دار تھے فرمایش کی اور ہر ایک
نے بنا بنا کر حاضر کیا اور بعض نے اونہون مین سے تحسین و آفرین پائی
اور شکر گذار ہوے۔

کسیقدر راجہ راو شتاب راے کا احوال سابقہ ہے اور اونکے عروج کا بیان اس فرمان دون ناپایدار مین

جب راجہ شتاب راے اول بیوتات نویس خانۂ آقا سلیمان غلام گرجی خاندوران امیر الامرا
اور خانسامان صمصام الدولہ خلف الصدق امیر الامرا مذکور کا تہا اور نہایت قلیل تنخواہ

سے ملازم سرکار گرجی مرقوم کا تھا آخر بنا بر رشد اور تمیز کے جو کہ پہلے اوسکو حاصل تھے مراتب اعلے پر فایز ہوا صمصام الدولہ کی سرکار کا مدار المہام ہوا جب احوال شاہجہان آباد کا آشفتہ اور وہان کی وضع کو برہم پایا اوس شہر مین اپنی سکونت لائق حال نہ دیکھی دیوانی عظیم آباد اور قلعہ داری رہتاس اور خدمت محالات جاگیر صمصام الدولہ مذکور کو اپنے نام سے لیا اور بوضع شایستہ گذر کرنے لگا بعد ورود میر محمد جعفر خان عظیم آباد مین آکر اول راجہ رام نراین سے ملاقی ہوا اور اوسکے توسل سے میر محمد جعفر خان کی ملاقات حاصل کی چونکہ ہوشیار تھا دریافت کر لیا کہ راجہ رام نراین دوسرے کا دخل اس صوبہ مین بسبب دوستی خواجہ محمدی خان کے جو کہ پیشتر جاگیرات صمصام الدولہ کی اوسکے سپرد تہین نہین چاہتا ہے اور میر محمد جعفر خان ہر امر سے غافل ہے لہذا بروقت معاودت میر محمد جعفر خان کے کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی رفاقت اختیار کی اور تحفجات کے پیشکش کرنے سے اتحاد پیدا کر کے اوسکے ذریعہ سے خاطر خواہ مراد حاصل کی اور سند اور احکام اس بارہ مین کہ دخل دلانے و مدد کرنے مین مصروف ہوا انبام راجہ رام نراین کے بمہر کرنیل مذکور اور اسکی وساطت سے میر محمد جعفر خان کی بہی مہر حاصل کر کے عظیم آباد آیا اور اپنے امور مین جیسا کہ چاہیے دخیل ہوا اور اپنے حسن سلیقہ ذاتی سے رام نراین کو بہی چند روز مین راضی کر کیا اور اوسکے دل مین ایسا کہپ گیا کہ وہ کسی امر مین بغیر اسکی صلاح کے دخل نہ دیتا تھا الغرض ساتھہ کام اور آرام اور احتشام تمام کے بسر کرنے لگا

باقی حکایت معاودت کرنے میر محمد جعفر خان کی طرف عظیم آباد کی کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی پاس سے اور اور حالات کا بیان

نقی علی برادر بندہ بپاس اخلاص بہار تک مشایعت میر محمد جعفر خانکی کر کے واپس ہوا اور بندہ کہ ہر چند میر کاظم خان بخشی نے سماجت کی اور کہتا رہا کہ ہمکو واسطہ ناظم وقت اور اوسکی اولاد سے نہو گا مگر کبھی کبھی ایکمرتبہ دربار جانا پڑیگا یا نسو روپیہ مدد خرچ ماہواری آپکو دونگا لیکن منظور نہوا اول تو یہ کہ میر محمد جعفر خان نا قدردان تھا اوسکی حضور مین جانیکو دل نہین چاہتا تھا جو کہ راجہ رام کی امید تھی بہر صورت چونکہ مقدر تھا بندہ بکنیٹہ پور تک میر کاظم خان بخشی اور روح الدین حسین خان کی خیمہ مین جا کر اور دوستون سے مرخص ہوا جس دن کہ لشکر کا کوچ باڑہ کو اور میر محمد جعفر خان قصبہ بہار کو عازم ہوا بندہ اپنی غریبخانہ کو لوٹ آیا منجملہ سرداران انگلشیہ جو میر محمد جعفر خانکی ہمراہ آئے تھے

مسٹر واچیہ اور مسٹر امیٹ کو امیر عبد اللہ بن میر غلام علی صفوی سے نہایت دوستی تھی اس شخص کی نسبت بادشاہ
فلک بارگاہ شاہ اسمعیل صفوی الموسوی جد سلاطین ایران سے ملتی تھی اور شاہ طہماسپ ثانی ولد شرف سلسلہ اسمعیل کا بیٹا تھا
بروقت فتور ایران سکے جو کہ محمد بن شاہ طہماسپ کے عہد مین بسبب عدم اجازت کے واقع
ہوئے اور آخر کار اوسکے فرزند اقبال مند شاہ عباس نے اول نہال اعدا کو بیخ و بن سے کاٹا
بعدہ بنائے جہانداری کو سد سکندری سے زیادہ مستحکم کیا بسبب وجوہات کے جنکا ذکر
تواریخ سابقہ مین تحریر ہے وارد ہند ہوا اور اسیر بادشاہ نے اوس سے دغا کر کے
قندہار کو جو سعتہ وعدون سے کہ ملک سندھ وغیرہ کی واگذاشت کرد ونکا سے لیے اور پورا
وعدہ وفا نکیا شاہزادہ نے اپنا سکہ وخطبہ وہان پر رایج کر دیا تھا اسپنے فرط غم وغیرت سے
مدقوق ہو کر جان بحق تسلیم ہوا اوسکا دوسرا بھائی عبد الرحیم خان خانخانان کا داماد ہو کر
نوکری خاندان تیموریہ کی کرنے لگا شہنواز خان اور نوروز خان وغیرہ صفوی نژاد جو ہند مین
رہے ہین اور اب بھی خانہ گزین ہین عبد الرحیم خان خانخانان کے داماد کی نسل مین ہین
مسٹر واچیہ نے جو کہ اوندنون مین جملہ عظمائے انگلشی اور مرجع حکام بنگالہ اور عظیم آباد
وغیرہ کا تھا میر عبد اللہ مذکور کی سفارش راجہ رام نراین سے کی اور راجہ نے قبول
کر کے درماہہ لائق اور رسالہ ایک سو سوارون کا اوسکے لئے مقرر کر دیا اور اوسکو
اکثر امور مین اپنا وکیل و مزاج دان جانتا تھا میر مذکور بھی خلیق اور اکثر اوصاف حمیدہ سے
موصوف تھا انشاء اللہ اسکا احوال مقامات مختلفہ پر بیان ہوگا مسٹر امیٹ عظیم آباد
کی کوٹھی مین اپنی کونسل کی طرف سے مدار المہام مقرر ہو کر صاحب کلان ہوا چونکہ
بندہ سے اور میر عبد اللہ سے قدیمی تعارف تھا اوسکے وسیلہ سے مسٹر امیٹ کی
ملازمت حاصل ہوئی اور مسٹر امیٹ کو میرے شعور پر اعتماد وافی ہوا۔

معاودت کرنا میر محمد جعفر خان پدر میرن کا مرشد آباد کو اور صاحب اقتدار و اختیار کرنا اپنے پسر میرن کو مع دیگر سوانحات مرشد آباد وعظیم آباد کے

میر محمد جعفر خان بعد زیارت قبور مشایخین مرشد آباد کے عازم عظیم آباد ہوا سنا گیا کہ
باراده شکار لشکر و فوج سے برطرف ہو کر مع چند خواص و مردم معتمد ضروری کے شکار کنان

قطع راہ کرتا تہا اوسوقت اوسکی نظم مین گویا خلوت محمل تہی گانے والیان اور ساز بجانے والیان عماری مین ہمراہ نہین ہر وقت گانا بجانا ہوتا تہا خود بدولت یارون سے کہتے تہے کیون جی جنگل مین جنگل اسی مقام پر کیا ہے یعنے بڑے عیش وکامرانی سے قطع راہ ہوتی ہے الغرض عظیم آباد آکر مہابت جنگ کے گہر مین نزول فرمایا اور عیش وعیاشی مین ایسا غرق ہوا کہ کسی کام کی خبر نرہی اور میرن غرور ونخوت مین دماغ داری کرکے مانند وضع کمینہ شاہجہان آباد کے خوشنود تین چار ہزار آدمیون سے گذر کرتا تہا چونکہ خود جوان تہا اور باپ کو ضعف پیرانہ سالی مین ناچ ورنگ اور صحبت نسوان مین مائل دیکہا آپ بہی ادہر متوجہ ہوا اب دونون جانب سے ناچ ونوش کا ہنگامہ گرم ہوا سپاہ ورعایا کے حال سے فراموشی ہوئی فقر وفاقہ سے سپاہ کا حال یہانتک خوار ہوا کہ گہوڑون کو میدان مین چرا لیتے تہے بجز چند ہزار آدمیون کے جو کہ میرن کے ملازم اور اوسکے مزاج و وضع سے مناسبت رکہتے تہے کسیکو میر محمد جعفر خان کے زنان ومصاحبین وضع معاش سے متنظم نرہے اختیار ایسے ملک وسیع کا کہ بجائے خود ایک عظیم سلطنت تہی چنی لال اور منی لال اور الکنون سنگہ ہرکارہ کے اختیار مین ہوا جہانگیر نگر ڈہاکہ راج بلبہ دیوان میرن کے ہاتہہ لگا اور بعض جنوبی ملک مانند بردوان وغیرہ کے جماعہ انگلشیہ کی تنخواہ مین موجود تہے اور ہوگلی امیر بیگ خان کو بعوض اوس سفارت اور رسالت کے جو انگلشیہ سے کی تہی عنایت ہوا اور صوبہ عظیم آباد کا مالک راجہ رام نراین تہا اور پورنیہ مین خادم حسین خان دم بہر رہا تہا سپاہ اور روپیہ جمع کر رہا تہا جو کچہ باقی رہا مصارف ناظم سے نہین بس انداز ہوتا تہا کہ سپاہ وغیرہ ضروری سامان مین خرچ ہوتا حتی کہ دلیر خان اور صالت خان پسر عمر خان جو کہ میر محمد جعفر خان کی دوستی مین سراج الدولہ کے تعدی ہوئے تہے اور بعد قتل سراج الدولہ کے رہائی پائی اور ہمیشہ میر محمد جعفر خان اون کی دلجوئی کیا کرتا تہا وہ بہی اسی بلا مین مبتلا تہے کوئی اونکی مدد کو نہین پہونچتا تہا اگرچہ ظاہر مین بڑے بڑے تپاک کی گفتگو اور شکرانہ احسان کے بارہ مین ہوتی تہی مگر عسرت معاش سے زیادہ تر اور لوگون سے وہ خود مفلس اور قلاچ ہو رہے تہے اور فرقہ سپاہ تباہ ہوکر جان سے تنگ تہی

جماؤ کرنا اکثر لوگون کا واسطے قتل میر محمد جعفر خان کے اور کہل جانا راز انکا اور خارج کرنا خواجہ عبد الہادی خان کا اور اثنائے سفر مین مارا جانا اور میرن کا میر محمد کاظم خان کو قتل کرنا

جب اسکے حکومت کو پندرہ مہینے گذرے اور سپاہ کو نہایت درجہ روز سیاہ درپیش ہوا خواجہ عبد الہادی خان وغیرہ جمعدار ان ذی اکثر سرداروں کو باہم متفق کرکے عہد وپیمان سے اطمینان کرکے عازم ہوئے کہ میر محمد جعفر خان کو نیابت سے خارج کرین اور اسبارہ مین ایک محضر نامہ لکہہ کر مہر ودستخط سے تیار کیا کہتے ہین کہ میر محمد کاظم خان بخشی بہی اس امر مین خواجہ عبد الہادی کا باہم شریک اور متفق تہا کاغذ محضر پر اوسکی بہی مہر ثبت تہی لیکن اسکے منصوبونکو زبانی سنا گیا کہ ایک شخص اسکو رفیقو نمین مولوی مصطفی نام

عجب طرحکا نیک اسلام میر محمد کاظم خان بخشی کے رسالہ کا مدار المہام اور اوسکا رفیق عام تہا خانمذکور نے بنظر اوسکی
معتمدین کے مہرانی مولوی مذکور کے حوالہ کردی اور اوس مولوی کے بہائی خصوص میر جان محمد کو نہایت اختصاص
محمد جعفر خان سے تہا اوسکے اشارہ اور اپنی پیش آمد کی نظر سے میر کاظم خان کی مہر محضر پر لگادی ایام عاشورہ مین
ارادہ اس جہاد کا تہا کہ جسوقت میر محمد جعفر خان امام بارہ یعنی سراج الدولہ کی عمارت مین آئے اوسکا کام تمام
کیجے جب کہ محرم کا چاند دیکہا گیا اور میر محمد جعفر خان نے آستانہ فیض نشانہ امام بارہ کی آمدرفت شروع کی وقت شب ایکروز
امام بارہ مین تہا عبد الہادی خان مع چند متفق لوگون کے اوس مکان کے ڈیوڑہی کے پردہ مین جا بیٹہا کہ وہ مکان عبادت
تعزیہ خانہ سید الشہدا الحسین ابن علی علیہما السلام سے ہے اور بمصداق مصرع مشہور ع نہین وہ راز چہپا ہے جو
ظاہر ہو مجالس مین ۔ راز نہان کہل گیا میر محمد جعفر خان اوس بدخیالی کی بن گن پاکر پالکی پر سوار ہوکر بعجلت اوس مکان سے نکلگیا عبد الہادی خان
سے کچہ نہو سکا میر کاظم خان نے متعاقب میر محمد جعفر خان کے نکلکر خواجہ عبد القادر پر آواز ماری یہ خبر مخبرون نے
میر محمد جعفر خان کو پہونچائی اوسنے ان احوالات سے اپنا آنا جانا امام بارہ مین بند کر دیا اور خواجہ عبد الہادی خان
وغیرہ سے بدگمان ہوا جو ارادہ لوگون کے تہے وہ ہرطرف افواہ ہونے لگی میر محمد جعفر خان نے تفحص پر کمر باندہی مولوی
مصطفی خان مذکور نے محضر اور نام اون لوگونکو جن کی مہر اوس پر ثبت تہی مشروحا امیر مذکور سے ذکر کیا اور نیز
اون لوگون نے بہی جنہین آگاہی تہی بنظر اپنی صفائی کے تصدیق کی خواجہ عبد الہادیخان محل عذر نہین رہا
مگر چونکہ شجاع دلیر تہا اپنے مکان مین بعزم مدافعہ جا بیٹہا اور میر کاظم خان نے کلام الہی مع اپنے لڑکون کے دربار
مین لاکر قسم کہائی کہ بندہ درمیان مین نہین تہا اسکی بری الذمگی ہوئی اور نیز اپنے رسالہ کو واسطے
دفعیہ بدگمانی کے برطرف کراکر عہدہ بخشی گری سے مستعفی ہوا تنہا عیال و اطفال کے ساتہہ بسر کرنے لگا
مگر فائدہ نہوا میرن اور نیز اوسکا باپ میر محمد جعفر خان نہانی دشمن تہے خواجہ عبد الہادی کو پیغام دیا
کہ ممالک محروسہ کے حدود سے باہر چلا جائے اوسنے منظور کرکے ناوون پر اسباب لدوایا اور
مع چند لوگون کے روانہ ہوا پہر مالکان وقت نے پوشیدہ راج محل اور تلیا گڈہی کے محافظون کو
حکم بہیجا کہ خواجہ عبد الہادیخان مع ہمراہیون کے ایکدم کی مہلت نہ لینے پائے اور خبردار زندہ بچکر نجانے پاوے اوس محالات کی افواج اور نیز مردم
متعینہ حضور جو کہ افغانہ اور روہیلہ تہے ظاہرا اوایل ماہ صفر ۱۱۷۲ ہجری کو اوسکے متعاقب روانہ
ہوئے وہ کشتی کے وجہ سے آہستہ آہستہ چلا جاتا تہا اور یہ لوگ اوسی مہینے کے اوسط کو
میدان شاہ آباد مین آپہونچے دیکہا کہ خواجہ عبد الہادی خان مع ہمراہیون کے اسی میدان سے
گنگا کنارے کنارے چلا جاتا ہے جسلیے مامور ہوئے تہے اوس کار کو شروع کیا عبد الہادی نے غایت اوسکی
دریافت کی مردانہ وار مع تین چار رفیق کے مسلح ہوکر گہوڑون پر سوار ہوا اور تختہ کشتی سے اوترکر

مال و متاع عین دریا مین غرق کردیا اور خود دشمن کے مقابلہ مین آیا دلیرانہ انیا نام صفحہ دہر مین
ارقام کر گیا کہتے ہین کہ جسطرف للکارکر ڈپٹتا تھا سامنے کی جماعت کائی کیطرح سے پہٹ جاتی تھی
دور سے بوسیلہ تیر و بندوق کے مجروح گیا آخر تا دم زیست مع رفقا کے داد جوانی دیکر رنگراہی
عالم جاودانی ہوا اور جو مسجد کہ شاہ آباد کی آبادی کے ملحق درخت بڑ کی نیچے جہان اب سب فقرا لوگ
آرام کرتے ہین اوسکے نیچے مدفون ہوا

کسیقدر حال رام نراین او عظیم آباد کا بیان ہوتا ہے

بعد معاودت میر محمد جعفر خان کے راجہ رام نراین بشن سنگہ زمیندار کٹہنہ کے تنبیہ کو جسنے بلا خط انقلاب
سراج الدولہ کے مالگذاری مین تاخیر کی تھی مع افواج لائق اور اسباب مناسب مع بابو پہلوان سنگہ
اور اوسکے بھائی بابو سوبہہ سنگہ کے جو عمدۂ زمینداران باقتدار جین پور اور سہسرام کے افضال اور
انعام مہابت جنگ سے ہوے تھے ارادہ نکلنے کا کیا او قلیل سا مشاہرہ واسطے مورخ کے مقرر
کرکے پیغام دیا کہ اسقدر ہم اپنے گہر سے دیتے ہین اور تمہارے جاگیرون مین بہی تحلل ہو گیا ہے بہی
عمل دخل کرادیتا ہون چونکہ مورخ نے اول تو میر محمد جعفر خان کی ترک رفاقت کی دوسرے
میر کاظم خان کے بہی ہمراہ نگیا کچھ چارہ بجز رضامندی کے پیش نظر نتہا جو کچھ مقرر کیا تہا منظور کیا اور کسیقدر
توقع دخل محاصل جاگیر کے بقدر حفظ آنچہ کر لئے بہرصورت جب راجہ مذکور برآمد ہوا بندہ نے مع سپاہیون
کی ہمراہی اختیار کی اور بشن سنگہ زمیندار چند روز کہ دن کشتی کرتا رہا آخر کو مایوس و مجبور ہو کر روساے
لشکر رام نراین سے جان کا امان خواہ ہو کر رام نراین کی ملازمت کو حاضر ہوا اور مقدمہ کا انفصال
کیا اور نراین سنگہ پسر بہیکم سنگہ نے اپنے بھتیجے کو واسطے ادخال بقایاے سرکاری بطور یرغمال چہوڑ گیا
یہ بہیکم سنگہ اور اوسکے چچا اور باب پرورش یافتہ والد مورخ ہذا کے تھے لیکن جسوقت کہ سراج الدولہ
نے ہم لوگون کو عظیم آباد سے حکم اخراج صادر فرمایا محالات مملوکہ ہر جو کہ جاگیرات مین تھے متصرف ہو گیا تھا
اور بعض قلعدارون کو جنہین موافق نہین جانتا تہا بدر کرکے اور لوگون کو وہانپر مقرر کیا اور علی نگر کے
قلعدار کو جو راجپوت منڈمار اور اوسکے اقربا مین تھا بدستور رکہا تھا راجہ رام نراین نے بموجب اپنے
معہود کے خاطرداری بندہ کی ملحوظ رکہی اور فرمان بری میر جعفر خان مین دربارہ علی نقی خان کے بہی
مراعات کرتا رہا قلعجات عالی کے تسخیر اور خالی کرانے مین نہایت اہتمام کرایا اور اوسکے لڑکی نراین سنگہ
کو بہی جو بارہ برس کا تہا بطور ضمان اور یرغمال کے ہمراہ لیا اور نقی علیخان کو حسب استدعا انہون کیواسطے

انتظام محالات جاگیر وغیرہ کے رخصت فرمایا اور بندہ کو اپنی مصاحبت کے واسطے ہمراہ رکھا اور تقی علیخان نے چندروز محنت کرکے بعض مقامات مسخر کیے لیکن قلعدار علی نگر نے بموجب اشارہ بھیکم سنگہ کے قلعہ کو خالی نکیا بندہ نے یہ ماجرا راجہ رام نراین سے عرض کیا اور نیز اسی مقدمہ مین ایک خط راجہ سندر سنگہ کے نام لکھا چونکہ راجہ مذکور مرد با مروت اور ممنون احسان والد مرحوم تھا اور کل زمینداران صوبہ عظیم آباد سے صاحب اقتدار تھا اور مہابت جنگ کی عنایت سے پالکی جہالردار اور نوبت حاصل ہوئی تھی بمجرد خط مذکور کے پہونچنے کے قلعہ دار علی نگر کو سخت لکھا اور نیز بھیکم سنگہ کو عبارت تنبیہ تحریر فرمائی کہ اوسکی بموجب قلعدار مذکور علی نقی خان سے رجوع ہوا اور محالات کا معاملہ منتظم ہوگیا بندہ مع والد و دیگر برادران کے شہر عظیم آباد مین راجہ رام نراین کی رفاقت مین بسر کرتا تھا بھائی سید علیخان بہ نسبت اور بھائیون کی ہمیشہ بندہ کا شریک اور مہربان رہا صرف اوقات اور معاش کے باہم یکجائی ہوتی تھی نقی علی خان اس گمان سے کہ جاگیر کا چھوٹنا اوسکے پاس خاطر سے ہوا کسیقدر بے اتفاقی پر آمادہ ہوا لیکن شکر خدا حقوق بھائیون مین جا ہے اب تک مبذول ہے ہان بسبب تباین سلیقہ کے جو اوسکی ذات مین پیدائشی ہے مجبور ہے اکثر امور مین اپنے واسطے زیادہ چاہتا ہے لیکن اوسوقت مین کہ انجام زندگانی ہے نفاق کا بدرجہ نہایت برا ہے
الله تعالے ہر ایک کو توفیق رفیق عطا کرے

ذکر احوال مرشدآباد بنا بر تسلسل انتظام اخبار

جب محمد جعفر خان مع اپنے فرزند میرن کے کہ چشم خاندان چراغ اور سپہ سالار پدر بزرگوار اپنے کا اپنی حکومت مین تھا بعد الفراغ قتل عبد الہادی خان اندکی مطمئن ہوکر دون کی بینے لگا میرن نے میر کاظم خان کی قتل کا ارادہ کیا باوجودیکہ میر کاظم خان نے رفع گمان کے واسطے فوج توڑ دی نوکری سے مستعفی ہوا فقط خدمتگارون کے ہمراہ دربار کی آمدرفت کیا کرتا تھا قرآن کی قسم بھی کھائی تھی جب موسم سرما آیا میرن نے میر کاظم خان کے ساتھہ واسطے غافل کرنے کے پتنگ لڑانا شروع کیا اور تکلیف ہر روز آمدرفت کی شرط ہوئی اور پتنگ اوڑانی کو دی اس بیچارہ نے لاچار ہوکر قبول کیا اور اسی بازی کے دوڑ دھوپ مین جانبازی کی نوبت آئی مفصل یہ ہے کہ حسب قرار سید مذکور روزمرہ پتنگ اوڑانیکو میرن کے پاس آتا اور دریاے بھاگی رتی کے ریگستان مین کھڑے ہوکر بے پرکی اوڑاتی تاریخ ۱۲ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۲ ہجری روز شنبہ کو وقت عصر میر کاظم خان بے ہتیار دوپٹہ کمر سے لگائے میرن کے پاس آیا میرن نے اول صبح کو دو تین سو نفر افغان روہیلہ سے جو منجملہ فوج تشنہ خون سادات تھے اور انسے تدارک کیواسطے دروازہ پر رہا کرتے تھے کہدیا تھا کہ آج جب میر کاظم خان آوے اور لوٹنے پالکی پر سوار ہوا اسیوقت

اوسکا کام تمام کرنا المذا یہ جماعت مذکورہ اسکی انتظار مین رہتی تھی الغرض میرن کے پاس پہونچتے ہی پتنگ بازی شروع ہوئی مرزا عبد اللہ خلف مرزا محمد معروف آقا مرزا داروغہ خزانہ شجاع الدولہ مرحوم ناظم بنگالہ بھی اوسوقت حاضر تھا وہ بھی اس بازی مین شریک ہوا چونکہ ابھی اجل نہ آئی تھی حق تعالے نے ایسا سبب پیدا کیا کہ اوسکی جان بچ گئی اور وہ یہ ہوا کہ میرن اگرچہ اوسکے مارنے کا ارادہ نرکھتا تھا لیکن باندیشہ اظہار حال کے ممانعت بھی نکر سکتا تھا کہ عبد اللہ میر کاظم خان کے ہمراہ نجاوے اوسوقت نہایت متحیر ہوا کچہ نسوجھی کہ کیا کرون تاآنکہ میر کاظم خان دو تین قدم پر جا کر خود لوٹا اور کہا کہ وکیل راجہ بدنا کا واسطے ملازمت کے حاضر ہے میرن نے کہا طلب کرو اور مرزا عبد اللہ کو کہا کہ آپ پتنگ اڑائے جبتک کہ وہ یہان آوین مرزا عبد اللہ نے باہر جا کر پتنگ اڑانا شروع کیا فی الحقیقت تقدیر نے یاوری کی ورنہ یہ بندۂ خدا بھی عبث ہلاک ہوتا بیت قتل این خستہ بشمشیر تو تقدیر نبود ورنہ ہیچ از دل بے رحم تو تقصیر نبود بہرحال میر کاظم خان نے اوس تھوڑی سی باقیماندہ زندگی مین وکیل کی ملازمت کرائی بعد ازان جو آدمی ہوا افاغنہ لوگ جو واسطے قتل کرنے اسکے کھڑے تھے منتظر رہگئے اور جب وہ وان سے نکلکر پالکی مین سوار ہوا اوسوقت سب لوگون نے ہجوم کر کے نیمچہ اوسکے پہلو مین مارا کہ دوسری طرف سے نکل پڑا بعد ازان تلوار و چھری سے اوس بیچارہ تن تنہا کا بدن پارہ پارہ کر دیا اللہم الحقہ بآبائہ الصالحین مرزا عبد اللہ یہ ماجرا سنکر متحیر ہوا جب ملاقات کی میرن نے آغوش مین لیکر زندگی دوبارہ کی مبارکباد دی اور اپنے کامیابی پر خوش تھا کہتا تھا کہ بجز لاہوری بیگ کے کسیکو اس حال سے واقفیت نتھی لاہوری بیگ احمق باوجود اظہار آقا کے انکار کر کے کہتا تھا کہ جناب عالی جو چاہین فرمائین مگر فی الحقیقت مجھے تو کچہ اطلاع نتھی مخفی نرہے کہ سید مقتول مذکور سادات نبی مختار مین ہے اور سید عیسی عرب کا بیٹا عقیدت خان بن امیر خان عمدۃ الملک ناظم کابل کی بہن کے بطن سے تھا امیر خان مذکور خود عمدہ اور عمدہ ہاے ایران سے تھا سلسلہ اسکا میر میرانیان سے ملتا ہے اور ہندوستان مین بھی اسکے بزرگ زر و زور سے مرجع عالم رہے ہین اصل انکی نعمت اللہی الحسینی ہے کسی شخص نے انکے حق مین کہا ہے کہ شعراے ایران سے تھا مصرع میر میرانیان صاعدیان نہ با دست شاہ ہند با دشاہ نشان بعد اس سانحہ کے مہابت جنگ کی بی بی اور بی بی گھسیٹی اور بی بی آمنہ دونون لڑکیان مہابت جنگ کی مع لطف النسا زوجہ سراج الدولہ اور دختر سہ چہار سالہ اونکے مقید ہوئین باوجودیکہ سواے حقوق سابقہ کے حال مین بھی جبکہ سراج الدولہ نے میر جعفر خان کو معتوب کیا تھا بی گھسیٹی بڑی بیٹی مہابت جنگ کی اسیر جعفر خان

کی اعانت پر رہی اور مخفی اشرفیان بھی بھیجین یہ نوبت ہوئی کہ بڑی ذلت و خواری مین مقید جہانگیر نگر کو بھیجی گئین میر کاظم خان کے قتل کو دو تین مہینے گذرے تھے کہ آمد آمد شاہزادہ عالی گہر بن عالمگیر ثانی کی جو بعد احمد شاہ کے عماد الملک نے اسکو بادشاہ بنایا تھا گرم ہوئی لیکن تا ہنوز کہ خبر ارادہ شاہزادہ مذکور مع محمد قلیخان معروف مرزا کوچک ولد مرزا محسن برادرزادہ صفدر جنگ وزیر کی سنی کا اسنے سپاہ فوج ملازم عظیم آباد کو ایک حبہ بھی نہ دیا تھا او چند بار تقاضای شدید بلکہ دار الامارۃ کا محاصرہ بھی ہو گیا تھا جب یہ خبر پہونچی میر محمد جعفر خان گہبرا گیا فوراً کسیقدر وجہ تنخواہ تقسیم کرکے شورش برخاستہ کو فرو کیا

ذکر ہے آنے شہزادہ عالی گہر کا مع محمد قلی خان کی تسخیر عظیم آباد اور بنگالہ کو مراجعت کرنا بی نیل مقصود محض نادانی سے اور بحال اور برقرار رہنا حکام اس دیار کا بتائید ربانی سے

رام نراین نایب ناظم عظیم آباد چونکہ پیدایشی مکر و تذویر اسکے مزاج مین تھی میر محمد جعفر خان اور اوسکی اولاد سے صاف نتھا لیکن بنظر توسل انگلشیہ کے ظاہر مین کوئی امر موجب نقض عہد ہو نہین کر سکتا تھا اور باطن مین خوش نتھا اور وقت فرصت ڈہونڈہتا تھا راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ بھی بمقتضاے حق پرورش مہابت جنگ کے خاندان سے راضی نتھے اور خواہان استیصال خاندان کے تھے حقیقت تو یہ ہے کہ اسکی کج خلقی سے کوئی راضی نہ تھا ابتدا مین سراج الدولہ کی بدزبانی سے استخفاف اسکا کہ اہانت اعزہ اسکیکو پہونچائی ساتھہ ازالہ اوسکیکے راضی ہوے اور گمان کرتے تھے کہ میر محمد جعفر خان کہ زمانہ دیدہ اور مہابت جنگ کا عہد دیکھے ہوے ہے کہانتک اوسکی خوے بو بھی اسمین نہوگی اس سے آیا تھے جب اسکے اور اوسکے نہ بنی میرن کے وضع اور اطوار دیکھے عہد سراج الدولہ کے فوت پر حسرت و افسوس کہاتے تھے اور رحمۃ اللہ علی نباش الاول کہ مثل کہنہ ہے بر نو وظیفہ دانایون او زبان انوکا سیر محمد جعفر خانکی سخاوت مہابت جنگ کی مال دہنی مین ہر وقت لشکری مشہور تھی وہ سب جاتی رہی قارون کا نام اسکے بخل کے روبرو کہو گیا کہتے ہین کہ کسینے کہا کہ نواب صاحب آپکا جود و کرم جو مشہور تھا کیا ہوا آپنے جواب دیا کہ عہد مہابت جنگ مین مال بیگانہ مفت کرم داشتن کا بہانہ تھا اب اپنے مال کو برباد کرنا دل نہین قبول کرتا خلاصہ یہ ہے کہ بیان کے کیفیت مفصل محمد قلیخان ناظم الہ آباد برادرزادہ صفدر جنگ کے کان مین پہونچی تھی ہر چند یہ بھی بے مغز تھا مگر جرأت تھی سنتے ہی بنگالہ سی عظیم آباد و اوڈیسہ کے تسخیر کی ہوا دماغ مین سمائی اشجاع الدولہ سے یہ امر ظاہر کیا وہ مدت سے یہ جانتا تھا کہ کسی طور سے محمد قلیخان

الہ آباد سے بدرہوا اب اور زیادہ ترغیب دیتے اور اپنی رفاقت کی عزیمت اظہار کرنے لگا
اور کہا کہ آپ مجھسے پیشتر جا کر یہ صدد شورش ہون متعاقب بندہ بھی آتا ہے شاہزادہ عالی گہر
کو جو شاہ عالم سے ملقب اور ولیعہدی پر مشہور ہے اور اعتماد الملک کے خوف سے
آوارہ ہوتا ہے بالفعل نجیب الدولہ نجیب خان افغان کے پاس میران پور گٹھورہ مین
ہے طلب کر کے سردار بنائے اور دیار شرقیہ کو عازم ہو جیئے محمد قلی خان نے عرایض
نیاز متضمن استدعاے نہضت اور مشورادہ عزیمت بنگالہ کے مکرر شاہزادہ کو تحریر
کین شاہزادہ اس نوید سے فوراً مع رفقا کے عازم الہ آباد ہوا غالباً راجہ سندر سنگہ
کی عرائضات والد مرحوم اور شاہزادہ کے حضور مین بدرخواست تشریف آوری اس
ملک کے کی تہین راجہ کو بھی فوج و غیرہ سامان حرب کے سرانجام مین رغبت
تھی تاکہ جو کوئی آوے اوسکی رفاقت کرے اور سراج الدولہ کا انتقام میر محمد جعفر خان
سے لے پہلوان سنگہ کو بھی اس مقدمہ مین اپنا شریک کر لیا تھا درحقیقت نہایت
شجاع اور غیرت دار اور حق شناس تھا اگر اجل سے امان پاتا اور متانت سے کام کرتا
گو جو کچہ مقدر تھا ہوا مگر کچہ نہ کچہ ضرور ظاہر ہوتا افسوس کہ موت نے فرصت نہ دی
راجہ رام نراین کے دیکھنے کو قلعہ لکاری سے برآمد ہوا اور تعبیہ سپاہ کر رہا تھا ناگاہ
بسنت پنچمی کا دن آیا شیخ غلام غوث جماعہ دار قدیم جو کہ شیخ عاصم قدوائی لکہنوی تھا
اسکو سندر سنگہ بہت عزیز رکہتا تھا اور اوس سے اکثر معرکون مین جرأت دیکھنے مین
آئی اوسنے اکثر جسقدر روپیہ کی درخواست کی اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جو اوسکو خواہش ہوتی
فرزندانہ ناز سے لیتا تھا کچہ روز گذرے تھے کہ ایسی ہی سماجت کرنے پر سندر سنگہ
نے اپنی مجلس مین کہا تھا غلام غوث باپ کیطرف سے بوے شجاعت اور دیگر خوبی رکہتا ہے
لیکن یہ سماجت کرنا اپنی مان کے جانب سے سیکھی تھی اور مان اوسکی کنچنی تھی یہ کلمہ
غلام غوث کو نہایت بد معلوم ہوا کہتا تھا کہ اس برہمن کی موت میری ہاتھہ سے ہے
خیر وہ گذر گیا اب آج ہزار روپیہ کی تاکید کرنے لگا بسندر سنگہ نے کہا یہ سماجت خوب
نہین ہے مجھے مہلت دی روپیہ تجھکو ملیگا اوسنے کہا کہ آج ضرور لونگا جب روپیہ ملجایگا
اوٹھنے دونگا سندر سنگہ نے چاہا کہ اوٹھے غلام غوث نے دامن پکڑ کر کہا کہ بیٹھ اور روپیہ
دے سندر سنگہ نے کہا کہ کیون دماغ پریشان کر رکھا ہے دیوانہ ہوا ہے اس کلمہ کا

زبان سے نکلتا تھا کہ غلام نا فرجام مذکور نے ایک ہاتھہ سے کام تمام کردیا دو بے سنگہ کہتری
جو اوسکا مصاحب تھا دوڑا مگر اوسنے بہی ٹھوکر کہائی عدم کے مصاحبت کی راہ لی بنیاد سنگہ
بہی جو سندر سنگہ کا بھتیجا تھا زخمی ہوا اور غلام غوث نے کسی کے گہوڑے پر سوار ہوکر
دریاے پن پن کی راہ لی اتفاقاً صور سنگہ نام برہمن نے دو تین کوس پر پہونچکر
آواز دی کہ او نامرد کہان بہاگا جاتا ہے شرط مردی یہ ہے کہ لوٹ کر مقابل ہو اوسنے
مقابلہ کیا اتفاقاً غلام غوث کی تلوار ٹوٹ گئی دوڑکر برہمن سے کشتی مین لپٹ گیا اور اوسی
زمین پر دے مارا مرد و مہ بہاٹ جو عقب سے آئے تہے صور نے للکارا کہ کیا دیکہتے
ہو کہ اسی نے مہاراج کو مارا ہے وہ لوگ اس کلام کے سنتے ہی دوڑ پڑے اور برچہ
لٹھہ و تلوار سے اسکا کام تمام کردیا سندر سنگہ کے ہوش جان کے ساتھہ چلے گئے
القصہ شاہزادہ کے ہمراہی جو صاحب نام اور نشان ہوئے ہین یہ چند لوگ ہین اول
والد مورخ کہ یہ مخاطب بخشی الملک نصیر الدولہ سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ
تہے دوم مدار الدولہ کہ اوسکا خطاب یاد نہین سوم فضل اللہ خان ممتاز الدولہ نبیرہ
اعتقاد خان کشمیری فرخ سیری چہارم نوبت خان پنجم منیر الدولہ رضا قلی خان
بہادر نادر جنگ ششم بہادر علی خان محلی ناظر خواجہ سرا ناظرین این اوراق یہ گمان
نکرین کہ مورخ نے اپنے والد کا نام صدر تفصیل مین جو لکہا بمقتضاے فرزندی ہے بلکہ
فی الحقیقت یہ ہے کہ شاہزادہ کے نکلنے کے وقت شاہجہان آباد سے کوئی شخص نام کو بہی یہ مجال اور
طاقت نہوئی کہ اعتماد الملک وزیر کے خوف سے شاہزادہ کی اعانت کرے بادشاہ عالمگیر ثانی نے عماد الملک
کی غیبت مین احمد بنگش وغیرہ افغان کی طرف بارادہ خصومت کہ ہمراہی شجاع الدولہ وغیرہ کے نکلا تہا اسکا
حال بیچ احوال سلاطین اور عظماے شاہجہان آباد اور لاہور اور اکبر آباد اور اودہ اور سوانح صوبہ
دکن وغیرہ کی حال مین انشاء اللہ دفتر سوم مین تحریر ہوگا القصہ والدہ مورخکو زینت محل اپنی بی بی
کی وسیلہ سے جو کہ شاہزادہ عالی گہر کی والدہ تہی دروازہ پر طلب کرکے شاہزادہ کا ہاتھہ اونکے ہاتھہ مین
دیا اور سفارش کرکے عہد و پیمان لیا والد مغفور نے اسکی رفاقت مین کمر ہمت چست کی چنانچہ حال شرط
رفاقت انشاء اللہ ہر وقت موقع ذکر ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ شاہ عالم ہر وقت اور ہر جگہ میرے والد کو اپنا
خیرخواہ سمجہکر کبہی اسکے صلاح و صوابدید سے باہر نہین ہوتا تہا اور باوجودیکہ شاہزادہ بے جوہر تہا
اوسکے پاس و آداب اور احترام مین حاضر و غایب ساعی رہتا بلکہ اخوان و اولاد کے مراعات مین و غیرہ

ہمت قاصر نہین ہوا اب بہی اگر نام منتسبان والد مرحوم کا سنے کیا عجب کہ مقصر نہو منیر الدولہ
جو کہ پیشتر ملازم انتظام الدولہ ولد اعتماد الدولہ ولد قمر الدین خان داروغہ فراش خانہ کا تہا
والد کے واسطہ سے بادشاہ کے حضور مین پہونچکر مورد عواطف ہوا اور ہمیشہ تا بحیات والد
مرحوم کے منیر الدولہ نے پاس حق ملحوظ رکہا نہایت آداب اور فروتنی مین بسر کرتا تہا بعد
رحلت والد کے بندہ اور نیز دیگر برادران سے بحسب سن و سال مراعات کرتا رہا القصہ شاہزادہ
قصبہ متعینہ سے کوچ کر کے سادات بارہہ کو ہمراہ لیا اور والد کو مع منیر الدولہ کے اوسی جگہ پر
چہوڑا تا کہ بعض اسباب ضروریات فراہم کر کے اور امیدوار مدارج علیا اور ترقی کا کر کے مردم کار آمدنی کو بہم
پہونچا دین اور عقب سے اپنے ہمراہ لا دین اور شاہ عالم مع ہمراہیون کے سیران پور سے
کوچ کر کے شجاع الدولہ کے حدود مین پہونچا شجاع الدولہ نے استقبال کر کے ملازمت
حاصل کی اور جو کچہ مناسب سمجہا پیشکش کیا اور نیز جیلون اور لشکر سے دو ارادہ ہمراہی کہ جسکی
کچہ اصل نہ تہی زیادہ دلیر کر کے رخصت کیا جب شاہزادہ شجاع الدولہ سے رخصت ہو کر
الہ آباد آیا محمد قلی خان نے استقبال کر کے سعادت دارین حاصل کی اور اوس جگہ کہ اول
سے واسطے نزول اجلال شاہزادہ کے تجویز کر رکہی تہی نہایت تعظیم سے اوتارا اور
چند روز باہم مشورہ مین گذرے اپنے مافی الضمیر سے شاہزادہ والا کو آگاہی کما ینبغی دی ہمراہیان
شاہزادہ مین سے مدار الدولہ جو بکمال ہوشیاری دانش اور سلیقہ اخذ جر زر اور نیز امتحان
کس و ناکس مین بے عدیل تہا محمد قلی خان سے توسل بہم پہونچا کر سب رفقا مین سر آمد
ہوا ایسا کچہ گرمی شاہزادہ و محمد قلی خان کی اوسکے ذمہ ہوئی چونکہ شجاع الدولہ کو محمد قلیخان
سے دغا منظور تہی اوسوقت مین بہی محمد قلی خان سے اگر یون کہا کہ تم خاطر جمع رکہو اور کسیطرح وسوسہ
متعاقب ہم بہی پہونچتے ہین لیکن جیسا کہ تمکو اچہا معلوم ہو بجز قلعہ چنارہ کے جہان کہو ناموس کو
پہونچا کر اپنے دشمنون عماد الملک اور احمد بنگش وغیرہ افغان سے اطمینان خاطر بہم پہونچا وین
اور دلجمعی کر کے ملک شرقیہ کی تسخیر کرین مگر مجہکو ایسی کوئی جگہ دکہلائی نہین دیتی
اور چنارہ مین بہی کوئی عمارت لائق بود و باش بیگمات کے نہین ہے اور اوسکی آب ہوا
بہی بسبب پہاڑون کے چندان سازگار نہین اگر مرزا نجف خان کو پروانگی اور رقعہ اپنی
دستخط و مہر سے لکہہ کر بطور دستاویز کے مجہے دو کہ بعد کارسازی کے اپنے متعلقان
کو مع تمہارے منتسبان کے ایک آبرو سمجہکر ایک جگہ رکہکر اعانت کرونگا مناسب صلاح

ہی محمد قلی خان کم فہمی سے اوسکا مضمون فریب و مکر نہ سمجھا تو مہری اور دستخطی مرزا نجف خان قلعدار
کے نام لکھہ کر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا اور روبرو بہی مرزا نجف خان وغیرہ کو مزید تاکید
سے پروانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسیطرح ہم جدائی نہین ہیں برادر عم زاد ہین حاضر
و غائب ہمارے ورثہ کے مالک ہین جو کچھ کہین اوسکی تعمیل کرنا بہرحال شجاع الدولہ
نے خاطر خواہ لکھوا کر مخاودت کی اور محمد قلی خان نے جو کچھ ہو سکا سامان طیار کیا اور دو
ضرب توپ کلان برنجی قلعہ سنگین قلعہ الہ آباد سے اوتار کر اور تخت سواری آراستہ
فرما کر ہمراہ لیا ۱۱۷۴ الف ہجری کو ساعت سعید مین قلعہ سے نکل کر داخل لشکر ہوا اور باتفاق
شاہزادہ روانہ ہوا یہ خبر مشہور ہو کر متواتر راجہ رام نراین کو پہونچی اوسنے حسب ضابطہ
مسٹر اسمیٹ صاحب کوٹھی عظیم آباد کو لکھی اور اولیای نعمت کو متواتر اطلاع دی میر محمد جعفر خان
اور میرن بے رفاقت اور اعانت افواج انگلشی کی کچھ نکر سکتے تھے کرنیل کلیف بہادر
ثابت جنگ کو اطلاع دیکہ متکلف رفاقت ہوے اگرچہ اسس فرقہ مین بہ پاس حزم
و ہوشیاری کے ہر قسم کا اسباب رزم ہر وقت طیار رہتا ہے لیکن باربرداری وغیرہ
کی تلاش فراہمی مین البتہ توقف ہوتا ہے اور ہندوستانی فوج مخصوص بنگالہ مین
غیر رفقاے جدید میرن کی ہر طرح کی بدانتظامی مین سے مشکل تھا کہ قرض خواہون کے
ہاتھہ سے ہاتھہ پیر ہلا سکین بارے بضرورت نہایت اہتمام ہوا تب صورت آمادگی تیاری
جلوہ گر ہوئی اور محمد قلی خان مع شاہزادہ عالی گہر کے کرمناسہ پر جو کہ دریا معروف سرحد صوبہ
عظیم آباد کی ہے جا پہونچا اور انتظار مین تھا کہ درستی فوج ہمراہی کی کرے اور یہان افسون مکر
شجاع الدولہ بسبب سادہ دلی اور صفائی باطن محمد قلی کی اثر پذیر ہو چکی تھی ادہر میرن اور
محمد جعفر خان نے کہ دونون باپ بیٹے دغا شعار اور بدکردار تھے کرنیل کلیف صاحب بہادر ثابت جنگ
سے اعانت اور مدد طلب ہوئی کہ بدون توجہ آپ کے ہم شاہزادہ سے کسیطرح مقابل نہین
ہو سکتے اور حال راجہ رام نراین بہی تذبذب مین تھا کہ مین کیا کرون کہ یہ بلاے آسمانی
اور آفت ناگہانی میرے سر سے ٹلے اب اسکا باقی حال مفصلاً آگے قلم دو زبان ہو گا
کہ زمانہ نے کیا انتقام لیا اور کیا ہر ایک کو نمک ادر بدشعار کو بدلا اور عوض دیا
اور انجام کار جیسا کیا ویسا دامن مین لیا موافق قول محشی و مصحح اکبر نامہ سے ہے کہ
سنہ بداطوار سے ہے رسم بد روزگار یہ موافق نہین رہتی لیل و نہار یہ بدیہی سمجھہ لو بدی کا نو پھل ہے نہ کہ سر یہ آفت لو آپہنچی

ذکر آنے شاہزادہ کا مع محمد قلی خان کے صوبہ عظیم آباد مین اور اوسکے درمیان کے واقعات

جب شاہزادہ مع محمد قلی خان کے بنارس سے آگے کو بڑہا راجہ رام نراین کو بڑی فکر ہوئی کہ اتبک نہ تو فوج انگلشی نہ اوسکے آقا ولی نعمت کے ملازمین مین سے کسی نے مرشد آباد سے جنبش کی ادہر سے یہ لوگ بلاے ناگہانی کی طرح سے اوپر سر کے پہونچے اور بسبب نام سلطنت اور فوج صفدر جنگی کے جسکی عظمت اور شوکت کی شہرت تھی اوسکی فوج مین بڑا ہراس واندیشہ پیدا ہوا گاہ خیال کرتا کہ اپنا ارادہ جنگ مشہور کرے اور فتح باغ مین متصل تلاب وارث خان کے خیمہ زن ہو بدین خیال کہ اگر بنگالہ کی فوج آگئی تو اپنی جانفشانی کا اظہار ہوگا اور اگر میر جعفر خان نے خوف کہا کر مدافعہ شاہزادہ کا عزم نکیا اور فرقہ انگلشی نے بہی کسی خیال سے پہلو تہی کی شاہزادہ سے ملجائیگا کہ استقبال کو برآمد ہوا تہا جب تحقیق ہوا کہ ہنوز میرن اور فرقہ انگلشی کوئی مرشد آباد سے متحرک نہین ہے اور محمد قلی خان نے مع شاہزادہ کے دریاے کرم ناسہ پایاب عبور کیا ان سے ملنا مصلحت جانکر مسٹر امیٹ سے کہا کہ اتبک کسی نے میری خبر نہ لی مجھے تنہا تاب جنگ نہین اب آپکو کیا منظور ہے اور کیا کرنا ضرور ہے مسٹر امیٹ نے فرمایا اگر ہماری فوج آتی ہے بجاے خود مقیم ہین ورنہ چند منزل مشرق جاکر مقیم ہونگے تاکہ جو کچھ حکم کونسل صادر ہو ویسا تعمیل کرین اور تمہین بہی لازم ہے کہ بلطایف الحیل مین بسر کرو اگر کوئی حکم وہان سے آگئی بہتر ورنہ جو کچھ اوسوقت اپنے حق مین بہتر سمجھو عمل کرنا رام نراین نے جواب باصواب یا کہ طرفین مین سازش شروع کی میرن اور کرنیل ہابت جنگ کو اپنے ارادہ سے آگاہی دی کہ لڑائی کو آمادہ ہوچکے مگر تنہائی مین عہدہ برآئی دشوار اگر جلد عزیمت فرمائیے شرط رفاقت ملاحظہ کیجئے لکھہ بہیجا تہا اور فوج مغربی سے تحریر کے سلسلہ مناسب نہ جانکے لوگون کی زبانی اخلاص وعقیدت کے مضامین کہلا بہیجا تہا بندہ مورخ مع برادران و والدہ کے اوسوقت مین بڑے تردد سے بسر اوقات کرتا تہا مگر نقی علی خان جاگیر مین ایسے خوف وتردد سے بری تہا بندہ کی ہراس و وسواس کا سبب یہ تہا کہ بندہ کے والد کی رفاقت کی خبر میرن اور میر جعفر خان کو پہونچی بنا بر اپنی عادت جبلی کے میرن موشش طبع ہماری ایذا رسانی اور کنندگی بناے مرافقت پر آمادہ ہوا راجہ رام نراین

کو لکھا کہ محرک شاہزادہ اور مہیج اس فساد کا سید ہدایت علی خان ہوا ہے اور اوسکے لڑکے
جو یہان ہین اونہون نے اپنے باپ کو اس کام کی ترغیب دی ہے اونکی حراست سے غافل نرہنا
حالانکہ ہم لوگون کو مطلق بادشاہ اور محمد قلی خان کے ارادہ پر آگاہی نتھی بلکہ برسین گذرین
تہین کہ والد سے خط و خطوط بہی جاری نہ تھے کیونکہ اونہون نے مہابت جنگ کی قرابت
کے بعد جو کہ والدہ ماجدہ سے اعتماد تمام فرمانا کرشاہجہان آباد مین بطور امراکے نگاہ رکہنا عورتونکا
اور خرید کرنا لڑکیون کلانوت اور قوالون کا اور نیز اقربا سے لال میان کشمیری سے کسی
عورت کے ساتھہ نکاح کر لیا تھا مطلقاً ہم لوگون سے سروکار نرکہتے تھے سولہ برس
کی مدت مین کہ اکثر حکومت کر کے ہزارہا سوار و پیادہ ملازم رکہے اور ہر مہینے مین لاکہون کا
خرچ ہوتا رہا ہم لوگون کی خبرگیری ایک حبہ سے بہی نکی اور ہم لوگون کو بہی رزاق مطلق نے
مہابت جنگ کے گہرانے سے اتنا کچھہ صلہ وغیرہ دلایا کہ حاجت تکلیف دہی پدر کی نہوئی
اور نہایت کام و آرام اور عزت و آبرو سے بسر اوقات ہوتی تہی کہبی اگر ایسی ہی ضرورت
داعی ہوتی برسون کے بعد طرفین سے ایک خط آتا جاتا پس بندہ نے ایک خط بنام
رام نراین متضمن عذر خواہی تحریر کیا اور اوسمین یہی سب امر کہ اوپر حوالہ قلم کرچکا ہون درج کئے
رام نراین نے وہ خط پڑہ کر رکہ لیا اسی عرصہ مین بندہ بہی پہونچ گیا اور کہا خدا شاہد
ہے کہ اگر ہم کو کچھہ بہی ان امور مین دخل ہو اور والد کو کیا مقدور ہے جسکے اعتماد پر ایسا
ارادہ عظیم کرین اس فساد کا بانی محمد قلی خان ہے جو صاحب فوج اور قلعہ الہ آباد کا ناظم
اور وزیر کا برادرزادہ اور شجاع الدولہ کا برادر چچازاد ہے اور قطع نظر اس امر بالا کے تمام دنیا پر
روشن اور ظاہر ہے کہ ہمکو مدت سے والد کے خط و کتابت سے غرض نہین یہ سررشتہ
بالکل مفقود ہے ہم لوگ کسیطرح اس بارہ مین مجرم نہین اگر آپ کے ولینعمت ہماری
قید و بند ضرر رسانی مین ہین اور آپکا بہبود ہو ہم حاضر ہین ہمین اب بہی تاب مقاومت
نہین جو کچھہ منظور ہو تعمیل کرو رام نراین اور میر لید سردار و غہ ہرکارہ نے جو اعظم ارکان
عظیم آباد مین تھا اور رام نراین بہی اوسکا مطیع تھا فرمایا کہ آپ دلجمعی رکہین اور ہرگز ایسا امر خیال مین
نہ لائین ایسے کچھہ غرض نہین ہے بندہ نے پہر کہا کہ اسوقت آپ ایسا فرماتے ہین اگر میرن ایذا ضرر رسانی پر
مائل ہوا تو پہر آپ سے کیا حمایت ہو سکتی ہے اونہون نے جواب دیا کہ آپ اس طرف سے
مطمئن رہین اگر حمایت کر سکین گے دکہلا دینگے ورنہ آپکو سلامت نکال دینگے بندہ نے

شکر حق شناسی ادا کیا اور ہمراہ رام نراین کے تھا کہ شاہزادہ اور محمد قلی خان کے پہونچنے کی
خبر پہونچی والد مرحوم مع منیر الدولہ کے حسب الحکم شاہزادہ متصل بنارس شاہزادہ سے ملحق
ہوگیا اس خبر سے بھی رام نراین کو اطلاع ہوئی اسوقت تک کوچ بنگالہ کی خبر نہ ملی تھی اور
مسٹر امیٹ بھی چند انگلشی سے جو کوٹھی عظیم آباد میں تھا بجرہ کی سواری پر کہ مثل برق تیز رفتار ہوتی سوار
ہوکر تیس کوس عرب ویہ چلا گیا اور کوٹھی اسنے ملازمین تلنگہ کے سپرد کر گیا اور نیز سفارش حفاظت کوٹھی
کی رام نراین سے بھی کر گیا جب رام نراین نے یہ کیفیت دیکھی شاہزادہ سے صلح کا قاصد
ہوا اور مرلیدہر کی رائے پر چھوڑا مرلیدہر شاہزادہ کی اطاعت پر راضی نہوتا تھا اور افواج
انگلشی سے افواج مشرقی کو بنا بر اتفاق کے مناسب جانتا تھا اور فی الحقیقت ایسا تھا مگر
رام نراین دبدبہ شاہی کو سنکر بسبب عدم آگاہی کے ڈرا اور بعد ملاقات کے نادم ہوا جیسا کہ
ذکر ہوتا ہے مخفی نرہے کہ مرلیدہر باوجود کور استعدادی کے عجب برہمن پر فطرت اور متین اور
صائب رائے اور سرانجام امور ملکی اور مالی میں بے نظیر اور نہایت جوانمرد اور دلیر تھا
الا خباثت بھی مزاج پر غالب تھی اور روپیہ بسیار جمع کرنے کی زیادہ حرص تھی القصہ جب
اوسکا ارادہ مصمم ہوا بندہ کو خلوت میں طلب کر کے کہا کہ شاہزادہ کے لشکر میں جاکر والد کی
وساطت سے شاہزادہ کو میرے حال پر مہربان کرو اور شاید کہ دوسرے شخص کو محمد قلیخان
کے پاس بھیجا ہو مگر مجھے اطلاع نہیں اور تاکید کی کہ راجہ مرلیدہر اور کوئی اس راز سے
ماہر نہولے اسی گفتگو میں تھے کہ راجہ اپنے حقوق والد کو یاد دلا کر تاکید راز داری کرتا
تھا کہ مصطفی قلی خان برادر محمد ایرج خان آگیا چونکہ یہ شخص مامور تھا کہ بلا اجازت و تعرض
جسوقت چاہے آیا کرے اور ہنوز یہی قاعدہ مسلوک تھا لہذا کسی نے تعرض نکیا اور
اوسنے آنکر دیکھہ لیا کہ راجہ میرے کان میں اور پیرزادہ کچھہ کہ رہا ہے اب راجہ نے مخفی کرنے
مین موجب رنج سمجھکر اوس سے بھی سب ماجرا کہدیا اور کہا کہ تم بھی جو کچھہ سمجھو خانصاحب
کو تعلیم کردو اور بندہ کو مرخص کر کے فرمایا کہ اس راہ سے خیمہ مرلیدہر اسے نہجا سکے
اور باقی پور کی راہ سے جلد نکلجائیے مصطفی خان نے بندہ کے خیمہ تک ہمراہ آکر اپنے
ہوشنک دوانی اور آشفتہ کرنے فوج بنگالہ اور ترغیب رفاقت شاہزادہ کے کرنے
مین کیفیت ظاہر کی اور نہایت سماجت سے اخفا کو عرض کیا راجہ رام نراین نے تھوڑا
زادراہ بندہ کو کسی معتمد کے ہاتھہ بھیجدیا بندہ نے سید علیخان اور غالب علی خان

اسپنے بہائیون کو رقعہ لکھکر والدہ اور اون لوگون کو بہی اطلاع دے دی دونون بہائی
بہی بہ آرزوے ملازمت پدر بندہ کے پاس آپہونچے بندہ مع اونکے روانہ ہوا راستہ
مین ورود شاہزادہ کی خبرین پہونچتی رہین بندہ جب اردول آیا معلوم ہوا کہ شاہزادہ
کی طرف سے مدار الدولہ اور محمد قلی خان کی جانب سے میرزا محمد علی مع سو ہاتہیون کے
مع سو سوار کے برسم رسالت راجہ رام نراین کے پاس جاتے ہین بندہ کو نہایت
حیرت ہوئی کہ باوجود محرمیت والد کے اور نیز واقف کاری اس دیار کی دوسرون کو
رسالت ہوا کس وجہ سے ہے اون مین سے کسی نے پوچھا کہ کون ہے کہان
جاتا ہے لوگون نے نام و نشان بتلایا مدار الدولہ نے سلام کہلا بہیجا خیریت مزاج
دریافت کی جواب دیکر پٹنہ کو بڑہے شمشیر نگر کو پہونچے وہان سنا کہ علی نقی خان
بہی والد کی خدمت مین آیا ہے بندہ کو رنج ہوا کہ اس عزیز نے ناحق اپنے کو
ناظم بنگالہ کے روبرو بدنام کیا ساعتی روز باقی رہا تھا کہ لشکر شاہزادہ مین جو
داود نگر کے میدان مین مشرق رویہ پڑا تھا ہم لوگ پہونچے تہوڑی رات گذری تھی کہ
والد کی قدمبوسی سے سرفراز ہوے دونون طرف سے سلسلہ کلام شروع ہوا
معلوم ہوا کہ والد صاحب بنا بر ترفع کے جو اپنے نفس مین رکھتا ہے بطور مدار الدولہ
اور منیر الدولہ وغیرہ کے محمد قلی خان سے پیش نہ آیا اور مدار المہام مذکور سے اجنبیت
محض رکھتا ہے اور شاہزادہ مع لشکر اور اپنے عملہ کے قبضہ اقتدار محمد قلی خان مین
تھا اور کیونکر نہو کہ یہ بنا ہے اوسکی ڈالی ہوئی ہے بندہ کو یہ خیال خلاف مصلحت معلوم
ہوا والد سے التماس کیا کہ جب اسطرح یہ حال ہے تب آپکی تشریف آوری سے بجز
ہماری آشفتگی اور برہمی وجہ معاش اور نکل جانے محالات جاگیر کے اور کیا فائدہ ہوگا معلوم
ہے کہ کوئی عقدہ کشائی نہوگی اور اس جواب آشفتہ سے جو کہ بندہ نے گستاخانہ عرض کیا
نہایت آشفتہ ہوا لیکن درحقیقت متنبہ اور متاثر ہوا اب وہ بات جاتی رہی کہ تدارک ہو
اور محمد قلی خان کو تابع راے اور مطیع کرے طرفہ یہ کہ چونکہ شاہزادہ نہایت سادہ تہا اوسکی کو
حرکت جو برخلاف محمد قلی خان کے سرزد ہوتی وہ والد وغیرہ کے منافقون کی تحریک سے
جانتا لہذا ایک روز کے والد مع منیر الدولہ اور بندہ کے محمد قلی خان سے ملاقات کو گیا
اوسنے کنایتاً شکوہ شروع کیا اوسیطرح ادہر سے بہی دربردہ عذرخواہی کی گئی رفع

غبار ہوا لیکن جو لوگ کہ سوال و جواب کو راجہ رام نراین کے معین ہوئے تھے اوسوقت مین
اونکا تغیر مناسب اور ہنوز نہتھا او نمین سے میرزا اسحق کشمیری مخاطب بامیر قلیخان جو واسطہ
سوال و جواب تھا اور محمد قلی خان کے مزاج مین دخیل اور اپنے شعور پر مغرور تھا اسکی
سفاہت اور نیز اوس اعتماد سے جو کہ محمد قلی خان باوجود اوسکی نادانی کے اوسکا کرتا تھا
محنت اور جان اور مال محمد قلی خان کا برباد ہوا بیت ہمنشین تو از تو بہ باید بود تا ترا عقل و دین
بیفزاید ✽ القصہ راجہ رام نراین فوج شاہزادہ کی خبر سنکر جس باغ مین کہ خیمہ زن تھے
وہان سے اوٹھکر حصار عظیم آباد مین آیا اور برج و بارہ کی مضبوطی مین مصروف ہوا
اور ہر طرف سرداران مناسب کو مقرر کیا بعد ازین مدار الدولہ اور میرزا محمد علی اور میرزا اسحق
بالاتفاق پہونچے شہر کے دروازہ پر آبادی سے دور کسی میدان مین منزل گزین ہوئے اور بعد
اجازت تین چار سوار سے داخل حصار ہوکر ملاقات کی رسوم متعارفہ کی عمل ہوئی گفتگوے
مدعا شروع ہوئی اور انہون نے اور بہی شان و شوکت شاہزادہ کی اور نیز محمد قلی خان کی اس
آن وبان سے بیان کی کہ راجہ رام نراین سابق سے زیادہ مسلوب الحواس ہوگیا اور حاضری کو
راضی ہوا اور استدعاے امان کی فرستادہ لوگون نے کاغذ دستخطی پسران محمد قلی خان کا لیجاکر
سپرد کیا جب اوسکو دلجمعی ہوئی اور ہنوز افواج مشرقی کی کچہ خبر نہ آئی ساعت معہود کو ہمراہ
مدار الدولہ وغیرہ سرداران محمد قلی خان کے جو اوسکے لانے کو گئے تھے اطراف پہلواری مین
محمد قلی خان کے مکان مین آیا شاہزادہ نے حسب الاشعار محمد قلی خان نے خیمہ و خرگاہ فرش
و اشیاے موجودہ سے آراستہ کرکے امرا و ارکان کو گرد جمع فرماکر بڑے تجمل و احتشام سے
تخت نشین ہوا بندہ نے قبل اسکے ورود کے ایک روز والد سے عرض کیا تھا کہ راجہ رام نراین
نہایت عیار ہے ابہی شاہزادہ کا نام سنکر ارادہ حاضری پر عازم ہے جب یہان آیا اور
حال ملاحظہ کیا اور واپس مفلس گیا پہر نہ آویگا لہذا مناسب ہے کہ یہان آکر رخصت معاودت نپاوے
چونکہ اونکا کچہ اختیار نہ تہا آشفتہ ہوکر فرمایا کہ خاندان تیموریہ مین ابہی تک کسی سے دغا
نہین ہوئی بندہ نے کہا کہ بندہ کب دغا کو کہتا ہے جو عہد کیا ہے اوس سے تجاوز نفرمایے
راجہ رام نراین کو ہمراہ لیکر داخل حصار ہوجیے اس صورت مین بہی وہ ناچار رفیق ہے
اور افواج مشرقی اس حال کو دیکہکر سمجہہ بوجہہ کر قدم بڑہاوینگے تب اونہون نے فرمایا
اسکا اختیار محمد قلی خان کو ہے بندہ نے کہا اوس سے اطلاع دیجئے اونہون نے جوابدیا

جب وہ مجھے نہین پوچھتا ہے مجھکو کیا غرض ہے کہ اوسسے مصلحت دون بندہ نے تنگ ہوکر کہا
کہ اس معاملہ سے تنگ و نا امید ہو اور افسوس کرنا ہوگا اگر دخیل معاملہ ہونا نامنظور ہی
تو کیون شریک ہوئے تھے والد ناراض ہوئے بندہ خاموش ہوا دوسرے روز جو یوم ملاقات تھا
بندہ بھی ہمراہ والد کے حاضر دربار اور نگران اخبار ہوا تا آنکہ راجہ رام نراین کے پہونچنے کی خبر محمد قلیخان
کے مکان مین اور خلوت مین ملاقات ہوئی اور ارادہ حضوری کی ہمراہی ہمہ گرگوشش زد ہوئی بندہ
نے بیتاب ہو کہ منیر الدولہ وغیرہ سے صلاح مذکورہ کو کہا اونہون نے اپنی معذوری بیان کی تا آنکہ
محمد قلی خان نے راجہ کو بیرون کے باہر چھوڑ کر مشرف ملازمت ہوا اور دست چپ کی طرف بضابطہ
وزارت مع بیرم خان اور مدار الدولہ اور یحیی خان ولد زکریا خان وغیرہ ہمراہیون کی استادہ
ہوا اور والد بضابطہ بخشی گری مع منیر الدولہ اور بندہ اور دیگر برادران بندہ اور امرا اور رفقای
کی دست راست محمد قلی خان نے بمجرد قیام راجہ کا مذکور پیش کیا کہ ایک شخص ہندوؤن مین مسلسل
وہوشیار نہین دیکھا فارسی زبان بہت درست اور اوسکے فحوای کلام سے فراست برستی ہے
بندہ نے اپنی دیوانی مع نیابت الہ آباد کے اوسکو دی میری گفتگو نہین معلوم شاہزادہ کے گوش
ہوش مین کسطرح جا پذیر ہوئی شاہزادہ نے فرمایا کہ اسقدر اعتماد ایک ملاقات پر کیونکر ہوگیا
مدار الدولہ نے اوسکی خوبی وفا اور حسن اخلاق اور رسوخ عقیدت کی داد دی مرزا اسحق نے
درمیان سے نکلکر اوسکے تصدیق کی ان لوگون نے دو تین ہزار روپیہ نقد کی طمع اور نیز راجہ کے
روغن تمارزنے سے اسقدر مبالغہ کیا ہو مگر افسوس تو یہ ہے کہ محمد قلی خان اور شاہزادہ وغیرہ
دو لنجواہ سے نے یہ نکیا کہ گرد داسنے حصار مین جاکر فرمان بری نکرے تو تم لوگ کیونکر عہدہ برا ہوگے بعیت
جبان ہونے جرأت کا رستم سے کام ہکر ی لپشتہ ناتوان کیا تمام ہوا القصہ تہوڑی دیر مین راجہ رام نراین حضور مین
آیا اور جو آداب و کورنش کہ تمام عمر ندیکھی تھی کرنا چرا زنگ فق چہرہ خشک لب سخت ہو پہنچا یہ یاد نہین
کہ شاہزادہ نے خود یا مدار الدولہ نے نذر کی اشرفیان آپنے ہاتھہ مین لین محمد قلی خان نے
حسن ارادت کا بیان کرکے استدعاے مرحمت فرمائی خلعت کے لئے شاہزادہ نے حکم دیا
راجہ رام نراین کو لیجا کر خلعت بے بہای اور سرپیچ اور جیغہ مرصع مع پر کلگی عقار جو کہ مخصوص
شاہزادون کو تہی مرحمت ہوا مر لیدہر تو اس شراکت مین نہ آیا احمد خان قریشی اور مصطفی قلیخان
اوسکے ہمراہی سے شرف یاب ملازمت ہو کر خلعت چار پارچہ اور تین پارچہ کے حاصل کی لیکن
رام نراین جسنے اسقدر تکلیف کبھی نپائی تھی خستہ و حیران ہوا بعد ازان جب تھوڑی دیر کھڑا ہوا

اور ہوش و حواس درست ہوئے نظر پیچھے کو کر کے شاہزادہ کی خلاکت اور امرا اور روساکی لٹ
کی پریشانی جو بروقت ورود دیکھی تھی نہایت شرمندہ ہوا کہ ناحق کو آیا بندہ کو اوسکی پیشانی
سی موجب انفعال معلوم ہوا بعد چند گھڑی کے محمد قلی خان مع راجہ رام نراین کے مرخص ہوکر
اپنے مکان کو گیا وہان جا کر خدا معلوم کیا سوا دسے خام کا جوش کہایا کہ جنید بدام امدہ کو رخصت
دی جو معتمد اوسوقت حاضر تھا کہتا تھا کہ راجہ رام نراین علیحدہ خیمہ مین آرام پذیر تھا لیکن
محمد قلی خان کے خیمہ سے نہایت متصل مرزا محمد علی مولوی کو جو مدار الدولہ کے باتفاق راجہ مذکور
کی لانے کو گیا تھا طلب کر کے محمد قلی خان نے کہا کہ راجہ رام نراین سے جا کر کہو کہ صوبہ بہار
یعنی مرزا حسن اوسکی بہائی کا تھا تمکو دونون صوبہ کی دیوانی مبارک ہو اور مرزا اسحق کو بہی
ہمراہ کر دیا دونون نے عرض کیا کہ ابہی یہ کلام کرنا مناسب نہین آزردہ ہوا خواصی کو بہیجکر بندہ
کو طلب کیا جب وہ آیا خود بدولت نے وہی کلمہ مبارکباد سنایا اوسنے بہی براہ دانائی سر
جہکا کر مبارکباد عرض کی قریب شام کہ ایک گھڑی دن باقی تہا محمد آفاق کو توال عظیم آباد کو جو
اوسکے ہمراہ تہا محمد قلی خان کے پاس بہیجکر پیغام دیا کہ صبح سے کچہ کہانا نہین ہوا استحال بندہ
جاتا ہے اوسنے جواب دیا مبارک بعضون نے وہی صلاح جو بندہ نے مذکور کی تہی عرض کی اوسنے
انکار کیا کہ بدعہدی ہے لوگون نے کہا بدی نکرنا چاہیئے اور قلعہ مین داخل ہونا معقول نہین ہوا
اوسنے ہرگز قبول نکیا اور کہا کسکی مجال ہے جو ہماری شمشیر کے روبرو کہڑا ہو جیسا نصیبا اور
اقبال تہا جو بہرا ہوکسی کا نہ خوش کہنا اوسنے سنا جب راجہ وہاںسے برآمد ہوا حسب الحکم محمد قلی خان کے ایک شخص
اوسکے ساتھ فیل سوار باتفاق قاصد عظیم آباد ہوا چند قدم جا کر عذر کیا کہ بندہ ہندو ہے اور
اور مسلمانون کے ہمراہ پانی تک نہین پی سکتا مادہ فیل عماری دار طلب کر کے اوسپر سوار ہوا
اور پانی پیکر طایر خیال کیطرح پرواز کنان ہوا بیت روان کیا ہوا گویا طایر ہوا * پرندہ کوئی جو
قفس سے چہپا بمجرد قلعہ مین پہونچنے کے حکم دیا کہ برج بارہ کی خوب حفاظت ہو اور ہر محمد قلی خان
بے خبر اپنے غرور مین مست لہو لعب مین مصروف ہوا گویا جانتا تہا کہ راجہ مذکور نوکر فرمان پذیر
ہی ہر روز احکام بے سروپا مرزا اسحاق اور پیادون کے معرفت بہیجا تہا راجہ نہضت فوج
افواج بنگالہ کا منتظر تہا تا آنکہ بعد دو تین روز کے تحویل آفتاب کے برج حمل مین معین
ہوئے اور لوگ منتظر امتحان ہوئے کہ راجہ رام نراین نذر عید نوروز گذراننے کو آتا ہے
یا نہین اگر آیا موجب ترقی اقبال ہے ورنہ جو کچہ محمد قلی خان کے * چاہیے محض و ہم

خیال تاآنکہ روز نوروز جلوہ افروز ہوا راجہ رام نراین نے شاہزادہ اور محمد قلی خان کے نذر کو اشرفی مع بیضہ ہاے مرغ کے کہ سادہ اور نقش دار رنگین تھے اور نیز دیگر ہر قسم کے حلوا اور لوزات ورق طلا مین آرایش دیکر ارسال کئی اور اپنی عدم حاضری کا عذر بسبب اشغال کار سرکار کے کر بھیجا بازاری تنک تو یہ افواہ کرنے لگے کہ اب راجہ رام نراین نہ آویگا مگر محمد قلیخان ابلہ ابتک اوسی عہد و پیمان پر معتمد تھا جب نوروز بھی گذرا اور شاہ و وزیر کو لہو لعب سے خاطر خواہ فرصت میسر ہوئی ارادہ کیا کہ وہان سے کوچ کر کے شہر کے شرقی رخ نزول کرین چونکہ راہ مختصر کوچہ و بازار مین تھی راجہ رام نراین نے پیغام دیا کہ فوج سرکار اکثر مغلیہ اور یہان کی لوگ اونکے دیکھنے سے مخوف ہین سوا لشکر شاہی کے لچے ہنگام عبور کسی رعایاے شہر پر تعدی کرین اور نجباے شہر حفظ آبرو کو کچھ جسارت کراوٹھین تو فساد عظیم برپا ہو جاویگا مناسب ہے کہ عملہ حضوری مع داروغہ بیلداران اینجانب کے کہ وہ بھی ملازم سرکار ہین شہر کے جنوبی طرف سے زمین جگہ مین جو خشک پڑی ہے واسطے توپخانہ سرکار اور ارابہ بار سرداری کی راہ درست کر دین اور خود بدولت مع لشکر کے اوسی راہ ہو کر جعفر خان کے باغ مین داخل ہون محمد قلی خان نے یہ راے پسند کی ابتک راجہ کی فرمان برداری اسکے ذہن مین مرتسم تھی تاآنکہ چند روز باغ جعفر خان مین بھی گذری اور آمد رفت پیادون کی بطلب کاغذ جمع خرچ صوبہ کے جاری رہے بلکہ پیادل لوگ کبھی کبھی شدت و تاکید بھی کرتے تھے راجہ اپنے لشکر کی انتظار پر سخت و سست کی برداشت کرتا تھا اوسیوقت مین میرن ولد اکبر میر جعفر خان کے کوچ کی خبر مع کرنیل کلیف ثابت جنگ اور جماعہ انگلشی کے راجہ رام نراین کو پہونچی اور ادہر سے محمد قلی خان کے بھی سخت تقاضا ہونے لگے تب تو راجہ رام نراین اور مرلیدہر کے حوصلہ نے تنگی کی نہایت زجر او رتوبیخ سے محمد قلی خان کے لوگون کو شہر سے نکال دیا ارادہ راجہ رام نراین کا تھا کہ چند روز اور بھی رفق و مدارا مین بسر کرے تاکہ فوج انگلشی اور میرن آجاتے مگر مرلیدہر کو تاب نہ آئی دفع بدمنطنگی آقا اور بدنامی اپنے کا بیچ جنگ کے کتنے دنون سے دیکھا تھا والا بیشبہہ ان احمقونکو چندے اور بھی سخنان دلاویز سے مفتون کر کے غافل کرتا تاکہ افواج انگلشی پہونچتی کو تنہائی گستاخی انکی قرار واقعی ہو جاتی —

ذکر کھل جانا راجہ رام نراین کے فریب کا جو محمد قلی خان سے کیا تھا اور محاصرہ کرنا

افواج مغربی کا حصار عظیم آباد کو بد سلیقگی سے اور خایف ہو کر برگشتہ ہونا بادشاہ اور وزیر کا سوء تدبیر سے

بیت ہرچہ دانا کند کند نادان * لیک بعد از خرابی بسیار * جو کہ دانا کرین کرین نادان * ہون خرابی مین جیسے بہت حیران * کیا خوب ہے اول عقلمندون نے صلاح دی کسی کی نہ سنی اپنی عقل پر اعتماد فرمایا آخر وہ نوبت ہوئی کہ افسوس ہی ہاتھ لگا جب راجہ رام نراین نے اسکے آدمیون کو شہر سے نکال دیا اور پیغام دیا کہ آپ نے کیا سمجہا ہے جو ایسا تحکم کرتے ہین ہم آپکے نوکر نہین کہ محاسبہ دیوین ناظم بنگالہ کے مطیع ہین تم ہمارے مہمان تھے ایک ملاقات اور ضیافت کر دی اب جسمین اپنی بہتری سمجھو کار بند ہو محمد قلی خان اس پیغام سے نہایت اوچہلا اور بے پیر کی لینے لگا کہ کل صبح اس بدباز کو ایک ساعت مین اسیر پنجہ غضب کرتا ہون اور شاہزادہ کو پیغام دیا کہ کل فردای قیامت ہے فوج سرکار بہی مددگار ہو شاہزادہ نے والد بندہ اور دیگر رفقا کو حکم دیا کہ صبح طیار رہو کہ تابع فرمان مدار الدولہ ہون یحی خان ولد زکریا خان جو کہ خواہرزادہ اور داماد قمر الدین خان وزیر کا تھا بمجرد استماع حکم اپنی جہالت ظاہر کی اول شام سے مع ہمراہیون کے ہتیار بند ہو کر حیدر نواز خان مرحوم کے باغ کے متصل جہان کہ والد ٹہرے تھے گیا اور بزعم خود گویا مورچہ بندی کی یہ نہ سمجہا کہ بے موقع تکلیف کھینچنا کیا ضرور القصہ جب صبح ہوئی حسب الحکم کل لوگ مسلح ہو کر دربار شاہزادہ مین حاضر ہوے اور ہمراہیان محمد قلی خان اوسکے دولت سرا مین آے بندہ بہی والد کے ہمراہ شاہزادہ کے دربار مین گیا ہر ایک نے جنگ کی رخصت پائی میدان کی راہ لی میر حسین خان خواہرزادہ ذو الفقار جنگ جو محمد قلی خان کے رفقا مین بزعم خود سپہ سالار تہا مع اپنی جمعیت کے راجہ رام نراین کے باغ مین جا کر کہڑکی رانی کے مقابل اقامت گزین ہوا اسیطرح ہر ایک نے بجاے مناسب روبروے حصار کے جگہ لی والد مرحوم مع رفقاے قدیم وجدید کے مقابل برج نخاس کی طرف میدان مین استادہ ہوا ہمراہیان شاہزادہ مین بہی جو لوگ کسیقدر اسکی خدمت مین توسل اور اخلاص رکہتے تھے والد کے رفیق ہوئے اسی عرصہ مین عبد الوہاب خان بندہ کے چچا خورد جو سن وسال مین برابر تھے بہاگل پور سے باوجود ممانعت پسران محمد قلی خان کے جنکی رفاقت مین تہا بہ آرزوے ملاقات والد بندہ اپنے بڑے بہائی سے قدم بوس ہوا اور کہا کہ جملہ متعلقان کو ہمراہ لایا ہون اور باغ لون گولہ مین جو مقبرہ والد ہے

فرودگش کرایا ہے اب کہ معرکہ جنگ گرم ہوا اندیشہ ہے کہ بیرون حصار آشوب برپا ہو پس ایک
بیرق لطف فرمائیے تاکہ مردمان سرکاری اوسکی شناخت کرکے متعرض حال نہون حسب
التماس تعمیل ہوئی لیکن بندہ کو اطمینان نتھا بندہ نے کہا بہتر تو یہ ہے کہ یہین پر متعلقان کو
لائیے مگر عذر چند کرکے میری بات نمانی اور قلعدار کو مع بیرق والد نے ہمراہ لے گیا اور
وہان پر ٹہلا کر بہائی کی رفاقت اور بندہ کی اعانت کو پھر آکر کے ہمارا شریک ہوا تھوڑی
دیر کے بعد حصار سے ہم لوگون کی طرف گولا برسانی شروع ہوئی راجہ رام نراین نے
ابتداے جنگ کی اور جدہر جدہر قلعہ کے روبرو فوج تھی اوسی طرف قلعہ سے آتشبازی
شروع ہوئی علی الاتصال گولون کی بارش ہوئی تھی ہم لوگون کے سرون پر سے نکلی جاتے
تھے باغ راجہ رام نراین کی طرف جو دیوار حصار سے متصل کٹرکی رانی مین تھا میر محمد حسین خان
وہان پر بیٹھا ہوا یورش کی راہ ڈہونڈہ رہا تھا اودہر کو ہماری طرف سے زیادہ بارش تفنگ
و توپ ہی تھی تا آنکہ محمد قلی خان بہی فیل سوار ہمارے نزدیک پہونچکر استادہ ہوا مرلید برج نخاس
پر تھا اودہر کا انتظام اوسکے حوالہ تھا کثرت ہجوم اور سامان جاہ و احتشام اودہر کو دیکھکر سمجھا
کہ برج کے مقابل محمد قلی خان یا کوئی ذیشان عمدہ لوگ استادہ ہوگا گولہ انداز کو تحریص کی
کہ اس ہجوم مخصوص فیل سوار پر گولہ مارا چاہیے وہ بہی اس نشانہ مین نہایت ساعی ہوا
لیکن اکثر گولی ہاتھی کے ادہر اودہر یا ہم لوگون کے سر پر سے نکل جاتی تہی چنانچہ ایک گولہ
کسیقدر بندہ کے سر پر سے اونچا گذر کر قریب ہی گر گیا بندہ نے اس جرأت بیموقع سے
ناخوش ہوکر والد سے جو کہ تہوڑے فاصلہ پر پالکی پر سوار کھڑا تھا عرض کیا کہ نشان توپ پر
جو ہم لوگ استادہ ہین کیا سود ہے فرمایا کہ اور میدان عمدہ میری نظر مین نہین بندہ نے
عرض کی کہ سالار لشکر سے ملتمس ہونا چاہیے کہ اگر بفائدہ یورش منظور ہے قلعہ کے روبرو حاضر
آؤ اور خود بدولت سوار ہین پس درنگ کیا ہے اوٹھہ دوڑیئے تقدیر مین جو ہوگا ہو رہیگا
اور اگر بضابطہ عقل لڑنا ہے تو ایسے قلعہ کا محاصرہ نہین ہوتا ایک تو صوبہ دار کے پاس تین چار ہزار سوار
اور دس بارہ ہزار پیادہ برق انداز مع چند توپ وغیرہ اسباب حرب کے حاضر ہین علاوہ اسکے
تمام شہر کے عزت دار بپاس آبرو بلا نوکری اوسکی رفاقت مین آمادہ ہین اگر قلعہ مین بہی دخل ہوا
جنگ عظیم کا خیال سنئے ادہر سے جو فوج محاصرہ پر ہے ایسے دیوار قلعہ متعذر اول جو صلاح
تھی وہ نامسموع ہوئی اب کہ لڑائی درپیش ہوئی اسطرح مقابلہ بہی محض خلاف ہے بلکہ چاہیے

کہ ہر طرف سے لوگون کو طلب کر کے بہیئت مجموعی راہ متعارف سے اندرون قلعہ بہرا ہے اور نارام
تمام وفوج وسامان کے قلعہ بادشاہی کے قریب مرید خان کے صوبہ بین لب دریا پہونچکر سواران
لشکر کو پیغام کیجئے اور مستعد یورش ہوجیے تبری توپون کو مقابل دیوار پختہ قلعہ کے جسمین خشت و
چونہ کا کام ہے اگرچہ دو سو برس سے زیادہ رہیگی مگر مطلق پختہ اور استحکام نہین رکہتی پوشیدہ
اکثر نہین نکل گئین اور دیوار ہے بلند اور خشت سے کہنہ پس حکم دیجئے کہ داغین یقین ہے
کہ چند شلک مین کام ہو دیوار مسمار ہو کر زمین سے ہموار ہوجائیگی یورش کی راہ کہل جاے اوسوقت
پیادہ برق انداز کو روبرو کر کے باڑہ کرتے ہوئے یورش کیجیے انشاء اللہ صورت فتح و ظفر نمودار
ہو والد قاصد اظہار ہوا تہا کہ خود محمد قلی خان جاے استقامت سے مغرب کو روان ہوئی
اور ہم بھی مع والد کے پیشتر کو گام فرسا ہوئے بارے برج تخاس کا نشانہ بند ہوا محمد قلی خان
دادس مکان پر استادہ ہو کر کسی کو بہیجکر والد کو روبرو بولایا جب وہ پہونچا اپنے ہمراہ
ہاتہی پر سوار کر لیا تہوڑی دیر کے بعد والد نے بندہ کو طلب کیا بندہ نے بڑہ کر سلام کیا
والد نے کہا کہ نوابصاحب کا ارادہ ہے کہ تمہین برسم سفارت راجہ رام نراین کے پاس
بہیجین بندہ نے کہا حاضر ہون مگر اسوقت بین کہ وہ محصور اور قلعہ سے بجز تیر و تفنگ ایک
صدا نہین آتی عبور کیونکر ہو سکتا ہے محمد قلی خان نے ایک شخص کو روبرو طلب کر کے
فرمایا کہ یہ شیخ حمید الدین جماعہ دار کے بہائی اور میرے رفیق ہین رات کو بتقریب دعوت
شیخ مذکور کے گہر قلعہ مین گئے تہے اسوقت وہان سے آتے ہین راجہ رام نراین شیخ کی
روبرو کہتا تہا کہ مین اسکے ملازمت کر کے ناظم بنگالہ کے روبرو بدنام ہوا باوجود اسکے نواب
ذ میرے استقبال پر کمر باندہی قلعہ گہیر لیا ہے لہذا حمید الدین نے پیغام بہیجا ہے کہ اگر اوسکی
تقصیر معاف ہو بندہ متعہد ہوتا ہے کہ اوسکو پہر حضور مین لائے پس تمکو جانا چاہیئے اور کہنا
چاہیئے کہ اب بہی اگر دراخلاص و عقیدت سے حاضر ہو تم اپنے عہد پر استوار ہین بندہ نے
کہا اگر یہ سخن راست ہے کیون اوسنے اپنا آدمی بہیجکر ابلاغ پیغام نکیا جو شخص روبرو آکر کہڑا
تہا اوسنے جواب دیا کہ یہ پیغام اوسیکا ہے کہ شیخ حمید الدین کو دیا تہا اور شیخ نے مجہے
بہیجا محمد قلی خان نے کہا ہمارا کیا نقصان بعد تمہاری واپسی کے اوسکا جہوٹہ سچ ظاہر
ہو جائیگا بندہ نے کہا اچہا بندہ جاتا ہے مگر نواب صاحب مع فوج کے یکسو ہون تا کہ وہ بہی
گولہ اندازی آتشبازی موقوف کرے اور راہ عبور کی ملے اوسنے جوابدیا کہ جب تک وہ جنگ

موقوف نکریگا اودہر سے بہی خاموشی ہرگز نہوگی بندہ نے کہا کہ اس امر مین وہ بادی نہین
جب حضور کی فوج نے محاصرہ کیا تب اوسنے بہی مدافعت پر کمر باندہی اگر ذرا غفلت کرتا ملازمان
حضور بلا تامل برج بارہ پر چڑہ کر اوسکا کام تمام کر ڈالتے اور بندہ ایسی گرم بازاری تیر و تفنگ
مین کیونکر جا سکتا ہے شخص حاضر نے کہا کہ اچہا بندہ لیچلے بندہ نے کہا کیا مضایقہ القصہ اوسکے
ہمراہ ہو لیا وہاب علیخان عموی بندہ نبابر اخلاص رفیق ہوا شیخ مذکور جو میرے پہونچانے کا حضور
راجہ رام نراین مین متعہد ہوا تہا عبور راہ مین تیر تفنگ سے اپنی محافظت کرتا ہوا جاتا
تہا اور بندہ بہی اوسکے پیچہے پیچہے قدم زن تہا تا آنکہ باغ راجہ رام نراین مین جہان
میر حسین خان کا مورچہ اور چند ہزار کا مجمع تہا پہونچکر توقف کیا کیونکہ وہان سے نکلنا
نہایت دشوار تہا باغ کی دیوار نہایت متصل حصار ہے اور اوسکے بعد کوئی آڑ نتہی جسکی پناہ
مین قدم زن ہو بندہ نے تہوڑی دیر کے بعد شیخ رہبر سے تاکید پیشروی کی وہ شیخ متحیر ہوکر
عذرخواہی کرنے لگا کہ راہ دہونڈہ لین تب چلین مینے کہا کیا مضایقہ بندہ تمہارے ہمراہ
ہی جہان جاو سایہ سان دنبال ہے آخرکار لاچار ہوکر نہایت الحاح و سماجت سے اپنے
خدمتگار کو کہا کہ راہ کی جستجو کرے اوسنے اودہر اودہر دیکھکر معذرت کی شیخ ابلہ نے پانچروپیہ
انعام دیکر کہا کہ راہ بتا نا کرے خدمتگار نے لاچار ہوکر کہا کہ ایصاحب جان سب کو عزیز ہے
ایسی حالت مین روپیہ کے طمع سے جان جوکہون مین نہین پہسونگا بندہ بہی آدمی ہے
آپکو اپنی جان عزیز ہے کیا میرے گوشت پوست نہین یہ جواب جبکہ پایا مخصوص میرے روبرو
شیخ جی نہایت نادم ہوکر بولے خیر اب لوٹنا چاہیئے مینے کہا کہ بندہ تو آپکی ہمراہ رکاب ہی جہان آپ جاینگا وہان جاونگا
جو شیخ خجالت سے پہرا اور پاس محمد قلی کے آیا اوسنے پوچہا کیا گذرا مینے جواب دیا شیخصاحب سے استفسار
فرمایئے محمد قلی خان حال دریافت کرکے خاموش ہوا شیخ جی نادم کسی گوشہ کو سدہارے
بندہ نے وقت عصر تک ان نالائقون کی سعی اور تردد کا ملاحظہ کیا آخر روز اپنے قیامگاہ کو وارد
ہوا میرے بعد تہوڑی دیر مین والد وغیرہ سرداران فوج بہی آکر منزل گزین ہوے مگر
محمد قلی خان کی فوج اور جماعہ داران ملازم شاہزادہ کی تمام رات قلعہ اور اپنے توپخانہ ہمراہی
وغیرہ کی حفاظت کی اور دونون لشکر کے لچون اور فاقہ زدون نے جوکہ خارج حصار سے جہانگیر
کی باشندے تہے ورود شاہزادہ سے نہایت مطمئن لشکر پر آگرے اور خوب ہاتھہ پہیلائی
ایک خلق کثیر کا خاندان برباد ہوا لوگون کا مال و اسباب خوب غارت ہوا چنانچہ وہاب علیخان

ہماری چچا کے عیال و اطفال بہی اسی بلا مین مبتلا ہوئے تہے کہ ایک گوری اور ایک گزبارچہ تری بہی نہ تہا لیکن کسی شخص فرشتہ خصلت نے اوس ہنگام مین اونکے سر پر پہونچکر حفظ آبرو مین شریک ہوا اور اپنے ساتھہ لشکر کے متصل پہونچا گیا اور گوشہ مین کر گیا ہرچند بیچارے چچا تمام شب اونکی جستجو مین پریشان رہے اور صبح کو نزدیک خیمہ گاہ والد کے بعض اشجار گنجان کے سایہ مین گمشدون کو پایا اور سلامتی ناموس اور اطفال و عیال کا شکر بجا لائے اور اپنے بات نہ سننے پر نہایت شرمائے لیکن کیا فائدہ تہا جب اسیطرح پر معاملہ گذرا بندہ کو اگرچہ پیشتر سے امید نتہی اور زیادہ اس لشکر سے مایوس اور محافظت ناموس مین مشوش ہوا کیونکہ جس روز راجہ رام نراین نے محمد قلی خان کے آدمیون کو نکالکے داعیہ رزم کیا تہا اوسیدن عصر کے وقت جناب والد مع بعض متعلقان بندہ اور نیز دیگر برادران کے ایک ایک خاوسہ اور لباس پوشیدگی سے واسطے ملاقات والد کے آئین تہین اور حصار عظیم آباد کی دروازہ مشرقی کے محافظون نے وقت آنے سوارون کے مزاحمت کر کے راجہ رام نراین کو اطلاع دی اوراوسنے حکم دیا کہ کوئی تعرض نکرے جانے دو فی الحقیقت بڑا احسان کیا ورنہ خدا جانے کیا کہ پیرن بعد ورود کے کیا کیا خدا ناترسی کرتا آخرکار خیمہ شاہزادہ اور محمد قلی خان کے باغ جعفر خان سے اوکھڑ کر میدان جنوبی قلعہ کے طرف بڑے فاصلہ پر جہان گولہ پہونچ سکتا تہا زمین خشک شدہ جلہ پر جا نصب ہوا بندہ نے دو تین روز اور لڑکر کے انکی جہالت سے ناراض ہوکر والد سے کہا کہ چند خاندان کے پاشکستہ یہان پڑے ہین طاقت پیادہ پائی کی نہین رکہتے اور یہ قلعہ ان تدبیرون سے جو ہو رہی ہین مہینون مین بہی فتح نہوگا اور عنقریب جب لشکر مشرقی مع افواج انگلشی کے آتا ہے محمد قلی خان اور شاہزادہ اپنی راہ لیوینگے پس ان بیچارون کے حق مین اگر ابہی فکر کیجاوے اور کہین کو روانہ کرو تو بہتر ہے ورنہ چند روز کے بعد جب لشکر کا عبور ہو پہر جانا متعذر ہوگا والد نے آزردہ ہوکر فرمایا ہے کچہ تدبیر نہین ہوسکتی جو تمہاری رائے مین آئے تعمیل کرو بندہ نے چند بہل سواری اور ایک دوار ابہ باربرداری عالمگنج سے جسجگہ کہ گاڑی بانون کا چودہری رہتا تہا اور بندہ سے آشنائی تہی طلب کر کے اور چند نفر کہار بہی طلب کر کے مع والدہ اور جمیع ناموس کے جو متعلقان مہدی نثار خان اور وہاب علیخان وغیرہ برادران کے بہی ہمراہ لیکر کلور سے عبور کیا اور بابو پہلوان سنگہ کے ملک مین جا پہونچے چند روز قصبہ سہسرام اور حویلی شاہ قیام الدین نوہ شاہ کہلن مین مقیم رہا کہ یکبار شاہزادہ

اور محمد قلی خان گرفتار ادبار ہوکر لوٹے اور بندہ سہسرام مین قدمبوسی والد سی مشرف ہوا

باقی حال محمد قلی خان اور شاہزادہ عالی گہر کا جو بندہ کے غیبت مین سرگذشت ہوئی اور پہر جانا دونون کا عظیم آباد سی تحریر کیا جاتا ہی

بعد ازان بندہ لشکر سے برآمد ہوا محمد قلی خان اور اوسکے ہمراہی اور رفقاے شاہزادہ نے تسخیر قلعہ مین اپنی طاقت سے زیادہ کوشش کی اور دامن حصار مین مورچہ پہونچایا اکثر مجروح اور بہت سی مقتول ہوئے لیکن چونکہ یہ محنت اور مشقت محض بیجا تھی کچہ فائدہ نہوا محمد قلی خان نی جو برج کہ مہدی گنج کی طرف تھا اوسپر اژدحام کرکے بیلدارون کو حکم دیا کہ برج مذکور کی بنیاد کو کاواک کرین نوین روز تین چار بیلدار برج کے نیچے کام کر رہے تھے یکایک وہ برج نیچے کو دہسا ایک مزدور نے تو بہاگ کر جان بچائی باقی دو تین نفر زمین دوز ہو گئے البتہ اوسپر راہ جانے کی ہو گئی محمد قلی خان کے لوگون نے ہجوم کرکے یورش کیا محصورین نے بہی پایداری کی چکی اور سبوچہ باروت مین آگ دیکر مارنے لگے اور اوسکے پہلو کے برج سے بندوق کی گولیان اوسے سی برستی تہین اکثر اونمین سے ثلث یا نصف دیوار تک پہونچین بعض سوختہ باروت اور بعض گولی سے مجروح ہوکر نیچے گرے اوپر آنے کی تاب نہ پائی اور بائین برج مین بہی جمع کثیر صدمۂ بندوق سے مجروح و مقتول ہوئے کہتے ہین کہ دو سو آدمی سی زیادہ اس آگ مین جل بہن گئے اور شمع مراد روشن نہوئی تاکہ شام کی تاریکی ہوئی لوگ اس ادہاد ہند سے یکگونہ آسودہ ہوئے اوسکی صبح کو بسبب بعض سوال و جواب کے محمد قلی خان کو شاہزادہ سے ملال ہوا اوسنے اپنی فوج کو پائین حصار سی حکم مراجعت دیا اور خود عازم مراجعت ہوا شاہزادہ نی اوسکے خیمہ مین جاکر معذرت کی اور اوسکے بہیڑ و بنگاہ کو جو آگے کو نکل گئی تھی واپس کرایا اور دوسرے اوسکو محاصرہ کی ترغیب کی چونکہ اس جھگڑہ مین متوقف ہو گیا تھا یورش کی نوبت نہ پہونچی لوگون کو جا ہاے معینہ کے حفاظت پر معین کرکے یورش دوسرے روز پر موقوف رکہی صبح ہوتے وہی ماجرا شروع ہوا راجہ رام نراین کو مع حارسان قلعہ کے ایسا اضطراب ہوا کہ نزدیک تہا مفرور ہون اسی اثنا مین محمد قلی خان کو آخر روز کو خبر ملی کہ لشکر مشرقی نزدیک آپہونچا اور نیز پیشتر اسکے معلوم ہو گیا تہا کہ قلعہ الہ آباد کو شجاع الدولہ نے براہ دغا اسکے قلعدار سے چہین لیا اور خود قابض و متصرف ہو بیٹہا ان دونون جہوٹی خبرون کے سننے سے محمد قلی خان کا

ہوش وحواس برجا نرہے بیقرار ہوکر شجاع الدولہ کی طرف تب مراجعت کی کیونکہ یہ شخص
اسکا بنی عم اور قرابتی تھا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ بخت تدابیر نہ تھا اور اجل آلگی تھی جو بات بیجا تھی
وہی کرتا تھا پس عزم مراجعت بالجزم کر کے یورش کی تاکید بہت کی اور قریب شام صبح کا
وعدہ لوگون سے کر کے واپس خیمہ گاہ ہوا اور قرب وصول افواج مشرقی اور نیز اپنے
ارادہ سے شاہزادہ کو اطلاع دی شاہزادہ نے دو تین مرتبہ پایداری کا پیغام دیا مگر
جواب دلخواہ نہ سنا لاچار خود بھی کسیطرف چل نکلنے کا ارادہ کیا آخر شب کو تبدیل وضع
لشکر سے ہر شخص متحیر تھا صبح کو ارادہ مضمر ظاہر ہوا ہرچند بیلوان سنگھ وغیرہ رفقا نے
محمد خان کو سمجھایا کہ الحال ارادہ آشتی شجاع الدولہ سے نامعقول ہے بہرصورت اسی جگہ
لڑنا چاہیئے یا کوئی دوسری تدبیر کرنا چاہیئے مگر کچھہ فایدہ نہوا صبح ہوتے کوچ کا ڈنکا
بجا کر اپنے ملک کی راہ لی

ذکر آنے موسیو لاس فرانسیسی کا لشکر مین اور لوٹنا اوسکا شاہزادہ کی ہمراہ نہایت حیف و حسرت مین

بیلواری کے قریب موسیو لاس فرانسیس آملا اوسنے سمجھا یا کہ بڑی بے عزتی ہے اسقدر
محنت کی گئی دو روز توقف فرما کر میرے حسن تردد کو کہ چھتر پور سے افتان وخیزان حاضر ہوا ہون
ملاحظہ فرمائیے بعد ازان جو مناسب ہو عمل کیجیے ادہر سے کچھہ بھی سماعت نہوئی لاچار موسیو لاس
مذکور نے بھی خدا کی قدرت کا تماشا کر کے عزم بازگشت فرمایا لیکن شاہزادہ کی ملاقات مناسب
سمجھکر پیغام دیا شاہزادہ نے توقف کیا اور موسیو لاس نے حاضر حضور ہو کے مکنون ضمیر استفسار کیا
شاہزادہ نے واقعی حال بیان کر دیا کہ محمد قلی خان کے اعانت سے مصارف ضروریہ جو کچھہ
ہوتا سرانجام ہو سکتا تھا اور اب مجھکو اوسقدر زر و اسباب نہین کہ فوج مشرقی کا مقابلہ
کرون ضرورتاً چھتر پور کو جاتا ہون تا کہ بعد ازین کیا ہو لاس مذکور بھی چونکہ وہین رہتا تھا
رفیق ہوا لیکن شاہزادہ سے پیشتر چلا گیا چنانچہ بندہ بھی جب وہ سہسرام مین وارد
ہوا ملاقات کو گیا اور احوال دریافت کل امراے ہند کا جو کہ چند احمق ہمارے عہد مین
خلق اللہ کی خرابی کو موجود ہوئے ہین کرنے لگا اور یہ کہا کہ یہ امر خالی غریب آزاری سے نہین اور محمد قلیخان کی عجلت کو حماقت
سمجھا اور کہنے لگا کہ ہم بنگالہ سے شاہجہان آباد تک گھومے ہین بجز غریب آزاری اور سناو لوٹنے

کی کسی سے کوئی امر مشاہدہ نہوا ہرچند ہمنے چاہا کہ دولتمندان مشہور مانند شجاع الدولہ اور عماد الملک
وغیرہ کو ارادہ بندوبست بنگالہ اور حوصلہ جنگ انگلشیہ ہو مگر کسیکو توجہ نہوئی اور حسن و خوبی وغیرہ
اسکی کچھہ نہ دریافت کی القصہ جب وہ نکل گیا بادشاہزادہ اور محمد قلی خان اور بندہ بہنچے والد مرحوم
کے ساتھہ تھا لیکن ایسے سرداروں کی رفاقت سے نہایت نادم تھے جس گھر مین ہم تھے
وہین آ اوترا دونون سرداران نے عقل کی شکایت کرکے بندہ سے مشورہ طلب کیا کہ اب
کیا کرنا چاہیئے بندہ نے عرض کیا کہ شاہجہان آباد کو بسبب عماد الملک کے نہین جاسکتے ہو
اور شاہزادہ کو یہ مقدور نہین کہ مع عیال و اطفال اور دیگر متوسلان کے آپکی خبرگیری کرسکے
اور شجاع الدولہ کو آپکے مزاج سے اختلاط نہین اور ہم لوگون کی صحبت ارباب مشترق
سے بسبب آپ کی رفاقت کے جو شاہزادہ کے ہمراہ ہوئے برہم ہوگئی بندہ کے زعم مین ایک
تدبیر ہے اگرچہ اوسکا تحمل آپ پر گران ہوگا اور وہ یہ ہے کہ اس صوبہ کا عمدہ زمیندار پہلوان سنگہ
ہے اور راجہ رام نراین اور مرلی دہر سے عجب ربط رکھتا ہے اور صاحب دولت اسقدر ہے
جسکا حساب نہین ہوسکتا اور کسیقدر فوج بھی اوسکے پاس ہے اسوقت مین اوس سے
موافق ہونا چاہیئے البتہ اوسکو کچھہ کام ہوگا درصورت اوسکی موافقت کے جب تک آپکو
کچھہ کام نہوگا وہ اپنے حق مین روادار نہوگا اس تدبیر سے ممکن ہے کہ محالات جاگیر ہاتھہ لگین
اور بسر اوقات کو گوشہ ملے بعد تامل کے فرمایا فی الواقع اگرچہ یہ تجویز اور امر مجھکو نہایت گران
اور ناگوار ہے لیکن اسی تدبیر مین چارہ کار ہے لہذا والد نے کوچ کرکے دریا چہ درکاوتی پر
باتفاق پہلوان سنگہ کے خیمہ کیا پہلوان سنگہ نے ملاقات کو آکر بکمال فروتنی مافی الضمیر
دریافت کیا اور بعد اطلاع حال بجا آوری کو سعادت سمجھا اسی اثنا مین یہ داعیہ رکھتا تھا کہ
اگر شاہزادہ میرن سے مقابلہ کو مصمم ہوا اور موسیو لاس کو بھی لوٹا لاوے مبلغ کثیر سرانجام
سپاہ اور دیگر ضروریات مین خرچ کرکے اعانت شاہزادہ کی کرونگا چنانچہ بندہ نے جاکر
مکرر یہ پیغام دیئے مگر موسیو لاس اور شاہزادہ نے اوسکی پیشہ زمینداری پر نظر کرکے
اعتماد نکیا آخر بضرورت یہ صلاح ہوئی کہ اگر شاہزادہ نہین آتا ایک خط کرنیل کلایف کو
بوجوہات معقول بنا بر اپنے واپسی کے لکھے تاکہ کسیقدر اس خفت سے جو باعث سرگشتگی
کی ہوئی ہے کم ہوجائے شاہزادہ نے نوبت خان کو مع مہر اور اپنے منشی کے بھیجدیا
تاکہ مسودہ کرکے جو مضمون مناسب جانے لکھکر روانہ کرے جب کسی نے خاطر خواہ نہ لکھا

والد نی بندہ سے ارشاد کیا کہ اگر کچھہ تیرے دل مین آئے لکھہ لہذا جو کچھہ طبیعت نے قبول کیا زبان قلم کے حوالہ کیا لوگون کو پسند ہوا وہی مسودہ حسب ضابطہ صاف ہوکر بعد دستخط شاہزادہ کے کرنیل کلیف کو پہونچا یا آب ہر بنا بر انتظام کیفدر حال محمد قلیخان اور شاہزادہ اور موشیر لاس اور با آبرو نکال لانا اسپنے ناموس کا ہزار ہا جستجو سے اوس مخمصۂ پر ہراس سے بہ حرمت و عزت تمام لکھکر احوال ورود میرن اور فوج انگلشی کا مع احوال رام نراین پرگنہ سہسرام اور چین پور مین اور بخوبی انفصال کرنا معاملہ والد ماجد اور پہلوان سنگہ وغیرہ کا اور غارت گری لشکر محمد قلیخان کی راجہ بینی بہادر اور راجہ بلوند سنگہ کی کاوش سے اور دیگر حال ابتری تحریر ہونگے ــ

ذکر سے نکالے جانے شاہزادہ اور موشیر لاس کا چھتر پور بوندیلکھنڈ کو اور آشفتگی محمد قلیخان کی اور اوسکے لشکر کی غارت گری راجہ بینی بہادر اور راجہ بلوند سنگہ کے ہاتھہ سے

جب شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ نے محمد قلیخان اور شہزادہ کی مراجعت کی خبر بے حاصل کرنے مقصد کے اور عدم حصول مدعا سے کمال نامردی سے مروت اور ایمان چھوڑکر راجہ بینی بہادر اپنے نایب اور راجہ بلوند سنگہ زمیدار بنارس کو حکم دیا کہ متفق ہوکر محمد قلیخان کے روبرو جاو اور ایسا کچھہ بندوبست کرو اور اوس حسن تدبیر سے پیش آو کہ اوسکو الہ آباد نہ آسنے دو جسطرح ہو اسپنے قابو مین کرو راجہا ے مذکور حسب الحکم متفق ہوکر مقابل بنارس دریاے گنگا کے کنارے سے رام نگر سے دو کوس پیشتر جو کہ بلوند سنگہ کا آباد کیا ہوا اور اوسکا موطن قدیم تھا وہان پر جاکے خیمہ زن ہوے اور توپین مقابل لشکر محمد قلی خان لگاکر مستعد مزاحمت ہوے شاہزادہ اور موشیر لاس کو پیغام دیا کہ ہمین آپ سے کچھہ کام نہین جد ہر عزم ہو چلے جایئے مگر محمد قلیخان کو مجال حرکت نہ دیونگے کہ اپنی جگہہ سے ایک قدم آگے بڑہاوے شاہزادہ نے اپنا نکلنا ایسے بلا سے ناگہانی اور مخمصۂ آسمانی سے غنیمت سمجھا موشیر لاس کو اپنا رفیق

بناکر مرزاپور پہونچے بوندیلکھنڈ کی بعزم اقامت چہترپور کے لئے راہ لی اور محمد قلیخان سید راجی کی سرا سے کسیقدر فاصلہ پر لشکر رکھتا تھا جو کوئی اوسکے لشکر یا لکہ عظیم آباد کے طرف سے آگے کو قدم بڑہاتے زمیداروں اطراف بلوندسنگہ کے شکار ہو جاتے سبحے خان ولد زکریاخان شاہزادہ کے لشکر سے جدا ہوکر چند روز بلوندسنگہ کی اجازت سے مرزاپور مین مقیم رہکر شاہجہان آباد چلا گیا محمد قلی خان مع لشکر کے اسیر دام تحیر ہوا سوال وجواب چاپلوسی مین بسر کرتا تھا اور دفع الوقتی سے اپنا کام نکالتا تھا اور امیدوار تھا کہ شاید پھر دوبارہ خداوند کریم سے تائید نمودار ہوجائے اکثر ہمراہیون نے جو صاحب جرائت تھے صلاح جنگ بینی بہادر اور بلونت سنگہ کی دی اور فی الواقع یہی بہتر تھا کیونکہ جو کچہ مقدر مین ہوتا عزت و ناموس سے ہوتا مگر بدحواسی نے اس حواس باختہ کو جرات نہ دی بندہ مع والد کے ہمراہ پہلوان سنگہ کے ناموس کے جانب سے دلجمع ہوکر بدین سبب کہ اوسکے ہمراہ تھے اور بنارس مین لے جانے کا ارادہ رکھتا تھا سید علی خان کو بھی ہمراہ لیکر کرمناسہ آیا سنا کہ غالب علی خان برادر ہومی بندہ دو روز قبل اسکے مع اپنی بی بی اور خوشدامن کے بالخیر بنارس پہونچا اور اب گہاٹ مین کشتیان نہین ہین راجہ بلوند کے حکم سے سب کشتیان کہنچکر رام نگر کے نیچے جہان اوسکا مکان ہے جمع ہوئے ہین کوئی بھی اگر ادہر سے جاتا ہے بلوندسنگہ کے لوگ اوسکو غارت کرتے ہین لاچار واپس ہوا اور اپنا حفظ و حمایت تقدیر کو تفویض کیا اور موافق ظاہر تدبیر کے ایک خط پہلوان سنگہ سے بنام بلوندسنگہ کے لکہا بہیجا تاکہ میرے ناموس کی نکلجانے مین اعانت اور راہداری کرے جائے مناسب مین بآرام تمام فروکش کردے اور والد بندہ نے بھی اسی مضمون کا ایک خط بنام راجہ مذکور تحریر کیا پس بندہ مع الخیز ملازمین راجہ پہلوان سنگہ کے مع ناموس اور سید علی خان کے چین پور کے راہ سے جو دامن جنگل اور پہاڑ کا ہے راہی ہوا اور نقی علیخان والد کے ہمراہ ہوا اثنائے راہ مین بلوندسنگہ کا نوشتہ مشعر عدم روک ٹوک اور بجالانے خدمت اور لوازمہ ضیافت اور حفاظت کے بنام عملہ مع دو نفر ملازمین کے پہونچا بندہ جب مرزاپور کے نزدیک

پہونچا تھا باوجود ہمراہ ہونے نوشتہ اور ملازمین بلوندسنگہ کے برق انداز موجود ہوکر مزاحم ہوے بندہ نے آدمی بھیجکر بلوندسنگہ کو اطلاع دی کہ آپنے براہ عنایت پروانہ راہداری مجکو مرحمت کیا اب یہہ نگہبانان طرق مزاحم ہوتی ہین براہ الطاف حکم بھیجئے کہ مزاحمت سے دست کوتاہ کرین چنانچہ بلوندسنگہ نے بمجرد اطلاع اپنے چوبدارون کو بھیجا چوبدارون نے آکر مزاحمون کو ممانعت کی اور بندہ کو مرزاپور مین مکان مناسب پر قیام کرایا رات کو اوس مکان مین رہے صبح کو ایسی فضل و اعانت حافظ حقیقی کی ہوئی کہ اوسکے عملہ کے لوگ کشتی لائے اور ہملوگون کو گنگا سے اوتار کر بنارس پہونچایا شکر خدا کہ چند مہینے تک اس شہر بنارس مین حضرت شیخ محمد علی حزین کی برکت صحبت مین کہ پہلے اونکا ذکر آچکا ہے مشرف رہا اور نیز اپنے خالوے معظم سید عبد العلیخان بہادر شجاع جنگ کی قدمبوسی سے سعادت اندوز ہوا اسی اثنا مین بیرم خان ولد بیرم خان مرحوم نواسہ نواب روح اللہ خان کہ بخشی الممالک اورنگزیب تھے جس طرح سے ہوسکا محمد قلیخان کے لشکر سے بنارس مین آیا اور وہانپر سکونت کی جہان کہ اوسکے عیال و اطفال بھی مقیم تھے بعد چند روز کے سنا گیا کہ محمد قلیخان نے چند ہمراہیون سے شجاع الدولہ کے حضور مین جانے کو مزاحمون سے اجازت مانگی اور اونہون نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت دی اوس احمق نے بامید صلہ رحمی اور فریب بنی اعمامی کے بارہ سوار اور چند خواص خدمتگار سے عبور گنگا کر کے شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا اور یہہ سمجہا تھا کہ بروقت مقابل اور مشافہہ یہ سب رنجش خاطر اور کبیدگی دلی برطرف ہوجاے گی یہ جو کچہ فتور ہوتا ہے درانداز ی مفسدان خانہ برانداز سے ہے اور ادہر سے حکم ہوچکا تہا کہ جب وہ روانہ ہوا اور چند روز گذرین اوسکے لشکر کو غارت کر کے سب مال و اسباب ضبطی مین لاوین اور منتظر تجدید حکم ثانی نرہین اسی حکم کو حکم قطعی سمجہین اور جبکہ اوسوقت دو تین روز اوسکے کوچ کو گذرے ہون گے دونون میدار یعنی بینی بہادر اور راجہ بلوندسنگہ سوار ہوکر لشکر کی غارتگری اور ضبطی مال کے قاصد ہوے جزع وفزع محشر کے آثار لشکر مین پدیدار ہوے ایک خلق کثیر عجب بلا مین مبتلا ہوئی

اکثر لشکری بے آبرو ہوے اور مال و اسباب تاراج ہوا چند بے نام و نشان
بسبب قرابت داری اور خویشی دو نوراجہ مذکور کے رات کو اس لشکر مین چھپ کر
محفوظ رہے اور بہت لوگون کو ایک سید قوم بارہہ جماعہ دار لشکر بینی بہادر نے
جان و مال سے بچایا جملہ نام آورون سے فقط زین العابدین خان نامی جو آخر کار
شاہ عالم کا وزیر ہوا تہا اور نام آوری بہت کی تھی انجام کار جنگ عظیم آباد مین قلعہ پر
یورش کر کے راہی سفر آخرت ہوا ذکر اوسکا بعونہ تعالے موقع پر ہوگا جو اُسکی ذات مین رفقا
پروری اور مردم شناسی بہت تہی اور ہر ایک شریف سے براہ نیکی و خیر اندیشی پیش آتا تھا اسوقت
مین بھی یہی باتین اوسکے کام آئین کہ اپنے استقلال و شجاعت سے اوس معرکہ
سے معزز و مکرم اور صحیح و سالم نکلا تفصیل اُسکی یہہ ہے کہ یہ سردار مذکور امرای
ایران مین سے ہے قبل رفاقت محمد قلیخان کے صوبہ اودہ مین صفدر جنگ اور
شجاع الدولہ کی رفاقت سے باعزت و احتشام رہا اکثر محالات صوبۂ مذکورہ مین
حکومت رکہتا تہا اور اپنی اصالت نسب اور جلالت حسب سے ہر ایک کا دل
خوش کیا کرتا اور یگانہ و بیگانہ سے مراعات و تعظیم و تواضع سے پیش آتا اور
ہمیشہ اُسکے دریاے جود و عطا کو روانی تھی اور بحر نوال اوسکا موج زن رہتا تہا کشت امیدواران
کی اوسکی آب پاشی سخاوت سے سرسبز و شاداب رہتی تہی رفقا اور غیر رفقا
جو کوئی اُسکے خدمت مین پہونچتا حصول مدعا سے محروم نہوتا خان مذکور نے اس سانحہ
مین بمقتضاے عزت اور شجاعت کے جب لشکر کا حال اوسطرح پر دیکہا چند ملازمین
ہمراہی سے کمانون کے توڑے جو تیرون مین پہونچکر دیوارون پر چڑہ گیا اور تیر و تفنگ
تیغ و شمشیر جو ہاتھ لگا درست کر کے مستعد جنگ ہوا اور کہتا تھا کہ جو کوئی اس مقام پر
میرے روبرو آوے گا اور مجہسے تعرض کرے گا اوس سے بے شک لڑونگا کہ باآبرو
تو مرونگا اور باعزت جان دونگا کہ ان سب مین ہمیشہ باآبرو گذری ہے اب اس بڈ
توقیری اور بے عزتی سے مرنا اچہا نہین ہے اگر کوئی مجہسے مزاحم نہوگا مجہے بھی تعرض نہین ہے اور
جب یہ خبر بلونت سنگہ کی فوج مین پہونچی بعد تفحص کے معلوم ہوا کہ فلان شخص ہے جو ایسا ارادہ
رکہتا ہے چونکہ ملازمین بلونت سنگہ کے اکثر نمک پروردہ اُسکے تھے اور بعض رفقا سے بینی بہادر
کے بھی اسیطور کے تھے باہم متفق ہوکر اپنے ولی نعمت سے اطلاع دیکر عرض کیا

کہ زین العابدین خان بہادر بپاس آبرو ونودس بفرستے فلانے خرابہ مین کہ آمادۂ
جانفشانی ہے اور ہم لوگ اوسکے ممنون احسان اور نمک پروردہ ہین لہذا اوسکی
عزت و آبرو کے شریک ہین اگر حکم ہو تو جاکر اوسکو بالعزت واحترام لاوین دونون راجاؤن
نے لاچار ہوکر التماس اونکا قبول کیا اور کہا کہ اچھا جاؤ اور جو اوسکی مرضی ہو تعمیل کرو کیونکہ
دونو راجہ بخوبی سمجھے تھے کہ جو اسوقت ہم اس فوج کا کہنا نہ سنینگے
بلا تامل یہہ سب شریک زین العابدین خان ہو جائینگے اور انجام کار
تدارک اسکا مشکل ہوگا اور یہہ شخص مرد بہادر اپنی جان سے مفت جائیگا
لہذا درگذرنا ایسے خیال سے بہتر ہے جماعۂ مذکور کہ جم غفیر تھے دوڑ
اوٹھے اکثر سردار اور ہمراہی دور سے پیادہ ہوکر مودب سلام اور
کورنش بجا لائے اور آگے بڑھکر مافی الضمیر عرض کیے زین العابدین خان
نے اونکے حسن وفا سے آفرین کی اور شکر آلہی بجا لاکر مع رفقائے
حاضرین کے سوار ہوکر بکمال عزت واحترام لشکر بلوندمین داخل ہوا
اور بعد انطفائے نائرہ غارتگری کے بنارس مین آکر منزل گزین ہوا ارباب ہوش
کو چاہیے کہ اس حکایت کو گوش ہوش سے سنکر حسن وفا کو خیال فرماوین
اور خصال پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ اپنا شیوہ کرین اور یہہ سمجھین کہ صفت مذکور
موجب حیات ابدی ہے ۔ اور یہ دنیا ایک دم مین خواب وخیال ہو جاتی ہے الغرض
محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچکر مقید ہوا باقی حال جو کچھہ اوسکا معلوم ہوا انشاء اللہ
شجاع الدولہ کے احوال مین تحریر ہوگا ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار مقام غور ہے ای صاحبان
بینائی قدرت ایزدی دیکہنا چاہیے کہ جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ذ
لت دیتا ہے کہ زین العابدین خان کیا کیا حقیقت تہی کہ ایسے آدمیون سے آمادۂ رزم اسقدر
فوج کثیر کا ہوتا مگر یہہ سب باتین اسکی نیک نیتی اور حسن سلوک کی باعث سے تہین جو کہ ہر ایک کس وناکس کے
ساتہہ برتتا تہا پس ایسا ہی کرنا ہر فرد وبشر کو چاہیے نہ کہ رعایا وبرایا کو وقت حکومت کے
آزار دینا اللہ تعالے ایسی باتین ناپسند رکہتا ہے اور بہت جلد اس شخص کی بیخ شجر
حکومت کو کاٹ ڈالتا ہے بموجب شعر بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید
کر آتی ہے در حق سے اجابت پیشوائی کی ۔

ذکر ہے پہونچنے میرن کا عظیم آباد مین اور نکلنا راجہ رام نراین کا باتفاق کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی بدا حتیم نمائی پلوان سنگہ کی

سیر محمد جعفر خان اور میرن فرزند کلان اوسکے نے سنا کہ راجہ رام نراین اور محمد قلیخان شہزادہ سے مشرف ملازمت ہوے اول یہ دونو اندیشناک ہوکر جماعہ انگلشی سے رجوع لائے اور کرنل کلیف بہادر کو بمباجت طلب کیا بعد اونکے آنے کے شور ہبراسنے فوج کا ہوا جماعہ انگلشی کو رؤساء ہندوستانی کا کل حال تو معلوم تہا شہزادگی کے نام و نشان اور آبرو اور حرمت و عزت سنکر ارادہ رزم سے پہلو تہی کی جب دوبارہ برہمی مصالحہ اور رام نراین کی محصوری آور شاہزادہ و محمد قلیخان کا حصار پٹنہ گہیر لینا دریافت ہوا میرن اور کرنیل کلیف دونو باتفاق با فوج انبوہ مرشدآباد سے نہضت فرما ہوے اثناے راہ مین خادم حسن خان سے کہ میرن کو بسبب گمان خلش خاطر ورنجیدگی دل صفائی نہ تھی یہہ خیال کرتا تہا کہ مبادا اس مقدمہ مین وہ بھی خار راہ ہو مصرعہ کہ ہوتی ہے دلکو بہت دل سے راہ + عین راہ مین مقابل پورنیہ مینی کے مقام پر مقیم ہوکر قصد کیا کہ اوسے اپنے زیر قابو کرلے اس ارادہ میرن نے شہرت پکڑی خادم حسن خان بڑا چالاک مرد عیار تھا اور میرن کی طرف سے اندیشہ بھی رکھتا تھا بہ مستعدی تمام جہٹ پٹ فوج و اسباب لیکر کمک دہی کا اشتہار دیکر پورنیہ سے نکلا اور لب دریاے گنگ واقعہ گنڈہ گولہ پر متوقف ہوا اور کرنیل کلیف سے پاس نامہ و پیغام ہونے لگا آخرکار ایسا ہوا کہ کرنیل مذکور نے میرن کو لڑنے بہڑنے سے منع کیا اور سنئے سرے سے عہد و پیمان ہوگئے - خادم حسن خان نے اپنا اندیشہ ظاہر کرکے میرن کے لشکر مین آنے سے معذرت خواہ ہوا اور یہہ تصور کیا کہ میرن کے قول و فعل کا کچہ اعتبار نہین ہے اور بظاہر صاحب لوگ بھی اوس کا پاس خاطر کرتے ہین پس اس صورت مین دیدہ و دانستہ آپ کو خود دام بلا مین پہنسانا ہے مقتضاے عقل دور اندیش یہ طور ہے کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اب آبرو جان کی مخلصی اور رستگاری ہوجائے غرض یہ سوچکر عرض کیا کہ اگر آپ بجرہ پر سوار ہوکر نصف گنگا مین آوین

تو بندہ بھی ادہر سے بجرے پر سوار ہوکر وہین آکر ملاقات کرے تاکہ
سر نو عہد پیمان بالمشافہہ بسوگند ہو جاوین اور پہر باطمینان تمام
خدمت والا مین زندگی چندروزہ بسر کرین اور کوئی خدشہ اور پریشانی دل اور خلجان
اور تشویش خاطر باقی نہ رہے اور یہہ اطمینان باعث تسکین اور سبب
تشفی اس مسکین کا ہوجائے اور ہرچند یہہ امر خلاف راے میرن کے
تھا مگر کرنل صاحب نے پسند فرمایا آخر حسب معہود میرن اور خادم حسن خان
کی ملاقات ہوئی طرفین سے عہد و پیمان پہر مضبوط ہوے از سر نو بحسن
وساطت کرنل صاحب میرن مع کرنل کلیف بہادر کے عازم عظیم آباد ہوا جب
محمد قلیخان نے خبر قربت لشکر پائی اولٹے پاؤن پہرا اور اپنی راہ لی اور جسوقت
یہہ لوگ عظیم آباد کے متصل پہونچے رام نراین نے مع ارکان دولت کے
بڑی تعظیم و تواضع اور نہایت تکریم و عظمت سے استقبال کیا واللہ اعلم
کس طرز سے ملاقات کی کہ باوجود ملاقات محمد قلیخان کے پیشتر سے زیادہ مورد
الطاف بے پایان صاحب بہادر اور شاہزادہ کا ہوا اول سے رام نراین نے
بندہ کو اپنے کام کے واسطے بہ ہزار منت و سماجت و تملق و چاپلوسی شاہزادہ
کے پاس بہیجا اور خود بھی گیا حاضر ہوکر فیضیاب خدمت ہوا تھا اور ارادہ
توسل کا اوسکے ساتھہ کیا بعد ازان جب اوسکی ملاقات کو گیا اور وہان جاکر کچھہ دلین
سمجھا اور اپنے آنے کو بھی سہل اور آسان جانا اور اپنے دلین را سے جرلی دہر
کو غالب پایا اس امر کا الزام بندہ کے جانب لگایا اور دفعتاً بدگمان ہوکر زبان شکایت
ہر ایک کے روبرو کہولی اور جو جو دل مین آیا وہ ہرزہ درآئی آغاز رکہی جب یہہ حال
بندہ کے ساتہ اوسکا پہونچا اور بندہ نے دیکہا کہ پاے رفتن نہ رہا اسے ماندن
سے ہے براہ مشورہ عقل دور اندیش چند روز جسطرح مناسب جانا بسر کی ہر ایک کے
روبرو یون کہتا اور میرا ذکر کرتا کہ اسے صاحب عجب دنیا اور زمانہ ہی ملے غلام حسین خان
سے کیا بدی کی تہی کہ انہون نے میری رفاقت ترک کر کے اور میرے احسان اور
نیکیان فراموش کر کے باپ سے ملحق ہوے الغرض ایسی ایسی طلاقت لسانی اور زبان درازی
سے اور اسیطرح کی اور ایسی ہی بیہودہ بازیان کر کے اپنی نیکنامی مین ساعی ہوا اور ہر ایک کے روبرو نیکنام بنا

تعجب ہے صاحبان انگلشی سے کہ باوجود اوسکی ملاقات کرنے کے اور شناخت اطوار و
اوضاع دشمنی ہے اور اوسکی سخن سازیون سے پہر ایسے شخص کو اپنا دوست سمجھا ہو سچ
ہے صاحب زر کے عیب دنیا مین چھپ جاتے ہین اور اچھا تو اچھا ہی ہے کیسا ہی برا ہو
کچہ زبان پر نہین لاتے کیا خوب کہا ہی شعر اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا ÷ ستار عیوب و قاضی
الحاجاتی ÷ ترجمہ شعر ہذا لمحشی اکبرنامہ سی ساء ای زر خدا نہین ہے تولیکن قسم بحق ÷ تو عیب کو چھپاتا ہے
حاجت روا بھی ہے ÷ بہرصورت میرن اور کرنیل نے چند روز شہر مین مقیم ہوکر حسب استدعای
رام نراین کے پہلوان سنگہ پر چڑہائی کی پہلوان سنگہ نے دامن کوہ مین مامن بناکر دو تین روز
جنگ کی تشویش مین رہا اور بہت تدبیرین تصور مین لایا اور بہت سا کچہ عقل کو معاملہ جنگ
و صلح مین دوڑایا ولکن کچہ سود نہوا منہہ کی کہا کر رہگیا اور صلح کا خواستگار ہوا آخرش گفتگوے
صلح درپیش ہوئی اور میرن کو راجہ رام نراین نے کچہ دل مین سوچ کے عظیم آباد واپس کیا
تاکہ شہر مین جاکر عیش و عشرت اوڑاے اور عرض کیا کہ آپ بکمال راحت بسر کیجے اور
اسطرحکی تکلیف مین گذر کرنا کیا ضرورت ہے شہر کو تشریف لیجاے انشاء اللہ تعالی
عنقریب بندہ مع کرنیل کلیف کے پہلوان سنگہ کا معاملہ فیصلہ کر کے حاضر خدمت حضور ہی
ہوتا ہے میرن تو اس امر کا آرزومند ہی تھا اور بسبب کم حوصلگی اور پست فطرتی کے ایسے
کامون کا منتظر اور مشتاق رہتا تھا اور صلاح عام اور رفاہ خاص اس ایسے بد باطن سے مفقود
تہی فوراً واپس شہر ہوا اور رام نراین نے مع کرنیل کلیف ثابت جنگ بہادر کے موافق
وادید وقت اور حسب موقع و وضع معاملہ پہلوان سنگہ کو فیصلہ کیا پہلوان سنگہ نے
اول والد مرحوم کے کام کو درست کیا اور ایسا یا خود با مشورہ و صلاح مین مقرر
ہوا کہ والد اسنے محالات جاگیر مین بکامدل بے مزاحمت او بغیر تردد مقیم ہون
کہ کوئی کسی طرح پر براہ تعرض اور ممانعت اور مدافعت پیش نہ آوے
بلکہ ہر طور انکی اطاعت کرنا چاہی الحمد للہ کہ تمناے دلی بر آئی اور شاہزادہ کا خط
بھی کرنل کو پہونچکر موثر ہوا رام نراین اوس خط و کتابت سے نہایت خوشنود
اور متانت کلام سے بغایت محظوظ ہوا صاحبان انگلشی نے بھی بعد ملاحظہ اوس
پرچہ کے آفرین فرمائی چنانچہ بعد مدت دراز کے جب بندہ کو اصحاب انگلشی
سے ملاقات ہوئی پس جو حق تحسین و آفرین تھا بہت بہت فرماتے رہے

سکتے تھے کہ جس منشی کے خط شاہزادہ کی طرف سے جاری ہوا تھا لائق مدح و ثنا ہے اوسوقت بندہ نے
ظاہر کیا کہ اوسکا محرر بندہ ہے نہایت مدح سرائی کی اور اوسکے گورنر عماد الدولہ مستر ہسٹنگ بہادر جلادت جنگ
بندہ کے مسودات کی تعریف کیا کرتا ہے اور جواب خط شاہزادہ کا لکھکر یاد نہین کہ کئی ہزار اشرفی نذرانہ کی
ساتھہ روانہ کیا و اوسیدن مع نقی علیخان کے اپنے محلات جاگیر مین آرام پذیر ہوا اور پہلوان سنگھ بھی اپنے دیہات کو
روانہ ہوا اور رام نراین مع کرنیل کلیف کے عظیم آباد پہونچا اور استرضای میرن مین مصروف ہوا

میرن کی مراجعت مع ایک کرنیل کلیف کے مرشد آباد کو اور دلیر خان اور اصالت خان سے دغا کرنا

جب اسطرف سے میرن کی خاطر جمع ہوئی آرادہ مراجعت مرشد آباد فرمایا لیکن اصالت خان
اور دلیر خان وغیرہ فرزندان عمر خان کو بسبب سطوت اور شجاعت انکے اور باوصف مرافقت
اور وفاداری کے نہین چاہتا تھا کہ اس دیار مین رہین کہ ہنگامہ آمد شاہزادہ کا موجب اونکی
خوشامد کا ہے لہذا ہمراہ لیا باپ نے نصیحت کر دی تھی کہ بعد دلجمعی تمام کے انہین دفع کرنا ورنہ
یہ لوگ تمہین چھوڑینگے حال آنکہ اونہون کو اوسکے اور اوسکے باپ کے ساتھہ ارادہ بد نہ تھا
بلکہ ابتدائی عروج مہابت جنگ کی ہمیشہ ناصر اور مددگار میر جعفر خان کے رہے ہین اور
اسی سبب سے سراج الدولہ نے بد ہو کر عمر خان اور دلیر خان اور دیگر کسان کو برطرف کر دیا
اور ایک سال تک عظیم آباد مین حیران رہکر تنخواہ طلب کی تھی اوسوقت بندہ بتقریب مذکورہ لشکر شاہزادہ
مین گیا اور دیکھا کہ اب اس لشکر کی رفاقت بارگران ہوئی ایکقطعہ خط دلیر خان کو جو میرا نہایت آشنا
بلکہ دستار بدل بھائی تھا لکھا اور اوسمین ترغیب رفاقت شاہزادہ کی تحریر کی اور نیز التماس حفاظت
ناموس کیا در جواب تحریر فرمایا کہ فقیر کی طرف سے مطمئن رہیئے اور جو رفاقت شاہزادہ کے بارہ مین
لکھا ہے اوس بارہ مین معلوم ہو کہ جب تک ایک آدمی بھی میر جعفر خان کے ساتھہ رہیگا بندہ رہیگا
خدا سے دعا کیجئے کہ جسکی رفاقت مین رہون ثابت قدم رہون **القصہ** میرن بموجب نصیحت پدر اور
نیز اپنی دانائی کے رام نراین کی پہونچنے تک دلیر خان سے گرم صحبت رہا اور وعدہ تنخواہ کا منحصر
آنے رام نراین کی تھا جب رام نراین آیا اور خود مرشد آباد کا عازم ہوا رام نراین سے کہا کہ مردم معتمد
دلیر بغربی دروازے پر مقرر کیجئے اور کہہ دیجئے کہ دروازہ بند فقط کھڑکی کشادہ رہے اور کوٹھی کی دروازے پر
انگریزی پہرہ ہو تا دلیر خان اندر نہ آنے پاوے اور خود کشتی پر سوار ہو کر مرشد آباد کو راہی ہوا دو دن
منزل دریا مین بسواری کشتی عبور کرکے طے مسافت کی دلیر خان نہایت عاجز ہوا کہ کیا کرے اور

رام نراین نے سب تقصیری اپنی سے مقدمہ تنخواہ مین معذرت کی اور عرض کیا کہ کسیطرح میرا آپکا
رہنا شہر مین مناسب نہین اور اوسنے بہی دیکھا کہ بیفائدہ ہے مع برادران و رفقا کے لکہاری کیطرف
روانہ ہوا فتح سنگہ اور بنیاد سنگہ وغیرہ اولاد و اقارب راجہ سندر سنگہ نے اسکا جانا مغتنم جانا
اپنے حسب مقدور روزمرہ خرچ مقرر کردیا بعد چندے فتح سنگہ اپنے کامون کی مضبوطی کرکے
میرن کے پاس مرشد آباد گیا میرن مرشد آباد مین اور رام نراین عظیم آباد مین بکام و آرام بسر کرتے تھے
اور میر محمد جعفر خان نیابرد و فرزند اپنے محل تک یا چند کوس زیادہ مرشد آباد و بنگالہ سے برآمد ہوا تھا بعد سننے خبر فتح خوش ہوا
اور صداقت محمد خان پسر آغا باقر زمیندار ڈہاکہ سے ناحق بدگمان ہوکر بیچارہ کو دم توپ اوڑا دیا گویا ذخیرہ عقبی کا
اس حرکت بیجا سے اپنے واسطے حاصل کیا دلیر خان اور کامگار خان میئن زمیندار ترہٹ شمالی کا بہی اون سلوکوں
سے جو بروقت ورود عظیم آباد کے رام نراین کے اشارہ سے میر محمد جعفر خان نے کرکے اوسکو مقید کیا
تہا نہایت ناراض تہا باہم دونون نے متفق ہوکر شہزادہ کو عرایض لکہے کہ ادہر کو متوجہ ہو شاہزادہ
مع رفقا کے بسبب عدم سکونت و مسکن چہترپور سے عازم عظیم آباد ہوا بندہ قبل ازین بنارس سے
والد کی خدمت مین پہونچا تہا اور بسبب چند وجوہات کے وہان مقیم ہوکر ٹکاری آکر چند روز
دلیر خان کے پاس رہا جب اوسکی ارادہ سے آگاہی پائی اپنا رہنا وہان نامناسب سمجہا
کیونکہ شاہزادہ کی رفاقت بندہ کو منظور نہتی بمبالغہ تمام مرخص ہوا ناچار اوسنے جسقدر
اوسکو مقدور تہا میری تواضع کی بندہ بہار کو جہان چند روز پیشتر سے بہائی
سید علیخان مقیم تہا روانہ ہوا بہار مین پہونچکر بندہ مقیم ہی تہا کہ شاہزادہ کی آمد آمد کی
خبر گرم ہوئی اور کامگار خان مع فوج کے متصل بہار پہونچکر پیشتر کو عازم ہوا اس سبب
کہ بروقت ورود شاہزادہ کے ضرور ملاقات کرنا ہوگی اور پہر عظیم آباد مین ٹہرنا
دشوار ہوگا بندہ نے عظیم آباد جانیکا عزم کیا لیکن رام نراین نے ناحق بندہ کو بدنام
کر رکہا تہا روادار میرے آنے کا نہوا اس نظر سے بندہ کا ورود شہر عظیم آباد مین
دشوار تہا اتفاقاً اونہین دنون مین حکیم غلام علی بسبب معالج ہونے اوسکے
والد کے رام نراین سے ملکر اوسکا معتمد علیہ ہوا اور حکیم مذکور بندہ پر
نہایت شفیق تہا بندہ نے حکیم مذکور کی خدمت مین دو تین کلمہ متعر صدور
اجازت آنے عظیم آباد کے تحریر کیے اور بعد اجازت مع سید علیخان کے
داخل شہر مذکور ہوا لیکن مرلیدہر اور بعض اوسکی مقربین مسلمین کو ناخوش معلوم ہوا

ہنیدہ مستر امیٹ جو عظیم آباد کا بڑا صاحب تھا اور ڈاکٹر فلرٹن حکیم متعین کوٹھی عظیم آباد سے کہ طرف کونسل کلکتہ سے متعین تھا آشنائی اور دوستی رکھتا تھا مخصوص ڈاکٹر سے زیادہ ملاقات تھی پس اونسی ملکر انہیا اجرا اظہار کیا اونہون نے میری دلجمعی کی بلکہ ڈاکٹر نے فرمایا کہ میرے بنگلہ پر فروکش ہو بندہ بدلجمعی تمام ساکن عظیم آباد ہوا اسی اثنا مین شاہزادہ کی آمد آمد رام نراین کو ملی لشکر کی فراہمی کرنے لگا پہلوان سنگہ وغیرہ زمیداروں کو طلب کرکے متفق کر لیا اور رحم خان روہیلہ جو قدیم مہابت جنگ کا نوکر تہا حسب الامر میر جعفر خان کے مرشد آباد سے اسکی کمک پر آیا رام نراین نے اپنے برآمد ہونے کی ساعت منجمین و برہمنوں سے دریافت کرکے مقرر کیا اور پہاڑ کی طرف چار پانچ کوس پر جاکر خیمہ گاہ کیا قریب بارہ ہزار سوار و پیادہ اور توپ و بندوق اور رخراسیر اور بان وغیرہ کے ہمراہ تہا اور اسکے علاوہ فوج انگلشی کپتان کاکرن وغیرہ کی سرداری سے مع چند سارجن اور سواران ولایتی اور پیادہ تہری قواعدوان سے کل بانکہزار سکی مع بندوق توپ چقماقی اور دو ضرب توپ اور پیٹی بارود اور گولہ کی کمک پر آمادہ ہوئی

آنا شاہزادہ کا حدود عظیم آباد مین اور جلوس کرنا تخت عظمت پر اور رام نراین سے لڑکر فتحیاب ہونا

جب شاہزادہ دریاچہ کرمناسہ سے جو حدود عظیم آباد پر واقع ہی گذر رچند روز منہم پیشتر کو یہ خبر ملی کہ والد بزرگوار عالمگیر ثانی اس تقریب سے مارے گئے کہ مردم عماد الملک نے بموجب سکھلانی انکے آقا کے ظاہر کیا کہ ایک فقیر صاحب کمال و کرامت کوٹلہ فیروز شاہ مین وارد ہوا ہی پائل زیارت ہی بادشاہ نے اجل جو نزدیک تہی مہدی علیخان کشمیری برادر علی قلیخان کے دلالت سے سوار ہوکر کوٹلہ مذکور کو روانہ ہوا اور مہدی علیخان ہمراہ ہوکر جس حجرہ مین قاتلون کو بٹہلایا تہا وہانتک گیا اور پردہ اولٹایا اور بادشاہ کے ہاتہہ سے سیف لے لی جب بادشاہ حجرہ کے اندر گیا باہر سے دروازہ بند کر لیا چند نفر قاتل نوراً نی زخم کاری اوسکو ہلاک کیا اور اوسکی نعش کو دروازہ شرقی سے دریا مین جسکا ریگستان اوسوقت خشک تہا ڈالدیا مرزا بابر پسر اعز الدین داماد اور برادرزادہ عالمگیر ثانی نے جو ہمراہ گیا تہا تلوار کہیچکر دو ایک کو زخمی کیا مردم مہدی علیخان نے ہجوم کرکے قید کر لیا اور پالکی مین سوار کراکر قلع سلیم گڈہ مین کہ مسکن سلاطین مقید کا تہا قید کر دیا اور محی السنۃ بیٹے کام بخش کو لقب شاہجہان ثانی سے تخت نشین کیا اور عالمگیر کی لاش کو بیچون تر مقبرہ ہمایون مین دفن کیا شاہزادہ اس خبر سے مضطر ہوکر والد کی نام جو حسین آباد انکی محالات جاگیر مین رہتا تہا اور اہل و عیال کی مقیم تہا شقہ خاص صادر کیا کہ ماجرا یون ہوا آپ کی صلاح کیا ہے والد نے بجا التماس دو کلمہ جواب مین لکہے کہ بمجرد ورود اس عریضہ کے بہ ضابطہ مستمرہ جلوس کیجئے اور قلمدان وزارت کا شجاع الدولہ کو بہیجکر اونکی نیابت پر کسی مغلیہ کو جو حضور مین اسکے لائق ہو عنایت فرمائی اور نجیب الدولہ کو امیر الامرائی کی خدمت دیجی اور منیر الدولہ کو ابدالی کے پاس بہیجکر درخواست اعانت اور نیز تحریر کمک مدد و دہی بنام

شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ وغیرہ روسائی افاغنہ اور ارکان سلطنت ہند کے طلب کرنا چاہیے اور اسیطرح کی تالیف قلوب صاحبان مقدور مین سعی ہونا ضرور ہی بندہ کیواسطی کوئی کام نہ تجویز فرمایئگا کیونکہ بندہ کو کوئی غرض بجز استحکام دولت ملازمان کے نہین ہے جبوقت بناء سلطنت درست ہو جائیگی بندہ کو کچھ کمی نہو گی شاہزادہ لکھنؤ سے مین تہا کہ یہ عرضی پہونچی اوسیوقت بہ ضابطہ خاندان بابریہ کے واقع ۱۱۷۳ھ جلوس عزا ہوکر شاہ عالم بہادر بادشاہ لقب مقرر کیا اور منیر الدولہ کو بموجب تحریر بالابرسم سفارت ابدالی کی پاس بہیجا اور شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کو خلعت و قلمدان بہیجکر منتظر لطیفہ غیبی ہوا کہ کامگار خان بہی مع پانچ چھہ ہزار سوار کے پہونچکر شرف پابوس ہوا اور دلیر خان اور اصالت خان نیز مع اپنی جمعیت کے جو قریب ہزار آدمی کی سوار و پیادہ سی ہوگی حاضر ہوکر مورد لطف شاہنشاہی ہوا کامگار خان اخراج بادشاہی کا متعہد ہوکر زمینداران وغیرہ سے جو کچھ حاصل ہوتا فراہم کرکے پہونچاتا تہا چونکہ دلیر خان میرن سے رنج رکہتا تہا چاہتا تہا کہ بعد آنے میرن کے لڑائی ہوتا کہ اوسکی دغا کی سزا کیجاوے لیکن کامگار خان نے براہ ہوشیاری انتظار آنے میرن اور اجتماع لشکر رام نراین کا مناسب نہ دیکہکر تعجیل کرتا تہا کہ اول رام نراین سے لڑنا ہو بعد ازان جب میرن آوی اوسی سی سمجہہ لینگی اور یہی رائی بادشاہ نے بہی منظور کی آہستہ آہستہ لشکر جمع کرکے مقابل لشکر رام نراین کی پہونچا

لڑائی ہونا رام نراین نعیم سی اور فتح پانا شاہ عالم بہادر بادشاہ کا تائید خداوند کریم سے

رام نراین دریای دموا کے کنارے لشکر رکہتا تہا کہ شاہ عالم بادشاہ مع کامگار خان اور اصالت خان اور دلیر خان اور فوج قدیمی کی جا پہونچا اور تاریخ معہودہ پہر طرفین سی زد و کشت شروع ہوئی رحم خان اور احمد خان قریشی اور مراد خان ولد بہرام خان مع فوج باتفاق مرکیدہر کے رام نراین کی مقدمۃ الجیش ہوئی اور پہلوان سنگہ مع کل بہوجپوریہ کے ہمراہ رام نراین سی ملحق ہوا اور کپتان کاکرن مع سرداران اور فوج انگلشی کے بوضع شائستہ و ضابطہ لائق کے صف آرا ہوکر رام نراین کے متصل استادہ ہوا اور بادشاہ کے طرف سے بہی فوج دو دستہ ہوئی ایک کامگار خان کے زیر حکومت اور دوسری دلیر خان اور اصالت خان کی سرداری مین اور بادشاہ بعض رفقا کے ہمراہ عقب فوج اور دلیر خان اور اصالت خان نے مثل شیر ژیان فوج رام نراین پر حملہ کیا اور مخالف کے پاؤن اوکہاڑ دی دلیر خان اور اصالت خان نے اول داخل فوج غنیم ہوکر طرح طرح کے زخم کہائی صفوف انگلشی سے بندوق کی گولی تیغ برساتی تہی اور بہوجپوریون کی بندوقین برابر فیر ہو رہی تہین ہر قسم کی ضرب ان بہادرون کے جسم پر لگتے تہی اسی ضمن مین گولیون کے صدمہ سے فیل نشان دلیر خان نے رخ پہیرا لوگون نے دلیر خان سے کہا اپنا اوسنے جواب دیا کہ فیل کیا اگر آسمان پلٹ جاوی دلیر خان کا منہ نہین پہرتا ہے یہ کہکر گہوڑے سے اوترا اوسکے رفیق قدیم جو قریب تین سو سوار کے تہے اوسکے ہمراہ پیادہ ہوئی اور اصالت خان

بہی بہائی کے ہمراہ پیادہ ہوا شمشیر در دست اور سپر بالای رخ لیکر فوج رام نراین پر جا گرے رام نراین
کے فوج مین تہلکہ پڑ گئی دلیر خان اور اصالت خان نے مع افواج ہمراہی کے اسوقت مین
کہ انگلشی کی گولی برس رہی تہی دوڑکر صفوف مخالف کو پریشان کر دیا اسی ضمن مین دلیر خان کی گولی اس
تور سے لگی کہ بائین کنپٹی سے داہنی ہوکر نکل گئی اور اصالت خان کے منہ مین بلم کا زخم آیا چونکہ کلہ کو بہی شگاف
لگا گیا اسطرح اور بہی زخم کہائی قریب تیس ۳۰ نفر ہمراہی کے شربت شہادت نوش کر کے شگفتہ رو ئی سے عقبے
کے راہی ہوئی اور قریب چالیس نفر نے گلہای جراحت سے سراپا بدن رو کش ارغوان بنایا انہین بہی اکثر
تندرست ہوئی اور اکثر سرداروں کی خدمتگذاری کو اجل آپہنچی دلیر خان کی دلیری سے صفوف مخالف
خالی اور انگلشی کی بہاری موقوف ہوئی بعض رفقای بادشاہ نے جو مدار الدولہ کے ہمراہ تہی دوڑکر رحم خان
اور غلام شاہ کو بلازمت مدار الدولہ مین لائے اور مرلیدہر کو کامگار خان کے لوگون نے طمانچہ قید لگایا احمد خان
قریشی اور مراد خان بلوچ بہی نامرادی مین اسیر ہوا جب کامگار خان نے دیکہا کہ انگلشی کی شلک موقوف ہوی اور رندان خالی ہے
رام نراین کے سر پر جو چند لوگون سے کہڑا تہا جا گرا اس حال کے مشاہدہ سے رام نراین نے کپتان کاکرن کو
کہلا بہیجا کہ آدہے آدمی آپنے میری کمک کو بہیجے اول کپتان نے کہا تہا کہ تم فوج انگلشی مین رہو مگر اس مغرور نے
نہ سنا تہا اب چونکہ کپتان اوسکی محافظت مین مامور تہا اور اوسکی فوج مین بہی کچھہ جان باقی تہا لیکن فوج کے
دو حصہ کئی اس تجزیہ نے اور بہی بد انتظامی ظاہر کی اسی حال مین کامگار خان نے بہو جب غبار رزم اوڑایا بازندہ
بہاگ نکلے رام نراین کو شکست فاش ہوئی اور کامگار خان نے بذات خاص رام نراین کو نیزہ و تیر سے
مجروح کیا میر عبد اللہ نے جو کہ مسٹر واچہ کی سفارش سے اوسکا نوکر تہا اوسکی رفاقت کی مگر خود بہی چند زخم تیر و نیزہ کے
کہائی رام نراین نے تختہ ہو فوج مین لیٹ کر پناہ لی کامگار خان نے بن نیزہ سے خوب چہید البعد ازان رام نراین
نے تاب اقامت نپائی مجروح میدان بہی بدحواس فراری ہوا اور کپتان کاکرن اور مسٹر بار دل وغیرہ سرداران
انگلشی مع سپاہیون کے اوسی تفرقہ بیوقت مین تباہ و تلف ہوئی جو فوج ان لوگون کی باقی رہی تہی واکثر نیم قتل
کی سرواریمین آئی پہر جسال اسشخص نے ایک ضرب توپ جو میدان مین رہگئی تہی اوسکے پیالی مین میخ جڑ دی
اور مع ایک ضرب توپ باقیماندہ اور پیٹی باروت کی راہ عظیم آباد کی لی بروقت مراجعت کے اثنای راہ مین
توپ کی گاڑی مین نقصان آیا ڈاکٹر نے بالاستقلال کہڑی ہوکر اوسکو درست کیا اور روانہ ہوا اس فرقہ انگلشی
کے جمعیت حواس اور استقلال اور صف آرائی اور حزم و احتیاط مین کچہہ شک نہین جیساکہ آداب حرب مین
یگانہ روزگار ہین اگر ملکداری اور احوال پرسی اور تفقد و تفحص حال رعایا مین اسکے عشر عشیر بہی متوجہ ہون اور
بندہای خدا کے ماجرا کو بہونچکر غمخواری اور دلداری کرین شاید اس جزو زمان مین کوی فرقہ ان سے بہتر نکلے

لیاقت ریاست کی نہ رکھتا تھا لیکن عدم التفات کرنا ان لوگون کا اسطرف ایک بلدی بے نیاد سے ہے کہ تمام ملک کی خلق اللہ کمال عجز و اضطرار مین سے الغرض بادشاہ نے مع کامگار خان کے قہ پاکر شادیانہ ظفر بجوایا تعاقب نفرنا یا بعد اطمینان معلوم ہوا کہ ولیر خان نے بکمال دلیری جانفشانی کی اور اصالت خان نے بہی میدان رزم مین اپنی اصالت ظاہر کرکے راہ عقبی لی اور دونون سرداران جلاوت نشان کے رفقای نمک حلال بہی اپنے سردارون کی خدمتمین روانہ عدم ہوئی اور میر لبیہر نے بعین زخم نیزہ سے ایک آنکہ نذر دکھلاکر مقید ہوا اور رحم خان بھی اپنی جان پر رحم کھاکر قید کے زخم مین قدم لایا ہے القصہ دلیر خان اور اصالت خان کو بعد انتقال اوس فرار کی جوار مین جو درمیان فتوحہ اور بیکنٹھ پور کے واقع ہے دفن کیا باقی مقتولان کو ایکہی جگہ گاڑدیا اگر اسی تعاقب مین فوج بادشاہ کی پہونچتی تو قلعہ مین ایک بہی محافظ تھا اور رام نراین کا وجود و عدم برابر ہوجاتا اور بے ہرج قلعہ فتح ہوجاتا لیکن شہر کے لوٹنے کا خیال اور شریف و وضیع کی سراسیمگی کا خیال ہوا لہذا فتح قلعہ کا دہیان کامگار خان وغیرہ کے دلمین نہ آیا بہر صورت بندہ مع ایک آشنا کے ڈاکٹر کے مکالمہ مین بیٹھا تھا کہ رام نراین کی شکست کی خبر آئی اول یقین نہوا جب متواتر یہی خبر آئی اور نیز یا مور لوگ بہاگی ہوئی پہونچے اور معتمدین نے عبد اللہ اور رام نراین کے مجروح آنے کی خبر پہونچائی بندہ میر موصوف کی عیادت کو جو کہ میرا دوست اور صادق الولا تہا گیا شہر والون کو بڑا اضطراب ہورہا تہا مصطفی قلیخان برادر مرزا محمد ایرج خان نے اپنے متعلقون کو سواری کشتی کوٹھی انگلشی کی قریب بہ نیر انور وزیر لایا اور خود میر عبد اللہ کے گہر جو کوٹھی مذکور کے قرب مین تہا اور اوسوقت اوس کوٹھی کا مالک مسٹر امیٹ تھا آیا بندہ بسبب تجرید اور افلاس کے بے وسواس تہا اوسکا اضطراب دیکھکر کسقدر متحیر ہوکر نصیحت کی اوسنے شماتت سمجھکر وہاں کا رہنا ناپسند کیا متعلقون کو وہین چہوڑ کر خود دوسری جگہ گیا اور مسٹر امیٹ ملنے رام نراین کے دیکھنے کو جاکر تسلی کی اور اونکی حفاظت کو اپنا پہرہ بھیجدیا رام نراین نے جب مشورہ پوچھا مسٹر امیٹ نے جوابدیا کہ گفتگوی بے فروغ اور تحریر دروغ ہمارا ضابطہ نہین ہے جسطرح سمجھو افواج مشرقی کے آنے تک دفع الوقتی کرو رام نراین نے اپنی کم جراتی کا عذر کرکے وعدہ حاضری بعد صحبت کیا جب دو تین روز گذرے اور کوئی قلعہ مین نہ آیا لشکر رام نراین کے بہاگے ہوے آکر باجمع ہوی اور قلعہ کی حفاظت مین مستعد ہوی اور خبر قرب ہلنی میرن کی مع لشکر کرنل انگلشی کے کامگار خان اور بادشاہ کو ملی اور یہ لوگ فوج مذکور کے استقبال کو مشرق رویہ روانہ ہوئی

میرن کا لڑنا کامگار خان سے اور اول حملہ مین بہاگ جانا اسکا فتح پانا

مخفی نرہے کہ قبل ازین میرن نے کبھی لڑائی نکی تہی مزبران خون آشام کے موکے ندیکہے تہے غرو

جوانی سے اپ کو شجاع اور دلیر بے مثال جانتا تھا لہذا جو فوج کہ خود بھرتی کی تھی اور اوسپر اعتماد تھا
باین دعوی کہ بلا اطاعت فرقہ انگلشیہ کے فتح کرے اور انگلش کا بھی یہی ضابطہ ہے کہ بروقت جنگ کے
کوئی دوسری فوج کو اپنے شریک نہین کرتے تاکہ انتظام درہم نہوے اگر کوئی سردار چاہتا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں
کرتے بناءً علیہ دونو فوج جدا جدا اگر متصل چلی آتی تھین جس تاریخ کو کہ واقع میدان چنید مقابلہ ہوا میرن نے
مع اپنی فوج کے علحدہ سوار ہوکر صف آرائی کی اور کرنیل نے مع دیگر سرداران کے حسب ضابطہ فوج و توپخانہ
کی ترتیب دی اور اپنے سپاہیون کو مستعد کرکے روبمخالف ہوئی ادہر بادشاہ کے لشکر مین کوئی ایسا نتھا
کہ دلیر خان کی جگہ لیوے لہذا کامگار خان نے اپنی فوج دو حصہ کی اور قادر داد خان ولد خالق داد خان ترین
الہ آبادی اور غلام شاہ کو ہراول کیا اور خود مع باقیماندہ فوج کے اونکی پشت کے سرے پر استادہ ہوا اور
بادشاہ مع اپنی فوج کے ہمو دیکھو اسطے سوار ہوکر سب سے پیچھے تماشائی ہوا جب طرفین سے مقابلہ ہوا قادر داد خان
نے مع غلام شاہ کے فوج انگلشی کو چھوڑکر بلائے ناگہانی کے مانند میرن کے سر پر جا پہونچا بمجرد یورش کرنے کے
میرن کے چھکے چھوٹ گئے اور روبفرار ہوا اور دور تک بھاگا چلا گیا ہمراہیون کو بھی چار ناچار بھاگنا پڑا بعض
جو شجاع اونمین تھے باوجودیکہ اون فراریون کو ملامت کرکے لوٹ آنیکو کہتے تھے اور نامرد لوگ آقا کا بھاگنا اپنے حق مین بہتر سمجھکر بھری
فوج انگلشی نے توپ اندازی شروع کی میرن کو اس خبر سے دلجمع ہوکر معاودت کی سوجھی اوسکے آتے ہی
قادر داد خان مقابلہ پر گیا تیر باران شروع ہوا اول ایک تیر محمد امین خان کے سینہ پر جا لگا جو حقیقی خالو میرن کا
اوسکے برابر دوسرے ہاتھی پر سوار تھا اور اوسی تیر سے اسکے مرغ روح نے گوشہ کالبد سے پر پرواز کیا بعد ازان
ایک تیر میرن کے کلہ پر لگا جو بن دندان تک سوراخ کر گیا اور اوسی گرمی مین دوسرا تیر گردن مین پہونچا
مگر موت مین دیر تھی جان سلامت رہی قادر داد خان کے ہمراہی میرن کے ہمراہیون سے بہتر کر طرفین سے
مجروح و مقتول ہوے میرن کو ایسی بدحواسی تھی کہ ترکش سے تیر نہین نکال سکتا تھا کمان ہاتھہ مین لیے ہوے
سر ہلا رہا تھا کہ مبادا کوئی دوسرا تیر پہونچکر کام تمام کرے نزدیک تھا کہ اس مرتبہ بھی شکست کھاوے مگر
فوج انگلشی نے قادر داد خان کے پہلو سے سر اوٹھا کر باڑہ مارنا شروع کی اور گولی کے لگتے ہی قادر داد خان نے جان دی
کامگار خان نے جو اسکے پشت پر تھا مدد پر پہونچا اپنی فوج کی قلت اور انگلشی کی آتشباری کی کثرت دیکھکر پائداری
مناسب نجانی لاچار واپس ہوا غلام شاہ اور عزیز اللہ خان بخشی شاگرد پیشہ بادشاہ مجروح اور اسیر غنیم ہوکر
مقتول ہوے اور اسیطرح پر میرن کو فتح ملی کامگار خان نے بادشاہ کو لیکر بہار کی راہ لی میرن نے بعد شادیانہ فتح
اپنے جراحات کا التیام کردیا مقتولین کے تجہیز و تکفین کی فکر ہوئی چند روز اوسی میدان مین رہا شہر کے لوگ مع
بندہ کے سب حاضر ملازمت ہوئے مگر میر عبد اللہ اور رام نرائن بسبب جراحات کے حاضر نہوسکے فقط

بادشاہ کا مع کامگار خان کے براہ کوہستان مرشد آباد جانا اور بہیر بہوم اور بردوان سے نکلنا میر جعفر خان کا مرشد آباد سے مضطرب الاحوال واسطہ مدافعہ اونکی کے اور میرن کا واپس ہونا افغان وغیرہ

کامگار خان نے دو تین روز بہار مین رہکر مصلحت کی کہ الحال مرشد آباد جانا چاہیے اور میر جعفر خان کو درمیان سے اوٹھانا چاہیے لہذا اسباب ہائی موجودہ ہمراہ لیکر مع بادشاہ برسم یلغار کوہستان تنگ سے اور طرف روانہ ہوا ارابہ وغیرہ جو دشوار گذار تھے کسی مامن مین رکھا میرن نے اس ماجرے پر آگاہ ہوکر بسبیل ڈاک خط اطلاعی اپنے والد کو تحریر کیا اور رام نرائن سے مدد لیکر اکثر اوسکے سرداران ہمراہی کو مع اوسکے بہائی دہیرج نارائن کے ہمراہ لیا اور جس راہ سے کہ کامگار خان اور بادشاہ گئے تھے خود بہی چند روز بعد عازم ہوا میر محمد جعفر خان نے جب ورود خط فرزند سے حال دریافت کیا مضطرب ہوا فوج کو فراہم کرکے اور نیز روسای انگلشیہ سے مدد خواہ ہوکر فوج گران سے تاریخ معینہ پر مرشد آباد سے برآمد ہوا اور یہ التزام کیا تھا کہ اوسکا فیل سواری انگریزی تلنگون کے درمیان مین رہے اور خود مع عورتون اور مصاحبون فراہم کے اونہین کے درمیان مین روان تھا اور پس وپیش بہی انہین لوگون کی حفاظت رہتی تہی تا آنکہ میرن پہونچ گیا اور میر جعفر خان کی دلجمعی ہوئی اودہر شیو بہٹ اور بابو خان مرہٹہ اور راجہ بشن پور نے ملحق ہوکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور میر قاسم خان داماد میر جعفر خان حسب الطلب اپنے سسر کے رنگپور ہی کہ وہاں کا فوجدار تہا آپہونچا اور لب دریای دمود پر خیمہ کیا کامگار خان نے اوسکی خبر سنتے سولہ کوس سے اوپر دوڑا مگر وہ پیشتر کوچ کرکے سسر سے جا کر ملحق ہوگیا لیکن مرہٹون نے کسیقدر دوڑ کر اوسکے گرد وپیش نمود داری کی میر جعفر خان نے باتفاق فرزند و داماد و فوج انگلشی کے متوجہ سپاہ بادشاہ ہوا کامگار خان نے اسقدر فوج کثیر سے لڑنا اپنی طاقت حوصلہ سے باہر دیکھا رات کو رہکر صبح نقارہ کوچ جانب عظیم آباد بجوایا میر جعفر خان نے مخالف کو مغلوب دیکھکر فوج کو دریا پار کرکے ارادہ تعاقب کیا شیو بہٹ نے مع کامگار خان کے پائداری کرکے غنیم کو تک و تاز مین مصروف کیا تا آنکہ بار بردار پیشگاہ چار پانچ کوس راہ طی کر گئے بعد ازان شیو بہٹ نے بہی مع کامگار کے راہ لی جب میر جعفر خان کی دلجمعی ہوئی شیخ عبد الوہاب کو جو پیشتر سراج الدولہ کا نوکر تہا بدین خیال کہ بادشاہ سے رسم مراسلات رکھتا ہے قتل کروا ڈالا

لوٹنا بادشاہ اور کامگار خان کا عظیم آباد کو اور آنا مونسیر لاس فرانسیس کا ملازمت مین اور ساکنان شہر کو اضطراب حاصل ہونا

کامگار خان نے جب فوج بنگالہ کا ازدحام دیکھا دوبارہ عظیم آباد کو لوٹا میر جعفر خان اور میرن آسایش طلبی مین اور نیز اس نظر سے کہ فوج انگلشی پیادہ پا ہی مین اس تک ودو سے خستہ ہو گئی تہی

بمطالب آسایش ہوئی اطراف بردوان مین اگر منتظر ہوئی تھی کہ مرہٹہ اور بادشاہ اور کامگار خان کے ارادہ کی تنقیح خبر دریافت ہوجیب کہ بادشاہ اور کامگار خان بردوان مین تہا بموجب انکی طلب کے موسیُو لاس چہتر پور سے عظیم آباد پہونچا اسکی خبر سنی چونکہ عظیم آباد مین نہ فوج انگلشی تھی نہ ہندوستانی نہایت اضطراب ہوا اعیان شہر سردار ان کو بہی مسٹر امیٹ وغیرہ اور رام نراین سے ملحق ہوئی ہرچند انگلشی بموجب ضابطہ ولایت کے شادان تھے مگر اپنی مغلوبی اور تسلط موسیُو لاس کا یقینی جانتے تھے اور رام نراین اور مصطفی قلیخان نام کو بہی دو نو ہمراہی نرکھتے تہے اغرہ شہر نے میر جعفر نامی کو جسکے مکانات مین فرانسیسے کرایہ دیکر فروکش ہوتے تھے اور اوسکو کسیقدر موسیُو لاس سے تعارف تھا بہیجکر استفسار حال کیا جب وہ واپس آیا معلوم ہوا کہ بالفعل اوسکا ارادہ رزم کا نہین یہ اسی سبب سے تھا کہ چونکہ راہ دور سے آیا تہا اور نیز احوال لشکر عظیم آباد سے مطلع نتہا ورنہ اگر مطلع ہوتا شکار مفت جانتا ہرگز تسخیر مین تقصیر نکرتا اکمرتبہ سابق مین رام نراین کی فوج شکست پاچکی تھی اسکے یورش کی متحمل نہ تھی اور کوٹھی انگلشی مین بھی ایک کمپنی اور چند سردارون کے سوا کچھ فوج نتھی خلاصہ یہ ہے کہ میر جعفر خان نے اسکے مضمر سے آگاہ ہوکر سکنائے شہر کو مطمئن کیا لیکن ہنوز قرار واقعی جمعی نہ تھی تا آنکہ موسیُو لاس مذکور نے لہانی پور سے کوچ کرکے نزدیک حصار سے تلسی منڈوی ہوتے بہار کی راہ لی اور دو تین کوس پر جاکر اقامت گزین ہوا انکے جانے سے گویا عظیم آباد والون نے جان تازہ پائی میر جعفر خان کہتا تھا کہ احوال دشمنان عظیم آباد کا مثل عبد اللہ اور مصطفی قلیخان اور میر افضل وغیرہ کا استفسار کرتا تھا انکا سلام کہکے پہر اونکا حال کہا جب مینے اوسکا حال استفسار کیا اسنے ایک بیت بر جواب مختصر کیا **بیت** ازما حذر کنید کہ ما دل شکستہ ایم ٭ خاکستریم و بر سر آتش نشستہ ایم ٭ **القصہ** بہار مین پہونچکر باروت وغیرہ کی طیاری مین مصروف ہوا ہر چند اوسکے سامان سرانجام کی خبرین عظیم آباد پہونچتی تہین تا آنکہ کامگار خان مع بادشاہ کے بردوان سے مراجعت کرکے اپنے ملک مین پہونچا اور موسیُو لاس بہی اوسنے ملحق ہوا اور خادم حسن خان کے عرائض متضمن اخلاص اور رسوخ اور بعزم خبر مدد دہی اور وصول زر راجہ دولبھ رام سے آنے لگے اسیطرح میر افضل کشمیری بہی بادشاہ کی اعانت زر و شورہ سے کرتا تہا لیکن خادم حسن خان نے پہونچنے مین دیر کی اگر جلد بہی پہونچتا فتح عظیم آباد مین بادشاہ کو بڑا دست قدرت ہوتا

محاصرہ کرنا بادشاہ کا اور کامگار خان کا قلعہ عظیم آباد کو اور زین العابدین کا حصار توڑنا مگر فتح نہونا بسبب نامردی بعض رفقا کے اور کپتان نکس کا بردوانی رام نراین کی مدد پر آنا

چند روز بادشاہ اور کامگار خان نے بہار مین پہونچکر واسطے آسایش سپاہ کے قیام کیا اور عظیم آباد مین چونکہ سپاہ کم تھی

وہان کے ناظم اور ارکان دولت اور اعیان کو نہایت تشویش تھی بلکہ نرائن سنگہ نے سپاہ و غیر ہ کی بہت منت کی
اور در حقیقت کسیقدر جمعیت اور ازدحام ہو گیا اور ہمیشہ مرشد آباد کو کمک فوجی کے عرایض ارسال کیا کرتا تھا
کیونکہ اسکا بہائی مع فوج کے میرن کے ہمراہ تہا اور جو لوگ کوٹہی انگلشی کے اطراف مین منتشر تہے اونکو منتر امید سے
ہر طرف سے طلب کرکے اپنے پاس تین کمپنی تک مرتب کر لین اسی ضمن مین بادشاہ مع کامگار خان کے اپہونچا اور
قلعہ کو گہیر لیا اس طرف سے بہی مدافعہ ہونے لگا تہوڑی سی فوج جو قلعہ مین تھی وہی ہر طرف محافظت مین
مامور ہوئی راو شتاب رای بمقتضای شرم سابقہ کے جو رام نراین کی رفاقت مین پائی تھی باوجودیکہ اکثر لوگ
مع ناظم کے اوس جلسہ مین شریک تہے مگر یہ شخص سب سے زیادہ جانفشانیان کرنے لگا راتون کو بذات خود
برج و دیوار حصار پر پایداری مین رہتا اور اپنے ہمراہیون کی دلیری بڑہاتا تہا بادشاہ اور کامگار خان کی یورش
مشرق رویہ قلعہ کی تھی اور کامگار خان کے مورچہ دیوار پختہ قلعہ کے روبرو تھی پانچ چہہ روز کے بعد کسی شب کو
موشیو لاس مع اپنے ہمراہیون کے قلعہ کے جنوبی طرف عین غفلت مین زینہ لگاکر دیوار حصار پر چڑہ گیا
ڈاکٹر اور نیز بعض کپتان جو مع تہوڑے سے تلنگون کے ہمراہ وہان پر تہے مافوق طاقت سد راہ ہوے
کسی کپتان انگلشی نے جو مرد ضعیف تہا حقہ بان مین ہاتہہ لگاکر کسی فرانسیسی کے سینہ پر مارا کہ زینہ سے
نیچے آگرا خدا معلوم بچا یا مر گیا اور شتاب رای نے اپنے بندوقچیون کو اونکے پہلو سے بہیجکر بددلی
فرانسیسیون کو حصار پر پہونچنا نصیب ہوا اور ایکروز کے بعد موشیو لاس مذکور نے غربی قلعہ کیطرف
تہوڑی رات گذرنے پر توپ اندازی شروع کی شہر والون کے دلمین نہایت خوف چہایا اور
شرقی طرف سے زین العابدین خان نے جسکا ذکر محمد قلیخان کے بیان مین ہو گیا ہے دیوار پختہ قلعہ سے جو کہ
کسیقدر فرانسیسیون کے ضرب سے شکستہ ہو گئی تہی زینہ لگاکر اور عمدا اپنے کو شتر کے بالای حصار آیا اور چند دیگر
بہادر بہی رفاقت مین اوسکے برابر جا پہونچے بندوقون سے نگہبانون کو جو نیز دیوار تہے بہگا دیا چونکہ دیوار بلند تہے
چاہا کہ اوپر سے زینہ اوٹہاکر ادہر لگائے اور اس تعمیل مین دیر لگی کہ بیردل خان بلوچ جونپوری نگہبانون کی
مدد پر اپہونچا ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا اکثر فلٹن بہی مع تلنگون کے آگیا بندوق کی مار شروع ہوئی ناگاہ زین العابدین
کے پیر مین گولی لگی جسکے صدمہ سے ساق کی ہڈی چور ہو گئی اور رفقا نے اسکو نیچے اوتارا اسکے اوتر
دوسرے گردن بلندون کو فراز و نشیب سوجہنے لگا کسی کی جرأت نہ پڑی بندہ اہل شہر کے شور و غوغا اور
آواز توپ و تفنگ سے بیدار ہو کر میر عبد اللہ صفوی کے دیوانخانہ مین آیا اوسوقت طرفین کی یورش پر آگاہی
ہوئی تمام محلہ مین بڑا اضطراب تہا اول صبح کو اوس دیوانخانہ کے صحن سے اوسطرف گنگا کے کنارے
فاصلہ بعید پر علم اور علامت فوج انگلشی کے ظاہر ہوئی اور پہر بندہ نے دیکہا کہ مصر کوٹہی سے جو قریب تہا بجرہ

ہوزہ فرنگی اور کپتان روانہ ہوئے ہین بروقت جستجو معلوم ہوا کہ کپتان نکس کسقدر فوج سے عظیم آباد کی مدد کو
ہنگام ورود مین بردوان سے آیا مسٹر اسمیث صاحب کلان کوٹھی نے اوسکے لانے کو کشتیان بھی بھیجی ہین بعد از ان
بندہ اور میر عبد اللہ باتفاق رام نراین کے پاس جو کہ اسمعیل قلیخان کے باغ مین قلعہ کی فصیل کے وسط حصار مین
مقیم تھا گیا دیکھا کہ اوسکے اونٹھ خشک ہین چہرہ اس پژمردہ بیٹھا ہے اور ڈاکٹر فلرٹن بھی تشویش سے کہ زخمہ نہ گون کو
یقین ہوا تھا کہ آج کی رات ایسی گذری یا ورفوج شاہی کی رات ہوئی کہ کل کی رات بھی یہی ہو گی بیدل خان اور اوسکے ہمراہی مجروح ہو
دوسرے کی تاب نہیں پڑتی جو محافظت کرے اگرچہ وہ سوراخ مٹی سے بند کر دیا ہے مگر خوف جو لوگون کے
دلمین بھرا ہے کوئی اقبال حفظ نہیں کرتا اگر یہی حال ہے تو صبح آیندہ کو قلعہ مفتوح اور رام نراین مجبور و
مغلوب ہوگا چونکہ بندہ کو ڈاکٹر صاحب سے اخلاص تھا وصول فوج انگلشی کی بشارت بندہ نے دی
متعجب ہو کر بولا خانصاحب کہان سے بندہ نے جملہ کیفیت کی شرح کی نہایت خوش ہوا اور رام نراین نے
دوبارہ حیات پائی ہرکارہ بھی تحقیق کو جا کر یہی خبر لائی بندہ مع میر عبد اللہ اور ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی مین آیا
مسٹر اسمیث اور کپتان نکس سے چونکہ آشنائی تھی ملاقات کی معلوم ہوا کہ چار کمپنی تلنگہ اور ایک کمپنی ولایتی
ہے لیکن چونکہ اونھین منزل راہ پندرہ روز مین طے کی تھی نہایت ماندہ تھے کپتان بھی اکثر انکی ہمراہ
پیادہ پا چلا تھا تا کہ تلنگون اور گوردون کو عذر نہو اور دریا عبور کرکے آنکی وجہ یہ تھی کہ مبادا فوج بادشاہی استقبال
کا فراہم نہو اور عظیم آباد پہونچنا میسر نہو اور اگر ہو بھی تو بمدت ملتی اور از بسبب محاربہ ہو جاتی اور کیونکر انجام ہو خیر مسٹر اسمیث نے
اوسیوقت شراب و طعام وغیرہ سرداران اور سواران کو بہونچا کر استراحت پر دلالت کی تمام دن اونہون نے
آرام کیا شام کیوقت کپتان نکس نے حسب ضابطہ فوج کو آراستہ کرکے مع دہل و کمال جمعیت مجمع سے دروازہ
جنوب سے نکلکر شہر کے راستہ ہو کر بڑے شوکت و شان سے داخل قلعہ پٹنہ بادشاہی ہوا شہر والونکو
تسلی ہوئی فوج بادشاہی یورش سے دست بردار ہوئی اوسی شب کو کپتان نکس نے مع دو کپتان
دیگر اور ایک ہرکارہ کے مخفی باہر نکلکر راستے دیکھے اور سمجھے کہ کسطرف اژدحام ہے اور کامگار خان
کدہر ہے دوسرے روز دوپہر کے وقت کامگار خان عریان خواب مین تھا اور مردم مورچال بموجب آسایش
آرام طلبان ہندوستان کے اپنے کام مین غافل مشغول تھے کپتان نے تھوڑے آدمی سے نکلکر ایک شلک
ماری مورچہ والے مضطرب ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے کامگار خان مجبور ہوا باہر نکلنے کی راہ نہ پاتا تھا بہزار خرابی
اپنی جان بچا اوس مخمصہ سے باہر ہوا اور کپتان نکس چند نشان اوسطرف کے مع دیگر سامان کے لے آیا اسکے
بعد کامگار خان نے وہان پر اقامت مناسب نہ جانی شہر سے باہر میدان مین خیمہ بپا کیا لیکن آبادی سے
دور نہ تا کہ ایک شبخون رات کو دشمنون پر ماری اور چند روز کے بعد وہان سے طرف گیا بانپور کے آیا اور شروع بندوبست

اور تحصیل زر کا کیا بادشاہ کو مجبور اپنا دوست رکھا تھا چونکہ بادشاہ کو کسیطرف سے اطمینان نتھی ناچار
اوسکی رضا جوئی کرتا تھا والد کو مکرر طلب فرمایا وہ مرحوم اس اندیشہ سے کہ حکام عظیم آباد آزردہ ہونگے
عذر خواہی کرکے نہ آیا اس باعث سے کسیقدر بادشاہ آزردہ خاطر ہوا کامگار خان نے عرض کی کہ شیو بھٹ
مرہٹہ کو حکم ہو کہ اوسکی جاگیرات مین یورش برپا کرے اوسوقت ضرور حاضر ہوگا بادشاہ نے حکم دیدیا
لاچار والد نے شیو بھٹ کو اس کام سے باز رکھکر عزیمت حضوری کی رام نراین نے جو اس عزیمت کی
خبر پائی چاہا کہ بندہ کی صاحبان انگلشیہ سے نا اتفاقی ہو اس حال کو بڑے طور پر مسٹر امیٹ سے ظاہر کیا
اور کہا کہ غلام حسین خان آپ لوگون کے پاس آنکر یہان کے حال سے باپ کو مطلع کیا کرتا ہے اور
الحال اوسکا باپ باوجود واگذاشت جاگیر کے ارادہ رفاقت بادشاہ کرتا ہے پس غلام حسین خان کو
تاکید کیجے کہ اپنے باپ کو اس عزم سے مانع ہو مسٹر امیٹ نے بندہ سے بنا بر تحریر خط ممانعت والد کے نام
ارشاد فرمایا بندہ نے جوابدیا کہ بخدا جسوقت سے بندہ حاضر حضور ہے خط کیا بلکہ زبانی پیغام تک والد کو نہین بھیجا
جو کچھ رام نراین نے آکر کہا محض غلط ہے اور بعض راست والد ابتک بہر حیلہ ترک رفاقت بادشاہ
کرکے خانہ نشین رہا اب کہ بادشاہ نے اظہار ناخوشی کرکے ایذا رسانی پر کمر باندھی آپ فرمائی کہ اسکی
کیا تدبیر ہے جسوقت کہ رام نراین باوجود اقتدار نظامت کے عہدہ برا نہوا والد بندہ بمع عیال و اطفال
مین پڑا ہے کیونکر حکم بادشاہ سے سرتابی کر سکتا ہے رام نراین اس خیال سے کہ مبادا والد یہان آکر
آپ صاحبون سے ملاقی ہو اور آپ لوگ اوسکی لیاقت سے راضی ہو کر یہان کی صوبداری اوسکے
واسطے تجویز کرین اوسکے آنیکا روادار نہین اور والد باوجود ہونے سیدان کے عدم انقیاد سلطان
کی تاب نہین رکھتا البتہ ضرورتاً بادشاہ کے پاس جاویگا اگر یہ منظور ہے کہ وہ بادشاہ کے پاس
نجاوے شہر مین آنیکا حکم دیجے بدون اس تدبیر کے اور کوئی وجہ بادشاہ سے نکلنے کی نہین ہے
مسٹر امیٹ جو کہ مرد عقلمند تھا میرے حرف مدعا کو پہونچکر بولا کہ درحقیقت تمہارا کہنا درست ہے
مگر خط لکھنے مین کچھ مضایقہ نہین بندہ نے اوسی جگہ خط لکھدیا اور بکرر اتمام حجت کیواسطے کہدیا کہ رام نراین
کو ایسی گفتگو سے بندہ اور والد کی بدنامی منظور ہے اور اس قسم کی ممانعت سے کچھ اثر نہین ہو سکتا
کہ والد بادشاہ سے نہ ملین اگر یہی منظور ہے تو والد کو اسی جگہ بلا لیجے ورنہ جسطرف اپنی عزت و آبرو
جان و مال کی حفاظت نظر آویگی اوسکی تعمیل کرینگے فی الحقیقۃ ایسا ہی تھا کہ بندہ کو والد اور بادشاہ
اور میرا اور اور دوست اور دشمن سے کبھی خط کیا پیغام تک نہ تھا بلکہ اگر دوسرے طرف سے ایسی حرکت
بھی ہوتی تو بندہ اپنی روبرو نہ آنے دیتا کیونکہ دغابازی اور بیوفائی اور جو کچھ اس قول سے ہو

شکر خدا کا کہ بندہ کو منظور نہین رہی اور اتبک بھی نہین ہے اور اللہ تعالی نے اتبک اپنے فضل و کرم سے ساتھ
کام و آرام سے رکھا اور اکثر لوگونکو دیکھا کہ بڑا دعوی دانائی اور فہمیدگی کا رکھتے تھے مگر مبتلای انواع بلیات ہوے مصرع
من ہمان شیدہ یارینہ کہ بودم ہستم ٭ القصہ والد مرحوم حسب ذکر بالا حسین آباد سے مع منجھلے بیٹے نقی علیخان کے
لشکر بادشاہ مین آکر مورد الطاف ہوا اور دستار سربستہ اور یارقب ملبوس خاص کا خلعت ملا اور مدار المہام
کارشاہی اور صاحب دستخط ہوا اہالی اور ارکان لشکر کا مرجع ہوا کامگار خان بہی مجرے کو آیا اور موشیر لاس نے
بہی ملاقات کی اور بادشاہ مع کامگار خان اور موشیر لاس وغیرہ کے راجہ سندر سنگہ اور بہرت سنگہ وغیرہ کے
ملک مین قلعہ ٹکاری کے گرد و پیش ایامون بسر کرتا تھا اور احکام ابدالی کے اصدار حکم کے انتظار مین رہتا تھا
اسی اثنا مین خادم حسن خان جو کہ ہمیشہ میرن سے سرگران اور بے اطمینان تھا قاصد اعانت بادشاہ ہوا
ملک پورنیان کو حسب دلخواہ غارت کر کے اور رعایا برایا کی لوٹ مار سے روپیہ جمع کر کے منتخب فوج کے ہمراہ بیساکھ
لال کو کوچ کر کے اپنی جگہ سے متحرک ہوا مع پانچ چھہ ہزار سوار اور سات آٹھ ہزار پیادہ بندوقچی اور چالیس توپ
خورد و کلان کے شمالی دریا کی راہ سے عظیم آباد کو عازم ہوا اور حاجی پور کے نواح مین جو عظیم آباد کے مقابل
اور شہر کے اوترزخ گنگا پار لب دریا واقع ہے پہونچا اگر یہ آنا انکا قبل پہونچنے کپتان نکس کی جب کہ بادشاہ
عظیم آباد گھیری ہوی تھا ہوتا تو قلعہ مفتوح اور خادم حسن کی واسطے عجب نام اور بادشاہ کو کمال تقویت ہوتی

پہونچنا خادم حسن خان کا قریب حاجی پور کی اور رام نارائن کا مضطرب ہونا اور کپتان نکس کا اکثر فتحیاب ہونا

جب قریب پہونچے خادم حسن خان کی خبرین پہونچین رام نارائن نے کوٹھی مین آکر مسٹر امیٹ سے قلت فوج ظاہر کر کے
چارہ جوئی کی مسٹر امیٹ نے یہ صلاح دی کہ بالفعل بادشاہ حصار سے دور سرگرم سیر و شکار اور تحصیل زر ہے
تھوڑی سی فوج اپنی ساتھ رکھکر باقی کپتان نکس کے ساتھ مقرر کر دیا کہ کپتان مذکور خادم حسن خان کی
لڑائی کا مستعد ہوتا ہے رام نارائن قلت فوج کپتان اور ارادہ جنگ سے حیران ہوا جب عزم جزم سمجھا اپنی فوج
رخصت کو گیا اور شیخ حمید الدین اور صاحب داد خان وغیرہ اپنی جماعہ داروں کو معین کر کے تاکید
عبور فرمائی صاحب داد خان نے اپنا علم مع اردو کے درمیان دوابہ گنگا کی جو دو مہرو نہر کی تھا بھیجا
اور شیخ حمید الدین خود اوسیطرف گنگا کی رہتا تھا بنا بر اطاعت آقا حاضر ہو کر ساتھ لشکر کرا دیا اور کپتان
مع تین چار کمپنی تلنگہ اور ایک کمپنی ولایتی اور دو ضرب توپ مع گولہ وغیرہ لیکر قاصد عبور ہوا چونکہ راہ و رسم
انکی دوستی کا دم بہرتا تھا اور دو سو سوار و پیادہ کی جمعیت سے مسٹر امیٹ اور کپتان نکس نے اسکو بہی
صلاح رفاقت دی اور اسنے کشادہ پیشانی سے اقبال کیا بلا تامل ہمراہ کپتان کے عبور کر کے

اوسکے لشکر مین داخل ہوا فوج رام ناراین کی بیضابطہ زمانہ سوم دس روز چاہیے تاکہ تنخواہ پاکر اسباب درست کرین ہنوز نہ اوتری تھی بلکہ شیخ حمید الدین نے کہ فوج بدنامی کو عبور کیا تھا دو تین کوس اودہر فروکش ہوا اور ایک رات راو شتاب رای سے قبل جنگ ہونے کی کہا کہ کیا آپکو پروا نہوئی ہین راجہ رام نراین تمہارے وجود سے ناراض اور دفعہ کا خواہان ہے کیونکہ دوسری کا دخل اس صوبہ مین نہین چاہتا ہے اور مجھے بھی واسطے ہضم کرنے ایک لاکھ روپیہ میری تنخواہ کی چاہتا ہی لہذا اس جنگ مین ہمین اور تمہین بھیجتا ہی خادم حسین خان کو دعوی برابری جعفر علیخان سے ہی اور کیونکر نہو کہ چھہ سات ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ برقنداز آتش باز منتخب اور چالیس ضرب توپ ہمراہ ہین کپتان جو پانسو پیادہ لیے جاتا ہی ایسے کیا ہوتا ہی اگر فرض کرو کہ آہن اور روئین کا ایک ایک پیادہ ہی لیکن کچھہ بن نہ پڑیگی سارے ہلاک ہونگی ہرگز تم رفیق نہو کوئی عذر کرکے کنارہ گزین ہو اور بندہ ہرگز شریک نہو گا یہ کہکر رخصت ہو اور صاحب داد خان خود ہنوز شہر مین تھا کہ خادم حسن خان کپتان نکس کی لشکر سے چھہ سات کوس پر آرہا

کپتان نکس اور راو شتاب رای کی لڑائی خادم حسن خان سے اور فتح پانا اوسقدر لشکر ان پر

جب کپتان نے خبر سنی کہ خادم حسن خان چھہ سات کوس آگیا شام کو راو شتاب رای کی خیمہ مین آکر شبخون کا مشورہ کیا کہ چونکہ ہماری فوج کم اور غنیم کی کثرت ہی اس ملاحظہ سے ہمراہی لوگ خوفناک ہو جاینگی بہتر یہی ہی کہ شبخون کیجے تاکہ انتظام برہم ہو اور لوٹ مارین اوسکی طاقت جو بڑہی ہوئی ہی گہٹ جائی شتاب رای نے قبول فرماکر کہا تاہم بہرصورت آپکا مطیع و ہمراہ ہین کپتان نے کہا بہت اچھا آپ بہی طعام تناول کرکے آرام فرمایئے اور رفقا کو بہی آسودگی کا حکم دیجیے کہ نصف شب کو روانہ ہونگی الغرض شتاب رای نے حسب الاستدعا عمل کرکے نصف شب کو طیار ہوا اور کپتان نے بہی ایک کمپنی لشکر مین چھوڑ کر مع باقی فوج شتاب رائی کے ہمراہ لیکر ہرکارہ کی رہبری سے جو کہ راہ دیکھی ہوئی تھا لشکر غنیم کو راہی ہوا اتفاقاً تاریکی شب کی سبب سے ہرکارہ راہ بہول گیا لشکر کو نہ پہونچا دو گہڑی سے کسیقدر کم و بیش رات رہی تہی کہ کپتان نے گہڑی نکالکر فتیلہ بندوق کی روشنی مین دیکہا کہ رات نہایت تہوڑی باقی ہی شتاب رای سی کہا کہ اب وقت نہین رہا کہ شبخون کرین پس دونون لشکر کو واپس ہوکر پہونچے تہے کہ صبح ہو گئی ہنوز ہاتہہ منہ نہ دہوئی تہے کہ خادم حسن خان کا لشکر نمودار ہوا کپتان نے طیار ہوکر شتاب رای کو بہی مطلع کیا شتاب رای بہی جلد حاضر ہوا باہم شریک ہوکر مع فوج استادہ ہوئی خادم حسین خان نے کسیقدر فوج بہیجکر کپتان کی بہیر اور بنگاہ غارت کرادی اور نیز جو لوگ عظیم آباد سے کپتان کے لشکر کو جاتی تہے اونکو تلف کیا بعضون نے فرصت پاکر راہ فرار لی کہارون نے بعض کپتانو کی پالکی اور اسباب وغیرہ جو کچھہ ممکن تہا لیکر دریای گنگ پہونچا کشتی پر پار کر دیا چونکہ ایسے ہی وقت کیواسطے ہمیشہ کنارے پر لگی رہتی ہین اور عبور کرکے عظیم آباد مین پہونچے اور نیز دیگر فوج خادم حسین خان کی چند ٹکڑے ہوکر ہر طرف سے فوج کپتان پر حملہ آور ہوئی

طرفین سے آتشباری شروع ہوئی خادم حسین خان کی فوج پر برابر گولہ برس رہا تھا کپتان اور شتاب رائے
مستقل استادہ ہوکر حکم شلک نہین دیتے تھے مگر جو لوگ متصل پہونچتا اونکا دفعیہ کرتا تھا کبھی سواران شتاب رای کو
آگے بڑہا کر اونکی تیر و گولی سے منہدم کراتا کبھی توپ انگریزی سے وہ ہوئین اوڑاتا اسیطرح دوپہر تک گرمی بازار
رزم رہی آخر کار میر افضل بخشی فوج خادم حسین خان نے بموجب حکم آقا اپنی فوج کو دو حصہ کرکے حملہ آور ہوا اب
توپ کی نوبت ہوچکی اور اکثر لوگ خادم حسین خان کے مجروح و مقتول ہوئی گھوڑون کو بگ چہٹ دوڑا کے ہوے
صفوف کپتان پر آگرے اوسوقت توپ بند اور بندوق کی باڑہ شروع ہوئی بندہ لب دریا کوٹھی انگلشی کے
غرفہ سے ہنرورون کا تماشا کر رہا تھا اور مستر امیٹ دوربین سے پالکی کو دیکھتا تھا اور کہتا یہ کہ پالکی انگلشی ہے
شاید کوئی سردار یا انگلشی مجروح ہوا اور بندہ کو بھی معاینہ کرایا بہاگنے والی جونکہ خادم حسین خان کے
ہاتھ سے مضطرب فراری ہوئی آتی تھی جو کوئی آتا خادم حسین خان کا غلبہ ورادھر کی مغلوبی کی خبر پہونچاتا تھا
تمام لوگ عظیم آباد کی ورسرداران کوٹھی اور راجہ رام نراین گوش بر آواز تھے کہ کیا خبر آتی ہے بندہ مستر امیٹ
اور میر عبد اللہ وغیرہ دوستون کی تسلی کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ یہ گروہ بہاگا ہوا آتا ہے سو یون کہتا ہے اور
باروت کا دہوان اتبک اوڑ رہا ہے اگر کپتان مغلوب ہوتا لڑائی کون کرتا اسی عرصہ مین عبد اللہ گہر مین
بندہ آیا اور لب دریا بندہ مع دیگر لوگون کی منتظر کہڑا تہا کہ دیکہی کیا ہوتا ہے ناگاہ شلک کی آواز ہماری کانون مین آئے
تب بندہ نے کہا الحال اگر پہر توپ کی آواز آئی تو سمجہو کہ کپتان غالب ہے ورنہ مغلوب پہر توپ کی
صدا پہونچی بعد ازان چند لمحہ تک آواز بند رہی لوگونکو تشویش ہوئی تہی پہر توپ کی آواز آئی بندہ نے کہا
کپتان غالب ہوا اور خادم حسین خان نے شکست پائی لوگ باور نکرتے تہے حیران تہے بعد چند آواز دیگی
توپ کی صدا موقوف ہوئی ایک شعلہ سا بلند ہوتا اور پہر فرو ہوجاتا تہا اسیطرح نکر معلوم ہوتا تا آنکہ جو تہا پہر
باقی رہا تہا اوسوقت کپتان کا رقعہ مستر امیٹ کے نام متضمن فتح اور شکست غنیم کی آیا مستر امیٹ نے
فوراً خبر مذکورہ ہر ایک اپنے دوست کو کہلا بہیجی بندہ کوٹھی مین جاکر گرم اختلاط تہا کہ ناگہان گہڑی دن رہے
کپتان نکس مع راو شتاب رای کی اوس ہیئت سے گرد و غبار آلود اور عرقناک آپہونچا اور لڑائی کا
حال اور فتح یابی کی کیفیت اور شتاب رای کی شجاعت بیان کی اور ہر دم شتاب رای کی تعریف کرکے
کہتا تہا کہ مینے ایسا تولب نہین دیکھا در حقیقت نواب بہی ہے رام نراین اور مصطفے قلیخان اور محمد آفاق کوتوال
وغیرہ مع اعیان شہر کی اس خبر کہ سننے سے حاضر ہوئی خیال یہ تہا کہ دونو سردار بہاگ آئے ہین کیونکہ شکست
خادم حسین کی اوس جماعت کثیر سے کسی کے خیال مین نہ آتی تہی مستر امیٹ نے اسمقدمہ مین مبالغہ کیا
لیکن رام نراین وغیرہ معقول نہین ہوتے تہے مستر امیٹ نے کہا کہ جسوقت کپتان نے میر افضل کو گرا دیا

منہزم لیا چونکہ فوج خادم حسین خان کی تہوڑی تہی لہذا مغلوب و منہزم ہو گئی جب استقلال مین فرق آیا لوٹ جانا ضرور ہوا تا کہ شبخون سی محفوظ رہی اور کپتان نے جب دیکھا کہ میدان خالی اور خادم حسین خان مع فوج کی برگشتہ ہوا کئی کوس تک تعاقب کر کے توپ اور ارابہ اور مجروحون کو میدان سے لیکر احتیاط کی کہ باروت وغیرہ جو کچھ ہاتھ لگی اوسکو آگ لگا دی وہ شعلہ جو نمودہ ہوئی تہی اوسی باروت کی ہوائی تہی بعد ازان وہان کی رہنی مین کچھ فائدہ نہ دیکھکر واپس آیا فوج کو مع سرداران کے وہین چھوڑ اپنا بخاطر راو شتاب رای کی جو کہ ادب نہایت کرتا ہی اوسکو بہی ہمراہ لایا خبر اس تفصیل سے رام نراین کو کچھ تقدیق ہوئی اور دیگر اشخاص بہی مطمئن ہوے صبح ہوتی جو یہہ خبر چار ولطرف اوڑی اور تحقیق ہو گئی خادم حسین خان بتیا کیطرف چلا گیا اور افواج انگلشی مع مردمان شتاب رای کی چند روز بعد دریا عبور کر کے عظیم آباد آئی اور شتاب رای کی حقوق لیاقت اہل انگلشی کی دلمین جاگزین ہوئی اسی ضمن مین آمد آمد میرن کی مع کرنیل کلیو سیف جنگ کی گرم ہوئی

آنا میرن کا اور خادم حسین خان کی سر پر جانا اور برق کا گرنا میرن کے سر پر آسمان سی واسطی مکافات اعمال کی اور رہائی پانا خادم حسین خان کا اسکی چنگل سی اور باقی حال شاہ عالم بادشاہ کا اور مستقل ہونا بادشاہی پر اوسکا مشیت ایزدی سے

جب میر جعفر خان اور میرن کو یہ خبر ملی کہ عظیم آباد مین خادم حسین خان جا پہونچا نہایت اضطراب ہوا کیونکہ اول تو عظیم آباد مین فوج کی قلت تہی دوسری بادشاہ دریا طرف موجود تہا لاجرم میرن کا چلنا ضرور ہوا عزم سفر گرم ہوا اور عرائض رام نراین کی بہی متضمن اضطراب اور مسٹر امیٹ کی خطوط اپنی قوم کی دوستانی نام کیفیت مذکورہ مین اور نیز تاکید عزیمت مین پہونچی آخر کار میرن سپہ سالار مع فوج بیشمار و سامان ہزار در ہزار کے ہمراہی کرنیل کلیو سیف جنگ اور افواج انگلشی شیر جنگ کی آخر تابستان مین اعظیم آباد کی نزدیک آیا اسوقت خادم حسین خان گنگا پار تہا پس داخل شہر ہوا شروع غرۂ اول ذی قعدہ ۱۱۷۳ ہجری کو عبور دریا کیا خادم حسین خان نی صدمہ جنگ کپتان نکس خوب دیکہا تہا اب اس فوج بقیاس ہمراہی میرن کے ساتھہ لڑنا اپنی تاب و توان سی باہر سمجھکر ظاہر مین تو بلند پروازی اور دون کی لیتا تہا مگر دلمین مغلوب اور مسلوب الحواس تہا اور کسی ڈہب سے باہر نکلجانی کا پہلو سوچتا تہا کیونکہ جو دریا چہ گندک جو کوہستان شمالی سے نکلکر حاجی پور کی غربی طرف گنگا مین ملا تہا اسکا سد راہ عبور تہا بدون کثرت کشتیون کے اس کثرت حشم خدم کی ہمراہ اوترنا معذور تہا میرن چند کوچ متواتر کر کے خادم حسین خان کی لشکر کی قریب آیا خادم حسین خان نے آخر شب کو اپنی بہیر بنگاہ روانہ کر دی اور خود دور سے جریدہ فوج میرن کے

مقابل ہوا اور میرن بہی بخوف جنگ بادشاہ کی جو نالہ سابق مین دو زخم تیر کے کہا چکا تہا ہوس جنگ
چندان نہ رکہتا تہا اپنی جان کے حفاظت مین رہتا تہا اور افواج انگلشیہ بہی جلدی اور چالاکی تعاقب سے
منع کرتا تہا بعد مقابلہ اور چند آواز توپ کی خادم حسین خان نے میدان سے رخ پہیرا جس جنگل مین جانا منظور تہا
اوسکی راہ لی میرن نے تعاقب پکڑا تا آنکہ اسی حال سے تلوہ پہانسی سے چند کوس پیشتر جاکر منزل گزین ہوا اور
خادم حسین خان بہی چند کوس پیشتر بکنار لب دریا متحیر تہا کہ اب کہان جاوے القصہ روز عمر میرن کے
تمام ہو چکے تہے اور چونکہ خان کی بہی بار برداری اکثر بسبب بیراہ روی کے اوسکی فرودگاہ تک نہ پہونچی تمام شب
خادم حسین خان قلیل سوا مع ہمراہیون کے بسر کر گیا بڑی تکلیف سے غرہ شب آخر ہوئی اور باوجود
اس تکلیف کی اندیشہ ہیچ تہا کہ کل کدہر کو سفر کریگا چونکہ شروع موسم برسات اور آراوہ لم تیزی میرن کی
گہات پر تہا شب مذکور کی دو تین گہڑی رات گذرنے پر باران شدید برسنا شروع ہوا اور بروز پنجشنبہ کی رات
اور ۱۹ ماہ ذی قعدہ کی تہی میرن اور اوسکی ہمراہیون کی نظر مین جہان تار ہوا اور بعد انقضای ثلث حصہ شب کے
دو تین مصاحب مانند سید محمد خان مرحوم خلف علی رضا خان بن صفی خان بن اسلام خان اور ہمت خان
بن مصلح خان بن اعظم خان حاجی کہ اوس سے رخصت ہو کر اپنی خیمون کو سدہارے اور میرن نے بنابر احتیاط باوجود
خیمہ کلان سے اوٹہکر پال دلیر خان مین بنابر خواب تشریف لیگیا یہ ایک قسم خاص خیمہ کی ہے زمین دوز ہوتی ہے
الغرض ایک عورت فاحشہ منجملہ دیگر فواحش کی جو ہمراہ تہین مع دیگر قصہ خوان اور خدمتگار کے حاضر ہوئے چونکہ
اس چند روزہ نامۂ سیاہ کی ہنوز اجل موعود مین کچھ دیر باقی تہی اوسکو رخصت کیا اور خدمتگار نے چپی شروع کی اور
قصہ خوان نے واسطے خواب عدم کے داستان چہیڑی خدا معلوم اوس تیرہ باطن کی آنکہ بند ہوئی تہی یا کہ
سفیر قضا کے انتظار مین بعینہ واہی کہ عین شدت باد و باران مین رعد نے گونجنا شروع کیا اور طرفۃ العین مین
برق جانسوز نے آنکہین دکہلا کر میرن کے سر پر ستخیر پیدا کیا جسطرح کہ چارپائی پر لیٹا تہا ویسا ہی جلکر تودہ
خاک ہوا اور اوس مجرم سوختہ کی رفاقت مین خدمتگار اور قصہ خوان بہی راکہ کے ڈہیر ہو گئے بموجب بیت
زنہار از قرین بد زنہار ٭ وقنا ربنا عذاب النار الغرض جب تہوڑی دیر اس چشم زخم کو گذری اور
پانی بند ہوا اچانک لوگ اوس خدمتگار اور قصہ خوان کی بدلی کو بطور معہود جاکر جو دیکہتے ہین تو آتش گلزار کا
سیر باغ نظر آیا بعض مقربین وغیرہ کو جو لوگ اوسکی خوابگاہ کی قریب اوترتے تہے اونہین بلا کر شور و غوغا سے
مطلع کیا اونہون نے تفحص حال کیا تب معلوم ہوا کہ پانچ چھہ باریک باریک سوراخ میرن کے کاسہ سر مین
گدی کیطرف اور بدن پر بطور ضرب تازیانہ کی کبودی ظاہر ہین اور تلوار متصل پلنگ پر تہی اوس مین بہی
دو تین جگہ سوراخ ہو گئے ہے اور نزدیک لوگ کئی گداختہ ہو گئے تہے اور سر کے طرف کی خیمہ کی چوب بوسیدہ

ہوگئی تھی جب یہ خبر جناب فضایل مآب حضرت شیخ محمد علی حزین کو اللہ مغفرت کرے اوسکی نئی احوال
میرن سے خود آگاہی رکہتا تھا فرمایا کہ برق اندازی عالم کی دیکھو ہو کیونکر جنبہ مین جاتی ہے
کو نشد ورجما قال یعنے ویسی ہی ہوا جیسا کہ کہا تھا

غرق ہونا دختران بیچارہ مہابت جنگ کا موجب حکم میرن کے دریا مین اور مشاہدہ کرنا خلق کا انتقام الہی کو تمامتر فوراً و آشکارا

جب میرن نے خواجہ ہادی خان اور میر کاظم خان کے قتل سے فراغت پائی اور انکی باپ نے صداقت محمد خان ولد آغا باقر عمدہ زمیندار جہانگیر نگر اور شیخ عبد الوہاب کمبوہ کو بمحض گمان فاسد دم توپ کر دیا باپ بیٹو نے تشویشات سے رہائی پای مگر بیٹا اسطرف زیادہ مایل ہوا اکثر زن و مرد کو ہلاک کرنا اختیار کیا حتی کہ بعض بعض لونڈیون اور حرم کو بھی اپنے ہاتھہ سے بضرب شمشیر ہلاک کر ڈالا اور کہا کرتا تھا کہ تصفیہ کے یہی معنی ہین کہ جس سے کچھہ بھی بدگمانی ہو اوسے حوالہ خنجر کرنا چاہیے لہذا اسنے اپنے ایجاد کے موجب آمنہ بیگم اور گھسیٹی بیگم دختران مہابت جنگ سے بدگمان ہوکر و عمدہ کامل بہم پہونچایا مگر حاکم جہانگیر نگر کو جسکا نام جسارت خان اور صاحب صلاح و صداقت تھا اونکی قتل کو حکم بھیجا اوسنے درجواب لکھا کہ بندہ اونکی باپ کا نمک پروردہ اور مرہون احسان ہے یہ عمل زشت بندہ سے نہین ہو سکتا پس حکومت جہانگیر نگر کی دوسری کو دیجئے بندہ سے یہ امر نہین ہوگا آخر الامر میرن نے خادم حسین خان کی مقابل جانیکا ارادہ کیا کسی رفیق بدبخت کو مامور کیا کہ جہانگیر نگر جاوے اور اس بہانہ سے کہ مرشد آباد چلو نہاے مذکور کو کشتی پر سوار کرا کر معاودت کرے اور آباد سے دور نکلکر اونکو غرق کر دے اور جسارت خان کو لکہا کہ اون دونون ضعیفہ کو فلانے کے ہمراہ روانہ مرشد آباد کرو میرن تو عظیم آباد روانہ ہوا اور فرستادے نے جہانگیر نگر کی راہ لی اور وہان پہونچکر دونون بہنون کو لیکر جب مقام دلخواہ پر پہونچا کہا کہ غسل کرکے لباس صاف و پاک پہنو بلکہ اپنے ارادہ سے بھی آگاہ کرا دیا اس خبر سے بڑی بہن گھسیٹی بیگم نہایت مضطرب ہوئی لیکن اوسکی چھوٹی بہن آمنہ بیگم نے کہا کہ عبث خوف کھاتی ہو آخر ایکروز ضرور مرنا ہوگا پس چونکہ ہم گنہگار ہین شکر خدا کہ وسیلہ نجات ہاتھہ لگا اور اپنا بوجھہ میرن کے کندہے پر چھوڑکر روانہ ہوتے ہین پس غسل کیا اور بجاے کفن عمدہ لباس پاک پہنا اور بجاے خوشبو کے خاک پاک سید الشہدا علیہ السلام کی بدن پر لگائی اور گناہگاری سے تائب ہوئین اور دم آخر میرن پر نفرین کرکے کہا آخر تو ہم تیری گنہگار ہین میرن کی کچھہ تقصیر نہین کی اور اوسپر ہمارے خاندان کے حقوق پرورش ہین جسکو وہ فراموش کرکے ہمین

ناحق مارتا ہی لہذا ہماری غرض ہی کیا ہے کہ اوسکے سر پر بجلی گراتا کہ ہمارا اور ہماری اولاد کا انتقام لیوے لیکن جاہلین
اور دیگر اعتقادات حقہ زبان پر لا کر غریق بحر رحمت نامتناہی الٰہی ہوئین لوگ کہتے ہین کہ اوسی شب کو
میرن کے سر پر بجلی گری تھی اور بعض ایک مہینے کا فرق بتلاتے ہین اسطرح پر کہ آخر شوال سنہ مذکور کو
ان بی بیون پر یہ بلا نازل ہوئی اور ۱۹ ذیقعدہ کو میرن پر برق گری واللہ عزیز ذو انتقام میرن کے
معتمدین بلکہ مصاحبین سے دریافت ہوا کہ میرن نے اس سفر مین ایک بند کاغذ مین نام دو تین سو نفر کا
لکھا تھا اور کہتا تھا کہ بعد فتح خادم حسین خان اور بادشاہ کے گھر پہونچکر ان لوگون کو صفحہ دہر سے
مثا کر آرام تمام سے مطمئن مقیم ہونگا اور کسی بدخواہ سے کچھ اندیشہ نرہیگا خدا نے ایسا کیا کہ خود بدولت ہی مثل نقش غلط کار تقدیر سے مٹ گئے
اور ہزارہا مخلوق نے اوسکے ہاتھ سے رہائی پائی پوشیدہ نرہے کہ حکیم علی الاطلاق اور خالق انفس و
آفاق جسوقت کہ بندون اپنون کو بیچ نہایت شر اور فساد کے غرق دیکھتا ہے روا نہین رکھتا کہ
ایسی ایسی باتین روا رکھین اور بندگی اوسکی سے غافل رہین پس تہور السلاطین ظالم ہوگا اور ایذا دیگا تا
تاکہ تنبیہ مفسدونکی قرار واقعی ہو لیکن ہمیشہ ظالم کو اور پر مخلوق کے پایداری حکومت نہین رہتی جیسا کہ
مخبر صادق نے ارشاد فرمایا ہے کہ الملک یبقٰی مع الکفر ولا یبقٰی مع الظلم مضمون اس حدیث کا
یہ ہے کہ بقاے قیام سلطنت کافر کی رہتی ہے اور ظالم کی حکومت ثبات اور قرار نہین پاتی اگر بعد
تنبیہ و سیاست مفسدونکی ظالم پھر رہین اور ظلم سے باز آئین اور دست تعدی دراز نکرین ممکن ہے
کہ مالک الملک براہ مہربانی انکو قایم رکھے اور شجر حکومت ثمر ریاست دوام سے بار آور ہوا اور
جو یہ حاکم مامور دست ظلم کو تاہ نکرے منتقم حقیقی ایسا جابر و زبر دست بھیجے کہ اسکو بہی سنبھلنا دشوار
ہوجاے اور بلا کی اسکی فوراً نمودار ہووے کہ تیر دعاے مظلومان بہت جلد نشانہ اجابت پر پہونچتا ہے
جیسا کہ مشہور ہے بیت بہت ڈر آہ مظلومنسے ہنگام دعا ظالم کہ آتی ہے در حق سے اجابت
پیشوائی کو جلیس خداوند کریم غالب اور قادر اور توانا ہے اوپر ہر چیز کے

رجوع باقی احوال لشکر میرن کا اور دیگر لوائف کا

دوردہم ذی قعدہ روز پنجشنبہ کے اول صبح کو خبر واقعہ عظیمہ کی کہ اس واقعہ آسمانی اور بلاے ناگہانی کی وقت
شب اوپر میرن کی گذری تھی کسی معتمد نے جا کر کے جنرل کرنیل سیف جنگ کہ رئیس تمام فوج انگلشیہ
اور سرمایۂ استظہار عساکر ہند کا سردار تھا پہونچائی اوسنے بہی بموجب صلاح ہندوستانیون کے
اخفا اس واقعہ کا مناسب سمجھا اور شکم میرن کا کرنیل صاحب کے روبرو چاک کیا آنت اور روده
نکالکر اوسی جگہ دفن کر دیا اور نقارۂ مراجعت بجا کر اوسکی لاش غیل سوار مین رکھکر اسطور سے

کہ باہر فوج کی باہر سے روانہ ہوا اور شہرت دی کہ وہ بیمار ہے لیکن لوگون پر ظاہر ہو گیا کہ مردہ کو فوج
مین کیا ہے گویا سراج الدولہ کی تشہیر کا انتقام ہوا پھر صورت کرنیل صاحب نے قلعہ بتیا کی متصل پہونچکر حسب التماس
وکلاے رام نراین کے توقف کیا اور وہان کی زمیدار سے پیغام انفصال معاملہ کا نہایت تاکید سے
دیا اوسنے فوج انگلشیہ کی خوف سے انقیاد و اطاعت اختیار کی اور دونون لشکر بتیا سے نکلکر
کرنیل کی ریاست مین آئے اور جنازہ میرن کا طیار کرکے جلدی سے کہدون پر دریائے گنگا کے
کنارے پہونچایا اور وہانسے کشتی پر اوسکی لاش نہایت تعفن اور خرابی مین راجمحل پہونچی جسجگہہ اوسکا
اب بہی مقبرہ موجود ہے مدفون ہوا) فاعتبروا یا اولی الابصار) اور لشکر مع دیگر سرداران کے عظیم آباد
پہونچکر مقیم ہوا راجہ راجبلبھ بنگالی جو بیشتر شہامت جنگ مرحوم کا دیوان اور اسوقت میرن کا تہا
لشکر میرن کا سردار ہوا اور رام نراین تو خود عظیم آباد کا نایب تہا اور اوسکا بہائی جو میرن کی ہمراہ تہا آنکر اہل

ذکر بہی مستر امیٹ کے کلکتہ جانے کا اور اوسکی بعد کرنیل سیف جنگ کی برواگی اور سرداران انگلشیہ کی باہم نفاق شروع ہونا۔

جب تک کرنیل سیف ثابت جنگ کلکتہ مین تہا فوج اور کوٹہی کی دونون ریاست اسیکے متعلق تہین جب وہ
اپنی ولایت کو قاصد ہوا کام بنگالہ اور نیز اس جماعہ کی ریاست کا اس صوبہ عظیم آباد و بنگالہ و اوڑیسہ مین
جو نسبت سابق کی وسیع و عظیم ہو گیا تہا کرنیل مذکور نے مستر امیٹ کو کل ریاست کی لایق نہ سمجھکر شمس الدولہ
ہنری وینسٹرٹ کو جو مندراج کا صاحب کلان تہا کوٹہی کلکتہ کی سرداری مین تجویز کیا اور نیز کونسل مین
بہی یہ رائے تجویز ہو کر مقرر ہوئی کہ بالفعل بعد جانے ثابت جنگ کی مستر بلول کو کلکتہ کا صاحب کلان کیجے
بعد ازان جب شمس الدولہ آئے اس ملک کا مدار المہام ہو اور باعتبار ایام سابقہ اور نیز درجہ
نوکری اور قاعدہ کلیہ کے مستر امیٹ اس عہدہ کا امیدوار تہا اس تقرر کی خبر سے مکدر ہو کر عظیم آباد سے
بذریعہ تحریر گفتگو کرنے لگا جب ثابت جنگ ولایت چلا گیا اور مستر بلول کرسی گورنری پر بیٹہا
نہایت ملول ہوا کار و بار عظیم آباد کا چہوٹے صاحب کے سپرد کرکے عازم کلکتہ ہوا اور بعد چند روز کے
کرنیل سیف جنگ بہی یہانسے چلا گیا اور شاید اس سے کوئی تقصیر ہوئی تہی کہ ریاست فوج سے
معزول ہوا اور اوسکی جگہ پر میجر کرنگ مقرر ہوا۔ میر محمد جعفر خان میرن کی فوت سے جو حواس رکہتا تہا
وہ بہی کہو بیٹہا ملک و مال فوج و سپاہ کے کاروبار مین مختل ہوا میر قاسم خان کہ سید مرتضیٰ خان
بن امتیاز خان خالص مخلص ولایت نزا امیرانی عہد گذشتہ مین دیوان بادشاہی عظیم آباد کا تہا میر جعفر خان
کی دامادی مین تہا لیکن سسر داماد کی صحبت ہمیشہ ناچاق رہی اور میرن زیادہ تر نا چاقی مین ساعی تہا

اس سبب سے میر جعفر خان اگرچہ داماد میر قاسم خان سے راضی نہ تھا لیکن بضرورت اب مورد الطاف کرنے لگا اور خدمت پورنیہ کی علاوہ خدمت رنگ پور کی اوسکو مقرر کی اور بعض سوال وجواب کیواسطے اوسکو کلکتہ بھیجا چونکہ میر قاسم خان اسکے خاندان مین نہایت کردہ کاری اور امتیاز رکھتا تھا اصحاب کونسل سے وہ گفتگو کی کہ اپنی محبت کا نقش اونکی بوجہ خاطر منقش کر دیا اور کونسلیو کے دلمین یہ بات قرار پائی کہ بہ نسبت میرن اور میر محمد جعفر خان کی میر قاسم خان کی لیاقت سرداری کی زیادہ ہے الغرض میر قاسم خان نے جس کام کو آیا تھا درست کرکے مراجعت کی میر جعفر خان بہی کسیقدر خوش ہوا چونکہ کوئی اولاد نہ تھی ضرورتاً میر محمد قاسم خان مرجع امور ہوا اور اس ضمن مین بسبب عمر قی میرن اور تغافل میر محمد جعفر خان کے تنخواہ سپاہ مین عرصہ بسیار منقضی ہوا اور انکا تقاضا شدید ہوا چند بار سماجت کرتے گذرا بعدہ دار الامارۃ کو محاصرہ کیا میر قاسم خان نے اصلاح کرادی اور اسی عرصہ مین چند تقریبات سے میر قاسم خان کو کلکتہ جانا پڑا میر جعفر خان اس بارہ مین پس وپیش کر رہا تھا لیکن تقدیر سے نہو سکا کہ ممانعت کرے چار ناچار مرخص کر دیا اور میر محمد قاسم خان روانہ کلکتہ ہوا اسوقت مین مستر ہنری ونسترت المعروف نصیر الملک شمس الدولہ بہادر کلکتہ پہنچے اور وہان کے گورنر ہوئے میر محمد قاسم خان چونکہ اوس زمانہ مین پورنیہ جانے کا بہی خیال رکھتا تہا کہ فوج بہرتی کرے علی ابراہیم خان بہادر کو جسکا ذکر خوبیونکا برسبیل اجمال مہابت جنگ اور فتح شمشیر خان کے حال مین لکھا گیا ہے اور اندنون مین میر محمد قاسم خان کا رفیق تھا حکم دیا کہ بارادہ پورنیہ اور تالیف قلوب مردم قدیمی اور مرشد آباد کے گرتا رہا اور خود کلکتہ کو روانہ کیا اب بادشاہ اور کامگار خان اور بعض سوانح عظیم بنابر انتظام اخبار حال لکھا جاتا ہے

ذکر ہی احوال عظیم آباد مین پہر گزرنے کا باتفاق راجہ رام نراین اور راجہ راجبلبہ کا ساتھ بادشاہ اور موسیو لاس سے لڑنا اور بادشاہ کی شکست ہو کر موسیو لاس کا محصور ہونا اور دیگر حالات جو وہان پر ہوئے اور تسلط پانا میر محمد قاسم خان کا اوپر مسند سرداری صوبہ مرشد آباد کے تائید خالق العباد سے

میرن تو شروع موسم برشکال مین سوختہ خرمن حیات ہوا لیکن اوسکی فوج اس نظر سے کہ بادشاہ اور کامگار خان سرمایۂ فساد موجود ہین متعینہ صوبہ مذکور ہو کر مقیم تہی ریاست اوسکی راجہ راجبلبہ دیوان میرن سے متعلق تہی اور رام نراین خود اوس صوبہ کا نائب تھا اوسکی فوج ملازم

اوسکی ہمراہ تہی اور فوج انگلشی بہی وہین پر مقیم تہی برسات کے سبب یہ کل فوجین جس جگہ
تہین وہین مقیم رہین اور اس عرصہ مین بادشاہ داود نگر سے بہار کی قرب وجوار تک برابر سیر وتردد مین رہا
بدین سبب کہ اسکے لشکریون کی معاش منحصر کہیتون پر تہی اور اوسکی چارپایہ اور حیوانات ہمراہی کو بہی
چراگاہ ضرور تہا مگر بدت مدید تہا اور چونکہ صوبہ مین تسلط درست نہوا تہا باوجود سلطنت کے
مثل بنگالہ غارتگری کرتا تہا دانہ گہاس وغیرہ ماکول مشروب اوسکے ہمراہیون اور چارپایون کو
مطلق نملتا تہا راجہ بنیاد سنگہ برادر زادہ راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ بسبب تسلط کامگار خان اوس
عاد و شرم ہمچشمی کے روبرو بادشاہ کی نہین آتے تہے اور چونکہ کامگار خان کینہ دیرینہ سندر سنگہ اور اوسکے
اولاد واقربا سے رکہتا تہا اپنے ملک کو محفوظ رکہکر اوسکے ملک کی پامالی کا روادار تہا۔ ایکروز بنیاد سنگہ
قلعہ ٹکاری سے قلعہ گورواجہان سے متعلق چہوڑ آیا تہا جاتا تہا یہ خبر بادشاہ اور کامگار خان کو پہونچی فوج مغلیہ
ملازم بادشاہ قریب ہزار سوار کے اوسکے قید کرلانیکو مقرر ہوئی فوج مذکور نے جاکر قید کرکے حاضر کیا
وہ چند روز نظر بند رہا اور والد مورخ کے نام عرائض وپیغام ارسال کرتا رہا کہ اگر آپکی وسیلہ سے میری رہائی ہو
اور بادشاہ نظر لطف مبذول فرمائے بندہ اپنی فوج جمع کرکے کار بادشاہی کامگار خان سے بہتر انجام دے
اور فتح سنگہ میرا بہائی جو بنگالہ مین ہے فوج جعفر خان کی بادشاہ کیطرف رجوع کرکے حاضر حضور ہو اور اگر بادشاہ
کامگار خان کی خاطر کرکے اوسکے وسیلہ پر چہوڑیگا چونکہ اس وجہ مین ہمارا ننگ وعار ہے ہمسے کچہ دولتخواہی
اور رفاقت بادشاہ کی نہوگی والد نے یہ جملہ مدارج بادشاہ کو سمجہاکر بنیاد سنگہ کو رہا کرایا اور اوسنے
والد کی ملازمت کرکے انکے وسیلہ سے شرفیاب حضوری بادشاہ ہوا اور آمادہ جانفشانی اور رفاقت ہوکر
اپنی فوج کو طلب کیا اور عملہ کو حکم دیا کہ اسباب حرب اور غلہ وغیرہ سامان کی فراہمی مین کوشش کرین
کامگار خان نے بعد ایکروز کے اظہار ملال بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر بنیاد سنگہ نے اسطرح خلاصی پائی
غلام ترک رفاقت کرتا ہے بادشاہ نے دوسرے روز جب بنیاد سنگہ مجرے کو گیا قید کرلیا والد اس حرکت سے
آزردہ ہوگیا اور بادشاہ سے کلام سخت پیش آیا بادشاہ نے عذر کامگار خان کی ترک رفاقت کا کیا والد نے
کہا کہ کامگار خان کو اس صوبہ مین بجز آپکی اطاعت کے کوئی تدبیر نہین ہے بجز اس در دولت کے اوسکا
کہین ٹہکانا نہین ہے لیکن بادشاہ کو کامگار خان کی برہمی کا ایسا رعب چہایا تہا کہ کچہ سود نہوا والد نے
آزردہ ہوکر خانہ نشینی اختیار کی کامگار خان نے بنیاد سنگہ کو رہا کرکے اپنے زیر حصل کیا اوسنے والد کو
پیغام دیا کہ اب بادشاہ مجہسے امید رفاقت نرکہے بندہ دو تین روز مین آپ کنارہ کرتا ہے آخر ایسا ہی ہوا
آخر بادشاہ نے بہادر علی خان مجلی کو بہیجکر والد سے عذر خواہی کی والد نے جوابدیا کہ کامگار خان کی تسلی مین

ہمارا رہنا لشکر مین محال ہی بس اب رخصت کا امیدوار ہون بادشاہ نے بہت سی دلجوئی کی اور
لاچار ہوکر رخصت دی فرمایا اگر بضرورت رخصت ہوتے ہو اچھا ہی علحدہ ہوکر جسقدر ممکن ہو ملک تسخیر کرو
اور رفقا فراہم کرکے ہر وقت حاضر ہو اور نیز چند ہزار روپیہ کامگار خان سے مخفی واسطے خرچ اور اعانت والد کے
ارسال کیے والد نواح جاگیر مین پہونچکر امر ماموره مین مصروف ہوا

ذکر مرشد آباد مین جلوس کرنے میر محمد قاسم خان کا اوپر مسند ریاست بنگالہ وغیرہ صوبجات کی تائید مالک الملک سے

جب میر قاسم خان بموجب ذکر بالا کلکتہ پہونچا اور شمس الدولہ بہرہی ونسٹرٹ سی ملاقات اور سلام و پیغام لیا
باہم کلام مین میر محمد جعفر خان کی غفلت ورزی اور برہمی معاملات ملکی اور مالی اور بے انتظامی جملہ امورات
سررشتہ فوج وغیرہ کا بیان کیا اور چند لوگون کو مانند چنی لال اور منی لال اور انکنون سنگہ ہرکارہ وغیرہ کی غفلت
اور عدم لیاقت خانہ کو رسے اوسکی سرکار مین مدار المہام اور مختار کار تہے شمار کرا کر انکی رسوائیان
بیان کین شمس الدولہ نے جو کہ فرقہ انگلستی مین عقل و دانش سے ممتاز اور نکتہ اور دقیقہ یابی مین
سرفراز تھا میر محمد قاسم خان کو لائق ملکداری اور ہوش و سلیقہ مین فائق دیکھکر اور میر محمد جعفر خان اور اوسکے
حالات مین غور رسی کرکے متردد ہوا کہ کیا کرے آخر اوسکے دلمین یہ ارادہ مصمم ہوا کہ میر محمد قاسم خان کو
نیابت کل سپرد کی کیجیے مختار کرے اور میر محمد جعفر خان کو روزمرہ کو کچھہ مقرر کر دیجے تاکہ قاسم خان وجہ مذکورہ
بلا تامل اوسکو پہونچایا کرے اور یہ ارادہ اپنے احباب سے ظاہر کرکے مشورہ طلب ہوا اکثر
ارباب کونسل کی شمس الدولہ سے موافق ہوئی مگر مسٹر امیٹ جو کہ بدرجہ لاچاری کونسل کا چھوٹا صاحب
اور بعد مرتبہ شمس الدولہ کے تھا اور دو تین شخص اور مانند میجر کرنگ اور مسٹر الس اور مسٹر ہاسں کے
جو اوس سے متفق تہے اس رائی سے راضی ہوئے اور چند قباحات اسمین بیان کیے اور جس امر مین
رائی شمس الدولہ کی قرار پائی اوسکے برخلاف رد وقدح کرتا تھا بلکہ بذریعہ تحریر کے دونون شخص
ہمدیگر کی رائی کے بابت ولایت لکھتے تھے اور ہر ایک دوسری کی صافی رائی کی شکایت تحریر کرتا تھا
اور اس باہمی نے ایکعالم کو برباد کیا جسکا حال عنقریب تحریر ہوگا القصہ جب رائی شمس الدولہ کی
مصمم ہوئی میر محمد قاسم خان کو اس بشارت سے خورسند کیا اور یہ مقرر ہوا کہ شمس الدولہ خود جاگیر
مرشد آباد مین اسکا بندوبست کرے قاسم خان نے خوشنود مرشد آباد کو معاودت کی شمس الدولہ نے
مع عماد الملک مسٹر ہسٹنگ کی جو انکلون مین ابتدا سنہ ۱۱۷۲ ہجری سے آجتک کہ روز سہ شنبہ
۲۳ تاریخ ماہ رمضان سنہ ۱۱۹۴ ہجری ہے کلکتہ کا گورنر اور اکثر ملک ہند کا مدار المہام ہے مع بعض

سردار اور نصف فوج انگلستی کی بنا بر انتظام امر مذکور قاسم خان کے عقب سے مرشد آباد کو
عزیمت فرمائی اور میر قاسم خان نے علے ابراہیم خان بہادر کو تحریر کیا کہ نئی فوجین بھرتی کرے
اور امیدواران وغیرہ مردم شہر کو تالیف قلوب کرکے اپنا رفیق کرے اور اسباب تجمل سواری
قدیم وجدید سے جو کچھ مہیا اور میسر ہو اور عصا اور حربہ نقرہ موافق ضابطہ ہند کے تیار کرکے برسم استقبال
پلاسی تک حاضر ہو خان والاشان کہ ہوشیاری اور سلیقہ کارگذاری مین یگانہ روزگار تھا
زیادہ اوس سے کہ میر قاسم خان نے خیال کیا تھا مہیا اور سرانجام کرکے استقبال کو گیا اور
میر محمد قاسم خان نے حسب خواہش اپنی جاہ وحشمت اور تجمل وشوکت سے داخل خانہ خود ہو کر
میر محمد جعفر خان سے ملاقات کی اور دوسرے روز شام کیوقت شمس الدولہ نے پہونچکر مرادباغ مین
نزول کیا اوسکی صبح کو میر محمد جعفر خان عازم ملاقات ہوا اور ایک ثلث دن گذرنے پر دریای
بھاگیرتی سے عبور کرکے مرادباغ مین پہونچا شمس الدولہ نے بعد تکلفات صوری کی راز دلی ظاہر کیا
اور جو صلاح ہوئی تہی ظاہر کی میر محمد جعفر خان نے انکار کرکے بڑا مبالغہ کیا شمس الدولہ نے کسیکو بھیجکر
قاسم خان کو بلایا اور اوس مقام پر جو کہ گفتگوی نرم وسخت گذرا ہر چند شمس الدولہ نے چاہا
کہ میر محمد جعفر خان حسب صلاح منظور کرے اوسنے ایک نمانی اور قبل پہونچنے میر قاسم خان کے
سوار ہو کر چلا گیا وسط دریا مین کشتی سواری محمد قاسم خان کی اسکے نظر مین جلوہ گر ہوئی اسنے
معاودت کا اشارہ کیا بدین غرض تاکہ وہان پہونچکر کوئی فساد نہ اوٹہاوے خان مرقوم نے معاودت
پھلائی نہ دیکھی اوسکی بات نمانی بلکہ برسم تخلل گویا کچھ بھی نہین سمجھا اور ایسی حرکت نکی باغمین شمس الدولہ
پاس جا پہونچا اوسنے سارا ماجرا اول سے آخر تک بیان کیا میر محمد قاسم خان نے کہا کہ یہ تو اچھا نہو
اب میر محمد جعفر خان مجھسے بدگمان ہو کر میری جان کا خواہان ہوگا شمس الدولہ نے جوابدیا کہ ہم لاچار ہین
اسنے کہا کہ جب آپ لاچار ہین بندہ کہ محض بیچارہ ہے کیا کرے چونکہ وقت طعام آگیا تھا شمس الدولہ
نے کہا کہ آپ ٹھہرین بعد فراغ طعام گفتگو ہوگی الغرض میر قاسم خان الگ متحیر بیٹھا اور علی ابراہیم خان سے
جسکو ہمراہ لیتے گیا تھا مشورہ آغاز کیا خان مذکور نے کہا کہ اول صاحب سے جو کچھ کہنا ہو کہہ بیجیے
اگر کوئی امر نہوا تمسے اطلاع کرکے اسی جگہ سے اپنے ملازمین اور خزانہ کو طلب کرکے بیرہوم کیطرف
جانا چاہیے اور باغیون کے طور پر تاخت تاراج کرنا ضرور ہوگا چونکہ اکثر فوج آپ سے موافق ہے
اور کامگار خان بھی مع بادشاہ تمسے متفق ہو جائیگا غالب ہے کہ اس تدبیر سے بھی کام دل حاصل ہو
چونکہ میر جعفر خان سے اطمینان نرہا تھا یہ تدبیر درجہ لاچاری کو دلنشین کرلی فی الحقیقۃ مردمان فوج

میر جعفر خان سے بیزار اور اسکی فرمان بردار تھے اور جگت سیٹھ اور اوسکا بھائی مہاراجہ سروپچند بھی خفیہ اسکا مددگار تھا **خلاصہ** میر قاسم خان نہایت حیران و پریشان تھا تا آنکہ شمس الدولہ نے طعام سے فراغت پائی اور میر قاسم خان نے حاضر ہوکر کہا کہ اگر جیسا کہ معہود ہوا ہے اگر نہوا لاعلاج فساد نظر آتا ہے شمس الدولہ یہ کلام سنکر علیحدہ ہوا اور مسٹر ہسٹنگ بہادر وغیرہ ارباب مصلحت سے دیر تک مناظرات و پیش رہے بعد گفتگوی بسیار کے یہ رای ہوئی کہ کل کے دن باتفاق میر محمد قاسم خان کی دار الامارت جانا چاہیے اور جسطرح کہ معہود ہے انتظام کرنا چاہیے میر محمد قاسم خان بسبب اندیشہ کے جو میر محمد جعفر خان سے رکھتا تھا اپنی فوج کو کہلا بھیجا تھا کہ اوسکی گھر سے دور مستعد و آمادہ منتظر رہیں اور عملہ کو حکم بھیجا تھا کہ ہر ایک کو کھانا کھلوانا یہ سب امر حسب الحکم تعمیل ہوئی اب شمس الدولہ نے میر قاسم خان کو مرخص کیا بدین قرار کہ کل اول صبح کو مع اپنے کل حاضرین ہمراہیون کے حاضر ہوا اور سرداران فوج انگلشی کو بھی حکم دیا کہ گھڑی رات رہے فوج اور توپ تیار کرکے دار الامارہ کے دروازہ پر بجای ماموره مقررہ حاضر ملیں میر قاسم خان نے جب اپنے گھر جانیکا ارادہ کیا اول اوسکے رفیق کنارہ سے گھر تک اژدحام کرکے واسطے حفاظت کے استادہ ہوئے بعدہ اوسنے دریا سے عبور کرکے سپاہ دولتخواہ کے احاطہ مین دولت خانہ پہونچا اور تمام شب قاضی الحاجات کی درگاہ مین مناجات خوان رہا اور تھوڑی دیر خیر طلب لوگون کی دلجوئی مین بسر کرکے چند گھڑی استراحت پر مائل ہوا

ذکر ہے عروج نیر اقبال میر محمد قاسم خانکا معارج جاہ جلال سے اور رجوع ہونا کوکب بخت میر محمد جعفر خان کا قول اور زوال سے

جسوقت میر محمد قاسم خان کی صبح اقبال کی روشنی قریب ہوئی حسب معہود بخت بیدار کیطرح فرش راحت سے شگفتہ اوٹھا اور مع رفقا اور ہمراہیان کی تیاری سواری کا حکم دیا جب بہمہ جہت قریب ہوکر پیش ہوئی کسوت اقبال و لداری تن زیب کرکے طالع فرخ سے شگون فیروزمندی لیکر سمند اقبال پر سوار ہوا اودھر سے قبل ورود میر قاسم خان کے شمس الدولہ بہری اور لسٹرٹ گورنر اور عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر مع دیگر سرداران اور توپ اور فوج کے میدان جلو خانۂ دار الامارۃ مین پہونچکر شاہراہ دربار پر اپنے لوگ مقرر کردیے اور ادھر سے میر قاسم خان اسپ سوار مقابل نقارخانہ کے جاکر استادہ ہوا پیغامبرون کی آمد و رفت شروع ہوئی ہر چند شمس الدولہ نے ہر طرح پر میر محمد جعفر خان کو فہمایش کی کہ اگر تمہارا داماد تمہاری نیابت مین ملکی مالی کام کا سرانجام دے اور تم فارغ البال عیش و کامرانی مین ایام زندگانی بسر کرو تو کچھ تمہارے لئے برائی نہین ہے بلکہ بہبودی ہے ابھی تمہاری غفلت سے

کار ملک مین خلل اور سپاہ اور وظیفہ خوار مضمحل ہین دو تین مفلوک ہند و مالک ملک کر دیے ہین
نجیب و شریف جان بلب ہین مگر ان باتون سے کچھہ سود نہوا اوس جاہل مطلق نے فہمایش سردارون
انگلستی کی کچھہ نسنی اس مابین جواب سوال مین کہ عرصہ دراز ممتد ہوا آہستہ آہستہ تلنگون کی کمپنیان نزدیک
ہوتی جاتی تہین اور توپ بہی طیار رو بدیوار دار الامارۃ تہی محمد میر جعفر خان کے رفیق جو دار الامارۃ
کے اندر اوسکی بموجب حکم حراست مین آمادہ تہے افواج انگلستی کی رعب اور ہراس سے جو کہ خدا تعالے
نے ہین ملک کے لوگون کی دلونمین مستولی کردیا ہے ہر ایک حیلہ و بہانہ سے اپنے اپنے گہرونکی راہ
لینے لگا آخر شمس الدولہ نے تنگ ہوکر کہا ہر گاہ یہہ مجہول امر معقول کو نہین سمجھتا اسکی استرضائے
کچھہ ضرور نہین جسمین رفاہ خلق کی صورت ہو تعمیل کرنا چاہیے چند سرداران انگلستی جو حاضر تہے اونہون نے
تصدیق کلام کیا اور ساتہہ اسکے ہمداستان ہوے پس اونہنے میر قاسم خان کو حکم دیا کہ ہر سہ صوبہ کی
مسند ایالت پر بالاصالت بیٹہہ کر فرمان روائی کیجے اور رعایاے مظلوم کی دلجوئی مین بہی مصروف ہوجیے کیونکہ
یہ بیچارہ شرفا اور نجبا ان دو تو ہندو بچون کی ہاتہہ سے نہایت تنگ ہو رہے ہین اور اندرون دار الامارۃ
جو چند لوگ میر جعفر خان کے مخلصون مین رہگئے تہے اونہین بہی بدر کرکے کارخانون کے دروازون
اور نیز حرم سرا کے راستون پر تلنگون کی حراست مین مقرر کردیا اور خود داخل دار الامارۃ ہوکر علیحدہ ایستہا
اور میر محمد قاسم خان کو طلب کرکے زیر شامیانہ کارچوبی جو دیوان عام کے ایوان مین کہچا تہا مسند نشین کیا
میر محمد قاسم خان دوشنبہ کے روز دسوین ربیع الاول ۱۱۷۴ ہجری کو نیابت سے گذر کر بالاصالت
ہر سہ صوبہ کی ایالت پر سرفراز ہوا اور نقارۂ شادمانی بلند آوازہ کیا ہوا خواہان حاضر نے ہجوم کرکے
نذرین دکہلائین شاید شمس الدولہ نے تین چار روز تک مسٹر ہسٹنگ عماد الدولہ کو مع افواج انگلستی کے
اوسکی حفاظت پر رکھا اور خود مراد باغ گیا اور میر جعفر خان کو جو محل سرا کے اندر اپنی عورتون اور لڑکونمین تہا
شمس الدولہ نے پیغام بہیجا کہ اگر مرشد آباد مین رہنا ہو کوئی مزاحم نہین جس مکان یا جس حویلی مین
منظور ہو اپنی اقامت کو پسند فرمائیے اور اگر کلکتہ کا چلنا منظور ہو تو بہی مضایقہ نہین ناظم معزول نے کلکتہ کا جانا منظور کیا
بجرہ اور کشتی کی درخواست کی جملہ سامان حسب خواہش مہیا ہوا اور میر جعفر خان بدلجمعی تمام خزانہ
محال اور جواہر نفیسہ جو کہ نواب اور تحفۂ شجاع الدولہ اور علاء الدولہ سرفراز خان اور سیف خان اور مہابت جنگ
اور شہامت جنگ اور صولت جنگ اور سراج الدولہ کے تہے اور حرم سرا مین انہین دنون
کیواسطے منی بیگم کی تحویل مین جو کہ جعفر خان کے گہر مین میر خانہ بہی رکھتا تہا اور پارچہ ملبوس خاص
جو کہ یہہ بہی اونہین امرا کا اندوختہ تہا مع دیگر تحائف اور نوادر کے جو لوگون سے مستور تہا ہمراہ لیکر

مع عورات مدخولہ اور اونکے خدمہ اور اطفال صغیر جو کہ تین لڑکے اور کئی لڑکیاں تہیں راہ
کلکتہ کی لی چند کمپنی تلنگہ کی حفاظت کے ہمراہ ہوئین دار الامارۃ مذکور مین پہونچوایا اور میر جعفر خان نے
اوس شہر کے چوک کے متصل ایک جدید زمین خرید کر کے طرح عمارت اپنے سلیقہ اور رائے سے ڈالی اور
متعدد مکانات کی تعمیر کرائی اوسکی رفقا سے میرزا غلام علی برادر میر حکیم بیگ نے وفاداری کی
اس سفر پر خطر بے ثمر مین رفیق ہوا حقیقت تو یہ ہے کہ بجز اوسکے اور کسی دوسرے نے ہمراہی پر قدم نرکہا
اب بیان کا حال سنئے میر محمد قاسم خان نے اپنا خطاب نصیر الملک امتیاز الدولہ میر محمد قاسم خان بہادر
نصرت جنگ مقرر کیا اور خطاب مذکور بادشاہ سے لینے واسطے طلب کیا اور ایک لڑکا بہی قرب
جلوس مین حاصل ہوا تھا اوسکے مقدم کو مبارک سمجھا چونکہ علم نجوم مین بہی کسیقدر شعور رکھتا تھا
اور اس علم کے حکم پر معتقد تھا اوسکا زایچہ بڑے تنقیح سے منجمون سے بنوا کر اوسکے عروج کا معتقد ہوا
لیکن اوسکی عمر نے وفا نکی دو تین برس کا ہو کر فوت ہوا صوبہ عظیم آباد اوسکے نام مقرر کر کے خطاب مظفر الملک شمس الدولہ
میر شمس الدین علیخان بہادر ناصر جنگ کا حضور سے طلب کیا اور اوسکو ہفت ہزاری قرار دیکر
چھوٹے چھوٹے ہاتھی گہوڑے مع زین و عماری مناسب قد و قامت کے آراستہ کیا اور چھوٹی
عمر کے لڑکے شاگرد پیشہ بنائے اور ہر فرقہ مین بہرتی کی گویا ایک تماشا تھا اور اپنے چچا میر ابو تراب
کو بہی کہ اول مین مرد مفلوک تھا معز الدولہ تراب علیخان بہادر صلابت جنگ کے خطاب سے مخاطب کر کے
منصب شش ہزاری اور عطائے پالکی جہالردار اور علم اور نقارہ اور جاگیر اور رسالہ سے معزز فرمایا
اور اپنے چچا کے لڑکے کو ابو علی خان بہادر خطاب اور رسالہ دیکر عزت بڑہائی لیکن چنداں
اسکا اعتماد نہ تھا اور اصل لیاقت بہی کم تہی اور چچا ہر چند محض عاصی اور استعداد سروری کی فطرتی
نرکہتا تھا مگر پاس حقوق دیرینہ اور نیز دوستی کا جو لوگون کو اوس سے اور اوسکو لوگون کے
ساتھہ تھا مرعی رکہتا تھا اور بقدر مرتبہ کلمہ خیر کے کہنے مین بحضور میر قاسم خان کے قصور نہین کرتا تھا
القصہ بعد تمہید و تشیید مبانی عہود اور مواثیق کی جو کہ کونسیل کلکتہ اور جماعۃ انگلشی سے انعقاد
اور انفصال پایا طرفین سے محرر اور مرقوم ہوا اور وضع سر مرانے کی باہم اتفاق خاص سے تخصیص پایا
میر قاسم علیخان رتق و فتق ملکداری مین مصروف ہوا متصدیون سے محاسبہ اور میر جعفر کے عملہ کے کاغذ کی
خیانت نکالنے مین مصروف ہوا ان لوگون مین بعض قدیم اور بعض جدید ملازم کردہ میرن اور میر جعفر خان
کے تہے بعض متصدیان قدیم کی بہی تالیف و ترغیب کر کے اس کام مین شریک کیا اور بعض اپنے متوسلون کو
جنپر اعتماد رکہتا تھا ناظر کیا سے ابراہیم خان بہادر کو جو دیانت اور امانت مین یگانہ روزگار اور وفا شعار ہوا

وقیقہ یابی مین ہوشیار تھا تنخواہ سپاہ کی کم وکیف مین بالتخصیص مامور کیا اور سوای اسکے اور تشکیلات
امور بھی اسیکی رائے پر محول رہی ستیارام نے اگرچہ ضوابط دیوانی کے درست کر کے اخذ کئے تھے
مگر سخت گیر اور بدطینت تھا یہ شخص دریافت خیانت دفتر دیوانی اور بیوتات اور وقفیت خیانت دیگر متصدیون پر مقرر ہوا
اور قدیم منشی جو معتمد تھا میر منشی اور حافظ ابرار خان کے لقب سے نامزد ہوا اور بعض امور کا تفحص
اور تجسس اسکے بھی سپرد ہوا خواجہ گرگری میر اور خواجہ پیدروس ارمنی توپخانہ کی داروغگی اور آراستگی
توپ وغیرہ اور قواعد سکھلانے پیادہ ہائے برقنداز کے حسب قاعدۂ فرنگ مقرر ہوا اور کمال تقرب ملا
گرگین خان بہادر لقب مقرر ہوا اسکا تقرب ایسا ہوا تھا کہ اوسکا دوسرا ہمراز خانۂ میر قاسم خان مین کوئی ہوتا
اسکے التماس کو میر قاسم خان کے دلمین وہ جگہ تھی جو آجتک کسی نوکر اور آقا مین نہین سنی گئی
گویا شیطان کے مانند میر قاسم خان کے رگ وپے مین اپنا اثر کر گیا تھا شیخ مسند علی لکھنوی جو کہ احاد الناس
قصاب لکھنو سے ہیچکارۂ محض تھا زمرۂ سپاہ مین درجۂ عالی کو پہونچا یہ شخص مخفی گرگین خان سے کچھ کم نتھا
بعد اسکے مرنے کے بھتیجو اسکے بخشی رہے اور ہر ایک کے ہمراہ چار پانچ ہزار سوار رہا کئے چنانچہ اوسکا بھتیجا
فرحت علی کہ رسالہ مین کئی سوسوار رہے علی ہذا القیاس برکت کا بھی یہی حال تھا اور لڑکا اوسکا
محمد علی بخشی اور رئیس صاحب اختیار پانچ ہزار سوار ترک سوار کا تھا کہ بضابطۂ انگلستی کے حوالدار
اور جمعدار اور صوبہ دار اور کپتان رکھتے تھے اور اٹھارہ سوار شمشیر برہنہ کے ساتھ راہ چلتا تھا
کیونکہ اگر لڑائی مین کوئی روگردان ہو یہ برہنہ شمشیر والے بدون اجازت کے اوسکا سر اوڑا دین
اور میرزا شمس الدین کو جو کہ ایام شباب سے میر قاسم خان کا یار اور مرد خوش اخلاق اور
ہوشیار تھا اور عظیم آباد مین قلوب مردم شہر اور لشکریون کے روسا کی تالیف کرتا تھا مصاحب اور
بعض خدمات مثل ملبوس خاص اور وکالت حضور بادشاہ اور معاملہ جاگیرات مردم حضور وغیرہ پرگنات کے
مقرر ہوے اور بندہ کو مرشد آباد سے خط شفاقیہ قبل جلوس امارت کے لکھکر دور مواجب تنخواہ
مقرر کر کے تمنائی تھا کہ بندہ ارباب انگلستی کو بھی عظیم آباد اور شہر دیگر فرقہ مذکور سے جو کہ آشنا ہون
سعی کر کے صوبداری عظیم آباد کی بھی اوسکو دلادے اور یہ خبر نہ کہتا تھا کہ یاوری بخت اوسکو بنگالہ کی
تخت پر بٹھانے والی ہے

میر محمد قاسم کا روپیہ جمع کرنا بطور مصادرہ کے مردم مرشد آباد سے اور بہم پہونچانا اسباب تجمل اور استعداد کا اور کل کارخانہ کا انتظام کر کے جمعی سے آسودہ ہونا

میر محمد قاسم خان نے جب دیکھا کہ خزانہ تہی ہین ادائی زر مین متحیر ہوا جو کہ اپنی سپاہ اور نیز نوکران لطامت

اور افواج جماعہ انگلشی سی وغیرہ ہوا انتظا لہذا اول بندوبست پرگنات صوبہ بنگالہ وغیرہ کا کرکے
ضلع بردوان وغیرہ کو تنخواہ انگلشی مین مقرر کیا اور بعض جواہرات کو بہی انگلشی کے دین مین جماعہ مذکور کی
ہاتھہ رہن کردئیے اور موجودات سپاہ کو علی ابراہیم خان بہادر وغیرہ معتمدین نے دیکھکر دفتر بخشی گری کا
تغلب اور تصرف نکالا اور شمار ملازمین کا بعد تصحیح صحیحہ کے جو کچھہ ثابت اور تنقیح ہوا اونکا حساب کیا
اور اونکی تنخواہ کسیقدر نقد دی اور کسیقدر تمام ادائی کردی اور بعض کی تنخواہ اینده پر موقوف رہی سپاہ
جو کہ میر جعفر خان کے ہاتھہ سی بجان تنگ ہوئی تہی جو کچھ مقرر اور میسر ہوا اوسی مین راضی اور شاکر ہوئے
شاید جگت سیٹھ سے بہی جیسا کہ وعدہ ہوا تہا کسیقدر قرض لیکر تقاضای گوناگون سے رہا ہوا اور آئندہ کو
اپنے مداخل اور مخارج خیال کرکے بقدر مناسب جسے عہدہ برائی ہوسکے مقرر کی اور اکثر اخراجات بیفایدہ
کو جو بطور بلاہی اور بلاغت کی تہی لغو وعبث سمجھکر موقوف کردئی مانند دبنہ خانہ اور بلبل خانہ اور بربری خانہ
وغیرہ کی برخاست کردئی بعض بعض جانور رکھہ لئے اور باقی زمینداران صوبہ کو دیکر اونکی قیمت تشخیص کرادی
اور عملہ دیوانی نے اون کی وکلا سے وہ روپیہ لے لیا اور جینی لال اور منی لال اپنے خرابی اعمال کو پہونچے
اون کے پاس سے زر کثیر عاید سرکار ہوا مخفی نرہے کہ میر قاسم خان آغاز طفلی سے بسبب دامادی
میر جعفر خان کے خاندان مہابت جنگ مرحوم مین واجب الرعایت رہا اور شہامت جنگ کی سرکار مین
مع چند سوار کے ہمیشہ بپاسخاطر اوسکے ساس کے نوکر رہا اس سبب سے اوسکی آمد و رفت ہر ایک گھر اور
عملہ شاگرد پیشہ اور ہر ایک کے ملازمان دولتخانہ سے اور ہر ایک جماعہ کے احوال سی بخوبی آگاہ تہا عجب
بیاوری تقدیر پر مسند نشین امارت ہوا ہر ایک جماعہ مذکور پر جسپر گمان زر اندوزی تہا کسی نہ کسی
طور سے عتاب و خطاب کرکے جسکی جسقدر پونجیاں تہین چہین لین حتیٰ کہ بعض کسبیون سی بہی جو کہ میرن اور
میر جعفر خان کی نوکر تہین اور دفتر خالصا مانی سے معلوم ہوا کہ اسقدر جواہرات اور فلان ظروف اور
فلان فلان تحفہ بیگمی مین ہر ایک کو بخشہ بلکہ مع شے زواید واپس لیا اور کنیزکن اور خواجہ سرایان خانہ
مہابت جنگ اور شہامت جنگ سے بہی جو گوشہ عافیت مین بلا اتفاق شخصے بسر کرتے تھے
ستیزہ کرکے جو کچھہ ممکن تہا اور عمانون نے کہا تہا فراہم لایا گویا یہ شعر حضرت سعدی کا سینہ خرص گنجینہ بین
نقش کرلیا تہا لا اسکا ترجمہ محشئے اکبرنامہ ذلیل نہین لیتا ہی تو ہر ایک سے کیون ایک جو چاندی ؛ کہ ہو جای خزانہ واسطے تیری فراہم اتنا لیک شکنہ سے
جو ہیرا نا متصدی سرکار مہابت جنگ اور پیشکار راجہ جانکی رام اور راجہ دولبہ رام کا تہا نقد و جنس بہر گھر
سیاہ کرکے بے ظلم و کاست میر قاسم خان کے حوالہ کی وہ ایک مبلغ خطیر تہا میر قاسم خان نے تہوڑا
اوسمین سے راجہ کو معاف کیا باقی جو دے لیا اور سکت سنگہ سے راضی ہوکر اوسکی بہت عزت کرنے لگا

اور اپنے پہلو ہی مسند مین بٹہا لیتا تھا اور غلام حسین خان سے جو کہ داروغہ دیوانخانہ مہابت جنگ اور اوسکا
رفیق قدیم اور لڑکپنا کا مالک تھا بہت ساز و مال لیکر بدستور داروغگی دیوانخانہ مین مقرر رکھا خلاصہ یہ ہے
کہ اس صورت سے زر کثیر جمع کیا اور سپاہ کو بہی خوشحال کر کے جنہین لایق کار سمجھا ملازم کیا اور بعض کو برطرف کر کے
اونکی تنخواہ دلادی

نکلنا میر محمد قاسم خان کا بیربہوم کیطرف اور لڑنا کپتان بردوان کا اوس مرزبوم کی زمیندار و نسے

چونکہ صوبہ بنگالہ مین کوئی زمیندار دار الملک مرشد آباد سے بجز زمیندار بیربہوم کے دعوای شجاعت نہ رکہتا تھا
اور میر قاسم خان گویا باطن مین زمیندارونسے قدیم دشمن تھا فی الحقیقت اکثر اس فرقہ مین قابو طلب ناقص عہد
سست پیمان کم فرصت کوتہ اندیش ہین بمجرد اندک انقلاب زمانہ کے سارے حقوق فراموش کر کے
ہر کسی پر آمادہ ہو جاتے ہین اسی وجہ سے بادشاہان سلف نے کبہی انکا اعتماد نکیا اور اپنے عملہ کو امور جزو کل
مین ہر پرگنہ اور ہر مقام پر مقرر کرتے تہے تب تمام دنیا فارغ البال تہی اب کہ زمیندار مطلق العنان ہوے
ہین تمام رعایا نالان ہے اور اگر ایسا ہی حال رہا اس سے بہی زیادہ ابتری کی امید ہے القصہ بدیع الزمان
زمیندار بیربہوم جو دیوان جیو کے نام سے مشہور تہا اور ایام جوانی مین بلکہ کہولت مین بہی عیش و آرام پر مغرور تھا
بندوبست ملک کا اپنے لڑکے علی نقی خان کے سپرد کیا تہا بعد انکے مرنیکے اور زوال دولت خاندان
مہابت جنگ کے لباس درویشی پہنا اور دوسرے لڑکے اسد الزمان خان کو جو رانی کے بطن سے تھا
راج دیکر خود گوشہ نشین ہوا اور فقیر اسکی مصاحبت کرتا تھا میر محمد قاسم خان بیربہوم کے معاملہ مین کچہہ
اضافہ کیا چاہتا تھا اسد الزمان خان نے نمانا اور سرکش ہو گیا اسکا سبب شاید یہ تھا کہ چونکہ میر محمد قاسم خان نے
اسی دیار مین نشو و نما پایا تھا اور زمانہ گذشتہ مین محض بیقدر تھا اور تمام دنیا اوسکو نظر حقارت سے دیکھتی تھی
اندنون مین کہ عروج میسر ہوا اوسکا شان و شوکت لوگون کے دلمین کچہہ نسمایا بہرحال میر محمد قاسم خان
اوس زمیندار کے تنبیہ کو مرشد آباد سے عازم ہوا اور بدہ گام مین جو شہر سے بارہ کوس پر تھا مقیم ہوا
اور خواجہ محمدی خان کو جو کہ میر جعفر خان کے عہد سے عہدۂ بخشی گری رکہتا تھا مع میجر یارک انگلس اور گرگین خان
ارمنی کے اوس زمیندار ناہنجار کی گوشمال کو بہیجا اور اپنے نوکرون کو تاکید کی تہی کہ قبل پہونچنے اس ملک کے
اوس مقہور کا فیصلہ کرین لیکن چونکہ لشکر ہندوستانی مین سرداران سابقہ سے جو کہ نظر کردہ مہابت جنگ کے
کوئی نرہا تہا فقط کمینہ ناکردہ کار میرن اور میر محمد جعفر خان کے بہرتی کئے ہوے زنگی تہے کچہہ کام نہ بنا سکے
اسد الزمان خان نے اپنے باپ کے دیوان بدیع الزمان خان کو ملک سپرد کر کے خود چار پانچ ہزار سوار اور
بیس ہزار پیادہ لیکر مسالک دشوار گذار مین جا بیٹہا اور مداخل راہ پر محافظ تعین کر دیے اسی عرصہ مین بندہ

حسب الاشعار میجر کرنگ سالار فوج انگلشی قایمقام کرنیل کلیو سیفت جنگ کے اور نیز مسٹر طرجی صاحب مدار
کوٹھی عظیم آباد کے مسٹر امیٹ کے غیبت مین قبل ورود مسٹر بگوید کے واسطے پہونچانے بعض پیام زبانی کے
اور نیز واسطے لانے سید محمد قاسم خان کی طرف عظیم آباد کے مرشد آباد پہونچا یہ کام پہونچا صورت یہ کہ بعض
کپتان نے جو بردوان مین چند کمپنی تلنگہ کے ساتھ تعنات تھے دوسری راہ سے اگر عین غفلت مین
اسد خان کے سر پر پہونچکر اوسکی فوج کو پریشان کر دیا اور چند ضرب توپ اور شلک بندوق سے ایک گروہ
زمیندار مذکور کا مجروح و مقتول ہو البقیۃ السیف بو الفرار ہوے توپ کی آواز سنکر افواج قاسم علیخان بھی
پہونچی دور سے لشکر ظاہر ہوا اور چند فراریان کے عقب مین جاکر اوسکی لشکر گاہ مین خیمہ زن ہوئے
اس خبر سے انکو لشکر کی بد دلی اور نامردی دریافت کی خصوصا خواجہ مہدی خان رئیس لشکر سے زیادہ
آزردہ ہوا حالا مناسب ہے کہ عظیم آباد کا حال اور انکی آمد کی وجہ تحریر کردن

میجر کرنگ کا بار اول جنگ بادشاہ اور موشیر لاس کے بر آمد ہونا اور رو لتنگ ہونا سردار مذکور کا رام نراین کے شورہ مختلفہ کے سبب سے اور مورخکو بھیجنا میر قاسم خان کے پاس اور جو کیفیات کہ مورخنے وہان سے آکر میر قاسم خان سے بیان کیے اور رخصت کرنا میر قاسم خان کا راہ کوہستان سے بعجلت نہایت طرف عظیم آباد کے

سابق مین ذکر ہوا ہے کہ بعد روانگی کرنیل کلیف ثابت جنگ کے مسٹر بلول تھوڑے دن کلکتہ کا امر اہتمام
اوسکے بعد شمس الدولہ پہونچا اور کونسل کلکتہ کا مدار المہام اور گورنر مستقل ہوا اول مسٹر امیٹ
اور بعد مسٹر کلیو سیف جنگ مع میجر کرنگ اور مسٹر لشنٹن مع بعض دیگر سرداران عظیم آباد کے کلکتہ گیا
اور مسٹر امیٹ خود کلکتہ کا چھوٹا صاحب تھا چونکہ مورخکو صاحبان انگلشی سے نہایت اخلاص اور
اتحاد تھا جو کچھ کہ معین اور مقرر کیا ہوا میر قاسم خان کا عرض خود مورخ کے واسطے براہ مدد خرچ تھا اوسیوقت
تمام وکمال صاحبان انگلشی سے ظاہر کر دیا اور یہ انکو معلوم تھا کہ چھ لاکھ دام کی جاگیر بندہ کی قدیم سے
پرگنہ مونگر مین متصل قلعہ کے ہے اور میر جعفر خان نے بعد ورود بادشاہ کے اس قصور سے کہ
والد بندہ مورخ اوسکے رفاقت مین رہا ضبط کر لیا تھا صاحبان مذکور نے نظر باخلاص جو بندہ سے تھا
جاگیر مذکور کو میر قاسم خان سے واگذاشت کرا کر اوسکی دستخطی اور مہری سند مکمل کرا کر بندہ کے
نام لا دی اور رام نراین کے ہاتھ سے نکالکر سپرد بندہ کی اور بندہ مورخ عاقل سے وہان جاکر
عمل دخل کیا جب برسات گذری میجر کرنگ نے بادشاہ اور موشیر لاس اور کامگار خان کے
اطفائے فساد کو عظیم آباد سے نکلکر باغ میر جعفر خان کے میدان مین لشکر گاہ کیا اور رام نراین اور راج بلبھہ کو

اپنی رفاقت پر مامور کیا بندہ بھی بپاس حقوق اس سفر مین شریک ہوا چونکہ سالہا سال کی عسرت کے
سبب سے اسباب سفر اور اسلحہ اور سواری وغیرہ نہ رکھتا تھا میجر کرنگ اور مسٹر جی نے ایک خیمہ
اپنی سرکار سے مقرر کیا اور گھوڑے وغیرہ مایحتاج بھی مقرر کردیے بندہ مورخ انکے لشکر مین بخوبی بسر کرتا تھا اکثر
اوقات بلکہ ہمیشہ شریک مشورہ اور ہر امور مرجوعہ مین دخیل رہتا تھا جب ایک مدت اوس درمیانین
گذری اور دونو ہندو ایک صبح اور ایک شام کو آتا اپنی اپنی ہر وقت حاضری ایک دوسرے کے برخلاف
صلاح دیتا تھا اور ہر دو صاحب لشکر اور معتبر سردار تھے میجر کرنگ وغیرہ اصحاب انگلشی انکی اختلاف رائے سے
دل تنگ ہوکر باتفاق اہالیان کوٹھی حضور مسٹر جی کے بندہ کو طلب فرما کر کہا کہ تم ہمارے دوست اور میر قاسم خان کے
بھی دوست خواہ ہو اور یہ دونون اوسکے نائب اور نوکر ہین اور ہم ان دونون کی منافقت سے عاجز آئے ہین
حیران ہین کہ کسکا کہنا قبول کرین صلاح یہی ہے کہ میر قاسم خان یہان آوے اور انکی التماس سنکر جو مناسب سمجھے
تعمیل کرے اور تمکو اوس سے جواب سوال کرنا ضرور پڑیگا اوسکو لکھا مگر کچھ سود نہوا بادشاہ اور ہوشیار اس کے
مفسدہ سے زیادہ بیہوم نہین ہے تم جا کر یہ سب مدارج اوسے سمجھاؤ اور ادہر لاؤ بندہ قبول کرکے
عازم ہوا میجر کرنگ نے میر محمد قاسم خان کو خطوط لکھے اور ایک خط متضمن سفارش اور حفاظت بندہ کے
میجر باک کے نام تحریر کردیا اور ایک بجرہ خاص منجملہ دیگر بجرون بادشاہی جہانگیر نگری سے کہ اکثر میجر مذکور کے
زیر حکم تھے بندہ کی سواری کو دیا بندہ اوسپر سوار ہوکر روانہ مرشدآباد ہوا راستہ مین مسٹر ملگویر کو دیکھا
جو مدار المہام اور صاحب کلان کوٹھی عظیم آباد کا ہوکر وہان کو جاتا تھا چونکہ روانگی مین عاجل تھا ٹھہر نہ سکا
دور سے باواز بلند سلام کرکے آگے کو روانہ ہوا القصہ بندہ مونگیر پہونچا میر قاسم خان سے ملاقات کرکے
ابلاغ پیام کیا اوسنے سنکر اغماض کیا عظیم آباد کا ارادہ تھا لیکن بندہ سے بکمال عطوفت پیش آیا خیمہ علیحدہ نصب کرا دیا
اور دونو وقت کھانا بھیجتا تھا اور بکمال لطف وعنایت سے ہمکلام ہوتا تھا اور چند عدد تھان از قبیل
دستار جہانگیر نگری خاصہ کے بھیجے تا آنکہ رام نراین نے گماشتہ جگت سیٹھ کی وساطت سے لکھوایا کہ غلام حسین خان
بھیجے ہوئے میجر کرنگ کے حضور مین سے گئے ہین چونکہ نہایت اخلاص جماعہ انگلش سے رکھتے ہین اور باپ اور بھائی
انکے ہمراہ بادشاہ کے ہین فی الحقیقت انکو دونون طرف یعنی انگلشی اور بادشاہ کے جانب سے سمجھنا چاہیے
یہ مضمون اپنے وکلا کی معرفت میر قاسم خان کے گوشگذار کئے وہ خود مجسم توہم تھا اور خصہ ہی متوہم ہوا
وہ سارے التفات جو پہلے تھے موقوف کر دیے چونکہ میجر باک لشکر مین تھا بندہ اپنے حال پر
متحیر ہوا کہ کیا کریے اگر رخصت طلب کرتا ہون زیادہ بدگمان ہوکر خدا جانے کیا ارادہ کرے اور
لشکر مین باوجود بے اسبابی کی بیدون اوسکے لطف وعنایت کے کیونکر بسر ہوگی ناچار دور جا کر ٹھہرا تھا

کہ سہل سا عارضہ لاحق ہوا بندہ نے اوسی عارضہ کو وسیلہ کرکے درخواست رخصت کی اوسنے ترش ہوکر کہا
عظیم آباد جانا چاہتے ہو بندہ نے اودہر کا انکار کرکے مرشد آباد کا ارادہ ظاہر کیا بہت نہایت کراہت
سے رخصت دی مگر کچھ خرچ راہ نہ دیا بندہ مورخ بہزار مصیبت مرشد آباد مین پہونچکر کسی دوست کی مکان مین
منزل گزین ہوا بعد پہونچنے مرشد آباد کے تھوڑا سا خرچ معرفت خواجہ اشرف کشمیری کے جو برادران اور نیز
بنی اعمام خواجہ واجد سے تھا اور اوس زمانہ مین میر قاسم خان کی مصاحبت رکھتا تھا بھیجا بعد چندے خبر پہونچی
کہ میجر کرنگ نے عظیم آباد مین جاکر بادشاہ کو شکست دی اور بادشاہ مع کامگار خان کے پسپا ہوا
اور موشیر لاس بضابطہ ولایت انگلشیہ اور فرانسیسیہ کے جو فیمابین مستمرہ رکہتے ہین بطوعت قید ہوا اور بعد
چند روز کے بادشاہ کو میجر کرنگ نے سفیرون کے ذریعہ سے مصالحہ مین راضی کرکے ملازمت کی اور اپنے
ہمراہ عظیم آباد لیگیا میر قاسم خان اس خبر سے مضطر ہوکر براہ کوہستان بکمال اضطراب ایلغار کرکے روانہ
عظیم آباد ہوا بندہ نے بھی ارادہ عظیم آباد کیا مگر سننے مین آیا کہ تراب علیخان اپنے چچا کو جو نایب کر لیا ہے
حلد بگیا ہے کہ ہندوستانیان مرشد آباد کے خط عظیم آباد اور کلکتہ نجانے پاوین اور نہ کوئی شہر سے
باہر جانے پاوے بندہ نہایت عاجز و حیران ہوا آخر کار گوشی فاسا بازار کے صاحب کی اعانت سے مرشد آباد
سے برآمد ہوا اور عظیم آباد آیا اب تفصیل اس اجمال کی لکھی جاتی ہے تاکہ منتظرون کو دریافت حال ہونے مین تردد نہو

ذکر ہے جانے میجر کرنگ کا بادشاہ کی لڑائی پر اور قید کرنا موشیر لاس کو اور مصالحہ ہونا بادشاہ سے اور میر قاسم خان کا عظیم آباد لانا بضرورت مع سپاہ کے

جب میجر کرنگ نے بندہ مورخ کو بطلب میر قاسم خان کے بھیجا بعد ازان رام نراین اور راجہ بلبہہ کو مع
فوج صوبہ اور میرن کی اپنے ہمراہ لیا اور بمقابلہ بادشاہ جو کہ نواح گیا مانپور مین تھا گیا جب دونون لشکر کا
قرب ہوا بادشاہ نے مکرر سہ کرر خطوط بندہ مورخ کے والد کے نام متضمن طلب تحریر فرمائے اور اپنے پاس
طلب کیا تاکہ والد مع فوج فراہم شدہ کے ملحق ہو مگر انکے آنے سے قبل محاربہ شروع ہوا موشیر لاس نے
جرأت و شجاعت سے پیش قدمی کرکے قلیل ہمراہیون سے فوج انگلشیہ کا مقابلہ کیا اور جو دوسری فوج
ہمراہ تھی بادشاہ اور کامگار خان کے سر پر جا پہونچی تزلزل پڑ گیا اور کامگار خان کی مجال پایداری نہ پائی فرار کیا
بادشاہ نے بھی اسکی متابعت کی میدان سے روگردان ہوا ہمراہیان موشیر لاس نے اس حال کو دیکھا
اور نیز اپنی قلت اور برسون کی محنت یہ سب چھوڑ کر بادشاہ اور کامگار خان کے ہمراہی مین قدم اوٹھایا
کپتان موشیر لاس جب تنہا رہگیا کسی اپنی توپ پر گھوڑے کے مانند سوار ہوکر آمادہ قتل ہوا اور
عار فرار اختیار نکی میجر کرنگ اور کپتان نکسن نے اس حال سے واقف ہوکر مع چند نفر سرداروں کے

گھوڑون پر سوار بلا تلنگہ اور برق اندازون کے پیشتر کو قدم بڑہایا جب موسٹیر لاس پر نظر پڑی گھوڑے سے اوتر کر اپنی ٹوپیان برسم سلام سر سے اوٹہائین اوسنے بہی اوسیطور سے عمل کیا اور بابعد گفتگو کی میجر کرنگ نے موسٹیر لاس کے ثبات عزم اور فرط شجاعت اور غیرت مین تعریف کرکے کہا جو کچھ حق سعی تہا تمسے ظاہر ہوا تعریف تمہاری دفتر اخبار اور تواریخ مین ثبت ہوئی الحال موافق ضابطہ کمر سے کیچ کہولو اور ترک منازعت کرکے ہمارے پاس آؤ اوسنے جوابدیا کہ ہم کمر سے کرچ نکہو لینگے اسیطرحسے آؤ مین مضایقہ نہوگیا مضایقہ اطاعت اختیار کر لینگے ورنہ بذلت مین کرچ کہولنا نہوگا اپنی جان اس میدانمین نثار کرونگا جماعۂ انگلشیہ نے جو اوسکی شجاعتین ماضی اور حال کی دیکہی تہین اوسیطور سے راضی ہوئے اور بابہم کرحسب دستور ایک ہاتھہ سے مصافحہ ہوا پالکی اپنی منگوا کر موسٹیر لاس کو اوسپر سوار کرایا اوسنے فرط غیرت اور کثرت حیا سے پالکی کے پردہ چہوڑدئے تا کہ آشنا لوگ اس حال کو نہ دیکہین اس طرفسے بعض اوسکے آشنا مانند میر عبد اللہ اور مصطفی قلی خان واسطے ملاقات کے آئے میجر کرنگ نے عذر کیا کہ چند روز معذور رکہئے کیونکہ ابہی کثرت حیا سے ملاقات کو راضی نہین احمد خان قریشی جو کہ مردیاوہ گو تہا اوسکے دیکھنے کو گیا اور بنا بر خوش آمد کے سرداران انگلش سے حسب ضابطہ اپنے ہم عصرون کے اوسکے مکان کا استفسار کیا اور کہا لی لی لاس کہان ہے میجر کرنگ وغیرہ سرداران نے اس کلمہ سے آشفتہ ہوکر نہایت تلخی اور تندی سے جوابدیا کہ ہم لوگونمین پوچ گوئی کا ضابطہ نہین ہے اور شجاع و جوانمردون کو درشتی سے یاد کرنا نہایت عیب ہے وہ مرد میدان رزم اور آشنائے دوستان بزم ہے اس قسم کی ہرزہ درائی ہمکو پسند نہین یہ ضابطہ بیہودہ تمہارے ملک کا ہوگا کہ مردونکا نام ہر چند دشمن ہون درشتی سے یاد کرین احمد خان خجل ہوکر خاموش ہوا ضرور تا تہوڑی دیر بیٹہکر منفعل اوٹھہ گیا انگلشیونمین سے باوجودیکہ خان موصوف سردار تہا اور ہر وقت مین اوس سے باحترام پیش آتے تہے مگر ایسی باتونسے کوئی صاحبان عالیشان ملتفت نہوا اور الحق یہ صفت اور ضابطہ رزم انکے کل نہایت خوب اور بہت عمدہ ہے القصہ بعد اس جنگ کے راونتا برائے کو بادشاہ کے پاس بہیجکر پیغام مصالحہ اور ملاقات کی درخواست دی بادشاہ بدعقل کامگار خان کی تعلیم سے راضی نہوا اور مذکور بے نیل مرام واپس ہوا اور جاکر عرض کی کہ حضرت خود بخود مستدعی مصالحہ کے ہونگے لیکن اوسوقت اس خوبی سے میسر نہوگی ابہی ہم لوگ خود مستدعی ہین مگر اس غرض سے بہی کچہ سود نہوا اشتاب راے واپس آیا جب والد مرحوم پہونچا اور اس ماجرے پر آگاہ ہوا بادشاہ کو ملامت کی لیکن فائدہ نہوا کیونکہ کامگار خان اوسیطور پر جنگ کیواسطے مصر تہا اور کہتا تہا کہ دوبارہ لوگ جمع کرنا چاہیے اور میر حسین خان والد اسد اللہ خان جسکا ذکر محمد قلیخان کے

حال مین ہو گیا ہے کامگار خان سے متفق تھا اور والد بادشاہ کو سمجھا تا تھا کہ کامگار خان زمیندار ہے
اوسکے بہاگنے کا شمار نہین لیکن اسیطرحکا عار دگر یہ سب چھوڑ کے موجب کسر شان خلافت سے مناسب
یہی ہے کہ اب بہی راو شتاب رائے کو طلب کیجئے اور صلح کی تدبیر فرمائی اسی ضمن مین ابدالی نے فوج
مرہٹہ کے ساتھہ جو مدار المہام سلطنت ہند کے اگر شاہجہان نام بادشاہ دست نشان عماد الملک کو اوٹھا کر قلعہ دہلی پر
اپنا بندوبست کیا چاہتا تھا کہ الیاک رائے کو تخت ہند مین جلوس کرا ے باتفاق شجاع الدولہ اور
نجیب الدولہ روہیلہ اور حافظ رحمت اور احمد بنگش کے بعد اقامت کے نو مہینے گذرے اور مرہٹہ
گویا بالکل مستاصل ہوے ابدالی مظفر و منصور ہو کر قندہار و ہرات کو واپس ہوا انشاء اللہ تعالے
اسکا ذکر مفصل شاہجہان آباد کے احوال مین ہوگا **الغرض** ابدالی نے شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ
اور جمیع افاغنہ کی سفارش کی کہ شاہ عالم کو بادشاہ بنا کر اوسکی اطاعت کرین کیونکہ شاہ عالم کی بہن
اوسکے عقد مین تھی اور شاہ عالم نے بعد قتل اپنے والد کے منیر الدولہ کو بہیجکر ابدالی سے اسی امر کی
استدعا کی تھی اور منیر الدولہ نے اوسکے ہمراہ آکر وہان ہر امراے مذکور سے تخت بخت جیبر کی شاہ عالم کی
فرزند جوان بخت نامے کو بطور نایب کے قلعہ شاہجہان آباد مین جلوس کرایا اور شجاع الدولہ کو
تاکید کی کہ بنگالہ سے بادشاہ کو لاوے اسواسطے شجاع الدولہ کے عرایض بطلب بادشاہ کی پہونچے
اور بادشاہ بہی فرار متواتر کامگار خان سے تنگ آیا انگلشی کے مصالحہ اور شجاع الدولہ کے
پاس جانے کا قصد مصمم کیا اور التماس والد کو قبول فرما کر راو شتاب رائے کو شقہ خاص لکہکر
طلب کیا شتاب راے نے بعد صلاح و اجازت میجر کرنگ وغیرہ رؤساے انگلشی کے حضور مین حاضر ہوا
اور سوال جواب منقح کر کے میجر کرنگ کی ملازمت کی بنیاد حضور بادشاہ مین مستحکم کر آیا کامگار خان نے
مصالحہ انگلشی خلاف اپنی مرضی کے پاکر معہ لشکر اپنے ملک کی راہ لی اور بادشاہ کسیقدر مسافت
طے کر کے فوج انگلشی کے قریب آیا دوسرے روز جو کہ یوم ملازمت میجر کرنگ وغیرہ کو مقرر تھا بادشاہ نے
اور آگے جانیکا ارادہ کیا میر حسین خان نے بہی بادشاہ کے قید کا گمان کر کے اپنی راہ لی اوسکے
آدمی عین لشکر مین منادی کرتے تھے کہ بادشاہ کو سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ انگلش کے
قید مین ڈالتا ہے جسکو اپنی عزت آبرو و جان عزیز ہو لشکر سے نکل چلے اکثر احمق اس صدا سے نکل گئے
اثناے راہ مین بنیاد سنگ کے لوگون نے ڈکاری سے نکلکر میر حسین خان کو غارت کیا مگر وہ بہرصورت
نکلگیا بعض لوگ یہ حال دیکھکر لشکر کو واپس آے بادشاہ کی فوج اور سواری تیار تھی کہ دو پہر کو وقت
میجر کرنگ مقام بہاین پر جو کیا سے سات کوس ہے اور خیمہ بادشاہی ست تھا آکر ملازمت حاصل کی بعد ازان

بادشاہ نے حسب الاستدعا اوسکے سوار ہو کر گیا کی طرف جہان لشکر میجر کرنگ کا تھا نہضت فرمائی
اور میجر کرنگ ایک میل تک ٹوپی سر سے اوتارے بغلمین لیکر رکاب بادشاہی مین پیادہ پا گام فرسا ہوا بعد ازان
بموجب حکم شاہی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تنہا ہاتھی کے آگے آگے ایک تیر کے فاصلہ سے چلا جاتا تھا اور
والد بندہ بادشاہ کے پشت پر مع جمیع فوج اپنے فیل پر سوار نہایت تھوڑے فاصلہ سے گرم روان تھا آنکہ
دریاچہ جبنی پر جو گیا سے ڈیڑہ کوس پر ہے پہونچے اور بادشاہ کا لشکرگاہ وہان پر ہوا ہیر ونگاہ فروکش ہوئے
اور بادشاہ مع والد مرحوم کے جریدہ مردم سواری کی ساتھ حسب استدعاے میجر کرنگ کے باغ گیا مین جاکر
نزول فرما ہوا اور میجر کرنگ نے تمام اپنے ہمراہیان کو مع رام نراین اور راجہ بلبھہ وغیرہ سرداران ان دونون
ہندوکو لاکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کرائی اور ضیافت کرکے نذر اور پیشکش مناسب گذرانا والد مرحوم
مع فوج باغ کے دروازے پر سوار کھڑا رہا جب بادشاہ وہان سے برآمد ہوا والد نے اندر جاکر میجر کرنگ
وغیرہ سرداران دیگر سے ملاقات کی اور اونہون نے تواضع کی رسومات تقدیم کی اور بعد تکلفات عرصہ سے
والد بہی برآمد ہوا اور مع بادشاہ کے اپنی لشکر مین آیا اور قریب نصف شب کے آکر آرام فرمایا دوسرے روز
بادشاہ نے کوچ وہان سے کرکے گیا مین خیمہ کیا بعد چند روز کے باتفاق میجر کرنگ کے کوچ کرکے عظیم آباد مین داخل ہو
لشکر بادشاہی تالاب اسیٹھی مین اوترا اور فوج انگلشیہ باقی پور کی چھاونی مین اور رام نراین اپنے مقامات مین
اور راجہ بلبھہ بدستور باغ جعفر خان کے اطراف مین میر قاسم خان نے اس خبر کو سنکر براہ کوہستان بیر بہوم
اور کھڑک پور سے یلغار کرکے عظیم آباد آپہونچا اور شہر کے شرقی طرف جعفر خان کے باغ مین مع فوج فروکش ہوا
رام نراین اور راجہ بلبھہ نے استقبال کیا رام نراین بدستور قلعہ مین رہتا تھا اور راجہ بلبھہ مع اپنے لشکر کے
ضمیمہ لشکر میر قاسم خان کا ہوا میجر کرنگ وغیرہ سرداران انگلشیہ نے میر قاسم خان کی ملاقات بادشاہ سے
کرائی اسکا سوال جواب ہونے لگا میر قاسم خان براہ خوف یا کہ اپنے غرور سے راضی نہوتا تھا کہ بادشاہ کے
گہر پر جاے لاجرم صاحبان انگلشیہ کی کوٹھی مین ملازمت کی ٹہری اسپر بہی میر قاسم خان راضی نتھا کیونکہ
میجر کرنگ سالار فوج انگلشیہ طرفدار مسٹر امیٹ اور شمس الدولہ مسٹر سے منحرف تھا القصہ اونہون نے
اپنے مکانکو فرش مع فروش آئینہ و تصاویر سے آراستہ کیا اور اپنے کہانے کے میز پر مسند پر تکلف
بچھاکر بجاے تخت کے مقرر کیا وہان بہی میر قاسم خان والد اور دیگر ہجوم کے آنیکو راضی نہوا لاجرم
بادشاہ حسب التماس میجر کرنگ کے جریدہ کوٹھی مین آیا اور مسند معہودہ پر جلسہ فرما ہوا اہل انگلشیہ جمع ہوکر
دروازہ کوٹھی سے بہت دور تک استقبال کرکے پیادہ پا تخت رواں کے ہمراہ ہو کر لیگئے میجر کرنگ
کو حکم نشست ہوا بعد تھوڑی دیر کے میر قاسم خان آکر شرفیاب مجرا ہوا اور ایکہزار اشرفی نذر کی حضور نے بہی

خلعت بیس پارچہ مالا مروارید سرپیچ جیغہ مرصع بہ کلغی عقار مرحمت ہوا بعد ازان دوسرے حجرہ مین جا کر جو مخصوص مشورہ کو بہی تھا
جواب و سوال معاملات بنگالہ اور دادو ستد خزانہ صوبجات کا انفصال ہوا تینون صوبہ کی مالگذاری چوبیس لاکھ
روپیہ مقرر ہوا بعدہ رخصت ہو کر اپنے لشکر کو گیا اور حسب تجویز سرداران انگلشی کے بادشاہ نے قلعہ تختہ
بادشاہی کے دولتخانہ مین نزول فرمایا میر قاسم خان ناراض تھا کہ فوج شاہی اور والدہ کی فوج قلعہ مین بجائے
لہذا سرداران انگلشیہ نے بادشاہ سے التماس کیا کہ اوسکے بموجب حضور سے والد کو قیام لشکر اور تالیف
و اجتماع مردم کا حکم صادر ہوا اور حسب الحکم والد خیمہ بادشاہ مین مقیم ہو کر امر بامور مین مصروف ہوا
رام نراین ڈرتا تھا کہ مبادا قاسم علیخان سے موافق ہو کر رجوع ہو لہذا امیر قاسم خان کو والد کیطرف سے
برہم کردیا سخنان دور از خیال اوسکے کان مین پہونکی وہ خود وہمی تھا اب اور زیادہ جنون سوار ہوا
اوسنے سرداران انگلشی سے کہا اونہون نے والد کو جاگیر جانے کا پیغام دیا اونہون درجواب عدم تقبیل
تا ورود حکم بادشاہ بیان کی صاحبان موصوف نے کہ فی الحقیقت صاحب عقل و فراست اور اقبال و دولت ہین
اس کلام کو پسند کرکے بادشاہ سے ظاہر کیا کہ چونکہ سید ہدایت علیخان کے لشکر مین رہنے سے میر قاسم خان ادای عہود سے
پہلو تہی کریگا لہذا انسب ہے کہ سید ہدایت علیخانکو حکم روانگی جاگیر ہو جای چنانچہ بادشاہ نے حسب التماس صاحبان
عالیشان کے والد کو کہلا بہیجا کہ آپ جاگیر کو جاوین لاچار والد شام کو میجر کرنگ وغیرہ سرداران انگلشی سے
ملاقات کرکے صبح کو جاگیر روانہ ہوا نقی علیخان برادر بندہ جو بادشاہ کا رفیق دیوان تن کے نام سے مشہور تھا
اور فخر الدولہ بہادر ظفر جنگ سے مخاطب تھا اسی اثنا مین بندہ مرشد آباد آیا کیفیت اوسکی یون ہے کہ جب میر قاسم خان
مضطرب ہو کر عظیم آباد پہونچا بندہ قبل ازین روانگی جیساکہ ذکر کرچکا ہے میر قاسم خان سے مرخص ہو کر مرشد آباد آیا تھا
اور مرشد آباد مین یہ خیال تھا کہ نہ کوئی نکل سکتا تھا نہ خط بہیج سکتا تھا بندہ کا حال مسٹر کرنگ وغیرہ پر مخفی رہا
چونکہ رام نراین میر قاسم خان سے صاف تھا چاہتا تھا کہ انگلشی کو اوس سے برہم کردے اول بندہ کی بارہ مین
بموجب گذشتہ کی لکہوا کر میر قاسم خان کو بندہ سے بدگمان کردیا جب بندہ عظیم آباد نہ آیا اور نہ میری خبر کسیکو پہونچی رام نراین کے
بہائی نے میر عبد اللہ صفوی کی کانمین کہا کہ میر قاسم خان نے سید غلام حسین خان کو مسموم کرکے مرشد آباد مین مار ڈالا سید نور
بندہ کا محب صادق تھا اور سید علیخان برادر خورد بندہ مع اتباع بندہ کے اپنے گہر مین رہا کرتا تھا اور سید نور سے آشنائی رکہتا
اس خبر دروغ سے آگاہ ہوئے اور دونو بشدت تمام زار زار اور رقت بسیار سے دوچار ہوئے دہیرج نراین برادر رام نراین نے
بدین حیلہ ممانعت کی تا کہ اوسکا نام ظاہر نہو مگر میر عبد اللہ اور برادر بندہ نے انگلشی سرداروں سے اسکا ذکر کردیا لیکن دہیرج نراین
کا نام مخفی کیا کیونکہ میر عبد اللہ اوسکا نوکر تھا مسٹر مکجوا اور مسٹر امیٹ سے یکدل اور شمس الدولہ سے سرگران تھے اور
میر قاسم علیخان سے بہی جو دست نشان شمس الدولہ کا تھا کدورت رکہتے تھے اور اسی جستجو مین کہ جب

کوئی قصور قاسم خان کیطرف سے ہوئے فوراً مرزا دین بمجرد اس حرکت کے نہایت برہم ہوئے اور فرمایا کہ سید غلام حسین خان
ہمارا آشنا اور فرستادہ تھا اگر درحقیقت ایسی سرگذشت ہوئی تو میر قاسم خان سے انتقام لیا جاویگا سبب عبد اللہ کی
ہوش اوڑگئی اور جلد المدار اس اخبار کا منع کرکے کہا اول خطوط سید بندگو یعنی بندہ اور صاحب قاسما بازار کو تحریر
فرمایئے بعد تحقیقات ولیسا منصوبہ فرمائیگا القصہ اونہون نے بھی یہ مصلحت پسند کی بنام بندہ کے خط لکھے کہ
سبب توقف اور در صورت مجبوری کے اوسکی اطلاع دی اور اگر ممکن ہو صاحب کلان قاسما بازار سے جوکہ
ان دنون مین مسٹر اسٹین لک مانس تھا ملاقات کرے اور نیز ایک چٹھی بخط ولایتی صاحب موصوف کے نام
لکھکر کسی اقربا سے بندہ کے ہاتھ روانہ کی اور اوسکا پہونچنا موجب سرور ہوا بندہ نے قاسما بازار سے ملاقات
کرکے دستک راہ اور ہرکارہ اور کشتی لیکر روانہ عظیم آباد ہوا اور مع الخیر پہونچکر دیدار احباب سے شادیان اپنے
گھر آیا لیکن میر قاسم خان کی ملازمت سے اندیشہ مند تھا کیونکہ اون دنون مین عجب نفاق حائل تھا قلعہ مین
بادشاہ اور ہمارا بھائی اوسکے ہمراہ اور مرلیدہر اور رام نراین ہم سے آزردہ اور میر قاسم خان رام نراین کا
دشمن اور بادشاہ کے قلعہ مین ہونے سے بے اطمینان اور انگلشی بھی باہم سرگرم تنازعہ مسٹر ایلس میر صاحب
مختیار کوٹھی عظیم آباد کا شمس الدولہ سے موافق اور طرفدار قاسم علیخان کا تھا اور میجر کرنگ اور مسٹر جی
مسٹر امیث سے یکدل اور رام نراین کی حمایت مین تھا اور مسٹر جی اور میجر کرنگ بندہ کے مخلص تھے
یہ عمل زیادہ تر موجب ناخوشی میر قاسم علیخان اور مسٹر ایلس کا رام نراین سے ہوا اور اسی سبب سے
جو دیکھنا پڑا دیکھا احوال بندہ یہ کہ میر قاسم خان بسبب آشنائی بندہ کے جو اصحاب انگلشی سے تھے اور
نیز رفاقت ہمارا اور بندہ سے بادشاہ کے حضور مین اور نیز تعارف سابقہ جو رام نراین سے حاصل تھا فقیر سے
بدگمان تھا اور رام نراین اور مرلیدہر بسبب تمام نوکری میر قاسم خان کے اس فکر سے کہ مبادا اپنے والد کو
صوبہ عظیم آباد کی نیابت میر قاسم خان اور نیز فرقہ انگلشی سے دلوا دے بندہ کو متہم کرتے تھے اس عرصہ مین قاسم خان
اپنی غرض مندی کو ملاقات بندہ کا مشتاق ہوا اور مکرر طالب حضوری ہوا بندہ عذر بیماری کرتا رہا
جب اصرار بڑھا مجبور حاضر ہوا اوسنے خلوت مین لیجاکر دلجوئی و مدارا کے بعد ترغیب جانے کلکتہ کی دی اور
فرمایا کہ مسٹر امیث رام نراین کی حمایت کرتا ہے اور تم اوسکے آشنا ہو پس وہان جاکر ایسی سعی کرو کہ
مسٹر امیث ہم سے متفق ہو اور رام نراین سے منحرف ہوکر کونسل سے ایسا حکم بھیجے کہ بندہ اوسکو قابو مین
لاکر تسلط بہم پہونچائے بندہ عظیم آباد سے نکلنے کو غنیمت جانتا تھا لیکن میر قاسم خان کی تلون مزاجی سے
ڈرتا تھا لہذا عرض کیا کہ آپکی کام جو بندہ سے ہوسکین متعذر نہین لیکن آپ کے مزاج سے جو اکثر بے سبب
منحرف ہوجاتا ہے ڈرتا ہون چنانچہ بندہ کام مین کون تقصیر مجھسے سرزد ہوئی کہ آپ یکبار گی بندہ سے ناآشنا

ہوگئے میر قاسم خان نے جواب دیا کہ گماشتہ سیٹھ جیسے لوگون نے تمہاری نسبت چغل ظاہر کیا بندہ نے التماس کیا کہ دراندازلوگ بھی شیوہ رکھتے ہین مگر صاحبان دولت کو ضرور ہے کہ بدون تحقیقات کے اپنے رفقا سے گران دل نہوا کرین **خلاصہ** یہ ہے کہ بندہ عہد وپیمان کرکے عازم کلکتہ ہوا اور دو ہزار روپیہ خرچ راہ کو عنایت فرمایا بندہ دوستان ہندی اور انگلشی سے مرخص ہوکر عازم مرشد آباد ہوا چوتھے روز مرشد آباد پہونچکر ایک اقربا کے گھر میر فروکش ہوا چونکہ اپنے چچا تراب علیخان کو نسبت روانہ کرنے بندہ کے جانب کلکتہ اور نیز موجود کردینے کشتی وغیرہ اسباب سفر کے پیشتر اطلاع دی تھی بندہ جس امر کو کہلا بھیجا وہ سرانجام کرکے حاضر کرتے بندہ بعد دو تین روز کے روانہ کلکتہ ہوکر منزل مقصود مین فایز ہوا اور مسٹر ابیٹ اور جارج گری اور کپتان نکس سے ملاقی ہوکر گرم اختلاط ہوا اخبار عظیم آباد انکی زبان سے مفصل سنا کرتا تھا

ذکر ہے جانے بادشاہ کا عظیم آباد سے بعزم اودہ لکہنو اور شجاع الدولہ کا استقبال کرنا حد صوبہ اپنے سے لب دریاے کرمناسہ تک

اس عرصہ مین کہ بادشاہ گرد و نواح مین منیر الدولہ کی انتظاری مین تک و تاز کر رہا تھا اور اس عرصہ مین احمد شاہ ابدالی خود حسب طلب نجیب الدولہ اور احمد بنگش کے بارادہ استیصال مرہٹہ اور انکے روسا کی جنہون نی سلطنت کا دعوی کیا تھا اور نیز واسطے برخاست کرنے شاہجہان نام شاہزادہ کے جسکو عمدۃ عماد الملک نے بعد مارنے عالمگیر بادشاہ کے تخت نشین کیا تھا خود ہندوستان مین آیا اور نو مہینے مین مرہٹون کا کھوج مٹا کر قندہار کو جو اوسکا دار الملک تھا واپس ہوا اور مراجعت کے وقت شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ سفارش کر گیا کہ شاہ عالم کو بادشاہ بنا کر اوسکے زیر اطاعت رہین اور منیر الدولہ نے اس مدت مین رفیق ابدالی رہکر امرائے ہند کی نام رقم فرامین مشعر اطاعت حاصل کین اور اسکے روبرو اچھی وجہ سے سفارش ہو گئی بعد مراجعت شاہ ابدالی کے نجیب الدولہ نے سلطان جوان بخت خلف شاہ عالم کو بطور نایب کی قلعہ دہلی مین بٹھالا اور سکہ و خطبہ نے شاہ عالم بادشاہ کے نام سے شروع پائی شجاع الدولہ نے اسیطرح اوسکا خطبہ و سکہ اپنے ملک مین رواج دیا اور کسیقدر روپیہ اشرفی سکہ نو کی مع عرایض مشعر استدعائی مقدم ارسال کئے اور احمد بنگش اور نجیب الدولہ اور منیر الدولہ وغیرہ کی بھی عرضداشت مشعر مبارکباد جلوس تخت سورو فی اور ارسال مبلغ نذر بدستور شجاع الدولہ کے پہونچکر موجب سرور بادشاہ ہوئین اور میر محمد قاسم خان اور جماعہ انگلشی کو جیسا عذر تھی مقابلہ اپنے خاطر خواہ فیصلہ کیا زر و اسباب جو کچھہ مناسب سمجھا پیشکش کرکے بادشاہ کو رخصت کیا بادشاہ شکر خدا بجا لاکر معاودہ ہوا شاید آخر شوال یا اول ذیقعدہ سنہ [illegible] ہجری کو مطابق دوسرے سال جلوس کے ملک شجاع الدولہ کیطرف عزیمت فرما ہوا

جب دریاچہ کرمناسہ سے گذر اشجاع الدولہ نے انکی ملازمت حاصل کی اور پیشکشہاے
لایق گذرانکے ہمراہ رکاب اپنے صوبہ کو گیا میر محمد قاسم خان بادشاہ کیطرف سے دلجمعی کرکے رام نراین کی
فکر مین ہوا اور کونسل کلکتہ خصوص شمس الدولہ کو جو اس کا محب طرفدار تھا استدعای امر مذکور کی
تحریر کی اور مستر بکو بیر سے بہی جو رام نراین سے بد دل تھا مکرر لکھوایا اور مستر بکو بیر کو انواع انواع قسم کے
سلوک کرکے راضی اور خوشنود رکھا تھا اس ضمن مین جرنیل کو جو قبل ازین میجر اور ہمراہ کرنیل کلیف
ثابت جنگ کے بوقت انقلاب سراج الدولہ کے موشیر لاس کے تعاقب مین بکسر تک گیا اور بعد ازان
ولایت کو چلا گیا تھا اور اس زمانہ مین مرتبہ جرنیلی اور فوج انگلشی کی سالاری پر پہونچکر عظیم آباد آیا
راجہ رام نراین نے بعجلت بلایا اور سخنان دروغ اوسکے کانمین بہر دئے اور اوسکے جاسوسون سے
موافق ہوکر ایکروز تعلیم کی کہ میر قاسم خان کل ارادہ چڑہائی کا تمہارے لشکر پر رکھتا ہے مخفی اوسنے فوجکو
طیار کر لیا ہے جرنیل مذکور اس خبر سے اول صبح کو چند ہمراہیون کے ساتھہ اوسکے خیمہ مین آیا اوسکو
خوابمین پایا اور ساری فوجکو غافل تب تو آنے سے شرمندہ ہوا کسی اہلشی کو معذرت خواہی کیواسطے چھوڑکر خود لشکر کو
واپس آیا تاکہ وہ میر قاسم خان سے کہدے کہ ہم آپکی ملاقات کو آئے تھے آپ کو سوتا پاکر لوٹ گئے
میر قاسم خان یہ خبر پاکر فوراً بیدار ہوا اور عذر خواب سے نہایت ملامت کی وہ شخص ڈرتے ڈرتے
عذر خواہی کرنے لگا میر قاسم خان نے حرکت مذکور دستاویز شکایت کرکے کونسل کلکتہ کو تحریر کیا اور
جرنیل کوٹ نے کونسل مین شرمندگی پائی غیر ولایت چلے جانے کے تدبیر بد نظر نہو ئی اور رام نراین کی
فتنہ انگیزی ظاہر ہوگئی بندہ جوکہ کلکتہ مین دو تین مہینے مقیم رہا میر قاسم خان کے خطوط کے حالات
جو کونسل مین آئی اکثر معلوم ہوا اور اوسکے نتیجہ شایستہ ظہور مین آئے اس ضمن مین بندہ نے مختلف تقریر سے
درباب موافقت میر قاسم خان کے مستر امیت کا استمزاج کیا مگر وہ ہان ہون کرتا رہا اور ایکروز صاف
کہدیا کہ تم خوب جانتے ہو کہ مجھے رام نراین سے کچھ اخلاص نہین بلکہ اوس سے متنفر ہون مگر جب سے شمس الدولہ
اور بندہ کے درمیانمین مخالفت ہوئی اور اوسنے میر قاسم خان کی طرفداری کرنا شروع کی اور بندہ نے رام نراین
اور جعفر خان کی اور اس بارہ مین ہم دونون کے مراسلات ولایت انگلنڈ اور کونسل لندن تک پہونچے
اور ایک دوسرے کی تضعیف رای اور رد و قدح مین ساعی رہے اور اب بہی ہین پس اب بدون انفعال کے
میر قاسم خان کا طرفدار نہین ہوسکتے کیونکہ اگر اوسکی طرفداری ہوگی تو اپنے تئین جھوٹھا اور رسوا ہونا پڑیگا بنابرین
اگر شمس الدولہ کی گفتگو ولایت مین پذیرا ہوئی تو میر قاسم خان ہمسے رجوع نہوگا اور اگر ہماری رائے
پسند ہوئی اور یہان کا اختیار ہمکو ملا اوسوقت اگر میر قاسم خان آشتی پر رجوع ہوگا کچھ مضایقہ نہوگا بندہ نے

اوسکے مافی الضمیر میر قاسم خان کو لکھہ بھیجے لیکن چونکہ شمس الدولہ کی طرف مضبوط تھی میر محمد قاسم خان کے
التماس کونسل مین قبول ہوے اور اوسکے نام حکم مجازی فیصلہ رام نراین وغیرہ مخالفین کا صادر ہوا کہ جیسا
مناسب سمجھئے تعمیل کریئے بندہ مورخ اس ماجرا سے واقف ہو کر مستر امیٹ سے رخصت ہوا اور مرشد آباد کی راہ لی
اور چند روز بسبب چند وجہ کے مرشد آباد مین مقیم ہو کر عظیم آباد کو روانہ ہوا

میر قاسم خان کا قید کرنا رام نراین وغیرہ مخالفونکو اور تسلط پانا صوبہ عظیم آباد مین اور جمع کرنا خزانہ بیشمار کا

میر محمد قاسم خان کہ جزرسی اور فہمید کاغذ مین نہایت صاحب فہم تھا اور جملہ کاروان کی مصاحبت مین رہا
کرتا تھا بعد پہونچنے حکم کونسل کے رام نراین سے فہمید حساب کیواسطے صوبہ کا جمع و خرچ طلب کیا اور جو روپیہ
بنام جاگیرداروں حضور کے لکھا تھا اوسکی مہری رسیدین طلب کین اور جو روپیہ کہ طلب سپاہ مین دیا تھا
اوسکے تصفیہ کیواسطے اپنے عملہ کو حاضری سپاہ کے دیکھنے کو حکم دیا چونکہ رام نراین کے کام سب خیانت پر مبنی تھے
نہایت مضطرب ہوا اپنے صادق الوداد یاروں سے مشورہ کرنے لگا اور میجر کارنک وغیرہ کو ملامت کر کے
اپنی رفاقت پر نادم ہوا اخیر بعض اوسکے رفقا صاحب شجاع لڑائی کی خواستگار ہوئے اور کم جرات
نامرد اطاعت و فرمان بری مین صلاح کار ہوئے چونکہ وہ جرات ذاتی نہ رکھتا تھا اور تقدیر بھی خراب
اعمال پر رجوع تھی کوئی تدبیر سوا اسکے فرمان برداری کے منظور نہ ہوئی مگر بعض اپنے عمدہ متصدیوں کو
مانند سردار سنگھ وغیرہ کے بھگا دیا تھا تاکہ سررشتہ محاسبہ کم ہو جب میر قاسم خان نے اوسپر دسترس پایا
ملازمان معتمد مانند برکت علی وغیرہ کو اوسپر تعین کر کے نظر بند کیا اور خیانت کثیر اوسکے ذمہ برآمد کر کے
اوسکے گھر کی نقد و جنس ضبط کر لیے چونکہ اوسنے اپنی دولت فراہم کی تھی سات لاکھ روپیہ نقد اور اسی
قیمت کی جنس اوسکے گھر سے برآمد ہوئی اور جو کچھ اوسکی عورتوں نے اپنے معتمدوں کے پاس بھیج دیا تھا
وہ علیحدہ ملا اور بھسارام ساہو جو عمدہ مہاجن اور اوسکا معاملہ دار تھا اور اوسکے خزانچی کا مصاحب بعلت تہمت
خیانت گرفتار ہو آیا اور اونکے گھر برباد ہوے کسیقدر روپیہ اونسے بھی حصول آیا اور راجہ مرلیدھر کارہ
جو رام نراین کے برابر اوسکا شریک حال تھا مع محمد آفاق کوتوال کے کہ یہ بھی کوچک مرلیدھر تھا اسیر
شکنجہ عقوبت ہوا اور کتنے برسوں کا اندوختہ برباد ہو گیا مصطفے قلیخان برادر محمد ایرج خان اپنی خبث طینت سے
گرفتاری مین شریک ہوا سید عبد العلی خان بندہ مورخ کے خالو جو اون دنون مین بنارس سے مضطر ہو کر عظیم آباد
آیا تھا اور رام نراین کے حضور مین متوسل ہو کر بسر کرتا تھا مورد عتاب ہوا حضرت نے بنارس سے اونکا فرد پایا
خلاصہ یہ کہ ہر ایک جو کسی کام مین مامور تھا متہم اور ماخوذ ہوا اور عبد العلیخان مذکور کو حکم خرچ صادر ہوا

کہ بنارس چلا جاے اسکے رفقا اور اقربا جو ہر ایک علاقہ اور کام پر تعین تھے اپنی جزا کو پہونچے خائف کور بعد
تسلط کے داخل قلعہ ہوا اور مرلیدہر کو پابجولان روانہ جہانگیر نگر فرمایا اور رام نراین کو مع اوسکے باقیماندہ اتباع کے
حضور مین محبوس رکھا اور شدید تجسس کرنے والے راو شتاب راے پر تعین کیے کیونکہ یہ بھی رام نراین کا شریک تھا
چونکہ راو مذکور متصل اور مرد با استقلال تھا مع چند رفقا کے آمادہ حفظ آبرو اپنے گھر مین بیٹھا اور چندان معاملہ دار
میر قاسم خان کا بھی نتھا لیکن چند روز بڑی تکلیف مین گذری اور میر قاسم نے رہتاس کی قلعداری کی سند اور
عظیم آباد کی دیوانی اور صمصام الدولہ کے محالات کی جاگیر اپنے نام بادشاہ سے کرالی اور اپنے قبضہ تصرف مین
لایا اور اسی غفلت سے اوسکے ساتھ محاسبہ کرتا تھا چونکہ راو مذکور کی حقوق ریاضت جو کہ خادم حسن خان کی
لڑائی مین کیے تھے انگلشیہ کے بار گران تھی اور اوسکی پاسخاطر بھی منظور تھی بہر صورت میر قاسم علیخان سے
نجات و رہائی اور اوسکا انفصال حضور گورنر اور کونسل کلکتہ پر موقوف ہوا اور میر قاسم خان بھی باعتقاد نجیب
شمس الدولہ کے راضی ہوا اور راو موصوف میجر کرناک وغیرہ کے ہمراہ کلکتہ گیا چونکہ فی الحقیقت کوئی
تقصیر اوسکی ثابت نتھی شمس الدولہ اور اصحاب کونسل نے حکم دیا کہ میر قاسم علیخان کے حدود سے نکلجائے
اور راو ممدوح ہمراہ مسٹر ائمس اور مسٹر نشیٹن کے جو کوٹھی عظیم آباد کے چھوٹے بڑے صاحب ہوکر بعد معزولی
مسٹر ملکویر کے آئے تھے عظیم آباد آیا اور عظیم آباد مین مسٹر نشیٹن ایک کمپنی تلنگہ لیکر راو شتاب راے کو راہ
چھپرہ اور سرکار سارن کو اپنے ہمراہ لیگیا اور دریاے سرجو سے جسے دیوہ اور گھاگرا بھی کہتے ہین اور یہ بین
حدود عظیم آباد اور اودہ کے واقع ہے پار کراکر حدود ملک شجاع الدولہ خلف صفدر جنگ مین پہونچا کر
واپس آیا اور میر قاسم علیخان نے خوب سا روپیہ تحصیل صوبجات اور لوگون کی ضبطی سے جمع کیا اور
او میر مہدیخان کو جو کہ کسی قرابت سے اوسکا بھائی ہوتا تھا سرکار ترہٹ کی فوجداری پر مقرر کیا وہان پر منسارام
برادر داماد راجہ رام نراین کا عامل تھا بسبب جہالت اور جرات ذاتی کی آمادہ رزم و جنگ ہوا مگر میدان مین
مارا گیا میر مہدیخان نے فتح پائی میر قاسم علیخان ہمیشہ توپخانہ اور بندوق چقماقی فرنگی اور دیگر آلات کی درستگی مین
رہا کرتا تھا گرگین خان کو اس کارخانہ کا مدار المہام اور اپنا سپہ سالار بنایا تھا بلکہ خود اوسکے ہاتھ گویا بکا تھا
سواے اسکے کسی پر اعتماد نکرتا تھا اور سرداران ہندی بھی بہم پہونچا کر ہر ایک کو بجاے لایق مامور کرتا تھا
ازانجملہ اشرف و اعلی اور سب سے معزز محمد تقی خان تبریزی کور کالی تھا جسکو بیربہوم کا فوجدار کرکے
حکم آراستگی فوج اور مردمان کارآمدنی کی بھرتی کا دیا تھا اور وہ اپنی طاقت سے زیادہ کار مرجوعہ مین رجوع تھا
اور لایق لوگ جمع کرکے اپنی تالیف قلوب اور جہد و کوشش سے تھوڑے دنون مین فن سپہ گری مین ایسا آراستہ
کردیا کہ دوسرا اوسکا ہم رتبہ اوسقدر نکر سکتا تھا فی الحقیقت سرداری کی لیاقت وہ نہ رکھتا تھا نہ کہ گرگین خان

گرمی فروش اگر محمد تقی خان اسکے جگہ پر ہوتا ہنگام جنگ وجدال جیسا کہ چاہئی ننگ و ناموس مردمی نگاہ رکہتا باوجود قلت مقدور اور نفاق سید محمد خان نایب صوبہ مرشد آباد اور بنگالہ کے اور نیز خودسری اور سرکشی شیخ ہبت اللہ اور عالم خان اور جعفر خان وغیرہ جماعہ داران متعینہ جنگ انگلشی کے اپنا کارنامہ صفحہ روزگار پر یادگار چھوڑ اواقبال گرگین خان کا استحکام گویا تزلزل بنیاد دولت تھا مگر میر قاسم علیخان نے کچھ نسمجھا مشیت ایزدی نے اندھا کر دیا تھا القصہ میر قاسم علیخان نے آرایش اسباب تجمل اور افزایش آلات ضرب اور دیگر امور ملکداری مین کوشش کر کے زمینداران مقتدر صوبہ عظیم آباد کو اپنے حضور مین بولایا کامگار خان بخوف رفاقت بادشاہ کے کوہستان رام گڈہ وغیرہ کیطرف سدہارا اور بنیاد سنگہ اور فتح سنگہ باعتماد عدم مرافقت بادشاہ کے حاضر ہوئی اور پہلوان سنگہ وغیرہ زمینداران سرکار شاہ آباد جو بہوجپوریہ کرکے مشہور ہین باہتمام موافقت رام نراین خوف بادشاہ سے مطیع نہوئے سرکشی و کہلانے لگے میر قاسم علیخان کو استقبال تعدیان مخصوص زمینداران کا نہایت منظور تھا لہذا اونکی سرکوبی کو عازم ہوا اول اپنے بھتیجے ابو علی خان کو اور بعدہ اسد اللہ خان ولد میر حسین خان کو جو نہایت سفاک و بیباک تھا ملک کامگار خان کا مالک کیا اور خود سہسرام اور سرکار شاہ آباد کو عازم ہوا اسی ضمن مین بندہ نے بہی کلکتہ سے آکر ڈاکتر ولیم فلرٹن کے وسیلہ سے ملازمت حاصل کی ظاہر الطف و رعایت مبذول فرمائی مگر دلمین بسبب خفیف ورنگ کے جو بندہ سے وہان پر ہوا ملول ہوگیا اس سبب سے شاکی ہوا بندہ نے عذر خواہی کی چونکہ دل اوسکا بہت کم لوگون سے صاف تھا ہر چند ظاہر مین عذر پذیر فرمایا مگر بدانست بندہ دل کی صفائی نہوئی اسی اثنا مین والد مرحوم بدین ضرورت کہ میر قاسم علیخان حاکم اور والد خفیف سے جاگیر اس دیار مین رکہتا ہے اور آشوب زمانہ دیکہکر بس اوسی قبیل پر راضی ہوکر نہابر حفظ آبرو و بعزم ملاقات ناظم آیا اور مرزا شمس الدین کے توسط سے جو قدیم آشنا تھا معائدہ میر قاسم علیخان بسبب صغر سن اور نیز لنظر مرتبہ سابقہ خود جو نہایت کمتر تھا راضی نہوتا تھا مگر چند شرطون پر جو اوسکی عظمت کے شایان نہین جب والد عظیم آباد آیا اوسکی نخوت پر آگاہ ہوکر اپنے آنے سے خجل و نادم ہوا بندہ نے والد کو سمجھا کر میر قاسم علیخان کے شرایط تعظیمات پر راضی کیا طوعاً و کرہاً اپنی ضرورت کیواسطے قبول کیا بروقت ملاقات کی والد نے جب کسیقدر ادب واسطے میر قاسم علیخان کے اختیار کیا میر قاسم علیخان بنظر اسکی بزرگی اور رفعت شان کے اپنی خواہش سے منفعل ہوا اور مسند سے اوٹھکر معذرت خواہ پیش آیا اور معانقہ کرکے اپنے برابر مسند پر بٹھا لیا اور مراسم خوردی بجا لاکر راضی کیا عزت و احترام بہت سا کر کے شاد کام جاگیر کو رخصت دی ایکروز بندہ میر عبد اللہ کے مکان مین تھا کہ میر قاسم علیخان کا چوبدار میری طلب کو آیا اور ہمراہ لیگیا و خلوت مین آیا بعد ملاقات کے فرمایا کہ ہم تمسے ایک خبر طلب کرتے ہین مینے کہا کون ایسی خبر ہے جو مجھسے طلب کیجیگا جو کچھ

ہوتا ہے اوسنے کہا کہ مونگیر کی جاگیر ہمین دو کیونکہ قلعہ سے نزدیک ہے اور قلعہ مونگیر مع وہانکے محالات کے گرگین خان کی حوالہ ہوے بسبب نہایت اتصال محالات مذکور کے ہمیشہ تمہارے عامل کو اوسکے عملہ سے اور اوسکو تمہارے عامل سے شکایت اور نالش رہیگی لہذا یہ تدبیر بہتر ہے کہ ہمین وہ اور اوسکی عوض بہتر اوس سے دام ہو مورخ نے کہا جسمین سرکار کی بہتری ہو عمل فرمائیے مجھے تو غرض وجہ معاش سے ہے یہہ بھی آپکی بخشش ہے اور آپ سے اگر منظور ہوگا دے سکتے ہو بس راجہ راج ببلبہہ کو جو کہ اندنون مین عظیم آباد کی نیابت مین رام نراین کی جگہ پر مامور تھا پروانگی دی وہ لیت ولعل مین ٹالتا تھا بعد چند روز کے میر قاسم خان بہوجپور اور سہسرام کیطرف چلا گیا اور اوسکا عوض کچھہ نہ ملا نہایت عسرت بندہ کو ہوئی چونکہ بندہ نہایت مقروض اور بے اسبابی سفر کی رکہتا تھا اوسکی ہمراہی کی اس سفر مین تاب نہوئی چند انگلہ ڈاکتر فلرٹن وغیرہ دوستان نے پروانگی اجرائے تنخواہ کی دلا دی مگر پھر بھی ہان ہون مین ٹالدیا بفقیر لاچار رہگیا اور وہ سہسرام اور بہوجپور کو چلا گیا

جانا میر قاسم خان کا سہسرام اور بہوجپور کو اور وہان کے زمینداروں کا غازی کیطرف فرار ہونا اور خان مرقوم کی بیباکی اور غرور کا ظہور

جبکہ میر قاسم خان مع لشکر قیامت اثر کے پہلوان سنگہ اور دیگر زمینداران سرکار شاہ آباد پر چڑھا وہ لوگ شجاع الدولہ اور راجہ بلونت زمیندار بنارس کے ملک کی راہ لے چلے گئے اور دریائے گنگا سے اوتر کر اوس پار آباد ہوئے میر محمد قاسم خان نے عملہ معتمد پر طرف منشی راحت خان متین مقرر کرکے خود سہسرام مین مقیم ہوا چونکہ اس مینو ہم کے مزاج مین جزویات کی خبر گیری منظور تھی لہذا چند اشخاص مامور کئے حالات زیادہ پر منقح اسکو ملا کرتے تھے راجہ سکھہ لال ہرکارہ اسکا معتمد تھا بہت سے جاسوس اوسکی برادری کے مامور تھے ملازم اور غیر ملازم اور سکنہ شہر اور زمینداروں کی خبر پہونچایا کرتے تھے متھول ہرکارہ جو کہ بدنفس مردم آزار اور اول خادم حسنخان کا نوکر ہوکر پٹنہ مین اپنی خلقت جبلی سے ایک عالم کو ضایع کر چکا تھا اندنون مین رفیق گرگین خان کا ہوکر حق و ناحق لوگون کو متہم کرکے گرگین خان کی معرفت اخبار مخالف مزاج میر قاسم خان کو پہونچاتا تھا اکثر غربائے بیچارہ کو مع جان و مال کے راہی ملک عدم کیا اور پرانی عداوتین میر قاسم خان کی دلمین ایسی نقش ہوئین تھی کہ مطلق فرو نہوتی تھین چنانچہ کلب علیخان اور حیدر علیخان پسران علی قلی خان فوجدار بہاگلپور کی دو تقصیرون پر دشمن ہوا اول یہ کہ میر ابو الحسن برادر حقیقی بو علیخان خلف نواب علیخان عموی میر قاسم خان داماد راجہ کہرگپور اوس لڑائی مین کہ راجہ مذکور سے ہوئی تھی مارا گیا دوسرے قصور یہ کہ بروقت عبور دریا جرنیل کوٹ جسوقت کہ مونسیر لاس کے تعاقب مین گیا تھا ملاقات کرکے اتحاد و دوستی کیا تھا اور اسی قرینہ سے جبکہ جرنیل کوٹ عظیم آباد آیا اونہون نے بہی ملاقات کی یہہ دونون قصور میر قاسم خان کے دلمین جانشین تھے

جب بہوجپور مین متوقف اور قتل ہرکارہ اور ستیارام اور شیخ سعد اللہ اور عدم پرسش انگلشی سے دیا ہوا
راج بلبھہ کو حکم دیا کہ دونون بہائیون کو قید کرے کہ بیچارہ مع پدر کے قید ہوکر تا عہد حکومت میر قاسم خان کے
بلای اسیری مین رہے طرفہ ماجرا سنئے کہ جو لوگ راج بلبھہ کے لانیکو گئے تھے اونہین لوگون نے بندہ مورخکو
راستہ مین دیکھکر خیال کیا کہ شاید دونون بہائیون مین ایک یہ بہی ہے بندہ مورخ کی سواری کو راستہ سے
زیر حراست کرکے راجہ بلبھہ کے پاس لائے اوسنے بعد ملاقات کے جو نام و نسب بندہ مورخکا دریافت کیا
خجالت سے عذر خواہی کی اور رخصت کیا بندہ مورخ شکر الٰہی بجالا کر اپنے گہر مین آیا لیکن کیا بیان کرون
کہ وہ گہڑی کسقدر خوف و وحشت مین کٹی تھی کہ خدا کسیکو بلای سخت اسیری مین نہ پہنساؤ اور پنجہ ظالم سے مقیدان جور کو جلد رہا فرماوے
اللّٰھم آمین امین الغرض لوگ حسب ضابطہ معہودہ باہمدگر رسم مراسلات اور راہ آشتی رہتی تھی راجہ ستیارام
متصدی جو اکثر امور عظیمہ کا مدار المہام تہا انکو بہول گیا حسب ضابطہ ہند زیادہ از روی اختیار کی لوگون سے
کام مین رشوت لیکر جہوٹہہ کو سچ اور سچ کو جہوٹہہ کرنا شروع کیا اور شیخ سعد اللہ نام معدار سپاہ جو کہ اکثر مثل زمانہ
میر قاسم خان کے رام نراین کا نوکر اور پرگنات شاہ آباد مین مامور تہا اس وقت مین بسبب اطلاع رکہنے
وہان کے کیف و کم اور دیگر حالات کے محالات مذکورہ کا حاکم اور بعض اماکن کا تعلقدار تہا حسب اس سابقہ
بعض زمینداران خارجی سے رسم مراسلات رکہتا تہا اور شاید کسیقدر خلاف میر قاسم خان کے لکہا کرتا تہا
اور تین چار نفر کہ سر گروہ جاسوس کے تہے اور ہر ایک خانہ امیری و امرائے پیشین سے ریاست فرقہ مذکورہ میں
ممتاز اور روے عرض التماس آستان دولت پر رکہتے تہے بالفعل سرکار میر قاسم خان مین کہ ہر ایک
مع چند کس جماعت مین ملازم ہوے اور کار استخبار اور اخبار کے ہر طرف اور ہر مکان مین مقرر ہوے
تصور تساوی سابقہ اوقات سابقہ کے کرکے سہل انکاری اور دروغ گوئی سے باز نہ آتے تہے خلاصہ
یہ ہے کہ ہر پنجکس سزا ای بیحساب کو پہونچے قصورات انکے اگر معلوم ہون گے انشا اللہ تعالے آئندہ
تحریر کئے جاوینگے مقبول الروایہ معتمدین سے اب سنا گیا کہ ان پانچ آدمیون سے کوئی قابل گردن زدنی کے
نہین ہوا بلکہ محض توہم سے بیچارے قتل ہوے شیخ سعد اللہ غرض مندون کے کہنے سے میر جعفر خان
اور زمینداران بہوجپوریہ کے اتفاق کی تہمت سے مارا گیا اور ستیارام نے کسی زمیندار بہوجپوریہ کو خط لکہا تہا
اوسمین خبر کوچ میر قاسم خان کی روز معہود پر درج تھی پس شبہہ ہوا کہ کیون تاریخ معاودت سے
اطلاع دی اور ہرکارون کا بہی جرم اسیطرح پر ہوا جب میر قاسم خان نے اکثر مشاہیر ونکے خون سے اپنے
سیاہنامہ اعمال کو سرخ کیا اس مرتبہ نژاد کا ایسا رعب چہا گیا کہ ہر ایک کے زہرہ آب ہوئے اور
دور و نزدیک انکی خونین مزاجی کی بوچہار پڑ گئی تھی ہر چند میر قاسم خان ملازمان ہندی کے معاملہ مین خود مختار تہا

مگر اسقدر خون ناحق کی نظر سے کونسل نے خط استفسار موجب بیجا بہیجا میر قاسم خان بعض خطوط کو جو سعد اللہ
وغیرہ کی مہر سے ہاتہہ آئے تہے وستاویز قتل کرکے بعض انگلشی کے مخصوص بخصوص گوبیر اور ڈاکٹر فلرٹن وغیرہ کو بہیجا
چونکہ بندہ کو ڈاکٹر فلرٹن سے ربط تہا اونہون نے وہ خطوط مجہی دکہلائے اور میرے کہنے سے اونکی مضامین پر
مطلع ہوا بندہ نے جو اونکو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ ساختہ ہین اسواسطے کہ اون خطوط کی اصلاح کمال بے شعوری سے کی گئی تہی
شاید کہ اونکی قتل کی دوسری وجہ تہی بعد ازان اپنے رفع بدنامی کو خطوط مہری بہم پہونچا کر اور حیلہ بنائے
ڈاکٹر نے اوسکو بہی بندہ کی ذریعہ سے ملاحظہ کیا اور بندہ نے کہا کہ اسمین بہی حک ہے اور کچہہ کا کچہہ بنایا ہے پہر نہین معلوم کہ وہ خط کونسل
مین گئی یا نہین اور اونکی قتل کی معذرت کیونکر ہوئی اسی اثنا مین میر قاسم خان کو قلعہ رہتاس کی دید کا اشتیاق ہوا نثار علی کو
جو اپنی طرف سے قلعدار کیا تہا اوسکی نیابت پر ساہ مل کو بہیجکر اپنے ارادہ سے آگاہ کیا اور والد مرحوم کو بہی جو اوندنون
بتقریب ملاقات وارد سہسرام تہا ہمراہ لیا اور بندہ کا برادر غالب علیخان بہی ہمراہ تہا اور نقی علیخان نے
باوجود ارشاد خانمذکور کے رفاقت نکی القصہ بعد ملاحظہ قلعہ اور وہانکے انتظام کے معاودت کرکے سہسرام آیا
اور ساہ مل کو مع تقی ہزاری کے جو قدیم سے محافظ قلعہ تہا قید کیا اور والد کو جاگیر جانیکی اجازت دی

معاودت کرنا میر قاسم خان کا بہوجپور مین اور راجہ بلبہہ کو قید کرنا اور نوبت رائے کو عظیم آباد کی صوبہ داری دینا

جب میر قاسم خان کو سرکار شاہ آباد کے انتظام سے فراغ ہوا اور سرس کٹنبہہ سے بہی کشن سنگہ زمیندار پرگنہ مذکور کا
مفرور ہوکر بنارس گیا میر مہدی خان بنی عم اسد اللہ خان کو ساتوٹ مہسہ مین جین پور اور سہسرام کی فوجداری
مع شیخ محمد اکبر خان جمعدار لکہنوی کے بنا بر خبرداری پہلوان سنگہ کے چہوڑا اور مرد فرنگی کو مع تین چار پلٹن چہاؤنی
اور چند ضرب توپ کے بکسر مین اور میر روشن علیخان بخشی کو مع رسالہ ہمراہی بہوجپور وغیرہ مین مقرر کیا اور خود بدولت
ملک مگہہ یعنے سرس کٹنبہہ اور امرول اور گکاری اور بہار اور بیچ وغیرہ ہوتے ہوے عازم مونگیر ہوا لیکن قبل
ازان کہ مونگیر کو روانہ ہو راجہ بلبہہ کو پاس طلب کرکے قید کیا اور مردم معتمد اوسکے ضبطی مال و متاع کو جہانگیر نگر
روانہ کئے اور راجہ نوبت رای کو عظیم آباد کے متصل پہونچکر صوبہ مذکور کی نیابت کی خلعت عطا فرمائی اور خود
بکمال عزت و احترام قلعہ مذکور کو گیا تیرہوین ذی الحجہ ۱۱۷۵ ہجری کے شب کو نزول فرمایا ہوا اور قلعہ کو ترمیم کرکے
اور کچہہ عمارت بہی بنواکر آراستہ کیا اور بکمال عظمت و سطوت سے زندگی کرنے لگا از انجا کہ اپنے ایام دولت
و اقتدار مین جملہ عورات جمیلہ بہت پائین تہین اور اب قوت شہویہ مین نہایت نقصان آیا اور حد زوال کو پہونچی تہی لہذا اسکی تحصیل مین
مصروف تہا طبیب لوگ نہایت کوشش کرتے تہے مگر کچہہ فائدہ نہوتا تہا آخر الامر معلوم نہین ہے کسکے کہنے سے
خراطین کا استعمال کرکے فائدہ عظیم اوٹہایا کہتے ہین کہ اس مرتبہ وہ قوت ہوئی کہ گویا شباب تازہ حاصل ہوا

دربردہ اپنے اخلاص کیشون کو بھی اسی عمل پر ہدایت کی اور اونہین بہی قوت مذکورہ حاصل ہوئی چنانچہ اکثر
اون لوگون نے اپنی زبان سے بندہ کے روبرو اظہار کیا **القصہ** جب میر قاسم خان نے مونگیر مین قیام کیا
انتظام امور مرجوعہ کرتا تھا مگر چند طرف زیادہ توجہ تھی چونکہ مورخونکا شیوہ صدق مقالی ہے لہذا مقتضائی مصرعہ
مشہورہ کی اکتفا کی **ع** عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو اور مخشے اکبر نامہ کا بھی شعر اسی مضمونکا تحریر ہوا **ع** سب عیب کہا تو نے می و ساغر کا
کچھ ہنر اور فواید کا بھی مذکور تو کر جو کچھ مشاہدہ یا مسموع ہوا لکھا جاتا ہے مخفی نہ رہے کہ اگرچہ میر قاسم خان کو بدگمانی بسبب ملاحظہ احوال نمک حرامی اور
بیوفائی سپاہ بنگالہ اور دورونی اور نیرنگی عموم مشاہیر اس ملک کے زیادہ تر تھی اور انتقام مال اور قتل اور قید مین نہایت بےباکی کرتا تھا لیکن
معاملات ملکی کے خبرورسی اور انفصال قضایا اور عطاے تنخواہ سپاہ وغیرہ ملازمین اور قدردانی علما اور میانہ روی بخل و سخا مین
نادرہ وقت تھا چنانچہ ہفتہ مین دو روز بنا بر عدالت حسب ضابطہ سلف مقرر کئے تھے عملہ عدالت کے انفصال پر
اعتماد نہ کرکے خود متوجہ فیصلہ اور کشف دقایق منفصلہ مین ہوتا اور مدعی اور مدعا علیہ کا اظہار اپنے کان سے سنتا
کسی کی مجال نہ تھی کہ رشوت لیکر حق و باطل مین آمیزش کرے اور زمینداران مقتدر کوتہ اندیش جو جانکی رام
اور رام نراین کے عہد مین غربا کے دیہات پر متصرف ہوگئے تھے جب ان لوگون نے اپنا عذر حقداری بذریعہ محضر
یا گواہی قاضی یا مفتی کے پیش کیا بعد ملاحظہ وثیقہ اور تحقیق احوال کے اوسکے نام سند مہری و دستخطی ملی اور سزاول
ہمراہ ہوتے وہ جاگیر حقدار کو حق و لاتی فقط ایک بات اس شخص کے لوازم دراست سے تھی کہ ایام تعزیہ داری سے
اکثر امام باڑہ سراج الدولہ کی زیب و زینت کی آلات طلائی اور نقرہ جو کہ لاکھون کے تھے اونکو شکوک کرا کر بیسا
شیخ محمد علی حزین اور میر محمد علی فاضل اور شیخ محمد حسن اور زاہد حسین خان کے ارباب استحقاق سادات اور
مجاورین مشاہد متبرکہ کو مع شئے زواید کے عطا فرماتا اور شیخ حسن مرحوم کے قرض کو جو مبلغ کلی تھا اپنے گھر سے ادا کر کے
تنخواہ لایق خرچ روزمرہ کو مقرر کر دی اور جب شیخ اوسکو دیکھنے کو جاتا مسند علحدہ پر اپنے ہم پہلو بٹھلاتا اور استقبال
و مشایعت بجالاتا اور جو کچھ شیخ کہتا بخوشی دل قبول کرتا اسیطرح سے اکثر بزرگون کی رضامندی مین ساعی تھا
اور ادای تنخواہ سپاہ وغیرہ مین کبھی کسی کی شکایت سننے مین نہ آئی ہان اسمین شک نہین کہ اوسکے خوف سے
ہر ایک کو آسودگی نہ تھی بندہ کو جب ایک مدت عزلت مین بمقام عظیم آباد گذری الیکزنڈر ڈاکٹر فلرٹن نے کہا کہ
خانصاحب تم مونگیر کیون نہین جاتے بندہ نے کہا کہ اوسکے سطوت سے خوف کہاتا ہون اوسنے کہا کہ اگر وہ
اسی جگہ پر قہر کرے کون حمایت کر سکتا ہے بہتر یہی ہے کہ وہین جاو شاید کہ کچھ حاصل ہو اور ہم لوگ جیسا کہ
مستر انسن نے تمسے کہا حمایت نہین کرسکتے ہین اور بنا بر نام رفاقت کی اعانت تمہاری ظاہرا نہین کرسکتے
کیونکہ ابتدای تفویض معاملات ہر سہ صوبہ مین جملہ شرایط و عہود جو انگلشی سے ہوئے ایک یہ بھی ہے
کہ دربارہ ہندوستانی خصوص ملازمین کے کوئی حمایت اور بازپرس نکرے بندہ نے جب دیکھا کہ سچ کہتا ہے

بہرصورت ہونگیر جاکر شرف ملازمت ہوا اوسنے بہی لطف وکرم فرمایا اور نہایت اختلاط سے پیش آیا پہر دوسرے روز ناآشنا محض ہو گیا بندہ کو بڑی حیرت اور اندیشا ئی ہوئی بضرورت عمل کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ و محمد الرسول اللہ جو کہ کتاب المدعا شیخ علی حزین مرحوم و مغفور مین مسطور ہے شروع کرکے سلخ ماہ ذیحجہ کو تمام کیا بدین نیت کہ خداوند تعالی بندہ کو اوسکے شر سے بچاے اور اوسکے دولت سے بہرہ یاب فرماے عجیب اثر دیکہا گیا مجلس عاشورہ مین اول روز نہایت مہربانی سے روبرو بولایا اور اپنے پاس جگہ دی آخر مجلس تک اختلاط کرتا رہا دوسرے روز اس گمان سے کہ اوسکی مہربانی کا اعتماد نہین دور تر جاکر بندہ بیٹہا اوسنے طلب کرکے پہر اپنے پاس بلا فاصلہ کے بیٹہا لیا اور حکم دیا کہ اسی طرز پر روز میرے برابر بیٹہا کرو اور کیون آجتک اپنا حال مجہسے نکہا بندہ نے کہا کہ جناب عالی پر سب روشن ہے اوسنے شوخانہ جوابدیا کہ عالم الغیب نہین ہون بندہ نے کہا عرض کرونگا اوسنے کہا کب بندہ نے کہا بعد عاشورہ اوسنے کہا عاشورہ مین کونسا کام دنیا کا بند رہتا ہے کہ یہ بہی بند کیا جاوے یعنی کہا کہ اس مجلس مین میری مجال نہین کہ ذکر حسنین علیہما السلام ہو رہا ہے اور بندہ کار دنیوی مین مشغول ہو اور بجز اسوقت کے اور وقت کوئی باریاب ملازمت نہین ہوتا اوسنے کہا البتہ کل اول وقت مع عرضی حاضر ہونا حسب الامر بندہ نے تعمیل کی مبلغ پانچہزار روپیہ نقد انعام دیا اور ابتداے نوکری سے تا نہایت آخر محرم سنہ مذکور کی تنخواہ دلوادی اور آیندہ کو حکم فرمایا کہ ماہواری دیا کرو اور فرمایا کہ بعد دو روز کے مجہکو حاضر ہوا کرو اور غالب علیخان میرے چہوٹے بہائی کو ہفتہ مین ایک مرتبہ سلام کا حکم ہوا اور سید علیخان کو پندرہ روز کے بعد اور داروغہ دیوانخانہ کو حکم دیا کہ بہانہ مناسب سے سید علیخان کو آنے نہ دینا بدین سبب کہ چونکہ وہ جوان اور نا اندیش تہا اور بندہ کو پختہ کار اور بعض موقع پر کار گذار اور اپنا ازدار جانتا تہا بہرصورت باوجود فراغت کے جو بندہ کو میسر ہوئی بنابر تعارف انگلشیہ کے اوسکے ساتہہ یہ اوقات نہایت سختی مین تہی اور کمال بیم وہراس مین اوقات گذرتی تہی اسوقت تک ناظر علیخان ولد غلام حسین خان داروغۂ دیوانخانۂ مہابت جنگ بعد رحلت پدر کے نہین جانتا ہون کس مصلحت سے اپنے کار پر مامور اور میر قاسم خان کے دیوانخانہ کا بہی داروغہ بدستور رہا بعدہ شیخ عبد اللہ نامے جو ہیبت جنگ کے عہد مین بنابر اصلاح سید علیخان میرے چہوٹے بہائی جو ہیبت جنگ کی مصاہرت مین نامزد ہوا تہا اوسکا نوکر اور مقرب تہا اور پہر جگت سیٹہہ کے رفقا مین حسب تجویز گرگین خان کے داروغۂ دیوانخانہ ہوا اور ناظر علیخان برطرف ہوکر بنابر اوخال زر اندوختہ باپ کے قید ہوا اور چندروز قبل اسکے تراب علیخان عموی میر محمد قاسم خان کا مرشد آباد کی نیابت سے معزول اور سید محمد خان جو مرد ولایت زا اور اقرباے میر قاسم خان مین تہا اوسکا قایمقام مقرر ہوا اور عسکر علیخان مغفور خلف سیف اللہ خان مرحوم صوبہ دار ٹہٹہ صوبۂ بنگالہ کے راج شاہی پر مامور ہوا اور تراب علیخان حضور مین پہونچکر

ہونگیر مین ٹہرا انہین دنونمین بہادر علیخان خلف مرزا اداروغہ توپخانہ جنسی مہابت جنگ مغفور باتفاق دیگر روساے ملازم فوج سرکار اور چند پلٹن جقماقی اور توپ آراستہ گرگین خان کو واسطے تسخیر ملک بتیا اور تنبیہ زمینداران کے اور تخریب قلعوں کے مامور کیا

حادثہ ہونا عبد الغنی خان اور رحیم اللہ خان اور چنتامن داس اور شیخ عبد اللہ کا

چون کہ میر محمد قاسم خان کو شجاع الدولہ پسر صفدر جنگ سے دعوی ہمسری بلکہ برتری کا تھا اور شجاع الدولہ سلطان ہند کی وزارت اور خطاب آصفجاہی رکہتا تھا اس شخص نے اپنے واسطے بہی خطاب اشرف طلب کیا اور بادشاہ نے قلیل روپیہ کی طمع سے منصب ہشت ہزاری مع خطاب عالیجاہی کے شروع ۱۱۷۶ ہجری مین بہیجا اور اس خطاب نے رواج پکڑا بجز سے غیر نواب عالیجاہ کے نام نہ سنا تھا اسی درمیانمین بحسب تقدیر شیخ عبد اللہ نے خلوت مین عالیجاہ سے عرض کیا کہ محمد علی ولد سند علی اور اوسکے بہتیجے برکت علی و فرحت علی جو رسالہ سپاہ اور نمک پرورد حضور ہین گرگین خان سے عہد و پیمان کرکے متفق ہوے ہین اور تسلط گرگین خان کا فوج اور عملہ اور ارکان دولت پر ظاہر ہے فدوی نے بپاس نمک عرض حال کر دیا آیندہ حضور کو اختیار ہے عالیجاہ اسکے سننے سے نہایت بیقرار ہوا چونکہ رازداری آپ کی ذات مین نتہی تو ایک وقت شام جو کہ وقت گرگین خان کی حاضری کا تھا اوسکے آنے کے بعد آہستہ آہستہ استفسار امر مذکور کیا چونکہ اوسنے خود یہ کام کیا تھا جہٹ سمجہ گیا اور اقرار کیا کہ بہ ارادہ دولتخواہی آپکی جانفشانی اور کار سرکار مین تردد و کارگذاری کے لئے باہم عہد و پیمان کیا ہے برخلاف اسکے جسنے عرض کیا ہے وہ دولت خداداد کے بنیاد گرانے مین ہے سابق سے عالیجاہ کو معلوم تھا کہ شیخ عبد اللہ کا توسل جگت سیٹھ سے ہے اب اوسکو یہی توہم ہوا کہ جگت سیٹھ کی ترنگ سے اسنے دشمنی بلباس دوستی مین مجہسے کی ہے پہر بہی فوج کی تدبیر مین سے اور گرگین خان کا وہ اقتدار تہا کہ شیخ عبد اللہ کی رخنہ اندازی سے کم ہوا اور انہین دنونمین رحیم اللہ خان نام بہتی پنجابی کو جو لشکر مین جوان معروف اور کمان سخت کو کہینچ لیتا تھا شاید کسی دولتمند بنگالی کی بی بی سے ربط رکہتا تھا اور نیز شکر اللہ خان ولد سرفراز خان کے عشق کا دم بہرتا تھا ایک گہوڑا الکیت سہ ہزار روپیہ کو خرید کیا اور شکر اللہ خان کے خدمتگار کو جو واسطے اعیان لشکر اور ارکان دولت عالیجاہ کے اپنے آقا کے خطوط مشعر استدعاے مخلصی جو کہ جہانگیر نگر مین بموجب حکم عالیجاہ کے قید تھا اور خدا جانے کس سبب سے عالیجاہ مدت سے اوس سے ناراض تھا لایا تھا اوس خدمتگار کو اپنے گہر مین مقیم کرا دیا عالیجاہ نے اس خبر سے رحیم اللہ خان پر غصہ ور ہو کر حکم دیا کہ اوسکو حاضر کرین اور رحیم اللہ خان عبد الرسول خان برادر دوست محمد خان کی چہاونی مین یکہ منزل گزین تھا عبد الرسول خان کے لڑکے عبد النبی خان نے جو کمال عزت اور نجابت مین تھا اپنے باپ اور بہائی کو مشورہ حمایت رحیم اللہ خان کا دیا

اونہون نے عالیجاہ کے خوف سے انکار کیا تب اوسنے تنہا یہ ارادہ کیا باپ اور بہائی اوسکے قدمون پر گرے
اور ممانعت کی کہ نہایت جنگ کا مقدور نہین ہے کہ توقع عفو تقصیر کیجیے مع زن و بچہ کے تمام خاندان تلف ہوجاویگا وہ
ناچار ہوکر حمایت سے دست بردار ہوا اور عالیجاہ کے لوگون نے اوسے لیجاکر جلوخانہ دیوان عام مین قید کیا
لیکن عبد النبی خان زہر کہاکر مرگیا اور اونہین دنون مین جنتامن واس نویسندہ ہوجیوریہ کو نظر بجرم و ہوشیاری عالیجاہ
سور و مراحم فرماکر اوسکو مدار المہام اوس سرکار کا کیا تھا اوسکے خطوط جو بنام اکثر زمیندار ان فراری کے لکہی تہی
عالیجاہ کے جاسوسون کے ہاتھہ لگے اس سبب سے ہندوی مذکور مغضوب ہوکر حضور مین آیا اتفاقاً روز یکشنبہ
کہ ایام مقررہ سلام بندہ کا تہا بندہ بہی حاضر ہوا اور عالیجاہ نہایت کروفر سے دربار عام مین بیٹہا ہوا تہا بندہ
حسب ضابطہ بعد سلام و نشست بیٹہ گئی کی اوٹہکر باہر آیا بعد نکلنے کے چوبدار نے بندہ کو لیجاکر پہر بٹہلایا ناچار بندہ
بیٹہ گیا جب مقدمات عذرات کے فیصل ہوگئے اور عملہ رخصت ہوا ہر ایک کو حکم نشستن صادر فرمایا
اور لیاولان غلیہ بہی استادہ ہے اول رحیم اللہ خان کو طلب کرکے بڑے رعب سے استفسار کیا کہ مینے مکرر تجہے
منع کیا اور تو باز نہ آیا اگر اوس عورت سے سروکار نہین تو یہ گہوڑا تین ہزار روپیہ کا ڈیڑہ سو روپیہ کی نوکری مین کیونکر
مول لیا اوسنے عذر نامسموع کرنا شروع کیے وہ اوسکا ردو قدح کرتا گیا پہر کہا کہ شکر اللہ خان میرے دشمن کے
خدمتگار کو کیون اپنے مکانمین جگہ دی یہ نہایت اضطراب و عاجزی سے اوسیطرح معذرت کرتا گیا مگر کچہہ
قبول نہوئی حکمدیا کہ بعد ناک کاٹنے کے خرسوار تشہیر کرین اور کرم ناسہ کے باہر کردیا بعدہ جنتامن کو حکمدیا
کہ ہاتھی کے پیرمین باندہکر گہسٹوائین تاکہ ہلاک ہو اوسنے عذر کیا کہ یہہ خطوط جعلی ہین اوسنے فرمایا کہ تیری مہر
و دستخط موجود ہین اور تیرے خط شناسون نے بہی تصدیق کی ہے ہرچند اوسنے بہت کچہہ کہا نسنا اور اوسیطرح
ہلاک کیا گیا بعد ازین برکت علی اور محمد علی کو طلب کیا جب حاضر ہوے غصہ فرماکر کہا کہ میری بدولت تمکو
فیل اسپ رسالہ بیسب طمطراق ملا ہے اور کرگین خان کو بہی اسی حضور سے یہ خطاب و مرتبہ ہوا ہے
ورنہ گزی فروش تہا تمنے کس ارادہ سے باہم گرگین خان کے عہد و پیمان کیا ہے چونکہ انہون نے قبل
گرگین خان کے سمجہایا تہا مطمئن خاطر ہوکر جوابدیا کہ حضور جو کچہہ فرماتے ہین درست فرماتے ہین لیکن ہم لوگون
نے کچہہ بجز حضور کی غلامی کی اپنے دلمین نہین خیال کیا ہے اگر کوئی قصور ہمسے سرزد ہو جو چاہیے سزا دیجیے عالیجاہ نے
مکرر دریافت کیا اونہون نے وہی جوابدیا بعد ازان شیخ عبد اللہ کو جو حاضر تہا طلب کرکے کہا کہ شیخ جی
اسکا اثبات ضرور ہے تاکہ انکی سزا دیجاوے اور درصورت افترا کے خود مستوجب پاداش ہوجے کیونکہ اگر جہوٹہ ہے
گویا آپنے میری فوج کی برہمی کا منصوبہ کیا تہا شیخ نے چونکہ یہ جانتا تہا کہ کل کے روز باہم گرگین خان اور
عالیجاہ کے عہد و پیمان ہوچکا ہے اور نیز اب کوئی محرمان راز سے گواہی نہ لگانا چاہتا بہ تقدیر گردن وجہکر

اموش ہو گیا عالیجاہ نے تین مرتبہ اوسی سوال کا اعادہ کیا لیکن مطلق شیخ نے دم نمارا اور دن بہی دوپہر کی
ریب آیا اور اوسوقت جملہ درباری پیادہ سے ہزاری تک حاضر تھے بندہ کی حواس درست نتھے کہ یا خدا
یری غلطی کا کون سبب ہے کیا مجہہ بہی کسی نے تہمت لگائی ہے تاآنکہ خود اوسنے اوز فقیر سبقت کرکے
رخوت سرا میں سلام گذارش کیا فرمایا ہمراہ آؤ اوسوقت بندہ نے سمجھا کوئی دوسرا کام ہے جب اندر گیا اوسنے
حقیق بدنامی کے جو کہ نکفروش ہین عاید حال مسٹر بلویر کے ہوتی تھے اور بلویر کا قصور اوسمین کچھہ نہ تھا
ندہ کو جلد عظیم آباد بہیجا اور اپنے گہر سے سواری تیز رو بندہ کو دی اور بندہ نے عظیم آباد پہونچکر بعد تحقیقات
دعا ہفتہ مین واپسی کی اور شیخ عبد اللہ کو قید کرکے پورنیہ مین بہیجا کہ آخر کار بروقت جنگ انگلشیونکی
بموجب حکم عالیجاہ کے بیچارہ مقتول ہوا

ذکر ہے آنے شمس الدولہ مسٹر ہنری ونسترٹ کا کلکتہ سے مونگیر و عظیم آباد مین اور آغاز فساد درمیان انگلشی اور نواب عالیجاہ میر قاسم خان کے

سب فرمان قہرمان تقدیر مسٹر ہنری ونسترٹ شمس الدولہ گورنر کلکتہ کو اشتیاق ملاقات عالیجاہ
در مونگیر اور کوٹھی عظیم آباد اور چہپرہ وغیرہ کا ہوا الیس کلکتہ سے عازم ہوا اور قاسم بازار اور مرشد آباد
در بردوان وغیرہ ہوتے ہوے بروز دوشنبہ پنجم ماہ جمادی الاولے ۱۱۷۶ہجری کو وارد مونگیر ہوا
الیجاہ قلعہ مونگیر سے باغ کو در کہتک جو تین کوس تہا استقبال کرکے کمال احترام اور اہتمام سے مونگیر لایا
ور جو عمارت گرگین خان نے پہاڑی پر بنائی تہی اوسکی منزلگاہ مقرر کی اور نیز خیمہ ہاے عالی نصب
دئے اور گرگین خان وغیرہ جملہ خانسامانی کو واسطے مہمانی اور سر انجام فرمائیشات کے مامور کرکے
دم رخص ہو کر داخل قلعہ ہوا دوسرے روز شمس الدولہ اوسکے دیکہنے کو قلعہ مین آیا اور عالیجاہ نے پائین زینہ
ری تک استقبال کرکے اپنے مسند پر لیجا بٹہایا اور نذر وغیرہ لائقہ قرینہ پیشکش کین تیسرے روز عالیجاہ
سکے مکان پر گئے اوسنے بہی وعدہ ضیافت لیا اور تحائف فرنگ نذر کئے اور وقت شب حسب معہود عالیجاہ
کے مکانمین آکر ضیافت کہائی اور تماشاے رقص و سرود دیکہکر رخصت ہوا تین چار روز تک نادر نادر تحفے
الیجاہ کے نذر سے گذرتے رہے اکثر روز عالیجاہ نے فوج اور توپخانہ اور برق انداز قواعد دان جو زیر اہتمام
ین خان کے آراستہ اور ادب آموز ہوے تھے ملاحظہ کرائی شمس الدولہ نے بعد ملاحظہ کے فرمایا
و فوج آپنے آراستہ اور ترتیب دی بہت درست ہے مگر واسطے جنگ مخالفین ہندوستانی کے بہتر
وب خیال رکہئے گا کہ اس فوج کے زور سے انگلشیوں کے مقابلہ کا ارادہ نکیجئے گا کہ عہدہ برائی نہوگی
ر آپکی آبرو سے بالفعل تمام ہندوستان کی آبرو ہے اگر آپ مغلوب ہوئے تمام ہندوستان اہل ولایت

کی نظر مین سبک اور خوار ہو جائیگا ہم لوگون کے ساتھ بزور زبان لڑنا اور غالب ہونا چاہیے جو طرز اور قاعدے ہمنے فیابین ہندوستانی اور انگلش کے نکالدئے ہین اوس ہی تجاوز نکرنے گا تاکہ اس ملک کے لوگ ہمارے اور آپکی اتفاق سے آسودہ رہین بعد ازان ایک ہفتہ قیام مونگیر کے بعد پیشتر کو روانہ ہوا اور یہ بہت بڑی نصیحتے کہ نمت نشنوہ بہانہ نگیر ہر انچہ ناصح مشفق بگوید بپذیر ہ اسی عرصہ مین میر قاسم خان نے کہا کہ بحمایت نام انگلش کے اکثر سوداگرون کا مال جاتا ہے اور ذرا سا فائدہ جو انگلشی کو ہوتا ہے میرے بڑے نقصان کا موجب ہے لہذا ارادہ ہے کہ انگلشی سے بھی حکم لینے محصول کا دیدیجئے مگر محصول کمپنی معاف رہیگا شمس الدولہ نے جواب دیا چونکہ اس فرقہ کا محصول قدیم سے معاف رہا ہے پس اسوقت کیونکر لے سکتے ہو مناسب ہے کہ ابھی عجلت نکرو ہم بعد پہونچنے کلکتہ کے تدبیر کرینگے جب حکم لکھین تم جاری کرنا یہ کہکر وہ رخصت ہوگیا عالیجاہ اوسکے وعدہ سے مطمئن ہو کر وصول محصول کا عازم ہوا اور تھوڑے عرصہ کے بعد عملہ کو لکھ بھیجا کہ انشاء اللہ تعالے ایسا ہوگا تملوگ خبردار رہکر تا صدور حکم محتاط رہو کہ ان لوگونکا مال جانے نپائے عمال کو حوصلہ و شعور معلوم کہ ایسے راز کی پردہ داری کرین اور ایسا کرین جسمین الزام نہو لہذا ممانعت شروع کردی راز کھل گیا بلکہ بعض مقامات مین جہان کہ عالیجاہ کے منافق انگلشی بھی جیسا کہ مسٹر پاٹسن اس عمال سے بے تاب ہو کر بعض عمال عالیجاہ کو بدست آویز مزاحمت جو بموجب کی تھی قید کر لیا تاکہ کونسل کلکتہ مین اونکا جرم ثابت کرکے سزا دین اور عالیجاہ کی خفت اور اہانت کرے قبل اس سانحہ کے گرگین خان کی ترغیب سے عالیجاہ کو سفر نیپال کی رغبت ہوئی تھی لاجرم مونگیر سے نیپال کو عازم ہوا اور گرگین خان چند روز پیشتر عالیجاہ سے چلدیا اور قبل اسکے شمس الدولہ عظیم آباد سے کلکتہ گیا تھا عالیجاہ نے بروقت سفر نیپال کے اس سانحہ کی خبر پائی

حالا ذکر عالیجاہ کے جانب نیپال جانیکا لکھا جاتا ہے

جانا عالیجاہ کا نیپال کیطرف اور وہانسے لوٹنا بیل مراد کے

چونکہ مشہور تھا کہ نیپال سے سونا نکلتا ہے اور نیز دولت سے مالا مال ہے گرگین خان کہ ہمیشہ سے لالچی مزاج تھا فوج کے گھمنڈ پر نیپال کو عازم ہوا اور مردم واقف کار مانند کشامرہ اور شناسی اور فرانسیسی یا وڑی لوگونکو جو اودھر آمد و رفت رکھتے تھے بہم پہونچا کر اکثر ونسے جو ہوشیار تھے اپنا یار بنایا اور راہ کے تفحص و جستجو در پائی کو بھی سے شروع کی بعض اونمین سے جنکے مزاج مین سخن سازی اور ہنگام پردازی مخمر تھی متعہد رہنمائی ہو کر تسخیر ملک کی ترغیب دینے لگے گرگین خان نے جسکے باپ دادے کبھی اس رسم ملک گیری سے آگاہ نہ تھے بلاد نیپال کی فتح سہل داستان سمجھکر عالیجاہ کو اس سفر کا مشتاق کیا علی ابراہیم خان وغیرہ دولتخواہون نے باہم متفق ہوکر آخر کو عرض کیا کہ اگر خواہ مخواہ یہ سفر منظور ہے انگلشی کو بھی ہمراہ لینا چاہیے تاکہ اگر فتح ہوئی فہو المراد

ورنہ اس جماعۃ کو بھی عوض شماتت نہ ملتے درصورت تنہائی ہر ایک بکروہ یہ فقط جماعۃ حضور پر عاید ہوگا واقعی صلاح
مناسب تھی مگر گرگین خان کے سبب سے نہوتے پائی **القصہ** چونکہ نیپال نیا نیا فتح ہوا تھا عالیجاہ نے اوسکے
بندوبست کا بہانہ کرکے ۲۵ جمادی الثانی ۱۱۷۶ ہجری کو ورود شمس الدولہ کے پچاس روز کے بعد مونگیر کو نہضت
کرکے گنگا پار ہوا اور گرگین خان مع فوج آراستہ کے چند روز عالیجاہ سے پیشتر کوچ کرکے دس بارہ کوس آگے
نکل گیا تھا تا آنکہ عالیجاہ تیپا پہونچا اور گرگین خان پنجشنبہ کے روز پانچوین رجب سنہ مذکور کو مکوانی مین جو نیپال سے
چار منزل ادہر ہے پہونچا ارادہ گہاٹی پر گذرنے کا کیا راجہ نیپال کے لوگ مزاحم ہوئے لڑائی شروع ہوئی گرگین خان کے
سپاہیون نے جسارت کرکے ایک عقبہ سے بمشقت تمام جسمین بہت سے لوگ مجروح و مقتول ہوئے گذر کر دوسرے
پہاڑ کی چوٹی پر سکونت گزین ہوئے رات کیوقت نیپالیون نے ہجوم کرکے شبخون مارا چار و نظر فسے تیر
و بندوق کی مار و ہار سے اکثرون کو نیست نابود کر دیا باقیماندہ کو لاچار عار فرار قبول ہوا بجز اپنی تمام لشکر گرگین خان
مین جا ملے اور گرگین خان اس حال کے مشاہدہ سے ناامید ہوا اور نیز عالیجاہ کے منہ دکھلانے سے نہایت شرمندہ
خواہان مرگ ہوا نہ ٹہرنے کی تاب تھی نہ معاودت کی راہ دریائے تفکر مین غوطہ زن تھا کہ کیا کرے یہ خبر
جب عالیجاہ کو پہونچی نہایت متفکر ہو اصلاح ٹہری کہ گرگین خان کو طلب کرنا ضرور ہے لہذا اوسکو طلب کیا اور مکرر
فرمان تاکید صادر فرمائی مگر وہ اپنی حماقت قدیم اور خجالت جدید سے معاودت نکرتا تھا عالیجاہ نے چاہا کہ کسی کو بھیجکر
اوسے واپس طلب کرے اور ایسا آدمی ہو کہ جسکا کہا وہ مانے بجز علی ابراہیم خان بہادر کے کوئی نظر نآیا لہذا خاکسار
کو حکم دیا اور خاکسار قوم جریدہ عازم ہوا راستہ مین دیکہا کہ اکثر لوگ لشکری مجروح زندگانی سے مایوس مضطرب الاحوال گریزان چلے آتے ہین مفرورونکو
ٹہرا کر تسلی دی کہ ہم واسطے لانے گرگین خان کے جاتے ہین تم یہان ٹہرو مقام خطر نہین ہے اسطرح کے جانے مین
تمہاری بے ابروئی اور سرداری کی شرمندگی ہے چونکہ خاکسار کی بات کا اعتبار لوگون کے نزدیک بہت تھا لہذا فراریون نے
فرمان بری کرکے اوسی جگہ اقامت کی اور علی ابراہیم خان نے پیشتر جاکر بعد ملاقات گرگین خان کو راضی کرکے
واپس لیچلا اور عالیجاہ کے خیمہ گاہ مین آیا عالیجاہ نے فوراً طبل معاودت پر چوب دی اور عظیم آباد کو نہضت فرمائی
اسی اثنا مین خبر ملی کہ جماعۃ انگلشی نے بنابر اخذ محصول جو غیر معمول اکثر جگہ پر وصول کیا گیا عملۂ عالیجاہ کو قید
کرلیگئے ہین چنانچہ مرزا احمد علی نام ایک شخص عملۂ جہانگیر نگری قید ہوکر کلکتہ بہیجا گیا اور اسیطرح مسٹر الس نے بعضے عملہ
محالات عظیم آباد کو قید کرکے روانہ کلکتہ کر دیا عالیجاہ اس خبر سے از حد آزردہ ہوا اور اپنی آبرو انگلشی گماشتونکی
قید کر لانے مین دیکھی پس اپنے عمال اور فوجدارون کو تحریر کیا کہ جہان قابو پاوین انگلشی گماشتون کو قید کرکے
روانہ حضور کرین بعد ازین باوجود ہونے مسٹر الس مدار المہام کوٹھی عظیم آباد کے جو عالیجاہ سے نہایت عناد
رکہتا تھا راجہ نوبت رائے کو لایق نیابت عظیم آباد کے نہ جانکر میر مہدی خان بہادر حاکم سرکار شاہ آباد کو بہاگلی

نیابت پر تجویز کرکے طلب کیا جسوقت عالیجاہ حاجی پور پہونچا گنگا پر مقابل کوٹھی انگلشی کے پل باندھکر عبور کیا
اور مسٹر السن سے ملاقات نکر کے جعفر خان کے باغ مین مقیم ہوا دو روز وہان مقام کیا جب میر مہدیخان
پہونچا نیابت کی خلعت دیکر قلعہ مین چھوڑا اور راجہ نوبت رائے کو ہمراہ لیکر تیسرے روز عازم مونگیر ہوا
بندہ بسبب عارضۂ بیماری کے رفاقت سے رخصت لیکر چند روز عظیم آباد مین متوقف رہا اور سید علیخان
اور غالب علیخان دونو بہائی میرے ہمراہ گئے چوتھے روز عالیجاہ کے کوچ کے غالب علی خان کو دیکھا
کہ لوٹ آیا جب دریافت کیا کہا کہ عالیجاہ نے فرمایا کہ تم اور سید علیخان ہمارے نوکر ہو اگر سفر مین کیون
تصدیع اوٹھاتے ہو بہتر ہے کہ عظیم آباد اپنے والد کے پاس جا رہو لہذا بندہ مورخ لوٹ آیا اور سید علیخان ہمراہ ہے
بندہ سمجھا کہ بس اب بناے منازعت انگلشی سے شروع ہوئی چونکہ سید علی اور بندہ سے بسبب تعارف
انگلشی کے چندان اعتماد نہین رکہتا بلکہ گمان ہے اپنے روبرو سے دور کیا ہو پس ضرور ہوا کہ حاضر ہوکر
مرکوز خاطر دریافت کرے پس باوجودیکہ بیماری سے گہوڑے وغیرہ کی سواری کی استعداد نتہی مگر کشتی
کرایہ کرکے مونگیر گیا اور بعد ملاقات سید علی خان سے استفسار احوال کیا اونہون نے بہی وہی حال جو غالب علیخان
نے کہا تہا بیان کیا لیکن فی الحقیقت ما فی الضمیر عالیجاہ کا نہ سمجھے اس حکم کو فرط ایجاب سے سمجھے لیکن بندہ اندیشہ مند ہوا
تا آنکہ عالیجاہ نے پانچ چھہ روز کے بعد مرزا شمس الدین کو بادشاہ اور شجاع الدولہ کے پاس بدین غرض بہیجا
کہ اگر مجہے انگلشی سے رزم و جنگ ہو بادشاہ و وزیر اتفاق کرین اس امر کا عہد نامہ لائے مرزاے مذکور کو بندہ سے
راہ و رسم اور وہ میری رازداری پر اعتماد رکہتا تہا اوسنے بندہ سے کہا کہ سید علیخان کو بخوبی سمجہا دو کہ میرے
ہمراہ ہو اثناے راہ سے والد کے پاس چلا جاوے بندہ نے کہا کیا سبب ہے کہ دونون بہائیون کو حضور سے
دور کرتا ہے جوابدیا کہ چونکہ تمپر اعتماد ہے جو کچھ واقعی ہے بیان کرتا ہون مگر تم بہی کسی کے روبرو زبان پر نہ لانا
کیونکہ اسکا افشا میری خرابی کا موجب ہوگا فی الحقیقت عالیجاہ سید علی خان سے مطمئن نہین ہے بلکہ انگلشی کا
جاسوس سمجھتا ہے لہذا ایذا تو نہین کہ باہمی آتش فروشی اسباب عناد مہیا ہوا سید علیخان کا رہنا اپنے لشکر مین گوارا
نہین کرتا اگر تنہا انکو رخصت کرتا تو از بس برملا ہو جاتا اس لئے غالب علیخان کو بہی آپکا شریک کر دیا بندہ نے کہا
پس بندہ پر کیا اعتماد رکہتا ہے اس خیال سے کہ بندہ جاسوس ہے بندہ کو کیون نہین اپنے لشکر سے دور کرتا ہے
مرزا نے جوابدیا تمکو اپنی کاربرآری کیواسطے چونکہ انگلشی سے ربط و ضبط زیادہ رکہتے ہو رکہتا ہے اور نیز تمکو
بطور یرغمال تمہارے والد اور بہائیون کے رکہا ہے بندہ مورخ کمال خوف و ہراس مین تنہا اور بیکس رہگیا
اور سید علیخان کو یہ سب مراتب آہستہ سے سمجہا دئیے اور اخفاے راز کو کہکر بحفظ خدا مرخص کیا اور خود تنہا
مونگیر مین بیمار پڑا تہا لیکن عالیجاہ اپنے رفع بدگمانی کو اکثر چوبدار بہیجتا اور خبرگیران رہتا اور کہانا روزمرہ

اپنی سرکار سے بہوانا تھا تا انکہ بندہ نے غسل صحت کیا اور عید الفطر کے دن اوسکی ملازمت کو گیا نہایت مہربانی فرمائی جب اوسنے اندر جانے کو چاہا بندہ مورخ نے دروازہ تک جاکر سلام رخصت عرض کیا استادہ ہوکر چند کلمات تفضلات فرمائے اور دو نہ پان کے اپنے خاصہ سے نکال عطا فرمائے اور کہا کیون صاحب مینے برا کیا کہ اچھا جو آپکے بہائی صاحبون کو پدر بزرگوار کی خدمت مین رہنے کی رخصت دی تاکہ بآرام و فراغت بسر کرین بندہ کو اصل حقیقت معلوم تھی اوسکی گواہی پر عرض کی کہ بجز خداوند نعمت کے کون ہے کہ درباب اپنے ذمہ پر لیوے اور نوکری کی تکلیف سے نوکر کو رہا کرے پہر فرمایا کہ اول سے فقط آپ سے ہمکو آشنائی تھی انسے تو کچھ ربط نتہا بندہ نے اوسکے اس جھوٹہہ کی بہی لاچار ہوکر تصدیق کی کیونکہ بندہ کو اوائل مین برابری درجہ کیا بلکہ کسیقدر بہی اوس سے اور اوسکے بزرگ میر محمد جعفر خان اور میران سے بوجہ تناسب مزاج کے کچھ بہی ربط و اتحاد تہا سید علیخان القبہ چونکہ اکثر بنگالہ مین رہا اور مزاج کی شوخی اوسپر غالب تھی ایسے لوگون سے آشنا تھا اور انسے بہی تعارف رکہتا تھا

ذکر بے قید ہونے بعض گماشتون انگلش کا بموجب ایماے عالیجاہ کے اور شمس الدولہ کے خط کا آنا مشعر عدم تعرض محصول اموال انگلشی سی اور منع کرنا عالیجاہ کا قبول امر مذکور سے اور معاف کرنا اخذ محصول کا جمیع تجارت پیشونکو ممالک محروسہ اپنے سے اور مسٹر اسیٹ کا آنا مع دیگر کوالیف انگلش کے لطور سفارت کے کونسل کلکتہ کی طرف سے اور منازعت کا ظہور ہونا دونون جانب سے اور دیگر سوانحات کا بیان

عالیجاہ کے عملون نے جسوقت قابو پایا بعض گماشتہ انگلشی قید کرکے اپنے آقا کے پاس بہیجدیے عالیجاہ نے اونہین بعوض اپنے گماشتون کے مقید کیا بسبب جلدی کرنے عالیجاہ کے اخذ محصول مین قبل پہونچنے شمس الدولہ کے کلکتہ مین فساد بڑہگیا کہ طرفین کے گماشتے قید ہوئے اور صلح اور آشتی مین فساد آیا اور جو تدبیر شمس الدولہ نے اوسکے اجرا کی سمجھی تھی وہ خاک مین ملگئی کلکتہ کے کونسلی جمع ہوکر شمس الدولہ کو لعن طعن کرنے لگے وہ ناچار ہوکر مغلوب ہوا عالیجاہ کو خط بہیجا کہ محصول تجاران ولایتی واگذاشت کرے اور نیز اسیران انگلشی کو رہائی دے چونکہ یہ مقدمہ برخلاف رضاے عالیجاہ اور حسب خواہش کونسلیہ کے تھا اسکا قبول کرنا عالیجاہ کو نہایت گران گذرا اور حاصل کرنا محصول کا بہی انکے اموال سے متعذر جانا لہذا کل محصول تمام فرقہ کے تجارون کا معاف فرمایا اور در جوابات تحریر کیا کہ چونکہ تجار لوگ متوسلان انگلشی سے موافقت کرکے اپنا مال بہی اونکی شراکت سے نکال لیجایا کرتے ہین اور درصورت معافی محصول کے اکثر تجارون کی معافی سے ہان بیچارہ قلیل البضاعت تجار جنکا توسل انگلشیون سے نہین اون سے

کسیقدر محصول داخل سرکار ہوتا ہے لہذا معاف کرنا کل قسم تجارون کے محصول کا مناسب معلوم ہوا
کیونکہ جسوقت عمدہ مہاجن اور تجار اس حیلہ انگلشی سے بیچ جاوین غربای بیچارہ کو رنج و تکلیف پہونچانا کار ریاست
اور فہمید گی سے بعید ہے بادشاہ کو چاہئی کہ کل رعایا کو یک نظر سے دیکھے کیا امیر اور کیا فقیر سب خداوند
حقیقی کے پیدا کئے ہوئی ہین جوان بیچارونسے ظلم تعدی کرلگا پس خداوند بے نیاز کو کیا منہ دکھاویگا والعاقل
تکفیہ الاشارۃ اور استخلاص اسیران انگلشی کے بارہ مین یہ جواب ہے کہ ابتداے انگلشی سے ہوئی ہے
جسوقت وہ ہمارے گماشتہ رہا کرکے بہیجدین ہم بہی اونکے گماشتون کو پہونچا دین جب یہ جواب کلکتہ پہونچا
جو کونسلیہ عالیجاہ کے معاند تھے اونہون نے جمع ہو کر کہا کہ اسطرح کے معافی محصول سے عالیجاہ کی غرض یہ ہے
کہ ہماری خفت اور اہانت کرے یعنی ہم لوگون کو فرقہ تجارون کے برابر کیا اگر اوسکو ہمسے صلح و آشتی منظور ہے
تو بدستور سابق انگلشی تجار سے محصول معاف اور غیرون سے تحصیل کرے اور ہم جانتی ہین کہ شمس الدولہ
طرفدار عالیجاہ اور ہملوگون کے اہانت اور خفت کا خواستگار ہے ہم کسی شخص کو بطور سفارت کے عالیجاہ
کے پاس بہیجتے ہین تا کہ جو کچہ اوسے منظور ہو اطلاع دے اگر ہمارا کہنا قبول ہو فبہا ورنہ ہرگز آشتی نہوگی شمس الدولہ
اوسوقت انگلشیہ کا غلبہ دیکہکر مغلوب تھا اور حسب ضابطہ اونکی رائے کے برخلاف حکم نہین دے سکتا تھا
لہذا لاچار ہو کر اونکا حکم قبول کیا اور مسٹر امیٹ اور مسٹر جی کو چند انگلشی اور ایک کمپنی تلنگہ کی ہمراہ جانسن
لیفٹنان کے سرداری مین روانہ مونگیر کیا اور شمس الدولہ نے مصحوب معتمدان عالیجاہ کے ایک خط مجمل اور مفصل
پیغام زبانی کہلا بہیجا کہ جو عہد و پیمان روز اول سے درمیان ہمارے اور تمہارے بنجانب کمپنی کے ہوا ہے
اوسی پر ثابت قدم رہنا ہرگز تفاوت نکرنا بالفعل بسبب تمہارے ستانے کے سررشتہ کار میرے ہاتھ سے
نکل گیا اور دوسرے کونسلی جو تمسے برخلاف ہین کلکتہ مین جمع ہو کر غالب ہوئے اور ہم تمہارے دوست مغلوب
قصہ کوتاہ مسٹر امیٹ حسب استدعا غالبون کے برسم سفارت آتا ہے جو بات کہی گو کہ تمہاری مرضی کے برخلاف ہو
مگر بپاسخاطر مسٹر امیٹ کے منظور کرکے اونکو خوشنود رخصت کرنا تا کہ کچہ فساد نہ ہو پہر خدا نخواستہ اگر رنگ
دگرگون ہوا تو میری تدبیر کچہ کارگر نہوگی اور درصورت میری نصیحت ماننے کے سب کام حسب مراد آپکے
سرانجام ہونگے اور کونسلیہ مخالف آپکے پانچ چہ مہینے مین برطرف ہو جاوینگے جب یہ خط عالیجاہ کو ملا گرگین خانکو
جو کہ اعظم رفقا اور معتمد علیہ تہا بلا کر خط مذکور پیش کیا گرگین خان نے جو کہ مجسم کینہ اور مردکہ مغرور عقل سے دور تہا
کہا کہ ہرگز اسکے مضمون پر تعمیل نہ کیجئے اب حضور اور انگلشی برابر ہین اگر اطاعت کروگے روز بروز ذلیل
و خوار ہوگے اگر جرأت دکہلاؤگے روز بروز غالب اور انگلشی مغلوب ہونگے عالیجاہ اوسکا بہرحال تابع فرمان تہا
یہی ارادہ مصمم کیا کہ انگلشی سے ضرور مقابلہ کرینگے اور انکو شکست دینگے کسواسطے کہ ہمارے پاس بہی جم غفیر ہے

کسی کی کیا طاقت اور اصل یہ ہے کہ ہمسے ہمسر ہوا اور معلوم ہوا کہ شمس الدولہ ہمارا بدخواہ ہوگیا اور جو تدبیر بتاتا ہی
محض لغو اور پوچ

اندیشہ مند ہونا عالیجاہ کا جگت سیٹھ اور مہاراجہ سروپ چند سے اور اونکو مرشد آباد سے بلانا قید وبند مین

عالی جاہ کو اس خبر سے کہ کلکتہ میں بیکو پر خلاف کونسلیے جمع ہین اور نیز سامان فساد انگلشی نظر پڑا جگت سیٹھ اور اوسکی بھائی کا رہنا مرشد آباد مین مناسب نہ سمجہا بین وجہ کہ جگت سیٹھ سراج الدولہ کے معاملہ مین میر جعفر خان اور دوبارہ سے اور جعفر خان کے مقدمہ مین میر قاسم خان سے زر و مال سے شریک رہے تھے اب کہ انگلشی کا جہگڑا اندنظر ہوا عالیجاہ نے جو انکی طبیعت سے ماہر تھے انکی سکونت مرشد آباد مین ناپسند کی اور اپنا صرف خط لکھکر طلب کرنا مفید نہ سمجہا بلکہ خیال کیا کہ اب نہو بدگمانی سے کلکتہ جاوین اور زر و تدبیر سے مخالفون کو بہڑکاوین لہذا خان عالیشان + محمد تقی خان بہادر کوزہ کلانی تبریزی حاکم بیربہوم کو جو کہ دولتخواہ نیکو وتھا تحریر کیا کہ جلد مرشد آباد پہونچکر جگت سیٹھ کے مکانات محاصرہ کرلیوے تاکہ وہ کسیطرف آمد رفت کی مہلت نپائے جب مالکارامنی جو ایک بازو گرگین خان کا ہے پہونچے جگت سیٹھ کو اوسکے حوالہ کرکے رسید مہری حاصل کرے اور مالکار مذکور کو بھی تین چار پلٹن سے روانہ مرشد آباد کیا تاکہ وہان پہونچکر جگت سیٹھ کو مع اوسکے بھائی مہاراجہ سروپ چند کے باحتیاط تمام ہمراہ لائے لیکن دونو برادران مذکور سے نسبت ظاہر مین بے آدمی اور تخویف نکرے محمد تقی خان نے بموجب حکم جنابعالی جاکر جگت سیٹھ کا گہر گہیر لیا اور پیغام دیا کہ آپ کچھہ تشویش نکرین ہمین آپ کے جان و مال سے کچھہ غرض نہین ہے مگر عالیجاہ نے تمہین طلب کیا ہے عزم سفر کرکے بدلجمعی تمام مونگیر کو جاو دونون بھائی بحکم ضرورت چار ناچار عازم سفر ہوے دو تین روز بعد مالکار ارمنی بھی پہونچا جگت سیٹھ مع برادر خود مہاراجہ سروپچند کے اوسکے ہمراہ ہولیا مشرف ملازمت ہوکر مورد عنایت ہوا اور حکم ہوا کہ مونگیر مین مکان اور کوٹھی بنائے بعدہ فرمایا کہ بدستور مطلق العنان رہکر دربار مین آمد رفت کرے لیکن خفیا لوگ حفاظت پر معین کردئے تھے تاکہ بدون خبر کسی طرف دور نجانے پاوے اونہون نے چار ناچار حسب الحکم مونگیر مین حویلی کی بنا ڈالی اور تن بتقدیر روز گا بسر کرنے لگے مخفی نرہے کہ جگت سیٹھ مہتاب راے اور مہاراجہ سروپ چند دونون جگت سیٹھ فتح چند کے نواسے ہین اور دونون بنی عم اور لڑکے فتح چند کے حین حیات پدر شجاع الدولہ ناظم بنگالہ کے عہد مین فوت ہوئی اور فتح چند کی دولت انہین دونون کو نصیب ہوئی اور مہابت جنگ کے عہد مین بڑے اقتدار سے زندگی بسر کی اور اوسوقت مین ایسی دولت رکہتے تھے کہ کسی مہاجن وکہن اور ہند کو اونسے مجال برابری کی نتھی اور تمام مہاجن گویا اونکے عیال تھے ہنگامہ جنگ مرہٹہ اور افغان اول ورود مین چونکہ شہر مرشد آباد مین حصار نتہا میر حبیب نے

جگت سیٹھ کی کوٹھی مین قبل وصول مہابت جنگ کے لوٹکر غارت کی کہتے ہین کہ دو کڑور روپیہ فقط ارکاٹ کے
نقد ہاتھ لگے لیکن جگت سیٹھ نے اسقدر نقصان کو ایک تنکے کی برابر بہی نسمجہا اور یعنی لکہنے ہنڈوی کڑور روپیہ کا تہا جو رستی ہو
یعنے بمجرد ملاحظہ یا پہ کاغذ کے زر مرقومہ مہاجن بلا قیل قال ادا کردے خلاصہ یہ ہے کہ انکے پاس دولت
اسقدر تہی جسکا بیان مبالغہ معلوم ہوتا ہے اور ہزارون گماشتہ اور رفیق انکے بدولت مالدار ہو گئی اور اب تک
کہ اونکے فوت کو برسین گذر گئین کار مہاجنی کا بسبب تسلط انگلشیون کے ملک بنگالہ مین جیسا کہ اونکو میسر تہا
اونکی اولاد کو نرہا اسی ضمن مین آمد آمد مسٹر اسیٹ کی گرم ہوئی

مسٹر اسیٹ کا مونگیر آنا کونسل کے پیغام سے اور مارا جانا اوسکا بروقت معاودت کے

عالیجاہ نے میر عبد اللہ صفوی کو جسکا ذکر بتقریبات مختلفہ بیچ ان اوراقونکے اکثر ہوا ہے عظیم آباد سے طلب کیا
کیونکہ میر مذکور اور مسٹر اسیٹ سے آشنائی تہی جب وہ مونگیر آیا مسٹر اسیٹ کے کوچ کی خبر مرشد آباد سے آئی
بندہ مورخ ہذا اور میر عبد اللہ کو بنا بر استقبال مامور کر کے فرمایا کہ تم دونون مسٹر مذکور کے آشنای دیرینہ
اور باہم بے تکلف ہو اوسکے استقبال پر جاو اور اوسکے مافی الضمیر کو دریافت کرو کہ کس ارادہ سے آیا ہے
اور بیس نفر ہرکارہ مع ایک متصدی فارسی نویس اور دو جماعہ دار ہرکاران کے ہمراہ کر دیئے اور دونون
جماعہ دارون کو حکمدیا کہ لباس خدمتگارونکا پہنکر ایک سایہ وار ہمراہ مورخ ہذا کے جاوے اور دوسرا اسی طور پر
میر مذکور کی سایہ داری مین ہر وقت موجود رہے خصوص جسوقت کہ یہ دونون انگلشیون کے روبرو ہون
تاکہ اوس فرقہ سے کوئی ہمارے گہر مین آنے تو لازم ہے کہ دونو جماعہ دار اول مجلس سے برخاست تک
استادہ رہین اور جو گفتگوئین گذرین لکہکر ہر روز میرے حضور مین بذریعہ ڈاک ارسال کرین بدین حال بندہ مورخ
اور میر عبد اللہ مونگیر سے کوچ کر کے گنگا پر استادہ مین پہونچکر مسٹر اسیٹ کی ملاقات کو گئے اور ہرکاران متعینہ
ہمراہی کے کیفیت اوسکے گوش گذار کردی مسٹر اسیٹ نے ہمارے ہمراہیون کے حال سے ماہر ہوکر گفتگو مین حزم
و احتیاط سے پیش آنے لگا جو بات نامناسب تہی اوسکا مذکور نکرتا منزل بمقام پر پہونچکر اکثر اوقات باہم صحبت
اور اختلاط رہتا جو گفتگو درمیان مین آتی ہرکارہ مفصل اور بندہ مورخ ہذا اور میر مذکور مجمل لکہہ بہیجتے ایکروز
بندہ مورخ ہذا نے بنا بر رفع بدنامی کے مسٹر اسیٹ سے بآواز بلند کہا کہ سبب عزیمت کا کیا ہے ہم لوگ طرفین کے
خیر خواہ ہین ہمین اپنے مافی الضمیر سے مطلع فرمائیے مسٹر اسیٹ نے بہی بآواز بلند جوابدیا کہ صاحب ہندوستانیونکا
یہ قاعدہ ہے کہ ہمارے روبرو ہماری مرضی کی باتین اور عالیجاہ کے حضور مین اوسکے دلخواہ التماس کرتے ہین
اسوجہ سے ہم اپنا مافی الضمیر نہین بتلاوینگے اسی واسطے ہم خود مسافت بعیدہ طے کر کے آئے ہین تاکہ خود
جو کچہہ کہنا ہے روبرو عالیجاہ کے عرض کرین اور جو وہ کہے ہم سنین ہمین دوسرے کے توسل کی کچہہ ضرورت

نہین سے اسیطرح اکثر وقت اختلاط ہمارے اور انگلشیون سے کے رد وقدح ہوتا تھا تا کہ عالیجاہ ہماری طرفسے
بدگمان ہوکر مجوز اصرار نہو جسروز کہ یہ گفتگو باہم گذری تھی بندہ مورخ نے بہی لکہی اور ہرکارون نے بہی عرض کی
بہاگلپور مین ہم سب لوگ پہونچے تھے کہ خط عالیجاہ کا مورخ ہذا اور میر عبد اللہ کے نام متضمن طلب صادر ہوا اوسمین
لکہا تھا کہ جبکہ مسٹر امیٹ آپسے حال دل نہین بتلاتا پس وہان رہنا محض فضول ہے چاہیے کہ قبل اوسکے آنیکے
داخل شہر ہو بندہ مورخ اور میر عبد اللہ نے مسٹر امیٹ کے پاس جاکر مضمون خط سے مطلع کیا اور رخصت ہوکر
دوسرے روز مشرف حضور عالیجاہ ہوئے

معاودت مورخ کی مع میر عبد اللہ کے اور گرگین خانسے باہمکلامی عالیجاہ کی حضور مین

راستہ مین ہرکارہا سے طلب ملتے جاتے تھے الغرض جب حاضر حضور ہوئے پرسش کرنے لگے کہ کہو کیا پیش آیا
اور کیا کر آئے ہم دونون نے جو کچھ گذرا تھا عرض کیا چونکہ میر عبد اللہ تقریر درست نہ کہتا تھا عالیجاہ اوس سے
ملدر ملول ہوے اور ملامت کرکے رخصت کردیا مورخ ہذا اور میر عبد اللہ دونون اپنے مکانون پر آئے اور
آرام کیا عصر کا وقت تھا کہ علی ابراہیم خان بہادر کا آدمی بندہ مورخ کے طلب مین آیا اور کہا کہ جناب عالی نے
آپکو مع خانہ کورکے طلب کیا ہے بندہ مورخ لباس درباری پہنکر ہمراہ ہوا دیکہا کہ جامہ کن حمام کے خلوت مین
عالیجاہ اور گرگین خان روبرو باہم بیٹھے ہین بندہ مورخ اور ابراہیم علیخان بہادر بہی جاکر ایک ایک گوشہ مین بیٹھے
عالیجاہ نے جو احوال کہ بندہ مورخسے سنا تھا اوسکا اعادہ گرگین کے روبرو کیا آخر بندہ مورخ سے ارشاد کیا
کہ آگے آیئے جو کچھ معلوم ہے گرگین خان سے کہیئے خانہ کور نے اس طرز سے کہ عالیجاہ مورخکے کلام کو قابل
اعتماد نہین جانتا تھا کہا کہ نواب صاحب اگر کوئی خنجر سے انگلشی کا سینہ چاک کرے تب بہی اوسکا مرکوز دلی معلوم نہوگا
بعد ازان بندہ مورخ سے متوجہ ہوکر استفسار شروع کیا بندہ مورخ نے جو عالیجاہ سے کہا تھا اوسکا اعادہ
شروع کیا دو تین کلمہ سنکر یکبار مضطرب ہوکر بولا کہ اسقدر کیون کہتے ہو ہم تین چار بات پوچھتے ہین اوسکا
جواب دو اول یہ کہ مسٹر امیٹ کا کیا ارادہ ہے اور خود یہان آیا ہے کیون آیا ہے اور نواب صاحب سے
ارادہ دغا رکہتا ہے یا وفا دوسرے یہ ہے کہ قلعہ اور فوج کی ہرکارگی کا خواہان ہے یا دوسرے طور پر تیسرے
یہ کہ ہمسے ارادہ دوستی رکہتا ہے یا خیال دشمنی بندہ مورخ نے متحیر ہوکر اوسکے منہ کو دیکہکر کہا کہ بندہ کو آپکے
سوالات سے حیرت ہوتی ہے اسیوقت آپکے حضور مین عرض کیا ہے کہ اگر کوئی انگلشی کا دل خنجر سے ٹکڑے
کرڈالے مگر مافی الضمیر پر آگاہ نہین ہوسکتا پس جسوقت کہ ایسا ہے کیونکر بندہ مورخ اوسکے مکنون دلی پر آگاہ
ہوا ہوگا اور جو دغا کا خیال کرتے ہو یہ بہی جائے تعجب ہے کیونکہ وہ تنہا آپکے مکان مین آیا ہے وہ البتہ آپسے
اندیشہ دغا رکہتا ہوگا نہ کہ آپ ایسا خیال کرتے مین ہرگز اس خیال فاسد کو دل عالی مین نہ لائیے اور جو تجسس اوس

ہر کار گی کے بارہ مین استفسار کرنے ہوتا ہے کہ جو قلعہ مین آویگا بقدر شعور و لیاقت کے اوسکے کم و کیف پر
ضرور مطلع ہوگا منحصر مسٹر امیٹ پر نہین اور جو کہ دوستی و دشمنی سے دریافت کیا وہ واسطے بعض جواب و سوال کو
تمہارے پاس آیا ہے اگر اوسکے استرضا کروگے دوستی رہیگی درصورت خلاف کے خصومت کا گمان ہے
یہ کوئی بات قابل استفسار نہین عالیجاہ نے تقریر بندہ مورخ کی تصدیق کی گرگین خان جو مورخ سے ہمیشہ بددل تھا زیادہ تر
بدہو گیا پس مورخ ہذا کو عالیجاہ نے رخصت کر دیا بندہ مورخ نہایت حیرت مین تماشاے روزگار تھا کہ ہمارے عصر مین
کیا کیا سپہ سالار مرجع امور ہوے ہین آخر اپنے گھر آیا صبح کو عالیجاہ نے اپنے بھائی میر لوعلیخان اور راجہ نوبت راے
کو مسٹر مذکور کے استقبال کو بھیجا تیسرے روز غرہ ماہ ذی قعدہ ۱۱۷۶ ہجری کو مسٹر مذکور مونگیر آیا جو مقام
اوسکے فرودگاہ کو معین اور اوسکے لئے خیمہ برپا ہوے تھے وہین پر آکر منزل گزین ہوا عالیجاہ ملاقات کو گیا
دونون طرف سے مراسم مدارات کے تعمیل ہوے دوسرے روز مسٹر امیٹ اور مسٹر جی اور کپتان جانسن
اور مسٹر ہلسٹن جو کہ نوجوان اور شگفتہ خاطر اور فارسی درست اور اسی ملاقات مین بندہ مورخ سے محبت
بہم پہونچائی تھی مع دو تین اور انگلشیون کے عالیجاہ کی ملاقات کو آے عالیجاہ حسب ضابطہ چند قدم مسند سے
بطور استقبال بڑھکر ہمراہ لایا اور کرسیون پر جو اونکے بیٹھنے کو بچھائی گئین تہین بیٹھایا اور خود بھی کرسی پر آرام گزین ہوا
بعد تواضع عطر و پان کے خوان لباس واسطے مسٹر امیٹ کے مع اضافہ جواہر عطا ہوا بر وقت برخاست کے بھی
لب فرش تک مشایعت کی پہر بکرر آمد و رفت انگلشی کی ہوئی جواب سوال درمیان مین آے بعد گلہ شکایت
آغاز ہوئی لیکن بمرتبہ صحبت ناچاقی مین گذر جاتی تھی اور اونکے آنے کیوقت عالیجاہ کے دربان بھی حرکت
کرنے لگے چنانچہ ایکمرتبہ مسٹر امیٹ نے اس حرکت کی شکایت عالیجاہ کے روبرو بھی کی عالیجاہ نے اپنے عدم واقفیت کی
معذرت کی لیکن وہ سمجھ گئے کہ نوکرون کی کیا مجال کہ بدون اجازت خاوند کے ایسی حرکت کرین آزردہ تو ہوئے
مگر اوسکی عذر خواہی کے مبالغہ سے چار ناچار اوسکے قول کی تصدیق کی ایکروز مسٹر ہلسٹن اور کپتان جانسن
موافق ضابطہ اول صبح کو بنابر ہوا خوری اور سیر و شکار کے سوار ہو کر خیمہ سے برآمد ہوئے کچھ دور گئے تھے
کہ عالیجاہ کے پیادہ اور سوارون کی جمعیت نے چارونطرف سے آکر گھیر لیا اور دور جانے سے مانع ہوئی صاحب لوگ
اس حرکت خلاف سے متحیر ہو کر بنابر اپنے غلبہ کے درشتی سے پیش آئے عالیجاہ کے لوگ آمادہ ستیز ہو کر بندوقکے
فتیلہ روشن کر کے فراہم ہوئے ناچار صاحبان مذکور برگشتہ ہوئے بر وقت ملاقات عالیجاہ سے اس امر کی
شکایت حد سے زیادہ کی عالیجاہ نے وہی عدم واقفیت کا محض عذر کیا مگر صفائی نہوئی بلکہ روز بروز رنج
بڑھنے لگا ہر روز عالیجاہ اپنے رفقا مانند علی ابراہیم خان اور مرزا شمس الدین وغیرہ سے اس بارہ مین شورہ
کرتا تھا اور وہ سب بعد تامل سخن مناسب عرض کرتے تھے بندہ مورخ اگرچہ صاحبان انگلش کی صحبت کی تہمت سے

مجال سخن حضور مین نہ کہتا تھا لیکن علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا شمس الدین سے اگر گفتگوے آشتی
اور رفع غبار کی کہتا تھا اور وہ لوگ بعینہ عالیجاہ کے حضور مین عرض کرتے تھے اور وہ بہی بعض سخن کو سمجھتا تھا
لیکن عصر کیوقت جب گرگین خان آتا بہ ایک خلوت رہتی عالیجاہ جملہ مشورہ اصحاب تدبیر کے بیان کا اسکے
اعادہ کرتا وہ بد عقل اولٹی ہی پڑہاتا وہ سب مصلحت رد ہو جاتی اور مع کو پہرا اولٹی سیدہی باتین ہوتین
چنانچہ ایکمرتبہ علی ابراہیم خان نے تنگ ہوکر عالیجاہ سے عرض کیا کہ جب کہ ہم لوگون کے کلام مشورت ہر چند پسند
حضور بہی ہون بسبب ایماے گرگین خان کے نامنظور ہوتے ہین پس اس حال مین دیگر دولتخواہون کو تکلیف
و رنج مین ڈالنا کچھ ضرور نہین آخر جو کچھ گرگین خان بہادر عرض کرتا ہے وہی تعمیل ہوتی ہے پس
مناسب یہ ہے کہ اس معاملہ کی باگ گرگین خان کے قبضہ اقتدار مین دیجاوے اور دیگر بندگان درگاہ کو
اس تردد سے نجات عطا ہو مگر مسٹر امیٹ وغیرہ کو حرکات نیک سے جو لایق شان خداوندان نہین آزردہ
کرنا چاہیے اگر مشار الیہما سے صلح و آشتی رکہنا ہے تو ایسی گفتگو کو کچھ ربط نہین اور اگر حسب صلاح گرگین خان کے
عزم مجادلہ ہے تو بہی ایلچیون کو آزردہ کرنا خلاف آداب سروری ہے بلکہ اسوقت مین کہ سفیری مین
آئے ہین بہ نسبت سابق کے زیادہ مشمول عواطف فرمانا ضرور ہے ایسے ایسے حرکات سے نہ تو حضور کی
شوکت بڑہتی ہے اور صاحبان مذکور کی قدر و منزلت گہٹتی ہے ہان رنج تزاید ہوتا ہے جب یہ کلمات
گرگین خان کے گوش زد ہوئے رنجیدہ ہوکر دو تین روز دربار نہ گیا اسی ضمن مین کلکتہ سے ایک کشتی محمولہ اجناس
اور جنس کی پہونچی پانسو ضرب بندوق چقماقی باارادہ کوٹہی عظیم آباد کے بہیجین گرگین خان مزاحم ہوا مسٹر امیٹ نے
مکرر واسطے عدم تلاشی کشتی اور رہا کرنے کے حسب معمول عرض کیا مگر سود نہوا علی ابراہیم خان نے کہا
اسقدر مہ مین کاوش ضرور نہین اگر اتفاق منظور ہے بندوق کا کوٹہی مین جانا کیا مضائقہ ہے اگر لڑائی
منظور ہے دو ہزار نیز پانسو اور بندوق کا اضافہ چاہیے پس جب دو ہزار سے خوف نہین ڈہائی ہزار ہونے سے
کیا ضرر ہوگا عالیجاہ نے کہا یہ بات کوئی گرگین خان سے کہہ سکتا ہے علی ابراہیم خان نے فرمایا اگر حضور کی
مرضی ہو گرگین خان سے کہدینا کسقدر امر ہے عالیجاہ نے اجازت دی کہ جاکر پوچھا چاہیے اوسکی کیا
صلاح ہے علی ابراہیم خان نے قبول کیا اور عالیجاہ نے مضطرب ہوکر راجہ نوبت راے اور علی ابراہیم خانکو
اوسکے پاس بہیجا کہ دربار مین آکر اس بارہ مین صلاح دے اونہون نے جاکر معاودہ گرگین خان سے آشفتہ ہوکر جوابدیا
کہ ہم داروغہ توپخانہ اور مرد میدان نبرد ہین مشورہ سے کیا کام مشورہ دولتخواہون سے لیا چاہیے جب جنگ کی
حاجت ہوگی مجہے حکم ہو کہ راضی ہوکر جان نثار ہون راجہ نوبت راے تو اوسکی آزردگی کے رعب سے
ساکت ہوا علی ابراہیم خان نے کہا کہ نواب عالیجاہ اپنے داروغہ توپخانہ سے صلاح دریافت کرتے ہین

اور نیز ظاہر ہے کہ یہ دون تمہاری صلاح سے کوئی امر نہین کرتے ہین لیکن جو اپنے آقا کے حق مین بہتر جانتے ہو
کیون نہین کہتے گرگین خان نے علی ابراہیم کیطرف رخ کرکے چاہا کہ جواب دے دونون ہاتھون کو اپنے ایکدوسرے سے
مقابل کرکے بولا بالفعل نواب صاحب اور انگلشی اس قسم سے برابر ہین پھر ایک ہاتھ کی انگلیان بلند کرکے دوسرے ہاتھ
کی انگلیان جھکا کر کہا کہ اگر مسٹر اسیٹ کی اطاعت نکرین اسیطرح برا و پر غالب ہون گے اور اگر اطاعت کرین تو
دوسرے ہاتھ کی انگلیون کے مانند سرفرو و مغلوب ہونگے آیندہ مختیار ہین دو صورتونمین جیسا منظور ہو تعمیل فرماوین
یہ لوگ وہان سے حال گذشتہ کے عالیجاہ کے روبرو منظر ہوئے لڑائی کی بنیاد مستحکم ہولی مسٹر اسیٹ نے ناچار ہوکر
رخصت چاہی اول کسی کے رخصت دینے پر راضی نتھا آخر بعد گفتگو کے حکمدیا کہ مسٹر اسیٹ اور دیگر انگلشی جاوین
مگر مسٹر جے کو بعوض میرزا محمد علی وغیرہ محصورین کلکتہ کے مونگیر مین نگاہ رکہین بدین وعدہ کہ جب وہ خلاص ہوکر
آوینگے مسٹر جے بھی رخصت پاویگا مسٹر جے اپنی سوت سے راضی ہوکر مونگیر کی اقامت کو راضی ہوا اور مسٹر اسیٹ
وغیرہ بجرہ اور کشتی کی سواری پر روانہ کلکتہ ہوئے

مسٹر اسیٹ وغیرہ کا براہ دریا کلکتہ کو جانا اور مسٹر السن کا عظیم آباد مین میر مہدی خان سے لڑنا اور میر مہدیخان کا فتح پانا اور مسٹر اسیٹ کا مرشد آباد مین مارا جانا اور شعلہ فساد کا بھڑک اوٹھنا

جب مسٹر اسیٹ نے دیکھا کہ عالیجاہ مطلق راضی نہین ہوتا ناچار کلکتہ کو بکمال غیظ و کدورت روانہ ہوا اور مسٹر السن کو تحریر کیا
کہ ہمارے اور عالیجاہ کی صحبت ناچاق ہولی تم ہوشیار آمادۂ کارزار رہو جو کچھ تمسے ہوسکے اوسمین دریغ نکرنا مسٹر السن
اول بھی عالیجاہ کے جانب سے غمگین تھا اب کہ یہ سمجھا کہ بمجرد پہونچنے مسٹر اسیٹ کے کلکتہ مین حکم لڑائی کا صادر ہوا
چند روز اس انتظار مین کہ مسٹر اسیٹ حدود حکومت عالیجاہ سے گذر جائے ٹالے گیا جب کوچ کے حساب سے معلوم ہوا
کہ الحال مسٹر اسیٹ فوج عالیجاہ کے احاطہ سے باہر ہوگیا ہوگا امیر مہدیخان سے لڑنے اور قلعہ عظیم آباد کی تسخیر کا ارادہ
بالجزم کیا اور میجر کیرس کو جو سالار فوج انگلشی متعینہ عظیم آباد کا تھا چٹھی لکھی کہ آج کی رات کو مع کل فوج کے کوٹھی مین
اگر آرام کیجئے اور صبح قلعہ پر چڑھائی کرکے فتح کرنا چاہئے کوٹھی مین متعدد زینے اور خوب سے حصار پر چڑھنیکو مرتب کر رکھے
پہر رات گذری ڈاکٹر فلرٹن کو جو مشعر تجسس وسط شہر مین رہتا تھا چٹھی لکھکر طلب کیا ڈاکٹر مذکور محض واعیہ از ہمہ
بے خبر تھا اوٹھکر چلا آیا بعد پہونچنے کے معلوم ہوا کہ ارادہ دگرگون ہے میر مہدیخان محض بے خبر قلعہ نجتہ عظیم آباد مین
جو دار الامارۃ صوبہ مذکور کا تھا استراحت مین مشغول تھا اور افواج متعینہ حراست بھی بنا بر بیخبری اور بدانتظامی کے
جو کہ اب اس ملک مین مروج ہے بغرض حاضر بگدر گرم خواب اور ناتیار اور بعض اپنے مکان مین مصروف عیش و
آرام تھے کوئی بھی ہوشیار نتھا میجر کیرس وغیرہ انگلشی مع فوج ہمراہی کے قدم بڑھا کر زینون کو دیوار حصار پر
اوس رخ کیطرف سے جو لب دریا باین حویلی میر عبد اللہ اور کوٹھی انگلشیہ کے ہے لگا کر وقت سحر روز جمعہ دوازدہم

ماہ ذی الحجہ ۱۱۷۶ ہجری کو بالاے حصار آیا جو لوگ محافظین مین سے جو ادہر ادہر حاضر تھے مدافعہ مین آمادہ ہوئے
اور بعض انگلشی اور تلنگون کو مجروح اور مقتول کیا باقیماندہ شہر مین آئے ایک فوج بڑے بازار کے راستہ سے جو کہ
مابین دروازۂ مغربی اور قلعۂ بادشاہی کے ہے اور دوسری فوج کہڑکی نو دروازہ سے راستہ محلہ دیوان مین ہوئی شلک زنان
آگے کو بڑہے میر مہدیخان اور فوج متعینہ شہر و حصار آواز توپ اور بندوق کی باڑہ سے بیدار اور ہوشیار ہوئے
جس ہیئت سے کہ ہو سکا مخالفون کے روبرو آئے سر رشتہ گوریلہ بر مقابلہ ہوا اودہر سے توپ چہرہ وار اور بندوقکی
شلک نے آتشبازی شروع کر دی اودہر سے محمد امین خان مع چند نفر کے جیب مجروح ہوا اور ان کے پیر اوکہڑ گئے
میر مہدیخان اور شیخ برکت علی اور محمد خان وغیرہ کو شکست ہوئی میر مہدیخان نے دروازۂ شرقی سے نکلکر ہونگلیکا
عزم کیا اور شیخ برکت علی مضطرب کہڑکی راقی سے باہر ہوکر بیلے سر و پا دریا چاد ہوہ کے کنارے پہونچا
اور سراسیمہ راہ کا بنا تہا محمد خان لوٹکر چہل ستون کی عمارت مین آیا دروازہ بند کرکے مستعد مدافعہ بیٹہا اور لال سنگہ ہزاری
قلعۂ پختہ کے دروازہ کو بند کرکے مدافعہ کو آمادہ ہوا اور بندوق مارتا تھا اسیطرح چہل ستون سے بہی گولی برستی تھی
اور افواج انگلشی تمام شہر مین منتشر ہوئے فصیل اور بروج شہر کے مستحکم کر لئے دروازۂ شرقی سے مغربی تک غیر
چہل ستون اور قلعہ بادشاہی کے جہان لعل سنگہ اور محمد امین خان قایم تھے تمام شہر زیر قبضہ انگلشی آیا ادہر ادہر تک
جہانتک تلنگون اور ہرکارہ اور لشکر کے لچون کا ہاتھ پہونچا نہایت دلجمعی سے لوگون کو لوٹا جس گہر مین گہسے صاف
کر دیا جہاڑو تک نچہوڑی یہ حرکت ابہی تک انکے لشکر سے کبہی نہین ہوئی تہی اس عرصہ مین مہدیخان فشردہ ہی
پہونچا تہا کہ دوسری فوجین مونگیر سے فرستادہ عالیجاہ جو اسکی کمک کو آتی تہین اسکو اس حال تباہ مین دیکہا
اور محمد امین خان کے قلعہ بادشاہی اور لعل سنگہ کے چہل ستون مین پایداری سنکر مع مہدیخان کے بعزم تسخیر شہر
عازم عظیم آباد ہوئی اور لب دریا سے برج درگاہ تک پہونچے اور دروازہ مشرقی پر یورش کرکے جیب نزدیک
دروازہ مذکور جا پہونچے انگلشیون نے اپنی دو توپین دروازہ سے نکالکر خندق کے پل پر لگا دین اور
خود صف باندہکر مستعد مدافعت ہوئے میر ناصر خان داروغہ بانداران اور جعفر خان اور عالم خان نے
جو پیشتر بالکار ارمنی سے پہونچکر میر مہدیخان کو واپس کر لائے تھے بضرب بان اور شلک تفنگ کی فوج انگلشی کو
تزلزل کیا اور حملہ آور ہوئے فوج انگلشی نے کہبراکر اپنی توپین میخ ٹہوکنے سے خراب کرکے راہ فرار لی اور
اور میر مہدیخان نے مع ہرستہ سردار مذکور کے تعاقب کیا اس خبر کے سنتے جو فوج برج و حصار پر استوار تہی
بیدست و پا ہوکر مفرور ہوئی فتح و نصرت بندگان عالیجاہ کو نصیب ہوئی چہوٹا ہوا حصار پہر ہاتہہ لگا انگلشیون نے
بہاگکر کوٹہی کی استواری کی فوج عالیجاہ نے کہڑکی رہٹہ کی فصیل پر ازدحام کرکے کوٹہی پر توپ اندازی شروع کی
مسٹر السن مع بقیۃ السیف فوج انگلشی کی کوٹہی سے بہی بیتاب ہوکر آخر شب کو فراری ہوکر باقی پور کی

چہاونی ہین گیا اسی عرصہ مین ناکارا رمنی چہہ پلٹن اور آٹہہ توپ سے ہونچکر میر مہدیخان سے شریک ہوا
صبح کو مسٹر الس کے فرار سے آگاہ ہوکر سب مجموع متوجہ تعاقب ہوے مسٹر الس نے مطلع ہوکر شتاب
بسواری کشتی چہپرا ہوکر دریاے سرجو مین جسکے اوسپار شجاع الدولہ کے صوبہ کی سرحد ہے عازم ہوا رام ندہی
فوجدار سرکار سارن ایک بیقدر بنگالی تھا مگر جراٴت کی ہمت بڑہائی اور ٹکیر کی طرف سے سمرو مع فوجکے
متحرک ہوا مسٹر الس وغیرہ انگلشیہ کی اجل نزدیک آگئی تھی باوجودیکہ دو تین پلٹن ہمراہ تہین مگر کچہہ نہوسکا
رام ندہی کے ہاتھہ مین گرفتار ہوا یہ خبر عالیجاہ کو پہونچی زیادہ تر موجب غرور ہوا اور گرگین خان خالی شعور کی رایکا
استحکام ہوا عصر کیوقت مہدیخان کی مغلوبی سنکر میر قاسم خان کی جان اوڑہون پر آرہی تھی دوپہر رات گذری
میر ناصر وغیرہ کی پہونچنے اور میر مہدیخان کے غالب آنے اور الس کے بہاگنے کی خبر آئی جان رفتہ نے تن زار مین
استراحت فرمائی اوسیوقت نواخت نوبت کا حکم ہوا شادیانہ بجنے لگے صبح کو ملازمین آکر حاضر ہوئے چونکہ
میر عبد اللہ کو اسی اندیشہ جنگ سے عظیم آباد نجانے دیا تھا کہ مبادا پاس آشنائی صاحبان انگلشی کی کرکے
اپنے گہر سے جو متصل کوٹھی کے ہے داخل کر دے القصہ میر مذکور اور مورخ دونون نے باہم حضور مین پہونچکر
نذر مبارکباد گذرانی اوسنے میر مذکور سے کہا کہ تم کہتے تھے انگلشی لوگون کو زندہ کہا جاتے ہین کوئی اونکی
برابری نہوسکیگا میر مرقوم کے اس کلام سے حواس جاتے رہے اور بندہ مورخ سے کہا تمہارے آشنا یعنی
ڈاکٹر فلرٹن نے مجہسے عجب سلوک کیا فوج کو کوٹھی اپنے گہر مین طلب کرکے یہ ہنگامہ برپا کرایا بندہ نے عرض کیا کہ بندہ
کس حساب مین ہے جو اون سے آشنا ہوگا ہان حضور سے ڈاکٹر کی آشنائی ہے پس ہم لوگون کو چاہیئے کہ
حضور کے آشنا سے دوست اور دشمن سے دشمن رہین اگر ڈاکٹر سرکار کا دوستدار ہے ہمارا بہی آشنا ہے
ورنہ ہم زیادہ تر اوسکے دشمن ہین القصہ بعد اس خبر کے مکرر احکام اپنے عمال ممالک محروسہ مین صادر فرمائے
کہ درمیان ہمارے اور انگلشی کے اب صلح و آشتی نہین رہی جہان اس فرقہ کو پاؤ قتل کرو اور شاید مسٹر
امیٹ کی بابت مین بہی حکم صریح لکہہ بہیجا تہا یا اسی حکم عام کا ثمرہ جو مرشد آباد مین پہونچا مسٹر امیٹ بیچارہ کو مع
ہمراہیان کے شہسوار بیگ وغیرہ جماعدار ان عالیجاہ نے محصور کیا ہرچند اونہون نے عجز و الحاح کیا کہ ہمین زندہ
عالیجاہ کے حضور مین بہیجدو مگر اون کمتینون نے کچہہ نسنا روز پنجشنبہ ۱۶ تاریخ ذی الحجہ ۱۱۷۶ ہجری کو ہر ایک کی
گردن ماری اور اونکا سر عالیجاہ کے حضور مین بہیجا اور اوسی روز کوٹہی انگلشی کی جو قاسم بازار کے نام سے
اشتہار رکھتی ہے تاراج ہوئی

کونسل کلکتہ مین عالیجاہ کی لڑائی تصمیم ہونا اور میر جعفر خان کو ریاست بنگالہ پر بٹہانا اور مقید آنا
مسٹر الس وغیرہ انگلشی کا مونگیر مین عالیجاہ کے روبرو اور لڑائی ہونا محمد تقی خان بہادر کی

کٹوہ مین افواج انگلشی سے اور قتل ہونا کمال شجاعتمین عین رزمگاہ مین

جب میر محمد قاسم خان نے دیکھا کہ الحال بجز جنگ کے چارہ نہین محمد تقی خان بہادر فوجدار بیربہوم کو حکم خبرداری اور طیاری رزم انگلشیہ کا صادر فرمایا اور میر جعفر خان اور عالم خان اور شیخ ہیبت اللہ وغیرہ کو اوسکی مدد پر بھیجنے پر مامور کیا اور ارشاد فرمایا کہ جب انگلشی کلکتہ سے آوین خانہ کو بقصد روتقابلہ پر جائے اور فوج متعینہ مرشد آباد مین پہونچکر جس سامان کی حاجت ہو سید محمد خان نایب نظامت مرشد آباد سے لیکر پلاسی اور کٹوہ کیطرف جا پہونچے اور محمد تقی خان بہادر بہی مع افواج آراستہ کے نہضت کر کے کٹوہ مین آیا جب خبر قتل مسٹر امیٹ کی کلکتہ پہونچی شمس الدولہ بہادر گورنر نے ایکقطعہ خط متضمن تہدید محمد خان نایب عالیجاہ کے نام لکہا خلاصہ مضمون اسکا یہ ہے کہ مسٹر امیٹ بیچارہ کو جو سفیری پر گیا تہا کس راہ سے قتل کیا یہ مثل نہین سنی ہے کہ ایلچی راز واسطے یہ بیت بہی اس خط مین مندرج تہی ؎ بآئین شاہان ورسم کیان ٭ فرستادگان ایمن اند از زیان اور یہ بہی لکہا تہا کہ اگر حرکت زشت بلا اجازت آقا کے کی ہے تو اوسکی سزا کو پہونچوگے اور اگر بموجب حکم تعمیل کی ہے تو دستگیر خواستہ خداوند حقیقی ہے بعد ارسال اس خط کے کونسلیون نے آتش ہیجان ہو کر ہجوم کیا اور شمس الدولہ کو عالیجاہ کا حامی سمجہکر اسکے بہی عدو ہوئے اتفاقا اون دنونمین شمس الدولہ بیمار تہا کہ لایق آنے کونسل کے نہا تہا اور مسٹر ہیشٹنگ عماد الدولہ بہادر جلادت جنگ کو جو کہ شمس الدولہ سے یکدل و یکزبان تہا اور خود بہی عمدہ کونسلیہ مین تہا کونسل مین پہونچا تا کہ شمس الدولہ کی بیماری کا عذر کر کے جو حاجت پڑے اوسکے سوال و جواب مین مصروف ہو جب مسٹر ہیشٹنگ داخل کونسل ہوا کونسلیون نے شمس الدولہ کا حال دریافت کیا اور اوسکا نہ آنا موجب ملال سمجہا زیادہ رنج پڑہا چونکہ یہ کونسل صرف عالیجاہ کے مجادلہ کو ہوئی تہی نہایت غیظ و غضب سے خود آرائی کر کے اوسکے بعض گفتگو نامناسب نسبت شمس الدولہ اور مسٹر ہیشٹنگ کے کر اوٹہے مسٹر ہیشٹنگ باوجودیکہ کوہ تحمل تہا مگر مسٹر باٹسن کی گفتگو کی تاب نہ لایا باہمدگر خشونت واقع ہوئی شمس الدولہ اس خبر سے اوسی لباس بیماری سے کونسل گہر مین آیا بعد ورود مجلس کے کہا کہ صاحبو کیا فرماتے ہو اور مرضی کیا ہے اکثر کونسلیون نے جو مسٹر امیٹ اور مسٹر الس سے ہمدم و ہمنفس اور عالیجاہ اور شمس الدولہ سے ناخوش تہے اور مسٹر امیٹ کی قتل اور مغلوبی مسٹر الس نے اور بہی نمک افشانی کر دی تہی شدت غضب سے بے لحاظ ہو کر بولے کہ ہماری مرضی بجز لینے انتقام مسٹر امیٹ اور جنگ عالیجاہ کے اور کیا پوچہتے ہو شمس الدولہ نے درجواب لکہدیا کہ مسٹر الس وغیرہ بہت سے سردار اور سوار انگلشی عالیجاہ کے قیدی ہین جسوقت ادہر سے ہماری فوج اوسکے استقبال کو روانہ ہو یقین ہے کہ قیدیان مذکورہ کی جان بری عالیجاہ سے دشوار ہو مناسب یہ ہے کہ اول دم دلاسا سے اوس سفاک کو ہاتہ سے اپنے جماعہ کے صلاح کرا دین بعدہ انتقام کو عزم جزم کرین

چونکہ اور کونسلی کو یقین تھا کہ شمس الدولہ عالیجاہ کی حمایت کرتا ہے اس تدبیر کو مکر و تدویر خیال کر کی آشفتہ ہوئی
اور درجواب اوسی کاغذ پر ہر ایک نے اپنے دستخط سے لکھدیا کہ اگر عالیجاہ مقیدون کی کو صدمہ اور زیادہ مار ڈالے
ہمکو سوائے انتقام کے کوئی عزم منظور نہین ہے ہرگز اوسسے آشتی نہین کرینگے شمس الدولہ نے کاغذ مذکور کو جو واسطے
رفع بدنامی کے عمدہ دست آویز تھی اوٹھا کر اپنی جیب مین رکھ لیا اور کہا اب بلا تامل میر جعفر کے پاس جانا چاہیئے
اور اوسکو بجائے عالیجاہ کے مقرر کر کے مع اپنی فوج کے بھیجنا چاہیے باتفاق جعفر خان کے پاس آئے اور خان مذکور کو
امارت بنگالہ کی تکلیف اور اپنے لشکر کی رفاقت کے دی بعد گفتگو اور تعہد بعض شروط اور قول و قرار قسمیہ سے
اراوہ لشکر و جعفر خان کا درست ہوا کلکتہ سے بعزم رزم عالیجاہ کے برگشتہ اقبال برآمد ہوئے مسٹر السن وغیرہ
انگلستی رام ندہی فوجدار سرکار سارن کے گرفتار ہوئے توپ اور بندوقہائے چقماقی مع اسباب وغیرہ کے جو کچھ
کوٹھی اور باقی پور مین ہمراہ مسٹر السن کے تھے عالیجاہ کی سرکار مین ضبط ہوا اور انگلستیان مقید کو میر مہدیخان نے
بموجب حکم عالیجاہ کے مونگیر بھیجا اور عالیجاہ نے مسٹر السن وغیرہ سردارون کو حوالہ شیخ فرحت علی کر کے سولداوان
بیچارہ کو بھی مقید کیا اور جس جگہ انگلستی اسکے عمال کے ہاتھ لگے تھے اونکو حکم بھیجا کہ زیر تیغ کرین بعضون نے
براہ ترحم چند روز درنگ کیا بعد ازان جب فوج انگلستی کا غلبہ معلوم ہوا مقیدون کو چھوڑ دیا اور بعض نے جو کہ
خیرہ سر اور بے خرد و مغرب رو یہ افواج انگلستی سے دور تھی مقیدون کو زیر تیغ بیدریغ کھینچا مسٹر السن وغیرہ انگلستی کو
شیخ فرحت علی اور کرگین خان کے حوالات مین سپرد کر کے اوسکی حفاظت کا کمال تاکید کی ایکروز ڈاکٹر فلرٹن نے
اپنی عسرت اور تکلیف کا حال بندہ مورخ کو کہلا بھیجا بندہ مورخ نے بدین نظر کہ اونسے اوسپر بہت سے احسان
کئے ہین کوئی بات اوسکے حق مین کہنا ضرور ہوا اور بہمتے بمقتضائے وقت مصلحت سمجھا کیونکہ گمان جاتا تھا بلکہ یقین تھا
کہ اوسکے آدمی کے آنے کی خبر جو بندہ کے پاس آیا بے شبہہ عالیجاہ کو پہونچی ہو گی اگر بندہ اس امر کا اعتبار نکرے
بدگمان زیادہ ہو جائیگا لہذا مجمل حال عالیجاہ سے عرض کیا اونسے جواب دیا کہ تمہارا آشنا ہے اگر اسوقت مین
خبرگیری کرو کچھ مضائقہ نہین لیکن یہ کلام طنز آمیز تھا بندہ نے التماس کیا کہ مجھسے زیادہ خبابعالی سے آشنا ہے
چونکہ اوسکی خاطرداری بہت ہوتی تھی لہذا عرض کیا کہ اگر کوئی عنایت اوسکے حال پر منظور ہو تعمیل کیجاوے اور اگر
سرکار تقصیر وار ہو مجھے کچھ سروکار نہین اس کلام سے متہم ہو کر فرحت علی کو روبرو بلا کر کہا کہ ڈاکٹر نے غلام حسین خان سے
پیغام دیا اور انہون نے چونکہ میرے دوست تھے مجھے مطلع کیا اسیطرح صدہا جگہ اوسکے آدمی گئے ہون گے تم اپنے
پیش و پس کی خبر نہین رکھتے آیندہ احتیاط رکھو کہ ماکول و ملبوس وغیرہ ضروریات سے اوسکو تصدیعہ نہو لیکن
یہ بھی احتیاط رکھو کہ اوسکی آمد رفت پیغام و سلام کی لشکریون سے نہونے پائے کہ مبادا فتنہ ہائے بزرگ حادث ہون
بندہ مورخ نے اپنی جانکا خوف کہا کر پھر کچھ نکہا اور بیچارہ انگلستی بکمال حفاظت اور احتیاط مین مردم مذکور کے

ساتھ عالیجاہ کے پہونچنے تک عظیم آباد مین مقید رہا

ذکر سرتابی کرنے شیخ ہیبت اللہ اور عالم خان اور جعفر خان وغیرہ کا محمد تقی خان کی فرمایش اور پیش قدمی اور خودسری کرنا انگلشیون کی جنگ مین اور سید محمد خان نایب مرشد آباد کا نفاق کرنا محمد تقی خان سے

محمد تقی خان بہادر کہ فی الحقیقت سزاوار لایق ریاست و سروری تھا سید محمد خان نایب مرشد آباد سے جو مرد پوچ بیچارہ تھا سرفرو نہوتا تھا اور کیونکر ہوسکتا تھا کہ جوان مرد کریم خسیس لئیم کی اطاعت کرے اسی سبب سے سید محمد خان اوسکے دشمن کیطرح تھا اوسکی بلندنامی اور نیک شہرتی کے آتش حسد پر جلا جاتا تھا اندنون مین کہ محمد تقی خان انگلشیان بیچارہ کی جنگ پر مامور ہوکر نواح کٹوہ مین پہونچا بعض اسباب اور آلات اور ادوات حرب کی سید محمد خان سے جو کہ حاکم شہر اور صاحب اختیار خدم اور اسباب کا تھا طلب کیا اون احمق نے بآرزوی اسکے شکست پانے اور برہمی کار کی سرانجام اسباب مطلوبہ مین تعلل کیا اور اس توقف کا انجام جو اوسکی آقا کی برائی تھی نہین سمجھتا تھا تا آنکہ افواج متعینہ مونگیر سے مرشد آباد ہوکر آگے کو بڑہی عجب نہین کہ فوج مذکور کو بسبب نفاق کے جو محمد تقی خان سے رکہتا تھا اوسکی تعمیل فرمان سے منحرف کردیا ہو خلاصہ یہ ہے کہ جب شیخ ہیبت اللہ اور اور عالم خان وغیرہ نزدیک لشکر محمد تقی خان کے پہونچے ہرچند خانمذکور نے اونکو کہلا بہیجا کہ ملکیا ہوکر باہم لڑنا چاہیے مگر اونہون نے نمانا بہاگیرتی اوسطرف علحدہ فرود کش ہوئے دوسرے روز خبر پہونچی دو پلٹن انگلشی کی ہاٹ سے جو کہ ظاہرا اوس فرقہ کے وہان کوٹھی تھی سنکر فوج مذکور نے اونپر چڑہ جانے کا ارادہ کیا محمد تقی خان کو کہلا بہیجا کہ بعض برق اندازونسے ہماری مدد کرو محمد تقی خان نے بنابر رفع بدنامی اور کار سرکار کے شیر بچہ اور جوانان منتخب جو اوسکی تازہ بہم پہونچائے ہوئے تھے اور دس روپیہ ماہواری کے نوکر تھے اور حسب ضابطۂ ولایت دہ باشی اور یوزباشی اور منک باشی انکو مقرر کرکے حسب لیاقت ہر ایک کا درماہہ پندرہ سے تیس روپیہ اور ساٹھہ اور سو روپیہ تک مقرر کیا اور ہمیشہ اپنے پیش نظر اون لوگونسے بندوق اندازی کی مشق کراتا تھا اور اونکی باربرداری کے لئے گھوڑے بیل اونٹ مقرر کیئے تھے تاکہ اونکو عذر باربرداری کا نہو کہ شیر بچہ اور اوسکی ساز کے کچھ کند ہے نہ لیجاوین اونمین سے پانسو نفر برق انداز مع فرامرز اپنے حیلہ کے اونکی مدد پر بہیجا اور وہ لوگ انکی متفق ہوکر پیشتر کو روانہ ہوئے اور فرامرز حسن اہتمام سے اون دونون پلٹنون پر غالب آئے اور اونکو جہانسے آئی وہین پر جا بہگایا اور خود پہونچکر ہالی کوٹ کو محصور کرلیا تا آنکہ وقت شب پلٹن بردوان وغیرہ کی فوجین اون پلٹنون کی مدد پر جا پہونچین صبح ہوتے سب مجموعی بڑہی کر دفر سے برآمد ہوئے لڑائی شروع ہوئی اوسوقت عالم خان اور شیخ ہیبت اللہ وغیرہ باختہ حواس ہوئے اور محمد تقی خان بہادر کی نصیحت یاد آئی حتی الوسع خوب ہاتھہ پیر ہلائے آخر الامر کہ تاب

جزایریون کے مقتول و مجروح ہوئے جماعہ مذکور بیتاب ہوکر فراری ہوئی جب محمد تقی خان کے لشکر کے قریب آئے خانمذکور نے کشتیان اپنی طرف کہینچ لین انکی اوترنے کی راہ بندی تاکہ یہہ لوگ میری فوج مین آکر موجب دل شکستگی باقی فوج کے ہوون اور فوج انگلشی غالب ہوکر دو تین کوس وہان سے بیشتر کو بڑہی

ذکر جنگ کرنے محمد تقی خان بہادر تہور نیری کوزہ کلانی کا اور جان نثار ہونا تقدیر آسمانی ہے

محمد تقی خان بہادر دوسرے یا تیسرے روز پنجم ماہ محرم سنہ ۱۱۷۷ ہجری کو اپنے جمعیت ہمراہی کے ساتھہ سوار ہوکر میدان کارزار مین بعزم استواری جو اس عزیز یا غیرتکی عمر سبک رفتار تھی آیا ہمراہیون سے اپنے تسلی اور استمالت بسیار فرمانکر تحریص اور تسجیع جنگ مخالفان کی کرتا ہر ایک کو وعدہ فتح پر امیدوار مراتب اعلے کیا الغرض تیغ و تفنگ چمکایا اور ہر ایک کا الیا دل بڑہایا کہ ہر ایک نے نقد جان سے خزینہ تن خالی کیا خانمذکور نے تاکید کرکے فوج کی ترتیب دی جب مقابلہ ہوا توپ اندازی شروع ہوئی طرفین سے قدم قدم بڑہتے تھے نامردونکے دل گہٹتے تھے جن جن کی موت کا وعدہ پورا ہوگیا تھا گولہ گولی توپ و تفنگ سے آلودہ ہوکر ایفائے وعدہ مین منتقل ہوئے محمد تقی خان کے دل دینے سے اسکی طرف وہ چیرہ دستی ہوئی کہ کسیقدر فوج انگلشی مغلوب ہوتے نظر آئی اسی عرصہ مین محمد تقی خان کے پیر مین گولی لگی گہوڑا فرش عدم پر لوٹ گیا جوانمرد دوسرے راہوار سوار ہوا نہایت متصل مخالف سے جا پہونچا غنیم کی فوج آہستہ آہستہ پیچہے ہٹتی تہی لیکن حسب ضابطہ جنگ انگلشیان تاآنکہ دوسری گولی محمد تقی خان کے گہوڑے کے آلگی اور اس راہوار نے بہی عرصہ عدم کو قدم بڑہایا اب تیسرے گہوڑے کی باری آئی اور آگے کو بڑہا قضارا خانمذکور کے پہلوے سینہ مین گولی آکر لگ گئی اس دلاور بہادر نے دامن فراہم کرکے کندہے پر ڈالا نظر مخالف سے پردہ کیا آگے کو قدم بڑہایا انگلشیون نے عین پس پا مین فوج کو نالہ مین بطور کمین کے قایم کیا اور محمد تقی خان نالہ کے سر پر متوجہ یورش تھا چونکہ دریاچہ مذکور پر عبور ہو کوئی گہاٹ تجویز کر رہا تھا اوسیوقت مین غنیم نے بہت مجموعی ہوکر ایکبارگی باڑہ ماری اس باڑہ مین اکثر ہمراہی محمد تقی خان کے جان نثار ہوئے جمعیت گہٹ گئی اور ایک گولی حسب تحریر پیشانی محمد تقی خان کی جبین پر لگی کہ فوراً اپنے ہمراہیون کے ساتھہ دینے کو خود بہی روانہ عرصہ عدم ہوا باقیماندہ لشکر پر شکست آئی بیدل سراسیمہ ہوکر سر بسر فرار ہوئے انگلشیون کو فتح نصیب ہوئی انگلشیون نے اپنے مجروح کو دوا کے لئے ڈاکٹر کی سپرد کیا اور خود دو تین روز متوقف ہوکر عازم پیشتر ہوا سید محمد خان اس خبر سے مضطر ہوا بغیر اسکے کہ لوگ جمع کرے اور اسباب اور سامان عالیجاہ کا جو وہان تھا جمع کرے فراری ہوکر لشکر عالیجاہ کی راہ لی میرزا محمد ایرج خان سراج الدولہ کا سسرا جو کہ مرشد آباد مین عالیجاہ کی عنایت و صحبت سے محروم تھا میر جعفر خان کے استقبال ملازمت کو دوڑا اور حسب الامر میر جعفر خان نے جہٹ پلٹ کر مرشد آباد مین

اوسکی منادی کرائی اور خود فاتح العبال بلدہ مذکور کے اہالی و حوالی کی تسلی کرنے لگا ۱۲ محرم ۱۱۷۷ ہجری روز
یکشنبہ کو میر جعفر خان مع فوج انگلشی داخل مرشد آباد ہوا اسیقدر خفیف سا تزلزل شہر مین واقع ہوا آگرکی لپون نے
تھوڑی سی دست بردی کی تھی میر جعفر خان چھہ روز مہابت جنگ کے دولتخانہ مین جو مرشد آباد کا دار الامارہ مقرر ہوا تھا
فروکش رہا ساتوین دن سحر کو مطابق ہیجدہم محرم سنہ مذکور مع فوج انگلشی بعزم جنگ باہر نکلا

عالیجاہ کو محمد تقی خان بہادر کے قتل کی خبر ملنا اور دوسری فوجکو بھیجنا اور آثار ادبار

میر قاسم خان محمد تقی خان کے قتل کی خبر نواح کٹوہ اور بہدوان مین سنکر مضطرب ہوا اور شیخ حبیب اللہ وغیرہ
افواج متعینہ سابقہ کو حکم توقف رشوتی مین دیکر اسد اللہ خان ولد میر حسین خان کو جو فوجدار تربٹ شمالی کا تھا
مع شش ہزار سوار اور مارکار اور سمرو کو مع سات آٹھ پلٹن اور سولہ توپ اور میر ناصر داروغہ باندار ان کو علی الفور
فوج مذکور کی نزدیک بھیجکر حکم دیا کہ سب لوگ باتفاق میدان سوتی مین فوج مخالف سے رزم آور ہون اور شیر علیخان
فوجدار پورنیہ کو بھی جو کہ ادنی متوسلان معز الدین حسین خان ولد سیف خان مین تھا اور عالیجاہ کے وقت مین
ترقی پاکرکے بجائے صولت جنگ اور سیف خان کے تمام پورنیہ کا فوجدار ہوا تاکید ہوئی کہ عبور گنگا کرکے شریک
اسد اللہ خان وغیرہ فوج متعینہ کا ہو اسد اللہ خان اور شیر علیخان وغیرہ مع فوج کوچ کرکے شیخ حبیب اللہ سے میدان
سوتی مین ملحق ہوئے

میدان سوتی مین لڑائی عالیجاہ کی انگلشیوں سے اور مغلوب ہونا

روز سہ شنبہ بیسوین ماہ محرم کو مقابلہ طرفین ہوا مارکار ارمنی اور سمرو نے مرکز پر صف آرائی کی اور اسد اللہ خان
انکے دست راست آٹھ نو ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ سے استادہ ہوا اور دونون فوج کے پہلو مین
شیخ شیر علیخان دو تین ہزار نفر سے مستقل ہوا اور وہر فوج انگلشی جو تین ہزار سے زیادہ نہوگی صف آرا ہوئی ...
توپ چلنے لگی فوج انگلشی قدم بقدم بڑھتی آتی تھی اسد اللہ خان کو دعوی بہت تھا اپنی فوج لیکر پہلو کیطرف
متحرک ہوکر نصف میل یا کچھہ زیادہ راہ طے کرگیا اس ضمن مین فوج غنیم نے سمرو اور مارکار ارمنی پر غلبہ ظاہر کیا
اسد اللہ خان مع رفقا کے بداعیہ یورش غنیم کے پہلو سے نمودار ہوا جب اسپر رائے متفق ہوئی میر بدر الدین خان
رسالدار نے مع اپنے رفقا کے علیحدہ ہوکر اسد اللہ خان سے کہا کہ ہم تمہاری نعرہ کے منتظر ہین جسوقت گھوڑی
چھوڑیگی انشا اللہ ہمین بھی پیشتر جانئے یہ کہکر گوش بر آواز ہوا جب نعرہ اللہ و اکبر اوس مجمع کر سے گوش زد ہوا
اور دیکھا کہ فوج مذکور اپنی جگہ سے متحرک ہوئی نو سو سوار ہمراہی سے دشمن پر جا گرا اور اوسکے دست چپ سے
میر ناصر داروغہ نے یورش کرکے فوج غنیم پر عرصہ تنگ کیا تھا مقابل میر بدر الدینخان کے کمتر ایک پلٹن ہی تھی
پس پا ہوکر دریا مین جو پیچھے تھا جا گرے اضطراب کے مارے نزدیک تھا کہ غرق ہو جاوین مگر پانی کمر اور چھاتی

اور نیز ظاہر ہے کہ بدون تمہاری صلاح کے کوئی امر نہین کرتے ہین پس جو لیے آقا کے حق مین بہتر جانتے ہو کیون نہین کہتے گرگین خان نے علی ابراہیم کیطرف رخ کر کے چاہا کہ جواب دے دونون ہاتھون کو لیے ایکدوسرے مقابل کر کے بولا بالفعل نواب صاحب اور انگلشی اس قسم سے برابر ہین پہر ایک ہاتھ کی انگلیان بلند کر کے دوسرے ہاتھ کی انگلیان جہکا کر کہا کہ اگر مسٹر امیٹ کی اطاعت نکرین اسیطرح پر اونپر غالب ہون گے اور اگر اطاعت کرینگے دوسرے ہاتھ کی انگلیون کے مانند سرفرو مغلوب ہونگے آیندہ مختیار ہین دو صورتونمین جیسا منظور ہو تعمیل فرماوین یہ لوگ وہان سے حال گذشتہ کے عالیجاہ کے روبرو منظر ہوئے لڑائی کی بنیاد مستحکم ہوئی مسٹر امیٹ نے ناچار ہو کر رخصت چاہی اول کسی کے رخصت دینے پر راضی نتہا آخر بعد گفتگو کے حکم دیا کہ مسٹر امیٹ اور دیگر انگلشی جاوین مگر مسٹر جے کو بعوض میرزا محمد علی وغیرہ محصورین کلکتہ کے مونگیر مین نگاہ رکہین بدین وعدہ کہ جب وہ خلاص ہو کر آوینگے مسٹر جی بہی رخصت پاویگا مسٹر جی اپنی سعت سے راضی ہو کر مونگیر کی اقامت کو راضی ہوا اور مسٹر امیٹ وغیرہ بجرہ اور کشتی کی سواری پر روانہ کلکتہ ہوئے

مسٹر امیٹ وغیرہ کا براہ دریا کلکتہ کو جانا اور مسٹر الس کا عظیم آباد مین میر مہدی خان سے لڑنا اور میر مہدیخان کا فتح پانا اور مسٹر امیٹ کا مرشدآباد مین مارا جانا اور شعلہ فساد کا بہڑک اوٹہنا

جب مسٹر امیٹ نے دیکہا کہ عالیجاہ مطلق راضی نہین ہوتا ناچار کلکتہ کو بکمال غیظ و کدورت روانہ ہوا اور مسٹر الس کو تحریر کیا کہ ہمارے اور عالیجاہ کی صحبت ناچاق ہوئی تم ہوشیار آمادہ کارزار رہو جو کچھ تمسے ہو سکے اوسمین دریغ نکرنا مسٹر الس اول ہی عالیجاہ کے جانب سے غمگین تہا اب کہ یہ سمجہا کہ بمجرد پہونچنے مسٹر امیٹ کے کلکتہ مین حکم لڑائی کا صادر ہوا چند روز اس انتظار مین کہ مسٹر امیٹ حدود حکومت عالیجاہ سے گذر جائے ٹالے گیا جب کوچ کے حساب سے معلوم ہوا کہ الحال مسٹر امیٹ فوج عالیجاہ کے احاطہ سے باہر ہوگیا ہوگا امیر مہدیخان سے لڑنے اور قلعہ عظیم آباد کی تسخیر کا ارادہ بالجزم کیا اور میجر کیرس کو جو سالار فوج انگلشی متعینہ عظیم آباد کا تہا چٹہی لکہی کہ آج کی رات کو مع کل فوج کے کوٹہی مین آکر آرام کیجے اور صبح قلعہ پر چڑہائی کر کے فتح کرنا چاہئے کوٹہی مین متعدد زینے اور خوب سے حصار پر چڑہنیکو مرمت کر رکہے پہر رات گذری ڈاکٹر فلرٹن کو جو مشعر تجسس وسط شہر مین رہتا تہا چٹہی لکہکر طلب کیا ڈاکٹر مذکور محض واقعہ سے بے خبر تہا اوٹہکر چلا آیا بعد پہونچنے کے معلوم ہوا کہ ارادہ دگرگون ہے میر مہدیخان محض بے خبر قلعہ پختہ عظیم آباد مین جو دارالامارۃ صوبہ مذکور کا تہا استراحت مین مشغول تہا اور افواج متعینہ حراست بہی بنا بر بیخبری اور بدانتظامی کے جو کہ اب اس ملک مین مروج ہے بغرض حاضر بگر گرم خواب اور ناتیار اور بعض اپنے مکان مین مصروف عیش و آرام تہے کوئی بہی ہوشیار نتہا میجر کیرس وغیرہ انگلشی مع فوج ہمراہی کے قدم بڑہا کر زینون کو دیوار حصار پر اوس رخ کیطرف سے جو لب دریا مابین حویلی میر عبداللہ اور کوٹہی انگلشیہ کے ہے لگا کر وقت سحر روز جمعہ دوازدہم

ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۶ ہجری کو بالائے حصار آیا جو لوگ محافظین مین سے جو ادہر اودہر حاضر تھے مدافعہ مین آمادہ ہوئے
اور بعض انگلشی اور تلنگون کو مجروح اور مقتول کیا باقیماندہ شہر مین آئے ایک فوج بڑے بازار کے راستہ سے جو کہ
بائین دروازۂ مغربی اور قلعۂ بادشاہی کے ہے اور دوسری فوج کہرگڈہ کے نوڑ سے راستہ محلہ دیوان مین ہوئی شلک زنان
آگے کو بڑہے میر مہدیخان اور فوج متعینہ شہر و حصار آواز توپ اور بندوق کی باڑہ سے بیدار اور ہوشیار ہوگئے
جس ہیبت سے کہ ہوسکا مخالفون کے روبرو آئے سررشتہ گوریٹہ پر مقابلہ ہوا ادہر سے توپ چہرہ دار اور بندوقکی
شلک نے آتشبازی شروع کردی ادہر سے محمد امین خان مع چند نفر کے جب مجروح ہوا اور ان کے ہمراہ کہٹ گئے
میر مہدیخان اور شیخ برکت علی اور محمد خان وغیرہ کو شکست ہوئی میر مہدیخان نے دروازۂ شرقی سے نکلکر مونگیر کا
عزم کیا اور شیخ برکت علی مضطرب کہڑکی راقمی سے باہر ہوکر بے سر و پا دریا چادہوہ کے کنارے پہونچا
اور سراسیمہ راہ کا ناپتا تہا محمد خان لوٹکر چہل ستون کی عمارت مین آیا دروازہ بند کرکے مستعد مدافعہ بیٹہا اور لال سنگہ ہزاری
قلعۂ پختہ کے دروازہ کو بند کرکے مدافعہ کو آمادہ ہوا اور بندوق مارتا تہا اسیطرح چہل ستون سے بہی گولی برستی تہی
اور افواج انگلشی تمام شہر مین منتشر ہوئے فصیل اور برج شہر کے مستحکم کرلئے دروازہ شرقی سے مغربی تک غیر
چہل ستون اور قلعہ بادشاہی کے جہان لعل سنگہ اور محمد امین خان قایم تہے تمام شہر زیر قبضہ انگلشیہ آیا دوپہر تک
جہانتک تلنگون اور ہرکارہ اور لشکر کے لچون کا ہاتہ پہونچا نہایت دلجمعی سے لوگون کو لوٹا جس گہر مین گیے صاف
کردیا جہاڑو تک نچہوڑی یہ حرکت ابہی تک انکے لشکر سے کبہی نہین ہوئی تہی اس عرصہ مین مہدیخان فشردہی
پہونچا تہا کہ دوسری فوجین مونگیر سے فرستادہ عالیجاہ جو اسکی کمک کو آتی تہین اسکو اس حال تباہ مین دیکہا
اور محمد امین خان کے قلعہ بادشاہی اور لعل سنگہ کے چہل ستون مین پایداری سنکر مع مہدیخان کے بعزم تسخیر شہر
عازم عظیم آباد ہوئی اور لب دریا سے برج درگاہ تک پہونچے اور دروازہ مشرقی پر یورش کرکے جب نزدیک
دروازہ مذکور جا پہونچے انگلشیون نے اپنی دو توپین دروازہ سے نکالکر خندق کے پل پر لگادین اور
خود صف باندہکر مستعد مدافعت ہوئے میر ناصر خان داروغہ باندار ان اور جعفر خان اور عالم خان نے
جو ہمیشہ بالکار ارمنی سے پہونچکر مہدیخان کو واپس کرلائے تہے بضرب بان اور شلک تفنگ کی فوج انگلشی کو
متزلزل کیا اور حملہ آور ہوئے فوج انگلشی نے گہبراکر اپنی توپین میخ ٹہوکنے سے خراب کرکے راہ فرار لی اور
اور میر مہدیخان نے مع ہر سہ سردار مذکور کے تعاقب کیا اس خبر کے سنتے جو فوج برج و حصار پر استوار تہی
بیدست و پا ہوکر مغرور ہوئی فتح و نصرت بندگان عالیجاہ کو نصیب ہوئی چہوٹا ہوا حصار پر ہاتہہ لگا انگلشیون نے
بہاگکر کوٹہی کی استواری کی فوج عالیجاہ نے کہڑکی رہٹہ کی فصیل پر اژدحام کرکے کوٹہی پر توپ اندازی شروع کی
مسٹر السن مع بقیۃ السیف فوج انگلشی کی کوٹہی سے بہی بیتاب ہوکر آخر شب کو فراری ہوکر باقی پور کی

کثیر تھا جملہ عظمای مین راجہ رام نراین ناظم عظیم آباد اور راجہ راج بلبھہ دیوان مہابت جنگ نایب ناظم عظیم آباد مع چند فرزند دلبند اور رائے رایان امید رام مع فرزند اور راجہ فتح سنگہ اور راجہ بنیا د سنگہ زمینداران ٹکاری اور شیخ عبد جو پورنیہ مین قید تھا مع دیگر زمینداران اور ناموران کے قید حیات سے خلاص کئے گئے رام نراین کو بندہ نے سنا کہ بالو کا بڑا گٹھڑا اوسکے گلو مین لٹکا کر غرقاب کرایا اور شاید کہ اور لوگون کو اسیطرح دریائے عدم کے کنارے لگایا اور جماعہ انگلشی کو نہایت احتیاط سے محبوس رکھا تھا ہر چند کرگین خان انکے قتل مین بہی مستعجل تھا مگر عالیجاہ کچھ اپنی مصلحت سمجھکر اس بارہ مین اوسکی بات نہ سنتا تھا اور سپاہ ہند بموجب اپنے ضابطہ کی کہ رکھتے ہین فرار اسیوقت نازک دیکھکر بیتابی کرنے لگتی ہین عالیجاہ دیدہ و دانستہ ٹالنے لگا تا آنکہ آہستہ آہستہ مع فوج کے دریائے چنپا نگر پہونچکر مقیم ہوا اور افواج سابقہ اور لاحقہ مورچہ ادہوا پر مستعد ہو کر سد راہ انگلشی ہوئے اسی ضمن مین جب انگلشی کی لڑائی محمد تقی خان سے ہوئی تھی عالیجاہ جو پایۂ مردمان شجاع تھا آرزو کی کہ کامگار خان میکن بہی اپنا رفیق ہو علی ابراہیم خان کو اس مقدمہ مین واسطہ کیا خانذکورنے اپنی کوشش سے اوسے حاضر کیا مصرف لالیقہ اوسکے لئے معین ہوا اسفر ز الہ چنپا نگر مین ہمراہ تھا جب چند روز اسجگہ گذرے کامگار خان کو کرگین خان نے نالہ اودہوا جانیکو کہا کامگار خان نے جوابدیا کہ وہان بیر احتیاج سے زیادہ فوج محض بیکار بیٹھی ہی اگر مین بہی گیا او مین شریک ہوجاؤنگا بہتر یہ ہی کہ کوئی رئیس دولتمند اونکی سرداری مین جاوے تاکہ حاضرین اوسکے زیر حکومت کار سرکار مین مصروف ہون اس جواب سوال مین طول ہوا کامگار خان نے رنجیدہ ہو کر کہا کہ تمنے ابہی جنگ نہین دیکھی بندہ جو کچھ مناسب حال دیکھتا ہی کہتا ہے کرگین خان نے آزردہ ہو کر عالیجاہ سے شکایت کی اور کہا کہ کامگار خان حسب اشعار علی ابراہیم خان سے جنگ اودہوا کو نہین جاتا ہے عالیجاہ نے اسکی تعلیم موجب علی ابراہیم خان سے اس بارہ مین چند کلام اشارتًا فرمائی خلاصہ یہ کہ کامگار خان قضیۂ نامرضیہ کے انتظار مین لڑائی کو نہین جاتا ہے یہ ارادہ رکھتا ہی کہ اگر نوعدیگر ہو تو بالک شکر کو غارت کرے کرگین خان کہتا ہے کہ شاید آپکے حکم کا انتظار رکھتا ہے علی ابراہیم خان نے عرض کیا کہ اسکی تدبیر آسان ہے بندہ کو نظربند کرکے کامگار خان کو جو منظور ہو حکم دیجئے عالیجاہ عذر خواہ ہوا تب علی ابراہیم خان نے جو سوال جواب کرگین خان اور کامگار خان کے درمیان مین گذرے تھے بیان کئے عالیجاہ نے بہی رئیس مطاع کا جانا واسطے لشکر اودہوا کے مناسب جانا اور کہا کوئی ہے علی ابراہیم خان نے التماس کیا کہ بجز کرگین خان کے دوسرے کو یہ مرتبہ حضور نے نہین دیا ہے الا شاید کہ وہ نجائے عالیجاہ نے کہا کیا وجہ علی ابراہیم خان ملتمس ہوا کہ اچھا امتحان لیجئے عالیجاہ نے جب کرگین خان کو تکلیف سفر دی اوسنے جوابدیا کہ احوال اودہوا کا جو کچھہ ارشاد ہوتا ہے واقعی ہے اور مینے بہی سنا ہے مگر بندہ نے اپنا سر حضور کے پیرون باندہا ہی اس دار و گیر مین حضور کو تنہا نہین چھوڑتا بہر صورت کرگین خان نگیا اور کامگار خان کو علی ابراہیم خان نے واسطے

نرح سنگھ نامی اپنے لڑکے پر ہجوم جانے پر راضی کیا تاکہ وہ وہان جاکر مصدر شورش ہوا اور افواج انگلشیہ کو پریشان کرے لیکن سبب آمد آمد فوجی افواج نیپالی پورنیہ قبل اسکے پہونچنے کے اودہوا کا فیصلہ ہوگیا اور بشدت برسات اور طغیانی دریا اور ندی اور جھیل وغیرہ سے جو بنگالا میں بکثرت ہین تنگ قاز کی راہ مسدود ہوئی چپاولی کی فرصت نہ پائی اور بعد شکست اودہوکے کامگار خان لوٹکر اپنی جگہ پر آیا اور لشکر عالیجاہ میں مل سکا اسی وقت میں کہ عالیجاہ در باجپور پٹنہ کے گرد مقیم تھا نجف خان جو اقربائے میرزا محسن برادر صفدر جنگ میں اور اولاد نجف خان صدر الصدور ایران اور بالفعل سپہ سالار سلطان ہند اور امیر الامرا شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے نفاق سے عاجز ہوکر مع چند رفقا کے نکلکر عالیجاہ کے پاس آیا اسنے اسکو وہ دار اکر کے کمک اودہوا پر مامور کیا

نکلنا میر روح الدین خان بہادر کا لشکر عالیجاہ سے بلا اطلاع اور فتح کرنا ضلع پورنیہ کو

اس عرصہ میں میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف سیف خان بن امیر خان صوبدار کابل جو ہمراہ عالیجاہ کے مونگیر میں تھا مگر وجہ لائق نہین پاتا تھا کبھی تھوڑی سے خبرگیری ہوتی تھی جس کے سبب سے نہایت عسرت میں اوقات کٹتی اور اسباب بیچکر اوقات گذاری کرتا تھا تا انکہ فرصت پاکر کشتی مختصر کہ بہم پہونچائی اور ملاحون کو انعام دیکر راضی کرلیا اور کنارون گنگا کے گوشون میں رفاقت عالیجاہ کے نام سے رہا کیا تھا اور عالیجاہ کا انجام کار دیکھ رہا تھا ناگہان کل دوستون سے بے خبر پورنیہ کو گیا اور پوشیدہ تاریکی شب میں محمدی بیگ اپنے باپ کے پیرزادے کے گہر جا اترا اوسنے اپنی جان اور سپہدار جنگ کا خوف کہایا عالیجاہ کی دہشت سے ڈرکر اپنے مکان میں نہ کیا بلکہ پورنیہ میں اوسکا رہنا نامناسب سمجھکر کہا کہ چلا جا سپہدار اوسی کشتی پر سوار ہوکر دریاچہ کوسی قدیم میں جو آبادی پورنیہ سے چار پانچ کوس دور تھا اور اوسی جگہ دریاچہ مذکور نہر سونرا سی جو اوسکے نیچے جاری ہے ملا تھا اوسی دریا کے کسی گوشہ میں جا بیٹھا مع دو تین خدمتگاری نام تبدیل کرکے پانچ چھ روز بسر کی اور بعض ہرکارون کو مقرر کیا کہ نہر اودہوا کی لڑائی کا حال قبل اسکے کہ اوسکی خبر آشکار ہو مجھے پہونچانا جسوقت انگلشیہ مخالفان اودہوا پر غالب ہوئے اور نوکران عالیجاہ کی شکست ہوئی اول اسکے خبر روح الدین حسینخان کو پہونچی اسوقت عین شیر علیخان فوجدار پورنیہ وارد اودہوا تھا پورنیہ جانے اوسکے ہی دوبہائی چند لوگ سے دار الامارۃ کے دروازہ پر خس وخاشاک کیطرح پڑے تھے اور زر خطیر قریب دو لاکھ روپیہ کے کشتیون پر بار کیا اور واسطے ارسال خرچ لشکر کے سپہدار جنگ کی کشتی کی قریب فروکش تھا اور چند پیادہ اوسکے محافظ تھے سپہدار جنگ خبر شکست مذکور پاکر سر شب پیرزادہ کے گہر آیا چونکہ اوسکا باپ تیس برس وہانکا حاکم اور صولت جنگ کے عہد میں اوسکا داماد تھا یہ دونون صورت سے مخدوم راجہ اوس شہر کا تھا اور ہزارون آدمی خاندان عمدہ کے اسکے باپ کے پاس نوکر اور

رہوں احسان راضی و خوشنود رہے تھے اپنے وہان پہونچکر اکثر دوست و آشنا لوگون کو جنپر اعتماد تھا مخفی
بلا کر ہر ایک سے کہا کہ ہچو کوئی آپ کے ہمراہ صاحب جرأت او مسلح ہو آج کی شب ہر ایک کو میرے پاس لانا چاہئے
تا کہ بتفضل خدا اس ضلع کے سند ایالت بے زیب افزا ہون دوست لوگ چار طرف دوڑ پڑے یاران معتمد کو فراہم کرکے
حاضر کیا صبح ہوتے اکیسویں محرم کو پیش حاضر آیا اول نماز کیوقت گوردیال سنگہ کو جو کہ اوسکے خاندان کا نمک پروردہ تھا اور
اوسوقت مین پورنیہ کا کارگذار متصدی تھا طلب کیا وہ کچہری مین حاضر ہوا بمجرد آنے کے اوسے قابو مین لاکر معتمدون کو
سپرد کیا اور خود سوار ہوکر بے خبر دار الامارہ کے دروازہ پر آیا نایب کو جو کہ نمک پروردہ اسکے باپ کا تھا
ٹھوکا و کرہا پکڑا کر سپہدار جنگ کے روبرو لائے اوسنے بجز اطاعت اور گذرانیے نذر مبارکباد کے کوئی تدبیر نہ دیکھی
سپہدار جنگ نے دار الامارہ مین جلوس فرماکر حکم شادیانہ دیا حسب الحکم تعمیل ہوئی اہالی موالی حاضر ہوکر نذر
مبارکباد دینے لگے اوسیوقت معتمد لوگ بہیجکر خزانے کی کشتیان طلب کرلین اور ہرکارہ کے ہمراہ کسی معتمد کو
مع خط مبارکباد کے میر جعفر خان اور فرقہ انگلشی کے حضور مین روانہ کیا چونکہ میر جعفر خان کو ابھی عالیجاہ سے
لڑنا باقی تھا اس امر کو غنیمت سمجھکر سند پورنیہ کی اوسکے نام لکہہ بہیجی سپہدار جنگ یاوری تقدیر سے مسند آرا ہوا
اور تا اوسط عہد نیابت نظامت مظفر جنگ کل برقرار و بحال رہا

ذکر جنگ اودہوا اور فتح انگلشی اور عالیجاہ کے شکست پانیکا

عالیجاہ کی فوج بنظر استقامت و راجہ اودہوا پر مدافعہ انگلشی کے واسطے مقیم تھی ہجوم توپخانہ اور برق اندازونکا حد سے
زیادہ ہوا اسد اللہ خان اور پاکار ارمنی اور ایک پلٹن مع توپ اور بندوق چقماقی اور محمد تقی خلف اکبر علیخان
تلنگے باشی اور عالم خان اور میر جعفر خان اور شیخ ہیبت اللہ اور میر ہیبت علی نجفی اور بعض فوج و رسالہ محافظ تھے
لیکن گذر مخالف دشوار سمجھکر اکثر اوقات خصوص وقت شب نہایت غفلت رہتی تھی اکثر لوگ جو نام سرداری اور
کسیقدر زرداری رکھتے تھے شراب نوشی اور تماشائے رقص اور عیاشی مین مصروف تھے اس عرصہ مین مرزا نجف خان
جب اودہوا بعض لوگ رفقائے میر مہدی خان براور اسد اللہ خان سے اور بعض اپنے ہمراہیون سے اور نیز عالیجاہ کے
ہمراہیون سے منتخب کرکے ہمراہ لئے اور سود جال اودہوا پر جاکر واسطے کوہستان سے راہ بہم پہونچا ایک جہیل سی
پایاب راہ جو کہ سد پورش انگلشیہ تھی پیدا کی اور وقت شب اور صبح کی وہان سے لشکر عین غفلت مین لشکرگاہ
انگلشیہ مین جاکر خیمہ گاہ میر جعفر خان کا لوٹا اور اوسکے لشکر مین سراسیمگی ڈالی اور میر جعفر خان مضطر ہوکر کشتی پر سوار ہوا
چاہتا تھا کہ اپنی کشتیون کا لنگر اوٹھادے کہ بعض فوج انگلشی نے پہونچکر تدارک کیا اور میرزا نجف خان یہ دست بردی
کرکے اپنی جگہ کو لوٹا اور اسیطرح تگ و تاز جو بکر رہی انگلشیون کو راہ کی تلاش ہوئی کہ یہ لوگ کہان سے آتے ہین
ظاہرا ایک سوار اور فرقہ انگلشیونکا قبل اس ہنگامہ کے اپنے گروہ سے فراری ہوکر ملازم عالیجاہ ہوا تھا اور

موافق ضابطۂ مستمرہ کے جب وہ انکے ہاتھہ پڑ یا مارا جاتا وہ شخص اس راہ سے ماہر تھا انگریزات کو بنا بر
احتیاط اوسی راہ سے جا کر نشان بنا آیا اور خود جھیل کے کنارے آکر زبان انگریزی مین فریاد زن ہوا کہ
بندہ فلان ہے اگر میرا جرم معاف ہو رہنمائی کر کے تم لوگون کو مورچہ پر پہونچا دون بعض سردارون نے آواز پہچانی
ایمان اور قسم سخت سے امان کا پیمان کیا بعد دلجمعی اوسنے آنکر ملاقات کی اور ایک شب مقرر ہوئی کہ وہ انکے ہمراہ
پہنچائے اوس عرصہ مین نردبان وغیرہ اسباب یورش درست کر لیا منتظر معہود ہوئی وہ شخص ایک ثلث رات گذرنے
پر پہونچا اور پلٹن گران ڈیل جسکا لفٹنٹ اونڈونین کرنیل گاڈرڈ تھا اس کام پر مامور ہوئی اور علامت جا پہونچنے
مورچال پر باہم یہ مقرر ہوئی کہ جب وہ پلٹن وہان پہونچے مشعل مہتابی روشن کرے پلٹن گران ڈیل نے توشدان
اور بندوق کو سر پر رکھکر آدہی رات گذرنے پر اوسی کی رہنمائی سے جھیل کو عبور کرنا شروع کیا اغلب کہ اوسکا پاٹ
ایک میل سے کم نہوگا اوس تاریک شب مین کمر اور سینہ تک پانی نبھاتے ہوئے دامن مورچہ مذکور پر پہونچے محافظ
خواب غفلت مین تھے انگلشیون نے زینہ لگا کر اوپر چڑھے کوئی نفیر نواز بیدار ہوا چاہا کہ دم مارے مگر جو لوگ اوپر
پہونچ گئے تھے اونہون نے بزخم سنگین اوسکا دم توڑ دیا جب کسیقدر لوگ ادہر چڑھ گئے صف آرائی کر کے مشعل
معہود روشن کی افواج انگلشی جو پل اور دروازہ کے مقابل منتظر ٹہری تھی بمجرد روشن ہونے ہجوم مشعل معلوم کے
التہاب نایرہ جنگ وجدال مین مصروف ہوئی توپ و گولہ کی شررریزیان شروع کردین ادہر سے اس پلٹن نے
محفوظین خفتہ بخت کو برشلک دبا لیا پہلے فیر مین گروہ کثیر مع محمد تقی خان بنگیاشی کے مجروح اور بعض مقتول ہوئے اور
میر ہمت علی خان و میر بخشی فوج مقتول ہوا جو کوئی خواب غفلت سے بیدار ہوا خبر فرار کیطرف متوجہ ہوا جب احوال
بقیۃ السیف کا اس درجہ کو پہونچا فوج انگلشیہ جو دروازہ کے روبرو تھی اندر آکر مصدر رستخیز ہوئی لوگون نے
اس کراہیت مین دریاچہ مذکور کا سیل کیا بعض تو شناوری کر کے سلامت نکل گئے بعض غریق گرداب فنا ہوئے سرداران
انگلشیہ کے اس سراسیمگی کو دیکھکر اپنا پہرہ پل پختہ دریا پر استادہ کیا غفلت شعروا اور بالکل جو بیشتر چلے گئے تھے
محفوظ رہے باقی اوس خلق کثیر سے جو نہ آیا بحکم ستمری یعنے اونہین پلٹن پہرہ کے گھوڑا چھیا گویا نہایت مذلت سے
سلامت چلا جاتا مرزا نجف خان نے چند ہمراہیون سے کوہستان کا راستہ پکڑا اور اسد اللہ خان پیادہ پا
دو میل گام فرسا ہوا بعدہ گھوڑے پر سوار ہوا پیش قدمان عرصہ فرار نے مع اسباب کے قطع راہ کی اور
پس ماندون نے بڑی مشکل سے رہائی پاکر مع برادر و دوست لشکر عالیجاہ تک پہونچے شب دوشنبہ ۲۶
ماہ صفر ۱۱۷۷ ہجری کو یہ یورش ہوئی تھی اور چار گھڑی دن نکلے عالیجاہ کی فوج کو شکست ملی دوسرے
یا تیسرے روز اس شکست کی خبر عالیجاہ کو ملی اور عالیجاہ کی کمر شکست ہوئی تمام دن تو جار تاجار نہایت
پریشانی اور افسردہ دلی مین کاٹا رات کو حسب صلاح گرگین خان لڑائی سے واپس ہونا مناسب جانا

تھوڑی رات رہے عالیجاہ بے اسلئے کہ کسیکا منہ دیکھے مونگیر کو معاودہ ہوا فوج بھی لاچار اپنے آقا کے پیچھے مونگیر چلے آئی عالیجاہ نے یہان دو تین روز مقام کرکے جو قلیل اسباب قلعہ مین تہا ہمراہ لیا اور موجودات سپاہ کے بنظر اپنے اقتدار اور نیز امتحان اطاعت کے ملاحظہ کرکے بعد اطمینان فارغ البال ہوا وسوقت علی ابراہیم خان بہادر نے التماس کیا کہ دربارہ رہائی اسیران انگلشی کے بیشتر جو عرض کی تھی قبول نہوئی اب بھی اگر رہائی دیجاوے بڑی نیکنامی ہے اگر یہ نامنظور ہو تو مردوان کو رکہکر عورات کو سواری بجبرہ باحترام میجر اومس کے پاس بہیجدیجے اوسنے آزردہ ہوکر جوابدیا کہ گرگین سے کہنا چاہئے جب اوس سے کہا گیا وہ رنجیدہ ہوکر بولا کہ اسوقت کشتی نہین ہے اور کچھہ متوجہ نہوا اوب علیخان نام عربی کو جو نواح بغداد سے نہایت بزدل اعد نامرد اور احمق گرگین خان کے رفقا مین تھا مونگیر کی قلعداری مین مع دو پلٹن کے مقرر کرکے عظیم آباد کو نہضت کی مسٹر ایلس اور مسٹر چی اور مسٹر لشنٹن وغیرہ کو ہمراہ قید لیگیا راہ کی صعوبت مخصوص نالہ رہوا کی لایق بیان نہین جسکی کیچڑ اور دلدل مین کیار و بدل ہوا اکثر لوگ ذی باندیشہ عبور پل کے جو کشتی کا نیا بنا تھا اور نیز رکہہ رہے جو موجب ہلاک اکثر حیوانات تھا ارادہ پلٹنے کا رکھتے تھا بندہ و یوسف علیخان مرحوم خلف غلام علیخان مغفور اور میر شطاری اور میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ باہم متفق ہوکر سبقت کرکے پل سے عبور کرکے اور ایکروز وہان متوقف ہو دوسرے رات کو جسکی تاریخ یاد نہین سانحہ عظیم برپا ہوا اور وہ سانحہ قتل گرگین خان تھا جو یکایک واقع ہوا اور وہ اپنی بدباطنی کے مکافات مین گرفتار ہوکر ملک بقا کو راہی ہوا

گرفتار ہونا گرگین خان رو باہ نشان کا گرگ اجل کی تہپیڑ مین اور آزاد ہونا قید ہستی سے اور قتل ہونا جگت سیٹھ اور اوسکے بہائی اور جماعہ انگلشیان مقید کا موجب حکم عالیجاہ

گرگین خان جو کہ تمام عالم کی دشمنی اپنے دلمین رکھتا تھا اور اپنے کو جماعہ انگلشی کا مقلد جانتا تھا چاہتا تھا کہ اضطراب اور اطمینان مین یکسان ہمراہ رفقا کے رعب و سطوت سے بسر کرے اور یہ نہین جانتا تھا کہ انگلشیہ نے کس سبب سے یہ لوازمون بہم پہونچا کر دست قدرت پایا ہے اور صنوابط موضوعہ انکا کسیقدر طبیعت مین اس قوم کے بمنزلہ اصلیت کی ہوا ہی مصرعہ ہان محقق اور مقلد سے بہت سی فرق مین یہ بیچارہ ارمنی جسکی باپ دادا ہمیشہ تجارت پیشہ رہے اور دوروز کی دولت پر پہونچکر کیونکر ممکن تھا کہ غیر قوم کے اداب کا تقلید کرسکے یہ وہی مثل ہے ؎ لگا کوا جو چلنے ہنس کی چال ؛ تو بہولا اپنی بہی وہ چال بیچال ؛ القصہ عالیجاہ رہوا سے دو تین کوس پر جا کر منزل گزین ہوا اور گرگین خان حسب عادت معہود تمام لشکر کے پیچھے اپنے خیمہ مین تہا ناگہان دو تین ترک سوار نے جو اوسکے ساختہ اور پرداختہ تھے اپنی تنخواہ مین کچھ طلب کیا اوسنے تند و تلخ جواب دیا ترک سوارون نے نیرنگی زمانہ کی دیکہکر تقاضا بشدت کرنا شروع کیا حضرت کو پچھلا خیال دماغ مین موجود تھا بولے اوسکے کوئی حاضر ہے انکو پہرہ مین لیجائے انہون نے فرصت وقت پاکر جب تک خود قید ہون دو تین ہاتہہ اسپر گرگین خان پر صاف کئے اور جلد اپنے گہوڑون پر سوار ہوکر جنگل کی راہ پکڑی اسکی مرنیکی

خبر مشتہر ہوئی مانکا رام نے قاتلون کو گولی کے حد سے دور پا کر دو تین توپ چہرہ دار فیر کرائین اونکی آواز
عالیجاہ کے لوگون کے کان مین آئی بمجرد سنے سمجھے کہ لشکر گرگین سے انگلشیون نے مقابلہ کیا اور عالیجاہ بہی جلدی سے بہالیس
فیل سوار ہوکر میدان کا رستہ لیا گرگین کے لشکر مین ایک شور قیامت ہو رہا تھا عالیجاہ کے بہی لشکر مین اوسکا اثر آگیا
مردم لشکر مخصوص مقتدی اور بازاری بدون دریافت حال کے رو بفرار ہوئے ارادہ کیا کہ پل پر ہوکے عبور کرین
اور ایک دوسرے پیچھے ملازمان اور بازاریان نے آنا شروع کیا جو لوگ کہ پیشتر ہملوگون کے ساتہہ آکر خیمہ زن تھے ان
تازہ واردون کو دیکہکر مضطرب ہوئے اسی ضمن مین شام ہوئی اور تمام فراریون کا ازدحام ہو گیا عمدہ لوگ مشعل کی
روشنی مین چلے آتے تھے بندہ کے رفیق مخصوص یوسف علیخان اور میرزا باقر گہبرا کر مفروریون کے پاس استفسار
ماجرا کیواسطے آدمی بہیجے ہر ایک یہی جواب دیتا تھا کہ کہنے کی بات نہین ہے اس کلمہ نے اور بہی مضطرب کر دیا چونکہ
کسی شخص کو اصل ماجرا سے خبر نتھی اور عالیجاہ کے خوف سے اپنا اندیشہ نہین بیان کر سکتا تھا بس وہی بات کہتے تھے
کہ جائے کلام نہین برابر عام کا ازدحام ہوتا جاتا تھا پل مذکور صراط آخرت کا نمونہ ہو رہا تھا بروقت عبور فیل و ارابہ کی
باہم کشتیان پل کی جو ٹکراتی تہین توپ کی سی آواز جسطرح دور سے آئے لوگون کے کانمین پہونچتی تھی اور یقین ہوتا تھا
کہ توپ کی لڑائی ہو رہی ہے اور یہی خیال تھا کہ انگلشی آپہونچے اونہون نے جنگ توپ شروع کی ہے تا آنکہ
یوسف علیخان کی یہ رائے ہوئی کہ توپ لگا کر مستعد رہنا چاہیے یا کسیطرف کو چلا جانا ضرور ہے بندہ اور میر شطاری
مانع ہوئے جب قریب نصف شب کے گذری اور کسیقدر آشوب کم ہوا بندہ نے ایک معتمد کو بہیجا اور سمجہا دیا
کہ پل پر کہڑے ہو کر منتظر رہیو جب کسیکے لشکر کے سوار عبور کرین کچہہ دور مشایعت کر کے اوسسے دریافت کریو کہ
کیا ماجرا ہے اوسنے حسب فہمایش تعمیل کی جسوقت پالکی مخفوف مع دو سوار کے پہنچی آئی چند قدم ہمراہ جا کر سوار سے
دریافت کیا اوسنے احوال کو نقل کر کے کہا کہ گرگین خان کی لاش ہے بموجب حکم عالیجاہ کے دفن کرنیکو
لیجاتے ہین اس خبر کے سننے سے مطمئن ہو کر ہملوگون نے شب بسر کی صبح کو عالیجاہ بہی آیا اور اوسی مقام پر خیمہ زن ہوا
دوسرے روز بیتیہ کو چلا اور قصبہ بارہ کی منزل مین جگت سیٹہہ اور مہاراجہ سروپ چند کو قتل کرایا اور عظیم آباد کی
متصل جعفر خان کے باغ مین جا اوترا اور اوس عرصہ مین اوسکا استحکام کر کے محمد امین خان کو مع فوج حراست پر چھوڑا
جب چند روز گذرے اور خبر آئی کہ جماعہ انگلشی قلعہ مونگیر مین متصرف ہوئی شدت غضب سے سمرو کو حکم دیا کہ
اسیران انگلشی کی گردن مارے اوس سنگین دل نے باوجود اشتراک مذہب کے کہ وہ بہی کسی فرقہ مختلف
عیسوی مین سے تھا بلا اکراہ قبول کیا اور آخر ماہ ربیع الاول یا اوایل ماہ ربیع الثانی ۱۱۷۷ ہجری کو مکان حاجی احمد
برادر مہابت جنگ جہان قیدی تھے اور اب وہ مقام قبرستان فرقہ مذکور کا مشہور ہے بیچارون نے دست و پا کو لقمہ
بندوق ہلاک کیا سننے مین آیا کہ اس ہیبت وقت مین بہی اکثر قیدیون نے مستقل رہکر سینہ او رسنگ و خشت سے جو کچہ ہاتہہ لگا

لڑکر جان بحق ہوئے اور یہ بہی سنا گیا کہ دو تین روز قبل اس واردات کے بعض مخصوص لوگون سے خواہان بندوق
جقماقی اور توسدان کے ہوئے تھے اور کہتے تھے کہ اگر دست چلے محافظون سے لڑکر نکل جاینگے ورنہ بالا بر و اکثرون کو
ہلاک کر جان دیجے غرض کہ بجز ڈاکٹر فلرٹن جو اکثر عمدہ اور امرا کا معالج ہوتا تہا اور عالیجاہ کے دوستون مین تھا کوئی زندہ
نہ بچا بندہ شب اول کی صبح کو دربار گیا الاقیدیون کے قتل اور ڈاکٹر کی سلامتی سے آگاہ تھا بعد سلام اور تہوڑی
دیر کے جب رخصت ہوا عالیجاہ نے ٹہرا کر کہا کہ تمہارا آشنا آیا ہے بندہ چونکہ بے خبر محض تھا متحیر ہوا کہ کون آشنا
اور کہان سے آیا ہے پہر اوسنے کہا کہ خیر جائے مگر ہم طلب کرینگے بندہ بخوف علی ابراہیم خان کے خیمہ کے پاس اپنے
خیمہ مین مستعد آبیٹہا تہوڑی دیر بعد چوبدار آکر لے گیا میرے پہونچنے کے بعد تہوڑی دیر مین ڈاکٹر کو بلباس ہندی لائے اوسنے
چند روپیہ نذر دکہلائے عالیجاہ نے نامنظور کرکے کہا کہ ہمارے تمہارے یہ رسم نہین رہا اور بعد معانقہ کہا کہ اپنے
آشنا کے پاس بیٹہو وہ میرے پاس بیٹہہ گیا عالیجاہ نے کہا کیون صاحب یارون سے چوری اور دوستون سے دغابازی
اپنی فوج انگلشی کو بیمارون کے حیلہ سے گہر مین رکہا اور ہر وقت ہماری لڑائی کو لگا لا ڈاکٹر نے کمال دلیری جوابدیا
کہ مینے ہرگز ایسا نہین کیا مرنے سے مین ڈرتا نہین مجہے بہی قتل کیجے مگر اتہام برا ہے اگر ثابت ہو آپ بہی اپنے قتل کو
راضی ہون عقید تمند خان برادر امیر خان عمدۃ الملک زندہ اور حاضر تہا اسکا گہر ڈاکٹر کے دیوار بدیوار تھا ڈاکٹر نے کہا
یہ ہمارے ہمسایہ ہین انسے تحقیق فرمائے چونکہ یہ بات محض بے اصل تھی خانمذکور نے گواہی دی پہر آغاز مدارات
فرمایا اور کہا اگر کلکتہ کا ارادہ ہو تشریف لیجائے اگر میری ہمراہی مین راضی ہو تو قیام کیجے ڈاکٹر نے براہ ہوشیاری
کلکتہ کے جانے سے انکار کیا عالیجاہ جانتا تہا کہ شاید وہ جو شمس الدولہ کے پاس پہونچے صورت صلح کی پیدا ہو بندہ سے کہا
کہ تنہائی مین سمجہا دو بندہ ڈرا کہ ایسا ہو تنہائی کے سمجہانے سے بندہ کسی امر خلاف مرضی مین متہم ہو لیکن ناچار
سایہ سراپردہ مین ڈاکٹر کو لیجا کر اوسکی مرضی بیان کی اوسنے سنکر ہو کر کہا کہ اب مصالحہ باوجود قتل مسٹر امیٹ کے
ممکن نہین علاوہ اسکے کل ایک جماعہ انگلشی کا قتل ہوا بندہ نے آکر یہ جواب عالیجاہ سے کہدیا عالیجاہ نے ڈاکٹر کو
خلوت مین بلایا اور بندہ اور علی ابراہیم خان کو شریک مشورہ کیا ڈاکٹر نے کہا کہ اب صلح ہرگز ممکن نہین اول تو خود
فوج جو راہ مین ہے مجہے نہین چہوڑتی اور کاشکے اگر بشیر نکل گیا تو قتل مسٹر امیٹ کا ایسا نہین ہوا جو صلاح کی
نوبت آنے دے جب عالیجاہ ناامید ہوا فرمایا کہ خیر آپ جہان چاہئے قیام کیجے خلاصہ یہ ہے کہ اسکا رہنا شہر مین
مصمم ہوا علی ابراہیم خان کو حکم ہوا کہ کوئی مکان تجویز کردے اور ہر چند محافظ مقرر تا کہ آمد و رفت باہمی
کسیکی نہ ہونے پاوے اور حاضری لیجائے ڈاکٹر نے میرزا ہمت علی کی ضمانت دی بعد ضمانت
محافظ لوگ اوسکے دروازہ سے اوٹہائے گئے اور ڈاکٹر مطلق العنان ہوا عالیجاہ نے قلعہ
مونگیر کے فتح کی خبر سنکر عظیم آباد کے غرب رویہ قصبہ پہلواری مین جاکر خیمہ زن ہوا اور فتح مذکور اسطرح

ہوئی کہ جب انگلشی وہان پہونچے غرب علیخان نامی قلعدار دہی روز مین ڈر گیا اور یہ طمع کی کہ اگر کچھ ہاتھ لگے
قلعہ انگلشیون کے سپرد کردے اگر ہمراہیون کو اس رغبت سے آگاہ کیا انگلشیون نے یہ خبر پائی چونکہ اخراج
عالیجاہ کی جلدی تھی تھوڑا سا روپیہ دیکر قلعہ لے لیا اور اپنا قلعدار وہان مقرر کیا جب آوربہی متصل آئے عالیجاہ
پہلواری سے قصبہ بکرم کو جو سوائے شہر سے گیارہ کوس تھا اور بعد ویرانی ایے مہاراجہ کلیان سنگہ ولد مہاراجہ
شتاب رائے نے آباد کیا تھا جا پہونچا ہمیشہ دروازہ مغربی کی راہ سے جسکی حفاظت اسکے ملازمان کے ہاتھ مین تھی
اور ندی لبریز و دشمن کا عبور شہر مین متعذر تہا دشمن کی خبر لیا کرتا تھا اور اسباب اور سامان واسطے اعانت چار سال
عظیم آباد کے بہیجا تھا اور انہین دنون مین احمد خان قریشی کو جو رام نراین کے عہد عزل سے مورد عتاب تھا
مشمول عواطف فرما کر ملازم کیا اوسکی جاگیرات بہی واگذاشت کی اور کچھ نقد بہی بطور مساعدہ کے لطف فرمایا میر
ابو ولد میر قدرت الدین شاہ شکر اللہ قادری جو کہ اعجوبہ روزگار اور بسبب اختصاص میر جعفر خان کے اسکی
نظر سے گرا ہوا تھا اوسکے تقرب مین اکثر چاہتا تھا کہ کرگین خان کی جگہ پر مقرر ہو مگر اوسکی عشر عشیر مرتبہ پر پہونچکر
مستمند مہر حرب و جدال ہوا اور ملازمان عالیجاہ اوسکا تقرب دریافت کرکے اوس سے مدارا کرتے تھے شاید کہ فرصت دیکہکر
عالیجاہ سے کہا کہ ڈاکٹر کو علی ابراہیم خان کے حوالات مین رکہنا مناسب نہین عالیجاہ متوہم تو تہا ہی علی ابراہیم خانسے
کہلا بہیجا کہ ڈاکٹر کو دوسرون کے حوالات مین رہنا چاہیے خانذکور نے عرض کیا کہ حضور کو یاد نہین بندہ نے بروقت
ادخال ضمانت کے ڈاکٹر کے مکان سے اپنے لوگ اوٹھا لئے تھے اب جو صلاح ہو گی عمدہ ہو گی اور ڈاکٹر کو بہی
اس حال سے اطلاع دی ڈاکٹر اس تبادل محافظان سے بدگمان ہوا اور لوگ بہم پہونچا کر اپنے دروازہ پر
متعین کرکے سمجہا دیا کہ مردم میر ابو کے دخل نپاوین اور ان سے کہا کہ بدون حکم حضور کے ہم نہ اوٹھینگے میر ابو نے
اس کلام کو ہرکارہ متعینہ شہر اور اپنے آشنا جماعہ دارون سے جیرا لکہوایا کہ علی ابراہیم خان کے لوگ ڈاکٹر کو
نہین چہوڑتے کہ میر ابو کے لوگ محافظ ہون عالیجاہ بسبب تشویش کے خشونت تو نکر سکا مگر گلہ پر مذکور کا
علی ابراہیم خان سے درپیش کیا اسنے جوابدیا بندہ نے اوسوقت جیسا کہ عرض کر دیا ہے اپنے آدمی بلائے
تھے اور ڈاکٹر کو باختیار خود رہا کر دیا تھا ہمارے آدمی وہان کوئی نہین اور جو لوگ اپنے نہین ہمارا ملازم
بتلاتے ہین اونکو پکڑ لاوین تاکہ میر ابو کے لوگ وہان اپنا کام کرین ڈاکٹر نے وللندیس کی کوٹھی مین جا کر
ایک کشتی مخفی بہم پہونچائی اور اوسکے ملاحونکو انعام کثیر اس امر مین دیکر راضی کیا کہ اوسکو حاجی پور مین
فوج انگلشی مین پہونچا دے اور مع میرزا ہمت علی خان کے سوار ہوکر راہی ہوا چونکہ عالیجاہ کی
طرف سے دریا کی محافظت تھی کہ کوئی اسطرف دریا سے اودہر بلکہ کسیطرف نجانے پاوے لوگون نے
جب کشتی دیکہی اور معلوم ہوا کہ ڈاکٹر جاتا ہے شور مچایا جب تک اودہر کے لوگ کشتیون کے لنگر اوٹہاوین

اور اوسکی نزدیک پہونچین ڈاکٹر نصف دریا طے کر گیا اودہر سے مردم افواج انگلشی نے جو ایک کشتی اپنے جانب آتے دیکہی سوار کشتی ہوکر اوسکے حمایت کو آپہونچے اودہر کے لوگ ڈر کر واپس آئے اور ڈاکٹر سلامت جا پہونچا جب یہ خبر عالیجاہ کو پہونچی علی ابراہیم خان سے متہم ہوا اگر موقع کاوش نتہا ❊❊❊

فوج انگلشی کا قلعہ عظیم آباد فتح کرنا اور عالیجاہ کا بادشاہ و وزیر سے رجوع ہونا

افواج انگلش عظیم آباد پہونچکر راستہ بازار شرقی سے بیرون شہر آکر حویلی مین جو پشتہ میرزا خلیل کے نام سے معروف اور اب گنج مشہور ہے توپین لگادین اور قلعہ بادشاہی کی دیوار جو گل وخشت سے بنی ہوئی کہنہ تہی منہدم کردی اول صبح تہی کہ توپ و قنبارہ کے ضرب سے محافظان مقابل کو دور کرکے داخل شہر ہوئی میر ابو علیخان برادر چچازاد عالیجاہ اور میر روشن علیخان بخشی برادر میر مدن جو چند ہزار سوار سے قلعہ کی مدد پر مقرر تھے اول شام نزدیک شہر جاکر مہدی گنج اور بیگم پورہ سے داعیہ عبور رکہتے تھے کہ یکایک انگلشی تلنگہ بعد غلبہ اور بہگانے محافظان قلعہ کے دروازہ مغربی سے کسیقدر بر آمدہ ہوکر نمایان ہوئی اودہر دہ لوگ ہراسان ہوتے نزدیک شاہ مجنون کے تکیہ کے پہونچے تھے بمجرد مشاہدہ تلنگہ بلا دریافت کثرت اور قلت کے رو بفرار ہوئے اور اس اضطراب سے پسپا ہوئے کہ بعض ہمراہی غرقاب وجلہ ہوئے اور بعض نے کیچڑ اور دلدل مین پہنسکر شربت مرگ نوش کیا روشن علیخان بخشی بہی اوسی دلدل کیچڑ مین گہوڑے سے گرا اور جو تا پگڑی نکل گیا اور اس فضیحت سے داخل لشکر ہوا عالیجاہ نے ناسازی زمانہ سے لاچار ہوکر نکلجانے کا صلاح کار ہوا او قصبہ بکرم سے محب علی پور آیا یہان پر میر عبد اللہ بالفت زن و فرزند و مال کے بے خبر لشکر سے جدا ہوا اور ہزار خرابی گذاروں سے جان بچاکر نکل گیا اسیطرح اکثر تالو طلب لوگ اپنی اپنی راہ لگے احمد خان قریشی جو حسب ضابطہ ہرزہ درایان زمانہ کے نوکر تہا کہا کرتا تہا کہ نجبا لوگ عالم رفاقت مین جینیں او رخیانت کرتے ہین لیکن اب تین سال سے عالیجاہ سے مکدر تہا بعد ورود منزل شمشیر نگر کے رسد کے پہونچانے پر مامور ہوکر اول سے داود نگر کو گیا اور عالیجاہ شمشیر نگر سے شیخ پورہ کے مقابل جو موضع افغانی ہے دریائے سون کو پایاب عبور کرکے تلی تہوک آبادی تاجران عراقی مین مقیم ہوا اور مال اور اسباب اور متعلقون کو قلعہ رہتاس سے طلب کیا میر سلیمان خانسامان معتمد علیہ نے خلاصہ اموال اور نقود اور جواہر کو مع اوسکی بی بی اور دیگر لواحقین کے لاکر داخل لشکر کیا اور اسی جگہ پر میرزا نجف خان جو نالہ اودہوا سے کوہستان کا راہگیر ہوا تہا ملک مئین سے نکلکر داخل لشکر عالیجاہ ہوا ہر وقت شورہ اختلاف رائے ظاہر ہوا میرزا نجف خان جو کہ شجاع الدولہ کے مزاج ورویہ سے آگاہ تہا اوسکے پاس جانیکو راضی نتہا کہتا تہا کہ اودہر نجائے بلکہ خود بدولت مع متعلقان کے قلعہ رہتاس مین ہی

اور مجھے مامور جنگ انگلشی کیجیے تاکہ فوج منتخب کرکے انگلشیون سے گرم جنگ ہون مجال آرام اور فرصت انتظام
نہ دون تاکہ جس کا نصیب یاور ہو جلوہ گر ہو عالیجاہ عدم موافقت آب ہوائی رہتاس اور نیز دیگر چند وجوہ سے اس مصلحت کو
نہین پسند کرتا تھا میرزا نجف خان نے کہا کہ اگر یہ صلاح نامنظور ہے براہ تبدیل کہنڈ عازم دکہن ہوجیے اور دکہنیونکی
موافقت سے چارہ کار کیا جاوے عالیجاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور نیز اونکی بدمزاجی سے جو اکثر لوٹ مار
کرتے ہین اس تدبیر پر بہی راضی نہوا بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجھی اور خطوط میرزا شمس الدین کے
بہی اسی رائے مین آئے اور میر سلیمان نے بہی اپنی عرض کو اسیطرف دلالت کی میرزا نجف خان اس رائے سے
عازم ترک رفاقت تہا ہنوز کوئی بات منقح نہوئی تہی کہ عرضی احمد قریشی کی بدینمضمون کہ فرقہ انگلشی محب علی پورہ تک
پہونچکے مفتوح مطالعہ ہوئی اس خبر دروغ سے عالیجاہ کو نہایت تشویش ہوئی اسی ضمن مین دوسری عرضی
خانہ کور کی پہونچی کہ انگلشیون کی ایک فوج جلد رو راہ گنگ سے بہیجنا چاہیے تاکہ زمینہ مین پہونچکر سد راہ لشکر ہو
اور ادہر اپنے محالات کے زمینداروں کو اشارہ کردیا کہ اوسکے لشکر کے اسباب لیس ماندہ وغیرہ پر متصرف ہون
اونہون نے حسب الایما کارروائی شروع کی ادہر لشکر کے فراریون نے متوحش خبرین پہونچا دین
عالیجاہ نے باضطراب تمام باوجودیکہ ارادہ قیام رکہتا تہا اور اوسوقت پہر دن چڑہا تہا مگر لاچار کوچ فرمایا
والد مرحوم نے ازراہ شفقت بندہ کو طلب فرمایا کہ اب رفاقت کا موقع نہین لازم کہ ہمارے پاس
آکر رہو چونکہ بندہ کی جو آشنائی صاحبان انگلشی سے تہی اسی باعث سے عالیجاہ سرگران تہا لیکن فقیر نے
بپاس رفاقت علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ کے یا نہ ملنی کسی مامن آرامگاہ کے ترک رفاقت
نامناسب جانی عالیجاہ شام کو سہسرام پہونچا صبح وہانسے بمقام سانوٹ مہنا دریائے درگاوتی کے کنارے
گیا خزانہ مین جو لوگ تنخواہ پاتے تہے وقت شب طالبان تنخواہ نے بسبب نہ ملنے تنخواہ کے مستعد ہوکے سخت کلامی کی
شور برپا ہوا یس طالبان تنخواہ نے ہائے ہوئے مچائی لشکر مین ایسا شور اوٹہا کہ عالیجاہ مضطرب ہوکر مسند سے دروازہ تک
ننگے پیر آنکر کہنے لگا کہ ظاہر مین اس غوغا کا کوئی سبب نہین شاید کہ نمک حرامون نے کوئی شورش کر
رکہی ہے خیر خدا کو اچہا کرنا منظور تہا وہ شور رفع ہوا اوسکے صبح کو ڈیڑہ لاکہ روپیہ نقد اور پانچ ہاتہی
میرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے کو راضی تہا دیکر رخصت کیا اور خود
دریاچہ کرم ناسہ پر منزل گزین ہوا اسی عرصہ مین میرزا شمس الدین کا خط مع عہدنامہ مہری اور
دستخطی شجاع الدولہ کے جو قران کی سوگند پر تہا پہونچا اور عالیجاہ کے باعث ایسے ایسے فساد اور امور
بیہودہ کے کہ سوہان اوسکی جان اور پریشانی خاطر کا ہر دم تہا اور اس سبب سے خواب و خور یاد سے فراموش
ہوئے آخر الامر نجات اور خلاص اپنا اسی مین دیکہا کہ کرم ناسہ سے کوچ کرکے ملک راجہ بلونت جو داخل قلمرو شجاع الدولہ تہا اب گنگا جا اوتر

عبور کرنا عالیجاہ کا دریاے گنگ سے اور وہان متوقف ہوکر میر سلیمان خانسامانکو شجاع الدولہ کی پاس بہیجنا

عالیجاہ انگلشیون کے تعاقب کے خوف سے بنارس کے متصل پانچ چہہ کوس پر مقیم ہوا اور بندہ دوستون سے رخصت ہوکر بنارس آیا اور حضرت شیخ محمد علی حزین سے شرف پابوس ہوا اور اپنے خالو سید عبد العلیخان بہادر کے مکانمین جا اوترا چند روز کے بعد لشکر مین بہی آمد و رفت کرنا شروع کیا گاہ گاہ عالیجاہ کے حضور مین بہی جاتا تھا ایکروز بعوض رفاقت مین فرمایا کہ صاحب آپکے والد اور بہائی انگلشیون کے ساتھ خوش و خرم ہین آپ کیون میری ہمراہی مین تکلیف کرتے ہین اونہین کے پاس چلے جاوین بندہ نے بددل ہوکر عرض کیا کہ بندہ نے آپکی رفاقت مین کوئی خیانت نہین کی اور انگلشیون کے ساتھ وفاق پوشیدہ و پنہان اور براہ ظاہر و باطن مراسلات اور جاسوسی کے نہین رکہتے اور میرا پیشیہ نہین ورنہ سب لوگ بلا اجازت آپکے راہ سے اودہر ملگئے بندہ کا بہی کوئی مانع نتہا با آرام تمام اور بے خرچ اپنے باپ کے پاس جاسکتا تہا مگر نجابت اور اخلاص نے نچہوڑا کہ ایسی زشت حرکت کرون پس آمد و رفت دربار بند کرکے شیخ مبرور مذکور کی خدمتمین اکثر رہنے لگا اور بعض اوقات علی ابراہیم خان وغیرہ دوستان شفیق کی رفاقت مین

ذکر خیانت میر سلیمان کی عالیجاہ کے ساتھہ اور چورالینا بعض کیسہ جواہرات کا راہ مین

اکثر نقود اور جواہر گران بہا کی تہیلیون پر جو سفید کر پاس کی ہین اور ہمراہ سواری زنانہ کے میانون مین رکہکر لیجاتے تہے میر سلیمان خانساماں ہر وقت لیجانے رہتاس سکے مع بیگم عالیجاہ کے اور نیز ہر وقت معاودت کے آگاہ اور مختیار تہا شہرت ہوئی کہ بروقت لانے اسباب کے قلعہ رہتاس سے خیانت کی جواہر نفیس بیش قیمت لکہو کہا کا چورالیا اور عالیجاہ کو اوسکے شمار اور جانچ اور محاسبہ کی فرصت نتہی اس سبب سے محل مواخذہ کی نہی میر سلیمان ایسے نوکر سے رکہتا تہا اور میر مذکور ان دنون مین فقیرانہ لباس سے عالیجاہ کے روبرو گریبان افسوس کنان کہڑا ہوتا تہا کہ آپکو کیونکر اس آنکہہ سے بدنجا ئیت دیکہو لگا تا آنکہ جو شخص شجاع الدولہ کے طرف سے عالیجاہ کی دلجمعی کو آیا تہا اوسکے ساتھہ شجاع الدولہ کے پاس برسم سفارت گیا کہتے ہین کہ وہان جاکر راجہ بینی بہادر اور علی بیگ خان اور میرزا ابہلو سے جو ایام طفلی سے وزیر مذکور کا اتالیق تہا مع دیگر عمل اور ارکان دولت کے بجز سالار جنگ کے جو میرزا شمس الدین کے توسل سے عالیجاہ کا مربی ہوا تہا رابطہ پیدا کیا اور ہر ایک سکے مال خیانت سے تواضع کرکے اپنی ضمانت کا وسیلہ مستحکم کرکے مع تحریر دلجوئی عالیجاہ کے پاس آیا اور قبل اسکے آنیکے میرزا شمس الدین بہی مع رقایم وزیر کے جو نہایت عطوفت اور استمالت مین تحریر

لیگیا تھا اور میرزا نجف خان بوندیل کہنڈ ہوتے ملک بوندیلہ گیا وہان کے لوگون نے اسکی عزت و تکریم
کرکے اپنا رفیق بنالیا عالیجاہ نے بعد آنے میر سلیمان اور ہونے اپنی دلجمعی کے اور منتخب کر اپنے نوکرون اور دائی خواہ
ہر طرف لوگون کے عازم لشکر وزیر و بادشاہ ہوا بندہ نے ترک رفاقت کرکے بنارس مین اقامت کی کیونکہ
بنابر ناخوشی مزاج جعفر خان کے جو عالیجاہ کے رفقا سے تھے اور رہنا اوسکا کرم ناسہ پر اور نیز ہمین گمان کہ
لوگ وزیر کی اعانت عالیجاہ کو دیتے ہین سعادت بجلدی تمام دور از حزم مد نظر ہوئی دوسرے شیخ حزین کی
صحبت بہی غنیمت تہی زمانہ کی دورروئی تو حافظ ہے خصوص امرا اور روسا مین نہایت مروج وزیر اور بادشاہ
بہی عالیجاہ سے جہوٹہے وعدہ مدد اور اعانت کے کرتے رہے اور نیز انگلشیون سے بہی معاملہ ہوتا تھا
چنانچہ راو شتاب رائے کو جو اول شجاع الدولہ کا نوکر تھا بعدہ راجہ بینی بہادر کی رفاقت مین رہکر نازمان
دولت عالیجاہ کے لب پر لیگیا اور اب بہی راجہ مذکور کے رفقا مین تھا اور بینی بہادر بنا بر رجوع میرزا شمس الدین کے
جانب سالار جنگ کے اور عدم مداخلت اوسکے اس کام مین اور نیز اپنے شعور سے جو اس تامل اندیشی مین
رکہتا تھا اور اسی سبب سے ہر منزل حصول مراد عالیجاہ اور بموجب تحریص معاملہ میر جعفر خان اور انگلشیان
کا تھا واسطے انفصال بنام معاملات کے مع خلعت نیابت و مہربانی کے بہیجا دونون طرف سے اپنی اپنی ؛
حصول مدعا کی بازار گرم کرتے تھے میر جعفر خان نے راو شتاب رائے کے وسیلہ سے ایکہزار روپیہ بہیجکر
عبد العلیخان بندہ کے خالو کو بدین سبب کہ عالیجاہ اوس سے بدول وعظیم آباد سے بنابر رفاقت راہ مین کے
بدر کیا تہا طلب کیا اور مورد لطف فرمایا اور اونہین دنون مین والد بندہ مع دیگر برادران بندہ کے
میر جعفر خان کے لشکر مین بضرورت آیا اور ملاقات کی لیکن اس سبب سے کہ عالیجاہ نے والد سے
التفات کیا تھا میر جعفر خان چندان انسے راضی نہوا

ذکر پہونچنے عالیجاہ کا متصل لشکر شجاع الدولہ کے اور ملاقات کرنا اوس سے اور آنا وزیر اور بادشاہ کا عالیجاہ کی ضمانت پر مقابل انگلشی کو مال کرو وغیرہ

چونکہ بادشاہ اور وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر الہ آباد کیطرف تھا عالیجاہ بہی حسب الطلب اودہر کو ؛
راہی ہوا اور بعد ورود قرب لشکر و شہر کے کہ تین کوس کا فاصلہ باہم رہتا شجاع الدولہ مع دس بارہ ہزار
سوار آراستہ کے استقبال کو آیا عالیجاہ اوسکے آنے سے مطلع ہوا اپنی پلٹنون کو آراستہ بر دروازہ سراپردہ سے
پانچ میل تک دورویہ استادہ کیا اور خیمہ نہایت رفعت اور شوکت مین برپا کیا اور سرداران سپاہ اور عماید بہی
لباس پر تکلف سے حاضر تھے جب وزیر آیا دروازہ کے اندر سرے تک استقبال کیا حسب ضابطہ ہندوستان
سلام ہوا باہم معانقہ کیا اور باتفاق ایک مسند پر جلوہ افروز ہوئے وزیر نے کلمات تسلی بہت سے کہکر بادشاہ کی ملازمت کو

اپنے ہمراہ استدعا کی عالیجاہ نے اکیس خوان ملبوس مختلف القماش اور خوان جواہر زواہرا ور اقبال کوہ فیل پیشکش کئے اور باتفاق وزیر کے ملازمت شاہی کو گیا وزیر نے عالیجاہ کو اپنے ہاتھی پر سوار کرایا اور بعد پہونچنے لشکر کے مستفیض ملازمت شاہی ہوئے اور اپنے اپنے لشکر کو دونو صاحب واپس آے دوسرے روز عالیجاہ وزیر کے بازدید کو روانہ ہوا اونسے بھی مغلیہ ملازم کو حکم دیا تھا کہ لباس سقرلاتی پہنکر اور بندوق در دست دستہ دستہ سر دروازہ سے جہان تک گنجائش ہو استادہ ہون حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت بھی اپنی اپنی خدمت پر حاضر تھے جب عالیجاہ داخل سراپردہ وزیر ہوا وزیر نے لب فرش تک استقبال کیا اور عالیجاہ کا ہاتھ پکڑ کے اپنے مسند پر برابر بٹھایا اور نہایت اشفاق سے امداد فرمائی کہ صوبجات بنگالہ اور عظیم آباد انگلشیون سے چھوڑا کر تمہارے حوالہ کر دونگا بعد چند روز کے عالیجاہ نے بمصاحبت علی ابراہیم خانکے یکدست زیور گران بہا چولا کہون کا مال تھا واسطے والدہ شجاع الدولہ کے بھیجکر اونکو خوشنود کیا اور اپنی والدہ بنایا چونکہ شجاع الدولہ کو انفصال معاملہ بندیلہ اور تحصیل مالگذاری بعض پرگنات آلہ آباد کی منظور تھی اور راجہ بینی بہادر کو پیشتر بھیجکر بنظر حصول مراد تھا مگر بندیلہ مطیع نہوتے تھے اور خیال مدت مدید کا اوس جوارین تھا اور عالیجاہ نہضت شرقی کو وزیر سے جلد خواستگار تھا اور انگلشیون کو فرصت دینا مناسب نہ جانتا تھا وزیر الممالک نے عذر معاملہ مذکور کا بیان کیا عالیجاہ نے کہا کہ اگر اسی کا انتظار ہے مخلص کو ارشاد ہو تا کہ کار سرکار کا انصرام کر کے جلد واپس آوے وزیر نے قبول کر کے رخصت فرمایا عالیجاہ جمنا اوتر داخل ملک بوندیل کھنڈ ہوا چونکہ توپہاے نیار موضع فرنگ اور فوج قواعد دان ہمراہ تھی بینی بہادر سے پیشتر پہونچکر ایک قلعہ فتح کر لیا اور اوسکے عمدہ قلعہ کے پاس جا پہونچا چونکہ میرزا نجف خان اسکا ممنون احسان تھا اور بندیلون نے ترتیب فوج عالیجاہی کے برخلاف رویہ بندیلہ کے دیکھکر راضی باداے زر واجبی ہوئے اور میرزا نجف خان کے وسیلہ سے معاملہ نے انفصال پایا اور وصول زر معینہ سے الیثان حاصل ہوا عالیجاہ شاد کام معاودہوا اور لشکر وزیر سے آکر ملحق ہوا اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا اواسط ماہ رمضان سنہ ۱۱۷۷ ہجری کو وزیر و بادشاہ اور عالیجاہ بنارس مین خیمہ زن ہوئے بندہ کو تخمیناً پانچ مہینے بنارس مین گذرے تھے کہ اس لشکر کا ورود ہوا اور دوستون کی ملاقات ہوئی کیونکہ عالیجاہ آخر ربیع الثانی یا اوایل جمادی الاول مین شکست پاکر بنارس آیا تھا اور ماہ مبارک کا اوسط یا آخر تھا کہ مع وزیر و بادشاہ کے داخل بنارس ہوا گیارہ لاکھ درماہہ وزیر الملک کا مقرر کر کے معین کیا کہ جسوقت بارادۂ انتزاع صوبجات شرقیہ کے گنگا پار ہو کر حدود عظیم آباد مین داخل ہون ابتداے سر روز ورود اوس سرزمین سے درماہہ مذکور ماہواری لیا کرے اور اس مقدمہ مین جسطرح سے ہوسکے بسر لیجائے اور منتظر لطیفہ غیبی رہے کہ کیا پردۂ غیب سے ظاہر ہوتا ہے

انگلشی مین منازعت ہونا واقع رام نگر اور اون لوگونکا وہان سے آکر سرکار وزیر مین نوکر ہوتا

مدک فرانسیس مع اپنے ہم قومون کے رفاقت انگلشی مین تھا اور میر جعفر خان نے عالیجاہ کی لڑائی مین
انعام کا وعدہ کیا تھا جسوقت کرم ناسہ بر بند القطاع تعاقب عالیجاہ کے متعاقب ہوئے ایفائے وعدہ کیا
دیہہ جا بدک مذکور کو مع اپنی قوم کے اوسی روپیہ کے بابت انگلشی سے جھگڑا ہوا حتی کہ مخالفت کی نوبت پہونچی
مذکور اپنی قوم کے ایکسو کئی نفر تہا مع ایک ضرب توپ یا شاید بلا توپ بندوق چقماقی لیکر کرم ناسہ سے
دو وزیر کے بنارس مین اور بعد روانگی عالیجاہ کے لشکر وزیر کو بلونت سنگہ زمیندار بنارس کے ملک مین آیا
افواج انگلشی نے چند میل تعاقب کرکے بنا بر احتیاط کے کہ ایسا نہو کہین وزیر سے جھگڑا اوٹھہ کھڑا ہو طرح دی
آخر الامر جماعہ مذکور مع سردار موشیر مدک کے ملازم شجاع الدولہ ہوئی تینون لشکر یعنے بادشاہ و
وزیر و عالیجاہ کئی سردار شیخ مرحوم کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے تھے جناب شیخ مرحوم کے کلام کے فحوای
جنگ انگلشی بباعث نہونے انتظام فوج اور فقدان قواعد جنگ کے معلوم ہوتے تھے اور بندہ کو بھی رفاقت سے
انکار تھا کبھی کہتا تھا کہ اس جماعت سے کوئی امر کی کار روائی متصور نہین ہے منزل گردی کرکے عنقریب
معاودت کرینگے بندہ کو آرزوے پہونچنے اماکن مالوفہ کے خدمت شیخ مین نرہنے دیا بہر حال ورلے گنگا پر
کنارہ کا پل باندہکر عبور کیا اور بعد اندک توقف کے متحرک ہوا اور راجہ بلونت سنگہ زمیندار بنارس
جو کہ دعیار اور اپنے فرقہ مین جرار اور اسقدر مالدار تھا کہ لوگ اوسکے اندوختہ کا حساب کڑوڑونسے
زیادہ بتلاتے تھے ہرگز اسوقت تک شجاع الدولہ اور نیز اوسکے والد کے حضور مین حاضر نہوا تھا
اس سفر مین باعتماد قول راجہ بینی بہادر کے جسکا وسیلہ سید نور الحسن خان بلگرامی ہوا تھا اور نیز
ضمانت کل سرداران لشکر خصوص عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ اور راجہ بینی بہادر کے
جسامنہ ہوکر مشرف کورنش ہوا اور اوسکی رفاقت مین شامل ہوا دو تین ہزار سوار اور کئی ہزار پیادہ معتمد
ہمراہ لے اس لشکر کے انبوہی اسقدر تھی کہ جہان تک نظر کام کرتی تھی مردم فوج کی دیدتھی لیکن
بے خبری سردار اور عدم حفظ و ربط سے مین لشکر مین ایک دوسرے کو مار ڈالتے غارتگری کرتے
تھے اور کوئی پریشان تنہا کوچ کے وقت جو لوگ ذرا بھی لشکر سے دور ہوجاتے ناچار لوگ لشکر کو مین
قطاع الطریقی کرتے بلکہ مار ڈالتے لیکن لشکر کیا تھا گویا شہر کلان ایک جگہ سے دوسری جگہ
متحرک تھا جو کچھ دار السلطنت شاہجہان آباد مین جو ہند کا چشم و چراغ ہے میسر تھا اوس لشکر مین بھی
موجود تھا بعض ہوشیارون نے وزیر کو سمجھایا کہ انگریزون سے لڑنا اس ملک کے قاعدہ
سے مقرون صلاح نہین کیونکہ جسجگہ یہ لوگ صف باندہکر استادہ ہوئے گویا سد سکندر ہوگئی اگر وہ

ہزار ہون پچاس ہزار اوس سے مقابل نہین ہوسکتا مناسب وہ کہ چونکہ جنابعالی مدت سے حضور کی
معمول ہے اور ملازمان رکاب نے بہی اس فن مین مشق بہونچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد
اور سرداران جانفشان منتخب ہمراہ لیجے اور مخدرات کو مع بہیڑ و بنگاہ کے اس جگہ چھوڑیے باقی
فوج سے گذر کر بلے اسکے کہ جنابعالی کی شہرت ہو جریدہ فوج انگلشیہ پر جو اسوقت متزلزل ہو کر بکہرے
جاتے ہین دوڑنا چاہیے اول صبح قبل اسکے کہ مستعد ہو کر راہی ہون اونپر چڑہائی کرنا چاہیے اگر اونکی جمعیت
پریشان ہوئی فتح و نصرت ملی ورنہ جو ملین اونپر تغیرا لی ہو اور اسباب لیس ماندہ جلا کر اور توپ و ارابہ
خراب کر کے تمام روز اونکا تعاقب کر کے رات کو صدمہ شبخون سے دور تر منزل گزین ہو جیے اسیطرح
حصار عظیم آباد و تک پیچہا کئے جائیے اگر اسی رہروی مین انکا خاتمہ بالخیر ہوا فبہا ورنہ متعرض قلعہ نہو جیے
سہسرام بہونچکر مع جمعیت لایق مقام کیجے اور بعض فوج کو سردار شجاع ہوشیار کے ہمراہ سرکار سارن کیطرف
یا کہ آرہ کے مقامات سے عبور گنگا کرا کر مامور کیجے اور ہر جانب کے لایق عمال تجویز کر کے خلعت و سند
و دیگر رخصت دیکر حکم دیجیا کہ دلجوئی اور حسن سلوک مین ساعی ہو کر کسی رعایا کو رنجیدہ نکرین اور محالات
مذکورہ کا بندولبست نہایت تخفیف مین کرین تا کہ زمیندار اور رعایا کی تالیف قلوب ہو اور لوگون کو متوحش
نکر کے تمام قلمرو بنگالہ مین جو بہت دور نہو عمل و دخل کرین اور ایک فوج عظیم آباد کیطرف چھوڑ کر اوسیطور سے
اودہر بہی عمال مقرر کئے جاوین اور دریا کے دونو طرف دونو فوجین گشت کنان رہین تا کہ جو کشتی شہر سے
عظیم آباد کو عازم ہو جسطرف سے ملاح لئے جاتے ہون اوسیطرف کی فوج آوے کشتی کو غارت کرے
اور غلہ وغیرہ سامان رسد حصار عظیم آباد مین داخل ہونے پاوے اسیصورت مین اس فرقہ کو
اضطراب بکمال صادر ہوگا اور بجز کلکتہ بہاگنے کے اور حصار عظیم آباد کے چھوڑنے کے کوئی
تدبیر نہ کر سکینگے بعد ازان جو کچہ مناسب ہو عمل فرمائیگا و نہیر گشتہ تقدیر کو یہ تدبیر کہ فی الحقیقت
راست تہی دلپذیر نہوئی اور دوبارہ جنگ کے جو کوئی کچہ تدبیر یا صلاح عرض کرتا ہرگز اوسکی نسنتا
چونکہ ابدالی کی لڑائی دیکہی تہی اپنے تئین اوسکے مقلد و یمین جانتا تہا اور جواب دیتا تہا کہ جنگ کو
میری رائے اور سلیقہ پر چھوڑنا چاہیے چونکہ جماعۂ انگلشیہ اور انکی فوج نہایت کم اور خرچ سفر برسات
اور عالیجاہ کی لڑائی کی تکلیف کہینچے ہوئے خستہ حال تہی اور شجاع الدولہ کی فوج جرأت اور شجاعت مین
مشہور تہی اسکی لڑائی میدانین مناسب نجانی حصار عظیم آباد مین محصور ہو کر مرنا مناسب سمجہکر مع میر محمد جعفر خان کے
ملک سے بکمال اضطرار راہ عظیم آباد کی لی اور شجاع الدولہ مع بادشاہ اور عالیجاہ کے خوش و خرم
داخل حدود عظیم آباد ہو کر منزل بمنزل قطع راہ کرتا تہا اور اوسکے لشکر کے غارتگر لشکر کے پانچ پانچ

کوس تک علامت آبادی کی نرہتے تھے عموم خلایق کو اسقدر ایذا پہونچائی کہ بیچارے جسقدر وزیر و
بادشاہ کے ورود سے خوشنود تھے اوسیقدر عاجز ہو کر انگلشیہ کے دعاگو ہوئی کیونکہ اس فرقہ سے
ایسا ظلم نہین ہوا اور کسی مفلس کو ضرر نہین پہونچتا تھا جسوقت ورود لشکر کا مکرا ین مین دریائے سون کے
کنارے ہوا بندہ چونکہ مدت سے آرزو خواہ ملاقات والد کا تھا احوال لشکر اور اونکی بیباکی کا فراموش کر کے
چوپالہ کی سواری سے دو تین خدمتگار اور گاو باربردار کے ساتھ روانہ حسین آباد جو محل الطمغا کا دار الملک ہی
ہوا جب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق کو مع دو تین نفر اور دیگر باربردار کے چھوڑ کر خود پیشتر کو چلا
موضع شیخ پورہ مین جہان کے رہنے والے لشکر شاہ و وزیر کے غارت سے گانون خالی کر گئے تھے پہونچا
اثر وحام سا دکھلائی دیا گھوڑون کا ہنہنانا سنکر تعجب ہوا کہ یہان گھوڑے کہان سے آئے آدمی
کیونکر بگئے ہین اوسوقت یاد آیا کہ لشکر کے قطاع الطریق ہین خیر پیشتر کو چلا دو تین کوس راہ طے کی تھی
کہ ایک غبار عالمگیر اور اوسکے اندر سنان کی چمک درخشان نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی بعدہ دیکھا کہ
ہزارون مویشی اور قریب دو تین سو سوار مغل اور افغان درانی کے جو وزیر کے ملازم تھے اونکے پیچھے
چلے آتے ہین بندہ اوس جنگل مین اپنی اور اپنے رفیق کی جان کو ڈرا اور گاو بردار کو بھی اونکا تحفہ سمجھا
خیال آیا کہ ابھی وہ رہین شاید مجھے نہ دیکھا ہوگا کنارہ دریا سے اوتر کر نیچے کی طرف سے ریگ سون مین
کنارہ پکڑ کر اپنے ملک کو جانا چاہئے کہارون کو حکم دیا یہ لوگ ہمارے نوکر تھے انکی افسر نے سمجھانا
اور کہا کہ جب ہمنے اونہین دیکھا ہے اونہون نے ہمین ضرور دیکھا ہوگا اس حرکت کو ہماری نامردی پر
خیال کر کے زیادہ دلیر ہونگے پس مناسب یہ ہے کہ انکے درمیان بکمال دلیری جائیے بندہ نے سمجھا کہ سچ کہتا ہے
اسکی صلاح کو پسند کیا بیت کام باش کہ بودہ نادان بغلط بر ہدف زند تیرے جب نزدیک ہمد کر کے آپہونچے ایک مغل نے
صف سے باہر آکر قبیلہ روشن کو بجائے معہود بندوق پر رکھکر میری طرف فیر کرنا چاہا اور کہا تو کون ہے
اور کہان جاتا ہے بندہ نے بھی دلیرانہ جواب دیا کہ تجھے کیا کام ہے وزیر الممالک نے واسطے لانے
سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ کے جو کہ مرد عمدہ اور صاحب جاگیر دامن قلعہ رہتاس مین
رہتا ہے مجھے بھیجا ہے لہذا وہان کو جاتے ہین اوسنے کہا کہ یہ دوسرا کون ہے یہی جواب دیا کہ ہمارا
رفیق اور باربرداری ہمارے پیچھے آتی ہے یہ کہکر روبراہ ہوا اوسنے میری دلیری کا جواب سنکر
میری گفتگو کو صدق جانا اور اپنے ارادہ سے باز رہکر واپس ہوا اور میرے مال اور رفیق سے کچھ بھی
تعرض نہ کیا بعد ازان نصف میل پر ایک دستہ ملا مگر اوسنے کچھ چھیڑ چھاڑ نکی مگر چارون طرف سے
دیہات روشن جلتے ہوئے اور دہوان چھایا نظر آیا جب پانچ میل راہ طے کر کے موضع مہوان مین پہونچے

لیکن گانوین ویرانی ایکدو پاسبان نظر پڑے اونسے دریافت کیا کہ اور آگے بھی غارتگرون کے قدم بڑھے
ہینے جوابدیا کہ یہین تک آئے اور دیہات کو لوٹ مار جلا کر لیگئے بندہ نے کہا دوسرے دیہات مین
خبر پہونچا دو کل وہ یہان سے بھی پیشتر کو جاوینگے تھوڑی دیر وہان ٹھہر کر آگے روانہ ہوئے اور حسین آباد
پہونچکر دو روز مقام کیا والدہ وغیرہ کو دیکھکر مع سید علی خان اپنے بہائی کے لشکر کو معاودت ہوا اتفاقاً
اوسوقت محی علی پورہ سے گذر اتہا چورون کے خوف سے بڑی مشقت مین راستہ کٹا جماعۂ انگلشیہ
اور میر محمد جعفر خان نے شہر مین پہونچکر اپنی فوج کو جریدہ کیا اور بارادۂ مزاحمت چند کوس اردل سے
آگے بڑہے اور آپ مین تاب اور تحمل مقابلۂ فوج شجاع الدولہ کی نپاکر واپس ہوئے اور عظیم آباد آکر
بعض توپ کو برج حصار پر لگادیا خود پچپہاڑی کے سد دریائے وجلہ پر جو اکثر برسات مین شہر پر محیط ہوجاتا تھا
منزل گزین ہوئے بطور مورچال کے قایم کیا اور ایک توپ بہی پچپہاڑی ٹیلہ پر چڑہائی اور میر محمد جعفر خان کو
مع ہمراہیان ہندی کے سد مذکور پر مگر شہر سے جنوب رویہ جگہ دی اور اپنی چند کمپنی تلنگہ کی اوسکی محافظت
چہوڑی گویا میر جعفر خان کی انگلشیہ پشت پر مستقل تھا شجاع الدولہ شہر آباد سے لبسبب طغیانی کے لشکر
لیوا سطے کنارہ دریائے سوہن کا پکڑ کر راہ راست عظیم اباد کی چہوڑ پہلواری مین عظیم آباد کے چار کوس پر
منزل گزین ہوا اگرچہ اس منزل مین کنوئین کی کثرت تھی مگر پہر بہی پانی کی قلت اور بہی کوئین تعمیر ہوئے
ظاہرا ایکروز رہکر دوسرے روز کی صبح کو بارادۂ جنگ مع عالیجاہ اور رمل سپاہ کے سوار ہوا

لڑنا شجاع الدولہ کا انگلشیہ سے اور دریافت کرنا اسکے احوال کا اور چند روز توقف کرنا لڑائی مین اور لوٹنا بکسر کو اور چہاونی کرنا وہان اور بدعہدی کرنا عالیجاہ سے

شجاع الدولہ مع فوج کے جو مور وملخ کے مانند بیحساب تھی سوار ہوکر شارع عام سے جو تالاب میٹھی پور
اور پہانی پور اور مقبرۂ پدر عالیجاہ اوسراہ پر واقع تھا بیتر گیا اور بینی بہادر مع راجہ بلونت سنگہ کے
وزیر کے دست راست اندک فاصلہ پر اور عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ مالگذار پیلی بہیت اور
بریلی وغیرہ کا مع دو تین ہزار روہیلہ اور گسائین ہمراہ پانچ چہہ ہزار ناگہ کے وزیر کے قول مین تھا اور عالیجاہ
مع پانچ پلٹن کے جو سمرو کی سرداری مین مع توپ وضع انگریزی اور بندوق چقماقی کے آراستہ تھین
اور پانچ چہہ ہزار سوار بہی ہمراہ رکہتا تھا بینی بہادر کے دست راست مگر بڑے فاصلہ سے تخمیناً ڈیڑہ کوس
مقابل پچپہاڑی اور مورچہ جعفر خان کے واقع تہا ایک گولہ کی تفاوت سے دور جا کر استادہ ہوا بندہ
چونکہ کسی کی نوکری کا سررشتہ نرکہتا تھا اسپ سوار بنابر دوستی علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا اباقر
اور میرزا عبد اللہ کے ہمراہ عالیجاہ کی فوج مین تھا جہان چاہتا تھا جاکر تماشا دیکہتا تھا تا آنکہ

شجاع الدولہ آبادی خارج شہر کی عمارت کے پناہ مین آہستہ آہستہ آکر متصل میدان علی باغ راہ بیر
حسین خان مرحوم کے نمایان ہوا اور توپ و بان کی لڑائی شروع ہوئی اور وزیر مع فوج کے جسارت کرکے
قدم بقدم آگے کو چلا انگلشیہ کے طرف سے بھی متواتر گولہ برس رہا تھا اور دو گولہ ایک توپ کلان کے
سمرو کے طرف جو البتہ خمس گز وہ پیشتر عالیجاہ سے صف آرا تھا اوسکی فوج مین پہونچے اور ہمراہی
تلنگہ زخمی ہوتے تھے اور کبھی گولہ اوسکی فوج کے اوپر سے نکل جاتا تھا یا مین میدان مین گرتا تھا شتر سوار
شجاع الدولہ کا عالیجاہ کے پاس پیغام لایا کہ بندہ انکے عدو سے گرم ستیز ہے تم وہان کھڑے کیا کرتے ہو
آکر یورش کرو اور اگر تاب نہین سمرو کو مع توپ اور تلنگہ کے معین کرو تاکہ ہمارے پیشتر جاکر توپ اندازی کرے
اور اطراف سے سوار لوگ حملہ کرین عالیجاہ نے بغیر جواب کہلا بھیجا اور نہ خود گیا نہ سمرو کو بھیجا
وقت ظہر تھا کہ گوشائین نے حملہ کیا انگلشیون نے بھی باڑہ مارنا شروع کیا اور ایک تلنگون سناہی کا
خاک ہلاک پر گر ا مغلوب ہوا بندہ نے جو عالیجاہ کے لشکر سے لوٹ کر اوسکے اور بینی بہادر کی فوج
کے درمیان مین تماشا کر رہا تھا دوستون سے کہا کہ اگر بعد شلک کے پھر توپ انگلشی کی صدا ہو
غلبہ انگلشیان جاننا چاہئے اور گوشائین کی شکست درصورت خلاف فتح و ظفر کے بھی برخلافی ہے
اسی انتظار مین تھے کہ بعد دو ایک شلک کے پھر توپ کی آواز آئی اور شجاع الدولہ کی فوج باہم
جمع ہوئی بعد دو گھڑی کے عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ مع فوج وزیر اور ہمراہیون کے یورش آور ہوا
اور اسیطور پر بعد آواز شلک ہم توپ کے منتظر ہوئے بعد لمحہ کے چند آواز توپ کی گوشش زد ہوئین
اور مہدی گنج کے طرف والے برج سے بھی گولہ اندازی شروع ہوئی پھر فوج شجاع الدولہ نے جمعیت
کرکے تین گھڑی دن باقی رہا تھا کہ تیسری بار یورش کی اور جو کچھ اوسکے لوگون مین تاب توانائی تھی
خرچ کرکے صفوف انگلشی مین زلزلہ ڈالدیا یعنے انگلشی کے دہل طنبور چھین لئے الا انگلشیون نے
بڑا استقلال کیا برابر شلک مارتے رہے جسکی تاب فوج وزیر کو نہوئی پسپا و الپس ہوئے
لیکن بلوند سنگھ اور بینی بہادر اپنی جگہ سے نہ ہلے مگر شیخ دین محمد جمعدار پسر شیخ مجاہد کا کام آیا
اور میدان جنگ مین دنیا سے راہی ہوا اور بندہ نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ہوائی شرقی کے
جھونکے لشکر وزیر کے روبرو آنے لگے اول مغربی تھی پھر ہوا بدلی کہ انقلاب کا سناٹا بندھا
اوسیوقت دیکھتے ہین کہ تیسری باڑہ کے بعد انگلشی لوگون نے اپنی توپ کو جس جگہ تھی وہان سے
پیشتر بڑھا لیگئے اسی عرصہ مین وزیر کا شتر سوار عالیجاہ کے پاس آیا اور انکے تساہل اور عدم
یورش کی ملامت کرنے لگا اور کہا کہ اب تو دن تمام ہوا وقت جنگ نہین ہے بھیڑ و بنگاہ کو

واپس ہوے جیسے کل تدارک مافات مین مصروف ہوجیسے عالیجاہ نے اسمرو کو بہی اطلاع دیکر واپس کرلیا
شجاع الدولہ اس سے پیشتر چہہ مہینے آگیا تھا عالیجاہ نے ضعف راستہ لے کیا ہوگا کہ شام ہوئی
ظاہرا ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے برآمد ہوا جب معلوم ہوا کہ عالیجاہ ادہر کہڑا ہے چونکہ انگلشیونکو
عالیجاہ سے نہایت عداوت تھی پس ایک باڑہ ماری سست قدمان بہول جو پیچہے رہ گئے تھے اس
جسارت کو دیکہکر مضطرب بے اختیار فراریون کے طور پر اپنی اپنی جگہ گئے بندہ خود عالیجاہ سے
پیشتر غافل تھا اسوقت کہ سب سیاہ اور ہجوم سیاہ تھا معلوم نہوا کہ عالیجاہ کب اپنے خیمہ مین
داخل ہوا بندہ جو ستارہ کہ مغربی اول شام کو طلوع ہوا تھا اوسکو لحاظ کرکے طرف لشکر کی چلا جاتا تھا
تک خیمہ مین جا پہونچا صبح کو سواری وزیر کی خبر مشتہر ہوئی لیکن کچہہ ظہور نہوئی بعد دو روز کے دمل کی خبر آئی
وزیر کے عاید ہوا اور بعض کمپنی بہی کہ اس لڑائی مین گولی کہائے تھے جسکی شہرت دنبال کے نام سے
مردہی بعد شفا کوچ کرکے دریاے پن پن جنوبی حصار عظیم آباد کے طرف خیمہ کیا ہر روز تازہ تازہ خبرین
اوڑا کرتی تہین کبہی یہ کہ میر جعفر خان کے مورچال سے یورش ہوگئی کبہی مشرقی شہر کے جانب سے
رہا ہونے کی خبر اوڑتی تھی اور وزیر چند سوارون کے ہمراہ حسب ضابطہ دیرینہ شہر و مورچال مین گشت کنان تہا

وزیر کا لشکر انگلشی مین محصور ہونا اور فضل الٰہی سے رہائی پانا

بلکہ وزیر چند سردار انگلشی مع میر مہدی خان کے جو عالیجاہ کے لشکر سے جاکر انگلشیونکے متفق ہوئے
تھے نکلکر اپنے حصار اور وزیر کے لشکر کے گرد گہومتے تھے اور چند بیرہ تلنگہ کے بہی ہمراہ تھے وزیر سے
بنہایت جریدہ مع چند نفر کے جنگل مین گہوم رہا تھا دوچار ہوا طرفین سے ناوانستہ ارادہ دست برد
کا اور باہم طعن اور ضرب تیر و تفنگ کی بطور قراولی عمل مین آئی جب کسیقدر نزدیک ہوے میر مہدی خان نے
وزیر کو پہچانکر سردار انگلشی کو جو کہ شاید میجر کرنگ تھے اطلاع دی اور فوج دیگر نہایت جلد شہر سے
طلب کرکے وزیر سے مشغول آویزہ رہا جب فوج جدید شہر سے آنکلی کسینے وزیر کے ہمراہیونمین سے
دوڑکر لشکر وزیر مین خبر پہونچائی کہ وزیر انگلشی کے غلبہ مین محصور ہوگیا وزیر نے اپنے تئین تہلکہ مین
سے باہر نکلنا غنیمت جانا اور نہایت دانائی سے عطف عنان کرکے باہر نکل گیا لیکن جب خبر
لشکر مین گئی عجب انقلاب ظاہر ہوا عالیجاہ مع اپنے رفقا اور کل رفقاے وزیر کے جسقدر کہ حاضر ہوسکے
نہایت جلد مدد کو جا پہونچا اور اسکو راہ مین پاکر باہم کرمعاودت کی القصہ اسیطرح سے دو ایک روز
زیادہ ایک مہینا گذرا برسات قریب آئی شجاع الدولہ کی یہ راے ہوئی کہ فی الحال حصار کے قریب
اقامت بہتر نہین بلکہ بہتر ہی ہے جو مقامات صوبہ عظیم آباد سے تب گنگ مقابل غازی پور متعلقہ وزیر کے جسکا تہہ

راجہ بلوند سنگہ زمیندار بنارس کو بہی سکونت واجب ہے بعد برسات دیکہا جاویگا الا جرمہتہ ہوکر مقام مذکور مین آچہاونی کی والد بہی بنظر ملازمت وزیر و بادشاہ کے لشکر مین حاضر تہا اور بندہ نے عالیجاہ سے دلگیر ہوکر بادشاہ کی ملازمت مین ہمراہ والد بسر کرتا تہا تا آنکہ معبر کولورسے دریائے سوہن کو پایاب عبور کرکے لب دریا پر پندرہ روز تک خیمہ گاہ رہا اور وہانسے قصبہ آرہ دار الملک بہوجپور مین لشکر آیا والد وہانسے بازگشت جاگیرات کو مصمم ہوئے اور بندہ نے بہی لوادیا اوضاع لشکر رفاقت مناسب نجانی چونکہ پیشتر سے تعرض انگلشیہ خصوص ڈاکتر فلرٹن نہایت مرتبہ دوست تہا اور شجاع الدولہ کی لڑائی مین اوسکے خطوط بندہ کو آتے تہے اور اوسنے مکرر لکہا کہ بادشاہ کو اون لوگون سے موافق کردون بندہ نے والد سے عرض کیا کہ اگر یہ صورت ہو موجب ممنونی جماعہ انگلشی کی ہوگی وزیر کا حال معلوم ہے کہ فتح دور ہے پس اسصورت مین اگر انگلشیون سے رابطہ ہوجائے دور مصلحت سے نہوگا اور یہ بہی معلوم ہے کہ اوسکو بادشاہ سے اتفاق کرنا مدعا ہے پس اگر بادشاہ کو بہی منظور ہو تو شقہ لکہوا دیجئے والد نے باتفاق منیر الدولہ کے بادشاہ سے سلسلہ چہیڑا چونکہ بادشاہ بسبب خودسری وزیر کے اوسکے پاس رہنے کو راضی نتہا فوراً راضی ہوا شقہ خاص دستخط مفصل سے لکہکر اشعار دیا کہ ہر شقہ اسی قابل یعنی بندہ کے معرفت پہونچیگا قابل قبول ہے اور اسکے معرفت کے سوا اگر دوسرے کے ذریعہ سے کوئی شقہ پہونچے تو سمجہنا کہ بپاس خاطر وزیر وغیرہ کے صادر ہوا غرض بادشاہ کی اس تحریر سے یہ تہی کہ راو شتاب رائے کے درمیانی نہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلون اور بینی بہادر کے رفقا مین تہا اور بندہ کو بہی تاکید کی کہ اس رقعہ کا مضمون افشا نکریگے بعد حصول رقعہ بندہ مع والد لشکر سے نکلکر عظیم آباد کو چلا والد مرحوم حسین آباد کو روانہ ہوا اتفاق وقت کو ویکہئے اوسی زمانہ مین ڈاکتر فلرٹن کو میجر کرنگ سالار فوج انگلشی سے نہایت درجہ کی نفاق ہوئی جسکا بیان نہین ہوسکتا جب بندہ مع شقہ شاہی قریب عظیم آباد آیا اور ڈاکتر کو اطلاع دی اوسنے سردار فوج کو مطلع کرکے اپنے ہرکارہ مع ہرکاران سردار مذکور کے مع رقم مزاحمت بنام محافظان راہ چونکہ اکثر کپتان مع فوج بر سر راہ آبادی شہر کے مقرر تہے بہیجکر بندہ کو طلب کیا بندہ اسکے گہر جاکر حال نفاق مذکور پر مطلع ہوا تاکید کردی کہ اسکا مضمون سا ہو رام جو وکیل راو شتاب رائے کا ہے معلوم نہو ورنہ بڑی قباحت واسطے بادشاہ اور منیر الدولہ اور نیز بندہ کے ہوگی ڈاکتر نے کہا بندہ حتی الوسع اخفا کریگا لیکن میری رائے پر تعمیل ہونا اب ناممکن ہے غرضکہ دوسرے روز میجر کرنگ نے بندہ کو طلب کیا اور نیز میر جعفر خان کو بہی بلایا اور آخر روز بندہ اور ڈاکتر نے جاکر میجر اور میر جعفر خان سے ملاقات کی اور شقہ دیا اوسنے شقہ کو سر پر رکہکر کہولا اور تنہائی مین

میر جعفر خان اور منیجر نے سنا اور مضمون پر مطلع ہو کر بندہ کو جواب دیا کہ الحال بادشاہ باختیار خود نہیں بلکہ تابع
فرمان وزیر ہے اس حالت مین تم اوسکی فرمان بری نہین کر سکتے اور علی الزعم ڈاکٹر کے نسبت محبت جو راجہ
شتاب رائے سے رکہتا تھا سادہو رام کو طلب کر کے مضمون شقہ سے مطلع کر دیا اور اوسنے اوسکی نقل
راجہ شتاب رائے کو بہیجدی اور بندہ کو رخصت کر کے درجواب شقہ عرضداشت لکہی بندہ نے جواب لیجا پر نظر
کر کے عرضداشت مذکور کو معرفت بادشاہی جاسوسون کے بہیجدی اور خود والد کے پاس حسین آباد چلا گیا
میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ بہی ہمراہ والد بکر سے حسین آباد چلے آئے اور اسی جگہ میر سیات آخر کی

بدعہدی کر کے شجاع الدولہ کا لوٹ لینا عالیجاہ کو اور بے گناہ قید کرنا

بندہ نے حسین آباد مین عالیجاہ کی اسیری سنی مفصل بعد چند روز کے زبانی علی ابراہیم خان کے بر وقت
معلوم ہوا کہ درج ہوتا ہے اول شجاع الدولہ اور عالیجاہ باتفاق محاصرہ عظیم آباد مین تھے گیارہ لاکہ روپیہ دینا
چاہیے تھا جو ٹہر گیا تھا کہ ماہوار ہی ملیگا عالی جاہ نے دیکہا کہ بسبب قلت روپیہ اور کثرت تقاضائے وزیر کے
ہر مہینے مین اسکے دام سے نکلنا دور ہے لہذا یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیغام دیا کہ بندہ کو جانب مرشد آباد کے
مرخص فرمایئے تاکہ وہان جا کر بعد بندوبست تحصیل کر کے عمل انگلشیہ کے انتظام مین خلل انداز ہون بالفعل
انکی فوج بہی کم ہے نہایت متوحش ہونگے اور چونکہ اوسطرف کے حاکم اور ریاست کا حال مجہی بخوبی معلوم ہے
یہ کام بہ نسبت دوسرے متوسلان سرکار کے بخوبی انصرام کرونگا پیغامبر علی ابراہیم خان تھا وزیر نے کہا
اگر عالیجاہ معاودت نہوا اسکی کیا صورت ہوگی اوسنے جوابدیا کہ عالیجاہ کو بجز در دولت کے اور جائے پناہ کہاں ہے
خلاصہ یہ ہے کہ خیال دور از کار مین اکثر کہا کہ اگر تم ضامن ہو اور بطور اول کے میری پاس حاضر ہو کیا مضائقہ
علی ابراہیم خان نے جوابدیا البتہ بندہ حاضر ہے مگر زر معہود کا ضامن نہیں ہان جہان عالیجاہ کے عمال جاوین
سرکار کے سزاول بہی ہمراہ ہون جو تحصیل ہو حضور مین ارسال کرتے رہین وزیر نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا ہے
علی ابراہیم خان نے جوابدیا جو مرضی ہو وہی بہتر ہے مگر اسوقت مین اس کام کا نیک و بد حضور کے ذمہ عاید ہوگا
کیونکہ وہ حضور کے بہروسے حاضر در دولت ہوا ہے اب وہ فکر کرنا چاہیے کہ ابروے سلطنت رہے وزیر
ہر چند قوت متفعلہ نہ رکہتا تھا مگر یہ بہی موثر ہوا فرمایا کہ ہم اور لوگون کو مقرر کرتے ہین علی ابراہیم خان نے کہا
بہتر ہے غرض تو حضور کی اقبال کی اقتدا ہے سبب ہے وزیر نے اسے رخصت کیا اور وہ کام فراموش ہوا لہو لعب مین
مصروف ہوا اور علی ابراہیم خان نے جواب بنام عالیجاہ کو پہونچا دیا

موافق ہونا میر سلیمان خانسامان ملازم عالیجاہ کا وزیر سے اور عالیجاہ کی خرابی دولت

میر سلیمان قبل اسکے میرزا بہلول اور بینی بہادر وغیرہ ارکان دولت وزیر سے موافق ہو گیا تھا

یکبار ترک لباس بہانہ گوشہ گزینی اور عالیجاہ نے اوسکے گہر پر جاکر تقی پوشاک پہنوائی لیکن اس مختصر
بیوقت اور بے سبب کا کب تک علاج ہوسکتا تھا ٭ نئی رنجش ہوا کرتی ہے ہر دم اوس ستمگر سے ٭
رسا نتیلا دو کیونکر ایسے روٹھے کو مناتے ہین ٭ اکثر باہم عالیجاہ سے رنجش کیا کرتا تھا اور عالیجاہ اوسکے
سکرات سے بدمزہ ہوکر اپنی مجلس مین اوسکا شاکی ہوتا اور کہتا کہ فلانے روز جو بینی بہادر کے سر پر پیچ
دیکہا تھا وہ ہمارے گہر مین تھا شاید وہین سے لیگیا کیونکہ تحویلدار تھا تا کہ فلانی انگشتری فلانے کے ہاتھ مین تھی
ایسی ایسی باتین میر سلیمان تک پہونچین باعث مزید رنج ہوتی تہین تا آنکہ ایکروز عالیجاہ کے لشکر سے اوٹھکر
میرزا ابہلو اور علی بیگ خان لیقچی ملازم وزیر کے جوار مین جا ٹہرا بعد پانچ چہہ روز اس واقعہ کے وزیر کا
پیغام تقاضائے تنخواہ مین عالیجاہ کے نام آیا عالیجاہ نے عذر تنگدستی کہلا بہیجا مگر اکثر وقت وزیر کی
ناہنجاری کہا کرتا تھا علی ابراہیم خان مانع تھا کہ اکثر لوگ مانند میر ابلو وغیرہ کے جو عالیجاہ کے نوکر
اور جویائے رفاقت وزیر تھے ان باتون کو وزیر کی خدمتمین پہونچاتے اور اوسکی طبع حیلہ جو کو بہڑکاتے
تھے آخر وزیر نے کہلا بہیجا کہ بادشاہ آپ سے بقایائے صوبہ بنگالہ وغیرہ طلب کرتا ہے اور نیز محصل لوگ
مقرر کرتا ہے آپ جلد فکر کریہی عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کو طلب کرکے واسطے سوال جواب وزیر کی بہیجا
اوسنے حضور وزیر مین جاکر عرض کیا کہ عالیجاہ بامید اعانت حاضر ہوا جو کچہہ میسر تھا اوسکے پہونچانے مین
دریغ نہین کیا الحال تہیدست ہے اور تقاضائے بادشاہی بموجب جناب عالی بینی بہادر کو حکم فہمید
صادر فرماوین جو اسکی ذمہ برآمد ہوگا اوسکے ادامین قاصر نہوگا اور اگر محض بموجب ہوا امیدوار ضمانت ہون
اوسنے آزردہ ہوکر جوابدیا کہ مجھے کیا غرض تم جانو اور بادشاہ جانے بینی بہادر کون ہوتا ہے ہم کل
شکار کو جاتے ہین بادشاہ کو اختیار حاصل ہے جو چاہے کرے اوسنے یہ جواب عالیجاہ کو پہونچایا
اور بر وقت مشورہ عرض کیا کہ اگر ذر سرکار مین ہو وزیر کی مرضی کرنا چاہیے ورنہ خود تنہا جاکر کہنا چاہیے
کہ ہم آپکے توقع ضمانت پر آئے ہین جو کچہہ چاہیے فرمائیے

عالیجاہ کا ترک لباس کرنا اور وزیر کا پہر تکلیف پوشاک دینا

عالیجاہ نے بعض مصاحبین سفاہت کے بموجب صلاح کے بلا اندیشہ دوسرے روز کہ تاریخ ۸
ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۲ ہجری تھی اول صبح کو پیرہن زیبر وکلاہ برسر ترک جلوس مسند کیا اور صحن خیمہ مین
بوریا بچھا کر بیٹھا ہمراہیون مقرب نے بہی جو عقل سے خالی تھے قریب بیس نفر کے لباس رنگین
درویشی زیب تن کرکے تمام لشکر مین انگشت نما ہوئے یہ خبر وزیر کو پہونچی موجب فکر ہوئی
کیونکہ فقیری عالیجاہ کی اسکی رفاقت مین موجب بدنامی تھی بنا برین نوین ذی الحجہ کو کہ یوم عرفہ تھا

علی بیگ خان کو عذر خواہی اور دلجوئی کو اپنی طرف سے اور نیز اپنی مان بی بی صفدر جنگ دختر
برہان الملک نواب بیگم کے طرف سے بھیجا اونسے پہونچکر رنگین ملامت اور شیرین عذرات اون
دونون کے طرف سے کیئے عالیجاہ اوسقدر تقریرین سلیقہ نرکہتا تھا جلد علی ابراہیم خان کو طلب کیا
خان مرقوم نے اس تبدیل لباس کی خبر سنکر بلحاظ بدگویون کے اگرچہ ترک لباس نکیا مگر پیرہن اور
دستار مختصر سے آراستہ ہوکر دربار مین حاضر ہوا عالیجاہ نے کہا تمکو نواب وزیر نے طلب کیا ہے علی ابراہیم خان
اوسی نیت سے علی بیگ خان کے ہمراہ ہوکر وزیر کے در دولت کو روانہ ہوا عالیجاہ نے کہا اسی لباس سے
وزیر الممالک کے پاس جاوٴگے اونسے جوابدیا جب آقا کی یہ صورت ہے بندہ کو بجز اس لباس کے کیا فروت
تکلف ہے اوسیطرحسے ہمراہ علی بیگ کے حاضر خدمت وزیر ہوا وزیر نے خاطر بیشمار کرکے تغیر لباس عالیجاہ کا
موجب استفسار کیا اور اپنی گفتگوئے سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو
ہمنے ظاہر کردیا اوسکو تدبیر معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کرکے مجھے بدنام کرنا علی ابراہیم خان نے
جوابدیا کہ آپکے پاس باسید عنایت اور اپنا خانہ اسیے سمجھکر آئے ہین جب بادشاہی پیغام سے حضور نے
آگاہ کیا چونکہ بجز حضور کے کوئی جائے امن نتھی اور حضور نے اوس مین کد کی ناچار دنیا سے ہاتھ اوٹھایا
وزیر نے بینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونون گوشہ مین جاکر اپنے اپنے
مقدمہ کی پیروی مین گفتگو کرنے لگے بینی بہادر چاہتا تھا کہ کسیطرح ذمہ عالیجاہ کے تحویل مبلغ ثابت کرے
علی ابراہیم خان راضی نہوکر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیوی بیان کرتا تھا بعد تھوڑی دیر کے
وزیر نے پوچھا کیا طے ہوا بینی بہادر نے کہا دونون طرف کی گفتگو سخت ہے وزیر نے خانہ کور کو خیمہ خس مین
بلاکر جو کچھ پوچھنا تھا پوچھا اور جو کچھ کہ بینی بہادر اور علی ابراہیم خان سے سوال وجواب ہوئے تھے
سنے اوسکے بعد کہا اس وضع سے جو عالیجاہ نے اختیار کی ہے میری بڑی بدنامی ہے مجھے کیا کرنا چاہئے
خانہ کور نے کہا کہ عالیجاہ کو بدرجہ لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے اب جو کچھ مناسب ہو آپ بندوبست فرمایئے
وزیر نے کہا ہم بخوبی سمجھ گئے تم جاکر عالیجاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہین علی ابراہیم خان نے یہان سے جاکر
تمام امور عالیجاہ سے ظاہر کئے اور کہا کہ وزیر الممالک بھی آتے ہین ہنوز یہ کلام نہ کہنے پایا تھا کہ وزیر بھی
آپہونچا اور عذر خواہی کرنا شروع کی اور عرض کیا کہ اس لباس درویشی کو دور فرمایئے اور لباس روزمرہ
مثل سابق کے پہنئے عالیجاہ نے منظور فرمایا اور بحسب اشعار اوسکے عمل نہ کیا

وزیر کی تحریک سے سمرو ملکہ ام کا عالیجاہ سے تقاضائے تنخواہ کرنا

بعد دو تین روز کے سمرو نے مع اپنی پلٹنون کے حسب ایمائے وزیر عالیجاہ کے خیمہ پر بنابر تنخواہ محاصرہ کیا

چونکہ روپیہ تھا اشرفی اندر سے منگوا کر دلادین اس ماجرا کے بعد عالیجاہ نے سمرو کو پیغام دیا کہ اب بہت آدمی نوکر رکھنے کا مقدور نہین پلٹن اور عمدہ توپخانہ کو برطرف کرکے توپین اور بندوق چقماقی خانساما نی مین سپرد کردو اور دو پلٹن رکھہ لو چونکہ یہ نمکحرام وزیر سے متفق ہوگیا تھا جواب دیا کہ اب توپ و بندوق اوسکی ہین جسکے پاس ہین اور خود وہان سے مع پلٹن وزیر کا ملازم ہوگیا

قید ہونا عالیجاہ کا وزیر کے ہاتھ سے

چونکہ شب موسے جنتیل فرانسیس جو پیشتر عالیجاہ کا ملازم تھا اور بعد برطرفی وزیر کا ملازم ہوا تھا علی ابراہیم خانسے نہایت دوستی رکھتا تھا پانچ چھہ آدمی اپنے ہمقوم ہمراہ لیکر آیا اور علی ابراہیم خان سے کہا کہ کل وزیر کی فوج عالیجاہ کے ستیزی کو آویگی خدا معلوم اوسوقت کے دار و گیر مین تمیز کیا گذرے اگر یہ لوگ تمہاری حفاظت مین رہین کوئی معترض نہوسکیگا علی ابراہیم خان نے بعد شکر گذاری اخلاص کے کہا کہ یہ امر مجھکو نازیبا ہے جب کہ عالیجاہ کو وہ بلا ہوگی بندہ بھی کسیکی ضمانت نہین چاہتا دوسرے دن پہر دن چڑہے فوج وزیر کی سوار ہوکر خیمہ عالیجاہ کو قاصد ہوئی جب نمودار ہوئی دوبارہ موسے جنتیل اپنی فوج سے علیحدہ ہوکر خانہ کور کے پاس آیا اور سخنان دیروزہ کا اعادہ کیا اسنے بھی وہی جواب دیا ناچار وہ گریان و زار لوٹ گیا اور فوج وزیر نے خیمہ گاہ عالیجاہ کو محصور کرکے حرم سرا اور دیگر کارخانجات مستحکم کرلئے جو سردار کہ اس کار ناہنجار پر مامور ہوا تھا وہ عالیجاہ سے خیمہ مین گیا اور اوسکو ہاتھی پر سوار کرا کر خود ہودج کے عقب سوار ہوا اور اپنے لشکر مین لیجاکر ایکجا سے مین محبوس کردیا

محبوس ہونا علی ابراہیم خانکا بموجب حکم وزیر اور رہائی پانا بجلب القاب

آخر روز چند سوار وزیر کے یک چہٹ علی ابراہیم خان بہادر کے خیمہ پر آتے ہوئے دکھلائی دئیے خانہ کور کو معلوم ہوگیا کہ میرے واسطے آتے ہین پس چند عزیزون کو جو اوسکی خدمتمین حاضر تھے اور بستر بیماری پر سورہے تھے جگا کر کہا کہ یہ لوگ ہماری تلاش مین آتے ہین پس جو چاہے نکلجائے اس کلام سے ہم نشین لوگ اپنی راہ لگے مگر میر شطاری اور ثابت خان اور خواجہ عبد اللہ اور واجد علی خان اوسکے رفیق حال رہے تا آنکہ سواران مذکور آپہونچے اور اوسکی حراست مین ٹہرے قبل اس واقعہ کے ایک شخص علی ابراہیم خان کا دست گرفتہ برہان خان نام جمعدار افغان نے جو کسیقدر طالب علمی اور فراست رکھتا تھا اور اپنے تئین فدائیان خانہ کور مین جانتا تھا ظاہر کیا کہ جو کچھ دشمنون سے پوشیدہ رکھنا منظور ہو میرے حوالہ کرو علی ابراہیم خان نے کہا کہ بجز دو فیل اور چند گھوڑے کوئی چیز میرے پاس نہین انکو جسطرح سمجھو نگاہ رکھو اوس صدیق صداقت شعار نے کہ کسیکو اپنے موافق سچا نہ جانتا تھا اون ہاتھی اور اونٹون کو لیکر اپنی راہ لی کہ پھر پتا نہ لگا القصہ علی ابراہیم خان عین بیماری مین حیران اور قدرت پروردگار کا نگران تھا اور سب رفقا عالیجاہ کے وزیر سے موافق ہوگئے تھے مگر حافظ اسرار خان

منشی اور بعض متصدی قید ہوکر مردم وزیر کے حوالات مین تھے کسی نے دوستان حاضرین سے
علی ابراہیم خان سے کہا کہ وزیر کو عرضی لکہئے اوسنے دو کلمہ اپنے حال کے لکہہ بہیجے اوسوقت وزیر
محل مین تھا لیکن چونکہ ابراہیم خان کو بسبب آرسیدگی مزاج اور حسن اخلاق کے خداوند تعالی نے
محبوب القلوب پیدا کیا تھا حرم سرائے وزیر کی نگاہبان جو عورات ہین اور ہر وقت پہونچانے
زیور جواہر وغیرہ کے جو اوسکی مان کو لیگیا تھا شناسا تہین اوسکے حال سے نہایت رنجیدہ ہوئین اور
عرضی وزیر کو پہونچا دی خواجہ سرا نے وزیر کی طرف سے آکر سوارون کو تاکید کی کہ دور سے ناظر رہکر بے ادبی
نکرین اور عرضی مین دستخط کئے کہ آپ سے تعرض نہین چند امور آپ سے دریافت کرنا ہین دلجمعی رکہئے
دوسری صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میان عیسی کے نام سے مشہور تھا آکر کہا کہ تمہین
وزیر طلب کرتا ہے علی ابراہیم کرتہ اور دستار سے دربار مین بسواری پالکی روانہ ہوا سواران ہمراہی
جو کم عقلہ مزاج تھے کبہی اسکی پالکی جانب مجلس عالیجاہ کے لیجاتے اور کبہی کسی اور طرف جب دو تین مرتبہ
ایسی حرکت ہوئی خان مجبور نے کسی آدمی کو بہیجکر شجاع قلی خان سے کہلا بہیجا کہ ناحق سواران ہمراہی دق
کرتے ہین جہان ارشاد ہو حاضر ہون اسنے کسیکو بہیجکر تاکید کی کہ سوارون کو تہدید کرکے خانصاحب کو ہمارے
پاس لاوے وہ وہان سے دشنام دہان آپہونچا علی ابراہیم خان کو نوبت تمام دیوانخانہ وزیر مین جہان
کہ میرزا امانی والد وزیر کا مکتب تھا لیگیا شجاع قلی خان اور بینی بہادر اور موتشیر جنتیل اور یاقوت خان ناظر
وغیرہ یکجا حاضر تھے موتشیر جنتیل نے دور سے خانمذکور کو دیکہکر تعظیم کو کہڑا ہو گیا اور لوگ بہی اوسکے ساتھ
استادہ ہوگئے اور خانمذکور کو بعزت بٹہلایا تکلفات رسمی وغیرہ سے گفتگو کی دو انکہانے بیرغم ظاہر کیا بعد
حکیم محمد خان کے پاس آدمی بہیجا اور دوا اور غذا کی فکر مین ہوئے خانمذکور نے عرض کیا کہ اب اون تہوڑا ہی
دوا خوری کا وقت نہین فردا تکلیف کیجیگا بعدہ حضور وزیر مین لیگیا اوس جگہ سہیل علیخان خواجہ سرا
داروغہ فیلخانہ اور حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عملہ عالیجاہ کے وزیر کے حضور مین استادہ تھے خانمذکور
حضور مین پہونچکر ایک اشرفی نذر دکہلائی اور بلا اجازت بیٹہہ گیا جماعہ مرقومہ سے بینی بہادر اور شجاع قلیخان
اور یاقوت خان بہی بیٹھے وزیر لباس ولایتی ہاتھہ مین کمال رعونت سے سریر آرا تھا علی ابراہیم خان
کی طرف رخ کرکے کہنے لگا کہ کیون صاحب تمنے امیر قاسم خان سے کیا برائی کی تہی جو اوسنے بیچا پہاڑکی
کی لڑائی کے روز سمرو سے کہا کہ جسوقت بعد فتح ہماری سواری اوسکے روبرو سے معاودہو مجہپر وہ فیر کرے
علی ابراہیم خان نے عرض کیا کہ مجہے آگاہی نہین افسوس کہ اوسکے واسطے آپنے یہ تکلیف اوٹہائی اپنے
دار الملک سے اوسکی مسند نشینی کو ادہر قدم رنجہ کیا اور وہ آپ کے حق مین ایسا تجویز کرے وزیر نے

آشفتہ ہوکر کہا کہ کیا مین ورد تمکو ہون سمرو کو طلب کرکے مقابلہ کرادون خان مذکور نے آزردہ ہوکر کہا
کہ مینے اپنی بےخبری بیان کی ہے اُنکو جو تمہا تہین بتاتا ہون اور جو آپنے سمرو کے مقابلہ کو فرمایا اسوقت مین
عالیجاہ کا وہ مرتبہ نہین رہا اب سمرو کیا ایک خدمتگار بھی مقابلہ کو طیار ہوگا وزیر نے خجل ہوکر بکمال
دلداری کہا کہ تم بڑی خوبی کے آدمی ہو مگر عالیجاہ تمسے بھی بدنفس اوسکی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ اپنی
محفل مین میری شکایت کرتا تھا اور تمکو میری اہانت ناپسند تھی ممانعت کرتے تھے افسوس ہم نہین جانتے
کہ تم ایسے رفیق سے کیون بد ہوے علی ابراہیم خان نے جوابدیا مینے اونکی خدمت مین کوئی تقصیر نہین کی مگر یہی کہ
بروقت نکلنے حدود عظیم آباد سے اختلاف رائے تھا لوگ کہتے تھے کہ مرہٹہ اور اعیان دکھن کے پاس چلا جانا چاہیے
اور بندہ حضور کے طرف آنے کو مبالغہ کرتا تھا چونکہ آپکا آستانہ دولت سے زیادہ کوئی جاے امن و پناہ
عالیجاہ کو میری نظر مین نتھا وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوا پھر کوئی بات نکرسکا جانب حرم سرا
متوجہ ہوا مقربین نے تا دروازہ مشایعت کرکے سلام گذارش کیا وزیر نے علی ابراہیم خان کی طرف اشارہ
کرکے کچھ اپنے مقربین سے کہا شجاع قلی وغیرہ لوگ خانمذکور کو اوسی کمتب مین لیگئے اور بعد نشست کے فرمایا
کہ وزیر چاہتا ہے تمہین اپنا رفیق بناوے اور حکم دیا ہے کہ اسیوقت جو کچھ آپکا مال و اسباب نہین لیگئے ہین
وہ کچھ لاکر حاضر کرین اور انہون نے لاکر حاضر کیا اور یہ بھی کہا کہ اپنے دیوانخانہ کے قرب مین خیمہ کرنیکو
حکم دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ تم معتمد خانہ عالیجاہ اور اوسکے رازدار ہو بعض رفقا کی بے امانتی کا حال ہماجن بنارس کے
پاس معلوم ہوا لیکن تمہاری اور عالیجاہ کی امانت کا معلوم نہین ہوتا چونکہ تمپر بڑا اعتماد رکھتے ہین کہتے ہین
کہ چالیس ہزار اشرفی تمہارے حوالہ کی ہین اگر واقعی ہے جسکو سپرد کیا ہے ضرور تمہین معلوم ہوگا
اوسکے تبلانے سے وزیر کی مہربانی تمہارے حق مین نہایت ہوگی علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے اتبک
ایسے امور کا استفسار بندہ سے نہین کیا تھا اب کہ آپ دریافت کیا چاہتے ہین جو کچھ معلوم ہے عرض کرونگا
اور لوگون نے ننہو سنگہ ہرکارہ کو جو کہ سیکڑون کا خون کراچکا تھا اور سمرو کے رفقا مین تھا اور
اس اشرفی کا حال بھی اوسی نے بیان کیا تھا طلب کرکے مقابلہ کیواسطے روبرو کھڑا کیا اس جواب سے
جو کہ خانمذکور نے دیا کسی ہمتن نے جاکر نواب کو بشارت دی کہ کچھ امید حصول اشرفی کی ہوتی ہے جب لوگ
متنفر ہوئے خانمذکور نے کہنا شروع کیا کہ آبدارخانہ سے جواہرخانہ تک سب سمرو کے پہرہ مین سپرد تھا لاکھ اشرفی
اوسکے حوالہ ہوئین تہین سرکار مین نہین پہنچین لوگ ننہو سنگہ سے متوجہ ہوئے اوسنے انکار کرکے کہا کہ محض بے اصل ہے
علی ابراہیم خان نے کہا جسوقت ایسے شخص کا کہنا جو معتمد اور امین ہو سراسر بے اصل ہو تو سبکسران بی نفر اور
بے اعتبار کے کہنے کا کیا اعتماد ہے بہادر اس خبر کو سنکر محلسرا کے دروازہ پر گیا اور یہ حقیقت وزیر کو کہلا بھیجی

اور یہ بھی کہا کہ جو شخص جواب مین التزام دے اور نیز لوگون کی نادانی ظاہر کرے اوسسے معارضہ کرانا بجز تضیعی کے کوئی ثمرہ ندیگا وزیر نے رخصت معاودت صادر کی علی ابراہیم خان نے شجاع قلی سے کہا کہ دس بارہ آدمی شکستہ حال ہمراہ ہین اور اطراف و لیوانخانہ مین آرام خاطر میسر نہین اگر عنایت فرمائی جاوے اپنی چہاونی مین جگہ دیجیے شجاع علی خان کے دروازۂ حرم سرا پر جاکر اسکی بھی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لاکر جگہ دہی اور نہایت تواضع اور دلجوئی سے کارفرما رہا ڈیڑہ مہینے تک کہ زندہ رہا کوئی دقیقہ دلجوئی کا نچھوڑا اور عالیجاہ مال جہان تک عورتون اور خواجہ سرایون وغیرہ ملازمین کی جد و کوشش سے معلوم ہوگیا وزیر کی ضبطی مین آیا ہان کسیقدر جواہرات گران قیمت جو قبل اس سانحہ کے عالیجاہ نے شیخ محمد عاشق کی معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین بہیجدئے تھے باقی زندگی اور پریشانی مین کام آئے اسکی عورتون مین اگر کسیقدر ہونڈیون اور دلالہ کی وساطت سے بلاتہم معتمدنے مخفی کی ہون احتمال ہے مگر صاف معلوم نہین

روانہ ہونا میر سلیمان کا واسطے لینے قلعہ رہتاس کے اور واپس آنا وہان سے نہایت ندامت اور یاس سے

جبکہ عالیجاہ اسیر چاہ ادبار ہوا تب میر سلیمان نے انگوٹھی سلیمانی ہاتھ مین لیکر نزدیکی خدمت وزیر کی بہم پہنچائی اور بوسیلہ مقربان کے ظاہر کیا کہ یعقوب کمیدان فارس قلعہ رہتاس میرے متوسلون مین اور ساہ مل متصدی وہان کا قلعدار بہی میرا دست گرفتہ اور مال وغیرہ سب معلوم فدوی کو اگر حکم ہو تدبیر کرکے قلعہ مذکور حوالہ وزیر کردے وزیر تو اسطرح کی خواہش اور جستجو کی میر مذکور کو موردِ مراحم کرکے حسب استدعا چند تحریر بنام میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہ مل اور یعقوب وغیرہ کے تحریر کردین میر سلیمان باعتماد محبت سابقہ کے جو کہ دنیاداروں کو لبسبب تقاضائے وقت کے ہوتا ہے رہتاس آیا اور میجر منیر سردار فوج انگلشی نے جو کہ بادشاہ انگلشی کا ملازم اور تازہ وارد اسطرف کو بنابر مقابلہ وزیر کے عظیم آباد آیا تھا ایک خط بندہ کے نام بوساطت ڈاکتر فلرٹن کے لکھہ بہیجا کہ اگر قلعہ رہتاس تہی تمہارے تئین ملجاوے موجب مزید دوستی متصور ہے بندہ نے راجہ ساہ مل سے جو کہ پیشتر سے وہ ہمارے زیر احسان اور اوسکے اقربا ہماری جاگیر سے قرب رکہتے تھے یہ راز کہا اور سمجہایا کہ انگلشی غالب ہین عنقریب وزیر مغلوب ہوگا اگر اپنا بہلا چاہتے ہو قلعہ انگلشیون کو حوالہ کردو کہ تمہارے اور تمہاری اولاد کے حق مین بہتری ہو وہ شخص خود بہی عقیل تھا میری حقیقت کو بہونچکر میری گفتگو اور میر سلیمان کی غرض کو خوب سمجہا اور میر مذکور کو حیلتا کہلا بہیجا اور مجہے پیغام دیا کہ کسی سردار انگلشی کو مع فوج کے جلد طلب کرو اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکھہ بہیجے کہ اسپر واسطے میرے اطمینان کے دستخط کرادو بندہ نے ڈاکتر اور میجر سمرو کو لکھکر جرنیل گاڈرڈ کو جو اوسوقت کپتان اور نواح

کنارے ہی مین تھا طلب کیا اور سا ہمل کے مطالب پر دستخط بہی کرا لنگاے اور اپنے واسطہ سے وہ قلعہ دلوادیا میر سلیمان نے کپتان کے پہونچنے کی خبر پاکر لشکر وزیر کو واپس ہوا اور میری بہی شجاع الدولہ سے ملاقات ہوئی

جانا بندہ مورخ کا عظیم آباد کو ڈاکٹر کے پاس اور شکست وزیر کی خبر پانا بکسر مین

بندہ مورخ اس خیال سے کہ مبادا وزیر بندہ سے مزاحم ہو نہایت اندیشناک تھا اسی ضمن مین سا ہمل اور کپتان کی باہم صحبت ناچاق ہوئی سا ہمل قلعہ سے نکل آیا اور بندہ کو ملاقات لکھکر التماس کیا کہ میرے ہمراہ عظیم آباد چلکر ایفاے عہد کرا دو ورنہ صریح مجہپر ظلم کرتے ہو بندہ نے قبل اسکے ملاقات ماجرا اپنا لکہا ڈاکٹر مذکور کو لکھکر متوقع خطوط شمس الدولہ اور خط وکیل والد مرقوم کہ متضمن آزردگی خاطر وزیر بندہ کو اور نیز حضرت والدۂ مرحومہ کو بہی پہونچا تھا بہیجکر وہان کے جانے کی اجازت طلب کرلی تہی بندہ نے والد سے قیام جنتیل آباد کی قباحت اور عظیم آباد کی عمدگی کا موجب عرض کرکے کہا کہ اگر وزیر اس بارہ مین کچھہ پرسش کرے ظاہر کرنا کہ ہان فلان شخص یعنے بندہ میرا لڑکا ہے مگر مدت سے میری اطاعت سے دور اور جماعہ انگلشی سے نزدیک ہے اوسکے فعلون سے مجھے کچھ مدعا نہین بموجب آیہ وافی ہدایہ (لا تزر وازرة وزر اخرے) اگر وزیر فتح یاب ہوگا تو آپکو تو عذر ہوگا بندہ ہمراہ انگلسی کے اپنا مقدر دیکھہ لیگا اگر انگلشی پر وزیر غالب ہوئے ہر اینہ موجب بہبودی ہے پس مرخص ہوکر مع سا ہمل کے روانہ عظیم آباد ہوا وہان پہونچکر احوال روانگی جعفر خان جانب کلکتہ اور مرشد آباد کے اور انتقال کرنا اپنا راہ مین اور میجر سمرو کا آنا اور سرکار سارن کے تلنگونکا پکڑ لیجانا کپتان پکو لشکر بلوند کیطرف اور پہر اسکا رہائی پانا دست تلنگون سے اور پہونچنا بیزاری معقول کو تلنگونکا بسبب گرفتار کرلیجانے یکموئی کے اور خبر ملنا میجر منیرو کو جنگ شجاع الدولہ کی اور جواب وسوال کرنا جماعہ انگلش سے اور مغلوب ہونا جماعہ مذکورہ کا بندہ کو بخوبی معلوم ہوا انشاء اللہ تعالیٰ صفحات آیندہ مین کمال وضاحت سے مشرحاً درج کریگا

روانگی میر جعفر خان کی قبل اس جنگ کے کلکتہ اور مرشد آباد اور انتقال کرنا جہان گذران سے

جب شجاع الدولہ اور عالیجاہ اور بادشاہ عظیم آباد کے محاصرہ سے اوٹھکر بکسر مین ٹھہرے اور برسات آپہونچی میر جعفر خان واسطے سوال وجواب اپنے مقدمہ کے قاصد کلکتہ ہوا اور اپنے بہائی میر محمد کاظم خان کو جو مرد بیا وہ نیکذات تھا اور قبل ازین صوبہ عظیم آباد کی نیابت کرتا تھا اصلاح سے جسکو اپنے دانست مین اچھا جانتا تھا سنبہ کیا اور مہیرج نراین برادر راجہ رام نراین نایب صوبہ عظیم آباد کو جسکو عالیجاہ نے غرق گنگا کرایا تھا باوجودیکہ بے لیاقت تھا صوبہ مذکور کا دیوان اور مدار المہام مقرر کیا اور خود رہگراے کلکتہ ہوا شاید مہیرج نراین کو اقتدار دینا فقط بنظر عناد عالیجاہ کے تھا اسیطرح جو لوگ

عالیجاہ سے موزو ہراو تھے اسکے معتوب ہوئی بلکہ سیز بزرگ زادہ بنگالہ اور عظیم آباد کے جو کہ عالیجاہ کے
ملازم تھے جعفر خان راضی نہ تھا کہ وہ لوگ اپنے گھرون کو معاودہ ہون چنانچہ میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ
خلفین آقا میرزائے مرحوم اور یوسف علیخان ولد غلام علیخان وغیرہ اطراف عظیم آباد اور بنگالہ مین
حیران پریشان رہتے تھے تا آنکہ میر جعفر خان مرا اور اس پریشانی سے چھٹ کر وہ لوگ اپنے اپنے گھرونمین آئے
اور جو لوگ کہ عالیجاہ کے مزدور تھے وہ میر جعفر خان کے مشمول تلطف تھے القصہ خانمذکور کلکتہ پہونچکر
مشغول سوال وجواب ہوا چونکہ شمس الدولہ ہیری ولسٹرٹ گورنر اسکی کمینگی اور نادانی سے بخوبی
ماہر تھا نہین چاہتے تھے کہ اوسکو مرشد آباد مین مطلق العنان کرین کہ مبادا وہان کے سکان کو آزار پہونچاوے
لہذا اوسکے سوال جواب کو ہان ہون مین چھوڑ کر طے نکرتے تھے ہر چند چاہا کہ نندکمار جیسا کہ دیوانی مین
صاحب اقتدار تھا اوسیطرح اسکے ہمراہ کلکتہ سے آئے چونکہ اس ہندو کی بدخوئی شمس الدولہ کو معلوم تھی اور
جانتا تھا کہ بطور سابق اسکے اغوا سے میر جعفر خان موجب اضرار عالم ہوگا راضی نہوتا تھا تا آنکہ میر جعفر خان
ہزار چاپلوسی سے مرخص ہو کر مرشد آباد آیا لیکن نندکمار نہ آنے پایا جب مرشد آباد پہونچا چند خطوط انواع
حیلہ پردازی سے کونسل کو لکھے اور بعض کونسلیون کو راضی کر لیا مگر شمس الدولہ نے حسب صلاح وقت
اسکی عزیمت مرشد آباد کی گوارا کی لیکن عیوب تحریر کرکے ایک کتاب بنائی نندکمار نے مرشد آباد پہونچکر
ایسا اقتدار بڑہایا کہ محمد خان نایب نظامت جہانگیر نگر جو عطاء اللہ خان ثابت جنگ کا داماد تھا اسکا محتاج ہوا
میر جعفر خان نے زیر اطاعت ہندوے مذکور ہو کر خان مذکور کو حکومت جہانگیر نگر سے موقوف فرمایا اور جبکہ
حسب ایماے ہندوے نابکار کے مقید کیا یہانتک کہ تاکید انگلشی سے خوف کہا کر میر جعفر خان نے اوسکو رہا کیا
اسی ضمن مین میر جعفر خان بیمار ہوا روز بروز مرض کی شدت ہوتی گئی ہر چند کہ دوا و دارو مین کچھ تقصیر نہ ہوتی مگر
موت تو قریب آچکی تھی اصلا فایدہ نہوتا آخر الامر بموجب آیۂ کریمہ کل نفس ذائقۃ الموت چودہوین ماہ شعبان
روز سہ شنبہ سنہ ۱۱۷۸ ہجری کو اس جہان فنا سے کوچ کیا معتبرین سے سنا گیا کہ دم آخر کریٹ کوٹہ کی بتون کا پانی
تبرکاً حسب تجویز نندکمار کے نوش کیا مگر اجل نے وہین گلا دبایا دم اوکھڑ گیا فاعتبروا یا اولی الابصار مقام غور ہے
ای صاحبان بینائی دیکھو آخر موت نے بجھوڑا مگر ایمان ہاتھ سے مفت مرتے وقت کھویا کہ اس کافر کے کہنے سے پانی کریٹ کوٹہ
منگا کر نوش کیا ع ہمینت بسند است اگر بشنوی * وگر خار خارہ ہمین بندروی (اعاذنا اللہ وجمیع المومنین من نخیر مراضیہ
الغرض افواج شجاع الدولہ کی جسارت اور دلیری کی شہرت سنکر میر جعفر خان صلح کرنا بہتر سمجھا تھا بلکہ شاید
اصحاب انگلشیہ بھی بشرطیکہ کوئی امر مانع تجارت نہو خواہان صلح تھے کہ صوبہ عظیم آباد کے دینے کے علاوہ صوبہ
بنگالہ کی مالگذاری میں کسیقدر اضافہ سے پیش آوین مگر شجاع الدولہ کو وہ غرور تھا کہ اپنے ثروت کے

روبرو ہوتا تھا اور جا لاتا کہ باوجود تمام جاہ و نوکر اور توپ و سرانجام عمدہ اور فوج کے آپ محض بے شعور تھا بلکہ دولتخواہون کے نصایح سے نفور آخر اوسکی بدولت ثمرہ اوسی جہالت اور خودپسندی کا چکھنا پڑا اب یہان پھر ایک حال عجیب و غریب لکھتا ہون کہ بالفعل بہت ہی مروج زمانہ ہے کہ جسکسیکو کچھ اندکے بھی مقدور ہوتا ہے اپنے سے بڑھکر کسیکو نہین سمجھتا اور یہی جانتا ہے کہ جو کچھ ہون سو مین ہون مجھسے بڑھکر کوئی نہوگا اور طریقہ بزرگونکو کہ اپنے کو ذرہ ناچیز بے قدر سمجھتے تھے اختیار کرنا اپنا کسر شان جانتے ہین اور اپنی قلب ماہیت اور ممسوخیت کو کہ سراسر لغو و بیہودہ ہے جملہ انبیا و اولیا و حکما و علما وغیرہ کہ بہترین مخلوق و افضلترین خلق عالم ہین بہتر و خوبتر جانتے ہین اور رسوم و روش واہیہ اور مہملہ اپنے کو غلبہ دیکر طریقہ گذشتگان اکابر کو برا سمجھکر طنز و تشنیع سے زبان درازیان کرتے ہین سبحان اللہ کیا مقام ہے اور دلسے جای غور ہے کہ جب واسطے افضل مخلوق اور عاقل ترین کائنات و الاصفات صاحب وحی کو یہ حکم ہوا کہ شاورہم فی الامر ائے محمد بدون مشورہ یارون اپنے کے کوئی کام نکر اور جب مسافرت کرے پھر اپنے مالک پر بھروسہ اور توکل کرکے اقدام کار مین مشغول ہو اور ایسا ہی زمانہ سابق سے ہوتا آیا ہے کہ جملہ شاہان والا اقتدار ون نے واسطے مشورہ کے ایک جماعۃ ذوی شعور وافی العقل کافی الفراست مقرر رکھتے تھے کہ مدام اچھے برے مین سد راہ ہو کر بطریق صواب داہان فہمایش کرتے رہین چنانچہ سکندر ذوالقرنین نے مشرق سے مغرب تک حکمرانی کی اور روز بروز ترقی ہوتی گئی مدار کار اپنے وزیر ارسطو حکیم پر رکھتا تھا چنانچہ نظامی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎ ہمہ کار شاہان گیتی پژوہ ✻ ز رای وزیران تدبیر شکوہ ✻ اور دوسری جگہ پر یون کہا کہ ؎ نکردے یکے مرغ بر بابزن ✻ کہ ارسطو نبودے بران رایزن ✻ اب اس زمانہ ناہنجار مین ایسا ہو گیا ہے کہ جو کوئی ادنی ترین مردم حسب بخت و طالع دولت کو پہونچتا ہے اور نردبان اقبال پر ترقی کرتا ہے پس آپ کو تمامی عالم مین فایق اور برتر شمار مین لاتا ہے اور فضایل اور کمالات اپنی ذات مین کل کائنات سے افضل اور اعلی سمجھتا ہے اور کسی کو قابل خطاب اور مشورہ نہین جانتا ہے بلکہ عار و ننگ اپنا تصور کرتا ہے ہر چند دوست اور ہمنشین اوسکا ارسطو فطرت اور افلاطون طینت ہو اور براہ فہمایش عرض کرے ہرگز التفات اوسکے قول کی طرف نہو اور ہر بار ایسا زبان پر آتا ہے کہ ہم عقل اور دانائی مین لاکھون اور ہزارون سے افضل اور بہتر ہین اور لوگون کو اگر دس حصہ عقل ہے تو ہمکو صد حصہ اپنے قیاس پر سمجھ لینا چاہیے پھر ہم کسی سے مشورہ کرینگے ایسا خبط و جنون نے آپکے دماغ مین جگہ لی ہے کہ اگر جالینوس اور لقمان بھی آوے تو اس فسادون کی دوا ناممکن ہے پس ایسے لیسے سبب نادانون سے کہ اپنے کو دانایون مین شمار کرین بربادی ہوتی ہے اور ابتری منہ دکھاتی ہے

ذکر میجر کرنگ کی معزولی کا بسبب آجانے میجر منیرو ملازم بادشاہ انگلشیہ کے اور کلکتہ پہونچکر فوج بنگالہ کی سرداری پر مامور ہونا اور جنگ وزیر کو انجام پہونچانا اور کپتان بکولی کی سرگذشت

ہنوز میر جعفر خان زندہ کلکتہ مین تہا کہ میجر منیرو جہاز متواری یعنے جنگی پر کسی تقریب سے وارد کلکتہ ہوا چونکہ اصحاب انگلشیہ درازی مدت جنگ وزیر سے یہ خیال کرتے تھے کہ میجر کرنگ کی کم جراتی سے ہوا ہے اور اس جماعہ کا ضابطہ ہے کہ جس جگہ ملازم کمپنی ہو اور کوئی سردار نوکر بادشاہی وہان وارد ہو جب تک وہ وہان رہے ملازمین کمپنی اوسکی فرمان برداری مین حاضر رہین شمس الدولہ وغیرہ کلکتہ کے کونسلیون نے میجر منیرو کو فوج عظیم آباد کی سرداری مین تجویز کر کے مرخص کیا میجر کرنگ اس خبر سے راہی کلکتہ ہوا اور عظیم آباد پہونچکر ریاست فوج حاصل کی تہوڑے دن گذرے تھے کہ کپتان بکولی کو چند ولایتیون کے مع ہمراہیان تلنگہ قید کر لیا اور ارادہ کیا کہ اوسکو مع توپ کے راجہ بلونت کے پاس لیجاوین راجہ مذکور حسب الامر وزیر لب دریائے سرجو پر جو کہ گہاگہرا اور دلوہا کے نام سے مشہور ہے غازی پور کے سرحد پر گورکہپور کے حدود سے متصل بنابر خبرگیری ملک وزیر اور مزاحمت دخل اور تصرف انگلشیہ کے ممالک محروسہ مین اقامت رکہتا تھا اور کپتان مذکور بہی اوسکے مقابلہ کو اوسی حد پر لب دریا مقیم تھا کپتان مذکور نے معاملہ مذکورہ کے دیدے سے فوج ہمراہی کی نہایت مدارات کی اور یہ حال میجر منیرو کو جو اوسکے اور تلنگون کے فیمابین گذرا تحریر کیا میجر د اطلاع اوسنے تلنگون کی دلجمعی اور دلاسا کو لوگ روانہ کئے اور خود ایک پلٹن سولداوہ ولایتی لیکر بسبیل یلغار دوڑ کر کپتان سے قریب آپہونچا اور برابر لوگ دلاسا اور تسلی کیواسطے تلنگون کے پاس بہیجتا تھا اور کپتان خود بہی جو کہ ناواجب بہی تھا اوسکے کرنے مین مصروف رہتا تھا چون کہ اقبال انگریزون کی مددیر تھا اور تلنگون کی اعانت مین ادبار کا اظہار تھا باوجودیکہ بہت سی مسافت کر کے راجہ بلونت کے لشکر کے قریب جا پہونچے تھے سوا عید دارا سے مستمال ہو کر متوقف ہوئے تھے اور میجر نے پہونچکر بضابطہ معہود اونسے قواعد لیے حسب بندوقون کو گرادیا تلنگون کو سولداونسے مجبور کرایا اور اونکی بندوقین لیکر اونکی جمعیت توڑ دی اور دس دس بیس بیس ۲۰ نفر اوس گروہ کا ہر پلٹن مین داخل کیا اور دوسرے ہی پلٹنون کے لوگ نکالکر اوسیقدر نئی پلٹن آراستہ کر لی اور کپتانکی سرداری مین مقام مذکور کو بہیجے اور پچیس ۲۵ آدمیون کو جو سر غنہ فساد ہوئے تھے واسطے عبرت دیگر لوگون کے توپ دم کر دیا ایک برہمن بہی انمین تھا قبل فنا گہڑی بہر کی اور مہلت لیکر پرستش آفتاب وغیرہ کی اور اوسی سرزمین کی مٹی اوٹہا کر زیب پیشانی کی اور کمال استقلال سے زیر توپ آیا جیسا کہ کہا ہے اللہ نے (کل حزب بما لدیہم فرحون) جب تک شجاع الدولہ کی طرفسے قریب قریب عقل و

دانش کے سوال جواب ہوتی رہی اصحاب کونسل انگلشی کو مختار حل عقد ہر امر کی تھی حکم جنگ کا ساتھ اونکی میجر سمرو کو نہین دیتی تہی جب اوسکی خطوط عجب وغرور کے دور از قیاس آنی جانی لگی انہون نے آخر صفر یا اوسط ربیع الاول ۱۱۷۷ ہجری میں کو حکم جنگ میجر مذکور کی نام صادر کیا میجر منرو نے چند روز سر انجام اسباب ضروری مین مصروف رہکر عزیمت بکسر سے کی

آنا میجر منیرو کا دریائے سوہن سے بیرکو لوٹ پھرا اور وزیر سے بعد لڑائی کی فتح و فیروزی پانا

اواخر ربیع الاول یا اوایل ربیع الاول کو جنگ وزیر پر مامور ہوا اپنے لشکر کے لوگ منتخب کرکے کل سوار و پیادہ جوان وغیرہ قلمبند کرکے اوسکے موافق غلہ وغیرہ دس روز کے واسطے ہمراہ لیا اور صاحبان کونسل عظیم آباد سے کہا کہ اسیقدر مدت مین فتح ہوگی اور غلہ کے حاجت نہین فتح اور شکست جو ہونا ہے ہوتی ہے یہ کہکر راہی ہوا منیرو نے الہ نام ایک شخص عظیم آباد کا رہنے والا جو کہ وزیر سے پرگنہ بہتا وغیرہ مقامات سرکار شاہ آباد کا عامل تھا جب وہ اس ہدایت انگلشیہ سے ماہر ہوا اپنی فوج مغلیہ کو قراولی اور چپاولی پر بہیجا اور ایک توپ کلان کو جو پیشتر دریا کنارے فوج انگریزی کے مقابلہ کو بہیجی تہی واپس طلب کی چونکہ برسات کی وجہ سے کیچڑ دلدل بکثرت تھا اثنائے راہ مین بعض جگہ دلدل مین اوسکی پیر ایسے سما گئے کہ نکلنا دشوار ہوا وزیر نے چند مع ہزار سوار مروانے کے آکر اوسکو نکالا اور ہمراہ لیگیا کثرت غفلت سے اس درجہ تہی کہ کچھ فکر سر انجام حرب و جنگ اور ملاحظہ توپخانہ اور دیگر مشورہ و صلاح رزم و جنگ سے مطلق خبر نتہی لہو و لعب مانند چوپڑ کہیلتا کبوتر اوڑاتا یہی معمول تھا گویا اپنے ملک مین بالاطمینان سیر و شکار کو آتا تھا ہان مورچہ کی سرحد دریاچہ تہوڑا سے تا دریائے گنگ پر تہوا لڑائی کا ارادہ اوسیکی پناہ مین رکہتا تہا تا آنکہ میجر منیرو آپہونچا تین ۳ کوس کے فاصلہ سے کسی جہیل کے کنارے خیمہ برپا کیا اور وہ جہیل دونون لشکرونکی درمیان مین واقع تہی تیسرے روز وزیر نے فسخ ارادہ کرکے اوس حد کو چہوڑ دیا بدعوی رزم اوسکی باہر نکلا فوج مغلیہ وغیرہ ہمراہ وزیر اور شجاع قلی خان مع ہمراہیان چہ سات ہزار سوار و پیادہ کے پشت پر موشیر مدک اور سمرو کے معین ہوئے اور راجہ بینی بہادر نایب صوبہ اودہ و الہ آباد اپنے مورچہ پر لب دریا متصل کہنڈہرون کے ٹہرا اور سمرو اور موشیر مدک آٹھ توپ ولایتی اور آٹھ پلٹن تلنگہ کی ہمراہ مقابل فوج انگلشی کے ہوا شجاع قلیخان اسکے پشت پر تھا اور وزیر دست راست اور بینی بہادر دست چپ متصل دریائے گنگ توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین کے لوگ مجروح و مقتول ہونے لگے وزیر نے مع فوج مغلیہ کے یورش کیا درانی اور مغلیہ ہمراہی منیرو پر لوٹ پڑی خوب اوسکے بہیڑ و بنگاہ مین قتل و غارت کی سمرو اور موشیر مدک کی توپ اندازی اور تیر دستی فوج انگلشی تنگ حال ہوئی میجر منیرو

ہوا دیدا اس حال کے اور مغیر رسد ہوئی جہیل اور کیچڑ اور دلدل کے یورش نہین کرسکتا تھا لہذا تھوڑی فوج لگا کیطرف روانہ کی اوسنے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکہنوی جو بینی بہادر کے ہراول تھے زیر دیوار کہنڈرون کے مخفی تھے انگریزی تلنگے اونکی نگاہ سے پوشیدہ جاتے جاتے جب آبادی کے کنارے پہونچے ڈہیلون سے اونکو مارنا شروع کیا شیخ غلام قادر مع ہمراہیون کے اوسوقت خبردار ہوکر مستعد جنگ ہوا جب تک یہ صف آرائی کرین تلنگون نے حسب ضابطہ صف آرا تو تھے ہی حسب تعلیم اپنے کپتان کے برق اندازی شروع کردی شیخ زادے بہی بقدر تعاقب مستعد تفنگ اندازی ہوئی لیکن چونکہ دفعتاً یہ معرکہ ہوا تھا الوسع جواب تفنگ ندے سکے دو ایک باڑہ سے جو انگریزی تلنگون نے کی انکا کام تمام ہوگیا شیخ غلام قادر وغیرہ مع اپنے سپاہیون کے چپ چاپ رہرو عدم ہوئے بزدلے جو باقی رہے اپنی راہ لگے راجہ بینی بہادر نے غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے خانمذکور نے کہا اگر آبرو درکار ہو جان نثاری کیجئے ورنہ فرار بہتر ہے بینی بہادر نے آبرو کا لحاظ کیا اوسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا غالب خان مع اپنے متبنی وحید الدینخان کے پیادہ ہوکر بڑہا بینی بہادر کو جان دینا گوارا نہوا میدان سے منہ موڑ گیا میر وحید الدین خان نے اس بے اعتنائی بینی بہادر سے باپ کو آگاہی دی غالب خان اپنے آقا کو اس حال مین دیکھکر گہوڑے پر سوار ہوکر درپے راجہ سالک کے راہ فرار لی

باہر جانا شجاع قلی خان معروف بہ بیان عجیبی کا موشیر بدک کے پشت سے اور برہمی انتظام اور شکست پانا اوسکا فوج وزیر سے باوجود ظہور غلبہ حسب تقدیر کے

شجاع قلی خان نے آواز بندوق سنکر تلنگون اور شیخ زادگان بینی بہادر سے عبارت کا گمان کرکے اپنی آبرو کو ڈرا کہ مبادا ایسا نہو کہ بینی بہادر قلعہ فتح کرلے کہ موجب میری ناک کٹنے کا حضور کے روبرو ہو فرط اضطراب سے بلا ادراک حال بینی بہادر کے پشت موشیر بدک سے نکلکر آگے بڑہا روبرو دلدل تہا وہان سے گذرنا مشکل ہوا علاوہ اوسکے دیوار آتشبار کے روبرو کسکی یہ مجال تہی کہ جاوے جملہ رفقائے معتمد سے جو کہ چہ سات ہزار کے قریب تھے تہوڑے لوگون نے ساتھ دیا اسکے آگے بڑہنے سے موشیر بدک اور سمرو کی توپ اندازی موقوف ہوئی کیونکہ شجاع قلی خان دونون صفون کے درمیان حایل ہوا ادہر تو اوسکا لحاظ مانع تہا ادہر سے انگلشیون نے دہوین اور ادہر شجاع قلی خان چند رفقا ہمراہ نہایت مشکل سے کیچڑ دلدل سے گذرا اگر انگلشی کی باڑہ نے انہین بچہاڑ دیا بیچارے ملک عدم کو پیش قدمی کرگئے جو ہمراہی بچے وہ بہاگ کر جان بچا گئے اور میدان مین جو لوگ کہڑے تھے اونہین بہی اپنا اضطراب دکہلا کر ہمراہی مین اوٹہایا اور بینی بہادر کے مقابل سے گذر کر داخل لشکر وزیر ہوئے

اتا بحث پیدا رتھی کسیکو تاب قیام نرہی آدمی کا کون شمار تھا زمین چل گئی مغلیہ اور وراتھون نے
یہ سراسیمگی و بیلی غلو امی ست لشکر وزیر کے لوٹنے مین معروف ہوئے تھوڑی دیر وزیر امید لگائے رہا
بعد ازان جب ہمراہیون نے ترک رفاقت کی خود بہی جیدان سے کنارے ہوا جملہ اسباب اسکا
اور اسکے ہمراہیون کا مانند صراف اور سوداگران وغیرہ کے فوج انگلشی کے ہاتھ لگا آپسمین بہی خوب ہاتھ پاؤن مار
جو جسکے ہاتھ لگا وہ دبا بیٹھے بڑی لوٹ ہوئی درحقیقت لشکر جسمین سے معمور تھا الغرض پارہ دریائے
تہور امین جا کر پہر دو لدل سے درماندہ ہو کر تلنگون کی بارہ سے دریائے عدم کے کنارے اترے
شجاع الدولہ نے قبل اس لڑائی کے ایک دن پیشتر عالیجاہ کو قید سے نکالا ایک ہتہنی لنگڑی دیکر
مرخص کر دیا تھا یہ بہی فضل خدا ہوا کہ دشمن نے ایسے وقت مین سواری دی جسکے وسیلہ سے ایسی تہلکہ سے
سلامت نکل گیا اور قدرت پروردگار قدیر ملاحظہ ہوئی ہے عدو بہی مہربان ہوتا ہے جب فضل الٰہی ہو
اوسی رات کو جسکے صبح شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے رہائی عالیجاہ کی خبر پا کر اوسکو پیغام دیا کہ میری پاس
تشریف لائیے اور بندہ کے پاس ایک عمدہ گہوڑا مع ہزار روپیہ نقد کے موجود تھے اور اس نظر سے
بہیجا نہین کہ مبادا وزیر خبر پا کر درپے تدبیر ہو اگر ارشاد ہو روانہ کرون عالیجاہ نے کہلا بہیجا کہ آفرین
تمہارے پاس مروت کو مگر اسوقت مناسب نہین بروقت طلب کیا جاویگا اتفاقاً اوسی شب کو وہ فیل ماوہ
ملا کہ وقت شکست عالیجاہ بہی فراریون کے ساتھ نکل گیا علی ابراہیم خان بہادر نے اسباب وغیرہ
اپنے بہائی علی قاسم خان کے ہمراہ ایکروز قبل اس شکست کے پل دریائے تہور اسے عبور کرا دیا تھا
جہان کہ لشکر بادشاہی تھا خود جریدہ رہگیا تھا بروقت فرار پل پر پہونچا مگر کثرت عبور سے اول تو راہ
عبور نہ پائی دوم پل بہی شکست ہو گیا تھا ناچار تہوری دور چڑہائی کیطرف جا کر دریا مین کود پڑا اور تیرا پار لگا اور
فراریون مین جا ملا دیکہا کہ فوج انگلشی نے پہونچکر جہرہ دار توپ فراریون پر مارنا شروع کی اور ایکطرف سے
بندوق کی باڑہ ہونے لگی پس بار دار بہی رہے سہتے ہوش اور گئے نہایت خرابی سے فرار ہوا کچھ
توپ و بندوق سے فیر خالی کر گئے کچھ گواردون کے صلہ مین کام آئے باقیماندہ نہایت بیغرتی سے جان چورا کے
بہاگے اور آگے جا کر مجمع مفروریون مین جا ملی وزیر نے مع متعلقون کے الہ آباد کی راہ لی اور میر قاسم خان
لنگان لنگان چہ سات کوس بنارس سے آگے مقیم تھا اور بینی بہادر حسب الحکم وزیر کے واسطے ہمراہ لیجانے
بادشاہ کے لب گنگا محاذی بنارس جہان کہ خیمہ شاہی تھا مقیم تہا علی ابراہیم خان اسکے لشکر کی متصل
پہونچکر دریا کنارے مع دس بارہ رفقا کے دم راست کرنے کو ٹہر گیا اسنے بہائی کے خیمہ کو دریافت
کرتا تھا غالب خان کا خدمتگار جو اسوقت بینی بہادر کا رفیق تھا اوسنے خانمذکور کو دیکہکر غالب جنگ کو خبر دی

خان مذکور نے اوشکر بینی بہادر سے رخصت چاہی راجہ نے فرط اشتیاق سے کہا کہ علی ابراہیم خان کون ہے
جسکی آرزو آپکو اسقدر بیتاب کر رہی ہے اسنے کہا کہ ملاقات پر اوسکے محامد دریافت ہو جاینگے بینی بہادر نے
آکر خان موصوف کو دیکھا اور اوسکی تقریر سنتے ہی مشتاق مصاحبت ہوا غالب جنگ سے کہا کہ ہماری یاہین یہی
لایا خان مذکور نے آکر علی ابراہیم خان سے ملاقات کی اور بعد اظہار احوال علی ابراہیم خان کو اپنے ہمراہ
راجہ کے پاس لیگیا اوسنے مصاحبت مین استدعا کی بہتون نے بہی بمقتضائے وقت منظور کیا چونکہ وزیر
راجہ کا پردیدہ بجاے پادشاہ کی تاکید کر رہا تھا اور بادشاہ کو وزیر سے دلگیری تہی خواہان ملاقات انگلشی تہا
اور انگلشی بہی راہ رسم مراسلات کے پادشاہ سے کرتے تھے اور چونکہ کمپنی کیطرف سے یہ حکم تھا
کہ ملک ہند فتح کرین وزیر سے بہی صلح چاہتے تھے اور اسی سبب سے بینی بہادر کی ملاقات کے طلبگار تھے
اسی عرصہ مین راجہ مذکور نے بادشاہ کی اقامت دیکھکر مع لشکر کے عبور دریاے گنگ کیا

ذکر بادشاہ اور انگلشی کی ملاقات اور باہم متفق ہوکر عبور گنگا کرنا بینی بہادر کا ملاقی ہونا جماعۂ انگلشیہ سے بنابر صلاح وقت و زمانے کے

جب بینی بہادر گنگا پار ہوا بادشاہ نے مع منیر الدولہ کے فارغ البال ہوکر انگلشیون کو طلب کیا یہ تو چاہتے تہے
جہٹ پٹ آنکر شرف سلام ہوئے اور باتفاق گنگا پار ہوئے وہان یہ بینی بہادر کو بہی بلایا اوسنے علی ابراہیم خان کو
بہی شریک شورہ کیا آخر الامر ملاقات کی ٹہہری اور جماعۂ انگلشی تہ نے وزیر کی صلح بشرط تفویض کرنے
میر قاسم خان اور سمرو کے بیان کی چونکہ بینی بہادر عالیجاہ سے ناراض تھا اور اپنے آقا کی سلامتی
اس امر مین دیکہی قبول کرکے عرض کیا کہ سمرو تو صاحب فوج ہے اوسکا ملنا البتہ دشوار مگر عالیجاہ کو
اگر وزیر نے منظور کیا کچھ دشوار نہین بعد گفتگو رخصت ہوکر اپنے ہمرازون کو ماجراے گذشتہ سے
آگاہ کیا علی ابراہیم خان نے کچھ سن گن اس مقام سے جو پائے پاس حق نمک عالیجاہ کو جو بینی بہادر کے
لشکر سے پانچ چھہ کوس پر تھا مطلع کیا اوسنے اطلاع پاتے ہی جلد آلہ آباد کی راہ لی اور وہان پہونچکر
جسطرح خدا کی کارسازی ہوئی اپنے عیال و اطفال کو جنہین وزیر نے محبوس کیا تھا لیکر اپنی راہ پکڑی اور
روہیلہ کی عملداری مین جاکے مقیم ہوا احوال اسکا تا انتقال اسکے جسجگہ پر کہ احوال شاہجہان آباد
وغیرہ کا لکہونگا انشاء اللہ تعالے ضرور بالضرور کمال وضاحت سے بیان کرونگا—

باقی حال وزیر کا اور نیرنگی پردۂ تقدیر کا

شجاع الدولہ نے اسوقت مین بجز اسکے کوئی راہ نہ دیکہی کہ اپنے ملک سے نکلکر بنگالون کی ولایت
مین جائے بعض مقربین یا معتمدین کو لکہنؤ اور فیض آباد بہیجکر تاکید کی کہ متعلقون کو زر و جواہر خزاین دفاین سے

حافظ رحمت کے روہیلہ ملک مین جیسی جان پہچان رکہتے تہے لیجاوین اور بریلی مین ٹہرین اور خود بہی جلد الہ آباد آیا اور اپنی مان اور بی بی کو لیکر ملک افاغنہ کو چلا گیا الہ آباد کی قلعداری علی بیگ خان کے سپرد کی اور قلعہ چنارہ مین بشیر حبشی کو مستعد کیا بعد آنے بینی بہادر کے اوسکا مشورہ جو کہ درباب مصالحہ انگلشیہ کے تہا باعتبار اعانت افاغنہ اور راو ملہار مرہٹہ کی نامنظور کیا اور اوسکو لکہنو کی رخصت دی اس نظر سے کہ بینی بہادر ظاہرداری مین انگریزون سے ملا رہا تاکہ اوسکا عمل صوبہ مین رہے اور خود ملک بنگش مین باوجود عداوت احمد خان بنگش کے جسکا سبب دفتر سوم مین معلوم ہوگا جاکر حافظ رحمت اور احمد بنگش وغیرہ سرداران افاغنہ اور غازی الدین خان عماد الملک بہی جو کہ اتفاقاً وارد تہا مشورہ کنان ہوا ہر ایک نے ملہار مرہٹہ کے اعانت کی امید دی جو کہ پرانا دکہن کا سردار اور بالاجی راو سپہ سالار اور صوبہ شاہجہان آباد کا ملکدار اور صوبدار کے نام سے مشہور تہا اور اوسوقت کالپی اور گوالیار کے اطراف مین تہا لیکن احمد شاہ نے ابدالی کی لڑائی مین اس قوم کی دولت و عافیت زایل ہوگئی تہی شجاع الدولہ نے اپنے معتمد لوگ اوسکے پاس بہیجکر استمداد کی اور وعدہ انعام کثیر بشرط فتح تحریر کیا اوسکو روپیہ کی تمنا تہی آکر ملحق ہوا اور افاغنہ کو ہرچند بموجب اونکے وعدہ کے چاہا کہ شریک ہون مگر وہ حیلہ و بہانہ مین ٹالا کئے کہ بہت اولا اور بہت انسب انشاء اللہ تعالی ہم شریک ہونگے اپنا وعدہ بہولے نہین اگر آپ اطلاع نہ بہی دیتے تو بہی ہم آپکے شریک ہوتے

آنا راجہ بینی بہادر کا دوبارہ لشکر انگلشیہ مین اور دغابازی کرنا

راجہ بینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانہ لکہنو ہوکر راجہ شتاب رائے کو تحریر کیا کہ شجاع الدولہ حسب شرایط انگلشیہ کے صلح کو راضی نہین سمر و تو ملنا دشوار ہے اور عالیجاہ ہاتہہ سے نکل گیا مگر بندہ اوسکے انجام کار کو اچہا نہین سمجہتا قصد ملازمت انگلشیہ ہے چونکہ شتاب رائے معتمد علیہ فرقہ انگلشیہ کا تہا اور نیز ممنون نمکخوار بینی بہادر لہذا اسکی خدمتگذاری غنیمت جانی میجر منیر و وزیر کو بکسر کی شکست دیکر بنارس تک تعاقب کیا تہا اور جلد تر صفر جانے کے کام کو والیس آکر میجر مذکور کو فوج کی سرداری پر چہوڑ اگر اوسسے چند روز مین ایسی کوئی تقصیر ہوئی ریاست لشکر سے معزول ہوا اور میجر کرنگ جو سابق مین نوکر اور ملازم کمپنی تہا سردار مقرر ہوا اور خطاب جرنیلی جسکو برگ ڈیر جنرل کہتے ہین پاکر آیا تہا اسکو اور شتاب رائے سے اتحاد تہا رائے مذکور نے راجہ بینی بہادر کا ارادہ جنرل موصوف سے ظاہر کیا اوسنے خط بنام بینی بہادر کے کمال احترام سے لکہکر اور شتاب رائے کے وسیلہ سے طلب کیا بینی بہادر نے آکر ملاقات کی اپنی دانائی سے طرفین کو راضی رکہا اور کسیقدر حل و عقد معاملہ اسکے سپرد کی مین آیا جنرل کہتا تہا کہ جسوقت تم اپنے متعلقون کو عظیم آباد یا بنارس مین مقیم کر آؤ اوسوقت دلجمعی سے دونون صوبہ کی

معاملات تمہارے اختیار مین کردین اور وہ اس بارہ مین حیلہ کرکے وقت ٹالتا تھا تا آنکہ شجاع الدولہ نے راؤ ملہار کو موافق کرکے بعزم جنگ انگلشیہ کوڑہ کے اطراف مین آیا بینی بہادر کسی منجم کا معتقد تھا اوسنے بابت کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اوسنے کہا کہ انگریزون کا آنا ہوا کا جھونکا تھا کہ آیا اور گیا بینی بہادر اس ایما کے مطابق رفاقت وزیر ہوا اور شتاب رائے نے خبر اجتماع راؤ ملہار اور شجاع الدولہ کی سنکر بینی بہادر سے کہا کہ اگر شجاع الدولہ سے ملنا ہو تو ہمین صاف کہدیجیے تاکہ بندہ انگلشیہ سے کہکر تمکو رخصت دلا دے آپ بخوشی خاطر تشریف لیجائے اور اگر رہنا ہو مقیم رہیے جسمین ہماری بدعہدی ہو وہ نکیجے کہ میرا نقصان اور آپکی بدنامی ہو بینی بہادر نے اپنی بدطینتی ز اونکو سے اخفا کی اور منتظر وقت رہا جسوقت تمام بندوبست بعض محالات صوبہ کی لشکر انگلشیہ پر دورمع چند کمپنی تلنگہ انگلشیہ کے جو ہمراہ معین تھی لکھنو کو عازم ہوا اور اپنے متعلقون کو لیکر وزیر کے لشکر کو چلا تلنگون نے مزاحمت چاہی مگر اپنی قلت اور اوسکی کثرت سے مجبور رہے وہ لشکر وزیر مین جا ملا علی ابراہیم خان جو بسبب بیماری کے حصار پرتاب گڈہ مین تھا بےخبری کے سبب سے جو اس عزیمت مین راجہ بینی بہادر کے نہایت حیران ہوا اور راجہ بینی بہادر کی عورت نے حسب مقدور خان مذکور کے رفع مایحتاج وغیرہ ضروریات مین حاضر رہی آخر الامر وہ شخص نہایت تکلیف مین وہان سے چلدیا الہ آباد آٹھ راہ چند سپہر کرنگ نے خبر ترک رفاقت بینی بہادر کی سنکر شتاب رائے سے کچھہ کہا مگر شتاب رائے بمجرد اس خبر کے حاضر حضور ہوکر عرض پیرا ہوا کہ الفاظ عہد بینی بہادر کا بندہ ضامن تھا اور اوسنے ایسی حرکت کی اگر کونسل سے کوئی اعتراض آپ پر ہو بندہ کو روانہ کونسل کیجیگا کیونکہ قصور تمام اپنے جنرل وغیرہ اس خلوص شتاب رائے سے رضامند ہوئے اوسکی دلجمعی فرمائی تا آنکہ شجاع الدولہ مع ملہار مرہٹہ کے عازم جنگ انگلشیہ ہوا

فوج انگریزی کا قلعہ چنارہ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

سرداران انگلشیہ نے قبل اس سانحہ کے راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کو بوسیلہ راؤ شتاب رائے اور سید نور الحسن بلگرامی کے جو کہ اوائل مین رفیق اور ملازم شجاع الدولہ اور بینی بہادر کا تھا دلجمعی کرکے اپنا رفیق بنایا تھا اوسکے کہنے سے قلعہ چنارہ جو دریائے گنگ کے کنارے پہاڑ پر بنارس سے دس کوس جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا پس ایک فوج کو مع میجر اور چند کپتان اور لفٹنٹ اور سارجن کے قلعہ مذکور پر بھیجا چند توپ بھی ہمراہ تھین میجر مذکور نے پہونچکر اول رعب سلطانی دکھلایا بعدہ شرر افشانی پر آیا محمد بشیر خان جو وزیر کا مقرب اور قلعدار تھا نہایت نامرد تھا لیکن اوسکے ہمراہی حفظ قلعہ مین ثابت قدم تھے اور محمد بشیر خان کو وزیر کے پاس روانہ کر دیا چند روز قلعہ سے لڑائی رہی آخر کار انگلشیہ نے دیوار حصار ایکطرف سے خراب کردی اور شب تاریک مین یورش کیا جب پہاڑ پر

چونکہ قلعہ پر جانے کا عزم کیا میجر نے ہمراہیون کو حکم دیا کہ سنگہائے افتادہ دیوار پر جلد لیجاوین قلعہ والے انکی آہٹ پاکر مستعد مدافعہ ہوئے بندوق کی باڑہ سے اکثر لوگون کو مجروح کردیا اکثر لوگون کی پیر چوتہیا غلطان غلطان آگرے ہاتھہ پیر نے ورہمی کی پائے ثبات اوکہڑگیا ناکام واپس آئی اور بعد تہوڑی دیر کے میجر کو نہایت پوشیدگی سے لشکر مین اوٹہالائے اوسوقت وہ بیہوش تہا تہوڑی دیر مین عالم فانی سے کوچ کرگیا جنرل نے جب یہ خبر سنی اور نیز متقدمی وزیر سے آگہی پائی اس فوج کو واپس حضور مین بلالیا اور باتفاق بعزم مقابلہ وزیر و مرہٹہ کے پیشتہ کو چلا بعض فوج کے سرداران انگلشی کو میجر استبرٹ کی سالاری مین لکہنو بہیجا تاکہ وہان پر ضابط ہوکر اطراف حدود اودہ سے باخبر رہین اور محمد اکبر خان کو وہان کی کوتوالی پر رائے شتاب رائے کی تجویز سے مقرر کیا اور جنرل کرنگ کل فوج اور شتاب رائے اور میرزا نجف خان کو ہمراہ تسخیر الہ آباد کو عازم ہوئے میرزا نجف خان قلعہ مذکور کے کم و کیف سے مطلع تہا حصار مین جو بہ پشتہ تہا علاوہ جنرل نے وزیر کی توپین جو لوٹ پائی تہین اوسی طرف پر لگاوین دیوار توڑ دی علی بیگ خان وغیرہ جو وزیر کے روبرو وہان کے قلعہ دار تہے لاچار ہوکر امان خواہ ہوئے قلعہ تسخیر ہوگیا راو شتاب رای اونکی مال و آبرو کا سوائے مال وزیر کے ضامن ہوا اور اونکو قلعہ سے نکال دیا علی بیگ خان وغیرہ ملازمان وزیر مرخص ہوکر اپنے آقا کے پاس سدہارے اور راو شتاب رای نے باتفاق اور اعانت راجہ بلونت سنگہ کی دونون صوبہ کا بندوبست خصوص اودہ کا جیسا کہ ممکن تہا کیا اکثر محالات مین عمال مقرر کئے اکثر لوگ فوج عالیجاہ سے مانند میر روشن علی خان اور شیخ فرحت علی مع برادران اور شہسوار بیگ تورانی قاتل مستر اسیٹ کو ملازم کرکے متعین صوبہ و محال کیا جب نہضت وزیر کی خبر تحقیق ہوئی جنرل بہادر مع راو شتاب رای اور میرزا نجف خان کے عازم مقابلہ ہوا اور عمال کو مع فوج تو نے جابجا چہوڑا الحق شتاب رای نے بندوبست صوبہ مین باوجود عمل دیرینہ وزیر کے جو کہ عہد سعادت خان برہان الملک سے تہا بہم کرکے اکثر جگہ کا انتظام کیا لیکن بعض ملازمان کی نمکحرامی اور ناحق شناسی مانند زمینداران وغیرہ خصوص راجہ بلونت کہ ہیچ اس امر کے نہایت موئد تہا

دوسری لڑائی وزیر کی باتفاق راو ملہار مرہٹہ کی انگلشی سے اور مغلوب ہونا

جب راو ملہار نے وزیر سے شریک ہوکر اجابت دعوت کی وزیر پیشتر کو چلا اکثر جماعہ افاغنہ نے جنکا وعدہ رفاقت تہا قدم نرکہا عماد الملک چند روز سے ظاہرا دوکو بہونچکر تماشائی تہا صاحب مقدور رکہنا تہا اور نہ اسکے ہاتھہ سے یہ کار بر آمد ہوا فی الحقیقت جب دونون لشکر سے باہم ملاقات ہوگئی اور جانبین سے زد و خورد نمایان قوم مرہٹہ کہ آواز اور صدمہ توپ سے آگاہ نہ تہے گہبرا گئے اور بغلین جہانکنے لگے

اور آمادۂ فرار رو برو ہو ہندون میدان شجاعت سے ہوئے القصہ کوڑہ کے اطراف مین مقابلہ فیما بین ہوا
ہلکی سی لڑائی مین مرہٹہ کے ہاتھ پیر ڈھیلے ہوگئے سیدہا گوالیار تک بہاگا چلا گیا وزیر بھی ہمراہیون سمیت بحکم
عدم دلدہی سے بازپس ہوا اسیوقت کہ فوج انگلشی صوبہ الہ آباد سے بعزم مقابلہ بیحرکت ہولی تہی بعض
افواج مرہٹہ نے بموجب اپنے ضابطۂ مستمرہ کے فوج انگریزی کو میدان مین محاصرہ کرکے اپنے تگ وتاز
سے مشوش کر رکہا تھا چنانچہ الکریتہ راو شتاب رائے چند لوگون سے محصور ہوا قریب تھا
کہ مرغ روح اس کشمکش سے اوڑجاے مگر گیا خوب بہادری کی داد دی اپنے ہاتھ بزور تیر ونیزہ اپنی آبرو
قایم رکہی تا آنکہ فوج انگریزی نے کمک پر آکر اس دار وگیر سے رہا کیا کہ الحق راو شتاب راے اکثر اوصاف
سے موصوف تھا اور اس زمانے مین اکثر روسا سے ممتاز اور اکثر اعیان مکرمت سے طمطراق مین فوق رکہتا تہا
انشاء اللہ المستعان اور حال اسکی شجاعت اور دلیری اور شماتت کا جہان پر کہ اسکی نیابت کا حال کہ صوبہ عظیم آباد مین
حکومت رکہتا تھا عنقریب بیان کرونگا اوسی ذیل مین یہ بھی حال بکمال وضاحت سے حوالہ قلم ہوگا
علی ابراہیم خان بہادر نے الہ آباد سے حسب تجویز بینی بہادر کے چاہا کہ لشکر وزیر مین جاکر بینی بہادر سے
ملحق ہو چند کوس بہی شہر سے برآمد ہوا تہا کہ وزیر کی شکست مکرر کی خبر سنی اور واپس ہوکر مدت تک
اوس گرد نواح مین پوشیدہ رہا تا آنکہ جب وزیر و انگلشی سے صلح ہوگئی وہ گوشہ گزین ظاہر ہوکر
مرشد آباد و آیا ذکر اسکا مظفر جنگ نایب نظامت مرشد آباد کے ذیل مین انشاء اللہ تعالی تحریر ہوگا
القصہ وزیر نے دوسری بار شکست کہاکر فرخ آباد کی راہ لی افاغنہ وغیرہ سے چارہ کاری کی
جستجو کرنے لگا ہر ایک مصلحت یہی دیتا تہا مگر چونکہ دلی بات تہی پذیراے وزیر نہوتی تہی آخر الامر
احمد خان بنگش خلف محمد خان غضنفر جنگ نے باوجود عداوت دیرینہ کے بمقتضای جوانمردی صاف
صاف شجاع الدولہ سے کہدیا کہ جماعۂ افاغنہ سے امید اعانت رکہنا محض توہمات ہے مفت مین
اپنا روپیہ امید و توقع مین برباد کرتے ہو ہر وقت ایکے نقصان مایہ دوم شماتت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا
پس میرے نزدیک مناسب ہے کہ چند معتمدان ہمراہی کے ساتھہ دشمن پر دوڑ کرو اگر حیات
مستعار باقی ہے فتح وفیروزی حاصل ہے ورنہ با آبرو جان نثار ہوجئے اور اگر یہ نامنظور ہو تو تنہا
انگلشی کے پاس چلے جاو چونکہ اونکا کام عقل و دانشمندی سے خالی نہین ہوتا ہے یقین کہ در پے
ضرر نہون بلکہ تمہارے خاندان کی عزت وشان کے دیکہنے سے یقین کہ تمسے باعزت پیش اوین
اسی عرصہ مین بعد فتح قلعہ الہ آباد اور خبر دوسری شکست سے وزیر فتح وفیروزی سے نہایت دلگیر ہوا
اور محافظان چنارہ نے یہ واردید دیکہکر قلعہ سرداران انگلشی کے حوالہ کردیا بعضے انہین سے ملازم بادشاہ رہے

اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے

وزیر کا حسب نصیحت احمد خان بنگش کے سرداران انگلشی سے صلح کرنا

وزیر نے صلاح احمد خان بنگش کی درست پائی چند ندیمون کے ہمراہ پالکی پر سوار ہوکر لشکر انگلشی کو روانہ ہوا اس بلکہ سوار سے زیادہ ہمراہی مین نتہا جب تہوڑی دور پہونچا جنرل کرنگ کو خبر ملی کہ وزیر اس طرز سے آتا ہے متحیر ہوکر بعد تحقیق خبر مع راو شتاب رائے وغیرہ چند سرداران کے استقبال کو روانہ ہوا وزیر نے جنرل کو استقبال مین آتے ہوئے دیکھکر پالکی سے اوتر معانقہ کیا اور جنرل نے مع کل سردارا اور راو شتاب رائے وغیرہ کے تدرو کہلائی اور پیادہ پا ہمراہ ہوکر اپنے خیمہ مین لایا ضیافت کی طیاری ہوئی ادب و آداب مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نفرمایا وزیر نے بعد طعام و استراحت خوشی و خورم اپنے خیمہ گاہ کی راہ لی اور دو تین روز مین بوسیلہ راو شتاب رائے کے فیمابین مصالحہ ہوا دجمع ہوکر ایمائے انگلشی سے جمیع اپنے ملازمین طلب کرنے کے حاضر کرائے لشکر جنرل اور وزیر نے باہمدگر آمد و رفت ہوتی تہی راو شتاب رائے دونون طرف کی رضامندی مین ساعی تہے ہان وزیر کی خدمت زیادہ منظور تہی اور بہ مقتضائے نمکخواری کے قبل اس سانحہ کے ملازمان شجاع الدولہ مین رفاقت بینی بہادر سے کرتے میر قاسم خان کہ عظیم آباد سے منسلک تہا اس باعث سے عزت وزیر کو وجہ ہمت اپنا سمجہتا تہا اور بیچ اس انصرام مرام کے سعادت دارین حاصل کی اور مورد تحسین دوست و دشمن ہوا

فرار وزیر و انگلشی کا بیان اور وزیر کا اپنے صوبہ کو جانا

اس پر صلاح قرار پائی کہ شجاع الدولہ پچاس لاکہہ روپیہ جو اوسکی لڑائی مین خرچ پڑا انگلشیہ کو دے نصف نقد اور نصف صوبہ پر تنخواہ کردے اور جو کچہہ اوسکے صوبہ سے تحصیل ہوا ہو وہ مجرا لے اور صوبہ الہ آباد مخصوص واسطے بادشاہ کے اور پاؤ شلو مین پر اپنی معاش کرے اور میرزا نجف خان بہادر جو کہ رفیق بادشاہ اور انگلشیان ہوا تہا ملازم بادشاہ رہکر لاکہہ روپیہ سالیانہ منجملہ مالگذاری بنگالہ کے پایا کرے اور ایک فوج انگلشی بادشاہ کی اعانت پر الہ آباد مین رہے اور کولی ایک انگلشی وزیر کی خدمت مین بطور درمیانی کے رہے مگر اوسکے فعل سے کچہہ غرض نہین اس عہد کے بعد طرفین سے دوست و دشمن برابر دوست و دشمن سمجہے جاوین اور ہمدگر کی مدد اور کمک پر وقت ضرورت حاضر رہین اور جسکی مدد پر جاوین اوسے خرچہ فوج مدد دینا ہوگا اور راجہ بلوند سنگہ زمیندار بنارس جو بنا بر رفاقت بادشاہ اور انگلشیہ کی وزیر کے حضور مین مقرر ہوا تہا اوسنے قصور انگلشیہ کے معاف کراکے وزیر کی خدمت مین اپنی ضمانت سے مقرر کرایا عہد نامہ مذکورہ طرفین کے مہر و دستخط سے مرتب ہوا اب وزیر کو بجز ادای زر معہودہ نقد کے ادا کرنے کے اور کوئی اضطراب نہین رہا

بیگانگی کرنا وزیر کی والدہ و اقربا وغیرہ کا ادائے زر مین اور کام آنا اوسکی بی بی کا

وزیر کو ادائے زر معہودہ کی فکر ہوئی ہر ایک اپنے رفقا سے بموجب اوسکی دسترسی کی تکلیف زر دیتا تھا اور اسیطرح اپنی والدہ اور ساس اور بی بی اور سالون سے مکلف ہوا اور یہ لکھا کہ بعد اخال اسقدر زر کی میری رہائی ہوتی ہے سنا گیا کہ ہر ایک شخص نے جیسی توقع کیا تھا اور فی الحقیقت اسکی زر مجوزہ کے ادا کی طاقت رکھتا تھا کسی نے نصف اور بعض نے ثلث اور بعض نے ربع کا اقرار کر کے بہیجدیا حتی کہ اوسکی مان اور سالے اور غلام اور ملازم بہی اسیطرح مسلوک ہوئے مگر ہان اوسکی بی بی نے جسقدر نقد اور جواہر اور طلا اور نقرہ کے ظروف تھے اور اوسکی لونڈیون کے پاس میسر تھا حتی کہ ناک کی نتھ جو شوہر کے واسطے باوجود ممانعت خوشآمد گویون کے بہیجدیا اور ناصحون کو جواب دیتی تھی کہ جو کچھہ مجھے میسر ہے وہ وزیر کی سلامتی تک چاہیے اوسکے بعد یہ اسباب وغیرہ میرے کسی کام کا نہین درحقیقت اگرچہ عورت تہی مگر واہ رے اوسکی ہمت مردانہ اور حق شناسی اور پاس وفا اسی مقام پر یہ بیت ہے ؎ زن خوب فرمان بر پارسا ✤ کند مرد درویش را بادشاہ ✤ شجاع الدولہ بہی بعد امتحان کے جو کچھہ اوسکی مصارف ضروریہ سے بچتا اپنی بی بی کو حوالہ کرتا ؎ چہ مردے بود کز زنے کم بود ✤ القصہ بعد سر انجام ہونے زر موجودہ کی باقی کے واسطے جواہر گران بہا بعد تشخیص قیمت کے انگریزون کی رہن کردیا اور اپنے اہل وعیال کو حافظ رحمت خان کے ملک سے طلب کرلیا اور قلعہ چنارہ کو قلعہ الہ آباد کے عیوض مین انگلشی سے لے لیا اور بادشاہ کی خدمت مین ایک کو نایب وزارت اور ایک کو نایب فرانسیسی دیکر خود صوبہ فیض آباد کو روانہ ہوا اس مقام کی نیو برہان الملک سعادت خان نے ڈالی تہی اور شجاع الدولہ نے تکمیل و ترمیم کی باقی احوال اسکا اور شاہ عالم بادشاہ اور عالیجاہ کا دفتر سوم مین لکہا جائیگا اب وضع اور انتظام ملک کا جو انگلشیہ نے اجرا کیا لکہکر یہ دفتر ختم کیا جاتا ہے

روزنامچہ دوست جلوس کرنے نجم الدولہ کا بنگالہ کی ایالت پر تجویز ارباب کونسل کلکتہ سے اور جانا شمس الدولہ ہنری ونسترت کا اپنے ولایت کو اور آنا لارڈ کلیف ثابت جنگ کا نایب انگلنڈ اور روا املاک لندن سے اس ملک کی انتظام کو اور رفع شورش فساد اور جو حالات بسبب میر قاسم خان کے اس ضمن مین وارد ہوے

جب میر جعفر خان جہان فانی سے گذرا اور شمس الدولہ ہنری ونسترت گورنر کلکتہ نے سنا کہ لارڈ کلیف ثابت جنگ کو صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد کا اختیار ملا وہ ولایت انگلنڈ سے آتا ہے اپنا رہنا نامناسب سمجھکر قبل اوسکے آنے کے روانہ انگلنڈ ہوا القصہ اصحاب کونسل کاروبار کرنے رہے بعد مرنے میر جعفر خان کے

قرار پایا کہ نجم الدولہ معروف بمیر پہلو رہی بڑا لڑکا میر جعفر خان کا جو منی بیگم کے بطن سے تھا باپ کی جگہ
مسند آرا ہوا اور اوسکا خطاب نواب کول سے موافق مصلاح کی کار بند ہو جب یہ تجویز ہولی تھی مسٹر ملٹن صاحب
مرشد آباد اور مسٹر جانسن صاحب کلان ہر دو ان نے مرشد آباد مین آکر اپنے سامنے اوسے مسند نشین کیا
اوسنے کسیقدر دو نون صاحبون کی تواضع کی نجم الدولہ خیر روز ناظم مقتدر اور نند کمار دیوان مدار المہام رہا
میر محمد کاظم خان برادر میر جعفر خان ناظم عظیم آباد کا اپنے بھتیجے کی نیابت پر مقرر ہوا اور راجہ دھیرج نراین
چھوٹا بھائی راجہ رام نراین کا دیوان مدار المہام اور راو شتاب رائے دیوان بادشاہی مقرر ہوئے
لیکن جماعۂ انگلشی سے نہایت موافق مخصوص بیجر کرنگ سے شجاع الدولہ نے بنا بر مصلحت کے
پرگنہ ماہول جسکا حاصلات ایک لاکھہ روپیہ کے برابر تھا نواح اعظم گڈہ اور جون پور مین بطور جاگیر کی
اوسکو عطا فرمایا تہوڑی مدت اس صورت سے منقضی ہولی کہ نند کمار بسبب آزردگی گورنر مہری
ونسٹرٹ شمس الدولہ بہادر کے حسب الطلب کونسل کے کلکتہ گیا لیکن اپنے عہدہ سے معزول نہ تہا
اوسکے عملہ کام کرتے تھے شمس الدولہ نے اوسکے عیوب کی مجلد کتاب بناکر اپنے بھائی جارج ونسٹرٹ
ہوشیار جنگ بہادر کو دیکر کہا گیا تھا کہ جب لارڈ کلیف آئے اور کونسل مین بیٹھے اوس کتاب کو اوسی
مجمع مین پڑہے اس سبب سے ارباب کونسل نند کمار کو کلکتہ سے باہر نہین جانے دیتے تھے اور وہ اس
انتظار مین تھا کہ لارڈ کلیف آئے کیونکہ جب وہ لارڈ مذکور کرنیل اور سراج الدولہ کا زوال اور میر جعفر خان کا
اقبال سنا منشی اور مقرب اوسکا تھا جانتا تہا کہ ہر وقت اوسکے ورود کے ترقی پاویگا تا آنکہ لارڈ کلیف بہادر
ثابت جنگ آئے اور ہوشیار جنگ نے وہ کتاب حرف بحرف گوش گذار کئے ہر چند نند کمار منظور نظر
لارڈ کلیف بہادر ثابت جنگ تہا مگر شمس الدولہ نے ایسی چالاکی کی تہی کہ لارڈ کلیف کی نظر سے مانند ستارہ کے
نند کمار گرا اور عہدے سے معزول ہوا کلکتہ سے جانے کی اجازت نہ ملی

ذکر محمد رضا خان کا عروج مراتب اعلیٰ پر بمدد تقدیر

سبب معزولی نند کمار کے محمد رضا خان خلف حکیم ہادی خان قلی شیرازی جو میر جعفر خان کے دوسرے عہد مین
چکلہ جہانگیر نگر کی نیابت رکہتا تہا بیاوری تقدیر مورد الطاف لارڈ کلیف ثابت جنگ ہوا اور سفارش
سے نجم الدولہ کی نیابت اور کل صوبہ بنگالہ کے حل و عقد معاملات مین نامزد ہوا اور محمد رضا خان بہادر
مظفر جنگ کا خطاب پایا اور آہستہ آہستہ خطاب معین الدولہ مبارک خان خانسامان کا پایا نوبت
اور ماہی مراتب اور حکم سواری پالکی کا حاصل کیا چونکہ لارڈ کلیف بموجب خبر انقلاب ممالک بنگال
اور عظیم آباد کے اور بنا بر استقبال میر قاسم خان اور انتظام ملک کے مقرر ہوا تہا اور یہ امر

ولایتیون کے نزدیک دشوار تہا لہذا ایسا مرتبہ بڑہا کہ یک بارگی کرنیلی سے مرتبہ لارڈی کو جو لقب
اور خطاب ولایت انگلنڈ سے ہے پہونچا اور یہان کے کل کارخانجات مین اسقدر ذی اختیار ہوا کہ آجتک
کسی گورنر کو نہین ملا مگر نواب گورنر جنرل عماد الدولہ بہادر مسٹر ہشٹنگ جلادت جنگ جسکا مرتبہ
لارڈ کلیف سے بہی برابر ہوگیا اور ہند و ولایت مین کوئی شریک نہ تہا لارڈ کلیف بسبب امر مذکورہ کے
مانع رائے کونسل تہا لہذا اسکو خواہ انگلشی یا ہندی ہو اپنے دلمین نہ لاتا تہا اور بنا بر اظہار اپنی اقتدار
کے اول جانسن اور مدلٹن کو جہڑا کہ نجم الدولہ کی مسند نشینی بہتر ہوئی مگر اوسیسے روپیہ لینا بے حساب اور
بے چاہی عاید سرکار کمپنی کرنا چاہیے دونون سردار نکو خدمت سے مستوفی ہوکر جواب دہ ہوئے کہ ہمین
کمپنی کی نوکری مین آپ کی اطاعت اور فرمان بری ضرور تہی اب ہمنے ترک نوکری کی تمہارا حکم ہمپر
نہین ہے اگر کچہہ اور دعوی ہو سرکار بادشاہی مین عرض کرو اور جو کہ درباب ایصال زر سرکار
کمپنی کے فرماتے ہو اوسکا جواب یہ ہے کہ جب آپ وہ روپیہ جو نجم الدولہ کے باپ سے لیکر سراج الدولہ کے
بعد ریاست پر منتقل ہوا تہا داخل کمپنی کروگے ہم بہی یہ روپیہ داخل کردینگے لارڈ کلیف بسبب
مستوفی ہوجانے کے اونکی تعرض سے لاچار خاموش ہوا جانسن تو ولایت گیا اور مدلٹن بعد استعفا کے
چند مدت تک ہند مین تجارت کرتا رہا اور پہر نوکر ہوکر بڑا صاحب مرشد آباد کا تہا کہ اوسکی موت نے
آگہیرا موضع بیتی متصل شاہ آباد جو بیچ مین راہ عظیم آباد اور مرشد آباد کے ہے مرا اور کوہ بیتی پر
مدفون ہوا اوسکی قبر دور سے دکہلائی دیتی ہے اس شخص کی مروت اور ترحم کی شہرت سے
یقین ہے کہ عمدہ شخص ہوگا فہم وخوبی مین ڈاکٹر ولیم فلرٹن وغیرہ اور جرات اور ہوشیاری جنگ مین
کرنیل گاڈرڈ اور دانائی اور پاس حقوق اخلاص اور آشنائی اور معاملہ فہمی اور خبر رسی اور
معاملات فہمی مین ہوشیار جنگ جارج ونسترٹ اور حسن اخلاق مین بے نظیر مستر اندرسن
اور مستر ایٹ ممتاز ہین اور رشک اماثل اور اقران ہین اور بہائی مستر اندرسن کا بہی سنا جاتا ہے
کہ برادر بابرادر بلکہ بعض علوم خصوص ہندسہ مین بہائی سے بڑہکر ہے مثل انکے ان اشخاص مین کمتر دیکہا گیا

ذکر خودکشی مستر بلرس اور مطعون ہونا اوسکا

مستر بلرس جو عظیم آباد کا صاحب کلان تہا بسبب قلت شعور کے بتتبع مستر مدلٹن اور مستر جانسن کا
کرکے کمپنی باغ سے جو کہ باقی پور مین ہے اور اون دونون مین باہر صاحب کلان وہین پر رہتا تہا
بڑے کروفر سے سوار ہوکر قلعہ مین آیا اور میر کاظم خان کو عظیم آباد کی نظامت دیکر کسیقدر صرفہ
بہم پہونچایا اور بعض ہندوؤن کی مصاحبت مین رہنا ظاہرا بعض حرکات نامناسب کا مرتکب ہوا تہا

کہ لارڈ کلیف کا اقتدار سنکر باندہ پرس گوڈرا اور اپنے ہاتھ کر چ مار کر مرگیا اور باغ باقی چہور مین
مدفون ہوکر اپنی قوم مین مطعون ہوا اور جنرل کرنگ جو کہ سابق سے لارڈ کلیف کا دوست تہا اسوقت مین
مصدر حل وعقد جمیع امور ہوا چونکہ ڈاکٹر اور جنرل مذکور سے اول دوستی اور آخر مین بد اتفاقی ہوگئی تہی
کچہہ سوچہا کر ڈاکٹر فلرٹن کو برطرف کرادیا ڈاکٹر بیچارہ ناکام دوستون سے مرخص ہوکر ولایت گیا اور وعدہ واپسی
چند شرطون پر کرگیا تہا مگر ہنوز واپس نہ آیا اللہ تعالے جہان رکہے خوش وخرم رکہے ــــ

آلہ آباد جانا لارڈ کلیف کا بنابر ملاقات شاہ عالم بادشاہ اور شجاع الدولہ آصف جاہ سے اور حاصل کرنا سند دیوانی خالصہ ہر سہ صوبہ بنگالہ اور اوڑیسہ اور عظیم آباد کا اور انقلاب بندوبست

لارڈ کلیف نے بعد ورود کلکتہ اور آگاہی بعض امور ضروریہ کے آلہ آباد کی نہضت کی وزیر الممالک شجاع الدولہ بہی
فیض آباد سے حسب اشعار لارڈ اور نیز التماس راو شتاب راے سے قاصد آلہ آباد ہوا اور میرزا کاظم
نام ایک شخص کو جو ولایت زا اور حسن رضا خان نواسہ حاجی احمد خان ولد جواد خان مرحوم کا داماد تہا
اور میر قاسم خان کی حکومت مین علی ابراہیم خان بہادر کی دستگیری سے پرگنہ سہسرام اور چین پور کا
عامل ہوا تہا لارڈ مذکور جو ہنگام اقامت دکہن کے اوس سے آشنا تہا اسوقت مین اوسکے حال پر راضی ہوکر
ایک لاکہہ روپیہ عطا فرما کر اپنا مصاحب بنایا ظاہرا ایسی شخص واسطے سوال جواب دربارہ تحصیل عروج
محمد رضا خان کے ہوا چون کہ محمد رضا خان راو شتاب راے کی شراکت مطلقا نہین چاہتا تہا اور
یہ چاہتا تہا کہ بادشاہ اور وزیر کے حضور مین بہی راو مذکور کا واسطہ نہو میرزا کاظم اس مہم کا بہی متکفل ہو
لہذا اس امر کی تقریب جنرل نے مخفی لارڈ کلیف سے کی اور میرزا ے مذکور اسی امید پر لارڈ کی ہمراہ گیا
اور لارڈ کلیف نے بروقت پہونچنے عظیم آباد کے میر کاظم خان برادر میر جعفر خان اور راجہ دہیرج نراین
اور راو شتاب راے سے ملاقات کر کے قدر افزا ہوا ہر ایک کے عقل وشعور کو میزان حرب مین تولا
راو شتاب راے کو لایق واسطہ پا کر ہمراہ لیا میر کاظم خان کو مرد سادہ لوح دیکہا دہیرج نراین نے
بطمع دنیوی اوسکے حقوق فراموش کر کے اوسکی بیقدری کار دنیا مین ظاہر کی اور نیابت عظیم آباد کا
اپنے واسطے خواہان ہوا لیکن لارڈ نے اس سفر مین عزل ونصب مناسب نہ سمجہا راو شتاب راے کو
ہمراہ لیکر روانہ ہوا جب آلہ آباد پہونچا بعد حصول حضوری بادشاہ اور ملاقات وزیر کے جو مقصد
کہ چاہتا تہا ظاہر کیا اور ہر سہ صوبہ کی دیوانی کا فرمان وزیر اور بادشاہ سے اپنے نام چاہا

چون کہ وزیر اور بادشاہ دونون اس جماعۃ کے مغلوب ہر طرح سے تھے چار ناچار قبول کرکے سند تحریر کردی اور چوبیس لاکھ روپیہ تینون صوبہ کی مالگذاری مقرر ہوئی کمپنی کی مہر سے قبولیت لکھکر دفتر شاہی مین داخل کردی اسطرحکا امر عظیم بدون کسی توسل کے نہایت سہولیت اور آسانی سے کہ خرید فروخت خر بار بردار اور اسپ راہوار کے بہی ایسی جلد ممکن نہین ہوگیا لارڈ نے اپنی دار الحکومت کلکتہ کو معاودت کی اور کرنیل اسمٹ کو جو بعد جانے لارڈ کے ولایت مین جنرل ہوا سردار فوج انگلشی کرکے الہ آباد مین حضور بادشاہ چھوڑا لیکن فی الحقیقت وہ حاکم تہا اور بادشاہ محکوم وہ قلعہ مین رہتا تہا اور حضرت بیرون چہاونی مین جو کہ خود تعمیر کرائی تہی خبر لی نقارہ نوبت بادشاہی کے دہون دہون سے جو قلعہ مین تہا ناخوش ہوا نوبت نوازون کو ممانعت ہوئی سچ ہے ہر کہ پنج روز نوبت اوست القصہ رائے شتاب رائے کا حسن سلیقہ اور طلاقت بیانی اور دو تنخواہی کمپنی اور اصحاب کمپنی کی رفاقت سے منظور نظر لارڈ ہوا میر کاظم خان امید لبستہ سے محروم ہمراہی مین واپس آیا اور علی ابراہیم خان بہادر جو کہ وزیر اور بینی بہادر کی رفاقت مین عزت اور احترام سے بسر کرتا تہا لیکن غربت مین بے بار برداری کے رنج سے مکدر رہتا میرزاے مذکور نے نظر بحقوق خانمذکور کے جو کہ زمانہ عالیجاہ مین آپکے ساتھہ کئے تھے مرشد آباد بلاکر لارڈ سے ملاقی کرایا اور علی ابراہیم خان نے بسبب الفت یاران اس شہر کے قبول کیا اور مرشد آباد پہونچکر رفقاے مظفر جنگ مین منسلک ہوا اگرچہ کمال عزت مین بسر کرتا تہا مگر جیسا کہ چاہیے قدر دانی نہوتی تہی لارڈ کلیف نے عظیم آباد پہونچکر میر محمد کاظم خان کو صوبداری سے معزول اور راجہ دہیرج نراین کو مقرر کیا اور میر کاظم خان کیواسطے لاکہہ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا وہ راج محل اکبر نگر مین جو اوسکا مولد اور وطن تہا سکونت گزین ہوا اور اپنی حسن نیت سے کمال نیکنامی مین بسر کی لارڈ کلیف چند روز عظیم آباد مین رہکر کلکتہ کو روانہ ہوا جب وہان پہونچا انصرام مہام مین مشغول ہوا مسٹر سکس کو صاحب کلان اور شریک انتظام ملکی اور مالی کا چکلہ جہانگیر نگر مین جسارت خان مرحوم کا کیا اور چکلہ بردوان کو ہندیون کی شراکت سے لیکر دو تین روساے معتمد ولایت کے حوالہ کیا میر رفیع الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف سیف خان ابن عمدۃ الملک امیر خان صوبہدار کابل کو جسنے بر وقت روانگی لارڈ کے جانب الہ آباد کے جو عین برسات مین ہوئی تہی اسوار کشتی مونگیر مین پہونچکر اپنی ملاقات سے خوش کیا تہا ملک پورنیہ کی حکومت بدستور بحال رکہی اور اوسکی مالگذاری بنگالہ کے نظامت مین حسب دستور سابق مقرر ہوئی لیکن نہایت کم ظاہراً زیادہ پانچ چہہ لاکہہ روپیہ سے نتہی لیکن غفلت ورزی سپہدار جنگ سے اور نمک حرامی عسکر علی خان اوسکی میرزادہ کے سبب سے بعد دو تین سال کے اوسکے قبضہ اختیار سے نکل گیا

ذکر اسکا انشاء اللہ تعالے تحریر کیا جاویگا اور جو جاگیرات اور التمغا اور املاک لوگون کی مہابت جنگ کے عہد سے مقرر تھین اور کسیکو اونسے تعرض نہین رہا اصحاب انگلشیہ نے بہی اوسیطور سے واگذاشت کروہی کسی سے متعرض نہوئے یہ سب فضل خدا اور احسان انگلشی سے ہے ورنہ کوئی امیر بہی اس دیار کا اہن ملک مین کیا بلکہ آسمان کے نیچے کہین زیست لبسر نہین کرسکتا تہا اور نیز تغیر اور تبدل بادشاہ اور اوسکے متصدیان خیانت پرست کی آفت سے نجات ملی انگلشیون نے یہ بنا ڈالی کہ جو قطعہ جسکے قبضہ مین ہے اوسکے بعد اوسکے آل اور اولاد کے نام برقرار اور بحال رہیگا شکر خدا ہے کہ ہنوز یہی قاعدہ سلوک ہے اور آیندہ کو بہی یہی امید ہے

یہان ذکر نجم الدولہ کے انتقال کرنے کا اور سیف الدولہ اوسکے بہائی کا جلوس فرمانا

جسوقت کہ لارڈ کلیف الہ آباد کے ارادہ سے مرشد آباد پہونچا اور بلدہ مذکورہ سے کوچ کرکے صادق باغ مین نزول کیا نجم الدولہ اور مظفر جنگ بنابر مشایعت باغ مذکور تک آئے اور بعد رخصت کرنے کے اپنے گہر معاودت کرکے پہونچے نجم الدولہ کو ہیضہ ہوا بائیسوین ذیقعدہ ۱۱۷۹ ہجری کو اس دار فنا سے چل بسا اوسکا چہوٹا بہائی سیف الدولہ جلوس فرما ہوا یہ شخص حسن خلق اور رافت مین فرد تہا چند روزہ حکومت مین نیکنامی سے جان فشان ہوا اگرچہ صاحب اقتدار نتہا مگر جہانتک دسترس تہا کوتاہی نکرتا

راو شتاب راے کو نیابت عظیم آباد کی ملنا

الہ آباد سے جب لارڈ کلیف معاودت ہوا شتاب راے کو حکم ہمراہی صادر ہوا اوسنے چند وجوہات سے چند روز کے بعد وعدہ حاضری کیا چونکہ والد بندہ بنابر وضع روزگار کے قلیل جاگیر مین راضی ہوکر گوشہ گزین تہا مگر پہر بہی ملاقات حاکم وقت کی جو تازہ مسند آرا ہوتا بنابر حفظ وسلامت وہ ایکمرتبہ کرتا تہا نظر برین لارڈ کلیف کی ملاقات کو عظیم آباد آیا چونکہ آنا جانا نہایت جلدی مین واقع ہوا اور قبل پہونچنے والد کے وہ عظیم آباد سے اول نکل گیا تہا لہذا والد مرحوم نے چاہا کہ سید علیخان بندہ کا بہائی کو جو رابعہ بیگم محمد رضا خان کی ساس سے رابطہ اتحاد رکہتا تہا راو شتاب راے کی ہمراہ مرشد آباد پہونچے لہذا ایک قطعہ خط مشعر اظہار مضمر اور التماس اعانت انجاح مرام کے دربار انگلشی کے اور نیز روانگی فرزند بنابر حصول بعضے سند کے ناظم بنگالہ کی مہر سے لکہکر اوسکا استمزاج کیا اوسنے مردمی اور وقت شناسی پر نظر فرما کر اقرار انجاح مرام جواب مین رکہا

چند روز کے بعد جب ارادہ کلکتہ گیا مرلید ہرکارہ جو کہ مرد عیار اور مدت سے رکن عمدہ نظامت عظیم آباد کا تہا بہ دعاے رسائی کرکے راو مذکور کے ہمراہ ہوا راے مذکور نے اوسکو شراکت انتظام مہام نظامت کی تکلیف دی اوسنے بنظر رفع بدنامی بڑی بے پروائی سے اول عذر کیا مگر مسموع نہوا شتاب راے وجع مفاصل کے عارضہ مین جو بسبب مادہ آتشک کے ہے مبتلا ہوا لارڈ نے اپنا ڈاکٹر اسکے علاج پر مقرر فرمایا اور اوسنے بخوبی علاج کی عجیب یہ کہ ایسے مرض شدید کو جو نہایت شدت مین تہا حبس دوا مین کہ سیاب تہا دو نو ہفتہ کے پہونچون تک استعمال کرانے سے مطلق زایل کر دیا راو موصوف نے دس ہزار روپیہ ڈاکٹر کو انعام دیا بعد شفا کے خطاب مہاراجگی اور بہادری اور اضافۂ منصب پنجہزاری اور لبت پنج ہزار روپیہ ماہواری در باب اخراجات نظامت اور پنجہزار روپیہ ذات خاص علاوہ جاگیر کے جو عظیم آباد مین تہی اور شراکت مہیرج نراین اور مستر بدلش صاحب کلان کونٹی عظیم آباد سے سرفراز ہوا اور مہر سیف الدولہ ناظم ہر سہ صوبہ کی اسکے سپرد ہوکر رخصت اور معاودت ملی والد کے امور خواہش مرشد آباد مین سید علی خان بندہ کے بڑے بہائی کی سعی سے اور منیر الدولہ بیگم کے حسن سلوک سے درست ہو گئی تہی کہ مہاراجہ شتاب راے بہی مرشد آباد پہونچا

ذکر رحلت کرنے والد مورخ کا اس جہان فانی سے بموجب آیۂ کریمہ کل نفس ذائقة الموت

اندنون مین بندہ ڈاکٹر فلرٹن کی سفارش سے مستر جانسیج کی رفاقت مین جو کہ عمدہ روساے انگلشیہ کونٹی بنارس کا مدار علیہ تہا اوس شہر مین آیا اور حضرت شیخ محمد علی حزین کی خدمت مین مشرف ہوا والد قصبۂ حسین آباد اپنے بسائے ہوئے مین مع متعلقون کے رہتا تہا ناگہان سہل سا عارضۂ تپ لاحق ہوا سنا گیا کہ مادۂ دماغی ہوکر سرسام ہو گیا لیکن چندان حواس مین خلل نہ تہا بیماری کے بارہوین روز یکشنبہ تاریخ سوم جمادی الثانی سنہ ۱۱۷۹ ہجری کو اول روز رہگراے عالم بقا ہوکر اوسی قصبہ مین مدفون ہوا اللہم اغفر لہ وارحمہ والحقہ بآبائہ الصالحین اس واقعہ کی خبر بمقام بنارس مین بندہ کو ملی والدۂ ماجدہ اور برادر مہربان میرے تقی علیخان وغیرہ کے خطوط بندہ مورخ کے طلب مین آئے بندہ مورخ لاچار ترک رفاقت مستر سیج کرکے عازم حسین آباد ہوا سیج مذکور مانع تہا بندہ مورخ کی جدائی منظور نہ تہی کہتا تہا کہ تہوڑی مدت میرے سفر آخرت مین باقی رہی تمنا ہے کہ دم والپسین تک تم میرے پاس سے جدا نہو مگر بندۂ مورخ کی کم نصیبی اور والدہ وغیرہ کی اضطرابی نے نرہنے دیا اور بجا اوسکی ارشاد ایسے بزرگوار کی نہوئی کہ اس دولت بے بہا سے سرفراز ہوتا مگر قسمت کا تدارک

کچھ نہین ہوسکتا ہے **بیت** تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ٭ کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را ٭ بہر حال بندہ کہ مورخ حسین آباد پہونچا اور واقعہ والا کی خبر مرشد آباد پہونچی مہاراجہ شتاب رائے اور سید علی خان مدت تک مرشد آباد مین رہے بحالی جاگیر کی سندین بندہ کے نام حاصل کر کے عازم عظیم آباد ہوا

عظیم آباد مین مہاراجہ شتاب رائے کا آنا اور دہیرج نراین کا براہ حماقت دلتنگ ہونا

جب مہاراجہ شتاب رائے وارد عظیم آباد ہوا از راہ دانائی اور عقلمندی فیصلہ معاملات کیواسطے قلعہ بادشاہی مین درباردار ی مقرر کی تاکہ نہ اپنا گہر ہو نہ دہیرج نراین کا اور مقرر ہوا کہ وقت معین پر صاحب کلان انگریزی کرسی پر جلوس کرے اور اوسکی کرسی کے روبرو مسند طویل بچہے جسکے ایک طرف دہیرج نراین مدعی نظامت اور دوسری طرف مہاراجہ شتاب رائے بیٹھے اور ایک ایک تکیہ دونون کے لئے رکہے جاوین جو سند اور پروانہ لکہا جاے دہیرج نراین معمولی طور پر دستخط بعض اوسکے حاشیہ پر کرے اور مہاراجہ ممدوح اوسکے پشت پر بازو پر مہر سیف الدولہ کی اپنے قلم سے کلمہ (دیدہ شد) تحریر کرے دہیرج نراین کو تو غرور نظامت اور رام نراین کی برادری کا تہا اور چند روز خود تنہا بر سر کار رہکر اپنی مہر لگاتا تہا اور چونکہ ناظر حال کوئی دوسرا نہ تہا کاموں مین خیانت عہد ماضی کی طرح سے کیا کرتا تہا یہ قاعدہ اوسپر گران گذرا لیکن لاچار تہا لہذا ہمیشہ صحبت ناچاق اور افزایش نفاق ہوتی تہی عملہ نظامت بہی دو حصہ ہوئے تہے نصف مہاراجہ کی متوسل اور نصف دہیرج نراین کے ہمراہ رہے مہاراجہ شتاب رائے نے جب کاغذات دیوانی بلاحظہ کئے معلوم کیا کہ بندوبست صوبہ مین بڑی خیانت ہے اور ہر معاملہ مین ہزارہا بالا بالی نذرانہ دہیرج نراین ہے مگر اسکا اظہار نامناسب جانا اور درستاجر جو کہ متعہد گنجایش اضافہ کے ہوئے بہم پہونچاے اور دہیرج نراین سے کہا کہ یا تو عمال سابق سے یہی معاملہ لکہوالو یا انکو معزول کر کے اون کی عوض مین انہین مقرر کرو چونکہ دونون صورتون مین نارسائی اور خیانت دہیرج نراین کی ظاہر ہوتی اوسکی رسوائی کا موجب ہوتا تہا اور جمع و خرچ صوبہ مین بہی چونکہ بڑا غایلہ تہا شتاب رائے نے دہیرج نراین سے بذریعہ معتمدین نصیحت فرمائی کہ روپیہ کسطور سے داخل خرچہ کرنا چاہئے تاکہ اظہار راز نہو جاے مرلید ہر شتاب رائے کا شریک ہوا چونکہ پیشتر سے واقف اسرار تہا اسرار دہیرج نراین کا اظہار کرتا تہا وہ احمق اسی قدر اپنے حقوق پر کہ راجہ رام نراین جنرل کرنگ

اور مسٹر امیت کی دوستی مین مورد عتاب عالیجاہ ہوکر رہ روعدم ہوا مغرور تھا اور مہاراجہ
شتاب رای نے نصایح کیا بلکہ اپنے دولتخواہون کی راے نہ سنتا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ انگلشیہ کو سقدر
پاس خاطر ہوگا کہ بنا بر قتل ہونے اوسکے بہائی کے صوبہ عظیم آباد کی جاگیر اوسکو دیدینگے تاکہ جو چاہے
نہین کرے بہرحال یہ راز آہستہ آہستہ کہولتے کہولتے لارڈ کلیف اور جنرل کرنگ وغیرہ روساے
انگلشیہ کے گوش گذار ہوا اول بذریعہ خطوط کے دہیرج نراین کو خواب غفلت سے بیدار کیا
کہ بموجب اطاعت مہاراجہ راو شتاب راے کے اداے زرباقیات کرے وہ ہرمرتبہ معذرت
لکہتا تھا تا آنکہ لارڈ کلیف کو خدا معلوم کس سبب سے عزیمت ولایت درپیش ہوئی نئے سرسے
عہد و اقرار شجاع الدولہ کے درباب چند امور کے مخصوص منقدمہ راجہ بلونت سنگہ مین کے
جسکی مہابت سی شجاع الدولہ امین نہ تہا اور شجاع الدولہ کو بہی اوس سے اکثر کام تہے لہذا اقرار ہوا
کہ مقام موضع چہپرا مین ملاقات ہمدگر ہو لہذا لارڈ کلیف کلکتہ سے اور شجاع الدولہ فیض آباد سے
اور منیر الدولہ الہ آباد سے بادشاہ کی نصارت مین اور راجہ بلونت سنگہ بنارس سے روانہ موقع معہود ہوا

آنا لارڈ کلیف اور شجاع الدولہ اور منیر الدولہ اور راجہ بلونت سنگہ کا موضع چہپرا مین اور معاتب ہونا راجہ دہیرج نراین کا۔

جب لارڈ کلیف ثابت جنگ بہادر عظیم آباد کے قریب آیا مہاراجہ شتاب راے استقبال کو گیا
اور دہیرج نراین جو ہمیشہ اپنے خیال عزیمت اور اقتدار مین رہا کرتا تہا بڑے کروفر سے بدون اسکے
کہ فکر لقایاے مبلغ واجب الادا کرے واسطے استقبال کے برآمد ہوا جیونہین وہ روسے دونون کی
سواری لارڈ اور جماعہ انگلشیہ کی نگاہ مین آئی چونکہ قبل ازین دہیرج نراین کے نام یہ خط صادر
ہوچکے تہے کہ بدون اداے زرباقی کے ملاقات کو نہ آوے لارڈ کلیف نے آشفتہ ہوکر کسیکو بہیجا
کہ دہیرج نراین کو حضور مین آنے کو مانع ہوا اور ایک قدم نہ بڑہ سکے فرستادہ نے تعمیل حکم کی
دہیرج نراین کو جبرا واپس کردیا اور ایسے مجمع عام آشنا و بیگانہ مین جو کہ بتقریب استقبال
حاضر تہے خفت عظیم اوسکو حاصل ہوئی مہاراجہ شتاب راے حاضر حضور ہوکر مشرف ملازمت
اور مورد عنایت ہوا دہیرج نراین نے قرین ندامت ہوکر جسطور ہوسکا روپیہ سرانجام کرکے دخلیاب ہوا
اور باتفاق عبور گنگا کرکے ہمرکاب لارڈ کلیف اور جنرل کے مع مہاراجہ شتاب راے بجاے معہود پہنچا
اور ماہ محرم ۱۱۸۰ہجری مین شجاع الدولہ اور منیر الدولہ اور لارڈ جنرل اور راجہ بلونت سنگہ کا مجمع ہوا

اور بعد عفو تقصیر راجہ بلونت سنگہ اور تقرر چوبیس لاکہہ روپیہ مالگذاری اوسکے سرکار شجاع الدولہ مین اور عہد اور پیمان حفظ وغیرہ کا مقرر ہوا اور عہود و مواثیق وزیر اور بادشاہ کے اور انگلشیہ کے درمیان مین وزیر اور بادشاہ کے ساتہہ انگلشیون کی گواہی سے اور راجہ بلونت سنگہ اور وزیر کے مجدداً تحریر ہوئی اور باہم تحفہ تحایف گذرے وزیر نے بعد ملاحظہ قواعد سولداوان ولایتی اور عطای چند ہزار روپیہ انعام کے رخصت ہوکر اپنے مرکز دولت کو راہی ہوا اور راجہ بلونت سنگہ بہی بعد ادای پیشکش لایق کے رام نگر کو جو لب دریاے گنگ محاذی بنارس واقع ہے روانہ ہوا اور منیر الدولہ بہی خوب کامیاب واپس ہوا اور مہاراجہ شتاب راے نے احوال اختلاف اور خیانت اور نارسائی عملۂ سابق کے لارڈ کلیف سے عرض کی اور کہا کہ اس روپیہ کا وصول راجہ دہیرج نراین اور اوسکی عمال متوسل سے بدون سختی کے متعذر ہے اور چونکہ بندہ اوسکے بہائی کا ممنون احسان ہے اسقدر مبالغہ درباب وصول زر کے نہین کرسکتا مناسب یہ ہے کہ بعد تشریف لیجانے مرشد آباد کے مظفر جنگ کو جو نایب صدر اور مرجع کل معاملات ہے چند روز کے واسطے ادہر تشریف لاے اور بعد بندوبست یہان کے واپس جاوے لارڈ نے التماس قبول کیا اور مورد عطوفت بے پایان کرکے مرشد آباد کو عازم ہوا اور دہیرج نراین کی عدم لیاقت اور خیانت ورزی اپنے دلمین خیال کرکے ارادہ کیا کہ اسکو معزول کرکے راجہ شتاب راے کو بذات تنہا مقرر کرے بالفعل یہ امر پوشیدہ رکہا ❊

جانا لارڈ کلیف کا کلکتہ اور مرشد آباد اور بہیجنا محمد رضا خان مظفر جنگ کو عظیم آباد کی معاملہ کیواسطے

لارڈ کلیف نے بمجرد پہونچنے مرشد آباد کے محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کو واسطے بندوبست کے عظیم آباد بہیجا محمد رضا خان مظفر جنگ نے عظیم آباد پہونچکر عملۂ دہیرج نراین کی چشم نمائی کی نظر بند فرمایا اور بعض شخصون کی تالیف قلوب کرکے استفسار خیانت کی اور نیز بعض عمال مانند ساہ مل اور محمد تقی خان ولد فاخر علی خان اور محمد اشرف کشمیری وغیرہ کی زجر و توبیخ بہی کی ساہمل کو سزای بدنی سے سرفراز کرکے قید کیا اور محمد تقی خان اور محمد اشرف خان کشمیری کو مہاراجہ شتاب راے نے قید سے بچاکر ادای زر کو مدت معینہ کرادی اور دہیرج نراین بوجہ ظہور خیانت اور عدم لیاقت کی اپنی قدر و منزلت سے معزول ہوا اور اوس کے ذمہ کا روپیہ اوس کے محاصل جاگیرات سے مجرا کیا گیا بدین تفصیل کہ تا وصول زر سرکار تہورا سا خرچ پایا کرے باقی کل زر بمد بقایاے سرکار

داخل خزانہ نظامت ہو بندہ کی خیانت سید عبد العلی خان بہادر شجاع جنگ موسومی کے سبب منظور نظر ہونے میر جعفر خان اور اوسکے بہائی میر کاظم خان کے اور نیز اس نظر سے کہ دہیرج نراین سے رجوع ہوتا تہا ہنڈوی مذکور کو اسکا ذمہ تہا اپنے ایام اقتدار مین اور عزل میر کاظم خان کو جو چند روز رہا تہا بزرگ مذکور کو باوجودیکہ راجہ اور اوسکا باپ اور بہائی نمک پروردہ خاندان تہے بمقتضائے تنگ ظرفی کے سرکار شاہ آباد سے معزول کرا دیا تہا اور اوس کے متصدیان کو بہانہ محاسبہ سے قید کیا تہا بعد اس کے عزل کے محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ اور مہاراجہ شتاب رای نے معاملہ مذکور کو باوجودیکہ محض ہیچ تہا فیصلہ کرکے فارغ خطی لکہدی اور خیانت مذکور رابعہ بیگم کی قدر دانی سے اوسکے حسب الطلب محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ہمراہ عازم مرشد آباد ہوا مظفر جنگ نے بعد انتظام حسب رائے مہاراجہ شتاب رائے کے عزیمت مرشد آباد کی اور راجہ مذکور تنہا صوبہ عظیم آباد کے انصرام مین کلکتہ کے صاحبان کونسل سے مقرر ہوا چون کہ مسٹر ملٹن اور لارڈ کلیف سے ناچاقی ہوئی مسٹر مرقوم الصدر ملازمی کمپنی سے مستعفی ہوا اور مسٹر لوف اوسکی جگہ پر آنکر مہاراجہ شتاب رائے ہوا اور مرشد آباد مین محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ساتہہ مسٹر سکسن متعین ہوا اور لارڈ کلیف بعد دلجمعی تمام کے عازم ولایت ہوا

لارڈ کلیف اور جنرل کرنگ کا ولایت جانا اور شمس الدولہ کے تقصیرات اور تصرفات کے کاغذ ہمراہ لیجانا اور مسٹر ورنس کا کلکتہ کی گورنری پر مقرر ہونا

لارڈ کلیف نے اپنے ایام اقامت مین چاہا کہ شمس الدولہ بہادر کے تقصیرات اور تصرفات کا اگر کچہہ ثبوت اور ظہور ہو ولایت کے کونسلیون کو دکہلا دے اور اوسکا تدارک جو اوس نے کیا ظاہر کرے چونکہ اہل دنیا کے کام ہمیشہ احسان فراموشی رہے ہین خصوص اس زمانے مین غرض مدی کو جملہ دانائی سے مافوق جانتے ہین کسی کی دوستی پر اب اعتماد نہین کرنا چاہئے ہ یار اغیار ہوگئے واللہ کیا زمانے کا انقلاب ہوا ٭ طرفہ یہ کہ جس کے واسطے یہ شیوہ اختیار کرتے ہین اوسی کی نظر مین ٭ کم عزت اور بے اعتبار ہو جاتے ہین دیکہئے چند لوگ جو دست نشان لارڈ مذکور کے تہے اور نمک خوردہ احسان شمس الدولہ بہی تہے باتفاق مند کمار کے جو شمس الدولہ سے بد تہا

مصدر جنگ ہوئے اوس کی تقصیرات درست کرکے لکہا دین اسقدر حال چون کہ کمال شہرت پذیر تہا بندہ مورخ کے گوش زد ہوا بہ تفصیل اور تحقیق معلوم نہین کیونکہ ان لوگون کا حال تحریر کیا بلکہ خاص کو کم ظاہر ہوتا ہے القصہ لارڈ کلیف اور جنرل کرنک مسٹر ورلس کو گورنر اور جنرل اسمٹ کو سالار کل فوج مقرر کرکے عازم ولایت ہوا مظفر جنگ نے بادشاہ کی حضور سے جو الہ آباد مین انگلشیہ سے مختلط تہا اپنے واسطے خطاب خان خانانی اور مدار المہام معین الدولہ مع پالکی جہالردار کی طلب کرلیا اور نیز مہاراجہ شتاب راے نے خطاب ممتاز الملک بہادر منصور جنگ اور ماہی مراتب اپنے واسطے منگایا اور عیش اور نشاط مین زندگی بسر کرنے لگے ✤ ✤ ✤ ✤

ذکر ہے عروج مظفر جنگ اور مہاراجہ شتاب راے کا عالی مراتب پر اور جان بحق ہونا سیف الدولہ کا اس جہان فانی سے

سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین مہاراجہ شتاب راے واسطے ملاقات مسٹر ورلس گورنر جدید کے عازم کلکتہ ہوا بندہ بہی اوس کے حسن سلوک کا ممنون تہا ساتھ گیا مسٹر ورلس نے بخوبی عزت و احترام سے ملاقات کی اور مقرر ہوا کہ مہاراجہ شتاب راے اور مظفر جنگ اور جسارت خان بہادر ملکی کام جو موجب دولت خواہ عزت سمجہین تعمیل کرین لیکن ہفتہ مین دو مرتبہ جو بات ہو انگلشیہ سے جو اونکا شریک ہو اطلاع کرکے سمجہا دین اور اونہین دو روز مین امور نقد اوس انگلشیہ کے حضور مین جاری ہو اور جمع خرچ محاصلات کا ہر جانب سے انگلش مذکور کے دستخط سے مزین ہو اور بعد سرانجام کے کاغذ دستخطی مذکور دفترخانہ کمپنی مقام کلکتہ مین داخل کرین اور معاملات عدالت یعنے انفصال مقدمات رعایا کے نقل ہون کہ امر امر کا وارد غیرہ جزویات امور مین جو کچہ مناسب اور حق سمجہے فیصل کرلے لیکن امور عظیمہ ہفتہ مین دو دن سواے روز کچہری مذکور کے بحضور نایب اور انگلشیہ شرکت دار کے انفصال ہون اس ضمن مین انگلشیہ بہی واقف معاملات ہوتا جاتا تہا جیسا کہ انکا قاعدہ ہے کہ جو امر باقاعدہ جو ارباب معاملہ کچہری کے زبان سے سن لیتے ہین کتاب سادہ مین لکہتے ہین وہ لکہا کرتا تہا تا آنکہ مسٹر ریوف بہی سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین قاصد ولایت ہوا اور مسٹر الکسندر اوسکی جگہ پر آیا اور بجاے مسٹر سکس کے مرشد آباد مین مسٹر بیچر معین ہوا اور اس سال کے آخر سے آثار قحط اور علت وبائی ظہور پکڑا اور ماہ ذیقعدہ مین ✤

سیف الدولہ اور اوسی قریب مین اوسکا بہائی اشرف علی خان اور فتح اللہ خان مظفر جنگ کا
سالا اور اوسکی بی بی اور حاجی اسمعیل کی بی بی مظفر جنگ کی سالی کہ یہ تینون آخرین اولاد ہ
رابعہ بیگم تہین آبلہ کی بیماری مین فوت ہوئیہ دونون علت اوسوقت سے شروع ہوئین اور محرم
سنہ ۱۱۸۴ ہجری مین زور پکڑ کر تین مہینے تک جانستان رہین خلق کثیر اس بلا مین جان بحق ہوئی اور ماہ
ذی حجہ سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین مبارک الدولہ تیسرا لڑکا میر جعفر خان کا بعد فوت اپنے بہائی سیف الدولہ
مرحوم کی نظامت بنگالہ پر مامور ہوا اور مظفر جنگ کی تجویز سے علی ابراہیم خان بہادر اوسکی دیوانی
یعنے نظامت بنگالہ پر اور چوبیس لاکھہ روپیہ اوسوقت مین واسطے ناظم بنگالہ کے سرکار کمپنی سے
مقرر تہا مامور ہوا کاردانی اور فیض رسانی ظاہر کین مظفر جنگ عجب حرکات عجیبہ اور خصایل غریبہ رکہتا ہی
جب مبارک الدولہ بعد مسند نشینی نظامت کے چاہا کہ منی بیگم کی کسر شان کرے باوجودیکہ باہمد کر
عہد وپیمان دوستی رکہتا تہا ببو بیگم مادر مبارک الدولہ سے پیغام کرکے اوسیطرح کے عہد وپیمان
کرلیے اور اتحاد پیدا کیا اور ببو بیگم کو یہ ترغیب دی کہ منی بیگم سے کاوش کرین منی بیگم رودار اور شعور مند
بہی تہی اس حرکت سے آزردہ ہوکر خاموش ہوئی گفتگو کرنا مناسب نہ جانا خاموش ہوئی چندروز ببو بیگم کا
اقتدار رہا اندنون مین سرداران انگلشی اس ملک کے امراسے مصاحبت اور موافقت کرنے لگے
ہر انگلیش کہ جس سے آشنا تہا وہ اس امیدواری کا خیال کرتا تہا ہر ایک کو ضوابط قواعد سے آگاہ ہوتا تہا اور واسطے دیگر
انگلشی کو جمع کرتا جاتا تہا ہر ایک کو مغل اور ہندی کی آشنائی سے یہی مدعا تہا جو لوگ ان کے عہد مین مدار المہام ہوئے تہے
اسی خوف سے کہ مبادا اور لوگ کوئی ایسا ضابطہ اور قاعدہ ظاہر کرین جس سے ہم لوگ متہم خیانت ہوکر
اپنی قدر ومنزلت سے جاتے رہین ہر خشک وتر جو ظالم لوگ کینہ سے کرتے جماعہ انگلشی کے روبرو
فیصل ہوتے تہے جب کہ مجہ کے روبرو ایک فیصلہ ہوا مرلیدہر اوس تحصیل مین حاضر تہا جو کہ خاین اور
مضطر تہا واسطے اوا سے جرمانہ کے بطور شکرانہ کے کسیقدر مطعون کیا مسٹر رینول جو عقل سے خالی تہا
متعجب ہوکر بولا کہ حق یہ بات اوسکے مین خیانت اور بے باکی کی راہ سے روپیہ جمع کرتا ہے اس سے جرمانہ لینا
بہتر ہے لیکن دوسرے شخص سے جو محقق ہے بجز کسیقدر اثبات باطنی کے الزام لگانا کیا ضرور مرلیدہر وغیرہ
جوابدیا کہ یہ کار اس ملک کے موافق ضابطہ ہند ہے کچہہ نیا ایجاد نہین کرتے مسٹر مذکور خاموش ہوا اور اظہار
کراہت فرمایا لیکن آغاز کا ہیچ دینا طلبونکو بہر صورت خوش آتا ہے یہ جماعہ کہ مصروف تحصیل ہے کب تک ایسی ایسی
ولایت سے ممنون کےگی اور ہین ابتک کہ پردہ از روی کار سے اٹہا جو بات کہ موجب بدنامی ہو ہنوز نہین اٹہی
مگر اوضاع معاملہ اور نارسائی ہندیان سے جو اہل انگلش کے حضور مین ہے البتہ خلق کو رنج ہوتا ہے

اگر اندک بھی اپنے کان اوسپر لگاتین ستم رسیدہ اہی داد کو پہونچکر آسودہ ہون خلاصہ کوئی اون لوگون مین سے جو کہ کمپنی کے دولتخواہ مشہور تھے قباحت امور کے اظہار اور حسن احسان عموم رعایا اور ترویج ضوابط وغیرہ مین الحمہ نساعی بجا فی الجملہ کتب نوشتہ اصحاب انگلشی مین کسیقدر طوالت ظاہر کیے اندک اندک بعض مطالب پر انگلشی آگاہی پانے لگے چونکہ تیز ذہن رسا طبیعت بہت ہین اور خداوند تعالے نے ہندوستان مین اس جماعہ کو بنابر تنبیہ ظالمان کے بہیجکر اکثر رو سا پر فتح و ظفر دی ہند کے خورد و کلان مین سے کسیکو وقعت نظر مین نہین ہے

مقرر ہونا ضلعدارون کا فرقہ انگلشی سے بنگالہ اور عظیم آباد کے مفصل مین اور تقسیم ہونا ہر صوبہ کا چہہ ضلع مین اور ہر ضلع مین کونسل مقرر ہونا اور معزول ہونا میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ کا محمد رضا خان کی کاوش نہانی سے

میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف الصدق سیف خان نی شعبدہ بازی فلک سے ناگہان حکومت پورنیا پائی چونکہ مرد لاوبالی عیاش خود راے تہا غرق دریاے لذات ہوا رات دن مستی و بیخبری مین بسر کرنی لگا اپنی باپ کے پیرزادے مسمی آقا عسکر علی کو جو بوہ شاہ مصطفی علی مرشد سیف خان اور شاہ شکر الله قادری کا تہا عسکر علیخان کے خطاب سے اپنا نایب اور مدار المہام بنایا یہ شخص نہایت مکر و فریب مین اوستاد تہا غنیمت کو اپنی رضا جوئی مین پاکر جو چاہتا تہا کرتا تہا جو لوگ اوس سے رجوع تہے اونسے کاوش کرتا تہا اور انعام رقاصان و قوالان و نقالان اور نیز بعض ندماے روح الدین حسین خان مین تعلل نکر کے خانمند کو راضی رکہتا تہا اور رعایا اور سپاہ اور عملہ نظامت مرشد آباد کا بنابر تاخیر وصول زر معاملہ کے ناخوش سپہدار جنگ سے تا کی تہی کبھی کبھی اوسکے ہوا خواہ دو کلمہ اطلاعی لکہہ بہیجتی تہے اور حاضرین مین سے بہی اگر نایب سے بیخوف ہو غنیمت کی بیزاری خواب غفلت مین ساعی ہوے تہی لیکن کچہہ سود نتہا خود اوسکے نایب کی دشمن ہوئی تہے تا آنکہ ایکمرتبہ حسین قلیخان خواجہ سرای سیف علی خان عمو سپہدار جنگ سے کچہہ گفتگو بیری جسکے سبب سے اوسنے عسکر علیخان کو تغیر کرا کر خود نایب ہوا اور چند روز فی الجملہ درستی انتظام کی صورت ہوئی نسپہدار جنگ کہ دنیا سے بیخبر تہا اور خدا معلوم کیون اوس سے تعشق رکہتا تہا باز بمقام دلجوئی مین اکبر حسین علی خان کو معزول اور اوس نامعقول کو مقرر کیا خانخانان مظفر جنگ جو کہ مانند دیگر صاحب اختیاران نام آور کے نہین چاہتا تہا کہ خانہ انگلشی مین دوسری نام آورون کا نشان رہے تاخیر نکر کے مالگذاری پورنیہ کی عدم ادا کے خبر کونسل کلکتہ مین دیکر سپہدار جنگ کا تغیر کرایا اور رای سوجت سنگہ کو متعمد محالات مذکور کیا اور پانچہزار روپیہ ماہواری کے حساب سے سات ہزار روپیہ سالیانہ سپہدار جنگ کا مقرر ہوا جب اس امر کو ایک سال گذرا سوجیت راے کو بہی تغیر و مقید کیا اور اوسکی جگہہ پر

رضی الدین محمد خان وہان کا حاکم مقرر ہوا بنابر ظلم عمال اور کثرت مصارف کے جو کہ ہر سال پانچ چھہ آدمی انگلشی عمدہ بعد تحصیل لاکہہ کے اپنی ولایت کو راہی ہوتے ہین لاکہون روپیہ نکل جاتا ہے اور فراوانی غلات اور اوسکی ارزانی سے جو کہ قلت انسان وحیوان سے نسبت فقدان فرقہ سپاہ کے خصوص سواران ہندی کے جو فقط بنگالہ اور عظیم آباد مین رہے ہین مع فوج نظامت و زمینداران اور امیدواران کے البتہ کم سے کم اسی ہزار سوار سے تھا اور اب فقط عنقا کا خیال رہگیا ہے ہر محال کی جمع گھٹنے لگی اور قحط مین جو بیشمار بنی نوع اور ذی روح ہلاک ہوے موجب ویرانی ہوا اراضی اگر افتادہ ہوئی اور جسقدر کہ تخم ریزی ہوتی ہے اوسکا بہی کوئی خریدار نہین شورہ اور افیون اور ابریشم اور پارچہ سفید ساختہ انگلشی اسی صوبہ مین نہ تہا شاید اشرفی بطور کیمیا اور روپیہ عنقا تہا اکثر بنی نوع متحیر تھے کہ روپیہ کیا شے ہے اور اشرفی کسکا نام ہے

متعہد ہونا جارج ونسٹرٹ کا برآمد خیانت ہند کو اور مقرر ہونا اضلاع کا

اول شروع ۱۱۸۵ھ ہجری یا آخر ۱۱۸۴ھ ہجری مسٹر ورلسن گورنر عازم ولایت ہوا اور مسٹر کرٹیر گورنر کلکتہ مقرر ہوا بعد ازان بملاحظہ حاصلات اور تمامت سے جزو رسی ضوابط مالگذاری کے ایسی رای کونسل ہوئی کہ اونمین سے ایک شخص مفصل کو آوے اور زبان کا حال دریافت کرے کہ حکام و رعایا و زمیندار و راجہ کی باہمدگر کیا کارروائی اور رعایا سے کون کون رسوم اور امورات کیئے جاتے ہین اور کس کس نام سے روپیہ تحصیل ہوتا ہے لاجرم اس کام پر ہوشیار جنگ بہادر ولسٹرٹ مامور ہوا جو کہ ہندہ کا آشنا اور مرد برگزیدہ تیز فہم تھا آخر کار یہ شخص ضلع دیب ج پور مین آیا اور اپنی حسن شعور سے اکثر امور پر ماہر ہوا جب ملک بنگالہ کی خیانت ارباب کونسل کو معلوم ہوئی ارباب کونسل نے بدگمان ہوکر معاملات راجہ شتاب رای لے بہی ایسی ہی جانے لہذا بنا یہ ڈالی کہ تقسیم ضلع اور نیز ضلع بجاے یک کونسلیہ کے جو مظفر جنگ اور مہاراجہ اور جارت خان سے ہر ایک رہنما ہے دو تین انگلشی امیدوار کو گ کو ہر ضلعہ کے کونسل مین بہرتی کرین از انجملہ ہوشیار جنگ مع مسٹر پالک اور عظیم آباد کے بڑے صاحب اور مہاراجہ شتاب رای کے ضلع عظیم آباد کے کونسلیہ مقرر ہوئی اور تقسیم ضلع کی یون ہوگی ضلع کلکتہ — ضلع بردوان — ضلع راج شاہی مرشد آباد ضلع جہانگیر نگر —

ذکر ہوشیار جنگ اور مسٹر پالک کی عظیم آباد آنے کا اور مہاراجہ شتاب رای کی سرگذشت

جب آمد آمد ہوشیار جنگ کی خبر اور تقرری کونسل کی ہر ضلع مین مشتہر ہوئی جن لوگون کی دل مہاراجہ شتاب رای سے

دیگر کون تھے اونہین امیدین ہوئین اگرچہ مہاراجہ ممدوح کے حسن اخلاق سے بہت کم اوس ضلع مین ایسے لوگ تھے لیکن بمقتضای طبایع اکثر دیسے التہاب نایرہ فساد کے ہوے راجہ موصوف اگرچہ دامن حال داغ خیانت سے آلودہ تھا اور اوسکی نیکو خدمتی کے روبرو اگر اجیانا اندک تقصیر ہوئی ہو کچہ حقیقت نرکہتی تھی لیکن بنا بر تخالف قومیت اور بیگانگی وضع اور زبان کے گونہ مشوش تھا تا آنکہ ہوشیار جنگ پہونچا اور مہاراجہ نے فتوحہ تک استقبال کیا اور بعد ملاقات اپنے ہاتھی کی سواری مین واپس لایا فتنہ جویون نے ملاقات کر کے گرم بازاری فساد شروع کردی لیکن چونکہ شتاب رای مرد غیور اور آلودگی سے دور تھا بجاے خود مستقل رہا جس مقدمہ مین ہوشیار جنگ استفسار کرتا یا جو کاغذ طلب کرتا اوسکے دینے مین مضایقہ نکرتا اور جواب شافی سے ہوشیار جنگ کو مجال الزام ندیتا تا آنکہ ہوشیار جنگ اوسکی دیانت داری کا مداح ہوا باہم راہ مصادقت کشادہ ہوئی مہاراجہ نے بھی صلح محبت گوارا کی تواضع اور تکلفات عرفیہ کرکے باہم کر خوشنود ہوسلے اور مسٹر الکسٹر ہمرول اور مسٹر جگل صاحب کلان عظیم آباد ہوا اور چندے یہ بھی موقوف اور مسٹر بارول آیا چونکہ مسٹر بارول ولایت مین زبردست وسیلہ اور نیز خود عقل و شعور سے بہرہ یاب تھا ہوشیار جنگ سے علیحدہ بنا تھا اور مہاراجہ شتاب رای کو اپنی طرف رجوع اور ہوشیار جنگ سے نفاق کو چاہتا تھا مہاراجہ نے عدم تقصیر ہوشیار جنگ کی بیان کر کے کہا بغیر کسی وجہ معقول کے بندہ اس عزیز سے کنارہ کش نہین ہوتا اور اسصورت مین آپکو مجھسے کیا امید رہیگی چونکہ مسٹر بارول تند مزاج تھا اسکی معذرت سے ناراض ہوا بعد چند روز کے عماد الدولہ مسٹر ہشٹنگ بہادر جلاوت جنگ جو حسن تحریر اور دانش و فرہنگ مین بے نظیر و یکرنگ ہے حسب الحکم ولایت کلکتہ مین پہونچا اور بارول کی نام حکم معاودت کلکتہ اس نوید سے صادر ہوا کہ کل ہند کے پانچ مدار المہام مقرر ہوئے لہذا مسٹر بارول معاود کلکتہ ہوا اور ہوشیار جنگ صاحب کلان عظیم آباد و باتفاق چار کونسلیہ کے مقرر ہوا اونمین مسٹر اسٹونسن اور مسٹر ڈورز اور مسٹر الون لا اور مہاراجہ شتاب راے تھے

آنا عماد الدولہ مسٹر ہشٹنگ بہادر جلادت جنگ گورنر کلکتہ کا بلدہ مذکور مین کمال جاہ و حشم سے اور انقلاب عظیم کا برپا ہونا

جب لارڈ کلیف ولایت گیا اور تقصیرات شمس الدولہ کی کونسل مین مذکور ہوئین وہ نہایت بردباری اور ہوشیاری مین منتخب تھا جیسا کہ کہتے ہین کہ ولایت مین بھی اوسکا مثل نہین ممکن غیر اوسنے رد جواب کر کے ہر ایک کو خاموش کر دیا اونمین سے یہ ہے کہ لوگون نے عالیجاہ کو انگریزی قیدیون کا مارا جانا آپکے طرف عاید کیا اوسنے در جواب وہی کاغذ جو کلکتہ کے کونسل مین بروقت آشفتگی کونسلیہ کے عین بیماری مین جا لکھا تھا اور اوسکی پشت پر اوسکا جواب متضمن اصرار عزیمت جنگ دیگر کونسلیون نے لکھا تھا اور اپنے دو کلمہ

اپنی جیب مین رکھ لیا تھا اسوقت مین بحضور کونسل ولایت پیش کیا اور کہا ملاحظہ کرو بندہ کا قصور ہی یا دیگر
ارباب کونسل کا جو کہ اب میری بدی پر آمادہ ہین ولایتیون نے کاغذ دیکھکر اسکی راے پر آفرین کی اور ایک قصور یہ ظاہر
کیا تھا کہ تجارت نمک کی بدون ہرج اولیجانے دور دراز کے عظیم فایدہ رکھتے تھے اوس سے اونکی اور ہندیون کی حوالہ کی
شمس الدولہ نے اقرار منفعت کر کے کہا کہ ہر قسم کی تجارت کے فایدے اور ملک بہی کمپنی کے حصہ مین ہے
اور وہان بہی ہر پنج فرقہ یعنی نوکری پیشہ او اہل حرفہ اور تجار اور رعایاے کشتکار اور فقرا وغیرہ ہین اونمین سے
لاکھ سے زیادہ نوکر تھے کہ کمپنی کے عہد مین موقوف ہوئی اور ہزارون لوگ تجارت پیشہ تھے اونمین کمپنی بہی ایک
سوداگر تھی حالا ہر قسم کی تجارت مخصوص کمپنی ہوئی وہان کے اشراف کی نوکری جو سوارون مین تھی بالکل موقوف
ہوگئی اسقدر تجارت اونکے واسطے فقط چہوڑ دی ہے تاکہ وہ لوگ کارد باستخوان ہوکر تمہارے ظلم سے دشمن نہو جائین
ہمیشہ وقت برابر نہین جاتا ہے یہ کلمہ عقلاے کونسل کو پسند ہوا در حقیقت ٹھیکہ داری اور سروری اور راجابت
رانی کیا عمدہ شئی ہے نہ کہ رعایاے بیچارہ کو ظلم تعدی سے ہلاک کرنا بیت اگر دریافتی بر دانش بوس ورگہ غافل شدی
افسوس افسوس بہ حب کہ شمس الدولہ بدگویون پر غالب ہوا اصلاح اہل کونسل یہ قرار پائی اس سے بڑہ کر
کوئی منتظم اوس ملک کا نہوگا لہذا دلجوئی کر کے شمس الدولہ کو بنا بر انتظام صوبہ مذکورہ روانہ کیا اور اوسکی
متعاقب چند احکام روانہ کیے تقدیر کے کہیل دیکہیے اسکا جہاز راستہ مین واللہ اعلم کدہر جا لگا کہ اوسکا اثر
نقش بر آب ہوا خبر نملی جب یہ خبر ولایت پہونچی تجویز ہوا کہ اب شمس الدولہ کے برابر بجز عماد الدولہ مسٹر
ہسٹنگ بہادر کے کوئی نہین پس اسی کو مقرر کرنا چاہیے اون دنون مین یہ شخص ارکاٹ دکہن کا بر صاحب
تھا پس اسکو حکم بہیجا کہ جلد تر کلکتہ آوے اور اپنی نہین حاجت حل وعقد امور جانے اور حسب الارقام ایک
پاکٹ کے جو موسومہ شمس الدولہ روانہ ہوا تھا جسطرح جانے تدبیر کرے اور دوسرا حکم کلکتہ بہیجا کہ جو
پاکٹ موسومہ شمس الدولہ روانہ ہوا ہے تا ورود مسٹر ہسٹنگ بہادر کے محفوظ رہے یہ دونون حکم بجاے خود
پہونچے مسٹر ہسٹنگ مندرج سے کلکتہ آیا تین مہینے تک مسٹر کرٹیر کے دوسرے درجہ پر جو گورنر تھا رہا
اور روز شب ملاحظہ کاغذات معاملات اور پاکٹ مرسلہ ولایت کا کیا جب تین مہینے گذرے عماد الدولہ
گورنر ہوا بعد چندے حکم صادر ہوا کہ مسٹر گرام صاحب کلان مرشد آباد محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ مبارز الملک
معین الدولہ نائبخان اور ممتاز الملک مہاراجہ شتاب رای کو پہرہ مین کلکتہ لاوے اور یہ حکم مسٹر گرام صاحب
کلان مذکور اور موستیار جنگ صاحب کلان عظیم آباد کے نام اس اخفا سے بہیجا کہ کسیکو اطلاع
نہوے لیکن ثقات سے سنا گیا کہ جان گرام جو کہ مظفر جنگ سے انیس دوست تھا اور کہتا تھا کہ جسوقت
مظفر جنگ کی حفاظت مین میری سعی پیش نہ گئی مہاراجہ شتاب رای کو جسکے نسبت ولایت کا حکم مقید کرنیکو

نہ آیا تھا اپنی حسن تقریر اور تدبیر سے اسکو بھی شریک کیا اور حکم گورنر بہادر کا دونون کی قید مین برابر پہونچا دیا اللہ تعالے اس بلاے بیموجب سے بچا وے —

جانا مظفر جنگ کا پہرہ مین مرشدآباد سے کلکتہ کو اور بعد چندی شتاب رای کا اوسی تسلسل مین جانا

مسٹر گرام صاحب کلان مرشدآباد کسی اپنے ہمقوم کے گھر مین رات کو کھانا کھا رہا تھا کہ ناگاہ اوسی مجلس مین شقہ گورنر صادر ہوا اور قبل برخاست کے اوٹھہ گیا اور وہان سے رقعہ کپتان کو تحریر کیا یہ خبر بذریعہ ہرکارہ کے مظفر جنگ کو اوسیوقت ملی بنا بر اقتدار گردش روزگار کا خیال نکر کے فنشاط باغ مین فارغ البال خواب استراحت مین تھا تھوڑی رات باقی تھی کہ کپتان مع ایک پلٹن ہمراہ مسٹر اندرسن کے گرد متصل باغ مذکور استادہ ہوا اور اول صبح کو مسٹر اندرسن نے چند خدمتگار کے ہمراہ دروازہ پر آکر نواب کی ملاقات کر کے ابلاغ پیام گورنر کیا اور کہا کہ تسلی رکھنا چاہئے کسی امر مین آپ سے تعرض نہین مگر حکم صادر ہوا ہے چونکہ نواب مذکور تاب سرکشی نرکھتا تھا تن بہ تقدیر ہوا کپتان نے اوسکے ملازمین کا پہرہ اوٹھا دیا اور اپنے تلنگون کو ہر جگہہ پر محافظ کیا اور کہدیا کہ اگر اسکے لوگ تمسے کچھہ تعرض کرین تو کپتان سے اطلاع کرنا خلاصہ وہ کہ کوئی بے ادبی مظفر جنگ سے ظاہر نہوئی بعد ازین ایک لفٹنٹ اوسی پلٹن کا مع ایک کمپنی کے مظفر جنگ کی مکان پر شہر مرشدآباد مین کہ تو تعمیر تھا آیا اور اپنے پہرہ اوسکے دروازہ پر بٹھاے لیکن کسی چیز سے تعرض نکیا عجب طرحکا انقلاب ہوا منی بیگم جو مظفر جنگ سے غبار رکھتی تھی شادان ہو کر اوسکے شکست مین ساعی ہوئی لیکن بمقتضاے فطرت اور فتوت جبلی نے اوسکی نجات مین ساعی ہوئی اور چند کام ایسے کئے کہ مردان کاردان سے ناممکن تھے اسطرح نواب گورنر جنرل بہادر سے بکرو ریکہر جنرل کلاورن سے نئی اگرچہ بمقام اندیشہ تھا مگر عاجز و زبون نہوے بعد معزولی مظفر جنگ کے خود متصدی امور نظامت ہوئی اور مبارک الدولہ کی اتالیق ہوئی اعتبار علیخان خواجہ سرا کو جو کہ موتمن الدولہ کا غلام ہے نائب نظامت کیا منی بیگم اگرچہ نجیب اور خاندان شرفا سے نہین لیکن ہوشیار اور مستقل مزاج وغیرہ کی پوری ہے اکثر کامون مین استقدر رسا تھی اگر نائب معقول اور ہوشیار نجیب سے مقرر کرتی خود پردہ باریک ڈالکر جواب سوال سنتی اور اوسکی مشورہ سے کام روا ہوتی ریاست مرشدآباد کی اور اخبار معاملات نظامت کا جو بالفعل ہے کوئی اوسکی اختیار سے باہر نکر سکتا تھا لیکن باعتبار شعور اعتبار علیخان سکے جو نہایت زشت اور بیشعور تھا کارفرما ہو کر ناظم مذکور کو مع اوسکی والدہ ببو بیگم کو اپنی قابو مین لائی اور ببو بیگم کو باوجودی منی بیگم اوسکے باپ کی پروردہ تھی خواجہ سرای مذکور کی صلاح سے

مع مبارک الدولہ کے ضمایت اپنا دست نگر اور محض بے اختیار رکہتی تہی درحقیقت مبارک الدولہ یہی لیاقت
رکہتا تہا تا انکہ بعد شدت عظیم کے اونکو فرخ نصیب ہوئی اسکا بیان انشاء اللہ تعالی عنقریب حوالہ قلم ہوگا —

جانا مظفر جنگ کا کلکتہ کو اور نیز مہاراجہ شتاب رای کا اوسکے پیچہے اور انگلستیون کا خود اختیار ہونا

مظفر جنگ حسب مذکورہ بالا بہیرہ انگلشی مین بتاریخ تیئیسوین[۲۳] محرم ۱۱۸۶ہجری[۲] کو روانہ کلکتہ کیا ایک خلق
کثیر نے براہ زمانہ سازی پلاسی تک مشایعت کی کسیقدر لوگ متوسلین سے ہمراہ گئے کلکتہ گیا دریای
قلزم بے پایان سے ہے اور شہر بے ہا پیر سان چونکہ مظفر جنگ معتوب کمپنی تہا زیادہ تر لے التفاتی اسکی مقدمہ
مین ہوئی سوال وجواب ملتوی ہوا مسٹر جان گراہم نے جو مظفر جنگ سے آشنا اور مہاراجہ شتاب رای سے
بیگانہ تہا کوشش کر کے یہی حکم قید بہیرہ شتاب رای کا واسطے عظیم آباد کے بہجوایا چونکہ راجہ مذکور اپنے
حسن خلق اور سلیقہ کاردانی اور کارگذاری سے ہر ایک کو خوشنود اور راضی رکہتا تہا ہوشیار جنگ جائزہ
نویس مہرت نے اسقدر رعایت کی کہ اس حکم کا اظہار نکر کے روز معین کو تاکید روانگی فرمائی یہ معاملہ خلاصہ
آخر ماہ صفر سنہ مذکور مین واقع ہوا ایک مہینے کا فاصلہ مظفر جنگ سے ہوا راجہ شتاب رای بتاریخ
مقرر بجرہ پر سوار راہی کلکتہ ہوا ہوشیار جنگ نے لکہا کہ واسطے حفاظت کے ایک کمپنی ہمراہ مہاراجہ صاحب
کو رہے اور صوبہ دار مخفی مامور ہوا کہ عظیم آباد کی حد سے باہر نکلکر اوسکی سواری کے بجرہ مین سایہ وار ملازم رہے
اور کوئی نفر سلام وغیرہ فرمان بری مین بے ادبی نکرے کے اسیطرح کلکتہ پہونچا دے راجہ مسطور اسیطرح
سے کلکتہ پہونچا اور مقام مامور پر استقامت گزین ہوا دونون کے سوال وجواب کی کیفیت بندہ کو معلوم
نہین ہوئی بروقت دریافت درج ہوگا بعد ایک دو مہینے کے مرشد آباد اور عظیم آباد کے ارباب کونسل
کے نام حکم اطلاعی معزولی راجہ شتاب رای اور مظفر جنگ کا صادر کیا گیا اور ارباب کونسل اونکی جگہہ پر مقرر ہوئی
دوسرے روز اول وقت ہوشیار جنگ نے اعیان شہر اور ارکان دربار کے حضار کا حکم دیا کہ قلعہ بادشاہی مین
حاضر ہون اور خود جماعہ کونسلیہ کی جماعت کر کے حجرہ مین مع کونسلیہ کے بیٹہا اور اوس حکمنامہ کونسل کا فارسی مین
ترجمہ کر کے برآمد ہوا اور دربار عام مین منشی سراج الدین محمد خان نے ترجمہ مذکور آواز بلند سے پڑہا وہ مضمون یہ تہا
کہ مہاراجہ شتاب رای کاردیوانی خالصہ سے معزول اور عظیم آباد کے ارباب کونسل اوسجگہہ مامور ہوچکے
عمال محالات خالصہ صاحبان مذکور سے رجوع کرین اور مہاراجہ موصوف کو امور نظامت مین بحال اور
برقرار جانین تب سے صاحبان کونسل خالصہ کے کاروبار مین بلا شرکت نایب ہندوستانی کے
کار فرما ہین اگرچہ اس سے پیشتر بہی بعد فوت ہونے میر جعفر خان کے مختار انگلشیہ رہے ہین الا فی الجملہ اعتبارات

مظفر جنگ اور شتاب رای بہی رکھتے تہے اور بعد چند سال کے یعنی ابتداے ورود گورنر ہشتنگ بہادر کے جو ۱۱۸۶ھ
مین واقع ہوا آجتک کہ ماہ محرم ۱۱۹۵ھ ہجری ہین ارباب کونسل معاملات ملکی ومالی مین بلا شرکت ونیابت
ہندوستانی کے مختار ہین مگر چند متصدی جو کہ مظفر جنگ اور مہاراجہ کے ملازم تہے نوکر اور فرمان بردار
ارباب کونسل کے ہین اور کلکتہ مین دو لبہ رام کالرکا نام دیوان خالصہ اور فی الحقیقت تابع مسٹر کرنل
اور ہیر النگاشی کے جو دیوان خالصہ ہو مقرر رہے آئندہ خدا جانے کیا ہو بعد ازین شروع ۱۱۹۶ھ ہجری مین خیالی رام
کلکتہ گیا اور محالات صوبہ عظیم آباد کی اپنے نام اور کسیقدر بنام کلیان سنگہ ولد مہاراجہ شتاب رای کی متعہد کرالایا اور پہر دیہو عظیم
عظیم آباد کی بعد ایک نفاق ہوا سادہو رام اور خیالی رام تہوڑی زمانہ مین اسیر و ذلیل ہو کر بی اعتبار ہوئے اور کلیان سنگہ نہایت [illegible]

ذکر آنے عماد الملک مسٹر ہشتنگ بہادر کا مرشد آباد بنگالہ کو اور وہان سے کلکتہ کی معاودت اور رہائی پانا مہاراجہ شتاب رای اور مظفر جنگ کا اور فی الجملہ مہاراجہ کا اقتدار پانا مگر محروم و مایوس ملک عدم کو سدہارنا اور مظفر جنگ کا بی اقتداری مین لاچار بسر کرنا

جب مظفر جنگ اور شتاب رای بہرہ النگاشی مین وارد کلکتہ ہوئے عماد الدولہ مسٹر ہشتنگ نے بنابر اطلاع و انتظام
معاملات بنگالہ کے مرشد آباد کو نہضت فرمائی بموجب حکم ولایت کے دس بارہ کونسلی کو جو واسطے انتظام
ہند اور بنگالہ کے مقرر تہے موقوف کیا اور اوس کام پر کہ پانچ آدمی مع عماد الدولہ کے گورنر کمیٹ مقرر ہوے
چار آدمی تہے ایک مسٹر بارول تہا جو ۱۱۹۴ھ ہجری مین ولایت گیا اور تین آدمیو نکا نام بندہ کو معلوم
نہین اور کونسلی دس بارہ آدمی بدستور سابق کارخانہ تجارت کمپنی مین مقرر رہی لیکن تابع ارباب کمیٹی کے
القصہ گورنر اخیر ماہ ربیع الاول ۱۱۸۸ھ ہجری مین تنہا مع بعض ارباب کمیٹ کے وارد مرشد آباد ہوا اور
دو تین ہفتہ کی روز مرشد آباد مین رہکر بعد بند وبست معاملات اور عزل نصب بعض عملہ متوسلہ مظفر جنگ کی
راہی کلکتہ ہوا ارباب نظامت کا درماہہ مع ناظم کے جو چوبیس لاکہ [illegible] روپیہ کہ خرچ کا مختار
منی بیگم کو اسی نظر سے کہ مبارک الدولہ ہنوز لڑکا تہا کیا تہا روپیہ واسطے کارخانہ عمارت اور درماہہ مردم واجبی التقاضا
جو ہمیشہ ملازم اور مورد مراحم رہی ہین اور نیز واسطے میر جعفر خان کی اقربا عورات مدخولہ اور بعض اولاد مہابت جنگ اور
اسباب تجمل اور عملہ ضروری کے واسطے کمپنی سے مقرر ہوا اور اسیطرح کچہہ تہوڑا سا واسطے بعض
عظیم آبادیون کے نایب بٹہہ کر کے مقرر کیا چونکہ کلیان سنگہ کے درماہہ مین ان لوگون کی تنخواہ شریک
نہین بلا ہرج ماہ بماہ پاتے ہین اور جو لوگ ناظم کے شراکت مین طلب دار ہین دو تین برس مین تغیر
اور تبدل اونکا ہوتا ہے باہم نفاق اسقدر ہے کہ ایک دوسرے کی درپی تخریب رہتا ہے چند شریف

وظیفہ خوار ہمیشہ عاجز و محروم رہتے ہین پچیس ۲۵ مہینے تک کی تنخواہ سرکار مین باقی ہے اور یہ حیلہ دیکھو
کہ اون لوگون سے کہا کہ اگر گذشتہ کی فارخطی لکھہ دو آیندہ ماہواری ملا کریگا اور کبھی غایلہ کیا کہ اسقدر ماہواری
دینگے باقی ماندہ کا مقدور نہین ہے غربا بیچارہ اس زمانہ مین کہ کبھی وسیلہ معاش نہین خصوص نوکران مرشدآباد
مشاہرہ سے محروم ایسے خراب حالت مین بسر کرتے ہین خدا کسی کو نصیب نکرے اور سردار معدلت شعار
مانند ناظم او نائب اور گنجیات اور محمد دوی مقدور کو کچھہ بھی نظر ترحم نہین جسقدر روپیہ کہ مقرر ہے اگر یہ بھی
اون بیچارون کو ملے تو ایک گونہ موجب آرام ہو افسوس کہ لاکھون روپیہ فضولی مین خرچ ہوتا ہے اور
کارنیک کی طرف رجوع نہین ہوتے **القصہ** بعد فراغ امور ضروری کے گورنر کلکتہ کو واپس ہوا روز
سہ شنبہ چھبیسوین ماہ جمادی الثانی یا سولہوین ماہ مذکور ۱۱۸۶ھ ہجری کو راہی ہو کر کلکتہ پہونچا اوسی وقت
مظفر جنگ اور شتاب رای کی حاضری کا حکم میٹ مین دیا ایک کونسل مین شتاب رای اور دوسری مین
مظفر جنگ جایا کرتا تھا

رہائی پانا مہاراجہ شتاب رای کا گرفتاری سی

چونکہ شتاب راے کی کاغذات آلودگی سے پاک تھے اور کوئی محل بھی نہ تھا یہ بسبب مظفر جنگ کے اسکا
سوال و جواب جلد فیصل ہوا کہ ایک برس لگی مہنے اسس سوال جواب مین گذرے بعد صفائی گورنر وغیرہ
ارباب کمیٹی نے عذر خواہی اور دلجوئی کرکے اس مضمون کا ایک وثیقہ لکھہ دیا کہ مہاراجہ شتاب راے
کی نسبت عدم دیانتی کا گمان ارباب کمیٹی وغیرہ فرقہ انگلشیہ کو ہوا تھا بعد تنقیح اور تحقیق کی کچھہ بھی امر
خیانت کا غیر دولتخواہی اور حسن اخلاص کسی پر ظاہر نہوا یہ سلوک نا ملایم جو اوسکے نسبت ہوا نہایت بیجا تھا اور
خلعت فاخرہ و نیز جواہر دیگر بدستور سابق شریک کونسل عظیم آباد کرکی رخصت کیا اوسی زمانہ تک ہوشیار جنگ کار
عظیم آباد سے موقوف ہو کر کلکتہ آیا تھا اور اوسکی عیلہ مسٹر مرسٹ مقرر ہوا تھا مہاراجہ شتاب رای فرط غیرت اور
اختلاف آب ہوای کلکتہ سی بیمار ہوا ضعف معدہ کی آثار پیدا ہوی رفتہ رفتہ اسہال ہو گیا جب کلکتہ سی نہضت کی اکثر
عظیم آباد یون نے بمقتضای اتحاد اور بعض ظاہر دارون نے بخوف اقتدار بمقام باڑہ اور بہاگلپور تک استقبال کو
آئی مہاراجہ نہایت ضعیف او حقیر ہو گیا تھا گو بسبب تجلیل انگریزون کا جسقدر رواج تھا اوسیقدر شادی ہوا تھا اور حق یہ
تھا کیونکہ نوکری اور رفیقی مین انگلشیونکی ساتھہ اس شخص کی برابر کوئی دوسرا نہ تھا مظفر جنگ کی رہائی بھی اسکی بعد ہوئی جسکا بیان کیا جایگا

انتقال کرنا مہاراجہ شتاب رای کا دیر فانی سی عالم جاودانی کو

جب راجہ شتاب رای عظیم آباد آیا بمقتضای غیرت اپنی جان سی بیزار تھا اور قضا بھی نزدیک آئی تھی عرض اسہال سے

کثرت کی اور پرہیز توڑ کیا تو مون مزاجی سے نفع اور نقصان کا امتیاز جاتا رہا چنانچہ مولوی فیض علی طبیب کہ جو بالفعل عظیم آباد مین بے نظیر ہین متوجہ معالجہ ہوئے اور کچھ آرام بھی اونکی حسن تدبیر سے معلوم ہوا بعض خوشامد گویان ناحق نشناس نے اونکے حضور مین فقیر کو جالب نقصان ہونا جناب سے ظاہر کرتے تھے اور اون دنون مین فیض علی میری رفاقت مین تھا لہذا واسطے اظہار خیرخواہی کے طبیب مذکور کے معالجہ سے مانع تھے بعد ازان جب کہ اضطرابی سے رجوع ہوا دواے مجہول الاجزا کی لانے سے جو اونکے تجویز مین غالبا [illegible] منع کیا اور اوسے بھی اپنا نقصان اور فایدہ نہ سمجھا چند روز ترک دوا کرکے طبیعت پر چھوڑ دیا بعد ازان [illegible] کونسل کی سماجت سے ڈاکٹر کو معالج بنایا ڈاکٹر نے تنقیہ معدہ کا مناسب سمجھا مسہل تجویز کیا معدہ اونکا نہایت ضعیف ہو رہا تھا اب اور بھی ضعیف ہوا قوت ماسکہ اور ہاضمہ کی بالکل زایل ہوئی —

عماد الدولہ مسٹر ہیسٹنگ کا جانا بنارس مین واسطے ملاقات شجاع الدولہ اور انتظام عظیم آباد کی اور ہیسٹنگ لوٹ جانا کلکتہ کو

بعد ورود راجہ شتاب راے کے عماد الدولہ بہادر بنابر ملاقات شجاع الدولہ کے عازم بنارس ہوا اور [illegible] ربیع الثانی کو مرشدآباد آیا اور ماہ مذکور کی آخر ماہ جمادی الاول کے شروع ۱۱۸۶ھ ہجری کو عظیم آباد پہونچا چاہتا تھا کہ مہاراجہ مذکور کو ہمراہ لے اور وہان سفر آخرت کی دہن لگی ہوئی تھی عذر بیماری کہلا بھیجا گورنر دو روز عظیم آباد مین رہکر بنارس گیا اور شجاع الدولہ سے ملاقات کی اور راجہ جیت سنگھ ولد راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کی ملاقات جسکے باپ کو مرے چند روز ہوے تھے شجاع الدولہ سے ملاقی ہوا اور نیابی راج کا اوسکو استحکام وغیرہ حاصل ہوا اور تہنیہ معاودت عرض کیا اسی عرصہ مین آخر شہر جمادی الثانی سنہ مذکور کو راجہ شتاب راے نے اس جہان سے کوچ کیا اگرچہ اسکو اور نیز اسکے لڑکے کے عقاید ہنود کے مطابق نہ تھے بلکہ حضرت اسلام کیطرف زیادہ غلبہ تھا گیا نہ بابر رضاے ہمقومون کے اوسکو جلا دیا گورنر عظیم آباد پہونچا اور چند ایام بنابر دفع بدنامی کے کہ شتاب راے کا ساتھ [illegible] نہ پائی جاے راجہ کلیان سنگھ ولد راجہ شتاب راے کو اگرچہ لیاقت اس منصب کی بسبب کم سنی کے نہ رکھتا تھا باپ کی جگہ پر مامور کیا اور جاگیر اور درماہہ بحال رکھا علاوہ اسکے کسیقدر واسطے اسکی مان کے بھی زیادہ کیا لیکن پچیس ۲۵ لاکھ روپیہ درماہہ نظامت جو اوسکے اختیار مین تھا موقوف کرکے اوسکا سند و بست اختیار کونسل مین رکھا اور لوگون کی تنخواہین خزانہ خالصہ پر کردین

راجہ شتاب راے کی نیکنامیون کا بیان

یہ شخص قوم کا یستہ سکنہ رہتو دالا شاہ آباد کا تھا صمصام الدولہ ولد صمصام الدولہ خان دوران امیر الامرا

نمک پروردہ ہے اور آقا سلمان گرجی کے ملازمان میں سے ہی گرجی مذکور صمصام الدولہ کا غلام اور اوسکی گھر کا معتمد علیہ
اور میر سامان تھا اول یہ شخص کم تنخواہ پر نوکر ہوا آخر کار اپنی حسن کاروانی اور نیکو خدمتی کسی اپنی آقا سلمان کے گھر کا مدار المہام
اور صمصام الدولہ کے سرکار میں صاحب اختیار ہوا جب صمصام الدولہ جان بحق ہوا اور شاہ آباد میں انقلاب بسیار
پیدا ہوا اسنے اپنا رہنا وہان نامناسب دیکھا دیوانی صوبہ عظیم آباد کی مع محالات جاگیر اپنی صاحبزادہ کو جو کہ پرگنہ پلیچ
اور مالدہ میں تھی لیکر اسطرف آیا اور جب مذکور بالا کے صاحب اختیار ہوا نہایت ہوشیار متصدی معاملہ دان جزو رس دقیقہ یاب
اکثر اوصاف سی موصوف تھا بندہ کی دانست میں کل رؤسای پلیچ اور ہندوستان سے جو اس زمانہ میں ممتاز تھا
اور باوجود متصدی گری کے شجاعت اور دلیری سے بہی خالی نتھا اور باوجود کمال عروج اور تقرب وزیر و شاہ مطلق
نخوت نہ رکھتا تھا ہر ایک نجیب اور شریف کے ساتھہ نہایت تواضع اور فروتنی سے پیش آتا تھا ہر ایک کا مطلب کماینبغی
حاصل کراتا اگر کسی کا مدعا مخفی ہوتا اوسے زبانی تقریر سے کہ بس کر رخصت کرتا اور باوجودیکہ کثرت کار سرکار
سے ایک ثلث رات گذرنے تک فرصت نتھی مگر کبہی دلشکستہ ہوتا اور کبہی کوئی سخت کلمہ اوسکی زبان سے نہ سنا گیا باوجود
جزو رسی اور قدر قیمت شناسی ہر چیز کی دنائت نہ رکھتا تھا اور قیمت جنس وغیرہ کی ہر ایک کو موافق مرضی اسکی کے دیتا تھا سلیقہ
معاش نہایت درست تھا جنس وغیرہ دور دراز سے جہان بکفایت میسر آتی تھی منگوایا کرتا تھا اور مجرد آنے صاحبان
مامور کے اونکی مہمانی میں مصروف ہوتا اور شادی وغیرہ میں جب لوگونکی ضیافت کرتا تھا اوسکا دسترخوان
رونق مغلیہ رکھتا تھا خود بہی حاضر ہو کر علاوہ طعام خوش غذا چاشنی شیرین زبانی کا ذائقہ چکہاتا تھا شرم حیا
اسقدر تہی کہ اوسکی مقربین نے بہی کبہی نہ دیکہا اور نہ مطلع ہوے کہ کسوقت اپنے معشوق کے پاس گیا اور کب
برآمد ہوا اس شخص کو ایک اپنی ہمقوم عورت سے نہایت تعشق تھا اپنی بی بی سے جو راجہ کلیان سنگہ دیوانی سنگہ
کی ماں تہی کچہہ تعلق نہ رکھتا تھا اس اقامت گاہ سے دور اوسکو علیحدہ ایک مکان نیا دیا تھا اور سال میں دو مرتبہ بقدر حاجت
تھا لیکن اوسی طرح پر کہ کمتر کسی کو اطلاع ہوتی اکثر لوگ صاحبان عمدہ انگلشی سے موافق ہو کر کار تجارت کمپنی میں
مشغول ہو کر برسون عدد رہا اور جب کچہہ اتفاق ہوا اولٹے اپنے مونہہ کی کہائی اور آخر اوسی کی حمایت سے
بچے تہے جو شخص شاہ جہان آباد سے آتا تھا بہر صورت اوسکی ساتہہ رعایت کرتا چونکہ خرچ نظامت کیواسطے
قلیل سا روپیہ مقرر تھا اور باقی روپیہ میں اختیار تصرف نتھا اگر ممکن ہوتا کسیقدر اوسکا درماہہ مقرر کر دیتا کہ ماہ
بماہ اوسکو ملا کرتا تھا در صورت عدم امکان کے کار ہاے معین پر تعینات کرتا اور وہان سے کچہہ حاصل کرا دیتا
اگر یہ بہی نہو سکتا اپنے پاس سے زاد راہ دیکر رخصت کر دیتا شیخ شرف الدین محمد پوتا شہید اول شیخ سعید شہید محمد مکی اعلی اللہ
درجتہم فاضل سخن کا رہنے والا تھا بوجہ احتیاج اور ہندوستان کی امرا کی بخشش کا حال سنکر اسی برس کی عمر میں بنگالہ
آیا اور قریب ایک برس کی مرشد آباد اور ہوگلی میں بسر کرتا رہا باوجودیکہ نایب و ناظم دونون حضرت مسلمان اور زردار تہی

پھر کچھہ بھی اوسپر نظر کی لاچار شیخ جی اودہ اور لکھنو اور الہ اباد کو عازم ہوے اور پھر یہانسے عظیم اباد گئی اور کسی تقریب سے بندہ
کی بھی ملاقات اوس بزرگ سے ہوئی اور بندہ نے اوسکی ملاقات بتقریب مہاراجہ شتاب رای سے کی باوجودیکہ ہندو تھا
مگر بمجرد استماع احوال بلا تعصب سوار ہو کر اوسکے پاس آیا اور مع دو ایک خدمتگار اور میر قوام الدین خان کے اوسکی حضور
جا کر سلام کیا ہر چند شیخ جی نے مسند پر بیٹھنے کو کہا مگر شاید ادب کی راہ سے مسند پر تو نہ بیٹھا مگر گوشہ گیر ہا اور تھوڑی
دیر کے بعد وعدہ ضیافت لیکر واپس ہوا جس شام کو وعدہ آنے کا تھا مسند مکلف بچھائی اور خود جا کر گوشہ سفید پر بیٹھا اور
لوگونکو کہہ دیا جب تک وہ یہان رہین تم لوگ نہ آؤ بعد نماز مغرب شیخ بندہ کے ہمراہ آیا مہاراج نے زینہ تک استقبال
کر کے مسند پر بیٹھایا کمال خوبی سے گفتگو ہونے لگی شیخ مذکور نے خوش ہو کر کہا کہ ہم چاہتے ہین حق تعالی ذی جو اخلاق کہ
تمہین دیا ہے کل مسلمانونکو عطا کرے چونکہ اسکی زبان عربی تھی مہاراج جی نہ سمجھتے تھے بندہ نے ترجمہ کر کے سنا دیا
مہاراج مذکور نے اپنی عدم لیاقت کا اقرار کیا اور دو خوان پارچہ عنایت کیے اور بعد رخصت کسی معتمد کے ہاتھہ ایکہزار روپیہ الیسید
کا توڑہ بھیجا کہ بندہ نے پوشیدہ شیخ جی کے حوالہ کیا ایکمرتبہ ایک شخص مہاراجہ شتاب رای کے آشنایون مین سے جو کہ
منجملہ اقربای راے رایان ناگرمل دیوان خالصہ بادشاہ ہندوستان سے تھا بتقدیم رسم گیا جو مذہب ہنود مین بعد وفات
والدین کے رواہی عظیم آباد آیا وقت رخصت خط سفارش کے درخواست بنام راجہ شتاب رای کے کی ناگرمل نے کہا کہ تمہین
بھی وہ پہچانتا ہے اور یہ کام ہماری گروہ مین عمدہ ہے یقین کہ کچھہ قصور نکرے اور مجھے خیال ہے کہ میری تحریر سے خلل ہو
کیونکہ اوسکے القاب لائقہ حال کے لکھنے سے مجھے عار ہے اور اگر قرینہ سابق سے لکھون وہ رنجیدہ ہوگا چونکہ مہاراجہ شتاب رای
ہر ایک جگہہ کے اعیان و ارکان و بزرگان سے مستدعی رہا کرتا تھا کہ جہان جو امر قابل اطلاع ہو وہ کرین اور
بلا جبر و نقصان کے تحریر کرین اور ہر ایک کے ساتھہ اوسکے عوض مین خدمت واجبی ماہواری کیا کرتا تھا یہ خبر بھی
اوسکو معلوم ہوئی بعد ملاقات کے اوسکا شکر کیا کہ آپ سا دوست تشریف لاوے اور رای رایان دو کلمہ خیریت مزاج سے
مجھے یاد نکرے مقام عبرت ہے اوسنے کہا چونکہ مجھی سے خدمت مین بندگی تھی حاجت تحریر نتھی شتاب رای نے
جواب دیا ایسا نہین ہے چونکہ وہ بھی مرد ہوشیار تھا سمجھہ گیا کہ اصل مطلب سے مہاراج آگاہ نہین اوسنے کہا بس مہاراج
پر خود ظاہر ہے حاجت اظہار نہین بعض مقربین نے مانند راجہ خیالی رام اور میر قوام الدین خان کے جو حاضر تھے اس
معاملہ کو نسمجھے بعد جانے اوسکے کے دریافت کیا مہاراجہ نے جو کچھہ اخبار سے معلوم ہوا تھا اظہار کیا اور کہا انشاء اللہ
اسکا تدارک بخوبی کرتا ہون مگر یہ بھی کسی نے نسمجھا کہ اصل غایت کیا ہے جس وقت کہ وہ رخصت ہوا تواضع لائق
کر کے ناگرمل کے نام باوجود مغرضی عرضی نہایت فروتنی مین لکھی بدین مضمون کہ عنایتنامہ والا کا اصدار ہونا موجب
افتخار فدوی ہے مقدا ہی امید اشفاق بزرگانہ سے یہ ہے کہ دور افتادگان حضور کو بامراد رقعہ جات یاد فرمایا کرین اور تحجات
قیمتی دس بارہ ہزار روپیہ کے مانند عطر اگر اور اقمشہ لباس سفید بنگالہ اور دندان فیل ہر یا پنے پلنگ کے اور ولایتی گھڑیان اور

شمعدان بلورین اور آئینۂ کلان وغیرہ نمونہ فرنگ اوسی مصاحب کے ہمراہ ابلاغ کیے تاکرنل اس گفتگو اور سلوک
اور تحریر کے ملاحظہ سے نادم ہوا اور درجواب معذرت تحریر کی اور اپنی مجلس مین کہتا تھا کہ اس عزیز نے اپنی فرط مہربانی
اور تمیز سے باوجود بعد مسافت کے ہمکو خجل کیا آخر ۱۱۸۳ ہجری مین دو تین برس بعد قحط غلہ کی شروع ہو کر اواسط ۱۱۸۴
ہجری تک گرم رہی شتاب رای نے نہایت غمخواری کل اعزہ اور غربا کی فرمائی بدین تفصیل کہ جس سال یہ بلا ظاہر
ہوئی بنارس مین کسیقدر ارزانی تھی تیس ہزار روپیہ اس کام کیواسطے مقرر کر کے ملا خان ملازم کو حکم دیا کہ مہینے مین
تین مرتبہ دس دس روز کے بعد بنارس سے غلہ خرید لایا کرین جب عظیم آباد مین آوے وہین کے نرخ سے یہان پر
فروخت کرین اسی طور سے جب تک قحط رہا خرید فروخت غلہ کی جاری رہی جن لوگونکو خریدنے کی طاقت نہ تھی اونکو
لوگونکو مع مین تین چار مقام بطور قید یونکے رکھا ہر جگہہ پیادہ اور داروغہ اور عملہ مقرر کیا اور پختہ کہانے اور جنس غلہ
مع ظروف گلی اور ہیمہ خوشتی اور چند خرمہرہ فی نفر واسطے خرید تماکو بنگ افیون وغیرہ کے جسکو جسطرف میل ہو
ہر روزہ مقرر کیا بلاناغہ ہر روز ملا کرے اس حال کو دیکھتے ہی انگلشیون اور لندنیون نے بھی ایک خیرات خانہ مقرر کیا
اور اس ترکیب سے ایک خلق کثیر جانبر ہوئی مرشد آباد مین ان باتون سے کچھہ بھی ظہور نہوا بلکہ کہتے ہین کہ باوجود اہتمام
مظفر جنگ کے بعض اوقات مین غلہ محض نایاب ہوجاتا تھا اور عمدہ لوگ باہید میر سلیمان خانساماں وغیرہ کے
جو اس کام پر مامور تھے اول تو انتظام نہین کرسکتے تھے اور اگر احیاناً کہین سے غلہ ہاتھہ لگا سرکاری پیادون کی
معرفت روانہ کرتے تھے مظفر جنگ کے مقرب خصوص راجہ امرت سنگہ جو اپنے آقا کے ساتھہ معشوقانہ ناز رکھتا تھا پیادون
سے وہ غلہ چھین کر اپنے گھر مین رکھتا تھا تاکہ زبردست لوگ زیردستونسے چھین لیجاتے تھے اسکا تدارک کوئی نکرسکتا تھا
اسکا بھی جواب مظفر جنگ سے کمیٹی مین طلب ہوا تھا واللہ اعلم ہر سال ولایتی میوہ سوداگران میوہ فروش
کی وسیلہ سے لیکر واسطے روسائے انگلشیہ اور عظمائے بنگالہ کے بھیجتا تھا اور عظیم آباد کے مشاہیر اور عمدہ لوگونکو دو تین
مرتبہ بھیجتا تھا جب دیکھا کہ اکثر اسطرح پر محروم رہتے ہین علاوہ اوس مقرری کی تھوڑا سا روپیہ اور میوہ فروشونکے
نام مقرر کیا کہ اونکا میوہ اکثر بازار مین بیچین جسکا دل چاہے وہ خریدے اوسکا باقی ماندہ آپ لے لیتا تھا تاکہ
میوہ فروشون کو نقصان نہو اور بعض قوم مرائیونکو شاہجہان آباد اور لاہور سے روپیہ بھیج بھیج کر طلب کیا اور پھر
عظیم آباد مین اونکو ٹھہرا کر حکم دیا کہ جس جگہہ زمین لایق دیکھو وہان پر تخم افشانی میوہ جات کی کرو تخم سردہ اور خربزہ
وغیرہ ترکاریون کا لکھنؤ اور اکبر آباد اور کابل سے منگوا دیتا تھا اور اوسکے ہمراہ لوگونکو بھیجا کرتا تھا انگور فنشکرا اور
کوکہ شاہجہان آبادی اوسکے عہد سے ہونے لگے اب نہایت افراط سے بکتے ہین انگور خوش مزہ کبھی روپیہ کو تین سیر
اور کبھی دو سیر اور کبھی ڈیڑھ سیر باغبانون سے ملتا ہے اور کبھی کبھی بازار مین بھی آتا ہے عقیدہ مسلمانی بھی رکھتا تھا چنانچہ
تعزیہ حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کمال عزت سے اوٹھاتا تھا اور اکیسوین ماہ رمضان کو جو دن شہادت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ہے شیر برنج وغیرہ

بلکہ کرنیا بردلا کی تقسیم کرا اکثر وظیفہ بھی مین اکثر اوسکی زبان سے علی کا نام نکلتا تھا قسم بھی اکثر واللہ باللہ کی کہاتا تھا سال مین ایکمرتبہ حضرت شاہ مردان علیہ السلام کا دسترخوان نہایت تکلف سے کرتا کسی نے ایکدن کہا کہ اوسکا اعتقاد نشان ہوگا نمک یا کسی چیز کی خبر کیون نہین کرتے اوسنے جوابدیا ظاہر ہونا اس قسم کا خوارق عادات جناب شاہ ولایت سے دور نہین اور بندہ کا قریہ معجزہ طلب نہین کہ ایسی امور کی پیچھی پڑے مجھے اپنے اعتقاد سے غرض ہے دوسری یہ کہ ایسے کامون مین کسی کا اوس حضرت پر حکومت کرنا بعدم احتیاط و بے ادبی کا نشان ظاہر ہون میرے واسطے راہ طعنہ کی ہوگی کہ اس ہندو نے ایسا سمجھا کہ شاہ مردان انکی نشان کا تابع ہوا ایکروز واسطے استقبال جنرل اسمٹ کی بمقام باڑہ کو جاتا تھا یکشنبہ پورین بطرف پشت بتخانہ وہانکے جو مکان معروف خیمہ گاہ داروان کا تھی خیمہ گاہ اوسکا ہوا صبح کو جب گھوڑے پر سوار ہونیکا در خیمہ پر حاضر ہوا ملازم اور ہمراہی راست کہ دونون طرف صف بستہ تھا بر سلام حسب ضابطہ استادہ تھے بندہ مورخ خیمہ مین جاکر اوسکے ہمراہ برآمد ہوا برہمنان بتخانہ مذکور نے عرصہ خالی پایا فرصت دیکھکر جسوقت وہ سوار ہوا چاہتا تھا عرض کیا کہ یہ جگہ مہادیو کی ہے اور آج پورن ماشی روز خیرات ہے ہم لوگون کو کچھ عطا فرمانا چاہیے جوابدیا کہ جو کوئی اس مکان کی زیارت اور اس آستانہ کی خدمت کو آیا ہو اوس سے سایل ہو مجھے تم سے کچھ غرض نہین باوجود بہت سے الحجبہ ندیا اور سوار ہو کر اپنی راہ لی اور مکرر دیکھا کہ فقرای ہنود آتا ہی راہ مین سایل ہوئے مگر محروم گئے اور فقیر مسلمان نے تصدق حضرت علی سوال کیا اکروپیہ دیا اوسکے رفقای محرم راز سے دریافت ہوا کہ بنگالہ اور کلکتہ کی سفر مین ہجوم بتخانہ کا راہ مین ہے بعض رفقای ہمراہی مستدعی زیارت پرستشگاہان مذکور کی ہوتے تھے مگر یہ معذرت خواہ ہو کر سو دو سو روپیہ پکر رخصت کردیتا تھا کہ میری طرف سے بھی تم زیارت کرتے آنا ایکمرتبہ حویلی نہایت تکلف سے اپنے واسطے بنوائی لوگون نے کہا کہ جماعہ برہمنان کو اس مکان مین تکلیف طعام دینا چاہیے جوابدیا کہ میرا گھر ناپاک ہوگا اگر ضرورت ہو تو روپیہ لے لو گنگا کنارے تعمیل ضروری کر دو ایام قحط مین بپاسخاطر مرلیدھر اور راے کھیلنداس اور سردار سنگھ کی کسی برہمن کی پاس گیا اوسنے راجہ کا آنا اور اوسکا احترام عظیم سمجھا تا برمرید اعتقاد ہونے کی راجہ سے کہا کہ ہمارا آج آپکے طالع کی بموجب بندہ نے ایک نام تجویز کیا ہے جسکا وظیفہ آپ کیا کرین راجہ نے کہا ایک ورد کرتی ہین ہمین وہی کافی ہے اوسنے پوچھا کہ وہ کیا ہے راجہ نے کہا اللہ برہمن نے براہ آمیزش جوابدیا کہ رام اور رحیم مین کچھ فرق نہین اوسنے کہا ہے لفظ رام مین تولد ذات کا توہم ہے اور اللہ مین ثبوت اور ابوت کسی کی نہین ایسے طریقون سے معلوم ہوتا ہے کہ مہاراجہ اعتقادات ہنود سے سروکار نہ رکھتا تھا واللہ اعلم لیکن چونکہ مراعات یار و آشنا کی منظور تھی اور کسی کے مال و خیر مین بنا بر حفظ اپنے آبرو کی دخل نہین کرتا تھا اور زر خاص اوسکے خرچ کو وفا نکرتا تھا کیونکہ بعض اوقات انگلستیون کو بھی رعایت کرنا ہوتی تھی اکثر جہان ایک یا دو نفر ون کا کام ہوتا دس دس نفر بھیجتا اور اوسکی حاصلات کو نہایت کم داخل دفتر کرکی باقی اپنے جود و عطا رکھتا دوم یہ کہ ارباب جاگیر اور املاک سے بہانہ کرکی کہتا تھا کہ فلان انگلشی تمہاری سند دیکھنا چاہتا ہے اور جس کسی سے رعایت منظور ہوتی ہر ایک کی وکلا سے اسناد اور وثایق طلب کرکی

حوالہ کسی اپنے متصدی کے کرکے جبر و تعدی سے بلا سبب کسیقدر روپیہ بقدر حاصل ہر ایک سے لیتا جب
اسیطرح سے روپیہ حاصل ہوجاتا اوسی شخص واجب الرعایت کو دیتا بہر حال خوشنودی اشخاص مذکور
منظور تھی غضب خدا کو ہیچ اس امر کے سہل سمجھتا تھا تصدیق ہوا کہ مہاراجہ ستاب راے نے اپنی آنکھون
سے ملاحظہ کیا کہ جو کوئی شخص ناحق خلق خدا کو رنجیدہ کرتا اور یہ دیکہتا کہ ناحق اس بیچارہ کو ستاتا ہے اور اوس سے
مروت ہوئی کچھ نکہتا اور بعدہ اوسکو کسی بہانہ سے اپنے پاس بلاکر زرہاے بیشمار سے مالا مال کر دیتا۔

رہائی پانا محمد رضا خان مظفر جنگ کا اور بسر کرنا ایک مدت کلکتہ مین بذریعہ امیدواری اور آخر لاچاری مین راضی ہونا

مظفر جنگ اس داروگیر مین نہایت مضطر اور بیبس ہوگیا تھا کیونکہ اکثر عملہ جاین اور خود بہی بیخبری کی وجہ سے
کسیقدر متہم تھا امرت سنگہ اوسکا دیوان نہایت بے شعور اور کاغذ فہمانی سے نہایت دور اور لوگ اسکی زشت خوئی
سے گریان تھے اسوقت مین ہر ایک نے اپنی راہ لی امرت سنگہ نے بحیلہ اور تخویف اظہار بعض اسرار کے فارغخطی لیکر
کسی مکان مین واقع کلکتہ جا بیٹھا مگر علی ابراہیم خان بہادر نے باوجود عدم اطلاع کاغذات معاملات سنوات پر
نوکری کی شرم سے کمر ہمت چست کی اور تہوڑی مدت مین ہر ایک دقیقہ اور ہر قسم کے کاروبار سے ماہر ہوکر
مستعد وکالت ہوا اور نندکمار کے سوالات کے جوابات کا بہی متعہد ہوا اور اوسکی کینہ وری سے نہ ڈرا متعمدین
سے سنا گیا کہ بہت عمدہ عمدہ جوابات بحر تسکین دیگر ہر ایک کا منہ بند کردیا سامعین کو بجز تحسین و آفرین
کے کچھ کہتے نہ بنا اور مظفر جنگ نے اسکی تقریر کے بدولت پچیسوین[۲۵] ربیع الاول ۱۱۸۷ہجری کو رستگاری
پائی اور دوسری ربیع الثانی سنہ مذکور کو اوسکے دروازے سے پہرے اوٹہائے گئے مظفر جنگ
اس امید سے کہ شاید مانند ستاب راے کے بدستور شریک کونسل مرشد آباد ہو کلکتہ مین
مقیم رہا اور مفت خواران کلکتہ نے جسمین اکثر عملہ بعض اصحاب انگلشی کے کونسل کا ہے اسکو دام
فریب مین پہسا کر ہر روز ایسے کلمات سے خوش رکہتے تھے کہ آج فلان صاحب ایسا کہتے تھے اور کل ایسا
فرماتے تھے فلانے کو ولایت سے یہ خبر آئی ہے اور فلانے نے فلانے سے ایسا سنا ہے مظفر جنگ ایسے اخبارات کو
سنکر امیدوار ہوا اور مخبروں کو اپنا ہوا خواہ سمجہکر اونکے حسب استدعا اکثروں کو روپیہ بہی دیا اس
سبب سے زیربار اور مقروض ہوا بندہ اوس زمانہ مین بحصول ثواب سفر بیت اللہ کے کلکتہ آکر مظفر جنگ
سے موقع اعانت چاہتا تھا مگر اوسے توفیق نہوئی متر صد اس امر کا تھا کہ بندہ کی جاگیرات اپنے عامل
جاگیر کے سپرد کرے اور اوسکا عامل میرے قرضہ کا مہاجن سے ضامن ہوجاے اور میری حاصلات

جاگیر سے اوسکو دیوے اور زر بابت فاضل دیوان امانت رکھے تا کہ مہاجن کو تعرض باقی نرہے اوسی
زمانہ مین کہ بندہ پندرہ بیس دن کلکتہ مین رہا اور مظفر جنگ کی صحبت مین تھا بندہ نے اوسکی زبان
سنا کہ ہر ذکر مین علی ابراہیم خان کی مدح کرتا تھا اور کہا کہ اگر تمام عمر اس محسن کی شکر گذاری اور خدمت کرون
عہدۂ واجبہ سے باہر نہین ہو سکتا ہون اور انشاء اللہ تعالی ایسا ہی ہوگا اکثر قبلہ کہتا تھا اکثر کہا کہ بکرام رفقا
لاکھون خورد و نوش کر سکے چلدیئے اگر احسان ہے تو علی ابراہیم خان کا ہے سو درم ناخریدہ ہون اسکا غلام ہو
میرا باپ اور بھائی ایسا نکرتا جو اس سے ظہور ہوا کہ عام صحبت مین ہر دم و ہر لحظہ اوسکا دم بھرتا تھا —

آنا جنرل کلاورن اور کرنل منسن اور مسٹر فرانسیس رؤساے کمیٹ اور گورنر سے مناقشت ہونا اور بارول کا گورنر سے اتفاق

مظفر جنگ اپنے حصول تمنا کی انتظار مین تھا کہ جنرل کلاورن اور کرنل منسن اور مسٹر فرانسیس باہم مدار المہام
کمیٹ اور نیز واسطے تحقیقات معاملہ گورنر بہادر اور مسٹر بارول کی بادشاہ اور کمپنی کی طرف سے اواسط شعبان
۱۱۸۸ ہجری مین پہونچے دو آدمی یہان کے سردارون مین ایک گورنر اور دوسرے مسٹر بارول منجملہ خمسہ کمیٹ کے
رہگئے چونکہ وہ تینون فرستادہ بادشاہ اور کمپنی کی بنا بر تحقیقات تقصیر گورنر کے مقرر ہوئے تھے اور جنرل کلاورن
ولایت کے اہل دول اور بادشاہ انگلنڈ کے ملازمین مین تھا اور کرنل منسن امیر ریاست کل فوج کا بعد
وصول جنرل کلاورن کے مرتبہ گورنری پر رکھتا تھا اور مسٹر فرانسیس دوسرے درجہ جنرل کلاورن پر باہم متفق
تھے عجیب طنطنہ اور دبدبہ رکھتے تھے ہنگام ملاقات نذر تک جو کہ ضابطہ ہندوستانی ہے نہین لیتے تھے حتی کہ
ڈالی بھی رد فرماتے تھے گورنر کے معاندون کو باخود موافق کر لیا چنانچہ نندکمار کو جو شمس الدولہ اور لارڈ کلیف
اور نیز اسوقت مین عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ کا مرغوب النظر تھا مقرب بنایا اسکے وسیلہ سے اکثر لوگ لالچی
فسادی بامید اقتدار اصحاب ثلثہ مذکورہ سے متوسل ہوے اور تحقیقات امور مخفی کی شروع ہوگئی اور
ان پانچ آدمیون مین ناچاقی صحبت اور اختلاف رائے کمال درجہ کو پہونچی سخت تشویش طرفین کے
متوسلون کو ہوئی حتی کہ فیمابین جنرل اور مسٹر بارول کی طمانچہ بندوق سے حسب ضابطہ خانہ جنگی ہوئی دو دفعہ
آخر کو یعنی گورنر اور بارول یکدل رہے اور تین آدمی ایکطرف جنرل کی طرف بسبب کثرت اصحاب کے جو تین کس
تھے گورنر پر جو دونون تھے غلبہ ہوا اکثر امور موافق رائے طرف جنرل کے کئے جاتے تھے چنانچہ گوران نام ایک انگلشی صاحب کلان
مرشد آباد اور مسٹر بیچ صاحب کلان عظیم آباد اور فوک نام صاحب کلان بنارس اور مسٹر برسٹو صاحب کلان اودہ لکہنؤ جنرل کلاورن
کی تجویز سے مقرر ہوے اور مبارک الدولہ مع والدہ بہو بیگم کے منی بیگم سے عاجز ہو کر گوران کے ملک مین اوسکے توسل سے
جنرل تک پہونچا مفتدہم ربیع الاول ۱۱۸۹ ہجری کو مجاز کار نظامت ہوا اور قبضہ اختیار منی بیگم اور اعتبار علیخان

خواجہ سرا سے ماہر ہوا خواجہ سرا سے مذکور کا تغیر ہوا لیکن چونکہ منی بیگم زردار اور معتقد ہوشیار ہے ہمیشہ
مبارک الدولہ بطریق وراثت اوسکے اختیار مین رہا اور وہ یون کہتی ہے کہ اگر مجھسے ٹیڑھی پڑے اپنے
مال وزر فقرا اور تمہارے بیگانون کو دیتی ہون فی الحقیقت مبارک الدولہ کا یہ حال ہے نہ تو کوئی
اوسکی سطوت سے ڈرتا ہے اور نہ کوئی اوسکی دولت سے توقع رکہتا ہے اور وہ بہی چندان امور دنیاوی
سے توقع نہین رکہتا جس سے لوگون کو اندیشہ ہو لہذا جو شخص جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اوسکو کسی سے
تعرض نہین بجز اپنے مصارف کے کچھہ نہین چاہتا اسی وجہ سے اب تک منی بیگم کا تسلط بدستور اور
نیابت نظامت کی اغلب اوقات انقلاب مین ہے اسی سال مین اونتیسوین ۲۹ جمادی الاول ۱۲ سے
کو میر محمد حسین فاضل جو کہ نہایت تیز طبع زود فہم ہے بشوق تحصیل علوم ہمراہ مسٹر الیٹ کی انگلنڈ
کو روانہ ہوا اور اکثر تحقیقات علوم کی کر کے مخصوص علم ہیئت اور مفردات اور مرکبات ادویہ خواص
اکثر اشیا اور معرفت اجرام علوی یعنی کواکب فلک اور بعض صنایع دیگر مانند تشریح ابدان وغیرہ کے جسقدر مدت
قیام مین میسر آیا تحصیل کر کے اور اوسکا ترجمہ کر کے ۱۱۹۲ ہجری مین واپس مرشد آباد آیا اور
یہان لوگون سے ظاہر کیا امراے نادر روشناس سے کسیکو توفیق نہوئی کہ تہوڑا سا روپیہ
خرچ کر کے اپنا نام مشتہر کرے اور وہ شخص اون علوم کو اسکے نام سے صفحہ روزگار مین
پایدار کرے گورنر بہادر نے جو کہ شعور و ہوشیاری اور دانائی اور کارگذاری مین نادرہ روزگار تہا
تساہل و اغماض سے کار فرما ہو کر ضروریات مین توجہ نامناسب جانی ارادہ کیا کہ اول اپنی بریت کی
کر کے جنرل کی نادانی ظاہر کرے اور اندازان کوتہ اندیش مخصوص نندکمار کو سزا دے بعد ازان تدارک ہر ایک کا
کرے اور امور بیرداختہ جنرل کو درہم کرے لہذا مدت تک جنرل کی جوابدہی کرتا رہا اور مخالفین کی دروغگوئی ثابت کرتا رہا

معارضہ کرنا نندکمار کا گورنر ہستنگ بہادر سے اور سزا پانا

بعد ازان اکثر عیوب نندکمار کے اشتہار کر کے ثابت کیے منجملہ اوسکے یہ چند عیب تہے کہ یہ شخص
ہر ایک کے دستخط کرتا ہے اور ہر ایک کے نام کے مطابق مہر اپنے پاس رکہتا ہے اور تمسک
اور خطوط جسکے نام جس قسم کا چاہتا ہے درست کرتا ہے اور منجملہ تمسکات کے ایک تمسک
مہری بلا قید اسطرح کا تہا جسکا روپیہ سرکار کمپنی سے لیکر تصرف کر گیا تہا ان امورات
کی تحقیق مین گران جوری مقرر ہوئی گران جوری اسکو کہتے ہین کہ بارہ ۱۲ آدمی معتمد انگلشیہ مقرر
ہوتے ہین اگر مدعا علیہ اوسکو قبول نکرے تو دو مرتبہ اوسکے انکار سے بدلے جاتے ہین تیسری
مرتبہ پہر کچھہ انکار و اقبال نہین سنا جاتا بارہ ۱۲ آدمی ہوتے ہین لاجرم یہ مقرر ہوا کہ تجویز سزا کرین

اوراوسکی وقت کوئی اون سے نہین مختلط ہو سکتا کہ مبادا کچھہ لالچ دیکر بے ایمانی کرائے
القصہ یہ گران بھوری مقرر ہوئی مدت تک گرم بازاری رہی تا آنکہ نندکمار واجب القتل ثابت ہوا
پہر دید باطن مغرور ہو ذمی خلق تھا اگرچہ دو ایک لوگون سے احسان بہی کیا تھا مگر عجیب بیباک
خدا نا ترس مردم آزار تھا بہرحال اوسکی سزا مقرر ہو گئی چونکہ جنرل نے اوسکے دلنشین کردیا
تھا کہ کوئی تجھسے کچھہ نہین کر سکتا اگر زیر دار تک لیجاوین ہرگز خوف و ترس نکہائیو بہرصورت گورنر کی قصور ثبوت
کرنا علاوہ اسکے خود بہی مزاج مین صلابت رکہتا تھا ثبوت قصور گورنر مین کوتاہی نہ کرتا تھا اور گورنر
اوسکے تقصیرات کا اثبات کرتا تھا ان دونون آدمیون کے سوال وجواب وستخط الناشی سے لکھی گئی
جسکی کتاب اس جماعہ کے لوگون مین مشتہر ہے القصہ جب تقصیر ثابت ہوئی ساتوین جمادی الثانی
۱۱۸۹ھ ہجری کو نندکمار کی جائے مقررہ پر پہانسی ہوئی اوراوسکا نقد وجنس تعلیقہ ہوکر اوسکے لڑکے
راجہ گورداس کے حوالہ ہوا کہتے ہین کہ باون لاکہہ روپیہ نقد اوراسیقدر نقد وجنس حساب مین
آیا اور نندکمار کی بنائی ہوئی مہرین جو لوگون کی طرف سے بنالین تہین برآمد ہوئین ——

جنرل کلاورن سے مظفر جنگ کا موافق ہونا اوراوسکا مرشد آباد کی عدالت فوجداری پر مامور ہونے وغیرہ کا بیان

جب جنرل کلاورن کے غلبہ کا آثار پدیدار ہوا مزاج مظفر جنگ خفقانی کا جو تلون سے خالی نہین تھا
جنرل سے آمیزش کرنے لگا علی ابراہیم خان بہادر مال اندیشی سے مانع ہوکر کہتا تھا کہ ابہی جسطوح
گذرتا ہے گذران کرنا چاہیے گورنر نے آپکی آبروبخشی کا احسان فرمایا ہے احسان فراموشی نکرنا
چاہیئے دیکہنا چاہیئے کہ کیا انجام پدیدار ہوا اگر جنرل مجاز ہوتا ہے تمنے اوس سے کچھہ بدی نہین کی کہ
وہ دشمنی کریگا بلکہ وہ بہی تمہارے ثبات مزاج سے راضی ہوکر رعایت مناسب کریگا مگر مظفر جنگ
جو کسیقدر خودرائے ناسخن شنو تھا اس مصلحت کی طرف چندان ملتفت نہوا اور جنرل مذکور سے توسل
پیدا کیا گورنر نے اس سبب سے افسردہ خاطر ہوکر اوسی جنرل پر چہوڑا جنرل نے اوسکو واسطے
مبارک الدولہ کی نیابت اور فوجداری کہ اس سے جرگیری اور تدارک قطاع الطریق اور چورون کی
اور انفصال مقدمات فردی اور خونریزی اور زنا سے مراد ہے تجویز کی اور بہت سا روپیہ درماہہ
عمال کا مقرر کیا اور نواب کو مع اولاد واتباع کے کونسل سے خلعت دلاکر پندرہوین رمضان
۱۱۸۹ھ ہجری مین مرخص کیا دوم شوال کو مرشد آباد آیا سکان شہر نے بہرصورت اسکی اطاعت کی

اور وہ فرستادہ دولت پر متمکن ہوا ۶ ہم ذی الحجہ سنہ مذکور کو اپنے لڑکے محمد زکی خان ولد محمد حسین خان
اپنے بھتیجے کے ساتھ بیاہ دی اور اپنے فرزند کلان بہرام جنگ کو حاجی اسمعیل کی صبیہ سے جو کہ
دونون دختر زادہ رابعہ بیگم کی تھی ۲۲ ماہ مذکور کو نکاح پڑہایا اور ۲۳ جمادی الثانی ۱۱۷۰ھ ہجری کو
رابعہ بیگم عطاء اللہ خان کی بی بی حاجی احمد کی لڑکی نے رحلت کی اور اوسکے گھر کی رونق جاتی رہی
اگرچہ عیوب و فجور مین متہم اور مشہور تھی مگر بہت سی خوبیان رکھتی تھی قبل بیماری سے بیشتر جملہ
معاصی سے توبہ کی تھی اور بیماری مین پہر نئے سر سے توبہ کی اور لوگون کو گواہ کیا اور دم آخر تک کلمہ
طیبہ اور تعریف وحدانیت الٰہی اور نبوت خاتم الانبیا اور منقبت اوصیای رسول سرور اور نادم اپنے
گناہون پر راہی ملک بقا ہوئی رب ان تعذبها فانها من اناثک لنغفر لها فانت ارحم الراحمین اور اوسیوقت تاریخ ۲۷
ماہ شوال کو زلزلہ عظیم آیا جو پچاس سال سے ایسا اشد زلزلہ نہ آیا تھا اور مظفر جنگ علی ابراہیم خان بہادر کو
جو زیر بار منت اور احسان کے تھا دیوانی نظامت پر مقرر فرمایا اور نایب فوجداری ہر جگہہ بہیجے
ازانجملہ عظیم آباد مین نذر باقی بیگ بلخی مقرر ہوا لیکن نیکنام رہا اور اصحاب انگشتی مع تمام رعایا کو
راضی اور خوشنود رہے مظفر جنگ نے مبارک الدولہ کے مقربین سے خشونت کر کے بعض کو
خفت پہونچائی اور مبارک الدولہ سے کچھہ ممانعت بہی نہو سکی تا بحمایت کیا ہو چنانچہ بعد عزل اعتبار علیخان
خواجہ سرا کے جو کہ خادم علیخان ولد خادم حسین خان جو کہ اکثر اخلاق مین باپ کیطرح تھا چند روز
مبارک الدولہ کا مدار المہام ہوا تھا مظفر جنگ کے بے التفاتی سے برطرف ہوا اور مبارک الدولہ نے
باوجود عہد و پیمان کے دم نہ لیا مظفر جنگ نے چند روزہ اقتدار مین بڑا تسلط کر کے زبان زد جمہور ہوا
اسی اثنا مین خیانت پیشہ لوگ جو کہ زر نظامت کو خوان یغما سمجھے تھے اور علی ابراہیم خان نا برابر اندیشہ
نہ خود لیتا تھا نہ دوسرون کو لینے دیتا تھا اونہون نے مظفر جنگ کے مزاج کو علی ابراہیم خان ایسے
احسان فراموش سے منحرف کر دیا اور فیمابین ناچاقی گروار ہوئے اور سخن چینون نے مظفر جنگ کی دلمین
اپنا نقش جمایا مصرعہ چراغی را کہ دود ی ہست در سر زود در گیرد* اول کنایتاً شکایتین خانمذکور سے شروع کین اور پہر
اپنے مجلس مین بطور طعنہ و تشنیع کی گفتگو کرنے لگا چونکہ وہ اس قبیل سے تھا کہ صاحبون بندہ
شعر کہنا نہین جانتا اس باعث سے لباس اور دستار ہندوستانیون کا زیب تن اپنے کے نہین کرتا
تاکہ دعوے عقل اور شعور کا کر دن یہ قاعدہ ہندوستانیونکا ہے کہ پڑسے نہ لکھے نام محمد فاضل مگر
جامہ بسبب تکلف در بر اور عمامہ بر سر کہ ہم بہی شاعر بے عدیل ہین اور عالم بے نظیر اگر ایک لفظ کے معنی
دریافت کرے یا پوچہے کہ اس شعر کا کیا مطلب ہوا اوسوقت عالم بے نظیر اور شاعر بے عدیل

* [illegible]

صاحب کے ہاتھہ پاؤن پہول جاہین بجز سکوت کچھہ بن نہ آسے الغرض یہ سب باتین طعن و طنز کی
اسپنے زعم مین گویا علی ابراہیم خان کو کہتا تھا چونکہ حق تعالے نے علی ابراہیم خان کو ہر امر رفتار گفتار مین
برگزیدہ روزگار کیا تھا اور طبیعت موزون تھی کبھی کبھی اشعار بہی کہتا تھا مظفر جنگ ایسی امور سے
محض محروم تھا اسکی زیبائی موجب رنج مظفر جنگ ہوئی تھی اوسکے عزل کا بہانہ ڈہونڈہ رہا تھا
اتفاقاً اوسوقت مین ننہی بیگم دختر رابعہ بیگم نہایت زشت کردار بدکار تھی بموجب ضابطہ عمدہ ہاے
ہند کی چند عورتین فحش اور لونڈیان حرامکار جمع کرکے اونکو تعلیم رقص اور رود و سرود سکہاتی تھی
وصحبت لغو و بیہودہ اکثر رکہتی تھی اوسنے علی ابراہیم خان سے راہ کشادہ کی شکر احسان کے بہانہ سے
جو کہ اسنے مظفر جنگ کے ساتھہ کئے تہے لہذا خان مذکور کو بہائی صاحب اور بہائی جان ایسے ایسے
کلمات کہا کرتی تھی چونکہ چندان پردہ دار نتھی علی ابراہیم خان سے بہی بے پردہ ملاقاتین اور ضیافتیں
ہونے لگین اور اوس مجلس مین بعض مخصوصان مظفر جنگ بہی شریک اور اوس محفل کے
مخصوصیات پر آگاہ ہوتے تہے تا آنکہ بیگم مذکور نے علی ابراہیم خان کی رغبت ایک کنیز رقاصہ پر پائی
اور اوسکے اختلاط کی ترغیب دی اور کہا کہ یہ میری لونڈی ہے مینے تمہین معاف کیا اور دیگر عورات
شریک حال بہی اس بارہ مین اصرار و مبالغہ کرتی تہین کہ کچھہ مضایقہ نہین اور وہ جسکی لونڈی ہے
وہ تمہین عطا فرماتی ہے پس اسقدر پرہیز کیا ضرور ہے مرشد آباد مدتون سے حکم ولایت لوطیہ
رکہتا تھا اور ہنوز اسی رنگ پر ہے کیونکہ کمتر اشخاص کو یہان کے رہنے والون مین عزت و ناموس کا
پاس ہے بلکہ دولتمند لوگ زیادہ تر اس بارہ مین بہتر سب مفلسون کو ترغیب دیکر آمادہ کرتی
تہی اور بمقتضاے کلام الناس علی دین ملوکہم کے اس فعل نے رواج پایا تہا شاید کہ چند غریب
و شریف کی عصمت رہی ہو ورنہ مشاہیر مقتدر کو اکثر اسی علت مین مشغول دیکہا ہے جسقدر ہین
یہان وضیع و شریف ٭ خوار رسوا ہین اور مرد کثیف ٭ خلاصہ یہ کہ علی ابراہیم خان باوجود کثرت شعور اور پرہیز کے راضی ہوا
سچ ہے بموجب قول محتشم اکبر نامہ کے عشق کی ہین گی ایسے حال بہت ٭ اور محبت کی ہی کمال بہت ٭ کبہی سبحہ کو بہ کر کر زنار
کبہی زنار ہو وہی سبحہ کا تار شاید دو تین مرتبہ کنیز مذکور کو اپنے پاس طلب کیا ہو کہ ابراہیم خان مذکور پر تہمت ہی ہوئی ہو
بہرحال مظفر جنگ نے اسی فعل کو دستاویز کیا اور خانمذکور سے برہم ہوا ظاہرا محضر آراستہ کیا
کہ فلان شخص میرے ناموس مین پردہ دریہو اشاری اس محضر کی کہ بجز اذیا و رسوائی فائدہ رکہتی تھی
شاید بخوف الگشتی اور رفع بدنامی کی ایسا امر کیا ہو کہ کوئی یہ نکہے کہ ایسے رفیق سے جدائی ہوئی سبب کیون ہوئی بہرصورت
مظفر جنگ نے اس مقدمہ کی شکایت دربار عام مین بکر ربیان کی سولہوین [16] ماہ صفر ۱۱۹۱ ہجری

مین علی ابراہیم خان کو عمدۂ دیوانی مبارک الدولہ سے معزول کیا اور اپنے لڑکے بہرام جنگ کو
مبارک الدولہ کے حضور مین لیجاکر خلعت دیوانی عطا کرائی علی ابراہیم خان نے گوشہ گزینی کرکے
آمدرفت دربار اور بازدید یار و احباب سے کنارہ پکڑا اسی عرصہ مین مظفر جنگ ۱۱۹۱ھ محمد خان کا اقدار
(جو کہ مظفر جنگ کے رفقا مین نہایت دخیل تھا) رضی الدین محمد خان کی کسی بی بی کو اپنے عقد
نکاح مین لایا اس تقریب سے جسوقت کہ رضی الدین محمد خان کسی غرض سے عازم مکہ ہوا ایک
تمسک متضمن اپنی وراثت کے اوسکو لکھدیا اور اپنا وصی کیا تھا آخر فسخ عزیمت کرکے بعد تھوڑی مدت کے
مرگیا بہت سا روپیہ اور مال اور خزانہ وغیرہ چھوڑ کر اسید محمد خان نے اوسی تمسک کی دستاویز
سے قابض ہوکر اوسکی عورات اور اطفال کو زیر قبضہ کیا اور بعد چندے وسیلہ اوٹھاکر اوسکی
کسی بی بی جو اوسکے لڑکے کی مان کے سوا تھی اور سب عورتون سے محبوب تر اور مالدار تھی اپنے
نکاح مین لایا اور اوسکے مال و اسباب مین متصرف ہوا لوگون کو تقرر وصی سے اسقدر نفرت
ہوئی کہ ہنگام رحلت صدر الحق خان کے اسد اللہ خان خبیث چاہتا تھا کہ صدر الحق سے کہسکر
سید محمد خان سورب کو وصی کرادے اور صدر الحق نے بھی چاہا کہ اوسکے کہنے کا پابند ہو مگر اوسکی
عورت نے فریاد کی کہ مین زن پیر اور بیچارہ نہین ہون مجھ وصی نچاہیئے ہرگز راضی نہوئی تا آنکہ
صدر الحق خان نے ترک ارادہ کیا عجب تر یہ ہے کہ اس انکار سے حکیم جی ناحق ناراض ہوئے
بتاریخ ہفتم رجب ۱۱۹۱ھ ہجری کو مظفر جنگ نے اپنے بھائی محمد علی کی بی بی کو اپنے عقد نکاح
مین سرفراز فرمایا محمد علی خان اسکے ایام دولت مین اسلام آباد اور رہو گلی اور
پورنیہ کی حکومت مین رہا اور پورنیہ مین ہی مرا تھا خیر وہ عورت بسبب ہونے دو فرزند اور زر
و مال کے راضی بمناکحت پر نتھی مگر درمیانیون نے دم دلاسا دیکر ایسا لاسا لگایا کہ دام مین پہنسگئی
کہتے ہین کہ ایام نیابت نظامت اور جمیع معاملات مین جب کہ اقتدار مظفر جنگ کا تھا اوسکے
اقربا وغیرہ کی مستورات آمدرفت رکھتی تھین اس سبب سے بعض بعض پر نگاہ پڑتی تھی اور بنابر
وصال بعض عورات کے جو اسطور کی تھین سعی کرتا تھا ورنہ ترک کرتا اگرچہ شہرت اس امر کی بہت اور
اکثر عورات کی سوال و جواب سنے گئے مگر اوسکا رکھنا نامناسب سمجھا کہتے ہین کہ اونہین دلون مین
چونکہ محمد علیخان کی عورت بنا بر مراتب اکثر اسکے گہر مین آتی تھی مظفر جنگ کا میلان خاطر ہوا پس
بموجب شرع کے اوسکے ساتھ نکاح کرلیا العہدة علی القائلین والراوئین —

جھگڑا اوٹھنا فیمابین گورنر عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر اور جنرل کلاورن کی

اور اوسی زمانہ مین جنرل کا جان بحق ہونا

جب گورنر جنرل کے درمیان سخت جھگڑے اوٹھے دونون کی تحریرین متضمن شکایت ہمدگر ولایت کو بحضور کمپنی جاتی تھین اور وہان سے جوابات آتے تھے جنرل کے تیسرے سال ورود کو جن دنون کرنل منسن مرا تھا ایکقطعہ خط ولایت سے آیا جسمین گورنر جنرل کی ولایت جانے کی تحریر تھی اور اوسمین لکھا تھا کہ جسوقت گورنر ولایت آئے بعد خود جنرل کو گورنری کرنی ہوگی اور دوستان جنرل نے لکھا تھا کہ آپ گورنر ولایت کو آتا ہے کلکتہ کی گورنری تمکو مقرر ہوئی جنرل نے انتظار کھو کے خط گورنر جنرل کا لکھا بھیجا کہ حکم گورنری میرے واسطے آگیا اور کونسل گھر مین آکر بسی گورنری پر بیٹھا گورنر نے اس بارہ مین اوسکو احمق بناکر مجرم کیا اور جنرل اپنی تیزی مزاج سے نادم ہوکر جواب نا ملایم کرنا شروع کئے گورنر جنرل نے حسب ضابطہ عملہ عدالت بادشاہی کو طرفین کے سوال و جواب کے فیصلہ مین قرار دئے اونہون نے گورنر کے حق پر نظر لطف دیکھی جنرل کو معتوب کیا اور اوسکی بات کا اعتبار کھو گیا اور گورنر جنرل بہادر اس طور سے اپنے عہدہ پر قایم رہا جنرل خجل ہوکر خانہ نشین ہوا اور بیمار ہوکر مضمحل ہوگیا اور اونہین خطوط مین چونکہ گورنر کو ولایت سے حکم انعقاد محبوبہ دلخواہ کی نسبت صادر ہوا تھا گورنر جنرل نے اپنے کتخدائی کی محفل ترتیب دی اور سب سے اول جنرل کو اوس مجلس مین بولایا اوسنے کثرت ملال اور ضعف حال سے انکار کیا گورنر خود اوسکو جاکر بڑی سماجت سے لایا محفل شادی مین چونکہ بڑی دیر تک شہر العبد سعادت کی مرض نے ترقی پکڑی ناتوانی کا زور ہوا اور خود ڈاکٹر خاص جنرل کے مداوا کو ولایت سے ہمراہ لایا تھا معالج ہوا جنرل نے ہرچند حقنہ کو منع کیا مگر اوسنے مبالغہ کرکے حقنہ کا عمل کیا اور بمجرد حقنہ کے اوسکی جان نکل گئی اور اسکے مرنے سے مسٹر فرانسیس کی طرف سب ہوگئے اور گورنر کیطرف قوی ہوئے ہرچند مسٹر ہویلیر نے جو کرنل منسن کی جگہہ پر آیا فرانسیس سے موافقت اور آشتی کی لیکن اسکی طرف نے بنا بر بلند رتبگی گورنر اور اوسکے ہوشیاری کی قوت نپائی۔

بمجرد مرنے کرنیل منسن کے جرنل کی طرف ضعیف ہوئے اور سرداران جرنل جو برخلاف گورنر کے تھے بدل دیئے گئے ملخص یہ ہے کہ مسٹر بوسٹو لکھنؤ سے اور فوک بنارس سے اور شیخ غلام یحیی اور گوران مرشدآباد سے بدلے گئے مسٹر مڈلٹن واسطے لکھنؤ کے مقرر ہوکر گیا اور بنارس مین مسٹر گرام اور مسٹر لا عظیم آباد کا صاحب کلان ہوا اور مرشدآباد مین مسٹر بیبر کی مدار المہامی ہوئی

اور راجہ گوروداس جو بعد کشتہ ہونے اپنے والد کے بپاسخاطر جنرل کے مبارک الدولہ کا دیوان
ہوا تھا اور بعد ازان بپاس رضاجوئی جنرل کے بنگالہ کے خالصہ کی دیوانی پر باوجود عدم لیاقت
کی سرفراز ہوا تھا بعد انتقال جنرل کے بلکہ بعد مرنے کرنل منس کے معزول ہو کر خانہ نشین ہوا تہا
حسب الاستدعاے منی بیگم کے مبارک الدولہ کے نظامت کی دیوانی پر مقرر ہو کر اوسط جمادی الثانی
۱۱۹۲ھ ہجری مین پہونچا اور مظفر جنگ کو اس واقعہ سے نہایت افسردگی ہوئی کہتے ہین کہ گورنر بسبب
چند اوصاف مظفر جنگ کے اسپر اعتماد نکرتا تھا لہذا عہدہ فوجداری اور عدالت سے جو بسعی
جنرل کے مع نیابت دیوانی مبارک الدولہ کے پائی تھی معزول اور صدر الحق خان مقرر ہوا اگرچہ
معلوم تہا کہ صدر الحق خان سے کارروائی نہین ہوتی لیکن چونکہ یہ شخص ابتداے ورود گورنر سے
اسکے آستانہ پر رجوع ہوا اور باوصف انقلاب کیطرف کو متحرک نہوا لہذا اوسکو لیاقت
سے زیادہ مرتبہ پر سرفراز فرمایا اور مبارک الدولہ کی دیوانی کے واسطے راجہ گرداس کو چندروز
پیشتر بہیجکر مظفر جنگ کو موقوف کردیا اور مبارک الدولہ کو لکہا کہ تا ورود صدر الحق کے مظفر جنگ
کی عہد کے عملہ فوجداری کو اپنے زیر فرمان مقرر رکہے منی بیگم جو کہ اسدن کی خواستگار تھی سرگرم
امور مرجوعہ ہو کر خواہان ہوئی کہ صدر الحق خان کو بہی نیابت سے مانع ہو اگر ممکن ہو فوجداری
اور عدالت بہی اپنے قبضہ مین کرے اسواسطے اپنے دیوان خانہ کو کلکتہ بہیجا اور گورنر سے درخواست
پیش کی اور امتناع نیابت مین بنام صدر الحق کے نہایت ساعی ہوئی چندروز طرفین سے
سوال جواب رہے آخر جو منظور گورنر تہا درکسیقدر پاسخاطر منی بیگم اور مبارک الدولہ سے مقرر ہوا
اور تاریخ چھبیس ۲۶ جمادی الثانی کو صدر الحق خان وارد مرشدآباد ہوا چونکہ مرد سادہ اور ضعف
پیری بہی زیادہ تھا قیام وقعود اور آمدرفت دربار اور حضور مبارک الدولہ مین ایسی حرکات
ظاہر ہوئی جو اوسکی خرافت پر دلیل تھی اس سبب سے لوگون کی نظر مین محض سبک دکہائی دیا
آقا محمد علی نام مغل ولایتی زاکو کہتے ہین بعد لینے کسیقدر روپیہ کے فوجداری عظیم آباد اور
آقا عبد الرحیم کو عدالت پر مقرر کیا تھا فوجدار مذکور نے چندروز کی حکومت کرکے وہان کے
عزیزون کو ناراض کرکے آپ بدنام ہوا

شروع ہونا منازعات کا درمیان انگلشی اور سرداران دکہن کی اور ظاہر ہونا مکر وفساد کا

بالاجی راو بعد انتقال راجہ ساہو کے اوسکے ملک کا مالک ہوا اسکا ذکر مفصلاً احوال دکہن مین

جسقدر کہ بندہ کو معلوم ہوا انشاء اللہ تعالی ضرور بالضرور وقایع نگار قلم کریگا تاکہ ناظرین کو کما ینبغی حال سے آگاہی ہو جب دو راجہ ساہو مرا اوسکا لڑکا قایم مقام ہوا رگہنا تہہ راو برادر بالاجی راو کو بالاجی کی فرزند سے جو بعد پدر کے فرمان روا ہوا تھا جھگڑا اوٹھا کر مقید ہوا اور مکر و فریب کرکے برادر زادہ مذکور کو مارڈالا اور اوسکی جگہہ آپ جانشین ہوا سرداران ملازم مین اختلاف ہوا بعض رگہنا تہہ راو کی طرفدار ہوے اور اکثر نے فرزند بالاجی کی بی بی کو جو حاملہ تھی سردار بنایا اور جھگڑا کر کر رگہنا تہہ کو مغلوب کرکے پہر قید کیا بعد ازان بطور مرضی رگہنا تہہ راو اتفاق و آشتی کیا اور وہ فرصت پاکر نکلا اور انگلشیہ سے جو کہ کوٹھی مینائی مین رہتے تھے جا ملا اور اوسکی حمایت مین جا بیٹھا اکثر جانے دشوار گزار بلکہ ہر ایک ملک ہند کا اسطور سے انگلشیہ کے قبضہ مین آیا کہ ایک ملک کے دو سردار باہم جھگڑے ایک انمین ملا اور وہان کی راہ روش سے آگاہ کیا اور اپنے متوسلون کو متفق کرکے اور انگلشیہ نے اپنے دلخواہ اول چند قرار کرلیے اور اوسی موجب چندروز تک اوس ملک کی وضع اور ضابطہ اور قواعد پر آگاہی بہم پہونچائی اور اس مدت مین اپنی فوج کی مضبوطی کرتے رہے بعد ازان آہستہ آہستہ اوس ملک مین دخیل ہوئے ہین اگر وہ حاکم سردار ہوشیاری کو حسب مرضی قدم رکھتا ہے اوس ہی ریاست اوسکی چہوڑی اوسکی اولاد کی ناخلفی ظاہر ہو تو ملک چھین لین اور اپنی قبضہ مین لاکر تاکہ بدنامی کا دہبا نہ لگے ہر طور پر ایسا کام کرتے ہین کہ نقض عہد کی بدنامی ہو الغرض صاحب مینای فی یہ حال گورنر عماد الدولہ مسٹر ہشتنگ بہادر سے ظاہر کیا قوم فرانسیس اور انگلشیہ کے سابق سے مخالفت رہی ہے خصوص اسوقت مین مردم امریکا کی اعانت سے تر و تازہ ہو گئے اور امریکا فی قوم انگلنڈ مین چار سو برس سے بوضع انگلنڈ جا بسے ہین اور مطیع شاہ انگلنڈ ہین پانچ چار برس سے زیادہ نہین گذرے کہ بسبب معمول سے زیادہ طلبی اپنے بادشاہ سے منحرف ہوکر زیادتی و سرکشی کی تھی اور باہم جنگ کرکے بادشاہ پر غالب ہوئے فرانسیسون نے بنظر عداوت سابقہ امریکا والون کی مدد مناسب سمجھی گولہ باروت توپ وغیرہ سامان جنگ کا اونکو پہونچاتے رہے بادشاہ انگلنڈ باوجودیکہ صلح باقی تھی رنجیدہ ہوا اور فرانسیسون سے بھی لڑائی شروع ہوئی اور جماعہ انگلشیہ کو ہندوستان مین اکثر جگہہ پر خاطر جمع ہوئی کسیقدر اندیشہ مرہٹہ اور حیدر نایک کا دلمین کھٹکتا تھا کیونکہ حیدر نایک نے قبل ازین بارہ برس مین ہوئی ہین کہ دکن مین انگلشیہ سے جنگ کرکے غالب ہوا تھا اور مرہٹہ چونکہ بہاگنے کی لڑائی کے پابند ہین ایک ایک دن مین دس دس مرہٹہ مرتے اور بہاگتے ہین اسی سبب سے انگلشیہ اونکی بھی لڑائی کو دشوار جانتے ہین

اور یہ بھی معلوم تھا کہ حیدر نایک کو فرانسیسون سے راہ رسم ہے لہذا عماد الدولہ گورنر ہشٹنگ بہادر
نے مصلحت جانی کہ راؤ رگھناتھہ راؤ سے موافق ہوکر مرہٹہ سے آویزش کرے اور چاہا کہ فوج
انگلشی رگھناتھہ راؤ کی اعانت مین دکن جاوے اور اوسکو ہمراہ لیکر سرداران مرہٹہ کی صلح
حاصل کرے اور رگھناتھہ راؤ کی مصلحت پوری کرے اگر وہ اطاعت کرین رگھناتھہ راؤ اور
اوسکے مخالفین سے عہد و پیمان نابر موافقت خود اور عدم اتحاد فرانسیس کے حاصل کرے
اور اگر سرکشی کرین رگھناتھہ راؤ کے مخالفین کو مقہور کرین کیونکہ جانتا تھا کہ رگھناتھہ راؤ مرد
اور سردار زادہ ہے البتہ اوس سے موافق ہوجاوینگے چونکہ ہندوستان کی بڑی بڑی لڑائیان
دامن شاہجہان آباد تک بفضل خدا فتح ہوگئین تہین جانتے تھے کہ بعد تابع ہوجانے مرہٹہ
کے حیدر نایک کو بھی مطیع کرنا کچھ بات نہین ہے بعد اسکے بدون اندیشہ فرانسیس وغیرہ کے تمام
ہند پر متسلط ہوکر آرام دل بسر کرنا چاہیے یہ راے خالی اصابت سے نہ تھی کیونکہ فرانسیس
سے قدیم عداوت اور اب جنگ امریکہ کی وجہ سے مزید ہوگئی تھی اور جو وہ رشک ہند کر کے چند ہزار
آدمی سے مع حیدر نایک اور مرہٹہ کے سواحل ہند مین آئین اور شورش برپا کرین تدارک
دشوار ہو پہر مرہٹہ وغیرہ کی یاری کام نہ آویگی اور اوسوقت مین خود رگھناتھہ راؤ آرزومند اوس
رفاقت لینے کا خود آپسے ملتجی ہوتا ممکن تھا کہ نقش اس مدعا کا واسطے انکے درست بیٹھتا اور
فتوحات دیگر بھی میسر ہوتین اور تمام ہندوستان بے ہرج مرج فتح ہوجاتا خلاصہ یہ ہے کہ گورنر
نے بطرز مذکورہ بالا عزم دیگر مصمم کیا مشہور ہے کہ مسٹر فرانسیس اور مسٹر ہولیر نے جو کہ منجملہ
اصحاب کمیٹی تھے یہ راے ناپسند کی اور یون مصلحت فرمائی کہ اسی قدر ملک مین جو حاصل ہے
قانع ہون اور شاید کہ حکم کونسل ولایت بھی اسی سلامت روی پر تھا گورنر بہادر نے کچھہ
نسنا خود تنہا اس کار مین متوجہ ہوا اوسوقت شروع ۱۱۹۲ ہجری تھے بندہ کسی اپنے کام کو
عظیم آباد سے ہمراہ کرنل گاڈرڈ کے جو لکھنؤ سے آزردہ ہوکر اپنے سوال و جواب کو کلکتہ جاتا تھا
قاصد شہر مذکور ہوا کرنل اپنی مراد سے محروم پھرا اور تعین ہوا کہ جو لشکر الہ آباد اور لکھنؤ سے مہم دکن کو
جاتا ہے اوسمین رہے اور بیچارہ راہی دکن ہوگیا اول تو کرنل اس حکم سے آزردہ دوسری
بندہ مورخ کو بھی تشویش ہوئی کیونکہ اسیطرح کے سلوک کا امیدوار تھا اور راؤ سکے چلے جانے
کے بعد خواہش وہ بسبب عدم التفات ارباب کونسل کے نہ میسر آئی اور ذکر اسکا اس مابین لکہنا
نامناسب ہے کیونکہ ہر ایک شخص ایک مزاج پر نہین ہوتا ہے ناحق شکایت ٹھہرے کی جو کچھہ کہ

تقدیر مین لکہا تہا میسر ہوا سے خواہی نخواہی ہوگا وہ جو کچھہ لکہا تقدیر مین ہے ۔ اور کونسل کی ناراضی
کا سبب یہ ہے کہ لشکر مذکور کی سرداری کرنل لسلی کو مقرر ہوئی اس سے اوسکا تابع ہونا پڑا اور
کرنل گاڈرڈ اسکے ساتہہ بہت بیادہ و لیاقت سرداری سے عاری تہا مگر کیا کرتا ضابطہ کا پابند ہوا بندہ
نے بپاس دوستی عرض کیا کہ یہ ارادہ امر عظیم ہے لیکن کثرت غرور سے چونکہ بمتواتر فتوحات لشکر
اس جماعہ انگلشیہ کو میسر ہوئی تہین نہایت آسان سمجہکر جوابدہ ہوا کہ ہماری دو پلٹن کل ہندوستان
کیواسطے کافی و وافی ہین یہ سنکر خاموش ہوا اور کرنل مذکور حسب الحکم روانہ الہ آباد ہوا تاکہ وہان سے کالپی اور بوندیلکہنڈ
اور توابع برار اور اورنگ آباد ہوتے ہوئے دکن جاوے اور تمنا یہ تہی کہ لشکر آمادہ ہو مع رگہناتہہ راو
کی بجاے سعین یکجا ہوکر باتفاق رگہناتہہ راو کے ساعی ہون حسب الحکم کونسل تعمیل کرین مسٹر الیٹ
جو کہ نہایت راست گفتار تہا ناگپور کی ایلچی گری مین سعین ہوا تاکہ نئے سر سے وعدہ ارسال کرئی
زر موجودہ کا مودہوجی وغیرہ اولاد رگہو سنگہ سے کرلے اوسے راضی کراے ناگپور کلان رگہو بہوسلہ
کا دار الملک ہے مہابت جنگ سے بعد جنگ صلح کا رنگ ہوا تہا اور اوسی عہد پر انگلشی بہی قایم
تہی مگر اپنا غلبہ دیکہکر اداے زر مجوزہ مقررہ مہابت جنگ مین ہان ہون کرتے تہے تہوڑا سا ادا کرتی
باقیماندہ امروز فردا مین ٹالتے تہے غرض اس پیغام سے یہ تہی کہ مبادا لشکر دکن سے مزاحمت
کرکے بنگالہ اور عظیم آباد مین فساد نہ برپا کرین چونکہ رگہو اور اوسکی اولاد جو کہ راجہ ساہو کے
بنی اعمام اور اوسکی جانشینی کے مدعی تہے اور بالاجی راو بعد فوت راجہ مذکور کے اپنی طاقت
سپہ سالاری سے قابض ہوگیا اور اونکو مسند نشین کیا بنا بران بالاجی راو کی اولاد اور اوسکی
سردارون سے یہ ناراض تہا لہذا مودہوجی اوسکے بہائی وغیرہ تجدید عہود سے راضی ہوگئے
کچھہ فساد نہوا چونکہ عین برسات مین مسٹر الیٹ نے راہ طی کی اور نیز اجل گہات مین لگی تہی
اثناے راہ مین سفر آخرت درپیش ہوا اوسکا بہائی مسٹر اندرس جو ہمراہ تہا اوسکی پیغامبری
کرکے عظیم آباد کی راہ سے بنگالہ اور کلکتہ کو واپس ہوا بندہ جو گورنر جنرل ہسٹنگ بہادر سے
آشنا اور حصول مدعا کو ہمراہ کرنل گاڈرڈ کے کلکتہ گیا تہا تین چار مرتبہ ملاقی ہوا ایک مرتبہ گورنر جنرل
بہادر نے پوچہا کہ آپ کبہی دکن گئے ہین بندہ نے کہا نہین لیکن کسیقدر وہان کے حال پر آگاہ
ہون کرنل گاڈرڈ سے معلوم ہوا کہ اوسکا ارادہ میرے نوکر رکہنے کا ہے لیکن دو کام پر اول یہ ہے
کہ بطور میر منشی کے رہون اور ہر کاغذ کا مسودہ اسکی اصلاح سے مزین و مرتب ہو دوم دکن کی ایلچی گری
بہی معین رہی بندہ نے ایلچی گری بسبب ضعف پیری اور دوری وطن او مہجوری خدمت والدہ کی

انکار کیا کرنل کا ڈرد نے بندہ کو مسٹر الیٹ کے سپرد کیا اور خود روانہ ہوگیا اس عزیز نے بندہ رہ روز مین گورنر کا خط لکھایا اور نیز اپنا خط عظیم آباد کی کونسل کے نام متضمن سفارش قوی لکھکر مجھے رخصت کیا اور بندہ کی مراد حاصل ہوئی اسی عرصہ مین مسٹر اندرسن کو کونسل کلکتہ کی سرداری پر طلب کیا اور مسٹر گولڈنگ ولایت گیا اور وہ مقدمہ بندہ کا درہم ہوا باقی احوال دکن کا عنقریب تحریر ہوگا بالفعل

کسیقدر روئداد کلکتہ اور بنگالہ کی تحریر ہوتی ہے

رحلت کرنا بنی بیگم دختر رابعہ بیگم کا اور نیز صدر الحق خان کا واقعہ ہونا

بنی بیگم دختر رابعہ بیگم کہ ذکر اسکا حالات علی ابراہیم خان مین گذر چکا ہے ۱۲ شعبان ۱۱۹۳ھ ہجری مین مظفر جنگ کی معزولی مین جان بحق ہوئے اسکو عارضہ طمث بکثرت تھا کسی نے دوا ے حبس دی جسکی ذریعہ سے کل مجاری طبعی مسدود ہوگئی آخر وقت جب بخارات ردیہ نے دل و دماغ گھیر لیا مظفر جنگ نے دوا سے مقوی قلب و دماغ کی کھلائی کچھہ سود نہوا دنیا سے سفر کر گئے اسکا مال بکثرت تھا ظاہر مین بنا بر رفع فساد زیر مہر مظفر جنگ ہوا بر وقت تقسیم سنا گیا کہ کچھہ مال اور جواہرات مشہورہ نہ نکلے گئے والعلم عند اللہ الخبیر الحمید اور صدر الحق خان مسن اور دائم المرض تھا ایکسال چار مہینے ۲۵ روز نام کے واسطے حکومت فوجداری کی انتیسوین ذیقعدہ ۱۱۹۳ھ ہجری کو جہان فانی سے گذرا مخفی نرہے کہ صدر الحق خان گجراتی ہے اپنے باپ کے ہمراہ شاہجہان آباد آیا جب باپ مرا اور شاہجہان آباد مین بہبودی کی صورت نظر نہ آئی عازم مرشدآباد ہوا یہان اگرچہ مہابت جنگ کا نوکر ہوا بعد مہابت جنگ کے مظفر علیخان کا داروغہ عدالت ہوا بر وقت آشوب فرتہ کہ دکن کی سفیری پر گیا تھا اور طرفین سے مورد عتاب ہوا بقدر لیاقت نام و نشان پیدا کیا مہابت جنگ کے بعد ہر عہد مین اوسی حالت سے رہا مظفر جنگ کی عہد مین بھاگلپور کی حکومت پائی بعد چندے تغیر ہوا بر وقت ورود گورنر جنرل ہسٹنگ بہادر کی وردولت کو اپنا مسکن جانکر قرار پکڑا فوجداری اور خطاب امارت جہانی پلیا اور کچھہ تنہا بیکسی و گوشہ رہی ملک بقا ہوا

مبارک الدولہ کے تجویز خدمات مین درنگ ہونا اور آخر کار مظفر جنگ سے رجوع ہونا

چونکہ گورنر جنرل وضع مظفر جنگ کی ناپسند کرتا تھا اور منی بیگم بھی اوسکی اختیارات نظامت سے ناراض تھی اور مبارک الدولہ کبھی اسطرف کبھی اوسطرف تھا اس نظر سے تجویز خدمات مذکورہ مین

توقف ہوا گورنر جنرل ہیشٹنگ بہادر بڑا قدر شناس ہے اوسنے علی ابراہیم خان کو فی الحقیقت واسطے انتظام بسکے رکھنے کی تجویز کرکے استمزاج کیا اور مسٹر بیر صاحب کلان مرشد آباد بہی جو اوسکا دوست صادق تھا لامکر استشارہ کیا اور نیز علی ابراہیم خان کو بہی متضمن استمزاج تحریر کیا علی ابراہیم خان نے بنا بر اختلاف رای کمیٹی اور اپنی اجنبیت کے عذر معقول کرکے مسٹر بیر اور گورنر جنرل کو راضی رکھکر انکار صاف کیا کیونکہ جانتا تھا کہ صاحب لوگون کا بناے کار چند لوگون کی استرضا پر ہوتا ہے اور اختلاف راے بہی چندان پایدار نہین کیونکہ ہر کام مین اہل کمیٹی پابند ہین اور یہ مجمع دس پانچ آدمی کا ہوتا ہے ضرور ہے چند روز رہے اور حفظ آبرو کرکے باطمینان بسر کرے اور بالحال بسبب اختلاف راے اور تخلل راے ارباب الکانشیہ کے متعذر ہے اور قطع نظر حفظ آبرو کے خطر عظیم اس شخص کی نسبت ہے کیونکہ جسوقت کوئی ناخوش ہوا اخذ اجانے کہ وہ اپنے عہد حکومت مین کیا بلا نازل کرے اور عمدہ سبب اس ملک کی خرابی اور ہلاکت خلائق کا یہی اختلاف ہے جو کہ اب مروارن انگلشی مین واقع ہوا اور یہی سبب ہین انشاء اللہ تعالی خاتمہ مین بیان ہوگا غرضکہ گورنر بہادر نے منی بیگم سے بہی جو مظفر جنگ کی حکومت سے ناراض ہے تحریر لکہی بہیجا اگر ایسا آپبہی چاہتی ہو علی ابراہیم خان کو راضی کیجئے تاکہ اوسکے اعتماد پر تمکو تفویض ہو اسی نظر سے منی بیگم اور مبارک الدولہ نے از حد سماجت کی اور کہا اگر ہمسے اندیشناک ہو تو مچلکہ لکہدین کہ کوئی امر بدون تمہاری اجازت کے نکرینگے اور اگر اندیشہ صرف زر کا ہو تو ہمارا ذمہ ہے لکہدین کہ جسوقت حاجت ہو ہم ادا کرین مگر علی ابراہیم خان نے قبول نکیا

ذکر پہونچنے حکم ولایت کا مشعر تفویض فوجداری مظفر جنگ کو اور ساعی ہونا اس بارہ مین مسٹر ڈوکرل اور مسٹر فرانسیس کا

مسٹر جان برسٹو کہ جوان ہوشیار اور بعد فوت شجاع الدولہ دو تین برس جنرل کلاورن کی اقتدار مین اوسکی حمایت سے صاحب اختیار اور مختار کار صوبہ اودہ الہ آباد اور دار الملک وسکو اولاد کا تھا اور آصف الدولہ اور اوسکے نایب مختار الدولہ کی غفلت و بیخبری سے ملک بنارس وغیرہ جو راجہ بلوندسنگہ کے لڑکے کے قبضہ مین تھا کمپنی کیواسطے خاص مخصوص کر دیا بعد فوت جنرل مذکور کے گورنر نے اوسکو معزول کر دیا برسٹو مذکور نے بعد معزولی کے جو کہ روپیہ بہی تحصیل کیا اور کار کمپنی بہی انجام دیا تھا اپنی ولایت کو روانہ ہوا تاکہ اپنے کام وہان سے درست کرائے

اگرچہ قبل اوسکی روانگی کے جنرل وغیرہ نے اوسکی کارگذاری کا حال سفارش آمیز تحریر کیا تھا
اور غیبت مین حکم ولایت مشعر تحسین وآفرین صادر ہوا اب کہ وہان پہونچکر نے سر سے اوسکی حسن خدمتی
بیان کی اپنے واسطے اور نیز مظفر جنگ کی بحالی فوجداری کا حکم اجرا کرا کر ہمراہ لایا چونکہ محاربات دکن مین
بعض افواج انگلشی کو مغلوبی ہوئی تھی مسٹر وڈ کرنل نے جو پیشتر ضلع پورنیہ کا مدار المہام تھا اور اب
بعد فوت مسٹر الیٹ کے دیوان خالصہ ہے اور مظفر جنگ اس سے متوسل ہے مسٹر فرانسیس سے
گورنر بہادر کو سمجھایا کہ یہ وقت ہمدگر کے منازعت کا نہین ہے بعد انتظام اعدا کی سمجھیو مسٹر بارول
جو گورنر سے موافق اور متعہد تھا کسی غرض سے عازم ولایت ہوا بضرورت درمیان فرانسیس اور گورنر
کی بشرط بعض رضا جوئی فرانسیس کے صلح وآشتی ہو گئی اور شروط مین تقرری مظفر جنگ کی
عہدہ فوجداری اور نیابت نظامت پر تھے کہ گورنر نے منظور کی اور مظفر جنگ خدمات مذکورہ پر
۲۲ ماہ صفر ۱۱۹۴ ہجری مین مامور ہوا ایک معتمد سید محمد خان کے نام زبانی جو مظفر جنگ کا اعلی مقرب
ہے اس حصول مدعا کے لئے حضرت واہب العطایا سے نذر ونیاز کیا تھا بلکہ کسی مصحف مجید کی پشت
پر لکھا تھا کہ اگر اس خدمت پر سرفراز ہون بارہ ہزار روپیہ نذر خدا ارباب استحقاق کو نثار کرے تعجب
ہے کہ ایک سال حصول تمنا کو گذرا اور ایفاے عہد نکیا اور سید محمد خان کو حکم تھا کہ بعد فتح کی اداے
نذر مین غفلت ہو تو تم اداے نذر کرانے مین زبردستی کیجیو اب باوجود کہ سید مذکور نے چند مرتبہ
یاد دہی کی کچھ سود نہوا عذر کیا کہ مبارک الدولہ کی ضیافت اور نشاط باغ کی تعمیر وغیرہ درپیش ہے
اس باعث سے ابھی نہین دے سکتا اور سید کی دلجمعی کی کہ تم اپنے حق سے ادا ہوئے اب
مجھپر یہ بار ہے دیکھئے کب تک حق تعالے وسعت خرچ عطا کرتا ہے سبحان اللہ کیا لالچ کی دنیا
مدار ہے دار ہے بنی نوع کے مزاج بھی کئی نوع پر ہین اور اتابک علی ابراہیم خان باوجودیکہ ہزارم حصہ
مظفر جنگ کا نہین ہو سکتا مگر واہ ری بلند ہمتی کہ بڑے بڑے سردار خوشامد کرتے تھکگئے اور اوسنے
نامنظور کیا یہ فضل خداوند کریم سے ہے الغرض قبل اسکے بیالیس ۴۲ روز ہوئے کہ محمد ایرج خان ولد محمد قلیخان
سراج الدولہ کا خسر کہ ذکر اسکا مجملاً حالات مہابت جنگ مین گذر چکا ہے ۹ تاریخ محرم شروع ۱۱۹۴
ہجری کو رحلت فرما ہوا اور ۱۹ ربیع الاول کو احترام الدولہ میر کاظم خان جو برادر میر محمد جعفر خان عموی
مبارک الدولہ جو راج محل مین رہتا تھا وہ بھی جہان فانی سے چل بسا راج محل مین یہ بیماری اوسکو
لاحق ہوئی تھی جبکہ اسنے اپنا حال روز بروز بحال دیکھا مرشد آباد مین واسطے دوا دارو کے چلا آیا
ہرچند کہ دوا علاج مین کسیطرح کی کوتاہی نہین ہوئی لیکن اجل نے چھوڑا باپ کے مقبرہ مین دفن ہوا

یہ شخص اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ رکہتا تہا مگر مرد بیوقوف تہا گویا کہ مصداق حدیث شریف
اس پر دلالت رکہتا ہے کہ صاحبان بہشت اکثر احمق ہی ہوتے ہین اللہ اوسکو بخشے اور اوسپر رحم کرے

کونسل عظیم آباد کا موقوف ہونا بہ تعہد مہاراجہ کلیان سنگہ اور راجہ خیالی رام کی

اوسط ۱۱۹۳ ہجری مین مسٹر ابونلا صاحب کلان عظیم آباد برخاست ہوکر مدراج ہوتے ہوئے ولایت کو گیا اور مسٹر گلیول یہان کام کرتا رہا مسٹر ینگ جملہ کونسلیون کے بہ نسبت تندمزاج تہا مگر نہایت ہوشیار اور طرفدار سخت تہا اسکا دیوان رام لوچن بنگالی ایکطرف تہا اور مسٹر ینگ اسکی راے تجویز کرتا چونکہ یہ شخص مسٹر بارول سر دار کمیٹ کا متوسل تہا اور گورنر جنرل اسکی پاسخاطر زیادہ کرتا تہا اس سبب سے یہ غالب تہا اور ضلع عظیم آباد کے معاملات مین ایسا صاحب اقتدار تہا کہ جو چاہتا کرتا تہا راجہ خیالی رام نے بعد جانے مسٹر ابونلا کے ضرورتاً اس سے موافقت کی اور بوعدہ زر کثیر کے خوشنود کرکے مدار المہام معاملات پرگنہ چین پور اور سہسرام اور سرس کٹنبہ کا ہوا اور پرگنات مذکور مین جاکر مصروف کار ہوا جب حسب وعدہ زر معہودہ نہ پہونچا مسٹر ینگ آشفتہ ہوا اور رام لوچن چونکہ دیرینہ عدو راجہ کا تہا اواسط سال مذکور مین کاوش کرنے لگا اور اسکے عناد سے راجہ آبرو کو ڈرا چاہا کہ کلکتہ جاکر گورنر بہادر سے رجوع ہو لیکن اسکے کینہ ورزی سے نکلنا مشکل تہا لاجرم بارسال عرائض گورنر بہادر کو اپنے حال سے مطلع کیا اور یہ بہی عرض کیا کہ اگر بندہ طلب حضور ہو دو لتخواہان آفت کرے چونکہ مہاراجہ کلیان سنگہ ولد مہاراجہ شتاب راے جو کہ بسبب اپنی غفلت کے اقتدار سے محروم ہوکر کونسل سے محروم تہا لہذا کونسلیون سے ناخوش ہوکر راجہ خیالی رام کی اعانت مین اسنے بہی تحریر تصدیق کی گورنر جنرل نے اس دریافت حال سے حکم حاضری صادر کیا راجہ مذکور عازم کلکتہ ہوکر بعد ملاقات مورد عنایت گورنر بہادر ہوا اور معاملات عظیم آباد کا حال اور رام لوچن کی خیانت ورزی کی کیفیت ظاہر کی گورنر جنرل نے بمجرد التماس راجہ خیالی رام کے کونسلیون کو معزول فرمایا اور کل معاملات صوبہ عظیم آباد کے اسکی راے پر تفویض ہوئے راجہ مذکور نے نظر باستحقاق سابقہ مہاراجہ شتاب راے صلہ مذکور کی مدار المہامی کی سند مہاراجہ کلیان سنگہ کے نام اور نیز بعض اوسکے پرگنہ کے تعہد کا حکم جاری کر دیا اور بعض پرگنہ کی سند اپنے واسطے لکہا گرچہ شمار کی ابتداے ۱۱۹۵ ہجری سے کونسل برخاست ہوئی اور دونون راجہ منتظم ہوئے خلق اللہ کو بمقتضاے ہم قومی اور یکتائی حکم کے ایک گونہ امید رفاہ ہوئی لیکن بمقتضاے گردش فلکی بمجرد ورود کے

راجہ خیالی رام سے مزاج کلیان سنگہ کا بعض ورانداز ون نے منحرف کرادیا اور سب حق جانفشانی راجہ خیالی رام کا خواب وخیال ہوگیا اور اوسکی شکایت گورنر کو لکہنا شروع کی اور یہان بہی صاحب کلان مسٹر کلیول سے اوسکی بدیان کرنے لگے گورنر بہادر جوکہ دانائے روزگار تجربہ شعار تہا وہ چند صحبت مین راجہ خیالی رام کی لیاقت دریافت کرچکا تہا اور مہاراجہ کلیان چند کو بہی خوب پہچانتا تہا لہذا اوسکی بدباطنی کا کچہہ خیال نکیا اوسکے واسطے مہاراجہ کلیان سنگہ کے نیابت کی خلعت بہیجدی تہی نرے کا اس زمانے مین راجہ خیالی رام باوجودیکہ کاذب اور ساقط الاعتبار ہے مگر پہر بہی غنیمت بعض اخلاق شائستہ سے آراستہ ہے اسکے مانند بہی اس زمانہ مین پایا دشوار ہے چند روز قبل لکہنے اس تاریخ کی ایک بزرگ ولایت نژاد وارد عظیم آباد ہوا جس روز آیا تہا اوسیدن آدہی رات گذرنے پر شب حیات کی صبح ہوگئی خفیف سا درد شکم عاید ہوا صبح ہوتے عملہ فوجداری ضبطی مال مردا کو تشریف لائے اوسکے چار چہوٹے لڑکے بے نان کے تہی خانسامان بخوف بازخواست راہی ہوگیا یہ بیچارہ باپ کے مرتے عملہ فوجداری کے جہگڑے سے مضطرب ہوکر باپ کی لاش سے لپٹ کر زار زار رونے لگے راجہ خیالی رام نے خبر پائی دہی تنگی پا دون آیا یتیمون کی تسلی کی لاش کو دفن کردیا اور اطفال مذکور جولا وارث تہے اپنے گہر لاکر پرورش کرائی اور مثل اپنی اولاد کے سمجہتا تہا جبکہ وہ سیانے ہوے معلم واسطے تعلیم کے نوکر رکہا اللہ تعالے ایسی توفیق ہر ایک کے رفیق کرے

فوج انگلشی کی سرداران دکن سی لڑائی با ہمد گر کی بخت آزمائی

اس جنگ کی تفصیل مشہور ہے بندہ بہی جو سنتا ہے درج کرتا ہے بندہ عظیم آباد مین تہا کرنیل گاڈرڈ کی جیسا رتون کی اخبار سے مین آئی شروع کیا جاتا ہے کہ جب کرنیل گاڈرڈ الہ آباد پہونچا خبر نہضت لشکر کی کالپی کو سنی بس عجلت کرکے جہٹ جا ملا سرداران انگلسی نے اوس نواح کی زمیندار اور بوندیلکہنڈ کے راجاؤن کو عہد وپیمان سے موافق کرکے راستہ صاف کرلیا تہا جب چند منزل کالپی سے بڑہے کرنل کونسلی کی بیخبری سے راہ بہولے ایسے جنگل مین جا پڑے جہان پانی کا نام مطلق نتہا عین تابستان بلکہ آخر برسات کی شدت اور حرارت اوس جنگل مین ایسی تہی کہ طایر وہم کے اونہون پر آب نتہا اوس حرارت کدہ مین تین چار سردار انگلشی اور سو سے زیادہ تلنگا اور دس بارہ سوار اور ولایتی ہلاک ہوگئے باقیماندہ سردار وغیرہ کرنل کونسلی کی غفلت سی بہت ناراض ہوئے اور کرنل گاڈرڈ نے لکہا کہ تمارے اوسکے صحبت موافق نہین

نے مجھے اس سفر سے معاف فرمایا چاہیے اور دیگر سرداران نے کرنل کوتسلی کی شکایت مین کرنل گاڈرڈ کی نتایج لکھے کہ اگر سلامتی لشکر اور دشمن بر فتحیابی منظور ہو کرنل گاڈرڈ کو سرداری عطا فرمائی جاوے گورنر اور ارباب کمیٹی نے کونسلی کو معتوب اور معزول کیا اور کرنل گاڈرڈ کو سردار فوج بنایا حسب اتفاق قبل ورود تحریر معزولی کے کارکنان تقدیر نے اسکی معزولی کا حکم سر بسر حکومت روح و تن سے صادر فرمایا اور اوسکی تعمیل ہو چکی تھی الغرض لشکر کی سرداری مسٹر گاڈرڈ کو ملی کرنل موصوف نے زمیندار ان راہ اور تالیف قلوب ہمراہیان اور جاسوسی کی کر کے آگے قدم بڑھایا اور بوندیلکھند کی فوج کو جو دو مرتبہ مزاحمت برائے شکست دیہی اور دشمن کے ملک سے بدون آگاہی راہ گھاٹ کے پانچ چھ ہزار برق انداز اور اٹھہ دس توپ وغیرہ سامان جنگ سے بکمال استقلال گام فرسا ہوا اور دو تین مہینے کی راہ کاٹکر جائے مسعودہ پر لشکر بمبئی مین جا پہونچا جنرل گڑنگ اس غرور سے کہ کرنل گاڈرڈ کی جمعیت سے زیادہ ہمراہی رکھتا تھا جنگ مرہٹہ پر سبقت کی اور مغلوب ہو کر مع کل فوج کے مفقود الاثر ہو گیا یہ بڑی شکست فاحش انگلشی کو ملی باقی ماندہ لشکر مذکور نے مانند جنرل کڑنگ وغیرہ نے عہد و پیمان کر کے واپس اپنے قلعہ کو ہوئے کرنل گاڈرڈ نے اس حال کو سنا اور اپنے لشکر کی درماندگی پر خیال کر کے بندر سورت کے حصار مقبوضہ انگلشی مین آسودہ ہوا چند روز براہ آرام گزین رہا اور احوال ارباب کلکتہ کی خدمتمین عرض کیا گورنر نے جنرل کڑنگ کی صلح نامنظور کی کرنل گاڈرڈ کو حرب مرہٹہ پر مامور کیا جسوقت کہ کرنل مذکور بندر سورت مین تھا عماد الملک متفنی جسکی برباد کی ہوئی ہند کی سلطنت سے ادہر آیا تھا اور ہر لوگون کو جو کسیقدر پاس ایمان رکھتے ہین بے اتفاقی کر کے بھگا دیا نا چار جب کل ہند مین کہین جگہہ نپائی بارادہ مکہ وارد بندر سورت ہوا مگر مخفی بعض جواہرات فروخت کرنے کو نکالے تب ظاہر ہوا اور کرنل گاڈرڈ نے اول اسکے بارہ مین گورنر جنرل مسٹر ہسٹنگ سے استفسار کیا تھا اول نامنظور ہوا بعدہ منظر اوسکی فتنہ پردازی اور نیز اس حال سے کہ شاید اسکے ہاتھہ سے کچھہ بر آمد مدعا ہو حکم آیا کہ رفیق بنالیوے پس کرنیل گاڈرڈ ہمراہ لیکر کچھہ روزینہ بھی مقرر کر دیا اور رگھناتھہ راو نے فتح گاو کنوار کو جو سرداران عمدہ مرہٹہ کا سے ہے رفاقت انگلشی کی دعوت کی اور بوعدہ عطا فرمائی گجرات کے اوسکو راضی کر کے شریک کر لیا اور باہم متفق ہو کر گجرات کی تسخیر کو چلے سنہ ١١٩٣ ہجری مین بر آمد ہوئے اول وہان کی محافظان قوم مرہٹہ کو اطاعت و فرمان برداری کی رہنمائی کی او بسنے نمانا لڑائی کو آمادہ ہوئے چند ایام مین حصار احمد آباد گجرات فتح ہوا اگرچہ بعد فتحیابی کے قاعدہ انگلشی قتل عام کا نہین ہے

ملک گجرات مین چونکہ مرہٹہ باہم شریک تھے کسیقدر لوٹ اور بار دو نون طرفسے ہوئی اور کرنل گادرڈ نے
ظاہراحسب وعدہ گجرات فتح کرکے گاوکنوار کو عطا فرمایا اور اوسکا تھانہ بٹھا کر جنگ مرہٹہ کو متوجہ ہوا۔

رانائے گوہد کا سرکار انگلشی سے مددخواہ ہونا اور سرکار کو منظور ہونا

چند روز کے بعد رانائے گوہد کے وکلا بطلب مدد وکمک انگلشی کے گورنر جنرل بہادر مسٹر ہسٹنگ
سے رجوع ہوئے اور کسیقدر فوج طلب کی اسکا یہ سبب ہوا کہ رانائے مذکور کو مدت سے مرہٹون
کی آویزش درپیش تھی اوسوقت جو انگلشی کو اونکے مدافعہ مین دیکھا چاہا کہ انکی مدد سے بعض
اپنے قلاع اور ملک اونکے ہاتھون سے نکالے اور اپنا حق قدامت انگلشی پر ثابت کرے گورنر نے
اس راجہ عمدہ کی رفاقت غنیمت جانی پس کپتان پامر کو مع تین پلٹن فوج اور تفضل حسین خان
اتالیق انتظام الملک مرزا سعادت علیخان ولد شجاع الدولہ کو رانا کے پاس واسطے رسالت
اور استمالت کی روانہ کیا ان لوگون نے وہان جاکر قلعہ گوہد کو جو رانائے مذکور کا گھر تھا انکے اطمینان
کی واسطے زمیندار مذکور سے قبضہ مین لاکر دوستی کے لباس مین مسخر کرلیا۔

بندہ مورخ کا کلکتہ اور بنگالہ مین آنا اور دریافت اخبار دکھن کرنا

بارہوین ربیع الثانی ۱۱۹۴ ہجری کو بندہ مورخ بنابر انفصال معاملہ خود کلکتہ آیا اور حسب تقدیر
بنگالہ اور مرشدآباد ہوکر کلکتہ پہونچا وہان جو کچھہ حال معلوم ہوا تحریر کرتا ہے کہ سرداران مرہٹہ پونا اور
ستارہ کے جو صاحب اختیار ملک راجہ سا ہو اور رام راجہ کے ہین جب دیکھا کہ انگلشی ہمارے بیخ کنی پر
آمادہ ہین باہمدگر متفق ہوگئے اور فتح گا وکوار کو جو کہ کرنل گادرڈ کا رفیق ہوا تھا اور اولاد رگھوجی
بہوسلہ کے جو مہابت جنگ کے عہد سے حکام بنگالہ سے مصلح ہین اور اب مسٹر الیٹ اور برادر
مسٹر اندرسن کے درمیان ہونے سے گورنر سے موافق ہوگئے تھے ملایمت کرکے اپنی طرف کھینچا
اور وجوہات مناسب سے اپنا رفیق کرلیا کرنل نے جب فتح گا وگوار کو ۱۱۹۴ ہجری کے اوسط مین
منافق پایا اور موسم برسات آپہونچا تھا اور مرہٹون کے محاصرہ کے سبب سے غلہ وغیرہ مایحتاج
بہت کم میسر آتا تھا انکا وہان ٹھہرنا مناسب نہ جانا نہایت صعوبت سے چند روزہ راہ چالیس پچاس
دنمین طی کرکے بندر سورت آیا اور یہان صورت آسودگی اور طیاری اسباب مین مصروف ہوا
اور فتح گا وکوار مفت مین قابض گجرات ہوگیا اور مع فوج بجاے مناسب اقامت گزین ہوا اور غیرہ

رگھو بھوسلہ ولد مودھوجی جسکا نام جنباجی تھا سرداران پونا کی ترغیب سے اپنے دار الملک ناگپور چلا
سے مع فوج لائق کے عکرنا تھا اور کٹک مین جا کر چھاونی ڈالی اور اوسکے وکلا گورنر جنرل کی روبرو
اظہار اخلاص کرتے تھے لیکن باوجود اسکے گورنر نے براہ احتیاط فوج انگلشی کو مقابل فوج مرہٹہ
کٹک اور نیز حفاظت دریاے آمد رفت بنگالہ وعظیم آباد کے لئے تعین کی —

ذکر مجملاً احوال حیدر نایک اور جانا اسکا طرف مندراج کے اور غالب ہونا محمد علی خان صوبہ دار ارکاٹ پر کہ وہ بھی مثل آصف الدولہ اور مبارک الدولہ کے بہت ذیشان انگلشیہ کا تھا اور تسخیر کر لینا حیدر نایک کا تمام ملک ارکاٹ کو سواے قلعہ مندراج کے

یہ شخص اول اول اوسنے سا ملازم سرکار فرانسیس کا تھا نایکی سے بڑھتے بڑھتے صوبہ دار کمیدان ہو
بعد ازان راجہاے دکن کی نوکری مین صاحب اقتدار ہوا پھر راجہ ملیار کا نوکر ہوا اور اوسکے وزیر کو
کسی تقریب سے ایک دن کھلے خزانے مار ڈالا اور خود دیوان ہوا راجہ بدستور زندہ رہا اور ابتک
موجود ہے حیدر نایک نے اسکے بعد ایکمرتبہ نظام علیخان ولد آصفجاہ نظام الملک حاکم دکن کی مدد
جنگ انگلشی مین دی تھی مگر نظام علیخان کی شکست ہوئی اور نظام علیخان بموجب جہالت کے
چاہتا تھا کہ اوسی میدان مین جان دی مگر اسنے زبردستی میدان سے عطف عنان کیا اور اوسیوقت
یہ شرط ہوئی کہ تمہارا تدارک کیا جاویگا بعد چند روز کے دوبارہ انگلشیون سے پھر اجب مقدر شکست
پائی اس مرتبہ انگریزون نے تعاقب کیا اوسکے ملک مین جا پہونچے انگلشی کو مابین راہ مین
راہداروں اور قلعدارون سے لڑنے بڑھنے راہ ملی تھی اور اوسنے جلد پہونچکر زاد و اسباب چھوڑکر
ہمراہ جریدہ فوج لیکر یلغار کیا اور فوج انگلشی پر پہونچکر شکست عظیم دی جب باقیماندہ انگلشی
درست ہوکر مقابل ہوئے نظر سے غایب ہوا اور ایک طرفۃ العین مین بے خبر کرکے آگرا اور قلعہ مندراج
کو جو خالی تھا گھیر لیا وہان کے صاحب کلان نے بدرجہ مجبوری صلح کی پھر وہ اپنے ملک کو جا کر ترتیب
سامان مین مصروف ہوا اور مرہٹہ سے شکست کھائی اور پھر درست ہوکر مرہٹہ پر چڑہا مرہٹون نے
آخر اوسکے خوف مین آکر نظام علیخان سے متفق ہوے نظام علیخان نے چند ہزار سوار کالیخان
کی سرداری مین اور پچیس ہزار سوار مرہٹہ اس امر پر مامور فرمائے جب یہ اوسکے ملک مین پہونچے
حیدر نایک ان سے مقابل ہوا اپنے حوصلہ سے زیادہ دیکھا ہمیشہ چند میل کے فاصلہ پر پڑا رہا کیا
جب اقامت چاہی جلدار وغیرہ کثرت سے ہمراہ تھے اوسی جگہہ سنگر اور مورچال بنا اور توپین لگا

معقیم ہو جاتا تھا مرہٹہ کو تاب تھی کہ حملہ کرتے آخر کو صلح کی ٹھہری بہت سا روپیہ مرہٹہ اور نظام علیخان اور کالیخان مذکور کو دیکر بلا ٹالی دس بارہ برس تک خوب آرام کیا اور زند خان فرمان روا سے ایران سے تحفہ تحایف بہیجکر راہ رسم پیدا کر لی اور خوب سا روپیہ بہیجکر چند ہزار سوار مغلیہ وہان سے طلب کئے اور جزیرہ سورت کی فرانسیسون سے راہ و رسم پیدا کر کے اونکے ذریعہ مین غیر عملی فرانسیس سے مراسلات پیدا کئے اور یہان بہی اچھے اچھے گہوڑے جمع کئے جسے بارگیر کہتے ہین چند ہزار سوار کو رزم سواری کی تعلیم کی اور دیگر سواران ہندی اور ولایتی وغیرہ کے تعلیم و تلقین حرب و جنگ بآئین قواعد فرنگ کرتا تھا پہر اسکی مشق کرتا تھا شات سو ضرب توپ انگریزی دمغ کی ہمراہ تھی ہر چند از موجب قواعد وان ہمراہ ہوئے تین چار کرور کا ملک تھا جو ملیبار اور مرہٹہ سے مسخر کیا مند و نسبت ایسا تھا کہ اوسکا بڑا لڑکا بہی جو کہ اوسوقت سپہ سالار تہا مجال عدول حکمی نہین رکہتا تہا اور ون کا کون شمار ہے ایکروز حکم دیا تھا کہ سات گہری رات گذرنے پر فلان جا روانہ ہو اتفاقاً یہ تجیز ہو گیا تھا نو گہری پر جانے کا اتفاق ہو مجرد سواری حیدر نے اسکو بلا کر زیر تازیانہ کیا سواران مغلیہ تازہ وارد سے کہا کیا تم تازہ وارد غریب الوطن ہو اور مینے اپنے کام کو بلایا ہے چاہئے کہ با ہمد گر متفق رہکر میرے ملازمان ہندی سے بہی موافق رہے مگر وہ لوگ اپنی کثرت پر مغرور کسی ہندی کو خیال نکرتے تھے وہ اکثر تبہ خانہ جنگی کی اول تو اسنے پند و نصیحت کی بعدہ اونکے دو تین سرداروں کو ہاتھی کے پیر کے نیچے کہڑا کرکے ہلاک کرا دیا اور رعب ہو گیا در حقیقت اسکی سی مقدرت کسی سردار ہند کو میسر نہین و اللہ اعلم ارادہ اسوقت مین کہ مرہٹہ کو انگلشی سے منازعت درپیش ہوئی پیغام دیا کہ اگر مجہسے صلح کرو تو مدد کرون اونہون نے غنیمت جانا منظور کیا مگر دو شرط سے اول یہ کہ ہمارے پاس آکر شریک ہو دوم یہ کہ عدم صورت مذکور مین ارکاٹ مسخر کرو حیدر نایک نے فتح ارکاٹ قبول کی —

حیدر نایک کی لشکر کشی فتح ارکاٹ پر اور پہرنا فوج انگلشی سے

حیدر نایک اواسط ۱۱۹۴ہجری مین مع فوج ظفر موج روانہ صوبہ ارکاٹ ہوا جب چالیس پچاس کوس رہگیا اپنے لڑکے کو مع فوج کے یلغار کر کے بہیجا اور آبادی مندراج اور عمارات محمد علیخان وہان کی صوبہ دار کی متصرف ہو گیا شہر سے کچھ تعرض نکیا ہان باغات و عمارات انگلشی خراب اور سوخت کر دیے اور اس جماعہ سے جسے پایا قید کرتا تا آنکہ جنرل منرو جنے ایام ہجری مین شجاع الدولہ کی لڑائی ماری تہی

اور اب کرنل ہوکر مندراج کے قلعہ اور کوٹھی مین مقرر تھا قلعہ سے مع سولہ ضرب توپ اور بارود گولہ وغیرہ سامان اور دس پلٹن تلنگہ کے ہمراہ لیکر بارادۂ جنگ باہر نکلا حیدر نایک نے اوسوقت مین لڑکے کو حکم دیا کہ اوسجگہ سے متحرک ہوکر فوج انگلشی کو میدان مین لاوے اوسنے یہ حکم تعمیل کیا اور جنرل منرو نے فوج آراستہ سے ایک پلٹن کو مع کپتان اور چند لفٹنٹ اور سارجن اور دو ضرب توپ کے حکم دیا کہ وہ تین کوس پیشتر مع فوج جاوے اور خود عقب سے روانہ ہوا جب وہ بارہ کوس قلعہ سے دور ہوا حیدر نایک نے اپنے فرزند سپہ سالار کو مع فوج لاالقہ کی برسم پیشین کہ ترکی مین منقلا کہتے ہین روانہ کرکے حکم دیا کہ اول دو پلٹن بیشتر قدم مزن ہوکر دسیر جاوے بعد ازان منتظر مدد و حکم ثانی ہو لیکن حسب الحکم بدر کار فرما ہوا پلٹن مذکور سے جا بھڑا کپتان نے اسکے مقابلہ مین اپنے ہمراہی کم پائے اگرچہ لڑتا تھا لڑنا شروع کیا مگر جنرل منرو کو اطلاع دی کہ مدد ضرور ہے اول فاصلہ دور کا تھا دوسرے پہر دن چڑھا تھا کہ لڑائی شروع ہوئی جب تک قاصد جاوے دوپہر ہوگئی پہر دن رہے جنرل نے وہان سے چار پلٹن کمک پر روانہ کین انکے آنے تک شام ہوگئی شب کو باتفاق ہر پنج پلٹن یکجا ہوکر آسودہ ہوئین نایک نے جب اودہر کے مدد آنیکی کیفیت سنی اپنے داماد کو مع دیگر کمک پر بھیجا صبح کو لڑائی شروع ہوئی فوج انگلشی نے غلبہ مخالف دیکھکر قدم ہٹایا لڑتے ہوئے عقب کو چلے آتے تھے نایک کی فوج جدہر سے قابو پاتی بان وغبار سے دہوئین اوڑاتی اودہر تو یہ آگ روشن تھی ناگہانی بلا سے بارود خانۂ انگریزی مین کہین سے آگ لگ اوٹھی ایک دہماکے مین مشتعل ہوا کچھ میگزین نرہا جلکر ہوائی ہوگیا اوسکے متصل کا جسم غفیر اوڑ گیا افواج حیدر نے مجرد گھیر لیا اول امان دینے لگی انگلستان غرمتمندی قبول نکیا اودہر سے حکم ہوتے سارے تہ تیغ بیدریغ ہوئے تین چار کمپنی نے بہاگ کر یہ خبر جنرل کو پہونچائی اگرچہ جنرل کی شجاعت سے تعجب آتا ہے مگر سنا گیا کہ تمام رات مارے دہشت کے اوس میدان مین دل دو نیم رہا صبح ہوتے رہوار صبا رفتار پر سوار ہوکر قلعہ کو سدہارا راستے مین کہین دم نہ لیا فوج بھی افتان و خیزان ہمراہ تھی حیدر نایک کی فوج پیچھے مین داخل ہوئی قلعہ مندراج انگلشی کے اختیار مین رہا کہتے ہین کہ چند روز مین محمد علیخان قلعدار ارکاٹ کا قلعہ اور نیز قلعہ پہلچری جسکو انگریزون نے فرانسیسون سے فتح کیا تھا مفتوح ہوا اسیطرح بیت کوٹھی جو مسکن انگلشی تھا اسی طرح پر فتح کرپایا کہ وہان کے تلنگون اور انگلشیون سے منازعت ہوئی ملازمین نے آقا کو قید و قتل کیا اور حیدر نایک کے حوالے یہ بھی مفت حاصل ہوگیا

لڑنا جنرل منرو کا فوج حیدر نایک سے ثانی اور ثالث مرتبہ اور اول

جنگ کا حاصل ہونا

جنرل منرو اس قسم کی شکست سے دوست و دشمن کا مطعون ہوا جب تک کہ یہ خبر کلکتہ پہونچی درمیان جنرل اور مسٹر فرانسیس کے ایسی منازعت ہولی کہ نوبت جنگ شروع ہولی آخر رجب تا اول شعبان کو حسب ضابطہ کسی باغ مین تنہا باہم تفنگچہ سے لڑائی کی مسٹر فرانسیس مجروح ہوا اسکے پہلوی راست پر گولی لگی لیکن بیچارہ بچا رہا کہ چند روز مین چاق و تندرست ہوگیا اسی عرصہ مین جنرل کوٹ جو ملازم بادشاہ اور بمنزلہ کلاورن کے کل فوج کا رئیس ہے لکہنو سے اور مسٹر دوکرنل ہردو ان سے آئے گورنر اور مسٹر فرانسیس کی باہم واسطہ صلح ہوکر دونون کو کونسل گہر لائے اور جنرل فوج انگلشیہ اور غلبہ نایک اور مفروری جنرل اور جنرل کا ڈر دکی قلعہ بسی کے گہیرنے کو کلکتہ پہونچی اور کلکتہ سے ایک پاکٹ بہی آیا خدا جانے کیا خبر لگی کہ گورنر اور کل انگلشیہ نہایت مشوش ہوے اور تحصیل زر اور آراستگی فوج مین ساعی ہوکر مندراج جانے کے مکلف ہوئے او بنگالیان مالدار سے کرور روپیہ کے قریب سودی قرض لیا بندہ بہی اون دنون وارد کلکتہ تہا اور گورنر سے ملاقی ہوا تہا اوسنے بندہ کی تسلی کرکے وعدہ حصول مدعا کیا تہا لیکن کل امور سے فرصت ملاقات متواتر کی نہ پہونچی جنرل کوٹ بنابر قلت زر اور فوج کے عذر کرتا تہا آخر سر انجام زر قرض سے ہوا اور جنرل کوٹ چار پلٹنون سے جو جمع ہوئین تہین آمادہ سفر مندراج ہوا تا بید انکہ چہ سات پلٹن قلعہ مندراج مین تہی جسوقت جنرل پہونچے تمام فوج مندراج اور پلٹن ہمراہی جنرل کے دش بارہ پلٹن ہو جاینگی اسقدر نایک کے مقابلہ کو کافی ہین کیونکہ اس جماعہ انگلشیہ کو اپنے حسن تدبیر اور شجاعت پر نہایت بہروسہ ہے ایسی شکست کہانے پر جنرل منرو کی ملامت کرتے ہین اور ہر کام مین اونکو مجہل کرتے ہین بہرصورت جنرل کوٹ چون کہ سالار کل فوج کشنر متعینہ ہند کا ہے اور امور حروب اوسکے ذمہ ہے اواسط ماہ رمضان ۱۱۹۴ھ ہجری کو بسواری جہاز روانہ مندراج ہوا اور بندہ گورنر کے عدم التفاتی سے مرشدآباد کو واپس ہوا اور یہ بہی اندیشہ ہوا کہ کلکتہ سے مرہٹہ کے مفسدہ پردازی مین اپنے عیال و اطفال کے جو مرشدآباد مین غریب الوطن ہوے ہین اوس شہر کا حاکم ایسا نہین کہ غمخواری عام خلایق اور حفظ ناموس رعایا اوس سے متصور ہوے ناظم اور نائب دونون اس صفت سے معرا ہین اور انگلشی خود چندان ادہر متلفت نہین ہفدہم شوال کو مرشدآباد آیا اور پانچوین ذیحجہ کو مرشدآباد پہونچا تہا کہ اخبار مختلف سنی گئی جو کہ تحقیق معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ جنرل منرو جب شکست کہا کر قلعہ مندراج آیا اور ہر ایک کا مطعون ہوا

اور فوج حیدر نایک کی نزدیک قلعہ کے جاگزین ہوئی اور خارج شہر کی آبادی اپنے قبضہ مین لائی صلاح دیکھی کہ کسی وقت بجز اس فوج متصلہ قلعہ پر جا گرے شاید کہ کچھہ بن آوے پس چند سردار کو مع پلٹن گرانڈیل کے اول روز باہر بھیجین چونکہ حیدر نایک اِس فرقہ کی جنگ سے آگاہ اور خود بھی جفاکش تھا ہر دم طیار و آمادہ رہا کرتا تھا اسکی فوج بھی طیار تھی جنگ ہونے لگی اور امداد شروع ہوئی وہ دونون پلٹن محصور ہو گیئن باہر نکلجانے کا راستہ نپایا اور پاس نیکنامی کا کرکے آخر آخرت کی راہ لی فوج حیدر نایک کے حصہ مین فتح آئی جنرل اسمیر و نے چند روز کے بعد تعین جنرل کوٹ سے مندراج پر سنا اور اپنی جان کو ڈرا کہ مبادا یہان پہونچکر کس طرح پیش آوے لہذا جو کچھہ فوج تہی جمع کرکے کچھہ حفظ خزانہ کو قلعہ مین چھوڑی اور باقی فوج ہمراہ لیکر مع توپ و نقارہ بعزم جنگ برآمد ہوا ادہر سے حیدر نایک کا لڑکا مع فوج شائستہ مقابلہ پر پہونچا جنگ عظیم ہوئی اور پہر بھی حسب تقدیر حیدر نایک کے فرزند نے فتح پائی اور انگلشی باقیماندہ داخل قلعہ ہوئے سنا گیا کہ حیدر نایک قلعہ کی لڑائی نامناسب جانتا تھا اور کہتا تھا کہ فوج کو تین۳ چار۴ گز زمین کیواسطے رائیگان و ضائع نکرنا چاہیئے اگر خدا نے ہمین فتح دی تو انگلشی کب تک رہینگی عجیب تر یہ ہے کہ لوگ کہتے ہین چونکہ قلعہ مندراج دریاے شور پر واقع ہے اوسمین آب شیرین مطلق نہین اور کنوئین ہرچند بہت ہین مگر تیس۳۰ ہزار آدمی کے قریب جو اوس قلعہ مین فوج و رعایا سے اوسکی مصارف کو تین۳ چار۴ مہینے سے زیادہ وفا نہین کرتا کیونکہ وہ قلعہ کچھہ چھوٹا تو ہی نہین بلکہ ایک شہر کا حصار ہے آب شیرین آبادی خارج شہر سے لیجاتی تھی ہرچند عالم فارغ البالی مین شاید بطور نہر کے بنا لیا ہو مگر آب مزاحمت دشمن سے نہین لیجا سکتی تھی خدا معلوم یہ تمام خلق کثیر کیونکر بسر کرتی ہو گی —

آنا جنرل کوٹ کا مندراج مین اور حیدر نایک سے لڑکر مغلوب ہونا اور مسٹر فرانسیس کا بنا بر عدم موافقت گورنر کی عین جنگ سے ولایت جانا

جیسا کہ پیشتر لکھا گیا ہے ابتداے ورود جنرل کلاورن اور کرنل منس اور مسٹر فرانسیس سے گورنر کی صحبت کسی سے موافق نہوئی ہمیشہ باہم منازعت رہی لیکن جب ما سے کسی نے طبیعت نکی اندازہین بعد خانہ جنگی کے جنرل کوٹ اور مسٹر ڈوکرنل کی سعی سے صورت صلح و آمیزش درمیان گورنر اور مسٹر فرانسیس کے ہو گئی تھی لیکن بعد روانگی جنرل جو مندراج کو ہوئی مسٹر فرانسیس جو کہ مدت سے خواہان چند امور تھا اور ایک بھی اوسمین سے منظور گورنر نہوا تھا پہر نئے سر سے منافقت ہوئی منجملہ انہی خواہش کے ایک نہ تھا کہ مسٹر برسٹو کو حکومت لکھنو کی بالذات دیجاوے اور اس بارہ مین حکم ولایت سے

اچھا تھا اور دیوانی ضلع کلکتہ کی رام چندر راے کو جو گنگا گوبند کے نام مقرر ہے اور نند کمار کے لڑکے کو دیوانی خالصہ
کی اور شاید اور بھی مدعا اسیطرح کے ہونگے گورنر جنرل نے ایک بھی منظور نکیا چونکہ پیشتر سے کدورت تھی
مانع جنگ مرہٹہ ہوا تھا ناگہان یہ فساد جنگ اور شکست یابی انگلشیہ نے ظہور پکڑا اور دو تین فوج تام اور
مع سرداران کے کام آئی اور روپیہ بھی اسقدر خرچ پڑا کہ خزانہ مین نشان زر نرہا اور قرض کی نوبت ہوئی
جو کہ بنگالیون سے لیا گیا اور ولایت سے ارادہ تسخیر دیگر اقالیم کی ممانعت تھی مسٹر فرانسیس نے اسطرحکی
تقصیرات ذمہ گورنر کے بہت سے ایک کتاب مین درج کیئے اور آخر ذیقعدہ ۱۱۹۴ ہجری کو روانہ لندن ہو
گورنر اگرچہ پیشتر سے اقتدار مین وحدانیت رکھتا تھا اور اب کہ سواے مسٹر ہویلر کے کوئی دوسرا شریک نرہا
صاحب اختیار کل کاروبار مین ہو گیا دیکھیئے انجام کار اونٹ کس کل بیٹھتا ہے بندہ مرشد آباد سے
چبیسوین ۲۶ ماہ ذیحجہ سنہ مذکور کو روانہ ہوکر راج محل کے متصل پہونچا اور وہان پر تقدیم رسم
عاشورہ کے لیئے مخصوص مقیم رہا نہم ۹ ماہ محرم ۱۱۹۵ ہجری کو کسی معتمد سے سنا گیا کہ پنجم ذیحجہ کو جنرل کوٹ مع فوج
ہمراہی اور مندراجی اور ساز و سامان کے قلعہ سے برآمد ہوکر نایک سے رزم آور ہوا اور جنرل منرو
کیطرح مخذول و مغلوب ہوکر قلعہ کو واپس گیا افواج حیدر نایک کے بڑے غلبہ سے حصار کے
باہر تمام صوبہ ارکاٹ پر قابض ہے آئندہ دیکھیئے تا دوست کرا خواہد و میلش بکہ باشد۔

کرنل پارس قلعہ دار کلکتہ کی روانگی مین دیر ہونا جانب مندراج کے اور مرہٹہ ہاے گک کا حال

انگلشی فوج کپتان پامر کی سرداری سے رانا ے گوہد کی اعانت کو گئی تھی چند روز وہان آسودہ ہوکر
اوسکے قلعہ مین براہ اطمینان دخیل ہوئی اور دیگر قلعجات کی فکر مین ہوئی اور رانا سے بھی ہر جگہہ کا حال
استفسار کرنا شروع کیا رانا نے جواب دیا کہ جملہ مقامات سے جاے امان میری قلعہ گوالیار ہے جو جاے
مشہورہ ہند مین سے ہے مدت تک سلاطین بابریہ قابض رہی اس سبب سے بادشاہی قلعہ کے نام سے
مشہور ہوا ہے چونکہ سلطنت ضعیف اور مرہٹہ قوی ہوے قلعہ دارون بادشاہی کی غفلت و بیخبری دیکھی
اور مرہٹہ کے لالچ مین آ ایسے کسیقدر روپیہ لیکر قلعہ مذکور حوالہ مرہٹہ کر دیا اوسیوقت سے مرہٹہ کے
تصرف مین ہے اور یہ معاملہ احمد شاہ پسر محمد شاہ بابری کے عہد مین ہوا چونکہ راجہ گوہد بنا بر قرب گوالیار
کی جو قلعہ گوہد سے تیرہ ۱۳ کوس ہے ہمیشہ وہان کا خواہان رہا اور اوسکے اطراف کے فراز و نشیب
سے بخوبی ماہر تھا شاید کہ اوس قلعہ مین ایک راہ مخفی پہاڑ کیطرف اور اوسطرف دیوار حصار کی

پشت تھی راجہ سلے یہ مدناج بھی سرداران انگلشی سے ظاہر سکئے اور نیز دستکارون کو حاضر کیا بعدہ جبکہ
سرداران انگلشی نے پردہ پردہ مین زینہ قابل حصار مذکور کے تیار کر لئے اور ایک روز کسی دوسری طرف کا
اشتہار دیکر مع لشکر نہضت کی جب پانچ کوس کے فاصلہ پر قلعہ گوالیار کے جا پہونچا لشکر کو وہین چھوڑا
اور اول شب جریدہ مع زینہ راہ لی اور آخر شب قریب پہونچکر زینہ لگا لگا کر قلعہ پر جا پہونچے محافظین قلعہ
مین آتشبازی کرنا شروع کیا جسوقت کہ ہزار دو ہزار آدمی اس قوم کا داخل قلعہ ہوگیا دس ہزار غفلت پیشہ
کیا کر سکتے ہین قلعہ دار نے بخوف بازپرس آقا کے جان نثاری کی اور ایک روایت یہ بھی سنی گئی ہے
کہ منجملہ چار رسان قلعہ کے ایک شخص نے انکی اعانت کی کہ بہرحال قلعہ مذکور قبضہ انگلشی مین آیا بندہ کلکتہ
مین تھا کہ خبر پہونچی اور توپ مبارکبادی کی شلک ہوئی سنا گیا کہ مہاجی سیندہیہ جو کہ عمدہ سپہ سالاران دکھن
مین صاحب اختیار صوبہ مالوہ اور اوجین او گوالیار کا تھا اسی برسات مین بعد جانے جنرل گاڈرڈ کے
بندر سورت کو صوبہ مذکور مین آیا اور برسات بسر کی اور بعد برسات آجتک اطلاع نہین کہ سردار مذکور
جنرل گاڈرڈ کے مقابلہ کو جو قلعہ لسبی کا محاصرہ کیے ہوئے تھا گیا یا تدارک گوالیار یا قرب وجوار مرشدآباد
کالپی کوڑہ اٹاوہ کی مرکوز خاطر رکھی اور ادہر فوج انگلشی بھی جو کہ متعین گوہد ہے اور کرنل کملک کے ہمراہ جو کہ
براہ کوہستان عازم مالوہ اور اوجین کا اسی برسات مین ہوا تھا مستعد ستیز و آویزش ہے بعد ازین واضح ہوا کہ بنابر
کثرت خرچ جو لازمہ فوج کشی ہے اور نیز صدمہ قحط وغلا سے جو کہ مرہٹہ کا یہ دستور ہے کہ مقابلہ سے زیادہ مانع پہونچنے رسد وغیرہ مالگذاری
کی فوج مخالف مین ہوتی ہین اور نیز مشاہدہ بذاتفاق راہ ہائے گوہد کہ قصبہ ہے اوسکی اعانت سے مایوس ہوکر قلعہ گوہد اور گوالیار
اوسکے قبضہ مین چھوڑ تجویز کی مرہٹہ سے صلح کرین مہاجی سیندہیہ بھی راضی ہوا سردار فوج انگلشی حملہ کانپور اور کوڑہ ہوکر سرحد
اکبرآباد پر چھاونی قبول کی اور واسطے طی ہونے معاہدہ کے ہنوز منتظر ہین دیکھیے کیا ہوتا ہے لیکن سیندہیہ رانائے گوہد سے
بدین وجہ کہ اوسنے انگلشی سے قلعہ گوالیار مسخر کرا دیا ناراض ہوا چاہا کہ اوسکے قلعجات پر متصرف ہوکر اوسکے ملک کی تسخیر کا
عازم ہو لاجرم یہ بات دلمین گرہ ہوگئی کہ اسکے انہدام بنائے دولت مین ساعی ہو کہ آجتک اوسکے ملک کی تک و تاز اور تسخیر قلاع مین
مصروف ہے اور اس داستان کے لکھنے کے وقت رانائے گوہد کے ہاتھہ مین بجز قلعہ گوہد اور گوالیار کے کچھہ نہین رہا اور
فوج مرہٹہ محاصرہ کیے ہوئے جان سے تنگ کر رہی ہے آخر بعد سخت لڑائیون کے واقعہ ۱۱۹۸
ہجری کو رانائے گوہد نے عاجز ہوکر سیندہیہ سے رجوع کیا اور قلعہ رانا اور کل ملک سیندہیہ
کے تصرف مین آیا اور سیندہیہ نے چار مہینے قبل اس معاملہ کے قلعہ گوالیار بھی فتح کیا راجہ چیت سنگہ
بھی جو گورنر سے دغابازی کرکے مغلوب ہوا تھا مہاجی سیندہیہ کے زیر حمایت ہے اور اوسکی توقع
بسر کرتا ہے دیکھیے انجام کیا ہوا احوال جنرل گاڈرڈ بہادر کا غیر معلوم اور جو اخبار مختلف سنی گئی اوسکا

لکھنا نامناسب ہے اگر زندگی ذوفاکی بشرط تحقیق خبر درج صحیفہ ہوگی لیکن بروقت جانے جنرل گورٹ
کی گورنر سے ایسا عہد ہوا تھا کہ دوسری فوج سکین کٹک اور جگرناتھ اور کنجام اور سیکاکول کے
اطراف سے کرنل پارس کی سرداری مین جو کہ عمدہ سردار کلکتہ ہے جنرل مذکور کی اعانت کو خشکی ہوکر
جاوی کی کیونکہ مرہٹہ منظر عہود سابق وحال کے سب اپنے خیرخواہ ہین کوئی مزاحم ہمارے عہود کا نہو کا جب
برسات گذری اور افواج انگلشی ہرطرف سے طلب کرلی اونکی روانہ کرنے کا ارادہ مصمم کیا کسی
اصحاب انگلشی نے بموجب حکم گورنر جنرل کے تین ۳ لاکھ نقد اور چند تحفجات مانند زیور مرصع اور ملبوس
فاخرہ کے لیکر بہراہی وکیل جمناجی کے جو کہ رگہو بہوسلہ کا نبیرہ اور سالار لشکر کٹک مین وارد تھا
حسب الحکم گورنر شقہ عہد ہمراہ لیا اور جمناجی کے استمزاج دریافت کرنیکو پیشتر چلا اوسنے بصد خوبی تحف
لیا اور سوال کے جواب مین گویا ہوا کہ اس فرقہ کا قول وقرار بسبب اوس شکوک کے جو کہ حکام بنگالہ
اور اولاد شجاع الدولہ کے کیا ہے نہایت اشتہار سے لائق اعتبار نرہا اور قطع نظر اس سے ہم سرداران
عمدہ دکھن کے مانع مرضی ہین خصوص صلح وجنگ مین اونہین کی رائے پر ہمارا مدار ہے اور ہمکو تمہاری
فوج کی رہگذر ذاتی مین اختیار نہین بلکہ بموجب اونکے حکم کے ہم سد راہ بلکہ مستعد جنگ وجدال ہین
سنا گیا کہ گورنر جنرل اس خبر سے ماہر ہوکر پیغام دہ ہوا کہ آپ لوگ سابق سے ہمسے عہد صلح رکھتے ہین
اب رفاقت کیون نہین اختیار کرتے اور تین لاکھ روپیہ مدد خرچ ماہواری سوائے چوتھ کے جو سابق
تھی مقرر ہے لیجیے اور رفیق فوج ہوکر عازم دلہن ہوجیے جمناجی اور اوسکے باپ نے قبول کرکے کہا کیا مضایقہ
بشرطیکہ بقایائے زر چوتھ جو قریب سات لاکھ کے ہوگا ادا کرو گورنر نے اس استدعا سے اور نیز آئندہ
ذی اتفاقی کی علامت سے یہ امر نامنظور کیا اور کرنیل پیارس کا جانا اس وجہ سے ملتوی رہا افواج
انگلشی بموجب سابق کے قلمرو صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد کے رنگون اور راستہ مین موجود ہین اور افواج
جمناجی اپنے حدود پرگنات مین طرفین وقت کے منتظر ہین اسکے بعد واضح ہوا کہ مرہٹہ ناگپور نے بعد
وصول زر چوتھ تمام وکمال مع دیگر تحایف کے بسبب عداوت سابقہ سرداران برامہہ پونا کی جمناجی
اوٹھہ کر باپ کے پاس چلا گیا اور کرنل نبارس مع فوج شائستہ گنجام اور سیکاکول ہوتے مندراج کو
چلا اور قلعہ مذکور مین پہونچکر باتفاق جنرل کوٹ کے مکرر لڑائیان ناپک سے کین مگر پیش بر کچھہ نہوئی
اوسی قلعہ مین بیٹھے رہے حیدر نایک ہنوز اوسی طور پر مسلط ہے ایکبار کرنل پیارس نے جہاز کی
سواری مین کلکتہ آکر بہت سا روپیہ بطور مصادرہ گورنر وغیرہ سے لیکر مندراج واپس گیا اور پھر
جنرل کوٹ بیمار ہوکر کلکتہ آیا اور کرنل پیارس وغیرہ قلعہ مندراج مین ہین اور مشہور ہے کہ گرانی غلہ

مایحتاج کی اوس قلعہ مین بدرجہ اشد ہے اصحاب انگلشی کے استقلال کو دیکھیے کہ تین ۳ برس گذر چکے اور ہنوز مستقل ہین قلعہ نہین چہوڑا

بعض احوال اور خصلت مبارک الدولہ اور مظفر جنگ اور منی بیگم اور ببو بیگم کا بیان ✽

مبارک الدولہ جو تہا لڑکا میر جعفر خان کا اسوقت مین بائیس ۲۲ برس کی عمر ہے صاحب خلق لوگون سے بارادہ مختلط خانہ بزرگان کے عورات کی عزت و حرمت بہت کرتا ہے اور حد سے زیادہ غربا پر رحیم ہے لیکن تقسیم اوقات نہین لہو و لعب مین مصروف دین و دنیا سے غفلت ہے نہ کوئی اوسکی دوستی سے شاد نہ دشمنی سے سرگرم فریاد اوسنے اونے غلام اور ملازم اوسکے باپ کے روبرو جو چاہتے ہین لیکن خلاف موقع ہزارون کا انعام ہے ایام بارش مین عوام ہند کا یہ تماشا ہے کہ کاغذ کی کشتیان جنکی تہیچ درختان امرود آویزان اور اوسپر چراغ روشن دریامین چہوڑتے ہین اور بلندہ بناکر سقہ کو دیتے ہین تاکہ حضرت خضر کی نیاز کرے سراج الدولہ احمق بہی اس ملت کا بانی ہوا اسقدر بڑی کشتی جسپر صدہا سوار اور بعملہ روشنی اوسپر بار تہے ہزارون کشتیان روشن اور چہپاے روشنی دریا مین چہوڑین تمام رات یہی تماشا رہا تا انکہ اوسکے سطیع لوگون نے یہ سبب سمجہا مبارک الدولہ بہی باوجودیکہ اوسکی شوکت مین چہارم حصہ بہی نہین ہر سال دس پندرہ ۱۵ ہزار روپیہ اس کام مین خرچ کرتا ہے اس جہت سے یارون کے پیٹ بہرتے ہین باوجود دعوی اسلام کے باوجود عدم وصول مشاہرہ کے پانچ چہہ ۶ ہزار روپیہ ہر سال تہوار دیوالی مین صرف ہوتا ہے اور تہوار ہولی تو خود جملہ امراے ملاہی پسند کو مرغوب ہے اس تہوار مین حسب مقدرت خرچ کرتے ہین اور مردم ہزل و ظرافت بڑے بڑے آدمیون کو نام لیکر گالیان سناتے ہین اندنون مین بندہ مرشد آباد گیا تہا اور مبارک الدولہ کی اولاد کا ختنہ ہوا اس تقریب کے خلعت وغیرہ مین پینتیس ۳۵ ہزار روپیہ خرچ ہوا اور پہر بہی گرسنہ لوگون کی فریاد الامان آسمانتک پہونچتی تہی منجملہ اسکے فیل و خلعت و پالکی اور جیغہ اور سرپیچ مرصع مع پر کلگی اور مالا مروارید کے بسعادت مند خان ناظر محل ببو بیگم والدہ حضرت کو عنایت ہوا اور کوئی نسمجہا کہ ناظر مذکور کو اس تخصیص مین کیا دخل تہا اسیطرح بہت مصارف ہین چند گانیوالیان بیش قرار رہا ہے کی بڑی عزت و احترام سے ملازم ہین جسطرح کہ ایام گذشتہ کے سلاطین مولوی اور فضلا کو رکہتے تہے اندنون مین روشن خان ولد شریف خان قوال جو عالیجاہ کے عہد مین داروغہ ارباب نشاط تہا تہے شہر سے مرشد آباد مین آکر اوسی عہدہ پر بحال ہوا اوسکو شمشیر بیش قیمت اور دوشالے ملبوس امراسے مخلع ہوکر اقرباے معظم کے ہمسر ہی ببو بیگم اگرچہ

کانیوالیون کے سررشتہ مین تھی لیکن باوجود دولت کے زنان نجیبہ سے باتواضع پیش آتی تھی اور قبیلہ پروری رکھتی تھی اقربا بلکہ روشناسون کے ساتھہ سلوک نمایان کرتی تھی اور منی بیگم اگرچہ ببو بیگم کی اتباع اور اوسکے والدین کی پروردہ تھی اور ببو بیگم کے باپ نے منی بیگم کو میر محمد جعفر خان کا حضور میں کھلایا تھا لیکن ببو بیگم کو میر جعفر خان کی ہمخوابگی پر تقدم ہے یہ عورت نہایت باشعور لیکن مغرور اور طرفدار بھی جسکو نوکر رکھا اوسکے برطرفی کی روادار نہوتی ہان کوئی ایسا جرم عظیم سرزد ہو جیسا کہ اندنون مین جب بندہ وارد مرشدآباد تھا سنا کہ کوئی عورت اوسکی لڑکیون کی تعلیم پر مقرر ہوئی تھی اوسکی لڑکی کی شادی شروع ہوئی ہر قسم کے اسباب وغیرہ کی امانت کی اسیطرح اعتبار علیخان خواجہ سرا کو اور حکیم عسکری کو بھی ایسا کچھہ سرفراز کیا کہ دوسری ورواری سے بے نیاز کر دیا اسیطرح اوطلازمون کے حق مین بھی نسخہ کیمیا تھی مظفر جنگ اگرچہ کہن سال تھا لیکن مرد بے باک اور لا ابالی تقریر چند سال اس سے پیشتر جب کہ نظامت بنگالہ اور نیابت خالصہ پر مقرر تھا کہتے ہین کہ ارباب علم وفضل کا ناقدرشناس تھا اکثر وقت گنجیفہ چوسر مین ہنسا رہتا تھا اور مجلس مین زیادہ تر فضول گوئی اور قصہ خوانی سلاطین ماضیہ مین مصروف رہتا اسکی اولاد اور پسر باوجود حاصلات جاگیر وغیرہ کے ہمیشہ مقروض اور مصروف تعمیر ہر چند بہت سی عمارت موجود اور نیز مقروض لیکن فضولی نہین چہوٹی قرض ووام جسطرح مل سکے لینا ضرور ہے اور اسی سبب سے بدنام ہے اسکی اولاد بموجب حکم پدر اپنے تئین افضل الناس جانتے اور بزرگان زمانہ کے روبرو سرفرو ہونا معیوب سمجھتے ہین دونون لڑکے حضرت کے باوجودیکہ اکثر خدمتگار وغیرہ حملہ تحمل سے زیادہ نہین رکھتے اور بروقت سواری تیس چالیس لوگون سے زیادہ ہمراہ نہین رہتے پہر بھی حسب اقتضاے غرور اور خودبینی کے آپ کو آصفجاہ کا ہمسر جانتے ہین مقدور قوی نہین کہ مصاحب نوکر رکھین پس جو کوئی گیا اوسکو گفتگوے لاطائل سے پریشان کرتے اور اوٹھنے نہین دیتے ہین اور باوجود اسر اختلاط کے اوسکے حقہ پیتے یا زانو تہ کرکے بیٹھنے کے روادار نہین اس سبب سے لوگون نے اوسکے پاس جانا بند کر دیا ہے اسکا بھائی محمد حسین خان نیک اور فاضل اور طبیب ماہر کامل ہے اور اسکا لڑکا محمد زکی خان داماد مظفر جنگ جوان مہذب نیکو خلق قابل ملاقات ہے بندہ علیخان ولد حکیم الملک علی نقی خان جو نیز عم مظفر جنگ اور الحال داماد ہے خالی کیفیت سے نہین اوسکے بہتیون کی طرح مغرور نہین

بعض عادات ورسوم انگلشی کا بیان جو کہ معاملات مالی مین مروج ہین اور اسی وجہ سے اس دیار مین فلاکت کا آنا

کمپنی چند آدمیون کی جماعت کو کہتے ہین لہذا فرقہ سپاہ مین بھی چند لوگون کو کمپنی کہتے ہین اول سو نفر

برقنداز کو کمپنی اور اونکے سردار کو صوبہ دار کہتے ہین اب کل پچپن نفر کی کمپنی ہوتی ہے اور اوسکے سردار کو صوبہ دار اور ایک ثلث کے سردار کو جماعہ دار اور بارہ نفر کے سردار کو نایک اور چھ نفر کے افسر کو حوالدار کہتے ہین اور دس صوبہ دار مع اپنے جماعات کے ایک پلٹن مین ہوتے ہین اور انکے افسر کو کمیدان کہتے ہین ان پر کپتان ہوتا ہے جسکے اختیارات مین نجیب و نقیب تبادلہ تقسیم تنخواہ بکرتی و دستار کمربند ہتھیار اور معاینہ صفائی وغیرہ ہے کپتان کو اس ایک پلٹن مین بڑا فائدہ ہوتا ہے گویا کہ ایک جاگیر ہے جو کپتان عمر کو زخاطر سردار ہوا وہ پلٹن اوسکی نام ہو جاتی ہے یا کہ اپنی تنخواہ پاتا ہے سپاہیان ولایت جو ذیل ہین اول سولدو بعدہ سارجن اور شریف ہین اول انسن بعدہ لفٹننٹ بعدہ کپتان بعدہ میجر بعد ازان کرنل بعد ازان جنرل ہوتے ہین اس سے بڑھکر کوئی عہدہ نوکری سپاہیان کی نہین ہے اور اس فرقہ علیحدہ نجبا لوگ جو صاحب اختیار معاملات اور رئیس ہوتے ہین اونکے مراتب کا نام بندہ کو معلوم نہین عموماً ہر ایک کو کرانی کہتے ہین اور نوکرون کی رتبہ کی تقدم و تاخر لگی ہے جو اول نوکر ہوا اوسکی ترقی بھی اول ہونی ضرور ہے اور انگریزی ہر ایک کے مرتبہ سے انگریزی ہی چہ کل اسیطرح سے منسوب ہین مقدم موخر نہین ہو سکتا مگر کسی غفلت اور تقصیر سے اور بمجرد اوسکی برطرف ہونے کے امیر کو تقدم ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی لفٹنٹ بلا ہونے کپتان اور میجر کے ایکبارگی بسبب فوت ہو جانے یا مستعفی ہونے چند لوگون کے مرتبہ کرنیلی حاصل کرے اسیطرح کرانیون کے فرقہ مین بھی ہے کمپنی جو کہ اسوقت مین بنام دیوان خالصہ ہر صوبہ اوڑیسہ بنگالہ و عظیم آباد مین ہے چند اصحاب انگلستی سے غرض ہے جو لندن کے مقتدر مالدار لوگ ہون لندن بادشاہ انگلستی کا دار الملک ہے اول ان لوگون نے حسب الحکم کمپنی ولایت کے بادشاہ سے ملکر بنای تجارت ہندوستان مین ڈالی ہرسون سے یہ تجارت جاری تھی جو جاتا کرنل کمپنی ہوتا تا کہ اسوقت تک رہے اور اب سراج الدولہ کے عہد سے اوسکی حسن کارگذاری اور میر محمد جعفر خان اور دو و لیبراہم کی مالک ملک ہوے اور دیگر مقامات سے حاصل کرکے کل ہند کی سروری حاصل کی انکے بادشاہ کو انکے اصطلاح مین کنگ کہتے ہین بادشاہ انکا اگرچہ نافذ الامر ہے مگر بدون شورہ ارباب کونسل کے کوئی حکم نہین کرتا اور اگر کرے ہرگز جاری نہو اور ارباب کونسل اوسی ملک کی امرا ہین اور اصحاب کونسل چند لوگون سے مراد ہے جو کہ اوس ولایت کے شہرون سے چند منتخب لوگ جمع ہون اور عنان اختیار معاملہ اونکے قبضہ مین دیدیجای اور وہ گویا وکالت کرتے ہین تا کہ جو امر بادشاہ اور اوسکے امرا تجویز کرین اوسکو رعایا کی بہبودی مین خوب جانچ کر قبول کرین جو وہ لوگ پسند کرین وہ سب کو

کرنا پڑے اور جس امر کو منظور کرے وکیل لوگ اونکو اطلاع دین اوسکی بجا آوری مین اونہین سعد رتیع عجب قواعد منتظم اچھے ہین مگر ولایت مین یہان بہی ہین مگر اتبک یہان کے لوگون کیواسطے اور یہان کی ملکداری کو ضوابط اور قواعد شنیدہ کا اختراع کرکے جو کچھہ متصدیان دست نشان سے سنا ہے اور کتاب مین درج کرلیا ہے اور اسقدر حق اور صواب جانتے ہین اور اوسکی بنا نہین دریافت کرتے یا لہ عمداً تجاہل کرتے ہین خلاصہ یہ ہے چونکہ یہانکے لوگون سے راہ اختلاط نہین ہے ہمدیگر کے حال سے اگاہ نہین چند اشخاص ہر شش ضلع کے کمیٹ اور کونسل کے ملازم ہین مگر وہ لوگ بے غرض نہین اور عموم خلق کی گفتگو اور مصاحبت صاحبان انگلشی کو ناگوار بندہ متاخرین کے ضوابط و قواعد جو اپنی غرض کو چھپا کر اختراع کئے ہین درج کتاب کرتا ہے تاکہ دیکھنے والون کو امر حق و باطل پر اطلاع ہوجاوے شاید کہ اللہ تعالے اونکو توفیق رفیق دے کہ بروقت حکومت خلق خدا کو ایذا نہوے اور حق و باطل کو سمجھین کہ خلق خدا کو اطمینان حاصل ہو اور اسکے حق مین دعاے خیر کرین اور بندہ بموجب حدیث شریف اَلدَّالُّ عَلَی الخَیرِ کَفَاعِلِہٖ شاید کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے بندہ کی بخشش فرمائے واللہ ولی التوفیق ــــ

ذکر وجوہات احوال کہ پیشتر کے برخلاف جاری ہین اور کسقدر رجہ کو پہونچین

یہ ظاہر ہے کہ حسب تقسیم ملک ہر قطعہ زمین کا اثر اوسکے ساتھہ مخصوص ہے بلکہ اوس ایک سرزمین مین بہی بوجہ عرض و طول اطراف کے اختلاف ظاہر عقلمند کو اس ثبوت کیواسطے کچھہ دلیل و برہان کی حاجت نہین اگر جملہ ملک و زمین ایک حال پر ہوتا رنگ انسان اور پہل اور درخت اور معادن اور نباتات اور حیوانات وغیرہ ایک کا ہوتا جملہ بلاد سے ہندوستان ہے نہایت وسیع ہے یہان کے لوگون کی اوضاع اور رسومات ابتدا سے دوسرے ولایت سے برخلاف رہی اور جبتک حکام وقت یہانکے مناسب طور پر سلوک نہون ہرگز انتظام رفاہ اور اسایش خلق ممکن نہین چونکہ یہ ملک زحل سے متعلق ہے اگر یہان کے لوگ بسبب فطرت ضعیف العقل و کم طاقت اور ہمیشہ غیرت کشون کے مغلوب رہے ہین لیکن جب کسی بادشاہ نے یہان فتح پائی بعد زجر و توبیخ لازمہ کے ہر ایک کی دلجوئی اور حفظ ناموس اور اپنے دربار مین بار دیتے تھے وزیر امیر اعلیٰ سے ادنے تک اوسکے حضور مین اپنی لیاقت ظاہر کرتے اور بہرہ مند ہوتے ہر ایک کی پرورش حسب لیاقت ترقی مرتبہ پر ہوتی تھی عام رعایا سے شفقت پدری فرماتے غبار ملال کسی کے دل مین نہ آنے دیتے تھے اور ہر ایک کو نظر

واجد سے دیکھتے تھے شاہجہان بادشاہ کے عہد تک یہ سلسلہ امن و امان کا جاری رہا عالمگیر اورنگ زیب
کے عہد سے بسبب اوسکی کثرت حرص و طمع کے فساد ظاہر ہوے لیکن اوسکی شجاعت اور ہوشیاری سے
کوئی خلل ضوابط منتظمہ مین ہونے پایا بعد ازان رفع بدنامی کے لیے جو باپ کی قید اور بھائیون
کی قتل سے عاید ہوئی تھے ارباب عمایم کو جمع کیا تاکہ لوگ اوسکو اسلام پرور سمجھین اور اس سبب سے
اون لوگون کے وہ جور و ستم ہوے جنکا ذکر دفتر اول کے اخیر مین درج ہے اور ابتک لوگون کی
زبان پر جاری ہے فرخ سیر کے زمانے مین جو بالکل ہیچ و پوچ تھا رتن چند دیوان قطب الملک
نے اقتدار پایا امور سلطنت مین مختار ہوا عملۂ قدیم عالمگیری برطرف ہوا سرکارات اور پرگنات اور چکلۂ
خالصہ کے اجارے رشوت لیکر شروع ہوئی روز بروز ویرانی ملک اور بے آرامی خلق خدا اور
نفور ہونا رعایا کا حکام وقت سے شروع ہوا تا آنکہ عدالت بہا کا فور ہوئی شرع شریف سے خصت
ملی روپیہ کی فکر ہوئی جسطرح سے ہاتھ لگے اکثر گروہ اہم ارباب عمایم ہوے ایسی تدبیر کوئی فرقہ جہانگیر
نہین پا سکتی کیونکہ فریب کی گدڑی دکھلا کر لوگون کو پھانستے ہین جب بتقاضاے ملکی دمر نادان کا ظہور
ہوا سلاطین بے خبر کے عہد آئی بے مغز کارندے برسر کار ہوے رفتہ رفتہ جہالت کی تاریکی ایسی
چھا گئی کہ اب اوسکی اصلاح ناممکن ہے اور اب ملک ویران اور خلق کی جان اونھون پر اکثرون کو
زیست ناگوار ہے اندنون مین دانایان فرنگ کو عزم تسخیر ہند مصمم ہے اور نیز اکثر بلاد پر مسلط ہین بسبب
اجنبیت ملکی اور بعدم آگاہی رسوم عادات ہند کی صنعت انتظام نہین ہوتے اور بسبب تقرب صاحبان
انگلشی کے مردم ہند سے آمیزش نہین ہوتی بلکہ اوسکے برعکس ہوتا ہے روز بروز احوال ہندیان پریشان
و ویران ہوتا جاتا ہے عنقریب انکے وجوہات بیان کرتا ہون اول یہ ہے کہ اس فرقہ انگلشی کو نہایت
بیگانگیت اس ملک کے راہ و رسم سے ہے اور نیز ضوابط تحصیل خراج اور قواعد بند و بست ملکداری
سے ہے کیونکہ انکے ولایت مین زمیندار با گذار کہ خراج شاہی سال بسال عاید سرکار بادشاہی
کرے مطلقاً نہین اس فرقہ کی عقلا سے بندہ نے بخوبی سنا کہ ظرف اور دریچہ اور مکانات اور ظروف وغیرہ
سے کسیقدر بطور محصول کے لیتے ہین اسیطرح یہان کے جزا و سزا اور روپیہ وغیرہ مین جب ایسے
جرم ہین کہ یہان کے دانست مین عظیم اور اونکے نزدیک خفیف ہین اور بعض بالعکس اور بعض رسوم
انگلشی ایسی ہین جو یہان کبھی نہوئین مثلاً مردم شماری اور لوگون کا جمع خرچ کہ کتنے پیدا ہوے
کتنے مرے کتنے باقی رہے اسیطرح بہت سی باتین انکی ہین چونکہ ایسے امور کی عادت ہین
پس چاہتے ہین کہ یہان سے خراج لین دوم یہ کہ اکثر ضوابط کو اختیار کرکے اپنے دفترون مین ترقیم

کرلیے ہے اور ہر ضابطہ مین کسیقدر وصول روپیہ کے تعہد کیے ہین اور یہ سارا فساد مردم بے ایمان کی بدولت ہوا جو اونہون نے اپنی شوم طبعی سے کیا اور اونہون نے فرض کرلیا فرخ سیر کے دسمی ایسی ہی شوم طبعی رکہتی تہی بس اس جماعہ نے کہ تازہ وارد اور ہر طرف سے بیخبر تہے اظہار مرام خودغرض کو تسلیم کیا بلکہ بعض ضوابط مکررہ کو ترک کردیا چنانچہ حکام اسلام کے ایام مین وہ لوگ رواج فواحش ناپسند کرتے تہے خصوص شب جمعہ کو روا دار تہے کہ کوئی مرتکب مباشرت یا کہ فواحش کا ہو اور دربارہ عجایز کی جو بلا نکاح ہون جایز نہین رکہتے تہے لہذا اسکی سزا جرمانہ مقرر کیا اور حکم تہا کہ اگر اسیا نا گونی ایسی عورت ظاہر ہو اوس سے جرمانہ لیا جاوے خصوص جمعہ کی شب کو زیادہ تر سخت جرمانہ ہو اور اس امر پر داروغہ مقرر تہا اوسکو اس جملہ کا اختیار دیا گیا تہا اور نیز نقارہ نواز اوسیکی زیر اختیار تہے بدون اوسکی اجازت کے کہین نبجاوین اور جزا و سزا فرقہ مذکور کی اوسیکی سپرد تہی اس مین یہ مصلحت تہی کہ ہر ایک مجالس شادی مین حسب اقتدار کے نقارخانہ وغیرہ طلب کرے نہ کہ بوالہوسی کرکے فضول خرچی پر کمر باندہی مدت سے شوم طبع نے جاودکرکے اصلی غرض تحصیل زر سے کرلی ہے اصحاب انگلشی نے اسے موقوف کردیا اسطرح کیا عجب کہ اکثر قواعد منضبطہ کی قبایح سے مطلع ہون اور رفع کدورت کرین بندہ بالفعال چند امور ذکر کرتا ہے قاضی واسطے اجراے حکام شرع کے مقرر تہا کہ بلا حیف و میل ہر ایک کے معاملے فیصل کرے اور سرکار بادشاہی سے مشاہرہ اور جاگیر بقدر خواہش کے پاوے مجال نہ تہی کہ ایکدرم بہی بطور رشوت کسی سے لیوے اگر اسیا نا کسی نے ایسی حرکت کی مورد عتاب سلطانی اور ننگ مسلمانی ہوکر تمام زمانے مین مطعون ہوتا اور ہمیشہ کو اس کام سے محروم ہو جاتا بادشاہ بہی غصہ و غضب کرتا اور دنیا عقبی مین لعنت و ملامت کیا جاتا اب مدت سے میران کی اصطلاح قضایا مین مقرر ہوئے اجارہ اوسکا ہوتا ہے جو رسوم کہ کسی مذہب مین کسی نے نہین سنے ظاہر ہوے ہین مفصل مین عوام مسلمانون کو قضات بے ایمان ظلم و جور سے ڈراتے اور کسیقدر لیتے دیتے ہین گویا انہین بدبختون کی شان مین یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی ہے رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ ورہ مخترعات اسقدر منضبط ہوگئین کہ اسکا اعراف کرنا مشکل جملہ مخترعات سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی غریب مسلمان مرے جب تک نایب قاضی نہ آوے اور قاضی کا مقررہ اوسکو نہ پہونچے اعتقاد کرتے ہین کہ اوس میت کی روح اوسکی گہر سے باہر نہین جاتی اور اگر اوس شخص کے ورثا سے وجہ معین باعث کم مقدوری کے ادا نہو سکے تو مع عیال و اطفال اسقدر نجس و ناپاک سے ہے کہ اوسکے ہمقوم اوسکا خورد و نوش

ناگوار کرتے ہین اور اگر میان نمک نہین دیتے تب وہ لاچار ہوکر چوری ڈکیتی یا عرض وہ امر سی قاضی کی خدمت کرتا ہے اور بلاے بے ایمانی سے رہائی پاتا ہے یہی رنگ ختنہ پسر اور نکاح دختر مین ہے کہ بعد بلوغ پہونچکر برسون نکاح اور ختنہ سے محروم رہتے ہین جب تک نذرانہ قاضی کی فکر نکریوین کار مذکور کی تعمیل متعذر ہے اور جبکہ جس معاملہ چاہتا ہے قاضی کو رشوت دیتا ہے کہ یہ کار میرا اسطور پر کرو وہ قاضی مفت خور حق کا باطل اور باطل کا حق کر دیتا ہے اور اسی قبیل سے بہت باتین ہین کہ ذکر اسکا طول لاطایل ہے

صدر الصدور وغیرہ صدر ہای ہر صوبہ اور سرکارات کا بیان

اسوقت مین واسطے امتحان قضات اور تحقیقات احوالات کے ارباب استحقاق مقرر ہوتے تھے تا کہ کوئی جاہل قاضی نہو اور دین و ایمان سے بے خبر نہو اور کسی عاجز غریب کی املاک یعنی کو غیر مستحق کو مستحق بنا وے اور چنین جاگیر ملتی ہے اونسے متغلب نہو سکے الحال کام صدارت کا کیا پوچھنا ہے ظہور اسکا ایک ملحد ذی عجب نے سمجھا یا ہزارون مسکین بیجرم کا خون اپنے ذمہ لیا الحمد للہ کہ یہ امر اظہر من الشمس ہے گورنر بہادر نے بعد شکایت اور ان کے مظالم کی اطلاع کے جو کچھ قلیل وجہ سلاطین اور ناظمان عدالت نے جاری کئے تھے بحال رکھے اور جو کچھ ان بدبختون نے بڑہائی تھی یعنی وجہ مرسومات صدارت کے جو ایکہزار آٹھ سو لاکھ روپیہ تھے چھتیس ہزار گئی تھے وہ معاف کر دئے خداوند تعالی اپنا فضل کرے کہ گورنر بہادر وغیرہ سردار ہفتہ مین دو بار یا ایک بار واسطے پرورش احوال مظلومان بیکس کے مقرر کرین تا کہ خلق خدا ایسی بلاہای عظیمہ سے رہا ہو دارو غہ عدالت اور عملہ اسواسطے مقرر ہوئی تھی کہ ہر ایک غریب و غربا کی رسائی حضور امرا و سلاطین مین مشکل سے ہوتی ہے پس وہ لوگ جای تعین پر اول روز سے ایک ثلث روز تک بیٹھکر گوش برآواز غربا رہین جو کہ حاضر ہوکر کسیکی شکایت کرے اگر مدعا علیہ مرد متشخص اور اوسکا طلب کرنا اوسکی قدر کی لائق نہو اوسکی وکیل ورنہ اوسکو طلب کرکر طرفین کا اظہار لیتے تھے اگر کوئی خفیف بات ہوئی باہم صلح و آشتی کرا دی وصورت امر عظیم کے گواہ اور شہادت اور قسم وغیرہ وجوہات مقدمہ سے خوب دریافت کیا اور بیہراون مدعی اور مدعا علیہ کو مع کاغذ تحقیقات حضور شاہی مین جو کہ ہفتہ مین دو بار اسواسطے ہوتا تھا لیجاتی اور احوال عرض کرتے تھے بادشاہ اور ناظم جو وہانکا حاکم ہوتا فیصلہ کرتا تھا اگر اوس مابین مین فیصلہ نہوا اجلاس دیگر مین عدالت ہوجاتی تھی الحال وہ عدالت منافع کی ہوگی لوگ اوسکی نوکری کو پیشکش اور نذرانہ دیتے ہین کہ عہدہ ملے اور حاکم جسکو چاہتا ہے یہ کام اوسکو حوالہ کر دیتا ہے چند روز قبل ازین دارو غہ وغیرہ عملہ اس عدالت کی

جائداد تحصیل سے دریا بہ دار تھے اوسیکے صاحب خدمت اور عملہ مفلوک چندروز مین زرخطیر
جمع کر لیتے تھے اور کوئی نہین پوچھتا تھا عدالت مین تحصیل زر کی کیا وجہ ہے پیشتر کے لوگ خدا کے ڈرسے
حق تلفی نہین کرتے تھے اور امراے سلاطین بھی تجسس سے بیدین لوگون کو برسرکار نکرتے تھے جس کسیکو
خداترس صالح پاتے اوسیکی سماجت کر کے اس کام پر مقرر کرتے اس نیت کے فیض سے رشوت لینا
محض کفر سمجھتے تھے الحال جملہ صفات حمیدہ سے درگذر کر بعض حکام اس قسم کے لوگون کے جو یا ہین
اور انہین کا نام کارگذار اور انہین کو مرد ہوشیار جانتے ہین (فاعتبروا یا اولی الابصار) پیشتر
(مقام عبرت ہی اے صاحبان بصیرت ۱۲)
غربا کی رسائی حضور بادشاہ مین نہایت آسان تھی اگر اچیانا کسی پر ظلم ہوتا تو وہ مظلوم دو تین مہینے کی
راہ سے بادشاہ کے پاس آتا اور اپنی داد پاتا ہرچند کسیقدر ضعیف ہوتا اپنے قوی ظالم سے بدلا پاتا الحال
امرا لوگون کو گورنر اور انگلشیون سے رسائی نہین اور ارباب انگلشی یہان کے لوگون سے بہت کم ملاقات
کرتے ہین اگر دو ایکمرتبہ کسی صاحب مقدرت کو کسی کے توسل سے ملاقات میسر ہو چونکہ چندان التفات
اس دیار کے اخبار سے نہین رکھتے اور عملہ بھی نہین چاہتے کہ ہمارا کشف راز ہو اور اسرار اعلان
پاوے ایسے لوگ اوین دیکھیے خلق اللہ کا کیا انجام حال ہوتا ہے کیونکہ احوال اس وقت کے حکام کا یہ ہے کہ
کام پر توجہ نہین کرتے اور ایک شخص کو نائب اپنا کر دیتے ہین خواہ وہ اچھا ہو اور خواہ برا کچھ مطلب نہین
ہرچند کہ یہ کار نہایت مشکل ہے بکمال غور سے کرنا چاہیے اور عملہ پر اعتماد کرنا لازم نہین جیسا کہ کہا ہے
بدیوان میندازفریاد او + کہ شاید زدیوان بود داد او + مگر یہ لوگ کچھ اصل نہین سمجھتے جس شخص کو کہ مقرر
کر دیتے ہین اوسیکے کہنے پر اعتماد رکھتے ہین الحمد للہ کہ ۱۱۹۵ ہجری کے آخر مین داروغگی عدالت اور فوجداری
کی ہندوستانیون کے ہاتھ سے نکل گئی اصحاب انگلشی اس امر پر مامور ہوے فی الجملہ ایذا و ضرب
خلق اللہ کی کسیقدر تخفیف ہوئی مگر چونکہ وہی عملہ مردم آزار نیابت اور بیعت کے سلسلہ مین ہر روز برسر
کار ہے کسیقدر یہان آتش درکاسہ پدید ہے محتسب واسطے تحقیقات سنگ و زن اور نکالنے غبن اور خیانت
ترازو اور تقرر نرخ غلہ وغیرہ کو مقرر تھا تاکہ فروشندہ نرخ مقررہ سے تجاوز نکرین اور ان لوگون کے
اختلال عقلی بنزا اوسی سے متعلق تھی تاکہ لوگ بازار و نمین مست و لایعقل نہ پھرین اور شہر کے
مسافران کو مرشت گوئی یا دیگر حرکات سے آزردہ نکرین اور بیچارے صاحب عصمت بے بیان
گلی کوچہ کی آمدرفت مین جو اکثر فحش ہوتا ہے انکی بدزبانی سے بچے رہین الحال جو رسم کہ مقرر تھی اوس سے
زیادہ لیتے ہین اور ایک شہر بلکہ ایک بازار مین دو تین دکان کی تفاوت پر نرخ کا فرق ہے اور
سبی طور پر بچون کا حال ہے اور تمام بازار مین میکدہ اور گوشہ بلکہ عین راہ مین کمینہ لوگ مشرف

خصوص خدمتگار اور خانساماں خلاصی تلنگہ ہرکارہ اپنے مالک کے اعتماد پر چونکہ اہل انگلشیہ کا اقتدار ہی مست
و شرشار گھومتے پھرتے ہین اور متوالی صورت بنا کر بیچلے مانسون کو تکلیف پہونچاتے ہین کہ ان بیچارون کو
راستہ سے گذر کر اپنے مکانون پر جانا دشوار ہوتا ہے اور کہتے ہین کہ ای اللہ تو ہمکو ان کمبختون کے
ہاتھہ سے نجات دے کہ مع الخیر اپنے مکان کو پہونچین وقایع نگار ـــ وسوانح نگار ـــ وہرکارہ
واسطے تحریر اخبار ہر صوبہ اور سرکار اور چکلہ کے مقرر تھے جو کچھہ وہان معاملات ہوتے تمام دن کے
شام کو اور تمام رات کے صبح کو لکھکر بحضور بادشاہ ارسال کرتے داروغہ اوسکا خلاصہ حضور مین عرض کرتا
اوران لوگون کی عرضی مخصوص بادشاہ اپنے ہاتھہ سے کھولتا اور ہر ایک کا جواب لکھتا بادشاہ کو ہر ایک
کی حسن نیت اور ضمیر معلوم ہو جاتے کہ کون کسکے ساتھہ کیسا ہے اور کیا چاہتا ہے اور وہ اسکا کسقدر نیک و
بد واقع ہوا اگر معلوم ہوتا کہ اہل اختیار شاہزادون یا امراے عالی وقار سے اتحاد رکھتے ہین اونکو فوراً
اس عہدہ سے دوسری جگھہ بدل دیتے چنانچہ عالمگیر کا رقعہ اسد خان آصف الدولہ وزیر اپنے کے نام تحریر کیا اس مقام پر
بجنسہ درج ہوتا ہے اور اس معنی پر گواہی دیتا ہے

مقابل صورت رقعہ عالمگیر

فرزندزادہ محمد معز الدین سفارش فلان وقایع نگار نوشتہ چیزی برای او تجویز وا ورا از ان کار تغیر باید نمود کہ
این وقایع نگار وقایع نگار نماند ــــہ چون غرض آمد هنر پوشیدہ شد ✤ صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد

مضمون رقعہ عالمگیر

فرزندان کہ مزاج شناس می باشند سفارش وقایع نگاران امثال آنہا میکنند حسب التماس رعایتی
باو معجل آمد اما از ان کار تغیر شد آئندہ ارتکاب چنین امور نباید نمود القصہ چونکہ ملک داری مین عموم عباد
کی اطلاع احوال سے خبرداری ضرور ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ آسایش خلایق ہو لہذا چار آدمی
اس کام پر مقرر ہوتے تھے وقایع نگار سوانح نگار خفیہ نویس ہرکارہ تاکہ اگر کوئی خیانت
کرے تو دوسرے کی تحریر سے واضح ہو در صورت اختلاف اخبار کے بعد تحقیق احوال مختلفہ خاین اور
کاذب کی سزا ہوتی عہدہ سے برطرف کیا جاتا تھا الحال بلاد عظیم اور ہر قصبہ اور دیہات مین نوکران سپہدار
اور عمال اور بعض مفتری اپنے تئین نوکر سرکار ظاہر کر کے انواع انواع قسم کا ظلم و فساد کرتے ہین
اور کوئی پوچھتا بھی نہین باقی کسکا نام ہے فوجداران ثانی مرتبہ ناظم سے دوسرا درجہ ہی بعض فوجدار

کارہاے سلطانی مین تنہا ایسی جانفشانی کرتے کہ صوبہ داران ناظم سے تفوق کرجاتے اور مورد عطوفت
سلطانی ہوتے یہ لوگ ہر صوبہ مین بقدر اوسکی وسعت اور کثرت زمینداران مفسد کے مقرر ہوتی
تھی بعض انمین سے ہزاری منصب ذات اور کئی سو سوار اور بعض ہزار و پانصدی اور بعض دو ہزاری
اور بعض دو ہزار پانصدی اور چند سہ ہزاری اور چار ہزاری منصب ذات اور بقدر لیاقت او حاجت
کار سرکار کے سوار اور جاہ و حشم نقارہ و علم رکھتے تھے او بجاے معہودہ رہتے تھے اور عملۂ بادشاہی
مانند منصب داران اور بخشی اور سوانح نگار اور خفیہ نویس اور ہرکارہ اور قاضی اور مفتی اور صدر الصدور
اور محتسب اور دیوان اور داروغہ کچہری حتی مردہہ اور پیادہ ہاے براوری وغیرہ اپنے اپنے کام پر معین
تھے کسیکی تاب نتھی کہ اوسنے نوکر بادشاہی کو برطرف یا معزول کرے اور مقدمات مالی اور خالصہ عملہ
دیوانی مین تابع دیوان بادشاہی اور منصبدار اور بخشی کے تھے اور لشکرکشی وغیرہ تادیب و تنبیہ مفسدین
مین تابع فرمان فوجدار تھے فوجدارون کو اختیار تھا کہ زمیندار وغیرہ فوج مقرر نکرنے پاوین یا کہ آلات
رزم مانند بندوق توپ وغیرہ سے آراستہ کری یا کوئی قلعہ کسی قلعہ کی مرمت نکرنے پاوے اگر احیاناً
جملہ امور کسی نے بہم کرلیے ہون تو فوراً اوسے حکم دے کہ برطرفی فوج کرے درصورت عدم تبدیلی کے
فوراً گوشمالی دے ایسا بند و بست کرے کہ تمرد کا اختیار نہو اگر مکرر سرکشی کرے اوسکو خارج کرے
اپنے ملک مین جگہہ ندے اگر قید ہوجاے حضور مین روانہ کرے یا کہ وہین رکہے جیسا یہان سے
حکم صادر ہو تعمیل کرے خلاصہ یہ ہے کہ مفسدون کی بیخ کنی کرے اگر مفسدون کی کثرت ہووے
اور فوجدار اوس نواح کا تنہا گوشمالی نکرسکتا تھا اور فوجدار لوگ اوسکے ممد و معاون ہوتے کسی
مفسد کو مجال نتھی کہ خالصہ بادشاہی یا کسی زمیندار وغیرہ کی جاگیر وغیرہ مین دست درازی کرے
محال دار الحکومت سے فوجدارون تک بندہ کو چندان اطلاع نہین بعض متفرق محالات کی
یاد ہے اونکے ذکر مین چندان فائدہ نہین لیکن اسامی محالات فوجدار نشین صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد
کی خوب معلوم ہین اور انکا ذکر بہی مناسب ہے لہذا تحریر ہوتے ہین آٹھون سرکار صوبۂ عظیم آباد
کی سرکار شاہ آباد۔ رہتاس۔ بہار۔ مونگیر۔ چنپارن۔ سارن۔ ترہٹ۔ حاجی پور۔
فوجدار نشین رہے ہین یہان کے فوجدار لوگ مع عملہ و فعلہ مذکورہ کے پانسو سات سو یا ہزار دو ہزار
سوار رہے ہین اور یہ سب فوج وغیرہ بادشاہی ملازم رہے ہین اگر کوئی امر عظیم درپیش ہوتا اپنا
منصب چھوڑکر ناظم صوبہ کے پاس حاضر ہوتے بلکہ حوادث عظیمہ مین وہ تین جو صوبہ کے ناظم جو باہم
مقرب اور نزدیک تھے مع فوجداران ماتحت کے جمع ہوکر اوسکا تدارک کرتے تھے اور اگر اس سے بہی

زیادہ کوئی مہم ہوتی بادشاہ روزمرہ بذریعہ اخبار ہر جگہہ کے کوایف سے مطلع ہوتا رہتا تھا بعض امرای
عظام اور شاہزادہای والامقام کو فوج گران اور سامان بیکران سے روانہ کرتا اور ان لوگون کی
نام حکم استقلال و پایداری ثابت فرماتا اور یہ لوگ جسطرح ممکن ہوتا بصلاح ہمدیگر پایداری کرکی کار
سرکار مین جانفشانی اور مردمی کرتے تھے اگر کوئی قصور کرتا مورد غضب سلطانی ہوتا صوبہ بنگالہ مین
بھی شاید دس فوجدار نشین مقام تھے کہ تفصیل انکی یہ ہے۔ اسلام آباد۔ چاٹگاون۔ سلہٹ۔
رنگپور۔ رانگاماٹی۔ قلعہ حلال گدہ۔ پورنیہ۔ راج محل اکبرنگر۔ راج شاہی۔ بردوان
میدنی پور۔ بخش بندر ہوگلی۔ محالات مذکورہ مین فوجداران بادشاہی اور جہانگیرنگر مین ناظم مع
عملہ و فعلہ سلطانی کے رعایا کی کام روائی مین مصروف رہتے تھے خلق خدا مصروف دعا سے
بقاے دولت شاہی رہتی تھی قریب ساٹھہ برس ہوے کہ سلطنت سست ہوئی اور بادشاہ کم جرات
اور امراے نمکحرام ظاہر ہوے ہر جگہہ کے ناظم بمنزلہ بادشاہ ہوگئے لیکن ضوابط بادشاہی کی تتبع سے
یہ لوگ بھی بدستور انتظام ملک محروسہ اپنے مین ایسا مصروف رہے کہ پھر بھی خلق خدا کو راحت
اور کمتر لوگون کو دقت رہی تا آنکہ ان تینون صوبہ پر مہابت جنگ متسلط ہوا چونکہ یہ شخص اقربا اور رفقا
بکثرت رکہتا تھا اور اکثر اونین سے ہوشیار اور صاحب اقتدار اس ملک کے مدار المہام اور مختار رہے
اور خود بھی بکمال شجاع اور دانا تھا سلوک فرزندانہ کرتا تھا ہر ایک اوسکا متوسل بجاے فوجداران کی
معتبر اور تابع فرمان تھا اور اس ملک کے رہنے والون پر نہایت شفقت فرماتا تھا مہابت جنگ اور قبل
اسکی شجاع الدولہ اور سلاطین سابق بمقتضاے ریاست کے متعصب یہ تھے خلق اللہ کو یکسان نظر سے
دیکھتے تھے اور ہنود وغیرہ مخالفین مذہب کو بقدر لیاقت اقتدار اور اختیار دیتے تھے چنانچہ متصدی
وغیرہ انکے ہفت ہزاری اور ناظم صوبہ اور سالار فوج وغیرہ رہے ہین اور ہر شخص نے اوسکی دولت
سے بہرہ اوٹھایا فی الحقیقت بادشاہ گویا جو کہ اوسکے مرتبہ کے برابر ہو لازم ہے کہ ترجمہ ظل اللہ پر نظر کرے
جسطرح کہ خداوند برحق کو سایہ عباد پر نظر ہے وہ بھی پیروی کرے اور بعض تعصب مذہبی سے درگذرے اس ملک کا
حاصلات اسی ملک مین صرف ہوتا تھا اس سبب سے ملک کی آبادی تھی بدین وجہ اسکے زمانہ دولت
خلق خدا فارغ البال زیست کرتی رہی تا آنکہ مہابت جنگ راہی ملک بقا ہوا اور اوسکے تینون بھائی اوسکے قبل مرچکی
تھی سراج الدولہ اور میر جعفر خان ایسی مغرورین سے دور پیدا ہوے نوکر بھی ویسے ہی بڑوی کار آئے
عدل و انصاف کے ضابطہ برباد ہوے الحال کہ اصحاب انگلشیہ نے باستماع حال فوجداری اور
آیین سابق سلاطین کے اپنے قلم و محروسہ مین مقرر کیا ہے محض بے سود بلکہ موجب ازدیاد ظلم اور

تصدیع ہے خصوصاً جہان کہ مقامات فوجداری ہین جو کام کرنا چاہیے وہ مطلق نہین ہوتا زمیندار لوگ عمدہ اپنے اپنے مقامات پر مختار اور مدار المہام جمیع امور کے ہین اور وہ سرکار انگلشی مین مور د عطوفت برخلاف دستور ماضی کے ہین قتل وغارت سے باز نہین آتے فوجدار کی مجال نہین کہ اونپر حکومت کرے یا داد خواہون کا انصاف اونسے دلا دے یا جنکا مال وہ لیگئے ہین استرداد کرے اب فوجداری اسکا نام ہے کہ جہان مقام سکونت فوجدار ہے وہان کے لوگون سے روپیہ حرام کا جمع کرین اندیشہ بازپرس تو مطلق رہا نہین صاحبان انگلشیہ کو جانتے ہین کہ ہندوستانیون سے ملتفت نہین اور نہ ہندیون کی جنرل گورنر وغیرہ صاحب اختیار کی خدمت مین رسائی ہے ہر طرف سے دلجمعی حاصل ہے فوجدار لوگ خلق اللہ کو نا کام اور اپنی بدنامی مشہور کرا دیتے ہین ظاہرا جو کام کمیٹی کلکتہ اور گورنر جنرل کی پیشگاہ سے حکم ہے وہ بھی دو تین ہین کہ بلاد مشہورہ اور قلمرو کمپنی مین رہزن ڈاکو نہ آنے پاوین انکی سزا کرین اور تفصیل مین بھی کوئی غارتگری نکرنے پاوے اور دزدی اور غارتگری اور زنا اور خون ناحق کا تدارک انکے ذمہ ہے اسقدر کام مہابت جنگ کے عہد مین اور نیز بیشتر شہرہای عمدہ مین کوتوال اور مفصل مین عمال ان فوجدارون سے ہزار درجہ بہتر انجام دیتے تھے انمین اور سابق کے عمال و کوتوال مین بھی فرق ہے کہ سابق والی آقا کے خوف سے مجال ظلم وستم نرکھتے تھے اور یہ لوگ بیخوف جو چاہتے ہین کرتے ہین خصوص اون لوگون سے جو انسے رجوع نہین اگر احیانا کوئی نالش گورنر جنرل تک پہونچی ان لوگون سے مربی بخوف بازپرس کے وسیلہ اوٹھا کر اور اوسکے دروغگوئی کی اثبات مین روپیہ خرچ کر کر نہین فرصت دیتے کہ مظلوم داد پاوے خیر اب کچھ حال اس وقت کا جو اصحاب انگلشیہ کی ضوابط مین ہے بیان کرتا ہون شاید کسیکے گوش ہوش ہو اول یہ کہ جسوقت سے یہ تینون صوبہ تسخیر ہوے کوئی مالک نہین یعنی ایک شخص جسکے نسلاً بعد نسلاً وراثت ہو بلکہ گویا فرقہ انگلشی مالک ہین کیونکہ کمپنی ایک آدمی نہین بلکہ بہت سے لوگ ہین اور وہ بھی معین نہین جو کہ مالدار نے روپیہ داخل کر کے داخل کمپنی ہوا اور اوسکی طرف سے بھی ایک شخص معین یہان کا حاکم اور مالگذار نہین چنانچہ اس بیس برس مین زیادہ پانچ چھہ سات لوگون سے گورنر ہو چکے ہین اور جو شخص کہ گورنر بھی ہوتا ہے وہ بھی اپنا اختیار نہین رکھتا یا نچ آدمی کمیٹی کے مختار اور مرجع کار ہین اور یہ لوگ ہمیشہ باہم متنازع اور اپنے عزل و نصب کے اندیشہ مین رہا کرتے ہین دوسرے یہ بات ہے کہ بے مالک کا گھر آباد نہین ہوتا اور بسبب بے مرمتی کے چند روز مین ویران ہو کر گر جاتا ہے تب ایسا ملک وسیع جب مالک نرکھتا ہو کیونکہ آباد رہ سکتا ہے اور مالک کے سود جو

ہوگا اپنا فائدہ چاہیگا اوسکی خرابی کی پروا نکریگا اور نہین چاہتا کہ غیرون کے فایدہ مین اپنا نقصان کرے
ہان اندیشہ بازپرس اگر ہے تو اسقدر محتاط رہیگا کہ بدنامی نکلے اسقدر بہی کہ گورنر عماد الدولہ ہیسٹنگ بہادر
کی کوشش کی دوسرے کی مجال نہ تہی احوال اتباع بہی اسیطرح پر ہے اسیطرح پر پانچ چہہ کونسلی
ہر ضلع مین رہتے ہین اور باہم متنازع وہانکا حاکم بہی تنہا مستقل نہین بلکہ مدت مدید کے رہنے کی امید بہی
نہین ہمیشہ عزل نصب پر کان لگائے رہتا ہے اور علت یعنی اگر باہم کچہہ جہگڑا ہوا گورنر یا کمیٹ کو لکہین
وہان سے حکم طلب کرین ارباب کمیٹ گورنر کا یہ حال ہے کہ کل نام اونکے اخبار مین ہے جملہ امور عظیمہ کی تدبیر
اور تسخیر ملک اور اوپرش مخالفین اور ہر سہ صوبہ محروسہ کی مالگذاری اور ولایت کی تحریرات اور بدخواہون
کی تدبیرات اور تحریر حساب اور سرانجام مایحتاج کمپنی اور فہمید حساب مداخل مخارج وغیرہ انکی تفویض
ہے ضلعہ دارون کے جواب کی فرصت کہان اگر کچہہ ضروری ہوا اور فرصت ملی لکہدیا ورنہ برسون وہ معطل
رہتے تاکہ ہر قسم کہ رای کونسلیہ ہر شش ضلع کے متفق ہوے خواہ مناسب ہو یا نہ وہی تعمیل ہوتی ہے اگر
ایک شخص مقرر ہوا وہ یہ سمجہے کہ یہان کی نیک بد کی جوابدہی میرے ذمہ ہے البتہ رات دن اوسکے
انتظام سرانجام مین ساعی رہیگا اور کونسل اور کمیٹ کی تقریر مین ایک دوسرے پر تہمت رکہتا ہے
کوئی اپنا الزام نہین پسند کرتا دوسرے پر ڈہالتا ہے زمانہ سلف مین جسوقت دوسری ولایات کی
فوجین یہان آنکر فتحیاب ہوئین جنہین ارادہ اقامت نتہا قتل وغارتگری کرکے اپنی راہ لی اور جنہین
منظور ہوا مقیم ہوے اس ملک کو اپنا مرکز دولت سمجہکر باقیماندون کے ساتہہ نہایت لطف و
مدارات فرمایا اور رعایا کی آسایش و بہبودی مین ساعی رہے تا آنکہ زمانہ دراز گذرا اور توالد و تناسل
ہوا اور زمان ہمدگر سے واقف ہوکر اونکی اولاد یہان کے لوگون سے برادرانہ پیش آنے لگی باوجودیکہ
اہل ہند اکثر مسلمانون سے بسبب اختلاف مذہب کے پرہیز و اجتناب رکہتے ہین مگر کثرت اختلاط سے
ایک دوسری رسم و ضع مین دست گریبان ہوے اور وحشت نفرت درمیان سے جاتی رہی انس و
محبت کا رجوع ہوا باہم شیر و شکر ہوگئی اولاد رئیس کی شاہزادہ کے نام سے مشہور ہند و مسلمان کے
بزرگ سمجہے گئے اور ہر شخص اونکی اطاعت مین حاضر ہوا اور شاہزادون نے اس ملک کو اپنا ملک
جانکر رعایا کو بجاے اولاد پرورش کرتے رہے تاکہ مقابلہ اور آیین جملہ اعوان سے ہون بندہ نے
اس حسن سلوک کے نتیجہ اور بدسلوکی ثمرہ کو ذات شاہزادہ عالی گوہر جو بادشاہ ہمارے عصر کا ہے کہ جنگ
مین جماعہ انگلشی سے دیکہا اور سنا اول جب شاہزادہ موصوف کی آمد آمد صوبہ اور نیز عظیم آباد
مین گرم ہوئی عامہ رعایاے شہر بے اسکے کہ کوئی احسان اوسکا دیکہا ہو یا کسی نے خوان کرم اوسکا دیکہا ہو

ذائقہ ولذت پایا ہو بپاس انعام وآرام سابقہ کہ آبا و اجداد اوسکے سے دعاگوے فتح وظفر تھے جب وہ
پہونچا اور اوسکے لشکر اور امرا کے ہاتھون سے ظلم سرزد ہوے اور اوسوقت مین انگلشیون کا نہایت
اہتمام تھا کہ کوئی ہمراہی انکا کسیکو آزار نہ دے اور جسجگہہ انکا سردار یا لشکر جاتا ممکن نتھا کہ کسی پر ظلم ہو
تمام خلق کو بندہ نے دیکھا کہ شاہزادہ مذکور کی دوبارہ سہ بارہ کی آمد آمد مین پہر نفرین بادشاہ اور دعاے
انگلشی کرتے تھے الحال کہ بے اتفاقی صاحبان اور اونکے حکام کی جور سے جان بلب ہوئی ہین
احوال سابق کے برعکس ہوگیا ہے بعض ارباب انگلشیہ کے سرکار مین ہر کارہ جس قوم کا ہو داروغہ
دیوان خانہ اور مدار علیہ اکثر امور کا ہوکر اول خود اعزہ مرام کو رنجیدہ کرتا تھا اگر کسینے کچھہ دیا تو خیر کسیقدر
راضی ہوگیا اور اوسکی ملاقات کا روادار ہوتا ہے ورنہ کیا مجال کہ صاحب تک رسائی ہو دوم خلاف
زبان کیا برا امر ہے جسکے وسیلہ سے انسان کے دل کا حال معلوم ہوتا ہے اکثر انگلشی یہان کی زبان
اور ہندی اونکی زبان نہین سمجھتے اس سبب سے اکثر اوقات جو لوگ غرضمند ہین صاحبان مذکور
کی عدیم الفرصتی سے ہندیون کی مصاحبت عالم تصویر ہے دونون جانب سے کچھہ سود محبت نہین
پہونچتا جو کہ ہندی زیادہ محتاج ہین اکثر مستغنی ہین اگر دیوان یا منشی کو واسطہ بناوین گویا دو تین آدمیونکو
ماہر کیا یہ بہی ایک سبب دل کشیدگی کا ہے یہانکے رسم وطریق راہ رومیہ سے بخوبی آگاہ ہو جاے
اور یقین ہے کہ وہان کے کام بہ نسبت بیگانہ اجنبی کے بہتر اور بخوبی سرانجام کرے اور چونکہ کل ما یحتاج
بطور اپنے ولایت سے رکہتے ہین اس نظر سے اکثر اہل حرفہ مفلوک اور تحصیل قوت لایموت سے
عاجز اور لاچار ہین کیونکہ مالک اور حاکم تو یہ ہین یہ بیچارہ کسکا دروازہ جہانکین ہان چند لوگ مانند معمار
ونجار و آہن گر وغیرہ بہی کسیقدر اس فرقہ کے عہد مین خوش ہین باقی کل پیشہ وار نہایت مفلس
نوبت بگدائی پہونچے ہین اکثر جلا وطن ہوگئے بعض حب وطن مین گرفتار حسرت واندوہ ہین
اور اسوقت اس پریشانی مین کہ رات کے کہانے کا ڈول نتھا کہ عملہ فوجداری کی آفت بلند ہوئی
خیر اب بہی شکر ہے کہ ہندیون کے ہاتھہ سے فوجداری نکل گئی جب سے کہ انگلشی کے قبضہ مین
فوجداری گئی ہے کسیقدر تخویف بدعت اور موجب امنیت ہے تیسرے سابق بہی اس ملک
مین یہ ضابطہ تھا کہ جو شخص جس کام مین کامل ہوتا اوسکو ویسا ہی کام ملتا تہا دنیا بکدر ہو رہی
تھی اب اہل انگلشی مین اسکی پابندی کچھہ ضرور نہین بلکہ بمدارج نوکری اور بپاس رعایت پر
خیال ہے ہر چند محض اجنبی اور لائق کار نہو اور یہ بہی گمان نہین کہ ایک شخص کسی جگہہ پر مقرر ہو
اور وہانکے کل وجوہات واطراف سے آگاہ ہوکر لیاقت کے قریب پہونچا ہو اوسی وقت وہ معزول

اور دوسرا مقرر ہوتا ہے اور نیز چونکہ آمد و رفت ولایت کی بہی جاری ہے اور ایک جگہ استقامت کی امید
نہین ہے عدم مہارت اور بے خبری معاملہ رہتی ہے اور یہ جو کہ یہان کا روپیہ انگلنڈ وغیرہ کو جایا کرتا ہے
ان دونون باتون مین انتظام کا بڑا خلل ہے پیشتر یہان کا روپیہ نہین رہتا تہا کبہی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص نے
برسون محنت کر کے مہارت کار کی پہونچائی امیدوار مرتبہ حکمرانی کا ہوا ناگہان دو تین آدمی تازہ وارد
بیخبر محض نے پہونچکر اسکا مرتبہ لے لیا اور وہ کاردان بیچارہ محروم آزردہ ولایت کی راہ لیتا ہے جب بے خبر
جانشین ہوئی یار لوگ آ پہونچے اور جہونٹہ سچ کی سیر باغ دکہلا کر مرجع کار ہوئے کامون کو ضائع اور درہم
برہم کرنے لگے جب تک یہ تازہ وارد اپنے ہمنشینون کے حال سے ماہر ہون افسوس ہے اگر اچہا تا کوئی
کاردان بہی نہین درمیان مین رہا تو بہی کام تو کونسل پر ہے ایک کے کہنے سے کیا ہوتا ہے باقی تین چار
بیخبر کب اوسکی تصدیق کرتے ہین جیسا کہ گورنر جنرل کو ہنگام ورود اور جنرل کلاورن وغیرہ کو پیش ہوا تہا
چونکہ کونسل جسکا موجد سنت شوراے ہے جو خلیفہ ثانی نے درباب تقرر خلیفہ کے اختراع کی تہی اور
اوسکی غرض حرمان امیر المومنین کے مرتبہ خداداد سے تہی اور مطلب چند اصحاب کی راے سے ہے
اگر اختلاف ہو جدہر راے کی کثرت ہو اوسے قبول کرتے ہین در صورت تساوی کے طرفین پر چونکہ
صاحب کلان بنابر رفعت مرتبہ کے دو شخص کے برابر ہے جسطرف وہ ہو وہی بات مقبول ہوگی چنانچہ
شورے مین عبد الرحمن تہا یہ ضابطہ اگرچہ عمدہ ہے لیکن بشرطیکہ درمیان مین کوئی غرض نہو
اور الحال یہ امر نہین اور نہ شورے مین تہا اسواسطے امور کلیہ عظیمہ مین چاہیئے کہ ہر جزویات اور
بدیہات مین قرار یہ ہے کہ جسقدر امور دو تین روز تک صاحب کلان کے حضور مین التماس کرین وہ سب
وہین رہین ہر روز کونسل پیش ہون اور ارباب احتیاج کے وکلا حاضر ہون اون مین سے جو فیصلہ ہوا
اوسکا جواب صادر ہوا ورنہ کونسل آئندہ پر امیدوار رہی اگر ایسا ہوا کہ بعض صاحب صاحب کی عناوہی
دو ایک ایک جانب ہو گئے اور دو تین طرف دیگر اب امیدواری مین گذرنے لگا اچہا تا کوئی کامیاب
اور اگر خائب اور خاسر ہوتا ہے چونکہ زمانہ سابقہ مین ایک شخص کاردان احوال اشخاص سے
واقف کارگذار فرمان روا ہوتا تہا اور دو تین عملہ رکہتا تہا بمجرد التماس دادخواہ کے مطلب سمجہکر
اوسیوقت حکم فیصلہ صادر ہوتا تہا برسون امیدواری نہین کرنا پڑتی تہی اس جماعہ کے ابتداے
حکومت مین بہی کہ ایک صاحب کلان اور ایک نائب کارگذار مانند مہاراجہ شتاب راے وغیرہ کی
مقرر تہا بہر صورت انجاح مرام انام ہوتا تہا اگرچہ مانند زمانہ سابق کے غرض سے خالی نتہا
لیکن بہر صورت کام تو وقت ضرورت پر نکل جاتا تہا چنانچہ بروقت معزولی مہاراج

مذکور کو جارج وسٹرت ہوشیار جنگ صاحب کلان تھا اور مرجع معاملات ہوا بندہ نے عرض کی کہ
مہاراجہ شتاب راے دونون وقت قریب دوپہر اور ثلث شب تک متوجہ فیصلہ ارباب حاجت رہتا
تھا بلا تامل حاجتمندون کی رفع حاجت ہوتی تھی الحال کسطرح پر اونکا تدارک منظور ہی فرمایا
کہ مانند مہاراج کے مجھسی دربار نشینی اور معاملہ شنوی نہین ہوسکتی الا جسکو غرض ہو مجھے اطلاع
کرے حال دریافت کرکے تدارک کیا جاویگا بندہ نے کہا درباریون کو حکم ہو کہ ہر ایک کا عرض حال کیا کرین
اسی سبب سے اسیوقت تاکید فرمائی چونکہ نافذ الامر ہوشیار کارگذار تھا دیوان و منشی وغیرہ کی تعلیم و
تلقین کا کبھی پابند نہوا جیسا کہ کہتا تھا کرتا رہا تب سے یہ حال بند ہوا اور مرجع کار عظیم ہوا لوگون کو آزار
پہونچنے لگا مگر چند روز مسٹر الون لانے بھی مستغیثون کے آنسو پونچھے دیکھیے آیندہ کیا ہوتا ہے ظاہر ہے
کہ ایک آدمی کی استرضا آسان ہے الا پندرہ بیس لوگون کی دلجوئی جو مع ارباب کونسل اور اونکے
ماتحتون کے ہوتے ہین ایک عاجز سے ناممکن ہے چنانچہ مہاراجہ شتاب راے کی معزولی کی چند روز
بعد جب عید رمضان آئی اعیان شہر اور ارکان دولت نے بضرورت نذر میار لیا دکی حسب ضابطہ ہندیہ پنج
اہل کونسل کو دی ہوشیار جنگ نے اس حال کو یہو نکا خیال کیا کہ جسکو ایکروپیہ یا اشرفی نذر دیتا تھا
اب اوسے پانچ چاہیئے لاجرم عید الضحی مین حکم دیا کہ فقط ایک نذر صاحب کلان کو کافی ہے اور کسیکو نچاہیئے
اور اسی طرز پر تعمیل ہوئی بعض خوشامد پسندون نے باوجود ممانعت صاحبان دیگر کے مکان پر
جاکر نذر دکھلائی پر اوسوقت اورون کو اقدام کرنا پڑا کہ مبادا یہ گمان کرین کہ ہندوستانیون نے
ہمین کم قدر سمجھا پانچوین اختلاف اصحاب انگلشی وضع دربار مین پیشتر حکام ہندوستان ہر کام
تقسیم اوقات کرتے تھے جسکے تعمیل مین فرق نہوتا تھا اونمین دو عمدہ تھے اول کار ملکی و
مالی دوم مقدمہ عدالت و داد دہی ان دونون کیواسطے ہفتہ مین دو دن مقرر تھے باوجود شان
و شوکت خداداد کے دونون روز کچہری کرکے بار عام دیتے تھے اور ہر ایک حاجتمند کی حاجت
رفع ہوتی تھی اور بادشاہ بھی اپنے ملک اور عملہ کی حقیقت سے آگاہ ہوتا تھا اکثر اوقات یکجا ہتہ
تھی اپنے ملک مین دورہ کرتے تھے اور ملک رعایا کا حال اپنے آنکھہ اور کان سے دیکھتے سنتے تھے
اسیطرح دو روز عدالت مین بیٹھہ کر فریاد سنتے اور داد دیتے تھے اور خلق اللہ کے اژدحام اور
غوغا سے دل تنگ نہین ہوتے تھے اور اصحاب انگلشی جیسا کہ اوپر ذکر ہو گیا ہے بار عام اور ہجوم
انام سے نہایت نفور اور دور ہین اور اس سبب سے یہان کا حال اوس جماعہ سے مستور اور
بعض خلائق انکے فتوحات سے محروم و مایوس ہین اگر کوئی وقت مقرر کرین اور عام دربار کرکے

انکی عرض مین اگرچہ خالی ہرج سے نہین لیکن طرفین کو اکثر مفید ہے اسی ملاقات اور مصاحبت مین
فائدہ شناسائی اس ملک کے لوگون کا ہے جسکو چاہین اوسکا مرتبہ استحان کرین اور ہرایک سے
حسب حال سلوک کرین اور جسکو لائق کار جہین اوس سے اپنے کام لیوین تیسرے چھٹے ممتنع ہونا لوگونکا
حصول منفعت سے سلاطین سابق جو بعد تسخیر ملک ارادہ توطن کرتے تھے ممالک مقبوضہ اور
اوس حاصلات کو اپنا خالصہ کرتے تھے بلکہ اوسمین بھی یہان کے لوگون کے مشاہرہ اور جاگیر
اور املاک وغیرہ نکال دی تھی باقی دیگر وجوہ محاصل اور مداخل کو پرورش خلق کے واسطے چھوڑ دیتے
تھے مسلم و ہنود ہر شخص جاگیرات عمدہ پاکر اور بھی ترقی کے امیدوار رہا کرتے تھے بعد اظہار خیرخواہی
کے مراتب عظمی پر فایز ہوتے تھے کچھہ ترقی ہم قومی پر نتھی تجارت وغیرہ مین ہرچند کمرورون کا فائدہ تھا
مگر خلق اللہ کیواسطے واگذاشت کیا تھا اور ہر مطلق التفات نتھا لاکھون آدمی سوار و پیادہ کی زمرہ
مین سلاطین و امراء کے پیشگاہ سے پرورش پاتا تھا الحال تھوڑے سے آدمی جاگیر اور ملک اور التمغا مین
وجہ قوت پاتے ہین اور اوسمین بھی بسبب اقتدار عمال اور زمینداران مفسد اور مستاجران ظالم
کی نقصان ہے جیسا کہ اہل املاک کے احوال مین طہور اللہ بیگ وغیرہ کی تعدی کی ذکر ہوئے الحمد للہ
کہ ایک برس کی محنت مین جو اہل املاک مین کیئے گئے گورنر جنرل بہادر کی فیاضی سے وہ بلا دور
ہوئی اور تھوڑے سے لوگ تلنگون کے زمرہ مین پرورش پاتے ہین انہین دونون صوبہ مین
چالیس پچاس ہزار سوار تھے اور کئی ہزار تجار اپنے پیشہ سے فارغ البال تھے اب سوارون کی نوکری
تو بالکل موقوف اور ہر قسم کی تجارت مخصوص کمپنی ہوگئے بلکہ ارباب انگلشی خواہ ملازم کمپنی ہون
یا نہون سب تجارت پیشہ ہین ہان اکثر سرداران سپاہ کہ اس کام سے پرہیز رکھتے ہین جسوقت حکام
ذی اقتدار تجار ہون رعایائے بیچارہ کیونکر اس کام سے فائدہ پاسکتی ہے ہزارون اہل حرفہ بنابر عدم
رجوع اہل انگلشیہ کے اونکی صناعت کی طرف وجہ معاش سے محروم ہین اور یہان کے صاحب مقدرونکو
بوجہ مذکورہ دسترس نرہا کہ ان لوگون کو نفع دے سکین مجال حیرت اور محض قیومیت الہی ہے کہ اکثر
اہل حرفہ یہان کے اس حال مین زندہ مع عیال و اطفال کے اوقات بسر کر لیگئے ہین اگرچہ ہزار سوار
سرداران مشہور کے رسالہ مین مانند شیخ معز الدین خان لکھنوی اور احمد خان برادر دلیر خان وغیرہ کی
ہندوستانی روپیہ پر نوکر سرکار کمپنی رہین اور جو ملک کہ تسخیر ہوا ہوا اوسمین ملازم کرین اکثر محاربات
خصوص اوس لڑائی مین جو کہ سکھہ اور مرہٹہ سے واقعہ ہو ترک سوارون سے بہتر جانفشانی کرینگے
اور انکی ذات سے اس ملک والون کو بھی فائدہ پہونچا امید ہے اور نیز دیگر فوائد بھی مانند افزایش

آبادی اور توفیر حاصلات ملک وغیرہ کی بھی متصور ہے سائر قوین باقتدار یا نازمینداران کا اور اعتماد کرنا اوپر اس جماعت کے بیان کے بادشاہان خردمندون گذشتہ کا یہہ مقولہ تھا کہ زمیندار لوگ قابو طلب کوتہ اندیش بے ادب محض ہوتے ہین اور انکے قول اور فعل کا کچہہ اعتبار نہین ہے اور جو شخص کہ انکی باتون پر اعتماد کرے وہ بڑا بیوقوف ہے اور نہایت نگران انکے حال کے رہتے تھے تاکہ اس فرقہ خود غرض کو مجال تمرد اور سرکشی کرنے کی نملی کیونکہ یہہ سب لوگ اکثر خلق خداوند کریم کی ایذا رسانی مین مصروف اور مشغول بدل وجان رہتے ہین قطاع الطریقی رہزنی کچہہ بڑی قتل وغارت اور مسافر لوٹنا ملک کو ویران کردینا اور مالگذاری مین جسارت کرنا اور علی ہذا القیاس جو جو باتین کہ غیر مناسب ہین انہین سب کی ذات سے وقوع مین آتی ہین پس انکی گوشمالی کے لیے فوجداران عالیشان اور عملہ داران مقتدر مقرر ہوتے تھے اور وہ لوگ اوپر قول اور فعل ان فساد پیشہ کی اعتماد نرکھتے تہے وبالله التوفیق انہ خیر صاحب ورفیق سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے ؎ خدا ترس را بر رعیت گمار ٭ کہ معمار ملک است دانائے کار ٭ بد اندیش تست آنکہ خونخوار خلق ٭ کہ نفع تو جوید در آزار خلق ٭ ریاست سپردن بآنہا خطاست کہ از دست شان دستہا بر خداست ٭ نکو کار پرور نہ بیند بدی ٭ چو بد پروری خصم کار خودی ٭ پس اون لوگون گذشتہ کو خیال اسبات کا بہت رہتا تہا کہ خلق خدا کو رنج نہ پہونچے اور اوپر ان اشعار کے عمل رکھتے تہے اور یہہ سمجھتے تہے کہ اگر ہم خلق خدا کو آزار دینگے ایسا نہو کہ خداوند کریم ہمسے اس سلطنت کو چھین لے اور نہ معلوم کہ کس کس عذاب مین گرفتار فرماتے یہانپر ایک حال عجیب وغریب لکھتا ہون کہ بالفعل مروج زمانہ ہے کہ جس کسیکو کچہہ بھی مقدور ہوتا ہے اپنے سے بڑہکر کسیکو نہین سمجھتا اور جانتا ہے کہ جو کچہہ ہون تو مین ہون مجھسے بڑہکر کوئی نہوگا اور طریقہ بزرگونکو کہ اپنے تئین ذرہ بیمقدار سمجھتے تھے اپنا کسر شان سمجھتے ہین اور ماورا ان بزرگون کے رسول مقبول سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ اعقل الناس فخر موجودات کہ صاحب وحی تھے جناب حکیم خبیر کے فرمان سے کہ شاورہم فی الامر مامور تھے اوسپر کوئی امر بغیر مصلحت جناب باری کی نفرماتے تھے اور اوسوقت کی لوگ بھی جو کام کرتے تھے بغیر صلاح آنحضرت کی نکرتے تھے اور یہی حال گذشتہ سلاطین کا تہا کہ ہمیشہ ہر کام کو سمجھکر اور صلاح کر کی انجام دیتے تھے اور یہ لوگ جو فی زماننا موجود ہین جو کار کہ چاہتی ہین خود روی سی کرتی ہین نہ مطلب کلام خدا سے نہ حدیث سے غرض نہ گذشتہ لوگونکی افعال پر خود اپنے کو ارسطو مرتبت سمجھتی ہین جو چاہتی ہین کرتے ہین اگر کوئی عالم کچہہ سمجہائی ہرگز نہین مانتی اگرچہ وہ کیسا ہی سچا ہو اور کہتے ہین کہ جسکے پاس وسیع ہوتا ہے اوس سے ایسی ہی باتین خوشامد کی کرتی ہین کہ خدانی یون کہا ہے اور رسول نی یون کہا ہے اور یون ارشاد فرمایا ہے ہم خود عقلمند ہین بلکہ لاکہونکو عقل سکہا دیتی ہین سبحان اللہ کیا عقل ہے اور کیا انصاف ہے جو بیچ اس ہند کی رایج ہے خصوصاً الحال اور بھی زیادہ تر دکھائی دیتی ہے اور برخلاف زمانہ سابقہ اور ضابطہ ارباب فایقہ کی

زمینداران اس ملک کو سرداران انگلشیہ نے اپنی ملک کے ضابطہ سے کہ اونمین ہر ایک شریف و نجیب اور ملک
اور ولایت رکہین چند ہزار گز زمین یا دو تین کوس زمین کا ایک باغ وغیرہ لگا کر فارغ البال گذرا اوقات کرتے ہین
اور باہم ساتہ ایک دوسرے کے برادرانہ سلوک رکہتے ہین یہان کے زمینداروں کو معزز اور صاحب شخصیت
آبرو طلب سمجہا ہے اور اوسکو زمینداری کے کار و بار کا اختیار دے دیا ہے اونہون نے تمام ملک
کو ویران کر رکہا ہی اور بیچارہ شرفا و نجبا کو تنگ کر کے منتظر فرصت بیٹہے ہین کہ اگر کہین سے فتنہ و فساد
اوٹہے فوراً باغی اور غایب اور خاسر ہو جاوین اور بالفعل انکی دست ضرب دیکہکر دُم دبا ہے اپنی
کارروائی کر رہے ہین اور ارباب انگلشیہ اونکے مفاسد دلی پر آگاہ نہین ہین یا شاید اور کوئی مصلحت
ہووے کہ وہ ہمین نہین معلوم ہے آٹھوین شِق یہ ہے جیسا کہ بیشتر بھی ہم لکھ آئے ہین بلکہ گورنر اور ارباب
کمیٹی صدار جواب ملتمسات مردم اور وہ احکام کہ دربارہ انہون کے ساتھ اصحاب کونسل اور اضلاع اور
دیگر اتباع بسبب مرجوعات کثیر کے نہایت درنگ کرتے ہین یہ بھی موجب پریشانی عوام سے ہے اور اگر
کوئی شخص اس کام کی پیش کرنیکو کسیوقت مخصوص پر معین ہو چندان اصدار احکام مین ابتری نہو اور
رفاہ رعایا ہوتا ہے اور کچھہ انگلشی کی ظاہر اقباحت بھی نہین معلوم ہوتی ہی واللہ الموفق والمنۃ للہ تعالی
کہ بعد تحریر سطور ہذا کے خود اس کام کے واسطے کمیٹ مقرر ہوئی اور کسیقدر انتظار کار بار دوش
ارباب حاجات سے دور ہوا نوین جیسا کہ گذارش ہوا کہ بیچ سرانجام کار کے کارروائی ضرور شرط ہے
اور نہ مراتب نوکری و رفیق پروری اگر پاس مراتب نوکری ہی انگلشی کاردان سلیم النفس ہوشیار ہر ضلع مین
مقرر ہوون اول احوال اونکا دریافت کیا جاوے ہرگاہ کہ لائق کار ہوون اونکو مامور کرین اور اونکی ساختہ
اور پرداختہ کو معتمد علیہ جانین اور ہر ضلع کے واسطے دیوان کارگذار متدین معتمد مقرر ہو بطور قانون کہ کہ
اسلام شاہ نے ہر پرگنہ مین مقرر کیا تہا اب ایسا ہی انقلاب کونسل مین بدون تقصیر معزول نہو چونکہ ارباب کونسل
جاوید ہین اور کارگذار مذکور نوکر جاہی کہ نوکرانہ طور پر رہی اور صاحبان کمیٹی اوسکو دولتخواہ سمجہکر اوسکے صلاح اور مشورہ
کو معاملات مین سنا کرین نہ کہ اوسکو فاعل مختار بنا دین اور اوسکا کیا دہرا پسند طبع ہوا انجام کار مین ایسے امور سے
رفاہ کہان بلکہ رنجش خلق خدا اور بدنامی حکام متصور ہوا اور مدام شب و روز کیا ظاہر کیا باطن پوشیدہ نگران حال
ہر ایک کارندگان و مامور رہین اور دیوان اور منشی وغیرہ کو مرجع معاملات نکرین جیسا کہ
جارج ونسٹرٹ ہوشیار جنگ بہادر کے عہد مین تہا جسوقت کہ کوئی خیانت اس نوکر کارگذار سے ظاہر
ہوا اوسکی جزا و سزا الیقید جرم سنگین کرین کہ دوسرون کو جو کہ اس عہدہ پر مقرر
ہین عبرت ہو اور حسب بنا ہی شورہ کونسل ہو کثرت سے زیر کرین اور دو تین آدمی شورہ کرین کیونکہ کثرت

ارباب حکومت سے موجب اضطراب رعیت اور عدم عہدہ برائی بیچارہ مستغیث کے باعث ہو گئے اور وہانکے متصدی اور عملہ و فعلہ فوجداری کے تقرر مین تفحص کامل کیا جاوے جو کوئی معاملہ دان کارشناس عام کا خیرخواہ ہو مقرر کیا جاوے بلکہ جیسے اب مقرر ہین ایسے فوجدارون کی کچھہ حاجت نہین ہے کوتوال لائق کارکم آزار شہر کیواسطے اور مفصل مین عمال کافی ہین اور جسوقت کہ یہ مقرر ہون اندیشہ رسائی مردم کا کینہ تک اور تیز ہوف بارش معاملات کا ضرور ہوگا یقین ہے کہ اس تدبیر سے خلق خدا انواع بلا سے رہا ہو جانداری اور سروری کی حقیقت عیان ہو و سعوین امور معدلت السحال کہ خلو اس ملک کی عموماً رعایا سے انگلشی سے ہے اور غیر خدا اور اونکے رحم کے سوا کوئی حامی نہین رکھتے لازم ہے کہ اپنے ملازمین اور ہم قوم کی جانب داری حسب آیین سلاطین عدالت قرین کے منظور نکرین کہ دنیا و دین کی نیکنامی اور خوشنودی خدا کا موجب ہے اور اس کام کے عملہ ہر ایک عملہ و فعلہ سے کم آزار اور رضا جوی خدا مستدین بے طمع جسکو بجز رضاے حق تعالے اور اطاعت آقا کی کوئی امر منظور نہو اور جب ایسے ایسے لوگ مشیر ہون مشاہرہ اونکا بقدر گذر اوقات کے میسر ہو تاکہ فکر معاش سے فارغ البال مع عیال و اطفال کے بے لوث و رشوت و طمع بسر کرین شکر خدا کہ یہ کام بھی سپرد انگلشی ہو گیا داروغہ ہای ہندی کے ہاتھہ کوتاہ ہوئے اور بندگان خدا کو اطمینان میسر آیا گیا الا ہوین عفو جرایم بہت کم لوگ معصوم ہون گے انسان سہو و نسیان سے مرکب ہے اگرچہ ہر جگہہ جزا و سزا لحاظ کیجاوے کمتر لوگ سیاست سے محفوظ رہ سکتے ہین اوس ملک کے ضابطون پر خیال کرنا اور ہر ایک کی مرتبہ پر لحاظ فرمانا ضرور ہے کیونکہ ہر جگہہ کے لوگ حسب عادت پیرو ہوتے ہین اور وحشت نہین کرتی لیکن اونکے سوا غیر پر آفت ہے خصوص وضع عدالت انگلشی باوجودیکہ آدنے ملازم انکا عدالت فضول مین دستگاہ رکھتا ہے مگر ایک عمر منتظر رہنا چاہیئے اور بالفعل کچھہ نہین سمجھہ مین آتا کہ کیا ہو گا بمجرد دعوی کی خواہ جہوٹھہ ہو یا سچ اگر مدعا علیہ وثیقہ ضمانت دعوے سے دونے روپیہ کا داخل نکرے بیچارہ فوراً قید ہو جائے اگر ضامن بہم نہ پہونچا اور معاملہ کا فیصلہ نہو چاہیئے بارہ برس تک اگر قضیہ وارہے یا نہ قید ہو اور واسطے ترجمہ عرایض کے بزبان انگریزی سر حرف کتنی اشرفیان خرچ ہوتی ہین باوجود اس تمام خرابی کی مردم ہند کو چاہیئے کہ بمجرد احضار حاکم عدالت کلکتہ کے واسطے جواب دعوی کے حق ہو یا باطل یہ فقط گواہی یا فقط اسقدر کہ کبھی اوس معاملہ کو سنا ہے یا جس صورت سے مطلع ہو اگرچہ گواہ نہو چاہیئے کہ عیال و اطفال کو فقر و فاقہ مین چھوڑ کر اوس شہر غیر موافق مین جاوے اوسکے پہونچنے تک اگر عدالت کا موسم نرہا یا کہ حاکم عدالت خود تبدیل آب ہوا کے لئے دوسری جگہہ گیا تو چاہیئے کہ مہینون وہان پر اپنی زندگی کے دن

بہراکرے خدامعلوم اس مصائب پر کیا نوبت اوسپر گذرتی ہوگی بلکہ ہوئین حملہ فعلیہ معینہ پر اعتماد کرنا خصوص
جسوقت کہ انہین یا انکے شرکا سے کوئی شخص نالشی ہو خاصکر امور عظیمہ مین مانند قتل و خون یا عرض
ناموس یا مقدمہ مال پس اسصورت مین ممکن نہین کہ مظلوم داد پاوے جاہئے کہ گورنر بہادر
اور ارباب کمیٹی اور حکام ضلع جنکے روبرو ستمرسیدہ حاضر ہو کاربای عمدہ کو چھوڑ کر
اسکی طرف متوجہ ہوں اور بغور تحقیقات مدعی اور مدعا علیہ کی کرکی فریادرسی اور
دادخواہی کرے اور بلا رو رعایت کے انفصال مقدمہ کرے واللہ
ولی التوفیق ہے ما مراد ما نصیحت بود کفتیم ✤ حوالت با خدا
کردیم و رفتیم ✤ اللہ کا احسان کہ جلد دوم

ترجمہ سیر المتاخرین
بساعت فرخندہ اشاعت
تمام ہوئی فقط
تمام شد

تمت

بعون خلاق کون و مکان و فضل خالق زمین و زمان جل شانہ

مرآۃ السلاطین

ترجمہ جلد سوم

سیر المتاخرین

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں زیور طبع سے مزین ہو کر مطبوع ہوا

شکر خداوند جل و علا کہ دو جلد سیر المتاخرین کی ترجمہ ۱ یکم جولائی ۱۸۶۶ء سے شروع ہوکر ہفتم اگست سنہ رواں کو انجام پایا ٭ از دست و زبان کہ برآید ٭ کز عہدہ شکرش بدر آید ٭ امابعد گوکل پرشاد شاعر عرض کرتا ہے کہ جلد گذشتہ کی ترجمہ مین بموجب اصل کی محمد شاہ بادشاہ کی عہد کا احوال بائیس برس تک کا مطابق سنہ ۱۱۵۲ ہجری لکھا گیا تھا کہ بنابر کثرت احوال سوانح بنگالہ کے ادہر رجوع ہوا اب فضل الٰہی سے یہ مہم تمام ہوئی ایفای عہد منظور ہے انشاء اللہ تعالے اس جلد کی بھی ترجمہ کو بہت جلد انجام کرے اور تماشائیان صحیفہ اخبار کو پسند آئے

معاودت کرنا آصفجاہ نظام الملک کا جو بہانہ شکار سے گیا تھا اور شاہجہان آباد مین بادشاہ سے ملاقات کرکے بخوشی روانہ دکن کو ہونا

روز پنجشنبہ ۱۷ محرم سنہ ۱۱۵۳ ہجری کو نظام الملک بہانہ شکار اور آزردگی سے داخل خیمہ ہوا اور شاہجہان آباد کی نواح مین چند فرسخ زمین پر غرب غرب سیار تھا بعد جانی عمدۃ الملک امیر خان کی صوبہ الہ آباد مین داخل شاہجہان آباد ہوکر مستفیض وراثت بادشاہ ہوا چند مہینے بعد سنا کہ وسکا لڑکا نظام الدولہ ناصر جنگ مغویون کی بہکانے سے خود سر ہو گیا ناچار اوسکی اصلاح کو روز دوشنبہ ۱۴ جمادی الاول سنہ مذکور کو بادشاہ سے رخصت ہوا اور غازی الدین خان فیروز جنگ اپنی فرزند کو نیابت پر چھوڑ کر دکن چلا گیا اور نو دس مہینے نصائح وغیرہ سے فہمائش رہی آخر کار ضرورتاً بستم جمادی الاولی سنہ ۱۱۵۴ ہجری مین واقع سواد اورنگ آباد باپ بیٹے مین لڑائی ہوئی اور ناصر جنگ مجروح ہوکر اسیر قبضہ پدر ہوا

انتقال کرنا موتمن الدولہ محمد اسحٰق خان بہادر کا اور رجوع ہونا خدمت خالصہ کا عبد المجید خان کشمیری سے

بعد جانی عمدۃ الملک کی تقرری موتمن الدولہ محمد اسحٰق خان بہادر کا نہایت درجہ کو ہوا جو کلمۂ خیر کہ دربارہ اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کی کہا تھا امرا کی نزدیک بھی عزیز ہوا خدمت دیوانی خالصہ کی بھی اسی سے رجوع ہوئی گئی ہزار سوار اوسکی رسالہ مین ملازم بادشاہی تھے حرف قاف جو آخر نام ہی داغ ہوا تھا بادشاہ کو جسقدر اسپر اعتماد تھا کسی پر نہ تھا جب مسکار اج نہایت

رجب کو پہونچا حضرت قضا نے روزنامچہ عمر کہنایا چند پہنسیان ناک مین پیدا ہوئین اسی ورم پیدا ہوا پانچ چہ دن تپ آئی یکایک دوشنبہ کی روز دوم ماہ صفر سنہ مذکور کو جہان فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کر گیا منگل کی دن چہٹی تاریخ ماہ مذکور کو خدمت دیوانی خالصہ کی عبد المجید خان کشمیری کو ملی خلعت شش پارچہ سے سرفراز ہوا تاریخ نہم روز جمعہ کو تینون بیٹے محمد اسحق خان کی ملازمت بادشاہی مین آئے مورد عنایت ہوئے بڑا بیٹا متوفی کا مرزا محمد خطاب پدر محمد اسحق خان بہادر سے ملقب ہوا آخر کار باپ سے زیادہ مورد عنایت شاہنشاہی ہوا بادشاہ کی محبت اسقدر ہوئی کہ اگر وہ جانتا کہ اگر محمد اسحق خان نے مرزا محمد کو نہ کہا ہوتا نہین جانتا ہون کہ کیونکر میری زیست ہوتی اور مرزا محمد کو بطور سلاطین عہد طفولیت مین تخت پر اپنی روبرو خلاف ضابطہ بٹہا لیا اور دو لڑکے مرزا علیخان اور مرزا محمد علی بہی اور مرزا معظم بہی اسی مہینے کی گیارہوین تاریخ کو باجہ راو مرہٹہ آزار بدنی سے فوت ہوا روز شنبہ آخر ماہ ربیع الاول سنہ مذکور کو خلعت صوبہ داری مالوہ کی اعظم اللہ خان ظہیر الدولہ شوہر خواہر اعتماد الدولہ کو عنایت ہوئی اور راو قبول کیا اور نقل مکان کی لیکن کچھہ پیش نہ لے گیا کوئی حسن تردد سکا نہین گیا روز یکشنبہ ۲۴ ربیع الاول سنہ مذکور کو خلعت چار پارچہ کی معہ خدمت فوجداری پٹیالہ کی ہمت دلیر خان کو معہ شمشیر عنایت ہوئی اور سہ شنبہ کے دن تیسری ربیع الثانی کو خانمذکور کو ذی عیشخانہ روانہ کیا اور ۲۴ ماہ مذکور کو خلعت مہربانی اور خدمت فوجداری دوابہ کی جانی خان درانی کو معین الملک کی سسر اعتماد الدولہ قمر الدین خان کی لڑکے کو عنایت ہوئی اور اسی سال مین روز سہ شنبہ ہشتم جمادی الاولی کو انتظام الدولہ پسر کلان اعتماد الدولہ اپنی صوبہ اجمیر کو رخصت ہوا جو بعد انتقال مظفر خان برادر خاندوران امیر الامرا کی بعد سانحہ نادر شاہی کی پایا تہا اور ہر روز دوشنبہ ۱۴ ماہ مذکور کو صمصام الدولہ ولد امیر الامرا خاندوران صمصام الدولہ نے ہزاری منصب کا اضافہ پاکر ہفت ہزاری ہوا اور سال کتخدائی میر فخر الدین خان ولد اعتماد الدولہ کی مظفر خان برادر خاندوران کی لڑکی کی شب شنبہ تیئسوین ۲۳ رجب کو ہوئی اور سال کتخدائی انتظام الدولہ ولد کلان اعتماد الدولہ کی امیر الامرا خاندوران کی صبیہ سے غرہ ماہ رمضان شب دوشنبہ کو عمل مین آئی اور روز سہ شنبہ سوم محرم ۱۱۵۴ ہجری کو نوروز ہوا۔

سوانح سال ۱۱۵۴ ہجری

شب شنبہ ۲۴ شعبان ۱۱۵۴ ہجری کو بادشاہ کی صاحبہ محل سے لڑکی پیدا ہوئی یہ صاحبہ محل صفیہ سلطان بیگم خالہ ملکہ زمانی خواہرزادہ سادات خان و ذوالفقار جنگ کی بیٹی ہے جسکو محمد شاہ نے براہ تعشق اپنی عقد مین کیا تہا جب عظیم اللہ خان سے انتظام صوبہ مالوہ اور مرہٹہ سے تسخیر نہو سکی مورد بے التفاتی ہوکر نظر بادشاہ سے گرا یہ شخص نہایت خیرہ سر تہا اسی وجہ سے اعتماد الدولہ وزیر بہی جو اسکا سالا تہا نزدیکتر قرابت بہی رکہتا تہا آزردہ تہا لیکن بمقتضای تنگ ظرفی بادشاہ سے اظہار آزردگی کرکے علی مردان خان مرحوم کی حویلی سے بے اطلاع کوچ کرکے چار باغ وزیر مین

جا مقیم ہوا پادشاہ غضبناک ہوکر منصب صدارت سے معزول فرمایا اور شرلیعۃ اللہ خان کو مقرر کیا اور داروغگی گرز برداران
اعزخان کو اور سہارنپور کی فوجداری حفیظ الدین خان کو عنایت ہوئی اور اعزخان وغیرہ رسالہ داران بادشاہی
عظیم اللہ خان کی حراست پر معین ہوئی آخر کار چہ سات دن کے بعد نادم ہوکر مکان کو واپس آیا اور اپنے ملازمین کو
برخاست کر کے گوشہ گزین ہوا اسی سال مین بعد عید الضحی کے ستارہ ذو ذنب ایک گز کے مقدار پر سمت اس
سے مایل جنوب برج جدی مین نمودار ہوا پھر روز بروز ہر ہوتا کہ شمال کو جاتا رہا اور قریب ایک مہینے کے رہا بعد ایام
عاشورہ کے معدوم ہوا اور روز چہارشنبہ ۱۳ محرم ۱۱۵۵ ہجری کو نوروز ہوا۔

سوانح سال ۱۱۵۵ ہجری

روز پنجشنبہ ۱۵ جمادی الاخری ۱۱۵۵ کو قاضی تاج محمود خان کا انتقال ہوا اور روز جمعہ ۲۳ ماہ مذکور کو خدمت
قضا کی مراد الدین خان مفتی کو مقرر اور خلعت خدمت سے مخلع ہوا اور روز یکشنبہ دوم رجب سنہ مذکور کو شرلیعۃ اللہ خان
صدر الصدور ولد میر فرخ سیری فوت ہوا اور اسی سال مین قران علویین آخر برج اسد مین موافق زائچہ جدید کہ جو
راجہ جے سنگہ کچھواہا اور مرزا خیر اللہ اور شیخ محمد عابد مہندس کے سعی و اہتمام سے محمد شاہ کے عہد مین آغاز و انجام ہوئے
تھی اور موافق زیچ الغ بیگی کے اول سنبلہ مین ہوا اور روز شنبہ ہفتدہم شوال کو دوبارہ عظیم اللہ خان بلا اطلاع
وزیر و بادشاہ کے گھر سے بھاگا اور عازم لاہور ہوا اور اوسی روز اوسکی گرفتاری کو اعتماد الدولہ وزیر کے
لڑکے اور جبار قلیخان منگباشی سردار سواران توپخانہ مع دو ہزار سوار اور رسالہ کابلی کے مقرر ہوئے
اور عظیم اللہ خان نہایت جلد قدم ہوکر آٹھہ روز مین داخل لاہور ہوا اور زکریا خان ناظم لاہور نے جو عظیم اللہ خان کا
ہمزلف تھا دم دلاسہ دیکے اپنے گھر لیگیا اور فیل و اسپ وغیرہ آراستہ کر دیا اور وزیر کے لڑکون و جبار قلیخان وغیرہ
کی ضیافت اور تواضع کر کے حوالہ کر دیا وے لوگ مع عظیم اللہ خان کے بروز پنجشنبہ ۴ ذی الحجہ سنہ
مذکور کو شاہجہان آباد آئے اور بعد چند روز کے عظیم اللہ خان قلعہ بادشاہی مین قید ہوا اور آخر شوال
سنہ مذکور کو قران نحسین برج سنبلہ مین ہوا اور روز دوشنبہ ہفدہم ذی قعدہ سنہ مذکور کو بادشاہ بتقریب سیر و شکار
باغ متصل قصبہ لونی کو سوار ہوا اور ماہ مذکور کی بیسوین تاریخ سے بادشاہ کو اثر مرض خناق و ورم ذات الجنب کا
جو کہ اول سے تھا اشتداد ہوا اور خارج بدن مین ماس ہوا یا اور نہایت ضیق مجاری الاکل و شرب اور
تنفس مین پیدا ہوا شب پنجشنبہ ۲۰ تاریخ کو فصد ہوئی اور جونک لگائی اور بدون صحت کی آخر شب یکشنبہ کو
داخل قلعہ ہوکر شفایاب ہوا اور بروز پنجشنبہ ۲۴ محرم ۱۱۵۶ ہجری کو نوروز ہوا۔

سوانح سال ۱۱۵۶ ہجری مطابق سنہ ۲۶ جلوس بادشاہی

روز دوشنبہ ہشتم جمادی الاولی ۱۱۵۶ ہجری کو سعد الدین خان میر آتش جو خانساماں بھی تھا واسطے کورنش کے

حضور مین حاضر ہوا آخر شب سہ شنبہ کو ہیضہ ہوا اور دورو معدہ کی شدت سے رہرو عدم ہوا اور تاریخ دوازدہم ماہ مذکور
روز جمعہ کو حفیظ الدین خان ولد اوسکا کا عطای خلعت ماتمی اور بحالی خدمت پدر مع اضافہ ہزاری منصب و پالکی جھالردار سے
سرفراز ہوکر چہاری اور میر آتش اور خانسامان پادشاہی ہوا ابتدائے رجب مین فرامین و رشقجات بادشاہی عمدۃ الملک امیر خان بہادر
اور ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ و زکریا خان بہادر ناظم لاہور و ملتان و راجہ بخت سنگہ و راجہ ابہی سنگہ و راجہ جی سنگہ
سوائی وغیرہ امرا کے نام مضمون طلب حضور کے صادر ہوی آصفجاہ کے نام بھی حکم معافی صادر ہوا لیکن بسبب ضعف و
پیری اور آسایش حکمرانی چہ صوبہ دکھن کے چونکہ کوئی ضرورت بھی تھی معاذرت لکھ بھیجی اور نہ آیا اور تسخیر ملک کرناٹک کو
عازم اول قلعہ ترچناپلی کو مفتوح کیا بعدہ ملک ارکاٹ کا قوم نوایت سے چھینا اور راجہ ادہیراج جی سنگہ نہم شعبان یوم دسہرہ
یا کہ تیرہویں ماہ مذکور کو فوت ہوا اور اوسکی لاش کے ساتھ تین رانی مع دو دو تین تین خادمہ و پاتر کے ستی ہوئین۔

آنا عمدۃ الملک امیر خان بہادر اور ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ و میر اچھلو سمی لدکریا خان خواہر زادہ وزیر کا حضور مین

بعد ورود شقہ بادشاہی کے صفدر جنگ جو کہ سابق سے عمدۃ الملک کا مخلص ہوکر اپنے تئین اوسکا متوسل چاہتا تھا اور مذکور کے
قبول و انکار نے بنا کرکے اشارہ پر موقوف کیا عمدۃ الملک نے ایسی مقتدر کا اتفاق اپنے ہمراہ حضور مین حضور سمجھکر ترغیبات دین
صفدر جنگ اوسکے بموجب قرین دانگی مین آمادہ ہوا راجہ نولرائے اپنے بخشی کو جو اوائل اوسکا ملازم ہوکر اس درجہ کو پہونچا تھا
نیابت پر تجویز کیا اور چند روز بنا بر اصفاء حال ملازمان سرکار و سرانجام سفر کے موقف ہوا و عدہ حاضری کا عقب سے
عمدۃ الملک کو دیا عمدۃ الملک قبل صفدر جنگ کے الہ آباد سے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور سید محمد خان برادنی کو جو ان دنون
حاکم کوڑہ تھا نائب صوبہ مقرر کر دیا اور روز یکشنبہ ۹ ماہ رمضان کو قلعہ مبارک شاہی کے روبرو دریائے جمن کے
کنارے پہونچا اور آخر روز دوشنبہ روز عید کو وزیر الممالک اعتماد الدولہ بہادر استقبال کو آیا اور دو سو امیر ایک فیل پر داخل
شہر ہوکر شام کے وقت مشرف کورنش ہوئے اور اواسط شعبان کو فقیر مؤلف ہمراہ والد کے شروع نیابت مین جس روز
کہ ساعت نہضت صفدر جنگ کی فیض آباد اودہ سے بارادہ حضور مقرر تھی بلدہ مذکور مین پہونچا سمیع بیگ خان داروغہ
دیوان خانہ صفدر جنگ حسب الحکم والد کے استقبال کو آیا اور ملازمت صفدر جنگ کو لیگیا جو کہ فوج و سواری تیار تھی ایک
گھڑی سمیع بیگ خان کے مکان مین موقف ہوا کہ عبد الرحیم خان منجم ہاشمی نے آفتاب کو اصطرلاب مین دیکھکر خبر دی اور
صفدر جنگ سوار ہوکر داخل پیش خیمہ ایلچی سے تھوڑی مسافت پر پہونچا ہوا اور بعد چند روز کے اوایل شہر رمضان کو
کوچ فرمایا اور مع اہل و عیال روانہ دار الخلافت ہوا لب دریای گنگ پہونچکر مابین قنوج اور مکنپور کے شاہ مدار کا مزار ہے
وہان پر چار روز مقام کیا اور ایک پل کشتی کا بند ہوا کر بعد تشخیص راجہ نولرائے نائب صوبہ کے خوف پار اوترا والد کو سرکار
خیر آباد کی فوجداری و دیگر راجہ نولرائے کے ہمراہ رخصت کیا اور کہا کہ تمنے رنج سفر کھینچا ہے چند روز آسودہ ہو اگر راجہ کی

صحبت برار نہو حضور مین حاضر ہونا والد نے راجہ کی جمعیت پسند نہ کی ہمراہ ہولیا کوہ جالیسر کے نواح مین عید آئی
صفدر جنگ نے وہان مقام کیا مراسم عید ادا ہوی بعد ازان دار الخلافہ کے نزدیک پہونچا نثار محمد خان بہادر شیر جنگ
ولد سیادت خان برادر سعادتخان برہان الملک جو کہ صفدر جنگ کا خالو زاد اور بجای خود امیر تہا مع راجہ لچھمی نراین مع صفدر جنگ کے
دو تین منزل پیشتر استقبال کو آیا اور صفدر جنگ تاریخ نامعلوم دریای جمن کے کنارے پہونچا اور مقام گاہ سے جریدہ مع
فوج مغلیہ و ہندوستانی کے جسکے تجمل سے جملہ لباس سقرلاتی اور ولایتی گھوڑے ساز نقرہ سے آراستہ تہے اور ہاتھیون کی عماری
گنگا جمنی مغرق جلو انیوہ دس بارہ ہزار سے کم نہوگا اول روز قلعہ بادشاہی کا مقابل ہوا اتفاقاً رات کو پانی برسا ہوا و وہ
گلیتے سے صاف ہوگئی صفدر جنگ نے حسب ضابطہ مقابل برج مثمن دیوان خاص کے جو کہ طلائی خورشید کی طرح چمک رہا تہا
جا اوترا اور آداب تسلیمات اربعہ بجا لاکر لمحہ استادہ رہا اور بعد لینے ہار پہول کے جو بادشاہ نے کسی خواجہ سرای محلے کے ہاتھ بہیجے تہا
پہر سوار ہوکر فرودگاہ کو آیا اور بادشاہ طرز سواری سے نہایت محظوظ ہوا آخر روز پنجشنبہ ١٥ شوال سنہ مذکور کو جب کہ ساعت
ملازمت تہی نزدیک قلعہ اوس پار جمنا کے کنارے ریتی پر دو درجہ کے خیمہ برپا ہوے اور صفدر جنگ نے معہ فوج واسباب
حشم اور تجمل کے کشتی کے پل سے عبور کرکے اپنے خیمہ گاہ مین جا اوترا اور اعتماد الدولہ اور وزیر الممالک قمر الدین خان بہادر
نصرت جنگ استقبال کو آیا خیمہ اول ملازمان صفدر جنگ سے بہرا ہوا تہا حکم دیا کہ اوسکے ملازمین کے خیمہ میدان مین پہونچ
پر بیٹھیں اور خیمہ کو رفقای وزیر خالی کردین مرحوم وزیر نے اول آکر اوس خیمہ مین ہجوم کیا بعد ازان وزیر نے ایک دوسرے
خیمہ کے دروازے تک گذرا وہان پر ذرا ٹھہر کر چند مقربان عمدہ کو ہمراہ لیکر اندر گیا صفدر جنگ بہی چند عمدون سے خیمہ مین آیا
کہ والد فقیر بہی تہا انتظار کرتا تہا جب وزیر کو دیکہا مسند سے اوٹھا اور نصف صحن تک استقبال کرکے بعد معانقہ ایک مسند پر
آ بیٹھے گہڑی بہر اختلاط رہا پہر عطر و پان کے بعد خوان قمشہ اور جواہرات کے مع فیلان و اسپان کے گذرنے وزیر رخصت
ہوکر پیشتر چلا اور اوسکے عقب سے صفدر جنگ ٹہرے کہ روز سے سوار ہوکر شام کو مستفیض کورنش ہوکر داخل حویلی دارا شکوہ
ہوا جو کہ برہان الملک کے عہد سے حسب عنایت بادشاہ اپنے قبضہ مین رکہتا تہا آخر آہستہ آہستہ تمام لشکر و فوج داخل شہر ہوا
عجب شہر تہا اگر اتنے امرا مانند صفدر جنگ و عمدۃ الملک و آصفجاہ کے داخل شہر ہوتے کچہ امتیاز بیش و کم لوگون کا نہوتا اور
اکثر مقیمان شہر کو معلوم بہی نہوتا کہ کون آئے اور کہان گئے والد بہی راجہ نجتمل کا باغ جو دیوان خالصہ شریفہ کا اور چند سال
ہوئے کہ مرگیا تہا کرایہ لیکر داخل شہر ہوا روز پنجشنبہ ١٨ ماہ مذکور کو شاہنواز خان معروف مرزا پہلوری ولد زکریا خان
ناظم لاہور شاہجہان آباد پہونچکر مشرف حضور بادشاہ ہوا اور آخر روز چارشنبہ چہارم ماہ مذکور کو بند علیخان خلف عزت خان
نعمت اللہی الحسینی جو اپنے نانا کا خطاب شیر افگن خان کہتا تہا ہمراہ عمدۃ الملک کے آکر معزز ملازمت ہوا اور خلعت پنج
پارچہ کی پائے اور اسی ماہ مین دوشنبہ کی شب کو ١٣ کو شاہزادہ احمد مرزا کا نکاح مہابت خان کی کسی لڑکی سے ہوا
اور اسی مہینے کی ٢٤ تاریخ روز جمعہ کو ستارہ ذو ذنب دل العقرب نیم کرنے کے درمیان آخر برج حوت اور اول حمل کے

مابین کوکب سنبرہ النسرین اور جناح الفرس کے اول شب ظاہر ہوکر ثلث شب تک رہتا تھا اور تقریب ۲۲ روز کے اسیطرح یکجا رہا اور ان دونون سکے درمیان سے ظاہر مین بطرف مغرب جنوب اندک مایل جاتا تھا اور شب جمعہ ۱۵ ذوالحجہ سے اوسکا ذنب ایک نیزہ کی مقدار کا پدیدار ہوا ستارہ سکے آنکھ مغرب کو اور دم مشرق کو اور روشنی ہمیشہ زیادہ ہوتی تہی آخر ذی الحجہ مین معدوم ہوا اور شب دوشنبہ چہارم ذالحجہ کو شیخ سعد اللہ دیوان تن اور شب شنبہ پنجم ماہ مذکور کو مہر پرور زوجہ بہادر شاہ جدۂ محمد شاہ فوت ہوئی اور خواجہ قطب الدین بختیار کے مزار مین دونون مدفون ہوئے اور اسی شاہی مین روز سہ شنبہ پنجم تاریخ کو گجرات کی صوبہ داری فخر الدولہ برادر شمس الدولہ کو تفویض ہوئی بدین سبب کہ صوبہ مذکورہ خراج سے دفتر دویم مین لکھا گیا پادشاہ سکے قبضہ سے نکل گیا چند سال مرہٹہ سکے قبضہ مین رہا اور کوئی وہان کی صوبہ داری قبول نہین کرتا تھا محمد یار خان جو کہ سرداران ایران سے صاحب شجاعت تھا نادر شاہ کی رفاقت سے عاجز ہوا جب نادر زمان آیا یہ ہند مین چہپ نا اور اوسکے بعد معاودت کی صفدر جنگ کی رفاقت کرتے تہے اور اوسکی رفاقت کے ایام مین بنارس سے معہ چند سواران مغلیہ کے دو کرور روپیہ کہ صاحب جنگ سکے بالاجی راو مرہٹہ کو بہیجا تھا اور بالاجی کا وکیل معہ فوج بدرقہ ہیبت جنگ سکے سہسرام مین مقیم تھا اسنے چہین لیا اور بعض اوسکے محافظین کو مجروح اور مقتول کرکے بنارس آیا چونکہ صفدر جنگ اسکی جرأت سے مطمئن تہا اسکی صحبت برا نہوئی شاہجہان آباد مین ترک رفاقت ہوئی فخر الدولہ کو اوسی نے یہ اشتعالک دی کہ صوبہ گجرات حاصل کرے وعوی ہوئے کہ دلاوران فوج مغلیہ کو جو صفدر جنگ کے ملازم ہین باہم موافق کرکے اور سامان جمع کرکے مرہٹہ کو شکست اور قلعہ مذکور فتح کرے جب فخر الدولہ نے سعی کی اور سند اوس صوبہ کی حاصل ہوئی فوج مغلیہ ملازم صفدر جنگ کی اسوجہ اسکو پہچانتی تہی کہ آتش قہر نادری کا شرارہ ہے اسکی رفاقت مین متی وہی دل سوختگی ہوگی اسکی رفاقت مین راضی نہوی مگر تہوڑی سے لوگ جو دینہ لسکے آشنا اور یہ بار احسان تہی ہمراہ ہوئے اور یہ شخص اوسیقدر لوگون سے گجرات گیا اور ہاتہہ پیر مارے مگر قلت مقدور سے ارادہ پر فتحیاب نہوا اور فخر الدولہ کی صحبت برا نہوئی بنابرین ترک رفاقت فخر الدولہ کی عازم خدمت نادری ہوکر جب جا پہونچا نادر شاہ نے کہا کہ میرے غلبہ پر تو کیون حاضر ہوا عرض کی کہ تجہہ ایسے جوانمرد سکے ہاتہہ سے مرجانا بہتر ہے نامردون سکے ہمراہ زندگی کرنے سے ۔ نادر شاہ نے اس عذر خواہی سے عفو تقصیر فرمایا فارس و ہرات کے بیگلربیگی پر مقرر فرمایا اور فخر الدولہ اسکی غیبت مین اسیر مرہٹہ ہوکر بڑی خرابی سے شاہجہان آباد پہونچا اور گوشہ گزین ہوا اور مر گیا روز پنجشنبہ ہفتم ذی الحجہ کو بڑی بارش معہ تگرگ اور رعد و برق کے ہوئی اندرون قلعہ دیوان عام مین بجلی گری اور ایک گہوڑی اور دو آدمی جل گئے اور دو اور آدمی بیہوش ہوئے روز دوشنبہ پچیسوین ماہ مذکور کو شیخ سعد اللہ کے تینون لڑکون کو خلعت ماتمی مرحمت ہوا۔

سوانح سال ۱۱۶۰ ہجری مطابق ۳۰ جلوس والا

روز شنبہ غرہ محرم ۱۱۶۰ ہجری کو دیوان تن کے خلعت عبد المجید خان کشمیری کو عنایت ہوئے اور اوسی روز کچہری کرکے بعض ضروری کاغذات پر دستخط فرماتے ۔ روز شنبہ چہٹی ماہ صفر کو نوروز ہوا اسی سال مین آصفجاہ نے نواح حیدر آباد سے

قلعہ مالکنڈہ کو محاصرہ کرکے مقرب خان گکہنی سے چہین کر اپنی قبضہ مین کیا چونکہ بادشاہ کو امرا تورانیہ پر چندان اعتماد نتھا اور سعد الدین خان
اور انکا فرزند حفیظ الدین خان آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کے متوسلون اور ہم قومون مین تھے اسی سال مین بادشاہ نے
حفیظ الدین خان کو خدمت داروغگی توپخانہ سے جو کہ بادشاہ کے حفظ جان و مال کی خدمت تھی معزول کیا اور عمدۃ الملک کی
صلاح سے بروز یکشنبہ ہفتم صفر کو اول روز صفدر جنگ نے خلعت میر آتشی پایا اور اظہار توقعات و فاو بقا ای حقوق نمک حرامی کے
بادشاہ کی زبان سے پایا اور صفدر جنگ نے پیشخانہ میر آتش کا بقدر شان و شوکت کے قلعہ مین آراستہ کرکے
اپنا رہنا فرمایا اور بنا برپاس خاطر والد کے چکلہ سکندرہ بادشاہ سے لیکر والد کو مشرف کورنش شاہی کرایا اور خدمت مذکورہ
کے خلعت ہنیوائی بندہ اور نیز بندہ کے بھائی فقیر تقی علیخان نے اوسی زمانے مین منصب و خطاب خانی پایا اور چند مہینے
والد کی خدمتمین رہکر آخر رمضان کو صفدر جنگ سے رخصت عظیم آباد کی لی کیونکہ ایکمدت سے وطن مالوفہ اور جناب والدہ و خیرہ
بھائی بچا عالو سب لوگ وہین پر مقیم تھے اور احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ ناظم بلدہ مذکور بمناسبت جنگ کے
قرابت تھی اور اوسنے خلعت مہربانی مع سرپیچ مرصع ہم دونون بھائی کو عنایت کرکے بعض صوبہ بنگالہ کے بھیجنے کو حکم دیا اور
پیغام و عا ناظم عظیم آباد کو دیکر رخصت کیا غرہ ذیقعد سنہ مذکور کو بندہ مع برادران ہمراہیان کے مع عیال خطہ عظیم آباد پہونچا
اور روز سہ شنبہ جمادی الآخر کو آپامل مدار المہام تھا راجہ الیسری سنگہ سوائی خلف راجہ ادھراج جی سنگہ مرحوم نے ملازمت
بادشاہی کی اور خلعت پنج پارچہ سے سرفراز ہوا اور روز یکشنبہ پندرہوین ماہ مذکور کو بنا بر تقدیم نوبت پدر مہاراج موصوف کے
جو کہ حسب الطلب حضور مین آیا تھا اور تیر اوسکے لانے کے واسطے روبروے بادشاہ بوساطت خود وزیر الممالک اعتماد الدولہ
نزدیک بہلے قاضی اوسکے خیمہ مین جاکر تھوڑی دیر بعد اپنے مخیم کو لوٹا اور آخر روز مہاراجہ ممدوح خیمہ وزیر مین حصول ملازمت
کرآیا اور شب شنبہ ۲۷ رجب کو ہمایون بخت برادر محمد فرخ سیر بن عظیم الشان کا انتقال ہوا اور قطب الدین کے مزار مین
دفن ہوا اور روز یکشنبہ ۲۷ شعبان کو فوجداری گوالیار کی خضر خان کی تغیر سے عمدۃ الملک بہادر کو اور صوبہ داری
کشمیر کے اسد الدولہ اسد یار خان کے تغیر سے صفدر جنگ بہادر کو عطا ہوئی یہ اسد یار خان لسان تخلص دست گرفتہ عمدۃ الملک
کا تھا اور اوسی کی سعی سے بیچارہ تقرب بادشاہی سے معزول و محروم ہوا اور ایک ایک بالا بند دو نو امرا کو بجای خلعت کے
عطا ہوتے صفدر جنگ نے اپنے برادر خالوزاد شیر جنگ کو مع فوج مغلیہ اور ہندوستانی کے وہانکی بندوبست کو روانہ کیا
اور شیر جنگ نے وہان پہونچکر میر اللہ کو جو کہ مرد شجاع اور گردنکش تھا بتیغ عہد و پیمان سے دل جوئی کرکے طلب کیا اور
بعد حاضری قید کرلیا اور تھوڑی مدت وہان رہکر اوس بلدہ جنت نظیر کا تفرج کیا افراسیاب خان صفدر جنگ کے رفقا
تھا سب الامر اسکو اوس صوبہ کی نیابت پر چھوڑکر خود شاہجہان آباد کو معاودت ہوا اور آخر شب شنبہ ہفتدہم ماہ رمضان
کو عظیم اللہ خان جو مدت سے قلعہ بادشاہی مین قید تھا جان بحق تسلیم ہوا اور تین گھڑی دن چڑھے اوسیدن اوسکے مکان مین
لاش آئی اعتماد الدولہ بنا بر قرابت کے اوسکے گھر گیا وزیر کے آنے سے بڑا ہجوم ہوا اتفاقاً اوس مکان مین تہہ خانہ تھا

بسبب کثرت بارصدم یاامراض بیماری کے وہ تیخانہ بیٹھہ گیا وزیراور اکثر لوگ محفوظ رہے اور اوسکی لاش کو مزار شاہ نظام الدین کے
جوار مین دفن کیا اور آخر ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو قران نحسین اول برج میزان مین اور بنا بر رجعت بار دوم کے آخر ماہ صفر
سنہ ۱۱۵۷ ہجری مین اور تیسیری بار بنا بر استقامت آخر ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور کو آخر برج سنبلہ مین ہوا اور ۶ - یا ۷ -
ذی الحجہ کو سلطان اعزالدین ولد کلان معزالدین فوت ہوا۔

سوانح سنہ ۱۱۵۸ ہجری مطابق سنہ ۲۹ جلوس والا

علی محمد خان روہیلہ جسکا نام اکثر بتقریب کشتہ ہونے سیف الدین علیخان وغیرہ کے دفتر دوم مین مذکور ہوا اگرچہ اہیر کا لڑکا اور
ٹھان کا پرورده تھا لیکن شجاعت سے بہرہ مند اور لیاقت سروری بھی رکھتا تھا اور اعتماد الدولہ اور وزیر الممالک کی آرام طلبی اور غفلت سے اوسکی
رونق جہرہ ہوئی تھی اقتدار پر جا پہونچا مجمل یہہ ہی کہ اول بطور جماعہ داران کے ملازم عمال صوبہ مراد آباد کے اطراف مین تھا
اور اپنی جانفشانی اور نیکو خدمتی سے مورد الطاف حکام ہوکر اوس اطراف مین صاحب نام ہوا ایکمدت تک عظیم اللہ خان
اور فرید الدین خان کی ملازمت مین جو کہ اعتماد الدولہ کیطرف بہی صاحب اختیار اور حاکم با اقتدار مراد آباد کے تھے رہا اور
بعد کشتہ ہونے سیف الدین علیخان مظلوم برادر امیر الامرا حسین علیخان شہید کے اس سبب سے کہ روہیلہ مذکور نے
عظیم اللہ خان کے ساتھہ سید مذکور کے قتل مین برفاقت حاکم مراد آباد شریک تھا اور جوانمردی بھی دکھلائی تھی رتبہ پر
جاہ و حشم بھی زیادہ ہوا اور روشناس وزیر ہوکر صاحب منصب و جاگیر اور بعض پرگنات کا حاکم ہوا چونکہ صاحب عزم تھا
بصورت قرب و جوار کے محالات کی فتح مین ساعی ہوا بطور اجارہ جاگیرداران آرام طلب و وزیر بے خبر سے حاصل
کرکے اقتدار پایا اور فرید الدین خان و عظیم اللہ خان جو شجاعان زمانہ مین حاکم با اقتدار مراد آباد و جاگیر وزیر کے تھی فوت
ہوئے اوسنے افغانی نام سے اکثر روسای فرقہ مذکورہ کی جمعیتی کی اور افاغنہ نواح قندھار کے جو فوج ایران کے
صدمات سے آوارہ ہوئے تھے اسکے افغانی کا حال سنکر حاضر ہو ملازم ہوتے علی محمد خان روہیلہ کے مشتہر ہوا
جب فراوان اقتدار حاصل ہوا اور سستی سلطنت اور نفاق امراؤ مین ہمت اور وزیر کا مستغرق رہنا شرب مدام اور پریرویون
گلاندام مین اسکو معلوم ہوا سرکشی کرکے اداے مالگذاری وزیر مین تامل کیا وزیر نے راجہ سرمند قوم راٹھورا کو نایب
صوبہ مذکور کیا اور اسباب حرب معہ دیگر مایحتاج کے اپنے سرکار سے دیکر حکم دیا کہ جسقدر فوج درکار ہے نوکر کرے اور
بعدہ صوبہ مذکور کے انتظام اور قرب و جوار کے بندوبست اور روہیلہ مذکور کے گوشمال کا حکم فرمایا راجہ مذکور نے
معہ فوج محالات مسطور مین پہونچکر کمال غرور حکمرانی شروع کی روہیلہ مسطور نے بمقتضای شعور عذر تقصیر اور تخفیف مالگذاری
کا پیغام دیا راجہ نے وزیر کی مدد اور اپنے فوج کے عدد پر نظر کرکے اوسکی عرض نامنظور کی اور اوسکی بیخ کنی
کے فکر مین ہوا روہیلہ نے یہہ ماجرا دیکھکر رفقا سے صلاح کی چونکہ افاغنہ مرد بیباک و صاحب جرات اور تحصیل زمینداری
اور تسخیر ملک مین دلیر و چالاک ہوتے مین راجہ کی عداوت سخت دیکھکر علی محمد خان کو ایماء جنگ کیا پس نایب مذکور نے

لشکر آراستہ کیا جانبین سے تیاریان ہوئین جب دونون لشکر برابر ہوے راجہ نے بموجب عقیدہ ساعت کے منتظر تاریخ موعود
ہوا اسنکر یتا کرتوپین لگا کر چاہا کہ تاریخ آنے کے حیلہ حوالہ مین ٹالے مرہٹہ اس امر سے آگاہ ہوکر چونکہ دونون لشکر نزدیک تھے ایک رات کو
مرہٹہ نے شہرت دی کہ صبح راجہ کی ملاقات کریگا اور اوسی رات کو صبح کو تھوڑے دن چڑھے لشکر آراستہ کرکے راجہ کے
سر پر آ پہونچا راجہ پوجا مین تھا ہر چند لوگون نے مخالفین کے قریب پہونچنے کی خبر پہونچائی مگر راجہ بھی لکھتا تھا ابھی ساعت
جنگ نہین تا آنکہ مخالفون نے پہونچکر فساد برپا کر دیا اور انجام کار تیا سکا لڑکا موتی رام جو حسن و جوانی مین مشہور تھا معہ
ہوادار اسون کے سوار ہوا مگر موت نے میدان جنگ سے آخر کی راہ دکھلائی ہر چند پرستشگاہ مین تھا دون ایک قدم اٹھانے
کے لڑکے کے پیچھے روانہ ہوا اور علی محمد خان کو اسباب فراوان اور غارت بے پایان ہاتھ آئے کمال عظمت سے
فتح نصیب ہوے اعتماد الدولہ بی شرم نے کچھ تدارک نکیا بلکہ بی جان نے اپنی بی بی شعلہ پوری کو معہ اوسکے چھوٹے
بیٹے معین الملک کے جہیز مقرر کرکے مشہور ہے مصالحہ کو بھیجا علی محمد خان نے عین دریا مین کہ ہنوز شعلہ پوری ملازمان
کے ساتھ بجبر پہنچی آنکر ملازمت حاصل کی اور معاملہ کو انفصال کیا کہتے ہین کہ افغان مذکور کے دختر معین الملک
کی نسبت مقرر ہوئی تھی لیکن نکاح سے کہین خبر نہائی خلاصہ یہ کہ اوسوقت علی محمد خان کو بڑا اقتدار حاصل ہوا۔ مرادآباد
بریلی۔ بدایون۔ بن گڈہ۔ سنبھل۔ اودہ۔ انولہ۔ وغیرہ اسکے قبضہ مین آئے اور قریب تیس چالیس ہزار افغان
اور روہیلہ کے اسکے ملازم ہوے دم نخوت مارنے لگا جسوقت کہ عمدۃ الملک صفدر جنگ کے حضور مین پہونچکر مدار علیہ سلطنت ہوے
بادشاہ کو اس افغان کے مفسدہ سے آگاہ کرکے مائل تنبیہ کیا بادشاہ نے انکی نصیحت علانے آخر شب شنبہ قبل طلوع آفتاب کے
۴ محرم سنہ مذکور کو طالع دلومین عزیمت گوشمال فرمائی باغ لونی مین نقل مکان کیا اور بعد گذرنے تیرہوین صفر کے کوچ
کرکی دریاے جمن اترے اور وہان سے مدا سنہ مین آیا اور بائیسوین ۲۲ صفر روز جمعہ کو ساوات خان جا جار اور ذوالفقار جنگ
خالو سے ملکہ زمانی کو دار الخلافہ کی قلعہ داری اور صوبہ داری پر سرفراز فرمایا عطای کابی ملبوس خاصہ سے جو اوسوقت
بادشاہ پہنے ہوا تھا معہ شمشیر کے سرفراز فرمایا اور آٹھ روز خانہ کو لشکر کو کوچ کرکے شبا شب قریب شاہجہان آباد کے پہونچا
اور روز شنبہ نہم ماہ مذکور کو داخل شہر اور روز سہ شنبہ ۶ ہ۔ کو داخل قلعہ ہوکر کار وبار پر مامور ہوا اور بادشاہ اول ماہ
ربیع الثانی کو سنبھل مین اور اوسکے آخر کو بداون پہونچا علی محمد خان نے تاب جنگ بادشاہی ندیکھی قلعہ بن گڈہ مین جا بیٹھا
افواج شاہی نے قلعہ گھیر لیا اور منتظر فرمان ہوے قائم الدولہ قائم خان بہادر قائم جنگ خلف محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش معہ فوج اپنی دار الملک
فرخ آباد سے لشکر بادشاہی مین پہونچکر بوساطت وزیر حصول کورنش شاہی سے مفتخر ہوا اور راجہ نول رای نائب صوبہ اودہ
ملازم صفدر جنگ معہ فوج اور اسباب شایستہ کے حسب الطلب آقا کے پہونچا چونکہ درمیان فوج شاہی اور نول رای کے
قلعہ بنگر تھا اور خیال ہوتا تھا کہ علی محمد خان چونکہ دشمن حقیقی صفدر جنگ کو جانتا ہی اور وزیر بھی اسی سے تعلق رکھتا ہی اور وزیر کی
شکست کار چاہتا ہے ایسا نہو ہنگام عبور راجہ نول رای کے جو ضروریات قلعہ کے نزدیک سے مقصود ہوگا راجہ مذکور کو

تھا پاکر گرم رام ہوا اور راجہ کو چشم زخم پہونچا کر موجب رمن صفدر جنگ ہو لہذا صفدر جنگ نے پادشاہ سے رخصت لیکر
معہ فوج راجہ نول راے کی استقبال کو گیا اور اوسے ہمراہ لیکر کمال کند و فر سے اپنے لشکرگاہ کو گیا اور راجہ نول راے کی ملازمت
شاہنشاہی سے انواع عطایا اپنے آبرو کیواسطے اوسکو مرحمت کروائی القصہ چونکہ وزیر بجہالت تخمیر باوجود تمام الطاف
علی محمد خان روہیلہ سے جو کہ اوسنے اوسکے ساتھ کی تھین علے الرغم عمدۃ الملک و صفدر جنگ سے اوسکا طرفدار ہو کر باطن مین
اوسکی تقویت کرتا تھا میان ان دونون سردارون نے اس مہم سے انکار کرکے اوسے کے سر چھوڑی و روز بروز افغان مذکور
کے عفو تقصیرات کا واسطہ ہوا آخر بروز جمعہ تیسری تاریخ جمادی الاولی ۱۱۵۸ ہجری کو اوسکے ہاتھ رومال سے باندھکر اپنے
ہمراہ بادشاہ کے حضور مین لایا اور بادشاہ نے وزیر کے پاس خاطر وزیر کو حکم دیا کہ اوسکے ہاتھ کھولدو اور فرمایا کہ ہمنے اسے
تجھے بخشا اور لوگ واسطے ضبطے اوسکے مال و اسباب کے مقرر ہوے غلات کے ذخیرہ بہت سے ہاتھ لگے اور بعض توپ خورد کو
نقد و جنس غیر غلہ اور چند توپ کے کچھ نتھا مگر تھوڑا سا جو قائم خان کے پاس امانت تھا ظاہر ہو کر داخل خزانہ شاہی ہوا اور روز شنبہ
چہارم ماہ مذکور کو پیشخیمہ دار الخلافہ کو روانہ ہوا اور راجہ نول راے اور قائم خان بنگش بھی مرخص ہو کر اپنے مقامات کو روانہ
ہوسے پادشاہ ہمعنان فتح و ظفر اول روز پنجشنبہ غرہ جمادی الآخر سنہ مذکور کو بطالع اختر بیج اسدین داخل قلعہ شاہجہان آباد ہوا

ذکر فوت بعض امراسی سال گذشتہ مین

آخر ماہ محرم مین نوازش علیخان فوت ہوا قدم شریف کے آستانہ مین مدفون ہوا اور روز پنجشنبہ چودھوین صفر کو اشرف خان
ولد کلان امیر الامرا صمصام الدولہ خان دوران فوت ہو کر اپنے باپ کے مقبرہ مین دفن ہوا اور روز یکشنبہ ہفدہم ماہ صفر کو
نوروز ہوا اور نصف اخیر ربیع الاول کو اسد الدولہ اسد یار خان انسان تخلص گلگشت ارم کو قدم زن ہوا اکبر آباد اسکا آبائی
مولد تھا وہین پر دفن ہوا مرد نکوکار شاعر موزون طبع تھا عمدۃ الملک کی دستگیری سے اسنے اور جعفر علیخان نے اور بہی برتمل الدولہ
محمد اسحق خان اول اور ایک اور شخص نے جسکا نام یاد نہین ملازمت بادشاہی حاصل کی وہ اور اسحق خان اول ہی روز مین پنجہزاری اور
دو آدمی اور بھی چار ہزاری ہوے جعفر علیخان نے عمدۃ الملک کی رفاقت قبول کی بادشاہ کے تقرب سے اسحق خان
سر بفلک ہوا اور اسد یار خان بھی دوسرے مرتبہ پر شش ہزاری اور خطاب اسد الدولہ اور صاحب نوبتی اور مراتب ہوا اور یاد اوسکا
رسالہ پنجہزاری سوار کا داغ شمشیر سے ملازم شاہی ہوا آخر کو عمدۃ الملک نے رشک کھایا الہ آباد سے معاودہ ہو کر بادشاہ کو
منحرف کر دیا انکا رسالہ شمشیر و داغ برطرف ہوا حضرت باوجود نہوین کے مورد طعن ہوے اسد الدولہ خان کے عمدہ حال سنے گئے
اونمین سے ایک یہ ہے کہ در دولت پر ایکسو چالیس نفر چوبدار مقرر تھے اور ہر روز ستر نفر حاضر تھے بعد انکے باقیماندہ دو دو
پہر رہا حاضر رہتے و آگہی جاتی تھی باوجودیکہ مرجع عام اور ہجوم انام تھا حکم ممانعت کسیکا تھا یہ فقط گرنیپ داروں کی اس
لحاظ سے تھے تاکہ کوئی اوسکے مخل پیرگان نہو اس شخص کا سلوک ہر کہتر و بہتر سے مسلوک تھا و رباعی اوسکی یادگاری لکھتا ہون

رباعی
گر با صنم شفیق مہیا نیست
گر تنہا بے رفیق مہیا نیست
الشا این ہم جای شکوہ نیست
یکچند بہر طریق مہیا زیست

وله گر قصۂ شیخ و شباب باید گفتن + گہ شکوۂ نان و آب باید گفتن + ان نان تا مرگ گفتگو لا بد ہست افسانہ برای خواب باید گفتن

نو روز دہم جمادی الآخر روز دوشنبہ کو خبر ملی کہ ۲۱ ماہ مذکور کو روز دوشنبہ زکریا خان ناظم لاہور فوت ہوا وزیر نے جو اوسکا سالا تھا یہ خبر چھپائی اور اوسکے خلف کلان میر یحیی خان کو حیلۂ ملاقات پدر سواری روز پادشاہ سے رخصت کرا دیا بستم ماہ مذکور کو روانہ ہو کر بعد ورود لاہور کے بجای پدر متمکن ہوا بائیسوین کو وزیر نے ماتم کیا بعد تعزیت ۲۴ تاریخ روز دوشنبہ کے حضور مین آیا اور روز دوشنبہ بستم شعبان کو خلعت صوبہ داری لاہور کی وزیر الممالک اعتماد الدولہ کو ملی اسنے نیابت پر زکریا خان کے لڑکون کو روانہ کیا آخر کار دونون بھائیون مین خصومت ہوئی شاہ نواز خان نے بڑے بھائی یحیی خان کو قید کر لیا بعد چندی یحیی خان اپنی بہن کے حیلہ سے خوان طعام مین چھپ کر نکل گیا اور یارون کی اعانت سے قاضی کے گھوڑے پر بھاگا بھاگ دار الخلافت مین آیا اور شرم نالائقی سے فقیر ہو گیا وہ شہر کی نہر کے کنارے کوٹھے بناتے اور اوسکا نام تکیہ رکھا چونکہ وزیر کا داماد اور صاحب دماغ تھا چند رفقا نے بھی بیچ دکھلائی اور شاہ نواز خان دونو صوبہ پہ حکمران رہا آخر روز دوشنبہ شانزدہم شعبان کو اسد اللہ خان برادر کلان عمدۃ الملک اکبر آباد مین جان بحق ہوا اور بوقت نصف شب پنجشنبہ نہم شوال کو خانہ شاہزادہ مرزا احمد بن محمد شاہ کے گھر مین لڑکا تولد ہوا

ذکر سوانح ۱۱۵۹ ہجری مطابق سنہ ۲۹ جلوس محمد شاہی

دوشنبہ کے روز ۲۰ صفر ۱۱۵۹ ہجری کو نوروز ہوا اور ربیع الثانی مین غلام محی الدین خان جو زکریا خان کے حسب طلبی حال کو گیا تھا اور اوسکے لڑکون سے لے آیا تھا حضور مین لا کر بعطای پالکی جھالردار اور اضافہ منصب ہزاری سے سرفراز ہوا روز جمعہ ۱۳ جمادی الاول کو بہروز خان خواجہ سرا ے محلی بادشاہ جمعہ کی نماز پڑھ کر اپنے چیلہ یعنی متبنے کے گھر آیا وہ اپنے پسر کے وصال کو اپنی بی بی سے پرہیز رکھتا اور بی بی نیک بخت بر سر انکار تھی جب بڑی کشاکشی ہوئی نیک بخت کے باپ نے غیرت کھائی حفظ ناموس پر آیا دونون پر ہاتھ صاف کیے جمدھر کی ضرب سے اجل حاضر ہوئی اور اوسکے بچگان ہمراہی کو مجروح کیا اور خود اوسکے ملازمان کے ہاتھ سے دار الآخرت کا راستہ لیا بہروز خان مجروح پالکی پر اپنی فرودگاہ کو چلا اسی محلہ نواں محولی مین ہینا کی گدی چھوٹی خواجہ قطب الدین کی مزار کی جوار مین دفن ہوا اور سلخ جمادی الاول مین شب جمعہ کو حافظ وجیہ خان خواجہ سرا ے داروغہ باورچیخانہ بادشاہی آخر شب نماز پڑھتا تھا غشی جو آئی دنیا سے چل بسا اور اوسکی جگہہ اولاد مرحوم مقرر ہوئی ۲۵ ماہ مذکور کو پادشاہ باغ تالکٹورہ کی سیر کو تشریف فرما ہوئے مرزا محمد اسحق خان نجم الدولہ کو خدمت چوکی خاص کی بجای خواجہ بہروز خان کی ملی بروز یکشنبہ ۲۷ کو خبر بادشاہ نامدار خواجہ قطب الدین کے سیر کو گیا تا لاہند پایا اور بروز یکشنبہ تاریخ پنجم بادشاہ داخل قلعہ مبارک ہوا

ذکر انتقال عمدۃ الملک کا جمدھر کی زخم کھا کر باشارۂ شاہی

عمدۃ الملک سرداری کے امور مین جملہ امثال و اقران سے جود و عطا فراوان کرتا تھا کسیکو اپنے برابر سمجھتا نہین تھا تا آنکہ

بحسب اتفاق ایک روز وزیر حالت نشہ مین بام خانہ سے گرا اور استخوان بند ران پیچیدہ ہو گئین سات
آٹھ مہینے تک صاحب فراش رہا اور صحت کے بعد بھی قوت آمدورفت دربار اور قیام حضور کی
نپائی اور اپنے لڑکو مین تمیز نپائی لاچار عمدۃ الملک کو نائب مختار کیا الیاسی لگا ہے جانا خفیف سا ٹھہر کر واپس چلا آتا
صفدر جنگ تو دوست ہی تھا اب عمدۃ الملک کا اقتدار بڑھنا شروع ہوا پیشتر ہی سے بادشاہ کی مصاحبت مین جگہ لگی
رکھتا تھا اب اور بھی بے تکلفی ہوتے ہر امر مین مبالغہ کرتا خصوص اپنی ملتمسات کی پذیرائی مین نہایت کد و جد از حد کرتا تھا
اور نجم الدولہ محمد اسحق خان بہادر اور اسکے بھائی باوجودیکہ مشمول لطف شاہی تھے مگر بمقتضای اس امر کے کہ انکا باپ سکا
آزردہ تھا کچھ خیال مین نلاتے تھے محمد شاہ نے واسطے افزایش اقتدار اسحق خان کے بہن کی وصلت شجاع الدولہ حفیظ الدین
حیدر خان بہادر جنگ ولد صفدر جنگ کے ساتھ مقرر ہوئی اور عمدۃ الملک کو اپنی جانب سے سر انجام شادی خیر کو مقرر
کیا صفدر جنگ نے مہینہ شادی بڑے تزک احتشام سے کی جملہ اسباب مین نو گھڑی ایک ہزار چاندی کے تھے جو سانچے مین بہیجے
تخمیناً ہر ایک گھڑہ سو روپیہ سے کم کا نتھا عمدۃ الملک ایکمرتبہ بادشاہ سے مرخص ہوکر سلاطین مقید سلیم گڈہ کی ملاقات کو گیا
لوگون کو مظنہ بد اسکے جانب سے دل مین آیا خصوص بدخواہان عمدۃ الملک نے اسی تقریب سے بادشاہ کو منحرف کر دیا
تاآنکہ بادشاہ کے دلمین عمدۃ الملک کی بدخواہی کا نقش جاگزین ہوا اور درپے اوسکے دفعیہ کے ہوا تاآنکہ عمدۃ الملک کی
کسی مقدمہ کی تقریر مین بحضور بادشاہ طول دیا بادشاہ ملول ہوا فرمایا اب دوسرے روز رکھو اسنے کہا قدری سن لیجے
بادشاہ نے دوبارہ تھوڑی دیر کے بعد وہی کلمہ کہا اوسنے وہی جواب دیا خواجہ سرا نے لوگ اکثر تنگ حوصلہ کج خلق
ہوتی ہین روز افزون خان ناظر نے جو باپ ادہی کے عہد سے ملازم پیر اور اکثر ابواب جرم سرای سلطانی اوسکی تفویض
تھے زیر لب بڑبڑانا شروع کیا عمدۃ الملک نے سنا کہ کہتا ہے آج سے راندون کا قصہ تمام کیجیے یہ سنتے ہی آشفتہ ہوا اغلامکی
کیا مجال کہ امرا کی گفتگو مین دخیل ہو اوسنے جوابدیا کہ اگر غلام ہون تو بادشاہ کا ہون اور دون کا نہین ہون عمدۃ الملک نے
بادشاہ سے کہا کہ اگر یہہ ناظر ہے تو بندہ دربار نہ آویگا ورنہ میرے تعہد مین عہدہ نظارت فرماتی بادشاہ نے دلجوئی کی
فرمایا تمہاری خاطر عزیز ہے انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا یہہ سنکر مرخص ہوا اور آگاہ خان خواجہ سرا نے اپنے داروغہ دیوان
خانہ کو نیابت پر تجویز کرکے امیدوار کیا بادشاہ کو فکر ہوتی ناظر روز افزون نے کہا کہ ایک تو یہ مین دق رکھتا تھا اگر وہ ناظر
ہوا تو جان بچانا محال ہوگی اوسنے کہا کہ اگر مرضی ہو اسکا تدارک مشکل نہین بادشاہ نے اجازت دی روز افزون خان
قاتل کی تلاش ہوئی اور اپنے تتبع سے کہا اوسنے اپنے بھائی جواہر نامی کو جو پیشتر عمدۃ الملک کا ملازم تھا اور آزردہ ہوکر مستعفی
ہوا تھا ڈھونڈہ نکالا اور یہہ شخص پیشتر بھی ظاہراً اوسکے قتل کو بھائی سے کہا کرتا تھا اب بمبالغہ تمام آمادہ ہوا اوسنے
کہا کہ جب عمدۃ الملک داخل دروازہ قلعہ خاص ہو اوسکا کام تمام کردو تاآنکہ روز جمعہ ۲۳ ذی الحجہ کو اول صبح عمدۃ الملک
خاص اسی کام کو آگاہ خان کو ہمراہ لے خلعت دلوانے کو برخلاف ضابطہ حاضر آیا روز افزون خان نے قاتل کو

دیوان خاص کے دروازے پر پہونچی کیا جیسے کہ عمدۃ الملک نے بخاطر جمع دروازے پر قدم رکھا قاتل منتظر نے ایسا جمدہر مارا کہ تھیلگاہ تک جا پہونچا اور فوراً سید مذکور خانہ خاص بعدم کو راہی ہوا لاش پالکی پر اوسکے مکان تک چلی بہی اوسکے ساتھ آئی مگر اوسکے ملازم تابع دفن لاش اور ضبطے مال و اسباب با وجود ہونے اپنی تنخواہ کے ہوتے اور نادری علیخان داروغہ فیلخانہ شاہی برادر مقتول اور عبد المجید خان دیوان خالصہ وتن و بیرم خان و نعمت اللہ خان وغیرہ امرا و اقربا جو بزعم تعزیت اوسکے گھر گئے تھے اوسکی ملازمین کے قیدی ہوئے کسیکو مجال نکلنے کی نہ تھی بادشاہ کو یہ منظور تھا کہ اوسکا مال و اسباب ضبط کرے اور کسیکے تنخواہ نہ دی بلکہ اونکے قتل کا حکم کرتا تھا مگر نوکر پیشہ نے قبول نہ کیا تا آنکہ صفدر جنگ درمیان میں آیا اور فرید خان خانسامان اور سیدی بلال کو بیچکر تنخواہ کا ذمہ کیا اس مقدمہ کو چار روز گذرے لاش متعفن ہوئی آخر اوسکی جنس بیچکر ادائے تنخواہ کا قرار ہوا تب لاش دفن ہوئی پانچویں روز خلیل اللہ خان کے مقبرہ میں جو اسکا دادا تھا متصل سرائے روح اللہ خان کے ایک شاعر نے مادہ تاریخ (غم عمدہ) نکالا ہے آخر اوسکی جناس بیچی گئی جواہرات اور اسلحہ بادشاہ نے بقیمت ایک لاکھ کے خرید کئے غیر تنخواہ تقسیم ہوئی بیچارے درمیانوں نے رہائی پائی —

سوانح سنہ ۱۱۶۰ ہجری مطابق سنہ ۳۰ جلوس محمد شاہی

روز سہ شنبہ نہم ربیع الاول سنہ ۱۱۶۰ ہجری کو نوروز ہوا اور آخر رجب اول شعبان کو یحیی خان مدار المہام دار الانشا اور دیوان خالصہ جو عبد المجید خان کی تعزیہ پر مقرر ہوا انتقال کر گیا بعد سوم کے ہر ایک اوسکے چھ لڑکے اور ایک پوتے نے خلعت ماتمی پائے اور ایک لڑکے ارشد کو مالا بند اور خدمت دار الانشا کے مرحمت ہوئی اور روز پنجشنبہ ششم شعبان کو دیوانی خالصہ کی محمد اسحق خان کو معہ خلعت ششپارچہ کے لطف ہوئی اور بروز پنجشنبہ ۲۴ کو کچہری کرکے دستخط کی اور بروز چارشنبہ آخر شعبان اعز خان داروغہ گرزبرداران فوت ہوا اور غرۃ رمضان کو دفن اور خلعت ماتمی اور خدمت مذکورہ کو اوسکے لڑکے کے چچا اعز خان نام کو ملی روز شنبہ بست و ہفتم ذی الحجہ کو ناصر خان صوبہ دار کابل جو احمد شاہ ابدالی کی حضور سے بھاگ کر حاضر ہوا خلعت ششپارچہ اور شمشیر و فیل اسی وجہ سے مرحمت ہوئی کہ نادرشاہ تو مرا شاید اسکی اعانت سے وہان کے افاغنہ آشتی کریں اور صوبہ مذکور فتح ہو —

سوانح سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق سنہ ۳۱ جلوس محمد شاہی

اسی سال کا عمدہ سوانح آنا احمد شاہ ابدالی درانی اور رحلت کرنا محمد شاہ بابری کا ہے احمد شاہ ابدالی ابتدائے سال مذکور میں وارد ہوا ہنگامہ ورود جنگ درعود اور جلوس احمد شاہی غرہ جمادی الاول تک ہوا لہذا یہ سانحہ بیان ہوتا ہے مخفی نرہے کہ یہ احمد ابدالی دراصل تیلیس زادہ ہے الوش افغان ابدالی اور رعایائے ہرات سے ہے بعد مہر و غلبہ نادری کے اسیر پنجہ نادرشاہ ہوکر بعد چندے رہائی پاکے بزمرہ یساولان شاہی میں مقرر ہوکر مورد الطاف نادری ہوا آخر رفتہ رفتہ درجہ منکباشی سے حاصل ہوا ایرانیون کہ نادرشاہ مردم ایران اور فرقہ ترکان سے مطمئن نہ تھا جماعہ افاغنہ

اور افواج توران کو بعد مغلوبی کے مورد الطاف فرمایا اور اکثرون کو انمین سے اپنے لشکر کا سالار کیا بلکہ افاغنہ کی نسبت ترکمن
کی زیادہ اقتدار کیا اونمین آزاد خان بھی تھا تیس ہزار سوار کا مالک جسنے دم اقتدار مارا اور آخرکار کریم خان زندگی آب تیغ سے
اوسکا شعلہ اقبال ٹھنڈھا ہوا اسکو اپنا نوکر کیا احمد ابدالی بھی اونھین میں سے ہے لیکن یہہ شخص تقی خان آختہ کی اعانت سے
انقلاب قبل نادرشاہ مین بھاگا بعض خزانہ طہماسپ چلا گیا جو اوسکے لشکر کو جاتا تھا متصرف ہوا اور کچھ اپنے پاس سے
بہم پہونچا کر صاحب سکہ و خطبہ ہوا اور اوسکا آنا ہند مین سات مرتبہ ہوا انشاء اللہ تبدریج درج صحیفہ تاریخ ہوگا اول
مرتبہ کابل باہوری مین آخر سنہ ۱۱۵۹ مین آیا اور سنہ ۱۱۶۱ ہجری کے آخر مین معاودت کی

ذکر واقعیہ احمد شاہ ابدالی بنا بر تسخیر ہند اور سرہند تک آنا اور لوٹ جانا

احمد ابدالی منظور نظر نادر ہوکر اوقات آبرو سے بسر کرتا تھا سال ۱۱۶۰ ہجری مین بادشاہ سے مرخص ہوکر اپنے گھر آیا اور بوقت
معاودت امام الانس والجن سلطان ابوالحسن علے بن موسی کی زیارت کرکے وہان سے چلا جوار مزار پر ایک درویش جابر نام کو
دیکھا کہ خیمہ مختصر مثل طفلان استادہ کئے ہوئے ہے اسنے جا کر استفسار کیا کہ یہہ خیمہ اور بازی طفلانہ سے کیا غرض ہے اوسنے
کہا احمد ابدالی ہے اسنے کہا ہان ہمسنے کہا کہ یہہ خیمہ بروقت مرنے نادرشاہ کے گر لیگا اور تو اوسوقت بادشاہ ہوگا احمد نے کسی امیر رفیق
کو وہان پر چھوڑا کہ تاریخ تحریر کیجیے اور اوسکی حفاظت رکھے اور خود حضور نادرشاہ مین گیا جب نادر مارا گیا احمد لشکر سے بھاگ
کر مشہد مقدس مین آیا اور سو وہان خیمہ کے افتادہ کے بروقت قتل نادر خبر اوسی تاریخ کو پائی اب سلطنت کا انتظار رہا اپنے فوج کو
فراہم کیا اور محمد تقی خان شیرازی کو خواجہ کے نام سے مشہور رہا ہم متفق کیا آختہ کے لقب کا یہہ سبب ہے کہ نادرشاہ نے
ایکمرتبہ غضبہ ہوکر اوسکو آختہ کرڈالا تھا آخر بساعت معہود یہہ جیغہ سلطنت سر پر رکھا اور زر تحصیل صوبہ کابل کو جو کہ ناصر خان صوبہ دار
اپنے ہمراہ بادشاہ کے پاس اور میر محمد مستعد خان پشتی ملقب بکرنجی لشتی کو جاتا تھا بجبر اپنے قبضہ مین لایا اور شاہ جابر کو بڑا دلیا
یہ شاہ جابر اوستاد الال خور تغلبد مشہور کابلی کا نوہے وہ بھی فقیر تھا خلاصہ یہہ ہے احمد ابدالی نے بعد اخذ خزانہ ناصر خان
کو صوبہ دار کابل بنایا خلعت دیے بدین شرط کہ کابل پہونچکر تا پنج لاکھ روپیہ جلد بھیجے پانچ سوار درانی ہمراہ کر دیے ناصر خان نے
کابل پہونچکر وہان کی افاغنہ سے ظاہر کیا اونھون نے ادای مبلغ مذکور خارج مقدرت بیان کیا اوسنے کہا اگر روپیہ نہین
ادا ہوتا کیا تدارک کروگے اونھون نے کہا اوسکا تدارک اسنے جواب دیا کہ میری دلجمعی نہین اونھون نے سوگند و پیمان کے
ناصر خان نے سواران ہمراہی کو نکال دیا ابدالی اس خبر کو پایا تدارک ہو کر چھوڑا تھا افاغنہ کابل نے اوسوقت بدعہدی کی کھائے
عہد و سوگند کے مالوہ آتے ناچار ناصر خان کابل سے پیشاور آیا اسکے چلے آنے پر افاغنہ ابدالی سے جا ملے تسخیر
پیشاور کی دلالت کی احمد شاہ پیشاور آیا ناصر خان معہ ناموس متحصن ہوا اور اوسکے زمانی مین شاہنواز خان ولد زکریا خان
نے برادر یحیی خان کو لاہور سے نکالکر وہ صوبہ لاہور و ملتان مین مستقل تھا اوسنے بیگ خان شیطان خصلت شاہنواز خان
کے بیخ کنی مین مستعد ہوکر بولا کہ تم فقط وزیر الممالک قمرالدین خان بہادر کے بھانجے ہو اور یحیی خان بھانجا اور داماد

دونون ہی نہین سمجھے کہ بادشاہ وزیر کے پاس گیا ہوا اور وزیر تمہاری ہمکاری مین تامقدور کوتاہی نکرے صلاح یہہ ہی کہ احمد ابدالی سے
موافق ہو شاہ نواز خان نے ابدالی کو تحریر کیا کہ بادشاہی آپکی اور وزارت ہماری ہو احمد ابدالی جسکے خیال مین یہ امر تھا سجدہ گذار ہوا عہد
نامہ محکم مشحون گواہی سران لشکر مرتب کرکے روانہ کیا بعد ازان آدینہ بیگ خان سے قمر الدین خان وزیر کو لکھا کہ مرشد زادہ
ہم فدویون کی بات نہین سنتے اور احمد ابدالی سے خط وکتابت رکھتے ہین اگر حضور سے اونکی تسلی ہو ہمین بھی مجال التماس ہے قمر الدین خان
نے چار ناچار بدستخط خاص ایک خط لکھا کہ ہمارے خاندان مین نمکحرامی کبھی نہین ہوتی ہرگز ایسا ارادہ نکرنا افسوس کہ ایک افغان
بیساول کی اطاعت کی ہے لازم ہی کہ مرد کہ مذکور کو نکالکر تمام حدود ہندوستان کی فتح کرو کہ پنجاب صوبہ کابل وکشمیر وٹھٹھہ و
ملتان مین تمہارا عمل ہو اور اینجانب کو اپنی امداد واعانت مین مصروف جانو شاہ نواز خان اس خط کی پہونچتے ہی احمد ابدالی سے بدل گیا
اور آدینہ بیگ خان کو از راہ بدخواہی نقض عہد پر مشورہ کیا ناصر خان ابدالی کے حصار مین بند ہوا اقسام غلات وغیرہ سب
خرچ ہوگئے بھاگنے کا پہلو سوچنے لگا بخشی ہمراہی نے عرض کیا کہ حضور یہان سے نکلجائین ایکروز کے بعد بندہ بھی راہ لیگا اس صورت مین
کوئی آپکا پیچھا نکریگا آخر ایسا ہی ہوا ناصر خان چند نفر کے ساتھ فراری ہوا اور بخشی دو ایک روز لڑکر جان بحق ہوا ناصر خان کے
ناموس ابدالی کے ہاتھ لگی مگر پاس خاندان کی عزت وحرمت کی آخر کو چھوڑ دیا ناصر خان لاہور پہونچا شاہنواز خان نے
ملاقات کرکے استقامت کیواسطے اقرار کیا اسنے حاضری دار الخلافۃ کا ارادہ بیانکرکے راہ لی شاہ نواز خان رخصت ہوا
اور اسکے خانسامان کو ہمراہ لیکر جمیع کارخانجات عمارت مانند خیمہ وفیل واسپ وملبوسات وباورچیخانہ وآبدارخانہ وغیرہ
مع چار لاکھ روپیہ نقد کے دیکر روانہ خدمت ناصر خان کیا۔ احمد ابدالی نے راجا ہی عمد کو خط لکھا جواب مین صاف
جواب ہوا ہر چند ابدالی نے اخلاص کی لی مگر شاہ نواز خان نفاق سے نہ باز آیا شاہ صابر ہمراہ لاہور مین عبد اللہ کے گھر
تھا فروکش ہوا شاہ نواز خان نے خبر پاکر آدینہ بیگخان اور راجہ کوڑامل کو بھیجکر دریافت حال کیا صابر نے کہا مجھکو کچھ
تمسے تعرض نہین ہے لیکن حق محبت وہی کھینچ لاتا ہے چونکہ لاش شہر و نیز حکام شہر کے حقوق میری گردن پر ہین اسقدر
رکھتا ہون کہ بدعہدی خلق وخالق دونون کے روبرو بڑے ہے اور تمہاری تلوار احمد ابدالی کی شمشیر سے مرا نہین کسی نے
کہا کیا ہماری مالک کی تلوار لکڑی کی ہے اوسنے کہا نہین صاحب دونون کی تیغ آہنی کی ہے مگر ابدالی کا اقبال
مائل عروج ہی آدینہ بیگخان نے شاہ نواز خان سے ساری کیفیت بیان کی اور سحر سے منسوب کیا بہرصورت صلح نہو گی
اور تقصیر مذکور بحوالہ بخشی ہوا تاکہ نظربند رکھین ناچار ابدالی لاہور کو عازم ہوا شاہ نواز خان بھی بڑی فوج وحشم سے بیرون
شہر نکلکر مورچہ آرا ہوا ابدالی نے بھی مقابل پہونچکر لشکر آرائی کی شاہ نواز خان نے کلب علیشاہ درویش بچھارے سے
پیغام دیا کہ پایان جنگ کیا ہوتا ہے اوسنے کہا کہ آج کا دن تمپر گران ہے اگر آج نلڑو بہتر ہے کل تمہاری ظفر ہوگی
شاہ نواز خان نے آدینہ بیگ خان اور راجہ کوڑامل اپنے دیوان کو بھیجکر سران لشکر کو مانع ہوا کہ آج کوئی نلڑے
اور اگر مخالف غلبہ کرین تو سنگر کے اندر سے مدافعہ کرنا یہ حکم دیکر بخاطر جمع خیمہ گاہ مین روانہ ہوا کھانے کا وقت پہونچا

دسترخوان پر بیٹھا تھا کہ ناگہان توپ کی آواز آئی اودینہ بیگخان وغیرہ بھی کھانے میں شریک تھا تھوڑی دیر میں دوسری آواز آئی
بعد استفسار معلوم ہوا کہ سواران ابدالی نمودار ہوئی تھے دو سو نفر قزلباش سرکار نے بیرون جھکر جاکر اونھیں ہٹا دیا تھوڑی دیر میں
اول سے زیادہ سوار اغیار نظر پڑے اونھیں توپ کی شلک سی بھگایا بعد ایک لمحہ کے کسی سوار ہمراہی بخشی نے اکر عرض کی
کہ کمک ہماری کرو شاہ نواز خان نے متحیر ہوکر سبب دریافت کیا خبر لاتے کہ اونہیں قزلباشوں نے دوبارہ بھی اونکا مقابلہ کیا
وہ جمعیت ہزار سوار انپر دوڑ اوٹھی قزلباش سرکاری دو سو نفر تھی تاب نہ لاکے فرار کیا محافظان سرکار نے سواران سرکاری کے
آنے سے توپخانہ اغی ابدالیوں کے سوار دو ہزار اوسکے پیچھے آگھسے لشکر میں شتنخیر برپا ہے شاہ نواز خان نے فرمایا ہم سوار
ہونے میں اودینہ بیگ خان کو بخشی کی مدد پر حکم دیا وہ آرے بلے کہکر تماشا سے دریا میں مصروف ہوا شاہ نواز خان نے تاکید
اکید کی تھوڑی دیر چلکر پھر استادہ ہو شاہ نواز خان ہاتھی پر سوار ہوکر لوگوں کو تاکید جنگ کرتا تھا کہ شام ہوگئی ابدالی اپنی فوج
کو واپس لگئے لیکن آشوب لشکر کم نہوا اودینہ بیگ خان وزیر روشن شہر کو چلا گیا شاہ نواز خان نے لوٹ کر خیمہ میں اوترنا چاہا اونکا
چچا جو ابھی پیچھا ہوا تھا اونسے کہا کہ حصار شہر میں چلکر جنگ کیجے اسنے کہا کہ اسوقت خیمہ میں رہینگے صبح تدارک کیا جائیگا
اونسے ایک نمانا جو ہین شاہ نواز خان کا ہاتھی خیمہ سے بیشتر بڑہا لوگوں کو فرار معلوم ہوا بھگدڑ پڑگئی تورانیان نمکحرام نے غارتگری
شروع کی خیمہ شاہ نواز خان میں ایک تنکا نہ چھوڑا شاہ نواز خان حیران ہو دولتخانہ میں پہونچا بعض لوگ مصالحہ کی بنا ڈالنے لگے تھے
کہ بخشی حاضر ہوا شاہ نواز خان نے فقیر کا حال استفسار کیا اوسنے کہا کہ بروقت غلبہ جنگ کے نبیرہ مے مارہو الا شاہنواز خان
نے سنگ فرش اوسکے چھاتی پر مارا اور کہا کہ اب ملاقات کی بھی صورت نرہی ناچار کیسہ ہای اشرفی اور چند قیمہ جواہرات بعض
خواجہ سراؤں کو حوالہ کرکے راہ فرار لی اور فتح و نصرت ابدالی کے ہاتھ لگی صبح کو ابدالی داخل شہر ہوا شہر کی غارت گری میں
کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھا بعد اس تسخیر کے جب احمد شاہ ابدالی سے ملی خبر ہی ممالک ہند کے خبر پائی قاصد تسخیر شاہجہان آباد ہوا
۱۱۶۱ھ امیر تقی خان احمد سالار فوج قزلباش لاہور سے متوجہ دہلی ہوا محمد شاہ نے یہ خبر پائی اپنے لڑکے احمد شاہ کو معہ تمام
فوج شاہی اور توپخانہ کے ہمراہی وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اور راجہ ایسری سنگھ
سوائی ولد راجہ جی سنگھ وغیرہ راجہای صوبہ اجمیر کے مامور کیا پنجم محرم ۱۱۶۱ھ ہجری کو صفدر جنگ اور ذو الفقار جنگ
اور شیر جنگ اور معین الملک وغیرہ وزیر کے لڑکوں کو معہ دیگر امرا کے پہر دن چڑہی فتح پیچ عنایت کرکے رخصت کیا اور
نو گہڑی دن چڑہی وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان کو بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے فتح پیچ سر پر باندہا
اور طرہ بادلہ کا اپنے دستار سے نکالکر اوسکی دستار سے لگادیا اور ابدالی کی لڑائی کو رخصت فرمایا اور ذو الفقار جنگ
سادات خان کو بخشی گری سوم کی خدمت اور شاہزادہ کی اتالیقی سپرد ہوئی اور چوتھی درجہ کی بخشی گری سادات خان کے
لڑکے محمد اسحق خان کو معہ خطاب نجم الدولہ کے عنایت ہوئی شاہزادہ معہ فوج مذکور سرہند سے گذر کر دریا
ستلج کے کنارے ماچھی واڑہ پہونچا اور بادشاہ ابدالی معہ فوج ہمراہی جو سات ہزار سوار سے زیادہ تھے لودیانہ

ہو کر بالا بالا داخل سرہند ہوا اور سیزدہم ربیع الاول سنہ مذکور کو شہر سرہند کی لوٹ ہوئی جسنے ذرا بھی وہم ہلاکی اونکی جان اور شاہزادہ
کی اس خبر سے اودہر کو توجہ ہوئی اور مقابل ابدالی کے ہو چکا بخوف فوج ولایتی اپنے لشکر کے گرد خندق بنا پناہ لی
پندرہوین ربیع الاول سے ۲۰ ماہ مذکور تک آتش جنگ و جدال گرم رہی کسقدر بان و توپ کے گاڑیان شاہزادہ کے
لشکر سے پیچھے رہی تہین وہ ابدالی کے ہاتھ لگین اوسنے یہہ سرمایہ پاکر بان و گولہ کی آن بان دکھلانا شروع کی باوجود کثرت عظیم
کے ہندوستانی محصور تھے ۲۲ ماہ مذکور کو اعتماد الدولہ وقت چاشت کے نماز خیمہ مین اپنے مصلے پر تھا کہ ابدالی کی فوج سے
ایک گولہ نے پہونچکر اوسکا کام تمام کیا راجہ ایسری سنگہ وغیرہ جملہ بیس تیس ہزار نفر تھے مگر وزیر کے مرتے سارے بھاگ اوٹھے
صفدر جنگ اور معین الملک ولد وزیر معہ شاہزادہ کے باوجود ورطہ بزرگ کے پایدار رہے ۲۸ تاریخ کو ابدالی نے بموجب
وزیر پر یورش کی معین الملک نے استقلال کرکے اکثر دلاوران مخالف کی جان لی مگر بے شمار لوگ وزیر کے مارے گئے
و دنیا سے جوان وان ہو گیا اور بنا بر اتصال صدمات جنگ احمد شاہ کے رفقا کو بھی پہونچے تھے نزدیک تھا کہ فوج
ہند کو چشم زخم نصیب ہو صفدر جنگ نے اس واقعہ سے تھوڑی فوج شاہزادی کی مدد پر بھیجی اور خود معہ فوج خود دنیا وہ پا ہوا
اور حملہ اور بان اور جزائل جنگی کو روبرو کرکے درمیان معین الملک و ابدالی کے حایل ہوا جنگ عظیم و شدید ہوئی اگرچہ تو
فوج ابدالی کے صدمہ جنگ معین الملک اوٹھا چکی تھی ناگہان صفدر جنگ معہ فوج گران اور توپخانہ آتش بار کے آگیا اور اسی گرما
گرمی مین آتش خانہ ابدالی مین آگ بہرک کے ہزارون بان شہاب ثاقب کے طور پر نمودار ہوئے اکثر ہمراہی ابدالی کے خاک میں
لوٹ گئے اور سارا انتظام شکست ہوا آخر کو پیر اوٹھے بھاگا اوٹھا اور بادشاہ ہند کی فتح یابی ہوئی رات کو بعض پیغام
صفدر جنگ کے پاس بھیج اور صبح کوچ کر گیا کابل و قندہار کی تہی تا (محمد شاہ نے ظفر کی خبر اور جانثاری وزیر اور ترددات
صفدر جنگ وغیرہ کے سنکر شادمان ہو لاینے عین حیات مین کہ اغاز بیماری تھا صوبہ داری لاہور و ملتان کی معین الملک کے
نام بخشدی اور صفدر جنگ کو معہ شاہزادہ اور دیگر امرا کے حضور مین طلب کیا شاہزادہ نے معین الملک کو اپنے باپ کی
طرف سے خلعت اور اسناد مرسلہ دیکر لاہور کو مرخص کیا اور خود معہ صفدر جنگ کے شاہجہان آباد کو عازم ہوا چونکہ مرض
محمد شاہ کا دمبدم زیادہ ہوتا اور آثار مرگ زیادہ ہوتے تھے متواتر شاہزادہ اور صفدر جنگ کے طلب مین شقہ صادر فرماتے
اور یہ لوگ مستعجل روانہ ہوتے کہ ناگاہ متصل پانی پت کے خبر رحلت محمد شاہ کی گوش گذار ہوئی محمد شاہ نے ۲۷ ربیع الآخر
شروع ۱۱۶۱ ہجری مین انتقال فرمایا لیکن جاوید خان اور اسحق خان وغیرہ ارکان سلطنت اور ملکہ زمانیہ نے بحسب مشورہ
مرنا مخفی رکھا اور عمدۃ الملک بمقتضائے حدیث شریف کہ تعجیل دفن سے محروم رہا بعد تقدیم مراسم تعزیت کے جو کہ
شاہزادہ سے مخفی کیا تھا صفدر جنگ نے واسطے شاہزادہ کے چتر آراستہ کرکے ساعت سعید پر زینت افزای
فرق خسروانی کیا اور سلام کیا دیکر داخل دار الخلافہ ہوا اور احمد شاہ غرہ جمادی الاول ۱۱۶۱ سنہ مذکور کو باغ شالامار دہلی
مین تخت نشین ہندوستان ہوا اور لاش محمد شاہ کی با تجمل اور ہمراہی امرا کے ساتھ شاہ نظام الدین کے مزار مین متصل قبر

والدہ نے آراستہ کیا کیونکہ ایسے قبر کے بہاو مین اوسنے عین حیات اپنے قبر آراستہ کرا رکھی تھی ـ احمد شاہ ہفتم جمادی الاولے کو باغ شالیمار سے سواری تخت رواں پر روز یکشنبہ دو گھڑی دن چڑہے داخل قلعہ ہوا اور بارہوین تاریخ روز جمعہ کو مسجد جامع مین پہونچکر اپنی نام کا خطبہ سنایا اور روز جمعہ سوم جمادی الآخر کو میر تقی خان اور روز پنجشنبہ ۱۶ ماہ مذکور کو فرید خان مر گئے اندنون بندہ مورخ گرفتار دیکھی جو سانحہ شمشیر خان دور گشتہ ہوئے ہیبت جنگ کے جو نواب غازی پور مین گوش زد ہوا اوسکے استخبار کے بنا پر پہونچا وہان سے والد کی خدمت کو عازم ہوا او قصبہ بریلی مین جو اوسکا دار الحکومت تھا اور وہ خان فیروز جنگ خلف آصفجاہ حاکم جمیع پرگنات کورہ وبداون شاہجہان پور وغیرہ کیطرف سے تھا پہونچا نا گہان ہان بھی عجب حادثہ درپیش ہوا اور اوس سے بہی رہائی ملی جسکا بیان آیندہ معلوم ہوگا ـ

بہاگنا علی محمد خان روہیلہ کا سرہند سے اور بریلی پہونچنا اور سپاہ والد کی تنخواہی اور روہیلا سے رہائی قطب الدین محمد خان کی لڑائی مین

والد مذکور جیسا کہ لکھ چکے ہین بپاس عنایات صفدر جنگ کے حاکم سکندرہ تھا کہ بندہ مرخص ہو کر عظیم آباد پہونچا اور والدہ معظمہ اور خال وغیرہ سے مستفیض ملازمت ہوا اور اپنے خالو کی لڑکی سے کتخدا ہوا اور مصطفے خان کے جنگ مین رفیق رہا بعد ایک سال کے والد کی صحبت صفدر جنگ سے ناچاق ہوئی مستعفی ہو گئے محمد شاہ بادشاہ مغفور نے صفدر جنگ و عمدۃ الملک کی رغبت سے نواح مراد آباد اور سنبھل اور بریلی وغیرہ علی محمد روہیلہ سے انتزاع کر لیا تھا اور اعتماد الدولہ کے حوالہ کیا اور وہ ملک جسکے جاگیر التمغا مین تھا اوسکے حوالہ ہوا محالات بریلی وغیرہ جو آصف جاہ کی جاگیر اور بنا بر تغلب مدت سے خاطر خواہ فیروز جنگ مین پور آصفجاہ کے وہانکا بندوبست یہان ہوتا تھا اور بنسبت موجودگی ہزار ہا افاغنہ کے انکا بندوبست کسیقدر دشوار تھا فیروز جنگ نے بندہ کے والد کو بھیجا والد نے وہان پہونچکر وہانکی انتظام مین ساعی رہا اور اکثر افاغنہ مانند سردار خان شاہ بریلی اور منگل خان مالک تلہر اور سید محمد روہیلہ ہو اولاد شیخ عبد القادر گیلانی مین پیرزادہ افاغنہ تھا مطیع ہوئے اوسوقت مین قطب الدین محمد خان بہادر برادر راجہ فرید الدین خان نے جو اولاد عظمت اللہ خان حاکم مراد آباد سے تھا قلعہ چاچپٹ مین مسکن کر کے والد سے دربے منازعت ہوا الا خزانہ اور رفقا کم تھے والد نے نصیحت فرمائی کچہ سود نہوا تنبیہ کا قاصد ہوا رفقای جدید قطب الدین محمد خان بہادر نے حاکم کی خفگی سے اپنی راہ پکڑی ہان ہمراہ لانے رفیق بیس تیس نفر ہمراہ قلعہ چاچپٹ سے ہے والد نے محصور کیا یورش کی گھات تلاش کی قلعہ کے گرد گہومنے لگا قطب الدین محمد خان بہادر تفنگ اندازی مین بے مثل تہا کبھی اسکا نشانہ خطا نہین ہوا اسکی گولی گویا یہی پیغام قضا تھا اگرچہ بروقت گشت والد کے اسکی بندوق فیر ہو گئی مگر تقدیر نے نشانہ خطا کیا کبھی عمامہ ہی کبھی ادہر اودہر ہو گئی نہایت جہنجہلایا بندوق زمین پر پٹک دی والد نے دوبارہ پیغام آشتی العصمام قطب الدین محمد خان نے حیلتاً ملاقات طلب کی چاہا کہ بروقت معانقہ ہاتھ صاف کرے اوسکی رفقا شیر دل تہے شریک ہوتے پیر احمد روہیلہ وغیرہ روسا معہ محمود سعید علی خان برادر چہارم والد نے حفظ جان و آبرو کی ضابطے

معہ نراق لالی کے ضامن ہوئے جب قلعہ سے باہر آکر محمود مذکور کے خیمہ مین آیا تو والد نے اس جلدی مین ایسے صاحب جرات سے
ملاقی ہونا مناسب نہ سمجھا عذر کیا کہ آج میرے مہمان گھر خانہ برادر مین استراحت فرمائیے کل ملاقات ہوگی جب یہ خبر قطب الدین محمد خان کو
پہونچی گمان فریب کیا باوجودی کہ دس بارہ تفنگ سے زیادہ نتھے سقدر ہجوم بیگاہ مین کہ پیر احمد وغیرہ افاغنہ موجود تھے آزردہ
ہوکر کہا کہ تم لوگ ریش مردان رکھتے ہو یا موی زنان کس منہ سے وعدہ کیا تھا محمود مذکور اور نیز دیگر حاضران نے عذر کیا آ
قلمن مین پیالہ ہاے افشرہ اور خوانہای طعام نہایت پرتکلف والد کے یہان سے آئے اور خان مذکور کا صفرا مسکن ہوا جب
طعام سے فراغ ہوا اختلاط ہونے لگا اور والد نے برا بر تحفہ ادا یہ سمجکر اسکے دل کی کدورت دور کی اب بوہ اندیشہ فساد
اسکے سینہ سے دور ہوا اور دوسری سوز ملاقات کی تیسری خان مذکور معہ اپنے رفقا اور محمود سندہ اور پیر احمد وغیرہ
روسا افاغنہ کے تشریف لایا والد نے کمال تواضع کرکے اپنے مسند پر برابر بٹھالیا اور رفقای ہمراہی کے ساتھہ سے
حسب الاشعار خانصاحب کے سلوک ہوا خان مذکور نے اپنا داعیہ دلی ظاہر کیا اور کہا کہ بروقت ہمارے آنے کے
ممانعت ملاقات اور محفوظ رہنا میری نشانہ تفنگ سے دلیل ہے آپکی تحقیق حیات پر اسی باعث سے میرے دل کی
گرہ کھل گئی والد نے تبسم کیا اور زیادہ تر شفقت مبذول فرمائی خان مذکور نے شروط خاطر خواہ حاصل کرکے اخلاق پیدا کیا

پیر احمد روہیلہ کا والد سے رزم آور ہونا اور قطب الدین محمد خان کی دلیری و پیر احمد کا شکست کھانا

پیر احمد روہیلہ کو قطب الدین محمد خان کے قدر و منزلت کا رشک ہوا اول ہی باعتبار مذہب کے نہایت کینہ تھا قطب الدین
محمد خان اور شیخ معز الدین خان جو بالفعل لکھنؤ مین موجود ہین مذہب تشیع مین تھے بسبب نفرت والد کے مرجع
معاملات ہوا اس سبب سے پیرزادہ مذکور نے ترک رفاقت والد اور فتنہ و فساد کا ارادہ کیا افاغنہ و اطراف رعایا و لشکر اوسکے
پاس جمع ہوا والد اپار گوشمالی کے عازم ہوے قطب الدین محمد خان ہمراہی لشکر ہوا بروقت مقابلہ کے پیر احمد نے امیر فوج کی دو
حصہ کیے ایک قطب الدین محمد خان کے مقابل ہوا اور ایک حصہ اپنے ہمراہ لیکر دیہات ویران کے خرابون کے پناہ مین والد کے
کمین مین استادہ ہوا اور ان لشکر کی گنتی تھی اونکی گھاٹین کی آخرکار قطب الدین محمد خان نے مع ہمراہیون کے پیادہ ہوکر
بندوق سنبھالی بجا چلا اور جوانمردی دینے لگا شمشیر کے جواب مین بندوق مارتا تھا کہتے ہین کہ اس نے ایک کے نشانہ مین
بندوق چھوڑا ہی ہے کہ دوسرہ تلوار کھینچکر پہلو سے پہونچا کہ بچنا اور اس بہادر نے سابق کا نشانہ چھوڑکر اسکو نشانہ بنایا
اسیطرح زد و خورد کی کہ صفوف مخالف پراگندہ کردی جو کہ خان مذکور اس تگ و تاز مین کسیقدر والد سے دور ہو گیا تھا
پیرزادہ نے والد کی تنہائی پاکر حملہ آوری کی اکثر ہمراہیان والد بھاگ نکلے والد نے فرط شجاعت سے ہاتھی سے کودنا چاہا
قطب الدین خان کے لڑکے نے جو ہمراہ والد سوار تھا روکا کہ جب تک ہم زندہ ہین آپ کو تکلیف ضرور نہین اسکے رفقا اور
ہمراہیان والد کے تشفی سے پھر کر شجاعت راجی کا گل و کھلایا کسیقدر مخالف کے ہاتھہ پیش ہوئے مگر وہ پیرزادہ
اوسیطور ہمراہیون کے دل بندھا رہا تھا ناگاہ قطب الدین محمد خان نے خبر پاکر آخر بہر توجہ کی اور پیرزادہ نے راہ فرار

اختیار کی کیونکہ خان مذکور زخم سے چور ہوا تہا اور ہمراہ والد کے ہمراہیون نے بہی کچہ کہلائی تا آنکہ والد کی
فتح ہوئی اور افاغنہ بے اپنے سوراخ مین جا چہپے چند روز بعد پہر شورش کی تہی مگر بخوبی گوشمال ہوا انہین دنون مین
فقیر مورخ کو شوق قدمبوس والد ہوا آخر محرم کو کوچ کر کے بریلی پہونچکر شرف اندوز قدمبوس ہوا انہین دنون شاہزادہ
احمد شاہ نے احمد ابدالی پر فتح پائی جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اور علی محمد خان روہیلہ کرہند سے فرصت پاکر معہ تیس چالیس
ہزار افغان اور روہیلہ کے سہارنپور روپریہ اور کچہ جو ہوتی ہوئے مراد آباد اور بریلی کو عازم ہوا اور مراد آباد وغیرہ
مین اپنے فوجدار مقرر کر کے عبور گنگا کیا فوج ملازم والد نے جو اکثر افاغنہ اور علی محمد خان کی قرابت سے اوسکے قرب
وصول کی خبر سنکر معاودت کی ہو اور والد کے مکانات واقع قلعہ بریلی بسانہ تنخواہ سے محصور کر کے قطب الدین محمد خان
دو تین سو نفر سے رفیق رہا جب علی محمد خان بریلی سے دس کوس پر آپہونچا قطب الدین محمد خان نے والد سے کہا
تاب جنگ علی محمد خان کی نہین پس صلاح یہ ہے کہ بندہ اوسکی ملاقات کو جاتا ہے اگر آپکو ساتہ بہین فہما
فکر رہائی کرتا ہون خدا نخواستہ اگر عناد پر آمادہ ہے اوسی جگہ اوسکو عدم بہیجتا ہون اور خود بہی نثار ہوتا ہون
یہ کہکر چند لوگ والد کے حراست پر چہوڑ کر روانہ ہوا جب خیمہ پر پہونچا ہمراہیون کو در خیمہ پر چہوڑ دو تین آدمی کو ساتہ
اندر داخل ہوا جب خان مذکور اندر داخل ہوا اوسکے دو تین رفقا نے بہی اندر جانا چاہا چوبدارون نے مزاحمت کی
قطب محمد خان نے لوٹکر دلجوئی کی مگر چوبدارون کی زبان ظاہر ہو کر ہڑ بڑا اوٹہ گئے اوسنے ایک دہول بجائی غوغا برپا ہوا
علی محمد خان اس شور سے باہر ہو کر سر برہنہ دوڑا اور خان عالیشان کو بہزاران معذرت ہمراہ لیگیا مسند پر بٹہایا
خود متواضع گوشہ مین بیٹہا بعد تواضع مدارات کے خان مذکور نے کہا کہ آپکو معلوم ہوگا بندہ سید ہدایت علیخان اور صفدر جنگ
کا رفیق ہوا ہے یہانکو سپاہ آپکی آمد آمد سنکر درپے سرکشی ہین اگر آپکو بہی نفاق منظور ہو مجہی حضرت کہیئے اور تشریف لائیے باہم کی
لڑائی بخت آزمائی ہو جاوے ورنہ بصورت صفائی طیاری سفر کیجئے مثلکم اوسکی تدبیر فرمائیے روہیلہ مذکور نے سوگند سخت یاد کی کہ ہمسے کچہ اشارہ
نہین کیا آپ مطمئن ہو جئے اور عملہ کو تاکید کر کے سامان سفر مہیا کیا قطب الدین خان بہادر پور واپس ہوا اون سے اقرار لیلیا کہ خانکو جو
والد کو دار الخلافہ پہونچا دے کیونکہ اوسکو خوف تہا کہ وہان جاکر میرا تدارک نکرے والد خان مذکور کی قلعہ سے نکلکر بیچ محمد آباد پہنچے خارج
جا پہر اور چند روز تنخواہ کے عوض مین کہ شاہجہان آباد پہونچا اثنای راہ مین شاہجہان آباد نہ پہنچے سے گذرتے پادشاہ محمد شاہ کی انتقال کی خبر پہنچی شاہزادہ کی فتح وظفر
وغیرہ کی سنی جب شاہجہان آباد پہونچی والد غازی الدین خان فیروز جنگ کے بوجہ انتظام نواح دہلی مین کم پائی لاچار افسردہ خاطر ہو صفدر جنگ کی جگہ
جانشین ہوا

صفدر جنگ کو وزارت ملنا

احمد شاہ کی بعد جلوس و دخول قلعہ کی تجویز وزارت سے صفدر جنگ کو کی لیکن آصف جاہ کا اندیشہ لگا ہوا تہا تا آنکہ
بادشاہ نے دکہن کو خطوط بہیجے اور آصف جاہ نے عذر ضعف پیری کر بہیجا اور صفدر جنگ کو لکہا کہ جو بہتر سمجہو
تعمیل کرو مگر پہر بہی تا حیات آصفجاہ کے ہمت نہ بندہی تا آنکہ اوسکی رحلت کی خبر واقع ۱۴ جمادی الآخر سنہ [illegible]

بمقام برہانپور کے واضح ہوئی کہ اوسکی لاش دولت آباد کے قریب شاہ برہان الدین غریب کے مرقد مین دفن ہوئی اوسوقت صفدر جنگ نے اپنی انداز قابلیت کو خلعت وزارت سے زیب دیا اور خطاب عمدۃ الملک مدار المہام وزیر الممالک برہان الملک ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ سپہ سالار کا عطا ہوا اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسیقدر احوال عمدۃ الملک اور اعتماد الدولہ اور محمد شاہ اور آصف جاہ کا جو کہ قریب باہمی سے رہرو عدم ہوئی لکہا جاوے بعد ازان سوانح ایام احمد شاہ اور وزارت صفدر جنگ کے تحریر ہونگے انشاء اللہ التوفیق باتمام

عمدۃ الملک امیر خان بہادر ابن عمدۃ الملک امیر خان بہادر صوبدار کابل کا ذکر

آبائی اصل اسکی سادات حسینی نعمۃ اللہی سے ہی بعد ازان سلسلہ میر میرانیان سے بسبب کسی اپنے بزرگ کے منسوب ہوا میر میرانیان کر کے ایسے مشہور ہوئے کہ حاجت تحریر نہین جہانگیر بن اکبر کے عہد مین اسکا دادا جسکا لقب میر میرانیان تہا بسبب کسی جرم کے یا جسطور پر ہو بلا رضامندی شاہ عباس فرمان روای ایران کے ہندوستان آیا اور جہانگیر کے حضور مین صاحب لقب ہوا الا اپنے دو لڑکون کی مہاجرت مین بے آرام تہا تا آنکہ جہانگیر بادشاہ نے خانعالم کو بطور سفارت شاہ عباس کے پاس بہیجا اور اوسکے فرزندون کی استدعا کی الغرض وہ لڑکے ہند مین آئے اور اسکا جد خلیل اللہ خان خطاب پا کر منصب عالی کو پہونچا الغرض جہانگیر کے عہد سے آجتک اس خاندان مین دولت و امارت چلی آتی ہے اوسکا چچا روح اللہ خان محمد اورنگزیب کا بخشی دو مقرب تہا اور اسکا باپ عمدۃ الملک میر خان صوبدار کابل اور اسکے اعتماد سے عالمگیر صدمات ایرانی سے محفوظ رہا اور یہ بہی اپنے عہد مین بے نظیر تہا شجاعت و سخاوت و فہم و فراست اور اوراک عقالیت مین بے مثل تہا علمای عظام اور مشایخ اور سپاہی اور گویے اور شاعر جنہون نے ایکمرتبہ بہی صحبت حاصل کی تہی خوبیان یاد کر کر زار زار روتے شعر ہندی و فارسی خوب کہتا تہا بذلہ سنجی و نکتہ گوئی مین بے مثل نہ رکہتا تہا سخن بیان مین جلد بیان کرتا تہا۔

وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان بہادر نصرت جنگ

اسکا باپ محمد امین خان اعتماد الدولہ ہی اولاد خواجہ احرار سے اورنگزیب کے عہد مین توران سے وارد ہند ہوا آہستہ آہستہ منصب ہفت ہزاری پر پہونچا فرخ سیر کے زمانے مین قطب الملک کی رعایت سے ہفت ہزاری ہوا اور بعد فریب و دغا کر کے امیر الامرا ابتدائی محمد شاہ مین وزیر اور بعد چند روز کے اسپر عالم دار دیگر ہوا اور قمر الدین خان حین حیات پدر مین بخشی سوم اور صدا عسلخانہ تہا اور بعد استعفای آصفجاہ کے وزارت پر پہونچا اگرچہ غفلت شعار اور ہمیشہ مست شراب رہتا تہا لیکن نہایت کم آزار رعایا شاہجہان آباد کی شکرگذار تہی اور لیاقت وزارت کی بہی چندان نہتی ایک مہینہ چند روز قبل محمد شاہ کے جنگ ابدالی مین فوت ہوا۔

محمد شاہ بادشاہ بن جہان شاہ بن شاہ عالم بہادر شاہ بن اورنگزیب عالمگیر

فطانت وہوشیاری سے خالی تھا تم برخلاف بادشاہون سے رکھتا تھا اور امرای متمدر کے ہاتھ مین پڑ گیا چونکہ جرات کم تھی مغلوب نوکران تھا او فرخ سیر کی ضایع کی ہوی سلطنت کو اصلاح نکر سکا چونکہ جوان عیاش تھا اکثر اوقات لہو ولعب مین رہتا تھا سلطنت اور زیادہ سست ہوتی گئی بعد سلطنت نادر شاہ اور اوسکی اعانت سے زیادہ تر عیش کیطرف مائل ہوا سبب جوانی کی وہ آگ بھی شکستہ خاطری مے گھیر لیا آخر عمر مین فقرا کی ہمنشینی سے بعض سخنان معقول خوب سمجھنے لگا اسکے عہد مین خلق نے ایذا آسائش مین تہی یہہ بادشاہ گویا خاتم السلاطین بابریہ سے ہے کیون کہ بعد اسکے فقط نام کی بادشاہی رکھی۔

آصف جاہ نظام الملک بن غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ

اسکا نام قمر الدین شیخ شہاب الدین سہروردی کے اولاد مین سے ہے اسکا نانا سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہ جہان بادشاہ کا اور بابا اوسکا عابد خان مشائخ سمرقند مین سے ہے عابد خان شاہجہان کے عہد مین ہند مین آکر شاہزادہ اورنگ زیب کا ملازم ہوا اور بعد شہریاری اورنگ زیب تدریج منصب پنجہزاری پر پہونچا اور دوبار صدارت پر کامیاب ہوا ماہ ربیع الاول ۱۰۹۷ ہجری کو محاصرہ گولکنڈہ مین بزخم گولہ توپ جان بحق تسلیم ہوا اوسکا لڑکا شہاب الدین نام بتدریج منصب ہفت ہزاری پر پہونچا غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ لقب پایا اغلب اوقات بادشاہ عالمگیر کا سپہ سالار بھی تہا اور بیجاپور کی فتح مین القاب در خطاب پہ فرزند ارجمند کے الفاظ اضافہ ہوئے اور بہادر شاہی مین صوبہ دار گجرات ہوکر ۱۱۲۲ مین فوت ہوا اور آصف جاہ اورنگ زیب کے عہد مین چین قلیچ خان بہادر کا خطاب پنجہزاری منصب رکہتا تھا اور آخر عہد شاہ مذکور مین صوبہ دار بیجاپور رہا اور بہادر شاہی مین خطاب خاندوران اور صوبہ داری اودہ عطا ہوئی اور بعد چندے بنا بر اقتدار آصف الدولہ اسد خان بہادر اور ذو الفقار خان امیر الامرا سپہ سالار کے ترک منصب کر کے لباس فقر پہنا اور جہاندار شاہ معز الدین کے زمانہ مین پہر اصل منصب و خطاب زمانہ ماضی پر سرفراز ہوا اور اول سال جلوس فرخ سیری مین خطاب نظام الملک بہادر فتح جنگ و منصب ہفت ہزاری اور صوبہ داری دکن کی پائی چون کہ امیر الامرا حسین علیخان بہادر نے ایالت کل دکن کی حاصل کی اور نظام الملک شاہجہان آباد سے مراد آباد کی فوجداری پر گیا اور اسی سلطنت مین رفیع الدرجات قطب الملک کی مہربانی سے صوبہ دار مالوہ ہوا اور ابتدائے محمد شاہی مین آکر صوبہ دکن پر تسلط پایا اور آخر کار کل صوبہ جات دکن پر قابض ہوا اور بعد مرنے محمد امین خان کے وزارت کو پہونچا آخر کو امرائے حضور کی ناسازی اور فوج بادشاہی کے انحراف سے وزارت چہوڑ کر صوبہ داری دکن پر قانع ہوا اور بعد صمصام الدولہ کے امیر الامرائی پائی اور بسبب بغاوت اپنے بیٹے ناصر جنگ کے امیر الامرا کی نیابت خان فیروز جنگ کو دیکر دکن گیا اور تینتیس برس کے قریب چہہ صوبہ دکھن کی حکمرانی کرتا رہا اگرچہ اسکو حرص دنیوی نہایت تہی مگر صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ بہی اکثر تہے ہمیشہ فقرا اور علما و مشایخ اور ارباب

مشایخ اوسکے حضور سے فیضیاب تھے اور اوسکی قدردانی کا آوازہ سمرقند و ماوراء النہر اور عراق اور خراسان و اطراف ہندوستان کے لوگ دکن پہونچے اور بقدر نصیب کے حصہ اپنا حاصل کیا برہانپور کی شہر پناہ اوسیکی بنائی ہوئی ہے جو ۱۱۴۱ھ ہجری مین بنا ڈالی تھی اور نظام آباد بھی اوسیکا بسایا ہوا ہے اور پل و مسجد و کاروان سرا وغیرہ بھی اور حصار شہر حیدرآباد اور شہر اورنگ آباد کے درمیان سے نکالی ہوئی اسکی ہے اور شاعر بھی تھا صاحب دیوان تھا آور محمد شاہ کی وفات کے سینتیس روز بعد رنگ راہی ملک بقا ہوا سید غلام علی آزاد تخلص بلگرامی نے محمد شاہ اور اعتماد الدولہ اور آصف جاہ کی وفات کی تاریخ چہرے کے تجربہ سے نکالی ہے ع گشت تاریخ چون کشیدم آہ ＊ موت شاہ وزیر و آصف جاہ ＊ اور قطعہ دیگر کہا ہے سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند ＊ قضا حیف سہ در یگانہ از کف ہر ＊ برای حلت این ہر سہ فیتم تاریخ ＊ نماند شاہ زمان و وزیر و آصف دہر

ذکر سرفرازی سعادت خان بہادر ذوالفقار جنگ منصب امیر الامرائی اور نجم الدولہ کا خدمت دیوانی پانا

جب بادشاہ کی طبیعت نے آصف جاہ کی طرف سے اطمینان پایا خدمت بخشیگری اول کی معہ خطاب امیر الامرائی کے سعادت خان بہادر ذوالفقار جنگ خلف سعادت خان فرخ سیری کو مقرر ہوئی اور بعد چند روز کے بروز پنجشنبہ چہاردہم رجب سنہ مذکور کو شمشیر و خنجر مرصع اور جواہر معہ ہفت پارچہ خدمت مذکور اور دو عدد بالا بند کے صوبہ داری اکبرآباد اور بخشیگری احدیان کی احمد علیخان اور اوسکے ہمشیرہ زادہ کو مقرر ہوئی اور دیوانی خالصہ شریفہ کی جو کہ سپرد موتمن الدولہ کو تھی نجم الدولہ کو نئے سرے سے بنابر وصلت شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے جو اوسکے خواہر سے اختصاص ہوا آخر عہد محمد شاہ مین مقرر ہوئی اور جاوید خان خواجہ سرا اسکے لئے ہو کر اور وہم بائی والدہ احمد شاہ سے راہ رکھتا تھا احمد شاہ کی خدمت مین نہایت تقرب بہم پہونچایا بزعم خود معتمد اور مدار المہام سلطنت ہوا چونکہ اختصاص غلامی اور محرمت تمام حرم سرای سلطانی خصوص ودہم بائی سے رکھتا تھا نظارت کی خدمت اور یر افروز خان ناظر کے مرنے سے اسے ہوئی اور بادشاہ کی خلوتون کا بندوبست بھی اوسیکے متعلق ہوا بادشاہ کہ جوہر عقل سے خفیف اور سبک مغز تھا خواجہ سرای مذکور کی تحریک سے مرتکب شرب مدام ہو کر مست و بے خبر ہو گیا اور جاوید خان نے نواب بہادر کا خطاب پایا نہایت درجہ مزاج شاہی مین دخیل ہوا اکثر امور و نہی اوسکے دلخواہ ہوتے تھے یہ جملہ امور موجب رنج صفدر جنگ تھے اور زیادہ عنادہ بڑھتا جاتا تھا تاریخ دہم رجب روز یکشنبہ کو خدمت بخشیگری دوم اور صوبہ داری مرادآباد کی انتظام الدولہ ولد قمر الدین خان وزیر کو ملی اور دوشنبہ یازدہم ماہ مذکور کو خلعت ماتمی غازی الدین خان فیروز جنگ کو بابت وفات پدر مرحمت ہوئی اور نواب بہادر جاوید خان نے اوسکو ماتم سے اوٹھا کر حضور مین لایا روز یکشنبہ ہفتدہم رجب کو عسکر علیخان خدمت مشرفی دیوان خاص اور اضافہ ہزاری سے عزت پائی چہارشنبہ بستم رجب کو احمد آباد کی صوبہ داری فیروز کو

عطا ہوئی اور آخر شب دوشنبہ شانزدہم شعبان کو ہادی علیخان نے رحلت کی اور اوسی مہینے مین ہیبت خان بخشی شہید ہوا
اور علی محمد خان روہیلہ مذکور بعد پہنچنے اپنے ملک قدیم کے یعنے محالات بنگرہ بریلی بدایون مرادآباد
وغیرہ مین اور والد کے شاہجہان آباد آنے کے بمرض سرطان فوت ہوا اور صفدر جنگ نے بموافق خواہش
والد راجہ مہانارائن اپنے دیوان کے لڑکے کو بہیجکر طلب فرمایا بندہ بہی باتفاق والد جاکر شرف یاب حضوری
وزیر ہوا بعد چند روز کے حکومت پانی پت اور سونی پت وغیرہ تیرہ محال خالصہ کی والد کو دی اور منصب
پنجہزاری اور نوبت معہ خطاب سہ جنگی اور پالکی جہالردار پادشاہ سے دلائی اور رخصت کیا چونکہ نجم الدولہ
محمد اسحق خان بہادر دیوان خالصہ محمد شاہ کے زمانے سے تہا والد کو اوس سے بہی توسل ہوا والد نے نظر
بہ اتحاد قطب الدین محمد خان بہادر کے فوجداری حصار اور بجہرو وغیرہ کی خان مذکور کیلئے تجویز کرکے اوسکو طلب کیا
خانمذکور چونکہ قوم روہیلہ سے دلیر تہا اور اوسکے باپ دادے ہمیشہ فوجدار مرادآباد رہے ہین اور مرادآباد
اسکا گویا وطن ہو گیا تہا ہمیشہ روہیلہ اور افغان کے استیصال مین مصروف رہا اور فوجداری وہان کی اسیکے ہاتہ مین
رہی علی محمد خان کے عہد مین بنابر اوسکی حمایت کے جو وزیر قمر الدین خان کرتا تہا میسر آیا اندنون مین کہ علی محمد خان
بعد وفات وزیر بنگالہ اور لشکر کشی ابدالی کے اپنے ملک قدیمہ کے تسخیر مین آکر مستسلط ہوا اور تہوڑی مدت
مین مرض سرطان نے مار ڈالا اور اوسکے اتباع مانند حافظ رحمت اور دوندے خان وغیرہ کے
کہ ہر ایک اوسکے سمدہی تہے یعنے علی محمد خان کے کسی لڑکی کے سسر تہے اپنے داماد کے نام کے بہانہ سے ممالک
مذکورہ کو باہم تقسیم کرکے دبا بیٹہے اور دامادون کو بقدر معاش دیدیا خان مذکور نے چاہا کہ اندنون مین
انتظام الدولہ خانخانان ولد قمر الدین خان سے سند فوجداری مرادآباد کی لیکر افاغنہ سے گرم جنگ ہو لہذا والد مرحوم سے
عذر خواہ ہو کر شاہجہان آباد مین مقیم ہوا ۔

قطب الدین محمد خانکا افاغنہ مرادآباد سے لڑنا اور نام جوانمردی صفحہ روزگار مین یادگار چھوڑنا

قطب الدین محمد خان کی حسب درخواست بنظر اسکے کہ اسکا بہی تسلط خوب تہا مرادآباد کی فوجداری کی سند
انتظام الدولہ نے عطا فرمائی لیکن بسبب بخل کے کچہ بہی اسباب اور نقد سے معاون نہوا خان بہادر تو قرض و دام سے سرانجام
بہم پہنچاکر قاصد تسخیر مرادآباد ہوا چونکہ اسکی ہمت اور شجاعت دیار ہند مین روشن تہی اندک تحریک سے جوق جوق
سپاہی پیشہ حاضر ہو گئے اور فوج مین کثرت ہوئی وہ شمر مردہ دو تین سو رفیق قدیم کے ہمراہ جنگی کار روائے
اکثر دیکہہ چکا تہا عازم جنگ مخالف جو پچاس ہزار سے کم نتہی ہوا اور مخالفین کے پاس بان
بندوق توپ رہکلہ جو لڑائی کا سامان ہوتا ہے سب موجود تہا جب افاغنہ کو اسکی عزیمت کی

خبر ملی ہر طرف سے اکٹھی ہوکر کسی مقام پر مرادآباد کے متصل مقیم ہوے مخالفین روز عزیمت سی ورود تک خانہ کورسے خواہان مصالح ستھے خط کتابت کی آمد رفت ہوئی تھی کہ جسطرح سی ہملوگ باہم تقسیم کرکے راضی وخوشنود ہین آپ بھی خط آتجویز کرکے قانع ہون مگر مرادآباد کی منازعت عبث ہے لیکن یہ عالی ہمت راضی نہوا ناچار مخالف بھی آمادہ پیکار ہوے قطب الدین محمد خان بہادر نے بمجرد مقابلہ باوجود قلت ہمراہی کے پیادہ پا ہوکر بذریعہ بندوق دہوان اوڑانا شروع کیا دو تین کوس افاغنہ کو بہگایا اس زد وکشت مین کشتی کی پشتی ہوی لیکن مخالفین نے اپنی کثرت اور اودہر کی قلت پر خیال کرکے پایداری کی جہان قابو پایا تیر وتفنگ وبان وبندوق سے رفقای خان رستم شان کچہ راہی عدم کرتے تھے تاآنکہ اس جوانمرد کے ہمراہ بنیس تینیس آدمی مجروح رہ گئے اور خانصاحب بھی زخمی تھے کہ چہاتی پر گولی لگی اور طائر روح قفس عنصری سی پرواز کرگیا جملہ رفقا سے قریب ایکسو نفر کے لاش کے گرد خون مین ترجان بجان آفرین تسلیم ہوے اور دس بارہ آدمی مجروح نے بعد مداوا صحت پائی

لڑانا صفدرجنگ کا قائم خان قائم جنگ بنگش کو علی محمد خان روہیلہ کی اولاد سی

وزیر الممالک صفدرجنگ افاغنہ کا ہجوم جو اوسکے صوبہ کی جوار مین تہا نہین پسند کرتا تہا اور آخر عہد محمد شاہ مین جیسا کہ تحریر ہوا دعیہ استیصال ہوا مگر قمر الدین خان وزیر کے نفاق سی حصول مدعا نہوا تھا اب کہ خود وزیر ہوا اور علی محمد خان بھی مرا قائم خان قائم جنگ بنگش کو اشارہ کیا کہ علی محمد خان کی اولاد سے ملک روہیلہ چہین لی اس نظر سے کہ جدہر شکست ہوگا بہتری ہوگی قائم خان کو علی محمد خان کی اولاد کے ملک ومال کا لالچ ہوا پس چڑہ کر اونکو قلعہ بداؤن مین محصور کیا اور حس وحرکت تک اونکی معطل کردی سعد اللہ خان پسر کلان روہیلہ متوفی نے جو حافظ رحمت روہیلہ کا داماد تھا اور بجای پدر تخت آرای حکومت تھا معہ کل اتباع ورفقا کے حد سے زیادہ عجز وزاری کی جب کچہ سود مند نہوا ناچار مرنے پر تیار ہوکر دہم ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو میدان مین آیا اور ایک فوج دریاے خشک کی کہوہون مین پوشیدہ کی اور باقی فوج سے قائم خان کے روبرو گیا جب لڑائی ہونے لگی ناچاری اور عنا رسے سی پیٹہ دکہلائی اور لڑتے ہوی آہستہ آہستہ مخالفین کو کمین گاہ کی طرف لایا قائم خان نے معہ سرداران سپاہی خوشی مین اگر پیچہا کیے ہوی بے آگاہ پیچہا سوچ چلا آتا تہا وہان پہونچا جہان کی سردار روہیلہ بان اور تفنگ کے گہات مین تھے بمجرد اسکے پہونچنے کے کمینگاہ سے نکل قائم خان کو زیر شلک بندوق کیا اول شلک مین قائم خان معہ سرداران ہمراہی کی عدم کو چلدیا اور بہت سی ہمراہی وفاشعار نے اس راہ مین بھی ساتھہ کیا فتح وظفر نصیب سعد اللہ خان ہوئی +

سانحہ سنہ ۱۱۶۲ ہجری

روز جمعہ دوسری ربیع الثانی کو نوروز ہوا اور شب چہارشنبہ بست نہم ذی الحجہ کو مرزا محسن برادر کلان

صفدر جنگ وزیر بعارضہ ہیضہ فوت ہوا اور آخر ماہ رمضان مین علی امجد خان کو پالکی جھالردار عطا ہوئی اور دوشنبہ چہار دہم ماہ مذکور کو بعد نماز صبح جب کہ تسبیح خاک شفا کی ہاتھہ مین دعا اور وظائف مین مصروف تہا کہ جان بحق ہوا اور اس سال مین احمد شاہ ابدالی آیا اور لاہور تک آکر مصالحہ ہو گیا پوشیدہ نرہے کہ جب معین الملک ولد وزیر الممالک قمر الدین خان جسین حمایت محمد شاہ سے لاہور اور ملتان کا صوبہ دار ہوا بھکاری خان مخاطب رستم جنگ بہادر ولد روشن الدولہ کو اپنا مدار المہام بنایا چونکہ ہنوز بخوبی تمکن لاہور مین نرکہتا تہا اور نیز سامان حرب بھی نتہا ناگہان شاہ ابدالی لاہور پر لشکر لایا اور معین الملک جنگ آور ہوا چونکہ دونو چندان استعداد نرکہتے تہے معین الملک نے بمقتضاء وقت صلاح کی تحریک کی ابدالی نے بھی غنیمت جانا بدستور نادر شاہ کے زر چار محال تنخواہ کابل یعنے سیالکوٹ اور اورنگ آباد اور گجرات اور پسرور کا پیشکش معین الملک سے مقرر کرا کر عطف عنان ہوا ✤

نہضت کرنا صفدر جنگ وزیر کا بارادہ انتزاع ملک قائم خان

وزیر الممالک نے قائم خان کی قتل کی خبر پاکر ارادہ کیا کہ اونکے خاندان کے ملک و مال کو قبضہ مین لائے لہذا احمد شاہ بادشاہ کو ہمراہ لیکر روز پنجشنبہ سلخ ذی الحجہ سنہ مذکور داخل پیشخیمہ ہو چند روز مین کول پہونچا صفدر جنگ نے بادشاہ کو قصبہ کول مین ٹھہرا کر خود دریا گنج مین جو فرخ آباد سے تیس کوس پرے ہے گیا قائم خان کے والد محمد خان غضنفر جنگ کی بی بی نے بغیر اطاعت چارہ ندیکہا وزیر کی ملازمت کو آئی اور ساٹھہ لاکھہ روپیہ نقد و جنس پر معاملہ فیصل ہوا اور اسد اللہ خان سے بھی فیلخانہ اور توپخانہ وغیرہ ملکیت قائم خان کا مال جو لوٹ لیگیا تہا تقاضا جاری ہوا اور کسیقدر اوس پر بھی عائد ہوا ✤

وقائع سنہ ۱۱۶۳ ہجری

بعد فیصلہ احمد شاہ دہلی آیا اور روز سہ شنبہ ۱۸ ماہ مذکور کو داخل دولتخانہ ہوا اور روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الثانی کو نوروز ہوا وزیر بنا بر تحصیل زر موعود کے وہین پر مقیم رہا تہا ملک مقبوضہ افاغنہ اپنے قبضہ مین لایا مگر شہر فرخ آباد معہ بارہ موضع کے جو عہد فرخ سیر سے افاغنہ کی التمغائی تہے قائم خان کی والدہ کے نام بحال رکہو بعدہ راجہ نول رائے کو اپنا نائب اوس صوبہ پر مقرر کرکے خود حضور مین آیا ✤

مجمل احوال نول رائے

راجہ نول رائے قوم کالستہ سکسینہ سری باستہ کہرہ اول مین ادنے درجہ کا ملازم وزیر کا تہا اپنے نیکو خدمتی سے نائب مقتدر صوبہ ہوا وزیر کے سارے رفقا سے اونکا مرتبہ افزون ہوا راجہ نول رائے

جا بجا اپنے عمال مقرر کیے اور بلدہ قنوج جاگیر وزیر مین اپنا قیام تجویز کیا فرخ آباد یہان سے بیس
کوس ہے اکثر قائم خان کے بہائی جو دوسری یان سے تہے الہ آباد مین معہ چیلون معتمد کو قید ہوے راجہ موصوف
نے ایسی زیادتیان کین کہ منجر بفساد ہوئین والدہ قائم خان نے احمد خان کو جو اوسکا علاتی بہائی اور
وزیر کا رفیق تہا یہ پیغام بہیجا کہ آبروے افغانی اور باپ کا نام برباد ہوا اگرچہ عزت ہو تو مقصر نہو اسیطرح
اطراف وجوانب کے افاغنہ کو اشتعال طعن کی کلمات کہلا بہیجے وہ لوگ اس فکر مین ہوے کہ راجہ کی
انہدام بنیان ہستی کرین نول راے نے اس ماجرا سے وزیر کو اطلاع دی خود قنوج سے نکلکر لشکر آرا ہوا
اور گرد لشکر کے سنکر باندہکر منتظر ورود افواج وزیر جو کمک پر مقرر ہوئی تہی ہوا روز جمعہ دوازدہم شعبان کو وزیر الممالک
صفدر جنگ بہادر بادشاہ سے رخصت ہوکر معر انلے پیر جمنا سے اوترکر داخل باغ ہوا اور روز شنبہ بست ہفتم ۲۷
ماہ مذکور کو نصیر الدین حیدر خان اپنے ہمزلف کو معہ محمد علیخان رسالہ دار وغیرہ سرداران کی راجہ کے کمک پر
روانہ کیا دوسرے روز یکشنبہ بست ہشتم ۲۸ ماہ مذکور کو اسمعیل بیگ خان معروف چیلہ جو وزیر کا معتمد چیلہ تہا
معہ راجہ دیبی دت فوجدار کول کے مرخص ہوکر راجہ کے مدد کو روانہ ہوکر چہہ کوس آگے چلا گیا اور احمد خان معہ گروہ
افغان کے مقابل راجہ ممدوح جا پہونچا راجہ کے غفلت دینے کو رہائی برادران کا پیغام دیتا رہا تا آنکہ دہم رمضان
کو قبل ورود فوج کمک کے ایکطرف سنکر کے جا پہونچا اور افاغنہ پیادہ لشکر کے پشت سے جہان توپخانہ نہتا
وغلبا بیہو داخل سنکر ہوے نول راے نے فوج کو حکم دیا تہا کہ سوار نہون پیادہ یا حراست مورچال کرین افاغنہ
نے عقب سے آکر خیمہ راجہ پر ہجوم کیا اور راجہ کا کام تمام کیا عطاء اللہ خان شوہر رابعہ بیگم دختر حاجی احمد برادر مہابت
جنگ نے جسکا ذکر سوانحات مہابت جنگی مین ہوگیا ہے جرات دکہلائی راجہ کے مدد پر پہونچا مگر موت سے نہ بچا
خود بہی جان نثار ہوا اسیطرح اکثر شریف و نجیب رفقا راجہ کے جو اکثر رہنے والے قصبات اودہ اور بلگرام وغیرہ
کے تہے راہی عدم ہوے اور تمام توپخانہ وغیرہ لوٹ گیا یہہ خبر وزیر نے سنکر تشویش کی اسی سال مین۔
ناصر جنگ خلف نظام الملک آصف جاہ حسب طلب احمد شاہ کے دریای نربدا تک معہ ستر ہزار سوار جرار کے
پہونچا تہا کہ اسی ضمن مین شقہ خاص متضمن ممانعت صادر ہوا اور اوسکا خواہرزادہ مظفر جنگ دکن مین مصدر فساد
ہوا تہا لہذا واپس اپنے مرکز دولت کو چلا گیا *

نہضت کرنا وزیر صفدر جنگ کا معہ فوج پادشاہی و ر افاغنہ سے شکست پانا معہ دیگر سوانحات

وزیر الممالک بیشتر سے ازدحام افاغنہ موجب مفاسد عظیم جانتا تہا اسواسطے قبل خبر مارے جانے راجہ نول راے کی
اوسکے مدد کو روانہ ہوکر روز سہ شنبہ سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین دوبارہ حضور بادشاہی سے رخصت لی اور نجم الدولہ

محمد اسحق خان بہادر اور میر بقاولد اعتماد الدولہ قمر الدین خان وغیرہ امرا اور دیگر افواج بادشاہی اسکے مدد پر مقرر ہوئے اور بوقت رخصت وزیر کو سپر اور شمشیر اور پہولون کا ہار عنایت ہوا اور نجم الدولہ کو فتح پیچ اور شمشیر اور میر بقا کو فتح پیچ عطا ہوا قریب دو منزل رہا تھا کہ احمد کی وفات کی خبر ملی قصبہ مارہرہ مین توقف ہوا اور دیگر افواج کی احضار کو حکم دیا والد کو بھی جو کہ بعد معاودت بریلی اور ترک رفاقت غازی الدین خان فیروز جنگ کے اسکا رفیق ہوتا تھا طلب کیا اور ایک مہینے تک قصبہ مارہرہ کی باغات مین مقیم رہا ستر ہزار سوار سے زیادہ اکٹھے ہوئے اور اسی ضمن مین عجب سانحہ ہوا جسکا بیان کیا جاتا ہے +

قصبہ مارہرہ کا لوٹ جانا اور نجیب و شریف کا بلا مین مبتلا ہونا

اٹھارہوین رمضان سنہ مذکور کو کسی ساربان نوکر مغل نے عنایت خان کے دروازہ کا درخت کاٹا یہ شخص وزیر کا نوکر اوسی قصبہ کا رہنے والا تھا عنایت خان نے باعتماد ملازمت اوسکی گوشمالی کی ساربان جمع ہوکر اپنے اقا کے پاس فریاد کرنے گئے چونکہ وہ جماعہ از غلیہ تھا اوسنے حکم دیا کہ عنایت خان کو پکڑ لاؤ اوسکے سوار و پیادہ عنایت خان کے گھر پر دوڑ پڑے دیگر جماعہ افاغنہ کو خیال ہوا کہ شاید قصبہ مارہرہ کے لوٹ کا حکم ہوا تمام فوج مغلیہ تیار ہوکر وقت عصر قصبہ پر جا پڑے اور طرفۃ العین مین خاک سیاہ کردیا اور عنایت خان اور اوسکی لڑکے نوجوان نوزدہ[19] سالہ کو جان سے مار ڈالا وزیر نے بمجرد خبر نصر الدین حیدر خان کو تعنات کیا کہ جلد جاکر خبر لے اور تسیچیون کو مقرر کیا کہ غارتگرون کو مانع ہون جب تک یہ لوگ پہونچین وہان کام تمام ہوگیا تھا اکثر سادات اور شیخ اور کنبوہ کے ناموس قید ہوآئے تھے نصر الدین حیدر خان نے تمام شب قیدیان بیچارہ کو خیمہ علیحدہ مین فراہم کیا اس سانحہ سے وزیر تمام شب ملول اور زار زار رویا کھانا نکھایا اول صبح مستورات محبوس کو اونکے گھرون پر پہونچا دیا اور لڑکیون کو جنہین مغلیہ نے گدہون مین توپ دیا تھا نکلوا کر اونکے والدین کے سپرد کیا اور سہ روز اوس قصبہ مین قیامت تھی وزیر نے کچھ روپیہ بھی وہان کے مظلومون کو بھیجا اوس روز سے لوگ کہتے تھے کہ وزیر کی فتح نہوگی بعد اطمینان کلی وزیر پیشتر کو قدم براہ ہوا +

ذکر جنگ وزیر احمد بنگش سے اور شکست پانا

جب دونون لشکر برابر ہوئے شب بست دوم[22] شوال سنہ مذکور کو وزیر نے والد ممدوح سے جو کہ نجم الدولہ محمد اسحق خان کے فوج کا مقدمۃ الجیش ملازم ہوا تھا اور بیشتر بریلی مین حرب افغان کرچکا تھا مشورہ لیا والد نے عرض کیا کہ یہ لوگ اکثر کمین گاہ بناکر شور اوٹھاتے ہین اگر اوس وقت طرفین پایداری

کر جاسے خود مغلوب ہوجاتے ہین لہذا ایک فوج جو کہ اوس سے ہو بقدر تین چار ہزار کی بیش روی فیل سواری مو بندوق وجز ابر سکے رکھنا چاہیے کہ بر وقت آشوب حضور مین پایدار رہکر افاغنہ کے تدارک مین ساعی ہون اسمعیل بیگ خان نے غرور مین آکر کہا کہ اسے صاحب کل دیکھو کیا ہوتا ہے احمد خان کیونکر گرفتار ہوتا ہے والد خاموش رہا صبح ہوتے بعد نماز وزیر نے فوج آراستہ کی اطراف وجوانب آراستہ کرکے توپخانہ روبرو کیا پہر دن چڑہے مقابلہ ہوا توپ اندازی شروع ہوئی راجہ سورج مل جاٹ جو وزیر کے میمنہ مین تھا اور اسمعیل بیگ خان جو میسرہ مین تھا رستم خان وغیرہ سرداران افاغنہ مخالف پر دوڑے سخت آویزش کی چہ سات ہزار سوار افاغنہ کے خاک وخون مین ملائے بقیۃ السیف نے راہ فرار لی راجہ برج اندر مہندر بھاکر سورج مل جاٹ اور اسمعیل بیگ خان نے دور تک اونکا تعاقب کیا وزیر سے دور ہوگئے وزیر علی التواتر توپ اور بان اونکے مدد پر بھیجتا تھا تا آنکہ اسکے روبرو کچہ نہ رہا اور آفتاب قریب غروب ہوچلا والد کی بات کا ظہور ہوا افاغنہ کمین جنگ احمد خان بھی تہا بعد نماز ظہر فراغ کیطرف سے نمایان ہوئے جنگ عائد ہوئی بحکم تقدیر کامگار خان بلوچ جو فوجدار اطراف شاہجہان آباد اور وزیر کے فوج کے مقابل تھا تاب نہ لایا فراری ہوا کہتے ہین کہ احمد خان بنگش سے جلا ہوا تھا بہرحال افواج مغلیہ نے صورت شکست دیکہکر اکثر فراز ونشیب سوچنے لگے وزیر نے فوراً محمد علیخان رسالدار اور سید نور الحسن خان جماعدار بلگرامی کو فوج ہراول کے مدد پر حکم دیا اثنا ہمراہیون کے ہجوم اور سپاہ کے ازدحام مانع گذر ہوے بہر صورت نور الحسن خان معہ اپنے جمیع بھائیون اور عبد النبی چیلہ محمد علیخان معہ اپنے ہمراہیون کے جو سب مجموعی تین سو سوار ہون گے صف پہاڑکر فوج ہراول کے قریب پہونچے چونکہ مغلیہ نے بے غیرتی سے راہ فراری تھی انکا پہونچنا بھی کچہ نافع نہوا نور الحسن خان اور عبد النبی جب کچہ متوجہ ہوے دیکہا کہ قریب تین ہزار سپاہ کے اونکے پیچھے سوار میسرہ کے طرف سے چلے آتے ہین اور توپخانہ جو ہراول کی مدد کو گیا تھا پہلی بہت کم تھا فوج مذکور بلا صدمہ پاس آپہونچی میر نور الحسن خان وغیرہ ہمراہیون نے تیر وکمان نکالکر اور عبد النبی خان کے ہمراہیون نے برق اندازی شروع کی افاغنہ کا ایک گروہ خاک فنا پر ہموار ہوا اسیقدر پیچ کہایا مگر درست ہوگئی وزیر کی فوج کے پیراوکنہ سے کم لوگ ثابت رہے نصیر الدین حیدر خان ہمزلف اور خالہ زاد وزیر نے معہ چند رفقا کے شمشیرزنان کی صورت افاغنہ بے باک پر حملہ آور ہوا سات آدمی کو اپنے ہاتھ سے ہلاک کیا اور آخر کو لالہ زار آخرت کی گلگشت کو سدہارا افاغنہ نور الحسن خان اور محمد علیخان کے پاس پہونچے محمد علیخان کے داہنے ہاتھ مین گولی لگی اور نور الحسن خان کا ہاتھی زخمی شمشیر ہوا اور میر غلام نبی متخلص بہ رسا اور میر عظیم الدین سادات بلگرامی اسیوقت مین نصیر الدین حیدر خان کے عقب جان بحق ہوے افاغنہ کے فیل نے وزیر کو گہیر لیا مگر یہ نہ جانا کہ کون سوار ہے فیلبان بندوق سے ہلاک ہوا اور مرزا علی نقی اتالیق شجاع الدولہ خواصی مین تہا زخم تفنگ سے کنارہ گزین ہوا اور وزیر کے گردن مین گولی لگی غشی نمودار ہوئی چونکہ ہودج بہ نچی تہا دیگر جراحات

سے محفوظ رہا اور ہو وچ سے بجز سرکی کچھ نو ہتھا اور حالت غش مین وہ بھی ناپدید ہوا جب تمام فوج بھاگی
سید نور الحسن خان اور محمد علیخان نے سررشتہ نمک حلالی مضبوط رکھکر وزیر تک آئے تھے وزیر نے حکم نوبت
شادیانہ صادر فرمایا تاکہ جمعیت لشکر مین پریشانی نہو مگر کچھ فائدہ نہوا وزیر ناچار معہ محمد علیخان اور نور الحسن خان
اور چند نفر مغل و ہندوستانی کے جو کہ زیادہ دو سو سوار سے نہونگے میدان سے معاود ہوا والد نے بعد مراجعت کل
لشکر کے بعض تو پخانہ وزیر کو جو ہمراہی کے لایق تہا مردم متفرق کو فراہم کرکے ہمراہ لایا اور وقت شام وزیر
نے قصبہ مارہرہ مین پہونچکر نور الحسن خان کو حکم دیا کہ تکمید زخم کی فکر کرے خان مذکور نے سینکنا شروع کیا
والد نصف شب تک وہان پہونچا صبح کو کوچ کیا اکثر مغلیہ ذیجاہ نے لشکر وزیر کو تاراج کیا اور باقیماندہ گواروں
کے ہاتھ لگا ہان مارہرہ سے صورت دلجمعی ہوئی کوچ بکوچ جاتے جاتے ۲۹ شوال سنہ مذکور کو دریا سے جمن
کے کنارے مقابل شاہجہان آباد پہونچے ✤

ذکر احوال صوبہ الہ آباد و اودہ

احمد خان کو وزیر کے شکست دینے سے الہ آباد و اودہ کی فتح کی توقع ہوئی اپنے بیٹے محمود خان کو صوبہ اودہ پر
مقرر کیا اور خود الہ آباد کا قاصد ہوا یہان بقاء اللہ خان اور علی قلیخان غیرہ والہ داغستانی تھے بقاء اللہ خان اللہ جنگ خان
بہی جو عمدۃ الملک امیر خان کا حقیقی بھائی ہوا اپنے چچا کے عہد سے کوڑہ کی فوجداری مین صوبہ الہ آباد
مین بسر کرتا تھا اسوقتین صفدر جنگ کا رفیق صدیق تھا کہ یہ سانحہ روبرو ہوا خان مذکور اور علی قلیخان خودنگش کی طاعت
سے عار رکھتے تھے چونکہ جنگ میدان کی تاب نتھی قلعہ الہ آباد مین پناہ جو ہوئے اور گنگا پر قلعہ کے نیچے پل باندھکر
رسد کی راہ نکالی اسی عرصہ مین راج اندر گر جو کہ فقراے سنیاسی مہادیو پرست سے عجب صاحب جرات تھا
واسطے کوچ کے پل کے نیچے الہ آباد کے زیر قلعہ مجاورت کرتا تھا کمر ہمت وزیر کی رفاقت مین چست کر بلا اطلاع وزیر بقاء اللہ خان
وغیرہ کا معین ہوا اور ہرچند مردم وزیر نے قلعہ مین رہنے کی دلالت کی اوسنے منظور نہ کیا باہر ہی رہا ایکروز
دو تین مرتبہ قابو پاکر بادبان باد پا پر سوار ہوکر معہ اپنے چیلون کے فوج مغلیہ پر جا گرا اور اکثر مخالفین کو خاک
فنا سے ملا دیا سلامت پہنچا اپنے مقام پر جا بیٹھا تہا یہ محاصرہ طول ہوا اور اچھی پایداری قلعہ والون سے ظاہر ہوئی
احمد خان کا کچھ بنا یا نہ بنا مگر اوسکے سپاہیون نے کہ افاغنہ بیباک اور روہیلہ سفاک تھے تمام شہر الہ آباد کو دروازہ
خلد آباد سے قلعہ کے نیچے تک جلاکر غارت کر دیا اور چار ہزار بی بیان شریفون کی قید کر لیگئے مگر دائرہ
شیخ افضل الہ آبادی اور محلہ دریا آباد چونکہ وہان اناثہ کی سکونت تھی محفوظ رہے ہنوز احمد خان کا عمل
ان دونو صوبون مین درست نہوا تھا کہ وزیر کی آمد آمد ہوئی اور احمد خان گھبرا کر اپنے ملک فرخ آباد

کو واپس ہوا ٭

نواح اودھ اور لکھنؤ کے سانحہ اور شیخ معزالدین خان بہادر کی جرأت اور دلاوری

محمود خان حسب مرضی پدر کے اودہ کو چلا شانزدہم جمادی الاول ۱۱۶۴ ہجری کو بلگرام کے غربی طرف فروکش ہوا افاغنہ ہمراہی نے بمقتضاے طینت کے لوٹ کھسوٹ شروع کی اور چند لوگون کو زخمی کیا وہان کی رعایا شریف اور سپاہی پیشہ تھی اونکو بھی نہ تاب آئی چند افاغنہ کو مجروح کیا اور قریب دو سو راس بار بردار کے لشکر سے لوٹ لیگئے محمود خان نے وفور غرور سے بہ جمیع فوج طیار ہوکر شہر کو محاصرہ کیا اور ارادہ تاراج فرمایا وہان کے لوگ محلہ محلہ کوچہ بکوچہ مستعد مدافعہ ہوے مشایخ اور سن رسیدہ لوگ قصبہ بلگرام کے جو احمد خان سے ربط رکہتے تھے واسطہ اصلاح ہوے فتنہ برخاستہ کو فرو کیا محمود خان نے پہاپہاموں کی طرف آنکر کسی اپنے بنی اعمام نا یم قوم کو معہ بیس ہزار سوار و پیادہ کے لکھنؤ روانہ کیا اور اوسنے کسی سردار کو پانچہزار نفر سے روانہ لکھنؤ کیا سردار مذکور نے بیرون شہر مقیم ہوکر ایک کوتوال کو مقرر کرکے شہر مین بہیجا شہر صفدر جنگ کے عملہ سے خالی تھا کیونکہ متوسلان صفدر جنگ خبر شکست وزیر سنکر بقاء اللہ خان کی ہمراہ قلعہ الہ آباد مین تہے اکثر مغلیہ اپنا اسباب شیخ معزالدین خان بہادر کے گھر مین امانت رکھہ گئے تھے ہرچند ہوا خواہون نے منع کیا تھا کہ مال مغلیہ گھر مین نرکھو موجب دعواے افاغنہ ہوگا مگر شیخ مذکور نے بپاس شجاعت نمانا کوتوال نے شہر مین آتے بدعت کرنا شروع کیا معزالدین خان بہادر نے بمقتضاے وقت سردار افاغنہ کی ملاقات کو بیرون شہر گیا اوسنے باحترام ملاقات کی اور کوتوال کو بدعت سے ممنوع فرمایا اسی ضمن مین کسی مفتری نے سردار سے ظاہر کیا کہ شہر والون نے انکے کوتوال کو بیحرمت کیا معزالدین نے کہا کیا مجال بندہ جاتا ہے اور مفسدونکو سزا دیتا ہی اور فوراً رخصت ہوکر شہر آیا سمجہا کہ اس فرقہ افاغنہ کے امان کا اعتبار نہین پس شہر کے شرفا کو طلب کرکے کہا کہ یہ فرقہ سست پیمان ہے انکی اطاعت سے بجز ندامت کچہ حاصل نہوگا لازم ہے کہ باتفاق نابکارون کو دور کرین بعض تو خوف کھاکر پہلو تہی کر گئے بعض رفاقت کو آمادہ ہوے اونمین سے قربان علیخان چودہری بعض محالات کا بھی رفیق ہوا معزالدین خان نے زیور فروخت کرکے شیخ زادہاے شہر کو جمع کیا اور حکم دیا کہ کوتوال کو نکالدین حسب الحکم تعمیل ہوئی اور کسی مغل کو لباس مغلی پہناکر اپنے مکان مین بٹہالا اور صفدر جنگ کی منادی ساری شہر مین کرائی اور ظاہر کیا کہ یہ مغل صفدر جنگ کا بہیجا ہوا کوتوال ہی اور ایک جہنڈا سیرا امیر المومنین کے نام کا استادہ کیا جو اوسکے نیچے اتا اوسکی رفاقت کی امید ہوتی سردار نے اس خبر سے کوتوال کے گھر پر بسیج داعیہ تاراج شہر کیا اسمعیل گنج جو شہر کے شرقی طرف ہے حملہ آور ہوا دو سو شیخ زادہ اوسکے مدافعہ پر آمادہ ہوے

دریاے گومتی کے طرف سخت لڑائی ہوئی افاغنہ نے راہ فرار لی سردار دیگر بھی جسکے ہمراہ پندرہ ہزار جرار تھے اس خبر کے سنتے بھاگ اوٹھا توپخانہ وغیرہ اسباب شیخ زادون کے ہاتھ لگا محمود خان نے جو معبر بہیا مؤ پر وارد تھا بمجرد خبر ادہر کی عزیمت چاہی معز الدین خان بہادر نے پیغام دیا کہ آپ کے لوگ اپنی حماقت سے اس درجہ کو پہونچے اب بندہ واسطے ملاقات اور اظہار بعض مشورات کیواسطے آپکی پاس آتا ہے چندے توقف کیجئے محمود خان وہان مقیم تہا کہ مفرورین نے اسکے دست ضرب کی خبر پہونچائی جب معز الدین خان نزدیک جا پہونچا محمود خان نے ڈرکر راہ فرار لی معز الدین خان نے قوت پاکر اپنے حدود اودہ سے کل افاغنہ کو باہر نکالا اور حکم دیا کہ جس جگہہ اس فرقہ کو پاوین بیدریغ تہ تیغ کرین ✣

دوبارہ چڑہنا وزیر الممالک صفدر جنگ کا اور فتح پانا احمد خان بنگش پر

ہنوز صفدر جنگ دار الخلافہ مین نہ پہونچا تھا کہ اسکے شکست کی خبر جا پہونچی امراے منافق اور بادشاہ احمق اور اوسکی مان اور جاوید خان نواب بہادر اوسکے مال و متاع کی ضبطی مین فکر کرنے لگے مگر کچہ دہشت کہا کر انتظار تحقیق کر رہے تھے جب سنا کہ زندہ نزدیک آپہونچا اوسکے پہونچنے کے منتظر ہوے تا آنکہ وارد ہوا اسکے بی بی نے قبل اسکے پہونچنے کے لشکر اور اتباع کو حکم آراستگی فوج اور استقلال و ہوشیاری کا دیکر مستعد تہی جب صفدر جنگ پہونچا اور امراے منافق کے حرکات سنے اور دیکہے نواب بہادر جاوید خان اور والدہ بادشاہ کو پہنچا دیا کہ ہنوز میرا مردہ زندون پر بار گران ہے اور مجہسے کچہ بازی دور ہے اونسے عذر خواہی کر کے خوش کیا وزیر کو اپنے دشمن کے فکر لگی تہی کار آزمودون سے اشارہ شروع کیا خالوے بندہ سید عبد العلیخان بہادر کو جو اندنون مین ترک رفاقت امیر الامرا ذو الفقار جنگ کر کے اجمیر سے شاہجہان آباد پہونچا تہا شورہ مین مخاطب کیا اونسے عرض کیا کہ اپنی فوج سابق مین بہی کم نتہی اور اب بہی جسقدر درکار ہو باقبال وزیر میسر ہو سکتی ہے الا سرداران جنگ دیدہ آزمودہ کار رفیق کرنا چاہیے اونسے کہا بتلائے کون ایسے لوگ ہین جواب دیا راجہ بخت سنگہ اور سرداران مرہٹہ اس کام کی لیاقت رکہتے ہین پس راجہ جوگل کشور وکیل صابت جنگ اور راجہ لچہمی نراین اپنے وکیل کو بہیجکر ہولکر ملہار اور جے آپا والد جنکو کو جو دو نو سردار عمدہ مرہٹہ کے تہے طلب کیا جب حاضر ہوے خرچ لایق انکے واسطے مقرر کر کے رفیق بنایا راجہ سورجمل جاٹ خود اول سے شریک تھا ظاہرا پندرہ ہزار روپیہ یومیہ جاٹ کا اور پچیس ۲۵ یا پینتیس ۳۵ ہزار یومیہ سرداران مرہٹہ کا قرار پایا از سر نو جملہ سامان حرب مثل توپ اور بان اور جزایر اور گولہ اور باروت وغیرہ مہیا ہوا فی الحقیقت دوسرے کی مجال نتہی کہ از سر نو آرایش کرتا اور دشمن پر چڑہتا القصہ باہمہ شوکت و شان اوایل جمادی الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری کو دار الخلافہ سے برآمد ہو کر اکبر آباد آیا اور

اور اول مرہٹہ کی فوج کو جو بیس ہزار سوار تھے شادل خان افغان سے جو کہ احمد خان کیطرف سے کول اور جالیسر کا حاکم تھا بھیجا فوج مذکور جیسا ہی اوتر بلاے ناگہانی کی نشانی روہیلہ مذکور کی سر پر پہونچے شادل خان بھاگا اور ایک جماعت کثیر قتل و اسیر ہوا اسپ و فیل و خیام وغیرہ معہ دیگر اسباب کے لوٹ مین مرہٹون کے ہاتھ لگا۔ احمد خان باستماع مقہوری افاغنہ محاصرۂ الہ آباد سے جو کہ چار مہینے تک تو کیا تھا ہاتھ اوٹھا فرخ آباد آیا افواج مرہٹہ نے چھاونی کر کے خارج فرخ آباد کو قتل و غارت کیا احمد خان فرصت پاکر حسین پور کو جو فرخ آباد سے تین کوس دریاے گنگا پر واقع ہی آیا اور مورچہ قایم کر کے آمادۂ جنگ ہوا اسکا سبب یہہ ہوگا کہ چونکہ ایکطرف اوسکے ملک روہیلہ کی راہ تھی اودہر سی رسد کی مدد ہو سکتی تھی فرخ آباد اور مئو کو مرہٹہ نے خالی پاکر خوب لوٹا الہ آباد کا قصاص پیش پا افتادہ ہوا جملہ خنبقابش سے ایک رقم سولا لاکھ روپیہ نقد کی تھی عقب سے وزیر معہ راجہ سورجمل جاٹ کے آپہونچا اور احمد خان تینون طرف سے سوار ہو کر تنگ ہوا طرفین سے توپ و تفنگ کی صدا برپا تھی چونکہ افاغنہ کی رسد کشتی پر آتی تھی وزیر نے نور الحسن خان بلگرامی کو احصار کشتی اور تاکید پل کے باب مین حکم دیا محمود خان نے اوسطرف دریا کی بنا بر مزاحمت درستی پل قیام کیا جب کشتیان جماعۂ دار مذکور کے اہتمام سے رامپور کے نزدیک جو قنوج سے بارہ کوس ہے جمع ہوئین سرداران دیگر معہ توپ پلہ رس کے اوسکے مدد پر مقرر ہوے دوم جمادی الاول کو پل مستحکم دریا پر باندھ لیا۔

کرلیا محمود خان نے ہر چند ہاتھ پیر مارے مگر پل ٹوٹ نہ سکا مگر کچھ بس بھی نہ چلا دوسرے روز سعد اللہ خان ولد علی محمد روہیلہ فراوان سے احمد خان کی مدد پر آپہونچا افواج وزیر نے گنگا سے عبور کیا احمد خان نے مورچہ چھوڑ دیا سعد اللہ خان سے جا ملا اور بڑی لڑائی درپیش ہوئی ایکطرف سی مرہٹہ کے تنگ و تار نے پٹھانون کے دم بند کر دیئے دوسری طرف سی جاٹ نے آفت کی آگ برسائی خاندان روہیلہ کے دہوین اوڑا کے میدان رزم انکہو مین سیاہ کر دیا آخر الامر احمد خان اور سعد اللہ خان بیتاب ہو کر جان نیم بسمل کو سلامتی سی بچا لیگئے قریب دس بارہ ہزار روہیلہ کے جان سے مارا گیا اور مجروح و اسیر ہوا ہاتھی گھوڑے خیمہ وغیرہ اسقدر لوٹ مین ہاتھ لگا کہ تعداد انکی نہین ہو سکتی وزیر نے کوہ بداریہ تک جو کوہ کمایون کا شعبہ اور جنگل دشوار گذار ہے تعاقب کیا اور اوس جنگل مین افاغنہ محصور ہوے ہزارون افاغنہ ناسازی آب و ہوا سی اوس جنگل مین مر گئے اور افواج وزیر نے کل ملک افاغنہ کا پامال کر ڈالا کوئی دقیقہ لوٹ مار کا اوٹھا نہ رکھا میر غلام نبی محب تخلص بلگرامی اوس لڑائی مین ہمردیف آخرت ہوا مرہٹہ نے بنظر بیباشت ملک افاغنہ مین چھاونی کی اور اس جانفشانی کی عوض مین وزیر نے مرہٹہ کو سرحد کول اور جالیسر اور مئو اور فرخ آباد اور قنوج سی کوڑہ جہان آباد تک مرحمت فرمایا آخر الامر افاغنہ متفرق ہو کر مرہٹون کے توسل سے رضا جوئی وزیر کر کے جان بر ہوے وزیر نے

فرخ آباد وغیرہ نجابات سولہ لاکھ روپیہ کے احمد خان وغیرہ اولاد بنگش کو مرحمت فرمائے اور دیگر محالات علی محمد خان کے فرزندون کو بطور مالگذاری کے سپرد کیے اور صوبہ اودہ کو عازم ہوا اور بنارس تک گیا اسی سفر مین پرتھی پت زمیندار پرتاب گڈہ جسنے افاغنہ کی مدد کی تھی وزیر کی ملازمت کو آیا کہ حسب الحکم علی بیگ خان سیقچی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

نہضت کرنا امیر الامرا ذوالفقار جنگ کا صوبۂ اجمیر کو اور ادہر کی سرگذشت

صوبۂ اجمیر اول وزیر الممالک کو عنایت ہوا تھا بنابر قرب وجوار اودہ کے یہہ بندوبست ہوا کہ آباد وزیر کو ملا اور صوبۂ اکبر آباد اور اجمیر امیر الامرا ذوالفقار جنگ کو عطا ہوا سنہ ۱۱۹۱ ہجری مین راجہ بجت سنگہ راٹھور نے جو اپنے عہد مین کل راجاؤن مین ممتاز اور جرار ودانش مین سرمایۂ ناز تھا ارادہ کیا کہ اپنے آبائی ملک یعنی جودہپور اور میرٹھہ کو راجہ رام سنگہ ولد ابہی سنگہ اپنے برادرزادہ سے حاصل کرے حاضر حضور ہو کر ذوالفقار جنگ کو اجمیر جانے کی ترغیب دیکر جودہپور اپنے دار الملک کو راہی ہو گیا تھا ذوالفقار جنگ بامید اعانت راجہ مذکور کے آخر سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین مع چودہ پندرہ ہزار سوار اور سرداران نامدار بامید رستم علیخان برادرزادہ میر مشرف مشہور اور حکیم خان خویشگی معروف اور رفیع علی خان ولد ثابت خان حاکم مشہور کول جسنے آخر کو خطاب نائب جنگی پایا اور محمد شجاع خان اور سید عبد العلیخان بہادر مورخ کا خالو اور میر علی اصغر کبرمی جسکا ذکر مہابت جنگ کی حال مین ہوا ہی اور مبارز خان وغیرہ کے عاشورہ محرم قصبہ پاٹودہی مین بسر کر کے شروع سنہ ۱۱۹۳ھ کو کوچ کر کے موضع نیم رانی علاقہ راجہ سورجمل جاٹ مین پہونچا جہان کہ راجہ مذکور نے ایک گڈہی بنالی تھی اور وہان اوسکے چند ملازم بھی رہا کرتے تھی امیر الامرا کے مردمان فوج اوس گڈہی مین جا چڈہی اور راجہ کی لوگون کو نکال دیا امیر الامرا اسیقدر سے خوش ہوا شادیانہ بجا کر داخل خیام ہوا صبح کو بارادۂ اجمیر روانگی نارنول تھی اور بار وبنہ بھی قصبۂ مذکور کو روانہ ہو چکا تھا بروقت سواری امیر الامرا کو خیال بندوبست اکبر آباد اور کاوش راجہ سورجمل جاٹ کا ہوا پس اجمیر کا ارادہ فسخ کیا اور ... یہ سواری رستم علیخان کو جو دو ہزار سوار سے ہراول تھا اور فتح علیخان جو سات سو سوار کا جماعہ دار تھا اور حکیم خانصاحب دو ہزار جرار اور مبارز خانصاحب میسرہ اور سید عبد العلیخان صاحب بہادر شجاع جنگ میسرہ اور علی اصغر کبرمی اچنڈاول کو طلب کر کے استشارہ شروع کیا ہر چند ہر ایک سردار نے کہا کہ راجہ سورجمل جاٹ سے لڑنا ضرور نہین بجت سنگہ سے جیسا وعدہ ہی وہ بھی پہونچتا ہی باہم متفق ہو کر اول بندوبست اجمیر سے فراغ کرنا چاہیے اوسوقت تک فوج بھی تجربہ کار ہو جاویگی تب باتفاق بجت سنگہ وغیرہ راجاؤن کے اکبر آباد کا بندوبست اور جاٹ کی تنبیہ باحسن وجوہ کیجاویگی مگر اوس جاہل مطلق نے نسنا ناچار ستر سوار

بہیجکر بار و بنہ واپس منگائے دوپہر کو بار و بنہ واپس آ گئے نار نول کیطرف سے ہوکر سرا سے سو بہا چند
مین مقام کیا صبح فتح علیخان کو معہ مردم اردو اور عملہ کارخانہ کے واسطے لانے گہی کے بہیجا جاٹ نے بہی
فوج آراستہ کرکے روانہکی اور خود بہی متعاقب متحرک ہوا بعد دوپہر کے افواج جاٹ بڑے کروفر سے
اظہر ہوئی فتح علیخان نے چونکہ دو تین کوس کے فاصلہ پر تہا ذوالفقار جنگ کو اطلاع دی کہ ہم طیار اور
لوگون بدانہ گہاس بار کرکے عازم معاودت ہین لیکن بعض فوج سورجمل کی آ پہونچی ہے اور سردار لوگ
میری مدد پر مقرر فرمائے جاوین تاکہ بحفاظت لشکر تک رسائی ہو علی رستم خان مقدمۃ الجیش اس امر پر مامور
ہوا جب تک وہان پہونچے چند گہڑی دن باقی رہا تہا حلیم خان خویشگی جو حسن سلیقہ سے مشہور اور کسیقدر
جاٹ سے کاوش رکہتا تہا بلا اطلاع بپاس ایزد معہ سات سو سوار کے اون سے جاکر ملحق ہوا القصہ انکے
پہونچنے تک دو گہڑی دن رہگیا حلیم خان نے علی رستم خان کو پیغام دیا کہ شام ہوئی لوٹنا چاہئے اسنے جواب دیا
کہ وہ مجھ سے پیشتر کہڑا ہے اولی وہ واپس ہو دونون نے باتفاق سمجہایا اوسنے غرور سے کہا کہ آپ چلین
بندہ بہی آتا ہے چونکہ دن کم تہا دوبارہ ذوالفقار جنگ کو پیغام دیا کہ فوج جاٹ روبرو استادہ ہے ہمارے واپسی
مین اندیشہ ہے بہتر ہے کہ ہملوگ اسی جگہ خیمہ زن ہون اور آپ بہی معہ کل لشکر کے اسیوقت چلے آئیے
امیر الامرا نادان تو تہا ہی یہ التماس منظور کرکے حکم واپسی دیا گہڑی بہر سے کم دن باقی رہا تہا کہ معاودت
کی صورت ہوئی لوگ دیر سے بہوکے پیاسے منتظر تہے خصوص جنگ نادیدہ اس فوج کی بمجرد لوٹنے کے اکثرون
نے پیشقدمی کرنا شروع کی توپخانہ روبرو کرلیا کہ مبادا تاریکی شب مین توپخانہ پیچہے رہجائے اور غارت ہو
فوج جاٹ نے جو انکی بے انتظامی دیکہی دستہ دستہ حسب ترتیب مستقل ہوکر بندوق فیر کرنا شروع کیا
علی رستم خان کے ہاتہی نے اضطراب شروع کیا حلیم خان نے بڑے اہتمام سے خان مذکور کو اپنے ہاتہی پر لیا
بمجرد اوسنے فیل کی حکیم خان کے گولی لگی دروازہ عدم کی راہ لی دوسری باڑہ مین علی رستم خان بہی مجروح
ہوا امیر الامرا کی فوج پر شکست عاید ہوئی اکثر مقتول اور بعض مجروح مضطرب لشکرگاہ پہونچے عجب طرحکا
اضطراب لشکر مین لاحق ہوا قزاولان جاٹ کی لشکر کے گرداگرد شورش اوٹہائی امیر الامرا کو ایسا بدحواس کیا
کہ اسکے دلمین لشکر سے نکلجانے کی تمنا ہوئی میر علی اصغر کبری وغیرہ رفقا نے پایداری کرکے توعید و تہدید
سے نہ چہوڑا کہ کسی طرف حرکت کرے چونکہ خود جاٹ کو امیر الامرا کے قید کرنے یا مار ڈالنے سے کچھہ
غرض نتہی دو تین روز شور اوٹہا کر معرفت فتح علیخان کے جو اوسکے ساتھہ شناسائی رکہتا تہا پیغام مصالحہ کیا امیر الامرا
نے غنیمت جانکر اقبال کیا راجہ سورجمل نے اپنے لڑکے جواہر مل کو بنابر ملازمت بہیجا بعد چند شرائط کے
صلح ہوئی اونمین سے ایک شرط یہ تہی کہ پیپل کا درخت نہ کاٹین معابد مذہب کی توہین نکرین — الغرض

امیر الامرا نے بکمال اہانت صلح اختیار کی سورجمل نے وعدہ کیا کہ اگر نارنول سے آگے نہ بڑہین اور اوسکے مشورہ سے کاربند ہون پندرہ لاکہ روپیہ بابت معاملہ راجپوتانہ تک کا میرے ذمہ واجب الادا ہوا ایسے وعدہ کرکے حدود اکبر آباد اور جاٹ سے واپس ہوکر تا بنارنول کے نہضت کی راجہ سورجمل دو تین کوس ذو الفقار جنگ کے لشکر سے دور خیمہ زن ہوا کرتا تہا وکلا کی آمد و رفت ہوا کرتی تہی تا آنکہ نارنول کے متصل پہونچا وہان پر راجہ بخت سنگہ آیا ذو الفقار جنگ استقبال کرکے لایا راجہ مذکور نے جاٹ کی اعانت کرنے سے ملامت کی اور اپنی غرض کیواسطے روانگی اجمیر کی دلالت کی اور امیر الامرا نے قبول کیا تب راجہ سورجمل نے ترک رفاقت کرکے اپنے مقام کو لوٹا اور امیر الامرا معہ بخت سنگہ کے روانہ اجمیر ہوا جب نزدیک اجمیر کے پہونچا بموجب اشعار راجہ کے بیس ۲۰ کوس یلغار کرکے داخل گوکل گہاٹ ہوا ادہر سے راجہ رام سنگہ ولد راجہ ابہی سنگہ معروف دہونکل سنگہ باتفاق راجہ ایسری سنگہ ولد راجہ جے سنگہ سوائی معہ لشکر گران اور توپخانہ فراوان کے جو تیس ۳۰ ہزار سوار سے کم ہوگا جودہپور سے مقابلہ کو چلا ذو الفقار جنگ چندروز اجمیر مین آسودہ ہوکر معہ راجہ بخت سنگہ متحرک ہوا پہر اور شیر سنگہ کی گڈہی ہوتے میرٹہہ آیا اور میرٹہہ سے موضع پیپار تک دو تین مرتبہ دونون لشکرونکا مقابلہ ہوگیا جب بارادہ جنگ اول مرتبہ رہ سپر ہوے راجہ بخت سنگہ نے امیر الامرا سے کہدیا کہ میرے پشت کے طرف سے دوسرے طرف متحرک نہونا کیونکہ جس رخ کو فوج سرکار کا منہ ہے راجہ رام سنگہ نے توپخانہ بکثرت چنا ہے ذو الفقار جنگ نے جواب ناسزا کہا اور فرزین روش کجروی کرکے ادہر کو چلا راجہ بخت سنگہ نے امیر الامرا کے بساط ہمراہی سے علیحدگی کی افواج راجپوتیہ جو نسبت توپخانہ پر کہڑے تہی پیادہاے شطرنج کے مانند خاموش نہایت تحمل و وقار سے کہڑے تہے جب نزدیک آ گئی یکبار ذو الفقار خان پر توپخانہ آتشبار کیا اس نادان کی کجبازی نے جمع کثیر لشکر کا خون بہایا ادہر سے حسب معمول توپ چہوٹتے رہی سنا گیا کہ دوپہر کو توپین نہایت گرم ہوگئین نایرہ جنگ افسردہ ہوا پانی کی قلت کی کثرت اسقدر تہی کہ امیر الامرا کے لوگ جان بلب پانی کے چاہ مین دوان افتان باوسلے ہوکر لشکر مخالف تک پہونچے مخالفین نے جو شدت پیاس کو دیکہا کہ آنکہون مین پانی نہین ہان کسیقدر ہانپنے سے خونابہ دل کی کیچڑ ہے لاجرم کنوین سے پانی نکال نکال گہوڑون اور سوارون کو پلایا پہر کہا کہ اپنے گہر جایئے ہمارے آپکو زخم در پیش ہے - یہ قصہ نہایت صحیح ہے کیونکہ بندہ نے سید اسمعیل علیخان خلف بہادر عبد العلیخان خالو سے بندہ کا جو اوس سفر مین رفیق تہا اوسکی زبان سے سنا یہہ کیا عمدہ صفت راجپوتان تشنہ خون کی ہوئی کہ دشمن کو بھی اپنے چشمہ زار فضل سے محروم نکیا - بے پارہ سے جو دہپور شاید دو تین منزل سے زیادہ نہوگا ذو الفقار جنگ اوس جگہہ سے بنابر رنج سفر اور خرچ جنگ کے ستوہ ہوا چونکہ برسات

بھی آپہونچی تھی چاہا کہ بعد صلح واپس ہو ہر چند بخت سنگہ نے کہا کہ اس صوبہ کا بندوبست نہایت ضرور ہے علاوہ ازان اگر یہان کے راجہا ے اور روسا ے دیرینہ کی گوشمالی کی گئی اور وہ لوگ مطیع ہوی تو آپکا نام و نشان ہوگا دہاک بندہ جا ئے گی بہہ انتظام اکبرآباد اور راجہ سورجمل جاٹ کی گوشمالی بالکل آسان ہو جا ئیگی مگر امیر الامرا نے نہ مانا راجہ بخت سنگہ نے باوجود تمام اژدہام مخالف کے جسکی مدد پر ہولکر ملہار بھی گیا تھا مگر رسد اور گہی وغیرہ لا نے مین اچھی کوشش کی تھی جب امیر الامرا نے بناے صلح ڈالی بخت سنگہ کنارہ کر گیا اور مرہٹہ بھی مخالفین تھے مرخص ہوکر اپنی راہ لگے امیر الامرا کے ہاتھ مین لاکھ روپیہ لگا باقی کو یہ قرار ہوا کہ اسقدر غلا فے جگہ اور اتنا فلان مقام پر حاضر ہوگا خیر ذو الفقار جنگ سپے پار سے معاودہو کر راہی اجمیر ہوا سبب عجلت یہہ تھا کہ وزیر نے بعد شکست سنکر ارادہ کیا تھا کہ وزارت حاصل کرے خالو سے فقیر اوسکے تلون مزاجی سے قبل معاودت مستعفی ہوا تھا لیکن چونکہ اس سفر مین زیر بار ہو گیا تھا لہذا اپنے ہاتھی گھوڑے سامان تجمل فروخت کر کے قرض خواہان سپاہ وغیرہ کو عطا کیا اور خود پیشتر سے شاہجہان آباد روانہ ہوا یہان پہونچکر سُنا کہ بعد قتل راجہ نول راے کی وزیر بنگش کے مقابلہ پر گیا ہے دو تین روز کے بعد خالو بھی راہی ہوا کول مین بہاگا ہوا لشکر وزیر کا ملا جب وزیر بھی پہونچا مستفیض ملازمت ہوا اور ہمراہ شاہجہان آباد آیا اور یہہ مشورہ فرمایا کہ مرہٹہ اور راجہ بخت سنگہ کو طلب کرے جیسا کہ تحریر ہو چکا ہے ایکسال اور چند مہینے امیر الامرا اس سفر مین رہا اوایل سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین داخل دار الخلافتہ شاہجہان آباد ہوا اور بسبب قلت زر اور کثرت فوج کی سپاہ کا قرضدار ہو گیا اکثر اوقات اونکی بلوے مین شریک ہو جاتا یہہ بادشاہ کی اعانت کی امید رکھتا تھا جب کچہ نہوا بادشاہ کے حق مین سخنان سبک بکنے لگا ایکروز آشفتہ ہوکر گھوڑے پر سوار ہوکر نیزہ در دست داخل دربار ہوا بدین ارادہ کہ بادشاہ کے روبرو شکوہ پوچ بکمال تندخوئی کرے نواب بہادر جاوید خان اس اطلاع پائی سے مانع ہوا اور محروم کورنش کرادیا بیچارہ اور بھی مشغول یاوہ چاوی ہوا متعاقب بادشاہی پیوکی ضبطی مال کو اوسکے مکان پر پہونچی اور خدمت امیر الامرائی کی غازی الدینخان فیروز جنگ بڑے بیٹے آصفجاہ کو مقرر ہوی اور ذو الفقار جنگ معزول ہوا +

بعض سوانح دکن کا ذکر کہ آخر سنہ ۱۱۶۴ ہجری تک واقعہ ہوا ہے اور کسیقدر حال ناصر جنگ دوسرے بیٹے آصفجاہ کا

ناصر جنگ نظام الدولہ بہادر خلف دوم آصفجاہ جوان صاحب جوہر ہونہار تہا استعداد شاعری کی بھی رکھتا تھا باوجود جوانی اور دولت و کامرانی کے خالی اوصاف سے تھا باپ کی نیابت اور نیز بعدہٗ جب کہ بالاصالت مستقل دکن ہوا مرہٹون کو مغلوب رکھا انکا رعب مرہٹون کے دلمین ایسا جما تھا جس سے زیادہ متصور نہین جبتک

زندہ رہا مرہٹہ مردہ رہی ۱۱۶۲ ہجری مین حسب طلب احمد شاہ کے نربدہ تک آیا اور پھر حسب ممانعت واپس گیا

مجمل حال لڑائی مظفر جنگ و ناصر جنگ سے اول مظفر جنگ کا مظفر ہونا بعدہ جان کھونا

مظفر جنگ کا اصلی نام ہدایت محی الدین خان ہے حسب نسب انکا دو واسطہ سے سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہجہان تک پہونچتا ہے اور آصفجاہ نظام الملک کا دخترزادہ ہے آصفجاہ کے عہد مین بیجاپور کی صوبہ داری کرتا تھا اپنے خالو نظام الدولہ ناصر جنگ کی لڑائی مین حسب طلب احمد شاہ کی قاصد شاہجہان آباد ہوا نربدا تک پہونچا تھا باغی ہوگیا حسین دوست خان عرف چندا روساے نوابیت ارکاٹ مین سے موافق ہوا ارکاٹ کی تسخیر کی تحریص کی مظفر جنگ ارکاٹ کو متوجہ ہوا وہان فوج عظیم فرانسیس پھلچری سے بوساطت چندا کے ہمراہ لیکر انورالدین خان شہامت جنگ گوپاموی پر جو کہ آصفجاہ کے وقت سے ناظم تھا چڑہائی کی سولھوین شعبان ۱۱۶۲ ہجری کو معرکہ کارزار گرم ہوا انورالدین خان نے روز آخر سمجھکر روبہ قرانی کی کمال استقلال سے شربت مرگ گوارا کیا ناصر جنگ اس خبر سے مظفر جنگ کی تنبیہ کو معہ فوج دریا موج اورنگ آباد سے بندر پھلچری تک جو پانسو کوس جریبی ہے جلد روانہ ہوکر ۲۶ ربیع الآخر ۱۱۶۳ ہجری کو مبارز ہوا حسب تقدیر ناصر جنگ مظفر ہوا اور مظفر جنگ زندہ قید ہوگیا ناصر جنگ نے موسم برسات واقعہ ارکاٹ بسر کیا افاغنہ کرناٹک مانند ہمت خان وغیرہ کے جو اس سفر مین ناصر جنگ کے نوکر تھے ملک و مال کی لالچ سے نمکحرام بنے فرانسیسیان پھلچری سے ملکر ۱۷ محرم کو بحساب نجوم اور سولھوین کو بحساب رویت ہلال ۱۱۶۴ ہجری مین شب خون کیا ہمت خان نے نزدیک پہونچکر ناصر جنگ کو گولی ماری بیچارہ راہی عدم ہوا انقلاب عجیب واقع ہوا بعض ملازمان مخلص نے اوسکی لاش روضہ شاہ برہان الدین غریب تک لیجا کر قریب قبر پدر مدفون کیا میر غلام علی آزاد تخلص بلگرامی نے جو نہایت اوسکا دوست تھا یہہ تاریخ کہی ہے ابیات

نواب عدل گستر عالی جناب رفت + فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت + در ہفدہم زماہ محرم شہید شد

تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت +

مظفر جنگ کا جلوس ریاست دکن پر اور دو مہینے کے بعد قاتلان ناصر جنگ کا فوت ہونا

جب ناصر جنگ مرا مظفر جنگ جو قید مین ہمراہ تھا سریر آرا ہوا اور باتفاق افاغنہ نمکحرام اور فرانسیسیان پھلچری کے عازم حیدر آباد ہوا انتقام سے بے مانند نے انتظام کا سامان پیدا کیا مظفر جنگ اور افاغنہ کے دلین نفاق پیدا ہوا ایکروز جس سرزمین مین کیچڑ تھا خیمہ ہوا طرفین کی ناخوشی ظاہر ہوئی مظفر جنگ فرانسیسیونکو

آمادہ پیکار ہوا بعد دو مہینے کامل کے ۱۷ ربیع الاول سنہ مذکور کو بعزم جنگ سوار ہوا ہمت خان بھی
مدافعہ کو طیار ہوا کارکنان قضا و قدر نے اچھی شعبدہ دکھلائے ناصر جنگ کو نیست نابود کر کے ہمت خان
وغیرہ کو معدوم کیا مظفر جنگ نے اول نصارا کا توسل ڈہونڈ ہکر اپنے امثال واقران پر تغلب کرنا چاہا اسکی
تسلط مین رامداس برہمن سیاہ فام کو جو نظام الدولہ کے ادنے متصدیون مین نوکر تھا رفیق بنایا اور مظفر جنگ
کا مستحکم یار بنا راجہ رگھناتھہ داس کے لقب سے مشہور ہوا مظفر جنگ طالب علی رکھتا تھا مگر خود دستا تھا ملازم
لوگ ہر چند اوسکی تصدیق کرتے مگر وہ متسلی نہوتا اوسکے ایام ریاست مین بالاجی راو معہ فوج کے
پورنیان سے اورنگ آباد چڑہا اور وہان کے ناظم رکن الدولہ نے پندرہ لاکھ روپیہ دیکر پیچھا چھڑایا +

جلوس کرنا سید محمد خان بہادر صلابت جنگ کا ریاست دکن پر بفضل خدا

بعد ازین راجہ رگھناتھہ داس نے خود بخود وکیل مطلق ہوکر فرانسیسیونکی دلجمعی کر کے سید محمد خان صلابت
جنگ بڑے بیٹے آصفجاہ کو ریاست پر متمکن کیا اور خود معہ جملہ فرانسیس کی اوسکا ملازم ہوکر قاصد اورنگ آباد
ہوا اور سید محمد خان نے اوسی مقام پر بارش ابر کی ۱۱ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۴ ہجری کو بقصد تنبیہ بالاجی راو
کے اورنگ آباد سے نکلا اور احمد نگر کو جولانگاہ لشکر بنایا وہان سے پونہ کو متوجہ ہوا بالاجی راو پچاس ہزار سوار سے
مقابلہ پر آیا سید محمد خان نے لڑتے لڑاتے بالاجی کو پونہ کے قریب پہونچایا اور آبادی مرہٹہ جو راہ پر واقع تھی
جلا کر خاک سیاہ کر دی اس لڑائی مین فرانسیسیون نے مرہٹہ کے دہوئین اوڑا دیے خصوص شب چہاردہم
محرم الحرام سنہ ۱۱۶۵ ہجری کو جب کہ چندر گرہن تھا اور اوسوقت مرہٹہ معہ سرداران کے پرستش خسوف کر رہے تھے
جو نہین فرانسیسیون نے دہائین دہائین شروع کی ننگے سر برہنہ پا بے زین بادیان پر سوار ہو ہوکر فرار ہوے
اور اونکا طلائی سامان پرستش اہل اختلاف کے ہاتھہ لگا لیکن افسوس نفاق کا برا ہوا اس کوشش
و تردد کا نتیجہ کچہ نہوا صلابت جنگ سے صلح ہوگئی صلابت جنگ بعد انفصال متوجہ حیدر آباد ہوا اور اوسکے
حسب الطلب رکن الدولہ اور صمصام الدولہ باتفاق حیدر آباد پہونچے وکالت مطلق رکن الدولہ کو ملی ناگاہ خبر پہونچی
کہ امیر الامرا فیروز جنگ نے دکن کی صوبہ داری پائی رکن الدولہ نے مکر و حیلہ سے وکالت ترک کر کے جانوجی
کے پاس آیا بدین مقصد کہ امیر الامرا باتفاق ہولکر کے آتا ہے بوساطت جانوجی اور بالاجی کی امیر الامرا سے
موافقت کرنا چاہیے جسوقت کہ رکن الدولہ حیدر آباد سے روانہ ہوا صمصام الدولہ وہین رہگیا اور صلابت جنگ کے
طرف سے حیدر آباد کا صوبہ دار ہوا جب امیر الامرا نے اورنگ آباد مین انتقال کیا ہولکر ملہار جسنے سند
ملک خاندیس اور سنگمنیر اور جالنہ کی امیر الامرا فیروز جنگ سے لیکر عمل کیا تھا ہمراہ صلابت جنگ کے بارادہ

مقابلہ برادر خود فیروز جنگ کے آیا تھا سید مذکور نے صلابت جنگ سے بھی حاصل کی بعد ازان رکن الدولہ کربلا سے آنکر صلابت جنگ سے متفق ہوا اور وکیل مطلق ہوا اور صمصام الدولہ کو معزول کر کے اورنگ آباد بھیجا چونکہ برسات نزدیک آگئی تھی رکن الدولہ اور صلابت جنگ اورنگ آباد آے ❊

بعض سوانحات حضوری کا بیان

ماہ محرم یا صفر ۱۱۶۴ھ ہجری مین راجہ ایسری سنگہ ولد راجہ جی سنگہ سوائی فوت ہوا مشہور یہ ہے کہ کسی نے زہر دیا اور رانا راجہ اودیپور بھی انہین دنونمین گذرا اور اسی سال مین ناصر جنگ کے کشتہ ہونے کی خبر حسب مذکورہ بالا حضور مین پہونچی اور غازی الدین خان فیروز جنگ برادر کلان ناصر جنگ نے اوسکا ماتم کیا غرہ ربیع الاول روز جمعہ سنہ مذکور کو خلعت ماتمی حضور سے عنایت ہوئی چونکہ حضوری سے نفور تھا نظامت دکن کا مستدعی ہوا امراے حضور بدرخواست پیشکش کئی مہینے عرصہ کر رہے تھے آخر کار روز چہار شنبہ ششم ربیع الاول سنہ مذکور کو خلعت مذکور ملے حال اوسکا لکہا جاتا ہے ❊

آنا صفدر جنگ کا ۱۱۶۵ھ ہجری مین حسب الطلب حضور مین اور غازی الدین خان فیروز جنگ کا صوبہ دار دکن کا ہونا بلا پیشکش

احمد شاہ ابدالی اسی ۱۱۶۵ مین چوتھی مرتبہ لاہور آیا معین الملک سد راہ ہوکر چار مہینے تک لڑا چند بار سخت لڑائیان ہوئین مگر اوسکی دلاوری سے ابدالی کے دانت کھٹے ہوے غلبہ کی مجال نتھی آخر کو بہ سبب نفاق آدینہ بیگ خان کے راجہ کوڑا مل دیوان جو کہ محض جانفشان تھا جان نثار ہوا اور معین الملک بدرجہ لاچاری مغلوب ہوا تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب جنگ بڑہی آدینہ بیگ خان نے دوستی مین دشمنی کرنا شروع کی معین الملک کو صلاح دی کہ لشکر سے باہر نکلنا چاہیے راجہ کوڑا مل نے عرض کیا کہ دو ایک روز اسی جگہ پایداری چاہیے ابدالی تنگ ہوکر خود بخود بھاگا جاتا ہے مگر معین الملک نے آدینہ بیگ خان کی شجاعت اور اپنی جرات جوانی سے چند قدم آگے بڑہا سے پیرایہ حسن پر معین الملک کا تو پخانہ تھا وہ خالی ہوا ابدالی کے لوگ مع شتران زنبورک وہان پر آگئے اور بموجب اشارہ آدینہ بیگ خان کے معین الملک پر حملہ آور ہوے اوسوقت آدینہ بیگ خان نے معین الملک کو صلاح دی کہ کوڑا مل کو کمک پر طلب کرنا چاہیے جب آدمی بھیجا اوسنے کہا کہ جبکہ بندہ کی عرض قبول نہوئی اگر اب بندہ حضور مین آوے لشکر فرار ہوجاوے چونکہ معین الملک پر عرصہ کارزار تنگ تھا آدینہ بیگ خان نے حمد اً جنگ مین تساہل اور راجہ مذکور کے طلب مین ترغیب کرنا شروع اوسنے ناچار ہوکر طلب کیا کوڑا مل نے بضرورت اپنے سرداران لشکر کو نصایح پایداری کرکے ادہر قدم بڑہایا درمیان مین ایک

کوس کا فاصلہ تہا چند قدم گیا تہا کہ سرداروں کا منہہ پھر گیا اور لشکر پر شکست پڑتی ناچار پھر واپس ہوا اور عمدہ آویزش کر کے ابدالیوں کو بھگا کر تعاقب مین چلا جاتا تہا کہ ناگاہ سر مین گولی لگی اور جان شیرین نثار راہ جوانمردی فرمائی چونکہ کوڑامل دیوان مدار الدولہ اور معتمد علیہ تہا اسکے شہید ہوتے تمام لشکر مغلوب ہوا اور معین الدولہ ناچار شہر کو لوٹا مفتی عبد اللہ کو پیغام صلح دیا احمد ابدالی نے جہان خان کو استقبال پر بہیجکر بکمال عزت طلب کیا اور معین الملک درجہ لاچاری کو حاضر ہوا ابدالی نے مورد مرحمات فرماکر اپنے طرف سے صوبہ لاہور کی نیابت دی اور کابل کو عطف عنان ہوا صوبہاے لاہور و ملتان ملک بابر سے نکلکر داخل قلمرو ابدالی ہوئے اوسیوقت مین جبکہ ابدالی لاہور مین تہا معین الملک حوالہ کرتا تہا قلندر خان کو بطور رسالت احمد شاہ بادشاہ شاہجہان آباد کے پاس بہیجا بادشاہ کو درانی کی آمد آمد نے ہلا دیا امراے حضور نے وزیر الممالک صفدر جنگ کو نہایت الحاح سے متواتر تحریر کیا کہ ہولکر ملہار وغیرہ کی فوج کو متفق کر کے بہت جلد حاضر حضور ہو اور بمدافع عدو مین ساعی ہو وزیر مذکور ہولکر ملہار کو وعدہ زر خطیر سے ہمراہ لیکر ماہ رجب سنہ مذکور مین شاہجہان آباد پہونچا جاوید خان ناظر مدار المہام سلطنت ہوا تہا اوسنے معہ دیگر امراے نفاق پیشہ کے قبل پہونچنے صفدر جنگ کی شاہ درانی سے صلح کرلی اور اوسکا حکم قبول کر کے قلندر خان ایلچی کو مرخص کیا وزیر الممالک نے نہایت آزردہ ہو کر کہلا بہیجا کہ ہم ہولکر کو بموجب تمہارے لکہنے کے بوعدہ زر ہمراہ لاے ہین اب اوسکا تقاضا ہے یہہ کہکر کثرت بد دماغی سے بیرون شہر لب دریاے جمن خیام گزین ہوا اسی ضمن مین جب ذکر بالا خان فیروز جنگ کو بعد کشتہ ہونے ناصر جنگ کے بیلچری مین داعی صوبہ داری دکن ہوا تہا وہان سے خدمت و سند کا مستدعی ہوا اور آنحضرت بدون اپنی پیشکش کے منظور نکرتے تہے اب اسوقت مین اوسنے قابو پاکر بادشاہ اور امراکے حضور مین عرض کیا کہ اگر بلا پیشکش دکن کی صوبہ داری بندہ کو عنایت ہو جسطرح سے ہو سکے گا ہولکر کو راضی کرلونگا بادشاہ اور امرا نے ہزار منت سے قبول کیا اور صوبہ داری دکن کی سند لکہدی اوسنے اپنے لڑکے کو امیر الامرا کی نیابت کو چہوڑکر اور ہولکر کو ہمراہ لیکر سلخ رجب سال مذکور کو قطع منازل اختیار کیا

وزیر کا شاہجہان آباد مین داخل ہونا اور جاوید خان کا مارنا

بعد جانے فیروز جنگ اور ہولکر کے وزیر الممالک غرہ رمضان سنہ مذکور کو داخل شہر ہوا جاوید خان کے اقتدار سے نہایت آزردہ ہوا خصوص اس سبب سے کہ اس شخص نے ساتہہ ابدالی کے صلح کرلی اور لاہور ملتان اوسکو ملگیا کیونکہ یہ امر موجب کسر شان بادشاہی کا ہوا جاوید خان اور ہمراہی والدہ بادشاہ کی اتفاق سے مکدر تہا بادشاہ نے بموجب حکم اپنی والدہ اور بتحریک جاوید خان کے اپنے خالو امان خان ... کو عزت سہ ہزاری عہدہ اور معتمد الدولہ

خطاب عطا کردیا اور اسباب عمارت حمدۃ الملک کی حویلی سے مرحمت ہوا اوسنے اس عروج مین پہونچکر امرا کی ہم چشمی شروع کردی اگرچہ بعد عروج اکثرون کے ساتھ حسن سلوک بھی کیا لیکن وزیر الممالک اس فضیحتی سے نہایت دل تنگ ہوکر درپے دفعیہ ہوا ماہ شوال کو خواجہ سرا سے مذکور کی ضیافت کی بہانہ سے طلبی کی اور گھر بلاکر مار ڈالا علی بیگ خان قشقچی شتاب جنگ نے زخم کاردسی کام تمام کردیا اور یہ امر موجب دغدغہ احمد شاہ ہوا انتظام الدولہ وغیرہ سے دلی اتفاق کرکی وزیر کے برہمی کا منصوبہ کرنے لگا۔

خان فیروز جنگ کا اورنگ آباد مین فوت ہونا

خان فیروز جنگ مع ہولکر کے ہشتم ذی قعدہ سنہ مذکور کو داخل اورنگ آباد ہوا اور سید محمد خان بہادر صلابت جنگ جو حیدر آباد مین تہا بقصد مقابلہ برادر رہ سپر ہوا ہولکر مرہٹہ نے قابو پاکر خان فیروز جنگ سے تمام ملک خاندیس اور جالنہ توابع اورنگ آباد وغیرہ لیا درخواست کی فیروز جنگ چونکہ تازہ وارد اور ناواقف تہے اور نیز صلابت جنگ کا مقابلہ اور صوبہ ہاے دکن کا تسلط کرنا درپیش تہا ملکہا سے مذکور کے سناد اپنی مہر سے حوالہ ہلکر ملہار کردیئے اور ایسا ملک مفت مین مرہٹہ کو ہاتھ لگا چونکہ مقدر ایسا تہا کہ ریاست دکن کی صلابت جنگ کے نام ہو فیروز جنگ سترہ روز بعد داخل ہونے اورنگ آباد کے مرگ مفاجات سے ساتوین ذی الحجہ کو دنیا سے چل بسا اوسکے رفقا جو بڑے توقعات سے رفیق خدمت ہوے تہے ملول ہوکر ہمراہ تابوت شاہجہان آباد آئے اور اوسکی لاش دفن کی۔

تفویض ہونا منصب امیر الامرائی کا فیروز جنگ کو

خان فیروز جنگ کا لڑکا جو نام اسکا شہاب الدین ہے خطاب موروثی سے سرفراز ہوکر عماد الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ لقب پایا اور وزیر الممالک صفدر جنگ کے گھر مین جا بیٹھا اور اسکی پھوپی اوسکی بی بی نے ایسی سفارش کی کہ صفدر جنگ نے بر سر ترحم آکر امیر الامرائی اوسے دی لیکن باوجود طالبعلمی اور خوشنویسی اور زبان دانی مختلفہ اور شاعری اور شجاعت کے اس ناحق شناس بے سپاس نے کفران نعمت صفدر جنگ کی قتل پر کمر باندہی پوشیدہ اسنے خالو انتظام الدولہ ولد اعتماد الدولہ وزیر اور بادشاہ اور اوسکے ماں سے موافقت کرلی صفدر جنگ کے اخراج کے درپے ہوا۔

شروع ہونا منازعت کا فیما بین احمد شاہ اور وزیر الممالک صفدر جنگ کے

احمد شاہ نے باغوا سے والدہ اور انتظام الدولہ اور اعتماد الملک کے وزیر الممالک صفدر جنگ کو پیغام دیا

کہ توپخانہ اور حسلی نہ ہمارے اختیار پر چھوڑ کے کار وزارت اپنے تعلق رکھو صفدر جنگ نے بادشاہ کا نفاق دیکھکر دربار کی آمد و رفت موقوف کردی احمد شاہ نے چاپلوسی کی راہ سے دلجوئی کی اور ایکمرتبہ جاکر عذرخواہ ہوا اگرچہ مفید نہوا مہینوں اسی سوال جواب مین گذر شروع ۱۱۶۶ھ مین کدورتین ظاہر ہونے لگین جب چند مہینے اس سال کے گذرے طرح طرح کے حادثہ ظاہر ہونے لگے۔

دغا کرنا احمد شاہ کا صفدر جنگ سے اور معطل کرنا اوسکے نائب وغیرہ توپخانہ کو اور فساد ہونا باہم وزیر و بادشاہ کو

صفدر جنگ وزیر اسی منصوبہ مین تھا کہ کون چال چلئے کیونکہ بادشاہ سے مقابل ہونا نامناسب جانتا تھا اور اپنی زندگی بھی دشمنون کے ہاتھ سے محفوظ رہنا دشوار دیکھتا تھا درحقیقت یہہ شخص جرات اور عقل چندان نرکھتا تھا نہ ایسے صلاح کار تھے ورنہ عماد الملک اور انتظام الدولہ کو پکڑ لانا کچہ دشوار نتھا لیکن تقدیر نے تو آنکھین اندہی کردی تہین بہر حال بادشاہ نے ایک رات کو بصلاح خواجہ سرایان و نیز ہردو امراے مذکور کے ایک پرچہ خاص وزیر کے نام لکھکر نائب توپخانہ کو جو وزیر کی طرف سے مامور تھا طلب کیا اور اوسکو رقعہ دیکر کہا کہ وزیر کو پہونچا دے اور زبانی بھی چنین چنان عرض کرے اوس نالایق نے عذر کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ضروری امر ہے وہ نااندیش رقعہ لیکر قلعہ سے نکلا مجرداً بادشاہ نے اپنے لوگون کو حکم دیا کہ دروازے قلعہ کے مسدود کرین اور مردم وزیر کو جسطرح سے ہو بیرون کرین حسب الامر تعمیل ہوئی صبح کو قلعہ کے برجون پر توپین لگادین اور بمقابلہ حویلی دارا شکوہ کے جہان وزیر رہتا تھا نشانہ لگاکر آمادہ حرب ہوے وزیر لاچار بعد جواب وسوال کے اوس مکان سے نکل کر اپنی حویلی مین جو قلعہ سے دور تھی آیا اور چندروز متامل رہا آخر کو بادشاہ کی لڑائی مین اپنی بدنامی اور نمکحرامی کا شہرہ سمجھکر اپنے صوبجات کی رخصت چاہی احمد شاہ نے منظور نکیا آخر صفدر جنگ نے بے اجازت دار الخلافت سے نکلکر شہر سے دو کوس پر خیمہ گاہ کیا بدین ارادہ کہ بے جنگ وجدال اپنے صوبون کو جاوے الحق کہ یہہ راے بہت عمدہ تھی مگر فتنہ جویان لشکر نے خیالات فاسد اوسکے ذہن نشین کرکے آمادہ جنگ کردیا۔

صفدر جنگ نے کسی کو شاہزادہ بنایا اور عزم رزم کیا

صفدر جنگ نے کسی مجہول بے نشان کو شاہزادہ بنایا اور اپنے عیال و اطفال کو راجہ سورجمل جاٹ کے قلعجات مستحکم مین بھجوا دیا اور سورجمل کو اپنی رفاقت مین شریک کرلیا احمد شاہ نے عہدہ وزارت انتظام الدولہ ولد قمر الدین خان کو عنایت فرمایا اور عماد الملک امیر الامرا تھا مگر باعث جرأت و طراقی

منتصد جنگ وزیر ہوا اطراف و جوانب سے فوج طلب کی اور لوگ آ پہونچے اونمین سے نجیب خان
روہیلہ اور رچپا گوجر اور بلوچان وغیرہ زمیندار اطراف اور سادات بارہہ اور میواتی خواجہ سرایان لعل
زمرۂ منصب داران اور عمدہ زادہ ہای قدیم مانند محمد صادق خان ولد سیف الدخان صوبہ دار ٹھٹھہ اور
جامع سیر المتاخرین کا والد جو کہ بنا بر ناخوشی صفدر جنگ کے باقیات محالات خالصہ کے بہانہ سے قید تھا اوسوقت مین
باقیات معاف اور مورد الطاف شاہی ہو کر بوساطت حافظ بختاور خان عیلی کے سرفراز ہوا اور سرایک
نامور معہ دیگر متوسلون کے سرگرم رفاقت شاہی ہوے آشوب قیامت دار الخلافت کی نواح مین برپا
تھا شروع ماہ رجب ۱۱۶۶ سے آغاز جنگ ہوا چھہ مہینے تک زدوخورد ہوے صفدر جنگ کے بھی اکثر
رفیق جو پاسے نام ونگ تہے خصوص راج اندر گوشائین جسنے قلعہ الہ آباد مین بقاؤالہ خان اور علیقلیخان
کی رفاقت کی تھی یہ شخص عجب جرات کا تہا وزیر کے رفاقت مین توپخانہ تا بتار بادشاہی مین کو دپڑتا تھا اور
اکثرون کو ہلاک تہ خاک کرتا لوگون کو سحرو جادو کا خیال ہوا کہ اسکی توپ و تفنگ نہین موثر ہے آخر کار اسی
دلیری اور دلاوری مین بضرب گولی بہشت نصیب ہوا اور عالم کا مظنۂ جادو باطل ہوا- ذوالفقار جنگ
امیرالامرا معزول بھی بسبب ناخوشی بادشاہی کی وزیر کو پیغام دہ ہوا کہ ہماری فوج شاہ مردان کی جھنڈے
تلے رہی اور خود بہانہ زیارت سے جاکر فوج وزیر مین شامل ہوا ادہر غازی الدین خان نے منادی کی کہ جو
سوار صفدر جنگ کا ملازم جسکا گھوڑا داغ سین رکھتا ہوگا نوکری کو آوے سو روپیہ مساعدہ اور سا ٹھہ روپیہ
مشاہرہ پاوے گا اس ندا کے ہوتے ہی اکثر تورانی لشکر وزیر سے برخاستہ ہو کر عماد الملک سے جا ملے
اور رسالہ سین داغ مین ہزارون آدمی نوکر شاہی ہوا اور ایک دوسری صورت کشمیری اور پنجابیونکی
بلوائی ہوئی کہ محمدی جھنڈا کھڑا کرکے کہا کہ صفدر جنگ رافضی ہے خلیفۂ زمان پر لشکر کش ہوا اوسکی مقابلہ
کرنا بمرتبہ جہاد ہے اس صدا سے ہزارون عالم چار یاری جمع ہو گیا جسکو ایرانی یا صفدر جنگ کا ملازم پاتے
بے عزت بلکہ مارڈالتے محمد اسحق خان اور اوسکے بہائی مرزا علیخان اور سالار جنگ اور اسمعیل بیگ خان
وغیرہ سرداران عمدہ متوسلین صفدر جنگ کے مکانات غارت کردیئے اسکے عوض مین سورجمل جاٹ
نے شہر کہنہ شاہجہان آباد کو یعنی دہلی جسکی آبادی شاہجہان آباد سے کسیقدر زیادہ تھی غارت کیا اور
جان و مال و ناموس برباد کیا اکثر لوگ شاہ باسط ولد شاہ محمد جعفر کے گھر مین اس حال سے کہ وزیر کو اُسکا
استمداد ہے جمع ہوئی تہے یہان بھی جاٹون نے وہی دست درازی کی جو کچہ گذرا قابل بیان نہین آخر بعد چھہ
مہینے کے طرفین عاجز ہو کر خواہان مصالحہ ہوئے امراے حضور اور احمد شاہ نے پیغام آشتی دیا
صفدر جنگ نے بھی اپنی رضا ظاہر کی انتظام الدولہ ولد قمر الدین خان کی وساطت سے دونو صوبہ اودہ

اور الہ آباد صفدر جنگ کے نام بحال رہے اور صفدر جنگ ماہ محرم ۱۱۶۷ھ ہجری کو روانہ صوبجات مقررہ ہوا۔

آنا عماد الملک کا معہ مرہٹہ کے اور انتقال معین الملک کا اور سلطنت کی خفت

عماد الملک نے بروقت جنگ صفدر جنگ کے ہولکر ملہار مرہٹہ کو صوبہ مالوہ سے اور جے آپا کو ناگور سے اپنے مددپر بلوایا تھا اور قبل انکے پہونچنے کے یہان صلح ہوگئی عماد الملک قوم جاٹ سے غبار رکہتا تہا پس اونکو رفاقت مین لیکر سورجمل جاٹ پر چڑہ گیا او سنے میدان جنگ مین عمدہ برائی ندیکہی ڈیک اور کہیر اور بہرت پور کے قلعجات مین جا بیٹہا عماد الملک نے معہ مرہٹہ کے محاصرہ کیا چونکہ تسخیر قلعہ مین میدانی توپین پلہ رس ضرور چاہئے اور انکی ہمراہ تہین لہذا محمود خان کشمیری اپنے مدار المہام کو معہ عرضداشت درخواست عطاے توپخانہ کے روانہ حضور کیا چونکہ انتظام الدولہ اسکا خال خوجبال جانتا تہا کہ بعد فتح جاٹ یہ شخص آشنا و بیگانہ کا خاندان برباد کریگا بادشاہ کی درخواست منظور کرنے مین مانع ہوا محمود خان نے عملہ توپخانہ کو زجر و تہدید سے ترغیب دیکر موافق کرلیا اور ایک دن انتظام الدولہ کے ٹہکانے لگانے کو اوسکے گہر پر چڑہ گیا ہرچند دار و گیر ہوئے مگر کچہ پیش نگئی لاچار دوسرے روز قصبۂ داسنہ کی طرف بہاگا اور محالات خالصہ شاہی اور منصبدارون کی جاگیرات مین جو دار الخلافہ کے قرب و جوار مین واقع تہے قطاع الطریقی اور لوٹ مار کرنے لگا اسی ضمن مین سورجمل نے بادشاہ اور انتظام الدولہ کو عرضی لکہی کہ جسوقت عماد الملک نے قابو پایا باتفاق مرہٹہ کے وزارت اور سلطنت کی بیخ بنیاد کہودے گا مناسب یہ ہے کہ بادشاہ اور انتظام الدولہ شکار کے بہانہ سے معہ کل فوج کے سکندرہ مین ڈیرہ کرین اور بشرط مصلحت صفدر جنگ کو بھی دلجوئی کرکے شریک بنالین تاکہ یہ فتنہ فرو ہو بادشاہ نے یہ صلاح قبول کی بالاخر معہ کل بیگمات اور انتظام الدولہ وزیر اور صمصام الدولہ وغیرہ ملازمین اور عملہ توپخانہ اور سنگباشیون وغیرہ کے نکلکر سکندرہ سے تین چار کوس پر خیمہ زن ہوا مگر صفدر جنگ کا بلانا او وہم بابی اور انتظام الدولہ کو ناپسند ہوا عماد الملک نے اس شورہ سے ماہر ہوکر مقام خورجہ سے محمود خان کو جریدہ ملازمت شاہی مین بہیجا تاکہ اوسکو اور لشکر کو تخویف کرے وہ حسب الحکم وقت شام حاضر ہوکر منظر ہوا کہ چند ہزار سوار مرہٹہ کسی طرف دوڑ گئے ہین مگر معلوم نہین کہ کہان پر ظہور کرین یہہ کہکر رخصت ہو خورجہ کو سدہارا بادشاہ غفلت شعار اور وزیر نامرد ناتجربہ کار باوجود اوسکے آگاہ کردینے کے غافل و بیخبر خیمہ گاہ مین مصروف آرام ہوے ہولکر ملہار چونکہ نسبت ندینے توپون کے بادشاہ اور وزیر سے عار رکہتا تہا ارادہ کیا کہ اسوقت جاکر رسد وغیرہ کی راہ بند کرکے توپ وغیرہ جو کچہ ملے اپنے قبضہ مین لاوے اور یہ بھی چاہا کہ بلا شراکت دیگرے جسارت کرے لاجرم عماد الملک اور جیے آپا کو بھی خبر نکی

کوچ کیا شبا شب متھرا سے عبور کرکے قریب لشکر پہونچا اور اول شب چند بان سیر کئے یہان یہ گمان ہوا
کہ محمود خان اس قرب و جوار مین آتش افروز ہنگامہ ہے ہوا اس امر کو سہل سمجھکر کچہ تدارک پر متوجہ نہوئے
آخر شب تحقیق ہوا کہ ہولکر آپہونچا اب ہاتھہ پیر ڈہیلے ہو گئے نہ استعداد جنگ تھی نہ بہاگنی کی مجال ۔
نامردی اور ناکردہ کاری سے احمد شاہ معہ والدہ اور صمصام الدولہ میر آتش خلف امیر الامرا صمصام الدولہ
خاندوران اور انتظام الدولہ کے بدون اطلاع دیگر روسائے لشکر کے عماریون مین مستور سوار
ہوکر فراری ہوے اور مال و اسباب جو جہان تہا وہین پر چہوڑا اپنی اپنی جان لیکر دار الخلافۃ کی راہ
لی جب دیر کے بعد اُنکے فرار کی خبر مشتہر ہوئی ادنے اور اعلی اپنے حال پر سخت متردد ہوا جسکے پاس
تہوڑا اسباب تہا وہ تو اوسیوقت روبراہ ہوا قصبہ سکندرہ تک پہونچے تہے کہ صبح ہوگئی اور فوج ہولکر
نے پہونچکر بلا ممانعت اور مزاحمت کے تمام لشکر اور اثاث البیت شاہی کو غارت کیا جسکو جہان
پایا اوسکو سوتے لنگوٹے سے عاری کردیا ملکہ زمانی دختر فرخ سیر زوجہ محمد شاہ معہ دیگر بردگیان حرم کے
اسیر مرہٹہ ہوئین اگرچہ ہولکر نے بڑی عزت کی اور وزیر کا اسباب اور جواہرات جو کچہ اون عورات کے
پاس تہا اون سے کچہ تعرض نہ کیا لیکن افسوس جس دروازہ پر سروران اعظم کے جبہہ سائی تہی وہ لگدکوب
گنیگان دکن ہوا اور ایک چشم زخم عظیم ناموس بابریہ کے عاید حال ہوا ۔

عماد الملک نے ترک محاصرہ جاٹ کرکے شاہجہان آباد کی راہ لی اور بادشاہ کو قید کیا اور عزیز الدین ولد معز الدین کا جلوس

عماد الملک نے جب یہہ خبر سنی دار الخلافۃ کو دوڑا جے آپا نے ان دونون سردار کے جانے کی بعد خود بھی نارنول
کا راستہ لیا سورج مل نے خود بخود ایسے محاصرہ سے رہائی پائی عماد الملک نے ہولکر ملہار کی اعانت سے صمصام الدولہ
میر آتش اور منگیا شیون کو موافق کرکے انتظام الدولہ کی تغیر پر خود وزارت کا متعہد ہوا اور صمصام الدولہ
کو امیر الامرائی دلائی جس روز کہ وزارت پائی صبح کو خلعت پہنا اور وقت دوپہر احمد شاہ کو معہ اوسکے مان
کے دسوین شعبان روز یکشنبہ ۱۱۶۷ہجری مین قید کیا اور عزیز الدین خلف معز الدین جہاندار شاہ نے تخت
خلافت پر جلوس فرمایا عالمگیر ثانی کا خطاب دیا ایک ہفتہ کی بعد احمد شاہ اور اوسکی والدہ کی آنکھون مین سلائی کردی

انتقال کرنا صفدر جنگ کا اور جلوس فرمانا شجاع الدولہ کا مسند پدر پر

صفدر جنگ اپنے صوبہ مین پہونچکر صفدری گہاٹ پر مقیم ہوا اور ایک خاص مکان اپنے آسایش کیلیے آراستہ کرکے سپاہ کی آراستگی

اور دیگر سامان کی فکر مین مصروف ہوا کہ یکایک اوسکے پیر مین دانہ پھُڑی زور سے برآمد ہوا آہستہ آہستہ
بڑھنے لگا آخر مادہ سرطانی ہم پہونچا یا ہر چند اطبا نے علاج کیا کچھ فائدہ نہوا سنہ مذکور مین ہفتدہم ذیحجہ کو
رہگراے ملک بقا ہوا مزار پنجہ حضرت شاہ مردان مین واقعہ دہلی مدفون ہوا شجاع الدولہ مسند آراے
پدر ہوا چند روز اسمعیل بیگ خان راتق فاتق رہا اور اسیطرح جمیع بزرگان پدر بحال رہے بعد چندے
اسمعیل بیگ خان بھی فوت ہوا اور تمکین خان خواجہ سرا نائب ہوا ذوالفقار جنگ بھی صوبہ اودہ مین
بہشت نصیب ہوا شجاع الدولہ ہر چند جوان لاوبالی تہا مگر بسبب شجاعت کی تادیب سرکشان صوبہ اور
انتظام مین چنانچہ بایدوشاید منتظم ہوا اور عیاشی مین بجز شراب کا اور کل منہیات سے محترز تہا اکثر عورتون کی مباشرت مین
راغب اور لہو و لعب مین مصروف رہتا تہا لیکن بکثرت چشم پوشی اور عفو و اغماض اور ترحم مزاج مین تہا
تین چار برس اس جاہ و جلال مین گذرے تہے کہ سنہ ۱۱۷۰ ہجری مین شاہ ابدالی حسب تحریک عماد الملک
کے وارد دار الخلافہ ہوا اور عماد الملک اوس سے موافق ہوا اور شجاع الدولہ کا انہدام بنیان ہستی کو
باتفاق افواج درانی اور افاغنہ بنگش وغیرہ کے جو قدیم دشمن شجاع الدولہ کے باپ کی تہی چڑھ آیا
اور شجاع الدولہ اپنی پایداری سے پیش لیگیا۔

ذکر لاہور اور انتقال کرنا معین الملک کا

معین الملک خلف قمر الدین خان وزیر ماہ محرم سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین بطریق سیر اسپ سوار شہر سے برامد ہوا علی اختلاف
یہ ہے کہ گھوڑے کی دوڑانے سے عارضہ قولنج ہوا اور اوترتے ہی رہگراے ملک بقا ہوا اور ایک معتمد اوسکی
روشناس ہمراہی سے سنا گیا کہ یہ شخص اپنے لشکر سے کسی ملازم عمدہ کے لشکر مین جو کچہ دور تہا جاکر
روز مرہ کہانا کہاتا تہا چونکہ یہ شخص خوراکی تہا خوب سیر ہوکر سوار ہوا راستہ مین گھوڑا دوڑایا
حالت متغیر ہوئی باگ روکی خانہ زین سے پہلو سے زمین آیا اور فرش خاکی پر دراز ہوا لمحہ کے بعد خون
کی قی ہوئی اور فوراً ہلاک ہوا احمد شاہ ابدالی نے صوبہ داری لاہور کی میر مومن اوسکے بیٹے کے نام
لکھہ بہیجی بسبب اسکے صغر سنی کے اختیار مہمات ملکی اوسکے والدہ کے تفویض ہوا معین الملک کی
عمد سے فوج بکثرت اور دیگر خرچ بھی بہت تہے حاصل صوبہ وفا نکرتا تہا رعایا پر ظلم و جور ہوا کرتا تہا ان
بیچارون کی کوئی جاے امن نتہی سکہ لوگ آپس مین بڑے دردشریک ہوتے ہین لہذا جسپر ظلم ہوتا وہ تمام
سر پر بال رکہاتا اور اکال اکال کا نعرہ مارتا گورو گوبند کا پیرو ہوتا اسیطرح جماوڑ ہتا جاتا تہا تا آنکہ اب عورت
مہتمم ملکی ہوئی یہ ذات بے عقل شور بیخالی مشہور ہے کارندون نے اپنے اپنے راہ پر لگایا ملک مین بدعت

کی افزایش ہوئی کمینے لوگ مانند خواجہ سرا غلام وغیرہ کے مدار علیہ ہوے اسی عرصہ مین میر مومن بہی مرا اوسکی جگہہ پر خواجہ موسی احراری داماد معین الملک کا جانشین ہوا بہکاری خان رستم جنگ نے جو معین الملک کے عہد مین کل کا مدار المہام تہا چاہا کہ اب بہی بطور سابق رہے معین الملک کی بی بی نے یہہ ارادہ پاکر اندرون محل بلا لونڈیون کے ہاتھہ سے پٹوا کر اوسکی جان لے لی بعد چندے خواجہ عبد اللہ خان ولد حنیف الدولہ عبد الصمد خان آدینہ بیگ کی خفیہ تدبیر سے متسلط ہوا اور بیگم نے معین الملک کو قید کرکے صوبہ کی نیابت اپنے نام ابدالی کے حضور سے طلب کر لی امان خان برادر جہان خان نے ابدالی کی طرف سے لاہور پہونچکر تظلم اختیار کیا چند روز جب اسطور پر گذرے خواجہ عبد اللہ خان تنخواہ سپاہ کا ہنگامہ نہ اوٹہا سکا ناچار فراری ہوا اور آبروے ریاست خاک مین ملائی دوبارہ صوبہ کی حکومت بیگم کو ملی بعد ازان خواجہ مرزا خان نے جو کہ معین الملک کا عمدہ جماعہ دار تہا بیگم کو قید کیا اور آخر کو صلح ہو گئی۔

لاہور مین عماد الملک کی فتنہ انگیزی اور رسالہ سین داغ کے ہاتھہ سے ذلیل ہونا اور معاود ہونا دار الخلافہ کو

عماد الملک کو منظور ہوا کہ صوبہ لاہور و ملتان شاہ درانی کے گماشتون سے چہین لیوے اور سرداران رسالہ سین داغ کی سزا دیوے جو کہ صفدر جنگ کی وزارت مین نیابت مقتدرا اور جمیع محالات خالصہ وغیرہ جو دار الخلافت سے قریب تھے اونکی تنخواہ مین مقرر ہوئی تہی پس مع عالمگیر ثانی اپنے بنا مقرر ہوے بادشاہ کے باولی مین آیا اور والد کو فوجداری محالات سرہند اور تہانیسر اور پانی پت وغیرہ کی دیکر عزیمت پانی پت کی فرمائی چونکہ یہہ معاملے کشن چند کے وسیلہ سے طے ہوے تہے راجہ ناگر پال کو اوسپر حسد ہوا چاہا کہ معاملہ مین تخلل کرے سرداران سین داغ کو جو محالات کے نکلجانے سے داغ داغ تہے طلب کرکے سمجہایا کہ سید ہدایت علیخان جو تمہاری جاگیرات کا حاکم ہوا ہے صاحب مقدور ہے نواب وزیر عماد الملک سے عیوضی کرکے دو لاکہہ روپیہ طلب کرو کہ وہ تمکو دلاوے اگر اوسنے دیا بہتر ورنہ بندہ کسی معتمد کو بہم پہونچاتا ہے وہ دو لاکہہ روپیہ تمکو دیوے سرداران مذکور جو نہایت مغرور اور نکلجانے جاگیرات سے ملول و مجبور تہے نہایت غنیمت سمجہی صبح کو وزیر کے پاس وکیل بہیجکر مستدعی زر مذکور ہوئے والد مرحوم نے جب یہ رنگ دیکہا اوس کام سے درگذر کر مستعفی ہوا چند لوگون کے وسیلہ سے استعفا داخل کیا اور خود بہی حاضر دربار وزیر ہوا وزیر نے دو گہڑی والد اور بخت خان اور ناگر مل اور سیف الدین محمد خان وغیرہ مقربین سے مصاحبت کرکے چاہا کہ متوجہ خلوت ہو کہ وکلاے رسالہ سین داغ نے بموجب اشارہ ناگر مل کے وزیر سے درخواست زر مذکور معاوضہ کی کی وزیر نے جواب دیا کیا مضایقہ ہے

موجودات داخل کردو اور اپنی تنخواہ لو اونہون نے اس گھمنڈ سی کہ کسیکو عملہ مین ہمارے مواخذہ کی مجال نہین عرض کیا کہ بہت بہتر کسی کو حکم ہو کہ ہمارے موجودات کا جائزہ لیوے عماد الملک نے نجیب خان کو حکم دیا کہ تم انکی موجودات دیکھ لو اونسے قبول کیا اور اوسی جگہ سی اپنے بیٹے ضابطہ خان کو کہلا بھیجا کہ ایک خیمہ میدان مین استادہ کرا کر اونکے موجودات کو اسجگہ دیکھی وکلا بھی کہ راہ چارہ جوئی اور خیانت کی مسدود ہے کیونکہ بخت خان کئی ہزار جرار کا مالک ہے یہ ہمسی کیون ڈرسے گا پس اپنے موکلون کو خبر کی اونہون نے تدبیر کار بلوا مین دیکھی بے باکانہ اشارہ کردیا اور عماد الملک مع تین چار مقربین کے خلوت مین داخل ہوا اونین سی نجیب خان اور راجہ ناگرمل اور کشن چند بھی ناگرمل تو مصدر فساد تھا اوٹھکر چلا آیا اوسکے پیچھے نجیب خان بھی واپس ہوا والد مرحوم کشن چند کے برآمد ہونے کا انتظار بنا بر منظوری اپنی استعفا کی کررہا تھا ناگاہ بیس۲۰ تیس۳۰ سوار رسالہ داغ سین کی سراپردہ کے دروازہ پر آکر اپنے سردارون کی فریاد کرنے لگی تھوری دیر مین اور سوار بھی آکر اونکے شریک حال ہوسے ہرکارون نی اسکا ماجرا معرفت خواجہ سرایون کی اندر کہلا بھیجا بجرد سننی کی وزیر نے چاہا کہ خود جاکر سمجھاوے والد نے عرض کیا کہ حضور کا جانا مناسب نہین اوسنے نمانا وزیر سراپردہ کے باہر کھڑی ہوکر سمجھانا شروع کیا عین اسی وقت مین رسالہ مذکور کی لوگ قریب دو سو نفر کی جمع ہو گئی عماد الملک کو ہاتون مین بہلاوہ دیکر بے باکیان کرنے لگی والد نے کہا ہان ہان یہ تمہارا شاہزادہ ہی پاس ادب سی عرض مدعا کرو تاکہ رفع حاجت ہو چونکہ ہجوم ممہد تہا کسی نے نسنا وزیر کو کہینچ لیا کسی نے تکمہ جواہر اوڑایا لباس پارہ پارہ ہوا پگڑی بھی سر سے گری اور کوچہ ہای پانی پت سی پیادہ پا کشان کشان اپنے لشکر کو کہینچ لے گئی فوج وزیر متحیر تھی کچھ نہ کرسکی چونکہ چند روز حیات اور اقبال باقی تھا سرداران رسالہ مذکور عذرخواہ ہوسے اور تکلیف لباس دی وزیر نی تحشش بیشتر شروع کیا کہ قرمساقو اب دیر کیا کرتے ہو اگر عزم قتل ہی جلدی کرو ورنہ تم خود قتل ہوتے ہو اگر ارادہ قتل نتھا اس بدنہادی سی کیا حصول ہوا اسی ضمن میز بادشاہ کا پیغام پہونچا کہ اگر اعتماد الملک کو اسی قید کی حالتمین ہمارے حوالہ کرو تمہاری تنخواہ ہمارے ذمہ ہوگی کسی نے زبان ترکی مین یہ پیغام کہا عماد الملک اس زبان سی خوب واقف تہا غضبناک ہوکر بولا جو کچھ منظور ہو جلد کرو اونہون نے عجز و نیاز کے بعد فیل پر سوار کردیا اور حسن خان دکھنی کو خواصی مین بٹہالا ایک ہاتھ مین چنور اور دوسرے ہاتھ مین چھتری کو چک لئی ہوسے اوسکی گھر پہونچایا بجرد ورود کے حسن خان دم کی طرف سی اوترپڑا اور وزیر آکر مسند پر بیٹہا لوگ کورنش کیواسطی ہجوم لائے اوسنے حسن خان کا انتظار کرکے پوچھا کہان ہی لوگون نے عرض کیا کہ سوار ہوگیا حکم دیا کہ جلد حاضر کرین بس سوار ہوکر حکم دیا کہ جہان رسالہ سین داغ کے لوگون کو پاوین قتل کرین خیمہ وغیرہ غارت کرین روہیلہ نجیب الدولہ

نے ہجوم کرکے ایک گھڑی مین اوسکا نشان مٹا دیا اور تمام شب مصروف تاراج رہا اور وزیر بادشاہ سے دلگیر ہوکر شہر کو معاودہوا اور مدت تک فوج واسباب کی درستی کرتا رہا اور بادشاہ کو اپنے معتمدین کے حوالہ کرکے شاہزادۂ عالی گہر کو بھی بادشاہ بنایا تھا ہمراہ لیکر بارادہ بندوبست لاہور متوجہ ہوا

عماد الملک کا دوسری مرتبہ لاہور جانا اور معین الملک کی بی بی اور بیٹی کو بزور قبضہ مین لانا

عماد الملک نے جسکی طینت مین تیزروی اور فساد مخمر تہا بارادۂ تحریک فساد مع جمیع عملہ اور سپاہ فراوان اور شاہزادہ عالی گہر نے شکار کرتی کرتی سیر کنان تہوڑے دنون مین جاتے جاتے آدینہ بیگ خان کو متفق کرلیا جب اوسکی محبت مستحکم ہوئی اور عماد الملک لودہیانہ پہونچا آدینہ بیگ خان کی مشورہ سے ایک فوج سید جمال الدین خان کی سرداری مین مع ایک قطعہ خط موسومہ اپنی خالہ کی بہیجا اوسمین اپنی بی بی یعنی اوسکی لڑکی کو طلب کیا تہا معین الملک کی بی بی نے اپنے لڑکی کو مع جہیز وغیرہ چار ناچار روانہ کرکے مطمئن ہوبیٹہی — عماد الملک نے جمیع سرداران ملازم کو مع فوج ہمراہ اپنی خالہ کے استقبال کو بہیجا اور باحترام تمام خیمہ مین جگہہ دی اور شوہر خالہ سے ملاقی ہوا بعد ازان بدون اشتہار بہادر خان کشمیری کو بنا بر لانے اپنی ساس کے بایلغار تمام بہیجا چونکہ چالیس کوس کا فاصلہ تہا صبح روانہ ہوکر ایکرات دنمین بیچ حرم سرا کے معین الملک پر جا پہونچا معین الملک کی بی بی بیچارہ غافل سوتی تہی خواجہ سرا اون بیچ معرفت بیدار کردیا اور قید کیا عمارت سنی کالکر خیمہ مین بند کیا بعد ایکدن آرام کرنے کی روانہ لودہیانہ ہوے عماد الملک نے بعد پہونچنے کے عذرخواہی بہت سی کی اور عفو تقصیر چاہی اور لاہور کی صوبہ داری بعوض تیس لاکہہ روپیہ پیشکش کے آدینہ بیگ خان کو مقرر فرمائی اور دارالخلافہ کو معاودہوا لیکن معین الملک کی بی بی نہایت آزردہ ہوئی راستہ مین اور نیز دار الخلافہ پہونچکر اوسکے نوکرون اور نیز عماد الملک کو فحش دے کر کہتی تہی کہ اس حرکت کا ثمرہ اچہا نہین چہہ سات مہینے مین احمد شاہ ابدالی آئیگا اوسوقت تمہاری حقیقت معلوم ہوگی کہ تمام عالم کی ویرانی ہوگی و خاندانہای قدیم و جدید کی خرابی پس آخر کار ایسا ہی ہوا —

آنا احمد شاہ ابدالی کا قندہار سے شاہجہان آباد مین اور تاخت تاراج کرنا شہر مین قتل عام کا

احمد شاہ نے جب سنا کہ عماد الملک نے معین الملک کی بی بی سے اسطرح گستاخی کی نہایت غضبناک ہوا جلد لاہور آپہونچا آدینہ بیگ خان تاب مقاومت نہ لایا ہانسی اور حصار کو چلدیا اور عماد الملک اپنے

خان لوڈرا معین الملک کو شفیع بنایا شاہ درانی نے جلد بیس کوس کا سفر کرکے دہلی آیا عماد الملک نے استقبال کیا اول معتوب ہوا بعدہ بسفارش معین الملک مورد مراحم ہوا اور نیز بوساطت شاہ ولیخان وزیر ابدالی کے بقرار پیشکش عہدہ وزارت پر برقرار رہا شاہ ابدالی ساتوین جمادی الاول ۱۱۷۰ہجری کو داخل قلعہ شاہجہان آباد ہوا عالمگیر ثانی سے ملاقات کی سکنہ شہر کی ناموس و مال مین دست درازی فرمائی کوئی دقیقہ لوٹ کھسوٹ کا باقی نہ رہا اہل عزت اپنے اپنے ہاتھ سے ہلاک ہوکر آبرو بچا گئے ایک مہینہ شہر مین مقام رہا قمر الدین خان وزیر کے گھر مین تو صاف جھاڑو دے گئے ایک تنکا بھی نہ چھوڑا اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کی شادی اعز الدین برادر حقیقی عالمگیر ثانی کی دختر سے سرانجام فرمائی بعد انصرام شادی سورجمل جاٹ کی تنبیہ کو عازم ہوا جہان خان سردار کو حکم دیا کہ جاٹ مذکور کی قلعجات تسخیر کرے اور خود بھی عقب سے برآمد ہوا یہ پانچوین مرتبہ ہے کہ ابدالی ہند مین آیا عماد الملک نے خانجہان کی ہمراہ اچھی جانفشانی کی جسکے صلہ مین مورد تفضلات ہوا جب پیشکش کی درخواست ہوئی عماد الملک نے عرض کیا کہ کوئی شاہزادہ تیموریہ اور فوج درانی میرے ہمراہ ہو تاکہ انتر بید یعنی ملک دوابہ گنگ و جمن سے زر خطیر حاصل کرکے داخل خزانہ سرکار کرتا ابدالی نے دو شاہزادہ ایک ہدایت بخش بن عالمگیر ثانی دوسرا مرزا بابر داماد عالمگیر ثانی ولد اعز الدین کو رفیق کیا اور اپنے سرداران مین خان بازخان کو ہمراہ دیا —

آنا عماد الملک کا شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے ملک مین —

قبل اسکے تحریر ہو چکا ہے کہ عماد الملک نہایت دشمنی صفدر جنگ سے رکھتا تھا اس سال مین ابدالی کا توسل کرکے مع جان بازخان اور ہر دو شاہزادہ مرقومہ بالا کے عبور جمنا کرکے فرخ آباد آیا احمد خان بنگش نے استقبال کیا خیمہ خرگاہ ہاتھی گھوڑے وغیرہ اسباب پیشکش شاہزادگان اور عماد الملک کئے اور افاغنہ اطراف اور بعض اپنی فوج کو ہمراہ کر دیا عماد الملک بہیئت مجموعی عبور گنگ کرکے قصبہ اودہ کو سدھارا شجاع الدولہ بھی بڑے استقلال سے برآمد ہوا میدان ساندی پالی مین جو سرحد صوبہ ہے پہونچکر مستعد پیکار ہوا دو مرتبہ خفیف خفیف سی لڑائیان قراولان طرفین سے عائد ہوئین آخر کار سعد اللہ خان ولد علی محمد خان روہیلہ کی وساطت سے جو کہ شجاع الدولہ کا دوست تھا پانچ لاکھ روپیہ پر صلح ہوئی اور سعد اللہ خان نے اسی امر مین بڑی غمخواری شجاع الدولہ کی فرمائی عماد الملک کچھ نکر سکا ساتوین شوال ۱۱۷۰ہجری کو مع شاہزادگان اور جان بازخان وغیرہ فوج کے عبور گنگا کرکے فرخ آباد آیا اور احوال ابدالی کے انجام کار کا منتظر ہوا شاہ ابدالی نے بلم گڈہ کو جو کہ متعلقہ جاٹان کا قلعہ اور شاہجہان آباد سے پندرہ کوس پر تھا تین روز مین فتح

کیا اور تمام محافظان قلعہ کو قتل کر ڈالا اور وہان سے بارادہ قتل متھرا جو کہ مشہور معابد ہنود ہے روانہ ہوا جہان خان کو مقدمۃ الجیش بنایا جہان خان نے متھرا مین اگر کوئی دقیقہ قتل اور سوخت اور تاراج اور اسیری عیال و اطفال سکان متھرا کا اوٹھا نہ رکھا ملک جاٹ کے لوگ بعض قلعون مین جا چھپے احمد شاہ ابدالی اکبر آباد آیا مرزا سیف اللہ بیگ قلعہ دار قدیم بادشاہی نے بضرب توپ کسیکو قلعہ کے گرد نہ آنے دیا شاہ درانی نے جہان خان کو تسخیر قلعہ جاٹ پر مامور فرمایا سردار مذکور نے قلعہ کشائی مین اہتمام کیا ناگہان حضرت وبائی جلوہ دکھلایا اکثر لشکر ابدالی لقمۂ وبا ہوئے مجال اقامت نرہی ناچار تسخیر قلعجات سے ہاتھ اوٹھا کر اپنے ولایت کو سدہارا جب شاہجہان آباد کے برابر پہونچا عالمگیر ثانی نے معہ محب الدولہ کے مقصود آباد کے تالاب پر آکر ملازمت شاہ ابدالی کی حاصل کی اور عماد الملک کا نہایت شاکی رہا احمد شاہ نے نجیب الدولہ کو ہندوستان کا امیر الامرا کیا اور عالمگیر ثانی کی حمایت کی سفارش فرمائی۔

کتخدائی احمد شاہ ابدالی محمد شاہ بادشاہ ہند کی دختر سے اور لیجانا صاحبہ محل اور ملکہ زمانی کو ہمراہ

مخفی نرہے کہ جب احمد شاہ خلف محمد شاہ قید ہوا اور عالمگیر ثانی کی تخت نشینی ہوئی عماد الملک نے اقتدار پایا ملکہ زمانی جو فرخ سیر کی لڑکی اور محمد شاہ کے زوجیت مین تھی اور نیز صاحبہ محل جو دوسری بیگم تھی اور جسکے بطن سے محمد شاہ کی دوسری لڑکی ہوئی تھی بیچاری یہ دونون زمانہ کی گردش مین پریشان ہوئین ان بی بیون نے صدمہ غارت مرہٹہ اور نکورسی عماد الملک سے اپنا رہنا ہندوستان مین گوارا نہ کیا اور عماد الملک اور عالمگیر ثانی کے زیر حکمرانی رہنا نچاہا جب شاہ ابدالی کی موافقت انکو تحقیق معلوم ہوئی اپنی رفاقت کا پیغام دیا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اپنے لڑکی کی شادی تمسے کرونگی احمد شاہ ابدالی نے اس امر کو موجب افتخار اور شہرہ روزگار سمجھکر قبول فرمایا وہین پر اقامت کرکے دختر مذکور کو عقد نکاح مین لایا اور ملکہ زمانی اور صاحبہ محل کی سفر کی بھی سر انجام کرکے انکو بھی ہمراہ لیا لاہور کو عازم ہوا بعد ورود اپنے بیٹے تیمور شاہ کو جہان خان والی لاہور اور ملتان اور تہتہ کے سپہ سالاری پر مقرر فرمایا اور لاہور مین بٹہا کر کابل قندہار چلا گیا۔

تہوڑا احوال دکن کا جو اس زمانہ مین گذرا ہے لکھا جاتا ہے

سو شیر ہوشی مظفر جنگ کی وقت سے آصفجاہ کی خاندان مین نوکر ہوکر نہایت صاحب اقتدار ہوا اہیکا کول اور رراج تبدرسے وغیرہ محالات اپنی جاگیر مین لیکر کل معاملات کا مدار علیہ ہوا اور عمدۃ الملک سیف الدولہ خطاب حاصل کیا اور ایک شخص عطائی دکن مین سے مخاطب حیدر جنگ اسکے سرکار مین صاحب

اختیار رہا چون صوبہ کارات فاتق تھا جماعۂ انگلشی کو بھی تسخیر ہند کا ولولہ ہوا محمد علیخان خلف انور الدین خان
گوپاموی سے ملکر بعض صوبہ ارکاٹ پر متصرف ہوے موشیر بوسی رکن الدولہ سے بددل ہوا چودہوین ^۱۴^ صفر سنہ ۱۱۶۵
کو وکالت مطلق سے معزول کرکے صمصام الدولہ شاہ نواز خان اورنگ آبادی کو مقرر کیا صمصام الدولہ نے
چار برس اس انتظام مین گذارے - میر نظام علی اور میر محمد شریف صلابت جنگ کے بہائی کے ہمراہ تہے
صمصام الدولہ مذکور نے سنہ ۱۱۶۹ ہجری مین نظام علی خان کو صوبہ دار برار اور محمد شریف کو صوبہ دار بیجاپور
مقرر کردیا میر نظام علی آخر کو آصف جاہ ثانی کی خطاب سے معزز ہوا اور محمد شریف نے اول شجاع الملک
بعدہ برہان الملک کا خطاب پایا دونوا سپنے صوبہ پر گئے چھٹی ماہ ذی قعد سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو صمصام الدولہ معزول
ہوا اسکی جگہہ پر برہان الملک جو بیجاپور سے صلابت جنگ کے پاس آیا تھا مقرر ہوا انہین دنون آصفجاہ
ثانی نے مع فوج شایستہ کے برار سے اورنگ آباد آکر اپنے بہائی برہان الملک کو معطل کیا اور عنان
اختیار ملکداری اپنے ہاتھ مین لی چونکہ برہان الملک وکیل مطلق کے نام سے مشہور ہوا تھا اس لقب سے معذور
ہوکر ولی عہد کا لقب مقرر کیا اسی سال مین بالاجی راو بارادۂ جنگ وارد اورنگ آباد ہوا آصف جاہ
ثانی نے امیر الممالک صلابت جنگ کو جو کہ بمنزلۂ آقا کی تھے جراست اورنگ آباد مین مقرر کرکے خود مع بہائی برہان الملک
کے بالاجی راو سے لڑتے ہوے سندکھیر تک جو اورنگ آباد سے تیس ۳۰ کوس ہے رہ نورد ہوا آخر کار صلح ہوئی
سینتیس لاکھہ روپیہ کی جاگیر صوبجات دکن سے بالاجی کو دی گئی اور آصفجاہ ثانی وہان سے لوٹکر اورنگ آباد
آیا موشیر بوسی مع اپنے اتباع کی آصفجاہ ثانی سے مکدر تہا اسکی شکست بلکہ انہدام بنیاد دولت کے درپی تہا
جب دیکہا کہ بسبب اقتدار آصفجاہ ثانی کے میرا مدعا نہین حاصل ہوسکتا - ابراہیم خان گاردی کو
جو کہ رفقاے معتمد آصفجاہ سے تہا بوساطت حیدر جنگ مدار المہام کے اپنی طرف کہینچ لیا اور اپنے ملازمین مین
داخل کرلیا اور آٹھہ لاکھہ روپیہ زر تنخواہ سپاہ کا اپنے پاس سے دے کر آصف جاہ کو بے پر و بال کردیا بعد
ازان صمصام الدولہ کو مقید کیا اب دونو طرف سے دلجمعی کرکے چاہا کہ آصف جاہ کو حیدر آباد کی صوبہ داری
کے حیلہ سے ادہر بہیجکر قلعہ گلکنڈہ مین محبوس کرے اور ایک میدان واسطے اپنی لڑائی کے خالی کرے آصف جاہ
کو اس دغا سے آگاہی ہوگئی اپنے معتمدین کے شورہ سے قتل کرنا حیدر جنگ مدار المہام موشیر بوسی کا چاہا ۱۲ ماہ رمضان
کو قریب دوپہر سنہ ۱۱۷۱ ہجری کو حیدر جنگ کسی سوال جواب کیواسطے آصفجاہ کے خیمہ مین آیا ارادہ
قتل تو پیش نہاد خاطر تھا حضار نے اوسکو ذبح کرڈالا آصفجاہ نے بعد قتل کے گہوڑے پر سوار ہوکر ایسے
قدم بڑہائے کہ تمام توپخانہ فرنگ فوج تصویر کی طرح متحیر رہا فی الحقیقت یہ کام وہ ہوا کہ رستم و اسفندیار
کے گوش کانپنے ہونگے الغرض حیدر جنگ کی قتل سے عمدۃ الملک موشیر بوسی وغیرہ بیہوش ہوے

اسی آشوب مین قابو طلب لوگون نے اوسکے چھوٹے بیٹے میر عبد النبی خان اور یمین الدولہ کو بھی باپ
کی خدمت مین روانہ کر دیا بعد اس رستخیز کے امیر الممالک صلابت جنگ اور اوسکا بھائی برہان الملک
اور بسو شیر بوسی حیدر آباد چلے گئے اور آصفجاہ ثانی نے برہانپور کی راہ لی ابراہیم خان کاردی جو طوعا کرہا
آصفجاہ سے جدا ہوا تھا پھر آصفجاہ سے جا ملا اور باتفاق سیزدہم ماہ مذکور کو داخل ہوے اور مالداران شہر مانند
محمد انور خان برہانپوری وغیرہ کو ڈانڈا یہ محمد انور خان وہی ہے جو سنکراجی ملہار کے باہم اتفاق سے امیر الامرا حسین علیخان مرحوم کا مرہٹہ سے
باقرار چوتھ کے باعث صلح ہوئی تھی غرض قتیل غم مصادرہ سے ہفتدہم ذیقعدہ سنہ مذکور کو رہگرای عدم ہوا اور شاہ عیسی جند اللہ کی جوار
مین دفن کیا گیا آصفجاہ بعد فراہمی زر اور لشکر کے برہانپور سے صوبہ برار گیا اور قصبہ باسم مین جو کہ برار کے بڑے قصبات مین ہے چھاونی
کی بعد چھاونی جانوجی ولد رگھوجی بہوسلہ سے لڑائیان ہوئین اور آخر کار صلح کی ٹھہری بعد مصالحہ عازم حضور امیر الممالک صلابت جنگ
جو کہ حیدر آباد مین تھا ہوا ہر دو بھائی کے فیما بین مین طرح طرح کی تنازعتین پیدا ہوئین آخر الامر امیر الممالک اور آصفجاہ
ایکطرف ہوئے اور برہان الملک اپنے صوبہ بیجاپور کو چلا گیا اٹھارہوین ربیع الاول سنہ ۱۱۷۳ قلعہ احمدنگر
کو سداشیو بہاو اور اوسکی برادر چچا زاد بالاجی او نے قلعہ دار سے سازش کر کے تسخیر کر لیا یہ قلعہ پایۂ تخت سلاطین
نظام شاہیہ ہے اکبر بادشاہ کے عہد مین شاہزادہ دانیال نے عبد الرحیم خان خانخانان کی سپہ سالاری
مین تسخیر کیا تھا تب سے قلعداران خاندان بابریہ کے قبضہ مین رہا اور یہ شہر و قلعہ آباد کیا ہوا احمد نظام شاہ
کا ہے کہ سنہ ۹۰۰ مین اپنے نام سے آباد کیا تھا اور دو سال مین یہ شہر بکمال خوبی آباد ہوا اور تھوڑے ہی
زمانہ مین سنگ و گل کا ایک حصار تعمیر ہوا اوسکے اندر منقش عمارات اور دلکش مکانات اپنے
استقامت کو بنوائے اوسکے بعد اوسکی اولاد قابض رہی اوائل سنہ ۱۰۰۹ ہجری مین سلاطین بابریہ
کے قبضہ مین آیا اور سنہ ۱۱۷۳ مین مرہٹہ قابض ہوے جب فرانسیسیون کو انگریزون سے اس سال مین لڑائی
در پیش ہوئی اپنے فکر مین پڑے صلابت جنگ کی رفاقت سے دست بردار ہو کر اپنے مرکز دولت
مقام پھولچری کو چلے گئے اور شوکت صلابت جنگ کی گھٹ گئی دشمنون کو میدان کا موقعہ ملا بہاو
مذکور کو یہ حوصلہ ہوا کہ نظام الملک آصفجاہ کی اولاد کو دکن سے دور کرے ابراہیم خان کاردی کو اپنا نوکر
کیا یہ ابراہیم خان کوئی کمینہ ہے فرانسیسیون کی نوکری مین توپ و تفنگ کی قواعد سیکھی اور آصفجاہ ثانی
کا نوکر ہوا بعدہ مرہٹہ سے متفق ہوا ہمراہ بہاو سداشیو کے پونا سے نکلکر بائیسوین جمادی الاول کو امیر الممالک
صلابت جنگ اور آصفجاہ ثانی کے مقابل پہونچا اس مقابلہ مین مرہٹہ کی فوج ساٹھ ہزار سوار کی تھی
اور اون دونون بھائیون کی ہمراہی سات ہزار سوار تھے انہون نے قلت فوج سے چاہا کہ او دیگر کیطرف سے
دہاور مین جہان اونکی اور فوج تھی آکر متفق ہون اور پونا جاوین چونکہ ہمیشہ سے مرہٹہ کی آدھی لٹھ چھاونی

گی رہی ہی اور رسد کا مسدود کرنا اور نیزہ اور سیف سی لڑنا انکا کام ہی اور فوج ہندوستانی حصار کرکے گرد توپین جاکر مقابلہ کرتی رہی ہی اس مرتبہ ابراہیم خان کی رفاقت سی توپخانہ آتشبار بھی ہمراہ تہا چونکہ فوج صلابت جنگ کی بہیت مجموعی رہ سکتی تھی اور انکی توپ برابر فیر ہوتی چلی جاتی تھی ایسا ہی کوئی وار انکا خالی جاتا تہا اور چونکہ فوج مرہٹہ ہمیشہ متفرق ہوکر راہزن ہوتی ہی اونکا گولہ ان پر کم تر اثر کرتا تہا ایسے وجوہات سی اکثر لشکر صلابت جنگ اور آصفجاہ ثانی کا جان سی سیر ہوا چھٹوین جمادی الاول سنہ مذکور کو بہادران لشکر صلابت جنگ و آصفجاہ کے نکلکر ابراہیم خان وغیرہ مرہٹہ پر جاگرے اور اکثر مخالفین کو خاک عدم مین ملاکر گیارہ نیزہ چہنا لیگئے اسی روش سی ثابت رہکر قلعہ اوسہ تک دہاوا رہی دس کوس پر پہونچ بہاؤ نے دیکہا کہ اگر صلابت جنگ وغیرہ دہاوا رہ پہونچکر اپنی فوج سی ملحق ہو گئی تو عہدہ برائی مشکل ہوجائیگی پانزدہم جمادی الاخر کو قریب چالیس ہزار مرہٹہ کی اکٹہی ہوکر فوج چنڈاول صلابت جنگ پر دہاوا لائے ادہر فوج چنڈاول دو تین ہزار آدمی سی زیادہ نتہی بعد عظیم کشش و کوشش کی فوج چنڈاول برباد گئی عظیم چشم زخم مین گرفتار ہوکر دونو بہائیون نی ناچاری کو صلح کی اور مرہٹہ نے جاگیر کی نام سی ساٹھہ لاکھہ روپیہ کا ملک لیا اونہین سی کل محالات اورنگ آباد کے علاقہ کے شہر اور پرگنہ حویلی اور پہول اور ستارہ اور تتمہ صوبہ برار اور بیجاپور اور قلعہ دولت آباد اور قلعہ آسیر اور بیجاپور مع جاگیرات خاصہ سرکارات مذکور کے مرہٹہ کی قبضہ مین آیا بحکم تقدیر اکثر لوگ جاگیر سی محروم ہوے سواے صوبہ حیدر آباد کے اور بعض صوبہ برار اور بیجاپور اور کسیقدر بیدر کی نظام الملک آصفجاہ کی اولاد کے قبضہ مین نرہا وہ بھی بشراکت چہارم یعنے چوتہہ کے جو قاعدہ مرہٹہ کا مقرر تہا ہرچند اس خاندان مین شر اتفرقہ ظاہر ہوا مگر بہاو کی بھی آرزو پوری نہونے پائی کہ یکقلم آصف جاہ کی اولاد بھی دکن کی ملکداری سی محروم نہوئی —

حالات قلعہ بیجاپور و اسیر کا بیان

رام دیو راجہ دولت آباد واقعہ سنہ مقہور سلطان علاء الدین خلجی ہوکر پیشکش دینے سی اپنی جان سلامت بچا لیگیا اور پہر سنہ عہد سلطان مذکور مین ملک نائب کافور کے ہاتہ سی مغلوب ہوکر مطیع ہوا اور ہمراہ نائب مذکور کے حضور شاہی مین آیا اور چتر سفید اور خطاب رای رایان کا پایا دولت آباد مین آیا جسکا نام اول دیوگڑہ تہا دوبارہ جب ملک نائب بعزم تسخیر دکن اودہر وارد ہوا تہا رام دیو کی مرنے سی اوسکا بیٹا قایم مقام تہا لڑکے کو باپ کے راہ پر پایا ایک فوج بنابر احتیاط جالنہ مین چہوڑی بعد ظفر دیار کرناٹک کے ہند مین آیا اور شکایت قایمقام مذکور کی بادشاہ سی کرکے اوسکی تسخیر کی اجازت لی اور سنہ مین حیلہ بالی کرکے اوسکو

مارا اور قلعه مذکور اپنے تصرف مین لایا اوسوقت سی وہ قلعه شاہان دکن کے قبضه مین رہا شاہجہان
بادشاہ کیوقت مین مہابت خان نام کسی امرا نے سنه ۱۰۴۲ ہجری مین قلعه مذکور طبقه نظام شاہون سے
تسخیر کیا تہا تب سے سلاطین بابریه کا قبضه داخل ہوا راجون کے عہد مین قلعه دیوگر حصار دربند اور خندق وغیرہ
چندان مستحکم نرکہتا تہا سلاطین اسلام نے متعدد حصار بنائے اور سلطان محمد بن تغلق شاہ نے دولت آباد
نام رکہا اور قلعه سنگین کو تراش کر خندق عمیق بنایا اور عمارت بلند بنا کر چاہا که اپنا دار الملک بناوے
اور دہلی کو ویران کر کے یہان پر بسائے مگر انجام کو کچہ نہوا تخمیناً بعد چار سو ساٹہہ برس کی قلعه مذکور مرہٹہ
کے ہاتہہ لگا اور قلعه بیجاپور یوسف عادل شاہ کی تعمیرات مین ہی جو شروع سلسله عادلشاہیہ ہی اول مٹی سے
بنا بعد ازان آخر سنه ۱۰۱۱ مین چونه پتہر سی درست ہوا اوسکے بعد اوسکے ورثا قابض ہوے اورنگ زیب نے
اوائل ذیقعدہ سنه ۱۰۹۷ مین قلعه مذکور سکندر عادل شاہ اخیر طبقه مذکور سے فتح کیا اور بعد دو سو ستر برس
کے مرہٹہ کے ہاتہہ آیا لیکن نجف قلی خان قلعدار اسیر نے باوجود احکام تاکیدی صلابت جنگ کے
قلعه دینے سے منکر ہوکے برس روز کامل مرہٹہ سے جنگ ازما رہا جب ذخیرہ نرہا ۱۲ در ربیع الاخر سنه ۱۱۷۴ ہجری کو صلح کر کے
قلعه حواله کیا قلعه اسیر آباد کیا ہوا مسمی آسا اہیر کا ہی کثرت تلفظ سے اسیر رہگیا کہتے ہین که وہ عمدہ زمیداران
خاندیس سے تہا باپ دادے اوسکے قریب سات سو برس کے وہان پر مقیم رہی اور اپنے مویشی
کی حفاظت کے واسطے سنگ و گل سے یه حصار بنایا جب آسا کی نوبت ہوئی به نسبت بزرگون کی
اسکو کچہ مقدرت حاصل ہوئی اسنے چار دیواری خام شکسته قدیم کو پتہر اور چونه سے مستحکم بنائی
تب سے بنام قلعه مشہور ہوا نصیر خان فاروقی والی برہانپور نے جو که سنه ۸۰۱ مین سلطنت کو پہونچا قلعه مذکور
آسا سے بدین حیله فتح کیا که راجه بگلانه اور انتور میرے درپے ہین اگر میری ناموس کو اپنے قلعه مین جگه دو
بڑی مہربانی ہوگی اسنے اقبال کیا اول روز چند عورات ڈولیون مین سوار کر کے قلعه مین بہیجین اونہین تعلیم کردیا
که اگر آسا کے قبایل تمسے ملنے آوین تم بہی تواضع و خلق سے پیش آنا دوسرے روز دو سو نفر جرار زنانه بہیس
سے ڈولیون مین سوار کرا کر قلعه مین بہونچائے جب یه جماعت اندر قلعه کی پہونچی آسا مبارکباد دینے کو
معه اپنے فرزندان و خواصان کے آیا تہا اسطرف سے یه لوگ ڈولیون مین جاتے تہے بمجرد دو چار ہونے
کے آسا کو معه ہمراہیان راہی عدم کیا باقیمانده اہل قلعه امان خواہ ہوے نصیر خان اس خبر سے جلد داخل
قلعه ہوگیا تا آنکه اکبر بادشاہ نے واقعه سنه ۱۰۰۹ مین بہادر پسر راجی علیخان کے ہاتہہ سے فتح کیا نصیر خان کے
عہد سے چار سو ساٹہہ برس کے بعد مرہٹہ کے ہاتہہ لگا اسی سال مین جماعه انگلشیه نے قلعه بندر پہلچری
کا محاصرہ کیا اور فرانسیسیون سے چہین لیا اور وہان کے مکانات یک قلم کہود کر میدان کر دئیے اور

سنکاکول اور راج بندری وغیرہ محالات جو فرانسیس کی جاگیر مین تھے فتح کر لیے۔

باقی احوال عماد الملک اور عالمگیر ثانی کا اور انجام شاہ مذکور اور عماد الملک و نجیب الدولہ کی سرگذشت

کسیقدر نجیب خان روہیلہ کا حال بیان ہوچکا ہے کہ بروقت جنگ صفدر جنگ حسب طلب عماد الملک کے شاہجہان آباد آکر مورد الطاف عماد الملک ہوا اور آخر کار بمناسبت افغانی اور کاردانی اور ہوشیاری کی باعانت شاہ درانی ہندوستان کا امیر الامرا ہوا عماد الملک لیجا احمد شاہ کے فرخ آباد کے طرف آنے کا منشا تھا بمجرد سننے اس خبر کے کہ وہ قندہار گیا احمد بنگش کو علی الرغم نجیب الدولہ کی امیر الامرا بنایا اور عازم شاہجہان آباد ہوا اور رگھناتھ راو برادر آعیانی بالاجی راو کو اور نیز ہولکر ملہار کو دکن سے بلا کر شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا اور عالمگیر ثانی مع نجیب الدولہ کے محصور ہوا پینتالیس روز توپ کی لڑائی درپیش رہی آخر کار ہولکر ملہار نے نجیب الدولہ سے رشوت گران لیکر صلح کرلی اور نجیب الدولہ کو باآبرو مع مال و اسباب کے قلعہ سے نکال کر اپنے خیمہ کے متصل جاے سکونت دی اور اوسکے ملک کو جمنا پار یعنی سہارنپور یا اور چاندپور یا اور تمام قصبات بابیہ کو رخصت کیا اور عماد الملک اور احمد بنگش امیر الامرا باتفاق غنیم کے راتق و فاتق ہوے ۔

شاہزادہ عالی گہر کے نکلنے کی وجوہ حضور پدر سے اور آوارہ ہونا دربدر

چونکہ عالمگیر ثانی اور نجیب الدولہ عماد الملک کی طرف سے مطمئن نہتھے شاہزادۂ عالی گہر کو جو اوسکا بڑا بیٹا تھا اور خطاب ولیعہدی کا رکھتا تھا بعد معاودت شاہ ابدالی کے جانب قندہار اور قبل ورود عماد الملک کی شاہجہان آباد مین محالات جہجر اور ہانسی اور چرخی اور دادری وغیرہ جاگیرین دیکر مرخص کیا اور کہا کہ ظاہر مین واسطے بندوبست جاگیر کے رخصت کرتا ہون مگر مقصد یہ ہے کہ چونکہ تم شاہزادہ اور وارث ملک ہو جہان تک ممکن ہو اپنا عمل کرو اور فوج شایستہ اور رفقاے ہوشیار بہم پہونچاو جسوقت عماد الملک مع دو شاہزادون ہمراہ کردہ درانی کے دہلی کے عزم پر آوے اوسوقت اوسکے تنبیہ کیواسطے آنا شاہزادہ عالی گہر ماہ رجب سنہ مذکور مین عازم محالات ہوا زینت محل نے جو بادشاہ کے دوسری بی بی تہی اور شاہزادہ کی بعد فوت اوسکے والدہ کی پرورش کی تہی نہایت شفقت رکھتی تہی و نیز بادشاہ سے کہکر مولف کی والد کو حرم سرا پر بلا کر دربارہ حراست اور تربیت شاہزادہ کے نہایت سفارش فرمائی آخر کار عالی گہر باغ تال کٹورہ مین جلوہ افروز ہوا اور اکثر تجار شہر کو ملازم رکھکر روانہ مقصود ہوا اونہین سے میر جعفر ہندوستانی کو مع چندکس اوسکے اقربا اور آشنا اور وقار اعظم علیخان ولد سیف الدین علی خان برادرزادہ امیر الامرا حسین علی خان پسر دوم اوسکے تھے

جب عماد الملک مرہٹہ کی رفاقت سے بادشاہ کو زیر قابو لایا اور نجیب الدولہ کو حضور نے نکلوا دیا بادشاہ کو طوعاً وکرہاً احضار شاہزادہ کا حکم دیا اوسنے ناچار ہوکر متواتر شقجات طلب روانہ کئے اور سیف الدین محمد خان کشمیری برادر عاقبت محمود خان کو عماد الملک نے دس ہزار سوار سے بھیجا کہ جسطرح سے ہو شاہزادہ کو لاوے شاہزادہ ناچار ہوکر عازم حضور ہوا اتفاقاً جملہ سرداران ہمراہی ہولکر ملہار سے جو عماد الملک کی اعانت پہ آئی تہی جب آونہون نے نجیب الدولہ کو حضور سے نکالدیا تہا اکثر لوگ تو اوسی کے ہمراہ دکن چلے گئے اور عماد الملک متسلط ہوا اوسوقت صرف ایکدو میں سے اتیہل راو نام نواح شاہجہان آباد مین مقیم رہگیا تہا الغرض یہ اتیہل راو اثناے راہ مین شاہزادہ سے ملاقی ہوکر مانع روانگی حضور ہوکر خود رفیق بنا اور تسخیر محالات اطراف کو دلالت کی شاہزادہ نے اسکی رفاقت غنیمت جانی ہمراہ ہولیا عبور جمنا کرکے چند محالات تسخیر کئے عماد الملک نے اتیہل کو لالچ دیکر شاہزادہ سے منحرف کردیا اوسنے رفاقت سے پہلوتہی کی شاہزادہ ناچار دار الخلافہ کو آیا ہرچند عماد الملک نے چاہا کہ داخل قلعہ ہو مگر اسنے نامنظور کیا علی مردان خان کی حویلی مین ٹھہرا جب ہر ایک رفیقان شاہزادہ اپنے مکانات مین جا اوتر سے تہوڑے سے لوگ ہمراہ رہگئے عماد الملک نے پیغام دیا کہ چاہئے تنخواہ ملازمان سرکار کے حضور مین نہین ہے یا تو انکو ہرطرف کیجے تاکہ محالات جاگیر پر روانہ کردیجے تاکہ بندوبست سرکار برہم نہو اور اونکی تنخواہ بھی ماہ بماہ ملا کرے شاہزادہ نے چار ناچار بعض معتمدین شہر مین رکھکر باقی افواج کو محالات پر روانہ کردیا پندرہ سولہ دن کے بعد عماد الملک نے شاہزادہ کو غافل کرکے مزار شاہ نظام الدین کی زیارت کا اشتہار دیکر فوج جمع کی اور ایکایک دس بارہ ہزار سوار کو فرمایا کہ علی مردان خان کی حویلی محصور کرکے شاہزادہ کو اسیر کرین فوج نے چار طرف سے گھیر کر کوٹھون پر چڑھ کر برق اندازی شروع کی ایک گروہ رفقای شاہزادہ ہلاک ہوا میر جعفر اور علی اعظم خان نے مستعد ہوکر شاہزادہ سے جو کہ وہ بھی کمر بستہ بیٹھا تہا عرض کیا کہ اگر مرتبہ مخالف پر حملہ کرنا چاہیے اگر مقدر ہے اس مہلکہ سے نجات ملتی ہے ورنہ باآبرو سیر جنت کو جاتے ہین شاہزادہ نے قبول فرماکر سواری کی اور دریا کیطرف دیوار توڑکر نکلا اور نہایت کم فوج سے دشمنون پر جا گرا اکثرون کو رہ نورد وادی عدم کیا اور دریا کی راہ لی فی الحقیقت اس یکہ تاز نے وہ دست برد دکھلائے کہ شام و نریمان کی روح گور مین تہرائی دس بیس نفر سے جدہر حملہ کرتے مخالف کائی سے پہٹ جاتے یہ اپنی راہ لیتے اسیطرح حملہ کرتے ہٹاتے مارتے اتیہل راو مرہٹہ کے لشکر کے متصل پہونچے اتیہل راو استقبال کو دوڑا چونکہ شاہزادہ کو استرضای وزیر کی دلالت کی تہی نہایت نادم ہوکر عذرخواہ ہوا اور خیمہ علیحدہ بنا بر شاہزادہ اور رفقاے مجروح کی استادہ کرایا اور ہر ایک کی شجاعت کی تعریف کی اثناے راہ مین ایک جگہہ پر شاہزادہ مخالفین مین ایسا پہنسا تہا کہ جانبری کی امید نہتی خان عالیشان علی اعظم خان نے شاہزادہ سے کہا آپ باہر نکلجائیے بندہ دشمنون کا

اسقدر سد راہ ہوتا ہے کہ آپ کو راہ ملجاے گی اور آغاز سن مین وہ جنگ کی کہ پیر فلک دیدۂ حیرت سے نگران تھا اور آخر کو گلہاے زخم سے شاداب ہو کر خندان خندان گلستان جنان کو راہی ہوا القصہ ایتھل راو نے بنظر بدنامی و خوف سرداران دکن بسبب اختلاف راے وزیر کے شاہزادہ کو فرخ آباد پہونچایا یعنہ فرخ آباد علاوہ فرخ آباد دینگش کے ہی وہان کے زمیندار موسی خان بلوچ ولد کامگار خان نے قریب تین لاکھ روپیہ کے پیشکش گذرانا ایتھل راے مرخص ہو کر بجاے خود برگشتہ ہوا شاہزادہ گنجورہ ہوتے ہوے سہارنپور نجیب الدولہ کے پاس پہونچا اوسنے آٹھ مہینے شاہزادہ کو اپنے پاس مہمان رکھا چونکہ اوس زمانہ مین انقلاب عظیم بنگالہ مین واقعہ ہوا میر محمد جعفر خان نے انگریزون کی حمایت سے تسلط پایا تھا شاہزادہ کو تسخیر بنگالہ کی دلالت کی اور بہر صورت بخوف کینہ عماد الملک کے حسب مقدور زاد راہ دیکر رخصت کردیا شاہزادہ نے والد مورخ اور منیر الدولہ کو واسطے فراہم کرنے بعض افواج اور سامان کے میران پور مین چہوڑ کر خود مراد آباد اور بریلی کے راستہ راہی اودہ ہوا راہ مین سعد اللہ خان ولد علی محمد روہیلہ نے حسب مقدور سامان ضیافت مہیا کیا جب قصبہ موہان لکہنو سے سات کوس پر پہونچا نہم جمادی الاول ۱۱۷۱ ہجری مین شجاع الدولہ خلف وزیر الممالک صفدر جنگ ناظم صوبہ مذکور نے استقبال کر کے شرف کورنش دریافت کیا اور ایکسو ایک اشرفی نذر گذرانی بعد ازان ایک لاکھ روپیہ نقد معہ زنجیر فیل اور عماری سایبان اور پالکی اور سات راس گہوڑے اور ایک خوان جواہر اور ہتہیار اور خیمہ اور ظروف اور دس منزل چکڑہ باربرداری پیشکش کیا شاہزادہ نے دو گہڑی شجاع الدولہ سے خلوت فرمائی اور دستار خاص معہ سرپیچ اور پالکی سواری خاص جو خس کی تہی مرحمت فرما کر رخصت کیا اور خود عازم الہ آباد ہوا بعد طے مسافت کے محمد قلیخان سے یکجا ہو کر جیسا کہ سوانح بنگالہ مین لکہا گیا عازم عظیم آباد ہوا جہان کا ماجرا اوسی مقام پر مفصل تحریر ہوگیا ہے ۔

ذکر منازعت فیما بین نجیب الدولہ اور مرہٹہ کا اور شجاع الدولہ وغیرہ کی روئداد

جب صفدر جنگ نے بنابر شکست افاغنہ مرہٹہ کو متفق کیا اور احمد بنگش کی بڑ کہود ڈالی اوسوقت سے مرہٹہ انتربید پر قابض ہو گئے تہے اور ہمیشہ عدم تصرف صوبہ اودہ اور ملک افاغنہ سے دست تاسف سلتے تہے اندنون مین کہ عماد الملک کو نجیب الدولہ سے کینہ بہم پہونچا اوسکی شکست اور احمد بنگش کی تربیت کو متوجہ ہوا اور علی الرغم شاہ ابدالی کے نجیب الدولہ کی برطرفی سے احمد بنگش کو امیر الامرائی عنایت فرما کر اس ارادہ مین ہوا کہ خود تو بدنام نہو مرہٹہ کے ہاتہ سے انکی تدبیر کرائے اور شجاع الدولہ سے بہی

اسیطرح پیش آئے واہ رہی قدرت خداوند جل وعلا کہ افاغنہ ہی باوجودیکہ شجاع الدولہ ہی نسبب
اوسکے باپ کے عداوت تھی اب عماد الملک کی عداوت نجیب خان سے اور اوسکا اتفاق احمد بنگش
سے دیکھکر علی محمد خان روہیلہ شجاع الدولہ سے رجوع ہوا اور اس مصرع کا مضمون ظاہر ہوگیا ع عدو
شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ چنانچہ دتا سیندھیہ عم جنکوجی ماہ محرم سنہ ۱۱۷۱ مین دکن سے ہند مین آیا
اور اپنے برادرزادہ کے اتفاق سے چاہا کہ تمام ہندوستان کو مسخر کرے بسال مذکور تو ممالک
مسخرہ کے بندوبست مین گذرا شروع سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین ارادہ فتح ملک روہیلہ و شجاع الدولہ کا کیا
چاہا کہ مبدء دریاے گنگ پایاب گذر کر اول ملک روہیلہ مین آے بعد ازان ملک اودہ مین دخل
کرے عماد الملک نے بھی اس فساد مین اور بھی مرہٹہ کی اشتعالک کی بنابرین اول عبور جمنا کرکے
نجیب الدولہ پر چڑہا نجیب الدولہ تاب میدان نلا یا سگرتال گنگا کے کنارے جو انتربید مین دشوار گذار
مقام مشہور ہے لشکر باندہ کر آمادہ محاربہ جا بیٹھا چار مہینے برشگال مین توپ و تفنگ کی صدا رعد و برق
کے کان بہورتی رہی نجیب الدولہ اور سعد الہ خان اور حافظ رحمت اور دوندے خان نے باتفاق
شجاع الدولہ کو اپنے حال اور محصوری نجیب الدولہ سے مطلع کرکے ملتمس ہوے کہ مرہٹہ انتربید مین
پہونچکر اس ملک کی تسخیر کا ارادہ رکہتا ہے جب پانی دریا سے گنگا کا طغیانی سے فرو ہوتا ہے عبور کرکے آتا ہے
جسوقت ہمپر فتحیاب ہوا آپ کے ملک پر بہی دانت لگاوے گا پس ع علاج واقعہ پیش از وقوع
باید کرد۔ لازم ہے کہ جلد عطف عنان فرمائیے۔ شجاع الدولہ ورود مرہٹہ کی قباحت اور امداد
نجیب الدولہ کی دور اندیشی سمجھکر عین موسم برسات مین واقعہ ماہ شوال سنہ ۱۱۷۲ ہجری کو لکھنؤ سے
برآمد ہوا اور شاہ آباد مین پہونچکر چند مہینے متوقف ہوا کیونکہ طغیانی گنگا کی سگرتال پہونچنے مین مانع تھی
بجہر دکھی طغیانی دتا نے اپنے سردار گوبند پنڈت کو معہ بیس ہزار سوار و پیادہ کے معین کیا کہ دریا سے
عبور کرکے ملک روہیلہ مین غبار انگیز ہووے گوبند پنڈت نہاکر دوارہ سے جو مابین پہاڑ ہے دریاے گنگا
پایاب اوترکر چاندپور نگینہ وغیرہ اوسطرف کے پرگنات مین واقعہ اطراف امروہہ کے قریب تیرہ
لوگانون مین آگ لگاکر لوٹ گیا اور سعد اللہ خان اور حافظ رحمت اور دوندے خان جو نجیب الدولہ
کی کمک کا ارادہ رکہتے تھے اونکے سر پر چڑہائی کا عزم کیا وہ لوگ تاب رزم نپاکر دامن کوہ کمایون مین
جا چہپے شجاع الدولہ اس خبر سے اوائل ربیع الاول سنہ ۱۱۷۳ھ جلدتر چاندپور نگینہ متصل سگرتال کے پہونچا
گوبند پنڈت نے گنگا عبور کرکے لوٹ مار اور مسدودی راہ رسد سے نجیب الدولہ پر وقت تنگ کر رکھا تھا
اور افغان کے بہاگ جانے سے جو کوہ کمایون کے گہاٹیون مین پناہ گیر ہوے تہے نجیب الدولہ کو امید باقی

نہ رہی تہی بیچارہ زندگی سے ہاتھ دہوئے ہوئے تھا شجاع الدولہ تائید غیبی کی طرح نزدیک آ پہونچا جس روز چاندپور سے کوچ کیا اثناے راہ مین فوج مرہٹہ ظاہر ہوئی شجاع الدولہ نے پانچ کوس پر موضع ہلاوہ تابع چاندپور مین پہونچکر خیمہ کیا وہان پر سُنا کہ فوج مرہٹہ نے بعض مردم اردو اور گہی پر جو عقب سے آتی تہے دست درازی کی اوسیوقت انوپ گر گوشائین اور امراو گر گوشائین کو جو سرداران رکاب سے تہے تنبیہ مرہٹہ کے واسطے اسیطرف رخصت کیا اور مرزا نجف خان کو معہ پانچہزار سوار اور میر باقر کو چار ہزار سوار مغلی سے فرودگاہ مرہٹہ پر بہونچکر حکم دیا کہ سزاے ناسزایان دہین سرداران موصوف سر سری مرہٹہ بد کی سر پر جا پہونچے جسنے سر اوٹہایا اوسکا سر زیر قدم آیا سراسر سرکشون کی سرکوبی ہوئی ازان جملہ انوپ گر گوشائین نے اکثرون کو بے سر کیا اور سو نفر خیرہ سر سروپا بستہ کیے انکے سوا اور بہی لوٹ ہاتھ لگی گوبند پنڈت شکست فاش پاکر جدہر سے آیا تہا عبور کرکے دیسر و پا افغان وغیرہ ان نکل بہاگا اکثر اسباب اور گہوڑے اور آدمی مرہٹہ کے دریاے گنگ مین غوطہ خور فنا ہوے صبح کو شجاع الدولہ نقارہ فتح بجاتے ہوے سوار ہوا کوہ کمایون کی چہپے ہوے افغان نے جو اس غلبہ شجاع الدولہ کی خبر پائی دلیر ہوکر شجاع الدولہ سے آملے اور باتفاق شجاع الدولہ سگرتال پہونچے اور نجیب الدولہ کو اوس قید سے نکالا لیکن باوجود غلبہ اور شکست مرہٹہ کی بسبب اندیشہ اقتدار سرداران دکن کی دتا اور جنکو سے صلح کرلی چونکہ خبر آمد آمد درانی کی مشہور تہی دتا وغیرہ نے بہی صلح غنیمت جانی بندوبست لاہور اور انسداد راہ درانی کو مائل ہوے وہ اودہر کو چلا شجاع الدولہ ہفتم جمادی الاول ۱۱۷۳ ہجری کو وارد بلگرام اور نہم کو داخل لکہنؤ ہوا

ماجراے شاہجہان آباد اور قتل ہونا عالمگیر ثانی کا بسبب نمکحرامی عماد الملک کی

اس عرصہ مین جب کہ دتا اور جنکو نجیب الدولہ کو سگرتال مین محصور کیے ہوے تہا عماد الملک کو بہی طلب کیا وہ بدنہاد چونکہ عالمگیر ثانی سے صفائی نرکہتا تہا اور جانتا تہا کہ بادشاہ مذکور احمد شاہ ابدالی سے رسم مراسلات رکہتا ہے اور باطن مین خیر طلب نجیب الدولہ اور اوسکا بدخواہ ہے اور نیز اپنے حال کو جسکا نام انتظام الدولہ تہا مثل عالمگیر ثانی کے اپنا بدخواہ جانتا تہا اور گمان کرتا تہا کہ نجیب الدولہ کا غلبہ دتا پر ہوگا اول اپنے خالو خانخانان انتظام الدولہ کو جو مقید تہا تہ تیغ کیا اور بعد دو تین روز کے مہدی علی خان کشمیری کو تعلیم کرکے بادشاہ کے پاس بہیجا اوسنے جاکر عرض کیا کہ ایک فقیر روشن ضمیر قابل زیارت آیا ہے کوٹلہ فیروزشاہ مین اوترا ہے یہ احمق اوسکے کہنے سے سوار ہوا جب بجاے معہود پہونچا جسکے دروازہ پر قاتل چہپے ہوے تہے متوقف ہوکر بادشاہ کے ہاتہ سے سیف لیکر پردہ اوٹہایا جب بادشاہ اندر گیا باہر سے دروازہ بند کرلیا

مرزا بابر خلف اعز الدین داماد بادشاہ سنے اس امر سے آگاہ ہوکر تلوار نکالی اور ایک کو زخمی کیا عماد الملک کے لوگون سنے قید کر لیا اور اوسکو قید خانہ سلاطین مین بہواری پالکی لائے تین چار ازبک خونخوار کہ حجرہ مین منتظر بیٹہے تہے بزخم کارد کام تمام کیا اور لاش ریگ جمنا پر پہینکدی لوٹون سنے بجز زیر جامہ کے ساری کپڑے اوتار لئے بعد چند پہر کے بعض لوگون سنے حسب الامر کشمیری مذکور کے اوسکے لاش کو مقبرہ ہمایون مین مدفون کیا اور اوسی روز محی السنہ بن کام بخش بن اورنگ زیب کو تخت پر بیٹہلایا اور شاہجہان خطاب دیا کشمیری مذکور اوسکی حراست پر مامور ہوا اور خود دتاکی رفاقت کو جو نجیب الدولہ سے سرگرم ہنگامہ تہا گیا جوکہ معاملہ نجیب الدولہ کا اصلاح پذیر ہوگیا تہا اور احمد شاہ ابدالی کی آمد آمد قریب گرم تہی دتا لاہور کو راہی ہوا اور عماد الملک بہی اپنی جان کو ڈر کر نزدیک راجہ سورج مل جاٹ کی بناپر انفصال قضیہ مرہٹہ کے جا بیٹہا اور اوسکے قلعہ مین پناہ گیر ہوا۔

ذکر احوال تیمور شاہ ولد احمد شاہ ابدالی اور اوپر مرہٹہ کی چڑہائی اور قابض ہونا لاہور و ملتان پر

چونکہ احمد شاہ ابدالی بعد غارت دہلی اور قتل متہرا کے سنہ ۱۱۷۱ ہجری مین اپنے فرزند تیمور شاہ کو معہ خانجہان کے لاہور مین چہوڑکر قندہار گیا تہا جہان خان آدینہ بیگ خان کو جسے الہی جنگل مین جا سے قرار ملی تہی اس نظر سے کہ اوس ملک کا احوال بخوبی جانتا تہا دلجوئی کی اور حکومت دوابہ کی سند اور خلعت بہیجکر جمعی کی خاطر کو رسنے اس عنایت سے معزز ہوکر وہانکی ربط و ضبط مین کوشش کی جہان خان اور تیمور شاہ سنے چند دنون بعد آدینہ بیگخان کو اپنے پاس طلب کیا وہ بسبب عدم اطمینان سے کشیدہ ہوکر کوہستان چلا گیا جہان خان مراد خان کو دوابہ کے حکومت پر مقرر فرمایا اور بلند خان اور سرفراز خان کو اوسکی مدد پر معین فرمایا۔ آدینہ بیگخان سکہون کو جو معین الملک کے عہد سے بکثرت ظاہر ہوئے تہے تعلیم کرتا تہا اغوا کرکے مراد خان پر چڑہایا اور اپنی فوج ملازم بہی ہمراہ کردی بعد صف آرائی بلند خان سنے عدم کی پشتی دیکہی اور مراد خان اور سرفراز خان بیتاب ہوکر جہان خان کے پاس جا پہونچے قوم سکہ نے تمام پرگنات دوابہ خصوص جالندر کو باشارہ آدینہ بیگخان کے تاخت تاراج کرڈالا اسی اثنا مین رگہناتہ راو اور شمشیر بہادر دونو بہائی بالاجی راو کے معہ ہولکر ملہار وغیرہ سرداران دکن کی جو جوار شاہجہان آباد مین پہونچکر منتظر سانحہ تہے آدینہ بیگخان سنے متواتر تحریرات بہیجکر اپنے مدد کو لاہور مین طلب کیا سرداران دکن تو اس نوید کی منتظر تہے متوجہ لاہور ہوے اول عبد الصمد خان سے جو منجانب درانی حاکم سہرند تہا لڑکر اوسکو مقید کیا وہانسے جلو ریز لاہور پہونچکر قراولان مرہٹہ جہانخان کی فوج سے بہڑ گئے جہانخان سنے بنا بر قلت فوج کے لڑنا

مناسب نہ جانا معہ تیمور شاہ کے بکمال اضطراب واقع ماہ شعبان ۱۱۷۱ ہجری مین کابل کو راہی ہوا اور اسباب و سامان فراہم کرکے چند رسالہ چھوڑکر چلا گیا مرہٹہ کے ہاتھہ خوب لوٹ لگی تیمور شاہ نے معہ جہانخان کے دریای اٹک تک دم نلیا اور بعد عبور جا سے پناہ مین جا پہونچا مرہٹہ نے دریای جہلم تک تعاقب کیا غنیم کا عمل ملتان اور ڈیرہ غازیخان اور اوسکے نواح مین دریاے چنہاؤ تک ہوگیا مرہٹہ نے قریب برسات دیکھکر صوبہ لاہور بقرار بچہتر لاکھہ روپیہ سالیانہ پیشکش کے آدینہ بیگخان کو دیکر شاہجہان آباد کو واپسی کی رگناتہ راو اور شمشیر بہادر بعد چندے روانہ دکن ہوے اور جنکو کو واسطے تسخیر راجہای اجمیر کے مقرر کرکے دہلی مین چھوڑا عجب تقدیر واقع محرم ۱۱۷۲ ہجری مین آدینہ بیگخان فوت ہوا جنکو سہرند کی فوجداری صدیق بیگخان کو جو آدینہ بیگخان کا رفیق تہا حوالہ کی اور دوابہ کو آدینہ بیگخان کی بی بی کے نام مقرر کیا اور سابا نامی مرہٹہ کو صوبہ دار لاہور کیا صوبہ دار مذکور نے لاہور پہونچکر دریاے اٹک تک تسخیر کیا نجیب الدولہ اور افاغنہ اور راجہای ہندوستانی مرہٹہ اور عماد الملک کے ہاتہ سے جان بلب ہوکر اپنے زوال دولت دیکھہ رہے تھے لاچار حضور ابدالی مین عرائض ارسال کرکے مستدعی ورود ہند ہوے احمد شاہ نے جو مرہٹہ کی جسارت اور گستاخی تیمور شاہ اور جہان خان کے ساتہ دیکھی اور نیز امراے ہند کی درخواست ملاحظہ فرمائی لبس عازم ہند ہوا —

آنا شاہ ابدالی کا لاہور اور شاہجہان آباد چھٹھوین مرتبہ اور تنبیہ و تادیب مرہٹہ

شروع ۱۱۷۳ ہجری کو احمد شاہ ابدالی دریاے اٹک سے اوترا خفیف سی لڑائی اسکے قراولون اور سابا کی فوج سے واقع ہوئی مرہٹہ تاب جنگ نلاکر لاہور بہاگا سابا قرب لشکر ابدالی سے آگاہ ہوکر معہ فوج دہلی کو راہی ہوا صدیق بیگ خان اور بیوہ آدینہ بیگخان بہی ہمپا سے فرار ہوے احمد شاہ واقعہ صفر کوہستان جمو مین آیا یہان کے راجہ سے پیشکش لائق حاصل کیا بعد ازان عازم دہلی ہوا یہ چھٹوین مرتبہ ہے کہ حضرت ہند مین قدم لائے — اسوقت مین فیمابین دتا اور شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کی ہنوز صورت انصرام مصالحہ نہوئی تہی کہ خبر آمد ابدالی کی دہلی مین منتشر ہوی دتا نے بہی سنی اور صلح کو ناتمام چھوڑکر معہ فوج جو قریب اسّی ہزار کے تہی احمد شاہ کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور عماد الملک جو اسکی کمک پر آیا تہا خوف درانی سے گہبراکر راجہ سورجمل جاٹ کی پناہ مین گیا راجہ مذکور نے سلوک مردانہ کیا بخاطر پیش آیا جب احمد شاہ لاہور سے ادہر چلا دیکہا کہ بسبب آمد و رفت فوج مرہٹہ کے دانہ گہاس کا نام نہین رہا پس عبور جمن کرکے انتربید مین آیا جب یہان پہونچا سعد اللہ خان اور نجیب الدولہ اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندی خان جنکا ملک انتربید مین تہا حاضر خدمت شاہی ہوے بادشاہ نے تو انتربید کی راہ لی اور فوج قراولی کو حکم دیا کہ براہ متعارف مقابل دتا مردود کے رہ سپہرون

دتا مذکور جب سہرند پہونچا فوج قراولی شاہی سی مقابلہ ہوا دانہون نے مرہٹہ کو ہٹا دیا دتا جنگ کنان شاہجہان آباد کو اوسنہین سیرون لوٹا میدان باولی مین جو کہ قریب دار الخلافۃ ہی پہونچا احمد شاہ دریائے جمن عبور کرکے فوج قراولی سے جا ملا اور دتا کی لڑائی کا حکم دیا بمجرد حکم مرہٹون کو گھیر لیا نہایت سخت لڑائی درپیش ہوئی دتا نے مایوس ہوکر اپنے بہتیجے جنکوجی کو معہ تہوڑی فوج کی بہگا دیا تاکہ دکن پہونچکر مظہر ماجرائے گذشتہ ہوا اور خود مع جمیع فوج کی ثابت قدم ہوا ابدالیون نی وہ ترک وتازکی وہ برق توپ کی آوازین ہوین کہ سارے سردار وسپاہ مرہٹہ کی پامال ہوئی یہ واقعہ ماہ جمادی الاول ۲۳ سنہ ۱۱۷۳ھ مین ظاہر ہوا میر غلام علی آزاد تخلص بلگرامی نی یہ تاریخ لکہی ہی ❊ کرد سلطان عصر درانی ❊ قتل دتا بتیغ دشمن گاہ ❊ گفت تاریخ این ظفر آزاد ❊ نصرت بادشاہ عالیجاہ ❊ احمد شاہ نے بعد قتل دتا کے جنکو کا تعاقب کیا اور اوسی روز بعد فتح کے پندرہ کوس پر سرای الہ وردی مین جا پہونچا نارنول تک دم نلی اسی ضمن مین یہہ خبر ہولکر ملہار کو سکندرہ مین پہونچی اوسنے جلد راجہ سورجمل جاٹ کی پاس پہونچکر استدعا کی کہ باتفاق لڑنا چاہیے راجہ مذکور نے جواب دیا کہ فوج ولایت سی میدان نہین کرسکتا ہون البتہ جب وہ میرے ملک مین آسکے متحصن ہوکر جنگ کرونگا ہاتہہ پیر ہلاؤنگا اوس وقت افاغنہ لوگ خزانہ اور رسد وغیرہ لشکر ابدالی کو لیے جاتے تھے ہولکر ملہار اونپر دوڑ پڑا افاغنہ نی اس خبر کی پاتے جسقدر ہوسکا گنگا پار لیگئے باقیماندہ ہولکر نے پہونچکر تاراج کیا ابدالی نی جب یہ خبر پائی شاہ پسند خان اور شاہ قلندر خان کو معہ پندرہ ہزار سوار کے ہولکر کے سزا کو روانہ کیے نامبردہ نارنول سی شاہجہان آباد مین ستر کوس رات دن مین طے کرکے آپہونچے اور ایک روز دہلی مین آرام کرکے آدہی رات کو جمنا اوترے صبح ہوتی سکندرہ پہونچکر ہولکر کے مقابل جا پہونچے ہولکر مضطر معہ تین سو نفر کے ننگے پیٹھہ گہوڑون پر سوار ہوکر بہاگا باقی فوج اور سردار قتل واسیر فوج ابدالی ہوئے کہلا خزانے لوٹ ہوئی شاہ ابدالی بہی متعاقب شاہجہان آباد آیا چونکہ موسم برسات قریب اور مرہٹہ کے لوٹ مارسے نواح دار الخلافۃ ویران ہورہا تہا شاہ ابدالی نے شرق رویہ دہلی کے سکندرہ مین چہاؤنی کی جہان کہ اکثر افاغنہ کا ملک تہا اور نجیب الدولہ کو بہیجا کہ شجاع الدولہ کو واسطے رفاقت کے اودہ سی حضور مین لائے نجیب الدولہ براہ اٹاوہ قنوج آیا اور شجاع الدولہ اوسکے ملاقات کو مہدی پور مضافات ملانوہ مین پہونچا بعد استحکام عہد وپیمان کی نجیب الدولہ سے ملاقی ہوکر مرزا امانی اپنے لڑکے کو نائب صوبہ مقرر فرمایا اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام کرکے آخر ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۳ کو معہ فوج دس ہزار سوار کے ہمراہ روانہ ہوا اور چوتہی ذی الحجہ کو اشرف الوزرا شاہ ولی خان وزیر ابدالی استقبال کیواسطے آیا اور باہم مشرف حضوری ہوئے احمد شاہ نے مہربانی کرکے اپنے

فرزند تیمور شاہ کو شجاع الدولہ سے معانقہ کردیا شجاع الدولہ نے اپنے نوبت بجانے کی لشکر شاہی مین استدعا کی اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف ضابطہ ہی اسنے جواب دیا کہ میری نوبت بخشیدہ شاہ ہند ہی آپکی بخشی نہین اور بندہ نوکر شاہ ہند ہی آپ کا نہین آخر احمد شاہ نے اجازت دی اور بعد اتمام نوبت شاہی کے نقارخانہ شجاع الدولہ بہی بجتا تہا جب خبر قتل دتا اور نابودگی لشکر مرہٹہ کی دکن پہونچے سداشیو راؤ عرف بہاؤ اور برادر عم زاد بالاجی راؤ معہ فوج اور سرداران نامی اور توپخانہ فرنگیانہ اور سردار ابراہیم خان کاردی اور بسواس راے ولد بالاجی راؤ کے بعزم تدارک و انتقام راہی ہندوستان ہوے —

آنا سداشیو راؤ کا معہ بسواس راؤ کے ہند مین اور فتح پانا ابدالی کا بفضل خدا

جب سداشیو راؤ بہاؤ باکمال کر و فر جوار اکبر اباد مین آیا راجہ سورجمل جاٹ نے ہولکر ملہار کے وساطت سے بہاؤ کی ملاقات کی بہاؤ نے بنفس خود ایک کوس استقبال کر کے راجہ مذکور کی ملاقات کی اور عماد الملک بہی حوالی متہرا مین بہاؤ سے ملا بہاؤ نے ایسی مصلحت دیکہی کہ بالفعل طغیان جمن مانع عبور ہے تبتک شاہجہان آباد مسخر کرنا چاہی اس ارادہ سے گے گونڈ ہار روز سہ شنبہ ۱۱۷۳ ہجری کو گہڑی دن باقی رہی داخل شاہجہان آباد ہوا اور متصل حویلی سعد اللہ خان کے جاکر ٹہرا یعقوب علی خان بہمن زئی برادر شاہ ولیخان وزیر ابدالی جو ابدالی کے طرف سے قلعدار تہا تہوڑے سے ہمراہیون کی سات مستعد مدافعہ ہوا فوج مرہٹہ نے یورش کر کے اسد برج اور دروازہ خضری پر ہجوم کردیا اور ایک فوج دہلی دروازہ کی طرف شورش افگن ہوئی قلعہ سے چند معدود مغلیہ برق اندازی کرتے تہے فوج جنکو کی زیر جہروکہ جو دیوان خاص سے متصل فصیل قلعہ کے کہڑی تہی اوسکے طرف بہی کبہی کبہی بندوق کی آواز آتی تہی اور سلیم گڈہ سے ایک توپ چہوٹتی تہی جسکا گولہ باد ہوائی ہوجاتا تہا اوسوقت مین ہولکر ملہار اور جنکو برادر دتا دروازہ خضری پر کہڑے بڑی سعی کر رہے تہے چونکہ دروازہ کے تختہ برنجی اور آہنی میخ دیتی چار گہڑی کے زدوکوب مین بہی کچہ اثر نہ پہونچا اس عرصہ مین قریب پانسو سپاہیان پٹیل راؤ کی اور اونکے پیچہے ملازمان ہولکر ملہار اور جنکو اسد برج کے طرف سے بالاے قلعہ چڑہ گئے اور محلات سلطانی تک دست بردی کی جو کچہ پاتا تہا نہ چہوڑتے تہے مگر دروازون کے کشادگی مین متوجہ نہوے چونکہ قلعہ مین بہی چندان فوج نتہی کوئی اونکے طرف متوجہ ہوا بعد ہ دس بیس مغل اور ابدالی بندوق لے لیکر سلیم گڈہ سے آگئے دس بارہ نفر مرہٹہ کو بضرب بندوق و شمشیر ہلاک کیا اوسوقت مرہٹہ بحواس ہوکر قلعہ سے زمین پر کود پڑے اور رہا رہا یا قلعہ ہاتہ سے

کہود دیا اور سرداران مرہٹہ نے اسعد اللہ خان کی حویلی مین جو قلعہ کی قریب ہی جمع ہوکر مورچہ قایم کیا اور عماد الملک اور سورجمل جوکہ بمقتضا سے وقت بہاؤ کی رفاقت مین تہی چندان تسخیر قلعہ مین متوجہ نتہے دور سے تماشا دیکہا کرتے تہی مرہٹہ نے محاصرہ قلعہ مین بڑا اہتمام کیا اور ابراہیم خان گاردی نے جسکو بہاؤ دکن سے ہمراہ لایا تہا تین ضرب توپ قلعہ کے نیچے ریگستان مین لگائین اوسکے گولہ اسد برج اور برج مثمن اور محلات بادشاہی مین برابر برستی تہے اور عمارات دیوان خاص اور رنگ محل اور موتی محل اور شاہ برج کی نہایت شکست ہوگئین لیکن قلعہ کی ثبات اور استحکام مین کچہ ضرر نہین پہونچا تہا معرکہ جنگ بدستور گرم تہا یعقوب علیخان قلعدار نے جب ذخیرہ رسد مفقود اور امداد ابدالی کا پہونچنا معذور دیکہا مرہٹہ کو پیغام دیا کہ بشرط مال و ناموس کے قلعہ حاضر ہے بہاؤ نے اسی کو غنیمت سمجہا قبول فرمایا بعد استحکام عہد و پیمان کے قلعہ سے نکل کر علی مردان خان کے حویلی مین چلا آیا اور کشتیون پر سوار ہوکر دریاے جمنا عبور کیا اور احمد شاہ سے جا ملا اونیسوین ذالحجہ کو قلعہ وغیرہ حرم سراے شاہی جملہ کارخانجات مرہٹہ کے ہاتہ لگی بہاؤ نے شاہجہان آباد کے قلعداری سے نارد شنکر برہمن کو سپرد کی ایک برہمن شاگرد میر غلام آزاد بلگرامی کا بیان کرتا تہا کہ بندہ مکرر بہاؤ کے طرف سے برسم سفارت شجاع الدولہ کے پاس گیا تہا مگرکچہ فایدہ نہوا شجاع الدولہ نے مجہسے کہدیا کہ مدت سے برہمنان دکن ہند پر متسلط ہین اب یہ لوگ بدعہد ہوے ہین کسی کی آبرو کے روادار نہین ہر شے اپنے قوم کے واسطے چاہتے ہین پس لوگون نے اپنے حفظ جان و مال عزت آبرو کے واسطے شاہ ابدالی کو طلب کیا او اوسکے ایذا نسبت مرہٹہ کے سہل سمجہی ہے پس صلح ممکن نہین ہے۔ سورجمل جاٹ بہی اس قوم کی وضع اور نیت دیکہکر بلا اجازت شاہجہان آباد سے اپنے قلعہ بلم گڈہ کو چلا گیا بہاؤ مین اسقدر تحمل اور امساک تہا کہ دیوان خاص بادشاہی کی چہت جو نقرہ سے مینا کار بنی ہوئی تہی کہود واکر مسکوک کی اور اسیطرح پر نقرہ اور طلائی آلات مقبرہ نظام الدین اولیا معروف اور نیز مزار محمد شاہ کی مانند عود سوز شمعدان اور قندیل وغیرہ کی اوکہڑواکر مسکوک کر ڈالا۔ القصہ جب بہاؤ دانہ گہاس کے قلت سے تنگ ہوا آخر برسات مین رعایا پر جبر و تعدی کرنے کی ارادہ سے شاہجہان آباد سے عزیمت مصمم کی اور نوین صفر ۱۱۷۴ ہجری کو محی السنہ کو نام جہانداری سے معزول کرکے قید کیا اور مرزا جوان بخت ولد شاہ عالم عالی گہر کو جسکا باپ نواح بنگالہ اور عظیم آباد مین سرگرم سیر تہا شاہجہان آباد مین تخت نشین کیا اور غائبانہ شجاع الدولہ کے نام وزارت مقرر کی اس غرض سے تاکہ شاہ ابدالی شجاع الدولہ سے بدگمان ہو اور باہم نفاق ہوجاے اسوقت نارد شنکر کو شاہجہان آباد کی قلعداری مین چہوڑکر خود معہ کل فوج کے کنجپورہ کے طرف جہان عبد الصمد خان ابدالی اور قطب خان روہیلہ

اور نجابت خان زمیندار ستھے اور وہان سے رسد وغیرہ شاہ ابدالی کو پہونچا کرتی تہی عازم ہوا معہ عبد الصمد خان وہی ہے جو کہ سہرند کی فوجداری مین مقید مرہٹہ ہوکر خلاص ہوا تہا ۔ ہفتم ربیع الاول سنہ مذکور کو بہاؤ نے وہان آکر قلعہ گنجپورہ کا محاصرہ کیا چونکہ قلعہ کا فتح کرنا توپخانہ فرنگی کے ذریعہ سے نہایت سہل ہے ذرا سے اہتمام مین ابراہیم خان کاردی نے قلعہ مفتوح کر لیا اور عبد الصمد خان اور قطب خان مقتول ہوے گنجپورہ کی لوٹ شروع ہوئی اس خبر سے شاہ درانی نہایت غضبناک ہوا ہنوز دریاے جمن پایاب نہوا تہا کہ بتجدید ہم ربیع الاول سنہ مذکور کو معہ فوج ظفر موج باک پت کی گہاٹ سے شاہجہان آباد کی قریب بموجب رہنمائی شجاع الدولہ کے گہوڑے ڈالکر بعض پایاب بعض تیر کر پار ہوے اسطرح سے پار و تبنہ کا بہی عبور ہوا بہاؤ اس دلیری اور بے باکی سے متحیر ہوکر گنجپورہ سے باوجودیکہ عازم سہرند کا تہا بلاچاری معاودہوکر پانی پت آیا اسوقت مین چالیس ہزار سوار جرار اسکے ہمراہ تہے اور شمشیر بہادر برادر بالاجی راو اور بسواس راو ولد بالاجی راو جو کل سپاہ کا سردار تہا اور اسکے علاوہ ہر ایک شخص اپنے فوج ہمراہی کی کثرت پر بادشاہی فوج بہاؤ کے اپنی اپنی جمعیت سے نہایت مغرور تہا اور ابراہیم خان کاردی بارہ ہزار بندوق چقماقی اور توپ خانہ فرنگی سے ہمراہ تہا باوجود اسقدر اژدحام اور اہتمام کی میدان مین ابدالیون کے مقابل نہو سکے بموجب اپنے ضابطہ کے پانی پت کے شمالی طرف گرد لشکر کے حصار آتشبار توپخانہ کا بنایا اور ایک خندق بہی کہود کر اوسکی مٹی سے دوسرا حصار تیار کیا بعد اسکے اس بندوبست کے تین روز گذرنے پر لشکر ابدالی اکیسوین ماہ مذکور کو مقابلہ پر آپہونچا اور جنگ قراولی توپ رہکلہ بان اور بندوق سے شروع ہوئی ۱۲ ماہ مذکور کو مقابل لشکر مخالفین کی آنے سے ابدالی مخالفین کے گرد ضابط ہوکر مسدود ی راہ رسد وغیرہ مین ساعی ہوے ایک دانہ کا پہونچنا دشوار ہوا مگر لاہور کے طرف سے جدہر مرہٹہ کے لشکر کی پٹہیہ تہی آلا جاٹ جو کہ سہرند کی مشہور زمیندارون مین تہا بہیجا کرتا تہا درانی اوسپر بہی جا گرے جب احمد شاہ درانی نے دیکہا کہ باوجود اسقدر تنگ کرنے کے مرہٹہ توپ کے زنجیرہ سے نہین نکلتا لاچار ۲۴ ربیع الاول کو حکم دیا کہ توپخانہ پر یورش کرین جہان خان اور شاہ پسند خان اور نجیب الدولہ اور عقب اسکے شجاع الدولہ اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت اور دوندے خان اور فیض اللہ خان ولد علی محمد روہیلہ اور انکے پشت پر احمد شاہ ابدالی معہ شاہ ولی خان وزیر جو اشرف الوزرائی کا خطاب رکہتا تہا مستعد ہوے اودہر سے مرہٹہ بہی آمادہ ہوکر ایک بان کے فاصلہ سے لشکر سے نکلکر کہڑے ہوے بعد کوشش بسیار کے یعنی ابتداے وقت ظہر سے جب تہوڑا دن رہگیا روہیلہ پیادے جو نجیب الدولہ کے ہمراہی مین دس ہزار کے قریب تہے

بندوق کی لڑائی کی اتفاقاً سنگرین کود سکے مخالفین سے غلغلہ پڑ ہوگئی بلونت راو بہاو کا سالا گولی کہاکر گہوڑی سے گرا اور مجروح پیادہ پا عدم کی سخت منزل طی کرنا پڑی ناگاہ تاریکی شب نے روشن ہوکر دوست دشمن کو جدا کرایا روہیلہ جیرہ دستی کرکے سنگر سے برآمد ہوکر مستعد آرام ہوئے اسی اثنا مین خبر آئی کہ گوبند پنڈت مکاسد ضلع اٹاوہ معہ دس ہزار سوار اور خزانہ بیشمار اور غلہ بسیار جمنا کے اوسطرف مقابل شاہجہان آباد آپہونچا ہی ارادہ رکہتا ہے کہ مرہٹہ وغیرہ متعلقہ نجیب الدولہ کو غارت کرے اور براہ انتر بید بالا بالا گنجپورہ کے گہاٹ سے اوترکر شامل لشکر بہاؤ ہو شاہ ابدالی نے عطائی خان درانی اور عبد الصمد خان کے فرزند کو جو گنج پورہ مین مارا گیا مع پانچہزار سوار کے پنڈت مذکور کی تنبیہ پر مقرر فرمایا مشار الیہ آگرہ اور باگ پت کے گہاٹ سے اوترکر شاہ درہ مین پہونچے نارو شنکر نایب کو جو وہانکا قلعدار تہا مع ہمراہیونکے قتل کیا اور وہان سے غازی الدین نگر مین پہونچکر جو شاہجہان آباد سے چہہ کوس پر ہے جو مرہٹہ وہان پر تھے اونہین بہی تیغ کیا پہر جلال آباد کو سدہارے جہان گوبند پنڈت اوترا ہوا تہا اور اوسی روز وہان پہونچا تہا غرضکہ پہونچتے ہی پنڈت مذکور کا سر اوڑادیا ہزارون روپیہ کا مال و اسباب گہوڑے اور ہاتہی لوٹ مین ہاتہ آئے یہ گوبند پنڈت وہی ہے جو کہ سکر پال کے محاصرہ مین مجبور کرکے مصدر فساد ہوا تہا یہہ واقعہ ۲۹ جمادی الاول سنہ مذکور کو واقع ہوا۔

اخیر جنگ مرہٹہ کی اور بے نشان ہونا قوم مذکور کا ہند سے

جب محاصرہ کے دن بہت گذرے اکثر نجاست وغیرہ مرہٹہ کے لشکر مین جمع ہوکر باعث تعفن ہونی لگی۔ قحط و غلا کی بہی بلا رفاقت کو حاضر ہوئی اکثر ضعفاے لشکر ہونکہ سے خالی پیٹ زندگی کے دن بہرکر روانہ عدم ہوئے محصورین نے تنگ ہوکر باہم قرار کیا کہ آخر تو مرتے ہین بہتر یہی ہے کہ ایک مرتبہ باہم اکٹہی ہوکر مخالف پر جاگرین جو کچہ مقدر ہی ہو رہیگا آخرکار ۷ جمادی الاول ۱۱۷۴ ہجری کو فوجین آراستہ کرکے اور ابراہیم خان کو مع توپخانہ انگریزی روبرو کرکے سنگر سے نکلکر ابدالی کی طرف چلے سرداران ہند اور افواج ابدالی نے اسقدر فرصت دی کہ فوج مرہٹہ ہر ہر کہتی ہوئے میدان مین گئی جب تہوڑا سا فاصلہ مقابلہ مین رہگیا ابراہیم خان نے گولہ اندازی شروع کردی اور بہاو نے اپنے ملازم مغلیہ کو حکم دیا کہ آگے بڈہین وہ یک جہت فوج شاہی کے مقابل آپہونچے اسکے بعد شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ وغیرہ روساے لشکر دست بشمشیر ہوکر مخالفین پر حملہ آور ہوئے اور سزاولان مرہٹہ کو زیر شلک جزائر کرلیا جب ماتند بخت برگشتہ کے اونکا منہہ پہر گیا غنان ریز اونکے سر پر جا پہونچے اسی حملہ مین اکثر

تلوار کے گھاٹ اوتر گئی باقیماندہ حلقہ بھیڑ مین جا گھسی مرہٹان بھیر اس ہلہ سے فراری ہوی بہاو اور بسواس راو وغیرہ فوج قراولی کی شکست دیکھکر بیس تیس ہزار جرار سے شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ اور ابدالیون پر حملہ آور ہوا ہر ہر کی آواز سے ہر طرف بہر گیا اسطرف سے حملہ فوج کی دلیری کی خصوص شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے اچھی شجاعت اور دلیری دکھلائی ایک گھڑی تک زمین و آسمان گرد مین پنہان ہوا توپ کی گرج شمشیر کی چمک سے رعد و برق کی آنکھیں جھپکتی تھین ہر طرف خون برستا تھا اوسکی چھینٹون سے فلک کے دامن مین داغ لگتا تھا جسکے آثار صبح و شام شفق کی نام سے پدیدار ہوتی ہین اسکے بعد معلوم ہوا کہ خلق کثیر لشکر مرہٹہ سے سرخرو عدم کو فرار ہوئی سرداران اول سے بسواس راو اور بالاجی کا اکثر کا عین جوانی مین فانی ہوے اور اسکے عقب مین سپہ سالار سدا شیو راو بہاو بہی بہائی کی آشنائی مین یکہ تاز میدان فنا ہوا اور جنکو وغیرہ ایسے سردارون کا کون ذکر ہزارون تہ تیغ آئے جدہر نظر جاتی تہی لاش پر لاش دکھلائی دیتی تہی دو گھڑی مین خاتمہ بالخیر ہوا نہ وہ لشکر تہا کہ رو فرد دو ہزار غلام اور کنیز دکن جنمین اکثر سردار اور اونکے متوسطون کی اولاد تہی ابدالیون کا اسیر ہوے باقی جواہرات اور نقود اور جنس اور توپخانہ اور پچاس ہزار گھوڑے اور دو لاکھ بیل اور کئی ہزار اونٹ اور پانسو ہاتہی لوٹ مین ہاتھ لگے بعد قتل دتا اور اس فتح کے غلام علی آزاد نے یہ تاریخ نظم کی ــ شاہ بہاو ر اپس ز دتا بگشت ٭ کرد در آغاز و در انجام فتح ٭ صورناے ظفر تاریخش نواخت ٭ شاہ درانی نمودہ باز فتح بقیۃ السیف آوارہ دشت ادبار ہوے ــ رعایای ہندنے اپنی نامرادی سے جو کہ طبیعی ہے اور نیز مرہٹہ کی دلبری سے کسی پر التفات نکیا اور قتل و قید و غارت مین کوئی دقیقہ اوٹھا نرکہا شمشیر بہادر برادر علاتی بالاجی راو ولد باجی راو نے جو کہ کنچنی کے بطن سے تہا غارتگرون کی ہاتھ سے عین راہ گریز مین رقص بسمل کیا سرداران نامور مخالف سے کوئی بہی جان بر نہین ہوا مگر دو تین شخص ہولکر ملہار اور پتیل بہاجی سیندہیا جو بہزار خرابی مالوہ پہونچکر پونا گیا بعد وقوع اس شکست فاحش کے بالاجی بہی طعمہ مرگ ہوا پانچ مہینے پندرہ دن کے بعد اونیسوین ذیقعدہ سندکور کو آشنائی برادر و پدر ہوا اور چند روز قبل تلف ہونے بہاو وغیرہ کے باسد یو دیچت جو اورنگ آباد مین رہتا تہا داخل جہنم ہوا اور اپنے مریدون کو بہی رہنماے فنا ہوا بالاجی نے چند مہینے پیشتر اپنی موت سے حقداران دیہات کے رسمیات مانند مقدم اور پتواری اور گاوڈر اور حجام اور آہنگر وغیرہ کے ضبط کرکے اجارا دیا تہا اور اس طریقہ سے بہی روپیہ حاصل کرکے داخل خزانہ کیا تہا آخر یہہ فعل نامبارک ہوا ہنوز یہ بدعت کل پرگنات مین جاری نہوئی تہی کہ خود اپنے مرجع اصلی کو چلا گیا ــ شاہ ابدالی بعد اس فتح کی پانی پت سے کوچ کرکے دہلی مین منزل گزین ہوا بعد توقف چند روزہ ہنسد کی سلطنت شاہ عالم اور شجاع الدولہ کو

وزارت اور نجیب الدولہ کو امیر الامرائی دیکر اور دونون کی سفارش موافقت کر کے اور شاہ عالم کی نیابت مین مرزا جوان بخت کو مقرر کر کے سب بندوبست کر دیا شجاع الدولہ سے بھی شاہ عالم کی سفارش کی اور خلاع فاخرہ مع اسپ و یراق خاصہ لطف فرما کر صوبۂ اودہ اور الہ آباد کو رخصت فرمایا اور خود بدولت شانزدہم شعبان سنہ مذکور کو بتاریخ شالہ ماہ دہلی سے بقصد قندہار مراجعت فرما ہوا تاریخ اس معاودت کی (مراجعت قندہار) سے نکلتی ہے اور لاہور پہونچکر نائب اپنا چھوڑا۔

معاودت کرنا شجاع الدولہ کا اپنے صوبجات کو اور آنا حسب استدعای بادشاہ صوبہ مذکور مین

شجاع الدولہ ماہ رمضان سنہ مذکور مین صوبہ اودہ کو معاود ہوا قطع منازل کرتا تھا کوئی رفیق اسکا مسمی سید صالح سید نجف علی تھا وہ بیان کرتا تھا کہ بروقت جانے کی ہمنے جوار سکندرہ کے میدانمین اکثر لاشین پڑی ہوئین دیکھین اونمین سے ایک جوان سی سالکی لاش مکلف لباس سے آراستہ جو چہین تاب کہائے ڈاڑہی کشادہ پڑی تھی مطلق بوسیدہ ہوا تھا اسیطرح بروقت واپسی کے بھی صحیح و سالم ملا اور اور لاشون کا تو پتا تھا یا نزدن سے کہا شہید ہے مخصوص ملا عباس نے چاہا کہ کفن دیکر دفن کردین مگر ملا عباس نے منع کیا کہ شہید کو کفن کیا ضرور بس اوسی لباس سے مدفون کر دیا۔ القصہ ماہ رمضان مین شجاع الدولہ اپنے صوبہ مین پہونچکر لکھنو سے بلا توقف برآمد ہوا بیس روز کے عرصہ مین سید نور قریب بنارس کے پہونچا جیساکہ دفتر دوم مین واقع سوانح بنگالہ اور عظیم آباد کی تحریر ہوا ہے شاہ عالم عظیم آباد سے سراسیمہ سید راجی مین آیا ۱۲ ذیقعدہ کو شجاع الدولہ نے شرف ملازمت حاصل کیا اور باہم مقام جھونسی تک پہونچے گنگا پر پل باندہکر ۸ ذی الحجہ کو عبور کیا الہ آباد مین مخیم ہوا بستم کو جاجو مین پہونچکر جہاونی کی اس جوار مین جو مرہٹہ کے گماشتہ تھے یکقلم نکالدیے گئے اور بادشاہی عمال بھرتی ہوے بعد انقضاے موسم برشکال کے نہم ربیع الاول سنہ ۱۱۷۵ہجری مین کالپی کے طرف متوجہ ہوا اور اپنے صوبہ مین راجہ بینی بہادر کو نائب مقرر کیا شاہ عالم کو ہمراہ لئے ہوے کالپی آیا یہان سے بھی مرہٹون کا اخراج کیا و ہانسی جہانسی پہونچا چندروز قلعہ دار مرہٹہ لڑا آخر پانچوین رجب سنہ ۱۱۷۵ہجری کو قلعہ مفتوح ہوا ابھی تک شجاع الدولہ نے خلعت وزارت نپایا تھا ۱۲ سہ ماہیحال کو ہفت پارچہ کا خلعت مع چارقب اور مالائے مروارید اور قلمدان مرصع عنایت ہوا اور ۲۴ ماہ مذکور کو مرزا امانی خلف شجاع الدولہ دیوان خاص کی داروغگی پر سرفراز ہوا۔

بعض سوانحات دکن جو اسی وقت مین سرگذشت ہوی تحریر ہوتی ہین

جب کہ بتاریخ ۱۹ ذی قعدہ سنہ ۱۱۷۴ہجری کو بالاجی راو فوت ہوا اور ریاست اوسکی چھوٹے بیٹے مادہوراو کو جو تہا

صغیر تہا اور نیز اوسکے بہائی رگہنا تہہ راو کو ملی سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین آصف جاہ ثانی نظام علیخان مع فوج
اور امیر الممالک صلابت جنگ سید محمد خان قلعہ بندر سے نکل کر اول خدا معلوم کس ارادہ سے
اورنگ آباد کو متوجہ ہوا اور رگہناتہہ راو اور مادہوراو بہی مع فوج سنگین پونا سے متحرک ہو کر شاہگڈہ
کے میدان مین آیا طرفین سے مقابلہ ہوگیا اورنگ آباد تک زد و خورد واقع ہوے آصفجاہ ثانی نے
بہیرو بنگاہ زاید کو اورنگ آباد مین چہوڑا ۲۳ ربیع الاول کو بقصد پونا کوچ کیا اور مرہٹہ کو پونا سے سات
کوس ادہر تک پہونچایا اثناے راہ مین شہر تونکہ کو جو دریاے گنگ کے کنارے کثرت بتخانہ اور مناور
سے آباد ہے جلا دیا اور تیشہ بیداد سے بتخانہ منہدم ہو کر زمین دوز ہوگئے نزدیک تہا کہ پونا بہی اسی نوبت
کو پہونچتا ناگاہ ناصر الملک میر مغل خان چہٹوان بیٹا نظام الملک آصفجاہ کا بسبب نفاق باہمی کے اور راجہ رامچند
جو لشکر آصفجاہی کا عمدہ سردار تہا بوجہ مذہبی منحرف ہو کر باتفاق ہمدیگر مرہٹہ سے موافق ہوگئے اس امر کے
ظہور سے مرہٹہ نے آصفجاہ اور امیر الممالک کا پلہ ہلکا پاکر دوسرے روز چارو طرف سے یورش کردی
اور توپخانہ مقابل پر لگاکر گولہ اندازی شروع کردی نگہداران آصفجاہی نے اپنی توپخانہ سے نکلکر قوت بازی
دکہلانی شروع کی شمشیر صاعقہ بار سے خرمن حیات بداندیش مین آگ لگانا آغاز کیا اکثر مخالفین آب تیغ
سے نہاکر عدم کو سدہارے ازبسکہ معتمدین اور افسران مادہوراو اور رگہناتہہ راو کے ایک جماعت کثیر
طعمہ نہنگ شمشیر ہوے مرہٹہ کے قدم دریاے وغا مین نہ ٹہرسے میدان جنگ سے علیحدہ ہو کر کنارہ پکڑا
ادہر مرہٹہ کے دلمین یہہ خیال آیا کہ فوج آصفجاہی اسقدر مسافت طے کر کے اسقدر نزدیک آگئی ہے کہ
کہ اب پونا صرف سات کوس باقی ہے اب صبح ہوتے پونا مین بہی پہونچ جاے گی اودہر سکنہ پونا بہی آکر فریاد
خواہ ہوے کہ تم ہمارے خاندان کو مسلمانون کے ہاتہ سے برباد کرنا چاہتے ہو اب مادہوراو نے چار ناچار
دونو طرف سے مخمصہ مین پڑ کر صلح کا پیام بہیجا اور بعوض اس صلح کے صوبہ خجستہ بنیاد اور صوبہ بندر
جمعی ستائیس لاکہہ روپیہ کا آصف جاہ کے نذر کیا — القصہ یہ مصالحہ چہٹوین جمادی الثانی سنہ مذکور مین
واقع ہوا اور اسی تاریخ کو شاہ ابدالی نے بہی بہاو پر فتح پائی غرضکہ یہان سے آصفجاہ نے کوچ کر کے راجہ رامچندر
کے محالات کو جانب بیج عزیمت کی اور جو لغو حرکت اوس سے ظہور مین آئی تہی اوسکے عوض مین اوسکا ملک
پایمال کر ڈالا اور آغاز موسم برسات مین چودہوین ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۶ ہجری کو چہاونی کے ارادہ مین داخل قلعہ بندر ہوا
اور اسی روز امیر الممالک کو قلعہ مذکور مین قید کیا امیر الممالک صلابت جنگ نے ایک سال تین مہینے چہہ روز قیدخانہ
کے کڑہی جہیلی اور آخر کار روز پنجشنبہ بستم ربیع الاول سنہ ۱۱۷۷ ہجری کو زندان تن سے روح نے آزادی پائی
اور شیخ محمد ملتانی کے جوار مرقد مین دفن ہوا اور آصف جاہ ثانی تمام قلعہ بندر مین مقیم تہا وہان

شاہ عالم عالی گہر کا منشور تفویض صوبہ داری دکن کی بعوض امیر الممالک صلابت جنگ صادر ہوا اسنے
استقبال کرکے بضابطہ معروفہ شرف مطالعہ حاصل کیا اور برہمن مجر بیدی راجہ پرتاونت کو مختار
و مدار علیہ معاملات کا کرکے کارہاے ملکی اوسکے حوالہ کیئے اور رگھناتہ راو اور مادہو راو نے بعد
صلح کے پونا میں برسات بسر کی اوسی ضمن میں واقعہ ۱۱۷۶ ہجری فیمابین چچا اور بھتیجے کے مخالفت ہوئی
مادہو راو کے کارگذاروں نے چاہا کہ رگھناتہ کو قید کریں رگھناتہ راو نے اس ماجرا سے باخبر ہوکر
مع چند لوگوں کے ناسک کی راہ لی محمد مراد خان بہادر اورنگ آبادی نے جو عمدہ نوکر آصفجاہ کا
مرہٹوں کے استمالت پر مامور تہا رگھناتہ راو کے منحرف ہونے کی خبر پاکر چودہوین ماہ صفر کو سوار ہوا
اور نواح ناسک میں رگھناتہ راو کو پایا رگھناتہ راو جو نہایت سراسیمہ ہو رہا تھا اسکے پہونچنے سے مطمئن
ہوا بڑے اعزاز سے پیش آیا روساے مرہٹہ نے مراد خان کی رفاقت سے سمجھا کہ آصفجاہ رگھناتہ
کا طرفدار ہے اس نظر سے اکثر اسکے رفاقت میں آرہے مادہو راو خلف بالاجی کی ترک رفاقت کی
رگھناتہ راو کے ہمراہ عمدہ لشکر ہوگیا اورنگ آباد ہوتے ہوے احمد آباد آیا مادہو راو بھی پونا سے نکلا
احمد نگر سے بارہ کوس پر بست پنجم ربیع الآخر سنہ مذکور کو مقابلہ ہوا مادہو راو نے شکست پائی دوسرے
روز رگھناتہ کے روبرو حاضر ہوکر عذرخواہ ہوا آصفجاہ بھی رگھناتہ راو کے مدد کو نزدیک آپہونچا تھا کہ
منازعت ختم ہوگئی جب لشکر آصفجاہ بندر کانور میں پہونچا رگھناتہ نے وہان جاکر ملاقات کی باہمدگر برسم
معروفہ تواضعات ضیافت کی ہوئیں رگھناتہ راو نے پچاس لاکھ روپیہ کا ملک اور قلعہ دولت آباد آصفجاہ
کے نذر کیا اور سندیں حوالہ کیں چونکہ یہ کام محمد مراد خان کی حسن سعی سے درست ہوا تہا راجہ پرتاونت
دیوان مدار علیہ آصفجاہ ازراہ عناد کے نہ دیکھہ سکا پس قبل اسکے کہ ملک اور قلعہ دولت آباد مین آصفجاہ
کا عمل دخل ہو سررشتہ مصالحت برہم کرکے آصفجاہ کو اس امر پر رجوع کیا کہ رگھناتہ کو معطل کرنا چاہیئے
بنابرین جانوجی ولد رگہوجی بہوسلہ مکاسدار صوبہ برار کو طلب کرکے اس لالچ سے کہ تجہے رگھناتہ کا قائممقام
کرا دینگے ملازم آصفجاہ کیا اور ناصر الملک چہوٹا لڑکا نظام الملک آصفجاہ کا جو رفیق مرہٹہ ہوا تہا اونکا
عدم التفات دیکہکر آصفجاہ سے آملا پس فوج آصفجاہی رگھناتہ کی تادیب کو روانہ ہوئی اوسنے
تاب مقابلہ نپائی تاخت تاراج میں مصروف ہوا تیس ہزار سوار سے اورنگ آباد کے غربی طرف
جا اوترا اور شہر والون سے زر کثیر طلب کیا مؤتمن الملک ناظم اورنگ آباد باوجود قلت سپاہ اور سامان
حرب کے کمال حزم و ہوشیاری سے استحکام برج و بارہ قلعہ میں مصروف ہوا ہر ایک قطعہ حصار کا
ہمت خان کوتوال شہر برادر اعیانی محمد مراد خان مذکور وغیرہ کے زیر حفاظت مقرر کیئے اور آصفجاہ کا

منتظر ہوا لطایف الحیل بین ٹالنے لگا مرہٹہ اس گیتی گہاٹ کو جانگیا تسخیر حصار کا عزم بالجزم کیا بستم شعبان کو اول صبح آبادی خارج شہر مین جاکر دست درازی شروع کر دی رگھناتھ راو فوج خاصہ کی ہمراہ شہر کے شمال رویہ استادہ ہوا اور اوسکے رفقا نے سیڑہی اور ہاتھیون کے وسیلہ سے چڑہکر چاہا کہ تختہ دروازہ دیوار کلان باغ کو توڑکر اندر جا گھسین ہمت خان اور مرزا محمد باقر خان وغیرہ تماشائیان جنگ نے حفظ آبرو کیواسطے ایسا تلوار و سنان و سنگ و پتھر برسایا کہ اکثر خام ارادہ دیوار سے گرتے گرتے جہنم واصل ہوئے اور اطراف مین بھی بہت سا لشکر رگھناتھ راو کا بسمل ہوا اسی گرماگرمی مین ایک تیر اور گولی رگھناتھ کے فیلبان کی لگی اور موجب تفرقہ ہوئے رگھناتھ راو قرین حسرت یورش سے معاودت ہوا اور خبر قرب وصول لشکر آصفجاہ کے سنکر بگلانہ کو راہی ہوا ۲۶ ماہ مذکور کو آصفجاہ وارد اورنگ آباد ہوا چونکہ مرہٹہ ارادہ رکھتا تھا کہ ملک برار مین جاکر تاخت و تاراج کرے آصفجاہ غرہ رمضان کو قریب بالاپور پہونچکر سد راہ ہوا اور مرہٹہ وہان سے لوٹ کر نزدیکی اورنگ آباد سے حیدر آباد کو چلا گیا آصفجاہ نے بھی معاودت ہو کر دریاے گنگ اودہ تک تعاقب فرمایا اور بعد نکلجی نے احمد نگر کے سردارون کو مع فوج جابجا مقرر و معین فرماکر خود پونہ مین چلا آیا کہ وہان سے دس کوس کی فاصلہ پر تھا چونکہ اہل پونہ کو قبل ازین جابجا قلعچون مین قرار کر گئے تھے لشکریان آصفجاہ نے بلقلم پونا کو خاک سیاہ کر دیا اور پونا کے اطراف اور نیز پونا کی سوخت اور تاراج مین کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھا میر اولاد محمد زکا برادرزادہ میر علی آزاد بلگرامی نے تاریخ کہی ہے آصفجاہ دوم سلیمان اعلام ہے آبادی قوم برہمن سوخت تمام ٭ تاریخ شعلہ طبع زکا ٭ آتش زد پونہ را سپاہ اسلام رگھناتھ راو نے حیدر آباد پہونچکر تسخیر قلعہ مین نہایت کوشش کی لیکن حسن انتظام شجاع الدولہ بہادر اور دل خان اورنگ آبادی ناظم حیدر آباد سے مرہٹہ کی یہ جرات نہو ئی کہ اونکے توپخانہ آتشبار کے روبرو سر اوٹھا سکین بلکہ اکثرون کی جان گئی آخر کو وہان سے بھی خایب و خاسر معاودت کی اسکے بعد سانحہ دکن اور آصفجاہ کا حال معلوم نہین ہوا انشاء اللہ بر وقت آگاہی تحریر ہوگا مجمل اسقدر ہے کہ آجکل کہ شروع ۱۱۹۵ ہجری مین آصفجاہ ثانی نظام علیخان اکثر ممالک دکن کا فرمان روا ہے اور شاید اس لڑائی مین جو کہ جماعہ انگلشی کو حیدر نایک اور مرہٹہ سے صوبہ ارکاٹ اور نواح پونہ اور احمد آباد گجرات مین روبکار ہے معین و نصیر حیدر نایک اور مرہٹہ کا ہے واللہ اعلم

آنا احمد شاہ ابدالی کا ساتوین مرتبہ ہندوستان مین اور قتل فرقہ سکھہ اور قید کرنا راجہ سورجمل جاٹ کا اور قلعہ اکبر آباد مین تصرف کرنا

سورجمل جاٹ نے بعد جانے شاہ ابدالی کی جانب قندہار باوجود نجیب الدولہ اور شاہ عالم بن عالمگیر ثانی

کے جسی شاہ ابدالی نے بادشاہ بنایا تہا اور اوسکا لڑکا مرزا جوان بخت ولیعہدی مین شاہجہان آباد مین تہا قلعدار اکبر آباد سے ساز کیا اور زر نقد دیکر واقعہ ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین باوجودیکہ اسی سال احمد ابدالی کے فتوحات ہوئین اور اوسنے دیکہی نہین کہ مرہٹہ کی نیست نابودی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرہا قلعہ اکبر آباد مین متصرف ہوا اور قوم سکہہ جنکا بیان فرخ سیر کے ذکر مین ہوچکا ہی معین الملک کی بی خبری سی بڑہنے بڑہتے یہہ رنگ لائے کہ میدان خالی دیکہکر نائب احمد شاہ کو چورامپور مین تہا مار ڈالا اور جسا نامی اپنے ہمقوم کو بادشاہ بنایا اور اطراف صوبہ لاہور مسخر کرکے عموم خلائق خصوص اہل اسلام کی درپے اذیت ہوے احمد شاہ ابدالی اس خبر کو سنکر عازم لاہور ہوا اس مرتبہ سنہ ۱۱۷۵ مین ساتوین دفعہ عزیمت فرمائی جب بلدہ لاہور مین آیا فرقہ سکہہ مفرور ہوکر ضلع روہی مین جوکہ نہایت دشوار عبور ہی جا پہونچی اسجگہ آلا جاٹ کی عملداری ہی اور اوسکے پاس دو لاکہہ سوار و پیادہ تہا احمد شاہ ابدالی نے خبر پاکر ایلغار کیا نوسے کوس کی راہ دو روز مین طے کرکے ۱۱ رجب سنہ ۱۱۷۵ ہجری کو اونکے شہر مین جا پہونچا اس دفعہ کی چشم زخم مین قریب بیس ہزار سکہہ کے مارے پڑی اور بڑی لوٹ حاصل ہوئی جب ادہر سے اطمینان ہوا ساتوین شعبان سنہ مذکور کو داخل لاہور ہوکر مقیم ہوا اور بعد انتظام نورالدین خان ابدالی کو جو کہ ولی خان اوسکے وزیر کی چچازاد ہوتا تہا سکہہ جیون صوبہ دار کشمیر کے سر پر مقرر فرمایا۔

تہوڑا حال سکہہ جیون کشمیری کا اور فتح پانا نورالدین خان کا

سکہ جیون قوم کہتری کابل کا رہنے والا ہی اول مین اشرف الوزرا شاہ ولیخان وزیر ابدالی کا متصدی تہا ایک مرتبہ احمد شاہ نے اسکو واسطے طلب زر محالات تنخواہ کامل سکے معین الملک کی پاس سفیر کرکی بہیجا تہا سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین عبداللہ خان ایشک آقاسی کو جو کابل سی تسخیر کشمیر کو روانہ ہوا تہا سکہ جیون کو بہی اوسکے ہمراہ کردیا اوسنے صوبہ مذکور کو فتح کرکے خواجہ کنجبک کو نائب مقرر کیا اور سکہ جیون کو دیوان کرکے خود واپس ہوا بعد چندے سکہ جیون نے سردار مذکورہ کو مار ڈالا اور خواجہ کنجبک کو اول قید بعدہ خارج کردیا اور عماد الملک سے سند صوبہ داری بمہر عالمگیر ثانی اپنے نام منگالی خطبہ و سکہ عالمگیر ثانی کی نام کا مروج کیا یہ شخص زیبا رو نیکو خو تہا عقائد اسلام رکہتا تہا اکثر مزارات بزرگان کی مرمت کرائی ہر روز بعد فراغ کچہری کے سو مسلمان کو کہانہ عطا کرتا تہا اور ہر مہینے کے گیارہوین بارہوین کو طعام پختہ تقسیم کرتا اور جو کوئی وارد ہوتا مناسب حال اوس سی سلوک ہوتا ہفتہ مین ایکروز مشاعرہ بہی کرتا تہا پانچ آدمی نوکر تہے جنکے ملکی دس نفر تہے تاکہ تاریخ کشمیر ابتدا سے اسکے وقت تک منتظم کرین اول محمد توفیق

تخلص جسکا نام زبان کشمیر مین لالہ جو تہا اسکا یہ مطلع بلندی فکر پر گواہ ہے سے تیر تا از سینۂ من دل زدہ آید بیرون ٭ ہمچو آتش کہ ز آتشکدہ آید بیرون ـ دوم محمد علیخان متین تخلص مولف تذکرۃ الاحیا الاشعر یہ شخص حسام الدین خان ایرانی کا فرزند ہی زمرہ منصبداران بادشاہی مین تہا ـ تیسرے مرزا قلندر متین کا چہوٹا بہائی کبہی قلندر کبہی قنبر تخلص کرتا تہا کہتی ہین اسکی لاکہ بیت ہی چوتہے محمد علی ملقب پنہ پانچوین کا نام یاد نہین ـ القصہ احمد شاہ ابدالی نے نورالدین خان کو مع فوج ابدالی اور قزلباشی اور خراسانی اور کسیقدر راجہ جمو کی تسخیر کشمیر کو مقرر کیا مخفی نرہے کہ راجہ جمو بروقت ورود لشکر کشون کے مقامات دشوار گذار مین جا بیٹہتا تہا اور کچہ روپیہ دیکر اونکے صدمات سے محفوظ رہا کرتا تہا چونکہ کشمیر مین پہونچنا بدون رہنمائی کشمیریون کے دشوار ہے اور سکہ جیون نے راہ گذر باتفاق کشمیریون کے مسدود کی تہی احمد شاہ کو اسکا تدارک ضرور ہوا تہا اسیواسطے راجہ جمو سے استعانت کی تہی راجہ ایسے لوگون سے بہت ڈرتا تہا حاضری کو راضی نتہا مگر شاہ ولی خان نے اپنے لڑکے کو بہیجدیا کہ جب تک راجہ لوٹ کر اپنے ملک مین نجاوے جب تک تو اوسکے آدمیونکے پاس بطور ضمانت کے حاضر رہتا جب اسقدر اطمینان ہوگیا راجہ نے کسیقدر لوگ رہنمائی کو ہمراہ کر دیئے تاکہ دریاے چنہاے جو نہایت دشوار گذار ہے یعنی اسقدر عریض ہے کہ عبور اسپ و شتر نا ممکن ہے درختون پر پل باندہکر عبور کرائے بعد اس اعانت کے اپنے گہر کو لوٹ گیا اور نورالدین خان حدود کشمیر مین پہونچا سکہ جیون کے مراحمون سے لڑائیان ہوئین آخر مارتے بہگاتے متصل کشمیر جا پہونچا سکہ جیون بہی مقابلہ مین نکلا اور مبارز ہوکر مغلوب ہوا ہمراہی فرار ہوے اور سکہ جیون مع چند رفقا کے سلسلۂ قید مین پہنسا احمد شاہ نے اس فتح کے عوض مین نورالدین خان کو نایب کشمیر بنایا اور ١١٦٦ہجری مین عزیمت قندہار مصمم کی لاہور سے کابل آیا یہ اخیر آنا ابدالی کا ہند مین ہے بسبب عدم بندوبست خراسان کے کہ خاطر خواہ نہوا تہا فرصت بندوبست لاہور و استیصال جماعۂ سکہان کی نپائی اور صوبہ لاہور و ملتان و ٹہٹہ اسکے قبضہ سے نکل کر سکہون کے ہاتہ لگا لیکن لاہور و ملتان ابدالی کے عمل مین رہا اور ان دونو صوبون کا انتظام آج تک کہ ١١٩٥ہجری ہین کما ینبغی نہوا اور سکہون کا نہایت اقتدار ہے ہر ضلع مین اضلاع مذکورہ سے ایک ایک رئیس جماعۂ مسطورہ کا کمال عز و جاہ سے گذران کرتا ہے اور رعایا کو اپنے حسن سلوک سے راضی کرکے ملک کو آباد آن کیا ہے لیکن بلدہ لاہور کی وہ رونق نہین ہے اور یہان کے اعیان و اشراف تنگی اوقات مین گرفتار رہین اکثر تو جلاء وطن کرگئے ہین اور اکثر اپنے جہوپڑون مین پڑے بزرگون کی نام روشن کیئے ہوئے ہین اندنون مین کہ اواسط

سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین مرزا نجف خان ذو الفقار الدولہ کی افواج اوس نواح مین جوار لاہور تک پہونچکر جماعۂ مذکورہ پر غالب ہوئے ہین۔

ذکر احوال مرہٹہ اور اونکے اصل اور موجب اقتدار پانے کا

گذشتہ تواریخ سے ظاہر ہے کہ ہند کے راجہ لوگ ہمیشہ دکن پر غالب رہے ہین اور لنکا اور سراندیپ تک مسخر کیا ہے مگر اوایل عہد محمد شاہ بابری سے بسبب نفاق امراے بیعقل و بیغیرت کے قوم مرہٹہ نے ہند مین دخل پایا اور اکثر صوبجات فتح کر لیے خلق خدا کو انکی بدعت ستانے لگی بعض صوبجات مثل اودھ بسبب حائل ہونے دریاے گنگ اور مدافعہ برہان الملک اور اوسکی اولاد کے اور بنگالہ اور عظیم آباد دہابت جنگ کی حراست کے سبب اور صوبجات لاہور و ملتان وٹہٹہ بسبب بعد مسافت کے جماعہ مذکورہ کی دست برد سے محفوظ رہے اگرچہ قدم انکے یہان تک بھی آگئے تھے مگر چنانکہ باید وشاید انتظام اور تسخیر ملک نکر سکے چونکہ ذکر اس فرقہ کا اکثر واقع ہوا ضرور ہے کہ انکی اصل ماہیت کا بیان بنا بر مشتاقان منتظر کیا جاوے۔ مخفی نرہے کہ مہارشت دیوگر اور اوسکے اطراف سے مراد ہے وہانکی رعایا کو مرہٹہ کہتے ہین یہانتک زبان مہارشتی بولی جاتی ہے اور ریاست اس قوم کی بہوسلہ گھرانے مین ہے چند سال باجی راو سرداری پر مقرر ہوے نسب بہوسلہ کا راجہاے اودیپور سے ملتا ہے اور راجہ اودے پور راجپوتانہ کے عمدہ راجون مین ہے اب بھی باوجودیکہ مانند راٹہور اور کچھواہہ وغیرہ کے نہین ہے مگر اوسکی عزت ہوتی ہے نیا راجہ جو گدی نشین ہوا اوسکے قشقہ سے ہوتا ہے اور راجہ اودیپور کا لقب رانا ہے رانا کی نسبت نوشیروان سے مشہور ہے بعض مورخون کا کلام ہے کہ جب سعد وقاص نے ایران فتح کیا اولاد نوشیروان کی اوارہ ہوکر ہند مین آئی اور راجگی حاصل ہوئی انکی اولاد کو رانا کہتے ہین مگر تحقیق امر یہ ہے کہ سبب رانا ہونے کا یہ ہے کہ پرتاب چند نے راجگی پائی ہند پر مستولی ہوئے پیشتر سے جو خراج ولایت جاتا تھا اوسے بند کر دیا نوشیروان نے سزا کو لشکر بہیجا تاکہ قید کر کے حاضر درگاہ کرین پرتاب چند عاجز ہوکر خواب غرور سے بیدار ہوا اور جو کچہ مال و اسباب تھا معہ ایک اپنی لڑکی کے بحضور نوشیروان روانہ کیا نوشیروان نے اوسکا جرم معاف کیا راجگی بدستور بحال رکھی اسکے بعد سے اولادی اپنا خطاب رانا مقرر کیا تھوڑی مدت مین اطراف کے راجاون نے اونکا سارا ملک لے لیا تھوڑی سے زمین پرتاب چند کی اولاد کو باقی رہی ہان یہ ہوا کہ اور لوگ انکی تعظیم و تکریم ہمیشہ کرتے چلے آئے اور انکو نوشیروانی جانتے تھے حال آنکہ جو لڑکی پرتاب چند نے نوشیروان کو بہیجی تہی اگرچہ داخل پرستاران

حرم ہوئے مگر مواصلت نہین ہوئی اور بجز ہر مز کی جسکی والدہ اعاظم عجمی کی خاندان سی ہے کوئی
اولاد نوشیروان کی نہین پائی گئی ہو رانا کی اولاد مین سو ایک شخص بڈہی کی بطن سے تہا چونکہ
عقیدہ ہندی ہی کہ ایسے فرزند کو جو غیر عقد سے ہو جملہ اولاد مین نہین داخل کرتے ہین بسبب بے
اعتباری کی وہ بیچارہ اودے پور سے نکل کر دکن گیا اور کرناٹک مین سکونت پذیر ہوا اور بسبب
عمدگی سے دکن کی عمدون مین خویشی بہم پہونچائی اسکی اولاد کے دو قسم ہوے ایک انتولیہ دویم
بہوسلہ- بہوسلہ سے ساہوجی اول برہان نظام شاہ کی ملازمی مین آیا بعدہ ابراہیم عادل شاہ
کا رفیق ہوا ابراہیم عادل شاہ نے اپنے اخیر وقت مین پرگنہ پونا وغیرہ ساہوجی کی جاگیر مین مقرر کردی
ساہوجی وہان مانند زمینداروں کی رہتا تہا چندے صاحب قران ثانی شاہجہان کا نوکر رہا اور اسکا لڑکا
سیواجی جاگیر مین رہا جب ابراہیم عادل شاہ کو دو برس مرض کی شہرت مین گذرے اور بسبب بے
بندوبستی کے اکثر سپاہ بیجاپور چلی آئی اور وہ ولایت اور قلعہ سپاہ محافظ سی خالی ہوئی اسوقتین
سیواجی جو قوم بہوسلہ مین طرفہ ہوشیاری سے کارکن تہا براہ سرکشی اکثر قلعجات پر قابض ہوا
اس عرصہ مین عادل شاہ نے رحلت فرمائی اور اوسکا بیٹا علی عادل شاہ جانشین ہوا چونکہ یہ شخص
بسبب صغرسنی اور اوائل جلوس کے چندان مستقل نہوا تہا بڑا فتور ملک مین ظاہر ہوا سیواجی
روز بروز قوت پکڑتا گیا اکثر قلعہ اپنی ذات سی بنائے حتی کہ چالیس قلعہ سابق اور حال کی مع سامان
قلعداری بہم پہونچائے اور ہر طرف سے دلجمعی ہو کر علی عادل شاہ سے علانیہ منحرف ہو بیٹہا اور
افضل خان رکن سلطنت علی عادل شاہ کو دغا سی مار ڈالا اور رستم خان کو شکست فاحش دی
بعد ازان بالکل خاطر جمع ہو کر ہنگامہ سازی اور تاخت تاراج کرنا شروع کردیا اطراف کوکن مین خوب
ہاتہہ پیر مارے کوکن دریاے شور کے متصل ہی بعض بنادر کو بہی زیر تصرف لایا اور دریا کو راہزنی
کرکے جنگل مین قطاع الطریقی کرتا تہا بعض اوقات جب قابو پاتا اکثر مواضع متعلقہ ہند پر جو عالمگیر
اورنگ زیب سے محروسہ تہی تنگ و تاز کرتا تہا اورنگ زیب نے اس ماجرا سے متنبہ ہو کر امیر الامرا
شایستہ خان صوبہ دار دکن کو سزادہی کا حکم دیا مہاراجہ جسونت راٹہور بہی مددگاری مین مقرر کیا گیا
اونہون نے اوسکی سزا اور اوسکی ملک کی تخریب مین خوب تردد کیا سیوانی اکثر اپنے اقربا سی
جو امیر الامرا کی دربار مین نوکر تہے رجوع ہو کر اونکو دغابازی کا سبق سکہلایا جماعہ نمک حرامان نے شادی اولاد
کی بہانی سے ایکرات اژدحام کرکے واقعہ سنہ ۱۰۷۳ ہجری مین امیر الامرا پر چہاپہ مارا ابو الفتح خان اوسکا
لڑکا اس شبخون مین مارا پڑا اور امیر الامرا عوض اس غفلت کی عہدہ سے معزول ہو کر مورد عتاب شاہی ہوا

اور دکن کی صوبہ داری شاہزادہ معظم کو ملی جب دکن کی مہم مہاراجہ جسونت سے بادشاہ کے خاطرخواہ
نہوئی حضور مین طلب ہوگیا اور بجاے اوسکے راجہ جے سنگہ مقرر کیا گیا راجہ جے سنگہ نے قرار واقعی
سیوا کی گوشمالی دی سیوا نے غیر اطاعت راہ ندیکہی راجہ جے سنگہ کے پاس بلا ہتہیار حاضر ہوکر ملاقی ہوا
اور تیئیس ۲۳ قلعہ اور دس لاکہہ ہون کا ملک پیشکش سرکار بادشاہی کیا اور بموجب التماس راجہ جے سنگہ کے
فرمان بادشاہی مشتمل عفو تقصیر اوسکے نام صادر ہوا اور اوسکے لڑکا سبہنا پنجہزاری کیا گیا اور سیوا
مع اپنے فرزند مذکور کے بعزم آستانہ بوسی شاہی ۱۸ ماہ ذی قعدہ ۱۰۷۶ سنہ ہجری کو اکبرآباد مین حاضر ہوکر
مشرف ملازمت ہوا اور مورد عطوفت خسروانی ہوا لیکن بمقتضاے دہقانیت و عدم واقفیت ضوابط دربار
کے اپنے حق مین بڑی امیدین رکہتا تہا رام سنگہ ولد راجہ جے سنگہ سے بہ اظہار رنجش کی حکم ہوا کہ اب حضور مین
نہ آنے پاوے اور محافظ مقرر ہون الا اوسکا بیٹا سبہنا چونکہ بے قصور تہا دربار مین آمد و رفت سے ممنوع
نہوا بادشاہ کو یہ منظور تہا کہ بعد چندے سیوا کو مشمول عاطفت فرماکر مرخص کرے مگر سیوا اس امر
کو نہ پہونچا تین مہینے نوروز کے بعد واقعہ بست ہفتم صفر ۱۰۷۷ کو تغیر وضع کرکے مع سبہنا کے مفرور ہوکر دکن پہونچا
اور ہنگامہ آراے فساد ہوا صوبہ داران دکن اوسکی سزا و تادیب کیا کرتے تہے تا آنکہ ۲۴ ربیع الآخر
۱۰۹۱ سنہ کو سیوا نے قضا کی اور اوسکا لڑکا سبہنا اوسی راہ پر قدم زن ہوا آخر عالمگیر بہ نفس نفیس خود متوجہ
دکن ہوا ۲۳ ماہ ربیع الاول ۱۰۹۳ سنہ ہجری مین اورنگ آباد مین آکر خیمہ زن ہوا اور آخر وقت پچیس برس
تک مرہٹہ کی گوشمال مین مصروف رہا لیکن بعض امراے خودغرض کی تغافل سے خاطرخواہ بندوبست
مرہٹہ کا نکرسکا سبہا کے دو لڑکے ہوے رام راجہ اور ساہو راجہ انہون نے بعد رحلت عالمگیر کے
ملک بادشاہی مین شراکت شروع کی رفتہ رفتہ ملک خارج دکن پر متصرف ہوے تفصیل اسکی
یہ ہے کہ آخر عہد عالمگیر مین قرار ہوگیا تہا کہ مرہٹہ سے صلح رہے اسطور پر کہ حاصلات ملکی سے فیصد نو روپیہ
صیغہ دیس مکہی مین مرہٹہ کو ملا کرین تا کہ وہ مطیع فرمان بادشاہی رہین اور احسن خان میر ملنگ کو
مع اسناد دیس مکہی کے مرہٹہ کے پاس بہیجا کہ عہد و پیمان کرکے مرہٹہ کو حاضر کرین آخر کو راے شاہی منحرف
ہوے اور میر ملنگ کو واپس کرلیا پہر شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد مین دس روپیہ سیکڑا دیس مکہی حصہ
رعایا سے مرہٹہ کے نام مقرر ہوئے۔ بہادر شاہ بعد فتح کام بخش کے واقعہ ۱۱۲۱ سنہ ہجری دکن سے ہندوستان
آیا اور دکن کی صوبہ داری امیر الامرا ذوالفقار خان کو مرحمت ہوئی امیر الامرا نے داؤد خان پنی کو مقرر کردیا
اس نائب نے مرہٹہ سے موافق ہوکر یہ مقرر کیا کہ حاصلات ملک سے تین حصہ سرکار بادشاہی کی اور چہارم
حصہ مرہٹہ کا ہو اور دیس مکہی علاوہ مقرر ہوئی یہ تقسیم بہی جاری رہی لیکن چوتہ کی سند مرہٹہ کو

نہ ملی تھی جب امیر الامرا حسین علیخان بہادر کو بادشاہ سے ناچاقی ہوئی اور فرخ سیر بحسب اغوای
دراندازون کی سرداران دکن خصوص ساہو راجہ بن سبہا کو دربارہ مخالفت امیر الامرا کی تحریکی اور
حضور مین قطب الملک عبدالله خان سی ہر روز پرخاش تازہ کیا کرتا تہا اور قطب الملک برابر امیر الامرا
کو دہلی آنے کی لئیے لکہا کرتا تہا امیر الامرا نی لاعلاج گہر کے دشمن سی تنگ ہو کر بیگانہ سی موافقت کی سنہ ۱۱۲۹
بوساطت انور خان برہانپوری کی راجہ ساہو اور ملہار سے صلح کی شرط یہ ہوئی کہ لوٹ مار نہ کرے
اور پندرہ ہزار سوار اپنے نوکر ناظم دکن کی ہمراہ رکہے بعدہ چوتہہ فیصدی دس روپیہ دیس مکہی یہہ صوبہ کہن
کے اپنی مہر سی لکہدی مع اوسکے راج قدیمہ کی اور حوالہ کیا اور بالاجی ولد بشن ناتہہ برہمن کوکنی کو وکیل
راجہ ساہو کا کرکے ہر پرگنہ مین دو عامل منجانب مرہٹہ کے مقرر ہوے ایک مکاسدار جو چوتہہ وصول
کرنے دوسرا نایب دیس مکہی کی تحصیل کو۔ بعد انعقاد اس صلح کے ملک دکن جو باعث تنازعت غنیم
کے خراب و ویران تہا اگرچہ رو بآبادی ہوا مگر ضبط پادشاہی اوٹہ گیا اور راس تربیع نی نحوست تثلیث
کی دکہلائی امیر الامرا بہی بعد مصالحہ و واقعہ سنہ ۱۱۳۰ہجری کو اپنے بہتیجے عالم علیخان کو دکن مین نایب کرکے
تیس چالیس ہزار سوار اور فوج مرہٹہ سردار بالاجی بشن ناتہہ کی ہمراہ عازم دار الخلافہ ہوا بعد عزل
فرخ سیر اور جلوس رفیع الدرجات کے سنہ ۱۱۳۱ہجری مین پایہ سنکراجی ملہار کا بلند اور مختار دکن
مقرر کرکے باتفاق بالاجی بشن ناتہہ کی عالم علیخان کی پاس بہیجا اور یہ دونو دکن مین آکر ایسے مسلط
ہوے کہ عالم علیخان سی بجز نام کی کچہ باقی نرہا بعد عالم علیخان اور انقضاے عمر و دولت سادات
بارہہ کے بالاجی بشن ناتہہ بہی مرا اور اوسکا لڑکا باجی راو قایمقام پدر اور مدار المہام سرکار ساہو راجہ
کا ہوا سنہ ۱۱۳۷ہجری مین جب محمد شاہ بادشاہ نی مالوہ کی صوبہ داری گردہر بہادر ناگر کو دی وہ آنکر دخیل ہوا
سنہ ۱۱۳۹ہجری مین ہولکر ملہار جو قوم چرواہا باجی راؤ کے رفقا مین تہا مالوہ آکر گردہر ناگر سی لڑا جب گردہر مرا
اوسکی اولاد جو اوجین مین تہی متصل جانشین ہوئی وہ ملہار کی لڑائی مین مارا گیا صوبہ مالوہ مرہٹونکی
زیر تاراج آیا سنہ ۱۱۴۳ہجری مین محمد خان بنگش صوبہ دار مالوہ ہو کر اوجین آیا مگر بسبب مرہٹہ کی اسکا
نقش درست نہوا سنہ ۱۱۴۵ہجری مین راجہ جی سنگہ وہانکا صوبہ دار ہوا اوسنی ہم قومی کی باجی راو کی
تقویت مین سعی کرنا شروع کی اور گجرات جو کہ بعد تغیری سربلند خان کے راجہ ابہی سنگہ راٹہور کو مقرر ہوا مرہٹہ
بتحریک چاند خان کی صوبہ مذکور مین سورش افگن تہا باجی راو نے ضعف سلطنت اور امراے حضور کی
جہالت اور اپنے اقتدار پر نظر کرکے دونو صوبہ پر قدم جرات بڑہایا مظفر خان برادر صمصام الدولہ
اوسکے مہم پر مامور ہوا ملک مالوہ مین آیا سرونج تک درپے جنگ مرہٹہ ہوا مگر باجی راؤ ترک مقابلہ کرکے

دکن کو لوٹا اور مظفر خان بدون لڑائی کی مظفر و منصور دار الخلافہ کو واپس ہوا سنہ ۱۱۴۷ ہجری مین دوبارہ باجی راو نے ہندوستان کا عزم کیا اور اعتماد الدولہ اور قمر الدین خان وزیر اور امیر الامرا صمصام الدولہ خان دوران اوسکی تنبیہ پر مامور ہوے اور ہر دو گروہ بیس چالیس کوس کی تفاوت سے مالوہ کو چلے باجی راو نے بھی دو حصہ فوج کر کے ایک حصہ پیلاجی جادو کی سرداری مین بمقابلہ وزیر روانہ کیا اور ایک حصہ ہولکر ملہار کی سرداری مین امیر الامرا کے مقابلہ پر معین فرمایا پیلاجی تین چار مرتبہ وزیر سے مقابل ہو کر ہر بار مغلوب ہوا امیر الامرا نے وزیر کی زعم سے صلح کی اور باتفاق وزیر دار الخلافہ کو معاود ہوا سنہ ۱۱۴۸ ہجری مین امیر الامرا نے حسب استدعای جے سنگہ سوائی کی بادشاہ کو راضی کر کے صوبہ داری گجرات و مالوہ کی باجی راو کو دلوائی اور سنہ ۱۱۴۹ ہجری مین باجی راو مع فوج عظیم کی مالوہ ہو کر اتفاق صوبہ گوالیار کا ہوا اور بعد دلجمعی بند و بست صوبہ مذکور کے راجہ بہدا ورکی دار الاقامت موضع اٹیر کو محصور کیا راجہ دشوار عبور گھاٹیون مین جا تارہا باجی راو نے بعد لوٹنے ملک بہدا ورکی چاہا کہ اینتر بید مین آوے پیلاجی جادو کو معین کیا کہ دریا سے جمن سے اوتر کر برہان الملک سے جو کہ اپنے صوبہ سے نزدیک اکبر آباد کی آیا تھا گرم ستیز ہو حسب تقرر پیلاجی برہان الملک سے جا بھڑا مگر مغلوب ہو کر فراری ہوا اور بہزار خرابی باجی راو کی پاس واپس آیا اس شکست مین اوسکی فوج اکثر غرقاب جمن ہوئی اور قریب ڈیڑہ ہزار جرار کے قید برہان الملک ہوے برہان الملک نے ہر ایک قیدی کو ایک ایک چادر اور دو دو روپیہ دیکر رہا فرمایا باجی راو خفیف ہو کر شاہجہان آباد آیا افواج حاضرین شاہی نے بیرون شہر نکلکر محافظت کی باجی راو نے اطراف شہر تاراج کر کے شورش برپا کی تا اینکہ عماد الدولہ و صمصام الدولہ و برہان الملک و غضنفر جنگ بنگش جو اوسکے مدافعہ کو شہر سے تیس چالیس کوس پر تھے آپہونچے اور باجی راو نے لڑائی مین بہبود ندیکھکر اکبر آباد کی راستہ سے مالوہ کی راہ لی مفصل یہ سانحہ دفتر دوم مین لکھا ہے جب آصفجاہ سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین حضور مین آیا اور مالوہ کی صوبہ داری باجی راو کے تغیر سے اسے مقرر ہوئی عازم مالوہ ہوا باجی راو بھی دکن سے آکر واقعہ اطراف بوپال جنگ آور ہوا اسی ضمن مین آمد نادر شاہ کی موجب تاخیر تنبیہ باجی راو ہوئی آصفجاہ حضور مین آیا جب کہ آصفجاہ بوپال مین گرم ستیز تھا رگھوجی بہوسلہ مکاسدار صوبہ برار نے شجاعت خان الہ آبادی کو جو آصفجاہ کی طرف سے نائب ناظم تھا جنگ کر کے مار ڈالا چونکہ ورود نادر شاہ سے ہندوستان مین بڑا تخلل واقعہ ہوا باجی راو نے منصبداران دکن کی جاگیرات جو بادشاہ اور آصفجاہ کی طرف سے تھین ضبط کین بعد ازان جبکہ نادر شاہ ایران کو واپس ہوا نظام الدولہ ناصر جنگ خلف آصفجاہ نے جسکا مذکور ہو چکا ہے ایک ایلچی باجی راو کی پاس بھیجا اور پیغام مع وعید بھیجی باجی راو نے ضبطی جاگیرات سے ہاتھ اوٹھایا سنہ ۱۱۵۲ ہجری مین پچاس ہزار سوار جرار فراہم کر کے

یہ ارادہ کیا کہ ناصر جنگ کو بھی بدین ارادہ اورنگ آباد پہونچکر جو ب رویہ شہر مین منزل گزین ہوا ناصر جنگ
دس ہزار سوار سے برآمد ہو کر قاصد تاراج پونا ہوا اور باجی راو کو دریاے گنگ دکن تک مار ہٹایا
۲۲ شوال سے عید الضحی تک جنگ و جدال رہی اور ناصر جنگ کا غلبہ ظاہر ہوا باجی راو طالب ملاقات
ہو کر ناصر جنگ کی حضور مین آیا ناصر جنگ نے سرکار کہرکون اور سرکار ہندیہ اوسکے جاگیر مین لطف
فرمایا باجی راو بعد مصالحہ مالوہ چلا گیا دریاے نربدا کے کنارے پہونچکر عدم کی راہ لی اوسکا لڑکا بالاجی راو
بجاے پدر مسند آرا ہوا اسی سال مین آصفجاہ حضور سے مرخص ہو کر سلخ شعبان کو داخل برہانپور
ہوا اور بالاجی جو دکن سے مالوہ جاتا تہا برہانپور مین آکر شرف ملازمت ہوا اور مالوہ کو رخصت ہوا بعد
شہادت آصفجاہ کے اوسکی رحلت تک جو کہ آٹھہ برس ہوتی ہین غنیم نے چند مرتبہ سر اوٹہایا اور سزا پایا
ہو کر صلح ہوئی ناصر جنگ کی عہد مین راجہ ساہو سے صلح ہوئی اور ناصر جنگ کی قتل ہونے تک ڈہائی برس
وہ صلح قائم و برقرار رہی بعد مارے جانے ناصر جنگ اور فوت ہونے راجہ ساہو کی جو ۱۱۶۳ ہجری مین واقع
ہوا بالاجی کی سربلندی ہوئی اور سداشیو راو عرف بہاو برادر چچا زاد بالاجی راو کا جو کہ سخت مدبر و جفاکش
تہا مدار المہام ہوا تا حین حیات ساہو راجہ کی برہمان کوکن خاندان بہوسلہ کو ولی حساب سمجہتے تہے بعد مرنے
ساہو کی بالاجی نے کل اقتدار اپنے ہاتہہ لیا کسیکو خاندان بہوسلہ سے بجاے ساہو کے مسند نشین نکیا اور
سرداران قدیم مرہٹہ کو مطیع بلکہ معطل کر دیا بعد فوت راجہ ساہو اور ناصر جنگ کی برہمان کوکنی کا تسلط جسقدر ہندوستان اور
دکن میں ہوا اوسکا ذکر سابق مین ہو گیا ہے مجمل کیفیت جسقدر جو زبانی میر غلام آزاد بلگرامی کی جسکی عمر دکن مین بسر ہوئی معلوم ہوا لکہا جاتا ہے ــ
مخفی نرہے کہ غریقین یہ نیت رکہتے ہین کہ جہان ہاتہہ پہونچے خلق اللہ کی وجہ معاش بند کرین اور زمینداری
اور مقدمی اور پٹوار گری بہی ورثا کو نہ دیوین اور اونکی ورثا کو عہدہ ہاے مذکورہ سے محروم کرکے خود قابض
اور دخیل ہون اور چاہتے ہین کہ تمام روے زمین کا خود مالک ہون مگر رزاق حقیقی نے تو ہندو مسلمان
کا رزق اسی ملک مین مقرر کیا ہے پس ایک فرقہ مذکورہ پر کیونکر ساری زمین مقرر ہو سکتی ہے
لطافت و الفقہ اس فرقہ کی دیکہیے بالاجی راو با وجود اس اقتدار کے کہ دکن اور ہند کی سلطنت کرتا تہا
نان باجرا کہاتا تہا اور بادنجان خام اور رابنہ خام اور کرستہ خام سے بڑی رغبت تہی پس عام کی حقیقت
دیکہنا چاہیے چونکہ اصل پیشہ برہمن کا گدائی ہے اور مذہب ہنود مین مقرر کہ صدقات برہمن کو
دیتے ہین پس طبائع اسکی نسلاً بعد نسل دریوزہ گری کی معتاد ہوئے اور بوالہوسی لازم دریوزہ گری ہے
بنابرین با وجود میسر ہونے سامان سلطنت کی شیوہ گدائی طبیعت سے خارج نہین ہوا اسبب عدم
ملایمت طبیعی خورش دال تو یعنی ارہر ہے جسکو بگہار بہی نہین دیتے کہ اوسکی یبوست دور ہو اور مرچ

مرچ سرخ اور ہلدی اور ریٹھی وغیرہ بکثرت سوائے پکانے کی خام بھی کہاتی ہین پس اکثر صفراوی یا سوداوی مادہ ہوتا ہے طبیب ہندی بھی موافق اپنے ضابطہ کی ادویہ حار انکی خورش مین تجویز کرتی ہین سے مزاج انکا حار یابس واقع ہوا ــ مورخ سوگند کہاتا ہے کہ خالی از تعصب یہ عبارات تحریر ہوئین واللہ اعلم

باقی حال شجاع الدولہ وزیر اور شاہ عالم اور نجیب الدولہ کا

شجاع الدولہ معہ بادشاہ کے بعد فتح جہانسی واقع الہ آباد و بوندیلکھنڈ کی بندوبست مین سرگرم تہا تاآنکہ ۱۱۷۷ ہجری مین عالیجاہ میر محمد قاسم خان انگلشی سی شکست کہاکر وزیر و بادشاہ سی پناہ جو ہوا چونکہ شجاع الدولہ بوندیلکھنڈ کے ارادہ انتظام مین تہا عالیجاہ نے خود بوندیلکھنڈ جاکر بوساطت نجف خان جسنے سفر شکست مین کرم پاسہ کی مقام سی رخصت ہوکر راجہ بوندیلہ کی رفاقت کی تہی مقدمہ فیصل کیا اور شجاع الدولہ نے معہ بادشاہ اور عالیجاہ کی عزیمت ممالک شرقیہ کی اور انگلشی سی لڑکر مغلوب ہوا پس صلح کی اور صوبہ اودہ شجاع الدولہ اور الہ آباد بادشاہ سی مخصوص ہوا کہ انکا ذکر دفتر دوسرے مین مفصل لکہا گیا ایک سردار انگلشی سوال جواب طرفین کیواسطے شجاع الدولہ کی پاس رہا کرتا تہا اور فوج انگلشی مع سردار عمدہ مانند جرنیل و کرنل کی حاضر حضور شاہی رہتا اور ہر امر مین یاوری کرتی تہی مرزا نجف خان نے جیساکہ دفتر دوم مین تحریر ہے بروقت جنگ شجاع الدولہ نے رفاقت انگلشی اختیار کرلی تہی لہذا مورد عنایت انگلشی تہا ایک لاکہہ روپیہ سالانہ اوسکو مقرر ہوا اور معاملہ بنگالہ مین سی جبکہ انگلشی نے ۲۴ لاکہہ کی مالگذاری شاہی اقرار کی تہی مجرا کرکے بانکو پہونچاتی تہی خان مذکور نے بعد مدت کے حکومت کوڑہ پائی وہان کی فوجداری اور انتظام مین مصروف ہوا اور منیر الدولہ بنام خدمت میر خان سامانی سرکار بادشاہ کو ا ــ کا مدار المہام اور رجوع ایسا ہوا کہ جمیع ملازمان شاہی اوس سی رجوع ہوے اور بحالی برطرفی کل ملازمین سرکار شاہی کا مختار ہوا اور جواب و سوال بھی سرکار انگلشی مین کرتا تہا سفر کلکتہ مین کبہی جو مدت ہو جاتی بعض سفلہ ملازم شاہی مانند حسام الدین خان اور راجہ رام ناتہہ اور بہادر علیخان محلی وغیرہ بنابر مناسبت طبیعت بادشاہی کی بہروپے کار آتے خصوص حسام الدین خان جو کہ نو رسیدہ پری پیکرونکی تعلیم رقص وراگ کی کرکی حضور مین لاتا تہا زیادہ منفعت حاصل کرتا اور معتمد علیہ سلطنت ہوا تہا شجاع الدولہ کبہی کبہی مرزا سعادت علیخان اپنے لڑکے کو نائب وزارت اور بعض ملازمین کو میر آتشی وغیرہ کی نیابت پر بہیجتا کبہی خود بہی آجاتا

نجیب الدولہ کا مجمل احوال

نجیب الدولہ نے بنام منصب امیر الامرائی کے واقعہ شاہجہان آباد مسلط ہوکر مرزا جوان بخت فرزند

کلان شاہ عالم کو جو ولیعہد تہا جانشین دار الخلافت کیا درمیان افاغنہ کی خالی شور سے نتہا فی الجملہ لیاقت بہروزی اور سپہ سالاری کی رکہتا تہا سورجمل جاٹ نی جو راجا سے جاٹ کے خاندان مین چشم و چراغ تہا اور اس اقتدار و لیاقت کو آج تک کوئی دوسرا اوسکا نظر نہ آیا چار قلعہ مستحکم طیار کیے اور ایسا اسباب و سامان وہان جمع کیا جو برسون کو کافی تہا بہرحال اونکے متانت اور استحکام کی تفصیل کو ایک دفتر چاہیے بارہ ہزار گہوڑے اوسکی اصطبل مین سوارون کو مقرر ہوئے انہین گہوڑون کی سوارون نے قواعد اندازی اور سپاہ گری کے فن تعلیم کئے اس ہنر کا بہی جواب ہند مین ناممکن تہا گمان نتہا کہ کوئی بہی اس راجہ پر غالب ہووے اور اسے قتل کرے مکرر مرہٹہ آئے اور ابدالی بہی آیا مگر یہ شخص اپنے قلعہ کی وسیلہ سی محفوظ رہا اور صفدر جنگ کی لڑائی مین افاغنہ پر غالب رہا اور صفدر جنگ ایسے وزیر نے اسکی مدد چاہی چونکہ اسکا ملک نہایت ملحق شاہجہان آباد سے تہا نجیب الدولہ کو اس سی شکررنجی تہی ہمیشہ ایک دوسری سے خبردار رہا کرتے تہی بلکہ نجیب الدولہ کو زیادہ اندیشہ نتہا در حقیقت کوئی معاصرین ہند مین اوسکا ہمعصر تہا واہ ری تقدیر کے کارخانے موت کی بہانے جب زمانہ اخیر ہوا سہل سی لڑائی مین جان دی وہ کروفر جاہ و حشم تدبیر و سامان کچہ کام نہ آیا مخالفین اپنے اپنے ستیزی کے لیے دون پر اوچہلنے لگے

ذکر مقتول ہونا راجہ سورجمل کا سید محمد خان برادر زادہ بہادر خان بلوچ کے ہاتھہ سے میدان شاہجہان آباد اور فرخ نگر مین

اگلے زمانہ مین گروہ کثیر بلوچ کا فرخ نگر مین بود و باش رکہتے تہے محمد شاہ کے عہد مین کامگار خان کا اقتدار بڑہا کبہی کبہی پانی پت وغیرہ کی حکومت بہی ملی اور رنحال حصار کو جہان کم کسیکا دخل ہوا تہا مسخر کیا اور اسکے جلدو مین مورد الطاف ارکان شاہی ہوا بہادر خان اسکا نوکر اسکے حین حیات مین فوجدار سہارنپور بوریہ ہوا جب صفدر جنگ اور احمد شاہ کی لڑائی ہوئی عماد الملک نے اوسکو اپنے مدد پر بولایا اور مرتبہ ہفت ہزاری کو پہونچکر صاحب ماہی و مراتب ہوا بعد عماد الملک کے نجیب الدولہ کا رفیق ہوا اور شاہجہان آباد سے بارہ کوس پر قلعہ اور آبادی اپنے نام کی بنا کر مقیم ہوا اوسکا نام بہادر گڈہ مشہور ہی جب کامگار خان مر گیا اوسکی اولاد کی باہم منازعتین ہوئین سورجمل جاٹ نے قابو پاکر بلوچون کو دور کر کے درواڑی اور فرخ نگر فتح کرلیا نجیب الدولہ کے عہد مین چاہا کہ بہادر گڈہ کو بہی تصرف مین لاوے بہادر خان نے نجیب الدولہ سے

مدد چاہی اور سخان غیرت افزا بہت سے لیے مگر اسنے کچھ اعانت نہ کی سورجمل جاٹ نے اس سبب سے
اپنا خوف نجیب الدولہ پر عائد سمجھا درخواست فوجداری کی کی نجیب الدولہ نے یعقوب علیخان کو
جو وزیر ابدالی کا بھائی اور کبھی کبھی دار الخلافت کا ناظم رہا تھا سورج مل کے پاس بھیجکر چاہا کہ صلح
و مدارا ہوجائے یعقوب علیخان باتفاق راجہ دلیر سنگھ کہتری کے راجہ سورج مل کے پاس حاضر ہوا اور یعقوب علیخان
نے جوڑہ چھینٹ ملتان رنگ زرد اور گل زر بیچ برنگ سوسنی گذرانا اوسنے پسند کرکے اوسیوقت
حکم دیا کہ جامہ طیار کریں اور پیغام اتمام رہا یعقوب علیخان نے اوسکو عرض کیا کہ جلدی نفرمائیے گا بندہ
کل حاضر ہوگا سورجمل نے غرور سے جواب دیا کہ اگر پیغام صلح منظور ہو تو ہرگز نہ آنا یعقوب علیخان معہ کرم الہ
خدمتگار کے جسے نجیب الدولہ نے معتمد سمجھکر ہمراہ کردیا تھا چلا آیا اور آہستہ ساری کیفیت عرض کی خدمتگار
مذکور نے عرض کیا کہ بجز لڑائی کے چارہ نہیں نجیب الدولہ نے متنبہ ہوکر کہا انشاء اللہ اس کا فکر چارہ کرتا ہون
اور اپنے لڑکون افضل خان اور سلطان خان اور ضابطہ خان کو حکم دیا کہ کل تیار ہوکر راج گھاٹ
سے عبور دریا جمنا کرو صبح کو جبتک فوج عبور کرے سورجمل نے بھی اپنی فوج کو مامور عبور کیا دریا کے ہنڈن پر مورچہ قائم کیے
نجیب الدولہ شاہدرہ کو پشت پر دیکر آمادہ جنگ ہوا اور افضل خان کو مقدم لشکر بنایا جب جنگ شروع ہوئی حسب ضابطہ خود دس ہزار
سوار ہمراہ لیکر جائے مناسب مین استادہ ہوا اور خود اسی خیال مین کہ کیونکر نجیب الدولہ پر جا گرے چند مقربین کی ہمراہ یعنی کلیم مدخان لد
بخی خان بیرمستی کی درمیان فوج ہراول اور نجیب الدولہ کی جا کھڑا ہوا اوسیوقت افضل خان ہراول نجیب الدولہ کا منسا رام ہراول
راجہ سورجمل کی ہاتہ سے شکست کہاکر فرار ہوا چونکہ فراریان راجہ سورجمل کی پیش نظر سے بہاگی جاتی تھے کلیم الدخان اور مرزا سیف اللہ
نے عرض کیا کہ چند لوگونسے یہان حاضر رہنا مناسب نہین اوسنے کچھ التفات نکیا پھر بھی عرض کیا مگر کچھ ملتفت نہوا حکم دیا
کہ اسپ خاصہ حاضر کرین اور سوار ہوکر استادہ ہوا واہ رے جوش شجاعت اور استقلال گر
قضا بھی بڑی رستے ہی بڑے بڑے عقلا کو ابلہ بناتی ہی سید محمد خان بلوچ معروف بسیدو اول نجیب الدولہ مع چالیس
پچاس سوار کے بہاگکر طرف نجیب الدولہ کے آتا تھا ادہر سے گذرا اوسکو کسی ہمراہی نے راجہ سے کہا نکر کہا خانصاحب کہان جاتے ہو
راجہ میدان مین تنہا کھڑا ہے ایسا وقت پھر نہین ملتا سید یہ سنکر معہ رفقا راجہ کے سر پر پہونچا کسی راہی
نے تلوار ماری راجہ کا سیدہا ہاتہ جسمین نا سورتہی تہا کٹ کر گر گیا اور لوگ اکٹھے ہوکر یورش
کر آئے اوسکو معہ مرزا سیف اللہ اور راجہ امر سنگہ کے قتل کرڈالا اور دست مقطوع اوسکا علامت
کے لیے نجیب الدولہ کے حضور مین حاضر کیا اور ہمراہی سورجمل کے منفرد رہ کر لشکر مین جا ملے اگرچہ
نجیب الدولہ کو دو روز تک راجہ کا قتل ہونا محقق نہوا مگر اسکے ہمراہی مطمئن ہوگئے اور جنگ
موقوف ہوئی جب یعقوب علیخان دوسرے روز نجیب الدولہ کے ملاقات کو آیا اسنے مقتول

سوا اپنے دوسے ہوئی پارچہ چینٹ کو پہچانا اور تحقیق قتل ہوا راجہ کا ہمیشہ قاعدہ تہا کہ ہنگام رزم علحدہ رہتا تہا اس مرتبہ قضا نے ساری عقل فراموش کردی سچ ہی اگر یہی عقل و تدبیر موت مین کام آتی تو بڑے بڑے عقلا ارسطو افلاطون بچ کیون نہ گئے ؎ نہ دیکھی کسی کو تو قایم بیان ۔ تماشا ہے دم کا یہ سارا جہان ۔

مسند آرا ہونا جواہر مل ولد سورجمل کا اور جلد دنیا سے گذرنا

جواہر مل بڑا بیٹا سورجمل کا گدی نشین ہوا اسی غرور نے لاچار کردیا باپ کی ہوشیاری اور قدردانی اور وقت شناسی کچہ بہی یاد نرہی وکلا کے معرفت مرہٹہ کو طلب کرکے اپنا رفیق بنایا اور قلعہ شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا نجیب الدولہ چالیس پچاس روز لڑا اور کار بوساطت راجہ دلیر سنگہ ملہار راو مرہٹہ سے موافق ہوکر صلح کی اور جواہر مل اور نجیب الدولہ سے میدان خضر آباد مین ملاقات ہوئی بعد ازان سمرو فرنگی کو جو کہ ساختہ پرداختہ عالیجاہ کا تہا اور جسنے نمکحرامی کرکے اپنی آقا کو حوالہ شجاع الدولہ کیا اور آخرکار شجاع الدولہ سے بہی دغا کی اور ہزارون بندوق چقماقی اور اور توپ واسباب حرب مملوکہ عالیجاہ کے نکلکر خودسر ہوگیا تہا اپنا رفیق بنایا اور اسیقدر اقتدار پر قاصد جنگ اولاد مہاراجہ ادہراج راجہ جی سنگہ سوائی کا ہوا اور جے نگر پہونچا اور شکست فاحش کہاکر خایب وخاسر لوٹا اپنے عہد مین اکثر رفقاے پدر کو قتل کر ڈالا چونکہ لوگ اسکے خو سے ناراض تہے کسی کو اسکے قتل پر مقرر فرمایا آخرکار جلد مارا گیا اسکے بعد اسکا کوئی بہائی جو کہ نامرد تہا گدی نشین ہوا اسکو آزروے دوائے رجولیت اکثر رہتی تہی کسی بیراگی نے دوا کے حیلہ سے حاضر ہوکر خوب روپیہ حاصل کیا ہنگام کشف راز سمجہا کہ مقرر مارا جاونگا لہذا بہانہ تیاری دوا اسے خلوت کی رتن سنگہ کو تنہائی مین مار کر چاہا کہ نکلجاے مگر نکلتے وقت مارا گیا اسکے بعد اوسکے بہائی نول سنگہ کو راج ملی اور دوسرے قلعہ مین دوسرا بہائی رنجیت ہنسیا نام راجہ سورجمل کی بی بی کی استعانت سے جسکے پاس خزاین دفاین تہے خودسر ہوا نجیب الدولہ چند روز فرمان روای شاہجہان آباد ہوا ہرچند قوم روہیلہ مین مشہور یہ ہے کہ کمتر قوم افاغنہ سے ہین مگر یہی عدالت کیش اور خیراندیش خلق اللہ کا تہا مگر اوسکی ہمراہی جو کہ تمام روہیلہ اور افغان بہی خباثت طبعی سے خلق خدا کو یعنی شرفاے شاہجہان آباد کو رنجیدہ کرتے تہے ہر طرح ظلم و بدعت نئی نئی کیا کرتے تہے تا آنکہ نجیب الدولہ ناسازگاری آب ہوا سے بیمار ہوکر نجیب گڈہ مین جاکر سکونت پذیر ہوا آخر کو موت سے نہ بچا اسکا بڑا بیٹا ضابطہ خان بجاے پدر متمکن ہوا ایک مدت تک شاہجہان آباد وغیرہ اطراف مین فرمان روا رہا اور خلق خدا کو راضی رکہا تنبیہ روہیلہ مین

باپ سی زیادہ مصروف تہا آخر دراندازون کی بدولت باہمدگر بہائیون مین لڑا بیان ہوئین آخر
کو غالب آیا اور ہر ایک کو جگہہ دیگر راضی رکہا تاکہ فتنہ مرہٹہ بلند ہوا جسکا ذکر آئندہ ہوگا۔

جانا شاہ عالم بادشاہ کا آلہ آباد سی شاہجہان آباد کو اور وہانکی سرگذشت

شاہعالم بادشاہ اپنے سستی عقل اور پستی فطرتی سی ہمیشہ محکوم ایک نہ ایک ملازم کا رہا ہی آلہ آباد مین
تابع رائے منیر الدولہ اور محکوم سرداران انگلشی رہا چونکہ آرزومند شاہجہان آباد بنا بر ظہور اپنے خسروی
کے تہا بعد مرنے نجیب الدولہ کی عازم ہوا آخر یہ فکر ہوئی کہ ایسے لوگ ہمراہ چاہیے جنکے تقویت سے
وہان آرام کرے آخر ترغیب و تحریص سی مرہٹہ کے تجویز ہوئی سیف الدین محمد خان برادر عاقبت محمود خان
کشمیری دکن کے سفارت پر روانہ ہوا اور بعد چندے سرداران مرہٹہ کی عرائض متضمن قبول رفاقت
حضور مین لایا شاہ عالم نے بیتاب ہوکر اظہار عزیمت کی منیر الدولہ اور شجاع الدولہ اور انگلشی نہایت مانع ہوئے
بادشاہ نے مطلق نسنا ناچار انگلشی نے رخصت دی منیر الدولہ نے ہمراہی بادشاہ مین اچہا نسمجہا انگلشی
کے زیر حکومت آیا اور انگلشی کی طرف سی ذمہ دار اور کارگذار معاملہ صوبہ آلہ آباد و کوڑہ ہوا لاکہہ روپیہ کی جاگیر سرکار
انگلشی سے اسکے نام مقرر ہوئی پرگنہ بہیم پور شاہجہانپور اور چند لاکہہ دام پرگنہ اردول مضافات صوبہ بہار
مین تنخواہ ہوئی بعد گذرنے ایک سال کی اس معاملہ کو جب کہ نواب گورنر جنرل عماد الدولہ مسٹر ہشٹنگ بہادر
جلادت جنگ واسطے ملاقات شجاع الدولہ کی پاس بنارس مین آئی اور وہان پر ہر ایک جمع ہوا منیر الدولہ بھی حاضر ہوکر
بہرہ اندوز ملاقات ہوا شجاع الدولہ نے معاملہ آلہ آباد اور کوڑہ کا اپنے نام حاصل کیا اور منیر الدولہ نے
معزول ہوکر زر معہودہ دام دام پہونچا دیا اور اوسے زمانے مین بیمار ہوکر راہگرائے عقبی ہوا لاش اوسکی
شہر عظیم آباد مین متصل حویلی اسد اللہ خان کے جو کہ منیر الدولہ کے زر خرید کریم قلیخان اوسکے بیٹے کے
حصہ مین آئی تہی مقبرہ مین دفن ہوئی اللہ بخشی اور رحم کرے اوسپر مرزا نجف خان ہمراہ بادشاہ گیا شجاع الدولہ نے چند منزل
مشایعت کی فسخ عزیمت بادشاہی مین مصر تہا لیکن کچہ سود نہوا اسی ضمن مین احمد خان بنگش برادر قائم خان
حاکم فرخ آباد جو نہایت فیاضی اختیار کرکے اکثر امرا اور امرازادگان کی تنخواہ ماہواری کا
متعہد ہوا تہا اور نیز ضعفا پروری مین متوجہ ہوا تہا فوت ہوا عین سفر مین بادشاہ یہ خبر سنکر
فرخ آباد پہونچا اور بہ طمع ضبطی مال و متاع مرحوم کے حصار فرخ آباد مین مقیم ہوا آخر
کسیقدر اوسکے فرزند مظفر جنگ سے لیکر روانہ دار الخلافت ہوا اور شجاع الدولہ
نے مظفر جنگ کو مشمول عواطف فرماکر اپنے لڑکے کو برسم تعزیت اوسکے گہر مین بہیجا اور اوسکو

اپنے پاس طلب کرکے مشمول عنایت فرمایا اور اپنے صوبہ کو مراجعت کی اور اپنے کاربار مرجوعہ سے مشغول ہوا اور اولاد منگش کو شامل مہربانیون کا کرکے اپنے متوسلون سے قرار دیا۔

پہونچنا شاہ عالم کا دار الخلافہ مین اور مرہٹہ کا تازہ دل ہونا

جب مرہٹہ کو شاہ عالم نے طلب کیا بقیۃ السیف فوج ابدالی سے ملک دکن اور مالوہ مین نیم جان ہو رہے تھے بامید تحصیل اقتدار و عزت و جاہ مین بادشاہ کی طلب کی حیلہ سے مع ساز و سامان قاصد حضوری ہوئے ضابطہ خان خلف نجیب الدولہ نے بخیال کینہ دیرینہ کے اپنا اقتدار شاہجہان آباد مین مناسب نہ جانا سہارنپور بوڑیہ اور نجیب گڈہ وغیرہ متعلقہ اپنے باپ کی طرف جاکر مقیم ہوا اور مرہٹہ نے نواح دار الخلافت مین پہونچکر شاہزادہ جوان بخت کو بطور سابق مسلم رکہا حکومت اطراف کی خود کرنے لگے اور ضابطہ خان سے کاوش کرکے اوسکے ملک مین دست اندازی شروع کی بادشاہ نے پہونچکر قلعہ دولت خانہ شاہی مین نزول فرمایا عبد الاحد خان ولد عبد المجید خان کشمیری جوکہ مرد مزدور و مفتن کار تہا استقبال شاہی کو آکر مورد لطف ہوا اور بادشاہ کو موافق کیا سیف الدین محمد خان جو مرہٹہ کی سوال و جواب مین درمیانی ہوا تہا بنا بر تقرب عبد الاحد خان کے اپنی مراد کو نہ پہونچا اور عبد الاحد خان نے خطاب مجد الدولہ خانزمان فرزند خان بہادر بہرام جنگ کا پایا اور خانہ بادشاہی کا مدار المہام ہوا بادشاہ داخل حرم سراے سلطانی ہوکر مشغول عیش و لہو و لعب ہوا مرزا نجف خان نے بمقتضاے شجاعت رفقاے صاحب جرات نوکر رکھکر مدارج علیا پر فائز ہوا اور فراہمی اسباب اقتدار اور رفقاے جان نثار مین ساعی ہوا مرہٹہ جو کہ حسب طلب شاہی ضابطہ خان کی ملک کی خرابی اور ویرانی کرکے شاہجہان آباد آتا تہا قریب پہونچکر درخواست مطالب زیادہ کی قیاس سے کرتا تہا بادشاہ متفکر ہوکر نجف خان سے استعانت خواہ ہوا اوسنے فرط شجاعت سے دلالت گوشمال کی اور اس مہم پر مامور ہوا اور بیرون شہر جاکر ہر بار لڑائی مین غالب آتا تہا۔

نفاق پیشون کا دراندازی کرنا درمیان نجف خان بہادر اور مرہٹہ کا

منافقان حضور مانند عبد الاحد خان و حسام الدین خان و بہادر علیخان محلی ناظر چونکہ مرزا نجف خان بہادر کے شجاعت سے ایمن نتہے اسلئے کھوج مٹانے مین مرہٹہ سے مصالحت کی درپے ہوئے خصوص حسام الدین خان ناظر کہ زیادہ تر سب سے مقرب بادشاہی اور نجف خان سے متنفر تہا بادشاہ کو اسپر لایا اور بے اطلاع خان مذکور کے درپردہ مصالحت کرلی مرہٹہ بھی چونکہ جانتے تہے کہ جو کچھ ہوتا ہے نجف خان سے ہوتا ہے جسوقت وہ نرہا بادشاہ پر متسلط ہو جانا بڑی بات نہین ہے عملہ حضور نے جو برج و بارہ حصار شہر مین

مقرر تھے انہون نے حسب الامر دروازہ کہولدیئے مرہٹہ داخل شہر ہوئی اور بادشاہ کی مستفیض ملازمت ہوکر تمام شہر مین دائر سائر ہوگئے نجف خان بہادر اس خبر سے متحیر ہوکر خود بھی شہر مین آکر اپنے مکان مین جا بیٹھا پادشاہ تو حسام الدین خان کا مطیع ہو رہا تھا جو روپیہ کہ صلح مین مرہٹہ سے ٹھہرا تھا اوسکی تنخواہ مرزا نجف خان پر کردی اور مرہٹہ سے کہدیا کہ خانمذکور سے وصول کرلیوے حسام الدین خان نے جو کہ نجف خان سے نہایت کدر رکھتا تھا بدلالت عبد الاحد خان کی چاہا کہ بوسیلہ مرہٹہ انکی نہال عمر کو تیشۂ دغا سے کاٹ ڈالے پس سخنان عداوت افزا مرہٹہ سے کہے کہ مایۂ فساد نجف خان ہے جبتک یہ زندہ ہے تمہارے درپے رہیگا مرہٹہ نے بہ ترغیب بادشاہ اور دراندازون کے بہکانے سے درخواست تنخواہ خانمذکور سے کی اوسنے جوابہاے دلیرانہ کہلا بھیجے چندروز باہم ایلچیون کی آمد و رفت ہوتی رہی اور مرزا نجف خان چند ہمراہیون سے جو کہ تین چار سو سے زیادہ نہونگے مستعد جانبازی ہوا اور عجز و زبونی کو راہ نہ دی جب سردار مرہٹہ نے دیکہا کہ خانمذکور اپنی جان پر کہیلتا ہے اور بدون قتل صدہا لوگون کے اسیر ہاتھہ ہونا دشوار ہے پس ملاقات کرنے کا پیغام دیا جب اطمینان کی صورت ہوئی مرزا نجف خان بہادر مع رفقا کے بے ہتہیار مرہٹہ کے لشکر مین گیا تکوجی سردار نے بمجرد اطلاع اپنے پردہ سرا کے باہر استقبال کیا اور ملاقات کرکے عذرخواہ ہوا اور ہاتہی گہوڑے خوان جواہر اور ملبوسات وغیرہ دیکر خوشنود کیا۔

باقیماندہ احوال میر محمد قاسم خان عالیجاہ کا اور رحلت کرنا

میر محمد قاسم خان ملک افاغنہ مشہور روہیلہ مین مقیم تھا لیکن حسب تقاضاے طبیعت ہنوز ایذاے ملازمین ہمراہی مین مصروف تھا ٭ نیش عقرب نہ از پی کین است ٭ مقتضاے طبیعتش این است چنانچہ مرزا شمس الدین کو اسی زمانہ فلاکت مین ہلاکت دکھلائی اور صندل علیخان ناظر حرم سرا کو جو کہ مکہ سے جاکر گوہد مین مشرف ملازمت ہوا بدخیال کہ اگر روپیہ نہوا کیونکر مکہ سے معاودت ہوئیگا خوب رنجیدہ کیا اور جبتک رہا آزردہ کرتا رہا ناچار وہ غمخوار ترک رفاقت کرکے اپنی راہ لگا اور خود آخر چندے ملک افاغنہ سے چلکر رانا گوہد کے پاس چلا گیا وہان ملک راجپوتانہ مین آکر انتقال کیا وہانسے جوار مابین اکبرآباد اور شاہجہان آباد مین مقیم ہوا بعد چندے رہ نورد ملک عدم ہوا ٭

مرہٹہ کی لشکرکشی ضابطہ خان پر اور سرگذشت جنگ نمونۂ نیرنگ

جب صحبت درمیان نجف خان اور مرہٹہ کی موافق ہوئی پادشاہ اور نجف خان اور مرہٹہ کی راے

ضابطہ خان کی ملک چہنی پر ہوئی اور باتفاق نہضت کی ضابطہ خان نی بادشاہ اور مرہٹہ سے میدان
کی لڑائی مین سود ندیکھکر سکرتال اور قلعہ غوث گڈہ اپنے اقامت کو مع فوج کی آراستہ کیا اور اپنی
سپاہیون کو گنگا پار چاند پور نگینہ وغیرہ مین مع بعض فوج رسد کی واسطے بہیجا اور اپنے باپ کو مع
ناموس عیال و اطفال کی گنگا پار کے قلعہ مین بہیجکر آمادۂ مدافعہ ہوا مرہٹہ اور مرزا نجف خان اور
بادشاہ نی سکرتال کا محاصرہ کیا جب عرصہ ضابطہ خان پر تنگ ہوا بیچ قلعہ کی خبر پائی کہ اکثر گذر گاہ ہونسی گنگا پایاب
قابل عبور فوج ہو گئی ہی اپنے سرداران قوم کو مانند حافظ رحمت اور دوندی خان اور فیض اللہ خان ولد
علی محمد خان وغیرہ کو تحریر کیا کہ اب تک مرہٹہ گنگا کی پایابی سے مطلع نہین ہی اگر قبل اوسکی آگاہی کی حفاظت
معابر کرو ممکن ہی کہ ہم بھی محفوظ رہین اور تمہاری بھی سلامتی ہو سرداران مذکور نے یہ پیغام درست
جانا ہر ایک مع فوج ضابطہ خان کی اعانت پر آیا ضابطہ خان نی زیر قلعہ سکرتال ناوون کا پل باندہکر عبور کیا اور
سرداران مذکور سے ملاقی ہوا اور بعد شورہ ہمدیگر اپنی افواج کو گنگا کے گہاٹون پر مقابل تال سکر کے
بیس تیس کوس تک حفظ مرہٹہ کی لئے مقام کرایا مرہٹہ اس وادی سے تفحص پایاب کرنے لگا معلوم
ہوا کہ اکثر جگہہ پایاب ہی دو تین روز غفلت دیکر ایک دن مع مرزا نجف خان کی چند گہاٹ کی روبرو سی
گذار کیا جب محافظان معبر عقب کو اطمینان ہوا کہ غنیم متوجہ بالا روی ہی غافل ہو گئی اکثر لوگ اپنی کام مین
مصروف اور باہمدگر ملاقات کو آمد و رفت شروع کی چند لوگ محافظت مین رہگئی مرہٹہ نی مع مرزا نجف خان
کے عطف عنان کرکے جن مقامات سے گذراتا او نہین پر آیا دریا مین جا گہسا مرزا نجف خان
ہراول تہا چونکہ جلد جاکر نکل گیا و ہانکے افاغنہ کو فرصت تیاری کی نملی لاچار اوس فوج کا سردار جسکی
مقابل فوج مرہٹہ عبور کر رہی تہی بلندی پر جاکر مع معدودی جانبازون کی استادہ ہوا اور دو تین
سردار اور بھی چند چند رفقا کے ہمراہ اوسکی مدد پر آ پہونچے مرزا نجف خان ہنوز کنارے متصل کی دریا ہی
مین تہا کہ سرداران مذکور مع افاغنہ متوجہ مدافعہ ہوئی اور تفنگ و بان سر ہوئی مرزا نجف خان نے زنبورک
فیر کرائین اور پہلی ہی شلک مین یہ تینون سردار چار ناچار رہگرا ے دار بقا ہوئے روہیلہ تو عجب
شدید الحرص قوی الطمع قوم ہوتی ہی بمجرد کشتہ ہونے سردار و نکی لوٹ مین گہس پڑی باہمدگر دست درازی
ہوئی لوٹ مار کی راہ لگی مرزا نجف خان اور مرہٹہ نی اسقدر پر کفایت کرکے اپنی خیمہ گاہ کو لوٹے یہ خبر
قتل و فرار کی دوسرے گہاٹون پر منتشر ہوئی علاوہ اسکی چند بار مرہٹہ کی چوٹ کہائے ہوئے تہی
ہر ایک نے گہاٹون سے اوٹہکر اپنی راہ لی یہ خبر سکرتال مین پہونچی ضابطہ خان کی فوج کا بہی حال ہوا
ضابطہ خان کو بزعم حضوری سے سلامت چہوڑکر لوٹ مار کرکے اپنی راہ لگی قلعہ خالی کرکے ضابطہ خان نے

حیران و پریشان ہوکر فتح خان کو جو اوسکی مدد پر آیا تہا طلب کیا جب وہ قلعہ مذکور مین آیا اور یہ حال دیکہا اطلاع
دی کہ اب دو تین گہری دن رہا ہی کل آپ بھی میری لشکر مین آئیو باتفاق میدان کیجی بعد اوسکی دیکہا جاے گا
ضابطہ خان نی منظور کیا فتح خان واپس ہوکر اپنے خیمہ مین آیا مقربین و سرداران سی مشورہ کیا لشکر نی جب ضابطہ خان
کی لشکر کے فرار کی خبر پائی پیر او ٹہا ئی ہو جوا ہان نی فتح خان کو اطلاع دی ایک گہری مین فوج کا نشان نہ رہا فتح خان
نے اپنے لڑکے کو کہا کہ تیرا بہائی چند سوار کی ہمراہ ضابطہ خان کی ملاقات کو گیا ہی اوسکو لانا چاہیے وہ سوار ہوکر
چند لوگون کی ہمراہ پل تک پہونچا تہا کہ اوسنی بھی غارت کیا بیچارہ جامہ چاک و دستار بسر از خاک سی واپس آیا ناچار
فتح خان نی بھی راہ فرار لی عین فرار مین کسی جگہہ پہونچکر دم لیا کسی روہیلہ کو کسی بقال سی جہگڑا درپیش ہوا روہیلہ نی
جو آتش غضب پر بہنا بنیے کے مکان مین آگ لگا دی بجز داگ بہڑکنے کے کوئی ایسا گانون بستہ مین تہا جو خاک سیاہ
نہوا ہو ایک شخص معتمد جو فتح خان کی ہمراہ تہا بیان کرتا تہا کہ آخر شب کو دس ہزار سوار و پیادہ افغان نی بیدانجیر
کی کہیت دیکہکر گمان کیا کہ نیزہای مرہٹہ کے آثار ہین ہر ایک کی دم بند ہوئی جب جاسوسون نی خبر دی کہ رنڈ کے
درخت ہین تب اون دس ہزار کی ہوش درست ہوئی خلاصہ یہ کہ مرزا نجف خان اور مرہٹہ ضابطہ خان کی ملک مین
آگئے اور ضابطہ خان اور نجیب الدولہ کی بی ناموسی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا ضابطہ خان بہاگ کر شجاع الدولہ
سی پناہ جو ہوا اور شجاع الدولہ نی صلح کرائی اس ضمن مین سرداران مرہٹہ کو باہمدگر منازعت درپیش ہوئی کہ بعض
انکے سرداروں کی طلبی دکن سی ہوئی مرہٹہ نی بواسطۂ شجاع الدولہ کی صلح غنیمت جانی دکن کا ارادہ سی شاہجہان آباد
کو معاودت ہوئے —

لوٹنا مرہٹہ کا ملک دکن کو اور اقتدار پانا نجف خان کا

جب مرزا نجف خان صحیح و سالم ہمراہ مرہٹہ کی کمال کر و فر کی ساتہ دار الخلافہ شاہجہان آباد کو واپس ہوا اور مرہٹہ دکن کو سدہارے
بادشاہ سی دربارہ نجف خان کی بڑی سفارش کی میرزا نجف خان نی مرہٹہ کی پشت پناہی سی باتقویت ہوکر عزم کیا کہ بادشاہ
سی موافق ہوکر جس ملک مین چندان بادشاہ کا عمل نہوا اوسکو تسخیر کرے بنا علیہ سند چکلہ جات قرب جوار دار الخلافت اور آگرہ
کی لکہوا کر حاصل کی اور فوج لائق معاش نوکر رکہکر محالات مذکور کا قاصد ہوا جب حدود جاٹ پر پہونچا سورجمل کا
لڑکا جو اندنون قائمقام سورجمل کا تہا اوسنی فوج گران مع شمرو کی جسکی پاس چہ سات ہزار تلنگہ مع بندوق چقماقی اور
پندرہ سولہ ضرب توپ کی لائق جنگ میدان کی دیکر مقابلہ کو روانہ کی اطراف کول و رجالیسر مین شاہراہ اکبرآباد کی طرف
لڑائی ہوئی چونکہ میرزا نجف خان کی فوج تازہ نا آزمودہ کار تہی اکثرون نی کوتاہی کی اور بعض جان بازی کرکی دل آزمائی
ہوکر روانہ ملک عدم ہوے سواران جاٹ کو بھی شکست حاصل ہوئی اور پسپا ہوے مگر شمرو نی اپنی آتش بازی سے
مرزا نجف خان کو فرصت جماعت کی نہ دی میرزا نجف خان کی بہی بائین بازو مین گولی لگی خون جاری ہوا میرزا مذکور نی

کو بیٹن کی آڑ مین بیٹھکر اپنا زخم باندہا اور چند سوارون کی ہمراہ سمرو پر حملہ آور ہوا مشیت آلہی سی سمرو کو مع رفقا کی بدحواسی جو آد بایا بجز راہ فرار کی کچہ نسوجہا میرزا کی نام فتح ہوئی لوگونکی دل ٹہر ہی تہا غضب مین قدم اوٹہائی مفروران جاٹ کی خوب ماری گ میرزا نجف خان نی اس فتح کی بعد اکبر آباد کی صوبہ داری چاہی چونکہ بادشاہ کو اس قلعہ سی بہی کچہ سود نتہا کیونکہ جاٹون کی قبضہ مین تہ دوسری منافق لوگ میرزا کی دوری چاہتی تہی لہذا بلاعذر سند دیدی چونکہ میرزا نجف خان بہادر کی نیر اقبال کو عروج تہا وہان ک بہی انتظام بخوبی میسر آیا اور بہر صورت قلعہ اکبر آباد بہی مسخر ہوا میرزا نجف خان نی فراہمی سپاہ مین اپنی بہلائی جو دیکہی خزانہ جمع کرنی ہاتہہ اوٹہایا۔ خان ممدوح جو راہ مدارا و مساوات سی ہر ایک اپنی رفیقون کی ساتہ پیش آتا تہا اور خیال اجتماع سپاہ زر مذکور برابر جا کی سمجہتا تہا تہوڑی عرصہ مین فوج جرار آزمودہ کار جمع کرکی قلعہ ڈیک کہ مشہور و مستحکم قلعون جاٹونسی تہا حملہ آور ہوا چنانچہ بعد ایکسال و دو ما قلعہ کو فتح کیا دشمنان خوار و تباہ ہوئی میرزا نجف خان کو نہایت اقتدار و عروج میسر ہوا اور حضور بادشاہ سی منصب امیر الامرائی بسبب فوتی نجیب الدولہ و عزل ضابطہ خان مع خطاب ذوالفقار الدولہ امیر الامرا بہادر غالب جنگ پایا جو کہ روز بروز طالع اوسکا ترقی [illegible] عروج پر تہا راجہ سورجمل کا لڑکا کہ اس قلعہ ڈیک مین بجای اپنی باپ کی مسندنشین تہا دوسری قلعہ مین جاکر ابواب مصالحت و معاملہ ساتہ نجف خان بہادر کی کہولکر امان و پناہ چاہی نجف خان بہادر نی موافق صلاح وقت و زمانہ کی لڑکی مذکور راجہ متوفی ہی کہ وہ لڑ سرتابی نہ کری اور اپنا رعب بہی باقی رہی صلح و آشتی کی چند عرصہ مین ایسا اقتدار بہم پہونچایا کہ ہمسلک امرای با وقار و ہم جیب سرداران با اقتدار ہ

شجاع الدولہ کا حافظ رحمت اور علی محمد اور دوندی خان کی اولاد سی لڑنا اور انکی نام و نشان [illegible]

شجاع الدولہ اور سرکار انگلشی سی یہ اقرار ہو گیا تہا کہ ایک دوسری کی لڑائیون مین معین اور مددگار ہوا کرینگی اندنون مین کہ نواب مذکور نی میرزا نجف خان کا غلبہ ضابطہ خان اور نجیب الدولہ وغیرہ پر دیکہا درپی فساد ہوا اور سعد اللہ خان ولد علی محمد خان او عنایت خان ولد حافظ رحمت کہ مخاطب بحافظ الملک بہادر کی تہا حقوق محبت بالکل فراموش فرمائی انکی استیصال کی فکر ہو اور چاہا کہ قوم افاغنہ کا نام و نشان مٹاوی بسبب عماد الدولہ نی گورنر ہیسٹنگ بہادر جلادت جنگ سی استمزاج کیا اور اصرار کرکی کہا کہ بالعوض اس اعانت کی عمدہ معاوضہ دیا جاویگا۔ گورنر بہادر ہرچند سرکار کمپنی کی جانب سی اس امر پر مامور و مجاز نتہی کہ اپنی فوج کو حدود انگلشی اور ملک شجاع الدولہ یعنی کرم ناسہ اور حدود صوبہ اودہ اور الہ آباد سی بی ضرورت دوسری کسی کی ملک پر بہیجی اور کوئی بنا ملک بہیجی یا شجاع الدولہ کیواسطی کسی سی حاصل کری کونسل ولایت سی صرف اسیقدر حکم تہا کہ اگر کوئی شخص شجاع الدولہ کی ملک پر بعز تسخیر چڑہائی کری تو گورنر اوسکی امداد فرمائی اور اگر کوئی ملک بنگالہ یا عظیم آباد کی تسخیر پر متوجہ ہو تو شجاع الدولہ مددگاری کری— اس قناعت اور خودداری سی یہ غرض اور یہ مصلحت سمجہی گئی تہی کہ فرقہ افاغنہ مع اپنی جماعت کی گویا سد راہ اور محافظ جانب اس ملک کی ہین کیونکہ جسکو اپنے اودہ وغیرہ ولایتون کی طرف چڑہائی منظور ہوگی اول افاغنہ سی لڑنا پڑیگا۔ مگر گورنر نے بعض فوائد پر نظر کرکے شجاع الدولہ کا سوال قبول کیا اور فوج انگریزی کو اوسکی کمک کیواسطے مقرر فرمایا اب شجاع الدولہ نی اس نظر سی تاکہ کچہ حجت نرہجاے حافظ رحمت وغیرہ کو یہ پیغام بہیجا کہ جب آپ لوگ

مرہٹہ کے دانون گہات سی سشدر تھے ہمنی درمیان پڑکر صلح کرادی تہی اور اوسین مصالحہ مین مبالغ خطیر ہمنی اپنے پاس سے صرف کیا تہا آپ نی جو وعدہ ادا سے زر مذکور کا کیا تہا وہ منقضی ہوگیا اور روپیہ ہنوز ادا نہوا پس اب یا تو زر مذکور ادا کیجیے یا کہ لڑائی کو آمادہ ہوجیے حافظ رحمت نی جب اس پیغام کو سنا بڑی دور اندیشی سی فتح اللہ خان وغیرہ اولاد دوندے خان اور فیض اللہ خان ولد علی محمد روہیلہ اور دیگر روساے افاغنہ کو جمع کرکے کہا کہ شجاع الدولہ اپنے سامان جنگ اور فوج قواعد دان اور انگریزون کے اعانت کے بہروسہ پر ہمارے ملک چہیننے کا ارادہ رکہتا ہی اور اوسکے مقابلہ مین عہدہ برائی ہم لوگون سے بہت مشکل ہے پس بہتر یہی ہی کہ زر موعودہ ادا کیا جاوے اور شجاع الدولہ کا روپیہ مانگنا براہ انصاف ہی - ادہر شجاع الدولہ نے براہ فریب در پردہ دوندے خان وغیرہ کی اولاد کو کہلا بہیجا کہ مجہی تمہارے ملک سے کچہ غرض نہین ہی البتہ اگر حافظ رحمت کی اعانت کروگے تو تمسی بہی کینہ قائم ہوگا اس پیغام کے پہونچنے سے وہ احمق لوگ مغرور ہو بیٹہی اور اداے زر سی پہلوتہی کیا لڑائی کی صلاح دی حافظ رحمت نے ہرچند سمجہایا کہ توپخانہ انگلشیہ کے روبرو سب آبرو خاک مین ملجاے گی کچہ بنائے نہ بنیگی مگر مشیت ایزدی تو یہ چاہتی تہی کہ جماعہ افاغنہ نی جو سب کچہ جور و ظلم رعایا اور مسافرین پر کیا ہی اوسکی سزا پاوین ان ناعاقبت اندیشون نی گرفتار غضب خدا کی تہی نصیحت حافظ رحمت خان کی ایک نہ مانی شجاع الدولہ مع فوج خاص قاہرہ اپنی اور جرنیل پاکر سردار لشکر انگریزی اور توپخانہ وغیرہ کی ملک افاغنہ مین آکر تاخت و تاراج کرنے لگا اوسوقت حافظ رحمت نے ہرچند دوندی خان کی اولاد وغیرہ سردارون کے طلب مین تاکید مزید کی مگر اونہون نے حیلہ حوالہ مین ٹالدیا کہین کہین سے کسیقدر فوج آئی اور کہین سی صرف وعدہ عنقریب آنے کا پہونچا ادہر شجاع الدولہ نہایت نزدیک جا پہونچا اوسوقت حافظ رحمت لاچار ہوکر اپنی جمعیت کے ہمراہ جو پچاس سااٹھ ہزار سے کم نتہی برآمد ہوا اور ایک سوکہی نہر جو پیچدار اور جسکے کنارون پر خاردار درختون کی قطار لگی ہوئی تہی آکر توپخانہ وغیرہ سامان حرب موقع پر لگایا - ادہر سی شجاع الدولہ کی پلٹنین جنکی اکثر خواجہ سراان معتمد سپہ سالار تہے اراستہ ہوئین اور ایکطرف سے فوج انگریزی نے پرا جما کر مقابل کے راستہ کو چہوڑ کر دوسری جانب سے نہر پار ہوکر بہ آئین فرنگ توپخانہ سے ہر بار بیچ کام دینا شروع کیا ازانجا کہ انگریزی چستی اور چالاکی توپ اندازی کی فن مین مشہور ہی اور اوسکے نشانہ سے بجز حفظ الہی کے کوئی نہین بچا سکتا اور اوسکے مقابل فوج بی آئین کا ہونا بہت دشوار ہی پس انکی ضرب و حرب سے افاغنہ کے ہاتہہ پیر ڈہیلے ہوگئے بہگدر پڑگئی بجز چند لوگون کی حافظ رحمت کے ہمراہی مین کوئی نرہا اخر یہ دلاور پامردی کی راہ سے ثابت قدم رہا سے ہوا شیرجنگی سنہ رو بہ مزاج

یہ سمجھا کہ بس روز آخر ہے آج اخیر اسی تک وددو مین ایک گولہ حافظ رحمت کے سینہ پر لگا
جسکے صدمہ سے طائر روح نے قفس عنصری سے آزادی پائی اسکے مرتے باقیماندہ بھی راہ لگے
شجاع الدولہ نے مژدہ فتح شکر ہاتھی سے اوتر سجدہ شکر باری تعالے ادا کیا اور ہنوز سر بسجدہ
تہا کہ حافظ رحمت کا سر روبرو لائے جو لوگ اوسکو پہچانتے تھے جب اونہون نے اوسکی صداقت کی
دوبارہ سر بسجدہ ہوا جسوقت سر اوٹھایا سالار جنگ شجاع الدولہ کے سالے نے چاہا کہ جبہ انور سے
غبار دور کرے آپ نے منع فرمایا اور کہا کہ اس خاک سے میری پیشانی نورانی ہے الحمد للہ کہ آج
اس فرقہ سے اون گستاخیون کا بدلا حاصل ہوا جو انہون نے میرے والد اور نیز دیگر مومنین مسافرین کیخدمتمین
کی تہین اسوقت مین ضابطہ خان بہی ہزار جوان سے شجاع الدولہ کے رکاب مین حاضر تہا بعد مارے
جانے حافظ رحمت کے اس گروہ ناعاقبت اندیش کے دلونمین بڑا خوف سما گیا اور افاغنہ کی جمعیت
اور اتحاد مین تفرقہ عظیم نمودار ہوا۔ شجاع الدولہ نے اطراف ممالک افاغنہ مین اپنی فوج تعین
فرمائی اور سرداران روہیلہ کے حاضر ہونے کا حکم دیا اور یہ بہی ارشاد کیا کہ در صورت تمرد اور عدم
اطاعت کے قتل و خوار ہونگے آخر چار ناچار فتح اللہ خان وغیرہ ولد دوندی خان اور محبت خان وغیرہ
خلف حافظ رحمت اور فیض اللہ خان ولد علی محمد خان معروف روہیلہ جسکا ذکر اکثر دفتر دوم مین ہوچکا ہے
طوعاً او کرہاً کوہستان کماؤن سے نکلکر حاضر ہوئے۔ البتہ فیض اللہ خان نے باعتبار سردار زادگی
کے جو علی محمد خان کا لڑکا اور اوسکا باپ اپنے زمانہ مین حافظ رحمت اور دوندی خان وغیرہ کا آقا تہا
ایک گروہ کو متفق کرکے کوہستان مذکور مین فساد اوٹھایا اور چندے حاضری سے دور رہا اور آخر کار
سرداران انگریزی کے معرفت اپنے حق مین عہد و پیمان درست کرکے حاضر ہوا اور بعض ممالک افاغنہ
جو دس پندرہ لاکھ روپیہ کی حاصلات رکھتا تہا بوسیلہ سرداران مذکور کے شجاع الدولہ کے سرکار سے
اپنے واسطے حاصل کی اور با آرام تمام مع جماعت افاغنہ کے وہین پر جا رہا اور آج تک بآرام حکمران ہے
اور لوگ معاش سے محروم بلکہ زر و مال کے نشان دہی مین ایک مدت تک محبوس اور مقید رہے۔
مورخ سیر المتاخرین کی تحریر ہے کہ مینے اکثر اولاد حافظ رحمت اور دوندیخان کو بعد وفات شجاع الدولہ
کے شروع حکمرانی آصف الدولہ مین بمقام لکھنو دیکہا اور اونکی کیفیت خود بہی مشاہدہ کی اور اور لوگون
سے بہی سنی۔ جماعت مذکور مین شریف تر اور افضل محبت خان ولد حافظ رحمت تہا جو چہوٹا بہائی جناب
عنایت خان کا ہے اور جب عظیم آباد کے مقام مین شجاع الدولہ کو انگریزی فوج سے لڑائی ہوئی
تہی شجاع الدولہ کی رفاقت مین تہا اسے بہی مورخ مذکور نے دیکہا ہے بحسب صورت و سیرت سروری

کی لیاقت رکہتا تہا لیکن اس زمانہ دون پرور مین خفیف سے معاش جو موجب ننگ و عار تہی اوسکے واسطے مقرر کی گئی تہی اور فیض اللہ خان پسر علی محمد خان کو بیس لاکھ کا ملک عطا ہوا تہا جو کہ بروقت حکومت اپنے قوم کے پانچ لاکھ سے زیادہ کا ملک اپنے قبضہ مین نرکہتا تہا اس چرخ جفا کار کی سفلہ پروری اس سے زیادہ ہین کہ حیطہ تحریر مین آسکین اللہ ہی کی حوالہ سب باتین ہین القصہ بعد اس فتح کی گورنر جنگ بہادر کو نسل ولایت سے معتوب ہوا گر چند روز کے بعد اپنے حسن بیان سے از سرنو مورد عنایت اور بے قصور ٹہرا ـ

تقسیم ہونا ملک افاغنہ کا درمیان شجاع الدولہ اور مرزا نجف خان کے

مرزا نجف خان بہادر اوس زمانہ مین پایہ کمتری سے مہتری کو پہونچکر شجاع الدولہ سے ہمسری رکہتا تہا شجاع الدولہ جو سابق سے اوسکا عدو تہا اب بمقتضاے وقت دوست بنا بلکہ یہا تک مشہور ہے کہ شجاع الدولہ نے اپنی ایک لڑکی نجف خان کے نامزد کی اور اوسکے تالیف قلوب مین نہایت سرگرم رہتا تہا لیکن نجف خان بہادر بمقتضاے جوانمردی اور فتوت کی ظاہرداری مین تہا جب اپنی ذات کو حقیر سمجہتا جبر انکسار نفسی کرتا اور بموجب رسم قدیم کی شجاع الدولہ کا روبرو آداب بجالاتا تہا ــ اسوقت مین کہ افاغنہ کی نصیبہ نے پلٹا کہائی اور اوسکا ملک انکے قبضہ مین آیا ــ اون ممالک مین سے بعض ملک جو بیشتر نجیب الدولہ کی بابت ضابطہ خان وغیرہ سے باعانت مرہٹہ کے نجف خان کے تحت تصرف مین آئے تہے اونمین سے بعض گنگا کے اس پار علی محمد خان اور حافظ رحمت کی ملک سے ملحق شمال رویہ تہے جیسے کہ چاند پور نذینہ پتہر گڈہ وغیرہ اور اکثر ملک مانند بارہٹہ اور سہارن پور وغیرہ کی گنگا کے مغرب اور جنوب رویہ واقعہ تہے اور جو کچہ ملک حافظ رحمت اور اولاد علی محمد روہیلہ اور دوندے خان کی قبضہ مین تہے انہون شجاع الدولہ کی تصرف مین آئے اُن کی بہی صورت یہ تہی کہ نصف حصہ تو گنگا کی شرقی اور شمالی ملحق صوبہ اودہ مانند شاہجہانپور بریلی انولہ تلہر بن گڈہ اور بدایون وغیرہ تہی اور نصف دوآبہ مین مانند سنبل مراد آباد ــ اور امروہہ وغیرہ کے اور بعض مانند کاس گنج ــ دریا گنج اور ہلدیا گنج کے جو سابق مین ماتحت بنگش تہے اور صفدر جنگ کی عہد مین احمد خان بنگش سے چہوڑاکر مرہٹہ کو ملے تہے اور نیز دوسرے ملک مقبوضہ مرہٹہ جو بعد قتل جماعہ مذکور کے بموجب حکم احمد شاہ ابدالی کے ملک مذکور کو حافظ رحمت اور احمد بنگش اولاد دوندے خان اور نجیب الدولہ نے باہم تقسیم کر لیا تہا غرضکہ ان ملکون کی تقسیم کیواسطے ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان بہادر غالب جنگ شجاع الدولہ

سے کے حضور مین آیا اور حاصلات ملک کی فہمید کی اور نجیب الدولہ کے ملک مین سے جو گنگا کے اس پار
مانند چاندپور نذینہ اور پتھرگڈہ وغیرہ کے تہا شجاع الدولہ کو دیکر تہوڑا سا ملک بنگش اور حافظ رحمت
اور دوندے خان کا جو صوبہ اکبر آباد اور شاہجہان آباد سے ملحق تہا خود لیا اور بعد تنقیح اور تصفیہ حدود ملک کی نجف خان بہادر
ضابطہ خان کو شجاع الدولہ سے لیکر مرخص ہوا اب ضابطہ خان اور نجف خان بہادر کے فیما بین رابطہ
اتحاد مستحکم ہوگیا۔ بعد ازان نجف خان اپنے ملک اکبر آباد کے حدود مین چلا آیا اور شجاع الدولہ
ملک روہیلہ کے انتظام مین مصروف ہوا۔ اسی ضمن مین حکم خداوند مالک الملک سے شجاع الدولہ کی انتقال کے سامان ظاہر
ہوے بندرا نین جسے خنازیر کہتے ہین ایک پہوڑا نمودار ہوا مگر چندان اوسکے طرف توجہ نہوئی
کیونکہ امید مضبوط تہی کہ ایسے پہوڑے پہنسیون سے جان جانے کا خوف نہین ہے ہندوستانی اور ولایتی
جراح وغیرہ دوا معالجہ کرتے رہے مگر موثر نہوا آہستہ آہستہ مادہ نے وسعت پکڑ کر سرطانی حیثیت قائم
کی اوسوقت ایک طرح کی تشویش وتردد کا مقام ہوا تعجب انگیز تو یہ روئیداد ہے کہ اس پہوڑے کے زخم کا انتہا
عموماً اس مضمون سے مشتہر ہوا کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت کی بیٹی سے خیال وصال کیا اور
اوسے خلوت مین طلب فرمایا وہ بیچاری فرط غیرت اور کثرت جہالت سے جو عام عورات مخصوص پٹھانیون
مین ہوتی ہے ایک چاقو پوشیدہ اپنے ہمراہ لیتی گئی اور بروقت کشف پردہ کے اوسی چاقو کو شجاع الدولہ
کی ران مین مارا اور وہ چاقو زہر سے بجہایا ہوا تہا اسی وجہ سے زخم کا اندمال نہوتا تہا۔ باوجودیکہ یہہ
شہرت محض غلط اور افترا ہے مگر ہنوز عموماً لوگون کے زبان زد ہے القصہ شجاع الدولہ نے مضطرب ہوکر
سواری مانگی فیض آباد کا عزم کیا جہان کہ اوسکا دار الامارۃ اور اوسکے جد مادری برہان الملک کا آباد کرایا ہوا
تہا اور تمام وکمال اوسکی تعمیرات شجاع الدولہ کے ہاتہ سے ہوئی تہی — اور مرزا سعادت علی اپنے دوسرے بیٹے
کو اوس جگہہ پر نائب چہوڑکر سیدی بشیر حبشی کو اوسکی اتالیقی پر مامور فرمایا اور خود فیض آباد آگئے۔

انتقال کرنا شجاع الدولہ کا دہر ناپایدار سے

روز بروز بیماری نے زور پکڑا اور سرطانی مادہ ہوگیا ہرچند اطباے حاذق اور حکماے فرنگ نے
بہت کچہ علاج کیا مگر سود نہوا۔ ہرچند بموجب آیہ کریمہ لایستاخرون ساعۃً ولایستقدمون کی موت
سے تقدیم وتاخیر نہین ہوسکتی لیکن چونکہ حق تعالے نے ہر ایک امر کے حدوث کی اسباب مقرر کیے
ہین جنمین بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہین بعض مرتبہ اسباب خفی کے آثار بہی ہوشیاران دقیقہ
رس کی نظر مین جلوہ گر ہو جاتے ہین خصوص مرگ شجاع الدولہ کی جو وجوہات راقم سیر المتاخرین

کے دلمین جلوہ افگن ہوتے لکہتا ہی اول تو جوان اور بادل پر حسرت دنیا سی گذرنا جب ہی کہ اسنے اقتدار پایا تہا اکثر امور ارجمند کا آرزومند تہا اور اکثر صفات حمیدہ بہی اسکے ذات مین تہی مگر دو تین امور بد ایسے اسکی ذات سی سرزد ہوئے کہ اونہین کے عوض مین حق تعالے نے بادل پر حسرت عین جوانی مین اوسکے حاصلات دولت سے لذت اوٹہانے کی مہلت ندی اور ہزار ہا افسوس کے ساتہ رہگرای عدم ہوا - اول تو میر قاسم خان کے ساتہ وہ بدعہدی کی گو خانہ کور اوسکا سزاوار تہا لیکن شجاع الدولہ کو یہ لازم نتہا کہ جو کوئی اپنی پناہ مین آئی اور جسکی ساتہ کلام آلہی اور قسمین انبیا اور بیوگند ائمہ طاہرین کا واسطہ دیکر عہد و پیمان کیا جاوی اوسی کے ساتہ بدعہدی کرکے دغابازی کرے اور لوٹ مار کر ایسے امیر با توقیر کو ننگا دہڑنگا نکالدے - دوسرے اپنے وظیفہ خواران ممالک محروسہ کی حق مین ایسا بدگمان ہوا کہ اوس جماعت کو جو لاکہون سے مضاعف تہے یکقلم روزینہ اور وجہ معاش سے محروم کردیا اونکی اراضی اور دیہات ضبطی مین لایا جسکے نتیجہ مین خلق اللہ ایسی تنگ ہوئی کہ بعضون نے تو اپنی گہرونمین غیرت کی مارے دروازے بند کرکے شرم سے مونہہ نہ دکہایا اور فنا ہوگئے اور بعض نے جہکول گدائی لیکر دربدر بہیک مانگنا شروع کی ممکن ہی کہ دس بیس آدمی امور ناشایستہ کے مرتکب ہوئے ہوتے تو خیر اونہین کی تنبیہ کی جاتی بلکہ بہتر تو یون تہا کہ اغماض فرمایا جاتا جیسا کہ حق تعالے کسی کے نیک و بد پر روزی منقطع نہین فرماتا ہے وہ ایسا ہی رزاق پست و بلند کرے جرم پر باب روزی نہ بند - سوم یہ شخص عموماً مخصوص اپنے توابع کے ننگ و ناموس اور کہنے سننے کا پاس بہت کم رکہتا تہا اور اپنے مکانات کے بنوانے مین کسی کی محل اور جہونپڑے کی پروا نہ کرتا تہا اکثر چند مرتبہ لوگون نے اس بدعت سے ضرر شدید اوٹہایا اکثر لوگون کی مکانات مع مال و اسباب کے بیلدارون کی ہاتہ سے پست کرائے اور اپنے خاطر خواہ عمارات بنائی - اس ظلم و بیداد کو بہی بجز خدا کے اور کون سنتا تہا - غرضکہ جسوقت عارضہ نے زور پکڑا اور دوا علاج سے بہی معذوری ہوئی بی بی اور مان سے الوداع فرمایا واقع ۱۱۸۸ہجری ذی قعدہ کی بائیسوین کو بروز پنجشنبہ رہگرای ملک بقا ہوا - مختصر معتبران صداقت گفتار سے سنا گیا ہی کہ اسکے عزا کی دن فیض آباد مین حشر عام برپا تہا کوئی ایسا شخص نتہا جسکے آنکہون سے دو بوند نہ گرے ہون محبت خان ولد حافظ رحمت نے مورخ سیر المتاخرین سے ذکر کیا تہا کہ باوجودیکہ ہم لوگ شجاع الدولہ کے برباد کیے ہوئے تہے مگر اوسکے غم رحلت نے ایسا مضطرب کیا کہ ہم سے خودداری نہوسکی اور چشمہ چشم سے جوئبار اشک جاری ہوا کہتے ہین کہ جسطرح ایام محرم مین بعض مجالس مین شور رقت ہوتا ہی یہی حال اسکے واقعہ جانکاہ مین گذرا تہا اور گمان بہی یہی ہوتا ہی کہ کوئی گریہ و زاری سے باقی نرہا ہوگا - قبل اسکے ایک سال گذرا ہوگا کہ شجاع الدولہ کی پشت پا نشانہ چیر دانہ دنبل نمودار ہوا تہا

چونکہ اسکے باپ اور دادا نے اسی مرض سرطان سے جان دی تھی دانہ کے نمود ہوتے مادہ سرطان کا خوف پیدا ہوا اور پانچ لاکھ روپیہ نذر فرمایا اور بعد حصول شفا کے ایفای نذر موعود فرمائی مگر مقدر مین تو مرگ موروثی بدی تھی اخر اوسی بلا مین مبتلا ہو کر اقلیم بقا کی راہ لی بعد تغسیل و تکفین حسب رسم ہندوستان جنازہ بڑے تجمل اور شان و شوکت سے اوٹھایا گیا مرزا علی خان اور سالار جنگ بیٹے محمد اسحق خان مرحوم کے جو شجاع الدولہ کے سالے تھے مع جمیع ملازمین اور نکوارا ان دولت کے ہمراہ جنازہ ہوے ہنوز باغ گلاب باڑی تک نہ پہونچے تھے کہ شجاع الدولہ کے فرزند سعادتمند مرزا امانی ملقب بہ آصف الدولہ جانشینی کی تمنا مین بہت مضطرب ہوئے اور اندیشناک مبادا ارکان دولت کسی دوسری اولاد کو مسندنشین کرین پس مروت و حیا کو بالاے طاق رکھکر اپنے متوسلین کو حکم دیا کہ جلدتر اوسکے خالوون مرزا علی خان اور سالار جنگ کو جنازہ کی ہمراہی سے مجبور کرکے حضور مین لاوین —

جلوس کرنا مرزا امانی ملقب بآصف الدولہ کا مسند حکومت پر اور برباد کرنا ریاست کا اور برہم ہونا انتظام سابقہ کا

جسوقت آصف الدولہ کے مجرمان اسرار مرزا علی خان اور سالار جنگ کے لینے کو گئے اول تو انہون نے دنیوی شرم کا لحاظ کرکے مراجعت سے عذر ظاہر کیا مگر جب دوبارہ آصف الدولہ کا تاکیدی حکم صادر ہوا کہ خواہی نخواہی حاضر ہون اوسوقت دونو بھائی مجبور ہو کر واپس ہوئے اور انکے واپس ہوتے ہی اور لوگ بھی براہ خوشامد اور چاپلوسی کے جنازہ کے ہمراہی سے مراجعت کنان ہوے — آصف الدولہ نے بعد تنقیح مصلحت کے کرنیل گلیس اور ایک دوسرے رئیس انگریزی کو جو شجاع الدولہ کے مصاحبت مین رہا کرتے تھے طلب کرکے کہا کہ تاخیر مناسب نہین مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہے اب مصلحت یہی ہی کہ مجھے مسند حکومت پر جانشین کرو اول سرداران مذکور نے عجلت مناسب نہ سمجھی باتون مین اوسکی تسلی کرکے انجام کار پر نظر فرمائی مگر جب آصف الدولہ نے عجلت ظاہر کی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ درصورت جلد ہو جانے ہماری مسندنشینی کے زر خطیر آپ لوگون کو دیا جاویگا اونہون نے سوچا کہ اول تو شجاع الدولہ کا بڑا لڑکا یہی ہے اور بموجب آئین وراثت کے بھی مستحق ہے ہمارا کچھ نقصان نہین بلکہ فائدہ ہوتا ہی پس اسی خیال سے دستار وراثت اوسکے سر پر باندھی اعیان دولت حاضر ہوئے اور نقارچی بھی جنازہ کے ہمراہی سے معاود ہو کر نوبت خانہ مین آگئے ہنوز باپ کی لاش دفن بھی نکرنے پائے تھے کہ نوبت خانہ سے آوازہ شادمانی بلند ہوا — آصف الدولہ

نے بعد جلوس میر مرتضی خان برادر زادہ مصطفوی خان کو جو صاحبزادگی کی عہد مین انکا میر سامان تہا نیابت کل کی خلعت عطا فرمائی ہفت ہزاری کا منصب معہ صاحب نوبت اور ماہی مراتب سے مخصوص کیا گیا مجید الدولہ کا خطاب پایا اور باپ کی رفقا مانند ایرج خان اور بشیری خان وغیرہ کے مایوس ہوکر اپنے فکر مین پڑے ایرج خان اس بہانہ سے کہ بادشاہ کے حضور مین حصول سند اور نجف خان بہادر کے استحکام رشتہ اتحاد کرے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور اس معرکہ سے اپنی رہائی کو غنیمت جانا۔ چند روز کے بعد آصف الدولہ نے معہ کل فوج اور والدہ اور جدہ معظمہ کی فیض آباد سے بمقتضاے عدم موافقت آب ہوا لکہنو کو عزم فرمایا اور شہر سے باہر ہوتے ہی اپنے مان کو پیغام دیا کہ باپ کے خزانہ نذر کرے کیونکہ شجاع الدولہ جملہ خزاین اپنے بیگم کے تحویل مین رکہتا تہا اور یہ امر جب سے انگریزون کی باہمی برتاو مین دیکہا تہا اسنے بہی رشتہ اتحاد کے مضبوط ہونے کیواسطے زر خزانہ بیگم کے تحویل مین رکہنا مناسب سمجہا تہا غرضکہ اس داد و ستد کے بارہ مین بہت کچہ گفتگو مان بیٹے کے درمیان مین واقع ہوئی اور انجام کار کو بیگم صاحب بدین شرط روپیہ دینے کو راضی ہوئین کہ آصف الدولہ اونکو فارغ خطی لکہدی غرض کہ آصف الدولہ نے ظاہرا پچاس لاکہ روپیہ اپنے والدہ سے لیکر فارغ خطی تحریر کردی چونکہ آصف الدولہ پیشتر چند نفر تلنگون کو مقرب خاص بنائے ہوئے تہا اور وہ بہی سایہ کے مانند اسکے آگے پیچہے لگے رہتے تہے اسوقت کہ آصف الدولہ بطور خود کار فرما ہوا ہر ایک کو اون پیادہا ے ہندو مین سے خطاب اور منصب اور خدمات عظیمہ اور رسالہ اور پالکی جہالردار عطا فرماکر اقتدار کامل عطا فرمایا اونمین سے ایک کو بیسواڑہ کی حکومت عطا کرکے گویا اپنی بدنامی خریدی اور اپنے پالکی کے کہارون مین سے ایک نفر کو راجہ مہرا کا خطاب دے کر سرفراز فرمایا غرضکہ اسکے مصاحبین بجز پوچ اور رزیل لوگون کے نہین ہین بعد چندے لکہنو ہوکر متوقف ہوا اور تہوڑے دنون کی بعد اٹاوہ مین آکر لشکرگاہ کیا یہ مقام صوبہ اودہ اور انتربید کی حدود مین واقع ہے یہان پہونچکر اپنے بہائی مرزا سعادت علی اور شیدی بشیر حبشی کو طلب فرمایا جسوقت یہ لوگ حاضر ہوئے اول سیدی بشیر کو مشمول عنایت فرماکر غافل کردیا اور جب اوسکے رفقا کو اپنے طرف بلالیا چند دنون کے بعد مخفی اشارہ کردیا کہ سیدی بشیر کو قید کرین اتفاقاً شیدی بشیر نے کچہ دیر پیشتر لوگون کے اژدحام ہونے سے اس حکم کی خبر پائی بیچارہ معہ رفقا کے متحیر ہوا کہ اب کیا کرے کہ ناگاہ اسی وقت مخالفین آپہونچے اسوقت میر بہادر علی سیدی یاریہ جو حبشی مذکور کا رفیق دیرینہ اور مرہون احسان تہا عرض کیا کہ جبتک میری زندگی ہے بندہ ان لوگون کو باتون مین لگاتا ہی

آپ جسطور سے ممکن سمجھیں اپنی راہ لیں اور چند اشخاص معتبر کو کہا کہ دریا یہاں سی نزدیک ہی آپ لوگ سیدی کے ہمراہ ہوکر اسکو دریا سی پار کرکے نجف خان کے ملک میں پہونچا دیویں یہ کہکر اپنے گھوڑے پر بشیر کو سوار کیا اور چند آدم آزمودہ ہمراہ کئے اور کہا کہ آپ حتی الامکان یہانسی فرار قبول کیجئے اسی مابین میں لوگ بشیر کے خیمہ پر آ پہونچے طرفہ شور و شر پیدا ہوگیا حبشی مذکور نے اسی معرکہ میں اپنی راہ لی اور میر بہادر علی نے مخالفین کے استقبال میں قدم اوٹھا کے سد راہ ہوکر دم آخر تک مردانگی کی داد دی اور نصف ساعت تک کسیکی جرات نہوئی کہ داخل خیمہ بشیر ہوکر حقیقت حال سی مطلع ہو اسی عرصہ میں سیدی بشیر گنگا پار ہوکر آصف الدولہ کے حد سی سلامت نکل گیا یہان جب میر بہادر علی نے شربت شہادت سی تشنگی بجھاکر گلگشت جنت میں قدم اوٹھایا ہر چند بشیر کو ڈھونڈھا نہ پایا بعد ازان آصف الدولہ نے مرزا سعادت علی کو علاقہ اختیار کار ملک روہیلہ سی جو شجاع الدولہ مقرر کر گیا تھا معزول کیا اور صورت سنگہ کو جو عہد پدر سی دیوان تھا مقرر کیا اور مختار الدولہ کی نیابت ایسی چمکی کہ آصف الدولہ سے بجز نام کے کچھ ظاہر نتھا اوسنے اپنے بڑے بہائی سید محمد خان کو اقتدار الدولہ بہادر کا خطاب دلاکر نائب صوبہ اودہ کرا دیا اور دوسرے بہائی معزز خان کو معزز الدولہ بہادر کے خطاب سے نائب صوبہ الہ آباد کیا اور ہر ایک اپنے دوست و اقربا کو صاحب اقتدار کردیا نوکران شجاع الدولہ و آصف الدولہ اسکے دست نگر تھے کسی کی مجال نتھی کہ اسکے برخلاف دم مارے —

مقرر کرنا مسٹر مڈلٹن کا حضور آصف الدولہ میں ارباب کونسل کلکتہ کا اور اوسکے بعد مسٹر جان برشٹو کا آنا

بعد رحلت شجاع الدولہ کے گورنر ہستنگ بہادر نے مسٹر مڈلٹن کو واسطے واد یداد و ضایع آصف الدولہ کے مقرر کیا تہا کسیقدر مدت گذری تہی کہ جرنل کلاورن اور کرنل کلیسن اور مسٹر فرانسیس کمپنی اور بادشاہ انگلستان کے طرف سی واسطے استکشاف احوال گورنر ممدوح کے آئے بتقریبات چند جسکا ذکر دفتر دوم میں ہوگیا ہے اول گورنر پر غالب ہوئے عملہ انگلشی جس جگہہ تہا بر وفق تجویز ارباب ثلثہ مذکورہ کے علی الرغم گورنر کے مقرر ہوا اور گورنر کا عملہ نوکر کردہ برخاست ہوا اونہیں دنوں میں مسٹر مڈلٹن بہی موقوف ہوئے اور مسٹر جان برشٹو اوسکی جگہہ متعین ہوا چونکہ جوان ہوشیار تہا آصف الدولہ کو معہ عملہ کے نادان جانکر دست تصرف دراز کیا بالکل دار و مدار اسی کا ہوگیا مختار الدولہ وغیرہ اسکی صلاح کے خلاف دم نمارسکتے تہے بندہ مورخ نے بر وقت ورود لکہنؤ کے اون بے عقلوں کو دیکہا کہ درحقیقت بموجب آیہ کریمہ کہ یہہ گروہ مانند بہایم کے ہیں بلکہ اونسے بہی بدتر زیادہ سراپا بہایم خو تہے — القصہ جان برشٹو براہ خوشامد مختار الدولہ کو اس عزم پر لایا کہ ولایت بنارس وغیرہ علاقہ راجہ بلونت سنگہ جسکی پچیس لاکہہ روپیہ مالگزاری اور ستر لاکہہ روپیہ کے قریب

محاصلات ہی سرکار کمپنی کو دلادیئے اوس احمق نے آصف الدولہ کو بیشتر جان برشٹو کی طرف سے امید و بیم سمجھا بہر ہا کر راضی کر دیا تہا بلا تامل عطاے ملک مذکور کی سند کمپنی کو لکھدی۔ گورنر ہسٹنگ بہادر اگرچہ اس امر سے کہ ملک بنارس ضمیمہ سرکار کمپنی ہوا خوش ہوا مگر اس نظر سے کہ خود بنارس تک آیا اور ملک مذکور کی درخواست کی اور شجاع الدولہ نے عذر بسیار درمیان مین لاکر ٹالا بالا کیے اور نہ دیا اور جان برشٹو جو اوسکے روبرو حکم دریا اور قطرہ کا رکہتا ہی اوسنے یہ ناموری ارباب کونسل کی روبرو پیدا کی کسیقدر ملول ہوا اور مختار الدولہ نادان نے باوجود اسقدر تواضع مفت کی اپنے حق مین کچہ بہی عہد و پیمان ارباب کونسل کلکتہ سے نہ لیا اوسوقت جو کچہ چاہتا فوراً ہو جاتا اور کسیکی مجال نہوتی کہ آنکھ اوٹھا کر اوسکی طرف دیکہتا نہ کہ مارا جاتا اگر احیاناً مارا جاتا اوسکے انتقام مین قیامت ہو جاتی بلکہ ریاست آصف الدولہ کی اوسکے اولاد کو ملجاتی لیکن تقدیر القصہ بنارس مع توابع وحق مرافق کے ضمیمہ بنگالہ ہوا اور معاملات ملکی و مالی صوبہ اودہ اور الہ آباد اور بتہر گڈہ اور کوڑہ اور اٹاوہ وغیرہ ملک روہیلہ مین بدون اطلاع مسٹر جان برشٹو کی کچہ نہوتا تہا آصف الدولہ نے کہنا شروع کیا کہ مسٹر جان برشٹو میرا بہائی اور مالک اور مختار ہی جو وہ کہی اوسکے مطیع ہوا اور فوج پدر کی تنخواہ عبث دینا سمجہکر اوسکے استیصال کی فکر مین ہوا—

آصف الدولہ کا لڑانا مختار الدولہ کو نجیب پلٹن سے اور شکست پانا پلٹن مذکورہ کا حکم خدا سے

شجاع الدولہ مغفور نے چار پانچہزار آدمی شریف مفلس شاہجہان آبادی پندرہ روپیہ ماہواری سے نوکر کیے تہے اور راحمد نامی اونکا سردار تہا اور تعلیم قواعد انگلشی کا اہتمام تہا ہر چند بندوقین توڑہ دار تہین مگر انہین مین نہایت چالاکی سے آگ بتلاتے تہے بلکہ چونکہ وہ لوگ نجیب و شریف تہے انکی پاس خاطر زیادہ ہوتی تہی آصف الدولہ رفقاے پدر سے بیزار در پے اضرار تہا ان لوگون کو جو کالپی مین تہے طلب کیا جب پہونچے اپنی لشکر سے دور حکم خیمہ دیا اور فرمایا کہ توپین داخل توپخانہ کرین اونہون نے ایک یا دو ضرب اپنے پاس رکہکر باقی داخل کردین اسنے اون دو توپ اور بندوق رکہدینے کا بہی حکم دیا سپاہیون نے جانا کہ تنخواہ ندینے کی نیت ہی کہا کہ ہمارا ازر طلب عنایت ہو تو ہم توپ و بندوق سب داخل کردین اسنے آشفتہ ہوکر مختار الدولہ سے کہا انکے سرتابی کی سزا دو اوسنے عرض کیا کہ یہ لوگ اپنا درماہہ مانگتے ہین اور کچہ غرض نہین رکہتے اوسنے کہا اگر تمہین تکلیف گوارا نہین ہم خود جاتے ہین جب اسنے دیکہا کہ خود بدولت حاضر ہوتے ہین بضرورت معہ فوج ملازم متعینہ

سرکار سوار ہوکر مقابلہ پر گیا وہ لوگ باوجودیکہ کوئی سردار نہ رکھتے تھے میر احمد مرگیا تہا مگر لاچار صف آرا ہوئے نزدیک تہا کہ اگر مدد نہ آوے مختار الدولہ کو ہٹاوین لیکن چونکہ مختار الدولہ کے طرف ہجوم بکثرت اور سامان بیقیاس تہا اور اودہر ہی وہ لوگ اکثر مقتول اور اکثر مجروح ہوئے باقیماندہ مفرور ہوئے اکثر لوگ ملازم آصف الدولہ جو کہ زور بازو تھے اس زد وخورد مین تباہ ہوئی اور وہ احمق اس فتح سے نہایت خوش ہوا اکثر ملازمین مخصوص بعض خواجہ سرا جنہین شجاع الدولہ نے فوج انگلشی کے تتبع سی جرنل کیا تہا اور ہر ایک کی ہمراہ چہ پلٹن معہ توپ واسباب وغیرہ متعلقات کے رہتی تہین صاحبزادہ کا احوال دیکہکر اپنے خیالات مین مصروف ہوئے منجلہ انکے بسنت خان خواجہ سرا جو شجاع الدولہ کا نہایت معتمد علیہ تہا اور فی الحقیقۃ جرات سی خالی نتہا مختار الدولہ سے ہمسری کرکے اطاعت نہین کرتا تہا لہذا مکرر باہمدگر ناچاقی ہوئی اور وسائل اور وسائط سے صفائی ہوئی اسی ضمن مین ایک مرتبہ ایسی رنجش بڑہی کہ آمیزش کی صورت نہوئی آصف الدولہ بہی باطن مین نسبت خود رائی مختار الدولہ کے جو شر جان بر ستو سی متفق تہا آزردہ ہوکر اوسکے گرانے کی فکر مین ہوا بسنت خان خواجہ سرا جرنل اس راز کو پا گیا چاہا کہ کسیطرح سی مختار الدولہ کو مارکر آصف الدولہ کا مورد عنایت ہو اور باطناً مرزا سعادت علی سے سازش کی کہ جب بندہ مختار الدولہ کو مارکر آوے تم معہ چند ہمراہیون کے سوار ہوکر حاضر ہونا بندہ حضور آصف الدولہ مین پہونچکر اوسکا بہی کام تمام کریگا اور آپ کو مسند ملجاویگی —

ذکر انجام دولت و عمر مختار الدولہ و بسنت خان خواجہ سرا اور مرزا سعادت علی کا حدود نجف خان کی اندر بہاگجانا

جب یہ مشورہ ہوگیا بسنت خان خواجہ سرا نے از سر نو مکر و فریب سی آشتی کی اور مختار الدولہ کی دعوت پر عداوت مقرر کی اس قرار سے کہ اول صبح سے اگر دونو وقت کہانا نوش کرے آخر شب بعد تماشائے لہو ولعب کے واپس دولتخانہ ہو چونکہ موت نزدیک آرہی تہی مختار الدولہ نے منظور کیا دربار میں آکر آصف الدولہ سے مرخص ہو بسنت خان خواجہ سرا کی مکان کو راہی ہوا بسنت خان خواجہ سرا نے اوس وقت تک بعض اپنے مخلصون کو کہ اونہین سے میر قدرت اللہ کے دو بہانجے مراد علی اور لطف علی تہے آگاہ کیا کہ قتل مختار الدولہ کا عزم ہی جب مختار الدولہ بسنت مذکور کے گہر پہونچا بسنت نے سر دروازہ تک استقبال کیا اور بکمال تواضع سواری سے اوتار کر مسند پر لا بٹہایا چونکہ فصل گرما تہی لشکر مین اکثر لوگون نے تہ خانہ بنائے تھے بسنت نے بہی اپنا تہ خانہ نہایت تکلف سی آراستہ کیا تہا جب آفتاب بلند ہوا

مختار الدولہ کو تہ خانہ مین تشریف لیجلنے کی تکلیف دی اوسی بسنت کی خبر تو تہی نہین اپنے پیرون ہی قبر مین اوترا عرض
کیا کہ درباری کپڑا اوتار کر بآرام تمام استراحت فرمائی اور اوسکے محبوبہ دلنواز کو بھی حاضر کیا دور
جام چل نکلا بعض اقربا سے مختار الدولہ بندہ ہی کہتے تہی کہ شراب مین زہر ملا یا تہا اگر نہ مارتے تو زہر
سے مرجاتا۔ القصہ جب دوپہر ہوئی مختار الدولہ نے بعض خدمتگارون کو بھی رخصت کرکے
ارادہ خواب آخرت فرمایا حتی کہ کوئی پاس نرہا میر مراد علی اور اوسکے بہائی نے معہ دو تین اور ہمراہیون
کے منکر نکیر کی صورت تہ خانہ مین آکر زیر تیغ بیدریغ کیا ریزہ ریزہ کر ڈالا بعض خدمتگار جو حاضر تہے
خان کی دہشت سے جان بچا کے خیمہ مین خبر پہونچائی بسنت خواجہ سرا معہ دو تین کمپنی کے تیار و مسلح
آصف الدولہ کے حضور مین آیا اور اپنے فوج کو معہ توپخانہ طیار کر آیا تہا محافظون نے کمپنیون کو
روک لیا اوسے تنہا جانے دیا اوسنے شمشیر برہنہ عین نشہ مین آکر تسلیم مبارکباد عرض کی کہ دشمن حضور
کو حسب الحکم قتل کیا آصف الدولہ نے اپنی جان کو ڈر کر کہا کہ شمشیر برہنہ کیون آتا ہے کیا میرا ارادہ
رکہتا ہی اوسنے عرض کی کیا مجال کہ نمکحرامی کرون اوسنے کہا شمشیر پہینکدے اوسنے دور ڈالدی جب بے
سلاح ہوا آصف الدولہ نے لوگون کو اشارہ کیا کہ قتل کرین فوراً سر تن سی اوڑا یا گیا بسنت کا عمو یا کہ
خالو جو مرزا کلان کے نام سی مشہور تہا اور اکثر دربار مین آتا تہا قضارا اوسوقت آپہونچا اور بسنت کو مقتول دیکہکر
متحیر ہوا اپنے حفظ آبرو کو تلوار عریان کرکے کہا کہ اگر مجہکو تعرض نہین تو مجہے بہی نہین آصف الدولہ نے
ڈر کر کہا تجہسے کسیکو مطلب نہین باہر جاؤ وہ اپنے راہ لگا مرزا سعادت علی اس خبر سی دست پاچہ ہوا
کہ کیا کرے اور مفت مین بدنام ہوا نہ مقدور مقابلہ آصف الدولہ تہا نہ یارا سے قیام تہا لاچار
گوشائین سی استمداد کی کہ اگر مدد کرو بہائی کو اوٹہا کر مسند آرا ہون تجہے درجہ اعلی پر فائز کرون گوشائین
کی جرات نہوئی جب مرزا سعادت علی لاچار ہوا گہوڑا طلب کیا گوشائین نے اپنے ہادیان جو کہ چالیس
کوس جانے کے مشتاق تہی دی مرزا سعادت علی اوسپر سوار ہوکر تفضل حسین خان اتالیق وغیرہ چند
لوگون سی بدون مزاحمت کے نکل بہاگا اور مرزا نجف خان کی حدود مین پہونچا مرزا سے مذکور نے بہت سا
استقبال کیا اور بکمال عزت جگہہ دی اور چند محالات بنا بر معاش مقرر کردیئے آمد و رفت مین بہت
پاس آداب کرتا تہا اکثر خود جاکر ملاقات کرتا اوسکو آنیکا روادار نتہا اگر احیاناً مرزا سعادت علی اوسکے مکان پر
آجاتا تا سر دروازہ استقبال کرکے اپنی مسند پر لابٹہاتا اور خود موؤب نیچے بیٹہتا۔

مقہور ہونا محبوب علی خان خواجہ سرا کا جو کہ شجاع الدولہ کی طرف سی کوڑہ اور اٹاوہ کا حاکم تہا

عہد شجاع الدولہ کے سردار لوگ وغیرہ ایسے ایسے حرکات دیکہکر اپنے اپنی فکر مین مصروف ہو

چونکہ اب ہندوستان مین نوکری تو رہی نہین اور نہ کوئی ایسا سردار مقتدر رہا لہذا بہر حال اوقات
بسری کرتے تھے منجملہ اُنکے محبوب علی خان خواجہ سرا جو کسیقدر صاحب جرات و عزت تہا اطوار
صاحب زادہ کے ملاحظہ سے نہایت متحیر تہا کہ کیا کرنا چاہیے لیکن فوج و اسباب بایستہ ہمراہ رکہتا تہا
معہ سوار و پیادہ برق انداز کی دس بارہ ہزار نفر جرار کے جمعیت رکہتا تہا اور رکوڑہ اور اٹاوہ کی اطراف
مین حسب الامر شجاع الدولہ کے نہایت کر و فر مین بسر کرتا تہا۔ آصف الدولہ کو اُسکا بھی استیصال
منظور ہوا اور یہ خیال فرمایا کہ نکل نہ جانے پاوے چند لوگون سے حاضر حضور رہے۔ یہ حال محبوب علیخان
کو بہی واضح ہوا بیچارہ نے ارادہ کیا کہ جب آصف الدولہ کوئی امر ظاہر ظہور کرے یہ بھی نمک حرامی
کا داغ لگا کر نجف خان سے جا ملے آصف الدولہ نے در پردہ مسٹر جان برشتو سے مصلحت کر کے
پلٹن انگلشی چند کپتان کی ہمراہ روانہ کی اور سبب استیصال اپنے فوج ملازم کا یہ تہا کہ چونکہ آصف الدولہ
کا روز و شب لہو و لعب چوسر بازی مرغ کی لڑائی پتنگ بازی وغیرہ مین گذرتا تہا اسکے سوا ہر امر
سے نفرت تہی نہین چاہتا تہا کہ ایک گھڑی امور مملکت داری مین متوجہ ہو اور ملکداری بدون
اشتغال امور عظیمہ اور فکر بلیغ اور درد سر اور لوگون کے سوال و جواب کے سُننے کے ناممکن ہے
حضرت کا وہ مزاج تہا کہ ایسے امور مین متوجہ ہونا ایک گھڑی بہی دم بند کرتا تہا اور انگلشیون کو
جانتا تہا کہ مجہسے نہایت راضی ہین اور میرے اضرار کے ہرگز روادار نہون گے یہ لوگ چونکہ ہوشیار
ہین فی الحقیقت ایسے شخص کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہین اور کسی طرح اوسکو ناخوش نہین کرتے
اوسکو معہ صحاب کے مطلق العنان کر دیا تہا بجز معاملات ملکی و مالی و انتظام فوج کی جو اپنے اختیار
مین لیا تہا کیا حسن اتفاق ہے کہ دونو اپنے اپنے دانست مین فارغبال ایکدوسرے کو مغتنم سمجھین
افسوس شجاع الدولہ کا وہ گہرانہ تہا کہ اس زمانہ مین قائمقام سلاطین ہند اور امیدگاہ لکھوکہا خاندہ
کا تہا لاکہون عمدہ اور عمدہ راجہ اس ملک مین بسر کرتے تہے اور اب بجز رذیل اور پوچ مصاحبان
آصف الدولہ کے بزرگان مذکور کا کہین نشان بہی نہین جہان پر بیس بیس ہزار سوار اور پچاس ساٹھ
ہزار پیادہ بر قدار رہتا تہا وہ مکان ویران ہوا چند پیادہ بلکہ یہ مفلوک دو دو تین تین روپیہ کی نوکری
مین افتخار سمجھتے ہین اور پڑے ہین القصہ کپتانان مذکور معہ تین چار پلٹن کی مثل مسافران کے حیلہ رہگذر
سے محبوب علی خان کے لشکر کی قریب پہونچے اور اوسکی ملاقات کی معلوم نہین کس سبب سے
آبادی مین شہر نے کی تعجیل ہوئی جب محبوب علیخان داخل بیت الحکومت ہوا اور فوج و توپخانہ بیرون
شہر چہوڑا بعد تین چار روز کے کپتانون نے آخر شب آہستہ آہستہ اپنی فوج آراستہ کر کے توپخانہ

درست کیا اور کوچ کر کے اول صبح نزدیک لشکر محبوب علیخان کے پہونچے یہان کے لوگ بیخبری
مین کوئی قضائے حاجت کو گئے کوئی سوتا کوئی جاگتا تھا مگر چند سنتری تلنگہ کہ مراد جو کی دار و نشو ہر حسب ضابطہ مزاحم
ہوئے فوج انگلستی نے کچھ نسنا ایک شلک کی میدان مین پہونچکر استادہ ہوئے بعض نے چلاکر
کہا کہ ہم فلانے طرف جاتے ہین اوسکی راہ تمہاری لشکر کے درمیان سے ہی لوگون نے منع کیا انہون نے کچھ نسنا
لڑائی ہو گئی ادھر کچھ تیاری تھی نہین انگلشیون کے ایک ہی شلک نے اکثرون کو بچھا دیا باقیماندہ
مشوش ہو کر مفرور ہوئے لشکر کے لچون نے مال و اسباب پر ہاتھہ صاف کیا محبوب علیخان
اس خبر سے سخت متحیر ہوا چونکہ بروقت ملاقات عہد و پیمان ہوا تھا کپتان مذکور سے رخصت ہو کر
مع اسباب حاضر حضور آصف الدولہ ہوا وہ تو چاہتا ہی تھا پہونچتے مشمول عاطفت فرمایا۔ لطافت علی
خواجہ سرا جو کمیدان بلکہ مالک بر گیڈ کا تھا کہ مراد چار پانچ پلٹن سے ہی اس حال کو دیکھکر باہر نکلجانے کی راہ ڈھونڈتا
تھا چونکہ ہمیشہ سے یہ معہود تھا کہ شجاع الدولہ کی سرکار سے ایک فوج بادشاہ کی دربار مین حاضر رہتی
تھی اور ایک شخص واسطے اس کام کے تجویز ہوا تھا اسنے اسی کو غنیمت جانا کارسازی کر کے حضور
شاہی کو چلا گیا اور مرزا نجف خان ذو الفقار الدولہ وغیرہ سے موافق ہو کر آجتک کہ سنہ ۱۱۹۰ ہجری ہے وہان بسر
کرتا ہے — اونہین دنون مختار الدولہ کے بھائی جو کمال اقتدار مین تھے بلا قصور مقید ہوئے اور
مال و اسباب اونکا مع اموال مختار الدولہ کے ضبط ہوا اور آخر کار کثرت سے جھیل کر رہائی پائی اور
مختار الدولہ کی بی بی اور لڑکے اور لڑکی کیواسطے ایک لاکھہ روپیہ کی جاگیر مقرر ہوئی ہنوز سید محمد خان
اور سید معز خان قید بلا تھے کہ بندہ مورخ وارد لکھنؤ ہوا او سوقتین آصف الدولہ موکل تو ابعین
اور مسٹر جان برشتو وغیرہ اصحاب انگلستی کے وہان رونق افروز تھا علاوہ نواب بیگم زن وزیر الممالک
صفدر جنگ بنت برہان الملک و الدہ شجاع الدولہ اور بہو بیگم شجاع الدولہ کی بی بی جو موتمن الدولہ
محمد اسحق خان بہادر کلان کی بیٹی تھی فیض آباد مین بسبب النسب تغیرات نواب شجاع الدولہ کی اقامت
گزین تھین — ✣

پہونچنا بندہ مورخ کا فیض آباد و لکھنؤ مین

مخفی نرہے کہ تولد مورخ کا اور مسکن آبا و اجداد پدری و مادری کا دار الخلافت شاہجہان آباد
ہے اجداد پدری سادات بنی حسن اولاد ابراہیم طباطبا سے ہین کورتیہ ابراہیم سادات کرام و اعلام عترت
طاہرہ مین ہین ایک اجداد بزرگ مورخ کا مدینہ طیبہ سے مشہد مقدس رضوی علیہ السلام مین پہنچا تب سے یہان وطن ہوا ایک
وہان سے وارد ہندوستان ہوا اول دہلی مین بعد شاہجہان آباد مین متوطن ہوئے اور اجداد

مادری سادات موسوی مین اولاد امام زادہ عالی مقدار سید احمد بن موسی بن جعفر علیہما السلام سے مشہور ہے جو حضرات
شاہ چراغ و متوطن دارالملک شیراز ہین اُنکے مزار شیراز مین نہایت معروف اور حاجت روا سے خلائق
ہین کرامات سے اکثر مشہور جد مادری میرے سید زین العابدین عمہ زادہ مہابت جنگ کا ہے بعد
انتقال اوسکی مان یعنی میری نانی مہابت جنگ کی عمہ حسب وصیت کی میری مان کی کتخدائی مین عجلت
کرکے فارغ البال ہوئی جو کہ سید مرحوم مذکور بعد گشتہ ہونے اعظم شاہ کے ترک نوکری کرکے
گوشہ گزین ہوا تہا بعد کتخدائی والدہ کے سات برس اور بسر کی اسی ضمن مین بندہ کی ولادت ۱۱۴۰ ہجری
مین واقع شاہجہان آباد واقع ہوئی اور بعد دو برس کے دوسرا بہائی سید علی تقی بہی پیدا ہوا اور
بندہ پانچوین برس مین اور برادر مذکور تین برس کا تہا کہ عسرت نے زور دکہلایا اور جدہ والدہ نے جملہ اپنی
اولاد کو مع ہر دو داماد کے ہمراہ لیکر اور گہر فروخت کرکے فریداباد بنگالہ مین جہان کہ مہابت جنگ شجاع الدولہ
ناظم کی رفاقت مین تہا آئین اور اپنے لڑکے کی اولاد کو مہابت جنگ اپنے بہتیجے کے سپرد کیا بعد چند
روز کے مہابت جنگ نے عظیم آباد کی نظامت پائی والد مرحوم اوسکی رفاقت مین پہونچے اوس وقت
سے آجتک کہ ۱۱۹۵ ہجری ہے بکام آرام مع مکان مال و اسباب کے حسب مقدور بسر کرتے ہین
۱۱۹۰ ہجری مین بندہ کو بسبب ضمانت ایک زمیندار کے جو سالہا سال سے مرہون احسان تہا پچاس ساٹھ
ہزار روپیہ کا خسارہ ہوا گہر وغیرہ بیچکر اور اکتیس ۳۱ ہزار روپیہ سودی مہاجن سے قرض لیکر ادائے
ضمانت کی اور قرض خواہ کے ہاتھ سے خصوص عملہ نظامت سے کہ بے موجب محض در پے ایذا
تہے رہائی پائی اور وجہ معاش اصلی قرضہ مین حوالہ مہاجن ہوئی اب تحصیل معاش کی کوئی راہ
نظر نہ آئی تاآنکہ ایک مہینے کے بعد امیر عالی قدر سراسر احسان امیر الدولہ جرنیل کاڈر بہادر فتح جنگ
جسکے مانند زمرہ انگلشیہ مین کیا بلکہ جمیع انسان مین ہا بر فقیر بلکہ کل کیواسطے ملنا ممکن نہین کلکتہ سے
مامور رہو کر عظیم آباد آیا چونکہ بندہ سے پہلے آشنائی تہی بندہ نے اوسکی ملاقات کی بندہ کا حال
دیکھکر نہایت متاسف ہوا فرمایا چونکہ یہان کسی سے تعلق نہین میرے ہمراہ چلو جو کچہ میسر ہوگا باتفاق
خرچ ہوگا بندہ نے اوسکی عنایت غنیمت جانی ہمراہ ہوا بعد اوسکے چلے جانے کی عقب سے قلعہ چنار ہو پہونچا
ہر چند وہانکا مداخل بقدر ضروری خرچ کے تہا مگر بندہ کو کار ہائے مالی مین وہانکا مختار کیا اور ایک مکان
جس مین بندہ مع عیال و اطفال کی بسر کرے اپنی سرکار سے دلایا اور اپنے خاص سواری کا بجرہ جو کہ مانند خانہ
وسیع کی تہا عظیم آباد بہیجا اور زاد راہ بہیجکر میرے عیال و اطفال کو منگا دیا اور تین سو روپیہ ماہواری میری
لڑکون کے نام مقرر کردیا اور اپنے خانساماں کو حکم دیا کہ شمع کافوری وغیرہ جو اشیائے ضروری ہو بلا استفسار

حوالہ کردیا کرے بہرحال ہروقت غیر کی خوشنودی کیا کرتا تھا چونکہ جانتا تھا حاصل قلعہ خرچ ضروری کو بھی وفا نہین کرتا اور سنا کہ افواج آصف الدولہ جو کہ قواعد انگریزی جانتی ہے جو سردار کہ اوسکی تعلیم اور خبرگیری اسباب وسامان مناسب فوج کے کرسکے ایسا کوئی نہین پس قرار پایا کہ فرقہ انگلشیان سے کوئی کرنل حسب مرضی آصف الدولہ کے مقرر ہو اس دریافت حال سے جرنل مذکور کو جو اوسوقت مین کرنل تھا ارادہ ہوا کہ اگر یہ کام اوسکے نام مقرر ہو مناسب ہے فائدہ طرفین سے خالی نہوگا لیکن چونکہ شرمان بر سوسے جان پہچان نتھی اور خود اپنی طرف سے سائل ہونا گوارا نتھا بندہ سے اشارہ کیا بندہ نے کہا کہ کسی آشنا انگلشی کو نام میری سفارش کا خط لکھدیجے تاکہ بندہ اپنے کام کو جاوے اور آپکی درخواست احسن وجوہ سے پیش کرے خدا سے امید ہے کہ درستی مدعا ہو اوسنے پسند کیا بندہ کو مرخص فرمایا بندہ گھربار کو وہین چھوڑکر روانہ فیض آباد لکھنو ہوا چونکہ بلدہ جونپور راہ مین واقعہ ہے بندہ کا ورود شہر مذکور مین ہوا حضرت فضائل دستگاہ مولانا محمد عسکری روح اللہ روحہ کا شہرہ نکوئی اور بزرگواری مدتون سے سنا تھا اور قصبہ چپاوڈہ مین زبانی اونکے شاگرد سعید مولوی سید ظفر علی کی بھی سنکر مشتاق ہوا تھا پس جذبہ تمنا نے خدمت سراپا افاضت مین پہونچایا دو گھڑی کامل شرف حضوری رہا درحقیقت جو کچھ سنا تھا اوس سے زیادہ پایا بطریق تبرک چند خصائل اوس بزرگ کے زیب تحریر کرتا ہون ۔

ذکر خصائل جناب فیضمآب مجموعہ دانشوری مولانا محمد عسکری روح اللہ روحہ

شہر جونپور کے سادات کرام مین ہے انواع علوم اور اصناف فنون مین وحید عصر حسن بیان اور طلاقت لسانی مین فرید دہر مدت تک افادۂ علوم کرتا رہا اور تھوڑی سے معاش مین قانع رہا ہرچند کہ تحصیل اکثر کتب متداولہ کی حسب معمول نہین فرمائی تھی مگر ذکای طبیعت سے مطالعہ کتب کیا گیا جمیع فنون منقول ومعقول فروع واصول مین تبحر حاصل اور قوت مالاکلام سے مشکلات ہر فن کے اوس نحو سے تقریر کرتا کہ جاے انگشت نمی حافظ فرد نگار من کہ بمکتب نرفت وخط ننوشت + بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد ۔ آپکا مشغلہ تدریس ہے یہ شغل بھی کیا عمدہ ظاہر و باطن مین خوبی رکھتا ہے اونکا طور بھی اس زمانہ کے فضلا سے کچھ متفق نتھا اظہار فضیلت کو جاے ذلت سے جانتا تھا اور ہر نیکی کو جو باعث غرور ونخوت ہو بدی سے زیادہ خیال فرماتا کسی کی بدی کبھی نہ سنتا اگر کوئی کسی کی غیبت کرتا تو اوسکو اپنے تقاضاے خلق سے علانیہ مانع نہوتا بلکہ اوسطرح مانع ہوتا کہ اوسکو گران نگذرتا اوسکو حسن

تقریر کا یہ نمونہ ہی کہ فرماتا تہا کہ مجہو شیخ صدر جہان عرف میان انگنون سی جو فضلاے ہم عصر مین تہا اور فن معقولات اور مناظرہ مین دستگاہ کامل رکہتا تہا نہایت اعتماد تہا ایکروز شیخ کی گہر مین بیٹہی تہی کتاب فواتح میر حسین میبذی میرے ہاتہ مین تہی چونکہ مذہب میرا التشیع شیخ کو بخوبی معلوم تہا فرمایا کہ ہم تم مناظرہ کرین تاکہ تحقیق ہو جاے کہ مذہب سُنّی عمدہ ہی یا شیعہ بندہ نے بدین نظر کہ وہ علم و فضل و سن و سال مین بڑی تہی عرض کیا کہ میری کیا مجال کہ آپ سی مناظرہ کرون شیخ نے دو تین مرتبہ یہی کہا اور بندہ نے وہی جواب دیا جب زیادہ مبالغہ و اصرار کیا یعنی کہا الامر فوق الادب بندہ نے کہا اگر امر ہی تو بہتر عرض یہ ہی کہ احد الفریقین کی حقیقت کی اثبات کلام الٰہی اور احادیث سی کہ اول مین احتمال ذو وجوہ ہی اور دوسرے مین احتمال وضع اور اختراع اور تاویل نہایت مشکل ہی اور خالی اشکال و دشوار سی نہین اور مدار شیعہ سُنی ختنی شرافت سی نسبت مختلفہ کا اسیر ہی کہ افضل الناس بعد نبی ابوبکر بن ابی قحافہ یا علی بن ابی طالب اور افضل کو لابد مایہ الفضل ہے پس اول بہتر ہے کہ مایہ الفضل مین گفتگو کرین یا قطع نظر آیات و احادیث سی جو افضل ہو معلوم ہو جاے پس ایک سوال ہی کہ عالم مین جملہ چیزون سی صفات و عادات و صناعات وغیرہ سی کون چیز افضل و اشرف ہی اونہون نی بعد تامل جواب دیا کہ صفت علم کی افضل و اشرف ہی کہا سچ ہی مگر علم بہی مختلف ہین کون سا علم علمون سی اشرف ہی اونہون نی جواب دیا کہ علم الٰہیہ اور صفات الٰہیہ بندہ نے کہا کہ حضرت علی بن ابیطالب سی کیسے خطبہ اور رسایل اور قول معرفت توحید ذات باری مین مشہور ہین اور اکثر آپ کی نظر سی بہی گذرے ہونگے اب آپ فرماوین کہ ابوبکرؓ نی اس باب مین کیا فرمایا ہی تاکہ دونو کو ملاحظہ کیا جاوے یہ سُنکر شیخ مذکور سر بگریبان تفکر ہوا اور بعد دیر کی قہقہہ زنان سر اوٹہا کر ہاتہ زانو پر دی مارے اور کہا العجز عن درک الادراک ادراک یہی قول ابوبکرؓ بن قحافہ کا ہے یہ کہکر متاسف ہو کر فرمایا افسوس کہ اتنی مدت جہالت مین بسر کی شکر خدا کہ بدولت تمہارے صحبت کی ہدایت پائی ایک دو معما سید مذکور کی نتایج طبع درج ہوتی ہین معما باسم علی + تا در قفل کفی شگافتہ ام از علی جز علی نیافتہ ام + باسم کامل + جگر را سوزد و گوید جفا نیست + سر مو در دل یارم وفا نیست + باسم شہاب خان + گل شبنم زدہ شرمندہ ازان گلچہر است + شہ خوبان فرقش لب بروی جہر است + عمر اوسکی ستر سے گذر گئی تہی سنہ ۱۱۹۰ہجری مین بہشت نصیب ہوا ابر دالله مضجعہ تاریخ یہی حشرہ الله مع آبایہ الکرام۔

رجوع بذکر سفر و سیلہ ملاقات سید محمد و ح کا

جبکہ مؤلف لکہنو مین پہونچا مستر برشٹو سی ملاقی ہوا جسطرح مناسب سمجہا کرنل دریا دل کی اوصاف بیان کیے بندہ نہین جانتا کہ آصف الدولہ نی اور سنے ظاہر کر کے کلکتہ کو لکہا یا کہ دوسرے تجویز سے کار مذکور بنام کرنل

موصوف مقرر ہوا اور کونسل سے بھی پذیرائی ہوئی حکم بحالی کرنیل کا دردکی نام صادر ہوا مسٹر جان برسٹو نے بندہ کو اطلاع دی بندہ نہایت خوش ہوا جلد لکھنؤ سے معاودت ہوا ۔ اور قبل اپنے پہونچنے کے ایک خط خوشخبری بنام کرنل کو لکھہ بہیجا لیکن قبل پہونچنے میرے خط کے کرنل کو حکم کونسل کی پہونچنے سے آگاہی ہوگی بمقتضاے شفقت جو بندہ کی حال پر رکھتا تہا اپنے منشی ملازم کو مع ہرکارون اور بجرہ خاص کی بنابر اسباب وعیال واطفال بندہ کے چپاڈہ مین چہوڑا اور تاکید کرکے خود براہ خشکی بسواری ڈاک روانہ لکھنؤ ہوا اور ایک خط مشعر حال اور عزیمت کا بنام بندہ کی تحریر کیا اور قاصد چالاک کے ہاتہہ روانہ کیا تاکہ راستہ مین جہان بندہ ملے پہونچاوے فقیر نے مقام جونپور مین خط پایا عیال واطفال کو لیکر لکھنؤ واپس ہوا اور قریب دس مہینے کے یہان رہا اس عرصہ چودہ مہینے مین جو بندہ اوس جواد کے ساتہ رہا اوسنے قریب دس ہزار روپیہ نقد کی رعایت بندہ کی ساتہ فرمائی اور بندہ کی مفارقت کا روادار نتہا مگر اوسکا نقش مراد وہان درست نبیٹہا مسٹر مڈلٹن جو کہ بعد مسٹر برسٹو کی وہان مقرر ہوا کرنل مذکور اوس سے امید اتحاد رکہتا تہا بحسب اتفاق وہ امید نہ ظاہر ہوئی باہمدیگر صحبت ناچاق ہوئی بندہ نے ابتدامین پایان صحبت کو خیال کرکے جبراً خصت ہوکر عظیم آباد کی راہ لی ۔

ایرج خان کا شاہجہان آباد سے معاودہونا اور آصف الدولہ کی نیابت پر مقرر ہونا اور تہوڑے عرصہ مین مرنا اور حسن رضاخان اور حیدر بیگ خان کابلی کا آنا

بندہ جب اول لکہنو آیا معلوم ہوا کہ بعد کشتہ ہونے مختار الدولہ کی چونکہ کوئی سزاوار نیابت نملا لاچار ایرج خان سے جو بعد انتقال شجاع الدولہ کی سوال وجواب کی بہانہ سے نکل گیا تہا ذکر کیا گیا آصف الدولہ نے رقم دلجوئی اوسکا نام صادر فرمائی مگر اوس صاحبزادہ کی تحریر سے اعتماد نتہا مسٹر جان برسٹو سے مستدعی عہدنامہ حفظ آبرو ہوا جب مسٹر موصوف کی تحریر پہونچی حاضر ہوکر عہدہ نیابت پر بعنایت خلاع فاخرہ ہاتہی گہوڑا پالکی جہالردار سے معزز ہوا بنابر اسکی کہ اقربا سے مختار الدولہ سے گرانی رکہتا تہا اور خیالات انتظام بہی درپیش تہے سید محمد خان اور سید معز خان برادران مختار الدولہ کو مع بعض انکی معتمدین کی مورد عتاب کرا کر مقید کیا اور ہر قسم کی تعذیب اور تنبیہ اونکے حق مین فرمائی بندہ نے بپاس سیادت اور نیز اس نظر سے کہ خاندان مختار الدولہ سادات طباطبائی سے تہا سعی کی کہ رہا ہون مگر کچہ پیش نہ گئی بعد انتقام قرار واقعی رہائی پائی لاکہہ روپیہ سالیانہ مختار الدولہ کے فرزند کو مقرر ہوا دونو بہائی کبہی کبہی باریاب حضوری ہوتے تہے اکثر خلوت اور گوشہ مین بسر کرتے تہے محمد علیخان ہمشیرہ زادہ مصطفی خان جو مختار الدولہ کا عمہ زاد اور اوسکے عہد مین

صاحب اختیار تہا بندہ سے عظیم آباد سے جب کہ وارد بلدہ مذکور ہو کر بروقت عہد عالیجاہ کے مہاراجہ شتاب رای کے زمانہ مین پرگنہ سانڈہ اور پلیا کا عامل تہا آشنائی رکہتا تہا اسوقتین کہ بندہ کرنل گاڈرڈ کی رفاقت مین وارد ہوا باہم اختلاط اور آمد و رفت در پیش ہوئی نہایت خواہان تہا کہ کسی مرتبہ پر فائز ہو مگر مختار الدولہ کے بہائیون کی جہالت سے کچہ حاصل نہوا بندہ کو بکرر آصف الدولہ کی حضور سے خلوت میسر آئی ظاہرا شعور و خرد سے بے نصیب تہا نہایت درجہ صحبت اراذل و پوچ نوکرون مین مصروف تہا اور بجز لہو و لعب کے کسیطرف راغب نتہا جس فعل سے عوام متہم کرتے ہین وہ اوسکے اوضاع ظاہری سے ظاہر نتہا بلکہ نہایت دور معلوم ہوتا تہا کبہی کبہی اونہین اردلی والونکی ترغیب سے بندوق و تیر اندازی مین راغب ہوتا تہا ہر روز صبح سے دوپہر تک ایک باغ سے دوسرے باغ مین یا ایک جنگل سے دوسرے جنگل مین جاتا اور فیلخانہ کے تماشا مین بسر کرتا بعد دو تین روز کے ہمیشہ ہاتہیون کی لڑائی دیکہتا پہر ایسے ہی مشاغل مین صبح و شام گذرتی دوسرا کوئی کام نتہا زمانہ حیات اور اقتدار مین مختار الدولہ کے سالار جنگ نے اپنی لڑکی اوسکے لڑکے سے منسوب کی تہی بعد کشتہ ہونے کے اوس نسبت سے منکر تہا آصف الدولہ نے سالار جنگ کو مبالغہ و اصرار سے راضی کیا اور خود مستدعی اس شادی کا ہوا اس عمل مین نہایت شائق تہا جہان شادی ہوتی ایکطرف آپ ہوجاتا اور دوسرے طرف کسی عملہ کو مقرر کرتا ایک مرتبہ ہنگام قیام بندہ کبہی قائم خان فوجدار فیلخانہ کے جشن طوی مین حاضر ہوکر مہتمم شادی ہوا —

ذکر امام بخش غلام بچہ نافرجام اور اسکا اقتدار پانا

ایک غلام بچہ کسی کا امام بخش نام نہایت بد آغاز و نافرجام تہا آصف الدولہ کی عہد طفلی مین اپنے آقا کی پاس سے بہاگ کر آصف الدولہ کی پاس پہونچا اور مقرب ہوا شجاع الدولہ نے اوسکے شر و فساد پر اطلاع پاکر مدتون قید رکہا بعد مدت مدید رفقای عزیز کی سفارش سے رہا کرکے حکم اخراج دیا تہا وہ مخفی نواح پرگنہ ٹانڈہ مین رہتا تہا اور اپنی اقامت کی خبر آصف الدولہ کو کیا کرتا تہا بمجرد انتقال شجاع الدولہ کی آصف الدولہ نے پروانہ طلب اوسکے نام صادر فرمایا اور اسوقت مین جب کہ بندہ وارد لکہنو تہا وہی غلام بعد مارے جانے مختار الدولہ اور بسنت علیخان خواجہ سرا کے جملہ فوج تلنگہ ملازم سرکار آصف الدولہ کا جو کہ قریب بیس چالیس ہزار پیادہ اور چار پانچ ہزار طرق سوار جرار کے تہے جرنل ہوا تہا بندہ سے مکرر ملاقات ہوئی اور اوسکی گفتگو سے

خدا جانتا ہے کہ نہایت پاجی اور صورت و سیرت مین جملہ مخلوق سے بدتر تہا دو روپیہ ماہواری خدمتگاری کی بہی بسبب فسادون ذاتی اپنے کی بموجب اس قول کی نہ رکہتا تہا سہ گران تہا جو سچ پوچھیے ہیچ سے لیاقت نتہی فی الحقیقت لائق دوکانداری بنگ فروشی لشکر کی تہا حسن رضا خان نائب باوجود تمام اقتدار کی اس ملعون سے خوف کہاتا تہا تعجب یہ ہی کہ بعد چلے آنے بندہ کے تہوڑے دنون مین آصف الدولہ کی طبیعت اوسکی مصاحبت سے آسودہ ہوئی نہایت ذلت وخواری مین اپنے ملک سے خارج کیا اور حکم دیا کہ اگر کوئی اوسے جگہہ یا سواری کو چارپایہ دیگا اوسکا مال و اسباب ضبط ہوگا وہ بد انجام برہنہ پا شہر و ملک سے بدر ہوا پہر کچہ خبر معلوم نہین ہوئی اور درباب عطاے تنخواہ کی آصف الدولہ کا یہ حال تہا کہ بجز ملازمین اردلی کی اور کوئی ملازم لشکر تنخواہ طلب کرے اوسکا دشمن اور دم توپ کرنے مین نہایت بیباک بلا سخن بعض لوگ قبل ہونچنے بندہ کے بلوا کرکی تنخواہ اپنی لیگئے تہے اونمین سے چند نفر جب کہ بندہ وارد لکہنو تہا اوسکے ہاتہ لگی اول چند روز قید ہوئے بعدہٗ دم توپ کردیا بندہ نے سبب سیاست جو لکہا گیا اوسی جگہہ کی لوگون سے سنا بعد چند روز کے گوشایین بہی جو کہ عمدہ سردار سرکار مذکور کا تہا قابو پاکر معہ اسباب و سامان کے چلا گیا اور نجف خان کی لشکر مین ہو رہا اسیطرح اکثر اقرباے برہان الملک اور صفدر جنگ کی نجف خان بہادر کی پناہ مین چلے گئے۔

انتقال کرنا ایرچ خان کا اور ظاہر ہونا حسن رضا خان اور حیدر بیگخان کا

دو تین مہینے گذرے تہے ایرچ خان کارگزار نے جو کہ دربار آصفی کا مرجع صغار و کبار تہا تہوڑا سا انتظام کیا تہا اور جان برشتو سے سوال جواب کر رہا تہا کہ آپ علاقہ ملکی و مالی مین کچہ کام نہ رکہین جو روپیہ اپنا بابت قرض کے ذمہ آصف الدولہ عائد کرتے ہو اوسکی قسط مقرر کردو مجہسے نقد لیا کرو اور یہ روپیہ عہد شجاع الدولہ مغفور کے ملک سے ہاتہ اوٹہاکر موافق عہدنامہ کمپنی کے عمل کیجیے اگر نامنظور ہو اور سوال جواب کرنا ہو بندہ معہ آپ کی کونسل مین گفتگو کرے گا مسٹر جان برشتو اسکے طلب کرنے سے نہایت شرمندہ تہا تدبیر مین تہا کہ کیا کرے اسی عرصہ مین بعارضہ مادہ سوء القنیہ اور ضعف و برودت جگر کے جو بیشتر سے رکہتا تہا منجر باستسقا ہوا اور ایک چند روز تک بیمار رہکر رحلت کرگیا اب آصف الدولہ اور جان برشتو کے دلمین تقرر نائب کی فکر ہوئی چونکہ حسن رضا خان شجاع الدولہ کے عہد سے باورچیخانہ کی داروغگی اور کسیقدر تقرب سرکار رکہتا تہا اور اس عہد مین بہی زیادہ تر صاحب تقرب خلوت اور جلوت اور حاضر باش تہا نیابت کی تجویز اسکے

نام پر ہوئی لیکن اس نظر سے کہ محض ہاتھی اور آرام طلب عشرت دوست اور کم محنت تہا مستعفی ہوا
اور لوگ بھی حیران تھے کہ عہدہ نیابت سے جو بات منظور ہے اوسکا متصدی یہ نہین ہو سکتا پس
اس بیچارہ کو کیون تکلیف دیجاوے خدا معلوم کس سبب سے رائے مسٹر برسٹو کی یہ رائے ہوئی
نیابت کل کی خواہ اسی کی نام ہو اور اسکا نائب دوسرا شخص کاردان ہوشیار کیا جاوے
اسمعیل بیگ خان نامی مغل ولایت جو کہ عیار اور دنیا دار اور جسوقت کہ بادشاہ اور فوج انگلشی الہ آباد
مین بھی سرکار انگلشی کی طرف سے داروغہ ڈاک اور اخبار تہا چونکہ حیدر بیگخان کابلی سے سازش اور
طمع نفع رکہتا تہا اور وہ بھی اوسکے واسطے سیر باز ع بو یا کرتا تہا ایرج خان کی بیماری کی وقت سے
مسٹر مذکور سے اوسکے نیابت کے لیے ذکر کیا کرتا تہا مخفی نرہے کہ یہ حیدر بیگ اور مرزا انور بیگ دونو بہائی
کابلی زاد عامل پیشہ شجاع الدولہ کے عہد مین اکثر پرگنات صوبہ اودہ کی مستاجر تہے لیکن نہایت سخت
گیر حتی کہ دوستون سے بھی غرض آشنا تہے شجاع الدولہ کی عہد مین بنا بر وصول بقایاے زر کی نہایت سختی مین
قید رہے کہ اوسی دار و گیر مین بڑا بہائی مر گیا حیدر بیگ خان نے سفارش سے رہائی پائی تا آنکہ تقدیر سے
دو کرور ملک کی نیابت پر بموجب کہنے والون راست گو یونکر سے جو کہ قسمت مین ہوگا قریب و دور خواہ تو طلب نہ لیگا ملے گا ضرور
سرفراز ہوا القصہ پہر حیدر حسن رضا خان نے انکار کیا مگر یاوری قسمت و فیض عنایت مسٹر جان برشٹو سے آصف الدولہ کی نیابت اوسکے
نام مقرر ہوئی اور حیدر بیگخان مذکور اسکی نیابت پر سرفراز ہوا دو خلعت فاخرہ جواہر ہاتہی گہوڑا عنایت ہوا حیدر بیگخان کار مرجوعہ
مین مصروف ہوا اور حسن رضا خان نے جو لاکہ روپیہ درماہہ کی جاگیر پائی کمال عیش و عشرت و خلوت مین
مصروف ہوا اور اس شعر حافظ کی ظاہری معنی پر سے صحبت ساقیا قدحی پر شراب کن * دور فلک
درنگ ندارد شتاب کن ـ عمل فرمایا صحبت شراب و کباب مین شاغل اور آمد و رفت دربار سے
غافل ہوا جو آیا فوج و ملازمین کی تخفیف کرتا تہا عمل مین عجب طور کا انقلاب ہوا بعض خراب بعض
باآبتاب ہوئے جب مسٹر برشٹو کی تدبیر درست ہوئی کلکتہ مین جرنل کلاورن کو محاسبان
اجل نے گہیرا دم مارنے کی مہلت ندی گورنر ہیسٹنگ بہادر کی طرف قوی ہوئی مسٹر جان برشٹو
معزول ہوا اور اوسکی جگہ مسٹر مدلٹن مقرر ہوا اس خبر کے سنتے مسٹر جان برشٹو کلکتہ کو روانہ
ہوئے جرنیل گاڈرڈ باعتماد دوستی مسٹر مدلٹن کے بہت خوش بندہ کو بھی امیدوار رکہا
اوسوقت فرخ آباد مین تہا کہ مسٹر مدلٹن لکہنؤ مین داخل ہوا اور بندہ کی جست جو ہوئی اور
ایک کرانی سے جو مسٹر برشٹو کے دوسرے درجہ پر تہا کہا کہ فلان کہان ہے گورنر بہادر نے اوسکی
سفارش مجہسے کی ہے اور پہر ایک خط اوسکو میری معرفت بہیجا ہے جب بندہ کو زبانی کرانی

مذکور کے معلوم ہوا قبل ورود جرنل مذکور کے اوس سی ملاقی ہوا اوسنے خط گورنر کو مجھے دیکر خلوت مین پڑہنی کا حکم دیا سینے پڑہکر مضمون ظاہر کیا بہت التفات فرمایا اور کہا ہمیشہ جو منظور ہو خلوت مین کہا کرنا چندروز اسی رنگ سی گذرا کہ اوس انگلشی کرانی نی ہمین دخیل دیکہکر بدین نظر کہ جب یہ دخیل ہوا مین معطل ہونگا حیدر بیگخان سی سازش کرکے مسٹر مدلٹن کو سمجہایا کہ اسکا دخیل ہونا مناسب صلاح نہین مسٹر مدلٹن بہی ملول ہوا وہ سارا التفات جاتا رہا بے التفاتی سے پیش آنے لگا بندہ نی سمجہا کہ اب یہان کے رہنی مین فائدہ نہین کب تک جرنل گاڈرڈ کا بار سہا جاے نہایت سماجت سی جرنیل موصوف سی اجازت لیکر عظیم آباد آیا چند مہینے کے بعد جرنیل گاڈرڈ کی بہی محبت مسٹر مدلٹن سی ناچاق ہوئی وہ بہی مستعفی ہوکر کلکتہ کو روانہ ہوا بندہ کو خاص بجرہ کی سواری مین ہمراہ لیگیا وہان ہرچند روز برآمد کار کی امیدوار رہی تا آنکہ جرنیل موصوف مہم دکن پر جیسا کہ دفتر دوم مین لکہا ہی مامور ہوا اور بندہ بہی واپس ہوکر عظیم آباد آیا۔ احوال ملک شجاع الدولہ کا آجتک ویسا ہی ہی حسن رضا خان بدستور نہایت آرام مین اور حیدر بیگخان انفصال معاملہ مرام مین مشغول ہی مسٹر مدلٹن حسب سعی مسٹر بارول کی جو کہ اصحاب خمسہ کمیٹی تہا ایک برس ہوئے کہ ولایت سے جاکر چند مہینی معزز رہا بمجرد جانے مسٹر بارول کی ولایت مین از سر نو مسٹر مدلٹن اور مسٹر جانسن باتفاق مدار المہام روانہ لکہنو ہوئی سر رشتہ کل معاملات کا اصحاب انگلشی کے ہاتہ مین ہی۔

باقی احوال نجف خان بہادر اور بادشاہ کا آجتک کہ سنہ ۱۱۹۵ ہجری ہی مین

نجف خان بعد تسلط اکبر آباد اور تسخیر قلعہ ڈیک کے روز بروز صاحب اقتدار ہوتا گیا فوج کی کثرت مبالغہ پر گمان ہوگی نجف قلی خان اور افراسیاب خان سنے اپنے چیلون کو صاحب رسالہ کیا جسمین دس بارہ ہزار سوار اور اسیقدر پیادہ ہونگے فی الحقیقت یہ لوگ لیاقت سروری رکہتی ہین خصوص نجف قلیخان جسکی شجاعت ہمعصرون مین مشہور ہی اکثر معرکون مین اچہی سپہ گری دکہلائی نجف خان بہادر سے ہمسری کی اور محمد بیگ خان ہمدانی نجف خان بہادر کا ثانی کل امور نجابت اور شرافت نسب مین اکثر رفقاے مخصوص ان چیلون سی افضل ہی اور سردار بہی ملازمان شجاع الدولہ مانند ہر دو گوشایئن معہ فوج چہ سات ہزار سوار کے اور مرتضی خان ولد مصطفی خان بہادر بیر جنگ پانچ ہزار سوار سے اور اکثر صفدر جنگ کے اقربا مانند اولاد مرزا یوسف کور کے ان سبہونکو

حسب لیاقت سرداری فوج عطا ہوئی ہر ایک کو ملک بقدر حاجت دیا اور بقدر ضرورت ملک
مسخرۂ خاص سے کسیقدر اپنے ہاتھ مین رکہا اکثر ملک توابع مہاراجہ جی سنگہ دہیراج سوائی کا
مسخر کیا بار بار اجپوتانیہ کچہواہہ سے محاربہ کرکے غالب آیا اور دشمنون دولت اپنے کو کہ طرفون اکبرآباد و شاہجہانآباد
کی قیام پذیر تہے اکثر مغلوب و مقہور کیا عبدالاحد خان کشمیری وغیرہ ارکان دولت ہمیشہ نامزد اور بادشاہ انکا تابع رہا ہے نجف خان کے
اقتدار سے حسد آیا ضابطہ خان کو جو صاحب الوس جماعہ افاغنہ اور روہیلہ کا ہے بعد قتل حافظ رحمت کی جب افاغنہ مستاصل ہوکر
اُسکے پاس رجوع ہوئے تہے یہ احمق محسن فراموش باقتضائے طبع افغانی اور عبدالاحد خان کی اشارات نہانی سے
باوجود احسان عظیمہ نجف خان بہادر کے باغی ہوگیا نجف خان بہادر نے اُسکے گوشمال پر
توجہ فرمائی آخرکار بعد مقابلہ و مقاتلہ نجف خان کے فتح ہوئی ضابطہ خان باقی ماندون کی ہمراہ
جو ہنوز تین ۳ ہزار جرار تہے جانب غوث گڈہ کے بہاگا اور قلعہ مذکورہ مین پناہ گزین ہوا
اور وہان پر اطراف و جوانب کے سکہون سے ایسے رجوع عہد و پیمان کیے کہ یہ شہرت ہوئی کہ
اوسنے دین اسلام چہوڑا سکہ کا مذہب اختیار کیا نجف خان بہادر نے بعد چندے جاکر قلعہ کا محاصرہ
کیا اور افاغنہ کے قلعہ کی نیچے مورچال باندہے اور ایک مہینے چند روز کی بعد میدان مین نکل کر لڑائی
کرتے رہے اور شکست پاتے رہے لاعلاج ضابطہ خان نے امان خواہی کی اور ذوالفقار الدولہ
نجف خان کی سرداران لشکر کی حمایت سے حاضر ملاقات ہوا اور جواب سوال مصالحہ کے خاطرخواہ
نہ دیکہکر رخصت خواہ ہوا نجف خان بہادر نے بلاعذر اجازت دی وہ اپنے مقام پر جاکر ہمقومون
اور سکہون سے مشورہ طلب ہوا آخرکار مرنے مارنے کی رائے قرار پائی ایک روز بہیئت مجموعی
جان سے ہاتہ اوٹہاکر نکل پڑے واقعی دل کہولکر لڑائی ہوئی ایک دوسرے پر سبقت کرتا تہا
تیغ و خنجر کے چمک پر کودتا تہا نجف خان بہادر بہی سرگرم دلیری ہوا ہر ایک کو اپنی دستبردی
دکہلانا کار تہا آسمان تہراتا تہا وہ زد و خورد کا گرم بازار تہا کہتے ہین کہ اس نواح مین بعد جنگ ابدالی
کے جو میدان پانی پت مین مرہٹہ سے واقع ہوئے ایسی لڑائی نہین ہوئی لاکہون دہڑ بے سر نظر
آتے تہے جان کی لوٹ موت کو دشوار تہی جدہر نظر کیجیے ملک الموت گرد اوڑاتے تہے اول صبح سے عصر
تک یہی حال رہا جب صبح اقبال افاغنہ و سکہہ قریب شام ہوا سکہہ لوگ اپنے ملجا سے ومقر کو
سدہارے اور ضابطہ خان اوسی قلعہ مین شب بسر ہوا صبح کو بکمال عجز و نیاز ملتجی امان ہوا نجف خان
نے براہ جوانمردی عفو تقصیر فرمائی حاضری کا حکم دیا ضابطہ خان حسب ضابطہ مجرمان عذر
خواہ کے مورد عواطف ہوا اور مدت تک حاضری مین مشرف ہوا بعدازان اپنی بہن کی کتخدائی

امیر الامرا اسے کردی اور ایک لڑکی نجف قلیخان کے نامزد کی جوکہ بمرتبہ فرزند اوسکا متبنی تہا
اور اس وسیلہ سے سہارنپور پوربور یا کی فوجداری ہاتھ لگی۔

نکلجانا عبد الاحد خان کا جانب لاہور اور تقویت تقرب ذو الفقار الدولہ بہادر

عبد الاحد خان جوکہ حضور مین دایر سایر اور جمیع کارہاے شاہی پر حاضر و ناظر تہا اور اسکی خاطر داری
شاہ عالم بادشاہ کو نہایت ملحوظ تہی اور ہمیشہ امیر الامرا کی برہمی کار مین کاوش کرتا تہا جب امیر الامرا
نجف خان بہادر نے ضابطہ خان پر فتح پائی اوسنے دیکہا کہ اب کوئی خان مذکور سے عہدہ برا نہین
ہوسکتا پس چارہ کار یہ دیکہا کہ خود معہ شاہزادہ کے سرہند کے طرف جاوے اور فوج ملازم کرکے
اوسطرف کو سکہون کو مقہور کرے بعد ازان اونکو مشتمل کرکے ذو الفقار الدولہ کے طرف متوجہ ہو
پس یہ ارادہ بادشاہ سے ظاہر کیا شاہزادہ جوان بخت یا اکبر شاہ کو ہمراہ لیکر خیمہ باہر نکالا اور صلاے
عام دی متلاشی لوگ تہوڑے عرصہ مین بہت حاضر ہوگئے اندک توجہ سے لشکر عظیم منتظم ہوگیا
چونکہ اسکا تقرب بادشاہ سے اطراف دہلی مین مشہور تہا بعض مقامات کی سردار اور ناموران
فرقہ سپاہ بہی حاضر تہی ہر روز کثرت ہوتی جاتی تہی حسب طلب پادشاہ کے ذو الفقار الدولہ
کی بہی فوج رفاقت شاہزادہ مین آئی اور موجب ایزادگی ہوئی جب عبد الاحد خان نے پر و بال
درست کیے شہر کو نہضت کی اور ذو الفقار الدولہ کی تقلید مین چند کوس سرہند سے گذر کر سوال
جواب معاملہ توبطی کسی سردار سکہہ سے سوال جواب معاملہ اور اظہار رعب و دبدبہ کرنے لگا حضرت کی قدر و
منزلت اوسپر افشا ہوئی وہ مقابلہ کو طیار ہوا ہنوز شمشیر آبدار کی خون افشانی نہوئی تہی فقط
چمک کو دیکہتے ہی عبد الاحد خان نامرد کی آنکہ جہپکی برق تیغ کی چمک دور سے جہلکی تہی کہ اسکے آنکہون مین
چکا چوندہ لگا آنچ تک نہ سہی گئی معہ شاہزادہ کے ایسا بہاگا کہ پیچہا ند یکہا فوج نجف خان بہادر کی بسبب
تقویت سردار کے محفوظ و سالم لوٹی اور مردمان بلجرئت کہ عقب مین تہے وہ بہی سلامت برآمد ہوئے اور لوگ
ناحق آوارہ دشت ادبار ہوئے لباس و سلاح سے عاری ہونگے و نام مٹا جسکا جہان ٹہکانا تہا
جا پہونچا کسیقدر مقتول و مجروح ہوئے۔ مرزا نجف خان مدتون سے عبد الاحد خان سے ایذا اوٹہائے
ہوئے تہا اسوقت مین اپنے فلاح اور رعایا کی رفاہ اسکے گوشہ گزینی مین دیکہی پس پادشاہ سے
اوسکی معزولی اور محبوسی کی اجازت چاہی بادشاہ تو عجیب مجنون شخص تہا طوعاً کرہاً راضی ہوا ذو الفقار
الدولہ نے معتمدین بہیجکر عبد الاحد خان کو قید اور اوسکے گہر کی ضبطی کی منجملہ اوسکے اموال کی کتب خانہ

اور دواخانہ جو فی الحقیقت نفیس تہا اپنے قبضہ مین کیا باقی کل مال ومتاع داخل خزانۂ شاہی فرمایا اور اپنے سرداران کو اطراف مین بہیجکر فی الجملہ سکہہ وغیرہ مفسدون کو رام کیا اور اپنا غلبہ اوپر جماعہ بے شمار پر ظاہر فرمایا آجتک باقبال وجاہ شاہجہان آباد مین کام روا فرمان فرما ہے اصحاب انگلشی کے دلمین کسیقدر کہٹکا ہی بعد مقید کرنے عبد الاحد خان کی جرنل کوٹ انگلشی نے مسمی مسٹر سک کو بطور سفارت امیر الامرا نجف خان بہادر کے پاس مشتمل پیغامہاے وعید وتہدید کے بہیجا تہا اسنے بہی بطور مناسب جوابہاے معقول دیے اور دکن کی لڑائیان خود انگلشیون کو واقع ہوئین وہی مانع مکاوحت نجف خان بہادر ہوا ورنہ کیا عجب کہ ابتک کچہہ اور حرکت ہوتی دیکہتے آئندہ کیا ظہور ہوتا ہے زمانہ کیا رنگ بدلتا ہی۔

نہضت کرنا گورنر جرنل بہادر کا کلکتہ سے مغرب کو

کسیقدر حال دکن کا جو معلوم ہوا تہا درج دفتر دوم ہوگیا ہے اندنون مین کہ آخر ماہ شعبان بلکہ شب غرۂ ماہ رمضان ۱۱۹۵ھ ہجری مین ایسا سُنا گیا کہ جرنل گاڈرڈ بہادر بعد فتح قلعہ لبسی کے جو کہ عمدہ قلعجات مرہٹہ مین ہی فوج آراستہ کرکے بقصد تسخیر پونا دار الملک مرہٹہ کے متحرک ہوا سرداران مرہٹہ چار ناچار چند منزل پونا سے نکل کر جرنل کا استقبال کرکے ہنگامہ آراے کارزار ہوئے اور بعد متواتر لڑائیون کے ایکروز طرفین سے جی کہولکر بخت آزمائی ہوئی اور بعد کشتہ ہونے فوج بیشمار کے لشکر جرنل گاڈرڈ سے شکست پائی جرنل مذکور نے براہ ہوشیاری معہ بقیۃ السیف دو ہزار جرار کے لب دریاے شور بدون اسباب وتوپخانہ کے پہونچکر جہاز پر سوار ہوا اور بمبئی مین جو کہ جزیرہ مشہور اور وہان انگلشیون نے قلعہ متین بنا رکہا ہی جاکر منتظر وقت جا بیٹہا اور بعض کہتے ہین کہ بندر سورت چلا گیا واللہ اعلم اور نیز سُنا گیا کہ افواج انگلشی کرنل کمک کی سرداری مین تہی اور یہ شخص بہی شجاع اور صاحب تدبیر اور ہوشیار ہے صوبہ مالوہ گیا تہا اور قلعہ گوالیار قبل اُسکے پہونچنے کے مفتوح ہوا محافظ انگلشی وہان پر تہے اور دوسرے قلعجات جو کہ کرنل کمک نے تسخیر کیے تہے فوج عظیم مرہٹہ نے دکن سے اوس صوبہ مین آکر رسد وغیرہ کی راہ لشکر انگلشی کی مسدود کردی اور متواتر لڑائی اور قتل ومجروح کردن مردمان گڑہی اور محافظان قلعہ وغیرہ کے سبب سے ایسا عاجز کیا تہا کہ کرنل کمک کی بہی پایداری دشوار ہوئی ناچار قلعہ گوالیار مسمی رانا زمیدار گوہد کو تفویض کیا اور قلعون دوسری سے بہی بضرورت دست بردار ہوا اور قلعہ مقبوضہ بہی چہوڑکر اٹاوہ چلے آئے اور بنام فوج کے چہاونی اٹاوہ مین مقرر

ہوئی اور حیدر نایک کو کہتی ہین کہ آجتک حیدر نایک صوبہ ارکاٹ مین بکمال اقتدار موجود ہے اور جنرل کوٹ
جو کل افواج انگلشی کا سالار اور منجملہ اصحاب خمسہ کمیٹ ہی اور نایک مذکور کے مدافعہ کو حسب الامر گورنر
گورنر جنرل تہا بدستور قلعہ مندراج مین مقیم حسب صلاح وقت میدان مین نکلکر اوسپر یورش کرتا ہی
گورنر جنرل بہادر کا یہ حال ہی کہ اونسے اپنی افواج مرسلہ کا یہ حال دیکھکر ملک بنگالہ و عظیم آباد و اودہ و
الہ اباد وغیرہ کا بندوبست جو اوسکے قبضہ مین ہی واجب سمجکر اسمین صلاح دیکھی کہ میرزا نجف خان بہادر
و ر پادشاہ کو یا جو شخص لیاقت رکہتا ہو ایلچی بہیجکر اپنا دوست رفیق بناوے اور مالداران نالایق سے
جو کہ فضول مصارف مین بے فائدہ زر خطیر رایگان کرتے ہین کچہ روپیہ واسطے مصارف اس حرب
کی تدابیر مناسب سی حاصل کرے تاکہ ایسا نہو کہ افواج دکن اپنا غلبہ اپنے وطن مین دیکھکر ادہر بھی مستعد
غنا و انگیزی ہو اور میرزا نجف خان جو کہ سوال جواب سابقہ سی اندیشناک ہی ایسا نہو دکہنیون سی ملجاے
یا کوئی اور مدعا ہو کیونکہ اس فرقہ کی دل کی بات خصوص گورنر جنرل بہادر کی کیا امکان کہ ادنی سی بھی ظاہر ہو جاے
بہر صورت شسنہ ۱۱۹۵ ہجری مین کلکتہ سی کوچ کرکے مع اکثر اصحاب دانشمند مانند مسٹر اندرس وغیرہ ہمقوم
کے اور زمرہ ہندیان سے علی ابراہیم خان بہادر کو جسکے اوصاف حمیدہ انکی دفتر دوم مین زینت پذیر ہین
ہمراہ لیکر بڑی شان و شوکت سی کہ تین چار سو کشتی ہمراہ تہی اول ماہ شعبان کو عظیم آباد ہوتیکر عازم بنارس ہوا
تیسوین ماہ مذکور کو بنارس آیا خبر تہی کہ زیادہ مقیم نرہکر عازم لکہنو ہوگا وہان پر مرکوز خاطر ظاہر ہوگا قبل ازان
کہ گورنر بہادر کلکتہ سے عزیمت کرے ولایت سی حکم آیا کہ جماعۃ ولندیسیہ کی برہمی کرکے اونکی قلعجات
و مکانات ضبط کیجاوین اور حسب الامر اوسط یا آخر ماہ رجب سنہ مذکور کو بندر ہوگلی مین جہان
آبادی ولندیسیہ کے تہی اور اوسکا نام چچرہ اور سردار اس جماعۃ کا ملک بنگالہ مین چند ضرب توپ
سے جو کہ چالیس ضرب سی کم نہونگے مع اپنی قلیل جمعیت کے رہتا تہا بے لڑائی کے مسخر ہوگیا
اور مع مال و اسباب کی فرقہ انگلشی کے ضبطی مین آیا اور مقامات مین بھی ہر دو صوبہ بنگالہ و عظیم آباد
مین بھی دو تین شخص جسجگہ جسقدر لایق جانتی ہین اپنی معکپنی کے کام کو مامور ہوتی ہین وسط شہر عظیم آباد
مین بھی ایک مکان وسیع نہایت مصفا تہوڑی سی متانت مین مع چند ضرب توپ کی رکہتے ہین جب حکم گورنر
کا مسٹر مکسول صاحب کلان عظیم آباد اور میجر ہاڈی صاحب فوج متعینہ شہر مذکور کے نام بابت ضبطی
مکانات ولندیسیہ کے صادر ہوا چندروز قبل ورود گورنر کے یہان بھی بدون جنگ و جدل کی صفائی
ہوگئی تہی ان مقامات کے تسخیر کی آسانی کا یہ سبب ہوا کہ انگلشی اول سے اس روز کا خیال
رکہتے ہین چونکہ غلبہ و اقتدار اس دیار مین ہونا تہی فرقہ دیگر کو اپنے برابر نہین رکہتے تاکہ

اگر ضرورت پڑے تو وہ ہمسری کر سکے۔

ذکر سبب منازعت فیمابین انگلشی اور ولندیسیہ کے اور کسیقدر حال نئی دنیا کا مسمی امریکہ

قبل ازین پانچ چھہ برس ہوئے بادشاہ انگلشیہ کو حسب صلاح کمپنی کے جسکے بدون کوئی کام اوس ملک کا نہین ہوتا مردم امریکہ سے جسے نئی دنیا کہتے ہین منازعت درپیش ہوئی کمپنی کی ماہیت یہہ ہے کہ چند اشخاص مالدار وہان کے رعایا سے مراد ہے فرقہ مذکور سے تیس چالیس آدمی یا کم و زیادہ باہم متفق ہوکر کسی طرف ارادہ تجارت کرتے ہین اپنے کو کمپنی کہتے ہین — اور اس قسم کے لوگ دو تین سو ہونگے کہ علاقہ تجارت کا ہر طرف رکھتے ہین اور ہر ایک بمنزلہ رئیس قوم کے ہے وہانکا بادشاہ جو ارادہ کرے اول اپنا مکنون خاطر امرا سے مشورہ کرتا ہے اگر امرا کے پسند ہوا امرا کونسل مین پیش کرتے ہین اور کونسل ملک اوسی فرقہ مذکور کے لوگون سے مراد ہے کہ ولایت انگلینڈ کے ہر شہر و قصبہ کے رہنے والون سے ایک دو نفر ہوشیار متدین اپنے وکالت مین مقرر کرتے ہین اور اونکے اخراجات ضروری کے ذمہ دار ہوتے ہین اور اونہین دار الخلافہ انگلینڈ شہر لندن مین حاضر رکھتے ہین تاکہ جو امر بادشاہ کو عائد ہو اوس بارہ مین مناسب حال رعایا مشورہ دین گویا کل رعایا کی طرف سے مختار ہین اگر اونکو نامنظور ہو کوئی منظور نہ کریگا اگر اونہون نے اوس امر مین رعایا کا بہبود دیکھا اور منظور کیا قبول کرنا اوسکا جمہور خلق پر فرض ہوا بادشاہ کو انکار کی حالتمین مجال نہین کہ انکے خلاف مرضی حکم دے امریکہ کے لوگ قوم انگلشی اور انہین کے اولاد مین ہین اس گروہ کے علماے ہیئت نے اس علم مین بڑی تحقیق کی اور حکماے سلف کی تحقیقات مین بڑی تفاوت نکالی ہین منجملہ اوسکے کہتے ہین احاطہ کرہ ہاے ارض کو کہ بطور سابق نہین بلکہ مانند کمربند کے کرہ ارض کو محیط ہے اور زمین جیسا کہ ادہر نکلی ہوئی ہے قابل مقام ہوئی اور یہی ہفت اقلیم ہے اسطرح دوسری طرف سے بر آمد ہوکر موقع سکونت ہے دلیل یہ ہے کہ لوگون کے کف پا اگر دونو طرف زمین نہو باہمدگر چسپان ہو اور سر جانب آسمان خلاصہ یہ کہ بے اندک میلے کے ہر دو طرف زمین مقابلہ یکدیگر مین واقع ہے وسعت اوسکی ہر چند آجتک پیمود نہین مگر تخمیناً ہر دو طرف پانچ حصہ تصور کرنا چاہیے اوسمین سے تین حصہ اسطرف جو ہفت اقلیم سے مشہور ہے اور دو حصہ او دہر کچہ زیادہ ہوگا اور سرد سیر اور گرم سیر ہے لیکن سارا حال وہانکا دیکھا نہین گیا اکثر قسم کے دوائیات اور لکڑی وہان سے لائے تین جنگی صندوقین بنی ہین کہتے ہین کہ چار سو برس ہوئین کہ جہاز تباہ ہوکر وہان پہونچا ایک سال جہاز ترکیس کا جو پرتگال کے نام سے مشہور ہے بے خبر تباہی مین

وارد ہوا اور یہان پر سکونت اختیار کی اور مدت تک رہکر صاحب اقتدار ہوئے تا آنکہ شاہجہان بادشاہ
کے عہد مین ہند کے بلاد سے نکالے گئے اور اولاد اونکی ہوگلی اور منمدراج مین رہکر سیاہ رنگ
اور سبز اور بعض سفید پوست ہوئی اور پیشہ وری کرنے لگی اندنون مین اکثر سرکار انگلشی مین بعہدہ
محرری مقرر ہوئے اولاد انگلشی اونکی کچہ عزت نہین کرتے عوام ہندی کے طرح جانتے ہین لیکن اپنے
ولایت مین آجتک بادشاہ اور صاحب اقتدار ہین جب جہاز وہانکی تباہی سے سلامت لوٹا
بعض ہوشیاران جہاز کو کسیقدر اس سرزمین سے اشیا سے راہ بہم پہونچی اونمین سے ایک آدمی اپنے
بادشاہ کے کسی بی بی کے اعانت سے دو تین جہاز تیار کرکے اور نیز دیگر ہوشمندون کو ہمراہ لیکر یہان
پہونچا اور سکونت اختیار کی اور چند لوگ یہان کر رہنے والے بہم پہونچا کر اونسے مختلط ہوا اور کسیقدر
اونکے زبان سے آشنا ہوا اور اونہین خوش نود کرکے اونکے ساتہ اوس کنارہ مین چند مثال کی سیر فرمائی
اور بعد وارتفاع اور قرب درجات وغیرہ کا حال دریافت کرکے کسیقدر نقشہ وہانکی عبور کا قید ضبط
مین لایا اور معاود ہوا دوسرے سال معہ چند جہاز بسامان حرب وہانکی اقامت گزین ہوئے آہستہ
آہستہ اور بہی حالات معلوم کرکے اطراف مین اقامت کی بعد چندے وہانکی لوگون کو مانند چارپایہ
کے جوان سمجھکر انگلشی کو وہان کے رہنے کا اشتیاق ہوا اور طرح عمارت وہان ڈالکر معمورہ عظیم بنایا
اور اپنی بود و باش و تعلیم و تربیت وہین پر مقرر کی اور معابد اور مکتب وغیرہ ہر قسم کی عمارت و مکان
ولایت کے طور پر بنا لیے ارادہ معاودت انگلینڈ جو وطن قدیم تہا فسخ کیا مگر اطاعت شاہی مین برقرار چنانچہ
بجاے فدویت رہے اور بضابطہ ولایت انگلینڈ کی جو خراج کہ معین تہا پہونچایا کرتے تا آنکہ کثرت اولاد
ہوئی لاکہون سے زیادہ ہوگئی چہ سات برس کے قریب ہوا کہ بادشاہ انگلینڈ نے اصلاح ارباب حل و عقد
مملکت کی وجہ مقررہ پر کچہ اضافہ کیا اور وہ موجب گرانی ہوئی بادشاہ سے منحرف ہوگئے اور بادشاہ نے
سردارون کی نام جو یہان پر تحصیل زرمعینہ کیا کرتے تہے حکم تنبیہ صادر کیا سرداران مذکور نے سخت طلبی کی
لاچار فرقہ مذکور نے باہم مشورہ کرکے حکام بادشاہی کو سرزمین سے دور کردیے اور باغی ہوگئے بادشاہ نے
فوج لائق معہ اسباب شایستہ کے اونکی تادیب پر روانہ کی چونکہ ضوابط اور قواعد وغیرہ ہر امر مین انگلشیہ
سے برابر ہین اور توپ وغیرہ جو سامان چاہئے موجود تہا مقابلہ کو آمادہ ہوئے فوج بادشاہی مغلوب و
مستاصل ہوئی بادشاہ نے دوبارہ فوج بیشمار معہ سامان ہزار در ہزار کے روانہ فرمائی فرقہ مذکور بھی
حسب مقدور آراستہ ہوئے اور کچہ مدد بھی فرانسیس سے طلب کی فرانسیسیہ تو صدہا برس سے انگلشی کے
عدو ہین اس موافقت کو طیار ہوئے چونکہ ایام صلح باقی تہی بظاہر اعانت نہ کرسکے در پردہ جسقدر

ممکن تہا اسعادن ہونے انگلشیہ نے مس دغا بازی سے ماہر ہو کر دو تین برس ہوئے کہ فرانسیسیہ سے بھی لوٹے لیکن مردم مذکور بسکنا سے امریکہ نے ایسی کوشش کی کہ فوج پادشاہی مغلوب ہوئی اور اس لڑائی مین کہ تین چالیس ہزار جرار اور قریب بیس کرور روپیہ کے ضائع ہوئے بڑی شکستی پادشاہ انگلینڈ کی عائد ہوئی اور معرکہ رزم اپنی قوم سے جو نئی دنیا کے لوگ تھے فرانسیسون سے گرم ہوا اسپانیول نے کہ وہ بھی اسی فرقہ سے ہین اور اپنا پادشاہ علیحدہ رکھتے ہین اکثر سلطان روم وغیرہ سلاطین قرب و جوار سے لڑا کرتے ہین فرانسیس کی اعانت مین انگلشیہ سے منازعت کرنے کو طیار ہوئے ولندیسیہ بہی جو انگلشیہ کا تسلط ہند مین نہین چاہتے لیکن اپنی سلامت روی سے جو اونکا شیوا ہے کمتر متوجہ منازعت ہوتے ہین اظہار عناد پسند نکیا باطن مین تینون فرقہ سے بنا بر وجہ مذکور اور نیز اپنے نفع تجارت کے جو غرض کے وقت اسباب حرب کو دونی قیمت پر بیچتے ہین اسباب رزمیہ مع گولہ باروت توپ بندوق کی پہونچانے مین اہتمام کیا تہا انگلشیہ ایک انکی بہی اس تدبیر مخفی پر آگاہ ہوئے اور اون سے بہی کاوش شروع کی اب اینده دیکھئے آہین خدا کی کیا مرضی ہے ۔ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ۔ اللہ ہی کرتا ہے جو کچہ چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جیسا ارادہ کرتا ہے ۔

خاتمة الطبع

صد ہزار سپاس پروردگار ہے وقت ثنای کردگار ہو کہ تینون دفتر دن تاریخ سیر المتاخرین حاوی حالات سلاطین کا ترجمہ زبان اردو مین بکمال حسن تصحیح و نہایت تحقیق و تنقیح حسب الارشاد جناب معلی القاب ہنر پرور جوہر شناس حاتم دل برگزیدہ انفاس منشی نولکشور صاحب مالک مطبع اودہ اخبار نہایت خوش اسلوبی سے چہپکر مرتب ہوا اگرچہ سیر المتاخرین کی عبارات فرط سلامت سے ہر دل عزیز و پسندیدہ خواطر ہر سرا پا تمیز تہی مگر چونکہ اس زمانہ مین اکابر و اصاغر کو زبان اردو مطلوب اور اس زبان بلاغت ترجمان کی جامعیت بدل و جان مرغوب ہے اسواسطے مالک مطبع عالی وقار کی ایما سے اوسکا ترجمہ اس زبان فصاحت توامان مین منشی گوکل پرشاد لکھنوی نے ترتیب دیا اور کارپردازان مطبع عالی فطرت نے اوسکو نظر ثانی سے مزین فرمایا اور ماہ صفر المظفر سنہ ۱۲۹۱ ہجری مطابق ماہ اپریل ۱۸۷۴ع مین زیور طبع سے آراستہ ہوا فقط ۔

00051221

Digitized with financial assistance from

NSDL
Technology, Trust & Reach

on 07 January, 2017